ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ

www.KitaboSunnat.com

باردو ترجمہ

عکسی

قرآن مجید

محشی بنام احدیث [illegible]

مفسّر۔ مولانا عبدالستار صاحب محدث دہلویؒ

مرتب حواشی۔ مولانا عبدالقہار صاحب دہلوی

ترجمہ: از شاہ رفیع الدینؒ

جلد اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ

بہ دو ترجمہ

قرآن مجید عکسی

محشٰی بنام احسن التفاسیر

مفسّر۔ مولانا عبد السّتار صاحب محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب حواشی۔ مولانا عبد القہار صاحب دہلوی

ترجمہ: از شاہ رفیع الدّین رحمۃ اللہ علیہ

جلد اوّل

محمد ۶۸۲

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

با اردو ترجمہ

قرآن مجید

محشّٰی بنام احسن التفاسیر

مفسّر - مولانا عبدالستّار صاحب محدّث دہلوی رح

مرتّب حواشی - مولانا عبدالقہار صاحب دہلوی

ترجمہ: از شاہ رفیع الدین رح

جلد اوّل

فاکس : ٠٠٩٢ ٢١ ٢٦٣ ٢٨٢٧
٢٦٢ ٨١٠٢
تلفون [illegible]

Ph. [illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

Abdur Rahman Alsalafi
Amir Jamaat Ghraba Ahlehadis
P.O. Box. 313-Karachi Pakistan.
A M. (1) Mohammad Bin Qasim Road

عبد الرحمن السلفي
امير جماعة غرباء اهل الحديث باكستان
ص.ب ٣١٣ كراتشى

التاريخ ١٤١٧/١/١٧هـ

Date ٠٥/٠٦/١٩٩٦م

الحمد لله والصلوة والسلام على رسول الله محمد وآله وأصحابه ومن والاه .

وبعد ...

ان فضيلة الشيخ عبد القهار بن الشيخ عبد الوهاب المحدث الدهلوى قام بترجمة معانى القرآن الكريم فى ضوء الكتاب والسنة وتفسير السلف الصالح مع حل اللغات فى الهامش وذلك فى اللغة الأردية بعد جهد مسلسل منذ سنوات عديدة . وقد جمع الأحاديث النبوية والتفسير المنقول فى تعليقات المصحف وقدم حلاً صحيحاً للأمور الغامضة والمشكلة كما رد وذم الشرك والبدعة والخرافات والعادات الجاهلية والتقاليد المذمومة حسب المقام والمحل .

وهذه ترجمة معانى القرآن الكريم مع تفسيرها المعتمد ، ممتاز فى لغة " أردو " التى نشرها الشيخ عبد القهار بالطبع الجديد ، وقد تأثر بها خلق كثير من الرجال والنساء وأصلحوا عقيدتهم ومع تصحيح أحوالهم جاء التطور فى حياتهم وأخلاقهم ، فالحمد لله على ذلك أولا وأخيرا وهذا المصحف الكريم مع تفسيره الممتاز والترجمة السلسة والتعليقات النافعة والهوامش المفيدة فى حاجة ماسة الى زيادة النشر والطبع ثم التوزيع بعدد كبير الى ناطقى اللغة بنطاق واسع .

فجزى الله الشيخ عبد القهار حفظه الله أحسن الجزاء الذى لعب دورا هاما وكبيرا فى خدمة الاسلام واصلاح المسلمين بعد تعب كثير وجهد كبير وأنفق فى هذا العمل المصاريف الكثيرة والمبالغ كبيرة ، فالله يتقبل منه ويبارك فيه ، وهو ولي التوفيق ، ولا أزكي على الله احدا .

عبد الرحمن السلفي عبد الستار
أمير جماعة غرباء أهل الحديث ورئيس الجامعة
الستارية الاسلامية بكراتشى باكستان

www.KitaboSunnat.com

Ahl-e-Hadith Sind Pakistan

جمعية أهل الحديث السنة سندھ پاکستان

مرکزی دفتر آزاد پیر محلہ ... سندھ پاکستان

DATE .... REF ....

التاريخ ٢/٢/١٤١٨ھ

الرقم ....

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين، وعلى آله وصحبه وأهل طاعته أجمعين، وبعد

فقد أسعدني الله تعالى بالاطلاع على ترجمة معاني القرآن الكريم وتفسيره الموجز باللغة الأردية لفضيلة الشيخ المفتي العلامة عبد الستار حفظه الله تعالى. ووفقت لقراءة هذه الهوامش في عدة أمكنة مما أثلج صدري.

وهذا التفسير وإن كان موجزا - وهو المطلوب - ولكنه تفسير واف لفهم مقصود القرآن الكريم. والشيخ جزاه الله خيرا نهج منهج السلف في تفسيره، فهو تفسير بالقرآن الكريم، وبالسنة المطهرة والأقوال المأثورة من الصحابة والتابعين. وأسلوبه سهل علمي بعيد عن التكلفات اللغوية والعبارة واضحة موجزة.

والشيخ جزاه الله خيرا جعله وفقه الله تعالى. فللإخوان المطلعين على هذه الرسالة المتواضعة المساهمة في طبعه لكي يعم نفعه وتشمل فائدته، والله تعالى من وراء القصد وبنعمته تتم الصالحات. وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

وكتبه عبد الله ناصر رحماني

٢/٢/١٤١٨ھ

شیخ عبداللہ ناصر رحمانی

امیر جمعیت اہلحدیث سندھ

Tel: 301,
Fax: 07-92-2223-381
Tel Hyderabad: 619330-614757

مرکزی دفتر ۳۰۱
فیکس ۰۷-۹۲-۲۲۲۸-۳۸۱
ٹیلیفون حیدرآباد ۶۱۹۹۳۰-۶۱۴۷۵۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جامعہ ستاریہ اسلامیہ

گلشن اقبال بلاک ۱۶، کراچی ۴۷، پوسٹ بکس ۲۰۶۰

Alsattaria Islamic University

Gulshan-e-Iqbal KARACHI - 47 (Pakistan)

غرة رجب ١٤٢٧هـ

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده

وبعد - فقد أسعدني الله تعالى بالاطلاع على معاني
القرآن الكريم وتفسيره الموجز الذي قام به فضيلة
الشيخ [illegible] لصاحب المطبعة الدهلوي فقد قرأت
التعليقات والحواشي من التفسير فوجدت أنه
مفسر على منهج السلف الصالح وهو تفسير بالقرآن
الكريم وبالسنة المطهرة كما فصل المؤلف الكلام
على آيات التوحيد والأسماء والصفات آخذاً
منهج السلف الصالح لفهم القرآن الكريم وتفسيره
وقد عم النفع بهذا التفسير واهتدى خلق كثير إلى
سبيل السلف والصالحين لهذه الأمة - أثاب الله
المفسر على هذا العمل الجليل وخدمة الإسلام والمسلمين.

كتبه -

محمد [illegible] الله

مبعوث وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعارف!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ لَاسِیَّمَا عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الْاُمِّیِّیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَمَنْ تَبِعَہُمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

امابعد! زیر نظر مجموعہ تفاسیر استاذی المحترم حضرت العلام مولانا الحافظ الحاج عبدالقہار صاحب سلفی مدظلہ ابن الشیخ العلام الحافظ الحاج مولانا عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث ہند کی استخراجی واستنباطی کدوکاوش کے ماحصل کا جدید ایڈیشن ہے۔ گو یہ استقرائی تفسیر نہیں استخراجی ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ تفسیری نکات کے بکھرے ہوئے موتیوں کو ایک لڑی میں پرونے اور مختلف اور متفرق مواد کو مرتب و مدون کرنے میں فاضل مرتب نے جس عرق ریزی، باریک بینی اور جان فشانی کا مظاہرہ کیا ہے وہ لائق صد تحسین وآفرین ہے اور یہ بھی ایک کارنامہ کم نہیں ہے۔ مزید براں یہ مصحف دو ترجموں سے مزین ہے ایک لفظی دوسرا محاوری ساتھ ساتھ "حل لغات" کے عنوان سے اسمیں عربی کلمات کے اصلی معانی انکے طریقہ استعمال اور فنی باریکیوں پر مشتمل مفید معلومات بھی اسمیں درج ہیں۔ متعدد مقامات پر فاضل مرتب نے خود بھی اپنی خداداد بصیرت وفراست، علمی لیاقت اور فکری صلاحیت کی بنیاد پر جو نکتہ سنجی فرمائی اور مشکل مقامات کی عقدہ کشائی کی ہے اور مسائل کی الجھی ہوئی گتھی کو سلجھایا ہے اس نے اس تفسیری مجموعہ کی افادیت کو دوچند کر دیا ہے۔ گویا یہ تفسیری پھولوں کا ایک خوشنما گلدستہ ہے جسمیں ع

ہر گل را رنگ وبوئے دیگر است

کے بمصداق ہر گل کی رعنائی بھی ہے اور مسحور کن خوشبو بھی۔ ایک بحر بیکراں اور یم ذخار ہے، جس میں قرآنی تفسیر وتشریح کے انمول جواہر ویواقیت اور دمکتے لعل وگہر کی فراوانی ہے۔ ایک شمع فروزاں ہے جس کی تاباں ودرخشاں لو قرآن کے صحیح مطالب ومفاہیم کی منزل کے متلاشی مسافر کے لئے رہنما کا کام دیتی ہے۔ علاوہ ازیں اس مصحف میں قرآن مجید کی سورتوں، آیات اور رکوع پر مشتمل ایک انڈکس بھی شامل ہے نیز قرآن مجید کے نزول کے مقامات میں سے چند ایک مقامات کا ان کی مختصر تفصیل اور پس منظر کے ساتھ ذکر ہے۔ جس نے اس مصحف کی خوبیوں میں ایک نیا اضافہ کیا ہے۔

غرضیکہ تقریباً ہزار صفحات پر مشتمل یہ ضخیم وعظیم مصحف تدوین وتفسیر، تشریح وتعبیر اور تحشی وترتیب مضامین تحلیل الفاظ ومعانی کا ایک ہمہ گیر وہمہ پہلو اور ہمہ جہت وہمہ صفت شاہکار ہے۔ میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ دین برحق کے اس بطل جلیل اور عبقری اسلام کی صحت وعافیت کے ساتھ عمر دراز کرے اور انکی اس سعی پیہم اور ہمت جاوداں کو قبول تام نصیب فرمائے، انکی فکر وفقہ میں برکت کرے۔ انہیں کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کی زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق بخشے اور اس خدمت کے صلہ میں انہیں فلاح دارین کی نعمت سے سرفراز کرے۔ آمین اللہم آمین

فقط۔ محمود احمد حسن (فاضل عربی)
استاذ جامعہ عربیہ اسلامیہ دار السلام
کراچی ۱

مضمون واحد
(مولوی) غلام اکبر صاحب کرنالوی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سورتیں، آیات اور رکوع

انتخاب:- حافظ محمد ادریس صاحب سلفی (فاضل عربی) ابن الشیخ مولانا عبدالقہار صاحب مدظلہ

بشکریہ سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر ۳

ترتیب جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔	ترتیب جیسا کہ قرآن پاک کا نزول ہوا۔	نام سورت	کل رکوع	کل آیات	جائے نزول	پارہ	منزل	سجدہ
۱	۵	سورۃ الفاتحہ	۱	۷	مکہ	۱	۱	-
۲	۸۷	سورۃ البقرہ	۴۰	۲۸۶	مدینہ	۱-۲-۳	۱	-
۳	۸۹	سورۃ آل عمران	۲۰	۲۰۰	مدینہ	۳-۴	۱	-
۴	۹۲	سورۃ النساء	۲۴	۱۷۶	مدینہ	۴-۵-۶	۱	-
۵	۱۱۲	سورۃ المائدہ	۱۶	۱۲۰	مدینہ	۶-۷	۲	-
۶	۵۵	سورۃ الانعام	۲۰	۱۶۵	مکہ	۷-۸	۲	-
۷	۳۹	سورۃ الاعراف	۲۴	۲۰۶	مکہ	۸-۹	۲	سجدہ نمبر۱
۸	۸۸	سورۃ الانفال	۱۰	۷۵	مدینہ	۹-۱۰	۲	-
۹	۱۱۳	سورۃ التوبہ	۱۶	۱۲۹	مدینہ	۱۰-۱۱	۲	-
۱۰	۵۱	سورۃ یونس	۱۱	۱۰۹	مکہ	۱۱	۳	-
۱۱	۵۲	سورۃ ہود	۱۰	۱۲۳	مکہ	۱۱-۱۲	۳	-
۱۲	۵۳	سورۃ یوسف	۱۲	۱۱۱	مکہ	۱۲-۱۳	۳	-
۱۳	۹۶	سورۃ الرعد	۶	۴۳	مدینہ	۱۳	۳	سجدہ نمبر۲
۱۴	۷۲	سورۃ ابراہیم	۷	۵۲	مکہ	۱۳	۳	
۱۵	۵۴	سورۃ الحجر	۶	۹۹	مکہ	۱۳-۱۴	۳	
۱۶	۷۰	سورۃ النحل	۱۶	۱۲۸	مکہ	۱۴	۳	سجدہ نمبر۳
۱۷	۵۰	سورۃ بنی اسرائیل	۱۲	۱۱۱	مکہ	۱۵	۴	سجدہ نمبر۴
۱۸	۶۹	سورۃ الکہف	۱۲	۱۱۰	مکہ	۱۵-۱۶	۴	
۱۹	۴۴	سورۃ مریم	۶	۹۸	مکہ	۱۶	۴	سجدہ نمبر۵
۲۰	۴۵	سورۃ طٰہٰ	۸	۱۳۵	مکہ	۱۶	۴	-
۲۱	۷۳	سورۃ الانبیاء	۷	۱۱۲	مکہ	۱۷	۴	-
۲۲	۱۰۳	سورۃ الحج	۱۰	۷۸	مدینہ	۱۷	۴	سجدہ نمبر۶-۷
۲۳	۷۴	سورۃ المومنون	۶	۱۱۸	مکہ	۱۸	۴	-
۲۴	۱۰۲	سورۃ النور	۹	۶۴	مدینہ	۱۸	۴	-
۲۵	۴۲	سورۃ الفرقان	۶	۷۷	مکہ	۱۸-۱۹	۴	سجدہ نمبر۸
۲۶	۴۷	سورۃ الشعراء	۱۱	۲۲۷	مکہ	۱۹	۵	
۲۷	۴۸	سورۃ النمل	۷	۹۳	مکہ	۱۹-۲۰	۵	سجدہ نمبر۹

؎ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ قرآن مجید میں سجود تلاوت کی صحیح تعداد پندرہ (۱۵) ہے - اس مسئلہ پر محدثین کا اجماع ہے۔ ۱۲ منہ

آپ سورتوں کی ترتیب اور ان کے رکوعات اور آیات کی تعداد کو ملاحظہ [illegible] ... الگ الگ [illegible] اختلافی [illegible]

مقام آتے ہیں - تعداد آیات میں بھی آراء مختلف رہی ہیں کیونکہ بعض اصحاب ہر سورت کے ساتھ بسم اللہ کو شمار کرتے ہیں اور بعض نہیں کرتے اس کے علاوہ بھی چھوٹے چھوٹے اختلافات ہیں۔ کاش کہ اس سلسلہ میں مرتب نے تھوڑا سا تحقیقی کام کر دیا ہوتا۔ تاہم فی الجملہ یہ انڈکس مفید ہے

(۵) [illegible]

www.KitaboSunnat.com

۲۸	۴۹	سورۃ القصص	۹	۸۸	مکہ	۲۰	۵	۰
۲۹	۸۵	سورۃ العنکبوت	۷	۶۹	مکہ	۲۰-۲۱	۵	۰
۳۰	۸۴	سورۃ الروم	۶	۶۰	مکہ	۲۱	۵	۰
۳۱	۵۷	سورۃ لقمٰن	۴	۳۴	مکہ	۲۱	۵	۰
۳۲	۷۵	سورۃ السجدہ	۳	۳۰	مکہ	۲۱	۵	سجدہ نمبر۱۰
۳۳	۹۰	سورۃ الاحزاب	۹	۷۳	مدینہ	۲۱-۲۲	۵	۰
۳۴	۵۸	سورۃ سبا	۶	۵۴	مکہ	۲۲	۵	۰
۳۵	۴۳	سورۃ فاطر	۵	۴۵	مکہ	۲۲	۵	۰
۳۶	۴۱	سورۃ یٰسٓ	۵	۹۳	مکہ	۲۲-۲۳	۵	۰
۳۷	۵۶	سورۃ الصّٰفّٰت	۵	۱۸۲	مکہ	۲۳	۶	۰
۳۸	۳۸	سورۃ صٓ	۵	۸۸	مکہ	۲۳	۶	سجدہ نمبر۱۱
۳۹	۵۹	سورۃ الزمر	۸	۷۵	مکہ	۲۳-۲۴	۶	۰
۴۰	۶۰	سورۃ المومن	۹	۸۵	مکہ	۲۴	۶	۰
۴۱	۶۱	سورۃ حٰمٓ السجدہ	۶	۵۴	مکہ	۲۴-۲۵	۶	سجدہ نمبر۱۲
۴۲	۶۲	سورۃ الشورٰی	۵	۵۳	مکہ	۲۵	۶	۰
۴۳	۶۳	سورۃ الزخرف	۷	۸۹	مکہ	۲۵	۶	۰
۴۴	۶۴	سورۃ الدخان	۳	۵۹	مکہ	۲۵	۶	۰
۴۵	۶۵	سورۃ الجاثیہ	۴	۳۷	مکہ	۲۵	۶	۰
۴۶	۶۶	سورۃ الاحقاف	۴	۳۵	مکہ	۲۶	۶	۰
۴۷	۹۵	سورۃ محمد	۴	۳۸	مدینہ	۲۶	۶	۰
۴۸	۱۱۱	سورۃ الفتح	۴	۲۹	مدینہ	۲۶	۶	۰
۴۹	۱۰۶	سورۃ الحجرات	۲	۱۸	مدینہ	۲۶	۶	۰
۵۰	۳۴	سورۃ قٓ	۳	۴۵	مکہ	۲۶	۷	۰
۵۱	۶۷	سورۃ الذّٰریٰت	۳	۶۰	مکہ	۲۶-۲۷	۷	۰
۵۲	۷۶	سورۃ الطور	۲	۴۹	مکہ	۲۷	۷	۰
۵۳	۲۳	سورۃ النجم	۳	۶۲	مکہ	۲۷	۷	سجدہ نمبر۱۳
۵۴	۳۷	سورۃ القمر	۳	۵۵	مکہ	۲۷	۷	۰
۵۵	۹۷	سورۃ الرحمٰن	۳	۰۸	مدینہ	۲۷	۷	۰
۵۶	۴۶	سورۃ الواقعہ	۳	۹۶	مکہ	۲۷	۷	۰
۵۷	۹۴	سورۃ الحدید	۴	۲۹	مدینہ	۲۷	۷	۰
۵۸	۱۰۵	سورۃ المجادلہ	۳	۲۲	مدینہ	۲۸	۷	۰
۵۹	۱۰۱	سورۃ الحشر	۳	۲۴	مدینہ	۲۸	۷	۰
۶۰	۹۱	سورۃ الممتحنہ	۲	۱۳	مدینہ	۲۸	۷	۰
۶۱	۱۰۹	سورۃ الصف	۲	۱۴	مدینہ	۲۸	۷	۰
۶۲	۱۱۰	سورۃ الجمعہ	۲	۱۱	مدینہ	۲۸	۷	۰
۶۳	۱۰۴	سورۃ المنٰفقون	۲	۱۱	مدینہ	۲۸	۷	۰
۶۴	۱۰۸	سورۃ التغابن	۲	۱۸	مدینہ	۲۸	۷	۰
۶۵	۹۹	سورۃ الطلاق	۲	۱۲	مدینہ	۲۸	۷	۰
۶۶	۱۰۷	سورۃ التحریم	۲	۱۲	مدینہ	۲۸	۷	۰
۶۷	۷۷	سورۃ الملک	۲	۳۰	مکہ	۲۹	۷	۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۶۸	۲	سورۃ القلم	۲	۵۲	مکہ	۲۹	۷	۰
۶۹	۷۸	سورۃ الحاقہ	۲	۵۲	مکہ	۲۹	۷	۰
۷۰	۷۹	سورۃ المعارج	۲	۴۴	مکہ	۲۹	۷	۰
۷۱	۷۱	سورۃ نوح	۲	۲۸	مکہ	۲۹	۷	۰
۷۲	۴۰	سورۃ الجن	۲	۲۸	مکہ	۲۹	۷	۰
۷۳	۳	سورۃ المزمل	۲	۲۰	مکہ	۲۹	۷	۰
۷۴	۴	سورۃ المدثر	۲	۵۶	مکہ	۲۹	۷	۰
۷۵	۳۱	سورۃ القیمہ	۲	۴۰	مکہ	۲۹	۷	۰
۷۶	۹۸	سورۃ الدہر	۲	۳۱	مکہ	۲۹	۷	۰
۷۷	۳۳	سورۃ المرسلات	۲	۵۰	مکہ	۲۹	۷	۰
۷۸	۸۰	سورۃ النبا	۲	۴۰	مکہ	۳۰	۷	۰
۷۹	۸۱	سورۃ النزعت	۲	۴۶	مکہ	۳۰	۷	۰
۸۰	۲۴	سورۃ عبس	۱	۴۲	مکہ	۳۰	۷	۰
۸۱	۷	سورۃ التکویر	۱	۲۹	مکہ	۳۰	۷	۰
۸۲	۸۲	سورۃ الانفطار	۱	۱۹	مکہ	۳۰	۷	۰
۸۳	۸۶	سورۃ المطففین	۱	۳۶	مکہ	۳۰	۷	۰
۸۴	۸۳	سورۃ الانشقاق	۱	۲۵	مکہ	۳۰	۷	سجدہ نمبر ۱۴
۸۵	۲۷	سورۃ البروج	۱	۲۲	مکہ	۳۰	۷	۰
۸۶	۳۶	سورۃ الطارق	۱	۱۷	مکہ	۳۰	۷	۰
۸۷	۸	سورۃ الاعلیٰ	۱	۱۹	مکہ	۳۰	۷	۰
۸۸	۶۸	سورۃ الغاشیہ	۱	۲۶	مکہ	۳۰	۷	۰
۸۹	۱۰	سورۃ الفجر	۱	۳۰	مکہ	۳۰	۷	۰
۹۰	۳۵	سورۃ البلد	۱	۲۰	مکہ	۳۰	۷	۰
۹۱	۲۶	سورۃ الشمس	۱	۱۵	مکہ	۳۰	۷	۰
۹۲	۹	سورۃ اللیل	۱	۲۱	مکہ	۳۰	۷	۰
۹۳	۱۱	سورۃ الضحیٰ	۱	۱۱	مکہ	۳۰	۷	۰
۹۴	۱۲	سورۃ الم نشرح	۱	۸	مکہ	۳۰	۷	۰
۹۵	۲۸	سورۃ التین	۱	۸	مکہ	۳۰	۷	۰
۹۶	۱	سورۃ العلق	۱	۱۹	مکہ	۳۰	۷	سجدہ نمبر ۱۵
۹۷	۲۵	سورۃ القدر	۱	۵	مکہ	۳۰	۷	۰
۹۸	۱۰۰	سورۃ البینہ	۱	۸	مدینہ	۳۰	۷	۰
۹۹	۹۳	سورۃ الزلزال	۱	۸	مدینہ	۳۰	۷	۰
۱۰۰	۱۴	سورۃ العدیت	۱	۱۱	مکہ	۳۰	۷	۰
۱۰۱	۳۰	سورۃ القارعہ	۱	۱۱	مکہ	۳۰	۷	۰
۱۰۲	۱۶	سورۃ التکاثر	۱	۸	مکہ	۳۰	۷	۰
۱۰۳	۱۳	سورۃ العصر	۱	۳	مکہ	۳۰	۷	۰
۱۰۴	۳۲	سورۃ الہمزہ	۱	۹	مکہ	۳۰	۷	۰
۱۰۵	۱۹	سورۃ الفیل	۱	۵	مکہ	۳۰	۷	۰
۱۰۶	۲۹	سورۃ القریش	۱	۴	مکہ	۳۰	۷	۰
۱۰۷	۱۷	سورۃ الماعون	۱	۷	مکہ	۳۰	۷	۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۰۸	۱۵	سورۃ الکوثر	۱	۳	مکہ	۳۰	۷	[illegible]
۱۰۹	۱۸	سورۃ الکفرون	۱	۶	مکہ	۳۰	۷	[illegible]
۱۱۰	۱۱۴	سورۃ النصر	۱	۳	مدینہ	۳۰	۷	[illegible]
۱۱۱	۶	سورۃ اللھب	۱	۵	مکہ	۳۰	۷	[illegible]
۱۱۲	۲۲	سورۃ الاخلاص	۱	۴	مکہ	۳۰	۷	[illegible]
۱۱۳	۲۰	سورۃ الفلق	۱	۵	مکہ	۳۰	۷	[illegible]
۱۱۴	۲۱	سورۃ الناس	۱	۶	مکہ	۳۰	۷	[illegible]

چند مقاماتِ نزول

اقتباس:- حافظ محمد ادریس صاحب سلفی (فاضل عربی) ابن الشیخ مولانا عبدالقہار صاحب مدظلہ

(بشکریہ سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر ۱)

غارِ حرا مکہ مکرمہ سے تین میل شارع عرفات پر جبل النور کی بلندیوں میں وہ بابرکت غار جس کی تنہائیوں میں ہادیٔ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے قبل خلوت گزینی، عبادت اور غور و فکر کے کئی دور گذارے اور جس کی خلوتوں میں اللہ تعالیٰ کے آخری کلام کی پہلی وحی نازل ہوئی اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝ پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا رب بڑی عزت والا ہے جس نے قلم کے ذریعہ سکھایا۔ انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔ (العلق ۹۶ - ۱تا۵)

کوہِ صفا (بیت اللہ کے سامنے وہ پہاڑی جہاں حجاج کرام "سعی" کرتے ہیں۔) وہ پہاڑی جس کے دامن میں حضرت ہاجرہ اپنے لختِ جگر ننھے سمعیل (علیہ السلام) کے لئے پانی کی تلاش میں باربار دوڑی تھیں تا آنکہ انہیں حضرت سمعیل کے قدموں میں زمزم کا چشمہ ابلتا نظر آیا۔ یہ پہاڑی اللہ کا نشان بنی اور ہر زائرِ حرم کے لئے حضرت ہاجرہ کی یاد تازہ کرنے کے لئے یہاں سعی کرنا، دوڑنا لازم قرار پایا۔ ارشادِ ربانی ہے اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِیْمٌ ۝ بیشک صفا و مروہ اللہ کے نشانات ہیں۔ پس جو کوئی خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی حرج نہیں کہ وہ ان کے درمیان طواف کرے۔ اور جو کوئی خوشی سے کوئی نیکی کرے سو اللہ قدردان اور جاننے والا ہے۔ (البقرہ ۲ - ۱۵۸)

دارِ ارقم (مکہ مکرمہ میں بیت اللہ سے متصل حضرت ارقم رضؓ کا مکان) دعوتِ اسلامی کا مرکزِ اولین جہاں حلقہ بگوشِ اسلام ہونے والے اولین صحابہ جمع ہوتے، داعیٔ برحق سے اسلام کی تعلیم حاصل کرتے اور چھپ چھپ کر حضورِ حق سجدہ ریز ہوتے۔ اس مختصر سے گھر میں حضرت عمر رضؓ نے اسلام قبول کیا تھا اور ان کی شمشیرِ برہنہ جو ظالم بدبخت داعیٔ اسلام کو ختم کرنے کے لئے اٹھی تھی یہیں آکر جہادِ حق کے لئے وقف ہوگئی۔

مسجدِ جن (مکہ مکرمہ کی ایک تاریخی مسجد) قرآن مجید کے انتیسویں پارہ میں ایک مشہور سورۃ الجن ہے جس کا نمبر ۷۲ ہے۔ عامل حضرات اس کے ورد وظیفے کرتے ہیں مگر تعلیماتِ قرآنی کے دلدادہ اس میں عبرت اور موعظت کے بے پایاں خزانے پاتے ہیں۔ سورۃ جن نزول کے اعتبار سے مکی سورت ہے۔ اس سورۃ مبارکہ کا نزول جس مقام سے منسوب تھا وہاں مسجد جن تعمیر کردی گئی ہے۔ سورت کی ابتداء ان الفاظ سے ہوتی ہے قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝ کہہ دیجئے مجھے وحی ہوئی ہے کہ جنوں میں سے کتنے ہی لوگ تھے جنہوں نے توجہ سے بات سنی پھر کہنے لگے ہم نے سنا ہے ایک قرآن عجیب کہ سمجھاتا ہے نیک راہ۔ سو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے۔ (الجن ۷۲ - ۱،۲)

مسجدِ قُبا (مدینہ منورہ سے چار میل دور تاریخ اسلام کی اولین مسجد) داعیٔ برحق صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے جاں نثار صحابہ اپنا گھر بار اور سب کچھ چھوڑ کر مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ نکل کھڑے ہوئے۔ شہر سے ایک منزل پہلے قبا کی بستی والوں نے اس خانماں برباد قافلہ کو اپنا مہمان بنایا۔ اس چند روزہ قیام میں سالارِ قافلہ نے یہاں عباداتِ الٰہی کیلئے پہلی مسجد کی بنیاد رکھی۔ اس کے بارے میں ارشادِ الٰہی ملاحظہ ہو لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْهِ فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ ۝ البتہ وہ مسجد اول دن سے جس کی بنیاد پرہیزگاری پر رکھی گئی وہ زیادہ لائق ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دُور دراز کی راہوں سے۔ (الحج ۲۲: ۲۷)

مشعر الحرام مزدلفہ کی وادی میں) مقامات حج میں سرفروشان وادیٔ عشق کی ایک مختصر منزل جہاں دو چادروں کے احرام میں لپٹے ہوئے پرستاران حق میدان عرفات سے واپسی پر ۹، ۱۰ ذی الحجہ کی درمیانی شب میں مختصر قیام کرتے ہیں اور اس ارشاد خداوندی کی تعمیل کرتے ہیں کہ فَإِذَآ أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَٰتٍ فَٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ عِندَ ٱلْمَشْعَرِ ٱلْحَرَامِ ۖ وَٱذْكُرُوهُ كَمَا هَدَىٰكُمْ پھر جب تم عرفات سے لوٹو تو اللہ کو یاد کرو مشعر الحرام کے نزدیک اور اللہ کو یاد کرو جیسے تمہیں سکھایا ہے۔ (البقرہ ۲: ۱۹۸)

وادیٔ منیٰ (قافلۂ حجاج کی پہلی اور آخری منزل) عرفات جاتے ہوئے ایک دن کے لئے اور واپسی پر ۱۰ سے ۱۲ ذی الحجہ تک اہلِ ایمان کے قافلے اس وسیع و عریض وادی میں فروکش رہتے ہیں۔ یہیں رمی جمرات کرتے ہیں جسے عرف عام میں شیطان کو کنکریاں مارنا کہا جاتا ہے۔ یہیں سنت ابراہیمی کو زندہ رکھنے کے لئے جانوروں کی قربانی کرتے ہیں جس کا حکم کتاب الٰہی میں یوں آیا ہے۔ وَيَذْكُرُوا۟ ٱسْمَ ٱللَّهِ فِىٓ أَيَّامٍ مَّعْلُومَٰتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّنۢ بَهِيمَةِ ٱلْأَنْعَٰمِ ۖ فَكُلُوا۟ مِنْهَا وَأَطْعِمُوا۟ ٱلْبَآئِسَ ٱلْفَقِيرَ ان ایام میں اللہ کا نام لیں ان جانوروں کو ذبح کرنے کے لئے جو اللہ نے ان کو عطا کئے ہیں۔ سو ان میں سے خود بھی کھائیں اور محتاجوں کو بھی کھلائیں۔ (الحج ۲۲: ۲۸)

مسجد فتح[1] (مقام غزوۂ خندق۔ مدینہ منورہ) غزوۂ خندق کے موقع پر کفار کا محاصرہ بیس دن جاری رہا۔ یہ طویل عرصہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شب و روز کفار کے متوقع حملہ اور خندق کی حفاظت میں خندق پر گزارا۔ اس دوران جہاں جہاں نمازیں ادا کی گئیں وہاں خندق کے ساتھ ساتھ مساجد بن گئیں جو مساجد فتح کے نام سے موسوم ہیں۔ قرآن مجید کے پارہ نمبر ۲۱ و ۲۲ کی مشہور سورۃ نمبر ۳۳ "الاحزاب" اس غزوہ سے منسوب ہے۔

بیعت رضوان ۶ھ میں رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ مدینہ منورہ سے عمرہ ادا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ دو منزل پہلے ہی حدیبیہ کے مقام پر کفار نے ان کا راستہ روک لیا۔ صلح کی گفت و شنید کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سفیر بن کر گئے کہ ان کی شہادت کی افواہ اُڑ گئی۔ اس موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے انتقام کے لئے حضور (صلے اللہ علیہ وسلم) کے دستِ مبارک پر بیعت کی جسے "بیعت رضوان" کہا گیا۔ ارشاد خداوندی ہے (ترجمہ) "بیشک درخت کے نیچے جو لوگ آپؐ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے۔" (الفتح ۴۸: ۱۰)

مسجد اقصےٰ (فلسطین کے شہر بیت المقدس میں) مسلمانوں کا قبلہ اول، بہت سے جلیل القدر انبیاء حضرت موسیٰ، داؤد اور سلیمان علیہم السلام کی یادگار، نبی اکرم (صلے اللہ علیہ وسلم) کے سفر معراج کی پہلی منزل اور نشاناتِ خداوندی کا مرکز جس کے بارے میں خالق ارض و سما نے فرمایا۔ (ترجمہ) "پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ کو راتوں رات سیر کرائی مسجد حرام سے مسجد اقصےٰ تک جس کے ارد گرد کو ہم نے بابرکت بنایا ہے تاکہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھاویں۔ بیشک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔" (بنی اسرائیل ۱۷: ۱)

مدائن صالح (قوم ثمود کے آثار) مدائن کا وہ تاریخی کنواں جہاں سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی نے پانی پیا تھا۔ اس اونٹنی کو اللہ تعالیٰ نے "ناقۃ اللہ" کا نام دیا اور اپنا نشان قرار دیا۔ اس کے بارے میں ارشاد ربانی ہے "سو ان سے اللہ کے نبی نے کہا اللہ کی اونٹنی اور اسکے پانی پینے سے کوئی تعرض نہ کرو۔ (۹۱: ۱۳)

الطور (ارض مقدس کا تاریخی پہاڑ سینا) اس بابرکت پہاڑ کو الطور، جبل الطور، طور سینا کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اس پہاڑ کا ذکر مختلف مقامات پر آیا ہے مثلاً ۲۰: ۸۱ – ۲۳: ۲۰ – ۲۸ – ۳۰ : ۵۲ – ۱: ۹۵: ۲ .... موسیٰ علیہ السلام نے یہاں جلوۂ خداوندی دیکھا اور اللہ جل شانہ سے ہمکلامی کی اور یہیں انہوں نے یہ پُرجلال تقریر سنی۔ إِنِّىٓ أَنَا۠ رَبُّكَ فَٱخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۖ إِنَّكَ بِٱلْوَادِ ٱلْمُقَدَّسِ طُوًى ۔ بیشک میں تیرا رب ہوں اپنی جوتیاں اتار دے تو طویٰ کی وادی میں ہے (سورۂ طٰہٰ ۲۰: ۱۲) یہیں سے فرعون کے سامنے جا کر کلمہ حق کہنے کا فرمان ملا اور دو بیّن معجزات عطا کئے گئے۔

جبل زیتون ارض مقدس فلسطین کا مشہور پہاڑ حضرت مسیح علیہ السلام کے مولد سے قریب ہے۔ یہیں ان کے شب و روز گزرے۔ ان کے اکثر مواعظ میں کوہ زیتون کا ذکر آتا ہے۔ قرآن مجید میں اس نام سے ایک مستقل سورۃ والتین ہے وَٱلتِّينِ وَٱلزَّيْتُونِ ۝ وَطُورِ سِينِينَ ۝ وَهَٰذَا ٱلْبَلَدِ ٱلْأَمِينِ ۝ قسم ہے تین، زیتون، طور سینا اور اس شہر امن کی۔ (سورۃ والتین ۹۵: ۱، ۲، ۳) ایضاً سورۃ نور بھی ملاحظہ ہو آیت نمبر ۳۵۔

[1] ان ہی مساجد میں سے ایک مسجد وحی الٰہی کے نزول کا مرکز بنی۔ ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۶۸	۲	سورۃ القلم	۲	۵۲	مکہ	۲۹	۷	.
۶۹	۷۸	سورۃ الحاقہ	۲	۵۲	مکہ	۲۹	۷	.
۷۰	۷۹	سورۃ المعارج	۲	۴۴	مکہ	۲۹	۷	.
۷۱	۷۱	سورۃ نوح	۲	۲۸	مکہ	۲۹	۷	.
۷۲	۴۰	سورۃ الجن	۲	۲۸	مکہ	۲۹	۷	.
۷۳	۳	سورۃ المزمل	۲	۲۰	مکہ	۲۹	۷	.
۷۴	۴	سورۃ المدثر	۲	۵۶	مکہ	۲۹	۷	.
۷۵	۳۱	سورۃ القیامہ	۲	۴۰	مکہ	۲۹	۷	.
۷۶	۹۸	سورۃ الدہر	۲	۳۱	مکہ	۲۹	۷	.
۷۷	۳۳	سورۃ المرسلات	۲	۵۰	مکہ	۲۹	۷	.
۷۸	۸۰	سورۃ النبا	۲	۴۰	مکہ	۳۰	۷	.
۷۹	۸۱	سورۃ النزعت	۲	۴۶	مکہ	۳۰	۷	.
۸۰	۲۴	سورۃ عبس	۱	۴۲	مکہ	۳۰	۷	.
۸۱	۷	سورۃ التکویر	۱	۲۹	مکہ	۳۰	۷	.
۸۲	۸۲	سورۃ الانفطار	۱	۱۹	مکہ	۳۰	۷	.
۸۳	۸۶	سورۃ المطففین	۱	۳۶	مکہ	۳۰	۷	.
۸۴	۸۳	سورۃ الانشقاق	۱	۲۵	مکہ	۳۰	۷	سجدہ نمبر۱۴
۸۵	۲۷	سورۃ البروج	۱	۲۲	مکہ	۳۰	۷	.
۸۶	۳۶	سورۃ الطارق	۱	۱۷	مکہ	۳۰	۷	.
۸۷	۸	سورۃ الاعلیٰ	۱	۱۹	مکہ	۳۰	۷	.
۸۸	۶۸	سورۃ الغاشیہ	۱	۲۶	مکہ	۳۰	۷	.
۸۹	۱۰	سورۃ الفجر	۱	۳۰	مکہ	۳۰	۷	.
۹۰	۳۵	سورۃ البلد	۱	۲۰	مکہ	۳۰	۷	.
۹۱	۲۶	سورۃ الشمس	۱	۱۵	مکہ	۳۰	۷	.
۹۲	۹	سورۃ الیل	۱	۲۱	مکہ	۳۰	۷	.
۹۳	۱۱	سورۃ الضحیٰ	۱	۱۱	مکہ	۳۰	۷	.
۹۴	۱۲	سورۃ الم نشرح	۱	۸	مکہ	۳۰	۷	.
۹۵	۲۸	سورۃ التین	۱	۸	مکہ	۳۰	۷	.
۹۶	۱	سورۃ العلق	۱	۱۹	مکہ	۳۰	۷	سجدہ نمبر۱۵
۹۷	۲۵	سورۃ القدر	۱	۵	مکہ	۳۰	۷	.
۹۸	۱۰۰	سورۃ البینہ	۱	۸	مدینہ	۳۰	۷	.
۹۹	۹۳	سورۃ الزلزال	۱	۸	مدینہ	۳۰	۷	.
۱۰۰	۱۴	سورۃ العدیت	۱	۱۱	مکہ	۳۰	۷	.
۱۰۱	۳۰	سورۃ القارعہ	۱	۱۱	مکہ	۳۰	۷	.
۱۰۲	۱۶	سورۃ التکاثر	۱	۸	مکہ	۳۰	۷	.
۱۰۳	۱۳	سورۃ العصر	۱	۳	مکہ	۳۰	۷	.
۱۰۴	۳۲	سورۃ الہمزہ	۱	۹	مکہ	۳۰	۷	.
۱۰۵	۱۹	سورۃ الفیل	۱	۵	مکہ	۳۰	۷	.
۱۰۶	۲۹	سورۃ القریش	۱	۴	مکہ	۳۰	۷	.
۱۰۷	۱۷	سورۃ الماعون	۱	۷	مکہ	۳۰	۷	.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ آپ اس میں کھڑے ہوں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (التوبۃ ۹: ۱۰۸)

وادیٔ بدر (مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان) اولیں معرکۂ حق و باطل کا میدانِ کارزار جہاں تین سو تیرہ بے سروسامان مجاہدینِ حق، ایک ہزار کیل کانٹے سے لیس کفار سے بھڑ گئے۔ فتح و نصرتِ الٰہی نے اہلِ ایمان و صبر کے حق میں فیصلہ دیا۔ اس بارے میں قرآنِ حکیم کا بیان ہے وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اور تحقیق اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب کہ تم کمزور تھے، سو اللہ سے ڈرو تاکہ تم شکرگزار ہو جاؤ۔ (آلِ عمران ۳: ۱۲۳) مزید تفاصیل قرآن میں ملاحظہ ہوں۔

جبلِ اُحُد (مدینہ منورہ کے شمال میں تاریخی پہاڑ) وہ تاریخی پہاڑ جس کے دامن میں تاریخِ اسلام کا دوسرا بڑا معرکہ ہوا جس کے درمیان ایک درّہ ہے .... اس درّہ پر مامور تیر اندازوں سے مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں مجتہدانہ غلطی سرزد ہوئی جس کی وجہ سے جیتی ہوئی جنگ کا نقشہ ہی بدل گیا۔ دامنِ احد میں رحمتِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم، دندانِ مبارک شہید ہو گئے، عمِ رسول حضرت امیر حمزہ اور دوسرے متعدد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شمعِ رسالت پر قربان ہو گئے۔ دشمنوں نے افواہ اڑا دی خاکم بدہن سرورِ کائنات شہید ہو گئے ہیں۔ اس سے ساتھیوں کے دل بیٹھنے لگے۔ ارشادِ الٰہی ہوا وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَـيْـــًٔـا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو رسول ہیں۔ ان سے پہلے بھی رسول ہو گزرے ہیں۔ وہ اگر مر گئے یا قتل کر دیئے گئے تو کیا تم اپنے الٹے پاؤں لوٹ جاؤ گے؟ اور جو ایڑیوں کے بل لوٹ گیا۔ اس نے اللہ کا ہرگز کچھ نہیں بگاڑا۔ اور اللہ عنقریب شکرگزاروں کو جزا عطا کرے گا۔ (آلِ عمران ۳: ۱۴۳)

مقامِ خندق (مدینہ منورہ میں غزوۂ احزاب کا مقام) ۵ھ میں قریشِ مکہ اور کفارِ عرب کے متحدہ عساکر چاروں طرف سے جمع ہوئے۔ اس طوفانی حملہ کو روکنے کے لئے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے ساتھ مل کر بیس دن کی قلیل مدت میں مدینہ منورہ کے گرد وسیع و عریض خندق کھود دی۔ کم و بیش مزید بیس دن کفار کا محاصرہ جاری رہا۔ صحابہ کرامؓ نے اس موقع پر بڑی پامردی کا مظاہرہ کیا۔ قرآن کریم میں اس کی تصویر کشی ان الفاظ میں ہوئی ہے وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا ھٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۡ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ۝ اور جب مومنوں نے (کفارِ عرب کے) لشکروں کو دیکھا تو پکار اٹھے یہ وہی ہے جس کا وعدہ ہم سے اللہ اور اس کے رسولؐ نے کیا تھا اور سچ کر دکھایا اللہ اور اس کے رسولؐ نے اور ان کے اندر یقین و جذبۂ اطاعت اور بڑھ گیا۔ (الاحزاب ۳۳: ۲۲)

مسجدِ قبلتین (مدینہ منورہ) مکی زندگی میں ۱۳ سال اور ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں بھی ۱۶ ماہ تک نمازیں قبلہ اول مسجد اقصیٰ کی طرف منہ کر کے ادا کی جاتی تھیں۔ رجب ۲ھ میں مسجد قبلتین کے اندر عین دورانِ نماز مسجد اقصےٰ کے بجائے بیت اللہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم نازل ہوا۔ سب کے رُخ قیامت تک کے لئے خانہ کعبہ کی طرف پھر گئے۔ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْھَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ سو اپنا رُخ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں اور تم جہاں کہیں ہو اپنا رُخ اُسی کی طرف پھیر لیا کرو۔ (البقرہ ۲: ۱۴۴)

مسجد سیدنا امیر حمزہؓ (مدینہ منورہ۔ جبل اُحُد کے دامن میں) ۳ھ میں کفر و اسلام کی دوسری آویزش احد کے دامن میں ہوئی۔ اس معرکہ میں عمِ رسول سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت نے جامِ شہادت نوش کیا۔ مسلمانوں کے لئے یہ غم بڑا غم تھا جس کی طرف کلام اللہ نے یوں اشارہ کیا اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ۭ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُھَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ (احد کے معرکہ میں) اگر تم کو زخم لگا ہے تو اس سے قبل (میدانِ بدر میں) انھیں بھی ایسا ہی زخم کاری لگ چکا ہے اور ہم اس سلسلۂ ایام کو لوگوں میں باری باری گردش دیتے رہتے ہیں۔ (آلِ عمران ۳: ۱۴۰) دامنِ کوہ میں بائیں طرف شہدائے اُحُد مدفون ہیں اور دائیں طرف حضرت امیر حمزہؓ کی آخری آرام گاہ ہے اور مسجد سیدنا امیر حمزہؓ!

وادیٔ عرفات (مقامِ حج۔ جبل الرحمت کی وادی) اس مقدس وادی میں حج کے دن ذوالحجہ کی ۹ تاریخ کو خدائے واحد کے پرستار آتے ہیں، مشرق و مغرب سے شمال و جنوب سے دور دراز سے آتے ہیں۔ کالے گورے، سرخ و سفید، ہر رنگ اور ہر نسل کے مرد و زن۔ چھوٹے بڑے، امیر و غریب حاضر ہوتے ہیں۔ یہ جواب ہے اُس پکار کا جو تقریباً پانچ ہزار سال قبل حضرت ابراہیم جد الانبیاء کی زبان سے بلند ہوئی تھی وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰي كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝ اور لوگوں کے درمیان حج کے لئے منادی کر دے کہ تیری طرف آئیں پیدل چل کر، دُبلے پتلے اونٹوں پر سوار ہو کر،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدین کا کنواں شہر مدین حضرت شعیب علیہ السلام کا مسکن تھا۔ مصر میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں غیر ارادی طور پر ایک قتل ہو گیا تو وہ اپنا وطن چھوڑ کر اس طرف آ گئے۔ سب سے پہلے وہ اس کنویں پر پہنچے۔ قرآن مجید نے اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُونَ وَوَجَدَ مِن دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ۔ اور جب وہ مدین کے کنویں پر پہنچے تو وہاں لوگوں کی ایک جماعت کو پانی پلاتے دیکھا۔ ان کے ورے اس نے دو عورتوں کو دیکھا جو اپنی بکریاں روکے کھڑی تھیں۔ (سورۃ القصص ۲۸: ۲۲) یہیں سے وہ حضرت شعیب علیہ السلام کے خانوادہ سے منسلک ہوئے۔

حضرت مسیح یہودی عدالت میں بیت المقدس کی وہ "عدالت" جس میں یہود کی ایک جیوری نے نقیب امن حضرت مسیح علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) مجرم قرار دیا اور مصلوب کرنے کا حکم جاری کیا مگر وہ اپنے عزائم پورے نہ کر سکے۔ قرآن مجید نے اعلان کیا ہے وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ۔ اور ان کے اس کہنے کی بنا پر کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح ابن مریم کو قتل کر دیا۔ (سورۃ النساء ۴: ۱۵۷)

حضرت مسیح بیت المقدس کی گلیوں میں بیت المقدس کی وہ گلی جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہودی انھیں اس راستے صلیب پر چڑھانے کے لئے لے گئے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید میں فرمایا وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۔ اور انھوں نے نہ اسے قتل کیا نہ اسے سولی پر چڑھایا بلکہ معاملہ ان کے لئے مشتبہ کر دیا گیا یعنی وہ غلط فہمی کا شکار ہو گئے اور وہ جو اس کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ بھی شک میں مبتلا ہیں۔ ان کے پاس کوئی یقینی خبر نہیں وہ تو صرف اٹکل پر چل رہے ہیں اور انھوں نے بالیقین اسے قتل نہیں کیا۔ (سورۃ النساء ۴: ۱۵۷)

قرآن مجید ایک نظر میں

اقتباس: حافظ محمد ادریس سلفی (فاضل عربی) ابن حافظ الحاج مولانا عبد القہار صاحب

بشکریہ سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر ۱

(ادارہ)

ذیل میں ہم اپنے محترم اسلاف رحمہم اللہ اجمعین کی محنتوں کے ایسے کچھ ثمرات پیش کر رہے ہیں جو اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ قرآنی حقائق کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جسے انھوں نے چھان نہ ڈالا ہو۔

پہلی وحی اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ
سورۂ علق سنہ ۶۱۰ء آیت ۱ تا ۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کُل تعداد کلمات ———— ۸۶۴۳۰
چھیاسی ہزار چار سو تیس

کُل تعداد حروف ———— ۳۲۳۷۶۰
تین لاکھ تئیس ہزار سات سو ساٹھ

آخری وحی

وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ — البقرہ آیت ۲۸۱

اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا —
(المائدہ ۳)

جملہ کاتبانِ وحی ———— ۴۲ صحابہؓ

قرآن کی کُل مدتِ نزول تقریباً
۲۲ سال ۵ ماہ

پارے ———— ۳۰
منزلیں ———— ۷
سورتیں ———— ۱۱۴
رکوع ———— ۵۴۰
کل آیات ———— ۶۶۶۶

۷ منازل کی تقسیم

۱	سورۂ فاتحہ	تا	سورۂ نساء
۲	سورۂ مائدہ	تا	سورۂ توبہ
۳	سورۂ یونس	تا	سورۂ نحل
۴	سورۂ بنی اسرائیل	تا	سورۂ فرقان
۵	سورۂ شعراء	تا	سورۂ یٰس
۶	سورۂ والصّٰفّٰت	تا	سورۂ حجرات
۷	سورۂ قٓ	تا	سورۂ الناس

اقسامِ آیات

آیاتِ وعدہ	۱۰۰۰
آیاتِ وعید	۱۰۰۰
آیاتِ نہی	۱۰۰۰
آیاتِ امر	۱۰۰۰
آیاتِ مثال	۱۰۰۰
آیاتِ قصص	۱۰۰۰
آیاتِ تحلیل	۲۵۰
آیاتِ تحریم	۲۵۰
آیاتِ تسبیح	۱۰۰
آیاتِ متفرقہ	۶۶
جملہ	۶۶۶۶

تفصیلِ حروفِ قرآن

ا	۴۸۸۷۲	ب	۱۱۴۲۸	ت	۱۱۹۹	ث	۱۲۷۶	ج	۳۲۷۳
ح	۹۷۳	خ	۲۴۱۶	د	۵۶۰۲	ذ	۴۶۷۷	ر	۱۱۷۹۳
ز	۱۵۹۰	س	۵۹۹۱	ش	۲۱۱۵	ص	۲۰۱۲	ض	۱۳۰۷
ط	۱۲۷۷	ظ	۸۴۲	ع	۹۲۲۰	غ	۲۲۰۸	ف	۸۴۹۹
ق	۶۸۱۳	ک	۹۵۰۰	ل	۳۴۳۲	م	۳۶۵۳۵	ن	۴۰۱۹۰
و	۲۵۵۳۶	ہ	۱۹۰۷۰	لا	۳۷۲۰			ی	۴۵۹۱۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کل حرکات (اعراب)

۱	فتحات	(زبر)	َ	۵۳۲۲۳
۲	کسرات	(زیر)	ِ	۳۹۵۸۲
۳	ضمات	(پیش)	ُ	۸۸۰۴
۴	مدات	(~)	~	۱۷۷۱
۵	تشدید	(شد)	ّ	۱۲۷۴
۶	نقاط	(نقطے)	..	۱۰۵۶۸۴

سجدہ ہائے تلاوت [1]

متفق علیہ ــــــــ ۱۴ مقامات

اختلافی ــــــــ ایک مقام

فہرست مضامین سے پہلے مجھے دیکھئے

اس قرآن مجید کی فہرست کی ترتیب کچھ یوں ہے۔ ابتدا میں قرآن و حدیث کے فضائل و احکام سے متعلق ایک اجمالی خاکہ دیا گیا ہے۔

اس کے بعد حروف تہجی کی مناسبت سے فہرست کے عنوانات قائم کئے گئے ہیں مثلاً عنوان "الف" کے ضمن میں اُن تمام بنیادی مسائل کی فہرست عنوان وار درج کی گئی ہے جنکی ابتدا الف سے ہوتی ہے جیسے ایمان اور اہل ایمان، اسلام اور ارکان اسلام، اعمال صالحہ، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا بیان، آداب زندگی، ادعیہ مسنونہ، انبیا اور ان کی امتوں کا بیان۔ عنوان "ب" خالی ہے۔ اسی طرح عنوان "ت" کے تحت ان بنیادی مسائل کو درج کیا گیا ہے جن کی ابتدا "ت" سے ہوتی ہے مثلاً توحید و عبادت الٰہی، تقویٰ و طہارت زہد و ورع، تنظیم و حسن معاشرت وغیرہ۔

علیٰ ہذا القیاس آپ کو جس اہم مسئلہ کے متعلق معلوم کرنا ہو اس کے ابتدائی حرف کی مناسبت سے آپ فہرست کا مندرجہ عنوان نکالیں اور پھر اس کے ذیلی عنوانات کی روشنی میں متعلقہ مسئلہ کے بارے میں تفصیل جاننے کے لئے مطلوبہ صفحہ و فائدہ نمبر نکال کر دیکھ لیں۔ صفحہ کا نمبر اوپر اور فائدہ کا نمبر نیچے دیا گیا ہے۔

فہرست کے آخر میں متفرق مسائل پر مشتمل عنوانات درج کئے گئے ہیں۔ اس طرح ان ضروری مسائل کا بھی احاطہ کر لیا گیا ہے جنھیں کسی ایک مستقل عنوان کے تحت درج کرنا دشوار تھا فقط۔

[1] سجدہ ہائے تلاوت کے بارے میں ضروری تصحیح و توضیح صفحہ ۲ پر ملاحظہ ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین حواشی قرآن پاک ہذا پارہ ۱

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
آداب تلاوت قرآن پاک	ص ۲/۱
فضائل وخصائص سورۃ فاتحہ	ص ۲/۲
اللہ کی توحید کا سبق	ص ۲-۶/۲-۵
صراط مستقیم کیا ہے	ص ۲/۴
آمین بالجہر	ص ۲
فضائل سورۃ البقرۃ	ص ۳/۱
حروف مقطعات کی حقیقت	ص ۳/۲
قرآن نور ہے	ص ۳/۳
غیب کیا ہے؟	ص ۳/۴
سب طاغوتوں کی تین اصل ہیں	ص ۳/۵
متقیوں کا انجام	ص ۴/۱
کفر کی اقسام	ص ۴/۲
حصول علم کے تین ذرائع	ص ۴/۳
احوال منافقین	ص ۴/۴.۵
کفر سے بڑھ کر کوئی فساد نہیں۔	
علامات منافقین	
امثلہ برائے منافقین	
وجود باری تعالیٰ کے عقلی دلائل	
دلائل نبوت محمد صلی اللہ علیہ	
دوزخ کا بیان	
عمل صالح کیا ہے؟	
جنت کا بیان	
نیک عورت کی تعریف	
استویٰ علی العرش کی تشریح	
خلیفہ کا معنیٰ	
بشر کی فضیلت	
آدم کو تعلیم کئے گئے نام کیا تھے؟	
فرشتوں کو علم غیب نہیں	
آدم کو کیا جانے والا سجدہ کیسا تھا؟	
تخلیق آدم کی تفصیل	ص ۹/۲
تکبر کی تعریف	ص ۹/۲
تخلیق حوا کا بیان	ص ۹/۳
حضرت آدم کا واقعہ	ص ۱۰/۱

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
بنی اسرائیل کے واقعات اور ان پر اللہ کے انعامات اور ان کا کفران نعمت ص ۱۱/۲ - ص ۱۲/۱-۲-۳ ص ۱۳/۱-۲-۳	ص ۱۳/۱-۲-۳ ص ۹/۱-۲ ص ۱۹/۲-۱
وارکعوا مع الراکعین کا مفہوم ص ۱۱/۱	
علماء سوء کے لیے وعید	ص ۱۱/۲
حب جاہ وحب مال کا علاج صبر ہے۔ ص ۱۱/۳	
ایمان بالآخرۃ کے ثمرات	ص ۱۱/۴
ہفتہ کو یوم السبت کیوں کہتے ہیں ص ۱۵/۳	
تورات میں یہود کی تحریف	ص ۱۷/۱
عہد حاضر کے سنی کی حقیقت ص ۱۷/۳ ص ۱۸/۱	
حقوق اللہ وحقوق العباد	ص ۱۸/۲ ص ۱۸/۳
عبادت کی چار قسمیں ص ۱۸/۳	
یتیم اور مسکین کی تعریف	ص ۱۷/۳
بنی اسرائیل سے اللہ کے چار عہد ص ۱۹/۱	
مدینہ کے یہود کا ذکر	ص ۱۹/۲
...بنی اسرائیل ص ۲۰/۱	
...ہے؟	ص ۲۰/۳-۲
...ل ص ۲۰/۲ ص ۲۱/۲-۱ ص ۲۲/۲	
...لیے تو کوئی یہودی زندہ	ص ۲۱/۳
...کی تاکید	ص ۲۲/۱
...سوال ص ۲۲/۲	
...کا فرجہ ص ۲۳/۳	ص ۲۳/۲
...لہیئہ میں سے ہے اس	ص ۲۴/۱ ص ۲۴/۱
	ص ۲۳/۳
...ل کی ممانعت ص ۲۴/۳	
...نعام کا بیان	ص ۲۵/۲
...بیت عمل کی دو شرطیں ص ۲۵/۳	
یہود ونصاریٰ میں تفرقہ	ص ۲۶/۱
مساجد کی ویرانی ص ۲۶/۲	ص ۹/۲
احکام قبلہ	ص ۲۶/۳
تورات میں آنحضرت کے اوصاف ص ۲۷/۳	ص ۱۰/۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و خانہ نمبر
یہود کی اتباع پر وعید شدید	ص ۲۷/۴
حضرت ابراہیمؑ اور ملت ابراہیمی ص ۲۸/۱ تا ۳ ص ۲۹/۱ ص ۳۰/۱ تا ۳	ص ۳۱/۳-۴ ص ۳۲/۴
تعمیر کعبہ کے مختلف ادوار ص ۲۹/۳	
بعثت محمدؐ کی پیشین گوئی۔	ص ۳۰/۱ تا ۳
اصول توحید۔ ص ۳۱/۱	
اسلام اللہ کا رنگ ہے۔ جو سب رنگوں سے بہتر ہے۔	ص ۳۲/۲
ہر شخص اپنی کمائی کھائیگا۔ ص ۳۲/۵	

فہرست مضامین حواشی قرآن پاک ہذا

پارہ نمبر ۲

مضمون	صفحہ و خانہ نمبر
تحویل قبلہ کا بیان	ص ۳۳/۱
شہادت انبیاء اپنی امتوں کے بارے میں۔	ص ۳۳/۲
اعمال ایمان میں داخل ہیں۔ ص ۳۳/۲	
یہودی احمق ہیں	ص ۳۳/[illegible]
قبلہ کی پابندی کن صورتوں میں معاف ہے ص ۳۴/۱	
قد نری تقلب وجھک فی السماء کی تفسیر	ص ۳۴/۱
اللہ عرش پر مستوی ہے۔ ص ۳۴/۱	
علم تین چیزیں ہیں۔ باقی سب فضول ہے	ص ۳۴/۲
تقلید دائرہ علم سے باہر ہے۔ ص ۳۴/۲	
رسول اللہؐ کی امانت و دیانت سے سب واقف تھے۔	ص ۳۴/۳
اللہ کی نعمت کیا ہے؟ ص ۳۵/۱-۲	
فاذکرونی اذکرکم کی تفسیر۔	ص ۳۵/۲
رسول اللہؐ کی ام انس کو وصیت ص ۳۵/۲	
صبر وشکر کی فضیلت ص ۳۵/۳ ص ۳۶/۱	
شہداء کی قدر ومنزلت۔	ص ۳۶/۱
نوحہ کی ممانعت اور اس پر وعید ص ۳۶/۱	
صفا مروہ کی شرعی حیثیت۔	ص ۳۶/۲
کتمان حق پر وعید شدید۔ ص ۳۷/۱	
حدیث بھی منزل من اللہ ہے۔	ص ۳۷/۱
دلائل توحید ص ۳۸/۲-۳	
شرک کی مذمت	ص ۳۸/۱
شریعت سازی کی ممانعت ص ۳۸/۲-۳	
تحصیل علم وفہم کے اسباب	ص ۳۹/۱
اکل حلال کی برکت ص ۳۹/۲	
ایمانداروں کی شناخت	ص ۴۰/۱
انفاق مالی کا پہلا مستحق ص ۴۰/۱	

مضمون	صفحہ و خانہ نمبر
احکام زکوٰۃ	ص ۴۰/۱
قصاص درحقیقت زندگی ہے ص ۴۱/۲	
احکام وصیت	ص ۴۱/۳-۴
روزہ اور رمضان کی فضیلت ص ۴۱/۵ ص ۴۲/۱-۲-۳ واحکام	ص ۴۳/۱-۲
تعداد تراویح ص ۴۱/۵	
معنوی روزہ ص ۴۳/۲	
ہلال اور رویت ہلال کا حکم وحکمت	ص ۴۳/۴
نیکی کیا ہے؟ ص ۴۳/۴	
حرمت والے مہینوں کا بیان	ص ۴۴/۱
فتنہ کیا ہے؟ ص ۴۴/۲	
قتال بالکفار کی حکمت	ص ۴۴/۴
اشہر الحرم کا بیان ص ۴۵/۱	
اپنے تئیں ہلاک کرنا کیا ہے؟	ص ۴۵/۲
احکام واقسام حج کا بیان ص ۴۵/۳-۴ ص ۴۶/۱ تا ۳	ص ۴۷/۱ تا ۵
اشہر معلومات کا بیان ص ۴۶/۴	
ایام معدودات کا بیان ص ۴۷/۵	
دین ودنیا کی بھلائی پر مشتمل ایک دعا	ص ۴۷/۳
حضرت خبیب کی شہادت باکرامت ص ۴۸/۲	
حضرت آدمؑ نوحؑ کے درمیان دس قرن گذرے سب لوگ موحد تھے۔	ص ۴۹/۲
خرچ کن لوگوں پر کیا جائے۔ ص ۵۰/۲	
جہاد کی فرضیت	ص ۵۰/۳
چند سنگین جرائم کا بیان ص ۵۱/۱	
صحابہ کی فضیلت	ص ۵۱/۱
شراب اور جوئے کی حرمت کا بیان ص ۵۱/۳	
نفلی صدقہ کی حد کا بیان	ص ۵۱/۴
یتیم سے بدسلوکی کی مذمت ص ۵۱/۵	
شادی کن سے کی جائے اور کن وجوہ کی بناء پر کی جائے؟ ص ۵۲/۱-۲	
احکام حیض	ص ۵۲/۳
بیوی سے صحبت کے آداب ص ۵۲/۴	
قسم کے احکام	ص ۵۳/۱-۲
طلاقوں کا بیان ص ۵۳/۳ ص ۵۴/۱-۲ ص ۵۵/۱-۲ ص ۵۶/۱	
حلالہ کی مذمت	ص ۵۴/۲
نکاح کا حکم ص ۵۵/۲	
رضاعت کا بیان	ص ۵۶/۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
متوفی عنہا زوجہا کی عدت کا بیان ص ۵۶/۲-۳	
مفقود عنہا زوجہا کی عدت کا بیان	ص ۵۶/۱
تمام اعمال سے بہتر عمل ص ۵۷/۲	
خیار بلوغ کا مسئلہ	ص ۵۷/۱
قیام تعظیمی کی ممانعت ص ۵۷/۳	
راہ للہ خرچ کی فضیلت شرائط	ص ۵۸/۳
تابوت بنی اسرائیل کی حقیقت کیا ہے؟	ص ۵۹/۳
فتحیابی کا دارومدار اللہ کی مشیت پر ہے۔ ص ۶۰/۲	

فہرست مضامین قرآن پاک ھذا

پارہ نمبر ۳

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
فضائل رسل	ص ۶۱/۱
کونسا خرچ کیا ہوا کام آئے گا؟ ص ۶۱/۲	
آیت الکرسی کی فضیلت	ص ۶۱/۳
شفاعت کا مسئلہ ص ۶۱/۳	
حضرت ابراہیم اور نمرود کا مناظرہ	ص ۶۲/۳
احیاء بعد الموت ص ۶۳/۱	
خیرات کے فضائل	ص ۶۴/۱
خیرات سے افضل عمل ص ۶۴/۲	
تین بدبخت	ص ۶۴/۲
مومن کی صدقہ کی مثال ص ۶۵/۱	
آخر عمر میں رزق ملتے رہنے کی دعا	ص ۶۵/۲
قبول خیرات و شروط ص ۶۶/۱	
ترغیب علی الخیرات	ص ۶۶/۳
قابل رشک اور عرش الہی کے سایہ تلے جگہ پانے والے لوگ۔	ص ۶۶/۲
سوال کرنے کی مذمت ص ۶۷/۱	
سود کی لعنت اور اس پر وعید	ص ۶۷/۲
قرضدار کو مہلت دینے کا ثواب ص ۶۸/۲	
اصول تجارت و لین دین	ص ۶۹/۲ ص ۷۰/۱
شیٔ مرہونہ سے انتفاع جائز ہے؟ ص ۷۰/۱	
کون لوگ مرفوع القلم ہیں	ص ۷۱/۱
حضورؐ کو شب معراج میں کیا عطا ہوا؟ ص ۷۱/۱	
سورۂ آل عمران کا شان نزول۔	ص ۷۲/۲
اسم اعظم کا بیان ص ۷۲/۲	

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
غلط عقیدہ کی اصلاح	ص ۷۲/۳
قرآنی احکام کی تفصیل ص ۷۲/۵	
سچے علماء کا بیان	ص ۷۳/۱-۲
گمشدہ چیز کا وظیفہ ص ۷۳/۳	
دنیا سے نفرت آخرت سے رغبت	ص ۷۳/۳
رضائے الٰہی سب سے بڑی نعمت ہے ص ۷۴/۲	
متقین کی فضیلت	ص ۷۵/۱
علماء کی فضیلت ص ۷۵	
اسلام کی تعریف	ص ۷۵/۳
سخت ترین عذاب کے مستحق لوگ۔ ص ۷۵/۳	
قرض ادا ہوجانے کا وظیفہ	ص ۷۶/۳
خدا کی قدرتوں کا نظارہ ص ۷۷/۱	
کافروں سے دوستی کا مسئلہ	ص ۷۷/۲
اللہ کی محبت کیونکر حاصل ہوگی؟ ص ۷۸/۱	
ولادت مریم کے ضمن میں نذر کا بیان	ص ۷۸/۳
آل عمران کا ذکر ص ۷۸/۳ ص ۷۹/۱	
حضرت مریم اور حضرت فاطمہؓ میں مماثلت ص ۷۹	
مریم کی فضیلت اور سو سال میں اولاد ابن مریمؑ کی خصوصیت	ص ۷۹/۲-۳
حضرت عیسیٰ کا آسمان پر جانا ص ۸۰/۱-۲ ص ۸۱/۱-۲	ص ۸۱/۳ ص ۸۲/۱-۲
عیسیٰ پرستوں کی تردید اور مباہلہ کا بیان ص ۸۲/۳ ص ۸۳/۱	
تقلید کی تعریف ص ۸۳/۲ ص ۸۷/۱	
شاہ روم ہرقل کو اسلام کی دعوت	ص ۸۳/۳
ابراہیمؑ نہ یہودی تھے نہ نصرانی ص ۸۳/۳ ص ۸۴/۱	
علماء یہود کی چالبازیاں اور کتمان حق کا بیان	ص ۸۴/۴-۵ ص ۸۶/۲
امانت داری کا عجیب واقعہ ص ۸۵/۱	
یہود میں کچھ اچھے لوگ بھی ہیں۔	ص ۸۵/۲
جھوٹی قسم کا وبال ص ۸۶/۱	
مذہب اسلام کے سوا اور کوئی مذہب قبول نہیں۔ ص ۸۸/۱	ص ۸۸/۱
توبہ کب تک قبول ہوسکتی ہے؟	ص ۸۸/۲-۳
کیا زمین بھر سونا جہنم کے عذاب کا فدیہ بن سکتا ہے؟ ص ۸۸/۳	

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین قرآن پاک ھذا

پارہ نمبر ۴

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
حضرت ابوطلحہؓ کا بے مثال صدقہ۔	ص 89/1
چند سوالات کے جوابات۔	ص 89/2
حج کا بیان	ص 89/3
اہل کتاب کی ہٹ دھرمیاں	ص 90/1
خوف الٰہی کا نتیجہ	ص 90/4
جماعتی زندگی کی تعلیم	ص 90/5
تبلیغ وتنظیم کے فوائد	ص 91/1-2
بہتر امت	ص 92/3
گناہ محرومی رزق کا سبب ہے۔	ص 92/4
اہل کتاب کے اچھے لوگ	ص 92/5، ص 93/1
منافقوں اور کفار سے دوستی کی ممانعت	ص 93/2-4، ص 94/1
واقعات جنگ بدر و احد	ص 94/2-3، ص 95/1-2، ص 98/2-3، ص 99/1-7، ص 100/1-6
نبی کو اختیار نہیں	ص 95/2، ص 101/2
سود کی ممانعت	ص 96/1
جنت اور اہل جنت کے اوصاف	ص 96/3
قبولیت توبہ کا طریقہ	ص 97/1
مظلوم کی بددعا سے بچو	ص 97/1
تم ہی بالا رہو گے اگر مومن ہو	ص 97
اعمال خیر کا بیان	ص 98/1
دشمن سے مڈبھیڑ کی آرزو نہ کرو	ص 98/1، ص 98/2
جنگ احد میں مسلمانوں کی شکست کا سبب	ص 98/3، ص 103/3
اللہ والوں کی پہچان اور ان کا انجام	ص 99/1-2-3
امیر کی نافرمانی کا خمیازہ	ص 100/1-2-3
پیغمبر اسلام کی ہمت واستقامت	ص 100/6
میدان احد میں مسلمانوں پر اللہ کا انعام	ص 101/1
حضرت عثمانؓ کی فضیلت	ص 101/2
عقیدہ تقدیر پر ایک امریکی فاضل کا تبصرہ	ص 101/3
نبی علیہ السلام کے اخلاق کریمانہ کا بیان	ص 102/2
خیانت کی مذمت	ص 102/3
بعثت رسول اللہ ﷺ کا احسان ہے۔	ص 103/2
شہداء کی زندگی کی حقیقت کیا ہے؟	ص 104/2
حضرت جابرؓ کے والد عبداللہ کا مقام	ص 104/2
ابراہیمؑ جب آگ میں ڈالے گئے تو کیا کہا؟	ص 105/1
غیب کا علم صرف اللہ کو ہے۔	ص 106/1
زکوٰۃ اور نصاب زکوٰۃ کا بیان	ص 106/2
جنت کی ترغیب اور دنیا سے بے رغبتی	ص 107/2
صبر و استقلال کی تلقین اور اہل علم کا اللہ سے وعدہ	ص 107/4، ص 108/1
توحید باری تعالیٰ کے دلائل	ص 108/3
مصنوعات الٰہیہ میں غور و فکر کی تلقین اسلام کا۔	ص 108/4
قانون جزا وسزا مرد و عورت دونوں کے لیے ہے۔	ص 108/5
غائبانہ نماز جنازہ کا ثبوت	ص 110/1
جہاد کی تیاری کا حکم	ص 110/2
قرابت داری کا ذکر	ص 110/3
عورتوں کا حق برابر ادا نہ کرنے کی وعید	ص 110/4
تعداد ازواج کی حد اور حقوق نسواں	ص 111/1
یتیم کے بارے میں اسلام کی ہدایات	ص 111/2-3
مسئلہ میراث میں اہل تشیع کا غلط موقف	ص 111/4
وراثت کا مفصل بیان	ص 112/5، ص 113/1-2، ص 114/1
شروع اسلام میں زانی کی سزا	ص 114/2
لوطی عمل کرنے والے ملعون اور واجب القتل ہیں۔	ص 114/3
توبہ کا بیان	ص 114/4
عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت کا حکم	ص 115/1-2
باپ کی منکوحہ کا حکم	ص 116/1
محرمات کا بیان	ص 116/2
رضاعت کی شرعی حد	ص 116/2

فہرست مضامین قرآن پاک ھذا

پارہ نمبر ۵

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
حد زنا اور کبیرہ گناہوں کی تفصیل	ص 117/1، ص 117/3، ص 119/2
محرمات کے سوا سب عورتیں حلال ہیں۔ مگر چار شرطوں کے ساتھ۔	ص 117/2
متعہ کی حرمت	ص 117/2
مہر کی ادائیگی کی مختلف صورتیں	ص 117/2

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
یہود کی طرف سے قرآن کی مخالفت کی وجوہات	ص ۱۱۸/۲
حضرت موسیٰ کا اُمت مسلمہ پر احسان ص ۱۱۸/۳	
خودکشی کی ممانعت	ص ۱۱۸/۴
ایک دوسرے کے درجے مت چاہو، کیونکہ اللہ نے اپنی حکمت سے جس کو جیسا چاہا ویسا بنا دیا۔	ص ۱۱۹/۲
مرد و عورت کے مراتب و تعلقات ص ۱۱۹/۴	ص ۱۲۰/۲-۱
صلہ رحمی، بخل اور ریاکاری کا بیان ص ۱۲۰/۳	ص ۱۲۱/۱
تیمم اور نماز کے احکام	ص ۱۲۲/۱
یہودیوں کا فریب ص ۱۲۲/۳-۲	
شرک کی مذمت اور اس پر وعید	ص ۱۲۳/۲
بدشگونی جہالت ہے ص ۱۲۳/۴	
یہود کے بخل کی انتہا	ص ۱۲۴/۱
بنی اسرائیل کی بنیادی غلطیاں ص ۱۲۴/۲	
جہنم کے عذاب کی ہولناکی	ص ۱۲۴/۳
جنت کی نعمتوں کا بیان ص ۱۲۴/۴	
امانت داری کا حکم	ص ۱۲۵/۱
اسلامی ریاست کے دستور کی اوّلین دفعہ ص ۱۲۵/۲	
امیر کی اطاعت اللہ رسول کی اطاعت کے تابع ہے۔	ص ۱۲۵/۲
عبرتناک فیصلہ ص ۱۲۵/۳	
حضرت عمر کا لقب فاروق کیسے پڑا؟	ص ۱۲۵/۳
آیت فلا وربک الخ کا شان نزول ص ۱۲۶/۲	
حضرت عبداللہ بن رواحہ کی فضیلت	ص ۱۲۶/۳
جنت میں حضور کی معیت کن کو نصیب ہوگی؟	ص ۱۲۷/۱
دشمن کے مقابلے کے لیے ہر وقت مستعد رہو۔ ص ۱۲۷/۲	
مجاہد کسی طرح بھی گھاٹے میں نہیں ہے۔	ص ۱۲۸/۲
جہاد کی فرضیت کی وجہ ص ۱۲۸/۳ ص ۱۲۹/۱	
حجیت حدیث	ص ۱۲۹/۵
منافقین کی بدخصلتی ص ۱۳۰/۱	
قرآن میں تدبر کا حکم	ص ۱۳۰/۲
افواہیں پھیلانے کی ممانعت اور تحقیق خبر کی ہدایت۔	ص ۱۳۰/۳
سفارش کا بیان ص ۱۳۱/۲	
سلام کا طریقہ اور اقرباء سے سلوک	ص ۱۳۱/۳
منافقین سے میل جول کی ممانعت اور خاص صورت میں اجازت۔	ص ۱۳۲/۲-۱
قتل مسلم کی ممانعت اور احکام دیت وقصاص	ص ۱۳۳/۱
قتل مسلم کا وبال۔ ص ۱۳۳/۲	

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
سفر جہاد کے دوران خیال رکھنے کی بات	ص ۱۳۴/۱
مجاہد اور غیر مجاہد کا فرق ص ۱۳۴/۳	
ہجرت کب فرض ہے؟ اور اس کی کیا فضیلت ہے	ص ۱۳۵/۲-۱
نماز قصر و خوف کا بیان ص ۱۳۵/۳ ص ۱۳۶/۱	
جمع بین الصلوٰتین کا مسئلہ	ص ۱۳۵/۳
مقبول عند اللہ نماز کونسی ہے؟ ص ۱۳۶/۳	
رسول اللہ رائے سے فیصلہ کرنے کے مجاز تھے	ص ۱۳۷/۱
منافقوں کی کم عقلی کا بیان ص ۱۳۸/۱	
گناہوں سے معافی کے مختلف طریقے	ص ۱۳۸/۱
تہمت طرازی کی مذمت ص ۱۳۸/۲	
قرآن و حدیث کی تعلیم اللہ کا فضل ہے۔	ص ۱۳۰/۳
اصلاح ذات البین اور کلام خیر ص ۱۳۸/۴	
اجماع امت اور اہلحدیث کا بیان	ص ۱۳۹/۱
غیر اللہ پرستی دراصل زن پرستی اور شیطان پرستی ہے۔	ص ۱۳۹/۳
اللہ کی فطرت کو تبدیل کرنے کی ممانعت	ص ۱۳۹/۴
ڈاڑھی منڈوانا اللہ کی فطرت کو بدلنا ہے۔ ص ۱۳۹/۴	
باطل امیدوں کا بیان	ص ۱۴۰/۱
قبولیت اعمال کی شرطیں ص ۱۴۰/۲	
یتیموں اور عورتوں کے حقوق کا بیان۔	ص ۱۴۱/۱-۲-۳-۴
عدل اور انصاف کی تاکید۔ ص ۱۴۲	
ناپسندیدہ مجالس کا بیان	ص ۱۴۳/۲
حنفی بھائیوں سے ایک سوال تقلید کی سند کیا ہے؟ ص ۱۴۳/۳	

فہرست مضامین قرآن پاک ھذا
پارہ نمبر ۶

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
منافقین کی روز قیامت ذلت و ندامت	ص ۱۴۴/۳-۲
مال مسروقہ کی واپسی کا وظیفہ ص ۱۴۵/۱	
غیبت کے جواز کی صورت	ص ۱۴۵/۱
برائی کے اعلان کی اجازت ص ۱۴۵/۱	
مہمان کے مہمانی کا حق	ص ۱۴۶/۱
فرقہ سامرہ کے عقائد ص ۱۴۵/۳	
حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمانوں میں اور قرب قیامت انکا نزول ص ۱۴۶/۲	ص ۱۴۷/۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
حضرت عیسٰی کے بارے میں تین عقیدے	ص ۱۴۶/۳
انبیاء کی تعداد اور نصیحتیں	ص ۱۴۸/۱
حضرت موسیٰ کا اللہ سے ہمکلام ہونا	ص ۱۴۸/۲
قیامت کے دن عذاب الٰہی سے بچنے کا طریقہ	ص ۱۴۸/۳
قرآن میں سب کچھ ہے۔	ص ۱۴۸/۴
انبیا علیہم السلام خدا کے بندے ہوتے ہیں۔	ص ۱۴۹/۳
الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری	ص ۱۵۰/۱
کلالہ کے بارے میں میراث کا تفصیلی بیان	ص ۱۵۱/۱
زکوٰۃ الجنین کا مسئلہ	ص ۱۵۱/۳
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک خاص نصیحت	ص ۱۵۱/۴
حرمت والے مہینے اور انکے احکام	ص ۱۵۲/۱
حرام و حلال اشیاء کی تفصیل	ص ۱۵۲/۲ ، ص ۱۵۳/۱-۲
وضو اور تیمم کے مسائل	ص ۱۵۳/۳
انصاف کے گواہ بنو ظلم کے نہیں	ص ۱۵۴/۱
حضورؐ کے معجزات کا بیان	ص ۱۵۵/۱
عہد شکنی کی ممانعت	ص ۱۵۵/۲
بنی اسرائیل کے بارہ نقیب	ص ۱۵۵/۲
اسلام کے کسی ایک بنیادی رکن کا ترک سب کا ترک ہے۔	ص ۱۵۵/۴
تحریف کی تعریف	ص ۱۵۶/۱
لفظ نور کی تشریح	ص ۱۵۷/۱
عیسائیوں کے غلط عقائد کا رد	ص ۱۵۷/۲ ، ص ۱۵۷/۳
اہل جہنم پانچ قسم کے ہیں اور اہل جنت تین قسم کے۔	ص ۱۵۸/۱
قوم عمالقہ کا واقعہ	ص ۱۵۸/۲
ہابیل و قابیل کا واقعہ	ص ۱۵۹/۱-۲
مرتد کی سزا	ص ۱۶۰/۱-۲
مسئلہ وسیلہ	ص ۱۶۰/۳ ، ص ۱۶۱/۱
چور کی سزا بیان	ص ۱۶۲/۱
فیصلہ کرنے والوں کو نصیحت	ص ۱۶۳/۱
قصاص و دیت کے احکام اور اس ضمن میں عہد رسالت کا ایک سبق آموز واقعہ	ص ۱۶۳/۳
پانچ بری خصلتیں اور سات چیزوں سے پہلے نیکی کرنے کی ہدایت	ص ۱۶۵/۱
کفار سے دوستی کی ممانعت	ص ۱۶۶
جہاد کی فضیلت و تاکید	ص ۱۶۶/۲
سات باتوں کا حکم	ص ۱۶۶/۳
اذان اور مؤذن کی فضیلت	ص ۱۶۷/۳

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
تبلیغ نہ کرنے پر عتاب	ص ۱۶۸/۴
صفات الٰہی پر ایمان لانا چاہیے۔	ص ۱۶۸/۱۰
جنتی کون ہے؟	ص ۱۶۹/۱
واللہ یعصمک من الناس کی تفسیر	ص ۱۶۹/۲
حضرت عیسیٰ کے بارے میں نصاریٰ کے دو قول	ص ۱۷۰/۱
حضرت عیسیٰؑ بشر تھے	ص ۱۷۱/۳
انبیا کا مرتبہ	ص ۱۷۱/۵
بنی اسرائیل ملعون کیوں ہوئے؟	ص ۱۷۲/۱

فہرست مضامین قرآن پاک پارہ ۷

پارہ ۷

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
خوف الٰہی سے رونے کی فضیلت	ص ۱۷۳/۱
اسلام میں رہبانیت نہیں ہے	ص ۱۷۳/۲
قسم کا کفارہ	ص ۱۷۴
شراب اور جوئے کی حرمت	ص ۱۷۴/۲
غیر اللہ کے ذبیحہ کی حرمت	ص ۱۷۴/۲
پانسے استھانوں کی حرمت	ص ۱۷۴/۲
پرندے پالنا کیسا ہے؟	ص ۱۷۴/۲
شکار کے احکام	ص ۱۷۵/۱ ، ص ۱۷۶/۱-۲
حرم اور حالت احرام میں قتل کئے جاسکنے والے جانور	ص ۱۷۶/۱
حرام کی کمائی قابل رشک نہیں	ص ۱۷۷/۱
کثرت سوال کی ممانعت	ص ۱۷۷/۲
بحیرہ سائبہ وصیلہ کی حقیقت	ص ۱۷۷/۳
شریعت کے مقابلے میں باپ دادا کے طریقوں کو پیش کرنا جہالت ہے	ص ۱۷۷/۴
قسم اور گواہی کا مسئلہ	ص ۱۷۸/۳-۴
حشر کی دہشت کا ذکر	ص ۱۷۹/۱
تکلیف اور مصیبت کے وقت کا ایک وظیفہ	ص ۱۷۹/۲
حضرت عیسیٰ کے معجزات	ص ۱۷۹/۲ ، ص ۱۸۰/۲-۳-۴-۵
عیسائیوں کی آسودہ حالی کا راز	ص ۱۸۰/۵
نعمت کی ناشکری کا انجام	ص ۱۸۰/۵
مریم پرستی کی وبا؟	ص ۱۸۱/۱
مرزائیوں کے ایک مغالطہ کا ازالہ	ص ۱۸۱/۲
سچ بولنے کی تاکید اور جھوٹ کی برائی	ص ۱۸۱/۴
سورۃ انعام کی وجہ تسمیہ، شان نزول اور فضیلت۔	ص ۱۸۲/۱-۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے	ص ۱۸۲ / ۳
تکذیب حق کا برا نتیجہ	ص ۱۸۳ / ۲-۱
خدا کی رحمت ابلیس کے قصہ پر غالب ہے	ص ۱۸۳ / ۱
مسئلہ وسیلہ کا مفصل بیان	ص ۱۸۴ / ۳
خدا کی وحدانیت کا اقرار	ص ۱۸۵ / ۱
قیامت میں مشرکین سے سوال	ص ۱۸۵ / ۳
عقلمند کون ہے ؟	ص ۱۸۶ / ۱
دنیا کی حقیقت	ص ۱۸۶ / ۳
ابوجہل کا حضورؐ سے مصافحہ اور آپ کی نبوت کا اقرار۔	ص ۱۸۷ / ۳
اصلاح عقیدہ	ص ۱۸۸ / ۱
ابوطالب کی وفات اسلام پر نہیں ہوئی	ص ۱۸۸ / ۱
نافرمان کی آسودگی سے ہلاکت	ص ۱۸۹ / ۳-۲
شان رسالت بزبان رسالت	ص ۱۹۰ / ۳-۲
جماعت غرباء کی فضیلت	ص ۱۹۰ / ۳ - ص ۱۹۱ / ۱
خدا کی وسیع رحمت کا بیان	ص ۱۹۱ / ۳
نبی کو سب سے سخت تکلیف کب پہنچی ؟	ص ۱۹۱ / ۳
علم غیب کس کو ہے ؟	ص ۱۹۲ / ۱
نیند بھی ایک طرح موت ہے	ص ۱۹۲ / ۳
نبی کی امت کے حق میں دعا	ص ۱۹۳ / ۳
خلاف شرع مجلس میں شرکت منع ہے	ص ۱۹۴ / ۲
ابراہیم علیہ السلام کی تبلیغ اپنے باپ کو۔	ص ۱۹۵ / ۳
ابراہیم علیہ السلام کی تبلیغ اپنی قوم کو	ص ۱۹۵ / ۳-۱
لفظ ظلم کی تعریف و تشریح	ص ۱۹۶ / ۳
حضرت ابراہیمؑ کے آباؤ اجداد اور آل و اولاد	ص ۱۹۷ / ۳-۱
شرک کی شامت سے باقی اعمال بھی برباد	ص ۱۹۷ / ۳
بشریت رسول کی ایک زبردست دلیل	ص ۱۹۸ / ۳
رسول اللہ کی پانچ خصوصیات	ص ۱۹۸ / ۳
کافر کی جان کنی کا حال	ص ۱۹۹ / ۱
جھوٹے نبیوں کا ذکر اور تکبر کی مذمت	ص ۱۹۹ / ۳-۱
علم نجوم سیکھنے کی شرعی حد و حیثیت	ص ۲۰۰ / ۳
وحدانیت خدا کی نشانیاں	ص ۲۰۱ / ۳-۱
دیدار الہٰی کا مسئلہ	ص ۲۰۱ / ۳
قرآن اللہ کی مضبوط رسی ہے	ص ۲۰۱ / ۳
کفار کا حضور سے انوکھا مطالبہ	ص ۲۰۲ / ۳
بتوں کو گالی نہ دو	ص ۲۰۲ / ۳

فہرست مضامین قرآن پاک حصہ ۲

پارہ ہشتم

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
تقدیر کا مسئلہ	ص ۲۰۳ / ۱
لوگوں کی اکثریت گمراہ ہوتی ہے	ص ۲۰۳ / ۲
حرام چیزوں کا بیان	ص ۲۰۳ / ۳
گناہ کی تعریف	ص ۲۰۴ / ۳
تقلید بھی از قسم شرک ہے	ص ۲۰۵ / ۱
دعوت حق کے بڑے مخالف	ص ۲۰۵ / ۳
رسول اللہ کی خاندانی فضیلت	ص ۲۰۵ / ۳
ہدایت کی توفیق اور عدم توفیق کا اصول خداوندی	ص ۲۰۶ / ۱
ظالم کو ظالم ہی ٹکراتا ہے۔	ص ۲۰۶ / ۳
مشرکین عرب کے اوہام و خرافات اور دور حاضر کے مشرکین کی رسومات	ص ۲۰۸ / ۳-۱، ص ۲۰۹ / ۳-۱، ص ۲۱۰ / ۳-۱
زرعی پیداوار پر زکوٰۃ کا بیان	ص ۲۰۹ / ۳
یہود پر حرام شدہ اشیاء کا بیان	ص ۲۱۱ / ۱
مشیت الہٰی اور مرضی الہٰی کا فرق	ص ۲۱۱ / ۳
ماں اور باپ میں سب سے زیادہ حق کس کا ہے ؟	ص ۲۱۲ / ۱
ماں باپ ظلم بھی کریں تو اطاعت کرو	ص ۲۱۲ / ۱
خالہ کے ساتھ نیکی ماں کے ساتھ نیکی ہے	ص ۲۱۲ / ۱
راہ حق ایک ہی ہے راہ کجی کئی۔	ص ۲۱۲ / ۱
بہشت کی دو قسمیں	ص ۲۱۳ / ۱
قیامت سے قبل تین اہم واقعات	ص ۲۱۴ / ۱
امت مسلمہ کے بہتر (۷۲) فرقے	ص ۲۱۴ / ۲
آزمائش بعد آسائش	ص ۲۱۵ / ۳
قرآن و حدیث دونوں منزل من اللہ ہیں	ص ۲۱۴ / ۳
ہر شخص نگہبان ہے ہر شخص ذمہ دار ہے	ص ۲۱۶ / ۳
تین مقامات پر حضورؐ اپنے گھر والوں کو بھی یاد نہ رکھ سکیں گے۔	ص ۲۱۷ / ۱
میزان برحق ہے	ص ۲۱۷ / ۱
اول جس نے قیاس کیا ہے وہ ابلیس ہے۔	ص ۲۱۸ / ۱
متکبر کا حشر	ص ۲۱۸ / ۲
شیطان کے ہتھکنڈے	ص ۲۱۸ / ۱
صوفی قسم کا پہلا مرکب ابلیس ہے	ص ۲۱۹ / ۱
لباس تقویٰ کیا ہے ؟	ص ۲۱۹ / ۳
نیا کپڑا پہننے کی دعا	ص ۲۱۹ / ۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
ایک آیت سے معتزلہ کا رد	ص۲۲۰/۳
اعمال کا دار و مدار خاتمہ پر ہے ص۲۲۰/۳	
جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا مسئلہ	ص۲۲۰/۴
ننگے طواف کرنے کا مسئلہ ص۲۲۰/۴	
دعا سے عمر بڑھتی ہے	ص۲۲۱/۳
علیؓ، عثمانؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ کی فضیلت ص۲۲۳/۴	
کیا مردے سنتے ہیں؟	ص۲۲۳/۴
اصحاب الاعراف کا بیان ص۲۲۴/۲	
جو اللہ کو بھولتا ہے اللہ اس کو بھلا دیگا۔	ص۲۲۴/۴
ارض و سماء کے چھ دن میں تخلیق کرنے کی حکمت ص۲۲۵/۲	
سنت کی پیروی اور بدعت سے اجتناب کی تلقین۔	ص۲۲۵/۳
قرآن و حدیث کی ہدایت سے کون لوگ شاداب ہونگے؟ ص۲۲۶/۱	
تصویر کشی کی ابتدا کیسے ہوئی؟	ص۲۲۶/۱
قوم عاد کے حالات و واقعات ص۲۲۷/۱ ص۲۲۸/۱	
قوم ثمود کے حالات و واقعات ص۲۲۸/۲-۳	ص۲۲۹/۱-۳
قوم لوط کے حالات و واقعات ص۲۲۹/۳ ص۲۳۰/۱	
اغلام بازی کی شرعی سزا	ص۲۲۹/۴
قوم شعیب کے حالات و واقعات ص۲۳۰ ص۲۳۱/۱-۲-۳	ص۲۳۲/۱

فہرست مضامین قرآن پاک ھذا

پارہ نمبر ۹

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
حضرت شعیب دو قوموں کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ ص۲۳۱/۱	
قوم شعیب کی سرکشی و بدباطنی اور اس کا عبرتناک انجام	ص۲۳۱/۲-۳
اطاعت و توکل کے ثمرات ص۲۳۲/۴	
کافر و مومن کی سمجھ کا فرق	ص۲۳۲/۴
ناگہانی موت غضب خداوندی ہے ص۲۳۲/۴	
نبی علیہ السلام کی ایک خاص دعا	ص۲۳۳/۱
مومن نیکوکار اور فاجر کار کا فرق ص۲۳۳/۱	
دلوں کا زنگ کیا ہے؟	ص۲۳۳/۲
دلوں پر مہر لگنے سے کیا مراد ہے؟ ص۲۳۳/۱	
حضرت موسیٰ کے معجزات	ص۲۳۴/۱
حضرت موسیٰؑ اور جادوگران فرعون کا باہمی مقابلہ اور اس کا انجام ص۲۳۵/۱-۲	ص۲۳۴/۲

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
فرعون کی عمر کتنی تھی؟ ص۲۳۶/۱	
فرعون، موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کے ص۲۳۷/۱	ص۲۳۸/۱-۲
معاملات و واقعات کی تفصیل ص۲۳۹/۱	ص۲۴۰/۱
ٹڈی حلال ہے۔ اور حضرت مریم کی دعا کا جواب ہے۔ ص۲۴۰/۱	
حضورؐ گوہ، گردے اور ٹڈی پسند نہ کرتے	ص۲۴۰/۱
سامری کون تھا اور بچھڑے کی پوجا اس نے کیسے شروع کرائی۔	ص۲۴۰/۲
حضرت موسیٰؑ کی حضرت ہارونؑ کو سرزنش	ص۲۴۱/۱-۲
توبہ کی تاثیر ص۲۴۱/۳	
تورات میں امت محمدؐ کا ذکر	ص۲۴۲/۱
بنی اسرائیل کا ایک احمقانہ مطالبہ اور اس کا انجام	ص۲۴۲/۲
حضرت موسیٰؑ کی دو دعائیں ص۲۴۲/۳	
اللہ کی رحمت اور عذاب کی انتہا	ص۲۴۲/۳
امت محمدؐ کی فضیلت امت موسیٰ پر۔ ص۲۴۲/۳	
توریت میں محمدؐ کا ذکر خیر	ص۲۴۳/۱
رسول اللہؐ کی رسالت آفاقی ہے۔ ص۲۴۳/۲	
صدیق اکبرؓ کی فضیلت باقی صحابہؓ پر	ص۲۴۳/۲
ابوبکرؓ و عمرؓ کا تنازعہ اور حضورؐ کا فیصلہ ص۲۴۳/۲	
حضورؐ کی پانچ خصوصی فضیلتیں	ص۲۴۳/۴
بنی اسرائیل کے بارہ گروہ اور بارہ نقیب ص۲۴۴/۳	
بنی اسرائیل کا ہفتہ کے دن مچھلیاں پکڑنے کا حیلہ اور اس کا انجام	ص۲۴۵/۱-۲-۳-۴
یہود کی ایک خود فریبی اور اس پر وعید ص۲۴۶/۴	
اولاد آدم سے اللہ کا ایک عہد	ص۲۴۷/۱
بلعم بن باعوراء کا قصہ عبرت پذیر ص۲۴۷/۳	
آدمی کی مثال کتے سے ص۲۴۸/۳	
غم دور کرنے کی ایک جامع دعا ص۲۴۸/۳	
ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی۔	ص۲۴۸/۴
استدراج الٰہی کا بیان ص۲۴۹/۱	
اگر میں غیب جانتا ہوتا تو......	ص۲۴۹/۳
نسل انسانی کی ترقی و تدریج کیسے ہوئی؟ ص۲۵۰/۱	
غیر اللہ پرستوں سے ایک سوال۔ ص۲۵۰/۳	
عفو و درگذر کی فضیلت	ص۲۵۱/۲
متقی کیسے کہتے ہیں؟ ص۲۵۱/۳	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
آداب تلاوت قرآن	ص ۲۵۲/۱
آمین واذا قری القرآن الخ اور مسئلہ فاتحہ خلف الامام	ص ۲۵۲/۱
سجدہ باعث رفع درجات ہے ص ۲۵۲/۱	
جنگ بدر کا تفصیلی بیان ص ۲۵۲/۴ ص ۲۵۳/۱،۲ ص ۲۵۴/۱،۲،۳،۴	ص ۲۵۵/۱،۲،۳
ایمان گھٹتا بڑھتا ہے۔ ص ۲۵۳/۱	
جہاد کا اسلامی فلسفہ۔	ص ۲۵۳/۳
حضورؐ بلائیں تو چلے آؤ خواہ نماز میں کیوں نہ ہو؟	ص ۲۵۶/۲
اسلام کا دور ابتلاء و محن، جنگ جمل، جنگ صفین وشہادت عثمانؓ ص ۲۵۶/۴	
ابولبابہ بن عبدالمنذر کی انوکھی توبہ	ص ۲۵۶/۵
حضور کے بارے میں کفار کی تین تجویزیں ص ۲۵۷/۱	
نضر بن حارث کا ناپاک قول	ص ۲۵۷/۲
قرآن کے مقابلے میں اور اسپر وعید	
ایک آیت کے دو مقام نزول	ص ۲۵۷/۳
عذاب الٰہی سے بچنے کی دو صورتیں ص ۲۵۷/۳	
توبہ کی فضیلت اور تاکید	ص ۲۵۷/۴
سیٹیاں بجانا، تالیاں پیٹنا اور آوازیں کسنا کفار کا شیوہ ہے۔ ص ۲۵۸/۱	
شرک فتنہ ہے	ص ۲۵۸/۲

فہرست مضامین قرآن مجید ھٰذا

پارہ نمبر ۱۰

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
سابقہ شریعتوں میں مال غنیمت کا مصرف کیا تھا؟ اور اب شریعت محمدیہ میں کیا ہے؟	ص ۲۵۹/۱
سات جگہوں پر نماز پڑھنی منع ہے ص ۲۵۹/۱	
جنگ بدر میں فریقین کی تعداد کیا تھی؟	ص ۲۵۹/۲
اللہ کا مخلص بندہ کون ہے؟ ص ۲۶۰/۲	
اصلاح ذات البین کی فضیلت	
دولہا کا گھوڑے پر جانا اور سہرا باندھنا منع ہے۔ ص ۲۶۰/۴	
جنگ بدر میں شیطان کی آمد	ص ۲۶۰/۵
غرور کیا ہے؟	ص ۲۶۱/۱
ابوجہل سے متعلق ایک صحابی کا خواب	ص ۲۶۱/۲
دستور الٰہی کیا ہے؟ ص ۲۶۱/۳	
بدترین دواب کون ہیں؟	ص ۲۶۲/۲
کفار سے معاہدہ توڑنے کی صورت ص ۲۶۲/۲	
تیر اندازی کی مشق کی فضیلت	ص ۲۶۲/۳

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
صلح کی فضیلت ص ۲۶۲/۴ ص ۲۶۳/۱	
اتحاد عرب دلیل رسالت۔	ص ۲۶۳/۱
ایک آیت کا شان نزول و تحقیق مفہوم ص ۲۶۳/۲	
ایک ہزار مسلمان بمقابلہ اسی ہزار کافر	ص ۲۶۳/۳
اساریٰ بدر کے بارے میں امر ربی ص ۲۶۴/۲	
جنگ بدر کے موقع پر حضرت عباس کے ساتھ حضورؐ کی سختی	ص ۲۶۴/۳
انصار و مہاجرین کے باہمی حقوق کا بیان ص ۲۶۵/۱	
سورۃ توبہ سے حفاظت قرآن کی دلیل	ص ۲۶۶/۱
کفار مکہ کی بدعہدی اور حضورؐ کا جواب ص ۲۶۶/۲،۳،۴	
مسلمان کی پہچان ص ۲۶۷/۱	ص ۲۶۸/۱
تفہیم اسلام کے لیئے دشمن کو امان	
اصل عہد اسلام کا عہد ہے ص ۲۶۷/۲	ص ۲۶۸/۲
حکمت جہاد کیا ہے؟	ص ۲۶۸/۳
رسول اللہ کی شان میں گستاخی کرنے والے کا خون معاف ہے۔	ص ۲۶۸/۴
غصہ ٹھنڈا کرنے کی ایک دعا ص ۲۶۸/۴	
علم کی فضیلت	ص ۲۶۹/۱
مساجد کے متولی کون لوگ ہوں ص ۲۶۹/۲	
آداب مساجد و خدمت مسجد	ص ۲۶۹/۲
جنت کی حوروں کا حق مہر کیا ہے؟ ص ۲۶۹/۲	
فضیلت مہاجرین	ص ۲۷۰/۱
رسولؐ کی قرابت سے عمل بڑا ہے ص ۲۷۰/۲	
حب دین حب دنیا پر غالب ہونی چاہیئے۔	ص ۲۷۱/۱
غزوہ حنین کی تفصیل ص ۲۷۱/۲	
حدود حرم میں مشرک کا داخلہ منع ہے	ص ۲۷۱/۳
جنگ و جزیہ کے احکام میں تفریق ص ۲۷۲/۱	
عدی بن حاتم کے اسلام لانے کا واقعہ	ص ۲۷۲/۲
تقلید شرک ہے ص ۲۷۲/۳	
قرآن نور ہے	ص ۲۷۲/۴
دین اسلام سب دینوں پر غالب ہے ص ۲۷۳/۱	
علماء سوء کا بیان	ص ۲۷۳/۲
جس مال کی زکوٰۃ دے دی جائے وہ کنز نہیں	ص ۲۷۳/۲
سال کے بارہ مہینوں کی تفصیل ص ۲۷۳/۳	
حرمت والے مہینوں کا بیان	ص ۲۷۴/۱
سنہ قمری اور سنہ شمسی کی تاریخ ص ۲۷۴/۲	
غزوہ تبوک کی تفصیل ص ۲۷۴/۴ ص ۲۷۵/۲،۳ ص ۲۷۶/۱،۲،۵ ص ۲۷۷/۳	ص ۲۷۸/۱،۲،۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
حضورؐ کی ہجرت اور رفیق دم ہجرت ص ۲۷۴/۳	ص ۲۷۵/۱
حب دنیا کی مذمت ص ۲۷۴/۲	
غار ثور کا محل وقوع ص ۲۷۴/۲ ص ۲۷۵/۱	
تقدیر کا مسئلہ	ص ۲۷۷/۱،۲
کافر و منافق کا ہر عمل بے جان ہوتا ہے۔	ص ۲۷۷/۴
عہد نبوی میں خارجی فرقے کا بانی شخص موجود تھا	ص ۲۷۸/۴
زکوٰۃ کے آٹھ مصارف کا بیان۔ ص ۲۷۸/۵	
زکوٰۃ کا شرعی نظام کیا ہے؟	ص ۲۷۹/۱
صدقہ کن لوگوں کے لیئے حلال ہے؟ ص ۲۷۹/۱	
منافقین ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے ہیں۔	ص ۲۸۰/۲
اقوام گذشتہ کی نقل پر وعید ص ۲۸۰/۳	
مختلف قوموں پر مختلف عذاب	ص ۲۸۱/۱
مومنین ایک ہی سلسلے کی کڑی ہیں ص ۲۸۱/۲	
جنت عدن کیا ہے اور کن کے لیئے ہے؟	ص ۲۸۱/۳
حضورؐ کی چار تلواروں کا بیان ص ۲۸۲/۱	
عبداللہ بن ابی منافق کا کلمہ کفر	ص ۲۸۲/۲
جلاس بن سوید منافق کا واقعہ ص ۲۸۲/۲	
ثعلبہ منافق کا واقعہ	ص ۲۸۳/۱
سخی کی فضیلت، بخیل کی مذمت ص ۲۸۳/۱	
طعنہ زنی کرنا، اور عیب جوئی کرنا بھی نفاق کی ایک خصلت ہے	ص ۲۸۳/۳
بے اعتقاد اور گنہگار کا فرق ص ۲۸۳/۴	
خوف خدا سے رونے کی فضیلت اور تاکید	ص ۲۸۴/۱
بے دینوں سے بائیکاٹ کی دلیل ص ۲۸۴/۲	
حضورؐ کا عبداللہ بن ابی منافق کے ساتھ حسن سلوک	ص ۲۸۵/۱
مجاہد کی فضیلت اور حضورؐ کا شوق جہاد ص ۲۸۵/۴ ص ۲۸۵/۵	
خیرات سے کیا مراد ہے؟	ص ۲۸۵/۵
اعراب کون لوگ ہیں؟	ص ۲۸۶/۱
معذورین کے لیئے جہاد سے رخصت	ص ۲۸۶/۲
اللہ کا خیرخواہ کون ہے؟	
حضورؐ کی قسم اور اس کی تلافی	ص ۲۸۶/۳
ببین تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا ص ۲۸۶/۳	

فہرست مضامین قرآن مجید ھذا ۱۱

پارہ کا نمبر

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
جنگ تبوک کی کچھ اور تفصیل ص ۲۸۷/۱	
قرب قیامت کی پندرہ نشانیاں	ص ۲۸۷/۳

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
قبیلہ بنی اسد و غطفان کے بارے میں ایک آیت کا نزول	ص ۲۸۷/۲
تین کام کے تین انجام ص ۲۸۷/۲	
اعراب کے تیسری قسم	ص ۲۸۸/۱
السابقون الاولون کا بیان ص ۲۸۸/۲	
اطراف مدینہ کے منافقوں کا پلان ص ۲۸۸/۴ اور انکے انجام بد کا ذکر	
جھوٹے مدعی ایمان اور مومن گنہگار کا فرق	ص ۲۸۹/۱
ابولبابہ بن عبدالمنذر کی توبہ کا بیان ص ۲۸۹/۱	
زکوٰۃ دہندہ کے لیئے حضورؐ کی دعا	ص ۲۸۹/۲
مسجد ضرار کا بیان اور اس کی پہچان ص ۲۹۰/۲	
مسجد قبا کا بیان اور اس کی تعریف	ص ۲۹۰/۳
مومنین کا جان و مال اللہ کے ہاتھ بک چکا ہے ص ۲۹۱/۲	
سمندر کے جھاگ کے برابر گناہوں کی معافی کا وظیفہ۔	ص ۲۹۱/۳
مسلمانوں کی سیاحت کیا ہے؟ ص ۲۹۱/۳	
کان دانت کے درد سے بچنے کا وظیفہ	ص ۲۹۱/۳
حضورؐ اپنی والدہ کی قبر پر روئے ص ۲۹۲/۱	
ان ابی وابٰاک فی النار	ص ۲۹۲/۴
غزوہ تبوک کی کچھ اور تفصیل ص ۲۹۲/۴	
کعب بن مالک کی عبرت آمیز داستان	ص ۲۹۳/۱
امام احمد بن حنبل کو سب سے زیادہ رُلانے والی قرآنی آیت	ص ۲۹۳/۳
حضرت ابوخیثمہؓ کا واقعہ ص ۲۹۳/۳	
جنگ تبوک کے موقع پر حضرت عثمان غنیؓ کا ایثار بے مثال۔	ص ۲۹۳/۴
حصول علم کے لیئے سفر کی فضیلت ص ۲۹۴/۱	
مرنے کے بعد بھی باقی رہنے والے عمل ص ۲۹۴/۱	
حضورؐ کے جہاد کی ترتیب کیا تھی؟ ص ۲۹۴/۲	
ایمان گھٹتا بڑھتا ہے۔	ص ۲۹۴/۳
کیا حضورؐ نور تھے؟ ص ۲۹۵/۳ ص ۲۹۶/۱	
مصیبت دور کرنے کا وظیفہ	ص ۲۹۵/۴
چاند نور ہے اور سورج ضیاء ہے ص ۲۹۶/۵	
جہنمی کی تین نشانیاں	ص ۲۹۷/۱
جنتی اپنی کسی خواہش کے اظہار کے لیئے کیا کہیں گے؟ ص ۲۹۷/۲	
دنیا کی مثال قرآن کی نگاہ میں ص ۲۹۹/۲	ص ۳۰۰/۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
کفار کی طرف سے تبدیلی قرآن کا مطالبہ	ص ۲۹۸/۴
قرآن کے منجانب اللہ ہونے کی ایک دلیل ص ۲۹۹/۱	ص ۳۰۲/۳
کفارِ مکہ اور دورِ حاضر کے مشرکین میں مماثلت ص ۲۹۹/۲	ص ۳۰۲/۴
بغاوت اکثر وہی شخص کرتا ہے جس کے نطفہ میں فرق ہو ص ۳۰۰/۲	
واللہ یدعوا الی دار السلام الخ	ص ۳۰۱/۱
اہلِ جنت رب تبارک وتعالیٰ کو دیکھیں گے ص ۳۰۱/۲	
دو آیتوں میں تعارض وتطبیق	ص ۳۰۲/۱
حکمت تبلیغ کے ایک اہم نکتہ پر مشتمل آیت ص ۳۰۲/۲	
کفار کا ایک بے ڈھنگا فیصلہ	ص ۳۰۳/۱
تقلید آبائی کی مذمت ص ۳۰۳/۲	
ظن رائے وقیاس کی مذمت	ص ۳۰۳/۳، ۳۰۳
تمہارے ذمہ صرف تبلیغ ہے۔ ص ۳۰۴/۱	
ظلم کی ممانعت	ص ۳۰۴/۳
رسول اللہ بے اختیار تھے ص ۳۰۵/۱	
منکر قیامت مسلمان نہیں	ص ۳۰۵/۴
قیامت میں جہنمی کی ایک خواہش۔ ص ۳۰۵/۵	
قرآن برہان وشفا ہے۔	ص ۳۰۶/۱
تسکین قلب کی ایک دعا ص ۳۰۶/۱	
فالج جذام وغیرہ سے بچنے کی ایک دعا ص ۳۰۶/۱	
قرآن اللہ کا فضل ہے اور اسلام اللہ کی رحمت ہے۔	ص ۳۰۹/۵
حلت وحرمت اشیاء کا حق اللہ کا ہے	ص ۳۰۶/۴
الحب فی اللہ کی فضیلت واہمیت ص ۳۰۹/۵	
اچھے خواب بشارت الٰہیہ میں سے ہیں	ص ۳۰۷/۱
تواضع کی فضیلت تکبر کی مذمت ص ۳۰۹/۱	
مرقوم فرعون کے مومن کتنے تھے ؟ ص ۳۰۹/۵	
جادو کے کاٹ کی آیت قرآنی ص ۳۰۹/۳	
بشارت الٰہی ایمان باللہ پر موقوف ہے اور ایمان باللہ اقامت صلوٰۃ پر۔ ص ۳۱۰/۲-۱	
حضرت موسیٰ کے مصر سے بنی اسرائیل کو نکال لیجانے کی تفصیل۔ ص ۳۱۱/۱-۴	
حضرت یونس کا عبرانی نام کیا تھا ؟ ص ۳۱۲/۲	ص ۳۱۲/۱
قوم یونس کی داستان عبرت خیز ص ۳۱۲/۱	
نبی کا دین کیا تھا ؟ ص ۳۱۳/۱، ۲، ۳، ۴، ۵	
سورۃ ہود جمعہ کے دن پڑھنے کا حکم	ص ۳۱۳/۴
گناہوں کے کفارے کیا ہیں ؟ ص ۳۱۴/۵	
ایک آیت کا شانِ نزول۔ ص ۳۱۴/۹	

فہرست مضامین قرآن مجید ہٰذا

پارہ نمبر ۱۲

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
مستقر ومستودع کیا ہے ؟	ص ۳۱۵/۱
ہر مخلوق کی روزی اللہ کے ذمہ ہے ص ۳۱۵/۱	
عرش الٰہی پانی پر ہے	ص ۳۱۵/۲
ارض وسماء کی تخلیق سے قبل اللہ کہاں تھا؟	ص ۳۱۵/۲
فطرت انسانی کا ایک زاویہ یہ بھی ہے۔ ص ۳۱۵/۳	ص ۳۱۶/۱
ریاکاروں کے بارے میں اترنے والی آیت قرآنی۔	ص ۳۱۶/۲
مومن اور کافر کے محاسبہ کا فرق ص ۳۱۷/۲	
جنت کے بادشاہ کون لوگ ہیں ؟	ص ۳۱۸/۲
درویشانہ زندگی سے حضور کی محبت ص ۳۱۸/۲	
رسول کی بشریت کا انکار کفار کا شیوہ ہے ص ۳۱۹/۱	ص ۳۲۰/۱
"درحدیث دیگراں" ص ۳۲۰/۳	
حضرت نوح کی دعوت وتبلیغ اور قوم کے انکار وانجام کی تفصیل ص ۳۱۸/۴، ص ۳۲۱/۱ تا ۵، ص ۳۲۲/۱ تا ۵، ص ۳۲۳/۱	ص ۳۱۹/۱ تا ۵، ص ۳۲۰/۱ تا ۵
سانپ بچھو سے بچنے کی دعا	ص ۳۲۱/۲
سمندر کے سفر میں پڑھنے کی دعا ص ۳۲۱/۳	
حضرت نوح کی بیوی کا نام کیا تھا	ص ۳۲۱/۲
قوم عاد کے حالات اور تباہی کے اسباب ص ۳۲۳/۲ تا ۴	
جنت میں بغیر حساب جانے والے ستر ہزار امتی۔ ص ۳۲۴/۱	
صبر وتوکل کی فضیلت ص ۳۲۴/۲-۱	
قوم ثمود کے واقعات اور انکے پیغمبر کا بیان ص ۳۲۵/۱ تا ۲	ص ۳۲۶/۱ تا ۲
حضرت ابراہیم اور حضرت سارہ کے حالات وواقعات ص ۳۲۶/۲ تا ۴، ص ۳۲۷/۱ تا ۲	
اہل بیت میں بیوی بھی داخل ہے	ص ۳۲۷/۱
حضرت لوط اور قوم لوط کے واقعات ص ۳۲۷/۳-۲، ص ۳۲۸/۱ تا ۳	ص ۳۲۹/۱، ص ۳۳۰
اللہ کے خلیل کا اللہ کے ساتھ جھگڑا	ص ۳۲۷/۲
"سجیل مسشہد" کسے کہتے ہیں۔ ص ۳۲۷/۳	
عمل لوط پر وعید اور اس کی حد	ص ۳۲۸/۳
حضرت لوط کے لیے حضور کی دعا ص ۳۲۸/۱	
قوم شعیب اور انکے پیغمبر حضرت شعیب کے حالات وواقعات ص ۳۲۸/۴، ص ۳۳۰، ص ۳۳۱، ص ۳۳۰/۱ تا ۳، ص ۳۳۰/۱ تا ۳	ص ۳۲۹/۱ تا ۳
پیغمبر جس چیز سے قوم کو منع کرتا ہے خود بھی وہ کام نہیں کرتا۔ ص ۳۲۵/۳	
علم حق اللہ کا رزق ہے۔ ص ۳۲۹/۳	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
اللہ والے چڑانے سے چڑتے نہیں ہیں۔	ص ۳۲۹/۴
فرعون دوزخی تھا اور کفر پر مرا	ص ۳۳۱/۱
اندھا اور بینا برابر نہیں	ص ۳۳۱/۱
کافر کی سلطنت رہ جاتی ہے پر ظالم کی نہیں۔	ص ۳۳۱/۴
اللہ کی پُرجلال عدالت میں اُڑنا اور چلنا کیسا	ص ۳۳۱/۲
نارِ جہنم کے متعلق حضور کا فرمان	ص ۳۳۲/۱
قرارِ جنت کے متعلق حضور کا فرمان	ص ۳۳۲/۱
جنت دوزخ کے خلود پر تفصیلی بحث	ص ۳۳۲/۱
عقائد، اعمال و اخلاق پر مشتمل ایک آیت	ص ۳۳۳/۱
پانچوں نمازوں کے اوقات کا بیان قرآن میں	ص ۳۳۳/۲
اُمم سابقہ کی ہلاکت کے دو اسباب	ص ۳۳۳/۳
اختلافِ جبلّت کی حکمت کیا ہے۔	ص ۳۳۳/۴
جنت و دوزخ کا باہمی مکالمہ	ص ۳۳۳/۵
ان عظم الجزاء مع عظم البلاء	ص ۳۳۴/۱
حضرت یوسف علیہ السلام اور انکی تاریخ	ص ۳۳۵ ا تا ۴، ص ۳۳۶ ا تا ۴
سازِ حیاتِ طیبہ کا تفصیلی بیان	ص ۳۳۷ ا تا ۳، ص ۳۳۸ ا تا ۴، ص ۳۳۹ ا تا ۹، ص ۳۴۰ ا تا ۲، ص ۳۴۱ ا تا ۳، ص ۳۴۲ ا تا ۴، ص ۳۴۳ ا تا ۵، ص ۳۴۴ ا تا ۴، ص ۳۴۵ ا تا ۵، ص ۳۴۶ ا تا ۳، ص ۳۴۷ ا تا ۴، ص ۳۴۸ ا تا ۲، ص ۳۴۸ ا تا ۲، ص ۳۴۹ ا تا ۴، ص ۳۵۰ ا تا ۶
سورۃ یوسف پڑھنے پڑھانے کی فضیلت	ص ۳۳۴/۲

فہرست مضامین قرآن مجید ھٰذا

پارہ نمبر ۱۳

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
حضرت زینب کا نام پہلے کیا تھا؟	ص ۳۴۳/۱
انسانی نفس کی تین قسمیں	ص ۳۴۳/۱
خود کو پارسا نہ کہو	ص ۳۴۳/۱
اہلیت ہو تو ملک و ملت کی بہبود کے لیے منصب کا طلبگار ہونا جائز ہے	ص ۳۴۳/۲
اولاد ابراہیم مصر میں کیونکر آئی	ص ۳۴۳/۴
حضرت یوسفؑ کی معاشی منصوبہ بندی	ص ۳۴۳/۵
حضرت یوسفؑ کے حضرت یعقوبؑ سے بچھڑنے کا سبب کیا تھا؟	ص ۳۴۴/۲
حضرت یوسف کی طرف سے صلہ رحمی کی ایک اعلیٰ مثال	ص ۳۴۴/۲،۳
شرعِ محمدی اور شرعِ ابراہیمی میں ایک گونہ مماثلت۔	ص ۳۴۴/۴
خدا کی مشیت کے بغیر اسباب ظاہری موثر نہیں	ص ۳۴۵/۱
نظر کا لگنا حق ہے	ص ۳۴۵/۲
پیغمبر کو علم غیب نہیں اور نہ ہی وہ کسی کے مقدور کو پھیر سکتا ہے	ص ۳۴۵/۳
فقہ حنفی کی رُو سے نبی کے بارے میں علم غیب دانی کا اعتقاد رکھنا کفر ہے۔	ص ۳۴۵/۴
حضرت یعقوب کی شریعت میں چور کی سزا کیا تھی؟	ص ۳۴۶/۲
کیا یوسف علیہ السلام نے کوئی چوری کی تھی	ص ۳۴۷/۱
توریہ کی تعریف اور اس کی شرعی حیثیت	ص ۳۴۷/۲
سورۃ یوسفؑ کی ایک آیت سے رافضیوں کا غلط استدلال	ص ۳۴۷/۴
مصیبت پر انّا للہ الخ پڑھنا اُمت محمدؐ کے سوا کسی اُمت میں نہ تھا۔	ص ۳۴۸/۱
غم سینے میں چھپائے رکھنا شیوہ یعقوبی ہے	ص ۳۴۸/۲،۱
اکبر الکبائر گناہ کیا ہیں	ص ۳۴۹
حضرت یوسفؑ کا صبر و استقامت بے مثال	ص ۳۴۹/۱
حضرت یوسفؑ اور حضورؐ میں ایک گونہ مماثلت	ص ۳۴۹/۴
حضرت یوسفؑ کے پیراہن کی حقیقت کیا تھی۔	ص ۳۴۹/۵
پیراہن یوسف مصر میں اور مہک کنعان میں	ص ۳۴۹/۶،۷
حضرت یوسف کی مدت گمشدگی کتنی تھی؟	ص ۳۴۹/۷
پیراہن یوسف رخ یعقوبؑ پر کس نے ڈالا	ص ۳۵۰/۱
بینائی بحال ہونے کے بعد حضرت یعقوبؑ نے کیا کہا؟	ص ۳۵۰/۱
سنت یعقوبؑ پر ابن مسعود کا عمل	ص ۳۵۰/۱
مصر میں حضرت یعقوب کا شاہانہ استقبال	ص ۳۵۰/۲
غیر اللہ کو تعظیمی سجدہ پہلے جائز تھا۔	ص ۳۵۰/۳،۴
حضرت یوسفؑ کی دعائے آخریں۔	ص ۳۵۰/۶
مصائب دنیا سے تنگ آکر موت کی دعا کرنے کی جائز صورت	ص ۳۵۰/۶
اکثر لوگ دعویٰ ایمان کے باوجود مشرک ہیں مثلاً	ص ۳۵۱/۲
کوئی نبی فرشتوں، جنوں یا عورتوں سے مبعوث نہیں ہوا۔	ص ۳۵۱/۴
آسمان کس چیز کے سہارے قائم ہے	ص ۳۵۳/۱
ارض و سما کے مابین کتنی مسافت ہے	ص ۳۵۳/۱
صفات باری تعالیٰ کے بارے میں اسلاف کا عقیدہ صحیحہ	ص ۳۵۳/۱، ص ۳۵۴/۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
استواء علی العرش کا مسئلہ قرآن میں کتنی بار بیان ہوا ہے؟	ص ۳۵۳/۱
ارض و سماء و نظام فلکی کے بارے میں قرآنی نظریہ اور سائنسی نظریہ کا تفاوت	ص ۳۵۳/۱
مشاہیر کائنات اور علم طبیعات	ص ۳۵۳/۱
قطعات ارضیہ کے مختلف رنگ، روپ اور تاثیر	ص ۳۵۴/۱
ایک بزرگ کا خواب میں اللہ اور نبی کو دیکھنا	ص ۳۵۴/۱
تخلیق انسانی کے مختلف مراحل	ص ۳۵۴/۳
معقبات الٰہیہ کیا ہیں؟	ص ۳۵۵/۱
گرج اور کڑک سن کر کیا کہنا چاہیئے	ص ۳۵۵/۲
خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی نہ ہو جسکو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا	ص ۳۵۵/۱
دلائل توحید و رد شرک ص ۳۵۵، ص ۳۵۶/۱، ص ۳۶۴، ص ۳۶۵/۲،۳	ص ۳۶۲/۱
رسول اللہ کی لائی ہوئی ہدایت کی مثال ص ۳۵۶/۱	ص ۳۶۶/۲
جنت عدن کیا ہے؟	ص ۳۵۷/۵
جنت میں جانے والے پہلے مسلمان	ص ۳۵۷/۵
اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔	ص ۳۵۸/۴
اللہ کے قابل رشک ولی کون ہیں؟	ص ۳۵۸/۴
قرآن کی عظمت و ہیبت	ص ۳۵۹/۲
دو متضاد قولوں میں تطبیق	ص ۳۵۹/۱
حضور نے نماز میں جنت و دوزخ دیکھی	ص ۳۶۰/۲
ابوطالب کو سب سے ہلکا عذاب ہوگا	ص ۳۶۰/۲
رد تقلید اور مذمت مقلدین	ص ۳۶۰/۳
حضور کی کثرت ازواج پر کفار کا اعتراض اور قرآن کا انکو جواب	ص ۳۶۱/۱
دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے	ص ۳۶۱/۲
ایمان نور ہے کفر ظلمات ہیں	ص ۳۶۲/۲
حب دنیا کی تباہ کاری بزبان رسالت	ص ۳۶۲/۳
ہر نبی اپنی قوم کی زبان میں مبعوث ہوا	ص ۳۶۲/۴
اللہ کی شان بے نیازی کا بیان	ص ۳۶۳/۲
دلیل حق سے لاجواب ہو کر ملک سے نکالنے کی دھمکی دینا کفار کا شیوہ ہے	ص ۳۶۴/۲
ایمان کے بغیر عمل صالح راکھ کا ڈھیر ہے	ص ۳۶۵/۲
جہنم کے پانی کی تاثیر و تباہی اور اہل جہنم کی گریہ و زاری۔	ص ۳۶۵/۱، ۳
روز قیامت شیطان کے پیرو کاروں سے شیطان کا خطاب	ص ۳۶۶/۱
سلام دنیا میں دعا ہے آخرت میں مبارکبادی ہے	ص ۳۶۶/۳

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
کلمہ طیبہ اور کلمہ خبیثہ کی مثال قرآنی ص ۳۶۶/۴	ص ۳۶۷/۱
قبر میں پوچھے جانے والے تین سوال	ص ۳۶۷/۲
نمازوں کی محافظت کی تعریف و تاکید	ص ۳۶۷/۴
قیامت کے دن ابن آدم کے لیئے تین دفتر نکالے جائیں گے	ص ۳۶۸/۱
حضور کے دل میں امت کا درد اور اس پر اللہ کی تسلی	ص ۳۶۸/۳
سرزمین حجاز پر برکات الٰہیہ کی بھرمار	ص ۳۶۸/۴
پیدائش اولاد سے متعلق مسائل کا بیان	ص ۳۶۸/۴
اطاعت خداوندی اطاعت رسول کے بغیر مقبول نہیں۔	ص ۳۶۹/۳
شرک ظلم ہے	ص ۳۶۹/۴
نوحہ کرنے والی عورت کے لیئے وعید	ص ۳۷۰/۴
جب زمین و آسمان بدل دیئے جائیں گے	ص ۳۷۰/۳

فہرست مضامین قرآن مجید ہذا
پارہ نمبر ۱۴

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
آیت ربما یود الذین کفروا الخ کا شان نزول۔	ص ۳۷۱/۱
جہنم میں کفار و مسلمین کا مناقشہ	ص ۳۷۱/۱
حفاظت قرآن ذمہ خداوندی ہے	ص ۳۷۱/۲
احکام خداوندی کا اجراء کیونکر ہوتا ہے	ص ۳۷۲/۲
زمین کرہ نہیں بسیط ہے	ص ۳۷۲/۴
پانی کا ذخیرہ آسمان پر ہے۔	ص ۳۷۲/۹
ملائک نور سے اور جنات نار سے بنے ہیں	ص ۳۷۳/۵
انسان میں پھونکی جانے والی روح دراصل صفات الٰہی کا ایک عکس یا پرتو ہے۔	ص ۳۷۳/۹
بشر کو نور پر فضیلت دی گئی	ص ۳۷۳/۷
بشریت کو کمتر جاننے والا ابلیس کا بھائی ہے	ص ۳۷۳/۸
نوحہ خوانی ابلیس کی ایجاد ہے	ص ۳۷۴/۱
نفخہ اولیٰ و نفخہ ثانیہ کے درمیان کتنا وقفہ ہوگا؟	ص ۳۷۴/۲
اخلاص کی حقیقت کیا ہے؟	ص ۳۷۴/۴
استغفار کی اہمیت کیا ہے؟	ص ۳۷۴/۵
جہنم کے سات اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں	ص ۳۷۴/۶
جنت کا ایک دروازہ زائد کیوں ہے؟	ص ۳۷۴/۶
حضرت خدیجہ کو جنت میں ایک موتی کے مکان	ص ۳۷۴/۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
کی بشارت۔	
جنتیوں سے چار باتیں کہی جائیں گی	ص ۳۷۴/۷
اُمید و بیم کی درمیانی چیز کا نام ایمان ہے	ص ۳۷۵/۱
مہمانی کے موجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں۔ ص ۳۷۵/۲	
کامل بھی ظاہر اسباب پر بولتے ہیں	ص ۳۷۵/۳
حضرت لوط کی بیوی کافرہ تھی یا منافقہ ؟ ص ۳۷۵/۵	
حضرت لوط اور انکی قوم کے کچھ اور حالات	ص ۳۷۶/۱ تا ۹
قوم شعیب کے کچھ اور حالات کی تفصیل ص ۳۷۷/۱	
معذب قوموں کی بستی سے کس طرح گذریں ؟	ص ۳۷۷/۱
سورۃ فاتحہ کی فضیلت اور احکام ص ۳۷۷/۲	
بلڈنگیں بنانے میں مال خرچ کرنا وبال،	
ہوان اور شر ہے	ص ۳۷۷/۳
روز قیامت پانچ باتوں سے متعلق سوال	
ہوگا۔ ص ۳۷۸/۳	
عبادت انسان پر کب تک فرض ہے ؟	ص ۳۷۸/۴
قرب قیامت کی نشانیاں ص ۳۷۹/۲	
سورۃ النحل کی وجہ تسمیہ	ص ۳۷۹/۱
دلائل توحید و رد شرک ص ۳۷۹/۴ ص ۳۸۰/۱ تا ۹ ص ۳۸۱/۱ تا ۵	ص ۳۸۲/۳،۴
وحی الٰہی روح الٰہی ہے ص ۳۷۹/۳	
جانوروں کی پیٹھ کو منبر نہ بناؤ	ص ۳۷۹/۵
مویشی پالنے کے آداب و احکام اور فوائد ص ۳۷۹/۵	
گھوڑا حلال ہے	ص ۳۷۹/۵
راہ ہدایت راہ شریعت ہے ص ۳۸۰/۱	
ان اللہ جمیل یحب الجمال	ص ۳۸۱/۴
نضر بن حارث سے متعلق ایک آیت ص ۳۸۱	
دعوت حق کا اجر اور دعوت گناہ کا وبال	ص ۳۸۲/۱
نمرود کی بنائی ہوئی ایک عمارت کا بیان ص ۳۸۲/۲	
ظالموں، مشرکوں اور نافرمانوں کے قبض	
روح کا احوال	ص ۳۸۲/۴
جنت اور اہل جنت کے احوال کا بیان ص ۳۸۳/۱	
موت سے پہلے موت کی تیاری کی جائے	ص ۳۸۳/۲
مشیت الٰہی اور مرضی الٰہی میں فرق ہے ص ۳۸۴/۱	
مہاجرین حبشہ کے حق میں قرآنی آیات	ص ۳۸۵/۱
سابقہ کتب سماوی میں بھی لکھا ہے کہ انبیاء	
علیہم السلام سب انسان اور بشر ہوتے تھے	ص ۳۸۵/۲
ذکر سے مراد قرآن و حدیث ہے ص ۳۸۵/۳	
حجیت حدیث اور رد تقلید ص ۳۸۵/۴	
تکمیل شریعت اور ختم نبوت ص ۳۸۸/۲	ص ۳۸۵/۴

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
ہر چیز اپنے سایہ سے نماز ادا کرتی ہے۔ ص ۳۸۶/۱	ص ۳۸۶/۲
ظہر سے پہلے چار سنتوں کی فضیلت	ص ۳۸۶/۱
اللہ کو جہات ستہ سے پاک کہنا غلط ہے ص ۳۸۶/۲	
اللہ کے لیے طاعت دوام ہے	ص ۳۸۶/۴
گذشتہ کافر اور آج کے کافر میں ایک گونہ	
مماثلت اور ایک گونہ مسابقت ص ۳۸۶/۵،۶،۷	ص ۳۸۷/۱
لڑکی کی پیدائش پر غمگین ہونا رسم	
جہالت ہے	ص ۳۸۷/۲
اللہ کے حلم و برداشت کا بیان ص ۳۸۷/۳	
جانوروں کے پیٹ میں دودھ کیسے بنتا ہے ؟	ص ۳۸۸/۵
حکم حرمت شراب کے تدریجی مراحل ص ۳۸۹/۱	
دودھ، پھلوں کے جوس اور شہد میں قدرت	
خداوندی کا ظہور و اعجاز۔	ص ۳۸۹/۲
شہد کی مکھی کی تنظیم و معاشرت کا بیان ص ۳۸۹/۲	
شہد کے فوائد طبیہ کا بیان ص ۳۸۹/۲	
تین بڑی جگہوں سے تین اچھی چیزوں کا اخراج	ص ۳۸۹/۳
ارذل العمر سے پناہ مانگنے کی دعا اور اس	
عمر کے فتنوں سے بچاؤ کی صورت ص ۳۸۹/۴	
اسلام میں آقا و غلام کے باہمی حقوق	
و فرائض ص ۳۸۹/۵	
دلائل توحید اور رد شرک۔ ص ۳۹۰/۱ تا ۹ ص ۳۹۱/۱	ص ۳۹۲/۳،۴
علم غیب خاصہ خداوندی ہے ص ۳۹۱/۱	
انعامات الٰہیہ کا بیان	ص ۳۹۱/۱ تا ۵
روز قیامت حضور کی اُمت کے لیے گواہی ص ۳۹۲/۲	
حضور کے مرتبہ عظیم کا بیان	ص ۳۹۲/۵
قرآن میں ہر چیز کا بیان ہے ص ۳۹۳/۱	
سب سے بڑا جہاد کیا ہے ؟	ص ۳۹۳/۱
مجھے میرے رب نے نو باتوں کا حکم دیا ہے ص ۳۹۳/۱	
ایفائے عہد کی تاکید و بدعہدی کی	ص ۳۹۳/۲
مصنوعی قسم بنانا حرام ہے ص ۳۹۴/۱	
حیات طیبہ کیا ہے اور کس کے لیے ہے	ص ۳۹۴/۴
قرأت قرآن بہترین کام ہے ص ۳۹۴/۵	
ایک آیت کا شان نزول	ص ۳۹۵/۳
حضور کی صداقت قرآن کے منجانب اللہ ہونے	
کی دلیل ہے	ص ۳۹۵/۵
حالت اکراہ میں کفر جائز ہے ص ۳۹۵/۵ ص ۳۹۶/۲	
بلال، عمار، خبیب، حبیب بن زید اور	
عبداللہ بن حذافہ کی سبق آموز داستان ص ۳۹۵/۵	ص ۳۹۶/۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
قیامت کے دن کی ہولناکی کا بیان	ص ۳۹۶/۲
غیر اللہ کا ذبیحہ حرام ہے ص ۳۹۷/۲	
حرمت وحلت اشیاء شریعت کا حق ہے ص ۳۹۷/۳	ص ۳۹۷/۴، ص ۳۹۸/۱
بنی اسرائیل کو ہفتہ کے دن مچھلی پکڑنے کی ممانعت۔	ص ۳۹۸/۲
ملت ابراہیمؑ کی اقتداء کا حکم ص ۳۹۸/۲	
طریق دعوت و تبلیغ کیا ہو؟	ص ۳۹۸/۴
ایک آیت کا شان نزول اور امیر حمزہ کی شہادت کا بیان۔ ص ۳۹۸/۵	

فہرست مضامین قرآن مجید ہذا

پارہ نمبر ۱۵

سورۃ بنی اسرائیل و سورۃ کہف

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
سورۃ بنی اسرائیل کی فضیلت ص ۳۹۹/۱ تا ۴	
واقعہ معراج کی تفصیل اور فرضیت نماز کا بیان۔	ص ۳۹۹/۲-۳
سجین اور علیین کیا ہیں اور کہاں ہیں۔ ص ۳۹۹/۳	
چاند رات کی نشانی ہے اور سورج دن کی	ص ۴۰۰/۲
اللہ تعالیٰ دوزخ میں اپنا قدم رکھے گا ص ۴۰۱/۳	
جس قوم کی تباہی مقصود ہو اللہ انہیں عیاشیوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ص ۴۰۱/۵	
انسانیت بت پرستی کا شکار کب ہوئی۔	ص ۴۰۲/۱
نیکی بہت سی بلاؤں کو ہٹا دیتی ہے ص ۴۰۲/۲	
تفاوت مراتب جیسے دنیا میں ہے آخرت میں بھی ہوگا۔ ص ۴۰۲/۴	
تورات کی ساری اخلاقی تعلیم قرآن کی صرف ۱۵ آیتوں میں ص ۴۰۳/۱ تا ۴، ص ۴۰۴/۱ تا ۴	ص ۴۰۴/۱ تا ۶، ص ۴۰۵/۱
دلائل توحید و رد شرک ص ۴۰۳/۵ تا ۷، ص ۴۰۴/۲، ص ۴۰۴/۹، ص ۴۰۹	ص ۴۱۲/۶ تا ۷، ص ۴۱۳/۱
ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے ص ۴۰۵/۴	
کھانے میں سے تسبیح کی آواز	ص ۴۰۵/۴
ابولہب کی بیوی کانی تھی ص ۴۰۶/۲	
لا الہ الا اللہ کہنے والوں پر قبر میں وحشت نہ ہوگی۔	ص ۴۰۶/۴
دو حدیثوں میں تطبیق ص ۴۰۷	
معجزات دکھلانے اور نہ دکھلانے میں خدا کی حکمت	ص ۴۰۸/۱
ابلیس کے ہتھکنڈے ص ۴۰۸/۵-۹	
اللہ نے فرشتوں کی ایک فرمائش رد کر دی	ص ۴۰۹/۲
ہر امت اپنے امام کے ساتھ بلا وی جائے گی۔ ص ۴۰۹/۳	

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
نماز فرضیت پر دال آیت اور اوقات نماز کا بیان	ص ۴۱۰/۲
کیا تہجد کی نماز حضورؐ پر فرض تھی؟ ص ۴۱۰/۳	
صلوٰۃ اللیل کی فضیلت، احکام اور آداب ص ۴۱۰/۴	ص ۴۱۰/۵
فجر کی سنتوں کے بعد حضور کیا دعا پڑھتے تھے	ص ۴۱۰/۶
حضور کے دخول مکہ کا احوال ص ۴۱۱/۱	
روح کیا ہے؟ حضور سے سوال	ص ۴۱۱/۳
قرآن لوگوں کے سینے سے محو کر دیا جائے گا۔ ص ۴۱۱	
اعجاز قرآن بزبان قرآن ص ۴۱۱/۶	
کفار کی حضورؐ کو پیشکش اور حضور کا جواب	ص ۴۱۲/۲
حضور بشر تھے۔ نوری نہ تھے۔	
قیامت کے دن لوگوں کو منہ کے بل چلایا جائے	ص ۴۱۳/۱
اللہ کا جود و کرم اور بندے کا بخل و بُرم ص ۴۱۳/۳	
ایک یہودی کا حضور سے معجزات موسیٰ کے بارے میں سوال۔ اور حضورؐ کا اسے مفصل جواب	
صرف معرفت ہی کافی نہیں عمل برحق بھی ضروری ہے۔ ص ۴۱۳/۴	ص ۴۱۳/۴
نزول قرآن کے مدراج ص ۴۱۳/۴	
قرأت قرآن کے وقت رونا مستحب ہے	ص ۴۱۴/۲
اسماء حسنیٰ کی فضیلت و حقیقت ص ۴۱۴/۷ ص ۴۱۵/۱	
سورۃ کہف کی فضیلت	ص ۴۱۵/۲-۳
عزت اور غلبہ والی آیت ص ۴۱۵/۲	
وکیمی شخص کے پڑھنے کا وظیفہ	ص ۴۱۵/۲
سورۃ کہف کا شان نزول ص ۴۱۵/۳	
بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورت تھا	ص ۴۱۶/۱
احسن عملاً کون لوگ ہیں؟ ص ۴۱۶/۱	
احسن عمل کیا ہے؟	ص ۴۱۶/۱
رقیم کیا چیز ہے؟ ص ۴۱۶/۳	
اصحاب کہف کے سونے کی مدت کتنی تھی۔	ص ۴۱۶/۴
اصحاب کہف کے واقعہ کی تفصیل ص ۴۱۶/۶ ص ۴۱۷/۲-۳	ص ۴۱۸/۱ تا ۴، ص ۴۱۹/۱ تا ۳
ہدایت و ضلالت اللہ کے اختیار میں ہے ص ۴۱۷/۳	
انشاء اللہ نہ کہنے کا خمیازہ	ص ۴۱۹
غریب غرباء کی فضیلت اور انکے بارے میں قرآن کی ہدایت۔ ص ۴۲۰/۱	
زقوم کیا ہے اور اس کی تلخی کیسی ہے؟	ص ۴۲۰/۲
جنتیوں کو زیور پہنایا جائے گا۔ ص ۴۲۰/۳	
کافر غنی اور مومن فقیر کی مثال دو شخصوں کے واقعہ میں ص ۴۲۱/۱ تا ۶	ص ۴۲۲/۱ تا ۳
ماشاء اللہ کہنے کی برکت و تاثیر ص ۴۲۱/۷ ص ۴۲۲/۱	
دنیا کی رونق اور اس کی بے ثباتی کی مثال	ص ۴۲۲/۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
باقیات صالحات کیا ہیں۔	ص ۴۲۲/۵
قیامت کی وحشت اور ہولناکی کا بیان ص ۴۲۳/۱	
اکیس میں صفوں میں اسی صفیں امت محمدیہ کی	ص ۴۲۳/۱
ے گندم از گندم بروید جو ز جو	
از مکافات عمل غافل مشو ص ۴۲۳/۲	
برتن میں جو ہو وہی چھلکتا ہے	ص ۴۲۳/۲
قرآنی مضامین میں تکرار و تصریف کی حکمت	
اور ایک آیت کا شان نزول ص ۴۲۴/۱	
جھگڑا نہ کرنے والے کے لیے جنت میں تین محل	ص ۴۲۴/۱
مسئلہ نور بشر، مختار کل اور عالم الغیب کا بیان ص ۴۲۴/۲	
قصہ موسیٰ و خضر کی تفصیل ص ۴۲۵/۱تا۴ ص ۴۲۶/۱تا۴ ص ۴۲۷/۱تا۷	ص ۴۲۸/۱
کیا خضر زندہ ہیں۔	ص ۴۲۶/۴

فہرست مضامین قرآن مجید ھذا

پارہ نمبر ۱۶

سورۃ کہف۔ مریم۔ طٰہٰ

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
قسم کھاتے ہوئے انشاء اللہ کہے تو قسم ٹوٹنے	ص ۴۲۷/۱
پر کفارہ لازم نہیں آتا۔	
حضرت موسیٰ کے خضر سے تین سوال اور تینوں	
مرتبہ انکی الگ الگ نوعیت	ص ۴۲۷/۲
حضرت موسیٰ اور خضر کے علم کا فرق ص ۴۲۷/۵	
حضرت خضر نے جس لڑکے کو قتل کیا اس کا	
نام کیا تھا اور آپ نے اسے کیوں قتل کیا؟	ص ۴۲۷/۷
ذوالقرنین اور اسکے واقعات ص ۴۲۸/۴تا۵ ص ۴۲۹/۱تا۷	ص ۴۳۰/۱
سد سکندری اور قصہ یاجوج وماجوج ص ۴۳۰/۱تا۲	ص ۴۲۹/۷
رد بدعات وخرافات ص ۴۳۰/۵	
بسیار خور اور بداعمال شخص کا حشر ص ۴۳۰/۷	
رسول اللہ بشر تھے	ص ۴۳۱/۳
عمل کی قبولیت کے لیے دو شرطیں ہیں۔ ص ۴۳۱/۴	
سورۃ کہف کی آخری آیات کی تاثیر	ص ۴۳۱/۴
حضرت مریمؑ کے علاوہ قرآن میں کسی عورت کا	
نام نہیں آیا تیس جگہ ان کا ذکر ہے	ص ۴۳۱/۳
حضرت زکریاؑ کے حالات وواقعات ص ۴۳۲/۱تا۹ ص ۴۳۳/۱تا۵	
حضرت مریم اور ابن مریم کا قصہ	ص ۴۳۳/۵تا۱۰
روز قیامت موت کو ذبح کیا جائے گا ص ۴۳۵/۳	
قیامت کا ایک نام یوم الحسرۃ ص ۴۳۵/۳	
حضرت ابراہیمؑ اور ملت ابراہیمؑ ص ۴۳۶/۲تا۵	ص ۴۳۷/۱

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
وعدہ وفائی صفات حمیدہ میں سے ہے ص ۴۳۷/۲	
اور وعدہ خلافی صفات مذمومہ میں سے ہے	ص ۴۳۷/۲
حضورؐ کی وعدہ وفائی کا ایک مثالی واقعہ ص ۴۳۷/۳	
وعدہ خلافی کی جائز صورتیں کیا ہیں؟	ص ۴۳۷/۳
حضرت ادریس اور انکی خصوصیات ص ۴۳۷/۴	
اللہ کے خوف سے رونے کی فضیلت	ص ۴۳۸/۱
اللہ نے حضرت موسیٰ سے کتنی باتیں کیں؟ ص ۴۳۸/۱	
سب سے بڑا عمل، سب سے بڑا درجہ اور	
سب سے بڑی عبادت کیا ہے؟	ص ۴۳۸/۱
تارکین نماز کے لیے وعید ص ۴۳۸/۲	
نماز کا ضائع کرنا کیا ہے؟ ص ۴۳۸/۲	
حضرت جبریلؑ نے حضورؐ سے کہا......	ص ۴۳۸/۷
حضورؐ کے فرمان اور آیت قرآن میں	
تطبیق ص ۴۳۹/۵	
متقین رحمٰن کے حضور وفد کی شکل میں آئیں گے	ص ۴۴۱/۱
خدا کے لیے اولاد ثابت کرنا بڑا بھاری گناہ ہے	ص ۴۴۱/۲
محبوب خدا اور محبوب بندگان لوگ ص ۴۴۱/۴	
سورہ طٰہٰ کی فضیلت اہمیت اور تاثیر	ص ۴۴۲/۱
استواء علی العرش کی چوتھی آیت ص ۴۴۲/۲	
حضرت موسیٰ کا مفصل قصہ ص ۴۴۲/۹ ص ۴۴۳/۱تا۸	ص ۴۴۴/۱تا۳ ص ۴۴۵/۱۔۲
ص ۴۴۶/۱۔۲ ص ۴۴۷/۱تا۲ ص ۴۴۸/۱تا۴ ص ۴۴۹/۱تا۴ ص ۴۵۰/۱۔۲	ص ۴۵۱/۱
حضرت موسیٰ کی زبان صاف کیوں نہیں تھی؟	ص ۴۴۳/۸ ص ۴۴۴/۲
ہدایت اور ضلالت کا ایک سبب ص ۴۴۵/۳	
فرعونی سوال اور موسوی جواب	ص ۴۴۵/۴
فرض کی حفاظت، محرمات کی حرمت	
حدود کی پاسداری اور بے جا بحث سے گریز کا حکم	ص ۴۴۵/۵
بہتان طرازی، الزام تراشی اور افتراء پردازی	
کی مذمت ص ۴۴۶/۵	
میت کو قبر میں رکھتے وقت پڑھی جانے والی آیت	ص ۴۴۶/۲
عاشورہ کے روزہ کی فضیلت اور علت ص ۴۴۷/۴	
اہل جنت اور اہل دوزخ کے کوائف	
ودرجات اور ابوبکرؓ وعمرؓ کی فضیلت ص ۴۴۷/۲	ص ۴۴۷/۳
حضورؐ کے اصحاب کی مجلس کیسی ہوتی تھی ص ۴۴۹/۴	
گانا بجانا حرام ہے اور شیطانی حرکت ہے	ص ۴۴۹/۱
جس چیز کی اللہ جیسی تعظیم اور پرستش ہونے لگے	
اس کا وجود اور نشان مٹا دینا چاہیئے جیسی	ص ۴۵۱/۱
حضور کی ایک دعا زیادتی علم کے لیے	
ابن مسعود کا ایک آیت کے پڑھنے کے موقع پر ایک ص ۴۵۲/۳	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
دعا کا پڑھنا۔	ص ۴۵۲/۳
حفظ قرآن کا ایک عمل۔ ص ۴۵۲/۴	
حضرت آدم اور موسیٰؑ کا مناظرہ	ص ۴۵۲/۱
ذکرِ الٰہی سے غفلت تنگیٔ معیشت کا سبب بنتی ہے۔ ص ۴۵۳/۴	
رویت باری تعالیٰ کا مسئلہ مثالوں کے آئینہ میں	ص ۴۵۴/۱
حضور کی تسلیٔ خاطر کے لیئے ایک آیت کا نزول	ص ۴۵۴/۲
جب گھر میں تنگی ہوتی تو حضور گھر والوں سے کیا فرماتے تھے؟	ص ۴۵۴/۴

فہرست مضامین قرآن مجید ہذا

پارہ نمبر ۱۷

سورۃ الانبیاء و سورۃ الحج

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
سورۃ انبیاء کی وجہ تسمیہ ص ۴۵۵/۱	
قیامت کی ہولناکی کا بیان	ص ۴۵۵/۱
ایک آیت سے تقلید پر غلط استدلال ص ۴۵۶/۱	
نصاریٰ کے رد میں ایک آیت	ص ۴۵۷/۱
نظام کائنات کا تسلسل و توازن ص ۴۵۷/۴	
توحید باری تعالیٰ کی بین دلیل ہے ص ۴۵۷/۲	
فرشتوں کی غذا کیا ہے؟	ص ۴۵۷/۳
رد شرک کی ایک ٹھوس دلیل ص ۴۵۷/۵	
تمام انبیاء علیہم السلام کا مشن کیا تھا؟	ص ۴۵۸/۱
حضور کی سفارش کن لوگوں کے لیئے ہوگی؟	ص ۴۵۸/۳
زمین و آسمان پہلے کیسے تھے؟ ص ۴۵۸/۵	
ہر چیز کی اصل کیا ہے۔ ص ۴۵۸/۵	
دخول جنت کا ایک عمل۔	ص ۴۵۸/۵
توحید، دلائل قدرت اور مسئلہ نبوت ص ۴۵۹/۱، ۳	
حضورؐ کی وفات پر حضرت ابوبکرؓ نے کونسی آیت تلاوت کی۔	ص ۴۵۹/۴
انسان جلد باز پیدا کیا گیا ہے۔ ص ۴۵۹/۵	
جبرئیلؑ کی اداسی اور میکائیلؑ کی بے بسی کا سبب۔	ص ۴۶۰/۷
قیامت کے دن اعمال تولے جانے کا ثبوت ص ۴۶۱/۱	
تاش، چوسر، شطرنج وغیرہ کھیلنے کی ممانعت	ص ۴۶۱/۵
اللہ نے ہر نبی کو تبلیغ کے لیئے جوانی میں بھیجا ص ۴۶۲/۲	
حضرت ابراہیمؑ کے تین جھوٹ	ص ۴۶۲/۳
اور جھوٹ بولنے کی تین جائز صورتیں ص ۴۶۲/۳	

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
حضرت ابراہیمؑ اور آتش نمرود	ص ۴۶۳/۱
ملک شام کی فضیلت بزبان رسالت ص ۴۶۳/۲	
اقامت صلوٰۃ و ایتاء زکوٰۃ شیوہ پیغمبری ہے۔	ص ۴۶۳/۴
قوم لوط کی خباثتیں کیا تھیں؟ ص ۴۶۳/۵	
حضرت داؤد و سلیمانؑ کے دو فیصلے	ص ۴۶۴/۱
حضرت داؤد پر اللہ کی خاص عنایتیں ص ۴۶۴/۲	
حضرت سلیمانؑ پر اللہ کی خاص عنایتیں	ص ۴۶۴/۳، ۴
حضرت ایوب اور صبر ایوبؑ کا بیان ص ۴۶۵/۱	
حضرت ادریس اور حضرت کا باہمی رشتہ کیا تھا ان کا نام۔ عمر اور پیدائش کی تاریخ کیا تھی؟	ص ۴۶۵/۲
حضرت یونس علیہ السلام کے احوال و واقعات ص ۴۶۵/۴	
آیت کریمہ کی اہمیت و فضیلت ص ۴۶۵/۳	
قرب قیامت کیا کچھ ہوگا۔	ص ۴۶۶/۲
عابد و معبود دونوں جہنم میں مگر...... ص ۴۶۷/۱، ۲	
تین قسم کے لوگ مشک کے ٹیلوں پر ہونگے	ص ۴۶۷/۴
بعث و نشور کس حال میں ہوگا ص ۴۶۷/۷	
عظمت مصطفےٰؐ بفرمان خدا ص ۴۶۷/۸	
جب حضورؐ کسی جنگ میں جاتے تو کیا پڑھتے	ص ۴۶۸/۴
سورۃ حج کی فضیلت اور اس میں سجدوں کی تعداد	ص ۴۶۸/۵
قیامت کے کچھ اور احوال اور اہوال ص ۴۶۸/۶	
ایک آیت کا شان نزول بزبان رسول	ص ۴۶۸/۷
قیامت میں تین موقعوں پر کوئی کسی کو یاد نہ کرے گا۔ ص ۴۶۹/۱	
تخلیق انسان کے مختلف مراحل کا بیان	ص ۴۶۹/۲
ایک کنارے ہو کر عبادت کرنے والے کا انجام	ص ۴۷۰/۲
تین قسم کے لوگ جن سے اللہ کلام نہیں کرے گا؟	ص ۴۷۰/۳
غیر اللہ پرستی خودکشی کے مترادف ہے ص ۴۷۱/۱	
سجدہ تلاوت کی دعا اور سورہ حج کے دو سجدے۔	ص ۴۷۲/۱
حضرت علی، حمزہ، و عبیدہ بن حارث کی فضیلت۔ ص ۴۷۲/۲	
دوزخ کے عذاب کی سختی اور جنت کی راحتیں	ص ۴۷۲/۳، ۴
تعمیر کعبہ کی تاریخ و ترکیب کا بیان ص ۴۷۳/۲، ۳	
چار دن کی قربانی کا ثبوت	ص ۴۷۳/۴
کچھ مناسک حج کا بیان ص ۴۷۳/۵	
کعبہ کی نیاز اور قرآن کے الفاظ	ص ۴۷۴/۱

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
شرک اور مشرک کی بدترین مثال	ص ۴۷۴/۲
قربانی کا فلسفہ و فائدہ	ص ۴۷۴/۲
حضورؐ کی قربانی	ص ۴۷۴/۳
قربانی ہر دین کا شعار رہا ہے ص ۴۷۵	ص ۴۸۱/۱
ماہ ذی الحج سے متعلق ۴۰ احادیث صحیحہ	ص ۴۷۵/۲
اہل جاہلیت کی قربانی کی رسمیں	ص ۴۷۵/۳
فرضیت جہاد کی پہلی آیت	ص ۴۷۵/۵
مہاجر صحابہ کے حق میں قرآن کی آیت	ص ۴۷۶
خلفاء ثلاثہ کی خلافت برحق کی دلیل	ص ۴۷۶/۲
حکم الٰہی اور تخیل انسانی کا فرق	ص ۴۷۸/۱-۲
یوم عقیم (بانجھ دن) کیا ہے۔	ص ۴۷۸/۳
مہاجر و مجاہد کا اجر جاری رہتا ہے۔	ص ۴۷۹/۱
مظلوم کی بددعا سے بچو کر	ص ۴۷۹/۲
ایک آیت کا شان نزول	ص ۴۷۹/۳
اللہ کی عظیم الشان قدرت اور وحدانیت کے دلائل	ص ۴۸۰/۱
اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا	ص ۴۸۱/۲
شرک کرنے والوں کے لئے قابل توجہ مثال	ص ۴۸۲/۱
اللہ نے ہر حقدار کو اس کا حق دیا ہے	ص ۴۸۲/۹
مسلمان کی تعریف کیا ہے؟	ص ۴۸۲/۷

فہرست مضامین قرآن مجید حصہ ۱

پارہ نمبر ۱۸

سورۃ المومنون، النور، الفرقان

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
سورۃ مومنون کی فضیلت	ص ۴۸۳/۱
جنت عدن نے تلاوت قرآن کی	ص ۴۸۳/۱
سورۃ مومنون کی آیات پڑھ کر حضورؐ نے کیا دعا پڑھی۔	ص ۴۸۳/۱
سات بدنصیب لوگ	ص ۴۸۳/۱
جنت کے سو درجے ہیں	ص ۴۸۳/۱
تخلیق انسان کے مدارج کا بیان	ص ۴۸۴/۱
عبادت الٰہی معرفت الٰہی کے بغیر ممکن نہیں	ص ۴۸۴/۲
بارش آسمان سے آتی ہے زمین سے نہیں	ص ۴۸۴/۴
زیتون کی خصوصیات قرآن کی نظر میں	ص ۴۸۴/۲
اقسام عبادت تین ہیں	ص ۴۸۵/۲
بشریت نبوت و رسالت کے منافی نہیں	ص ۴۸۵/۳ — ص ۴۸۶/۲
حضرت نوح کی قوم پر بددعا اور اس پر اللہ کا جواب۔	ص ۴۸۶/۱
سمندری سواری سے اترتے وقت کیا پڑھیں	ص ۴۸۶/۲
سمندری طوفان سے امان دینے والی دعا	ص ۴۸۶/۲
غرباء کی فضیلت، امراء کی طبیعت	ص ۴۸۸/۱
انبیاء خاکی تھے نوری نہ تھے۔	ص ۴۸۸/۲
نزول مسیح اور ظہور مہدی کا منکر کافر ہے	ص ۴۸۸/۳
اکل حلال اور عمل صالح سب پیغمبروں کی تعلیم ہے	ص ۴۸۸/۵
رزق حلال کی طلب ہر مسلم کا فرض ہے	ص ۴۸۸/۵
حرام کھانے والے کی کوئی دعا قبول نہیں ہوتی	ص ۴۸۸/۵
سب انبیاء کا دین اصولاً ایک ہی رہا ہے	ص ۴۸۹/۱
دین کی دولت سب سے بڑی نعمت ہے۔	ص ۴۸۹/۲
کفار قریش کی حضورؐ کے متعلق رائے زنی	ص ۴۹۰/۱
دلائل توحید اور رد شرک	ص ۴۹۲/۱-۳
دشمنی کو دوستی میں بدلنے کا نسخہ	ص ۴۹۲/۴
لطائف استعاذہ۔	ص ۴۹۳/۱
موت سے پہلے عمل کر لو	ص ۴۹۳/۲
مختلف آیتوں میں تطبیق۔	ص ۴۹۳/۳
عذاب دوزخ کی کربناکی و ہولناکی	ص ۴۹۴/۱
آسیب زدہ شخص کے علاج کی آیتیں	ص ۴۹۴/۴
سورۂ نور کی فضیلت و اہمیت کا بیان	ص ۴۹۵/۱
زانی اور زانیہ کی اسلامی حد کا بیان	ص ۴۹۵/۲
اسلامی حدود و تعزیرات کے نفاذ کی اہمیت	ص ۴۹۵/۲
کیا زانیہ عورت یا زانی مرد سے شادی جائز ہے؟	ص ۴۹۵/۴
لعان کے مسئلہ کا بیان اور اسکے احکام	ص ۴۹۶/۲
قصہ حضرت عائشہؓ پر تہمت لگنے کا اور حد قذف کا بیان ص ۴۹۶/۱ ص ۴۹۷/۱	ص ۴۹۸/۴
تہمت طرازی کی سنگینی	ص ۴۹۷/۲
تہمت طرازی، عیب جوئی اور بدگمانی کی ممانعت	ص ۴۹۷/۵ ص ۴۹۸/۱
حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں قرآنی آیت کا نزول	ص ۴۹۸/۴
ازواج مطہرات کی شان میں بدکلامی کفر ہے ص ۴۹۹/۱	ص ۴۹۹/۳
کسی کے گھر جانے کے آداب و احکام	ص ۴۹۹/۴
زنا کے محرکات اور ان کا انسداد	ص ۵۰۰/۱
ہر بجنے والی چیز کے ساتھ شیطان ہے۔	ص ۵۰۰/۲
سات مہلک گناہوں کا بیان	ص ۴۹۹/۱
تین کاموں میں دروغ	ص ۵۰۰/۳
حرام کاری کی کمائی کا کھانا کیسا ہے؟	ص ۵۰۰/۴ ص ۵۰۱/۱
غلام یا لونڈی کا مکاتبت کا مسئلہ	ص ۵۰۱/۱
قرآن مجید کے اوصاف و اعجاز کا بیان	ص ۵۰۱/۲
اللہ زمین و آسمان کا نور ہے	ص ۵۰۲/۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
کافر کے اعمال خیر کی مثال	ص ۵۰۳/۱
ہر چیز اپنی نماز جانتی ہے	ص ۵۰۳/۲
دلائل توحید و رد شرک	ص ۵۰۳/۳، ص ۵۰۴/۱
آسمان میں برف کے پہاڑ ہیں	ص ۵۰۳/۴
منافق حق فیصلہ سے خوش نہیں ہوتے	ص ۵۰۴/۵۰۴-۳
اطاعت امیر کی تاکید	ص ۵۰۴/۶
ظاہر و باطن کا توافق ہی ایمان ہے	ص ۵۰۴/۷
خلافت فی الارض کن لوگوں کا استحقاق ہے	ص ۵۰۵/۱
اُمت مسلمہ کی حکومت کہاں تک ہوگی؟	ص ۵۰۵/۱
خلفاء اربعہ کی خلافت اور ان کے فضل	
وشرف کے منکر کا حال بتانے والے الفاظ قرآنی	ص ۵۰۵/۳
اوقات ملاقات کی شرعی حد بندی	ص ۵۰۶/۱
بوڑھی عورت کے لیے پردہ کے حکم میں رعایت	ص ۵۰۶/۲
کھانے پینے اور آنے جانے کے اسلامی آداب و احکام کا بیان	ص ۵۰۷/۱
امر جامع سے واپسی بدون اجازت امام ایمانداروں کا شیوہ نہیں ہے۔	ص ۵۰۷/۲
رسول اللہ کو بلانے کے آداب و اطوار کیا ہیں؟	ص ۵۰۸/۱
عبدیت ہی سب سے بڑا وصف انسانی ہے	ص ۵۰۸/۲
دوزخ کی بھی آنکھیں ہیں۔	ص ۵۰۹/۲
ایک بار کا مرنا ہزار بار کے مرنے سے بہتر ہے	ص ۵۱۰/۱
معبودین کا اپنی عبادت سے انکار	ص ۵۱۰/۳-۴
حوائج انسانی کی تکمیل نبوت کے منافی نہیں ہے۔	ص ۵۱۰/۵

فہرست مضامین قرآن مجید ہٰذا

پارہ نمبر ۱۹

سورۃ الفرقان، الشعراء، النمل

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
اللہ کا حجاب نور ہے اگر اسے اٹھا دے تو۔۔۔	ص ۵۱۱/۱
قیامت کا حسرتناک نقشہ	ص ۵۱۱/۲
روز قیامت میری اُمت کے مفلس	ص ۵۱۱/۲
قیامت میں آدمی اپنے دوست کے دین پر اٹھے گا	ص ۵۱۱/۳
قیامت میں حضورؐ کی اللہ سے اپنی اُمت کی شکایت۔	ص ۵۱۲/۱
قرآن کے بتدریج نازل ہونے کی حکمت	ص ۵۱۲/۳
دل کی مثال رسول اللہ کی نظر میں	ص ۵۱۲/۳
قیامت میں کافر کے سر کے بل چلنے سے متعلق ایک شخص کا سوال اور حضورؐ کا اس کو معقول جواب۔	ص ۵۱۲/۴
جس کا خدا اس کی خواہش ہو تو۔۔۔۔۔	ص ۵۱۳/۲
سب کی اصل اللہ ہے	ص ۵۱۴/۱
لیل و نہار کی گردش میں قدرت الٰہی کی نشانی۔	ص ۵۱۴/۲
ابر باراں اور باد بہاری میں قدرت الٰہی کی نشانی ہے	ص ۵۱۴/۳
رسول اللہ کی رسالت آفاقی ہے۔	ص ۵۱۴/۴
گناہوں کی کثرت قحط سالی کا سبب ہے	ص ۵۱۴/۴
قرآن کے ذریعہ جہاد کا حکم	ص ۵۱۴/۵
آسمان کے بارہ برجوں کے نام	ص ۵۱۵/۴
رات دن ایک دوسرے کے خلیفہ ہیں	ص ۵۱۵/۵
تواضع کی فضیلت تکبر کی مذمت	ص ۵۱۶/۱
فرضوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز ہے	ص ۵۱۶/۲
اخراجات میں اعتدال کی اہمیت	ص ۵۱۶/۴
کبائر گناہوں کا بیان	ص ۵۱۶/۵
سچی توبہ گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیتی ہے۔	ص ۵۱۶/۶
جھوٹی گواہی دینے والے کا انجام	ص ۵۱۶/۹
قیامت کی چند نشانیاں جو گذر چکیں	ص ۵۱۷/۴
قرآن کی تورات، انجیل اور زبور پر فضیلت۔	ص ۵۱۷/۵
اللہ کی معیت کے کیا معنی ہیں	ص ۵۱۸/۲، ص ۵۲۱/۴
بنی اسرائیل کا وطن اصلی کیا تھا؟	ص ۵۱۸/۴
حضرت موسیٰ اور فرعون کے مابین معرکۃ الآراء نوک جھونک	ص ۵۱۹/۵
دلائل سے عاجز آکر قید و بند کی دھمکی دینا فرعونیت ہے	ص ۵۱۹/۶
غیر اللہ کی قسم کھانا فرعون کے پیروکاروں کا شیوہ ہے۔	ص ۵۲۰/۴
نجومی کاہن ہے اور کاہن ساحر ہے اور ساحر کافر ہے۔	ص ۵۲۱/۱
ماشطۃ بنت فرعون کا مفصل واقعہ	ص ۵۲۱/۱
جادوگر کی اسلامی حد کا بیان	ص ۵۲۱/۱
ہر مشرک دلائل سے لاجواب ہو کر تقلید کا سہارا لیتا ہے	ص ۵۲۲/۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
حضرت ابراہیمؑ کی ایک دعا اور اس کی قبولیت	ص ۵۲۳/۱
روز قیامت حضرت ابراہیمؑ کی اپنے باپ آذر سے ملاقات اور گفتگو کا سبق آموز حال ص ۵۲۳/۴	
روح وجسم کی صحت وشفا کی ایک جامع دعا	ص ۵۲۳/۳
امراض قلب اور دیگر موذی مرض کے ازالہ کی دعائیں۔ ص ۵۲۳/۲	
مشرکوں کا شرک اللہ سے محبت وتعظیم میں برابری تھا۔	ص ۵۲۳/۵
حضرت نوحؑ کے کچھ اور واقعات ص ۵۲۴/۱تا۵	
حضرت ہودؑ کے کچھ اور حالات	ص ۵۲۵/۱-۳
یادگاری عمارتیں بنانا قوم عاد کی نقل کرنا ہے ص ۵۲۵/۲	
حضرت صالح اور انکی قوم کے کچھ اور حالات ص ۵۲۶/۱تا۴	ص ۵۲۷/۵
حضرت لوطؑ کے کچھ اور احوال و وقائع ص ۵۲۷/۱تا۶	
قوم شعیب اور حضرت شعیب کی کچھ باتیں	ص ۵۲۷/۲، ص ۵۲۸/۳
عربی زبان جاننے والے پانچ پیغمبروں کا بیان ص ۵۲۹/۴	
رسول اللہ کی پہلی تبلیغ کب اور کہاں ہوئی۔	ص ۵۳۰/۲
قرآن اور داعی قرآن کی عظمت وصداقت کی ایک زبردست دلیل۔	
کونسی شاعری جائز ہے اور کونسی ناجائز ص ۵۳۰/۱۱	ص ۵۳۰/۷
قرآن سے ہدایت کس کو حاصل ہوتی ہے؟	ص ۵۳۱/۲
حضرت موسیٰ نے طور پر نور دیکھا تو ۔۔۔ ص ۵۳۱/۴	
گناہ کے فوراً بعد نیکی کرو گناہ مٹ جائے گا	ص ۵۳۲/۱
علم اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے ص ۵۳۲/۴	
حضرت داؤد کے کتنے بیٹے تھے؟	ص ۵۳۲/۵
حضرت سلیمانؑ کی فوج کا ڈسپلن ص ۵۳۳/۱	
قصہ۔ حضرت سلیمان کی چیونٹی کا اور ہدہد کا	
ملک سبا اور ملکہ سبا کا بیان ص ۵۳۳/۲-۳، ص ۵۳۳/۲، ص ۵۳۴/۱تا۵، ص ۵۳۶/۲-۳، ص ۵۳۰/۱	ص ۵۳۵/۱تا۷
تاریخ کی ایک مختصر وجامع تحریر ص ۵۳۴/۵	
بلقیس نے حضرت سلیمان کی خدمت میں کیا تحفہ بھیجا تھا۔	
تخت وطاؤس بلقیس کی تفصیل ص ۵۳۳/۷	ص ۵۳۵/۷
تخت بلقیس منگوانے والے نے کیا پڑھا تھا؟	ص ۵۳۶/۱-۲
کیا حضرت سلیمان اور بلقیس کی شادی ہوگئی تھی؟ ص ۵۳۷/۱	
بدشگونی اسلام میں منع ہے	ص ۵۳۷/۴
حضور کے خلاف کفار کی سازش	

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
اللہ کے برگزیدہ بندوں سے کون مراد ہیں	ص ۵۲۸/۵

فہرست مضامین قرآن مجید ھٰذا

پارہ نمبر ۲۰

سورۃ النمل۔ القصص۔ العنکبوت

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
رسول اللہ کی ایک طویل حدیث توحید کے بارے میں	ص ۵۲۹/۱
آیت امّن یجیب المضطر کے حوالہ سے ایک عجیب واقعہ۔ ص ۵۲۹/۱	
علم غیب اللہ کے سوا کسی کو نہیں	ص ۵۴۰/۱
موت اور قیامت انتہائی قریب ہیں حتیٰ کہ ۔۔۔	ص ۵۴۰/۱
سماع موتی کا مسئلہ	ص ۵۴۱/۴
دابۃ الارض کیا ہے؟ اور کب ظہور کریگا؟	
دجال کے فتنہ کی حشرسامانی کا بیان	ص ۵۴۲/۱
صور کتنی بار پھونکا جائے گا؟ ص ۵۴۲/۲	
حرمت مکہ مکرمہ کا بیان ص ۵۴۳/۲	
حضرت خباب بن ارتؓ کی فضیلت	ص ۵۴۳/۴
مصر میں آباد قبطی وسبطی اقوام اور موسیٰ، فرعون کے تفصیلی حالات وواقعات ص ۵۴۴/۱-۲، ص ۵۴۵/۱تا۹ کا بیان ص ۵۴۸/۱تا۴، ص ۵۴۹/۱تا۴، ص ۵۵۰/۱تا۴، ص ۵۵۱/۱تا۴	ص ۵۴۶/۱تا۹، ص ۵۴۷/۱تا۷
ایک آیت سے صوفیوں کا رد ص ۵۴۸	
حضرت موسیٰ کے نکاح کا مہر کیا تھا؟ ص ۵۴۸/۴	
پکی اینٹ کا پہلا موجد فرعون تھا	ص ۵۵۰/۴
اللہ کو آسمان پر نہ ماننا فرعونیت ہے ص ۵۵۰/۴	
تکبر اور متکبر کا انجام۔	ص ۵۵۱/۱
ندا و تجلی بھی اللہ کی صفت ہے۔ ص ۵۵۱/۴	
قرآن کریم تو سب کا ناسخ ہے اور اس کا کوئی ناسخ نہیں۔	ص ۵۵۲/۲
نجاشی کے بھیجے ہوئے ستر کتابی بزرگ ص ۵۵۳/۱	
ابوطالب کس دین پر مرا؟	ص ۵۵۳/۲
عمل پر حق کی رکاوٹیں۔ ص ۵۵۴/۱	
قیامت کے دن دو اہم سوال	ص ۵۵۵/۲
مختار کل صرف اللہ ہے ص ۵۵۵/۵	
اللہ کے ابن آدم سے چند سوال	ص ۵۵۶/۱
قارون کا قصہ قرآن میں ص ۵۵۶/۲	
دار آخرت صبر وشکیبت والوں کے لئے ہے۔ ص ۵۵۷/۱تا۳	ص ۵۵۸/۱-۲
اگر قارون موسیٰ کے بجائے خدا کو پکارتا تو ۔۔۔ ص ۵۵۷/۳	ص ۵۵۸/۱

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
علو و فساد کیا ہے ؟	ص ۵۵۸/۳
حضورؐ کو ہجرت کے بعد بحیثیت ایک فاتح کے مکہ مکرمہ میں واپسی کی قرآنی بشارت۔	ص ۵۵۸/۵
اقسام عبادت اور دنیا کی بے ثباتی کا بیان ص ۵۵۹/۳	
ایمان اور امتحان لازم و ملزوم ہیں	ص ۵۵۹/۵
نیکیوں اور گناہوں کے مراتب مختلف ہیں ص ۵۶۰/۱	
حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بارے میں اترنے والی چار آیات قرآنی	ص ۵۶۰/۳
نفاق اور اہل نفاق کی مذمت ص ۵۶۱/۱	
ایمان استقامت کا نام ہے۔	ص ۵۶۱/۲
کوئی کسی کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ ص ۵۶۱/۲	
حضرت نوحؑ کی کل عمر کتنی تھی ؟	ص ۵۶۱/۴
حضرت نوحؑ کی کشتی مدت جودی پہاڑ پر رہی ؟ ص ۵۶۱/۴	
کلمہ توحید اثبات ونفی کا حسین امتزاج ہے	ص ۵۶۲/۱
حضرت ابراہیم اور آتش نمرود ص ۵۶۳/۱	
حضرت ابراہیم و حضرت لوط کا باہمی رشتہ اور وطن اصلی کیا تھا ؟	ص ۵۶۳/۳
حضرت ابراہیم کو ابوالانبیاء کیوں کہا جاتا ہے ص ۵۶۳/۴	
قوم لوط کی بدعادتیں اور ان کا انجام	ص ۵۶۴/۱-۲
پیغمبر عالم الغیب نہیں ہوتے ص ۵۶۵/۱	
حضرت شعیب کی قوم کن برائیوں میں مبتلا تھی ؟	ص ۵۶۵/۲-۳
مختلف قوموں کے لئے مختلف عذاب ص ۵۶۶/۱	
غیر اللہ پرست کا سہارا تار عنکبوت سے بھی کمزور ہے۔	ص ۵۶۶/۲
حقیقی عالم کون ہے ؟ اور علم بے عمل کا انجام کیا ہے ؟ ص ۵۶۶/۴	

فہرست مضامین قرآن مجید ہذا

پارہ نمبر ۲۱

سورۃ العنکبوت، الروم، لقمٰن، السجدۃ، الاحزاب

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
نماز برائیوں اور بے حیائیوں سے روکتی ہے	ص ۵۶۷/۱
اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو نہ تکذیب ص ۵۶۷/۳	
حضورؐ کے امیؐ (ان پڑھ) ہونے کی حکمت کیا تھی ؟	ص ۵۶۷/۴
حفاظت قرآن کا راز کیا ہے ؟ ص ۵۶۸/۱	
قرآن سب سے بڑا معجزہ ہے ؟	ص ۵۶۸/۲
کفار کے لئے قیامت میں آگ ہی آگ ہے۔ ص ۵۶۹/۲-۳	
روزی رزق سب اللہ کے ذمہ ہے۔	ص ۵۶۹/۴
حصول جنت کے لئے کونسے عمل کئے جائیں۔ ص ۵۶۹/۲-۳	

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
اللہ کی سخاوت کی وسعت کا بیان۔ ص ۵۷۰/۱	
عرب کے مشرک آج کے مشرک سے بہتر تھے۔	ص ۵۷۰/۲
جو ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہ دکھلا دیتے ہیں۔ ص ۵۷۱/۱	
فجر کی نماز میں سورۃ روم کی تلاوت مسنون ہے	ص ۵۷۱/۲
قرآن کی ایک پیش گوئی جو حرف بحرف پوری ہوئی ص ۵۷۱/۳	
قیامت کی پانچ نشانیاں گذر چکی ہیں۔	ص ۵۷۱/۴
دنیا داروں کا مبلغ علم صرف دنیا تک ہے ص ۵۷۱/۴	
نظام کائنات میں غور و فکر کی دعوت	ص ۵۷۲/۱
جنتیوں کی کس کس انداز میں خاطر مدارت ہوگی ؟ ص ۵۷۳/۲	
پانچ نمازوں کے اوقات کا بیان قرآن میں	ص ۵۷۳/۴
انسانوں کے رنگ روپ اور عادات و اطوار میں فرق کا راز کیا ہے ؟ ص ۵۷۳/۶	
حق تعالیٰ نے درخت کی نسل ایک سے چلائی اور جانوروں کی دو سے۔	ص ۵۷۴/۱
دلائل قدرت اور شمائل حکمت کا بیان ص ۵۷۴/۲-۴-۶	
ابن آدم اللہ کو گالیاں دیتا ہے ؟	ص ۵۷۵/۱
دلائل توحید اور رد شرک کا بیان ص ۵۷۵/۳ ص ۵۷۶/۱-۲-۵	ص ۵۷۵/۳
ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ ص ۵۷۵/۴	
فرقہ پرستی کی ممانعت و مذمت	ص ۵۷۶/۴
انسان کی دو متضاد کیفیتوں کا بیان ص ۵۷۶/۴	
اللہ کا حجاب نور ہے اگر ہٹا دے تو	ص ۵۷۶/۵
اللہ کی خوشنودی کس طرح حاصل ہوتی ہے ؟	ص ۵۷۷/۱
حرمت سود کا بیان اور سود کا برا انجام ص ۵۷۷/۲	
زکوٰۃ مال بڑھاتی ہے اور سود مال گھٹاتا ہے۔ ص ۵۷۷/۲	
مصیبت زدہ کی دادرسی کی فضیلت	ص ۵۷۸/۷
بے جا قبائلی و خاندانی عصبیت کی مذمت و ممانعت ص ۵۷۸/۷	
کل ہوائیں آٹھ قسم کی ہیں	ص ۵۷۸/۸
انسان کی نشوونما کے مختلف مراحل کا بیان۔ ص ۵۷۹/۳	
کن فی الدنیا کانک غریب	ص ۵۷۹/۴
سری نماز میں ایک دو آیت زور سے پڑھ سکتے ہیں۔ ص ۵۸۰/۲	

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
اسلام کی اصل تین چیزوں پر ہے۔	ص ۵۸۱/۱
گانا بجانا سیکھنا سکھانا بیچنا خریدنا حرام ہے۔	ص ۵۸۱/۲
کیا حضرت لقمان پیغمبر تھے؟	ص ۵۸۲/۱
حضرت لقمان کی عظمت کا راز کیا تھا؟	ص ۵۸۲/۱
حضرت سعدؓ کی والدہ کی بھوک ہڑتال	ص ۵۸۲/۲
گمشدہ چیز کے حصول کے لیے پڑھی جانے والی آیت	ص ۵۸۲/۳
حکیم حضرت لقمان کی حکیمانہ باتیں	ص ۵۸۳/۲
تقلید کی تعریف کیا ہے؟	ص ۵۸۳/۳
احسان یہ ہے کہ تو......	ص ۵۸۳/۴
تمام لوگوں کا علم اللہ کے علم کے مقابلے میں ایسا ہے جیسے....	ص ۵۸۴/۴
اللہ ہی حق ہے باقی سب باطل ہے	ص ۵۸۴/۵
ایمان کے دو حصے ہیں ایک صبر دوسرا شکر	ص ۵۸۵/۱
توحید انسانی ضمیر اور فطرت کی اصلی آواز ہے	ص ۵۸۵/۲
مغیبات خمسہ کا بیان قرآن میں	ص ۵۸۵/۴
حضرت عکرمہؓ کے قبول اسلام کا پس منظر	ص ۵۸۵/۲
حضورؐ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں کونسی سورتیں پڑھتے تھے؟	ص ۵۸۶/۱
اللہ کے عرش پر مستوی ہونے کا اقرار کرنے والا کافر ہے۔	ص ۵۸۶/۲
تدبیر کائنات از مدبر کائنات کیوں اور کیسے؟	ص ۵۸۶/۳-۴
خون اور منی کے بارے میں اطباء کی تحقیق	ص ۵۸۶/۵
انسان کی تخلیق اللہ کے ذوق جمال کی تکمیل ہے	ص ۵۸۷/۴
رسول اللہؐ نے ملک الموت کو دیکھا اور اس سے کہا...	ص ۵۸۷/۱
بغیر حساب جنت میں جانے والے خوش نصیب	ص ۵۸۷/۴
مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت دیگر مساجد کے مقابلے میں۔	ص ۵۸۷/۴
فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز کونسی ہے؟	ص ۵۸۸/۵
صبر اور یقین سے مرتبہ امامت حاصل ہوتا ہے	ص ۵۸۸/۴
یوم الفتح کیا ہے؟	ص ۵۸۹/۴
زنا کار بڑھیا اور بوڑھے کی حد قرآن میں	ص ۵۸۹/۵
بیوی کو ماں کہدے تو اور کسی کو بیٹا کہدے تو....؟	ص ۵۹۰/۱
حضرت زید بن حارثہ حضورؐ کے متبنیٰ تھے۔	ص ۵۹۰/۱
اللہ نے کسی کے دو دل نہیں بنائے۔	ص ۵۹۰/۱
رسول اللہ کی محبت سب سے بڑھ کر ہونی چاہیئے	ص ۵۹۰/۲
اللہ کے پانچ اولوالعزم پیغمبروں کا بیان	ص ۵۹۰/۴

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
غزوہ خندق کی تفصیلات و عجائبات	ص ۵۹۱/۲-۳، ۵۹۲/۱ تا ۵، ۵۹۳/۱ تا ۴، ۵۹۴/۱ تا ۴
مدینہ کا نام پہلے کیا تھا؟	ص ۵۹۱/۵
رسول اللہ سے آپ کی ازواج مطہرات کے مطالبے اور آپ کا انکے جواب میں ارشاد۔	ص ۵۹۴/۴
ازواج مطہرات کے لیے قرآن کی وعید	ص ۵۹۴/۵
بڑوں کے کام بڑے انجام بڑے	ص ۵۹۵/۱-۲
ازواج مطہرات کو قرآنی ہدایات	ص ۵۹۵/۲-۳
عورت کا اصل مقام گھر ہے	ص ۵۹۵/۳
رسول اللہؐ کے اہل بیت میں کون کون شامل ہے؟	ص ۵۹۵/۴
حضرت ثوبان سے رسول اللہ کا ایک عہد	ص ۵۹۵/۴
عورتوں کے لیے بھی قرآن و حدیث کی تعلیم ضروری ہے	ص ۵۹۵/۵
اسلام نے عورتوں کو بھی ترقی کے یکساں مواقع فراہم کئے ہیں	ص ۵۹۶/۱
حضرت زیدؓ و حضرت زینبؓ کے نکاح اور پھر طلاق کی تفصیل	ص ۵۹۶/۲
رسول اللہ کے کثرت ازواج پر اعتراض اور اس کا جواب۔	ص ۵۹۷/۱
ختم نبوت کے نص میں وارد آیت	ص ۵۹۷/۲
امت محمدؐ سب امتوں پر برتر امت ہے۔	ص ۵۹۸/۲
نکاح سے پہلے طلاق واقع نہیں ہوتی	ص ۵۹۸/۲
نکاح و طلاق کے کچھ اور مسائل کا بیان	ص ۵۹۸/۳، ۵۹۹/۱-۲
رسول اللہ کی ازواج مطہرات کا مہر کیا تھا؟	ص ۵۹۸/۴
رسول اللہ کی بیویوں کی تعداد اور نام	ص ۵۹۹/۱
ازواج مطہرات کے فیصلہ سے خوش ہو کر اللہ نے انہیں کیا صلہ دیا؟	ص ۵۹۹/۲
حضورؐ کے دو حرم مشہور ہیں باندیں	ص ۶۰۰/۱
پردہ اور اجنبی مردوں سے میل جول کے آداب و احکام کا بیان	ص ۶۰۰/۲
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کیا رسول اللہ کی ازواج سے کسی کے لیے نکاح کرنا جائز ہے؟	ص ۶۰۰/۲
حضورؐ پر صلوٰۃ والسلام پڑھنے کا صحیح طریقہ	ص ۶۰۱/۱
صحابہ کو سب وشتم کرنا اللہ اور رسول کو ایذا دینا ہے	ص ۶۰۱/۲-۳
پردہ کی صحیح صورت کیا ہے؟	ص ۶۰۱/۴
منافق اور دلوں کے روگی کون لوگ ہیں اور انکے	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

مضمون	صفحہ/فائدہ نمبر
لیئے اسلام میں کیا حکم ہے؟	ص ۶۰۲/۱
تقلید شخصی اور شخصیت پرستی پر وعید شدید	ص ۶۰۲/۳-۴
رسول اللہ کی حضرت موسیٰ کے لیئے دعا	ص ۶۰۲/۵
حضرت موسیٰ کی قوم نے حضرت موسیٰ پر کیا عیب لگایا تھا۔	ص ۶۰۲/۵
تین چیزیں خدائی امانت ہیں۔	ص ۶۰۳/۱
الحمد للہ سے شروع ہونے والی سورتیں قرآن میں کتنی ہیں؟	ص ۶۰۳/۴
آسمان سے اترنے اور چڑھنے والی چیزوں کا بیان	ص ۶۰۴/۱
قیامت کے آنے پر رسول اللہ کی قسم پر مشتمل آیتیں۔	ص ۶۰۴/۲
بعث و نشور پر اللہ کے دلائل قدرت	ص ۶۰۵/۱
حضرت داؤد علیہ السلام کی خداداد صلاحیتیں	ص ۶۰۵/۲
حضرت داؤد و سلیمان پر اللہ کی عنایتیں	ص ۶۰۵، ص ۶۰۶/۱-۲
شریعت داؤدی میں تصویریں بنانی جائز تھیں	ص ۶۰۶/۱
ملکہ سبا بلقیس اور اس کی قوم کا عروج و زوال	ص ۶۰۶/۳-۴، ص ۶۰۷/۱-۲
حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کا حال	ص ۶۰۶/۲
غیر اللہ کی پرستی کیوں جائز نہیں ہے؟	ص ۶۰۷/۵
اللہ کے دربار میں اسکے برگزیدہ بندے ملائکہ کی حالت۔	ص ۶۰۸/۱
احکام ربانی کے نزول کی کیفیت	ص ۶۰۸/۱
دلائل توحید و رد شرک	ص ۶۰۸/۲-۳
رسول اللہ کی رسالت آفاقی ہے	ص ۶۰۸/۴
اللہ کی عبادت سے روکنے والے بیٹوں کے لیئے وعید	ص ۶۰۹/۲
رسول اللہ پر ایمان لانے والے ایک شخص کا عجیب واقعہ	ص ۶۰۹/۳
دنیا دار گناہوں سے سلامت نہیں رہ سکتا۔	ص ۶۱۰/۱
اہل جنت کی درجہ بندیاں ایمان و عمل کے لحاظ سے...	ص ۶۱۰/۲
صدقہ کی فضیلت اور اجر و ثواب کا بیان	ص ۶۱۰/۳
مشرکین دراصل شیاطین کو پوجتے ہیں	ص ۶۱۰/۴
رسول اللہ کی اپنی قوم کو ایک بات پر دعوت فکر	ص ۶۱۱/۱
کفار مکہ اور سابقہ کافر اقوام کی قوت کا تناسب کیا تھا؟	ص ۶۱۱/۲
شک پر مرنے والا شک پر ہی اٹھے گا	ص ۶۱۲
فتح مکہ کے دن مسجد حرام میں داخل ہو کر حضورؐ نے کیا پڑھا؟	ص ۶۱۲/۱

مضمون	صفحہ/فائدہ نمبر
شک پر مرنے والا شک پر ہی اٹھے گا	ص ۶۱۲/۲
حضورؐ نے جبرئیل کو ان کی اصلی حالت میں دیکھا تو ...	ص ۶۱۳/۱
خدا سے مانگنے کے مختلف انداز مختلف کلمات سے	ص ۶۱۳/۲
انسان کی نیکیاں اور اللہ کی نعمتیں	ص ۶۱۳/۳
حضرت عمرؓ کا اسلام رسول اللہ کی دعا کا ثمرہ ہے۔	ص ۶۱۴/۲
کلم طیب اور عمل صالح کیا ہیں؟ اور ان کی کیا اہمیت ہے؟	ص ۶۱۴/۳
قیامت میں لوگ قبروں سے کس طرح اٹھیں گے	ص ۶۱۴/۴
انسان کی پیدائش شکم مادر سے کیسے ہوئی؟	ص ۶۱۵/۱
اعمال کا دار و مدار خاتمہ پر ہے۔	ص ۶۱۵/۱
دلائل توحید و قدرت الٰہی اور رد شرک	ص ۶۱۵/۲-۳
حضور کا ایک اعلان حجۃ الوداع کے موقع پر	ص ۶۱۶/۱
کتاب و سنت کے مواعظ سے کون مستفید ہوتے ہیں؟	ص ۶۱۶/۲
علماء کی فضیلت عابد پر	ص ۶۱۷/۲
علم بے عمل عالم پر وبال ہے	ص ۶۱۷/۴
اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے مر کر بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے	ص ۶۱۸/۱
اس امت کے لوگ تین قسم کے ہیں۔ ظالم لنفسہ۔ مقتصد، سابق بالخیرات اور سب جنتی ہیں۔	ص ۶۱۸/۲
جنت میں نیند نہ ہوگی اس لیئے کہ.....	ص ۶۱۸/۳
رسول اللہ کا ایک موثر پیغام امت کے نام	ص ۶۱۹/۱
عمر طویل ہو پر عمل نیک ہو	ص ۶۱۹/۲
دلائل توحید و قدرت اور رد شرک	ص ۶۲۰/۱
تین کاموں کا کرنے والا نجات نہیں پا سکتا	ص ۶۲۰/۲
انسان کی شامت اعمال سے جانور عتاب میں	ص ۶۲۰/۴
سورۃ یٰسین کی فضیلت و اہمیت اور اس کے دور رس اثرات کا بیان	ص ۶۲۱/۱-۲
نمازی کے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں	ص ۶۲۲/۱
اصحاب القریۃ کے مرسلین کون تھے؟ اور ان سے انکی قوم نے کیا کہا؟	ص ۶۲۲/۲-۴
حبیب نجار کا واقعہ	ص ۶۲۲/۵، ص ۶۲۳/۱-۲-۴
کچھ لوگ حضورؐ پر آپ کی بعثت سے پہلے بھی ایمان لائے۔	ص ۶۲۳/۵

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین قرآن مجید ہذا

پارہ نمبر ۲۳

سورۃ یٰسٓ ۔ الصّٰفّٰت ۔ صٓ ۔ الزمر

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
فرشتوں کی فوج نبیؐ کے لیئے آئی اور امم سابقہ کے لیئے ۔	ص ۶۲۳/۳
رسول مثل بارش کے ہیں اور امتیں مثل زمین کے	ص ۶۲۳/۵
دلائل توحید و قدرت الٰہی اور رد شرک کا بیان ص ۶۲۴/۲ تا ۵ ص ۶۲۵/۱ تا ۵	
کیا زمین گھومتی ہے ؟ یا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	ص ۶۲۴/۵ ۶۲۵/۱
نظام شمسی و قمری کا بیان ص ۶۲۴/۴۔۵	
نیک کام میں تقدیر کا حوالہ اور اپنے مزے میں لالچ پر دوڑنا گمراہی ہے ۔ ص ۶۲۵/۶	
کیا قرآن مجید میں بھی عقلی دلائل بہت ہیں	ص ۶۲۵/۵
موت اور قیامت کس قدر قریب ہیں قیامت میں کتنے لکھے ہوں گے ص ۶۲۶/۱	
جنتیوں کا جنت میں شغل کیا ہوگا ؟	ص ۶۲۶/۲
سیدھا راستہ کیا ہے اور اس کی پیروی کا کیا فائدہ ہے ؟	ص ۶۲۶/۳
قیامت میں ہاتھ پیر بولیں گے گواہی دیں گے ۔	ص ۶۲۷/۱۔۲
ارذل العمر سے پناہ مانگنے کی مسنون دعا ص ۶۲۷/۳	
رسول اللہؐ شاعر کیوں نہیں تھے ؟	ص ۶۲۷/۴
پیر پرستی کا انجام ص ۶۲۷/۵	
بعث و نشور کے قرآنی دلائل	ص ۶۲۸/۱ تا ۴
نماز کی صفیں کس طرح باندھی جائیں ؟ ص ۶۲۹/۱	
علم نجوم سیکھنا سکھانا کفر ہے ستارے کیوں بنائے گئے	ص ۶۲۹/۳
حضورؐ کی بعثت شیطانوں کے لیئے آفت ص ۶۲۹/۴	
قیامت میں ظالموں کو اپنے ہم جنسوں کے ساتھ جمع کر کے جہنم میں جھونکا جائے گا ۔	ص ۶۳۰/۲
شیطاطین اپنے پیروکاروں کو پانچ جواب دیں گے ص ۶۳۱/۱	
سب سے کم درجہ کا جنتی اور اسکے ٹھاٹ باٹ	ص ۶۳۱/۳
دنیا کی شراب میں چار خباثتیں ہیں ص ۶۳۱/۴	
حوران جنت کا حسن و جمال	ص ۶۳۱/۴
ہمزاد کیا ہے ؟ ص ۶۳۲/۱	
اہل جنت کی سوا گت اور اہل دوزخ کی درگت کا بیان ۔	ص ۶۳۲/۱۔۲۔۳
قلب سلیم کیا ہے ؟	ص ۶۳۳/۵
کیا حضرت ابراہیمؑ نے جھوٹ بولا تھا ؟ ص ۶۳۳/۶	
نمرود کا خواب اور اس کی تعبیر	ص ۶۳۴/۱
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب اور اس کی تعبیر	ص ۶۳۴/۲۔۵ ص ۶۳۴/۶

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
تعزیہ سازی اور بت تراشی دونوں ایک جیسے جُرم ہیں ۔	ص ۶۳۴/۲
قبروں کو چومنا ، چھونا وغیرہ سب ناجائز ہے	ص ۶۳۵/۴
دلائل توحید اور رد شرک ص ۶۳۵/۵	
حضرت الیاسؑ کون تھے ؟	ص ۶۳۵/۶
شہر بعلبک کی وجہ تسمیہ کیا ہے ؟ ص ۶۳۵/۶	
جملہ آیات قرآنی لغت عرب کے مطابق ہیں	ص ۶۳۵/۹
کیا فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں ؟ ص ۶۳۶/۷	
آسمان میں چار انگل جگہ بھی ایسی نہیں ہے جہاں کوئی فرشتہ سجدہ ریز نہ ہو ۔	ص ۶۳۷/۲
جب کسی مجلس سے اٹھے تو کیا پڑھے ص ۶۳۷/۶	
ابوجہل کی ابوطالب سے حضورؐ کی شکایت اور حضورؐ کا جواب ۔ ص ۶۳۸/۱	
ع ایاز قدر خود بشناس	ص ۶۳۹/۱
فرعون ذی الاوتاد کا کیا مطلب ہے ؟	ص ۶۳۹/۲
سب سے پیاری نماز داؤدؑ کی اور سب سے افضل روزہ صوم داؤدی ہے ۔ ص ۶۳۹/۴ ص ۶۴۰/۱	
حضرت داؤدؑ کی سلطنت کا جاہ و جلال اور دبدبہ	ص ۶۴۰/۱
حضرت داؤدؑ کی مصروفیات کی ترتیب و اوقات ۔ ص ۶۴۰/۲	
حضرت داؤدؑ کا اللہ کی طرف سے امتحان	ص ۶۴۰/۳
سورہ صٓ کے سجدہ تلاوت کی شرعی حیثیت کیا ہے ؟ ص ۶۴۰/۴	
کتاب و سنت حق ہے اور اسکے مطابق فیصلہ انصاف ہے ۔ ص ۶۴۱/۱	
حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے سورۃ بقرۃ کتنے سال میں حفظ کی تھی ؟	ص ۶۴۱/۳
حضرت سلیمانؑ کی منجانب اللہ آزمائش کا بیان ص ۶۴۱/۵	
حضرت سلیمانؑ کی ایک دعا اور اس کی قبولیت	ص ۶۴۲/۱ تا ۴
حضرت ایوب اور صبر ایوب ص ۶۴۲/۴ تا ۶	
حضرت الیسع کون تھے ؟	ص ۶۴۲/۸
اہل جنت کی راحتیں اور اہل دوزخ کی کلفتیں ۔ ص ۶۴۳/۱ تا ۶	
قیامت میں ابوجہل بلالؓ ۔ صہیبؓ ، عمارؓ کو ڈھونڈے گا ۔	ص ۶۴۳/۱
دلائل قدرت اور بیان رحمت ص ۶۴۴/۲۔۳	
انبیاء سب آدم سے ہیں اور آدم مٹی سے	ص ۶۴۴/۵

www.KitaboSunnat.com

صفحہ فائدہ نمبر	مضمون	صفحہ فائدہ نمبر	مضمون

- تین چیزوں کو اللہ نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ ص ۶۴۴/۸
- لاادری کہدینا بھی درایت ہے۔ ص ۶۴۵/۲
- سورۃ زمر کا ایک اور نام اور اس کی تلاوت کا بیان ص ۶۴۶/۱ ص ۶۴۶/۱-۲-۳
- دلائل توحید اور رد شرک کا بیان ص ۶۴۶/۲ ص ۶۴۶/۱-۲-۳
- کیا اللہ کا کوئی بیٹا ہے؟ ص ۶۴۶/۳
- ملائکہ کے لیے اللہ کا خصوصی اعزاز ص ۶۴۷/۴
- حق کی تبلیغ پہلے اپنے گھر کو ہونی چاہیئے۔ ص ۶۴۸/۱
- رسول اللہ کسی کے ہدایت کے مختار نہیں ص ۶۴۹/۱
- جنت کی رنگینیاں ور عنائیاں ص ۶۴۹/۲
- سب پانی آسمان سے ہی آتا ہے ص ۶۴۹/۳
- شرح صدر اور قساوت قلب کیا ہے؟ ص ۶۴۹/۴
- حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت قرآن سے ص ۶۴۹/۴
- قرآن کی تمام آیات ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں۔ ص ۶۴۹/۵
- خوف خدا سے رونگٹے کھڑے ہو جائیں تو گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ ص ۶۴۹/۶

فہرست مضامین قرآن مجید ھذا

پارہ نمبر ۲۴

سورۃ الزمر، المومن، حم السجدۃ

- ہدایت اور قناعت کامیابی کی کلید ہیں ص ۶۵۱/۳
- سوتے وقت کی مسنون دعائیں ص ۶۵۲/۳
- شفاعت بدون اجازت الٰہی ممکن نہیں ص ۶۵۲/۵
- مشرک توحید کے ذکر سے چڑتا ہے ص ۶۵۳/۲
- حضورؐ کے منہ سے بتوں کی تعریف پر کفار کی خوشی۔ ص ۶۵۳/۲
- روئے زمین کے خزانے جہنم سے چھٹکارا کا فدیہ نہیں بن سکتے ص ۶۵۳/۳ ص ۶۵۳/۳
- خوشحالی یا بدحالی دین ایمان کی دلیل نہیں۔ ص ۶۵۴/۲
- اللہ کی بے پایاں رحمت و رافت کا بیان ص ۶۵۴/۴
- دین کا مذاق اور اس کا انجام ص ۶۵۵/۲
- قیامت کے گورے اور کالے لوگ۔ ص ۶۵۵/۴
- خیر و شر سب کا خالق اللہ ہے ص ۶۵۵/۴
- زمین و آسمان کے خزانے کیا ہیں؟ ص ۶۵۶/۱
- مشرکین مکہ کا حضورؐ سے ایک مطالبہ اور اس پر قرآن کا جواب ص ۶۵۶/۲-۳
- اللہ کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں ص ۶۵۶/۴
- قیامت کے نفخوں کی تفصیل ص ۶۵۷/۵
- نفخۂ آخرۃ کے بعد سب سے پہلے کون ہوش میں آئے گا؟ ص ۶۵۷/۵
- کون کون لوگ نفخۂ آخرۃ سے بے ہوش نہیں ہوں گے؟ ص ۶۵۷/۵
- ہر دو نفخہ کے درمیان کتنا وقفہ ہوگا؟ ص ۶۵۶/۱
- جب قیامت کے تصور سے گھبراہٹ ہو تو کیا پڑھے؟ ص ۶۵۶/۲
- جب کوئی دوزخ سے پناہ مانگتا ہے تو دوزخ کیا کہتی ہے؟ ص ۶۵۷/۱
- اہل جنت کے مراتب و کوائف کا بیان ص ۶۵۷/۲
- اللہ تعالیٰ قیامت میں حساب کتاب کے لیے نزول فرمائے گا؟ ص ۶۵۸/۱
- حوامیم کی تلاوت کی فضیلت۔ ص ۶۵۸/۲
- بنی اسرائیل کے ایک شخص کفل کا عبرت آموز واقعہ ص ۶۵۸/۳
- سورۃ مومن کی ابتدائی آیات صبح شام پڑھنے کی فضیلت اور انکے جواب میں پڑھے جانے والے کلمات کا بیان۔ ص ۶۵۸/۳
- اپنے بھائی کے لیے غائبانہ دعا کرنے کی فضیلت ص ۶۵۹/۱
- قرآن کریم کو موضوع بحث بنانا کسی صورت میں جائز ہے؟ ص ۶۵۹/۱
- اہل جنت پر اللہ کی عنایت اس طرح بھی ہوگی... ص ۶۵۹/۲
- قیامت میں اللہ کی طاقت کا اظہار ص ۶۶۰/۳
- قیامت کا ایک نام یوم الآزفۃ بھی ہے ص ۶۶۰/۴
- خیانت نظر کیا ہے؟
- فرعون نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کے قتل کا حکم کتنی مرتبہ دیا تھا؟ ص ۶۶۱/۵
- کیا فرعون کو حضرت موسیٰؑ کے پیغمبر ہونے کا یقین تھا؟ ص ۶۶۲
- فرعون کے لیے حضرت موسیٰؑ کو قتل کرنے میں کیا امر مانع تھا؟ ص ۶۶۲/۳
- فرعون کی قوم کے مرد مومن کا بیان ص ۶۶۲/۵ ص ۶۶۳/۱-۲-۳ ص ۶۶۳/۱-۲-۳ ص ۶۶۴/۱-۲
- امت مسلمہ کا مرد مومن ابوبکر صدیقؓ ص ۶۶۲/۵
- بہترین جہاد کیا ہے؟ ص ۶۶۳/۵
- نیک بیوی کی قدر و قیمت ص ۶۶۴/۳
- توحید کا بیان اور شرک کا رد ص ۶۶۵/۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
عذاب قبر کا ثبوت قرآن سے	ص ۶۶۵/۳
ہم اپنے رسولوں اور ایمان والے بندوں کی مدد کرتے ہیں۔ ص ۶۶۶/۱	
انبیاء کی طرف سے فرشتے گواہی دیں گے کہ ۔ ۔ ۔ ۔	ص ۶۶۶/۲
استغفار کی فضیلت ص ۶۶۶/۴	
چار چیزوں سے پناہ مانگو	ص ۶۶۷/۱
دعا ہی عبادت ہے ص ۶۶۷/۴	
احسانات وانعامات الٰہیہ کا بیان	ص ۶۶۷/۵
چند ضروری وظائف کا بیان ص ۶۶۸/۲	
آدمی عقلاً کب بالغ ہوتا ہے	ص ۶۶۸/۳
جہنم کی زنجیر کتنی لمبی ہے ؟ ص ۶۶۹/۲	
قرآن کی ایک آیت سے مرزائیوں کا غلط استدلال اور اس کا جواب۔	ص ۶۷۰/۱
انبیاء کی مجموعی تعداد کتنی ہے ؟ ص ۶۷۰/۲	
مویشیوں کے فائدے قرآن کی نظر میں۔	ص ۶۷۰/۳
تجادل وتکبر کا سبب کیا ہے ؟ ص ۶۷۰/۴	
فلاسفر اور دہریوں کے علوم اور ان کی حقیقت ۔	
حضورؐ کو دولت، عورت اور سیادت کی پیش کش اور آپکا جواب قرآن کے الفاظ میں۔	ص ۶۷۱/۱
زکوٰۃ نہ دینا مشرکوں کے خصائل میں سے ہے ص ۶۷۲/۳	ص ۶۷۱/۴
دلائل توحید و قدرت الٰہیہ کا بیان اور ارض و سماء کی تخلیق وتدبیر کی تفصیل ۔	ص ۶۷۳/۱
قیامت میں کافر کے ہاتھ پاؤں اس کے جرائم کی گواہی دیں گے۔ ص ۶۷۴/۳	
قوم عاد پر عذاب کس مہینہ میں آیا تھا ؟	ص ۶۷۴/۱
ملک شام محشر عوام ص ۶۷۵	
کفار کی سرگوشیاں اور قرآن کا اس پر ردِّ عمل	ص ۶۷۵/۱
تلاوت قرآن کے موقع پر کفار کی طرف سے شور وغل ۔	
تبلیغ حق میں رکاوٹ ڈالنا کفار کا شیوہ ہے ص ۶۷۶/۱	ص ۶۷۵/۲
جنوں اور انسانوں کے دو بڑے مجرم ص ۶۷۶/۲	
فرشتے اترتے ہیں حشر کے دن یا مرنے کے وقت	ص ۶۷۶/۲
لا الٰہ الا اللہ خلوص سے پڑھنا کیا ہے ؟ ص ۶۷۶/۳	
اور اس کا اجر وثواب کیا ہے ؟	
داعی الی اللہ کا مسلک کیا ہونا چاہیئے ص ۶۷۶/۵	
غصہ فرو کرنے کا وظیفہ	ص ۶۷۷/۱
فتنوں سے بچاؤ کا ذریعہ قرآن مجید ہے ص ۶۷۷/۴	

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
قرآن مجید کی آیات میں الحاد کیا ہے ؟	ص ۶۷۷/۴
قرآن ہی سب سے بڑا معجزہ ہے ص ۶۷۸/۱	

فہرست مضامین قرآن مجید جلد ۱

پارہ نمبر ۲۵

سورۃ حٰم السجدۃ، الشوریٰ ۔ الزخرف ۔ الدخان، الجاثیۃ

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
وقوع قیامت کا علم صرف اللہ کو ہے ص ۶۷۹/۱	
خوشی میں خدا فراموشی اور دکھ میں ناامیدی کفار کی عادت ہے	ص ۶۸۰/۱
حقانیت قرآن کے دلائل ص ۶۸۰/۳	
مکہ کو ام القری کیوں کہتے ہیں ؟	ص ۶۸۱/۴
رسول کے ہاتھوں میں جنتیوں اور دوزخیوں کے ناموں کی لسٹیں ۔	ص ۶۸۱/۵
دلائل توحید وقدرت الٰہیہ کا بیان ص ۶۸۲/۱	
اللہ نے ہر چیز کے لیئے ایک تنازوم تاری ہے	ص ۶۸۳/۳
حضورؐ جب وعظ فرماتے تو کیا حالت ہوتی ص ۶۸۴/۱	
ایک اہم حدیث قدسی کا بیان	ص ۶۸۴/۳
غیر اللہ کے نام جانوروں کی بھینٹ دینے والے سب سے پہلے شخص کا بیان ص ۶۸۴/۴	
میں تم سے تبلیغ حق کے عوض کچھ نہیں مانگتا سوائے ایک چیز کے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	ص ۶۸۵/۱
قرآن کی تعظیم اور اہل بیت کی تکریم لازم وملزوم ہیں ص ۶۸۵/۱	
حدیث بھی کتاب اللہ ہے	ص ۶۸۵/۱
قبولیت توبہ کی تین شرطیں ص ۶۸۶/۳	
دنیا کی محبت مضر آخرت ہے	ص ۶۸۶/۴
کسی کے لیئے دولت بہتر کسی کے لیئے عزت بہتر ص ۶۸۶/۶	
غصہ پی جانے کی فضیلت	ص ۶۸۷/۱
شوریٰ فی الامر اور عورت کی حاکمیت کا مسئلہ	ص ۶۸۷/۲
ظلم کا بدلہ لینا جائز ہے بشرطیکہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	ص ۶۸۷/۳-۴
تین باتیں بالکل حق ہیں ایک ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ص ۶۸۷/۵	
حضورؐ کی ابو بکرؓ سے ناراضگی اور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	ص ۶۸۷/۵
خشیت الٰہی سے رونا نہ آئے تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ص ۶۸۸/۱	
احقاق توحید ص ۶۸۸/۲ ص ۶۸۹/۱ ص ۶۹۱/۶ ورد شرک ص ۶۹۳/۵	ص ۶۹۲/۳
نزول وحی کی کیفیات کا بیان ص ۶۸۹/۲	
دو آیتوں میں تعارض اور اس کی توجیہ	ص ۶۸۹/۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
کتاب، روح اور ایمان کیا چیز تھا؟	ص ۶۸۹/۵
ایک آیت کی تفسیر مختلف مفسروں کی زبانی	ص ۶۹۰/۱
سواری پر سوار ہونے کے آداب اور دعائیں	ص ۶۹۱/۱
سفر کے آداب اور اس کی مسنون دعائیں	ص ۶۹۱/۱
تقسیم معاش میں حکمت الٰہی کا تقاضا کیا ہے؟	ص ۶۹۳/۱
دنیا بمقابلہ آخرت پر مچھر کے برابر بھی نہیں ہے۔	ص ۶۹۳/۲
قرآن کریم وجہ فضل ہے قوم عرب کے لیے	ص ۶۹۴/۲
سنتوں کا تمسخر اڑانا فرعونیوں کی عادت ہے	ص ۶۹۴/۴
مشرکین اور انکے معبود دونوں دوزخ کا ایندھن بنیں گے مگر	ص ۶۹۵/۴
حضرت عیسیٰ کا وجود قیامت کی نشانی ہے	ص ۶۹۶/۱
اللہ کی خاطر کی جانے والی محبت [illegible] ہے	ص ۶۹۶/۵
سب سے آخری جنتی کے لئے کیا کچھ انعام و اکرام ہوگا؟	ص ۶۹۷/۱
اہل دوزخ کے کرب و الم کا نقشہ	ص ۶۹۷/۲
سورہ دخان کی فضیلت اور اس کی تلاوت کا ثواب۔	ص ۶۹۸/۲
قرب قیامت دس نشانیوں کا ظہور ہوگا جن میں سے ایک دھویں کا نکلنا بھی ہے۔	ص ۶۹۹/۲-۳
حضرت ثمامہ بن اثال کی محبت رسول کا عجیب واقعہ۔	ص ۶۹۹/۳-۵
غزوہ بدر کفار کے لیے یوم بطشۃ الکبریٰ تھا۔	ص ۶۹۹/۴
حضورؐ کی بددعا سے قحط آیا	ص ۶۹۹/۳-۴-۵
مومن مرتا ہے تو زمین و آسمان روتے ہیں	ص ۷۰۰/۲
شاہ یمن تبع اور اس کی قوم کا کچھ احوال	ص ۷۰۰/۱
شجرۂ ملعونہ کیا ہے؟	ص ۷۰۱/۳
جہنمیوں کو جو پانی پلایا جائے گا وہ کیسا ہوگا؟	ص ۷۰۱/۴
جنت میں جانے والی پہلی جماعت کی شان کیا ہوگی؟	ص ۷۰۲/۱
اسلام کے دو ایسے اصول جن پر اسلام قائم ہے	ص ۷۰۲/۵
گناہ پر اصرار و استکبار خدا سے مذاق ہے	ص ۷۰۳/۱
ایک آیت کے کئی شانِ نزول	ص ۷۰۳/۵
شریعت کسے کہتے ہیں؟	ص ۷۰۴/۴
حضرت تمیم داریؓ کے خشیت الٰہی کا عجیب واقعہ	ص ۷۰۴/۷
سب سے بڑا بت انسان کا اپنا من ہے	ص ۷۰۵/۱
زمانہ کو گالی نہ دو کیونکہ میں زمانہ ہوں	ص ۷۰۵/۲
لطیفہ گوئی کی ممانعت اور اس پر وعید	ص ۷۰۵/۴

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
قیامت میں اللہ کا بندے سے ایک سوال اور بندے کی اس پر بوکھلاہٹ	ص ۷۰۶/۵

فہرست مضامین قرآن مجید ھذا

پارہ نمبر ۲۶

سورۃ الاحقاف، محمد، الفتح، الحجرات، ق، الذاریات

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
دلائل توحید و رد شرک	ص ۷۰۷/۱،۲،۳،۴ — ص ۷۱۲/۱
رسول اللہ کی تصدیق علماء یہود کی زبانی	ص ۷۰۸/۳
جنتیوں کا سب سے پہلا کھانا کیا ہوگا؟	ص ۷۰۸/۴
ہر قول و فعل جو صحابہؓ سے ثابت نہیں بدعت ہے	ص ۷۰۸/۵
ایک جامع آیت جامع ہدایت۔	ص ۷۰۹/۱
مائیں بچوں کو کتنا عرصہ دودھ پلائیں؟	ص ۷۰۹/۲
کم سے کم مدت حمل کتنی ہے؟	ص ۷۰۹/۲
چالیس برس کی عمر کو پہنچ کر یوں دعا مانگے	ص ۷۰۹/۲
سعادت مند اولاد اور ناخلف اولاد کا بیان اور انکی پہچان۔	ص ۷۰۹/۳-۴ ص ۷۱۰/۱
سعادت مندی کے تین مرتبے	ص ۷۰۹/۴
حضرت عمرؓ کے زہد و تقویٰ کا ایک مثالی واقعہ	ص ۷۱۰/۲ ، ۱
حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی افطاری	ص ۷۱۰/۲
حضورؐ جب بادل دیکھتے تو پریشان ہوجاتے کیونکہ	ص ۷۱۱/۲
انسان کی عظمت اس کی خدا ترسی میں مضمر ہے۔	ص ۷۱۱/۴
جنوں کو حضورؐ کی تبلیغ اور ان پر قرآن کی تلاوت	ص ۷۱۲/۲
جنوں کا وجود قرآن و حدیث سے ثابت ہے اسکا انکار کفر ہے۔	ص ۷۱۲/۳
بعثت رسول کی ایک انوکھی مثال فرشتوں کی زبانی۔	ص ۷۱۲/۴
چھینک آئے تو کیا کہے اور سننے والا کیا جواب دے؟	ص ۷۱۳/۳
جہاد کا فلسفہ کیا ہے؟	ص ۷۱۳/۲ ، ص ۷۱۳/۴
جنگی قیدیوں سے کیا سلوک کیا جائے	ص ۷۱۴/۲
جنتی جنت میں اپنے گھر کو کیسے پہچانیں گے؟	ص ۷۱۴/۳
غزوہ احد کے موقع پر ابوسفیان کا ایک نعرہ اور اسکے جواب میں رسول اللہ کا نعرہ	ص ۷۱۴/۵
کسی کو مولیٰ کہنا کیسا ہے؟	ص ۷۱۴/۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مومن	صفحہ فائدہ نمبر
مومن اور کافر کی خوراک کا تفاوت	ص ۱۵/۱
جنت اور وہاں کی عیش وعشرت ص ۱۵/۴	
رد تقلید	ص ۱۵/۵
ایمان کی چند شرطیں ص ۱۶/۱	
قیامت کی سب سے بڑی نشانی کیا ہے ؟	ص ۱۶/۲
نیکی اور گناہوں کے مختلف مراتب ص ۱۶/۳	
عصمت انبیاء کا مسئلہ	ص ۱۶/۳
استغفار کی اہمیت وفضیلت ص ۱۶/۳	
عمل کے بغیر زبانی دعوئ ایمان منافقت ہے	ص ۱۶/۴-۵
صلہ رحمی کی فضیلت واہمیت ص ۱۶/۴	
رسول اللہ کو منافقین کی شناخت کا طریقہ کیا بتایا گیا ؟	ص ۱۷/۴
اللہ کی آزمائش سے پناہ مانگنی چاہیئے ص ۱۷/۵	
گناہ عمل کو باطل کر دیتا ہے	ص ۱۸/۲
بدعتی دائرۂ اسلام سے خارج ہے ص ۱۸/۲	
قوم فارس کی فضیلت	ص ۱۸/۹
سورۂ فتح کی فضیلت ص ۱۹/۱	
صلح حدیبیہ کی تفصیل ص ۱۹/۲ ص ۲۳/۲-۳	ص ۲۴/۱-۳
حضورؐ کے لیئے گناہوں سے معافی کی بشارت	ص ۱۹/۲
مومنین کے لیئے دخول جنت کی بشارت ص ۱۹/۳	
بدگمانی کی ممانعت اور اس پر وعید	ص ۲۰/۱
صفات الٰہیہ سے متعلق آیات میں تاویل نہ کی جائے ص ۲۰/۲	
امام جماعت کی بنیادی شرط کیا ہے ؟	ص ۲۰/۲
غزوۂ خیبر کی تفصیلات ص ۲۱/۳	
ترکوں، ایرانیوں، کردوں اور رومیوں سے جنگ کی قرآنی پیشین گوئی جو حرف بحرف پوری ہوئی۔ ص ۲۲/۱	
بیعت رضوان میں شریک مومنوں کو بشارت ص ۲۲/۳	
شجرۂ رضوان کی پوشیدگی اور اس کی حکمت	ص ۲۳/۳
کیا اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے ص ۲۴/۱	
دین اسلام کے غلبہ کی نوید	ص ۲۴/۳
محمد رسول اللہؐ کے ساتھیوں کے اوصاف وعلامات۔ ص ۲۵/۱	
سورۂ حجرات کی اہمیت واحکام	ص ۲۵/۲
اللہ رسول سے آگے بڑھنے کی ممانعت ص ۲۵/۲	

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
حضورؐ سے گفتگو کرنے کے آداب ص ۲۵/۴	
حضرت ثابت بن قیسؓ کے خوف خدا اور احترام نبوی کا سبق آموز واقعہ ص ۲۵/۴	
فاسق کی خبر کی تحقیق کا حکم اور اس ضمن میں ایک خاص واقعہ کا بیان	ص ۲۶/۲
اگر حق انسانوں کی خواہشات کے تابع ہو جائے ؟ ص ۲۶/۳	
اسلام ظاہر ہے اور ایمان باطن ہے	ص ۲۶/۴
اگر مومنوں کی دو جماعتیں لڑ پڑیں تو ص ۲۷/۱	
معاف اور درگذر کرنے کی فضیلت اور روز قیامت اس کی قدر وقیمت۔	ص ۲۷/۱
چند معاشرتی واخلاقی برائیوں کی نشاندہی اور اس پر وعید شدید۔	ص ۲۷/۲تا۴
غیبت اور تہمت میں فرق ص ۲۷/۴	
غیبت کی معافی کی صورت	ص ۲۷/۴
غیبت، تہمت اور تجسس کی جائز صورت ص ۲۷/۴	
قوموں وقبائل کی تقسیم کس لیئے ہے ؟	ص ۲۸/۱
اصل بزرگی اور بڑائی اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ ہے۔	ص ۲۸/۱
اسلام اور ایمان میں کیا فرق ہے ؟ ص ۲۸/۲-۴	ص ۳۵/۱
سورۂ قٓ کی فضیلت اور موقع تلاوت	ص ۲۹/۱
قرآنی ارشادات اور سائنسی ایجادات ص ۳۰/۱	
دلائل قدرت وبعث ونشور ص ۳۰/۱	
اللہ کے قرب سے کیا مراد ہے ؟	ص ۳۰/۳
کراماً کاتبین کے نام اور کام ص ۳۰/۴-۵	
حشر نشر کا مسئلہ	ص ۳۱/۱-۲
ہمزاد کیا ہے ؟ ص ۳۱/۳	
اللہ تعالیٰ دوزخ میں اپنا پاؤں رکھیگا	ص ۳۱/۴
اوّاب اور حفیظ کون شخص ہے ؟ ص ۳۲/۱	
قرآن سے نصیحت کس کو حاصل ہوتی ہے ؟	ص ۳۲/۱
اللہ نے زمین وآسمان چھ دن میں کیوں بنائے ؟	ص ۳۲/۳
ابتداء اسلام میں کتنی نمازیں فرض تھیں ؟ ص ۳۲/۵	
قبولیت دعا وعبادت کے دو اوقات	ص ۳۲/۵
دیدار الٰہی اور دو وقت کی نماز ص ۳۲/۶	
فرض نماز کے بعد تسبیح پڑھنے کا حکم وفضیلت	ص ۳۲/۶
سورۂ قٓ کی آخری آیت کے جواب میں کیا کہے ؟	ص ۳۳/۱
باہم جھگڑنے والوں کے لیئے وعید شدید ص ۳۳/۴	
تہجد نماز کی فضیلت	ص ۳۴/۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
سائل اور محروم کون ہے؟	ص ۴۳۴/۲
مہمان کی مہمانی کا مسئلہ ص ۴۳۴/۵	

فہرست قرآن مجید ھٰذا پارہ ۲۷

سورۃ الذٰریٰت، الطور، النجم، القمر، الرحمٰن، الواقعۃ، الحدید

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
حضرت لوط کے پیروکاروں کی تعداد کیا تھی	ص ۴۳۵/۱
بادِ صبا کی فضیلت، باد دبور کی ہلاکت؟ ص ۴۳۵/۴	
کیا ایمان و اسلام ایک ہی شے ہیں؟	ص ۴۳۵/۱
خدا کی ہر مخلوق جوڑا جوڑا ہے ص ۴۳۶/۴	
عبادت کیا ہے اور اس کا فائدہ کیا ہے؟	ص ۴۳۷/۱
ظلم کی ناؤ ڈوب کر رہتی ہے ص ۴۳۷/۲	
سورہ طور کی فجر میں تلاوت مسنون ہے	ص ۴۳۷/۲
بیت المعمور کیا ہے اور کہاں ہے؟ ص ۴۳۷/۵	
سورۂ طور کی ایک آیت کا حضرت عمرؓ پر اثر	ص ۴۳۸/۲
نیک بختوں اور ان کے اہل و عیال کا انجام ص ۴۳۸/۴،۵،۶	
اثبات توحید ربوبیت و توحید الوہیت	ص ۴۳۹/۲-۵
سورہ طور کی ایک آیت کا حضرت جبیرؓ پر اثر ص ۴۳۹/۳	
مجلس سے اٹھتے ہوئے کیا پڑھیں؟	ص ۴۴۰/۱
چند مسنون دعاؤں کا بیان ص ۴۴۰/۲	
فجر کی دو سنتوں کا ثبوت قرآن سے	ص ۴۴۰/۲
حدیث رسول بھی 'وحی' میں داخل ہے ص ۴۴۱/۲	
جبرئیل امین رسول کریم	ص ۴۴۱/۴
کیا حضور نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا؟ ص ۴۴۱/۴-۵	
لات و عزیٰ کا پس منظر کیا ہے؟	ص ۴۴۱/۲
اشیاء کی حقیقت اور اصلیت، علم و یقین سے کھلتی ہے گمان و وہم سے نہیں	ص ۴۴۲/۴
کافر اور مومن کے مبلغ علم کا فرق ص ۴۴۲/۲	
لمم کیا ہے	ص ۴۴۳/۱
لہ اتنا نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت / دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ	
ولید بن مغیرہ کے بارے میں چند آیات ص ۴۴۳/۴	ص ۴۴۳/۲
خیر و شر کا خالق و مالک اللہ ہے	ص ۴۴۳/۲-۵
سورۃ نجم کا سجدہ اور حضورؐ کا عمل ص ۴۴۴/۲	
سورۃ القمر کی فضیلت اور مواقع تلاوت	ص ۴۴۴/۳
وانشق القمر کا بیان ص ۴۴۴/۴	
رسالت رسولؐ برگزیدہ کی شہادت	ص ۴۴۴/۳

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
گوہ کھانا حلال ہے، مگر حضور نے نہیں کھایا	ص ۴۴۴/۴
حضرت نوح کی بد دعا اپنی قوم پر	
آسان مگر کس کے لیے؟	ص ۴۴۵/۲
منحوس دن کون سے ہیں؟ ص ۴۴۵/۲	ص ۴۴۵/۳
حضرت صالح کی اونٹنی کی خصوصیات	ص ۴۴۶/۲-۶
حضرت لوط کے مہمان فرشتوں کے نام ص ۴۴۷/۲	
بدر والے دن حضور کی دعا اور اس کی قبولیت۔	ص ۴۴۷/۵
قدر کے دو درجے ہیں۔ ص ۴۴۷/۷	
قیامت کا قیام چشم زدن کا کام	ص ۴۴۷/۷
سورۃ رحمٰن کی فضیلت اور متعلقہ احکام ص ۴۴۸/۲	
مختلف سورتوں کی مختلف آیتوں کے جواب۔	ص ۴۴۸/۴
سورۃ رحمٰن کا شان نزول ص ۴۴۸/۵	
سورج، عرش اور کرسی کے نور کا تناسب	ص ۴۴۸/۶
ناپ تول کی کمی بے برکتی کا سبب ہوتی ہے۔	ص ۴۴۸/۷
ایک آیت کی اکتیس مرتبہ تکرار ص ۴۴۸/۹	
دلائل توحید و قدرت الٰہیہ کا بیان	ص ۴۴۹/۱تا۳
اللہ کے وہ مبارک نام جن کے ساتھ دعا جلد قبول ہوتی ہے۔ ص ۴۴۹/۴	
احکام الٰہی پر عمل کے جن و انس دونوں ہی مکلف ہیں	ص ۴۴۹/۷
سورۃ رحمٰن کی آیت کی بار بار تکرار پر آریہ کا اعتراض اور اس کا مدلل جواب ص ۴۴۹/۸	
ایک جہنمی کا وزن دس اونٹوں کے برابر ہوگا	ص ۴۵۰/۲
جہنم سے ایک گردن نمودار ہوگی ص ۴۵۰/۳	
جبرئیل امین کی آواز اور حضورؐ کا سوال ص ۴۵۰/۴	
مومنین موحدین کا انجام رب کے حضور۔ ص ۴۵۲/۱	ص ۴۵۰/۵، ص ۴۵۱/۱تا۷
جنت کی حوروں کی نغمہ سرائی جنتیوں کے حضور ص ۴۵۳/۱تا۷	
حضورؐ نماز کا سلام پھیر کر کیا پڑھتے تھے؟ ص ۴۵۱/۴	ص ۴۵۲/۲
سورۃ الواقعۃ کی فضیلت و فوائد اور مواقع تلاوت۔ ص ۴۵۲/۴	
اہل دوزخ کی درگت روز قیامت ص ۴۵۳/۱	ص ۴۵۳/۲تا۶
نشاۃ اولیٰ نشاۃ ثانیہ کے برحق ہونے پر دلیل ہے ص ۴۵۴/۷تا۱۰	

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
سورہ واقعہ کی بعض آیتوں کے جواب میں کیا کہنا چاہئے؟	ص ۶۵۵/۱
پانی پی کر کیا دعا پڑھنی چاہیئے	ص ۶۵۵/۲
دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کا ایک ادنیٰ نمونہ ہے	ص ۶۵۵/۳
تین چیزوں میں سب مسلمانوں کا حصہ ہے	ص ۶۵۵/۳
قرآن کو جنبی یا بے وضو ہاتھ نہ لگائے	ص ۶۵۵/۴
رکوع اور سجدہ کی تسبیحات قرآن سے	ص ۶۵۶/۱
دو کلمے جو رحمٰن کو محبوب ہیں	ص ۶۵۶/۲
مسبحات کی فضیلت اور مواقع تلاوت	ص ۶۵۶/۳
ھو الاول والآخر الخ کی تفسیر حضورؐ کی زبانی	ص ۶۵۷/۱
سونے سے پہلے پڑھی جانے والی ایک جامع دعا	ص ۶۵۷/۱
تخلیق کائنات اور اللہ کی صفات کا بیان	ص ۶۵۷/۳
صحابہؓ بعض بعض سے افضل ہیں	ص ۶۵۸/۳
پل صراط پر چلنے کے لیئے مومنوں کو نور عطا ہوگا۔ اور منافقین اس سے محروم ہونگے	ص ۶۵۸/۵، ۶۵۹/۱تا۴
مسلمان ہونے کے چار سال بعد نزول عتاب	ص ۶۵۹/۵
صدیق اور شہید کون ہیں؟	ص ۶۶۰/۲
دنیا کی باغ وبہار کی حقیقت قرآن کی نظر میں	ص ۶۶۰/۳
ہر مصیبت اپنی تخلیق سے پہلے لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے	ص ۶۶۱/۲
وعظ یا امیر کرے یا مامور یا متکبر	ص ۶۶۱/۳
تین چیزیں آدم علیہ السلام کے ساتھ اتری ہیں	ص ۶۶۱/۵
اللہ نے لوہا اتارا جس ہیں	ص ۶۶۱/۵

فہرست مضامین قرآن مجید ھذا

پارہ نمبر ۲۸

سورۃ المجادلۃ، الحشر، الممتحنۃ، الصف، الجمعۃ، المنافقون، التغابن، الطلاق، التحریم

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
سورۃ مجادلہ کا شان نزول	ص ۶۶۳/۱
حضرت خولہ کا احترام حضرت عمرؓ کے دل میں	ص ۶۶۳/۱
ظہار کا کفارہ کیا ہے؟	ص ۶۶۳/۱
اللہ کی صفت سماعت پر حضرت عائشہؓ کی ستائش	ص ۶۶۳/۱
منکر اور زور کیا ہے؟	ص ۶۶۳/۲
اللہ کے عالم الغیب ہونے کا کیا مقصد ہے؟	ص ۶۶۴/۲
اللہ رسول کے احکام کی مخالفت خود کو دعوت ہلاکت دینے کے مترادف ہے۔	ص ۶۶۴/۲
مجلس میں دو سے زائد آدمی ہوں تو دو آدمی آپس میں کانا پھوسی نہ کریں کہ یہ نفاق ہے	ص ۶۶۵/۱-۳
مجلس کے آداب میں یہ بھی ہے کہ	ص ۶۶۶/۱
اللہ کے ہاں علماء کے درجے بلند ہیں مگر	ص ۶۶۶/۱
جہاں دیکھا توا پرات ، وہیں گذاری ساری رات	ص ۶۶۶/۴
نماز باجماعت کی ضرورت وتاکید	ص ۶۶۶/۴
اللہ کا ایک وعدہ جو پورا ہوا	ص ۶۶۷/۴
یہ ناممکن ہے کہ اللہ کے دوست دشمنان خدا سے محبت رکھیں۔	ص ۶۶۸/۱
حضرت ابوعبیدہؓ کی فضیلت اور ان کا کارنامہ۔	ص ۶۶۸/۱
یہود کے قبیلہ بنو نضیر کی مدینہ منورہ سے بے دخلی۔	ص ۶۶۸/۲
ایک آیت کا شان نزول	ص ۶۶۹/۴
مال فئی کیا ہے اور اسے کیسے تقسیم کیا جائے؟	ص ۶۶۹/۵، ص ۶۷۰/۱
قرآن وحدیث دونوں منزل من السماء ہیں	ص ۶۷۰/۱
بال ملانے اور ملوانے جسم گدانے اور گدوانے والیوں پر اللہ کی لعنت ہے	ص ۶۷۰/۱
ایک صحابیؓ کی مہمان نوازی کا عجیب واقعہ	ص ۶۷۰/۲
صحابہؓ پر تبرا بھیجنے کی ممانعت ومذمت	ص ۶۷۱/۳
عبداللہ بن ابی منافق کی منافقت کا بیان	ص ۶۷۱/۱
بنو قینقاع یہود کی مدینہ منورہ سے بیدخلی۔	ص ۶۷۱/۵
بنی اسرائیل کے ایک عابد کا عبرتناک واقعہ	ص ۶۷۲/۱
اللہ کا بندہ کو بھول جانا اور بندے کا اللہ کو بھول جانا کیا ہے؟	ص ۶۷۲/۲
سورۃ حشر کی آخری تین آیات کی فضیلت وفوائد۔	ص ۶۷۳/۲
فتح مکہ کے لیئے حضورؐ کی منصوبہ بندی اور حاطب کی غلطی	ص ۶۷۳/۴
حضرت ابوموسیٰ کا نصرانی کاتب اور اس پر انہیں حضرت عمرؓ کی طرف سے سرزنش	ص ۶۷۴/۱
توکل کا معنی یہ ہے کہ	ص ۶۷۴/۲
آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اس لئے چاہیئے کہ	ص ۶۷۵/۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
حضرت اسماءؓ کی مشرک والدہ اور ان سے ان کا سلوک	ص ۷۷۵/۴
صلح حدیبیہ کی ایک شرط سے قرآن کا اختلاف۔	ص ۷۷۵/۴
مومنات مہاجرات سے رسول اللہؐ کا امتحان	ص ۷۷۶/۱
اسلام کے عدل و انصاف اور بلند اخلاق کا ایک نمونہ	ص ۷۷۶/۲
رسول اللہؐ کے ہاتھ نے کبھی کسی غیر عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا	ص ۷۷۷/۱-۲
ایک موضوع حدیث سے مشرکین کا غلط استدلال اور اس کا جواب۔	ص ۷۷۷/۳
خاوند کا مال یا گھر کی کوئی چیز چپکے سے کسی کو دینا خیانت ہے	ص ۷۷۷/۴
قول و عمل کا تضاد ایمان کے منافی ہے	ص ۷۷۸/۱
گناہوں کی کثرت سے دل سیاہ ہو جاتا ہے	ص ۷۷۸/۲
حضورؐ کا نام دنیا میں محمدؐ اور فرشتوں میں احمدؐ ہے	ص ۷۷۸/۳
جب اللہ کے ہاں خاتم النبین لکھا جا چکا تھا جبکہ آدم کا خمیر ابھی گوندھا جا رہا تھا	ص ۷۷۸/۴
نور خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن	ص ۷۷۸/۵
حضورؐ کا نعرہ مَن انصاری الی اللہ اور اہل مدینہ کا جواب نحن انصار اللہ	ص ۷۷۹/۴
سورہ جمعہ کی تلاوت کے مواقع کا بیان	ص ۷۷۹/۵
رسول اللہؐ کی بعثت اللہ کی ایک نعمت	ص ۷۸۰/۱
کتاب و حکمت سے کیا مراد ہے؟	ص ۷۸۰/۲
اصحاب فارس کی فضیلت قرآن میں	ص ۷۸۰/۳
جمعہ کے دن دو اذانیں دینا کیسا ہے	ص ۷۸۱/۲
نماز جمعہ کی فرضیت و فضیلت اور تارک جمعہ کے لیے وعید	ص ۷۸۱/۳
آداب و احکام جمعہ کا تفصیلی بیان	ص ۷۸۱/۴
یہود کے لیے ہفتہ کے دن تجارت کی ممانعت	ص ۷۸۱/۳
جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد تجارت کی اجازت اور اس کی خیر و برکت کا بیان	ص ۷۸۱/۳
جمعہ کا خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنے کا ثبوت قرآن سے	ص ۷۸۱/۴
منافقوں کی بہت سی علامتیں ہیں مثلاً.....	ص ۷۸۱/۶
زبان سے دعویٰ ایمان دل سے انکار نفاق ہے۔	ص ۷۸۱/۷
منافق بزدل اور بے فائدہ ہوتا ہے	ص ۷۸۲/۱
حضرت زید بن ارقمؓ کی تصدیق میں ان آیات کا نزول	ص ۷۸۲/۴
عبداللہ بن ابی منافق کے مومن بیٹے کی غیرت ایمانی	ص ۷۸۲/۵
سب دنیا ملعون ہے مگر.....	ص ۷۸۳/۱
بہترین صدقہ کونسا ہے؟	ص ۷۸۳/۲
مسبحات سورتوں میں سب سے آخری سورت کونسی ہے؟	ص ۷۸۳/۳
رسول کی بشریت کا انکار کفر ہے	ص ۷۸۴/۲
قیامت کا ایک نام یوم التغابن بھی ہے یہ اس لیے کہ.....	ص ۷۸۴/۵
ایک آیت کی تفسیر مختلف مفسروں کی زبانی	ص ۷۸۵/۱
اولاد اور ازواج تمہارے دشمن ہیں	ص ۷۸۵/۴-۵
دو آیتوں میں تطبیق کا بیان	ص ۷۸۵/۶
اللہ کے سوا کسی کے لیے غیب دانی کا اعتقاد کفر ہے۔	ص ۷۸۵/۷
طلاق دینے کا سنی طریقہ اور ایک مجلس کی تین طلاقوں کے حکم کا بیان	ص ۷۸۶/۱ تا ۳
قید سے نجات کا وظیفہ و طریقہ	ص ۷۸۷/۱
حمل والی عورتوں کی عدت کا بیان	ص ۷۸۷/۱
مطلقہ کی عدت نان نفقے وغیرہ کا بیان	ص ۷۸۷/۲-۳
متوفی عنہا زوجہا حاملہ کے نان نفقے وغیرہ کا مسئلہ۔	ص ۷۸۷/۴
ایک جھوٹی روایت کا رد	ص ۷۸۸/۳
سورۃ تحریم کا شان نزول	ص ۷۸۸/۴
حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت کی حقانیت کا ثبوت کتب شیعہ سے۔	ص ۷۸۹/۱
صالح المومنین کون ہیں؟	ص ۷۸۹/۲
اولاد کی تعلیم و تربیت کے احکام کا بیان	ص ۷۸۹/۴
حضرت عمرؓ کی تائید میں قرآن کی آیت کا نزول۔	ص ۷۸۹/۳
توبۃ النصوح کیا ہے؟	ص ۷۹۰/۱
اللہ کے ہاں نہ یاری ہے نہ رشتہ داری ہے۔ اللہ کے ہاں کی عملداری ہے۔	ص ۷۹۰/۳-۴
حضرت آسیہؓ و حضرت مریمؑ کی تعریف	ص ۷۹۰/۵
دنیا کی چار افضل عورتوں کے نام	ص ۷۹۰/۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین قرآن مجید ھذا

پارہ نمبر ۲۹

سُورۃ الملک، القلم، الحاقۃ، المعارج، نوح، الجن، المزمل، المدثر، القیامۃ، الدھر، المرسلٰت۔

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
سورۃ ملک کی فضیلت اور مواقع تلاوت	ص ۷۹۱/۱
ستاروں کے تین فائدے ہیں ص ۷۹۱/۲	
آگ بھی غصہ کرتی ہے	ص ۷۹۱/۲
ایک آیت سے فلسفیوں کے نظریہ کا رد ص ۷۹۲/۵	
امام ابوحنیفہ کا مذہب اللہ کے آسمان میں ہونے کے بارے میں۔	ص ۷۹۲/۲
دلائل توحید و قدرت الٰہیہ اور رد شرک ص ۷۹۳/۱ تا ۵	ص ۷۹۴/۲-۳
دانت کے درد کا وظیفہ ص ۷۹۳/۵	
حصول علم کے تین ذرائع اور ان کا شکر ص ۷۹۳/۵	
کفار کی ایک آرزو اور حضور کا اس پر جواب	ص ۷۹۴/۱
سورۃ ملک کی آخری آیت کے جواب میں کیا کہنا چاہیئے ص ۷۹۴/۲	
سورۃ ملک کی آخری آیت کے جواب میں ایک کافر کا دعویٰ اور اس کا انجام	ص ۷۹۴/۳
اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا ص ۷۹۴/۵	
حضورؐ کا خلق قرآن ہے۔	ص ۷۹۴/۵
باغ والوں کا قصہ اور اس میں ہمارے لیئے سبق ص ۷۹۵/۱ تا ۴	
کفار مکہ کی ایک خوش فہمی اور قرآن سے اس کا رد ص ۷۹۶/۴	ص ۷۹۶/۱ تا ۳
قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی کھولے گا	ص ۷۹۶
دنیا میں جو سجدہ نہ کرے اسے آخرت میں سجدہ نصیب نہ ہوگا۔	ص ۷۹۶/۶
مچھلی والے پیغمبر کا قصہ ص ۷۹۷/۱-۲	
نظر حق ہے اور اس کا علاج قرآن وحدیث میں موجود ہے	ص ۷۹۷/۳
سورہ الحاقۃ کی فضیلت اور مواقع تلاوت ص ۷۹۷/۵	
قیامت کا ایک نام حاقۃ بھی ہے کیونکہ وہ حق ہے۔ ص ۷۹۷/۵	
حضورؐ کی حضرت علیؓ کے حق میں ایک دعا اور اس کی قبولیت ص ۷۹۸/۳	

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
کامیاب ہے وہ جس کا دل اللہ نے ایمان کے لیئے خالص کیا۔ ص ۷۹۸/۳	
قیامت میں اللہ کے عرش کو آٹھ فرشتے اُٹھائے ہونگے۔ ان کی شکل ہرنوں کی سی ہوگی۔ ص ۷۹۸/۴	
کامیاب ہے وہ جس کا دل اللہ نے ایمان کے لیئے خالص کیا۔	ص ۷۹۸/۴
رب ناراض تو سب ناراض ص ۷۹۹/۱	
حضرت ابو درداء کا اپنی بیوی کو ایک نیک مشورہ ص ۷۹۹/۲	
دو آیتوں کا شان نزول	ص ۷۹۹/۴
اگر رسول اللہ دین میں اپنی جانب سے کوئی کمی بیشی کرتے تو --------	ص ۷۹۹/۷
آسمان پر اگر فرشتہ کے سوا اور کوئی چڑھتا تو کتنے عرصہ میں یہ مسافت طے کر پاتا	ص ۸۰۰/۳
انسان بڑا کمینہ صفت ہے مگر ------ ص ۸۰۱/۱-۲	
بدکاری کی غرض سے بناؤ سنگھار کرنے والوں کا حشر ص ۸۰۱/۴	
نیک عورت کی خصوصیات اور اسکے لیئے بشارت	ص ۸۰۱/۴
زنا کی مختلف قسمیں اور ان پر وعیدیں ص ۸۰۱/۴	
جو مالدار غریبوں کو ان کا حق نہیں دیتے انہیں قیامت میں بڑی ذلت اُٹھانی پڑیگی	ص ۸۰۱/۴
مجاہدین کی بیویوں کی حرمت ماؤں کی حرمت جیسی ہے۔ ص ۸۰۱/۴	
بوڑھے زانی، جھوٹے بادشاہ اور غریب متکبر کے لیئے وعید۔	
جس میں امانت نہیں اس میں دین نہیں	ص ۸۰۱/۵
تم مجھے چھ باتوں کی ضمانت دیدو میں تمہیں جنت کی ضمانت دوں گا۔ ص ۸۰۱/۵	
حضرت نوح پہلے پیغمبر ہیں جنہوں نے غیراللہ پرستی سے منع کیا۔ ص ۸۰۲/۲	
اللہ کی عبادت نوع انسانی کی بقاء کا موجب ہے	ص ۸۰۲/۳
ہر مشکل کا حل اللہ سے استغفار کرنا ہے ص ۸۰۳/۴	
حضرت علیؓ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ----	ص ۸۰۳/۵
شیطان نے کسی کو ظاہری بت پرست بنایا کسی کو باطنی۔ ص ۸۰۳/۴	
ع: آخرش گرگ زادہ گرگ شود	ص ۸۰۴/۵
حضرت نوح کی قوم پر بد دعا اور اس کی قبولیت	ص ۸۰۴/۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
جنوں نے حضورؐ سے قرآن سنا اور ۔۔۔	ص ۸۰۴/۴
پہلے جن انسانوں سے ڈرتے تھے لیکن اب ۔۔۔۔	ص ۸۰۵/۲
حضورؐ کی بعثت شیطانوں کی آسمانوں میں بیٹھک کے لیئے تازیانہ ثابت ہوئی۔	ص ۸۰۵/۴
اگر جن وانس بے راہ روی کا چھوڑ کر راہ راست پر لگ جائیں تو ۔۔۔	ص ۸۰۶/۱
مساجد میں یا اللہ یا محمدؐ لکھنا کیسا ہے؟	ص ۸۰۶/۲
رسول اللہؐ کی بے اختیاری انکی اپنی زبانی	ص ۸۰۶/۴
شادی بیاہ کے موقع پر دف بجانا جائز ہے گیت گانا جائز ہے۔	ص ۸۰۷/۱
سورہ مزمل کا شان نزول	ص ۸۰۷/۲
نماز تہجد کے احکام، آداب اور فضائل و فوائد اور حافظ قرآن کے لیئے اعزاز۔	ص ۸۰۷/۳
تلاوت قرآن کا صحیح طریقہ کیا ہے؟	ص ۸۰۷/۴
قیام اللیل کا اصل فلسفہ کیا ہے؟	ص ۸۰۸/۵
ایک ہزار میں سے نوسوننانویں دوزخ کے لیئے۔	ص ۸۰۸/۱
شروع اسلام میں تہجد کی نماز فرض تھی	ص ۸۰۸/۲
فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ	ص ۸۰۹/۱
مقلدین کا ایک آیت سے غلط استدلال اور اس کا مدلل جواب۔	ص ۸۰۹/۱
طہارت ظاہری و باطنی کی تاکید	ص ۸۰۹/۲
جسم میں ایک بوٹی ایسی کہ اگر ۔۔۔۔	ص ۸۰۹
سورہ مدثر کی ایک آیت کا قاضی بصرہ پر اثر	ص ۸۰۹/۳
صعود دوزخ میں ایک پہاڑ ہے اس پر ۔۔۔۔	ص ۸۱۰/۱
ولید بن مغیرہ کے بارے میں آیت کا نزول	ص ۸۱۰/۲
برادری کی خوشی کے لیئے قرآن سے منہ پھیرنے والے کے لیئے قرآن کی وعید شدید	ص ۸۱۰/۳
دوزخ کے دربان انیس ہیں	ص ۸۱۰/۵
کیا اللہ کے ہاں فرشتوں کی قلت ہے؟	ص ۸۱۰/۷
رسول اللہؐ کا ایک معجزہ	ص ۸۱۰/۹
اللہ کی چند قسموں اور انکے برمحل ہونے کا بیان	ص ۸۱۱/۲
اصحٰب الیمین کون لوگ ہیں؟	ص ۸۱۱/۳
چار قسم کے جہنمیوں کو کسی کی شفاعت کام نہ دیگی۔	ص ۸۱۱/۴
بے نمازی جہنمی ہے شفاعت سے محروم ہے	
سورہ مدثر کی ایک آیت کی تفسیر خود اللہ کی زبانی	ص ۸۱۱/۸
غیر اللہ کی قسم کھانا حرام ہے	ص ۸۱۲/۱
حشر روح مع الجسم ہوگا یا صرف روح؟	ص ۸۱۲/۲
تعلیم قرآن اور بیان قرآن اللہ کا ذمہ ہے۔	ص ۸۱۲/۵
دیدار الٰہی کے دلائل کا بیان قرآن میں۔	ص ۸۱۳/۱
عالم نزع کی منظر کشی قرآن سے۔	ص ۸۱۳/۲
کیا انسان بیکار پیدا کیا گیا ہے؟	ص ۸۱۳/۳
سورۃ قیامہ کی آخری آیت کے جواب میں کیا کہنا چاہیئے	ص ۸۱۳/۴
سورتوں اور آیتوں کا جواب قاری و سامع دونوں کو دینا چاہیئے۔	ص ۸۱۳/۵
سورہ دہر کی فضیلت اور مواقع تلاوت کا بیان	ص ۸۱۳/۶
تخلیق انسان دراصل وجہ عار انسانی	ص ۸۱۴/۱
جہنمیوں کو طوق و سلاسل کیوں پہنائے جائیں گے؟	ص ۸۱۴/۲
نذر ماننے کے احکام و آداب کا بیان	ص ۸۱۴/۳
قیدی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم	ص ۸۱۴/۳
اعمال میں للٰہیت اور خلوص کی ترغیب	ص ۸۱۴/۴
جنت کی رونقیں اور ادنیٰ جنتی کا بیان	ص ۸۱۵/۱،۲
اللہ اپنے بندوں کے اعمال کا سب سے بڑا قدر دان ہے۔	ص ۸۱۵/۸
قبول ہدایت کی اصل رکاوٹ حب دنیا ہے	ص ۸۱۵/۱۰
بندہ کی مشیت اللہ کی مشیت کے تابع ہے	ص ۸۱۶/۲
سورۃ والمرسلٰت کا موقع نزول و تلاوت	ص ۸۱۶/۴
ہواؤں کی قسمیں اور خوبیاں اور خرابیاں	ص ۸۱۶/۵
ایک آیت کی تکرار دس بار	ص ۸۱۷/۱
زمین زندوں اور مردوں کے کافی ہے	ص ۸۱۷/۲
حشر اور احوال حشر کا بیان	ص ۸۱۷/۳
اس دنیا میں کوئی خیر نہیں جس دنیا میں رکوع نہیں	ص ۸۱۸/۱، ص ۸۱۸/۳
حضورؐ کی چند نصیحت آموز باتیں	ص ۸۱۸/۱
قبیلہ ثقیف کے بارے میں آیت کا نزول	ص ۸۱۸/۳
سورۃ المرسلٰت کی آخری آیت کا جواب	ص ۸۱۸/۴

فہرست مضامین قرآن مجید ھذا

پارہ نمبر ۳۰

سورۃ النباء، النّٰزعٰت، عبس، التکویر، الانفطار، التطفیف، الانشقاق، البروج، الطارق، الاعلیٰ، الغاشیہ، الفجر، البلد، الشمس، اللیل، الضحیٰ، الانشراح، التین، العلق، القدر، البینۃ، الزلزال، العادیات، القارعۃ، التکاثر، العصر، الھمزۃ، الفیل، القریش، الماعون، الکوثر، الکافرون، النصر، اللھب، الاخلاص، الفلق، الناس۔

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
سورۃ النباء کی فضیلت اور مختلف نام	ص ۸۱۹/۱
نیند آنے کا وظیفہ ص ۸۱۹/۱	
وقوع قیامت و عجائبات الٰہی کا بیان	ص ۸۱۹/۲،۳
دوزخ اور اہل دوزخ کا بیان ص ۸۲۰/۱	
جنت اور اہل جنت کا بیان	ص ۸۲۰/۲
انسان کی حالت اور قبر کے سوال و جواب کا بیان ص ۸۲۱/۱	
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی	ص ۸۲۱/۲
تخلیق ارض و سما میں اہل سائنس کا رد ص ۸۲۲/۱،۲	
قیامت کی ہولناکی ص ۸۲۲/۳ ص ۸۲۴/۳	ص ۸۲۳/۲
کسب حلال کا بہترین انجام و بدترین انجام ص ۸۲۲/۴	
دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے کا نتیجہ	ص ۸۲۲/۴
اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے جو ڈر گیا۔ ص ۸۲۲/۵	
ایک واقعہ میں عقیدہ کی درستگی	ص ۸۲۳/۱
موت مومن کا تحفہ ہے ص ۸۲۳/۲	
قیامت کے دن کوئی کسی کا ساتھ نہ دیگا	ص ۸۲۳/۴
جسے قیامت کا منظر آنکھوں سے دیکھنا ہو اسے	
چاہیے کہ ۔۔۔۔	ص ۸۲۴/۵
حضور نے جبرئیل کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا ص ۸۲۵/۲	
ستاروں کی قسمیں اور ان کی چال کا بیان	ص ۸۲۵/۲
ہمارا رسول غیب کی باتوں میں بخیل نہیں ص ۸۲۵/۴	
امام کو قراءۃ نماز میں تخفیف کا حکم	ص ۸۲۵/۶
ابوجہل کی ایک بات کے جواب میں آیت کا نزول ص ۸۲۵/۵	
قرب قیامت مشرق سے آگ نمودار ہوگی	ص ۸۲۵/۶
قرآن کے انسان سے چند سوالات ص ۸۲۶/۱	
ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیئے وعید	ص ۸۲۶/۲
قیامت کی طوالت کا بیان ص ۸۲۷/۲	
قرب قیامت کے فتنوں کا بیان	ص ۸۲۷/۱
دلوں کا زنگ کیا ہے ؟ ص ۸۲۷/۱	
سجین کیا ہے ؟	ص ۸۲۷/۱
دیدار الٰہی کی سعادت سے محروم لوگوں کا بیان ص ۸۲۷/۲	
علیین کیا ہے اور اہل علیین کے ٹھاٹ باٹ	
کیا ہوں گے ؟	ص ۸۲۷/۳
جہنم کے سانپوں کا بیان ص ۸۲۸/۱	
سورۃ انشقاق کی تلاوت کے مواقع اور سورۃ انشقاق	
و سورہ علق کے سجدہ تلاوت کا بیان	ص ۸۲۸/۲
وہ تین کام جن کے کرنے سے قیامت کے حساب و کتاب میں	
آسانی ہوگی ۔ ص ۸۲۹/۱	
آسمان فرشتوں کے بوجھ سے چرچراتا ہے	ص ۸۲۹/۱

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
انسان کتنی حالتوں سے دوچار ہوتا ہے ص ۸۲۹/۲	
سورہ بروج اور سورہ طارق کے مواقع تلاوت	ص ۸۲۹/۳
شاہد و مشہود کون ہیں ؟ ص ۸۲۹/۴	
عبداللہ بن تامر کا دردناک واقعہ	ص ۸۲۹/۵
اصحاب الاخدود کا واقعہ ص ۸۲۹/۵،۶	
تخلیق انسان کا ذکر ۔	ص ۸۳۱/۱
کفار کا ایک پہلوان ابو الاسد کی بڑ	
اور قرآن کا اس کو جواب ص ۸۳۱/۱	
سورۃ اعلیٰ اور غاشیہ کی تلاوت کے مواقع	ص ۸۳۱/۲
حضور کی حضرت ابوذر کو چند وصیتیں ص ۸۳۲/۱	
دنیا اس کا گھر ہے جس کا آخرت میں گھر نہیں	ص ۸۳۲/۱
صدقۃ الفطر کا ثبوت قرآن سے ص ۸۳۲/۲	
سورۃ ھل اتاک کے جواب میں حضور کا ارشاد	ص ۸۳۲/۴
گیارہویں، ہتیجہ، عرس وغیرہ کی تردید ص ۸۳۲/۴ ص ۸۳۲/۲	
جنتیوں کے عیش و عشرت کا بیان	ص ۸۳۲/۵
پہاڑ بڑے بڑے عجائبات قدرت کا بیان ص ۸۳۳/۱	
سورۃ غاشیہ کی آخری آیت کے جواب میں	
کیا کہیے ؟	ص ۸۳۳/۲
ذی الحجہ کی دس راتوں کی قسم اور عشرہ ذی الحجہ	
کی فضیلت ص ۸۳۳/۳	
وتر کیا ہے شفع کیا ہے ؟	ص ۸۳۳/۳
قوم عاد کا گھمنڈ اور اللہ کا جواب ص ۸۳۳/۴	
چند تباہ شدہ قوموں کا احوال	ص ۸۳۳/۴
حضور کی جنت میں رفاقت دلانے والا عمل ص ۸۳۴/۱	
چند احوال قیامت اور صفات الٰہی کا بیان	ص ۸۳۴/۲،۳
فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی کی بشارت	
کن کے لیئے ؟	ص ۸۳۴/۴
مکہ مکرمہ کی حرمت و عظمت کا بیان ص ۸۳۴/۵	
حضور کی ایک شخص کو سکھائی ہوئی ایک جامع	
دعا ۔ ص ۸۳۴/۶	
آخرت کی گھاٹی کون لوگ پار کر سکیں گے	ص ۸۳۵/۱
فضول خرچی کی ممانعت و مذمت ص ۸۳۵/۲	
بندے پہ رب کے احسانات	ص ۸۳۵/۲
جنت میں لیجانے والے چند خاص اعمال ص ۸۳۵/۳	
سورۃ الشمس کی تلاوت کے مواقع	ص ۸۳۵/۵
زمین بسیط ہے کرہ نہیں ہے ص ۸۳۵/۵	
ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے	ص ۸۳۵/۵
تقدیر کے لکھے کو کوئی نہیں بدل سکتا مگر ۔۔۔	ص ۸۳۵/۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
یتیم پر شفقت کرنے والے کے لیے بشارت	ص ۸۳۵/۴
نجدین کیا ہے؟ اور عقبہ کیا ہے؟	ص ۸۳۵/۴
سورۃ والشمس کی ایک آیت کا جواب	ص ۸۳۶/۱
اللہ اپنے کام کے انجام سے نہیں ڈرتا	ص ۸۳۶/۲
انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب اور بخیل کی مذمت	ص ۸۳۶/۳
اچھے اعتقاد نیک عمل کی توفیق دیدیتے ہیں	ص ۸۳۶/۴
جہنم کا سب سے ہلکا عذاب کیا ہوگا؟	ص ۸۳۷/۱
فضائل ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ص ۸۳۷/۲
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اعزازات واکرامات	ص
اکرامات	ص ۸۳۷/۳ ص ۸۳۸/۱
تکلیف کے بعد آسانی ہوتی ہے۔	ص ۸۳۸/۱
جب کھانا حاضر ہو تو نماز مؤخر کر دو	ص ۸۳۸/۱
پیشاب پاخانہ کی حاجت ہو تو نماز نہیں	ص ۸۳۸/۱
انجیر و زیتون کے فوائد و فضائل۔	ص ۸۳۸/۲
تخلیق انسان۔	ص ۸۳۸/۳
جوانی کے اعمال کا ثواب بڑھاپے میں بھی جاری رہتا ہے۔	ص ۸۳۸/۳
سورۃ والتین کی آخری آیت کا جواب	ص ۸۳۸/۴
آغاز نزول وحی اور رسول اللہ کی تاج نبوت سے تاجپوشی	ص ۸۳۸/۵
دو قسم کے حریص جو کبھی سیر نہیں ہوتے	ص ۸۳۸/۶
ابوجہل کو قرآن کی ڈانٹ پھٹکار	ص ۸۳۸/۷ ص ۸۳۹
سجدہ میں خوب دعا مانگا کرو کیونکہ......	ص ۸۳۹/۱
سورۃ علق کا سجدہ حضورؐ نے کیا	ص ۸۳۹/۱
لیلۃ القدر کے فضائل اور احکام کی تفصیل۔	ص ۸۳۹/۲
حضرت ابی بن کعب کا اعزاز	ص ۸۳۹/۳
سورہ بینہ کی چند آیات جو منسوخ ہو گئیں	ص ۸۳۹/۳
سورۃ البینۃ کی فضیلت	ص ۸۳۹/۳
فرقہ ناجیہ کا بیان	ص ۸۴۰/۲
عبادتوں میں نیت ضروری ہے	ص ۸۴۰/۳
بدترین شخص کون ہے؟	ص ۸۴۰/۴
بہترین لوگ کون ہیں	ص ۸۴۰/۵
سورۃ الزلزال کی فضیلت	ص ۸۴۰/۶
زمین بولے گی اور خبریں دے گی	ص ۸۴۰/۶
برائیوں پر پشیمان اللہ کی رحمت کا منتظر ہوتا ہے۔ اور گناہوں پر اترانے والا اللہ کے غصہ کا منتظر۔	ص ۸۴۱/۱ ص ۸۴۱/۱

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
سورۃ العادیات کی فضیلت	ص ۸۴۱/۲
اللہ نے گھوڑوں کی قسم کھائی	ص ۸۴۱/۳
گدھا پالنے کا ثواب	ص ۸۴۱/۱
قرآن کی وہ دو آیتیں جنہوں نے تورات، انجیل زبور اور صحف ابراہیمؑ کے مضامین کا احاطہ کیا	ص ۸۴۱/۱
غیر مسلموں کا اللہ کے قسم کھانے پر اعتراض اور اُس کا جواب۔	ص ۸۴۱/۲
قیامت کا ایک نام قارعہ بھی ہے کیونکہ......	ص ۸۴۱/۳
میزان اور جہنم کا بیان اس کی سانسوں کا بیان	ص ۸۴۲/۱
زیارت قبور اور اللہ کی نعمتوں کا بیان	ص ۸۴۲/۱
سورہ الحکم اور اللہ کی نعمتوں کا بیان	ص ۸۴۲/۲
حضرت حسن بن علیؓ کی بیوی کا ایک عجیب کام	ص ۸۴۲/۲
موت اور میت سے متعلق مسائل کا بیان	ص ۸۴۲/۲
سورۃ العصر کی فضیلت	ص ۸۴۲/۳
صرف چار صفتوں والے خسارے میں نہیں ہیں۔	ص ۸۴۲/۳
عیب جوئی، غیبت، چغلی، طعنہ زنی کی ممانعت و مذمت	ص ۸۴۲/۴
سورۃ الھمزۃ کا شان نزول......	ص ۸۴۲/۴
ابرہہ بادشاہ کی ہلاکت اور حضور کی ولادت باسعادت۔	ص ۸۴۳/۱
قریش کی فضیلت اور مکہ مکرمہ کی عظمت کا بیان۔	ص ۸۴۳/۲
مکہ میں ممنوعہ اوقات میں نماز پڑھنے کی اجازت۔	ص ۸۴۳/۲
نمازیوں کے لیے ویل ہے۔	ص ۸۴۴/۱
حوض کوثر اور ساقی کوثر۔	ص ۸۴۴
سورۃ الکافرون کی فضیلت اور مواقع تلاوت	ص ۸۴۴/۳
شرک سے بیزاری کا کھلا اعلان	ص ۸۴۴/۴
سورۃ النصر کی فضیلت و خصوصیت	ص ۸۴۵/۱
حضورؐ کا وظیفہ اور ورد زندگی کے آخری دنوں میں۔	ص ۸۴۵/۱
سورۃ اللہب اور شان نزول	ص ۸۴۵/۲
ابولہب اور اس کی بیوی کیلئے قرآن کی وعید	ص ۸۴۵/۲
سورۃ الاخلاص کی فضیلت اور مواقع تلاوت اور اس کا شان نزول	ص ۸۴۵/۳
فقر دور ہونے کا وظیفہ خاص	ص ۸۴۵/۴
ایک صحابی رسول کی فضیلت سورۃ اخلاص	

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر	مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
کی وجہ سے۔	صفحہ ۸۴۵ / ۳	حسد کی تعریف کیا ہے؟	صفحہ ۸۴۵ / ۶
معوذتین (سورۃ الفلق و سورۃ الناس) کی فضیلت۔	صفحہ ۸۴۵ / ۴	سوتے وقت کا ایک خاص عمل	صفحہ ۸۴۶ / ۱
معوذتین کی تلاوت کے مواقع اور اثرات	صفحہ ۸۴۵ / ۴	اللہ کی تین خاص صفات کا بیان	صفحہ ۸۴۶ / ۲
حضورؐ پر جادو کیا گیا اور حضورؐ نے اس کے توڑ کے لیے	صفحہ ۸۴۵ / ۴	ختم قرآن کا مسنونہ طریقہ	صفحہ ۸۴۶ / ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

میں اس مصحف کو حضرت الامیر الشیخ عبدالرحمٰن السلفی امام جماعت غرباء اہلحدیث کے نام گرامی سے منسوب و معنون کرتا ہوں جن کے دورِ امارت میں خدمت کلام الٰہی عزوجل و حدیث علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام اور خدمتِ دین کا یہ موقع میسر آیا۔ اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ امام موصوف سے اور ہم سے مزید دینِ متین کی خدمت لے اور شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین

فقط

عبدالقہار غفرلہ تلمیذ واخ الشیخ

مولانا ابومحمد عبدالستار رحمۃ اللہ

مفسرِ قرآن والحدیث۔ محدّث دہلوی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن وحدیث کے احکام وفضائل

ذیلی عنوانات مع صفحہ وفائدہ نمبر

ذیلی عنوانات	صفحہ وفائدہ نمبر
تلاوت قرآن مجید کے آداب۔ اعوذ باللہ الخ و بسم اللہ کی تعلیم وطریقہ۔	ص ۲/۱ ص ۲۹۵/۵
سورۃ الفاتحہ	
فضائل وخصائص اور مختلف نام ومتعلقہ مسائل ص ۱/۲ ص ۱۵۲/۱ ص ۳۰۷/۲ ص ۸۰۹/۱	ص ۲/۲-۷
سورۃ البقرۃ	
فضائل وخصائص اور وجہ تسمیہ ص ۱/۲ ص ۲/۱	ص ۳/۱
حروف مقطعات کا بیان	ص ۳/۲ ص ۲۱۶/۱
قرآن کے من جانب اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں	ص ۳/۳ ص ۶/۱
آیت الکرسی کی فضیلت اور متعلقہ مسائل ص ۳/۱	ص ۶۱/۳
قرآن وحدیث کی اتباع صراط مستقیم پر گامزن ہوتا ہے ص ۳/۳ ص ۴/۱ ص ۴۵۳/۲ ص ۱۵۵/۱ ص ۲۰۶/۲	ص ۳/۶
ایمان بالغیب سے کیا مراد ہے؟	ص ۳/۴
اللہ تعالیٰ کے عہد کو توڑنے کا کیا مفہوم ہے؟	ص ۶/۱
قرآن کی بیان کردہ مثالوں کی کیا حقیقت ہے؟	ص ۸/۱
استعانت بالصبر والصلوٰۃ کی کیا حکمت ہے؟	ص ۱۱/۳
صبر کے اقسام اور خشوع کی تعریف	//
قرآن وحدیث اعلیٰ ہیں	ص ۱۲/۱
دو آیتوں کے مابین توفیق وتطبیق	ص ۱۴/۳
نسخ آیات کے سلسلے میں یہود کا اعتراض اور قرآن کا جواب	ص ۲۴/۳
صبغۃ اللہ سے کیا مراد ہے؟	ص ۳۲/۳
ایک آیت میں امت کے لئے سبق	ص ۳۲/۴-۵
اللہ کی نعمت کیا ہے؟	ص ۳۵/۴
کتاب وحکمت سے مراد قرآن وحدیث ہیں۔ ص ۳۵/۲	ص ۱۰۳/۴
اللہ کی معیت سے کیا مراد ہے؟	ص ۳۵/۳
حدیث بھی منزل من السماء ہے	ص ۳۷/۱
ایک آیت سے ایک فقہی استنباط	ص ۴۳/۲
فتنہ کیا ہے؟	ص ۴۳/۲
شراب اور جوئے کی مذمت کا بیان	ص ۵۱/۳

ذیلی عنوانات	صفحہ وفائدہ نمبر
نماز خوف کا بیان	ص ۵۵
تفسیر بالرائے کفر ہے	ص ۶۳/۱
قرآن وحدیث کی صحیح سمجھ عطیۂ الٰہی ہے	ص ۶۶/۳
سورۃ آل عمران	
شان نزول اور فضیلت	ص ۷۲/۱-۲
قرآنی احکام کی تقسیم وتفصیل	ص ۷۲/۵
دنیا سے نفرت اور آخرت سے محبت کا ذکر	ص ۷۴/۳
انبیاء ومبلغین حق کے قاتلین کا انجام کیا ہوگا؟	ص ۷۵/۴
عزت ودولت کسی قوم کا خاصہ نہیں دین خداوندی ہے	ص ۷۷/۱
قرآن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بے نظیر معجزہ ہے	ص ۸۱/۱
اللہ سے کما حقہ ڈرنے کا کیا معنے ہے؟	ص ۹۰/۴
اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لینے کا کیا مقصد ہے۔	ص ۹۰/۲-۵
ایک آیت کے ذریعہ مسلمانوں کو فہمائش	ص ۹۰/۲
قرآن میں سابقہ امتوں کا بیان آئندہ نسلوں کے لئے سامانِ عبرت ہے۔	ص ۹۷/۲
ایک آیت میں امت کے لئے سبق	ص ۹۹/۱
یہود کے ایک شبہ کا قرآن سے ازالہ	ص ۱۰۷/۱
ایک آیت سے صوفیوں کے ایک غلط اعتقاد کا رد	ص ۱۰۷/۲
خدا کی کاریگریوں میں غور وفکر کی دعوت	ص ۱۰۸/۴
نیک عمل خواہ مرد کرے یا عورت یکساں ثواب کے مستحق ہیں	ص ۱۰۹/۵
سورۃ النساء	
نزول سورت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار مسرت	ص ۱۱۱/۲
میاں بیوی کے نزاع کو رفع کرنے کی قرآنی صورت	ص ۱۲۰/۲
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کی تاثیر	ص ۱۲۱/۲
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ ازدواج پر یہود کا اعتراض اور قرآن کا جواب	ص ۱۲۳/۱
امانتوں کی ادائیگی کا حکم	ص ۱۲۵/۱
ایک آیت سے اہل بدعت کا غلط استدلال اور اس کا رد	ص ۱۲۶/۲
مومن ومنافق کے جھگڑے کا واقعہ	ص ۱۲۷/۲
قرآن کے من جانب اللہ ہونے کی ایک بین دلیل	ص ۱۳۱/۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذیلی عنوانات	صفحہ و فائدہ نمبر
منصب رسالت کی ایک آیت کے ذریعہ توضیح وتشریح	ص ۱۳۷/۱
ایک آیت سے چند فقہی مسائل کا استنباط	ص ۱۳۹/۲
اجماع امت کا حقیقی مفہوم	ص ۱۳۹/۱
حدیث ابوذرؓ کا بیان	ص ۱۴۸/۱
وحی الٰہی حجت قطعیہ ہے	ص ۱۴۸/۳
ہدایت اطاعت نبوی پر منحصر ہے	ص ۱۴۹/۱
قرآن میں بُرہان سے کیا مراد ہے؟	ص ۱۵۰/۱
قرآن نورِ ہدایت ہے	ص ۱۵۷/۱
سُورۃ المائدۃ	
حلال وحرام چیزوں کا بیان ص ۱۵۲/۲	ص ۱۵۳/۱-۲
مسئلہ وسیلہ کی وضاحت	ص ۱۶۱/۱-۳
کفار سے دوستی کی ممانعت ص ۱۶۶/۱	ص ۱۶۴/۱
قرآن مجید سابقہ کتب سماوی کا امین ہے	ص ۱۶۵/۱
یہود کی ایک بکواس کا جواب	ص ۱۶۸/۳
نبی کو حق تبلیغ ادا کرنے کا حکم	ص ۱۶۹/۲
رسولؐ اور حدیث رسولؐ کی تابعداری اطاعت خدا وقرآن کی طرح ضروری ہے	ص ۱۷۵/۱
حرمت سے پہلے شراب پینے والوں کیلئے تسلی وترخیص	//
بیجا سوال کی ممانعت	ص ۱۷۷/۲
زمانہ جاہلیت کی رسومات پر قرآن کی قدغن	ص ۱۷۷/۳
تبلیغ نہ کرسکنے کے حالات کی نشاندہی	ص ۱۷۸/۱-۲
سُورۃ الانعام	
فضیلت سورت انعام	ص ۱۸۲/۲
قرآن اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق کفار کا سوال اور خدا کا جواب	ص ۱۸۳/۲
قرآن رسولؐ اللہ کی صداقت کی دلیل ہے	ص ۱۸۵/۱
قرآن کے بیان کردہ واقعات حقائق پر مبنی اور سبق آموز ہیں	ص ۱۸۶/۱
قرآن مجید اللہ کی مضبوط رسّی ہے	ص ۲۰۱/۴
بت پرستوں کو گالیاں دینے کی ممانعت	ص ۲۰۲/۲
گناہ کسے کہتے ہیں؟	ص ۲۰۴/۳
ماکولات محرمہ کا بیان	ص ۲۱۰/۳
یہود پر حرام شدہ اشیاء کا بیان	ص ۲۱۱/۱
قرآن کی دعوت اسلام کی طرف ہے	ص ۲۱۳/۲
اتباع قرآن وحدیث سے متعلق روز قیامت	

ذیلی عنوانات	صفحہ و فائدہ نمبر
سوال ہوگا	ص ۲۱۳/۳
فرقہ واریت کی مذمت وممانعت	ص ۲۱۴/۲
سُورۃ الاعراف	
قرآن میں حضرت آدمؑ کے واقعہ کی تفصیل	ص ۲۱۹/۱-۲-۳
اولاد آدمؑ کے بارے میں ابلیس کے عزائم ص ۲۱۸/۱	
مساجد میں آنے کے آداب	ص ۲۲۰/۴
گناہ کا کام نہ علانیہ کرو نہ خفیہ ص ۲۲۱/۱	
مشرک کا جنت میں دخول اسی طرح ناممکن ہے جس طرح سوئی کا ناکہ میں ص ۲۲۳/۱	
قرآن اصولی طور پر ایک مفصل کتاب ہے	ص ۲۲۵/۱
دعاء کے آداب ص ۲۲۵/۳	
دو آیتوں میں تطبیق وتوفیق	ص ۲۳۶/۱
راہ راست سے کون لوگ محروم کئے جاتے ہیں ص ۲۴۰/۲	
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کل جہان کیلئے ہے	ص ۲۴۳/۲
بنی اسرائیل کی ساحل سمندر رہنے والی جماعت کا بیان	ص ۲۴۵/۱-۴
بنی آدم سے روز ازل میں اللہ تعالیٰ کا عہد ص ۲۴۷/۱	
اسماء حسنیٰ کا بیان	ص ۲۴۸/۳
ارض وسماء پر قیامت کی گراں باری ص ۲۴۹/۲	
نبی کو اپنی ذات کے نفع نقصان کا بھی اختیار نہیں	ص ۲۴۹/۳
معبودانِ مشرکین کی بے بسی کی دلیل ص ۲۵۰/۲	
شیطانی وساوس سے بچنے کا قرآنی طریقہ	ص ۲۵۱/۱-۲
قرات قرآن کے وقت خاموشی اختیار کرنے کا حکم ص ۲۵۲/۱	
سُورۃ الانفال	
عیر ابو سفیان ونفیر ابو جہل کا بیان	ص ۲۵۳/۲
عند اللہ بدترین مخلوق کا بیان ص ۲۵۶/۱	
نبیؐ کے بلانے پر نفل نماز توڑ دینی چاہیے	ص ۲۵۶/۱
رسولؐ اللہ کو مکہ سے دیس نکالا دینے کے منصوبہ کا بیان	ص ۲۵۷/۱
ابوجہل کی خود اپنے لئے ایک بددعاء کا بیان ص ۲۵۷/۲	
خدا کا عذاب کب تک نہیں آتا	ص ۲۵۷/۳
اللہ کے ولی کون لوگ ہیں؟	//
کفار مکہ کی نماز کیا تھی؟ ص ۲۵۸/۱	
کفار سے جہاد کب تک کیا جائے؟ ص ۲۵۸/۲	
اُن سات جگہوں کا بیان جہاں نماز پڑھنی منع ہے	ص ۲۵۹/۱
غزوۂ بدر کے دو دوسرے نام	//
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خواب بدر کے موقع پر	ص ۲۵۹/۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ذیلی عنوانات	صفحہ وفائدہ نمبر
اختلاف وتنازع کا بدانجام	ص ۲۶۰/۳
جہاد کو ریاء ونمود اور کبر وبطر سے پاک ہونا چاہئے	ص ۲۶۰/۴
غزوہ بدر میں شیطان کا کفار مکہ کو جھانسہ	ص ۲۶۲/۵
ابتداء اسلام میں مسلمانوں کی قوت وسطوت	ص ۲۶۳/۳
مسلمان اپنے سے دوگنے دشمن پر غلبہ پا سکتے ہیں	ص ۲۶۳/۴
غزوۂ بدر کے موقع پر حضورؐ کا ایک سہو اور اس پر خدا کی ناراضگی	ص ۲۶۴/۲-۱
دین کے کاموں میں امداد باہمی کی ترغیب وتحریض	ص ۲۶۵/۲-۱
سورۃ التوبۃ	
سورۂ توبہ کے آغاز میں بسم اللہ نہ ہونے کی وجہ	ص ۲۶۶/۱
حرمت کے چار مہینوں کی ابتداء وانتہاء	ص ۲۶۶/۲
سورۂ برارت کا عام مسلمانوں میں اعلان کس طرح ہوا	ص ۲۶۷/۱
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے والے کا خون مباح ہے	ص ۲۶۸/۲
تعمیر مساجد مشرکوں کا کام نہیں	ص ۲۶۹/۲
مشرک نجس (پلید) ہوتا ہے	ص ۲۷۱/۳
علماء واحبار کو رب بنانا کیا ہے؟	ص ۲۷۲/۲
دین اسلام اللہ کا نور کس معنے میں ہے	ص ۲۷۳/۳
کنز کیا ہے اور اس کا کیا حکم ہے؟	ص ۲۷۳/۲
قرآن میں ذکر شدہ بارہ مہینوں کے نام	ص ۲۷۳/۳
قرآن میں ذکر شدہ حرمت والے چار مہینوں کا بیان	ص ۲۷۴/۱
کفار اسلامی مہینوں کو آگے پیچھے کر دیا کرتے تھے	ص ۲۷۴/۲-۱
جہاد میں جانے سے جی چرانے والوں کو ڈانٹ	ص ۲۷۴/۴-۳
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے یار غار	ص ۲۷۵/۱
جہاد میں شرکت کرنے کی ترغیب وتحریض	ص ۲۷۵/۲
منافق کا کوئی نفقہ عنداللہ مقبول نہیں	ص ۲۷۷/۳
خدا، رسول اور قرآن سے تمسخر کی مذمت وممانعت	ص ۲۸۰/۱
منافق مرد وزن ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے ہیں	ص ۲۸۰/۲
مؤمن مرد وزن باہم دوست وبہی خواہ ہوتے ہیں	ص ۲۸۱/۲
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چار تلواروں کے ساتھ بھیجے گئے ہیں	ص ۲۸۲/۱
منافق کے لئے مغفرت کی کوئی سبیل نہیں	ص ۲۸۳/۴
منافق کے لئے نماز جنازہ اور زیارت قبر کی ممانعت	ص ۲۸۵/۲-۱
جہاد سے مستثنیٰ لوگوں کا بیان	ص ۲۸۶/۳-۲
دیہاتی بہ نسبت شہری کے کفر ونفاق میں کچھ زیادہ ہی ہوتے ہیں	ص ۲۸۷/۲
دیہاتی مؤمن بھی ہوتے ہیں	ص ۲۸۸/۱

ذیلی عنوانات	صفحہ وفائدہ نمبر
سابقون الاولون کا بیان	ص ۲۸۸/۲
فرضیت زکوٰۃ سے متعلق آیت	ص ۲۸۹/۲
مسجد ضرار کا بیان	ص ۲۹۰/۲
مبنی بر تقویٰ مسجد کا بیان	ص ۲۹۰/۴
کوئی قوم راہ سے بے راہ کب کی جاتی ہے	ص ۲۹۲/۲
نبی صلعم کی توبہ اور اس کی قبولیت	ص ۲۹۲/۴
غزوہ تبوک کا ایک نام ذات العسرۃ بھی ہے	″
غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے تین مخلص اصحاب رسولؐ کا بیان	ص ۲۹۳/۱
جہاد کے آداب واطوار	ص ۲۹۴/۲
جہاد سے پیچھے رہنے کے لئے منافقین کے حیلے	ص ۲۹۴/۳
منافقوں کی سال میں دوبار آزمائش ہوتی ہے	ص ۲۹۵/۱
سورۂ توبہ کی آخری آیات کی فضیلت	ص ۲۹۵/۴-۲
سورۃ یونس	
سورۂ یونس کا جائے نزول	ص ۲۹۵/۵
سورج ضیاء ہے اور چاند نور ہے	ص ۲۹۶/۵
خدا کا عذاب جلد کیوں نہیں آتا؟	ص ۲۹۷/۳
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی ایک دلیل	ص ۲۹۹/۱
ایک آیت کی توجیہ وتاویل	ص ۳۰۲/۱
ہر قوم میں رسول آیا ہے	ص ۳۰۳/۵
قرآن مجید امراض روح وجسم کے لئے شفاء ہے	ص ۳۰۶/۱
اولیاء اللہ کے اوصاف	ص ۳۰۶/۵
جادو کو بے اثر کرنے والی ایک آیت کا بیان	ص ۳۰۹/۳
موسیٰ وہارون کی فرعون کے لئے بددعاء اور اسکی قبولیت	ص ۳۱۰/۲-۵
بنی اسرائیل کے دریائے نیل کو پار کرنے کی تفصیل	ص ۳۱۱/۱
دین میں جبر نہیں ہے	ص ۳۱۲/۲
سورۃ ھود	
سورۂ ھود جمعہ کے دن پڑھنے کی فضیلت	ص ۳۱۴/۲
خدا کے علم کی وسعت کا بیان	ص ۳۱۴/۹
ہر مخلوق کا رزق اللہ کے ذمہ ہے	ص ۳۱۵/۱
ارض وسماء کے چھ دن میں بننے کی تفصیل	ص ۳۱۵/۲
انسان کی ایک متضاد کیفیت کا بیان	ص ۳۱۵/۴
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بجائے خود غیب دان نہیں ہیں	ص ۳۲۲

www.KitaboSunnat.com

ذیلی عنوانات	صفحہ وفائدہ نمبر
قوم ثمود پر عذاب کے سلسلہ میں دو آیتوں کی تطبیق و توجیہ	ص ۳۲۶/۱
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت	ص ۳۲۶/۲-۳
بیوی کے اہل بیت میں شمار ہونے پر ایک آیت سے استدلال	ص ۳۲۷/۱
حضرت لوط علیہ السلام کے پاس فرشتوں کی آمد	ص ۳۲۷/۲-۳
قوم شعیبؑ کا شعیب علیہ السلام پر طنز و طعن	ص ۳۲۹/۲
ساکنین جنت و جہنم کی مدت قیام کیا ہوگی؟	ص ۳۳۲/۱
چاشت، اشراق اور تہجد کی نماز کا بیان	ص ۳۳۳/۲
خدا کسی بستی کو ناحق تباہ نہیں کرتا	ص ۳۳۳/۳
کل جہان کا ایک ملت ہو جانا مشیت خداوندی نہیں ہے	ص ۳۳۳/۴
سورۃ یوسف	
سورۂ یوسفؑ کی فضیلت و منقبت	ص ۳۳۴/۲
قرآن کے عربی زبان میں ہونے کی حکمت و مصلحت	ص ۳۳۴/۴
قصۂ یوسفؑ کے احسن القصص ہونے کی وجہ	//
یوسف علیہ السلام کا خواب اور اس کی تعبیر	ص ۳۳۵/۱
سورۂ یوسفؑ کی وجہ نزول	ص ۳۳۵/۳
یوسف علیہ السلام کے سگے بھائی اور سوتیلے بھائیوں کی تفصیل	ص ۳۳۵/۴
برادرانِ یوسفؑ کی اشکباری سے ایک لطیف استدلال	ص ۳۳۶/۴
یوسفؑ کے ساتھیان قید کے خواب اور انکی تعبیر	ص ۳۴۱/۱
شاہ مصر کا خواب اور اسکی تعبیر یوسفؑ کی زبانی	ص ۳۴۲/۱
یوسفؑ کے صبر و حکمت کی انتہاء	ص ۳۴۲/۳
یوسف علیہ السلام کی سرزمین مصر پر حکمرانی کا آغاز	ص ۳۴۳/۲
ایک آیت سے شیعہ حضرات کا غلط استدلال اور اس کا رد	ص ۳۴۷/۴
دعوئ ایمان کے باوجود اکثر لوگ مشرک ہوتے ہیں	ص ۳۵۱/۲
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت کیا ہے؟	ص ۳۵۱/۳
کسی عورت یا فرشتہ کو نبوت نہیں ملی	ص ۳۵۱/۴
سورۃ الرعد	
آسمان بغیر ستونوں کے قائم ہیں	ص ۳۵۳/۱
زمین گول نہیں، بسیط ہے	ص ۳۵۴/۱
حق و باطل کا تقابل و توازن تمثیل و تکییف	ص ۳۵۶/۲
خدا کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے	ص ۳۵۸/۴
قرآن کا اعجاز	ص ۳۵۹/۲

ذیلی عنوانات	صفحہ وفائدہ نمبر
تقدیر کی تبدیلی پر دال ایک آیت	ص ۳۶۱/۲
سورۃ ابراہیمؑ	
ہر رسول اپنی قوم کا ہم زبان ہوتا ہے	ص ۳۶۲/۴
کفار کے نیک اعمال کی مثال ریت کے تودہ کی مانند ہے	ص ۳۶۵/۲
کلمہ طیبہ و کلمہ خبیثہ کی مثال	ص ۳۶۶/۴، ص ۳۶۷/۱
روز قیامت شیطان کا اپنے مریدوں سے خطاب	ص ۳۶۷/۱
اطاعت رسول کے بغیر معرفت خداوندی حاصل نہیں ہوسکتی	ص ۳۶۹/۳
عنداللہ عقلمند کون ہے؟	ص ۳۷۰/۵
سورۃ الحجر	
سورۃ الحجر کی وجہ تسمیہ	ص ۳۷۰/۶
خدا نے قرآن و حدیث کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے	ص ۳۷۱/۴
سورۃ فاتحہ کا ایک نام سبع المثانی بھی ہے	ص ۳۷۴/۲
ایک آیت سے صوفیاء کے غلط استدلال کا رد	ص ۳۷۸/۴
سورۃ النحل	
وحی الٰہی مومنوں کے قلوب کیلئے حیات بخش سے ہے	ص ۳۷۹/۳
ایک آیت سے مقلدین کے غلط استدلال کی تردید	ص ۳۸۵/۲
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے شارح ہیں	ص ۳۸۸/۳
قرآن مجید اصولی طور پر ایک مفصل کتاب ہے	ص ۳۹۲/۵، ص ۳۹۳/۱
تلاوت قرآن پاک کے آداب	ص ۳۹۴/۵
قرآن مسلمانوں کے لئے مژدہ جانفزا ہے	ص ۳۹۵/۲
حالتِ اکراہ میں کفر کرنے کا جواز	ص ۳۹۵/۶
انتقام برائے انتقام کی ممانعت	ص ۳۹۸/۵
سورۃ بنی اسرائیل	
سورۃ بنی اسرائیل کی فضیلت	ص ۳۹۹/۱
قرآن جادۂ مستقیم کا داعی ہے	ص ۴۰۰/۳، ص ۴۰۱/۱
عذاب و رحمت، ہدایت و ضلالت کے بارے میں خدا کا قانون	ص ۴۰۱/۴
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء میں افضل نبی اور قرآن مجید کتب سماوی میں افضل کتاب ہے	ص ۴۰۶/۲
روح کیا ہے؟	ص ۴۱۱/۴
قرآن کا منکر خدا کا منکر ہے	ص ۴۱۱/۶
کفار مکہ کے حضورؐ سے چھ مطالبے	ص ۴۱۲/۲
نزولِ قرآن کی مدت و کیفیت	ص ۴۱۴/۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ذیلی عنوانات	صفحہ و فائدہ نمبر
تلاوت قرآن کے موقع پر رونا مستحب ہے ----------	ص ۴۱۴/۴
سورۃ الکہف	
سورۂ کہف کی فضیلت ----------	ص ۴۱۵/۳
قرآن بشیر و نذیر ہے ----------	ص ۴۱۵/۴
سورۂ کہف کی آخری آیات کی تاثیر ----------	ص ۴۲۱/۲
سورۃ مریم	
ایک آیت سے اہل بدعت کا غلط استدلال اور اس کا رد..	ص ۴۲۳/۵
سورۃ طٰہٰ	
سورہ طٰہٰ کی فضیلت ----------	ص ۴۴۲/۱
کتاب اللہ کی پیروی گمراہی سے بچاؤ اور قیامت کا خوف حساب سے امن کا ذریعہ ہے ----------	ص ۴۵۳/۳
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مالداروں کی طرف حریصانہ نظر سے دیکھنے کی ممانعت ----------	ص ۴۵۴/۴
سورۃ الانبیاء	
سورۃ الانبیاء کی وجہ تسمیہ اور فضیلت ----------	ص ۴۵۵/۱
ایک آیت سے مقلدین کا غلط استدلال اور اس کا جواب --	ص ۴۵۶/۱
نبی کے لئے دائمی حیات نہیں ---------- ص ۴۵۹/۳	
ایک آیت پر اعتراض اور اس کا جواب ----------	ص ۴۶۷/۲
سورۃ الحج	
سورۃ الحج کی فضیلت ---------- ص ۴۶۸/۵	
قربانی کا مقصود تقویٰ شعار ہونا ہے ----------	ص ۴۷۵/۳
جہاد کے بارے میں سب سے پہلے نازل ہونے والی آیت کا بیان ---------- ص ۴۷۵/۲	
قرآن کے منزل من اللہ ہونے کی ایک عقلی دلیل ----	ص ۴۷۸/۲
قربانی ہر مسلمان امت کا دینی شعار رہی ہے ص ۴۸۱/۱	
سورۃ المؤمنون	
سورۃ المؤمنون کی ابتدائی آیات کی فضیلت ----------	ص ۴۸۲/۱
برائی کا بدلہ نیکی سے دو ---------- ص ۴۹۲/۴	
اعوذ باللہ الخ پڑھنے کی فضیلت و فائدہ ----------	ص ۴۹۳/۱
سورۂ مؤمنون کی دو آیتوں میں تطبیق و توفیق --- ص ۴۹۳/۳	
عالم ارضی و سماوی کی حکمتوں کے منکرین کیلئے ایک قابل توجہ آیت	ص ۴۹۴/۴

ذیلی عنوانات	صفحہ و فائدہ نمبر
سورۃ النور	
سورۂ نور کی فضیلت ---------- ص ۴۹۵/۱	
مومن کا زانیہ و مشرکہ سے نکاح نہیں ہو سکتا ---	ص ۴۹۵/۲
سورۃ الفرقان	
قرآن کا ایک نام فرقان بھی ہے ---------- ص ۵۰۸/۲	
روز قیامت کافر حسرت سے ہاتھ چبائیں گے	ص ۵۱۱/۳
قرآن یک مشت کیوں نہ اتارا گیا ---------- ص ۵۱۲/۳	
سورۃ الشعراء	
قرآن اور کتب سابقہ کا تقابل ----------	ص ۵۱۷/۵
قرآن اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے برحق ہونے کی ایک دلیل ---------- ص ۵۲۷	
سورۃ النمل	
قرآن سے ہدایت کن لوگوں کو حاصل ہوتی ہے ---	ص ۵۳۱/۲
سورۃ القصص	
اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کو ایمان لانے پر دوہرا اجر ملے گا	ص ۵۵۳/۱
ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی یا ایمان پر --- ص ۵۵۳/۳	
سورۃ العنکبوت	
اسرائیلیات کے بارے میں صحیح رویہ کیا ہے ؟ ----	ص ۵۶۷/۲
قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے کسی آسمانی کتاب کی پیروی محض گمراہی ہے ----------	ص ۵۶۸/۲
سورۃ الروم	
صبح کی نماز میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سورہ روم پڑھنا	ص ۵۷۱/۲
صلہ رحمی کے بارے میں قرآن و حدیث کی ہدایات ص ۵۷۷/۱	
سورۃ لقمٰن	
ظہر کی نماز میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سورۂ لقمٰن پڑھنا ---------- ص ۵۸۰/۲	
گم شدہ چیز کے حصول کیلئے پڑھی جانے والی ایک آیت --	ص ۵۸۲/۳
خوش اخلاقی کی تعریف و تعلیم اور بداخلاقی کی مذمت و ممانعت ---------- ص ۵۸۳/۲	
رد تقلید میں قرآنی ارشادات و حدیثی فرمودات ----	ص ۵۸۳/۳

www.KitaboSunnat.com

ذیلی عنوانات	صفحہ وفائدہ نمبر
سورۃ السجدۃ	
جمعہ کے روز فجر کی نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ سجدہ وسورہ دہر پڑھا کرتے تھے ----	ص ۵۸۶ / ۱
سورۃ سجدہ کی فضیلت وخصوصیت ----	"
سورۃ سجدہ کی ایک آیت کے ذریعہ صوفیاء کے ایک باطل نظریہ کا رد ----	ص ۵۸۶ / ۴
سورۃ الاحزاب	
سورۃ احزاب کی چند منسوخ شدہ آیتوں کا بیان ----	ص ۵۸۹ / ۵
ایک آیت کے دو شان نزول ----	ص ۵۹۰ / ۱
سورۃ السبا	
الحمد سے شروع ہونے والی پانچ سورتوں کا بیان ----	ص ۶۰۳
ان تین آیتوں کا بیان جن میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے آنے پر قسم کھانے کو کہا گیا ہے ----	ص ۶۰۴ / ۲
سورۃ الفاطر	
سورۃ فاطر کی دو آیتوں میں تطبیق ----	ص ۶۱۶ / ۲
سورۃ یٰس	
سورۃ یٰس کی فضیلت ومنقبت ----	ص ۶۲۱ / ۱
قرآن مجید دلائل عقلیہ ونقلیہ دونوں پر مشتمل ہے	ص ۶۲۵ / ۲
سورۃ الصّٰفّٰت	
سورۃ الصّٰفّٰت کی آخری تین آیات پڑھنے کی فضیلت	ص ۶۲۷ / ۲
فرشتوں کی صف بندی کا بیان ----	ص ۶۲۹ / ۲-۱
سورۃ صٓ	
سورۃ صٓ کی ایک آیت اور ابوطالب کا واقعہ ----	ص ۶۳۸ / ۱
سورۃ صٓ کے سجدہ کا کیا حکم ہے؟ ----	ص ۶۴۰ / ۴
قرآن میں تدبر وتفکر کا حکم ----	ص ۶۴۱ / ۲
سورۃ الزمر	
سورۃ زمر کا ایک اور نام ----	ص ۶۴۶ / ۱
رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سوتے وقت سورہ زمر پڑھا کرتے تھے ----	"
قرآن کی جامعیت، فصاحت وبلاغت ----	ص ۶۴۹ / ۵

ذیلی عنوانات	صفحہ وفائدہ نمبر
سورۃ المؤمن	
سورۃ مؤمن کی فضیلت ومنقبت ----	ص ۶۵۸ / ۲
جن سورتوں کے شروع میں حٰمٓ ہے وہ جنت کی باغ ہیں	ص ۶۵۹ / ۲
عذاب قبر پر دلیل ایک آیت کا بیان ----	ص ۶۶۵ / ۳
سورۃ حٰمٓ سجدہ	
سورۃ حٰمٓ سجدہ کی چند آیات کا ایک خاص موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھنا ----	ص ۶۷۱ / ۴
قرآن بشیر ونذیر ہے ----	ص ۶۷۲ / ۱
سورۃ الشوریٰ	
سورۃ الزخرف	
سورۃ الدخان	
سورۃ الجاثیۃ	
سورۃ الاحقاف	
سورۃ محمد	
قرآن پر یقین ایمان کا اعلیٰ رکن ہے ----	ص ۷۱۳ / ۳
قرآن کی محکم سورتیں کونسی ہیں؟ ----	ص ۷۱۶ / ۴
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کی بدباطنی سے مطلع کرنے والی ایک آیت کا بیان ----	ص ۷۱۶ / ۴
سورۃ الفتح	
سورۃ فتح کی فضیلت وتاثیر ----	ص ۷۱۹ / ۱
سورۃ فتح کی ایک آیت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار مسرت ----	۷۱۹ / ۳
مسلمانوں کے لئے ایک خوش کن آیت کا بیان	"
سورۃ الحجرات	
سورۃ الحجرات کن مسائل پر مشتمل ہے؟	ص ۷۲۵ / ۲
سورۃ قٓ	
سورۃ قٓ پڑھنے کے مواقع ----	ص ۷۲۹ / ۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذیلی عنوانات	صفحہ وفائدہ نمبر
سورہ قٓ کی آخری آیت کے جواب میں کیا کہنا چاہیے ۔۔	ص ۴۳۳ / ۱
سُورَةُ الذّٰرِيٰت	
سُورَةُ الطُّوْر	
سورۂ طور کے پڑھنے کے خاص مواقع ۔۔۔۔۔۔	ص ۴۳۶ / ۳
سُورَةُ النجم	
حدیث بھی وحی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	ص ۴۴۱ / ۳
سُورَةُ القَمَر	
سورۂ قمر کی فضیلت اور اس کے پڑھنے کے مواقع ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	ص ۴۴۲ / ۳
سُورَةُ الرَّحمٰن	
سورۂ رحمٰن کی فضیلت اور شان نزول ۔۔۔۔۔	ص ۴۴۸ / ۴-۵
سورۂ رحمٰن کی ایک آیت فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ کا جواب اور آیت کی تعداد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	ص ۴۴۸ / ۴-۹
سُورَةُ الوَاقِعَة	
سورۂ واقعہ کی فضیلت اور پڑھنے کے مواقع ۔۔۔۔ سورۂ واقعہ کی چند آیات کے جوابات ۔۔۔ (ص ۴۵۵ / ۱) قرآن جملہ کتب سابقہ کا ناسخ ہے ۔۔۔۔۔۔۔ رکوع و سجود کی تسبیحات کا قرآن سے ثبوت (ص ۴۵۶ / ۲)	ص ۴۵۲ / ۴ ص ۴۵۵ / ۵
سُورَةُ الحَدِيد	
سورۂ حدید کی فضیلت اور پڑھنے کے مواقع ۔۔۔	ص ۴۵۶ / ۲
سُورَةُ المُجَادَلَة	
سُورَةُ الحَشْر	
سورۂ حشر کی آخری آیات کی فضیلت ۔۔۔۔۔	ص ۴۶۳ / ۳
سُورَةُ المُمْتَحَنَة	
سورۂ ممتحنہ کا شان نزول ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	ص ۴۶۳ / ۴

ذیلی عنوانات	صفحہ وفائدہ نمبر
سُورَةُ الصَّفّ	
سُورَةُ الجُمُعَة	
سورۂ جمعہ کے پڑھنے کے مواقع ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کتاب و حکمت سے کیا مراد ہے؟ ۔۔۔ (ص ۴۸۰ / ۲)	ص ۴۷۹ / ۵
سُورَةُ المُنٰفِقُون	
سورۂ منافقوں کے پڑھنے کے مواقع ۔۔۔۔۔	ص ۴۷۹ / ۵
سُورَةُ التَّغَابُن	
سورۂ تغابن مسبحات کی آخری سورت ہے ۔۔۔۔۔۔	ص ۴۸۳ / ۲
سُورَةُ الطَّلَاق	
سُورَةُ التَّحرِيم	
سورۂ تحریم کی ابتدائی آیات کا شان نزول ۔۔۔۔۔	ص ۴۸۸ / ۴
سُورَةُ المُلْك	
سورۂ ملک کی فضیلت اور پڑھنے کے مواقع اور کئی ایک دیگر نام ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (ص ۴۹۱ / ۱) سورۂ ملک کی ایک آیت دانت کے درد کیلئے دوا ہے ۔ سورۂ ملک کی آخری آیت کے جواب میں کیا کہنا چاہیے ۔۔	ص ۴۹۳ / ۵ ص ۴۹۴ / ۲
سُورَةُ القَلَم	
سُورَةُ الحَاقَّة	
سورۂ حاقّہ کے پڑھنے کے مواقع ۔۔۔۔۔۔۔	ص ۴۹۶ / ۵
سُورَةُ المَعَارِج	
سورۂ معارج کا شان نزول ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	ص ۵۰۰ / ۲
سُورَةُ نُوْح	
سُورَةُ الجِنّ	
سُورَةُ المُزَّمِّل	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ذیلی عنوانات	صفحہ وفائدہ نمبر
سُورَةُ المُدَّثِّر	
سُورَةُ القِيٰمة	
مختلف سورتوں کے جوابات کا بیان ------	ص ۸۱۳ / ۵
سورتوں کا جواب قاری وسامع دونوں کو دینا چاہیے ------	〃
سُورَةُ الدَّهر	
سورۂ دہر کے پڑھنے کے مواقع ------	ص ۸۱۳ / ۶
سُورَةُ المُرسَلٰت	
سورۂ مرسلت کے پڑھنے کے مواقع ------	ص ۸۱۶ / ۴
سورۂ مرسلت کے آخری آیت کے جواب میں کیا کہنا چاہیے ------	ص ۸۱۸ / ۴
سُورَةُ النَّبَا	
سورۂ نبا کی خاصیت اور تین دیگر نام ------	ص ۸۱۹ / ۱
سُورَةُ النّٰزِعٰت	
دو آیتوں میں تطبیق ------	ص ۸۲۲ / ۱
سُورَةُ عَبَس	
سورۂ عبس کا شانِ نزول ------	ص ۸۲۳ / ۱
سورۂ عبس میں بیان شدہ ایک واقعہ سے قرآن کے منزل من اللہ ہونے پر دلیل ------	〃
سُورَةُ التَّكوِير	
سورۂ تکویر مناظر قیامت کی عکاسی کرنے والی سورتوں میں سے ایک ہے ------	ص ۸۲۴ / ۴
سُورَةُ الاِنفِطار	
سورۂ انفطار مناظر قیامت کی عکاسی کرنے والی سورتوں میں سے ایک ہے ------	〃
سُورَةُ التَّطفِيف	
سورۂ تطفیف کا شانِ نزول ------	ص ۸۲۶ / ۲

ذیلی عنوانات	صفحہ وفائدہ نمبر
سُورَةُ الاِنشِقَاق	
سورۂ انشقاق کے پڑھنے کے مواقع ------	ص ۸۲۹ / ۲
سُورَةُ البُرُوج	
سورۂ بروج کے پڑھنے کے مواقع ------	ص ۸۲۹ / ۳
سورۂ بروج کے ضمن میں عبداللہ بن تامر اور خندق والوں کا سبق آموز واقعہ ------	ص ۸۲۹ / ۵
سُورَةُ الطَّارِق	
سورۂ طارق پڑھنے کے مواقع ------	ص ۸۲۹ / ۳
سورۂ طارق کی ایک آیت کا شانِ نزول	ص ۸۳۱ / ۱
سُورَةُ الاَعلٰى	
سورۂ اعلیٰ کی پہلی آیت کا جواب اور سورت کے پڑھنے کے مواقع ------	ص ۸۳۱ / ۲
سُورَةُ الغَاشِيَة	
سورۂ غاشیہ کے پڑھنے کے مواقع اور آخری آیت کا جواب ------	ص ۸۳۳ / ۲
دو آیتوں سے تین مسئلوں کا اثبات ------	ص ۸۳۲ / ۲
سُورَةُ الفَجر	
سُورَةُ البَلَد	
ایک جامع حدیث کا بیان ------	ص ۸۳۵ / ۲-۳
سُورَةُ الشَّمس	
سورۂ شمس کے پڑھنے کے مواقع ------	ص ۸۳۵ / ۵
سورۂ شمس کی ایک آیت کا جواب ------	ص ۸۳۶ / ۱
سُورَةُ اللَّيل	
سُورَةُ الضُّحٰى	
سورۂ ضحیٰ کا شانِ نزول ------	ص ۸۳۷ / ۴
سورۂ ضحیٰ سے سورۃ الناس تک کی سورتوں کے آخر میں کیا کہنا مسنون ہے ------	ص ۸۳۷ / ۵
سُورَةُ اَلَم نَشرَح	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ذیلی عنوانات	صفحہ وفائدہ نمبر
سُورۃُ التّین	
سورۂ تین کی آخری آیت کا جواب ----------	ص ۸۳۸/۴
سُورۃُ العَلق	
وحی کی ابتداء اور کیفیت نزولِ وحی -------	ص ۸۳۸/۵
سُورۃُ القدر	
سُورۃُ البیّنۃ	
سورۂ بیّنہ کی چند منسوخ شدہ آیتوں کا بیان ----------------	ص ۸۳۹/۳
سُورۃُ الزّلزال	
سورۂ زلزال کی فضیلت ---------	ص ۸۴۰/۶
ایک جامع حدیث کا بیان ---------------	ص ۸۴۱/۱
سُورۃُ العٰدیٰت	
سورۂ عادیات کی فضیلت -------------	ص ۸۴۱/۲
سورۂ عادیات کے ضمن میں ایک اعتراض کا جواب ---	〃
سُورۃُ القارعۃ	
سُورۃُ التّکاثُر	
سورۂ تکاثر کا شانِ نزول اور فضیلت -------	ص ۸۴۲/۲
سُورۃُ العَصر	
سورۂ عصر کی جامعیت کا بیان ----------	ص ۸۴۲/۳
سُورۃُ الھُمَزۃ	
سورۂ ہمزہ کا شانِ نزول ------------	ص ۸۴۳/۴

ذیلی عنوانات	صفحہ وفائدہ نمبر
سُورۃُ الفِیل	
سُورۃُ القریش	
سُورۃُ الماعُون	
سورۂ ماعون کے دیگر تین نام -----------	ص ۸۴۴/۱
سُورۃُ الکوثر	
سورۂ کوثر کا شانِ نزول ------------	ص ۸۴۴/۲
سُورۃُ الکٰفرُون	
سورۂ کافرون کی فضیلت اور پڑھنے کے مواقع ----	ص ۸۴۴/۳
سورۂ کافرون کا شانِ نزول ------- ص ۸۴۴/۴	
سُورۃُ النّصر	
سورۂ نصر کی فضیلت -----------------	ص ۸۴۵/۱
سُورۃُ اللّھب	
سورۂ لہب کا شانِ نزول -------------	ص ۸۴۵/۲
سُورۃُ الاخلاص	
سورۂ اخلاص کی فضیلت اور شانِ نزول -----	ص ۸۴۵/۳
معوذتین — **سُورۃُ الفلق** اور **سُورۃُ النّاس**	
معوذتین کی فضیلت، شانِ نزول اور پڑھنے کے مواقع -	ص ۸۴۵/۴تا۷، ص ۸۴۶/۱
ختم قرآن کا مسنون طریقہ ------- ص ۸۴۶/۳	

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین قرآن مجید ھذا
بہ حروفِ تہجی

الف (مشتمل بر ۷ ذیلی عنوانات)

۱- ایمان اور اہلِ ایمان

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
زبانی اقرار، قلبی اعتقاد اور عملی اظہار اطاعت کا نام ایمان ہے ---- ص ۱۴/۲	ص ۱۴۳/۱
ایمان کی بنیاد توحید باری تعالیٰ ہے ----	ص ۶/۲
مومن موت سے نہیں ڈرتا ----	ص ۲۲/۱
مومن بہ کام حکم شریعت کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے ----	ص ۴۰/۱
مومن متقی کی شان و پہچان کیا ہے؟ ---- ص ۴۳/۲	
ایمان کے ساتھ استقامت و استقلال ضروری ہے	ص ۴۹/۱ ص ۵۰/۱
مومن کا کوئی عمل ضائع نہیں جاتا ---- ص ۶۵/۱	
مومن کامل کون ہے؟ ---- ص ۸/۱ ص ۲۱۴/۱	ص ۷۱۶/۱
مومنوں کو کافرانہ بد اعتقادی سے گریز کرنا چاہئے	ص ۱۰۲/۱
مومن کے لئے بہر حال جنت ہے ---- ص ۱۰۸/۵	ص ۱۴۰/۲
مومنین اہل کتاب کے لئے دوہرا اجر و ثواب ہے ----	ص ۱۱۰/۱
مومن جنت میں خدا کے مہمان ہوں گے ---- ص ۱۰۹/۱	
مومن کے کانٹا چبھ جانا بھی اُس کے گناہ کا کفارہ ہے ----	ص ۱۴۰/۲
مومن قانع اور مومن طامع کا فرق ---- ص ۱۴۲/۲	
ایمان بالرسل کے سلسلہ میں قرآن کی ایک عام منادی ----	ص ۱۴۹/۲
مومنوں کی صفات و خصوصیات ---- ص ۱۵/۱ ص ۲۸۱/۳	
مومنوں کی مثال قرآن کی زبان میں ----	ص ۲۰۵/۲
ایمان آرزوؤں اور امنگوں کا نام نہیں ---- ص ۲۰۶/۴	
ایمان والا ایمان والے کا دوست اور بہی خواہ ہوتا ہے ----	ص ۲۰۶/۴
مومن کے مومن کے ساتھ ربط و تعلق کی مثال قرآن کی زبان میں ----	ص ۲۱۳/۱
ایمان غیر نافع کا بیان ---- ص ۲۱۴/۱	
مومن خدا کی رحمت کا امیدوار اور اس کے عذاب سے خوف زدہ رہتا ہے ----	ص ۲۳۳/۱
سچے ایمان کی قوت و تاثیر ---- ص ۲۳۵	
ایمان گھٹتا اور بڑھتا رہتا ہے ---- ص ۲۵۳/۱	ص ۷۱۶/۱
عذاب نازل ہو جانے کے بعد ایمان سودمند نہیں ہوتا	ص ۳۱۱/۱
مومن کی مثال کافر کے مقابلہ میں ---- ص ۳۶۶/۴	
بیم و رجاء کے مجموعہ کا نام ایمان ہے ---- ص ۴۱۸/۱	ص ۷۹۰/۱

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
مومن کی فراست سے ڈرو وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے	ص ۳۴۶/۶
مومن کے لئے دنیا و عقبیٰ میں حیات طیبہ ہے ---- ص ۲۹۴/۴	
مومن کا مطمح نظر آخرت کا سدھار ہوتا ہے ----	ص ۴۴۷/۷
حقیقی ایمان متحقق ہوتا ہے ---- ص ۴۸۸/۲	
مومن کی شان ----	ص ۵۰۴/۶
مومنوں سے خدا کا وعدہ ---- ص ۵۰۵/۱	
ہر انسان فطرت ایمان پر پیدا ہوتا ہے ص ۵۷۵/۳ ص ۷۸۳/۳	ص ۸۳۵/۵
مومن حصولِ نعمت پر شکر اور حصولِ مصیبت پر صبر کرتا ہے ---- ص ۵۷۶/۲ ص ۷۸۵/۱	
لوگوں سے بے نیازی اور خدا سے نیازمندی ایمان کا شرف ہے	ص ۵۸۷/۴
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تمام محبتوں پر غالب ہونا ایمان کے لئے شرط ہے ----	ص ۵۹۰/۳
مومنوں کی مدد کرنا خدا کا فرض ہے ---- ص ۶۶۶/۱	
ایمان کب کامل ہوتا ہے؟ ----	ص ۷۱۶/۱
ایمان اور اسلام میں فرق ص ۷۳۵/۱ ص ۷۲۶/۴ ص ۷۲۸/۲	
تکمیلِ ایمان کے لئے قول و عمل میں یکسانیت ضروری ہے	ص ۷۷۵/۱
پڑوسی سے بدسلوکی ایمان کے منافی ہے ----	״
ایمان نہ ہو تو رشتہ داری کام نہیں دے گی ---- ص ۷۹۰/۳	
خائن مومن نہیں ----	ص ۸۰۱/۵

۲- اسلام اور ارکانِ اسلام

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
اسلام کی تعریف ----	ص ۷۵/۳
اسلام جادۂ مستقیم ہے ---- ص ۳۸۰/۱	
اسلام نورِ خدا ہے ----	ص ۱۵۷/۱
اسلام آسان دین ہے ---- ص ۴۸۲/۶	
دین اللہ کے ہاں مقبول و محبوب صرف اسلام ہے	ص ۸۸/۱
مسلمان کی تعریف ---- ص ۴۸۲/۷	
مسلمان کی علامتیں	ص ۲۶۶/۱
نماز رکنِ اسلام ہے اور اس کا عمداً ترک کر دینا کفر ہے ص ۲۵/۲ ص ۳۳/۲ ص ۴۳/۱ ص ۱۰۸/۲ ص ۱۳۶/۲	
روزِ قیامت سب سے پہلے نماز کے متعلق	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
سوال ہو چکا ---- ص ۵۷/۲	
نماز کا قائم کرنا کیا ہے ص ۳/۴ ص ۴۰/۱ ص ۴۷/۲ ص ۲۶/۲ ص ۶۱۶/۳	
نماز کا ضائع کرنا کیا ہے ----	ص ۴۳۸/۳
احکام و شروط نماز ---- ص ۱۲۲/۱	
وضو کی فرضیت اور تفصیلی احکام ----	ص ۱۵۳/۴
سورۂ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی ---- ص ۲۵۲/۲	
نماز میں خشوع خضوع کا حکم اور فضیلت ----	ص ۲۷۷/۴ ص ۸۱/۲
اذان سنکر بلا عذر جماعت میں نہ آنے والے کی نماز نہیں ہوتی ---- ص ۷۹۶/۶ ص ۲۶۹/۲	
پانچوں نمازوں کے اوقات -- ص ۴۵۴/۲ ص ۷۳۲/۵ ص ۴۱۰/۳	
نماز قصر و نماز خوف کا بیان ----	ص ۱۳۵/۳ ص ۱۳۶/۱
جمعہ اور نماز جمعہ کے مسائل و احکام کا بیان ص ۱/۱ ص ۷۸۱/۴	
جمعہ کا خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا ----	ص ۴۸۱/۴
روزہ رکن اسلام ہے اور بلا عذر اسکا ترک کفر ہے	ص ۴۲/۱ ص ۴۱/۵
رمضان کے روزے کب فرض ہوئے ----	ص ۴۱/۵
روزہ کا فلسفہ کیا ہے ---- ص ۴۳/۲	״
ماہ رمضان کی خصوصیات و فضائل ---- ص ۴۲/۲	״
اہل کتاب یہود و نصاریٰ پر بھی روزے فرض تھے ص ۴۱/۵	
روزہ کا ترک کس صورت میں جائز ہے ----	ص ۴۲/۱
ابتدائے اسلام میں روزہ کی نوعیت اور اس ضمن میں دو صحابیوں کا واقعہ ----	ص ۴۳/۱
روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہے ---- ص ۴۲/۳	
تراویح کی مسنون تعداد کیا ہے ----	ص ۴۱/۵
روزہ معنوی کا بیان ---- ص ۴۳/۳	
اعتکاف کی فضیلت و مسائل ----	ص ۴۳/۴
رویت ہلال کا مسئلہ ---- ص ۴۳/۴	
رمضان کے بعد عاشوراء کے روزہ کی فضیلت ----	ص ۲۳۸/۲
حج رکن اسلام ہے اور اسکا بلا عذر ترک کفر ہے ص ۲۵/۲	ص ۹۷/۳
ارض اللہ پر سب سے پہلا خانہ کعبہ ہے اور اسی کا حج و طواف مشروع ہے ----	״
حج کی فضیلت اور اس کی اقسام ---- ص ۴۵/۳ ص ۴۶/۲	
اتمام حج و عمرہ کیا ہے ----	ص ۴۵/۳
حج و عمرہ کے احرام کے دوران ممنوع کاموں کا بیان	ص ۴۶/۲
خانہ کعبہ کی فضیلت ---- ص ۲۹/۱	
تعمیر کعبہ کے مختلف دور ----	ص ۲۹/۳
مقام ابراہیم کیا ہے ---- ص ۲۹/۱	
مشعر الحرام کا بیان ----	ص ۴۶/۳
حج کے موقع پر ذکر اللہ کی تلقین ---- ص ۴۷/۲	

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
زمانہ جاہلیت کی ایک غلط رسم کی تردید ----	ص ۴۲/۱-۲
ایام معدودات اور ان میں ذکر اللہ کا مفہوم کیا ہے ص ۴۳/۴	
مکہ جائے امن ہے ----	ص ۲۸/۱-۲
طواف کی فضیلت ---- ص ۲۹/۱	
طواف کے دوران کیا پڑھنا چاہیے ----	ص ۴۷/۳
صفا مروہ کی سعی لوازمات حج سے ہے ---- ص ۳۶/۲	
افضل حج کونسا ہے ---- ص ۴۶/۲	
حاجی اگر حج سے روک دیا جائے تو اسے کیا کرنا چاہیے	ص ۴۵/۳
رمی جمار کے وقت کیا کہنا چاہیے ---- ص ۴۷/۵	
قربانی کس حاجی پر واجب ہے ----	ص ۴۶/۱
اگر قربانی میسر نہ آئے تو کیا کرے ----	״
حرمت والے مہینوں کا بیان ص ۴۴/۲ ص ۴۵/۱ ص ۵۱/۱	
اشہر معلومات کا بیان ----	ص ۴۶/۲
حرم میں قتال کب جائز ہے ----	ص ۴۴/۲
حرمت والے مہینوں میں قتال کس صورت میں روا ہے	ص ۴۵/۱ ص ۵۱/۱
حج کے سفر کے دوران تجارت بھی کی جا سکتی ہے ---- ص ۴۶/۲	
حج و دیگر سفر کے موقع پر ایک جاہلی رسم کی تردید ----	ص ۴۳/۲
حالت احرام میں شکار کی ممانعت اور بعد از احرام اجازت	ص ۱۵۲/۱
حالت احرام میں شکار کرنے والا کفارہ ادا کرے ص ۱۷۶/۱	
حالت احرام میں دریائی شکار جائز و حلال ہے ----	ص ۱۷۶/۲
زمانہ جاہلیت کے عربوں میں کعبہ کا احترام ---- ص ۱۷۶/۲	
کعبہ سے متعلق چند مزید باتیں ----	ص ۴۷۳/۱-۲-۳
حج کے ضمن میں ایام معلومات کی تشریح و توضیح ---- ص ۴۷۳/۴	
طواف افاضہ کا بیان ----	ص ۴۷۳/۵
حج کے ضمن میں قربانی کے مسائل ---- ص ۴۷۴/۱-۲-۳ ص ۴۷۵/۱-۲	
حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خطبہ ---- ص ۲۷۴/۱	
زکوٰۃ رکن اسلام ہے اس کا تارک مسلمان نہیں ص ۴۰/۱	ص ۴۱/۲ ص ۲۷۲/۳
ادائیگی زکوٰۃ کا اسلامی طریقہ کیا ہے ---- ص ۴/۱	
زکوٰۃ کی فرضیت اور نصاب زکوٰۃ کا بیان - مانعین زکوٰۃ کے لئے وعید شدید ---- ص ۱۰۶/۲	ص ۲۷۳/۲
زمینی پیداوار پر فرض زکوٰۃ اور نفلی صدقہ کا بیان ص ۲۲۵/۳	ص ۵/۲-۴
زکوٰۃ کی حکمت و مصلحت ---- ص ۴۱۹/۴ ص ۲۷۳/۲	
زکوٰۃ کے مصارف کی تفصیل ص ۱/۲ ص ۵/۲ ص ۹۷/۱ ص ۲۷۸/۵	ص ۲۷۹/۱
مسکین کسے کہتے ہیں ---- ص ۱۸/۳ ص ۵/۲ ص ۴۰/۱ ص ۶۷/۱	
یتیم کسے کہتے ہیں ---- ״ ״ ״ ״	
ابن السبیل سے کیا مراد ہے ---- ״ ״	
کونسا صدقہ افضل ہے ---- ص ۹۲/۲ ص ۶۱/۲	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
مومن کے صدقہ کی مثال	ص ٦٥/١
جہاد کے موقع پر صدقہ کرنے کی فضیلت	ص ٦٤/١
خیرات کے فضائل	″
آخر عمر میں رزق ملتے رہنے کی دعاء	ص ٦٥/٢
سخی کی فضیلت اور بخیل کی مذمت	ص ٢٨٣/١
زکوٰۃ کے ضمن میں ثعلبہ منافق کا واقعہ	″
صدقہ موت سے پہلے کرنا چاہیے	ص ٣٧٩/٤
زائد از حاجت چیز کے صدقہ کردینے کی فضیلت ص ٦٤/٢	ص ٤٢٥/٢
نفقہ باطل کیا ہے	ص ٥٦/٢، ص ٦١/٢
صدقہ کی قبولیت کے لئے دو شرطیں	ص ٦٥/١
صدقہ چھپا کر دینا زیادہ افضل ہے	ص ٦٦/٤
ریاکار کے صدقہ کی مثال	ص ٦٥/٢
صدقہ حلال اور بہتر مال میں سے ہونا چاہیے ص ٦٦/١	ص ٦٦/١
پسندیدہ چیز اللہ کی راہ میں دینا چاہیے	ص ٨٩/١
خدا کی راہ میں صدقہ کرنے والا قیامت میں خدا کے عرش تلے سایہ میں جگہ پائے گا ص ٦٦/٤	ص ٦٧/١
خیرات پر ترغیب	ص ٦٦/٢

٣۔ اعمالِ صالحہ

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
اخلاص اور اتباع سنت ہر نیک عمل کی قبولیت کے لئے شرط اولیں ہے ص ١٤٠/٣، ص ٢٢/٢، ص ٣١٥/٢، ص ٣١٦/١، ص ٤٣١/٢، ص ٤٠٣/٥	ص ٢٥/٤
نیک عمل کسے کہتے ہیں ص ٦/٣	ص ٤٣/٤
نیک عمل کرنا کس شخص کے لئے آسان ہے	ص ١١/٤
افضل ترین عمل کونسا ہے ص ٣٤/٣، ص ١٥/٢	ص ٥٦/٢
نیک عمل کرنے میں پہل کرنی چاہیے	ص ٤٧/٤
اکل حلال نیک عمل ہے	ص ٣٨/٢، ص ٣٩/٢
مختلف اعمال خیر کی تفصیل	ص ٩٩/١
رات کی عبادت اور دعائیں	ص ١٠٨/٤
یتیم کی سرپرستی کی فضیلت	ص ١١٠/٥
گناہ کرنے کے فوراً بعد نیکی کرنی چاہیے تاکہ گناہ معاف ہوجائے	ص ١١٥/١
اخلاص سے کیا ہوا تھوڑا عمل بھی بہت ہے	ص ١٤٣/٣
باقیات الصالحات کا ثواب جاری رہتا ہے	ص ١٢٦/١، ص ٣٣٢/٥
ایصالِ ثواب کی غرض سے کرنے کے نیک عمل	ص ٤٢٢/٥
مسواک کرکے نماز پڑھنے کی فضیلت	ص ٢٣٩/١
مسجد کی خدمت و تعمیر کی فضیلت	ص ٢٤٥/١
خدا کیلئے آپس میں محبت رکھنے والوں کی فضیلت	ص ٣٠/١
عمل صالح نہ ہو تو نبی کے فرزند کی بھی نجات نہیں	ص ٣٢٣/٤-٥
ظہر سے پہلے چار رکعتوں کا ثواب	ص ٣٨٦/١
نیک اولاد کی دعاء سے عمر دراز ہوتی ہے	ص ٣٨٥/٣
قول و عمل کے سلسلہ میں تحقیق سے کام لینا چاہیے اور اندھی تقلید سے گریز کرنا چاہیے	ص ٤٠٥/١
جنت میں لے جانے والے چند نیک اعمال کا بیان	ص ٤٥١/٥
عمر و رزق میں برکت کا باعث نیک عمل	ص ٤١٦/٦
جاری رہنے والا عمل صالح	ص ٤٣٨/٥

٤۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
امر بالمعروف و نہی عن المنکر نہ کرنے پر قرآن کی ڈانٹ ص ١٦٥/٢	ص ١٦٢/١، ص ٢٢٥/٢
امر بالمعروف کے کاموں میں رکاوٹ ڈالنے والوں کو قرآن کا انتباہ	ص ٢٠٥/٣
امر بالمعروف و نہی عن المنکر نہ کرنے کی وجہ سے سابقہ امتیں ہلاک ہوئیں	ص ٣٣٣/٣
تبلیغ کے باوجود باز نہ آنے والوں سے قطع تعلق کرلینا چاہیے	ص ٢٩٥/٦

٥۔ آدابِ زندگی

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
سلام کا جواب دینے کے مختلف آداب	ص ١٣١/٣
بری مجلسوں میں بیٹھنے سے گریز کرنے کا حکم	ص ١٤٣/٣
سچ بولنے اور جھوٹ سے بچنے کی تلقین و تاکید	ص ١٨١/٤
لباس کے سلسلہ میں اسلام کی ہدایات ص ٢١٩/٤، ص ٢٣٣	ص ١٨٨/٦
سچ کا انجام و عاقبت	ص ٢٩٣/١
سچوں کی صحبت کا حکم اور بڑوں کے احترام کی تعلیم و تلقین	ص ٢٩٣/٢، ص ٤٥٢/٣
ڈاڑھی کو بڑھانا اور مونچھوں کو گھٹانا چاہیے	ص ٣٣٣/١
اخراجات کے سلسلہ میں اسراف و تبذیر کی ممانعت	ص ٣٠٢/٣٠٤
سائل کے سوال کا جواب کس طرح دیا جائے	ص ٤٠٣/٤
خرچ کے معاملہ میں اعتدال کی راہ	ص ٤٠٣/٥
غرباء و مساکین کی ہم نشینی کا حکم	ص ٤٣١/١
بدگمانی سے بچنے کا حکم	ص ٤٩٧/١
بے گناہوں پر تہمت تراشی سے گریز کرنے کا حکم	ص ٤٩٨/١
اپنے یا دوسروں کے گھر میں داخل ہونے کے آداب	ص ٤٩٩/٤، ص ٥٠٠/١
بدنظری سے گریز کرنے کا حکم	ص ٥٠٠/١
عورتوں کے لئے پردہ کا حکم	ص ٥٠٠/٢
مرد و زن کے لئے ستر پوشی حکم	″

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

مضمون	صفحہ/فائدہ نمبر
غلام، لونڈی اور نابالغ بچوں کے گھر میں آنے جانے کے آداب ص ۵۰۶/۲۰۱	
خورد و نوش کے آداب اور مہمان نوازی کے آداب ص ۵۰۴/۱	ص ۶۳۴/۵
مجلس سے اٹھ کر جانے کے آداب، مجلس میں بیٹھنے کے آداب ص ۵۰۷/۴	ص ۴۶۶/۱
دوستی و ہم نشینی کے اسلامی آداب و احکام ص ۵۱۱/۳	
امور زندگی میں اعتدال و میانہ روی کی تعلیم	ص ۵۱۲/۴

۶۔ اَدعیہ مسنونہ

مضمون	صفحہ/فائدہ نمبر
دعا کی فضیلت	ص ۲۲۱/۳
دعا تمام عبادتوں کا مغز ہے ص ۴۱۴/۷ ص ۶۶۴/۴	
اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی فضیلت	ص ۴۱۵/۱
آیت العزت پڑھنے کا فائدہ و فضیلت	ص ۴۱۵/۲
جب تیز ہوا چلے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے اسی طرح بارش کے موقع پر کیا پڑھنا چاہئے	ص ۳۴۲/۶
ذلیل عمر سے پناہ مانگنے کی دعا ص ۲۸۹/۴	
صبح و شام پڑھنے کی دعا "	
قرض ادا ہو جانے کا وظیفہ	ص ۴۶/۴
سلام پھیرنے کے فوراً بعد کیا پڑھنا چاہئے ص ۴۵۲/۳	
جب آدمی قیامت کے تصور سے خوف زدہ ہو جائے تو کیا پڑھے ص ۴۳۱/۱	
مصیبت اور پریشانی کے موقع پر پڑھنے کی دعا	ص ۵۹۱/۴ ص ۳۶/۱
دو کلمے جو رحمان کو بڑے پیارے ہیں زبان پر ہلکے اور میزان میں بھاری ہوں گے	ص ۴۵۶/۲
اطمینان قلب کی ایک جامع دعا	ص ۹۳۴/۴
دین دنیا کی جامع دعا کا بیان	ص ۴۷۴/۳
ایک ضروری اور اہم دعا کا بیان ص ۴۱۰/۲	
اذان کے بعد پڑھنے کی دعا	ص ۴۱۰/۴
غم میں پڑھنے کی دعا ص ۴۲۱/۶	
نظر بد سے بچنے کی دعا	ص ۴۲۱/۷ ص ۴۲۳/۱
جہنم سے ڈھال بننے والی دعا ص ۴۲۲/۵	
علم کی زیادتی کے لئے دعا	ص ۴۵۲/۳
جہاد کو نکلتے وقت پڑھنے کی دعا ص ۴۶۸/۴	
سجدۂ تلاوت کی دعا	ص ۴۶۲/۱
ایک جامع دعا کا بیان ص ۴۸۳/۱	
جہاز یا کشتی وغیرہ سواری پر سوار ہوتے وقت پڑھنے کی دعائیں ص ۴۸۶/۲	ص ۶۹۱/۱
جہاز یا کشتی سے اترتے وقت پڑھنے کی دعائیں "	

مضمون	صفحہ/فائدہ نمبر
اسم اعظم ص ۴۲/۳	
رات کا وظیفہ ص ۴۱/۴	
آخر عمر میں رزق ملتے رہنے کی دعا ص ۶۵/۲	
اگر سمندر میں طوفان آجائے تو کیا پڑھنا چاہئے	ص ۴۸۶/۲
ڈراؤنے خواب وغیرہ سے بچنے کے لئے پڑھنے کی دعائیں	ص ۴۹۲/۲
آسیب زدہ پر پڑھنے کی دعا کا بیان	ص ۴۲۰/۴
خوف و دہشت کے موقع پر پڑھنے کی دعائیں ص ۵۹۱/۳	ص ۴۳۱/۱
صبح و شام پڑھنے کا ایک جامع وظیفہ ص ۵۴۳/۴	
زوال نعمت سے پناہ مانگنے کی دعا کا بیان	ص ۵۶۶/۴
قحط سالی سے بچنے کی دعا کا بیان ص ۵۹/۱	
گم شدہ چیز کے لئے پڑھنے کی دعا کا بیان ص ۴۳/۳	ص ۵۸۲/۲
ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیوں والے وظیفہ کا بیان	ص ۶۱۳/۲
چند دیگر وظائف اور ان کے فضائل کا بیان ص ۶۱۴/۵	
سوتے اور سو کر اٹھنے کے بعد پڑھنے کی مسنون دعائیں ص ۴۵۷/۱ ص ۶۵۲/۴	ص ۴۴/۶
دجال کے فتنہ سے پناہ مانگنے کی دعا کا بیان	ص ۶۶۴/۱
قبولیت دعا کے تین طریقے ہیں ص ۶۶۷/۱	
نماز کے بعد پڑھا جانے والا ایک جامع وظیفہ	ص ۶۶۸/۲
چھینک لینے کی دعا اور اس کا جواب ص ۹/۲	ص ۶۱۳/۳
مجلس سے اٹھنے کے بعد پڑھنے کی دعا کا بیان	ص ۴۶۴/۳
وہ کلمات جن کے کہنے سے دعا جلد قبول ہوتی ہے	ص ۴۴۹/۴
پانی پینے کی دعا کا بیان ص ۴۵۹/۲	

۷۔ انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتیں

انبیاء علیہم السلام کے بارے میں چند بنیادی حقائق

مضمون	صفحہ/فائدہ نمبر
تمام انبیاء علیہم السلام بشمول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عام انسانوں جیسے ایک انسان ہوئے ہیں۔ عام انسان سے انہیں ممتاز کرنے والی چیز شرف نبوت و رسالت اور نزول وحی الٰہی ہے	ص ۲
ص ۲۵/۲، ص ۴۳۱/۲، ص ۴۸۴/۲؛ ص ۱۰۳/۲، ص ۴۸۵/۳، ص ۲۸۸/۳، ص ۶۴۳/۶؛ ص ۲۹۵/۳، ص ۳۶۳/۱، ص ۳۳۰/۱، ص ۶۴۲/۲؛ ص ۴۱۲/۳، ص ۴۵۶/۲، ص ۱۲۹/۲-۳	

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
تمام انبیاء بشمول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے اختیار ہیں اور انھیں علم غیب بھی نہیں ہوتا ص ۸/۱ ص ۳۴۵/۳ ص ۴۱/۳ ص ۵۲/۶ ص ۴۰۵/۳ ص ۴۱۹/۲	ص ۵۳۴/۴
تمام انبیاء بشمول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا بنیادی مقصد انسانیت کو توحید آشنا بنانا ہے	ص ۴۵۸/۱
تمام انبیاء بشمول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لئے بدرجہ بھائی کے ہوتے ہیں	ص ۵۲۵/۱
تمام انبیاء بشمول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت جوانی میں ملی ہے ----------	ص ۴۶۲/۲
تمام انبیاء بشمول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعدار عموماً غرباء و فقراء رہے ہیں -----	ص ۴۸۴/۱
تمام انبیاء بشمول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جائز منصب کیا ہے ----------	ص ۱۷۱/۵
تمام انبیاء بشمول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کل تعداد کیا ہے اوران میں رسولوں کی تعداد کیا ہے ص ۱۴۵/۱	ص ۶۷۰/۲
قرآن میں ذکر شدہ انبیاء کی کل تعداد کیا ہے -- 〃	
عربی زبان والے پانچ پیغمبر کون ہیں -----	ص ۵۲۹/۴

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی بشارت اور آمنہ کے خواب کی تعبیر ہیں۔ آپ کا سنہ ولادت سنہ عام الفیل ہے ص ۳۰/۱ ص ۵۲۳/۱ ص ۷۷۵	ص ۸۴۳/۲
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد اولیں	ص ۳۰/۱
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تورات میں علامات و اوصاف ص ۱۰/۱ ص ۲۲/۲ ص ۲۴/۳ ص ۲۵/۲	ص ۲۴۳/۱
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ایک گراں قدر نعمت اور احسان الٰہی ہے ص ۵/۲ ص ۱۵/۱ ص ۱۸۳/۱	ص ۴۰۴/۱
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روز قیامت انبیاء کے دعوئ تبلیغ کے گواہ ہوں گے ----------	ص ۲۳/۲
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر انبیاء پر فوقیت و فضیلت ----- ص ۶۱/۱ ص ۱۴۸/۴ ص ۱۴۹/۳	
آپؐ کا نام دنیا میں محمدؐ اور فرشتوں میں احمد رکھا گیا	ص ۷۷۸/۳
آپؐ کے چند صفاتی ناموں کا بیان ----------	〃
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت اُمّی (ناخواندہ) ہیں	ص ۱۰۷/۲
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشیر و نذیر ہیں ص ۶۱۱/۴ ص ۶۲۰/۲	ص ۱۵۸/۱
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عالمگیر ہے ----- ص ۱۸۵/۱ ص ۲۴۳/۱	ص ۳۶۲/۴

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں ----- ص ۳۰/۱ ص ۲۱۵/۱ ص ۳۶۲/۴ ص ۷۷۵/۲	ص ۲۸/۳
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے موسیٰ علیہ السلام کی پیروی بھی جائز نہیں ہے -- ص ۳۳۴/۴	
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک امتیازی لقب -----	ص ۵۰۸/۲
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر شاہ روم ہرقل کا ایک لطیف انداز استدلال اور آپ کی صداقت کے مزید دلائل ---------- ص ۳۹۵/۵ ص ۴۰۸/۲	ص ۷۹۹/۷
تین باتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سابقہ تین نبیوں کے ساتھ مشابہت و مماثلت ------	ص ۵۳۸/۴
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی چند لطیف مثالیں ------ ص ۲۵۶/۲ ص ۵۰۸/۱	ص ۷۱۲/۴
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ بیویاں رکھنے کی حکمت و مصلحت، علت و غایت ------	ص ۳۶۱/۱
دنیا کی تین ممتاز عورتیں جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالۂ عقد میں ہوں گی -----	ص ۵۴۵/۴
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز خطابت کیا تھا ----------	ص ۶۸۴/۱
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب و مقام اور خُلق و سیرت کیا ہے ----------	ص ۷۹۴/۵

اُمّتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
امت خیر ہے ----------	ص ۲۴۱/۳
صحابہ رضی اللہ عنہم بمقابلہ بنی اسرائیل ------	ص ۱۵۸/۲
ایک غلط اعتقاد کی نشاندہی ------	ص ۱۷۰/۲
اُمّتِ محمدؐ کی فضیلت روز قیامت ----- ص ۳۰۴/۵	
اُمّتِ محمدؐ کی فضیلت انا للہ الخ کہنے میں ------	ص ۳۴۵/۱
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اپنی امت کا درد --	ص ۳۶۸/۳

حضرت ابراہیم علیہ السلام

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تعارف اور تفصیلی حالات ص ۲۸/۳	ص ۶۳۳/۶ ص ۶۳۴/۱-۲
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک دعاء اور اس کی مشروط قبولیت ----------	ص ۲۸/۲
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا من جانب اللہ امتحان اور اس میں ان کی کامیابی ----------	ص ۲۸/۳
حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کی تعمیر بیت اللہ و بعد از تعمیر دعاء ----------	ص ۲۹/۱-۳
ملت ابراہیمی کے عند اللہ محبوب ہونے کی وجہ کیا ہے ص ۳۱/۳	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریات کا بیان	ص ۳۱/۴
حضرت ابراہیم وآلِ ابراہیم پر یہود کا الزام اور قرآن کا جواب	ص ۳۲/۵ ص ۸۲/۱
حضرت ابراہیم ونمرود کا مناظرہ ص ۶۳/۱	
ملت ابراہیمی کے کون زیادہ قریب ہے	ص ۵۴/۱
ابراہیم علیہ السلام کی معرفت خداوندی کی منزل تک رسائی کا بیان	ص ۱۹۶/۱
ملتِ ابراہیم ع جادۂ مستقیم ہے ص ۲۱۵/۱	
ابراہیم ولوط علیہما السلام نسبتِ رشتہ	ص ۳۲۶/۲
ابراہیم علیہ السلام کے گھر فرشتوں کی بطور مہمان آمد	″
اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اُمّت قانت کس بناء پر کہا	ص ۳۹۸/۱
ابراہیم علیہ السلام کے خدا واسطے تین جھوٹ ص ۴۶۲/۳	
ابراہیم علیہ السلام کے ایمان کا امتحان	ص ۴۶۳/۱
ایفائے عہد کے سلسلہ میں ابراہیم علیہ السلام کی من جانب اللہ ستائش	ص ۳۹۸/۵-۲
حضرت ابراہیم ع کی اپنے باپ کو تبلیغ ص ۱۹۶/۱	
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کی قوم کی دھمکی اور اس پر ان کا قوم کو جواب	ص ۱۹۶/۲
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم سے مباحثہ ص ۵۲۲/۴-۲	
حضرت ابراہیم ع کی ساکنینِ مکہ کے لئے ایک دُعاء	ص ۳۶۸/۴
حضرت ابراہیم ع کے اسمٰعیل وہاجرہ کو مکہ کے ریگزاروں میں بسانے کی علت وغایت	ص ۳۶۸/۵
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والدین کے حق میں دُعائے مغفرت کی حقیقت کیا تھی	ص ۳۶۹/۱
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اپنے بیٹے اسمٰعیل کو ذبح کرنے کا واقعہ	ص ۶۳۴/۶-۳

حضرت عیسٰے علیہ السلام

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
حضرت عیسٰی علیہ السلام کی ولادت باسعادت	ص ۷۹/۲
حضرت عیسٰی ع کے بلا باپ پیدا ہو جانے پر یہود کا ایک شبہ اور قرآن کا ازالہ	ص ۸۲/۳
حضرت عیسٰی علیہ السلام کو بوقت تولد شیطان نے چوکا نہیں مارا	ص ۴۸/۴
حضرت عیسٰی علیہ السلام کی دعوت الی اللہ وتبلیغ دین	ص ۸۰/۲
حضرت عیسٰی علیہ السلام کے معجزات سے نصاریٰ کو مغالطہ اور قرآن سے اس کا ازالہ	ص ۸۱/۱
حضرت عیسٰی ع کی شریعت کا بیان	ص ۸۱/۲
حضرت عیسٰی ع کے لئے حواریوں کی خدمات ص ۸۱/۳-۲	

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
حضرت عیسٰی ع کا آسمانوں پر زندہ اٹھالیا جانا اور قربِ قیامت نزول کا بیان ص ۲۰/۱ ص ۸۲/۲-۱ ص ۱۴۵/۱ ص ۱۴۶/۳ ص ۴۹۵/۴ ص ۶۹۵/۱	ص ۱۸۲/۲ ص ۱۸۱/۲
حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نصاریٰ کو چیلنج مباہلہ	ص ۹۳/۱
حضرت عیسٰی ع کی اپنے حواریوں کو ایک شکایت پر فہمائش	ص ۱۸۰/۳
حضرت عیسٰی ع سے روزِ قیامت خدا کا ایک سوال ص ۱۸۱/۱	
حضرت عیسٰی کے بارے میں منکرینِ ختم نبوت کا ایک مغالطہ اور اس کا ازالہ	ص ۱۸۱/۲
حضرت عیسٰی ع کے بارے میں عیسائیوں کا ایک غلط اعتقاد اور قرآن سے اس کی تردید	ص ۳۵۷/۱
حضرت عیسٰی علیہ السلام کا مزید ذکر ص ۴۸۸/۴	
حضرت عیسٰی علیہ السلام کے حواریوں کے تین گروہ	ص ۱۴۷/۱
امت عیسٰی کا عیسٰی ع کے بارے میں عقیدہ ص ۱۴۷/۲	ص ۱۴۷/۱
امت عیسٰی ع کی امت موسٰی ع کے مقابلہ میں تعریف	ص ۱۴۲/۲
نصاریٰ کے قبلہ کی سمت ص ۴۳۳/۶	
حضرت عیسٰی علیہ السلام کے حواری پیغمبر یوحنا اور شمعون کا بیان	ص ۶۲۲/۲

حضرت موسٰی علیہ السلام

مضمون	صفحہ فائدہ نمبر
حضرت موسٰی علیہ السلام کی پیدائش خواب فرعون کی تعبیر تھی	ص ۱۲/۱
موسٰی علیہ السلام کو تورات دینے کا وعدہ ص ۱۲/۳	
حضرت موسٰی علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کا مکالمہ	ص ۲۳۰/۱
حضرت موسٰی ع کی اپنی قوم کے لئے بددعاء ص ۱۵۹/۱	
حضرت موسٰی ع وفرعون کا مناظرہ ص ۲۳۴/۱ ص ۵۱۹/۶-۵	ص ۵۲۰/۱
حضرت موسٰی ع اور ساحرانِ فرعون میں مقابلہ کی روئداد ص ۲۳۳	ص ۲۳۶/۷-۴ ص ۷۴۴/۳-۲-۱
حضرت موسٰی علیہ السلام پر جادوگروں کا ایمان اور فرعون کی ان سے بدسلوکی	۲۳۵
موسٰی علیہ السلام کا دریائے نیل کو پار کرنا ص ۲۳۵/۲	ص ۲۳۹/۴ ص ۵۲۵/۲
حضرت موسٰی علیہ السلام کا دیدار الٰہی سے متعلق سوال اور خدا کا جواب	ص ۲۴۰/۱
موسٰی ع کی اپنے بھائی ہارون کو سرزنش ص ۲۴۱/۲-۱	
موسٰی علیہ السلام کی کوہ طور پر حاضری	ص ۲۴۲/۲
حضرت موسٰی علیہ السلام کی تورات میں کیا ہے	ص ۲۴۲/۱
حضرت موسٰی ع کو دی گئی نو نشانیوں کی تفصیل ص ۲۱۳/۴	ص ۲۴۳/۱
حضرت موسٰی وآدم علیہما السلام کا مناظرہ	ص ۲۴۵/۲
حضرت موسٰی علیہ السلام کا مزید ذکر ص ۲۴۲/۹ ص ۲۴۳/۶-۲-۲ ص ۲۴۴/۳-۲-۱ ص ۵۴۳/۲ ص ۵۴۵/۹-۱ ص ۵۴۶/۷-۲-۱ ص ۵۴۸/۳-۲-۱ ص ۵۴۹/۳-۱ ص ۵۵۰/۲-۱ ص ۵۳۰/۳	ص ۵۳۷/۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
امت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ ص ۲۳۶/۱ ص ۲۳۸/۲ ص ۲۳۹/۱	ص ۲۴۱/۱
موسیٰ علیہ السلام کے اُمتی سامری اور اس کے ایجاد کردہ بچھڑے کا بیان ---- ص ۲۴۰/۳ ص ۴۳۹/۴	ص ۴۵/۲-۳
امت موسیٰ ع کے ایک خاص گروہ کا بیان --- ص ۲۴۳/۳	
امت موسیٰ کے ۱۲ گروہ اور ہر گروہ کا نقیب (چودھری)	ص ۲۴۴/۱
ہفتہ کے دن شکار کے سلسلہ میں یہود کے تین گروہ	ص ۲۴۵/۲-۳
چند انبیاء بنی اسرائیل اور بنی اسرائیل کا بیان	
(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام ----	ص ۱۲/۴
(۲) حضرت شمویل علیہ السلام ----	ص ۲۰/۱
(۳) حضرت یوشع علیہ السلام ----	〃
(۴) حضرت زکریا علیہ السلام ص ۱۴/۲ ص ۲۰/۱ ص ۶۹/۱ ص ۴۳۲/۳	ص ۴۳۲/۶ ص ۴۳۳/۴
(۵) حضرت یحییٰ علیہ السلام 〃 〃 ص ۴۳۲/۳	〃
(۶) حضرت شعیب علیہ السلام 〃 〃	
(۷) حضرت داؤد علیہ السلام ---- ص ۲۰/۲	ص ۲۰/۱
(۸) حضرت سلیمان علیہ السلام ----	〃
(۹) حضرت خرقیل علیہ السلام ----	〃
(۱۰) حضرت ارمیا علیہ السلام ----	〃
(۱۱) حضرت یونس علیہ السلام ص ۳۱۲/۱ ص ۴۲۰/۲ ص ۴۳۶/۳-۴	〃
(۱۲) حضرت یعقوب علیہ السلام ---- ص ۳۱/۴	ص ۳۰/۴
(۱۳) حضرت یوسف علیہ السلام ---- 〃	
(۱۴) حضرت عزیر علیہ السلام ----	ص ۲۳/۱
(۱۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام ---- ص ۲۰/۱	
(۱۶) حضرت الیاس علیہ السلام ----	ص ۲۳۵/۶
(۱۷) حضرت ایوب علیہ السلام ---- ص ۴۶۵/۱	ص ۶۴۲/۴-۵-۶
(۱۸) حضرت ادریس علیہ السلام -- ص ۲۳۶/۳ ص ۴۶۵/۲	
(۱۹) حضرت الیسع علیہ السلام ----	ص ۶۴۲/۸
بنی اسرائیل سے اللہ کے مختلف عہود و پیمان اور ان کی یاددہانی ص ۳/۱ ص ۱۵/۱ ص ۱۹/۱ ص ۸۶/۲	
بنی اسرائیل کی ہٹ دھرمیاں اور سرکشیاں ص ۱۰/۲ ص ۱۲/۴-۵ ص ۱۳/۱-۳ ص ۱۴/۲ ص ۱۷/۱-۲-۳ ص ۱۸/۱ ص ۲۰/۱-۲ ص ۴۸/۲ ص ۴۸/۵ ص ۵۲/۳ ص ۹۰/۱ ص ۱۴۳/۱	ص ۱۲/۳
بنی اسرائیل پر خدا کا عتاب ص ۱۲/۶ ص ۱۳/۲ ص ۱۵/۲ ص ۱۹/۲	ص ۲۰/۲
بنی اسرائیل کی توبہ ---- ص ۱۲/۴	
بنی اسرائیل پر انعامات خداوندی ص ۱۰/۲ ص ۱۲/۳ ص ۱۳/۳	ص ۱۶/۱
بنی اسرائیل کو مچھلی پکڑنے کی ممانعت کا واقعہ ----	ص ۱۵/۲
بنی اسرائیل کے گائے ذبح کرنے کا واقعہ ---- ص ۱۶/۱	
بنی اسرائیل کی بیجا خوش فہمی اور قرآن سے	

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
اس کا ازالہ ص ۱۵/۲ ص ۲۱/۴ ص ۲۳/۱ ص ۵/۳	ص ۳۲/۲
بعثت نبوی سے قبل یہود کی آرزو اور بعثت کے بعد تکبر و عناد ---- ص ۲۰/۳ ص ۲۰/۴	ص ۲۵/۱
بنی اسرائیل کے ایک گروہ کی من جانب اللہ تعریف	ص ۹۲/۲-۴ ص ۹۳/۱
حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام	
حضرت داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی و دستکاری کا بیان ---- ص ۴۶۴/۲	ص ۴۳۹/۴ ص ۴۴۰/۱
حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کے دو فیصلوں کا ذکر ----	ص ۴۶۴/۱
حضرت سلیمان علیہ السلام کی من جانب اللہ آزمائش	ص ۲۳/۴ ص ۴۴۱/۵
حضرت سلیمان علیہ السلام پر یہود کی الزام تراشی اور قرآن کا جواب ----	ص ۲۳/۳
حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ----	ص ۴۶۴/۴
حضرت سلیمان علیہ السلام کے ماتحت جنات ----	ص ۴۶۴/۴
حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کا مزید ذکر ---- ص ۵۳۳/۱تا۶ ص ۵۳۴/۴-۵ ص ۵۳۵/۱ ص ۵۳۵/۴تا۶ ص ۵۳۶/۱-۲ ص ۵۳۹/۴-۵ ص ۶۴۰/۱تا۵	ص ۵۲۲/۴-۵
حضرت یعقوب و یوسف علیہما السلام	
حضرت یعقوب علیہ السلام کی اپنی اولاد کو وصیت کا بیان ----	ص ۳۰/۴
حضرت یوسف علیہ السلام کا لقب کیا تھا ---- ص ۳۴۱/۳	
حضرت یوسف علیہ السلام کے کرتے کی حقیقت کیا تھی ----	ص ۳۴۹/۵
حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرنے کی حقیقت و شرعی حیثیت کیا تھی ----	ص ۳۵/۳
حضرت یوسف علیہ السلام کی زلیخا سے شادی اور اولاد کا بیان ----	ص ۲۵/۶
حضرت ہود علیہ السلام اور انکی امت کا بیان ----	ص ۲۲۷/۱
ص ۲۲۸/۱ ص ۳۲۳/۲-۳-۴ ص ۵۲۵/۱ ص ۵۲۵/۴	
حضرت صالح علیہ السلام اور انکی امت کا بیان	
ص ۲۲۸/۲-۳ ص ۲۲۹/۱-۲ ص ۳۲۵/۱-۲ ص ۵۲۶/۱-۲-۳ ص ۵۲۶/۴-۵-۶	ص ۵۳۶/۵
حضرت شعیب علیہ السلام اور انکی امت کا بیان	
ص ۲۳۰/۲ ص ۲۳۱/۱-۳ ص ۲۲۸/۴ ص ۳۲۹/۱-۲-۳ ص ۳۳۰/۱ ص ۵۲۷/۷	ص ۵۲۸/۱-۲-۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
حضرت لوط علیہ السلام اور انکی امت کا بیان ص ۲۲۹/۲ ص ۲۳۰/۱ ص ۳۳۷/۲-۳ ص ۳۲۸/۲-۳ ص ۳۷۶/۲-۳ ص ۵۲۷/۱-۲-۳ ص ۵۳۸/۲	ص ۵۶۴/۲-۱
حضرت نوح علیہ السلام	
حضرت آدم و حضرت نوح علیہما السلام کے درمیان کتنے قرن گزرے ----------	ص ۴۹/۲
نوح علیہ السلام اور انکی امت کے واقعات -- ص ۳۲۰/۱-۵ ص ۳۲۱/۱-۲-۳ ص ۳۲۳/۱-۲-۵	ص ۲۱۹/۱-۵
نوح علیہ السلام اور اُن کے بیٹے کنعان کا معاملہ	ص ۳۲۲/۳-۱

صفحہ و فائدہ نمبر	مضمون
	ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام
ص ۱۰/۱	تخلیق آدم اور فرشتوں کا سوال --- ص ۸/۴ ص ۹/۲
ص ۹/۱	آدمؑ کی فضیلت ملائکہ پر از روئے علم -------
ص ۹/۱-۴	آدمؑ کے خلیفۃ اللہ ہونے کا کیا مقصد ہے ---
	آدمؑ سے ابلیس کی دشمنی ص ۹/۲ ص ۱۰/۱
ص ۹/۴	آدمؑ کی جنت میں سکونت اور حضرت حوّاءؑ کی پیدائش
	آدمؑ کے واقعہ سے شرک کی تردید ----- ص ۱۰/۱
ص ۹/۳	آدم علیہ السلام کیلئے کونسا درخت ممنوع تھا ---
//	آدمؑ کی معصیت پر تعزیر کیا سبق سکھاتی ہے ----

ص ۵۵ متفرق ۶ ذیلی عنوانات

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
۱۔ توحید و عبادت الٰہی	
توحید کا مفہوم اور اس کے تقاضے --- ص ۶/۱	ص ۸۴/۱
عبادت کا مفہوم اور اس کی اقسام اور اہمیت و فضیلت ص ۴/۲ ص ۳/۵ ص ۱۸/۳ ص ۵۵۹/۳ ص ۴۸۲/۵ ص ۴۱۵/۲	ص ۲۳۷/۱
توحید الوہیت و توحید ربوبیت -------	ص ۳/۱
تمام انبیاء کا اصول دین توحید ہے -----	//
ملت ابراہیم کے عنداللہ محبوب و مقبول ہونے کی وجہ توحید ہے ---------	ص ۳۱/۲
توحید فی الذات توحید فی الصفات اور توحید فی الافعال کا بیان ---------	ص ۲۷/۲
توحید عمدہ ہے اور شرک خبیث ہے -- ص ۳۸/۱	
توحید دخول جنت کو واجبی بنا دیتی ہے -- //	
قبولیت عبادت کے لئے اخلاص اور اتباع سنت شرط اولیں ہے ----------	ص ۴۲/۳
قبولیت دعاء کے لئے اکل حلال شرط ہے	ص ۳۸/۲
توحید کا قائل و عامل اللہ کا ولی ہے --- ص ۶۲/۲	
اللہ ہی کو نافع و ضار سمجھنا تقاضۂ توحید ہے	ص ۱۰۱/۱
توحید پر مرنے والے کے لئے شفاعت نبوی میں ضرور حصہ ہے ---------- ص ۱۸۱/۲	ص ۴۵۸/۳
خدا کی عبادت کا حکم و طریقہ --- ص ۱۸۳/۳ ص ۶۷۳/۲	
توحید خداوندی پر دلائل ------ ص ۲۰۱/۱ ص ۴۸۱/۲ ص ۵۰/۴ ص ۵۰۳/۱ ص ۵۷۹/۳ ص ۶۱۳/۳ ص ۶۲۰/۱ ص ۵۹۴/۵	ص ۴۸۴/۲
خدا اپنے بندوں کی عبادت سے بے نیاز ہے ----	ص ۳۱۵/۱

صفحہ و فائدہ نمبر	مضمون
ص ۲۱۴/۱	ایمان بالآخرت جنت وجہنم وغیرہ کے بغیر توحید بے سود و مردود ہے ---------
ص ۲۹۶/۲	خدا کے معبود برحق ہونے کے دلائل ------
	توحید ربوبیت و توحید عبادت کا بیان --- ص ۳۶۴/۱
ص ۳۶۵/۲	توحید تمام عبادتوں کی بنیاد ہے -------
ص ۳۷۱/۱	گنہگار اہل توحید سزا بھگت کر جہنم سے نکل آئیں گے
	خدا کی وحدانیت پر ایک دلیل قاطع ---- ص ۴۲۱/۲
ص ۵۸۵/۲	توحید فطرت انسانی کا تقاضہ ہے ص ۸۳۵/۵ ص ۷۸۳/۳
ص ۶۵۸/۴	توحید کے بیان سے دل گرفتہ ہونا مشرک کا خاصہ ہے
	دعاء عبادت کا مغز ہے ------ ص ۶۶۷/۴
ص ۶۸۴/۲	عبادت الٰہی میں دلچسپی و دلجمعی آسودہ حالی کی ضامن ہے ----------
	قبولیت دعاء و عبادت کے دو خاص وقت ص ۴۳۲/۶
ص ۴۷۱/۲	عبادتوں میں نیت ضروری ہے --------
	خدا کی وحدانیت کی ایک زبردست عقلی دلیل ص ۴۵۶/۲
ص ۴۵۸/۱	انبیاء کی بعثت کا اہم مقصد توحید الٰہی کا پرچار ہے --
ص ۴۷۱/۱	خدا سے ناامید ہو کر عبادت چھوڑ دینے والے کی مثال
	شعائر اللہ کی تعظیم تقاضۂ توحید ہے --- ص ۴۷۷/۱
	۲۔ تقویٰ و تزکیہ نفس
ص ۱۵۷/۱	تقوے کا باعث عدل گیری ہے ---------
	حقیقی زہد اور رہبانیت میں فرق ہے -- ص ۱۲/۱ ص ۱۷۳/۲
ص ۱۴۹/۱	تقویٰ اور توکل علی اللہ کا انجام --------

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
تقویٰ بہترین پوشاک ہے	ص ۲۱۹/۴
تقوے سے رزق بسیط اور عمر طویل ہوتی ہے	ص ۲۲۱/۳
متقی کی تعریف اور تقوے کا مفہوم	ص ۲۵۱/۳، ص ۵۸۹/۵
بیت اللہ کی تولیت اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کے مستحق متقی ہیں	ص ۲۵۷/۳
تزکیۂ نفس کی تعلیم و تاکید	ص ۲۷۱/۳
متقی اللہ کا ولی ہے	ص ۴۰۳/۵
موسیٰ و خضر کا واقعہ تقوے کے ضمن میں	ص ۴۲۵/۲-۱، ص ۴۲۶/۳-۲-۱
زہد کی فضیلت	ص ۴۳۵/۴

۳- تنظیم جماعت کی اہمیت و فضیلت

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
جماعتی زندگی شرعی زندگی ہے۔ اسکی خلاف ورزی موجب وعید ہے	ص ۱۵۵/۲، ص ۹۰/۵، ص ۴۷/۳
جماعتی زندگی کے فوائد و مضمرات	ص ۲۱۴/۲، ص ۹۱/۱
امیر و جماعت کا مسئلہ و شرائط امیر کا بیان	ص ۶۰/۱، ص ۵۹/۲۰۳، ص ۱۲۵/۲
بیعت کا مسئلہ اور الفاظ بیعت	ص ۲۱۳/۱، ص ۴۷۷/۲-۱
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیعت لینے کا طریقہ (عورتوں اور مردوں سے)	ص ۴۷۷/۲-۱، ص ۱۵۳/۲
جماعت غرباء کی فضیلت	ص ۱۹۰/۴، ص ۱۹۱/۱
جماعت میں شمولیت کے بعد دورنگی اختیار کرنا نفاق ہے	ص ۱۳۲/۲
امام کے روکنے پر جماعت کسی غلط کام سے باز نہ آئے تو قصوروار جماعت ہے۔ امام بری الذمہ ہے	ص ۲۴۱/۲
اگر کوئی گروہ امام سے باغی ہو جائے تو کیا کرنا چاہیئے	ص ۴۷۲/۱
جنگ و امن سے متعلق کسی خبر کو عام افشا کرنے کی بجائے امیر جماعت اور متعلقہ ذمہ داروں تک پہنچانا چاہیئے	ص ۱۳۱/۲
وصول زکوٰۃ کے سلسلہ میں جماعتی نظام اپنانے کا حکم	ص ۲۷۹/۱
ازخود امام بننے کی خواہش کرنا کس صورت میں جائز ہے	ص ۳۴۳/۲
خوشی ناخوشی ہر دو صورت میں امام کی اطاعت ضروری ہے	ص ۵۰۴/۶

۴- تخریب و فساد، تکبر و عناد کی مذمت و ممانعت

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
یتیم کا مال ظلماً کھانے والا جہنمی ہے	ص ۱۱۴/۴
تعاون علی الاثم کی ممانعت اور اثم و عدوان کی تعریف	ص ۱۵۲/۱
ظلم و ظالم کا انجام	ص ۲۰۶/۴، ص ۳۳۱/۴، ص ۴۲۹/۱
ترک موالات، بغض و عناد، حسد و کینہ کی ممانعت	ص ۲۱۳/۱
تکبر و متکبر کی ممانعت و مذمت	ص ۲۳۱/۲
مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی غرض سے علیحدہ مسجد کی تعمیر فساد انگیزی ہے	ص ۲۹۰/۲
اللہ ظلم کرتا بھی نہیں اور ظلم کو پسند بھی نہیں کرتا	ص ۳۰۴/۳
جھگڑا و جدل کی ممانعت و مذمت	ص ۴۲۴/۱
علو و فساد فی الارض کیا ہے	ص ۵۵۸/۳

۵- تخلیق ارض و سماء و ما بینہما کا پروگرام

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پانی کو پیدا کیا	ص ۲۲۵/۲
زمین و آسمان کو چھ دن میں بنانے کی حکمت و مصلحت کیا ہے؟	″
ارض و سماء کی تخلیق سے پہلے اللہ کہاں تھا	ص ۳۱۵/۲
پانی کا ذخیرہ آسمان میں ہے	ص ۳۴۲/۶
زمین گول ہے یا بسیط ہے؟	ص ۳۴۲/۴
انسان کو مٹی سے پیدا کرنے کی تفصیل	ص ۳۴۳/۴، ص ۴۸۴/۱
انسان کو نطفہ سے پیدا کرنے کی تفصیل	ص ۳۵۴/۴
فرشتے نور سے اور جنات نار سے اور آدم خاک سے بنے ہیں	ص ۴۶۹/۲، ص ۴۸۴/۱، ص ۶۱۵/۱، ص ۳۷۳/۵، ص ۴۴۳/۳
پہاڑوں کو پیدا کرنے کی غرض و غایت	ص ۳۸۱/۱
آسمانی برجوں کے نام	ص ۵۱۵/۴
آسمان وجود مجسم ہے۔ محض حد نظر نہیں	ص ۶۲۵/۱
فرشتے مخلوق مجسم ہیں	ص ۶۱۳/۱
زمینیں بھی سات ہیں، آسمان بھی سات ہیں	ص ۶۵۶/۴، ص ۶۸۸/۳
ارض و سماء کی تخلیق کا تفصیلی بیان	ص ۶۶۳/۱، ص ۶۸۱/۱
اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا	ص ۷۹۴/۵
آسمان و زمین کی پیدائش میں سائنسدانوں کا رد	ص ۸۲۲/۲
زمین پہلے ہے یا آسمان	″
آسمان و زمین ابتداءً کس حالت میں تھے	ص ۴۵۸/۵
ہر چیز کی تخلیق پانی سے ہوئی ہے	″
پرندوں کی پیدائش کا بیان	ص ۱۸۸/۴

۶- تقدیر کا مسئلہ

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
انسان کی پیدائش اور تقدیر کا تعلق	ص ۲۰۳/۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
تقدیر سے متعلق ایک غلط فہمی کا ازالہ ----------	ص ۳۱۱/۳
اعمال کے سلسلہ میں تقدیر کی تبدیلیاں ---- ص ۲۲۰/۲	
تقدیر معلق و تقدیر غیر معلق ----------	ص ۲۲۱/۳
دعا، تقدیر کو بدل دیتی ہے ----------	"
تقدیر کو بدلنے والی دعا کا بیان ----------	ص ۲۰۳/۱
ارض و سماء کی پیدائش سے پچاس ہزار سال قبل تقدیر خلائق لکھی جا چکی ہیں --- ص ۳۱۵/۲ ص ۴۸۱/۲	ص ۷۹۴/۵
منکرین تقدیر سے ترک موالات کرنا چاہیے ص ۳۳۲/۱	
تقدیر کو تدبیر سے بدلا نہیں جا سکتا ----------	ص ۵۴۵/۶

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
نیکی کے کاموں میں تقدیر کا حوالہ دینا اور خود غرضی کے موقع پر اسے فراموش کر دینا گمراہی ہے ----	ص ۶۲۵/۵
منکرین تقدیر کی قرآن سے مذمت ---- ص ۶۶۹/۱	
تقدیر کا حوالہ دے کر بداعمالیوں میں مبتلا رہنا سرکشی اور شرارت ہے ----------	ص ۶۸۱/۵
تقدیر کے دو درجے ---------- ص ۷۴۶/۸	
تقدیر کے منکر اس امت کے مجوسی ہیں ۔ "	
تقدیر کا مسئلہ برحق ہے ----------	ص ۷۶۱/۲

ج مشتمل بر ۳ ذیلی عنوانات

۱۔ جنت اور اہل جنت

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
جنت اور جنتیوں کے اوصاف ص ۹۶/۲ ص ۹۷/۱ ص ۲۰۹/۱ ص ۳۷۴/۴ ص ۶۵۷/۲ ص ۷۰۳/۱	
جنت کی نعمتوں کا ذکر ص ۷/۳ ص ۷۴/۲-۳ ص ۱۲۵/۱ ص ۲۸۲/۲ ص ۲۹۶/۳ ص ۶۳۱/۴ ص ۶۴۹/۲ ص ۸۱۵/۱ تا ۷ ص ۸۳۲/۵	
جنت کے حقدار کون لوگ ہیں ۔ ص ۳/۱ ص ۱۰/۱ ص ۱۸/۲ ص ۲۵/۴ ص ۷۴/۴ ص ۱۴۰/۲ ص ۱۵۸ ص ۸۲۲/۴	
جنت میں حضورؐ کی رفاقت کسے نصیب ہوگی اور کس عمل کی بدولت ---------- ص ۱۲۷/۱	ص ۸۳۴/۱
کتنے لوگ جنت کے اور کتنے جہنم کے مستحق ہیں	ص ۱۶۹/۱
جنت کی ترغیب و تحریض کا بیان ---- ص ۱۰۷/۲	
جنتیوں کے سینے بغض و کینہ سے پاک ہوں گے	ص ۲۲۳/۳ ص ۲۷۵/۱
جنتیوں اور جہنمیوں کی باہم گفتگو ---- ص ۲۲۳/۴	
اصحاب اعراف کا بیان ----------	ص ۲۲۴/۲
جنت کے سوال کا طریقہ ---------- ص ۲۲۵/۳	
اہل جنت کا آپس میں تحفہ کیا ہوگا ---- ص ۲۹۴/۲	ص ۳۲۶/۴
جنتیوں کا آخری قول کیا ہوگا ---------- "	
اہل جنت دیدار الٰہی سے مشرف ہوں گے ص ۳۰۱/۲	
ان ستر ہزار آدمیوں کا بیان جو بلا حساب جنت میں جائیں گے ---------- ص ۳۲۴/۱	ص ۴۵۲/۲
جنت عدن کا بیان ---------- ص ۳۵۷/۵	ص ۵۸۶/۴
جنت کے ایک درخت طوبیٰ کا بیان ----------	ص ۲۵۸/۴
جنت کے آٹھ دروازے ہیں ص ۷/۲ ص ۳۷۴/۲	

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
جنت میں اہل جنت کی درجہ بندی کا بیان ص ۳۰۲/۴ ص ۶۱۰/۲	ص ۷۰۲/۱
اہل جنت کے لئے زیورات	ص ۷۴۰/۴
جنتیوں کو موت نہیں آئے گی ص ۳۳۵/۳	
جنت کے سو درجے ہیں ۔ سب سے اعلیٰ درجہ جنت الفردوس کا ہے ص ۴۸۸/۳	ص ۴۸۳/۱
اہل جنت جنت میں قرآن مجید کی کن کن سورتوں کی خاص طور سے تلاوت کریں گے	۴۴۲/۱
جنت میں مشک عنبر کے ٹیلے کن کو ملیں گے ص ۴۶۷/۲ ص ۵۷۳/۳	
جنتیوں کے لئے فرشتوں کا استقبال	ص ۴۶۷/۵
غریب لوگ جنت میں ۵۰۰ سال پہلے جائیں گے ص ۴۷۴/۲	
جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا و ما فیہا سے بڑھ کر ہے	ص ۵۵۴/۱
جنت کے محلات ص ۵۷۹/۳	
سب سے آخری جنتی کا بیان ص ۵۱۶/۴ ص ۶۳۱/۳ ص ۸۱۵/۶	
جنتیوں کی اپنے رشتہ داروں کے لئے سفارش کا بیان ص ۶۵۹/۲ ص ۷۶۱/۱	
جنت اللہ کی رحمت سے ملتی ہے	ص ۶۹۷/۱
جنت کہاں ہے؟ ص ۷۴۴/۴	
دخول جنت کا اجازت نامہ اور اس پر تحریر شدہ عبارت کا بیان	ص ۷۹۸/۵
جنت اور جنتیوں کا مزید بیان ص ۸۲۷/۴ ص ۹۱۴/۳ ص ۹۱۵/۴	

۲۔ جہنم اور اہل جہنم

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
نار جہنم کی ہولناکی، حدت و حرارت کا بیان	ص ۷/۱
اہل دوزخ کون لوگ ہیں ص ۳/۱ ص ۷/۴ ص ۱۰/۱ ص ۱۸/۲	

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
دوزخ سے بچنے کا ذریعہ کیا ہے؟	ص ۷/۱
دوزخ کا ایندھن کیا ہوگا؟	″
جہنم کی خصوصیات کا بیان ص ۹۶/۲ ص ۲۸۲/۴	
اہل جہنم کے لئے عذاب کی نوعیت وکیفیت کا بیان ص ۶۳۲/۱ ص ۶۳۲/۳ ص ۶۳۳/۱ ص ۶۶۵/۴ ص ۶۵۳/۱ ص ۶۵۴/۵-۴ ص ۶۹۹/۱	ص ۱۲۴/۱
پانچ قسم کے لوگ جہنمی ہیں	ص ۱۵۸/۱
متکبر کا ٹھکانہ جہنم ہے ص ۲۱۶/۲	
جہنم میں اہل جہنم کی ایک دوسرے کو لعنت و ملامت	ص ۲۲۳/۲
اہل جنت سے جہنمیوں کا سوال ص ۲۲۴/۳	
جہنم کے ایک طبقہ "بولس" کا بیان	ص ۲۳۱/۱
جہنمیوں کا رونا دھونا ص ۲۸۴/۱ ص ۶۸۸/۱	
جہنمی کی تین نشانیاں	ص ۲۹۷/۱
قرآن کا منکر جہنمی ہے ص ۳۱۷/۱	
جہنم کی آگ کے مقابلہ میں دنیا کی آگ عشر عشیر بھی نہیں ص ۳۲۲/۱	ص ۳۲۸/۳
جہنمیوں کا مشروب کیا ہوگا ص ۳۶۵/۱	
جہنمیوں کا لباس کیا ہوگا	ص ۳۷۰
جہنمیوں کے مختلف مراتب و مدارج کا بیان ص ۳۷۱/۱	ص ۴۰۲/۴
جہنم کے سات دروازے ہیں ص ۳۷۴/۶	
جہنمیوں کی خوراک کیا ہوگی	ص ۴۰۵/۱
جہنم کی ساخت و برداخت ص ۴۲۲/۳	
جہنمیوں کو موت نہیں آئے گی	ص ۴۳۵/۳
جہنم کی ستر (۷۰) ہزار لگامیں ہوں گی ص ۴۳۳ ص ۱۳۴/۳	
جہنم کے ایک طبقہ غی کا بیان	ص ۴۳۸/۲
جہنم کی گذرگاہ سے سب کو گذرنا ہوگا ص ۴۳۹/۵	
دائمی جہنمی اور عارضی جہنمی کا بیان	ص ۴۴۸/۲
جہنم کے عذاب کی شدت کا بیان ص ۴۶۰/۷	
سورج اور چاند کو بھی جہنم میں ڈالا جائے گا	ص ۴۷۶/۲
متکبر و مفسد کے لئے جہنم کا سخت ترین عذاب ہے ص ۴۷۰/۲	
دوزخ کی آنکھیں بھی ہیں	ط ۵۰۹/۷
جہنمیوں سے جہنم کے داروغوں کا سلوک و سوال	ص ۶۵۷/۱
جہنم کی زنجیر کی طوالت کا بیان ط ۶۶۹/۲	
عابد و معبود دونوں جہنم میں	ص ۶۹۵/۶
جہنم میں ایک گردن نمودار ہوگی اور اعلان کریگی ص ۴۵۰/۳	
جہنمی جہنم میں کتنا عرصہ رہیں گے	ص ۸۲۰/۱
جہنم کے سانپ اور بچھو ص ۸۲۵/۱	
سب سے ادنیٰ جہنمی کا بیان	ص ۸۳۶/۱

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
جہنم کے دو سانس ایک گرمی میں اور ایک سردی میں	ص ۸۳۲/۱

۳- جہاد اور شہادت کے مسائل

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
جہاد کب فرض اور کب تک رہے گا؟	ص ۵/۳
جہاد کی غرض و غایت کیا ہے حکمت و مصلحت کیا ہے؟ ص ۱۲۸/۳ ص ۴۱۴/۲	ص ۱۳۴/۲
جہاد میں شرکت سے کون لوگ مستثنیٰ ہیں ص ۲۸۶/۳-۲ ص ۴۲۲/۴	
مشرکین سے جہاد کب تک کیا جائے	ص ۴۴/۴
جہاد کی فضیلت و اہمیت کیا ہے ص ۱۸/۳ ط ۱۶۶/۲	
شہادت فی سبیل اللہ اور شہید کا مقام	ص ۳۶/۲-۱
جہاد میں عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کیا جائے ص ۴۴/۱	
جہاد سے جی چرانے والوں کے لئے وعید ص ۱۴/۱ ص ۴۵/۲ ص ۵۸/۳ ص ۲۸۴/۳ ص ۲۸۶/۴	ص ۵۰/۳
فتح مکہ کے موقع پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک حکم	ص ۴۴/۲
مجاہد و منفق فی سبیل اللہ کی فضیلت ص ۵۸/۴ ص ۶۴/۲	
غزوۂ احد و بدر کا بیان ص ۹۴/۴	ص ۹۵/۱
جنگ احد میں مسلمانوں کی سراسیمگی اور اللہ کی طرف سے تسلی و تشفی	ص ۹۸/۳
جنگ احد میں ابوسفیان کا ایک نعرہ اور اس پر مسلمانوں کا جواب ص ۹۹/۵ ص ۴۱۴/۵	
جنگ احد کے موقع پر مسلمانوں کو اللہ کی طرف سے ایک انتباہ	ص ۹۹/۴
جنگ احد کے موقع پر مسلمانوں سے اللہ کا ایک وعدہ	ص ۹۹/۶
جنگ احد کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشین گوئی	ص ۹۹/۷
جنگ احد کی مزید تفصیل ص ۱۰۴/۳ ص ۱۰۵/۲-۱	
مسلمانوں کو ہمہ وقت آمادۂ جہاد رہنے کا حکم	ص ۱۲۷/۲
دشمن سے بھڑنے کی آرزو نہیں کرنی چاہئے اور اگر بھڑاؤ ہو جائے تو پیٹھ نہیں دکھانی چاہئے	ص ۹۸/۲
سچے مجاہدین کا میدان جنگ میں کلام کیا ہوتا ہے اور ان کا انجام کیا ہوتا ہے	ص ۹۹/۳-۲
مجاہد کسی طرح گھاٹے میں نہیں ہوتا ص ۱۲۸/۲	
مسلمان اور کافر کے قتال کا فرق	ص ۱۲۸/۳
ضروری نہیں کہ ہر مجاہد شہید ہی ہو جائے۔ غازی	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
بھی بہت ہوتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔	ص ۱۲۹/۴
جہاد سے فرار موت سے نجات نہیں دے سکتا ص ۱۲۹/۳	
جہاد پر ترغیب اور اجر عظیم کا وعدہ ص ۱۳۱/۱ ص ۱۳۲/۳	
جہاد فرض عین ہے یا فرض کفایہ ۔۔۔۔۔ 〃	
غزوہ حنین کے موقع پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک عجیب سوال ۔۔۔۔	ص ۲۳۹/۲
طاعون سے مرنے والا شہید ہے ۔۔۔۔ ص ۲۴۴/۲	
غزوہ بدر کے موقع پر فرشتوں کی آمد ۔۔۔	ص ۱۵۴/۴
میدان جنگ سے بھاگنے والے کیلئے وعید اور وعید سے مستثنیٰ بھاگنے والے کا بیان ۔۔۔۔۔۔	ص ۲۵۵/۱
جنگ بدر کی مزید تفصیل ۔۔۔۔۔ ص ۲۵۵/۲-۳	
مال غنیمت کے احکام اور اس ضمن میں امت محمدیہ کی خصوصیت ۔۔۔۔۔۔۔۔	ص ۲۵۹/۱
جہاد کے لئے گھوڑے پالنے کی فضیلت ۔۔ ص ۲۶۲/۳	
مال اولاد، عزیز و اقارب کو جہاد فی سبیل اللہ پر ترجیح دینے والوں کے لئے وعید شدید	ص ۲۷۱/۱
غزوہ حنین کی تفصیل ۔۔۔۔۔۔ ص ۲۷۱/۲	
غزوہ تبوک کی تفصیل ۔۔۔۔۔۔۔	ص ۲۷۲/۳
عہد نبوی میں جہاد کو نہ نکلنے والے ایک عرب قبیلہ پر اللہ کا عتاب ۔۔۔۔۔۔۔	ص ۲۷۴/۴
خدا کی راہ میں گرد آلود ہونے والے قدموں کا	

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
مقام و منصب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	ص ۲۸۱/۱
مجاہد فی سبیل اللہ کی مثال ۔۔۔۔۔ ص ۲۸۵/۴	
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا شوق جہاد 〃	
شہید کی اللہ سے آرزو ۔۔۔۔۔۔۔	ص ۲۸۵/۵
غزوۂ تبوک سے پیچھے رہنے والے ایک صحابی رضؓ کی مفصل روئداد ۔۔۔۔۔۔۔	ص ۲۹۳/۱
غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایثار و انفاق ۔۔۔۔۔ ص ۲۹۳/۶	
راہ اللہ جہاد کی خاطر بھوک پیاس اور سفر کی صعوبتیں برداشت کرنیوالے کیلئے اجر و ثواب	ص ۲۹۲/۴
فضل جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہے	ص ۲۹۳/۱
شرکاء بدر و احد کیلئے من جانب اللہ اعزاز ص ۴۳۹/۵	
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جہاد کو نکلتے تو کیا پڑھتے	ص ۳۶۸/۴
مجاہد خواہ طبعی موت مرے خواہ شہید ہو یکساں درجہ کا مستحق ہے ۔۔۔۔	ص ۴۷۹/۱
بدر کے میدان میں حضورؐ کی ایک خاص دعا ص ۴۱۲/۵	
جنگ خندق کا مفصل بیان ۔۔۔ ص ۵۹۱/۲-۳-۴	ص ۵۹۳/۳
صلح حدیبیہ کا مفصل بیان ۔۔۔۔۔۔ ص ۷۲۰/۳ ص ۷۲۲/۲ ص ۷۲۳/۲-۳-۴	ص ۷۱۹/۲
مال فے کے احکام کا بیان ۔۔۔۔۔ ص ۷۶۹/۵	
کافروں اور منافقوں سے جہاد کا فرق ۔۔۔۔	ص ۷۹۰/۲

ح مشتمل بر ۴ ذیلی عنوانات

۱۔ حقوق العباد

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
حقوق والدین کا بیان ص ۵/۲ ص ۱۸/۳ ص ۲۰۳/۲-۱	
اطاعت والدین کا ثمرہ ۔۔۔۔۔۔۔	ص ۱۶/۱
والدین کا نافرمان جنت میں نہیں جائے گا ۔۔	ص ۵۱/۳
اقربا، یتامیٰ مساکین کے حقوق کا بیان ص ۱۸/۳ ص ۴۰/۱ ص ۵۰/۲ ص ۵۱/۳-۴-۵ ص ۱۲۰/۳ ص ۱۴۱/۱-۲-۴	
وہ گناہ جو حقوق العباد سے متعلق ہیں	ص ۲۳۳/۳
ادائے امانت کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔ ص ۸۵/۱	
مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو اچھا مشورہ دے	ص ۱۰۲/۲
اولاد کا حق والدین پر ۔۔۔ ص ۱۰۹/۱ ص ۲۰۳/۴	
حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی قابل مواخذہ	

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
جرم ہے ۔۔۔۔۔۔۔ ص ۱۱۰/۳ ص ۱۲۰/۲	
شوہر کا حق بیوی پر اور بیوی کا شوہر پر ص ۱۲۰/۱	ص ۱۴۱/۴-۲
مختلف حقداروں کے حقوق کی تفصیل ۔۔۔۔	ص ۱۲۰/۳
حق بحقدار رسید اور ایک واقعہ ۔۔ ص ۱۲۵/۱	
مہمان کا حق ۔۔۔۔۔۔۔ ص ۲۰/۱ ص ۴۳۴/۵	
والدین و اقارب کا حق اللہ کے حق کے ماتحت ہے ۔۔۔۔۔۔۔ ص ۱۴۷/۴	
حقوق والدین کے ضمن میں ماں کو ترجیح حاصل ہے ۔۔۔۔۔ ص ۲۱۲/۱ ص ۴۰۹/۲	
ذمی کا حق ۔۔۔۔۔۔۔۔۔	ص ۲۱۲/۱
غلام کا حق مالک پر ۔۔۔۔۔۔ ص ۳۸۹/۵	
اللہ کا حق بندوں کے حق پر مقدم ہے ص ۲۰۵/۱	ص ۵۸۴/۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر	مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
۲۔ حدود و تعزیرات		مختلف محرمات کی تفصیل ۔۔۔۔ ص ۱۴۲/۲	
زنا کی حد کا بیان ۔۔۔۔	ص ۱۱۴/۴	حلت و حرمت اشیاء کے سلسلہ میں مشرکین عرب کا ایک مضحکہ خیز استدلال اور قرآن کا ان کو جواب	ص ۲۰۲/۱
ابتداء اسلام میں زنا کی حد ۔۔۔۔	〃	حرام ذبیحہ کا بیان ۔۔۔۔ ص ۲۰۴/۳ ص ۲۱۰/۳ ص ۳۹۷/۲	
اغلام بازی کی حد کا بیان ۔۔۔۔	ص ۱۱۴/۳	مچھلی۔ ٹڈی۔ گوہ۔ تلی۔ گردہ۔ کلیجی سب حلال ہیں ۔۔۔۔ ص ۲۳۷/۱	
غلام اور لونڈی کے زنا کی حد ۔۔۔۔	ص ۱۱۴/۳	گھوڑا حلال ہے اور گدھا حرام ہے ۔۔۔۔	ص ۴۴۰/۳، ص ۴۷۹/۵
تارک نماز کی حد کا بیان ۔۔۔۔	ص ۱۳۳/۱	عصر حاضر کی شرکیہ رسومات کے حرام ہونے کا بیان ۔۔۔۔ ص ۳۹۷/۲	
قتل و قصاص قتل کے احکام ص ۴۰/۱ ص ۴۱/۲ ص ۱۳۳/۲-۱ ص ۱۶۴/۱		اشیاء کو حرام و حلال کرنے کا اختیار اللہ تعالیٰ کو ہے اکل حلال کی فضیلت اور اکل حرام کی مذمت ۔۔۔۔ ص ۳۸/۹ ص ۳۹/۲ ص ۴۲/۳	
مرتد کی حد کا بیان ۔۔۔۔ ص ۱۶۰/۳		اکل حرام کب روا ہے ۔۔۔۔	ص ۳۹/۳
چوری کی حد کا بیان ۔۔۔۔	ص ۱۶۲/۱	**۴۔ حسنِ معاشرت و حسنِ اخلاق**	
اسلامی حدود کے تحت چار قسم کے لوگ قتل کئے جانے کے مستحق ہیں ۔۔۔۔ ص ۲۱۲/۱		عورتوں سے حسنِ معاشرت ۔۔۔۔	ص ۱۱۵/۱
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پر زبان دراز کرنیوالے کی حد ۔۔۔۔ ص ۲۶۸/۲		افضل مومن وہ ہے جس کا خلق اچھا ہو ۔۔۔۔ ص ۱۲۹/۱	
حد زنا اور نکاح زانیہ کے متعلق تفصیلی احکامات ۔۔۔۔	ص ۴۹۵/۲-۳	اخلاق حسنہ کی فضیلت اور اخلاق سیئہ کی مذمت و ممانعت ۔۔۔۔ ص ۵۱۶/۱	ص ۵۸۳/۲
اسلامی حدود کے نافذ کرنیکی خیر و برکت، افادیت و اہمیت ۔۔۔۔	ص ۴۹۵/۲		
جادوگری کی حد کا بیان ۔۔۔۔ ص ۵۲۱/۱			
جھوٹے مدعی نبوت کی حد کا بیان ۔۔۔۔	ص ۶۶۲/۵		
۳۔ حلال و حرام اشیاء کا بیان			
حرمت شراب و جوا کا بیان ص ۵/۳ ص ۱۴۳/۲ ۔۔۔۔			
استھان کے ذبیحہ اور بالنسوں کی حرمت کا بیان ۔۔۔۔	ص ۱۴۴/۲		

خ مشتمل بر ایک ذیلی عنوان

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر	مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
خواب و تعبیر خواب		عزیز مصر کا خواب اور اس کی تعبیر ۔۔۔۔ ص ۳۴۱/۳	ص ۲۴۲/۲
اچھے اور برے خوابوں کی حقیقت اور اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ۔۔۔۔	ص ۳۳۵/۲	فرعون کا خواب اور اس کی تعبیر ۔۔۔۔ ص ۵۴۴/۱ ص ۱۱/۴	
حضرت یوسف علیہ السلام کے جیل کے ساتھیوں کا خواب اور اس کی تعبیر ۔۔۔۔ ص ۳۴۱/۱		نمرود کا خواب اور اسکی تعبیر ۔۔۔۔	ص ۶۳۴/۱
		حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب اور اسکی تعبیر ص ۶۳۴/۳	
		حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خواب اور اس کی تعبیر ۔۔۔۔ ص ۴۱۹/۲ ص ۴۲۴/۲	

د۔ مشتمل بر ۲ ذیلی عنوانات

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر	مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
۱۔ دعا اور دوا		قرآن تمام امراض روحانی و جسمانی کے لیے شفا ہے ۔۔۔۔ ص ۳۰۶/۱	ص ۴۱۱/۲
شہد ہر بیماری کیلئے شفا ہے ۔۔۔۔ ص ۳۰۶/۱	ص ۳۸۹/۲	دانت کے درد کی دوا ۔۔۔۔ ص ۷۹۳/۵	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صفحہ و فائدہ نمبر	مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر	مضمون
ص ۲۹۷/۳	نظر بد کا علاج	ص ۱۵۴/۱	گواہی میں عدل اور راستی کو پیش نظر رکھنے کا حکم
ص ۸۹/۱	بے خوابی کا علاج (نیند آنے کا وظیفہ)	ص ۴۹۶/۲	لعان کے مسئلہ میں گواہی کا طریقہ
ص ۸۴۵/۴	جادو کا علاج	ص ۲۶۹/۲، ص ۲۲۶/۲	کن لوگوں کی گواہی مقبول نہیں
	۲۔ دَین (قرض) اور شہادت (گواہی) کے احکام		

ذ مشتمل بر ایک ذیلی عنوان

صفحہ و فائدہ نمبر	مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر	مضمون
	ذکر و فکر، تسبیح و تحمید، توبہ و استغفار	ص ۳۵۸/۴	اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے
ص ۱۱۴/۴، ص ۸۸/۳، ص ۶۸۵/۲، ص ۱۳۸/۱	توبہ کی فضیلت و احکام متعلقہ	ص ۳۹۶/۲	توبہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں
ص ۱۶۰/۱	توبہ کی قبولیت کی شرط کیا ہے	ص ۴۲۳/۳	متکبر شخص کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی
ص ۱۴۱/۲، ص ۲۵۰/۱۲	استغفار کا حکم و فضیلت	ص ۴۵۷/۴	تسبیح و تحمید فرشتوں کی غذا ہیں
ص ۱۴۳/۱، ص ۶۳۹/۹، ص ۴۲۸/۱، ص ۲۸۴/۱	خوف الٰہی سے رونے کی فضیلت	ص ۳۵/۲، ص ۳۹/۲	ذکر الٰہی کی فضیلت و اہمیت
ص ۲۹۱/۲	تسبیح و تحمید کی فضیلت	ص ۸۰۳/۴-۴	استغفار کے فوائد
		ص ۸۹۰/۱	توبہ نصوح کسے کہتے ہیں
		ص ۸۲/۳	خدا کی یاد کیا ہے؟
		ص ۶۵۴/۴-۳، ص ۲۵۵/۳	کوئی گناہ ایسا نہیں جس کی توبہ نہ ہو

ز مشتمل بر ایک ذیلی عنوان

صفحہ و فائدہ نمبر	مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر	مضمون
	زوالِ دنیا و قیامت کا بیان	ص ۱۸۵/۴	قیامت میں مشرکین سے اللہ تعالیٰ کا سوال
ص ۳۲/۴-۵	قیامت کے روز ہر شخص اپنے اعمال کا خود جواب دہ ہوگا	ص ۱۹۶/۲، ص ۱۸۷/۱	قیامت کے معاملات
ص ۶۳/۲	وقوع قیامت پر ایک واقعہ سے استدلال	ص ۲۰۷/۱	روز قیامت کافر انس و جن کو اللہ کی طرف سے سرزنش و سوال
ص ۶۶/۳	روز قیامت پوری پوری جزا و سزا ملے گی	ص ۲۱۴	قیامت کی تین بڑی علامتیں
ص ۷۷/۴	روز قیامت مجرمین کی آرزو و حسرت	ص ۲۱۶/۴	روز قیامت ہر نبی اور امت سے ایک دوسرے کے متعلق سوال کیا جائے گا
ص ۳۰۵/۵	قیامت کے دن ہر خائن اپنی خیانت کو آشکارا کر دے گا	ص ۲۱۷/۱، ص ۴۶۹/۱	روز قیامت تین مواقع پر کسی کو کسی کی فکر نہیں ہوگی
ص ۱۰۲/۳، ص ۱۲۱/۴۴۲، ص ۴۶۵/۶	قیامت کے دن کی سختی اور ہولناکی	ص ۲۱۶/۴	روز قیامت میزان قائم کی جائے گی
ص ۱۰۲/۳-۲	قیامت کے دن انبیاء کی اپنی امتوں پر گواہی	ص ۲۲۴/۳	روز قیامت مشرکین سے اللہ کا سلوک
ص ۱۳۶/۱، ص ۲۰۱/۳، ص ۲۴۴/۲، ص ۳۰۱/۲	قیامت کے دن مومنوں کو اللہ کا دیدار نصیب ہوگا	ص ۲۴۰/۱	قیامت کے روز سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے مگر موسیٰ علیہ السلام
ص ۱۴۸/۳	روز قیامت بندہ سے اللہ کے سوالات	ص ۲۹۶/۲	روز قیامت اذن خداوندی کے بغیر کوئی شفاعت نہ کرا سکے گا
ص ۱۲۹/۱	حشر کی ہولناکی کا ذکر		

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
قرب قیامت کی پندرہ نشانیاں	ص ۲۸۷/۳
قیامت کا منکر مسلمان نہیں	ص ۳۰۵/۴
روز قیامت اولیاء اللہ کے لئے اعزاز واکرام	ص ۳۰۷/۱
روز قیامت اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھنے والوں کے لئے اعزاز واکرام	״
روز قیامت عرش کے سایہ تلے جگہ پانے والے سات شخصوں میں سے ایک کا بیان	ص ۳۳۹/۵
روز قیامت شیطان کا اپنے پیروؤں سے خطاب	ص ۳۶۶/۱
روز قیامت سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا	ص ۳۶۷/۴
قیامت کی ہولناکی اور مجرمین کی حالت	ص ۳۶۹/۲
روز قیامت جب زمین وآسمان تبدیل کئے جائیں گے تو لوگ کہاں ہوں گے	ص ۳۷۰/۳
قیامت کے روز مشرکین پر اللہ کا طنز	ص ۳۸۲/۳
قیامت کے روز کوئی کسی کے کام نہ آوے گا	ص ۳۹۶/۳
قیامت کے روز تمام اختلافات وتنازعات کا فیصلہ ہوگا	ص ۳۹۸/۳
قیامت کے روز تمام اعضائے انسانی کے مصرف کے بارے میں سوال ہوگا	ص ۴۰۲/۵
قیامت میں قبروں سے اٹھتے ہوئے کفار ومؤمن کیا کہیں گے	ص ۴۰۶/۴
قرب قیامت سرخ ہوا چلے گی	ص ۴۱۱/۵
قیامت کے روز کافروں کو سر کے بل چلایا جائیگا	ص ۴۱۳/۱، ص ۵۱۲/۴
قیامت کے روز منکر قیامت سے اللہ تعالیٰ کا طنزیہ سوال	ص ۴۱۳/۲
قیامت میں اللہ کے روبرو پیشی کی تعداد	ص ۴۲۳/۲
قیامت کے روز موٹوں اور سیٹھوں کی قدر وقیمت	ص ۴۳۰/۷
قیامت کا ایک نام یوم الحسرۃ بھی ہے	ص ۴۳۵/۳
روز قیامت مؤمنین کو سواری کے لئے اونٹنیاں فراہم کی جائیں گی	ص ۴۴۱/۱
صور کی حقیقت وماہیت	ص ۴۵۱/۲
قرب قیامت ملک شام میں پناہ گزیں ہونے کی ہدایت	ص ۴۶۳/۲
قرب قیامت یاجوج وماجوج کا خروج	ص ۴۶۶/۲
قیامت کے روز لوگ کس حال میں اللہ کے روبرو جمع ہونگے	ص ۴۶۷/۷
شفاعت کے سلسلہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امتیازی حیثیت وفضیلت کا بیان	ص ۴۶۷/۸

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور قرب قیامت کا باہمی تعلق	ص ۴۵۵/۱
قیامت کے روز اعمال تولے جائیں گے	ص ۴۶۱/۱
قیامت کس قدر قریب ہے	ص ۴۹۳/۴
قیامت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رشتہ داری کام دیگی مگر ایک شرط کے ساتھ	ص ۴۹۳/۲
روز قیامت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کے بارے میں شکایت	ص ۵۱۲/۱
روز قیامت کافر پیاسے اٹھیں گے	ص ۵۰۳/۱
قیامت میں قلاش ہو کر پیش ہونے والے ایک شخص کا بیان	ص ۵۱۱/۲
رات دن کے نظام سے وقوع قیامت پر استدلال	ص ۵۱۵/۲
قیامت میں کسی قسم کا حسب نسب کام نہیں آئے گا	ص ۵۳۱/۲
برسات کے برسنے سے وقوع قیامت پر استدلال	ص ۵۳۵/۳
قیامت کے بارے میں تین قسم کے عقائد رکھنے والے لوگوں کا بیان	ص ۵۴۰/۱
قیامت کی چند بڑی بڑی نشانیاں	ص ۵۴۲/۱
قیامت کے تین نفخے	ص ۵۴۲/۲، ص ۶۲۶/۱
روز قیامت دو اہم سوال	ص ۵۸۱/۳
قیامت کی وہ پانچ نشانیاں جو گذر چکیں	״
قیامت کو مردے کس طرح اٹھیں گے	ص ۶۱۴/۳
قیامت میں ہر شخص اپنے گناہوں کا بوجھ خود اٹھائے گا	ص ۶۱۶
لوگوں کے پل صراط سے گذرنے کی مختلف کیفیتیں	ص ۶۱۸/۲
قیامت کا آنا یقینی ہے	ص ۶۲۱/۱
قیامت کے دن ہاتھ پاؤں بولیں گے	ص ۶۲۶/۱
بعث بعد الموت پر ایک عقلی دلیل کا بیان	ص ۶۲۸/۲
منکر بعد الموت سے اللہ کا ایک سوال	ص ۶۲۸/۱
قیامت میں رونے سے محفوظ رہنے والی آنکھیں	ص ۶۴۹/۶
قیامت میں دو قسم کے لوگ ہوں گے ایک روشن رو اور ایک سیاہ رو	ص ۶۵۵/۳
روز قیامت اللہ تعالیٰ زمین وآسمان کو اپنے ہاتھ پہ لپیٹ لیگا	ص ۶۵۶/۴
قیامت کے چار نفخے	ص ۶۵۶/۵
قیامت میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے ہوش میں آئیں گے	״
قیامت کے نفخوں کا درمیانی وقفہ کتنا ہوگا	ص ۶۵۶/۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
قیامت میں میدان محشر اللہ کے نور سے جگمگا اٹھیگا	ص ۶۵۶/۶
مرنے کے بعد انسان کی تخلیق نو کس بنیاد پر کی جائے گی	ص ۶۵۶/۷
ان لوگوں کا بیان جو قیامت کے نفخے سے بے ہوش نہیں ہوں گے ------ ص ۶۵۶/۵	
روز قیامت خدا کی للکار ------	ص ۶۶۰/۳
قیامت کی دہشت کا بیان ص ۶۶۰/۴	
روز قیامت انبیاء کی صداقت پر فرشتوں کی گواہی ------	ص ۶۶۶/۲
قیامت کیوں قائم ہوگی ------	〃
قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اور بندہ کی تکرار ------	ص ۶۶۷/۴
انسانی زندگی کے تین مراحل اور ان سے بعث بعد الموت پر دلیل ------	ص ۶۶۸/۳
وقوع قیامت کا صحیح علم کس کو ہے ------ ص ۶۷۹/۱	
قیامت کے لئے تیاری کرنے کی ترغیب ص ۶۸۳/۴ ص ۶۸۳/۱	
حشر ونشر کی کیفیت کا بیان ------	ص ۶۷۵/۱
قیامت کی دس نشانیوں کا بیان ------ ص ۶۹۹/۲	
قیامت کی سب سے بڑی نشانی کیا ہے ------	ص ۷۱۴/۲
بعث بعد الموت کے برحق ہونے پر چند شواہد ودلائل ------ ص ۷۲۹/۲ ص ۷۴۳/۶ ص ۷۵۴/۷-۸-۱۰	
محشر کی حاضری کا بیان ------	ص ۷۳۱/۲
قیامت کی دہشت سے کون لوگ محفوظ رہیں گے ------	ص ۷۴۵/۱

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
قیامت میں موحدین کی علامت کیا ہوگی اور مشرکین کی علامت کیا ہوگی ------	ص ۷۵۵/۲
قیامت میں مومنوں کو پل صراط پر سے گذرنے کے لئے بقدر اعمال نور ملے گا ------ ص ۷۵۸/۵ ص ۷۵۹/۱-۲	
قیامت کے مختلف ناموں کا بیان ص ۷۸۴/۵ ص ۷۹۶/۵ ص ۸۲۲/۴ ص ۸۴۱/۴	
قیامت میں داروغہائے دوزخ کا دوزخیوں سے سوال وجواب ------	ص ۷۸۴/۵
قیامت میں کافر سر کے بل چلیں گے ------ ص ۷۹۳/۴	
قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی کھولے گا	ص ۷۹۶/۵
قیامت کی تین پیشیاں ------ ص ۸۹/۵	
قیامت میں غرباء کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا	ص ۸۰۱/۳
حشر جسمانی ہوگا یا روحانی ------ ص ۸۱۲/۲	
وقوع قیامت اور عجائبات الٰہی کا بیان	ص ۸۱۹/۳-۴
قیامت کی ہولناکی کا بیان ------ ص ۸۲۲/۲ ص ۸۲۴/۳-۴	
قیامت میں کوئی کسی کا ساتھ نہ دے گا ------	ص ۸۲۴/۲
قرب قیامت غار عدن سے آگ نکلے گی ------ ص ۸۲۵/۶	
قیامت کی طوالت کا بیان ------	ص ۸۲۷/۱
ان تین کاموں کا بیان جنکے کرنے سے روز قیامت حساب کتاب میں آسانی ہوگی ------ ص ۸۲۵/۱	
قیامت کا کچھ اور بیان ص ۸۳۴/۲ ص ۸۳۵/۱ ص ۸۴۴/۶	

س مشتمل بر ۲ ذیلی عنوانات

۱۔ سحر و نجوم

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
نجومیوں کی معلومات کا ذریعہ کیا ہے ص ۳۷۲/۳ ص ۶۰۰/۱	
ستاروں کے بارے میں منجمین کے ایک باطل عقیدہ کا رد	ص ۳۸۱/۲
کاہن (نجومی) کافر ہے ------ ص ۵۲۱/۱	
علم نجوم اور نجومی کی مذمت وممانعت ------	ص ۶۲۹/۳
نجومیوں کے پاس جانے والوں کے لئے وعید	ص ۶۰۸
جادو سیکھنا اور کرنا دونوں کفر ہے ۲۳۰	ص ۸۴۵/۴

۲۔ سیاسیات

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
اسلامی سیاست کے چار بنیادی اصول ------	ص ۴۷۶/۲
شوریٰ فی الامر کا حکم ------ ص ۶۷۸/۶	
امور مملکت میں عورتوں کا عمل دخل اسلام کو پسند نہیں ------ 〃	

ش مشتمل بر ۲ ذیلی عنوانات

۱۔ شرک وکفر وبدعات کا بیان

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
شرک کی تعریف ومفہوم ------ ص ۶/۲ ص ۲۰۵/۱	
کفر کی اقسام ص ۲/۴	
اہل کفر چشم بینا، گوش نیوہوش اور قلب سلیم سے محروم ہیں ------	ص ۴/۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
کفر سے بڑھ کر کوئی فساد نہیں	ص ۲/۲
بدعتی سخت ترین عذاب میں مبتلا ہوگا ص ۱۴/۲	
ترک عمل بھی کفر ہے	ص ۱۹/۱
جادو سیکھنا کفر ہے ص ۲۳/۳	
بدعت کی تعریف ص ۲۵/۴	ص ۴۳/۴
مشرک کا عیش وعشرت عارضی ہے ص ۲۸/۳	ص ۱۰۹/۱
شہداء اور اولیاء سے مدد مانگنا شرک ہے	ص ۳۶۱/۱
شرک دخول وخلود جہنم کو واجب کر دیتا ہے ص ۳۸/۱	ص ۸۸/۴
تقلید شخصی شرک ہے ص ۳۸/۱ ص ۳۵/۳ ص ۸۳/۲ ص ۸۵/۱	
مشرک شرک سے باز آجائے تو اس کی توبہ مقبول ہے	ص ۴۴/۳
شرک ظلم ہے اور مشرک ظالم ہے ص ۳۶۹/۴ ص ۴۴/۴	
کافر کا مطمح نظر صرف دنیا ہی ہوتی ہے	ص ۴۷/۳
مشرک کی تمام نیکیاں اکارت ہیں ص ۵۱/۱	
مشرک کے ساتھ نکاح جائز نہیں	ص ۵۲/۱
مشرک شیطان کا دوست ہوتا ہے ص ۶۲/۲	
مشرکین اہل کتاب ومشرکین عصر حاضر کا ایک مشترکہ زعم باطل	ص ۶۶/۱
کافروں سے ترک موالات کرنا چاہئے ص ۷۷/۲	
اللہ کے سوا کسی اور کو بھی نافع وضار سمجھنا شرک ہے ص ۱۰۱/۲ ص ۱۷۱/۴	ص ۱۰۱/۱
ایمان ببعض الرسل کفر ہے ص ۱۰۶/۱	ص ۱۴۵/۳
کافر کے لئے خلود فی النار ہے ص ۱۰۹/۱	
شرک کی مذمت اور اس پر وعید شدید ص ۱۲۳/۴	ص ۱۳۹/۵-۴
مشرک کی ایک بے بنیاد خوش فہمی ص ۱۲۳/۳	
غیر اللہ کی عبادت درحقیقت شیطان کی عبادت ہے ص ۱۲۳/۴ ص ۱۲۸/۴ ص ۱۳۹/۳ ص ۲۹۲/۳ ص ۴۶۷/۱	ص ۶۱۰/۴
اللہ کے حکم کے مقابلہ میں کسی اور کے حکم کے آگے سر اطاعت خم کرنا شرک ہے	ص ۱۳۹/۲
مشرکین کی جہالت وحماقت کا بیان ص ۱۳۹/۳	
گاہے ایمان گاہے کفر کا مظاہرہ کرنے والا مؤمن نہیں کافر ہے ص ۱۴۳/۲	
وحی الٰہی کا انکار کفر ہے	ص ۱۴۹/۲
فرض کا ترک اور سنت کا انکار کفر ہے ص ۱۵۵/۲	
کفر ظلمت وتاریکی ہے	ص ۱۵۷/۱
گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی ص ۱۵۷/۲	
شرک ناقابل معافی جرم ہے	ص ۱۷۰/۲
مشرک سب سے بڑا ظالم ہے ص ۱۸۵/۳	
مشرک کی دورنگی ودورخی کا بیان	ص ۱۹۳/۱
شرک ظلم عظیم ہے ص ۱۹۶/۳	

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
شرک کی شامت دیگر اعمال صالحہ کو بھی لے ڈوبتی ہے	ص ۱۹۷/۲
کافر کی مثال قرآن کے الفاظ میں ص ۲۰۵/۲	
صنم پرستی کی حقیقت	ص ۲۰۶/۳
کافر خواہ کسی قوم کے ہوں ایک ہی ملت ہیں ص ۲۰۶/۴	
مشرکین مکہ کے اوہام وخرافات	ص ۲۰۸/۱
مشرکین مکہ کی رسومات جاہلیہ ص ۹/۴ ص ۲۰۹/۲ ص ۲۱۰/۱	ص ۲۱۲/۴
عصر حاضر کے مشرکین کی رسومات فاسدہ ص ۲۰۹/۱	
بحیرہ، سائبہ، وصیلہ وغیرہ شرکیہ رسومات اور ان کے موجد کا بیان واحوال ص ۲۱۰/۲	
کافر کی مثال مؤمن کے مقابلہ میں	ص ۲۶۷/۱
مشرکین کا خدا کو دنیاوی بادشاہوں سے تشبیہ دینا اور وسیلہ پکڑنا بے وقوفی ہے ص ۳۹۰/۳	
مشرک کی تشبیہ دو قسم کے غلاموں کے ساتھ	ص ۳۹۰/۵-۴
صنم پرستی کی ابتدا کب اور کیوں کر ہوئی ص ۲۲۶/۲	
کافر خدا کے عذاب سے بے خوف اور خدا کی رحمت سے ناامید ہوتا ہے ص ۲۳۳/۱ ص ۳۷۵/۴	
والدین بھی اگر شرک کرانا چاہیں تو ان کی اطاعت نہیں کرنا چاہئے ص ۲۷۰/۳	
مشرک کے لئے مسجد حرام میں داخلہ ممنوع ہے	ص ۲۷۱/۳
مشرک نبی کا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو جہنمی ہے ص ۲۹۲/۱	
نمود ونمائش کے لئے نماز روزہ جہاد صدقہ کرنا شرک ہے ص ۳۱۶/۲	
انبیاء واولیاء کو بااختیار سمجھنا شرک ہے	ص ۳۶۳/۲
غیر اللہ کے نام ذبح کرنے والا مرتد ہے ص ۳۹۷/۲	
نبی کے بشر (خاکی) ہونے کا منکر کافر ہے	ص ۱۹۸/۳
جادۂ شریعت سے ہٹ کر کیا جانے والا ہر عمل بدعت ہے اور ثواب سے خالی ہے	ص ۴۳۰/۵
تصور شیخ اور ربط قلب باشیخ شرک ہے ص ۴۳۱/۲	
مشرک کو کسی کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی	ص ۴۵۱/۷
مشرک کی ذلت وپستی کی مثال ص ۴۷۴/۱	
نزول مسیح وظہور مہدی کا منکر کافر ہے	ص ۴۸۸/۴
مشرک کا انجام ص ۴۹۴/۱	
جادوگری کفر ہے	ص ۵۲۱/۱
کافروں پر جنت حرام ہے خواہ وہ انبیاء کے باپ کیوں نہ ہوں	ص ۵۲۳/۲
خدا کے ساتھ کسی کو برابر کا شریک کرنے کا کیا مقصد ہے	ص ۵۲۵/۵
بدشگونی لینا شرک ہے ص ۵۳۷/۴	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
مشرک کا عقیدہ مکڑی کے جالے جیسا بودا اور کمزور ہوتا ہے	ص ۵۶۶/۲
کافر حصولِ نعمت پر فخر و بطر کرتا ہے اور حصولِ مصیبت پر یاس و قنوط کا اظہار کرتا ہے	ص ۵۶۶/۴
عہدِ حاضر کے مشرک مشرکینِ عرب سے بھی بدتر ہیں	ص ۵۸۵/۲
دین کی باتوں میں شک کرنا کفار کی عادت ہے ص ۶۱۲/۳	
غیر اللہ پرستی کی ممانعت	ص ۶۲۶/۲
ایک خدا کے پجاری اور کئی خداؤں کے پجاری کی مثال	ص ۶۵۰/۲
اہلِ توحید کو منحوس سمجھنا کفار کا شیوہ ہے ص ۶۲۲/۴	
مشرک توحید کے بیان سے کبیدہ خاطر ہوتا ہے	ص ۶۵۳/۲
شرک پر نہ کوئی عقلی دلیل ہے نہ نقلی ص ۷۰۰/۳-۴	
لات و عزیٰ کے پجاری اور اجمیر کے پجاری یکساں مجرم و مشرک ہیں	ص ۷۴۱/۷
خدا کے سوا کسی کو (غیب داں) سمجھنا یا خود غیب دانی کا دعویٰ کرنا کفر ہے ص ۸۰۷/۱	ص ۸۸۵/۷
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی اگر بالفرض شرک کر لیتے تو خسارہ اٹھاتے	ص ۶۵۶/۳
خدا کے ساتھ شرک کرنا خدا کی نمک حرامی ہے	ص ۷۶۷/۵
مشرک کا کوئی عمل عنداللہ مقبول نہیں ص ۷۵۶/۲	

۲۔ شیطان کا وجود حقیقت و ماہیت

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
شیطان کی تخلیق آگ سے ہوئی ہے	ص ۳۴۳/۵
شیطان جسم مخلوق ہے ص ۲۲۰/۱	
شیطان کا اصلی نام کیا تھا	ص ۳۴۳/۳
شیطان کی مدت زندگی کتنی ہے اور اس کی اصلیت کیا ہے ص ۳۴۳/۲ ص ۶۴۳/۸	
خدائی احکامات سننے کے لئے شیطانوں کا آسمانوں پر اجتماع	ص ۳۴۲/۳
جن کو جن کیوں کہتے ہیں اور ان کا اصل وال کا نام کیا ہے ص ۳۴۳/۵	ص ۷۲۹/۱
آدم کو سجدہ نہ کرنے پر شیطان کا ایک مضحکہ خیز طرز استدلال	ص ۳۴۳/۸
خود خدائی کا موجد شیطان ہے ص ۲۴۳/۱	
شیطان کا خدا سے ایک وعدہ اور خدا کا اس پر جواب	ص ۳۴۴/۳
شیطان کے شر سے کون لوگ محفوظ رہیں گے	ص ۳۴۴/۳-۴
بنی آدم کے بہکانے کے شیطانی ہتھکنڈے	ص ۴۰۸/۵-۴
شیطان کا ایک عزم و ارادہ ص ۷۱۷/۲	
جنات کا وجود ایک حقیقت ہے جس کا انکار کفر ہے ص ۷۱۲/۳	ص ۸۰۴/۶

ص مشتمل بر ۱۲ ذیلی عنوانات

۱۔ صفاتِ الٰہی کا بیان

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
خدا کا عرشِ معلی پر جاگزین ہونا اس کی ایک صفت ہے جس کی کیفیت نامعلوم ہے ص ۲/۴ ص ۲۴/۱ ص ۱۸۲/۳ ص ۲۹۵/۴ ص ۳۵۳/۱ ص ۳۵۴/۴ ص ۴۰۵/۳ ص ۴۳۲/۲ ص ۵۸۶/۲	ص ۱۸۷/۱ ص ۱۹۱/۲
رحمت و شفقت بھی اللہ کی ایک صفت ہے ص ۲/۳	
غضب بھی اللہ کی ایک صفت ہے ص ۱۴/۱ ص ۲۰/۴	
غیب دانی بھی اللہ کی مخصوص صفت ہے ص ۹/۱ ص ۱۰۶/۱ ص ۱۹۲/۱ ص ۳۳۴/۱ ص ۳۹۸/۱ ص ۵۴۰/۱ ص ۵۸۵/۴	
صفاتِ الٰہی کو ان کے ظاہر ہی پر محمول کرنا چاہئے ان کی از خود کوئی تاویل یا توجیہ نہ کرنی چاہئے ص ۱۴/۱ ص ۱۶/۲ ص ۲۰/۴ ص ۳۵/۲ ص ۷۲۰/۳	ص ۸/۲
کُن کہنا بھی ایک صفتِ الٰہی ہے	ص ۲۷/۱
معیتِ الٰہی بھی ایک صفتِ خداوندی ہے ص ۴۲/۳	ص ۵۱۸/۴ ص ۵۲۱/۴
محبت بھی خدا کی ایک صفت ہے ص ۴۵/۲	
صفاتِ الٰہی کا انکار کفر اور ان کی کیفیت سے متعلق سوال بدعت ہے ص ۴۵/۲ ص ۶۱/۴ ص ۱۶۸/۱	
عرشِ معلی سے آسمانِ دنیا پر اترنا بھی خدا کی ایک خاص صفت ہے ص ۴۶/۴ ص ۹۵/۱ ص ۲۱۴/۱	
استواء علی العرش کی حقیقت	ص ۵۱۵/۲
خدا کلام کرتا ہے یہ اس کی صفت ہے ص ۱۳۶/۲ ص ۲۴۰/۱	ص ۴۴۲/۶
کبر و بطر خدا کی صفت ہے جس میں وہ لاشریک ہے	ص ۷۹۹/۲
نداء و نجویٰ (سرگوشی) بھی خدا کی ایک صفت ہے	ص ۵۵۱/۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
خدا کا ہاتھ، مٹھی اور انگلیاں بھی ہیں ص ۶۲۸/۴ ص ۶۴۴/۸	ص ۶۵۶/۴
اللہ ہنستا بھی ہے ---- ص ۶۵۶/۵	
آنا اور جانا بھی اللہ کی ایک صفت ہے ----	ص ۸۳۴/۲

۲۔ صبر و شکر، توکل وتحمل کی فضیلت

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
صابر و شاکر کی فضیلت اور صبر کا مفہوم ---- ص ۳۴/۳	ص ۳۰۶/۲
راحت میں شکر اور تکلیف میں صبر ایمان کی نشانی ہے ---- ص ۱۸۹/۴	
حق گوئی کے سلسلہ میں توکل علی اللہ کا حکم ----	ص ۳۰۸/۲
توکل علی اللہ کے اثرات وثمرات ---- ص ۳۲۴/۱	

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
خدا کی مدد و اعانت صبر سے حاصل ہوتی ہے	ص ۳۲۳/۴
صبر فی الشدائد کے اثرات وثمرات ص ۳۳۴/۱ ص ۵۸/۲	
حضرت یوسف علیہ السلام کا صبر و ضبط اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار رشک ----	ص ۳۴۲/۳
اعلیٰ درجہ کے توکل کا بیان ---- ص ۵۶۹/۴	
ایمان کے دو حصے ہیں ایک صبر اور دوسرا شکر ----	ص ۵۸۵/۱
داعیٔ حق کو مخالفین کی ایذارسانیوں پر صبر کرنا چاہیئے ----	ص ۴۱۳/۲
توکل کی دو ناجائز صورتیں ---- ص ۷۷۴/۳	
جدوجہد توکل کے منافی نہیں ہے ----	ص ۷۹۲/۶

ع مشتمل بر ۲ ذیلی عنوانات

۱۔ علم اور اہل علم کا بیان

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
علم تین چیزوں کا نام ہے ----	ص ۳۴/۲
عالم کی فضیلت ومنقبت ص ۳۷/۱ ص ۵۷/۲ ص ۶۴۸/۱	
نصوص کتاب وسنت کے خلاف رائے اور قیاس علم نہیں، جہالت ہے ----	ص ۱۴/۱
کتمان علم کی مذمت اور اس پر وعید ص ۱/۲ ص ۱۷/۱-۲-۳ ص ۸/۱ ص ۳۴/۳ ص ۳۷/۱ ص ۳۹/۴	
بے علم کی مذمت ----	ص ۳۹/۱
علمائے بے عمل کی مذمت اور ان کے لئے وعید شدید ص ۱۱/۲ ص ۴۱۷/۴ ص ۷۷۸/۱	
علماء راسخین فی العلم کا بیان ----	ص ۴۳/۱
علم ہو جانے کے بعد تقلید شخصی پر جمے رہنا ظلم ہے	ص ۳۴/۲
برائیوں کے خلاف لب کشائی نہ کرنے والے علماء کی مذمت ---- ص ۱۶۸/۲	
علم اور علماء کا زوال ----	ص ۲۱۰/۲
علم فروش علماء کی مذمت ----	ص ۲۲۴/۳
بہترین سرمایہ علم دین ہے ---- ص ۲۶۹/۱ ص ۵۸۵/۲	
حصول علم پر قرآن کی ترغیب ----	ص ۲۹۴/۱
میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء جیسے ہیں ----	ص ۳۶۲/۴
علم ایک بڑی نعمت ہے ---- ص ۵۳۲/۴	

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
علم دین کا حصول ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے ---- ص ۵۹۵/۵	
خدا کے علم کے مقابلہ میں لوگوں کے علم کی مثال ----	ص ۵۸۴/۳
علماء ربانیین کی تعریف ---- ص ۶۱۷/۴	ص ۷۷۸/۱
طالب علم کی فضیلت ---- ص ۷۶۶/۱	

۲۔ عدل و انصاف، اصلاح واخلاص کی فضیلت

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
اولاد کے مابین عدل کا حکم ص ۱۱۲/۵ ص ۱۵۴/۱ ص ۱۶۵/۱	
اخلاص سے کیا ہوا عمل اجر عظیم کا موجب ہے ----	ص ۱۲۱/۲
فیصلہ جات میں عدل وانصاف کے تقاضوں کو ملحوظ نظر رکھنے کا حکم ---- ص ۱۲۵/۱ ص ۶۴۱/۱	
حاکم عادل کا مقام اور عدل کی فضیلت ---- ص ۱۲۵/۱	
اصلاح ذات البین روزہ نماز سے افضل عمل ہے ----	ص ۱۳۸/۴
ہمہ گیر عدل وانصاف کی تعلیم وتاکید ---- ص ۱۴۲/۳	
بین الاقوامی عدل کی تعلیم وہدایت ----	ص ۱۵۲/۱
عدل تقوے کے قریب ہے ---- ص ۱۵۲/۱	
تعاون علی البر والتقوای کا حکم ---- ″	
ظالم کو ظلم سے باز رکھنا اسکی امداد واصلاح ہے ---- ″	
گواہی کے موقع پر عدل وراستی کو پیش نظر رکھنے کا حکم ----	ص ۱۵۴/۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
مصلح کو حق گوئی سے ہچکچانا نہیں چاہیے ----	ص ۳۰۸/۲
اصلاح کے تقاضے اور مصلح کے فرائض	ص ۶۴۸/۲
مسلمانوں کی دو جماعتیں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو ----	ص ۴۲۷/۱
ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے گھر والوں کی اصلاح پر توجہ دے ----	ص ۵۱۹/۴

ف مشتمل بر ایک ذیلی عنوان

فضائل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایثار و انفاق فی سبیل اللہ ----	ص ۶۶/۴
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اللہ تعالیٰ نے تین باتوں میں موافقت کی ----	ص ۲۹/۱
مختلف صحابہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان	ص ۴۵/۲
حضرت ابوالدحداح رضی اللہ عنہ کا ایثار ----	ص ۵۸
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایثار و انفاق فی سبیل اللہ	ص ۶۶/۴
حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی فضیلت	ص ۸۱/۴
حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی فضیلت	ص ۵۶۳/۳، ص ۱۰۱/۲
حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت ----	ص ۱۰۲/۲
اسارٰی بدر کے معاملہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی من جانب اللہ تائید ----	ص ۲۶۴/۲
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا بیان ----	〃
ابوبکر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان ----	ص ۲۷۰/۱، ص ۵۹۳/۴، ص ۶۱۴/۲
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بمقابلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فضیلت ----	ص ۲۷۵/۱
حضرت بلال حبیب بن زید عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہم کی جان نثاری کا بیان ----	ص ۳۹۵/۶، ص ۵۲۱/۱
حضرت یاسر عمار سمیہ رضی اللہ عنہم کی جان نثاری کا بیان	ص ۳۹۶/۲
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دو طرفہ فضیلت --	ص ۴۹۳/۳
حضرت نضر بن انس رضی اللہ عنہ کی فضیلت ----	ص ۵۹۳/۴
حضرت زید بن حارثہ اور حضرت زینب کی فضیلت	ص ۵۹۶/۲
حضرت سلمان فارسی و اہل فارس کی فضیلت	ص ۴۱۸/۹، ص ۴۸۰/۲
حضرت خولہ بنت ثعلبہ کی فضیلت ----	ص ۶۲۳/۱
حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی فضیلت ----	ص ۶۸۲/۴
حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت اور خلافت کی پیش گوئی ----	ص ۶۸۹/۱-۳
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت ----	ص ۶۸۹/۲
حضرت ابوبکر حضرت عبداللہ بن عباس حضرت حمزہ و حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے فضائل ----	ص ۸۳۴/۴
حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی فضیلت	ص ۸۲۳/۱
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مزید فضیلت	ص ۸۳۶/۴، ص ۸۳۷/۲
حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی فضیلت ----	ص ۸۴۰/۵

ق مشتمل بر ایک ذیلی عنوان

قوموں کی تاریخ

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
قوم عمالقہ کے احوال و واقعات	ص ۱۵۸/۱
فرزندان آدم ہابیل و قابیل کا واقعہ	ص ۱۵۹/۲، ص ۱۶۰/۱
بندر سور بنا دی جانے والی قوم کے احوال و واقعات	ص ۱۲۷/۴، ص ۲۴۵/۳
ماضی کے چند نافرمان قوموں کے عبرتناک واقعات و احوال	ص ۲۱۶/۳
قوم عاد کے احوال و واقعات	ص ۲۲۷/۱، ص ۲۲۸/۱، ص ۲۲۹/۲، ص ۲۸۱/۱، ص ۳۲۶/۱، ص ۶۷۳/۱-۲-۳
قوم ثمود کے احوال و واقعات	ص ۲۲۸/۲-۳، ص ۲۲۹/۱-۲، ص ۲۸۱/۱، ص ۶۷۳/۲-۳، ص ۶۷۴/۱-۲-۳
قوم لوط کے احوال و واقعات	ص ۲۲۹/۴، ص ۲۳۰/۱، ص ۳۲۸/۴، ص ۳۴۴/۱
اصحاب الایکہ و اصحاب مدین (قوم شعیب) کے احوال و واقعات	ص ۲۳۰/۲، ص ۲۳۱/۱-۳، ص ۲۸۱/۱، ص ۳۲۶/۴، ص ۳۲۹/۲-۳-۴، ص ۳۳۰/۱-۲
قوم فرعون کے احوال و واقعات	ص ۲۲۷/۱، ص ۳۱۱/۱، ص ۴۸۰/۲
قوم موسٰی کے احوال و واقعات	ص ۲۳۸/۱-۲، ص ۲۳۹/۱، ص ۲۴۱، ص ۳۹۸/۳، ص ۳۹۹/۵، ص ۴۰۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
قریش مکہ کے احوال وواقعات	ص ۲۶۶/۴، ص ۳۹۶/۴
قوم ابراہیمؑ کے احوال وواقعات	ص ۲۸۱/۱، ص ۳۴۳/۴
قوم نوحؑ کے احوال وواقعات	ص ۲۸۱/۱، ص ۳۱۹/۱تا۵، ص ۳۲۰/۱تا۵، ص ۳۲۱/۱، ص ۴۸۶/۱، ص ۷۵۲/۱تا۹
قوم یونسؑ کے احوال وواقعات	ص ۳۱۲/۱
قوموں کی بربادی کا عمل کیسے شروع ہوتا ہے	ص ۲۹/۲
اصحاب کہف کے احوال وواقعات	ص ۴۱۶/۹
موسیٰ وخضر علیہما السلام کے واقعہ کی تفصیل	ص ۴۱۷/۱تا۴، ص ۴۱۸/۱-۴، ص ۴۱۹/۳، ص ۳۲۵/۱تا۴، ص ۴۲۶/۱تا۳، ص ۴۲۷/۱تا۷، ص ۴۲۸/۱تا۳، ص ۴۲۴/۱

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
ذوالقرنین اور قوم یاجوج ماجوج کے احوال وواقعات	ص ۴۲۸/۴-۵، ص ۴۲۹/۲تا۴، ص ۴۳۰/۱-۲
قوم سبا کے احوال وواقعات	ص ۵۳۳/۱، ص ۶۰۶/۳-۴
قوم تبع کے احوال وواقعات	ص ۶۵۰/۷
حبیب نجار کی قوم کے احوال واقعات	ص ۶۲۳/۳-۴
مصریوں کا یوسف علیہ السلام کی نبوت کا اقرار وانکار	ص ۶۶۳/۳
اہل مکہ پر قحط کے سات سال	ص ۶۹۹/۳
تین جنگ جو قوموں کا بیان	ص ۷۲۲/۱
جہاد سے بھاگنے والی ایک قوم کا بیان	ص ۵۸/۳

د مشتمل بر ایک ذیلی عنوان

کبیرہ گناہوں کا بیان

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
شرک باللہ اکبر الکبائر ہے	ص ۳۸/۱، ص ۴۴۶/۵
سات بڑے گناہوں کا بیان	ص ۶۴/۲، ص ۴۸۳/۱
جھوٹی گواہی دینا کبیرہ گناہ ہے	ص ۶۹/۲
سود کھانا کبیرہ گناہ ہے اور اسے حلال سمجھنا کفر ہے	ص ۹۶/۱
قطع رحمی اکبر الکبائر ہے	ص ۱۱۰/۴
سات مہلک کبیرہ گناہوں کا بیان	ص ۱۱۲/۴، ص ۱۱۹/۳، ص ۴۹۹/۱
روئے زمین پر سب سے پہلے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کس نے کیا	ص ۱۶۰/۲

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
اولاد کا قتل کبیرہ گناہ ہے	ص ۴۱۲
تین بڑے گناہوں کا بیان	ص ۴۴۹/۱
زنا کبیرہ گناہ ہے	ص ۴۵۰/۱
قتل نفس کبیرہ گناہ ہے	ص ۴۰/۲، ص ۴۴۶/۵
افتراء پردازی وبہتان تراشی کبیرہ گناہ ہے	"
میدان جنگ سے بھاگنا کبیرہ گناہ ہے	"
جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے	"
قرآن یاد کر کے بھلا دینا کبیرہ گناہ ہے	ص ۴۵۳/۵
گانا گانا اور سننا کبیرہ گناہ ہے	ص ۵۱۶/۹
گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر نہیں	ص ۷۲۵/۱

ھ مشتمل بر ۲ ذیلی عنوانات

۱۔ منافقین کا بیان

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
نفاق بھی کفر ہی کی ایک شکل ہے	ص ۴/۲
منافق کی دو خصلتیں	ص ۵/۵، ص ۵/۱
منافق کا کردار مثالوں کی روشنی میں	ص ۶/۱، ص ۸/۳
منافقین سے خدا کا معاملہ	ص ۵/۲
منافقین کفار سے بھی بدتر ہیں	ص ۴/۴
عہد نبوی کے منافقین کی فن فریبیاں	ص ۱۳۲/۲
منافقین کی ایک حماقت کا بیان	ص ۱۳۸/۱

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
نفاق پر موت کفر پر موت ہے	ص ۱۴۲/۱-۲
منافقین کی ایک خاص خصلت کا بیان	ص ۱۴۳/۲، ص ۱۴۴/۳
منافقین کی ذلت کا بیان	ص ۱۴۴/۲-۳
منافقین یہود کا بیان	ص ۱۶۸/۱
منافق کی تین علامتیں	ص ۲۵۶/۵، ص ۲۵۸/۱، ص ۴۳۶/۳
منافق کا ہر عمل بے جان ہوتا ہے	ص ۲۶۶/۴، ص ۲۸۳/۲
منافق کی حالت نفاق پر جمے رہنے کے دو عوامل	ص ۲۸۳/۲
نماز با جماعت سے بلا عذر پیچھے رہنا نفاق کی علامت ہے	ص ۳۶۶/۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
منافق کی ایک خاص صفت	ص ۲۸۳/۳
منافق و مقلد میں ایک گونہ مماثلت ص ۲۸۹/۱	
منافق کی مزید چند خصلتوں کا بیان ص ۵۹۲/۳، ص ۶۰۲/۱، ص ۷۸۱/۲	
گناہ کرتے وقت بندوں سے شرمانا اور خدا سے نہ شرمانا نفاق کی نشانی ہے ص ۶۹۷/۴	
منافق کی مثال قرآن کی اصطلاح میں	ص ۴۸۲/۱
جہاد میں جانے سے گھبرانا نفاق کی علامت ہے ص ۷۱۸/۴	

۲۔ موت کے متعلقات و زیارت قبور

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
کافر کی جاں کنی کی کیفیت کا بیان ص ۱۹۹/۱، ص ۲۲۲/۱، ص ۳۸۲/۴	
موت مقدم یا مؤخر نہیں ہوسکتی ص ۳۲۱/۳	
موت کے بعد تین عمل برقرار رہتے ہیں	ص ۲۹۴/۱
شدید ضرورت کے تحت میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرسکتے ہیں	ص ۳۵۰/۶
دین کے فتنوں سے بچنے کے لئے موت کی تمنا کی جاسکتی ہے	〃
قبر میں سوال و جواب کا بیان ص ۳۶۶/۲	ص ۸۲۱/۱
مؤمن کی جاں کنی کی کیفیت کا بیان	ص ۳۸۳/۱
میت پر سوگ منانے کا اسلامی طریقہ ص ۳۹۴/۱	
میت کو قبر میں اُتارتے وقت کیا پڑھنا چاہئے	ص ۴۲۶/۲
قبر میں عذاب کا بیان ص ۴۵۳/۴	
زیارت قبور کا مسئلہ	ص ۸۴۲/۲
ایصال ثواب کا مسئلہ	〃
ناگہانی موت مؤمن کے لئے باعث تخفیف اور کافر کے لئے باعث حسرت ہے	ص ۶۹۵/۴
مؤمن کی موت پر زمین و آسمان روتے ہیں	ص ۴۰۰/۳
انسان کی حالتِ نزع اور قبر کے سوال و جواب کا بیان	ص ۸۲۱/۱

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
خدا نے موت کیوں رکھی ہے	ص ۷۹۱/۳
مؤمن کے لئے موت تحفہ ہے ص ۹۲۳/۳	

۳۔ معاشیات کا مسئلہ

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
تجارت میں ناپ تول میں کمی پر وعید ص ۳۲۸/۴	ص ۵۲۵/۳، ۳۰۲
معاشی مساوات منشأ الٰہی نہیں ہے	ص ۹۲۳/۱
اصول تجارت ولین دین ص ۶۹/۲	

۴۔ معجزاتِ انبیاء کا بیان

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزۂ معراج واسراء ص ۱۱۲/۴، ص ۲۹۲/۳۰۲، ص ۲۰۵/۴	
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مختلف معجزات کا بیان	ص ۱۵۵/۱
اہلحدیث معجزاتِ انبیاء کے منکر نہیں ص ۸۰	
حضرت عیسٰی علیہ السلام کا معجزہ احیاءِ موتےٰ اور اس کا طریقہ و تفصیل	ص ۱۷۹/۲
حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ایک معجزہ جنتی دسترخوان کا بیان ص ۱۸۰/۴	ص ۱۸۰/۵-۴
حضرت موسٰی علیہ السلام کے معجزات کا بیان ص ۱۳/۴، ص ۲۳۴/۱	
حضرت صالح علیہ السلام کا معجزہ اونٹنی ص ۲۲۵/۲	ص ۴۲۶/۷
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ	صفحہ ۳/۳
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک معجزہ ص ۶۳/۱	
جنگ خندق کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک معجزہ کا ظہور	ص ۵۹۱/۴
حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک معجزہ ص ۶۳۴/۳-۲	
حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ گوہ سے بات چیت	ص ۷۳۴/۴
حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ شق القمر	〃
معجزات انبیاء کی اختیاری شے نہیں، خدا کا عطیہ ہیں	ص ۸۱/۱

ن مشتمل بر ۲ ذیلی عنوانات

۱۔ نکاح و طلاق، رضاعت و حضانت کے مسائل

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
مشرکہ سے نکاح جائز نہیں، ہاں کتابیہ سے جائز ہے ص ۵۲/۱، ص ۵۲/۲، ص ۷۹۶/۱	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
عورت سے صحبت کسی مقصد کیلئے ہونی چاہیئے ص ۴۳/۲	ص ۵۳/۴
نکاح کا معیار دینداری ہونا چاہیئے ص ۵۲/۲	
حالتِ حیض میں مجامعت کر لینے پر کفارہ کیا ہے ----	ص ۵۲/۳
جماع کے وقت کی دُعاء ---- ص ۵۲/۳ ص ۴۸/۴	
وطی فی الدبر حرام ہے ---- 〃	
ایلاء کا بیان ---- ص ۵۳/۲	
طلاق وخلع کے مسائل ص ۵۳/۲ ص ۵۴/۱ ص ۵۵/۱-۲	
حلالہ کا بیان ----	ص ۵۴/۲
نکاح سے متعلق دیگر مسائل ---- ص ۵۵/۲	
رضاعت کا بیان ----	ص ۵۶/۱
حاملہ مطلقہ کی عدت کا بیان ---- ص ۵۶/۲	
متوفی عنہا زوجہا (بیوہ) کی عدت کا بیان 〃	
پیغام نکاح کا طریقہ وتفصیل ----	ص ۵۶/۳
طلاق وادائیگی مہر کی چار صورتیں ---- ص ۵۷/۱	
بیک وقت چار سے زائد عورتوں کو نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہے ----	ص ۱۱۱/۱
مہر منکوحہ کا حق ہے اس کی مرضی کے بغیر کسی کو اس میں تصرف مباح نہیں ----	〃
محرمات عورتوں کا بیان ---- ص ۱۱۶/۱	ص ۱۱۷/۱
ذات محرم سے بدکاری کرنے والے کی سزا 〃	
ادائیگی مہر کی تفصیل وتوضیح ---- ص ۱۱۵/۲	ص ۱۱۷/۲
شرائط ومقاصد نکاح ----	〃
حربیہ عورت سے نکاح کی صورت ---- ص ۱۱۷/۱	
متبنّی (منہ بولا بیٹا) کی منکوحہ مطلقہ سے نکاح جائز ہے ----	〃
متعہ کی حقیقت وحیثیت اور حرمت کا بیان ص ۱۱۷/۱	ص ۸۰۱/۲
نیک بیوی کی فضیلت وقدروقیمت ص ۲۴۳/۲ ص ۲۶۳/۳	ص ۷۱۵/۴
لعان کا بیان ---- ص ۴۹۶/۲	
نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہوتی و دیگر طلاق سے متعلق تفصیلی احکام ----	ص ۵۹۵/۴
مہر کا مسئلہ ---- ص ۵۹۸/۴	
نکاح وطلاق کے معاملہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی حیثیت کا بیان ص ۵۹۹/۲	
حضور صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کی تعداد وتعارف	ص ۵۹۹/۱

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
ازدواجی معاملات میں انصاف نہ کرنے والے کے لئے وعید شدید ---- ص ۵۹۹/۲	
باری کی تقسیم میں بیوہ اور باکرہ کا فرق ---- 〃	
پردہ کا حکم وتاکید ---- ص ۶۰۱/۴	ص ۶۰۲/۲
کسی مسلمان کو ازواج مطہرات سے نکاح حلال نہیں ----	〃
بیوی کے لئے نفقہ کے سلسلہ میں شریعت کا حکم ----	ص ۶۰۸/۴
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیویوں سے ایلاء	ص ۶۰۹/۴
ماں اپنے بچوں کو کتنا عرصہ دودھ پلائیں ---- ص ۶۰۹/۲	
ظہار (غصہ سے بیوی کو ماں یا بہن کہہ دینے) کا مسئلہ ---- ص ۶۶۳/۱	ص ۶۶۴/۱
طلاق دینے کا صحیح اور مسنون طریقہ اور بیک وقت تین طلاق دینے والے کا مسئلہ ----	ص ۶۸۶/۱

۲۔ نذر و منت، حلف و قسم

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
نقض قسم کا کفارہ کیا ہے ----	ص ۱۴۴/۱
جائز قسم اور نذر کو پورا کرنا چاہیئے ---- ص ۲۱۲/۱	
عہد شکنی کرنے والے کا کوئی دین نہیں ہے ----	〃
بندوں کے لئے غیر اللہ کی قسم کھانا ناجائز اور اللہ کے لئے جائز ہے ---- ص ۴۹۹/۴	ص ۳۷۶/۵
عہد کو پورا کرنا ضروری ہے ----	〃
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسمٰعیل علیہ السلام کی وعدہ وفائی کا ایک نادر واقعہ اور وعدہ خلافی کی ایک جائز شکل ----	ص ۴۳۷/۳
بے جا قسم توڑ دینی چاہیئے اور کفارہ دینا چاہیئے اسی طرح غلط نذر بھی ---- ص ۵۳/۱	ص ۸۱۴/۳
حضرت مریم کی والدہ کی نذر کا بیان ---- ص ۴۸/۳	ص ۷۹/۱
عادۃً قسم کھانے والے پر نقض قسم کا کوئی کفارہ نہیں ----	ص ۵۳/۱
کوئی اہم قسم کھانے کا طریقہ ---- ص ۵۴۲/۵	
کسی حلال چیز کو از خود اپنے لئے حرام کر لینا بھی قسم کے حکم میں ہے جیسے توڑ کر کفارہ دینا ضروری ہے ----	ص ۶۸۸/۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر	مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
و مشتمل بر ایک ذیلی عنوان			
وصیت و میراث کے احکام		وصیت و میراث کے سلسلہ میں حدود اللہ کی پاسداری کرنے والے کے لئے اعزاز و اکرام	ص ۱۱۳/۱
وصیت کے معاملہ میں گڑبڑ کرنے والے کے لئے وعید	ص ۱۱۴/۱	ابتداء اسلام میں حق میراث کی حیثیت ص ۱۱۹/۴	
وصیت کے معاملہ میں انصاف پسندی اور حدود شرع کا لحاظ ضروری ہے ص ۴۱/۳-۴ ص ۱۱۱/۳-۴		میراث کے ضمن میں کلالہ کے تفصیلی احکام	ص ۱۵۱/۱
تقسیم میراث کا مفصل بیان ص ۱۱۳/۱ ص ۱۱۴/۱ ص ۴۱/۳-۴	ص ۱۱۱/۳	وصیت کے موقع پر گواہی کا حکم اور اس ضمن میں عہد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک واقعہ	ص ۱۶۸/۲-۳-۴
ک مشتمل بر ایک ذیلی عنوان			
ہجرت و مہاجر کا بیان		افضل ہجرت کونسی ہے	ص ۱۴۸/۱
ہجرت کب فرض ہے	ص ۱۳۵/۱	ہجرت کی دو قسمیں	ص ۲۱۴/۱
ہجرت پر ترغیب اور مہاجر فی سبیل اللہ کیلئے مژدہ	ص ۱۳۵/۲	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مکہ سے مدینہ کو ہجرت کا بیان ص ۲۵/۱	ص ۲۷۵/۱
ہجرت کی غرض و غایت کیا ہونی چاہیے	″	حضرت صہیب رومی کی ہجرت کا سبق آموز واقعہ	ص ۳۸/۲
		مسلمانوں کی حبشہ کو ہجرت کا بیان ص ۵۶۹/۲	
فہرست مضامین متفرقہ برائے قرآن مجید حصہ ا			
تخلیق آدم سے قبل زمین پر کون لوگ آباد تھے	ص ۱/۱	کسی کام کا وعدہ کرنے سے پہلے انشاء اللہ کہہ لینا چاہیے	ص ۱۶/۱
طاعون کی حقیقت کیا ہے	ص ۱۳/۲	اعمال میں از خود سختی مسلط نہیں کرلینی چاہیے	″
نزول عذاب الٰہی کے اسباب کیا ہیں ص ۱۳/۳		قرآن میں ایک اصطلاح کے استعمال کی ممانعت	ص ۲۴/۱
ہر وہ ذریعہ معاش خواہ وہ حلال ہی کیوں نہ ہو دین سے غافل کرنے کی صورت میں ناجائز ہے	ص ۱۴/۱	جمادات و نباتات بھی حس و ادراک رکھتے ہیں	ص ۱۶/۲
تین قسم کے لوگ بدترین قسم کے عذاب میں گرفتار ہوں گے (۱) فوٹوگرافر (۲) بدعتی (۳) قاتل یا مقتول نبی	ص ۱۴/۲	متکبرین کا حشر ص ۲۰/۳ ص ۲۰/۴	
اہل توحید کو برا بھلا کہنا یہودیوں کی خاص نشانی ہے	ص ۱۴/۳	گناہ پر اظہار نفرت نہ کرنے والا بھی برابر کا مجرم ہے	ص ۲۱/۱
تقلید کی مذمت و ممانعت ص ۱۵/۱ ص ۲۰/۳ ص ۳۴/۲ ص ۳۴/۳	ص ۳۸/۳	نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہود کے چند سوالات اور آپ کے جوابات	ص ۲۲/۲
		خلاف شرع اکثریت قابل تحسین نہیں ہے ص ۲۲/۳	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
ہاروت ماروت کون تھے ----------	ص ۲۳/۳
مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ ------ ص ۲۴/۱	
بلاضرورت سوال کرنے کی ممانعت --------	ص ۲۴/۴
بعثت نبوی اور نزول قرآن سے متعلق یہود کے سوالات اور قرآن کے جوابات ----------	
یہود و نصاریٰ کی باہم الزام تراشی اور قرآن کا انکو جواب	ص ۲۶/۱
یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب کا ایک غلو اور قرآن کا اس پر ردو نکیر ----------	ص ۲۶/۱
نبی کو بالخصوص اور امت کو بالعموم یہود و نصاریٰ کی پیروی کی ممانعت ----------	ص ۲۷/۴
بعض اہل کتاب کی قرآن میں تعریف ------	
تحویل قبلہ کی حکمت و مصلحت ص ۳۳/۲ ص ۳۴/۱	ص ۳۵/۱
نماز میں آسمان کی جانب دیکھنا منع ہے --- //	
فرط غم سے بے اختیار آب دیدہ ہو جانا صبر کے منافی نہیں ہے -------- ص ۳۶/۱	
اسم اعظم کا بیان ص ۳۷/۴ ص ۶۱/۳ ص ۴۲/۳ ص ۴۷/۴	
ازخود شریعت سازی کی ممانعت و مذمت ----	ص ۳۸/۲
تکبیرات عیدین کا بیان -------- ص ۴۲/۲	
ان لوگوں کا بیان جن سے خدا روز قیامت بات نہیں کریگا	ص ۳۹/۴
تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی ------ ص ۴۲/۳	
بھوک ہڑتال کرنا منع ہے ----------	ص ۳۵/۲
ایک صحابی کا سبق آموز واقعہ ------ ص ۴۷/۳	
چاند کے طلوع اور غروب ہونے کی حکمت ----	ص ۴۳/۴
چار آدمیوں پر جنت حرام ہے -------- ص ۵۱/۴	
قیام تعظیمی منع ہے ----------	ص ۵۷/۲
جالوت و طالوت کا واقعہ -------- ص ۵۹/۱،۲،۳،۴ ص ۶۰/۱،۲،۳	
تابوت سکینہ کی حقیقت و حکمت ----------	ص ۵۹/۴
ایک صحابیؓ کے ایثار کا واقعہ -------- ص ۵۸/۴	
شفاعت کی حقیقت و اقسام ----------	ص ۶۱/۳
طاغوت کسے کہتے ہیں ---------- ص ۶۲/۱	
دین میں جبر و اکراہ نہیں ہے -------- //	
بیمار کی بیمار پرسی کا اجر و ثواب --------	ص ۶۴/۲
ان سات آدمیوں کا بیان جنھیں روز قیامت خدا کے عرش تلے جگہ ملے گی ----------	
سود کی خرابیاں -------- ص ۶۸/۲،۳ ص ۶۹/۱،۲	ص ۶۶/۴
قرض دار کو مہلت دینے کا ثواب --------	
آدم بھول گئے سو ان کی اولاد بھی بھول گئی ص ۶۹/۲	ص ۶۸/۴

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
ایک قرآنی آیت اور حدیث نبوی کی میں باہم تطبیق و توفیق کا بیان ----------	ص ۶۹/۲
مرفوع القلم لوگوں کا بیان ----------	ص ۷۰/۱
غلط عقیدہ کی اصلاح ----------	ص ۷۲/۴
اَدائے امانت کا ایک نادر واقعہ -------- ص ۷۵/۴	
علماء یہود کی چالبازیاں و حیل سازیاں اور موجودہ دور کے علماء سو کا کردار - ص ۸۴/۴ ص ۸۵/۱ ص ۸۶/۲	
توبہ قبول ہونے کا طریقہ ----------	ص ۹۷/۱
دین میں ثابت قدمی فلاح دارین کا باعث ہے ----	ص ۹۸/۴
مومنوں پر خدا کے عتاب میں بھی لطف و کرم کا پہلو مضمر ہوتا ہے ----------	ص ۱۰۰/۵
اخلاق نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ------ ص ۱۰۲/۲	
خدا پر توکل کرنے والا بے حساب جنت میں جائیگا //	
مشاورت اور عزم بالجزم کے بعد کام چاہئے اور نتیجہ خدا کے سپرد کر ------ //	
جنگ احد میں مسلمانوں کی شکست کے اسباب حکمت و مصلحت ------ ص ۱۰۳/۳ ص ۱۰۴/۱	
نماز میں غلطی کی اصلاح کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی -	ص ۱۰۵/۴
نماز جنازہ غائبانہ کا ثبوت --------	ص ۱۱۰/۱
یتیم کی پرورش کا طریقہ ------ ص ۱۱۰/۱ ص ۱۱۱/۳	
یتیم کا مال ناحق کھانے والے کا انجام ---- ص ۱۱۲/۴	
اعمال صالحہ میں ریاکاری کرنے والا ثواب کا مستحق نہیں ہے	ص ۱۲۱/۱
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک شخص کو خاص نصیحت --	ص ۱۲۴/۴
بخل مہلک نفسیاتی مرض ہے ----------	//
دنیا پر ریجھنے والے کی مثال ----------	ص ۱۲۹/۲
مال مسروقہ کے واپس مل جانے کا وظیفہ ص ۱۳۵/۱	
آسمانی کتب کی کل تعداد ----------	ص ۱۴۸/۱
اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں پر ایک خاص احسان ---	ص ۱۵۱/۱
اشہر الحرم کا بیان ----------	ص ۱۵۲/۱
حلال جانور کو ذبح کر دینا اس کے پیٹ کے بچہ کا ذبح ہوتا ہے -------- ص ۱۵۱/۳	ص ۲۰۹/۲
حسد کرنے والا مردود ہے -------- ص ۱۵۹/۱	
پانچ بری خصلتوں کا بیان ----------	ص ۱۶۵/۱
سات کاموں سے پہلے سات کام کرنے کی تلقین و تاکید -	//
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سات مفید نصیحتیں ---	ص ۱۶۶/۴
خدا کی حلال کردہ اشیاء کو حرام کرنے کی ممانعت و مذمت کا بیان ----------	ص ۱۷۳/۱

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
اذان اور مؤذن کی فضیلت ----------	ص ۱۶۷/۲
کسب حرام قابل رشک نہیں ہے ------ ص ۱۷۷/۱	
تکذیب حق و منکرین و معارضین انبیاء کا انجام ----	ص ۱۸۳/۲-۱
دنیا کی حقیقت ---------- ص ۱۸۶/۲	
ابو جہل اور دیگر سرداران کفار قریش کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ اور اقرار نبوت ----	ص ۱۸۶/۳
اصلاح عقیدہ ------------ ص ۱۸۸/۱	
قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کس کے لئے نفع بخش ہے ------- ص ۱۸۸/۲	
نافرمانوں کی آسانی اور آسودگی کے بعد ہلاکت و بربادی	ص ۱۸۹/۳
شان رسالت بزبان رسالت -------- ص ۱۹۰/۲	
ظالم کا ہلاک ہو جانا اللہ کی رحمت ہے --- ص ۱۸۹/۳	
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سب سے سخت تکلیف کب پہنچی ----	۱۹۱/۳
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کے لئے دعاء ص ۱۹۲/۲	
لہو ولعب کیا ہے ----------	ص ۱۹۳/۲
جھوٹے نبیوں کا ذکر اور تکبر کی مذمت --- ص ۱۹۹/۲	
حضرت انسان سے اللہ تعالیٰ کا ایک شکوہ ------	ص ۲۰۱/۲
اطاعت و معصیت خداوندی کے سلسلہ میں خدا کا ایک قانون	ص ۲۰۶/۴
سلامتی کا راستہ ------- ص ۲۱۰/۲	
ایک جامع دعاء کا بیان ----------	ص ۲۱۵/۱
جنت، دوزخ، حشر نشر، میزان، شیاطین، ملائکہ ناقابل انکار حقائق ہیں ----------	ص ۲۱۶/۱
دو جامع کلمے ----------------	″
قیاس کا پہلا موجد کون ہے ----------	ص ۲۱۷/۲
سماع موتی کی حقیقت کیا ہے ------ ص ۲۲۳/۴	
عمل لوط کی ابتداء کیوں کر ہوئی --------	ص ۲۲۹/۴
جو شخص آخرت کا غم اپنے پیچھے لگا لے دنیا کے غموں سے بے نیاز ہو جائے گا --------	ص ۲۳۲/۴
جادو کسی چیز کی حقیقت و ماہیت کو تبدیل نہیں کر سکتا	ص ۲۳۲/۴
جس ملک میں طاعون ہو نہ وہاں جانا چاہئے اور نہ وہاں سے بھاگنا چاہئے ----------	ص ۲۳۶/۱
حضرت مریم ع کی خدا سے ایک عجیب فرمائش ---	
جماعت اہل حدیث طائفہ منصورہ ہے ص ۲۳۸/۱ ص ۲۳۹	ص ۲۳۸/۴
طاعون امم سابقہ کیلئے عذاب اور امت محمدیہ کیلئے رحمت	ص ۲۴۲/۲
روز ازل میں اللہ تعالیٰ کا بنی آدم سے ایک معاہدہ ص ۲۴۴/۱	
مصیبت میں کام آنے والی ایک دعاء کا بیان ----	ص ۲۴۵/۳
اسماء حسنیٰ کے یاد کرنے کی فضیلت --- ص ۲۵۲/۲	
سجدہ میں سب سے زیادہ قرب خدا حاصل ہوتا ہے	ص —
مال اور اولاد فتنہ ہیں ----------	ص —

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
شادی کے موقع پر دولہا کا سہرا باندھنا اور گھوڑے پر سوار ہونا بدعت ہے ------- ص —	
عدی بن حاتم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت خاص	ص ۲۴۲/۲
رد تقلید ----------	″
نیک بیوی کی قدر و قیمت ----------	ص ۲۴۳/۲
ع۔ ہے آزادی افکار ابلیس کی ایجاد --- ص ۲۸۰/۲	
کسی نبی یا ولی کو علم غیب نہیں ہوتا ------	ص ۳۲۰/۱
تقلید کی مذمت ------ ص ۳۲۵/۱	
جنت و دوزخ کی باہم گفتگو --------	ص ۳۳۳/۵
دنیا کے تین ذہین آدمیوں کے نام ------ ص ۳۳۷/۱	
اُن چار بچوں کا بیان جنہوں نے بچپن میں کلام کیا --	ص ۳۳۵/۳
نیکی و بدی کے ارادہ و عمل کے سلسلہ میں خدا تعالیٰ کا قانون	ص ۳۳۸/۱
سیر و سیاحت کس غرض کے لئے ہونی چاہئے ص ۳۵۱/۴	
بجلی کی کڑک اور بادل کی گرج سُن کر کیا پڑھنا چاہئے	ص ۳۵۵/۴
کشتی کے سب سے پہلے موجد کون ہیں --- ص ۳۸۱/۱	
نیکی یا بدی کی دعوت دینے والا گناہ و ثواب میں عامل کے شریک ہیں ----------	ص ۳۸۲/۱
خدا تعالیٰ کی مرضی و مشیت میں فرق و امتیاز کا بیان -	ص ۳۸۴/۱
جانوروں کے پیٹ میں دودھ کس طرح تیار ہوتا ہے	ص ۳۸۸/۱
عدل، احسان، فحشاء، اور منکر کی تعریف و تشریح کا بیان	ص ۳۹۳/۵-۱
میرے رب نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا ہے ----	″
تعزیہ داری ذوالجناح کے جلوس، ماتم آتش بازی خلاف اسلام ہیں ----------	ص ۳۹۴/۱
مبلغ کا کام تبلیغ کرنا ہے اور ہدایت دینا نہ دینا خدا کا کام ہے ----------	ص ۳۹۸/۴
بد دعاء کی ممانعت اور دعائے خیر کا حکم --- ص ۴۰۱/۱	
ہر چیز خدا کی تسبیح بیان کرتی ہے ------	ص ۴۰۵/۴
ابو لہب کی بیوی کا انجام -------- ص ۴۰۶/۲	
مسلمان کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرنا بھی منع ہے	ص ۴۰۶/۲
عکرمہ بن ابی جہل کا سبق آموز واقعہ ص ۴۰۷/۲	
تبلیغ کے سلسلہ میں نرم روی اور خوش کلامی سے کام لینا چاہئے ----------	″
شرف بنی آدم -------- ص ۴۰۹/۲	
پانچوں نمازوں کے اوقات ----------	ص ۴۱۰/۳
ایک ضروری دعاء کا بیان ------ ص ۴۱۰/۲	
فتح مکہ کے موقع پر خانہ کعبہ کی بتوں سے تطہیر ---	ص ۴۱۱/۱
ان شاء اللہ نہ کہنے کا خمیازہ ------ ص ۴۱۹/۲	ص ۴۱۴/۵
کیا خضر علیہ السلام عالم الغیب تھے --- ص ۴۲۶/۱	
تحصیل علم کے آداب ----------	ص ۴۲۶/۲

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
مچھپ کا روزہ سابقہ شریعتوں میں جائز تھا، اب نہیں	۴۴۴ / ۴
خدا کا محبوب بندوں کا بھی محبوب ہوتا ہے	ص ۴۴۱ / ۹
ہدایت اللہ کا نور ہے	ص ۴۴۵ / ۳
جن باتوں کے بارے میں شریعت خاموش ہے ان میں بحث نہیں کرنی چاہیے۔	ص ۴۴۵ / ۵
جادوگر کا قتل جائز ہے	ص ۴۴۶ / ۴
عاشوراء کے روزہ کی فضیلت	ص ۴۴۸ / ۴
گانے بجانے کی ممانعت و مذمت	ص ۴۴۹ / ۲-۱
ائمہ سلف پر طعن کرنے والے کی مثال	ص ۴۵۰ / ۳
شرک کے مرکز کو بے نام و نشان کر دینا چاہیے	ص ۴۵۱ / ۱
قرآن نہ بھولنے کا ایک عمل	ص ۴۵۲ / ۲
نماز کی خود بھی پابندی کرو اور گھر والوں سے بھی کراؤ	ص ۴۵۳ / ۴
شطرنج چوسر وغیرہ کھیلنے کی ممانعت	ص ۴۶۱ / ۵
ہر نبی کو نبوت جوانی میں ملی	ص ۴۶۲ / ۲
تین قسم کے جھوٹ جائز ہیں	ص ۴۶۲ / ۳
گرگٹ کو قتل کرنے کا حکم اور اس کی وجہ	ص ۴۶۳ / ۱
قربانی ہر امت میں رہی	ص ۴۸۱ / ۱
محراب زکریا ؑ اور موجودہ محراب مساجد کی شرعی حیثیت کا بیان	ص ۴۷۹ / ۱
بارش کہاں سے آتی ہے	ص ۴۸۴ / ۳ — ط ۴۷۹ / ۳
زیتون کے خواص	ص ۴۸۴ / ۴
کسب حلال کی فضیلت اور کسب حرام کی مذمت	ص ۴۸۸ / ۵
حضرت مریم ؑ کی کرامات	ط ۴۷۹ / ۱
حضرت مریم ؑ حضرت فاطمہ ؓ حضرت عائشہ ؓ کی فضیلت	ص ۴۸۰ / ۱
خدا کی حقیقی نعمت کیا ہے	ص ۴۸۹ / ۲
عشاء کے بعد گفتگو کی ممانعت	ص ۴۹۰ / ۱
حضرت عائشہ رض پر تہمت لگنے کا واقعہ	ص
بدگمانی سے بچنے کا حکم	ص ۴۹۶ / ۳
بے گناہ عورت پر تہمت لگانے کا وبال	ص ۴۹۷ / ۶
اہل بیت بالخصوص حضرت عائشہ رض کو مطعون کرنے والوں کیلئے درس عبرت	ص ۴۹۹ / ۲-۱
کسی پیغمبر کی بیوی بدکار نہیں ہوئی	ص ۴۹۹ / ۲
تین کام جن میں دیر نہیں کرنی چاہیے	ص ۵۰۰ / ۳
خلفاء اربعہ کے شرف و فضل کے منکر کا حال و حیثیت	ص ۵۰۵ / ۲
حضرت انس رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ نصیحتیں	ص ۵۰۷ / ۱

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
شروع اسلام میں نماز کے کتنے اوقات تھے	ط ۵۰۹ / ۲
تواضع کی فضیلت اور تکبر کی مذمت	ص ۵۱۶ / ۱
تبلیغ دین بھی جہاد فی سبیل اللہ ہے	ص ۵۱۴ / ۵
قتل انسانی کی جائز صورتیں کیا ہیں	ط ۵۱۶ / ۵
جھوٹی شہادت دینے والوں کا انجام	ط ۵۱۶ / ۹
خدا کے ساتھ ہونے سے کیا مراد ہے	ص ۵۱۸ / ۳
ساحران فرعون اور موسیٰ ؑ کے مقابلہ میں عصر حاضر کے مشرکوں کے لئے درس عبرت	ص ۵۲۰ / ۴
کفار مکہ اور فرعونیوں میں ایک گونہ مماثلت و مشابہت	ط ۵۲۱ / ۲
انبیاء کے متبعین کی اکثریت کس قسم کے لوگوں پر مشتمل رہی ہے	ص ۵۲۴ / ۲
بلند و بالا عمارتوں کی تعمیر کی ممانعت و مذمت	ص ۵۲۵ / ۲
ایک نبی کا انکار سب انبیاء کا انکار ہے ایک مسئلہ کا انکار پوری شریعت کا انکار ہے۔	ص ۵۲۵ / ۵
کونسی شاعری جائز و ممدوح ہے۔	ص ۵۳۰ / ۱۱
عصر حاضر کے مشرک اور ہدہد سلیمان ؑ کا باہمی تقابل و موازنہ	ص ۵۳۴ / ۲-۱
ملکہ بلقیس کا تخت کس قسم کا تھا	ص ۵۳۳ / ۷
ملکہ بلقیس کا تخت لانے والے نے کیا کہا تھا	ط ۵۳۶ / ۱
عذاب الٰہی سے بچنے کے دو طریقے	ص ۵۳۸ / ۲
حرمت مکہ کا بیان	ص ۵۴۳ / ۲
پیغمبر ولی اور نبی دونوں ہوتا ہے	ص ۵۴۶ / ۳
خوف بشری خاصہ ہے جس سے نبی کو بھی استثناء نہیں کیا	ص ۵۴۶ / ۴ — ص ۵۴۷ / ۲
پردہ کا دستور سابقہ امتوں میں	ط ۵۴۸ / ۳
روٹی کپڑے پر نوکر رکھنے کا ثبوت	ص ۵۴۸ / ۴
باپ دادا کی تقلید فرعونی خصلت ہے	ص ۵۵۰ / ۲
پکی اینٹ کا پہلا موجد کون ہے	ص ۵۵۰ / ۴
خدا کو عرش پر نہ ماننے والے فرعونی ہیں	ص ۵۵۰ / ۴ — ص ۶۶۴ / ۱
متکبر جنت میں نہیں جائے گا	ص ۵۵۱ / ۱
انبیاء ہر جگہ حاضر ناظر نہیں ہوتے	ص ۵۵۱ / ۳
انبیاء کرام کی بعثت کا بنیادی مقصد	ص ۵۵۲ / ۱
قبول حق کی رکاوٹیں	ص ۵۵۴ / ۱
عذاب الٰہی کب آتا ہے	〃
دنیا کا عیش و آرام ایک خوشنما خواب سے بڑھ کر نہیں	〃
موسیٰ علیہ السلام کے عمزاد بھائی قارون کا قصہ	ط ۵۵۶ / ۳ — ص ۵۵۵ / ۱ — ص ۵۵۷ / ۴-۱-۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
اسلام دنیاوی ترقی میں رکاوٹ نہیں ہے	ص ۵۵۶ / ۱
ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانا قارونی خصلت ہے	″
پانچ کام سے پہلے پانچ کام	ص ۵۵۷ / ۱
مادیت پرست قارون کے بھائی ہیں	ص ۵۵۷ / ۲
علم کیمیا کی حقیقت و حیثیت	″
دنیا و آخرت کا تقابل و موازنہ	ص ۵۵۷ / ۳
کپڑا ٹخنہ سے نیچے لٹکانے والے کا حسرت ناک انجام	ص ۵۵۷ / ۴
خدا کی رحمت و رافت کی انتہا کا ایک نمونہ	ص ۵۵۸ / ۱
آخرت کا بہتر انجام کن لوگوں کے لئے ہے	ص ۵۵۸ / ۳
رشتہ خون سے نہیں دین سے بنتا ہے	ص ۵۵۹ / ۲-۱
حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کا ایک نصیحت آمیز عمل	ص ۵۵۹ / ۱
مؤمن کا امتحان اس کے ایمان کے تناسب سے ہوتا ہے	ص ۵۵۹ / ۵
نیکیاں برائیوں کو کس طرح مٹاتی ہیں	ص ۵۶۰ / ۱
حضرت سعد بن وقاص رضؓ اور ان کی والدہ کا واقعہ	ص ۵۶۰ / ۲
گناہ پر اکسانے والا برابر کا مجرم ہے	ص ۵۶۱ / ۲
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا بنیادی مقصد	ص ۵۶۲ / ۱
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان	ص ۵۶۳ / ۱
بنی اسرائیل کس کی نسل سے ہیں	ص ۵۶۳ / ۴
قوم لوط کی بری عادتیں	ص ۵۶۴ / ۱
ناپ تول میں کمی کرنے والی قوم	ص ۵۶۵ / ۳-۲
مکڑی شیطان ہے اسے جہاں پاؤ مار دو	ص ۵۶۶ / ۲
کتب سابقہ میں امت محمدیہ کی فضیلت کا بیان	ص ۵
بندگی کیا ہے	ص ۵۶۹ / ۲
اللہ کے خزانوں کی وسعت	ص ۵۷۰ / ۱
مجاہدہ فی سبیل اللہ کیا ہے	ص ۵۷۰ / ۱
صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند	ص ۵۷۰ / ۲ ، ص ۸۰۳ / ۵
حضرت ابوبکر رضؓ کی مشرکین مکہ سے ایک شرط	ص ۵۷۱ / ۳
تابعداربیوی خدا کی ایک نعمت ہے	ص ۵۷۴ / ۱
خدا کے لئے اولاد ماننا خدا کو گالی دینا ہے	ص ۵۷۵ / ۱
حنفی شافعی مالکی حنبلی چشتی قادری وغیرہ کی نسبتیں ناجائز ہیں	ص ۵۷۵ / ۳
سود سے مال گھٹتا ہے اور صدقہ سے بڑھتا ہے	ص ۵۷۷ / ۲
مؤمن کی توقیر و تحقیر کی جزا و سزا	ص ۵۷۸ / ۵
جائز ہمدردی کی تعریف و اجازت اور بے جا عصبیت کی مذمت و ممانعت	″
چار ہوائیں رحمت کی اور چار ہوائیں عذاب کی	ص ۵۷۸ / ۸
گانے بجانے کی مذمت و ممانعت	ص ۵۸۱ / ۲

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
کیا لقمان پیغمبر تھے	ص ۵۸۲ / ۱
ایک صحابی کی دین سے گہری عقیدت کا واقعہ	ص ۵۸۲ / ۲
زمین و آسمان گردش نہیں کرتے بلکہ سورج و چاند گردش کرتے ہیں	ص ۶۲ / ۱ ، ص ۶۲۴ / ۵ ، ص ۵۸۴ / ۲
سورج بعد از غروب کہاں جاتا ہے	″
حضرت عکرمہ رضؓ کے اسلام لانے کا واقعہ	ص ۵۸۵ / ۲
خدا کے ہر جگہ ہونے کا عقیدہ کب فروغ پایا	ص ۵۸۶ / ۲
بدن کے کسی عیب کو چھپانے کی غرض سے بھی کپڑا ٹخنہ سے نیچے نہیں لٹکا سکتے	ص ۵۸۶ / ۵
پردہ کی حکمت و مصلحت	ص ۵۸۷ / ۲
ملک الموت سے حضور کا ایک مطالبہ	ص ۵۸۷ / ۱
قیام اللیل کی فضیلت	ص ۵۸۷ / ۴-۵ ، ص ۸۰۷ / ۳
بھول چوک کا گناہ معاف ہے	ص ۵۹۰ / ۲
بدچلن لوگوں سے ہم کلام ہونے کا شرعی طریقہ کیا ہے	ص ۵۹۵ / ۲
بے پردگی کی ممانعت و مذمت	ص ۵۹۵ / ۳
حضور کے اہل بیت میں کون کون شامل ہے اور ان کی کیا فضیلت	ص ۵۹۵ / ۴
اسلام نے عورتوں کے لئے ان کی ترقی کی راہیں بند نہیں کی ہیں	ص ۵۹۶ / ۱
احکام اسلام مرد و عورت کے لئے قریب قریب یکساں و مشترک ہیں	ص ۵۹۶ / ۱
شرع میں پردہ کی ابتدا کب سے ہوئی	ص ۵۹۶ / ۲
ختم نبوت و رسالت کا بیان	ص ۵۹۷ / ۲
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج پر اعتراض کرنے والوں کو جواب	ص ۵۹۷ / ۱
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈیوں کی تعداد و تعارف	ص ۶۰۰ / ۱
حضور پر درود بھیجنے کا مسنون طریقہ	ص ۶۰۰ / ۱
قیام تعظیمی اور مروجہ درود کی تردید	″
صحابہ رضؓ کو برا کہنا رسول اللہ کو ایذا دینا ہے	ص ۶۰۱ / ۲
رد تقلید	ص ۶۹۱ / ۴-۳ ، ص ۶۹۲ / ۳ ، ص ۶۰۳ / ۳
پتھر حضرت موسیٰ کے کپڑے لے کر بھاگ پڑا	ص ۶۰۲ / ۵
تقسیم مال غنیمت کے سلسلہ میں ایک شخص کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض اور آپ کا جواب	″
خدا کی امانتوں کی ادائیگی کا حکم اور ان کی تفصیل	ص ۶۰۳ / ۱
قیامت کیوں قائم ہوگی	ص ۶۰۴ / ۳
زرہ بکتر کے پہلے موجد کون ہیں	ص ۶۰۵ / ۲
حضرت داؤدؑ و سلیمانؑ پر خدا کے خاص انعامات	ص ۶۰۵ / ۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
سابقہ شریعتوں میں تصویر کشی جائز تھی اب نہیں	ص ۶۰۶ / ۱
جنات کو علم غیب نہیں ہے	ص ۶۰۶ / ۲
عددی اکثریت حقانیت کی دلیل نہیں ہے	ص ۶۰۷ / ۳
حق دو نہیں ایک ہوتا ہے	ص ۶۰۸ / ۳
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ امتیازی خصوصیات	ص ۶۰۸ / ۴
اللہ کے نزدیک کون زیادہ قدر والا ہے	″
میری امت کا بڑا فتنہ مال ہے	ص ۶۱۰ / ۱
جھوٹے پیروں مریدوں کا قیامت میں جھگڑا	ص ۶۰۹ / ۲
سخاوت کی فضیلت، بخل کی مذمت	ص ۶۱۰ / ۳
جو خدا سے نہیں مانگتا خدا اس پر غصہ ہوتا ہے	ص ۶۱۳ / ۲
شیطان کی عداوت پر غلبہ پانے کا طریقہ	ص ۶۱۴ / ۱
عمل صالح کے بغیر کلمہ معتبر نہیں	ص ۶۱۴ / ۵
محض جواہرات کا استعمال منع نہیں ہے مردوں کیلئے	ص ۶۱۵ / ۲
امت محمدؐ کی تین قسمیں سب کے سب جنتی کوئی پہلے کوئی بعد میں	ص ۶۱۸ / ۲
جسے ساٹھ سال کی عمر ملی اسکا کوئی عذر عند اللہ مقبول نہ ہوگا	ص ۶۱۹ / ۲
تین کاموں کا کرنے والا نجات نہیں پا سکتا	ص ۶۲۰ / ۲
قریش کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی میں ناکامی کا ایک سبق آموز واقعہ	ص ۶۲۱ / ۶
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بشریت میں شک کفر ہے	ص ۶۲۲ / ۳
حضورؐ کی نبوت پر بعثت سے پہلے ایمان لانیوالے ایک شخص کا بیان	ص ۶۲۲ / ۵
نزول تورات کے بعد کسی امت کو سب کا سب ہلاک نہیں کیا گیا	ص ۶۲۳ / ۴
بعثت انبیاء کی مثال نزول مطر کی سی ہے	ص ۶۲۳ / ۵
رات پہلے ہے یا دن پہلے ہے	ص ۶۲۴ / ۴
آسمان وجود مجسم ہے محض منتہائے نظر کا نام نہیں ہے	ص ۶۲۵ / ۱
کائنات کا نظم وضبط اسکے موجد پر دال ہے	ص ۶۲۵ / ۵
عاص بن وائل کافر کا حضورؐ سے ایک سوال اور حضورؐ کا اس کو جواب	ص ۶۲۸ / ۱
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد آسمانوں پر شیاطین کی آمد و رفت دشوار ہو گیا	ص ۶۲۹ / ۴
کند ہم جنس باہم جنس پرواز ⁂ کبوتر با کبوتر باز با باز	ص ۶۳۰ / ۲
ایک سوال پانچ جواب	ص ۶۳۱ / ۱
قلب سلیم کی تعریف اور تقاضے	ص ۶۳۲ / ۵
حضرت نوح علیہ السلام کے ان بیٹوں کا بیان جن سے آئندہ نسل انسانی چلی	ص ۶۳۳ / ۲
حضرت نوحؑ و حضرت ابراہیمؑ کی درمیانی مدت کا بیان	ص ۶۳۴ / ۵
عرب حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد ہیں	ص ۶۳۵ / ۱
یک لفظ اور کئی لغتیں	ص ۶۳۵ / ۹

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
حضرت یونسؑ اور مچھلی کا پیٹ	ص ۶۳۶ / ۲-۳
جو شخص چاہتا ہو کہ خدا مصیبت میں اس کی مدد کرے اسے خوش حالی میں خدا کو نہیں بھولنا چاہئے	ص ۶۳۶ / ۴
نماز میں صف بندی کا حکم کب سے ہوا	ص ۶۳۷ / ۲
فرقہ ناجیہ کے عقیدہ کا بیان	ص ۶۳۸ / ۴
چاشت کی نماز اور اس کی تعداد	ص ۶۳۹ / ۴
حضرت ایوبؑ کا من جانب اللہ امتحان	ص ۶۴۲ / ۴-۵
اہل بدعت اہل توحید کو جہنم میں ڈھونڈھینگے لیکن نہ پاوینگے	ص ۶۴۴ / ۱
اللہ نے تین چیزوں کو اپنے ہاتھ سے بطور خاص بنایا	ص ۶۴۴ / ۸
جس مسئلہ کا علم نہ ہو اس سے اظہار لاعلمی بھی ایک قسم کا علم ہے	ص ۶۴۵ / ۲
خدا کی مرضی و مشیت میں فرق	ص ۱۹۱ / ۴
وہ تین فتنے جنکے بارے میں حضور کو سخت تشویش تھی	ص ۶۴۶ / ۴
ائمہ کے اقوال کب قابل عمل ہیں	ص ۶۴۸ / ۵
ہدایت و ضلالت نبی کا اختیار نہیں	ص ۶۴۹ / ۱
چار بدبختیاں	ص ۶۴۹ / ۴
صوفیاء کے وجد و کیف کی حقیقت کیا ہے	ص ۶۴۹ / ۶
قیامت میں رونے سے محفوظ رہنے والی آنکھیں	″
نیند میں روح قبض ہو جاتی ہے	ص ۶۵۲ / ۴
شفاعت خدا کی اجازت کے بغیر نہیں ہوگی	ص ۶۵۲ / ۵
دینیات سے بے رغبتی برتنے والوں کی مذمت	ص ۶۵۳ / ۲
کشائش رزق عقلمندی یا محبوب عند اللہ ہونے کی دلیل نہیں	ص ۶۵۴ / ۲
چند کلمات جو زمین و آسمان کے خزانے ہیں	ص ۶۵۶ / ۱
روز قیامت اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کو اپنے ہاتھوں پر لپیٹ لیگا	ص ۶۵۶ / ۴
قیامت میں حضورؐ سب سے پہلے ہوش میں آئیں گے	ص ۶۵۶ / ۵
بنی اسرائیل کے ایک جرائم پیشہ آدمی کا سبق آموز واقعہ	ص ۶۵۸ / ۴
جب بندہ اپنے مؤمن بھائی کے لئے دعا کرتا ہے تو	
دو موتیں اور دو زندگیاں	ص ۶۵۹ / ۵
وحی الٰہی قلوب بنی آدم کے لئے آب حیات ہے	ص ۶۶۰ / ۲
قوم فرعون کے ایک مرد مؤمن کی پُرمغز تقریر	ص ۶۶۲ / ۵، ص ۶۶۳ / ۱-۲-۳، ص ۶۶۴ / ۳، ص ۶۶۵ / ۱-۲
عقل انسانی کی بلوغت عمر کا بیان	ص ۶۶۸ / ۳
دہریت نواز دانشوروں کی مذمت	ص ۶۷۱ / ۱
سقراط حضرت موسیٰؑ کا ہم عصر تھا	″
جب غرغرہ شروع ہو جائے تو توبہ قبول نہیں ہوتی	ص ۶۷۱ / ۳
عقیدہ کی اصلاح بغیر اسلام معتبر نہیں	ص ۶۷۲ / ۳
تلاوت قرآن کے موقع پر کفار مکہ کی شرارت	ص ۶۷۵ / ۲
عاملین سنت کو زد و کوب کرنا کفار کا شیوہ رہا ہے	ص ۶۷۶ / ۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
قتل اور کفر کے سب سے پہلے موجد کون ہیں ---- ص ٦٧٦/٢	
مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ کا کیا مقصد ہے	ص ٦٧٦/٣
داعی الی اللہ کا مسلک کیا ہونا چاہیے ---- ص ٦٧٦/٥	
الحاد فی آیات اللہ کیا ہے ----	ص ٦٧٧/٤
غصہ کو قابو میں رکھنے کی مختلف تدبیریں ---- ص ٦٧٧/١	
قرآن کی فضیلت و اہمیت ص ٦٧٧/٤ ص ٦٧٨/٣	
انبیاء کو مذہبی تفرقہ بازی سے گریز کرنے کا حکم	ص ٦٨٢/١
خدا کے ساتھ نیک گمان رکھنا چاہیے ---- ص ٦٧٥	
رسول کی بشریت کا انکار ہر دور کے کفار کا شیوہ رہا	ص ٦٧٣/٢
کافر حصولِ نعمت پر اتراتا اور حصول مصیبت پر گھبراتا ہے ص ٦٧٩/٢ ص ٦٨٠/١ ص ٦٨٦/٢	
اہل زمین کے لئے فرشتوں کی دعا ----	ص ٦٨١/٢
حرمت و فضیلت مکۃ المکرمہ کا بیان ص ٦٣٥/١ ص ٦٨١/٢	
بساط ارض کے بچھانے کی ابتداء کہاں سے ہوئی	ص ٦٨١/٢
حصہ بقدر جثہ ---- ص ٦٨٢/١	
خدا کی عبادت میں دل جمعی و دلچسپی آسودہ حالی کی ضامن ہے	ص ٦٩٣/٦
عربوں کی رسومات جاہلیہ کا پہلا موجد کون تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اسے کس حال میں دیکھا --	ص ٦٨٣/٤
قرابت رسول کا احترام کرو ---- ص ٦٨٥/١	
حدیث بھی کتاب اللہ ہی ہے ---- ″	
دولت مندی اور بے سروسامانی کی حکمتیں و مصلحتیں --	ص ٦٨٥/٤
آخرت سے رغبت اور دنیا سے بے رغبتی کی تعلیم و تلقین --	ص ٦٨٦/٤
غصہ کو پی جانے کی فضیلت ---- ص ٦٨٦/١	
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کبھی انتقام نہیں لیا ----	ص ٦٨٧/١
ظلم کا بدلہ لینا جائز ہے، ظلم کرنا جائز نہیں -- ص ٦٨٧/٢-٣	
تین چیزیں بالکل برحق ہیں ----	ص ٦٨٧/٥
اللہ تعالیٰ نے چار قسم کے لوگ بنائے ہیں -- ص ٦٨٩/١	
پہلے پہل لڑکی کا پیدا ہونا نیک شگون ہے ---- ″	
نزول وحی اور مخاطبۂ الٰہی کے تین طریقے ----	ص ٦٨٩/٢
قرآن مجید عربی میں کیوں نازل ہوا ---- ص ٦٩٠/٢	
فرشتے مرد ہیں یا عورت ہیں ----	ص ٦٩١/٥، ص ٧٠٢/٥
دنیاوی آسودگی محبوب عنداللہ ہونے کی دلیل نہیں ص ٦٩٣/١	
دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے باغ و بہار ہے ----	ص ٦٩٣/٢
قرآن و حدیث کی تحقیر کرنا بدتہذیبی اور بے دینی ہے	ص ٦٩٤/٤
فرعونیوں پر خدا کے مختلف عذاب ---- ص ٦٩٤/٥	
فرعونیوں کا موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر کہنا کس مفہوم میں تھا ----	ص ٦٩٤/٦

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
فرعون کنگن پہنتا اور پہناتا تھا ----	ص ٦٩٥/٣
سچی دوستی قیامت میں بھی قائم رہے گی ص ٦٩٦/٥	
سفارش کون کر سکے گا اور کس کے لئے ----	ص ٦٩٩/٣
شب قدر کی فضیلت ---- ص ٦٩٨	
خدا کو عرش پر نہ ماننے والوں سے ایک سوال ----	ص ٧٠٢/٥
دشمن کی سرزمین پر قرآن مجید لے جانے کی ممانعت ص ٧٠٣/٢	
شریعت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف ----	ص ٧٠٣/٤
نفس پرست کی مذمت ---- ص ٧٠٥/١	
دہریوں کی مذمت ----	ص ٧٠٥/٢-٣
حضرت سفیان ثوری کا ایک سبق آموز واقعہ ص ٧٠٥/٤	
عبداللہ بن سلام رضؓ یہودی کے مسلمان ہونے کا واقعہ --	ص ٧٠٥/٤
تین اہم سوال اور ان کے جواب ----	″
سعادت مندی کے تین درجے ---- ص ٧٠٩/٢	
قرآن مجید میں سعادت مند اور نا مسعود بیٹوں کا ذکر	ص ٧٠٩/٢، ٨١٠/١
حضرت عمرؓ و حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے دو سبق آموز واقعے ----	ص ٧١٠/٣
بہت سے لوگوں کو ان کی نیکیوں کا فائدہ آخرت میں نہیں ملے گا ----	″
حضور صلے اللہ علیہ وسلم بادل کو دیکھ کر گھبرا جاتے تھے ----	ص ٧١١/٢
حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جنوں کو قرآن پڑھایا اور سنایا ----	ص ٧١٢/٢
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی مثال -- ص ٧١٢/٤	
بالجبر کسی کو مسلمان بنانا خدا کا منشا نہیں ----	ص ٧١٣/٤
مسلمان اور کافر کی خورد و نوش کا فرق -- ص ٧١٥/١	
جنت کی سب سے بڑی نعمت کیا ہے ----	ص ٧١٥/٤
بمصطفیٰ خویش برساں کہ دیں ہمہ اوست ص ٧١٥/٥	
عصمت انبیاء کا بیان ----	ص ٧١٦/٣
الاسلام گردن نہادن بطاعت خدا و رسول -- ص ٧١٦/٥	
خدا کے بارے میں بدگمانی کی ممانعت و مذمت ----	ص ٧٢٠/١
بعض گناہ نیکیوں کو برباد کر دیتے ہیں -- ص ٧١٨/١-٢	
پیغمبر جھوٹ نہیں بولتا ص ٧٢٤ مسلمان حسد نہیں کرتا ص ٧٢٥/٤ ----	ص ٧٢١/٣
جزیہ کا حکم کن لوگوں کے لئے ہے ---- ص ٧٢٢/٢	
خدا کی سنت کے تبدیل نہ ہونے کا کیا مقصد ہے ----	ص ٧٢٣/١
مسلمان حوصلہ مند اور متحمل المزاج ہوتا ہے ص ٧٢٣/١	
کیا اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ---- ″	
مسلمان بدعہدی نہیں کرتے ---- ″	
اسلام کے دین غالب ہونے کا کیا مقصد ہے ----	ص ٧٢٤/٣

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
مسلمانوں کی امتیازی خصوصیات	ص ۴۲۵/۱
خدا اور رسول کی سچی تابعداری کب نصیب ہوتی ہے	ص ۴۲۵
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھنے کے آداب	ص ۴۲۵/۳-۴
ہر خبر کی تحقیق کر لی جائے تو پھر کوئی اقدام کیا جائے	ص ۴۲۶/۲
کتاب وسنت کے مقابلہ میں رائے وقیاس کی کوئی اہمیت نہیں	ص ۴۲۶/۳
ایمان اور اسلام میں فرق	ص ۴۲۶/۱، ص ۴۲۸/۴، ص ۴۳۵/۲-۳
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے قبضہ پر کیا کندہ تھا	ص ۴۲۷/۱
مسلمان کے مقابلہ میں کافر کی مثال	ص ۴۲۷/۲
چند خلاف اسلام باتوں کا بیان	ص ۴۲۷/۳، ص ۴۲۷/۴
غیبت کا کفارہ کیا ہے	؍؍
غیبت اور عیب جوئی کی جائز صورت کیا ہے	؍؍
اسلام کی نگاہ میں معزز ومکرم کون ہے	ص ۴۲۸/۱
مسلمان ہونا خدا کی توفیق ہے انسان کا اپنا کوئی کمال نہیں	ص ۴۲۸/۴
کراماً کاتبین کی کارگزاری کا بیان	ص ۴۳۰/۵
خدا کے بندہ سے قریب تر ہونے کا کیا مقصد ہے	ص ۴۳۰/۳
قبولیت دعاء وعبادت کے دو وقت	ص ۴۳۲/۵
اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان چھ دن میں کیوں بنائے	ص ۴۳۲/۴، ص ۴۵۵/۲
نماز کے بعد کی تسبیح کا بیان	ص ۴۳۲/۶
بے سند باتوں کی ممانعت و مذمت	ص ۴۳۳/۳
تہجد کی فضیلت	ص ۴۳۴/۱
محروم کسے کہتے ہیں	ص ۴۳۴/۲
حضرت لوطؑ کے تابعدار کتنے تھے	ص ۴۳۵/۱
قوم عاد کی تباہی کے لئے کتنی ہوا چھوڑی گئی تھی	ص ۴۳۵/۴
کائنات کی ہر چیز جوڑا جوڑا ہے	ص ۴۳۶/۴
بیت المعمور کیا ہے اور کہاں ہے	ص ۴۳۶/۵
پہلے آسمان کے فرشتوں کی عبادت گاہ کا کیا نام ہے	؍؍
حضرت عمرؓ کا ایک سبق آموز واقعہ	ص ۴۳۷/۶
حضرت جبیر بن مطعمؓ کے اسلام لانے کا واقعہ	ص ۴۳۹/۲
فجر کی دو سنتوں کا قرآن سے ثبوت	ص ۴۴۰/۲
کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حالتِ بیداری میں خدا کو دیکھا ہے	ص ۴۴۱/۶
معرفت حق اور راہ راست کی پہچان کی کیا شرط ہے	ص ۴۴۲/۲
ایک جامع دین کا بیان	ص ۴۴۳/۲
خودستائی کی ممانعت واجازت	ص ۴۴۳/۲

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
کوئی شخص دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائیگا	ص ۴۴۳/۴
خیر وشر ہر دو کا خالق اللہ ہے	ص ۴۴۴/۵
قرآن خدا کی آسان کتاب ہے	ص ۴۴۵/۴
ایک پیغمبر کو جھٹلانا سب کا جھٹلانا ہے	ص ۴۴۶/۲-۲
حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آنے والے فرشتوں کے نام کیا تھے	ص ۴۴۷/۲
سورج کا نور خدا کے نور کا سترہواں حصہ ہے	ص ۴۴۸/۶
ناپ تول میں کمی کرنے کا وبال	ص ۴۴۸/۷، ص ۴۴۶/۲
سورج کی جائے طلوع و غروب ایک نہیں کئی ہیں	ص ۴۴۹/۲
احکام شرع کی تعمیل کے جن وانس دونوں ہی مکلف ہیں	ص ۴۴۹/۷
جو بات بتا دی جائے وہ پھر غیب نہیں رہتی	ص ۴۴۹/۹
تین چیزوں میں تمام مسلمانوں کا برابر کا حصہ ہے	ص ۴۵۵/۳
خدا کے اول آخر ظاہر باطن ہونے کا کیا مقصد ہے	ص ۴۵۷/۱
خدا کے بندوں کے قریب ہونے کا کیا مقصد ہے	ص ۴۵۷/۲، ص ۴۶۵/۱، ص ۴۵۶/۱
ساتوں آسمانوں کے اوپر کیا ہے	؍؍
صحابہ رضی اللہ عنہم کے مراتب سب کے یکساں نہیں	ص ۴۵۵/۳
ہر مؤمن صدیق اور شہید ہے	ص ۴۶۰/۲
دنیا کی بے ثباتی کی مثال	ص ۴۶۰/۳-۴
وعظ امیر بیان کرے یا مامور، تیسرے کسی شخص کو یہ حق نہیں	ص ۴۶۱/۳
تین چیزیں آدم کے ساتھ اتری ہیں	ص ۴۶۱/۵
اعمال میں از خود کوئی سختی نہیں مسلط کر لینی چاہیے	ص ۴۶۱/۱
مؤمنین اہل کتاب کے لئے دوہرا ثواب ہے	ص ۴۶۲/۲
ترک دنیا اور خلوت نشینی اسلام میں جائز نہیں	ص ۴۶۲/۱
خدا کے عالم الغیب ہونے کا کیا مقصد ہے	ص ۴۶۴/۴
کس قسم کی سرگوشی جائز ہے	ص ۴۶۵/۳
منافق اور مؤمن کی سرگوشی کا فرق	ص ۴۶۵/۳
جہاں دیکھی توا پرات وہیں گذاری ساری رات	ص ۴۶۶/۴-۵، ص ۴۶۷/۱
دیندار کے دل میں بے دین کی محبت نہیں ہو سکتی	ص ۴۷۵/۱-۲، ص ۴۷۳/۱، ص ۴۶۸
عہد نبوی و عہد عمرؓ میں مدینہ سے یہودیوں کا اخراج وانخلاء	ص ۴۶۸/۲
ایک صحابی کی مہمان نوازی پر اللہ تعالیٰ کا اظہار مسرت	ص ۴۷۰/۲
بنی اسرائیل کے ایک عابد کا عبرت انگیز واقعہ	ص ۴۷۲/۱
حاطب بن ابی بلتعہ کا واقعہ	ص ۴۷۳/۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
کس قسم کے کفار سے دوستی جائز ہے	
بیعت میں عورتوں سے لئے جانے والے ایک خاص اقرار کا بیان	ص ۷۷۷ / ۱-۲
ایک آیت سے اہل بدعت کا غلط استدلال اور اس کی تردید	ص ۷۷۷ / ۳
اسلام کے غلبہ کی تکمیل کب ہوگی	ص ۷۷۸ / ۱
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر مدینہ کے کن قبائل نے نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کہا	ص ۷۷۹ / ۴
جمعہ کا خطبہ کھڑے ہو کر دینا چاہیے	ص ۷۸۱ / ۴
عبداللہ بن عبداللہ بن ابی کی حمیت دینی کا واقعہ	ص ۷۸۲ / ۵
تمام دنیا وما فیہا ملعون ہے مگر تین چیزیں	ص ۷۸۳ / ۱۵
بشریت کو رسالت کے منافی سمجھنا کفار کا شیوہ ہے	ص ۷۸۴ / ۲
کیا آدمی کے بال بچے اس کیلئے دشمن ہیں	ص ۷۸۵ / ۴
ایک جھوٹی روایت کی تردید	ص ۷۸۸ / ۳
دنیا کی چار ممتاز و معزز ترین عورتیں	ص ۷۹۰ / ۵
فرعون کی بیوی حضرت آسیہ کا واقعہ	ص ۷۹۰ / ۴
مومن کافروں میں کس صورت میں رہ سکتا ہے	״
ستاروں کے تین فائدے	ص ۷۹۱ / ۶
رسول بھیجے اور حجت قائم کئے بغیر کسی قوم کو ہلاک نہیں کرتا	ص ۷۹۲ / ۱
آگ بھی غصہ کرتی ہے	ص ۷۹۱ / ۷
فلاسفہ اور معتزلہ کا رد	ص ۷۹۲ / ۷
خدا کے آسمانوں میں ہونے کا کیا مقصد ہے	ص ۷۹۳ / ۵
خدا سے بالغیب ڈرنے کا کیا مقصد ہے	ص ۷۹۳ / ۳
پانچ بھائیوں کا واقعہ	ص ۷۹۵ / ۲ تا ۴ ، ص ۷۹۶ / ۱
مختلف گناہوں کی مختلف شامتیں	ص ۷۹۵ / ۴
کفار کی ایک خوش فہمی کا قرآن سے ازالہ	ص ۷۹۶ / ۴
انبیاء کی شان میں گستاخانہ رائے زنی جائز نہیں ہے	ص ۷۹۷ / ۲
نظر کا لگنا حق ہے	ص ۷۹۷ / ۳
جو دنیا میں سجدہ نہیں کرتا اسے آخرت میں بھی سجدہ نصیب نہ ہوگا	ص ۷۹۶ / ۵-۶
حاملین عرش ملائکہ کی شکل و صورت کیسی ہے	ص ۷۹۸ / ۴
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی از خود شریعت سازی کا حق نہیں	ص ۷۹۹ / ۷

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
غرباء و طلباء کی خبر گیری نہ کرنے والوں کے لئے وعید	ص ۷۹۹ / ۲
فرش سے عرش تک کی مسافت کتنی طویل ہے	ص ۸۰۰ / ۳
آدمی کی دو بدترین خصلتیں	ص ۸۰۱ / ۱
نماز میں خشوع و خضوع کی تاکید و فضیلت	ص ۸۰۱ / ۲
زناکار زن و مرد کا انجام روز قیامت	ص ۸۰۱ / ۴
زنا اور سود کی تباہیاں قوموں کے حق میں	״
چھ چیزوں کے بدلے جنت	ص ۸۰۱ / ۵
ان تین چیزوں کا بیان جو عرش کے ساتھ معلق ہیں	״
کافروں کی ایک غلط فہمی کا قرآن سے ازالہ	ص ۸۰۲ / ۱
حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت سے پہلے شرک کا وجود نہ تھا	ص ۸۰۲ / ۲
کسی آڑ کے بغیر برہنہ غسل کی ممانعت	ص ۸۰۳ / ۵
غیر اللہ پرستی کی ابتداء کب اور کیوں کر ہوئی	ص ۸۰۴ / ۳
اللہ کی بیوی اور اولاد کیوں نہیں	ص ۸۰۵ / ۱
پہلے جن انسانوں سے ڈرتے تھے	ص ۸۰۵ / ۴
تہجد کی نماز فرض ہے یا سنت	ص ۸۰۶ / ۳
ایک آیت سے مقلدین کا غلط استدلال اور اس کا جواب	ص ۸۰۹ / ۱
زرارہ بن ابی اوفی کا سبق آموز واقعہ	ص ۸۰۹ / ۳
صعود پہاڑ کیا ہے اور کیسا ہے	ص ۸۱۰ / ۱
چار قسم کے آدمیوں کو شفاعت کام نہیں دے گی	ص ۸۱۱ / ۴
قرآن اور بیان قرآن (حدیث) دونوں منزل من اللہ ہیں	ص ۸۱۲ / ۵
آسمانوں پر جنات کی کمین گاہیں	ص ۸۰۵ / ۶
مساجد وغیرہ میں یا اللہ یا محمد لکھنا درست نہیں ہے	ص ۸۰۶ / ۲
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات کے نفع نقصان کا بھی اختیار نہیں	ص ۸۰۶ / ۴
پیغمبروں کے معصوم ہونے کا کیا مقصد ہے	ص ۸۰۷ / ۲
مختلف جگہوں پر نماز کا مختلف ثواب	ص ۸۰۷ / ۳
حقیقی عزت و شرافت کیا ہے	״
قرآن کو ترتیل سے پڑھنے کا کیا مقصد ہے	ص ۸۰۷ / ۴
حضرت علی و حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کا نذر پورا کرنے کا مثالی واقعہ	ص ۸۱۳ / ۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
غیرمسلم قیدیوں سے حسن سلوک کا حکم	ص ۸۱۴/۳
صدقہ چھپاکر دینا چاہیئے	ص ۸۱۴/۴
فرقہ معتزلہ، قدریہ وجہمیہ پر حجت ایک آیت کا بیان	ص ۸۱۶/۲
چند کام کی باتیں	ص ۸۱۸/۱
رکوع کی رکعت کا مسئلہ	ص ۸۱۸/۳
جس دین میں نماز نہیں وہ دین نہیں	//
دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے کا نتیجہ	ص ۸۲۲/۴
ایک واقعہ سے عقیدہ کی اصلاح	ص ۸۲۳/۱
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں کتنی مرتبہ دیکھا	ص ۸۲۵/۳
پیغمبر غیب رساں ہوتا ہے غیب داں نہیں ہوتا	ص ۸۲۵/۴
امام کو نماز میں تخفیف کا حکم	ص ۸۲۵/۶
کراماً کاتبین دو حالتوں میں انسان سے علیحدہ رہتے ہیں	ص ۸۲۶/۱
سجین کیا ہے اور کہاں ہے	ص ۸۲۷/۱
دلوں کا زنگ آلود ہونا کیا ہے	//
علیین کیا ہے اور کہاں ہے	ص ۸۲۷/۳
انسانی زندگی کے کئی مراحل کا بیان	ص ۸۲۹/۲
وتروں میں پڑھی جانے والی سورتوں کا بیان	ص ۸۳۱/۲
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ابوذر رضی اللہ عنہ کو چند نصیحتیں جن میں ہمارے لئے بھی سبق ہے	ص ۸۳۲/۱
دنیا کمانے کے دو حلال طریقے ایک محبوب، دوسرا غیر محبوب	ص ۸۳۲/۳
خلاف شرع نیک کام مردود اور باعث عذاب ہے	ص ۸۳۲/۴
عشرہ ذی الحج کی فضیلت	ص ۸۳۳/۳
بنی آدم کو بہکانے کے تین شیطانی ہتھکنڈے	ص ۸۳۴/۱
اطمینان قلب کیلئے پڑھی جانے والی ایک جامع دعا کا بیان	//
زمین کرہ نہیں، بسیط ہے	ص ۸۳۵/۵

مضمون	صفحہ و فائدہ نمبر
جنتی کے لئے نیک عمل اور جہنمی کے لئے برے عمل آسان ہو جاتے ہیں	ص ۸۳۶/۴
اتقی کسے کہتے ہیں	ص ۸۳۷/۳
حقیقی آسودگی کیا ہے	ص ۸۳۸/۱
کھانا سامنے ہو تو نماز نہیں پڑھنی چاہیئے	ص ۸۳۸/۱
چار متبرک مقامات کا بیان	ص ۸۳۸/۲
دو لالچی ایک اچھا، ایک برا	ص ۸۳۸/۷
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ابوجہل کا ایک بد ارادہ اور اس میں ناکامی کا بیان	ص ۸۳۹/۱
ایک خاص رات کی عبادت کا بیان	ص ۸۳۹/۲
ناجی فرقہ کونسا ہے	ص ۸۴۰/۲
بہترین کون لوگ ہیں	ص ۸۴۰/۵
گدھا پالنا کیسا ہے	ص ۸۴۱/۱
خدا کو کلیات اور جزئیات دونوں کا علم ہے	ص ۸۴۱/۲
جہنم کے دو سانس ایک گرمی میں، ایک سردی میں	ص ۸۴۲/۱
عیب جوئی اور چغل خوری کی مذمت	ص ۸۴۲/۴
قریش کی فضیلت کا بیان	ص ۸۴۳/۳
نمازیوں کے لئے ویل ہے	ص ۸۴۴/۱
جُبّ الحزن کیا ہے اور کس کا ٹھکانا ہے	//
برتنے کی چیزیں مانگنے پر نہ دینے والے کے لئے وعید شدید	//
کوثر کیا ہے	ص ۸۴۴/۲
نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے کا مسئلہ	//
حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخر عمر میں کیا پڑھتے تھے	ص ۸۴۵/۱
ابولہب کا اصل نام کیا تھا	ص ۸۴۵/۲
تین کام اور ان کا انجام	ص ۸۴۵/۳
فقر دور ہونے کا وظیفہ	//
حسد کسے کہتے ہیں	ص ۸۴۵/۷
سونے وقت کا ایک خاص عمل	ص ۸۴۶/۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چند مشہور پیغمبروں اور انبیاء کے مختصر حالات

حضرت آدم علیہ السلام

ان کا نام قرآن شریف میں پچیس ۲۵ جگہ آیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے نبی ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا۔ ہر طرح کی زمین سے مٹی منگوا کر پتلا تیار کرایا۔ چالیس رات یا چالیس سال کے بعد اس میں روح پھونکی۔ مٹی کی مختلف خاصیات کی وجہ سے آدم علیہ السلام کی اولاد مختلف پیدا ہوئی کوئی سیاہ، کوئی سفید کوئی سانولی، کوئی نرم دل، کوئی سخت دل کوئی پاک، کوئی ناپاک۔ آدم علیہ السلام کا قد ساٹھ گز اور عرض سات گز کا تھا۔ خدائے تعالیٰ نے فرشتوں سے ان کو سجدہ کرایا۔ ابلیس نے غرور کیا، کافر ہوا اور رحمت الٰہی سے دور کر دیا گیا۔ انکو سب چیزوں کے نام سکھائے۔ بہشت میں جگہ دی لیکن ایک معین درخت کے کھانے سے منع فرمادیا اور خبردار کر دیا کہ ابلیس تمہارا اور تمہاری بی بی کا دشمن ہے یہ دھوکہ دیکر تم کو جنت سے نکلوا دے۔ ابلیس لعین نے قسم کھا کر اور اپنی خیر خواہی کا یقین دلا کر وہ درخت حضرت حوّا اور حضرت آدم علیہما السلام کو کھلا دیا۔ اس قصور کی وجہ سے جنت سے ۱۰ محرم یوم جمعہ بوقت عصر زمین پر اتار دئیے گئے۔ دونوں نے اپنے قصور کی معافی ان الفاظ کے ساتھ طلب کی۔ یہ الفاظ خدا تعالیٰ سے آدم علیہ السلام نے سیکھے تھے رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ یعنی اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور اگر تو نے ہماری بخشش نہ فرمائی اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم نقصان والوں میں سے ہو جائیں گے۔"

اس دعا سے ان کا قصور معاف ہوا۔ آدم علیہ السلام جنت سے نکل کر جزیرہ سراندیپ جس کو اب لنکا کہتے ہیں وہ یہاڑ پر اترے۔ حوّا علیہا السلام جدّہ کہیں اور اتاری گئیں دونوں ایک دوسرے کو عرصہ تک تلاش کرتے رہے۔ میدان عرفات میں ملاقات ہوئی۔ اب دونوں میاں بیوی مل کر رہنے لگے اولاد ہونی شروع ہوئی تمام انسانوں کے ماں باپ یہی دونوں ہیں۔ ان کو ابوالبشر کہا جاتا ہے۔ آدم علیہ السلام نے ایک ہزار حج کئے۔ بوقت انتقال چالیس ہزار کے قریب اولاد ہو گئی تھی فرشتوں نے ان پر جنازے کی نماز پڑھی۔ ان کی قبر لنکا میں اور حضرت حوّا علیہا السلام کی جدہ میں بتاتے ہیں۔ واللہ علم

حضرت شیث علیہ السلام

ان کا نام قرآن مجید میں نہیں ہے کیونکہ سب پیغمبروں کے نام کا التزام اس میں نہیں کیا گیا ہے۔ مسند احمد میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی و پیغمبر ہوئے ہیں۔ اور قرآن مجید میں ہم کو تعلیم دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبروں اور انبیاء پر ایمان لاؤ اور سب کو سچا سمجھو اور ہر آسمانی کتاب و صحیفہ کی تصدیق کرو۔ آسمانی کتابوں کی تعداد ایک سو چار ہے اور صحیفے ان کے سوا ہیں ان کی تعداد خدا ہی کو معلوم ہے بہرحال جتنے پیغمبر نبی اور جتنی کتابیں صحیفے اللہ کی طرف سے دنیا میں آئے ہیں ان سب پر ہم مسلمانوں کا ایمان ہے خواہ ان کے نام ہم کو معلوم ہوں یا نہ ہوں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ الاٰية. یعنی ہم نے تم سے پہلے اپنے رسول بھیجے تھے جن میں سے بعض کا بیان ہم نے اس قرآن میں کر دیا۔ حضرت شیث علیہ السلام بھی انہی پیغمبروں میں سے ہیں جن کا بیان قرآن میں نہیں ہے تواریخ میں ان کے حالات موجود ہیں۔ شیث کے معنی ہبۃ اللہ کے ہیں یعنی اللہ کے بخشے ہوئے۔ آدم علیہ السلام کی عمر جب دو سو تیس برس کی تھی تو یہ پیدا ہوئے۔ سب سے پہلے داڑھی ان کی نکلی جوتی اور پگڑی پہلے انہوں نے پہنی۔ پچاس صحیفے ان پر اترے۔ یہ آدم علیہ السلام کے وصی تھے۔ نو سو بارہ برس کی عمر پائی سارے انسانوں کا نسب انہیں سے جا کر ملتا ہے۔

حضرت ادریس علیہ السلام

ان کا نام قرآن شریف میں دو جگہ آیا ہے انکو صدیق نبی کہا گیا ہے حکیم اور بادشاہ بھی تھے۔ شریعت آدم علیہ السلام کے جو لوگ مخالف ہو گئے تھے حضرت ادریس علیہ السلام نے ان سے جہاد کیا اور شہر آباد کئے۔ ایک سو اسی شہر اپنی زندگی میں بسائے۔ تین سو پینسٹھ برس کے ہوئے تھے کہ آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ قرآن مجید میں اس رفع یعنی اٹھائے جانے کا ذکر موجود ہے۔ آدم علیہ السلام کے زمین پر آنے کے ایک ہزار چار سو ستر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سال بعد آسمان پر گئے۔ شبِ معراج میں ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چوتھے آسمان پر ان سے ملاقات ہوئی۔

حضرت نوح علیہ السلام

ان کا نام قرآن شریف میں انچاس جگہ آیا ہے انکو آدم ثانی کہتے ہیں۔ نام عبدالغفار تھا۔ ہبوط و نزولِ آدم علیہ السلام کے ایک ہزار چھ سو بیالیس برس کے بعد پیدا ہوئے۔ اس وقت بنی نوعِ انسان بت پرستی پر لگ گئے تھے انہوں نے تبلیغ توحید شروع کی۔ نو سو پچاس برس تک تبلیغ کرتے رہے۔ یہ خدا سے ڈر کر بہت رویا کرتے تھے۔ قرآن شریف میں ان کی صفت عَبْدًا شَكُوْرًا بیان کی گئی ہے۔ پانی کے ہر ہر گھونٹ اور کھانے کے لقمہ پر الحمد للہ کہتے تھے اتنی طویل مدت تبلیغ کرنے پر بھی قوم نے ایک نہ سنی بلکہ صاف جواب دیا کہ اے نوحؑ! ہم بت پرستی ہرگز نہ چھوڑیں گے۔ نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ آخر عذاب الٰہی پانی کے طوفان کی شکل میں آیا۔ ساری قوم میں سے اسّی یا کچھ کم مرد و عورت ایمان لائے تھے وہ عذاب الٰہی سے بچ سکے۔ نوح علیہ السلام نے خدائے تعالیٰ کے حکم سے ایک کشتی تیار کی۔ دنیا میں سب سے پہلے کشتی کے موجد نوح علیہ السلام تھے! ایمان والوں اور جانور کے دو دو جوڑے اور اپنے اہل کو اپنے ساتھ کشتی میں سوار کیا۔ ایک بیٹا ان کا کافر تھا وہ سوار نہ ہوا۔ پانی کا طوفان ساری زمین پر آیا کشتی تیرنے لگی سب ڈوب کر مر گئے۔ بیٹا بھی ہلاک ہوا۔ رجب کی دسویں تاریخ کو کشتی میں بیٹھے۔ دس محرم کو اترے۔ چھ مہینے طوفان رہا۔ طوفان ختم ہونے کے بعد کشتی جودی پہاڑی پر ٹھہری۔ ایمان والے سلامتی کے ساتھ کشتی سے اترے مگر پھر ان کی نسل نہ چلی۔ نوحؑ کے تین بیٹے حامؔ، سامؔ، یافثؔ جو کشتی پر سوار تھے ان سے تمام بنی آدم کی نسل چلی ہے۔ حامؔ چھوٹے بیٹے تھے، سامؔ منجھلے یافثؔ بڑے۔ دنیا کے ہر ملک اور جمیع بلاد ان ہی کی نسل سے آباد ہیں۔ نوح علیہ السلام نے چودہ سو (۱۴۰۰) برس کی عمر میں وفات پائی۔ قرآن مجید کی ایک سورت "سورۂ نوح" میں ان کا ذکر مستقل طور سے موجود ہے۔ نوح علیہ السلام کے بعد ان کے بیٹوں نے دوبارہ طوفان کے خوف سے ایک محل اس قدر اونچا بنایا تھا کہ اس کا سر آسمان سے لگتا تھا اس میں ۷۲ برج رکھے۔ ہر برج میں ایک نہایت عابد شخص کو عبادت کے لئے بٹھایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس حرکت کو ناپسند کیا وہ محل گر پڑا۔ اس کے گرنے کی گڑبڑ دہشت میں ایسی گھبراہٹ ہوئی کہ سب کی بولیاں بگڑ گئیں۔ ایک کی بولی دوسرے کی بولی سے نہ ملی اس کو تبلیل السنہ کہتے ہیں۔ عابر نامی ایک دیندار آدمی نے اس محل کے بنانے میں ان کی موافقت نہ کی تھی ان کی زبان عبرانی باقی رہ گئی۔ پھر سامؔ کی اولاد عراق و فارس میں ہند کی سرحد تک جا کر آباد ہوئی۔ حامؔ کی اولاد جنوب میں مصر تک بس گئی۔ یافثؔ کی اولاد بحر خزر سے چین تک پھیلی۔ نوح علیہ السلام کے تینوں بیٹوں کی اولاد اسی تبلیل السنہ کے زمانے سے متفرق ہو کر بہتر شاخوں تک پہنچ گئی اور ویران دنیا اس طرح آباد ہوتی چلی گئی حتیٰ کہ اس آباد دنیا کو اپنی آنکھوں سے آج ہم بھی دیکھ رہے ہیں۔

حضرت ہود علیہ السلام

ان کا نام قرآن شریف میں آٹھ جگہ آیا ہے یہ نوح علیہ السلام کے بعد اور ابراہیم علیہ السلام سے پہلے مبعوث ہوئے ان کی قوم، قوم عاد کے نام سے مشہور ہے قوم کو توحید کی دعوت دی بت پرستی سے روکا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہر نبی اور رسول کی بعثت کا پہلا مقصد یہی بتایا ہے کہ وہ اپنی قوم کو طاغوت پرستی سے روکنے اور توحید الٰہی پر قائم کرنے کے لئے دنیا میں مبعوث ہوئے تھے چنانچہ فرمایا وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ہود علیہ السلام کی قوم نے ان کی دعوت کو قبول نہ کیا بت پرستی سے باز نہ آئے پہلے عذاب الٰہی قحط کی صورت میں نمودار ہوا۔ اس پر بھی نہ مانا۔ آخر کار ایک بادل آیا اس میں ہوا کا عذاب تھا آٹھ دن سات رات تک اس قدر سخت ہوا اور آندھی چلی کہ ساری بستی تباہ ہو گئی۔ بستی والے ایسے گرے پڑے تھے جیسے کھجور کے درخت جڑ سے گرے پڑے ہوں ہوا نے ان کی قوم کو گھروں سے نکال نکال کر وہ پٹخا کہ ہلاک و برباد ہو گئے حتیٰ کہ ان نافرمانوں اور بت پرستوں میں سے کوئی نہ بچا۔ اَلْعِيَاذُ بِاللهِ۔

حضرت صالح علیہ السلام

ان کا ذکر قرآن مجید میں نو جگہ آیا ہے اللہ تعالیٰ نے انکو قوم ثمود کی طرف نبی بنا کر بھیجا۔ انہوں نے دعوتِ توحید دی قوم نے نہ مانا اور جھوٹا فسادی کہا۔ قرآن مجید میں خبر دی گئی ہے کہ دنیا میں کوئی رسول نہیں آیا جس نے اپنی قوم کو توحید اور ہدایت کی طرف نہ بلایا ہو مگر اس کی قوم نے اس کو ساحر، کاذب، دیوانہ ہی کہا۔ فرمایا كَذَٰلِكَ مَا أَتَى الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ صالح علیہ السلام نے بہت خوب اپنی قوم کو سمجھایا قوم نے کہا اگر تم سچے ہو تو کوئی معجزہ دکھاؤ اللہ تعالیٰ نے اونٹنی کا معجزہ اپنے نبی کو عطا کیا اور اس اونٹنی کو پتھر سے پیدا کیا۔ اس عجیب و غریب اونٹنی کے حالات اس قرآن مجید کے صفحہ ۲۰۷ و صفحہ ۴۸۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔ قوم نے اس اونٹنی کو قتل کرنے کی تدبیریں کیں۔ اس کے پاؤں کاٹ ڈالے چیخ کا عذاب ان پر نازل ہوا جبرئیل علیہ السلام نے ایک چیخ ایسی ماری جس سے ان کے کلیجے پھٹ گئے عذاب الٰہی نے جب قوم کو تباہ کر دیا تو صالح علیہ السلام اس کے بعد سرزمین حجاز میں آ گئے اٹھاون برس کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

ان کا نام قرآن مجید میں اکثر جگہ آیا ہے ان کو ابوالانبیاء تاج الاصفیاء خلیل اللہ آدم ثالث کہتے ہیں۔ ابراہیم نام سریانی زبان کا ہے اس کے معنی ہیں "باپ مہربان" آدم علیہ السلام کے تین ہزار تین سو تینتیس سال کے بعد پیدا ہوئے۔ طوفان نوح کو ایک ہزار اکیاسی سال ہو چکے تھے۔ قوم بت پرستی اور شرک میں مبتلا ہو چکی تھی گھر میں خود باپ بت تراش تھا قوم اور باپ کو ہر چند سمجھایا مگر نتیجہ کے طور پر باپ نے گھر سے نکال دیا گھر سے ہجرت اختیار کی۔ یہ آزمائش کی پہلی منزل تھی ابراہیم علیہ السلام کی اور بھی کئی آزمائشیں ہوئیں۔ آگ میں ڈالے جانا۔ لاڈلے فرزند اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کا حکم ملنا۔ نمرود سے مقابلہ وغیرہ وغیرہ قرآن مجید میں ارشاد ہے وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ یعنی ابراہیم کو اس کے رب نے کئی باتوں میں آزمایا اور وہ آزمائش میں پورے اور ثابت قدم اترے اور خدائے تعالیٰ کے خلیل دوست خاص بندہ قرار پائے۔ آدم علیہ السلام کے بعد کعبہ شریف کو انہوں نے بنایا جس پتھر پر کھڑے ہو کر کعبہ کی بنیاد کو اٹھایا تھا وہ پتھر اب تک موجود ہے جس کو مقام ابراہیم کہتے ہیں۔ سوا اس پتھر کے کسی نبی کی کوئی اصل نشانی دنیا میں ظاہر موجود نہیں ہے مگر خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانی قرآن و حدیث جو قیامت تک باقی رہیں گے۔ موجود ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو پچہتر برس کی ہوئی سب سے پہلے ان کے بال سفید ہوئے۔ ختنہ کی ابتدا انہوں نے کی۔ خدائے تعالیٰ کی طرف سے ان کو صحیفے ملے جن کو صحف ابراہیم کہتے ہیں۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

ان کا نام قرآن شریف میں بارہ جگہ آیا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر چھیاسی برس کی تھی اور ملک شام میں آباد تھے کہ پیدا ہوئے یہ چودہ برس کے تھے کہ باپ کے ساتھ مل کر کعبہ شریف تعمیر کرایا۔ قرآن مجید میں ان الفاظ کے ساتھ تعمیر کعبہ کا نقشہ اتارا گیا ہے وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ اس وقت کو یاد کرو جب خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام اور ذبیح اللہ اسمٰعیل علیہ السلام بیت اللہ خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے اور دعائیں کر رہے تھے اے ہمارے رب! ہماری یہ محنت جدوجہد قبول فرما لے بیشک تو دعاؤں کا سننے والا اور نیتوں کے جاننے والا ہے۔ اسمٰعیل کا ترجمہ مطیع اللہ ہے۔ ان کی ماں کا نام ہاجرہ رضی تھا ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان ہی کی اولاد میں سے ہیں۔ ایک سو سینتیس برس کی عمر پائی۔ ان کی قبر حجر اسود کے قریب ہے مگر بے نشان ہے۔

حضرت اسحٰق علیہ السلام

ابراہیم علیہ السلام ایک سو برس کے تھے تو فرشتوں نے آ کر اسحٰق علیہ السلام کی بشارت دی۔ یہ پیدا ہوئے ساری عمر شام میں رہے ان کا نام قرآن شریف میں سترہ جگہ آیا ہے ایک سو اسی برس کی عمر پائی قرآن مجید میں فرمایا کہ ہم نے اس خاندان کو بڑی برکت اور بزرگی عطا فرمائی

حضرت یعقوب علیہ السلام

ان کا نام قرآن پاک میں سولہ جگہ آیا ہے حضرت اسحٰق علیہ السلام ساٹھ برس کے تھے جب یہ پیدا ہوئے۔ یوسف علیہ السلام کی جدائی کا صدمہ آزمائش کے طور پر پہنچا زبان سے یہی نکلتا تھا فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۝ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ آخر اللہ تعالیٰ نے وہ آزمائش کے دن نکال دیئے اور یوسف علیہ السلام سے ملا دیا۔ ایک سو سینتالیس برس کی عمر میں وفات پائی بوقت وفات اپنی اولاد کو جمع کیا اور توحید پر قائم رہنے ایک خدا کی عبادت کرنے کی وصیتیں کیں سب نے توحید کا اقرار کیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام

ان کا نام فرقان حمید میں ستائیس جگہ آیا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کے دو سو اکیاون سال بعد پیدا ہوئے اٹھارہ برس کے تھے باپ سے جدا ہوئے اکیس برس تک جدا رہے بھائیوں نے قافلۂ مصر کے ہاتھ اٹھارہ درہم (چونی) میں بیچ ڈالا قافلہ والوں سے عزیز مصر نے خرید لیا اور یوسف علیہ السلام اس ذریعہ سے مصر پہنچے نہایت خوبصورت تھے۔ تمام دنیا کی نصف خوبصورتی ان کو دی گئی تھی ان کا قصہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احسن القصص ہے۔ قرآن مجید میں ایک مستقل سورت ان کے واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ زلیخا کے مکر سے سات یا چودہ[۱۴] سال تک قید میں رہے تب رہائی ہوئی تو بادشاہ کے وزیر بنے۔ اپنے ماں باپ اور بھائیوں کو وہیں بلا لیا پھر سترہ برس یکجا مل کر رہے۔ چھپن[۵۶] برس کے تھے کہ باپ یعقوب علیہ السلام کا انتقال ہوا۔ یوسف علیہ السلام کے متعلق نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے **اَلْكَرِيْمُ ابْنُ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ ابْنُ يَعْقُوْبَ ابْنِ اِسْحٰقَ ابْنِ اِبْرٰهِيْمَ** یعنی یوسف علیہ السلام نہایت درجہ شرافت اور بزرگی والے ہیں کہ خود بھی نبی باپ یعقوب بھی نبی دادا اسحاق بھی نبی پردادا ابراہیم علیہ السلام بھی نبی۔ سبحان اللہ کیا فضیلت اور مرتبہ حاصل ہوا۔ ایکسو دس[۱۱۰] برس کی زندگی پائی۔ ان کی وفات سے ۶۴ سال بعد موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

حضرت لوط علیہ السلام ان کا نام قرآن شریف میں ستائیس جگہ آیا ہے۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے جس بستی میں رسول بنا کر بھیجے گئے اہل بستی کفر و فاحشہ میں مبتلا تھے اغلام بازی یعنی لڑکوں سے بدفعلی کی بدعادت ان میں پڑی ہوئی تھی۔ جب سمجھانے پر کسی طرح سیدھے نہ ہوئے تو فرشتوں نے آکر پوری بستی کو الٹا دیا۔ اوپر سے پتھر برسائے گئے۔ یہ عذاب صبح کے وقت ہوا ہر پتھر پر ایک ایک کا نام لکھا ہوا تھا وہی اس کے ہلاک ہونے۔

حضرت ایوب علیہ السلام ان کا نام کتاب اللہ میں چار جگہ آیا ہے بڑے مالدار تھے ان کا امتحان لیا گیا۔ تمام مال و دولت اولاد ختم ہوئی لیکن عبادت و شکر کو ترک نہ کیا پھر جذام کی بیماری میں مبتلا کئے گئے تمام بدن میں کیڑے پڑ گئے صرف دل اور زبان باقی بچی۔ اسی سے عبادت اور شکرگذاری میں مصروف رہے۔ اٹھارہ برس یوں ہی تکلیف میں گذرے صبر انتہا کو پہنچ گیا تھا قرآن میں ان کی تعریف یوں آئی ہے۔ **اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ؀** یعنی ہم نے ایوب کو صابر پایا کیا ہی اچھا بندہ رجوع کرنے والا تھا۔ آخر دعا کی اللہ تعالیٰ نے ایک چشمہ پیدا کیا اس میں نہائے بالکل تندرست ہو گئے بدن صاف اور خوبصورت ہو گیا مال و دولت اولاد سب ہی کچھ خدا نے پھر دے دیا۔ ان کی زندگی تہتر[۷۳] برس کی ہوئی۔

حضرت شعیب علیہ السلام ان کا نام قرآن مجید میں گیارہ جگہ آیا ہے۔ یہ ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کی اولاد میں سے ہیں ان کو خطیب الانبیا کہتے ہیں پہلے بستی ایکہ والوں کی طرف بھیجے گئے تھے انہوں نے نہ مانا۔ وہ آگ برسنے سے ہلاک ہوئے پھر اہل مدین کی طرف رسول بن کر گئے۔ مدین والے ناپ تول میں کمی کرتے تھے ان کو اس بدعادت سے روکا۔ نہ مانے بلکہ خدا کے پیغمبر کو الٹا دھمکاتے ڈراتے۔ آخر عذاب الٰہی زلزلہ کی شکل میں نمودار ہوا زلزلہ سے ساری بستی اور بستی والے تباہ ہو گئے۔ نبی اور نبی کے ماننے والے بچ گئے۔

حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام موسیٰ علیہ السلام کا نام کلام اللہ میں ایک سو تینتیس جگہ آیا ہے اور ہارون علیہ السلام کا نام انیس[۱۹] جگہ آیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام آدم علیہ السلام کے اترنے سے تین ہزار سات سو اڑتالیس سال بعد مصر میں پیدا ہوئے ان کی پیدائش اور نبوت فرعون کے مقابلہ اور اس پر فتح یابی، فرعون کی ہلاکت وغیرہ کے تمام واقعات قرآن مجید میں مفصل موجود ہیں قرآن مجید میں جتنا ذکر ان کا آیا ہے کسی نبی کا نہیں آیا ان کے ذکر کے ساتھ فرعون کا نام بھی آتا ہے۔ اسی وجہ سے فرعون ملعون کا نام قرآن مجید میں ۷۴ جگہ آیا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کو خدا نے توراۃ عطا فرمائی جس کو اپنے ہاتھ سے لکھا تھا ایک سو بیس برس تک زندہ رہے۔ ہارون علیہ السلام ان کے بڑے بھائی تھے اور وزیر نبوت تھے ان کی والدہ کا نام یوحانذ یا یوخابنت ہاذین لاوی بن یعقوب تھا۔

حضرت داؤد علیہ السلام ان کا نام کلام اللہ میں سولہ[۱۶] جگہ آیا ہے ان کو خدا نے خلیفہ و صاحب قوت کہا ہے پرندے و پہاڑ ان کے ساتھ تسبیح کرتے تھے لوہا ان کے ہاتھ میں موم ہو جاتا اس سے زرہ بنانے اور گزارہ کرتے۔ زبور ان کی کتاب کا نام ہے بڑی خوش الحانی سے اس کو پڑھتے تھے۔ ان کے عہد میں بعض بنی اسرائیل مسخ ہو گئے بندر بن گئے مگر ان کی نسل نہ چلی۔ یہ عذاب اس پر ہوا کہ زبور پر عمل کرنا چھوڑ دیا موسیٰ علیہ السلام کے پانچ سو پینتیس برس بعد انتقال کیا ستر برس کی عمر ہوئی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام ان کا نام کتاب اللہ میں سترہ[۱۷] جگہ آیا ہے۔ یہ داؤد علیہ السلام کے بیٹے ہیں بارہ برس کے تھے جو خلیفہ ہوئے جیسی حکومت و دولت و مملکت ان کو ملی کسی کو پھر ویسی نہ ملی۔ بیت المقدس ان کی مسجد کا نام ہے سات برس میں بنائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گئی تیس گز اونچی ساٹھ گز لمبی بیس گز چوڑی تھی۔ پانچ سو گز کی فصیل اس سے الگ باہر بنائی تھی بلقیس ملکہ یمن کا ان کے پاس آنا اور مسلمان ہونا قرآن سے ثابت ہے۔ باون ۵۲ برس کی عمر ہوئی۔

یونس بن متّٰی علیہ السلام ان کا نام قرآن شریف میں چھ جگہ آیا ہے متّٰی ان کی ماں کا نام ہے سوا ان کے اور مسیح علیہ السلام کے کوئی نبی ماں کے نام سے مشہور نہیں ہوا موسیٰ علیہ السلام سے آٹھ سو پندرہ برس بعد مبعوث ہوئے موصل کے پاس نینوا ایک گاؤں ہے وہاں کے نبی تھے ایک لاکھ بلکہ اس سے زیادہ آبادی تھی۔ قوم نے ان کی بات نہ سنی انہوں نے عذاب کا وعدہ دیا پیغمبر کو سچا کرنے کے لئے عذاب آیا لیکن بلا اذن وعدہ دیا تھا اس لئے قوم کی توبہ کرنے پر وہ عذاب مکانوں کی چھتوں تک آکر اٹھ گیا سوائے یونس علیہ السلام کی قوم کے اور کسی قوم سے عذاب الٰہی آجانے کے بعد نہیں ہٹا ان کو ذوالنون بھی کہتے ہیں اس لئے کہ مچھلی نگل گئی تھی جب دعا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ پڑھی جان بچی یہ دعا عجیب وظیفہ ہے! اسے اسم اعظم بھی فرمایا ہے! اب بھی جو کوئی اس کو پڑھے ہر بلا سے نجات پاوے۔

حضرت الیاس علیہ السلام ان کا نام کتاب اللہ میں تین جگہ آیا ہے۔ ان کی قوم بت پوجتی تھی جب منع کیا تو جھٹلانے پر آمادہ ہوگئی آخر عذاب الٰہی سے ہلاک ہوئی۔

حضرت زکریّا و یحییٰ علیہما السلام ان دونوں پیغمبروں کا نام قرآن مجید میں سات جگہ آیا ہے۔ زکریا علیہ السلام مریم علیہا السلام کے کفیل تھے خدا سے نہایت ڈرتے تھے جوانی میں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ بڑھاپے میں بڑی عاجزی سے اولاد مانگی اللہ تعالیٰ نے یحییٰ علیہ السلام کی بشارت دی یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ زکریا علیہ السلام کو دشمنوں اور مخالفین نے مریم علیہا السلام سے متہم کیا۔ وہ ایک درخت کے اندر جا چھپے اس کو چیر ڈالا ان کے دو ٹکڑے ہوگئے ایک سو برس سے کچھ زیادہ عمر تھی حضرت یحییٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام سے چھ مہینے بڑے تھے یہی سابق تولد مسیح علیہ السلام کا بھی ہے تقویٰ اور زہد حد درجہ تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے سے تین برس پہلے ذوکس بادشاہ نے ان کو ذبح کر ڈالا۔ ایک فاحشہ عورت کی خاطر ان کا سر کاٹ کر بطور تحفہ بادشاہ کو دیا گیا۔ نصاریٰ ان کو یوحنا کہتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کا نام قرآن مجید میں تینتیس ۳۳ جگہ آیا ہے ان کی ماں حضرت مریم علیہا السلام کا نام چونتیس جگہ آیا ہے۔ ان کی ولادت کا قصہ قرآن مجید میں موجود ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے بغیر باپ کے پیدا کیا یہ اس کی قدرت سے کچھ بعید نہیں۔ دیکھو! آدم علیہ السلام کو خدا نے بے ماں باپ کے پیدا کیا۔ حوا علیہا السلام کو بے ماں کے بنایا عیسیٰ علیہ السلام کو بے باپ کے ظاہر کیا۔ باقی سب بنی آدم کو ماں باپ سے نکالا۔ پیدا کرنے کی یہ چار قسمیں ہوئیں اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کا ماننا یہی ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی ہر قدرت پر ایمان لائے۔ عیسائیوں کو اس قدرت الٰہی سے انکار ہوا اور گمراہ ہوگئے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا قرار دیا۔ قرآن نے جا بجا ان کے اس غلط عقیدہ کی تردید کی اور توحید باری تعالیٰ کے متعدد دلائل پیش کئے جن کا جواب ان سے آج تک نہ بن پڑا اور علماء اسلام سے ہمیشہ شکست ہی کھائی هَدَاهُمُ اللّٰهُ۔ عیسیٰ علیہ السلام نے تو اپنی ماں مریم علیہا السلام کی گود ہی میں بندہ ہونے کا اعلان کر دیا تھا اور واضح کر دیا تھا اِنِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ تیس برس کے تھے کہ وحی آنے لگی۔ انجیل آسمانی کتاب ان کو ملی اور کئی معجزات اللہ تعالیٰ نے فرمائے مردہ کو زندہ کرنا، مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو تندرست کرنا، توریت اور ہر ایک کتاب کا بغیر پڑھے عالم ہونا۔ مگر یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اذن سے تھا۔ یہ معجزات کچھ ان کے اپنے اختیار میں نہ تھے قرآن مجید میں جہاں ان کے معجزات کا ذکر ہے۔ وہاں بِاِذْنِ اللّٰهِ ساتھ ہے اذن اللہ کی قید سے ثابت ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہوتا تو وہ ہرگز یہ معجزے ظاہر نہ کر سکتے۔ خالق اللہ تعالیٰ ہی تھا مگر اس خلق کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں جاری کیا یہ سب کچھ معجزات ہونے کے باوجود صرف بارہ آدمی ایمان لائے جن کو حواری کہتے ہیں تینتیس ۳۳ برس کی عمر میں زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ ان کے متعلق سولی کا عقیدہ رکھنا اور یہ سمجھنا کہ یہودیوں نے ان کو سولی دیدی تھی بالکل باطل ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ان کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا اس کے خلاف عقیدہ رکھنا سراسر گمراہی ہے! ایسے لوگ خواہ وہ اسلام کے مدعی قادیانی ہوں مرزائی ہوں یا اسلام کے منکر ہوں ہرگز ہرگز ہدایت پر نہیں بلکہ کافر و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قدرتِ خداوندی کے منکر ہیں حضرت عیسٰی علیہ السلام آخر زمانہ میں دُنیا میں دوبارہ آسمان سے نازل ہوں گے ان کا اترنا قیامت کی نشانی ہے، امام مہدی علیہ السلام کے ہم زمانہ ہوں گے دجال کو قتل کریں گے یاجوج ماجوج کا خروج ان کی موجودگی میں ہوگا آخر وہ ہلاک ہوں گے اور اسلام کی نہایت ترقی ہوگی خنزیر کو قتل کردیں گے صلیب کو توڑ دیں گے چالیس برس تک زندہ رہیں گے شادی کریں گے اولاد ہوگی بیت اللہ خانہ کعبہ کا حج کرنے جائیں گے مدینہ میں انتقال ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک میں قبر نبوی کے برابر دفن ہوں گے جب آسمان پر گئے ۳۳ برس کے تھے پھر آکر چالیس برس رہیں گے۔ تہتر برس کی عمر پائیں گے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے آسمان پر زندہ جانے اور آسمان سے قرب قیامت دوبارہ نازل ہونے کے دلائل نہایت بسط اور تفصیل کے ساتھ تفسیر ستاری پارہ ۳ میں ملاحظہ فرماویں اس تفسیر میں مسئلہ ہذا کو بخوبی ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ مخالفین کے دلائل کے دندان شکن جواب بھی دیدیئے گئے ہیں فللّٰہ الحمد

قرآن شریف میں صرف ۲۵ پیغمبروں کا ذکر ہے لقمان علیہ السلام، خضر علیہ السلام، ذوالقرنین علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کا ذکر بھی قرآن مجید میں موجود ہے مگر ان کی نبوت کا صحیح علم خدا کو ہے سورۂ لقمان میں لقمان علیہ السلام کی نصیحتیں بطور درس بیان کی گئی ہیں سورۂ کہف میں خضر اور ذوالقرنین کا بیان ہے موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کی ملاقات اور دوران سفر کا حال ایک عجیب واقعہ ہے ذوالقرنین ؑ نے مغرب سے مشرق تک سیاحت کی اور دیوار یاجوج ماجوج تیار کی، وہ بھی عجائبات دُنیا سے ہے۔ انتہٰی

سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک قرآن شریف میں پانچ جگہ آیا ہے، رفع عیسٰی علیہ السلام کے پانچ سو پینتالیس [۵۴۵] سال بعد مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے انجیل میں آپ کا نام فارقلیط ہے جس کا ترجمہ احمد ہے، باپ کا نام عبداللہ ماں کا نام آمنہ تھا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام جدّ اعلیٰ تھے توریت اور انجیل میں آپ کی آمد کی خبر موجود تھی بخاری مسلم میں حدیث ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس برس کی عمر میں پیغمبر بنایا گیا۔ اس کے بعد تیرہ برس مکہ میں رہے اور اس عرصہ میں وحی آتی رہی پھر آپ کو ہجرت کا حکم دیا گیا اور ہجرت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم دس برس تک مدینہ میں رہے اور تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ سے قبل جتنے انبیاء و رسل دُنیا میں مبعوث ہوئے سب ہی اپنی قوم اور بستی والوں کے لئے اور کچھ مدت معین تک نبی بن کر آتے تھے مگر ہمارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ساری دُنیا کل بنی آدم و جن کے لئے قیامت تک رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گئے۔ آپ خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ آپ کو جو شریعت دی گئی ہے وہ تمام جہان والوں کے لئے قیامت تک مکمل قانون ہے اکمل ضابطۂ حیات ہے وہ اوصاف حمیدہ جو ایک کامل انسان میں ہونے چاہئیں سب ہی آپ کے اندر موجود تھے۔ قرآن مجید میں آپ کی صفات کا بیان مختلف مواقع پر کمال شان کے ساتھ موجود ہے مثلاً اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ جامع ترمذی میں حدیث ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو فحش گو تھے نہ برائی کا بدلہ برائی سے لیتے تھے بلکہ معاف اور درگذر فرمادیا کرتے تھے۔ دوسری حدیثوں میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ خاموش رہتے تھے بیمار کی عیادت کرتے، جنازہ کے ساتھ جاتے۔ اپنے گھر کا کام کاج خود کر لیا کرتے بلکہ محتاج اور حاجت مندوں کی خدمت کرتے، اُن کے کام کاج کر دیا کرتے تھے۔ تواضع آپ کی عادت تھی عبادت و ریاضت کا آپ مجسمہ تھے۔ آپ کے اخلاق کریمانہ ہی کا اثر یہ تھا کہ سخت سے سخت دشمن اور بدخواہ بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو جاتا تھا مکہ مکرمہ میں چالیس سال کے بعد جب آپ نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا تو اہل مکہ کو دعوتِ توحید سخت ناگوار گذری، اور بہر صورت انہوں نے اس آواز کو بند کرنا چاہا جو وہ آپ کو تکلیف اور صدمے پہنچائے گئے کہ بیان سے باہر ہیں مگر آپ نے نہایت صبر و استقلال سے ان تمام مصائب کو برداشت کیا حتیٰ کہ جب مسلمانوں پر تکالیف و مصائب کی انتہا ہو گئی تو خدائے تعالیٰ کے حکم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہجرت کا حکم دیا اور مسلمانوں آپ کے جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے عزیز و اقرباء، گھر بار مال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مناع کی پرواہ کئے بغیر ہجرت اختیار کی اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یارِ غار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے کر مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی اس وقت آپ کی عمر ترپن برس کی تھی۔ تاریخ اسلام قمری حساب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے لکھی گئی ہے۔ ہجرت کے بعد دس سال مدینہ میں ہی رہے۔ اعلاءِ کلمۃ اللہ کی غرض سے متعدد غزوات فرمائے غزوہ بدر، غزوہ اُحد، غزوہ خیبر، غزوہ خندق، فتح مکہ وغیرہ اکثر غزوات میں بنفسِ نفیس شریک ہوئے اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے معجزے آپ کو عطا فرمائے معجزہ شق صدر، معجزہ شق القمر، واقعہ معراج، انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونے کا معجزہ، طعام میں برکت کثیر ہونے کا معجزہ، نیز غزوات کے دوران بے شمار معجزے مشہور و معروف ہیں اور سب معجزوں سے بڑا معجزہ قرآن پاک ہمارے درمیان موجود ہے جو حق اور باطل کے درمیان فرقان ہے۔ حقائق فصاحت و بلاغت میں بے مثل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا یہ معجزہ یعنی قرآن و حدیث تا قیام قیامت باقی ہے کا عرب کے بڑے بڑے فصحا اس کے مقابلہ میں عاجز رہے اور اب بھی کوئی جابر مقابل تا قیامت اسکو نہیں مٹا سکتا۔ یہ تیئس برس میں حسبِ ضرورت مسائل و احوال پورا نازل ہوا۔ فتح مکہ کے بعد حجۃ الوداع میں آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا نازل ہوئی جس میں اس امر کی بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر اور اپنی کتاب قرآن مجید فرقان حمید کو نازل فرما کر اپنی نعمت دین حق کا اتمام کر دیا ہے اس کے چند ہی روز بعد سورت نصر اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ نازل ہوئی۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کی خبر دی گئی۔ ۱۱ھ ماہ صفر کے آخری دنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علیل ہو گئے بخار نہایت شدت سے چڑھا جسم مبارک میں ناتوانی اس قدر ہو گئی کہ گھر سے باہر نکلنے کی طاقت نہ رہی بار بار غشی طاری ہوتی وفات سے پانچ روز قبل حالت اور زیادہ نازک ہو گئی صحابہ کرام اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سب ہی بے تاب بے چین تھے مگر خدائی فیصلے اور قدر کے سامنے کس کو اُف کرنے کی مجال ہے۔ تقریباً چودہ ۱۴ روز بیمار رہ کر پیغمبر آخر الزماں محبوب خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ بروز پیر بوقت چاشت وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ ۔

اس وقت آپ کی عمر مبارک ترسٹھ سال اور پانچ دن کی تھی مسجد نبوی کے متصل اپنے ہی مسکن میں تدفین ہوئی۔ اس روضہ مبارک میں (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۲) آپ کے یارِ غار خلیفہ اوّل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۳) فاروقِ اعظم خلیفہ ثانی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مدفون ہیں۔ ایک قبر کی جگہ باقی ہے عیسٰی علیہ السلام قربِ قیامت جب نازل ہوں گے اور مدینہ آ کر ان کا انتقال ہوگا تو اس جگہ ان کی تدفین ہوگی ۔

قیامت کے روز سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شق ہوگی میدانِ حشر میں اللہ تعالیٰ کی تعریفوں کا جھنڈا آپ ہی کے ہاتھوں میں ہوگا شفاعت کبریٰ اور مقام محمود آپ کا منصب ہوگا۔ حوضِ کوثر پر تشریف فرما ہوں گے اور اپنی اُمت کو جام کوثر سے سیراب فرمادیں گے مگر اہل بدعت سے اسقدر ناراضگی کا اظہار کریں گے کہ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ ان کو یہاں سے ہٹا دو میرے قریب تک نہ آنے دو۔ جنت کا دروازہ سب سے پہلے آپ ہی کھلوائیں گے اور سب سے پہلے آپ ہی داخل ہوں گے پھر اپنی اُمت کو داخل کرائیں گے۔ گنہگار امتیوں کو اللہ کی اجازت سے شفاعت کرائیں گے ان کو بھی جنت میں داخل کرائیں گے مگر مشرکین امت سے اس قدر نالاں اور بیزار ہوں گے کہ نہ ان کی شفاعت فرمائیں گے اور نہ وہ مستحق جنت ہو سکیں گے ۔

اللہ تعالیٰ اپنے تمام انبیاء خصوصاً ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر لاکھوں رحمتیں اور بے شمار سلام نازل فرمائے اور ہم کو ہر طرح کے شرک و بدعت سے محفوظ و مامون رکھے کہ قیامت کے دن ہمیں آپ کی شفاعت نصیب ہو اور ہم سب مسلمان مستحق رحمت و جنت ہو جائیں وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝ اٰمِيْنَ يَا اِلٰهَ الْعٰلَمِيْنَ

نوٹ: انبیاء کرام کے مندرجہ حالات کتاب حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ عَنِ الْفِتَنِ الْخَالِيَةِ وَالْفَاشِيَةِ مصنفہ علامہ نواب صدیق حسن خان صاحب والیِ بھوپال سے نقل کئے گئے اور قارئین کے علمی ذوق کے لئے اضافہ مفیدہ اس میں شامل کیا گیا ہے

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ

بہ اردو ترجمہ

قرآن مجید

عکسی

محشیٰ بنام احسن التفاسیر

مفسر - مولانا عبد الستار صاحب محدث دہلوی

مرتب حواشی - مولانا عبد القہار صاحب دہلوی

شیخ الحدیث - مدرسہ عربیہ اسلامیہ
دار السلام محمدی مسجد برنس روڈ کراچی!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ بعد حمد وصلوٰۃ کے شائقین تلاوت قرآن کو معلوم ہو کہ قرآن مجید کی جب تلاوت شروع کریں تو پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھیں کیونکہ قرآن مجید سورۃ نحل پ۱۴ رکوع ۱۳ میں ارشاد خداوندی ہے فل اور یہ امر منصوص ہے جس کے معنی شیطان مردود کی ہر طرح کی برائی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ جاتے ہیں۔ لہٰذا تلاوت قرآن پاک سے قبل اعوذ کا پڑھنا ضروری ہے نیز جس مقام سے تلاوت شروع کرنی مقصود ہو وہاں بسم اللہ اگر ہے تو اعوذ کے بعد بسم اللہ پڑھ کر تلاوت شروع کرنی چاہیے ورنہ صرف اعوذ پر اکتفا کر کے تلاوت شروع کی جائے جیسا کہ حضرت عائشہؓ کے واقعہ میں نبی علیہ السلام سے سورۃ نور کی آیات اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ کی تلاوت کے وقت صرف اعوذ پڑھنا ثابت ہے (ابوداؤد وبیہقی) نیز بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سورۃ نمل کی ایک آیت کا حصہ ہے اور ہر سورت کی ایک مستقل آیت بھی سوائے سورۃ براءۃ کے جیسا کہ ابوداؤد وغیرہ میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام کے پاس جب جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آتے اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتے تو آپ فوراً سمجھ جاتے کہ یہاں سے سورت شروع ہوئی ہے اور ام سلمہؓ سے روایت ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَءَ الْبَسْمَلَةَ فِيْ اَوَّلِ الْفَاتِحَةِ فِي الصَّلٰوةِ وَعَدَّهَا اٰيَةً یعنی آپ نے نماز میں سورۃ فاتحہ کے شروع میں بسم اللہ پڑھی اور اس کو ایک آیت شمار کیا۔ پس باتفاق بسم اللہ ہر سورۃ میں قرآن کریم کی ایک مستقل آیت ہے۔ جب کوئی سورۃ نماز میں یا تلاوت میں پڑھے تو بالضرور اس میں بسم اللہ پڑھے اور جس نماز میں قراءۃ جہر کے ساتھ یعنی کھلی آواز سے پڑھی جاتی ہے اس میں بسم اللہ کو جہر سے پڑھنا بھی صحیح حدیثوں سے ثابت ہے اور آہستہ پڑھنا بھی آیا ہے۔ آہستہ اور جہر سے دونوں طرح سنت ہے (نیل صفحہ ۲۰۶)

۲

اٰيَاتُهَا ۷ (۱) سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ (۵) رُكُوْعُهَا ۱

سورہ فاتحہ مکی ہے اور اس میں سات آیتیں اور ایک رکوع ہے

الجزء الاول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۱

فل شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے فل

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت بخشش کرنے والا بڑا مہربان ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲ الرَّحْمٰنِ

سب تعریف واسطے اللہ تعالیٰ کے پروردگار عالموں کا بخشش کرنے والا

سب حمد و ثنا اس اللہ کیلئے ہے جو تمام کائنات کا پروردگار نہایت بخشش کرنے والا اور

الرَّحِيْمِ ۝۳ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۴ اِيَّاكَ

مہربان ہے خداوند دن جزا کا فل تجھی کو

بڑا مہربان ہے جو جزا اور سزا کے دن کا مالک ہے اے اللہ! ہم تیری ہی

نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۵ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ

عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ہم فل دکھا ہم کو

عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھی

الْمُسْتَقِيْمَ ۝۶ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

راہ سیدھی راہ ان لوگوں کی کہ نعمت کی ہے تو نے اوپر ان کے

راہ دکھا ان لوگوں کی راہ، جن پر تو نے انعام و اکرام کیا

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷ ع

سوا ان کے جو غصہ کیا گیا ہے اوپر ان کے فل اور نہ راہ گمراہوں کی فل

نہ ان لوگوں کی راہ جن پر غضب نازل ہوا۔ اور نہ ان کی جو گمراہ ہو گئے۔

حل لغات :

لہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ بِسْمِ اصل میں تھا بِاسْمِ، الف اصل کو تخفیفاً حذف کر کے بے کو طویل کر دیا تاکہ بے کا طول الف محذوف پر دلالت کرے۔ اسم مشتق ہے سمو بمعنی علو سے بولا کرتے ہیں سما ئیں شئی اذا علا و ظہر چونکہ اسم معنی پر عالی اور مقدم ہوتا ہے اس لئے اُسے اسم کہتے ہیں اور ممکن ہے کہ اسم سمۃ بمعنے علامۃ سے ماخوذ ہو بولا کرتے ہیں وسم یسم سمۃ چونکہ اسم اپنے مسمّٰی کی گویا علامت ہوتا ہے اس لحاظ سے اسم کہتے ہیں پہلی تقدیر پر اسم کی تصغیر سُمَیٌّ اور جمع اسماء اور اسامی۔ اور دوسری تقدیر پر تصغیر *

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فضائل و خصائص سورۂ فاتحہ

ف اس سورت کی سات آیتیں ہیں۔ ہر آیت پر وقف کرنا چاہیئے۔ قرآن و حدیث کی رو سے سورۂ فاتحہ کا نماز میں پڑھنا ہر نمازی امام و مقتدی وغیرہ پر فرض ہے۔ نماز فرضی، نفل، جہری، سری کوئی نماز بغیر پڑھے اس سورۃ کے نہیں ہوتی اور سورۂ فاتحہ کا بیان اس قرآن کے صفحہ ۵۲، ۱۷ و سورۃ مزمل میں بھی لکھا گیا ہے۔ بخاری شریف میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو سعیدؓ سے فرمایا سب سے زیادہ عظمت سورۂ فاتحہ کی ہے یعنی یہ پورے قرآن کا لُبّ لباب اور خلاصہ ہے یعنی جو احکام قرآن میں بالتفصیل موجود ہیں ان سب کا اس سورت میں بالاجمال ذکر ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی پرورش عالم و سعتِ رحمت روزِ قیامت تمام مخلوق کے فیصلے اور انصاف یعنی اعمال خیر و شر کے نتائج اور جزا سزا، حیاتِ دنیوی کے بعد آخرت کی زندگی، انسانی زندگی و معاشرت کی فلاح و نجات اور سعادت و کامرانی کی راہ، خالص عبادت اور ہر کام میں اس سے مدد مانگنے کا بیان، دنیا و آخرت میں سرفراز ہونے والوں کا ذکر، مقہور مغضوب اقوام کا بیان، شقی ازلی گمراہوں کا تذکرہ ہے یہی باتیں احکام شرع کے متن ہیں جو قرآن مجید کی ایک سو تیرہ سورتوں نے بسیط تفصیلی بیان کا خلاصہ اسی میں ہے ابن عباسؓ قتادہؒ ابو العالیہؒ فرماتے ہیں کہ یہ سورۃ مکہ شریف میں نازل ہوئی ہے (فتح البیان) نیز اس سورۂ مبارکہ کے بارے میں صحیح بخاری ج ۲ صـ۶۴۲ میں ہے سُمِّيَتْ أُمَّ الْكِتَابِ لِأَنَّهُ يُبْدَأُ بِكِتَابَتِهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَيُبْدَأُ بِقِرَاءَتِهَا فِي الصَّلٰوةِ یعنی فاتحہ کے معنی ابتداء کرنے والی کے ہیں یہ قرآن پاک کا گویا دیباچہ ہے جس سے قرآن مقدس شروع ہوتا ہے۔ اسکا ایک نام امّ الکتاب (قرآن کی ماں) بھی ہے مصاحف شریفہ کی کتابت اسی سے شروع کی جاتی ہے اور نماز میں قرات بھی اسی سے شروع ہوتی ہے۔ مستدرک حاکم میں ہے۔ أُعْطِيتُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ یعنی مجھ سورۃ فاتحہ عرش کے نیچے سے دیا گیا ہوں۔ ترمذی میں ہے توریت، انجیل، زبور و قرآن میں اس جیسی سورۃ نہیں اتری اور اسکا نام سورۂ شفا بھی ہے دارمی میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا سورۂ فاتحہ شفاء ہے ہر زہر سے۔ ایک روایت میں ہے فَاتِحَةُ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ یعنی سورۂ فاتحہ ہر بیماری کی شفا ہے مرض ظاہری ہو یا باطنی، نیز سورۂ فاتحہ پڑھ کر بچھو کے کاٹنے پر منہ کا لعاب لگانے سے زہر اتر جاتا ہے۔ ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ بصدقِ دل اسکے پڑھنے سے نظر نہیں لگتی۔ علماء نے لکھا ہے جو شخص فاتحہ مع بسملہ درمیان سنت و فرض صبح اکتالیس ۴۱ بار ہمیشہ پڑھیگا اگر فقیر ہے تو غنی ہو جائیگا مقروض ہے تو قرض اتر جائے گا۔ بیمار ہے تو شفا پائیگا اور ضعیف و حقیر ہے تو قوی ہو گا اور عزت و شرف پائیگا (انشاء اللہ تعالیٰ) اور اسکا نام سورۃ الکنز بھی ہے کیونکہ یہ نازل ہوئی ہے ان خزانوں میں سے جو عرش کے نیچے ہیں اور اسکا نام مناجات بھی ہے۔ إِنَّ الْمُصَلِّيَ يُنَاجِي رَبَّهُ فَيُجِيبُهُ الرَّبُّ اس لئے کہ نمازی اس کو پڑھ کر اپنے رب سے مناجات کرتا ہے تو رب اس کو جواب دیتا ہے اور اس کی دعا قبول فرماتا ہے۔ اور سورۃ الرقیہ بھی اسکا نام ہے۔ ایک صحابی نے تین دن صبح و شام ایک بیمار پر دم کیا تو وہ بیمار اللہ کے حکم سے اچھا ہو گیا۔ سورۃ الاساس بھی اسے کہتے ہیں کیونکہ یہ سورت رکن ہے نماز کی اور نماز رکن ہے دین کا اور سورۃ الصلوٰۃ بھی اسکا نام ہے اسواسطے کہ اسکے بغیر نماز نہیں ہوتی خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد جہری ہو یا سری۔ فرض نماز ہو یا نفل غرضیکہ نماز کی ہر رکعت میں اس کا پڑھنا فرض ہے جیسا کہ حدیث قدسی قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصفا نصف تقسیم کر دیا ہے یہاں نماز سے بالاتفاق سورۂ فاتحہ مراد ہے۔ یہ وہ مبارک ترین سورۃ ہے جس کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث کافی وافی ہے جو بخاری مسلم کے حوالے مشکوٰۃ صـ۷۸ میں موجود ہے لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ بغیر سورۂ فاتحہ نماز نہیں ہوتی نیز ترمذی مطبوعہ احمدی صـ۳۴ و ابن ماجہ مطبوعہ فاروقی دہلی صـ۶۱ اور دار قطنی فاروقی صـ۱۲۰، صـ۱۲۱ و مشکوٰۃ باب القراءۃ فصل دوم میں بروایت نسائی ابو داؤد و ترمذی و بلوغ المرام باب صفۃ الصلوٰۃ میں بکثرت احادیث موجود ہیں جن میں مقتدی کو صاف صراحۃً الحمد پڑھنے کا حکم ہے اور ان حدیثوں کی صحت کی شہادت امام بخاری و مسلم و ترمذی و ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ و دار قطنی و ابن حبان و حاکم و بیہقی و خطابی وغیرہ بڑے بڑے حفاظِ حدیث نے دی ہے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مقتدیوں کو فرمایا کہ جب میں زور سے قرات کروں تو تم سورۂ فاتحہ کے سوا قرآن کا کوئی حصہ میرے

(باقی فائدہ بر صـ۳)

★ و تنیم اور جمع اوسم ہر سمی ہے ایک مضمر کے متعلق ہوئی عام ہے کہ وہ اسم ہو یا فعل اسم ہو گا تو تقدیر عبارت یوں ہوگی ابتدائی کلامی باسم اللہ اور فعل ہو گا تو یوں ابدأ باسم اللہ اللہ اصل میں تھا الالٰہ دوسرا ہمزہ خلاف قیاس حذف کر کے ایک لام کو دوسرے میں ادغام کر دیا گیا الرحمٰن الرحیم دونوں مبالغے کے صیغے ہیں رحمت سے ماخوذ اور رحمت کہتے ہیں رقتِ قلب کو ۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ حمد مصدر ہے اور جب کوئی اچھا کام اپنے اختیار سے کرتا اور دوسرا اسکی بزرگی کے ارادے سے اس کی تعریف کرتا ہے تو اُسے حمد کہتے ہیں رب اصل میں مصدر ہے بمعنے تربیت اور تربیت کہتے ہیں کسی چیز کو آہستہ آہستہ درجۂ کمال تک پہنچانے کو رب کا حمل اللہ پر مبالغۃً ہے جس طرح زید عدل میں۔ اور بعض کہتے ہیں رب صفت مشبہ ہے عالمین جمع ہے عالم کی اور خدا کے سوا ہر موجود کو عالم کہتے ہیں مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ، دین کے معنے ہیں بدلے کے برا ہو یا بھلا جو کرتے ہیں کما تدین تدان۔ یوم الدین سے مراد ہے قیامت کا دن کیونکہ اُس دن ہر برائی بھلائی کا بدلا دیا جائے گا إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ ایا ضمیر منفصل منصوب ہے اور کاف خطاب کے لئے، نعبد لیا گیا ہے عبادت سے اور عبادت کہتے ہیں انتہا درجے کے تذلل و خضوع کو اسی سے ہے طریق معبّد ای مذلل۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ ف ۲ کا صہ) پیچھے نہ پڑھا کرو اس حدیث کو بخاریؒ نے جزء القراءۃ میں اور ترمذی نے اپنی سنن میں اور امام احمدؒ نے اپنی مسند میں اور بیہقی نے کتاب القراءۃ میں اور بھی بہت سے ائمہ حدیث نے روایت کیا ہے امام ترمذیؒ فرماتے ہیں وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا الْحَدِیْثِ فِی الْقِرَاءَۃِ خَلْفَ الْاِمَامِ عِنْدَ اَکْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِیْنَ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ یَرَوْنَ الْقِرَاءَۃَ خَلْفَ الْاِمَامِ (ترمذی نولکشور جلد ا صت) یعنی امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کی قرات کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر صحابہؓ اور تابعین کا اسی حدیث پر عمل ہے اور امام مالک امام احمد امام شافعی وغیرہم سب امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کے قائل ہیں بس جبکہ کسی صحیح صریح روایت میں مقتدی کو امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کی ممانعت ثابت نہیں تو پھر کیوں الحمد پڑھنے سے روک کر مسلمانوں کی نماز کو ضائع کیا جاتا ہے۔ اس سورت کے تقریباً تیس نام ہیں اگر اعوذ للہ اور بسم اللہ او سورۂ فاتحہ کے مفصل فضائل و خصائص اور اسکا پورا بیان پڑھنا منظور ہو تو محترم اخی و استاذی الحاج مولانا عبدالستار صاحبؒ امام جماعت غرباء اہلحدیث کثر اللہ سوادہم کی تصنیف لطیف بنام تفسیر سورۂ فاتحہ ملاحظہ کریں، انشاء اللہ مسائل کی پوری تحقیق عمل میں ترقی ایمان میں تازگی پیدا ہوگی۔

۳

آیاتہا ۲۸۶ | (۲) سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ مَدَنِیَّۃٌ (۸۷) | رکوعاتہا ۴۰

سورہ بقرہ مدنی ہے اور اس میں دو سو چھیاسی آیتیں اور چالیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے ف

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت بخشش کرنیوالا مہربان ہے

الٓمّٓ ① ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛ فِیْهِ ۛ هُدًی

ف الٓمٓ یہ کتاب نہیں شک بیچ اس کے راہ دکھاتی ہے

ف الٓمٓ یہ (وہ) کتاب ہے۔ جس میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں پرہیزگاروں

لِّلْمُتَّقِیْنَ ② الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ

واسطے پرہیزگاروں کے ف وہ جو ایمان لاتے ہیں ساتھ غیب کے اور

کے لئے رہنما ہے (یہ پرہیزگار وہ ہیں) جو پوشیدہ حقائق پر ایمان لاتے ہیں۔ (با قاعدہ)

یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ③

قائم رکھتے ہیں نماز کو ف اور اس چیز سے کہ دی ہے ہم نے ان کو خرچ کرتے ہیں ف

نماز پڑھتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے اس میں سے نیکی کی راہ میں خرچ کرتے ہیں

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ

اور جو لوگ کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ اس چیز کے جو اتاری گئی ہے طرف تیری ف اور جو

(اور وہ جو اس کتاب پر) ایمان رکھتے ہیں جو (اے محمدؐ) آپ پر نازل کی گئی ہے اور ان (تمام کتابوں) پر جو

اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَۃِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ④

اتاری گئی ہے پہلے تجھ سے اور ساتھ آخرت کے وہ یقین رکھتے ہیں

آپ سے پہلے نازل کی گئیں۔ اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں

ف ۳ سب تعریفیں عمدہ سے عمدہ اوّل سے آخر تک جو ہوئی ہیں اور جو ہونگی خدا ہی کو سزاوار اور لائق ہیں یہاں عالمین سے جملہ مخلوقات مراد ہے سوائے خدا کے جتنی چیزیں ہیں سب عالم ہے اب آگے اللہ کے صفتی نام ہیں۔ رحمٰن مبالغہ ہے دُنیا میں مومن و کافر ہر ایک کے لئے اللہ تعالیٰ رحمٰن ہے اور آخرت میں صرف ایمانداروں کے لئے رحیم ہے جیسا کہ منقول دعا میں بھی رحمٰن الدنیا و رحیم الآخرۃ وارد ہوئے ہیں۔ ف ۴ اس کے خاص کرنے کی اوّل وجہ تو یہی ہے کہ قیامت کے دن بڑے بڑے امور پیش آئیں گے ایسا خوفناک دن نہ پہلے ہوا اور نہ آئندہ ہوگا انصاف

حل لغات : ۱ الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ۔ الٓمٓ، قرآن مجید کی سورتوں کی ابتدا میں جو حروف تہجی واقع ہیں انھیں حروف مقطعات کہتے ہیں اور یہ اُن متشابہات میں سے ہیں جن کے معنے خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ ذٰلِكَ میں ذا اسم مبہم ہے جس سے بعید کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے عدم مشار الیہ کے بعد یعنی تعظیم پر دلالت کرنے کے لئے لایا گیا اور کاف خطاب کے لئے کتاب مصدر ہے جس طرح قیام اور صیام یہ کتبت الشیء اذا جمعتہ سے مشتق ہے۔ لشکر کو کتیبہ اسی واسطے کہتے ہیں کہ اس میں لوگ جمع ہوتے ہیں چونکہ قرآن میں بھی تمام علوم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے دن کے مالک ہونے سے یہ مطلب نہیں کہ اور دنوں کا مالک نہیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ جس طرح دُنیا میں مجازی طور پر اور لوگ بھی عارضی حاکم بادشاہ کہلاتے تھے اور اپنے ماتحتوں پر حکم چلاتے تھے قیامت میں کسی کی یہ عارضی بادشاہت بھی نہیں چل سکتی بس اس روز بجز اللہ کے کسی کو ملک و حکومت ظاہری بھی تو نصیب نہ ہوگی لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یعنی آج کس کا راج ہے؟ آج کہاں ہیں جبر و تجبر کرنے والے! بس وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ سب دم بخود ہیں۔ ہوتا کس کا ملک سوائے اللہ ذوالجلال والاکرام کے۔ اللہ ہی جس کو چاہیگا بخشے گا اور جس کو چاہے گا عذاب کریگا۔ **ف** اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی سے مدد مانگی (نبی ہو یا ولی، فرشتہ ہو یا جن) از روئے آیت شریف اور حدیث شریف إِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ جائز نہیں۔ تفسیر مدارک میں ہے اَلْعِبَادَةُ اَقْصٰى غَايَةِ الْخُضُوْعِ وَالتَّذَلُّلِ یعنی عبادت کہتے ہیں نہایت درجہ کی عاجزی اور ذلت کو اور یہ عجز اُمید، خوف، محبت، ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے، سر جھکانے، مال خرچ کرنے میں پایا جاتا ہے لہٰذا یہ عبادت ہے اور عبادت سوائے اللہ کے کسی غیر کے لئے جائز نہیں معلوم ہوا کہ جس نے اللہ کے سوا کسی سے اُمید رکھی یا ڈر رکھا یا اسکے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا یا سر جھکایا سجدہ کیا مال اسکے نام پر خرچ کیا تو اسنے شرک کیا۔ اسی لئے غیر اللہ کی عبادت کو ائمہ دین اور علماء اسلام نے بھی حرام و ناجائز کہا ہے۔

غرائب فی تحقیق المذاہب میں لکھا ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بعض بزرگان دین کی قبر پر کھڑا ان سے مانگ رہا ہے۔ امام صاحبؒ نے فرمایا خدا کی لعنت ہو تجھ پر بھلا با اختیار خدا وحدہٗ لاشریک لہٗ کو چھوڑ کر ایسے بے اختیار جو نہ سُن سکتے ہیں اور نہ جواب دے سکیں، سے مانگ رہا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُورِ اور علماء حنفیہ نے بھی اپنی تصانیف مجالس الابرار و احوال الآخرۃ اور روضۃ البدایۃ وغیرہ میں یہی تصریح کی ہے کہ مُردوں (قبر والوں) سے مدد مانگنا حرام ہے۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے جو شخص کہے کہ بزرگوں کی ارواح ہر جگہ حاضر ہیں اور مخلوق کے حال سے باخبر ہیں وہ کافر ہے اور شیئًا لِلّٰہ کہنا کفر ہے (ردالمحتار حاشیہ درمختار) یعنی قبر والوں سے یوں کہنا کہ اللہ کے واسطے ہمیں کچھ دو جائز نہیں۔ اصل میں عبادت پوجا اسکی کیجاتی ہے جو با اختیار ہو اور اللہ جل شانہٗ کے سوا سب عاجز بے اختیار بندے ہیں وہ اپنے اختیار سے کچھ نہیں کر سکتے۔ اس آیت میں ان مشرکین کا رد ہے جو اللہ کے سوا کسی پیر، امام، پیغمبر، فرشتے، چاند، سورج، قبر، طاق، چبوترے کی پرستش کرتے ہیں اور انکو مشکل کشا اور دستگیر و قطب اور غوث سمجھ کر ان سے مدد مانگتے ہیں یہ لوگ اسلام سے خارج ہیں اور اگر کوئی مسلمان ایسا کرے تو وہ بھی مشرک ہو جاتا ہے۔ صیانۃ الانسان ص۴۲۳ میں ہے کہ عبادت کی تین قسمیں ہیں اور ہر قسم کی عبادت اللہ عزوجل ہی کے لئے خاص ہے۔ بدنی، مالی، قلبی یا قولی، فعلی، مالی، بدنی جیسے نماز، روزہ، طواف، رکوع، سجدہ یا وظیفہ پڑھنا، چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے پکارنا وغیرہ مالی جیسے زکوٰۃ نکالنا صدقہ و خیرات کرنا حج کے لئے خرچ کرنا یا جانور ذبح کرنا وغیرہ قلبی جیسے توکل، تکیہ، اعتماد و بھروسہ، خوف و رجاء، محبت یا گڑگڑانا عاجزی و انکساری کرنا یہ جملہ اقسام عبادت مختص باللہ ہیں جس نے ان میں خدا کے ساتھ کسی غیر کو شریک کیا تو وہ مشرک ہو گیا۔ **ف** ابن مسعودؓ کی روایت میں صراط مستقیم سے مراد قرآن و حدیث کی پیروی ہے (رجالی) حضرت علیؓ کی روایت میں ترمذی ص۱۲۵ ج ۲ اور مسلم ص۱۳۸ ۲۸۰ ج ۲ وغیرہ سے یہی مراد بھی ثابت ہے اور اللہ کا انعام انبیاء و صدیقین اور شہداء و صالحین پر ہے اور اسکا بیان اسی قرآن کے ع کلا پر لکھدیا گیا ہے مغضوب علیہم یہود اور ضالین نصاریٰ ہیں۔ (ترمذی ص۱۲۳ ج ۲) آج بھی جو یہودیت و نصرانیت کو اپنائے وہ بھی انہی میں داخل ہے۔ خداوند تعالیٰ ہم کو سیدھے راستے پر چلائے، قرآن و حدیث کا راستہ دکھائے سلف صالحین صحابہؓ و تابعینؒ کا متبع بنائے آمین۔ **ف** یہ سورت خدا تعالیٰ نے بندوں کی زبان سے فرمائی کہ جب ہمارے دربار میں حاضر ہو تو ہم سے یوں سوال کیا کرو اس لئے اس سورت کا ایک نام تعلیم مسئلہ بھی ہے اس سورت کے ختم پر لفظ آمین کہنا مسنون ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ الٰہی ایسا ہی ہو یعنی مقبول بندوں کی پیروی اور نافرمانوں سے علیحدگی میسر ہو۔ جہری نمازوں میں آمین بالجہر کہنا سنت ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کے بعد جہری نمازوں میں بلند آواز سے آمین کہتے اور مقتدی بھی اسقدر بلند آواز سے آمین کہتے کہ مسجد گونج اٹھتی تھی۔ بخاری مسلم ترمذی مسند احمد ابن ماجہ وغیرہ بہت سی احادیث صحیحہ کی بناء پر تمام محدثین کرام امام شافعی امام مالک امام احمد بن حنبل اور بیشمار اولیاء اللہ رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے کہ جہری نمازوں میں آمین زور سے پکار کر کہنا سنت رسولؐ ہے۔ بعض روایات میں آمین بالجہر سے چڑنا اس اُمت کے یہود صفت انسانوں کی علامت بتائی گئی ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو تحقیق حق و قبولیت صدق کی توفیق بخشے آمین۔ اس سورت کے اول نصف میں اللہ کی ثناء و صفت اور دوسرے حصہ میں بندہ کے لئے دعا ہے

فوائد صفحہ ہذا فضائل سورۃ البقرۃ یہ سورت مدنی ہے مگر ایک آیت مکی ہے۔ اسمیں پچیس ہزار پانسو حرف (باقی بر صـ)

---

۱ جمع ہیں اس سے اسے کتاب کہا گیا۔ ریب اصل میں مصدر ہے اور اس کے حقیقی معنے قلق و اضطراب کے ہیں مگر بعد کو مطلق شک یا شک مع التہمۃ کے معنے میں مستعمل ہونے لگا۔ حدیث میں آیا ہے دع ما یریبک الی ما لا یریبک۔ ۲ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ھُدٰی مصدر ہے جس طرح سُریٰ بُکیٰ۔ اور اس کے معنے ہیں راہ دکھانا۔ متقین جمع ہے متقی کی اور یہ لیا گیا ہے اتقاء سے اور اتقاء کہتے ہیں پرہیز کرنے کو۔ ۳ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ، غیب مصدر ہے اور اس کے معنی ہیں وہ چیز جو حس سے غائب ہو۔ ۴ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ، صلوٰۃ مشتق ہے صلی سے جس طرح زکوٰۃ زکی سے۔ یہ اصل میں تھا صَلَوَۃٌ بوزن فَعَلَۃٌ واو کو ماقبل کے مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدل لیا مگر تفخیم لفظ کی وجہ سے واؤ کو رہنے دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أُولَٰٓئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ⑤
یہ لوگ اوپر ہدایت کے ہیں پروردگار اپنے سے اور یہ لوگ وہی ہیں چھٹکارا پانے والے
یہی لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے سیدھی راہ پر ہیں اور یہی فلاح پانے والے ہیں

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ
تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے برابر ہے اوپر ان کے کیا ڈرایا تو نے ان کو یا نہ
بیشک وہ لوگ جنہوں نے راہ کفر اختیار کی ان کے لیے برابر ہے کہ آپ انہیں ڈرائیں یا نہ

تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ⑥ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ
ڈرایا تو نے ان کو نہیں ایمان لاویں گے وہ مہر کی اللہ نے اوپر دلوں اُن کے
ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر

وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰٓ أَبْصَٰرِهِمْ غِشَٰوَةٌ ۖ وَلَهُمْ
اور اوپر کانوں ان کے کے اور اوپر آنکھوں ان کی کے پردہ ہے اور واسطے اُن کے
مہر لگا دی ہے۔ اور ان کی آنکھوں پر پردہ (پڑا ہوا) ہے اور ان کے لئے

عَذَابٌ عَظِيمٌ ⑦ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ ءَامَنَّا بِاللَّهِ
عذاب ہے بڑا اور بعضے لوگوں میں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے
بڑا عذاب ہے۔ اور لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ

وَبِالْيَوْمِ الْءَاخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ⑧ يُخَٰدِعُونَ
اور ساتھ دن پچھلے کے اور نہیں وہ ایمان لانے والے فریب دیتے ہیں
اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں مگر در اصل وہ مومن نہیں وہ (اپنے خیال میں)

اللَّهَ وَالَّذِينَ ءَامَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمْ وَمَا
اللہ کو اور ان لوگوں کو کہ ایمان لائے اور نہیں فریب دیتے مگر جانوں اپنی کو اور نہیں
اللہ کو اور مومنوں کو دھوکہ دیتے ہیں حالانکہ حقیقت میں اپنے آپ ہی کو دھوکہ دیتے ہیں مگر وہ

يَشْعُرُونَ ⑨ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ۖ
سمجھتے بیچ دلوں ان کے بیماری ہے پس بڑھائی اُن کی اللہ نے بیماری
سمجھتے نہیں۔ ان کے دلوں میں ایک طرح کا مرض ہے۔ پس اللہ ایسے لوگوں کے مرض کو اور بڑھا دیتا ہے

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌۢ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ⑩ وَإِذَا قِيلَ
اور واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا بسبب اس کے کہ تھے جھوٹ بولتے وہ اور جب کہا جاتا ہے
اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے اس لئے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے اور جب ان سے کہا جاتا ہے

لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوٓا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ⑪
واسطے ان کے مت فساد کرو بیچ زمین کے کہتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ ہم سنوارنے ہیں
کہ ملک میں فساد نہ پھیلاؤ تو کہتے ہیں کہ ہم تو محض اصلاح کرنے والے ہیں

أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ ⑫ وَإِذَا
خبردار ہو تحقیق وہی ہیں فساد کرنے والے اور لیکن نہیں سمجھتے وہ اور جب
خبردار! یہ مفسد لوگ ہیں۔ لیکن (اپنی مفسدہ پردازی) کو نہیں سمجھتے اور جب

ع ۱

منزل ۱

حل لغات:
۵ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ، مُفلح اور مُفلح دونوں کے معنے ہیں مطلوب پر فتحیاب ہونے والے کے اس کی اصل ترکیب معنے شق اور فتح پر دلالت کرتی ہے اسی وجہ سے کاشتکار کو فلاح اور جس کا نیچے کا ہونٹ پھٹا ہوا ہو اُسے افلح کہتے ہیں چونکہ مطلوب پر فتحیاب ہونے والے کے لئے بھی گویا وجوہ ظفر کھل جاتے ہیں اس سے اسے مفلح کہتے ہیں ۔ ۶ خَتَمَ اللّٰهُ، ختم اور کتم دونوں کے ایک معنے ہیں یعنی کسی چیز کی حفاظت کے لئے مہر لگا کر اُسے مضبوط کرنا تاکہ کوئی شخص اُس تک نہ پہنچ سکے اور نہ اُس پر مطلع ہو۔ ۷ غِشَاوَةٌ بہ وزن پر ہے فعالة کے ماخوذ غشاہ اذا غطاہ سے ۸ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ، خدع کے اصل معنے ہیں اخفا کے خزانہ کو مخدع اور گردن کی دو رگوں کو اخدعان اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ مخفی ہوتی ہیں سو عرف میں خدع کہتے ہیں ایسی چیز کے ظاہر کرنے کو جو موہم سلامتہ و سداد ہو اور اس چیز کے چھپانے کو جو مقتضی اضرار و غیرہ ہو۔ ۹ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مرض اصل میں اُس کیفیت کو کہتے ہیں جو بدن کو عارض ہو کر اُسے اس اعتدال سے نکال دے جو اس کے لائق تھا اور اس کے افعال میں خلل پیدا کر دے ۔ ۱۰ عَذَابٌ اَلِیْمٌ، الیم معنے میں ہے مؤلم کے، بولا کرتے ہیں الم و ہو الیم جس طرح وجع فہو وجیع بہر حال الیم، عذاب کی صفت بطریق مبالغہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ ف اول از صفحہ ۳) اور چھ ہزار دو سو اکیس کلمے، دو سو چھیالیس آیتیں اور چالیس رکوع ہیں۔ ابن عربی نے کہا کہ اسمیں ہزار امر، ہزار نہی، ہزار حکم، ہزار خبر ہیں۔ اسکی شروع آیتوں کا شان نزول یہ ہے کہ مالک بن صنیف یہودی جو مومنوں کے دل میں شک ڈالتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ کتاب وہ نہیں ہے جس کی خبر اگلی کتابوں میں دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس شک کو رفع کرکے مومنوں کی مدح اور کافروں کی مذمت میں یہ آیتیں بھیجی ہیں۔ سورہ بقرہ اور آل عمران کے بکثرت فضائل آئے ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ یہ دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والے پر قیامت کے دن سایہ کریں گی اور اسکی طرف سے خدا تعالیٰ سے جھگڑیں گی جناب رسول خدا فرمایا کرتے تھے کہ سورہ بقرہ پڑھا کرو کیونکہ اسکا سیکھنا اور پڑھنا موجب برکت اور چھوڑنا باعث حسرت ہے۔ یعنی جب قیامت میں اسکے پڑھنے والوں کو بلند درجے عنایت ہونگے تو نہ پڑھنے والا حسرت و افسوس سے کہیگا کہ ہائے میں نے اسے کیوں نہ پڑھا۔ اگر پڑھتا تو اس شخص کی طرح ثواب سے محظوظ ہوتا۔ اور پڑھنے سے صرف پڑھنا ہی مراد نہیں بلکہ اسکا عامل و معتقد ہونا ضروری ہے۔ ایک حدیث میں ہے جس گھر میں جن و شیطان ستاتا ہو۔ آسیب کا خلل ہو اسمیں اس سورت کو پڑھنے سے انشاء اللہ خلل جاتا رہے گا شیطان بھاگ جائیگا۔ ترمذی میں ہے ہر چیز کی بلندی ہوتی ہے اور قرآن کی بلندی سورہ بقرہ ہے اسمیں ایک آیت یعنی آیت الکرسی تمام قرآن کی آیتوں کی سردار ہے۔ یہ سورت ایسی دو آیتوں پر ختم ہوتی ہے جو عرش کے نیچے کے خزانے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو عطا کی ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کو سیکھو اپنی عورتوں بچوں کو سکھاؤ یقیناً یہ دونوں آیتیں رحمت ہیں، قرآن ہیں، دُعا ہیں۔ بخاری و مسلم میں ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جس نے آخر سورہ بقرہ کی دو آیتیں رات کو پڑھ لیں اسکو یہ دونوں کافی وافی ہیں۔ اس سورۃ کو سورہ بقرہ کہنے کی وجہ یہ کہ اسمیں گائے کا ذکر ہے اور اسکے ذبح کرنیکا واقعہ ایک عجیب اور بہت سے مقاصد ضروریہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ف ۲ یہ حروف مقطعات اللہ تعالیٰ کے بھید ہیں قرآن میں یہ وہ حروف ہیں کہ اکیلا اللہ تعالیٰ اسکے معانی جانتا ہے کسی مصلحت سے خدا نے ان کے معنی بندوں پر ظاہر نہیں فرمائے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و خلفاء راشدینؓ نے ان کے معنی و تفسیر سے خاموشی اختیار فرمائی ہے۔ ہاں آپ صلعم نے اتنا ضرور فرمایا ہے کہ میں نہیں کہتا الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ یہ تین حروف ہیں ہر حرف پر دس نیکیاں ہیں (ترمذی) ف ۳ یعنی اسکے کلام الٰہی ہونے اور اسکے جملہ مضامین کے واقعی ہونے میں کچھ شک و شبہ نہیں اور وہ لوگ جو راہ حق کی تلاش میں ہوں خائف خدا ہوں وہ جب اس کتاب کو پڑھیں گے اور اسکے مضامین میں غور سے کام لیں گے تو ان کو وہ راستہ مل جائیگا جو خدا تک پہنچاتا ہے۔ انسان میں جسقدر زیادہ تقویٰ ہوگا اُسیقدر ہدایت نصیب ہوگی۔ اسکی مثال بعینہٖ چراغ کی ہے۔ جوان بوڑھا مرد عورت اپنی بینائی کے موافق چراغ سے نورانیت حاصل کرتا ہے اور اندھے کو کچھ نظر نہیں آتا۔

ف ۴ یعنی غیب وہ ہے جو ظاہر نہ ہو اور یہاں وہ مراد ہے جسکا دیکھنا دنیا میں نہیں ہوتا جیسے جنت دوزخ عذاب ثواب فرشتے حساب میزان وغیرہ جو چیزیں عقل و حواس سے مخفی ہیں۔ متقین ان سب کو اللہ کے ارشاد کی وجہ سے حق و یقین سمجھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان امور غائبہ کا منکر ہدایت سے محروم ہے اور اقامت صلوٰۃ کا یہ مطلب ہے کہ نماز ہمیشہ رعایت حقوق کے ساتھ وقت پر ادا کریگے یعنی سنت کیمطابق قیام رکوع قومہ سجدہ جلسہ تمام ارکان نماز ادا کرتے ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ۔ تم اس طرح نماز پڑھا کرو جس طرح مجھ کو نماز پڑھتے دیکھتے ہو اور آپ کی نماز کا پورا پورا نقشہ احادیث کی کتابوں میں موجود ہے جن کا صحیح اُردو ترجمہ اور پورا بیان کتاب ہدایۃ النبی جسکا جدید نام مکمل نماز ہے میں موجود ہے۔ ف ۵ سب طاعتوں کی اصل تین ہیں۔ اوّل جنکا دل سے تعلق رکھتی ہیں دوسری بدن سے تیسری مال سے۔ اس آیت میں ہر اصول ترتیب وار بیان کردیا ف ۶ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ سے مراد قرآن و حدیث یعنی ساری شریعت اسلام ہے سب پر ایمان لانا واجب ہے۔ اللہ و رسولؐ کی کسی ایک بات کا بھی انکار کفر ہے۔

فوائد صفحہ ھٰذا

انجام متقین: ف ۱ متقیوں کا یہ بھی ایک وصف ہے کہ وہ امور اخرویہ پر یقین رکھتے ہیں بخلاف کافر اور منافق کے کہ ان کا اعتقاد اُمور آخرت میں شک اور گمان کے ساتھ ہوتا ہے۔ قیامت کو آخرت اسلئے کہتے ہیں کہ وہ دنیا کے بعد آئے گی۔ اس سے پہلی آیت میں ان کا بیان تھا جن اہل مکہ مشرکین نے ایمان قبول کیا اور اس آیت میں اُن اہل کتاب یہود و نصاریٰ کا بیان ہے جو مشرف باسلام ہوئے۔ آج بھی جو ان اوصاف سے متصف ہو یعنی غیب پر ایمان لائے نماز قائم کرے۔ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے دے۔ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اُترا اور جو آپ سے قبل اُترا سب کو حق جانے۔ دار آخرت پر یقین رکھ کر نیک عمل کرے اور بُرائیوں حرام کاریوں سے بچے بس یہی ہدایت یافتہ متقین میں سے ہے عند اللہ اسی کی کامیابی ہے۔ ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ آپ نے فرمایا میں کیا تم کو جنت و دوزخ والوں کی خبر نہ دوں؟ کہا ہاں! فرمایا الٓمٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک اہل جنت کا ذکر ہے۔ کہا ہمیں اُمید ہے کہ ہم یہی لوگ ہوں۔ پھر فرمایا مابعد کی آیات اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے عَظِيْمٌ تک اہل نار کا ذکر ہے۔ کہا یہ لوگ ہم نہیں ہیں۔ فرمایا سچ کہتے ہو۔

کفر و نفاق کا بیان: ف ۲ کفر کی چار قسمیں ہیں۔ کفر انکار اسمیں فرعون و دہریہ اور جوان کے (باقی بر صفحہ ۵)

★ ہے جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے ؎ تحیۃ بینہم ضرب وجیع۔ اور محتمل ہے کہ سوائم ابکم لازم کے معنے میں ہو جس طرح سمیع مسمع کے معنے میں ہے ؎ ذا تفسدوا فی الارض۔ فساد کہتے ہیں کسی چیز کے اپنی مناسب اور لائق حالت سے نکلنے کو اور اس کی ضد ہے صلاح۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ

کہا جاتا ہے واسطے اُن کے ایمان لاؤ جیسا ایمان لائے ہیں لوگ کہتے ہیں کیا ایمان لاویں ہم جیسا ایمان لائے ہیں

ان سے کہا جاتا ہے کہ اور لوگوں کی طرح تم بھی ایمان لے آؤ۔ تو کہتے ہیں کہ کیا ہم (بھی) اسی طرح (ا)یمان لے آئیں جس طرح

السُّفَهَاءُ ۗ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ ﴿١٣﴾

بیوقوف خبردار ہو تحقیق وہی ہیں بیوقوف و لیکن نہیں جانتے وہ

(کہ) بیوقوف ایمان لائے ہیں یاد رکھو وہ خود ہی بیوقوف ہیں۔ لیکن انہیں معلوم نہیں۔

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ

اور جب ملتے ہیں اُن لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں کہتے ہیں ایمان لائے ہم اور جب اکیلے ہوتے ہیں طرف

اور جب یہ لوگ مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لے آئے ہیں اور جب اپنے شیطانوں کے ساتھ

شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ ﴿١٤﴾

سرداروں اپنے کی کہتے ہیں تحقیق ہم ساتھ تمہارے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ ہم ٹھٹھا کرتے ہیں

تنہائی میں ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ان سے تو محض دل لگی کیا کرتے ہیں

اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١٥﴾

اللہ ٹھٹھا کرتا ہے ساتھ اُن کے اور کھینچتا ہے اُن کو بیچ سرکشی اُن کی کے بہکتے ہیں وہ

اللہ ان کو اس دل لگی کی سزا دیتا ہے انہیں ان کی سرکشی میں اس طرح چھوڑ دیتا ہے کہ حیران سرگرداں پھرتے رہیں

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت

یہی لوگ ہیں جنہوں نے مول لی گمراہی بدلے ہدایت کے پس نہ فائدہ پایا

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی۔ لیکن ان کی تجارت نے انہیں

تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿١٦﴾ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ

سوداگری اُن کی نے اور نہ ہوئے راہ پانے والے مثال اُن کی جیسے مثال اُس شخص کی ہے

نفع نہ دیا اور وہ (کسی طرح) ہدایت پانے والے تھے ہی نہیں ان کی مثال اس شخص کی طرح ہے

الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ

جو جلاوے آگ پس جب روشن کیا جو کچھ گرد اُس کے تھا لے گیا

جس نے (اندھیرے میں) آگ سلگائی پس جب آگ نے اردگرد کی چیزوں کو روشن کر دیا ۔ تو

اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ﴿١٧﴾

اللہ روشنی اُن کی اور چھوڑ دیا اُن کو بیچ اندھیروں کے نہیں دیکھتے

اللہ نے ان کی روشنی کو بجھا دیا اور ان کو اندھیروں میں (اس طرح) چھوڑ دیا کہ کچھ نہ دیکھ سکیں

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿١٨﴾ أَوْ كَصَيِّبٍ

بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں پس وہ نہیں پھر آتے وہ یا مانند مینہ کی

(وہ) بہرے گونگے اور اندھے ہیں پس (راہ حق کی طرف) لوٹ ہی نہیں سکتے یا انکی مثال (ان لوگوں کی سی ہے

مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ يَجْعَلُونَ

آسمان سے بیچ اُس کے اندھیرے ہیں اور گرج ہے اور بجلی کرتے ہیں

جن پر) بادلوں سے ایک ایسی سخت بارش ہو رہی ہو۔ جس میں تاریکیاں ، گرج اور بجلی ہو۔

منزل ۱

حل لغات :

[1] كَمَا آمَنَ النَّاسُ ، کما کا کاف نصب کے محل میں ہے کیونکہ مفعول مطلق محذوف کی صفت واقع ہوا ہے تقدیر عبارت یوں ہے آمنوا ایماناً مماثلاً لایمانہم [2] كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ، سُفَہاء جمع ہے سفیہ کی اور سفیہ ماخوذ ہے سفہ سے۔ سفہ کہتے ہیں خفت عقل اور سخافت رائے کو اس کی ضد ہے حلم و اناۃ [3] فِي طُغْيَانِهِمْ ، طغیان کہتے ہیں ہر بات میں حد سے تجاوز کر جانے کو [4] يَعْمَهُونَ ، یعمہون مشتق ہے عمہ سے اور عمہ لغت میں کہتے ہیں تحیر و تردد کو [5] فَمَا رَبِحَت ، ربح اُس زیادتی کو کہتے ہیں جو خرید و فروخت میں اصل پونجی پر بڑھتی ہے۔ [6] مَثَلُهُمْ ، مثل کے اصلی معنے مثل اور نظیر کے ہیں۔ بولا کرتے ہیں مثل و مثل و مثیل جس طرح شبہ و شبہ و شبیہ۔ مگر اب اس مشہور قول کو مثل کہنے لگے جو زبان زد خاص و عام ہو اور ساتھ ہی کسی نہ کسی طرح کی غرابت بھی ہو [7] اسْتَوْقَدَ نَارًا ، استیقاد کے معنے ہیں طلب وقود کے اور وقود النار کہتے ہیں آگ کی لپٹ کے اٹھنے اور بلند ہونے کو نار کہتے ہیں لطیف اور چمکدار اور گرم اور جلانے والے جوہر کو ماخوذ ہے نار ینور نوراً (نفر) سے چونکہ آگ میں ایک قسم کی حرکت اور اضطراب ہوتا ہے اس سے اُسے نار کہتے ہیں [8] فَلَمَّا أَضَاءَتْ ، اضاءۃ کہتے ہیں کثرت سے روشن کرنے کو اور یہ باب لازم و متعدی دونوں طرح مستعمل ہوتا ★

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ فوائد صفحہ ۳) عقائد کے ہوں داخل ہیں۔ کفر جحود اسمیں ابلیس لعین اور یہود کے علماء یا جو انکے عقیدہ کے ہوں داخل ہیں۔ کفر عناد اسمیں امیہ بن صلت و ابوطالب یا جو انکے عقیدہ کے ہوں داخل ہیں کفر نفاق جیسے عبداللہ بن اُبی یا جس میں بھی کفر نفاق ہو وہ اسی میں داخل اور شمار ہوگا اور نتیجہ کے لحاظ سے یہ چاروں قسمیں برابر ہیں ان میں سے جو کفر بھی کسی میں پایا جائے تو وہ دوزخی ہے (تفسیر خازن ص۲۵ وغیرہ) ف۳ اس آیت میں دل، کان، آنکھ کے ذکر کرنے کی یہ وجہ ہے کہ علم کے یہی تین راستے ہیں۔ آدمی دل سے سمجھتا ہے کان سے سُنتا ہے آنکھ سے دیکھتا ہے مگر ان پر مُہر اور پردہ ڈالدیا گیا تو اب نہ ہدایت کو سمجھ سکتے ہیں نہ حق کو دیکھ سکتے ہیں۔ اعمال بد کی شامت سے دل سیاہ ہو چکے ہیں۔ حدیث ابو ہریرہؓ میں مرفوعاً آیا ہے کہ جب کوئی مومن گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے۔ اگر وہ شرمندہ ہوا توبہ کرلی تو وہ نکتہ مٹ جاتا ہے دل صیقل ہو جاتا ہے۔ اور اگر گناہ کرکے اور زیادہ ہوا یعنی گناہ پے در پے کرتا رہا تو وہ سیاہی بھی پھیلتی چلی جاتی ہے سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے یعنی اب انسان کو اپنی خواہش اور لذت کے سوا کسی اچھے بُرے، حق ناحق کی پہچان باقی نہیں رہتی۔ بس یہی وہ ران (زنگ) ہے جس کا ذکر کَلَّا بَلْ رَانَ الخ میں ہے (ترمذی) نیز اس مضمون کا مفصل بیان سورۂ اعراف و جاثیہ و تطفیف میں بھی ہے۔ یہاں کفار کا بیان ختم، اور منافقوں کا حال اسکے بعد تیرہ آیتوں میں ذکر کیا جاتا ہے ف۴ یہ لوگ کافروں سے بھی بدتر ہیں دوزخ میں نیچے کے طبقہ میں ڈالے جائیں گے کیونکہ جو حقیقت میں ایمان ہے وہ ان کے دل میں نہیں ضروریات دنیاوی غرض کے واسطے زبان سے فریب دینے کے لئے اظہار کرتے ہیں ف۵ دغابازی اس شخص سے چلتی ہے جو دل کا حال نہ جانتا ہو۔ اللہ تو دلوں کی بات جانتا ہے اور پیغمبر اور ایمان والوں کو بھی بواسطہ پیغمبر یا دیگر دلائل و قرائن کے منافقوں کے فریب آگاہ فرما دیتا ہے مشکوٰۃ باب الکبائر میں ہے اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ یعنی منافق کی تین علامتیں ہیں خواہ روزے رکھے، نماز پڑھے مسلمانی کا دعویٰ کرے پھر بھی منافق کا منافق ہے (۱) جھوٹ بولنا (۲) وعدہ خلافی کرنا (۳) امانت میں خیانت کرنا۔ ایک روایت میں ان تین کے علاوہ گالی گلوچ کرنا بھی آیا ہے جنمیں یہ چاروں خصلتیں ہوں وہ پکا منافق ہے اور اگر کوئی ایک خصلت پائی جائے تو یوں سمجھو اسمیں ایک عادت نفاق کی ہے علاوہ ان کے اور بھی علامات ہیں جو موقع بموقع آئیں گی۔ انشاء اللہ۔ افسوس آج ان بد عادات کو عقلمندی ہوشیاری کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ اور جو صادق القول زبان کا سچا عہد کا پکا گالی گلوچ بدگوئی وغیرہ سے بچنے والا ہو اس کو بیوقوف سمجھا جاتا ہے۔ موضح القرآن میں ہے کہ اس آیت کے اُترنے کا یہ سبب تھا کہ حضرت علیؓ نے عبداللہ بن ابی منافق وغیرہ سے کہا اللہ سے ڈرو اور نفاق سے توبہ کرو اس نے کہا ہم کو منافق کہتے ہو حالانکہ ہم ایماندار ہیں تب اللہ نے یہ آیت اُتاری۔ ف۶ مراد فساد سے کفر اور معصیت الٰہی ہے اس سے بڑھ کر کوئی فساد اور خرابی نہیں۔

(فوائد صفحہ ھٰذا)

منافقین کی علامات: ف۱ اس سے پہلی آیت میں منافقوں کو فساد سے روکا تھا۔ آیت ہذا میں انکو ایسا ایمان لانیکا حکم فرمایا جیسا کہ اخلاص کے ساتھ صحابہ انصار و مہاجرین اللہ و رسل ملائکہ و کتب بعث و نشر و جنت و دوزخ پر ایمان لائے۔ منافق سچے ایماندار کو بیوقوف کہتے جو شرع پر عمل کرنے کے لئے موقع محل مصلحت یعنی دنیاوی نفع نقصان، قوم برادری کا لحاظ و اپنی بدنامی کی پرواہ وہابی لامذہب وغیرہ الفاظ بولے جانے سے مطعون ہونیکا خیال نہیں کرتے بلکہ وہ اللہ و رسول کے فرمان قرآن و حدیث پر عمل کرکے نجات اخروی کا دھیان کرتے ہیں بخلاف منافقین کے کہ وہ مصلحت بینی کرتے ہر ایک کو راضی رکھنے کی کوشش کرتے خواہ دُنیا کے پیچھے آخرت برباد ہو۔ خدا و رسول کی حکم برداری ہو یا نہ ہو یہ اپنی عقلمندی جتاتے۔ اللہ نے فرمایا یہ منافق خود ہی بیوقوف اور احمق ہیں۔ اس سے اور زیادہ کیا حماقت و جہالت ہوگی کہ دُنیا کی عزت کے پیچھے اپنی آخرت برباد کرلی ف۲ مقابلۃً اس آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان منافقوں سے ٹھٹھا کریگا جیسا کہ تفسیر جامع البیان میں بروایت ابن عباسؓ مروی ہے کہ منافقوں کے لئے قیامت کے دن جنت کا دروازہ کھولدیا جائیگا جب وہ دروازہ تک پہنچیں گے تو ایک دم دروازہ بند کرکے ان کو جہنم کی طرف دھکیل دیا جائیگا جس سے اہل محشر میں انکی بڑی ہنسی اُڑیگی ایسی شرمندگی ذلت ہوگی کہ منہ تکتے رہ جائیں گے مارے شرم کے منہ نہ اٹھا سکیں گے ایک جماعت صحابہؓ نے کہا کہ یمدھم سے مراد مہلت دینا ہے۔ یہ مہلت ان کے لئے ہلاکت ہے۔ ابن جریرؒ نے کہا کہ بات یہ ہے کہ ہم ان کو مہلت دیکر سرکشی کو بڑھاتے ہیں۔

منافقین کے لئے امثلہ: ف۳ تجارت سے مراد وہی گمراہی کا (باقی بر صفحہ ۶)

ف ۷ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْیٌ صمم اس آفت کو کہتے ہیں جو سُننے سے مانع ہو اسکے اصلی معنے ہیں سختی اور کسی چیز کے اجزا باہم پیوست ہو جانے کے اسی وجہ سے سخت اور ٹھوس پتھر کو حجر اصم اور شیشے کی ڈاٹ کو صمام القارورۃ کہتے ہیں۔ یہاں فقدان حاسہ کو صمم سے تعبیر کرنے کی یہی وجہ ہے کہ اس موقع پر کان کا اندرونی سوراخ بند ہو جاتا اور اس کے تمام منافذ ایسے سکڑ جاتے ہیں کہ ہوا اندر جانے نہیں پاتی، بکم کہتے ہیں گونگے ہونے کو اور عمی کہتے ہیں عدم البصر عما من شانہ ان یبصر کو ف۸ اَوْ كَصَیِّبٍ صیب اصل میں تھا صَیْوِب بوزن فَیْعِلٌ واؤ اور یے ایک کلمے میں جمع ہوئے۔ واؤ کو یے سے بدل کر ایک یے کو دوسری میں ادغام کر دیا گیا ہے صوب سے اور صوب کے معنی ہیں نزول کے یہاں مراد ہے مینہ کہ وہ بھی اوپر سے اُترتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۭ وَاللّٰهُ

انگلیاں اپنی بیچ کانوں اپنے کے کڑک سے ڈر موت کے سے اور اللہ

کڑک پر موت کے خوف سے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں اور (یاد رکھو کہ) اللہ کافروں کو

مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿١٩﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ۭ

گھیرنے والا ہے کافروں کو نزدیک ہے کہ بجلی اُچک لیجاوے آنکھیں اُن کی

(تمام طرف سے) گھیرے ہوئے ہے قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھیں اُچک لے (چنانچہ) جب اُن کے لئے

كُلَّمَآ اَضَاۗءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ڎ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ

جب روشنی دیتی ہے اُن کو چلتے ہیں بیچ اس کے اور جب اندھیرا کرتی ہے اوپر ان کے

(تھوڑی سی) روشنی ہو جاتی ہے تو اس میں چلنے لگتے ہیں اور جب ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے تو

قَامُوْا ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۭ

کھڑے ہو رہتے ہیں اور اگر چاہے اللہ لے جاوے کان ان کے اور آنکھیں اُن کی

رک جاتے ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو ان کی قوت شنوائی اور بینائی کو سلب کر لیتا۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٠﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا ع ٣ / ٢

تحقیق اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے اے لوگو عبادت کرو

بیشک اللہ ہر بات پر قادر ہے اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو

رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ

پروردگار اپنے کی جس نے پیدا کیا تم کو اور اُن کو جو پہلے تم سے تھے تو کہ تم

جس نے تمہیں اور ان سب کو جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں پیدا کیا ہے تاکہ تم پرہیزگار

تَتَّقُوْنَ ﴿٢١﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَاۗءَ

بچو جس نے کیا واسطے تمہارے زمین کو بچھونا اور آسمان کو

بن جاؤ (اس رب کی عبادت) جس نے تمہاری خاطر زمین کو فرش اور آسمان کو

بِنَاۗءً ۠ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ

چھت اور اُتارا آسمان سے پانی پس نکالا ساتھ اُس کے

ایک قسم کی چھت بنایا اور بادلوں سے مینہ برسایا۔ جس کے ذریعہ

الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ

پھلوں سے رزق واسطے تمہارے پس مت مقرر کرو واسطے اللہ کے شریک اور تم

تمہارے کھانے کو طرح طرح کے پھل پیدا کئے پس ان باتوں کو جاننے بوجھنے کے بعد کسی کو

تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰي

جانتے ہو ف اور اگر ہو تم بیچ شک کے اس چیز سے کہ اُتاری ہے ہم نے اوپر

اللہ کا شریک نہ بناؤ اور اگر تمہیں (اس کتاب) میں جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی ہے کچھ شک ہو

عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠ وَادْعُوْا شُهَدَاۗءَكُمْ

بندے اپنے کے پس لے آؤ ایک سورت مثل اس کی اور پکارو شاہدوں اپنوں کو

تو تم بھی ویسی ہی ایک سورت بنا لاؤ اور اللہ کے سوا اپنے تمام مددگاروں کو بھی بلا لو۔ اگر تم سچے دعویدار ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ فوائد کا صفحہ) ہدایت کے بدلے مول لینا ہے جو اس سے پہلے مذکور ہے۔ ایک جماعت صحابہؓ نے کہا ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو کچھ لوگ مسلمان ہو گئے وہ پھر منافق ہو گئے۔ انکی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک شخص اندھیرے میں تھا اس نے آگ سلگائی آگ کی روشنی میں سب چیزیں نظر آنے لگیں۔ اس نے جو چیز بچنے کی تھی وہ پہچان لی پھر اچانک وہ آگ بجھ گئی اب کچھ نہیں سوجھتا کس چیز سے بچے کس سے نہ بچے یہی حال منافق کا ہے کہ شرک و بدعت کی ظلمت و تاریکی میں پڑا ہوا تھا اسلام لایا حرام و حلال خیر و شر کو پہچانا۔ اتنے میں اس کے اندر کفر و نفاق گھس گیا اب کچھ نہیں پہچانتا یا یوں سمجھو کہ تھوڑی دیر کے لئے دنیا کی زندگی میں انہوں نے ایمان کی روشنی سے فائدہ لیا اپنی جان بچائی۔ لوٹ کے مال میں حصہ لیا لیکن یہ روشنی قائم نہ رہی مرتے ہی بجھ گئی اور دوزخ کی اندھیری کوٹھری میں جھونکے گئے۔ جامع البیان میں ہے صُمٌّ کے معنی حق بات کے سننے اور قبول کرنے سے بہرے ہیں اور بُکْمٌ کے معنی حق کلمہ کہنے سے گونگے ہیں اور عُمْیٌ کے معنے حق کے دیکھنے اور پڑھنے سے اندھے ہیں۔

(فوائد صفحہ ھذا)

ف ۱ یہ مثال ہے قرآن شریف اور منافقوں کی کہ جب قرآن شریف انکے مطلب کے موافق اترتا تو وہ خوش ہو جاتے ہیں جیسے بجلی کی روشنی میں آدمی تھوڑی دور چل نکلتا ہے پھر جب کوئی حکم ان کی مرضی کے خلاف اترا یا ان کا نفاق کھلا تو ڈر کر مُردے کی طرح ہو جاتے ہیں جیسے زور کی بارش اور کڑک میں اندھیرا ہو تو راہ چلنے والا ڈر کر کھڑا رہ جاتا ہے۔ موضح میں ہے یہ کافروں اور منافقوں کے حال کی تمثیل ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح بجلی کی چمک سے ایک طرح کی روشنی پیدا ہو کر اندھیرے میں رستہ نظر آجاتا ہے تو قدم رکھ لیا اور بادل کی کڑک سے دل دہلا تو پھر کھڑے ہو گئے اسی طرح کافر اور منافق جب جنت اور فتح و غنیمت کا حال سنتے ہیں تو دین اسلام، صراط مستقیم جماعت کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور جب عذاب دوزخ اور سختی جہاد یا کوئی اذیت و مشقت دنیوی سنتے ہیں تو پھر بدک جاتے ہیں مقصد یہ کہ جیسے بجلی میں کبھی اجالا ہے اور کبھی اندھیرا اسی طرح منافق کے دل میں کبھی اقرار ہے کبھی انکار۔

توحید الٰہی کا بیان: ف ۲ اب سب انسانوں کو مومن ہوں یا کافر یا منافق خطاب فرما کر توحید باری تعالیٰ سمجھائی جاتی ہے جو ایمان کیلئے اصل الاصول ہے۔ خلاصہ معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اور تم سے پہلوں کو سب کو پیدا کیا پھر اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو معبود بنانا جو تم کو نہ نفع پہنچا سکے نہ مضرت کس قدر حماقت اور جہالت ہے حالانکہ تم یہ بھی جانتے ہو کہ اس جیسا کوئی نہیں۔ ابن عباسؓ نے کہا قرآن میں جہاں کہیں اُعْبُدُوْا آیا ہے اس کے معنٰی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ایک مانو شرک سے بچو۔ توحید اس کا نام نہیں کہ خدا کو زبان سے ایک کہو اور اپنی حاجتوں اور مرادوں کے واسطے پیغمبروں اور پیروں کی نذریں مانے اسی کا نام تو شرک ہے بلکہ توحید کے یہ معنٰی ہیں کہ بس اللہ ہی کو ہر چیز کا مالک اور مختار جانے اور یہ سمجھے کہ اس کے سوا پیر ہوں یا پیغمبر فرشتے ہوں یا شہید کسی کو بھی اسکے کارخانے میں کچھ اختیار نہیں سب اس کے روبرو عاجز بے اختیار ہیں اور شرک صرف اسکا نام نہیں کہ اللہ کے سوا آسمان و زمین کا مالک کسی اور کو جانے اور یہ تو کوئی مشرک بھی نہیں کہتا وہ بھی ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ ہی کو جانتا ہے بلکہ شرک کے معنٰی یہ ہیں کہ اللہ کی جو صفات مختصہ ہیں ان میں کسی دوسرے کو بھی ملانا جیسے مینہ کا برسانا غلہ پیدا کرنا، رزق کا دینا بیمار کو اچھا کرنا، آفتوں سے بچانا، اولاد کا دینا، غیب کی بات جاننا یہ سب اللہ ہی کے اختیار میں ہے ان میں کسی دوسرے کا بھی اختیار سمجھنا بس یہی شرک ہے (امام الہند) اور یہی معنٰی انداد کا ہے اس کی تفصیل دیکھنی منظور ہو تو تفسیر ستاری تحت آیت ہذا ملاحظہ ہو۔ **وجود باری تعالیٰ کے عقلی دلائل۔** ارشاد باری ہے وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا یعنی ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنایا ہے۔ وَهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ۝ باوجود اس کے لوگ نشانیوں سے اعراض کرتے ہیں یعنی ایسے دلائل دیکھ کر بھی یہ بدنصیب لوگ حق سے منہ پھیر لیتے ہیں اُسی نے آسمان سے پانی اُتارا جبکہ لوگ اسکے پورے پورے حاجتمند و ضرورتمند ہیں۔ پھر اس پانی سے طرح طرح کے پھل پھول پیدا کئے جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں اور جانور بھی۔ ارشاد خداوندی ہے مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ یعنی جو چیزیں اللہ عزوجل نے زمین سے پیدا کی ہیں ان میں تمہارے لئے بھی فائدہ ہے اور تمہارے جانوروں کے لئے بھی چنانچہ قرآن مجید میں جابجا اسکا بیان موجود ہے۔ ایک مقام پر ارشاد فرمایا اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً الآیۃ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور تمھیں پیاری پیاری صورتیں عطا فرمائیں اور بھلی بھلی عمدہ عمدہ روزیاں پہنچائیں۔ بس یہی اللہ ہے جو برکتوں والا اور سارے جہان کو پالنے والا ہے (پارہ ۲۴ سورۂ مومن) یہ سب چیزیں دلیل ہیں وجود صانع پر اور ان میں تردید ہے فرقہ دہریہ منکرین خدا کی۔ پس جیسے سبکا خالق سبکا رازق سب کا مالک اللہ تعالیٰ ہے ایسے ہی سبکا معبود سبکا مسجود بھی وہی اکیلا وحدہ لاشریک لہ ہے ہر قسم کی عبادت کا وہی اکیلا مستحق ہے اسی لئے آیت ہذا میں فرمایا اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھیراؤ حالانکہ تم جانتے ہو فقط۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٣﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا

سوائے اللہ کے اگر ہو تم سچے پس اگر نہ کرو گے تم

(اپنے دعوے میں) سچے ہو۔ پھر اگر تم (ایسا) نہ کر سکو

وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ

اور ہرگز نہ کرو گے تم پس ڈرو اس آگ سے جو ایندھن اس کا آدمی ہیں

اور ہرگز نہ کر سکو گے تو اس آگ سے بچو۔ جس کا ایندھن (نافرمان) انسان

وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٤﴾ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ

اور پتھر ہیں تیار کی گئی ہے واسطے کافروں کے اور خوشخبری دے ان لوگوں کو

اور پتھر ہوں گے (یہ وہ آگ ہے) جو کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے (اور اے نبی) ان لوگوں کو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے یہ کہ واسطے ان کے بہشتیں ہیں چلتی ہیں

جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں بشارت دو کہ ان کے لئے ایسے باغ ہوں گے جن کے نیچے نہریں

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ

نیچے ان کے سے نہریں جب دیے جاویں گے ان میں سے میووں سے

بہ رہی ہوں گی۔ اور جب ان کو ان باغوں میں سے کوئی میوہ کھانے کو دیا جائے گا۔ تو

رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ

رزق ٢ کہیں گے یہ وہ چیز ہے جو دیے گئے تھے ہم پہلے اس سے اور لائے جاویں گے

کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے دیا گیا تھا اور ان کو (دنیا کے پھلوں سے)

مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِيْهَا

مشابہ ایک دوسرے کیساتھ اور واسطے انکے بیچ ان کے بی بیاں ہیں ستھری اور وہ بیچ انکے ہمیشہ

ملتے جلتے (پھل) دیے جایں گے۔ نیز ان (باغوں) میں ان کے لئے پاک عورتیں ہونگی اور

خٰلِدُوْنَ ﴿٢٥﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا

رہنے والے ہونگے ٣ تحقیق اللہ نہیں شرماتا یہ کہ بیان کرے مثال کوئی سی

وہ ان میں سدا رہیں گے بیشک اللہ اس بات سے نہیں شرماتا کہ وہ مچھر ایسی یا اس سے بھی بڑھ کر (حقیر)

بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ

مچھر کی پھر جو اوپر اس کے ہے پس جو لوگ کہ ایمان لائے پس جانتے ہیں یہ کہ وہ

چیزوں کی مثال بیان کرے۔ پس جن لوگوں نے راہ ایمان اختیار کی وہ جانتے ہیں کہ وہ ان کے

اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ

حق ہے پروردگار ان کے کی طرف سے اور جو لوگ کہ کافر ہوئے پس کہتے ہیں

رب کی طرف سے برحق ہے لیکن وہ جنہوں نے انکار کیا کہتے ہیں کہ اللہ کا اس مثال (کے بیان کرنے) سے

مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّ

کیا چاہا اللہ نے ساتھ اس کے مثال لانا گمراہ کرتا ہے ساتھ اس کے بہتوں کو اور

کیا مقصد تھا (وہ) بہتیروں کو اس کے ذریعہ گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں کو ہدایت دیتا

(وقف لازم)

حل لغات:

۱ اُتُوْا بوزن رُمُوْا صیغہ جمع مذکر غائب ماضی مجہول باب ضرب اتی مادہ اصل اُتِيُوْا۔ یے پر ضمہ ثقیل تھا ماقبل کو دیدیا۔ اجتماع ساکنین کی وجہ سے یے گر پڑی۔ آگے ب کی ب تعدیہ کی ہے ۲ اَزْوَاجٌ جمع زوج اور زوج اصل میں ہر اس چیز کو کہتے ہیں جسکا جوڑا اسی کی جنس سے ہو بولا کرتے ہیں عندی زوجا نعل۔ زوجا حمام یعنی جوتی کا جوڑا۔ کبوتر کا جوڑا۔ قال تعالیٰ من کل زوجین اثنین۔ اور کبھی اسکا اطلاق صنف اور قسم پر بھی ہوتا ہے جیسے خلق الازواج کلہا اور قرین وہمنشین پر جیسے احشروا الذین ظلموا وازواجہم عورت کو مرد کا اور مرد کو عورت کا اسی لئے زوج کہتے ہیں کہ باہم ایک دوسرے کا قرین وہمنشین ہوتا ہے ۳ بَعُوْضَةٌ پھر اصل میں بعوض بروزن فعول صیغہ صفت ہے بعد کو اسمیت غالب ہوگئی اور تائے وحدت زیادہ کرکے بعوضۃ کہنے لگے۔ یہ بعض بمعنی قطع سے مشتق ہے اس کو بعوضۃ اس لئے کہا کہ کاٹتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(فوائد صفحہ ھذا) ف۱ توحید کا بیان فرما کر اس آیت میں آپ کی نبوت کو مدلل فرمادیا کہ اگر تم کو اس قرآن مجید میں کچھ شک ہے اور تم کو اس کلام کے کلام بشری ہونے کا خیال ہے تو تم بھی ایک سورت ایسی فصیح و بلیغ تین آیت کی مقدار بنا دیکھو اور تم باوجود کمال فصاحت و بلاغت چھوٹی سی سورت کے مقابلہ سے بھی عاجز ہو تو پھر سمجھ لو کہ اللہ کا کلام ہے کسی بندہ کا نہیں۔ اور سورۂ طور رکوع ۲ میں فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ فرمایا۔ اور سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۱۰ میں فرمایا اگر انس و جن مل کر بھی قرآن پاک جیسا کلام بنانا چاہیں تو نہیں بنا سکتے علاوہ ان کے اور بھی کئی جگہ اس مضمون کی آیتیں موجود ہیں۔ نیز جامع البیان کے حاشیہ سورۂ مدثر اور معالم التنزیل، بیہقی حاکم وغیرہ میں ہے کہ عرب کے بڑے بڑے شعراء جیسے ولید بن مغیرہ ایسا کلام بنانے سے عاجز ہو گئے اس آیت میں عَبْدِنَا فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام بلکہ جملہ انبیاء علیہم السلام بشر، انسان، عبد تھے۔ خدا کے غلام اور محتاج بندے تھے اور مخاطبین الٰہی و مقبولان بارگاہ تھے خدا کی وحی سے بولتے تھے۔ اہل مکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بشریت و عبدیت کے مُقر اور رسالت کے منکر تھے لیکن ہمارے زمانے کے اہل بدعت آپ کی رسالت کے مقر اور بشریت و عبدیت کے منکر ہیں۔ مسلمان وہ جو رسالت کے ساتھ عبدیت و بشریت کا بھی قائل ہو۔ پھر فرمایا نہ زمانہ گزشتہ میں تم سے یہ کام ہوا اور نہ زمانہ آئندہ میں ہوگا۔ یہ ایک دوسرا معجزہ ہے کہ قطعی خبر دی کہ یہ بات ہرگز قیامت تک نہ بنے گی کہ قرآن کا معارضہ کر سکو۔ لہٰذا نارِ دوزخ سے ڈرو جو سب آگوں سے تیز ہے اس کا ایندھن کافر اور پتھر ہیں جن کی تم پرستش کرتے ہو۔ ابن عباسؓ و ابن مسعودؓ و علماء سلف نے کہا کہ پتھر سے گندھک کا پتھر مراد ہے۔ (جامع)

نارِ جہنم کی ہولناک صفت

الترغیب الترہیب ص۴۹۵ میں مرفوعاً روایت ہے یعنی آپ نے وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ پڑھی پھر فرمایا دوزخ کی آگ کو ایک ہزار برس دھونکا گیا تو وہ سرخ ہو گئی۔ پھر ایک ہزار برس دھونکا گیا تو وہ سفید ہو گئی۔ پھر ایک ہزار برس دھونکا گیا تو وہ سیاہ ہو گئی اب وہ سیاہ فام ہے اور اس کی تیزی کسی وقت بھی کم نہیں ہوتی۔ جہنم کا ہولناک بیان ایک کالا حبشی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے بیٹھا سُن رہا تھا۔ دہشت ناک بیان سُن کر بیقرار ہو کر رو پڑا۔ اتنے میں جبرئیل علیہ السلام نے آکر پوچھا یہ رونے والا کون ہے؟ آپ صلعم نے فرمایا حبش کا رہنے والا نیک بخت آدمی ہے جبرئیلؑ نے کہا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے مجھ کو اپنی عزت و جلال اور اپنے عرش پر بلند ہونے کی قسم کہ جو میرے خوف سے دُنیا میں روئے گا میں اس کو جنت میں ہشاش بشاش خوش و خرم رکھوں گا۔ معلوم ہوا عذاب الٰہی سے بچنے کی صورت یہی ہے اپنے اندر خوفِ الٰہی پیدا کرو۔ خدا و رسول کے فرمان پر ایمان لاؤ اور اسکے عامل ہو جاؤ ف۲ اس آیت میں عمل صالح سے وہ عمل مراد ہے جو نیت خالص سے ہو اور سنت کے موافق ہو۔ بس جو عمل اخلاص سے ہو اور سُنت کے موافق نہ ہو وہ مقبول نہیں اور اسی طرح جو عمل اخلاص سے نہ ہو اگرچہ سُنت کے مطابق ہو وہ بھی منظور نہیں۔ ہر عمل کی قبولیت کے لئے اخلاص و اتباعِ سُنت شرط ہے۔۔

جنت کی نعمتوں کا ذکر:

ف۳ چونکہ ماقبل کی آیت میں کافروں اور دشمنانِ دین کی سزا عذاب اور رسوائی کا ذکر ہوا تھا۔ اب ایمانداروں نیک صالح لوگوں کے اجر و ثواب اور سرخروئی کا ذکر ہے کہ انکو جنت نصیب ہوگی۔ جنت کے نام یہ ہیں۔ جنت الفردوس، دار السلام، دار الخلد، نعیم، عدن، جنت الماویٰ، علیون، دار المقامہ، دار الحیوان، مقام امین، مقعد صدق۔ ابوہریرہؓ سے مرفوعاً ہے کہ جنت کی نہریں ٹیلوں کے نیچے سے پھوٹ کر آتی ہیں یہ ٹیلے مشک کے پہاڑوں کے نیچے ہیں اور جنت کے میوے دُنیا کے میووں سے شکل و صورت میں ملتے جلتے ہوں گے مگر لذت میں زمین و آسمان کا فرق ہوگا یا جنّت کے میوے باہم ایک شکل و صورت کے ہونگے اور مزا جُدا جُدا، اہل جنّت جب کسی میوے کو دیکھیں گے تو کہیں گے وہی قسم ہے جو پہلے دنیا میں یا جنت میں کھا چکے ہیں اور چکھیں گے تو مزہ اور ہی پائیں گے جنت کی عورتیں نجاسات ظاہرہ و باطنہ یعنی اخلاقِ رذیلہ اور حیض و نفاس، بول و براز، آب بینی، آب دہن، منی وغیرہ سے پاک ہوں گی۔ اہل جنت کھائیں گے پئیں گے مگر بول و براز کے بجائے ڈکار اور پسینہ ہوگا جس میں سے مشک کی خوشبو آئے گی (فتح البیان) درمنثور میں حاطب بن ابی بلتعہ سے مروی ہے کہ مومن کی جنت میں بہتر ۷۲ بیویاں ہونگی ستر آخرت کی عین حوریں اور دو دنیا کی ایسی ہونگی جن کی نزاکت و حسن کی وجہ سے پنڈلی کا گودا ستر جوڑوں کے اوپر سے جھلکے گا۔ مشکوٰۃ ص۴۹۵ میں ہے۔ وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ نِّسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ عَلَى الْأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَأَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيحًا وَلَنَصِيفُهَا عَلَى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا یعنی اگر جنّت کی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین کی طرف جھانکے تو ساری دُنیا روشن ہو جائے اور زمین و آسمان کا درمیان سب خوشبو سے معطر ہو جائے اور اس کا دوپٹہ جو اس کے سر پر ہے دُنیا و فیہا سے بہتر و قیمتی ہے۔ ہر عورت کو چاہیئے کہ دخولِ جنت کے کام کرے تاکہ یہ مراتب نصیب ہوں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا، إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ (مشکوٰۃ شریف) یعنی جو عورت توحید و رسالت کے بعد پانچوں وقت کی نماز برابر سنت کے مطابق ادا کرتی رہے اور رمضان کے روزے برابر رکھتی رہے اور اپنے آپ کو بُرائیوں (باقی ص۸)

www.KitaboSunnat.com

يَهْدِي بِهِ كَثِيرًا ۚ وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ ﴿٢٦﴾ الَّذِينَ

راہ دکھاتا ہے ساتھ اس کے بہتوں کو اور نہیں گمراہ کرتا ساتھ اس کے مگر فاسقوں کو جو لوگ کہ
ہے لیکن گمراہ تو صرف بدکاروں کو ہی کرتا ہے۔ (یعنی) وہ جو

يَنقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِن بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا

توڑتے ہیں قول اللہ کا پیچھے مضبوطی اس کی کے اور کاٹتے ہیں جو
اللہ کے ساتھ پیمان (وفا) کرنے کے بعد اسے توڑ دیتے ہیں اور

أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۚ أُولَٰئِكَ

حکم کیا اللہ نے ساتھ اس کے یہ کہ ملایا جاوے اور بگاڑ کرتے ہیں بیچ زمین کے یہ لوگ
جن (رشتوں) کو جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے ان کو قطع کر دیتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے

هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٢٧﴾ كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنتُمْ أَمْوَاتًا

وہی ہیں ٹوٹا پانے والے کیونکر کفر کرتے ہو ساتھ اللہ کے اور تھے تم مردے
ہیں یہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں (کافرو) تم خدا سے کیونکر منکر ہو سکتے ہو جس حال کہ تم بے جان تھے۔

فَأَحْيَاكُمْ ۖ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٨﴾

پس جلایا تم کو پھر مردہ کرے گا تم کو پھر جلاوے گا تم کو پھر طرف اسی کے پھیرے جاؤ گے
اس نے تمہیں زندہ کیا پھر تم پر موت طاری کرے گا پھر زندہ کرے گا پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ

وہی ہے جس نے پیدا کیا واسطے تمہارے جو کچھ بیچ زمین کے ہے سارا پھر قصد کیا
وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے دنیا کی تمام چیزیں پیدا کیں پھر آسمانوں کی

إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٢٩﴾ ع ۳

طرف آسمان کی پس درست کیا ان کو سات آسمان اور وہ سب چیز کو جاننے والا ہے ف
طرف متوجہ ہوا اور سات آسمان نہایت عمدگی سے ترتیب دیئے اور وہ ہر بات کو جانتا ہے۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۖ

اور جب کہا پروردگار تیرے نے واسطے فرشتوں کے تحقیق میں بنانے والا ہوں بیچ زمین کے نائب ف
اور (وہ وقت یاد کرو) جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک نائب مقرر کرنے کو ہوں

قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ

کہا انہوں نے کیا بناتا ہے بیچ اس کے اس شخص کو کہ فساد کرے بیچ اس کے اور ڈالے گا لہو
انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ! کیا تو اسے نائب مقرر کرے گا جو زمین میں فساد پھیلائے اور خون بہاتا پھرے۔

وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ إِنِّي

اور ہم پاکی بیان کرتے ہیں ساتھ تعریف تیری کے اور پاکی بیان کرتے ہیں واسطے تیرے کہا تحقیق میں
حالانکہ ہم (ہر وقت) تیری حمد و ثنا میں مشغول رہتے ہیں۔ ارشاد ہوا

أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا

جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ف اور سکھائے آدم کو نام سارے
جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اور (اللہ نے) آدم کو سب چیزوں کے نام سکھا دیئے

حل لغات:

[1] مِیْثَاق بمعنے توثیق مصدر ہے جس طرح میعاد بمعنے وعدہ اور میلاد بمعنے ولادۃ اصل میں موثاق تھا واو ساکن ماقبل مکسور یے ہوگیا۔

[2] سَوّٰی صیغہ واحد مذکر غائب ماضی باب تفعیل تسویۃ سے ہے جس کے معنی سیدھا اور برابر کر دینے ہیں ہوا کرتے ہیں سَوّٰیْھُنَّ کا سَوّٰی ای اِعْتلال لفیف مقرون سَوّٰی مادہ اصل سَوّیَ یے متحرک ماقبل مفتوح الف سے بدل گئی۔

[3] یَسْفِکُ۔ صیغہ واحد مذکر غائب مضارع باب ضرب صحیح۔ سفک دم سفک صبغ سبک سکب مرادف الفاظ ہیں یعنی سب کے معنے بہانے اور گرانے کے ہیں مگر پہلے دو لفظ خون کے بہانے کے ساتھ مختص ہیں بالخصوص پہلا لفظ کہ دم محترم کے بہانے میں مستعمل ہوتا ہے۔ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ بحمدک کی ب محذوف اسم فاعل کے متعلق ہے جو نسبح کی ضمیر سے حال واقع ہوا ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے نسبحک ای ننزہک عن کل مالا یلیق بشانک ملتبسین۔ سبحان اللہ سے تسبیح مصدر بنایا اور پھر مصدر سے مشتقات۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ فوائد صفحہ) بدکاریوں سے محفوظ رکھے اور اپنے خاوند کی تابعداری فرمانبرداری میں لگی رہے تو قیامت کے دن اسے کہدیا جائیگا کہ جنت کے آٹھوں دروازے تیرے لئے کھلے ہیں جس سے تیرا دل چاہے داخل ہوجا۔ اخرجہ احمد والبخاری ومسلم والبیہقی فی النعت عن ابی ھریرۃ انھم تذاکروا الرجال اکثر فی الجنۃ ام النساء فقال اولم یقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما فی الجنۃ احد الا لہ زوجتان انہ لیری مخ ساقیھما من وراء سبعین حلۃ ما فیھا عزب (در منثور) یعنی صحابہ کرام رض کے مابین مذاکرہ ہوا اس امر میں کہ جنت میں مرد زیادہ ہونگے یا عورتیں؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا فرمان ہے کہ ہر جنتی کی دو بیویاں ایسی ہونگی جنکی نزاکت و حسن کی وجہ سے پنڈلی کا گودا ستر جوڑوں کے اوپر سے جھلکے گا۔ مسند احمد میں ابوہریرہ سے رفعاً آیا ہے کہ ہر مرد کی جنت میں دو بیویاں مجملہ حورعین کے ہونگی۔ ہر حور پر ایک حلہ ہوگا جس سے انکی پنڈلی کا گودا جامے کے نیچے سے نظر آئیگا۔ پس معلوم ہوا کہ جنت میں عورتیں بہ نسبت مردوں کے زیادہ ہونگی۔ یہ کثرت دنیا و آخرت کی عورتیں ملا کے ہوگی۔ جب ہر جنتی کی دو زوجہ ہوئیں تو مردوں سے دوگنی تو ابھی ہوگئیں۔ جنت میں کوئی مرد بے زن کے نہ ہوگا۔ اور وہ جو حدیث صحیح جابر میں آیا ہے کہ عورتیں جہنم میں بکثرت جائیں گی سو اس سے مراد دنیا کی عورتیں ہیں یہ وہاں بہت کم ہونگی۔ اہل دنیا اقل اہل جنت ہیں۔ الغرض جنت میں عورتیں بہ نسبت مردوں کے زیادہ ہونگی اسی طرح دوزخ میں۔

(فوائد صفحہ ھذا) ف۱ یہودیوں نے قرآن مجید میں مکھی، مکڑی، بارش اور بجلی وغیرہ کا ذکر سن کر کہا کہ یہ قرآن شریف اللہ کا کلام نہیں ہے کیونکہ اگر خدا کا کلام ہوتا تو اسمیں ایسی حقیر چیزوں کی مثال بیان نہ ہوتی اس پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور ہر ادنیٰ اور اعلیٰ چیز میں اسکی کمال قدرت کا نمونہ ہے۔ وہ جس چیز کی مثال چاہے بیان کرے ہر حال میں اسکی شان اعلیٰ و برتر ہے اسکو ایسی مثالوں کے بیان سے کچھ بٹہ نہیں لگتا۔ (لباب صفحہ ۱۰ مصری) عہد سے مراد اس جگہ اللہ کی وصیت ہے جو انبیاء و کتب آسمانی کے ذریعہ بیان فرمائی۔ اس کے توڑنے سے اس پر عمل چھوڑ دینا مراد ہے اور زمین میں فساد کرنے سے وہ افعال و اقوال مراد ہیں جو مخالف امر خدا ہوں جیسے غیر اللہ کی عبادت اور خلق اللہ کی ضرر رسانی۔ فتح البیان ف۲ اس آیت میں استویٰ بمعنی چڑھ گیا ہے امام بخاریؒ ابو العالیہؒ محمد بن جریرؒ ربیع بن انسؒ امام بغویؒ خلیل بن احمدؒ ابن عباسؓ اور اکثر مفسرین نے یہی معنی کئے ہیں۔ استویٰ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور اسی قسم کی کئی صفات قرآن و حدیث میں مذکور ہیں جیسے اپنے عرش سے آسمان دنیا کی طرف اترنا، چڑھنا، آنا، جانا، پکارنا، ہنسنا، پاؤں کا رکھنا وغیرہ وغیرہ۔ اہلحدیث اور ائمہ اربعہ و سلف صالحین کا یہ مذہب ہے کہ وہ ان تمام صفات پر ایمان لاتے ہیں معتزلہ و جہمیہ کی طرح ان کی تاویل نہیں کرتے بلکہ ان صفات کو بغیر تشبیہ و مشابہت مخلوقات کے ان کے ظاہری معنی پر رکھتے ہیں۔ ف۳ اس آیت سے پہلے دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو نیست سے ہست کرنیکا اور روئے زمین کی تمام چیزوں کو انسان کی ضرورتوں کے لئے پیدا کرنے کا ذکر بطور نعمت اور احسان کے فرمایا ہے کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

جانور پیدا کئے تیری وفا کے واسطے ٭ چاند سورج اور ستاروں کو ضیا کیواسطے
کھیتیاں سرسبز کیں تیری غذا کے واسطے ٭ یہ جہاں تیرے لئے اور تو خدا کے واسطے

اب اس آیت میں تیسری بڑی نعمت ذکر فرمائی ہے جسکا بہت بڑا احسان ہر انسان کو ماننا چاہیئے کہ اسکی حالت ہستی سے پہلے ہی اسکا ذکر خیر اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں میں فرمادیا ہے۔ خلیفہ کے معنی ہیں اللہ کے حکم احکام لوگوں کو پہنچا دے اور مقدمات میں صحیح فیصلہ کرے اور برے کاموں سے منع کرے۔ ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ کی روایتوں سے ثابت ہے کہ آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے دو ہزار برس پہلے زمین پر جنات رہتے تھے انھوں نے طرح طرح کی نافرمانی، فساد، خونریزی کی تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں اور ابلیس کے ذریعے جنات کو جزیروں پہاڑوں وغیرہ کی طرف نکال دیا۔ اب آدم کی پیدائش کا حال سن کر فرشتوں نے اسی قیاس پر یہ بات کہی تھی کہ جنات کی طرح بنی آدم بھی زمین پر فساد پھیلائیں گے۔

آدمؑ کی فضیلت ف۴ فرشتوں کو جب بنی آدم کی پیدائش کا علم ہوا تو انھوں نے خیال کیا کہ بھلا ہم جیسے مطیع فرمانبردار کے ہوتے ان کو خلیفہ بنانے کی کیا وجہ؟ یہ بطور استفادہ سوال کیا۔ اعتراض ہرگز نہ تھا۔ رہا یہ کہ فرشتوں کو اسکا علم کیونکر ہوا۔ اسمیں کئی احتمال ہیں جنات پر قیاس کیا (یہ یاد رہے کہ مخالف نص قیاس مردود ہے) یا اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی بتادیا، یا لوح محفوظ پر لکھا دیکھا یا بشری طبیعت کے اقتضاء سے یا لفظ خلیفہ کے مفہوم سے کیونکہ خلیفہ کا کام حسب طاقت مظالم سے منع کرنا محارم و مآثم سے لوگوں کو روکنا، مقدمات میں فیصلہ کرنا ہے اور مقدمات میں فیصلہ کی اسی وقت ضرورت پڑتی ہے جبکہ اختلاف، جھگڑا، فساد پیدا ہو اور خلیفہ امام وقت حسب طاقت اصلاح کرے خواہ تحریری ہو یا تقریری، ہاتھ سے ہو یا زبان سے، مال سے ہو یا مادی طاقت و قوت سے۔ مطلب یہ کہ فرشتوں کا یہ سوال صرف اس حکمت و راز کے معلوم کرنے کے لئے تھا جو انکی سمجھ سے بالاتر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ یعنی بنی آدم میں انبیاء، رسل، صدیق، شہید، متقی، صلحاء، علماء، مطیع خدا و رسول ہونگے۔ مجاہدؒ نے کہا تسبیح سے تعظیم اور تقدیس سے تکبیر مراد ہے۔ صحیح مسلم میں ابوذرؓ سے آیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ افضل کلام کیا ہے؟ فرمایا وہ کلام جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لئے چنا ہے اور وہ یہ ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ۔ ابن کثیر میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے آسمانوں پر شب معراج میں تسبیح سنی سُبْحَانَ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی۔ آیت ہذا سے مشورہ لیکر کام کرنے کی مشروعیت ثابت ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتوں کو علم غیب نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ف۱ وہ نام یہی متعارف تھے انسان، جانور، زمین، آسمان، دریا، حتیٰ کہ پیالہ، پیالی، رکابی، دیگچی، کوزہ وغیرہ۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فرشتوں پر علم کی وجہ سے فضیلت دی علم کو جمیع صفات پر فوقیت ہے باوجودیکہ ملائکہ تسبیح و تقدیس میں ہمہ تن مصروف تھے مگر اپنی لاعلمی کا اقرار کیا اور آدمؑ میں گناہ کا بھی مادہ رکھا گیا تھا مگر علم کی وجہ سے خلافت کے مستحق اور فرشتوں کے معلم و اُستاد ہو گئے۔ دیکھو مقابلہ کے وقت فرشتوں سے چیزوں کے نام نہ بتائے گئے آدمؑ نے بتائے ——— اور یہ ارشاد کہ میں آسمان و زمین کے غیب کو جانتا ہوں غیب دانی بھی اللہ کی ایک مخصوص صفت ہے۔ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ دعویٰ غیب دانی کا یا کسی چھپی بات پر واقف ہونیکا جس طرح نجومی، پنڈت، رملی، جادوگر اور شعبدہ باز وغیرہ کرتے ہیں وہ مردود ہے ——— اللہ کے سوا کوئی بھی علم غیب نہیں جانتا نہ ملائکہ نہ انبیاء نہ اولیاء، جیسا کہ فتاویٰ قاضی خاں میں اور ملا علی قاری حنفی نے فقہ اکبر میں بھی لکھا ہے ف۲ یہ سجدہ حقیقی آدمؑ ہی کو ان کے سلام و احترام کے لئے تھا فرشتوں نے سجدہ کر کے اللہ کی اطاعت کی تھی۔ یہ سجدہ تعبدی نہ تھا بلکہ تعظیمی تھا جس طرح یوسفؑ کو ان کے بھائیوں نے کیا تھا اگرچہ سجدہ تعظیمی پہلی اُمتوں میں روا تھا جیسا کہ بھائی بہن کا نکاح، لیکن شریعت محمدیہ میں اللہ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنا حرام اور شرک ہے اگرچہ وہ سجدہ تعظیم کے طور پر ہو کیونکہ حدیثوں میں صاف طور سے اسکی ممانعت آچکی ہے اور شاہ ولی اللہؒ نے بھی حجۃ اللہ البالغہ مطبوعہ مصر ص۶۱ میں منع لکھا ہے ابن عباسؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کے ہلاک کرنے کو جو فرشتے بھیجے تھے ان کا سردار ابلیس کو مقرر فرمایا تھا ابلیس فرشتوں کے اس قبیلہ سے تھا جو آگ کے شعلوں سے پیدا ہوئے تھے جن کو جن کہتے تھے باقی سب فرشتے نوری تھے۔ ابلیس باوجود عابد اور جنت کا دربان ہونے کے بڑا مغرور تھا اس کا غرور فرشتوں پر سجدہ کے وقت ظاہر ہوا۔ جب اللہ نے جمعہ کے دن بعد عصر سڑی ہوئی مٹی سے آدمؑ کا قالب جنت کے دروازے پر چالیس دن تک کے لئے رکھدیا تو ابلیس آتا اور اس کو ٹھوکر مارتا کبھی اس کے اندر گھس کر نکلتا اور کہتا تو کس کام کیلئے بنایا گیا ہے اگر میں تجھ پر غالب ہوا تو برباد کردونگا اور اگر تو مجھ پر غالب ہوا تو تیری نافرمانی کرونگا۔ جب اللہ نے آدمؑ کے جسم میں روح پھونک دی اور وہ نتھنوں تک پہنچی تو ایک دم چھینک آئی اللہ کے الہام سے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہا۔ اللہ تعالیٰ نے يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فرمایا اب ہم کو بھی یہی تعلیم ہے کہ چھینکنے والا الحمد للہ اور سُننے والا یرحمک اللہ، پھر چھینکنے والا يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ کہے، پھر آدمؑ کے بدن میں جہاں تک روح جاتی گوشت اور خون پیدا ہوتا جاتا روح ناف تک پہنچی تو بدن کو دیکھ کر آدمؑ خوش ہوئے اور اُٹھنا چاہا مگر اُٹھ نہ سکے پھر سارے جسم میں پہنچتے ہی قدرت الٰہی سے مٹی کا مجسمہ گوشت خون ہڈیوں والا ہو گیا۔ اب فرشتوں کو حکم ہوا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا بلکہ تکبر کیا اللہ تعالیٰ نے اس شیطان لعین کو ہر طرح کی خیر سے محروم اور راندہ درگاہ کر دیا۔ آیت ہذا سے تکبر اور اللہ تعالیٰ کے حکم میں نکتہ چینی کرنے کی بُرائی معلوم ہوئی کیونکہ صحیح حدیث میں ہے جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ اور صحیح بخاری شریف میں تکبر کی یہ تعریف آئی ہے۔ اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ یعنی حق کے سامنے اترانا، حق کو جھٹلانا اور اپنے مقابلہ میں لوگوں کو حقیر جاننا، بے نمازیوں کو یہاں سے سبق حاصل کرنا چاہئے کہ شیطان ایک سجدہ نہ کرکے کافر ہو گیا جو ایک سجدہ نہیں فرض نمازوں کو ترک کرکے بیشمار سجدوں کے چور ہیں اگرچہ اسلام اور نماز کے زبان سے اقراری ہیں، مگر عمل سے منکر تو کیا وہ کفر اور تکبر میں شیطان سے کچھ کم ہیں؟ ہرگز نہیں تاوقتیکہ تائب اور عامل نہ ہو جائیں۔ ف۳ اب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ و حوا کو جنت میں بسا دیا اور ہر چیز کی رخصت دیدی البتہ ایک خاص درخت سے روکدیا جس کی تعیین قرآن و حدیث نے نہیں کی۔ ابن عباسؓ وغیرہ صحابہؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو جنت میں سکونت دی وہاں تنہا تھے کوئی دل بہلانے والا نہ تھا۔ نیند میں ان کی بائیں پسلی سے حضرت حوا کو پیدا کیا جاگ کر دیکھا اور پوچھا تم کون ہو؟ جواب دیا تمہاری بیوی ہوں۔ اللہ نے تم کو مجھ سے اور مجھے تم سے تسکین کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس آیت میں مبالغہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس درخت کے پاس جانے سے منع فرما دیا اس سے اس درخت کو ہاتھ لگانے اور اسکا پھل کھانے کی سخت ممانعت اور حرمت ثابت ہوتی ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ حرام کام کے پاس بھی نہیں پھٹکنا چاہیئے کہ اس سے حرام میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے کیونکہ دل میں رغبت ہونے سے آدمی ہدایت شرع و عقل سے غافل ہو کر اس کو کر گزرتا ہے اور گناہ میں واقع ہو جاتا ہے اور اس آیت میں گناہ کرنے پر سخت زجر ثابت ہو رہی ہے کیونکہ آدمؑ کو باوجود کمال و اعزاز و اکرام حاصل ہونے کے ایک ادنیٰ گناہ کی شامت سے یہ تکلیف پہنچی کہ بہشت سے اُتار اور نکال دیئے گئے تو پھر اور کسی کی کیا بساط و طاقت ہے کہ گناہ کرکے بغیر سزا یا معافی کے جنت میں داخل ہونیکا حقدار ہو سکے۔

★ کبھی زل کے معنے ذہب کے آتے ہیں بولا کرتے ہیں زل عنی کذا ای ذہب۔ اس صورت میں ازلہما کے معنے اذہبہما کے ہونگے یعنی شیطان انھیں جنت سے نکال لے گیا اور اس سے دُور کر دیا۔ فقط

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَ

بعضے تمہارے واسطے بعض کے دشمن ہیں اور واسطے تمہارے بیچ زمین کے ٹھکانا ہے اور

تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لئے زمین میں ٹھکانا ہے اور تمہیں وہاں ایک (مقررہ) وقت

مَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿٣٦﴾ فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۚ

فائدہ ہے ایک وقت تک پس سیکھ لیں آدم نے پروردگار اپنے سے کچھ باتیں پس پھر آیا اوپر اس کے

تک فائدہ حاصل کرنا ہے پھر آدم نے اپنے رب (کے القاء) سے چند کلمات معلوم کرلئے پس اللہ نے

إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿٣٧﴾ قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا ۖ

تحقیق وہی ہے پھر آنے والا مہربان کہا ہم نے اترو اس سے سب

انکی توبہ قبول کرلی بیشک وہ توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے ہم نے حکم دیا کہ تم سب یہاں سے

فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ

پس جو آوے البتہ تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پس جو کوئی پیروی کرے ہدایت میری کی پس نہیں ڈر اوپر

نکل جاؤ اور اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی (پیغام) ہدایت پہنچے تو وہ جو میری ہدایت کی پیروی کریں گے

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا

ان کے اور نہ وہ غم کھاویں گے اور جو لوگ کہ کافر ہوئے اور جھٹلایا

انکو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے اور جن لوگوں نے ایمان لانے سے انکار کیا اور

بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٣٩﴾ يَا بَنِي

نشانیوں ہماری کو یہ لوگ رہنے والے آگ کے ہیں وہ بیچ اسکے ہمیشہ رہیں گے اے بیٹو

ہماری نشانیوں کو جھٹلایا وہ دوزخی ہوں گے (اور) اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اے اولاد

إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا

یعقوب کے یاد کرو نعمت میری جو انعام کی میں نے اوپر تمہارے اور پورا کرو

یعقوب! میرے ان احسانات کو یاد کرو جو میں نے تم پر کئے اور اس عہد کو پورا کرو جو تم نے مجھ سے کیا تھا۔

بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ ﴿٤٠﴾ وَآمِنُوا

عہد میرا پورا کروں گا عہد تمہارے کو اور مجھ سے پس ڈرو اور ایمان لاؤ

میں بھی تمہارا عہد پورا کرونگا اور صرف مجھ ہی سے ڈرتے رہو اور اس کتاب پر

بِمَا أَنزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ

ساتھ اس چیز کے جو اتاری میں نے سچا کرنے والی ہے اس چیز کو جو ساتھ تمہارے ہے اور مت ہو پہلے کافر ساتھ

ایمان لاؤ جو میں نے تمہاری کتابوں کی تصدیق میں نازل کی ہے اور سب سے پہلے تم ہی اس کے منکر نہ بنو اور

بِهِ ۖ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ ﴿٤١﴾

اسکے اور مت مول لو بدلے آیتوں میری کے مول تھوڑا اور مجھ سے پس ڈرو

میری آیات (میں تحریف کرکے ان) کے عوض حقیر معاوضہ نہ لو اور صرف مجھ سے ڈرتے رہو

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤٢﴾

اور مت ملاؤ سچ کو ساتھ جھوٹ کے اور مت چھپاؤ حق کو اور تم جانتے ہو

اور سچ کو جھوٹ کا جامہ نہ پہناؤ اور نہ سچ کو چھپاؤ۔ درآنحالیکہ تمہیں اس کا علم ہو۔

ع ۱۰ ۴

حلِ لغات:

اَلتَّوَّابُ[1]، صیغہ مبالغہ۔ باب نصر۔ اجوف واوی۔ توب مادہ جس کے اصلی معنے رجوع کرنے کے ہیں۔ پھر لفظ توبہ خدا اور بندے دونوں میں مشترک ہے۔ بندے کی صفت ہوتی ہے تو معصیت سے منہ موڑ کر خدا کی طرف رجوع کرنے کے معنے ہوتے ہیں۔ خدا کی صفت ہوتی ہے تو اسکا فضل واحسان کے ساتھ بندے پر رجوع کرنا مراد ہوتا ہے اسی وجہ سے اس کے صلہ میں اختلاف واقع ہوتا ہے کہ تائب بندہ ہوتا ہے تو صلہ اِلٰی کے ساتھ آتا ہے، جیسے تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ اور خدا ہوتا ہے تو علیٰ کے ساتھ جیسے فَتَابَ عَلَيْهِ [2] اَوْفُوْا، صیغہ جمع مذکر امر حاضر باب افعال۔ مثال و ناقص یائی ووفی مادہ اصل اَوْفِيُوْا ی پر ضمہ ثقیل تھا ما قبل کو دیا یا دو ساکنوں کے جمع ہونے کی وجہ سے ی حذف ہوگئی [3] اُوْفِ واحد متکلم کا صیغہ اسی باب سے ہے مگر جواب امر میں واقع ہونے کی وجہ سے آخر سے ی حذف ہوگئی [4] فَارْهَبُوْنِ، صیغہ جمع مذکر امر حاضر باب فتح صحیح رہب مادہ اصل میں فَارْهَبُوْنِیْ تھا نون آیہ کے لحاظ سے ی حذف ہوگئی اور وزن امر صحیح قائم رکھنے کی وجہ سے جو نون زیادہ کیا گیا تھا اسے یائے محذوف پر دلالت کرنیکے لئے چھوڑ دیا گیا۔ [5] تَكْتُمُوْا، حکم نہی کے تحت میں داخل ہونے کی وجہ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت آدمؑ کا واقعہ ف شیطان کا ڈگانا اس طرح تھا کہ جب آدمؑ جنت میں داخل ہوئے اور وہاں کی نعمتیں دیکھیں تو کہا کاش یہ نعمتیں ہمیشہ رہیں تو شیطان نے اس موقع کو غنیمت جان کر اس دھوکہ سے ان کو وسوسہ ڈالا ان کے پاس جاکر رونے لگا انھوں نے کہا تو کیوں روتا ہے؟ کہنے لگا غم سے کہ تم مرجاؤ گے اور یہ جنت کی نعمتیں تم سے چھوٹ جائیں گی یہ سُن کر دل میں غم پیدا ہوا۔ ابلیس نے کہا میں ایک ایسا درخت بتاؤں جس کے کھانے سے تم ہمیشہ ان نعمتوں میں رہو۔ جب آدمؑ نے اسکی یہ بات نہ مانی تو شیطان نے اللہ کی قسم کھاکر خیرخواہی کا اظہار کیا اور ممانعت درخت کی غلط توجیہہ گھڑ کے داؤ میں لے لیا۔ جب آدمؑ و حواؑ نے اس درخت کو چکھا جسکو اللہ نے منع کیا تھا تو بدن پر سے کپڑے گر گئے ستر نظر آنے لگا جنت میں دوڑتے پھرتے تھے ایک درخت میں سر کے بال اُلجھ گئے یا اسے چھڑانے لگے رحمٰن تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے آدم مجھ سے بھاگتا ہے؟ کہا نہیں بلکہ شرماتا ہوں مرفوع حدیث ہے، بہتر دن جس پر سورج نکلا جمعہ کا دن ہے اس دن آدمؑ پیدا ہوئے اور اسی دن جنت میں داخل ہوئے اور اسی دن وہاں سے نکالے گئے۔ بس اس خطا کی سزا میں حکم ہوا تم سب اُترو، جنت سے نکل کر زمین پر جاؤ۔ اس دُنیا میں ہمیشہ نہ رہو گے بلکہ ایک وقت معین تک وہاں رہو گے۔ یہ دنیا تمہارے امتحان کے لئے بنائی ہے۔ جب آدمؑ نے اللہ تعالیٰ کا حکم عتاب آمیز سُنا اور جنت سے باہر آ گئے تو بحالت ندامت و انفعال گریہ زاری میں مصروف ہو گئے اور قصور کی معافی کے لئے چند کلمات اپنے رب سے سیکھ لئے وہ کلمات یہ تھے رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جنت سے خروج وہبوط کے بعد آدمؑ اسقدر روئے کہ اگر اندازہ لگایا جائے تو داؤدؑ و یعقوبؑ بلکہ اہل ارض کا رونا بھی اس کے برابر نہیں دو سَو سال تک روتے رہے چالیس دن تک کھانا پینا مارے غم کے چھوڑ دیا بس یہ کلمات پڑھتے اور روتے آخر اللہ عزوجل نے عاشورے کے دن توبہ قبول فرماکر ارشاد فرمادیا کہ اس دُنیا میں بھی تم پر میری نظر عنایت رہے گی میں تمہارے پاس اپنی ہدایت (عقل سلیم و فکر عجائبات قدرت اور انبیاء اور کتابیں اور پھر انبیاء کے نائب) بھیجوں گا دیکھو اب تو تُو کے سوچ کے۔ آئندہ ایسا نہ کرنا، ہدایت پر چلنا جو اس کے موافق عمل کریگا اس کو نہ آئندہ کا خوف ہوگا اور نہ وہ کبھی عمر گزشتہ سے غمگین ہوگا بلکہ اس عالم دنیا میں اور یہاں سے جاکر اس عالم آخرت میں بھی شاد و خرم رہے گا اور جو ہدایت کو نہ مانیگا کفر کریگا ہماری کتاب و حدانیت کی نشانیوں انبیاء و آخرت کو جھٹلائے گا بےعمل ہوجائے گا۔ جانوروں کی طرح کھانے پینے کو اور دُنیا کے مزے اُڑانے کو ہی مقصود سمجھے گا تو وہ ہمیشہ آتش جہنم میں جلے گا۔ مذکورہ بیان سے اُن مبتدعین کے غلو کی بھی تردید ہو گئی جو کہتے ہیں کہ آدمؑ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا پنجتن کا وسیلہ لیکر دعا کی تھی اور یہ ان کا قول بالکل غلط ہے کیونکہ اس کی قرآن و حدیث صحیح سے کوئی دلیل نہیں۔

ف اس سے قبل يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا الخ میں عام خطاب اور ان نعمتوں کا ذکر تھا جو تمام بنی آدم پر عام تھیں مثلاً زمین، آسمان، جملہ اشیاء کا پیدا کرنا پھر حضرت آدمؑ کے پیدا کرنے اور اُن کے خلیفہ بنانے اور بہشت میں داخل کرنے وغیرہ کا ذکر تھا اب یہاں خاص بنی اسرائیل کو خطاب اور جو خاص اُن پر وقتاً فوقتاً پشت در پشت انعامات ہوتے رہے اور جو انھوں نے کفران نعمت کی ان سب باتوں کو مفصّل ذکر کیا جاتا ہے کیونکہ بنی اسرائیل تمام فرقوں بنی آدم میں ممتاز اور اہل علم و کتاب و نبوت اور انبیاء کو پہچاننے والے سمجھے جاتے تھے تمام عرب کی نظریں ان کی طرف تھیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہیں یا نہیں اس لئے ان انعامات اور ان کی خرابیوں کو بسط کے ساتھ ذکر فرمایا کہ شرما کر ایمان لائیں ورنہ اور لوگ ان کی حرکات سے واقف ہو کر ان کی بات کا اعتبار نہ کریں۔ اسرائیل یعقوبؑ کا نام ہے جس کے معنی عبداللہ ہیں۔ انعامات یہ تھے کہ انہیں بہتوں انبیاء تھے۔ توریت وغیرہ کتابیں نازل فرمائیں فرعون سے نجات دیکر ملک شام میں تسلط دیا مَنّ اور سَلویٰ عطا کیا۔ ایک پتھر سے بارہ چشمے جاری کئے۔ توریت میں یہ بھی اقرار لیا تھا کہ توریت کے احکام پر قائم رہو گے اور میں جو نبی بھیجوں اس پر ایمان لاکر اس کے رفیق و معاون رہو گے تو ملک شام تمہارے قبضہ میں رہے گا (بنی اسرائیل نے اسکو قبول کرلیا تھا) مگر پھر اقرار پر قائم نہ رہے گمراہ اور بدنیت ہوگئے۔ رشوت لیکر مسئلے غلط بتا کے حق کو چھپایا۔ اپنی ریاست جاتی پیغمبر کی اطاعت نہ کی بلکہ ان کو قتل کیا۔ توریت میں جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت تھی اسکو بدل ڈالا۔ اللہ نے یہاں اپنے احسان اور انکی نافرمانی جتائی ہے معلوم ہوا احتفاظ خاموشی کتمان حق سخت گناہ ہے جس کی وعید حدیث میں بھی آئی ہے مشکوٰۃ کتاب العلم ص۳۳ میں ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهٗ ثُمَّ كَتَمَهٗ اُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا جس کو وہ جانتا تھا پھر اس نے (کسی دنیاوی منفعت کی وجہ سے) اس کو چھپایا ظاہر نہ کیا تو قیامت کے دن اسکے منہ میں آگ کی لگام لگائی جائے گی ———— الامان والحفیظ۔ آیتوں پر تھوڑا مول یہ تھا

(باقی بر صفحہ ۱۱)

مجزوم ہے اور حالت جزم میں نون اعرابی حذف ہوجاتا ہے یا اَنْ مقدر ہونے کے سبب سے منصوب ہے اور نصبی حالت میں نون کا حذف ہونا ظاہر ہے خخط

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾

اور قائم کرو نماز کو اور دو زکوٰۃ اور رکوع کرو ساتھ رکوع کرنے والوں کے ف

اور نماز ادا کرو اور زکوٰۃ دو۔ اور خدا کے حضور جھکنے والوں کے ساتھ (تم بھی) جھکا کرو

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ

کیا حکم کرتے ہو تم لوگوں کو ساتھ بھلائی کے اور بھولے جاتے ہو جانوں اپنی کو اور تم

(یہ کیا بات ہے کہ) تم لوگوں کو تو نیکی کی ہدایت کرتے ہو اور اپنے آپ کو بھلا رکھا ہے حالانکہ تم کتاب الٰہی

تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ

پڑھتے ہو کتاب کیا پس نہیں سمجھتے ہو ف۲ اور مدد چاہو ساتھ صبر کے

پڑھتے ہو کیا تم نہیں سمجھتے اور (سب باتوں میں) صبر و صلوٰۃ سے مدد

وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾

اور نماز کے اور تحقیق وہ البتہ بڑی ہے مگر اوپر عاجزی کرنے والوں کے ف

لیا کرو۔ یقیناً یہ مشکل ہے مگر ان خاکساروں کے لئے (کچھ مشکل) نہیں

الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ

وہ لوگ کہ جانتے ہیں یہ کہ وہ ملنے والے ہیں پروردگار اپنے سے اور یہ کہ وہ طرف اس کی

جو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں اور اسی کے حضور لوٹ کر

رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ

پھر جانے والے ہیں ف اے بنی اسرائیل یاد کرو نعمت میری وہ جو

جانے والے ہیں اے اولاد یعقوب! میرے احسانات کو یاد کرو۔ جو میں نے تم پر کئے

اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَ

انعام کی میں نے اوپر تمہارے اور یہ کہ میں نے بزرگی دی تم کو اوپر عالموں کے ف اور

اور یہ کہ تمہیں تمام اہل جہان پر فضیلت دی تھی۔ اور

اتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ

ڈرو اس دن سے کہ نہ کفایت کریگا کوئی جی کسی جی سے کچھ اور نہ قبول کی جاوے گی

اس دن سے ڈرو۔ جب کوئی شخص کسی کے بھی کچھ کام نہ آئے گا اور نہ کسی کی سفارش

مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾

اس سے سفارش اور نہ لیا جاوے گا اس سے بدلہ اور نہ وہ مدد دیئے جاویں گے ف

قبول ہوگی اور نہ کسی سے معاوضہ لیا جائے گا اور نہ انہیں امداد دی جائے گی

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ

اور جب چھڑا دیا ہم نے تم کو قوم فرعون کی سے پہنچاتے تھے تم کو برا عذاب

اور (یاد کرو) جب ہم نے تمہیں آل فرعون سے نجات دی جو تمہیں سخت عذاب پہنچاتے تھے

يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ

ذبح کرتے تھے بیٹوں تمہاروں کو اور جیتا رکھتے تھے بیٹیوں تمہاری کو اور بیچ اس کے

تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور اس میں تمہارے

ع ۵ رکوع ۵

حلِ لغات:

۱؎ اَتَاْمُرُوْنَ: صیغہ جمع مذکر امر حاضر باب افعال مہموز الفا ناقص یائی آتی مادہ اصل اَئْتِيُوْا۔ دو ہمزے جمع ہوئے۔ پہلا مفتوح دوسرا ساکن ساکن کو الف سے بدل لیا۔ باقی تعلیل فَاْتُوْا اور اٰتُوْا میں گزر چکی۔

۲؎ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ، مُلٰقُوْا صیغہ جمع اسم فاعل باب مفاعلہ ناقص یائی۔ یعنی مادہ اصل مُلَاقِيُوْنَ ہے پر ضمہ ثقیل تھا ماقبل کو دیدیا اجتماع ساکنین کی وجہ سے یے کو گرادیا نون جمع اضافت کی وجہ سے حذف ہوگیا۔

۳؎ عَدْلٌ: اس کے لغوی معنی ہیں ایک چیز کو ایک چیز کے برابر کرنا۔ جب دو بوجھ ایک دوسرے کے برابر ہوتے ہیں تو ایک کو دوسرے کا عدل کہتے ہیں۔ انصاف اور دادگری کو بھی اسی واسطے عدل کہتے ہیں کہ مظلوم ظالم کے برابر کردیا جاتا ہے یہاں عدل کے معنی فدیہ اور بدلے کے ہیں اور یہ اس لئے کہ فدیہ بدلہ دینے والے کے برابر اور قائم مقام ہوجاتا ہے ۴؎ يَسُوْمُوْنَكُمْ، سام بمعنی کلف سے لیا گیا ہے۔ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دقیقہ فائدہ صفحہ ۱۰) کہ وہ اپنے کھانے پینے حلوے مانڈے چائے پانی چلانے۔ ملازمت نوکری برقرار رکھنے کی وجہ سے دین چھوڑ دیتے تھے جیسا آجکل عوام الناس کا حال ہے کہ دین اسلام نماز روزہ حج و جماعت جاتے مگر نوکری نہ چھوٹ جائے روپیہ پیسہ تجارت دکانداری دنیا ہاتھ سے نہ جائے یہی حال اکثر ملا مولویوں کا ہے کہ حق چھپانا پڑے مگر چند وہاتھ سے نہ جائے لوگ ناراض نہ ہو جائیں۔ آہ سچ ہے ع حق کو ناحق کر دیا جب ہاتھ آئے سو پچاس۔ یاد رہے دنیا ساری کی ساری مل جائے تب بھی وہ آخرت کے مقابلہ میں تھوڑی اور بہت کم ہے۔ ابوداؤد میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو قرآن و حدیث کا علم محض دنیا کمانے کی غرض سے سیکھتا ہے وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔ ہاں تعلیم پر اجرت لینا جائز درست ہے۔ صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ہے اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا کِتَابُ اللّٰہِ یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا جن کاموں پر تم مزدوری لیتے ہو تو قرآن پر مزدوری لینا ان سے زیادہ لائق ہے۔ مفصل دلائل تفسیر ستاری سورۃ فاتحہ و پارۂ اول میں آیت ہذا کے تحت ملاحظہ ہوں ———

حاشیہ صفحہ ھٰذا

ف یعنی باجماعت نماز پڑھا کرو۔ پہلے کسی دین میں باجماعت نماز نہیں تھی اور یہود کی نماز میں رکوع نہ تھا۔ خلاصہ آیت کا یہ ہوا کہ صرف اُمور مذکورہ بالا نجات کے لئے تم کو کافی نہیں بلکہ تمام اُمور میں نبی آخرالزماں کی پیروی کرو۔ نماز بھی اُنھیں کے طریقے پر پڑھو جس میں جماعت بھی ہو اور رکوع بھی (فتح) میں ہے نماز پنجگانہ وقت معین پر مع جملہ حدود و ارکان مراد ہے یہی حال زکوٰۃ کا ہے۔ توحید کے بعد مالدار پر نماز روزہ زکوٰۃ حج فرض ہیں ان کے بغیر کل نیک اعمال غارت و اکارت ہیں۔ غریب کے لئے توحید کے بعد نماز و رمضان کے روزے فرض ہیں۔ ارکان اسلام کے بغیر نجات نہیں۔

علماءِ سوء کے لئے وعید ف ابن عباسؓ نے کہا کہ مدینہ کے بعض یہودی اپنے عزیز و اقارب سے جو اسلام لا چکے تھے یہ کہتے کہ تم اسی دین پر قائم رہو۔ یہ مذہب اسلام بہت اچھا دین ہے لیکن خود دنیاوی طمع اور شرارت نفس کی وجہ سے اسلام نہ لاتے عمل نہ کرتے۔ اسی طرح آج بھی بعض ظاہر بینوں کو یہ شبہ ہوا کہ جب ہم تعلیم احکام شریعت میں قصور نہیں کرتے اور حق پوشی بھی نہیں کرتے تو اس کی ضرورت نہیں کہ ہم خود بھی احکام پر عمل کریں۔ جب ہماری تبلیغ سے لوگ اعمال بجالاتے ہیں تو بحکم قاعدہ اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ۔ وہ ہمارے ہی عمل ہیں۔ اس آیت میں مذکورہ ہر دو خیال کی تردید فرمادی اور آیت سے بھی یہی مقصود ہے کہ واعظ کو اپنے وعظ پر ضرور عمل کرنا چاہیے جو لوگ حق بات اوروں کو بتاتے ہیں اور آپ عمل نہیں کرتے احادیث میں بھی ان کے لئے سخت وعید آئی ہے۔ چنانچہ ترغیب ترہیب کے ص۱۲۲ میں اُسامہ بن زیدؓ کی مرفوعاً حدیث میں ہے کہ قیامت میں بعض شخص ایسا ہوگا

جس کو دوزخ میں ڈالا جائے گا اور اس کی انتڑیاں باہر نکل پڑیں گی وہ اپنی انتڑیوں سمیت دوزخ میں اس طرح گھومیگا چکر کھائیگا کہ جیسے خراس کا گدھا خراس کی چکی کو لیکر چکر کھاتا اور گھومتا پھر دوزخی اس کو پہنچانیں گے اور کہیں گے کہ تجھ کو کیا ہوا تو تو دُنیا میں لوگوں کو نصیحت کرتا بُری باتوں سے روکتا تھا وہ جواب دیگا بیشک میں لوگوں کو نصیحت کرتا تھا لیکن خود عمل نہیں کرتا تھا اور نبی علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ معراج کی رات میرا گزر ایک ایسی جماعت پر ہوا کہ ان کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جاتے تھے میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ آپ کی اُمت کے وہ واعظ ہیں جو آپ عمل نہیں کرتے تھے (بخاری و مسلم) اسی کتاب کے ص۳۳ پر ہے۔ مَثَلُ الَّذِیْ یُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَیْرَ وَیَنْسٰی نَفْسَہٗ کَمَثَلِ السِّرَاجِ یُضِیْئُ لِلنَّاسِ وَیُحْرِقُ نَفْسَہٗ۔ یعنی جو لوگوں کو نصیحت کرتا ہے اور خود عمل نہیں کرتا اس کی مثال اُس چراغ، دیوے کی بتی کی ہے کہ دوسروں کو روشنی دیتا ہے اور اپنے آپ کو جلاتا ہے۔ ف۳ علماء اہل کتاب جو بعد ظہور حق بھی آپ پر ایمان نہ لاتے تھے اس کی بڑی وجہ حُبِّ جاہ و حُبِّ مال تھی۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کا علاج بتادیا۔ صبر سے مال کی طلب اور محبت جائیگی اور نماز سے عبودیت و تذلل آئے گا اور حُبِّ جاہ کم ہوگی۔ حضرت عمرؓ نے کہا صبر دو طرح کا ہے۔ ایک مصیبت پر، یہ بھی اچھا ہے۔ اور اس سے زیادہ بہتر وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محارم سے صبر کرے یعنی بچے۔ مطلب یہ ہے کہ مصیبت اور فکر و تردد کی حالت میں صبر کو اپنا شعار بناؤ اور نماز میں مصروف ہوجاؤ۔ اُمید ہے کہ نماز کی برکت سے وہ رنج و غم دُور ہوجائے۔ ابوداؤد میں ہے جب رسولِ خدا کو کوئی رنج و غم، ناگہانی فکر پیش آجاتا تو آپ نماز پڑھنے لگتے۔ ہاں اکثر لوگوں پر نماز بھاری ہے بوجھ نہیں سکتی بوجھ سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ سفیان ثوری کہتے ہیں میں نے اعمش سے پوچھا کہ خشوع کیا چیز ہے کہا، اے ثوری تو لوگوں کا امام کہلاتا ہے اور خشوع کو نہیں جانتا۔ خشوع یہ نہیں کہ موٹا کھائے، موٹا جھوٹا پہنے اور ہر وقت سر جھکائے بیٹھا رہے جیسا کہ آجکل بعض صوفی مراقبہ میں سرنگوں بیٹھے رہتے ہیں بلکہ خشوع یہ ہے کہ شریف و کمینہ کو حق میں یکساں نہ سمجھے یعنی کسی کی حق تلفی نہ کرے جو کام اللہ نے تجھ پر فرض کیا تو اسمیں عاجزی فروتنی خاکساری غریبی برتے۔

ف۴ اس سے معلوم ہوا کہ طاعات کا بجالانا اور منکرات کا چھوڑنا اس شخص کے لئے آسان ہے جسکا قیامت، حساب و کتاب پر ایمان اور خدائے تعالیٰ سے ملنے کا یقین ہو۔ ف عمرؓ بن خطاب جب اس آیت کو پڑھتے تو کہتے وہ قوم گزر چکی مراد تم لوگ ہو یعنی اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا (فتح) ف بنی اسرائیل کہتے تھے کہ ہم کیسے ہی گناہ کریں پکڑے نہ جاوینگے ہمارے باپ دادا اپنے پیغمبر ہمکو چھڑا لیں گے۔۱۲ (موضح) شفاعت کا مفصل بیان آیۃ الکرسی کے حاشیہ پر پڑھئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ

آزمائش تھی پروردگار تمہارے سے بڑی اور جب پھاڑا ہم نے ساتھ تمہارے دریا کو پس چھڑا دیا ہم نے تم کو

رب کی طرف سے بڑی بھاری آزمائش تھی اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے تمہارے لیے دریا کو پھاڑ دیا پھر تم کو تو بچا لیا

وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِذْ وٰعَدْنَا

اور ڈبو دیا ہم نے لوگوں فرعون کے کو اور تم دیکھتے تھے اور جب وعدہ دیا ہم نے

اور آل فرعون کو تمہارے دیکھتے ہی دیکھتے غرق کر دیا۔ اور (یاد کرو) جب ہم نے

مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ

موسیٰ کو چالیس رات کا پھر پکڑا تم نے گائے کا بچہ پیچھے اس کے

موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا پھر تم نے اس کے بعد بچھڑے کی پرستش شروع کر دی (اس طرح کے)

وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

اور تم ظالم تھے پھر معاف کیا ہم نے تم سے پیچھے اس کے

اپنے اوپر ظلم کیا پھر اس کے بعد (بھی) ہم نے تم کو معاف کر دیا

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ

تو کہ تم شکر کرو اور جب دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور معجزہ

تاکہ تم شکر کرو اور (یاد کرو) جب ہم نے موسیٰ کو کتاب اور قانون فیصل دیا

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ

تو کہ تم راہ پاؤ تم اور جس وقت کہا موسیٰ نے واسطے قوم اپنی کے اے قوم میری

تاکہ تم ہدایت پاؤ اور (وہ بھی یاد کرو) جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری

اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى

تحقیق تم نے ظلم کیا جانوں اپنی کو ساتھ پکڑنے تمہارے کے بچھڑے کو پس توبہ کرو طرف

قوم بیشک تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنے آپ پر بڑا ظلم کیا۔ پس اپنے خالق کی طرف

بَارِىِٕكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِىِٕكُمْ ؕ

پیدا کرنیوالے اپنے کے پس مارو جانوں اپنی کو یہ بہتر ہے تم کو نزدیک پیدا کرنے والے تمہارے کے

رجوع کرو اور اپنی جانوں کو مار دو کہ تمہارے لیے تمہارے پروردگار کے نزدیک یہی بات بہتر ہے۔

فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ

پس پھر آیا اوپر تمہارے تحقیق وہ ہے پھر آنے والا مہربان تھ اور جب کہا تم نے

چنانچہ اللہ نے تمہاری توبہ قبول کر لی بیشک وہ درگزر کرنیوالا مہربان ہے۔ اور (یاد کرو) جب تم نے

يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ

اے موسیٰ ہرگز نہ ایمان لاویں گے ہم واسطے تیرے یہاں تک کہ دیکھیں ہم اللہ کو ظاہر پس پکڑا تم کو

کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تم پر ایمان نہ لائیں گے۔ جب تک اللہ کو آنکھوں سے ظاہر نہ دیکھ لیں

الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

بجلی نے اور تم دیکھتے تھے پھر جلایا ہم نے تم کو پیچھے مرنے

پس تمہارے دیکھتے ہی دیکھتے تم پر بجلی گر گئی پھر ہم نے تمہاری موت کے بعد تمہیں زندہ کیا

حلِ لُغات :

سلہ بَلَآءٌ، یہ اصل میں اِبْتِلَاء سے لیا گیا ہے جس کے معنی امتحان کے ہیں۔ قَالَ تَعَالٰى وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً اور وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ پھر اس کا اطلاق نعمت اور محنت شاقہ دونوں پر ہونے لگا لیکن اکثر اوقات نعمت میں اِبْلَاء اور محنت میں بَلَا بولا جاتا ہے۔ اور کبھی ایک دوسرے کی جگہ بھی مستعمل ہوتا ہے۔ یہاں بلاء کے معنے محنت کے ہیں۔ اگر ذٰلِكُمْ سے فرعون کے برتاؤ کی طرف اشارہ کیا جائے اور نعمت کے ہیں اگر اس سے نجات کی طرف اشارہ مقصود ہو۔

سلہ اِتَّخَذْتُمْ، صیغہ جمع مذکر حاضر ماضی باب افتعال مہموز الفاء۔ اَخذ مادہ اصل اِئْتَخَذْتُمْ باب افتعال میں فے کلمہ کی جگہ ہمزہ واقع ہوا اور تے ہو کر تے میں ادغام ہو گیا

سلہ بَارِئِكُمْ، صیغہ اسم فاعل باب فتح مہموز اللام برأ مادہ باری بروزن ادہم معنی خالق اور بچوں کے نصاب کا نام خالق باری اسی سے ہے۔

ف۱ حضرت یعقوب علیہ السلام کا اصلی وطن ملک شام ہے۔ یوسف علیہ السلام جب مصر میں تھے اُس وقت یعقوب علیہ السلام کے کنبے میں سے اور لوگ بھی مصر جا کر رہے۔ یوسف علیہ السلام کی وفات کے بعد فرعون کی عملداری میں یہ لوگ عام رعیت کی طرح مصر میں رہتے تھے۔ اور جب سے فرعون نے وہ خواب دیکھا تھا اس وقت سے جھنجھلا کر بنی اسرائیل پر طرح طرح کی سختیاں شروع کر دی تھیں اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ تم بنی اسرائیل کو ان کے اصلی وطن ملک شام کو پہنچاؤ۔ قرآن شریف میں پچھلے قصے جس طرح کسی حال کے مطلب کے ثابت کرنے کیلئے ذکر کئے جاتے ہیں اسی طرح پر ہر ایک قصہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ثبوت میں ذکر کیا جاتا ہے کیونکہ باوجود اُمی ہونے کے یہ آپ کو پچھلی کتابوں کے قصے بغیر غیبی مدد کے نہیں آ سکتے تھے۔ مسند امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی و ابن ماجہ میں جو روایتیں ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ جب آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو معلوم ہوا کہ مدینہ کے گردو نواح میں یہود لوگ رہتے ہیں وہ عاشورہ کے دن روزہ رکھا کرتے ہیں۔ آپ نے اس روزہ کا سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آج ہی کے دن فرعون ڈوب کر ہلاک ہوا اور اس کے ہاتھ سے بنی اسرائیل کو اس دن نجات ہوئی اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کے شکریہ میں موسیٰ علیہ السلام نے آج کے دن روزہ رکھا تھا اسلئے یہ لوگ بھی اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ان لوگوں سے مجھ کو موسیٰ علیہ السلام کے شریک حال ہونے میں زیادہ حق ہے۔ یہ فرما کر خود آپ نے عاشورہ کے دن روزہ رکھا اور صحابہؓ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا تھا (احسن) یہ پورا قصہ تو سورۂ طٰہٰ سورۂ شعراء اور قصص میں آئے گا انشاء اللہ۔ فرعون نے خواب دیکھا تھا کہ ملک کا زوال بنی اسرائیل کے ایک شخص کے ذریعہ ہوگا ــــ فرعون نے حکم دیا بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو اس کو ذبح کر دو اور جو بیٹی پیدا ہو اس کو زندہ رہنے دو۔ ــــ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا اور ذبح ہونے سے بچایا بلکہ فرعون کے گھر پرورش کروائی ــــ ف۲ یعنی یاد کرو اے بنی اسرائیل! اس نعمتِ عظیم کو کہ جب تمہارے باپ دادا فرعون کے ڈر سے بھاگے آگے دریا اور پیچھے فرعون کا لشکر تھا ہم نے تم کو بچا لیا اور فرعون اور اسکے لشکر کو غرق کر دیا۔ ف۳ اور یہ قصہ اور احسان بھی یاد کرنے کے قابل ہے کہ ہم نے توریت عطا فرمانے کا وعدہ موسیٰؑ سے چالیس رات کا کیا اور ان کے طور پر تشریف لیجانے کے بعد بنی اسرائیل نے بچھڑے کی پرستش شروع کر دی اور تم بڑے بے انصاف ہو کر بچھڑے کو خدا بنا لیا۔

بنی اسرائیل کے واقعات

ف۴ کتاب سے مراد اس جگہ توریت ہے اور فرقان حق و باطل میں فرق کرنے والی چیز کو کہتے ہیں اور معجزات بھی مراد ہیں، جو موسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے تھے جیسے عصا و ید بیضا وغیرہ اور یہ کتاب ملنے کا واقعہ دریا سے پار ہونے کے بعد کا ہے جیسا کہ سورۂ قصص میں ہے۔ ف۵ موسیٰ علیہ السلام تو کوہ طور پر تشریف لے گئے اور پیچھے ہارون علیہ السلام کو خلیفہ بنا گئے۔ بنی اسرائیل نے سامری کے بہکانے سے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔ ہارون علیہ السلام نے روکا لیکن انکی ایک نہ سُنی۔ موسیٰ علیہ السلام واپس آئے اور غصہ ہوئے ان کی تبلیغ سے بنی اسرائیل اپنے کئے پر شرمندہ ہوئے تب ان کی معافی کا طریقہ ایک دوسرے کو قتل کرنا ٹھیرا خواہ باپ ہو یا بیٹا۔ اس حکم میں انکی آزمائش تھی اور تعمیل حکم بخشش کا سبب تھی جب اللہ کا حکم بجالائے ایک دوسرے کو قتل کر دیا تو قاتل و مقتول دونوں بخشدیئے گئے۔ یہ ستر ہزار مقتول تھے۔ ف۶ قتادہؒ نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام ستر آدمیوں کو اپنے ہمراہ طور پر لے گئے تھے۔ جب موسیٰ علیہ السلام مخاطبۂ الٰہی سے مشرف ہو کر اللہ تعالیٰ کا کلام سُنایا تو کہنے لگے کہ ہم اللہ کو ظاہر دیکھیں گے تب یقین کریں گے اس پر بجلی کے ذریعہ ...... سب کے سب مر گئے۔ موسیٰؑ اللہ کے دربار میں روئے دعا کی کہ یا اللہ یہ لوگ بنی اسرائیل کے سردار تھے میں ان کو کیا جواب دونگا تب اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا۔ مفسرین کا اتفاق ہے اس پر کہ یہ لوگ مرنے کے بعد زندہ ہوئے۔ مسلمان کو چاہیئے کہ قرآن و حدیث کے ظاہری معنیٰ پر ایمان لائے اور ملحد کے معنیٰ کو نہ سُنے۔ علامہ تفتازانی نے شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے کہ نصوص کتاب و سنت کے محمول ہیں ظاہری معنیٰ پر۔ اور ان کو ظاہری معنیٰ سے پھیر دینا اُن معانی کی طرف جو اہلِ باطل مراد لیتے ہیں اسلام سے منہ پھیرنا اور کفر میں داخل ہونا ہے۔

مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٥٦﴾ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ

موت تمہاری کے تو کہ تم شکر کرو　اور سایہان کیا　ہم نے اوپر تمہارے بادل کو

تاکہ تم شکر بجا لاؤ　اور تم پر بادلوں کا سایہ کیا اور من و سلویٰ اتارا

وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۭ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ

اور اتارا ہم نے اوپر تمہارے من اور سلویٰ　کھاؤ پاکیزہ اس چیز سے کہ

اور (اجازت دی کہ) جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں عطا کی ہیں۔ (انہیں رغبت سے)

مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٥٧﴾

دیا ہے ہم نے تم کو　اور نہ ظلم کیا انہوں نے ہم کو و لیکن تھے　وہ جانوں اپنی کو ظلم کرتے والے

کھاؤ۔ اور انہوں نے ہمارا تو کچھ نہیں بگاڑا　بلکہ اپنے آپ پر ظلم کرتے رہے

وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ

اور جب کہا ہم نے داخل ہو　اس گاؤں میں　پس کھاؤ اس سے　جہاں چاہو تم

اور (یاد کرو) جب ہم نے کہا کہ اس گاؤں میں داخل ہو جاؤ　پس اس میں سے جہاں سے

رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ

بافراغت　اور داخل ہو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اور کہو بخشش مانگتے ہیں ہم۔ بخشدیں گے ہم　واسطے تمہارے

چاہو بافراغت کھاؤ اور شہر کے دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا اور بخشش طلب کرنا تاکہ ہم تمہاری

خَطٰيٰكُمْ ۭ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٨﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ

خطائیں تمہاری　اور البتہ زیادہ دیں گے ہم نیکی کرنے والوں کو بدلہ　پس بدل ڈالا　ان لوگوں نے

خطائیں معاف کر دیں اور نیکی کرنے والوں کو ہم زیادہ اجر دیں گے　پھر جو بات　کہا گیا تھا۔ ظالموں

ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَي الَّذِيْنَ

جنہوں نے ظلم کیا بات کو سوائے اسکے جو کہی گئی تھی　واسطے ان کے　پس اتارا ہم نے اوپر ان لوگوں کے

نے اسے بدل دیا۔ پس ہم نے ظلم کرنے والوں پر آسمان سے عذاب نازل کیا

ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاۗءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَاِذِ اسْتَسْقٰى　ع ۱۲ ۶

کہ ظلم کرتے تھے　عذاب آسمان سے　بسبب اسکے کہ تھے فسق کرتے ہوئے　اور جب پانی مانگا

کیونکہ انہوں نے　حکم عدولی کی تھی　اور (یاد کرو) جب

مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۭ فَانْفَجَرَتْ

موسیٰ نے واسطے قوم اپنی کے　پس کہا ہم نے　مار تو ساتھ عصا اپنے کے　پتھر کو　پس پھوٹ نکلے

موسیٰ نے اپنی قوم کے واسطے پانی طلب کیا تو ہم نے حکم دیا کہ اپنے عصا کو پتھر پر مارو

مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ

اس سے　بارہ　چشمے　تحقیق جانا　ہر آدمی نے　گھاٹ اپنا

پس ان کا (پتھر کو مارنا تھا) کہ اس میں سے بارہ　چشمے جاری ہو گئے

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ

کھاؤ اور پیو　رزق اللہ کے سے　اور مت پھرو ننگے زمین کے　بیچ

اس پر ہر گروہ نے اپنا اپنا گھاٹ معلوم کر لیا (ہم نے حکم دیا کہ) اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے کھاؤ پیو اور

حلّ لُغات:

۵۱ كُلُوْا، صیغہ جمع مذکر امر حاضر اس کی تعلیل وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا میں گزر چکی وہاں دیکھو۔

۵۲ حِطَّةٌ، بوزنِ فِعْلَةٌ حِطٌّ سے لیا گیا ہے جس کے معنی دُور کرنے کے ہیں۔ یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ یعنی مَسْئَلَتُنَا حِطَّةٌ یا اَمْرُكَ حِطَّةٌ

۵۳ رِجْزًا اَنْزَلْنَا کا مفعول ہے۔ رجزًا اور رجس دونوں کے معنی ہیں عذاب

۵۴ لَا تَعْثَوْا، صیغہ جمع مذکر حاضر نہی باب سَمِعَ ناقص واوی عثو مادہ۔ اصل لَا تَعْثَوُوا۔ واوٗ متحرک ماقبل مفتوح الف سے بدل گیا اور الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گیا۔ عَثْوٌ اور اسی طرح عَثِیٌّ کے معنے ہیں شدّتِ فساد۔

ف۱ پورا قصہ سورۂ مائدہ میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ مگر آیتوں کا مطلب اس قصہ کے اس قدر خلاصہ سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ بیت المقدس میں اس زمانے میں جب کہ بنی اسرائیل مصر سے نکلے تھے وہاں قوم عاد کے بقیہ لوگ بستے تھے جو عمالقہ قوم کے نام سے مشہور تھے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر عمالقہ قوم سے لڑو اللہ کے حکم سے یہ بستی فتح ہوجائے گی اور اس میں بنی اسرائیل بس جائیں گے۔ یہ کنعانی عمالقہ نام کے لوگ قومی اور صاحب جبار تھے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے بحکم خدا بنی اسرائیل کو اس قوم جبار سے مقابلہ کا حکم ہوا تو اس قوم سے ڈر کر کہنے لگے اے موسیٰ تو اور تیرا خدا لڑو اس کہنے کی سزا میں اللہ تعالیٰ نے چالیس برس تک ان کو حیران پریشان ایک جنگل میں قید کردیا۔ یہ لق ودق میدان شام اور مصر کے درمیان نو کوس کی لمبان چوڑان میں تھا جسکا نام تیہ ہے ان کی تعداد چھ لاکھ تھی۔ جب اس جنگل میں ان کے خیمے ڈیرے پھٹ گئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے ایک ٹھنڈا ابر بھیجدیا وہ دن کو سایہ کرتا رات کو جب چاند نہ ہوتا تو روشن ہوجاتا۔ موسیٰ علیہ السلام کے پتھر پر عصا مارنے سے پانی کا چشمہ جاری ہوجاتا اور مَن ایک میٹھی چیز ترنجبین کو کہتے ہیں جو دھنیے کے دانے برابر ہوتی ہے وہ رات کو طلوع آفتاب تک ان پر برستی رہتی تھی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھی تھی۔ اور سلویٰ کہتے ہیں بٹیر کو۔ شیریں کھانوں میں مَن اور نمکین کھانوں میں پرندوں کا گوشت اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت تھی جو لشکر کے گرد ہزاروں کی تعداد جمع ہوجاتے بنی اسرائیل ان کو پکڑ کر کباب بنا کر کھاتے۔ مجاہد نے کہا مَن ایک قسم کا گوند تھا اور سلویٰ ایک پرند۔ بخاری کتاب التفسیر میں سعید بن زیدؓ سے مرفوعاً روایت ہے۔ یعنی کھمبی مَن کی قسم میں سے ہے اسکا پانی آنکھ کے لئے شفا ہے اور يَظْلِمُونَ کا مقصد اول ظلم کیا کہ ذخیرہ کرکے رکھا تو گوشت سڑنا شروع ہوگیا۔ دوسرے یہ چاہا کہ مسور، گیہوں، ککڑی، پیاز وغیرہ ملے جس سے طرح طرح کی تکلیف و مشقت میں مبتلا ہوئے۔ ف۲ جب میدان میں بھٹکتے پھرتے تنگ آگئے اور مَن وسلویٰ کھاتے کھاتے اکتا گئے اور لہسن پیاز وغیرہ کھانے کی چیزوں کی خواہش کی تو شہر میں جانے کا حکم ہوا اور وہ اس طرح کہ سجدہ کرتے ہوئے اور زبان سے حِطَّةٌ کہتے ہوئے اندر جاؤ یعنی خلاصی تیہ اور فتح شہر پر شکر بجالاؤ مگر انھوں نے تمسخر کیا سجدے کے عوض سُرین کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے حِطَّةٌ کے بدلے حِنْطَةٌ کہا غرض جس بات کا اللہ کی طرف سے ان کو حکم ہوا تھا کہ قول وفعل دونوں میں خاکساری ظاہر کریں۔ حِطَّةٌ کہیں یعنی ہمارے گناہوں کو دور کر۔ لیکن انھوں نے بدل دیا نہایت درجہ کی مخالفت و بے ادبی کی۔ اسی لئے اللہ نے ان پر عذاب اُتارا یعنی شہر میں جاتے ہی طاعون میں مبتلا ہوگئے وہ ایک قسم کا پھوڑا ہے گردن میں نکلتا ہے۔ بس دوپہر کے وقت ایک گھڑی میں ستر ہزار آدمی مرگئے صحیح مسلم میں ہے کہ طاعون بھی عذاب کا بقیہ ہے جب کسی ملک میں آوے تو نہ وہاں سے نکلنا چاہیئے اور نہ وہاں آنا چاہیئے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جو مسلمان طاعون سے مرے وہ شہید ہے۔

ایک سنگین جُرم

ف۳ اللہ تعالیٰ نے بات، حُکم بدلنے والوں کو ظالم فاسق ٹھیرایا ان پر عذاب اُتارا معلوم ہوا کہ وہ جامع ہر دو صفت تھے جو سبب نزول عذاب کا ہوتا ہے اب بھی دیکھا گیا ہے جہاں فسق و فجور بکثرت ہوتا ہے تو وبا آتی ہے سینکڑوں ہزاروں کو برباد کرجاتی ہے کسی جگہ قحط، کہیں زلزلہ اور کہیں سیلاب وغیرہ۔ آیت ہٰذا سے صاف عیاں ہے کہ خدا کی شریعت اور دین کو بدلنے والے، اس میں تحریف وتاویل کرنے والے ظالم اور عذاب الٰہی کے مستحق ہیں۔ تبدیل کرنے والے خواہ یہود ونصاریٰ ہوں یا اُمّتِ محمد میں جو بھی اس جرم کا مرتکب ہوگا یقیناً وہ اس سزا کا مستحق ہوگا بشرطیکہ تائب ہو۔ گو آیت ہٰذا شان نزول کے اعتبار سے خاص ہے لیکن اسکا حکم عام ہے قیامت تک کے لوگوں کے لئے اسمیں تازیانۂ عبرت ہے۔ ف۴ یہ قصہ بھی اسی جنگل کا ہے۔ پانی نہ ملا تو ایک پتھر پر عصا مارنے سے بارہ چشمے نکلے اور بنی اسرائیل کے قبیلے بھی بارہ ہی تھے کسی قبیلے میں لوگ کم کسی میں زیادہ۔ ہر قوم کی مقدار کے مطابق ایک چشمہ تھا اور وجہ شناخت بھی یہی موافقت تھی۔ ہر ایک نے اپنے چشمے کو پہچان رکھا تھا۔ یہ موسیٰؑ کے معجزات میں سے ایک معجزہ تھا۔ جو کوتاہ نظر ان معجزات کا انکار کرتے ہیں یہ ان کی کم فہمی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو معجزہ دیا اور وہ اس کی صداقت پر دال ہوتا ہے غور کرو جیسے آدم خلاف آدم اند دیکھو مقناطیس تو لوہے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے لیکن اُس پتھر نے بحکمِ خدا پانی کھینچ لیا تو انکار کی کیا وجہ؟

مُفْسِدِيْنَ ﴿٦٠﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ

فساد کرتے ہوئے اور جب کہا تم نے اے موسیٰ ہرگز نہ صبر کریں گے ہم اوپر کھانے

ملک میں فساد نہ مچاتے پھرو اور (یاد کرو) جب تم نے کہا اے موسیٰ! ہم ہرگز ایک کھانے پر اکتفا نہیں کر سکتے

وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ

ایک کے پس مانگ تو واسطے ہمارے پروردگار اپنے سے نکالے واسطے ہمارے اس چیز سے کہ اُگاتی ہے زمین ساگ

پس آپ اپنے رب سے ہمارے لئے دعا کرو ہمارے لئے زمین میں سے اُگنے والی چیزیں مثلاً ساگ

بَقْلِهَا[1] وَقِثَّآئِهَا[2] وَفُوْمِهَا[3] وَعَدَسِهَا[4] وَبَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ

اس کی سے اور ککڑی اسکی سے اور گیہوں اسکے سے اور مسور اسکی سے اور پیاز اسکی سے کہا کیا بدلتے ہو

پات، کھیرے ککڑی، غلہ گندم، مسور اور پیاز پیدا کرے (موسیٰ نے کہا) کیا تم ایک بہتر

الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى[5] بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ

وہ چیز جو وہ ناقص ہے بدلے اس چیز کے کہ وہ بہتر ہے اُترو کسی شہر میں پس تحقیق

چیز کے بدلے ادنیٰ چیز لینا چاہتے ہو؟ پس (ہم نے حکم دیا) جاؤ کسی شہر میں داخل ہو جاؤ

لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ق

واسطے تمہارے ہے جو مانگا تم نے اور ماری گئی اوپر ان کے ذلت اور فقیری

جو کچھ تم نے مانگا ہے۔ تمہیں ملے گا اور ان پر ذلت محتاجی مقرر کر دی گئی اور وہ غضب

وَبَآءُوْ[6] بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ

اور پھر آئے ساتھ غصہ کے اللہ سے یہ اس واسطے ہے کہ تھے کفر کرتے

الٰہی کے مستحق ہوئے اس لئے کہ وہ اللہ کے احکام سے انکار کرتے اور نبیوں کو

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا

ساتھ نشانیوں اللہ کے اور مار ڈالتے تھے پیغمبروں کو ناحق یہ اس واسطے کہ

ناحق قتل کیا کرتے تھے۔ ان کے ایسا کرنے کی وجہ یہ تھی کہ

عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿٦١﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ ع ٧

نافرمانی کی انہوں نے اور تھے حد سے نکل جاتے تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے اور وہ لوگ کہ

وہ گناہ کرتے اور حد سے بڑھ جایا کرتے تھے بیشک جو لوگ ایمان لائے اور وہ جو

هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

یہودی ہوئے اور عیسائی اور بے دینا جو کوئی ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور دن

یہودی، نصرانی اور صابی ہوئے ان میں سے جو اللہ اور روز آخرت

الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ج

پچھلے کے اور کام کرے اچھے پس واسطے ان کے ثواب اُن کا نزدیک رب ان کے کے

پر ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان کے لئے ان کے رب کے پاس

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا

اور نہیں ڈر اوپر انکے اور نہ وہ غم کھاویں گے وہ اور جب لیا ہم نے

اجر ہے اور ان کو (آئندہ) نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ حزن و ملال اور (یاد کرو) جب ہم نے

حل لغات۔

[1] بَقْل جو سبزی زمین سے اُگتی ہے اُسے بقل کہتے ہیں لیکن یہاں مراد ہے وہ ترکاری جو کھانے میں آتی ہے [2] قِثَّاء ککڑی اور ایک قرارت میں قُثَّاء بھی آیا ہے۔ [3] فُوْم لہسن۔ چنا۔ گیہوں اور کبھی روٹی کو بھی کہتے ہیں بولا کرتے ہیں فَوِّمُوْا لَنَا ای اختبزوا [4] عَدَس غلے کی ایک قسم کا نام ہے جسے مسور کہتے ہیں۔ [5] اَدْنٰی اسم تفضیل باب نصر ناقص واوی۔ دُنُوٌّ مادہ۔ اسکے اصلی معنی اگرچہ قریب کے ہیں اور اسی واسطے اس جہان کو دُنیا جو اَدْنٰی کا مؤنث ہے اور نچلے آسمان کو السماء الدنیا کہتے ہیں لیکن بعد کو اسے ذلت کے معنٰی میں استعارہ کر لیا گیا ہے جیسے بُعد کا لفظ شرف و رفعت کیلئے استعارہ کیا گیا۔ [6] بَآءُوْ صیغہ جمع مذکر غائب ماضی باب نصر اجوف واوی مہموز اللام بوء مادہ اسکے معنے رجوع کے ہیں تو بَآءُوْا کے معنے رَجَعُوْا اور اِنْصَرَفُوْا ہوا۔

یہودیوں کا کفرانِ نعمت : ف۱ پتھر سے چشمے جاری ہونے اور مَن وسَلوٰی کا اُترنا یہ سب کام شہر میں داخل ہونے سے پہلے کے ہیں لیکن بیان اسکا بعد میں ذکر ہوا تو وجہ یہ ہے کہ صرف نعمتوں اور احسانوں کی گنتی مقصود ہے نہ کہ ترتیب اس آیت میں فرمایا اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ چیز اختیار کی وہ یہ کہ مَن سَلوٰی عمدہ کھانا تھا اور بے محنت ملتا تھا لیکن انھوں نے نفس کی شامت وبدبختی سے نعمت کی قدر نہ کی۔ لگے ادنیٰ وحقیر چیز مانگنے، بقول شخصے کہ موچی کو عطر کیا جائے اُسے تو چمڑے کی بدبو اچھی لگتی ہے۔ مسور، پیاز، ساگ وغیرہ مانگا تو اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ لی۔ ایک تو یہ ذلت ہوئی۔ دوسرے وہ بغیر محنت ملتا تھا اس کے واسطے کھیتی کی سخت محنت کرنی پڑتی ہے یہ بھی ذلت ہوئی۔ تیسرے یہ بھی کہ کھیتی کرنے والے اکثر غریب اور محتاج ہوتے ہیں دُنیا کی بھی تکلیف اور دین کا بہت حرج ہے اور اگر کسی کے پاس مال ودولت ہو بھی تو حکام وغیرہ کے خوف سے اپنے آپ کو مفلس اور حاجتمند ہی ظاہر کرتے ہیں۔ شدتِ حرص اور بخل کے باعث محتاجوں سے بدتر نظر آتے ہیں اور یہ بھی درست کہ "توانگری بدل است نہ بمال" اسی لئے یہود مالدار ہو کر بھی محتاج ہی رہے اور عظمت اور عزت جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی اس سے رجوع کر کے غضب وقہر میں آگئے ان سے بڑھ کر کوئی ذلیل وحریص نہیں۔ نیز حدیث میں ہے عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّہٗ رَاٰی سِکَّۃً وَّشَیْئًا مِّنَ اٰلَۃِ الْحَرْثِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَایَدْخُلُ ھٰذَا بَیْتَ قَوْمٍ اِلَّا اَدْخَلَہُ اللّٰہُ الذُّلَّ (مشکوٰۃ) یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھیتی کا سامان جس گھر میں آتا ہے .... اُس گھر میں مفلسی کو داخل کرتا ہے۔ اور منتقیٰ ص۸۵ میں ابنِ عمرؓ سے مرفوعاً آیا ہے یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم بیعانہ پر سودا خریدنے لگو گے اور کھیتی میں تمہارا جی لگ جائے اور جہاد کو چھوڑ دو گے تو اللہ تعالےٰ تم پر ہمیشہ کے لئے ایسی ذلت غالب کریگا کہ وہ کبھی تم سے دُور نہ ہوگی جب تک تم اپنے اصلی دین پر قائم نہ ہو جاؤ۔ معلوم ہوا جس شغل سے بھی دین کا نقصان ہو وہ دین ودنیا کی مفلسی کا باعث ہے ورنہ دین کے قیام کے ساتھ ساتھ جو بھی شغل خواہ تجارت ہو یا دستکاری یا کھیتی باڑی سب ٹھیک اور درست ہے اسمیں کوئی قباحت نہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خیر کو چھوڑ کر ادنیٰ چیز کو لینا حماقت وجہالت کی دلیل ہے اور اس قسم کی تبدیلی نقصان وخسران کا سبب ہوتی ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ کتاب وسنت خیرِ کثیر ہیں اور انکے مقابلہ میں رائے قیاس ادنیٰ اور معمولی ہیں جو لوگ خیر کثیر کتاب وسنت کو چھوڑ کر ادنیٰ یعنی رائے قیاس کو لیتے ہیں وہ بلندی سے پستی کی طرف آتے ہیں غضب بھی اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے ہاں باری تعالیٰ کی صفات کی کیفیت اسی طرح معلوم نہیں جیسے اسکی ذات کی کیفیت کا علم نہیں۔ مسلمان کو چاہیئے کہ بغیر قیل وقال تمام صفاتِ الٰہی پر ایمان لائے جیسا کہ سلف صالحین بغیر چوں چرا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہہ کر ان پر ایمان لائے تھے (جامع البیان) ۱۲

سخت عذاب کے مستحق ف۲ ضحاکؒ نے کہا کہ غصہ دلانے سے یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کے مستحق ٹھیر چکے ہیں لائق خفگی ہو گئے ہیں یہ سزا ان کی اس بات پر ہوئی کہ انھوں نے اتباعِ حق سے تکبر کیا۔ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا۔ انبیاء کو مع ان کے اتباع جو حاملِ شرع تھے خوار وحقیر کیا یہاں تک کہ ان کو مار ڈالا اس سے بڑھ کر اور کیا کفر ہوگا۔ ایک ایک دن کے اوّل وقت میں تین تین سو انبیاء قتل کر دیئے۔ شعیا وزکریا ویحییٰ علیہم السلام کو انھوں نے قتل کیا تھا۔ حدیث ابن مسعودؓ میں مرفوعاً آیا ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب میں وہ شخص مبتلا ہوگا جس کو کسی نبی نے قتل کیا یا اسنے کسی نبی کو قتل کیا یا پیشوائے ضلالت یعنی موجد بدعت یا مصوّر تصویر بنانے والا (احمد)

یقین اور نیک عمل ف۳ یعنی کسی فرقہ خاص پر موقوف نہیں یقین لانا شرط ہے اور عمل نیک جس کو یہ نصیب ہوا ثواب پایا۔ یہ اسواسطے فرمایا کہ بنی اسرائیل اس بات پر مغرور تھے کہ ہم پیغمبروں کی اولاد ہیں ہم ہر طرح اللہ کے نزدیک بہتر ہیں۔ یہود کہتے ہیں موسیٰ علیہ السلام کی اُمت کو اور نصاریٰ عیسیٰؑ کی اُمت کو اور صابئین ابراہیمؑ کو مانتے ہیں اور صابی کے معنی بے دین لامذہب کے بھی کئے گئے ہیں اسی بنا پر مشرکینِ مکہ اپنے خیال میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کو صابی کہتے تھے اسی طرح آج مقلدین مبتدعین وغیرہ موحدین متبعین سنت عاملین حدیث یعنی اہلحدیثوں کو تقلید شخصی اور رسومات بدعیہ نہ کرنے کی وجہ سے لامذہب غیر مقلد، بیروں، وہیوں کے منکر اور پانچواں فرقہ کے القاب سے موسوم کرتے ہیں ھَدَاھُمُ اللّٰہُ تعالیٰ مطلب یہ کہ ہر نبی کا تابعدار اس کو ماننے والا ایماندار اور صالح ہے اور خدا کے ہاں نجات پانے والا ہے لیکن جب دوسرا نبی آیا اور اُس نے اسکا انکار کیا تو کافر ہوا۔ قرآن مجید کی ایک تو یہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ الخ اور دوسری وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا الخ ان دونوں میں یہی تطبیق ہے کہ کسی شخص کا کوئی عمل، کوئی طریقہ مقبول نہیں تاوقتیکہ وہ شریعت محمدیہ کے مطابق نہ ہو مگر یہ اُسوقت کے بعد سے ہے جبکہ آپ مبعوث ہو کر دُنیا میں آگئے آپ سے پہلے جس نبی کا جو زمانہ تھا اور جو لوگ اس زمانہ میں تھے ان کے لئے اُن کے زمانے کے نبی کی تابعداری اور اس کی شریعت کی مطابقت شرط ہے۔ ۱۲

مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ

عہد تمہارا اور اٹھایا ہم نے اوپر تمہارے پہاڑ کو پکڑو جو کچھ دیا ہے ہم نے تم کو زور سے

تم سے عہد لیا اور تم پر طور کو اٹھا کھڑا کیا (اور حکم دیا تھا کہ) جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے۔ اسے مضبوطی سے تھام لو۔

وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ

اور یاد کرو جو کچھ بیچ اس کے ہے تو کہ تم بچو پھر پھر گئے تم

اور جو کچھ اس میں ہے اسے یاد رکھو تاکہ عذاب الٰہی سے بچ جاؤ پھر تم اس کے بعد

بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ

پیچھے اس کے پس اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا اوپر تمہارے اور رحمت اس کی البتہ ہوجاتے تم

منہ موڑ لیا۔ پس اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی۔

مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ

زیاں پانے والوں سے اور البتہ تحقیق جانتے ہو تم ان لوگوں کو کہ حد سے نکل گئے تم میں سے

تو تم ضرور نقصان اٹھاتے اور یقیناً تم کو ان لوگوں کا حال بھی معلوم ہوچکا جنہوں نے تم میں سے

فِى السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـئِيْنَ ﴿٦٥﴾ فَجَعَلْنٰهَا

بیچ ہفتے کے پس کہا ہم نے ان کو ہوجاؤ تم بندر ذلیل پس کیا ہم نے

ہفتے کے حدود سے تجاوز کیا۔ پس ہم نے ان سے کہہ دیا کہ (جاؤ) ذلیل و خوار بندر ہوجاؤ۔ پس ہم نے

نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٦٦﴾

اس قصے کو بندش واسطے انکے جو آگے انکے تھے اور جو پیچھے انکے تھے اور نصیحت واسطے پرہیزگاروں کے ہے

اس واقعہ کو اس زمانے کے اور بعد میں آنیوالوں کے لئے عبرت، اور عذاب الٰہی سے ڈرنے والوں کے لئے نصیحت بنا دیا۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا

اور جب کہا موسیٰ نے واسطے قوم اپنی کے کہ تحقیق اللہ حکم کرتا ہے تم کو یہ کہ ذبح کرو تم

اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو۔ وہ کہنے لگے کہ

بَقَرَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ

ایک گائے کہا انھوں نے کیا پکڑتا ہے تو ہم کو ٹھٹھا کہا پناہ پکڑتا ہوں میں ساتھ اللہ کے یہ کہ ہوں

کیا آپ ہم سے ٹھٹھا کر رہے ہیں؟ (موسیٰ نے) کہا کہ خدا کی (اس بات سے) پناہ میں رکھے کہ نادانوں میں

مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِىَ ؕ

میں جاہلوں سے کہا انھوں نے دعا کر واسطے ہمارے رب اپنے سے بیان کرے واسطے ہمارے کیا ہے وہ گائے

میرا شمار ہو انہوں نے کہا (اگر ایسا ہی ہے تو) اپنے رب سے کہو کہ ہمیں واضح کرکے بتائے

قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ

کہا موسیٰ نے تحقیق وہ کہتا ہے تحقیق وہ گائے نہ بوڑھی ہے اور نہ بچہ جوان ہے

کہ وہ گائے کیسی ہو؟ (موسیٰ نے) کہا وہ فرماتا ہے کہ گائے ایسی ہو جو نہ بوڑھی ہو اور نہ بچھیا۔

بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿٦٨﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا

درمیان اس کے پس کرو جو کچھ حکم کئے جاتے ہو کہا انھوں نے دعا کر واسطے ہمارے

درمیانی عمر کی ہو۔ پس جو کچھ تمہیں حکم دیا گیا اس کی تعمیل کرو انہوں نے کہا اپنے رب سے کہو کہ

حلِّ لُغات :

٦٦ اِعْتَدَوْا، صیغہ جمع مذکر غائب ماضی۔ بابِ افتعال۔ ناقص واوی۔ عَدْو مادہ۔ اصل اِعْتَدَوُوْا۔ واو الف سے بدل گیا اور الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر پڑا۔ ٦٥ سَبْت ہفتہ کا دن اس کے اصلی معنے قطع کے ہیں۔ چونکہ یہودی اس دن کے اظہار عظمت کے لئے تمام علائق دُنیاوی قطع کرکے عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے، اس لئے اسے سبت کہنے لگے۔

سَبت سر منڈانا اور نعلِ سِبْتی رنگی کی جوتی جس کے بال بوجہ دباغت اکھاڑ دیئے گئے ہوں۔ وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا اے قاطعًا لاعمالکم سُبات بیماری جس میں آدمی اعمال سے معطل ہوجاتا ہے ٦٥ خٰسِئِیْنَ صیغہ جمع اسم فاعل خَسْؤٌ سے لیا گیا ہے جس کے معنے دھتکارنے اور ذلت سے نکال دینے کے ہیں۔ کُتّے کے دھتکارنے کو اہلِ محاورہ اِخْسَأْ بولا ★

ف۱ اِن آیات میں اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو ان کے عہد وپیمان یاد دلا رہا ہے کہ اپنی اطاعت اور اپنے نبی کی اطاعت کا وعدہ میں تم سے لے چکا ہوں کہ اس میں جو لکھا ہے اس کو پڑھو اور اس پر عمل کرو اور اس وعدہ کو پورا کرانے اور منوانے کے لئے طور پہاڑ کو تمہارے سروں پر لا کھڑا کر دیا تھا لیکن تم باوجود مضبوط عہد کے اپنے اقرار سے پھر گئے عہد کو توڑ دیا مگر پھر بھی غفور رحیم نے انکی توبہ قبول کی۔ نبی ورسول بھیجے ورنہ وہ دُنیا وآخرت دونوں برباد کر چکے تھے وہ اس طرح کہ توراۃ نازل ہوئی تو کہنے لگے کہ یہ احکام سخت ہیں ان کے موافق تو ہم سے عمل نہیں ہوسکتا۔ خلاصہ یہ کہ جس طرح بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ تم توریت کو مضبوطی سے تھام لو اور اس میں جو کچھ لکھا اس پر عمل کرو۔ اسی طرح ربّ العزت ہم اُمّت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرما رہا ہے کہ دیکھو تم بھی کہیں یہود کی طرح نہ ہو جانا کہ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر، ہمارے راستے سے منحرف ہو کر دوسروں کی تقلید اور راہوں پر چلنے لگو ورنہ جو انجام ان کا ہوا تھا وہی تمہارا ہوگا۔ العیاذُ باللہ۔

ف۲ یہ لوگ بستی ایلہ کے باشندے تھے ان پر ہفتہ کے دن کی تعظیم فرض کی گئی تھی۔ اس دن مچھلی کے شکار سے منع کر دیا گیا تھا انھوں نے یہ حیلہ نکالا کہ ایک دن پہلے سنیچر سے جال ڈالتے۔ حوض بناتے، مچھلی اس میں پھنس کر رہجاتی رات کو پکڑ لیتے اس نافرمانی پر خدائے قہار وجبار نے ان کی شکلیں تبدیل کر دیں۔ جوان لوگ بندر اور بوڑھے سور بنا دیئے گئے تین دن زندہ رہ کر مر گئے۔ یہ واقعہ داؤد علیہ السلام کے عہد میں ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس واقعہ اور عقوبت کو ہم نے باعثِ خوف وعبرت بنا دیا اگلے اور پچھلے لوگوں کے واسطے۔ ابن عباسؓ نے کہا یہ موعظت قیامت تک کیلئے ہے۔ حدیث ابوہریرہؓ میں ہے کہ تم وہ کام نہ کرنا جو یہود نے کیا کہ ذرا سا حیلہ نکال کر اللہ کے حرام کو حلال ٹھہرا لیا۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ خدا کے غضب سے ڈریں اور خدا اور رسول کے فرمان ماننے میں کوئی حیلہ سازی نہ کریں۔

★ کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے یَنۡقَلِبۡ اِلَیۡکَ الۡبَصَرُ خَاسِئًا لـــہ نکال، عبرت اور ایسا سخت عذاب جو لوگوں کو ارتکاب معصیت سے روکے اسکے اصلی معنے منع کرنے اور باز رکھنے کے ہیں۔ قید کو نکل اسی واسطے کہتے ہیں کہ انہیں روکنے کے معنے ہیں لـــہ فَارِضٌ مُسِنَّۃ، بوڑھی، فرض بمعنی قطع سے لیا گیا ہے۔ چونکہ بوڑھی گائے اپنے ایک سن کو قطع کر کے دوسرے سن میں پہنچ جاتی ہے اس لئے اسے فارضٌ کہتے ہیں۔ لـــہ بِکۡرٌ، جوان یا وہ کم عمر مادہ جو ابھی جفتی نہیں یا جفتی تو ہے مگر صرف ایک دفعہ۔ بعضے کہتے ہیں بکر شابہ کو کہتے ہیں۔ عورتوں میں ہے تو یہ صفت اسکی ہے جو ابھی کنواری ہو۔ اونٹنی ہے تو جو ایک دفعہ جفتی ہو۔ میں کہتا ہوں یہ ترکیب اولیت پر دلالت کرتی ہے اسی لئے پہلے پھل کو باکورہ اور اوّل صبح کو بکرۃ النہار کہتے ہیں۔

رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ

رب اپنے سے بیان کرے واسطے ہمارے کیا ہے رنگ اسکا کہا تحقیق وہ کہتا ہے تحقیق وہ گائے ہے
ہمیں (یہ بھی) بتادے کہ اس کا رنگ کیا ہو (موسیٰ نے کہا) وہ فرماتا ہے کہ نمایاں زرد رنگ کی

صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ﴿٦٩﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ

زرد ڈہڈہا ہے رنگ اس کا خوش کرتا ہے دیکھنے والوں کو کہا انھوں نے دعا کر واسطے ہمارے پروردگار
ہو جو دیکھنے والوں کو بھلی معلوم ہو انہوں نے کہا کہ اپنے رب سے کہو

يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ؕ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ

اپنے سے بیان کرے واسطے ہمارے کیا ہے وہ گائے تحقیق گائے مل گئی اوپر ہمارے اور تحقیق ہم اگر چاہا اللہ
وہ ہمیں صاف صاف بتادے کہ وہ کیسی گائے ہو۔ بیشک اس گائے کی پہچان ہمارے لئے مشکل ہو گئی ہے اور اگر خدا نے چاہا تو (اب)

اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿٧٠﴾ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ

البتہ راہ پانے والے ہیں کہا تحقیق وہ کہتا ہے تحقیق وہ گائے ہے نہ جوتی ہوئی
ہم کو ضرور صحیح پتہ مل جائے گا (موسیٰ نے) کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ تو ایسی محنت کش ہو کہ ہل میں جوتی جائے

تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ؕ

کہ پھاڑے زمین کو اور نہ پانی پلاتی کھیتی کو تندرست ہے نہیں داغ بیچ اس کے
اور نہ کھیتی کو پانی دیتی ہو۔ صحیح و سالم اور داغ و دھبے سے پاک ہو انہوں نے کہا کہ آپ نے ٹھیک بات کہی۔

قَالُوا الْئٰنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٧١﴾ ع ٨

کہا انھوں نے اب لایا تو سچ پس ذبح کیا انھوں نے اس کو اور نہ نزدیک تھے کہ کریں
چنانچہ انھوں نے اسے ذبح کیا اگرچہ وہ (ایسا) کرنے کے لئے آمادہ نہ تھے

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ

اور جب مار ڈالا تم نے ایک جان کو پس اختلاف کیا تم نے بیچ اس کے اور اللہ نکالنے والا ہے جو تھے تم
اور یاد کرو، جب تم نے ایک شخص کو قتل کر دیا اور (اپنے بچاؤ کے لئے) ایک دوسرے پر الزام لگانے لگے اور اللہ ان باتوں کو ظاہر کرنے والا

تَكْتُمُوْنَ ﴿٧٢﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ

چھپاتے پس کہا ہم نے مارو اسکو ساتھ ایک ٹکڑے اسکے کے اسی طرح زندہ کرتا ہے اللہ مُردوں کو
تھا جو تم چھپا رہے تھے۔ تو ہم نے حکم دیا کہ اس (مقتول) پر اس (ذبح شدہ گائے) کا ایک ٹکڑا مارو۔ اللہ اسی طرح مُردوں کو

وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٧٣﴾ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ

اور دکھاتا ہے تم کو نشانیاں اپنی تو کہ تم سمجھو پھر سخت ہو گئے دل تمہارے پیچھے
زندہ کرتا ہے اور تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے

بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ

اس کے پس وہ مانند پتھروں کے ہیں یا زیادہ سختی میں اور تحقیق بعض پتھروں
گویا کہ وہ پتھر ہیں یا اس سے بھی بڑھ کر سخت ہیں۔ اور بیشک پتھروں میں بعض (ایسے پتھر بھی) ہیں

الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ

میں سے وہ ہے کہ پھوٹ نکلتی ہیں اس میں سے نہریں البتہ اور تحقیق ان میں سے البتہ وہ ہے کہ پھٹ جاتا ہے
جن سے پانی کی نہریں نکلتی ہیں اور ان میں یقیناً ایسے بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں۔ اور ان میں سے پانی رستا ہے

حل لغات:
۱؎ فاقعٌ، صفراء کی تاکید ہے یعنی سخت گہرا رنگ کیونکہ یہ فقُوع سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں نہایت زرد اور خوب کھلا ہوا رنگ ۲؎ ذَلُول، فرمانبردار۔ رام۔ بولا کرتے ہیں دابّۃٌ ذلولٌ یعنی مطیع حکم بردار مطلب یہ ہے کہ وہ گائے قلبہ رانی کے لئے رام نہیں کی گئی اور اس سے بونے جوتنے کا کام نہیں لیا گیا۔ ۳؎ شِیَۃ۔ بروزن عِدَۃٌ مصدر مثال واوی اور ناقص یائی وشی مادہ اصل وشیٌ واو کو حذف کر کے اسکے عوض آخر میں ہا زیادہ کر دی۔ شیات۔ جمع۔ جب جانور کے تمام اعضاء کے کوئی رنگ مخالف ہو جیسے ہم داغ دھبے سے تعبیر کرتے ہیں تو اسے شیہ کہتے ہیں وشی چھینٹ جیسیں زنگا رنگ ہونیکی وجہ سے زینت آجاتی ہے۔ اور اسی سے واشی چغلخور ہے کیونکہ وہ بھی اپنے کلام کو زینت دیتا ہے ۴؎ فَادّٰرَءْتُمْ صیغہ جمع مذکر حاضر ماضی باب تفاعل مہموز اللام۔ درء مادہ۔ اصل تدارأتم تے کو دال سے بدلکر دال میں ادغام کیا اور ابتداء سکون کے رفع کرنے کی غرض ★

بنی اسرائیل کا ایک واقعہ : ف بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت بڑا مالدار تھا سوائے ایک لڑکی اور ایک بھتیجے کے اور کوئی نرینہ اولاد نہ تھی بھتیجے نے جب دیکھا کہ چچا بڈھا مرتا ہی نہیں تو ورثہ کی دُھن میں اسے خیال آیا کہ میں ہی اسے کیوں نہ مار ڈالوں، تاکہ اس لڑکی سے نکاح بھی کرلوں اور قتل کی تہمت دوسروں پر رکھ کر دیت بھی وصول کرلوں، اور مقتول کے مال کا مالک بھی بنجاؤں۔ اس شیطانی خیال میں وہ پختہ ہوگیا اور ایک دن موقع پاکر اپنے بوڑھے چچا کو قتل کر کے مقتول کو دوسری جگہ ڈالدیا اور وہاں کے لوگوں سے خون کا مطالبہ شروع کر دیا جب جھگڑا بڑھ گیا تو ایک عقلمند نے کہا تم میں اللہ کے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام موجود ہیں ان سے فیصلہ کرالو۔ مقدمہ عدالت موسوی میں پیش ہوا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ گائے ذبح کرلو اور اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا اس لاش پر مارو تمہارا تصفیہ ہوجائے گا۔ انہوں نے پہلے تو اس امر کو تمسخر مذاق تصوّر کر کے أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا کہا جس کا موسیٰ علیہ السلام نے یہ جواب دیکر ساکت کیا کہ یہ تمسخر تو جاہلانہ روش ہے بھلا مجھے یہ کہاں لائق کہ شرع میں ٹھٹھا کردوں۔ پھر انھوں نے اعتراض اور حجتیں نکالیں کثرت سے سوالات کئے ویسے ہی اللہ نے ان کی جان پر تنگی کی وہ اگر گائے لیکر ذبح کردیتے تو کام چل جاتا لیکن انھوں نے ایسا نہ کیا۔ حدیث انس میں ہے تم اپنی جانوں پر سختی نہ ڈالو ورنہ سختی میں پڑجاؤ گے بے شک (بنی اسرائیل) ایک قوم نے اپنی جانوں پر سختی ڈالی پھر ان پر سختی کی گئی یعنی جُوں جُوں وہ سوالات کرتے گئے کہ وہ جوان گائے ہے کہ یا بوڑھی، رنگ کیسا ہے؟ وغیرہ یعنی تُوں تُوں سختی ہوتی گئی مشروط کردی گئی اب ایسی گائے ملنی ناممکن ہوگئی چالیس سال تلاش کے بعد ایک لڑکے کے پاس ملی جو اپنے ماں باپ کا مطیع فرمانبردار تھا وہ بھی اس قیمت پر کہ اس گائے کی کھال بھر کر اشرفیاں دیں، غرض یہ کہ گائے خریدلی گئی اور ذبح کر کے ایک ٹکڑا مقتول کے مارا گیا تو اللہ کی قدرت سے وہ مُردہ زندہ ہوکر اپنے بھتیجے کو اپنا قاتل بتا کر پھر مرگیا۔ حدیث ابو ہریرہؓ میں ہے کہ اگر بنی اسرائیل انشاءاللہ نہ کہتے تو قیامت تک اس گائے کا پتہ نہ چلتا۔ آج بھی مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ اپنے وعدوں میں انشاءاللہ ضرور کہا کریں۔ مقصد یہ کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اس مُردہ کو زندہ کردیا اسی طرح قیامت کے دن اس پر مُردے زندہ کرنا کوئی مشکل نہیں۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ گائے ایک شخص کی تھی مرتے وقت اس نے ایک لڑکا (جو ماں باپ کا مطیع تھا) اور ایک گائے چھوڑی اور خدا سے دُعا کی کہ یا اللہ میں یہ لڑکا تیرے ہی سپرد کرتا ہوں پھر جب بنی اسرائیل میں یہ قصّہ پیش آیا اور بنی اسرائیل نے اس یتیم سے گائے خریدی اس نے اپنی والدہ بیوہ سے اجازت لیکر فروخت کی اور اتنی قیمت وصول کی کہ اس فرزند سعادت مند اور بیوہ ماں کو ساری عمر کافی ہوگئی خدائے تعالیٰ نے اس نیک مرد کے توکّل اور اس فرماں بردار فرزند کی اطاعت کا ثمرہ دکھایا (تفسیر حقانی) ف۲ یعنی اللہ تعالیٰ نے تم کو اتنی بڑی بڑی نشانیاں اپنی قدرت کی دکھائیں جیسے مُردہ کو جِلانا دریا کو پھاڑ کر خشک راستہ بنا دینا، من اور سلویٰ اُتارنا وغیرہ اگر دوسری کوئی قوم ہوتی تو انکے دل نرم ہوجاتے اور ڈر غالب رہتا مگر تم سخت دل ہوگئے اور سخت بھی ایسے کہ پتھر سے بھی زیادہ خدا کے کلام کا بھی تم پر اثر نہیں۔ دیکھو پتھر جو سخت اور ٹھوس ہے خدا کے ڈر سے وہ بھی پھٹ جاتا ہے اس میں سے نہریں جاری ہوجاتی ہیں لیکن ایک تم انسان ہو کہ باوجود پند و نصیحت کے بھی نرم نہیں ہوتے خدا اور رسول کی نافرمانی سے نہیں رُکتے بھلا کل قیامت میں خدا کو کیا جواب دو گے؟ آج تو بہت ملحد پتھروں کا خوف الٰہی سے گرنا محال سمجھتے ہیں حالانکہ پتھروں کا پہاڑوں پر سے خود بخود گرنا خبر متواتر سے ہے اسکا انکار کرنا گمراہی ہے۔ لفظ قرآن حجت ہے اور ظاہر الفاظ کی اتباع فرض ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ پتھروں میں حس و ادراک ہے اللہ تعالیٰ جمادات میں بھی عقل و سمجھ پیدا کردیتا ہے۔ نبی علیہ السّلام نے فرمایا مکّہ میں اس پتھر کو میں پہچانتا ہوں جو مجھے نبوت سے قبل سلام کیا کرتا تھا۔ قرآن و حدیث میں بکثرت ثابت ہے کہ نباتات و جمادات وغیرہ میں بھی حس و ادراک ہے اور یہ حقیقت پر محمول ہے نہ مجاز پر۔ ابو علی جبائی وغیرہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ پتھر کے خوف خدا سے گرنے سے مراد اولوں کا برسنا ہے یہ بالکل غلط اور قرآن و حدیث کے صریح خلاف ہے حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ خوف الٰہی سے کبھی آنسو نہ بہانا، سنگدل ہونا، ناامیدی بڑھ چڑھ کر رکھنا دنیا پر حریص ہوجانا بدبختی کی علامت ہے۔ (ابن کثیر وغیرہ)

★ سے ہمزہ نے آئے۔ دَرَء کے معنے ہیں دفع کرنے کے۔ چونکہ متخاصمین میں سے ہر ایک دوسرے کی مدافعت و مزاحمت پر تُلا رہتا ہے اس لئے فَادّٰرَءْتُمْ معنی ہیں تخاصمتم اور اختلفتم کے ہے اور مدارات جو حسن معاشرت کے لئے بولا جاتا ہے وہ بھی اسی مادہ سے ہے کیونکہ ایک دوست دوسرے دوست سے دفع ضرر کرتا ہے۔

فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ

پس نکلتا ہے اس میں سے پانی اور تحقیق ان میں سے البتہ وہ ہے کہ گر پڑتا ہے ڈر اللہ کے سے

اور بعض (ایسے بھی) ہیں جو خدا کے خوف سے گر پڑتے ہیں۔ اور (یاد رکھو) کہ اللہ

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ

اور نہیں اللہ بے خبر اس چیز سے کہ کرتے ہو تم کیا پس طمع رکھتے ہو تم یہ کہ ایمان لاویں واسطے تمہارے

تمہارے اعمال سے غافل نہیں (اے مسلمانو!) کیا اب بھی تمہیں توقع ہے کہ

وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ

اور تحقیق تھا ایک فرقہ ان میں سے سنتا کلام اللہ کا پھر بدل ڈالتے اس کو

یہ لوگ تمہاری بات تسلیم کر لیں گے حالانکہ ان میں سے ایک گروہ ایسا تھا جو کلام الٰہی کو سنا کرتا تھا پھر

مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

پیچھے اس سے کہ سمجھ لیا تھا اس کو اور وہ جانتے تھے اور جب ملتے ہیں ان لوگوں سے جو ایمان لائے

اس میں تحریف کر دیتا، حالانکہ وہ اسے سمجھتا اور جانتا تھا اور جب وہ لوگ مومنوں سے ملتے ہیں تو

قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ

کہتے ہیں ایمان لائے ہم اور جب اکیلے ہوتے ہیں بعضے ان کے طرف بعضے کے کہتے ہیں کیا کہہ دیتے ہو تم ان سے

کہتے ہیں کہ ہم تو ایمان لا چکے ہیں اور جب ایک دوسرے کے اس تنہائی میں ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ (اے بھائیو!) کیا تم انکو وہ راہیں

بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ اَفَلَا

جو کھولا ہے اللہ نے اوپر تمہارے تو کہ جھگڑیں تم سے ساتھ اس کے نزدیک رب تمہارے کے کیا پس

بتا دینا چاہتے ہو جو اللہ نے تم پر کھولی ہیں تاکہ تمہارے پروردگار کے سامنے اپنی باتوں کی بنا پر تمہارے ساتھ مناظرہ کریں کیا تم اتنا بھی

تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۶﴾ اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا

نہیں سمجھتے کیا اور نہیں جانتے یہ کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ

نہیں سمجھتے؟ کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ کو ہر اس چیز کا علم ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو

يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ

ظاہر کرتے ہیں وقف اور بعضے ان میں سے ان پڑھے ہیں نہیں جانتے کتاب کو مگر آرزوئیں

ظاہر کرتے ہیں اور ان میں بعض ان پڑھ بھی ہیں جن کو خوش اعتقادی کی آرزوؤں کے سوا کتاب کا علم

وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ

اور نہیں وہ مگر گمان کرتے ہیں وقف پس وائے ہے واسطے ان لوگوں کے کہ لکھتے ہیں کتاب

بلکہ نہیں اور محض اٹکل و بچو باتیں بنایا کرتے ہیں۔ پس افسوس ہے ان لوگوں پر جو اپنے ہاتھ سے تحریر لکھ کر پھر کہتے ہیں

بِاَيْدِيْهِمْ ۙ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ

ساتھ ہاتھوں اپنے کے پھر کہتے ہیں یہ نزدیک اللہ تعالیٰ کے سے ہے تو کہ لیویں بدلے اس کے

کہ یہ (ہمارے) رب کی طرف سے ہے تاکہ اس کے عوض تھوڑی سی قیمت حاصل کر لیں پس ان کے ہاتھوں نے

ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ

مول تھوڑا پس وائے ہے واسطے انکے جو لکھتے ہیں ہاتھ ان کے اور وائے ہے ان کو

جو کچھ لکھا وہ ان کے لئے خرابی (کا باعث) ہے اور جو کچھ وہ کماتے ہیں وہ بھی ان کے لئے افسوس کا

منزل ۱

حلّ لغات:

لِیُحَآجُّوْا صیغہ جمع مذکر غائب امر باب مفاعلہ مضاعف ثلاثی۔ حج مادہ اصل یُحَاجُجُوْنَ نون جمع لام امر کی وجہ سے جو عامل جازم ہے حذف ہوگیا ایک جنس کے دو حرف جمع ہونے سے ایک کو دوسرے میں ادغام کردیا گیا۔ کُمْ کے ملنے سے جمع کا الف حذف ہوگیا کیونکہ الف۔ واؤ جمع اور واؤ عطف میں فرق کردینے کے واسطے آتا ہے اور یہاں جب اشتباہ ہی نہ رہا تو اُسے حذف کردیا۔

۷۵ اُمِّیُّوْنَ۔ جمع اُمّی اور جو شخص پڑھنے لکھنے پر قادر نہ ہو اُمّی کہلاتا ہے یعنی مادر زاد کہ جس طرح ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے ویسا ہی ہے۔ کسبِ علوم نہیں کیا۔

۷۵ اَمَانِیَّ۔ جمع اُمنیۃ۔ اصل اُمْنُوْیَۃٌ بوزن اُفعولۃ بقاعدہ سَیِّد۔ واؤ کے یے ہوگیا اور ایک یے دوسری یے میں مدغم، آدمی کا ایک خیالی چیز کو جس کی کچھ بھی حقیقت نہ ہو ذہن نشین کرلینا۔ اسی کو آرزو اور تمنّا کہتے ہیں اور یہی معنی ہیں اُمنیہ کے کما قال تعالیٰ یَعِدُهُمْ وَیُمَنِّیْهِمْ۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ تمنّٰی کے معنی تلا کے بھی ہیں تو اُمنیّۃ کے معنے ہوئے جو چیز پڑھی جائے اور اس جگہ یہی معنی مراد ہیں اور اسی کے مواقف ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔ ۷۵ وَیْلٌ فعل محذوف کا مصدر ہے اور اسی طرح ★

النصف

توریت میں یہودیوں کی تحریف : ف۱ یعنی یہودیوں نے جب اتنے بڑے بڑے معجزات دیکھے تو ان کا دل نہیں پگھلا۔ خدا کا کلام سن سمجھ کر اس کی تحریف کر ڈالی۔ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اوصاف انکی کتاب توریت میں تھے ان سب میں انھوں نے تاویلیں کر کے اصل مطلب سے دور کر دیا کبھی آیت رجم کو اُڑا دیا غرضیکہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام ٹھہرا دیا وہ اس طرح کہ جب کوئی حقدار رشوت لے کر آتا تو اس کو کتاب اللہ سے مسئلہ نکال کر بتا دیتے اور جب مدعی باطل آتا ساتھ ہی رشوت لاتا تو اس کو ویسا ہی مسئلہ نکالکر سمجھا دیتے اور اگر کوئی ایسا آدمی آتا جو نہ حقدار ہوتا نہ رشوت لاتا نہ مسئلہ سے اسے کچھ سروکار تو اس کو ٹھیک ٹھیک مسئلہ کہہ دیتے۔ آجکل کے بُرے علماء زمانہ کا بعینہٖ یہی حال ہے کہ جس طرح کا مسئلہ کہو کتب و فتاویٰ سے نکال کر تحریف کے ساتھ یعنی تاویلاتِ باطلہ کے ساتھ بتا دیتے ہیں۔ حالانکہ خوب جانتے ہیں کہ وہ مسئلہ بالکل خلافِ کتاب اللہ و مخالف سنت رسول اللہ ہے مگر محابِ رسم یا آمد رشوت مانع حق گوئی و حق نویسی ہے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ کلام الٰہی میں تحریف کرنا کتنا بڑا گناہ ہے پھر بھلا تمہاری بات کب سُننے والے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان کے ایمان لانے کی توقع چھوڑ دو۔ ۱۲

ف۲ یہ آیت بھی یہود کے حق میں اُتری۔ ابن عباسؓ نے کہا جو انہیں منافق تھے وہ بطور خوشامد اپنی کتاب میں سے پیغمبر آخرالزماں کی باتیں مسلمانوں سے بیان کرتے اور کہتے کہ ہم کو ان پر یقین کرتے ہیں پھر جب اپنے سرداروں کعب بن اشرف و کعب بن اسد و وہب بن یہودا کے پاس جاتے تو وہ ان کو ملامت کرتے کہ تم مسلمانوں کو اپنی کتاب کی سند کیوں دیتے ہو کیا تم نہیں جانتے کہ مسلمان تمہارے پروردگار کے آگے تمہاری خبر دی ہوئی باتوں سے تم پر الزام قائم کریں گے کہ پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو سچ جان کر بھی ایمان نہ لائے اور تم کو لاجواب ہونا پڑیگا تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کی اس تدبیر اور بندوبست سے کیا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ تو کھلے چھپے سب معاملے جانتا ہے اس پر کوئی چیز چھپ نہیں سکتی۔ ۱۲

ف۳ علامہ ابن کثیرؒ نے کہا اُمّی وہ ہے جو اچھی طرح لکھنا نہ جانتا ہو نبی علیہ السلام کی صفتوں میں سے ایک صفت اُمّی بھی آئی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری مسلم باب رویۃ الہلال) ______ یعنی ہم اُمّی ہیں ان پڑھ ہیں لکھنا پڑھنا حساب و کتاب نہیں جانتے لیکن اس آیت میں یہود کے جاہل مراد ہیں جن کو کچھ بھی خبر نہیں کہ توریت میں کیا لکھا ہے مگر چند آرزوئیں جو اپنے عالموں سے جھوٹی باتیں سُن رکھی ہیں مثلاً بہشت میں یہودیوں کے سوا کوئی نہ جائیگا۔ اور ہمارے باپ دادا انبیاء تھے ہمکو ضرور بخشوا لیں گے ان کو قدرت ہے کہ بغیر مرضی خدا بھی ہمکو دوزخ سے چھڑا لیں جیسے آجکل جاہل پیرزادوں کے خیال فاسد ہیں کہ ہم تو اُمتِ مرحومہ ہیں، بخشے بخشائے ہیں وغیرہ یا جیسے وہ یہودی اپنے آپکو اہلِ کتاب کہتے حالانکہ کتاب پر عمل نہیں صرف دل کے چاؤ پر چلتے اسی طرح آج بھی جو لوگ اپنے آپکو سُنّی کہلاتے ہیں حالانکہ سُنّتِ رسولؐ سے دُور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ سنتوں کے دشمن (تارکِ سنت اور عاملِ بدعت ہیں) دیکھ لو عبادت ہو یا معاشرت، لباس ہو یا شکل و صورت، یعنی آمین بالجہر جو سنتِ رسول ہے سے گولی لگتی ہے۔ رفع الیدینؒ جس کو آپؐ نے مرتے دم تک ترک نہیں کیا سے۔۔۔ نفرت۔ اَمانیؔ سے مراد تلاوت بھی ہے یعنی اللہ کی کتاب صرف زبان سے پڑھ لیتے ہیں نہ مطلب سمجھتے ہیں نہ عمل کی فکر۔ اور یہ ان کے خیالات بے اصل ہیں جن کی کوئی دلیل انکے پاس نہیں

★ وَیْحٌ یہ مضاف ہوتے ہیں تو نصب سے پڑھے جاتے ہیں نہیں تو رفع سے وَیل زجر کا کلمہ ہے اور وَیح ترحم کا۔ ۵ اَیْدِیْ - جمع یَد بمعنے ہاتھ اصل یَدْیٌ۔ یے کثرتِ استعمال کی وجہ سے حذف ہوگئی۔ یَد کے معنی نعمت کے بھی آتے ہیں کیونکہ نعمت اور داد و دہش کے تمام افعال ہاتھوں ہی سے صادر ہوتے ہیں۔ یَد بمعنے ہاتھ کی جمع ایدی اور جس کے معنے نعمت کے ہیں اُس کی جمع اَیادی آتی ہے بعضے کہتے ہیں ید کی جمع آیدی اور آیدی کی جمع اَیادی۔

مِّمَّا يَكْسِبُونَ ﴿٧٩﴾ وَقَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا

اس چیز سے کہ کماتے ہیں وہ ۔ اور کہتے ہیں ہرگز نہ لگے گی ہم کو آگ ۔ مگر دن

سامان سے ۔ اور کہتے ہیں کہ ہم کو ہرگز آگ نہ چھوئے گی ۔

مَّعْدُودَةً ۚ قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِندَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَن يُخْلِفَ

گنے ہوئے ۔ کہہ کیا لیا ہے تم نے نزدیک اللہ تعالیٰ کے قول پس ہرگز نہ خلاف کرے گا

سوا گنتی کے چند روز کے ۔ کہو کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد لیا ہے کہ

اللَّهُ عَهْدَهُ ۖ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٨٠﴾ بَلَىٰ

اللہ تعالیٰ عہد اپنے کو یا کہتے ہو اوپر اللہ تعالیٰ کے جو نہیں جانتے ہو تم ہاں

اللہ اس کے خلاف نہ کرے گا یا تم (یونہی) اللہ سے وہ باتیں منسوب کرتے ہو جو تمہیں معلوم نہیں ہاں

مَن كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ

جو کوئی کماوے برائی اور گھیرے اس کو خطا اس کی پس یہ لوگ

جس کسی نے برائی کمائی اور اسکو گناہوں نے ہر طرف سے گھیر لیا، ایسے ہی لوگ

أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٨١﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَ

رہنے والے ہیں آگ کے وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور

دوزخی ہیں اور وہی اس میں ہمیشہ رہیں گے ۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے

عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا

کام کئے اچھے یہ لوگ ہیں رہنے والے بہشت کے وہ بیچ اس کے

اور انہوں نے نیک عمل کئے وہ لوگ جنتی ہیں اور وہ ہمیشہ اسی میں

خَالِدُونَ ﴿٨٢﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ

ہمیشہ رہنے والے ہیں اور جب لیا ہم نے قول بنی اسرائیل کا نہ عبادت کرو تم

رہیں گے ۔ اور (یاد رکھو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے ایک پختہ عہد لیا تھا،

إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ

مگر اللہ تعالیٰ کی اور ساتھ ماں باپ کے احسان کرنا اور قرابت والے سے اور یتیموں سے

کہ اللہ کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرنا ، والدین کے ساتھ احسان کرنا ۔ اور رشتہ داروں ،

وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَ

اور فقیروں سے اور کہو واسطے لوگوں کے بھلائی اور قائم رکھو نماز کو اور

یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ بھی (سلوک سے پیش آنا) اور لوگوں سے اچھی باتیں کہنا

آتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنكُمْ وَأَنتُم

دو زکوٰۃ ۔ پھر پھر گئے تم مگر تھوڑے تم میں سے اور تم

نماز قائم کرنا ، اور زکوٰۃ دیتے رہنا ۔ پھر چند آدمیوں کے سوا تم سب پھر گئے اور تم (سب)

مُّعْرِضُونَ ﴿٨٣﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ

منہ پھیرنے والے ہو ۔ اور جب لیا ہم نے عہد تمہارا نہ ڈالو تم لہو آپس کے

اعراض کرنے والے ہو ۔ اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے عہد لیا تھا کہ آپس میں خونریزی نہ کرنا

ع ۹ / ۱۱ / ۹

حل لغات :
أَيَّام جمع يَوم بمعنے
دن ۔ اصل أَيْوَامٌ ۔
واوٴ یے کے بعد
واقع ہوا یے ہوگیا
اور ایک یے دوسری
یے میں مدغم ۔

٥

ف ۱ ابن عباسؓ نے فرمایا اے اہلِ اسلام تم یہود و نصاریٰ سے کیا پوچھتے ہو۔ خدا نے جو اپنے نبی پر قرآن اُتارا ہے اسمیں سب کچھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو بتادیا کہ وہ کتاب الٰہی کو بدلکر خود ساختہ باتیں لکھ کر خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں مثلاً توریت میں لکھا تھا کہ پیغمبر آخرالزماں محمد صلی اللہ علیہ وسلم خوبصورت پیچواں بال، سیاہ آنکھیں میانہ قد، گندمی رنگ یعنی خوبصورت چہرے والے پیدا ہونگے۔ انھوں نے حسد سے ان اوصاف کو بدلکر یوں لکھدیا کہ لانبا قد، نیلی زرد آنکھیں۔ سیدھے بال تاکہ عوام آپ کی تصدیق نہ کریں اور ہمارے دُنیاوی منافع میں خلل نہ آجائے! اسی طرح آج بھی قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے قیاس و رائے فقہ میں کتنے غلط اور حیلہ ساز مسئلے لکھ لئے ہیں اور پھر طرّہ یہ کہ فقہ کی کتابیں قرآن و حدیث کا عطر اور مغز ہیں۔ نعوذ باللہ۔ اس آیت میں فرمایا ایسے لوگوں کے لئے ویل ہے۔ لفظ ویل کی تشریح سورۂ ہمزہ و تطفیف میں ملاحظہ ہو۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد

ف ۲ ابن عباسؓ نے کہا یہود کہتے تھے کہ دنیا کی کل عمر سات ہزار برس کی ہے ہم ہر ہزار کے بدلے ایک دن جہنم میں جائیں گے تو سات دن کے بعد عذاب موقوف ہوجائیگا بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فتح خیبر کے بعد یہود سے پوچھا دوزخ والے کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا ہم چند روز وہاں رہیں گے پھر تم ہماری جگہ آجاؤ گے۔ آپؐ نے فرمایا دُور تو شو ہم تمہاری جگہ کیوں ہونے لگے۔ مقصد یہ ہے یہود نے جو کہا کہ ہمکو آگ نہ لگے گی مگر دن گنے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ان کے قول کا رد کرکے فرمایا کہ تمہارا گمان صحیح نہیں ہے بلکہ قیامت کے دن جس شخص کا یہ حال ہوگا جیسا تمہارا ہے کہ نیکی کا تم میں نام نہیں بدیوں میں سراپا گرفتار ہو اسی طرح جو کوئی گناہ کرتا ہے اور شرمندہ نہیں ہوتا توبہ و استغفار بھی نہیں کرتا بس وہ اہلِ نار ہے۔ یا اللہ تو ہم کو ان میں سے نہ کریو۔ آمین۔ اور خطا سے مراد اس جگہ کفر و شرک ہے بس ایسا شخص خواہ اہلِ کتاب ہو یا اُمتِ محمد وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیگا اس لئے کہ حدیث سے بتواتر ثابت ہے کہ عُصاۃ موحدین ایک نہ ایک دن جہنم سے باہر نکالے جائیں گے اور جس نے ایمان لاکر عمل صالح موافق شریعت قرآن و حدیث کے کئے اور خاتمہ بخیر ہوا تو وہ اہلِ جنت ہے۔ یہ بھی واضح ہو کہ عمل صالح فرائض الٰہی ارکانِ اسلام یعنی نماز روزہ وغیرہ بدلائل شرعیہ محدثین اہلحدیث کے نزدیک اگرچہ ایمان کے جزو ہیں مگر یہاں مطلب یہی ہے ایمان لاکر پھر اسی پر تا خاتمہ قائم دائم رہے تب خلود جنت اسی کے لئے ہے۔ الٰہی ہمکو بھی انھیں میں سے کردے آمین۔

ف ۳ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ وہ عبادت میں شرک نہ کریں یہی حکم ساری خلق کو دیا بلکہ خلق کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اللہ کی عبادت بلا شرک بجالائیں۔ عبادت چار قسم کی ہے بدنی، مالی، زبانی، قلبی۔ بدنی جیسے طواف، رکوع، سجود۔ مالی مال کا خرچ کرنا یا نذر منت ماننا۔ زبانی یہ کہ کسی کے نام کا ورد وظیفہ کرنا یا اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے کسی کو پکارنا۔ قلبی جیسا توکّل خوف رجا یعنی کسی پر بھروسہ رکھنا یہ سب عبادات خاص اللہ کے لئے ہیں۔ اس آیت میں یہی حکم ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجنا۔ ماں باپ، رشتہ داروں، یتیموں، محتاجوں سے سلوک کرنا لوگوں سے نرمی کے ساتھ بات کرنا، نماز و زکوٰۃ درستی سے یعنی موافق سنت ادا کرنا۔ ماں باپ کے ساتھ سلوک کی اسقدر تاکید ہے کہ اللہ نے اپنے حق کے بعد ہی ماں باپ کے حق کا حکم دیا ہے۔ ابو امامہؓ کی روایت میں ہے اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا قَالَ ھُمَا جَنَّتُکَ وَ نَارُکَ یعنی ایک شخص نے نبی علیہ السلام سے پوچھا کہ ماں باپ کا حق اولاد پر کتنا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ دونوں تیری جنت اور دوزخ ہیں یعنی ان کو راضی رکھا تو جنت حاصل ہوگی اور اگر ان کو ناراض رکھا تو دوزخ میں جلے گا۔ اور ابو بکرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کُلُّ الذُّنُوْبِ یَغْفِرُ اللّٰہُ مِنْھَا مَا شَاءَ اِلَّا عُقُوْقَ الْوَالِدَیْنِ فَاِنَّہٗ یُعَجِّلُ لِصَاحِبِہٖ فِی الْحَیٰوۃِ قَبْلَ الْمَمَاتِ (مشکوٰۃ باب البر والصلۃ) یعنی آپؐ نے فرمایا کہ ہر گناہ کے لئے یہ بات مقرر ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو بخشدے لیکن ماں باپ کی نافرمانی کے لئے یہ مقرر نہیں بلکہ اس کی سزا ایسا اوقات دُنیا ہی میں ملجاتی ہے۔ ابن مسعودؓ نے پوچھا اے اللہ کے نبیؐ! کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا نماز کو وقت پر ادا کرنا۔ پوچھا اس کے بعد؟ فرمایا ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنا۔ کہا پھر کونسا؟ فرمایا جہاد فی سبیل اللہ۔ نماز اللہ کا حق ہے اور برّ والدین حقوق العباد ہے۔ ایک اور صحابیؓ نے دریافت کیا میں کس کے ساتھ سلوک کروں۔ تین دفعہ کے سوال کے جواب میں یہی فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔ کہا پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا اپنے باپ کے ساتھ پھر اپنے قریبی رشتہ دار کے ساتھ بس موحد متبع سنت والدین کی اطاعت و خدمت کرکے جنت خدا سے لے۔ اِنَّ الْجَنَّۃَ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّھَاتِ۔ یتیم ان بچوں کو کہتے ہیں جن کا باپ فوت ہوگیا ہو اور یتیم کا مفصل بیان پارہ تیئس (۳۰) وغیرہ میں بھی ہے اور مسکین وہ جو اپنے بال بچوں کی پرورش و دیگر ضروریات باوجود کوشش کے پوری طرح مہیا نہ کرسکے ان مذکور حقداروں کا بیان صـ۱۳۰ میں بھی ہے۔

وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ

اور نہ نکال دو کسی آپس والے اپنے کو گھروں اپنے سے پھر اقرار کیا تم نے اور تم

اور نہ اپنے بھائی بندوں کو شہر بدر سے نکالنا۔ پھر تم نے اس کا اقرار کیا تھا اور تم اسی شہادت بھی

تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ

شاہد ہو پھر تم وہ لوگ ہو کہ مار ڈالتے ہو آپس والے اپنے کو اور

دیتے ہو اور پھر تم وہ لوگ ہو ۔ جو اپنوں کو قتل کر دیتے ہو اور

تُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ

نکال دیتے ہو ایک فرقے کو آپ میں سے گھروں اُن کے سے مددگاری کرتے ہو تم اوپر ان کے

ایک گروہ کو ان کے گھروں سے نکالتے اور گناہ اور سرکشی کے طریقوں سے ان کے خلاف

بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ؕ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ

ساتھ گناہ اور تعدی کے اور اگر آتے ہیں تمہارے پاس قید ہو کر بدلہ دے چھڑاتے ہو ان کو

ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو ۔ اور اگر وہ قید ہو کر تمہارے پاس آئیں تو فدیہ دے کر

وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ؕ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ

اور وہ حرام ہے اوپر تمہارے نکال دینا اُن کا کیا پس ایمان لاتے ہو ساتھ بعضی

ان کو چھڑا لیتے ہو حالانکہ ان کا نکال دینا ہی تم پر حرام کیا گیا تھا کیا تم کتاب الٰہی کے بعض

الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ

کتاب کے اور کفر کرتے ہو ساتھ بعضی کے پس کیا سزا اس شخص کی کہ کرے

حصوں کو مانتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو پس تم میں سے جو شخص ایسا کرے اس کی

ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

یہ کام تم میں سے مگر رسوائی بیچ زندگانی دنیا کے اور دن قیامت کے

سزا دنیا کی زندگی میں سوائے ذلت اور رسوائی کے اور کیا ہو سکتی ہے اور قیامت کے دن

يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا

پھیرے جاویں گے طرف سخت عذاب کے اور نہیں اللہ تعالیٰ بے خبر اس چیز سے کہ

ایسے لوگوں کو شدید ترین عذاب کی طرف لوٹایا جائے گا ۔ اور اللہ تمہارے اعمال سے

تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

کرتے ہو تم یہ لوگ وہ ہیں کہ مول لیا زندگانی دنیا کو

غافل نہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے عوض دنیا کی (چند روزہ)

بِالْاٰخِرَةِ ؗ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۸۶﴾ ع ۱۰

بدلے آخرت کے پس نہ ہلکا کیا جاوے گا اُن سے عذاب اور نہ وہ مدد کیے جاویں گے

زندگی کو خرید ا۔ پس ان کے عذاب میں کمی نہ کی جائے گی اور نہ انہیں کوئی مدد مل سکے گی

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ؗ

اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور پیچھے لائے ہم پیچھے اس کے پیغمبر

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی ان کے بعد کئی رسول پے در پے بھیجے ۔ اور عیسیٰ ابن مریم کو کھلی نشانیاں دیں

منزل ۱

حلّ لُغات

۸۱ دِیَار جمع دَار بمعنے گھر اجوف واوی دَوْر مادہ واؤ الف سے بدل گیا۔ اہلِ عجم دیار کو شہر کے معنے میں استعمال کرنے لگے۔ اس کے اصلی معنے حلقے کے ہیں جو کسی چیز کو محیط ہو گھر کو دار اسی واسطے کہتے ہیں کہ جو چیز اس میں ہوتی ہے اُسے محیط ہوتا ہے۔ چاند کے ہالہ کو دَارَۃُ القمر، گول اور مدوّر خط کو دائرہ، سر کے گھومنے کو دُوَار، پرکار کو دَوَّارَہ اور زمانہ کو دُوَّار کہتے ہیں۔

۸۲ تَظٰهَرُوْنَ۔ صیغہ جمع مذکر حاضر، مضارع بابِ تفاعل صحیح۔ ظہر مادہ اصل تَتَظٰهَرُوْنَ ایک تے تخفیفاً حذف ہو گئی۔

فائدہ۔ باب تفاعل اور تفعّل میں جہاں کہیں دو تے جمع ہوں ان میں سے ایک کا حذف کرنا یا فے کلمہ سے بدل کر اسمیں ادغام کرنا دونوں جائز ہیں۔ حذف اس لیے جائز ہے کہ کلمے میں تخفیف ہوتی ہے اور ادغام اس لئے کہ کلمے کی اصلیت پر دلالت کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض قراتوں میں تَظَّاهَرُوْنَ بھی پڑھا گیا ہے جیسے اِثَّاقَلْتُمْ۔ ۸۳ اُسَارٰی۔ جمع اَسْرٰی۔ جیسے سُکَارٰی جمع سَکْرٰی پھر اَسْرٰی جمع اَسِیْر جیسے جَرْحٰی جمع جَرِیْح اس لحاظ سے اُسَارٰی جمع الجمع ہے۔ اَسِیْر اسے کہتے ہیں جو قہراً پکڑ لیا جائے۔ کیونکہ اسر بمعنی شد سے مشتق ہے۔ ۸۴ تُفٰدُوْا صیغہ جمع مذکر حاضر ★

ف۱ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے چار عہد لئے تھے۔ خونؔ نہ کرنا، جلاوطنؔ نہ کرنا، ظلمؔ اور زیادتی پر مدد نہ کرنا، قیدیؔوں کو فدیہ دیکر چھڑالینا لیکن انھوں نے سب کاموں کو چھوڑ دیا صرف فدیہ دینا قائم رکھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا کتاب الٰہی میں سے کچھ مانتے ہو کچھ نہیں یہ کہاں کی ایمانداری ہے۔ ان آیتوں میں صرف عمل نہ کرنے کو اللہ نے کفر فرمایا ہے جو لوگ آج نماز روزہ فرائض پر عمل نہیں کرتے اور کہہ دیتے ہیں کہ میاں ہم دل سے توسب کو حق جانتے ہیں پھر ہم کیسے کافر ہوئے؟ ان کو ان آیات میں بھی غور کرنا چاہیئے۔

مدینہ کے یہودیوں کا ذکر: **ف۲** یہ دوسری قسم کے احکام ہیں، ان کو بھی بتاکید شدید یہود پر فرض کیا تھا جس کو بلفظ آخَذنَا مِیثَاقَکُمْ اور پہلے لفظ بَنِیْٓ اِسْرَاۗءِیْلَ ذکر فرمایا تھا اس عنوان کے بدلنے میں نکتہ یہ ہے کہ اوّل آیت میں اگلے بنی اسرائیل کا ذکر کیا تھا اور اس میں موجودہ مدینہ کے یہود بنی قینقاع بنی نضیر بنو قریظہ کی طرف خطاب ہے (بنی قینقاع اور بنی نضیر تو خزرج کے طرفدار ان کے بھائی بند بنے ہوئے تھے اور بنی قریظہ کا بھائی چارہ اوس کے ساتھ تھا جب اوس و خزرج میں لڑائی ہوتی تو یہ تینوں گروہ اپنے حلیف کا ساتھ دیتے) اگرچہ یہ دونوں قسم کے احکام فرض تو اگلے ہی بنی اسرائیل کے عہد میں موسیٰؑ کی معرفت ہوئے تھے جیسا کہ توریت میں ذکر ہے۔ گزشتہ آیت میں قسم اوّل کے پانچ حکم تھے خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا، ماں باپ سے اہل قرابت سے یتیموں سے مسکینوں سے سلوک کرنا لوگوں سے عمدہ بات کہنا، نماز ادا کرنا، زکوٰۃ دینا، اسی طرح ان آیات میں قسم دوم کے دو حکم ذکر فرمائے۔ آپس میں خونریزی نہ کرنا اپنی قوم کو ناحق باہر نہ نکالنا یعنی ظلم و زیادتی سے جلاوطن نہ کرنا اس لئے کہ تمدن خراب ہو جائیگا قوت اجتماعیہ زائل ہو جائے گی جس سے کہ مخالفوں کو جرأت ہوگی، چنانچہ ان کی عہد شکنی اور بے ایمانی کا نتیجہ یہ ہوا کہ بنی قریظہ سب قتل کئے گئے ان کے بچے عورتیں غلام لونڈی بنائے گئے اور بنو نضیر ملک شام میں جلاوطن ہوئے جزیہ لگایا گیا دُنیا میں ذلیل و خوار ہوئے اور آخرت میں اہل نار۔ اور یہ صرف اس وجہ سے کہ مفاد دنیوی کو آخرت کے مقابلہ میں قبول کیا وہ یہ کہ جن لوگوں سے عہد کیا تھا اس کو دنیا کے خیال سے نبھایا، اور اللہ کے جو احکام تھے ان کی پرواہ نہ کی تو پھر اللہ کے ہاں ایسوں کی کوئی سفارش یا حمایت کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

مضارع باب مفاعلۃ ناقص یائی۔ فدیٌ مادہ اصل تُفَادِیُوْنَ۔ نونؔ علامت جزمی کی وجہ سے گر پڑا۔ کیونکہ اِنْ یَّاْتُوْکُمْ کا جواب واقع ہوا ہے۔ پھر یے پر ضمہ ثقیل تھا ماقبل کو دیدیا اجتماع ساکنین کی وجہ سے یےؔ حذف ہو گئی۔ **ف۵** قَفَّیْنَا۔ صیغہ جمع متکلم ماضی۔ باب تفعیل۔ ناقص واوی۔ قفوٌ مادہ۔ واؤ یے ہوکر الف سے بدل گیا۔ تقفیہ کہتے ہیں ایک کے بعد ایک یعنی متواتر اور پے در پے بھیجنے کو کیونکہ یہ قفو سے لیا گیا ہے جس کے معنی ہیں ایک چیز کا ایک چیز کے بعد لگا آنا مقفّٰے کلام اور قوافی شعر کا یہ نام اسی لئے ہوا کہ ایک دوسرے کے پیچھے لگا چلا آتا ہے۔

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ

اور دیے ہم نے عیسیٰ بیٹے مریم کے کو معجزے ظاہر اور قوت دی ہم نے اس کو ساتھ روح

اور روح القدس سے ان کی تائید کی۔ کیا (یہ تمہاری عادت ہو چکی ہے کہ) جب کبھی تمہارے پاس کوئی

الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ

پاک کے کیا پس جب آیا تمہارے پاس پیغمبر ساتھ اس چیز کے کہ نہیں چاہتے تھے جی تمہارے

رسول ایسی چیزیں لے کر آئے جن کو تمہارا جی نہیں چاہتا تھا۔ تو تم نے سرکشی کی

اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ؗ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿٨٧﴾

تکبر کیا تم نے پس ایک فرقے کو جھٹلایا تم نے اور ایک فرقے کو مار ڈالتے ہو تم

سو بعضوں کو تم نے جھٹلایا اور بعض کو تم قتل کرتے گئے۔

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا

اور کہا انھوں نے دل ہمارے غلاف میں ہیں[۱] بلکہ لعنت کی اللہ نے بسبب کفر اُن کے کے پس تھوڑے سے

اور کہتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر پردہ پڑا ہے (نہیں) بلکہ اللہ نے (انکار حق کے سبب) ان پر لعنت کر دی ہے پس یہ تھوڑے ہی

مَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٨٨﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ

ایمان لاتے ہیں وہ اور جب آئی اُن کے پاس کتاب نزدیک اللہ کے سے

ایمان لاتے ہیں اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے وہ کتاب آئی جو ان (کتابوں)

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ

سچا کرنے والی واسطے اس چیز کے کہ ساتھ اُن کے ہے اور تھے پہلے اس سے فتح مانگتے

کی تصدیق کرتی تھی جو ان کے پاس موجود تھیں اور جس کی امید پر یہ لوگ اس سے پہلے

عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚۖ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ؗ

اوپر ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے پس جب آیا اُن کے پاس جو کچھ کہ پہچانا تھا کافر ہوئے ساتھ اس کے

کافروں کے مقابلے میں فتح و نصرت طلب کیا کرتے تھے۔ پس جب ان کے پاس وہ چیز آ پہنچی جس کو وہ پہچانتے تھے

فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٩﴾ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ

پس لعنت ہے اللہ کی اوپر کافروں کے برا ہے جو کچھ مول لیا بدلے اُس کے جانوں اپنی کو

تو اس کا انکار کر دیا۔ پس کافروں پر خدا کی لعنت ہو۔ کیسی بری ہے وہ چیز جو انہوں نے اپنی جانوں کے بدلے خریدی۔

اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ

یہ کہ کفر کریں ساتھ اس چیز کے کہ اُتاری اللہ نے سرکشی سے اس پر کہ اُتارے خدا

یہ کہ سرکشی کے عذر سے اس چیز سے انکار کیا جو اللہ نے نازل کی تھی۔ (صرف) اس لئے کہ

فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ

فضل اپنے سے اوپر جس کے چاہے بندوں اپنے سے پس پھر آئے ساتھ غصے کے

اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل نازل کر دیتا ہے۔ پس وہ غضب

عَلٰى غَضَبٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿٩٠﴾ وَاِذَا

اوپر غصے کے اور واسطے کافروں کے عذاب ہے رُسوا کرنے والا اور جب

در غضب میں گرفتار ہو گئے اور کافروں کے واسطے رسوا کن عذاب ہو گا۔ اور جب

حل لغات :

[۱] غُلْفٌ جمع اَغْلَفُ جو چیز غلاف میں ہو اُسے اَغْلَفُ کہتے ہیں بے ختنہ مرد اور غلاف دار تلوار کو اَغْلَفُ، دلوں کے غلاف میں ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وہ بالکل محفوظ ہیں گویا غلاف میں ڈھکے ہوئے ہیں۔

ف۱ یعنی موسیٰ علیہ السلام کے بعد متواتر نبی آتے رہے۔ یوشعؑ بن نون، شموئیل، الیاسؑ، الیسع، یونسؑ، شعیاؑ، ارمیا، خرقیلؑ، داؤدؑ، سلیمانؑ، زکریاؑ، یحییٰؑ ان سب کی شریعت ایک تھی توریت پر عمل کرتے تھے جب مسائل لوگوں کی مرضی کے خلاف پڑے تو انبیاء کے دشمن ہو گئے ان کی تکذیب کی اور کچھ کو قتل کر دیا۔ مثلاً زکریاؑ و یحییٰؑ وغیرہ کو۔ تب اللہ نے عیسیٰؑ کو بھیجا (اس وقت موسیٰؑ کو ایک ہزار نوسو پچیس ۱۹۲۵ برس گزر چکے تھے) اور معجزات دیے ابن عباسؓ نے کہا وہ مُردوں کو زندہ کرتے مٹی سے پرندہ بناتے بیمار کو اچھا کرتے۔ غیب کی خبریں بتاتے (یعنی اللہ تعالیٰ کے خبر دینے سے) روح القدس یعنی جبرائیل انکی مدد کرتے جیسے حدیث میں بھی ہے کہ یا اللہ تو حسانؓ کی مدد کر ساتھ روح القدس کے پھر عیسیٰؑ ۳۳ برس کی عمر میں زندہ آسمانوں پر اُٹھائے گئے۔ آیت ہذا میں یہود کے تکبر اور انکی خواہش نفس پرستی کا بیان ہے اسی بنا پر انھوں نے عیسیٰؑ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور بہت سے انبیاء کو قتل کیا۔ **ف۲** یہود اپنی تعریف میں کہتے کہ ہمارے دل پر غلاف ہے یعنی اپنے دین کے سوا کسی کی بات ہم پر اثر نہیں کرتی اللہ نے فرمایا حق بات اثر نہ کرے یہ تعریف نہیں بلکہ لعنت کا نشان ہے۔ **ف۳** یعنی نبی علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے یہود اور مشرکین میں لڑائی ہوتی تو دعا کرتے کہ یا اللہ ہماری مدد کے لئے نبی آخرالزماں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جلدی بھیج تاکہ ہم انکے ساتھ ہو کر مشرکین کا مقابلہ کریں۔ لیکن جب نبی علیہ السلام مبعوث ہوئے اور تمام نشانیاں جو توریت میں تھیں سب آپ میں دیکھ لیں تو حسد اور تکبر و عناد سے آپ کی نبوت کا انکار کر دیا اور اللہ کی لعنت میں گرفتار ہو گئے۔ جیسے آجکل بعض لوگ کہدیتے ہیں نفس مسئلہ اتباع سنت و حدیث کے تو ہم قائل ہیں مگر مسئلہ آمین رفع الیدین و فاتحہ خلف الامام کی حدیث کو ہم نہیں مانتے یا مسئلہ امامت کے تو ہم قائل ہیں مگر موجودہ امامت کو نہیں مانتے۔ آیت ہذا سے ثابت ہوا کہ حق پہچان دیکھ کر نہ ماننا اور اپنے غلط مذہب تقلید شخصی رائے قیاس پر اڑے رہنا یہودیت اور موجب لعنت اور تکبر ہے۔ مسند احمد میں عمرو بن شعیبؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ متکبرین کا حشر قیامت کے دن انسانی صورت میں مثل چیونٹیوں کے ہوگا جنھیں تمام چیزیں پامال کرتی ہوئی چلیں گی۔ ہر طرح کی ذلت و خواری ان پر طاری ہوگی اور بولس نام کے قید خانہ جہنم میں ڈالدیئے جائینگے جہاں کی آگ دوسری آگ سے بہت تیز ہوگی اور دوزخیوں کا نچوڑ پیپ لہو انکو پلایا جائیگا۔ (اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْھُمَا)

یہود کے حسد کا حال

ف۴ یعنی یہودیوں کو یہ خیال تھا کہ تمام پیغمبر بنی اسرائیل یعنی انہی کی قوم میں آئے آخرالزماں نبی بھی ہماری قوم میں پیدا ہونگے لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی وہ اپنے جس بندے کو چاہتا ہے وحی اور نبوت سے سرفراز فرماتا ہے اہل عرب میں سے محمد مصطفےٰ سید المرسل صلی اللہ علیہ وسلم کو چُنا۔ بھلا یہ کونسی ضد کی بات تھی؟ مگر یہود نے نہ مانا ضد کی آپؐ کی مخالفت کی اپنی جانوں کے لئے دائمی عذاب مول لیکر جانوں کو اس عذاب کے عوض بیچ ڈالا یہ وہی مثل ہوئی کہ برائی شگون کے لئے اپنی ناک کٹائی۔ اللہ کا ان پر غضب تھا وہ یہ کہ انھوں نے بچھڑا پوجا نبیوں کو قتل کیا۔ ابن عباسؓ نے کہا ایک غضب یہ ہوا کہ توراۃ کو ضائع کیا، دوسرا غضب یہ کہ حسد کی بنا پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا۔ غضب ایک صفت ہے اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے، اللہ پاک نے اپنی ذات پاک کو اس کے ساتھ موصوف کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا غضب ہمارے غضب کی طرح نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہماری ذات کی طرح نہیں تمام مخلوق میں سے کوئی چیز اس کی مانند نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں سلف صالحین کا یہی مذہب ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ وہ اسکو پہچان گئے تو اسکے متعدد ثبوت اسی زمانہ میں مل گئے تھے۔ سب سے زیادہ معتبر شہادت ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی ہے جو ایک بڑے یہودی عالم کی بیٹی اور ایک دوسرے عالم کی بھتیجی تھیں، وہ فرماتی ہیں کہ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ تشریف لائے تو میرے باپ اور چچا دونوں آپ سے ملنے گئے۔ بہت دیر تک آپ سے گفتگو کی۔ پھر جب گھر واپس آئے تو میں نے اپنے کانوں سے ان دونوں کو یہ گفتگو کرتے سُنا۔ چچا! کیا واقعی یہ وہی نبی ہے جس کی خبریں ہماری کتابوں میں دی گئی ہیں؟ والد! اللہ کی قسم! ہاں۔ چچا! کیا تم کو اس کا یقین ہے؟ والد! ہاں۔ چچا! پھر کیا ارادہ ہے؟ والد! جب تک جان میں جان ہے اُس کی مخالفت کروں گا اور اس کی بات چلنے نہ دونگا (ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۱۶۵ طبع جدید) تفہیم۔ فقط

قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا نُؤْمِنُ بِمَا أُنزِلَ

کہا جاتا ہے واسطے اُن کے ایمان لاؤ ساتھ اُس چیز کے کہ اُتارا ہے اللہ نے کہتے ہیں ایمان لاتے ہیں ہم ساتھ اس چیز کے جو نازل ہوئی

ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے اس پر ایمان لے آؤ تو کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا اس پر

عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ ۚ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا

اوپر ہمارے اور کفر کرتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ سوائے اسکے ہے اور وہ حق ہے سچا کرنے والا اس کو جو

تو ایمان لائیں گے اور اس کے سوا جو کچھ ہے اس سے انکار کرتے ہیں حالانکہ یہی ایک کلام سچ ہے اور

مَعَهُمْ ۗ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنبِيَاءَ اللَّهِ مِن قَبْلُ إِن كُنتُم

ساتھ انکے ہے کہہ پس کیوں مار ڈالتے تھے پیغمبروں اللہ کے کو پہلے اس سے اگر ہو تم

جو کچھ ان کے پاس ہے اس کی تصدیق کرتا ہے (ان سے) پوچھو بھلا پہلے تم نبیوں کو کیوں قتل کیا کرتے تھے اگر

مُّؤْمِنِينَ ﴿٩١﴾ وَلَقَدْ جَاءَكُم مُّوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ

ایمان والے ف۱ اور البتہ تحقیق آیا تمہارے پاس موسیٰ ساتھ دلیلوں کے پھر پکڑا تم نے

تم (درحقیقت) مومن ہو اور بیشک موسیٰ تمہارے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے پھر تم نے اس کے بعد

الْعِجْلَ مِن بَعْدِهِ وَأَنتُمْ ظَالِمُونَ ﴿٩٢﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ

بچھڑے کو معبود پیچھے اس کے اور تم ظلم کرنے والے ہو ف۲ اور جب لیا ہم نے عہد تمہارا

بچھڑے کی پرستش شروع کر دی اور تم ظلم کرنے والے ہو اور (یاد رکھو) جب ہم نے تم سے ایک پختہ عہد لیا تھا

وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُم بِقُوَّةٍ وَاسْمَعُوا ۖ

اور اٹھایا ہم نے اوپر تمہارے پہاڑ کو پکڑو جو کچھ دیا ہم نے تم کو زور سے اور سنو

اور تم پر کوہ طور کو اٹھا کر کھڑا کیا تھا (اور حکم دیا تھا) کہ جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اسے زور سے پکڑے رہو اور سنو

قَالُوا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ

کہا انہوں نے سنا ہم نے اور نہ مانا ہم نے اور پلائی گئی بیچ دلوں انکے کے محبت بچھڑے کی

انہوں نے کہا (ہاں) ہم نے سنا اور نہیں مانتے اور ان کے کفر کی وجہ سے گوسالہ پرستی ان کے دلوں میں رچ گئی

بِكُفْرِهِمْ ۚ قُلْ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُم بِهِ إِيمَانُكُمْ إِن كُنتُم

بسبب کفر انکے کے کہہ بُرا ہے جو حکم کرتا ہے تم کو ساتھ اس کے ایمان تمہارا اگر ہو تم

سرایت کر گیا۔ کہدو کہ اگر تم اہل ایمان ہو تو تمہارا یہ ایمان تمہیں بہت ہی

مُّؤْمِنِينَ ﴿٩٣﴾ قُلْ إِن كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ

ایمان والے ف۳ کہہ اگر ہے واسطے تمہارے گھر آخرت کا

بُرا حکم دے رہا ہے کہہ دیں اگر آخرت کا گھر خدا کے ہاں دوسروں کے

عِندَ اللَّهِ خَالِصَةً مِّن دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ

نزدیک اللہ کے خالص سوائے لوگوں کے پس آرزو کرو تم موت کی

بجائے خاص طور پر تمہارے لئے ہے تو ذرا موت کی آرزو تو کرو اگر

إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٩٤﴾ وَلَن يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ

اگر ہو تم سچے ف۴ اور ہرگز نہ آرزو کریں گے اسکو کبھی بسبب اسکے کہ آگے بھیجا

تم سچے ہو اور (یاد رکھو) وہ اپنے ان اعمال کے سبب جو ان کے ہاتھوں

حلّ لُغات:

ف تَمَنَّوْا صیغہ جمع مذکر حاضر امر باب تَفَعُّل اجوف واوی۔ منی مادہ۔ اصل تَمَنَّيُوْا۔ میں یے متحرک ماقبل مفتوح الف ہو گئی۔ الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر پڑا۔ اب اَلْمَوْتَ کے ملنے سے پھر دو ساکن جمع ہوئے۔ چونکہ پہلا ساکن حرف مدہ دوسرا مدغم نہ تھا واؤ کو ضمہ کی جنس کی حرکت دیکر تَمَنَّوُا الْمَوْتَ پڑھنے لگے۔

ف ۱ یعنی بالفرض تمہاری بات مان لیں کہ تم توریت پر ایمان لائے تو پھر یہ کیسے ہوا کہ تمہارے بزرگوں نے پیغمبروں کو قتل کیا معلوم ہوا کہ تم نہ توریت پر ایمان لائے ہو نہ قرآن پر چونکہ یہ لوگ اپنے بزرگوں کے افعال سے ناراض نہ تھے بلکہ ان کی نسل میں ہونیکا فخر کرتے تھے لہٰذا یوں فرمایا کہ تم خدا کے پیغمبروں کو کیوں قتل کرڈالتے ہو۔ یہاں سے یہ مسئلہ بھی مستنبط ہوا کہ جو شخص کسی گناہ سے راضی ہو گو اس کو عمل میں نہ لادے تو اس کو بھی ایسا ہی گناہ ہوتا ہے جیسا کرنے والے کو چنانچہ یہی مضمون ایک حدیث سے ثابت ہے ۲۱ اذا عُمِلَتِ الْخَطِيْئَةُ فِي الْاَرْضِ مَنْ شَهِدَهَا فَكَرِهَهَا كَانَ كَمَنْ غَابَ عَنْهَا وَمَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِيَهَا كَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا۔ یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی جگہ کوئی گناہ کا کام ہوتا ہے تو جو شخص وہاں موجود ہے مگر حتی المقدور تبلیغ اور اس سے انکار و نفرت کر رہا ہے تو ایسا شخص گویا وہاں موجود نہیں۔ اور جو شخص وہاں سے غائب ہے مگر اس بڑے کام کو دل سے چاہتا ہے تو ایسا شخص گویا وہاں موجود ہے۔ مشکوٰۃ

ف ۲ اس پر دعویٰ کرتے ہو ایمان کا یعنی تمہارے بزرگوں کا تو یہ حال تھا کہ باوجودیکہ موسیٰ علیہ السلام کے کھلے معجزے دیکھ چکے تھے لیکن ذرا وہ تمہاری نظر سے پار ہوئے توریت لینے طور پر گئے تو لگے بچھڑا پوجنے۔ معلوم ہوا بے ایمانی اور شرک و کفر قدیم سے ہی تمہارے خمیر میں ہے

ف ۳ یعنی درحقیقت تم مومن نہیں اسلئے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی تکذیب کرتے ہو تمہارے باپ دادا نے ایمان کا دعویٰ کیا اور شرک کفر کرتے رہے بچھڑے کی پوجا کی۔ جو انکا حال وہی تمہارا حال ہے تم سب ایک ترازو کے بٹے ہو۔ یہ عجیب ایمان ہے کہ ادھر دعویٰ ایمان اُدھر شرک و کفر رسل و کتب کی تکذیب اب بھی جو باوجود دعویٰ ایمان کے قرآن و حدیث کے مسائل کی تکذیب کرے اسکے اور یہود کے ایمان میں کوئی فرق نہیں۔

ف ۴ ابن عباسؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ تم ان سے یہ بات کہو کہ موت کی دعا کرو اس فریق پر جو جھوٹا ہے۔ انھوں نے یہ نہ مانا۔ اگر ایک دن بھی وہ آرزو کرتے تو جو یہودی روئے زمین پر ہوتا مر جاتا۔ کیونکہ وہ کہتے تھے کہ جنت میں ہمارے سوا کوئی نہ جائے گا اور ہم کو عذاب بھی نہ ہوگا۔ اللہ نے فرمایا اگر یقیناً بہشتی ہو تو مرنے سے کیوں ڈرتے ہو۔

أَيْدِيهِمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِالظّٰلِمِينَ ﴿۹۵﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ

ہاتھوں اُنکے نے اور اللہ جانتا ہے ظالموں کو اور البتہ پاویگا تو اُن کو

مرتے ہوئے ہیں اسکی ہرگز آرزو نہ کریں گے اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے اور یقیناً تم ان کو تمام لوگوں سے

أَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا ۚ

بہت حرص والا لوگوں سے اوپر زندگی کے اور ان لوگوں سے کہ شریک لاتے ہیں

بڑھ کر زندگی کا حریص پاؤ گے اور مشرکوں سے بھی زیادہ - ان میں سے ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ کاش اس کی عمر

يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهِ

آرزو کرتا ہے ہر ایک اُن کا کاش کہ عمر دیا جاوے ہزار برس کی اور نہیں وہ چھڑانے والا اس کو

ہزار برس کی ہو حالانکہ (بات یہ ہے کہ) اگر وہ لمبی عمر پائیں، (تب بھی) عذاب سے نہیں

مِنَ الْعَذَابِ أَنْ يُعَمَّرَ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿۹۶﴾

عذاب سے یہ کہ عمر دیا جاوے اور اللہ دیکھتا ہے جو کچھ کرتے ہیں وہ

چھوٹ سکتے اور اللہ ان کے اعمال کو خوب دیکھتا ہے -

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلٰى قَلْبِكَ

کہہ جو کوئی ہے دشمن واسطے جبرئیل کے پس تحقیق اس نے اُتارا ہے اسکو اوپر دل تیرے کے

اے (نبی آپ) کہہ دیں کہ جو جبرئیل کا دشمن ہے (وہ ہوا کرے) بیشک اس نے اللہ

بِإِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرٰى

ساتھ حکم اللہ کے سچا کرنے والا واسطے اس چیز کے کہ آگے اس کے ہے اور ہدایت اور خوشخبری

کے حکم سے آپ کے دل پر اس کتاب کو نازل کیا جو ان کتابوں کی جو اس سے پہلے تھیں تصدیق کرتی ہے اور ایمان لانے والوں کے لئے

لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿۹۷﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهِ وَرُسُلِهِ

واسطے ایمان والوں کے جو کوئی ہے دشمن واسطے اللہ کے اور فرشتوں اسکے کے اور پیغمبروں اسکے کے

ہدایت و بشارت ہے جو اللہ کا اس کے فرشتوں اور رسولوں کا اور جبرئیل و میکائیل کا دشمن

وَجِبْرِيلَ وَمِيكٰىلَ فَإِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِلْكٰفِرِينَ ﴿۹۸﴾ وَلَقَدْ

اور جبرئیل اور میکائیل کے پس تحقیق اللہ دشمن ہے واسطے کافروں کے ف اور البتہ تحقیق

ہے یقیناً خدا بھی ایسے کافروں کا دشمن ہے - اور (اے پیغمبر!)

أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيٰتٍ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفٰسِقُونَ ﴿۹۹﴾

اُتاری ہم نے طرف تیری نشانیاں ظاہر اور نہیں کفر کرتے ساتھ اسکے مگر بدکار ف

یقین جانیں کہ ہم نے آپ پر کھلے احکام نازل کئے ہیں - اور بدکرداروں کے سوا کوئی ان کا انکار نہیں کر سکتا -

أَوَكُلَّمَا عٰهَدُوا عَهْدًا نَبَذَهُ فَرِيقٌ مِنْهُمْ ۚ بَلْ

آیا جب باندھا انہوں نے عہد پھینک دیتا ہے اُس کو ایک فرقہ اُن میں سے بلکہ

اور کیا جب کبھی انہوں نے کوئی عہد باندھا تو اس کو ان میں سے کسی نہ کسی گروہ نے پس پشت (نہیں) ڈال دیا؟ بلکہ اکثر تو

أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُولٌ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

اکثر اُن کے نہیں ایمان لاتے اور جب آیا انکے پاس پیغمبر نزدیک اللہ کے سے

سرے سے تسلیم نہیں کرتے اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے ایک رسول آیا

ربع

عند المتاخرین ۱۲

ع ۱۱ ۱۰

حلّ لغات :

سَنَةٌ - بمعنی برس۔ لفظ اس کی اصل سَنْوَةٌ ہے کیونکہ جمع سَنَوَاتٌ آتی ہے۔

ـ۵ مُزَحْزِحِهٖ صیغہ واحد اسم فاعل باب فَعْلَلَةٌ مضاعف رباعی، زَحْ مادہ اسکے معنے دُور اور پرے ہٹانے کے ہیں۔ ملحق بہ باعی کرنے سے معنے میں زیادتی آگئی کیونکہ لفظ کی کثرت معنی کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے بولا کرتے ہیں زَحْزَحَہٗ عَنْ کَذَا کَیْ نَحَّاہُ۔ وَزَحْزَحَہٗ عَنْہُ اَیْ بَاعَدَہٗ

ـ۳ جِبْرِیْلَ وَمِیْکَالَ، دو فرشتوں کے نام ہیں بعضے کہتے ہیں دونوں کے معنی عبد اللہ کے ہیں کیونکہ جبر اور میکا سُریانی زبان میں بمعنی عبد کے ہیں اور ایل بمعنی اللہ۔ بعض قراءتوں میں جبرئیل ومیکائیل بھی آیا ہے۔

دُنیاسے بے رغبت ہونیکی تاکید : ف۱ یہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ موت کی آرزو کرنے سے تو نبی علیہ السلام نے منع فرمایا ہے پھر یہود کو کیوں حکم دیا گیا کہ موت کی آرزو کرو۔ اسکا یہ جواب ہے کہ یہ حکم بطور الزام کے ہے نہ بغرض تعمیل کے۔ مطلب یہ ہے کہ انکی غلط بیانی اور دروغ گوئی کھل جائے۔ صحیح حدیث میں ہے اگر یہ موت کی آرزو کرتے تو اسی وقت مرجاتے، یہاں سے معلوم ہوا کہ موت سے ڈرنا بددینوں کی نشانی ہے۔ مسلمان کو موت کی دُعا کرنی تو ہماری شریعت میں منع ہے لیکن موت کو یاد رکھنے اور اس کے واسطے ہر وقت مستعد و تیار رہنے کی بڑی تاکید ہے۔ ترغیب ص۲۹۹ میں ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت ہے اَکْثِرُوْا ذِکْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ یَعْنِیْ الْمَوْتَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ بہت یاد رکھا کرو لذتوں کی توڑنے والی یعنی موت کو (طبرانی) اور ترغیب کے ص۲۹۹ میں ہے اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَفْضَلُ قَالَ اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا قَالَ فَاَیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَکْیَسُ قَالَ اَکْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِکْرًا وَاَحْسَنُهُمْ لِمَا بَعْدَهٗ اِسْتِعْدَادًا اُولٰٓئِكَ الْاَکْیَاسُ۔ یعنی کسی نے نبی علیہ السلام سے پوچھا کہ مسلمانوں میں بہتر اور افضل کون ہے؟ فرمایا جو اچھے خلق والا ہو۔ اس نے کہا زیادہ عقلمند اور سمجھدار کون ہے فرمایا جو موت کو زیادہ یاد رکھتا ہو اور آخرت کی تیاری میں زیادہ مصروف ہو اور ص۲۹۹ میں ضحاکؒ سے مرفوعاً یہ لفظ ہیں قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَزْهَدُ النَّاسِ فَقَالَ مَنْ لَّمْ یَنْسَ الْقَبْرَ وَالْبِلٰی وَتَرَكَ اَفْضَلَ زِیْنَةِ الدُّنْیَا وَاٰثَرَ مَا یَبْقٰی عَلٰی مَا یَفْنٰی وَلَمْ یَعُدَّ غَدًا مِّنْ اَیَّامِهٖ وَعَدَّ نَفْسَهٗ مِنَ الْمَوْتٰی۔ یعنی ایک شخص نے نبی علیہ السلام سے پوچھا کہ سب سے زیادہ آخرت کی محبت اور دُنیا سے بے رغبتی کی کیا نشانی ہے فرمایا سب سے بہتر زاہد وہ ہے جو قبر کو اور مٹی ہوجانے کو کسی وقت بھی نہ بھولے ہر وقت یاد رکھے اور دنیا کے بناؤ سنوار کو چھوڑ دے اور دنیا فانی پر آخرت کو ترجیح دے جو اسی فکر میں لگا رہے اور یہ بھروسہ رکھے کہ کل تک میں زندہ نہ رہونگا اور اپنے آپ کو مُردوں میں گِن رکھے یعنی موت کو ایسا قریب سمجھے کہ گویا آ پہنچی۔ ابن جریر میں ہے ہزار کا یہ مطلب نہیں کہ ہزار سے زیادہ عمر ملنے سے عذاب سے چھوٹ جائے گا؟ ہرگز نہیں۔

ف۲ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت ملنے کے بعد یہود کو بھی اسلام کی دعوت دی۔ انھوں نے کہا ان سوالوں کے جواب ملنے پر ہم ایمان لے آئیں گے۔ سوال یہ تھے کہ یعقوبؑ علیہ السلام نے توریت سے قبل اپنے اوپر کونسی چیز حرام کرلی تھی؟ عورتؑ اور مرد کا نطفہ ملکر کبھی لڑکا اور کبھی لڑکی پیدا ہونیکی کیا وجہ؟ نبیؐ آخرالزماں کی خاص علامت توریت میں کیا لکھی ہے اور اس پر کون سا فرشتہ وحی لے کر آتا ہے۔ آپؐ نے جواباً ارشاد فرمایا یعقوب علیہ السلام نے عرق النساء کی بیماری میں نذر مانی کہ اگر خدا مجھے اس مرض سے شفا دے تو میں اپنی سب سے زیادہ مرغوب چیز چھوڑ دونگا۔ اللہ نے شفا دی انہوں نے نذر پوری کرنے کو اونٹ کا کھانا چھوڑ دیا۔ دوسری بات کا جواب یہ دیا کہ مرد کی منی گاڑھی اور سفید ہوتی ہے اور عورت کی پتلی زرد ہوتی ہے اگر مرد کی غالب آگئی تو بحکم خدا نرینہ اولاد لڑکا، اور جب عورت کی منی غالب ہوجاتی ہے تو بحکم خدا لڑکی پیدا ہوتی ہے۔ تیسرا جواب توریت میں آخرالزماں نبی کی علامت یہ ہے کہ ان کی آنکھیں تو سوتے وقت غنودگی میں ہوتی ہیں پر دل ہوشیار رہتا ہے اور میرا رفیق جبرائیلؑ ہے جو مجھ پر وحی لاتا ہے اور تمام نبیوں پر وحی لاتا رہا۔ یہود نے باوجود تمام جوابات کی تصدیق کے یہ کہا کہ جبرئیل کو ہم پہلے سے دشمن جانتے ہیں اس لئے ہم اسلام قبول نہیں کرتے، تب یہ آیت نازل ہوئی۔ **ف۳** یعنی ان باتوں کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں۔ بلکہ ان پر چلنا نفس پر مشکل ہے اسواسطے کہ نفس کو حکم برداری کسی کی بُری لگتی ہے سو اس لئے جو لوگ بے حکم ہیں وہ ان سے انکار رکھتے ہیں۔ الحمد اور اگلی آیت میں جو فرمایا کہ اکثر لوگ بے ایمان ہوتے ہیں اسمیں تردید ہے خلاف شرع اکثریت کی۔

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا

سچا کرنے والا واسطے اُس کے جو پاس اُن کے ہے پھینک دی ایک جماعت نے ان میں سے جو دیئے گئے ہیں

جو ان کتابوں کی جو پہلے سے ان کے پاس تھیں تصدیق کرتا ہے تو ان میں سے جنھیں کتاب دی گئی تھی ۔

الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٠١﴾

کتاب کتاب اللہ کی کو پیچھے پیٹھوں اپنی کے گویا کہ وہ نہیں جانتے فل

ایک گروہ نے اللہ کی کتاب کو اس طرح پس پشت ڈال دیا گویا وہ جانتے ہی نہیں ۔

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ ۖ وَمَا كَفَرَ

اور پیروی کرتے ہیں اس چیز کی کہ پڑھتے تھے شیطان بیچ وقت سلیمان کے اور نہیں کفر کیا تھا

اور اس چیز کے پیچھے پڑ گئے ۔ جس کو سلیمان کے عہد میں شیاطین پڑھا کرتے تھے ۔

سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ

سلیمان نے اور لیکن شیطانوں نے کفر کیا تھا سکھاتے تھے لوگوں کو

اور سلیمان نے راہ کفر اختیار نہیں کی تھی ۔ بلکہ خود شیاطین

السِّحْرَ وَمَا أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ

جادو فل اور پیروی کی تھی اس چیز کی کہ اُتاری گئی اوپر دو فرشتوں کے بیچ شہر بابل کے ہاروت اور

ہی کفر کے مرتکب ہوئے تھے جو لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے نیز (وہ اس چیز کے بھی پیچھے پڑ گئے)

وَمَارُوتَ ۚ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَا إِنَّمَا

ماروت کے تئیں اور نہیں سکھاتے وہ دونوں کسی کو یہاں تک کہ کہتے ہیں سوائے اسکے نہیں کہ

جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت کو عطا کی گئی تھی اور وہ کسی کو نہیں سکھاتے تھے جب تک ان سے نہ کہہ دیتے

نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۖ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ

ہم آزمائش ہیں پس مت کافر ہو پس سیکھتے ہیں ان دونوں سے وہ چیز کہ جدائی ڈالتے ہیں ساتھ

کہ ہم تو ایک ذریعۂ آزمائش ہیں پس تم کافر نہ ہو۔ (باوجود اس کے) لوگ ان سے وہ باتیں سیکھتے ۔ جن سے

بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ ۚ وَمَا هُم بِضَارِّينَ بِهِ

اس کے درمیان مرد کے اور جورو اسکی کے اور نہیں وہ ضرر پہنچانے والے ساتھ اس کے

زن و شوہر میں جدائی ہو اور وہ اللہ کے حکم کے سوا کسی کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے ۔ اور لوگوں نے وہ باتیں

مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا

کسی کو مگر ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے اور سیکھتے ہیں وہ چیز کہ ضرر دیتی ہے ان کو اور نہ

سیکھیں جو خود ان کے لئے ضرر کا موجب ہوں اور انہیں کوئی نفع نہیں پہنچا سکیں ۔ اور یقیناً انہیں معلوم تھا

يَنفَعُهُمْ ۚ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ

نفع دیتی ہے اُن کو اور البتہ تحقیق جانتے ہیں جو کوئی مول لیوے اس کو نہیں واسطے اس کے بیچ آخرت کے

کہ جن لوگوں نے اس چیز کو خریدا ۔ ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا ۔ اور یقیناً

مِنْ خَلَاقٍ ۚ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ ۚ لَوْ كَانُوا

کچھ حصہ اور البتہ بُرا ہے جو کچھ کہ بیچا ہے بدلے اسکے جانوں اپنی کو اگر ہوتے فل

بُری ہے وہ چیز جس کے عوض انہوں نے اپنے آپ کو فروخت کیا ۔ کاش ! انہیں

حلّ لغات :

ا۵ تَتْلُوْا صیغۂ واحد مؤنث غائب مضارع ۔ باب نصر اجوف واوی ۔ تَلَا مادہ اصل تَتْلُوُ او او پر ضمہ ثقیل تھا حذف ہوگیا ۔ تَتْلُوا میں الف رسم الخطا کا ہے جب قرآن جمع کیا گیا ہے تو اسوقت قواعد صرف و نحو نہ تھے پیچھے اگرچہ قاعدے کی رو سے الف نہ ہونا چاہیے تھا مگر یہ کمال احتیاط ہے کہ جو لفظ قرآن میں جس طرح تھا اسی طرح اب بھی ہے پھر الشّیاطین کے ملنے کی وجہ سے واؤ پڑھنے میں حذف ہوگیا کیونکہ وہ مدہ تھا یعنی ماقبل کے حرف کی حرکت اسکے موافق تھی اگر مدہ نہ ہوتا تو ضمہ کی حرکت سے پڑھا جاتا جیسے تمنّوُا الموت میں گزر چکا

۵۲ بَابِلَ عراق کے ایک شہر کا نام ہے اور عجمہ و علمیت یا تانیث اور علمیت کیوجہ سے غیر منصرف

۵۳ ھَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ دو بادشاہوں کے نام ہیں یا دو فرشتوں کے یا دو نیکبخت آدمیوں کے یا جنات کے دو قبیلوں کے یہ بھی عجمہ اور علمیۃ کی وجہ سے غیر منصرف ہے

۵۴ خَلَاقٍ ۔ حصہ ۵۵ شَرَوْا صیغۂ جمع مذکر غائب ماضی ۔ باب ضرب ۔ اجوف یائی شَرٰی مادہ اصل شَرَیُوْا ہے یٰ پر ضمہ ثقیل تھا حذف ہوگیا دو ساکن جمع ہونے کی وجہ سے واؤ ★

ف۱ یعنی ان احمقوں نے کتاب الہی تو پسِ پشت ڈالی اور شیطانوں سے جادو سیکھا اور اسکی متابعت کرنے لگے صحیحین میں ہے کہ یہود نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی جادو کیا تھا جس کی اطلاع آپ کو جناب باری تعالے نے دی۔ معوذتین نازل ہوئی آپ نے ان کو پڑھا بحکم خدا اسکا اثر زائل ہوا اور آپ شفایاب ہوئے۔ اسکا مفصل بیان معوذتین میں ہے

ف۲ حدیث عبداللہ میں آیا ہے کہ جو کوئی آیا پاس کسی کاہن یا ساحر کے پھر سچا کہا اس کو اسکی بات میں تو کفر کیا اس نے ساتھ قرآن کے (بزار)

حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ :

ف۳ بابل ملک عراق میں ایک شہر کا نام ہے اب اس کے قریب شہر کوفہ آباد ہے۔ فَيَتَعَلَّمُونَ سے صاف نکلتا ہے کہ جادو کا سیکھنا ہی کفر ہے اور اس سے بغض یا حب کا عمل کرنا شیطانی فعل ہے۔ راگ، باجے، کھیل، تماشے اور خدا کی یاد سے روکنے والی ہر چیز مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ میں داخل ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام کے پاس ایک انگوٹھی تھی جب آپ بیت الخلا یعنی قضاء حاجت کو جاتے تو اپنی بیوی جرادہ کو دے جاتے جب آپکی آزمائش کا وقت آیا تو ایک شیطان آپکی صورت میں آپکی بیوی صاحبہ کے پاس آیا اور انگوٹھی طلب کی انہوں نے دیدی اسنے پہن لی اور تختِ سلیمانی پر بیٹھ کر انکا حکومت کرنے تمام جنات وغیرہ حاضر خدمت ہوگئے ادھر سلیمان علیہ السلام نے پاخانے سے فارغ ہوکر انگوٹھی طلب کی تو جواب ملا تو جھوٹا ہے انگوٹھی تو سلیمان علیہ السلام لے گئے تو اب کون آیا ہے؟ آپ سمجھ گئے یہ خدا کیطرف سے آزمائش ہے۔ ان دنوں میں شیطان نے جادو، نجوم، کہانت، واہیات شعر اشعار، غزلیں، مناجات، قوالیوں اور غیب کی جھوٹی سچی خبروں کی کتابیں لکھ لکھ کر سلیمان علیہ السلام کی کرسی کے نیچے دفن کرنی شروع کر دیں۔ ادھر آپ کی آزمائش کا یہ زمانہ ختم ہوا۔ آپ پھر تخت و تاج کے مالک ہوگئے عمر طبعی کو پہنچکر جب رحلت فرمائی تو شیاطین نے انسانوں سے کہا کہ سلیمان علیہ السلام کا خزانہ یہ کتابیں ہیں جن سے وہ حکمرانی کرتے تھے آخر وہ کتابیں نکالکر لوگ پڑھنے پڑھانے لگے۔ عام طور پر یہ زبان زد ہوگیا کہ سلیمان نبی نہیں تھے جادوگر تھے۔ جادو کے علم سے حکومت کرتے تھے ان کی حکومت کا راز یہی کتابیں ہیں یہودی آپ کو جادوگر مانتے تھے۔ نبی علیہ السلام نے اس بات کی عقدہ کشائی کی اور فرمانِ الہی نازل ہوا۔ ہاروت و ماروت دو فرشتوں کا نام ہے فرشتوں نے انسان کی نافرمانیوں کی شکایت کی اللہ نے ان دونوں کو بطور آزمائش دنیا میں بسادیا زہرہ ایک حسین عورت انکے سامنے آئی وہ اس پر فریفتہ ہوگئے اس سے زنا کرنا چاہا لیکن اسنے شرک کرنے اور بچہ کو قتل کر دینے اور شراب پینے کو کہا۔ انھوں نے شرک و قتل سے انکار کر دیا شراب منظور کر لی۔ آخر پی لی اور زنا بھی کیا قتل بھی۔ ہوش آنے پر شرمندہ ہوئے اور عذاب الہی سے ڈرے حکم ہوا دنیا کی سزا منظور ہے یا آخرت کی؟ دُنیا کی سزا منظور کر لی پس وہ بابل میں قید ہیں منجملہ اور عذابوں کے یہ بھی ایک مصیبت ان پر ہے کہ جو کوئی جادو سیکھنا چاہتا ہے پہلے تو جادو و کفر سے منع کرتے ہیں نہ ماننے پر سکھا دیتے ہیں۔ ترغیب صفحہ ۲۲ عن ابن عمرؓ (احمد) بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ عورت نے آسمان پر چڑھنے کا اسم سیکھنے کی شرط کی انھوں نے وہ وظیفہ سکھا دیا وہ آسمان پر گئی وہیں تارہ بنادی گئی۔ واللہ اعلم غرضکہ جو لوگ آج بھی اس قسم کے جادو ٹونے شرکیہ تعویذ گنڈے نقوش فلیتے کے ذریعہ میاں بیوی میں اختلاف ڈلوا کر جُدائی ڈلواتے اپنی ناجائز خواہشات کی تکمیل میں اللہ کی مخلوق کو تکلیف و ضرر پہنچاتے ہیں وہ خدا سے ڈریں کہ کہیں وہ کفر کی حد تک پہنچکر جہنم کی راہ اختیار نہ کر بیٹھیں۔ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے اسمیں سوائے خدا کی ناراضگی اور تمہارے اپنے نقصان کے اور کچھ بھی نہیں

★ گر پڑا شِرَا بالکسر لغات اضداد سے ہے یعنی خرید و فروخت دونوں معنوں میں آتا ہے یہاں فروخت کے معنی میں ہے مگر اکثر اخاص خریدنے کے معنی میں آتا ہے۔

يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ

جانتے اور اگر تحقیق وہ ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے البتہ ایک ثواب تھا نزدیک

علم ہوتا۔ اور اگر وہ ایمان لے آتے اور تقویٰ کی راہ اختیار کرتے تو البتہ اللہ کے ہاں

۱۲ ع ۷ ۱۲

اللّٰهِ خَيْرٌ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اللہ کے سے بہتر اگر ہوتے جانتے اے لوگو جو ایمان لائے ہو

ان کے لئے بہتر اجر ہوتا۔ تو کاش انہیں معلوم ہوتا اے ایمان لانے والو۔ لفظ "رَاعِنَا" نہ کہا کرو

لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ

مت کہو راعنا اور کہو تم انظرنا یعنی انتظار کرو ہمارا اور سنو اور واسطے کافروں کے

اور "انظرنا" کہا کرو اور جو کچھ کہا جائے اسے بغور سنو اور نہ ماننے والوں کے لئے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ

عذاب ہے درد دینے والا ف نہیں دوست رکھتے وہ لوگ جو کافر ہیں اہل

دردناک عذاب ہوگا نہ اہل کتاب میں سے وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا

الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ

کتاب سے اور نہ مشرکوں سے یہ کہ اتاری جاوے اوپر تمہارے کچھ

اس بات کو پسند کرتے ہیں اور نہ مشرک، کہ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر

خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ

بھلائی پروردگار تمہارے سے اور اللہ خاص کرتا ہے ساتھ رحمت اپنی کے جس کو

کوئی بھلائی نازل ہو۔ اور اللہ تو جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے مخصوص

يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾ مَا نَنْسَخْ مِنْ

چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل بڑے کا ہے ف جو موقوف کرتے ہیں ہم

کر لیتا ہے اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے اگر ہم کوئی آیت منسوخ

اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ۭ اَلَمْ تَعْلَمْ

آیتوں سے یا بھلا دیتے ہیں ان کو لاتے ہیں ہم بہتر ان سے یا مانند ان کی کیا نہ جانا تو نے

کرتے ہیں۔ یا اسے ذہن سے اتر جانے دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا ویسا ہی (اور حکم) صادر فرما دیتے

اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۶﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ

یہ کہ اللہ تعالیٰ اوپر ہر چیز کے قادر ہے ف کیا نہیں جانا تو نے یہ کہ اللہ تعالیٰ واسطے

ہیں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ ہر چیز پر قدرت (کاملہ) رکھتا ہے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آسمان و زمین

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اسکے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور نہیں واسطے تمہارے سوائے اللہ تعالیٰ کے

کی بادشاہت اللہ کے لئے ہے اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی دوست ہو سکتا ہے اور

مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۰۷﴾ اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْــَٔـلُوْا رَسُوْلَكُمْ

کوئی دوست اور نہ مددگار کیا ارادہ کرتے ہو تم یہ کہ سوال کرو پیغمبر اپنے سے ف

نہ مددگار (اے مسلمانو!) کیا تمہارا ارادہ ہے کہ تم بھی اپنے رسول

حلّ لغات :
لَمَثُوْبَةٌ مصدر میمی بمعنے ثواب۔ اجوف واوی اور اس کی زیادہ تحقیق وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً میں آتی ہے۔
۵۲ اٰيَةٍ اس کے لغوی معنے نشان اور علامت کے ہیں اور اصطلاح میں قرآن کے پورے جملے کو آیت کہتے ہیں اصل میں اَيَيَةٌ تھا واؤ متحرک کا حرف مفتوح وہ الف ہو گیا۔

ف۱ یہودی جب نبی علیہ السلام کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتے تو ظاہر میں راعنا کہتے ہماری طرف خیال فرمائیے لیکن دل میں دغا تھی زبان دبا کر کہتے "راعینا" اے چرواہے مسلمان اس فریب سے واقف نہیں تھے وہ بھی کسی وقت یہ لفظ استعمال کرتے اللہ نے منع فرمایا کہ یہ لفظ ہی موقوف کر دو اور اسکے بجائے "انظرنا" کہو اور خیال سے بات سنو تاکہ دوبارہ پوچھنے کی ضرورت ہی نہ پڑے معلوم ہوا کہ کفار کے قول و فعل وغیرہ کی مشابہت سے بھی بچو جو ہمارے لئے مشروع نہیں ہوئے حدیث ابن عمر میں مرفوعاً آیا ہے مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ یعنی جس نے کسی کی مشابہت کی وہ ان میں سے ہے۔ ۱۲ ف۲ یعنی کفار (یہود ہوں یا مشرکین مکہ) قرآن کے نزول کو تم پر ہرگز پسند نہیں کرتے بلکہ یہود تمنا کرتے ہیں کہ نبی آخر الزماں بنی اسرائیل میں پیدا ہو اور مشرکین مکہ چاہتے ہیں کہ ہماری قوم میں سے ہو۔ مگر یہ تو اللہ کے فضل کی بات ہے کہ اُمّی لوگوں میں نبی آخر الزماں کو پیدا فرمایا۔ ۱۲ ف۳ یہ بھی یہود کا طعن تھا کہ "تمہاری کتاب میں بعض آیات منسوخ ہوتی ہیں اگر یہ کتاب اللہ کی طرف سے ہوتی تو جس عیب کی وجہ سے اب منسوخ ہوئی اس عیب کی خبر کیا خدا کو پہلے سے نہ تھی" اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "عیب نہ پہلی بات میں تھا نہ پچھلی میں لیکن حاکم مناسب وقت دیکھ کر جو چاہے حکم کرے اسوقت وہی مناسب تھا اور اب دوسرا حکم مناسب ہے" اس ارشاد سے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے یہ نکلا کہ نسخ بھی منجملہ مقدورات الٰہیہ کے ہے اسکا انکار کرنا قدرتِ الٰہی کا انکار کرنا ہے تمام اہل اسلام سلفاً و خلفاً اس پر متفق ہیں کہ نسخ ثابت ہے۔ ۱۲

بے ضرورت سوال کی ممانعت

ف۴ یہود کے بہکانے سے بعضے مسلمان نبی علیہ السلام سے غیر ضروری باتیں پوچھتے تھے جیسا کہ وہ خود بکثرت فضول سوال کیا کرتے تھے۔ ابن عباسؓ نے کہا وہب بن زید نے سوال کیا کہ کوئی ایسی کتاب ہمارے سامنے آسمان سے اُترے جسے ہم پڑھیں۔ یا زمین سے چشمے جاری کرو۔ قریش کے بھی یہ سوال تھے کہ صفا پہاڑی کو سونا بنا دو یا آسمان سے ہمارے نام رقعہ لکھا لاؤ یا ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ جاؤ یا اللہ کو یہاں بلا لاؤ وغیرہ۔ اس قسم کے سوالات سے منع فرمایا ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے جو ایسی چیز کے بارے میں سوال کرے جو حرام نہ تھی پھر اس کے سوال سے حرام ہوگئی۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ اگر کوئی اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد کو پالے تو کیا کرے؟ اگر اس بات کی کسی کو خبر کرتا ہے تو بھی شرم کی بات اور اگر دل میں رکھتا ہے تو بھی بےغیرتی ہے۔ آپؐ کو یہ سوال بہت بُرا معلوم ہوا۔ آخر اسی شخص پر یہ واقعہ پیش آگیا اور لعان کا حکم نازل ہوا۔ بخاری میں ہے کہ آپؐ فضول بکواس، مال کو ضائع کرنے اور کثرتِ سوال سے منع فرمایا کرتے تھے ابوالعالیہ کہتے ہیں ایک شخص نے کہا کاش ہمارے گناہوں کا کفارہ بنی اسرائیل کے کفاروں کی طرح ہوتا آپؐ نے فرمایا ان میں جب کوئی گناہ کرتا تو اسکے دروازہ پر قدرتاً گناہ اور اسکا کفارہ لکھا ہوتا جس سے دنیا میں تو رسوائی ہو ہی جاتی لیکن تم کو اللہ نے توبہ و استغفار عطا کیا اور نماز جمعہ جماعت وغیرہ کو کفارہ ٹھیرا دیا پھر اور کیا چاہتے ہو؟ اس پر بھی یہ آیت نازل ہوئی۔ لباب ۱۹،۱۸۔

كَمَا سُئِلَ مُوسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ

جیسا سوال کیا گیا تھا موسیٰ پہلے اس سے اور جو کوئی بدل ڈالے کفر کو

جیسے ویسے ہی سوال کرو۔ جس طرح کہ اس سے پہلے موسیٰ سے کئے گئے تھے اور جو ایمان کو کفر

بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿١٠٨﴾ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ

بدلے ایمان کے پس تحقیق گمراہ ہوا وہ راہ سیدھی سے دوست رکھتے ہیں بہت

سے تبدیل کرے تو وہ راہ راست سے بھٹک گیا۔ اکثر اہل کتاب اپنے

اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ صلے

اہل کتاب میں سے کاش کہ پھیر دیویں تم کو پیچھے ایمان تمہارے کے کافر

ذاتی حسد کی وجہ سے یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں ایمان لانے کے بعد پھر کفر

حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ

حسد سے پاس جی اپنے کے سے پیچھے اس کے کہ ظاہر ہوا واسطے ان کے

کی طرف لوٹا دیں۔ اس کے بعد کہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے پس تم (انہیں)

الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ

حق پس معاف کرو اور درگزر کرو یہاں تک کہ لاوے اللہ حکم اپنا تحقیق

معاف کردو۔ اور درگذر کرو۔ یہاں تک کہ اللہ اپنا (دوسرا) حکم نازل فرمائے۔ یقین جانو

اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٠٩﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا

اللہ تعالیٰ اوپر ہر چیز کے قادر ہے اور قائم رکھو نماز کو اور دو

کہ اللہ ہر بات پر قادر ہے اور نماز قائم کرو۔ اور زکوٰۃ دیتے رہو

الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ

زکوٰۃ اور جو کچھ آگے بھیجو گے واسطے جانوں اپنی کے بھلائی سے پاؤ گے اس کو

اور اپنے لئے جو نیکی بھی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے ہاں (موجود)

عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿١١٠﴾ وَقَالُوْا لَنْ

نزدیک اللہ کے تحقیق اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم دیکھنے والا ہے اور کہا انھوں نے ہرگز

پاؤ گے۔ اللہ یقیناً تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے اور (اہل کتاب) کہتے

يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ

نہ داخل ہوگا بہشت میں مگر جو کوئی ہووے گا یہودی یا عیسائی یہ ہیں

ہیں کہ یہود یا نصاریٰ کے سوا اور کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا۔ یہ ان کی

اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١١١﴾

آرزوئیں ان کی کہہ لاؤ دلیل اپنی اگر ہو تم سچے

آرزوئیں ہیں۔ کہہ دیں اگر تم سچے ہو تو (اس بات کی) سند پیش کرو۔

بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ

بلکہ جو شخص کہ سونپ دے منہ اپنا واسطے اللہ کے اور وہ ہو نیکی کرنے والا پس واسطے اس کے ثواب اسکا ہے

ہاں جو اپنی جبین نیاز کو اللہ کے سامنے جھکادے اور وہ نیکوکار بھی ہے تو اس کے رب کے ہاں

منزل ١

حلّ لغات :

۱ٓ فَاعْفُوْا، صیغہ جمع مذکر حاضر امر باب نصر ناقص واوی عفو مادہ اصل فَاعْفُوُوْا۔ واؤ پر ضمہ ثقیل تھا حذف کر دیا دو ساکنوں کے جمع ہونے سے پہلا واؤ گر پڑا۔ عفو کے معنی نیست اور ناپید کرنے کے ہیں کبھی اسکے معنی زیادتی مال کے بھی آتے ہیں جیسے قُلِ الْعَفْوَ مگر عرف میں ترک مواخذہ عفو اور ترک ملامت صفح ہے غرض عفو لغت اضداد سے ہے

۲ٓ هُوْدٌ جس سے قوم یہود مراد ہے ہَائِدٌ کی جمع ہے جیسے حُوْلٌ حَائِلٌ اور عُوْذٌ عَائِذٌ کی پھر یا تو یہ ہَوْد سے مشتق ہے جسکے معنی توبہ کرنے اور خدا کی طرف رجوع ہونے کے ہیں کیونکہ جب انھوں نے بچھڑے کی پرستش سے توبہ کرتے ہوئے اِنَّا هُدْنَا یعنی اِنَّا تُبْنَا وَرَجَعْنَا اِلَيْكَ کہا تو ان کا یہودی نام پڑ گیا یا اس نام سے مشہور ہونیکی یہ وجہ ہے کہ وہ اپنے تئیں حضرت یعقوب کی اکبر اولاد یہوذا کی طرف منسوب کرتے تھے عرب نے ذال کو دال سے بدل لیا کیونکہ جب وہ عجمی اسم کو اپنے لغت کی طرف نقل کرتے ہیں تو اسکے بعض حرفوں میں کچھ نہ کچھ تغیر کر دیتے ہیں یا یوں کہو کہ تہود کے معنی ہیں تحرک کے چونکہ وہ تورات پڑھتے وقت ہلا کرتے تھے اسلئے یہ نام پڑ گیا ★

یہود کی چالاکیاں : ف۱ یعنی بہت سے یہودیوں کو آرزو ہے کہ کسی طرح تم مسلمانوں کو دین سے پھیر کر کافر بنا دیں حالانکہ ان کو واضح ہو چکا ہے کہ مسلمانوں کا دین انکی کتاب ان کا نبی سب سچے ہیں صرف حسد کی بنا پر وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہاں ہاں اہلِ عرب سے کیوں نبی آخر الزماں آئے ہم میں سے کیوں نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب تک ہمارا کوئی حکم نہ آئے یہود کی بکواس پر صبر کرو۔ آخر حکم آیا یہود کو مدینہ کے اطراف سے نکالا ۔کفار سے پہلی اسلام کی لڑائی بدر میں ہوئی ان کے سرغنے مارے گئے۔

فرائض اسلام کا بیان : ف۲ یعنی ان کی ایذا پر صبر کرو اور عبادت میں مشغول رہو اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے غافل نہیں تمہاری کوئی نیکی ضائع نہ ہوگی۔ ترغیب صفحہ ۱۶۰ میں عمارہ بن حزم سے مرفوعاً روایت ہے اَرْبَعٌ فَرَضَهُنَّ اللّٰهُ فِى الْاِسْلَامِ فَمَنْ جَاءَ بِثَلَاثٍ لَمْ يُغْنِيْنَ عَنْهُ شَيْئًا حَتّٰى يَاْتِىَ بِهِنَّ جَمِيْعًا اَلصَّلٰوةُ وَالزَّكٰوةُ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَحَجُّ الْبَيْتِ (احمد) یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (توحید و رسالت کے بعد مالداروں پر) چار چیزیں اللہ تعالیٰ نے اسلام میں فرض کی ہیں جو ان میں سے ایک بھی چھوڑ کر تین پر عمل کر کے قیامت میں پیش ہوا تو اس کے وہ تین عمل بھی کام نہ آئیں گے مگر اس کے کام آئیں گے جو سارے فرائض بجالایا اور فرائض پنجوقتہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ہیں۔ ف۳ آیت ہذا میں یہود و نصارٰی کے غرور و تکبر کا بیان ہو رہا ہے کہ باوجود گمراہ ہونے کے اپنے سوا کسی کو جنتی نہ کہتے ان ہر دو کا یہ دعویٰ بلا دلیل تھا۔ فرمایا کوئی دلیل پیش کرو صرف زبانی دعویٰ سے کیا ہوتا ہے یہ تو اپنے منہ سے میاں مٹھو بننا ہے اب بھی جو مشرک بدعتی آرزوئیں لگائے بیٹھے ہیں کہ ہم کو فلاں پیر و بزرگ بخشوا لیں گے ہمیں تو کلمہ کا سہارا ہے بخشے بخشائے ہیں وہ بھی یہود کے بھائی ہیں جب تک شرک بدعت سے توبہ کر کے صوم صلوٰۃ کے پابند نہ ہو جائیں جنت میں نہیں جا سکتے۔ کیونکہ صحیح مسلم شریف میں ہے مَنْ بَطَّاَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ جو عمل سے خالی ہوا اسکا حسب نسب کچھ کام نہ آئے گا۔ ف۴ ہاں جو خدا کا مطیع اخلاص و سنت کا پابند ہو جائے وہ جنت اور نجات کا مستحق ہے اَسْلَمَ وَجْهَهٗ سے مراد اخلاص اور مُحْسِنٌ سے متبع سنت ہے۔ ہر عمل کی قبولیت کے لئے دو ہی شرطیں ہیں ایک اخلاص یعنی توحید ہے۔ جملہ افعال، عبادات، تعظیم و تکریم رکوع، سجدہ، قیام تعظیمی، طواف، نذر و نیاز وغیرہ اکیلے اللہ ہی کے لئے بجالائے۔ زندگی بھر شرک کی آمیزش سے بچتا رہے۔ دوسرے اتباعِ سنت ہے۔ جب تک عمل میں سنت کی تابعداری نہ ہو نرا اخلاص یعنی توحید بھی عند اللہ قبول نہیں کیونکہ جو عمل سنت کے علاوہ ہے اسکو شریعت نے بدعت کہا ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں بروایت عائشہؓ مرفوعاً آیا ہے مَنْ اَحْدَثَ فِىْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔ یعنی جو شخص ایسا عمل کرے جس کے لئے ہماری اجازت نہ ہو وہ مردود ناقابلِ قبول ہے۔ پس اس قسم کے عمل خواہ صوفی و درویش یا عوام الناس کے خلوص پر ہی کیوں نہ مبنی ہوں لیکن اتباعِ سنت ان میں نہ ہونے سے مردود ہیں جیسے تیجہ، ساتواں، دسواں، چالیسواں، ششماہی، برسی، عرس، قوالی، مولودِ مروجہ، گیارہویں وغیرہ بدعات ایسے ہی افعال بدعیہ کے متعلق ارشاد باری ہے وَقَدِمْنَا اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۔ قیامت کے دن خلاف سنت سب اعمال راکھ کر کے چٹکی میں اُڑا دیے جائیں گے۔

---

۳۵ هَاتُوْا صیغہ جمع مذکر امر ہے هات اسم صوت بمنزلہ امر ہے جسکے معنی ہیں اُحْضُرْ (لا- اور لا حاضر کر) یا اَعْطِ (دے) تثنیہ کے لیے هاتیا اور جمع کے لئے هاتوا، واحد مؤنث کے واسطے هاتی اور جمع مؤنث کے لئے هاتین آتا ہے اس کی اصل تھی اٰتُوا ہمزہ ھا سے بدل گیا۔

عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ ع ۱۳ ۹ ۱۴

نزدیک پروردگار اسکے کے اور نہیں ڈر اوپر اُن کے اور نہ وہ غمگین ہوں گے

اس کے لئے اجر ہوگا - اور ایسے لوگوں کو نہ خوف ہوگا - اور نہ وہ غمگین ہوں گے -

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۪ وَّقَالَتِ

اور کہا یہود نے نہیں نصاریٰ اوپر کسی چیز کے اور کہا

اور یہود کہتے ہیں کہ عیسائی کسی بات پر (قائم) نہیں - اور عیسائی

النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ

نصاریٰ نے نہیں یہودی اوپر کسی چیز کے اور وہ پڑھتے ہیں کتاب

کہتے ہیں کہ یہودی کسی بات پر (قائم) نہیں - حالانکہ وہ دونوں اپنی اپنی کتابیں پڑھتے ہیں

كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ

اسی طرح کہا اُن لوگوں نے جو نہیں جانتے مانند بات اُن کی کے پس اللہ

اسی طرح وہ لوگ جو (کچھ) نہیں جانتے ایسی ہی بات کہنے لگے (یعنی مشرکین عرب) ا

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

حکم کریگا درمیان اُن کے دن قیامت کے بیچ اس چیز کے کہ تھے بیچ اس کے اختلاف کرتے

تو قیامت کے دن اللہ ان کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف رکھتے ہیں

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا

اور کون ہے بہت ظالم اس شخص سے کہ منع کرتا ہے مسجدوں اللہ کی سے یہ کہ ذکر کیا جاوے بیچ اُن کے

اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو مسجدوں میں اللہ کے نام لینے سے منع کرے (اور) ان کی

اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَا

نام اس کا اور سعی کرتا ہے بیچ ویران کرنے انکے کے یہ لوگ نہیں لائق تھا واسطے اُنکے یہ کہ داخل ہوں اس میں

بربادی میں کوشاں ہو ان لوگوں کو زیبا نہ تھا کہ ان مقامات میں ہیبت زدہ

اِلَّا خَآئِفِيْنَ ۬ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ

مگر ڈرتے ہوئے واسطے اُن کے ہے بیچ دُنیا کے رسوائی اور واسطے اُنکے بیچ آخرت کے

کے ساتھ داخل ہوتے (یاد رکھو) ان کے لئے دنیا میں ذلت و خواری ہے اور آخرت میں بہت بڑا

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا

عذاب ہے بڑا ف۲ اور واسطے اللہ کے ہے مشرق اور مغرب پس جدھر کو

عذاب ہوگا اور مشرق و مغرب اللہ ہی کے ہیں - پس جس طرف تم رُخ کرو

تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَقَالُوا

منہ کرو پس وہیں ہے منہ اللہ کا تحقیق اللہ سمائی والا جاننے والا ہے ف۳ اور کہا انہوں نے

اسی طرف اللہ کا سامنا ہے اللہ یقیناً بڑی وسعت رکھنے والا اور بڑے علم والا ہے (انہوں نے یہ بھی)

اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

پکڑی اللہ تعالیٰ نے اولاد پاکی ہے اس کو بلکہ واسطے اُسکے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں

کہا کہ اللہ کے ہاں اولاد ہے (حالانکہ وہ (ایسی باتوں سے) پاک ہے - بلکہ جو کچھ آسمان و زمین

حلّ لغات :

تولوا - صیغہ جمع مذکر حاضر مضارع باب تفعیل ناقص یائی وَلّی مادہ اصل تُوَلِّیُوْا ہے ضمہ ثقیل تھا ماقبل کو دیدیا دو ساکنوں کے جمع ہونے سے یے حذف ہو گئی اسکے معنی ہیں کسی سمت یا کسی کام کی طرف متوجہ ہونے کے اور منہ موڑنے کے بھی جیسے وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ گویا لغات اضداد سے ہے مگر یہاں تُوَلُّوْا کے معنے متوجہ ہونے کے ہیں

۵۲ ثَمَّ اسم اشارہ ہے جس سے مکان بعید کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے جس طرح لفظ ہُنَا سے مکان قریب کی جانب یہ فتح پر مبنی ہوتا ہے -

یہود و نصاریٰ میں تفرقہ: ف۱ نجران ایک جگہ ہے وہاں کے کچھ نصاریٰ نبی علیہ السلام کی خدمت میں آئے ان کے آنے کی خبر سُن کر یہود کے کچھ لوگ بھی اس مجلس میں آگئے اور دونوں ایک دوسرے کے دین کو بے بنیاد بتانے لگے یہود نے انجیل کے الہامی کتاب ہونے کا انکار کیا۔ اور حضرت عیسٰی کی شان میں بے ادبی کی عیسائی مذہب کو جھٹلایا اور نصاریٰ نے یہود کی تکذیب کی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ یہ لوگ اہلِ کتاب ہیں اور ایک فریق کی کتاب میں دوسرے فریق کے نبی کی نبوت کی تصدیق موجود ہے۔ پھر بھی عرب کے جاہل لوگوں کی سی باتیں یہ لوگ اس لئے کرتے ہیں کہ شیطان کے بہکانے سے حق بات کے نہ ماننے میں ان سب کے دل ایک سے ہوگئے کیا قیامت کے دن ان کو حق و ناحق کا فیصلہ سُنا دیا جائیگا (جبکہ یہ جانتے بوجھتے جاہل بنے جارہے ہیں) اور فیصلہ سے مراد عملی و حتمی فیصلہ ہے۔ ورنہ جہاں تک دلائل و شواہد کا تعلق ہے حق و باطل، کفر و ایمان کے درمیان امتیاز و یقینی فیصلہ تو دنیا میں بھی موجود ہے۔

مساجد کی ویرانی ف۲ اس آیت کا شانِ نزول نصاریٰ ہیں کہ انھوں نے یہود سے مقاتلہ کرکے توریت کو جلایا اور بیت المقدس کو خراب کیا۔ اور ابن ابی حاتم میں ہے کہ مشرکین قریش مکہ نے نبی علیہ السلام کو بیت اللہ میں نماز سے روکا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ابن جریر میں ہے کہ انھوں نے حدیبیہ والے سال آپ صلعم اور مسلمانوں کو محض ضد و تعصب سے مسجد حرام (بیت اللہ) کے حج سے روکا تھا اسوقت یہ آیت نازل ہوئی (لباب ۱۹) آج بھی اہلِ شرک و بدعت اہلِ توحید کو مسجدوں سے روکتے ہیں زد و کوب کرتے ہیں۔ سنت کے مطابق نماز نہیں پڑھنے دیتے، اونچی آمین کہنے سنت پر عمل کرنے سے دھکے مکے دیکر نکالدیتے ہیں غرضکہ جو کسی مسجد کو ویران خراب کرے وہ اسی حکم میں داخل ہے۔ اور حقیقی ویران کرنا یہی ہے کہ وہاں احکام شرع جاری نہ ہوں۔ وقت پر اذان، سنت کے مطابق نماز، ذکر اللہ توحیدی وعظ و درس، حق مسئلہ کا اظہار نہ ہو بلکہ خلاف شرع رنگ و ڈھنگ کے ساتھ شرک و بدعت کی نجاست سے ملوث ہو۔ ایسے ہی کفار کے حق میں فرمایا کہ مساجد میں اللہ کی بے حرمتی کرنا صریح ظلم ہے اور ظلم کی سزا دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذاب عظیم ہے۔

احکامِ قبلہ ف۳ آیت ہذا میں اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کو تسلی دی جو کہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ میں آئے اور سولہ سترہ مہینہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے رہے پھر اللہ نے بیت اللہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم دیا تو یہود نے اعتراض کیا کہ کبھی کسی طرف اور کبھی کسی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہو تب اللہ نے آیت نازل فرمائی۔ صحیح مسلم، ترمذی، نسائی وغیرہ میں ابن عمرؓ سے روایت ہے قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلٰى رَاحِلَتِهٖ تَطَوُّعًا أَيْنَمَا تَوَجَّهَتْ بِهٖ وَهُوَ جَاءٍ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ۔ یعنی نبی علیہ السلام سفر میں نفلی نماز سواری اونٹ وغیرہ پر پڑھتے تھے خواہ سواری کا منہ کسی طرف ہوتا جبکہ مکہ سے مدینہ تشریف لا رہے تھے پھر ابن عمرؓ نے یہ آیت پڑھی اس غرض سے کہ ضرورت کے وقت جدھر بھی منہ کرکے نماز پڑھی جائے جائز و درست ہے ادا ہو جائے گی۔ ترمذی و دار قطنی میں ہے صحابہ کا نبی علیہ السلام کے ہمراہ سخت اندھیرے میں اٹکل سے غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھ لینے پر بھی یہ آیت نازل ہوئی اور آپؐ نے نماز دہرانے کا حکم نہیں دیا۔

وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿١١٦﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

اور زمین کے ہے ہر ایک واسطے اسکے فرمانبردار ہیں پیدا کرنے والا آسمانوں کا اور زمین کا

ہیں سب اسی کا ہے، سب اس کے تابع ہیں (وہی تو ہے) جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا

وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿١١٧﴾ وَقَالَ

اور جب مقرر کرتا ہے کچھ کام پس سوائے اس کے نہیں کہ کہتا ہے واسطے اسکے ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے اور کہا

اور جب کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو بس اتنا کہدیتا ہے کہ ہو، تو وہ فوراً ہو جاتا ہے اور ان لوگوں

الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ

ان لوگوں نے جو نہیں جانتے کیوں نہیں کلام کرتا ہم سے اللہ تعالیٰ یا کیوں نہیں آتی ہمارے پاس نشانی

نے جنہیں کوئی علم نہیں (یہاں تک) کہدیا کہ اللہ ہم سے کیوں ہمکلام نہیں ہوتا؟ یا کوئی نشانی کیوں

كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ

اسی طرح کہا تھا ان لوگوں نے جو پہلے ان سے تھے مانند بات اُن کی کے یکساں ہوئے

ہمارے پاس نہیں آتی؟ ان سے پہلے لوگ بھی ایسی ہی باتیں کہہ چکے ہیں ان کے دل ایک دوسرے کے

قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿١١٨﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ

دل اُنکے تحقیق بیان کیں ہم نے نشانیاں واسطے اس قوم کے کہ یقین لاتے ہیں تحقیق بھیجا ہم نے تجھ کو

مشابہ ہو گئے ہیں (اور) ہم تو یقین رکھنے والوں کیلئے اپنی نشانیاں اچھی طرح ظاہر کر چکے ہیں (اے نبی!) بیشک ہم نے آپ کو

بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ

ساتھ حق کے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور نہیں پوچھا جاویگا تو رہنے والوں

صداقت کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور آپ سے دوزخیوں کے متعلق کوئی

الْجَحِيْمِ ﴿١١٩﴾ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى

دوزخ کے سے اور ہرگز نہ راضی ہونگے تجھ سے یہود اور نہ نصاریٰ

بازپرس نہ ہوگی اور آپ سے یہود اور نصاریٰ ہرگز خوش نہ ہوں گے۔ جب تک کہ آپ انکے

حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ

یہاں تک کہ پیروی کرے تو دین اُنکے کی کہہ تحقیق ہدایت اللہ کی وہی ہے ہدایت

مذہب کی پیروی نہ کریں۔ کہدیں کہ اللہ کی ہدایت ہی (سچی) راہنمائی ہے۔ اور اگر آپ نے

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ

اور اگر پیروی کریگا تو خواہشوں اُن کی کی پیچھے اس چیز کے کہ آئی تیرے پاس

جاننے کے بعد بھی ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو اللہ

الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿١٢٠﴾

علم سے نہیں واسطے تیرے اللہ سے کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار ہے

کے ہاں آپ کا کوئی دوست ہوگا اور نہ مددگار

الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ

جو لوگ کہ دی ہم نے اُن کو کتاب پڑھتے ہیں اس کو حق پڑھنے اسکے کا

وہ لوگ جنہیں ہم نے یہ جلیل القدر کتاب دی ہے وہ اسے پڑھتے ہیں۔ جیسا کہ پڑھنے کا

وقف منزل

حل لغات:

١ قَانِتُوْنَ، صیغۂ جمع اسم فاعل باب نصر صحیح قَنَتَ مادہ اسکے اصلی معنے تو دوام کے ہیں مگر مستعمل تین طرح پر ہوتا ہے۔ طاعت و فرمانبرداری کے معنے پر جیسے وَالْقَانِتِيْنَ، طول قیام پر جیسے اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ طُوْلُ الْقُنُوْتِ سکوت پر وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ پھر قَانِتُوْنَ جو جمع ذوی العقول کا صیغہ ہے تغلیبًا اختیار کیا گیا ہے ٢ بَدِيْعُ صیغۂ صفت بمعنے مُبْدِعٌ جیسے اَلِيْمٌ بمعنے مُؤْلِمٌ اسکا مصدر ہے اِبْدَاعٌ جسکے معنے ایک شئی چیز پیدا کرنے کے ہیں کہ جس کی مثال اور نظیر پہلے موجود نہ ہو اسی لئے اس شخص کو مبتدع کہتے ہیں جو ایسی بات کہے جس کی مثال پہلے نہ گزری ہو یا وہ کام کرے کہ اس جیسا پہلے وجود میں نہ آیا ہو، امور دین میں نئی بات پیدا کرنے کو بدعت کہتے ہیں۔

ف اولاد ٹھیرانے والے یہود و نصاری اور مشرک ہیں۔ یہود نے عزیزؑ کو نصاریٰ نے مسیح کو مشرکین نے فرشتوں کو خدا کی اولاد کہا حالانکہ عزیر مسیح۔ ملائکہ زمین و آسمان سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کا پیدا کیا ہوا عالم ہے اللہ کی ذات پاک ہے کہ اسکے لئے اولاد یا بیوی ثابت کیجائے اس قسم کی بات کہنا یہ بہتان ہے ایسے کلمہ سے آسمان پھٹ پڑیں زمین شق ہو جائے پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں لیکن اللہ بڑا بردبار ہے۔ لوگ اس کی اولاد ٹھیراتے ہیں اور وہ رزق اور عافیت دیتا ہے قانتونؑ کے معنی ہیں نمازی کے اور بدیع وہ جو بے مثال سابق اور بغیر نقشہ کے بنادے لفظ کُنْ سے نہایت واضح ہوگیا کہ عیسیٰ بھی اسی کُن کے کہنے سے پیدا ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ سچ مچ کُن فرماتا ہے اور یہ معنی حقیقی ہیں مجاز کو دخل نہیں۔ ہاں جیسا خدا ویسا اسکا بولنا بات کرنا تمام سلف صالحین کا یہی عقیدہ ہے

توریت میں آنحضرتؐ کے اوصاف: ف۲ رافع بن خزیمہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر تم سچے رسول ہو تو اللہ تعالیٰ سے کہو کہ ہم لوگوں سے کلام کرے تاکہ اسکا کلام سنیں۔ اس پر یہ آیت اُتری موضع میں ہے یعنی اگلی امت جو یہود تھے وہ بھی اپنے نبی سے یہی کہتے تھے جواب کے لوگ کہنے لگے۔

ف یاایّھا النّبیّ انّا ارسلنٰک شاھدًا و مبشّرًا و نذیرًا وحرزًا للامّیّین انت عبدی و رسولی سمّیتک المتوکّل لیس بفظٍّ ولا غلیظٍ ولا سخّابٍ فی الاسواق ولا یدفع بالسّیّئة السّیّئة ولکن یعفو و یغفر ولن یقبضہ اللّٰہ حتّی یقیم بہ الملّة العوجاء بان یقولوا لا الٰہ الّا اللّٰہ و یفتح بہ اعینًا عمیًا و اٰذانًا صمًّا وقلوبًا غلفًا (ترجمان ص۱۵۷ ج۱) عطاء بن یسارؒ کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی صفت اللہ نے توریت میں مذکور فرمائی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے اے نبی ہمنے تم کو گواہ بناکر بھیجا ہے اور تم جنت کی خوشخبری سنانے والے، عذاب سے ڈرانے والے ہو۔ اور میرے بندے اور رسول ہو۔ میں نے تمہارا نام متوکل (اللہ پر بھروسہ کرنے والے) رکھا ہے۔ نہ بدمزاج، نہ سخت دل، نہ بازاروں میں چلّاکر پھرنے والے، نہ بدی کا بدلہ بدی سے لینے والے بلکہ معاف اور درگزر کرنے والے ہو۔ میں اسوقت تک فوت نہ کرونگا جب تک دین نہ پھیل جائے اور آپ کے ذریعہ لوگ سچے مسلمان نہ ہو جائیں اور ان کی اندھی آنکھیں کھل نہ جائیں اور بہرے کان سننے نہ لگ جائیں اور زنگ آلود دل صاف نہ ہو جائیں (احمد) بخاری کتاب البیوع اور کتاب التفسیر میں بھی یہ حدیث ہے اور مسند عبد الرزاق میں محمد قرظی سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کاش مجھے اپنے ماں باپ کے حالات معلوم ہو جاتے اس پر یہ آیت اُتری۔ مقصد یہ ہے تم جنت کی خوشخبری دیتے رہو اور عذاب الٰہی سے ڈراتے رہو تم سے کفار کی بابت سوال نہ کیا جائے گا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ وَعَلَیْنَا الْحِسَابُ یعنی تمہارے ذمہ صرف تبلیغ دین ہے اور حساب تو ہمارے ذمہ ہے۔ موضح میں ہے یعنی تجھ پر الزام نہیں کہ انکو مسلمان کیوں نہ کیا۔ ف۴ آیت ہذا کا مطلب یہ ہے کہ یہ یہود و نصاریٰ آپ سے ہرگز راضی نہ ہونگے۔ آپ بھی انھیں چھوڑ کر اپنے رب کی رضاجوئی میں لگ جائیے انھیں دعوتِ رسالت پہنچادیجئے دین حق وہی ہے جو خدا نے آپکو دیا ہے آپ اسی پر جمے رہیئے۔ اس ارشاد خداوندی میں کہ "اگر آپنے اہل کتاب کی خواہشات کی پیروی کی تو پھر آپ کا بھی کوئی حامی و ناصر نہیں ہے" یہ خطاب گو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہے مگر اُمت کے لئے بڑی وعید شدید ہے کہ کہیں یہود و نصاریٰ کے طرائق کی اتباع نہ کریں قرآن و سنت معلوم کر لینے کے بعد۔ پھر فرمایا یہود میں بعض لوگ اچھے ہیں اپنی کتاب سوچ سمجھ کر پڑھتے ہیں اور انصاف سے اسمیں غور کرتے ہیں پھر وہ اس قرآن پر بھی ایمان لاتے ہیں جیسے عبد اللہ بن سلامؓ اور انکے ساتھی جو مسلمان ہوگئے تھے۔

أُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهٖ ۗ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَأُولٰٓئِكَ

یہ لوگ ایمان لاتے ہیں ساتھ اسکے اور جو کوئی کفر کرے ساتھ اُسکے پس یہ لوگ

حق ہے اور وہی لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور جو اس کے منکر ہیں وہ ہی نقصان

ع ١٤ هُمُ الْخٰسِرُونَ ﴿١٢١﴾ يٰبَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا

وہ ہیں زیاں پانے والے اے بیٹو یعقوب کے یاد کرو

اٹھانے والے ہیں۔ اے اولاد یعقوب! میرے ان احسانات

نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى

نعمت میری جو انعام کی میں نے اوپر تمہارے اور یہ کہ بزرگی دی میں نے تم کو اوپر

کو یاد کرو۔ جو میں نے تم پر کئے۔ اور یہ کہ تمہیں تمام اہل جہان پر

الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٢٢﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ

عالموں کے اور ڈرو اس دن سے کہ نہ کفایت کریگا کوئی جی کسی جی سے

فضیلت دی اور اس دن سے ڈرو جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے

شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ

کچھ اور نہ قبول کیا جاوے گا اس سے بدلہ اور نہ فائدہ دے گی اس کو شفاعت

کچھ بھی کام نہ آئے گا۔ نہ اس سے معاوضہ قبول کیا جائے گا نہ اس کو سفارش

وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿١٢٣﴾ وَإِذِ ابْتَلٰٓى إِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ

اور نہ وہ مدد دیئے جاویں گے اور جس وقت آزمایا ابراہیم کو رب اُسکے نے

فائدہ دے گی اور نہ انکو مدد ہی مل سکے گی اور (یاد کرو) جبکہ ابراہیم کو ان کے رب نے

بِكَلِمٰتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ۗ قَالَ إِنِّيْ جَاعِلُكَ

ساتھ کئی باتوں کے پس پورا کیا اُن کو کہا تحقیق میں کرنے والا ہوں تجھ کو

چند باتوں میں آزمایا۔ انہوں نے ان کو پورا کیا تو اللہ نے فرمایا۔ ہم تمہیں لوگوں کا امام

لِلنَّاسِ إِمَامًا ۗ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۗ قَالَ لَا يَنَالُ

واسطے لوگوں کے امام کہا اور اولاد میری سے بھی کہا نہیں پہنچے گا

بنانے والے ہیں۔ (ابراہیم نے) کہا اور میری اولاد کو بھی؟ (اللہ نے) کہا کہ ہمارا اقرار ظالموں کے لئے نہیں ہوا کرتا

عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٢٤﴾ وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً[1]

عہد میرا ظالموں کو اور جب کیا ہم نے کعبہ کو جائے ثواب[1]

میرے عہد میں داخل نہیں اور (یاد کرو) جبکہ ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لئے

لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا ۗ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرٰهٖمَ

واسطے لوگوں کے اور امن والا اور پکڑو تم مقام ابراہیم کو

مرکز اور جائے امن قرار دیا اور حکم دیا کہ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔

مُصَلًّى ۗ وَعَهِدْنَآ إِلٰٓى إِبْرٰهٖمَ وَإِسْمٰعِيْلَ أَنْ طَهِّرَا

جائے نماز اور عہد کیا ہم نے طرف ابراہیم کے اور اسمٰعیل کے یہ کہ پاک کرو

اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل سے عہد لیا کہ تم میرے گھر کو طواف

حل لغات:

[1] مَثَابَةً، مقصد میمی۔ باب نصر اجوف واوی۔ ثوب مادہ۔ اصل مَثْوَبَةٌ، واو الف سے بدل گیا اس کے معنی رجوع کرنے کے ہیں جب پانی کسی وجہ سے نہر کی طرف اُلٹا لوٹتا ہے تو ثَابَ الْمَاءُ بولا جاتا ہے اور کنوئیں کے قعر کو جہاں پانی جمع ہوتا ہے مَثَاب کہتے ہیں۔

ف۱ بنی اسرائیل کو جو باتیں شروع میں یاد دلائی گئی تھیں اب ان کے سب حالات ذکر کرنے کے بعد پھر وہی امور بغرض تاکید و تنبیہ یاد دلائے گئے کہ خوب دل نشین ہو جائیں اور ہدایت قبول کریں۔

ف۲ مشرکین مکہ (بنی اسرائیل) ابراہیم علیہ السلام کو مانتے تھے اور ان کو اس پر فخر تھا کہ ان کا سلسلہ ابراہیم علیہ السلام سے ملتا ہے لیکن انکے طریقہ پر کوئی نہ تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل اور ان کی ملت کا حال بیان فرمایا کہ ابراہیمؑ نے اپنے دونوں بیٹوں اسحاقؑ و اسماعیلؑ کے حق میں نبوت کی دعا کی تھی اللہ نے دعا قبول کی اور فرمایا نبوت اور بزرگی تمہاری نیک اور فرمانبردار اولاد میں رہے گی لہٰذا یہ محمد صلی اللہ علیہ بھی ابراہیم علیہ السلام کی نیک اولاد میں ہیں اس لئے وہ نعمت ان کو ملی (تم بنی اسرائیل و مشرکین مکہ) نافرمان ہوئے اس لئے وہ نعمت تم سے جاتی رہی۔ اگرچہ کفار مکہ کا یہ دعویٰ تھا کہ ہم اولاد ابراہیمؑ ہونے کے علاوہ اس گھر (بیت اللہ) کے خادم بھی ہیں جو ہمارے دادا ابراہیمؑ کا بنایا ہوا ہے لیکن انھوں نے یہ نہ سوچا کہ جس دادا کے ہم پوتے کہلاتے ہیں اس دادا نے توحید کی خاطر نمرود کے بتوں کو توڑا اور اپنے آپ کو اس کے عوض آگ میں ڈلوانا منظور کر لیا دادا غیر اللہ کی پرستش کے دشمن اور تم پوتے غیر اللہ کے پجاری، غرض عہد ابراہیمی، وصیت ابراہیمی طریقہ ابراہیمی سب کو بالائے طاق رکھ کر تم کو اولاد ابراہیم ہونے کا کیا فخر ہے۔ پوتا وہ جو دادا کے طریقے پر ہو نہ وہ جو دادا کے طریقے کو مٹا دے۔ اللہ فرماتا ہے ہم نے اپنے بندے ابراہیمؑ کو کئی باتوں میں آزمایا وہ سچے نکلے۔ بیٹے کی قربانی کا حکم دیا، ستارہ پرستوں کی محبت اور برادری مع سگے باپ بلکہ وطن چھوڑنے کو کہا، ریگستان عرب میں خدا کے لئے عبادت خانہ بنانے اور اس کی حفاظت کے لئے اپنی اولاد بسانے کو کہا، نمرود نے آگ میں ڈالا ایمان پر قائم رہ کر اس میں گرنا منظور کیا یہ تھیں وہ باتیں جن میں خدا نے ابراہیمؑ کی آزمائش کی تھیں ۔ آیت میں کلمات سے مراد امامت، نبوت اور ملتِ ابراہیمی کے وہ سب احکام ہیں جو دس صحیفوں کے ذریعہ سے ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہوئے تھے مثلاً توحید، نماز، زکوٰۃ، بھلائی کا حکم کرنا، بُرائی سے روکنا، طہارت کرنا، مونچھوں کا کترنا، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، مسواک کرنا، مانگ نکالنا ناخن کترنا، اُسترہ لینا، بغل کے بال لینا، داڑھی کا چھوڑنا، ختنہ کرنا، غسل جمعہ، طواف، سعی مابین صفا و مروہ، رمی جمار، افاضہ، بارگاہِ الٰہی میں توبہ کرنا، لغو باتوں سے منہ پھیرنا، شرمگاہ کی حفاظت کرنا، ادائے امانت کرنا، وعدہ وفائی کرنا، قیامت کو سچا جاننا، عذابوں سے ڈرنا، سچی گواہی دینا، عاجزی کرنا، خیرات کرنا، روزہ رکھنا، ذکر الٰہی بکثرت کرنا وغیرہ یہ کل احکام ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام برضا و رغبت بجالائے تو اللہ نے امامت کا خطاب عطا کیا تو دُعا کی یہ سلسلہ اور انعام میری اولاد میں بھی رہے فرمایا نیک اولاد میں رہے گا۔ بدا اور بے انصافوں میں نہیں۔ تفسیر ابن کثیر حقانی حسن التفاسیر۔

حضرت ابراہیمؑ کے مختصر حالات

ف۳ موطا میں ہے کہ سب سے پہلے مہمان نواز ختنہ کرنے والے اور ناخن مونچھیں کٹوانے والے، پانی سے استنجا کرنے والے ابراہیم علیہ السلام ہی تھے۔ ایک حدیث میں ابراہیم علیہ السلام کو وفادار اس لئے بھی فرمایا کہ وہ روزانہ صبح کے وقت یہ پڑھتے تھے سُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ٥ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ٥ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ٥ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے حق میں امامت کی خوشخبری سُنکر اولاد کے لئے بھی دُعا کی اللہ تعالیٰ نے دعا کی قبولیت کے ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ ظالموں کو یہ بشارت نہیں ہے اس آیت میں خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بزرگی اور فضیلت کو بیان کیا گیا ہے جو توحید میں دُنیا کے امام مانے گئے ہیں اور ہر امتحان کرب و بلا میں صبر کر کے آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے فرمانوں کی بجا آوری اور فرمانبرداری میں ثابت قدمی کا نمونہ پیش کر گئے۔ چونکہ یہ ایک ایسی جلیل القدر اور معروف ہستی تھی، جس کو یہود و نصاریٰ اور خود مشرکین مکہ عقیدتمندی میں اپنا پیشوا و رہبر مانتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے .... قرآن مجید میں آپ کے کارہائے نمایاں کو بیان کر کے اپنے پیارے نبی اور آپ کے اصحاب کے وقار کو بلند کر دیا ہے کہ اس دین حنیف اور اُسوۂ ابراہیمی پر اے دُنیا والو تم قائم ہوئے نہیں۔ ہمارے رسولؐ و اصحابِ رسولؐ تو قائم ہیں

ابراہیم علیہ السلام کے مختصر حالات یوں ہیں۔

توریت میں آپ کا نام اَبرام اور ابراہم دونوں طرح سے آیا ہے جدید ترین تحقیق کے مطابق آپ کی ولادت بزمانہ سر چارلس مارسٹن ۲۱۶۰؁ قبل مسیح ہے اور عمر مبارک توریت میں ۱۷۵ سال بتائی ہے اس حساب سے سال وفات ۱۹۸۵؁ قبل مسیح ہوا۔ آپ کے والد کا نام قرآن کے تلفظ میں آذر تھا، آپ کا آبائی وطن ملک بابل ہیں کلدانیہ (انگریزی تلفظ کالڈیا) تھا جغرافیہ جدید میں اسے ملک عراق کہتے ہیں جس شہر میں آپ کی ولادت ہوئی اس کو توریت میں اُور بتایا گیا ہے یہ شہر اب عراق میں کھنڈروں کی شکل میں ہے جو ۱۹۲۲؁ء سے زمین کی کھدائی کے بعد پورے سات سال میں خلیج فارس کے دہانہ فرات اور بغداد کے تقریباً آدھی مسافت پر برآمد ہوا جس کو عراق گورنمنٹ نے عجائب خانہ کی حیثیت دے رکھی ہے اگرچہ بنی اسرائیل آپ کی بزرگی اور امامت کے قائل تھے اور آپ کو اپنا مورث اعلیٰ مانتے تھے لیکن نسلی طور سے نسلِ اسرائیلی اور نسلِ اسماعیلی میں ایک دیرینہ رقابت اور چپقلش چلی آ رہی تھی چونکہ یہ بنی اسرائیل عملی حیثیت سے مسلسل نافرمانیوں میں مبتلا ہو گئے تھے اور اللہ تعالیٰ کی نگاہوں میں معتوب اور مغضوب ہو گئے تھے

(باقی فائدہ بر صفحہ ۲۹)

بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾

گھر میرے کو طواف کرنے والوں کے اور اعتکاف کرنے والوں کے اور رکوع و سجود کرنے والوں کے

کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک صاف رکھو

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا

اور جب کہا ابراہیم نے اے میرے رب کر اس جگہ کو شہر امن والا

اور (یاد کرو) جبکہ ابراہیم نے کہا۔ اے رب اس کو ایک پر امن شہر بنا دے اور اس میں

وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ

اور رزق دے اس کے رہنے والوں کو میووں سے جو کوئی ایمان لاوے ان میں سے ساتھ اللہ کے

رہنے والوں میں سے ان کو جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائیں کھانے کو میوے دے (ارشاد) فرمایا

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا

اور دن پچھلے کے کہا اور جو کوئی کفر کرے پس فائدہ دوں گا اس کو تھوڑا

اور جو کافر ہوگا اسے بھی تھوڑے دنوں فائدہ اٹھانے دیں گے پھر گھسیٹ کر دوزخ

ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾

پھر بے بس کردوں گا اس کو طرف عذاب آگ کے اور بری ہے جگہ پھر جانے کی وہ

کے عذاب میں پہنچا دیں گے۔ اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ

اور جب اٹھاتا تھا ابراہیم نیویں یعنی بنیادیں گھر کی اور اسمٰعیل

اور یاد کرو جب ابراہیم اور اسمٰعیل بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے (اور کہہ رہے تھے)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾

اے رب ہمارے قبول کر ہم سے تحقیق تو ہی ہے سننے والا جاننے والا

اے ہمارے رب! ہماری محنت قبول فرما۔ بیشک تو سننے اور جاننے والا ہے

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ

اے ہمارے رب اور کر ہم دونوں کو مطیع واسطے اپنے اور اولاد ہماری سے

اے ہمارے رب! اور ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار بنا۔ اور ہماری اولاد میں سے

اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ

ایک جماعت فرمانبردار واسطے اپنے اور دکھا ہمکو طرح عبادت ہماری کی اور پھر آ

ایک امت پیدا کر جو تیری فرمانبردار ہو۔ اور ہم کو عبادت کے طریقے بتا اور ہماری

عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾ رَبَّنَا

اوپر ہمارے تحقیق تو ہی ہے پھر آنے والا مہربان اے رب ہمارے

توبہ قبول فرما۔ بیشک تو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے اے ہمارے رب

وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ

اور بھیج بیچ ان کے پیغمبر ان ہی میں سے جو پڑھے اوپر ان کے آیتیں تیری

ان میں سے ایک عظیم الشان رسول مبعوث فرما جو انکو تیرے احکام سنائے کتاب و حکمت

حل لغات:-

۱؎ الرکع السجود رکع جمع راکع۔ رکوع سے لیا گیا ہے جسکے معنی پشت خم کرنیکے ہیں۔ اسی طرح السجود جمع ساجد۔ سجود سے ماخوذ ہے اور اسکے معنی زمین پر سر رکھنے اور عاجزی کرنے کے ہیں اور چونکہ نماز کو سجادہ اسی لئے کہا جاتا ہے

منزل ۱

کہ نماز کے وقت اس پر سر رکھتے ہیں۔ ۲؎ اَضْطَرُّهٗ صیغہ واحد متکلم مضارع باب افتعال مضاعف ثلاثی۔ ضر مادہ جس کے معنی نقصان کے ہیں۔ عورت کی سوکن کو اسی واسطے ضرہ کہا جاتا ہے کہ وہ اسے نقصان پہنچانے میں کوشش کرتی ہے اضطرار لیتے ہیں کسی کو ایک کام یہاں تک مجبور کرنے کو کہ وہ اسے

(بقیہ فائدہ ۵ صفحہ ۲۸) جس پر اللہ تعالیٰ نے جو فضیلت ان کی نسل کو دی تھی وہ واپس لے لی اور نسل اسمٰعیل کو منتقل کر کے اپنے پیارے نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر ابراہیم علیہ السلام کی چاہت کے مطابق پوری دنیا کے لئے امام مقرر فرما دیا۔ اِبْتَلٰی کے معنی امتحان اور آزمائش کے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے توحید کی کسوٹی پر کس کس طرح کسا۔ ایک بڑی صبر آزما زندگی تھی۔ مثلاً آپ چاند اور ستاروں سے آزمائے گئے۔ باپ آزر (بت تراش) کی سختی اور پھر جدائی سے آزمایا گیا۔ آگ میں ڈلوا کر امتحان لیا گیا بیٹے اسمٰعیل کی قربانی مانگی غرضیکہ ہر امتحان اور کرب و بلا میں اپنے آپ کو صبر و استقلال کا ایک بہترین نمونہ بنایا تاکہ آنے والی دنیا کے لئے علم و عمل میں کوئی شک و شبہ نہ رہے اور توحید کے پرستار آپ کے نقش قدم پر گامزن ہو کر اپنے معبود حقیقی کی رضا جوئی کے لئے ہر قسم کی قربانی پیش کرنے پر مستعد رہیں۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ آپ ان تمام آزمائشوں کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے وہ احکام بھی بجا لاتے رہے جن کو کلمٰت سے اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔ کلمٰت سے اللہ کے احکام مراد ہیں یعنی احکام حج ...... مونچھوں کا کم کرنا۔ مسواک کرنا۔ کلی کرنا۔ ناک صاف کرنا۔ ختنہ کرانا۔ سر کے بال حکم کے مطابق رکھوانا۔ بغل کے بال لینا۔ زیر ناف کے بال لینا۔ جمعہ کے دن غسل کرنا وغیرہ۔ غرضیکہ پورے ارکان اسلامی پر عمل کر کے ثابت کر دکھایا کہ اگر امامت کی مستحق کوئی ہستی ہو سکتی ہے تو وہ ابراہیم اور ان کی نسل کے سچے صالح افراد ہی نیابت الٰہی کے لئے موزوں ہو سکتے ہیں۔ آج بھی مخالفین اسلام آپ کے سچے اور مخلص فرمانبردار ہونے کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ وہ مورث اعلیٰ کسی نسل کے نہیں بلکہ وہ مذہبی تحریک کے اصل بانی اور امام تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح جو آپ کے تقریباً دو ہزار سال بعد پیدا ہوئے" اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرے ہر امتحان اور حکم برداری میں پورا اترا تو میں نے اس سے ایک وعدہ کیا کہ میں تجھ کو لوگوں کا امام بناؤں گا اس کامیابی کی خوشخبری سن کر فوراً اپنی اولاد (نسل) کے حق میں دعا فرمانے لگے (آپ کی یہ پہلی دعا ہے) یہ ایک فطری چیز ہے کہ جب انسان اپنے آپ کو ہر طرح خوش و خرم دیکھتا ہے تو اپنی اولاد کے حق میں بھی وہ تمام نعمتیں اور سہولتیں پسند کرتا ہے جو اسے خود میسر آئی ہوئی ہوتی ہیں۔ اسی بنا پر حضرت ابراہیمؑ نے فوراً اللہ تعالیٰ سے اپنی پوری اولاد کے لئے امامت کی دعا مانگی جس پر حکم ہوا کہ قبول تو کی جاتی ہے لیکن شرط کے ساتھ کیونکہ آپ کی اولاد میں ظالم بھی ہوں گے ان کو اللہ تعالیٰ کا وعدہ نہیں پہنچے گا۔ وہ امام نہیں بنائے جائیں گے ظالم سے مراد بعض نے مشرک بھی لیا ہے۔ سو شرک کرنے والوں اور ظلم کرنے والوں سے اللہ کا کوئی وعدہ نہیں اگرچہ دنیا میں تھوڑا بہت پھل پھول لیں لیکن آخرت ان کے لئے تاریک اور بے یار و مددگار ثابت ہوگی اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالم حکم عدولی اور شرک کرنے والوں کو خواہ آپ کی اولاد سے ہی ہوں کبھی عزت و حشمت نہیں بخشے گا۔ سو اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا آپ کے بعد تمام انبیاء آپ ہی کی نسل سے آتے رہے۔ اور ہمارے حضور بھی آپ ہی کی اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے خاندان سے تمام بنی نوع انسان کے لئے آخری نبی بنا کر بھیجے گئے جن کے بعد کوئی نیا رسول اور نبی نہیں آئے گا۔ آپ کے بعد جتنے لوگ نبوت کا دعویٰ کرتے رہیں یا کریں گے سب باطل اور کاذب ہوں گے۔ ۱۲ (ماخوذ)۔

فوائد صفحہ ھذا

۱ بنی اسرائیل کے واقعات میں ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت بیان فرمائی۔ اب ان کے ذکر کے تحت بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ کی فضیلت بیان فرمائی۔ یعنی خدا کا یہ پہلا گھر مکہ میں ہے جو برکت و ہدایت۔ امن و امان والا ہے۔ آپ صلعم نے فتح مکہ کے دن فرمایا تھا یہ وہ شہر ہے جس کو اللہ نے زمین و آسمان کی پیدائش کے دن سے حرام کر دیا۔ یہاں کانٹا توڑنا، شکار کرنا قتال کرنا جائز نہیں۔ ابن عباس رضہ سے ہے اگر لوگ اس گھر کا حج نہ کریں تو اللہ آسمان کو زمین پر گرا کر ایک طبق کر دے۔ مَثَابَةً کے دو معنی کئے ہیں ایک یہ کہ لوگ یہاں آکر ثواب حاصل کرتے ہیں دوسرا یہ کہ اجتماع کی جگہ ہے لوگ بار بار آئیں گے۔ اور امن سے یہ مراد ہے کہ جاہلیت کے زمانہ میں گرد مکہ لوٹ مار تھی (بقیہ فائدہ ۱ صفحہ ۳۰)

★ چاروناچار اختیار کر لے اور یہ لازم و متعدی دونوں طرح مستعمل ہوتا ہے باب افتعال کی تے طا سے اسلئے بدل گئی کہ اس کا فے کلمہ ضاد ہے۔ قَوَاعِدَ جمع قاعدہ بمعنی جڑ، بنیاد۔ اسکے اصل معنی قائم و ثابت کے ہیں اَقْعَدَكَ اللّٰهُ یعنی اَسْاَلُ اللّٰهَ اَنْ یُّقْعِدَكَ اَیْ یُثَبِّتَكَ چونکہ مکان کی بنیادیں بھی اکثر قائم و برقرار رہتی ہیں اسلئے انہیں قَوَاعِدُ الْبَیْتِ کہتے ہیں۔

۱ اَرِنَا۔ اَرِ صیغہ واحد مذکر حاضر امر باب افعال مہموز العین ناقص یائی۔ رای مادہ اصل اَرْاِیْ ہے آخر امر میں واقع ہونیکی وجہ سے حذف ہو گئی۔ ہمزہ متحرک حرف ساکن کے بعد واقع ہوا۔ اسکی حرکت ماقبل کو دی اور وہ حذف ہو گیا۔

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ

اور سکھلاوے ان کو کتاب اور حکمت اور پاک کرے ان کو

کی تعلیم دے اور پاکیزہ (نفس) بنا دے بیشک

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾ وَمَنْ يَّرْغَبُ ۱۵ ع ۸ ۱۵

تحقیق تو ہی ہے غالب حکمت والا اور کون پھر جاتا ہے

تو غالب اور حکمت والا ہے اور ملت ابراہیمی سے کون

عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ

دین ابراہیم کے سے مگر جس نے بیوقوف کیا جان اپنی کو مگر اور البتہ

منہ موڑ سکتا ہے بجز اس شخص کے جو احمق ہو اور انہیں تو

اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ

پسند کیا ہم نے اس کو بیچ دنیا کے یعنی ابراہیم کو اور تحقیق وہ بیچ آخرت کے البتہ

ہم نے دنیا میں (بھی) برگزیدہ فرمایا تھا اور آخرت میں (بھی) وہ بلاشبہ جماعت

الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ

صالحوں سے ہے جب کہا اس کو رب اس کے نے کہ مطیع ہو کہا مطیع ہوا میں

صالحین میں سے ہونگے یاد کرو جب (ابراہیم کو) اس کے رب نے کہا کہ تم فرمانبردار ہو جا

لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ

واسطے پروردگار عالموں کے اور وصیت کی ساتھ اس کے ابراہیم نے

اس نے کہا میں رب العالمین کا فرمانبردار ہوا اور ابراہیم اور یعقوب نے اپنے بیٹوں کو

بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ

بیٹوں اپنوں کو اور یعقوب نے اے بیٹو میرے تحقیق اللہ نے پسند کیا ہے واسطے تمہارے

اسی مسلک کی وصیت کی کہ بیٹو! بیشک اللہ نے تمہارے لئے اس دین کو چن لیا ہے

الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمْ

دین پس نہ مرو تم مگر اور تم مطیع ہو کیا

پس تم جو مرو تو اسلام ہی کی حالت میں مرو پھر کیا

كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ

تم تھے حاضر جس وقت آئی یعقوب کو موت جس وقت

تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کا آخری وقت آیا

قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ

کہا اس نے واسطے بیٹوں اپنے کے کس چیز کو عبادت کرو گے تم پیچھے میرے سے کہا انہوں نے عبادت کریں گے

جب اس نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے انہوں نے کہا ہم اسی

اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَاۗىِٕكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ

ہم معبود تیرے کو اور معبود باپوں تیرے کے ابراہیم اور اسمٰعیل

خدائے واحد کی عبادت کریں گے جس کی عبادت

حل لغات:-

۱ سَفِهَ نَفْسَهٗ . سَفِہَ فے کے ضمے اور کسرے دونوں سے آیا ہے اور پہلی صورت میں لازم ہے اور دوسری میں متعدی اسکے اصلی معنی تو ہیں خفت و سبکی کے۔ مگر عرف میں سفہ بے خبری اور کم عقلی کو کہتے ہیں پھر نفسہ کے منصوب ہونے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ مفعول ہو اور اس وقت سفہ یا تو اَهْلَكَ اور اَوْبَقَ کے معنی میں ہوگا۔ یا اِمْتَهَنَ اور اِسْتَخَفَّ کے معنی میں ہوگا۔ دوسرے یہ کہ منصوب بنزع خافض ہو اور تقدیر عبارت یوں ہو سَفِهَ فِیْ نَفْسِہٖ ★

(بقیہ فائدہ صفحہ ۲۹) لیکن مکہ کے لوگ چین و آرام میں تھے اور اب بھی بے کھٹکے رہتے ہیں۔ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر خانہ کعبہ تعمیر کیا تھا اسمٰعیلؑ پتھر اُٹھا اُٹھا کر دیتے جاتے تھے اور اسی پر کھڑے ہو کر حج کی دعوت دی تھی۔ انس بن مالک رضؓ نے کہا میں نے اس پر قدم کے نشان دیکھے لیکن لوگوں کے ہاتھوں نے مسح کر کے مٹا دئے۔ واضح ہو شرعاً اس پتھر کے چومنے چاٹنے کی اجازت نہیں البتہ حجر اسود کا بوسہ لینا جائز درست ہے۔ جو بزرگوں کی قبروں کی مٹی یا وہاں سے پانی تبرکاً لاتے ہیں اور اس میں شفا جانتے ہیں یا قبروں کو چومتے چاٹتے ہیں جبکہ خانہ کعبہ کے کسی پتھر کو سوائے حجر اسود کے چومنا چاٹنا سوا آبِ زم کے کسی چیز میں وہاں کی بزرگی کی وجہ سے شفا جاننا جائز درست نہیں تو دیگر مقامات میں کب جائز ہو سکتا ہے۔ بخاری شریف مطبوعہ مصر ج ۳ ص۹۹ میں ہے کہ حضرت عمر رضؓ نے کہا کہ اللہ نے میری موافقت کی تین باتوں میں (۱) مقام ابراہیم کو مصلیٰ بنایا جائے چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی اور مقام ابراہیم کو مصلے بنایا گیا۔ دوئم یہ کہ ازواج مطہرات کے پردہ کے بارے میں وہ بھی حکم اترا۔ سوئم یہ جب مجھے معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام اپنی بیویوں سے خفا ہیں تو میں نے ان سے جا کر کہا اگر تم نبی کو ناراض کرنے سے باز نہ آئی تو اللہ تمہارے عوض نبی کو اور بیویاں عطا فرما دے گا۔ چنانچہ آیت عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ الخ نازل ہوئی۔

ایک روایت میں بدر کے قیدیوں سے فدیہ نہ لیا جانے کے بارے میں حضرت عمر رضؓ کی رب سے موافقت مروی ہے اسی طرح سردار منافقین عبداللہ بن ابی کے جنازے کے بارے میں فاروق رضؓ کی موافقت ثابت ہے سورہ توبہ کی آیت وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ الخ نازل ہوئی آیت ہٰذا کو مقام ابراہیم پر پڑھنا سُنّت ہے جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ نبی علیہ السلام نے پہلے طواف میں تین مرتبہ رمل کیا یعنی ڈلکی چال چلے اور چار پھیرے چل کر کئے پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی اور یہ آیت تلاوت فرمائی وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ۱۲

ف۲ یعنی وہاں بُرا کام نہ کرے اور ناپاک اس کا طواف نہ کرے اور تمام آلودگیوں سے صاف رکھا جائے نبی علیہ السلام نے فرمایا طواف کرنے اور دو رکعت نماز پڑھنے سے غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ جلیل المناسک میں ہے اللہ تعالیٰ اہل بیت اللہ پر روزانہ ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے ساٹھ طواف کرنے والوں پر چالیس نمازیوں پر اور بیس صرف خانہ کعبہ کو دیکھنے والوں کو نصیب ہوتی ہیں اور پچاس طواف کرنے والا گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ اس کی ماں نے جنا تھا۔ ایک طواف بیت اللہ کے سات پھیرے کر کے دو رکعت نماز پڑھنے سے پورا ہوتا ہے۔ ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ آیت ہٰذا سے اللہ کے گھر کو شرک یعنی غیر اللہ پرستی وغیرہ سے پاک رکھنا مراد ہے اور اس آیت سے دیگر مساجد کو بھی پاک صاف رکھنے کا ثبوت حاصل ہوا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کے حرم ہونے کی دُعا کی۔ اور میں مدینہ کے حرم ہونے کی دعا کرتا ہوں ــــ ـــ ـ ـ ــ معلوم ہوا مکہ و مدینہ حرمین ہیں ان کی عزت حرمت رکھنا ضروری ہے۔ ترجمان میں ہے۔ "کہ فضائل حرمین جدا جدا آئے ہیں جس کی جو فضیلت آئی ہے وہ اپنی جگہ خود ثابت ہے..... ہم کو چاہئے کہ فضیلت مذکور کو نگاہ رکھیں مکہ معظمہ سے بعد حج و عمرہ کے سفر مسجد نبوی کریں وہاں پہنچ کر زیارت ـ ---- سے مشرف ہوں ۱۲

ف۳ قسطلانی شرح صحیح بخاری میں ہے کہ کعبہ دس بار بنایا گیا اوّل فرشتوں نے پھر آدمؑ نے (پانچ پہاڑوں حراء۔ طور سینا۔ طور زیتا۔ جبل لبنان جودی سے بنایا تھا) پھر شیثؑ نے، یہ مٹی پتھر کا تھا جو طوفانِ نوحؑ میں ڈوب گیا۔ پھر ابراہیم خلیلؑ اور اسمٰعیل جلیلؑ نے۔ پھر عمالقہ نے۔ پھر قبیلہ جرہم نے اس کے بانی کا نام حارث بن مضاض تھا۔ پھر قصی بن کلاب نے جو پانچواں دادا رسول اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ پھر قریش نے۔ پھر عبداللہ بن زبیر نے اوائل ۶۴ھ میں پھر حجاج بن یوسف نے انتہی۔ سلیمان بن جمیل نے کہا اس کے بعد بعض ملوک نے (یعنی شاہ روم نے) ۱۰۳۹ھ میں بنایا اور وہی بنا اب تک قائم ہے۔ ترجمان وغیرہ ـــ یہ دعا کہ ہم کو مسلمان بنا اور حج کے احکام سکھا اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم کو اپنا حکم بردار کر ہم تیری طاعت عبادت میں کسی کو شریک نہ کریں۔ حج کے صحیح اور مدلل و مفصل باترتیب احکام و مسائل سلیس اردو میں مع ادعیہ مسنونہ ---- مقصود ہوں تو میرے محترم استاد حضرت العلامہ عامل روحانی مولانا الحاج ابو الخلیل عبد الجلیل خاں صاحب رحمہ اللہ مدیر پندرہ روزہ صحیفہ اہلحدیث کی تصنیف کردہ کتاب بنام "جلیل المناسک" ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲

(صفحہ ہٰذا کا فائدہ صفحہ ۳۱ پر ملاحظہ ہو)

★ لہ اصْطَفَيْنَا صیغہ جمع متکلم ماضی باب افتعال۔ ناقص واوی۔ صفو مادہ اصل اِصْطَفَوْنَا واو اخیر میں واقع ہوا۔ یے ہو گیا۔ اور تائے افتعال طا سے بدل گئی۔ ۲ه بَنِيْهِ اصل میں بَنِيْنَ تھا جمع کا نون اضافت کی وجہ سے گر پڑا۔ اسی طرح تثنیہ کا نون بھی اضافت کی حالت میں گر پڑتا ہے۔ ۳ه یٰبَنِیَّ۔ اصل میں یَا بَنِیْنِیْ تھا بنین جمع ابن یائے متکلم کی طرف مضاف ہے۔ نون جمع اضافت کی وجہ سے حذف ہو کر ایک یے دوسری میں مدغم ہو گئی۔

وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿١٣٣﴾
اور اسحٰق کے کو معبود ایک کو اور ہم واسطے اس کے مطیع ہیں ف
آپ اور آپ کے بزرگ ابراہیم و اسمٰعیل اور اسحٰق کرتے رہے اور ہم اسی خدا کے فرمانبردار ہیں

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا
یہ تھی ایک امت تحقیق گذر گئی واسطے ان کے تھا جو کچھ کمایا انہوں نے اور واسطے تمہارے
یہ ایک امت تھی جو گذر گئی ان کے اعمال ان کے کام آئیں گے اور تمہارے اعمال تمہارے کام۔ اور

كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٣٤﴾ وَقَالُوْا
ہے جو کچھ کمایا تم نے اور نہ پوچھے جاؤ گے تم اس چیز سے کہ تھے وہ کرتے وہ اور کہا
تم سے ان کے اعمال کے متعلق باز پرس نہ ہو گی اور وہ

كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ
انہوں نے ہو جاؤ موسائی یا عیسائی راہ پاؤ گے تم کہہ بلکہ پیروی کرتے ہیں
کہتے ہیں کہ یہودی یا عیسائی ہو جاؤ تو ہدایت پاؤ گے آپ کہہ دیجئے کہ ملت ابراہیمی

اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٣٥﴾ قُوْلُوْٓا
ہم دین ابراہیم کی جو یک طرف کا تھا اور نہ تھا مشرکوں سے وہ کہو ایمان
کی اطاعت شعاری سے (ہدایت حاصل ہو گی) جو حق پسند تھے وہ گروہ مشرکین میں سے نہ تھے۔ کہہ دو

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ
لائے ہم ساتھ اللہ کے اور جو کچھ اتاری گئی طرف ہماری اور جو کچھ اتاری گئی طرف ابراہیم کی
کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کتاب پر جو ہماری طرف نازل ہوئی اور ان احکامات پر

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ
اور اسمٰعیل اور اسحٰق کی اور یعقوب کی اور اولاد اس کی کی اور جو
جو ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق، یعقوب اور ان کی اولاد پر نازل ہوئے تھے۔

اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ
کچھ دی گئی موسیٰ اور عیسیٰ کو اور جو کچھ دی گئی پیغمبروں کو پروردگار اپنے سے
اور ان کتابوں پر جو موسیٰ، عیسیٰ اور تمام انبیاء کو اپنے پروردگار کی طرف سے

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿١٣٦﴾
نہیں جدائی ڈالتے ہم درمیان کسی کے ان میں سے اور ہم واسطے اس کے مطیع ہیں ف
دی گئی تھیں۔ ہم ان میں سے کسی کے درمیان کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَ
پس اگر ایمان لاویں ساتھ اس چیز کے کہ ایمان لائے ہو تم ساتھ اس کے پس تحقیق راہ پائی اور
پس اگر یہ لوگ اسی طرح ایمان لے آئیں جس طرح آپ اس کتاب پر ایمان لائے ہیں تو یقیناً انہوں نے

اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ
اگر پھر جاویں پس سوائے اس کے نہیں کہ وہ بیچ خلاف کے ہیں پس شتاب کفایت کرے گا تجھ کو ان سے اللہ
ہدایت پائی اور اگر انہوں نے منہ موڑ لیا تو یہ ان کی ضد ہے اسی لئے ان کے مقابلے میں اللہ ہی کافی ہے اور وہ

ربع

حل لغات۔

لہ شِقَاقٍ جس کے معنے ضد اور مخالفت کے ہیں باب مفاعلة کا مصدر ہے جس طرح خلاف مخالفة اور عداء معاداة کا۔ یہ شق بمعنی جانب سے لیا گیا ہے۔ چونکہ دو مخالفوں میں سے ہر ایک شخص دوسرے کے خلاف جانب اختیار کرتا ہے اس لئے شقاق ضد اور مخالفت کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔

(فوائد صفحہ ۳۰) **ہمارے نبی محمد صلعم کی بعثت کی پیشگوئی**

فٓ مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خدا کے نزدیک خاتم النبیین اس وقت سے ہوں جبکہ آدمؑ ابھی مٹی کی صورت میں تھے۔ میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا اور حضرت عیسیٰ کی بشارت ہوں۔ اور اپنی ماں کا خواب۔ انبیاء کی والدہ کو ایسے ہی خواب آتے تھے۔ ابوالعالیہؒ نے کہا جب ابراہیمؑ نے یہ دعا کی تو ان سے کہہ دیا گیا تمہاری دعا مقبول ہے رسول مقبول آخر زمانہ میں آخری نبی ہوں گے۔ حضرت ابراہیمؑ کی یہ دعا اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے موافق تھی اسی لئے قبول ہوئی وہ تقدیر یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنانا تھا۔ اس آیت میں رسول سے مراد محمد صلعم ہیں اور کتاب سے مراد قرآن ہے حکمت سے مراد سنت یعنی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (فتح البیان) کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا یہ ہے کہ وہ رسول ایسا ہو کہ کتاب وحکمت لوگوں کو سکھائے لہٰذا یہ ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن وسنت یہی دو چیزیں صحابہؓ کو سکھائی ہیں۔

فٓ عبد اللہ بن سلام رضؓ نے اپنے چچا زاد بھائی سلمہ اور مہاجر کو کہا کہ تم خوب جانتے ہو کہ توریت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک آخری نبی پیدا کروں گا جن کا نام احمد ہوگا جو شخص ان پر ایمان لائیگا وہ ہدایت پر ہوگا اور مراد کو پہنچے گا اور جو منکر ہوگا اس پر لعنت ہوگی یہ سن کر سلمہ ایمان لایا اور مہاجر نہ مانا اور بے غیرتی کی تب یہ آیت نازل ہوئی اب بھی جو ملت اسلام، مذہب حق، قرآن وحدیث چھوڑ کر دیگر مذہب چال چلن، پر چلے بس اس سے اور زیادہ کیا ظلم اور بیوقوفی ہوگی۔ **فٓ** جس ملت ومذہب کا شرف مذکور ہو چکا اسی ملت کی وصیت حضرت ابراہیم وحضرت یعقوبؑ نے اپنی اولاد کو فرمائی۔ تو جو اس کو نہ مانے گا وہ اُن کا بھی مخالف ہوا۔ اور یہود کہتے تھے کہ حضرت یعقوبؑ نے اپنی اولاد کو یہودیت کی وصیت فرمائی سو وہ جھوٹے ہیں جیسا کہ اگلی آیت میں آیا ہے (اصول توحید)

فوائد صفحہ ھذا

اصول توحید۔ **فٓ** تمام انبیاء کا اصول دین (توحید) ایک ہی تھا اسی کی وہ وصیت کرتے تھے۔ نَعۡبُدُ اِلٰهَكَ سے یہ مراد ہے کہ ہم توحید الوہیت قبول کرتے ہیں اور توحید کی دو قسمیں ہیں۔ ربوبیت والوہیت۔ ربوبیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو آسمان وزمین اور ہر چیز کا مالک وخالق رازق جاننا اس توحید کو کافر بھی مانتے تھے صرف اسی توحید کو قبول کرنے سے نجات نہیں ملتی۔ اور الوہیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کو نفع نقصان کا مالک سمجھنا اسی کو دستگیر اور مشکل کشا جاننا اور ساتھ ہی یہ بھی اعتقاد رکھنا کہ اللہ کے کارخانہ میں کسی کو کچھ اختیار نہیں بلکہ سب چھوٹے بڑے ..... عاجز اور بے اختیار بندے ہیں اسی توحید الوہیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام بھیجے کتابیں نازل کیں کافر لوگ اس توحید کو نہ مان کر کافر ہوئے۔ اس آیت میں اسمٰعیلؑ کا آباء میں ذکر بطور تغلیب کے ہے اس لئے کہ اسمٰعیلؑ یعقوبؑ کے باپ نہ تھے لیکن چچا بھی مثل باپ کے ہے اور خالہ ماں کے قائمقام ہوتی ہے۔

فٓ اس آیت میں ان لوگوں کا رد ہے جو اپنے حسب ونسب پر فخر کرتے ہیں اور اپنے آباء واجداد کے عمل پر توکل کر کے تمنائے باطل سے جی خوش کر لیتے ہیں یہی مضمون حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو عمل کے سبب سے پیچھے رہا اسکو نسب آگے نہیں لیجائیگا۔ تمہارے عمل تمہارے ساتھ اور ان کے عمل ان کے ساتھ۔

فٓ حنیفاً یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے والا اور ما سوا اللہ سے منہ پھیرنے والا۔ ادب مفرد میں امام بخاری رح نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کیا گیا کہ کون سا دین اللہ کو زیادہ محبوب ہے آپؐ نے فرمایا ملت ابراہیمؑ یعنی جس میں کسی طرح کے شرک وبدعت کا لگاؤ نہیں خالص توحید، مجرد اتباع ہے مقصد یہ کہ اس میں رد ہے یہود اور نصاریٰ کے اس عقیدہ کا کہ وہ عزیرؑ اور عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں جب سب کے پیشوا یعنی ابراہیمؑ مشرک نہ تھے تو تم اپنے آپکو اسکی ملت کیطرف منسوب کر کے کہاں سے یہ شرک نکال لائے۔ بس تمام فرقوں میں کوئی بروئے انصاف ابراہیمی نہ رہا صرف اہل اسلام ملت ابراہیمی میں رہے بخاری وغیرہ میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم سب انبیاء علّاتی بھائی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سب انبیاء کے اصول توحیدی ایک ہیں۔ شریعت تفصیل میں البتہ مختلف ہیں جس سے حلال وحرام وغیرہ امور تفصیلی وقت کی مصلحت سے بدلتے رہتے ہیں۔ اصول توحید کبھی نہیں بدلے گئے۔ **حضرت ابراہیمؑ کی اولاد کا ذکر** **فٓ** حدیث میں ہے نبی علیہ السلام سنت فجر کی پہلی رکعت میں آیت قُوْلُوْا اٰمَنَّا الخ اور دوسری رکعت میں اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ پڑھا کرتے تھے۔ اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ ہم سب رسولوں اور کتابوں پر ایمان لاتے ہیں اور حق سمجھتے ہیں اور سب اپنے اپنے زمانہ میں واجب الاتباع تھے بخلاف یہود ونصاریٰ کے اپنے دین کے سوا سب کی تکذیب کرتے ہیں چاہے ان کا دین منسوخ ہی ہو چکا ہو۔ معلوم ہوا قرآن مجید پر بھی عمل اس طریقہ پر ہونا چاہیئے جس طریقہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو عملاً دکھایا اور محدثین رہ نے اس کو کتب حدیث امہات الکتب صحاح ستہ میں قلمبند کر دیا تفسیر حقانی میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے آٹھ بیٹے تھے بڑے اسمٰعیلؑ ان سے چھوٹے اسحٰقؑ یہ نبی ہیں اور قتورہ کنعانیہ کے پیٹ سے زمران، یقسان۔ مدان۔ مدیان۔ اسباق۔ سوخ پیدا ہوئے مدیان کی (بقیہ صفحہ ۳۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٣٧﴾ صِبْغَةَ اللَّهِ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ

اور وہ سننے والا جاننے والا ہے ﴿ﻟﮧ﴾ رنگ دیا ہے ہم کو اللہ نے اور کون ہے بہتر

سننے والا جاننے والا ہے ہم نے اللہ کا رنگ قبول کیا ہے اور اللہ کے رنگ سے

مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً ۖ وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ ﴿١٣٨﴾ قُلْ

خدا سے رنگ میں اور ہم اسی کو عبادت کرنیوالے ہیں ﴿ق﴾ کہ

اور کس کا رنگ بہتر ہو سکتا ہے اور ہم تو اسی اللہ کے پرستار ہیں کہہ دیجئے

أَتُحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَا

کیا جھگڑتے ہو تم ہم سے بیچ اللہ کے اور وہ ہے پروردگار ہمارا اور پروردگار تمہارا اور واسطے ہمارے ہیں

کیا تم اللہ کے معاملہ میں ہم سے جھگڑا کرنا چاہتے ہو حالانکہ وہی ہمارا رب ہے اور وہی تمہارا۔ ہمارے لئے

أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ ﴿١٣٩﴾

عمل ہمارے اور واسطے تمہارے ہیں عمل تمہارے اور ہم واسطے اسکے اخلاص کرنے والے ہیں ﴿ق﴾

ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال، اور ہم اسی کے مخلص (بندے) ہیں۔

أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ

کیا کہتے ہو تم تحقیق ابراہیم اور اسمعیل اور اسحٰق

کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیم، اسمعیل، اسحٰق

وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۗ

اور یعقوب اور اولاد اس کی کو تھے وہ یہودی یا نصاریٰ

یعقوب اور ان کی اولاد یہودی یا عیسائی تھے۔ بتاؤ کہ تم زیادہ

قُلْ أَأَنْتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللَّهُ ۗ وَمَنْ أَظْلَمُ

کہو کیا تم بہت جاننے والے ہو یا اللہ؟ اور کون ہے بہت ظالم

جاننے والے ہو یا اللہ۔ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا۔ جو اللہ کی اس

مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللَّهِ ۗ وَمَا

اس شخص سے کہ چھپاتا ہے گواہی جو پاس اسکے ہے اللہ کی طرف سے اور نہیں

شہادت کو جو اس کے پاس ہے چھپائے اور

اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٤٠﴾ تِلْكَ أُمَّةٌ

اللہ بے خبر اس چیز سے کہ کرتے ہو ﴿ق﴾ یہ ایک امت تھی

اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں یہ ایک امت تھی

قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا

کہ تحقیق گزر گئی واسطے ان کے تھا جو کمایا انہوں نے اور واسطے تمہارے ہے جو

جو گزر گئی۔ ان کے اعمال ان کے کام آئیں گے اور تمہارے اعمال تمہارے

كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤١﴾ ع ۱۶/۱۲ ۱۶

کمایا تم نے اور نہ پوچھے جاؤ گے تم اس چیز سے کہ تھے وہ کرتے ﴿ع﴾

کام، اور تم سے ان کے اعمال کے متعلق کوئی بازپرس نہ ہوگی۔

[illegible]

حل لغات:-
ﻟﮧ صِبغۃ صَبغ سے لیا گیا ہے جس طرح جِلسۃ جَلس سے۔ جس چیز سے کپڑوں پر رنگ چڑھایا جاتا ہے اُسے صَبغ کہتے ہیں۔ یہ صیغہ حالت ہیئت پر دلالت کرتا ہے جیسے جِلسۃ اور قِعدۃ بیٹھنے کی ایک ہیئت پر دلالت کرتے ہیں۔ پھر صبغہ سے مراد ہے دینِ الٰہی اور یہ اس لئے کہ نصاریٰ اپنی اولاد کو اور نہ صرف اولاد کو بلکہ ہر ایک مذہب عیسوی میں داخل ہونے والے کو زرد پانی میں غوطہ دیکر کہتے اب نصرانی ہوا اور اسکا نام اصطباغ رکھتے۔ خدا نے مسلمانوں سے فرمایا کہ خدا کا رنگ یعنی دینِ اسلام طلب کرو۔

تحویل قبلہ کا بیان ۔ **ف۱** نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مکہ سے مدینہ تشریف لائے تو سولہ سترہ مہینے بیت المقدس ہی کی طرف نماز پڑھتے رہے اسکے بعد کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم آگیا تو یہود اور مشرکین اور منافقین اور بعض کچے مسلمان ان کے بہکانے سے شبہے ڈالنے لگے کہ یہ تو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے جو قبلہ تھا پہلے انبیاء کا۔ اب انھیں کیا ہوا جو اس کو چھوڑ کر کعبہ کو منہ کرنے لگے۔ کسی نے کہا کہ یہود کی عداوت و حسد سے ایسا کیا کسی نے کہا کہ یہ اپنے دین میں متردد اور متحیر ہیں جن سے ان کا اللہ کا نبی ہونا ظاہر نہیں ہوتا۔ مخالفوں کے اس اعتراض اور اس کے جواب کی جو آگے ہے اللہ نے اطلاع فرمادی کہ کسی کو اس وقت کوئی تردد نہ ہو اور جواب میں تأمل نہ ہو یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دو کہ نہ ہم نے یہود کے حسد سے اور نہ کسی نفسانی تعصب اور اپنی رائے کے اتباع سے قبلہ کو بدلا بلکہ محض اتباع فرمان خداوندی سے جو کہ ہمارا اصل دین ہے ہم نے ایسا کیا۔ پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کا حکم تھا ہم نے اس کو تسلیم کیا اب کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم آیا اس کو دل سے قبول کیا۔ ہم سے اسکی وجہ پوچھنا اور ہم پر اعتراض کرنا سخت حماقت ہے، غلام تابعدار پر یہ اعتراض کرنا کہ تو پہلے وہ کام کرتا تھا اب یہ کام کیوں کرنے لگا عاقل کا کام نہیں۔ بس اللہ جو تمام مواقع اور جملہ جہات کا مالک ہے جس کو جس وقت چاہتا ہے اس کو ایسا راستہ بتلا دیتا ہے جو نہایت سیدھا اور راستوں سے مختصر اور قریب تر ہو چنانچہ ہم کو اس وقت اس قبلہ کی ہدایت فرمائی جو سب قبلوں میں افضل اور بہتر ہے۔ ہم غلاموں اور تابعداروں کا یہی فرض ہے کہ اپنے محسن مالک حقیقی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں فقط۔

ف۲ جامع ترمذی جلد دوم صفحہ ۱۲۰ ابواب التفسیر میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت ہے يُدْعٰى نُوْحٌ فَيُقَالُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُدْعٰى قَوْمُهٗ فَيُقَالُ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ مَا اَتَانَا مِنْ نَّذِيْرٍ وَّمَا اَتَانَا مِنْ اَحَدٍ فَيُقَالُ مَنْ شُهُوْدُكَ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَّاُمَّتُهٗ قَالَ فَيُؤْتٰى بِكُمْ تَشْهَدُوْنَ اَنَّهٗ قَدْ بَلَّغَ فَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا وَالْوَسَطُ الْعَدْلُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن نوح علیہ السلام سے پوچھا جائے گا کہ تم نے اپنی امت کو ہمارے احکام پہنچائے یا نہیں؟ وہ کہیں گے بے شک پہنچائے۔ پھر کافروں سے پوچھا جائے گا تو وہ تکذیب کر دیں گے اور کہیں گے کہ ہم کو تو کسی نے بھی دنیا میں ہدایت نہیں کی۔ اس وقت انبیاء سے شہادت طلب کی جائے گی تو امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء کے دعوے کی صداقت پر گواہی دے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی صداقت و عدالت پر گواہ ہوں گے پس کفار یہ شبہ بھی پیش کریں گے کہ انھوں نے تو نہ ہمارا زمانہ پایا اور نہ ہم کو دیکھا پھر ان کی گواہی کیوں کر مقبول ہو سکتی ہے؟ اس پر امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جواب دیگی کہ ہم کو خدا کی کتاب یعنی قرآن اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلانے سے یعنی حدیث سے اس امر کا علم یقینی ہوا اسی وجہ سے ہم گواہی دیتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے اس قول وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ الخ سے یہی گواہی دینا مراد ہے اور اس بات سے قیامت کے دن امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و فضیلت ظاہر ہوگی۔ وَسط کہتے ہیں عدل کو یعنی معتدل کو۔ اس آیت میں نماز کا نام ایمان رکھا۔ معلوم ہوا اعمال ایمان میں داخل ہیں۔ امام بخاری وغیرہ محدثین رحمہم اللہ کا یہی فتویٰ ہے۔ نیز جو مسلمان نمازی ہوتا ہے وہی مومن ہے اور جو مسلمان کہلا کر نماز نہیں پڑھتا یا کبھی پڑھتا ہے کبھی نہیں پڑھتا وہ مومن نہیں۔ صحیح حدیث میں آیا ہے جس نے عمدًا نماز ترک کی وہ کافر ہوا یہی مذہب ہے اہل حدیث کا۔ نماز کو ایمان اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں نیت، قول، عمل سب جمع ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے نصرة الباری ترجمہ صحیح بخاری اور رسالہ بے نماز مصنفہ اخی محترم حضرت العلام مولانا حافظ عبد الستار رحمہ اللہ ملاحظہ فرمائیں فقط۔

وَلِّیَ ے متحرک ماقبل مفتوح وہ الف سے بدل گئی۔ ۳ہ وَسَط بالتحریک اور وَسْط بالسکون دو لفظ ہیں اور فرق دونوں میں یہ ہے کہ الوسط بالحرکۃ للساکن جیسے مرکز دائرہ والوسط بالسکون للمتحرک جیسے محیط دائرہ میں کوئی سا بھی نقطہ ہو اسے وسط دائرہ کہا جائیگا یعنی وَسَط بالتحریک کے معنے بیچوں بیچ اور وَسْط بالسکون کے معنے جو لفظ فی کے معنی میں مطلق بیچ، اندر، درمیان۔ ۴ہ عَقِبَيْهِ عَقِب بمعنی ایڑی کا تثنیہ ہے۔ اصل میں عَقِبَيْن تھا نون اضافت کی وجہ سے گر گیا۔ ۵ہ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں یعنی بڑا شفقت کرنے والا بہت مہربان۔ اگرچہ دونوں بلفظ بلحاظ معنی قریب قریب ہیں مگر رافت کیفیت میں رحمت سے زیادہ قوی ہے اور رحمت کمیت میں رافت سے اکثر ہے کیونکہ رحمت مطلق ایصال نعمت کو کہتے ہیں اور رافت ایسی نعمت کے پہنچانے کو کہتے ہیں جو آلام کی کدورت سے صاف ہو۔

لہ شَطْر اسم مشترک ہے یعنی دونوں معنوں میں مستعمل ہوتا ہے ایک نصف کے معنے میں۔ دوسرے جہت اور جانب کے معنے میں۔ یہاں دوسرے معنی مراد ہیں اور یہ وَلِّ کا مفعول ثانی ہے یا ظرف۔

أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٤٤﴾ وَلَئِنْ

بیشک وہ حق ہے پروردگار انکے سے اور نہیں اللہ بے خبر اس چیز سے کہ کرتے ہیں وہ ف۱ اور اگر

بالکل برحق ہے اور اللہ بھی ان باتوں سے بے خبر نہیں جو وہ کر رہے ہیں اور اگر

أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ مَّا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ ۚ

لادے تو ان لوگوں کو کہ دیئے گئے ہیں کتاب سب نشانیاں نہیں پیروی کریں گے قبلے تیرے کی

آپ ان لوگوں کے پاس جن کو کتاب دی گئی ہے سب دلیلیں بھی لے آئیں تو بھی وہ آپ کے قبلے کو نہیں مانیں گے

وَمَا أَنتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُم بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۚ

اور نہیں تو پیروی کرنیوالا قبلے ان کے کی اور نہیں بعض ان کا پیروی کرنے والا قبلے بعض کی

اور نہ آپ ان کے قبلے کو ماننے والے ہیں اور نہ وہ خود ایک دوسرے کے قبلے کو ماننے والے ہیں

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم مِّن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ

اور اگر پیروی کرے گا تو خواہشوں انکی کی پیچھے اس چیز کے کہ آئی تیرے پاس علم سے

اور اب جبکہ آپ کو علم حاصل ہو چکا ہے اگر آپ نے ان کی خواہشوں کی پیروی کی

إِنَّكَ إِذًا لَّمِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٤٥﴾ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ وقف لازم

تحقیق تو اس وقت البتہ ظالموں سے ہوگا ف۲ جو لوگ کہ دی ہم نے انکو کتاب پہچانتے ہیں اسکو

تو البتہ آپ ظالموں میں شمار ہوں گے جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس نبی کو اسی طرح پہچانتے ہیں

كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ

جیسا کہ پہچانتے ہیں بیٹوں اپنوں کو اور تحقیق ایک فرقہ انہیں سے البتہ چھپاتے ہیں حق کو

جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور پھر بھی ان میں سے ایک گروہ جان بوجھ کر سچ بات کو چھپاتا ہے

وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٤٦﴾ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿١٤٧﴾ ع وقف منزل

اور وہ جانتے ہیں حق پروردگار تیرے کی طرف سے پس مت ہو شک لانیوالوں سے ف۳

(یہ بہر حال ہے صاف) آپ کے رب کی طرف سے حق ہے پس آپ کو شک کرنے والوں میں سے ہرگز نہ ہونا چاہیئے۔

وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا ۖ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ أَيْنَ مَا تَكُونُوا وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور واسطے ہر کسی کے ایک طرف ہے کہ وہ منہ پھیرنا ہے ادھر پس دوڑو تم بھلائیوں کو جہاں کہیں ہو تم

اور ہر ایک کے لئے ایک سمت ہے جس کی طرف وہ متوجہ ہوتا ہے پس تم نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت کرو تم خواہ کسی جگہ ہو

يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٤٨﴾ وَ

لے آوے گا تم کو اللہ سب کو تحقیق اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے ف۴ اور

اللہ تم سب کو لا اکٹھا کرے گا بیشک اللہ کو ہر بات پر قدرت حاصل ہے اور جہاں

مِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَإِنَّهُ

جہاں سے نکلے تو پس پھیر تو منہ اپنے کو طرف مسجد حرام کے اور تحقیق وہ

بہر آپ جہاں کہیں بھی نکل جائیں (نماز کے وقت) مسجد حرام کی طرف رخ کیا کریں اور (یقین رکھیں کہ) بحکم

لَلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٤٩﴾ وَمِنْ

البتہ حق ہے پروردگار تیرے کی طرف سے اور نہیں اللہ بے خبر اس چیز سے کہ کرتے ہو تم اور

آپ کے رب کی طرف سے یہ بالکل حق بات ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں اور

ف۱ اس آیت کے شروع الفاظ باشارۃ النص اللہ تعالیٰ کا علو واستوار آسمان یعنی عرش پر ثابت ہوتا ہے۔ نیز استقبال کعبہ کا حکم ہے ساری زمین میں

کیا پورب پچھم کیا اتر دکھن کہیں ہو منہ کعبہ کی طرف کرو سوا نفل نماز کے حالت سفر میں کہ جدھر سواری کا منہ ہو ادھر پڑھو۔ اسی طرح حالت قتال میں ا

طرح جو باوجود کوشش کے قبلہ کی سمت سے چوک گیا اور نماز پڑھ لی اس کی بھی نماز ہو گئی کیونکہ بھول چوک اللہ میاں کے ہاں معاف ہے (ترجمان) حالتِ سفر اور جہاد کی نماز کا بیان صفحہ ۱۲۵/۱۲۶ میں ملاحظہ فرمائیں۔

موضح میں ہے جب تک بیت المقدس کی طرف نماز تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل چاہتا تھا کعبہ کو۔ نماز میں آسمان کی طرف نگاہ کرتے کہ شاید فرشتہ حکم لاتا ہو کعبہ کی طرف کا۔ پھر یہ آیت اتری تب سے کعبہ قبلہ مقرر ہوا۔ تفسیر ابن کثیر میں آیا ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد سر مبارک اوپر کو اٹھاتے تھے یعنی اوپر کو دیکھتے تھے۔ اگر نماز کے اندر آسمان کی طرف نگاہ کرنا ثابت ہو جائے جیسا کہ صاحب موضح نے لکھا ہے تو شاید پہلے جائز ہوگا کیونکہ حدیث میں صراحتًا ممانعت آچکی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ نماز میں اوپر کی طرف نہ دیکھیں کہ ایسے دیکھنے سے بہتر ہے ان کی آنکھیں اُچک جائیں یعنی اوپر کو پھٹی کی پھٹی رہ جائیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اوپر ہے اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے بعد اوپر دیکھتے تھے۔ اصح الکتب بعد کتاب اللہ تعالیٰ صحیح بخاری شریف اور جامع ترمذی ابواب التفسیر جلد دوم صفحہ ۱۲۰ میں ہے ——— عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ صَلّٰی نَحْوَ بَیْتِ الْمُقَدَّسِ سِتَّۃَ اَوْ سَبْعَۃَ عَشَرَ شَھْرًا وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ اَنْ یُّوَجَّہَ اِلَی الْکَعْبَۃِ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْھِكَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَۃً تَرْضٰھَا فَوَلِّ وَجْھَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَوُجِّہَ نَحْوَ الْکَعْبَۃِ وَکَانَ یُحِبُّ ذٰلِكَ فَصَلّٰی رَجُلٌ مَّعَہُ الْعَصْرَ قَالَ ثُمَّ مَرَّ عَلٰی قَوْمٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَھُمْ رُکُوْعٌ فِیْ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ نَحْوَ بَیْتِ الْمُقَدَّسِ فَقَالَ ھُوَ یَشْھَدُ اَنَّہٗ صَلّٰی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَّہٗ قَدْ وُجِّہَ اِلَی الْکَعْبَۃِ قَالَ فَانْحَرَفُوْا وَھُمْ رُکُوْعٌ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَفِیْ رِوَایَۃِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانُوْا رُکُوْعًا فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَفِیْ رِوَایَۃِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا وُجِّہَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْکَعْبَۃِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ بِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ مَاتُوْا وَھُمْ یُصَلُّوْنَ اِلٰی بَیْتِ الْمُقَدَّسِ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ الْاٰیَۃَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ یعنی حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی لیکن خود آپ کی چاہت اور خواہش یہ تھی کہ آپ کا قبلہ بیت اللہ خانہ کعبہ ہو۔ چنانچہ پروردگار کی طرف سے اب حکم آگیا اور آپ نے عصر کی نماز کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے ادا کی۔ آپ کے ساتھ کے نمازیوں میں سے ایک شخص کسی اور مسجد میں پہنچا وہاں وہ جماعت رکوع میں تھی۔ اُس نے اُن سے کہا خدا کی قسم میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مکہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ کر ابھی آ رہا ہوں جب ان لوگوں نے یہ سنا تو رکوع کی حالت میں ہی وہ لوگ کعبہ کی طرف گھوم گئے۔ اب بعض لوگوں نے یہ کہا کہ جو لوگ اگلے قبلہ کی طرف منہ کر کے نمازیں نماز پڑھتے ہوئے شہید ہو چکے ہیں یا انتقال کر گئے ہیں انکی نمازوں کا کیا ہوگا اس پر یہ آیت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی۔

ف ۲ اس آیت میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کر کے امت کو تنبیہ کی کہ اللہ کی طرف سے ایک حکم آجانے کے بعد اب کوئی مسلمان اہل کتاب کے بہکانے میں آجاوے تو وہ بڑا بے انصاف ہے۔ قطع نظر تھوڑی دیر کے لئے اگر مان بھی لیا جائے کہ آپ نعوذ باللہ اہل کتاب کے قبلہ کی متابعت نزولِ وحی اور علمِ یقینی کے خلاف کر بھی لیویں تو اس تقدیرِ محال پر بیشک آپ بھی بے انصافوں میں شمار ہوں اور نبی سے یہ امر شنیع کسی طرح ممکن نہیں تو معلوم ہو گیا کہ قبلہ اہل کتاب کی متابعت آپ سے ہرگز ممکن نہیں کہ سراسر علم کے خلاف یعنی جہل اور گمراہی ہے۔ اَھْوَآءَھُمْ سے مراد جہل و تقلید ہے۔ علم سے مراد کتاب و سنت ہے۔ حدیث میں آیا ہے علم تین چیزیں ہیں۔ فتح البیان میں ہے کہ آیاتِ محکم یعنی قرآن۔ سنتِ قائمہ یعنی حدیث فریضہ عادلہ یعنی میراث۔ جو کچھ ان کے سوا ہے وہ فضول ہے۔ تقلید کہتے ہیں بے علم بے دلیل کسی کی بات ماننا۔ معلوم ہوا کہ تقلید مذاہب دائرہ علم سے باہر ہے۔ جو شخص قائل و فاعل تقلید ہے وہ متبع ہوائے رجال ہے سو یہ تقلید جب بعد علم کے ہوئی تو مقلد منجملہ ظالمین کے ہو جائیگا۔ غور کا مقام ہے جب کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آراء و اہواءِ رجال کی پیروی سے منع کر رہا ہے تو پھر امت کے لئے ائمہ کی تقلید اور آراءِ رجال کی تابعداری کہاں سے جائز ہو گی فقط

ف ۳ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ کَانَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَوْبَیْنِ قِطْرِیَّیْنِ غَلِیْظَیْنِ فَکَانَ اِذَا قَعَدَ فَعَرِقَ ثَقُلَا عَلَیْہِ فَقَدِمَ بَزٌّ مِّنَ الشَّامِ لِفُلَانِ الْیَھُوْدِیِّ فَقُلْتُ لَوْ بَعَثْتَ اِلَیْہِ فَاشْتَرَیْتَ مِنْہُ ثَوْبَیْنِ اِلَی الْمَیْسَرَۃِ فَاَرْسَلَ اِلَیْہِ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ مَا یُرِیْدُ اِنَّمَا یُرِیْدُ اَنْ یَّذْھَبَ بِمَالِیْ اَوْ بِدَرَاھِمِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَذَبَ قَدْ عَلِمَ اَنِّیْ مِنْ اَتْقَاھُمْ وَاٰدَاھُمْ لِلْاَمَانَۃِ (ترمذی جلد اول صفحہ ۱۴۶ بَابُ مَا جَآءَ فِی الرُّخْصَۃِ فِی الشِّرَآءِ اِلٰٓی اَجَلٍ) اللہ عزوجل نے فرمایا یہود و نصاریٰ کو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نسب و قبیلہ و مولد و مسکن صورت و شکل اوصاف و احوال) سچے رسول ہونے کا ایسا یقین ہے جیسا بہت سے لڑکوں میں اپنے بیٹوں کو بلا تردد و تامل پہچانتے ہیں جیسا کہ جامع ترمذی جلد اول صفحہ ۱۴۶ میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایک یہودی کے ہاں ملک شام سے کپڑا آیا ہوا تھا۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ اس سے کچھ کپڑا اُدھار لیکر کپڑے بنا لیجئے جب دام ہوں گے تو دیدیئے جائیں گے۔ آپ نے کپڑا منگایا تو یہودی نے اُدھار دینے سے انکار کر دیا اور الزام یہ لگایا کہ تم میرا مال دبانا چاہتے ہو۔ اس پر آپ نے فرمایا یہ اس نے صریح جھوٹ بولا ہے حالانکہ یہ لوگ میری سچائی امانتداری پرہیزگاری میرے اوصاف خوب جانتے ہیں قَدْ عَلِمَ اَنِّیْ مِنْ اَتْقَاھُمْ وَاٰدَاھُمْ لِلْاَمَانَۃِ مکر و حسد کے سبب ظاہر میں میری مذمت کرتے ہیں (باقی فائدہ صفحہ ۳۵ پر)

حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَحَيْثُ

جہاں سے نکلے تو پس پھیر لے منہ اپنے کو طرف مسجد حرام کے اور جہاں

آپ جہاں کہیں بھی جائیں مسجد حرام کی طرف رخ کر لیا کریں۔ اور (اے مسلمانو) تم جہاں کہیں

مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ

کہیں ہو تم پس پھیرو تم منہ اپنے کو طرف اس کے تاکہ نہ ہو واسطے لوگوں کے تمہارے اوپر

بھی ہوا کرو اسی کی طرف اپنا رخ کر لیا کرو (تحویل قبلہ کا حکم اس لئے دیا جاتا ہے) کہ تم پر سوائے ان لوگوں کے جو ان میں سے بے انصاف ہیں کسی کا کوئی

حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ

حجت (یعنی جھگڑا) مگر جنہوں نے ظلم کیا ہے ان میں سے پس مت ڈرو ان سے اور

الزام نہ رہے پس تم ان سے ہرگز نہ ڈرو اور

اخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٠﴾

ڈرو مجھ سے اور تاکہ پوری کروں میں نعمت اپنی اوپر تمہارے اور تاکہ تم راہ پاؤ

صرف مجھ سے ڈرو (یہ حکم اس لئے بھی دیا گیا ہے) کہ تم پر اپنی نعمت کی تکمیل کر دوں نیز اس لئے کہ تم ہدایت پاؤ

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَ

جیسا بھیجا ہم نے بیچ تمہارے پیغمبر تم میں سے پڑھتا ہے اوپر تمہارے آیتیں ہماری اور

(یہ تحویل قبلہ بھی ایک ایسی ہی نعمت ہے) جیسا کہ وہ رسول جو ہم نے تمہیں میں سے تمہاری جانب بھیجا ہے جو تمہیں ہمارے احکام سناتا،

يُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ

پاک کرتا ہے تم کو اور سکھاتا ہے تم کو کتاب اور حکمت اور سکھاتا ہے تم کو

تمہیں پاکیزہ بناتا، قرآن و حکمت سکھاتا اور ایسی باتوں کی تعلیم دیتا ہے

مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿١٥١﴾ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي

جو کچھ کہ نہیں تھے تم جانتے پس یاد کرو تم مجھ کو یاد کروں گا میں تم کو اور شکر کرو واسطے میرے

جو تمہیں معلوم ہی نہ تھیں پس تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرے شکر گزار رہو

وَلَا تَكْفُرُونِ ﴿١٥٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا

اور مت کفر کرو تم مجھ سے ع اے لوگو جو ایمان لائے ہو مدد چاہو

اور کفران نعمت نہ کرو اے ایمان والو! (حوادث پیش آئیں) صبر و صلوٰۃ سے

بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٣﴾ وَلَا تَقُولُوا

ساتھ صبر کے اور نماز کے وقف تحقیق اللہ ساتھ صبر کرنے والوں کے ہے اور مت کہو

مدد لیا کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے (اور ان لوگوں کو جو

لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ

واسطے ان لوگوں کے کہ مارے جاتے ہیں بیچ راہ اللہ کے مردے ہیں بلکہ زندہ ہیں اور لیکن

راہ خدا میں مارے جاتے ہیں مردہ نہ کہو (حقیقت میں) وہ زندہ ہیں لیکن تم ان کی زندگی کو)

لَا تَشْعُرُونَ ﴿١٥٤﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ

نہیں تم سمجھتے اور البتہ آزمائیں گے ہم تم کو ساتھ ایک چیز کے ڈر سے اور بھوک سے

نہیں سمجھتے اور یہ ضروری ہے کہ ہم خوف و ہراس، بھوک کی تکلیف

عشر المتأخرین ٣ مع ٨ ع ٥

حل لغات۔ لہ لَا تَخْشَوْا صیغہ جمع مذکر حاضر نہی باب سمع ناقص یائی۔ خَشْيٌ مادہ۔ اصل میں لَا تَخْشَيُوْا تھا۔ ے متحرک ما قبل مفتوح وہ الف سے بدل گئی اور الف دو ساکنوں کے جمع ہونے سے حذف ہو گیا۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۳۴) حق چھپاتے ہیں لیکن ان کے حق چھپانے سے کیا ہوتا ہے۔ حق بات تو وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ ملا مولوی مانیں یا نہ مانیں انکی مخالفت سے کسی قسم کا تردد نہ کرو۔ آج بھی جو علما بطمع دنیا یا بدنامی کی وجہ سے حق ظاہر نہیں کرتے انکو چاہئے کہ غور کریں کہ ہم میں یہودیت تو نہیں آگئی فقط۔ ف۴ یعنی یہ ضد کرنی فضول ہے کہ ہمارا قبلہ بہتر ہے یا تمھارا بہتر ہے۔ بہتری تو تابعداری میں ہے۔ اگر بہتری حاصل کرنی ہے تو جو حکم ملے اسپر جلدی اور بے تکرار عمل کیا کرو یعنی نماز اول وقت پڑھا کرو فقط۔

(فوائد صفحہ ھٰذا) ف۱ یہود و نصاریٰ یہ حجت کرتے کہ جب یہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہمارے دین کی پیروی نہیں کرتے تو ہمارے قبلہ یعنی بیت المقدس کی طرف کیوں نماز پڑھتے ہیں؟ اور مشرکین مکہ کہتے کہ جب ان کا دعویٰ ابراہیمی دین کا ہے تو پھر کعبۃ اللہ یعنی مسجد حرام کی طرف کیوں نماز نہیں پڑھتے؟ اب جبکہ کعبہ کا حکم آگیا تو دونوں کی حجت رفع ہوگئی اور اسی وجہ سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش بیت اللہ کی طرف نماز پڑھنے کے حکم آنے کی تھی سو اللہ پاک نے اپنے فضل سے آپؐ کی خواہش پوری کردی۔ نعمت سے مراد یہ کہ تم کو ابراہیمی قبلہ دیا ہے تو کہ تم پر نعمتیں پوری ہوں جیسے تم کو نبی وہ ملا جو سب انبیاء سے افضل ہے (جامع صفحہ ۲۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا نعمت سے مراد اسلام پر مرنا ہے۔ سعید بن جبیر رحمہ نے کہا دخول جنت ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد ہیں جیسا کہ اگلی آیت میں ارشاد ہے فقط۔

ف۲ پروردگار دو عالم یہاں اپنی بہت بڑی نعمت کا ذکر فرما رہا ہے کہ اُسنے ہم میں ہماری جنس کا ایک نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ یہ خداوند تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے اور احسان کا شکر یہی ہے کہ آپؐ کی لائی ہوئی ہدایت کو قبول کریں۔ خدا کی عبادت سے غفلت نہ کریں۔ لفظ فِیْكُمْ اور مِنْكُمْ میں رد ہے اہل بدعت کا جو کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بشر نہیں بلکہ خدا کے نور سے پیدا ہوئے ہیں (گویا خدا کے جزء ہیں) اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نوری تھے تو لازم آئے گا کہ تمام کفار مکہ قریش عرب ابوجہل ابولہب ابوطالب وغیرہ سب نوری ہوں کیونکہ آیت ہذا میں اللہ رب العزت نے ان کو مخاطب کرکے فرمایا کہ جو رسول ہم نے بھیجا ہے وہ تمھاری ہی جنس میں سے ہے پس اگر قریش عرب بشر اور خاکی تھے اور یقیناً تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اصل البشر اور خاکی ہوئے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر نہ ماننے میں اور بھی بہت سی قباحتیں ہیں۔ قرآن مجید میں جہاں کہیں لفظ کتاب وحکمت کا یکجا آیا ہے اسکا ترجمہ سلف صالحین نے قرآن وحدیث کا کیا ہے جس کی تائید ابوداؤد ابن ماجہ مسند احمد کی مقدام بن معدیکرب سے روایت کردہ حدیث سے ہوتی ہے کہ آپؐ نے فرمایا اُوْتِيْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ یعنی من جانب اللہ قرآن اور قرآن کے مانند یعنی حدیث دیا گیا ہوں۔ قرآن ذکر اور حدیث بیان ذکر ہے جس کی تشریح سورۂ نحل میں بھی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر وشکر یہی ہے کہ ان دونوں کو انسان پڑھے پڑھائے سُنے سُنائے، قول فعل تقریر تحریر مال و دولت سے ان ہی کی ترویج وتشہیر کرے کرائے اور خود عامل بنے اوروں کو اسکا عامل بنائے۔ جو لوگ ایسا نہیں کرتے وہ غافل اور ناشکرے ہیں۔ ذکر الٰہی کے متعلق بہت احادیث ہیں لیکن عدم گنجائش کی وجہ سے چند درج ذیل احادیث پر اکتفا کرتا ہوں عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَهٗ حِیْنَ یَذْكُرُنِیْ فَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْهُمْ وَاِنِ اقْتَرَبَ اِلَیَّ شِبْرًا اِقْتَرَبْتُ اِلَیْهِ ذِرَاعًا وَّاِنِ اقْتَرَبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا اِقْتَرَبْتُ اِلَیْهِ بَاعًا وَّاِنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ وَیُرْوٰی عَنِ الْاَعْمَشِ فِیْ تَفْسِیْرِ هٰذَا الْحَدِیْثِ مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا یَعْنِیْ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ وَهٰكَذَا فَسَّرَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ هٰذَا الْحَدِیْثَ قَالُوْا اِنَّمَا مَعْنَاهُ یَقُوْلُ اِذَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ الْعَبْدُ بِطَاعَتِیْ وَبِمَا اَمَرْتُ تُسَارِعُ اِلَیْهِ مَغْفِرَتِیْ وَرَحْمَتِیْ (ترمذی جلد دوم صفحہ ۲۰۰ ابواب الدعوات) یعنی آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندہ کے خیال کے نزدیک ہوں اور جب کبھی وہ مجھ کو یاد کرتا ہے میں وہیں موجود ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھ کو اپنے جی میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ کو عام مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اسکو بہت بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں یعنی فرشتوں کی جماعت میں اسکا تذکرہ کرتا ہوں اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت آتا ہے میں اس کی طرف ایک گز آتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف ایک گز آتا ہے تو میں اسکی طرف دونوں ہاتھوں کی لمبائی برابر آتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چلتا ہوا آتا ہے تو میں دوڑتا ہوا آتا ہوں۔ مقصد یہ کہ جو اللہ تعالیٰ کے دین اور اطاعت کی طرف آئے گا تو اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت اُسپر عام ہوگی۔ بخاری شریف صفحہ ۱۱۹۱ میں حدیث قدسی ہے اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ مَا ذَكَرَنِیْ وَتَحَرَّكَتْ بِیْ شَفَتَاهُ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس وقت میرا بندہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور میری یاد میں اس کے ہونٹ ہلتے ہیں میں اپنے بندہ کے قریب ہوتا ہوں مطلب یہ ہوا کہ یاد الٰہی میں اِدھر لب ہلا اور اُدھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت ہوئی جیسا کہ بخاری مصری صفحہ ۸۶ جلد چہارم میں ہے مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِیْ یَوْمٍ مِّائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَایَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ یعنی جو شخص ایک دن میں سو دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کہے تو اس کے گناہ اگر سمندر کے جھاگوں کے برابر بھی ہوں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل ورحمت سے سب بخش دیگا۔ یہ ہے خدا کی رحمت۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اُذْكُرُوْنِیْ بِطَاعَتِیْ اَذْكُرْكُمْ بِمَغْفِرَتِیْ یعنی اللہ کے ذکر سے مراد اس کے ہر امر میں اطاعت وفرمانبرداری ہے۔ جب تم احکام شرع کی پابندی کرکے اللہ کو یاد کروگے تو وہ تم کو یاد کرے گا یعنی دین و دنیا کے کاموں میں تمھاری مدد کرے گا۔ ایک روایت میں ہے سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ (باقی فائدہ صفحہ ۳۶ پر ہے)

وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾

اور کمی مالوں کا سے اور جانوں کی سے اور پھلوں کی سے اور خوشخبری دے صبر کرنے والوں کو

مال و جان کے نقصان اور پھلوں کی کمی سے تمہاری آزمائش کریں گے تو صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو

الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ

وہ لوگ کہ جب پہنچتی ہے ان کو مصیبت کہتے ہیں تحقیق ہم واسطے اللہ کے ہیں اور تحقیق ہم طرف اسی کے پھر جانے

جنہیں جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو بے ساختہ کہہ اٹھتے ہیں کہ ہم تو اسی اللہ کے ہیں اور ہمیں اسی کی طرف

رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ

والے ہیں یہ لوگ اوپر ان کے ہے درود پروردگار ان کے سے اور

لوٹ کر جانا ہے ایسے ہی لوگ ہیں جن پر اللہ کی بخشیش اور اس کی رحمتیں ہوتی ہیں اور

رَحْمَةٌ ۟ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ

رحمت اور یہ لوگ وہی ہیں راہ پانے والے تحقیق صفا اور مروہ

صرف یہی لوگ سیدھی راہ پر ہیں بیشک صفا اور مروہ

مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ

نشانیوں اللہ کی سے ہیں پس جو کوئی حج کرے گھر کا یا عمرہ کرے پس نہیں گناہ

اللہ کے مقرر کردہ نشانات ہیں پس جو خانہ کعبہ کا حج ادا کرے یا عمرہ بجالائے اس پر کوئی گناہ نہیں

عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ

اوپر اس کے یہ کہ طواف کرے بیچ ان دونوں کے اور جو کوئی خوشی سے بھلائی کرے پس تحقیق اللہ

کہ وہ ان دونوں میں طواف کرے اور جو خوشی سے نیکی کا کام کرے تو اللہ اسے نیک

شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ

قدردان ہے جاننے والا تحقیق جو لوگ کہ چھپاتے ہیں جو کچھ کہ اتارا ہم نے دلیلوں سے

قبول کرنے والا اور جاننے والا ہے بیشک وہ لوگ جو اللہ کے کھلے احکام اور اس کی ہدایت کو اس کے بعد بھی چھپاتے ہیں

وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ

اور ہدایت سے پیچھے اس کے کہ بیان کیا ہم نے اس کو واسطے لوگوں کے بیچ کتاب کے یہ لوگ

جبکہ ہم نے لوگوں کے واسطے کتاب میں ہر ایک حکم وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے ان پر

يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ

لعنت کرتا ہے اللہ ان کو اور لعنت کرتے ہیں ان کو لعنت کرنے والے مگر جنہوں نے توبہ کی اور

اللہ اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں بیشک وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور

اَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ

نیکی کی اور بیان کیا پس یہ لوگ ہیں کہ پھر آتا ہوں میں اوپر ان کے اور میں ہوں پھر آنے والا

اپنی اصلاح کر لی۔ اور احکام الٰہی کو بیان کیا پس ایسے لوگوں کی توبہ قبول کر لیتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا

الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ

مہربان تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے اور مر گئے اور وہ کافر رہے یہ لوگ

اور رحم کرنے والا ہوں یقیناً جن لوگوں نے (اپنی اصلاح کرنے سے) انکار کیا اور اسی حالت انکار میں ہی چلا بسے ان پر

حل لغات۔

لہ شعائر جمع ہے شعیرۃ کی جس کے معنے ہیں علامت۔ یہ اشعار بمعنی اعلام سے مشتق ہے۔ شعائر اللہ خدا کی طاعات کے مقامات۔ شعائر الحج حج کی آداب گاہیں جیسے خانہ کعبہ، منیٰ، کوہ صفا مروہ وغیرہ۔

ٹہ جُنَاحَ اس کے اصلی معنے جھکنے کے ہیں۔ بولا کرتے ہیں جَنَحَ اِلٰی کَذَا اَیْ مَالَ اِلَیْہِ۔ قَالَ تَعَالٰی وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا۔ اضلاع کو جوانح اسی لئے کہتے ہیں کہ ان میں ٹیڑھا پن یعنی جھکاؤ ہوتا ہے۔ جناح الطیر پرندجانور کا بازو کیونکہ وہ ایک جانب کو مائل ہوتا ہے۔ بعضے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جناح معرب ہے گناہ کا۔ یہاں جناح سے گناہ اور باطل کی طرف جھکنا مراد ہے۔ ٣ہ اَنْ يَّطَّوَّفَ اَنْ ناصبہ يَطَّوَّفَ صیغہ واحد مذکر غائب باب تفعّل اجوف واوی طوف مادہ اصل میں يَتَطَوَّفُ تھا تے کو طے کیا اور طے کو طے میں ادغام کیا۔ طوف۔ طواف طوفان کسی چیز کے گرد پھرنا یہاں خانہ کعبہ کے گرد پھرنا مراد ہے۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۳۵) مَا الْمُفَرِّدُوْنَ قَالَ الْمُسْتَهْتَرُوْنَ فِیْ ذِکْرِ اللّٰہِ یَضَعُ الذِّکْرُ عَنْهُمْ اَثْقَالَهُمْ فَیَاْتُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ خِفَافًا (ترمذی صفحہ ۲۱۹ جلد دوم) یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مفردون لوگ درجے اور مرتبے میں سب سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ لوگوں نے پوچھا مفردون کون لوگ ہیں؟ فرمایا جنکو ذکر الٰہی کی دھن ہے کبھی اس سے انکا پیٹ نہیں بھرتا۔ پس اس کی وجہ سے انکے گناہ بخشے جائینگے۔ وہ ہلکے اور پاک صاف ہوکر قیامت کے میدان میں آئیں گے۔ اور ترغیب صفحہ ۲۹۹ میں ہے عَنْ اُمِّ اَنَسٍ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْصِنِیْ قَالَ اهْجُرِی الْمَعَاصِیَ فَاِنَّهَا اَفْضَلُ الْهِجْرَةِ وَحَافِظِیْ عَلَی الْفَرَائِضِ فَاِنَّهَا اَفْضَلُ الْجِهَادِ وَاَکْثِرِیْ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ کَثِیْرًا فَاِنَّكِ لَا تَاْتِیْنَ اللّٰہَ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ کَثْرَةِ ذِکْرِہٖ (طبرانی) یعنی ام انس رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ فرمایا کہ گناہوں سے بچنا یہ اعلیٰ درجہ کی ہجرت ہے اور جو چیزیں فرض ہیں انکی خوب پابندی اور خیال رکھنا یہ اعلیٰ درجہ کا جہاد ہے اور یاد الٰہی میں کثرت کرنا۔ پس جس وقت قیامت میں اللہ پاک کے سامنے جائے گی تو معلوم کرے گی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یاد الٰہی کا مرتبہ سب سے زیادہ ہے۔ اور یہ یادِ الٰہی کسی خاص وقت کے ساتھ محدود و مقید نہیں بلکہ اٹھنے بیٹھنے بولنے کھانے پینے، بول و براز، مرنے جینے، دوا غذا، نوکری تجارت، سوداگری غمی خوشی وغیرہ جملہ افعال و امور میں رضائے الٰہی و اتباع سنت کو ملحوظ و مقدم رکھنا ہی ذکر الٰہی ہے۔ اسلامی حقوق کو ادا کرتے رہنا ہی اللہ کی شکر گذاری ہے جیساکہ افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حدیث میں آیا ہے کَانَ یَذْکُرُ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ اَحْیَانِهٖ۔ ہاں عوام الناس کی طرح صرف زبان سے کہہ لینا الٰہی تیرا شکر ہے۔ تیرا شکر ہے۔ اس سے شکر ادا نہیں ہوتا جب تک کہ عمل و عقیدہ درست نہ ہو۔ اس موقع پر ضرور یاد رکھنا چاہیئے کہ حدیث مذکورہ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اول گناہ سے بچنے اور فرائض کی محافظت کی تاکید فرمائی تو مطلب یہی ہوا کہ یہ مرتبہ اور قبولیت انہی لوگوں کے ذکر و شغل کے واسطے ہے جو خلاف شرع کاموں سے بچتے اور ڈرتے ہیں۔ ہاں بتقاضائے بشریت بھول چوک سے یا نفس کی شرارت سے کبھی گناہ ہو بھی جاتے ہیں تو شرمانے پچھتاتے توبہ کرتے ہیں چنانچہ ترغیب صفحہ ۳۰۰ میں حدیث ہے آپؐ نے فرمایا مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قِیْلَ وَمَا اِخْلَاصُهَا قَالَ اَنْ تَحْجُزَهٗ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰہِ۔ یعنی جو شخص خلوص کے ساتھ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پوچھا گیا کہ خلوص کی کیا پہچان ہے؟ فرمایا کہ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہے انسے بچے تو جانو کہ خلوص سے کہتا ہے۔ اور مشکوٰۃ میں بھی حدیث ہے آپؐ نے فرمایا جو شخص خلوص کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے تو سب آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور وہ کلمہ عرش تک پہنچ جاتا ہے بشرطیکہ کہنے والا کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو۔ ذکر تین طرح پر ہوتا ہے ایک زبان سے جیسے تسبیح تہلیل تحمید تمجید وغیرہ اذکار منقولہ و ادعیہ ماثورہ کا پڑھنا پڑھانا دوسرا دل سے یعنی اللہ تعالیٰ کے بدائع مخلوقات و عجائب مصنوعات میں آسمان و زمین وغیرہ مخلوقات کی پیدائش و صنعت میں غور و فکر تدبر و تفکر کرنا انکو اللہ تعالیٰ کی وحدت کی دلیل سمجھنا۔ تیسرا جوارح یعنی اعضاء سے ماموراتِ کو بجالانا اور شبہات سے بچنا جیسے نماز روزہ وغیرہ طاعات و حسنات میں مشغول و منہمک رہنا ہر حکم اپنے وقت پر بجالانا بھی ذکر اور شکرِ الٰہی ہے۔ اور سورۂ آل عمران رکوع ۲ و سورۂ رعد رکوع ۴ و سورہ احزاب رکوع ۵ و ۶ و سورۂ زخرف رکوع ۴۔ سورۂ حشر رکوع ۳۔ سورۂ منافقون رکوع ۲ وغیرہ میں بھی یادِ الٰہی کی تاکید اور فضیلت آئی ہے فقط۔

ف۳ شکر کے بعد صبر کا بیان ہو رہا ہے اور ساتھ ہی نماز کا ذکر ہے۔ صحیح مسلم میں صہیب رومی سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مسلمان آدمی کو ہر طرح بھلائی پہنچ سکتی ہے اگر وہ نعمت کے وقت شکر اور مصیبت کے وقت صبر کرے۔ آیت ہذا سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح صبر کرنے سے مصیبت ہلکی ہو جاتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے نماز میں ایک اثر مصیبت کے ہلکا کر دینے کا رکھا ہے۔ اسی مناسبت کے سبب سے اپنے کلام پاک میں نماز کو صبر کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ بعض نے صبر سے مراد روزہ بھی لیا ہے۔ مصیبت کے وقت صبر کرنے کی فضیلت و اجر و ثواب میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں جن کا آگے بیان ہوتا ہے انشاء اللہ۔ امام زین العابدین نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ سب کو میدان حشر میں جمع کریگا تو ایک منادی آواز دیگا صبر والے کدھر ہیں حساب سے پہلے ہی جنت میں جائیں۔ یہ سنتے ہی ایک گروہ اٹھ کھڑا ہوگا۔ فرشتے ان سے پوچھیں گے کدھر چلے؟ وہ کہیں گے جنت کی طرف۔ یہ کہیں گے ابھی حساب تو ہوا نہیں۔ وہ کہیں گے جی ہاں ہم صابرین میں سے ہیں۔ فرشتے کہیں گے تمنے صبر کیا تھا یہ جواب دیں گے کہ ہم مرتے دم تک اللہ کی اطاعت پر اور اس کی معصیت سے رکنے پر صبر کرتے رہے۔ بس کہا جائے گا جاؤ جنت میں عمل کرنے والوں کا اجر بہت اچھا ہے مَعَ الصّٰبِرِیْنَ سے معیت ذاتی مراد نہیں بلکہ تائید و نصرت مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ صابرین کا معاون و مددگار ہے کیونکہ تمام صحابہؓ و تابعینؒ اور جملہ مفسرینؒ معتبرین نے تائید و نصرت مراد لی ہے اسلئے کہ اسکی ذاتِ اقدس بالائے عرش ہے اسکا علم ہر ذرہ کو شامل ہے اسی طرح اس کی قدرت سمع و بصر وغیرہ ہر جگہ ہے اور وہ خود بذاتہٖ بنفسہٖ عرش پر مستوی ہے بلاکیف۔ صبر کا بیان نیچے ف۱ میں پڑھئے فقط۔

(فوائد صفحہ ھذا)

ف۱ جہاد میں طرح طرح کی تکالیف پر آخری درجہ جان دینے کی تکلیف پر صبر درکار ہوتا ہے۔ شہید لوگ اس صبر کے متحمل ہوئے اور خدا کی راہ میں اپنی جان دی۔ اسی تعلق اور مناسبت کے لحاظ سے صبر کی آیت میں شہیدوں کا ذکر فرمایا تاکہ اور لوگ بھی اس قدر صبر و تحمل اختیار کریں کہ خدا کی راہ میں درجہ شہادت حاصل کر کے شہیدوں کے مرتبہ کو پہنچیں۔ صحیح بخاری مسلم ترمذی وغیرہ میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جنت میں داخل ہونے کے بعد کوئی جنت کی نعمتوں کو چھوڑ کر جنت سے نکلنا اور پھر دنیا میں آنا پسند نہ کرے گا مگر شہیدوں کی یہ تمنا ہوگی اگر وہ دس دفعہ دنیا میں آکر خدا کی راہ میں شہید ہوں تو بھی انکی آرزو پوری نہ ہو۔ یہ آیت شہدائے بدر کے حق میں اتری ہے۔ یہ چودہ آدمی تھے چھ مہاجر آٹھ انصاری۔ مخالف لوگ کہنے لگے کہ فلاں فلاں مرگیا اس سے دنیا کا چین گیا۔ اسپر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مرنا تو ایک نہ ایک دن سب کو ہے (باقی فائدہ صفحہ ۳۷ پر)

عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ خٰلِدِيْنَ

(ہے) ان کے پر لعنت خدا کی اور فرشتوں کی اور آدمیوں کی سب کی ہمیشہ رہنے والے

اللہ کی فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہوتی ہے اسی لعنت میں وہ ہمیشہ

فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ وَاِلٰهُكُمْ

بیچ اس کے نہیں ہلکا کیا جاوے گا ان سے عذاب اور نہ وہ ڈھیل دیے جائیں گے ف۱ اور معبود تمہارا

رہتے ہیں نہ تو ان پر سے عذاب کم کیا جائے گا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی اور (اے لوگو!) تمہارا

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ ع ۱۹ ۱۱ ۳

معبود ایک ہے نہیں کوئی معبود مگر وہی بخشش کرنے والا مہربان ہے ف۲ تحقیق بیچ پیدائش

ایک ہی معبود ہے کوئی معبود نہیں مگر وہی جو بڑا بخشنے والا مہربان ہے بلا شبہ آسمانوں اور

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ

آسمانوں کے اور زمین کے اور آنے جانے رات کے اور دن کے اور کشتیوں کے جو

زمین کے پیدا کرنے میں رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آتے رہنے میں کشتیوں میں جو

تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ

چلتی ہیں بیچ دریا کے ساتھ اس چیز کے کہ نفع دیتی ہے لوگوں کو اور جو کچھ کہ اتارا اللہ نے آسمان

ان چیزوں کو سمندر میں لے کر چلتی ہیں جو لوگوں کو نفع پہنچاتی ہیں اس بارش میں جسے اللہ نے آسمان سے

السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا

سے پانی سے پس جلایا ساتھ اس کے زمین کو پیچھے موت اس کی کے اور پھیلائے بیچ اس کے

پانی کی شکل میں نازل کیا اور اس کے ذریعے سے زمین کو مردہ (یعنی خشک) ہونے کے بعد زندہ کیا اور اس میں ہر قسم کے

مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ

ہر جانور سے اور پھیرنے ہواؤں اور بادلوں کے جو حکم کے باندھے ہیں درمیان

جانوروں کو پھیلایا اور ہواؤں کے رخ پھراتے رہنے میں اور بادلوں کو آسمان و زمین کے درمیان مسخر رکھنے

السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَمِنَ النَّاسِ

آسمان کے اور زمین کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے کہ عقلمند ہیں ف۳ اور بعضے لوگوں میں سے وہ ہیں

میں ان لوگوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں جو عقلمند ہیں اور لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں

مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَ

جو پکڑتے ہیں سوائے اللہ کے شریک محبت کرتے ہیں ان سے جیسا کہ محبت خدا کی اور

جو اللہ کو چھوڑ کر دوسری ہستیوں کو اس کا ہمسر بنا لیتے ہیں اور ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ سے محبت کرنی چاہئے اور

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا

جو لوگ کہ ایمان لائے زیادہ ہیں محبت میں واسطے اللہ کے اور کاش کہ دیکھیں وہ لوگ کہ ظالم ہیں

جو لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں ان کو اللہ کی محبت سب سے زیادہ ہوتی ہے اور کاش ظالموں کو عذاب دیکھ کر جو کچھ سوجھے گا وہ ابھی سوجھ جائے

اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ

جب دیکھیں گے عذاب یہ کہ قوت واسطے اللہ ہی کے ہے ساری اور یہ کہ اللہ سخت

(اس دن وہ دیکھیں گے) کہ تمام قوت و طاقت صرف اللہ ہی کو حاصل ہے اور یہ کہ اللہ بڑا سخت

حل لغات۔
لہ فُلْک اس کے اصلی معنے گردش کرنے کے ہیں اس لئے ہر مستدیر چیز کو فلک کہتے ہیں۔ چرخہ کی مال فلکہ اور کشتی کو فلک اسی واسطے کہتے ہیں کہ مال چرخے میں اور کشتی پانی میں گردش کرتی رہتی ہے فلک میں مفرد اور جمع مذکر اور مؤنث یکساں ہے۔ اگر قفل کے وزن پر کہا جائے مفرد ہے اُسْد کے وزن پر لیا جائے جمع ہے۔ لہ یَرَوْنَ صیغہ جمع مذکر غائب مضارع باب فتح مہموز العین ناقص یائی۔ رأی مادہ۔ اصل میں یَرْاَیُوْنَ تھا ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دی اور اُسے تخفیفاً حذف کر دیا۔ پھر ے پر ضمہ ثقیل تھا حذف کر دیا۔ دو ساکنوں کے جمع ہونے سے ے گر پڑی۔

(بقیہ فائدہ ۲ صفحہ ۳۶) لیکن اللہ کی راہ میں جان قربان کرنا ہمیشہ کی اخروی چین کی زندگی کا حاصل کرنا ہے چنانچہ صحیح مسلم و ترمذی کی حدیثوں کا حاصل یہ ہے کہ شہیدوں کی روحیں سبز چڑیوں کے پوٹے میں ہے یہ پرندے جنت میں جہاں چاہتے ہیں چرتے پھرتے ہیں پھر شام کو ان قندیلوں کے اندر جو عرش کے نیچے لٹکی ہوئی ہیں آکر بسیرا کرتے ہیں لیکن تم کو وہاں کی زندگی کا حال معلوم نہیں نہ ان کو تمہارا حال معلوم۔ اس آیت سے اولیاء اللہ کی دنیا کی زندگی سمجھ کر انکو نفع نقصان کا مالک ثابت کرنا یہ قرآن و حدیث سے ناواقفی اور بدعقیدگی ہے۔ کتنے ہی انبیاء مخالفین کے ہاتھوں شہید کر دیئے گئے۔ بے شمار صحابہؓ اسلامی غزوات میں شہید ہوئے مگر کوئی صحابی کسی شہید کو حاضر ناظر اور مشکل کشا نہیں جانتا تھا اور نہ ہی انکو حاجات کیلئے پکارتا۔ اُنسے امداد طلب کرتا تھا کیونکہ یہ صریح شرک ہے (یہ مضمون مقدمہ میں بھی پڑھئے) پہلے تو انکا ذکر تھا جنھوں نے صبر کا اعلیٰ مرتبہ حاصل کیا یعنی شہداء لوگ۔ اب ان لوگوں کا ذکر فرمایا جن کا علی العموم تھوڑی تھوڑی تکلیف و مصیبت میں وقتاً فوقتاً امتحان لیا جائیگا اور انکے صبر کو دیکھا جائیگا کیونکہ صابرین میں داخل ہونا کچھ سہل نہیں جیسا کہ فرمایا وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا ذُوْحَظٍّ عَظِيْمٍ اور اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ اگرچہ ہر نیکی کا اجر دس گنا سے لیکر سات سو تک ہے مگر صبر جیسی اہم چیز کا ثواب بھی اندازہ سے باہر ہے اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ حدیث میں آتا ہے اللہ تعالیٰ بعض بندوں کو آخرت کے بڑے درجے دینا چاہتا ہے مگر انکے اعمال ان درجوں کے قابل نہیں لیکن انکو تکالیف سے آزما کر صبر کی توفیق دیتا ہے۔ لہٰذا اس صبر کے بدلے آخرت کے ان اعلیٰ درجات کا مستحق کر دیتا ہے۔ اسی طرح مصیبت کے وقت صبر کرنے سے گناہ بھی معاف فرما دیتا ہے اسلئے مسلمان کو مصیبت سے گھبرانا نہیں چاہئے بلکہ ایسے وقت صبر اور نماز کے ذریعہ مدد لینی چاہئے۔ مال کا نقصان ہے کہ مثلاً تجارت میں گھاٹا آجانا یا چوری وغیرہ ہو جانا۔ جان کا نقصان رشتہ داروں وغیرہ کا مر جانا۔ خوف سے مراد دشمنوں کا خوف ہے۔ بھوک سے مراد محتاجی و فاقہ ہے۔ میوہ کا نقصان باغ کے پیڑوں میں پھل کا نہ آنا یا کم آنا یا اولاد کی موت کیونکہ اولاد کو بھی پھل کہتے ہیں چنانچہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۰ باب البکاء علی المیت میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمَلٰٓئِكَتِهٖ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِيْ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَقُوْلُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَقُوْلُ مَاذَا قَالَ عَبْدِيْ فَيَقُوْلُوْنَ حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ ابْنُوْا لِعَبْدِيْ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ (ترمذی) یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب کسی مسلمان کی اولاد کا انتقال ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ ملک الموت (فرشتہ) سے فرماتا ہے کہ جس وقت تو نے میرے بندہ کے پھل کو اس سے چھین لیا تو اس میرے بندہ نے کیا کہا۔ فرشتہ جواب دیتا ہے یا اللہ اُس وقت تیرے بندہ نے الحمد للہ یعنی تیری تعریف کی اور انا للہ و انا الیہ راجعون کہا (کچھ بے صبری کی اور کوئی ناجائز کلمہ منہ سے نکالا) اسپر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس بندہ کیلئے جنت میں ایک گھر تیار کرو اور اس گھر کا نام بیت الحمد رکھو۔ اور حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی مسلمان مرد یا عورت کو کوئی رنج و مصیبت پہنچے اور جب کبھی بھی اسکو تکلیف یاد آجائے وہ انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اُسیقدر ثواب لکھوا دیتا ہے جتنا کہ پہلے دن کے صبر اور انا للہ الخ پڑھنے پر لکھا گیا تھا اگرچہ اس مصیبت کو کتنا ہی زمانہ گذر گیا ہو (مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۲) سوچنا چاہئے کہ ایمان والوں پر اللہ تعالیٰ کا کس قدر فضل ہے کہ ایک دفعہ کی مصیبت پر سینکڑوں دفعہ کا ثواب لکھا جائے جتنا پہلے دن لکھا تھا۔ ایمان والے مردوں عورتوں کو مناسب ہے کہ مصیبت کے وقت جو اور شور و غل نوحہ کھسوٹنا کپڑے پھاڑنا ہائے وائے ماتم کرکے اس بے انتہا ثواب اور درجوں کو برباد نہ کریں۔ بعض عورتیں بیان کرکے تو نہیں روتیں لیکن دوسروں کے ساتھ رونے میں انکی شریک ہو جاتی ہیں انکو چاہئے اگر کسیکو خلاف شرع روتے دیکھیں تو انکو روکیں منع کریں۔ اگر وہ باز نہ آئیں تو وہاں سے چلی آئیں ورنہ وہ بھی گنہگار ہونگی اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کرکے رونے والی اور سننے والی پر بھی لعنت کی ہے۔ ہاں مطلق آنسوؤں سے رونا منع نہیں نہ وہ بے صبری میں داخل ہے بلکہ رحمت ہے چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے قَالَ اِنَّهٗ مَهْمَا كَانَ مِنَ الْعَيْنِ وَمِنَ الْقَلْبِ فَمِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَمِنَ الرَّحْمَةِ وَمَا كَانَ مِنَ الْيَدِ وَمِنَ اللِّسَانِ فَمِنَ الشَّيْطٰنِ (احمد، مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۲) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنکھوں سے رونا اور دل سے غم کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے اور ہاتھوں سے اپنے آپ کو مار پیٹ کرنا اور زبان سے بیان کرنا وغیرہ شیطانی حرکت ہے۔ ابن ماجہ صفحہ ۱۱۴ و ترغیب صفحہ ۶۲۹ میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً آیا ہے لَعَنَ الْخَامِشَةَ وَجْهَهَا وَالشَّاقَّةَ جَيْبَهَا وَالدَّاعِيَةَ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت ہوئی اسپر جو غم میں منہ نوچے یا کپڑے پھاڑے یا ہائے وائے یا موت یا عذاب وغیرہ پکارے۔ مسلم میں ہے کہ نوحہ کرنے والی اگر بغیر توبہ مرگئی تو قیامت کے دن اسکو رال کا کرتا اور گندھک کی چادر پہنائی جائے گی اور اسمیں آگ لگا دی جائیگی (مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۰) اللہ تعالیٰ بچائے اور محفوظ رکھے آمین۔ پس ہر مرد و عورت کو چاہئے رنج کے وقت صبر کرے اور انا للہ الخ پڑھے جزع فزع نہ کرے تاکہ اس بشارت اور رحمت کا مستحق بنے جسکا اللہ نے آیت ہذا میں وعدہ فرمایا ہے۔ مسند احمد میں ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے خاوند ابوسلمہ رضی اللہ عنہ ایک روز میرے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے ہوکر آئے اور خوشی خوشی فرمانے لگے آج تو میں نے ایک ایسی حدیث سنی ہے کہ بہت ہی خوش ہوا ہوں۔ وہ حدیث یہ ہے کہ جس کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچے اور وہ یہ دعا پڑھ لے اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا جسکے معنے ہیں خدایا! مجھے اس مصیبت میں اجر دے اور مجھے اس سے بہتر بدلہ عطا فرما تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور ہی اجر و بہتر بدلہ دیگا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اس دعا کو یاد کر لیا۔ پھر جب میرے خاوند ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو میں نے انا للہ الخ کے بعد یہ دعا پڑھ تو لی لیکن دل میں خیال آیا کہ بھلا ابوسلمہؓ سے بہتر شخص مجھے کون مل سکتا ہے؟ عدت گذرنے کے بعد نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام نکاح آگیا چنانچہ میرا نکاح اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کی برکت سے میرے خاوند سے بہت ہی بہتر اپنا حبیبؐ عطا فرمایا (ابن کثیر وغیرہ)

ف ۲ اس سے پہلے صبر کی فضیلت مذکور تھی۔ اب فرمایا کہ دیکھو صفا و مروہ دو پہاڑیاں جو شعائر اللہ میں داخل ہوئیں اور انکی سعی کرنا حج و عمرہ میں ضروری ہوا۔ اسکا سبب یہی تو ہے کہ یہ فعل صابرین ہے یعنی حضرت ہاجرہ والدہ حضرت اسمٰعیلؑ کے صبر کی وجہ سے خدا کی نشانیاں اور مقدس و متبرک جگہ ہوئیں جب ہاجرہ اپنے معصوم بچہ اسمٰعیل کو لیکر اس خشک میدان میں آکر رہیں اور مشک بھر پانی ختم ہو چکا، دھوپ گرمی و پیاس کی شدت اور بچہ کے تڑپنے میں بے قرار ہو کر خدا کی طرف لپکتی ہوئیں اور اس حالت میں کبھی اس پہاڑی پر کبھی اُس پہاڑی پر ظہور رحمت الٰہی کی امید میں آئیں اور گئیں تو خدا نے ہاجرہ کی دعا قبول کی اور چشمۂ زمزم جاری فرما دیا۔ جب سے یہ جگہ محل اجابت دعا قرار پائی۔ حج و عمرہ کا اور سعی کا مکمل طریقہ جلیل المناسک اور احکام الحج میں مذکور ہے جو ہمارے ہاں سے دستیاب ہو سکتی ہے۔

(فوائد صفحہ ہٰذا)

ف ۱ آیت ہٰذا میں وعید شدید کتمانِ حق پر اہل کتاب کے بارہ میں آئی کہ انھوں نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے اوصاف و تحویل قبلہ وغیرہ امور کو چھپایا۔ اب امر حق کے باب میں (باقی صفحہ ۳۸ پر)

الْعَذَابِ ﴿١٦٥﴾ إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا

عذاب کے سخت والا ہے۔ جس وقت کہ بیزار ہو گئے وہ لوگ کہ پیرو ہوئے تھے ان لوگوں سے کہ پیروی کرتے تھے ان کی

عذاب دینے والا ہے اس وقت کو (یاد کرو) جبکہ وہ لوگ جن کی پیروی کی گئی تھی اپنے پیروی کرنے والوں سے بیزاری کا اظہار کریں گے

وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ﴿١٦٦﴾ وَقَالَ

اور دیکھیں گے عذاب کو اور کٹ جاویں گے ان سے علاقے اور کہیں گے

اور جب کہ وہ عذاب خداوندی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور ان کے تمام رشتے اور وسیلے بس ٹوٹ جائیں گے اور پیروی کرنے

الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا

وہ لوگ کہ پیروی کرتے تھے کاش کہ ہو واسطے ہمارے پھر جانا طرف دنیا کے پس بیزاری کریں ہم ان سے جیسا کہ بیزار ہوئے وہ ہم

والے پکار اٹھیں گے کہ اگر ہم ایک بار لوٹ کر جا سکیں تو ان سے اسی طرح بیزاری کا اظہار کریں جس طرح کہ انھوں نے ہم سے

مِنَّا ۗ كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَا هُمْ

سے اسی طرح دکھلاوے گا ان کو اللہ عمل ان کے واسطے افسوس کے اوپر ان کے اور نہیں وہ

کیا ہے اس طرح اللہ ان کے اعمال کو ان کے لئے سراپا حسرتیں بنا کر دکھائے گا اور وہ کبھی

بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ﴿١٦٧﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ

نکلنے والے آگ سے اے لوگو کھاؤ اس چیز سے کہ بیچ زمین کے ہے

آگ سے چھٹکارا پانے والے نہیں اے لوگو زمین میں جس قدر حلال اور صاف ستھری چیزیں ہیں انھیں (شوق سے)

حَلَالًا طَيِّبًا ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ

حلال پاکیزہ اور مت پیروی کرو قدموں شیطان کی تحقیق وہ واسطے تمہارے دشمن ہے

کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن

مُبِينٌ ﴿١٦٨﴾ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا

ظاہر سوائے اس کے نہیں کہ حکم کرتا ہے تم کو ساتھ برائی کے اور بےحیائی کے اور یہ کہ کہو تم اوپر

ہے وہ تمہیں برائی اور بےحیائی کی ہی ترغیب دے گا اور یہ کہ تم سے اللہ کے متعلق وہ باتیں

عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٦٩﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ

اللہ کے جو نہیں جانتے تم اور جب کہا جاتا ہے واسطے ان کے پیروی کرو اس چیز کی کہ اتاری

کہلوائے گا جن کا تمہیں علم تک نہیں اور جب انھیں کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو کچھ نازل کیا ہے اسی کی پیروی کرو

اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۗ أَوَلَوْ كَانَ

اللہ نے کہتے ہیں بلکہ پیروی کریں گے ہم اس چیز کی کہ پایا ہم نے اوپر اس کے باپوں اپنوں کو کیا اگرچہ تھے

تو کہتے ہیں کہ ہم تو اس طریق پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو چلتے ہوئے پایا۔ تو کیا اگر

آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴿١٧٠﴾ وَمَثَلُ

باپ ان کے نہ سمجھتے کچھ اور نہ راہ پاتے تھے ع ۳ اور مثال

ان کے بڑے کسی بات کو نہ سمجھتے ہوں اور نہ راہ راست پر ہی ہوں (تو بھی یہ انہی کے طریق پر چلیں گے؟) اور کافروں کی مثال

الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً

ان لوگوں کی کہ کافر ہوئے مانند مثال اس شخص کے کہ چلاتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں سنتی مگر بلانا

اس شخص کی سی ہے جو ایسی چیز کے پیچھے چلاتا ہے جو سوا پکار اور ندا کے کچھ نہیں سنتی

حل لغات۔

[1] اَسْبَاب سبب کی جمع اور لغت میں سَبَب اس رسّی کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ سے درخت وغیرہ پر چڑھ سکتے ہوں قال تعالیٰ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ إِلَى السَّمَاءِ
پھر ہر اس چیز کو سبب کہنے لگے جس کی وجہ سے آدمی منزل مقصود یا دلی حاجت تک پہنچ سکتا ہے قال تعالیٰ فَأَتْبَعَ سَبَبًا اور اس کے معنے ساز و سامان کے بھی ہیں ★

(بقیہ فائدہ صفحہ ۳۷) لفظاً عام ہے یعنی جس نے غرض دنیا کے واسطے حق چھپایا وہ سب اس میں داخل ہیں بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس سے علم کا سوال کیا گیا اور اُس نے باوجود علم ہونے کے چھپایا تو قیامت کے دن اسکو آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔ ایک روایت میں ابو ہریرہ رضہ سے یوں آیا ہے کہ اگر دو آیتیں کتاب اللہ میں نہ ہوتیں تو میں کسی سے بھی کوئی حدیث بیان نہ کرتا۔ ایک تو یہی آیت اور دوسری وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ الخ جو پارہ ۴ رکوع ۱ میں ہے۔ معلوم ہوا کہ حدیث بھی منزل من السماء ہے۔ چھپانے والا منکر اس کا جو بغیر توبہ مرا ملعون ہے۔ ہاں جنھوں نے توبہ کر لی اور تصحیح مافات کر کے اپنے اعمال کی اصلاح واظہار حق پوری طرح کر دیا انکی توبہ قبول ہے۔ اب بجائے لعنت کے رحمتوں کے مستحق ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ عالم کے حق میں زمین وآسمان اور ملائکہ حتیٰ کہ مچھلی پانی میں اور پرندے ہوا میں دعائے مغفرت کرتے ہیں اس لئے کہ عالم علم پڑھ کر خود بھی قرآن وحدیث پر عمل کرتا اور وں کو بھی عامل بناتا ہے۔ اور جو حق پوشی کے سبب کافر رہے اور اسی حالت میں موت آگئی، توبہ بھی نصیب نہیں ہوئی تو وہ ہمیشہ کو جہنمی اور ملعون ہو رہے۔ کتمانِ حق کے وبال ہیں جب عالم کے اندر قحط، وبا، طرح طرح کی وبائیں پھیلتی ہیں تو جن وانس، ملائکہ اور سب جانور بلکہ جمادات تک کو تکلیف ہوتی ہے اور ان پر لعنت کرتے ہیں۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک جنازہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کافر کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں فرشتے ایک ایسی ضرب لگاتے ہیں جسکو ہر جاندار سوائے ثقلین کے سنتا ہے اور ہر سننے والا اس کو لعنت کرتا ہے۔ یہی اس آیت کا مطلب ہے (ابن ماجہ وغیرہ)

ف۲ جب آیت اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ الخ نازل ہوئی کہ معبود حقیقی ایک ہی ہے اس میں تعدد کا احتمال بھی نہیں۔ دوسرا معبود ہوتا تو ممکن تھا کہ اس سے نفع کی توقع باندھی جاتی۔ یہ کوئی دنیاوی بادشاہی یا استادی پیری نہیں کہ ایک جگہ موافقت نہ آئی تو دوسری جگہ چلے گئے، یہ تو معبودی اور خدائی ہے نہ اس کے سوا کسی کو معبود بنا سکتے ہو اور نہ اسکے سوا کسی سے خیر کی توقع کر سکتے ہو تب کفار مکہ نے کہا بھلا ایک معبود تمام جہان کے واسطے کیونکر کفایت کر سکتا ہے؟ اگر یہی بات ہے اور تم سچے ہو تو کوئی دلیل لاؤ جس سے ثابت ہو کہ ایک ہی معبود ہے۔ اس پر اگلی آیت نازل ہوئی۔ حدیث اسماء بنت یزید میں مرفوعاً آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے۔ ایک تو یہی آیت۔ دوسری الٓمّٓ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔

ف۳ اللہ تعالیٰ نے آیت ہذا میں اپنی قدرت کی نشانیاں بیان فرما کر توحید کا اثبات کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ملک میں وحدہ لاشریک لہ ہے۔ یہ آٹھ وہ صنائع ہیں جو خدا کے سوا کوئی بُت، نبی، ولی، پیر وفقیر نہیں بنا سکتا۔ فائدہ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ میں توحید ذات کا، اور اَلرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ میں توحید صفات کا ثبوت تھا اور اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ الخ میں توحید افعال کا ثبوت ہوا جس سے مشرکین کے شبہات بالکلیہ مندفع ہو گئے فقط۔

فوائد صفحہ ہذا

ف۱ آیات ہذا میں اللہ تبارک وتعالیٰ مشرکین کا دنیاوی اور اُخروی حال بیان فرما رہا ہے کہ یہ لوگ خدا کی مخلوق کو خدا کے برابر سمجھتے ہیں یعنی جو کام تعظیم و تکریم کے صرف خالق کے لئے خاص ہیں وہ مخلوق کے ساتھ بھی کر گزرتے ہیں مثلاً اہل قبور کو جلب منفعت ودفع مضرت کے لئے پکارنا ان کی نذر ونیاز اور منتیں ماننا، اللہ کی سی محبت عزت وعظمت اپنے دل میں رکھنا اللہ تعالیٰ کا سا خوف ورجاء ان سے رکھنا، یہ اُن کو خدا کے برابر کرنا ہے، برعکس اس کے ایماندار اللہ تعالیٰ ہی کو تمام امور میں مختار سمجھتے ہیں کیونکہ وہ اللہ کی محبت میں چور اچور رہتے ہیں۔ اَنْدَاد جمع ہے ند کی، ند کہتے ہیں مثل ونظیر کو۔ بخاری مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اَیُّ الذَّنْبِ اَکْبَرُ عِنْدَ اللّٰہِ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰہِ نِدًّا وَّھُوَ خَلَقَكَ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرے حالانکہ اسی اللہ نے تجھ کو پیدا کیا ہے (مشکوۃ ص۱۶ باب الکبائر) معلوم ہوا شرک بہت بُری چیز ہے اور توحید نہایت عمدہ ہے مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ثِنْتَانِ مُوْجِبَتَانِ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْمُوْجِبَتَانِ قَالَ مَنْ مَّاتَ یُشْرِكُ بِاللّٰہِ شَیْئًا دَخَلَ النَّارَ وَمَنْ مَّاتَ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰہِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ (مشکوۃ صفحہ ۱۵) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو چیزیں واجب کرنیوالی ہیں کسی نے کہا حضور! وہ دو چیزیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا جو شخص شرک کر مرا اس شخص کیلئے دوزخ واجب ہوگی اور جو توحید پر مرا اس کیلئے جنت واجب ہوئی۔ مشرک شرک کے سبب دنیا میں رسوا ہوئے جیسا کہ کفار بدر کی لڑائی میں۔ اور بھی اپنے اپنے زمانہ میں ہوتے رہے اور ہوتے رہینگے اور آخرت میں تو سخت عذاب کے علاوہ بڑا ور شرمندگی ہے کہ اللہ کے سوا جن کو پوجتے عبادت کرتے خدا کے اوصاف ان میں ثابت کر کے خدا کا شریک ٹھیراتے تھے وہ آج قیامت میں (باقی فائدہ صفحہ ۳۹ پر)

★ کیونکہ ساز وسامان سفر بھی منزل پر پہنچنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ آسمان کے دروازوں کو بھی اسباب السمٰوٰت کہنے کی یہی وجہ ہے کہ ان کے ذریعہ سے آسمانوں میں پہنچ سکتے ہیں قال تعالیٰ لَعَلِّیْۤ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ۔ ۲؎ اَلْفَیْنَا صیغہ جمع متکلم ماضی باب افعال ناقص یائی۔ لفی مادہ اسکے معنے ہیں وجدنا کما قال تعالیٰ بل وجدنا علیہ اٰباءنا۔ وَاَلْفَیَا سَیِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ۳؎ یَنْعِقُ صیغہ واحد مذکر غائب مضارع باب ضرب صحیح۔ نعق مادہ۔ گڈریہ بکریوں کو آواز دیتا اور چلاتا ہے تو اہل محاورہ بولا کرتے ہیں۔ نعق الراعی بالغنم۔ نعیق عین مہملہ کے ساتھ اور نغیق غین معجمہ کے ساتھ کوّے کی آواز کو کہتے ہیں۔

وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ

اور پکارنا ۔ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں پس وہ نہیں سمجھتے ۔ ۲۱ ۔ اے لوگو

یہ لوگ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں سو کچھ نہیں سمجھتے ۔ اے ایمان والو!

اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ

جو ایمان لائے ہو کھاؤ پاکیزہ اس چیز سے کہ دیا ہم نے تم کو اور شکر کرو واسطے اللہ کے اگر

ان پاکیزہ اور حلال چیزوں میں سے جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں (جو چاہو) کھاؤ اور اللہ کا شکر بجا لاؤ ۔ اگر

كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ

ہو تم اسی کی عبادت کرتے ۔ ۲۲ ۔ سوائے اس کے نہیں کہ حرام کیا ہے اوپر تمہارے مردار

تم صرف اسی کی بندگی کرتے ہو ۔ اس نے تم پر صرف مردار

وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ

اور لہو اور گوشت سور کا اور جو کچھ پکارا جائے ساتھ اس کے واسطے غیر اللہ کے ۔ پس جو

خون، خنزیر کا گوشت اور ایسے جانور حرام کئے ہیں جو اللہ کے سوا کسی اور کے نامزد کر دیئے گئے ہوں ۔ پس جو

اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

کوئی بے بس ہو جاوے حد سے نکل جانے والا اور نہ زیادتی کرنے والا پس گناہ نہیں اوپر اس کے ۔ تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان

نافرمانی کرنے اور حد سے بڑھ جانے والا نہ ہو، حالات مجبوری اگر انکا استعمال بھی کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ۔ بیشک اللہ بخشنے والا

رَّحِیْمٌ ﴿۱۷۳﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ

ہے ۔ ۲۳ ۔ تحقیق وہ لوگ کہ چھپاتے ہیں جو کچھ اتارا اللہ نے کتاب سے

رحم کرنے والا ہے ۔ جو لوگ ان احکام کو جو اللہ نے اپنی کتاب میں نازل کئے ہیں چھپاتے ہیں

وَیَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ

اور مول لیتے ہیں بدلے اس کے مول تھوڑا یہ لوگ نہیں کھاتے بیچ پیٹوں اپنے کے

اور اس کے عوض دنیا کے حقیر فائدے حاصل کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جو اپنے پیٹ میں

اِلَّا النَّارَ وَلَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَكِّیْهِمْ ۚۖ

مگر آگ اور نہ بات کرے گا ان سے اللہ دن قیامت کے اور نہ پاک کرے گا ان کو

آگ بھرتے ہیں ان لوگوں سے اللہ قیامت کے دن کلام تک نہ کرے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ

اور واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا ۔ ۲۴ ۔ یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے مول لیا گمراہی کو بدلے

اور ان کے واسطے دردناک عذاب ہوگا ۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی کو ہدایت

بِالْهُدٰی وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَاۤ اَصْبَرَهُمْ عَلَی

ہدایت کے اور عذاب کو بدلے بخشش کے ۔ ۲۵ ۔ پس کیا صبر کرنے والے ہیں وہ اوپر

اور عذاب کو مغفرت کے بدلے مول لیا ہے سو یہ لوگ آتش دوزخ کو برداشت کرنے میں

النَّارِ ﴿۱۷۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ

آگ کے یہ اس واسطے ہے کہ اللہ نے اتارا کتاب کو ساتھ حق کے اور تحقیق

کس قدر صابر ہیں یہ اس لئے کہ اللہ نے کتاب سچائی کے ساتھ نازل کر دی تھی اور وہ

حل لغات.

لہ مَیْتَة وہ جانور ہے جس کی جان بغیر ذبح کئے ہوئے نکل گئی ہو.

لہ اُهِلَّ صیغہ واحد مذکر غائب ماضی مجہول باب افعال مضاعف ہلّ مادہ۔ اصل میں اُهْلِلَ تھا پہلے لام کا کسرہ نقل کر کے ماقبل کو دیدیا پھر اسے دوسرے لام میں ادغام کر دیا۔ اہلال کے لغوی معنے ہیں آواز بلند کرنا۔ ہلال یعنی چاند دیکھ کر جو لوگ دوسروں کے واسطے بلند آواز کرتے ہیں اس مقام پر اہلال بولتے ہیں۔ مُحرم کو مُهِلّ اسی واسطے کہتے ہیں کہ وہ احرام کے وقت لبیک اللھم لبیک الخ پکار پکار کر کہتا ہے ذبح کرنے والے کو بھی مُهِلّ کہنے کی یہی وجہ ہے کہ وہ جانور ذبح کرتے وقت بتوں کا نام پکار پکار کر لیا کرتا تھا اور یہی معنی ہیں اِسْتَهَلَّ الصَّبِیُّ کے

(بقیہ فائدہ صفحہ ۳۸) ان مشرکین اور انکے شرک سے بیزار ہو جائیں گے تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ مَا كَانُوا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ بلکہ انکے مقرر کردہ معبود الٹے انکے دشمن ہو جائیں گے اور انکو پکڑوائیں گے سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا۔ اب جبکہ پیر و فقیر اپنے مریدوں سے، گرو و مرشد اپنے چیلوں سے، متبوعین تابعداروں سے، ملائکہ انبیاء اپنے پجاریوں سے، ائمہ و مشائخ اپنے مقلدوں سے بیزار ہو کر علیحدگی کا اظہار کر دیں گے تو مشرکین مریدین تابعین بیچاری تمنا کریں گے کہ کاش! دنیا میں ہم کو دوبارہ لوٹ جانا نصیب ہو تو ہم بھی ان سے اپنا انتقام لیں جیسا یہ آج ہم سے جدا ہو گئے ہم بھی جدا ہو جائیں گے وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ لیکن اس آرزو بجز افسوس کچھ نفع نہ ہوگا۔ ان آیات سے جماعت اہل علم نے قدیماً و حدیثاً تقلید پر استدلال کیا ہے کہ جس طرح اہل شرک کے متبوعین اپنے تابعین سے بیزاری ظاہر کریں گے اسی طرح ائمہ مجتہدین اپنے مقلدوں سے سخت ناراض و بیزار ہونگے اسلئے کہ چاروں امام رحمہم اللہ اپنی تقلید اور غیر کی تقلید سے منع کر گئے ہیں سو جس کام سے دنیا میں انھوں نے امت کو منع کیا تھا وہ اس کام پر آخرت میں ضرور ہی خفا ہونگے۔ اس تمرد و عدول حکمی کو اپنے مقلدوں سے ہرگز پسند نہ کریں گے (ترجمان) جیسے مشرکین کو عذاب الٰہی اور اپنے معبودوں کی بیزاری دیکھ کر سخت حسرت ہوگی اسی طرح انکے حج عمرہ نماز روزہ اور صدقات و خیرات وغیرہ جملہ اعمال کو اللہ تعالیٰ ان کے لئے موجب حسرت بنا دے گا۔ یہ سب شرک کے سبب سے مردود ہو جائیں گے کیونکہ مشکوٰۃ صفحہ ۴۵۴ میں ابن ابی فضالہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے إِذَا جَمَعَ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ نَادَى مُنَادٍ مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلَّهِ أَحَدًا فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ (احمد) یعنی جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کریگا تو ایک پکارنے والا پکارے گا کہ جس نے اپنے کسی ایسے عمل میں جو اللہ کیلئے کیا تھا اگر اور کسی کو بھی اس میں شریک کر لیا تو اس کو چاہیئے کہ اس عمل کا ثواب اسی شریک سے مانگے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے حصہ لینے سے ساتھ اور حصہ داروں کے۔ مقصد یہ کہ جو عبادت اللہ کے لئے کی اور اس میں غیر اللہ کا بھی حصہ مقرر کر دیا یا ناموری کی تو اللہ اپنا حق بھی شراکت کی وجہ سے چھوڑ دے گا۔ کوئی قربانی بھی کرے اور گیارہویں بھی تو عنداللہ دونوں نامقبول ہیں

ف۲ پہلی آیات میں شرک کی خرابی بیان فرما کر اب حلال کو حرام کرنے سے ممانعت کی جاتی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جو کچھ زمین میں پیدا ہوتا ہے سب سے کھاؤ بشرطیکہ شرعاً حلال و طیب ہو، نہ تو فی نفسہ حرام ہو جیسے مُردار اور خنزیر اور مَا اُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ یعنی جن جانوروں پر اللہ کے سوا کسی کا نام پکارا جائے اور نہ کسی امر عارضی سے اس میں حرمت آگئی ہو جیسے غصب، چوری، رشوت، سود کا مال کہ ان سب سے اجتناب ضروری ہے۔ اور شیطان کی پیروی ہرگز نہ کرو کہ جسکو چاہا حرام کر لیا جیسے بتوں کے نام کے سانڈ وغیرہ اور جسکو چاہا حلال کر لیا جیسے مَا اُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ وغیرہ۔ ابن مردویہ میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پاک چیزیں اور حلال لقمہ کھاتے رہو اللہ تمھاری دعائیں قبول فرماتا رہے گا۔ قسم ہے اُس خدا کی جسکے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے حرام لقمہ جو انسان اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے اس کی وجہ سے چالیس دن تک اس کی عبادت قبول نہیں ہوتی جو گوشت پوست حرام اور سود سے پلا وہ جہنمی ہے۔ پھر فرمایا مصطفےٰ اپنی طرف سے بنالو جیسے اب بھی غلط العوام بہت ٹھیر رہے ہیں (موضح) پس ہر کافر اور بدعتی اس میں داخل ہے جو اپنی طرف سے چیزیں بنا کر شریعت میں داخل کر دے اور بدی کی طرف رغبت دلائے فقط۔

ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام کے مقابلہ میں اپنے باپ دادا کے مذہب رواج و رسم کی تقلید کرنا یہ بھی شرک ہے۔ جو لوگ قرآن و حدیث کے سامنے اپنے آباء واجداد کو پیش کر دیتے ہیں کہ جن کی وہ پرستش کرتے تھے ہم بھی کرتے ہیں کرتے رہیں گے۔ اُن کے جواب میں قرآن کہتا ہے کہ وہ عقل و فہم و ادراک سے خالی اور غیر ہدایت یافتہ تھے۔ معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث کے مقابلہ میں اپنی رائے سے کچھ کہنا اور اسی کی تقلید کرنا بے عقلی اور ہدایت سے دوری ہے

فوائد صفحہ هذا

ف۱ یعنی ان کافروں کو سمجھانا ایسا ہے جیسا کہ کوئی جنگل کے جانوروں کو بلائے کہ وہ سوائے آواز کے کچھ نہیں سمجھتے۔ یہ مثال ہے اس کی جو علم نہ رکھے اور علم والے کی بات قبول نہ کرے، بس یہ کفار گویا بہرے گونگے اور اندھے ہیں کیونکہ نہ حق سنتے ہیں نہ حق کہتے ہیں نہ حق دیکھتے ہیں۔ جب ان کے ہر سہ قویٰ مذکورہ فاسد ہو گئے تو تحصیل علم و فہم کی اب کیا صورت ہو سکتی ہے؟ فقط۔

اکل حلال سے دعا قبول ہوتی ہے۔ ف۲ اس آیت میں پاک حلال رزق اور شکر الٰہی کا حکم ہے کیونکہ حلال اور پاکیزہ کھانا، دعا اور عبادت کے قبول ہونے کا سبب ہوتا ہے جیسا کہ حرام کھانا مقبولیت عبادت اور دعا کے لئے مانع ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ترمذی مسلم وغیرہ میں مرفوعاً روایت ہے إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا الطَّيِّبَ اللہ پاک ہے اور پاک ہی کو قبول فرماتا ہے۔ اللہ نے جو حکم اپنے رسولوں کو فرمایا کہ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا وہی ایمانداروں کو حکم دیا کہ اے ایماندارو! ہماری عطا کردہ پاک چیزیں کھاؤ اور اللہ کا شکریہ ادا کرو۔ پھر آپؐ نے فرمایا (باقی فائدہ صفحہ ۴۰ پر دیکھئے)

ع ۵

الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتٰبِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ﴿۱۷۶﴾ لَيْسَ الْبِرَّ

جنہوں نے اختلاف کیا — بیچ کتاب کے — البتہ بیچ خلاف دور کے ہیں — نہیں بھلائی

لوگ جنہوں نے — کتاب میں اختلاف کیا — بیشک وہ پرلے درجے کی ضد پر اڑے ہوئے ہیں — تم نے مشرق کی طرف

اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ

یہ کہ پھیرو تم — منہ اپنے کو — طرف مشرق کے — اور مغرب کے — ولیکن

منہ کرلیا یا مغرب کی طرف، تو یہ کوئی بڑی نیکی نہیں۔ — ہاں

الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ

بھلائی اس کو ہے جو ایمان لایا ساتھ اللہ کے — اور دن پچھلے کے — اور فرشتوں کے — اور کتاب کے

نیکی تو یہ ہے کہ کوئی اللہ پر، روز آخرت پر — فرشتوں — کتابوں

وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى

اور پیغمبروں کے — اور دیا مال — اوپر محبت اس کی کے قرابت والوں کو — اور یتیموں کو

اور نبیوں پر ایمان لائے — اور جس شخص نے اللہ کی محبت میں قریبی رشتہ داروں — اور یتیموں

وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ

اور فقیروں کو — اور مسافروں کو — اور سوال کرنے والوں کو — اور بیچ چھڑانے گردن کے

مسکینوں — اور مسافروں — سائلوں — اور غلاموں کے آزاد کرانے کو مال دیا۔

وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا

اور قائم کیا — نماز کو — اور دیا — زکوٰۃ کو — اور پورا کرنے والے ساتھ عہد اپنے کے — جب

اور جو نماز کی پابندی کرتا رہا — اور زکوٰۃ دیتا رہا — اور جو عہد کرکے اسے پورا کرنے والے ہیں

عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ

عہد کریں — اور صبر کرنے والے — بیچ فقر کے — اور بیماری کے — اور وقت

اور تنگدستی اور تکلیف میں اور جنگ کے وقت ثابت قدم رہنے والے ہیں

الْبَاْسِ ۭ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۭ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

لڑائی کے — یہ لوگ ہیں — جنہوں نے — سچ بولا — اور یہ لوگ وہ ہیں پرہیزگار

یہی لوگ حق و صداقت پر ہیں۔ — اور یہی متقی انسان ہیں۔ — وال

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ۭ

اے لوگو — جو — ایمان لائے ہو لکھا گیا اوپر تمہارے — برابری کرنا — بیچ مارے گیوں کے

اے مسلمانو! — مقتول کا بدلہ لینا تم پر فرض کیا گیا ہے

اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ۭ فَمَنْ عُفِيَ

آزاد بدلے آزاد کے — اور غلام بدلے غلام کے — اور عورت بدلے عورت کے — پس جو کوئی معاف کیا جائے

اگر آزاد آدمی نے آزاد کو قتل کیا ہو تو اسکے بدلے وہی قتل کیا جائے گا اور اگر غلام نے قتل کیا ہو تو وہی۔ اور اگر عورت نے قتل کیا ہو تو وہی عورت قتل ہو گی۔ پھر اگر قاتل کو اس کے بھائی

لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ ۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ

واسطے اس کے بھائی اس کے سے کچھ — پس پیروی کرنا ہے — ساتھ اچھی طرح کے — اور ادا کرنا ہے طرف اس کے

وارث کی طرف سے معاف کیا جائے — تو چاہیے دستور کے موافق خون بہا طلب کیا جائے — اور ادا اسے خوش خلقی کے ساتھ

منزل ۱

حل لغات۔

۱؎ اَلْمُوْفُوْنَ صیغہ جمع مذکر اسم فاعل باب افعال مثال واوی و ناقص یائی وفی مادہ ۔ اصل میں مُوْفِيُوْنَ تھا ے پر ضمہ ثقیل تھا ماقبل کو دیدیا دو ساکنوں کے جمع ہونے سے ے گر گئی ۲؎ اَلْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ دونوں اسم فعلاء کے وزن پر ہیں اور چونکہ صفت نہیں ہیں اس لئے انکا مذکر افعل نہیں آتا۔ باساء کے معنی ہیں تنگی سختی فقر وغیرہ اور ضراء تکلیف مصیبت مرض۔ ۳؎ اَلْبَاْس اسکے لغوی معنے شدت کے ★

(بقیہ فائدہ صفحہ ۳۹) ایک شخص لمبا سفر کرتا ہے اور وہ پراگندہ و منتشر بالوں والا غبار آلود ہوتا ہے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر گڑ گڑا کر اللہ کو پکارتا ہے دعا کرتا ہے لیکن اسکا کھانا پینا لباس اور غذا سب حرام کی ہیں اس لئے اس کی ایسے وقت کی ایسی دعا بھی قبول نہیں ہوتی مَطْعَمُہٗ حَرَامٌ وَّمَشْرَبُہٗ حَرَامٌ وَّمَلْبَسُہٗ حَرَامٌ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لَہٗ انتہٰی۔ معلوم ہوا اصل قبولیت عبادت و دعا میں اکل حلال ہے فقط۔ ف۳ وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ الخ کی مفصل تشریح صفحہ ۱۵۲ میں پڑھئے۔ صاحب موضح نے لکھا ہے یعنی مواشی اتنی ہی چیزیں حرام ہیں سو بھی جب آدمی بھوک سے مرنے لگے تو یہ بھی معاف ہے بشرطیکہ بے حکمی نہ کرے یعنی نوبت اضطرار کی نہ پہنچے اور کھانے لگے اور زیادتی بھی نہ کرے بقدر ضرورت کھاوے فقط۔ ف۴ یہود خصوصًا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف چھپاتے تھے حق ظاہر نہ کرتے تھے ان کے حق میں آیات نازل ہوئیں۔ اب بھی اہل علم جو حق کو دنیاوی طمع و لالچ کی وجہ سے چھپاتے ہیں یا بدل کر بیان کرتے ہیں یا رعایت کے سبب خلاف شرع فتویٰ دیتے ہیں یا فیصلہ کرتے ہیں سب ان وعیدات میں داخل ہیں۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص سونے چاندی کے برتنوں میں کھاتا پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے ایک روایت میں ہے تین قسم کے لوگ ہیں جن سے اللہ کلام نہ کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہیں (۱) بڈھا زانی (۲) بادشاہ جھوٹا (۳) غریب متکبر۔ ایک اور روایت میں ہے پاجامہ یا تہبند ٹخنہ سے نیچے رکھنے والا اور اپنا مال جھوٹی قسم کھا کر فروخت کرنے والا (ابن کثیر وغیرہ) ف۵ یعنی وہ لوگ بیشک اسی قابل ہیں کیونکہ انھوں نے خود سرمایہ نجات کو غارت کیا اور گمراہی کو ہدایت کے مقابلہ میں پسند اور اختیار کیا اور اسباب مغفرت کو چھوڑ کر اسباب عذاب کو منظور کیا فقط

فوائد صفحہ ھٰذا

ایمانداروں کی شناخت۔

ف۱ جامع البیان میں ہے کہ جب بیت المقدس کی طرف کا قبلہ موقوف ہو کر خانہ کعبہ مقرر ہوا تو اہل کتاب و کچھ مسلمانوں کو ناگوار معلوم ہوا تب یہ آیتیں نازل ہوئیں کہ حکم اور شریعت کے بدلنے کے وقت کھرے کھوٹے کا امتحان ہوتا ہے پس سچا وہ جو حکم الٰہی خوشی سے بے حجت و تکرار مان جائے کیونکہ ایک مومن کی شان حدیث میں یوں آئی ہے عَلَیْکُمْ بِالطَّاعَۃِ وَاِنْ کَانَ عَبْدًا حَبْشِیًّا فَاِنَّمَا الْمُؤْمِنُ کَالْجَمَلِ الْاَنِفِ حَیْثُ مَا قِیْدَ انْقَادَ یعنی عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت ہے کہ تم کو لازم ہے شریعت کا حکم جب سنو تب ہی قبول کرو اگرچہ وہ سنانے والا عبد حبشی ہو اس لئے کہ مومن شریعت کا ایسا تابع ہوتا ہے جیسا کہ اونٹ نکیل والا (ابن ماجہ صفحہ ۵) ایمان باللہ و روز قیامت اور ملائکہ و کتب سماویہ اور انبیاء پر ایمان لانے کے بعد مال خرچ کی تفصیل بیان فرمائی باوجود محبت اور رغبت کے اپنے مال کو زکوٰۃ کے علاوہ اقرباء پر خرچ کرتا ہے۔ اقرباء کو سب سے پہلے اسلئے بیان کیا کہ اگر اقارب ماں باپ بہن بھائی خالہ پھوپھی وغیرہ غریب اور محتاج ہیں تو ان پر صدقہ زیادہ افضل بلکہ واجب ہے۔ حدیث میں ہے مساکین پر صدقہ کرنا ایک صدقہ ہے اور اقارب پر صدقہ بھی اور صلہ رحمی بھی۔ یتیم وہ ہے جس کا والد حالت طفولیت میں انتقال کر گیا ہو اور اس کیلئے کوئی کمانے والا نہ ہو نہ کم سنی کے باعث خود کما سکتا ہو۔ مساکین وہ ہیں جن کے پاس کھانے پہننے رہنے کو بقدر کفایت وحاجت نہ ہو یعنی آمدنی کم عیالداری کے سبب خرچ زیادہ۔ مسکین وہ نہیں جو سوال کرنیکو کسب ہی بنالے کہ ایک دو لقمے یا ایک دو کھجور پیسہ دو پیسے یہاں سے مانگے کچھ وہاں سے بلکہ مسکین وہی ہے جس کی اوپر تعریف ہوئی۔ ابن سبیل وہ مسافر جس کے پاس زاد راہ اور خرچ نہ رہا ہو بلکہ ہر وہ شخص جو اطاعت خداوندی میں سفر کر رہا ہو مثلاً کسی دوسرے شہر قرآن و حدیث کی تعلیم میں مسافر ہو یا تبلیغ دین کے لئے سفر کر رہا ہے تو اسکو کرایہ زاد راہ وغیرہ دیا جائے۔ اسی حکم میں مہمان بھی داخل ہے۔ سائلین وہ مستحق ہیں جو اپنی حاجت ظاہر کریں مانگیں۔ ابوداؤد میں حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا آیا ہے کہ سائل کا حق ہے اگرچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ وفی الرقاب سے مراد موحد متبع سنت غلاموں کو آزاد کرانا۔ اقامت صلوٰۃ سے یہ مراد ہے کہ ہمیشہ نماز فرض پنجگانہ ٹھیک وقت پر بلا تاخیر بغیر قضاء کئے ارکان کو سنت طریقہ کے مطابق ادا کرنا۔ اور زکوٰۃ جو اللہ نے مال میں اپنا حق جس حساب سے ایک سال مدت گزرنے کے بعد فرض کیا ہے وہ بلا کم و کاست ٹھیک حساب کر کے مسلمانوں کے بیت المال میں امام کو ادا کرنا جیسا کہ عہد نبوی و خلفائے اربعہ میں طریقہ تھا۔ زکوٰۃ ارکان اسلام کا چوتھا رکن ہے۔ اگر توحید کے بعد نماز روزہ کا پابند ہے لیکن باوجود استطاعت ہونے کے زکوٰۃ نہیں دیتا تو وہ شرعًا مسلمان نہیں کیونکہ حدیث میں ہے مَنْ لَّمْ یُؤَدِّ زَکٰوۃَ مَالِہٖ فَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَھُوَ لَیْسَ بِمُسْلِمٍ یعنی مانع زکوٰۃ کی نہ نماز قبول اور نہ وہ مسلمان ہی ہے اِلَّا مَنْ تَابَ (زکوٰۃ کا بیان صفحہ ۱۰۴ میں بھی لکھا گیا ہے) پھر فرمایا ایفاء عہد کرنے والے اور مال کی کمی فقر و فاقہ (باقی فائدہ صفحہ ۴۱ پر دیکھئے)

میں بولا جاتا ہے لَا بَاْسَ عَلَیْکَ فِیْ ہٰذَا اَیْ لَا شِدَّۃَ۔ اور یہی معنے ہیں عذاب بئیس کے پھر لڑائی کو باس کہنے لگے کیونکہ اس میں بھی شدت ہوتی ہے اور عذاب کو بھی اسکی شدت کی وجہ سے باس کہتے ہیں جیسا کہ فلما راوا باسنا اور فلما احسوا باسنا اور فمن ینصرنا من باس اللہ میں ہے ف القتلٰی جمع قتیل جس طرح جرحٰی جمع جریح پھر قتیل بمعنی مقتول جیسے ذبیح بمعنی مذبوح۔ مقتول کے معنی مار ڈالا گیا۔

بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى

ساتھ نیکی کے — یہ آسانی ہے تمہارے پروردگار کی طرف سے اور رحمت — پس جو کوئی زیادتی کرے

کر دے — یہ تمہارے رب کی طرف سے ایک قسم کی تخفیف اور رحمت ہے — پس جو اسکے بعد بھی زیادتی

بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَلَكُمْ فِى الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ

بعد اس کے — پس واسطے اس کے عذاب ہے دُکھ دینے والا — اور واسطے تمہارے بیچ برابری کے زندگی ہے

کرے — اس کے لئے — دردناک عذاب ہوگا — اور اے عقلمندو! قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے

يّٰاُولِى الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ

اے عقل والو — تو کہ تم بچو — لکھا گیا اوپر تمہارے جس وقت حاضر ہو — ع

(یہ سب احکام اس لئے ہیں) کہ تم لڑائیوں سے باز رہو — مسلمانو! تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کا اخیر

اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۖۚ ۨالْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَ

ایک تمہارے کو موت — اگر چھوڑ جاوے مال — وصیت کرنا — واسطے ماں باپ کے — اور

وقت آ جاوے — اور وہ بطور ترکہ مال و دولت چھوڑ رہا ہو — تو والدین اور قریبی

الْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ ؕ فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ

قرابت والوں کے — ساتھ اچھی طرح کے — حق ہوا اوپر پرہیزگاروں کے — ع — پس جو کوئی بدل ڈالے

رشتہ داروں کے حق میں مناسب طور پر وصیت کر جائے۔ متقی لوگوں کو ایسی وصیت کرنا ضروری ہے — پس جو شخص وصیت سن لینے کے بعد

بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اس کو پیچھے اس کے کہ سنا اس کو — پس سوائے اس کے نہیں کہ گناہ اس کا — اوپر ان لوگوں کے ہے جو بدل ڈالتے ہیں اس کو — تحقیق اللہ

اس میں کوئی تبدیلی کر دے — تو اس کا گناہ — ان لوگوں پر ہوگا جنہوں نے اس میں تبدیلی کی — بیشک اللہ ہر بات

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۸۱﴾ ؕ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا

سننے والا جاننے والا ہے — پس جو کوئی ڈرے — وصیت کرنے والے سے — کجی کو — یا گناہ کو

کو سنتا اور اس کو ہر چیز کا علم ہے — ہاں جو شخص اس بات کے خوف سے کہ وصیت کرنے والے نے کسی غلطی یا گناہ کا ارتکاب کیا ہے

فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾ ع

پس اصلاح کر دے درمیان ان کے — پس نہیں گناہ اوپر اس کے — تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے — ع

وارثوں میں صلح کرا دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں — بیشک اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى

اے لوگو جو ایمان لائے ہو — لکھا گیا اوپر تمہارے روزہ — جیسا لکھا گیا تھا — اوپر

اے مسلمانو! — تم پر روزے اسی طرح فرض کیے گئے ہیں — جس طرح کہ تم سے پہلے

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ ۙ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ

ان لوگوں کے — جو پہلے تم سے تھے تو کہ تم پرہیزگاری کرو — ع — روزے دن گنتی کے

لوگوں پر فرض کیے گئے تھے — تاکہ تم برائیوں سے بچو — (روزے) — گنتی کے چند روز ہیں

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ

پس جو کوئی ہو — تم میں سے مریض — یا — اوپر سفر کے — پس گنتی ہے — دنوں

پھر تم میں سے جو — بیمار ہو — یا — سفر میں ہو — تو وہ اس گنتی کو بعد میں پورا کر دے

ع ۲۲ ۶

حل لغات

لہ جنفًا اس کے اصلی معنی جھکنے اور سیدھے راستہ سے کترا جانے کے ہیں۔ ماضی جَنَفَ اور مضارع یَجْنَفُ آتا ہے۔ اسی سے بے غیر متجانف لاثم بھی۔ جنف اور اثم میں فرق یہ ہے کہ نادانستہ خطاء جنف ہے اور دانستہ اثم۔

لہ صِیام صَامَ کا مصدر ہے جیسے قِیام قَامَ کا۔ اس کے لغوی معنی کسی چیز سے باز رہنے اور اسے چھوڑ دینے کے ہیں۔ ہوا جب تھم جاتی ہے تو صَامَتِ الرِّیحُ۔ اور گھوڑا دوڑنے سے رک جاتا ہے تو صَامَ الفَرَسُ بولا کرتے ہیں لیکن شریعت میں صبح کی پو پھٹنے سے لیکر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے باز رہنے کو صوم (روزہ) کہتے ہیں بشرطیکہ نیت اور نیت کے ساتھ اپنے روزہ دار ہونے کا بھی علم ہو۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۴۰) دُکھ بیماری، دشمنان دین کے مقابلہ میں جہاد کے وقت صبر کرنے والے بس یہی لوگ ایمان کے سچے اور پرہیزگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی ان اوصاف سے متصف فرمائے آمین۔

(فوائد صفحہ هٰذا) **ف۱** یہ آسانی ہوئی یعنی اگلی امت پر قصاص ہی مقرر تھا۔ اس امت پر معاف کرنا اور مال پر صلح کر لینی بھی ٹھیری۔ پھر جو کوئی زیادتی کرے یعنی صلح کر کے مبلغ خون بہا لیکر پھر مارنے کا قصد کرے اس کے لئے عذاب الیم ہے (موضح) **ف۲** لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ یعنی قصاص بظاہر تو موت ہے مگر درحقیقت زندگی ہے کیونکہ پہلے ایک مارا جاتا تھا اور قاتل سے قصاص نہ لیا جاتا اس کے غصہ میں ہزاروں خون ہو جاتے۔ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ والوں کے خون کا پیاسا رہتا اور جب موقع ملتا مار ڈالتا اب قصاص کے ڈر سے کوئی خون نہیں کرے گا زندگی برقرار رہے گی۔ موضح میں ہے حاکموں کو چاہیئے کہ قصاص دلانے میں قصور نہ کریں تاکہ آیندہ خون کرنا بند ہو (قصاص و دیت کا بیان صفحہ ۱۶۲ میں بھی لکھدیا گیا ہے) **ف۳** کفر کی رسم میں مردہ کا وارث اولاد کے سوا کوئی نہ تھا اولاد میں بھی فقط بیٹا۔ سو اول اللہ تعالیٰ نے اولاد ہی وارث رکھی پر مردہ کو ضرور ہوا کہ ماں باپ کو اور ناتے والوں کو موافق ان کی حاجت کے اپنے روبرو دلوا جائے (موضح) جامع ترمذی جلد دوم صفحہ ۲۶ میں عمرو بن خارجہ رضہ سے مرفوعًا آیا ہے اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَعْطٰی كُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّهٗ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ یعنی اللہ عزوجل نے ہر حقدار کا حق خود ہی مقرر فرما دیا ہے پس وارث کے واسطے کوئی وصیت نہیں رہی۔ ہاں علاوہ میراث کے اور کسی امر میں ضرورت ہو تو لکھ رکھنی چاہیئے کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا مروی ہے کہ کسی مسلمان کو دو رات بھی ایسی نہ گذارنی چاہیئے کہ جو امر اسکو ضروری ہو اس کو لکھ نہ رکھے بلکہ اس کی وصیت سرہانے ضرور لکھی ہوئی تیار رہنی چاہیئے **ف۴** غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنی اگر مورث نے وصیت میں بے انصافی کی ہے تو وصی اس کا پابند نہیں بلکہ اسکو بدل دے یعنی شرع کے موافق عملدرآمد کر دے۔ اس میں وصیت کے بدلنے کا گناہ نہیں ہوگا فقط۔

ف۵ آیت ہذا میں ایمان والوں کو مخاطب فرما کر رمضان المبارک کے روزے فرض کئے ہیں اور یہ حکم شعبان ۲ھ میں نازل ہوا۔ روزہ سے نفس کو اس کی مرغوبات سے روکنے کی عادت پڑے گی تو پھر اسکو ان مرغوبات سے جو شرعًا حرام ہیں روک سکوگے اور روزہ سے نفس کی قوت وشہوت میں ضعف بھی آئے گا اس طرح حرام اور معصیت سے بچ جاؤگے تو اب تم بھی متقی بن جاؤ گے۔ بڑی حکمت روزہ میں یہی ہے کہ نفس سرکش کی اصلاح ہو اور شریعت کے احکام جو نفس کو بھاری معلوم ہوتے ہیں ان کا کرنا سہل ہو جائے اور متقی ہو جاؤ۔ یہ بھی واضح رہے کہ یہود ونصاریٰ پر بھی رمضان کے روزے فرض ہوئے تھے مگر انھوں نے اپنی خواہشات کے موافق ان میں اپنی رائے سے تغیر و تبدل کیا تو لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ میں ان پر تعریض ہے۔ معنی یہ ہونگے کہ اے مسلمانو! تم نافرمانی سے بچو اور خدائی حکموں میں خلل نہ ڈالو۔ روزۂ رمضان و ماہ رمضان کے فضائل احادیث کثیرہ میں موجود ہیں (تفصیل کے لئے تفسیر ستاری کا یہی مقام ملاحظہ ہو) ترغیب صفحہ ۲۰۰ میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت ہے مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَعَرَفَ حُدُوْدَهٗ وَتَحَفَّظَ مِمَّا يَنْبَغِیْ اَنْ يَّتَحَفَّظَ كَفَّرَ مَا قَبْلَهٗ (ابن حبان) یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کی حدوں کو پہچانا اور جس کام سے بچنا چاہیئے تھا اس سے بچا تو اس کے پچھلے گناہ سب بخشے گئے اور جامع ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اِذَا كَانَ اَوَّلُ لَيْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيٰطِيْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَّفُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَّيُنَادِیْ مُنَادٍ يَّا بَاغِیَ الْخَيْرِ اَقْبِلْ وَيَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ (ترغیب صفحہ ۲۰۲) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو سرکش شیاطین اور جن قید کر دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک منادی ندا کرتا ہے کہ اے بھلائی کے چاہنے والو! آگے بڑھو۔ اور اے بُرے عمل کرنے والو! گناہ سے باز آجاؤ یعنی اس بزرگ اور خیر والے مہینہ کی تو شرم کرو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دوزخ سے آزاد کر رہا ہے تمام رمضان کی ہر رات کو یہی کیفیت رہتی ہے۔ جامع ترمذی صفحہ ۸۶ ابواب الصوم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت ہے مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَامَهٗ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ یعنی جس شخص نے رمضان المبارک کے حکم پر ایمان لاکر ثواب کی نیت سے روزے رکھے اور اس کی راتوں میں عبادت کی تو اس کے پچھلے گناہ بخشے گئے اور جس نے لیلۃ القدر کے حکم پر ایمان لاکر ثواب کی نیت سے اس میں عبادت کی تو اس کے پچھلے گناہ سب بخشے گئے۔ حدیث ہذا میں ایمان واحتساب کی شرط سے معلوم ہوا کہ انسان عقیدہ وعمل کی حیثیت سے کامل ہو یعنی کافر و مشرک نہ ہو اور متبع سنت ہو بدعتی نہ ہو تب رمضان کے فضائل اور روزوں کی فضیلتوں سے مالا مال ہوگا ورنہ خاک بھی نہیں۔ اسی طرح قیام رمضان یعنی تراویح کے فضائل جبھی حاصل ہونگے (باقی فائدہ صفحہ ۴۲ پر دیکھئے)

أُخَرَ ۭ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۭ

اور سے | اور اوپر ان لوگوں کے کہ طاقت رکھتے ہیں اس کی | بدلا ہے | کھانا | ایک فقیر کا

اور جو اس امر کی طاقت رکھیں کہ فدیہ دے سکیں۔ ان کے ذمہ ایک مسکین کا کھانا کھلانا ہے۔

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۭ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ

پس جو کوئی کرے زیادہ نیکی | پس وہ بہتر ہے واسطے اس کے | اور یہ کہ روزہ رکھو تم بہتر ہے واسطے تمہارے

پھر اگر کوئی شخص خوشی سے نیکی کا کام کرے تو اس کے لئے بہت بہتر ہے | اور اگر تم روزے رکھو تو یہ امر خود تمہارے لئے بہتر ہوگا

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ

اگر ہو | تم جانتے | ماہ | مہینہ | رمضان کا | وہ جو | اتارا گیا ہے بیچ اس کے

بشرطیکہ تم اس بات کو سمجھو۔ رمضان وہ (مبارک) مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔

الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ

قرآن مجید | ہدایت | واسطے لوگوں کے | اور دلیلیں | ہدایت کی سے | اور جدا کرنے

جو لوگوں کے لئے راہنمائی اور ہدایت و امتیاز (حق و باطل) کی روشن دلیلیں ہیں

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ

پس جو کوئی | حاضر ہو | تم میں سے | اس مہینہ میں پس چاہیے کہ روزہ رکھے اس کو | اور جو کوئی | بیمار ہو | یا

پس جو کوئی مبارک مہینہ پائے | وہ اس کے روزے رکھے | اور جو | بیمار ہو | یا

عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ

اوپر | سفر کے | پس گنتی ہے | دنوں اور سے | ارادہ کرتا ہے اللہ | تمہارے ساتھ آسانی کا

سفر میں ہو | وہ اتنے ہی دن بعد میں روزے رکھے | اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے۔

وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ

اور نہیں ارادہ کرتا ہے ساتھ تمہارے دشواری کو | اور تو کہ پورا کرو | گنتی کو | اور تو کہ بڑائی کرو اللہ کی

دشواری نہیں چاہتا اور یہ رعایت اس لئے بھی ہے | کہ تم یہ گنتی پوری کر سکو | اور تاکہ اللہ کی عظمت بیان کرو

عَلٰي مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَاِذَا سَاَلَكَ

اوپر اس کے کہ ہدایت کیا تم کو | اور تاکہ تم | شکر کرو | ع ۲۲ | اور جب | سوال کریں تجھ کو

کہ اس نے تمہیں ہدایت دی ہے تاکہ تم اس کا احسان مانو | اور (اے نبی) جب آپ سے میرے

عِبَادِيْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا

بندے میرے | مجھ سے | پس تحقیق میں نزدیک ہوں | جواب دیتا ہوں | پکارنے کا | پکارنے والے کو | جب

بندے میرے متعلق سوال کریں تو آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں تمہارے پاس ہی ہوں، پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہوں | جب کہ

دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ

پکارتا ہے مجھ کو | پس چاہیے کہ قبول کریں حکم میرے کو | اور چاہیے کہ ایمان لاویں ساتھ میرے | تو کہ وہ

وہ مجھے پکارتا ہے | پس چاہیے کہ وہ میری دعوت کو تسلیم کریں | اور مجھ پر ایمان لائیں | تاکہ انہیں

يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى

جعلائی پاویں | ع ۳ | حلال کی گئی | واسطے تمہارے رات | روزہ کی | رغبت کرنا | طرف

راہ ہدایت ملے | روزے کی رات میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لئے حلال کر دیا گیا ہے۔

حل لغات۔

۱؎ يُطِيْقُوْنَ صیغہ جمع مذکر غائب مضارع باب افعال اجوف واوی۔ طوق مادہ۔ اصل میں يُطْوِقُوْنَ واو پر کسرہ ثقیل تھا ماقبل کو دیدیا۔ اب واو ساکن ماقبل مکسور وہ ے ہو گیا۔

۲؎ رَمَضَانَ اس کے ماخذ میں اہل لغت کا اختلاف ہے۔ خلیل کا قول ہے کہ رَمْضَاء بسکون المیم سے مشتق ہے اور رَمْضَاء اس مینہ کو کہتے ہیں جو موسم خریف سے پہلے برس کر زمین کو غبار سے پاک صاف کر دیتا ہے چونکہ رمضان کا مہینہ بھی اس امت کے ابدان کو گناہوں سے پاک صاف کرتا ہے اسلئے اُسے رَمْضَاء سے مستنبط کیا گیا۔ بعض کہتے ہیں رَمَض سے مشتق ہے اور رَمَض کہتے ہیں آفتاب کی شدت حرارت سے پتھر کے گرم ہو جانے کو۔ ازبسکہ جب مہینوں کے نام وضع کئے گئے پہلا مہینہ رمضان کا گرمی کے دنوں میں واقع ہوا تھا اس وجہ سے اُسے رمضان کہنے لگے۔

۳؎ اُجِيْبُ صیغہ واحد متکلم مضارع معروف باب افعال اجوف واوی۔ جوب مادہ۔ اصل میں اُجْوِبُ تھا واو پر کسرہ ثقیل تھا ماقبل کو دیدیا۔ بعد کو واو ساکن ماقبل مکسور وہ ے ہو گیا۔ جوب کے اصل معنے قطع کے ہیں جیسا کہ الذین جابوا الصخر میں۔ اجابت جواب دینا۔ جواب دینے میں چونکہ ایک طرح کا قطع سوال ہوتا ہے اسلئے مشتق اور مشتق منہ میں مناسبت ہو گئی۔ ★

(بقیہ فائدہ صفحہ ۴۱) جب کہ سنت طریقہ ملحوظ نظر ہو۔ اور سنت طریقہ مقرر کر کے آٹھ ہی رکعت (تراویح) پڑھے۔ بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آٹھ (تراویح) اور تین وتر سے زیادہ رکعت نہیں پڑھیں۔ اب سنت نبوی کو ترک کر کے بیس رکعت تراویح مقرر کر کے سنت جان کر پڑھنا بدعت ہے۔ (تراویح کی مفصل و مدلل بحث پڑھنی مقصود ہو تو میرے مشفق و محترم برادر حقیقی حضرت مولانا حافظ ابو عبداللہ عبدالواحد صاحب دام اقبالہ امیر جماعت غرباء اہلحدیث ہند دہلی کا تصنیف کردہ رسالہ بنام "نماز تراویح کی صحیح تعداد" ملاحظہ ہو۔)

(فوائد صفحہ ھذا) ف۱ یعنی فرض روزوں کی ایک معین تعداد ہے۔ یہ نہیں کہ جب جسکا جی چاہے اور جتنے چاہے رکھ لے نظم و نسق اور وحدت ملی کا اقتضاء ہے کہ ایک متعین زمانہ متعین حدود کے ساتھ ساری امت کے لئے یکساں مقرر ہو چنانچہ انتیس ۲۹ یا تیس ۳۰ روزے سب کیلئے مقرر کئے کوئی اس سے کم و بیش نہیں رکھ سکتا۔ ہاں تین عذروں میں روزہ کا ترک مباح ہے وہ تین ہیں ایک تو سفر و مرض و حیض و نفاس، ان سب پر قضا روا جب ہے کفارہ یا فدیہ نہیں۔ دوسرا عذر حاملہ و مرضعہ کا ہے ان پر قضا ہے یا فدیہ فدیہ۔ تیسرا عذر بوڑھے مرد و عورت و دائم المریض کا ہے یعنی وہ بیمار جو ہمیشہ مریض رہتا ہے انپر فدیہ ہے قضا نہیں کیونکہ ان کے لئے ایسا وقت کہاں آئے گا کہ وہ قضا کر سکیں۔ وہ تو دن بدن کمزور و ناتوان ہوتے جاتے ہیں۔ فدیہ یہ ہے کہ ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو ایک وقت کا کھانا دیں۔ اگر زیادہ کو کھلائیں تو زیادہ ثواب ہے۔ ہاں اگر صاحب وسعت مالدار ہیں تو بجائے ایک وقت کے دو۲ وقت کھانا یعنی شام کا بھی اور سحری کا بھی (دار قطنی۔ فتح البیان۔ درمنثور ابن جریر۔ تفسیر ستاری)

ف۲ فضائل ماہ رمضان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ پورا کا پورا قرآن مجید اسی رمضان کی ایک خاص رات یعنی لیلۃ القدر میں آسمان دنیا پر اترا اور وقتاً فوقتاً تئیس ۲۳ برس کی مدت میں وہاں سے نازل ہوتا رہا جسکا بیان پارہ ۳۰ سورۃ القدر میں بھی لکھا گیا ہے۔ مسلم شریف جلد اول صفحہ ۳۶۱ میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب آیت وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ نازل ہوئی تو جس شخص کا جی چاہتا روزہ نہ رکھتا فدیہ دیدیتا یہاں تک کہ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ سے وہ منسوخ ہو گئی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی منسوخ ہی کہتے ہیں یعنی سوا مسافر اور بیمار کے کسی کو افطار کرنا جائز نہیں۔ پھر حمل والی اور دودھ پلانے والی و حیض و نفاس والی عورتوں اور دائم المریض اور بوڑھے پھونس لوگوں کے لئے احادیث کی رو سے اجازت ملی جن کا اوپر تذکرہ ہوا۔ عذر والوں کے علاوہ تمام مسلمانوں پر رمضان کے روزے آیت ہذا کی رُو سے فرض ہیں اللہ نے صیغہ امر کے ساتھ فرمایا فَلْيَصُمْهُ جو بلا عذر شرعی روزے نہ رکھے وہ شرعًا کافر ہے جیسا کہ ایک وقت کی نماز قصدًا ترک کرنے والا کافر اسی طرح فرائض اسلام کا کوئی فرض ترک کرنے والا کافر ہے۔ اب آخر آیت میں فرمایا کہ اللہ کی بڑائیاں کرو۔ یہ دلیل ہے اس امر پر کہ عیدین کا چاند دیکھتے ہی تکبیریں اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا ۵ کہنا شروع کر دیا کرو فقط۔

ف۳ اوپر سے یہ آیت روزہ دار کے ذکر میں تھی۔ ابھی روزہ کا ذکر پورا نہیں ہوا تھا کہ بیچ میں اللہ تعالیٰ نے یہ دعاء کا ذکر فرمایا۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ دعاء کو روزہ کے ساتھ ایک خاص مناسبت ہے جس کی وجہ سے روزہ دار کی دعاء بہ نسبت بے روزہ دار کے زیادہ تر قبول ہوتی ہے مگر اخلاص و اتباع سنت کے بعد اکل حلال اور ممنوعات شرعیہ سے پرہیز ضروری ہے۔ جلد قبول نہ ہونے کی وجہ سے مایوس نہ ہونا چاہئے کہ خدا کے ہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے۔ جو چیز شرع کی رو سے ناجائز ہے اس کی دعاء نہ مانگے۔ ایک مرفوع روایت میں ہے کہ تین شخص ہیں جن کی دعا رد نہیں کی جاتی ایک امام عادل دوسرا روزہ دار جب افطار کرے۔ تیسرا مظلوم۔ ابو داؤد طیالسی میں ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روزہ افطار کے وقت اپنے گھر والوں اور سب بچوں کو بلا لیا کرتے اور دعائیں کیا کرتے گذشتہ آیت میں تکبیر، یاد الٰہی، شکر گذاری کا حکم تھا آیت ہذا میں اس احتمال کا واقعی ازالہ ہے کہ کوئی نادان کہے کہ خبر نہیں اللہ بھی ہماری دعاؤں کی طرف متوجہ ہوتا ہے یا نہیں یا کہ دنیا کے امراء و حکام اور بادشاہ کی طرح بغیر وکیل وسیلہ واسطہ (بصورت اہل قبور پیر و فقیر، انبیاء، اولیاء) وہاں اللہ تک رسائی اور شنوائی ہوتی ہے یا نہیں؟ اس آیت نے اس شبہ کو زائل کر دیا کہ جب میرے بندے میرا حال پوچھیں تو کہدو میں اُن سے بہت ہی قریب ہوں جو مجھ کو پکارتے ہیں سنتا اور قبول کرتا ہوں (بغیر وسیلہ) میرے بندوں کو بھی لازم ہے میری اطاعت کریں۔ واضح رہے قرآن مجید کی جملہ آیات اور احادیث جن میں خداوند تعالیٰ کے قرب و معیت کا بیان ہے اُنسے مراد اللہ کا علم، سمع، بصر اور مدد ہے نہ کہ ذات کیونکہ اللہ تعالیٰ بذاتہ و بنفسہ ساتوں آسمانوں کے اوپر عرش پر مستوی ہے۔ ارشاد ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۵

(باقی فائدہ صفحہ ۴۳ پر ملاحظہ کریں)

لغات۔ دَعَا صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف باب نصر ناقص واوی۔ مصدر دعوۃ۔ اصل میں دَعَوَ تھا۔ واو متحرک ماقبل مفتوح الف ہو گیا۔ اصل میں دَعَانِیْ تھا یائے متکلم مفعول اذا کی وجہ سے جو شرط کے معنے میں ہے اور عامل جازم ہے حذف ہو گئی۔ ۵ اَلرَّفَثُ لغت میں فحش بات زبان سے نکالنے کو کہتے ہیں۔ جب کوئی شخص قبیح اور بُری بات منہ سے نکالتا ہے تو رَفَثَ فِیْ کَلَامِہٖ سے تعبیر کیا جاتا ہے قال تعالیٰ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ الخ لیکن عرف میں اس کے لوازم جماع سے کنایہ کیا جاتا ہے۔

نِسَآىِٕكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ

بی بیوں اپنی کے وہ پردہ ہیں واسطے تمہارے اور تم پردہ ہو واسطے ان کے جانا

وہ تمہارا پردہ ہیں اور تم ان کا پردہ ہو اللہ

اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ

اللہ نے یہ کہ تم تھے خیانت کرتے جانوں اپنی کو پس پھر آیا اوپر تمہارے

کو معلوم ہے کہ تم خود اپنی ذات کے ساتھ خیانت کیا کرتے تھے پس اس نے تمہاری توبہ قبول کر لی

وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ

اور معاف کیا تم سے پس اب ملا کرو ان سے اور ڈھونڈو جو لکھ دیا ہے

اور تمہیں معاف کر دیا لہٰذا اب بے تکلف ان سے (راتوں کے وقت) اپنی بیویوں سے بخوشی خلوت کرو اور جو کچھ اللہ نے تمہارے لئے مقرر کر دیا ہے

اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ

اللہ نے واسطے تمہارے (یعنی اولاد) اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ ظاہر ہو واسطے تمہارے تاگا

اسکے خواہشمند رہو اور کھاؤ اور پیو حتیٰ کہ صاف صاف معلوم ہو جائے کہ صبح کی سفید دھاری اندھیرے

الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۠ ثُمَّ اَتِمُّوا

سفید تاگے کالے سے فجر سے پھر پورا کرو

کی کالی دھاری سے الگ ہو گئی ہے پھر روزے کو رات تک

الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ

روزے کو رات تک اور مت ملو ان سے اور تم اعتکاف کرنے والے ہو

پورا کرو اور مساجد میں اعتکاف کرنے کے ایام میں (رات کو بھی) اپنی بیویوں سے خلوت نہ

فِي الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ

بیچ مسجدوں کے یہ ہیں حدیں اللہ کی پس مت نزدیک جاؤ ان کے

کرو۔ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں ان کے نزدیک نہ جاؤ

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ نشانیاں اپنی واسطے لوگوں کے تو کہ وہ بچیں

اللہ اسی طرح وضاحت کے ساتھ اپنی آیتیں لوگوں کے واسطے بیان کرتا رہتا ہے تاکہ وہ برائیوں سے بچیں

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ

اور مت کھاؤ مال اپنے درمیان اپنے ساتھ باطل کے اور مت کھینچ لے جاؤ ان کو

اور آپس میں ناحق ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ اور نہ مال کو حکام تک اس نیت سے پہنچاؤ کہ لوگوں کے

اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ

طرف حاکموں کے تو کہ کھاؤ ایک ٹکڑا مال لوگوں سے ساتھ گناہ کے

مال میں سے کچھ ناجائز طور پر ملکوں سے کھا جاؤ۔ حالانکہ تم جانتے ہو کہ اس طرح ناجائز ہے

وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِيَ

اور تم جانتے ہو پوچھتے ہیں تجھ کو چاندوں سے کہہ کر وہ

جانتے ہوئے بھی (ہو جاتے ہیں) اے نبی لوگ آپ سے چاند (اور اس کی مختلف تبدیلیوں) کے متعلق سوال کرتے ہیں کہہ دیجئے کہ

ع ۲۳

حل لغات۔
لہ بَاشِرُوْا صیغہ جمع مذکر حاضر امر باب مفاعلہ صحیح بشر مادہ مباشرۃ کہتے ہیں بدن سے بدن چپٹانے کو مگر یہاں مراد ہے جماع جیسا کہ جمہور علماء کا مذہب ہے
لہ تُدْلُوْا اسکا عطف لا تاکلوا پر ہے اور چونکہ لا تاکلوں کا نون جمع حرف نہی کی وجہ سے حذف ہو گیا تھا اس کا نون بھی حذف ہو گیا۔ اصل میں تدلیوا باب افعال سے تھا۔ ی پر ضمہ ثقیل تھا نقل کر کے ماقبل کو دیا۔ دو ساکنوں کے جمع ہونے سے ی حذف ہو گئی۔ ادلار کے معنے القار

کے ہیں۔ لہ اَهِلَّةٌ ہلال کی جمع جس طرح اَمْثِلَةٌ مثال کی اور اَحْمِرَةٌ حمار کی جمع آتی ہے۔ چاند جب کہ مہینے کے شروع میں لوگوں کو نظر آتا ہے اسکو ہلال کہتے ہیں۔ اہل عرب ہر مہینے کی دو پہلی اور دو پچھلی راتوں کے چاند کو ہلال اور باقی راتوں کے چاند کو قمر بولتے ہیں اور پورے چاند کو بدر۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۴۲) دعا مانگنے کا صحیح طریقہ

۱- صورتِ مسئولہ میں واضح ہو کہ شرعاً دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھانا اور دُعا کرکے ہاتھ مُنہ پر پھیر لینا جائز درست ہے۔ اسی طرح نمازوں کے بعد دُعا کرنا بالکل جائز درست ہے بلکہ فرض نمازوں کے بعد کے وقت کو دعا کی قبولیت کا وقت کہا گیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ نبوی ہے؛ سلوا اللّٰہ ببطون اکفکم ولا تسألوہ بظہورھا، فاذا فرغتم فامسحوا بھا وجوھکم۔ رواہ ابوداود۔ کہ اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگو ہاتھوں کے اندرونی حصہ یعنی ہتھیلی کے ساتھ اور اس سے ہاتھوں کی پشت کے ساتھ دُعا نہ مانگو اور جب دعا کرکے فارغ ہو جاؤ تو ہاتھوں کو اپنے چہروں پر مل لیا کرو۔

دوسری حدیث میں فرمانِ رسول اس طرح ہے: اِنَّ رَبَّکُمْ حَیِیٌّ کَرِیْمٌ یَسْتَحْیِیْ مِنْ عَبْدِہٖ اِذَا رَفَعَ یَدَیْہِ اِلَیْہِ اَنْ یَرُدَّھُمَا صِفْرًا۔ رواہ الترمذی و ابوداود والبیہقی فی الدعوات الکبیر" کہ تمہارا رب حیادار اور کرم والا ہے۔ وہ اپنے بندہ سے اس بات کے لیے شرماتا ہے کہ جب بندہ اس کی طرف دونوں ہاتھ اُٹھائے تو وہ اُنھیں خالی واپس کردے۔

یہ دونوں قولی حدیثیں ہیں، اب فعلی حدیثیں بھی، ملاحظہ کریں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ یَدَیْہِ فِی الدُّعَاءِ لَمْ یَحُطَّھُمَا حَتّٰی یَمْسَحَ بِھِمَا وَجْھَہٗ۔ رواہ الترمذی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کے لیے اپنے دونوں ہاتھ مبارک اُٹھاتے تو ان کو نہ گراتے یہاں تک کہ دونوں ہاتھ کو اپنے چہرہ مبارک پر لگا لیتے تھے۔

حضرت یزید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں؛ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا دَعَا فَرَفَعَ یَدَیْہِ مَسَحَ وَجْھَہٗ بِیَدَیْہِ۔ رواہ ابوداود والبیہقی فی الدعوات الکبیر۔ ترجمہ سابقہ حدیث کی طرح ہے۔

فرض نماز کے بعد کبھی امام کے ساتھ اور کبھی بغیر امام کے ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا جائز و درست ہے لیکن اس کو نماز کا جزء یا اس کی تکمیل سمجھنا، یا لازم و ضروری سمجھنا غلط ہے! بہتر یہ ہے کہ کبھی امام اور جماعت مل کر دعا کریں اور کبھی چھوڑ دیں تاکہ لوگ اسے فرض و لازم نہ سمجھیں، چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت ابو اسود عامری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ انْحَرَفَ وَ رَفَعَ یَدَیْہِ وَدَعَا۔ الحدیث۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی، پس جب آپ نے سلام پھیرا اور لوگوں کی طرف مُنہ کرکے بیٹھے، تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی

یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے۔ لیکن دوسری ضعیف احادیث کے ساتھ مل کر معتبر ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہی ایک اور روایت بھی ہے۔ جس میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز سے پہلے دُعا مانگ رہا ہے، جب وہ دعا سے فارغ ہوا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھاتے تھے۔ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔

جماعت غرباء اہل حدیث، جمعیت اہل حدیث، جماعت اہل حدیث اور دیگر اہلِ حدیث تنظیمیں عقیدہ و مسلک کے لحاظ سے سب ایک ہیں، تنظیمی اختلاف کچھ ہے اور اس طرح کچھ فروعی مسائل میں علمی اختلافات ہیں جیسے رکوع کی رکعت کا مسئلہ ہے اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین و محدثین میں بھی اختلاف رہا ہے۔ دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھانے یا ہاتھ مُنہ پر ملنے یا نماز کے بعد امام کے ساتھ دعا کرنے میں غرباء اور جمعیت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، فتاویٰ نذیریہ، فتاویٰ ثنائیہ، فتاویٰ اہل حدیث روپڑی، فتاویٰ علمائے حدیث اور فتاویٰ ستاریہ، فتاویٰ سلفیہ وغیرہ سب میں اس کے جائز ہونے کا، فتویٰ دیا گیا ہے اور سب کے دلائل تقریباً ایک جیسے ہیں، اس میں ضعیف احادیث سے بھی استدلال کیا گیا ہے۔ لہٰذا ضعیف حدیث اور نماز کے بعد امام کے ساتھ دعا کرنے کو جماعتِ غرباء کا مسئلہ کہنا اور اس وجہ سے ان کو مطعون و ملامت کرنا غلط اور ستم ظریفی ہے اور جماعت میں انتشار و اختلاف کو ہوا دینے کے مترادف ہے۔

(فوائد صفحہ ھٰذا) ف۱

ابتدائے اسلام میں یہ حکم تھا کہ افطار کے بعد کھانا پینا، جماع کرنا عشاء کی نماز تک جائز تھا۔ عشاء کے بعد ماہ رمضان میں تمام رات منع تھا۔ اور اگر کوئی عشاء سے پہلے سو گیا تو اس پر نیند آتے ہی حرام ہو گیا۔ حضرت قیس بن صرمہ انصاری دن بھر کھیتی باڑی کا کام کرکے تھکے ماندے شام کو گھر آئے۔ روزہ دار تھے بیوی سے کہا کچھ کھانے کو ہے؛ جواب ملا کچھ نہیں، میں کچھ لاتی ہوں وہ کہیں گئیں اور ان کی یہاں آنکھ لگ گئی۔ جب آکر دیکھا بڑا افسوس کیا۔ آخر بغیر کھائے پیے پھر روزہ رکھ لیا۔ جب آدھا دن ہوا ضعف سے غش آگیا۔ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس واقعہ کا ذکر ہوا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ساری رات کھانے اور جماع کرنے کی اجازت مل گئی۔ سب مسلمان خوش ہو گئے۔ ایک روایت میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رمضان کی راتوں میں اپنی اہلیہ سے جماع کر لیا۔ پھر دربارِ نبوت میں حاضر ہو کر اپنے قصور کا اعتراف کر لیا۔ آپ نے فرمایا تم سے ایسی امید نہ تھی۔ اس پر اور بھی نادم ہوئے۔ معافی مانگی ڈرنے لگے کہ کہیں اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل نہ ہو جائے لیکن سبحان اللہ اسکی کریمی اور رحیمی بجائے سرزنش کے اُس نے اپنے بندوں پر اس امر کو مباح کر دیا یہ رحمت کی آیتیں نازل فرمائیں (ابن کثیر، صحیح بخاری وغیرہ۔)

ف۲ مَا کَتَبَ اللّٰہُ سے لوح محفوظ میں جو اولاد تمہارے لئے اللہ نے مقرر کر دی ہے وہ مراد ہے۔ عورتوں کی مباشرت سے یہی مطلوب ہونی چاہئے شہوت رانی مقصود نہ ہو اور اس میں عزل کی کراہت اور لواطت کی ممانعت کی طرف بھی اشارہ ہے اور فجر سے مراد صبح صادق ہے یعنی صبح صادق تک رمضان کی راتوں میں کھانا پینا جماع کی اجازت ہے مگر اعتکاف کی حالت میں رات دن جماع کی ممانعت ہے۔ اعتکاف سنت کفایہ ہے رمضان کی ۲۰، ۲۱ کی درمیانی شب کو بارادۂ اعتکاف مسجد میں داخل ہو کر ذکر الٰہی میں رات گزارے اور صبح کی نماز پڑھ کر اعتکاف کی جگہ میں داخل ہو اور عبادت میں مصروف رہے۔ ترغیب و ترہیب صفحہ ۲۲۰ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے مَنِ اعْتَکَفَ عَشْرًا فِیْ رَمَضَانَ کَانَ کَحَجَّتَیْنِ وَ عُمْرَتَیْنِ یعنی جس نے رمضان المبارک کے دس دن کا اعتکاف کیا اسکو اتنا اجر و ثواب ملے گا جیسے دو حج و دو عمروں کا۔

(باقی فائدہ صفحہ ۴۴ پر ملاحظہ فرمائیں)

مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ط وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ

وقت ہیں واسطے لوگوں کے اور حج کے اور نہیں بھلائی یہ کہ آؤ تم گھروں میں

انسان کے لئے وقت کا حساب اور حج کا تعین ہے اور یہ کوئی نیکی نہیں کہ تم گھروں میں پچھواڑے سے

مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ج وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ

پیچھے ان کی سے لیکن بھلائی واسطے اس شخص کے ہے کہ پرہیزگاری کرے اور آؤ گھروں میں

آؤ نیکی اس سے ہے جو پرہیزگار رہنا ۔ گھروں میں دروازوں ہی سے داخل

اَبْوَابِهَا ص وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾ وَقَاتِلُوْا فِيْ

دروازوں ان کے سے اور ڈرو اللہ سے تاکہ تم فلاح پاؤ اور لڑو بیچ

ہوا کرو اور خدا کا ڈر پیدا کرو تاکہ تمہیں فلاح حاصل ہو اور خدا کی راہ میں لڑو ان

سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ

راہ اللہ کے ان لوگوں سے جو لڑتے ہیں تم سے اور مت زیادتی کرو تحقیق اللہ

سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کریں اور زیادتی نہ کرو ۔ بیشک اللہ

لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ

نہیں دوست رکھتا زیادتی کرنے والوں کو ف اور مار ڈالو تم جہاں پاؤ ان کو

زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور انہیں جہاں کہیں پاؤ قتل کرو

وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ

اور نکال دو ان کو سے جہاں نکالا تم کو اور کفر سخت تر ہے

اور جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے تم ان کو نکال دو ، فتنہ کا قائم رہنا جنگ و جدل سے بھی

الْقَتْلِ ج وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ

قتل سے اور مت لڑو ان سے نزدیک مسجد حرام کے یہاں تک کہ لڑیں تم سے

بڑھ کر (برا) ہے اور مسجد حرام کے قرب و جوار میں ان سے لڑائی نہ کرو جب تک کہ وہ خود تم سے وہاں نہ لڑیں

فِيْهِ ج فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ط كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾

بیچ اس کے پس اگر لڑیں تم سے پس مار ڈالو ان کو اسی طرح ہے سزا کافروں کی ف

پھر اگر انہوں نے تم سے لڑائی شروع کر دی تو تم بھی ان کو مارو ۔ منکروں کی یہی سزا ہے

فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى

پس اگر باز رہیں پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف اور لڑو ان سے یہاں تک کہ

پھر اگر وہ باز آجائیں تو بیشک اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے اور ان سے لڑتے رہو یہاں تک

لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ط فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا

نہ رہے کفر اور ہو دین واسطے اللہ کے پس اگر باز رہیں پس نہیں

کہ شرک کا نام و نشان نہ رہے اور دین محض اللہ کا ہو جائے ۔ پس اگر وہ رک جائیں تو ظالموں

عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ

زیادتی کرنا مگر اوپر ظالموں کے ف مہینہ حرمت والا بدلے مہینے

کے سوا کسی پر تشدد نہ کیا جائے ۔ اگر حرمت کے مہینوں کا پاس رکھا جائے تو

حل لغات ۔ لہ ثَقِفْتُمُوْهُمْ صیغہ جمع مذکر حاضر ماضی باب سمع صحیح مادہ ثقف ۔ لغت میں ثقف کہتے ہیں کسی چیز کے پالینے میں جلدی اور تیزی سے کام لینے کو اور اس میں غلبہ کے معنے پائے جاتے ہیں اسی واسطے ایک عربی شاعر نے فَاِمَّا تَثْقَفُوْنِيْ فَاقْتُلُوْنِيْ میں تَثْقَفُوْنِيْ کو تَغْلِبُوْنِيْ کے معنے

(بقیہ فائدہ صفحہ ۴۳)

ف ۳ گذشتہ آیات میں روزہ کا حکم اور اس میں مباح چیزوں کے بھی وقت معین تک کھانے پینے کی ممانعت تھی جو نفس سرکش کے زیر کرنے کے لئے بڑی عمدہ ریاضت ہے۔ ان آیات میں معنوی روزہ کا حکم دیا جاتا ہے کہ لوگوں کے ناجائز طور پر مال نہ کھا جایا کرو۔ وہ گناہ جو حقوق العباد سے متعلق ہیں کسی کا غصب، رشوت، چوری، دغابازی، خیانت، حیلہ سازی یا معصیت کے ذریعہ سے پیدا کردہ مال کھانا اور مال کو حکام رسی کا رشوت دیگر ذریعہ بنا کر لوگوں کا مال اڑا جانا مخل تمدن اور روسیاہی کا باعث ہے۔ قماربازی، ناجائز تجارت سود وغیرہ کے ذریعہ مال کھانا بھی حرام ہے۔ ان گناہوں سے خصوصًا پرہیز کرنا بھی ایک قسم کا روزہ ہے۔ اس مناسبت سے اسکا ذکر ہوا تا معنوی روزہ کی بھی تکمیل ہوجائے فقط۔

ف ۴ سوال ہوا کہ یہ چاند کا گھٹنا بڑھنا چھپنا نکلنا اس میں کیا مصلحت ہے؟ فرمایا جواب دیدو کہ چاند سے لوگوں کے بڑے بڑے کام نکلتے ہیں احسن التفاسیر میں ہے "حاصل آیت کا یہ ہے کہ چاند کی اس حالت میں بڑی حکمت ہے اٹھائیس منزلیں اور بارہ برج جن کے علیحدہ نام ہیں چاند کیلئے مقرر کئے گئے ہیں جن کی تفصیل سورۂ یونس اور سورۂ یٰسین میں آئے گی۔ ان میں سے چاند جب ایک منزل طے کرتا ہے تو ایک رات ہوتی ہے اور دو منزلیں اور ایک منزل کا تیسرا حصہ جب طے کرتا ہے تو ایک شبانہ روز ہوتا ہے اور پوری منزلیں اور برج طے کرتا ہے تو ایک مہینہ ہوتا ہے اور سب برجوں کے بارہ ۱۲ پھیرے جب کرتا ہے تو ایک سال ہوتا ہے۔ اس مہینہ اور سال پر لوگوں کے ہزارہا دین دنیا کے کام ان کے معاملات اور عبادات مثلاً قرض، اجارہ، عدت، مدت، حمل و رضاعت۔ نماز روزہ زکوٰۃ بالخصوص حج کے اوقات کا ضبط چاند پر موقوف ہے۔ صحیحین میں حدیث نبوی ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوُا الْہِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰی تَرَوْہُ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَاقْدُرُوْا لَہٗ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ الشَّھْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَیْلَۃً فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوْہُ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَاَکْمِلُوا الْعِدَّۃَ ثَلٰثِیْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ (مشکوٰۃ ص ۱۶۶) یعنی چاند دیکھ کر روزے رکھو اور چاند دیکھ کر عید مناؤ۔ اگر ۲۹ تاریخ کو بادل کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو شعبان کی گنتی تیس ۳۰ دن کی پوری کرکے روزے شروع کرو۔ شرع محمدی کی رو سے ہر شہر والوں کو اپنی رویت پر عمل کرنا چاہئے۔ آس پاس کی معتبر گواہیاں بھی مقبول ہیں مگر دور دراز کی خبریں یا ریڈیو اور ٹیلیفون کی اطلاعات شرعًا قابل قبول نہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ دور دراز کی خبروں کے پیچھے پڑ کر اپنے روزوں اور اپنی عیدوں میں اختلاف نہ ڈالیں بلکہ اپنے اپنے شہر میں چاند دیکھ کر متفقہ طور پر یہ عبادات بجالائیں۔ چاند دیکھ کر یہ دعائیں پڑھنی چاہئیں مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات میں بحوالہ ترمذی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ۔ اور ابوداؤد میں یہ لفظ ہیں ھِلَالُ خَیْرٍ وَّرُشْدٍ ھِلَالُ خَیْرٍ وَّرُشْدٍ ھِلَالُ خَیْرٍ وَّرُشْدٍ اٰمَنْتُ بِالَّذِیْ خَلَقَکَ ------ پڑھتے۔ پھر یہ الفاظ کہتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ذَھَبَ بِشَھْرِ کَذَا وَجَاءَ بِشَھْرِ کَذَا (پہلے کذا کی جگہ گذشتہ مہینہ کا اور دوسرے کذا کی جگہ شروع ہونے والے مہینہ کا نام لینا چاہئے) نسائی شریف میں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ ھٰذَا کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ جب ماہ رجب کا چاند نظر آئے تو یہ دعا پڑھنی چاہئے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ (مشکوٰۃ باب الجمعہ) زمانہ جاہلیت کا ایک دستور یہ بھی تھا کہ جب گھر سے نکل کر حج کا احرام باندھتے یا کسی اور سفر کے لئے نکلتے پھر کوئی ضرورت گھر میں جانے کی پیش آتی تو دروازہ سے نہ جاتے چھت پر چڑھ کر گھر کے اندر اترتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا کہ سرے سے یہ باتیں نیکی میں داخل ہی نہیں بلکہ نیکی تقوے پرہیزگاری خشیت الٰہی برائی کے کاموں سے بچنے دور رہنے میں ہے۔ گھر میں آؤ تو سیدھے راستے دروازہ سے آؤ۔ اسی طرح شرعی مسائل کے استخراج یعنی قرآن فہمی کا دروازہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول فعل عمل عقیدہ جسکو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنایا اور محدثین رحمہم اللہ نے صحاح ستہ میں قلم بند کردیا کو شریعت کا دروازہ قرار دیا ہے۔ اس دروازہ سے داخل ہو کر عامل شرع ہونا صحیح اور درست قابل نجات ہے ورنہ غلط اور گمراہی ہے اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دین میں جب تک کوئی بات کسی دلیل شرعی سے نہ ثابت ہو وہ نیک بات نہیں قرار پاسکتی اور اللہ اس کو پسند نہیں فرماتا بلکہ وہ بدعت ہے اور ہر مسلمان پر اس کا چھوڑ دینا لازم ہے۔

فوائد صفحہ ھٰذا

ف ۱ حج کے ساتھ یہ مذکور بھی ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے شہر مکہ جائے امان ہے۔ اگر یہاں دشمن کو دشمن پاتا تو بھی کچھ نہ کہتا اور حج کے اول اور آخر تین مہینے ذی قعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور چوتھا رجب کہ وہ بھی وقت زیارت تھا۔ یہ چار مہینے وقت امان تھے کہ تمام ملک میں راہیں جاری ہوتیں اور لڑائی موقوف

(باقی فائدہ صفحہ ۴۵ پر ملاحظہ کریں)

★ استعمال کیا ہے یعنی پکڑ یا ؤ۔ ۲۔ اِنْتَھَوْا صیغہ جمع مذکر غائب ماضی باب افتعال ناقص یائی نہی مادہ، اصل میں اِنْتَھَیُوْا تھا ے متحرک ما قبل مفتوح الف سے بدل گئی اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف گر پڑا۔ نہی کہتے ہیں کسی کام یا بات وغیرہ سے روکنے اور باز رکھنے کو اور انتہاء کے معنے رکنا اور باز رہنا۔

الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ

حرمت والے کے ہے اور حرمتوں کا بدلہ ہے پس جو کوئی زیادتی کرے اوپر تمہارے

تمہیں بھی یہ پاس رکھنا چاہیے اور حرمت کی ہر چیز کا بدلہ ہے جو تم پر زیادتی کرے تم بھی اس کی زیادتی کا

فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

پس زیادتی کرو تم اوپر اس کے مانند اس کے کہ زیادتی کی اوپر تمہارے اور ڈرو اللہ سے

جواب دو جس طرح کہ اس نے زیادتی کی ہے اور ہر حال میں، اللہ سے ڈرتے رہو

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝١٩٤ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ

اور جانو یہ کہ تحقیق اللہ ساتھ پرہیزگاروں کے ہے ف اور خرچ کرو بیچ راہ

اور یقین جانو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ اور (مال و جان) اللہ کی راہ میں خرچ

اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛۚ وَاَحْسِنُوْا ۛۚ

اللہ کے اور مت ڈالو ہاتھوں اپنے کو طرف ہلاکت کے اور نیکی کرو

کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو۔ یقیناً

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝١٩٥ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ

تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو ف اور پورا کرو حج کو اور عمرہ کو

اللہ ان کو پسند کرتا ہے جو بھلائی کرنے والے ہیں۔ اور حج و عمرہ کو اللہ کی راہ میں پورا کرو۔

لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا

واسطے اللہ کے پس اگر گھیرے جاؤ تم پس جو کچھ میسر ہو قربانی سے اور مت منڈاؤ

پس اگر تم راہ میں گھیرے گئے تو جیسا کچھ میسر آجائے (ایک جانور کی) قربانی کرنی چاہیے اور تم اپنے سر کے بال

رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ

سروں اپنے کو یہاں تک کہ پہنچے قربانی جگہ حلال ہونے اپنے کی ف پس جو کوئی ہو

اس وقت تک مت منڈاؤ جب تک کہ قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے پس اگر تم میں سے کوئی شخص

مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ

تم میں سے بیمار یا اس کو ایذا ہو سر اس کے سے پس بدلہ ہے

بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو سر کے بال منڈوا دے مگر) چاہیے کہ

مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ ۥ فَمَنْ

روزوں سے یا خیرات سے یا ذبح سے پس جب امن میں ہو تم پس جو کوئی

بطور فدیہ روزہ رکھے یا صدقہ دے یا قربانی کرے پھر جب تمہیں امن حاصل ہو تو جو شخص

تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ

فائدہ اٹھاوے عمرہ سے ساتھ حج کے پس جو کچھ میسر ہو قربانی سے ف

عمرہ کو حج سے ملا کر فائدہ حاصل کرنا چاہے وہ جیسا کچھ میسر آئے قربانی (کا ایک جانور) دے۔

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا

پس جو کوئی نہ پاوے پس روزے تین دن کے بیچ حج کے اور سات روزے جب

(اگر) نہ میسر ہو تو وہ حج کے دنوں میں تین روزے رکھے اور سات روزے واپس پر رکھے

عند المتقدمین ۱۲ ع

منزل ۱

حل لغات۔ ۱؎ اَلْحُرُمٰتُ حُرْمَۃ کی جمع اور جس چیز کی محافظت واجب ہو اسے حُرمَۃ کہتے ہیں۔ ۲؎ قِصَاص کے معنے مساوات کے ہیں۔ ۳؎ نُسُکٌ گداختہ چاندی کے ٹکڑے۔ مفرد نسیکہ۔ عبادت گذار کو ناسک اس لئے کہا جاتا ہے کہ جس طرح چاندی کا پگھلا ہوا ٹکڑا میل کچیل سے صاف ہوتا ہے اسی طرح عبادت گذار بھی اپنے نفس کو گناہوں کے میل کچیل سے صاف کرنے کی کوشش کرتا ہے پھر ذبیحے کو نسک اس لئے کہتے

(بقیہ فوائد صفحہ ۴۴)

رہتی اللہ تعالیٰ ان کا حکم فرماتا ہے اس کے بیچ میں اور بھی لڑائی کے حکم اور جہاد کے آداب فرماتا ہے۔ یہ جو فرمایا کہ جو تم سے لڑیں ان سے لڑو اور زیادتی نہ کرو۔ اس کے معنے یہ کہ لڑائی میں لڑکے اور عورتوں اور بوڑھے کو قصداً نہ ماریئے، لڑنے والے کو ماریئے (موضح) فقط۔

ف۲ فتنہ کے لغوی معنے امتحان اور آزمائش کے ہیں اور اسی لئے نعمت و مصیبت کو بھی فتنہ کہتے ہیں کہ اس حالت میں صبر و شکر کے بارے میں آزمائش ہوتی ہے مگر اس جگہ شرک و کفر مراد ہے کیونکہ اس سے زمین پر فساد اور خرابی پھیلتی ہے جس سے ظلم اور باہمی قتال و جدال پیدا ہوتا ہے جو موضع آزمائش ہے۔ موضح میں ہے کہ مکہ جائے امان ہے لیکن جب انھوں نے ابتداء کی اور تم پر ظلم کیا اور ایمان لانے پر ستانے لگے کہ یہ مار ڈالنے سے زیادہ ہے۔ اب ان کو امان نہ رہی جہاں پاؤ مارو۔ آخر جب مکہ فتح ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حکم کیا کہ جو ہتھیار سامنے کرے اسی کو مارو باقی سب کو امن دیا فقط۔ ف۳ یعنی باوجود ان سب باتوں کے اگر اب بھی مسلمان ہوں اور شرک سے باز آئیں تو توبہ قبول ہے فقط۔

ف۴ یعنی کافروں سے لڑائی اسی واسطے ہے کہ ظلم موقوف ہو اور کسی کو دین سے گمراہ نہ کر سکیں اور خاص اللہ ہی کا حکم جاری رہے۔ سو جب وہ اپنی بدی سے باز آ گئے تو اب ظالم نہ رہے لہٰذا اب زیادتی بھی نہ کرو۔ ہاں جو فتنہ سے باز نہ رہیں مسلمانوں کو ستائیں اللہ کی عبادت میں خلل ڈالیں رکاوٹ ڈالیں تو شوق سے قتل کرو سخت سزائیں دو یقیناً ایسے لوگ ظالم ہیں فقط۔

فوائد صفحہ ہٰذا

ف۱ عزت کے مہینے چار تھے اور اب بھی ہیں ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم، رجب۔ اور ان میں لڑائی نہیں کی جاتی تھی۔ کافر ان مہینوں میں لڑائی کرنے لگے تو مسلمان ان مہینوں کے ادب کی وجہ سے لڑائی سے رُکتے اور حیران ہوتے کہ کیا کریں جیساکہ سفر حدیبیہ میں ماہ ذیقعدہ تھا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مع جماعت مسلمین عمرہ کے لئے گئے کفار مکہ نے ان کو روک دیا اور لڑائی کے لئے تیار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کے ایک سال بعد یہ حکم نازل فرمایا کہ اب اگر کافر ان مہینوں کا ادب ملحوظ رکھیں تو تم بھی رکھو اور اگر وہ ادب کو چھوڑ دیں اور تم پر ظلم کرنے لگیں تو تم بھی ان سے لڑو اور بدلہ لینے میں دریغ نہ کرو فقط۔ ف۲ مقصد یہ کہ جہاد وغیرہ اللہ کی ہر اطاعت میں اپنے مال کو صرف کرو اور جہاد کو چھوڑ بیٹھ کر مال کو خرچ نہ کرکے اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو کہ اس سے تم ضعیف اور دشمن قوی ہوگا جامع ترمذی میں ہے کہ آدمی کا گناہ کئے جانا اور توبہ نہ کرنا یہ اپنے ہاتھوں اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہلاکت میں پڑنا یہ بھی ہے کہ آدمی گناہ کرتا رہے اور اس خیال سے توبہ نہ کرے کہ اتنے دن اور اتنی عمر تو گناہ کرتے کرتے ہو گئی (آج تک نمازیں نہیں پڑھیں) اب توبہ سے کیا فائدہ؟ یعنی ناامیدی کی بناء پر زیادہ گناہ کرکے ہلاک ہو جائے۔ زید بن اسلم نے کہا کہ آدمی کا بھوک ہڑتال کرکے مرجانا یا بغیر زاد راہ سفر کرنا یا پیدل چل چل کر مرجانا بھی اپنے تئیں ہلاک کرنا ہے۔

ایک مرفوع روایت میں ہے مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً فَاضِلَةً فَبِسَبْعِمِائَةٍ وَّمَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً عَلٰٓى اَهْلِهٖ فَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا یعنی جو اپنی حاجت سے زائد اللہ کے راستہ میں دیدے اسکو سات سو حصے زیادہ ثواب ہے اور جو اپنی بیوی بچوں پر خرچ کرے اس کو ایک کے بدلے دس گناہ زیادہ ثواب ہے۔ آخر میں فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ٥ محبت بھی اللہ کی ایک صفت ہے اس پر ایمان لانا واجب ہے جیساکہ آنا جانا، چڑھنا اترنا، ہاتھ، آنکھ، پنڈلی، ضحک، غضب، محبت، عداوت وغیرہ سب اللہ تعالیٰ کی صفات بلاکیف ہیں جن کا انکار کفر، سوال بدعت اور تاویل کرنا ناجائز ہے (تفسیر ستاری) فقط۔

ف۳ حج کے ضمن میں جہاد کا ذکر جو مناسب تھا اس کو بیان فرما کر اب احکام حج و عمرہ بتلائے جاتے ہیں۔ اَتِمُّوْا سے یہ مراد ہے کہ جتنے ارکان ہیں ان سب کو احتیاط کے ساتھ ادا کرو۔ اُحْصِرْتُمْ سے یہ مراد ہے کہ حج یا عمرے کے لئے نکلو پھر بیماری یا دشمن کی وجہ سے مکہ جانا نہ ہو سکے تو احرام کھول ڈالو اور قربانی کردو اور آئندہ سال یا جب ممکن ہو اس کی قضا کرو۔ قربانی میں ایک بکری بھی کافی ہے وَلَا تَحْلِقُوْا کا مقصد یہ کہ جس مقام پر روکے گئے ہو وہاں تک قربانی جب تک نہ پہنچے اس وقت تک احرام نہ کھولو اور احرام کی حالت میں سر منڈانا یا بال کترانا درست نہیں لیکن اگر کوئی بیمار ہو جائے یا سر میں تکلیف ہو جائے مثلاً زخم یا جوئیں پڑ جائیں

(باقی فائدہ صفحہ ۴۶ پر ملاحظہ ہو)

★ لگے کہ جن عبادتوں سے جناب الٰہی میں تقرب حاصل کیا جاتا ہے یہ ان سب میں اشرف و اعظم ہے۔ ع اِسْتَيْسَرَ صیغہ واحد مذکر غائب ماضی باب استفعال مثال یائی۔ یسر مادہ۔ یہ معنی میں ہے تَيَسَّرَ کے جیسے اِسْتَعْظَمَ معنی میں تَعَظَّمَ کے اور اِسْتَكْبَرَ معنی میں تَكَبَّرَ کے آیا کرتا ہے۔ ھ اَلْهَدْیُ هَدِيَّةٌ کی جمع جس طرح تَمْرٌ تَمْرَةٌ کی۔ اہل حجاز تو اسے تخفیف ہی سے پڑھتے ہیں مگر تمیم اسے مشدد نقل کرتے ہیں چنانچہ ایک تمیمی شاعر کہتا ہے

حَلَفْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ وَالْمُصَلّٰى ۞ وَاَعْنَاقِ الْهَدِيِّ مُقَلَّدَاتٍ

رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ

پھر چلو تم یہ دس ہوئے پورے یہ واسطے اس شخص کے ہے کہ نہ ہوں

یہ بلد کے دس ہو گئے یہ حکم ایسے شخص کیلئے ہے جس کے اہل وعیال

اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا

اہل اس کے رہنے والے مسجد حرام کے اور ڈرو اللہ سے اور جانو

مسجد حرام کے قرب وجوار میں نہ رہتے ہوں — اور خدا سے ڈرتے رہو اور یقین جانو

اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ ع ۲۴ ۸

تحقیق اللہ سخت عذاب والا ہے۔ حج مہینے ہیں معلوم پس جو کوئی

وہ (نافرمانوں کو) سخت سزا دینے والا ہے حج کے مہینے معلوم ہیں پس جس شخص نے

فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ

مقرر کرے بیچ ان کے حج پس نہ رغبت کرنا اور نہ گناہ کرنا اور نہ جھگڑنا

ان مہینوں میں اپنے اوپر حج فرض کر لیا تو وہ ایام حج میں نہ کوئی فحش بات کرے نہ کوئی گناہ کا کام اور نہ اسے لڑائی

فِي الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا

بیچ حج کے اور جو کرو گے تم بھلائی سے جانتا ہے اس کو اللہ اور خرچ راہ لیا کرو

جھگڑے کی اجازت ہے اور جو نیکی بھی تم کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے اور زاد سفر ساتھ

فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾

پس تحقیق بہتر فائدہ خرچ کا بچنا ہے گناہ اور سوال سے اور ڈرو مجھ سے اے صاحب عقل کے دلی

لے کر چلا کرو اور بہترین زادراہ اللہ کا ڈر ہے اور اے عقلمندو! مجھ ہی سے ڈرو

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ

نہیں اوپر تمہارے گناہ یہ کہ ڈھونڈو فضل پروردگار اپنے سے

اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں اگر (ایام حج میں) اللہ کا فضل (یعنی مال و دولت ذریعہ تجارت)

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ

پس جب پھرو تم عرفات سے پس یاد کرو اللہ کو نزدیک

طلب کرو پس جب عرفات سے لوٹو تو (مزدلفہ میں) مشعر الحرام کے پاس ٹھہر کر اللہ کا ذکر کرو

الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ

مشعر الحرام کے اور یاد کرو اس کو جیسا ہدایت کیا تم کو اور تحقیق

اور اسی طرح اسے یاد کرو جیسا کہ اس نے تمہیں بتایا ہے اور اس سے پہلے

كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾ ثُمَّ اَفِيْضُوْا

تھے تم پہلے اس سے البتہ گمراہوں سے پھر پھرو

تم لوگ یقیناً بے خبر تھے پھر جہاں سے ہو کر

مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ

جہاں سے پھرے ہیں لوگ اور بخشش مانگو اللہ سے تحقیق

باقی لوگ لوٹتے ہیں تم بھی (اے قریش) وہیں سے ہو کر لوٹو اور خدا سے مغفرت چاہو اللہ یقیناً

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حلِّ لغات ۱ حَاضِرِی الْمَسْجِدِ۔ حَاضِرِیْ صیغہ جمع مذکر اسم فاعل۔ اصل میں حَاضِرِیْنَ تھا۔ نون جمع اضافت کی وجہ سے حذف ہو گیا۔ ۲ تَزَوَّدُوْا صیغہ جمع مذکر حاضر امر باب تفعل اجوف واوی۔ زود مادہ۔ زاد توشہ راہ اصل میں زَوَدٌ تھا واو متحرک ماقبل مفتوح وہ الف ہو گیا۔ ۳ اَفَضْتُمْ صیغہ جمع مذکر

(بقیہ فائدہ صفحہ ۴۵)

اور سر منڈانے کی ضرورت ہو تو منڈا ڈالو اور فدیہ ادا کرو۔ اور فدیہ ادا کرنے کی تین صورتیں ہیں جو آسان ہو وہ کرو (۱) تین روزے رکھنے (۲) چھ مسکینوں کو تین صاع کھانا کھلانا (۳) ایک بکری ذبح کرنا کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کے سر میں جوئیں ہو گئیں تو یہی حکم دیا تھا فقط۔

احکامِ حج اور اُسکی قسموں کا بیان

ف۴ حج کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) افراد (۲) قران (۳) تمتع۔ حج افراد یہ ہے کہ میقات پر پہنچکر حاجی صرف حج کی نیت کرکے احرام باندھے اور مکہ مکرمہ پہنچکر بیت اللہ کا طواف کرے صفا مروہ پر دوڑے اور اس کے بعد دسّں ذی الحجہ تک احرام نہ کھولے نہ حجامت بنوائے اور نہ بیوی سے جماع کرے۔ حج قران یہ ہے کہ حاجی میقات سے حج اور عمرہ دونوں کی نیت کرکے احرام باندھے اور مکہ شریف پہنچکر عمرہ کو پورا کرے یعنی بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کرکے دسّں ذی الحجہ تک احرام کی حالت میں بدستور رہے۔ حج تمتع یہ ہے کہ حاجی فقط عمرہ کا احرام باندھ کر اور مکہ پہنچکر عمرہ ادا کرے یعنی بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ دوڑ کر احرام کھول ڈالے حجامت بنوائے ...... تیل خوشبو لگائے غرض کہ جو چیزیں حالتِ احرام میں حرام تھیں وہ سب حلال ہو گئیں۔ پھر آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھے۔ حاجی آٹھ تاریخ ذی الحجہ کو منیٰ کی طرف روانہ ہو اور ظہر، عصر، مغرب، عشار، فجر منیٰ ہی میں ادا کرے۔ پھر سورج نکلنے کے بعد عرفات کے لئے روانہ ہو۔ عرفات کے میدان میں داخل ہونے سے قبل وادی نمرہ میں غسل کرے اور سورج ڈھلتے ہی ظہر و عصر کی نمازیں ملا کر قصر پڑھے اور فوراً عرفات کو جائے اور مغرب تک عمر بھر کی سیاہ کاریوں سے توبہ و استغفار کرے دین و دنیا کی بھلائیاں طلب کرے۔ مسنون ادعیہ پڑھے اور سورج غروب ہونے کے بعد مزدلفہ کو روانہ ہو جائے اور مغرب و عشار کی نماز مزدلفہ میں ہی آکر ادا کرے اور رات یہیں گزارے اور فجر کی نماز سے فارغ ہو کر مشعر الحرام کے پاس آکر ذکر الٰہی میں مشغول ہو اور سورج نکلنے سے قبل ہی وادی محسر سے کنکریاں اٹھاتا ہوا جمرۂ عقبہ جس کو بڑا شیطان کہا جاتا ہے کو سات کنکریاں مارے، حجامت کرائے قربانی کرے، بیت اللہ جا کر طوافِ افاضہ کرے ساحرام کھولدے۔ حج ہو گیا حاجی موحد متبع سنت یقیناً حج کرنے سے گناہوں سے مطلق پاک صاف ہو جاتا ہے (حج و عمرہ کے مسائل اس قرآن مجید کے صفحہ ۴۱ و صفحہ ۴۲ و صفحہ ۸۹ و سورۂ مائدہ رکوع ۱۳ و سورۂ حج رکوع ۴ وغیرہ میں بھی ہیں اور ہر موقع کی مسنون دعائیں و تفصیل احکام کے لئے کتاب جلیل المناسک ملاحظہ فرمائیں)

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ یعنی قارن اور متمتع پر قربانی واجب ہے۔ اونٹ، گائے، بکری جو میسر ہو ذبح کرے۔ اگر میسر نہ ہو تو دسّں روزے رکھے تین ایام حج میں اور سات جب گھر لوٹے۔ ہاں مفرد پر قربانی واجب نہیں اپنی خوشی سے کرے تو اجر سے محروم بھی نہیں فقط۔

ف۲ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اَشْھُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ سے مراد شوال۔ ذیقعدہ اور عشرۂ ذی الحجہ ہیں (بخاری شریف) پھر فرمایا جو شخص ان مہینوں میں حج کا قصد کرے یعنی احرام باندھ لینے کے بعد جماع اور جماع کی باتیں کرنا اور نافرمانی گالی گلوچ بدزبانی وغیرہ کرنا اور لڑنا جھگڑنا بھی منع ہے۔ احرام حج کا ہو یا عمرہ کا حالتِ احرام میں سر کا ڈھانکنا، خوشبو کا ملنا، حجامت کرانا، شکار کرنا، مرد کو سلا ہوا کپڑا پہننا، عورت کو منہ پر کپڑا ڈالنا یہ سب باتیں منع ہیں۔ بخاری مسلم میں ہے حالتِ حج میں رفث و فسق سے بچنے والا گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے اپنے پیدا ہونے کے دن تھا۔ اور افضل حج وہ ہے جس میں لبیک باآواز بلند کہی جائے اور قربانی کی جائے (مشکوٰۃ) کفر کی ایک رسم یہ بھی تھی کہ بغیر خرچ کے حج کو جانا اپنے آپ کو متوکل کہتے اور وہاں جا کر ایک ایک سے سوال کرتے۔ اللہ نے اس آیت میں زاد راہ خرچ اخراجات لیجانے کو فرمایا ارشاد ہے بہتر تقویٰ سوال سے بچنا ہے اور اسمیں عقلمندی ہے۔

ف۳ حج کے سفر میں اگر سوداگری تجارت بھی کرو تو کوئی گناہ نہیں جائز درست ہے اور مشعر الحرام ایک مقام کا نام ہے جو عرفات اور منیٰ کے درمیان واقع ہے فقط۔

★ ماضی باب افعال اجوف یائی فیض مادہ۔ اصل میں اَفْيَضْتُمْ تھا یے متحرک ماقبل کا حرف صحیح ساکن یے کی حرکت ماقبل کو دیدی دو ساکنوں کے جمع ہونے سے یے کو حذف کر دیا۔ افاضہ کہتے ہیں حج کے دن عرفات سے منیٰ جانے کو۔ ٭له عَرَفَاتٍ جمع ہے عَرَفَةٌ کی اور یہ منیٰ کے برابر اُس موضع کا نام ہے جہاں حاجی لوگ وقوف کرتے ہیں گویا اُس جمع زمین کے ہر ہر قطع کا نام عرفہ ہے اور ان قطعات کے مجموعے کا نام عرفات۔ اس کو اگرچہ علمیت اور تانیث کی وجہ سے غیر منصرف پڑھنا چاہیئے تھا مگر چونکہ یہ تار تانیث نہیں مؤنث کی علامت ہے جیسے مُسْلِمُوْنَ میں واو، اور مُسْلِمِيْنَ میں یے اس لئے منصرف پڑھا گیا۔ عرفات دیا گیا ہے معرفہ سے اور اس کی وجہ تسمیہ میں کئی قول منقول ہیں ایک یہ کہ آدم و حوّا جنت سے اُتارے گئے تو آدم سراندیپ میں اور حوّا جدہ میں اُترے۔ جب خدا نے آدمؑ کو خانہ کعبہ کے حج کا حکم دیا تو عین میدان عرفات میں آدم و حوا کی مڈبھیڑ ہو گئی اور باہم ایک نے دوسرے کو پہچان لیا اس وجہ سے اُس کا نام عرفات پڑ گیا۔ دوسرے یہ کہ جبریل نے آدم علیہ السلام کو مناسک حج تعلیم کرتے ہوئے عرفات میں ٹھیر کر کہا کہ اَعَرَفْتَ یعنی کیا تم نے ان سب احکام کو پہچان لیا حضرت آدمؑ نے فرمایا ہاں اُس وقت سے عرفات کا یہ نام پڑ گیا۔ ٭ھ اَلْمَشْعَرِ الْحَرَامِ یہ ایک پہاڑ کا نام ہے جسے قزح کہتے ہیں اور جو مزدلفہ کی انتہار پر واقع ہے اس پر امام کھڑا ہو کر دعا مانگتا اور تکبیر و تہلیل کہتا ہے۔

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ

اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔ ف۱ پس جب کر چکو تم عبادتیں اپنی پس یاد کرو اللہ کو

بخشنے والا رحم کرنے والا ہے ۔ پس جب حج کے ارکان پورے کر چکو تو جس طرح اپنے باپ دادوں کو

كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ

جیسا کہ یاد کرتے تھے تم باپوں اپنے کو یا زیادہ تر یاد کرنا پس بعضے لوگوں میں سے وہ شخص ہے کہ کہتا ہے

یاد کرتے ہو ۔ اسی طرح خدا کو بھی (منیٰ میں) یاد کرو بلکہ ذکر اس سے بھی زیادہ (ذوق کے ساتھ) ہو ۔ پھر بعض لوگ کہتے ہیں کہ اے

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَ

اے رب ہمارے دے ہم کو بیچ دنیا کے اور نہیں واسطے اس کے بیچ آخرت کے کچھ حصہ ۔ ف۲ اور

پروردگار! ہمیں دنیا ہی میں دے (جو کچھ دینا ہے) ایسے شخص کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور

مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ

بعضا ان میں سے وہ شخص ہے کہ کہتا ہے اے رب ہمارے دے ہم کو بیچ دنیا کے نیکی اور بیچ آخرت کے

بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں بھی خوشحال رکھ اور آخرت میں بھی

حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا

نیکی اور بچا ہم کو عذاب آگ سے ف۳ یہ لوگ واسطے ان کے حصہ ہے اس چیز سے جو

خوشحال رکھ اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا ان ہی لوگوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ہے

كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِىْٓ اَيَّامٍ

کمایا انہوں نے اور اللہ جلد لینے والا ہے حساب کا ف۴ اور یاد کرو اللہ کو بیچ دنوں

اور اللہ جلد (اعمال کا) حساب کرنے والا ہے اور اللہ کو ان چند دنوں میں یاد کرتے

مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِىْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَ

گنے ہوئے کے پس جو کوئی جلدی کرے بیچ دو دن کے پس نہیں گناہ اوپر اس کے اور

رہو ۔ پھر جو دو ہی دن میں جلدی چلا آئے اس پر کوئی گناہ نہیں اور

مَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ

جو کوئی پیچھے رہے پس نہیں گناہ اوپر اس کے یہ واسطے اس شخص کے ہے جو پرہیزگاری کرے اور ڈرو اللہ سے اور جان لو یہ کہ تم

جو (ایک آدھ دن) زیادہ ٹھہرے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں یہ اس شخص کے لئے ہے جو اللہ کی نافرمانی سے ڈرے اللہ سے ڈرتے رہو اور یقین جانو کہ تم کو

اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِى الْحَيٰوةِ

طرف اسی کے اکٹھے کئے جاؤ گے ف۵ اور بعض لوگوں میں سے وہ شخص ہے کہ خوش لگتی ہے تجھ کو بات اس کی بیچ زندگانی

اسی کے پاس جمع ہونا ہے اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جن کی باتیں آپ کو دنیوی زندگی کے بارے میں نہایت بھلی معلوم ہوتی ہیں

الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِىْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾ وَ

دنیا کے اور گواہ کرتا ہے اللہ کو اوپر اس چیز کے کہ بیچ دل اس کے ہے اور وہ بہت جھگڑالو ہے ف۶ اور

اور وہ اللہ کو اپنے خلوص دل پر گواہ بھی کرتے ہیں حالانکہ (فی الحقیقت) وہ جھگڑے میں بڑے ہی سخت ہوتے ہیں اور

اِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِى الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ

جب حاکم ہوتا ہے کوشش کرتا ہے بیچ زمین کے تو کہ فساد کرے بیچ اس کے اور ہلاک کرے کھیتی کو اور جانوروں کو

جب وہ آپ سے الگ ہو جاتے ہیں تو ملک میں اس خیال سے سرگرمی دکھاتے ہیں کہ وہاں فساد پھیلائیں اور کھیتیوں کو تباہ کریں اور نسل انسانی کو ہلاک کریں

النصف

حل لغات ۔ ۱ مَنَاسِک منسک کی جمع اور اس سے مراد ہے عبادات متعلقہ حج ۔ ۲ قِنَا صیغۂ واحد مذکر حاضر امر باب ضرب مثال واوی ناقص یائی وَقِیْ مادہ ۔ اصل میں تھا اِوْقِیْ مناسبت باب کی وجہ سے واو حذف ہو گیا اور چونکہ اب ہمزہ کی حاجت نہ رہی وہ بھی گر پڑا ۔ آخر کی ی جزم کی وجہ سے حذف ہو گئی قِ رہ ★

ف۱ یعنی تمام لوگ تو حج میں عرفات تک جاتے اور وہیں سے منیٰ کو لوٹتے لیکن قریش یہ کہتے کہ ہم اہل اللہ ہیں حرم سے باہر نہیں جائیں گے اس لئے کہ عرفات حرم کی حد سے باہر ہے اور مزدلفہ ہی میں رہ جاتے جو حرم کی حد میں ہے۔ اللہ نے اس آیت میں فرمایا سب لوگوں کے ساتھ رہو عرفات تک جاؤ اور وہیں سے لوٹو فقط۔ ف۲ زمانہ جاہلیت میں حج سے فارغ ہوتے تو جمرہ کے پاس کھڑے ہو کر اپنے بزرگوں کی تعریفیں اور بہادریاں بیان کرتے اور ان میں بہت سے شاعرانہ مبالغہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ اس کے بدل اللہ کی یاد کرو بلکہ اس سے بھی زیادہ کیونکہ باپ دادا کے احسان سے اللہ تعالیٰ کا احسان کہیں زیادہ ہے فقط۔

دین و دنیا کی بھلائی کی ایک جامع دعا ف۳

بعض کوتاہ نظر لوگ اللہ تعالیٰ سے صرف دنیا ہی کے لئے دعا کرتے ہیں اور آخرت پر نہ ان کا یقین نہ کچھ توجہ۔ آج کل اکثر لوگ ایسے ہی ہیں جن کا مطمح نظر دنیا ہی دنیا ہے۔ علم پڑھتے پڑھاتے ہیں تو دنیا ہی کے لئے، نماز روزہ کرتے ہیں تو دنیا کی غرض سے۔ دعا مانگتے ہیں تو دنیا ہی کے لئے حدیث شریف میں ہے تباہ ہوا وہ جو دولت اور جاہ کا بندہ بنا ہوا ہے۔ اگر اس کو چوگا ملتا رہا تو خوش ورنہ ناراض ہے لیکن جن پاکبازوں کے سامنے آخرت کھڑی ہے وہ جس طرح اپنے حوائج دنیا کے لئے دعا کرتے ہیں اسی طرح اُس جہان کی خوبیاں بھی اپنے پروردگار سے مانگتے ہیں غرض کہ ایسوں کی سعی کارگر ہوتی ہے جو دنیا کی بھلائی حلال روزی رزق اور تندرستی کے ساتھ ساتھ آخرت کی بھلائی، اللہ کی رضامندی و جنت اور دیدارِ الٰہی بھی طلب کرتے ہیں۔ مسند احمد میں ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک صحابی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ وہ بیمار سوکھ کر صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا ہے۔ آپؐ نے اس سے فرمایا کیا تم کوئی دعا بھی اللہ سے مانگا کرتے تھے۔ عرض کیا جی ہاں میری یہ دعا تھی کہ خدایا جو عذاب تو مجھے آخرت میں کرنا چاہتا ہے وہ دنیا ہی میں کر ڈال (کیونکہ آخرت کی مار بہت سخت ناقابل برداشت ہے) آپؐ نے فرمایا سبحان اللہ! کسی میں اس کے عذاب کی برداشت کہاں ہے نہ دنیا کے عذاب کی اور نہ آخرت کے عذاب کی۔ تو نے یہ دعا رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ کیوں نہ پڑھی۔ چنانچہ اس بیمار نے اس دعا کو پڑھنا شروع کیا اللہ تعالیٰ نے اسے شفا عطا فرمادی۔ یہ دعا بڑی جامع ہے دین و دنیا کی تمام بھلائیاں اس میں جمع ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا کو بکثرت پڑھتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب کبھی دعا مانگتے تو اس دعا کو نہ چھوڑتے (بخاری) بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے رُکن یمانی کو چھو کر حجر اسود تک آہستہ آہستہ چلتے ہوئے یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا رکن یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں جو دعا پڑھنے والے کے لئے آمین کہتے ہیں فقط۔

ف۴ قیامت کا دن قریب ہے نیک اعمال میں جلدی کرو ایسا نہ ہو کہ موت آجائے اور عمل کرنے کا موقع ہاتھ سے جاتا رہے فقط۔

ف۵ یعنی ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اَیَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ سے ایام تشریق مراد ہیں اور وہ چار دن ہیں ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ ہیں جن دنوں میں حاجی لوگ منیٰ میں رہتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اثر و عمل سے ایام عشر یعنی ذی الحجہ کے اول دس دنوں میں ذکر اللہ تکبیریں کہنا صریح طور پر ثابت ہے۔ تکبیر کے الفاظ یہ ہیں اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ (دار قطنی جلد اول صفحہ ۱۸۲۔ منتقیٰ صفحہ ۱۰۷۔ بخاری مصری جلد اول صفحہ ۱۸۱) پھر فرمایا حاجی ۱۲ تاریخ کو ہی کنکریاں مار کر منیٰ سے چلا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ یہ سب احکام پرہیزگار کے لئے ہیں۔ اصل تقویٰ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور گناہوں سے بچنا ہے جو حج میں اور حج کے بعد بھی نہایت ضروری ہے۔

ف۶ حج کا بیان پورا ہو چکا مگر حج کے ضمن میں فَمِنَ النَّاسِ اور مِنْهُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ دونوں آیتوں میں کافر اور مومن کا ذکر آ گیا تھا تو اب اس کی مناسبت سے منافق کا حال بھی بیان کرنا ضروری ہوا۔ اس سے مراد اخنس بن شریق منافق ہے کہ جو نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بڑی باتیں بناتا اور قسم کھا کر یقین دلاتا کہ واللہ میں سچا مسلمان خداترس آپؐ سے دلی محبت رکھنے والا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو باخبر کیا کہ اس کی شیریں زبان پر فریفتہ نہ ہونا وہ بڑا (باقی صفحہ ۴۸ پر ملاحظہ ہو)

گیا۔ ؎ اَلَدُّ الْخِصَامِ۔ اَلَدّ شدید الخصومۃ۔ سخت جھگڑالو۔ بولا کرتے ہیں رَجُلٌ اَلَدُّ وَقَوْمٌ لُدٌّ قال تعالیٰ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا۔ اَلَدّ اگر لَدَّ یَلَدُّ بفتح اللام فی المضارع سے ماخوذ ہے تو اس کے معنی ہیں سخت جھگڑالو۔ اور لَدَّ یَلُدُّ بضم اللام فی المضارع سے ہے تو اس کے معنی ہیں جھگڑے میں غالب آنے والا۔ یہ لَدِیْدَیِ الْعُنُقِ (جس کے معنی ہیں گردن کی دونوں جانبیں) اور لَدِیْدَیِ الْوَادِیْ (یعنی جنگل کی دونوں طرفین) سے لیا گیا ہے۔ مطلب یہ کہ اسے اس کا خصم ابواب خصومت میں جس طریق سے بھی کبھی دائیں اور کبھی بائیں طرف سے پکڑتا ہے قابو میں نہیں آتا بلکہ آخرکار خود غالب ہو جاتا ہے۔

بقیہ فائدہ صفحہ ۲۷۷) سخت جھگڑالو ہے۔ ایسا ہی ہوا۔
...م سے مرتد ہو کر مکہ چلا گیا اور جاتے جاتے غریب مسلمانوں کی کھیتی جلادی
...دو تکبر میں آکر جانوروں کو ہلاک کر دیا (تفسیر کبیر)

فوائد صفحہ ھذا

...ل اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ بعض لوگ دین کے حیلہ سے دنیا کماتے ... ان کی زبانیں تو شہد سے زیادہ میٹھی ہیں لیکن ان کے دل ... سے زیادہ کڑوے ہیں۔ اس قسم کے لوگوں کو جب حق والا حق ... ہے وعظ ونصیحت کرتا ہے تو یہ بھڑک اٹھتے ہیں۔ اپنی دنیاوی ... کی خاطر قرآن و حدیث کو صاف جواب دیدیتے ہیں ایسے لوگوں ... لئے جہنم ہے جو بدترین جگہ ہے فقط۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے قتل کا واقعہ

اس سے قبل اُس منافق کا ذکر تھا کہ جس نے دین کے عوض ... اختیار کی۔ اس کے مقابلہ میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ رومی وغیرہ مخلص ... اہل ایمان کا ذکر ہے کہ انھوں نے دین کی طلب میں دنیا کا مال وجان ... صرف کر دیا جس وقت بارادہ ہجرت مکہ سے مدینہ کا قصد کیا تو مشرکین ... نے ان کا گھر بار مال و دولت سب روک لیا۔ حضرت صہیب رضی اللہ ... نے دین پر سب کچھ قربان کر دیا اس پر یہ آیت اُتری۔ واقعہ رجیع ... بخاری شریف میں مفصل ہے جس کا خلاصہ یہ کہ جنگ اُحد کے بعد نبی ... علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی امارت میں دس نفر کا ... قریش کی جاسوسی کے لئے روانہ کیا۔ جب وہ کبار صحابہ رضی اللہ عنہم عسفان ... کے درمیان بستی رجیع کے پہاڑوں میں پہنچے تو مشرکین باخبر ہوگئے ... سو تیر انداز مقابلہ کے لئے آگئے۔ امیر لشکر حضرت عاصم رضی اللہ ... بارگاہِ الٰہی میں دست بدعا ہوئے کہ الٰہی تو ہماری موجودہ حالت ... ہمارا اپنے پیارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو دیدے۔ بعدہ ان ... مشرکین سے لڑائی شروع ہوگئی۔ خلاصہ یہ کہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ ... مع سات صحابہ رضی اللہ عنہم کے شہید ہو گئے اور باقی تین جن میں حضرت ... خبیب و حضرت زید رضی اللہ عنہما بھی تھے کفار کے ہاتھوں قید ہو کر ... مشرکین مکہ کو فروخت کر دیئے گئے۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے ... جنگ بدر میں حارث بن عامر مشرک کو قتل کیا تھا۔ حارث کے بیٹوں نے ... اپنے باپ کا بدلہ لینے کی غرض سے ان کو خرید لیا اور کچھ روز قید میں ... رکھنے کے بعد حد حرم سے باہر قتل کے ارادہ سے لے گئے۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے دو رکعت نفل کی مہلت طلب کی اور خدا کے دربار میں آخری سر جھکانے کے بعد یہ اشعار پڑھتے ہوئے ظالم عقبہ بن حارث کے ہاتھوں جان بحق ہو گئے۔ اشعار یہ تھے ؎

فَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰٓی اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِیْ
وَذٰلِکَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰـہِ وَاِنْ یَّشَأْ
یُبَارِکْ عَلٰٓی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعٍ

یعنی جب کہ میں مسلمان ہو کر قتل کیا جا رہا ہوں تو کوئی پرواہ نہیں جس کروٹ پر بھی گروں۔ اور قتل کیا جا رہا ہوں صرف خدا ہی کے بارے میں اگر وہ چاہے ایک ایک جوڑ میں برکت کر سکتا ہے۔ حضرت عمار بن یاسر، بلال، ابوذر، خباب بن ارت رضی اللہ عنہم وغیرہم۔ نے بھی کفار کی مصیبتیں جھیل کر اپنی جان کو رضائے الٰہی کے لئے وقف کر دیا تھا بعض مفسرین کا قول ہے کہ عام مجاہدین کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے فقط۔ **ف۳** ایمان والوں کو حکم دیا کہ پورے اسلام ساری شریعت پر چلو جہاں تک ہو سکے اوامر بجا لاؤ، ساری ممنوعات سے بچو اس آیت میں بدعت کی بھی تردید ہے فقط۔ **ف۴** یعنی شریعت محمدیہ کے صاف صاف احکام معلوم ہونے کے بعد بھی اگر اس پر قائم نہ ہو بلکہ دیگر لوگوں کے قول وفتووں کی طرف بھی نظر رکھے تو خوب سمجھ لو اللہ کے عذاب سے کوئی روک نہیں سکتا۔ اب مشرکین کو انتظار ہے تو صرف اس کا کہ خدائے پاک خود اور اس کے فرشتے اتر آئیں اور جزا سزا کا قصہ جو قیامت کو ہونے والا ہے آج ہی ہو جائے۔ سو یہ گھبرائیں نہیں تمام امور کا مرجع اللہ ہی کی طرف ہے قیامت کا دن آیا کا آیا جب کہ اللہ تعالیٰ ذوالجلال والاکرام میدان حشر میں تشریف فرما ہوگا اور فرشتے بھی ہوں گے۔ نزول باری تعالیٰ پر بغیر تاویل ایمان لانا ضروری ہے۔ سلف نے اس قسم کی آیات واحادیث کو ظاہری معنے پر محمول کیا ہے اور کیفیت نزول وغیرہ کو اللہ کے علم پر موقوف رکھا ہے اسی میں ایمان کی سلامتی ہے فقط۔ **ف۵** اس آیت میں یہ خبر ہے کہ بنی اسرائیل میں سے اکثر نے نشانیاں دیکھنے کے باوجود موسیٰ علیہ السلام سے انحراف کیا اور خدائی نعمت ایمان کو کفر سے بدل دیا۔ اسی طرح نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات دیکھنے کے باوجود یہود و کفار نے آپ کی تکذیب کی جس کا نتیجہ سخت عذاب ہے فقط۔

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ

زندگانی دنیا کی اور ٹھٹھا کرتے ہیں ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور جو لوگ کہ

اور وہ ایمان والوں کا تمسخر اڑاتے ہیں حالانکہ خدا سے

اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ

پرہیزگار ہیں اوپر ان کے ہوں دن قیامت کے اور اللہ رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بے شمار

ڈرنے والے ہی قیامت کے دن ان سے بلند مرتبہ ہوں گے اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب روزی عطا کرتا ہے

حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۫ فَبَعَثَ اللّٰهُ

تھے لوگ امت ایک پس بھیجا اللہ نے

(ابتدا میں) لوگ ایک ہی گروہ تھے (جب اختلاف ہو گیا) — تو اللہ نے نبیوں کو بھیجا جو (ایمان والوں کو)

النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۪ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ

پیغمبروں کو خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے اور اتاری ساتھ ان کے کتاب

بشارت دیتے تھے اور (منکروں کو) ڈراتے تھے — اور ان کو حق و راستی کے ساتھ کتاب دی

بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَمَا

ساتھ حق کے تو کہ حکم کریں درمیان لوگوں کے بیچ اس چیز کے کہ اختلاف کرتے ہیں بیچ اس کے اور نہیں

تاکہ لوگوں کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کرے جن میں وہ اختلاف رکھتے تھے اور یہ

اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ

اختلاف کیا بیچ اس کے مگر ان لوگوں نے جو دیئے گئے تھے پیچھے اس کے جو آئیں ان کے پاس

اختلاف پیدا کرنے والے صرف وہی لوگ تھے جنہیں کتاب ملی تھی۔ بعد اس کے کہ انہیں واضح احکام پہنچ چکے

الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا ۢ بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا

دلیلیں سرکشی سے درمیان اپنے پس راہ دکھائی اللہ نے ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں واسطے اس چیز کے کہ

تھے — محض باہمی حسد اور مخالفت کی بنا پر (اختلاف کیا) پس اللہ نے اپنے فضل سے ایمان والوں کی اس سچی بات میں رہنمائی کی جس میں وہ لوگ

اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ

اختلاف کیا انہوں نے بیچ اس کے حق سے ساتھ حکم اپنے کے اور اللہ ہدایت کرتا ہے جس کو چاہے

اختلاف کرتے تھے — اور اللہ جسے چاہتا ہے راہ راست پر چلنے کی توفیق

اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ

طرف راہ سیدھی کے ؎۲ کیا گمان کیا تم نے یہ کہ تم داخل ہو بہشت میں

دیتا ہے کیا تم سمجھ بیٹھے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے

وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ

اور ابھی نہیں آئی تم کو حالت ان لوگوں کی کہ گزرے پہلے تم سے لگی ان کو

حالانکہ تم ان واقعات سے ابھی تک دوچار نہیں ہوئے جو تم سے پہلے لوگوں کو پیش آ چکے ہیں انہیں ہر طرح کی

الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ

فقیری اور بیماری اور ہلائے گئے یہاں تک کہ کہا پیغمبر نے اور جو لوگ

سختیاں اور تکلیفیں پیش آئیں اور ان کے پاؤں لڑکھڑا گئے حتیٰ کہ رسول اور اس کے مومن ساتھی کہہ

حلِ لُغات

؎۲ مَثَل کے معنے ہیں مِثل اور شبہ کے مگر بعد کو اس حالتِ غریبہ یا قصۂ عجیبہ کے لئے استعارہ کر لیا گیا جس کے لئے کوئی شانِ عظیم ہو۔ اور اسی سے ہے وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى اى الصِّفَةُ الَّتِىْ لَهَا شَانٌ عَظِيْمٌ۔

ف۱ اس آیت میں مقابلین حق کی وجہ تکذیب یہ فرمائی کہ انکی نظروں میں دنیا کی زیب و زینت، خوبی اور اس کی محبت ایسی سما گئی ہے کہ اسکے مقابلہ میں آخرت کے رنج و راحت کو خیال ہی میں نہیں لاتے بلکہ مسلمان جو فکر آخرت میں مصروف اللہ کے احکام کی تعمیل میں مشغول ہیں سے اُلٹا ہنستے اور ذلیل سمجھتے ہیں۔ مشرکین مکہ حضرت بلال، عمار، صہیب و غربار، فقرار، مہاجرین کو دیکھ کر تمسخر کرتے تھے۔ اب بھی بعض دولت مند دنیا داروں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ موحدین عاملین سنت رسول غربار مسلمانوں کو نظر حقارت سے دیکھتے ہیں اور انپر آوازے کستے ہیں اُن کو اس آیت سے عبرت پکڑنی چاہئے فقط۔

ف۲ حضرت آدم اور نوح علیہما السلام کے درمیان دس قرن گزرے لیکن سب موحد تھے۔ پھر چند بزرگ صلحار کے انتقال، فوت ہونے پر لوگوں کو صدمہ ہوا۔ شیطان کو گمراہ کرنے کا موقع ملا اور فوت شدہ بزرگوں کی تصاویر بنوا کر آپ بھی شریک غم ہوا اور رفتہ رفتہ انکی عبادت اور پوجا کرا کر شرک پھیلا دیا جو آج تک بت پرستی، قبر پرستی لوگوں میں قائم ہے۔ اس کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام سے لے کر آخر نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تک انبیار بھیجے

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو کتب و متعدد انبیار بھیجے تو سب کے لئے ایک ہی اصل راستہ مقرر کیا۔ یہ نہیں کہ ہر فرقہ کو اصل سے جدا طریقہ بتلایا ہو۔ جس وقت پہلے نبی اور کتاب کی لوگوں نے اطاعت چھوڑ دی یا اس سے ہٹے تو دوسرا نبی بھیجا، کتاب اُتاری تاکہ اس کے موافق چلیں اس کے بعد پھر بہکے تو اور نبی و کتاب اسی راہ کو قائم کرنے کو بھیجا۔ اس کی مثال یوں سمجھیں جیسے کہ تندرستی ایک ہے اور بیماریاں بے شمار۔ جب ایک مرض پیدا ہوا تو اس کے موافق دوا اور پرہیز اس کے موافق بتائی پھر آخر میں ایسا طریقہ اور قاعدہ فرما دیا جو سب بیماریوں سے بچائے اور سب کے بدلے کفایت کرے اور وہ طریقہ اسلام یعنی قرآن مجید ہے جس کو بیان کرنے کے لئے آخر الزماں پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور وہ بیان قرآن حدیث شریف ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اللہ تعالےٰ کا یہی طریقہ جاری ہے کہ بُرے لوگ ہر نبی مبعوث کے خلاف اور ہر کتاب الٰہی میں اختلاف کو پسند کرتے رہے اور اس میں کوشاں رہے لہٰذا اہل ایمان کو کفار کی بدسلوکی اور فساد سے دل تنگ نہ ہونا چاہئے فقط

اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿۲۱۴﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ

ایمان لائے ساتھ اس کے کب ہوگی مدد اللہ کی خبردار ہو تحقیق مدد اللہ کی نزدیک ہے ف سوال کرتے ہیں تجھکو

ایمان لائے تھے کہ نصرت الٰہی کب (پہنچے گی؟) (جواب ملا کہ) یاد رکھو بیشک نصرت الٰہی قریب ہے (اے نبی) لوگ آپ سے پوچھتے

مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ

کیا خرچ کریں کہہ جو کچھ خرچ کرو تم مال سے پس واسطے ماں باپ کے اور

کہ (اللہ کی راہ میں) کیا خرچ کریں۔ ان سے کہہ دیجئے کہ جو کچھ بھی اپنے مال میں سے خرچ کرو۔ وہ ماں باپ اور

الْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا

قرابت والوں کے اور یتیموں کے اور فقیروں کے اور مسافروں کے ف۲ اور جو

رشتہ داروں۔ یتیموں۔ مسکینوں اور مسافروں کو دو اور

تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمُ

جو کچھ کرو گے تم بھلائی سے پس تحقیق اللہ ساتھ اس کے جاننے والا ہے لکھا گیا اوپر تمہارے

نیکی کا جو کام بھی کرو گے بیشک وہ اللہ کے علم میں ہوتا ہے تم پر جہاد فرض

الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ

لڑنا اور وہ مکروہ ہے واسطے تمہارے اور شاید یہ کہ مکروہ رکھو تم ایک چیز کو اور وہ

کیا گیا ہے اور وہ تمہیں ناگوار ہے۔ اور ممکن ہے تم ایک چیز کو ناگوار رکھو اور وہی

خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ

بہتر ہو واسطے تمہارے اور شاید یہ کہ دوست رکھو تم ایک چیز کو اور وہ بری ہو واسطے تمہارے اور اللہ

تمہارے لئے بہتر ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لئے بری ہو اللہ ہر بات کا

يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ ع ۲۶ ۱۰

جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ف۳ سوال کرتے ہیں تجھ کو مہینے حرمت والے سے

(حقیقی علم) اللہ کو ہے اور تمہیں کوئی علم نہیں۔ (اے نبی) لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ حرمت کے مہینے میں

قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

لڑنا بیچ اس کے کہہ لڑنا بیچ اس کے بڑا گناہ ہے اور بند کرنا راہ خدا کی سے

جنگ کرنا کیسا ہے؟ ان سے کہہ دیجئے کہ اس مہینے میں جنگ کرنا بڑی بری بات ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا

وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ

اور کفر کرنا ساتھ اس کے اور بند کرنا مسجد حرام سے اور نکال دینا لوگوں اس کے کا اس سے بہت بڑا گناہ ہے

اور اس کا انکار کرنا۔ اور مسجد حرام میں نہ جانے دینا اور اس کے رہنے والوں کو وہاں سے نکال دینا اللہ

عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَلَا يَزَالُوْنَ

نزدیک اللہ کے اور کفر بہت بڑا گناہ ہے قتل سے اور نہیں ٹلیں گے

کے نزدیک اس سے بھی بڑھ کر ہے، اور فتنہ و فساد خونریزی سے بھی زیادہ برا ہے اور یہ لوگ تم سے جنگ

يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ

کہ لڑتے جاویں تم سے یہاں تک کہ پھیر دیویں تم کو دین تمہارے سے اگر سکیں ف۴

کرتے ہی رہیں گے حتیٰ کہ اگر ان کے امکان میں ہو تو تمہیں تمہارے دین سے برگشتہ کر دیں۔

حل لغات۔ لہ کُرْہٌ مصدر بمعنی مفعول جیسے خُبْزٌ بمعنی مَخْبُوْزٌ۔ اور اس کے معنے ہیں کراہت، ناخوشی، برا لگنا۔

ف۱ یہ آیت جنگ احزاب میں اتری جسکا ذکر سورۂ حشر میں بھی ہے
جب کہ یہود نے ہزاروں کی تعداد میں مدینہ منورہ کے محاصرہ کا
خیال کر لیا تب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مع صحابہؓ مدینہ کے گرد
خندق کھودنے میں مصروف ہو گئے تاکہ دشمن شہر کے اندر داخل نہ
ہو سکے فاقوں کی تکلیف کے علاوہ جاڑے وغیرہ تکالیف کی
تاب نہ لاتے ہوئے صحابہ رضہ ہراساں ہوئے تب اللہ تعالیٰ نے اس آیت
میں تسکین دی - حدیث میں ہے خبابؓ بن ارت نے ایک مرتبہ
خدمت رسالت میں عرض کیا کہ آپ ہماری امداد کی دعا نہیں کرتے؟
آپؐ نے فرمایا بس ابھی سے گھبرا اٹھے۔ تم سے قبل کے موحدوں کے
سر پر آروں کے ذریعہ چیر کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے تھے۔ لوہے کی
کنگھیوں سے ان کے گوشت نوچے جاتے تھے پھر بھی توحید و سنت
پر قائم رہتے اور دین الٰہی پر استقامت نہ چھوڑتے۔ یہ صحیح ہے
آزمائش سے پہلے جنت نہیں ملتی۔ یہ ٹھیک ہے کہ پہلی امتوں کو جو لذتیں
پیش آئیں وہ تم کو نہیں آئیں۔ فقر و فاقہ، مرض، خوف کفار سے عاجز
آ کر نبی اور امت بتقاضائے بشریت پریشانی کی حالت میں بول اٹھے
اللہ کی مدد کہاں ہے؟ تب فرمایا گھبراؤ نہیں ثابت قدم رہو فقط۔

خرچ کن لوگوں پر کیا جائے

ف۲ آیت ہذا میں نفلی صدقہ کا بیان ہے مشکوٰۃ
شریف میں ہے ایک شخص نے پوچھا حضور نیکی کس کے ساتھ کروں؟
آپؐ نے فرمایا صلہ رحمی کی سب سے پہلے حقدار ماں ہے۔ تین دفعہ کے
دریافت کرنے پر یہی فرمایا پھر باپ پھر جو قریب تر قریب رشتہ دار ہو
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا یتیمی بلوغت کے بعد نہیں اور مساکین وہ جن کے پاس
کھانے پہننے رہنے کو بقدر کفایت نہ ہو اور ابن سبیل وہ مسافر جسکے
پاس خرچ نہ رہا ہو۔ یہ ہیں جن پر مال خرچ کیا جا سکتا ہے۔ مفصل
بیان صفحہ ۴۰ پر بھی گذرا۔ حدیث میں آیا ہے کہ دے اپنے ماں،
باپ، بہن، بھائی کو۔ پھر جو جتنا نزدیک ہو۔ میمون بن مہران نے
اس آیت کو پڑھ کر کہا یہ ہیں جگہیں خرچ کی۔ اس میں طبل باجے اور
تصاویر و دیواروں پر کپڑا چسپاں کرنے کا ذکر نہیں کیا۔ معلوم ہوا جو مال
مکان زائد از حاجت میں یا آرائش منزل میں یا آلات لہو و لعب میں
صرف ہوتا ہے وہ نفقہ باطل ہے۔ تم جو بھی نیک کام کرو گے اسکا علم
اللہ تعالیٰ کو ہے وہ اسکا بہتر بدلہ عطا فرمائیگا۔ وہ ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔
ف۳ خرچ کے محل موقع میں سے ایک موقع جہاد بھی ہے اس لئے خرچ
کے ضمن میں جہاد کا بھی ذکر فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں جہاد کو فرض
فرمایا ہے۔ حدیث میں ہے جو شخص مر گیا اور اس نے نہ جہاد کیا نہ جہاد
کی دل میں نیت رکھی وہ جاہلیت کی طرح مرا۔ اوائل اسلام میں
جہاد فرض نہ تھا بلکہ کفار کی ایذاؤں پر صبر کا حکم تھا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام جب مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور قوت حاصل ہو گئی
تب جہاد فرض ہو گیا۔ حدیث میں ہے جہاد قیامت تک باقی رہے گا
یہاں تک میری اخیر امت دجال سے لڑے گی۔ یہ بھی ساتھ ہی فرما دیا کہ تم کو
علم غیب نہیں ہے اس لئے دنیا کی اکثر چیزوں کو ظاہری حالت دیکھ کر
تم ان کو اچھا نہیں جانتے یا اسکے برعکس برا نہیں جانتے اللہ تعالیٰ ہی کے
علم غیب میں ان کا برا یا اچھا انجام ہوتا ہے جہاد بھی اس طرح کی
چیز ہے کہ اس کا انجام اچھا ہے فقط۔

چند سنگین جرموں کا ذکر

ف۴ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے چند
صحابہ رضہ پر عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرما کر بطن نخلہ کی
طرف بھیجا۔ وہاں کفار سے مقابلہ ہو گیا مسلمانوں کے ہاتھ سے ایک
کافر مارا گیا۔ اور جس روز یہ واقعہ پیش آیا اتفاق سے رجب کی
پہلی تاریخ تھی مگر صحابہ رضی اللہ عنہم باوجود کامل اولیاء اللہ ہونے
کے یہ نہ سمجھ سکے کہ رجب شروع ہو گیا بلکہ اس دن کو آخر جمادی الاخری
سمجھے ہوئے تھے اور رجب اشہر حرم سے ہے یعنی ذیقعدہ، ذوالحجہ،
محرم، رجب حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے۔ کفار نے
اس واقعہ پر مسلمانوں کو طعن کیا کہ شہر حرام کی حرمت کا بھی خیال
نہ کیا مسلمانوں کو فکر ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اس آیت
میں اسی کا جواب ارشاد فرمایا کہ اول تو مسلمانوں نے لاعلمی کی بنا پر
کوئی گناہ نہیں کیا اور بالفرض اگر کیا ہے تو معترضین اس سے
بڑے بڑے گناہ کے مرتکب ہیں یعنی کفر کرنا، لوگوں کو اسلام لانے
حق پر عمل کرنے سے روکنا۔ خود دین اسلام جو سچا مذہب ہے کو
قبول نہ کرنا، بیت اللہ سے روکنا، مکہ سے نکالنا، فساد برپا کرنا،
شرک کرنا یہ سب کفار میں بدعادات موجود تھیں جیسا کہ نبی
علیہ الصلوٰۃ والسلام و مسلمانوں کو بیت اللہ و مکہ سے نکالا۔ حدیبیہ
والے سال روک دیا۔ خلاصہ یہ کہ اشہر حرام میں بلا وجہ اور ناحق لڑنا بیشک
اشد گناہ ہے مگر جو لوگ مذکورہ سنگین جرموں کے مرتکب ہوں
جو قتل سے بھی زیادہ ہیں ان کو اعتراض کا کب حق حاصل ہے؟ آیت
کے آخر میں فرمایا کہ دین اسلام سچے مسلک توحید و سنت اللہ و رسول
کی تابعداری سے پھر جانا اور اپنے غلط مذہب، رواج و رسم آباء
و اجداد کے طریقہ کو قبول کرنا اور اسی پر آخر دم تک قائم رہنا یہ دنیا
و آخرت میں اپنے نیک اعمال کو ضائع کرنا ہے۔ دنیا میں اعمال
کا ضائع ہونا یہ ہے نہ مال و جان محفوظ نہ بی بی نکاح میں رہے یعنی
نہ نکاح قائم رہے۔ اگر اس کا کوئی مورث مسلمان مرے تو نہ میراث
کا حصہ ملے۔ حالت اسلام میں جو نماز روزہ کیا تھا وہ سب کالعدم ہے
مرنے کے بعد نہ نماز جنازہ پڑھی جائے اور نہ مسلمانوں کے مقابر
میں دفن کیا جائے۔ اور آخرت میں ضائع ہونا یہ ہے کہ عبادات کا
ثواب سب برباد اور ابدالآباد کے لئے دوزخ میں رہے —
مسئلہ - رجب - ذیقعدہ - ذوالحجہ - محرم - ان مہینوں میں
دفع شر کے طور پر لڑنا جائز ہے۔ خود لڑائی کی ابتدا اپنی طرف
سے جائز نہیں فقط۔

وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ

اور جو کوئی پھر جاوے تم میں سے دین اپنے سے پس مر جاوے اور وہ کافر ہو

اور جو تم میں سے اپنے دین سے برگشتہ ہو گیا اور کفر ہی کی حالت میں دنیا سے گزر گیا

فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ

پس یہ لوگ کھوئے گئے عمل ان کے بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور یہ لوگ ہیں

تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت میں اکارت جائیں گے اور یہی لوگ

اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢١٧﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

رہنے والے آگ کے وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہیں تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے

دوزخ کی آگ میں پڑنے والے ہیں (اور) انہیں وہاں ہمیشہ رہنا ہوگا۔ یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ

اور جن لوگوں نے وطن چھوڑا اور جہاد کیا بیچ راہ اللہ کے یہ لوگ

اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑا اور جہاد کیا۔ وہ

يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢١٨﴾ يَسْئَلُوْنَكَ

امیدوار ہیں مہربانی خدا کی کے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے سوال کرتے ہیں تجھ سے

رحمت خداوندی کے امیدوار ہیں اور اللہ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے (اے نبی) لوگ آپ سے

عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ

شراب سے اور جوئے کے کہہ بیچ ان دونوں کے گناہ ہے بڑا اور فائدے بھی واسطے لوگوں کے

شراب اور قمار بازی کے متعلق سوال کرتے ہیں ان سے کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں لوگوں کے لئے بڑی برائیاں ہیں اور فائدے بھی ہیں

وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬

اور گناہ ان دونوں کا بہت بڑا ہے نفع ان دونوں کے سے اور سوال کرتے ہیں تجھ سے کیا خرچ کریں

لیکن ان کی برائیاں ان کے فائدوں سے بڑھ کر ہیں۔ اور لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ اللہ کی راہ میں کیا خرچ کریں

قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ

کہہ زیادہ حاجت سے اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ واسطے تمہارے نشانیاں تو کہ تم

کہہ دیجئے کہ (جس قدر تمہاری) ضرورت سے زائد ہو اسی طرح اللہ اپنے احکام کو تمہارے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو

تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢١٩﴾ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ

فکر کرو بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور سوال کرتے ہیں تجھ سے

دنیا اور آخرت کے امور پر غور و فکر کرو اور لوگ آپ سے یتیموں کے متعلق

الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ

یتیموں سے کہہ سنوارنا واسطے ان کے بہتر ہے اور اگر ملالو تم ان کو پس بھائی ہیں تمہارے

سوال کرتے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ ان کے ساتھ بھلائی کرنا ہی بہتر ہے اور اگر ان کے ساتھ مل جل کر رہو تو کوئی ہرج نہیں،

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ

اور اللہ جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے اور اگر چاہتا اللہ البتہ مشقت میں ڈالتا تم کو

وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ کو معلوم ہے کہ کون خرابی پیدا کرتا ہے اور کون اصلاح کرنے والا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا

حل لغات۔
لہ مَیْسِر بوزن موعد مصدر بمعنی قمار (جوا) بولا کرتے ہیں پس تراکیب قمر ہے یسیر بمعنی سہولت سے مشتق۔

ہے کیونکہ جوئے میں بغیر مشقت کے دوسرے کا مال آسانی سے ہاتھ لگ جاتا ہے۔ ۲ے اَلْعَفْو اس کے لغوی معنے زیادۃ کے ہیں کما قال تعالیٰ حتی عفوا ای زادوا علیٰ ما کانوا علیہ من العدد وعرف میں کفایت سے زائد اور فاضل چیز کو عفو کہتے ہیں۔ ۳ے اَلْیَتٰمٰی یتیم کی جمع جس طرح ندامیٰ ندیم کی۔ یتیم اُس نابالغ بچہ کو کہتے ہیں جس کا باپ مر گیا ★

ف۱ اس آیت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جنھوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہجرت کی اور جہاد کیا بڑی فضیلت ثابت ہوئی اور ان کی تذلیل ہوئی جو صحابہ رضہ کے ساتھ بے ادبی کرتے ہیں کیونکہ مذکورہ صحابہ رضہ اللہ کی راہ میں لڑے خدا کی رضا کے لئے تو اللہ بھی اپنے تابعداروں کو ثواب سے محروم نہ کرے گا بلکہ بخشش اور انعام فرمانے والا ہے۔

شراب و جوئے کی حرمت کا بیان

ف۲ شروع اسلام میں یہ دونوں چیزیں حلال تھیں۔ سب سے پہلے شراب وقمار کے بارے میں یہ آیت اتری۔ شراب اور جوئے کے حق میں کئی آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ ہر ایک میں ان کی برائی ظاہر کی گئی ہے۔ سورۂ مائدہ کی آیت میں صاف ممانعت کر دی گئی۔ اب جو چیزیں نشہ لائیں سب حرام ہیں اور جس چیز میں ہار جیت کی شرط کیجائے وہ محض حرام ہے۔ ہاں ایک طرف کی شرط حرام نہیں۔ شراب پینے سے عقل جاتی رہتی ہے اور لڑائی قتل وغیرہ سے طرح طرح کی خرابیوں کی نوبت آتی ہے۔ یہ تو ہے دنیاوی نقصان اور نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر واجب کر لیا ہے کہ چار قسم کے لوگوں کو وہ جنت میں داخل نہیں کرے گا (۱) دائم الخمر (۲) سود خور۔ (۳) یتیم کا مال ناحق کھانے والا (۴) ماں باپ کا نافرمان (حاکم)، مسند احمد کی روایت میں ہے کہ دائم الخمر کو اللہ تعالیٰ نہر غوطہ میں سے پلائے گا۔ آپؐ سے دریافت کیا گیا کہ نہر غوطہ کیا ہے آپؐ نے فرمایا یہ ایک نہر ہے (جو قیامت کے دن) حرام کار زانیہ عورتوں کی شرمگاہوں سے بہے گی اور اہل دوزخ کو ان کی اندام نہانی کی بو ستائے گی (شراب کا بیان صفحہ ۱۲ وصفحہ ۱۷۴ میں اور جوئے کا بیان صفحہ ۱۷۴ میں مفصل پڑھئے) ف۳ پھر نفلی صدقہ کا سوال ہے کہ کس قدر خرچ کرنا چاہئے؟ فرمایا حاجت سے زیادہ ہو وہ دیدو۔ خرچ کا بیان گذشتہ صفحات کے علاوہ صفحہ ۴۰ پر بھی پڑھئے ف۴ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت ہے خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُحْسَنُ إِلَيْهِ وَشَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُسَاءُ إِلَيْهِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمانوں کے گھروں میں سے اچھا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہے اور اس کی خاطرداری ہوتی ہے اور برا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہے اور اس کو تکلیف دی جاتی ہے اور مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۳ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا ہے مَنْ آوَى يَتِيمًا إِلَى طَعَامِهِ وَشَرَابِهِ أَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّةَ الْبَتَّةَ یعنی جس نے اپنے کھانے پینے میں کسی یتیم کو شریک کر لیا اللہ تعالیٰ نے اس کے واسطے جنت کو واجب کر دیا اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ لفظ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی پرورش میں لڑکی یا لڑکا یتیم ہو اور وہ اسکو اچھی طرح رکھتا ہے تو میں اور وہ جنت میں ساتھ ہی ساتھ ہونگے۔ ان احادیث سے یتامیٰ کی کفالت پر بڑی فضیلت ثابت ہوئی۔ آیت ہٰذا کا شان نزول یوں ہے چونکہ ابتداء میں مثل ہندوستان پاکستان کے عرب میں بھی یتیموں کا حق دینے پر پوری احتیاط نہ تھی اس لئے یہ وعید سنائی گئی تھی کہ یتیموں کا مال کھانا ایسا ہے جیسا کہ دوزخ کے انگارے پیٹ میں بھرنا تو سننے والے ڈر کے مارے اتنی احتیاط کرنے لگے کہ ان کا کھانا الگ پکواتے اور اتفاق سے اگر بچہ کم کھاتا تو کھانا بچتا اور سڑتا اور پھینکنا پڑتا۔ اس طرح بالکل اٹھائے رکھنے میں تکلیف بھی ہوتی اور یتیم کے مال کا بھی نقصان ہوتا اس کے متعلق نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی جس کا خلاصہ یہ کہ یتیموں کے مال میں نیت درست رکھو کہ ہر طرح انکا فائدہ ہو (یتیم کا بیان صفحہ ۱۱۰/۱۱۱ وصفحہ ۱۱۲ وسورۂ دہر وتطفیف و سورۃ البلد اور والضحیٰ میں بھی ہے۔

فوائد صفحہ نمبر ۵۲

ف۱ اس آیت میں دو حکم ہیں ایک یہ کہ کافروں سے مسلمان عورت کا نکاح نہ کیا جائے سو یہ حکم تو اب بھی باقی ہے۔ دوسرا حکم یہ کہ مسلمان مرد کا کافرہ عورت سے نہ کیا جائے۔ اس حکم میں دو شق ہیں۔ ایک جزء یہ کہ وہ کافرہ عورت کتابی یعنی یہودی یا نصرانی نہ ہو اور کوئی مذہب کفر کا رکھتی ہو سو اس جزء میں بھی اس آیت کا حکم باقی ہے۔ دوسرا جزء یہ کہ عورت کتابیہ یعنی یہودیہ یا نصرانیہ ہو۔ اس خاص جزء میں اس آیت کا حکم باقی نہیں بلکہ سورۂ مائدہ میں اس قرآن کے صفحہ ۱۵۲ میں اس مضمون کی آیت ہے کہ کتابی عورتوں سے نکاح درست ہے لہٰذا اُس آیت سے اس آیت کا یہ خاص جزء منسوخ ہو گیا چنانچہ یہودیہ یا نصرانیہ سے نکاح درست ہے۔ مسئلہ یہ ٹھیرا کہ کتابیہ کے علاوہ مسلمان کا نکاح مشرکہ سے اور مؤمنہ موحدہ متبع سنت اہلحدیث عورت کا نکاح مشرک مرد یعنی ہندو یا آتش پرست یا قبر پرست پیر پرست، تعزیہ پرست، مذہب پرست، مقلد یا بے نماز سے نہیں ہو سکتا اگرچہ یہ دنیاوی حیثیت سے عزت دار، مالدار، سردار شریف خاندانی ہی کیوں نہ ہو فقط۔

★ ہو۔ بے ماں کے بچہ کو یتیم نہیں کہتے۔ زجاج کا قول ہے کہ انسان کے علاوہ باقی تمام جانوروں میں یتیم اُسے کہتے ہیں جس کی ماں مر گئی ہو۔ ۲ه لَاَعْنَتَكُمْ۔ اَعْنَتَ صیغہ واحد مذکر غائب ماضی باب افعال صحیح۔ عَنَتَ مادہ۔ اِعْنَات آدمی کو ایسی مشقت میں ڈالنا جس سے وہ نکل نہ سکے۔ عَنَت مشقت قال اللہ تعالیٰ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ۔

إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۲۲۰﴾ وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ط

تحقیق اللہ غالب حکمت والا ہے اور مت نکاح کرو شرک کرنے والیوں کو یہاں تک کہ ایمان لاویں

بیشک اللہ کو ہر بات پر غلبہ حاصل ہے اور ہر کام کی اچھی مصلحت اور تم مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آویں۔

وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ ج

اور البتہ لونڈی ایمان والی بہتر ہے شرک کرنے والی سے اور اگرچہ خوش لگے تم کو

اور یاد رکھو کہ ایک مومن لونڈی مشرک عورت سے کہیں بہتر ہے اگرچہ تمہیں بھلی ہی کیوں نہ معلوم ہو

وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتّٰى يُؤْمِنُوا ط وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ

اور مت نکاح کرو شرک کرنے والوں کو یہاں تک کہ ایمان لاویں اور البتہ غلام ایمان والا

اور مومن عورتوں کو مشرک مردوں کے نکاح میں نہ دو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں یاد رکھو کہ ایک مومن غلام

خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ ط أُولٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى

بہتر ہے شرک کرنے والے سے اور اگرچہ خوش لگے تم کو ط یہ لوگ بلاتے ہیں طرف

مشرک آزاد سے کہیں بہتر ہے خواہ وہ مشرک تمہیں بھلا ہی کیوں معلوم نہ ہو۔ یہ (مشرکین) تو دوزخ کی طرف بلاتے ہیں

النَّارِ ج وَاللّٰهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ ج وَ

آگ کے اور اللہ بلاتا ہے طرف بہشت کے اور بخشش کے ساتھ حکم اپنے کے اور

اور اللہ اپنے حکم سے جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے

يُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۲۲۱﴾ وَيَسْأَلُونَكَ

بیان کرتا ہے اللہ نشانیاں اپنی واسطے لوگوں کے تو کہ وہ نصیحت پکڑیں ق اور سوال کرتے ہیں تجھ کو

اور لوگوں کے لئے اپنے احکام کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت اور موعظت حاصل کریں اور لوگ آپ سے

٢٧ ع ٥ ١١

عَنِ الْمَحِيضِ ط قُلْ هُوَ أَذًى لا فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ لا

حیض سے کہہ کہ وہ ناپاک ہے پس کنارہ کرو عورتوں سے بیچ حیض کے

حیض کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ وہ ناپاک چیز ہے۔ ان ایام میں عورتوں سے الگ رہو

وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ج فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ

اور مت نزدیک جاؤ ان کے یہاں تک کہ پاک ہوں پس جب نہا لیں پس جاؤ ان کے پاس اس

اور ان کے پاس نہ جاؤ جب تک کہ پاک ہو جائیں پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو جدھر سے اللہ نے تمہارے لئے (مقرر) کیا ہو

حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ ط إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ

جگہ سے کہ حکم کیا تم کو اللہ نے تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے

ادھر سے ان کے پاس آؤ بیشک اللہ انہی کو دوست رکھتا ہے جو توبہ کرنے والے ہیں اور پاکی والوں

الْمُتَطَهِّرِينَ ﴿۲۲۲﴾ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ص فَأْتُوا حَرْثَكُمْ

پاکی کرنے والوں کو ق ۳ بیبیاں تمہاری کھیتیاں ہیں واسطے تمہارے پس جاؤ کھیت اپنے میں

کو پسند کرتا ہے تمہاری بیویاں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں پس جس طرح چاہو اپنی کھیتی

أَنّٰى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوا

جس طرح چاہو تم اور آگے بھیجو واسطے جانوں اپنی کے اور ڈرو اللہ سے اور جانو یہ کہ

میں آؤ اور اپنے لئے آئندہ کا سامان کرو اور (ہر وقت) اللہ سے ڈرو اور اس بات کا یقین رکھو

حل لغات۔

۱ے اَلْمَحِیْض اس طرح کا وزن کبھی تو ظرف کے لئے آتا ہے جیسے مَبِیْت، مَقِیْل۔ مَغِیْب۔ اور کبھی مصدر کے لئے جیسے جَاءَ مَجِیْئًا اور بَاتَ مَبِیْتًا۔ اور جب یہ ہے تو یہاں المحیض کے معنے ظرف زماں یعنی وقت حیض کے بھی ہو سکتے ہیں اور نفس حیض کے بھی۔ پھر حیض کے لغوی معنے بہنے کے ہیں بولا کرتے ہیں حَاضَ السَّیْلُ اَیْ فَاضَ۔ حوض کو حوض اسی لئے کہتے ہیں کہ اس کی طرف پانی بہہ کر آتا ہے۔

۲ے حَیْثُ

ان اسماء میں سے ہے جو ظرف مکان کے لئے وضع کئے گئے ہیں۔ اور اگرچہ یہ مجازاً دوسرے معنے میں بھی مستعمل ہوا کرتا ہے مگر حقیقۃً ظرف مکان ہی کے لئے موضوع کیا گیا ہے۔ ۳ے انّٰی اگرچہ ظرف مکان کے لئے موضوع ہے مگر یہاں کَیْفَ کے معنے میں مستعمل ہے جیسے انّٰی لک ہذا قالت ہو من عند اللہ۔

شادی کن وجوہ کی بنا پر کی جاتی ہے وف۲ یعنی کفار و مشرکین سے میل جول محبت تم کو دین سے دور کر دے گی اور دین سے دوری کا انجام جہنم ہے۔ اللہ تم کو جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور حکم کرتا ہے کہ اپنے رشتے اور تعلقات مسلمانوں مومنوں سے مضبوط اور وابستہ کرو۔ تم بھی دیندار بنو اور اپنی بیویاں بھی دیندار تلاش کرو۔ حدیث شریف میں ہے کہ دنیا میں سب سے افضل نعمت نیک بخت عورت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ چار وجوہات کی بنا پر نکاح کیا جاتا ہے (۱) مال (۲) حسب نسب (۳) خوب صورتی (۴) دینداری۔ اے میرے امتیو! تم سب سے پہلے دین دیکھنا۔ اس آیت کی رو سے مشرک مرد اور مسلمان عورت کا آپس میں نکاح درست نہیں۔ تارک فرائض بھی کافر مشرک ہو جاتا ہے فقط۔

۲ - شادی بیاہ کے موقع پر اسراف و تبذیر کے ساتھ گھروں کو سجانا، غیر شرعی اور بیہودہ قسم کے گانے بجانے کرنا اسی طرح دیگر ہندوانہ اور مشرکانہ رسمیں کرنا شرعاً ممنوع و ناجائز ہے البتہ نکاح کے اعلان و اظہار کے لیے گھر کو اسراف و تبذیر سے پرہیز کرتے ہوئے سجانے میں کوئی قباحت نہیں۔ اسی طرح اچھے گیت اور ترانے اور اسلامی و جہادی نظمیں پڑھنے اور گنگنانے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ بعض احادیث سے اس کا استحسان و استحباب معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری شادی کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں آئے اور میرے بستر پر تمہاری طرح بیٹھے، تو کچھ چھوکریاں دف (یک طرفہ ڈھول) بجانے لگیں اور بدر کے شہداء کی یاد میں ترانے گانے لگیں۔ ان میں سے ایک لڑکی یہ کہنے لگی کہ ہم میں ایک نبی موجود ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں تو آپ نے یہ سن کر فرمایا: یہ بات چھوڑ دے اور پہلے جو پڑھ رہی تھی وہی کہتی رہ (صحیح بخاری شریف) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتی ہیں: اعلنوا هذا النكاح واجعلوه في المساجد واضربوا عليه بالدفوف. رواه الترمذي کہ نکاح کا اعلان کرو، اسے مسجد میں کیا کرو اور اس پر دف بجایا کرو۔ ایک دوسری حدیث میں آپ نے اس عمل کو حلال و حرام میں فرق اور تمیز قرار دیا۔ فصل ما بين الحلال والحرام: الصوت والدف في النكاح. رواه احمد والترمذي والنسائي وابن ماجه واسناده حسن۔ کہ شادی بیاہ میں آواز اور دف بجانا حلال و حرام کی تمیز و فرق کرتا ہے۔ بیشک، پیغام سلام، لڑکے و لڑکی والوں کا رشتہ نکاح پر وعدہ اور اس کی پابندی کرنے کو کہتے ہیں۔ اس کے لیے کچھ خوشی و تقریب غیر اسلامی رسموں سے پرہیز کرتے ہوئے کرنا جائز درست ہے۔ فضول رسمیں، اسراف و تبذیر، ریا و نمود کے کام تمام حالات و معاملات میں ناجائز و نادرست ہیں۔ جن سے بچنا ضروری ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس انصار کی ایک چھوکری، لونڈی تھی، میں نے اس کی شادی کرا دی، تو رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ کیا تم گیت نہیں گا رہی ہو۔ یہ انصار قبیلے کے لوگ گیت و گانے کو پسند کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ بحوالہ صحیح ابن حبان) غالباً اسی واقعہ یا کسی دوسرے واقعہ کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس طرح بیان کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے اپنے قرابت کی ایک انصاری لڑکی کا نکاح کرایا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کیا لڑکی کو بھیج دیا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں جی!! آپ نے فرمایا کہ کیا اس کے ساتھ کسی گانے والی کو بھی ساتھ بھیجا ہے؟ حضرت عائشہ نے نفی میں جواب دیا۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصار ایسی قوم ہے جس میں غزل اور گیت گائے جاتے ہیں۔ اگر تم اس کے ساتھ کسی کو بھیج دیتے اور وہ اس طرح گاتا:

أَتَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ فَحَيَّانَا وَحَيَّاكُمْ (سنن ابن ماجہ)

صحابہ کرام کے زمانہ میں بھی اس پر نکیر و اعتراض کرنے والے موجود تھے، جب ان کو دلیل سے سمجھا دیا جاتا تو وہ خاموش ہو جاتے تھے، چنانچہ حضرت عامر بن سعد فرماتے ہیں کہ میں حضرات قرظہ بن کعب اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما کے ہاں ایک شادی میں حاضر ہوا تو وہاں بچیاں و چھوکریاں گیت گا رہی تھیں، سو میں نے تعجب کرتے ہوئے کہا: اے صحابہ رسول اور اہل بدر! تمہارے ہاں اس طرح شادی کے موقع پر گیت گائے جا رہے ہیں؟! ان دونوں صحابہ رضی اللہ عنہما نے جواباً فرمایا: میاں اگر بیٹھنا چاہتے ہو تو ہمارے ساتھ گیت سنتے رہو، اور اگر جانا چاہتے ہو تو چلے جاؤ کیونکہ ہمیں شادی کے موقعے کے لیے لہو و لعب کی رخصت دی گئی ہے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ سنن نسائی بسند صحیح)

البتہ فحش و بے ہودہ گانوں کی ریکارڈنگ اور بے حیائی و حیا سوز رقص و راگ ہر حال اور ہر موقعے پر ناجائز و نادرست ہے۔ لقولہ عز و جل: وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ (سورۃ لقمان ۶) وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ. إِنَّمَا يَأْمُرُكُم بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَن تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ. (سورۃ البقرۃ: ۱۶۸-۱۶۹) قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ الآیۃ (سورۃ الاعراف ۳۳)

ف۳ حیض کہتے ہیں اس خون کو جو عورتوں کی عادت ہے۔ اس حالت میں مجامعت کرنا نماز روزہ سب منع ہیں۔ حالت حیض میں صحبت کرنا انسانی پاکیزگی اور طرفین کی تندرستی کو بھی مضر ہے۔ اگر کوئی غلطی سے کر بھی بیٹھے تو علاوہ توبہ و استغفار کے بطور کفارہ ایک دینار (تین روپے) صدقہ کرنا ہوگا۔ حالت حیض کی نماز مطلق معاف ہے اور روزہ کی قضا ہے۔ ہاں جو خلاف عادت خون آئے وہ بیماری ہے۔ اس حالت میں سب کچھ جائز ہے۔ یہود اور مجوس حالت حیض میں عورت کے ساتھ کھانے اور ایک گھر میں رہنے کو بھی جائز نہ سمجھتے تھے اور نصاریٰ مجامعت سے بھی پرہیز نہ کرتے تھے۔ یہود نے افراط کی نصاریٰ نے تفریط کی دونوں مردود ہو گئے۔ اسلام نے جماع کے علاوہ کھانا پینا رہنا سہنا جائز رکھا۔ ہاں ایام ختم ہونے پر نہا دھو کر پاک صاف ہو جائیں تب ان کے پاس آؤ جائز درست ہے فقط۔ ف۴ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود کا عقیدہ تھا کہ جو اپنی عورت سے پیٹھ کے پیچھے سے فرج میں صحبت کرے گا تو بچہ بھینگا (احول) پیدا ہوگا۔ اللہ نے اسکا رد کیا اور مسلمانوں کو اجازت دی کہ عورتیں تمہاری کھیتی ہیں جس طرح چاہو بیج ڈالو سامنے یا پیچھے سے یا الٹا کر یا کھڑے کھڑے یا بٹھا کر صرف اسکا خیال رکھو کہ نطفہ جو بیج ہے کھیتی کے مقام کا یعنی دخول ہمیشہ فرج میں ہو نہ دبر میں کیونکہ دبر تو نجاست کا مقام ہے نہ پیداوار کا۔ وطی فی الدبر کی حرمت پر بکثرت صحیح حدیثیں وارد ہیں اور جماع سے اولاد صالحہ مطلوب ہونی چاہیئے نہ محض حظ نفس مقصود ہو جماع کے وقت کی یہ دعا ہے بِسْمِ اللَّهِ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فقط

أَنَّكُم مُّلَٰقُوهُ ۗ وَبَشِّرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٢٣﴾ وَلَا تَجْعَلُوا ٱللَّهَ عُرْضَةً

تم ملنے والے ہو اس سے | اور خوشخبری دے ایمان والوں کو | اور مت کرو | اللہ کو | نشانہ

کہ تم بالضرور (ایک دن) اس سے ملنے والے ہو اور اے پیغمبر، ایمان والوں کو خوشخبری سنا دیجئے | اور اللہ کے نام کو اپنی قسموں کی آڑ نہ بناؤ

لِّأَيْمَٰنِكُمْ أَن تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ ٱلنَّاسِ ۗ وَٱللَّهُ سَمِيعٌ

واسطے قسموں اپنی کے | یہ کہ بھلائی نہ کرو | اور پرہیزگاری | اور صلح کرو | درمیان لوگوں کے | اور اللہ سننے والا

کہ کسی کے ساتھ بھلائی نہ کر سکو یا پرہیزگاری کی راہ اختیار نہ کر سکو | یا لوگوں میں صلح وصفائی کرانے سے رک کے رہو (یاد رکھو) اللہ سب کچھ سننے والا

عَلِيمٌ ﴿٢٢٤﴾ لَّا يُؤَاخِذُكُمُ ٱللَّهُ بِٱللَّغْوِ فِىٓ أَيْمَٰنِكُمْ وَلَٰكِن يُؤَاخِذُكُم

جاننے والا | نہیں پکڑتا تم کو | اللہ | ساتھ بے فائدہ کے | بیچ قسموں تمہاری کے | ولیکن | پکڑتا ہے تم کو

اور جاننے والا | (یاد رکھو) اللہ تمہاری لغو قسموں پر مواخذہ نہیں کرتا۔ | لیکن تمہاری ان قسموں پر ضرور مواخذہ

بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ ۗ وَٱللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿٢٢٥﴾ لِّلَّذِينَ

ساتھ اس چیز کے کماتے ہیں دل تمہارے | اور اللہ بخشنے والا ہے تحمل والا | ع | واسطے ان لوگوں کے

ہوگا جو تمہارے دلی ارادہ سے ہوں (بہرحال) | اللہ بخشنے والا اور بردبار ہے | جو لوگ اپنی بیویوں سے

يُؤْلُونَ مِن نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ ۖ فَإِن فَآءُو

قسم کھاتے ہیں عورتوں اپنی سے | انتظار کرنا ہے | چار | مہینے کا | پس اگر | پھر آویں

پاس جانے کی قسم کھالیں | انھیں چار مہینے کی مہلت ہے | پھر اگر وہ اس دوران میں رجوع

فَإِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٢٦﴾ وَإِنْ عَزَمُوا ٱلطَّلَٰقَ فَإِنَّ ٱللَّهَ

پس تحقیق | اللہ | بخشنے والا مہربان ہے | ع | اور اگر | قصد کریں | طلاق کا | پس تحقیق اللہ

کرلیں تو اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے | اور اگر طلاق دینے کا پختہ ارادہ کرلیں | تو بھی اللہ

سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٢٧﴾ وَٱلْمُطَلَّقَٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَٰثَةَ

سننے والا جاننے والا ہے | اور طلاق والیاں | انتظار کریں | ساتھ جانوں اپنی کے | تین

سننے والا اور جاننے والا ہے | اور وہ عورتیں جنھیں طلاق دی گئی ہے وہ تین حیض (یا تین طہر تک) انتظار کریں ۔

قُرُوٓءٍ ۚ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَن يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ ٱللَّهُ فِىٓ

حیض تک | اور نہیں حلال | واسطے ان کے | یہ کہ چھپا دیں | جو کچھ پیدا کیا | اللہ نے | بیچ

اور ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس چیز کو جو اللہ نے ان کے شکم میں پیدا کی ہے چھپائے رکھیں ۔

أَرْحَامِهِنَّ إِن كُنَّ يُؤْمِنَّ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ ۚ وَبُعُولَتُهُنَّ

رحموں ان کے کے | اگر ہیں | ایمان لاتیں ساتھ اللہ کے | اور دن پچھلے کے | اور خاوند ان کے

اگر وہ اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہوں ۔ | اگر اس دوران میں

أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِى ذَٰلِكَ إِنْ أَرَادُوٓا إِصْلَٰحًا ۚ وَلَهُنَّ

بہت حقدار ہیں ساتھ پھیر لینے ان کے کے بیچ اس کے | اگر | چاہیں | صلح کرنا | اور واسطے ان کے

صلح صفائی کرنا چاہیں تو ان کے شوہروں کو انھیں زرجعت میں واپس لینے کا زیادہ حق ہے | اور عورتوں کے حقوق

مِثْلُ ٱلَّذِى عَلَيْهِنَّ بِٱلْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ

ہے مانند اس کے | جو | اوپر ان کے ہے | ساتھ اچھی طرح کے | اور واسطے مردوں کے | اوپر ان کے درجہ ہے | ع

اسی طرح مردوں کے ذمہ ہیں جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں کے ذمہ ہیں دستور کے مطابق ۔ البتہ مردوں کو عورتوں پر ایک گونہ فضیلت دی گئی ہے

حل لغات۔ ١ عُرْضَةً بروزن فعلۃ۔ مفعول کے معنے میں ہے جیسے قبضۃ مقبوض کے اور غرفۃ مغروف کے معنی میں۔ اسکے معنی ہیں مانع اور حاجز کے۔ بولا کرتے ہیں اَرَدْتُ اَنْ اَفْعَلَ کَذَا فَعَرَضَ لِیْ اَمْرٌ کَذَا عُرضہ لیا گیا ہے اُس چیز سے جو عرضِ طریق یعنی رستے کی چوڑائی میں پڑی ہو لوگوں کو آمد ورفت سے مانع آئے۔ ٢ اَللَّغْو جو چیز درجہ اعتبار سے ساقط ہو اُسے لغو کہتے ہیں خواہ کلام ہو یا کوئی اور چیز۔ یمین لغو اس قسم کو کہتے

ف۱ بعض لوگ غصہ میں آکر اچھے کام نہ کرنے پر قسم کھا بیٹھتے کہ ماں باپ سے نہ بولوں گا۔ فلاں سے نیک سلوک نہ کروں گا۔ اللہ نے اس آیت میں فرمایا ایسی قسم کو توڑ دو اور نیک کام کرو قسم کا کفارہ دو قسم کے کفارہ کا بیان صفحہ ۱۷۴ میں پڑھئے گا انشاء اللہ الخ۔ اور لغو قسم سے مراد یہ ہے کہ بے ارادہ بغیر قصد کے منہ سے نکل جائے تو اس پر کفارہ نہیں فقط۔ ف۲ قسمیں کھاتے ہیں۔ اگر چار ماہ سے کم مدت کی قسم کھائی ہے تو مدت پوری ہونے کا انتظار کرے پھر صحبت کرے۔ عورت پر صبر کرنا لازم ہے عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس مدت کے اندر درخواست کرے۔ اور اگر مدت قسم کی چار ماہ سے زیادہ ہے تو جورو خاوند سے بعد گزرنے چار ماہ کے کہہ سکتی ہے کہ ملاؤ یا چھوڑ دو حاکم (امام وقت) شوہر پر اس کی بابت جبر کرسکتا ہے اس لئے کہ عورت کو ضرر نہ پہنچے (بخاری مصری جلد سوم صفحہ ۱۸۰ باب الطلاق) اسلام میں چار مہینے کی مدت سے زیادہ کی قسم جسکو ایلاء کہتے ہیں کھانی جائز نہیں۔ اور مدت مقررہ سے پہلے قسم توڑ دی تو کفارہ ادا کرنا ہوگا (کفارہ کی تفصیل صفحہ ۱۷۴ پر ہے)

طلاقوں کا بیان ۔ ف۳ اس آیت میں ان مطلقہ عورتوں کی عدت کا بیان ہے جن سے نکاح کے بعد مباشرت ہوئی ہو لیکن جو کم عمر ہونے کے سبب حائضہ نہیں یا اتنی بڑی عمر ہوگئی کہ حیض بند ہوگیا یا حاملہ اور لونڈی ہوں کیونکہ ان کا حکم اور ہے۔ ابوداؤد میں ہے کہ لونڈی کی طلاق بھی دو اور عدت بھی دو حیض ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ جو عورت اپنے خاوند سے بے سبب طلاق طلب کرے اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔ آیت ہذا کا خلاصہ یوں ہے جب مرد نے عورت کو طلاق دی تو ابھی اس عورت کو کسی دوسرے سے نکاح روا نہیں جب تک تین حیض پورے نہ ہو جائیں تاکہ حمل ہو تو معلوم ہو جائے اور کسی کی اولاد کسی کو نہ مل جائے اس لئے عورت پر فرض ہے کہ جو انکے پیٹ میں ہو اسکو ظاہر کردیں خواہ حمل ہو یا حیض آتا ہو اور اس مدت کو عدت کہتے ہیں۔ ہاں عدت گزرنے سے پہلے اگر خاوند کی نیت اصلاح اور میل کرنے کی ہو تو وہ رجوع کرسکتا ہے لیکن بعد انقضاء عدت بغیر رضی عورت کے اور تجدید نکاح و مہر کے کچھ نہیں ہوسکتا اور رجوع کا بھی اختیار اسی صورت میں ہے کہ ایک یا دو طلاق دی ہوں اگر متفرق طور پر تین ماہ میں تین طلاقیں دے چکا ہے تو اب رجوع بتجدید نکاح یا بلا تجدید نکاح نہیں ہوسکتا۔ مرد پر خاص عورت کے حقوق یہ ہیں اپنی وسعت کے مطابق اسکو کھانا کپڑا، رہنے کا گھر اور مہر دے اسکو تنگ نہ کرے۔ اور عورت پر مرد کے خاص حق یہ ہیں کہ اس کی اطاعت کرے اور خدمت بجا لائے۔ یہاں درجہ یعنی رجعت میں مرد کو ہی اختیار دیکر فوقیت دی۔ رہا سوال یہ کہ مجلس واحدہ کی تین طلاقیں رجعی ایک کے حکم میں ہیں یا تین مغلظہ؟ سو جواب اس کا یہ ہے کہ مجلس واحدہ کی تین طلاقوں سے مطلقہ ہو جانا امر دیگر ہے (باقی صفحہ ۵۴ پر)

ہیں جس میں قصد اور عقد نہو۔ ؎۲ یُؤْلُوْنَ صیغہ جمع مذکر غائب مضارع باب افعال مہموز الفاء ناقص یائی الی مادہ۔ اَلِیَۃٌ و اُلُوَّۃٌ اسم۔ اَلِیَّۃ قسم۔ حلف یمین چاروں مترادف اور ہم معنی لفظ ہیں۔ عرف شرع میں ترک جماع پر قسم کھانے کو ایلاء کہتے ہیں مثلاً مرد اپنی بی بی سے کہے وَاللّٰہِ لَا اُجَامِعُکِ وَلَا اَقْرَبُکِ۔ اکثر تو اسکا صلہ عَنْ آتا ہے مگر کبھی مِنْ بھی آجاتا ہے اور اس وقت یُؤْلُوْنَ یَبْتَعِدُوْنَ کے معنے میں آتا ہے۔ چونکہ یہاں صلہ مِنْ ہے اس لئے تقدیر عبارت یوں ہوگی لِلَّذِیْنَ یَحْلِفُوْنَ مُتَبَاعِدِیْنَ مِنْ نِسَآئِہِمْ۔ ؎۳ تَرَبُّصُ مصدر باب تفعل۔ اس کے معنی ہیں انتظار اور توقف۔ پھر تربص کی اضافت اربعۃ اشہر کی طرف مصدر کی اضافت ظرف کی طرف ہے ای تربص فی اربعۃ اشہر۔ ؎۴ فَآءُوْ صیغہ جمع مذکر غائب ماضی باب ضرب اجوف یائی مہموز اللام فَیْءٌ مادہ اصل میں فَیَئُوْا تھا۔ یے متحرک ماقبل مفتوح الف سے بدل گئی۔ لغت میں فیئ کہتے ہیں کسی چیز کے اُس حالت کی طرف رجوع کرنے کو جس پر وہ پہلے تھی۔ جب کوئی شخص غصہ سے اپنی حالت متقدمہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور جلد رجوع کرتا ہے تو اسے سریع الفیئ کہا جاتا ہے اور اسی سے ہے فاء المولی عن امرأتہ ای کفّر عن یمینہ ورجع الیہا۔ مال غنیمت کو بھی فیئ کہنے کی یہی وجہ ہے کہ گویا وہ مال جو اب دشمنوں کے ہاتھ میں ہے اصل میں مسلمانوں ہی کا تھا اور اُن ہی کی طرف رجوع ہوا۔ سایۂ زوال کو فیئ اسی واسطے کہتے ہیں کہ آفتاب ڈھلنے کے بعد وہ اپنی اصلی جگہ عود کر آتا ہے کیونکہ اگر آفتاب نہو تو سب جگہ ہی سایہ ہے۔ آفتاب ڈھلا تو وہ اپنی جگہ آموجود ہوا۔ فیئ اور ظل میں فرق یہ ہے کہ صبح کے سایہ کو ظل اور دوپہر کے بعد کے سایہ کو فیئ کہتے ہیں۔ قاعدہ کی رو سے اگرچہ فَآءُوْ کے بعد الف جمع ہونا چاہئے تھا مگر چونکہ قوانین نحو و صرف بعد کو مدون ہوئے ہیں اسلئے کاتبین قرآن نے قرآن میں اتنا تصرف بھی جائز نہیں رکھا۔ ؎۵ قُرُوْءٌ جمع ہے قَرْءٌ یا قُرْءٌ کی اور قَرْءٌ کے معنے ہیں جمع کرنے کے۔ اونٹنی کے بچہ پیدا نہیں ہوا تو اہل عرب ما قرأت الناقۃ سلاً بولا کرتے ہیں ای ما جمعت فی رحمہا ولداً قط۔ حوض کو مقراۃ اسی لئے کہتے ہیں کہ اس میں پانی جمع ہوتا ہے۔ ستارے غروب ہونے کیلئے جمع ہوتے ہیں تو قرأت النجوم بولا جاتا ہے قرآن کا نام قرآن اسی لئے ہوا کہ اس میں حروف وکلمات کا اجتماع ہوتا ہے یا اس لئے کہ علوم کثیرہ جمع ہوتے ہیں۔ اصل میں یہ لفظ حیض اور طہر دونوں معنوں میں مشترک ہے۔ حیض کے معنے میں اس لئے کہ حیض کے وقت عورت کے رحم میں خون جمع ہوتا ہے اور طہر کے معنی میں اس لئے کہ اس وقت خون سارے بدن میں جمع ہوتا ہے۔ قُرُوْءٌ وزن ہے جمع کثرت کا اور اگرچہ یہاں جمع قلۃ کا وزن مستعمل ہونا چاہئے تھا جیسا کہ ثلاثۃ کا لفظ اس بات پر بصراحت دلالت کرتا ہے مگر چونکہ دونوں جمع کے وزنوں میں سے ہر ایک کا دوسرے کی جگہ مستعمل ہونا شائع ہے لہٰذا اس امر کے اظہار کیلئے یہاں جمع کثرت کا وزن مستعمل ہوا۔

ع ۲۸ ۷ ۱۲

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ

اور اللہ غالب ہے حکمت والا یہ طلاق دو بار ہے پس بند کرنا ہے ساتھ اچھی طرح کے یا

اور خدا غالب اور حکمت والا ہے طلاق (رجعی) دو مرتبہ ہے اس کے بعد یا تو (مطلقہ) کو حسن سلوک

تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ۗ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ

نکال دینا ساتھ اچھی طرح کے اور نہیں حلال واسطے تمہارے یہ کہ لے لو اس چیز سے کہ دیا تم نے ان کو

سے روک لیا جائے یا اچھے طریق سے رخصت کر دیا جائے۔ اور تمہارے لئے جائز نہیں کہ جو تم انکو دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لے لو

شَيْـًٔا اِلَّاۤ اَنْ يَّخَافَاۤ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۗ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا

کچھ مگر یہ کہ ڈریں دونوں یہ کہ نہ قائم رکھیں گے حدیں اللہ کی کو پس اگر ڈرو تم یہ کہ نہ قائم رکھیں گے

ہاں اس صورت میں کہ دونوں کو خوف ہو کہ وہ اللہ کی حدوں کو قائم نہ رکھ سکیں گے۔ پس اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ مرد و عورت اللہ کی

حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ۗ تِلْكَ حُدُوْدُ

حدیں اللہ کی پس نہیں گناہ اوپر ان دونوں کے بیچ اس چیز کے کہ بدلا دے عورت ساتھ اس کے یہ حدیں

مقرر کردہ حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو اس میں ان پر کچھ گناہ نہیں کہ عورت کچھ دے دلا کر اپنا پیچھا چھڑا لے یہ اللہ کی حدیں ہیں

اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

اللہ کی پس مت گذرو ان سے اور جو کوئی گذر جاتا ہے حدوں اللہ کی سے پس یہ لوگ وہ ہیں

ہیں ان سے باہر مت جاؤ اور جو لوگ اللہ کی حدود سے تجاوز کریں گے وہ لوگ ظالم ہیں

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ

ظالم پس اگر طلاق دی اس کو پس نہیں حلال ہوتی واسطے اس کے پیچھے اس کے یہاں تک کہ نکاح کرے

پھر اگر شوہر دو طلاقوں کے بعد تیسری طلاق عورت کو دے دے تو اس کے بعد جب تک عورت کسی دوسرے

زَوْجًا غَيْرَهٗ ۗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يَّتَرَاجَعَاۤ اِنْ

اور خصم سوائے اس کے پس اگر طلاق دے اس کو پس نہیں گناہ اوپر ان دونوں کے یہ کہ پھر آویں آپس میں اگر

مرد سے نکاح نہ کر لے اس پہلے شوہر پر حلال نہ ہوگی ہاں اگر دوسرا خاوند بھی طلاق دے دے تو اب ان پر کچھ گناہ نہیں کہ دونوں پھر ایک دوسرے کی طرف رجوع کر لیں بشرطیکہ

ظَنَّاۤ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۗ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ

جانیں یہ کہ قائم رکھیں گے حدیں اللہ کی اور یہ ہیں حدیں اللہ کی بیان کرتا ہے ان کو واسطے قوم کے

دونوں یقین کریں کہ وہ اللہ کی مقرر کردہ حدود کو قائم رکھ سکیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں وہ سمجھ دار لوگوں کے لئے

يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ

کہ جانتے ہیں اور جب طلاق دو تم عورتوں کو پس پہنچیں وقت اپنے کو پس بند رکھو ان کو

کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور جب تم عورتوں کو (دو دفعہ) طلاق دے چکو اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو انہیں حسن سلوک سے

بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا

ساتھ اچھی طرح کے یا نکال دو ان کو ساتھ اچھی طرح کے اور مت بند رکھو ان کو ایذا دینے کو

روک لو یا بطریق شائستہ رخصت کر دو اور اس نیت سے ان کو نکاح میں نہ رہنے دینا چاہیئے کہ انہیں تکلیف دو اور ان پر زیادتی کرو

لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۗ وَلَا تَتَّخِذُوْۤا

تو کہ زیادتی کرو اور جو کوئی کرے گا یہ پس تحقیق ظلم کیا اس نے جان اپنی کو اور مت پکڑو

کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کر جاؤ اور جو شخص ایسا کرے گا وہ اپنی ہی جان پر ظلم کرے گا اور اللہ کے احکام کو

حل لغات ۔
۱ حتّٰی تنکح۔ تنکح صیغہ واحد مؤنث غائب مضارع باب ضرب صحیح۔ نکح مادہ۔ نکاح کہتے ہیں زنا سے بچنے کیلئے عقد باندھنے کو اور کبھی اس کا اطلاق مجامعت پر بھی ہوتا ہے مگر اہل عرب استعمال کے وقت دونوں میں فرق کرتے ہیں جب نکح فلان فلانۃ بولتے ہیں تو مراد لیتے ہیں عقد اور نکح امراتہ یا نکح زوجتہ بولتے ہیں تو مراد لیتے ہیں مجامعت۔

۲ فامسکوھن۔ امسکوا صیغہ جمع مذکر حاضر امر باب افعال صحیح۔ مسک مادہ۔ امساک کہتے ہیں اطلاق کی ضد کو یعنی ٹھہرائے رکھنا اسی سے مسک اور مساک ہے۔ بخیل کو ذو مسکہ اور مساک اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ مال کو روکے رکھتا ہے۔ ۳ سرحوا صیغہ جمع مذکر حاضر امر باب تفعیل صحیح۔ سرح مادہ۔ اسکے معنی ہیں جانور [illegible]

(بقیہ فائدہ صفحہ ۵۳) اور اس سے رجوع کرنا امر آخر ہے جس سے معلوم ہوا کہ مطلقہ ثلاثہ فی مجلس واحد کی دو شقیں ہیں۔ شق اول پر واقعہ صحابی رسول ابو رکانہ رضی اللہ عنہ دال ہے چنانچہ مسند احمد جلد ایک صفحہ ۲۶۵ مع کنز العمال میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ طَلَّقَ رُكَانَةُ بْنُ عَبْدِ يَزِيْدَ اَخُوْ بَنِىْ مُطَّلِبٍ امْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا فِىْ مَجْلِسٍ وَّاحِدٍ فَحَزِنَ عَلَيْهَا حُزْنًا شَدِيْدًا قَالَ فَسَاَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ طَلَّقْتَهَا قَالَ طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا قَالَ فَقَالَ فِىْ مَجْلِسٍ وَّاحِدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّمَا تِلْكَ وَاحِدَةٌ فَارْجِعْهَا اِنْ شِئْتَ قَالَ فَرَجَعَهَا فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرٰى اِنَّ الطَّلَاقَ عِنْدَ كُلِّ طُهْرٍ یعنی رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی کو مجلس واحد میں تین طلاقیں دیدیں پھر اس پر سخت غمگین ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا ایک مجلس میں۔ رکانہ نے جواب دیا جی ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک یہ ایک طلاق ہے اگر تم چاہو تو رجوع کر لو۔ پس رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے رجوع کر لیا۔ یہی وجہ ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہر طہر کے نزدیک طلاق دینے کا فتوی دیتے تھے۔ ابوداؤد میں یہ لفظ ہیں قال راجع امراتک امّ رکانۃ واخوتہ فقال انی طلقتہا ثلاثًا یا رسول اللہ قال قد علمت راجعہا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رکانہ کو انکی بیوی ام رکانہ سے رجوع کر لینے کا ارشاد فرمایا تو ابو رکانہ بولے حضور! میں نے تین طلاقیں دی ہیں۔ آپ نے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا بیشک میں بھی جانتا ہوں کہ تم نے تین طلاقیں دی ہیں جاؤ رجوع کر لو پس جمیع روایات کے جمع کرنے سے یہ امر بالوضاحت ثابت ہو گیا کہ مجلس واحد کی تین طلاق دینے والے شوہر کو قبل اختتام عدت حق رجعت حاصل ہے۔ ہاں بعد انقضائے عدت بتجدید نکاح رجعت شق ثانی ہے لَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ الخ اس کی دلیل ہے۔ بکثرت احادیث سے مجلس واحد کی تین طلاقوں کو ایک شمار کرنا ثابت ہے۔ كَانَ الطَّلَاقُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً (مسلم) رسول خدا کے زمانہ میں تین طلاقیں ایک شمار ہوتی تھیں اَلَمْ يَكُنِ الطَّلَاقُ الثَّلَاثُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِىْ بَكْرٍ وَّاحِدَةً (مسلم) کیا عہد رسالت اور خلافت صدیقی میں تین ایک شمار نہیں ہوتی تھیں؟ اِنَّمَا كَانَتِ الثَّلَاثُ تُجْعَلُ وَاحِدَةً عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سوائے اس کے نہیں کہ عہد رسالت میں تین طلاقوں کو ایک شمار کیا جاتا تھا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِذَا قَالَ اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا بِفَمٍ وَّاحِدٍ فَهِىَ وَاحِدَةٌ (ابوداؤد) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب خاوند اپنی بیوی سے یکبار یوں کہدے کہ تجھے تین طلاقیں ہیں تو ایک واقع ہو گی۔ اِنَّ الثَّلٰثَةَ كَانَتْ تُرَدُّ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِلَى الْوَاحِدَةِ (دارقطنی) بالیقین عہد رسالت میں تین طلاقوں کو ایک طلاق کی طرف لوٹایا جاتا تھا كَانَ الثَّلَاثُ يُحْسَبْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةً (ابن ابی حاتم) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تین طلاقوں کو ایک شمار کیا جاتا تھا۔ فتح القدیر جلد سوم صفحہ ۲۵ و ۲۶ کی روایت سے ثابت ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ صحابیٔ رسول۔ طاؤسؒ و عکرمہؒ جلیل القدر تابعین۔ علامہ محمد بن اسحاق۔ حنبلی حضرات اور ایک گروہ اس بات کے قائل ہیں کہ ایک دفعہ کی دی ہوئی تین طلاقیں رجعی ایک طلاق کے حکم میں ہیں کیونکہ مطلقہ ہو جانا علیحدہ مسئلہ ہے اور پھر اس سے رجوع کرنا یہ علیحدہ مسئلہ ہے فقط۔

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ خاوند جتنی چاہتا طلاقیں دیتا چلا جاتا اور عدت میں رجوع کرتا جاتا۔ اس سے عورتوں کی جان غضب میں تھی کہ طلاق دی عدت گزرنے کے قریب آئی تو رجوع کر لیا پھر طلاق دیدی اسی طرح عورتوں کو ساری عمر تنگ کرتے رہتے۔ اسلام نے حد بندی کر دی کہ شرعی قاعدہ کے مطابق علیحدہ علیحدہ ہر ہر طہر میں یعنی ہر ہر مہینہ میں رجعی طلاق صرف دو ہی ہیں۔ تیسری طلاق کے بعد لوٹا لینے کا کوئی حق نہیں امام ابوداؤد نے باب منعقد کیا ہے کہ تین طلاقوں کے بعد مراجعت منسوخ ہے۔ پھر فرمایا مردوں کو یہ بھی روا نہیں کہ عورتوں کو جو مہر دیا ہے اسکو طلاق کے بدلہ میں واپس لینے لگیں۔ البتہ یہ جب روا ہے کہ نا چاری ہو اور کسی طرح دونوں میں موافقت نہ آئے اور انکو اس بات کا اندیشہ ہو کہ بوجہ شدت مخالفت ہم احکام خداوندی کی پابندی معاشرت باہمی میں نہ کر سکیں گے اور مرد کی طرف سے ادائے حقوق زوجہ میں قصور بھی نہ ہو ورنہ مال لینا زوجہ کا حرام ہے۔ ہاں اگر اے مسلمانو! تم کو یہ ڈر ہو کہ میاں بیوی میں ایسی بیزاری ہے کہ انکی گذران موافقت نہ ہو گی تو پھر ان دونوں پر کچھ گناہ نہیں کہ عورت مہر واپس دیکر اپنے آپ کو نکاح سے چھڑا لے اور مرد وہ اپنا دیا ہوا مہر واپس لیلے اسکو خلع کہتے ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک عورت آئی اور عرض کیا کہ میں اپنے خاوند سے ناخوش ہوں اسکے ہاں رہنا نہیں چاہتی۔ آپ نے تحقیق کی تو عورت نے کہا کہ وہ میرے حقوق میں کوتاہی نہیں کرتا اور نہ اسکے اخلاق و دین پر مجھ کو اعتراض ہے لیکن مجھ کو اس سے طبعی نفرت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت سے مہر واپس کرا دیا اور زوج سے طلاق دلوادی۔ اس پر بھی یہ آیت اتری فقط۔ حلالہ کی تفصیل۔

ف۲ اگر خاوند اپنی بیوی کو تیسری طلاق (باقی فائدہ صفحہ ۵۵ پر ملاحظہ فرمائیں)

★ کو جڑنے چکنے کیلئے چھوڑ دینا بولا کرتے ہیں سَرِّحْ النَّاشِئَةَ سَرْحًا۔ تسریح کہتے ہیں بالوں کو ایک دوسرے سے الگ کر کے چھوڑنا اور لٹکانا۔ یہاں مراد ہے عورت کو طلاق دیکر رخصت کرنا۔

اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۘ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ

آیتوں اللہ کو ٹھٹھا اور یاد کرو نعمت اللہ کی کو اوپر اپنے اور جو کچھ اتارا ہے

ہنسی مذاق نہ سمجھو اور اللہ کی عنایتوں کو یاد رکھو جو تم پر ہیں اور کتاب و حکمت کو جو

عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا

اوپر تمہارے کتاب سے اور حکمت سے نصیحت کرتا ہے تمہارا ساتھ اس کے اور ڈرو اللہ سے اور جانو

اس نے تم پر اتاری کہ تمہیں اس کے ذریعہ نصیحت فرمائے اور خدا کا خوف ہر وقت پیش نظر رکھو اور یقین جانو

اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾ ع وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ

یہ کہ اللہ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا ہے ع اور جب طلاق دو تم عورتوں کو پس پہنچ جاویں

کہ اللہ تمام باتوں کو جانتا ہے ۔ اور جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ عدت بھی

اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا

عدت اپنی کو پس مت منع کرو ان کو یہ کہ نکاح کریں خاوندوں اپنے سے جب راضی ہوں

ختم کر لیں تو پھر انہیں اس سے نہ روکو کہ وہ باہمی رضامندی سے مناسب طور پر اپنے ہی مردوں سے نکاح کر لیں

بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ

آپس میں ساتھ اچھی طرح کے ۲ یہ بات نصیحت کیا جاتا ہے ساتھ اسکے جو کوئی ہو تم میں کہ ایمان لاوے

ان احکام کے ساتھ اللہ تم میں سے ان کو نصیحت کرتا ہے جو اللہ پر اور روز آخرت پر

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

ساتھ اللہ کے اور دن آخرت کے یہ بہت پاکیزہ ہے واسطے تمہارے اور بہت پاک ہے اور اللہ جانتا ہے

ایمان رکھتے ہیں یہ تمہارے لئے بہت پاکیزہ اور صفائی کی بات ہے اور اللہ بہتری کی راہ

وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ

اور تم نہیں جانتے ۳ اور بچے والیاں دودھ پلاویں اولاد اپنی کو دو برس

کو جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں - یہ مدت

كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۭ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ

پورے واسطے اس کے جو ارادہ کرے یہ کہ پورا کرے دودھ پلانا اور اوپر اس کے کہ لڑکا ہے اس کا

اس کے لئے ہے جو پوری مدت دودھ پلانا چاہے ۔ اور باپ پر فرض ہے کہ وہ بچے کی

رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ

کھلانا ان کا اور پہنانا ان کا ساتھ اچھی طرح کے نہیں تکلیف دیا جاتا کوئی جی مگر طاقت اپنی پر

ماں کے کھانے پینے کا (مطلقہ ہو یا منکوحہ ہر حالت میں بھی) مناسب انتظام کرے کسی شخص کو بھی اس کی بساط سے بڑھ کر تکلیف نہیں دی جاتی

لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۤ وَعَلَى الْوَارِثِ

نہیں ضرر دی جاوے ماں ساتھ بچے اپنے کے اور نہ بچے والا یعنی باپ اس کا ساتھ بچے اپنے کے اور اوپر وارث کے ہے

ماں کو اس کے بچے کی وجہ سے اور باپ کو اسکے بچے کی وجہ سے نقصان نہ پہنچایا جائے اور یہی احکام بچوں کے وارثوں

مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ

مانند اس کے پس اگر ارادہ کریں دودھ چھڑانا رضامندی سے آپس میں اور مصلحت سے

پر بھی عائد ہوتے ہیں پھر اگر باہمی رضامندی اور مشورہ سے دونوں (قبل از وقت) دودھ چھڑانا چاہیں تو اس میں بھی

حل لغات۔
۱؎ يَعِظُكُمْ۔ يَعِظُ صیغہ واحد مذکر غائب مضارع باب ضرب مثال واوی۔ وعظ مادہ۔ اصل میں تھا يَوْعِظُ واو واقع ہوا یے مفتوح اور کسرہ لازم میں وہ حذف ہو گیا۔ ۲؎ اَزْكٰى صیغہ واحد مذکر اسم تفضیل باب نصر ناقص واوی زکو مادہ۔ اصل میں اَزْكَوُ تھا۔ واو چوتھی جگہ واقع ہونے کی وجہ سے یے سے بدلا اور یے ماقبل کے مفتوح ہونے سے الف سے بدلا۔ اسکے معنی ہیں بڑھنے کے۔ بولا کرتے ہیں زَكَا الزرع ای نما۔ مال کے ایک معین حصہ کو زکوٰۃ اسلئے کہتے ہیں کہ اس کی وجہ سے باقی مال میں برکت اور بڑھوتری ہوتی ہے۔ اس کے معنی پاکیزہ اور خلاصہ کے بھی ہیں۔ یہاں اَزْكٰى اَطْهَرُ کے معنے میں ہے اور سو اَطْهَرُ کا عطف اَزْكٰى پر عطف تفسیری ہے ۳؎ لَا تُضَآرَّ صیغہ واحد مؤنث غائب نہی باب مفاعلہ مضاعف ضر مادہ۔ یہ صیغہ معروف بھی پڑھا گیا ہے اور مجہول بھی۔ معروف ہے تو اسکی اصل ہے لَا تُضَارِرُ۔ پہلی رے دوسری رے میں مدغم ہو گئی اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے دوسری رے کو فتحہ کی حرکت دی گئی۔ اس صورت میں فاعل ضرر رساں ہوگی اور ترجمہ یہ ہوگا کہ ماں بچے کو ضرر پہنچا کر باپ کو نقصان نہ پہنچائے۔ اور

(بقیہ فائدہ صفحہ ۵۴) دے گا تو پھر وہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی تاوقتیکہ وہ عورت دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے اور یہ دوسرا خاوند اس سے صحبت کرے پھر جب چاہے اپنی خوشی سے طلاق دے یا موت ہو جائے اور عدت گذر جائے تب پہلا خاوند اس سے اگر چاہے تو نکاح کر سکتا ہے بشرطیکہ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کا خیال اور اس پر اعتماد ہو ورنہ دونوں گناہ گار ہونگے۔ ائمہ اربعہ اور اہلحدیث وجمہور علماء کا یہ قول ہے کہ دوسرے خاوند کا جماع کرنا بھی ضروری ہے بغیر اس کے پہلے خاوند کیلئے حلال نہیں ہوسکتی حضرت رفاعہ رضی قرظی نے جب اپنی بیوی تمیمہ بنت وہب کو آخری تیسری طلاق دیدی تو ان کا نکاح حضرت عبدالرحمٰن بن زبیر سے ہوگیا۔ وہ (تمیمہ) دربار رسالت میں شکایت لیکر آئیں کہ وہ عورت کے مطلب کے نہیں ہیں میں تو اپنے پہلے خاوند کے گھر جانا چاہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ نہیں ہوسکتا جب تک وہ تم سے اور تم اُن سے (یا) دیگر خاوند سے بذریعہ مجامعت لطف اندوز نہ ہو جاؤ (مسند احمد۔ ابن ماجہ وغیرہ) ایسا ہی ایک واقعہ اور ہے کہ عورت رخصت ہو کر جاتی ہے میاں بیوی ایک مکان میں ہو جاتے ہیں پردہ ڈالدیا جاتا ہے لیکن صحبت داری نہیں ہوتی۔ آپ سے پوچھا گیا آپ نے پہلے خاوند سے نکاح کی اجازت نہیں دی (بخاری مسلم) حلالہ کی تشریح:۔ حلالہ کی شرط سے جو نکاح باندھا جائے وہ فاسد ہے حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ سے مقصود یہ ہے کہ خود اسے رغبت ہو ہمیشہ بیوی بنا کر رکھنے کا خواہشمند ہو کیونکہ نکاح سے مقصود یہی ہے نہ یہ کہ پہلے خاوند کیلئے محض حلال کرنے کو کسی دوسرے سے نکاح کر دیا۔ اگر دوسرے خاوند کا نکاح سے یہ ارادہ ہے کہ یہ عورت پہلے خاوند کے لئے حلال ہو جائے تو ایسا کرنا حلالہ ہے۔ اور حلالہ کرنے والے اور کرانے والے عنداللہ وعندالرسول ملعون ہیں قیامت تک خدا کی اس پر پھٹکار رہے الفاظ حدیث یہ ہیں عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ (ترمذی جلد اول صفحہ ۱۳۳) نیز حدیث ابن ماجہ میں فرمایا میں تمہیں بتاؤں تَيْسٌ مُسْتَعَار یعنی اُدھار لیا ہوا سانڈ کون ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں بتائیے۔ فرمایا جو حلالہ کرے یعنی طلاق والی عورت سے اسلئے نکاح کرے کہ پہلے خاوند کیلئے حلال ہو جائے ایسا کرنا لعنت کا سبب ہے فقط۔

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ مطلب یہ کہ طلاق رجعی کے بعد جب عورت عدت میں ہو اور اسکی عدت پوری ہونے لگے تو اگر دل سے اس عورت کا رکھنا منظور ہے تو رجعت کرے ورنہ صرف اس خیال سے کہ عورت کو تکلیف ہو اور ناحق لٹکی رہے یعنی نہ سہاگن ہی رہے نہ رانڈ۔ اس طرح رجوع اور پھر طلاق دینا یا رکھ کر ستانا منع ہے۔ عورت پر ظلم کر کے اپنے آپ کو عذاب کا مستحق کرنا ہے۔ اللہ نے عورت کیلئے ہر طہر میں ایک ایک کر کے کل طلاق کی حد تین رکھی ہیں۔ کوئی سو طلاقیں دے یا ہنسی مذاق کے طور پر طلاق دے تو بیچ میں طلاق پڑ جائیگی یہی حکم نکاح اور رجعت کا ہے یعنی ہنسی سے کسی مرد عورت کا نکاح کیا جائے یا کوئی خاوند اپنی زوجہ کو طلاق دیدے یا رجعی طلاق دینے والا کہدے کہ میں نے رجوع کر لیا تو ان تینوں باتوں میں آدمی کو اسکا پابند ہونا پڑیگا (ترمذی جلد اول صفحہ ۱۴۱ کتاب الطلاق) اور محمد بن لبید سے روایت ہے اُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ ثَلَاثَ تَطْلِيْقَاتٍ جَمِيْعًا فَقَامَ غَضْبَانَ ثُمَّ قَالَ أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ (مسلم شریف صفحہ ۱۰۷) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو ایک ہی دفعہ تین طلاقیں دیدیں۔ بس آپ غصہ میں کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ ابھی سے کیا اللہ کی کتاب کو کھیل بنا لیا حالانکہ ابھی میں خود تمہارے پاس موجود ہوں۔ مطلب یہ ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں یہ حکم فرما چکا ہے طَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ یعنی عورتوں کو طلاق دو تو عدت کے موافق دو یعنی علیحدہ علیحدہ مہینے میں ایک ایک طلاق پھر اسکے خلاف ایک ہی دفعہ میں تین طلاقیں دینا اللہ کی کتاب کو کھیل سمجھنا ہے اور اگر کوئی کم عقلی کی بنا پر غصہ میں بیک وقت تین طلاقیں دے بیٹھے تو یہ تین ایک کا حکم رکھیں گی مجلس واحدہ کی تین طلاقیں ایک کے حکم میں ہیں۔ اس مسئلہ کی مدلل تفصیل درکار ہو تو محترم استاذی فاضل اجل مولانا عبدالجلیل خانصاحب مدیر صحیفۂ اہلحدیث کراچی کا تصنیف شدہ رسالہ بنام "طلاق ثلاثہ" ملاحظہ ہو۔ کتاب وحکمت میں اللہ نے یہ تمام احکام نازل کئے ہیں۔ یہ بھی تم پر خدا کا انعام ہے۔ کتاب سے مراد قرآن اور حکمت سے مراد حدیث رسول ہے فقط۔ ف۲ معقل بن یسار نے اپنی بہن کا نکاح عبداللہ بن رواح سے کر دیا تھا انہوں نے کچھ عرصہ کے بعد زوجہ کو طلاق دیدی اور رجوع نہ کیا یہاں تک کہ عدت گذر گئی پھر اس سے نکاح کرنا چاہا تو معقل نے قسم کھا کر انکار کر دیا تب یہ آیت اتری معقل نکاح پر آمادہ ہو گئے اور قسم کا کفارہ دیا (بخاری۔ ابو داؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ ابن کثیر) اب یہ خطاب عام ہے نکاح سے روکنے والوں کو سب کو خواہ زوج اول جس نے طلاق رجعی دی ہے وہ عدت گذرنے پر دوسری جگہ عورت کو نکاح کرنے سے روکے یا عورت کے ولی اور وارث عورت کو پہلے خاوند سے یا کسی دوسری جگہ نکاح کرنے سے مانع ہوں سب کو روکنے سے ممانعت آگئی۔ ہاں اگر (باقی فائدہ صفحہ ۵۶ پر دیکھئے)

★ مجہول ہے تو اصل ہے لَا تُضَارَرُ۔ اس صورت میں عورت مفعول ہوگی یعنی ماں کو اُس کے بچے کی وجہ سے نقصان نہ پہنچایا جائے اور اسی شق پر ترجمہ کیا گیا ہے۔ ★ فِصَال مصدر ہے باب مفاعلہ کا جیسے قِتَال اور کِذَّاب۔ اس کے معنے ہیں دودھ چھڑانا۔ فِصَال کے یہ معنی اسلئے ہوئے کہ بچہ ماں کے دودھ سے جدا ہو کر اور غذا کی طرف لگ جاتا ہے۔ یہ فصل بمعنی جدا ہونے سے ماخوذ ہے۔ جب کوئی شخص شہر سے نکلتا اور مفارقت کرتا ہے تو فَصَلَ مِنَ الْبَلَدِ

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ وَإِنْ أَرَدتُّمْ أَن تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا

پس نہیں گناہ اوپران دونوں کے اور اگر ارادہ کرو تم یہ کہ دودھ پلواؤ تم اولاد اپنی کو پس نہیں

ان پر کوئی گناہ نہیں اور اگر تم چاہو کہ اپنی اولاد کو کسی دوسری عورت سے دودھ پلواؤ تو اس

جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُم مَّا آتَيْتُم بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ

گناہ اوپر تمہارے جب سونپ دو تم جو کچھ دینا کیا ہے ساتھ اچھی طرح کے اور ڈرو اللہ سے

میں بھی کوئی گناہ نہیں شرط یہ ہے کہ تم نے جو کچھ دینا کیا تھا وہ خوش معاملگی سے ان کو دے دو اور ہر حال میں اللہ سے

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٢٣٣﴾ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ[1]

اور جانو یہ کہ اللہ ساتھ اس چیز کے کہ تم کرتے ہو دیکھنے والا ہے ؏ اور جو لوگ کہ مر جاتے ہیں

اور یقین جانو کہ اللہ تمہارے ان اعمال کو جو تم کر رہے ہو خوب دیکھ رہا ہے اور تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں

مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ

تم میں سے اور چھوڑ جاتے ہیں بیبیاں انتظار میں رکھیں جانوں اپنی کو چار مہینے

اور بیبیاں چھوڑ جائیں تو ان کی بیویوں کو چاہیے کہ وہ چار ماہ اور دس دن تک اپنے آپ کو (نکاح سے) روکے رکھیں

وَعَشْرًا ۖ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ

اور دس دن کا ؏ پس جب پہنچیں وعدے اپنے کو پس نہیں گناہ اوپر تمہارے بیچ اس چیز کے کہ کریں وہ

پھر جب یہ عدت پوری کر چکیں تو تم پر اس کارروائی میں کوئی گناہ نہیں جو وہ جائز طریقے سے

فِي أَنفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٣٤﴾

بیچ جانوں اپنی کے ساتھ اچھی طرح کے اور اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار ہے

(نکاح کے لیے) کریں اور اللہ تمہارے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ

اور نہیں گناہ اوپر تمہارے بیچ اس چیز کے کہ پردہ کیا تم نے ساتھ اس کے منگنے عورتوں کے سے یا

اور اس میں بھی تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم نے (عدت کے اندر) ایسی عورتوں سے اشارۃً نکاح کا خیال ظاہر کر دیا یا اپنے دل میں قصد نکاح

أَكْنَنتُمْ فِي أَنفُسِكُمْ ۚ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَٰكِن

چھپا رکھا تم نے بیچ جانوں اپنی کے جانتا ہے اللہ یہ کہ تم البتہ ذکر کرو گے ان کا اور لیکن

کو پوشیدہ رکھو اللہ کو معلوم ہے کہ تمہیں ان کا خیال ضرور آئے گا لیکن

لَّا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَن تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۚ وَلَا

مت وعدہ دو ان کو چھپے چوری سے مگر یہ کہ کہو ان کو ایک بات اچھی اور مت

مخفی طور پر ان سے کوئی وعدہ نہ لو ہاں جائز طور پر ان سے کوئی بات کہہ سکتے ہو اور بس

تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ

مصمم کرو گرہ نکاح کی یہاں تک کہ پہنچے لکھا ہوا حکم خدا کا وقت اپنے کو اور جانو یہ تحقیق

وقت تک عقد نکاح کا قصد نہ کرو جب تک کہ عدت پوری نہ ہو جائے اور اس بات کو اچھی

اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿٢٣٥﴾ ع ۳۰ / ۱۴

اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ بیچ جیوں تمہارے کے ہے پس ڈرو اس سے اور جانو یہ کہ اللہ بخشنے والا تحمل والا ہے ۳

طرح سمجھ رکھو کہ اللہ کو ان سب باتوں کا علم ہے جو تمہارے دلوں میں ہیں پس اس سے ڈرتے رہو اور یقین جانو کہ اللہ بخشنے والا اور نہایت تحمل کرنے والا ہے

حل لغات۔

[1] یُتَوَفَّوْنَ صیغہ جمع مذکر غائب مضارع مجہول باب تفعل لفیف مفروق۔

وفاۃ مادہ اصل میں یُتَوَفَّیُوْنَ تھا یے متحرک ماقبل مفتوح الف سے بدل گئی اور الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر پڑا۔ اسکے اصلی معنی ہیں کسی چیز کا تمام وکمال لینا اور اسے پورا پورا قابض ہونا جب ایک شخص دوسرے سے اپنا پورا حق بھر لیتا ہے تو تَوَفَّيْتُ حَقِّيْ مِنْ فُلَانٍ بولا کرتے ہیں۔ مرنے والے کو متوفی اسی واسطے کہتے ہیں کہ وہ اپنی عمر مقدر پوری پا لیتا

بقیہ فائدہ صفحہ ۵۵ خلاف شرع وقاعدہ کوئی بات ہو مثلاً غیر کفو میں عورت
نکاح کرنے لگے یا پہلے خاوند کی عدت کے اندر کسی دوسرے سے نکاح کرنا چاہے تو
بیشک ایسے نکاح سے روکنے کا حق ہے بالمعروف فرمانے کا یہی مطلب ہے۔ اس سے یہ بھی
معلوم ہوا کہ عورت اپنا نکاح خود نہیں کر سکتی۔ جو عورت اپنا نکاح کر لیوے اُسکو آپؐ نے
بدکار فرمایا ہے اسیواسطے حدیث عن عمران بن حصین مرفوعًا بلوغ المرام کتاب النکاح میں
مسند احمد کے حوالہ سے لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ وَّشَاهِدَیْنِ آیا ہے یعنی بغیر ولی اور دو گواہوں
کے نکاح نہیں ہوتا اور ایک روایت میں ہے فَاِنِ اشْتَجَرُوْا فَالسُّلْطَانُ وَلِیُّ مَنْ لَّا وَلِیَّ لَہٗ
اگر کسی عورت کی ولایت میں اختلاف واقع ہو جائے تو اس عورت کا ولی بادشاہ (امام وقت)
ہے جسکا کوئی ولی نہ ہو۔ **نکاح کا حکم۔** بخاری میں ہے یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ
مِنْکُمُ الْبَاءَةَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَاِنَّہٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ (مشکوٰۃ) اے جوانو! تم میں سے
جو شخص نکاح اور خانہ داری (اسباب۔ جماع اور نان نفقہ و مہر) کی طاقت رکھتا ہو وہ
نکاح کرے کیونکہ نکاح بہت جھکانے والا ہے نگاہ کو (اسکے سبب سے غیر عورت پر نظر نہیں پڑتی)
اور بہت روکنے والا ہے شرمگاہ کو یعنی حرامکاری سے بچاتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے اَنَا اَتَزَوَّجُ
النِّسَاءَ فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں سو جو کوئی میرے طریقہ
سے منہ پھیرے وہ مجھ سے نہیں۔ حدیث میں ہے جب لڑکا لڑکی بالغ ہو جائیں تو کفو میسر ہونے پر نکاح کر دو۔
اگر نکاح نہ کیا اور اُن سے گناہ سرزد ہو گیا تو اسکا گناہ اسکے باپ پر ہے ———— (بیہقی)
جن عورتوں سے نکاح حرام ہے اسکا مفصل بیان صفحہ ۱۱۴ میں پڑھئے۔ —— **عورت کی
منظوری۔** حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوہ عورت کا نکاح نہ کیا جائے
جبتک اسکی اجازت حاصل نہ کر لیجائے اور اسیطرح کنواری عورت کا نکاح نہ کیا جائے جبتک اس سے دریافت نہ کر لیا جائے
صحابہ نے عرض کیا باکرہ لڑکی شرماتی ہے اس سے کیونکر اجازت لیجائے؟ آپؐ نے فرمایا اسکا سکوت ہی اجازت ہے۔
مہر وہ روپیہ یا جنس ہے جو عورت کو نکاح کے عوض خاوند کی طرف سے دیا جاتا ہے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں
خبردار! مہر طاقت سے زیادہ) بڑھا کر مت مقرر کرو اگر یہ عزت یا تقوے کی بات ہوتی تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اسکے
زیادہ مستحق تھے کہ آپ زیادہ سے زیادہ مہر مقرر فرماتے لیکن آپؐ نے اپنی بیویوں بیٹیوں کا مہر زائد از ۱۲ ساڑھے بارہ اوقیہ)
سوا سو روپیہ مہر کا مقرر فرمایا تھا۔ **نکاح کا طریقہ۔** نکاح کا طریقہ یہ ہے جس شخص کا نکاح کرنا ہو خطبہ مسنونہ
و آیات نکاح پڑھ کر بعد اجازت ولی دولھا سے کہے کہ میں نے فلاں لڑکی بنت فلاں کا نکاح اتنے مہر پر تمہارے ساتھ
کر دیا ہے تم نے قبول کیا؟ وہ جواب میں کہے میں نے قبول کیا۔ نکاح کی مبارکبادی ان الفاظ میں دینی چاہئے
بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ وَبَارَکَ عَلَیْکُمَا وَجَمَعَ بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ خدا تم دونوں کو برکت دے اور تم میں بھلائی
پیدا کرے (مشکوٰۃ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَعْلِنُوْا النِّکَاحَ وَاجْعَلُوْہُ فِی الْمَسَاجِدِ
(مشکوٰۃ) یعنی نکاح کا اعلان کیا کرو اور نکاح مسجدوں میں پڑھایا کرو۔ **شب زفاف کی دعاء۔** نکاح کے
بعد جب دلھن کو گھر میں لائیں تو دولھا اسکی پیشانی پکڑ کر یہ دعاء پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ خَیْرَھَا
وَخَیْرَ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ (حزب المقبول) **جماع
کے وقت کی دعاء۔** صحبت سے پہلے ہمیشہ یہ دعاء پڑھیں تاکہ اس کی برکت سے شیطان
دور رہے اور اولاد نیک پیدا ہو بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّیْطٰنَ مَا
رَزَقْتَنَا (ترمذی) **جماع کے بعد کی دعاء:۔** جماع کے بعد یہ دعاء پڑھنی چاہئے اَللّٰھُمَّ
لَا تَجْعَلْ لِلشَّیْطٰنِ فِیْمَا رَزَقْتَنِیْ نَصِیْبًا (حصن حصین) دولھا دلھن کے پہلی مرتبہ
ہمبستر ہونے کے بعد ضیافت کو ولیمہ کہتے ہیں۔ زفاف و خلوت دن اور رات دونوں
وقت درست ہے۔ **ولیمہ:۔** ولیمہ صرف دو دن ہو سکتا ہے جیسا کہ جامع ترمذی
کی روایت میں آیا ہے طَعَامُ اَوَّلِ یَوْمٍ حَقٌّ وَّطَعَامُ یَوْمِ الثَّانِیْ سُنَّۃٌ وَّطَعَامُ یَوْمِ
الثَّالِثِ سُمْعَۃٌ وَّمَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰہُ بِہٖ یعنی شادی میں پہلے دن کا کھانا (طعام ولیمہ)
حق ہے اور دوسرے دن بھی ٹھیک و درست ہے لیکن تیسرے دن شہرت میں شمار ہے۔
اور دکھاوا شہرت عند اللہ بُرا ہے۔ ولیمہ میں حسب توفیق کھانا کھلانا سنت طریقہ ہے۔
آپؐ نے عبد الرحمٰن بن عوف کو فرمایا تھا اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی ہو فقط ابو عمار
.... **ف۳** یعنی عورت کو نکاح سے نہ روکنے اور اس کے
نکاح ہو جانے میں وہ پاکیزگی ہے جو نکاح سے روکنے میں ہرگز نہیں اور عورت جبکہ پہلے خاوند کی طرف
راغب ہو تو اسی کے ساتھ نکاح ہو جانے میں وہ پاکیزگی ہے کہ دوسرے کے ساتھ نکاح کرنے
میں نہیں۔ اللہ ہی آیندہ کے نفع نقصان کو خوب جانتا ہے فقط۔

فوائد صفحہ ۵۶

ف۱ نکاح و طلاق کے ذکر کے بعد بچہ کو دودھ پلانے کا ذکر اسلئے فرمایا کہ کبھی عورت
مطلقہ بائنہ کی گود میں دودھ پیتا بچہ بھی ہوتا ہے اس صورت میں بھی ماں بچہ کو دودھ پلاوے
گی تو باپ اپنی حیثیت کے موافق مطلقہ کو روٹی کپڑا دیگا۔ اگر باپ کا انتقال ہو گیا تو بچہ
کے وارث دودھ پلانے کی مدت تک ذمہ دار رہیں گے۔ پھر یہ بھی ہدایت کر دی کہ آپس کی
طلاق کی رنجش کی وجہ سے نہ ماں دودھ کی مدت کے اندر بچہ کو زبردستی باپ پر ڈالکر
چل جائے اور نہ باپ زبردستی دودھ کی مدت کے اندر بچہ کو ماں سے چھین لینے کا قصد
کرے۔ ہاں ماں باپ دونوں کے مشورہ سے دو برس کے اندر اگر بچے کے دودھ
چھڑانے کی صلاح ہو جائے یا کسی انا سے دودھ پلوانے کا مشورہ ہو جائے تو کوئی حرج
نہیں جائز درست ہے۔ انتہائی مدت دودھ چھڑانے کی دو سال ہے وَفِصَالُہٗ
فِیْ عَامَیْنِ۔ ایک مقام پر مزید تشریح کر دی حَمْلُہٗ وَفِصَالُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَھْرًا حمل
اور دودھ پلانے کی جملہ مدت تیس مہینے ہیں وہ اس طرح کہ ستواں سا بچہ ہوا تو پورے
دو سال ورنہ پونے دو سال اس مدت سے کمی جائز ہے لیکن زیادتی جائز نہیں۔
آیت، باب اور مذکورہ آیتوں کے علاوہ حضرت ابو ہریرہ و (باقی فائدہ صفحہ ۵۷ پر دیکھئے)

حاشیہ ★ یا اس وجہ سے کہ اسکی روح فرشتے قبض کرتے ہیں۔ ۲ یَذَرُوْنَ معنے چھوڑتے ہیں ترکون کے۔ اور چونکہ یہ ترکون کی ماضی اور مضارع اور مصدر سب مستعمل ہوتے ہیں منزل ۱ اسلئے یذرون کی ماضی اور مصدر کے مستعمل ہونیکی ضرورت نہیں رہتی یہی وجہ ہے کہ یذرون کے امر اور مضارع کے علاوہ اور صیغے مستعمل نہیں ہوتے۔ یہی حال ہے یدع کا جو معنے میں ہے ترفض کے۔ ۳ عَرَّضْتُمْ صیغہ جمع مذکر حاضر ماضی باب تفعیل صحیح۔ عرض مادہ۔ تعریض ضد ہے تصریح کی اور اسکے معنے ہیں اپنے مقصود کو ایسے الفاظ میں ادا کرنا جو مقصود کیلئے نہ تو حقیقتًا ہی وضع کئے گئے ہوں نہ مجازًا ہی یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہو کہ ایک بات کا ایسے انداز ذکر کرنا جو مقصود اور غیر مقصود دونوں کا احتمال رکھتی ہو مگر قرائن احوال اسکو مقصود پر محمول کرنے کیلئے زیادہ مؤید ہوں تعریض ہے یہ عرض بمعنی جانب سے لیا گیا ہے عُرْضُ الشَّیْءِ جانبہ؛ چونکہ تعریض کرنے والا بھی اپنے مقصود کے اردگرد پھرتا اور اسے ظاہر نہیں کرتا ہے اسلئے اسے تعریض کہتے ہیں۔ ایک لفظ ہے تلویح اور یہی تعریض کا مرادف ہے۔ کنایہ اور تعریض میں فرق یہ ہے کہ کسی چیز کو اسکے لوازم کے ساتھ ذکر کرنا مثلاً مہمان کیلئے کثیر الرماد اور دراز قد آدمی کیلئے طویل النجاد کنایہ ہے اور اپنے مقصود کو ایسے مبہم اور گول لفظوں میں ذکر کرنا جو مقصود پر بھی دلالت کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں اور غیر مقصود پر بھی مگر مقصود کی طرف ان کا میلان اکثر اور اتم ہو تعریض ہے۔ ۴ خِطْبَۃ مصدر ہے اسکے معنے ہیں نکاح کا پیام دینا۔ پھر یا تو خطاب بمعنی کلام سے مشتق ہے کیونکہ یہ بھی ایک طرح کا خطاب ہوتا ہے جو مرد و عورت کے سرپرستوں اور کبھی خود مرد و عورت کے درمیان جاری ہوتا ہے یا خَطْب بمعنی امر و شان سے ماخوذ ہے جو کہتے ہیں ما خطبک ای ما لک ۵ لَا تَعْزِمُوْا صیغہ جمع مذکر حاضر نہی باب ضرب صحیح عزم مادہ۔ اور کسی کام پر دل کے ٹھیراؤ کو عزم کہتے ہیں قال تعالیٰ فاذا عزمت فتوکل علی اللہ۔ بعض کہتے ہیں عزم کے معنی ایجاب کے ہیں جو لا کرتے ہیں عزمت علیکم ای اوجبت علیکم اور اسی سے ہے ہذا من عزائم اللہ ای مما اوجبہ۔ ۶ عُقْدَۃ اس کے اصل معنی ہیں کسی چیز کے مضبوط باندھنے اور کس دینے کے۔ نکاح اور عہد و مواثیق کو اسی لئے عقود کہتے ہیں کہ جس طرح رسی کو بل دیکر مضبوط کیا جاتا ہے اسی طرح یہ بھی مستحکم و مضبوط کئے جاتے ہیں

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ

نہیں گناہ اوپر تمہارے یہ کہ طلاق دو تم عورتوں کو جب تک کہ نہ ہاتھ لگایا ان کو یا نہیں مقرر کیا واسطے ان کے

تم پر کچھ گناہ نہیں اگر تم عورتوں کو ہاتھ لگانے یا ان کا مہر مقرر کرنے سے پہلے طلاق دیدو اور انہیں فائدہ

فَرِيضَةً ۚ وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ

مقرر کرنا اور فائدہ دو ان کو اوپر کشائش والے کے ہے قدر اس کی اور اوپر تنگی والے کے ہے قدر اس کی

پہنچاؤ مقدور والا اپنی حیثیت کے مطابق دے اور تنگدست اپنی حیثیت کے مطابق یہ حسن سلوک دستور

مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ﴿٢٣٦﴾ وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ

فائدہ دینا ساتھ اچھی طرح کے حق ہوا اوپر نیکی کرنے والوں کے ف اور اگر طلاق دو ان کو

کے مطابق ہو ۔ نیک اور خوش معاملہ لوگوں کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے اور اگر تم انہیں چھونے سے

مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا

پہلے اس سے کہ ہاتھ لگاؤ ان کو اور تحقیق مقرر کر لیا ہے واسطے ان کے کچھ مقرر کرنا پس آدھا اس چیز کا کہ

پہلے طلاق دو ، اور ان کا مہر مقرر کر چکے ہو تو چاہیئے کہ اس کا نصف ادا

فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ

مقرر کیا ہے تم نے مگر یہ کہ معاف کر دیں وہ یا معاف کرے وہ شخص کہ بیچ ہاتھ اس کے ہے گرہ نکاح کی

کرو جو تم نے مقرر کیا تھا ۔ مگر یہ کہ عورت خود معاف کردے یا وہ شخص جسکے ہاتھ میں نکاح کا سررشتہ ہے معاف کر دے

وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۚ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ

اور یہ کہ معاف کرو تم نزدیک تر ہے واسطے پرہیزگاری کے اور مت بھول جاؤ بزرگی درمیان اپنے تحقیق اللہ

اور اگر تم معاف کردو تو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کرنے سے غفلت نہ کرو بیشک اللہ

بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٢٣٧﴾ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ

ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم دیکھنے والا ہے محافظت کرو اوپر سب نمازوں کے اور نماز بیچ والی پر یعنی عصر

تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے نمازوں کی محافظت اور پابندی کرو خصوصاً درمیانی نماز کی ،

وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ﴿٢٣٨﴾ فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ۖ فَإِذَا

اور کھڑے ہوا واسطے اللہ کے چپکے ف۲ پس اگر ڈرو تم پس پیادہ یا سوار پس جب

اور اللہ کے حضور میں عاجزی و ادب سے کھڑے ہو کر پھر اگر تمہیں دشمن کا خوف ہو تو (نماز پڑھ لو) خواہ پیدل ہو یا سوار پھر جب

أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿٢٣٩﴾ وَالَّذِينَ

امن میں آؤ تم پس یاد کرو اللہ کو جیسا سکھایا ہے تم کو جو کچھ نہیں تھے تم جانتے ف وہ لوگ

تمہیں امن حاصل ہو جائے تو اللہ کو یاد کرو جس طرح کہ اس نے تمہیں تعلیم دی ہے جو تم پہلے نہیں جانتے تھے اور جو لوگ

يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا

کہ مر جاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑ جاتے ہیں بیبیاں وصیت کر جاویں واسطے بیبیوں اپنی کے فائدہ دینا

تم میں سے فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں انہیں چاہیئے کہ وہ اپنی بیویوں کے حق میں وصیت کر جائیں

إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ ۚ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا

ایک برس تک نہ نکال دینا پس اگر نکل جاویں پس نہیں گناہ اوپر تمہارے بیچ اس چیز کے کہ

کہ ایک سال تک انہیں فائدہ اٹھانے دیا جائے اور گھروں سے نہ نکالا جائے پھر اگر وہ خود بخود نکل جائیں تو انہوں نے جائز طور پر اپنے حق میں کیا

حل لغات۔

۱ فَرِيضَةً معنی میں ہے مفروضۃً کے جیسے ضمیدۃ معنے میں مفعولۃ۔ فرض کے معنی قطع کے ہیں اور فرض کو اسی واسطے فرض کہتے ہیں کہ وہ خدا کا حکم قطعی ہے۔ یہ بوجہ مفعول مطلق ہونے کے منصوب ہے۔

۲ رِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا۔ رجال راجل کی جمع جس طرح تجار تاجر کی اور صحاب صاحب کی یا یوں کہو کر رجال جمع الجمع ہے یعنی راجل کی جمع آتی ہے رَجِلٌ اور رَجِل کی رِجَال۔ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے والے کو راجل کہتے ہیں خواہ وہ ماشی ہو یا واقف۔ رُكْبَان جمع ہے راکب کی جیسے فُرسان فارس کی۔ اہل عرب شتر سوار کو راکب اور گھوڑے سوار کو فارس کہتے ہیں۔

۳ اَلْحَوْل سال۔ برس۔ اس کے اصلی معنی ہیں انقلاب کے بولا کرتے ہیں حال الشئ ای انقلب۔ سال کو حول اسی واسطے کہتے ہیں کہ وہ بار بار آتا ہے۔ اس کی جمع آتی ہے اَحْوَال اور حُؤُول اور حُئُول۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۵۶) عثمانؓ علیؓ ابن عباسؓ وابن مسعود وغیرہم رضی اللہ عنہم سے دارقطنی صفحہ ۴۹۸، ابواب الرضاع میں بسند صحیح روایتیں آئی ہیں کہ دو برس کے بعد دودھ پینے سے رضاعت کا حکم ثابت نہیں ہوتا لیکن کتب فقہ میں ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مدت رضاعت ڈھائی سال ہے اور امام زفر وغیرہ فقہائے حنفیہ تین سال کہتے ہیں جیساکہ ہدایہ شرح وقایہ کنز الدقائق اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں موجود ہے سو یہ مسئلہ فقہ کا قرآن و حدیث کے صریح خلاف ہے۔ آیت ہذا میں اتمام رضاعت کے لئے حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ کا لفظ مذکور ہے یعنی دو برس پورے۔ تفسیر بیضاوی میں تحت آیت ہذا مرقوم ہے کہ یہ آیت دلیل ہے اس بات پر کہ انتہائے مدت دودھ پلانے کی دو سال ہے۔ اور نہیں اعتبار ہے بعد دو برس کے دودھ پلانے کا۔ ابن کثیر میں ہے کہ دو سال کے بعد ماں کا دودھ پلانا بچہ کو عموماً جسمانی یا دماغی نقصان دیتا ہے فقط۔

ف۲ نکاح، طلاق اور بچہ کو دودھ پلانے کے مسئلوں کے بعد پھر شوہر کی وفات اور اس کی عدت کا ذکر ہے۔ طلاق کی عدت تین حیض یعنی تین مہینے۔ اور جس کا شوہر مر جائے اسکی عدت چار مہینے دس دن کی ہے۔ علاوہ شوہر کے کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ حلال نہیں (بخاری مسلم)، ہاں حاملہ عورت کی عدت وضع حمل یعنی بچہ جننے تک ہے خواہ عورت مطلقہ ہو یا بیوہ وضع حمل ہی عدت ہے جیساکہ سورۃ طلاق میں ہے وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ اور عدت کی مدت میں عورت خوشبو وغیرہ نہ استعمال کرے ہار سنگھار نہ کرے زیور سے آراستہ و مزین نہ ہو۔ دیدہ زیب اور رنگین کپڑے زیب تن نہ کرے یہ ہے سوگ۔ بِالْمَعْرُوفِ سے مراد حلال طریقہ سے نکاح کرنا ہے۔ بعد عدت نکاح، زینت، خوشبو سب حلال ہیں فقط۔

پیغام نکاح کا بیان۔ ف۳ آیت ہذا کا خلاصہ یہ ہے کہ جب تک عورت مطلقہ عدت میں ہو .... یا خاوند کی وفات کی عدت میں ہو تو جائز نہیں کہ کوئی شخص اس مدت کے اندر خفیہ طور سے یا ظاہراً اس عدت والی عورت سے نکاح کرے یا پیغام دے، ہاں دل میں ارادہ رکھے یا اشارۃً اپنے مطلب کو اُسے یا اس کے ولی کو سنا دے تاکہ کوئی اور اس سے پہلے پیغام نہ دے بیٹھے مثلاً عورت کو سنا دے کہ میں بھی نکاح کرنا چاہتا ہوں خدا میرا جوڑا بھی ملا دے میں کسی دیندار عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں تو کوئی گناہ نہیں۔ اس جگہ عدت کے اندر چار فعل کا ذکر ہوا دو زبان کے اور دو دل کے اور ہر ایک کا علیحدہ حکم ہے۔ اول زبان سے صراحۃً پیغام دینا یہ منع ہے لَا تُوَاعِدُوهُنَّ میں اسی کا ذکر ہے۔ دوم زبان سے اشارۃً کنایۃً جائز ہے لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وقَوْلًا مَّعْرُوفًا میں یہی اباحت ہے، سوم دل سے یہ ارادہ کرنا کہ ابھی یعنی عدت کے اندر نکاح کرلیں گے یہ حرام ہے کیونکہ عدت کے اندر نکاح کرنا حرام۔ تو حرام کا ارادہ بھی حرام ہے لَا تَعْزِمُوا میں اسی کا ذکر ہے۔ چہارم دل سے ...... یہ ارادہ کرنا کہ عدت کے بعد نکاح کریں گے یہ جائز ہے أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ سے یہی مقصود ہے۔

فوائد صفحہ هذا

ف۱ اس آیت کا خلاصہ مقصد یہ کہ نکاح ہو کر جماع (خلوت صحیحہ) کی نوبت نہیں آئی نہ ہی مہر مقرر ہوا اور طلاق دیدی گئی تو بموجب آیت ہذا کے یہ طلاق جائز ہوگی اور مہر ادا کرنا واجب نہیں آتا۔ ہاں حسب حیثیت کچھ دیکر عورت کو خوش کر دینا چاہیئے کم از کم ایک جوڑا اور زیادہ کی کوئی حد نہیں حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنی مطلقہ بیوی کو بیس ہزار درہم (پانچ ہزار روپے) دیئے پھر بھی انکی بیوی صاحبہ نے کہا مَتَاعٌ قَلِيلٌ مِّنْ حَبِيبٍ مُّفَارِقٍ یعنی اس محبوب کی جدائی کے مقابلہ میں یہ حقیر چیز کچھ بھی نہیں۔ اگلی آیت وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ الخ میں یہ بیان ہے کہ نکاح ہو گیا اور مہر بھی مقرر ہوا لیکن دخول یعنی خلوت صحیحہ نہیں ہوئی اور طلاق دیدی تو نصف مہر دینا آتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ عورت اپنا حق مہر چھوڑ دے آدھا بھی نہ لے یا مرد حُسن سلوک کے طور پر پورا مہر دیدے۔

فائدہ طلاق کی مہر اور جماع کے لحاظ سے چار صورتیں بنتی ہیں۔ اوّل یہ کہ نہ مہر مقرر ہو نہ جماع۔ دوسرے یہ کہ مہر تو مقرر ہو گیا لیکن جماع نہیں ہوا۔ ان دونوں صورتوں کا بیان ان دونوں آیتوں میں ہوا اور ان کیلئے عدت بھی نہیں۔ تیسری صورت یہ کہ جس کا مہر مقرر ہے دخول بھی کیا ہے یہ بیان پہلے گذر چکا کہ شوہر کو اس سے کچھ اپنا دیا ہوا نہ لینا چاہیئے وہ تین حیض تک عدت کرے۔ چوتھی صورت یہ کہ دخول تو ہوا مگر مہر کچھ نہیں مقرر ہوا تھا، اس حالت میں مہر پورا دینا ہوگا یعنی وہ مہر جو اس عورت کی قوم میں رائج ہو مثلاً عورت کی ماں بہن خالہ پھوپھی وغیرہ کا اتنا ہی ادا کرنا ہوگا ہاں ایک صورت یہ بھی ہے کہ مہر بھی مقرر نہیں ہوا اور نہ ہی دخول ہوا خاوند کا انتقال ہو گیا تو اس صورت میں فوت شدہ خاوند والی کی سی عدت ہے اور مہر بھی ملیگا جیساکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فیصلہ سے ثابت ہے۔ ملاحظہ ہو ابوداؤد مع عون المعبود کتاب النکاح صفحہ ۲۰۷۔ مفقود الخبر شوہر والی کی عدت بھی چار سال انتظار کے بعد فوت شدہ تصور کرکے چار ماہ دس دن ہے، عدت گذار کے عقد ثانی کی مجاز ہے جیساکہ مؤطا امام مالکؒ میں حضرت عمرؓ کا فتویٰ اس بارے میں مذکور ہے عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ فَقَدَتْ زَوْجَهَا فَلَمْ تَدْرِ أَيْنَ هُوَ فَإِنَّهَا تَنْتَظِرُ أَرْبَعَ سِنِينَ ثُمَّ تَعْتَدُّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ثُمَّ تَحِلُّ مطلب یہ ہے کہ جس عورت کا خاوند مفقود ہو جائے اور اسکا حال معلوم نہ ہو تو اسکو چاہیئے کہ چار سال اور چار مہینے دس دن کے بعد نکاح ثانی کرلے ہر چند یہ حدیث (باقی فائدہ صفحہ ۵۸ پر ملاحظہ فرمائیں)

فَعَلْنَ فِيٓ أَنفُسِهِنَّ مِن مَّعْرُوفٍ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٤٠﴾

کیا انہوں نے بیچ جانوں اپنی کے اچھی طرح سے اور اللہ غالب ہے حکمت والا وقا

تم پر اس سے کوئی گناہ لازم نہیں آتا۔ اور اللہ غالب ہے اسے ہر بات کی حکمت معلوم ہے

وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ﴿٢٤١﴾ كَذَٰلِكَ

اور واسطے طلاق والیوں کے فائدہ دینا ہے ساتھ اچھی طرح کے لازم ہوا اوپر پرہیزگاروں کے وقف اسی طرح

اور مطلقہ عورتوں کو بہرہ مند کرنا چاہیئے - پاکبازانہ خوف رکھنے والے لوگوں کے لئے یہ ضروری ہے اسی طرح

يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٢٤٢﴾ ع أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ ع ۳۱ ۱۵

بیان کرتا ہے اللہ واسطے تمہارے نشانیاں اپنی تو کہ تم سمجھو کیا نہ دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کے کہ

اللہ اپنے احکام تمہارے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھو (اے پیغمبر!) کیا آپ نے ان لوگوں

خَرَجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ

نکلے گھروں اپنے سے اور وہ تھے ہزاروں ڈر موت کے سے پس کہا واسطے ان کے

کے حال پر غور نہیں کیا جو موت کے ڈر سے گھروں سے نکل بھاگے تھے حالانکہ ہزاروں تھے پھر اللہ نے ان کو حکم دیا

اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ

اللہ نے مر جاؤ پھر جلا دیا ان کو تحقیق اللہ البتہ صاحب فضل کا ہے اوپر لوگوں کے

کہ مر جاؤ (چنانچہ مر گئے) پھر اپنے فضل و کرم سے انہیں زندہ کر دیا۔ بیشک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے —

وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٢٤٣﴾ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

ولیکن اکثر لوگ نہیں شکر کرتے وقف اور لڑو بیچ راہ اللہ کے

لیکن اکثر لوگ اس کے شکرگزار نہیں ہوتے — اور اللہ کی راہ میں جنگ کرو

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٤٤﴾ مَّن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ

اور جانو یہ کہ اللہ سننے والا ہے جاننے والا کون شخص ہے وہ جو قرض دے اللہ کو

اور یقین جانو کہ اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ کون ہے جو اللہ کو خوشدلی سے قرض دیتا ہے —

قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً ۚ وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَ

قرض اچھا پس دگنا کرے اس کو واسطے اس کے دگنا بہت اور اللہ بند کرتا ہے اور

اللہ اسکے قرض کو کئی گنا بڑھا دے گا اور اللہ ہی تنگی دیتا ہے

يَبْسُطُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٤٥﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَإِ مِن بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ

کشادہ کرتا ہے اور طرف اس کے پھیرے جاؤ گے وقف کیا نہ دیکھا تو نے طرف سرداروں کے بنی اسرائیل سے

اور وہی فراخی عطا کرتا ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے کیا آپ نے اس واقعہ پر غور نہیں کیا جو بنی اسرائیل کی جماعت کو

مِن بَعْدِ مُوسَىٰٓ إِذْ قَالُوا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِي وقف النبی

پیچھے موسیٰ کے جب کہا انہوں واسطے نبی اپنے کے مقرر کر واسطے ہمارے بادشاہ کہ لڑیں ہم بیچ

موسیٰ کے بعد پیش آیا جب انہوں نے اپنے نبی سے کہا کہ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دیجئے تاکہ ہم اللہ کے

سَبِيلِ اللَّهِ ۖ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ إِن كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ أَلَّا

راہ اللہ کے کہا آیا نزدیک ہو تم اگر لکھا جاوے اوپر تمہارے لڑنا یہ کہ نہ

راستے میں لڑیں اس نبی نے کہا اگر تم پر جہاد فرض کر دیا جائے تو کچھ بعید نہیں کہ تم نہ لڑو --

حل لغات۔

۱؎ أَلَمْ تَرَ۔ ا۔ استفہام تقریری کیلئے آتا ہے اور لَمْ تَرَ صیغہ واحد مذکر حاضر نفی جحد باب فتح مہموز العین ناقص یائی رای مادہ۔ اصل میں تھا أَلَمْ تَرْأَیْ ہمزے کا فتحہ ماقبل کو دیکر اُسے تخفیفاً حذف کر دیا اور یے عامل جازم کی وجہ سے گر پڑی۔ پھر کبھی تو اسکے معنی ہوتے ہیں بصارت یعنی آنکھ سے دیکھنے کے اور کبھی بصیرت یعنی دل کی بینائی کے۔ ۲؎ أُلُوفٌ جمع ہے أَلْف کی جس کے معنی ہیں ہزار اور یہ وزن ہے جمع کثرت کا اسی وجہ سے اسکا اطلاق دس ہزار اور اس سے کم پر نہیں ہوتا ۳؎ حَذَرَ الْمَوْتِ بوجہ مفعول لہ ہونے کے منصوب ہے یعنی خرجوا من دیارہم لحذر الموت ۴؎ مُوتُوا صیغہ جمع مذکر حاضر امر باب نصر اجوف واوی۔ موت مادہ۔ اصل میں تھا اُمْوُتُوا واو پر ضمہ ثقیل ماقبل کو دیدیا۔ ہمزہ کی ضرورت نہ رہی اُسے بھی گرا دیا۔

منزل ۱

۵؎ یُقْرِضُ صیغہ واحد مذکر غائب مضارع باب افعال صحیح۔ قرض مادہ۔ اسکے لغوی معنی ہیں قطع کے۔ جب کوئی قوم یہاں تک تباہ و برباد ہو جاتی ہے کہ اسکا نشان و اثر تک منقطع ہو جاتا ہے تو انْقَرَضَ الْقَوْمُ بولا کرتے ہیں۔ قرض لینے والا بھی چونکہ قرض دیتے وقت اپنے مال میں سے ایک حصہ قطع کر کے دیتا ہے اسی لئے اسے قرض کہتے ہیں۔ ۶؎ فَیُضٰعِفَهٗ۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۵۷) بظاہر موقوف ہے لیکن حکماً مرفوع ہے کیونکہ تحدیدات و تقدیرات میں جہاں قیاس و اجتہاد کیلئے گنجائش نہ ہو تو موقوف مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے۔ واضح رہے مدت مذکورہ اور عقد ثانی کے بعد خاوند اول اگر آجاتا ہے تو عورت اسکے نکاح میں نہیں جاسکتی (سیل الجرار امام شوکانی و فتویٰ نذیریہ) ہاں اگر عورت نوجوان اور خورد و نوش سے بے سہارا ہے۔ اور خاوند کے بغیر رہ سکتی ہو تو سعید بن مسیبؒ کے فتوے کی رو سے بعد انتظار ایک سال دوسرا نکاح کرسکتی ہے (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۹۰) ورنہ مذکورہ بالا حضرت عمرؓ کے فتوے پر عمل ہوگا یعنی کہ نوے سال بیٹھی انتظار کرے پھر قرینہ نکاح کرے اعاذنا اللہ من ہذا المذہب الردی (فتاویٰ ستاریہ) خیار بلوغ کا مسئلہ یوں ہے جس بچی کا نکاح صغر سنی میں اسکے ورثاء ولیوں نے کسی سے کردیا ہو اور بعد بلوغت لڑکی اس نکاح سے راضی نہیں تو شرعاً وہ نکاح فسخ کردیا جائیگا اور عورت بالغہ کو اختیار فسخ حاصل ہوگا جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے قَالَ اِنَّ جَارِیَةً بِکْرًا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَتْ اَنَّ اَبَاھَا زَوَّجَھَا وَھِیَ کَارِھَةٌ فَخَیَّرَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ صفحہ ۲۷۰) وَفِیْ رِوَایَةٍ فَرَدَّ نِکَاحَهٗ وَفِیْ اِبْنِ مَاجَةَ نِکَاحَ اَبِیْھَا یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک لڑکی حاضر ہوئی اور کہا کہ میرے باپ نے میرا جہاں نکاح کیا ہے میں اس سے راضی نہیں ہوں تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باپ کا کیا ہوا نکاح رد کردیا گویا لڑکی کو اختیار دیدیا۔ مرد عنین کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی عورت کا خاوند نامرد ہے تو شرع نے ایک سال کی مہلت دی ہے کہ وہ علاج معالجہ کرائے تندرست ہوجائے تو بدستور گھر آباد رکھا جائے ورنہ خاوند کو چاہیے عورت کو طلاق دیکر آزاد کردے جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ درایہ صفحہ ۲۴۱ تخریج ہدایہ میں لکھتے ہیں اَمَّا عُمَرُ فَعِنْدَ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَالدَّارَقُطْنِیْ عَنْ رِوَایَةِ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ قَضٰی عُمَرُ فِی الْعِنِّیْنِ اَنْ یُّؤَجَّلَ سَنَةً وَاَخْرَجَهٗ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ مِنْ وَّجْهٍ اٰخَرَ اَحْسَنَ مِنْهُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُمَرَ یُؤَجَّلُ الْعِنِّیْنُ سَنَةً فَاِنْ وَّصَلَ اِلَیْھَا وَاِلَّا فُرِّقَ بَیْنَھُمَا وَمِنْ طَرِیْقِ الشَّعْبِیِّ اَنَّ عُمَرَ کَتَبَ اِلٰی شُرَیْحٍ اَنْ یُّؤَجِّلَ الْعِنِّیْنَ سَنَةً مِّنْ یَّوْمِ یُرْفَعُ اِلَیْهِ فَاِنِ اسْتَطَاعَھَا وَاِلَّا فَخَیِّرْھَا نامرد کی عورت کو چاہیے کہ وہ حاکم وقت کے ہاں اس امر کی درخواست کرے کہ میرا شوہر عنین نامرد ہے پھر وہ حاکم امام وقت حضرت عمر وغیرہ صحابہؓ کے فتوے کے مطابق شوہر کو علاج کیلئے ایک برس کی مہلت دلوے۔ اگر اسکا شوہر اچھا ہوجائے تو فبہا ورنہ ان دونوں کے درمیان تفریق کرادی جائے (فتاویٰ نذیریہ وغیرہ)

تمام اعمال سے بہتر عمل ف۲ طلاق کے احکام کے دوران میں نماز کا حکم اسلئے دیا کہ دنیا کے معاملات میں منہمک اور مشغول ہوکر خداوند تعالیٰ کی اہم عبادت، اسکی بزرگی اور اسکے مقرر کردہ فرائض کو بھول جانا۔ ایک یہ بھی وجہ ہوسکتی ہے کہ ماقبل کی آیت میں تقوے، احسان اور آپس کی بزرگی کا ذکر تھا اور خداوند تعالیٰ سب سے بزرگ تر ہے لہٰذا اس موقع پر بطور جملہ معترضہ اپنی بزرگی کا لحاظ رکھنے کا حکم دے رہا ہے اور اپنی بزرگی کا لحاظ رکھنا نماز پر مداومت کرنا ہے۔ وسطیٰ سے عصر کی نماز مراد ہے۔ یہ نماز اگرچہ نماز پنجگانہ میں داخل ہے لیکن شرافت اور بزرگی کی وجہ سے اسکو علیحدہ ذکر فرمایا ہے۔ اس نماز کی تعین میں علاوہ احادیث صحیحہ کے ۸ اقوال ہیں جنکو امام شوکانی رحمہ اللہ نے شرح منتقیٰ میں ذکر فرمایا ہے۔ ہر ہر قول کے دلائل بیان کرنے کے بعد امام موصوف نے فرمایا کہ اصح و ارجح قول وہی ہے جو جمہور نے کہا کہ وہ نماز عصر ہے یعنی نمازوں کی حفاظت کرو۔ ہر نماز کو اسکے وقت مقررہ میں ادا کرو۔ بخاری مسلم میں ہے، اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ الصَّلٰوۃُ فِیْ اَوَّلِ وَقْتِھَا یعنی نماز کا اول وقت پڑھنا سب عملوں سے بہتر ہے۔ ایک روایت میں ہے اول وقت اللہ کی رضامندی ہے، اور بیچ کا وقت اللہ کی رحمت اور آخری وقت میں اللہ کی معافی ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے جس میں نماز عصر کا وقت فرمایا وَصَلّٰی بِیَ الْعَصْرَ حِیْنَ صَارَ ظِلُّ کُلِّ شَیْءٍ مِّثْلَهٗ یعنی مجھ کو عصر کی نماز پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اسکے برابر ہوگیا مقصد یہ اول وقت نماز ادا کرنے کی بڑی تاکید ہے۔ مسند احمد میں ہے جس سے عصر کی نماز فوت ہوگئی گویا اسکا اہل وعیال، گھر بار مال واسباب سب کچھ تباہ و برباد ہوگیا۔ ابن مسعودؓ نے آپؐ سے دریافت کیا کونسا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا نماز اسکے وقت پر پڑھنا۔ پوچھا پھر؟ فرمایا جہاد۔ پوچھا پھر؟ فرمایا ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنا۔ جامع ترمذی جلد اول صفحہ ۵۰ میں ہے اِنَّ اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنْ عَمَلِهٖ صَلٰوتُهٗ فَاِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ یعنی قیامت کے دن جب عملوں کا حساب شروع ہوگا تو سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائیگا۔ اگر نمازوں کا حساب ٹھیک نکلا تو مراد کو پہنچا اور نجات پائی اور اگر نمازوں کا حساب درست نہیں تو ذلیل و خاسر ہوا یعنی نماز کے قاعدے اور وقت و ارکان اور شرائط سب درست اور ٹھیک ہونگے تو حساب بھی اچھا ہے ورنہ نقصان اور خرابی ہی خرابی ہے۔ معلوم ہوا نماز وقت کی پابندی نہایت خشوع خضوع اور حضور قلب سے ادا کرنی چاہیے۔ نماز میں کھانا پینا ہنسنا بات چیت کرنا سب منع ہے۔ جس نماز میں سستی ہے وہی وسطیٰ ہے۔ قَانِتِیْنَ کے معنی نہایت عجز کے ساتھ قیام کرنا ہے۔ یہ قیام صرف خدا کیلئے ہے نہ غیر کیلئے آج جو بعض عوام ماسٹروں استادوں حکیموں ڈاکٹروں وزیر وزراء یا مجلس مولود میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح کو حاضر ناظر سمجھ کر آپ کیلئے قیام تعظیمی کرتے ہیں یہ قطعاً حرام ہے کیونکہ خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی حین حیات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے لئے قیام کرنے سے منع فرمادیا تو اب کسی کیلئے کیسے روا ہوسکتا ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ ہیں لَا تَقُوْمُوْا کَمَا یَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ یُعَظِّمُ بَعْضُھَا بَعْضًا نماز کی تاکید، وقت کی پابندی وغیرہ کا بیان صفحہ ۱۵۵ و صفحہ ۲۷۶ میں بھی ہے فقط۔ ف۳ یعنی لڑائی اور دشمن سے خوف کا وقت ہو تو ناچاری کو سواری پر اور پیادہ بھی اشارہ سے نماز درست ہے گو قبلہ کی طرف (باقی برصفحہ ۵۹)

★ لفظ یا طرح پڑھا گیا ہے الف اور رفع سے یعنی فَیُضَاعِفُهٗ۔ الف اور نصب سے فَیُضَاعِفَهٗ۔ تشدید اور رفع سے فَیُضَعِّفُهٗ۔ تشدید اور نصب سے فَیُضَعِّفَهٗ۔ پہلی دونوں حالتوں میں باب مفاعلہ سے اور پچھلی دونوں صورتوں میں باب تفعیل سے ہوگا۔ پھر رفع کی وجہ یہ کہ اسکا عطف ہے یُقْرِضُ پر۔ اور نصب کا سبب یہ کہ کلمہ فا استفہام کے جواب میں واقع ہوا ہے اور جو فا استفہام کے جواب میں واقع ہوتا ہے وہاں اَنْ ناصبہ مقدر ہوا کرتا ہے۔ یَقْبِضُ وَیَبْصُطُ قبض کے معنی ہیں گرفتگی ضد بسط اور بسط بمعنی کشادگی اگرچہ سین سے ہے مگر طوے کی مجاورت کی وجہ سے صاد سے بھی لکھ جاتا ہے اسی لئے اکثر قرآنوں میں یَبْصُطُ صاد سے لکھا گیا ہے۔ مَلَأ اشراف اور ممتاز لوگ۔ جس طرح قوم اور رہط اور جیش معناً جمع ہیں اسی طرح یہ بھی جماعت کا اسم ہے۔ اس کی جمع آتی ہے املاء۔ ایک شاعر کہتا ہے ؎ وَقَالَ لَهَا الْاَمْلَاءُ مِنْ کُلِّ مَعْشَرٍ ـ وَخَیْرُ اَقَاوِیْلِ الرِّجَالِ سَدِیْدُهَا
یہ ملاء سے جسکے معنی بھرنے اور پُر کرنے کے ہیں ماخوذ ہے۔ چونکہ اشراف لوگ مجلسوں کو رونق سے اور آنکھوں کو ہیبت سے بھر دیتے ہیں اسلئے انھیں ملاء کہتے ہیں۔ اس کی ماضی مَلَأَ۔ مضارع یَمْلَأُ۔ مصدر مِلْاَةٌ اسم فاعل مَلِیٌّ ہے۔

تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا

لڑو تم — کہا انھوں نے اور کیا ہے ہم کو — یہ کہ نہ لڑیں ہم — بیچ — راہ اللہ کے — اور تحقیق — نکالے گئے ہم

گئے تھے کیا وجہ ہے کہ ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں — حالانکہ ہمیں اپنے شہروں

مِنْ دِیَارِنَا وَاَبْنَآىِٕنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا

گھروں اپنوں سے — اور بیٹوں اپنوں سے — پس جب لکھا گیا — اوپر ان کے — لڑنا — پھر گئے — مگر تھوڑے

سے نکالا گیا اور اولاد سے علیحدہ کر دیا گیا ہے — یعنی جب ان پر جہاد فرض کیا گیا تو چند لوگوں کے سوا سب پیٹھ پھیر کر بھاگے

مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝۲۴۶ وَقَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ

ان میں سے — اور اللہ جاننا ہے — ظالموں کو — اور کہا — واسطے ان کے نبی ان کے نے — تحقیق — اللہ نے

تھے — اور اللہ بھی نافرمانوں کو خوب جانتا ہے۔ — اور ان سے ان کے نبی نے کہا کہ واقعی اللہ نے

قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْٓا اَنّٰى یَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ

مقرر کیا ہے واسطے تمہارے — طالوت کو بادشاہ — کہا انھوں نے کیونکر ہوگی — واسطے اس کے بادشاہی

طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر کیا ہے — کہنے لگے بھلا اسے ہم پر کیونکر حکومت کا حق حاصل ہو سکتا ہے

عَلَیْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ یُؤْتَ سَعَةً مِّنَ

اوپر ہمارے — اور ہم بہت حقدار ہیں — ساتھ بادشاہی کے — اس سے — اور نہ دیا گیا — وہ کشائش — مال

حالانکہ ہم اس سے زیادہ حکمرانی کے حقدار ہیں — اور اسے تو مال و دولت کی وسعت بھی حاصل

الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَیْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِی

سے — کہا تحقیق اللہ نے پسند کیا اس کو — اوپر تمہارے — اور زیادہ دی اس کو کشادگی — بیچ

نہیں — انھوں نے کہا — اللہ نے تم میں سے اسی کو منتخب کیا ہے — اور اسے علم کی فراوانی اور جسمانی

الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ یُؤْتِیْ مُلْكَهٗ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ

علم کے — اور بدن کے — اور اللہ دیتا ہے ملک اپنا — جس کو چاہتا ہے — اور اللہ کشائش والا

طاقت عطا کی ہے — اور اللہ تو جسے حکمرانی عطا کرتا ہے جسے چاہتا ہے — اور اللہ بڑا وسعت بخشنے والا

عَلِیْمٌ ۝۲۴۷ وَقَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اٰیَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ التَّابُوْتُ

جاننے والا ہے — اور کہا واسطے ان کے نبی ان کے نے — تحقیق نشانی بادشاہی اس کی کی — یہ کہ آوے تمہارے پاس صندوق

ذی علم ہے — اور ان کے نبی نے ان سے کہا کہ دیکھو طالوت کی حکمرانی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آ جائے — جس میں

فِیْهِ سَكِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ

بیچ اس کے تسکین ہے — پروردگار تمہارے سے — اور باقی ہے اس چیز سے کہ چھوڑ گئی قوم موسیٰ کی — اور قوم

تمہارے رب کی جانب سے دلجمعی کا سامان ہوگا — اور وہ بقیہ اشیاء بھی جو آل موسیٰ اور آل ہارون چھوڑ گئے تھے۔

هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

ہارون کی — اٹھا لاویں گے اس کو فرشتے — تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے تمہارے — اگر ہو تم

(تمہیں مل جائیگی) اس کو فرشتے اٹھائے ہوں گے — یقیناً تمہارے لئے اس ایک بات میں نشانی ہے — اگر تم سچے ایماندار

مُّؤْمِنِیْنَ ۝۲۴۸ ع فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ

ایمان والے — پس جب جدا ہوا — طالوت — ساتھ لشکروں کے — کہا — تحقیق — اللہ

ایمان ہو — پس جب طالوت لشکروں سمیت چل کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ اللہ ایک نہر سے

ع ۳۲ / ۹ / ۱۶

منزل ۱

حل لغات۔
۱ طالوت اسم عجمی ہے جس طرح جالوت اور داؤد۔ اور چونکہ عجمہ اور تعریف دو سبب موجود ہیں اسلئے غیر منصرف ہے
۲ اَلتَّابُوْتُ اس کا وزن ہے فَعَلُوْت اور احتمال ہے فَاعُوْل کے وزن پر ہو مگر یہ دوسری شق مرجوح ہے، وجہ یہ کہ کلام عرب میں ایسے لفظ بہت کم پائے جاتے ہیں جنکا فے اور لام کلمہ ایک جنس سے ہو جیسے سلس اور قلق۔ اور جب یہ ہے تو تابوت کو تبت سے مشتق کہنا شاذ ہوگا اور شاذ ہوا تو شق اول متعین ہوئی یعنی تابوت فَعَلُوْت کے وزن پر ہے تَوْب بمعنی رجوع سے مشتق اور چونکہ تابوت یعنی صندوق میں وہ چیزیں رکھی جاتی ہیں جن کے نکالنے کی ہمیشہ ضرورت پڑتی ہے اور صندوق کا مالک وقتاً فوقتاً اسکی طرف رجوع کرتا ہے اسلئے اسکو تابوت کہتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۵۸) متعہ بھی نہ ہوا اور یہ بیان صفحہ ۱۳۵ میں بھی ہے فقط۔

(فوائد صفحہ ۵۸) ف۱ اب یہ آیت منسوخ الحکم اور باقی التلاوت ہے فقط۔ ف۲ یعنی پہلے اس طلاق والی عورت کو کچھ دینا بیان ہوا جس سے نہ جماع ہوا نہ مہر مقرر۔ اس آیت میں سب (دینا) مطلقہ کیلئے ہے۔

راہ اللہ خرچ کی فضیلت۔ ف۳ موضح القرآن میں ہے کہ یہ پہلی امت میں ہوا ہے کہ کئی ہزار آدمی گھر بار لیکر اپنے وطن چھوڑ نکلے انکو ڈر ہوا غنیم کا اور لڑائی سے جی چرایا یا ڈر ہوا وبا کا اور یقین نہ ہوا تقدیر کا۔ ایک منزل پہنچکر سب مرگئے پھر سات دن کے بعد پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے زندہ ہوئے کہ آگے کو توبہ کریں۔ یہاں اسی واسطے فرمایا کہ جہاد سے جی چرانا عبث ہے موت نہیں چھوڑتی۔ مسند احمد میں ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کی طرف چلے تو راستہ میں اطلاع ملی آج کل وہاں طاعون کی وبا پھیلی ہوئی ہے چنانچہ تردد ہوا کہ وہاں اس حال میں جائیں یا نہ جائیں؟ اسپر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جب کسی جگہ وبا آئے اور تم وہاں موجود ہو تو وہاں سے ڈر کر مت بھاگو اور جب تم کسی جگہ وبا کی خبر سنو تو وہاں مت جاؤ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث نبوی سنکر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر وہاں سے واپس چلے گئے۔ مقصد یہ کہ موت تو اپنے وقت مقررہ پر ہی موقوف ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت فرمایا تھا کہ کہاں ہیں موت سے ڈرنے والے لڑائی جہاد سے جی چرانے والے بزدل لوگ وہ دیکھیں کہ میرا جوڑ جوڑ راہ خدا میں زخمی ہو چکا ہے سارے جسم میں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں تیر تلوار نیزہ نہ لگا ہو لیکن دیکھو میں آج بستر پر مر رہا ہوں اور میدان جنگ میں زندہ رہا (ابن کثیر وغیرہ)۔ ف۴ اللہ تعالیٰ کو قرض دینا یہ ہے کہ جہاد میں خرچ کرے اسکے درجے بہت بڑھتے ہیں بلکہ سات سو تک ثواب لکھا جاتا ہے۔ مشکوٰۃ کتاب الجہاد فصل دوم صفحہ ۳۳۲ میں فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً آیا ہے كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلٰى عَمَلِهٖ اِلَّا الَّذِيْ مَاتَ مُرَابِطًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ يُنْمٰى لَهٗ عَمَلُهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَيَاْمَنُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مرتا ہے اسکے عملنامہ پر مہر لگاکر بند کردیتے ہیں لیکن جو شخص جہاد میں مسلمانوں کی نگہبانی کرتے ہوئے مرتا ہے اسکے عمل نامہ کو بند نہیں کیا جاتا بلکہ قیامت تک نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور فتنہ قبر سے بھی محفوظ رہتا ہے اور ابن ماجہ صفحہ ۲۰۳ میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً یوں ہے مَنْ غَزَا بِنَفْسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَنْفَقَ فِيْ وَجْهِهٖ ذٰلِكَ فَلَهٗ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُمِائَةِ اَلْفِ دِرْهَمٍ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص جہاد میں خود بھی جائے اور مال بھی خرچ کرے تو ہر ایک درہم کے بدلے سات لاکھ درہم لکھے جاتے ہیں پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ یعنی اللہ تعالیٰ جس کیلئے جتنا چاہے بڑھائے۔ اس آیت کو سُن کر ابوالدحداح انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا تھا یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ ہم سے قرض طلب فرماتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ انھوں نے عرض کیا اپنا ہاتھ دیجئے۔ پھر ہاتھ میں ہاتھ لیکر کہا حضور! میں نے اپنا باغ جس میں چھ سو کھجور کے درخت ہیں اللہ تعالیٰ کو قرض دیا۔ یہ کہکر سیدھے باغ گئے باہر ہی کھڑے ہو کر اپنی بیوی کو آواز دی کہ بچوں کو لیکر باہر آجاؤ۔ میں نے یہ باغ راہ اللہ دیدیا۔ معلوم ہوا کہ ہماری جان، مال، اولاد سب خدا ہی کی ملک ہیں لیکن وہ اپنی عنایت و مہربانی سے اپنا مال آپ ہی قرض لیتا ہے اور دوگنا تگنا چوگنا بلکہ سینکڑوں درجہ گنا دیتا ہے۔ قرض حسنہ سے یہ مراد ہے کہ خوشی سے دے اور پھولا نہ سماوے کہ اسکا مال نیک کاموں میں صرف ہوا۔ ایسی نعمت کس کو نصیب ہو قرآن و حدیث کی ترویج و اشاعت میں نیز کفار سے قتال کرنے میں خوب دل کھول کر خرچ کرے، مفلسی سے نہ ڈرے اللہ دینے والا ہے۔ فقط۔

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ یعنی دشمنوں نے ہمارے ملک چھین لئے ہمارے بچوں کو لونڈی غلام بنالیا ہم ضرور لڑیں گے فقط۔ ف۲ یعنی میدان جنگ سے چلدیئے اور بھاگ گئے صرف تین سو تیرہ آدمی باقی رہ گئے۔ جب جنگ کیلئے نکلے تھے تو اس وقت تقریباً اسی ہزار تھے۔ شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کا کام ایک مدت تک بندرہا۔ پھر جب نیت بگڑی تو اللہ تعالیٰ نے دشمن کو اُنپر غالب کردیا۔ ایک کافر بادشاہ تھا جالوت اُس نے بنی اسرائیل سے سب شہر چھین لئے اور بہت سے بندی (قیدی) پکڑلے گیا۔ بنی اسرائیل بھاگ کر بیت المقدس میں جمع ہوگئے۔ حضرت شمویل نبی سے چاہا کہ کوئی بادشاہ با اقبال مقرر کردو کہ بغیر سردار با اقبال کے ہم لڑ نہیں سکتے فقط۔ امیر کے شرائط۔ ف۳ بنی اسرائیل میں دو خاندان تھے ایک پیغمبری کا دوسرا بادشاہی کا۔ پیغمبر تو لاوی بن یعقوب کی اولاد میں سے ہوئے تھے۔ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اسی خاندان میں سے تھے اور بادشاہ یہوذا ابن یعقوب کی نسل سے ہوا کرتے تھے۔ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام اسی خاندان سے تھے۔ طالوت کو ان دونوں خاندانوں سے کچھ تعلق نہیں تھا بلکہ قوم کا سقہ یا موچی تھا۔ یہ ایسا مالدار بھی نہ تھا کہ دولت کی وجہ سے سلطنت کا کام چلا سکے بلکہ ایک غریب و مفلس آدمی تھا۔ سلطنت و مادی طاقت نہ ہونے کی وجہ سے انھوں نے اسکو اپنا امام و سردار ماننے سے انکار و اعتراض کیا۔ پیغمبر نے انکے اعتراض کا جواب دیا کہ طالوت کو میں نے نامزد نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسکا انتخاب کیا ہے گو طالوت کے پاس مال و دولت فوج و لشکر و خاندانی شرافت نہیں مگر علم اور جسم اللہ نے عطا کیا ہے۔ امام، سردار بادشاہ ہونے کے لئے علم کی زیادہ ضرورت ہے تاکہ انتظام پر قادر ہو اور جسامت بھی بایں معنی مناسب ہے کہ موافق و مخالف کے قلب میں وقعت و ہیبت پیدا ہو۔ یہ ہے وجہ صحیح قیادت کے اہل ہونے کی۔ بنی اسرائیل نے جب یہ سُنا تو پھر کہا پیغمبر سے کہ اسکے سوا کوئی اور دلیل بھی ان کی بادشاہت پر دکھلادو تاکہ ہمارے دل میں کوئی اشتباہ نہ رہے۔ نبی نے دعا کی جناب الٰہی نے طالوت کی سلطنت کی دوسری نشانی بیان فرمادی گئی فقط۔ ف۴ بنی اسرائیل میں ایک صندوق موروثی طور پر چلا آتا تھا جس میں حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے وقت کی چیزیں تبرک کی تھیں لڑائی کے وقت اس صندوق کو لشکر کے آگے لے چلنے سے تمام لشکر میں ایک طرح کی دلجمعی اور اس دلجمعی کے سبب سے ایک ہمت اور جرأت پیدا ہو جاتی تھی جس سے بفضلِ خدا لشکری لوگ دل کھول کر دشمن سے لڑتے تھے اور باذنِ ایزدی فتحیاب ہوتے اسی واسطے اس صندوق کا نام تابوت سکینہ رکھا گیا تھا۔ بنی اسرائیل کی شامتِ اعمال سے یہ تابوت سکینہ انکے قبضہ سے نکل کر دشمن لوگوں کے قبضہ میں چلا گیا تھا۔ حضرت شمویل علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا طالوت کی دوسری نشانی یہ ہے کہ چھنا ہوا تابوت تمھیں پھر مل جائے گا۔ چنانچہ کفار جہاں اسکو رکھتے وہاں ہی بحکم خدا ایک وبائی بیماری پھیل جاتی تنگ آکر ایک گاڑی پر لادکر بیلوں کو ہانک دیا۔ فرشتے اسکو یہاں پہنچا گئے جس سے بنی اسرائیل کو بڑی خوشی ہوئی اور طالوت بادشاہ، سردار مسلّم ہوگئے فقط۔

مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ

آزمانے والا ہے تم کو ساتھ نہر کے پس جو کوئی پیئے اس میں سے پس نہیں ہے مجھ سے وقف لازم اور جو کوئی نہ چکھے گا اس کو

ذریعہ سے تمہارا امتحان لینے والا ہے پس جس کسی نے اس میں سے پانی پیا وہ میری جماعت سے نہ ہوگا۔ اور جو نہ پیئے گا وہ میری جماعت

فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً ۢ بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا

پس تحقیق وہ مجھ سے ہے مگر جو کوئی بھر لے ایک چلو ساتھ ہاتھ اپنے کے پس پی گئے اس میں سے مگر

میں سے ہے۔ ہاں اپنے ہاتھ سے چلو بھر (پی لینے) میں کوئی حرج نہیں — پھر ان میں سے چند لوگوں کے سوا سب نے

قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا

تھوڑے ان میں سے پس جب پار اترا اس سے وہ اور جو لوگ کہ ایمان لائے ساتھ اس کے کہنے لگے نہیں

پی لیا۔ پھر جب طالوت اور اس کے ایماندار ساتھی نہر کے اس پار ہو گئے تو (نافرمانی کرنے والوں نے) کہا کہ

طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ

طاقت ہم کو آج کے دن ساتھ جالوت کے اور لشکروں اس کے کے کہا ان لوگوں نے جو جانتے تھے یہ کہ وہ

ہم میں تو جالوت اور اس کے لشکر سے لڑنے کی آج طاقت نہیں — وہ لوگ جو (قیامت کو) اللہ سے ملاقات کرنے کا یقین

مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ

ملنے والے ہیں اللہ کے بہت بار ایسا ہوا کہ جماعت تھوڑی غالب آئی جماعت بہت پر ساتھ حکم اللہ کے

رکھتے تھے — کہنے لگے۔ کتنی ہی چھوٹی جماعتیں ہیں جو حکم الٰہی سے بڑی بڑی جماعتوں پر غالب آگئیں اور اللہ

وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۲۴۹﴾ وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا

اور اللہ ساتھ صبر کرنے والوں کے ہے وقف لازم اور جب ظاہر ہوئے واسطے جالوت کے اور لشکروں اس کے کے کہا انھوں نے

صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور جب وہ جالوت اور اس کے لشکر کے مقابلے پر آئے۔ تو کہنے لگے۔ اے

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ

اے پروردگار ہمارے ڈال اوپر ہمارے صبر اور ثابت رکھ قدم ہمارے اور مدد دے ہم کو اوپر قوم

ہمارے رب! ہمیں صبر عطا کر اور ثابت قدم رکھ اور کافروں پر نصرت عطا فرما —

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۵۰﴾ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ڐ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ

کافروں کے پس شکست دی ان کو ساتھ حکم اللہ کے اور قتل کیا داؤد نے جالوت کو اور دی اس کو

پس انھوں نے اللہ کے حکم سے انھیں شکست دی۔ اور داؤد نے جالوت کو قتل کیا۔ اور اللہ

اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَاۗءُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ

اللہ نے بادشاہی اور حکمت اور سکھایا اس کو جو کچھ چاہا اور اگر نہ ہوتا دفع کرنا اللہ کا لوگوں کو بعضے ان کے کو

نے داؤد کو حکومت اور حکمت عطا فرمائی اور جو کچھ اسے چاہا سکھایا اور اگر اللہ انسانوں کے ایک گروہ کے ذریعہ

بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۵۱﴾

ساتھ بعض کے البتہ بگڑ جاتی زمین ولیکن اللہ صاحب فضل کا ہے اوپر عالموں کے وقف

دوسرے گروہ کو ہٹاتا نہ رہے تو البتہ زمین میں فساد پھیل جائے لیکن اللہ کائنات پر تفضل کرتا ہے —

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۵۲﴾

یہ نشانیاں ہیں اللہ کی پڑھتے ہیں ہم ان کو اوپر تیرے ساتھ حق کے اور تحقیق تو البتہ بھیجے ہوؤں سے ہے وقف

یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم صحیح صحیح آپ کو پڑھ کر سنا رہے ہیں اور بلاشبہ آپ رسولوں میں سے ہیں —

حل لغات: ۱؎ نَهَرٍ یہ لفظ ہا کے سکون اور تحریک دونوں طرح سے منقول ہے اور ہر وہ لفظ بلکہ جس ثلاثی کا درمیانی حرف حروف حلق سے ہوتا ہے اسکے عین کلمہ کو حرکت اور سکون دونوں طرح سے پڑھتے ہیں جیسے صَخْرًا اور صَخَرًا، شَعْرًا اور شَعَرًا، بَحْرًا اور بَحَرًا ایک شاعر کہتا ہے — کانما خلقت کفاہ من حجر فلیس بین یدیہ والندی عمل

ف۱ اب چونکہ بنی اسرائیل کا حوصلہ بڑھ گیا اسلئے ہوس زیادہ ہو گئی عام و خاص سب نکل کھڑے ہوئے (اور تجربہ کاروں کے نزدیک عام بھیڑ بھاڑ لڑائی میں اکثر شکست کا باعث ہو جایا کرتی ہے) اس خیال سے طالوت نے دریا پر پہنچکر جب کہ گرمی اور تشنگی تھی انتخاب و آزمانا چاہا حکم دیا جو اسکا پانی پی لے وہ میرے ساتھ نہ آوے مگر چلو بھر لے زبان تر کر لینے کا کچھ مضائقہ نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہ نہر اُردن و فلسطین کے درمیان تھی اسکا نام نہر اشریعہ تھا۔ طالوت نے انھیں ہوشیار کر دیا تھا کہ اس نہر کا پانی کوئی نہ پیئے۔ جو پیئےگا وہ میری جماعت سے خارج ہے ہاں ایک آدھ گھونٹ پینے کا کوئی حرج نہیں۔ آخر اسی ہزار لوگوں میں سے صرف تین سو تیرہ نے کہا مانا۔ حکم کے مطابق چلو پانی پیا انکی پیاس بجھی اور جنھوں نے زیادہ پیا انکی پیاس نہ بجھی اور زیادہ لگی نافرمان ہو کر آگے نہ چل سکے فقط۔ فتحیابی کا دار و مدار اللہ کی مشیت پر ہے۔ ف۲ جب میدان جنگ میں طرفین صف بستہ ہو گئے تو قدیم دستور کے مطابق جالوت نے اپنی فوج میں سے نکل کر بنی اسرائیل کو للکارا کہ میرے مقابلہ کیلئے کسی کو بھیجو۔ یہ بڑا جسیم پہلوان تمام جسم کو لوہے کی درع سے ڈھانپا ہوا تھا سوائے ماتھے کے۔ تب ان مطیع اور امتحان میں پاس ہونے والوں نے اپنی فوج کو قلیل اور دشمن کو کثیر دیکھ کر یہ بات کہی کہ ہم میں تو اتنے بڑے لشکر کے مقابلہ کی طاقت نظر نہیں آتی طالوت اور جماعت کے اہل علم حضرات نے سب کی ہمت باندھتے ہوئے کہا کہ خبردار استقامت سے کام لو اللہ تعالیٰ ایسے مطیع لوگوں کے ساتھ ہے۔ اس کی مدد سے اکثر ایسا ہوا ہے کہ تھوڑی سی جماعت نے بڑے بڑے لشکروں پر فتح پائی ہے۔ اس وقت اس قلیل جماعت نے اللہ تعالیٰ سے صبر و استقامت کی بصد عجز و نیاز گڑگڑا کر دعائیں مانگیں۔ اس دُعا کی ترتیب بڑی پاکیزہ ہے کہ غلبہ کیلئے چونکہ ثابت قدمی کی ضرورت ہے اسلئے پہلے اسکی دُعا کی اور ثابت قدمی کا مدار اثبات قلب پر ہے اسلئے اس سے پہلے ثبات قلب کی دُعا کی جو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی چنانچہ داؤد علیہ السلام ایک نوجوان آدمی اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے بکریاں چراتے تھے۔ راستہ میں تین پتھر ملے اور بولے کہ ہم کو اٹھا لو جالوت کو قتل کریں گے۔ انھوں نے اُٹھا لئے تھے۔ داؤد علیہ السلام نے باجازت طالوت کے جالوت بت پرست کے ماتھے پر گوپی سے پتھر مارا جس سے وہ دشمن خدا مر گیا۔ بحکم خدا مسلمانوں کو فتح یابی ہوئی۔ طالوت نے اپنی بیٹی داؤد علیہ السلام کو نکاح میں دیدی اور فوج پر افسر بنایا۔ خداوند تعالیٰ نے نبوت و حکومت عطاء فرمائی فقط۔

ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ یوں کمزور لوگوں کی کمزوری نہ بدلتا جس طرح بنی اسرائیل کو طالوت جیسے مدبر بادشاہ اور حضرت داؤد علیہ السلام جیسے دلیر سپہ سالار عطاء فرما کر بدلی تو زمین میں فساد برپا ہو جاتا لوگ تباہ و برباد ہو جاتے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ایک نیک متقی کامل مومن کی وجہ سے اُس کے آس پاس کے سو گھرانوں سے اللہ تعالیٰ بلاؤں کو دُور کر دیتا ہے فقط۔

ف۴ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی ہے کہ آپ سابقہ اُمم کے واقعات جو ہم نے بذریعہ وحی بتائے ہیں بیان کرتے رہیں۔ یہ آپ کی نبوت کی صریح دلیل ہے اور یقیناً آپ پیغمبروں میں سے ہیں فقط۔

بحمد اللہ دوسرے پارہ کے حواشی مرتب ہوئے۔ خداوند تعالیٰ میری اس سعی کو قبول فرما کر ذریعہ نجات اور دخول جنت کا سبب فرما دے آمین۔ ابو عمار رحمت اللہ غفر لہ ولوالدیہ

★ یری التیمم فی بروفی بحر مخافۃ ان یری فی کفہ بلل نز ؎۲ غُرْفَۃً۔ یہ لفظ غین کے زبر اور پیش دونوں سے پڑھا گیا ہے۔ غُرفہ بالضم کے معنی ہیں ایک چلو پانی۔ اور غَرفہ بالفتح کہتے ہیں ایک بار ہاتھ سے پانی اٹھانے کو۔ یہی حال ہے اُکلۃ۔ اور اَکلۃ کا۔ اور خُطوۃ اور خَطوۃ کا۔ بعض کہتے ہیں کہ غَرفہ بالفتح اس چیز کو کہتے ہیں جو ہاتھ میں ہو تھوڑی ہو یا بہت اور غُرفہ بالضم کہتے ہیں کسی چیز سے مٹھی بھرنے کو ؎۳ لَا طَاقَۃَ۔ طَاقَۃٌ مصدر رہے معنے میں اِطَاقَۃ کے جیسے طاعۃ معنی میں اِطاعۃ کے بولا کرتے ہیں اَطَقْتُ الشَّیْءَ اِطَاقَۃً و طَاقَۃً۔ وَ اَغَارَ نَغِیْرُ اِغَارَۃً وَّ غَارَۃً۔ ؎۴ فِئَۃٍ کے معنے ہیں جماعت کے اور یہ اس لئے کہ فیٔ کے اصلی معنی ہیں رجوع کرنے کے۔ چونکہ آدمی ایک دوسرے کی طرف رجوع کر کے ایک جماعت ہو جاتے ہیں اس لئے اسے فِئَۃٌ کہتے ہیں۔ ؎۵ اَفْرِغْ صیغہ واحد مذکر حاضر امر باب افعال صحیح فرغ مادہ۔ اِفراغ کے معنی ہیں ڈالنے کے۔ جب کسی برتن کی سب چیز کو نکال کر ڈال دیتے ہیں تو اَفْرِغِ الْاِنَاءَ بولا کرتے ہیں اور یہ اس لئے کہ اِفراغ لیا گیا ہے فَرَاغ سے اور فَرَاغ کہتے ہیں خالی ہونے کو فُلَانٌ فَارِغٌ کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ وہ جس چیز میں مشغول تھا اس سے خالی ہو گیا۔ اور جب یہ ہے تو اِفراغ کے معنے برتن کو خالی کرنے کے ہوئے اور برتن خالی جب ہی ہوتا ہے کہ جو کچھ اس میں ہو سب باہر ڈال دیا جائے پس اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا کے یہ معنی ہوئے کہ ہم پر پورا پورا صبر ڈال دے۔ ؎۶ فَهَزَمُوهُمْ۔ ہَزَمُوْا صیغہ جمع مذکر غائب ماضی باب ضرب صحیح ہزم مادہ۔ اس کے لغوی معنے ہیں کسی چیز کے ٹوٹنے کے۔ مشک خشک ہو کر جب شق ہو جاتی ہے تو سِقَاءٌ مُنْهَزِمٌ بولتے ہیں۔ ابر کو ہزیم اسی واسطے کہتے ہیں کہ گویا بادل پھٹ کر اس میں سے مینہ نکلتا ہے ویقال سَمِعْتُ هَزْمَةَ الرَّعْدِ كَاَنَّهٗ صَوْتٌ فِيْهِ تَشَقُّقٌ۔ فقط

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ م

یہ پیغمبر بزرگی دی ہم نے بعضے ان کے کو اوپر بعض کے

یہ رسول ہیں۔ جن میں سے بعض کو ہم نے بعض پر فضیلت دی۔ ان میں سے بعض ایسے تھے

مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ط وَاٰتَيْنَا

ان میں سے بعض وہ ہیں کہ باتیں کیں اللہ تعالے نے اور بلند کیا بعضے انکے کو درجوں میں اور دیں ہم نے

جو اللہ سے ہمکلام ہوئے اور بعضوں کو اس نے کئی (اور بلند) درجے دیئے۔ اور عیسیٰ ابن مریم کو ہم نے

عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ط

عیسیٰ بیٹے مریم کے کو دلیلیں ظاہر اور قوت دی ہم نے اسکو ساتھ جان پاک کے

کھلے کھلے معجزات دیئے اور جبریل سے ان کی تائید کی۔ اور اللہ چاہتا تو لوگ ان پیغمبروں کے بعد

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ

اور اگر چاہتا اللہ تعالے نہیں لڑتے وہ لوگ کہ پیچھے ان کے تھے پیچھے اس کے کہ

جب کہ ان کے پاس واضح احکام آچکے تھے۔ ایک دوسرے سے نہ لڑتے لیکن (باوجود اس کے) لوگوں

مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَ

آئیں ان کے پاس دلیلیں ظاہر ولیکن اختلاف کیا انہوں نے پس بعض انہیں سے وہ شخص ہے کہ ایمان لایا اور

میں باہمی اختلاف پیدا ہوا تو ان میں بعض تو ایمان پر قائم رہے اور بعض نے کفر کا وطیرہ

مِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ط وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا قف وَلٰكِنَّ اللّٰهَ

بعض انہیں سے وہ ہے جو کافر ہوا اور اگر چاہتا اللہ تعالے نہیں لڑتے اور لیکن اللہ

اختیار کیا اور اگر اللہ چاہتا تو (یہ لوگ) ایک دوسرے سے نہ لڑتے مگر اللہ

يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿٢٥٣﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ ع ٥ ٣٣

کرتا ہے جو کچھ کہ چاہتا ہے ولا اے لوگو! جو ایمان لائے ہو خرچ کرو اس چیز سے کہ دیا ہم نے تم کو

جو چاہتا ہے کرتا ہے اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ط

پہلے اس سے کہ آوے وہ دن کہ نہیں خرید فروخت بیچ اسکے اور نہیں دوستی اور نہ سفارش

کچھ حصہ (اللہ کی راہ میں) اس سے پہلے پہلے خرچ کرلو کہ وہ دن آجائے جس دن نہ تو خرید و فروخت ہوگی،

وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٥٤﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج

اور کافر وہی ہیں ظالم ولا اللہ تعالے نہیں کوئی معبود مگر وہ

نہ دوستی کام آئے گی اور نہ سفارش۔ اور انکار کرنیوالے ہی ظالم ہیں (لوگو!) اللہ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود

اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ج لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ط لَهٗ

زندہ ہے ہمیشہ رہنے والا نہیں پکڑتی اس کو اونگھ اور نہ نیند واسطے اسی کے

نہیں۔ وہ حی و قیوم ہے۔ اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے۔ سب اسی کا

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ

ہر چیز ہے بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے کون ہے وہ جو سفارش کرے ولا

ہے۔ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے پاس کسی کی سفارش کر سکے (کیونکہ اجر کچھ

منزل ١

حل لغات:۔

ا؎ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قُدُس دال کے پیش اور سکون دونوں سے پڑھا گیا ہے۔ قُدُس معنی میں مُقَدَّس کے ہے جیسے صِدْق معنی میں صَدُق کے ہے۔ اَلْحَيُّ اصل میں حَيْيٌ جیسے حَذِرٌ یعنی ایک سے دوسری میں مدغم ہو گئی یا یوں کہو کہ اس کی اصل تھی اَلْحَيْوٌ واو اور ے ایک کلمہ میں جمع ہوئے اور پہلا ساکن واو کو "ے" سے بدل کر "ے" میں ادغام کیا۔

ب؎ اَلْقَيُّوْمُ قائم کا مبالغہ ہے۔ اصل میں تھا قَيْوُوْمٌ بروزن فَيْعُوْلٌ واو اور ے ایک کلمہ میں جمع ہوئے اور پہلا ساکن واو کو ے کر کے ے میں ادغام کر دیا۔ یہ قائم بالامر سے لیا گیا ہے تو اَلْقَيُّوْمُ کے معنی ہوئے تدبیر خلق میں دائم القیام کے۔ اور بعض کہتے ہیں اَلْقَائِمُ بِذَاتِهٖ اَلْمُقِيْمُ لِغَيْرِهٖ۔ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ سِنَۃ۔ نیند کا مقدمہ یعنی ایک طرح کا فتور جو نیند سے پہلے حواس میں ہو جاتا ہے اور اسی کو نُعَاس بھی کہتے ہیں۔ نوم وہ حالت ہے جو حیوان کو عارض ہوتی یعنی رطوبی بخارات کے اوپر چڑھنے کی وجہ سے جو دماغی اعصاب ڈھیلے اور سست پڑتے اور حواس ظاہرہ احساس سے معطل ہو جاتے ہیں۔ اس کیفیت کا نام نوم ہے۔

فضائل رُسل۔ ف۔ اللہ نے آیت ہذا میں خبر دی ہے کہ ہم نے بعض انبیاء و رسل کو بعض پر فضیلت دی ہے جیسا کہ دوسری جگہ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّنَ الخ میں بھی ہے اور صحیحین کی روایت میں ہے کہ مجھ کو اور پیغمبروں پر فضیلت نہ دو اور نہ باقی پیغمبروں کو ایک دوسرے پر نام زد کر کے فضیلت دو۔ قرآن و حدیث میں کوئی مخالفت نہیں مقصد یہ ہے کہ امتیوں کو حکم ہے کہ مقابلتاً کسی نبی کو نامزد کر کے کسی نبی پر فضیلت و بزرگی نہ دو پیغمبروں کی شان اور رتبہ بہت بڑا ہے۔ اللہ نے سب نبیوں کو علیحدہ علیحدہ مرتبے دیے ہیں۔ ہاں مجمل طور پر ہمارے نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء و رُسل پر فضیلت ہے۔ آپ سید الرُسل ہیں جتنے فضائل جس نبی و رسُول کے بتائے۔ وہی بیان کرنے چاہئیں مثلاً کسی کو خلیل، کلیم، رُوح وغیرہ فرمایا بس جو بات کسی صحیح حدیث سے معلوم ہو جائے اُسی حد تک بیان کرنا درست ہے جیسا کہ مشکوٰۃ صفحہ ۵۰۴ باب الفضائل میں ہے، آپؐ نے خود خبر دی کہ مجھ کو چھ چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے اور نبیوں پہ فضیلت دی ہے۔ جوامع الکلم کا ملنا یعنی فصاحت و بلاغت کا معجزہ۔ دُوسرے دُور ہی دُشمن پر رُعب پڑنا۔ غنیمت کا حلال ہونا۔ تمام زمین پر نماز کا جائز ہونا۔ تمام جہان کی طرف نبی ہو کر آنا۔ خاتم الانبیا ہونا اور وَلَوْ شَاءَ اللهُ کو دو دفعہ لائے جس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی بات نہیں ہو سکتی بس اللہ تعالیٰ مختار ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں فقط۔

کونسا خرچ کیا ہوا کام آئے گا؟ ف۲ یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرو تاکہ قیامت کے دن بڑے بڑے درجات کے مستحق ہو۔ جو نیک کام کرنا چاہتے ہو اپنی دنیا کی زندگی ہی میں کر لو، قیامت کے دن نہ تو خرید و فروخت ہے نہ زمین بھر سونا دینے سے جان چھوٹے، نہ کسی کا نسب، خاندان، دوستی محبت و سفارش کام آئے اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ دُنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جو دنیا میں نیک کام کرو اُس کا بدلہ آخرت میں لے لو۔ بخاری مطبوعہ میرٹھ کے صفحہ ۱۹۱ میں ہے جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَىُّ الصَّدَقَةِ اَعْظَمُ اَجْرًا قَالَ اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَاْمُلُ الْغِنٰى وَلَا تُمْهِلْ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ یعنی ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کونسا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا جو صحت و تندرستی کی حالت میں خرچ ہو جس وقت یہ امید ہو کہ ابھی میں زندہ ہوں اور یہ مال میرے کام آئے گا۔ یہ نہیں کہ آجکل آجکل کرتا رہا، جب مرنے لگا اور جانا کہ اب میں نہیں بچنے کا تو کہنے لگا کہ فلاں شخص کو یہ دینا فلاں کو وہ دینا ایسا صدقہ کچھ کام نہ دے گا کیونکہ اب تو اوروں کو مل ہی جائے گا یہ دے یا نہ دے۔ فتح البیان میں ہے کہ مراد اس جگہ صدقہ فطر ہے بعض کے نزدیک یہ آیت شامل ہے زکوٰۃ فرض و تطوّع دونوں کو۔ ابن عطیہ نے کہا یہی صحیح ہے، حدیث میں ہے جو زکوٰۃ نہ دے وہ مسلمان نہیں۔ اس مضمون کا بیان آل عمران رکوع ۱۰ میں بھی ہے

آیتُ الکرسی کی فضیلت۔ ف۳ آیت ہذا کا نام آیت الکرسی ہے۔ یہ بڑی عظمت، بزرگی والی آیت ہے۔ حدیث مرفوع میں ہے یہ کتابُ اللہ میں افضل آیت ہے۔ اس کے بہت سے نام احادیث سے ثابت ہیں۔ ابن مردویہ میں ابوامامہؓ سے ہے کہ اللہ کا وہ اسم اعظم کہ جب اسکے ساتھ دُعا کریں تو وہ قبول ہو۔ تین سورتوں میں ہے سورۂ بقرہ میں یعنی آیتُ الکرسی، آل عمران و سورہ طٰہٰ میں۔ دُوسرا لفظ ابوامامہؓ کا یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا جس نے ہر فرض نماز کے بعد آیتُ الکرسی کو پڑھا تو اُس کیلئے دخول جنت سے مانع نہیں سوائے موت کے۔ ابن کثیر میں ہے اللہ نے موسیٰ بن عمران کو وحی کی کہ ہر فرض نماز کے بعد آیتُ الکرسی پڑھ لیا کرو۔ جو شخص یہ کرے گا میں اُسے شاکر دل، ذاکر زبان، نبیوں کا ثواب صدیقوں کا عمل دوں گا۔ اس پر ہمیشگی صرف نبیوں یا صدیقوں سے ہوتی ہے یا اس بندہ سے جسکا دل میں نے ایمان کے لئے آزما لیا ہو یا اُسے اپنی راہ میں شہید کرنا چاہتا ہوں۔ جامع ترمذی میں ہے جو شخص سورۂ حٰمٓ اَلْمُؤْمِنُ کو اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ تک اور آیتُ الکرسی کو صبح کے وقت پڑھے گا وہ شام تک خدا کی حفاظت میں رہے گا اور شام کو پڑھنے والے کی صبح تک حفاظت ہو گی۔ اس کے پچاس کلمے ہیں۔ ہر کلمہ میں پچاس برکتیں ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُبَی بن کعبؓ سے فرمایا تھا اے ابا منذر! (یہ کنیت ہے) تو جانتا ہے کہ کونسی آیت کتابُ اللہ میں اعظم ہے۔ جب انھوں نے کہا آیتُ الکرسی تو آپؐ نے فرمایا لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ يَا اَبَا مُنْذِرٍ یعنی خدا تجھے تیرا علم مبارک کرے۔ اُس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قیامت کے دن اس کی ایک زبان دو ہونٹ ہونگے اور یہ بادشاہِ حقیقی کی تقدیس بیان کرے گی اور عرش کے پائے سے لگی ہو گی (ترمذی۔ احمد) حدیث طویل ابو ہریرہؓ میں قصہ شیطان کے آنے کا تین رات تک آیا ہے۔ تیسری رات ابو ہریرہؓ نے اس کو پکڑا تو اُس نے کہا دَعْنِىْ اُعَلِّمْكَ كَلِمٰتٍ يَّنْفَعُكَ اللهُ بِهَا اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَاْ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ حَتّٰى تَخْتِمَ فَاِنَّكَ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللهِ حَافِظٌ وَّلَا يَقْرَبُكَ شَيْطٰنٌ حَتّٰى تُصْبِحَ (بخاری، نسائی۔ ابونعیم، ابن مردویہ) یعنی ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رمضان المبارک کے صدقۂ الفطر پر میں پہرہ دے رہا تھا۔ ایک رات شیطان آیا اور غلہ سمیٹ کر اپنی چادر میں جمع کرنے لگا۔ میں نے اُسے پکڑ لیا۔ بالآخر تیسری رات پھر آیا تو میں نے اس کو نہ چھوڑنے کے ارادہ سے پکڑ لیا۔ اُس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تم کو آیتُ الکرسی بتاتا ہوں اگر تم اپنے بستر پر آ کر العظیم تک پڑھ لو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر ایک محافظ مقرر کر دیا جائے گا پس صبح تک شیطان چور چکار قریب بھی نہ آ سکے گا۔ یہ واقعہ اُبی بن کعب و ابو ایوب انصاریؓ کے ساتھ بھی پیش آیا تھا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید اور صفات کو بیان فرمایا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے ہمیشہ سے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں وہ تمام مخلوقات کا موجد اور تمام نقصانات سے منزہ اور پاک ہے اور سب کا مالک، کامل علم اور سب پر پوری قدرت اور اعلیٰ درجہ کی عظمت اُسی کو حاصل ہے کسی دوسرے کو اتنا بھی اختیار نہیں کہ بغیر اُسکے حکم کے کسی کی سفارش بھی اس سے کر سکے۔ قیامت کے دن شفاعت کی جس کو اجازت ہو گی وہ اسی قدر سفارش کر سکے گا۔ قرآن مجید میں جہاں بھی شفاعت کا ذکر ہے وہاں یونہی فرمایا کہ بغیر اجازت کوئی سفارش نہیں کر سکتا۔ سورہ یونس کے رکوع اول میں ہے (باقی ضمیمہ میں دیکھئے)

ضمیمہ

(ضمیمہ متعلق صفحہ ۶۱) مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِہٖ۔ اور سورۂ انبیاء کے دوسرے رکوع میں ہے وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی یعنی خدا کی بغیر اجازت کوئی شفاعت کر ہی نہیں کر سکتا اور جس کو اجازت ملے گی تو وہ اسی کی شفاعت کرے گا جس کے لئے اللہ کی مرضی ہوگی اور سورہ طٰہٰ کے چھٹے رکوع میں ہے یعنی اس دن نہ فائدہ دے گی شفاعت مگر اس کو جس کے واسطے اذن رحمٰن ہوگا اور پسندکی ہوگی اس کی بات یعنی جس نے کلمۂ ایمان کہا ہوگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا جس نے توحید کا کلمہ کہا ہوگا۔ مقصد یہ ہوا موحد متبع سُنّت کی شفاعت ہوگی، مشرک بدعتی اس سے خارج ہیں

فائدہ: یہاں مناسب یہ ہوگا کہ شفاعت کی حقیقت بیان کردی جائے چنانچہ مولانا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اپنی کتاب "تقویۃ الایمان" میں لکھتے ہیں۔ "یعنی جو کسی سے مراد مانگتا ہے اور مشکل کے وقت پکارتا ہے اور وہ اس کی حاجت روا کردیتا ہے۔ سو یہ بات اسی طرح ہوتی ہے کہ یا تو وہ خود مالک ہو یا مالک کا ساجھی یا مالک پر اس کا دباؤ ہو جیسے بڑے بڑے امیروں کا کہنا بادشاہ دب کر مان لیتا ہے کیونکہ وہ اس کے بازو ہیں اور اس کی سلطنت کے رکن، ان کے ناخوش ہونے سے سلطنت بگڑتی ہے یا اس طرح کہ مالک کو سفارش کرے اور وہ اس کی سفارش خواہ مخواہ قبول کرے پھر دل سے خوش ہو یا ناخوش جیسے بادشاہ زادی یا بیگمات کہ بادشاہ ان کی محبت سے ان کی سفارش رد نہیں کر سکتا سو چار و ناچار ان کی سفارش قبول کر لیتا ہے۔ سو جن کو اللہ کے سوا یہ لوگ پکارتے اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں سو نہ وہ مالک ہیں آسمان اور زمین میں ایک ذرہ بھر چیز کے اور نہ کچھ ان کا ساجھا ہے اور نہ اللہ کی سلطنت کے رکن ہیں اور نہ اس کے بازو کہ ان سے دب کر ان کی بات مان لے اور نہ بغیر پروانگی سفارش کر سکتے ہیں کہ خواہ مخواہ اس سے دلوا دیں بلکہ اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں اور ادب اور دہشت کے مارے دوسری بار اس کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی تحقیق آپس میں کر لیتے ہیں سوائے اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا کے کچھ نہیں کہہ سکتے، پھر بات الٹنے کا تو کیا ذکر اور کسی کی وکالت اور حمایت کرنے کی کیا طاقت؟ اس جگہ ایک بات بڑے کام کی ہے اس کو کان رکھ کر سن لینا چاہیئے کہ اکثر لوگ انبیاء و اولیاء کی شفاعت پر بھول رہے ہیں اور اس کے معنی غلط سمجھ کر اللہ کو بھول گئے ہیں سو شفاعت کی حقیقت کو سمجھ لینا چاہیئے سو سننا چاہیئے کہ شفاعت کہتے ہیں سفارش کو اور دنیا میں سفارش کئی طرح کی ہوتی ہے جیسے ظاہر کے بادشاہ کے ہاں کسی شخص کی چوری ثابت ہو جائے۔ اور کوئی امیر وزیر اس کو اپنی سفارش سے بچا لیوے۔ کہ ایک تو یہ صورت ہے کہ بادشاہ کا جی تو اس چور کے پکڑنے کو ہی چاہتا ہے اور اس کے آئین کے موافق اس کو سزا پہنچتی ہے مگر اب اس امیر سے دب کر اس کی سفارش مان لیتا اور اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ امیر اس کی سلطنت کا بڑا رکن ہے اور اس کی بادشاہت کو بڑی رونق دے رہا ہے سو بادشاہ یہ سمجھ رہا ہے کہ ایک جگہ اپنے غصہ کو تھام لینا اور ایک چور سے درگذر کر جانا بہتر ہے اس سے کہ اتنے بڑے امیر کو ناخوش کر دیجئے کہ بڑے بڑے کام خراب ہو جاویں اور سلطنت کی رونق گھٹ جائے۔ اس کو شفاعت وجاہت کہتے ہیں یعنی اس امیر کی وجاہت کے سبب سے اس کی سفارش قبول کی۔ سو اس قسم کی سفارش اللہ کی جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی اور جو کوئی نبی یا ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتہ کو یا پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے سو وہ اصل مشرک ہے اور بڑا جاہل ہے کہ اس نے خدا کے معنی کچھ بھی نہ سمجھے اور اس مالک الملک کی قدر کچھ بھی نہ پہچانی۔ اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتے جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے اور ایک دم میں سارا عالم عرش سے فرش تک الٹ پلٹ کر ڈالے اور ایک اور ہی عالم اس جگہ قائم کرے کہ اس کے تو محض ارادہ ہی سے ہر چیز ہو جاتی ہے کسی کام کے واسطے کچھ اسباب اور سامان جمع کرنے کی کچھ حاجت نہیں اور جو سب لوگ پہلے اور پچھلے اور آدمی اور جن بھی سب مل کر جبرئیلؑ اور پیغمبرؐ سے ہو جاویں تو اس مالک الملک کی سلطنت میں ان کے سبب کچھ رونق نہ بڑھ جاوے گی اور جو لوگ سب مل کر شیطان اور دجال ہی سے ہو جاویں تو اس کی کچھ رونق گھٹنے کی نہیں اور وہ ہر صورت سے بڑوں کا بڑا ہے اور بادشاہوں کا بادشاہ اس کا کوئی کچھ بگاڑ سکے اور نہ کچھ سنوار سکے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی بادشاہ زادوں سے یا بیگماتوں میں سے یا کوئی بادشاہ کا معشوق اس چور کا سفارشی کھڑا ہو جاوے اور چوری کی سزا نہ دینے دیوے اور بادشاہ اس کی محبت سے لاچار ہو کر اس چور کی تقصیر معاف کر دیوے تو اس کو شفاعت محبت کہتے ہیں یعنی بادشاہ نے محبت کے سبب سے سفارش قبول کر لی اور یہ بات سمجھی کہ ایک بار غصہ پی جانا اور ایک چور کو معاف کر دینا بہتر ہے اس رنج سے جو اس محبوب کے روٹھ جانے سے مجھ کو ہوگا، اس قسم کی شفاعت بھی اس دربار میں ممکن نہیں۔ اور جو کوئی کسی کو اس کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے وہ بھی ویسا ہی مشرک ہے اور جاہل جیسا کہ اوّل مذکور ہو چکا۔ وہ مالک الملک اپنے بندوں کو بہتیرا ہی نوازے اور کسی کو حبیب کا اور کسی کو خلیل کا اور کسی کو کلیم کا اور کسی کو روح اللہ کا وجیہ کا خطاب بخشے اور کسی کو رسول کریم اور مکین اور روح القدس اور روح الامین فرماوے مگر پھر مالک مالک ہے اور غلام غلام کوئی بندگی کے رتبے سے قدم باہر نہیں رکھ سکتا اور غلامی کی حد سے زیادہ نہیں بڑھ سکتا جیسا کہ اس کی رحمت سے ہر دم خوشی سے جھکتا ہے ویسا ہی اس کی ہیبت سے رات دن زہرہ پھٹتا ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ چور پر چوری تو ثابت ہو گئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں اور چوری کو اس نے کچھ اپنا پیشہ نہیں ٹھیرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اس پر شرمندہ ہے اور رات دن ڈرتا ہے اور بادشاہ کے آئین کو سر آنکھوں پر رکھ کر اپنے تئیں تقصیروار سمجھتا ہے اور لائق سزا کے جانتا ہے اور بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر وزیر کی پناہ نہیں ڈھونڈھتا اور اس کے مقابلہ میں کسی کی حمایت نہیں جتاتا اور رات دن اسی کا منہ دیکھ رہا ہے کہ دیکھئے میرے حق میں کیا حکم فرماوے سو

اس کا یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال کرکے بے سبب درگذر نہیں کرتا کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس کے آئین کی قدر نہ گھٹ جائے سو کوئی امیر و وزیر اس کی مرضی پا کر اس تقصیروار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کرکے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے۔ سو اس امیر نے اس چور کی سفارش اس لئے نہیں کی کہ اس کا قرابتی ہے یا آشنا یا اس کی حمایت اس نے اٹھائی بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھ کر کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہے نہ چوروں کا تھانگی جو چور کا حمایتی بن کر اس کی سفارش کرتا ہے تو آپ ہی چور ہو جاتا ہے اس کو شفاعت بالاذن کہتے ہیں یعنی یہ سفارش خود مالک کی پروانگی سے ہوئی ہے سو اللہ کی جناب میں اسی قسم کی سفارش ہو سکتی ہے اور جس نبی و ولی کی شفاعت کا قرآن و حدیث میں مذکور ہے سو اس کے معنی یہی ہیں۔ سو ہر بندہ کو چاہیئے کہ ہر دم اللہ ہی کو پکارے اور اسی سے ڈرتا رہے اور اسی کی التجا کرتا رہے اور اسی کے روبرو اپنے گناہوں کا قائل رہے اور اسی کو اپنا مالک بھی سمجھے اور حمایتی بھی اور جہاں تک خیال دوڑائے اللہ کے سوائے کہیں اپنا بچاؤ نہ جانے اور کسی کی حمایت پر بھروسہ نہ کرے کیونکہ وہ خود بڑا غفور و رحیم ہے سب مشکلیں اپنے ہی فضل سے کھول دے گا اور سب گناہ اپنی رحمت سے بخش دے گا اور جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفیع بنا دے گا غرضیکہ جیسی اپنی ہر حاجت اسی کو سونپنا چاہیئے اسی طرح یہ حاجت بھی اسی کے اختیار پر چھوڑ دیجئے جس کو چاہے ہمارا شفیع کر دے نہ یہ کہ کسی کی حمایت پر بھروسہ کیجئے اور اس کو اپنی حمایت کے واسطے پکاریئے اور اس کو اپنا حمایتی سمجھ کر اصل مالک کو بھول جائے اور اس کے احکام کو یعنی شرع کو بے قدر کر دیجئے اور اسی اپنے حمایتی ٹھیرائے ہوئے کی راہ و رسم کو مقدم سمجھے کہ یہ بڑی قباحت کی بات ہے اور سارے نبی اور ولی اس سے بیزار ہیں وہ ہرگز ایسے لوگوں کے شفیع نہیں بنتے بلکہ غصہ ہو جاتے ہیں اور الٹے اس کے دشمن ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کی تو بزرگی یہی تھی کہ اللہ کی خاطر کو سب جورو بیٹی مرید شاگرد غلام یا آشنا کی خاطر سے مقدم رکھتے تھے اور جب یہ لوگ اللہ کے خلاف مرضی ہوتے تھے تو وہ بھی ان کے دشمن ہو جاتے تھے پھر یہ پکارنے والے لوگ ایسے کیا ہیں کہ وہ بڑے بڑے لوگ ان کے حمایتی بن کر اس کی خلاف مرضی ان کی طرف سے اس کے حضور میں جھگڑنے بیٹھیں گے بلکہ بات تو یوں ہے کہ اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ ان کی شان ہے جس کے حق میں اللہ کی خوشی یوں ہی ٹھیری کہ اس کو دوزخ ہی میں بھیجے تو وہ اور دو چار دھکے دینے کو تیار ہیں۔" (تم کلامہ)

اس عبارت سے شفاعت کی حقیقت معلوم ہو گئی۔ اب جو بعض لوگ یوں کہتے ہیں کہ اجازت کی قید اوروں کے لئے ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہیں آپ کو تو اجازت مل چکی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میدان حشر میں شفاعت عام کریں گے جس کو شفاعت کبریٰ کہتے ہیں اور یہ بھی اجازت سے ہو گی اور جہنم سے جو شفاعت کرکے نکلوائیں گے تو صرف موحدین کو۔ میدان حشر میں جب کہ تمام لوگ گھبرائے اور سفارشی ڈھونڈتے پھر رہے ہوں گے کہ فیصلہ کیا جائے کہ جس کو جہنم میں بھیجنا ہے اس کو جہنم میں بھیجا جائے اور جس کو جنت میں داخل کرنا ہے جنت میں داخل کر دیا جائے۔ اسی پریشانی میں آدم علیہ السلام سے عرض کریں گے (جب کہ تمام نبی پیغمبر بھی رَبِّ سَلِّمْ رَبِّ سَلِّمْ کہہ رہے ہوں گے) کہ آپ ہمارے باپ ہیں آپ سفارش کیجئے۔ وہ فرمائیں گے میری ہمت نہیں۔ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ نوح علیہ السلام بھی اسی طرح جواب دیں گے۔ پھر ابراہیم موسیٰ عیسیٰ علیہم السلام سے ایسا ہی جواب ہے کہ آخر نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے آپ سب کو تسلی دے کر اللہ کے دربار میں حاضر ہو کر سجدہ کریں گے اور خدا کی تعریفوں کے بعد جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَکَ سَلْ تُعْطَہٗ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم اپنا سر اٹھاؤ اور مانگو تمہاری دعا قبول کی جائے گی اور سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی تب آپ سر اٹھائیں گے۔ تمام اہل محشر کے فیصلہ جات شروع ہوں گے۔ رہا جہنم سے سفارش کرکے نکلوانا اس کے متعلق نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں فَیَحُدُّ لِیْ حَدًّا یعنی میرے لئے ایک اندازہ مقرر ہو گا ان کی شفاعت کروں گا میری شفاعت سے وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ حدیث انسؓ جو ابن ماجہ صفحہ ۳۲۹ ابواب الشفاعۃ میں ہے اور اس کے علاوہ اور حدیثوں میں بھی اجازت مانگنے کا ذکر ہے پس یہ ہے مقصد اور حقیقت شفاعت۔ رہا کرسی کا بیان۔ تفسیر درمنثور میں ہے کہ فریابی اور عبد بن حمید اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور دارقطنی و طبرانی و ابوالشیخ و بیہقی اور خطیب نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کرسی موضع قدم میں ہے اس کا اندازہ بجز خدا کے اور کوئی نہیں جانتا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں کو باہم ملا کر وسیع و عریض یعنی پھیلا دیا جائے تب بھی وہ کرسی کے مقابلہ میں ایسے ہوں گے جیسے ایک حلقہ انگوٹھی چٹیل میدان میں ہوتا ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی کرسی نے آسمان و زمین کو گھیر رکھا ہے وہ کرسی چرچراتی ہے جیسے نیا پالان بوجھ سے چرچراتا ہے (ابویعلیٰ) ابوذرؓ کی روایت ہے کہ آپ نے قسم کھا کر فرمایا کرسی عرش کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے ایک لوہے کا چھلا چٹیل میدان میں۔ کرسی اور رحمٰن کا عرش ایک نہیں بلکہ کرسی اور ہے عرش اور ہے۔ عرش کی فضیلت کرسی پر ایسی ہی ہے جیسی کرسی کی آسمان و زمین پر۔ اَلْعَلِیُّ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات تبارک و تعالیٰ تمام مخلوق سے اوپر عرش پر ہے اس میں وہ صفات ہیں جو کسی اور میں نہیں۔ جتنی آیات و احادیث ذات و صفات باری تبارک و تعالیٰ میں وارد ہوئی ہیں ان سب پر ایمان لانا بغیر کیفیت معلوم کئے اور بغیر تشبیہ دیئے واجب ہے۔ اور یہی طریقہ تمام سلف صالحین اور ائمہ دین و مجتہدین کا ہے (ابن کثیر، ترجمان، فتح البیان ابن جریر، حدیث التفاسیر وغیرہ۔ فقط ابو عمار عبدالقہار ابن الشیخ مولانا عبدالوہاب محدث دہلوی رحمہ اللہ و نور مرقدہ۔

عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ

نزدیک اس کے مگر ساتھ حکم اس کے کے جانتا ہے جو کچھ آگے ان کے ہے اور جو کچھ پیچھے ان کے ہے

لوگوں کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اللہ کو سب معلوم ہے اور لوگ اس کے علم میں سے کسی

وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ

اور نہیں گھیرتے ساتھ کسی چیز کے علم اس کے سے مگر ساتھ اس چیز کے کہ چاہے سما لیا ہے کرسی اسکی نے

چیز پر حاوی نہیں۔ الا یہ کہ وہ جس قدر علم ان کو دینا چاہے دیدے۔ اور اسکا تخت حکومت آسمان اور زمین

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ

آسمانوں کو اور زمین کو اور نہیں تھکاتی اس کو نگہبانی ان دونوں کی اور وہی ہے بلند مرتبہ

کی وسعت پر چھایا ہوا ہے اور ان کی حفاظت و نگرانی اسے گراں نہیں گزرتی اور وہ ہی بلند اور عظیم الشان ذات

الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۟ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ

بڑا نہیں زبردستی ہے دین کے تحقیق ظاہر ہوئی راہ بھلی گمراہی

سے دین کے بارے میں زبردستی نہیں۔ بلاشبہ ہدایت کی راہ گمراہی سے نمایاں

الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ

سے پس جو کوئی کفر کرے ساتھ شیطان کے اور ایمان لاوے ساتھ اللہ کے پس تحقیق پکڑ رکھا اس نے

طور پر الگ ہو گئی ہے۔ پس جو شخص شیطان کا انکار کر دے اور اللہ پر ایمان لے آئے اس نے درحقیقت ایک ایسی مضبوط

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵۶﴾

کڑا مضبوط نہیں ٹوٹنا واسطے اس کے اور اللہ تعالےٰ سننے والا جاننے والا ہے

رسی کو پکڑ لیا جو ہر گز ٹوٹنے والی نہیں (لہذا اس کے سہارے قائم رہیگا) اور اللہ (تمام باتوں کو) سننا اور (ارادوں کو) جانتا ہے

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ڛ

اللہ تعالیٰ دوست دار ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے نکالتا ہے انکو اندھیروں سے طرف روشنی کے

اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو اس پر ایمان لے آئیں وہ ان کو کفر کی تاریکیوں سے نکال کر (ہدایت کی) روشنی میں لاتا

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗــــُٔــھُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ

اور جو لوگ کہ کافر ہوئے دوست ان کے شیطان ہیں نکالتے ہیں ان کو روشنی سے

ہے اور وہ لوگ جو کفر کی راہ اختیار کریں۔ شیاطین انکے دوست ہیں وہ ان کو (ہدایت کی) روشنی سے نکال کر (کفر کی)

اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾ ع ۳۴ ۲

طرف اندھیروں کے یہ لوگ ہیں رہنے والے آگ کے وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہیں

تاریکیوں میں لے جاتے ہیں۔ یہی لوگ دوزخی ہیں (اور) یہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَاۗجَّ اِبْرٰھٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ

کیا نہ دیکھا تو نے طرف اس شخص کے کہ جھگڑا ابراہیم سے بیچ پروردگار اسکے کے اس واسطے کہ دی اسکو اللہ تعالےٰ نے

کیا آپ نے اس شخص کی حالت پر غور نہیں کیا جس نے ابراہیم سے اس کے پروردگار کے بارے میں مناظرہ

الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُـحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ

بادشاہی جس وقت کہا ابراہیم نے پروردگار میرا وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے کہا اس نے

کیا (اور) اس واسطے کیا کہ اللہ نے اس کو بادشاہت دے رکھی تھی۔ جب ابراہیم نے کہا کہ میرا پروردگار وہ ہے

حلّ لغات ۔ کُرْسِیُّهٗ کرسی۔ تخت۔ چوکی۔ اس کے لغوی معنی ہیں کسی چیز کے بعض حصوں کا اوپر تلے ہونا۔ چارپایوں کی مینگنیاں جب اوپر تلے ہو کر پھندا سا بندھ جاتا ہے تو اُسے کرس کہتے ہیں۔ جب کسی گھر میں مینگنیوں کے پھندے بکثرت ہو جاتے ہیں تو اَکْرَسَتِ الدَّارُ اور جزو کتاب کو کُرَّاسَۃٌ کہتے ہیں کیونکہ ★

ف۱ جب دلائل توحید بخوبی ہو گئے جس سے کافر کا کوئی عذر باقی نہ رہا تو اب زبردستی کسی کو مسلمان کرنے کی کیا ضرورت؟ أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۝ ہاں جو جزیہ قبول کرلے گا اُسکا جان و مال محفوظ ہو جائے گا۔ طاغوت ہر اُس چیز کو کہتے ہیں جو خدا کے سوا پوجی جائے خواہ وہ نبی ہو یا ولی فرشتہ ہو یا جن، بُت ہو یا قبر ۱۲۔ ف۲ جب ہدایت و گمراہی میں تمیز ہو گئی تو اب جو گمراہی یعنی قبر پرستی، تعزیہ پرستی مذہب پرستی وغیرہ چھوڑ کر ہدایت یعنی توحید و سنت قرآن و حدیث کی تابعداری منظور کرلے گا تو اُس نے ایسی مضبوط چیز کو پکڑ لیا جس میں ٹوٹنے چھوٹنے کا ڈر ہی نہیں اور یہی ولی اللہ ہے اور جو اس کے برعکس ہیں وہ اَولیاءُ الشَّیطان ہیں وہ نارِ جہنم میں جائیں گے ۱۲۔ ف۳ پہلی آیات میں اہل ایمان واہل کفر اور اُنکے نور و ہدایت اور ظلمت و کفر کا ذکر تھا۔ اب اس کی تائید میں نمرود بادشاہ اہل کفر و ظلمت کا ذکر فرمایا کہ وہ اپنے آپ کو سلطنت کے غرور سے سجدہ کرواتا تھا۔ ابراہیم خلیل اللہ جو اہل ایمان و ہدایت تھے اُسکے سامنے آئے تو سجدہ نہ کیا۔ نمرودِ لعین نے دریافت کیا تو فرمایا کہ میں اپنے رب کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتا۔ اُس نے کہا رب تو میں ہوں فرمایا رب تو نہیں۔ رب وہ ہے جو جِلاتا اور مارتا ہے۔ نمرود نے دو قیدی بلا کر بے قصور کو مار ڈالا اور قصوروار کو چھوڑ دیا اور کہا میں جسکو چاہوں مارتا ہوں اور جسکو چاہوں جِلاتا ہوں۔ خلیل اللہ نے فرمایا کیا جِلانے مارنے کا یہ مطلب ہے؟ تف ہے! دیکھ میرا رب آفتاب مشرق سے نکال کر مغرب میں غروب کرتا ہے تو مغرب سے نکال کر مشرق میں غروب کر۔ لاجواب ہو کر بھی دعوت ابراہیمؑ پر ایمان نہ لایا۔ زید بن اسلم سے مروی ہے کہ سخت قحط سالی کی وجہ سے لوگ نمرود کے پاس غلّہ لینے جاتے تو نمرود پوچھتا مَنْ رَّبُّكُمْ تمہارا رب کون ہے؟ جو اُس کو رب مانتا اُس کو غلّہ دیتا ورنہ نہیں۔ امامِ وقت ابراہیم خلیل اللہ بھی غلّہ لینے کو گئے تو اُن سے بھی اس نے اسی طرح کہا۔ آپؑ نے اس کو رب ماننے سے انکار کیا اور فرمایا رب تو وہ ہے جو مُحی و مُمیت ہے اُس نے غلّہ نہ دیا۔ آپ حق گوئی کے بعد صبر کرکے واپسی میں دونوں بوریاں جو پاس تھیں ریت کی بھر کرلے آئے۔ نیند کا غلبہ ہوا سو گئے۔ آپؑ کی بیوی سارہ علیہا السلام نے بوریوں کا مُنہ کھولا تو سچ مچ دونوں عمدہ اناج سے پُر ہیں۔ کھانا پکا کر تیار کیا۔ جب ابراہیم علیہ السلام بیدار ہوئے تو متعجب ہوئے اور سمجھ گئے کہ یہ اللہ نے رزق دیا ہے۔ اُس کی برکت اور رحمت میرے صبر کا پھل ہے فَعَرَفَ أَنَّ اللَّهَ رَزَقَهُ فَحَمِدَ اللَّهَ۔ معلوم ہوا حق گو و صابر اور مُتوکل علی اللہ کو بغیر شان و گمان رزق ملتا ہے وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔ بعد اتمامِ حجت کے اللہ نے ایک مچھر کو نمرود پہ مُسلّط کر دیا۔ وہ اُس کی ناک میں گھس کر چار سو برس تک دماغ کو ڈنک مارتا رہا اور نمرود بُری طرح چیختا چلّاتا۔ اپنا سر دیواروں اور پتھروں پہ مارتا، ہتھوڑوں سے پٹواتا۔ آخر اسی عذاب میں ہلاک ہوا العیاذ باللہ ۱۲۔ ابن کثیر وغیرہ۔

مفصل تفسیر پڑھنی مقصود ہو تو ملاحظہ ہو تفسیر ستاری از حضرت اخی شیخ الحدیث مولانا ابو محمد عبدالستار صاحب التلمیذ و الابن للقائد بالکتاب والسُّنّۃ الشیخ الحافظ الحاج ابو محمد عبدالوہاب المحدّث الملتانی ثم الدہلوی۔ تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْ ذُنُوبِهِمَا الْجَلِيِّ وَالْخَفِيِّ وَنَوَّرَ مَرْقَدَهُمَا وَوَسَّعَ مَنْ خَلْفَهُمَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ الْفِرْدَوْسَ مَثْوٰهُمَا

آمین

★ اس کے اوراق اوپر تلے ہوتے ہیں۔ چونکہ تخت کی لکڑیاں اور تختے بھی تلے اوپر ہوتے ہیں اس لئے اسے کرسی کہتے ہیں اس کی جمع ہے کَرَاسِیّ۔ ۲؎ يَئُودُهُ صیغہ واحد مذکر غائب مضارع۔ باب نصر۔ مہموز الفاء اجوف واوی۔ اَوْدٌ مادہ۔ اصل یَأْوُدُ واو پر ضمہ ثقیل تھا ماقبل کو دیدیا۔ اَوْدٌ کہتے ہیں کسی پر بوجھ ڈالنے کو کوئی لکڑی پر بوجھ ڈال کر کھڑا ہو جاتا ہے تو رَدَّ الْعُوْدَ اَوْدًا بولا کرتے ہیں۔ لَا يَئُودُهُ اي لا يُثقل۔ ۳؎ تَبَيَّنَ صیغہ واحد مذکر غائب ماضی۔ باب تفعل۔ اجوف یائی۔ بَيْنٌ مادہ۔ بَانَ۔ اِسْتَبَانَ۔ تَبَيَّنَ تینوں کے معنی ہیں ظاہر ہوا اور اسی سے ہے قَدْ تَبَيَّنَ الصُّبْحُ لِذِي عَيْنَيْنِ۔ ۴؎ اَلطَّاغُوْتُ بروزن فَعَلُوْتٌ جیسے جَبَرُوْتٌ تا زائدہ۔ یہ طغا سے ماخوذ ہے اصل میں طَغَوُوْتٌ تھا لام فعل عین کی جگہ چلا گیا طَوَغُوْتٌ ہو گیا جیسے صَاقِعٌ اور صَاعِقَۃٌ اور جَذَبَ میں پھر واو ماقبل کے مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدل گیا۔ اس کے مفرد اور جمع ہونے میں نحویوں کا بہت اختلاف ہے مگر ہمارے نزدیک واحد اور جمع دونوں میں مستعمل ہو سکتا ہے۔ واحد میں جیسے اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ۔ جمع میں جس طرح وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا۔ ۵؎ عُرْوَۃٌ کسی چیز کے پکڑنے کی جگہ جیسے آفتابہ کا دستہ۔ آبخورے کی ڈنڈی۔ عُرًی جمع۔

أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۖ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ

میں جلاتا ہوں اور مارتا ہوں کہا ابراہیم نے پس تحقیق اللہ تعالیٰ لاتا ہے سورج کو

جو (انسان) کو زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ تو اس نے کہا۔ میں بھی زندہ کرتا اور مارتا ہوں۔ ابراہیم نے کہا کہ اچھا۔ اللہ

مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ ۗ

مشرق سے پس لے آتو اس کو مغرب سے پس بھوچکا ہوا وہ جو کافر تھا

تو سورج کو مشرق کی طرف سے نکالتا ہے تو مغرب کی جانب سے نکال کر دکھا۔

وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٢٥٨﴾ أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ

اور اللہ تعالیٰ نہیں راہ دکھاتا قوم ظالموں کو یا مانند اس شخص کے کہ گذرا اوپر

پس (یہ بات سنکر) وہ کافر ہکا بکا رہ گیا اور اللہ (اس قسم کے) ظالموں کو ہدایت نہیں کیا کرتا یا آپ نے اس شخص کے واقعہ پر غور نہیں کیا

قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ

ایک گاؤں کے اور وہ گرا ہوا تھا اوپر چھتوں اپنی کے کہا کیونکر زندہ کرے گا اس کو

جو ایک تباہ شدہ گاؤں کے پاس سے گزرا جس کی دیواریں چھتوں پر گری پڑی تھیں (اور اسے دیکھ کر)

اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۖ فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ۖ

اللہ تعالیٰ پیچھے موت اس کی کے پس مار ڈالا اسکو اللہ تعالیٰ نے سو برس پھر جلایا اس کو

کہنے لگا۔ اللہ اس برباد شدہ گاؤں کو کس طرح (دوبارہ) آباد کرے گا۔ پس اللہ نے اسے سو سال تک مردہ

قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۖ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ

کہا کتنی دیر رہا تو کہا رہا میں ایک دن یا تھوڑا دن سے کہا

رکھا پھر اسے زندہ کیا (اور) پوچھا کہ کتنا عرصہ تم اس حالت میں رہے۔ کہنے لگا ایک دن یا دن کا

بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ

بلکہ رہا تو سو برس پس دیکھ طرف کھانے اپنے کے اور پینے اپنے کے نہیں

کچھ حصہ رہا۔ فرمایا نہیں تو سو برس تک رہا ہے۔ اب اپنے کھانے پینے کی چیزیں دیکھ۔

يَتَسَنَّهْ ۖ وَانْظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ ۖ وَ

سڑا اور دیکھ طرف گدھے اپنے کی اور تو کر کریں ہم تجھ کو نشانی واسطے لوگوں کے اور

کہ سڑی نہیں ہیں اور اپنے گدھے کی طرف بھی نظر کر (یہ سب کچھ اس واسطے کیا گیا ہے) کہ ہم تجھ کو لوگوں کے واسطے ایک نشان بنائیں

انْظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ۚ فَلَمَّا

دیکھ طرف ہڈیوں کی کیونکر چڑھاتے ہیں ہم انکو پھر پہناتے ہیں انکو گوشت پس جب

اور گدھے کی ہڈیوں کو بھی دیکھو کہ کس طرح ہم انہیں جوڑتے ہیں۔ پھر (کس طرح) ان کو گوشت پہناتے ہیں۔ پھر جب ہر ایک بات

تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٥٩﴾ وَإِذْ

ظاہر ہوا واسطے اس کے کہا جانتا ہوں میں تحقیق اللہ تعالیٰ اوپر ہر چیز کے قادر ہے اور جب

اس پر آشکارا ہو گئی تو کہنے لگا۔ میں نے اب جانا کہ اللہ ہر بات پر قادر ہے اور پھر

قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۖ قَالَ أَوَلَمْ

کہا ابراہیم نے اے رب میرے دکھلا دے مجھ کو کیونکر جلاتا ہے مردوں کو کہا کیا نہیں

اس واقعہ کو بھی یاد کرو۔ جب ابراہیم نے کہا اے میرے رب! مجھے دکھا تو کس طرح مُردوں کو زندہ کرے گا۔

حَلِّ لُغات:

۱ خَاوِيَةٌ اسم فاعل باب ضَرَبَ لفیف مفروق۔ خوی مادہ خَوَاءٌ گھر کا لوگوں سے خالی ہونا۔ خَوَاءٌ پیٹ کا کھانے سے خالی ہونا۔ اور دو چیزوں میں فصل۔ اسکے اصلی معنی ہیں کھوکھلے جو کہ قال تعالیٰ کَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ اور کھوکھلے ہونے کو لازم ہے گر پڑنا اسلئے اسکا استعمال گھر کے گر پڑنے میں ہونے لگا۔ گھر گر پڑتا ہے تو خَوَتِ الدَّارُ بولا کرتے ہیں۔ ۲ لَمْ يَتَسَنَّهْ کی ہ اصلی ہے یا سکتہ کی اس میں علماء کا اختلاف ہے جو ہائے سکتہ کہتے ہیں وہ اسے سَنَةٌ سے مشتق کہتے اور سَنَةٌ کی اصل سَنَوَةٌ بتاتے ہیں کیونکہ اس کی جمع آتی ہے سَنَوَاتٌ اور فعل سَانَيْتُ اور تصغیر سُنَيَّةٌ۔ قحط زدہ قوم کو اہل محاورہ أَسْنَتَ الْقَوْمُ بولتے ہیں۔ ایک شاعر کہتا ہے ★

دوبارہ زندہ ف اس آیت میں حضرت عُزیر علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا ہونے کا ثبوت ہے۔ قصہ یوں ہے کہ بخت نصر بادشاہ جو کافر تھا اُس نے بیت المقدس کو ویران کر کے تمام کتابیں جلا دیں جن میں توریت بھی تھی اور بنی اسرائیل کے اکثر لوگوں کو قید کر لیا جن میں حضرت عُزیرؑ بھی تھے۔ جب قید سے چھوٹے تو راہ میں ایک ویران شہر دیکھا جس کی عمارتیں وغیرہ گری ہوئی تھیں دیکھ کر اپنے جی میں کہا یہاں کے رہنے والے سب مر گئے اللہ تعالیٰ انھیں کیونکر جلائے گا۔ تب اُسی جگہ اُن کی رُوح قبض ہوئی اور اُن کی سواری کا گدھا بھی مر گیا۔ سّو برس تک اسی حال میں رہے اور کسی نے نہ انکو دیکھا نہ اُن کی خبر ہوئی۔ اس مدت میں بخت نصر بھی مر گیا اور بیت المقدس کسی اور بادشاہ نے آباد کیا۔ سّو برس بعد عُزیرؑ زندہ کئے گئے۔ اُن کا کھانا پینا اُسی طرح اُنکے پاس رکھا رہا۔ اُن کا گدھا جو اُن کے پاس مر چکا تھا اور اُس کی بوسیدہ ہڈیاں اپنی حالت پر وہیں رکھی تھیں وہ ان کے سامنے زندہ کیا گیا اور بنی اسرائیل اس سو برس میں اس قید سے آزاد ہو کر اس شہر میں آباد بھی ہو چکے تھے۔ عزیرؑ نے زندہ ہو کر شہر کو آباد ہی دیکھا۔ جس وقت زندہ ہوئے تو ابھی شام نہ ہوئی تھی اور جب مرے تھے تو اس وقت کچھ دن چڑھا تھا تو وہ یہ سمجھے کہ اگر میں یہاں کل آیا تو ایک دن ہوا اور اگر آج ہی آیا تھا تو دن بھر سے بھی کم رہا۔ خیر حضرت عزیرؑ کے سامنے وہ گدھے کی ہڈیاں موافق ترکیب بدن کے جمع کی گئیں پھر اُن پر گوشت چڑھایا گیا اور چمڑا درست ہوا پھر خدا کی قدرت سے ایک دم جان آئی اور اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنی بولی بولا۔ عزیرؑ نے تمام کیفیت کو دیکھ کر فرمایا کہ مجھ کو خوب یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے یعنی میں جانتا تھا کہ مُردہ کو جلانا خدا تعالیٰ کو آسان ہے لیکن اب اپنی آنکھ سے دیکھ لیا۔ یہ مطلب نہیں کہ پہلے یقین میں کچھ کمی تھی، ہاں مشاہدہ نہ ہوا تھا۔ پھر حضرت عزیرؑ یہاں سے اُٹھ کر بیت المقدس میں پہنچے تو کسی نے ان کو نہ پہچانا کیونکہ یہ تو جوان رہے اور ان کے آگے کے بچے بوڑھے ہو گئے۔ جب انھوں نے توریت حفظ سُنائی (آپ توریت کے حافظ تھے) تب لوگوں کو ان کا یقین آیا۔ خلاصہ یہ ہوا کہ یقین پورا تھا اور صرف عین الیقین کے خواستگار تھے اس قصہ سے اللہ کی قدرت کاملہ کا اظہار ہوا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔ اس سے قیامت کا قائم ہونا ثابت ہوا۔ قرآن کے ظاہری معنی پر ایمان لانا چاہیے۔ ظاہر معنی کو چھوڑ کر اپنے خیالی معنے لینا کفر ہے۔ قاضی عیاضؒ نے شفا میں اور ملا علی قاری نے شرح میں اس پر اجماع نقل کیا ہے ۱۲۔ ابن کثیر

ف۲ حضرت ابن عباسؓ وغیرہ ایک جماعت سلف نے کہا مراد فَصُرْهُنَّ سے اُن کا ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے۔ . . . .

یعنی ابراہیم علیہ السلام نے چاروں جانوروں کو ذبح کر کے ان کے پر اکھیڑ کر سب کو نوچ کھسوٹ کر چیر پھاڑ کر خلط ملط کر کے ایک ایک پہاڑ پر ایک ایک حصہ رکھ دیا۔ یہی معنی و مفہوم مِنْهُنَّ جُزْءًا سے مستفاد ہوتا ہے۔ پھر اُن کو بلایا۔ وہ قدرتِ الٰہی سے زندہ ہو کر آ گئے۔ یہ چار جانور ایک مور ایک مرغ ایک کبوتر ایک کوّا تھے۔ یوں بھی لکھا ہے کہ چاروں کو ذبح کر کے پھر ایک پہاڑ پر چاروں کے سر رکھے، ایک پر پَر رکھے، ایک پر سب کے دھڑ رکھے ایک پر پاؤں رکھے۔ پہلے بیچ میں ایک کو کھڑے ہو کر پکارا اس کا سر اُٹھ کر ہوا میں کھڑا ہوا پھر دھڑ ملا، پھر پَر لگے پھر پاؤں، وہ دوڑتا چلا آیا پھر اسی طرح باقی بھی آ گئے یہاں دو خلجان ہو گئے اول تو جسم بے جان متفرق الاجزاء کا زندہ ہونا قابل انکار، دوسرے ان خصوصیات کو کہ وہ پرندے ہوں اور ہوں بھی چار اور چار بھی فلاں فلاں۔ اور اس طرح ان کے اجزاء متفرق کر کے بلایا جائے تو زندہ ہو کر دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے کہ اس کا کوئی دخل اور ان قیود کا کوئی نفع معلوم نہیں ہوتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اوّل خلجان کے جواب میں عَزِیْزٌ اور دوسرے کے جواب میں حَکِیْمٌ فرما کر دونوں شبہوں کا قلع قمع فرما دیا یعنی اسکو خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ زبردست قدرت والا ہے جو چاہے کر سکتا ہے اور اس کے حکم میں اس قدر حکمتیں ہوتی ہیں کہ جن کا ادراک اور احاطہ اگر ہم کو نہ ہو تو یہ ہمارے نقصانِ علم کی بات ہے، اس کی حکمت کا انکار ایسے امور سے ہرگز ممکن نہیں۔ ابو مسلم معتزلی وغیرہ بعض مفسرین نے مذکورہ معنی کو محالِ عقلیہ سے سمجھ کر انکار کیا ہے یہ ان کی غلطی ہے وہ کہتے ہیں کہ زندہ جانوروں کو پہاڑ پر بٹھا کر بلایا تھا حالانکہ اس سے ابراہیم علیہ السلام کا سوال جو کیفیتِ احیاء کے متعلق تھا نہ پورا ہوتا ہے نہ قدرتِ خدا کا اظہار ہوتا ہے۔ یہاں پر بعض مفسروں نے ٹھوکر کھائی ہے۔ سلف صالحین صحابہ کرامؓ کے خلاف تفسیر کی ہے منقول معنی کو چھوڑ کر معتزلہ کی تقلید کی ہے جُزْءًا سے مراد فرد لیا ہے۔ نیز تفسیر اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیْنَ کے مصنف نے بھی اس جگہ منقول معنی سے انحراف کر کے تاویلِ فاسد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر ہے) آیۃ الکرسی میں علم، قدرت وغیرہ صفاتِ الٰہی کا ذکر فرمانے کے بعد یہ تین قصّے بیان فرما کر اپنی قدرت کا اثبات اور معتزلین کا رد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے ہدایت کر سکتا ہے اور جس کو چاہے گمراہ کر سکتا ہے اور مارنا جلانا سب اس کے اختیار میں ہے ۱۲۔

★ وَرِجَالُ كُمَّۃٍ مُسْتَنُوْنَ عِجَافٌ بابوں کہتے ہیں کہ سَنَۃٌ کی اصل ہے سَنْہَۃٌ یہی وجہ ہے کہ اس کی تصغیر سُنَیْہَۃٌ آتی ہے۔ اس صورت میں لَمْ یَتَسَنَّہْ کی اصل تھی لَمْ یَتَسَنَّنْ پھر جس طرح لَمْ یَتَقَضَّضِ الْبَازِیْ میں آخر کے ضاد کو حذف کر کے حالتِ وقف میں اُس کی جگہ ہائے سکتہ لا کر لَمْ یَتَقَضَّہْ کہا جاتا ہے۔ اسی طرح لَمْ یَتَسَنَّہْ میں جو لوگ سنے کو اصلی کہتے ہیں وہ سَنَۃٌ کی اصل سَنْہَۃٌ بتاتے ہیں اُن کے نزدیک اس کی تصغیر سُنَیْہَۃٌ اور فعل سَانَھْتُ آتا ہے۔ ۲ نُنْشِزُ صیغہ جمع متکلم مضارع باب افعال صحیح نُشُزٌ مادہ۔ اِنشاز کہتے ہیں کسی چیز کے اٹھانے اور ایک کو دوسرے پر رکھنے کو بولا کرتے ہیں اَنْشَزْتُہٗ فَنَشَزَ ای رَفَعْتُہٗ فَارْتَفَعَ اسی سے ہے نشوز المرأۃ کیونکہ وہ بھی شوہر کے سر چڑھا کرتی ہے۔ بعض قرأتوں میں نَنْشُزُ باب نصر سے پڑھا گیا ہے نَشَزَ اور اَنْشَزَ دونوں کے معنی ایک ہیں۔ اور بعض قرأتوں میں نُنْشِرُ رے کے ساتھ بھی آیا ہے اس کے معنی ہیں زندہ کرنے کے قال تعالیٰ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَہٗ اسی سے حشر و نشر اور یَوْمُ النُّشُوْر۔

تُؤْمِنْ ۖ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ۖ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً

ایمان لایا تو | کہا بلکہ لایا ہوں میں ولیکن | تاکہ آرام پکڑے | دل میرا | کہا | پس لے | چار

فرمایا کیا تجھے اس بات پر ایمان نہیں ہے۔ عرض کیا کیوں نہیں (ایمان تو ہے) لیکن اطمینان قلب

مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ

جانوروں سے | پس صورت پہچان رکھ انکی طرف اپنے پھر | کردے | اوپر | ہر | پہاڑ کے | ان میں سے

چاہتا ہوں۔ پھر فرمایا کوئی سے چار پرندے لیلو اور انہیں اپنے آپ سے مانوس کرلو۔ پھر ان میں کا

جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ۚ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ

ایک ٹکڑا | پھر | بلا ان کو | چلے آویں گے تیرے پاس دوڑتے | اور | جان | کہ | اللہ | غالب ہے

ایک ایک ٹکڑا پہاڑوں پر رکھدو پھر انہیں بلاؤ۔ تو وہ تمہاری طرف بھاگے چلے آئیں گے۔ اور جان رکھو کہ اللہ غالب اور

حَكِيْمٌ ﴿۲۶۰﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ ۳۵ ع ۴

حکمت والا | مثال | ان لوگوں کی کہ | خرچ کرتے ہیں | مال اپنے | بیچ | راہ | اللہ تعالیٰ کے جیسے مثال

حکمت والا ہے | ان لوگوں کی مثال جو اللہ کی راہ میں | اپنا مال و دولت | خرچ کرتے ہیں۔ ایسی ہی ہے

حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللّٰهُ

ایک دانہ کی کہ اگادے | سات | بالیں | بیچ | ہر | بال کے | سو (۱۰۰) | دانے | اور اللہ تعالیٰ

جیساکہ (بیج کا) ایک دانہ ہو جس سے سات خوشے پیدا ہوں۔ ہر ایک خوشے میں سو دانے ہوں اور اللہ

يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ

دونا کرتا ہے | واسطے جس کے چاہے | اور اللہ تعالیٰ کشائش والا جاننے والا ہے | وہ لوگ | جو خرچ کرتے ہیں

جس کے لئے چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے اور اللہ بڑی وسعت اور بڑے علم والا ہے | وہ لوگ | جو اللہ کی راہ میں

اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى

مال اپنے | بیچ | راہ | اللہ تعالیٰ کے پھر نہیں | لاتے پیچھے | اس چیز کے کہ خرچ کرتے ہیں احسان کرنا اور نہ | ایذا

اپنا مال و دولت خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتاتے ہیں اور نہ دکھ پہنچاتے ہیں۔ ایسے

لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾

واسطے انکے ثواب انکا ہے | نزدیک پروردگار انکے | اور نہیں خوف | اوپر ان کے | اور نہ | وہ | غمگین ہوں گے | قول

لوگوں کو ان کے رب کے ہاں سے اجر | ملیگا اور | ان پر کسی طرح خوف طاری ہوگا اور نہ وہ غمگین

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۗ

بات | اچھی | اور بخش دینا | بہتر ہے | اس خیرات سے کہ پیچھے اسکے ہو | ایذا

خوش کلامی (سے جواب دینا) اور درگزر کرنا اس صدقے سے کہیں بہتر ہے جس کے بعد دکھ پہنچایا جائے۔ (دیکھو!)

وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ

اور اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے تحمل والا | اے | لوگو! | جو ایمان لائے ہو | مت باطل کرو | خیرات اپنی کو

اللہ بڑا بے نیاز بڑا بردبار ہے | اے ایمان والو اپنے صدقات کو اس شخص کی طرح احسان

بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ

ساتھ احسان رکھنے کے | اور ایذا کے | مانند اس شخص کے کہ خرچ کرتا ہے مال اپنے کو | واسطے دکھلانے لوگوں کے | اور نہیں ایمان لاتا

جتلانے اور دکھ پہنچانے سے ضائع نہ کرو جو اپنا مال و دولت لوگوں کے دکھاوے کے واسطے خرچ کرتا ہے اور اللہ پر

حل لغات ۱ فَصُرْهُنَّ۔ صُرْ صیغہ واحد مذکر حاضر امر باب نصر اجوف واوی۔ صَوْر مادہ۔ اس کے معنی ہیں کسی چیز کے ہلانے اور اپنی طرف مائل کرنے کے۔ اہل محاورہ بولا کرتے ہیں صَارَ یَصُوْرُ اَیْ اَمَالَہٗ ۲ مَنًّا اس کے دو معنی ہیں ایک انعام و احسان کے کہا جاتا ہے مَنَّ اللّٰہُ عَلٰی فُلَانٍ اَیْ اَنْعَمَ وَاَحْسَنَ۔ دوسرے نقصان

خیرات کے فضائل ف۱ یہاں جہاد اور اللہ کی راہ میں مال خرچنے کی فضیلت کا بیان ہے جو اللہ کی رضامندی کی طلب میں اپنے مال کو خرچ کرے اُسے بڑی برکتیں اور نیکیاں سات سات سو گنی کر کے دیجاتی ہیں مسند احمد میں ہے جو اپنی بچی ہوئی چیز بھی راہ للہ دیتا ہے اُسے سات سو کا ثواب ملتا ہے اور جو اپنی جان پر اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے اُسے دس گنا۔ بیمار کی عیادت کا ثواب بھی دس گنا ہو کر ملتا ہے۔ مشکوۃ صفحہ ۲۳۵ میں ہے مَنْ اَرْسَلَ نَفَقَةً فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَاَقَامَ فِيْ بَيْتِهٖ فَلَهٗ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُمِائَةِ دِرْهَمٍ وَمَنْ غَزَا بِنَفْسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَاَنْفَقَ فِيْ وَجْهِهٖ ذٰلِكَ فَلَهٗ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُمِائَةِ اَلْفِ دِرْهَمٍ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَاللهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ یعنی آپؐ نے فرمایا کہ جس نے مجاہدین فی سبیل اللہ کے واسطے خرچ بھیجا اُسکو ایک ایک درہم کے بدلے سات سات سو درہم کا ثواب ملے گا اور جو خود جہاد میں گیا اور وہاں مال بھی خرچ کیا اس کو ایک ایک درہم کے بدلے سات سات لاکھ درہم کا ثواب ملے گا پھر آپؐ نے یہی آیت پڑھی یعنی اللہ کی راہ میں تھوڑے مال کا بھی ثواب بہت ہے جیسا ایک دانہ سے سات سو دانے پیدا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہے جس کے واسطے چاہتا ہے اور سات ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ کر دیتا ہے۔ ایک روایت میں ایک کے بدلے دو کروڑ کا لفظ بھی آیا ہے۔ ایک آیت میں اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ بھی ہے مقصد یہ کہ جس قدر زیادہ اخلاص ہو اسی قدر ثواب میں بھی زیادتی ہوتی ہے کیونکہ اللہ ہر خرچ کرنے والے کی نیت اور اس کے خرچ کی مقدار اور مال کی کیفیت کو خوب جانتا ہے یعنی ہر ایک سے اس کے موافق معاملہ فرماتا ہے۔

ف۲ جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور خرچ کئے پر نہ زبان سے احسان رکھتے ہیں اور نہ ستاتے ہیں طعن سے اور نہ خدمت لینے سے اور نہ تحقیر کرنے سے اُن ہی کے لئے ہے ثواب کامل اور نہ ڈر ہے اُن کو ثواب کم ہونے کا نہ غمگین ہوں گے ثواب کے نقصان سے۔ پھر فرماتا ہے مانگنے والے کو نرمی سے جواب دینا، اس کے اصرار اور بدخوئی پر درگذر کر دینا، کسی مسلمان بھائی کے لئے دُعا کرنا، خطاوار کو معاف کرنا اُس صدقہ سے بہتر ہے جس سے کہ بار بار اس کو شرمائے یا احسان جتائے طعنہ دے اس کی وجہ سے حقیر و ذلیل سمجھے۔ صحیح مسلم میں ابوذرؓ سے ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ تین قسم کے لوگ ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُن سے نہ بات کرے گا نہ اُن کی طرف نظرِ رحمت سے دیکھے گا نہ انھیں پاک کرے گا بلکہ اُن کے لئے دردناک عذاب ہیں ایک تو دیگر احسان جتانے والا۔ دوسرا ٹخنوں سے نیچے پاجامہ تہبند لٹکانے والا۔ تیسرا اپنے سودے کو جھوٹی قسمیں کھا کر بیچنے والا۔ ابن ماجہ میں ہے ماں باپ کا نافرمان منّان۔ شرابی۔ تقدیر کو جھٹلانے والا جنت میں نہ داخل ہوگا۔ مَنّ کے معنے ہیں احسان گن گن کر جتانا کہ میں نے تیرے ساتھ یہ کیا وہ کیا ایسا کیا ویسا کیا۔ یہ گناہ منجملہ کبائر کے ہیں۔ اور اَذٰی یہ ہے کہ زبان درازی کرے گالی گلوچ شکوہ شکایت کرے (ترجمان) اوپر مثال بیان فرمائی تھی خیرات اخلاص نیت کیساتھ کی۔ اب فرمایا اگر کسی نے ریا اور دکھاوے کی نیت سے صدقہ کیا تو اسکی مثال ایسی سمجھو کہ کسی نے دانہ بویا ایسے پتھر پر کہ جس پر تھوڑی سی مٹی نظر آتی تھی، جب مینہ برسا تو بالکل صاف رہ گیا اب اس پر دانہ کیا اُگے گا۔ ایسے ہی صدقات میں ریاکاروں کو ثواب کیا ملے گا۔ مراد اس سے منافق ہے وہ خیرات کے اصل ثواب ہی کو برباد کر دیتا ہے۔ منافق کے ہاتھ سے اگر اللہ کی راہ میں خرچ ہو گیا ہو جو ظاہر میں ایک نیک عمل معلوم ہوتا ہے جس میں ثواب کی اُمید ہوتی ہے لیکن وہ اپنے نفاق کی وجہ سے ثواب سے کورا کا کورا اور خالی رہتا ہے۔ اصل میں ثواب کی شرط ایمان اور اخلاص ہے اور منافق میں دونوں نہیں کیونکہ ریاکار بھی اور کافر بھی۔

★ ۱ے قال تعالیٰ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ اَیْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ اسی سے ہے مَنُوْن بمعنی موت کیونکہ وہ عمروں کو کم اور قطع کرتی ہے۔ ۳ے مَغْفِرَةٌ اس کے اصلی معنی ہیں ستر کے خود کو مِغفَر کہنے کی یہی وجہ ہے کہ وہ ساتر راس ہوتا ہے۔ پھر اس کے معنی ستر عیب یعنی عیب پوشی کے ہو گئے یہاں مغفرۃ سے مراد ہے سائل کے اصرار بے جا سے چشم پوشی کرنا

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ

ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے پس مثال اسکی مانند مثال سِل کے جسے اوپر اس کے ہو مٹی

ایمان نہیں رکھتا اور نہ یوم آخرت پر اعتقاد رکھتا ہے سو اس شخص کی مثال ایسی ہی ہے کہ ایک چکنا

فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا

پس پہنچے اس کو مینہ پس چھوڑ دے اسکو صاف نہیں قدرت پاتے اوپر کسی چیز کے اسچیز سے کہ جو

ہو جسپر کچھ مٹی ہوئی ہو پھر اسپر زور کی بارش ہو تو اس کو بالکل صاف کر دے ایسے لوگوں کو اپنی کمائی میں سے کچھ ہاتھ نہیں لگے گا۔ اور

كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٦٤﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ

کمایا انہوں نے اور اللہ تعالٰے نہیں راہ دکھاتا قوم کافروں کو اور مثال ان لوگوں کی کہ

اللہ ناشکری کرنے والوں کو ہدایت نہیں دیتا اور ان لوگوں کی مثال

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

خرچ کرتے ہیں مال اپنے واسطے چاہنے رضامندی خدائے تعالٰی کے اور واسطے ثابت کرنے نفسوں اپنوں سے

جو اپنا مال اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے اور دلوں کو تقویت پہنچانے کے لئے خرچ کرتے ہیں

كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ

مانند مثال ایک باغ کے جو بلندی پر ہو پہنچا اس کو مینہ پس لایا میوہ اپنا دوگنا

اس باغ کی مانند ہے جو بلند جگہ پر واقع ہو (اگر) اسپر زور کی بارش ہو تو دوگنا پھل لاتا ہے

فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٢٦٥﴾

پس اگر نہ پہنچے اسکو مینہ پس شبنم کفایت ہے اور اللہ تعالٰے ساتھ اسچیز کے کہ کرتے ہو تم دیکھنے والا ہے

اور اگر بارش نہ ہو تو اوس ہی کافی ہے۔ اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ

کیا چاہتا ہے کوئی تم میں سے یہ کہ ہو واسطے اسکے باغ کھجوروں سے اور انگوروں سے

کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ کھجوروں اور انگوروں کے ایک ایسے باغ کا

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ

چلتی ہیں نیچے اس کے نہریں واسطے اسکے بیچ اسکے سب میووں سے

مالک ہو۔ جس کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں۔ اس میں اس کے لئے ہر قسم کے میوے ہیں

وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ

اور پہنچے اسکو بڑھاپا اور واسطے اسکے اولاد ہے ناتواں پس پہنچا اسکو بگولا

ہوں اور وہ ایسی حالت میں بوڑھا ہو جائے کہ اس کے بچے کمزور ناتواں ہوں۔ پس

فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ

بیچ اسکے آگ تھی پس جل گیا اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ واسطے تمہارے نشانیاں

(اچانک) تیز و تند ہوا چلے جس میں آگ ہو اور (اس کا) باغ جل جائے اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنے احکام

لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢٦٦﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ ٣٦ ع ٦ ٤

تاکہ تم فکر کرو اے لوگو جو ایمان لائے ہو خرچ کرو

کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو۔ اے ایمان والو اپنی حلال کمائی میں سے اور ان (حلال)

حل لغات

۱ صَفْوَانٍ صاف چکنا پتھر۔ صفوان۔ صفا۔ صفوانۃ تینوں کے ایک معنی ہیں۔ ۲ وَابِلٌ زور کا مینہ کہا جاتا ہے وَبَلَتِ السَّمَآءُ تَبِلُ وَبْلًا۔ جس زمین پر مینہ برستا ہے اُسے اَرْضٌ مَّوْبُوْلَةٌ کہتے ہیں ۳ اِبْتِغَآءٌ مصدر ہے باب افتعال کا۔ ماخوذ ہے بَغَيْتُ بمعنی طَلَبْتُ سے اور بَغَيْتُ، اِبْتَغَيْتُ دونوں مرادف ہیں۔ ۴ بِرَبْوَةٍ ربوہ کی ر تینوں حرکتوں سے پڑھا گیا ★

مؤمن کے صدقہ کی مثال

ف۱ یہ مثال مؤمنوں کے صدقات کی دی۔ زور کے مینہ سے مراد بہت مال خرچ کرنا اور پھوار سے مراد تھوڑا مال خرچ کرنا اور دلوں کو ثابت کرنے سے مراد یہ ہے کہ ثابت کریں دلوں کو ثواب پانے میں یعنی ان کو یقین ہے کہ خیرات کا ثواب ضرور ملے گا۔ اُس اونچے باغ کی مثال دی کہ اگر بالفرض بارش نہ بھی ہو تاہم صرف شبنم سے ہی پھلتا پھولتا ہے یہ ناممکن ہے کہ موسم خالی جائے۔ اسی طرح ایمانداروں کے اعمال کبھی بھی بے اجر نہیں رہتے ہاں اس جزا میں فرق ہوتا ہے جو ہر ایماندار کے خلوص اور نیک کام کی اہمیت کے اعتبار سے بڑھتا ہے اللہ پر اپنے بندوں کے عمل میں سے کوئی چیز مخفی اور پوشیدہ نہیں۔

آخر عمر میں رزق ملتے رہنے کی دُعا

ف۲ یہ مثال انکی ہے جو لوگوں کے دکھانے کو صدقہ خیرات کرتے ہیں یا خیرات کر کے احسان رکھتے اور ایذا پہنچاتے ہیں یا ابتداءً اچھے نیک عمل کئے پھر اسکے بعد حالت بدل گئی۔ برائیوں اور کفر میں پھنس گئے اور پہلی نیکیاں بھی برباد کر دیں یعنی جیسے کسی نے جوانی اور قوت کے وقت باغ تیار کیا تا کہ ضعیف اور بڑھاپے میں اس سے میوہ اور پھل کھاتا رہے اور ضرورت کے وقت کام آئے پھر جب بڑھاپا آیا اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہیں۔ میوہ پھل کی پوری حاجت ہے تب وہ باغ عین حاجت کے وقت آندھی چل کر جس میں آگ تھی جل کر خاک ہو گیا یعنی صدقہ نیکی مثل باغ میوہ دار کے ہے کہ اسکا میوہ نیکی آخرت میں کام آئے۔ جب کسی کی نیت بُری ہے تو وہ باغ جل گیا پھر اس کا میوہ جو ثواب ہے کیونکر نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح کھول کر سمجھاتا ہے تاکہ غور کرو اور سمجھو۔ مستدرک حاکم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دُعا یہ بھی تھی اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَیَّ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّیْ وَانْقِضَاءِ عُمُرِیْ اے اللہ فراخ کر میری روزی میرے بڑھاپے اور آخر عمر میں (ابن کثیر)

★ ہے اور اونچی جگہ کو ربوہ کہتے ہیں قال تعالیٰ وَ اٰوَیْنٰهُمَآ اِلٰی رَبْوَةٍ بلندی اور ٹیلے کو رابیہ اسی لئے کہتے ہیں کہ اس کے اجزاء اونچے اور مرتفع ہوتے ہیں یہ اصل میں رَبَا الشَّیْءُ یَرْبُوْ اِذَا زَادَ سے ماخوذ ہے قال تعالیٰ وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَا۔ رَبْو ایک بیماری ہے جس میں پیٹ میں مقدار سے زیادہ سانس پہنچتا ہے۔ سُود کو رِبا کہنے کی بھی وجہ ہے کہ اس میں راس المال سے زیادہ لیا جاتا ہے۔ ۵ فَطَلٌّ اوس، پھوار۔ اصل طَلَل ایک لام کو دوسرے میں ادغام کر دیا ۶ جَنَّةٌ وہ سرزمین جس میں گھندار درخت ہوں اور کبھی خود گھندار درختوں کو جنت کہتے ہیں۔ یہ جَنّ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں مخفی و پوشیدہ ہونے کے۔ گھنے گھنے درختوں کو جنت کہنے کی یہ وجہ ہے کہ درخت زمین پر چھا کر اُسے چھپا لیتے ہیں۔ اس کی جمع ہے جِنَان اور جَنّات۔ جن کو جِن اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ لوگوں کی آنکھوں سے مستور رہتا ہے۔ مِجَنٌّ مِجَنَّةٌ جُنَّةٌ۔ جُنَانٌ ڈھال کو کہتے ہیں کیونکہ وہ دشمن کے حملے سے چھپاتی ہے۔ جَنِین پیٹ کے اندر کا بچہ کہ وہ بطن مادر میں پوشیدہ رہتا ہے اس کی جمع ہے اَجِنَّة اور اَجْنُن۔ جُنُون دیوانگی کیونکہ وہ ساتر عقل ہوتی ہے۔ جِنُّ اللَّیْل تاریکی شب۔ جَانّ ہلکا پتلا سا سانپ کیونکہ وہ بھی بل میں چھپا رہتا ہے۔ ۷ اِعْصَارٌ وہ شدید ہوا جو گرد ساتھ لے کر گھومتی ہوئی آسمان کی طرف چڑھتی اور دور سے ستون جیسی دکھائی دیتی ہے اردو میں اسے بگولا کہتے ہیں۔

طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ

پاکیزہ　اس چیز سے کہ کمایا تم نے　اور اس چیز سے کہ نکالا　ہم نے　واسطے تمہارے　زمین　سے

اشیاء میں سے جو ہم نے تمہارے واسطے زمین سے پیدا کی ہیں (ہماری راہ میں) خرچ کیا کرو اور ناقص و ناپاک (چیزیں دینے)

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ

اور مت　قصد کرو　خبیث　کا　اس میں سے کہ خرچ کرو اسکو　اور نہیں تم　لینے والے　اس کو

کا ارادہ نہ کرو کہ ایسی چیزیں دینے لگو۔ حالانکہ تم ایسی چیزیں دوسروں سے خوشدلی کے ساتھ قبول نہیں کرتے ہاں

اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿٢٦٧﴾

مگر یہ کہ　چشم پوشی کرو　بیچ اس کے　اور　جانو　یہ کہ اللہ　بے پرواہ ہے تعریف کیا گیا ہے

چشم پوشی کر جاؤ تو دوسری بات ہے۔ جان لو کہ اللہ بے نیاز اور لائق حمد و ثنا ہے۔

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ

شیطان　وعدہ دیتا ہے تم کو　فقر کا　اور　حکم دیتا ہے تم کو　ساتھ بے حیائی کے　اور　اللہ

شیطان تمہیں مفلسی سے ڈراتا ہے اور برے کام کی ترغیب دیتا ہے۔ اور اللہ تمہیں اپنی بخشش اور

يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٦٨﴾ صلے لا

وعدہ دیتا ہے تم کو بخشش کا　اپنی طرف سے　اور فضل کا　اور اللہ　کشائش دینے والا　جاننے والا ہے ٢ف

فضل کا وعدہ دلاتا ہے اور (یاد رکھو) اللہ بڑی وسعت اور بڑے علم والا ہے

يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ

دیتا ہے　حکمت　جس کو　چاہتا ہے　اور جو کوئی　دیا گیا　حکمت　پس تحقیق

وہ جس کو چاہتا ہے علم و حکمت سے بہرہ ور کرتا ہے اور جسے (علم و حکمت کی) دی گئی اس نے بلا شبہ خیر و برکت کی

اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ؕ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿٢٦٩﴾

دیا گیا　بھلائی　بہت　اور نہیں　نصیحت پکڑتے　مگر　صاحب　عقل کے

بہت سی نعمتوں کو پالیا اور اس بات کو صرف دانا آدمی ہی مانتے ہیں۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ

اور جو　خرچ کرو تم کچھ　خرچ کرنا　یا منت مانو تم　کچھ منت　سے　پس تحقیق　اللہ

اور تم جو کچھ (تھوڑا یا بہت، جہاں کہیں بھی) خرچ کرو یا نذر و نیاز کے طور پر دو وہ سب کچھ اللہ

يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿٢٧٠﴾ اِنْ تُبْدُوا

جانتا ہے اسکو　اور نہیں ہے　واسطے ظالموں کے　کوئی مدد دینے والا ٣ف　اگر　ظاہر کرو تم

کے علم میں ہے۔ اور ظالموں کا (جو ناجائز طریقوں سے خرچ کریں) کوئی مددگار نہ ہوگا　اگر　تم علانیہ خیرات کرو

الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ

خیرات　کو　پس اچھا ہے وہ　اور اگر چھپاؤ تم اس کو　اور　دو اس کو　فقیروں کو　پس وہ

تو بھی اچھا ہے　اور اگر خفیہ طور پر حاجتمندوں کو دو تو　وہ　تمہارے لئے بہت اچھا ہے۔ اور

خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا

بہت اچھا ہے واسطے تمہارے　اور دور کرے گا　تم سے　بعض　برائیاں تمہاری　اور اللہ تعالیٰ　ساتھ اس چیز کے

اللہ تم سے تمہارے گناہوں کو دور کردے گا اور (یاد رکھو) اللہ ان　تمام باتوں سے باخبر

حل لغات:- ١ه وَلَا تَيَمَّمُوْا صیغہ جمع مذکر حاضر نہی باب تفعل مثال یائی مضاعف، یمم مادہ۔ اَمَّ اور یَمَّمَ اور تَیَمَّمَ تینوں کے معنے ہیں قصد کے قول الشاعر تَیَمَّمْتُ قَیْسًا وَکَمْ دُوْ

٢ه اَنْ تُغْمِضُوْا: یہ غمض سے مشتق ہے اور لغت میں غمض کہتے ہیں آنکھ بند کرنے اور پلک سے پلک ملانے کو غوض کہتے ہیں خفا کو، بولا جاتا ہے ہٰذَا الْکَلَامُ غَامِضٌ اَیْ خَفِیُّ الْاِدْرَاکِ۔ یہاں اغماض سے مراد ہے معاملات میں آسانی کا برتاؤ کرنا۔ اور یہ اس لئے کہ جب آدمی کوئی مکروہ چیز دیکھتا ہے تو دونوں آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ پھر اس کا استعمال ہیں وہ وسعت ہوئی کہ ہر چیز سے درگزر کرنے اور ہر معاملہ بیع وغیرہ میں آسانی کا برتاؤ کرنے کو اغماض کہنے لگے اسکا ٹھیک ترجمہ چشم پوشی ہے۔ غمض ضاد سے اور غمز زے سے دونوں ہم معنی ہے اور اسی سے ہے غمز دو عشوہ۔ ٣ه تُبْدُوْا۔ تُخْفُوْا تُؤْتُوْا صیغے تو تینوں ایک ہیں یعنی جمع مذکر حاضر مضارع اور باب بھی تینوں کے ایک ہیں یعنی باب افعال لیکن اصل اور مادے مختلف ہیں۔ تُبْدُوْا کا اصل تُبْدِوُوْا۔ واو پر ضمہ ثقیل تھا ماقبل کو دیدیا۔ اجتماع ساکنین کی وجہ سے پہلا واو حذف ہو گیا مادہ بدو۔ ★

قبول خیرات کی شرط

ف۱ یعنی عنداللہ صدقہ قبول ہونے کی یہی شرط ہے کہ مال حلال کمائی کا ہو کیونکہ مسند احمد میں حدیث ہے جسکا آخری جملہ یہ ہے کہ جو حرام ذریعہ سے مال حاصل کرے اس میں اللہ برکت نہیں دیتا نہ اس کا صدقہ خیرات قبول فرماتا ہے (ترمذی) ابن ماجہ اور حاکم میں براءؓ بن عازبؓ سے روایت ہے کہ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ہم میں سے بعض لوگ ردی چیزیں اور ناقص چھوارے خیرات کرتے تھے۔ قاعدہ یہ تھا کہ جب انصار کھیتی باڑی کرتے اور ان کے باغوں میں چھوارے پک جاتے تو مہاجرین فقراء طلباء کے کھانے کو کھجور کے خوشے مسجد نبوی میں لاکر لٹکا جاتے چنانچہ مسجد نبوی میں اصحاب صفہ کی یہ جگہ آج تک موجود ہے ایک بار ایک شخص نے بالکل ردی چھوارے لاکر اچھے عمدہ میں ڈال دیئے تو ممانعت میں یہ آیت نازل ہوئی یعنی خیرات قبول ہونے کی یہ بھی شرط ہے کہ بہتر چیز اللہ کی راہ میں دے جو آپ کھائے اسی میں سے خیرات کرے ابن عباسؓ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جیسے تم نے کسی کو اچھا مال دیا اور اس کی ادائیگی میں وہ ناقص مال لیکر آیا تو تم ہرگز نہ لوگے۔ اگر لوگے بھی تو اس کی قیمت گھٹاکر تو تم جس چیز کو اپنے حق میں لینا پسند نہیں کرتے اُسے خدا کے حق کے عوض کیوں دیتے ہو بس بہترین اور مرغوب مال اس کی راہ میں دو۔ اور یہی معنی مقصد چوتھے پارے کی پہلی آیت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ الخ کا ہے۔

خیرات کی رغبت

ف۲ جب کسی کے دل میں خیال آئے کہ اگر خیرات کروں گا تو مفلس رہ جاؤں گا اور اللہ کی تاکید شکر بھی یہی دل چاہے کہ اپنا مال راہ اللہ خرچ نہ کرے تو اسکو یقین کر لینا چاہیئے کہ یہ وسوسہ شیطان کی طرف سے ہے کیونکہ جامع ترمذی میں حدیث ہے کہ شیطان انسان کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے شرارتوں حق جھٹلانے اور نافرمانی خدا و رسول پر آمادہ کرتا ہے تو انسان یہ نہ کہے کہ شیطان کی تو ہم نے کبھی صورت بھی نہیں دیکھی حکم کرنا وسوسہ ڈالنا تو درکنار رہا بلکہ یہ شیطان کی ہی طرف سے سمجھے اور اعوذ پڑھے۔ اور اگر صدقہ خیرات کی فضیلت سُن کر اللہ کا حکم جان کر دل میں یہ خیال آئے کہ واقعی یقیناً صدقہ خیرات سے گناہ بخشے جائیں گے اور مال میں برکت اور ترقی ہوگی یہ اللہ کا وعدہ بالکل سچا ہے تو جانے یہ خیال من جانب اللہ ہے کیونکہ حدیث مذکورہ کا حصہ ہے کہ نیک توفیق کی رہبری اور نیکی اور حق کی تصدیق پر رغبت فرشتہ دلاتا ہے۔ بس جس کے دل میں یہ خیال آئے وہ الحمدللہ کہے خدا کا شکر کرے اور جان لے یہ خدا کی طرف سے ہے۔ خرچ فی سبیل اللہ سے ہرگز ہاتھ نہ روکے اللہ کے خزانے میں کمی نہیں اللہ سب کے ظاہری باطنی عمل کو خوب جانتا ہے۔

قابل رشک اور خدا کے عرش کے سایہ میں کھڑے ہونے والے

ف۳ مسند احمد میں ہے کہ قابل رشک صرف دو شخص ہیں جسے اللہ نے مال دیا اور اپنی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق بھی دی اور جسے اللہ نے حکمت دی۔ حکمت سے مراد قرآن و حدیث کی پوری مہارت ہے یعنی اسی کے ساتھ فیصلے کرنے اور اسکی تعلیم دینے کی توفیق بھی عطاء فرمائی۔ قرآن کی تفسیر اور اس کی سمجھ وہ حکمت ہے جسے خدا چاہے عنایت فرمائے کہ وہ اصل مطلب کو پالے اور بات کی تہہ تک پہنچ جائے اسکے ناسخ منسوخ محکم متشابہ مقدم مؤخر حلال حرام کی تمیز ہو جائے۔ زبان سے صحیح مطلب ادا ہو، سچا علم، اللہ کا ڈر اسکے دل میں ہو۔ حدیث میں ہے کہ حکمت کا سر اللہ کا ڈر ہے۔ اے مولیٰ! مجھ کو بھی حکمت عطاء فرما (مرتب) پھر فرمایا کہ منت مانی تو بعد پوری ہونے کے اسکا ادا کرنا واجب ہے اور بغیر اللہ کے سوا کسی کے نام کی جائز نہیں ۱۲۔

ف۴ اگر نیت دکھانے کی نہ ہو تو خیرات چھپی کھلی سب اچھی ہے کیونکہ ظاہر دینے میں یہ فائدہ ہے کہ دوسروں کو شوق پیدا ہو۔ چھپی پوشیدہ دینے میں یہ فائدہ ہے کہ ریا سے محفوظ رہے۔ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں اتری ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رغبت دلانے پر حضرت عمرؓ آدھا مال لے آئے اور حضرت ابوبکرؓ نے سارا کا سارا جو کچھ تھا لاکر رکھ دیا۔ آپؐ نے پوچھا گھر والوں کیلئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ تو فاروقؓ نے جواب دیا اتنا ہی۔ اور ابوبکرؓ تو سارا ہی لے آئے تھے۔ حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کی سبقت دیکھ کر رو پڑے۔ پوشیدہ خرچ کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے چنانچہ بخاری مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا سات شخصوں کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ دے گا جبکہ اسکے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا (۱) امام عادل (۲) وہ نوجوان جو اپنی جوانی خدا کی عبادت اور شریعت کی فرمانبرداری میں گذار دے (۳) وہ دو شخص جو اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہیں اسی پر جمع ہوں اور اسی پر جدا ہوں۔ (۴) وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہے۔ (۵) وہ شخص جو خلوت میں اللہ کی یاد سے رو پڑے۔ (۶) وہ شخص جسے کوئی منصب و جمال والی عورت بدکاری کی طرف بلائے اور وہ کہہ دے کہ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں (۷) اور وہ شخص جو اپنا صدقہ اس قدر چھپا کر دے کہ بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کے خرچ کی خبر تک نہ ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ پوشیدگی کا صدقہ خدا کے غضب کو بجھا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ صدقہ خیرات کی وجہ سے تمہاری برائیاں دور کر دے گا۔

★ بولا کرتے ہیں بَدَا بَدْوًا۔ بُدُوًّا بَدَاءً یعنی ظاہر ہوا۔ ابداء ظاہر کرنا جنگل کو بدو صحرا نشین کو بدوی اور ہر چیز کو جو پہلے پہل ظاہر ہو بداوۃ اور بے سوچے سمجھے سرسری نظر سے کسی بات کے قبول کرنے والے کو بادی الرائے کہتے ہیں۔ تُخْفُوْا کی اصل تھی تُخْفِيُوا اور تُؤْتُوا کی تُؤْتِيُوا ی پر ضمہ ثقیل تھا حذف کر دیا دو ساکنوں کے جمع ہونے سے ی کو حذف کر دیا۔ ؎ نِعِمَّا اصل میں تھا نِعْمَ مَا ایک میم دوسری میں مدغم ہو گئی ؎ فُقَرَاءٓ جمع ہے فقیر کی جس طرح کُبَرَاء جمع ہے کبیر کی۔ فقیر درویش مفلس کو کہتے ہیں۔ اس کی ضد ہے غنی دولت مند۔ یہ ماخوذ ہے فقر سے اور فقر کے معنے ہیں پیٹھ کا ٹوٹنا۔ اہل محاورہ رجل فقر و فقیر بولتے ہیں۔ اسی سے ہیں فقرات الظہر یعنی پیٹھ کے منکے ؎ یُکَفِّرُ صیغہ واحد مذکر غائب مضارع باب تفعیل صحیح۔ مادہ کفر۔ تکفیر کے لغوی معنے ہیں ڈھانکنے کے۔ جو شخص ہتھیاروں میں ڈھکا ہوتا ہے اسے اہل عرب رجل مکفر فی السلاح سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسی سے ہے کفر عن یمینہ ای ستر ذنب الحنث بما بذل من الصدقۃ۔ کفارہ کو کفارہ اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ ساتر گناہ ہوتا ہے۔ کافر کو کافر بھی اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ ساتر حق ہوتا ہے اور کافر کاشتکار کیونکہ وہ بیج زمین میں چھپا دیتا ہے اسی سے ہے کفران نعمت جسکے معنے ہیں نعمت کا چھپانا۔

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۷۱﴾ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ

کرتے ہو تم | خبردار ہے | نہیں | اوپر تیرے | ہدایت کرنا انکا | اور لیکن | اللہ تعالیٰ | ہدایت کرتا ہے جسکو

ہے جو تم کرتے ہو (اے پیغمبر!) آپ ان (لوگوں) کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں ہیں بلکہ خدا جسے

يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا

چاہتا ہے | اور جو کچھ خرچ کروتم | بھلائی سے | پس نفع واسطے جانوں تمہاری کے اور نہ | خرچ کرو تم | مگر واسطے

چاہے ہدایت کی توفیق دے اور (اے لوگو!) جو کچھ تم (ہماری راہ میں) خرچ کروگے وہ خود تمہیں فائدہ دے گا

ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا

چاہنے | رضامندی | اللہ کے | اور جو کچھ خرچ کروتم | بھلائی سے | پورا پہنچایا جائیگا طرف تمہاری | اور تم | نہیں

اور تم صرف خدا کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتے ہو اور (یاد رکھو) تم جو کچھ بھی خرچ کروگے اسکا پورا اجر تمہیں دیا

تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا[1] فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا

ظلم کئے جاؤ گے | خیرات واسطے | ان لوگوں کے ہے جو بند کئے گئے ہیں | بیچ | راہ | خدا کے | نہیں

جائیگا اور تم نقصان میں نہیں رہوگے (صدقے خیرات کا مال) ان حاجتمندوں کو دو جو اللہ کی راہ میں گھرے بیٹھے ہیں اور (معاش کیلئے)

يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ؗ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ

سکتے | چلنا | بیچ | زمین کے | جانتا ہے ان کو | جاہل | دولت مند

زمین میں دوڑ دھوپ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ناواقف آدمی انہیں سوال نہ کرنے کی

مِنَ التَّعَفُّفِ[2] ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ

بے سوالی سے | تو پہچانتا ہے انکو ساتھ چہرے انکے کے | نہیں | مانگتے | لوگوں سے | لپٹ کر

وجہ سے دولتمند سمجھتے ہیں۔ تم ان کے چہرے سے پہچان سکتے ہو وہ لوگوں کے پیچھے پڑ کر سوال نہیں

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾ ع اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ ع ۳۷ ۵

اور جو کچھ خرچ کروتم | بھلائی سے | پس تحقیق اللہ ساتھ اسکے جاننے والا ہے | جو لوگ کہ | خرچ کرتے ہیں

کرتے اور (یاد رکھو تم (نیکی کی راہ میں) جو کچھ خرچ کروگے وہ بیشک اللہ کے علم میں ہے | وہ لوگ جو | اپنا مال دن رات

اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ

مال اپنے | رات کو | اور دن کو | چھپے | اور | ظاہر | پس واسطے انکے ہے | ثواب ان کا

(اللہ کی راہ میں) پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے رہتے ہیں ان کے لئے ان کے رب کے پاس اجر ہے اور انہیں

عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾ اَلَّذِيْنَ وقف منزل

نزدیک پروردگار انکے کے | اور نہیں ڈر | اوپر ان کے | اور نہ وہ | غمگین ہوں گے | وہ | جو لوگ کہ

کسی طرح کا | خوف ہوگا | اور نہ وہ غمگین | ہونگے۔ | جو لوگ

يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ

کھاتے ہیں | سود | نہیں کھڑے ہوں گے (قبروں سے) مگر | جیسا | کھڑا ہوتا ہے | وہ شخص کہ | باؤلا کرتا ہے اسکو

جو سود کھاتے ہیں وہ (قیامت کے دن) اس شخص کی طرح (اپنے پاؤں پر) کھڑے نہ ہوسکیں گے

الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ

شیطان | آسیب سے | یہ | اس واسطے کہ انہوں نے کہا | سوا اسکے نہیں کہ سوداگری | مانند

جسے شیطان نے چھو کر دیوانہ کر دیا ہو یہ اسی لئے ہوا کہ انہوں نے کہہ دیا۔ انہیں اس بات کی سزا ہے کہ انہوں نے کہہ دیا۔

حل لغات

[1] اُحْصِرُوْا۔ صیغہ جمع مذکر غائب ماضی مجہول۔ باب افعال صحیح۔ مادہ حصر۔ حصر اور احصار کے معنے ہیں حبس کے یا یوں کہو کہ کسی شخص کو ایسی حالت پیش آنا احصار ہے جو اس ہیں اور سفر میں حائل ہو جائے مثلاً مرض، بڑھاپا، دشمن، زاد و راحلہ کا نہ ہونا وغیرہ۔ [2] اَلتَّعَفُّفُ مصدر ہے باب تفعل کا۔ عفت سے لیا گیا ہے اور لغت میں عفت کہتے ہیں ایک چیز کو ترک کرنا اور اس سے باز رہنا۔ ★

فوائد ستاریہ صفحہ ہٰذا

سوال کرنے کی مذمت ف۱ نسائی میں ابن عباسؓ سے ہے کہ اپنے ہم نسب مشرکوں کو خیرات دینا مکروہ جانتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ صدقہ نہ کریں مگر اہل اسلام پر۔ جب یہ آیت لَیْسَ عَلَیْکَ اتری تو حکم دیا کہ کسی دین والا ہو جب سوال کرے (بشرطیکہ محتاج ہو) تو اس کو صدقہ دو۔ حرمت سوال میں بہت حدیثیں آئی ہیں۔ جب کسی طرح بھی چارہ نہ ہو تب مانگے۔ ابن مسعودؓ مرفوعاً کہتے ہیں جس نے سوال کیا اور اس کے پاس اتنا ہے کہ اسکو بے نیاز کرتا ہے تو قیامت کے دن اُسکے چہرہ پر اسکا سوال زخم ہوگا اُسکا منہ نچا ہوا ہوگا صحابہ نے پوچھا کتنا پاس ہو جو سوال نہ کرے۔ آپؐ نے فرمایا پچاس درہم یا اس کی قیمت کا سونا ایک حدیث میں چالیس درہم، اور چالیس درہم کے دس روپے ہوتے ہیں (احمد سنن اربعہ) پھر فرمایا ایسوں کا دینا بڑا ثواب ہے جو اللہ کی راہ اور اُسکے دین کے کام میں مقید ہوکر چلنے پھرنے کھانے کمانے سے رُک رہے ہیں اور کسی پر اپنی حاجت ظاہر نہیں کرتے جیسے صحابہ کرام اصحاب صفہ نے گھر بار چھوڑ کر آپؐ کی صحبت اختیار کی تھی تاکہ علم دین سیکھیں اور پھر جہاد فی سبیل اللہ کریں۔ اسی طرح اب بھی جو قرآن حفظ کرے علم دین میں مشغول ہو تو لوگوں پر لازم ہے کہ ان کی مدد کریں اور ان کے بال بچوں کی کفالت کیلئے دیں اور چہرہ سے انکو پہچاننا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے چہرے بوجہ دینی خدمت زرد اور بدن دبلے ہو رہے ہیں اور آثار جد و جہد ان کی صورت سے نمودار ہیں۔ پس علی العموم اور خاص کر ایسے لوگوں پر خرچ کرو جن کا ذکر ہوا۔ اسی واسطے فرمایا مسکین وہ نہیں جو در بدر پھرتے ہیں اور پیٹ ہی پر بنالیا کہ دو ایک کھجور یہاں سے اور لقمہ دو لقمے پیسہ دو پیسے وہاں سے مل گئے بلکہ مسکین وہ ہیں جن کے پاس اتنا نہیں جس سے وہ بے پرواہ ہو جائیں۔ اہل و عیال والے ہیں آمدنی کم ہے خرچ زیادہ ہے پھر وہ سوال کے عادی بھی نہیں بلکہ صبر اور قناعت پر ہیں ۱۲۔

سُود کی وعیدیں ف۲ یہ آیت حضرت علیؓ کی شان میں بھی نازل ہوئی انکے پاس چار درہم تھے۔ انھوں نے ایک درہم رات کو ایک دن کو ایک ظاہر ایک پوشیدہ طور پر خیرات کیا۔ یہاں تک تو خیرات اور اس کی فضیلت اس کی قیود و شروط کا بیان تھا۔ اب آگے سود کی ممانعت اور اس کی خرابی کا ذکر ہے۔ کیونکہ جس قدر خیرات میں بھلائی ہے تو اسی قدر سود میں بُرائی ۱۲۔
ف۳ یعنی سُود کھانے والے قیامت کے دن قبروں سے ایسے اٹھیں گے جیسے آسیب زدہ مجنون۔ یہ حالت اس وجہ سے ہوگی کہ انھوں نے حلال و حرام کو یکساں کر دیا کہ تجارت اور سُود دونوں میں نفع ہے حالانکہ بیع اور سود میں بڑا فرق ہے۔ اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔ الترغیب و الترہیب کے صفحہ ۳۶۲ میں ہے عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا یَاْتِیْ اٰکِلُ الرِّبٰوا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مُخْبَلًا یَجُرُّ شِقَّتَهٗ ثُمَّ قَرَءَ لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ الخ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سود خوار آدمی قیامت کے دن ایسا اٹھے گا جیسا باؤلا دیوانہ ہوتا ہے اور اس کا ہونٹ زمین پر گھسٹتا ہوگا پھر آپؐ نے یہی آیت پڑھی۔ یہ اس وجہ سے کہ ایک تو گناہ کیا پھر اس کو تجارت کی مثال ٹھیرا کر اپنے آپ کو بڑا عقلمند سمجھا۔ یاد رکھو ایسی عقل مندی کا بدلہ یہ ہوگا کہ خبطی ہوکر اٹھو گے۔ سُود کے بڑے گناہ ہیں۔ مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۶ باب الربوٰ میں حضرت ابوہریرہؓ سے ہے اَلرِّبٰوا سَبْعُوْنَ جُزْءًا اَیْسَرُهَا اَنْ یَّنْکِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سُود کے گناہ کے ستر درجے ہیں ان میں سے ہلکا گناہ ایسا ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے زنا کرے۔ باقی گناہ تو اس سے بھی زیادہ بھاری ہیں۔ مستدرک حاکم کی روایت میں تہتر گناہ ہیں سب سے بڑا سُود مسلمان کی بے عزتی کرنا ہے (ابن ماجہ) نیز صفحہ ۲۴۴ میں جابرؓ سے ہے لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اٰکِلَ الرِّبٰوا وَمُوْکِلَهٗ وَکَاتِبَهٗ وَشَاهِدَیْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَآءٌ یعنی سود لینے والا سود دینے والا، اسکے گواہ، اس کا حساب کتاب لکھنے والا سب پر اللہ کے نبی نے لعنت فرمائی ہے اور فرمایا گناہ میں یہ سب برابر ہیں (مسلم) ابوہریرہؓ سے ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اَتَیْتُ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ عَلٰی قَوْمٍ بُطُوْنُهُمْ کَالْبُیُوْتِ فِیْهَا الْحَیَّاتُ تُرٰی خَارِجَ بُطُوْنِهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰٓؤُلَآءِ یَا جِبْرَئِیْلُ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ اَکَلَةُ الرِّبٰوا یعنی شب معراج میں آپؐ نے کچھ لوگوں کو دیکھا جن کے پیٹ مثل بڑے بڑے کمروں کے تھے۔ پوچھا کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا یہ سُود خوار بیاج لینے والے لوگ ہیں۔ اُن کے پیٹوں میں سانپ بھرے ہوئے تھے وہ دِکھ رہے تھے پیٹوں کے باہر سے نظر آرہے تھے (مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۶) ایک طویل حدیث میں ہے کہ ہم جب سُرخ نہر پر پہنچے جسکا پانی مثل خون کے سُرخ تھا تو میں نے دیکھا اُس میں کچھ لوگ ہیں وہ بمشکل تمام کنارے پر آتے ہیں لیکن کنارے پر ایک فرشتہ بہت سے پتھر لئے بیٹھا ہے وہ ان کا منہ پھاڑ کر ایک پتھر منہ میں اتار دیتا ہے۔ وہ پھر بھاگتے ہیں۔ پھر یہی ہوتا ہے۔ پوچھا تو معلوم ہوا یہ سود خواروں کا گروہ ہے (ابن کثیر) سود تھوڑا ہو یا بہت مطلق حرام ہے۔ پھر فرمایا جب تک سود کی ممانعت کا حکم معلوم نہیں تھا اس سے پہلے جو ہوا سو ہوا۔ اب جو سُود کی ہولناک سزائیں، لعنت اور حرمت کا مسئلہ سُن پڑھ لینے کے بعد پھر سودی کاروبار کرے اس حرام کو حلال سمجھے تو وہ جہنمی ہے ۱۲۔

★ ف۱ سیمٰھم سیما بالقصر اور سیماء بالمد علامت کو کہتے ہیں جس سے کوئی چیز پہچانی جائے۔ یہ سِمَة بمعنی علامت سے مشتق ہے۔ پیشانی کو سیما کہنے کی یہی وجہ ہے کہ اس سے آدمی پہچانا جاتا ہے۔ ف۲ اِلْحَاف اصل میں اس کے معنے ہیں چھا جانے کے۔ لحاف کو لحاف اسی واسطے کہتے ہیں کہ وہ آدمی پر چھا جاتا ہے سائل بھی جس سے مانگتا ہے چونکہ اس پر چھا جاتا اور لپٹ جاتا ہے اس لئے اس کے اصرار کو اِلحاف اور اِلحاح کہتے ہیں۔ ف۳ اَلرِّبٰوا اس کے معنے لغت میں زیادت کے ہیں۔ بولا کرتے ہیں رَبَا الشَّیْءُ یَرْبُوْا اِذَا زَادَ۔ سُود کو رِبٰوا۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ اصل رقم سے زیادہ رقم لی جاتی ہے قال تعالیٰ اِهْتَزَّتْ وَرَبَتْ۔ اس کی کتابت عام طور پر واو اور یے اور الف تینوں سے جائز ہے مگر قرآن میں صرف واو سے لکھا جاتا ہے اور واو جمع کی تشبیہ کی وجہ سے آخر میں الف بھی۔

الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ

سود کے ہے اور حلال کیا اللہ نے سوداگری کو اور حرام کیا ہے سود کو پس جو کوئی کہ آئی اس کے پاس

خرید و فروخت بھی تو سود ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ نے خرید و فروخت کو حلال اور سود کو حرام

مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ

نصیحت رب اس کے سے پس باز رہے پس واسطے اسکے ہے جو پہلے گیا اور حکم اس کا طرف اللہ کے ہے

قرار دیا ہے تو جس شخص کو اللہ کی یہ نصیحت پہنچ چکی اور وہ (آئندہ کے لئے) باز آ گیا۔ تو جو کچھ وہ لے چکا ہے

وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾

اور جو کوئی پھرے پس یہ لوگ رہنے والے ہیں آگ کے وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہیں

وہ اس کا ہو چکا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو اسکے بعد بھی سود لے تو یہی لوگ دوزخی ہیں (اور) اس میں ہمیشہ رہیں گے

یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ

مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے خیراتوں کو اور اللہ نہیں دوست رکھتا

اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ اور اللہ نہ ماننے والے گنہگار لوگوں

كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ ﴿۲۷۶﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

ہر کفر کرنیوالے گنہگار کو تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور کام اچھے کیے

کو پسند نہیں کرتا وہ لوگ جو ایمان لائے اور (انہوں نے) نیک عمل کیے نماز

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ

اور قائم رکھا نماز کو اور دیا زکوٰۃ کو واسطے انکے ہے ثواب انکا نزدیک پروردگار انکے کے

کے پابند رہے اور زکوٰۃ دی۔ ان کے واسطے ان کے رب کے پاس اجر ہے اور انہیں نہ

وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا

اور نہیں ڈر اوپر ان کے اور نہ وہ غمگین ہوں گے اے لوگو جو ایمان لائے ہو

کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غم کھائیں گے اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو

اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۲۷۸﴾

ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو باقی رہا ہے سود سے اگر ہو تم ایمان والے ع۲

اور اگر تمہیں خدا پر ایمان ہے تو جس قدر سود باقی ہے اسے چھوڑ دو۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ

پس اگر نہ کرو تم پس خبردار ہو جاؤ ساتھ لڑائی کے اللہ سے اور رسول اسکے سے اور اگر توبہ کرو تم

اگر تم ایسا نہیں کرتے تو پھر اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ اور اگر توبہ

فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ وَ

پس واسطے تمہارے اصل مال تمہارا ہے نہ ظلم کرو تم اور نہ ظلم کیے جاؤ تم ع۳ اور

کرتے ہو تو اپنی اصل رقم کے حقدار ہو۔ نہ تم ظلم کرو نہ تمہارے ساتھ ظلم کیا جائے گا۔ اور

اِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَیْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا

اگر ہو قرضدار تنگی والا پس ڈھیل دینا ہے فراغت تک اور یہ کہ خیرات کرو تم

اگر (مقروض) تنگدست ہو تو اس کے لئے آسودگی تک مہلت ہے اور بخش دو تو یہ تمہارے لئے بہت

حل لغات:

۱ عُسْرَۃٍ اعسار کا اسم ہے اور تنگی سختی شدت کو اعسار کہتے ہیں۔ مُعْسِر تنگ دست۔ جب کوئی شخص ایسی حالت میں ہوتا ہے کہ اُسے مال کا فراہم کرنا مشکل پڑ جاتا ہے تو اَعْسَرَ الرَّجُلُ بولا کرتے ہیں

۲ فَنَظِرَۃٌ نظرۃ کہتے ہیں تاخیر کو اور یہ اسم ہے انظار کا جس کے معنے ہیں مہلت دینے کے۔ کہا جاتا ہے بِعْتُ الشَّیْءَ بِنَظِرَۃٍ وَبِاِنْظَارٍ قال تعالیٰ قَالَ اَنْظِرْنِیْۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ

۳ مَیْسَرَۃٍ بروزن مَفْعَلَۃ یسر یا یسار سے مشتق ہے اور یہ ضد ہے اعسار کی۔ یعنی مال آسانی سے بہم پہنچنا کہا جاتا ہے ایسر الرجل فہو موسر ای صار الی الیسرۃ۔ میسرہ اور یسیرا اور میسور تینوں غنٰی کے مترادف ہیں۔ ۴ اَنْ تَصَدَّقُوْا صیغہ جمع مذکر حاضر مضارع باب تفعل صحیح۔ مادہ صدق۔ اصل میں تھا تتصدقوا ایک تے کو تخفیفاً حذف کر دیا۔

ف یعنی مالدار ہو کر محتاج کو قرض بھی مفت نہ دے جب تک سود نہ رکھ لے۔ یہ نعمت کی ناشکری ہے۔ ——— الترغیب والترہیب صفحہ ۳٦٢ میں ابن مسعودؓ سے مرفوعًا ہے اَلرِّبٰوا وَاِنْ كَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَتَهٗ تَصِيْرُ اِلٰى قُلٍّ یعنی سود کا مال کتنا ہی بڑھ جائے لیکن انجام اسکا ضرور کمی اور بربادی ہے (حاکم) اور صدقہ بڑھتا ہے۔ مشکوٰۃ صفحہ ١٦٧ میں ابوہریرہؓ سے ہے مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِّنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرَبِّيْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ (متفق علیہ) یعنی جو کوئی خیرات کرتا ہے حلال مال میں سے برابر ایک کھجور کے تو اللہ تعالیٰ اسکو داہنے ہاتھ میں لے لیتا ہے پھر اسکو اس طرح بڑھاتا ہے دینے والے کے لئے جس طرح تم بچھیرا پالتے ہو اور اسے تیار کرتے ہو حتیٰ کہ وہ کھجور برابر چیز مثل پہاڑ کے ہو کر قیامت میں ملے گی ١٢۔

ف۲ یعنی ممانعت سے پہلے جو سود لے چکے لے چکے لیکن ممانعت کے بعد جو چڑھا ہوا ہے اس کو اب ہرگز نہ مانگو ١٢۔

ف۳ احوص نے کہا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حجۃ الوداع میں فرمایا ہر سود جاہلیت کا موقوف ہے تمکو اصل بہا لینا چاہئے۔ نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم ہو سب سے پہلے جو سود موقوف کیا گیا عباس کا سود ہے ١٢۔ ابن ابی حاتم۔ ابن مردویہ

قرضدار کو مہلت دینے کے ثواب:

ف۴ ارشاد ہوتا ہے اگر تنگی والا شخص ہو اس کے پاس قرض کی ادائیگی کے قابل مال نہ ہو تو اُسے مہلت دو بلکہ بہتر ہے معاف کر دو۔ مشکوٰۃ صفحہ ٢٥١ میں ابوالیسرؓ سے ہے مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ عَنْهُ اَظَلَّهُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ (مسلم) یعنی جو شخص غریب مسلمان تنگدست قرضدار کو مہلت دے یا معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اسکو قیامت کے دن اپنے عرش کا سایہ نصیب کریگا (جبکہ خدا کے عرش کے سایہ کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا) ابو قتادہؓ کا یہ لفظ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو حشر کی سختی سے محفوظ رکھے گا (مسلم) اور مسند احمد میں ہے جو شخص مفلس پر قرض وصول کرنے میں نرمی کرے اُسے ڈھیل دے تو جتنے دن تک وہ قرض کی رقم ادا نہ کر سکے اتنے دن تک ہر دن اتنی رقم خیرات کرنے کا ثواب ملتا رہے گا۔ ایک اور روایت میں ہے جو یہ چاہے کہ اس کی دعا قبول ہو اسکی تکلیف و مصیبت دور ہو جائے تو وہ تنگدست کو مہلت دے چنانچہ ابوالیسرؓ انصاری فرماتے ہیں فلاں شخص پر میرا قرض تھا۔ مدت ختم ہو چکی میں نے انکے مکان پر جا کر سلام کہا۔ پوچھا کہ وہ مکان میں ہیں؟ جواب ملا کہ نہیں ہیں۔ اتفاقاً ایک بچہ باہر آیا میں نے کہا کہ تمہارے والد کہاں ہیں؟ اُس نے کہا کہ آپ کی آواز سنکر چارپائی کے نیچے جا چھپے۔ میں نے آواز دی کہ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تم اندر ہو لیں چھپو نہیں باہر آکر بات کرو۔ وہ آئے، میں نے کہا کیوں چھپے تھے؟ کہا کہ تم نہیں تھی میں نے سوچا اگر ملوں گا تو کہیں جھوٹا عذر حیلہ یا غلط وعدہ نہ کر بیٹھوں اسلئے سامنے آنے سے گریز کیا۔ میں نے کہا قسم کھاؤ تمہارے پاس روپیہ نہیں۔ کہا خدا کی قسم میں غریب ہوں میرے پاس روپیہ نہیں تین مرتبہ قسم کھلوائی پھر میں نے اپنے رجسٹر میں سے ان کا نام کاٹ دیا اور کہا جاؤ اگر تمہارے پاس ہو دیدینا ورنہ معاف کیونکہ میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے سنا کہ جو کسی تنگدست کو ڈھیل دے یا معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے عرش کے نیچے سایہ دے گا۔ ابو قتادہؓ کا واقعہ بھی اسی کے لگ بھگ ہے۔ ابو یعلیٰ میں ایک حدیث ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص قیامت کے دن رب کے سامنے پیش ہوگا کہ اسکے پاس (علاوہ فرائض کے کوئی نفلی) نیکی نہیں صرف یہ کہ وہ مالدار تھا دنیا میں غرباء کو کاروبار کیلئے رقم بطور قرض دیا کرتا تھا اور وہ غریب اگر وعدہ پر نہ دے سکا تو مہلت دیتا۔ اگر وہ اتنا مفلس ہوتا کہ اسکے پاس دینے کو ہے ہی نہیں تو معاف کر دیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا پھر میں تجھ پر آسانی کیوں نہ کروں میں تو سب سے زیادہ آسانی کرنے والا ہوں۔ جا میں نے تجھے بخشا جنت میں داخل ہو جا۔ مستدرک حاکم میں ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مدد کرے یا قرض دار کی اعانت کرے یا غلام مکاتب سے تعاون کرے تو اللہ اس کو قیامت کے دن سایہ دے گا جسدن کوئی سایہ نہ ہوگا۔ مسند احمد کی روایت میں ہے جو کسی نادار مسلم پر آسانی کرے یا معاف کرے اللہ اُسے جہنم کی گرمی سے بچالے گا ۔ ابن کثیر وغیرہ۔

فوائد صفحہ ٧٩

ف اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے عذابوں سے ڈرایا ہے۔ اعمال کا پورا پورا بدلہ ملنے کی پوری امید دلائی ہے۔ جامع البیان صفحہ ٤٣ کے حاشیہ میں ہے کہ یہ آیت سب سے آخر میں نازل ہوئی ہے۔ اس کے بعد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف نو دن یا تیس۳۰ دن زندہ رہے اور آپؐ نے فرمایا اس آیت کو سُود کی اور بیع کی آیتوں کے درمیان لکھو ١٢۔ وجیز

اصولِ تجارت ولین دین

ف۲ یہ آیت قرآن میں سب سے بڑی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ایماندار بندوں کو ارشاد فرمایا کہ وہ اُدھار کے معاملات کو لکھ لیا کریں تاکہ رقم اور میعاد خوب یاد رہے۔ گواہ کو بھی کسی قسم کا مغالطہ نہ ہو خواہ قرض کا معاملہ ہو یعنی کسی کو وعدہ پر قرض دو یا لو یا بیع سلم کا معاملہ ہو۔ بیع سلم اسے کہتے ہیں کہ روپیہ پیشگی دے دیا اور مال کا دینا ایک وعدہ پر ٹھیرا۔ بہرحال لکھ لینا چاہیئے تاکہ بھول کی وجہ سے کسی کا حق تلف نہ ہو۔ انسان تو بھول کا پتلا ہے۔ جب باپ آدمؑ بھول گئے تو اولاد کا بھولنا ممکن ہے نَسِيَ اٰدَمُ وَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهٗ۔ اللہ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اُن کی پیٹھ سے ہاتھ پھیر کر تمام اولادِ آدم کو نکال کھڑا کیا۔ آدمؑ نے اپنی اولاد کو دیکھا اُن میں سے ایک شخص خوب تر و تازہ اور خوبصورت کو دیکھ کر پوچھا کہ خدایا ان کا کیا نام ہے؟ جناب باری عز اسمہ نے فرمایا تمہارے لڑکے داؤدؑ ہیں۔ کہا ان کی عمر کتنی ہے؟ فرمایا ساٹھ سال۔ کہا ان کی عمر کچھ اور بڑھا دی جائے۔ آدمؑ نے داؤدؑ کو چالیس۴۰ سال اپنی عمر میں سے دلوا دیئے۔ آدمؑ کی اصل عمر ایک ہزار سال تھی۔ چنانچہ یہ لین دین لکھا گیا اور فرشتوں کو گواہ مقرر کیا گیا۔ آدمؑ کی جب موت آئی تو کہنے لگے ابھی تو میرے چالیس سال باقی ہیں۔ اللہ نے فرمایا وہ تم اپنے لڑکے داؤد کو دے چکے ہو۔ آدم بھول گئے تھے اس وجہ سے انکار کیا جس پر وہ لکھا ہوا دکھایا گیا اور فرشتوں کی گواہی۔ اس سے معلوم ہوا معاملہ کو لکھنے اور گواہ کرنے کی بڑی اہمیت ہے۔ صحیح بخاری میں ہے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کو فرمایا نا پتول

خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٨٠﴾ وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ

بہتر ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم جانتے اور ڈرو اس دن سے کہ پھیرے جاؤ گے

بہتر ہے۔ بشرطیکہ تم اس بات کو سمجھو اور (اے لوگو!) اس دن سے ڈرو۔ جب تم

فِيهِ إِلَى اللَّهِ ۖ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا

بیچ اسکے طرف اللہ کی پھر پورا دیا جاویگا ہر جی کو جو کچھ کمایا ہے اور وہ نہیں

خدا کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر تم میں سے ہر ایک شخص کو جو کچھ کہ اس نے کیا ہے اسکا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا

ع ۳۸ ۸ ۲

يُظْلَمُونَ ﴿٢٨١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ

ظلم کئے جاویں گے ف اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب معاملہ کرو تم ساتھ قرض کے ایک

اور ان پر بالکل ظلم نہ ہوگا اے مسلمانو! جب کبھی تم ایک دوسرے کے ساتھ مقررہ میعاد کے لئے لین دین

أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ

وقت مقرر تک پس لکھ رکھو اس کو اور چاہئے کہ لکھے درمیان تمہارے لکھنے والا

کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو اور تمہارے درمیان ایک کاتب ہونا چاہیے جو عدل و انصاف سے لکھے اور

بِالْعَدْلِ ۚ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَن يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ ۚ

ساتھ انصاف کے لکھے اور نہ انکار کرے لکھنے والا کہ لکھے جیسے سکھایا اسکو اللہ تعالیٰ نے

کاتب جیسا کچھ اللہ نے اسے سکھا دیا ہے لکھنے سے انکار نہ کرے۔ اسے چاہئے کہ وہ لکھ دے اور وہ جو رہا

فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ

پس چاہئے کہ لکھ دے اور مطلب بتلاوے وہ شخص کہ اوپر اسکے ہے حق اور چاہیے ڈرے اللہ پروردگار اپنے سے

ہے لکھتا جائے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور (اپنی طرف سے) اس عبارت میں کوئی کمی نہ کرے۔ ہاں اگر

وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ فَإِن كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ

اور نہ کم کرے اس میں سے کچھ پس اگر ہو وہ شخص کہ اوپر اسکے ہے حق

وہ شخص کہ جس کے ذمے حق ہے نادان یا کمزور (بچہ یا بوڑھا) ہو یا خود لکھانے کی طاقت نہ رکھتا ہو

سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَن يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ

بے وقوف یا ناتواں یا نہیں سکتا یہ کہ مطلب کہے وہ پس چاہیے کہ مطلب کہے والی اسکا

تو چاہیے کہ اس کا ولی (یا وکیل) انصاف سے (دستاویز) لکھاتا جائے اور اپنے میں سے دو مردوں کو

بِالْعَدْلِ ۚ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ ۖ

ساتھ انصاف کے اور شاہد کرو دو شاہدوں کو مردوں اپنے سے

گواہ کر لیا کرو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو پھر ایک مرد اور (ایسی) دو عورتیں کافی ہوں کہ جنہیں تم

فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن

پس اگر نہ ہوں دو مرد پس ایک مرد اور دو عورتیں ان میں سے کہ

شہادت کے لئے پسند کرو (اگر) ان میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے اور گواہوں

تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَن تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ

پسند کرتے ہو تم شاہدوں سے اگر ہووے کہ بھول جاوے ایک انہیں سے پس یاد دلاوے وہ

کو چاہیے کہ جب وہ (عدالت میں) بلائے جائیں تو انکار نہ کریں اور معاملہ جب ایک مدت کے لئے ہو خواہ چھوٹا ہو

حل لغات:

۱؎ تَدَايَنتُم صیغہ جمع مذکر حاضر ماضی۔ باب تفاعل۔ اجوف یائی۔ دین مادہ۔ تداین کے معنی ہیں باہم قرض خرید و فروخت کرنے کے قرض اور دَین میں فرق یہ ہے کہ دَین میں وقت اور اجل کو دخل ہوتا ہے اور قرض میں نہیں۔ یہ مشتق ہے دَانَ يَدِينُ سے جس کے معنی ہیں قرض دینا اور قرض لینا۔ بولا کرتے ہیں دَانَ الرَّجُلُ اَیْ اَقْرَضَ وَدَانَ اِذَا اسْتَقْرَضَ احمر شاعر کہتا ہے
نَدِينُ وَيَقْضِي اللّٰهُ عَنَّا وَقَدْ نَرَىٰ مَصَارِعَ قَوْمٍ لَا يَدِينُونَ

۲؎ اَجَل لغت میں اَجَل اُس وقت کو کہتے ہیں جو انقضائے مدت کے لئے معین ہو۔ آدمی کی اَجَل اُس کی انقضائے عمر کا وقت ہے۔ اس کے اصلی معنی ہیں تاخیر کے۔ کہا جاتا ہے اجل الشیٔ یاجل اجولا اذا تاخر اور

منزل ۱

اَجل ضد ہے عاجل کی۔ ۳؎ وَلْيُمْلِلْ صیغہ واحد مذکر غائب امر باب افعال مضاعف۔ مادہ ملل إملال اور إملاء دونوں کے معنی ہیں کتابت کرانا لکھوانا بولا کرتے ہیں اَمْلَلْتُ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَ اَمْلَيْتُ مگر اَمْلَلْتُ لغت ہے اہل حجاز اور بنی اسد کا اور اَمْلَيْتُ قیس اور تمیم کا اور قرآن دونوں لغتوں میں اترا ہے۔ پہلے کی مثال یہی وَلْيُمْلِلْ اور ★

ف جب آدمی سفر میں ہوتا ہے تو بالکل اجنبی ہوتا ہے کسی سے جان پہچان کم ہوتی ہے۔ سفر کی حالت میں اگر کچھ قرض لینے کی ضرورت ہو تو بغیر کسی چیز کے گروی رکھنے کے نہ کوئی اعتبار کرتا ہے نہ کچھ قرض مل سکتا ہے اس واسطے سفر کا ذکر خاص طور پر فرما کر اللہ تعالیٰ نے گروی کو اس آیت میں جائز فرمادیا اگرچہ بعض علمار کا مذہب یہ ہے کہ اس آیت میں جب سفر کا ذکر ہے تو حالتِ سفر میں ہی گروی جائز ہے، حالت قیام میں نہیں۔ لیکن خود صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زِرہ حالتِ مقام میں ایک یہودی کے پاس گروی رکھواکر حدیثِ فعلی سے اس آیت کی تفسیر فرمادی ہے کہ گروی حالتِ سفر اور حالت مقام دونوں حالتوں میں جائز ہے۔
یہ آپؐ کی زِرہ یہودی کے پاس گروی ہونے کی حدیث صحیحین میں ہے جسکی روایت حضرت انسؓ سے ہے (احسن) کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور حال یہ کہ آپؐ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تین وسق (پیمانہ) جَو کے عوض رہن تھی جو آپؐ نے اپنے اہل وعیال کی روزی کے واسطے لئے تھے جمہور کے نزدیک رہن کا رکن فقط ایجاب وقبول ہے مگر مرہون پر مرتہن کا قبضہ بھی ضروری ہے (ہوا۔ ث) اخبار اہلحدیث امرتسر مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۱۸ء میں کسی صاحب کی طرف سے یہ مضمون نکلا ہے کہ اشیاء مرہونہ کے ساتھ مرتہن کو فائدہ اُٹھانا درست ہے یا نہیں؟ جواباً گذارش ہے کہ جائز و درست ہے۔ اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ بِلَفْظِ اَلظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهٖ اِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ بِنَفَقَتِهٖ. وَاَخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا وَاَبُوْدَاؤدَ عَنْهُ لَبَنُ الدَّرِّ يُحْلَبُ بِنَفَقَتِهٖ اِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَالظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهٖ اِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَعَلَى الَّذِيْ يَحْلِبُ وَيَرْكَبُ النَّفَقَةُ. قَالَ اَبُوْدَاوٗدَ وَهُوَ عِنْدَنَا صَحِيْحٌ اِنْتَهٰى وَاَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْهُ مَرْفُوْعًا اَلظَّهْرُ يُرْكَبُ اِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ اِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَعَلَى الَّذِيْ يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ نَفَقَتُهٗ قَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَاَخْرَجَ الْحَاكِمُ وَالدَّارَقُطْنِيُّ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا اَلرَّهْنُ مَرْكُوْبٌ وَّمَحْلُوْبٌ خلاصہ ان تمام روایات کا یہ ہے کہ اشیاء مرہونہ سے فائدہ اٹھانا جائز ہے مگر بعض عالم يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ کا فاعل راہن کو بتاتے ہیں اور بعض مرتہن کو۔ فریق ثانی کا قول حق ہے اس لئے کہ بعض روایت میں لفظ مرتہن آچکا ہے چنانچہ وہ روایت یہ ہے حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ دَاؤدَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الصَّائِغُ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا اِذَا كَانَتِ الدَّابَّةُ مَرْهُوْنَةً فَعَلَى الْمُرْتَهِنِ عَلَفُهَا وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ وَعَلَى الَّذِيْ يَشْرَبُ نَفَقَتُهَا. اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ مرتہن ہی یرکب ویشرب کا فاعل ہے باقی جو احادیث اس کے مخالف ہیں اول تو وہ ضعیف ہیں۔ ثانیاً وہ اسکے مخالف نہیں ہیں بلکہ ان احادیث میں مرتہن کو اشیاء مرہونہ کے ساتھ اور کسی قسم کی شرط جو جر منفعت میں ہو اس سے روکا گیا ہے جیسا کہ صاحب سبل السلام وغیرہ نے کہا ہے۔ صاحب اعلام الموقعین نے صفحہ ایمں اس بحث کو بسط کے ساتھ لکھا ہے (عبدالستار کلانوری از دہلی، ۸ ذیقعدہ ۱۳۳۶ھ) صاحب اعلام کی تحریر سے تین مذہب معلوم ہوتے ہیں۔ ایک مذہب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ کا کہ انتفاع ناجائز ہے۔ دوسرا امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ کا کہ شئے مرہونہ پر جتنا خرچ کیا ہو اسی قدر انتفاع جائز ہے۔ تیسرا مذہب جو ظاہر حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ انتفاع شئے مرہونہ سے جائز ہے اور اس میں یہ شرط فضول ہے جس قدر خرچ کرے اتنا ہی لے کیونکہ انتفاع کے معنے نفع حاصل کرنا ہے۔ جب مرتہن نے اس پر صرف کیا تو اول تو اسکو اسکا حساب کتاب کرنا دشوار ہے دوسرے وہ اس کی حفاظت بھی کرے گا۔ تیسرے اگر وہ اسی قدر شئے مرہونہ سے وصول کرے جس قدر اس نے صرف کیا ہے تو یہ انتفاع کہاں ہوا۔ یہ خواہ مخواہ کی دردسری ہے پس بقول امام ابن قیم وحضرت سید اسمٰعیل یمانی وغیرہ علیہما الرحمۃ شئے مرہونہ سے نفع اٹھانا جائز ہے۔ اور جب ان دو کا ثبوت بروایتِ صحیح ثابت ہے تو اور چیزوں کا بھی اسی پر قیاس کر لینا چاہئے۔ (از قلم) حضرت مولانا خالد (صاحب التصانیف العدیدہ) اندرون تُوارہ بھوپال (منقول از فتویٰ ثنائیہ) ۲۹ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ مغیر۔ فتاویٰ ستاریہ جلد اول صفحہ ۸۱ سوال نمبر ۱۲۳ کے جواب میں لکھا ہے شئے مرہونہ سے بشرط نفقہ نفع اٹھانا (باقی صفحہ ۱۷۱ پر)

بولا کرتے ہیں مُقْسِطٌ منصف عادل اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۞ اور ایک ہے قاسط جسکے معنے ظالم کے ہیں قال تعالیٰ وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۞ ع تِجَارَةً حَاضِرَةً تجارت کہتے ہیں فائدہ کی غرض سے مال میں تصرف کرنے کو عام ہے کہ مال موجود ہو یا نہ ہو۔ کہا جاتا ہے تَجَرَ يَتْجُرُ تِجَارَةً فَهُوَ تَاجِرٌ تجارۃ حاضرہ وہ تجارۃ جس میں بدلین یعنی قیمت ومبیعہ دونوں موجود وحاضر ہوں۔ ک سَفَرٌ اس کے اصلی معنے کھلنے اور ظاہر ہونے کے ہیں سفر کو سفر اسی واسطے کہتے ہیں کہ وہ آدمیوں کے حالات وعادات کھولتا ہے۔ مسفر (جھاڑو) کیونکہ وہ غبار ومٹی کو الگ کرکے ہر چیز کی سطح کو ظاہر کرتی ہے سبیٰ اور قاصد کو سفیر کہنے کی یہی وجہ ہے کہ وہ دو شخصوں میں صلح کراتا ہے اور اس مکروہ وناپسند بات کو کھولتا ہے جو دونوں کے ذہن نشیں ہوجاتی ہے۔ سفر کتاب ورید اسلئے کہ وہ معانی کو ظاہر کرتی ہے۔ عورت منہ سے نقاب اٹھادیتی ہے تو اسفرت المرأۃ عن وجہہا بولا کرتے ہیں مسافر کو مسافر اس لئے کہتے ہیں کہ وہ گھر سے نکل کر کھلے میدان میں چلتا ہے یا اسلئے کہ لُٹکے جانے کے بعد گھر کی زمین خالی اور منکشف ہوجاتی ہے۔ اسفار صبح کا ظہور۔ سُفرہ دسترخوان کیونکہ وہ کھول کر بچھایا جاتا ہے۔ ہ فَرِهَانٌ جمع ہے رہن کی جیسے کلاب کلب کی اور کعاب کعب کی ونعال نعل کی۔ لغت میں رہن کہتے ہیں دَوام کو۔ بولا کرتے ہیں رہن الشئ ای دَام ونعمۃ راہنۃ ای دائمۃ ثابتۃ۔ پھر اسکے معنی ہوئے رکھنے کے بولا کرتے ہیں رہنت عند الرجل اسے وضعت عندہ۔ گروی کو رہن اسلئے کہتے ہیں کہ وہ مال کے عوض رکھی جاتی ہے۔ ت اَمِنَ صیغہ واحد مذکر غائب ماضی۔ باب سمع مہموز الفاء۔ امن کہتے ہیں نڈر ہونیکو۔ جب کوئی شخص کسی سے بے خوف ہوتا ہے تو امن فلان غیرہ بولا کرتے ہیں قال تعالیٰ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَا اَمِنْتُكُمْ. ک اُؤْتُمِنَ صیغہ واحد مذکر غائب ماضی مجہول باب افتعال مہموز العین۔ امن مادہ۔ اصل میں تھا اُؤْتُمِنَ دو ہمزے جمع ہوئے۔ پہلا مضموم دوسرا ساکن اُس کو واو سے بدل لیا۔

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ

آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور اگر ظاہر کرو جو کچھ بیچ جی تمہارے کے ہے یا چھپاؤ اسکو

ہے اللہ ہی کی ملکیت ہے اور خواہ تم دل کی باتوں کو ظاہر کرو یا پوشیدہ رکھو (ہر حال میں)

یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ

حساب لیوے گا تم سے ساتھ اسکے اللہ پس بخشے گا جس کو چاہے اور عذاب کرے گا جس کو چاہے

اللہ ضرور تم سے اس کا محاسبہ کرے گا۔ پھر جس کو چاہے گا بخش دے گا۔ اور جس کو چاہے گا

وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۸۴﴾ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ

اور اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے [1] ایمان لایا پیغمبر ساتھ اس چیز کے اتاری گئی ہے طرف اسکی

سزا دے گا اور اللہ ہر بات پر قدرت رکھتا ہے جو کچھ اللہ کی جانب سے رسول کی طرف نازل کیا گیا

مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ

پروردگار اسکے سے اور ایمان لائے مسلمان ہر ایک ایمان لایا ساتھ اللہ کے اور فرشتوں اسکے کے اور کتابوں اسکی کے

اس پر اس نے اور ایمان لانے والے لوگوں نے یقین کر لیا ان میں سے ہر ایک اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی

وَرُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫ وَقَالُوْا سَمِعْنَا

اور پیغمبروں اسکے کے نہیں جدائی ڈالتے ہم درمیان کسی کے پیغمبروں اسکے سے اور کہا انہوں نے سنا ہم نے

کتابوں اور رسولوں پر [1] ایمان لایا (اور انہوں نے کہہ دیا کہ) ہم تو اللہ کے رسولوں میں سے کسی ایک کو دوسرے سے جدا نہیں سمجھتے

وَاَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ

اور مانا ہم نے بخشش مانگتے ہیں ہم تیری اے رب ہمارے اور طرف تیری ہے پھر آنا نہیں تکلیف دیتا ہے اللہ

اور یہ (بھی) کہا کہ خدایا ہم نے (تیرے حکموں کو) سنا اور بجا لائے۔ تیری ہی مغفرت کے خواہاں ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ جانا ہے اللہ کسی انسان پر

نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا

کسی جی کو مگر طاقت اسکی پر واسطے اسکے ہے جو کمایا اس نے اور اوپر اس کے ہے جو کمایا اس نے اے رب ہمارے

اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ ہر شخص وہی کچھ پائے گا جو اس نے کمایا اور جو ابدہ بھی اسی کے لئے ہے۔

لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ

مت پکڑ ہم کو اگر بھول گئے ہم یا چوک گئے ہم اے رب ہمارے اور مت رکھ اوپر ہمارے

(جیسا) اس نے کمایا اور جوابدہ بھی اسی کے لئے ہے جو اس نے کیا۔ (ایمان والے تو یہی کہتے ہیں) خدایا! اگر ہم سے بھول چوک ہو

اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا

بوجھ جیسا رکھا تو نے اسکو اوپر ان لوگوں کے کہ پہلے ہم سے تھے اے رب ہمارے اور مت اٹھوا ہم سے

جائے تو اس پر ہمیں سزا دے۔ خدایا! ہم پر ویسا بار نہ ڈال۔ جیسا کہ تو نے ان لوگوں پر ڈالا تھا جو ہم سے

مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۫ وَاغْفِرْ لَنَا ۫ وَارْحَمْنَا ۫

وہ چیز کہ نہیں طاقت واسطے ہمارے ساتھ اسکے اور معاف کر ہم کو اور بخش ہم کو اور رحم کر ہم کو

پہلے تھے۔ خدایا! ہم سے ایسا بوجھ نہ اٹھوا۔ جس کی ہمیں طاقت نہیں۔ ہم سے درگزر فرما اور ہمارے گناہ بخش دے اور

اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۸۶﴾ ع

تو ہے دوست دار ہمارا پس مدد دے ہم کو اوپر قوم کافروں کے [2]

ہم پر رحم کر۔ خدایا! تو ہی ہمارا آقا ہے تو ہی ہمیں نافرمانوں کے مقابلہ میں فتح عطا فرما

ع ۴۰ / ۸

حل لغات۔ [1] غُفْرَانَكَ فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے تقدیر عبارت ہے اغفر غفرانک اہل محاورہ دعا کے موقع پر صرف مصدر مذکور کرتے اور ذکر فعل سے بے پروائی کرتے ہیں جیسے سقیًا اور رعیًا میں یا یوں کہو کہ مصدر امر کی جگہ واقع ہوا ہے جیسا کہ الصلوٰۃ الصلوٰۃ اور الاسد الاسد [2] لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَیْهَا

(بقیہ صفحہ ۷۰) جائز ہے۔ زمین مرہونہ سے بھی بصورت عدم استعمال بخوف خراب ہو جانے کے اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے جیسا کہ حدیث اَلظَّهْرُ یُرْکَبُ بِنَفَقَتِهٖ وَلَبَنُ الدَّرِّ یُشْرَبُ بِنَفَقَتِهٖ اِذَا کَانَ مَرْهُوْنًا سے معلوم ہوتا ہے (فافہم) نیز مولانا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب (مرحوم) امرتسری گروی زمین کے نفع اٹھانے کے جواز کا فتوٰی دیتے ہیں اور اس کے جواز کے بارے میں آپ کے پاس مولانا محمد حسین صاحبؒ بٹالوی کا قلمی فتوٰی بھی موجود تھا جیسا کہ اخبار اہلحدیث امرتسر مجریہ ۳۰ رمضان سنہ ۱۳۴۶ھ میں لکھا ہوا ہے۔

ف۲ اس آیت میں بطور تہدید و تنبیہ ارشاد فرما کر تمام احکام مذکورہ سابقہ کی پابندی پر سب کو مجبور کر دیا اور طلاق نکاح، قصاص و زکوٰۃ، بیع سود وغیرہ میں جو اکثر حیلوں اور اپنی ایجاد کردہ تدبیروں سے کام لیتے ہیں اور ناجائز امور کو جائز بتانے میں خود رائی اور سینہ زوری سے کام لیتے ہیں ان کو بھی اس میں پوری تنبیہ ہے کہ دیکھ لو جو مالک حقیقی ارض و سما کا مالک ہے ہماری ظاہری و مخفی تمام حالات کا محاسبہ ہے اسکو تمام امور کا علم ہے۔ وہی تمام کو جزا و سزا دینے پر قادر ہے۔ ان ہی تین کمالات یعنی ملک اور علم اور قدرت کو یہاں بیان فرمایا اور ان ہی کا آیت الکرسی میں ارشاد ہو چکا ہے ۔

فوائد صفحہ ھذا

کون لوگ مرفوع القلم ہیں؟ ف۱ دل کا وسوسہ آدمی کے قابو کی بات نہیں۔ بعض وقت سینکڑوں وساوس دل میں گزرتے ہیں اور آدمی اپنے آپ کو روک کر ظاہر میں ایک کام بھی ان وسوسوں کے موافق نہیں کرتا اسواسطے اس آیت میں دل کے اس وسوسہ پر حساب اور عذاب کا حکم آپؐ کے صحابہ کرامؓ پر بڑا بھاری پڑا کہ دل کے خیال چھوٹی بڑی تمام چیزوں کا حساب ہوگا۔ اور صحابہ کرام اپنے ایمان کی مضبوطی کی وجہ سے کانپ اٹھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ نماز روزہ، جہاد صدقہ وغیرہ کا تو ہمیں حکم ہوا جس پر ہم نے عمل کیا لیکن اس حکم کی برداشت اور طاقت نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم یہود و نصاریٰ کی طرح اللہ کے حکم سے انحراف کرنا چاہتے ہو؟ کہ ہم نے اللہ کا حکم سُنا اور مانا نہیں، تمہیں چاہیئے یوں کہو ہم نے سُنا اور مانا بس جو اللہ کا حکم ہو اُس کو بسر و چشم مان لو اللہ تم پر ضرور رحم کرے گا۔ جب انھوں نے خوشی سے اللہ کا حکم مان لیا اور اُن کی زبان پر یہ کلمات سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا جاری ہوگئے تو اس سے آگے کی آیتوں میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہؓ کی تعریف آئی اور دل کے وسوسہ پر جو عذاب کا حکم تھا اسکو منسوخ فرما دیا (ابن کثیر و تفسیر کبیر) بخاری مسلم میں ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے جب میرا بندہ مسلمان برائی کا ارادہ کرے تو اُسے نہ لکھو جب تک کر نہ گذرے۔ اور اگر کر گذرے تو ایک گناہ لکھو اور جب نیکی کا ارادہ کرے تو صرف ارادہ سے ہی نیکی لکھو اور اگر نیکی کر لے تو ایک کے بدلے دس نیکیاں لکھ لو۔ یہ بھی روایت ہے کہ ایک نیکی کا ثواب دس سے لے کر سات سو تک بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے ترمذی وغیرہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ ایماندار کے گناہ اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے حتیٰ کہ اگر کسی کی جیب میں نقدی رکھی تھی اور خیال رہا کہ اس دوسری جیب میں ہے۔ ہاتھ ڈالا وہاں نہ نکلی، دل پر صدمہ ہوا۔ پھر دوسری جیب میں ہاتھ ڈالا تو وہاں مل گئی، اس صدمہ پر بھی اسکے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ترمذی صفحہ ۱۷۰، جلد اول میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلٰثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى یَسْتَیْقِظَ وَعَنِ الصَّبِیِّ حَتّٰى یَشِبَّ وَعَنِ الْمَعْتُوْهِ حَتّٰى یَعْقِلَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تین قسم کے آدمیوں سے قلم اٹھ گئی یعنی گناہ کی پکڑ نہیں۔ ایک سوتا ہوا آدمی جب تک جاگے، دوسرا نابالغ جب تک بالغ ہو۔ تیسرا المجنون یا بے عقل جب تک اس کی عقل ٹھکانے آئے ۔

رات کا وظیفہ ف۲ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے کٰفِرِیْنَ ۝ تک ان دونوں آیتوں کی فضیلت بخاری میں یوں آئی ہے جو شخص رات کو ان کو پڑھ لے اُسے یہ دونوں کافی ہیں یعنی ہر چیز کے شر سے یا قیام لیل سے۔ مسند احمد میں ہے میں سورہ بقرہ کے خاتمہ کی آیتیں عرش تلے کے خزانہ سے دیا گیا ہوں مجھ سے پہلے کوئی نبی یہ نہیں دیا گیا۔ مسلم میں ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی اور آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے جو ساتویں آسمان میں ہے جو چیز آسمان کی طرف چڑھتی ہے وہ یہیں تک جاتی ہے پھر یہاں سے اوپر لے لی جاتی ہے اور جو چیز اوپر سے اُترتی ہے وہ بھی یہیں تک پہنچتی ہے پھر یہاں سے نیچے لی جاتی ہے۔ اس بیری کو سونے کی ٹڈیاں ڈھکے ہوئے تھیں۔ وہاں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تین چیزیں دی گئیں۔ پانچوں وقت کی نمازیں، سورہ بقرہ کے ختم کی آیتیں اور اہل توحید کے تمام گناہوں کی بخشش۔ ابن مردویہ میں ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں نہیں چاہتا کہ اہل اسلام میں سے کوئی آیت الکرسی اور سورہ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھے بغیر سو جائے۔ یہ وہ خزانہ ہے جو تمہارے نبی کو عرش کے نیچے سے دیا گیا ہے۔ ترمذی میں ہے اللہ تعالیٰ نے آسمان زمین کے پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے ایک کتاب لکھی جس میں سے دو آیتیں اتار کر سورہ بقرہ ختم کی جس گھر میں یہ تین راتوں تک پڑھی جائیں اس گھر کے قریب بھی شیطان نہیں جا سکتا۔ ایک (اور) حدیث میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام باقی فائدہ صفحہ ۷۲ پر

★ مَا اکْتَسَبَتْ. کسب اور اکتساب دونوں ہم معنی ہیں یا نہیں اس میں علماء لغت کا اختلاف ہے۔ بعضے کہتے ہیں دونوں کے معنی ایک ہیں۔ ذو الرمہ کہتا ہے ۔ اَلْفٰى اَبَاهُ بِذَاكَ الْكَسْبِ يَكْتَسِبُ۔ اور قرآن سے بھی ایسا ہی ثابت ہوتا ہے۔ قال تعالیٰ کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَهِیْنَةٌ ۝ اور لَا تَکْسِبُ کُلُّ نَفْسٍ اور بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا۔ بعضے کہتے ہیں کہ کسب خیر کے ساتھ مخصوص ہے اور اکتساب شر کے ساتھ۔ یا یوں کہو کہ کسب عام ہے اور اکتساب خاص یعنی اپنے اور غیر کے لئے کمانے والے کو کاسب اور صرف اپنے لئے کمائی کرنے والے کو مکتسب کہتے ہیں۔ ★۲ اِصْرًا لغت میں اِصر کہتے ہیں بوجھ اور شدت کو پھر عہد و میثاق کو اس لئے اصر کہنے لگے کہ وہ بھی ثقیل و گرانبار ہوتا ہے قال تعالیٰ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ۔ رحم و قرابت کو بھی اصر کہتے ہیں کیونکہ جس سے تمہاری قرابت ہوتی ہے اُسے کسی طرح کی تکلیف پہنچنا تم پر گراں گزرتا ہے اہل محاورہ بولا کرتے ہیں مَا یَاْصِرُنِیْ عَلَیْهِ اِصْرٌ اَیْ رَحْمَةٌ وَّقَرَابَةٌ۔

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَا اٰيَةٍ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

سورت آل عمران کی مدینہ میں نازل ہوئی ہے۔ اور اس کی دو سو آیتیں اور بیس رکوع ہیں۔

سورۂ آل عمران مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں دو سو آیتیں اور بیس رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت بخشش کرنے والا بڑا مہربان ہے

الٓمّٓ ۝١ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۝٢ نَزَّلَ عَلَیْكَ

اللہ نہیں کوئی معبود مگر وہ زندہ ہے قائم رہنے والا اتاری اوپر تیرے

اے لوگو! اللہ وہ (ذات) ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں (اور) جو حی و قیوم ہے اسی نے (اے پیغمبر!)

الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ

کتاب ساتھ حق کے سچا کرنے والی اس چیز کو کہ آگے اس کے ہے اور اتاری توراۃ

آپ پر برحق کتاب نازل کی جو ان کتابوں کی بھی تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلے نازل ہو چکی ہیں اور اس نے اس سے پہلے توراۃ

وَالْاِنْجِیْلَ ۝٣ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ؕ

اور انجیل پہلے اس سے راہ دکھانے والی واسطے لوگوں کے اور اتارا معجزہ

اور انجیل کو نازل کیا جن میں لوگوں کے لیے ہدایت کا سامان تھا اور اسی اللہ نے تمہیں جو ہر

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؕ

تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے ساتھ نشانیوں اللہ کے واسطے ان کے ہے عذاب سخت

امتیاز عطا کیا۔ بیشک جو لوگ (باوجود اس سامان ہدایت کے) اللہ کے احکام پر عمل پیرا نہیں ہوتے ان کو

وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝٤ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰى عَلَیْهِ شَیْءٌ

اور اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں چھپی اوپر اس کے کوئی چیز

سخت عذاب ہوگا اور اللہ بڑا غالب اور سزا دینے والا ہے یقیناً اللہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں، نہ

فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ۝٥ هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ

بیچ زمین کے اور نہ بیچ آسمان کے وہ ہے جو صورتیں بناتا ہے تمہاری بیچ رحموں کے

زمین میں اور نہ آسمان میں اللہ (وہی) ہے جو رحم مادر میں جس طرح چاہتا ہے تمہاری صورتیں

كَیْفَ یَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝٦ هُوَ الَّذِیْۤ

جیسا چاہے نہیں کوئی معبود مگر وہ غالب ہے حکمت والا وہی ہے جس نے

بناتا ہے (یاد رکھو) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بڑا زبردست اور بڑا صاحب حکمت ہے اللہ ہی (وہ ذات ہے)

اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ

اتاری اوپر تیرے کتاب بعض اس کی آیتیں محکم ہیں یعنی ظاہر معنوں کی وہ اصل ہیں کتاب کی

جس نے (اے پیغمبر!) آپ پر یہ کتاب نازل کی۔ اس کی بعض آیتیں صاف واضح اور محکم ہیں یہی اس کتاب کے

وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ

اور ہیں متشابہ یعنی ان کے کئی کئی معنی ہیں پس وہ لوگ کہ بیچ دلوں ان کے کجی ہے پس پیروی کرتے ہیں

اصول ہیں اور بعض آیتیں مختلف معنوں کی متحمل ہیں تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہوتی ہے وہ اس میں سے انہیں

منزل ۱

حل لغات ۱؎ نَزَّلَ صیغہ واحد مذکر غائب ماضی۔ باب تفعیل صحیح۔ مادہ نزل تنزیل کہتے ہیں آہستہ آہستہ اور تھوڑا تھوڑا اتارنا۔ اور اس کا خاصہ ہے تکثیر چونکہ قرآن مجید تھوڑا تھوڑا اترا ہے اور اس میں تکثیر کے معنی موجود ہیں اس لئے قرآن مجید تنزیل کے ساتھ اور توراۃ و انجیل انزال کے ساتھ مخصوص ہے۔ ۲؎ اَلتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ فراء کا قول ★

(بقیہ فائدہ صفحہ ۱) بیٹھے تھے کہ اچانک آسمان سے ایک دہشت ناک بہت بڑی دھماکے کی آواز آئی۔ جبرئیلؑ نے فرمایا آسمان کا یہ وہ دروازہ کھلا ہے جو آج تک کبھی نہیں کھلا تھا اس سے ایک فرشتہ اترا۔ اُس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا آپ خوش ہو جایئے آپکو وہ دو نور دیئے جاتے ہیں جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں۔ ان میں سے ایک ایک حرف پر آپ کو نور دیا جائے گا (مسلم) حدیث صحیح میں آیا ہے کہ اللہ پاک نے ہر دعا کے پیچھے ان دعوات سے یہ فرمایا قَدْ فَعَلْتُ یعنی میں نے ایسا ہی کیا جیسا اُس نے کہا۔ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ خطاء اور نسیان پر کچھ پکڑ نہیں ہے اور دا اگلوں کا سا بوجھ اس امت پر رکھا گیا ہے نہ ان کی طاقت سے زیادہ انکو تکلیف دی گئی ہے بلکہ انکے ساتھ معاملہ عفو و غفران و رحمت و نصرت کا لکفار پر کیا گیا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝ مسلم میں ہے معاذ جب اس سورت کو پڑھ کر فارغ ہوتے تو آمین کہتے۔ حدیث انسؓ میں آیا ہے جب یہ آیت اتری، آپؐ نے فرمایا ضرور ہے واسطے اس کے یہ کہ آمین کہے (حاکم)

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران سیکھو۔ یہ دونوں نورانی سورتیں ہیں اپنے پڑھنے والے پر سائبان یا بادل یا پرندوں کے جھنڈ کی طرح قیامت کے روز سایہ کریں گی — ابن کثیر

شانِ نزول ف۲ اس سورت کا شانِ نزول یہ ہے کہ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو نجران کے نصاریٰ یعنی عیسائیوں کی ایک جماعت آئی اور عیسیٰؑ کے بارے میں آپؐ سے مناظرہ شروع کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے قوی دلائل سے عیسیٰؑ کا بندہ، بشر ہونا ثابت کیا کہ خدا اس بات سے پاک ہے کہ وہ کسی عورت کے رحم میں نو مہینے پرورش پائے اور پھر باہر آ کر اور بندوں انسانوں کی طرح کھائے پیئے، خدا سے کوئی چیز مماثل اور مشابہ نہیں، نہ ہی اس سے کوئی چیز نکلی۔ میدانِ وجود میں خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں نہ اس کا کوئی جزء کجا مساوی ہونا۔

اسی طرح جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا یا خدا کا جزء، نور من نور اللہ کہتے ہیں انکو اپنے اس غلط عقیدہ سے باز رہنا چاہیئے کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ماں کے رحم میں نو مہینے پرورش پا چکے ہیں تو بھلا آپؐ خدا کیسے ہو سکتے ہیں تفسیر حقانی وغیرہ

اسمِ اعظم ف۳ فتح البیان وغیرہ میں ہے کہ اللہ کو معلوم ہے لفظ الٓمّٓ سے کیا مراد ہے۔ حَیّ کہتے ہیں دائم باقی کو جو کبھی نہ مرے۔ قَیُّوْم وہ ہے جو اپنی ذات سے قائم ہو خلق کا بندوبست رکھے جس امر معاش و معاد میں خلق محتاج ہے اس کی مصلحت کا انتظام کرے۔ حدیث اسماء بنت یزید میں مرفوعاً آیا ہے کہ اللہ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ الٓمّٓ۝ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ۝ — ترمذی

غلط عقیدہ کی درستگی ف۴ اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ آسمان و زمین کے غیب کو وہی خوب جانتا ہے اس پر کوئی چیز مخفی نہیں وہ تمہاری ماں کے پیٹ میں تمہاری صورتیں اچھی بری کالی سفید کامل اور ناقص جس طرح کی چاہتا ہے بناتا ہے اس میں تصریح ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء خدا ہی کے پیدا کئے ہوئے ہیں ماں کے رحم میں بنائے گئے اور ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے پھر وہ خدا یا خدا کی اولاد یا جزء و نور کیسے بن گئے جیسا کہ گمراہ عیسائیوں اور مشرکین اُمت کا عقیدہ ہے۔ **قرآنی احکام کی تفصیل ف۵** سب سے پہلے یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ قرآن شریف میں محکم اور متشابہ کو دو معنی میں اللہ تعالیٰ نے استعمال فرمایا ہے۔ ایک رُو سے تو سارے قرآن کو محکم فرمایا کِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ پھر دوسری جگہ فرمایا كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا۔ محکم کے یہ معنی ہیں کہ سارا قرآن فصاحت و بلاغت اور اخبار غیب میں محکم ہے کسی جگہ قرآن شریف کے ان اوصاف میں خلل واقع نہیں ہوا اسی لئے عرب کے فصیح و بلیغ مشرک باوجود سخت مخالف ہونے کے قرآن شریف کی کسی آیت کے مانند ایک آیت بھی بنا کر نہ لا سکے۔ اور متشابہ کے یہ معنی ہیں کہ سچے ہونے اور کلام الٰہی ہونے اور معجزہ ہونے میں جیسی ایک آیت ہے ہوبہو ویسی ہی دوسری بھی ایک دوسرے سے ایسی متشابہ ہے کہ گویا ایک ہی ہے اور ایک معنی یہ ہے جو مشکوٰۃ باب الاعتصام میں ابوہریرہؓ سے مرفوعاً ہے (باقی فائدہ صفحہ ۳ پر)

★ ہے کہ تورات کے معنی ہیں نور و ضیاء کے اور یہ عرب کے قول وَرَی الزَّنْدُ سے ماخوذ ہے یعنی چقماق سے آگ نکلتی ہے تو وَرَی الزَّنْدُ بولتے ہیں۔ قال تعالیٰ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا۔ الغرض توراۃ کے معنی ظہور کے ہیں۔ چونکہ کتاب تورٰۃ سے ظہورِ حق ہوتا ہے اس لئے اس کا نام تورات ہوا۔ اس کی اصل تھی تَوْرَيَةٌ بوزن صَوْمَعَةٌ و حَوْصَلَةٌ۔ ی متحرک ماقبل مفتوح وہ الف سے بدل گئی۔ انجیل وزن پر ہے اِفْعِیْل کے مشتق ہے نجل سے اور نجل کہتے ہیں اصل کو۔ چونکہ کتاب انجیل بھی ایک اصل تھی کہ لوگ دین کے بارے میں اس کی طرف رجوع کرتے تھے اسلئے اس کا یہ نام ہوا۔ اور عجب نہیں کہ یہ دونوں لفظ عجمی ہوں اور جب یہ ہے تو اشتقاق پیدا کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ ۳ اَلْفُرْقَانَ اصل میں مصدر ہے جس طرح غُفْرَان مگر اس کا اطلاق فاعل پر مبالغۃً ہوا یعنی حق و باطل میں فرق کرنے والا جیسے مبالغہ کے طور پر کہتے ہیں زَیْدٌ عَدْلٌ۔ ۴ یُصَوِّرُكُمْ تصویر کہتے ہیں کسی چیز کی ایک صورت بنانا۔ اور صورت کے معنی ہیں وہ ہیئت جو کسی چیز کے اجزاء میں ترکیب واقع ہونے کے وقت اُسے حاصل ہو۔ یہ نا یَصُوْرُ سے ماخوذ ہے اور اسکے معنی ہیں کسی کو اپنی طرف مائل کرنا۔ چونکہ صورت بھی اپنے والدین کی طرف مائل ہوتی ہے اسلئے اسے صورت کہتے ہیں۔ ۵ اُمٌّ اُس اصل اور جڑ کو کہتے ہیں جس سے کوئی چیز پیدا ہو۔ ماں کو اُم کہنے کی بھی وجہ ہے کہ اُس سے اولاد پیدا ہوتی ہے۔ مکہ کو اُم القریٰ اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ تمام بستیوں کی جڑ ہے اور خصوصیت پر دلالت کرنیکی وجہ سے عورتوں کی کثرت پر بولا جاتا ہے ۶ اُخَرُ جمع ہے اُخْرٰی کی۔ اور اُخْرٰی مؤنث ہے اٰخَر کا۔ اٰخَر اسم تفضیل کا صیغہ ہے اور اسم تفضیل کا استعمال مِن کے ساتھ ہوتا ہے یا الف لام کے ساتھ مگر چونکہ یہاں خود لفظ اُخَر مِن کے معنی پر دلالت کرتا ہے اسلئے اُسے حذف کر دیا۔ ۷ زَیْغٌ کہتے ہیں کجی اور حق سے کترانے کو۔ کہا جاتا ہے زَاغَ زَیْغًا اَیْ مَالَ مَیْلًا۔

مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ج وَمَا

اسمیں کی کہ شبہ ڈالتی ہے اسمیں سے واسطے چاہنے گمراہی کے اور واسطے جاننے حقیقت اسکی کے اور نہیں

آیتوں کی پیروی کرتے ہیں جو باہم مختلف معنوں کی متحمل ہیں اور وہ لوگ فتنہ برپا کرنے اور اپنے ڈھب کے معنی تلاش کرنے کی غرض سے ایسا کرتے ہیں

يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ م وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ

جانتا حقیقت اسکی کو مگر اللہ تعالیٰ اور مضبوط لوگ بیچ علم کے کہتے ہیں

حالانکہ ان آیتوں کے اصل معنی و مقصود اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ اور جو لوگ علم میں ماہر ہوتے ہیں کہہ دیتے ہیں کہ

آمَنَّا بِهِ لا كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا ج وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٧﴾

ایمان لائے ہم ساتھ اسکے ہر ایک نزدیک رب ہمارے کے سے ہے اور نہیں نصیحت پکڑتے مگر صاحب عقل کے والے

ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ سب کچھ ہمارے رب کی جانب سے ہے اور وعظ و نصیحت کو صرف وہی لوگ سمجھتے ہیں جو صاحب عقل و بصیرت ہیں۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ

اے رب ہمارے مت کج کر دلوں ہمارے کو پیچھے اسکے کہ راہ دکھائی تونے ہمکو اور ڈال دے ہمکو اپنے پاس سے

(انکی یہی دعا ہوتی ہے کہ خداوندا! ہدایت دے کر ہمارے دلوں میں کجی پیدا نہ کر اور ہمیں اپنی رحمت عطا فرما!

رَحْمَةً ج إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿٨﴾ رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ

رحمت تحقیق تو ہی ہے دے ڈالنے والا اے رب ہمارے تحقیق تو اکٹھا کرنے والا ہے لوگوں کو

بیشک تو بہت عطا کرنے والا ہے۔ خداوندا! ہم قیامت کی حقیقت کو سمجھ پا رہے ہیں، تو بیشک لوگوں کو یکجا

لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ ط إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ﴿٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ

اس دن کو شک نہیں بیچ اس کے تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں خلاف کرتا وعدے کو تحقیق جو لوگ کہ

دن (ایک جگہ) جمع کرنے والا ہے جس کے وقوع پذیر ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں (یقین رکھو کہ) اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا (یاد رکھو) وہ لوگ

كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ

کافر ہوئے نہ کفایت کریں گے ان سے مال ان کے اور نہ اولاد ان کی اللہ

جو راہ کفر اختیار کریں انہیں اللہ کے عذاب سے نہ ان کی دولت بچا سکے گی اور نہ اولاد، اور وہ

اللَّهِ شَيْئًا ط وَأُولَئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ ﴿١٠﴾ كَدَأْبِ آلِ

تعالیٰ سے کچھ اور یہ لوگ وہی ہیں ایندھن آگ کے جیسے عادت لوگوں

یقیناً آگ کا ایندھن بنائے جائیں گے ان لوگوں کی حالت

فِرْعَوْنَ لا وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ط كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ج فَأَخَذَهُمُ

فرعون کے کی اور ان لوگوں کی کہ پہلے ان سے تھے جھٹلایا انہوں نے نشانیوں ہماری کو پس پکڑا ان کو

آل فرعون کی طرح ہے اور ان لوگوں کی طرح جو ان سے پہلے تھے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کی

اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ط وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١١﴾ قُلْ لِلَّذِينَ

اللہ تعالیٰ نے ساتھ گناہ انکے کے اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والا ہے کہہ واسطے ان لوگوں کے کہ

تکذیب کی پس اللہ نے انکے گناہوں پر ان سے مواخذہ کیا اور یاد رکھو اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔ (اے پیغمبر!) جو لوگ کفر کی راہ

كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَى جَهَنَّمَ ط وَبِئْسَ

کافر ہوئے شتاب مغلوب ہو گے تم اور اکٹھے کئے جاؤ گے طرف دوزخ کی اور برا ہے

اختیار کریں انہیں کہہ دیجئے کہ تم بھی آل فرعون کی مانند بہت جلد مغلوب ہو گے اور جہنم کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے اور وہ بہت ہی برا

وقف النبی علیہ السلام

وقف غفران

وقف منزل

ع

منزل ۱

حل لغات ؎ لَا تُزِغْ صیغہ واحد مذکر حاضر نہی باب افعال اجوف یائی۔ زیغ مادہ۔ اصل میں تھا لَا تُزْيِغْ ے پر کسرہ ثقیل تھا ماقبل کو دیدیا۔ دو ساکنوں کے جمع ہونے سے ے حذف ہوگئی۔ زیغ کہتے ہیں حق سے کجی کرنے اور راہِ استقامت سے کترا جانے کو۔ بولا کرتے ہیں زَاغَ زَيْغًا اى مَالَ مَيْلًا۔ یہاں مراد ہے حق بات سے اعراض ★

(بقیہ فائدہ صفحہ ۲۷) نَزَلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰی خَمْسَةِ اَوْجُہٍ حَلَالٌ وَّحَرَامٌ وَّ مُحْکَمٌ وَّمُتَشَابِہٌ وَّ اَمْثَالٌ فَاَحِلُّوا الْحَلَالَ وَحَرِّمُوا الْحَرَامَ وَ اعْمَلُوْا بِالْمُحْکَمِ وَاٰمِنُوْا بِالْمُتَشَابِہِ وَاعْتَبِرُوْا بِالْاَمْثَالِ یعنی قرآن مجید پانچ قسم کی آیات پر مشتمل ہے حلال کے بیان میں اور حرام کے بیان میں اور بعض محکم جس کا بیان اور مطلب کھول دیا گیا اور بعض متشابہ جن کا مطلب کھولا نہیں گیا اور بعض مثالوں کے لئے ہیں اور بعض عبرت کے لئے۔ سو تم حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانو اور محکم پر عمل کرو اور جن سے عمل متعلق نہیں صرف بندوں کا ایمان لانا اللہ کا مقصود ہے جیسے صفاتِ الٰہی یا علم قیامت یا نزولِ بارش یا عورت کے رحم میں جو ہے یا حروف مقطعات یہ سب متشابہ ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا متشابہ آیتوں کا مطلب سوائے اللہ کے کسی کو معلوم نہیں تم محکم پر عمل کرو متشابہ پر صرف ایمان لاؤ کہ ہمارے رب کا کلام ہے اس کی حکمت اور تاویل جاننے میں فضول کوشش نہ کرو کیونکہ جس کو اللہ نے نہیں کھولا وہ کیسے کھل سکے اور مثالوں سے نصیحت اور عبرت حاصل کرو کہ کیسے کیسے لوگ دنیا میں گزرے ہیں پھر بھی خدا کے آگے کسی کی نہ چل سکی جو اللہ نے چاہا وہی ہو کر رہا۔ حضرت عائشہؓ سے مرفوعًا ہے جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیات کی تاویل کرنے میں کوشش کرتے ہیں تو سمجھ لینا یہی وہ لوگ ہیں جن کا اللہ نے نام بتایا ہے تم ان سے بچو (ترمذی ابواب التفسیر صفحہ ۱۳۹) معلوم ہوا جو لوگ کسی مخلوق میں علم غیب ثابت کریں یا صفاتِ الٰہی مثلاً اِسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ خدا کی عین، ید وساق و نزولِ الٰہی وغیرہ کی کیفیت معلوم کرنے کی کوشش کریں یا انکی تاویل کر کے معنی بدلیں وہ گمراہ ہیں۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جنکا ذکر حدیث میں ہوا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں صبیغ نامی ایک مولوی تھا وہ قرآن کی آیات متشابہات سے استدلال کر کے شبہے ڈالتا رہتا۔ خلیفۃ المسلمین نے اُسے مار مار کر لہولہان کر دیا۔ آخر بولا اے امیر المؤمنین! بس کیجئے میرے سر کا سودا جاتا رہا۔ خدا طاقت دے تو ایسوں کا آخری علاج یہی ہے

فوائد صفحہ ھٰذا

سچے علماء ف۱ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ اگلی بات سے ایک جداگانہ کلام ہے اکثر اہل علم کا یہی قول ہے۔ اگلا کلام لفظ اِلَّا اللہُ پر ہی ختم ہو چکا ہے جامع البیان صفحہ ۴۶ میں ہے حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا رَاسِخِیْنَ فِی الْعِلْمِ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا مَنْ بَرَّتْ یَمِیْنُہٗ وَصَدَقَ لِسَانُہٗ وَاسْتَقَامَ قَلْبُہٗ وَمَنْ عَفَّ بَطْنُہٗ وَفَرْجُہٗ فَذٰلِکَ مِنَ الرّٰسِخِیْنَ یعنی جو جھوٹی قسم نہیں کھاتے جھوٹ نہیں بولتے اور دل بھٹکا ہوا نہیں ہے جو ناجائز مال نہیں کھاتے اور بدکاری نہیں کرتے وہ لوگ راسخین فی العلم یعنی پکے سچے عالم ہیں۔ اور رزین باب العلم صفحہ ۲۸ میں ہے عَنْ عَلِیٍّ مَرْفُوْعًا نِعْمَ الرَّجُلُ الْفَقِیْہُ فِی الدِّیْنِ اِنِ احْتِیْجَ اِلَیْہِ نَفَعَ وَاِنِ اسْتُغْنِیَ عَنْہُ اَغْنٰی نَفْسَہٗ یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اچھا عالم وہ ہے کہ جب لوگ اس سے دین حاصل کرنا چاہیں تو ان کو صحیح صحیح مسائل بتا کر فائدہ پہنچائے یعنی حق بتانے میں غرور بدخلقی یا طرفداری نہ کرے اگر لوگ اسکا خیال نہ کریں تو پرواہ نہ کرے اور کسی کا لحاظ دین کے مقابلہ میں نہ رکھے۔ اس خیال میں نہ ہو کہ کوئی میری تعظیم یا خاطر داری آؤ بھگت کرے بلکہ صرف اللہ پر بھروسہ کرنے والا اور اس کی پرواہ رکھنے والا ہو۔

ف۲ یہ بھی راسخین فی العلم کا مقولہ ہے یعنی وہ متشابہات کو علم الٰہی کے حوالہ کر کے اس پر ایمان لا کر یہ دعا بھی کرتے ہیں کہ اے رب تو نے ہم کو ہدایت دی اور فہم سلیم عطا کیا ہے۔ اب ایسا نہ ہو کہ ہمارے دل کجی کی طرف میلان کر جاویں کیوں کہ استقامت تیرے ہی ہاتھ میں ہے (جیسا کہ حدیث میں ہے بنی آدمؑ کے دل خدا کی دو انگلیوں میں ہیں جدھر چاہتا ہے پھیر دیتا ہے) حدیث ام سلمہؓ میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان الفاظ سے دعا کیا کرتے تھے یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ پھر یہ آیت پڑھی۔ رحمت کی چند قسمیں ہیں۔ دل میں نورِ ایمان و توحید حاصل ہو اعضاء پر اطاعتِ خدا و رسول ظاہر ہو۔ دنیا میں رزق و اسباب معاش سہل ہوں اور تندرستی و امن حاصل ہو تاکہ اطاعتِ خداوندی میں مدد ملے۔ شدتِ موت اور اسکے بعد قبر و حشر میں رستگاری ہو عالم سرور میں اس کا دیدار و نعماء بے شمار حاصل ہوں۔ لفظ رحمت ان سب معنی کو شامل ہے ۱۲۔

گم شدہ چیز کا وظیفہ ف۳ حضرت سے مروی ہے کہ جو کوئی اس آیت کو یعنی رَبَّنَآ اِنَّکَ جَامِعُ النَّاسِ الاٰیۃ کو گم شدہ چیز پر پڑھیگا اللہ تعالیٰ اس چیز کو اس پر پھیر دے گا۔ جب یہ دعا پڑھ چکے تو یوں کہے یَا جَامِعَ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ اِجْمَعْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ مَالِیْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (تاریخ ابن نجار) ف۴ وَقُوْد بالفتح ایندھن اور بالضم آگ جلانا ہے ف۵ دَاْب عادت اور خصلت کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کا ذکر فرمایا کہ وہ جو دنیا میں اولاد و مال کے سبب خدا سے غافل ہیں۔ یہ آخرت میں ان (باقی فائدہ صفحہ ۷۴ پر)

ف۱ کر کے باطل خواہشوں کی طرف جاتا تو رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا کے معنی ہوئے لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا عَنْ نَھْجِ الْحَقِّ اِلٰی اِتِّبَاعِ الشَّھَوَاتِ اور یہی معنے ہیں دلوں کے ڈانواں ڈول نہ کرنے کے۔ ف۲ وَقُوْدٌ بفتح واو اور ضم واو سے دو لغت جداگانہ ہیں۔ فتح واو سے ہے تو اسم ہے اور اس کے معنی ہیں ایندھن جس سے آگ بھڑکائی جاتی ہے۔ ضم واو سے ہے تو مصدر ہے جس کے معنی ہیں آگ روشن کرنا۔ بولا کرتے ہیں وَقَدَتِ النَّارُ وُقُوْدًا جیسے وَرَدَتْ وُرُوْدًا۔ ف۳ دَاْب مصدر ہے اور اس کے لغوی معنی ہیں مشقت جھیلنے کے۔ جب کوئی کسی کام میں تکلیف اٹھاتا ہے تو دَاب فی العمل بولا جاتا ہے۔ پھر اس کا استعمال عادت کے معنے میں ہونے لگا یقال ھٰذَا دَاْبُ فُلَانٍ اَیْ عَادَتُہٗ اور حال اور امر اور شان کے معنے میں بھی۔ اور ان لفظوں کا ٹھیٹ ترجمہ ہے گت۔ ف۴ بئس ماخوذ ہے بأساء سے اور بأساء کہتے ہیں شر اور شدت کو قال تعالیٰ وَاَخَذْنَا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ بَئِیْسٍ اَیْ شَدِیْدٍ۔

الْمِهَادُ ﴿١٢﴾ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ

بچھونا وہ یقینی ہے واسطے تمہارے نشانی بیچ دو جماعت کے آپس میں ایک جماعت

ٹھکانا ہے۔ تمہارے واسطے دو گروہوں کے باہمد گر مقابلہ پر آنے کا واقعہ ایک نمونہ تھا۔ ایک گروہ خدا کی راہ میں جنگ کر رہا تھا

تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ

لڑتی تھی بیچ راہ خدا کے اور دوسری کافر تھی دیکھتے تھے وہ کافر مسلمانوں کو دوگنا

اور دوسرا منکروں کا گروہ تھا اور مسلمانوں کو بظاہر اپنے آپ سے تعداد میں دوگنا دیکھتا تھا اور اللہ اپنی مدد سے جس کی

رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ

دیکھنا آنکھ کا اور اللہ تعالیٰ قوت دیتا ہے ساتھ مدد اپنی کے جس کو چاہے تحقیق بیچ

چاہتا ہے تائید کرتا ہے۔ بیشک ان (واقعات) میں بصیرت رکھنے والے لوگوں

ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿١٣﴾ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ

اس کے البتہ نصیحت ہے واسطے آنکھوں والوں کے [1] زینت دی گئی واسطے لوگوں کے محبت

کے لئے عبرت (کا بے شمار سامان) ہے لوگوں کے دلوں میں بیوی بچوں کی

الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاۗءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ

خواہشوں کی عورتوں سے اور بیٹوں سے اور خزانے اکٹھے کیے ہوئے

محبت سونے اور چاندی کے انبار دل سے الفت، عمدہ عمدہ گھوڑوں سے لگاؤ

الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۭ

سونے سے اور چاندی سے اور گھوڑے نشان کیے ہوئے اور چارپائے اور کھیتی سے

اور مال مویشی اور کھیتی سے شفقت کی خواہشیں آراستہ ہیں۔ یہ چیزیں اس دنیا کی زندگی کا متاع ہیں

ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿١٤﴾

یہ فائدہ ہے زندگانی دنیا کا اور اللہ تعالیٰ نزدیک اس کے ہے اچھی جگہ پھر جانے کی [2]

اسباب ہیں اور اچھی بہتر ٹھکانا آئندہ کی بہتر زندگی تو اللہ ہی کے پاس ہے۔

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ

کہہ کیا خبر دوں میں تم کو ساتھ بہتر کے اس سے واسطے ان لوگوں کے کہ پرہیزگاری کرتے ہیں نزدیک رب ان کے

اے پیغمبر! ان سے فرما دیجئے کہ کیا میں تمہیں اس چند روزہ زندگی سے بہتر کوئی چیز بتا دوں؟ (سنو!) وہ لوگ جو خدا کا ڈر پیدا کریں

جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ

بہشتیں ہیں چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں ہمیشہ رہنے والے بیچ اس کے اور بیبیاں

(آئندہ والی زندگی میں) اللہ کے پاس ان کے لئے ایسے باغ ہوں گے جن کے نیچے نہریں رواں ہوں گی وہاں میں ہمیشہ رہیں گے اور رہنے کو (ان کی) ہمراہ پاک

مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿١٥﴾

پاک کی ہوئی ہیں اور رضامندی ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ دیکھنے والا ہے ساتھ بندوں کے [3]

پاک دامن بیویاں میسر آئیں گی اور اللہ کی رضامندی حاصل ہوگی (یاد رکھو) اللہ اپنے بندوں کے نیک و بد کو دیکھنے والا ہے

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا

وہ لوگ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے تحقیق ہم ایمان لائے پس بخش واسطے ہمارے گناہ ہمارے

(یہ وہ لوگ ہوں گے) جو کہتے ہیں کہ خدایا! ہم تجھ پر (صدق دل سے) ایمان لائے ہیں۔ پس ہمارے گناہ بخش دے

حل لغات [1] لعبرۃ عبور سے مشتق ہے جس طرح رکبۃ رکوب سے اور جلسۃ جلوس سے۔ عبور کہتے ہیں کسی چیز کی دو جانبوں میں سے ایک کا دوسری کی طرف گزر جانا۔ عبارت کو عبارت اسی لئے کہتے ہیں کہ اس سے معنی کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے۔ اسی سے ہے تعبیر رؤیا۔ یہاں عبرت سے مراد ہے اتعاظ یعنی نصیحت پکڑنا۔

(دیکھیے فائدہ صفحہ ۲) کے کچھ بھی کام نہ آئے گا۔ وہ دوزخ میں جلیں گے
جس طرح کہ فرعون کے لوگ اور ان سے پہلے منکر لوگ اولاد و مال میں مستغرق
ہو کر خدا کو بھول گئے اور اس کی آیات کو جھٹلانے لگے۔ ہر چند انبیاء نے
انکو سمجھایا لیکن نہ مانے۔ آخر الامر آیات اللہ کی تکذیب اور نیک بندوں کے
ساتھ طرح طرح سے بدسلوکیوں کی وجہ سے ان پر اس عزیز ذوانتقام کا غصہ بھڑکا
اور انکو ذلت سے ہلاک کیا اس لئے ہلاک ہونے سے پہلے اس آیت میں اپنے نبی
کو حکم دیتا ہے کہ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ اے رسول! آیت اللہ کی تکذیب
کرنے والوں کو پہلے سے مطلع کردو کہ تم اپنے زور و کثرت پر گھمنڈ نہ کرو
۱۲۔ ابن کثیر

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جنگ بدر سے فتح اور کامیابی حاصل کرکے واپس
مدینہ تشریف لائے جس میں مسلمانوں کو مکہ کے کافروں پر پوری فتح ہوئی تھی تو
آپ نے یہودیوں کو ڈرایا کہ تمہارا بس یہی حال ہونا ہے جو کفار قریش کا ہوا۔ بہتر ہے
کہ اسلام قبول کرلو۔ وہ شیخی میں آکر کہنے لگے کہ مکہ کے کافر وحشی تھے فنون جنگ سے
واقف نہ تھے۔ آپ ہم سے لڑیں گے تو معلوم ہوجائیگا تب یہ آیت نازل ہوئی
جیسا اللہ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ یہود ذلیل و خوار ہوئے قتل ہوئے بہت
لونڈی غلام بنائے گئے باقی ماندہ ملک شام کو نکال دیئے گئے ۱۲۔ ابن کثیر جامع
ف۲ یعنی جنگ بدر میں جسکا قصہ سورۂ انفال میں ہے مسلمانوں سے کافر تین برابر
تھے پر اللہ تعالیٰ وہی برابر دکھاتا تھا کہ خوف نہ کھا دیں پھر اللہ تعالیٰ نے
مسلمانوں کو فتح دی۔ اس سے چاہیئے کہ سب کافر عبرت پکڑیں موضح
دنیا سے نفرت اور آخرت کی ترغیب کا ذکر۔ ف۳ اس آیت میں اللہ
تعالیٰ نے دنیا کے مزوں کی حقارت بیان کی ہے۔ بے رغبتی دلائی ہے اور فرمایا
کہ یہ سارا ٹھاٹھ زندگی دنیا کی چمک دمک اس دار فانی کی ہے یہ کوئی رہنے والی
چیز نہیں ہے۔ اچھا ثواب جو ہے اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ ان سب چیزوں
میں سے سب سے پہلے عورتوں کو بیان فرمایا اس لئے کہ ان کا فتنہ بڑا زبردست
ہے کیونکہ عورت کی وجہ سے انسان ایمان سے ہی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ بسا اوقات
دین و دنیا برباد کردیتا ہے۔ ہاں اگر حلال طریقہ سے نکاح کرکے زنا سے بچنے اور
اولاد کی کثرت کی غرض سے عورت رکھے تو نیک عورت اس کیلئے باعث راحت
اور چین ہے۔ حدیث میں آتا ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں دنیا ایک
فائدہ ہے اور اسکا بہترین فائدہ نیک بیوی ہے کہ خاوند اگر اس کی طرف دیکھے
تو یہ اُسے خوش کردے اور اگر حکم دے تو بجالائے اور اگر کہیں چلا جائے تو اپنے
نفس کی اور خاوند کے مال کی حفاظت کرے۔ دوسری حدیث میں فرمایا مجھے
عورتیں اور خوشبو بہت پسند ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے
قناطیر جمع قنطار کی ہے۔ مسند احمد میں بروایت ابوہریرہؓ آیا ہے کہ قنطار بارہ
ہزار اوقیہ ہے۔ ایک ہزار اوقیہ کا لفظ بھی آیا ہے۔ ابوسعید خدریؓ نے کہا قنطار
بیل کی کھال بھر سونا ہے۔ اس سے مراد کثیر مال و دولت ہے۔ اگر مال و
دولت کی محبت میں آکر غریب مسلمانوں کو حقیر سمجھا اور فخر تکبر تجبر کیا اترایا
حق اور حق والوں کا مقابلہ کیا اور حق اللہ ادا نہ کیا۔ راہ اللہ خرچ نہ کیا تو یہ مال مذموم
اور برا ہے ورنہ ممدوح اور محمود ہے۔ جب یہ دنیا سے نفرت دلانے والی آیت
اتری تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اب ہم کیا کریں تب فرمایا میں تم کو اس سے
بہترین چیز کی خبر دیتا ہوں ابن جریر۔ ابن کثیر
ف۴ اس آیت میں متقیوں کو جنت کا وعدہ دیا جارہا ہے جو ہمیشہ ہمیشہ
رہنے والی ہے جس کے نیچے طرح طرح کی نہریں بہتی ہیں کوئی شہد کی کوئی دودھ
کی کوئی شراب کی کوئی پانی کی۔ اور طہارت سے مراد یہ ہے کہ اس میں کسی طرح کی
میل کچیل بدبو حیض نفاس آب بینی وغیرہ نہ ہوگا ابوسعیدؓ نے کہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا جنت والو!
وہ کہیں گے اے رب ہم حاضر ہیں ساری بہتری تیرے ہاتھ میں ہے۔ وہ
فرمائے گا تم راضی ہو؟ وہ کہیں گے ہم کو کیا ہوا جو ہم راضی نہ ہوں تو نے
تو وہ کچھ ہمیں دیا جو کسی ایک مخلوق کو نہیں دیا فرمائے گا بھلا اس سے بھی بہتر
چیز تم کو نہ دوں؟ وہ کہیں گے اس سے افضل اور کیا ہوگا؟ فرمائے گا
میں اب تم سے راضی ہوں کبھی تم سے خفا نہ ہوں گا ۱۲۔ بخاری مسلم وغیرہ

★ لہ اَلْقَنَاطِيْر جمع ہے قنطار کی۔ قنطار کہتے ہیں کسی چیز کے کس دینے اور مضبوط گرہ لگانے کو پل کو قنطرہ اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ مضبوطی کے ساتھ بنایا جاتا ہے۔ یہاں
قنطار سے مراد ہے مال کثیر۔ پھر مقنطرہ قناطیر کی تاکید ہے جیسے الف مؤلفہ۔ بدرہ مبدرہ۔ دراہم مدرہمہ۔ سہ اَلْخَيْل جمع ہے فرس کی علی غیر لفظہ جیسے نساء جمع
امرأۃ کی یا خائل کی جمع ہے۔ یہ لیا گیا ہے خیلاء سے جس کے معنی ہیں اکڑ کر چلنا۔ گھوڑوں کو خیل اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ اکڑ کر چلتے ہیں خیال کو خیال بھی اسی واسطے
کہتے ہیں کہ کسی صورت کے حاضر کرتے وقت قوت خیالیہ میں جولان پیدا ہوتا ہے۔ سے رِضْوَان مصدر ہے باب سمع کا۔ بولا کرتے ہیں رضیت رضا و رضوانا۔ اس کا
وزن ہے فعلان جیسے حرمان اور قربان۔

وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿١٦﴾ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ

اور بچا ہم کو عذاب آگ سے وہ جو صبر کرنے والے ہیں اور سچے اور فرمانبرداری کرنے والے

اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا (یہ لوگ) صبر کرنے اور سچ بولنے والے، فرمانبردار اور سخاوت

وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿١٧﴾ شَهِدَ اللّٰهُ

اور خرچ کرنے والے اور بخشش مانگنے والے پچھلی رات کے وقت گواہی دی اللہ نے

شعار اور آخر شب (اپنے پروردگار سے گناہوں کی) بخشش چاہنے والے (ہوتے ہیں) (لوگو) اللہ شہادت دیتا ہے

اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا

کہ نہیں کوئی معبود مگر وہ اور گواہی دی فرشتوں نے اور صاحب علموں نے حال یہ کہ اللہ قائم ہے

کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں نیز ملائکہ اور اصحاب علم بھی (یہی) شہادت دیتے ہیں (وہ ہی جو) حق و انصاف کے ساتھ

بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١٨﴾ اِنَّ الدِّيْنَ

ساتھ انصاف کے نہیں کوئی معبود مگر وہ غالب ہے حکمت والا تحقیق دین

(کار خانہ کائنات کو) سنبھالے ہوئے ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عزیز و حکیم ہے ۔ بیشک اسلام ہی اللہ کے نزدیک

عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۣ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا

نزدیک اللہ تعالیٰ کے اسلام ہے اور نہیں اختلاف کیا ان لوگوں نے کہ دیئے گئے کتاب مگر

دین حق ہے اور ان لوگوں میں جنہیں کتاب دی گئی تھی جو اختلاف رونما ہوا وہ باہمی ضد کی بنا پر ہوا اور اس وقت (ہوا)

مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ

پیچھے اس کے کہ آیا ان کے پاس علم سرکشی سے درمیان اپنے اور جو کوئی کفر کرے

جب ان کے پاس حقیقی علم پہنچ چکا تھا اور جو اللہ کے احکام سے سرتابی کرے تو (اسے یاد رہے کہ)

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿١٩﴾ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ

ساتھ نشانیوں اللہ تعالیٰ کے پس تحقیق اللہ تعالیٰ جلد لینے والا ہے حساب کا پس اگر جھگڑیں تجھ سے پس کہہ

اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے اے پیغمبر! اگر لوگ آپ سے

اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا

مطیع کیا میں نے منہ اپنا واسطے اللہ کے اور جس نے پیروی کی میری اور کہہ واسطے ان لوگوں کے کہ دیئے گئے

جھگڑا کریں تو کہہ دیجئے کہ میں اور میرے پیرو سب اللہ کے فرماں بردار ہیں۔ اور اہل کتاب اور ان پڑھ (عرب) لوگوں سے

الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ

کتاب اور ان پڑھوں کو کیا تم نے مطیع کیا پس اگر مطیع کریں پس تحقیق راہ پائی

پوچھئے کہ کیا تم بھی اللہ کے فرماں بردار ہو۔ پھر اگر وہ اطاعت کریں تو یقیناً راہ ہدایت پر ہیں

وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿٢٠﴾ ع ٢ ١٠

اور اگر پھر جاویں پس سوائے اس کے نہیں کہ اوپر تیرے پہنچا دینا ہے اور اللہ تعالیٰ دیکھنے والا ہے ساتھ بندوں کے

اور اگر نافرمانی کریں تو (انہیں چھوڑ دو کہ) آپ پر صرف (احکام کا) پہنچانا فرض ہے اور اللہ بندوں (کے حال) کو خوب دیکھتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ

تحقیق جو لوگ کہ کفر کرتے ہیں ساتھ نشانیوں اللہ تعالیٰ کے اور مار ڈالتے ہیں پیغمبروں کو

یقیناً جو لوگ اللہ کے احکام سے سرتابی کرتے ہیں اور نبیوں کو بلاقصور قتل کرتے ہیں اور

النصف

حل لغات ۱؎ الصّٰدِقِيْنَ صیغہ جمع مذکر اسم فاعل۔ صدق کا اطلاق فعل، قول، نیہ تینوں پر ہوتا ہے۔ صدق فی القول کے معنی تو مشہور ہیں یعنی جھوٹ نہ بولنا اور صدق فی الفعل کہتے ہیں کسی کام کو پورا کئے بغیر نہ چھوڑنا۔ جب کوئی شخص لڑائی سے منہ نہیں موڑتا اور حملہ کرنے سے نہیں تھکتا تو صَدَقَ فُلَانٌ فِي الْفِعْلِ بولا کرتے ★

متقین کی فضیلت ف۱ اللہ تعالیٰ نے متقیوں سے جنت کا وعدہ فرماکر اب ان کی پہچان بتائی یعنی متقی وہ لوگ ہیں جو ایمان کا اقرار کرکے اطاعتِ الٰہی عبادتِ خدا بجالاتے ہیں، معاملہ کے سچے ہوتے ہیں۔ صبر سہارے کام لیتے ہیں، اپنے مال کو راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں، گناہوں کی بخشش اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں، سحری کے وقت پچھلی رات کو جبکہ سب لوگ اپنے بستروں پر آرام کی نیند سوئے ہوتے ہیں وہ استغفار کرتے ہیں تہجد پڑھتے ہیں۔ صحیحین وغیرہ کی حدیثوں میں آیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر رات آخری تہائی حصہ میں آسمان دنیا پر اتر کر فرماتا ہے کیا کوئی سائل ہے جسے میں دوں، کوئی دعا مانگنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کروں، کوئی بیمار ہے کہ میں اسکو عافیت تندرستی دوں، کوئی استغفار کرنے والا ہے کہ میں اسے بخش دوں۔ اور جامع ترمذی باب الحوض والشفاعۃ میں عطیہ سعدیؓ سے مرفوعاً ہے یعنی آدمی متقی اس وقت ہوتا ہے جبکہ وہ شبہ کی چیز کو بھی ترک کردے۔ ف۲ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنی گواہی کے ساتھ فرشتوں اور علماء کی گواہی کو ملا لیا۔ اس مقام پر علماء کیلئے یہ بڑی خصوصیت ہے۔ اس جگہ علماء سے مراد علماء کتاب وسنت ہیں اسلئے کہ حقیقت توحید کی انہی کے پاس ہے۔ اس علم کا کیا اعتبار جس میں قرآن وحدیث کا دخل نہیں

اسلام کی تعریف ف۳ اسلام کہتے ہیں الاسلام گردن نہادن بطاعت خدا ورسول یعنی اطاعت شریعت کو جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت یعنی قرآن وحدیث کے سوائے اور دین پر مرے گا اس سے وہ قبول نہ ہوگا کما قال تعالیٰ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ الخ صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے مرفوعاً ہے آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو بھی خواہ وہ یہودی ہو یا نصرانی میری نبوت کو سُن کر پھر بھی مجھ پر ایمان لائے بغیر مرگیا وہ دوزخیوں میں مرا۔ اب جبکہ بدلیل ثابت ہوگیا کہ مذہب دین برحق عنداللہ اسلام یعنی قرآن وحدیث ہے اور یہی مذہب اہلحدیثوں کا ہے جو کہ صحابہ کرام کا تھا۔ اس کے بعد کچھ لوگوں نے اختلاف پیدا کردیئے ہیں وہ ضد اور تعصب سے ہیں۔ اس پر بھی نا انصاف بحث کیے جاتے ہیں تو ان تمام بیہودہ گفتگو اور کل شکوک وشبہات کا عیب لطف کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو جواب تعلیم فرمادیا کہ جس کے آگے ایک منصف مزاج کو سوائے تسلیم کے اور کچھ بن ہی نہیں آتا وہ یہ کہ ان سب کے علاوہ حقانی اور آسمانی مذہب خدا تعالیٰ کی حقیقی فرمانبرداری ہے کہ جس کو تم بھی مانتے ہو سو میں نے اور میرے متبع لوگوں نے فرماں برداری کی بلکہ اُسکے آگے گردن جھکا دی خواہ اعتقادیات ہوں خواہ عملیات ہوں سب میں تسلیم ہے۔ خدا کو وحدہ لاشریک لہ اور جمیع صفات عمدہ سے متصف اور بُری صفتوں سے پاک جاننا اور قیامت پر ایمان لانا اور اسکے تمام انبیاء کو بلا تفریق برحق سمجھنا ہمارا عقیدہ ہے : تفسیر کبیر وغیرہ

سخت عذاب کس کو ہوگا؟ ف۴ ابن ابی حاتم وابن جریر میں ہے کہ ابوعبیدہؓ بن جراحؓ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ سب سے زیادہ عذاب قیامت کے دن کسکو ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا جس نے کسی نبی کو قتل کیا یا ایسے شخص کو جو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتا تھا پھر آپؐ نے یہ آیت اِنَّ الَّذِيْنَ الخ پڑھی۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے ابوعبیدہ! بنی اسرائیل نے تینتالیس نبی اول دن میں یعنی صبح ایک ساعت کے اندر قتل کردیئے۔ اسپر ایک سو ستر آدمیوں نے انکو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کیا تو انھوں نے آخر دن میں یعنی شام کو ان سب کو بھی قتل کردیا (جامع صفحہ ۴۸) ایک اور حدیث میں ہے کہ حق نہ ماننا حق کے مقابلہ میں سرکشی کرنا حق کو جھٹلانا، حق والوں کو حق پر عمل کرنے کی وجہ سے ذلیل جاننا، ان کو مارنا پیٹنا شہر گاؤں سے نکالنا خدا کے نزدیک یہی کبر وغرور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں قاتلین انبیاء وقاتلین امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی ایک ہی سزا فرمائی ہے۔ آج بھی جو حق والوں یعنی اہلحدیث اہل توحید کا دشمن انکو ذلیل کرے مارے پیٹے مساجد سے نکالے اس کی سزا یہی ہے اگر دنیا میں بچ گیا تو آخرت میں بلاشبہ اس کے لئے بموجب آیت ہذا عذاب الیم مقرر ہے کیونکہ اعتبار عموم کا ہوتا ہے نہ خصوص سبب کا۔ دیکھو سلف امت وائمہ دین کو بدعتین ومخالفین کے ہاتھوں کیا کیا تکلیفیں نہیں پہنچیں لیکن انھوں نے صبر کیا۔ ایذاء دینے والے برباد ہوگئے۔ قصہ امام حسین، امام احمد، امام مالک، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ، حافظ ابن القیم، علامہ شوکانی، مولانا شاہ اسمٰعیل شہید، محدث سند مولانا ابو محمد عبدالوہاب ملتانی رضوان اللہ علیہم اجمعین مشہور ومعروف ہے۔ ۱۲

★ ہیں۔ رہا صدق فی النیۃ تو اس کے معنی ہیں اپنے عزم وارادہ پر قائم ودائم رہنا۔ ۲ہ بِالْاَسْحَارِ سحر کی جمع جس طرح اقمار قمر کی اور اشجار شجر کی طلوع فجر سے پہلے وقت کو سحر اور اس وقت کے کھانے کو سحور کہتے ہیں ۳ہ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ حال واقع ہوا ہے شہد کے فاعل اللہ سے یا ہُوَ سے تقدیر عبارت یوں ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ۔ اس حال کو حال مؤکدہ کہتے ہیں۔ بولا کرتے ہیں اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ شُجَاعًا۔ ۴ہ الدِّيْنَ دین کے لغوی معنی جزاء کے ہیں۔ دین کو دین اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ جزاء کا سبب ہے۔ قیامت کے دن کو یوم الدین اسی واسطے کہا گیا ہے کہ اس میں لوگ اعمال کی جزاء پائیں گے۔ ۵ہ اَلْاِسْلَامُ اس کے معنی ہیں انقیاد اور متابعت کے قال تعالیٰ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ اَیْ لِمَنْ صَارَ مُنْقَادًا لَّكُمْ وَمُتَابِعًا لَّكُمْ۔ یا یوں کہو کہ اَسْلَمَ اَیْ دَخَلَ فِی السِّلْمِ سے ماخوذ ہے۔ اور سِلْم کے اصلی معنے ہیں سلامت کے ۶ہ بَغْيًا اِخْتَلَفَ کا مفعول لہ ہے یا مفعول مطلق اور اس وقت اِخْتَلَفَ معنی میں ہوگا بغی کے اور اس کی لغوی تحقیق اوپر گزر چکی۔

بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ

نا حق اور مار ڈالتے ہیں ان لوگوں کو جو حکم کرتے ہیں ساتھ انصاف کے لوگوں میں سے

جو لوگ حق و انصاف کا طریقہ اختیار کرنے کی تلقین کرنے والوں کی جانیں تلف کرتے ہیں انہیں ایک

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۱﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ

پس خوشخبری دے انکو ساتھ عذاب دردیئے والے کے یہ لوگ وہ ہیں کہ ناپید ہوئے عمل ان کے

دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں

فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۲﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى

بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور نہیں واسطے انکے کوئی مدد دینے والوں سے کیا نہ دیکھا تو نے طرف

اکارت گئے اور انہیں (عذاب سے بچانے کے لئے) کوئی مددگار میسر نہ آئے گا (اے پیغمبر!) کیا آپ نے

الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ

ان لوگوں کے کہ دیئے گئے ہیں ایک حصہ کتاب سے بلائے جاتے ہیں طرف کتاب اللہ تعالیٰ کے

(ان لوگوں کے حال پر) غور نہیں کیا جنہیں کتاب (کے فہم و ادراک) کا کچھ حصہ دیا گیا تھا۔ جب وہ کتاب اللہ کی طرف

لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ ذٰلِكَ

تو کہ حکم کرے درمیان انکے پھر پھر جاتا ہے ایک فرقہ ان میں سے اور وہ منہ پھیرنے والے ہیں ف یہ اس واسطے ہے کہ

اس غرض سے بلائے جاتے ہیں کہ (وہ کتاب) ان کے فیصلہ کرے تو ان میں سے ایک گروہ منہ پھیر لیتا ہے اور وہ حقیقت سے کترائے ہوئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے

بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۠ وَغَرَّهُمْ

انہوں نے کہا ہرگز نہ لگے گی ہم کو آگ مگر دن گنے ہوئے اور فریب دیا ہے انکو

کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں آگ ہرگز نہ چھوئے گی۔ ہاں (اگر چھوئے گی بھی تو) گنتی کے چند روز۔ اور دین کے معاملہ میں ان کو ان

فِىْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا

بیچ دین انکے کے ان باتوں نے کہ تھے باندھ لیتے ف پس کیونکر ہوگا جب اکٹھا کریں گے ہم انکو اس دن کہ نہیں

باتوں نے دھوکہ دے رکھا ہے جو وہ خود تراش لیتے ہیں تو ان کی کیا کیفیت ہوگی جب ہم انہیں اس وقت جمع کریں گے

رَيْبَ فِيْهِ ۣ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾

شک بیچ اسکے اور پورا دیا جاوے گا ہر جی کو جو کچھ کمایا ہے اور وہ نہ ظلم کئے جاویں گے ف

جس کے آنے میں کوئی شک ہی نہیں اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر مطلق کوئی ظلم نہ ہوگا

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِى الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ

کہہ یا اللہ مالک ملک کے دیتا ہے تو ملک جس کو چاہے اور چھین لیتا ہے

(اے پیغمبر!) آپ کہدیں کہ اے خدا! بادشاہی کے مالک۔ تو جسے چاہے بادشاہی دیدے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے

الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ

ملک جس سے چاہے اور عزت دیتا ہے جس کو چاہے اور ذلت دیتا ہے جس کو چاہے

جسے چاہے عزت دیدے اور جسے چاہے ذلیل کر دے تیرے ہاتھ میں خیر و برکت

بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ

بیچ ہاتھ تیرے کے ہے خیر۔ تحقیق تو اوپر ہر چیز کے قادر ہے ف داخل کرتا ہے رات کو

(کا سرشتہ) ہے۔ بیشک تجھے ہر بات پر قدرت حاصل ہے تو رات کو دن میں

حل لغات لہ یُدْعَوْنَ صیغہ جمع مذکر غائب مضارع مجہول باب نَصَرَ ناقص واوی۔ دعو مادہ۔ اصل میں تھا یُدْعَوُوْنَ واو متحرک ماقبل مفتوح الف سے بدل گیا اور الف دو ساکنوں کے جمع ہونے سے گر پڑا لہ اَللّٰهُمَّ اصل میں تھا یا اللہ۔ حرف ندا تخفیفاً گر گیا اور اس کے عوض میم مشدد آخر میں زیادہ کی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ ★

مَوجُودَہ زمانہ کے بعض مسلمانوں کی کافروں سے مُشابہت

ف۱ اہل کتاب کے نو ایجاد بلا دلیل اقوال ہیں سے ایک یہ مقولہ تھا کہ ہمارے باپ دادے پیغمبر تھے وہ سفارش و شفاعت کرکے ہمکو بخشوا لیں گے کیونکہ ان کا یہ خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام سے وعدہ کر لیا ہے کہ میں تیری اولاد کو عذاب نہ کروں گا مگر قسم پوری کرنے کو لیکن ان عقل کے اندھوں نے یہ نہ سوچا کہ بھلا تکذیب حق کی موجودگی میں اور بغیر نیک عمل کے کیسے بخشش ہو سکتی ہے۔ اسی طرح آج کل اِس امت کے جاہل مُرید فرائض الٰہی کے تارک بدعقیدہ اپنے پیر و مرشد کے حق میں بھی عقیدہ رکھتے ہیں جو خیالِ خام ہے۔ فتح البیان وغیرہ۔

یہودیوں کو ایک دھوکہ۔ **ف۲** یہ ذکر یہود کا ہے کہ تضیتے میں اپنی کتاب پر بھی عمل نہیں کرتے اور گناہ پر دلیر ہیں اس غرہ (دھوکہ) پر کہ ان کے اگلے جھوٹ بنا کر کہہ گئے ہیں کہ ہم میں اگر کوئی بڑا گنہگار بھی ہوگا تو شات دن سے زیادہ عذاب نہ پائے گا ۱۲۔ موضح القرآن **ف۳** یعنی دنیا کی عزت اور اپنی پاسداری کرنے پر اللہ تعالیٰ نے قیامت اور حساب کتاب کے دن کو یاد دلایا کہ ایسے نفس کے پابند ہوئے کہ ضد کو نہیں چھوڑتے۔ پھر اس وقت کیا حال ہوگا جب پوری پوری جزاء اور سزا ملے گی اور قیامت و موت، قبر، گنہگاروں کو اس دن کی رُسوائی اور حسرت یاد دلانے کا بیان سورۂ بقرہ رکوع ۶و۱۵ و ۲۰ و ۲۵ و ۲۸۔ سورۂ آل عمران رکوع ۱۱و ۱۷ و ۱۹۔ سورۂ نساء رکوع ۲۔ سورۂ مائدہ رکوع ۶و۱۴۔ سورۂ انعام رکوع ۳ و ۴ وغیرہ تمام قرآن میں پانچ سو جگہ سے زیادہ ہے۔

قرض اَدا ہو جانے کا وَظیفہ

ف۴ طبرانی میں ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا وہ اسم اعظم کہ جس نام کو لے کر دعا کرو تو قبول ہو جائے اِس آیت قُلِ اللّٰهُمَّ اِلیٰ قولہ قَدِیْرٌ میں ہے۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنی قرض داری کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اِس آیت کو پڑھا کر۔ انس رضی اللہ عنہ کا لفظ یہ ہے کہ اگر تجھ پر برابر اُحُد پہاڑ کے قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ تجھ سے ادا کرا دے گا (طبرانی۔ ابن ابی الدنیا) موا ہب میں ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ احد پہاڑ کے برابر قرض بھی ہو تو اس آیت کے بعد یہ دعا پڑھنے سے اللہ تعالیٰ قرض ادا کرا دے گا۔ دُعا یہ ہے یَا رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرَحِیْمَهُمَا تُعْطِیْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمَا وَتَمْنَعُ مَنْ تَشَاءُ۔ اِرْحَمْنِیْ رَحْمَةً تُغْنِیْنِیْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ۔ اَللّٰهُمَّ اَغْنِنِیْ مِنَ الْفَقْرِ وَاقْضِ عَنِّی الدَّیْنَ (ث) نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد محترم نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی دُعا نہ سکھاؤں جو مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کو سکھاتے تھے، اگر تجھ پر اُحُد پہاڑ کے برابر سونا قرض ہو تو اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ وہ بھی ادا کروا دے گا۔ میں نے کہا ہاں سکھائیے۔ فرمایا یوں پڑھا کرو اَللّٰهُمَّ فَارِجَ الْهَمِّ كَاشِفَ الْغَمِّ مُجِیْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّیْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرَحِیْمَهُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِیْ فَارْحَمْنِیْ رَحْمَةً تُغْنِیْنِیْ بِهَا عَمَّنْ سِوَاكَ۔ بزار۔ حاکم۔ بیہقی فی الدلائل (درمنثور) قتادہ رضی اللہ عنہ سے ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے ملک روم و فارس اپنی امت کے قبضہ میں آجانے کی ایک روز دعا کی تھی، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور اپنے نبی کو تسلی فرمائی کہ ملک روم و فارس کیا چیز ہے اس پاک ذات کے قبضہ میں بڑے بڑے تصرفات ہیں کبھی کی راتیں بڑی ہیں تو کبھی کے دن کبھی نبوت بنی اسرائیل میں تھی تو آج بنی اسمٰعیل میں ہے۔ وہ اللہ جیسا چاہے تصرف کرتا ہے جو چاہے کر سکتا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بڑے بڑے ملک آپ کے اور آپ کی امت کے قبضہ میں آگئے۔ خلاصہ مقصد آیت کا یہ ہے کہ اللہ مالک الملک تُو ہے تمام ملک تیری ملکیت میں ہے جسے تو چاہے دے اور جس سے چاہے دیا ہوا بھی واپس لیلے تو ہی دینے لینے والا ہے تو جو چاہتا ہے ہو جاتا ہے اور جو نہ چاہے ہو ہی نہیں سکتا۔

دونوں کا ایک جگہ جمع ہونا جائز نہیں ہے اور یہ قاعدہ صرف لفظ اللہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ فرّاء کا قول ہے کہ اللّٰھم کی اصل تھی یَا اَللّٰہُ اُمَّ۔ اُمَّ کے معنی ہیں اُقْصُدْ۔ کثرتِ استعمال کی وجہ سے حرفِ ندا اور اُمَّ کا ہمزہ حذف ہوگیا۔ پہلا قول راجح اور دوسرا مرجوح ہے۔ ؎۳ مٰلِكَ یہ بھی بلحاظ حرفِ ندا منصوب ہے۔ اصل میں تھا یَا مَالِكَ۔ سیبویہ کا بیان ہے کہ اسے اللّٰھم کی صفت قرار دے کر منصوب کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ اللھم مرکب ہے اسم اور حرف سے اور مجموع کا موصوف ہونا ناممکن۔ مبرّد اور زجّاج کہتے ہیں کہ مَالِكَ مفرد منادیٰ کی صفت واقع ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور یہ اسم جو اللہ اور میم سے مرکب ہے اس اسم کے منزلہ میں ہے جو اللہ اور یا سے مرکب ہوتا ہے تو جس طرح مُنادیٰ مَعَ الیا کا موصوف ہونا منع نہیں ہے اسی طرح منادیٰ مع المیم کا موصوف ہونا بھی منع نہ ہونا چاہیئے۔ ؎۴ اَلْمُلْكِ اس سے مراد ہے ہر طرح کی مِلک یعنی خدا ہر طرح کی مِلک کا مالک ہے اور جس طرح دنیا کا بادشاہ اپنے مملوکات میں تصرف کرتے ہیں خدا اپنے سارے ملک میں تصرف کرتا ہے۔ ؎۵ تُوْلِجُ صیغہ واحد مذکر حاضر مضارع باب افعال مثال واوی۔ ولج مادہ۔ ایلاج کہتے ہیں ایک چیز کا دوسری چیز میں داخل کرنا۔ یہاں رات کو چھوٹا کرکے قدر زائد کو دن میں اور دن کو چھوٹا کرکے زائد حصہ کو رات میں داخل کرنا مراد ہے۔

فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ لہ

بیچ دن کے اور داخل کرتا ہے دن کو بیچ رات کے اور نکالتا ہے زندہ کو مردے سے

داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے ورتو ہی نکالتا ہے اور بے جان کو زندہ سے نکالتا ہے

وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢٧﴾

اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور رزق دیتا ہے جس کو چاہے بے شمار ف

اور جسے چاہتا ہے بے حساب روزی عطا فرماتا ہے۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ج

نہ پکڑیں مسلمان کافروں کو دوست سوائے مسلمانوں کے

دینِ حق قبول کرنیوالوں کو چاہیئے کہ مومنوں کو چھوڑ کر انکارِ حق کرنیوالوں سے دوستی نہ کریں اور (یاد رہے) جس کسی نے

وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ

اور جو کوئی کرے یہ پس نہیں اللہ تعالیٰ سے بیچ کسی چیز کے مگر یہ کہ بچو تم ان سے

ایسا کیا اسے اللہ سے کوئی سروکار نہیں۔ مگر اس صورت میں کہ تمہیں انکی طرف سے خوف ہو اور (یاد رکھو) اللہ تمہیں اپنی

تُقٰىةً ط وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ ط وَإِلَى اللّٰهِ الْمَصِيرُ ﴿٢٨﴾

بچنے کر اور ڈراتا ہے تم کو اللہ تعالیٰ ذات اپنی سے اور طرف اللہ تعالیٰ کے ہے پھر جانا ف

ذات سے ڈراتا ہے اور بالآخر اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے

قُلْ إِنْ تُخْفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ط وَ

کہہ اگر چھپاؤ تم جو کچھ بیچ سینوں تمہارے کے ہے یا ظاہر کرو اسکو جانتا ہے اسکو اللہ تعالیٰ اور

(اے لوگوں کو) کہہ دیجئے کہ تم اپنے دل کے بھیدوں کو چھپاؤ یا انہیں ظاہر کرو اللہ کو بہرحال ان کا

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

جانتا ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور اللہ تعالیٰ اوپر ہر چیز کے

علم ہے اور جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے۔ جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ کو ہر بات پر قدرت

قَدِيرٌ ﴿٢٩﴾ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا مثلے ج

قادر ہے ف جس دن کہ پاویگا ہر جی جو کچھ کیا ہے بھلائی سے حاضر کیا ہوا

حاصل ہے وہ دن (یاد رہے) جب ہر ایک شخص اپنے نیک کاموں کا نتیجہ موجود پائے گا اور برے کاموں کا

وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ ج تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا

اور جو کچھ کیا ہے برائی سے چاہے گا کاش یہ کہ درمیان اس شخص کے اور درمیان اس برائی کے ہو مسافت

نتیجہ بھی (اور) آرزو کرے گا کہ کاش اس دن اور اس کے درمیان ایک عرصہ دراز (حائل) ہوتا

بَعِيدًا ط وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ ط وَاللّٰهُ رَءُوفٌ

دور اور ڈراتا ہے تم کو اللہ تعالیٰ ذات اپنی سے اور اللہ تعالیٰ شفقت کرنیوالا ہے

(یاد رکھو) اللہ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا

بِالْعِبَادِ ﴿٣٠﴾ ع قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي

ساتھ بندوں کے ف کہہ اگر ہو تم چاہتے اللہ تعالیٰ کو پس پیروی کرو میری

مہربان ہے (اے پیغمبر!) دنیا کو سنا دیجئے اگر تمہیں اللہ سے سچی محبت ہے تو میری پیروی کرو

عند المتأخرین ١٢ ۔ مع

ع ٣ ١١

منزل ١

حل لغات۔ لہ اَلْمَیِّتِ مَیِّت بالتشدید اور مَیْت بالتخفیف دونوں کے ایک معنیٰ ہیں جیسے ہیّن اور ہیْن۔ لیّن اور لیْن ایک معنیٰ میں مستعمل ہوتے ہیں مگر بعض لوگ کہتے ہیں کہ مَیْت اسے کہتے ہیں جو مرگیا ہو اور مَیِّت وہ ہے جو ابھی مرا نہ ہو۔ ٢ دُوْنَ معنےٰ میں ہے غیر کے اور یہ اس لئے کہ لفظ دُوْنَ مکان کے ساتھ ★

خُداکی قدرتوں کا نظارہ ف۱ رات کو دن میں دن کو رات میں داخل کرنے کا یہ مطلب ہے کہ کبھی رات کو گھٹا کر دن کو بڑھا دیتا ہے کبھی اس کے برعکس کرتا ہے مثلاً ایک موسم میں ۱۴ گھنٹے کی رات اور دس گھنٹے کا دن ہے۔ چند ماہ بعد رات کے چار گھنٹے کاٹ کر دن میں داخل کر دیئے۔ اب رات دس گھنٹے کی اور دن چودہ گھنٹے کا ہو گیا۔ یہ سب اُلٹ پھیر تیرے ہاتھ میں ہیں کیونکہ شمس و قمر وغیرہ سیّارات تیرے بغیر ارادہ ذرا حرکت نہیں کر سکتے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ کبھی کے دن بڑے اور کبھی کی رات۔ اور زندہ کو مُردہ سے نکالتا ہے کا مقصد یہ کہ جیسے کھیتی کو دانے سے۔ درخت کو گٹھلی سے۔ آدمی کو نطفہ سے۔ مومن کو کافر سے۔ عالم کو جاہل سے۔ کامل کو ناقص سے۔ مُرغ کو انڈے سے۔ اور مردہ کو زندہ سے نکالنا ان چیزوں کا برعکس۔ اے خدا تیری ہی قدرت کا کام ہے۔ شاہ عبدالقادر صاحبؒ لکھتے ہیں "یہود جانتے تھے کہ پہلے جو بزرگی ہم میں تھی وہ ہی ہمیشہ رہے گی" اللہ کی قدرت سے غافل ہیں۔ وہ جس کو چاہے عزیز کرے اور سلطنت دے اور جس سے چاہے چھین لے اور ذلیل کر دے۔ اور جاہلوں میں سے کامل پیدا کرے (جیسے اہل عرب میں سے کیا) اور کاملوں میں سے جاہل کرے (جیسے بنی اسرائیل میں ہوا) اور جس کو چاہے رزق بے حساب دیوے۔ ابوداوٗد شریف میں ہے مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ مَّخْرَجًا وَّمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَّرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (مشکوٰۃ باب الاستغفار) جو شخص استغفار کی کثرت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے مخرج اور ہر غم سے کشائش کر دیتا ہے اور اس جگہ سے روزی دیتا ہے کہ وہ خیال بھی نہیں کر سکتا۔

کافروں سے دوستی کا ذکر ف۲ تفسیر ابن جریر وغیرہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بعض انصاریوں کی کعب بن اشرف یہودی اور اس کے ساتھیوں سے از حد محبت و دوستی تھی مگر ان یہودیوں کے دل میں فریب تھا کہ کبھی موقع پا کر اپنے سیدھے سادے دوست مسلمانوں کو دھوکہ دیں گے۔ ان کے چند دوستوں نے انصار مسلمانوں سے یہود کے اس فریب کا تذکرہ کر دیا اور یہود سے دوستی چھوڑنے کی نصیحت کی مگر انصار نے اس سے پہلوتہی کی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ کافروں سے دوستی نہ کرو۔ خدا و رسول کے دشمن ان کے دوست کبھی نہیں بن سکتے ہاں کسی شر کے ڈر سے بچاؤ حاصل کرنے کو۔ اس حالت کو اللہ پاک نے مستثنیٰ فرمایا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کفار سے صرف بات چیت دنیاوی معاملات کا تعلق دفع الوقتی کے طور پر رکھے لیکن عمل میں انکا ساتھ کسی وقت بھی ہرگز نہ دے دل میں ان کی طرف رغبت اور محبت نہ ہو۔ یہی حکم تمام مشرکوں، بدعتیوں، فرائض الٰہی کے ترک کرنے والوں کا ہے۔ نیز اس مسئلہ کی مزید معلومات سورۂ مائدہ رکوع ۸ کی آیت يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى اَوْلِيَآءَ الخ کے فائدہ میں ملاحظہ ہو۔ اور یہ جو فرمایا کہ اللہ تم کو اپنے نفس سے ڈراتا ہے یعنی ہر مومن کے دل میں اصلی ڈر خدا کا ہونا چاہئے۔ کوئی ایسی بات نہ کرے جو اُس کی ناراضگی کا سبب ہو کیونکہ اسے یاد رکھنا چاہئے کہ سب کو خدائے قدوس کی عدالتِ عالیہ میں حاضر ہونا ہے وہاں جھوٹے حیلے بہانے کچھ کام نہ دیں گے ایک مومن قوی کی تو یہ شان ہونی چاہئے کہ رخصت سے گذر کر عزیمت پر عمل پیرا ہو اور مخلوق سے زیادہ خالق سے خوف کھائے ۱۲۔

ف۳ یعنی ممکن ہے آدمی اپنی نیت اور دل کی بات لوگوں سے چھپالے لیکن وہ اس طرح خدا کو فریب نہیں دے سکتا۔ دیکھو دل کا حال اللہ پر مخفی نہیں اسپر تو زمین آسمان کا حال بھی منکشف ہے۔ پھر اگر کفر کی محبت کو دل میں جگہ دو گے تو وہ تم کو سزا دے گا۔ وہ ہر چیز اور ہر قسم کی سزا پر قادر ہے۔ تفسیر کبیر

مجرمین کی آرزو اور اللہ و رسول کی محبت کی کسوٹی ف۴ یعنی قیامت کے دن ہر نیکی بدی آدمی کے سامنے حاضر ہوگی۔ عمر بھر کا اعمال نامہ ہاتھ میں پکڑا دیا جائے گا۔ اس وقت مجرمین آرزو کریں گے کہ کاش یہ دن ہم سے دور ہی رہتا یا ہم میں اور ان بُرے عملوں میں بڑی دور کا فاصلہ ہوتا کہ ان کے قریب بھی نہ جاتے۔ یہ بھی خدا کی بڑی مہربانی ہے کہ تم کو اس خوفناک دن کے آنے سے پہلے ڈراتا اور آگاہ کرتا ہے تاکہ برائی کے طریقے خصوصًا موالاتِ کفار ترک کر کے اور بھلائی کے راستے پر چل کر اپنے کو خدائے قہار کے غصہ سے بچا لینے کا قبل از وقت انتظام کر رکھو۔ قرآن کریم کا یہ خاص طرز ہے کہ عمومًا خوف کے ساتھ رجاء، اور رجاء کے ساتھ خوف کا مضمون سناتا ہے یہاں بھی مضامین ترہیب کو معتدل بنانے کے لئے اخیر آیت میں وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ فرما دیا یعنی خدا سے ڈر کر اگر برائی چھوڑ دو گے تو اس کی مہربانی پھر تمہارا استقبال کرنے کو تیار ہے ناامید ہونے کی کوئی وجہ نہیں

آؤ! تم کو ایسا دروازہ بتائیں جس سے داخل ہو کر مغفرت و رحمت کے پورے مستحق بلکہ خدا تعالیٰ کے محبوب بن سکتے ہو آگے یہی کچھ بیان ہے۔

★ مخصوص ہے۔ بولا کرتے ہیں زَيْدٌ جَلَسَ دُوْنَ عَمْرٍو یعنی زید دوسری جگہ بیٹھا جو عمرو کی جگہ سے اسفل تھی تو مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ کے معنٰے ہیں مِنْ غَيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ ۲۔ تُقٰىةً یہ مصدر ہے وَقٰى يَقِيْ کا۔ اصل میں تھا وُقْيَةً واؤ کو تے سے بدل لیا جیسے تُخَمَةٌ اور تُهَمَةٌ میں پھر یے متحرک ماقبل مفتوح وہ الف سے بدل گئی۔ اور چونکہ یہ ترکیب میں تتقوا کا مفعول مطلق واقع ہوا ہے اس لئے چاہئے تھا کہ اتقاء ہوتا۔ مگر اس بات کے اظہار کے لئے کہ ایسے موقع پر مزید کی جگہ مجرد کا بھی استعمال جائز ہو جاتا ہے تقاۃ کہا گیا۔

يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾

چاہے تمکو اللہ تعالٰے اور بخشے واسطے تمہارے گناہ تمہارے اور اللہ تعالٰے بخشنے والا مہربان ہے ۔

(اس صورت میں) اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ

کہہ فرمانبرداری کرو اللہ تعالٰے کی اور رسول کی پس اگر پھر جاویں پس تحقیق اللہ تعالٰے نہیں دوست رکھتا

(انہیں) کہہ دیجئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو پھر اگر یہ روگردانی کریں تو (ان سے کہہ دیجئے کہ) اللہ انکارِ حق کرنے والوں کو پسند

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ

کافروں کو تحقیق اللہ تعالٰے نے برگزیدہ کیا آدمؑ کو اور نوحؑ کو اور کنبے ابراہیمؑ کے کو

نہیں کرتا بیشک اللہ نے تمام دنیا میں سے آدمؑ اور نوحؑ کو اور خاندان ابراہیمؑ و

وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۳﴾ ۙ ذُرِّيَّةً ۢ بَعْضُهَا مِنْ ۢ بَعْضٍ ؕ

اور کنبے عمران کے کو اوپر عالموں کے ولے اولاد میں بعضے ان کے بعضوں سے

عمران کو منتخب کیا ہے جو ایک دوسرے کی نسل سے تھے اور اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ ۚ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ

اور اللہ تعالٰے سننے والا جاننے والا ہے جس وقت کہا بی بی عمران کی نے اے پروردگار میرے تحقیق میں نے نذر کیا

ہے۔ وہ لوگوں کی سنتا اور ان کو جانتا ہے (اس واقعہ کو یاد کرو) جب عمران کی بیوی نے کہا تھا کہ خدایا! جو

لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ

واسطے تیرے جو کچھ بیچ پیٹ میرے کے ہے آزاد کیا ہوا پس قبول کر مجھ سے تحقیق تو ہی ہے سننے والا

کچھ میرے شکم میں ہے اسے آزاد کر کے تیری نذر کرتی ہوں پس میری طرف سے (یہ نذر) قبول فرما۔ بیشک تو ہماری باتوں کو سنتا

الْعَلِيْمُ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰى ؕ

جاننے والا ولے پس جب جنا اس کو کہا اے رب میرے تحقیق جنا میں نے اسکو لڑکی

اور نیتوں کو جانتا ہے (چنانچہ) جب اس نے لڑکی جنی تو کہا کہ خدایا! میرے ہاں تو لڑکی پیدا ہوئی ہے" حالانکہ اللہ خوب

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّيْ

اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے جو کچھ جنا اور نہیں مرد مانند عورت کے اور تحقیق میں نے

جانتا تھا جو کچھ اس نے جنا۔ اور عمران کی بیوی نے کہا کہ) مرد عورت کی طرح نہیں ہوتا اور میں نے اس (بچی) کا نام

سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّيْۤ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ

نام رکھا اسکا مریم اور تحقیق میں نے پناہ دی اسکو ساتھ تیرے اور اولاد اس کی کو شیطان

مریمؑ رکھا ہے اور میں اسے اور اسکی نسل کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں

الرَّجِيْمِ ﴿۳۶﴾ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا

راندے ہوئے سے ولے پس قبول کیا اسکو رب اسکے نے ساتھ قبول اچھے کے اور اگایا اسکو اگانا

دیتی ہوں پس اس کے پروردگار نے اس کی نذر کو حسن قبول کا شرف بخشا۔ اور اسکی نہایت

حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ

اچھا اور سونپ دی وہ زکریاؑ کو جب جاتا اس کے پاس زکریاؑ محراب میں

عمدہ تربیت کی اور زکریاؑ کو اس کا کفیل بنا دیا۔ جب کبھی زکریاؑ محراب میں ان کے پاس جاتے تو

حل لغات۔

لہ اِصْطَفٰی صیغہ واحد مذکر غائب ماضی باب افتعال مجرد ناقص واوی صفو مادہ۔ اصل میں تھا اِصْتَفَوَ واو یے اور یے الف سے بدل کر اِصْطَفٰی ہو گیا۔ صَفَا یَصْفُوْ سے ماخوذ ہے۔ اور جو چیز کدورت سے پاک صاف ہو اسے صفوہ کہتے ہیں۔ یہاں اِصْطَفٰی کے معنی ہیں چن لینے اور منتخب کر لینے کے۔

لہ مُحَرَّرًا خادم۔ خالص۔ جس میں رق کا عیب نہ ہو۔ جب غلام کو آزاد کرتے اور رق کے عیب سے چھڑاتے ہیں تو حررت العبد بولتے ہیں۔ اسی طرح جب کتاب کی یہاں تک اصلاح ہو کہ غلطی کا کوئی عیب باقی نہیں رہے تو حررت الکتاب بولا کرتے ہیں۔ رَجُلٌ حُرٌّ وہ مرد جو اپنے نفس کے لئے خالص ہو دوسرے کا اس پر کوئی تعلق نہ ہو۔ اَلطِّيْنُ الْحُرُّ گارا جو کنکر پتھر سے خالص ملی۔ یہاں مُحَرَّرًا سے مراد یہ ہے کہ صرف خانۂ خدا کی خدمت کے لئے خالص کر دیا گیا۔ سه بِقَبُوْلٍ اگرچہ سیاق کلام چاہتا تھا کہ بقبول کی جگہ بتقبل کہا جاتا مگر چونکہ قبول اور تقبل دونوں متقارب المعنی ہیں اس لئے بقبول کہا گیا۔ قبول قاف کے فتح سے مصدر ہے بولا کرتے قَبِلَ فُلَانٌ الشَّيْءَ قَبُوْلًا اَیْ رَضِيَهٗ۔ سیبویہ کا قول ہے ★

ف۱ یعنی اگر دنیا میں آج کسی شخص کو اپنے مالکِ حقیقی کی محبت کا دعویٰ یا خیال ہو تو لازم ہے کہ اسکو اتباعِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسوٹی پر کس کر دیکھ لے سب کھرا کھوٹا معلوم ہو جائے گا۔ جو شخص جس قدر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ چلتا اور آپ کی لائی ہوئی تعلیم جو قرآن و حدیث یعنی صحیح بخاری صحیح مسلم، ابو داؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ و ما وافق بہا میں ہے کو مشعلِ راہ بناتا ہے اسی قدر سمجھنا چاہئے کہ خدا کی محبت کے دعوے میں سچا اور کھرا ہے اور اگر صرف زبانی محبت کا دعویٰ ہے عمل آپ کی لائی ہوئی تعلیم کے خلاف ہے تو جھوٹا اور کھوٹا ہے، گویا یہ ایک اصول مقرر ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کا دوست وہ ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پہ چلے بغیر اس کے اللہ تعالیٰ سے دوستی نہیں ہو سکتی چنانچہ مشکوٰۃ باب الاعتصام میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک کوئی شخص سب باتوں میں میری لائی ہوئی شریعت کا پابند نہ ہوگا تب تک وہ مومن نہ ہوگا۔ جامع البیان صفحہ ۴۹ میں ہے کہ بت پرست بتوں کو پوجنے میں بھی دعویٰ کرتے تھے کہ ہم اللہ کی رضا کے واسطے انکی تعظیم کرتے ہیں کیونکہ یہ اللہ کے پیارے ہیں ان کے پوجنے سے اللہ راضی ہوتا ہے اور یہودی کہتے ہم پیغمبروں کی اولاد ہیں اسلئے ہم اللہ کے پیارے ہیں۔ نصاریٰ کہتے عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے کلمہ اور روح ہیں انکے پوجنے سے اللہ راضی ہوتا ہے۔ یہی دعویٰ آج بھی قبر پرستوں پیر پرستوں کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب کا دعویٰ رد کر دیا اور فرمایا میری رضا چاہتے ہیں جو کوئی سچا ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرے ورنہ جھوٹا ہے۔ اسی میں تعزیہ، نشان، جھنڈا، گیارہویں مولود وغیرہ بدعات سب آ گئے یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرکے کوئی کام کرو مقبول نہیں جب تک اس کام کا حکم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ فرمایا ہو شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جو کوئی کسی کی محبت کا دعویٰ کرے تو اس طرح محبت کرے جس طرح محبوب چاہے، نہ جس طرح اپنا جی چاہے۔ اور اسی طرح چاہے تو محبوب اسکو چاہے اور اللہ تعالیٰ بندوں کو چاہے تو یہی کہ ان پر مہربان ہو اور گناہ پر نہ پکڑے اور خیالات عبث ہیں ——

ف۲ عمران موسیٰ علیہ السلام کے باپ کا نام بھی ہے اور حضرت مریم علیہا السلام کے باپ کا نام بھی ہے۔ شاید یہاں یہی منظور ہے ۔موضح

مریم علیہا السلام کی ولادت میں نذر کا بیان۔

ف۳ اس امت میں یہی دستور تھا کہ بعضے لڑکوں کو ماں باپ اپنے حق سے آزاد کرتے اور اللہ کی نیاز کرتے۔ پھر تمام عمر اُن کو دنیا کے کام میں نہ لگاتے اور ہمیشہ وہ مسجد میں عبادت کیا کرتے۔ عمران کی عورت کو حمل تھا۔ اُس نے آگے سے یہی نذر کر رکھی (موضح) مریم علیہا السلام کی والدہ نے خدا کی نذر مانی شریعتِ محمدیہ میں بھی خدا کے لئے نذر ماننی جائز ہے۔ غیر اللہ کے لئے نذر ماننا حرام ہے۔ در البحار میں شیخ قاسم حنفی نے لکھا ہے نذر کسی مخلوق شہید یا میت کے لئے ماننی اور کرنی جائز نہیں۔ چونکہ یہ عبادت ہے اور غیر اللہ کے لئے عبادت کرنا کفر ہے۔ حنّہ والدہ مریم علیہا السلام کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی ایک دن ایک چڑیا کو دیکھا کہ وہ اپنے بچوں کو دانہ بھرا رہی ہے تو انھیں ولولہ اٹھا اور اللہ تعالیٰ سے خلوص کے ساتھ دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی، اسی رات حمل ٹھہر گیا تو نذر مانی کہ یا اللہ جو مجھے اولاد دے گا وہ تیرے نام پر آزاد کر دوں گی تاکہ بیت المقدس کی خدمت کرے مُحَرَّرًا اُس زمانہ یعنی لڑکے کو کہتے تھے جو دنیا سے آزاد کرکے مسجد میں دینی خدمات کے لئے چھوڑ دیا جاتا تھا۔ لڑکی پیدا ہونے سے وہ امید جاتی رہی لیکن خدا کو ان کی یہ نیاز و خلوص پسند آیا اس کو قبول کیا اور لڑکوں سے عمدہ ثمرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مریم علیہا السلام کے بطن سے ظہور پذیر ہوئے ——ابن جریر و ابن کثیر

حضرت مریم و حضرت زکریا و حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کا ذکر

ف۴ بخاری کتاب التفسیر میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ یُّوْلَدُ اِلَّا وَالشَّیْطٰنُ یَمَسُّهٗ حِیْنَ یُوْلَدُ فَیَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِّنْ مَّسِّ الشَّیْطٰنِ اِیَّاهُ اِلَّا مَرْیَمَ وَابْنَهَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ کوئی بچہ نہیں جس کو پیدا ہوتے وقت شیطان چوکا نہ لگائے۔ پس پیدائش کے وقت بچہ کا رونا شیطان کے چوکا لگانے سے ہوتا ہے لیکن حضرت مریم اور اُن کے فرزند حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو شیطان چوکا نہیں لگا سکا یعنی ان کی والدہ کی دعا کی برکت کی وجہ سے۔ جامع ترمذی جلد اول صفحہ ۱۳۸ کتاب النکاح میں بروایت ابن عباسؓ آیا ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص اپنی زوجہ سے صحبت کرتے وقت یہ دعا پڑھ لے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّیْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا تو (انشاء اللہ) اس کی اولاد کو آسیب نہ پہنچے گا یعنی مسان وغیرہ کا خلل نہ ہوگا ——

★ کہ فُعُوْل کے وزن پر صرف پانچ مصدر آئے ہیں قَبُوْلٌ۔ طَهُوْرٌ۔ وَضُوْءٌ۔ وَلُوْعٌ۔ وَقُوْدٌ مگر وقود میں ضمہ اکثر ہے جیسا کہ ابھی اوپر بیان ہوا۔ ؎ کَفَّلَهَا کَفَّلَ صیغہ واحد مذکر غائب ماضی۔ باب تفعیل۔ کفل مادہ بولا کرتے ہیں کَفَّلَ یُکَفِّلُ تَکْفِیْلًا وَکِفَالَةً وَکَفَلَ فَهُوَ کَافِلٌ کسی کے خرچ پات کے متکفل ہونے اور اس کے اصلاح و مصالح میں اہتمام کرنے کو کفالۃ کہتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے اَنَا وَکَافِلُ الْیَتِیْمِ کَهَاتَیْنِ۔ ؎ اَلْمِحْرَابُ اونچی اور بلند جگہ کو محراب کہتے ہیں۔ عمرو بن ربیعہ کہتا ہے ؎ رَبَّةُ مِحْرَابٍ اِذَا جِئْتُهَا ۞ لَمْ اَدْنُ حَتّٰی اَرْتَقِیَ سُلَّمًا۔ بعض کہتے ہیں دریچے اور کھڑکی کو محراب کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک اشرف و ارفع مجلس محراب ہے۔

وَجَدَ عِنۡدَهَا رِزۡقًا ۚ قَالَ یٰمَرۡیَمُ اَنّٰی لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتۡ
پاتا نزدیک اس کے رزق کہتا اے مریم! کہاں سے آیا واسطے تیرے یہ کہتی
اس کے پاس کھانے کی چیزیں پاتے۔ کہتے، اے مریم! یہ تجھے کہاں سے مل گئیں۔ وہ کہتی

هُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾
وہ نزدیک اللہ تعالے کے سے ہے تحقیق اللہ رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بے شمار
اللہ کی طرف سے ہیں بیشک اللہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق عطا فرماتا ہے

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِیَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ
اس جگہ پکارا زکریا نے پروردگار اپنے کو کہا اے پروردگار میرے دے ڈال واسطے میرے نزدیک اپنے سے
اس وقت زکریا نے اپنے رب سے دعا کی۔ کہا۔ خدایا! مجھے اپنی جناب سے نیک اولاد عطا فرما بیشک

ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِیۡعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾ فَنَادَتۡهُ الۡمَلٰٓئِكَةُ
اولاد پاکیزہ تحقیق تو سننے والا ہے دعا کا پس پکارا اسکو فرشتوں نے
تو دعا کا سننے والا ہے پس ملائکہ نے انہیں

وَهُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیۡ فِی الۡمِحۡرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكَ بِیَحۡیٰی
اور وہ کھڑا نماز پڑھتا تھا بیچ محراب کے تحقیق اللہ تعالیٰ بشارت دیتا ہے تجھ کو ساتھ یحییٰ کے
پکار کر کہا جب کہ وہ محراب میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے کہ اللہ آپ کو یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے

مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَیِّدًا وَّحَصُوۡرًا وَّنَبِیًّا مِّنَ
ماننے والا ہے ایک بات کو اللہ تعالیٰ سے اور سردار ہے اور بند ہے عورتوں سے اور نبی ہے
جو کلمۃ اللہ (یعنی مسیحؑ) کی تصدیق کرے گا اور (قوم کا) مقتدا، پاکباز اور (اللہ کے) نیکوکار بندوں میں سے ایک

الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۳۹﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَكُوۡنُ لِیۡ غُلٰمٌ وَّقَدۡ
صالحوں سے وہ کہا اے رب میرے کیونکر ہوگا واسطے میرے لڑکا اور تحقیق
نبی ہوگا (زکریا) کہنے لگے۔ خدایا! میرے لڑکا کیونکر ہوگا؟ حالانکہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں

بَلَغَنِیَ الۡكِبَرُ وَامۡرَاَتِیۡ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ یَفۡعَلُ مَا
پہنچا ہے مجھ کو بڑھاپا اور بی بی میری بانجھ ہے کہا اسی طرح اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو
اور میری عورت بانجھ ہے۔ فرمایا اسی طرح اللہ جو چاہتا ہے

یَشَآءُ ﴿۴۰﴾ قَالَ رَبِّ اجۡعَلۡ لِّیۡۤ اٰیَةً ؕ قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ
چاہتا ہے کہا اے رب میرے مقرر کر واسطے میرے نشانی کہا نشانی تیری یہ ہے کہ نہ بول سکے تو
کرتا ہے کہنے لگے۔ خدایا! میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما۔ فرمایا۔ تیرے لئے یہی نشانی ہے

النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمۡزًا ؕ وَاذۡكُرۡ رَّبَّكَ كَثِیۡرًا وَّسَبِّحۡ
لوگوں سے تین دن مگر اشارت سے اور یاد کر رب اپنے کو بہت اور تسبیح کر
کہ تو لوگوں سے تین دن تک کوئی بات چیت نہ کر سکے گا مگر اشارے سے۔ اور (بطور شکریہ) اپنے رب کا کثرت سے ذکر کر تا رہ

بِالۡعَشِیِّ وَالۡاِبۡكَارِ ﴿۴۱﴾ وَاِذۡ قَالَتِ الۡمَلٰٓئِكَةُ یٰمَرۡیَمُ اِنَّ اللّٰهَ ع ١١/١٢
شام اور صبح کو بھی اور جس وقت کہا فرشتوں نے اے مریم! تحقیق اللہ نے
اور صبح و شام اسکی تسبیح و تقدیس کر اور (اسے بھی یاد کرو) جب ملائکہ نے کہا کہ اے مریم! اللہ نے تجھے

حل لغات۔ لہ هُنَالِكَ۔ ثَمَّ اور هُنَاكَ اور هُنَالِكَ تینوں مکان اور جگہ کے معنیٰ میں مستعمل ہوتے ہیں۔ اور حِیۡنَ اور حِیۡنَئِذٍ وقت اور زمان کے معنیٰ میں لیکن هُنَالِكَ کا استعمال کبھی وقت اور زمان میں بھی ہوتا ہے جیسا کہ هُنَالِكَ الۡوَلَایَةُ لِلّٰهِ الۡحَقِّ میں حال اور زمان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ یہاں بھی هُنَالِكَ کا لفظ ★

ف۱ محراب سے مراد وہ جگہ ہے جہاں وہ عبادت کرتی تھیں محل خلوت ومجلس مناجات ونماز تھی۔ آج کل جو مسجدوں میں محراب بنائے گئے ہیں وہ مراد نہیں ہیں بلکہ ان کی کراہیت میں کئی روایتیں آئی ہیں۔ طبرانی اور بیہقی میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو ان محرابوں سے اور ابن ابی شیبہ میں موسیٰ جہنی کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا میری امت خیر پر رہے گی جب تک وہ اپنی مسجدوں میں نصاریٰ کی طرح محراب نہ بناوے۔ اور اس کی کراہت میں آثار صحابہ بھی بہت ہیں۔ (درمنثور) مریم علیہا السلام کی والدہ نے خواب دیکھا کہ اگرچہ یہ لڑکی ہے اللہ تعالیٰ نے یہی نیاز میں قبول کی۔ اس کو مسجد میں لے جا۔ وہ لے گئیں۔ مسجد کے بزرگوں نے پہلے کہا لڑکی رکھنے کا دستور نہیں۔ جب ان کا خواب سنا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ڈال دیا کہ عام دستور کے خلاف لڑکی قبول کرلیں اور ویسے بھی اللہ نے مریمؑ کو قبول صورت بنایا اور اپنے مقبول بندہ زکریا علیہ السلام کی کفالت میں دیا اور ان کو جسمانی وروحانی، علمی، اخلاقی ہر حیثیت سے غیر معمولی طور پر بڑھایا۔ جب مریمؑ کی کفالت کا آپس میں اختلاف ہوا تو قرعۂ انتخاب حضرت زکریا علیہ السلام کے نام نکال دیا تاکہ لڑکی اپنی خالہ کی آغوش شفقت میں تربیت پائے اور زکریاؑ کے علم ودیانت سے مستفید ہو۔ زکریا علیہ السلام نے پوری مراعات اور جدوجہد کی اور مریمؑ کے لئے مسجد میں ایک حجرہ مخصوص کر دیا۔ مریمؑ دن بھر وہاں عبادت کرتیں اور رات اپنی خالہ کے گھر گذارتیں۔ رزق سے مراد ظاہری کھانا ہے۔ مریمؑ کے پاس بے موسم میوے پھل آتے گرمی کے پھل سردی میں اور سردی کے گرمی میں۔ اور مجاہد سے ہے کہ رزق سے مراد علمی صحیفے ہیں جن کو روحانی غذا کہنا چاہئے۔ بہرحال اب کھلم کھلا مریمؑ کی کرامات اور غیر معمولی نشانات ظاہر ہونے شروع ہوئے جن کا بارہا مشاہدہ ہونے پر زکریاؑ جو ساری عمر اولاد سے محروم تھے نہ رہ گیا اور ازراہ تعجب پوچھنے لگے کہ مریم! یہ چیزیں، بے موسم میوے پھل تم کو کہاں سے پہنچتے ہیں؟ کہا اللہ کی طرف سے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور مریم علیہا السلام کی کرامت کا اظہار ہے۔ جو لوگ جماعت اہلحدیث کو بدنام کرتے ہیں کہ یہ اہلحدیث کراماتِ اولیاء کے منکر ہیں وغیرہ۔ یہ ان کا کہنا بالکل غلط ہے۔ اہلحدیث معجزاتِ انبیاء اور سچے اولیاء کی سچی کرامتوں کے برابر قائل ہیں اور مانتے ہیں۔ مجھے واقعہ یاد آیا مسند حافظ ابویعلیٰ میں حدیث موجود ہے کہ ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کئی دن بغیر کچھ کھائے گزر گئے بھوک سے آپؐ کو تکلیف ہونے لگی۔ اپنی سب بیویوں کے گھر کچھ نہ پایا تو اپنی لخت جگر بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے، کھانا طلب فرمانے پر وہاں بھی کچھ نہ پایا۔ آپؐ واپس ہوئے تھے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی نے دو روٹیاں اور کچھ گوشت حضرت فاطمہؓ کے ہاں بھیجا۔ آپؓ نے ڈھانک کر رکھ دیا اور والد ماجد پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو بلا بھیجا اور کہنے لگیں مجھے میرے خاوند اور بچوں کو بھی بھوک ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دونگی جب آپؐ تشریف لائے تو کہنے لگیں خدا نے کچھ بھجوا دیا ہے جسے میں نے آپؐ کے لئے رکھ دیا ہے اُسے نوش جان فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا پیاری بچی! لے آؤ۔ اب جو کونڈا کھولا تو دیکھتی ہیں کہ روٹی سالن سے کونڈا بھرپور ہے دیکھ کر حیران رہ گئیں اور سمجھ گئیں یہ برکت خدا کی طرف سے ہے۔ آپؐ نے بھی دیکھ کر خدا کی تعریف کی اور فرمایا بیٹی یہ کہاں سے آیا ہے؟ جواب دیا ابا جان! خدا کے پاس سے وہ جسے چاہے بے حساب روزی دے۔ آپؐ نے فرمایا خدا کا شکر ہے کہ اے پیاری بچی تو نے بھی بنی اسرائیل کی تمام عورتوں کی سردار جیسا جواب دیا ہے کہ اللہ جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ پھر آپؐ نے اور حضرت علیؓ وفاطمہؓ وحسنؓ حسینؓ اور آپ کی سب ازواج مطہرات و اہل بیت نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا پھر بھی کھانا اتنا ہی بچا جتنا پہلے تھا۔ یہی خیر کثیر اور برکتِ خداوندی ہے۔ ابن کثیر وغیرہ۔ ف۲ حضرت زکریا علیہ السلام بالکل بوڑھے ہو چکے تھے۔ اُن کی بیوی بانجھ تھی۔ اولاد کی کوئی امید نہ تھی۔ مریم علیہا السلام کے بے موسم پھل اور ان کا جواب سُن کر دفعتاً دل میں ایک جوش اٹھا۔ اولاد کی دُعا کی۔ دعا قبول ہوئی۔ بشارت ملی کہ لڑکا ہوگا جس کا نام یحییٰ رکھا گیا۔ یحییٰ وعیسیٰ علیہما السلام دونوں خالہ زاد بھائی تھے بڑے نیک اور صالح تھے۔ خوف الٰہی اس قدر تھا کہ جب زکریا علیہ السلام وعظ فرماتے تو یحییٰ علیہ السلام خدا کے ڈر سے روتے روتے بے ہوش ہو جاتے۔ حَصُوْرًا کے معنی جو عورت کے پاس نہ آسکے اور اس میں شہوت کا پانی نہ ہو۔ ابن کثیر وغیرہ۔ سو سال میں اولاد۔ ف۳ اب (باقی فائدہ صفحہ ۸۰ پر)

وقت وزمان پر محمول کیا گیا ہے یعنی فِیْ ذٰلِکَ الْوَقْتِ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّہٗ۔ ۲؎ حَصُوْرًا مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اس کے معنی ہیں اپنے نفس کو عورتوں کی صحبت سے بہت روکنے والا۔ یہ لازم ومتعدی دونوں معنی میں آتا ہے۔ ۳؎ اَلْکِبَرُ مصدر ہے فعل ثلاثی مجرد کا جیسے صِغَرٌ۔ اس کے معنی ہیں بوڑھے اور مُسن ہونے کے بولا کرتے ہیں کَبِرَ الرَّجُلُ یَکْبَرُ۔ ۴؎ عَاقِرٌ وہ عورت جس کے یہاں اولاد پیدا نہ ہو۔ اسی طرح وہ مرد جو قابل اولاد نہ ہو وَرَمْلٌ عَاقِرٌ لَا یُنْبِتُ شَیْئًا۔ ۵؎ رَمْزًا اس کے اصلی معنی ہیں حرکت کے۔ جب کوئی کسی طرح کی حرکت کرتا ہے تو اِرْتَمَزَ بولا جاتا ہے۔ عرف میں رمز کہتے ہیں اشارہ کو، ہاتھ سے ہو یا سر سے، آنکھ سے ہو یا بھوؤں سے یا ہونٹوں سے۔ ۶؎ بِالْعَشِیِّ سورج کے ڈھلنے سے غروب تک کے اوقات کو عشی کہتے ہیں۔ ۷؎ اَلْاِبْکَارُ دن کے ابتدائی حصہ میں کسی کام کے کرنے کو اِبکار کہتے ہیں بولا کرتے ہیں اَبْکَرَ الرَّجُلُ۔ اور یہی معنی ہیں بَکَرَ اور اِبْتَکَرَ اور بَکَّرَ کے۔ باکورہ پہلا پھل۔ عرف میں ابکار کہتے ہیں طلوع فجر سے چاشت تک کے وقت کو۔

اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾

برگزیدہ کیا تجھ کو اور پاک کیا تجھ کو اور برگزیدہ کیا تجھ کو اوپر عورتوں عالموں کے

منتخب فرما یا ہے اور (گناہ کی آلائشوں سے) تجھے پاک و صاف کر دیا ہے اور تجھے دنیا کی تمام عورتوں پر فضیلت دی ہے

يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾

اے مریم فرمانبرداری کیا کر واسطے پروردگار اپنے کے اور سجدہ کیا کر اور رکوع کیا کر ساتھ رکوع کرنیوالوں کے

اے مریم تو اپنے رب کی عبادت نہایت خشوع و خضوع سے کر۔ اسی کیلئے سجدہ ریز ہو اور رکوع کرنیوالوں کے ساتھ رکوع کر

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ

یہ خبروں غیب کی سے ہے وحی کرتے ہیں ہم اسکو طرف تیرے اور نہ تھا تو پاس ان کے جس وقت

(اے پیغمبر!) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں اور آپ اس وقت ان کے پاس نہ تھے جبکہ وہ

يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ

ڈالتے تھے قلمیں اپنی کو کون انہیں سے پالے مریم کو اور نہ تھا تو پاس ان کے جب

اپنے قلم (بطور قرعہ) پھینک رہے تھے کہ (دیکھیں) کون مریم کا کفیل ہوتا ہے اور آپ اس وقت بھی انکے پاس موجود نہ تھے جب وہ (اس کفالت کی

يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ

جھگڑتے تھے وہ جس وقت کہا فرشتوں نے اے مریم! تحقیق اللہ بشارت دیتا ہے تجھ کو

خاطر) آپس میں جھگڑ رہے تھے (نیز) جب ملائکہ نے کہا تھا کہ اے مریم! اللہ تجھ کو ایک کلمہ کی بشارت دیتا ہے جو اس کی جانب سے ہو

بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖۗ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا

ساتھ ایک بات کے اپنی طرف سے نام اسکا ہے مسیح عیسیٰ بیٹا مریم کا آبرو والا بیچ دنیا کے

جس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا (وہ) دنیا اور آخرت میں معزز

وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ

اور آخرت کے اور نزدیک کئے گیوں سے اور باتیں کریگا لوگوں سے بیچ جھولے کے اور

اور مقربین میں سے ہوگا۔ اور وہ بچپن اور بڑھاپے میں (یکساں طور پر) لوگوں سے

كَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّ

ادھیڑ اور ہوگا صالحوں سے کہا اے رب میرے کیونکر ہوگا واسطے میرے بچہ اور

باتیں کرے گا اور نیکوکاروں میں سے ہوگا (مریم نے) کہا خدایا! میرے ہاں کیونکر بچہ پیدا ہوگا

لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ اِذَا

نہیں ہاتھ لگایا مجھ کو کسی آدمی نے کہا اسی طرح اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے جب

حالانکہ مجھے تو کسی بشر نے چھوا تک نہیں۔ فرمایا۔ اسی طرح اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جب وہ کسی امر

قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ

مقرر کرتا ہے کسی کام کو پس سوائے اسکے نہیں کہ کہتا ہے اس کو ہو پس ہو جاتا ہے اور سکھاویگا اس کو لکھنا

کا فیصلہ کر لیتا ہے تو صرف اتنا کہہ دیتا ہے کہ ہو۔ پس وہ ہو جاتا ہے اور (اللہ) اسے کتاب و

وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ

اور حکمت اور توراۃ اور انجیل اور کریگا اس کو پیغمبر طرف بنی

حکمت اور توراۃ و انجیل کی تعلیم دے گا۔ اور بنی اسرائیل کی طرف

حل لغات۔

۱ اَقْلَامَهُمْ۔ اقلام قلم کی جمع اور قلم کہتے ہیں کسی چیز کو تھوڑا تھوڑا کاٹنا۔ جب کوئی شخص کسی چیز کو وقتاً فوقتاً کاٹتا ہے تو قَلَّمَهٗ بولا جاتا ہے۔ لکھنے کا قلم بھی چونکہ وقتاً فوقتاً کاٹا جاتا ہے اس لئے اُسے قلم کہتے ہیں۔

۲ اَلْمَسِيْحُ۔ یہ مشتق ہے مسح سے اور مسح کے معنی ہیں چھونا۔ پونچھنا۔ عیسیٰ علیہ السلام چونکہ بیماروں کو ہاتھ لگا کر اچھا کر دیتے تھے اس لئے ان کا یہ لقب ہوا۔ مسیح دجّال کو اس لئے مسیح کہا گیا ہے کہ وہ تھوڑی مدت میں زمین کو قطع کرے گا۔ مسح معنی قطع کے بھی ہیں۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۷۹) جب کہ زکریا علیہ السلام کو بچے یحیٰی ؑ کی خوش خبری ملی تو تعجب ہوا کہ میرے ہاں بچہ پیدا ہونا محال ہے کیونکہ میں بوڑھا ہوں اور میری بیوی بانجھ۔ فرشتہ نے جواب دیا خدا کا امر سب سے بڑا ہے۔ اُسے کوئی کام بھاری نہیں اور نہ وہ کسی کام سے عاجز اُس کا ارادہ ہو چکا ہے وہ اسی طرح کرے گا۔ زکریا علیہ السلام کو اطمینانِ قلب ہوا لیکن خدا سے اس کی علامت طلب کرنے لگے تو ارشاد فرمایا جب تجھ کو یہ حالت پیش آئے کہ تین دن تک لوگوں سے بجز اشارہ کے کوئی کلام نہ کرسکے اور تیری زبان خالص ذکرِ الٰہی کے لئے وقف ہو جائے تو سمجھ لینا کہ اب اِستقرارِ حمل ہو گیا۔ سبحان اللہ نشانی بھی ایسی مقرر کی کہ نشانی کی نشانی ہوا اور اطلاع کی اطلاع گویا خدا کے ذکر و شکر کے سوا چاہیں بھی تو دوسری بات نہ کرسکیں۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں پھر جب حضرت یحییٰ ؑ ماں کے پیٹ میں پڑے تو حضرت زکریا علیہ السلام کو تین روز یہی حالت رہی کہ آدمی سے کلام نہ کرسکتے تھے۔ اس وقت ان کی عمر ایک کم سو برس کی تھی اور ان کی عورت کی عمر دو کم سو برس کی اور ان ہی دنوں میں حضرت مریم ؑ کے پیٹ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ اس سے مراد اُس زمانہ کی عورتیں ہیں۔ علی رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر جہان کی عورتوں میں مریم بنت عمران اور خدیجہؓ بنت خویلد ہیں (بخاری) ترمذی میں فاطمہؓ بنت محمدؐ۔ آسیہؓ فرعون کی بیوی کا نام بھی آیا ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے تمام کھانوں میں ثرید (ابن کثیر) مریم کے معنی خادم کے ہیں۔ یہ بڑی شریف زادی تھیں ہاشمی ولیہ تھیں ان کی والدہ ماجدہ کا نام حنہؔ بنت فاقون تھا اور والد ماجد کا نام عمران بن ماثان تھا۔ حنہؔ بانجھ تھیں ایک دن ایک پرندہ کو دیکھا اپنے بچہ کو چمکار رہا ہے۔ ان کا دل بھی بچہ کو چاہا۔ اللہ تعالیٰ سے بچہ مانگا دُعا قبول ہوئی۔ شوہر نے صحبت کی پیٹ رہ گیا۔ دورانِ حمل ہی شوہر کا انتقال ہو گیا (ترجمان) قنوت کہتے ہیں طاعت خشوع کو۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا ہے کہ قرآن کے جس حرف میں قنوت کا ذکر آیا ہے اس سے مراد طاعت ہے (ابن ابی حاتم) مریم علیہا السلام کے پالنے کا فیصلہ اس پر ہوا کہ ہر ایک نے اپنا قلم جس سے توریت لکھتے تھے بہتے پانی میں ڈالا۔ سب قلم بہاؤ پر بہے حضرت زکریا علیہ السلام کا قلم اُلٹا اوپر کو بہا تب اُن ہی کی طرف ان کا پالنا ٹھیرا (موضح) اَنْبَآءِ الْغَیْبِ۔ یہ اہم خبریں بیان فرما کر خدائے تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے نبیؐ! ان باتوں کا علم تمہیں صرف میری وحی سے ہوا ورنہ تمہیں کیا خبر؟ کیونکہ علم غیب اللہ کے سوا اور کسی کو نہیں۔ اس آیت سے ان بدعقیدہ لوگوں کی بھی تردید ہو گئی جو کہتے ہیں انبیاء و اولیاء کو ہر ماکان و مایکون کا علم ہوتا ہے **ف۲** عیسیٰ علیہ السلام کو مریمؑ کا بیٹا اس لئے کہا کہ وہ بے باپ کے تھے دنیا میں ان کی یہ وجاہت تھی کہ پیغمبر ہو کر آئے۔ شریعت لائے بیمار کو بِاِذْنِ اللہ اچھا کرتے، مُردے کو جلاتے۔ آخرت میں یہ وجاہت ہوگی کہ جس کے لئے اِذن ہوگا اس کی شفا گریں گے وہ قبول ہوگی۔ گود میں بات کرنی ان کا معجزہ ہے اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی ہے۔ اہلحدیث معجزات انبیاء کے منکر نہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوعًا کہا ہے بات نہ کی کسی نے اپنے لڑکپن میں مگر عیسیٰ ؑ و صاحب جریج نے۔ اس کو ابن اسحٰق نے روایت کیا۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت پہلے نبیوں نے دی تھی کہ مسیح پیدا ہوگا جس سے بنی اسرائیل کا عروج ہوگا۔ مسیح کے معنی جس کے ہاتھ لگانے سے بیمار اچھے ہوں یا جس کا وطن نہ ہو ہمیشہ سیّاحی میں رہے۔ سو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور یہود اُن کو نہیں مانتے۔ جب یہود میں دجال پیدا ہوگا وہ اپنے کو مسیح کہے گا یہود اس کو مسیح جانیں گے ۱۲۔ موضح **ف۳** یعنی جب حضرت یحییٰ ؑ ماں کے پیٹ ہی میں تھے کہ حضرت مریم علیہا السلام کو جب کہ وہ اپنے حجرہ میں غسل حیض سے فارغ ہو کر بیٹھیں آدمی کی شکل میں جبرئیل علیہ السلام دکھائی دیئے اور کہا خدا تجھ کو ایک سعادت مند فرزند کی بشارت دیتا ہے۔ مریم علیہا السلام نے کہا نہ میں کسی مرد کے پاس گئی نہ میں بدکار ہوں پھر لڑکا کیوں کر پیدا ہوگا؟ جبرئیل ؑ نے قریب آکر اُن کے کُرتے کے گریبان میں پھونک دیا جس سے وہ حاملہ ہو گئیں اور فرشتوں نے حضرت مریم علیہا السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت یہ تمام حال بیان کر دیا تھا کہ وہ ایسے اور ایسے ہوں گے۔ ان کا نام عیسیٰ بن مریم ہوگا۔ وہ دُنیا اور آخرت میں معزز اور خدا کے مقربین سے ہوں گے۔ لڑکپن اور ادھیڑ عمر میں لوگوں سے یہ کلام کریں گے برخلاف اور بچوں کے وہ شیر خوارگی میں کلام نہیں کرتے۔ ان کو اللہ تعالیٰ حکمت، توریت، انجیل سکھائے گا۔ وہ لوگوں سے کہیں گے کہ میں خدا کی طرف سے معجزات لے کر آیا ہوں جن کا بعد میں بیان ہے۔ میں توریت کو پورا کرنے آیا ہوں۔ اس کا مصدق ہوں نہ کہ مکذب۔ میں تم پر سے سخت حکم کا بوجھ بھی ہلکا کرنے آیا ہوں۔ جو چیزیں بنی اسرائیل پر ان کی سخت دلی سے حرام کر دی گئی ہیں بعض کو مباح کر دیتا ہوں۔ ان سب باتوں کے بعد اصل بات بھی کہیں گے کہ خداوند تعالیٰ میرا اور تمہارا سب کا خالق ہے، اس کی عبادت کرو، نہ میری نہ کسی اور مخلوق کی یہ ہے راہِ راست — تفسیر حقانی

إِسْرَآءِيلَ ۵ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ ۙ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم

اسرائیل کے پہ کہ تحقیق میں آیا ہوں تمہارے پاس ساتھ ایک نشانی کے پروردگار تمہارے سے یہ کہ بناتا ہوں میں واسطے تمہارے

رسول بنا کر (بھیجیگا کہ وہ کہیگا) میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے لئے نشانی لیکر آیا ہوں (وہ یہ کہ) میں تمہارے

مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا

مٹی سے مانند صورت جانور کے پس پھونکتا ہوں بیچ اسکے پس ہو جاتا ہے جانور

لئے مٹی سے پرندے کی شکل کی چیز بنا دیتا ہوں پھر اس میں پھونک مار دیتا ہوں تو اللہ کے حکم سے وہ

بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ

ساتھ حکم اللہ کے اور چنگا کرتا ہوں پیٹ کے اندھے کو اور کوڑھی کو اور جلاتا ہوں مردے کو ساتھ حکم

اڑنے لگتا ہے اور (خدا کے حکم سے) مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا دیتا ہوں اور اللہ کے حکم سے

اللَّهِ ۖ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ ۙ فِي بُيُوتِكُمْ ۚ

اللہ کے اور خبر دیتا ہوں تمکو ساتھ اس چیز کے کہ کھاتے ہو تم اور جو کچھ ذخیرہ کرتے ہو تم بیچ گھروں اپنوں کے

مُردوں کو زندہ کر دیتا ہوں اور جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ گھروں میں جمع کرتے ہو سب کی تمہیں

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٤٩﴾ ج

تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم ایمان والے ۵۱

دیتا ہوں۔ بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم یقین رکھتے ہو

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَلِأُحِلَّ لَكُم

اور سچا کرنیوالا اس چیز کو کہ آگے میرے ہے توراۃ سے اور تو کہ حلال کر دوں میں واسطے تمہارے

اور (میں اس لئے آیا ہوں کہ) تورات کی جو مجھ سے پہلے (نازل کی گئی) تھی تصدیق کروں نیز اس لئے کہ بعض وہ چیزیں جو تم پر

بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ ۚ وَجِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ قف

بعضی وہ چیز کہ حرام کی گئی ہے اوپر تمہارے اور لایا ہوں میں پاس تمہارے نشانی رب تمہارے سے

حرام کر دی گئی تھیں حلال کر دوں اور (دیکھو) میں تمہارے پروردگار کی جانب سے نشانی لیکر آیا ہوں۔ پس تم

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿٥٠﴾ إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۗ

پس ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور کہا مانو میرا تحقیق اللہ تعالیٰ پروردگار میرا ہے اور پروردگار تمہارا ہے پس عبادت کرو اسکی

اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو بیشک اللہ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے تو اسی کی عبادت کرو۔

هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٥١﴾ فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ

یہ ہے راہ سیدھی ۵۱ پس جب دیکھا عیسیٰ نے ان سے کفر ۳

یہی صراط مستقیم ہے جب عیسیٰ نے ان کی طرف سے نافرمانی (اور نیت قتل) دیکھی تو کہنے لگے

قَالَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ

کہا کون ہیں مدد دینے والے میرے طرف اللہ تعالیٰ کے کہا حواریوں نے کہ ہم ہیں مدد دینے والے اللہ

خدا کے راستے میں کون میرا مددگار ہے؟ (اس پر) حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ (کے دین) کے مددگار ہیں۔ ہم اللہ

اللَّهِ ۖ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿٥٢﴾ رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا

تعالیٰ کے ایمان لائے ہم ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور تو گواہ رہ ساتھ اسکے کہ ہم مطیع ہیں حکم اے پروردگار ہمارے ایمان لائے ہم ساتھ اس چیز کے

پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم فرمانبردار ہیں خدایا جو کچھ تو نے نازل کیا ہے ہم اس

حل لغات

لہ اَلْاَکْمَہَ اس میں علماء لغت کا اختلاف ہے۔ اکثر کا قول ہے کہ مادر زاد اندھے کو اکمہ کہتے ہیں اور ترجمہ میں بھی یہی قول اختیار کیا گیا۔ خلیل کا بیان ہے کہ جو شخص بینا ہونے کے بعد نابینا ہو جائے اُسے اکمہ کہتے ہیں۔ مجاہد کہتے ہیں جسے رات کو سوجھ نہ پڑے۔ لہ تَدَّخِرُوْنَ صیغہ جمع مذکر حاضر مضارع باب افتعال۔ ★

ف۱ اذن کی قید سے ثابت ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہوتا تو وہ ہرگز یہ چیزیں نہ بنا سکتے۔ خالق اللہ تعالیٰ ہی تھا مگر اس خلق کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر جاری کیا۔ تسویۃ ونفخ عیسیٰ ع کی طرف سے تھا اور پیدا یعنی روح ڈالنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا (فتح) اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ کے مناسب ہر نبی کو معجزے دیئے۔ زمانۂ موسوی میں سحر کا زور تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ معجزے دیئے کہ جن سے سارے ساحر دنگ ہو کر رہ گئے آنکھیں پھر گئیں عقل حیران ہو گئی۔ آخر وہ جادوگر مسلمان ہو گئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طبیبوں کا زور شور تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی ایسے معجزے بخشے کہ جملہ اطباء عاجز آ گئے۔ چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فصحاء بلغاء شعراء کا ڈنکا بجتا تھا اس لئے ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی کتاب قرآن مجید لے کر آئے جس نے بڑے بڑے فصحاء عرب کی گردنیں توڑ کر رکھ دیں۔ سارے انس و جن جمع ہو کر چاہیں کہ مثل اس کے ایک سورت بنا لائیں تو ہرگز نہیں بنا سکتے گو بعض ان کے بعض کے مددگار کیوں نہ ہوں (ترجمان و ابن کثیر وغیرہ) صاحب موضح فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو توریت اور ہر ایک کتاب بغیر پڑھے آتی تھی اور یہ سب معجزے ہوتے تھے۔ بھلا مادرزاد اندھوں کو بالکل بینا کر دینا اور کوڑھیوں کو اس مہلک بیماری سے آرام کر دینا اتنا ہی نہیں بلکہ جمادات جو محض بے جان چیز ہے میں روح ڈال دینا اور قبروں میں سے مردوں کو زندہ کر دینا یہ کس کے بس کی بات ہے؟ صرف خدا کے حکم سے بطور معجزہ یہ باتیں آپ سے ظاہر ہوئیں۔ اسی سے نصاریٰ کو دھوکہ لگا اور وہ کہہ بیٹھے وَقَالَتِ النَّصٰرٰی عِیْسَی ابْنُ اللّٰہِ کہ عیسیٰ ع ہو نہ ہو خدا کا بیٹا ہے انھوں نے قرآن میں عیسیٰ علیہ السلام کا اندھوں کو بینا اور پرندوں میں روح اور مردہ کو زندہ کرنا تو دیکھ لیا اور ہر لفظ کے ساتھ لفظ باذن اللہ نہ دیکھا جو ان کے بدعقیدہ کو پاش پاش کر رہا ہے اور بتا رہا ہے کہ عیسیٰ میں بذاتِ خود یہ کمال نہ تھا بلکہ خدا کے حکم کے ماتحت تھا۔ جب خدا کا حکم ہو تو ایسا ہو ورنہ نہیں۔ بس معلوم ہوا عیسیٰ ع خدا یا خدا کے بیٹے نہیں بلکہ اس کے محتاج بندہ ہیں۔ جو مخلوق اور محتاج ہو وہ خدا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ حقیقی خدا تو وہ اللہ ہے جو مجمع الکمالات ہے ۱۲۔

ف۲ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت توریت میں سے کئی حکم جو مشکل تھے موقوف ہوئے باقی وہی توریت کا حکم تھا (موضح) آگے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ یار کا خطاب تھا حواری اور حواری کہتے ہیں دھوبی کو۔ ان میں سے پہلے دو شخص جو ان کے تابع ہوئے دھوبی تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو کہا کپڑے کیا دھوتے ہو تم کو دل دھونے سکھا دوں۔ وہ ان کے ساتھ ہوئے۔ اس طرح سب کا یہی خطاب ٹھیر گیا۔

فائدہ۔ اس آیت (فَلَمَّآ اَحَسَّ الخ) کے معنی یہ کہ حضرت عیسیٰ ع اصل رسول تھے واسطے بنی اسرائیل کے۔ جب معلوم کیا کہ یہ میرا دین قبول نہیں کریں گے چاہا کہ اور کوئی میرے دین کو رواج دے۔ حواریوں کے ہاتھ سے غیروں کو دین پہنچا۔ اب تک بنی اسرائیل ان کے دین میں کم ہیں ۔۔۔ موضح

ف۳ اس آیت میں کفر سے کلمۂ کفر مراد ہے جس کو انھوں نے اپنے کانوں سے سنا تھا۔ جب اُن کی ضد و اَڑ کو دیکھ لیا کہ اپنی گمراہی، کج روی اور کفر و انکار سے ہٹتے ہی نہیں تو فرمانے لگے کہ کوئی ایسا ہے؟ تابعداری کرے خدا کی طرف پہنچنے کے لئے یعنی تبلیغ حق میں میرا ہاتھ بٹائے جیسا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبل ہجرت مکہ میں موسم حج کے موقع پر فرمایا تھا کہ کوئی ہے جو مجھے خدا کا کلام پہنچانے کے لئے جگہ دے؟ مدینہ کے انصار اس خدمت کو انجام دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی اس آواز پر بھی چند بنی اسرائیلیوں نے لبیک کہی ۱۲۔

(باقی فائدہ صفحہ ۸۲ پر ہے)

★ ذخر مادہ۔ صحیح۔ اصل میں تھا تَذْتَخِرُوْنَ۔ ذال اور تے کو دال سے بدل کر ایک دال کو دوسری میں ادغام کر دیا۔ اسی سے ہے ذخیرہ۔ اور ذخیرہ کہتے ہیں کسی چیز کو حفاظت سے رکھنا۔ اس کا ٹھیٹ ترجمہ ہے سینتنا۔ ۵ اَحَسَّ صیغہ واحد مذکر غائب ماضی باب افعال مضاعف حِسّ مادہ۔ اِحْسَاس کہتے ہیں کسی چیز کو حاسّہ سے دریافت کرنا۔ چونکہ حضرت عیسیٰ کو یہودیوں کا کفر پر اصرار اور عزم قتل معلوم ہو گیا تھا اور قطعی و یقینی طور پر معلوم ہو گیا تھا اس لئے آپ نے اُسے علم بالاِحْسَاس تعبیر کیا۔ ۶ اَنْصَار نصیر کی جمع جس طرح اشراف شریف کی۔ نصیر کہتے ہیں مددگار کو۔ ۷ اَلْحَوَارِیُّوْنَ جمع ہے حواری کی۔ اور یہ لیا گیا ہے حَوْر سے جس کے معنی ہیں خالص کے عرف میں خالص دوست اور سچے رفیق کو حواری کہتے ہیں پیغمبر صاحب نے حضرت زبیر کی نسبت فرمایا اِنَّہٗ ابْنُ عَمَّتِیْ وَحَوَارِیَّ مِنْ اُمَّتِیْ۔ حَوَارِیَّات وہ عورتیں جن کے رنگ صاف اور خالص ہوں یا یوں کہو کہ حَوْر کہتے ہیں نہایت سفید چیز کو۔ میدے کو حوارا کا اسی واسطے کہتے ہیں کہ وہ نہایت سفید ہوتا ہے اور اسی سے ہے حُور اور اَحْوَر یعنی جس کی آنکھ کی سفیدی نہایت صاف ہو۔ جب کوئی شخص کپڑے کو دھو کر نہایت سفید اور اُجلا کر لیتا ہے تو حَوَّرَ الثِّیَاب بولا جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ ع کے انصار کو حواری اس لئے کہتے ہیں کہ ان میں سے بعض دھوبی تھے۔

أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَ

کو اتاری تو نے اور پیروی کی ہم نے رسول کی پس لکھ ہم کو ساتھ شاہدوں کے اور

(اس پر ایمان لے آئے ہیں) جو تو نے اتارا ہے اور ہم نے رسول کی پیروی اختیار کر لی ہے پس ہمیں بھی (حق کی) شہادت دینے والوں میں لکھ لے اور (یہودیوں

ع ۵ ۱۳ مَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ إِذْ قَالَ اللّٰهُ

مکر کیا انہوں نے اور مکر کیا اللہ تعالیٰ نے اور اللہ بہتر ہے مکر کرنیوالوں کا جس وقت کہا اللہ تعالیٰ نے

نے عیسیٰؑ کے متعلق) انکا لفات تدبیر یں اختیار کیں اور اللہ نے (انکے خلاف تدبیر اختیار کی اور اللہ بہترین تدبیریں جانے والا ہے (وہ وقت یاد کر) جب اللہ

يٰعِيْسٰى إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ

اے عیسیٰ تحقیق میں لینے والا ہوں تجھ کو اور اٹھانے والا ہوں تجھ کو طرف اپنی اور پاک کرنیوالا ہوں تجھکو ان لوگوں سے

نے کہا تھا کہ اے عیسیٰ میں تجھے پوری عمر تک پہنچانے والا اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تجھے منکروں کی صحبت سے پاک کرنے والا ہوں اور

كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا إِلٰى يَوْمِ

جو کافر ہوئے اور کرنیوالا ہوں ان لوگوں کو کہ پیروی کریں گے تیری اوپر ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے قیامت کے دن

ان لوگوں کو جنھوں نے تیری پیروی کی انکار حق کرنیوالوں پر قیامت تک فوقیت دینے والا ہوں پھر تم (سب) کو میری طرف

الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ

تک پھر میری طرف ہے پھر آنا تمہارا پھر حکم کروں گا درمیان تمہارے بیچ اس چیز کے کہ تھے تم بیچ اس کے

لوٹ کر آنا ہے۔ تو میں تمہارے درمیان اس بات کا فیصلہ کروں گا۔ جس میں تم ایک دوسرے سے

تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَأَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَأُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا

اختلاف کرتے تھے پس جو لوگ کہ کافر ہوئے پس عذاب کروں گا انکو عذاب سخت

اختلاف کرتے ہو پس ان لوگوں کو جنہوں نے (تیری پیروی کرنے سے) انکار کر دیا دنیا اور آخرت میں سخت

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَأَمَّا الَّذِيْنَ

بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور نہیں واسطے انکے مددگار اور جو لوگ

عذاب دوں گا اور (انہیں اس عذاب سے بچانے والا) کوئی مددگار نہیں ملے گا اور وہ لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ أُجُوْرَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ

کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے پس پورا دے گا ان کو ثواب انکا اور اللہ تعالیٰ نہیں دوست

جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے انہیں اللہ (ان کی محنتوں کا) پورا پورا بدلہ دیگا اور اللہ ظلم کرنیوالوں

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿۵۸﴾

رکھتا ظالموں کو یہ پڑھتے ہیں ہم اسکو اوپر تیرے آیتوں سے اور نصیحت حکمت والی سے

کو پسند نہیں کرتا (اے پیغمبر!) یہ جو ہم آپ کو پڑھ کر سنا رہے ہیں۔ دلائل (آیات) اور حکیمانہ مضامین ہیں

إِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ

تحقیق مثال عیسیٰؑ کی نزدیک اللہ کے مانند مثال آدم کے ہے پیدا کیا اسکو مٹی سے

دراصل عیسیٰؑ کی مثال بھی خدا کے نزدیک آدمؑ کی مثال کی طرح ہے اسے خدا نے مٹی سے بنایا

ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ

پھر کہا واسطے اس کے ہو بس ہو گیا ۳ حق پروردگار تیرے سے ہے پس مت ہو تو

پھر کہا "ہو" پس وہ ہو گیا (یہ) سچی باتیں تیرے رب کی جانب سے ہیں سو آپ کو

حل لغات۔ ۱ مَكَرُوْا صیغہ جمع مذکر غائب ماضی باب نصر۔ مکر مادہ صحیح۔ لغت میں مکر کہتے ہیں چھپکے چھپکے فساد میں کوشش کرنے کو۔ ۲ نَتْلُوْا اور نَقُصُّ دونوں مرادف لفظ ہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک کے معنے ہیں بعض چیز کا بعض کے پیچھے ذکر کرنا۔ ۳ اَلْحَكِيْمُ یا تو معنی میں ہے حاکم کے جس طرح قدیر معنی میں ★

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا

ف۲ اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے قبل مکہ شریف میں حج کے موقع پر یہ اعلان فرمایا کہ کوئی ہے جو مجھے خدا کا کلام پہنچانے کے لئے جگہ دے، قریش تو کلام خدا کی تبلیغ سے مجھے روک رہے ہیں یہاں تک کہ جب آپؐ مدینہ تشریف لے گئے تو انصار نے پوری خیر خواہی اور بے نظیر ہمدردی کی۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس آواز پر چند حواریوں نے لبیک کہی آپ پر ایمان لائے تائید کی۔ صحیحین کی روایت میں ہے کہ جنگ خندق کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہے کوئی جو سینہ سپر ہو جائے؟ آواز سنتے ہی حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیار ہو گئے دوبارہ بھی اُن ہی نے قدم اُٹھایا۔ تب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہر نبی کے حواری ہوئے ہیں اور میرا حواری زبیر ہے ۱۲۔ ابن کثیر وغیرہ

فوائد صفحہ ھٰذا۔ ف۱ اس بنی اسرائیل کے اس ناپاک گروہ کا ذکر ہو رہا ہے جو عیسےٰ علیہ السلام کا جانی دشمن تھا آپ کو مار دینے سُولی دینے کا قصد کر لیا تھا حتیٰ کہ آپ کا گھر گھیر لیا لیکن خدا نے ان مکاروں کے ہاتھ سے صاف بچا لیا۔ اس گھر کے روزن سے آپ کو آسمان کی طرف مع جسم اٹھا لیا، ایک اور شخص کی صورت اللہ نے عیسےٰ کی سی بنا دی وہ گروہ اسکو گرفتار کر لیا اور سولی کو چڑھا دیا۔

ف۲ ابن جریرؒ فرماتے ہیں تَوَفِّی سے مراد ان کا رفع ہے اور ابن ابی حاتم وغیرہ میں حسنؒ وغیرہ اکثر مفسرین سے اِنِّی مُتَوَفِّیکَ کی تفسیر یہ مروی ہے کہ عیسیٰؑ پر نیند ڈالی گئی اور نیند کی حالت میں ہی اللہ تعالیٰ نے انھیں اٹھا لیا۔ یہاں وفات سے مراد نیند ہے جیسے قرآن میں اور جگہ بھی ہے ھُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ الخ وہ خدا جو تمھیں رات کو فوت کر دیتا ہے یعنی سلا دیتا ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دُعا پڑھ کر ناک کو تین مرتبہ جھاڑتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ۔ یعنی خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں مار ڈالنے کے بعد پھر زندہ کر دیا اور قیامت کے دن پھر اسی کی طرف اُٹھ کھڑا ہونا ہے۔ (مشکوٰۃ) ہاں اگر وفات کے معنیٰ فوت ہونے کے ہوں تو آیت میں تقدیم و تاخیر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اوّل رفع پھر تطہیر پھر وفات بعد اُترنے کے آسمان سے ہوگی۔ اور اگر وفات بمعنےٰ قبض یعنی لینے کے ہوں تو بھی معنی صحیح ہیں یعنی اُٹھا لینے والا ہوں تجھ کو۔ مفسرین کو اس تاویل کی

اس لئے ضرورت ہوئی کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا آسمان پر بلا وفات اٹھایا جانا پھر آسمان سے اترنا اور دجّال کو مارنا احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اس وجہ سے اکثر مفسرین نے اس معنیٰ کو راجح کہا ہے اور ابن جریرؒ نے بھی اختیار فرمایا ہے۔ اب معلوم ہو گیا کہ اس آیت سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عیسیٰؑ مر گئے کیونکہ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے وَرَافِعُکَ فرمایا ہے۔ یہاں واؤ مطلق جمع کے واسطے ہے نہ ترتیب کے واسطے جیسا کہ آیت یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّکِ وَاسْجُدِیْ الخ میں واؤ جمع کے واسطے ہے ورنہ رکوع سے پہلے سجدہ کرنا لازم آئے گا۔ اہل اسلام میں سے کوئی آج تک اس بات کا قائل نہیں ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر گئے۔ صحیح صحیح حدیثوں میں ہے جن پر تمام مسلمانوں کا اتفاق و اجماع ہے کہ ہنوز عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمانوں میں ہیں۔ قرب قیامت کے آسمان سے بیت المقدس میں اتریں گے اور دجال کو باب لُد کے پاس قتل کریں گے۔ ایک مدت تک رہیں گے پھر اپنی موت مریں گے۔ لیکن ان مرزائیوں پر افسوس ہے جو احادیث صحیحہ اور مسلمانوں کے اجماع کے خلاف یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ عیسےٰؑ فوت ہو گئے اور دوبارہ دنیا میں نہ آویں گے حالانکہ یہ عقیدہ قرآن و حدیث کے صریح خلاف اور گمراہی ہے اور اس کا مفصل بیان پارہ ۶ رکوع ۲ میں آپ پڑھیں گے انشاء اللہ۔ جامع صفحہ ۵۲ حاشیہ وغیرہ (حضرت عیسیٰؑ کے رفع و نزول کا پورا بیان میرے بھائی کی تفسیر تفسیر ستاری پارہ تین میں ملاحظہ فرمائیں)

عیسیٰ پرستوں کی تردید اور مباہلہ کا ذکر۔ ف۳ نصاریٰ اس بات پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت جھگڑے کہ عیسےٰ علیہ السلام بندہ نہیں اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے۔ آخر کہنے لگے کہ وہ اللہ کا بیٹا نہیں تو تم بتاؤ کہ کس کا بیٹا ہے اس کے جواب میں یہ آیت اتری کہ آدم علیہ السلام کی نہ تو ماں نہ باپ عیسیٰ علیہ السلام کا باپ نہ ہو تو کیا عجب ہے (موضح) **فائدہ۔** اس مثال سے نصاریٰ اور یہود دونوں کو متنبہ کرنا مقصود ہے، نصاریٰ کو اس طرح پر کہ اگر عیسےٰؑ کے بے باپ کا پیدا ہونا اُن کے خدا یا ابن اللہ ہونے کی دلیل ہے تو آدم علیہ السلام کے ماں اور باپ دونوں نہ تھے ان کو بدرجۂ اولیٰ خدا یا ابن اللہ ہونا چاہئے۔ اور یہود سے یہ کہنا منظور ہے کہ جس خدا نے آدمؑ کو مٹی سے بے ماں باپ کے پیدا کر دیا اس سے عیسیٰؑ کا بے باپ کے پیدا کرنا کیا عجب ہے تو عیسےٰ علیہ السلام کی پیدائش میں بدگمانی کیوں کرو ۱۲۔

★ قادر کے، علیم معنیٰ میں عالم کے۔ اور یہاں قرآن کو حاکم کہنے کے یہ معنیٰ ہیں کہ اس سے احکام مستفاد ہوتے ہیں یا معنیٰ میں ہے مُحْکَم کے جیسے فَعِیْل معنیٰ میں مُفْعَل کے۔ اس صورت میں قرآن کو مُحکم کہنے کی یہ وجہ ہوگی کہ وہ ہر طرح کے خلل و فساد سے محکم ہے یعنی اُس میں کسی طرح کا نقص و خلل نہیں ہے۔

مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ

شک لانے والوں سے پس جو کوئی جھگڑے تجھ سے بیچ اس کے پیچھے اس کے کہ آیا تیرے پاس

شک کرنیوالوں میں سے نہ ہونا چاہئے پس آپ کو (عیسیٰ کے متعلق) علم ہو چکنے کے بعد بھی جو لوگ اس بارے میں

مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا

علم سے پس کہہ آؤ بلا دیں ہم بیٹوں اپنوں کو اور بیٹوں تمہارے کو اور بیبیاں اپنی کو

آپ سے کج بحثی کریں ۔ ان سے کہہ دیجئے کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو! ہم اپنی مستورات کو بلائیں

وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ

اور بیبیاں تمہاری کو اور جانوں اپنی کو اور جانوں تمہاری کو پھر التجا کریں ہم پس کریں ہم

تم اپنی مستورات کو اور ہم خود بھی شریک رہیں اور تم بھی شریک رہو پھر عاجزی سے دعا کریں

لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ

لعنت اللہ تعالیٰ کی اوپر جھوٹوں کے تحقیق یہ البتہ وہ ہے بیان

اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں یقین جانو کہ یہی تعبیر سچی ہے اور اللہ

الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

سچا اور نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ اور تحقیق اللہ تعالیٰ البتہ وہی ہے غالب

کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ بیشک غالب اور حکمت

الْحَكِيْمُ ﴿۶۲﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۳﴾ ع ۹ ۱۴

حکمت والا پس اگر پھر جاویں پس تحقیق اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے ساتھ مفسدوں کے

والا ہے پس (اے پیغمبر!) اگر یہ روگردانی اختیار کریں تو بیشک اللہ مفسد پردازوں سے خوب واقف ہے

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَ

کہہ اے اہل کتاب آؤ طرف ایک بات کے کہ برابر ہے درمیان ہمارے اور

(اے پیغمبر! ان سے) کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب آؤ! ایک بات پر (متفق ہو جائیں) جو تمہارے ہمارے درمیان

بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔـا وَّلَا

درمیان تمہارے یہ کہ نہ عبادت کریں ہم مگر اللہ تعالیٰ کی اور نہ شریک لاویں ساتھ اس کے کچھ اور نہ

یکساں ہے یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں نہ اس کا کسی کو شریک ٹھہرائیں اور نہ اللہ کو چھوڑ کر

يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا

پکڑے بعض ہمارا بعض کو پروردگار سوائے اللہ تعالیٰ کے پس اگر پھر جاویں

ایک دوسرے کو اپنا رب قرار دیں ۔ پھر اگر وہ منہ موڑ لیں تو کہہ دیں کہ

فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ

پس کہو گواہ رہو تم ساتھ اسکے کہ ہم فرمانبردار ہیں [۲] اے اہل کتاب تم

شاہد رہنا ہم تو فرمانبردار ہیں اے اہل کتاب! تم

لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ

کیوں جھگڑتے ہو بیچ ابراہیمؑ کے اور نہ اتاری گئی توراۃ اور انجیل [۳]

ابراہیمؑ کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو حالانکہ توراۃ اور انجیل تو ان کے بعد نازل

حل لغات۔

[۱] اَلْمُمْتَرِيْنَ صیغہ جمع مذکر اسم فاعل باب افتعال ناقص یائی۔ مَرْی مادہ ۔ اصل میں تھا مُمْتَرِيِيْنَ دو ے جمع ہوئیں۔ ایک کو تخفیفاً حذف کر دیا۔ امتزار کہتے ہیں شک کو۔ اور یہ ماخوذ ہے عرب کے قول مَرَيْتُ النَّاقَةَ وَالشَّاةَ سے یعنی جب کوئی اونٹنی یا بکری کا دودھ دوہتا ہے تو مَرَيْتُ النَّاقَةَ وَالشَّاةَ بولا کرتے ہیں۔ چونکہ شک کرنے والا بھی جھگڑے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے جس طرح دودھ دوہنے والا دوہتے وقت دودھ کھینچ لیتا ہے اسلئے اُسے مُمْتَرِی کہتے ہیں۔ اہل زبان جو یہ کہا کرتے ہیں اَلشُّكْرُ يَمْتَرِي الْمَزِيْدَ تو اس کے بھی یہی معنی ہیں یعنی شکر مزید نعمت کو کھینچ لیتا ہے۔ [۲] نَبْتَهِلْ صیغہ جمع متکلم مضارع ★

ف۱ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ نصاریٰ اس قدر سمجھانے پر بھی اگر قائل نہ ہوں تو اُن کے ساتھ قسم کرو۔ یہ بھی ایک صورت فیصلہ کی ہے کہ دونوں طرف کے اپنی جان سے اور اولاد سے حاضر ہوں اور دُعا کریں کہ جو کوئی ہم میں سے جھوٹا ہے اس پر لعنت اور عذاب پڑے۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ اور حضرت فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو لیکر گئے۔ ان نصاریٰ میں جو دانا تھے انھوں نے مقابلہ نہ کیا اور جزیہ دینا قبول رکھا (موضح) اور تفسیر جامع البیان میں ہے کہ جس وقت مدینہ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس نجران کے نصاریٰ تحقیق حق کے لیے آئے اور آپؐ نے اُن کو مسجد نبوی ہی میں ٹھیرایا۔ جب وہ مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہنے سے باز نہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مباہلہ کی دعوت دی جس پر وہ بھی تیار ہو گئے۔ اور امام حسن و حسین، بی بی فاطمہ و علی رضی اللہ عنہم کو لے کر آپ میدان میں نکلے تو نصاریٰ کے ہوشیار لوگ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے کہ تم دیکھتے نہیں یہ کیسے لوگ جمع ہوئے ہیں۔ یہ ایسے چہرے معلوم ہوتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ سے پہاڑ ہلا دینے کی دعا کریں تو خدا ہلا دے یعنی پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے لہٰذا تم مباہلہ نہ کرو۔ حدیث میں آتا ہے کہ اگر وہ مباہلہ کرتے تو ہلاک ہو جاتے ابن کثیر و تفسیر حقانی وغیرہ۔

تقلید کی وضاحت

ف۲ لفظ ارباب کی تشریح سورۂ توبہ رکوع ۵ میں ملاحظہ ہو۔ بعض ہمارا بعض کو رب نہ ٹھیرائے جس طرح اہل کتاب نے اپنے علما و مشائخ کو رب ٹھیرا لیا تھا اسی طرح اس امت کے نادان لوگوں نے مُلّا مولویوں، درویشوں، صوفیوں، پیروں فقیروں، اماموں مجتہدوں کو رب ٹھیرا لیا ہے کہ ان کی بات ان کے قول اقوال کے آگے اللہ و رسول کی بات کو نہیں مانتے اُن کی تقلید کا پٹہ گلے میں ڈال کر ان کی رائے قیاس و اجتہاد کو نصوص کتاب و سنت پر مقدم رکھتے ہیں حالانکہ قرآن مجید و فرقان حمید میں جا بجا طاعتِ خدا و رسولؐ کا حکم ہے۔ ابن جریر نے کہا اِتّخاذِ ارباب کے یہ معنی ہیں کہ بعض اطاعت بعض کی اللہ کی معصیت میں کرتے ہیں۔ عکرمہؒ نے کہا بعض لوگ بعض کو سجدہ کرتے ہیں یعنی جس طرح بعض ممالک میں رعایا اپنے ملوک کو یا مرید پیر کو یا قبروں کو سجدہ کرتے ہیں۔ ترجمان میں ہے کہ ذکر اتخاذ رب میں ایک تو لتاڑ ہے اہل کتاب پر کہ انھوں نے مسیح و عزیر کو رب سمجھ لیا حالانکہ وہ جنس بشر سے تھے۔ نسلِ بنی آدم تھے، دوسرے مقلدین رجال پر کہ دینِ خدا میں عیب لگایا ہے کہ جسکو ان کے ائمہ نے حلال، حرام کر دیا

انھوں نے اسکو مان لیا۔ سو جو کوئی ایسا کام کرتا ہے وہ متخذ رب ہے العیاذ باللہ۔ یعنی لوگ جس عالم یا درویش سے عقیدت رکھتے ہیں اسی کی بات مانتے ہیں اگرچہ وہ قرآن حدیث کے خلاف اور غلط ہی ہو۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو تقلید جیسے شرک سے بچائے اور قرآن و حدیث کا سچا تابعدار بنا دے آمین

ہرقل کو دعوتِ اسلام

ف۳ اس سے پہلے نجران کا واقعہ نقل کیا جا چکا ہے یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انکو فرمایا اَسْلِمُوْا مسلم بن جاؤ۔ تو کہنے لگے اَسْلَمْنَا ہم مسلم ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی طرح انکو بھی مسلم ہونے کا دعویٰ تھا۔ اسی طرح جب ان یہود و نصاریٰ کے سامنے توحید پیش کی جاتی تو کہتے کہ ہم بھی خدا کو ایک کہتے ہیں بلکہ ہر مذہب والا کسی نہ کسی رنگ میں اقرار کرتا ہے کہ بڑا خدا ایک ہی ہے۔ یہاں اسی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ بنیادی عقیدہ (خدا کا ایک ہونا اور اپنے آپ کو مسلم ماننا جیسا کہ آج کل ہر مذہب والے کا دعویٰ ہے خواہ وہ بریلوی قبر پرست ہو یا دیوبندی تقلید پرست یا دہریہ نفس پرست ہو) جس پر ہم دونوں متفق ہیں ایسی چیز ہے جو ہم سب کو ایک کر سکتا ہے بشرطیکہ آگے چل کر اپنے تصرف اور تحریف سے اس کی حقیقت بدل نہ ڈالیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ جس طرح زبان سے اپنے کو مسلم و موحد کہتے ہو حقیقتاً و عملاً بھی اپنے کو تنہا خدائے وحدہ لاشریک لہ کے سپرد کر دو، نہ اس کے سوائے کسی کی بندگی کرو، نہ اُس کی صفاتِ خاصّہ میں کسی بُت، صلیب، تصویر، پیر فقیر، نبی، ولی کو شریک ٹھیراؤ اور نہ اس کے حکم میں کسی امام، مجتہد، نفس کی اندھی تقلید کر کے اس کا شریک بناؤ۔ مقصد یہ کہ کسی عالم، فقیر، پیر، پیغمبر کی محبت میں آ کر ان کے ساتھ وہ معاملہ نہ کرو جو صرف ربِ قدیر کے ساتھ کیا جانا چاہیے مثلاً کسی کو اسکا بیٹا بتانا یا خدا اور خدا کا جزء نُوْرٌ مِّنْ نُوْرِ اللّٰہ کہنا عالم الغیب سمجھنا متصرف الامور با اختیار رجاننا یا نصوص شریعت سے قطع نظر کر کے محض کسی کے حلال و حرام کر دینے پر اشیاء کی حلت و حرمت کا مدار رکھنا جیسا کہ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ کی تفسیر سے ظاہر ہے۔ بس یہ سب امور دعویٰ اسلام و توحید کے منافی ہیں۔ تم دعویٰ توحید کر کے پھر گئے۔ ہم اہل حدیث بحمد اللہ خدا کے فضل و کرم سے اس پر قائم ہیں کہ اپنے کو محض خدائے واحد کے سپرد کر دیا ہے اور اسی کے تابع فرمان ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل بادشاہ کو دعوتِ اسلام (باقی فائدہ صفحہ ۸۴ پر)

★ باب افتعال صحیح۔ بَہَل مادہ۔ اور چونکہ امر کے جواب میں واقع ہوا ہے اسلئے مجزوم ہے۔ ابتہال کہتے ہیں دعا میں کوشش کرنے کو یعنی گڑگڑا گڑگڑا کر دعا کرنا۔ یہی وجہ ہے کہ جب تک دعا میں یہ بات نہیں پائی جاتی وہ ابتہال کے ساتھ تعبیر نہیں کی جاتی یا یوں کہو کہ بَہْلَۃ بمعنی لعنت کے ماخوذ ہے۔ بولا کرتے ہیں بَہَلَہُ اللّٰہُ ای لعنہ اللہ و بَہْلَۃُ اللّٰہِ ای لَعْنَۃُ اللّٰہِ۔ اور لعنہ اللہ کے معنی یہ ہیں کہ خدا نے اُسے اپنی رحمت سے دُور کر دیا۔ اور جب یہ ہے تو بَہَلَہُ اللّٰہُ کے معنے ہوں گے اَبْعَدَہُ اللّٰہُ۔ اسی وجہ سے اہلِ محاورہ اُس اونٹنی کو باہل کہتے ہیں جو اپنے مالک سے دُور رہتی اور چھٹی پھرتی ہے مگر پہلا قول راجح ہے کیونکہ دوسری تقدیر پر کلام میں تکرار لازم آتی ہے۔ ؏ اَلْقَصَصُ قِصَّہ کی جمع اور یہ ماخوذ ہے قَصٌّ سے بولا کرتے ہیں قَصَّ فُلَانٌ الْحَدِیْثَ یَقُصُّہٗ قَصًّا وَقَصَصًا اس کے اصلی معنی ہیں کسی کے نشان قدم پر چلنا۔ قال تعالیٰ وَقَالَتْ لِاُخْتِہٖ قُصِّیْہِ۔ قصہ گو کو قاص اس لئے کہتے ہیں کہ وہ بیان کرتے ہیں گویا واقعات کے پیچھے پیچھے چلتا ہے۔

إِلَّا مِنۢ بَعۡدِهِۦٓۚ أَفَلَا تَعۡقِلُونَ ﴿٦٥﴾ هَٰٓأَنتُمۡ هَٰٓؤُلَآءِ حَٰجَجۡتُمۡ

مگر پیچھے اس کے کیا پس نہیں سمجھتے ہاں تم وہ لوگ ہو کہ جھگڑے تم

کی گئی تھیں۔ کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے (دیکھو!) تم وہ لوگ ہو کہ جس بات

فِيمَا لَكُم بِهِۦ عِلۡمٞ فَلِمَ تُحَآجُّونَ فِيمَا لَيۡسَ لَكُم بِهِۦ عِلۡمٞۚ

بیچ اس چیز کے کہ تھا واسطے تمہارے ساتھ اس کے علم پس کیوں جھگڑتے ہو بیچ اس کے کہ نہیں واسطے تمہارے ساتھ اس کے علم

کا تمہیں تھوڑا سا علم تھا۔ اس میں تو تم نے بحث کی مگر جن باتوں کا تمہیں بالکل علم نہیں۔ ان میں کیوں

وَٱللَّهُ يَعۡلَمُ وَأَنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ ﴿٦٦﴾ مَا كَانَ إِبۡرَٰهِيمُ يَهُودِيّٗا

اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے نہ تھا ابراہیم یہودی

جھگڑتے ہو۔ اور اللہ (سب باتیں) جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے ابراہیمؑ نہ تو یہودی تھے اور نہ

وَلَا نَصۡرَانِيّٗا وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفٗا مُّسۡلِمٗا وَمَا كَانَ

اور نہ نصرانی اور لیکن تھا حنیف فرمانبردار اور نہ تھا

نصرانی بلکہ حق پسند اور بندۂ فرمانبردار تھے۔ اور

مِنَ ٱلۡمُشۡرِكِينَ ﴿٦٧﴾ إِنَّ أَوۡلَى ٱلنَّاسِ بِإِبۡرَٰهِيمَ لَلَّذِينَ

شرک کرنے والوں سے تحقیق نزدیک تر لوگوں کے ساتھ ابراہیمؑ کے البتہ وہ لوگ ہیں

مشرکوں میں سے نہ تھے ابراہیمؑ کے نزدیک تر وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کی پیروی

ٱتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا ٱلنَّبِيُّ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْۗ وَٱللَّهُ وَلِيُّ

کہ پیروی کرتے ہیں اس کی اور یہ نبی اور وہ لوگ کہ ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ دوست ہے

کی۔ اور یہ نبی (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) اور وہ لوگ جو ایمان لائے۔ اور اللہ مومنوں کا

ٱلۡمُؤۡمِنِينَ ﴿٦٨﴾ وَدَّت طَّآئِفَةٞ مِّنۡ أَهۡلِ ٱلۡكِتَٰبِ لَوۡ

ایمان والوں کا ۱ دوست رکھتی ہے ایک جماعت اہل کتاب سے کاش کہ

دوست ہے اہل کتاب کا ایک فریق یہ چاہتا ہے کہ (کسی طرح) تمہیں گمراہ

يُضِلُّونَكُمۡ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمۡ وَمَا يَشۡعُرُونَ ﴿٦٩﴾

گمراہ کردیں تم کو اور نہیں گمراہ کرتے مگر جانوں اپنی کو اور نہیں سمجھتے ۲

کردے (حالانکہ وہ اس طرح) صرف اپنے آپ کو گمراہ کر رہے ہیں اور سمجھتے نہیں

يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ لِمَ تَكۡفُرُونَ بِـَٔايَٰتِ ٱللَّهِ وَأَنتُمۡ تَشۡهَدُونَ ﴿٧٠﴾

اے اہل کتاب کیوں کفر کرتے ہو ساتھ نشانیوں اللہ تعالیٰ کے اور تم گواہ ہو ۳

اے اہل کتاب! تم اللہ کی آیتوں سے کیوں انکار کرتے ہو حالانکہ تم اس کی صداقت پر گواہ ہو

يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ لِمَ تَلۡبِسُونَ ٱلۡحَقَّ بِٱلۡبَٰطِلِ وَتَكۡتُمُونَ ٱلۡحَقَّ

اے اہل کتاب کیوں ملاتے ہو سچ کو ساتھ جھوٹ کے اور چھپاتے ہو حق کو

اے اہل کتاب! تم حق و باطل کو کیوں خلط ملط کرتے ہو اور صداقت کو کیوں چھپاتے ہو؟ حالانکہ

وَأَنتُمۡ تَعۡلَمُونَ ﴿٧١﴾ وَقَالَت طَّآئِفَةٞ مِّنۡ أَهۡلِ ٱلۡكِتَٰبِ ع ۷ / ۱۵

اور تم جانتے ہو ۴ اور کہا ایک جماعت نے اہل کتاب سے ۵

تم حقیقت کو جانتے ہو اور اہل کتاب کے ایک گروہ نے کہا کہ مسلمانوں پر جو

حل لغات

۱ هَٰٓأَنتُمۡ اس کی اصل میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں ھا تنبیہ ہے اور أَنتُمۡ ضمیر فاعل۔ بعض کہتے ہیں اصل میں ءَأَنتُمۡ تھا۔ پہلا ہمزہ ھا سے بدل لیا گیا جیسے ہَرَقۡتُ المَاءَ اور أَرَقۡتُ میں۔ ۲ هَٰٓؤُلَآءِ کسرہ پر مبنی ہے اصل میں أُولَآءِ تھا بعد کو ہائے تنبیہ داخل کرکے هَٰٓؤُلَآءِ پڑھنے لگے۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۸۳) دی تب آپؐ نے یہی آیت قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ الخ لکھی تھی جس کا مفصل بیان میرے محترم شیخ واخ مفسر قرآن والحدیث مولانا ابومحمد عبدالستار امام جماعت غرباء اہلحدیث رحمہ اللہ نے اپنی تصنیف لطیف حاشیہ بخاری مترجم بنام نصرۃ الباری کے پارۂ اول میں کیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہود و نصاریٰ ہر فریق اس بات کا مدعی تھا کہ ابراہیم علیہ السلام ہم میں سے تھے، اس پر یہ آیت اتری کہ اے یہود و نصاریٰ تم خلیل اللہ کو کیسا جانتے سمجھتے ہو؟ حالانکہ ان کے زمانہ میں نہ موسیٰ ؑ تھے نہ توریت اور نہ عیسےٰ ؑ نہ انجیل۔ بھلا جس کا انکو علم ہے اور جس کا علم نہیں ہر بات میں جھگڑتے ہیں —

ابو عمار عبد القہار غفرلہ ولوالدیہ الغفار آمین۔

فوائد صفحہ ھذا ف۱ اللہ صاحب نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کو یہودی یا نصاریٰ اگر ان معنوں سے کہتے ہو کہ توریت اور انجیل پر عمل کرتے تھے تو یہ صریح کم عقلی ہے۔ توریت اور انجیل انکے بعد نازل ہوئی ہیں اور اگر یہ غرض ہے کہ اس وقت بھی اہل ہدایت کا نام یہود تھا یا نصاریٰ تو یہ بھی غلط بلکہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے تئیں حنیف کہا ہے یا مسلم۔ حنیف کے معنے ہیں جو کوئی راہ حق پکڑے اور سب باطل چھوڑ دے اور مسلم کے معنی حکم بردار۔ اور اگر یہ غرض ہے کہ دینوں میں یہود کے دین کو یا نصاریٰ کے دین کو زیادہ مناسبت ہے ابراہیم علیہ السلام کے دین سے۔ سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زیادہ مناسبت ابراہیم علیہ السلام سے اس وقت کی امت کو تھی یا پچھلی امتوں میں اس نبی کی امت کو ہے۔ یہ نام میں بھی اور راہ میں بھی ابراہیم علیہ السلام سے مناسبت زیادہ رکھتی ہے۔ پھر فرمایا کہ اپنی راہ حق کے ہونے پر کسی کی موافقت سے دلیل جب پکڑے کہ اپنے اوپر وحی نہ آتی ہو۔ سو اللہ تعالیٰ والی ہے مسلمانوں کا یہ اس کے حکم پر چلتے ہیں —

ف۲ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے یہودیوں نے معاذ، حذیفہ، عمار بن یاسر وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بہکانا چاہا کہ یہودی ہو جائیں تب یہ آیت اتری یعنی انکے بہکانے اور شبہے ڈالنے سے سچے پکے مسلمان بہکنے والے نہیں۔ ایسی باتیں کرکے وہ خود گناہ گار ہوتے اور اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں —

ف۳ یعنی تم توریت کے قائل ہو پھر اسی کے خلاف کہتے ہو — موضح

علماء یہود کی چالبازیاں اور کتمانِ حق کا بیان

ف۴ تورات کے بعض احکام تو اغراض دنیوی کی خاطر سرے سے موقوف ہی کر ڈالے تھے۔ بعض آیات میں تحریف لفظی کی تھی۔ بعض کے معنے بدل دیئے تھے۔ اور بعض چیزیں چھپا رکھی تھیں کسی کو خبر نہ کرتے تھے جیسے بشارات پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

ف۵ ان آیتوں میں اہل کتاب کی چالاکیاں اور خیانتیں ذکر کی جا رہی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ اپنے کچھ آدمی صبح کے وقت بظاہر مسلمان بنکر ان کے ساتھ نماز پڑھیں اور شام کو یہ کہہ کر کہ ہم کو اپنے بڑے بڑے علماء سے تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہ نبی نہیں جن کی بشارت دی گئی تھی پھر جائیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ بہت سے ضعیف الایمان ہماری یہ حرکت دیکھ کر اسلام سے پھر جائیں گے اور ظاہر ہے وہ لوگ یہ سمجھیں گے کہ مذہب اسلام میں ضرور کوئی عیب ہے جو یہ لوگ اسلام سے نکل گئے اور عرب کے جاہلوں میں ہم اہل کتاب کے علم و فضل کا چرچا ہے۔ اس بنا پر یہ خیال پیدا ہوگا کہ اگر یہ نیا مذہب سچا ہوتا تو ایسے بڑے اہل علم اسے رد نہ کرتے بلکہ سب آگے بڑھ کر قبول کرتے۔ ہاں یہ واضح رہے کہ وہ سچے مسلمان نہ ہوں دل سے انکو سچا نہ مانیں بدستور یہودی رہیں۔ بظاہر مسلمان ہوں۔ اس تدبیر سے اپنے مذہب یہودیت کی حفاظت کرنی مقصود ہے۔ اسی طرح آج بھی اہل حق اہل حدیث مذہب سے اکثر مُلّا مولوی منحرف کرتے ہیں اور بیچارے سیدھے سادے مسلمانوں کو یہ کہکر بدظن کرتے ہیں کہ میاں اگر یہ مذہب سچا ہوتا تو کیا بڑے بڑے علماء حنفی مذہب کے اس کو نہ مانتے۔ ارشاد فرمایا کہ ہدایت تو اللہ کے دیئے سے ملتی ہے۔ جس کے دل میں خدا نے ہدایت کا نور ڈال دیا تمہاری ان پُر فریب چالبازیوں سے وہ گمراہ ہونے والا نہیں۔ یہ مکاریاں اور تدبیریں محض اس حسد کی بنا پر کرتے ہیں کہ ہاں ہاں ہمارے غیر میں نبوت و شریعت و رسالت کیوں دی گئی۔ یہود کہتے کہ تورات ہم پر اتری۔ موسیٰ جیسے اولوالعزم پیغمبر ہم میں آئے پھر عرب کے امیوں کو اس فضل و کمال سے کیا واسطہ؟ تب اس آیت میں فرمایا اللہ کے خزانوں میں کمی نہیں اور اسی کو خبر ہے کہ کس کو کیا بڑائی ملنی ہے۔ نبوت شریعت ایمان اسلام اور ہر قسم کے فضائل کا تقسیم کرنا اسی کے ہاتھ میں ہے۔ جس وقت جسے مناسب جانے عطا فرماتا ہے اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (سورۂ انعام) آج بھی بعض لوگوں کو بیعت وغیرہ کی حدیثوں پر عمل کرنے سے اس حسد نے روک رکھا ہے کہ مولانا عبد الوہاب صاحب محدث رحمہ اللہ اور ان کی اولاد کو کیوں امام بنایا گیا ہم ان کے کیسے تابعدار ہو جائیں ۱۲۔

اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَ

ایمان لاؤ ساتھ اس چیز کے کہ اتاری گئی ہے اوپر ان لوگوں کے کہ ایمان والے ہیں اول دن کے اور

(کلام) نازل ہوا ہے اول روز اس پر ایمان لاؤ اور آخر روز انکار کر دو لکن

اكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ

کافر ہو جاؤ آخر دن کے شاید کہ وہ پھر جاویں اور مت مانو مگر واسطے اس شخص کے

ہے کہ وہ پلٹ جائیں اور صرف اسی کی بات مانو جو تمہارے دین کی

تَبِعَ دِیْنَكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ یُّؤْتٰۤى اَحَدٌ

کہ پیروی کرے دین تمہارے کی کہہ تحقیق ہدایت ہدایت اللہ تعالیٰ کی ہے یہ کہ دیا جاوے کوئی شخص

پیروی کرنے والا ہو (اے پیغمبر!) آپ کہہ دیجئے کہ (اصل) ہدایت وہی ہے جو اللہ کی ہدایت ہے (اور کہتے ہیں) یہ تسلیم

مِّثْلَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ اَوْ یُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ

جیسا کہ دیئے گئے ہو تم یا یہ کہ جھگڑا کریں تم سے نزدیک رب تمہارے کے کہہ تحقیق

نہ کرو جیسا (دین) تمہیں دیا گیا ہے ویسا ہی کسی اور کو بھی دیا گیا ہے یا یہ لوگ تم سے تمہارے خدا

الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ ۚ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿٧٣﴾

فضل بیچ ہاتھ اللہ کے ہے دیتا ہے جس کو چاہے اور اللہ تعالیٰ کشائش والا جاننے والا ہے

کے ہاں جھگڑا کریں گے یہ بھی کہہ دیجئے کہ فضل تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑی وسعت اور بڑے علم والا ہے

یَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿٧٤﴾

خاص کرتا ہے ساتھ رحمت اپنی کے جسے چاہے اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل بڑے کا ہے

وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کر لیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ یُّؤَدِّهٖۤ اِلَیْكَ ۚ

اور بعض اہل کتاب میں سے وہ ہے کہ اگر امانت دے اسکو خزانہ ادا کر دے اسکو طرف تیری

اور اہل کتاب میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنہیں اگر خزانے کا امین بنا دو تو وہ (بعینہٖ) تمہیں واپس

وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِیْنَارٍ لَّا یُؤَدِّهٖۤ اِلَیْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ

اور بعضا انہیں سے وہ شخص ہے کہ اگر امانت دے اسکو ایک دینار نہ ادا کرے اسکو طرف تیری مگر جب تک کہ رہے تو

دیدیں اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ اگر تم ان کے پاس ایک دینار بھی امانت رکھ دو تو وہ تمہیں واپس نہ دیں

عَلَیْهِ قَآىِٕمًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَیْسَ عَلَیْنَا فِی

اوپر اسکے کھڑا یہ اس واسطے کہ کہا انہوں نے نہیں اوپر ہمارے بیچ

مگر یہ کہ ان کے سر پر کھڑے رہو یہ اس واسطے ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ناخواندہ لوگوں کے بارے میں

الْاُمِّیّٖنَ سَبِیْلٌ ۚ وَیَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ

ان پڑھوں کے کچھ راہ اور کہتے ہیں اوپر اللہ تعالیٰ کے جھوٹ اور وہ

(بد معاملگی کا) ہم پر کوئی مواخذہ نہیں اور (ایسا کہہ کر) اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ وہ (اصل بات کو)

یَعْلَمُوْنَ ﴿٧٥﴾ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ

جانتے ہیں بلکہ جو کوئی پورا کرے عہد اپنے کو اور پرہیزگاری کرے پس تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے

جانتے ہیں ہاں جو اپنا قول و قرار پورا کرے اور اللہ سے ڈرے یقیناً اللہ ایسے متقیوں

منزل ۱

حل لغات

لہ وَجْهَ النَّهَارِ کے معنی ہیں اول النہار کیونکہ لغت میں وجہ کہتے ہیں ہر چیز کے ابتدائی حصہ کو۔ بولا کرتے ہیں وجہ الثوب ای اوّلہ۔ اہل زبان اپنے محاورات میں کہا کرتے ہیں اَتَیْتُہٗ بِوَجْہِ النَّہَارِ وَصَدْرِ النَّہَارِ وَشَبَابِ النَّہَارِ

یعنی میں اس کے پاس دن کے ابتدائی حصہ میں گیا۔ ربیع بن زیاد نے کہا مَنْ کَانَ مَسْرُوْرًا بِمَقْتَلِ مَالِکٍ ۔ فَلْیَاتِ نِسْوَتَنَا بِوَجْہِ نَہَارٍ ۔ لہ لِمَنْ تَبِعَ میں لام زائد ہے جیسے رَدِفَ لَکُمْ میں۔ تقدیر عبارت یوں ہے وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا مَنْ تَبِعَ دِیْنَکُمْ۔ اہل زبان صَدَّقْتُ لِفُلَانٍ کی جگہ صَدَّقْتُ فُلَانًا بولا کرتے ہیں۔ لہ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ اِلخ ★

امانت داری کا عجیب واقعہ

ف۱ یہودیوں کی دینی خیانت و نفاق کے سلسلہ میں دنیوی خیانت کا ذکر آگیا جس سے اسپر روشنی پڑتی ہے کہ جو لوگ چار پیسہ پر نیت خراب کرلیں اور امانتداری نہ برت سکیں ان سے کیا توقع ہو سکتی ہے کہ دینی معاملات میں امین ثابت ہوں گے چنانچہ ان میں سے بہت سے وہ ہیں جن کے پاس زیادہ تو کیا ایک دینار (اشرفی) بھی امانت رکھی جائے تو مکر جائیں انکار کر دیں اور جب تک تقاضہ پر تقاضہ اور پیچھا نہ کیا جائے تو ادا نہ کریں۔ ہاں بعض ایسے بھی ہیں جن کے پاس سونے کا ڈھیر رکھ دیا جائے تو ایک رتی خیانت نہ کریں۔ ایسے خوش معاملہ اور امین لوگ اب یہودیت سے بیزار ہو کر اسلام کے حلقہ میں آگئے ہیں جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ۔ ابن ابی حاتم میں مالک بن دینار کا قول ہے کہ دینار کو دینار اس لئے کہتے ہیں کہ وہ دین یعنی ایمان بھی ہے اور نار یعنی آگ بھی۔ مطلب یہ ہے کہ حق کے ساتھ لو تو دین ہے ناحق لو تو نار یعنی آتش دوزخ۔ اس موقع پر امانت اور قرض ادا کرنے کے بارے میں وہ حدیث جو بخاری کتاب الکفالہ میں مفصل اور کئی مقام پر مجمل آئی ہے لکھنی مناسب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے کسی شخص سے ایک ہزار دینار (دینار سونے کا ہوتا ہے ایک دینار تین روپے کا گویا تین ہزار روپے) قرض مانگے۔ اس نے کہا گواہ لاؤ۔ کہا خدا گواہ ہے۔ اس نے ضامن طلب کیا تو کہا خدا ہی کو ضامن کرتا ہوں دینے والا اسپر راضی ہو گیا اور وقت ادائگی مقرر کر کے رقم دیدی۔ وہ اپنے بحری سفر میں نکل گیا۔ جب کام کاج سے فارغ ہو گیا تو دریا کے کنارے سواری کا انتظار کرنے لگا تاکہ واپس جا کر قرض کی رقم ادا کردے لیکن سواری نہ ملنے پر قرض کی ادائگی نے بے قرار کیا۔ ایک لکڑی لی اور اسکو بیچ سے خول کر کے ایک ہزار دینار کی رقم اور ایک مفصل چٹھی اس میں رکھ دی اور منہ بند کر کے دریا میں ڈال دیا اور کہا اے خدا تو بخوبی جانتا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے تیری گواہی اور ضمانت پر رقم لی۔ اب ادائگی کے لئے میں نے ہرچند کوشش کی لیکن کشتی وغیرہ سواری نہ ملی۔ صرف اس کا حق مدت کے اندر ادا کرنے کی غرض سے تیرے بھروسے پر اس کو دریا میں ڈال دیا ہے تو ہی اس تک پہنچا دے۔ یہ دعا کر کے پھر بھی سواری کی تلاش میں رہا۔ ادھر وہ رقم لینے والا بندرگاہ پر آیا کہ میرا قرضدار شاید کسی کشتی میں رقم لے کر آیا ہو لیکن وہ دریا کے کنارے نہ ملا۔ واپس جانے لگا تو دیکھا کہ دریا کے کنارے ایک لکڑی آلگی اس خیال سے کہ جلانے کے کام آئے گی اٹھا کر گھر لے آیا اور چیرا تو اس میں سے ایک ہزار دینار اور ایک خط جو اسی کے نام کا تھا نکلا۔ پھر وہ شخص جس نے رقم دینی تھی سواری مل جانے پر آگیا اور کہا خدا جانتا ہے میں نے ہرچند وعدہ پر آنے کی کوشش کی لیکن کشتی نہ ملی اس لئے دیر لگی۔ صاحب مال نے کہا خدا نے تیری بھیجی ہوئی رقم پہنچا دی اب تو یہ جو اور رقم ادا کرنے کو لایا ہے واپس راضی خوشی لے جا۔ قربان جائیے امانت دار ہوں تو ایسے ہوں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا امانت ہر فاسق فاجر کی بھی ادا کرنی پڑے گی۔ ابن کثیر وغیرہ

ف۲ یہود کی سرزنش کے بعد یہ بتانا مقصود ہے کہ سب یکساں نہیں کچھ ان میں ایمان دار خدا ترس بھی ہیں اور ان میں حق گوئی بھی ہے۔ یہ بات کہ انسان کتاب الٰہی اور احکام دینیہ میں خیانت نہ کرے حق میں باطل نہ ملائے کامل ایمان داری اور پوری دیانت ۔۔۔۔ پر موقوف ہے۔ اور جس کو دنیاوی باتوں میں دیانت نہیں پھر اس قوم کا دین اور کتاب کی حفاظت اور تحریف نہ کرنے میں کیا اعتبار ہے۔ تفسیر کبیر

★ حرف شبہ بفعل الّذی اسم۔ ہُدَی اللہ اس سے بدل۔ اَنْ یُّؤْتٰی الخ خبر۔ اور ہدی اللہ سے مراد ہے بیان اللہ۔ جملہ ان یؤتی الخ مضاف الیہ ہے اور اس کا مضاف محذوف ای مخافۃ ان یؤتی احد مثل ما اوتیتم جیسا یبین اللہ لکم ان تضلوا ای مخافۃ ان تضلوا۔ ؎ الفَضْل اس کے لغوی معنٰے ہیں زیادت کے لیکن اکثر استعمال زیادۃ احسان میں ہوا کرتا ہے۔ پھر اس کے استعمال میں یہاں تک وسعت ہو گئی کہ ہر نفع کو جس سے فاعل دوسرے کے ساتھ احسان کرنا چاہتا ہے فضل کہنے لگے۔ ؎ بِقِنْطَارٍ اس کی تحقیق اوپر گزر چکی۔ یہاں قنطار سے مراد ہے مال کثیر اور دینار سے مال قلیل۔ ؎ یُؤَدِّہٖ صیغہ واحد مذکر غائب مضارع۔ باب تفعیل مہموز الفا، ناقص یائی۔ مادہ اَدْی۔ اصل میں تھا یُؤَدِّیْ جواب شرط میں واقع ہونے کی وجہ سے آخری ے حذف ہو گئی۔ ؎ مَا دُمْتَ۔ دُمْتَ صیغہ واحد مذکر حاضر ماضی باب نصر۔ اجوف واوی۔ مادہ دَوَمَ۔ اصل میں تھا دَوَمْتَ۔ واو متحرک ماقبل مفتوح اسے الف سے بدل لیا اور دو ساکنوں کے جمع ہونے کی وجہ سے الف گر پڑا۔ فے کلمہ کو ضمہ دیا تاکہ وہ مبدل منہ پر دلالت کرے جیسے قُلْتَ میں اور اسی قیاس پر بِعْتَ کی بے کا کسرہ ہے۔ ؎ قَآئِمًا۔ لغت میں قیام کے معنی ہیں دوام۔ ثبات کے۔ قال تعالیٰ دِیْنًا قِیَمًا ای دائمًا ثابتًا لا ینسخ۔ تو اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَیْہِ قَآئِمًا کے معنی ہوں گے دائمًا ثابتًا فی مطالبتک ایاہ بذلک المال ؎ اَلْاُمِّیّٖنَ اُمّی کی جمع ہے۔ اُمّی ان پڑھ۔ اور یہ منسوب ہے اُم کی طرف۔ اُم کہتے ہیں اصل شے کو۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمّی کہنے کی یہ وجہ ہے کہ آپ لکھے پڑھے نہ تھے یعنی جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے اسی پر باقی تھے۔

الْمُتَّقِينَ ﴿٧٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا

پرہیزگاروں کو تحقیق جو لوگ کہ مول لیتے ہیں بدلے عہد اللہ تعالےٰ کے اور قسموں اپنی کے مول

کو محبوب رکھتا ہے بیشک وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں پر قلیل (دنیاوی) معاوضہ لیتے ہیں۔ ان لوگوں

قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ

تھوڑا یہ لوگ نہیں حصہ واسطے ان کے بیچ آخرت کے اور نہ بولے گا ان سے اللہ تعالیٰ

کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ نہ ان سے اللہ قیامت کے دن بولیگا، نہ انکی طرف دیکھے گا اور نہ انہیں (گناہوں سے)

وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ

اور نہ دیکھے گا طرف ان کے دن قیامت کے اور نہ پاک کرے گا انکو اور واسطے انکے عذاب ہے

پاک کرے گا اور ایسے لوگوں کے لیے دردناک عذاب

أَلِيمٌ ﴿٧٧﴾ وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتَابِ

درد دینے والا اور تحقیق بعضے ان میں سے ایک فرقہ ہے کہ مروڑتے ہیں زبانوں اپنی کو ساتھ کتاب کے

ہے۔ اور بیشک ان میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو (پڑھتے وقت) کتاب کو الجھا دیتا ہے اور پڑھ کر

لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ

تو کہ جانو تم اس کو کتاب سے اور نہیں وہ کتاب سے اور کہتے ہیں

پڑھ کر الجھا دیتا ہے تاکہ تم سمجھو کہ یہ کتاب الٰہی میں ہے حالانکہ وہ کتاب الٰہی میں نہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ (احکام)

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى

وہ نزدیک اللہ کے سے ہے اور نہیں وہ نزدیک اللہ تعالیٰ کے سے اور کہتے ہیں اوپر

اللہ کی جانب سے ہے حالانکہ وہ اللہ کی جانب سے نہیں اور یہ اللہ

اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٧٨﴾ مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ

اللہ تعالیٰ کے جھوٹ اور وہ جانتے ہیں نہیں لائق واسطے کسی آدمی کے یہ کہ دیوے اسکو اللہ تعالیٰ

جھوٹ بولتے رہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں کسی انسان کے لیے یہ زیبا نہیں کہ اللہ اس کو

الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا

کتاب اور حکمت اور پیغمبری پھر کہے واسطے لوگوں کے ہو جاؤ تم

کتاب، حکمت اور نبوت عطا کرے (اور) پھر وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے

عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ

بندے واسطے میرے سوائے خدا کے تعالےٰ کے اور لیکن ہو جاؤ تم اللہ تعالیٰ کے اس واسطے کہ ہو تم

بندے بن جاؤ۔ بلکہ (وہ تو یہی کہے گا) تم خداپرست بن جاؤ اس لیے کہ تم کتاب الٰہی کی

تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ ﴿٧٩﴾ وَلَا يَأْمُرَكُمْ

سکھاتے کتاب اور اس واسطے کہ ہو تم پڑھتے اور نہیں لائق کہ حکم کرے تم کو

تعلیم دیتے ہو اور اس لیے کہ تم اس کو پڑھتے ہو اور نہ یہ کہے گا کہ تم ملائکہ

أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا ۗ أَيَأْمُرُكُمْ

یہ کہ پکڑو تم فرشتوں کو اور پیغمبروں کو پروردگار کیا حکم کرے گا تم کو

اور انبیاء کو اپنا رب سمجھو۔ کیا وہ تمہیں کفر کی تلقین کرے گا

حل لغات۔

لہ یَلْوُوْنَ صیغہ جمع مذکر غائب مضارع باب نصر لفیف مقرون مادہ لوی۔ لی کہتے ہیں کسی چیز کے مروڑنے اور سیدھی چیز کے ٹیڑھا کرنے کو۔ یہاں یَلْوُوْنَ اَلْسِنَتَھُمْ کے معنی یہ ہیں کہ وہ تورات پڑھتے وقت زبانوں کو ایسا مروڑتے ہیں کہ معنی کچھ سے کچھ

لہ رَبَّانِيِّيْنَ جمع ہے رَبَّانِی کی اور ربانی منسوب ہے رَب کی طرف بمعنی خدا پرست اور عارف۔ الف نون اس صفت کے کمال پر دلالت کرنے کی غرض سے زیادہ کیا گیا جیسا کہ کسی کی ڈاڑھی کا کمال طول ظاہر کرنے کے لئے لِحْیَانِیْ اور بالوں کی کثرت بیان کرنے کیواسطے شَعْرَانِیْ اور گردن کا موٹا پا جتانے کو رُقْبَانِیْ کہا کرتے ہیں۔

جھوٹی قسم کا وبال **ف۱** اس آیت میں اُن کا بیان ہے جو خدائی عہد کا خیال نہیں رکھتے اور اس ذلیل فانی دنیا کے عوض اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ترک کرکے آپؐ کی سچائی کا اظہار نہیں کرتے آخرت میں اُن کے لئے کوئی حصہ نہیں نہ اللہ تعالیٰ ان سے ہمکلام ہوگا اور نہ نظر رحمت ڈالے گا نہ ہی گناہوں سے پاک کریگا بلکہ انکو عذاب الیم ہوگا۔ احادیث میں مختلف الفاظ کے ساتھ آیا ہے کہ ان مذکورہ سزاؤں کے مستحق یہ لوگ ہوں گے ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا، جھوٹی قسم سے اپنا سودا بیچنے والا، دیگر احسان جتانے والا (مسلم) اور مسند احمد میں ماں باپ سے بیزار اور بے رغبت ہونے والی لڑکی اور اپنی اولاد سے بیزار ہونے والا باپ۔ اور قوم کے احسان کا انکار کرنے والے شخص کا بھی ذکر آیا ہے۔ اور ترمذی کی ایک روایت میں ان تین شخص کا ذکر ہے ایک وہ جس کے پاس بچا ہوا پانی ہے پھر وہ کسی مسافر کو نہیں دیتا۔ دوسرا وہ جو عصر کے بعد جھوٹی قسم کھاکر مال فروخت کرتا ہے۔ تیسرا امام کی بیعت کرکے پھر مال نہ ملنے کی وجہ سے بیعت پوری نہیں کرتا۔ مسند کی ایک روایت میں ہے بہت قسمیں کھانے والا تاجر، تکبر کرنے والا فقیر وہ بخیل جس سے کبھی احسان ہوگیا ہو تو جتلاتا پھرے۔ ان سے بھی اللہ ناخوش ہے۔ مسند احمد میں ہے کندہ قبیلہ کے ایک شخص امراؤ القیس بن عامر کا جھگڑا ایک حضرمی شخص سے زمین کے بارے میں تھا جو آپؐ کے سامنے پیش ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ حضرمی اپنا ثبوت پیش کرے اس کے پاس کوئی ثبوت نہ تھا۔ آپؐ نے فرمایا اب کندی قسم کھالے۔ حضرمی کہنے لگا اے اللہ کے رسولؐ! جب اس کی قسم پر ہی فیصلہ ٹھیرا تو رب کعبہ کی قسم یہ میری زمین لے جائیگا۔ آپؐ نے فرمایا جو شخص جھوٹی قسم سے کسی کا مال اپنا کرلے گا تو جب وہ خدا سے ملے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے سخت غضبناک ہوگا پھر آپؐ نے یہی آیت تلاوت کی۔ امرؤ القیس نے کہا بھلا جو کوئی جھوٹی قسم چھوڑ دے تو کیا اجر ملے گا؟ آپؐ نے فرمایا جنت۔ اُس نے کہا اچھا گواہ رہئے میں نے جنت کے واسطے اسکو چھوڑ دیا۔ ابن کثیر وغیرہ

ف۲ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کَانَ اَھْلُ الْکِتٰبِ یَقْرَءُوْنَ التَّوْرٰۃَ بِالْعِبْرَانِیَّۃِ وَیُفَسِّرُوْنَہَا بِالْعَرَبِیَّۃِ لِاَھْلِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا اَھْلَ الْکِتٰبِ وَلَا تُکَذِّبُوْھُمْ وَقُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا الخ (بخاری مشکوٰۃ باب الاعتصام) یعنی اہل کتاب تورات کو پڑھتے جو عبرانی زبان میں تھی پھر اسکا مطلب عربی میں مسلمانوں کو سمجھاتے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ اہل کتاب کی بات کی نہ تو تصدیق کرو نہ انکو جھوٹا بتاؤ بلکہ یوں کہدیا کرو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہیں اور اس چیز پر جو ہماری طرف اتاری گئی ہے اور جو سابقہ پیغمبروں پر اتاری گئی سب پر ایمان رکھتے ہیں اس لئے کہ یہودیوں کی تحریف کی عادت ہے خبر نہیں کہ ٹھیک بیان کرتے ہیں یا کچھ بدل کر۔ اگر تم ان کو سچا سمجھو گے تو یہ خیال ہے کہ انھوں نے شاید جھوٹ بات سُنائی ہو اور اگر تم انکو جھوٹا کہدوگے تو یہ خیال ہے شاید سچی بات سُنائی ہو۔ بہر حال پڑھنے پڑھانے سننے سُنانے عمل کرنے کرانے کے لئے تو یہ قرآن و حدیث قیامت تک کافی وافی باعث نجات ہیں اور سابقہ کتب پر صرف ایمان لانا ہے کہ وہ بھی منزل من السماء ہیں لیکن اسلام نے انکو منسوخ کردیا امام احمد بن حنبل رحمہ نے عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک یہودی سے چند باتیں تورات کی سنکر آئے۔ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں تورات کی چند باتیں سنکر آیا ہوں جو مجھ کو اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ اگر آپ فرمائیں تو میں سُناؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سنکر سخت غصہ آیا اور فرمایا اگر آج خود حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور تم مجھ کو چھوڑ کر موسیٰ ع کی فرمانبرداری کرتے تو بلاشک تم لوگ گمراہ ہوجاتے۔ دوسری روایت ابو یعلیٰ موصلی کی مسند میں حضرت جابرؓ سے ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اہل کتاب سے دین کی بات چیت مت کیا کرو اہل کتاب اپنی کتاب میں تحریف کرنے سے خود راہ پر نہیں رہے وہ تمکو کیا ہدایت کرسکتے ہیں اور بعض روایتوں میں یہ ہے کہ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام دونوں زندہ ہوتے تو وہ بھی میری فرمانبرداری قبول کرتے۔ آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل کتاب نے اپنی کتابوں میں لفظی معنوی طرح طرح کا تصرف کیا ہے اور پھر وہ اسی پر جمے ہوئے ہیں (احسن) حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں یعنی اُن پڑھوں کو دغا دیتے ہیں اپنی عبارت بناکر قرآن کی طرح پڑھنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے موضح (یعنی تحریف لفظی و معنوی کرتے ہیں۔ کتابوں میں اپنی طرف سے عبارت لکھ کر خدا کی طرف منسوب کردیتے ہیں۔ یہ سب یہود کی عادت تھی جو آج بھی بعض علماء سوء میں موجود ہے صرف اپنا مذہب اور اپنی بات اونچی رکھنے کے لئے کلام الٰہی یا کلام رسول میں بڑھا و گھٹاؤ کردیتے ہیں تاکہ لوگ بہک جائیں ہماری طرف مائل ہوجائیں لیکن یہ انکی تحریف ثابت نہیں رہتی۔ حق والے حق شناس اس تحریف کو ظاہر کرکے انکی چوری ظاہر کردیتے ہیں کیونکہ خدا نے اپنے دین کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہے وہ اپنے بندوں سے حفاظت کراتا ہے حق کو حق اور باطل کو باطل صحیح کرادیتا ہے۔ احادیث میں چند تحریفات، ابن ماجہ مطبوعہ فاروقی جلد اول صفحہ ۱۶ میں حدیث مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ کی سند میں جابر جعفی اور اسکے استاد کے درمیان سے عَنْ حذف کرکے وَ بڑھادیا۔ اسی طرح ابوداؤد مطبع مجتبائی میں بَابُ مَنْ کَرِہَ قِرَاءَۃَ الْفَاتِحَۃِ اِذَا جَھَرَ الْاِمَامُ بڑھادیا۔ اسی طرح رفع الیدین کی حدیث فَمَا زَالَتْ الخ بیہقی مطبوعہ حیدرآباد دکن سے حذف کردی۔ مقصد یہ ہے تحریف و تاویل قرآن مجید میں ہو یا حدیث رسول اللہ میں سب مذموم ہے۔ اور تحریف کا بیان صفحہ ۱۴۲ میں بھی پڑھیں گے انشاء اللہ۔

ع ٩ ١٦

بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ

ساتھ کفر کے پیچھے اس کے کہ ہو تم مسلمان ولہ اور جس وقت لیا اللہ تعالیٰ نے عہد

اس کے بعد کہ تم اسلام قبول کر چکے ہو اور (اے لوگو!) اس وقت کو یاد کرو جب

النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ

پیغمبروں کا البتہ جو کچھ دوں میں تم کو کتاب سے اور حکمت سے پھر آوے تمہارے پاس

اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ میں جو تمہیں کتاب و حکمت عطا کروں پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے

رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ

پیغمبر سچا کرنے والا اس چیز کو کہ ساتھ تمہارے ہے البتہ ایمان لاؤ گے ساتھ اس کے اور البتہ مدد دینا اس کو

جو ان چیزوں کی جو تمہارے پاس ہیں تصدیق کرے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور (تبلیغ حق میں)

قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا

کہا کیا اقرار کیا تم نے اور لیا تم نے اوپر اس کے بھاری عہد میرا کہا انہوں نے

اس کی مدد کرنا (پھر) فرمایا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور میرا یہ عہد قبول کرتے ہو؟ انہوں نے اقرار کیا

اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾

اقرار کیا ہم نے کہا پس شاہد رہو اور میں ساتھ تمہارے شاہدوں سے ہوں ولہ

کہ ہم اقرار کرتے ہیں (اللہ نے) فرمایا کہ (سب ایک دوسرے کے) گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں میں سے ہوں

فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ اَفَغَيْرَ

پس جو کوئی پھر جاوے پیچھے اس کے پس یہ لوگ وہی ہیں فاسق بدکار کیا پس غیر

پھر جو اس کے بعد (اقرار سے) پھر جائیں وہ ہی لوگ بدکار ہیں تو کیا اللہ

دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

دین خدائے تعالیٰ کا چاہتے ہیں اور واسطے اسی کے مطیع ہوئے جو کوئی بیچ آسمانوں کے اور زمین کے ہیں

کے دین کے سوا یہ کچھ اور تلاش کرتے ہیں حالانکہ جو زمین اور آسمان میں ہے خوشی سے یا مجبوری

طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ

خوشی سے اور ناخوشی سے اور طرف اسی کے پھیرے جاویں گے ولہ کہہ ایمان لائے ہم ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور اس چیز کے

سے اسی کا فرمانبردار ہے اور (بالآخر سب) اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے (اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ ہم تو اللہ پر ایمان لائے ہیں

اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ

کہ اتاری گئی اوپر ہمارے اور اس چیز کے کہ اتاری گئی اوپر ابراہیمؑ کے اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ

اور جو کتاب ہم پر نازل ہوئی اس پر اور جو کتاب ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ اسحٰقؑ

وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ

اور یعقوبؑ کے اور اولاد اس کی کے اور جو دی گئی موسٰیؑ اور عیسٰیؑ اور سب نبیوں کو

اور یعقوبؑ اور ان کی اولاد پر نازل ہوئی اور جو کچھ موسٰیؑ اور عیسٰیؑ اور دیگر نبیوں کو

مِنْ رَّبِّهِمْ ۠ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۠ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾

پروردگار ان کے سے نہیں جدائی ڈالتے ہم درمیان کسی کے ان میں سے اور ہم واسطے اس کے فرمانبردار ہیں

ان کے رب کی جانب سے دیا گیا ہے (ہم سب پر ایمان لائے ہیں) ہم ان میں سے کسی کو دوسرے سے جدا نہیں کرتے اور ہم اسی کے تابع فرمان ہیں

حل لغات۔

له اَخَذْتُمْ معنی میں ہے قَبِلْتُمْ کے اور اخذ بمعنی قبول۔ قرآن میں بکثرت آیا ہے۔ قال تعالیٰ لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ۔ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ۔ ٢ه اَقْرَرْنَا صیغہ جمع متکلم ماضی باب افعال مضاعف۔ قرّ مادہ۔ یہ مشتق ہے قَرَّ الشَّیْءُ اِذَا ثَبَتَ وَلَزِمَ مَكَانَهٗ سے۔ کسی چیز کے اقرار کرنے والے کو مُقِرّ اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ اپنی بات پر قیام و ★

غیراللہ کی پرستش اور تقلید کیا ہے؟

ف۱ وفد نجران کی موجودگی میں بعض یہود و نصاریٰ نے کہا تھا کہ اے رسولؐ! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہاری بھی اسی طرح پرستش کرنے لگیں. جیسے نصاریٰ عیسٰی بن مریم کو پوجتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ معاذ اللہ ہم غیر اللہ کی بندگی کریں یا دوسروں کو اس کی دعوت دیں. اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس کام کے لئے نہیں بھیجا، اس پر یہ آیت اتری یعنی جس بشر کو اللہ تعالیٰ کتاب و حکمت اور قوت فیصلہ دیتا اور پیغمبری کے منصب جلیل پر فائز کرتا ہے کہ وہ ٹھیک ٹھیک پیغام الٰہی پہنچا کر لوگوں کو اس کی بندگی اور وفاداری کی طرف متوجہ کرے۔ اس کا یہ کام کبھی نہیں ہو سکتا کہ ان کو خالص ایک خدا کی بندگی سے ہٹا کر خود اپنا یا کسی دوسری مخلوق کا بندہ بنانے لگے۔ اس کے تو یہ معنیٰ ہوں گے کہ خداوند قدوس نے جس کو جس منصب کا اہل جان کر بھیجا تھا فی الواقع وہ اس کا اہل نہ تھا۔ دنیا کی کوئی حکومت بھی اگر کسی شخص کو ایک ذمہ داری کے عہدہ پر مامور کرتی ہے تو پہلے دو باتیں سوچ لیتی ہے (۱) یہ شخص گورنمنٹ کی پالیسی کو سمجھنے اور اپنے فرائض کو انجام دینے کی لیاقت رکھتا ہے یا نہیں (۲) گورنمنٹ کے احکام کی تعمیل کرنے اور رعایا کو جادۂ وفاداری پر قائم رکھنے کی کہاں تک اس سے توقع کی جا سکتی ہے؟ کوئی بادشاہ یا پارلیمنٹ ایسے آدمی کو نائب السلطنت یا سفیر مقرر نہیں کر سکتی جس کی نسبت حکومت کے خلاف بغاوت پھیلانے یا اس کی پالیسی اور احکام سے انحراف کرنے کا ادنیٰ شبہ ہو. بیشک یہ ممکن ہے کہ ایک شخص کی قابلیت یا جذبۂ وفاداری کا اندازہ حکومت صحیح طور پر نہ کر سکی ہو۔ لیکن خداوند قدوس کے یہاں یہ بھی احتمال نہیں، اگر کسی فرد کی نسبت اس کو علم ہے یہ میری وفاداری اور اطاعت شعاری سے بال برابر تجاوز نہ کریگا تو محال ہے کہ وہ آگے چل کر اس کے خلاف ثابت ہو سکے ورنہ علم الٰہی کا غلط ہونا لازم آئیگا العیاذ باللہ. یہیں سے عصمت انبیاء علیہم السلام کا مسئلہ سمجھ میں آجاتا ہے پس انبیاء علیہم السلام سے معصیات کفر و شرک اور خدا کے مقابلہ میں بغاوت کرنیکا امکان کہاں باقی رہ سکتا ہے۔ اس میں نصاریٰ کے اس دعوے کا بھی رد ہو گیا جو کہتے تھے کہ ابنیت و الوہیت مسیح کا عقیدہ ہم کو خود مسیح علیہ السلام نے تعلیم فرمایا ہے اور ان مسلمانوں کو بھی نصیحت کر دی گئی جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ ہم سلام کے بجائے آپ کو سجدہ کیا کریں تو کیا حرج ہے. یہیں سے آج کے بدعتیوں کو بھی نصیحت حاصل کرنی چاہیے جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مولود مروجہ کرتے ہیں اور اس میں آپ کی روح کو حاضر ناظر جان کر آپ کیلئے قیام تعظیمی کرتے ہیں اور آپؐ کو نفع نقصان کا مالک اور مختار کل جانتے ہیں حالانکہ جیسا سجدہ خدا کی مخصوص عبادت ہے اسی طرح قیام تعظیمی وغیرہ بھی خدا ہی کیلئے مخصوص ہے وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ ہ جب آپؐ نے اپنی زندگی میں اپنے لئے سجدہ اور قیام تعظیمی وغیرہ روا نہ رکھے تو اب وفات کے بعد کیسے جائز ہو سکتے ہیں؟ میرے بھائیو! اور بہنو! ذرا غور کرو اور اپنا ایمان درست کرو تاکہ عند اللہ نجات ہو جائے۔ اور اہل کتاب پر بھی تعریض ہو گئی جنھوں نے اپنے احبار و رہبان کو خدائی کا درجہ دے رکھا تھا اور اب بہت سے ملا مولویوں نے اپنے اپنے مذہب کی تقلید کر کے قرآن و حدیث کے مقابلہ میں اپنے ائمہ کو خدائی کا درجہ دے رکھا ہے العیاذ باللہ۔ موضح القرآن میں ہے "جسکو اللہ نبی بنائے اور وہ لوگوں کو کفر و شرک سے نکال کر مسلمانی میں لائے پھر کیونکر انکو کفر سکھلائے گا ہاں تم کو یہ کہتا ہے کہ تم میں جو آگے دینداری تھی کتاب کا پڑھنا اور سکھانا وہ نہیں رہی اب میری صحبت میں پھر وہی کمال حاصل کرو" اور عالم متقی اور پکے خدا پرست بن جاؤ۔ اور یہ بات اب قرآن و حدیث پڑھنے پڑھانے سیکھنے سکھانے سے حاصل ہو سکتی ہے. حسن بصریؒ نے کہا کسی مومن کو لائق نہیں کہ وہ لوگوں کو اپنی عبادت کا حکم کرے۔ اہل کتاب اپنے علماء اور رہبان کو پوجتے تھے۔ ترمذی میں ہے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا اے رسولؐ خدا انھوں نے تو ان کو نہیں پوجا۔ فرمایا ہاں انکے علماء و فقہاء نے جو کچھ ان کیلئے حرام و حلال کر دیا تھا انھوں نے اسکو مان لیا یہی ان کی عبادت تھی۔ یہ حدیث نص قاطع ہے اس بات پر کہ کتاب و سنت کے خلاف اتباع رائے قیاس قول اقوال اہل علم عبادت ہے اور متبوع معبود ٹھیریں گے. یہ آیت اور حدیث صریح دلیل ہے اس بات پر کہ تقلید شخصی شرک ہے. کسی نے آپؐ سے اجازت چاہی کہ آپکو سجدہ کیا کریں؟ اس پر بھی یہ آیتیں نازل ہوئیں. معلوم ہوا غیر اللہ کو سجدہ کرنا پیغمبر ہو یا بادشاہ، فقیر ہو یا ولی، قبر ہو یا نشان، سورج ہو یا چاند، پانی ہو یا لوہا، آگ ہو یا درخت، تعزیہ ہو یا جھنڈا کفر ہے۔

ف۲ اللہ تعالیٰ نے اقرار لیا نبیوں کا یعنی نبیوں کے مقدمہ میں بنی اسرائیل سے اقرار لیا - موضح

ف۳ یعنی ہر عہد کا جو حکم فرمایا اسکے سوا اور دین قبول نہیں ۱۲۔ موضح

★ ثبات کرتا ہے۔ ؎ طَوْعًا کے معنیٰ ہیں انقیاد اور خضوع کے۔ بولا کرتے ہیں طَاعَہٗ یَطُوْعُہٗ طَوْعًا اِذَا انْقَادَ لَہٗ وَخَضَعَ۔ جب کوئی شخص کسی کے حکم پر گردن تسلیم خم کر دیتا ہے تو اَطَاعَہٗ بولا جاتا ہے اور جب کسی سے موافقت کرتا ہے تو طَاوَعَہٗ کہا جاتا ہے۔ بعض اہل لغت کا قول ہے کہ طَاعَ۔ اَطَاعَ دونوں کے ایک معنیٰ ہیں۔ کَرْھًا ضد ہے طَوْعًا کی۔ اور یہ دونوں حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں معنیٰ میں ہیں طَائِعًا وَکَارِھًا کے. بولا کرتے ہیں اَتَانِیْ رَکْضًا اَیْ رَاکِضًا. جس طرح مصدر کو مبالغۃً محمول کرتے ہیں اسی طرح سے یہ بھی ہے بولا کرتے ہیں زَیْدٌ عَدْلٌ۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ
اور جو کوئی چاہے سوائے اسلام کے دین پس ہرگز قبول نہ کیا جاوے گا اس سے اور وہ بیچ آخرت کے
اور جو اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کا خواہاں ہو تو وہ اس سے کبھی قبول نہ کیا جائے گا۔ اور
مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ
ٹوٹا پانے والوں سے ہے (۸۵) کیونکر ہدایت کرے اللہ تعالیٰ اس قوم کو کہ کافر ہوئے پیچھے ایمان اپنے کے
آخرت میں وہ گھاٹے میں رہے گا۔ کس طرح اللہ ان لوگوں کو ہدایت دے جنہوں نے ایمان لانے کے بعد کفر
وَشَهِدُوْۤا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاللّٰهُ لَا
اور گواہی دی یہ کہ رسول سچ ہے اور آئیں ان کے پاس دلیلیں اور اللہ تعالیٰ نہیں
اختیار کیا اور (جو) اقرار کر چکے تھے کہ رسول برحق ہے اور ان کے پاس اس کی نشانیاں بھی آ چکیں تھیں اور
يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۶﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ
ہدایت کرتا قوم ظالموں کو (۸۶) یہ لوگ سزا ان کی یہ ہے کہ اوپر ان کے لعنت ہے
اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت کی توفیق نہیں دیا کرتا۔ ایسے لوگوں کی سزا یہی ہے کہ اللہ، ملائکہ اور تمام
اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ
اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی سب کی (۸۷) ہمیشہ رہیں گے بیچ اس کے نہ ہلکا کیا جاوے گا
لوگوں کی ان پر لعنت ہو۔ اسی میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان کے عذاب
عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ
ان سے عذاب اور نہ وہ ڈھیل دیئے جاویں گے (۸۸) مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی پیچھے اس کے
میں کمی نہ کی جائے گی۔ اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔ مگر جن لوگوں نے اس کے بعد توبہ کر لی اور
ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۟ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۸۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اور نیکی کی پس تحقیق اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے (۸۹) تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے
اپنی اصلاح کر لی تو اللہ (انہیں) بخشنے والا مہربان ہے۔ یقین جانو جن لوگوں نے
بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ
پیچھے ایمان اپنے کے پھر زیادہ ہوئے کفر میں ہرگز نہ قبول کی جاوے گی توبہ ان کی اور یہ لوگ
ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کر لیا۔ پھر کفر میں بڑھتے گئے۔ ان کی توبہ قبول نہ ہوگی اور یہی لوگ
هُمُ الضَّآلُّوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ
وہ ہیں گمراہ (۹۰) تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے اور مر گئے اور وہ کافر تھے پس ہرگز نہ
گمراہ ہیں۔ یقین کر لو کہ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور حالت کفر
يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ؕ
قبول کیا جاوے گا کسی ان میں کا برابر بھری زمین کے سونا اور اگرچہ بدلہ دے ساتھ اس کے
ہی میں مر گئے تو زمین کے برابر بھی سونا بطور فدیہ دینا چاہیں تو ان سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۹۱﴾ ع ۹ ۱۱ ۱۷
یہ لوگ واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا اور نہیں واسطے ان کے کوئی مدد دینے والا (۹۱)
ان لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے اور انہیں (عذاب سے) بچانے کے لئے کوئی مددگار نہ ملے گا۔

حل لغات۔

لہ اِزْدَادُوْا صیغہ جمع مذکر غائب ماضی۔ باب افتعال اجوف یائی۔ مادہ زَیْد۔ اصل میں تھا اِزْتَیَدُوْا۔ باب افتعال کی تے کو دال سے بدل لیا اِزْدَیَدُوْا ہوا۔ یے متحرک ماقبل مفتوح وہ الف ہو گئی قاعدہ۔ تائے افتعال اکثر تو سالم ہی رہتی ہے مگر کبھی کبھی ان حرفوں سے بدل جاتی ہے ث۔ د۔ ذ۔ ز۔ س۔ ش۔ ص۔ ★

مذہب اسلام کے سوا اور کوئی مذہب قبول نہیں

ف۱ یعنی دینِ خدا کے سوا جو شخص اور کسی راہ پر چلا وہ اس سے قبول نہیں بلکہ آخرت میں وہ نقصان میں ہوگا۔ حدیث میں ہے جس نے کوئی عمل کیا ایسا عمل کہ اس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ عمل مردود ہے یعنی اللہ کے ہاں قبول نہیں۔ اب جس نے کوئی عقیدہ یا کوئی نئی عبادت نکالی اور اس کا ثبوت دین سے یعنی قرآن و حدیث سے نہ ہو، نہ آپؐ کے وقت میں اور نہ صحابہؓ کے وقت میں ہوا ہو تو وہ بدعت ہے اور باطل اور مردود ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اعمال آئیں گے۔ نماز آکر کہے گی کہ خدایا! میں نماز ہوں۔ اللہ فرمائے گا تو اچھی چیز ہے۔ صدقہ آئے گا اور کہے گا میں صدقہ ہوں۔ جواب ملے گا تو بھی خیر ہے۔ روزہ کہے گا میں روزہ ہوں۔ اللہ فرمائے گا تو بہتری پر ہے۔ پھر اسی طرح اور اعمال بھی آتے جائیں گے اور سب کو یہی جواب ملتا رہے گا اِنَّكَ عَلٰى خَيْرٍ۔ پھر اسلام آئے گا اور کہے گا خدایا! تو سلام ہے اور میں اسلام ہوں۔ اللہ فرمائے گا تو خیر پر ہے۔ آج تیرے ہی باعث میں پکڑوں گا اور تیری وجہ سے انعام دوں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے وَمَنْ يَّبْتَغِ الخ معلوم ہوا جو عمل اسلامی تعلیم قرآن و حدیث کے خلاف نکلے گا وہ مردود ہوگا۔ اب دیکھ لو جتنے کام ثواب سمجھ کے کئے جاتے ہیں وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے عمل سے ثابت ہیں یا نہیں۔ اگر ثابت ہیں تو کرو ورنہ چھوڑ دو کیونکہ وہ بدعت ہیں اور اسکا بیان صفحہ ۷ میں بھی گزرا۔

توبہ کب تک قبول ہو سکتی ہے

ف۲ یعنی جبکہ خداوند تعالیٰ منکروں کیلئے ہر قسم کے بیان کا ذکر فرما چکا اور پھر وہ ہدایت پر نہ آئے تو جس طرح ایک طبیب علاج کرکے جب صحت نہیں دیکھتا تو یہی کہتا ہے کہ تم کو کس طرح تندرستی ہو تم ایسی ایسی بدپرہیزی کرتے ہو آرام کس طرح ہو۔ اگر بدپرہیزی نہ کرتے تو انشاء اللہ تم ضرور شفایاب ہو جاتے اسی طرح خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے بدباطن اور سیاہ قلب لوگوں کو کیونکر ہدایت ہو جبکہ وہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے قبل اپنی کتب سابقہ میں ان کی بشارتیں دیکھ کر ان پر ایمان رکھتے تھے اور انکے برحق ہونے کی گواہیاں بھی دیا کرتے تھے باوجود اسکے آپؐ کے بیشمار معجزات بھی دیکھ چکے ہیں لیکن اب عناد اور حسد سے انکے منکر ہو گئے۔ بھلا بتاؤ ایسے ازلی بدبختوں کو ہدایت کب ہو۔ عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ یہ آیت اہل کتاب کے حق میں اتری ہے کیونکہ آپؐ کے نبی ہونے سے قبل یہ لوگ آپکو نبی برحق مانتے اور آپ کا نام لیکر فتح کی دعائیں مانگتے۔ جب آپ نبی ہوئے تو کافر ہو گئے۔ ایسے لوگوں کی سزا دنیا میں یہ ہے کہ خدا کی اور فرشتوں کی اور سب خداشناس لوگوں کی پھٹکار اور آخرت میں عذاب الیم ہے۔ ابن کثیر و تفسیر

ف۳ ایسے وقت آدمی توبہ کرے کہ ابھی موت کا بھی اسکو پورا یقین نہ ہو کہ حالت اضطرار کی نہ ہوئی ہو اپنی زیست کا اسکو بھروسہ ہو اور اس زیست کے سوچے ہوئے زمانہ میں۔۔۔۔ اسکا گناہ سے باز رہنے کا اور آئندہ نیک کام کرنے کا پورا ارادہ ہو ورنہ دم اکھڑ جانے کے بعد جبکہ غرغرہ شروع ہو گیا اور موت کا پورا یقین ہو گیا اور موت کے سامنے آجانے سے ایک اضطرار کی حالت پیش آگئی ہو تو اس وقت کی توبہ ہرگز قبول نہیں ہوتی چنانچہ سورۂ نساء صفحہ ۱۱۵ میں جو قبول توبہ کی آیت ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا کہ توبہ انہی کی قبول ہوتی ہے جن سے گناہ جہالت کے سبب ہو جاتے ہیں پھر فوری وہ اس پر نادم اور تائب ہو جاتے ہیں (خازن و ابن کثیر) اور ترجمان میں ہے کہ توبہ کی عدم قبولیت اس شخص کیلئے ہے جس نے ایک کفر سے توبہ کی دوسرا کفر اختیار کیا جس طرح بعض کافر مسلمان ہو کر رافضی، خارجی، مرزائی، بدعتی بن جاتے ہیں۔ ابو العالیہ نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے حالت کفر و شرک میں گناہوں سے توبہ کی (مثلاً چوری زنا وغیرہ سے) مگر شرک سے توبہ نہ کی۔ یہی حال بعینہٖ ان (نام نہاد) مسلمانوں کا ہے جو مومن کہلا کر گور پرستی پیر و تقلید پرستی کرتے ہیں اور گناہوں سے تو بچتے ہیں مگر شرک نہیں چھوڑتے۔ کوئی غیر اللہ کی نذر نیاز مانتا ہے کوئی کسی کے نام کا جانور ذبح کرتا ہے۔ کوئی مصیبت کے وقت پیر و مرشد کو پکارتا ہے اور غیروں سے مدد و استعانت طلب کرتا ہے۔ مقصد یہ کہ انسان کو ہر وقت تائب رہنا چاہئے نہ معلوم کب موت آجائے ۱۲۔

ف۴ انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت میں آیا ہے کہ ایک دوزخی سے قیامت کے دن کہا جائے گا کہ بھلا اگر ساری دنیا تیرے لئے ہو تو تو اس کو دے کر اپنی جان جہنم سے چھڑائے گا؟ وہ کہے گا ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تو اس سے بھی زیادہ آسان امر تجھ سے چاہتا تھا تیرے باپ آدم کی پیٹھ میں تجھ سے اقرار لیا تھا کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیجیو مگر تو نے نہ مانا اور شرک ہی کرکے لایا (احمد) اب سونا بھر زمین فدیہ میں دے تو وہ بھی قبول نہیں۔ وہاں تو جزا و سزا ہے ۱۲۔

★ ضَ۔طَ۔ظَ۔ اور اس کی تفصیل کتب صرف میں موجود ہے۔ ٢ه مِلْءُ اس کے معنی ہیں کسی چیز کے بھرنے اور پُر کرنے کے اور اس کے لغوی تحقیق ہم الٓمّٓ تا الٓمّٓ الملاسمِ میں بیان کر آئے ہیں وہاں ملاحظہ ہو۔ ٣ه ذَهَبًا تمیز ہے۔ ٤ه اِفْتَدٰی صیغہ واحد مذکر غائب ماضی باب افتعال ناقص یائی۔ فدی مادہ۔ اصل میں تھا اِفْتَدَیَ۔ یے متحرک ماقبل مفتوح وہ الف سے بدل گئی۔ فدیہ کہتے ہیں معاوضہ اور بدلے کو۔ اس جملہ میں تعقید معنوی ہے۔ اصل میں عبارت یوں ہے فلن تقبل من احدہم فدیۃ ولو افتدی ملء الارض ذَهَبًا۔ یا یوں کہئے کہ اصل میں ولو افتدی بمثلہ تھا کما قال تعالیٰ ولو ان للذین ظلموا ما فی الارض جمیعا و مثلہ معہ۔ لفظ مثلہ عبارت سے محذوف ہو گیا اور اس کا محذوف ہونا کلام عرب میں بکثرت شائع ہے بولا کرتے ہیں ضربتہ ضرب زید ای مثل ضربہ ولا ابا حسن لہا ای لا مثل ابی حسن۔

لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۚ

ہرگز نہ پہنچو گے تم بھلائی کو یہاں تک کہ خرچ کرو اس چیز سے کہ دوست رکھتے ہو

تم ہرگز نیکی (کا درجہ) حاصل نہیں کر سکتے تا وقتیکہ اس چیز میں سے (اللہ کی راہ) میں خرچ نہ کرو جو تمہیں

وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴿٩٢﴾ كُلُّ الطَّعَامِ

اور جو کچھ خرچ کرو تم کسی چیز سے پس تحقیق اللہ تعالے اس کو جاننے والا ہے تمام کھانا

پسند ہو اور جو کچھ بھی (اسکی راہ میں) خرچ کرتے ہو اللہ اس کو خوب جانتا ہے کھانے کی تمام

كَانَ حِلًّا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَائِيلُ عَلَىٰ

تھا حلال واسطے بنی اسرائیل کے مگر جو حرام کیا تھا یعقوب ع نے اوپر

چیزیں بنی اسرائیل کے لیے حلال تھیں بجز ان اشیاء کے جو یعقوب نے خود اپنے اوپر

نَفْسِهِ مِن قَبْلِ أَن تُنَزَّلَ التَّوْرَاةُ ۗ قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ

جان اپنی کے پہلے اس سے کہ اتاری جاوے توریت کہہ پس لاؤ توریت کو

حرام ٹھیرا لیں، پیشتر اس کے کہ توریت نازل ہو (اے پیغمبر) ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم سچے

فَاتْلُوهَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٩٣﴾ فَمَنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللّٰهِ

پس پڑھو اسکو اگر ہو تم سچے پس جو کوئی باندھ لیوے اوپر اللہ تعالے کے

ہو تو توریت لاؤ اور اسے پڑھو پھر اس کے بعد بھی جو اللہ پر جھوٹ باندھے تو ایسے

الْكَذِبَ مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٩٤﴾ قُلْ

جھوٹ پیچھے اس کے پس یہ لوگ وہ ہیں ظالم کہہ

ہی لوگ ہیں جو حد اعتدال سے تجاوز کرنے والے ہیں (اے پیغمبر)

صَدَقَ اللّٰهُ ۗ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ

سچ کہا اللہ تعالے نے پس پیروی کرو دین ابراہیم ع حنیف کی اور نہ تھا وہ

کہہ دیجئے کہ اللہ نے سچ فرمایا ہے پس تم ابراہیم ع کے طریقہ کی پیروی کرو جو حق پسند تھے اور مشرکوں

الْمُشْرِكِينَ ﴿٩٥﴾ إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ

مشرکوں سے ۲ تحقیق پہلا گھر مقرر کیا واسطے لوگوں کے وہ جو بیچ مکے کے ہے

میں سے نہ تھے بیشک پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا وہ وہ ہے جو مکہ میں ہے

مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ ﴿٩٦﴾ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ

برکت والا اور ہدایت واسطے عالموں کے بیچ اسکے نشانیاں ہیں ظاہر

برکت والا ہے اور دنیا جہان کے لئے (مرکز) ہدایت ہے اس میں (دین حق کی) روشن نشانیاں (بھی) ہیں

مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ ۖ وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ۗ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ

مقام ابراہیم ع کا اور جو کوئی داخل ہوا اسمیں ہوتا ہے امن میں اور واسطے اللہ تعالی کے اوپر لوگوں کے

ایک مقام ابراہیم کھڑے ہوئے اور جو بھی اس کی حدود میں داخل ہو جائے وہ امن و حفاظت میں ہے اور

حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ

حج کرنا اس گھر کا جو کہ پا سکے طرف اسکی راہ ۳ اور جو کوئی کفر کرے پس تحقیق اللہ تعالی

اللہ کی طرف سے لوگوں پر فرض ہے کہ جو اس تک پہنچنے کی طاقت رکھے وہ خانہ کعبہ کا حج کرے اور جو انکار کردے

حل لغات : ۱ حِلًّا مصدر ہے حَلّ کا بولا کرتے ہیں حَلَّ الشَّيْءُ حِلًّا ۔ ذُلِّلَتِ الدَّابَّةُ ذُلًّا ۔ عَزَّ الرَّجُلُ عِزًّا ۔ حدیث عائشہ رض میں آیا ہے كُنْتُ أُطَيِّبُهُ لِحِلِّهِ وَحَرَمِهِ ۔ اور چونکہ حِلّ مصدر ہے اس میں مذکر و مؤنث اور واحد و جمع یکساں ہیں قال تعالی لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ ۔ ۲ بِبَكَّةَ بکہ علم (نام) ہے شہر مکہ کا ۔ بکہ ★

صدقہ کا بیان

ف۱ اللہ کو معلوم ہے کہ کیسی چیز خرچ کی، کہاں خرچ کی اور کس کے لئے خرچ کی، جتنی محبوب اور جتنی پیاری چیز جس کے مصرف میں جس قدر اخلاص و حسنِ نیت سے خرچ کرو گے اسی کے موافق خدا تعالیٰ کے یہاں سے بدلہ ملنے کی امید رکھو۔ اعلیٰ درجہ کی نیکی حاصل کرنی چاہو تو اپنی محبوب و عزیز ترین چیزوں میں سے کچھ خدا کے راستہ میں نکالو۔ عمرو بن میمون نے کہا بِرّ سے مراد جنت ہے یعنی اگر تم اپنی پسندیدہ چیزیں راہ خدا میں خرچتے رہوگے تو جنت ملے گی۔ صحیحین و مسند احمد میں ہے کہ ابوطلحہ رضؓ ایک مالدار صحابی تھے مسجد کے سامنے ہی بیرحا نامی آپ کا باغ تھا جس میں گاہ بگاہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے جاتے اور اسکا پانی پیا کرتے تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابوطلحہ رضؓ نے کہا کہ میرا سب سے پیارا اور قیمتی مال یہی باغ ہے۔ میں نے یہ راہ للہ صدقہ دیا۔ حضور! آپ کو اختیار ہے جس طرح چاہیں اسے تقسیم کر دیں۔ آپ یہ سُنکر بہت خوش ہوئے، فرمایا اسے اپنے قرابداروں میں تقسیم کر دو۔ چنانچہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا زاد بھائیوں میں اسے بانٹ دیا۔ الفاظِ حدیث یہ ہیں عَنْ اَنَسٍ كَانَ اَبُوْطَلْحَةَ اَكْثَرَ اَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ نَخْلًا وَّكَانَ اَحَبُّ اَمْوَالِهٖ اِلَيْهِ بِيْرَحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ فَلَمَّا نَزَلَتْ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ الخ قَامَ اَبُوْطَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَاِنَّ اَحَبَّ اَمْوَالِيْ اِلَيَّ بِيْرَحَاءَ وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِّلّٰهِ اَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَّابِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَّابِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْاَقْرَبِيْنَ قَالَ اَبُوْطَلْحَةَ اَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا اَبُوْطَلْحَةَ فِيْ اَقَارِبِهٖ وَبَنِيْ عَمِّهٖ (بخاری پارہ ۱۸) بخاری مسلم میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی کہا مجھے سب سے مرغوب خیبر کی زمین ہے میں اُسے اللہ واسطے دینا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اس کی اصل روک لو اور پھل وغیرہ پیداوار للہ وقف کر دو۔ بزار میں ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ آیت پڑھی تو سوچا کہ کونسی چیز مجھے زیادہ پسند ہے۔ آخر ایک رومی لونڈی کو جو سب سے زیادہ محبوب اور قیمتی تھی راہ للہ آزاد کر دیا تاکہ اس آیت پر عمل ہو جائے ۔ ابن کثیر

چند سوالات کے جوابات

ف۲ یہ تتمہ ہے پہلی بات کا کہ اللہ تعالیٰ نے جوبات فرمادی اُسی پر فیصلہ ہے مسند احمد میں ہے کہ یہود کی ایک جماعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئی۔ آپؐ سے چند سوالات کے صحیح جوابات ملنے کی شرط پر آپ کی نبوت تسلیم کر لینے کا وعدہ کیا اور یہ سوال کئے (۱) اسرائیل نے کیا چیز اپنے اوپر حرام کی تھی؟ (۲) عورت مرد کے پانی (منی) کی کیا کیفیت ہے؟ (۳) نبی امی کی نیند کیسی ہے؟ (۴) فرشتوں میں سے کونسا فرشتہ وحی لیکر آتا ہے؟ وغیرہ۔ آپ نے جواباً فرمایا (۱) اسرائیل سخت بیمار ہوتے تو نذر مانی کہ اگر خدا شفاء دے تو سب سے پیاری چیز کھانی چھوڑ دوں گا تب اونٹ کا گوشت اور دودھ چھوڑ دیا۔ (۲) مرد کا پانی سفید رنگ اور گاڑھا ہوتا ہے اور عورت کا پانی زردی مائل پتلا ہوتا ہے۔ جو پانی اوپر آجائے اسی کی اولاد نر یا مادہ ہوتی ہے۔ (۳) نبی اُمّی کی نیند میں اس کی آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا رہتا ہے۔ (۴) جو تمام انبیاء کے پاس وحی لایا یعنی جبرائیل۔ لیکن یہود نے صحیح جوابات سُنکر بھی اسلام قبول نہ کیا ۔ ابن کثیر

حج کا بیان

ف۳ جب یہ آیت نازل ہوئی وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ تو یہود نے کہا کہ ہم بھی مسلمان ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مسلمانوں پر تو حج فرض ہے، یہود نے کہا ہم پر فرض نہیں اس پر یہ آیت اُتری کہ جو منکر ہوا اللہ کو پرواہ نہیں (لباب جلد اول صفحہ ۵) مشکوٰۃ باب المساجد صفحہ ۶۴ میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ہے کہ سب سے پہلے خانہ کعبہ مقرر ہوا پھر مسجد اقصیٰ۔ ترغیب صفحہ ۲۲۵ میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدمؑ سے کہا کہ تم سے دو ہزار برس پہلے ہم نے اس گھر کا حج کیا ہے اور صفحہ ۲۲۹ میں حضرت علی رضؓ سے مرفوعاً ہے کہ جس نے باوجود طاقت کے حج نہ کیا تو وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مرے گا۔ حدیث امامہ میں مرفوعاً آیا ہے کہ جو شخص مر گیا اور اس نے حج اسلام نہ کیا اور اسکو کسی بیماری یا بادشاہ ظالم یا حاجت ظاہری نے نہ روکا ہو تو وہ جس حال پر چاہے مرے یہودی یا نصرانی، روایت کیا اسکو احمد بیہقی وغیرہ نے۔ ایک روایت میں ہے نہ اُس نے حج کیا اور نہ اُس کی طرف کسی نے حج کیا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ تارکِ حج کافر ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص باوجود طاقت کے حج کئے بغیر مر گیا تو قیامت کے دن اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہوگا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عبادت، قربانی، طواف، نماز، اعتکاف وغیرہ کے لئے خانہ کعبہ جیسی کسی غیر اللہ کیلئے یا قبر وغیرہ پر جا کر یہ عبادت کرنا شرک ہے۔ حج کا مزید بیان سورہ بقرہ رکوع ۸ و ۹۔ اور سورۂ حج کے رکوع ۴ میں ہے

★ اور بکہ دونوں مرادف لفظ ہیں جیسے نبیط اور نمیط دونوں شہر وہنار کے ایک مقام کے نام ہیں میم ب سے بدل ہو گئی جیسے راتب اور راتم میں۔ بعض اور مغلطہ میں بعض کہتے ہیں مکہ شہر کا نام ہے اور بکہ مسجد الحرام کا۔ یہ بکہ اِذَا زَحَمَہٗ سے مشتق ہے۔ چونکہ ایام حج میں یہاں لوگ کثرت سے جمع ہوتے اور ازدحام کرتے ہیں اس لئے اسے بکہ کہتے ہیں یا تبک بمعنی تدق سے لیا گیا ہے۔ چونکہ بلد حرام ظالموں اور جابروں کی گردنیں توڑتا ہے اسلئے اسے بکہ کہتے ہیں۔

غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۷﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ

بے پرواہ ہے عالموں سے کہہ اے اہل کتاب کے کیوں کفر کرتے ہو

تو یاد رہے کہ اللہ تمام دنیا سے بے نیاز ہے۔ کہہ دیجئے اے اہل کتاب! تم کیوں اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہو

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۸﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ

ساتھ نشانیوں اللہ تعالیٰ کے اور اللہ تعالیٰ گواہ ہے اوپر اس چیز کے کہ کرتے ہو تم کہہ اے اہل کتاب

حالانکہ تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس پر شاہد ہے کہہ دیجئے۔ اے اہل کتاب

لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّ

کیوں بند کرتے ہو راہ خدا تعالیٰ کی سے اس شخص کو ایمان لاتا ہے چاہتے ہو واسطے اس کے کجی اور

تم اس شخص کو اللہ کی راہ سے کیوں روکتے ہو جو ایمان لا چکا ہے۔

اَنْتُمْ شُهَدَآءُ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۹﴾

تم گواہ ہو اور نہیں اللہ تعالیٰ غافل اس چیز سے کہ کرتے ہو تم ف

تم اس راہ میں عیب کے متلاشی رہتے ہو۔ حالانکہ (حقیقت سے) باخبر ہو اور یاد رکھو اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر کہا مانو گے تم ایک فرقے کا ان لوگوں سے جو دیئے گئے ہیں

اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب کے کسی گروہ کی اطاعت قبول کرو گے تو وہ تمہیں

الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَكَيْفَ

کتاب پھیر دیں گے تم کو پیچھے ایمان تمہارے کے کافر ف اور کیونکر

تمہارے ایمان لانے کے بعد بھی کافر بنا دیں اور تم کس طرح

تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ۗ

کفر کرو گے تم اور حالانکہ پڑھی جاتی ہیں اوپر تمہارے نشانیاں اللہ تعالیٰ کی اور بیچ تمہارے ہے پیغمبر اسکا

کفر اختیار کرو گے حالانکہ تمہیں اللہ کے احکام پڑھ کر سنائے جاتے ہیں اور اس کا رسول بھی تم میں موجود ہے

وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ ع ۱۰ / ۱

اور جو کوئی محکم پکڑے اللہ تعالیٰ کو پس تحقیق راہ دکھلایا گیا طرف راہ سیدھی کے ف

اور یاد رکھو جس نے اللہ کے دین کو مضبوطی سے پکڑا۔ یقیناً اسے سیدھی راہ دکھا دی گئی

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ تعالیٰ سے حق ڈرنے اسکے کا اور ہرگز نہ مرو تم

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرو تو

اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ

مگر اور تم مسلمان ہو ف اور پکڑو محکم رسی اللہ تعالیٰ کی

صرف اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو اور سب کے سب مل کر اللہ کی رسی کو

جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ

اکٹھے اور مت متفرق ہو اور یاد کرو نعمت اللہ تعالیٰ کی اوپر اپنے جس وقت ف

مضبوطی سے پکڑے رہو۔ اور آپس کی اختلافات سے بچو اور اللہ کے تم پر جو انعامات ہیں انہیں یاد کرو

حل لغات:- تقاۃ مصدر ہے اتقی کا جس طرح تؤدۃ مصدر ہے اتادکا۔ اور اس کی مزید تفصیل الا ان تتقوا منھم تقٰۃ میں گزر چکی وہاں دیکھو۔

اہل کتاب کی ہٹ دھرمیاں۔ ف۱ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حق سے عناد اور اس کی آیتوں سے کفر کرنے والوں کو ڈرایا ہے۔ اہل کتاب ہمارے نبی امی سید اولاد آدم خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتیں اور آپ کا ذکر پڑھنے کے باوجود بھی ایمان نہ لاتے اور لوگوں کو بھی اسلام سے روکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہاری تکذیب حق اور میرے بندوں کی راہ میں روڑے اٹکانے اور تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہوں اُس دن پکڑوں گا جس دن کوئی سفارش اور مددگار نہ ملے گا ۱۲ ف۲ پہلے اہل کتاب کو ڈانٹا گیا تھا کہ جان بوجھ کر کیوں لوگوں کو گمراہ کرتے پھرتے ہو یہاں مسلمانوں کو نصیحت کی گئی کہ تم ان مفسدین کے پھندے میں نہ آنا۔ اگر ان کے اشاروں پر چلوگے تو اندیشہ ہے کہ آہستہ آہستہ نور ایمان یعنی قرآن وحدیث کی تابعداری جماعت حقہ سے نکل کر کفر کے تاریک گڑھے میں دوبارہ نہ جا گرو ۱۲۔ ف۳ اللہ کو محکم پکڑو اس سے یہ مراد ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا اور سب ماسوا کو چھوڑ کر اسی کے دین کو اختیار کیا تو اس نے سیدھے راستہ کو پالیا۔ جامع البیان صفحہ ۸۶ میں ہے اِنَّ اللّٰہَ قَضٰی عَلٰی نَفْسِہٖ اَنَّہٗ مَنْ اٰمَنَ بِہٖ ھَدَاہُ وَمَنْ وَثِقَ بِاللّٰہِ اَنْجَاہُ وَتَصْدِیْقُ ذٰلِکَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ وَمَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ھُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ یعنی اللہ نے اپنے پر مقرر کرلیا کہ جو اس پر ایمان لائے اس کو ہدایت کرے اور جو اس کے دین پر مضبوط ہو جائے اس کو نجات بخشے۔ اس بات کی تصدیق یہ آیت ہے ۱۲۔

خوفِ الٰہی کا انجام

ف۴ اللہ سے پورا پورا ڈرنا یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اور کسی طرح کی نافرمانی نہ کی جائے۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یعنی زبان کو محفوظ رکھنے سے خدا کا ڈر حاصل ہوتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہو۔ حق پہنچانے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خیال نہ کرو۔ عدل پر جم جاؤ حتیٰ کہ اپنے نفس ماں، باپ، اولاد کے بارے میں بھی عدل وانصاف کا برتاؤ کرو۔ مسند بزار میں ہے کہ آپؐ ایک انصاری بیمار کی بیمارپرسی کیلئے تشریف لے گئے اور آپ نے پوچھا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا الحمد للہ رب کی رحمت کا امیدوار اور اس کے عذابوں سے ڈر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا سنو ایسے وقت جس دل میں خوف وطمع دونوں ہوں تو اللہ اس کی امیدیں پوری کرتا ہے اور ڈر خوف کی چیز سے بچاتا ہے معلوم ہوا جو اللہ ورسول کی نافرمانی سے بچتا ہے اور شرع کے مطابق چلتا ہے وہی اللہ سے ڈرتا ہے۔ صرف زبانی دعویٰ کرنے سے کچھ نہیں بنتا۔ ہر مسلمان کے دل میں اللہ کا ڈر ہونا چاہیے۔ شیاطین چاہتے ہیں کہ تمہارا قدم اسلام کے راستہ سے ڈگمگا دیں۔ تم کو چاہیے کہ انھیں مایوس کردو، مرتے دم تک کوئی حرکت اسلام کے یعنی قرآن وحدیث کے خلاف نہ کرو۔ تمہارا جینا مرنا سب اسلام پر ہونا چاہیے اور اسلام خدا ورسول کی اطاعت میں فرائض الٰہی بجالانے کو کہتے ہیں۔ فرائض اسلام کے تارک کی موت اسلام پر نہیں ۱۲۔ جامع وابن کثیر وغیرہ

جماعتی زندگی کی تعلیم

ف۵ حبل سے مراد قرآن، اسلام، اخلاص توحید ہے (فتح)، ابن مسعودؓ نے کہا اس سے مراد قرآن ہے۔ صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۸۰ میں ہے کِتَابُ اللّٰہِ ھُوَ حَبْلُ اللّٰہِ مَنِ اتَّبَعَہٗ کَانَ عَلَی الْھُدٰی وَمَنْ تَرَکَہٗ کَانَ عَلَی الضَّلَالَۃِ یعنی کتاب اللہ وہی حبل اللہ ہے۔ جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہے اور جس نے اسکو چھوڑ دیا وہ گمراہ ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قبل از اسلام انصار کے دو قبیلوں اوس وخزرج میں دشمنی تھی اسلام کے بعد بیحد دوستی ہوگئی۔ یہود کو یہ ناگوار معلوم ہوا اسلئے ایک یہودی نے لڑکے کو سکھا کر بھیجا اس نے ان کے مجمع میں ان کے آپس کی پرانی عداوت کا ذکر کیا جس سے وہ متاثر ہوکر لڑنے پر آمادہ ہوگئے۔ جب آپ کو خبر ہوئی تو آپؐ نے وہاں جاکر انکو سمجھایا اور صلح کرادی تب وہ جھگڑے سے رک گئے۔ اس بارے میں یہ چند آیتیں اتریں (مجموعہ تفاسیر ولباب صفحہ ۵) اس آیت میں مسلمانوں کو جماعتی زندگی کا حکم اور تفریق کی ممانعت ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں بیان کیا لوگو! امیر کی اطاعت اور جماعت کو لازم پکڑو۔ حبل اللہ سے یہی دو چیزیں مراد ہیں۔ نیز ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اِنَّ اللّٰہَ یَرْضٰی لَکُمْ ثَلٰثًا اَنْ تَعْبُدُوْہُ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّاَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاَنْ تَنَاصَحُوْا مَنْ وَّلَّاہُ اللّٰہُ اَمْرَکُمْ (مسلم شریف) یعنی اللہ عزوجل تم سے تین باتوں کو پسند کرتا ہے۔ اوّل یہ کہ اسکی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ دوسرے یہ کہ سب ملکر جماعت بندی کے ساتھ اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑلو۔ ٹولی ٹولی نہ بنو۔ تیسرے یہ کہ خدا نے جس شخص کو تمہارا ولی، امام بنایا ہو اس کی خیرخواہی کرتے رہو، بدخواہ بنکر نہ رہو۔ ایک اور حدیث میں فرمایا یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ) یعنی اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے جو شخص جماعت سے علیحدہ ہوا وہ آگ میں ڈالا گیا۔ احادیث مندرجہ بالا کی روشنی میں یہ چیز خوب روشن ہوگئی کہ ہر مسلمان مرد وعورت کیلئے اللہ ورسولؐ کا حکم یہ ہے کہ وہ جماعتی زندگی بسر کرے اور انفرادی زندگی سے بچے کیونکہ جماعتی زندگی کا ترک اسلامی زندگی کا ترک ہے اور جس کی موت انفرادی زندگی پر ہوگی اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔ اسلام کی نظر میں انتشار وافتراق کی زندگی پسندیدہ نہیں بلکہ اللہ ورسولؐ کے نزدیک مسلمانوں کیلئے پسندیدہ امر یہ ہے کہ ایک جماعت ایک امیر، ایک امام کے ساتھ وابستہ ہوکر زندگی گذاریں اسی کا نام شریعتِ الٰہی میں جماعتی زندگی ہے۔ یہی مفہوم آیت وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا الخ کا ہے ۱۲۔ ابوعمار عبدالقہار غفرلہ ولوالدیہ الغفار آمین

كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ

تھے تم دشمن پس الفت ڈالی درمیان دلوں تمہارے کے پس ہو گئے تم ساتھ نعمت اسکی کے

جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر اس نے تمہارے دلوں میں محبت ڈالدی سو تم اس کی

إِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ

بھائی اور تھے تم اوپر کنارے ایک گڑھے کے آگ سے پس چھڑایا تم کو

عنایت سے بھائی بھائی ہوگئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر (کھڑے) تھے پس اس نے

مِنْهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٠٣﴾

اس سے اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تعالی واسطے تمہارے نشانیاں اپنی تاکہ تم راہ پاؤ

تمہیں اس سے بچالیا اسی طرح اللہ اپنی آیتوں کو تمہارے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ

اور چاہیئے کہ ہو تم میں سے ایک جماعت کہ بلاویں طرف بھلائی کی اور حکم کریں ساتھ اچھی چیز کے

اور تم میں سے ایک گروہ ایسا بھی ہونا چاہیئے جو نیکی کی طرف بلائے۔ اچھے کاموں کا حکم دے

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٤﴾

اور منع کریں نامعقول سے اور یہ لوگ وہی ہیں چھٹکارا پانیوالے والے

اور برائی سے باز رکھے اور ایسے ہی لوگ کامیاب رہیں گے

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا

اور مت ہو مانند ان لوگوں کی کہ متفرق ہوئے اور اختلاف کیا پیچھے اس کے کہ آئیں

اور تم ان لوگوں کی مانند نہ ہو جانا جو متفرق ہو گئے اور واضح احکام پا لینے کے بعد بھی

جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٥﴾ يَوْمَ

ان کے پاس دلیلیں اور یہ لوگ واسطے انکے ہے عذاب بڑا اس دن

آپس میں ایک دوسرے سے اختلاف کرنے لگے۔ اور ایسے ہی لوگوں کے لیے بہت بڑا عذاب ہے جس روز

تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ

کہ سفید ہوں گے منہ اور کالے ہوں گے منہ پس اپر جو لوگ کہ کالے ہوئے

بعض چہرے روشن ہوں گے اور بعض سیاہ پڑ جائیں گے تو وہ لوگ جن کے چہرے سیاہ پڑ جائیں (ان سے کہا جائیگا)

وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ

منہ انکے کیا کافر ہوئے ہو تم پیچھے ایمان اپنے کے پس چکھو عذاب

کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا تھا پس کفر کی وجہ سے عذاب

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿١٠٦﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ

بسبب اسکے کہ تھے تم کفر کرتے اور اپر لوگ کہ سفید ہوئے منہ ان کے

کا مزہ چکھو اور وہ لوگ جن کے چہرے روشن ہوں گے۔ وہ

فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١٠٧﴾ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ

پس بیچ رحمت اللہ تعالی کے ہیں وہ بیچ اسکے ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ یہ ہیں نشانیاں اللہ تعالی کی

اللہ کی آغوش رحمت میں ہوں گے (اور) اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم

حل لغات: ۱ شفا کسی چیز کا کنارہ اور جانب اس کا لام کلمہ واو ہے لیکن وہ مذکر میں تو الف سے بدل جاتا ہے اور مونث میں گر پڑتا ہے بولا جاتا ہے اَلشَّفَا وَالشَّفَةُ أَیِ الْجَانِبُ وَالْجَانِبَةُ ۔ ۲ اَنْقَذَکُمْ ۔ اَنْقَذَ صیغہ واحد مذکر غائب ماضی باب افعال صحیح نقذ مادہ۔ اس کے معنی ہیں اَخْلَصَ کے ۔ ۳ یَنْهَوْنَ صیغہ جمع مذکر غائب ★

تبلیغ اور تنظیم کے فوائد۔ ف ۱ یہ آیت دلیل ہے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے وجوب پر۔ جامع ترمذی جلد دوم صفحہ ۴۳۲ میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً موجود ہے مَنْ رَاٰی مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ یعنی آپ نے فرمایا جو کوئی کسی برائی کو دیکھے اُسے ہاتھ سے دفع کرے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے۔ اگر یہ بھی نہ کرسکتا ہو تو اپنے دل سے اسکو برا جانے نفرت کرے اور یہ ادنیٰ درجہ کا ایمان ہے مسند احمد میں ہے آپؐ نے فرمایا اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم اچھائی کا حکم اور برائی کا مقابلہ کرتے رہو ورنہ عنقریب اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل فرمائے گا پھر تم گو دعائیں کرو لیکن قبول نہ ہوں گی۔ احادیث سے معلوم ہوا کہ شرعاً جہاد کی تین قسمیں ہیں مالی۔ نفسی۔ زبانی۔ جس جہاد کا وقت ہو وہی کر دکھانا چاہیئے۔ اس مسئلہ کا مفصل بیان صفحہ ۱۷۲ میں بھی آئے گا انشاء اللہ ۱۲ **ف ۲** جب کہ اگلی آیت میں باہمی اتفاق کا حکم دیا اور اس اتفاق کو قائم رکھنے کے لئے ایک جماعت ناصحین کا قائم ہونا فرض کیا تو اس جگہ اختلاف سے تاکیداً منع فرمایا جس طرح اس حکم کو اوّلاً اتَّقُوا اللّٰہ کہہ کر محکم کیا تھا اسی طرح بعد میں لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ فرما کر آخرت میں سیاہ روئی سے ڈرایا۔ حقیقت یہ ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ چیزوں کے اجتماع میں خدا نے برکت رکھی ہے۔ دیکھئے جب چند بالوں کو باہم ملا لیتے ہیں تو وہ کمزور بال مل کر ایک مضبوط رسّا بن جاتے ہیں۔ اور جب متفرق اینٹ پتھروں کو باہم مجتمع کر لیا جاتا ہے تو کیسی مضبوط دیوار بنجاتی ہے۔ پھر سب سے اشرف المخلوقات انسان ہے۔ اہل ایمان کے تو کیا کہنے ہیں جن کی مجتمع روشنی عالم کو کس قدر منور کرتی ہے۔ چونکہ صحابہؓ نے پورا پورا اس حکم پر عمل کیا تھا ان کے اخلاص اطاعت کی روشنی تھوڑے سے دنوں میں دنیا کے کناروں تک پھیل گئی جس سے خدا کی نافرمان سلطنتیں اور سرسبز حکومتیں ان کے ہاتھ میں آگئیں۔ (اب اختلاف کا بدنتیجہ بھی دیکھ لیجیے) دنیا کی ذلت و خواری آخرت میں عذاب عظیم پھر اس حکم کو کس خوبی کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ بیان سے باہر ہے یعنی لے ایماندارو تم یہود و نصاریٰ کی طرح باہم مختلف نہ ہو جاؤ (تفسیر حقانی) ان آیات میں اختلافات اور فرقہ بندیوں کا مذموم اور مہلک ہونا معلوم ہوا جو شریعت کے صاف احکام پر مطلع ہونے کے بعد پیدا کئے جائیں۔ افسوس ہے کہ آج مسلمان کہلانے والوں میں بھی سینکڑوں فرقے شریعت اسلامیہ کے صریح اور مسلّم و محکم حکموں اور فیصلوں سے الگ ہو کر اور ان میں اختلاف ڈال کر اس عذاب کے نیچے آئے ہوئے ہیں مثلاً صریح فیصلہ ہے کہ انبیاء اولیاء خدا کے شریک نور یا عالم الغیب و حاضر و ناظر نہیں۔ فرائض الٰہی کا تارک عامد کافر ہے۔ تقلید شخصی شرک ہے۔ سورہ فاتحہ بغیر کوئی نماز نہیں خواہ مقتدی ہو یا امام۔ آمین بالجہر و رفع الیدین سنت رسول ہے۔ بغیر امام وقت کی بیعت کئے مرنا جاہلیت کی موت ہے وغیرہ وغیرہ مسائل جنکا قرآن و حدیث سے بالوضاحت حکم یا منع ثابت ہے ان میں اختلاف کرنا یقیناً فرقہ بندی ہے جو نہایت مذموم ہے۔ مسند احمد میں معاویہ بن ابو سفیانؓ سے مرفوعاً آیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا اہل کتاب اپنے دین میں اختلاف کرکے بہتر گروہ بن گئے اور اس میری امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے۔ دوسری روایت میں ہے سب کے سب جہنمی مگر ایک فرقہ جنتی ہے۔ صحابہؓ کے سوال پر جواب ملا وہ ایک جنتی وہ ہے جو میرے اور میرے صحابہؓ کے طریقہ پر ہو۔ آج بحمد اللہ و بفضل اللہ خدا و رسول کے وعدہ کے موافق ایک عظیم الشان جماعت جو قرآن و حدیث کی عامل ہے جماعت غرباء اہلحدیث ثَبَّتَ اللّٰہُ سَوَادَهُمْ خدا کی رسی کو مضبوط تھامے ہوئے مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِیْ کے مسلک پر قائم ہے اور تا قیامت قائم رہیگی انشاء اللہ۔ نیز صاحب موضح لکھتے ہیں معلوم ہوا سیاہ منہ ان کے ہیں جو مسلمانی میں کفر کرتے ہیں یعنی منہ سے کلمہ اسلام کہتے ہیں اور عقیدہ خلاف اسلام کے رکھتے ہیں سب فرقے گمراہ یہی حکم رکھتے ہیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فرقہ ناجیہ کا صرف ایک ہی نام ہے یعنی اصحاب الحدیث جن سے حسد و بغض رکھنا اہل بدعت کی نشانی ہے۔ (غنیۃ الطالبین) یعنی بعضوں کے چہروں پر ایمان و تقوے کا نور چمکتا ہوگا اور عزت و وقار کے ساتھ شاداں و فرحاں نظر آئینگے ان کے برخلاف بعضوں کے منہ کفر و نفاق یا فسق و فجور کی سیاہی سے کالے ہوں گے، صورت سے ذلت و رسوائی ٹپک رہی ہوگی گویا ہر ایک کا ظاہر باطن کا آئینہ بن جائے گا۔ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ یہ الفاظ مرتدین، منافقین، اہل کتاب، عام کفار یا مبتدعین و فساق، فجار سب کو کہے جا سکتے ہیں۔ باقی سیاق آیات سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کفر سے کفر عملی یعنی اختلاف و تفریق مذموم مراد ہے واللہ اعلم ۱۲۔ ابو عمار عبدالقہار غفرلہ ابن الشیخ العلامۃ المحدث عبدالوہاب الدہلوی سقی اللہ ثراہ و جعل الجنۃ الفردوس مثواہ۔ آمین۔

---

۲ مضارع باب فتح ناقص یائی۔ نَہْیٌ مادہ۔ اصل میں تَنْهَيُوْنَ یے متحرک ما قبل مفتوح وہ الف سے بدل گئی اور الف دو ساکنوں کے جمع ہونے کی وجہ سے گر پڑا۔ نہی کے معنے ہیں منع کرنا باز رکھنا کسی کام سے یا بات سے۔ یہ ضد ہے امر کی ۳ تَبْيَضُّ اور اسی طرح تَسْوَدُّ دونوں واحد مؤنث غائب مضارع کے صیغے ہیں اور دونوں کا باب ایک ہے یعنی اِفْعِلال مگر تبیض اجوف یائی ہے اور تسود اجوف واوی۔ پہلے کا مادہ ہے بیض اور دوسرے کا سُود۔ دونوں باہم ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اِبْيِضَاض نہایت سپید ہونا اور اِسْوِدَاد سخت سیاہ ہونا اس باب کا خاصہ ہے لزوم یعنی ہمیشہ لازم آتا ہے اور معنی میں مبالغہ پایا جاتا ہے جیسے اِحْمَرَّ نہایت سرخ ہوا اور اکثر لون و عیب کو شامل ہوتا ہے۔

نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

پڑھتے ہیں ہم انکو اوپر تیرے ساتھ حق کے اور نہیں اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ظلم کا واسطے عالموں کے فا

آپ کو صحیح صحیح طور پر پڑھ کر سناتے ہیں اور اللہ لوگوں پر ظلم نہیں کرنا چاہتا۔

وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾ ع ۸/۲

اور واسطے اللہ تعالیٰ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور طرف اللہ تعالیٰ کے پھیرے جاتے ہیں سب کام فا

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور انجام کار سب امور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

ہو تم بہتر امت جو نکالے گئے ہو واسطے لوگوں کے حکم کرتے ہو ساتھ اچھی طرح کے

تم (اے مسلمانو!) بہترین جماعت ہو جو پیدا کئے گئے ہو لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے

وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ

اور منع کرتے ہو برائی سے اور ایمان لاتے ہو ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور اگر ایمان لاتے صاحب

روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو ان کے لیے

الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ

کتاب البتہ بہتر ہوتا واسطے انکے بعض انہیں سے ایمان والے ہیں اور اکثر ان کے

بہت بہتر ہوتا ان میں بعض تو مومن ہیں اور زیادہ تر

الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّاۤ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ

فاسق ہیں ہرگز ضرر نہ پہنچاویں گے تمکو مگر ایذا تھوڑی اور اگر لڑیں گے تم سے

نافرمان ہیں وہ سوائے معمولی اذیت کے تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اگر تم سے جنگ کریں گے

يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ

پھیر دیں گے تم کو پیٹھ پھر نہیں مدد دیئے جاویں گے ماری گئی اوپر ان کے

تو تمہارے سامنے سے پیٹھ پھیر کر بھاگ اٹھیں گے پھر انہیں کوئی مدد بھی نہ ملے گی ان لوگوں پر جہاں کہیں بھی

الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْۤا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ

ذلت جہاں کہیں پائے جائیں مگر ساتھ پناہ اللہ تعالیٰ کے اور پناہ لوگوں کی سے

پائے جائیں ذلت مسلط ہے۔ ہاں اگر اللہ کی پناہ میں اور لوگوں کی پناہ میں رہیں (تو اور بات ہے) اور

وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ

اور پھر آئے ساتھ غصہ کے اللہ تعالیٰ سے اور ماری گئی اوپر ان کے فقیری

یہ غضب الٰہی لے کر لوٹے اور ان پر (محتاجی) مسکینی کو مسلط کر دیا گیا۔ یہ اس واسطے ہے کہ

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ

یہ اس واسطے کہ تھے وہ کفر کرتے ساتھ نشانیوں اللہ تعالیٰ کے اور مار ڈالتے تھے پیغمبروں کو

یہ اللہ کی آیتوں کی نافرمانی کرتے تھے اور نبیوں کو بلا قصور مار ڈالتے تھے۔

بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ

ناحق یہ بسبب اس کے کہ نافرمانی کی انہوں نے اور تھے حد سے نکل جاتے فا نہیں وہ سب برابر ف

وجہ یہ تھی کہ انہوں نے نافرمانی کی تھی اور حد سے گذر چکے تھے۔ یہ سب یکساں

حل لغات: ۔ لہ سَوَآءً مصدر ہے معنی میں فاعل کے۔ تقدیر عبارت یوں ہے لَيْسُوْا مُتَسَاوِيْنَ۔ اور چونکہ مصدر ہے اس لئے تثنیہ اور جمع کی حالت میں یکساں رہتا ہے بولا کرتے ہیں فُلَانٌ وَّفُلَانٌ سَوَآءٌ اَیْ مُتَسَاوِيَانِ وَقَوْمٌ سَوَآءٌ اَیْ مُتَسَاوُوْنَ۔

ف۱ یعنی جہاد اور امر بالمعروف جو حکم فرمایا یہ ظلم نہیں خلق پر۔ اس میں ان کی تربیت ہے۔ موضح **ف۲** یعنی جہاد میں خلق کی جان اور مال تلف ہو تو مالک کے حکم سے ہے سب کچھ اللہ کا ہے۔

بہتر امت۔ ف۳ اس سورت میں وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ سے بیان امامت نبی کریم تھا۔ دسویں رکوع میں اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ الاٰیۃ سے اس امت کے قبلہ کی برتری دکھلائی گئی ہے۔ گیارھویں رکوع میں وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا الخ سے اس امت کی کتاب و شریعت کی مضبوطی کا اظہار فرمایا۔ اب یہاں بارھویں رکوع کے آغاز سے خود امت مرحومہ کی فضیلت و عظمت کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ اب جو شخص اس امت (خیر الامم) میں شامل ہونا چاہے اُسے چاہیے کہ اللہ کی شرط پوری کرے یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور ایمان باللہ جس کا حاصل ہے کہ خود درست ہو کر دوسروں کو درست کرے۔ مسند احمد میں ابولہب کی بیٹی دُرّہ سے ہے کہ کسی نے آپ سے جب کہ آپ منبر پر تھے پوچھا بہتر کون ہے؟ آپ نے فرمایا زیادہ قاری قرآن و زیادہ پرہیزگار زیادہ امر بالمعروف نہی عن المنکر کرنے والا اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا جامع البیان صفحہ ۵۸ میں ہے کہ یہودیوں نے بعض صحابہؓ سے کہا تھا کہ تم سے ہم افضل ہیں اور ہمارا دین بھی بہتر ہے، اس پر کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ الخ نازل ہوئی یعنی اللہ نے مسلمانوں کو فرمایا بہتر و افضل امت تم ہو مطلب یہ کہ تم خیر الامم ہو کیونکہ تم لوگوں کو خیر یعنی قرآن و حدیث کی اتباع کا حکم کرتے ہو خلاف شرع باتوں سے روکتے ہو شریعت کے ہر مسئلہ کی ہاں کرتے ہو۔ فتح میں ہے کہ یہ امت بہتر ہے جب تک کہ مضمون آیت پر قائم رہے جب امر بالمعروف نہی عن المنکر ترک کر دے گی بہتر نہ رہے گی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اصحاب حضرت اور جو ان کی طرح ہو وہ مراد ہے۔ عکرمہؒ نے کہا کہ یہ آیت ابن مسعود و عمار بن یاسر و اُبی و معاذ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ ٹھیک بات یہی ہے کہ جس میں صفات مذکورہ موجود ہوں، سلف امت ہو یا خلف وہ اس آیت کا مصداق ہے۔ آیت ہذا عام ہے۔ مِنْھُمْ سے مراد عبداللہ بن سلام وغیرہ ہیں ۱۲۔ جامع صفحہ ۵۸

ف۴ اول فرمایا تھا کہ جن کے منہ روشن ہوں وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے یہاں اس کی وجہ اور علت فرمائی کہ یہ نورانیت تم کو اس لئے حاصل ہوئی ہے کہ تم دنیا میں کمال اور درجۂ سعادت حاصل کر چکے ہو بر خلاف اہل کتاب کے کہ ان کو یہ سعادت نصیب نہیں اگرچہ ان میں کسی قدر ایماندار ہیں جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ مگر اکثر فاسق و فاجر اور اسلام کے دشمن ہیں سو اس سعادت کی وجہ سے وہ تم کو کچھ بھی ضرر نہ دے سکیں گے مگر محض زبانی طعن و تشنیع سے دل شکنی کریں تو کریں اور جو تم سے لڑیں گے بھی تو پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے بالخصوص یہود تو ایسے ذلیل و خوار ہونگے کہ دنیا میں ان کو بغیر پناہ الٰہی یعنی ذمی بننے کے اور بغیر امن کے چارہ نہ ہوگا یہ ان کی سرکشی اور نافرمانی اور کفر اور انبیاء علیہم السلام کو ناحق قتل کرنے کا نتیجہ ہے اس پیشین گوئی کے مطابق ظہور میں آیا چنانچہ قرون سابقہ میں ہر قوم پر اسلام نے غلبہ پایا (تفسیر حقانی) اور جامع البیان صفحہ ۵۸ میں ہے کہ یہود نے حسد اور دشمنی کی وجہ سے عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی مسلمانوں کے مارنے کا ارادہ کر لیا تھا اس پر یہ آیتیں اتریں یعنی اللہ نے فرمایا کہ صرف زبانی ایذا تم کو پہنچائیں گے ورنہ اور کچھ نہیں کر سکتے کیونکہ خدا ان کو غلبہ نہ دے گا یعنی نافرمانی اور ظلم کی شامت سے دولت اور حکومت سے ہمیشہ کے واسطے محروم کئے گئے اب ہمیشہ رعیت بن کر جزیہ دے کر رہیں گے (جامع) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اِنَّ الرَّجُلَ لَیُحْرَمُ الرِّزْقَ بِخَطِیْئَۃٍ یَّعْمَلُھَا یعنی انسان گناہوں کے سبب رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے (ابن ماجہ) باطل پرستوں کا یہ پرانا دستور ہے کہ جب دلائل سے عاری ہو جاتے ہیں تو گالی گلوچ پر اتر آتے ہیں اور اخلاق و دیانت کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ باطل پرستوں نے انبیائے کرام کے مقابلہ پر بھی یہی کیا اور آج بھی ایسا ہی کرتے رہتے ہیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم اپنی تفسیر ترجمان القرآن میں لکھتے ہیں "دعوت حق کی مخالفت میں سب سے زیادہ حصہ یہودیوں کا ہے لیکن ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ اپنی بدعملیوں اور سرکشیوں سے مغضوب الٰہی ہو چکے ہیں اور دنیا کا کوئی گوشہ نہیں جہاں اپنے بل بوتے پر زندگی بسر کر رہے ہوں۔ جہاں کہیں بھی پناہ ملی ہے ذلت و نامرادی کی پناہ ہے یعنی یا تو اہل کتاب ہونے کی وجہ سے لوگوں نے چھوڑ رکھا ہے یا پھر حکمراں قوموں نے محکومیت و اطاعت کے قول و قرار پر زندگی کی مہلت دے دی ہے۔ چنانچہ پہلی حالت عرب میں تھی دوسری رُوم اور ایران میں۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ تم ان کی مخالفت سے پریشان خاطر ہو۔ وہ وقت دُور نہیں جب عرب میں ان کی رہی سہی طاقت کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ یہاں یہ حقیقت بھی واضح ہو گئی کہ قرآن قومی محکومیت کی حالت کو کس نظر سے دیکھتا ہے؟ اس زمانے میں یہودی رومیوں کے ماتحت امن کی زندگی بسر کر رہے تھے اور عرب میں بھی ان کی بڑی بڑی بستیاں تھیں لیکن چونکہ حکومت اور فرماں روائی سے محروم ہو چکے تھے اس لئے فرمایا کہ یہ دوسروں کے رحم پر زندگی بسر کرنے والے ہیں" ۱۲۔ **ف۵** ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رات کے اوقات سے نصف شب مراد ہے کہ وہ آدھی رات سے اٹھ کر نماز تہجد میں قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ اس آیت میں سجدے سے نماز مراد ہے کیونکہ سجدہ میں قرآن شریف پڑھنا جائز نہیں۔ بعض نے کہا کہ رات کے اوقات سے عشاء کی نماز کا وقت مراد ہے اور ان کی تعریف میں یہ اس لئے فرمایا کہ یہودی نماز عشاء نہ پڑھتے تھے اور عبداللہ بن سلام وغیرہ اسلام میں داخل ہو کر اس دولت سے بھی بہرہ ور ہوئے ۱۲۔

مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ

اہل کتاب سے ایک جماعت ہے قائم پڑھتے ہیں آیتیں خدا تعالیٰ کی اوقات رات کے میں

نہیں۔ اہل کتاب میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو (راہ ہدایت پر) قائم ہیں۔ رات کے اوقات میں

وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ

اور وہ سجدہ کرتے ہیں ایمان لاتے ہیں ساتھ اللہ کے اور دن آخرت کے اور

کلام الٰہی کی تلاوت کرتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں وہ اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور نیکی کرنے کا حکم

يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ

حکم کرتے ہیں ساتھ بھلائی کے اور منع کرتے ہیں برائی سے اور جلدی کرتے ہیں

دیتے برائیوں سے باز رکھتے اور نیک کاموں میں مسابقت کرتے ہیں

فِى الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا

بیچ بھلائیوں کے اور یہ لوگ ہیں صالحوں سے اور جو کچھ کریں گے

اس قسم کے لوگ نیکوکاروں میں سے ہیں اور (یہ لوگ) جو

مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

بھلائی سے پس ہرگز نہیں کیجاویگی ناقدری اسکی اور اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے پرہیزگاروں کو ف

کچھ بھی نیکی کے کاموں میں کریں گے۔ اسکی ناقدری نہیں کی جائیگی اور اللہ پرہیزگاروں کو اچھی طرح جانتا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِىَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ

تحقیق جو لوگ کافر ہوئے ہرگز نہ کفایت کریں گے ان سے مال ان کے اور نہ

بیشک جن لوگوں نے راہ کفر اختیار کی۔ انہیں ان کی دولت اور ان کی

اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ

اولاد انکی اللہ تعالیٰ سے کچھ اور یہ لوگ ہیں رہنے والے آگ کے وہ ہیں

اولاد اللہ (کے عذاب) سے کچھ بھی نہ بچا سکے گی۔ اور یہ دوزخی ہیں اسی میں

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِىْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ

بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے مثال اس چیز کی جو خرچ کرتے ہیں بیچ اس زندگی

ہمیشہ رہیں گے یہ اس دنیا میں جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کی

الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا

دنیا کے مانند مثال باؤ کے ہے کہ تھا بیچ اسکے پالا پہنچے کھیتی ایک قوم کی کہ ظلم کیا تھا انہوں نے

مثال اس ہوا کی سی ہے جس میں بلا کی سردی ہو اور ایسی قوم کی کھیتی تک جا پہنچے جس نے

اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ

جانوں اپنی کو پس ہلاک کیا اسکو اور نہ ظلم کیا ان کو اللہ نے و لیکن جانوں اپنی کو

(شرک و کفر کی راہ اختیار کرکے) اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اسے تباہ و برباد کرڈالا (اس میں) اللہ نے ان پر کچھ ظلم نہیں کیا۔ بلکہ وہ

يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ

ظلم کرتے تھے ۱۲ اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت پکڑو دوست دلی ف

اپنے آپ پر ظلم کر رہے ہیں اے ایمان والو! اپنوں کو چھوڑ کر غیروں کو رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری نسبت

منزل ۱

حل لغات۔

لہ يَتْلُوْنَ صیغہ جمع مذکر غائب مضارع باب نَصَرَ ناقص واوی تَلْو مادہ۔ اصل میں تھا يَتْلُوُوْنَ۔ واو پر ضمہ ثقیل تھا ماقبل کو دیدیا۔ دو ساکنوں کے جمع ہونے سے پہلے واو کو حذف کر دیا کیونکہ دوسرا واو جمع کی علامت ہے والعلامۃ لاتحذف۔ تلاوت کے اصلی معنی ہیں کسی چیز کے پیچھے پیچھے لگنا۔ چونکہ کسی چیز کے پڑھنے میں بھی پڑھنے والا اصل کلام کی تقلید کرتا ہے یعنی اس کے پیچھے چلا جاتا ہے اس لئے اسکا استعمال قراءۃ اور پڑھنے میں ہونے لگا۔ ٹہ اٰنَآءَ جمع ہے اِنًا کی جس طرح اَمعَاء معیٰ کی اور اس کے لغوی معنے ہیں اوقات و ساعات کے۔ اسی سے ماخوذ ہے تَاَنّی بمعنی تاخیر کیونکہ اس میں بھی اوقات و ساعات کا انتظار کرنا پڑتا ہے اور حدیث اٰذَيْتَ وَ اٰنَيْتَ میں جو اٰنَيْتَ ہے اس کے معنے بھی تاخرت کے ہیں۔ اور یہ حدیث اس واقعہ میں ہے کہ ایک شخص نماز جمعہ میں بدیر شریک ہوا تو آپ نے یہ فرمایا۔ سٰہ يُسَارِعُوْنَ صیغہ جمع مذکر غائب مضارع باب مفاعلہ۔ مسارعہ کہتے ہیں جلدی کرنے کو۔ سُرعۃ اور عجلۃ میں فرق یہ ہے کہ سُرعۃ ایسی چیز کو مقدم کرنے کے ساتھ مخصوص ہے جس کا ★

ف آنَآءَ الَّیْلِ سے مراد تہجد کی نماز ہے اور سجدہ سے نماز نہ رکن خاص کیونکہ رکوع سجدہ میں تلاوت قرآن درست نہیں۔ پھر فرمایا بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں یعنی نیک عمل میں سستی نہیں کرتے۔ یہود کی عادت تھی کہ وہ نیک باتوں کو ٹالتے رہتے تھے "کار امروز را بفردا مگذار" یہ نیک کاموں کے لئے ہے ان میں جلدی منع نہیں بلکہ مستحب ومحمود ہے۔ وہ جو حدیث میں آیا ہے کہ جلدی شیطان کی طرف سے ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ ایسی عجلت نہ کرو جس سے کام بگڑ جائے بلکہ ہر کام کو سوچ سمجھ کر انجام دو "چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی" ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا جب یہود میں سے عبداللہ بن سلام، اسد بن عبید، ثعلبہ بن شعبہ وغیرہ مسلمان ہو گئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تو کفار یہود نے کہا کہ ہمارے رذیل اور کمینے کم درجہ کے لوگ مسلمان ہو گئے اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا تب اللہ نے ان آیات میں کفار یہود کا رد کیا۔ اور ان کو حق کا تابع، پاک باز، قائم اللیل، کلام اللہ کی تلاوت کرنے والے، اللہ اور قیامت پر ایمان رکھنے والے، دین اسلام کی تبلیغ اور نیک کاموں میں سبقت کرنے والے صالحین متقین فرمایا — لباب صفحہ ۵۸

منافقوں اور کفار سے دوستی کی ممانعت

ف۲ اس آیت میں اصحاب نار سے مراد بنو قریظہ ونضیر ومشرکین قریش ہیں کیونکہ ابو جہل کو اپنے مال و دولت پر بڑا فخر تھا تاہم ظاہر یہ ہے کہ ہر کافر مراد ہے۔ بہرحال جو بھی اپنے مال و اولاد کے گھمنڈ میں حق اور حق والوں کی تکذیب ومقابلہ کرے وہ اصحاب نار ہے ۱۲۔ ف۳ یعنی جب کھیتی تیار ہو گئی اس کے کاٹنے کا وقت آیا تو ہوا چلی اس میں پالا تھا وہ اس کو مار گیا بگاڑ گیا۔ یہ آفت ایسے وقت آئی کہ کھیتی والا اس کا سخت ضرورت مند تھا۔ نفع چھوڑ اصل ہی غارت ہو گئی۔ امیدوں پر پانی پھر گیا اسی طرح کفار کا حال ہے جو کچھ یہ خرچ کرتے ہیں اس کا نیک بدلہ تو کہاں اور اُلٹا عذاب ہوگا۔ یہ کچھ خدا کی طرف سے ظلم نہیں بلکہ ان کی بداعمالیوں کی سزا ہے۔ اللہ ظلم سے پاک ہے انسان جیسا کرے گا ویسا بھرے گا ۔ گندم از گندم بروید جو ز جو ٭ از مکافات عمل غافل مشو

پس جو مال خرچ کیا اور اللہ کی رضا پر نہ دیا آخرت میں وہ دیا نہ دیا برابر ہے — موضح وجامع۔

ف۴ ابن جریر میں ہے کہ جس طرح اسلام سے پہلے یہود اور اہل عرب میں دوستی تھی اور آپس میں کچھ کفر واسلام کا فرق نہ تھا اسی طرح اسلام کے بعد بھی اکثر مسلمان یہود اور منافقوں سے وہی قدیمی اتحاد برتتے تھے اور یہود ومنافقوں کا یہ حال تھا کہ دوستی کے پردہ میں مسلمانوں سے طرح طرح کے فریب کیا کرتے تھے مثلاً شاس بن قیس نے دوستی کے پردہ میں یہ فریب کیا کہ اوس اور خزرج مسلمانوں کے دو قبیلوں میں لڑائی کا سامان پیدا کر دیا جس کا ذکر صفحہ ۹۰ پر گذر چکا ہے اور عبداللہ بن اُبی رئیس المنافقین نے یہ کیا کہ عین میدان جنگ سے اُحد کی لڑائی کے وقت لشکر اسلام میں سے تین سو آدمیوں کو بہکا کر مدینہ لے آیا جس کا بیان اگلے صفحہ میں آئے گا انشاء اللہ۔ اس آیت میں اللہ نے اپنے مومن بندوں کو اس بات سے منع فرما دیا کہ وہ منافقوں اور مخالفوں کو اپنے بھید سے باخبر نہ کریں۔ حدیث ابو سعیدؓ میں ہے کہ اللہ ہر رسول وخلیفہ کے دو ہمراز مقرر فرماتا ہے ایک خیر کا ایک برائی کا۔ معصوم وہی ہے جس کو اللہ اس کی برائی سے بچا لے (بخاری) کسی نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اہل حیرہ کا امین کاتب جو نہایت ہوشیار ہے اسکو اپنا منشی رکھ لو۔ آپ نے فرمایا پھر تو غیر مومن کو راز دار بنا لوں گا جس سے خدا نے منع فرمایا ہے۔ معلوم ہوا ایسے لوگوں سے میل جول نہ رکھنا چاہئے کیونکہ وہ تمہارے سخت بدخواہ ہیں ان سے خیر خواہی کی توقع نہ کرو (لباب) ابن کثیر میں ہے کہ ان باتوں سے بھی ان کی عداوت ٹپک رہی ہے۔ پھر جو ان کے دلوں میں تباہ کن شرارتیں ہیں وہ تو تم سے مخفی ہیں لیکن ہم نے تو صاف بیان کر دیا ہے۔ عاقل لوگ ایسے منافق مکاروں کی مکاری میں نہیں آتے — ابو عمار عبدالقہار بن العلامۃ المحدث عبدالوہاب صاحب رحمہ اللہ

★ مقدم کرنا لائق ہے اور جس چیز کا مقدم کرنا لائق نہیں اسے مقدم کرنا عجلہ ہے۔ ؎ صِرٌّ سخت ٹھنڈک ٹھر۔ اور عجب نہیں کہ صِرٌّ بگڑ کر ٹھر ہو گیا ہو۔ ؎ بِطَانَۃً مصدر ہے بولا کرتے ہیں بَطَنَ یَبْطُنُ بُطُوْنًا وَبِطَانَۃً۔ بِطَانَۃُ الرَّجُلِ آدمی کا خالص دوست جس پر بھروسہ کر کے اپنے اسرار ظاہر کر دے یہ بطن ضد ظہر سے ماخوذ ہے۔ اسی سے ہے بِطَانَۃُ الثَّوْبِ یعنی وہ کپڑا جو بدن سے چمٹا رہتا ہے جسے اردو میں استر کہتے ہیں۔ چونکہ آدمی کا راز دار دوست بھی شدت قرب میں اس کپڑے کے منزلہ میں ہوتا ہے جو بدن سے قریب اور متصل رہتا ہے اس لئے اُسے بطانہ کہتے ہیں۔

دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ

سوائے اپنے سے نہیں کمی کرتے تم سے تباہ کرنے میں دوست رکھتے ہیں یہ کہ ایذا میں پڑو تم تحقیق ظاہر ہوئی

فساد برپا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے وہ وہی بات پسند کرتے ہیں جس سے تمہیں رنج پہنچے

الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚۖ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ

ناخوشی منہ ان کے سے اور جو کچھ چھپاتے تھے سینے ان کے بہت بڑا ہے

دشمنی کا تو ان کے منہ سے اظہار ہو چکا اور جو کچھ (بغض وعناد) انکے سینوں میں چھپا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے ہم نے

قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ هٰۤاَنْتُمْ

تحقیق بیان کیں ہم نے واسطے تمہارے نشانیاں اگر ہو تم سمجھتے خبردار ہو تم

تمہارے لئے نشانیاں واضح کردی ہیں اگر تم سمجھ بوجھ رکھتے ہو دیکھو! تم ایسے ہو کہ ان سے

اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا یُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ

وہ لوگ ہو دوست رکھتے ہو انکو اور نہیں دوست رکھتے وہ تمکو اور ایمان لاتے ہو ساتھ کتاب ساری کے

محبت رکھتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں رکھتے اور تم تمام کتابوں کو مانتے ہو

وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۖۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَیْكُمُ

اور جس وقت ملاقات کرتے ہیں تم سے کہتے ہیں ایمان لائے ہم اور جب اکیلے ہوتے ہیں کاٹتے ہیں اوپر تمہارے

(اور وہ نہیں مانتے) اور جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لاچکے ہیں اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو تمہارے

الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَیْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَیْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ

انگلیاں غصے سے کہہ کر مرجاؤ ساتھ غصے اپنے کے تحقیق اللہ جانتا ہے

غصے کے تم پر انگلیاں کاٹتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ اپنے (جوش) غضب میں ہلاک ہوجاؤ اللہ بیشک

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۟

سینے والی بات کو اگر لگے تم کو بھلائی ناخوش کرتی ہے انکو

سینوں کے بھیدوں کو جاننے والا ہے اگر تمہیں کوئی فائدہ پہنچے تو انہیں ناگوار گزرتا ہے،

وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَیِّئَةٌ یَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا

اور اگر پہنچے تمکو برائی خوش ہوتے ہیں ساتھ اسکے اور اگر صبر کرو تم اور پرہیزگاری کرو تم

اور اگر کوئی تکلیف پہنچے تو اس سے وہ خوش ہوتے ہیں اور اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری پر قائم رہو تو

لَا یَضُرُّكُمْ كَیْدُهُمْ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ ﴿۱۲۰﴾ ع ۱۲ ۱۱ ۳

نہ ضرر کرے گا تم کو مکر انکا کچھ تحقیق اللہ تعالیٰ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں گھیرنے والا ہے

انکا مکر وفریب تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ بیشک ان کے اعمال اللہ کے احاطۂ علم میں ہیں

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِیْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ

اور جب صبح کو نکلا تو لوگوں اپنے سے جگہ دیتا ہے مسلمانوں کو بیٹھنے کی واسطے لڑائی کے

اور یاد کرو، جب (اے پیغمبر اسلام) آپ اپنے گھر سے صبح کے وقت نکل کر مومنوں کو جنگ کے مورچوں پر بٹھا رہے تھے اور

وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۲۱﴾ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ

اور اللہ تعالیٰ ہے سننے والا جاننے والا جب قصد کیا تھا دو فرقوں نے تم میں سے یہ کہ نامردی کریں وہ

اللہ تمہارے دل کی باتوں کو سنتا اور (ارادوں کو) جانتا ہے۔ جب تم میں سے دو گروہوں نے ارادہ کیا تھا کہ ہمت ہار دیں حالانکہ اللہ

حل لغات:۔
۱ لَا یَاْلُوْنَ صیغہ جمع مذکر غائب مضارع باب نصر مہموز الفاء ناقص واوی۔ اَلْوٌ مادہ۔ اصل میں تھا لَا یَاْلُوُوْنَ۔ واو پر ضمہ ثقیل تھا ماقبل کو دیدیا۔ دو ساکنوں کے جمع ہونے سے واو حذف ہوگیا الو کہتے ہیں کسی کام میں تقصیر کرنے کو بولا کرتے ہیں اَلَا فِی الْاَمْرِ ای قَصَّرَ لَا یَاْلُوْنَ ای لَا یُقَصِّرُوْنَ۔
۲ خَبَالًا خبال کہتے ہیں فساد ونقصان کو۔ قال تعالیٰ لَوْ خَرَجُوْا فِیْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا ای فَسَادًا وَّ ضَرَرًا۔ اہل محاورہ ناقص العقل آدمی کو رَجُلٌ مَّخْبُوْلٌ کہتے ہیں ۳ عَنِتُّمْ ماخوذ ہے عنت سے جس کے معنی ہیں شدت ضرر اور مشقت کے قَالَ تعالیٰ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ۔
۴ اَفْوَاهِهِمْ افواہ جمع ہے فم کی۔ اور فم کی اصل ہے فُوْهٌ یقال فوہ وافواہ کسوط واسواط وطوق واطواق۔ فراخ دہن کو افوہ اور بے دھڑک بولنے والے کو مفوہ کہتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوگیا کہ فم کی اصل فوہ تھی۔ ہے کو تخفیفاً حذف کر دیا پھر واو کی جگہ میم کو رکھ دیا کیونکہ دونوں ایک مخرج کے حرف ہیں یعنی شفوی ۵ اَلْاَنَامِلَ جمع ہے اَنْمُلَۃٌ کی میم کی تینوں ★

ف۱ پھر فرمایا دیکھو کتنی کمزوری کی بات ہے کہ تم ان یہود سے محبت رکھو اور وہ تمہیں نہ چاہیں۔ تمہارا ایمان کل کتاب پر ہو اور یہ شک شبہ میں ہی پڑے ہوئے ہیں۔ تم ان کی کتاب کو مانو لیکن یہ تمہاری کتاب کی تکذیب کریں حقیقت یہ ہے کہ اگر کبھی سامنے پڑجائیں تو اپنی ایمانداری کی داستان بیان کرنے لگتے ہیں لیکن جب ذرا الگ ہوتے ہیں تو پھر غیظ و غضب سے جلن اور حسد سے اپنی انگلیاں چباتے ہیں۔ مسلمانوں کو انکی ظاہرداری پر نہ ریجھنا چاہیئے خدائے تعالیٰ اسلام اور مسلمانوں کو اور ترقیات و فتوحات عنایت فرمائے گا تم غصہ کھا کھا کر مرتے رہو۔ اگر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرجاؤ گے تب بھی تمہاری آرزوئیں پوری نہ ہوں گی، خداوند تعالیٰ اسلام کو غالب اور سربلند کرکے رہے گا۔ اگلی آیت میں فرمایا اگر تمہاری ذرا سی بھی بھلائی دیکھتے ہیں مثلاً مسلمانوں کا اتحاد و یک جہتی یا دشمنوں پر غلبہ یا اور کوئی دُنیاوی بھلائی تو حسد کی آگ میں پھنکنے لگتے ہیں اور جہاں تم پر کوئی مصیبت نظر آئی تو خوشی کے مارے پھولے نہیں سماتے۔ بھلا ایسی کمینی قوم سے ہمدردی اور خیر خواہی کی کیا توقع ہوسکتی ہے پھر کیوں دوستی کا ہاتھ ان کی طرف بڑھایا جائے ۱۲۔

واقعات جنگِ اُحُد و بدر۔ ف۲ یہود کے ساتھ اکثر منافق بھی ملے ہوئے تھے اس واسطے اُن کے ذکر کے ساتھ ان کا ذکر بھی فرمایا۔ اب اللہ تعالیٰ ایمانداروں کو خطاب کرکے فرماتا ہے کہ ان شریروں کی شرارت اور ان بدبختوں کے مکر سے اگر نجات چاہتے ہو تو صبر و تقویٰ اور توکل کرو خدا خود تمہارے دشمنوں کو گھیر لے گا کسی بھلائی کے حاصل کرنے اور کسی بُرائی سے بچنے کی کسی میں طاقت نہیں جو خدا چاہتا ہے ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوسکتا۔ جو اس پر توکل کرے اسے وہ کافی ہے۔ اسی مناسبت سے اب جنگ اُحُد کا ذکر شروع ہوتا ہے جس میں مسلمانوں کے صبر و تحمل کا بیان اور آزمائش خدا کا پورا نقشہ ہے اور مومن و منافق کی ظاہر تمیز ہے ۱۲۔

ف۳ یہاں جنگ احد کا واقعہ بیان کیا ہے۔ بات یوں ہے کہ جب رمضان سنہ ۲ھ میں مشرکین مکہ کا ایک قافلہ شام سے مکہ جارہا تھا۔ اس قافلہ میں تجارت کا بہت سامان تھا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام قافلہ کی خبر پاکر تین سو تیرہ صحابہ رض کے ساتھ مدینہ سے نکلے۔ اُدھر مشرکین مکہ خبر سُن کر مکہ سے باہر آئے اور مقام بدر پر جنگ ہوئی۔ یہ پہلی اسلام کی لڑائی تھی۔ الحمدللہ مسلمانوں کو فتح ہوئی مشرکین کے بڑے بڑے سردار ابوجہل وغیرہ مارے گئے اور ستر قید ہوئے جن میں حضرت عباس رض وغیرہ بھی تھے۔ مشرکین کو اپنی شکست کا بڑا قلق تھا تب تقریباً ۱۳ ماہ بعد ۱۱ شوال بروز ہفتہ سنہ ۳ھ میں جنگ اُحُد ہوئی۔ مشرکین مکہ کو بدر کا بڑا افسوس و قلق تھا اب اس کا بدلہ لینے کی غرض سے بڑی بھاری تیاری کی تمام وہ تجارتی مال و اسلحہ وغیرہ جو بدر کی لڑائی سے دوسرے ذریعہ سے بچ گیا تھا اکٹھا کیا اور چوطرف کے لوگوں کو جمع کرکے تین ہزار کا لشکر لے کر مدینہ سے تین چار میل جبل اُحد کے قریب خیمہ زن ہوگئے۔ اِدھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی نماز کے بعد مالک بن عمرو کے جنازہ کی نماز پڑھائی جو قبیلہ بنی النجار میں سے تھے۔ پھر لوگوں سے مشورہ کیا کہ انکی مدافعت کی کیا صورت ہونی چاہیئے؟ پھر آپ ایک ہزار کا لشکر لے کر مدینہ سے نکل کھڑے ہوئے لیکن عبداللہ بن اُبی رئیس المنافقین نے لوگوں کو بہکایا کہ جب ہماری رائے کو (جو مدینہ میں رہ کر لڑنے کی تھی) نہ مانا تو ہم کو نہ جانا چاہیئے راستہ ہی سے تین سو آدمیوں کو بہکا کر واپس آگیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی اور صرف سات سو صحابہ رض کو ہی لے کر اُحُد پہاڑ کا رُخ کیا۔ اُحُد پہاڑ مسلمانوں کی پشت کی طرف تھا۔ لڑائی سے پہلے آپ نے پچاس تیرانداز صحابہ رض کو پہاڑ کے ایک درّہ پر معین کر دیا اور عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرماکر تاکید فرمادی کہ ہم کو فتح یا (خدا نخواستہ) شکست ہو تم لوگ اپنے اس مقام کو ہرگز نہ چھوڑیں کیونکہ ابوسفیان مع سو سواروں کے ایک جانب بایں ارادہ کھڑے تھے کہ جب پیدل کی لڑائی شروع ہوجائے تو مسلمانوں کی پشت سے یہ سوار حملہ کریں۔ یہ انتظامات کرکے آپ خود بنفس نفیس تیار ہوگئے۔ دوہری زرہ پہنی حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا۔ آج چند لڑکے بھی لشکر محمدی میں نظر آتے تھے۔ قریش کا لشکر تین ہزار تجربہ کار افراد کا تھا۔ پھر لڑائی شروع ہوئی جس کے تفصیلی واقعات اور بیانات موقع بموقع تفصیل کے ساتھ آتے رہیں گے ان شاء اللہ (فتح الباری و ابن کثیر وغیرہ) صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۰۴ میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اِذۡ ھَمَّتۡ طَّآئِفَتٰنِ الخ کی آیت ہماری ہی قوم بنی حارثہ اور بنی سلمہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ اسی اثنا میں عبداللہ بن اُبی کی علیحدگی سے ان دونوں قبیلوں کے دلوں میں کچھ کمزوری اور بزدلی پیدا ہوگئی تھی مگر اللہ نے ان کی مدد فرمائی۔ دلوں کو مضبوط کردیا کہ مسلمانوں کا بھروسہ تنہا خدائے واحد کی اعانت و نصرت پر ہونا چاہیئے تعداد اور سامان وغیرہ کوئی چیز نہیں وہ مظفر و منصور کرنا چاہتا ہے تو سب سامان و تدبیریں رکھی رہ جاتی ہیں اور غیبی تائید سے فتح مبین حاصل ہوجاتی ہے جیسا کہ معرکہ بدر میں ہوا لیکن ہمکو اس آیت کے بیان کرنے سے عار نہیں کیونکہ اس میں یہ لفظ بھی ہے کہ اللہ ان دونوں کا ولی ہے۔ پس مسلمانوں کو اللہ سے ڈرنا چاہیئے تاکہ اس کی طرف سے مزید انعام و احسان ہوں اور مزید شکر گزاری کا موقع ملے ۱۲۔

★ حرکتوں کے ساتھ۔ اور انملۃ کہتے ہیں سر انگشت کو۔ ذات یہ کلمہ نسبت مؤنث کیلئے وضع کیا گیا ہے جس طرح کلمہ ذُو نسبت مذکر کے لئے موضوع ہے۔

وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلَقَدْ

اور اللہ تعالیٰ دوست دار تھا انکا اور اوپر اللہ کے پس چاہئے کہ توکل کریں ایمان والے اور البتہ تحقیق

ان کا مددگار تھا اور چاہیئے کہ مومن اللہ ہی پر توکل کریں اور بیشک بدر میں

نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

مدد دی تم کو اللہ نے بیچ بدر کے اور تم تھے ذلیل پس ڈرو اللہ سے تو کہ تم

اللہ تمہاری مدد کر چکا تھا حالانکہ تم کمزور تھے پس اللہ ہی سے ڈرو تاکہ (اس کی نعمتیں پاکر)

تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ

شکر کرو جس وقت کہتا تھا تو واسطے مسلمانوں کے کیا نہ کفایت کریگا تم کو یہ کہ

شکرگزاری کرسکو (بدر ہی کا یہ واقعہ بھی یاد کرو) جب آپ مومنوں سے کہہ رہے تھے کیا تمہارے لیے اتنا

يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿۱۲۴﴾

مدد کرے تمکو رب تمہارا ساتھ تین ہزار کے فرشتوں سے اتارے ہوئے بلا

کافی نہیں کہ اللہ تین ہزار نازل شدہ فرشتوں سے تمہاری مدد کرے

بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا

بلکہ اگر صبر کرو تم اور پرہیزگاری کرو تم اور آدیں تم پر اپنے جوش سے جو یہ ہے

کیوں نہیں (کافی ہے) اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری پر قائم رہو۔ اور پھر اگر وہ

يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾

مدد کرے گا تم کو رب تمہارا ساتھ پانچ ہزار کے فرشتوں سے نشانی کرنے والے

اس جوش میں تم پر چڑھ آئیں تو اللہ پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کر بیگا جو کہ خود دلکو نشاندار کیے ہوں گے

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ؕ

اور نہیں کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے مگر خوش خبری واسطے تمہارے اور تو کہ آرام پکڑیں دل تمہارے ساتھ اس کے

اور یہ (امداد) تو خدا نے محض تمہیں خوش کرنے کو کی ہے۔ اور اس لیے کہ تمہارے دلوں کو تسکین ہو اور نصرت تو اللہ

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا

اور نہیں مدد مگر نزدیک اللہ تعالیٰ غالب حکمت والے کے سے تو کہ کاٹ ڈالے ایک ٹکڑا

ہی کی جانب سے ہے جو غالب ہے اور حکمت والا ہے (اور یہ) اس لیے کہ ان لوگوں

مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَيْسَ

ان لوگوں سے جو کافر ہوئے یا ذلیل کرے انکو پس پھر جاویں نامراد نہیں

کے ایک حصہ کو ہلاک کردے جنہوں نے راہ کفر اختیار کی یا ذلیل ورسوا کردے کہ نامراد ہو کر لوٹ جائیں آپ کو

لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ

واسطے تیرے۔ اس کام میں سے کچھ یا پھر آوے اوپر ان کے یا عذاب کرے انکو

اس معاملہ میں کوئی دخل نہیں۔ چاہے (اللہ) انہیں معاف کردے چاہے انہیں عذاب دے

فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ

پس تحقیق وہ ظالم ہیں وقف اور واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے

کیونکہ وہ ظالم ہیں اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ ہی کا ہے۔ جسے

منزل ۱

حل لغات:۔

۱ فَوْرِهِمْ فور مصدر ہے فَارَ يَفُوْرُ کا اور اس کے معنی ہیں جوش میں آنا۔ جب ہنڈیا میں جوش آتا ہے تو فَارَتِ الْقِدْرُ بولا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ جہنم کے حال میں فرماتا ہے وَهِيَ تَفُوْرُ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ پھر یہ لفظ سرعت کے معنی میں استعارہ کرلیا گیا۔ يقال جاء فلان ورجع من فوره اور یہی معنے ہیں اصولیوں کے اس قول کے الامر للفور والتراخی ابھی اسی دم۔ فور کا ٹھیٹ اردو ہے۔

۲ مُسَوِّمِيْنَ صیغہ جمع مذکر اسم فاعل باب تفعیل اجوف واوی۔ سوم مادہ۔ سومہ کہتے ہیں علامت کو جس کی وجہ سے ایک شے اپنے غیر سے ممتاز ہوجائے۔ اس سے وہ علامت مراد ہے جو سوار لڑائی کے دن اپنے پہچانے جانے کے لئے مقرر کرتے ہیں۔

۳ يَكْبِتَهُمْ كَبْتٌ سے ماخوذ ہے اور کبت کہتے ہیں اوندھے منہ گرا دینے کو یقال كَبَتَهُ فَانْكَبَتَ یہاں مراد ہے لعن ہزیمۃ غیظ اذلال اہلاک ۔ ۴ خَآئِبِيْنَ خیبہ سے لیا گیا ہے اور اس کے معنے ہیں محرومی بے نصیبی اور ناکامی کے۔ خیبہ اور یاس میں فرق یہ ہے کہ توقع کے بعد جو ناکامی حاصل ہوتی ہے اسے خیبہ کہتے ہیں اور یاس ★

ف۱ پہلی آیت میں ذکر تھا کہ باوجودیکہ تمہاری حالت نہایت کمزور تھی مگر خدا نے بدر کی جنگ میں اسباب ظاہر کے برخلاف تمہاری مدد کی تھی۔ اب یہاں اس مدد غیبی کو یاد دلاتا ہے یعنی مدد غیبی کا وہ دن تھا کہ جس دن اے نبی! تم مسلمانوں کو تسلی دے رہے اور یہ کہہ رہے تھے کہ تم اپنی قلت اور بے سروسامانی اور کفار کی کثرت اور اسباب حرب کا خیال کرکے ہراساں نہ ہو۔ کیا تم کو کافی نہیں کہ خدا تمہاری تین ہزار فرشتے بھیج کر مدد کرے؟ کیوں نہیں اگر صبر کروگے اور اللہ پر توکل کروگے اور کفار تم پر اگر جوش میں آکر فوراً حملہ کریں گے تو وہ پانچ ہزار فرشتے بھیج کر تمہاری مدد کرے گا۔ پہلے تو ایک ہزار فرشتے بھیجے پھر تین ہزار ہو گئے پھر پانچ ہزار۔ یہاں تین اور پانچ کا ذکر ہے اور سورۂ انفال میں ایک ہزار کا اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِیْنَ ۝ تطبیق دونوں آیتوں میں یہی ہے مُرْدِفِیْنَ کا لفظ موجود ہے۔ پس پہلے ایک ہزار پھر ان کے بعد تین ہزار آخر پانچ ہزار ہو گئے۔ اور یہ ملائکہ کا بھیجنا بھی کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ تم اسی پر اعتماد کر بیٹھو بلکہ فتح تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ یہ تو صرف تمہاری دلجمعی کے لئے ہے۔ ترجمان میں ہے کہ فرشتوں کے عماموں کے بارے میں کسی نے کہا سفید تھے کسی نے کہا سرخ تھے کسی نے کہا زرد تھے اور کسی نے کہا سبز۔ اس بیان میں کچھ بڑا فائدہ نہیں ہے مطلب اتنا ہے کہ فرشتے بطور مدد آئے (اللہ کے حکم سے) جبرئیل علیہ السلام چاہتے تو ایک پر سے سارے کفار کو غارت کر دیتے مگر اللہ تعالیٰ نے رعایت صورت وعادت کی فرمائی۔ یہاں سے یہ ضرور معلوم ہوا کہ عمامے باندھنا فرشتہ خصلتی اور ہمارے نبی کی سنت ہے۔ ابن کثیر۔ حدیث التفاسیر حقانی ترجمان وغیرہ۔

ف۲ جنگ اُحد میں ستر صحابہ شہید ہوئے تھے جن میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا سید امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ مشرکین نے نہایت وحشیانہ طور پر شہداء کا مثلہ کیا یعنی ناک کان وغیرہ کاٹے۔ پیٹ چاک کیا حتیٰ کہ امیر حمزہ رضہ کا جگر نکال کر ہندہ نے چبایا۔ خلاصہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس لڑائی میں چشم زخم پہنچا۔ سامنے کے چار دانت شہید ہوئے۔ خود کی کڑیاں ٹوٹ کر رخسار مبارک میں گھس گئیں۔ چہرہ مبارک زخمی ہوا۔ بدن مبارک پر بہت سی زخم آئے۔ آپؐ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے ادھر کفار نے اعلان کر دیا اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مارے گئے۔ یہ سنکر مجمع بدحواس ہو گیا۔ جب آپؐ کو ہوش آیا تو آپؐ نے فرمایا

جامع ترمذی صفحہ ۱۴۴ جلد دوم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا نَبِيَّهُمْ اور قتادہ کی روایت میں ہے كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ فَعَلُوْا هٰذَا بِنَبِيِّهِمْ وَهُوَ يَدْعُوْهُمْ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ یعنی وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کے ساتھ یہ حال کیا حالانکہ نبی انھیں خدا کی طرف بلاتا تھا اس وقت یہ آیت لَيْسَ لَكَ الخ نازل ہوئی جس میں اللہ نے اپنے نبی کو متنبہ کیا کہ اے نبی تم کو کسی امر کا اختیار نہیں، آپ کو تو جتنی بات کا حکم ہے مثلاً دعوت تبلیغ وجہاد وغیرہ کا اسے انجام دیتے رہیں باقی ان کا انجام خدا کے حوالہ کریں جیسے فرمایا اِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ۔ تم پر صرف تبلیغ ہے حساب تو ہمارے ذمے ہے اور دوسری جگہ ہے لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰهُمْ تمہارے ذمے ان کی ہدایت نہیں۔ ایک اور مقام پر ہے اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ الخ تم جسے چاہو ہدایت نہیں کرسکتے بلکہ اللہ جسے چاہے ہدایت کرتا ہے تمھیں کوئی اختیار نہیں اگرچہ کافر تمہارے دشمن ہیں اور ظلم پر ہیں لیکن اللہ چاہے ان کو ہدایت دے چاہے عذاب کرے تم اپنی طرف سے بددعا نہ کرو چنانچہ ان میں سے ابو سفیان اور حارث بن ہشام وغیرہ مسلمان بھی ہو گئے تھے۔ (ابن کثیر وحدیث التفاسیر وغیرہ) مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم آیت بَلٰٓی اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا کا مقصد لکھتے ہیں کہ صبر سے مقصود ہے مشکلات اور مصائب کا ہمت اور ثابت قدمی کے ساتھ مقابلہ کیا جائے۔ تقوے کی حقیقت یہ ہے کہ احتیاط اور پرہیزگاری کی روح پیدا ہو۔ جنگ بدر کے موقع پر یہ دونوں قوتیں تم میں موجود تھیں اس لئے تمہاری مٹھی بھر تعداد نے دشمن کی بہت بڑی تعداد کو شکست دیدی باذن اللہ لیکن اُحد کے میدان میں تم نے کمزوری دکھائی صبر اور تقوے کی آزمائش میں پورے نہ اترے نتیجہ یہ نکلا کہ نقصان اٹھایا اور دشمن کو شکست نہ دے سکے۔ اس سلسلہ میں متعدد اصولی جہات واضح کی گئی ہیں (۱) جنگ اُحد کے موقع پر منافقوں کے بہکانے سے ابتدا ہی سے صبر و تقوے کی روح کمزور پڑ گئی تھی اس کا نتیجہ وہی ہونا تھا جو پیش آیا۔ (۲) ضمناً اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ ظلم اور کفر کرنے والوں کی بدعملیوں سے ہادی و مصلح کو ان کی ہدایت سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ (۳) پیروان دعوت حق ان آلودگیوں سے پاک وصاف ہو جائیں جو دلوں میں کمزوری کا روگ پیدا کرنے والی ہیں از انجملہ مال ودولت کی حرص۔ جب تک یہ روگ دلوں میں موجود ہے جاں فروشی کی سچی روح پیدا نہیں ہو سکتی۔ ملخص ترجمان آزاد۔

★ اس ناکامی کو کہتے ہیں جو کبھی توقع کے بعد اور کبھی توقع سے پہلے حاصل ہو۔ اور جب یہ ہے تو یاس کی نقیض ہے رجاء اور خیبہ کی ظفر۔

يَغۡفِرُ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ

بخشتا ہے جس کو چاہے اور عذاب کرتا ہے جس کو چاہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا

چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے اور وہ بڑا بخشنے والا

رَّحِيۡمٌ ﴿۱۲۹﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَاۡكُلُوا الرِّبٰٓوا اَضۡعَافًا

مہربان ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت کھاؤ سود دونا

مہربان ہے اے ایمان والو! تم سود نہ کھاؤ (کہ اصل میں ملکر) دگنا چوگنا ہو جاتے)

مُّضٰعَفَةً ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۳۰﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ

دگنے کا ہو کے اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے تو کہ تم چھٹکارا پاؤ فلاح اور ڈرو اس آگ سے

اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم کامیاب رہو اور اس آگ سے بچو

الَّتِىۡۤ اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۱۳۱﴾ وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ

جو تیار کی گئی ہے واسطے کافروں کے اور فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول کی

جو کافروں کے واسطے تیار کی گئی ہے اور اللہ کی اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ

لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۱۳۲﴾ وَسَارِعُوۡۤا اِلٰى مَغۡفِرَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ

کہ تم رحم کئے جاؤ اور جلدی کرو طرف بخشش کی رب اپنے سے

تم پر رحم کیا جائے اور اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف لپکو اور جنت کی طرف،

وَجَنَّةٍ عَرۡضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُۙ اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۱۳۳﴾

اور بہشت کے کہ چوڑاؤ اسکا آسمان اور زمین ہے تیار کی گئی ہے واسطے پرہیزگاروں کے لئے

جو زمین و آسمان کی وسعت رکھتی ہے (اور) ان پرہیزگاروں کے لئے تیار کی ہے

الَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ فِى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالۡكٰظِمِيۡنَ الۡغَيۡظَ

جو لوگ کہ خرچ کرتے ہیں بیچ خوشی اور سختی کے اور بند کرنے والے غصہ کے

جو خوشحالی اور تنگدستی میں اللہ کی راہ میں (مال) خرچ کرتے ہیں اور غصے کو قابو میں رکھتے اور

وَالۡعَافِيۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۳۴﴾

اور معاف کرنیوالے لوگوں سے اور اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے احسان کرنیوالوں کو

لوگوں (کے قصوروں) سے درگزر کرتے ہیں اور اللہ نیکوکاروں کو ہی دوست رکھتا ہے

وَالَّذِيۡنَ اِذَا فَعَلُوۡا فَاحِشَةً اَوۡ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ

اور وہ لوگ جب کریں بے حیائی یا ظلم کریں جانوں اپنی کو

اور وہ لوگ کہ جب کوئی براکام کر گزرتے ہیں یا اپنی ہی جان پر ظلم کر بیٹھتے ہیں، تو

ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسۡتَغۡفَرُوۡا لِذُنُوۡبِهِمۡ ۖ وَمَنۡ يَّغۡفِرُ

یاد کریں اللہ تعالیٰ کو پس بخشش مانگیں واسطے گناہوں اپنے کے اور کون بخشتا ہے

اللہ کو یاد کرتے ہیں پھر اس سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اور اللہ کے سوا کون

الذُّنُوۡبَ اِلَّا اللّٰهُ ۖ وَلَمۡ يُصِرُّوۡا عَلٰى مَا فَعَلُوۡا وَهُمۡ

گناہوں کو مگر خداتعالیٰ اور نہ ہٹ کریں اوپر اس کے کہ کیا اور وہ

گناہوں کو بخش سکتا ہے اور جو گناہ کر بیٹھے ہیں اس پر دانستہ اصرار

ع ۱۳ / ۹ / ۴

حل لغات :-

۱؎ اَضۡعَافًا مُّضٰعَفَةً۔ اَضۡعَافًا حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اور مضاعفۃ اس کی تاکید ہونے کے سبب سے پھر یہ نہی عنہ کی قید نہیں ہے بلکہ اہل جاہلیت کی عادت کا بیان ہے کیونکہ جب مطلق ربا حرام ہے تو خاص اضعافا مضعفۃ کی نہی کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

۲؎ وَالۡكٰظِمِيۡنَ الۡغَيۡظَ اس کے لغوی معنی ہیں غصہ کو نگل جانے والے لیکن مراد ہے غصے کے روکنے والے اور ظاہر نہ کرنے والے جب کوئی شخص اظہار غصہ کی جگہ سکوت و خاموشی اختیار کرتا ہے تو کظم غیظ بولا جاتا ہے۔ اصل وضع میں مشک کا دہانہ باندھنے کو کظم کہتے ہیں۔

سود کی ممانعت

ف۱ عطاء نے کہا کہ بنی ثقیف اور بنی نضیر جاہلیت کے زمانہ میں آپس میں قرض کا لین دین رکھتے تھے۔ جب ادا کرنے کا وقت آتا تب قرضدار اپنے قرض خواہ سے کہتا کہ اس رقم پر کچھ زیادہ کرلو اور مجھ کو اتنی اور مہلت دیدو۔ وہ ایسا کرتا اس لئے اللہ نے یہ آیتیں اتاریں اور مسلمانوں سے کہا اصل رقم پر بڑھا بڑھا کر کھانا سود ہے اس سے بچو۔ مضاعفہ کی قید اس واسطے نہیں کہ سود کھانا اس قید کے ساتھ کہ مضاعفہ ہو تب حرام ہے ورنہ نہیں کیونکہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ سود مطلقاً حرام ہے۔ آج کل جدت پسند لوگ جو اسلام کو ایک نئے سانچے میں ڈھالنے کے لئے ہاتھ پیر مار رہے ہیں۔ اس کوشش میں ہیں کہ کسی تدبیر سے سود کو جائز کرلیا جائے۔ یہ غلط کوشش ناکام ہی رہے گی اس لئے شریعت محمدیہ کے احکام و اصول سب قیامت تک کے لئے بلا ترمیم و تنسیخ مقرر کئے گئے ہیں۔ اسلام دیگر مذاہب کی طرح نہیں کہ جب چاہا ردو بدل کرلیا۔ پس سود مع اپنے جملہ اقسام قدیمہ و جدیدہ کے مطلقاً حرام ہے۔ حدیث شریف میں سود خواری کا ادنیٰ گناہ یہ بتلایا گیا ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے زنا کرے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ سود خواری کتنا بڑا گناہ ہے۔ اکل ربا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ سود کو حلال جاننے والا کافر ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ اس طرح لوگوں کو مال کھانے سے روک رہا ہے اور تقوے کا حکم دیکر اس پر نجات کا وعدہ کر رہا ہے (لباب صفحہ ۶۰ و ابن کثیر و فتح۔ اور سود کی مذمت اور سود خواروں کے برے انجام کا بیان صفحہ ۶۸ میں بھی گذر چکا ہے۔

جنت اور جنتیوں کے اوصاف

ف۲ اللہ تعالیٰ پھر آگ سے ڈراتا ہے اپنے عذابوں سے دھمکاتا ہے پھر اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت پر آمادہ کرتا ہے (جس کا مفصل بیان صفحہ ۷ پر ہو چکا ہے) اور اس پر رحم و کرم کا وعدہ دیتا ہے پھر سعادت دارین کے حصول کے لئے نیکیوں کی طرف سبقت کرنے کو فرماتا ہے اور جنت کی تعریف میں حضرت اسامہ بن زید کی روایت میں مرفوعاً آیا ہے اَلَا مُشَمِّرٌ لِلْجَنَّةِ فَاِنَّ الْجَنَّةَ لَا خَطَرَ لَهَا هِيَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ نُوْرٌ يَتَلَأْلَأُ وَرَيْحَانَةٌ تَهْتَزُّ وَقَصْرٌ مَشِيْدٌ وَنَهْرٌ مُطَّرِدٌ وَفَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ نَضِيْجَةٌ وَزَوْجَةٌ حَسْنَاءُ جَمِيْلَةٌ وَحُلَلٌ كَثِيْرَةٌ فِيْ مَقَامٍ اَبَدًا فِيْ حَبْرَةٍ وَنَضْرَةٍ فِيْ دُوْرٍ عَالِيَةٍ سَلِيْمَةٍ بَهِيَّةٍ قَالُوْا نَحْنُ الْمُشَمِّرُوْنَ لَهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُوْلُوْا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ ذَكَرَ الْجِهَادَ وَحَضَّ عَلَيْهِ (صفحہ ۱۳۲ مشکوٰۃ) یعنی ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ ہے کوئی جنت کی طلب میں کمر باندھنے والا؟ تحقیق جنت ایسی چیز ہے کہ اس کی خوبی خیال میں نہیں قسم ہے رب کعبہ کی وہ یعنی جنت چمکتا ہوا نور اور مہکتی ہوئی خوشبوئیں اور مضبوط محل اور جھرنے والی نہریں اور بے شمار پختہ میوے اور خوب صورت حسین بیویاں اور بے انتہا لباس ہیں۔ ایسا مقام ہے جو ہمیشہ رہے گا اور عمدہ چمکتے ہوئے محلوں میں ہر دم خوشخبری اور مبارک بادی ملتی رہے گی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم ہیں جنت کے لئے کمر باندھنے والے۔ آپ نے فرمایا ان شاء اللہ کہو کیونکہ بڑا بھاری امر ہے پھر آپ نے جہاد کا تذکرہ فرمایا۔ ترغیب صفحہ ۶۵۸ میں ہے اُطْلُبُوا الْجَنَّةَ جُهْدَكُمْ وَاهْرُبُوْا مِنَ النَّارِ جُهْدَكُمْ فَاِنَّ الْجَنَّةَ لَا يَنَامُ طَالِبُهَا وَاِنَّ النَّارَ لَا يَنَامُ هَارِبُهَا وَاِنَّ الْاٰخِرَةَ الْيَوْمَ مَحْفُوْفَةٌ بِالْمَكَارِهِ وَاِنَّ الدُّنْيَا مَحْفُوْفَةٌ بِاللَّذَّاتِ وَالشَّهَوَاتِ فَلَا تُلْهِيَنَّكُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ (طبرانی) یعنی جس قدر تم سے ہو سکے جنت کے حاصل کرنے اور دوزخ سے بچنے میں کوشش کرو۔ جنت ایسی چیز نہیں جس کا طالب اس کی دوڑ دھوپ سے رک سکے اور آرام کی نیند سو رہے اور دوزخ ایسی چیز نہیں جس سے بچنے کا ارادہ رکھنے والا چین اور آرام پا سکے۔ مطلب یہ ہوا کہ پورا پورا اور سچا طالب جنت وہ ہے جو اپنی جان و مال کو ہر دم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا رہے لیکن بعض رند مشرب شاعر اور نادان صوفی یوں کہدیتے ہیں کہ جنت کے لالچ سے اللہ پاک کی عبادت نہیں کرنی چاہئے سو یہ بات ان کی خلاف قرآن و حدیث ہے کیونکہ اس آیت میں اللہ پاک نے حکم فرمایا ہے کہ جنت کی طلب میں بہت محنت اور کوشش کرو۔ اسی واسطے حدیث میں ہے جب تم اللہ سے جنت مانگو تو جنت الفردوس کا سوال کرو۔ وہ سب سے اعلیٰ اور سب سے اونچی جنت ہے۔ اسی سے سب نہریں جاری ہوتی ہیں اور اس کی چھت رحمٰن کا عرش ہے۔ متقین یعنی جنتیوں کے اوصاف بیان ہو رہے ہیں کہ وہ سختی اور آسانی، خوشی اور غمی، تندرستی اور بیماری میں غرض ہر حال میں اپنا مال راہ اللہ خرچ کرتے رہتے ہیں (انفاق فی سبیل اللہ کا بیان صفحہ ۶۱ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ وغیرہ میں بھی گذر چکا ہے) اور متقین جنتی غصے کو پی جانے والے اور لوگوں کی برائیوں سے درگذر کرنے والے ہیں۔ ابن ابی حاتم میں ہے اے ابن آدم! اگر تو غصہ کے وقت مجھے یاد رکھے گا یعنی میرا حکم مان کر غصہ پی جائے گا تو میں بھی اپنے غصہ کے وقت تجھے یاد رکھوں گا یعنی ہلاکت کے وقت تجھے ہلاکت سے بچا لوں گا۔ ایک حدیث میں ہے جو غصہ روک لے اللہ اس پر سے عذاب ہٹا لیتا ہے اور جو اپنی زبان (خلاف شرع باتوں سے) روک لے اللہ اس کی پردہ پوشی کرے گا اور جو اللہ کی طرف معذرت لیجائے اللہ اس کا عذر قبول فرماتا ہے (ابو یعلیٰ) آپ نے فرمایا پہلوان وہ نہیں جو کسی کو پچھاڑ دے بلکہ حقیقتاً پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے (احمد) آپ نے یہی فرمایا غصہ کے وقت وضو کرنے بیٹھ جائے اگر کوئی کھڑا ہے تو بیٹھ جائے اور بیٹھا ہے تو لیٹ جائے۔ اور جو بدلہ لینے کی طاقت رکھنے کے باوجود معاف کرے اللہ اس کے دل کو امن و امان سے پُر کر دیتا ہے (ابن کثیر) جو باوجود طاقت کے .... فاخرہ لباس تواضع کی وجہ سے چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت میں کرامت و عزت کا حلہ پہنائے گا اور جو کسی کا بھید چھپائے اس کو بادشاہت کا تاج پہنائے گا (ابو داؤد) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جو باوجود قدرت کے غصہ ضبط کرلے اسے اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے (باقی فائدہ صفحہ ۹۹ پر دیکھئے)

يَعْلَمُوْنَ ﴿١٣٥﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ

جانتے ہیں — یہ لوگ — بدلہ — انکا — بخشش ہے — رب انکے سے — اور

نہیں کرتے — یہی لوگ ہیں جن کی جزا انکے اللہ کی طرف سے مغفرت اور باغات ہیں

جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ

بہشتیں — چلتی ہیں — نیچے — انکے سے — نہریں — ہمیشہ رہنے والے بیچ اسکے — اور اچھا

جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور (یہ) نیکوکاروں کے لئے (بہت)

اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿١٣٦﴾ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا

ثواب عمل کرنے والوں کا ہے — تحقیق گذری ہیں — پہلے تم سے — راہیں — پس سیر کرو

عمدہ اجر ہے — بیشک تم سے پہلے بھی واقعات ہو گزرے ہیں

فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١٣٧﴾

بیچ زمین کے — پس دیکھو — کیونکر — ہوا — انجام — جھٹلانے والوں کا

پس زمین میں چلو پھرو — اور دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿١٣٨﴾

یہ بیان ہے واسطے لوگوں کے — اور ہدایت ہے — اور نصیحت ہے — واسطے پرہیزگاروں کے

یہ لوگوں کے لئے ایک بیان اور پرہیزگاروں کے لئے ہدایت و نصیحت ہے

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ

اور مت سستی کرو — اور مت غم کھاؤ — اور تم ہی — بلند ہو یعنی غالب — اگر ہو تم

اور تم ہمت نہ ہارو اور نہ غم کھاؤ اور تم ہی غالب آؤ گے اگر تم اپنے اندر

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٩﴾ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ

ایمان والے — اگر — لگے تم کو — زخم — پس تحقیق لگتا ہے — اس قوم کو بھی

ایمان رکھتے ہو — اگر تمہیں (اس جنگ کی بدولت) زخم لگا ہے — تو اس قوم کو بھی

قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَ

زخم — مانند اسکی — اور یہ — دن — باری باری سے پھیرتے ہیں ہم انکو درمیان لوگوں کے — اور

ایسا ہی زخم لگ چکا ہے — اور یہ تو حوادث ہیں جنہیں ہم (نوبت بہ نوبت) لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں۔

لِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَ

تو کہ ظاہر کرے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور تو کہ پکڑے — تم میں سے — گواہ — اور

اور اس لئے بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو آزمالے جو ایمان لا چکے ہیں اور تم میں سے بعض کو

اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٤٠﴾ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا — ظالموں کو — اور تو کہ خالص کرے اللہ تعالیٰ — ان لوگوں کو کہ ایمان لائے

درجہ شہادت نصیب کرے اور اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور اس لئے بھی کہ اللہ ایمان والوں کو پاک و صاف کر دے

وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٤١﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا

اور مٹا ڈالے — کافروں کو — کیا — گمان کیا تم نے یہ کہ — داخل ہو — بہشت میں — اور ابھی نہ

اور کافروں کو مٹا دے — کیا تم سمجھتے ہو کہ جنت میں جا داخل ہو گے حالانکہ اللہ نے

حل لغات۔ ۱؎ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ نعم فعل مدح اجر العاملین فاعل مخصوص بالمدح محذوف ای ونعم اجر العاملین ذٰلک۔ ۲؎ خَلَتْ صیغہ واحد مؤنث غائب ماضی باب نصر ناقص واوی خلو مادہ۔ اصل میں تھا خَلَوَتْ واو متحرک ماقبل مفتوح الف سے بدل گیا اور الف دو ساکنوں کے جمع ہونے سے حذف ہو گیا۔ خلو کے لغوی معنی ہیں تنہا اور الگ ہونا جس مکان میں کوئی بستا نہیں اسے مکان خالی کہتے ہیں کیونکہ وہ سکونت کرنے والے سے منفرد اور تنہا ہوتا پھر اس کا استعمال گذشتہ زمانہ کے معنی میں ہونے لگا اس لئے کہ گذشتہ زمانہ بھی وجود سے خالی اور منفرد ہوتا ہے اور اسی سے ہے اُمَمٌ خَالِیَۃٌ ۳؎ سُنَنٌ جمع ہے سُنَّۃٌ کی اور سنت کہتے ہیں سیدھے راستے کو۔ چونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل بھی ایک سیدھا راستہ ہے اس لئے اسے سنت کہتے ہیں۔ یہاں سنن سے مراد ہیں وقائع۔ ۴؎ لَا تَهِنُوْا صیغہ جمع مذکر حاضر نہی باب ضرب مثال واوی وَہْن مادہ۔ اصل میں تھا لَا تَوْهِنُوْا واو رعایت باب کی وجہ سے حذف ہو گیا۔ وَہن کہتے ہیں ضعف کو۔ قال تعالیٰ رب انی وھن العظم۔ ۵؎ نُدَاوِلُهَا مداولہ سے لیا گیا ہے اور مداولہ کہتے ہیں ★

(بقیہ فائدہ صفحہ ۹۶) سامنے اختیار دے گا کہ جس حور کو چاہے پسند کرے (مسند احمد) آپؐ فرماتے ہیں تین باتوں پر میں قسم کھاتا ہوں صدقہ سے مال نہیں گھٹتا۔ درگذر اور معاف کرنے سے انسان کی عزت بڑھتی ہے۔ تواضع فروتنی اور عاجزی کرنے والے کا اللہ تعالیٰ مرتبہ بلند کرتا ہے (ابن کثیر)

فوائد صفحہ ھٰذا

توبہ قبول ہونے کا طریقہ۔ ف۱ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو صحابی ایک انصاری دوسرے ثقفی میں دینی بھائی چارہ کرا دیا تھا۔ ثقفی تو آپ کے ساتھ جہاد میں گیا اور انصاری مدینہ میں رہا جو اپنے دینی بھائی کی بیوی کو سودا سلف لا دیا کرتا تھا۔ ایک دن بازار سے گوشت لا کر کواڑ کی جھری میں دیا اور اس عورت نے کواڑ میں سے ہاتھ نکال کر گوشت لے لیا۔ ہاتھ دیکھ کر انصاری کی نیت بگڑ گئی گھر کے اندر گھس گیا۔ اتنے میں خدا نے اس کے دل کو ہدایت دی اللہ کے ڈر سے فوراً باہر چلا آیا۔ سر پر خاک ڈالی۔ پہاڑوں میں ندامت زدہ پھرتا رہا خدا سے معافی چاہتا رہا۔ ثقفی نے واپس آکر بی بی سے اسکا حال معلوم کیا تو عورت نے کہا خدا ایسے دینی بھائی سے پالا نہ ڈالے اور سارا قصہ بیان کیا۔ ثقفی انصاری کی تلاش میں نکلا اور اس کو جنگل میں سے ڈھونڈھ کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے لایا اور سارا قصہ بیان کیا انصاری نے بھی اپنے قصور کا اعتراف کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے انصاری سے کہا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو لڑائی پر جانے والوں کے اہل و عیال کی کیا کچھ عزت و حرمت منظور ہے۔ پھر ثقفی اور انصاری حضرت عمرؓ کے پاس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فرمایا پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (تفسیر کبیر) معلوم ہوا جس نے خدا کی عظمت جلال کو اسکے عذاب و ثواب وعدہ وعید کو دل سے یاد کر کے زبان سے بھی اس کی یاد شروع کر دی خوف زدہ اور مضطرب ہو کر اسے پکارا اس کے سامنے سربسجود ہوا پھر جو شرعی طریقہ گناہوں کے معاف کرانے کا ہے اس کے موافق معافی اور بخشش طلب کی مثلاً صدقہ کھائی اور اہل حقوق کے حق ادا کئے یا اُن سے معاف کرائے اور خدا کے سامنے توبہ و استغفار کیا۔ جو گناہ بمقتضائے بشریت ہو گیا اس پر اڑا نہیں بلکہ یہ جان کر کہ اللہ تعالیٰ بندوں کی سچی توبہ قبول کرتا ہے عاجزی سے توبہ کرتا رہا۔ نیز گناہ اور اس کے ذرائع کو بھی چھوڑ دیا تو اللہ توبہ قبول فرماتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً آیا ہے کہ جس شخص سے کوئی گناہ ہوا وہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے

(سنن اربعہ وغیرہ) یہ لوگ بھی دوسرے درجہ کے متقین میں ہیں جن کے لئے جنت تیار کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تائبین کے گناہ معاف کر کے اپنی جنت میں جگہ دے گا اور جو توبہ یا اور نیک عمل کئے ہوں گے ان کا بہترین معاوضہ ملے گا۔ حدیث ابوہریرہ رضؓ میں ہے کہ ہم نے آپؐ سے پوچھا یہ تو فرمائیے کہ جنت کی بنا کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ایک اینٹ سونے کی ایک اینٹ چاندی کی اس کا گارا مشک خالص ہے اس کے کنکر لولو اور یاقوت ہیں اس کی مٹی زعفران ہے جنتیوں کی نعمتیں کبھی ختم نہ ہوں گی انکی زندگی ہمیشگی والی ہوگی اُن کے کپڑے پُرانے نہ ہوں گے ان کی جوانی فنا نہ ہوگی۔ تین شخصوں کی دُعا رد نہیں ہوتی عادل امام۔ روزہ دار۔ مظلوم۔ ان کی دعا بادلوں میں اٹھائی جاتی ہے۔ ان کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں مظلوم کے متعلق جناب باری نے ارشاد فرمایا مجھے میری عزت کی قسم میں مدد ضرور کروں گا اگرچہ کچھ وقفہ کے بعد ہو (مسند احمد) ف۲ یعنی تم سے پہلے بہت قومیں گذر چکیں بڑے بڑے واقعات پیش آچکے خدائے تعالیٰ کی عادت بھی بار بار معلوم کرا دی گئی کہ ان میں سے جنھوں نے انبیاء علیہم السلام اور حق کی تکذیب پر کمر باندھی ظلم و عصیان پر تلے رہے اُن کا کیسا بُرا انجام ہوا یقین نہ ہو تو زمین میں چل پھر کر ان کی تباہی کے آثار دیکھ لو جو آج بھی تمہارے ملک کے قریب موجود ہیں۔ ان واقعات میں غور کرنے سے معرکہ "اُحُد" کے دو حریفوں کو سبق لینا چاہئے یعنی مشرکین جو پیغمبر خدا کی عداوت میں حق کو کچلنے کے لئے نکلے وہ اپنی تھوڑی سی عارضی کامیابی پر مغرور نہ ہوں کہ ان کا آخری انجام بجز ہلاکت و بربادی کے کچھ نہیں اور مسلمان کفار کی سختیوں اور وحشیانہ دراز دستیوں سے ملول و مایوس نہ ہوں کہ آخر حق غالب و منصور ہو کر رہے گا۔ ف۳ یعنی اچھے کاموں کی راہ نمائی اور بُری باتوں سے نفرت انھیں لوگوں کو ہوتی ہے جن کو خدا کا ڈر ہے۔ معمولی لوگ تو قصے کہانی کی طرح سُن کر بے عمل ہی رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان آیات میں مسلمانوں کو ڈھارس دیتا ہے کہ اگر تمہارے ستّر آدمی شہید ہو گئے تو کیا ہوا اس سے پہلے بھی دیندار لوگ مال و جان کا نقصان برداشت کرتے رہے تم اگلی امتوں پر نگاہ ڈالو تم پر یہ راز کھل جائے گا۔ اس قرآن میں اگلی امتوں کا بیان بھی وعظ و ہدایت ہے۔ بالآخر غلبہ مسلمانوں کا ہے۔ پھر مزید تسلی کے طور پر فرمایا کہ تم اس جنگ کے نتائج دیکھ کر مغموم و محزون نہ ہونا۔ یہ چڑھتی ڈھلتی چھاؤں ہے اس میں بھی کوئی حکمت ہے۔ یہ دنیا کے دن ہیں پھرتے رہتے ہیں کبھی فتح ہے کبھی شکست۔ اس میں مومن و منافق ظاہر ہو جاتے ہیں۔ پھر مسلمانوں کو تسلی دی کہ تم ہرگز پست ہمتی نہ کرو۔ کمزور نہ بنو۔ اس تکلیف کا جو تم پر گذری ہے غم (باقی فائدہ صفحہ ۹۸ پر دیکھیے)

★ کسی چیز کو ایک سے دوسرے کیطرف نقل کرنے کو تقال تداولت الایدی ای تناقلتہ اور اسی سے کیلا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم ای تتداولونہا ولا تجعلون للفقراء منہا۔ الدنیا دول۔ اسی واسطے کہا جاتا ہے کہ وہ ایک قوم سے دوسری اور دوسری سے تیسرے کی طرف منتقل ہوتی ہے اور یہی معنے ہیں دال لہ الدہر کے۔

يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٤٢﴾

ظاہر کیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو کہ جہاد کرتے ہیں تم میں سے اور ابھی نہ ظاہر کیا صبر کرنیوالوں کو ل۱

تم میں سے جہاد کرنے والوں کو آزمایا ہی نہیں اور نہ صبر کرنے والوں کو آزمایا ہے

وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۠ فَقَدْ

اور تحقیق تھے تم آرزو کرتے موت کی پہلے اس سے کہ ملاقات کرو اس سے پس تحقیق

اور تم موت کے آنے سے پہلے مرنے کی خواہش کیا کرتے تھے۔ سو اب تم نے

رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿١٤٣﴾ ع وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ

دیکھ لیا تم نے اسکو اور تم دیکھتے ہو ل۲ اور نہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مگر پیغمبر

اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اور محمد تو صرف ایک رسول ہیں

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَاۡىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ

تحقیق گزرے پہلے اس سے پیغمبر پس اگر مرجاوے یا مارا جاوے

آپ سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔ تو کیا اگر آپ فوت ہو جائیں

انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ

کیا پھر جاؤ گے تم اوپر ایڑیوں اپنی کے اور جو کوئی پھر جاوے اوپر دونوں ایڑیوں اپنی کے

یا شہید کر دیئے جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر لوٹ جاؤ گے؟ اور جو الٹے پاؤں لوٹ جائے گا وہ

فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَـيْـــًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٤٤﴾ وَمَا

پس ہرگز نہ ضرر کریگا اللہ تعالیٰ کو کچھ اور شتاب جزا دے گا اللہ تعالیٰ شکر کرنیوالوں کو ل۳ اور نہیں کر

اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ اور اللہ بہت جلد شکر گزاروں کو جزا دے گا۔ اور کوئی

كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ۭ

لائق واسطے کسی جان کے یہ کہ مر جاوے مگر ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے لکھ رکھا ہے وقت مقرر کر کر

شخص اللہ کے حکم کے بغیر مر نہیں سکتا (ہر ایک کے لئے) ایک لکھا ہوا وقت مقرر ہے

وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ

اور جو کوئی چاہے ثواب دنیا کا دیں گے ہم اسکو اسمیں سے اور جو کوئی چاہے ثواب

اور جو دنیا میں (اپنے اعمال کا) اجر چاہتا ہے۔ اسی کو ہم وہیں دے دیتے ہیں اور جو آخرت میں

الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۭ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٤٥﴾ وَكَاَيِّنْ

آخرت کا دینگے ہم اسکو اسمیں سے اور شتاب جزا دیں گے ہم شکر کرنیوالوں کو ل۴ اور بہت سی

اجر چاہتا ہے اس کو ہم وہیں دیتے اور ہم بہت جلد شکر گزاروں کو جزا دیں گے اور کتنے ہی

مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ

نبی کہ لڑتے ساتھ اسکے ہو کر خدا کے لوگ بہت پس نہ سست ہوئے واسطے اسکے جو کچھ

نبی ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت سے باخدا لوگوں نے جنگ کی۔ تو اللہ کی راہ میں جو مصیبتیں انہیں پیش

اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۭ

پہنچا انکو بیچ راہ خدا کے اور نہ ناتواں کی اور نہ تھے کہ گڑگڑائے

آئیں اس کی وجہ سے نہ تو انہوں نے ہمت ہاری نہ کمزوری دکھائی اور نہ عاجزی کا اظہار کیا

ع ۵

حل لغات۔

ل۱ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ يَعْلَمَ اَنْ مقدر کی وجہ سے منصوب ہے اور اس واو کو واو صرف اور واو جمع کہتے ہیں جیسے لَا تَاْكُلِ السَّمَكَ وَتَشْرَبَ اللَّبَنَ ای لا تجمع بینہما

ل۲ وَكَاَيِّنْ بوزن كَعَيِّنْ کو کاف تشبیہ اور اَيّ سے مرکب ہے لیکن ترکیب کے بعد تکثیر کے معنی پیدا ہو گئے۔ تنوین کا نون خط میں برقرار رکھا گیا ہے علی غیر قیاس۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۹۷) نہ کھاؤ۔ ہمیشہ دن یکساں نہیں رہتے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

زرنج و راحتِ گیتی مرنجاں دل مشو خرم
کہ آئینِ جہاں گاہے چناں گاہے چنیں باشد

بس تم ہی بالا رہو گے نیک عاقبت تمہارے ہی لئے ہے۔ صاحب موضح لکھتے ہیں یعنی فتح و شکست بدلتی چیز ہے مسلمانوں کو شہادت کا درجہ دینا تھا اور مؤمن و منافق کا پرکھنا منظور تھا اور مسلمانوں کو سدھارنا اس واسطے اتنی شکست ہوئی ورنہ اللہ تعالیٰ کافروں سے راضی نہیں

فوائد صفحہ ھذا

اعمالِ خیر کا بیان۔ ف۱ فرمایا جہاد و صبر اور سختیوں و آزمائشوں کے بغیر کوئی جنت میں نہیں جا سکتا جیسا کہ سورۂ بقرہ اور سورۂ عنکبوت میں بھی آیا ہے۔ ایک دفعہ نبی علیہ السلام خانۂ کعبہ سے تکیہ لگائے کعبہ کے سایہ میں بیٹھے تھے اور کفار قریش کا زور تھا ہر روز مسلمانوں پر ظلم و ستم ہوا کرتا تھا ایک صحابی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ وہ کونسا وقت آئے گا کہ جس ہم نجات پائیں گے۔ یہ سنتے ہی آپ کا چہرہ مبارک غصہ کے سبب سرخ ہوگیا۔ آپ نے فرمایا کہ بس اتنی ہی تکلیف پر یہ نوبت آگئی۔ واللہ تم سے پہلے انبیاء اور ان کے متبعین آرہ سے چیرے گئے لیکن انھوں نے کامل صبر کیا اور اُف بھی نہ کی جس کا مفصل بیان صفحہ $\frac{۲۳۵}{۵۲۱}$ میں ہے (ابن جریر وغیرہ) نیز مشکوٰۃ کتاب العتق صفحہ ۲۹۳ میں براء بن عازب رضی سے ہے کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا مجھ کو کوئی ایسا عمل بتایئے جس کے ذریعہ سے جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا تو نے سوال تو مختصر کیا لیکن ہے بڑی اہم بات تو جان کو آزاد کر اور گردن کو خلاصی دے۔ دیہاتی نے کہا یہ تو ایک ہی بات ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ جان کا آزاد کرنا یہ ہے کہ پورے غلام یا لونڈی کو آزاد کرے۔ اور گردن خلاصی یہ ہے کہ غلام یا لونڈی آزاد کرانے میں اس کو مدد دے اور جنت میں داخل کرنے والا عمل یہ بھی ہے کہ دودھ والا جانور کسی محتاج کو دودھ پینے کے لئے دے اور جو قرابت والا تیرے ساتھ بُرائی کرے قطع رحمی کرے تو اس کے ساتھ بھلائی کر۔ اگر تجھ سے یہ نہ ہو سکے تو اپنی زبان کو بند رکھ اور سوائے بھلی بات کے اور کوئی بات زبان سے نہ نکال (بیہقی) یہ جنتی اعمال فرائضِ الٰہی کے بعد ہیں۔ یہاں بھی اس آیت میں یہی فرمان ہے کہ جب تک صبر کرنے والے معلوم نہ ہو جائیں تب تک جنت نہیں مل سکتی

ف۲ جو صحابہ بدر کی شرکت سے محروم رہ گئے تھے شہدا بدر کے فضائل سُن سُن کر تمنا کرتے تھے کہ خدا پھر کوئی موقع لائے جو ہم بھی خدا کی راہ میں مارے جائیں اور شہادت کے مراتب حاصل کریں۔ احد کی لڑائی میں انکو یہ آرزو حاصل ہوئی تو فرمایا اب پیچ نہ کرو خوب دل کھول کر لڑو ثابت قدم رہو (بخاری) مسلم میں ہے کہ تم آرزو نہ کرو دشمنوں کی ملاقات کی۔ اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو اور جب دشمن کا سامنا ہو تو پھر صبر کرو۔ مقابلہ سے نہ ہٹو۔ جان لو کہ جنت تلواروں کے سایہ تلے ہے۔ ف۳ جنگ احد میں جب کہ وہ پچاس تیراندازوں کی جماعت (جن کے سردار عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ تھے) نے مشرکین کا فرار و مسلمانوں کی فتح دیکھی تو اپنے امیر کی نافرمانی کر کے درّہ پر سے مال کی لوٹ میں مصروف ہوگئی۔ درّہ خالی دیکھ کر کفار دوبارہ حملہ آور ہوئے اور خالد بن ولید جو ابھی مشرف باسلام نہ ہوئے تھے ایک جماعت کو لے کر مسلمانوں پر آپڑے اور باہم معرکہ کشت و خون بڑا گرم ہوا یہاں تک کہ عبداللہ بن قمیئہ حارثی نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حملہ کیا مصعب بن عمیر رضی نے اس کو ڈانٹا کہ خبردار یہ کیا کرتا ہے۔ بس یہ کہنا تھا کہ عبداللہ نے مصعب رضی کو قتل کر دیا اور شور مچا دیا کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا اس آواز سے صحابہ میں بڑی تشویش ہوئی حتیٰ کہ بعض لوگوں نے چاہا کہ عبداللہ بن اُبی منافق سے یہ کہیں کہ وہ ابوسفیان سے امان مانگے۔ اس میں کچھ منافق بولے اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے سچے نبی ہوتے تو قتل نہ کئے جاتے۔ بس چلو اپنے بھائی برادر قوم میں مل جاؤ اور اپنے پہلے ہی دین پر ہو جاؤ۔ یہی شیطان نے بھی عام طور پر جھوٹی خبر اڑا دی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شہید ہوگئے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں جن کا مطلب یہ ہوا کہ نبی کا انتقال ہونا یا شہید ہونا دین اسلام کے جھوٹا ہونے یا مرتد ہونے کا سبب نہیں ہو سکتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عبد مبلغ ہیں نہ معبود۔ آپ کا کام احکام الٰہی کا پہنچا دینا تھا سو پہنچا دیا ـــــ جو معبود ہے وہ باقی اور حی و قیوم ہے پھر دینِ حق سے پھرنے کی کیا وجہ؟ یہیں سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فوت ہوئے کیونکہ موت ہر جی کے لئے ہے لیکن خدا اکیلے واحد کے لئے نہیں۔ وہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ شیطان اور منافقین کی مذکورہ بکواس سُن کر حضرت انس بن نضر عم انس بن مالک انصاری رضی نے کہا اے قوم اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہوگئے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا تو زندہ ہے۔ پھر جب ابن قمیئہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیا تو آپ پر کافی زخم ہو گئے تھے اور آپ ایک گڑھے میں بیہوش گر گئے لیکن خدا نے ہمت دی دوبارہ کھڑے ہوئے اور مسلمانوں کو لے کر کفار پر حملہ کیا اور خداوند تعالیٰ نے پھر مدد کی۔ صحیحین میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک مہینہ کے راستہ پر سے میرا رعب دشمنوں پر پڑتا ہے اور اللہ نے اس آیت میں ہدایت فرما دی کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ اسی سبب سے چند گنتی کے مسلمان ہزارہا دشمنوں پر غالب ہو جاتے تھے ۱۲۔ ابن کثیر و خازن و کبیر

ف۴ یعنی جو لوگ اس دین پر ثابت قدم رہیں گے انکو دین بھی ملیگا اور دنیا بھی لیکن جو کوئی اس نعمت کی قدر جانے (کذا فی الموضح)

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٤٦﴾ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ

اور اللہ دوست رکھتا ہے صبر کرنیوالوں کو ول اور نہ تھی بات انکی مگر یہ کہ

اور اللہ صبر کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے اور اس کے سوا ان کی کوئی بات ہی نہ ہوئی تھی

قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ

کہا انہوں نے اے رب ہمارے بخش واسطے ہمارے گناہ ہمارے اور زیادتی ہماری بیچ کام ہمارے کے اور ثابت رکھ

کہ وہ کہتے۔ اے ہمارے رب! ہمارے گناہوں کو اور معاملات میں ہماری زیادتیوں کو بخش دے

اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٤٧﴾ فَاٰتٰىهُمُ

قدم ہمارے اور مدد دے ہمکو اوپر قوم کافروں کے ول پس دیا انکو

اور ہمارے قدم جمائے رکھ اور کافروں کی جماعت پر ہمیں نصرت اور فتح دے پس اللہ نے

اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ

اللہ تعالیٰ نے ثواب دنیا کا اور خوبی ثواب آخرت کی اور اللہ تعالیٰ

انہیں دنیا میں اجر دیا اور آخرت میں بھی اچھا اجر دیا اور اللہ نیکوکاروں کو

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٤٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا ع ١٥ / ٦

دوست رکھتا ہے احسان کرنیوالوں کو ول اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر کہا مانوگے تم

محبوب رکھتا ہے اے ایمان والو! اگر تم ان کے پیچھے لگے جو

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا

ان لوگوں کا جو کافر ہوئے پھیر دیں گے تم کو اوپر ایڑیوں تمہاری کے پس ہو جاؤ گے تم

راہ کفر اختیار کر چکے ہیں تو وہ تمہیں الٹے پاؤں (کفر کی طرف) لوٹا دیں گے پھر تم خائب و خاسر

خٰسِرِيْنَ ﴿١٤٩﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿١٥٠﴾

زیاں پانیوالے ول بلکہ اللہ تعالیٰ کارساز تمہارا ہے اور وہ بہتر ہے مدد کرنیوالا ول

ہو جاؤ گے (نہیں) بلکہ اللہ ہی تمہارا کارساز ہے اور وہ بہترین مددگار ہے

سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ

شتاب ڈالیں گے ہم بیچ دلوں ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے رعب بسبب اس کے کہ

دیکھو ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں تمہارا رعب ڈال دیں گے یہ اس وجہ سے کہ

اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ

شریک لاتے ہیں ساتھ اللہ کے وہ چیز کہ نہیں اتاری ساتھ اسکے دلیل اور جگہ ان کی آگ ہے

انہوں نے خدا کے ساتھ ان ہستیوں کو شریک ٹھہرا لیا جن کے لئے اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی اور ان کا

وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٥١﴾ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ

اور بری ہے جگہ رہنے ظالموں کی ول اور البتہ تحقیق سچا کیا ہے تم سے اللہ تعالیٰ نے

ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا ٹھکانا نہایت ہی برا ہے اور یقیناً اللہ نے تم کو اپنا وعدہ سچا کر دکھایا

وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَ

وعدہ اپنا جس وقت کاٹتے تھے تم انکو ساتھ حکم اسکے کے یہاں تک کہ جب نامردی کی تم نے اور

جب تم اس کے حکم سے ان کافروں کو قتل کر رہے تھے حتیٰ کہ تم نے خود ہی ہمت ہار دی اور

حل لغات۔
۱ ماکان قولهم کان فعل ناقص قولهم خبر مقدم أن قالوا اسم مؤخر۔
۲ الرُّعب وہ خوف جو دل میں پیدا ہو۔ اس کے اصلی معنی ہیں کسی چیز کو بھر دینا۔ سیلاب ندیوں اور نہروں کو بھر دیتا ہے تو سَیلٌ رَاعِبٌ بولا کرتے ہیں چونکہ رُعب بھی دل کو خوف اور دہشت سے بھر دیتا ہے اس لئے اسے رعب کہتے ہیں۔
۳ سُلطانًا اس کے معنی ہیں حجت و برہان کے۔ لغت میں سلطان کہتے ہیں قدرت و قوت کو کیونکہ یہ تسلیط سے ماخوذ ہے کہا جاتا ہے سلطان الملک ای قوتہ و قدرتہ۔ برہان کو سلطان اسی واسطے کہتے ہیں کہ اس میں دفع باطل کی قوت ہوتی ہے۔
۴ تَحُسُّوْنَهُمْ تحسون صیغہ جمع مذکر حاضر مضارع باب نصر مضاعف حَسّ مادہ۔ اصل میں تحسسون تھا پہلے سین کا ضمہ نقل کرکے ماقبل کو دیا پھر اسے دوسرے سین میں ادغام کر دیا۔ حس کہتے ہیں قتل کثیر یا استیصال بالقتل کو جب ٹڈی کو قتل کر دیتی ہے تو جراد محسوس اور عام قحط کو سنۃ حسوس کہتے ہیں۔ تحسون کے معنی ہیں تستاصلون قتلا کے۔

ف یعنی تم سے پہلے بہت اللہ والوں نے نبیوں کے ساتھ ہو کر کفار سے جنگ کی ہے جس میں بہت تکلیفیں اور سختیاں اٹھائیں لیکن ان شدائد و مصائب سے نہ ان کے ارادوں میں سستی ہوئی نہ ہمت ہارے نہ کمزوری دکھائی نہ دشمن کے سامنے دبے۔ اللہ تعالیٰ ایسے ثابت قدم رہنے والوں سے خاص محبت کرتا ہے۔ یہاں مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی اور غیرت دلائی جنھوں نے اُحد میں کمزوری دکھائی تھی حتیٰ کہ بعض نے یہ کہہ دیا تھا کہ کسی کو بیچ میں ڈال کر ابوسفیان سے امن حاصل کر لیا جائے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ مطلب یہ ہے کہ پہلی امتوں کے حق پرستوں نے مصائب و تکالیف میں اس قدر صبر و استقلال کا ثبوت دیا تو اس امت کو (جو خیر الامم ہے) ان سے بڑھ کر صبر و استقامت کا ثبوت دینا چاہیے۔

ف۲ یعنی مصائب و شدائد کے ہجوم میں دہشت کی کوئی بات بھی نہ مقابلہ سے ہٹ جانے اور دشمن کی اطاعت قبول کرنے کا ایک لفظ زبان سے نکالا بولے تو یہی بولے کہ خداوندا تو ہم سب کی تقصیرات اور زیادتیوں کو معاف فرما دے۔ ہمارے دلوں کو مضبوط و مستقل رکھ تا ہمارا قدم جادۂ حق سے ڈگمگائے اور ہم کو کافروں کے مقابلہ میں مدد پہنچا وہ سمجھے کہ بسا اوقات مصیبت کے آنے میں لوگوں کے گناہوں اور کوتاہیوں کو دخل ہوتا ہے اور ہم میں کون دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس سے کبھی کوئی تقصیر نہ ہوئی ہوگی۔ بہرحال بجائے اس کے کہ مصیبت سے گھبرا کر مخلوق کی طرف جھکتے اپنے خالق و مالک کی طرف جھکے۔

ف۳ یعنی دنیا میں ان کی فتح و ظفر کا سکہ بٹھا دیا وجاہت و قبول عطا کیا اور آخرت کا جو بہترین ثواب ملا اس کا تو پوچھنا ہی کیا ہے۔ دیکھو جو لوگ خدا تعالیٰ سے اپنا معاملہ ٹھیک رکھیں اور نیک کام کریں ان سے خدا ایسی محبت کرتا ہے اور ایسا پھل دیتا ہے۔

ف۴ یعنی جنگ اُحد میں مسلمانوں کے دل ٹوٹے تو کافروں اور منافقوں نے موقع پایا۔ بعض الزام اور طعنے دینے لگے۔ بعض خیر خواہی کے پردے میں سمجھانے لگے تا آئندہ لڑائی پر دلیر نہ کریں۔ حق تعالیٰ خبردار کرتا ہے کہ دشمن کا فریب مت کھاؤ۔ اگر خدانخواستہ ان کے چکموں میں آؤ گے تو جس ظلمت سے خدا نے نکالا ہے پھر اُلٹے پاؤں اسی میں جا گرو گے اور رفتہ رفتہ دینِ حق کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے گا جس کا نتیجہ دنیا و آخرت میں خسارے کے سوا کچھ نہیں۔ پہلے اللہ والوں کی راہ پر چلنے کی ترغیب دی تھی۔ یہاں بدباطن شریروں کا کہا ماننے سے منع کیا تاکہ مسلمان ہوشیار رہیں اور اپنا نفع و نقصان سمجھ سکیں ـــــ ف۵ لہٰذا اسی کا کہنا ماننا چاہیے اور اسی کی مدد پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ جس کی مدد پر خدا ہو اس کو کیا حاجت ہے کہ دشمنانِ خدا کی مدد کا منتظر رہے یا اُن کے سامنے گردن اطاعت خم کرے۔ حدیث میں ہے کہ اُحد سے واپسی کے وقت

ابوسفیان نے "ہبل" کی جے پکاری کہ اُعْلُ هُبَلْ اُعْلُ هُبَلْ ہمارے بت ہبل کا بول بالا ہو۔ ابوبکر کہاں ہے؟ عمر کہاں ہے؟ آپ نے عمرؓ سے جواب دلوایا اَللّٰهُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ. اَللّٰهُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ. اللہ ہی کا بول بالا ہو جو بہت بلند اور عزت جلال والا ہے۔ پھر ابوسفیان نے کہا لَنَا الْعُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَكُمْ۔ آپ نے فرمایا جواب دو اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَكُمْ فقط ف یعنی یہ تو تمہارا امتحان تھا۔ اب ہم کافروں کے دلوں میں ایسی ہیبت اور رعب ڈال دیں گے کہ باوجود تمہارے زخمی اور کمزور ہونے اور نقصان اٹھانے کے تم پر پلٹ کر حملہ کرنے کی جرأت نہ کر سکیں۔ چنانچہ یہی ہوا۔ ابوسفیان اپنی فوج لے کر بے نیل و مرام میدان سے بھاگا۔ راستہ میں ایک مرتبہ خیال بھی آیا کہ ایک تھکی ماندی زخم خوردہ فوج کو ہم یونہی آزاد چھوڑ کر چلے آئے۔ چلو پھر واپس ہو کر ان کا کام تمام کر دیں مگر ہیبتِ حق اور رعب اسلام کے اثر سے ہمت نہ ہوئی کہ اس خیال کو عمل میں لا سکے۔ برخلاف اس کے مسلمان مجاہدین نے حمراء الاسد تک ان کا تعاقب کیا اور اس کے بعد کبھی موقع نہ دیا کہ اُحد کے واقعات کا اعادہ ہو سکے۔ تنبیہ۔ مشرک خواہ کتنا ہی زور دکھلائے اسکا دل کمزور ہوتا ہے کیونکہ وہ غیر و مخلوق کی عبادت کرتا ہے پس جیسا معبود ویسے عابد ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ (الحج رکوع ۱۰) اور ویسے بھی اصلی زور و قوت تو فی الحقیقت خدا کی تائید و امداد سے ہے جس سے کفار مشرکین یقیناً محروم ہیں اسی لئے جب تک مسلمان مسلمان رہے۔ ہمیشہ کفار ان سے خائف و مرعوب رہے بلکہ ہم آج تک مشاہدہ کرتے ہیں کہ باوجود مسلمانوں کے سخت انتشار و تشتت اور ضعف و تنزل کے دنیا کی تمام کافر طاقتیں اس سوئے ہوئے زخمی شیر سے ڈرتی رہتی ہیں اور ہمیشہ فکر رکھتی ہیں کہ یہ قوم بیدار ہونے نہ پائے۔ علمی اور مذہبی مناظروں میں بھی اسلام کا یہی رعب مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ حدیث میں ہے آپ نے فرمایا کہ میرا رعب ایک مہینہ کی مسافت سے دشمنوں کے دل میں ڈال دیا جاتا ہے۔ بیشک اسی کا اثر ہے جو امت مسلمہ کو ملا فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عَلٰی ذٰلِكَ وَلَهُ الْمِنَّةُ۔

ف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ اگر صبر و استقلال سے کام لو گے حق تعالیٰ تم کو غالب کرے گا چنانچہ خدا نے اپنا وعدہ ابتدائے جنگ میں سچا کر دکھایا۔ انھوں نے خدا کے حکم سے کفار کو مار مار کر ڈھیر کر دیا۔ سات یا نو آدمی جن کے ہاتھ میں مشرکین کا جھنڈا یکے بعد دیگرے دیا گیا تھا سب وہیں کھیت ہوئے۔ آخر بدحواس ہو کر بھاگے مسلمان فتح و کامرانی کا چہرہ صاف دیکھ رہے تھے اور اموال غنیمت اُن کے سامنے پڑے تھے کہ تیراندازوں کی غلطی سے خالد ابن الولید نے فائدہ اٹھایا اور یک بیک لڑائی کا نقشہ بدل دیا جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں فقط

تَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا أَرَاكُمْ مَا

جھگڑا کیا تم نے بیچ کام کے اور نافرمانی کی تم نے بعد اس کے کہ دکھلایا تم کو جو

اس بارے میں۔ جھگڑنے لگے اور نافرمانی کی اس کے بعد کہ اللہ نے تمہیں دکھایا جو کچھ کہ تم چاہتے تھے۔ (اور تم میں

تُحِبُّونَ ۚ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيدُ

چاہتے تھے تم سے وہ تھا کہ ارادہ کرتا تھا دنیا کا اور بعض تم میں سے وہ تھا کہ ارادہ کرتا تھا

سے بعض دنیا کے خواہشمند ہو گئے اور بعض نے آخرت کی خواہش کی) پھر تمہارا رخ ان کی

الْآخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ

آخرت کا پھر پھیر دیا تم کو ان سے تاکہ آزمادے تم کو اور البتہ تحقیق معاف کیا

طرف سے پھیر دیا تاکہ تمہارا امتحان لے اور (اب بھی)

عَفَا عَنْكُمْ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٥٢﴾ إِذْ

تم سے اور اللہ صاحب فضل کا ہے اوپر ایمان والوں کے جب کہ

تمہیں معاف کر دیا ہے اور اللہ ایمان والوں پر بڑا فضل کرنیوالا ہے یاد کرو

تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي

چڑھے جاتے تھے تم شہر کو اور نہ مڑ کر کھڑے ہوتے تھے اوپر کسی کے اور پیغمبر پکارتا تھا تم کو بیچ

جب تم دور نکل گئے تھے اور مڑ کر کسی کو دیکھتے تک نہ تھے اور رسول تمہیں پچھلی جماعت میں

أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ

پچھاڑی تمہاری کے پس دیا بدلا تم کو غم ساتھ غم کے تو کہ نہ غم کھاؤ تم اوپر اس چیز کے کہ چوک گئی تم سے

کھڑے پکار رہے تھے پس تمہیں رنج پر رنج پہنچایا تاکہ تم اس چیز کا غم نہ کھاؤ جو تمہارے ہاتھ

وَلَا مَا أَصَابَكُمْ ۗ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٥٣﴾ ثُمَّ أَنْزَلَ

اور جو نہ پہنچی تم کو اور اللہ تعالیٰ خبردار ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم پھر اتارا

سے نکل چکی۔ اور نہ اس مصیبت سے غم کھاؤ جو تم پر آ پڑی اور اللہ ان باتوں سے خوب واقف ہے جو تم کرتے ہو۔ پھر اس غم کے

عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشَىٰ طَائِفَةً

اوپر تمہارے پیچھے غم کے امن اونگھ تھی کہ ڈھانکتی تھی ایک جماعت کو

بعد تم پر امن نازل کیا۔ یہ نیند تھی جو تم میں سے ایک گروہ پر طاری ہو گئی اور

مِّنْكُمْ ۙ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ

تم میں سے اور ایک جماعت تھی کہ تحقیق فکر میں ڈالا تھا انکو جانوں انکی نے گمان کرتے تھے ساتھ اللہ کے

ایک گروہ کو اس وقت بھی اپنی جانوں کی فکر پڑی تھی، یہ جو اللہ کی بابت جاہلیت کے

غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۖ يَقُولُونَ هَلْ لَّنَا مِنَ

سوائے حق کے گمان جاہلیت کا کہتے تھے آیا واسطے ہمارے

زمانہ کی سی ناروا باتیں کر رہے تھے کہتے تھے کہ اس میں ہمارے بس کی کیا بات ہے، کہہ دیجئے کہ یقیناً

الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۗ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ ۗ يُخْفُونَ فِي

اختیار سے کچھ چیز کہہ تحقیق اختیار سب واسطے اللہ تعالیٰ کے ہے چھپاتے ہیں بیچ

تمام باتیں اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔ (اے پیغمبر علیہ السلام) یہ لوگ دلوں میں وہ باتیں پوشیدہ رکھتے ہیں

حل لغات۔

۱؎ تُصْعِدُوْنَ صیغہ جمع مذکر حاضر مضارع باب افعال اصعاد کہتے ہیں زمین پر چلنے اور بہت دور جانے کو یقال اَصْعَدَ فِی الْاَرْضِ وَاَصْعَدْنَا مِنْ مَّکَّۃَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ اور بلند چیز پر چڑھنے کو صعود کہتے ہیں یقال صَعِدْتُ عَلَی الْجَبَلِ۔

۲؎ فَاَثَابَکُمْ۔ اَثَابَ صیغہ واحد مذکر غائب ماضی باب افعال اجوف واوی ثوب مادہ۔ ثواب کا استعمال اگرچہ خیر و شر دونوں میں ہوتا ہے کیونکہ یہ ثاب بمعنی رَجَعَ سے ماخوذ ہے۔ اہل محاورہ بولا کرتے ہیں ثاب الیہ عقلہ ای رجع الیہ قال تعالیٰ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ اور اسی سے ہے اِمْرَاَۃٌ ثَیِّبٌ لِاَنَّ الزَّوْجَ یعود الیہا۔ مگر بحسب عرف خیر کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہاں لغوی معنی مراد ہیں۔

۳؎ اَمَنَۃً مصدر ہے بمعنی اَمْن جیسے غَلَطٌ اور غَلَبَۃٌ بولا کرتے ہیں اَمِنَ فُلَانٌ یَاْمَنُ اَمْنًا وَاَمَنَۃً وَاَمَانًا۔ ۴؎ نُعَاسًا اس کی لغوی تحقیق اوپر گزر چکی۔ یہاں ترکیب میں امنۃ سے بدل واقع ہوا ہے یا اَنْزَلَ کا مفعول اور اس صورت میں امنۃ نعاسا سے حال ہوگا مقدمۃ علیہ جس طرح رَاَیْتُ رَاکِبًا رَجُلًا میں حال ذوالحال پر مقدم ہو گیا ہے۔ ۵؎ اِنَّ الْاَمْرَ کُلَّہٗ لفظ کل تاکید کے لئے ★

ف۱ یعنی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو حکم تیر اندازوں کو دیا تھا اس کا خلاف کیا اور آپس میں جھگڑنے لگے۔ کوئی کہتا تھا کہ ہمکو یہیں جمے رہنا چاہئے اکثر نے کہا اب یہاں ٹھیرنے کی ضرورت نہیں چل کر غنیمت حاصل کرنی چاہئے آخر اکثر تیر انداز اپنی جگہ چھوڑ کر چلے گئے۔ مشرکین نے اسی راستہ سے دفعتًا حملہ کر دیا۔ دوسری طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی خبر مشہور ہو گئی ان چیزوں نے قلوب میں کمزوری پیدا کر دی جس کا نتیجہ فشل وجبن کی صورت میں ظاہر ہوا گویا فشل کا سبب تنازع اور تنازع کا سبب عصیان تھا۔

ف۲ یعنی بعض لوگ دنیوی متاع (مال غنیمت) کی خوشی میں پھسل پڑے جسکا خمیازہ سب کو بھگتنا پڑا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول سے پہلے میں نے کبھی محسوس نہ کیا تھا کہ ہم میں کوئی آدمی دنیا کا طالب بھی ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے کہ میں نے مدینہ میں اکثر سنا کہ بعض منافق مسلمانوں سے کہنے لگے لو صاحب اچھا خدا نے وعدہ پورا کیا کہ فتح کے بجائے شکست ہوئی۔ ارے میاں ایسے وعدوں کا کیا اعتبار ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ان کا جواب دیا کہ اُس اللہ نے تو تم سے اپنا وعدہ پورا کیا کہ تم نے اوّل ہی حملہ میں کفار کی جماعت کو تہ تیغ کر کے بھگا دیا مگر تم نے خود نافرمانی کر کے یہ مصیبت سر پہ لی۔ باوجود امیر کے منع کرنے روکنے کے پھر بھی تم نے مال دنیا کے لالچ سے اپنے امیر کی نافرمانی کی امیر کی ایک نہ سُنی، غنیمت غنیمت کرتے نیچے اُتر آئے آخر نتیجہ پالیا فقط

ف۳ یعنی یا تو وہ تمہارے سامنے سے بھاگ رہے تھے۔ اب تم ان کے آگے سے بھاگنے لگے۔ تمہاری غلطی اور کوتاہی سے معاملہ اُلٹا ہوا۔ اس میں بھی تمہاری آزمائش تھی تاکہ پکے اور کچے صاف ظاہر ہو جائیں فقط

ف۴ یعنی جو غلطی ہوئی تھی خدا تعالیٰ اُسے بالکل معاف کر چکا۔ اب کسی کو جائز نہیں کہ اُن پر اس حرکت کی وجہ سے طعن وتشنیع کرے

ف۵ کہ ان کی کوتاہیوں کو معاف کر دیتا ہے اور عتاب میں بھی لطف وشفقت کا پہلو ملحوظ رکھتا ہے فقط۔

ف۶ صحیح بخاری میں ہے جنگ اُحد میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ مبارک زخمی ہوا سامنے کے چار دانت ٹوٹ گئے۔ حضرت فاطمہ رضؓ خون دھوتی تھیں حضرت علی رضؓ ڈھال میں پانی لا لا کر ڈالتے تھے۔ جب دیکھا کہ خون کسی طرح نہیں تھمتا تو حضرت فاطمہ رضؓ نے بوریا جلا کر اس کی راکھ زخم پر رکھ دی جس سے خون بند ہو گیا اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ دَمَّوْا وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (ترجمان) پھر فرمایا کہ تم بھاگ کر پہاڑوں اور جنگلوں کو چڑھے چلے جا رہے تھے اور گھبراہٹ میں پیچھے مڑ کر بھی کسی کو نہ دیکھتے تھے اس وقت خدا کا پیغمبر بدستور اپنی جگہ کھڑا ہوا تم کو اس قبیح حرکت سے روکتا تھا اور اپنی طرف بلا رہا تھا مگر تم تشویش واضطراب میں آواز کہاں سُننے والے تھے۔ آخر جب کعب بن مالک چلائے تب لوگوں نے سُنا اور واپس آ کر اپنے نبی کے گرد جمع ہو گئے۔ پھر فرمایا تمہیں غم پر غم پہنچا۔ بِغَمٍّ کی ب معنے میں عَلٰى کے ہے جیسے فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ میں فِیْ بمعنی عَلٰى ہے۔ ایک غم تو شکست کا جب کہ مشہور ہو گیا، شیطان نے اعلان کر دیا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) مارے گئے۔ دوسرا غم مشرکوں کا پہاڑ پر غالب ہو کر چڑھ جانے کا عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں ایک غم شکست کا دوسرا غم آپ کے قتل کی خبر کا۔ اور یہ غم پہلے غم سے بھی زیادہ تھا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا اول نہار میں مسلمان غالب آئے پھر آخر نہار میں تیر اندازوں کی بے عنوانی سے شکست پڑی مگر اللہ تعالیٰ نے وہ قصور ان کا معاف کر دیا فقط۔

★ ہے جس طرح اَجْمَعَ۔ اور چونکہ یہ اَلْاَمْر کی تاکید واقع ہوا ہے اور تاکید کا لفظ اعراب میں مؤکد کا تابع ہوتا ہے اسی لئے منصوب ہے۔

أَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُونَ لَكَ ۖ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا

دلوں اپنے کے وہ چیز کہ نہیں ظاہر کرتے واسطے تیرے کہتے ہیں اگر ہوتا واسطے ہمارے

جو آپ کے سامنے ظاہر نہیں کرتے یہ (دلوں میں) کہتے ہیں کہ اگر ہمارے اختیار میں کوئی بات ہوتی تو ہم اس

مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هَاهُنَا ۗ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِي

اختیار سے کچھ نہ مارے جاتے ہم یہاں کہہ اگر ہوتے تم بیچ

جگہ قتل نہ ہوتے۔ کہہ دیجئے کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو وہ لوگ جن کے نصیب میں مارا جانا لکھا

بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ

گھروں اپنے کے البتہ نکل کھڑے ہوتے وہ لوگ کہ لکھا گیا ہے اوپر انکے مارا جانا طرف

تھا وہ اپنی موت کی جگہوں کی طرف نکل کھڑے ہوتے اور (تمہیں جو کچھ پیش آیا)

مَضَاجِعِهِمْ ۖ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَ

جگہ پڑنے کے اپنے کے اور تو کہ آزماوے اللہ تعالیٰ اس چیز کو کہ بیچ سینوں تمہارے کے ہے اور

اس واسطے تھا کہ اللہ تمہارے ما فی الضمیر کو آزمائے اور تمہارے خیالات کو (وسوسوں

لِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿١٥٤﴾

تو کہ خالص کرے اس چیز کو کہ بیچ دلوں تمہارے کے ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے سینوں والی بات کو ف۱

کی آلائشوں سے پاک و صاف کر دے اور اللہ سینے کی باتوں کو خوب جانتا ہے

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ

تحقیق جو لوگ کہ پیٹھ موڑ گئے تم میں سے اس دن کہ ملیں دو جماعتیں سوائے اسکے نہیں کہ ڈگایا انکو

بیشک تم میں سے وہ لوگ جنہوں نے اس دن لڑائی سے منہ موڑ لیا تھا جب دونوں جماعتوں کی مٹھ بھیڑ ہوئی

الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ۖ وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ

شیطان نے بعض اس چیز سے کہ کمایا تھا انہوں نے اور تحقیق معاف کیا اللہ نے ان سے تحقیق اللہ تعالیٰ

تھی تو شیطان نے ان کے بعض اعمال کی وجہ سے انکے قدم ڈگمگا دیئے تھے۔ اور بیشک اللہ نے ان لوگوں کا گناہ معاف کر دیا ہے اور

غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٥٥﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ ع ۱۶

بخشنے والا تحمل والا ہے ف۱ اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت ہو مانند ان لوگوں کے

اللہ یقینا بخشنے والا بردبار ہے اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو کافر ہیں اور اپنے

كَفَرُوا وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا

کہ کافر ہوئے اور کہنے لگے واسطے بھائیوں اپنے کے جس وقت چلتے بیچ زمین کے یا ہوتے

بھائیوں کی نسبت کہتے ہیں۔ جبکہ وہ سفر میں ہوں یا جہاد میں کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے

غُزًّى لَّوْ كَانُوا عِنْدَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا ۚ لِيَجْعَلَ

لڑنے والے اگر ہوتے ہمارے پاس نہ مرتے اور نہ مارے جاتے تو کہ کرے

تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے (یہ اس لئے کہتے ہیں) کہ اللہ ان کے

اللَّهُ ذَٰلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۗ

اللہ اسکو پچھتاوا بیچ دلوں انکے کے اور اللہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے ف۲

دلوں میں حسرت پیدا کر دے اور اللہ زندہ رکھتا ہے اور وہ ہی موت دیتا ہے

حل لغات۔

۱ غُزًّی غازی کی جمع ہے جیسے رُکّع راکع کی اور سُجّد ساجد کی جمع آتی ہے اور غزوہ کہتے ہیں دشمن کی طرف قصد کرنے کو۔ والمغزی المقصد۔

ف۱ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اس غم و رنج کے وقت جو احسان فرمایا
تھا اس کا بیان ہو رہا ہے کہ اُس نے ان پر اونگھ ڈال دی تھی۔ ہتھیار ہاتھ میں
ہیں دشمن سامنے ہیں لیکن دل میں اتنی تسکین ہے کہ آنکھیں اونگھ سے
جھکی جا رہی ہیں جو امن و امان کا نشان ہے جیسے سورۂ انفال میں بدر کے
واقعہ میں ہے یعنی خدا کی طرف سے امن بصورت اونگھ نازل ہوا۔ عبداللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لڑائی کے وقت کی اونگھ خدا کی طرف سے ہے
اور نماز میں اونگھ کا آنا شیطانی حرکت ہے۔ ابوطلحہ رضؓ کا بیان ہے کہ اُحد والے
دن مجھ اس زور کی اونگھ آنے لگی کہ بار بار تلوار میرے ہاتھ سے چھوٹ
چھوٹ گئی۔ آپ فرماتے ہیں جب میں نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو تقریباً ہر شخص کو
اسی حالت میں پایا۔ ہاں البتہ ایک جماعت وہ بھی تھی جن کے دلوں میں نفاق
تھا یہ مارے خوف و دہشت کے ہلکان ہو رہے تھے اور ان کی بدگمانیاں
اور بُرے خیال حد کو پہنچ گئے تھے۔ پس اہل ایمان، اہل یقین، اہل ثبات،
اہل توکل اور اہل صدق تو یقین کرتے تھے کہ خدا اپنے رسول کی ضرور مدد
کرے گا اور ان کی منہ مانگی مراد پوری ہو کر رہے گی لیکن اہل نفاق ہائے واۓ
کر رہے تھے۔ ان کی جان عذاب میں تھی۔ حضرت زبیرؓ کا بیان ہے کہ اس
سخت خوف کے وقت ہمیں تو اس قدر نیند آنے لگی کہ ہماری ٹھوڑیاں
سینوں سے لگ گئیں۔ میں نے اسی حالت میں معتب بن قشیر کے یہ الفاظ
خواب کی طرح سُنے کہ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا اگر ہمیں
کچھ بھی اختیار ہوتا تو یہاں قتل نہ ہوتے۔ اللہ تعالیٰ انھیں فرماتا ہے کہ
مرنے کا وقت نہیں ٹلتا گو تم گھروں میں ہوتے تب بھی گھروں سے نکل کھڑے
ہوتے اور یہاں میدان میں آ ڈٹتے اور خدا کا لکھا پورا ہوتا ترمذی
جلد دوم صفحہ ۱۳۰ و ابن کثیر۔ لباب جلد اول صفحہ ۶۳۔ واقعہ جنگ اُحد
سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سید البشر امام الانبیاء
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکالیف عظیمہ کا سامنا کرنا پڑا اور صحابہؓ
جو کامل ولی اور بزرگ تھے بلکہ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو ولیوں کے
ولی اور پیروں کے پیر افضل البشر ہیں اپنے اوپر آئے ہوئے آلام و مصائب
کے دافع نہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ خالق ارض و سماوات نے جب تکالیف
کو رفع کرنا چاہا تو ایک آن میں اپنے پیارے نبیؐ کی ایک مٹھی کنکریوں میں تیر و
بندوق کی گولیوں سے زیادہ طاقت پیدا کر کے دشمنوں کو ہلاک کر دیا اور اپنے
بندوں کو اُن پر غالب کر دیا۔ ثابت ہوا اللہ کے سوا کوئی بھی نافع و ضار نہیں اور
کسی کو ذرہ بھر اختیار نہیں۔ بس مختار کل اور نفع و ضرر کا مالک صرف اللہ ہی

ہے۔ یہ توحید ہے اور اس کے برعکس شرک فقط ابو عمار غفر لہ ولوالدیہ
الغفار

حضرت عثمانؓ کی فضیلت۔

ف۲ اب بچے مسلمانوں کی لغزش
کا بیان ہو رہا ہے جو انسانی کمزوری کی وجہ سے ان سے سرزد ہوئی۔
دراصل یہ ان کے عمل کا نتیجہ تھا، نہ یہ نافرمانی رسول کرتے نہ ان کے قدم
اکھڑتے لیکن خدا نے ان کی اس لغزش کو معاف فرما دیا۔ ابن عباسؓ نے
فرمایا یہ آیت وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ حضرت عثمان رافع بن المعلّٰی و خارجہ بن
زید کے بارے میں اُتری ہے۔ حضرت عثمانؓ کے فرار کو اللہ نے معاف کر دیا
تو پھر اس پر کوئی عار وغیرہ نہیں ہو سکتی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا
بیان یہ بھی ہے کہ بدر والے دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی
اپنی بیوی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری میں مصروف تھا یہاں تک
کہ وہ اسی بیماری میں فوت ہو گئیں چنانچہ مجھے آپؐ نے مال غنیمت میں سے پورا
حصہ دیا ظاہر ہے کہ حصہ انھیں ملتا ہے جو موجود ہوں۔ پس حکماً میری
موجودگی ثابت ہوئی فقط ابن کثیر ترجمان۔ اُحد کے تجربہ نے مسلمانوں کو بتلا دیا کہ
خدا کی تائید و نصرت کا وعدہ برحق ہے لیکن اس کے تمام کاموں کی طرح اس کی
تائید و نصرت کیلئے بھی قوانین ہیں اور ضروری ہے کہ ان ہی کے مطابق
نتائج بھی ظہور میں آئیں۔ جو جماعت کمزوری غفلت میں مبتلا ہو جائے گی
صبر و ثبات میں پوری نہیں اُترے گی۔ اطاعت و نظام میں کچی ہو گی وہ کبھی
خدا کی تائید و نصرت کی مستحق نہیں ہو سکتی دم۔ ترجمان۔

عقیدۂ تقدیر پر ایک امریکی فاضل کا تبصرہ۔

ف۳ موت اور زندگی دونوں تمام تر اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ اُس
مسبب الاسباب و علت حقیقی کو چھوڑ کر نظر ظاہری اور فوری اسباب
پر جا نا اور سفر جہاد کو موت یا قتل کی علت تامہ قرار دینا کیسی شدید
جہالت اور سفاہت ہے۔ امریکہ میں اس وقت عمرانیات کا ایک ماہر
فاضل ڈینی سن اپنی کتاب میں ایک جگہ لکھتا ہے "مسلمانوں کے اس
عقیدۂ تقدیر یا ہر امر تکوینی کو خدا کے تفویض کر دینے کی عادت نے نیز
شہادت نے مسلمانوں میں معرکہ جنگ کے اندر بڑی ہی قوت اور استقامت
پیدا کر دی تھی۔" امریکی فاضل کا ایمان نہ عقیدۂ تقدیر پر ہے نہ عقیدۂ
شہادت پر پھر بھی داد حق دینے پر اپنے آپ کو بے اختیار پا رہا ہے (م ماجدی)
سچ ہے سب کام اپنے کرنا تقدیر کے حوالے نزدیک عاقلوں کے
تدبیر ہے تو یہ ہے فقط۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اور اللہ تعالیٰ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم دیکھنے والا ہے اور اگر مارے جاؤ بیچ راہ اللہ کے

اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے اور اگر تم اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا اپنی

اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

یا مرجاؤ تم البتہ بخشش طرف اللہ کے سے اور رحمت بہتر ہے اس چیز سے کہ جمع کرتے ہیں

موت سے مرجاؤ تو (بہر حال) اللہ کی بخشش اور اس کی رحمت اس چیز (دولت) سے بہتر ہے جو لوگ جمع کرتے ہیں

وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ فَبِمَا

اور اگر مرجاؤ تم یا مارے جاؤ تم البتہ طرف اللہ تعالیٰ کے اکٹھے کئے جاؤ گے پس ساتھ

اور (یاد رکھو کہ) تم خواہ اپنی موت سے مرو یا مارے جاؤ تمہیں اللہ کے حضور میں ضرور جمع کیا جائیگا سو یہ اللہ کی

رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ

رحمت کے اللہ تعالیٰ سے نرم ہوا تو واسطے انکے اور اگر ہوتا تو سخت خو سخت دل یعنی بے رحم

مہربانی ہے کہ آپ ان کے لئے (بہت ہی) نرم مزاج ہیں اگر آپ درشت مزاج اور سخت دل ہوتے تو

لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ

البتہ بھاگ جاتے گرد تیرے سے پس معاف کر ان سے اور بخشش مانگ واسطے ان کے

یہ لوگ آپ کے پاس سے بھاگ جاتے پس اب بھی ان سے درگزر کیجئے اور ان کے لئے بخشش طلب فرمایئے

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ

اور مصلحت کر ان سے بیچ کام کے پس جب قصد مقرر کرے تو پس اعتماد کر اوپر اللہ تعالیٰ کے تحقیق

اور اہم باتوں میں اپنے مشورہ کر لیا کیجئے۔ پس جب آپ کسی بات کا پختہ ارادہ کر چکیں تو اللہ پر بھروسہ

اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ

اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے توکل کرنے والوں کو اگر مدد کرے تمہاری اللہ تعالیٰ پس نہیں کوئی غالب آنیوالا واسطے تمہارے

کریں۔ یقیناً اللہ توکل کرنیوالوں کو محبوب رکھتا ہے۔ اگر خدا تمہیں نصرت دے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا

وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ ۭ وَعَلَى

اور اگر چھوڑ دے تم کو پس کون ہے وہ جو مدد کرے تمہاری پیچھے اس کے اور اوپر

اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کرسکے اور مومنوں کے لئے لازم

اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ۭ

اللہ تعالیٰ کے پس توکل کریں ایمان والے اور نہیں لائق کسی نبی کو یہ کہ خیانت کرے

ہے کہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں اور کسی نبی کے شایان شان نہیں کہ وہ (کسی طرح کی)

وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ

اور جو کوئی خیانت کرے لے آویگا اس چیز کو کہ خیانت کی ہے دن قیامت کے پھر پورا دیا جائیگا ہر جی کو

خیانت کرے اور جو خیانت کرے گا۔ قیامت کے دن اپنی خیانت لا حاضر کرے گا پھر ہر شخص کو اسکے اعمال کا پورا پورا

مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ

جو کمایا اور وہ نہیں ظلم کئے جاویں گے کیا پس جس نے پیروی کی رضامندی اللہ تعالیٰ کی

بدلہ دیا جائے گا اور ان پر بالکل ظلم نہیں ہوگا۔ تو کیا جو شخص اللہ کی خوشنودی پر چلے

حل لغات۔

لہ لِنْتَ بروزن بِعْتَ اصل میں لَيِنْتَ تھا۔ ے متحرک ماقبل مفتوح الف سے بدل گئی اور الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگیا مبدل منہ پر دلیل ہونے کے لئے لام کا فتح کسرہ سے بدل لیا۔ لہ فَظًّا صفت مشبہ کا صیغہ ہے اصل میں تھا فَظِظٌ جیسے حَذِرٌ فَرِقٌ۔ کلمہ واحد میں ایک جنس کے دو حرف جمع ہوئے ایک دوسرے میں مدغم ہوگیا۔ اسکے معنے ہیں بدخلق تیز مزاج۔ ٣ہ غَلِيْظَ الْقَلْبِ غلیظ بھی صفت مشبہ ہے اور غلیظ القلب کے معنے ہیں سنگدل بے رحم۔ اس میں اور فظ میں یہ فرق ہے کہ آدمی کبھی بدخلق نہیں ہوتا اور نہ کسی کو تکلیف پہنچاتا ہے لیکن سنگدل اور بے رحم ہوتا ہے۔ ٤ہ لَانْفَضُّوْا باب انفعال فَضٌّ سے مشتق ہے اور فضّ کہتے ہیں کسی چیز کے متفرق اور پریشان ہونے کو۔

منزل ۱

بولا کرتے ہیں اِنْفَضَّ الْقَوْمُ ای تفرقوا قال تعالیٰ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا اور اسی سے ہے فَضَضْتُ الْكِتَابَ وَلَا يَفْضُضِ اللّٰهُ فَاكَ۔ ٥ہ شَاوِرْ صیغہ امر باب مفاعلہ بولا کرتے ہیں شاور یشاور مشاورۃ۔ شُوَارًا و مَشْوَرَةً۔ یہ لیا گیا ہے شُرْتُ الدَّابَّةَ شَوْرًا سے۔ اور عرب اس جملہ کو اس وقت بولتے ہیں جب چارپائے کو نخاس میں لے جاتے ★

ف۱ اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو کافروں جیسے فاسد اعتقاد رکھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ کفار کا خیال تھا کہ سفر یا لڑائی میں جو مرے ہیں وہ اگر سفر یا لڑائی نہ کرتے تو نہ مرتے۔ دراصل موت و حیات خدا کے ہاتھ میں ہے۔ مارنا جلانا تمام امور اسی کے ارادہ سے ہیں۔ دوسری آیت بتا رہی ہے کہ راہ خدا میں قتل ہونا یا مرنا خدا کی رحمت و مغفرت کا ذریعہ وسیلہ ہے اور یہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے کیونکہ یہ فانی ہے اور وہ باقی و ابدی ہے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ خواہ کسی طرح دنیا چھوڑو مر کر یا قتل ہو کر لوٹنا تو اللہ ہی کی طرف ہے پھر اپنے اعمال کا بدلہ اپنی آنکھوں سے دیکھو لوگے خواہ برا ہو یا بھلا۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاقِ حمیدہ کا بیان

ف۲ اللہ تعالیٰ اپنے نبی پر اور مسلمانوں پر اپنا احسان جتاتا ہے کہ نبیؐ کے ماننے والوں اور انکی نافرمانی سے بچنے والوں کیلئے خدا نے نبی کے دل کو نرم کر دیا ہے۔ اگر اس کی رحمت نہ ہوتی تو اتنی نرمی اور آسانی نہ ہوتی حسن بصریؒ فرماتے ہیں یہ آیت ٹھیک اس آیت جیسی ہے جو سورۂ توبہ میں ہے لَقَدْ جَآءَكُمْ الخ یعنی تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آئے جن پر تمہاری مشقت گراں گذرتی ہے جو تم پر حرص والے ہیں جو مومنوں پر شفقت اور رحم والے ہیں۔ مسند احمد میں ہے کہ آپؐ نے ابوامامہ باہلی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے ابوامامہ! بعض مومن وہ ہیں جن کے لئے میرا دل تڑپ اٹھتا ہے۔ ترمذی میں ہے آپؐ فرماتے ہیں لوگوں کی آؤ بھگت خیرخواہی اور چشم پوشی کا مجھے خدا کی جانب سے اسی طرح حکم ہوا ہے جس طرح فرائض کی پابندی کا۔ واقعی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق اس درجہ حمیدہ تھے کہ قرآن میں متعدد جگہ اللہ نے آپ کی مدح فرمائی ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ چنانچہ اس آیت میں بھی فرمان ہے کہ تم ان سے درگذر کرو، ان کے لئے استغفار کرو اور کاموں میں مشورہ لیا کرو۔ اسی لئے آپ کی عادت مبارک تھی کہ آپ اکثر مشورہ کر کے کام کیا کرتے تھے۔ بدر والے دن بھی مشورہ لیا۔ جنگِ احزاب کے موقع پر بھی مشورہ لیا حدیبیہ والے دن بھی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جب منافقوں نے تہمت لگائی تب بھی آپ نے مشورہ کیا اور اس موقع پر بھی یعنی جنگ احد کے لئے بھی آپؐ نے مشورہ لیا کہ باہر میدان میں نکل کر مقابلہ کریں یا شہر میں رہ کر لڑیں تو سب نے میدان میں نکل کر لڑنے کا مشورہ دیا۔ جب آپ ہتھیار وغیرہ پہن چکے تب بعض نے کہا کہ شہر میں ہی رہ کر لڑنا چاہیے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس آیت میں حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے مشورہ کرنے کا حکم ہے (حاکم) یہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری اور آپ کے وزیر تھے اور مسلمانوں کے باپ یعنی بزرگ۔ ابن ماجہ میں ہے جب تم سے کوئی مشورہ لے تو اسے چاہیئے بھلی بات کا مشورہ دے اور فرمایا اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ جس سے مشورہ لیا جائے وہ امانت دار ہے یہ نہیں کہ اس کی بات کو بغیر اس کی اجازت پھیلاتا پھرے (ابوداؤد وغیرہ) پھر یہ فرمایا جب کسی چیز کا عزم کر لیا تو اللہ پر بھروسہ رکھ کر کر لو۔ مسلم میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متوکل یعنی اللہ پر کامل بھروسہ کرنے والے کو منجملہ ان ستر ہزار اشخاص کے شمار کیا ہے جو جنت میں بغیر حساب کے جائیں گے اے مولا اے رب العالمین تو اپنی رحمت سے ہم کو بھی ان میں شمار کر کے جنت میں بے حساب داخل کر دیجیو آمین یا الٰہ العالمین فقط ابوعمار عبدالقہار الابن للامام الہمام حامی الکتاب والسنہ مولانا عبدالوہاب صاحب رحمہ اللہ

خیانت کی مذمت

ف۳ اس سے پہلے بیان تھا کہ انکو مشورہ میں شریک کر لیا کرو مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی بیان کر دیا کہ اگر نبی کسی ایسے امور میں مشورہ نہ کرے جو تمہارے فہم سے بالا ہے تو تم کو یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ پیغمبر نے خیانت کر لی اس لئے کہ نبی خدا کا امین ہے اس کی شان خیانت سے دور ہے کیونکہ نبی کو حق الیقین ہے کہ جو کوئی دنیا میں خیانت کریگا قیامت کو اس کی خیانت ظاہر کی جائے گی اور پھر ہر شخص کو اس کی پوری سزا دی جائے گی۔ اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام غنائم کے تقسیم کرنے میں کوئی مصلحت ملحوظ رکھیں یا جماعت یا رفاہ عام کے لئے اس میں سے کوئی حصہ بیت المال میں جمع کریں یا کسی وجہ سے تقسیم غنائم میں دیر ہو تو منافقوں کے کہنے سے اپنے نبیؐ کی طرف ایسی بدگمانی ہرگز ہرگز نہ کرو۔ منافق عبداللہ بن ابی وغیرہ ایسے ایسے شبہات و شک ڈالا کرتے تھے۔ اور یہ ضرور ہے کہ جب سردار کی نسبت بدگمانیوں کا دروازہ کھلتا ہے تو انجام بغاوت اور پھوٹ پڑ کر قوم و ملت کی شوکت اور برکت جاتی رہتی ہے (تفسیر حقانی) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر کے دن ایک سرخ چادر نہیں ملتی تھی تو لوگوں نے کہا شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لے لی ہو۔ اس پر یہ آیت اتری (ترمذی) اس آیت میں اللہ نے قیامت تک کے خائنوں کو ڈرایا اور سخت عذابوں کی خبر دی۔ مسند احمد میں حدیث ہے کہ سب سے بڑا خیانت کرنے والا وہ شخص ہے جو پڑوسی کے کھیت کی یا اس کے گھر کی زمین دبا لے۔ اگر ایک ہاتھ زمین بھی اپنی طرف ناحق کر لے گا تو ساری زمینوں کا طوق اسے پہنایا جائے گا۔ ابن مردویہ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر کوئی پتھر جہنم میں پھینک دیا جائے تو ستر سال تک چلا جائے لیکن تہہ کو نہیں پہنچتا، خیانت کی چیز کو اسی طرح جہنم میں پھینک دیا جائے گا پھر خیانت والے سے کہا جائے گا جا اسے لے کر آ۔ یہی معنی ہیں خدا کے اس فرمان کے (باقی فائدہ صفحہ ۱۰۳ پر ہے)

★ ہیں اسی واسطے نخاس کو مشوار کہتے ہیں تو جس طرح چارپائے کو نخاس میں لے جانے سے اس کی بھلائی برائی معلوم ہوتی ہے اسی طرح مشاورہ سے امور کا خیر و شر معلوم ہوتا ہے۔ ۱۲ہ اَنْ يَّغُلَّ غلول کہتے ہیں خیانت کو اور اس کے اصلی معنی ہیں کسی چیز کا خفیہ لے لینا۔ جب قصاب تھوڑا سا گوشت کھال میں لگا رہنے دیتا ہے تو اہل محاورہ بولا کرتے ہیں غَلَّ الْجَازِرُ وَالسَّالِخُ ۔

كَمَنْ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾

ہوگا مانند اس شخص کے کہ پھر آیا ساتھ غصہ کے اللہ تعالیٰ سے اور جگہ رہنے اسکی کی دوزخ ہے اور بری ہے جگہ پھر جانے کی

اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس نے اللہ کا غضب حاصل کیا اور دوزخ اسکا ٹھکانا ہوا اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے

هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ لَقَدْ

وہ لوگ درجوں پر ہیں نزدیک اللہ کے اور اللہ دیکھنے والا ہے اس چیز کو کہ کرتے ہیں البتہ تحقیق

اللہ کے نزدیک لوگوں کے الگ الگ درجے ہیں اور اللہ ان کے اعمال کو دیکھتا ہے اللہ

مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

احسان کیا اللہ تعالیٰ نے اوپر ایمان والوں کے جس وقت بھیجا بیچ انکے پیغمبر آپس انکے سے

نے ایمان والوں پر احسان کیا۔ جب انہی میں کا ایک رسول بھیجا۔ جو ان کو اس کے احکام سناتا ہے

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ

پڑھتا ہے اوپر انکے نشانیاں اسکی اور پاک کرتا ہے انکو اور سکھلاتا ہے انکو کتاب اور حکمت

اور ان کے نفوس کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾ اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ

اور تحقیق تھے پہلے اس سے بیچ گمراہی ظاہر کے ۔ کیا جس وقت پہنچی تم کو

یقیناً اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے اور جب تم پر مصیبت آپڑی

النصف

مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلْ

مصیبت تحقیق پہنچایا تھا تم نے دو برابر اسکے کہا تم نے کہاں سے ہوا یہ کہہ

ایسی مصیبت، کہ اس سے دگنی تم ان پر ڈال چکے ہو۔ تو تم کہنے لگے کہ یہ کہاں سے آپڑی ہے

هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۶۵﴾

وہ نزدیک جانوں تمہاری کے سے تحقیق اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے

کہہ دیجئے یہ خود تمہارے ہاں سے آئی بیشک اللہ ہر بات پر قادر ہے

وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ

اور جو کچھ پہنچا تم کو اس دن کہ ملیں دو جماعتیں پس ساتھ حکم اللہ کے اور تو کہ ظاہر کرے

اور جو مصیبت تم پر اس دن آئی جب دونوں جماعتیں گتھ گئی تھیں تو وہ بھی اللہ ہی کے حکم سے تھی اور اس لئے تھی کہ مومن الگ

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۖۚ وَقِيْلَ لَهُمْ

ایمان والوں کو اور تو کہ ظاہر کرے ان لوگوں کو کہ منافق ہوئے اور کہا گیا واسطے انکے

معلوم ہو جائیں اور منافق الگ معلوم ہوں اور (جب) ان سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں جنگ کرو یا

تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ؕ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ

آؤ لڑو بیچ راہ خدا تعالیٰ کے یا دفع کرو کہنے لگے اگر جانتے ہم

(دشمن کی) مدافعت کرو۔ تو کہنے لگے کہ اگر ہم اس کو جنگ سمجھتے تو ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے

قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ؕ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ

لڑائی البتہ ساتھ چلتے ہم تمہارے یہ لوگ طرف کفر کے اس دن بہت نزدیک تھے انسے طرف ایمان کے

اس دن وہ بمقابلہ ایمان کے کفر سے نزدیک تر تھے۔ وہ اپنے منہ

منزل ۱

حل لغات۔

لہ نَافَقُوْا اہل لغت کا قول ہے کہ منافق نفق سے لیا گیا ہے۔ اور نفق کہتے ہیں تہہ خانہ کو جس میں آدمی موقع پڑنے پر چھپ جاتا ہے۔ منافق بھی اسلام کی آڑ میں چھپا رہتا ہے اس لئے اسے منافق کہتے ہیں۔

(بقیہ فوائد صفحہ ۱۰۲) وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
مسند احمد میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبیلہ ازد کے ایک شخص کو عامل بنا کر بھیجا۔ یہ جب زکوٰۃ وصول کرکے آئے تو کہنے لگے یہ تو بیت المال کا ہے اور یہ مجھے تحفہ میں ملا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام منبر پر کھڑے ہوگئے اور فرمانے لگے یہ اپنے گھروں میں ہی بیٹھے رہتے پھر دیکھتے کہ انھیں تحفہ میں دیا جاتا یا نہیں؟ اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے تم میں سے جو کوئی اس میں سے کوئی چیز بھی لیلے گا وہ قیامت کے دن اسے گردن پر اُٹھائے ہوئے لائے گا اونٹ ہے تو چلّا رہا ہوگا گائے ہے تو بول رہی ہوگی بکری ہے تو چیخ رہی ہوگی۔ ایک روایت میں سونے چاندی حتّٰی کہ ایک سوئی یا اس سے بھی ہلکی چیز چُھپانے بغرض کہ ہر خائن اپنی خیانت کو لئے ہوئے قیامت کے دن آئے گا فقط۔ خیانت کا کچھ بیان صفحہ ۸۵ پر بھی ہے۔

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ پھر فرمایا جن پر خدا کی رضامندی ہے اور جو خدا کے غضب کے مستحق ہیں یہ دونوں برابر نہیں فقط۔

ف۲ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے احسان کا ذکر فرمایا کہ دیکھو ہم نے نبی تمہاری ہی جنس کا بھیجا ہے تاکہ تم اس سے بات چیت کرسکو ان کے پاس اُٹھو بیٹھو سکو ہر طرح کا دینی نفع لو۔ پھر فرمایا کہ وہ رسول تم پر قرآن پڑھتا ہے امر بالمعروف نہی عن المنکر کرکے تم کو سنوارتا درست بناتا ہے تاکہ تم ہر طرح کے شرک و بدعت کے میل کچیل سے صاف ستھرے ہوجاؤ کتاب و حکمت سے مراد قرآن و سنت ہے۔ مقصد یہ کہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کوئی خدا یا خدا کی اولاد یا اس کا جز یا نور من نور اللہ یا خدا کے شریک یا فرشتہ یا جن نہیں بلکہ آپ انسانوں ہی سے ہیں۔ نسل آدم سے ہیں ماں باپ کے ذریعہ پیدا ہوئے آپ کی بیویاں اور اولاد تھیں۔ آپ کھاتے پیتے تھے۔ حوائجاتِ انسانی آپ کے ساتھ تھے جن سے خدا پاک ہے۔ پس آپ بشر انسان تھے جیسا کہ خدا کا فرمان ہے قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ الخ یعنی میں تو تم جیسا ہی انسان ہوں البتہ نبی ہونے کی حیثیت سے میری طرف وحی ضرور آتی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ سب کا معبود ایک اللہ ہی ہے۔ مِنْ اَنْفُسِهِمْ سے ان لوگوں کی تردید ہوگئی جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انسان بشر کہنا کفر کہتے ہیں اور آپؐ کو خدا کا نور کہہ کر خدا کی خدائی میں شریک کرتے ہیں حالانکہ خدا وحدہ لاشریک لہ ہے۔ خدا اکیلا ہے احد ہے صمد ہے نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی کی اولاد .... اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ماں باپ کی اولاد ہیں اور اپنی اولاد کے باپ بھی۔ آپ کھاتے پیتے بھی تھے۔ آپ شادی بھی کرتے تھے۔ بس خدا وہ جو ان سب باتوں سے پاک ہے فقط۔

جنگ اُحُد کی شکست کی وجہ اور مشیتِ ایزدی کا ذکر

ف۳ پہلے سے احد کا قصہ چلا آتا تھا۔ درمیان میں جو کوتاہی ہوئی تھی اسکے عفو کا ذکر ہوا اور اسی کی مناسبت سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق حمیدہ یاد دلائے گئے۔ اب پھر احد کا قصہ بیان ہو رہا ہے یعنی جنگ احد میں جو تکلیف اور نقصان اٹھانا پڑا اس پر تعجب سے کہتے ہو کہ یہ مصیبت کہاں سے آگئی ہم تو مسلمان مجاہد تھے خدا کے راستہ میں اس کے دشمنوں سے لڑنے کے لئے نکلے تھے۔ خدا تو پیغمبر کی زبانی نصرت و امداد کا وعدہ فرما چکا تھا پھر یہ مصیبت ہم پر کیوں کر اور کدھر سے نازل ہوئی۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جنگ احد میں ستّر صحابہ شہید ہوئے۔ آپؐ پر کچھ اوپر اسّی زخم آئے۔ دانت شہید ہوئے صحابہ خصوصًا آپؐ کے چچا امیر حمزہ کو مُثلہ کیا گیا۔ ایسا کہتے وقت سوچنا چاہیے کہ جس قدر تکلیف تم کو پہنچی اس سے دوچند تکلیف اُن کو تم سے پہنچ چکی ہے۔ احد میں تمہارے ستّر آدمی شہید ہوئے۔ بدر میں ان کے ستّر مارے جا چکے ہیں اور ستّر تمہارے ہاتھ قید ہوئے جن پر تم کو پورا قابو دیا گیا تھا چاہتے تو قتل کر ڈالتے۔ پھر اُحد میں بھی ابتداءً انکے تقریبًا بیس مار چکے تھے۔ اگر تھوڑی دیر کے لئے تمکو ہزیمت ہوئی تو بدر میں ان کو تباہ کن ہزیمت مل چکی ہے اور اُحد میں بھی جب تم جم کر لڑے اور وہ منہزم ہوئے۔ پھر آخر میں میدان چھوڑ کر چلے گئے۔ ایسی صورت میں انصافًا تم کو اپنی تکلیف کا شکوہ کرنے اور کچھ بددل ہونا نہ چاہیے۔ اور غور کرو تو تم کو معلوم ہو جائے کہ تم خود ہی اس مصیبت کا سبب بنے ہو وہ یہ کہ تم میں سے بعض نے اپنے پیغمبر کی اطاعت صدق دل سے قبول نہیں کی اور اپنے امیر کی صراحتًا نافرمانی کی۔ پھر باوجود منع کر دینے کے ان تیر اندازوں نے اہم مورچہ چھوڑ کر مرکز خالی کر دیا اور ایک سال پہلے جب اسارٰی بدر کے متعلق تم کو اختیار دیا گیا تھا کہ انھیں قتل کر دو یا پھر فدیہ لیکر چھوڑ دو اس شرط پر کہ آئندہ اتنے ہی آدمی تم سے لئے جائیں گے تو تم نے فدیہ کی صورت اختیار کی اور شرط کو قبول کر لیا۔ اب وہی شرط پوری کرائی گئی تو تعجب و انکار کا کیا موقع ہے؟ یہ چیز تو تم خود قبول کر چکے تھے۔ بس اللہ تعالیٰ جو چاہے کرے۔ کوئی نہیں جو اس کا حکم ٹال سکے۔ بدر کے قیدیوں کا قصہ سورۂ انفال میں بھی آئے گا انشاءاللہ فقط۔

يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا

کہتے ہیں ساتھ مونہوں اپنے کے جو کچھ کہ نہیں بیچ دلوں انکے کے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ

ایسی باتیں کہتے ہیں جو انکے دلوں میں نہیں اور اللہ کو خوب علم ہے جو کچھ وہ

يَكْتُمُوْنَ ۱۶۷ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا

چھپاتے ہیں وہ جن لوگوں نے کہا واسطے بھائیوں اپنے کے اور آپ بیٹھ رہے اگر کہا مانتے ہمارا

چھپاتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو خود تو (گھروں میں) بیٹھے رہے اور اپنے بھائیوں کی نسبت

مَا قُتِلُوْا ۭ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ

نہ مارے جاتے کہہ پس ہٹا دو تم جانوں اپنی سے موت کو اگر ہو تم

کہنے لگے کہ اگر ہمارا کہا مانتے تو مارے نہ جاتے کہہ دیجئے اگر تم اس بات میں سچے ہو تو موت کو اپنے

صٰدِقِيْنَ ۱۶۸ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

سچے اور مت گمان کرو ان لوگوں کو کہ مارے گئے بیچ راہ خدا تعالیٰ کے

اوپر سے ٹال دو اور (اے نبی) ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں مردہ نہ

اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۱۶۹ فَرِحِيْنَ بِمَآ

مردے بلکہ زندہ ہیں نزدیک رب اپنے کے رزق دیئے جاتے ہیں خوش ساتھ اس چیز کے

خیال کرو بلکہ وہ زندہ ہیں انہیں اپنے رب کی طرف سے روزی مل رہی ہے (اور) اللہ نے اپنے فضل سے جو

اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ

کہ دی ہے انکو اللہ تعالیٰ نے فضل اپنے سے اور خوشخبری لیتے ہیں ساتھ ان لوگوں کے کہ نہیں

کچھ انہیں دیا ہے اس پر خوش ہیں اور ان لوگوں کی نسبت خوش ہو رہے ہیں جو ابھی ان سے ملے

يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِھِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ۱۷۰ وقف لازم

ملے ساتھ انکے پیچھے انکے سے یہ کہ نہیں ڈر اوپر انکے اور نہ وہ غمگین ہوں گے

نہیں ان کے پیچھے رہ گئے ہیں کہ نہ تو ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ کسی طرح کا غم کھائیں گے

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ

خوشخبری لیتے ہیں ساتھ نعمت کے اللہ کی طرف سے اور فضل کے اور تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں ضائع کرتا

وہ اللہ کی نعمتوں اور اس کے فضل کی وجہ سے خوشیاں مناتے ہیں اور اس بات سے کہ اللہ ایمان رکھنے والوں کا

اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۱۷۱ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ ع ۱۷ ۸

ثواب ایمان والوں کا وہ جن لوگوں نے قبول کیا واسطے اللہ تعالیٰ کے اور رسول کے

اجر ضائع نہیں کرتا وہ لوگ جنہوں نے زخم کھانے کے بعد بھی اللہ اور اس کے

بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ړ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا مع

پیچھے اسکے کہ پہنچا ان کو زخم واسطے ان لوگوں کے کہ نیکی کرتے ہیں انہیں سے اور پرہیزگاری کرتے ہیں

رسول کے حکم کو مانا۔ ان میں سے وہ جو نیک کردار اور متقی ہیں ان کے لیے بڑا

اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۱۷۲ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ عند المتقدمین ۱۲

ثواب ہے بڑا وہ لوگ کہ کہا ان کو لوگوں نے تحقیق آدمی

اجر ہوگا وہ لوگ جن کو لوگوں نے کہا۔ کہ دیکھو کافروں نے تمہارے لئے فوج

حل لغات.

لہ یَسْتَبْشِرُوْنَ۔ استبشار کہتے ہیں اُس سرور کو جو کسی بات کی بشارت سننے سے حاصل ہوتا ہے۔ اور چونکہ باب استفعال کا خاصّہ ہے طلب فعل اس لئے مُسْتَبْشِر اس شخص کے منزلہ میں ہے جو سُرور طلب کرتا اور بشارت کی وجہ سے اُسے حاصل کرتا ہے۔

ف۱ یعنی دونوں جماعتوں کے مڈبھیڑ کے دن جو نقصان تمھیں پہنچا کہ تم دشمنوں کے مقابلہ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ تم میں سے بعض لوگ شہید بھی ہوئے اور زخمی بھی ہوئے یہ سب اللہ کی قضاء و قدر سے تھا اس کی حکمت اس کی مقتضی تھی۔ اس کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ ثابت قدم ایمان والے صابر بندے بھی معلوم ہو جائیں اور منافقین کا حال بھی کھل جائے وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ کا یہی معنی اور مطلب ہے ورنہ اللہ کو تو پہلے ہی سے سب کچھ معلوم تھا تو مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں جو بات تھی اس کو ظاہر کر دے اور سب لوگوں پر کھول دے۔ موضح القرآن میں ہے یہ بھی منافقوں کا کلام تھا کہ ہمکو معلوم ہو لڑائی یعنی ظاہر میں کہا جس وقت لڑائی دیکھیں گے تو شامل ہونگے یا کہا کہ ہم لڑائی کے قاعدہ سے واقف نہیں اور دل میں طعن دیا کہ ہماری مشورت نہیں مانتے لڑائی انکو معلوم نہیں۔ اسی لفظ سے کفر کے قریب ہو گئے اور ایمان سے دُور فقط (اب اگلی آیتوں میں شہداء کا ذکر فرمایا)

شہداء کی زندگی دنیاوی زندگی نہیں۔ ف۲

شہیدوں کو مرنے کے بعد ایک خاص طرح کی زندگی ملتی ہے جو اور مُردوں کو نہیں ملتی ان کو اللہ کا ممتاز قرب حاصل ہوتا ہے۔ بڑے عالی درجات و مقامات پر فائز ہوتے ہیں۔ جنت کا رزق آزادی سے پہنچتا ہے۔ جس طرح ہم اعلیٰ درجہ کے ہوائی جہازوں میں بیٹھ کر ذرا سی دیر میں بحکم خدا جہاں چاہیں اُڑے چلے جاتے ہیں شہداء کی ارواح جو دراصل سبز رنگ کے طیور میں داخل ہو کر جنت کی سیر کرتی رہتی ہیں۔ ان طیور کی کیفیت کو اللہ ہی جانے۔ وہاں کی چیزیں ہمارے احاطۂ خیال میں کہاں آسکتی ہیں۔ اس وقت شہداء بیحد مسرور ہوتے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل سے دولتِ شہادت عنایت فرمائی، اپنی عظیم نعمتوں سے نوازا اور اپنے فضل سے ہر آن مزید انعامات کا سلسلہ قائم کر دیا جو مقدّر شہیدوں کے لئے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانی کئے گئے تھے انھیں آنکھوں سے مشاہدہ کرکے بے انتہا خوش ہوتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی محنت ضائع نہیں کرتا بلکہ خیال و گمان سے بڑھ کر بدلہ دیتا ہے، پھر نہ صرف یہ کہ اپنی حالت پر شاداں و نازاں ہوتے ہیں بلکہ اپنے اُن مسلمان بھائیوں کا تصور کرکے بھی انھیں ایک خاص خوشی حاصل ہوتی ہے جن کو اپنے پیچھے جہاد فی سبیل اللہ اور دوسرے امور میں مشغول چھوڑ آئے تھے کہ وہ بھی اگر ہماری طرح اللہ کی راہ میں مارے گئے یا کم از کم ایمان پر مرے تو اپنی اپنی حیثیت کے موافق ایسی ہی پُر لطف اور بے خوف زندگی کے مزے لوٹیں گے نہ ان کو اپنے آگے کا ڈر ہوگا اور نہ پیچھے کا غم، مامون و مطمئن سیدھے خدا کی رحمت میں داخل ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے گو شہداء فی سبیل اللہ دنیا میں مارے جاتے ہیں لیکن آخرت میں ان کی روحیں زندہ رہتی ہیں اور روزیاں پاتی ہیں۔ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چالیس یا ستر صحابہ کو بیر معونہ کی طرف بھیجا۔ یہ جماعت جب غار تک پہنچی جو اس کنویں کے پاس تھا آپس میں کہنے لگے کون کلمہ ان تک پہنچائے ایک صحابی اس کے لئے تیار ہو گئے اور ان لوگوں کے گھروں کے پاس باآواز بلند فرمایا اے بیر معونہ والو! سنو! میں خدا کے رسُول کا قاصد ہوں، میری گواہی ہے کہ معبود صرف اللہ ہی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندہ اور اس کے رسول ہیں۔ یہ سنتے ہی ایک کافر نے اس کے تیر مارا جو آر پار ہو گیا۔ صحابی کی زبان سے بے ساختہ نکلا فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ کعبہ کے خدا کی قسم میں مراد کو پہنچ گیا۔ اب کفار تمام آپہنچے۔ عامر بن طفیل جوان کا سردار تھا پیچھے سے آکر مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان کے بارے میں قرآن نازل ہوا کہ بَلِّغُوا عَنَّا قَوْمَنَا أَنَّا قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِينَا عَنْهُ یعنی ہماری جانب سے ہماری قوم کو یہ خبر پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے ملے وہ ہم سے راضی ہو گیا اور ہم اس سے راضی ہو گئے۔ صحابہ کہتے ہیں ہم ان آیتوں کو برابر پڑھتے رہے پھر ایک مدت کے بعد یہ منسوخ ہو کر اٹھالی گئیں اور آیت وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ الخ اتری بعض روایات میں ہے کہ شہداء احد کے باب میں یہ آیتیں اتریں مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے جابر! تمھیں معلوم بھی ہے؟ کہ خدا نے تمھارے باپ عبداللہ کو زندہ کیا اور فرمایا اے میرے بندے مانگ کیا مانگتا ہے تو کہا خدایا دنیا میں پھر بھیج تاکہ میں دوبارہ تیری راہ میں مارا جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تو میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ کوئی یہاں سے دوبارہ لوٹایا نہیں جائیگا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوگیا کہ انبیاء، اولیاء، شہداء، صلحاء وغیرہم انتقال کے بعد دوبارہ دنیا میں نہیں آتے۔ اور زندگی سے مراد دنیاوی زندگی ہرگز مراد نہیں جیسا کہ اہل بدعت کا خیال ہے کہ شہداء زندہ ہیں، بس وہ آہ و پکار کو سُنتے اور دیکھتے ہیں ہماری مرادیں پوری کرتے ہیں اَلْعِيَاذُ بِاللهِ۔ اگر ولی، شہید یا پیر قبر میں جاکر بھی دنیا کی طرح زندہ رہتے ہیں دنیا کے حالات سے واقف ہوتے ہیں تو زندہ کو دفن کرنا کب جائز ہے؟ اور ان کی بیوی کیلئے بعد انقضاء عدت نکاح ثانی کیوں جائز ہے اور اُن کے مال کا ورثہ کیوں تقسیم ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ معلوم ہوا مراد اس زندگی سے عالم برزخ کی زندگی ہے جس سے دنیاوی زندگی کو کوئی تعلق نہیں کیونکہ آیت میں عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ہے کہ وہ اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں یعنی تمھاری نہیں سنتے اور نہ تمھاری مدد کر سکتے ہیں۔ اور دوسرے پارہ میں تو وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُونَ ٥ فرماکر وضاحت فرما دی کہ شہداء کی زندگی کو تم نہیں سمجھتے۔ اصل میں جن لوگوں نے شہداء کے بارے میں یہ باتیں بنائی تھیں کہ لڑائی جہاد میں جان دیکر اپنی زندگی گنوا دی۔ زندگی کے لطف سے محروم ہو گئے۔ ان سے عیش چھین لیا گیا اور کچھ زندہ رہتے تو کھاتے پیتے اور عیش کرتے اُن کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی وہ تو برزخ قبر میں زیادہ ناز و نعمت میں ہیں۔ حدیث مسلم میں ہے کہ ان کی روحیں سبز رنگ پرندوں کے قالب میں ہیں جنت میں وہ پسند پھرتے ہیں شام کو ان قندیلوں میں وہ بسیرا کرتے ہیں جو عرش کے نیچے لٹکی ہوئی ہیں۔ رب العالمین نے ایک مرتبہ نظر فرمائی اور پوچھا کیا چاہتے ہو؟ کہنے لگے خدایا ساری جنت مل گئی اور کیا مانگیں۔ اللہ تعالیٰ نے تین بار اسی طرح سوال (باقی فائدہ صفحہ ۵۱ ۱ پر)

جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا ۖ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ

جمع ہوئے ہیں واسطے تمہارے پس ڈرو تم انسے پس زیادہ کیا انکو ایمان میں اور کہا انہوں نے کفایت ہے ہمکو اللہ تعالیٰ

جمع کر رکھی ہے ان سے ڈرتے رہنا تو اس بات نے انکا ایمان اور بڑھا دیا اور وہ کہنے لگے کہ ہمیں تو اللہ ہی کافی ہے اور وہ بس

وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ﴿۱۷۳﴾ فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَمْ

اور اچھا کارساز ہے ف۱ پس پھر آئے ساتھ نعمت کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور فضل کے نہ

بہترین کارساز ہے۔ پس وہ اللہ کی نعمت اور اس کے فضل سے شاد کام لوٹے انہیں کوئی

يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ ۙ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ

لگی انکو برائی اور پیروی کی رضامندی اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل

تکلیف نہ پہنچی اور وہ اللہ کی خوشنودی کے تابع رہے اور اللہ بڑے فضل

عَظِيمٍ ﴿۱۷۴﴾ إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا

بڑے کا ہے سوائے اسکے نہیں کہ یہ شیطان ہے ڈراتا ہے تم کو دوستوں اپنے سے پس مت

والا ہے یقین کر لو کہ یہ خیالات ہی ہیں جو تمہیں اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے تو تم ان سے

تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ

ڈرو ان سے اور ڈرو مجھ سے اگر ہو تم ایمان والے ف۲ اور نہ غمگین کریں تجھ کو

ہرگز نہ ڈرو اور اگر اپنے اندر ایمان رکھتے ہو تو مجھ ہی سے ڈرو اور اے پیغمبر اسلام

الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ ۚ إِنَّهُمْ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا ۗ

وہ لوگ کہ جلدی کرتے ہیں بیچ کفر کے تحقیق وہ ہرگز نہ ضرر کریں گے اللہ تعالیٰ کو کچھ

ان لوگوں کو دیکھکر جو کفر اختیار کرنے میں جلدی کر رہے ہیں آپ ملول نہ ہوں - وہ خدا کا ہرگز کچھ

يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ

ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ یہ کہ نہ کرے واسطے انکے کچھ حصہ بیچ آخرت کے اور واسطے انکے عذاب ہے

نہیں بگاڑ سکتے اللہ چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ رکھے۔ اور ان کے واسطے بڑا عذاب

عَظِيمٌ ﴿۱۷۶﴾ إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَنْ يَضُرُّوا

بڑا ف۳ تحقیق جن لوگوں نے مول لیا کفر کو بدلے ایمان کے ہرگز نہ ضرر کریں گے

ہوگا وہ لوگ جنہوں نے ایمان کے بدلے کفر کو خریدا ہے وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے

اللَّهَ شَيْئًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۷۷﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ

اللہ تعالیٰ کو کچھ اور واسطے انکے عذاب ہے درد دینے والا اور نہ گمان کریں وہ لوگ

اور ان کے واسطے دردناک عذاب ہوگا وہ لوگ جنہوں نے راہ کفر

كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ ۚ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ

کہ کافر ہوئے ہیں یہ کہ جو ڈھیل دیتے ہیں ہم انکو بہتر ہے واسطے جانوں انکی کے سوائے اسکے نہیں کہ ڈھیل دیتے ہیں ہم انکو

اختیار کی یہ نہ خیال کریں کہ ہم جو انہیں ڈھیل دے رہے ہیں ان کے حق میں بہتر ہے یہ ڈھیل تو

لِيَزْدَادُوا إِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ ﴿۱۷۸﴾ مَا كَانَ اللَّهُ

تو کہ زیادہ ہو جاویں گناہوں میں اور واسطے انکے عذاب ہے ذلیل کرنے والا نہیں ہے اللہ تعالیٰ

ہم انہیں اسواسطے دیتے ہیں کہ وہ گنہگاری میں اور بڑھ جائیں اور انکے لئے رسوا کن عذاب ہوگا یہ نہیں ہو سکتا - کہ اللہ

حل لغات:

۱؎ حَسْبُنَا اللّٰہُ کے معنی ہیں کافِینَا اللّٰہ اور یہی معنے ہیں امراء القیس کے اس شعر کے ۔ فَتُوْسِعُ اَھْلَہَا اَقِطًا وَسَمْنًا وَحَسْبُكَ مِنْ غِنًى شِبَعٌ وَرِيٌّ، اَیْ یَکْفِیْکَ الشِّبَعُ وَالرِّیُّ

۲؎ وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَنَّمَا نُمْلِیْ لَھُمْ ۔ لایحسبن فعل ۔ الذین کفروا فاعل انما نملی لہم الخ لایحسبن کے دونوں مفعولوں کے قائم مقام یعنی لایحسبن الذین کفروا املاء تاخیرنا لانفسہم پھر اَنَّمَا کے مَا میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ وہ الذی کے معنی میں ہو اور اس وقت تقدیر عبارت یوں ہوگی لایحسبن الذین کفروا ان الذی نملیہ لہم خیر لانفسہم ۔ نملیہ کی ہ حذف ہوگئی کیونکہ وہ الذی کا صلہ ہے اور اس صلہ کا حذف کرنا جائز جیسے الذی رایت زید میں ۔ دوسرے یہ کہ مَا مصدریہ ہو اور اس صورت میں تقدیر عبارت یوں ہوگی لایحسبن الذین کفروا ان املائی لہم خیر لیکن

جب مَا مصدریہ ہے تو رسم الخط کا قاعدہ چاہتا ہے کہ اَنَّ سے الگ کر کے لکھا جائے مگر چونکہ مصحف عثمانؓ میں ملا کر لکھا گیا ہے اور تمام مصاحف کا رسم الخط اسی کے تابع تسلیم کیا گیا ہے اس لئے مَا اَنَّ سے ملا کر لکھا گیا ۔ رہا دوسرا اِنَّمَا تو اس کا مَا کافہ ہے اور اسی لئے اس کا ملا کر لکھنا واجب ۔ نُمْلِیْ کے معنی ہیں نطیل اور نؤخر ★

(بقیہ فائدہ صفحہ ۱۰۴) کیا اور کیا چاہتے ہو تب شہداء نے جواب دیا کہ ہم چاہتے ہیں کہ دوبارہ دنیا میں لوٹا دیا جائے۔ ہم پھر تیری راہ میں جہاد کریں اور مارے جائیں اسی طرح ہمکو اور درجات حاصل ہوں۔ مناسب ہے کہ انسان کی حالت موت کے متعلق فرمان نبوی درج کیا جائے چنانچہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۲ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت ہے إِذَا حُضِرَ الْمُؤْمِنُ أَتَتْ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ بِحَرِيرَةٍ بَيْضَاءَ فَيَقُولُونَ اُخْرُجِي رَاضِيَةً مَرْضِيًّا عَنْكِ إِلَى رَوْحِ اللّٰهِ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ فَتَخْرُجُ كَأَطْيَبِ رِيحِ الْمِسْكِ حَتَّى أَنَّهُ لَيُنَاوِلُهُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا حَتَّى يَأْتُوا بِهِ أَبْوَابَ السَّمَاءِ فَيَقُولُونَ مَا أَطْيَبَ هٰذِهِ الرِّيحَ الَّتِي جَاءَتْكُمْ مِنَ الْأَرْضِ فَيَأْتُونَ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِينَ فَلَهُمْ أَشَدُّ فَرَحًا بِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ بِغَائِبِهِ يَقْدَمُ عَلَيْهِ فَيَسْأَلُونَهُ مَاذَا فَعَلَ فُلَانٌ فَيَقُولُونَ دَعُوهُ فَإِنَّهُ كَانَ فِي غَمِّ الدُّنْيَا فَيَقُولُ قَدْ مَاتَ أَمَا أَتَاكُمْ فَيَقُولُونَ قَدْ ذُهِبَ بِهِ إِلَى أُمِّهِ الْهَاوِيَةِ الخ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کے مرتے وقت رحمت کے فرشتے ریشمین سفید لباس لے کر آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے روح تو مبارکی اور خوشی کے ساتھ نکل خدا کی رحمت اور جنت کا رزق تیرے لئے ہے۔ پس وہ روح مشک سے بھی زیادہ مہکتی ہوئی نکلتی ہے پھر اسکو فرشتے ہاتھوں ہاتھ آسمانوں پر لے جاتے ہیں اور وہاں چرچا ہوتا ہے کہ کیسی پاکیزہ روح آئی ہے پھر اس کے پاس مؤمنوں کی روحیں خوش ہوتی ہوئی آتی ہیں جیسے کوئی مدت کے بچھڑے ہوئے عزیز سے ملتا ہے۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں فلاں فلاں شخص کہاں ہے۔ جب وہ کہتا ہے وہ تو مر چکا کیا یہاں نہیں آیا؟ تب وہ کہتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ سجین یعنی دوزخ میں گیا الخ اس حدیث سے بھی ان لوگوں کی تردید ہوگئی جو کہتے ہیں میاں اولیاء اللہ بزرگان دین او خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ساری دنیا کی خبر ہے انکو اب بھی ہر مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ کا علم ہے حالانکہ اللہ کے سوا کسی کو ہر مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ کا علم نہیں فقط

ف ۳ جب جنگ اُحد تمام ہوئی ابوسفیان کہ سردار تھا کافروں کا کہہ گیا کہ اگلے سال بدر پہ پھر لڑائی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کر لیا۔ جب اگلا سال آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ چلو لڑائی کو۔ اس وقت جنھوں نے رفاقت کی اور تیار ہوئے ان کو یہ بشارت ہے کہ شکست کے بعد پھر جرأت کی (موضح) یعنی پہلی آیت میں شہیدوں کی مدح کے بعد یہ تھا کہ خدا مؤمنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ یہاں ان مؤمنوں کی تشریح کی کہ وہ کون لوگ ہیں۔ یہ نہیں کہ برائے نام اسلام اختیار کر کے ان درجوں کا اپنے تئیں مستحق سمجھ بیٹھے بلکہ جو لوگ شہید ہوگئے وہ تو منزل مقصود کو پہنچ گئے مگر جو اس جماعت کے لوگ زندہ موجود ہیں وہ بھی ان ہی میں شمار ہیں۔ کامل مؤمن وہ جو کہ ہزیمت اٹھا کر زخم کھا کر بھی اللہ و رسول کی اطاعت کو موجود ہیں کیونکہ انھوں نے أَحْسَنُوا امر پر عمل کیا اور اِتَّقَوْا منہیات سے بچے بس ان کے لئے اجر عظیم ہے فقط۔

فوائد صفحہ ھٰذا

ف ۱ ابوسفیان نے چاہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ پر نہ آویں تو الزام اُنہی پر رہے اور لڑائی سے خوف کھایا۔ ایک شخص مدینہ کی طرف جاتا تھا اسکو کچھ دینا کیا کہ وہاں اس طرف کی ایسی خبریں بیان کر کہ وہ خوف کھائیں اور جنگ کو نہ آئیں۔ وہ شخص مدینہ میں پہنچ کر کہنے لگا کہ مکہ کے لوگوں نے بڑی جمعیت کی ہے تم کو لڑنا بہتر نہیں۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے استقلال دیا۔ انھوں نے یہی کہا کہ ہم کو اللہ تعالیٰ بس ہے۔ آخر بدر پر گئے تین روز رہ کر تجارت کر کر نفع لے کر پھر آئے۔ اگلی آیتوں میں یہی ذکر ہے (موضح) بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ یہ وہ کلمہ ہے جسکو ابراہیم علیہ السلام نے کہا جبکہ وہ آگ میں ڈالے گئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا اس وقت جب کہ یہ خبر دی گئی کہ لوگ جمع ہوئے ہیں تم ڈرو اس پر انکا ایمان اور زیادہ ہوگیا۔ ابن مردویہ میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم پر بہت بڑا کام آپڑے تو حَسْبُنَا اللّٰهُ الخ پڑھو فقط ف ۲ یعنی اللہ کا فضل دیکھو کچھ لڑائی کرنی پڑی دکانٹا چبھا مفت میں ثواب کمایا اور تجارت میں نفع بھی۔ پھر فرمایا جو ادھر سے آکر مرعوب کن خبریں پھیلاتا ہے وہ شیطان ہے یا شیطان کا پیرو ہے۔ بہر حال تمھیں خوف زدہ نہ ہونا چاہئے۔ بس اللہ ہی کا ڈر رکھو فقط

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی ف ۳

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو تسلی دی ہے اگرچہ کافروں کے کفر پر ہر مسلمان کا جی کڑھتا ہے لیکن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زیادہ رنج ہوتا تھا کیونکہ آپ سارے جہان کے لئے خدا کی رحمت تھے اس لئے آپ کو تسلی دی کہ تم اتنا رنج نہ کرو انکے کفر اور مقابلہ کرنے سے اللہ کی حکومت و دین کا کچھ نہیں بگڑتا۔ اس میں خود ان ہی کا نقصان ہے فقط

★ کیونکہ املاء کہتے ہیں مہلت اور ڈھیل دینے کو۔ یہ ملوۃ بمعنی مدت سے لیا گیا ہے۔ بولا کرتے ہیں اَمْلَى عَلَيْهِ الزَّمَانُ ای طال اور اَمْلَى لَهُ ای طَوَّلَهُ وَاَمْهَلَهُ۔ یہی وجہ ہے کہ وسیع اور طویل زمین کو ملا اور رات دن کو ملوان کہتے ہیں۔

لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ

کہ چھوڑ دے ایمان والوں کو اوپر اس حالت کے کہ ہو تم اوپر اس کے یہاں تک کہ جدا کر دے ناپاک کو

ایمان والوں کو ایسی حالت میں جو (آجکل) تمہاری ہے چھوڑ دے۔ تاآنکہ ناپاک کو پاک سے الگ کر دے۔ اور یہ بھی نہیں

الطَّيِّبِ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ

پاک سے اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ خبردار کرے تم کو اوپر غیب کے ولیکن اللہ تعالیٰ

ہونے کا کہ اللہ تمہیں غیب کی اطلاع دیدے۔ ہاں (اس بات کے لئے) وہ اپنے رسولوں میں سے جسے

يَجْتَبِي مِن رُّسُلِهِ مَن يَشَاءُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ وَإِن

پسند کرتا ہے پیغمبروں اپنے میں سے جس کو چاہے پس ایمان لاؤ ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور رسولوں اسکے کے اور اگر

چاہتا ہے چن لیتا ہے پس اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لے آؤ اور اگر ایمان لاؤ

تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٧٩﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ

ایمان لاؤ تم اور پرہیزگاری کرو پس واسطے تمہارے ہے ثواب بڑا اور نہ گمان کریں وہ لوگ

اور متقی بن جاؤ تو تمہیں بڑا اجر ملے گا اور وہ لوگ جو اس چیز (کے خرچ کرنے)

يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُم ۖ بَلْ هُوَ

کہ بخیلی کرتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ دیا ہے انکو اللہ تعالیٰ نے فضل اپنے سے وہ بہتر ہے واسطے انکے بلکہ وہ

میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے اپنی عنایت سے انہیں دے رکھی ہے یہ خیال نہ کریں کہ وہ ان کے لئے بہتر ہے (نہیں)

شَرٌّ لَّهُمْ ۖ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ

برا ہے واسطے انکے البتہ طوق پہنائے گئے وہ چیز کہ بخیلی کی ساتھ اسکے دن قیامت کے اور واسطے اللہ تعالیٰ کے ہے میراث

بلکہ وہ ان کے لئے بہت بری چیز ہے۔ جس مال میں وہ (آج) کنجوسی کر رہے ہیں یقیناً قیامت کے دن اسی کے طوق ان کے

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١٨٠﴾ لَّقَدْ سَمِعَ اللَّهُ

گلے۔ آسمانوں والے اور زمین والے اور اللہ تعالیٰ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار ہے البتہ تحقیق سنا اللہ تعالیٰ نے

ڈالے جائیں گے اور زمین و آسمان کی میراث اللہ ہی کیلئے ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے آگاہ ہے بیشک اللہ نے ان لوگوں کی بات

قَوْلَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَاءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا

کہنا ان لوگوں کا جو کہتے ہیں تحقیق اللہ تعالیٰ فقیر ہے اور ہم دولتمند ہیں۔ اب لکھیں گے ہم جو کچھ

سن لی ہے جنہوں نے کہا کہ اللہ تو محتاج ہے اور ہم دولت مند ہیں۔ جو کچھ انہوں نے کہا (اور) ہم اسے

قَالُوا وَقَتْلَهُمُ الْأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَنَقُولُ ذُوقُوا عَذَابَ

کہ کہا انہوں نے اور مارنا انکا پیغمبروں کو ناحق اور کہیں گے ہم چکھو عذاب

اور نبیوں کے ناحق قتل (کے واقعات) کو لکھ رکھیں گے اور کہیں گے کہ دوزخ کے عذاب کا

الْحَرِيقِ ﴿١٨١﴾ ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ

جلنے کا یہ ہے بدلے اس چیز کے کہ آگے بھیجا ہاتھوں تمہارے نے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نہیں

مزہ چکھو۔ یہ اس چیز کا نتیجہ ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں آگے بھیجی اور آگاہ رہو کہ اللہ اپنے

بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿١٨٢﴾ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ عَهِدَ إِلَيْنَا أَلَّا

ظلم کرنے والا واسطے بندوں کے جن لوگوں نے کہا تحقیق اللہ نے عہد کیا ہے طرف ہماری کہ نہ

بندوں پر ذرا ظلم نہیں کرتا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ بیشک اللہ نے ہم سے عہد لے رکھا ہے کہ ہم کسی

ع ١٨ ٩

حل لغات:-

۱ قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ۔ أَيْدِي جمع يَد۔ اور اس کی تحقیق اوپر گذر چکی۔ یہاں ایدی کا ذکر بطریق مجاز ہے کیونکہ فاعل حقیقت میں ہاتھ نہیں بلکہ انسان ہے مگر چونکہ ہاتھ فعل کا آلہ ہے اور اکثر کاروبار اسی سے سرزد ہوتے ہیں اس لئے فعل کی اسناد اس کی طرف علی سبیل المجاز جائز ہوئی۔

۲ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ۔ ظَلَّام اگرچہ مبالغہ کا صیغہ ہے اور نفی صفت جو لیس بظلام کا مفہوم ہے بقائے اصل کی موہم ہوتی ہے یعنی یہ ترکیب اصل ظلم کے ثبوت کو مقتضی ہے مگر یہاں ظلام صرف جمیع عبید کے تقابل کی رعایت کی غرض سے ذکر کیا گیا ہے نہ مبالغہ کے لئے۔ اہل محاورہ بولا کرتے ہیں فلانٌ ظالمٌ لعبدِہٖ و ظلّامٌ لعبیدِہٖ۔

غیب کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔

ف۱ پھر فرمایا کہ میرے ہاں کا یہ بھی قاعدہ ہے کہ جو لوگ ایمان کو کفر سے بدل ڈالیں وہ بھی میرا کچھ نہیں بگاڑتے بلکہ اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں اور اپنے لئے الم ناک عذاب مہیا کر رہے ہیں۔ پھر فرمایا کوئی یہ شبہ ذکرے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس لئے مہلت دی ہے کہ اور زیادہ جرم کریں، تو پھر زیادہ جرم کرنے سے عذاب کیوں ہوگا۔ اصل میں ڈھیل دینے کا سبب زیادہ عذاب کرنا ہے جیسا کہ سورۂ مومنون رکوع ۴ میں ہے اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّھُمْ الخ یعنی کیا کفار کا یہ گمان ہے کہ ان کے اعمال کی و اولاد کی بڑھوتی ہماری طرف سے ان کی خیریت کا نشان ہے؟ نہیں بلکہ وہ بے شعور ہیں۔ ایک اور مقام پر فرمایا ہم انھیں آہستہ آہستہ پکڑیں گے کہ انھیں علم بھی نہ ہوگا۔ شان نزول یہ ہے کہ احد کی لڑائی کے بعد مشرکین اپنی فتحیابی پر نازاں ہو کر یہ کہا کرتے تھے کہ جس دین پر ہم ہیں وہ حق ہے کہ ہم کامیاب ہیں اور دنیا اور دولت ہم کو نصیب ہے۔ مسلمان اسلام کی بدولت کس قدر پست حالت میں ہیں نہ مال ہے نہ اسباب اور گھر بار چھوڑے مدینہ میں فاقہ کشی کر رہے ہیں قتل کئے جاتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے جو انکو ڈھیل دے رکھی ہے اور یہ سامان مہیا کر دیتے ہیں اس کو اپنے حق میں بہتر نہ سمجھیں۔ ان کو یہ سامان اس لئے ملے ہیں کہ نافرمانی اور گناہ میں کامل ترقی کر کے مرنے کے بعد اس کی پوری سزا پائیں جس طرح کوئی جرم کرے اور بادشاہ باوجود علم و قدرت کے اسکو فوراً گرفتار نہ کرے اور اسکو اتنی مہلت دے کہ وہ خوب بغاوت اور فتنہ پھیلاوے سو یہ بادشاہ کے کامل غضب کی علامت ہے پھر اس کو گرفتار کر کے اس بڑے بھاری جرم کے معاوضہ میں سخت سزا دے گا۔ بادشاہ کا یہ ڈھیل دینا کچھ اس کے حق میں مہربانی نہیں بلکہ زہر اور قہر ہے۔ اسی طرح بے دینوں کا دنیا میں کامیاب ہونا اور عمر و دولت میں یا اولاد میں ترقی کرنا باوجود خدا کی نافرمانی کے یہ ان کے حق میں زہر اور قہر اور ناراضگی ہے (تفسیر ابن جریر) آیت مَا کَانَ اللّٰہُ میں فرمایا کہ حق تعالیٰ مومن اور منافق کو اسی طرح کھولتا ہے اور غیب کی خبر کسی کو نہیں پہنچاتا مگر رسولوں کو بذریعہ وحی کے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا مراد خبیث و طیب سے اہل شقاوت و اہل سعادت ہیں۔ لِیُطْلِعَکُمْ میں خطاب کفار قریش کو ہے کہ اللہ تعالیٰ تمکو اطلاع نہیں دیتا مگر اپنے رسول کو بذریعہ وحی آگاہ کر دیتا ہے اور وہ رسول تمکو بتاتا ہے جیسے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض منافقین کو متعین کر دیا تھا اور مصارع کفار پر بدر کے دن علامات مقرر کر دی تھیں۔ یہ بتانا ان کا اللہ کی تعلیم سے تھا۔ نہ کہ وہ غیب داں تھے۔ کسی کے بتانے سے کوئی چیز بتا دینے کو غیب نہیں کہتے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ اور یہ جو فرمایا کہ اللہ پر ایمان لاؤ مقصد یہ ہے کہ اللہ کو اکیلا معبود جانو اسکی عبادت اور صفات میں کسی کو شریک نہ کرو اور سب رسولوں پر ایمان لانے کا حکم دیا حالانکہ مقام مقتضی ہے ذکر ایمان بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ آپ پر بھی ایمان جب ہی متحقق ہوگا جب کہ سب کو مانیں کیونکہ ایک کی تکذیب سب کی تکذیب ہے۔ بس اسکے رسول جو شریعت لیکر آئے ہیں اس کی پابندی کرو یاد رکھو ایمان اور تقوے میں توحید اور اطاعت میں تمہارے لئے اجر عظیم ہے فقط۔

بخیل کا انجام۔ زکوٰۃ کی فرضیت اور نصاب زکوٰۃ وغیرہ کا بیان

ف۲ صحیح بخاری مصری جلد ایک صفحہ ۱۶۸ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے مَنْ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَلَمْ یُؤَدِّ زَکٰوتَہٗ مُثِّلَ لَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَہٗ زَبِیْبَتَانِ یُطَوَّقُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ثُمَّ یَاْخُذُ بِلِھْزِمَتَیْہِ یعنی شِدْقَیْہِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا مَالُکَ اَنَا کَنْزُکَ ثُمَّ تَلَا وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ الخ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو خدائے تعالیٰ مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو وہ اس کا مال قیامت کے روز ایک زہریلے سانپ کی شکل بنا کر اسکے گلے میں ڈالدیا جائیگا اور وہ اس شخص کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں تیرا سرمایہ ہوں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ اور ایک روایت میں یہ لفظ ہیں یَکُوْنُ کَنْزُ اَحَدِکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ شُجَاعًا اَقْرَعَ یَفِرُّ مِنْہُ صَاحِبُہٗ وَھُوَ یَطْلُبُہٗ حَتّٰی یُلْقِمَہٗ × باقی فائدہ ضمیمہ میں دیکھئے)

ضمیمہ متعلق صفحہ ۱۰۶

(بقیہ فائدہ صفحہ ۱۰۶) اَصَابِعَہٗ (احمد مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۷) یعنی جو لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے ان کا مال قیامت کو اژدھا بن کر ان کے رُو برو آئے گا وہ ڈر کر بھاگیں گے مگر وہ پیچھا نہ چھوڑے گا حتیٰ کہ اپنا ہاتھ اس کے منہ میں دے دیں پس وہ اس کو چبائے گا۔ الامان والحفیظ۔ احادیث میں تارک زکوٰۃ کے لئے بڑی وعید آئی ہے۔ فرمایا "تارک زکوٰۃ مسلمان نہیں"۔ تارک زکوٰۃ کی نماز نہیں ہوتی۔ بخاری مسلم میں ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو نماز و زکوٰۃ میں فرق کرے گا یعنی نماز تو ہمارے ساتھ ادا کرتا ہے اور زکوٰۃ جو حق مال ہے نہیں ادا کرتا اس سے ہم قتال کریں گے (مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۷) یتیم کے مال میں بھی زکوٰۃ ہے۔ عمرو بن شعیب کی روایت میں مرفوع ہے اَلَا مَنْ وَّلِیَ یَتِیْمًا لَّہٗ مَالٌ فَلْیَتَّجِرْ فِیْہِ وَلَا یَتْرُکْہُ حَتّٰی تَاْکُلَہُ الصَّدَقَۃُ (ترمذی دمشکوٰۃ صفحہ ۱۵۷) یعنی آپ نے فرمایا کہ یتیم کا مال اتنا ہو کہ نصاب زکوٰۃ کو پہنچ گیا ہو تو یتیم کے وارث کو چاہیئے کہ اس میں تجارت کرتا رہے ایسا نہ ہو کہ زکوٰۃ نکل نکل کے ختم ہو جائے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تجارت کے مال میں بھی زکوٰۃ ہے اس کی تائید میں حدیث سمرہ بن جندب کی بلوغ المرام صفحہ ۳۸ میں موجود ہے اور مقدار زکوٰۃ و معیار یہ ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے اِذَا کَانَتْ لَکَ مِائَتَا دِرْھَمٍ وَّحَالَ عَلَیْھَا الْحَوْلُ فَفِیْھَا خَمْسَۃُ دَرَاھِمَ وَلَیْسَ عَلَیْکَ شَیْءٌ یَعْنِیْ فِی الذَّھَبِ حَتّٰی یَکُوْنَ لَکَ عِشْرُوْنَ دِیْنَارًا وَّحَالَ عَلَیْھَا الْحَوْلُ فَفِیْھَا نِصْفُ دِیْنَارٍ (ابوداؤد باب زکوٰۃ السائمۃ) یعنی آپ نے فرمایا کہ جب کسی کے پاس دو سو درہم ہوں (ہندوستان و پاکستان میں جو سکہ رائج الوقت ہے اس کے حساب سے ایک درہم ایک چونی کے برابر ہوتا ہے۔ اس حساب سے دو سو درہم کے پچاس روپے ہوئے) اور اس پر ایک سال گذر جائے تو اس میں پانچ درہم یعنی سوا روپیہ زکوٰۃ واجب اور فرض ہے اور سونے میں بیس دینار سے کم میں زکوٰۃ نہیں جب بیس دینار ہو جائیں اور ایک سال اس پر گذر جاوے تب اس میں نصف دینار زکوٰۃ دینا واجب اور فرض ہے۔ درہم چاندی کا سکہ ہے اور دینار سونے کا یعنی اشرفی معلوم ہوا سونے کا نصب بیس دینار ہے۔ احادیث میں غور و فکر سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں ایک دینار ہمارے سکہ کے حساب سے تین روپے کا تھا وہ اس طرح کی حدیث میں ہے لَا تُقْطَعُ یَدُ السَّارِقِ اِلَّا فِیْ رُبُعِ دِیْنَارٍ فَصَاعِدًا (رواہ مسلم والنسائی وابن ماجہ) یعنی چور کا ہاتھ ربع دینار میں کاٹا جائے اور ایک روایت میں ہے کہ ڈھال کی قیمت سے کم میں چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ (رواہ النسائی والبیہقی بسند حسن قطعت فی ثمن المجن) پھر اس کی تشریح یوں فرمائی ثَمَنُہٗ ثَلَاثَۃُ دَرَاھِمَ اس کی قیمت تین درہم یعنی بارہ آنے ہے جب ربع دینار بارہ آنے کا ہوا تو پورا دینار اس حساب سے تین روپے کا ہوا اور بیس دینار ساٹھ روپے کے ہوئے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ سونے کی زکوٰۃ ساٹھ روپے کی قیمت سے شروع ہے اور چاندی کی زکوٰۃ پچاس روپے۔ بس اختلاف کی ضرورت نہیں مسئلہ حل ہو گیا سونا ہو یا چاندی چالیسواں حصہ اس میں زکوٰۃ واجب ہے اسی طرح زیور پر بھی زکوٰۃ ہے خواہ وہ استعمال کا ہو یا نہ ہو۔ ابوداؤد جلد اول صفحہ ۲۱۹ میں عمرو بن شعیب کی روایت میں ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اس کی لڑکی ساتھ تھی جس کے ہاتھ میں سونے کے کنگن تھے آپ نے فرمایا کیا تو اس کی زکوٰۃ بھی دیا کرتی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تجھ کو یہ بات پسند ہے کہ اس کے بدلہ میں قیامت میں آگ کے دو کنگن پہنائے جائیں۔ بلوغ المرام صفحہ ۱۱۹ مطبع فاروقی کے حاشیہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ سونے کی انگوٹھیاں دیکھ کر بھی آپ نے ایسا ہی فرمایا تھا۔ مسلم وغیرہ میں ہے کہ جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے اس کا مال قیامت کے دن آگ کی تختیوں جیسا بنا دیا جائے گا اور اس سے اس کی پیشانی پہلو اور کمر داغی جائیں گی۔ پچاس ہزار سال لوگوں کے فیصلے ہو جانے تک تو یہی حال رہے گا۔ اس کا بیان سورۂ توبہ اس قرآن کے صفحہ ۲۷۲ میں بھی آئے گا۔ بس جب کہ حدیث صحیح سے زیور کی زکوٰۃ ثابت ہو چکی تو اس کے مقابلہ میں علماء کا قول پیش نہیں کیا جا سکتا اگرچہ وہ علما مجتہد ہوں یا غیر مجتہد ہوں۔ علاوہ بریں یہ اتفاقی امر ہے کہ حدیث صحیح میں صراحتاً زیور کا ذکر آ گیا ورنہ جب زکوٰۃ کا حکم عام ہے تو سب قسم کا مال اس میں شامل ہے پھر جس قسم کے مال کا استثناء کسی حدیث صحیح میں آ گیا وہ مستثنیٰ ہو گیا۔ جیسا کہ میرے محترم اخی مولانا الحافظ الحاج ابو محمد عبدالستار صاحب امام جماعت غرباء اہلحدیث نے اپنی تفسیر ستاری پارہ نمبر ۳ صفحہ نمبر ۴۸ کے تحت آیت یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ الخ میں تحریر فرمایا زمین کی کل پیداوار میں زکوٰۃ واجب ہے مگر جس کو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مستثنیٰ کر دیا جیسا کہ تفسیر خازن لبغوی میں ہے یعنی ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین کی ہر پیداوار میں زکوٰۃ ہے لیکن جمہور علماء نے اس کی تخصیص کی ہے۔ انہوں نے کہا کھجور، انگور اور ہر وہ چیز جو ذخیرہ بنا کر رکھی جا سکے اناج، غلہ اور دانے وغیرہ میں زکوٰۃ ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے میوہ جات مثلاً انگور، انار، سیب وغیرہ اور ساگ پات اور سبز ترکاریاں مثلاً تربوز، خربوزہ، کھیرا، ککڑی وغیرہ میں بھی زکوٰۃ واجب کہی ہے حالانکہ جامع ترمذی وغیرہ کتب حدیث میں موجود ہے یَسْئَلُہٗ عَنِ الْخَضْرَوَاتِ وَھِیَ الْبُقُوْلُ فَقَالَ لَیْسَ فِیْھَا شَیْءٌ یعنی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خضراوات کی زکوٰۃ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اس میں زکوٰۃ نہیں امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یعنی اہل علم صحابہ کرام وغیرہ کا یہی فتویٰ ہے کہ سبزیوں میں زکوٰۃ نہیں مثلاً آلو، اروی، گھیا، ٹنڈا، کریلا، ساگ پات، کھیرا، ککڑی تربوز، خربوزہ وغیرہ۔ دارقطنی میں حضرت علی و انس و عائشہ و محمد بن عبداللہ بن جحش اور مسند بزار و دارقطنی میں طلحہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے مرفوعاً آیا ہے یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو زمین بارانی ہو یعنی بارش وغیرہ سے سیراب ہوتی ہو قریب کی ندی نہر سے اس کی رگیں سیراب ہو جاتی ہوں اس میں اور پانی دینے کی حاجت نہ ہو اس کی پیداوار میں دسواں حصہ ہے اور جو پانی کھینچ کر اس میں دیا جاتا ہے اس میں بیسواں حصہ ہے۔ یہ زکوٰۃ کھجوروں اور گیہوں وغیرہ غلہ جات میں واجب ہے امام مالکؒ نے جن غلوں میں زکوٰۃ واجب فرمائی ہے وہ یہ ہیں گیہوں، جو، برہنہ جو یعنی بے پوست جسے شو کہتے ہیں جوار، چنا، باجرا، کنگنی، چاول مسور، ماش، لوبیا اور تل اور جو ان کے مشابہ ہوں غلہ میں جو کھائے جاتے ہیں ان سب میں زکوٰۃ لی جائے گی جب وہ کٹ کر تیار ہوں اور دانے صاف ہو جائیں (موطا امام مالکؒ صفحہ ۱۱۸) معلوم ہوا کہ حدیث میں جو لفظ حب وارد ہے اس سے یہ تمام غلہ جات مراد ہیں جس روایت میں چار یا پانچ اشیاء کا ذکر ہے وہ حن دجہ

سے ہے کہ اس زمانہ میں اکثر یہی چار یا پانچ چیزیں کاشت کی جاتی تھیں نیز امام مالکؒ نے امام ابن شہاب زہری سے زیتون کی زکوٰۃ کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا ٱلْعُشْرُ اس میں دسواں حصہ زکوٰۃ ہے اور جب زیتون کے درختوں کو پانی کھینچ کر پلایا جائے تو پھر بیسواں حصہ ہے جب کہ پانچ وسق ہو۔ ایک وسق ہوتا ہے ساٹھ صاع کا اور ایک صاع ہوتا ہے تقریباً پونے تین سیر کا۔ پانچ وسق کے بیس من ہوئے۔ اسی طرح ایک شخص کی زمین میں مختلف غلے پیدا ہوئے مثلاً کچھ گندم کچھ جو وغیرہ اور وہ سب مل کر پانچ وسق ہو گئے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ ہاں اگر سب ملا کر بھی پانچ وسق نہ ہو تو پھر زکوٰۃ نہیں۔ اور اسی طرح قطنیہ بھی ایک قسم شمار کی جائے گی اگرچہ اس کے نام اور اقسام مختلف ہوں۔ قطنیہ کہتے ہیں چنا اور مسور لوبیا اور ماش کو اور جو چیزیں ان کے مثل ہیں اور صاع سے مراد صاع مدنی ہے صاع کوفی غیر معتبر ہے غرض کہ ان سب چیزوں میں زکوٰۃ لازم ہے اور اسی میں روئی وغیرہ بھی داخل ہے۔

شہد کی زکوٰۃ کا نصاب شہد کا نصاب دس مشک یا ایک مشک ہے یعنی اس کی زکوٰۃ دسواں حصہ ہے۔ (ترمذی)

بکریوں کی زکوٰۃ کی مقدار کا بیان بھیڑ بکریوں کی تعداد ایک سو بیس پہنچنے تک چالیس بکریوں میں ایک بکری زکوٰۃ نکلے گی، ایک سو اکیس[121] سے لے کر دو سو بکریوں تک دو بکریاں دو سو سے زیادہ پر تین بکریاں، تین سو[300] سے زیادہ ہوں تو ہر سو میں ایک۔ چالیس سے کم میں زکوٰۃ نہیں۔ (بخاری مسلم)

گائے کی زکوٰۃ کی مقدار کا بیان تیس[30] گائے میں ایک سال کا بچھڑا نر ہو یا مادہ یعنی بچھیا جو دوسرے سال میں لگا ہو۔ چالیس[40] میں دو سال کی ایک بچھیا جس کو تیسرا سال شروع ہو گیا۔ ساٹھ[60] میں سے دو سال کا بچہ نر ہو یا مادہ۔ ستر میں ایک سال کا بچہ نر ہو یا مادہ اور ایک دو سال کی بچھیا۔ اسی[80] میں دو دو سال کی دو بچھیاں، نوے[90] میں تین بچے ایک ایک سال کے نر ہوں یا مادہ۔ ایک سو[100] میں دو سال کی ایک بچھیا اور ایک ایک سال کے دو بچے نر ہوں یا مادہ۔ ایک سو دس[110] میں دو دو سال کی دو بچھیاں اور ایک ایک سال کا ایک بچہ۔ ایک سو بیس میں دو دو سال کی تین بچھیاں یا ایک ایک سال کے چار بچے نر ہوں یا مادہ یعنی بیل ہوں یا گائے (مسند احمد) اس میں گائے بھینس دونوں برابر ہیں۔

اونٹوں کی زکوٰۃ کی مقدار کا بیان۔ پانچ اونٹوں میں ایک بکری زکوٰۃ نکلے گی۔ دس اونٹوں میں دو بکریاں۔ پندرہ میں تین بکریاں۔ بیس اونٹوں میں چار بکریاں۔ پچیس[25] سے پینتیس[35] تک ایک اونٹنی جو ایک سال پورا کر کے دوسرے میں لگی ہو۔ چھتیس[36] سے لے کر پینتالیس[45] تک ایک وہ اونٹنی جو دو سال پورے کر کے تیسرے سال میں لگ گئی ہو۔ چھیالیس[46] سے ساٹھ تک ایک وہ اونٹنی جو تین سال پورے کر کے چوتھے سال میں لگ گئی ہو اور اونٹ نر کے قابل ہو گئی ہو۔ ساٹھ سے پچھتر[75] تک ایک وہ اونٹنی جو پانچویں سال میں لگی ہو۔ چھہتر[76] سے نوے تک وہ دو اونٹنیاں جو تیسرے سال میں لگی ہوں اور اکیانوے[91] سے ایک سو بیس[120] تک وہ دو اونٹنیاں جو چوتھے سال میں لگی ہوں۔ اگر اونٹوں کی تعداد ایک سو بیس سے متجاوز ہو گئی ہو تو ہر چالیس اونٹوں میں ایک تیسرے سال میں لگی ہوئی اونٹنی۔ اور ہر پچاس میں ایک چوتھے سال میں لگی ہوئی اونٹنی (بخاری مسلم) کسی کے پاس پانچ سال کی اونٹنی نہ ہو تو چار سال کی اونٹنی اور دو[2] بکریاں دیدے یا بکریوں کے عوض بیس[20] درہم دیدے اور جس کے پاس چار سال کی اونٹنی نہ ہو اور اس کے بدلے پانچ سالہ اونٹنی دیدے تو اس صورت میں زکوٰۃ لینے والا یعنی محصل زکوٰۃ اسے بیس درہم یا دو بکریاں واپس دے۔ اور اگر چار سال والے کے عوض تین سال کا دینا چاہے تو دو[2] بکریاں یا بیس درہم بھی ساتھ دے اور تین سال والے کے بدلے اگر دو سال کا دینا چاہے تو اس کے ساتھ بیس[20] درہم یا دو بکریاں بھی دے۔ اور اگر دو سال والے کے بدلے تین سال کا دے دیا ہے تو زکوٰۃ وصول کرنے والا اسے کہ جس سے زکوٰۃ وصول کر رہا ہے بیس[20] درہم یا دو بکریاں واپس دے اور دو سال کی اونٹنی کے عوض وہ نر اونٹ جو تیسرے سال میں لگ گیا ہو تو بلا کمی زیادتی کے دے سکتا ہے۔ اگر پانچ سے کم اونٹ ہوں تو ان میں زکوٰۃ فرض نہیں۔ یہ حساب پانچ سے اوپر کا ہے (بخاری مسلم)

کن چیزوں میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا رہنے سہنے کا مکان (ابو داؤد) گھر کے کام کاج میں برتنے کی چیز (ابو داؤد) سواری اور کھیتی یا کسی کام کاج کے جانور (طبرانی) لونڈی غلام بشرطیکہ تجارت کے لئے نہ ہوں (بخاری مسلم) ہری ترکاریاں اور موسمی پھل جو دیر تک نہ رہ سکتے ہوں بلکہ خراب ہو جانے والے ہوں جیسے آم، امرود، تربوز، خربوزے، کدو، ساگ پات، کھیرے، ککڑی وغیرہ (ترمذی) مشک، عنبر، موتی، مونگا، یاقوت، زمرد الماس، ہیرا اور سمندر میں سے جو کچھ نکلتا ہے (بخاری) گھوڑا، کرائے پر چلنے والے جانور یا گاڑیاں۔ ان چیزوں میں بھی زکوٰۃ فرض نہیں (ابو داؤد) ان سب چیزوں کی جنس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے قیمت پر ہے جب کہ ان کی تجارت کی جائے۔ زکوٰۃ کن کن چیزوں پر ہے اور کتنی ہے، اس کا مفصل بیان رسالہ مسائل زکوٰۃ مصنفہ ابن اخی مولانا حافظ عبد الغفار مرحوم میں ملاحظہ فرمائیں فقط ابو عمار عبد القہار مرتب فوائد قرآن مجید ہذا۔

نُّؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ

مانیں ہم کسی پیغمبر کو یہاں تک کہ لادے ہمارے پاس قربانی کہ کھاجاوے اسکو آگ کہہ تحقیق

رسول پر ایمان نہ لائیں۔ حتیٰ کہ ہمارے پاس ایسی قربانی لے آئے جسے آگ کھا جائے ان سے

جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِىْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِىْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ

آئے تھے تمہارے پاس پیغمبر پہلے مجھ سے ساتھ دلیلوں کے اور ساتھ اس چیز کے کہ کہا تم نے پس کیوں مار ڈالا تم نے انکو

کہدیجئے۔ مجھ سے پہلے کتنی رسول کھلی نشانیاں لے کر تمہارے پاس آئے اور اس چیز کے ساتھ آئے جو تم نے کہی پھر اگر

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٨٣﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ

اگر ہو تم سچے پس اگر جھٹلاویں تجھ کو پس تحقیق جھٹلائے گئے پیغمبر پہلے تجھ سے

تم سچے ہو تو تم نے کیوں انکو قتل کیا اے (پیغمبر اسلام) اگر ان لوگوں نے آپ کو جھٹلایا ہے تو آپ سے پہلے

جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿١٨٤﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ

آئے تھے ساتھ دلیلوں کے اور ساتھ صحیفوں کے اور کتاب روشن کے ہر جان چکھنے والی ہے

بھی رسولوں کی تکذیب کی گئی جو کھلی نشانیاں، صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے تھے (یاد رکھو) ہر کسی کو موت کا مزہ چکھنا ہے

الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ

موت اور سوائے اسکے نہیں پورے پورے دیئے جاؤ گے تم بدلے اپنے دن قیامت کے پس جو کوئی دور کیا گیا

اور البتہ قیامت کے دن تمہیں اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ تو جو دوزخ کی آگ سے بچا کر جنت

عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا

آگ سے اور داخل کیا گیا بہشت میں پس تحقیق مراد کو پہنچا اور نہیں زندگانی دنیا کی مگر

میں داخل کردیا گیا وہ یقیناً کامیاب رہا۔ اور دنیاوی زندگی محض ایک سامان

مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿١٨٥﴾ لَتُبْلَوُنَّ فِىْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۟ وَلَتَسْمَعُنَّ

فائدہ اٹھانا فریب کا البتہ آزمائے جاؤ گے تم مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے اور البتہ سنو گے

فریب ہے تمہیں جان و مال کی آزمائش میں ضرور ڈالا جائے گا ان لوگوں سے جن کو

مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا

ان لوگوں سے کہ دیئے گئے ہیں کتاب پہلے تم سے اور ان لوگوں سے کہ شریک لاتے ہیں

تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور نیز مشرکوں سے تم ضرور بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے

اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ

ایذا بہت اور اگر صبر کرو تم اور پرہیزگاری کرو پس تحقیق یہ ہمت کے کاموں

اور اگر صبر کروگے اور پرہیزگاری پر قائم رہو گے تو یہ عزم و ہمت

الْاُمُوْرِ ﴿١٨٦﴾ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

میں سے ہے اور جس وقت لیا اللہ تعالیٰ نے عہد ان لوگوں کا کہ دیئے گئے ہیں کتاب

کی باتیں ہیں اور (یاد کرو) جب اللہ نے ان لوگوں سے جو اہل کتاب ہیں یہ عہد لیا تھا کہ

لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۬ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ

البتہ بیان کرو گے تم اسکو واسطے لوگوں کے اور نہ چھپاؤ گے اس کو پس پھینکدیا اسکو پیچھے

تم (اس کتاب کی تعلیمات) کو لوگوں پر واضح کرنا اور چھپانا نہیں تو انہوں نے اس عہد کو پس پشت ڈالدیا

منزل ١

حل لغات:

۱ قُرْبَان مصدر ہے جیسے کُفْرَانٌ، خُسْرَانٌ رُجْحَانٌ۔ اصل میں قربان اس بھلائی کو کہتے ہیں جس سے خدا کی جناب میں تقرب حاصل کیا جاتا ہے پھر عین اس چیز کو قربان کہنے لگے جس سے قربت خدا حاصل کی جاتی ہے جیسے ذبیحہ اور نماز حضرت نے کعب بن عجرہ سے فرمایا یا کعب اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ وَّالصَّلٰوةُ قُرْبَانٌ ۲ اَلزُّبُرُ جمع ہے زبور کی۔ اور زبور معنے میں ہے مزبور کے جیسے کتاب معنی میں مکتوب کے اسکے معنے لکھے کے ہیں بولا کرتے ہیں زَبَرْتُ الْكِتَابَ اَیْ كَتَبْتُ۔ ۳ ذَآئِقَةُ اسم فاعل مؤنث۔ ذوق سے لیا گیا ہے اور الموت کی طرف مضاف ہے جو اسکا مفعول ہے کیونکہ اسم فاعل بھی فعل کی طرح فاعل و مفعول کو چاہتا ہے۔

ف۱ دوسرا شبہ یہ تھا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے نبی ہیں تو ایسی قربانی کریں کہ جسکو آگ آسمان سے اُتر کر کھا جائے کیونکہ خدا نے ہم سے عہد کیا ہے کہ اس وقت تک ہم کسی نبی کی تصدیق نہ کریں جب تک کہ وہ ایک قربانی ذبح نہ کرے اور اس کو آسمان سے آگ آکر نہ کھا جائے جیسا کہ ہمارے انبیاء کے عہد میں ہوا کرتا تھا حالانکہ ان کا کہنا غلط ہے ہر نبی کی نسبت یہ ثابت نہیں کہ اسکو یہ معجزہ ملا ہو بلکہ ہر پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے اوقات و احوال کے مناسب معجزات دیئے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر نبی ایک ہی معجزہ دکھلائے تو سچا ثابت ہو ورنہ نہیں۔ اللہ فرماتا ہے اگر تم واقعی اپنے دعوے میں سچے ہو اور اسی خاص معجزہ دکھانے پر تمہارا ایمان لانا موقوف ہے تو یہ بتلاؤ پہلے ایسے نبیوں کو کیوں قتل کیا جو اپنی صداقت کی کھلی نشانیوں کے ساتھ خاص یہ معجزہ بھی لے کر آئے تھے معلوم ہوا یہ سب تمہاری حیلہ سازی اور ہٹ دھرمی ہے۔ آج بھی جو قرآن و حدیث پر عمل کرنے کے لئے حیلہ سازی کرے وہ یہود سے کم نہیں۔ اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو تسلی دی کہ جب تم سے پہلے انبیاء کی تکذیب ہو چکی ہے تو آپ کی تکذیب کوئی نئی بات نہیں پھر غم کرنے کی کیا ضرورت، یہی تسلی ہر حق والے کو ہے فقط۔

جنت کی ترغیب اور دنیا سے بے رغبتی۔

ف۲ یعنی دنیا کی عارضی بہار اور ظاہری ٹیپ ٹاپ بہت دھوکہ میں ڈالنے والی چیز ہے جس پر مفتون ہو کر اکثر بے وقوف آخرت سے غافل ہو جاتے ہیں نماز روزہ فرائض اسلام چھوڑ بیٹھتے ہیں حالانکہ انسان کی اصل کامیابی یہ ہے کہ یہاں رہ کر انجام کو سوچے اور وہ کام کرے جو عذاب الٰہی سے بچانے والے ہیں اور جنت میں لے جانے والے ہیں۔ ہاں اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ دنیوی زندگی سب کے لئے مضر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ اصلی مقصود بنانے کے قابل نہیں۔ حدیث ابو ہریرہ رضؓ میں مرفوعاً آیا ہے کہ جنت میں ایک چابک جگہ بہتر ہے دنیا وما فیہا سے۔ ابن عمرؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس کی خواہش آگ سے بچ جانے اور جنت میں جانے کی ہو تو اسے چاہیئے کہ مرتے دم تک خدا پر اور قیامت پر ایمان رکھے اور لوگوں سے وہ سلوک کرے جسے خود اپنے لئے پسند کرتا ہو۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ خدا کی قسم دنیا آخرت کے مقابلہ میں صرف ایسی ہی ہے جیسے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈبو لے۔ اس انگلی کے پانی کو سمندر کے پانی کے مقابلہ میں کیا نسبت ہے؟ دنیا اسی طرح آخرت کے مقابلہ میں ہے۔ اس آیت میں بعض متصوفین کا رد ہو گیا جو دعویٰ کیا کرتے ہیں کہ ہمیں نہ جنت کی طلب ہے نہ دوزخ کا ڈر۔ معلوم ہوا کہ دوزخ سے دور رہنا اور جنت میں داخل ہونا ہی اصل کامیابی ہے۔ کوئی اعلیٰ ترین کامیابی جنت سے باہر رہ کر نصیب نہیں ہو سکتی جَآءَ فِي الْحَدِيْثِ وَ عَوْلِكَمَا مُنْ تُوْنَ ۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے ہم کو بھی یہ کامیابی عنایت فرمائے آمین فقط مرتب ابو عمار عبد القہار غفر لہ ولوالدیہ الغفار آمین

صبر و استقلال کی تلقین اور اہل علم کا اللہ تعالیٰ سے وعدہ

ف۳ یہ خطاب مسلمانوں کو ہے کہ آئندہ بھی جان و مال میں تمہاری آزمائش ہوگی اور ہر قسم کی قربانی کرنی پڑے گی مثلاً جہاد کرنا، شہید ہونا، قید و بند کی تکلیف اٹھانا، بیمار پڑنا، اموال کا تلف ہونا، اقارب کا چھوٹنا یا زکوٰۃ و حج ادا کرنا، نماز و روزہ کی پابندی کرنا، مخالفین کے طعن و تشنیع برداشت کرنا غرض کہ دین داری کے لحاظ سے سخت و نرم آزمائش ہوگی جتنا جو زیادہ دیندار ہوگا اتنی ہی آزمائش سخت ہوگی لہٰذا اے مسلمانو! تم صبر و استقلال اور پرہیزگاری سے ان سختیوں کا مقابلہ کرنا۔ یہ بڑی ہمت اور اولوالعزمی کا کام ہے۔ مراد اہل کتاب سے کعب بن اشرف ہے جو کہ مشرکوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پر شعر گوئی کر کے بھڑکاتا تھا۔ صحیح بخاری میں اس آیت کی تفسیر کے موقع پر ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے گدھے پر سوار ہو کر اپنے صحابی اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھا کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے بنو حارث بن خزرج کے یہاں تشریف لیجا رہے تھے کہ راستہ میں ایک مجلس جس میں مسلمان اور یہودی و مشرک ملے جلے بیٹھے تھے۔ آپؐ نے وہاں سواری سے اُتر کر تبلیغ دین کی۔ ان میں عبداللہ بن ابی بھی تھا۔ اس نے اپنی ناک پر کپڑا رکھ لیا۔ آپؐ کی سواری کے گرد و غبار اڑنے کی وجہ سے عبداللہ کہنے لگا گرد و غبار نہ اڑاؤ۔ پھر بولا آپؐ کا یہ طریقہ ہمیں پسند نہیں کہ آپ ہماری مجلس میں آکر ہمیں ایذا دیں۔ عبداللہ بن رواحہ صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا بے شک اے اللہ کے رسول! آپؐ ہماری مجلسوں میں تشریف لائیے ہمیں تو اس کی عین چاہت ہے۔ اب ان سب میں تو تو میں میں ہو گئی آپؐ نے سمجھا بجھا کر امن و امان قائم کیا۔ پھر سعد رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ آپؐ نے یہ واقعہ سنایا تو سعدؓ نے کہا اللہ نے آپؐ کو نبی بنایا اور عبداللہ بن ابی کی سرداری کی پگڑی جو وہ چاہتا تھا جاتی رہی جس کی وجہ سے یہ اپنے پھپھولے پھوڑ رہا ہے۔ آپؐ درگذر کریں۔ چنانچہ آپؐ نے درگذر کیا اور یہی آپؐ کی عادت مبارک تھی۔ یہ واقعہ جنگ بدر سے پہلے کا ہے۔ پھر آپؐ کو جہاد کی اجازت دی گئی اور پہلا غزوہ بدر کا ہوا جس میں سرداران کفار قتل و غارت ہوئے فقط ابن کثیر وغیرہ۔

ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ ﴿١٨٧﴾ لَا

پیٹھوں اپنی کے اور مول لیا بدلے اسکے مول تھوڑا پس برا ہے جو مول لیتے ہیں مت

اور کتاب کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ ڈالا سو (کیا ہی) برا سودا کیا جو انہوں نے

تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوا وَّيُحِبُّونَ أَن يُحْمَدُوا بِمَا

گمان کرو ان لوگوں کو جو خوش ہوتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں یہ کہ تعریف کئے جاویں ساتھ اس چیز کے

لوگ اپنے (برے) افعال پر خوش ہوتے ہیں اور اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ ان کے کچھ نہ کرنے پر بھی ان کی

لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُم بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ

کہ نہیں کی پس ہرگز مت گمان کر انکو بیچ خلاصی کے عذاب سے اور واسطے انکے عذاب ہے

تعریف کی جائے۔ سو ان کو آپ یہ خیال نہ کریں کہ عذاب سے چھوٹ گئے (نہیں) اور ان کے لئے دردناک

أَلِيمٌ ﴿١٨٨﴾ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٨٩﴾ ۱۹ ع ۹ ۱۰

دردناک اور واسطے اللہ کے ہے ملک آسمانوں اور زمین کا اور اللہ تعالیٰ اوپر ہر چیز کے قادر ہے

عذاب ہے اور اللہ ہی کے لئے ہے زمین و آسمان کی بادشاہت۔ اور وہ ہر بات پر قادر ہے

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ

تحقیق بیچ پیدائش آسمانوں کے اور زمین کے اور آنے جانے رات کے اور دن کے البتہ نشانیاں ہیں

بے شک زمین و آسمان کی پیدائش میں اور رات اور دن کے مختلف ہونے میں عقلمندوں کے لئے

لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿١٩٠﴾ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ

واسطے عقل والوں کے وہ لوگ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اوپر

نشانیاں ہیں (یعنی ان لوگوں کے لئے) جو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے ہوئے

جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا

کروٹوں اپنی کے اور فکر کرتے ہیں بیچ پیدائش آسمانوں کے اور زمین کے اے پروردگار ہمارے

(ہر حال میں) اللہ ہی کو یاد کرتے ہیں اور زمین و آسمان کی پیدائش پر غور کرتے (ہیں اور کہتے) ہیں کہ (خدایا تو نے اس کارخانہ)

مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿١٩١﴾ رَبَّنَا إِنَّكَ

نہیں پیدا کیا تو نے یہ بے فائدہ پاکی ہے تجھ کو پس بچا ہمکو عذاب آگ سے اے رب ہمارے تحقیق تو

کو بے فائدہ نہیں بنایا۔ تو پاک ہے ہمیں آگ کے عذاب سے بچا خدایا جس کو تو

مَن تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ﴿١٩٢﴾

جس کو داخل کرے آگ میں پس تحقیق رسوا کیا تو نے اسکو اور نہیں واسطے ظالموں کے کوئی مددگار

دوزخ میں داخل کردے تو اسے تو نے ذلیل کر دیا اور (ایسے) ظالموں کیلئے کوئی مددگار نہیں

رَّبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ

اے رب ہمارے تحقیق ہم نے سنا پکارنے والا پکارتا تھا طرف ایمان کے یہ کہ ایمان لاؤ ساتھ رب اپنے کے

خدایا! ہم نے ایک دعوت دینے والے کو سنا۔ کہ وہ ایمان کی دعوت دے رہا ہے۔ کہ اپنے رب

فَآمَنَّا ۚ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا

پس ایمان لائے ہم اے رب ہمارے پس بخش ہمکو گناہ ہمارے اور دور کر ہم سے برائیاں ہماری اور مار ہمکو

کو مانو۔ پس ہم نے مان لیا۔ خدایا ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہماری برائیوں کو ہم سے دور کر اور نیکوکاروں

منزل ۱

حل لغات۔

۱ بِمَفَازَةٍ۔ مفازہ مصدر میمی اس کے معنی ہیں نجات۔ بولا کرتے ہیں فَازَ فُلَانٌ اَیْ نَجَا

۲ اَخْزَیْتَهٗ۔ خزی سے لیا گیا ہے اور اس کے اصلی معنی ہیں ذلیل و رسوا کرنے کے۔ کہا جاتا ہے اَخْزَاهُ اللّٰهُ ای اَهَانَهٗ۔ قال تعالیٰ وَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ۔

۳ یُنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ میں لام اِلٰی کے معنے میں ہے جس طرح یعودون لما نہوا میں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے اِلٰی انتہاء غایت اور لام اختصاص کے لئے وضع کئے گئے ہیں اور یہ دونوں باتیں باہم قریب قریب ہیں اس لئے ایک دوسرے کی جگہ مستعمل ہو جاتا ہے۔ یہاں ینادی یدعو کے معنی میں مستعمل ہے۔ ۴ فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا غفران اور تکفیر دونوں مراد ف لفظ ہیں یعنی لغۃً دونوں کے معنی ڈھانکنے کے ہیں جیسا کہ اوپر مشرحًا بیان ہوا۔

ف۱ یعنی علماء اہل کتاب سے عہد لیا گیا تھا کہ جو احکام و بشارت کتاب اللہ میں ہیں انھیں صاف صاف لوگوں کے سامنے بیان کریں گے اور کوئی بات نہیں چھپائیں گے نہ ہیر پھیر کرکے ان کے معنی بدلیں گے مگر انھوں نے ذرہ برابر پرواہ نہ کی اور دنیا کے تھوڑے نفع کی خاطر سب عہد و پیمان توڑ کر احکام شریعت بدل ڈالے۔ آیات اللہ میں لفظی و معنوی تحریفات کیں جس چیز کا ظاہر کرنا سب سے زیادہ ضروری تھا یعنی پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت اسی کو سب سے زیادہ چھپایا۔ جس قدر مال خرچ کرنے میں بخل کرتے اس سے بڑھ کر علم خرچ کرنے میں کنجوسی دکھائی اور اس کنجوسی کا منشا بھی مال وجاہ اور متاع دنیا کی محبت کے سوا کچھ نہ تھا۔ یہاں ضمناً مسلمان اہل علم کو متنبہ فرما دیا کہ تم دنیا کی محبت میں پھنس کر ایسا نہ کرنا۔ پھر فرمایا یہود مسئلے غلط بتاتے رشوتیں کھاتے اور پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات و بشارات جان بوجھ کر چھپاتے تھے۔ پھر خوش ہوتے کہ ہماری چالاکیوں کو کوئی پکڑ نہیں سکتا اور امید رکھتے کہ لوگ ہماری تعریف کریں کہ بڑے عالم ہیں اور دیندار حق پرست ہیں۔ دوسری طرف منافقین کا حال بھی ان کے مشابہ تھا۔ جب جہاد کا موقع آتا گھر میں چھپ کر بیٹھے رہتے اور اپنی اس حرکت پر خوش ہوتے کہ دیکھو کیسے جان بچائی۔ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاد سے واپس تشریف لائے تو غیر حاضری کے جھوٹے عذر پیش کرکے چاہتے کہ آپ سے اپنی تعریف کرائیں ان سب کو بتلا دیا گیا یہ باتیں دنیا و آخرت میں خدا کے عذاب سے چھڑا نہیں سکتیں۔ اول تو ایسے لوگوں کی دنیا ہی میں فضیحت ہوتی ہے اور کسی وجہ سے یہاں بچ گئے تو وہاں کسی تدبیر سے نہیں چھوٹ سکتے آیت میں گو تذکرہ یہود یا منافقین کا ہے لیکن مسلمانوں کو بھی سنانا ہے کہ برا کام کرکے خوش نہ ہوں، بھلا کرکے اترائیں نہیں اور جو اچھا کام نہیں کیا اس پر تعریف کے امیدوار نہ رہیں بلکہ کرنے کے بعد بھی مدح سرائی کی ہوس نہ رکھیں (لباب صفحہ ۶۴ جلد اول) فقط

ف۲ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں قریش نے یہود سے پوچھا کہ موسیٰ علیہ السلام تمہارے پاس کیا کیا معجزات لائے تھے؟ انھوں نے کہا عصا اور ید بیضاء۔ پھر نصاریٰ کے پاس جاکر پوچھا عیسیٰ علیہ السلام کیا نشانیاں لائے جواب دیا مادر زاد اندھے اور ابرص کو اچھا کر دینا اور مردہ کو زندہ کرنا تب قریش مکہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگے کہ تم خدا سے دعا کرو کہ صفا پہاڑ ہمارے لئے سونا کر دے۔ اس پر یہ آیتیں اتریں (طبرانی)، یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ پر کسی کا زور نہیں وہ سب کا مالک ہے اور جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور سوچنے والوں کے لئے تو زمین و آسمان اور رات دن وغیرہ سب چیزوں میں اس کی وحدانیت و قدرت کاملہ کی ایسی ظاہر دلیلیں ہیں کہ دوسرے معجزوں کے طلب کرنے کی ضرورت ہی نہیں (لباب صفحہ ۶۸ جلد اول) فقط۔

خدا کی وحدانیت کی نشانیاں۔ ف۳ انسان اکثر ان تین حالتوں میں رہتا ہے کھڑا یا بیٹھا یا لیٹا۔ صحیحین میں مرفوعاً آیا ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اور یہ بھی نہ ہو سکے تو لیٹے لیٹے بلکہ یہ بھی آیا ہے کہ اگر اتنی بھی طاقت نہ ہو تو اشارہ سے ہی، مقصد یہ کہ کسی حالت میں ذکر الٰہی سے غافل مت ہو اس کی یاد ہمہ وقت جاری رکھو جیسے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ہے کَانَ یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْ کُلِّ اَحْیَانِہٖ اور یَتَفَکَّرُوْنَ سے مراد غور و فکر ہے۔ حسن بصری کا قول ہے ایک ساعت اللہ کی نشانیوں میں غور و فکر کرنا رات بھر کے قیام سے افضل ہے۔ سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں غور و فکر ایک نور ہے جو تیرے دل پر اپنا پرتو ڈالے گا۔ اکثر یہ شعر پڑھتے ؎

اِذَا الْمَرْءُ کَانَتْ لَہٗ فِکْرَۃٌ ؞ فَفِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَہٗ عِبْرَۃٌ

یعنی باریک بین اور غور و فکر کے عادی کو ہر چیز میں عبرت و نشانی نظر آتی ہے عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے خوش نصیب ہے جس کا بولنا ذکر اللہ اور نصیحت ہو۔ چپ رہنا غور و فکر اور دیکھنا عبرت و تنبیہ ہو فقط۔

مصنوعات الٰہی میں غور و فکر اور رات کی عبادت کا ذکر۔ ف۴ یعنی عقلمند لوگ ذکر و فکر کے بعد کہتے ہیں کہ خداوندا! یہ عظیم الشان کارخانہ تو نے بیکار پیدا نہیں کیا کہ جس کا کوئی مقصد نہ ہو۔ یقیناً ان عجیب و غریب حکیمانہ انتظامات کا سلسلہ کسی عظیم و جلیل نتیجہ پر منتہی ہونا چاہئے گویا یہاں سے ان کا ذہن تصور آخرت کی طرف منتقل ہو گیا جو فی الحقیقت دنیا کی موجودہ زندگی کا آخری نتیجہ ہے اسی لئے آگے دوزخ کے عذاب سے محفوظ رہنے کی دعا کی۔ اور درمیان میں خدا تعالیٰ کی تسبیح و تنزیہ بیان کرکے اشارہ کر دیا جو احمق قدرت کے ایسے صاف و صریح نشان دیکھتے ہوئے تجھ کو نہ پہچانیں یا تیری شان کو گھٹائیں یا کارخانۂ عالم کو محض عبث و لعب سمجھیں۔ تیری بارگاہ ہزلیات و خرافات سے پاک ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ آسمان و زمین اور دیگر مصنوعات الٰہیہ میں غور و فکر کرنا وہی محمود ہو سکتا ہے جس کا نتیجہ خدا کی یاد اور آخرت کی طرف توجہ ہو، باقی جو مادہ پرست ان مصنوعات یعنی چاند سورج اور تاروں میں الجھ کر رہ جائیں اور صانع کی صحیح معرفت نہ پا سکیں خواہ دنیا انھیں بڑا محقق اور سائنس داں کہا کرے مگر قرآن کی زبان میں وہ لوگ اولوالالباب نہیں ہو سکتے بلکہ پرلے درجہ کے جاہل اور احمق ہیں، کسی نے خوب کہا ہے ؎ یہ جانور پیدا کئے تیری وفا کے واسطے ؞ چاند سورج اور ستارے ضیاء کے واسطے ؞ یہ کھیتیاں سرسبز تیری غذا کے واسطے ؞ یہ سارا جہاں تیرے لئے اور تو خدا کے واسطے — احادیث سے ثابت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد کیلئے اٹھتے تو سورۂ آل عمران کی ان آخری آیتوں کی تلاوت فرماتے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات گذاری۔ یہ مائی صاحبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی صاحبہ تھیں۔ جب آپ تشریف لائے تو تھوڑی دیر تک تو آپ اپنی بیوی صاحبہ سے باتیں کرتے رہے پھر سو گئے۔ جب آخری تہائی رات باقی رہ گئی تو آپ اٹھ بیٹھے اور آسمان کی طرف نگاہ کرکے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے آخر سورت تک کی آیتیں تلاوت فرمائیں (باقی فائدہ صفحہ ۱۰۹ پر دیکھئے)

مَعَ الْاَبْرَارِ ۝١٩٣ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا

ساتھ نیک بختوں کے اے پروردگار ہمارے اور دے ہمکو جو کہ وعدہ کیا ہم سے اوپر پیغمبروں اپنے کے اور مت رسوا کر ہمکو

کے ساتھ ہمارا خاتمہ کر۔ خدایا اور ہمیں وہ چیز عطا کر جس کا تو نے ہم سے اپنے رسولوں کی زبانی وعدہ

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝١٩٤ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ

دن قیامت کے تحقیق تو نہیں خلاف کرتا وعدہ کو پس قبول کیا واسطے ان کے

کیا تھا۔ اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کر بیشک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا تو ان کے رب نے ان لوگوں کی

رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ

رب ان کے نے کہ میں نہیں ضائع کروں گا عمل کسی عمل کرنے والے کا تم میں سے مرد سے یا عورت سے بعضے تمہارے

دعا قبول کرلی اور فرمایا کہ یقیناً میں تم میں سے کسی مرد یا عورت کے نیک اعمال کو ضائع نہیں کرتا سب

مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا

بعض سے ہیں پس جن لوگوں نے وطن چھوڑا اور نکالے گئے گھروں اپنے سے اور ایذا دیئے گئے

ایک دوسرے کی جنس سے ہو۔ تو وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور جنہیں

فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَ

بیچ راہ میری کے اور لڑے اور مارے گئے البتہ دور کروں گا میں ان سے برائیاں ان کی اور

میری راہ میں تکلیف دی گئی اور جنہوں نے جنگ کی اور مارے گئے۔ میں یقیناً ان کی برائیوں کو ان سے دور

لَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ

البتہ داخل کروں گا انکو بہشتوں میں کہ چلتی ہیں نیچے انکے سے نہریں ثواب نزدیک

کردوں گا اور انہیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا۔ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں یہ ہے اللہ کی جانب

عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝١٩٥ لَا یَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ

خدا کے سے اور اللہ تعالیٰ نزدیک اس کے ہے اچھا ثواب نہ فریب میں ڈالے تجھکو پھرنا

سے اجر ہے اور اللہ کے پاس بہترین اجر ہے ان لوگوں کا جو راہ کفر اختیار کرچکے

الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ ۝١٩٦ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ قف ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ

ان لوگوں کا کہ کافر ہوئے بیچ شہروں کے فائدہ ہے تھوڑا پھر جگہ رہنے انکے کی دوزخ ہے

ملکوں میں (عیش وعشرت سے) چلنا پھرنا تجھے دھوکے میں نہ ڈالے یہ چند روزہ پونجی ہے۔ پھر ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ اور وہ بہت بری

وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝١٩٧ لٰكِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ

اور برا ہے بچھونا لیکن وہ لوگ کہ ڈرتے ہیں پروردگار اپنے سے واسطے انکے بہشتیں ہیں چلتی ہیں

برا ٹھکانا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو اپنے پروردگار سے ڈریں۔ ان کے لئے ایسے باغ ہوں گے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ

نیچے انکے سے نہریں ہمیشہ رہنے والے بیچ اسکے مہمانی نزدیک اللہ تعالیٰ کے سے اور جو کچھ نزدیک

جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ کی طرف سے مہمانی ہوگی اور اللہ کے پاس جو کچھ

اللّٰهِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝١٩٨ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ یُّؤْمِنُ

اللہ تعالیٰ کے ہے بہتر ہے واسطے نیکی کرنے والوں کے اور تحقیق بعض اہل کتاب سے وہ شخص ہے کہ ایمان لاتا ہے

ہے وہ نیکوکاروں کے لئے بہت ہی اچھا ہے اور اہل کتاب میں سے یقیناً ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ پر اور اس کتاب پر

حل لغات۔ ۱؎ الابرار جمع ہے بَر کی جس طرح ارباب رب کی یا بار کی جمع ہے جس طرح اصحاب صاحب کی۔ ۲؎ لایغرنک تلک غرور سے ماخوذ ہے اور غرور کہتے ہیں کسی چیز کو ظاہر میں اچھا جاننا مگر تفتیش کے وقت خلافِ مرضی پانا۔ بولا کرتے ہیں غرّنی ظاہرہٗ ای قبلتہ علی غفلۃ عن امتحانہ۔ اور یہی معنے ہیں دھوکا کھالینے کے۔ یہ متعدی بھی آتا ہے یعنی دھوکا دینا اور یہاں یہی معنیٰ مراد ہے۔ ۳؎ تقلّب کہتے ہیں آمد و رفت کو۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ١٠٨) پھر کھڑے ہوئے مسواک کر کے وضو کیا اور گیارہ رکعت نماز ادا کی پھر بلال رضی اللہ عنہ کی صبح کی اذان سُن کر دو رکعتیں صبح کی سنتیں پڑھیں (اور لیٹ رہے) پھر مسجد میں تشریف لاکر لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ ایک روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی وضو کر کے آپؐ کے بائیں جانب آپ کی اقتدا میں نماز کے لئے کھڑا ہو گیا تو آپؐ نے داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھ کر میرے کان کو پکڑ کر مجھے گھما کر اپنی دائیں جانب کر لیا الخ (معلوم ہوا نماز میں غلطی کی اصلاح کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی)۔ عثمان بن عفانؓ سے ہے کہ جس شخص نے سورۂ آل عمران کے آخر یعنی اس رکوع کو رات میں پڑھا تو اس کے لئے تمام رات کا قیام لکھا جاتا ہے (دارمی)۔ فقط ف اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسوائی اُن ہی کو ہے جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور جو مومن گناہوں کے سبب کچھ عرصہ دوزخ میں رہ کر نکالے جائیں گے انکو اسی عرصہ تک تکلیف ہے پھر جنت میں پورا عیش اور عزت مل جائے گی۔ پس جس کو خدا دوزخ میں ڈالنا چاہے کوئی حمایت کر کے بچا نہیں سکتا۔ ہاں جن کو ابتدا میں یا آخر میں چھوڑنا اور معاف کر دینا ہی منظور ہو گا جیسے عصاۃ مؤمنین، ان کیلئے شفعاء کو اجازت دی جائے گی کہ سفارش کر کے بخشوائیں۔ وہ جو فرمایا شفاعت قبول نہیں اسکے مخالف نہیں بلکہ آیات و احادیث سے مقید شفاعت ثابت ہے جیسے کہ شفاعت کا مفصل بیان آیت الکرسی کی تفسیر میں ہو چکا ہے۔ آگے پورے صفحہ کی یوں تشریح ہے۔ مُنادی سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ان کے نائب یا قرآن کریم جسکی آواز گھر گھر پہنچ گئی یا فرشتہ جو خیر کی طرف آواز دیتا ہے۔ ذنوب سے مراد کبائر اور سیّاٰت سے مراد صغائر ہیں یعنی ہمارے بڑے گناہ بخش دے اور چھوٹی موٹی برائیوں پر پردہ ڈال دے۔ بس لے خدا ہمارے گناہ جو تقاضائے بشریت ہم سے ہو گئے ہیں معاف کر دے اور ہماری برائیاں سیاہ کاریاں سرے سے مٹا ہی دے اور ہم کو آیندہ بھی اس رستہ پر قائم رکھ کہ موت بھی آئے تو نیک لوگوں کے زمرہ میں ہو کر آئے۔ اور اے رب جو کچھ تو نے ہمارے لئے اپنے رسولؐ کی معرفت وعدہ فرمایا ہے وہ ہمکو عطا کیجیو! ہمارے گناہوں کے سبب محروم نہ کریو (مثلاً دنیا میں دشمنوں پر غالب و منصور کرنا اور آخرت میں جنت و رضوان سے سرفراز فرمانا) اپنے ہم کو اس طرح بہرہ اندوز کیجیو کہ قیامت کے دن ہماری کسی قسم کی ادنی سے ادنی رسوائی بھی نہ ہو۔ تیرے ہاں تو وعدہ خلافی کا احتمال بھی نہیں ہم میں احتمال ہے کہ مبادا ایسی غلطی نہ کر بیٹھیں جو تیرے وعدوں سے مستفید نہ ہو سکیں اس لئے درخواست ہے کہ ہم کو ان اعمال پر مستقیم رہنے کی توفیق دے جن کی تیرے وعدوں سے متمتع ہونے کیلئے ضرورت ہے۔ اسکے جواب میں فَاسْتَجَابَ لَهُمْ خدا بھی اُن کو ان کی دعا مستجاب ہونے کا مژدہ دیتا ہے کہ ہم کبھی کسی کی محنت رائیگاں نہیں کیا کرتے انکی دعا قبول فرماتے ہیں مرد ہو یا عورت ہمارے ہاں کسی کی محنت ضائع نہیں جاتی۔ جو کام کرے گا اسکا پھل پائیگا۔ یہاں عمل شرط ہے نیک عمل کر کے ایک عورت بھی وہ درجات حاصل کر سکتی ہے جو مرد حاصل کر سکتے ہیں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہر عمل کرنے والے کے واسطے اجر ہے پھر کیا وجہ کہ مہاجر مردوں کی خدا تعالیٰ نے بہت جگہ تعریف فرمائی ہے مگر مہاجرہ عورتوں کو اس میں سے کچھ حصہ عطا نہ ہوا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ الخ کہ ثواب میں ایک ہی حکم ہے مرد اور عورت کو اس میں کچھ فرق نہیں (تفسیر البیان)

فوائد صفحہ ھٰذا

ف اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ تو ان کافروں کی آسودگی و سرور و فرحت اور مال کی وسعت کی طرف نہ دیکھ۔ یہ سب کیفیت ان کی عنقریب زائل ہو جائے گی۔ یہ اُن کا اِدھر اُدھر شہر بشہر سوداگریاں کرنا اور خوب مال جمع کرنا خشکی تری میں جانا ہزاروں کا آرڈر لے کر ولایت سے مال منگانا سودی کاروبار کر کے لکھ پتی بننا دنیا کی کروفر دھوم دھام دکھانا یہ سب محض چند روز کی بہار ہے انجام ان کا وہی جہنم ہے۔ دنیا فانی ہے اور شے فانی کتنی ہی کثیر کیوں نہ ہو وہ قلیل ہوتی ہے۔ اگر ایک شخص کو چار دن پلاؤ یا قورمہ کھلانے کے بعد پھانسی یا حبس دوام کی سزا دی جاتے تو وہ کیا خوش عیش ہوا؟ ہرگز نہیں۔ خوش عیش وہ جو تھوڑی سی محنت اور تکلیف اٹھا کر ہمیشہ کے لئے اعلیٰ درجہ کی راحت و آسائش کا سامان مہیا کر لے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا مراد مِہاد سے منزل ہے یعنی جہنم بُری جگہ ہے جہاں یہ مال دار دنیا کے طالب آخرت سے بے خبر جا کر رہیں گے اَعَاذَ اللّٰہُ وَاَخِلَّآءَنَا مِنْهَا۔ اس کے بعد کی آیت میں فرمایا کہ یہ متقی گروہ قیامت کے دن نہروں والی بہشتوں میں ہو گا۔ اب اس عیش و کامیابی کا اس چند روزہ دنیاوی بہار سے مقابلہ کر و کہ یہ بہتر ہے یا وہ؟ نُزُلًا مہمانی اسلئے فرمایا کہ مہمان کو اپنے کھانے پینے کی کچھ فکر کرنی نہیں پڑتی عزت اور آرام سے بیٹھے بٹھائے ہر چیز تیار ملتی ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اَبْرَار اس لئے کہا کہ یہ ماں باپ کے ساتھ اور اولاد کے ساتھ نیک سلوک والے تھے۔ جس طرح اے انسان تیرے ماں باپ کا تجھ پر حق ہے اسی طرح تیری اولاد کا تجھ پر حق ہے فقط۔

بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا

ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور ساتھ اس چیز کے کہ اتاری گئی طرف تمہاری اور اتاری گئی طرف ان کی عاجزی کرنے والے واسطے اللہ کے نہیں

جو تمہاری طرف نازل کی گئی۔ نیز ان پر جو (تم سے پہلے) ان پر نازل کی گئیں ایمان

يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ

مول لیتے بدلے نشانیوں اللہ تعالیٰ کے مول تھوڑا یہ لوگ واسطے انکے ہے ثواب ان کا نزدیک

رکھتے ہیں اس طرح کہ اللہ سے عاجزی کرتے ہیں وہ اللہ کے احکام کے عوض حقیر (دنیاوی) معاوضے نہیں لیتے ان لوگوں

رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا

رب انکے کے تحقیق اللہ تعالیٰ جلد لینے والا ہے حساب کا ف اے لوگو جو ایمان لائے ہو صبر کرو

کے لئے انکے رب کے پاس اجر ہے۔ یقین رکھو۔ اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے اے ایمان والو! صبر کرو، ایک دوسرے کو صبر پر

وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾ ع ۲۰ ۱۱

اور مقابلہ کرو ایکدوسرے کو اور دل لگائے رہو بیچ عبادت کے اور ڈرو اللہ سے شاید کہ تم چھٹکارا پاؤ ف

آمادہ کرو اور اپنے آپ کو جہاد کیلئے تیار رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تمہیں کامیابی حاصل ہو

سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّسِتٌّ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

سورہ نساء مدنی ہے اور اس میں ایک سو چھہتر آیتیں ہیں اور چوبیس رکوع ہیں

سورہ نساء مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اسکی ایک سو چھہتر آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے۔

شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو نہایت بخشش کرنیوالا بڑا مہربان ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ

اے لوگو ڈرو پروردگار اپنے سے جس نے پیدا کیا تم کو جان ایک سے

اے لوگو اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اسکا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں

وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا

اور پیدا کیا اس نے جوڑا اسکا اور پھیلائے ان دونوں سے مرد بہت اور عورتیں بہت اور ڈرو

کی نسل سے بہت سے مرد اور عورتیں (دنیا میں) پھیلا دیں اور اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر تم

اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ

اللہ تعالیٰ سے جسکے نام سے مانگتے ہو آپس میں اور قطع قرابت سے تحقیق اللہ ہے اوپر تمہارے

ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قرابتداری (کے تعلقات منقطع کرنے) سے ڈرو یقین جانو کہ اللہ تم پر

رَقِيْبًا ﴿۱﴾ وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ

نگہبان ہے اور دو یتیموں کو مال انکے اور مت بدل ڈالو ناپاک کو بدلے پاک کے

نگران ہے اور یتیموں کو ان کا مال دے دو (اور اپنی) اچھی چیزوں (اپنی نکمی) چیزوں سے

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ﴿۲﴾

اور مت کھاؤ مال انکے ملاکر طرف مال اپنے کے تحقیق وہ ہے گناہ بڑا ف

نہ بدلو اور نہ ان کا مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر کھا جاؤ۔ ایسا کرنا یقیناً بڑا بھاری گناہ ہے

منزل ۱

حل لغات: لہ خٰشِعِيْنَ یؤمن کے فاعل سے حال ہے اور چونکہ من یؤمن معنی جمع ہے اس لئے خاشعین جمع کی صورت میں لایا گیا۔ ٹہ بَثَّ اس کے معنی ہیں نشر اور فرق یعنی پھیلایا شکاری اپنے کتے چھوڑتا اور پھیلاتا ہے تو بث الصیاد کلابہ بولا کرتے ہیں۔ اسی سے ذراری بثوثہ۔ تہ تَسَآءَلُوْنَ صیغہ جمع مذکر حاضر مضارع باب تفاعل اصل میں تتساءلون تھا۔ ایک ت تخفیفاً حذف ہوگئی۔ کہ وَالْاَرْحَامَ اس کے منصوب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا عطف اللہ پر ہے اور تقدیر عبارت یوں ہے واتقوا اللہ والارحام۔ ھہ رَقِيْبًا مبالغہ کا صیغہ ہے رَقَبَ یَرْقُبُ رَقْبًا وَرُقُوْبًا وَرِقْبَانًا سے مشتق اور جو شخص اس امر میں انتہا درجہ کا غور و فکر کرے جس کی تحقیق کرنا چاہتا ہے اسے رقیب کہتے ہیں یہاں رقیب سے مراد ہے بندوں کے افعال و اقوال کا نگران و مطلع۔ لہ اَلْيَتٰمٰى جمع ہے یتمی کی اور یتمی یتیم کی اُسارٰی بوزن جس طرح اُسارٰی جمع ہے اَسْرٰی کی اور اَسْرٰی اَسِیْر کی اور ایک وزن جمع کا فعالی بھی آتا ہے جیسے وان یاتوکم اُسارٰی تُفٰدُوْهُمْ۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یتامٰی یتیم کی جمع ہو جس طرح ندامٰی ندیم کی مگر صاحب کشاف کا بیان ہے کہ یتیم وزن پر ہے ★

غائبانہ جنازہ کا ثبوت۔

ف۱ اوپر عام متقین کا بیان ہوا۔ اب اہل کتاب میں جو متقین ہوں ان کا خصوصیت سے ذکر فرمایا کیونکہ توریت انجیل کی تصدیق کے باوجود قرآن پر بھی ایمان لائے اور عامل رہے چنانچہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے ایسے اہل کتاب کو دوہرا اجر ہے جیسے عبداللہ بن سلام و نجاشی بادشاہ وغیرہ۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے جب نجاشی فوت ہوئے تو آپؐ نے فرمایا اپنے بھائی کے لئے استغفار کر دو تو بعض نے کہا اس نصرانی کیلئے حکم دیتے ہیں جو حبشہ میں مرا تب یہ آیت نازل ہوئی گویا اس کے مسلمان ہونے کی شہادت قرآن نے دی۔ بخاری ومسلم میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی غائبانہ نماز پڑھائی فقط۔ جہاد کی تیاری کا حکم۔

ف۲ اس سورت کے خاتمہ پر مسلمانوں کو ایک نہایت جامع ومانع نصیحت فرمادی جو گویا ساری سورت کا ماحصل ہے یعنی اگر کامیاب ہونا اور دنیا وآخرت میں مراد کو پہنچنا چاہتے ہو تو سختیاں اٹھا کر بھی طاعت پر جمے رہو۔ معصیت سے رکو۔ دشمن کے مقابلہ میں مضبوطی اور ثابت قدمی دکھاؤ۔ اسلام اور حدود اسلام کی حفاظت میں لگے رہو جہاں سے دشمن کے حملہ آور ہونے کا خطرہ ہو وہاں آہنی دیوار کی طرح سینہ سپر ہو کر ڈٹ جاؤ۔ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ الخ اور ہر وقت ہر کام میں خدا سے ڈرتے رہو۔ یہ کر لیا تو سمجھو مراد کو پہنچ گئے۔ مسلم ونسائی میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں آؤ میں تمھیں بتاؤں کہ کس چیز سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور درجوں کو بڑھاتا ہے۔ تکلیف ہوتے ہوئے کامل وضوء کرنا۔ دُور سے چل کر مسجدوں میں آنا۔ ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار کرنا یہی رُباط ہے اور یہی خدا کی راہ میں مستعدی ہے یہی تیاری ہے فقط الحمدللہ سورۂ آل عمران کی تفسیر پوری ہوئی۔ اب انشاء اللہ سورہ نساء شروع ہوتی ہے۔ یا اللہ مجھ عاجز بندہ کے ہاتھوں قرآن مجید کی پوری تفسیر مرتب کرا دے اور اس کے چھپوانے کا تو ہی کوئی سبب بنا دے تاکہ تیرے بندے اور بندیاں اسکو پڑھیں اور عمل کر کے نجات حاصل کریں اور میرے لئے یہ نجات اور رفع درجات کا سبب ہو جائے آمین یا الٰہ العالمین۔ یا اللہ تیرے خزانوں میں کوئی کمی نہیں وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔ مرتب ابو عمار عبدالقہار ابن الشیخ مولانا ابو محمد عبدالوہاب صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

قرابت داری کا ذکر۔ ف۳ یہ سورۂ نساء مدنی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آپؐ نے فرمایا سورۂ نساء میں پانچ آیتیں ایسی ہیں کہ اگر ساری دنیا مجھے مل جائے جب بھی اس قدر خوشی نہ ہو جتنی ان آیتوں سے ہے۔ ڈرنا اللہ تعالیٰ سے یہ ہے کہ خاص اسی کو پوجے اور کسی کو اس کی عبادت میں شریک نہ کرے۔ پھر اپنی قدرت کاملہ کا بیان فرماتا ہے کہ اس نے تم سب کو ایک ہی شخص یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا کیا ہے۔ ان کی بیوی حوا علیہا السلام کو بھی ان ہی سے پیدا کیا۔ آپ سوئے ہوئے تھے کہ بائیں طرف کی پسلی کی پچھلی طرف سے حضرت حوا کو پیدا کیا۔ آپ نے بیدار ہو کر انھیں دیکھا اور اپنی طبیعت کو انکی طرف راغب پایا اور انھیں بھی ان سے انس پیدا ہوا پھر تمام انسان انہی دونوں سے چوطرف پھیلا دیئے۔ آگے اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کے احکام قرابت کی بابت ذکر فرمائے ہیں مثلاً قرابت داروں کو جن کی پرورش میں یتیم بچے ہوں یتیموں کے مال کی بابت حکم فرمایا ہے یا اگر کوئی شخص مر جائے تو اس کا مال قرابت دار وارثوں میں کیونکر تقسیم ہونا چاہیئے اسکا حکم فرمایا ہے۔ جب تک آدمی قرابت داری کا پاس اور لحاظ پورا پورا نہ رکھے تو اس سے ان حکموں کی پابندی پوری پوری نہیں ہو سکتی اس واسطے ان حکموں کے ذکر فرمانے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قرابت داری کو اپنے نام پاک کے ساتھ اس آیت میں ذکر فرما کر قرابتدار کی پاسداری کا دھیان لوگوں کو دلایا اور فرمایا ہے کہ جس طرح لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے اسی طرح قرابت داری کی فروگذاشت سے ڈرنا چاہیئے جس طرح اللہ کی نافرمانی سے آدمی دوزخی ہو جاتا ہے اسی طرح قرابتداروں کے شرعی برتاؤ میں کچھ فروگذاشت کرنے سے بھی دوزخی ہو جاتا ہے (ابن کثیر وغیرہ) فقط۔

عورتوں کا حق برابر ادا نہ کرنے کی وعید۔ ف۴ اب فرمایا قرابت سے بھی ڈرو یعنی اہل قرابت کے حقوق ادا کرتے رہو۔ قطع اور بدسلوکی سے بچو۔ بنی نوع یعنی تمام افراد انسانی کے ساتھ علی العموم سلوک کرنا تو آیت کے پہلے حصہ میں آچکا تھا۔ اہل قرابت کے ساتھ چونکہ قرب واتحاد مخصوص اور بڑھا ہوا ہے اس لئے انکی بدسلوکی سے اب خاص طور پر ڈرایا گیا کیونکہ انکے حقوق دیگر افراد انسانی سے بڑھے ہوئے ہیں۔ یاد رکھو یعنی قطع مودت سے بچو کیونکہ قطع رحم اکبر کبائر ہے اور صلہ رحم دروازہ ہے ہر خیر کا۔ صلہ رحم سے عمر بڑھتی ہے رزق میں برکت ہوتی ہے قطع رحم سبب ہے ہر شر کا اسی لئے تقویٰ رحم کو تقویٰ اللہ سے ملایا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص قرابت کے حق کو ادا نہ کرے گا وہ ہرگز جنت میں نہ جائے گا (ابن کثیر وخازن) فقط۔

ف۵ جس لڑکے کا باپ مر جائے تو اسکے بڑوں کو حکم ہے کہ اس کے مال میں ہاتھ نہ ڈالیں بدل نہ لیں اور احتیاط سے رکھیں جب بالغ ہو تو حوالے کر دیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے وَالَّذِيْ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ لَا يُعَذِّبُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ رَحِمَ الْيَتِيْمَ وَلَانَ لَهٗ فِي الْكَلَامِ وَرَحِمَ يُتْمَهٗ وَضُعْفَهٗ الخ (ترغیب صفحہ ۱۴۴) یعنی آپؐ نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ نہ عذاب کرے گا اللہ پاک دن قیامت کے اس شخص کو جس نے یتیم پر رحم کیا اور نرم کلامی کی اور اس کی یتیمی اور لاچاری کا خیال کر کے اس پر ترس کھایا فقط۔

فعیل کے اور فعیل کی جمع فَعْلٰی آتی ہے نہ فعالی جیسے مریض کی مَرْضٰی اور قتیل کی قَتْلٰی اور جریح کی جَرْحٰی ؎ حُوْبًا اس کے معنے ہیں گناہ۔ حدیث میں آیا ہے رب تقبل توبتی واغسل حوبتی۔

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ

اور اگر ڈرو تم یہ کہ نہ انصاف کروگے بیچ یتیم عورتوں کے پس نکاح کرو جو خوش لگے تمکو

اور اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ تم یتیم عورتوں کے حق میں انصاف نہ کر سکو گے تو (ان کو چھوڑ کر) اور جو تمہیں

مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا

سوائے انکے عورتوں سے دو دو اور تین تین اور چار چار پس اگر ڈرو تم یہ کہ نہ عدل کرو تم

اچھی لگیں۔ ان میں سے دو دو تین تین چار چار نکاح میں لے آؤ۔ پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ تم انصاف نہ کر سکو گے تو البتہ ایک

فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۚ ذٰلِكَ أَدْنٰى أَلَّا تَعُولُوا (۳) وَ

پس ایک ہی یا جس کے مالک ہوں داہنے ہاتھ تمہارے یہ بہت نزدیک ہے اس سے کہ نہ بے انصافی کرو اور

ہی بیوی پر اکتفا کر دیا لونڈی ہو جو تمہارے قبضے میں ہو۔ یہ طریق کار تمہیں نا انصافی سے بچانے کیلئے قریب تر ہے اور

اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۚ فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ

دو عورتوں کو مہر ان کے خوشی سے پس اگر خوشی سے دیں تمکو کچھ چیز اسمیں سے

عورتوں کو ان کے مہر خوشدلی سے ادا کرو پھر اگر وہ اپنی رضامندی سے تمہیں اس میں سے کچھ چھوڑ دیں

نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيٓـًٔا مَّرِيٓـًٔا (۴) وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي

جی سے پس کھاؤ اسکو سہتا پچتا اور مت دو بے وقوفوں کو مال اپنے جو

تو اسے خوشگواری اور مزے سے کھاؤ۔ اور مال و دولت جسے خدا نے تمہاری معیشت کا سہارا

جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا

کی ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے تمہارے معیشت قائم رہنا اور کھلاؤ انکو اس میں سے اور پہناؤ انکو اور کہو واسطے انکے بات

بنا دیا ہے بے سمجھ آدمیوں کے سپرد نہ کرو۔ مگر اس میں سے انہیں کھلاؤ اور پہناؤ اور ان سے معقول بات سے

مَّعْرُوفًا (۵) وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَإِنْ اٰنَسْتُمْ

اچھی اور آزمایا کرو یتیموں کو یہانتک کہ جب پہنچیں نکاح کو پس اگر پاؤ تم

گفتگو کرو اور یتیموں کو آزماتے رہو۔ حتیٰ کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچیں پھر اگر تم ان میں

مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَّبِدَارًا

ان میں سے ہوشیاری پس حوالے کرو طرف انکے مال انکے اور مت کھاؤ انکو زیادتی سے اور جلدی سے

صلاحیت دیکھو۔ تو ان کا مال (و اسباب) انکے سپرد کر دو۔ اور ان کے بڑے ہونے کے خوف سے مال کو فضول خرچی

أَنْ يَّكْبَرُوا ۚ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا

اس سے کہ بڑے ہو جاویں اور جو کوئی ہو بے احتیاج پس چاہیے کہ بچے اور جو کوئی ہو فقیر

اور جلدی میں نہ کھا جاؤ اور جو دولتمند ہو اسے چاہیے کہ وہ پرہیز کرے اور جو غریب ہو اسے چاہیے کہ وہ بقدر ضرورت کھائے پھر جب تم انکا مال ان

فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ ۚ

پس کھاوے ساتھ انصاف کے پس جب حوالے کرو طرف انکی مال انکے پس شاہد پکڑو اوپر انکے

اسباب واپس دو تو (چاہیئے کہ) اس پر (لوگوں کو) گواہ کر لو اور خدا ہی حساب لینے

وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيبًا (۶) لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوٰلِدٰنِ

اور کفایت ہے اللہ تعالیٰ حساب لینے والا۲ واسطے مردوں کے حصہ ہے اس چیز سے کہ چھوڑ گئے ہیں ماں باپ ۳

کے لئے کافی ہے جو کچھ والدین اور قرابت والے (بطور ترکہ) چھوڑ جائیں۔ اس میں مردوں

حل لغات:

۱ اٰنَسْتُمْ صیغہ جمع مذکر حاضر ماضی باب افعال مہموز الفاء۔ انس مادہ اصل میں تھا أَأْنَسْتُمْ دو ہمزے جمع ہوئے پہلا مفتوح دوسرا ساکن۔ دوسرے کو الف سے بدل لیا۔ لغت میں ایناس کہتے ہیں ابصار یعنی دیکھنا قال تعالیٰ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا یہاں اٰنَسْتُمْ کے معنی ہیں عَرَفْتُمْ اور شَاهَدْتُمْ کے ۲ رُشْدًا کے معنے ہیں صلاح کے اور یہ ضد ہے غَیّ کی جس کے معنے ہیں ضلال و فساد۔ مصالح دین کی رعایت کرنے والے کو رَشِیْد کہتے ہیں وَمَا اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ میں فرعون سے رُشد کی نفی اسی لئے کی گئی ہے کہ وہ مصالح دین کی مراعات نہیں کرتا تھا۔ ۳ حَسِيْبًا معنی میں ہے مُحاسِب کے جس طرح شَرِيْب معنی میں شَارِب کے اور ممکن ہے کہ کافی کے معنی میں ہو بولا کرتے ہیں حَسِيْبُكَ اللّٰه ای كَافِيْكَ اللّٰه۔ كَفٰى بِاللّٰهِ میں ب زائد ہے اور حَسِيْبًا فاعل سے حال واقع ہوا ہے ای كَفَى اللّٰهُ حال کونه محاسبا او حال کونه كافيًا۔

ف۱ عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کا شان نزول دریافت کیا تو مائی صاحبہ نے فرمایا اے میرے بھانجے بعضی یتیم لڑکیاں لوگوں کی پرورش میں ہوتی تھیں۔ وہ لوگ ان لڑکیوں کو مالدار اور خوب صورت دیکھ کر ان کے مال اور جمال پر گرویدہ ہو کر پہلے تو ان سے نکاح کر لیتے اور پھر ان کو اپنے گھر کی لڑکیاں سمجھ کر پرائے گھر کی لڑکیوں جیسے ان کے حق ادا نہ کرتے تو اللہ نے انھیں اس آیت میں منع فرمایا۔ اور ایک سے چار تک عورتیں اپنے نکاح میں رکھنے کی اجازت اسی صورت میں دی جب کہ تم ان کے حق ادا کر سکو۔ حق یہ کہ کھانے، پینے، دینے لینے اور رات رہنے میں برابری کرو ورنہ قیامت میں بدن کا ایک حصہ شل ہو کر گھسٹتا چلے گا۔ چار سے زیادہ عورتیں رکھنے کی حرمت پر احادیث موجود ہیں اس لئے شیعہ یا اور لوگ جو چار سے زیادہ عورتیں منکوحہ رکھنے کے قائل ہیں ان کا قول صحیح حدیثوں کے مخالف ہے چنانچہ ترمذی میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غیلان بن سلمہ ثقفی جب مسلمان ہوئے تو ان کی دس بی بیاں تھیں وہ سب انکے ساتھ مسلمان ہو گئیں لیکن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غیلان سے فرمایا چار عورتوں کو ان میں سے رکھ لو باقی کو چھوڑ دو۔ بخاری و ابن کثیر و اسباب نزول۔ اور ابن ابی حاتم میں ہے کہ پہلے یہ دستور تھا کہ جب کوئی شخص اپنی دختر کا نکاح کرتا تو مہر اس کا لیکر اپنے تصرف میں کرتا اس پر اللہ نے یہ آیت بھیجی کہ مہر عورت کا حق ہے اسی کو دیدو۔ پھر جو کچھ وہ اپنی مرضی سے دے اس کو کھاؤ (لباب صفحہ ۶۸)

ف۲ اس آیت میں تین حکم ہیں۔ یہ کہ یتیم اگر بے وقوف ہو اسکو مال کی حفاظت اور تجارت کا طریقہ نہ آتا ہو اور اس کے اطوار سے معلوم ہو کہ وہ جھگڑا اڑا دے گا تو اس کا وہ مال اس کے حوالہ نہ کرو۔ یہ کہ جب تک مال ان کے سپرد نہ کئے جاویں تو اُن کے مال میں سے یا اس کے نفع میں سے جو تجارت سے حاصل ہو کھانا اور کپڑا دینا چاہئے۔ یہ کہ مال نہ دینے سے عادتاً ان کو رنج ہوتا ہے تو ان سے تسلی اور دلاسے کی باتیں کرو کہ تمہارا ہی مال ہے میاں ہم تو نگہبان ہیں آخر تم ہی کو مل جائے گا۔ یا یہ مراد کہ ان بیوقوفوں کو اچھی باتوں کی تعلیم دو۔ اس میں یتیموں پر نہایت شفقت ہے (تفسیر حقانی وغیرہ) فقط۔

یتیموں کا ناحق مال کھانے کی سزا۔ ف۳ اس آیت میں چار حکم ہیں۔ یہ کہ یتیموں کا کاروبار تجارت وغیرہ میں امتحان کر لیا کرو۔ پھر جب وہ عاقل بالغ ہو جائیں یعنی کاروبار میں ہوشیاری معلوم ہو تو ان کے مال انکے حوالہ کر دو اور اس بات پر شاہد کر لو یعنی گواہوں کے روبرو دو تاکہ پھر کوئی جھگڑا پیدا نہ ہو۔ یہ کہ حالت سرپرستی میں ان کے مال فضول خرچی سے اور اس وجہ سے کہ مبادا یہ بڑے ہو جائیں تو پھر اپنا مال واپس لے لیں گے اب جو کچھ ہو کھا لو۔ ہرگز نہ کھانا۔ اگر یتیم کا سرپرست غنی ہے تو اس کو کچھ نہ لینا چاہئے اور فقیر غریب ہے تو اپنی سرپرستی اور اسکے مال کی نگرانی اور خدمت گذاری اور اس کی تجارت کے کاروبار کے معاوضہ میں جو اوروں کو دیا جاتا اسی قدر آپ لے لے فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ کے یہی معنی ہیں۔ بعد میں وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا فرما کر تنبیہ کر دی کہ خدا تم سے ہر بات کا حساب لے گا۔ دیکھو شرع کے مطابق عمل کرنا فقط۔

ف۴ آیت ہذا میں جملہ وَلَا تُؤْتُوا ہے شیعہ اسکو عام اور سب لوگوں کے حق میں جانتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جناب امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ترکہ نبوی تقسیم نہ کرنے سے یہ لوگ ناراض ہیں (حالانکہ) آیت توریث مخصوص البعض ہے لیئے اس فرد میں تخصیص کرنا کسی طرح منع نہیں۔ سراجی میں ہے باپ بیٹے میں سے ایک غلام ہو یا ایک دوسرے کا قاتل ہو یا ایک دو میں سے کافر ہو یا ایک دو میں سے اہل اسلام کی رعیت ہو اور دوسرا حربی کفار کی رعیت میں ہو تو وراثت نہیں ملتی حالانکہ آیت سب کو شامل ہے کیونکہ مطلب آیت کا یہ ہے کہ خدا تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو حکم دیتا ہے۔ پس جیسے یہ افراد سب کے نزدیک اس حکم سے مستثنیٰ ہیں اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت بھی مستثنیٰ ہے دلیل اس تخصیص کی وہ دلیل ہے جو امام بخاری رحمہ اللہ نے بروایت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کلینی نے بروایت ابو عبداللہ موقوف و مرفوع بیان کی ہے۔ بخاری شریف کے لفظ یہ ہیں نَحْنُ مَعَاشِرَ الْأَنْبِيَاءِ لَا نُوَرِّثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ" ہم انبیاء کی جماعت ہیں۔ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے شیعہ کی کتاب کلینی کتاب العلم میں بھی حدیث بروایت ابو عبداللہ ذرا تفصیل کیساتھ موجود ہے (ملخص ثنائی)، اصل اس بارے میں یہ ہے کہ لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ ملنا چاہئے یعنی لڑکی سے لڑکے کا دگنا ہو۔ میت نے جو کچھ وصیت کی ہو پہلے اسکی تعمیل کرنی چاہئے اور جو کچھ اسپر قرض رہ گیا ہو اسے ادا کر دینا چاہئے اسکے بعد جو کچھ بچے اسے وارثوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ البتہ ضروری ہے کہ وصیت ٹھیک طور پر کیگئی ہو، اس غرض سے نہ کیگئی ہو کہ حقداروں کو اُن کے حق سے محروم کر دیا جائے (م ترجان)

وَالْاَقْرَبُوْنَ ۠ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا

اور قرابتی | اور واسطے عورتوں کے حصہ ہے | اسچیز سے کہ چھوڑ گئے | ماں باپ | اور | قرابتی

کا حصہ ہے اور (اسی طرح) عورتوں کیلئے بھی اس ترکہ میں حصہ ہے جو ان کے والدین اور اقربا چھوڑ جائیں خواہ وہ

قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۷ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا

تھوڑا ہو اسمیں سے یا بہت ہو | حصہ ہے | مقرر کیا ہوا | ف | اور جب حاضر ہوں | بانٹنے میں | قرابت

تھوڑا ہو یا زیادہ (یہ) ٹھہرایا ہوا حصہ ہے اور جب تقسیم (ترکہ) کے وقت (دور) کے

الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا

والے | اور یتیم | اور | فقیر | پس کچھ دو انکو | اسمیں سے | اور کہو | انکو | بات

رشتہ دار یتیم بچے اور مسکین حاضر ہوں۔ تو انہیں بھی کچھ دے دو اور ان سے نرمی کے ساتھ بات

مَّعْرُوْفًا ۸ وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً

اچھی | ف | اور چاہئے کہ ڈریں | وہ لوگ | کہ اگر چھوڑ جاویں | پیچھے | اپنے | اولاد

کرو۔ اور ان لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اس بات سے ڈریں کہ (اگر وہ بھی) اپنے پیچھے (ایسی ہی)

ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۠ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۹

ناتواں | ڈریں | اوپر انکے | پس چاہیئے کہ ڈریں اللہ سے | اور چاہئے کہ کہیں | بات | محکم | ف

کمزور اور ناتواں اولاد چھوڑ جاتے تو انہیں اپنے متعلق (کیسا) فکر ہوتا۔ پس چاہیئے کہ وہ اللہ سے ڈریں اور معقول بات کریں

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ

تحقیق | وہ لوگ | جو کھا جاتے ہیں | مال | یتیموں کا ظلم سے | سوائے اسکے نہیں کھاتے ہیں | بیچ | پیٹوں اپنے کے

یقیناً وہ لوگ جو ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں۔ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں اور جلد دھکتی ہوئی

نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۱۰ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْۤ اَوْلَادِكُمْ ع ۱۲

آگ | اور البتہ جاویں گے | آگ میں | ف | وصیت کرتا ہے تمکو | اللہ تعالیٰ | بیچ | اولاد تمہارے کے

آگ میں داخل ہوں گے۔ تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تمہیں حکم دیتا ہے

لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ

واسطے مرد کے ہے | مانند | حصے | دو عورتوں کے | پس اگر ہوویں | عورتیں | زیادہ | دو سے

کہ مرد کے لئے دو عورتوں کے حصوں کے برابر حصہ ہے اگر لڑکیاں (دو یا) دو سے زیادہ ہوں۔ تو ترکے

فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ وَ

پس واسطے انکے ہے دو تہائی | اسچیز کی کہ چھوڑ گیا | اور | اگر | ہو | ایک ہی | پس واسطے اسکے ہے | آدھا | اور

میں ان کا دو تہائی حصہ ہے اور اگر ایک ہی ہو تو وہ نصف کی مالک ہو گی اور مرنے والے کے ماں باپ میں سے ہر ایک

لِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ

واسطے ماں باپ کے | ہر | ایک کو | ان دونوں میں سے | چھٹا حصہ | اسچیز کا کہ چھوڑ گیا ہے | اگر | ہو | واسطے

کو ترکے کا چھٹا حصہ ملے گا۔ اگر وہ صاحب اولاد ہو۔ اور اگر اس کے اولاد نہ ہو اور صرف ماں باپ اس کے

وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ

اسکے اولاد | پس اگر | نہ | ہو | واسطے اسکے | اولاد | اور وارث ہوئے اسکے ماں باپ اسکے | پس واسطے ماں اسکی کے ہے تیسرا حصہ ف

(وارث) ہوں تو اس کی ماں کو تیسرا حصہ ملے گا (اور باقی باپ لے گا) اگر اس کے بہن بھائی ہوں تو بعد ماں

حل لغات:۔
ف يُوْصِيْكُمْ يُوْصِي صیغہ واحد مذکر غائب معروف مضارع باب افعال۔ ایصاء کے معنے ایصال کے ہیں بولا کرتے ہیں وَصٰى يَصِيْ اى وَصَلَ۔ و اوصى يوصى اى اَوْصَلَ۔ جب کوئی کسی کو اپنے علم کی طرف پہنچا دیتا ہے جسکا وہ محتاج تھا تو اہل محاورہ ایسے موقع پر اَوْصَانِيْ بولا کرتے ہیں۔ یوصیکم اللہ فی اولادکم کے معنے ہیں یقول اللہ لکم قولا یوصلکم الی ایفاء حقوق اولادکم بعد موتکم۔

ف۱ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جاہلیت کے زمانہ میں لڑکیاں اور نابالغ لڑکا وارث نہیں ہوتا تھا۔ جب اسلام آیا اور انصار میں سے ایک صحابی اوس بن ثابت دو لڑکیاں اور ایک نابالغ لڑکا چھوڑ کر فوت ہوگئے تو اوس کے چچازاد بھائی خالد اور عرفطہ تمام میراث لے گئے۔ اس کی بیوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے بچوں کا حال کہا۔ آپؐ نے فرمایا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا حکم دوں اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ اتاری یعنی لڑکا لڑکی سب کا حصہ مقرر فرمایا (لباب صفحہ ۶۹) فقط۔

ف۲ یعنی جس وقت میراث تقسیم ہو اور برادری کے لوگ جمع ہوں تو جن کو حصہ نہیں پہنچتا اور قرابتی ہیں یا یتیم یا محتاج ہیں تو کچھ کھلا کر رخصت کرو اور بات معقول کہو یعنی جواب سخت نہ دو اور اگر توقع زیادہ کریں تو عذر کرو (موضح) فقط۔ ف۳ یعنی میت کے پیچھے اس کی اولاد کے حق میں تصور کریں اپنے اوپر قیاس کریں کہ ہماری اولاد رہ جاوے پیچھے تو ہم کو ان کا کیسا فکر ہوگا (موضح) فقط۔ ف۴ سعیدؒ کہتے ہیں بھڑکتی چنگاری کو یا آتش افروختہ کو۔ ابوبرزہؓ مرفوعاً کہتے ہیں کہ اٹھیں گے ایک قوم دن قیامت کے اپنی قبور سے ان کے منہ آگ سے بھڑکتے ہونگے پوچھا لوگوں نے رسول اللہ تعالیٰ کے وہ کون ہیں؟ فرمایا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا الآیۃ روایت کیا اس کو ابن مردویہ اور ابن ابی حاتم نے۔ صحیحین میں آپؐ کا فرمان ہے کہ سات گناہوں سے بچو جو ہلاکت کے باعث ہیں۔ پوچھا گیا کون کون سے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔ جادو۔ بے وجہ قتل۔ سود خواری۔ مال یتیم کا (ناحق) کھانا۔ جہاد سے پیٹھ موڑنا۔ پاک دامن عورتوں کو تہمت لگانا۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ صحابہؓ نے آپؐ سے معراج کا واقعہ پوچھا جس میں آپؐ نے فرمایا میں نے بہت لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ نیچے لٹک رہے ہیں اور فرشتے انھیں گھسیٹ کر ان کا منہ خوب کھول دیتے ہیں پھر جہنم کے گرم پتھر ان میں ٹھونس دیتے ہیں جو ان کے پیٹ میں اتر کر پیچھے کے راستے نکل جاتے ہیں اور وہ بے طرح چیخ چلا رہے ہیں ہائے وائے مچا رہے ہیں۔ آپؐ فرماتے ہیں میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ یتیموں کا مال (ناحق) کھا جانے والے ہیں جو اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب جہنم میں جائیں گے۔ سدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یتیم کا مال کھا جانے والا قیامت کے روز اپنی قبر سے اس طرح اٹھایا جائے گا کہ اس کے منہ، آنکھوں، نتھنوں اور روئیں روئیں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہوں گے۔ ہر شخص دیکھتے ہی پہچان لے گا کہ اس نے کسی یتیم کا مال ناحق کھا رکھا ہے الامان والحفیظ (ابن کثیر وغیرہ) فقط۔

وراثت کا مفصّل بیان۔ ف۵ جابر بن عبد اللہؓ نے کہا کہ میں بیمار تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میری بیمار پرسی کو آئے تو میں اس وقت بیہوش تھا۔ آپؐ نے وضوء کیا اور وضوء کا پانی میرے اوپر چھڑکا۔ مجھ کو ہوش ہوا تو میں نے پوچھا کہ میں اپنے مال کو کیا کروں؟ تب یہ میراث کے احکام نازل ہوئے۔ اور جامع ترمذی وغیرہ میں ہے کہ سعد بن ربیع کی بیوی نے سوال کیا تھا کہ سعدؓ آپؐ کے ہمراہ احدؐ میں شہید ہوگئے دو لڑکیاں چھوڑی ہیں اگر انکو وراثت نہ ملی تو کیونکر ہوگا؟ اس پر بھی یہ آیتیں اتریں۔ آپؐ نے ان کے چچا کو بلا کر فرمایا کہ سعدؓ کی بیٹیوں کو دو تہائی اور ان کی ماں کو آٹھواں حصہ دے اور جو بچے وہ تیرا (لباب صفحہ ۶۹ خازن وغیرہ) مطلب آیت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھیں تمھاری اولاد کے بارے میں عدل سکھاتا ہے۔ اہل جاہلیت میں تمام مال لڑکوں کو دیتے تھے اور لڑکیاں محروم خالی ہاتھ رہ جاتی تھیں تب اللہ تعالیٰ نے انکا حصہ مقرر فرما دیا۔ ہاں دونوں کے حصہ میں فرق رکھا اس لئے کہ مردوں کے ذمہ جو ضروریات ہیں وہ عورتوں کے ذمہ نہیں مثلاً اپنے متعلقین کے کھانے پینے اور کفالت و تجارت وغیرہ کی اور بھی مشقتیں اٹھانی ہیں۔ اب ورثہ کی تقسیم یوں بیان فرمائی کہ اگر کسی میت کی اولاد بیٹا بیٹی دونوں ہوں تو انکی میراث دینے کا یہ قاعدہ ہے کہ ایک بیٹا دو بیٹیوں کے برابر حصہ پائے گا۔ اگر تنہا ایک بیٹا ہو تو حصہ داروں کے بعد جو بچے گا وہ سب لے لیگا۔ اگر کئی بیٹے ہوں تو وہ سب مساوی حصہ پائیں گے۔ اور اگر دو یا زیادہ بیٹیاں ہوں بیٹا نہ ہو تو دو تہائی مال انکو ملے گا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مال اولاد کا ہوتا تھا اور وصیت والدین کے واسطے تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جتنا چاہا منسوخ کر دیا۔ لڑکے کا لڑکی کے مقابلہ میں دوہرا حصہ رکھا اور ماں باپ کا چھٹا اور تہائی حصہ، زوجہ کا آٹھواں اور چوتھائی زوج کا آدھا اور چوتھائی۔ ماں باپ کی میراث کی تین صورتیں بیان کیں۔ اول کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر میت کی اولاد بیٹا یا بیٹی ہو تو میت کے ماں باپ کو ترکہ میت سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر میت کی اولاد کچھ نہ ہو اور صرف ماں باپ ہی وارث ہوں تو اس کی ماں کو ایک ثلث اور باقی دو ثلث اس کے باپ کو ملیں گے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ اگر میت کے ایک سے زیادہ بھائی بہن ہوں خواہ حقیقی ہوں یا صرف باپ یا صرف ماں میں شریک ہوں اور اولاد کچھ بھی نہیں تو اب اس کی ماں کو چھٹا حصہ ملے گا یعنی باقی سب اس کے باپ کو ملے گا۔ بھائی بہن کو کچھ نہیں۔ اور اگر صرف ایک بھائی یا صرف ایک بہن ہے تو ماں کو ایک ثلث اور باپ کو دو ثلث ملے گا جیسا کہ دوسری صورت مذکورہ بالا میں تھا۔ اب آخر آیت میں فرما دیا یعنی جس قدر وارثوں کے حصے گنا دیئے یہ سب میت کی وصیت اور اسکے قرض کو جدا کرنے کے بعد وارثوں کو دیئے جائیں گے۔ فائدہ:۔ میت کا مال پہلے اس کے کفن دفن میں لگایا جائے۔ جو اس سے بچے وہ اس کے قرض میں دیا جائے پھر جو باقی رہے اس کو میت کی وصیت میں ایک تہائی صرف کیا جائے۔ اس کے بعد جو رہے وہ وارثوں میں تقسیم کیا جائے (موضح وغیرہ) فقط۔

فَإِنْ كَانَ لَهٗٓ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ

پس اگر ہوں واسطے اسکے کئی بھائی پس واسطے ماں اسکی کے چھٹا حصہ پیچھے وصیت کے

چھٹا حصہ ہیگی۔ (یہ تقسیم) مرنے والے کی وصیت کی تعمیل اور اس کے قرضہ (کی ادائیگی) کے بعد (عمل میں لائی جائے)

يُّوْصِيْ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ أَيُّهُمْ

کہ وصیت کر جاوے ساتھ اسکے یا قرض کے باپ تمہارے اور بیٹے تمہارے نہیں جانتے تم کون انہیں سے

تمہارے ماں باپ اور تمہاری اولاد، تم نہیں جانتے کہ ان میں سے کون نفع رسانی کے لحاظ سے

أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا

بہت نزدیک ہے واسطے تمہارے نفع میں مقرر کیا ہوا ہے اللہ کی طرف سے تحقیق اللہ تعالیٰ ہے جاننے والا

تمہارے قریب تر ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے مقرر شدہ ہے۔ یقین جانو کہ اللہ مصلحتوں سے واقف اور

حَكِيْمًا ﴿۱۱﴾ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ

حکمت والا اور واسطے تمہارے ہے آدھا اس چیز کا کہ چھوڑ گئی ہیں بیبیاں تمہاری اگر نہ ہو واسطے انکے

حکمت والا ہے اور جو کچھ تمہاری بیبیاں (ترکہ میں) چھوڑ جائیں اس میں سے نصف کے تم حقدار

وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ

اولاد پس اگر ہو واسطے انکے اولاد پس واسطے تمہارے چوتھائی اس چیز کی کہ چھوڑ گئی ہیں پیچھے

ہو بشرطیکہ ان سے اولاد نہ ہو، اگر ان کے اولاد ہے تو تمہیں جو کچھ وہ چھوڑیں اس کا چوتھائی

وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ

وصیت کے کہ وصیت کر جاویں ساتھ اسکے یا قرض کے اور واسطے انکے ہے چوتھائی اس چیز سے کہ چھوڑ جاؤ تم پیچھے اگر

ملے گا (یہ تقسیم) مرنے والی کی وصیت کی تعمیل اور اس کے قرضے (کی ادائیگی) کے بعد (عمل میں لائی جائے)

لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا

نہ ہو واسطے تمہارے اولاد پس اگر ہو واسطے تمہارے اولاد پس واسطے انکے آٹھواں حصہ ہے اس چیز سے

اور ان کے لئے جو کچھ تم چھوڑ جاؤ اس کا چوتھائی حصہ ہے بشرطیکہ تمہارے اولاد نہ ہو اور اگر تمہارے

تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ ؕ وَإِنْ كَانَ

کہ چھوڑ جاؤ تم پیچھے وصیت کے کہ وصیت کر جاؤ تم ساتھ اسکے یا قرض کے اور اگر ہو وہ

اولاد ہو تو ان کیلئے تمہارے ترکے کا آٹھواں حصہ ہو گا (یہ تقسیم) تمہاری وصیت کی تعمیل یا قرضے

رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَّلَهٗٓ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ

مرد کہ میراث لیجاتی ہے اسکی کلالہ یا وہ عورت ہو اور واسطے اسکے ہو ایک بھائی یا ایک بہن پس واسطے ہر

کی ادائیگی کے بعد (عمل میں لائی جائے) اور اگر کوئی مرد یا عورت ہو جو ترکہ چھوڑ جائے اور اس کے نہ

وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَإِنْ كَانُوْٓا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ

ایک کے ان دونوں میں سے چھٹا حصہ ہے پس اگر ہوں زیادہ اس سے پس وہ

باپ ہو نہ بیٹا اور بھائی یا بہن ہوں تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر وہ (بہن بھائی) ایک سے

شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ أَوْ دَيْنٍ ۙ

سب ہی برابر ہیں بیچ تہائی کے پیچھے وصیت کے کہ وصیت کی جاتی ہے ساتھ اسکے یا قرض کے

زائد ہوں تو پھر وہ ایک تہائی میں برابر کے شریک ہوں گے (یہ تقسیم) مرنے والے کی وصیت اور اسکے قرضے (کی ادائیگی) کے بعد عمل میں

حل لغات:۔

لہ یُوْصِیْ بِہَآ أَوْ دَیْنٍ یہاں لفظ اَوْ تردید کے لئے نہیں بلکہ تعمیم کے لئے ہے جیسے کہا جاتا ہے جَالِسِ الْحَسَنَ أَوِ ابْنَ سِیْرِیْنَ۔ تو جس طرح اس مثال میں مخاطب کو مباح ہے کہ چاہے حسن کے پاس بیٹھے چاہے ابن سیرین کے پاس یا دونوں کے پاس سب صورتوں میں مصیب ہے اسی طرح یہاں بھی مطلب یہ ہے کہ اگر مرنے والا وصیت کر مرا ہے تو وصیت کے اجراء کے بعد قرض دار ہے تو ادائے قرض کے بعد اور دونوں باتیں موجود ہوں تو دونوں کے اجراء کے بعد میراث ورثہ میں جاری ہوگی یا یوں کہو کہ لفظ اَوْ جب نفی پر داخل ہوتا ہے تو واو کے معنی میں ہوجاتا ہے جیسے ولا تطع منہم اٰثما او کفورا۔ اور حرمنا علیہم شحومہما الا ما حملت ظہورہما او الحوایا او ما اختلط بعظم تو جس طرح ان دونوں آیتوں میں اَوْ واو کے معنی میں ہے اسی طرح من بعد وصیۃ یوصی بہا او دین میں اَوْ واو کے معنی میں ہے۔ اور یہ جملہ اگرچہ لفظاً منفی نہیں ہے مگر معنے میں نفی کے ہے کیونکہ اُس کے استثناء کے معنی ہیں گویا یوں کہا گیا الا ان یکون ہناک وصیۃ او دین۔ ؎ کَلٰلَۃ اصل میں مصدر ہے معنی میں کلال کے اور کلال کہتے ہیں تھکنے اور ضعیف ہونے کو۔ جب کوئی شخص تھک ★

زوجین کی وراثت۔ ف۱ اب زوجین کی میراث بیان فرمائی کہ خاوند کو اس کی بیوی کے مال میں سے آدھا ملے گا جب کہ عورت کی اولاد نہ ہو۔ اور اگر عورت کی اولاد ہے خواہ اسی مرد سے یا دوسرے مرد سے تو خاوند کا چوتھائی حصہ ہے۔ اگر مرنے والا خاوند ہے اور اولاد بھی ہے تو بیوی کا آٹھواں حصہ، اور اگر اولاد نہیں تو چوتھائی حصہ ہے۔ پھر اگر ایک بیوی ہے تو وہ اکیلی اس حصہ کی مالک ہے۔ اگر دو یا تین یا چار بیویاں ہیں تو وہ سب اسی حصہ میں برابر کی شریک ہیں۔ یہ تقسیم حصص قرض وغیرہ ادا کرنے کے بعد جو بچے گا اس میں ہے فقط ابو محمد بن ابی محمد بن محمد غفر لہم الاحد الصمد۔

بھائی بہن کی وراثت۔ ف۲ اب اخیافی بھائی بہن کا ذکر ہے جو کہ صرف ماں میں شریک ہوں، سو جاننا چاہیے کہ باپ اور بیٹے کے ہوتے تو بھائی اور بہن کو کچھ نہیں پہنچتا۔ ہاں اگر باپ اور بیٹا نہ ہوگا تو بھائی اور بہن کو میراث ملے گی۔ بھائی اور بہن تین طرح کے ہوتے ہیں۔ سگے جو ماں باپ دونوں میں شریک ہوں جن کو عینی کہتے ہیں۔ یا وہ سوتیلے جو صرف باپ میں شریک ہوں جن کو علاتی کہتے ہیں۔ یا وہ سوتیلے جو صرف ماں میں شریک ہوں جن کو اخیافی کہتے ہیں۔ اس آیت میں قسم اخیر کا ذکر ہے۔ جس میت کے خواہ وہ مرد ہو یا عورت، ماں باپ بیٹا بیٹی کچھ نہ ہو تو اس کو کلالہ کہتے ہیں اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن اخیافی ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اور مرد و عورت یعنی اخیافی بھائی اور بہن کا برابر حصہ ہے کمی زیادتی نہیں۔ باقی رہے دو قسم کے بھائی بہن یعنی عینی اور علاتی سو ان دونوں قسموں کا حکم مثل اولاد کے ہے بشرطیکہ میت کے باپ بیٹا کچھ نہ ہو۔ مقدم عینی ہے وہ نہ ہو تو پھر علاتی۔ اسی سورت کے اخیر میں ان دونوں کی میراث کا ذکر آئے گا۔ پھر فرمایا اگر اخیافی بھائی بہن ایک سے زیادہ ہیں تو ان سب کو ایک تہائی مال میراث ملے گا۔ وہ پہلی صورت میں سدس اور دوسری صورت میں ثلث جو دیا جائے گا وہ وصیت اور قرض کے بعد دیا جائے گا اور وصیت میراث پر مقدم جب ہوگی جب کہ اوروں کو نقصان نہ پہنچایا ہو۔ اور نقصان کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ تہائی مال سے زیادہ کی وصیت ہو، دوسری یہ کہ جس وارث کو میراث میں سے حصہ ملیگا اس کیلئے بھی کچھ وصیت کر جاوے۔ یہ دونوں صورتیں درست نہیں۔ ہاں اگر سب وارث اس پر راضی ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ اب یہ سمجھ لیجئے کہ شروع رکوع سے یہاں تک جو میراث بیان فرمائیں وہ پانچ ہیں بیٹا بیٹی اور ماں باپ اور زوج یعنی خاوند اور زوجہ اور اخیافی بھائی بہن ان پانچوں کو ذوی الفروض اور حصہ دار کہتے ہیں۔ ان کو بیان فرما کر تاکید کر دی کہ یہ اللہ کا حکم ہے اسکی تعمیل ضروری ہے اور اللہ کو سب علم ہے کہ کون حکم خدا کی تعمیل کرتا ہے اور کون نہیں کرتا۔ ان پانچ وارثوں کے سوا اور دوسری قسم کے وارث بھی ہیں جن کو عصبہ کہتے ہیں ان کے لئے کوئی حصہ مقرر نہیں بلکہ ذوی الفروض سے جو فاضل ہوگا وہ ان کو ملے گا ورنہ نہیں۔ اور عصبہ اصل میں وہ ہے جو مرد ہو عورت نہ ہو اور اس میں اور میت میں عورت کا واسطہ بھی نہ ہو اور اس کے چار درجے ہیں۔ اوّل درجہ میں بیٹا اور پوتا، دوسرے درجہ میں باپ اور دادا تیسرے میں بھائی اور بھتیجا۔ چوتھے میں چچا اور چچا کا بیٹا یا پوتا۔ اگر کئی شخص ہوں تو جو میت سے قریب ہے وہ مقدم ہوگا جیسے پوتے سے بیٹا اور بھتیجے سے بھائی مقدم ہے پھر سوتیلے سے سگا مقدم ہے۔ اور ان چاروں کے سوا اولاد میں اور بھائیوں میں مرد کے ساتھ عورت بھی عصبہ ہوتی ہے۔

فائدہ:- اگر دونوں قسموں کے وارث نہ ہوں تو تیسری قسم ہے ذوالرحم یعنی ایسی قرابت والے جن میں واسطہ عورت کا ہے اور حصہ دار نہیں جیسے نواسا اور نانا اور بھانجا اور ماموں اور خالہ اور پھوپھی اور ان کی اولاد ان کا حساب بھی عصبہ کا سا حساب ہے (موضح وغیرہ کا خلاصہ)

جامع ترمذی جلد دوم صفحہ ۳۶ میں ہے آپؐ نے فرمایا جو کوئی مرد یا عورت ساٹھ سال تک نیک عمل کرتا رہے۔ اگر مرتے وقت وصیت ایسی کر دے جس سے کسی کو ناحق ضرر پہنچے تو وہ دوزخی ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ سب سے پہلے قرض اور پھر وصیت پھر ورثہ تقسیم کیا جائے۔ جامع ترمذی جلد دوم صفحہ ۳۶ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے کہ اگرچہ قرآن میں وصیت کا لفظ دَیْن سے مقدم ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض پہلے ادا کروایا اور وصیت اس کے بعد (حدیث التفاسیر) فقط۔ ابو عمار عبد القہار ابن العلامۃ المحدث ابو محمد عبد الوہابؒ مرتب حواشی

★ جاتا اور اُنس کی قوت سلب ہو جاتی ہے تو کَلَّ الرَّجُلُ کَلًّا وَکَلَالَۃً بولا کرتے ہیں۔ پھر یہ اس قرابت کے لئے استعارہ کر لیا گیا جو والد اور ولد کی جانب سے نہ ہو۔ اور چونکہ اس قسم کی قرابت میں ضعف ہوتا ہے اس لئے اُسے کلالہ کہتے ہیں۔ غرض کلالہ اُسے کہتے ہیں جو باپ بیٹا نہ چھوڑے یعنی نہ اُس کی اصل ہی باقی رہی نہ فرع ہی۔

غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ تِلْكَ

نہیں ضرر پہنچانے والا کسی کو مقرر کیا گیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا تحمل والا ہے = یہ

لائق بنانے) بشرطیکہ وہ (میت حقداروں کو) نقصان نہ پہنچائے یہ اللہ کی طرف سے حکم ہے اور اللہ (بہتری) کو جاننے والا اور بردبار ہے یہ اللہ

حُدُوْدُ اللّٰهِ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

حدیں اللہ تعالیٰ کی اور جو کوئی کہا مانے اللہ تعالیٰ کا اور رسول اسکے کا داخل کریگا اسکو بہشتوں میں چلتی ہیں

کی حدبندیاں ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کریگا اللہ اسے ایسے باغات میں داخل کریگا

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۗ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۳﴾

نیچے انکے سے نہریں ہمیشہ رہنے والے بیچ اسکے اور یہی مراد پانا بڑا

جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ اسی راحت و خوشی میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی ہی کامیابی ہے

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا

اور جو کوئی نافرمانی کریگا اللہ کی اور رسول اسکے کی اور گزر جاوے حدوں اسکی سے داخل کریگا اسکو آگ میں

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدبندیوں سے تجاوز کر جائے اللہ اسے دوزخ

خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾ وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ

ہمیشہ رہنے والے بیچ اسکے اور واسطے اسکے عذاب ہے ذلیل کرنیوالا ف۱ اور وہ عورتیں کہ آتی ہیں بےحیائی کو

میں داخل کرے گا وہ اسی میں ہمیشہ رہیگا اور اسکے لئے رسواکن سزا ہو گی اور تمہاری عورتوں میں سے جو بےحیائی کا کام

مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ

عورتوں تمہاری سے پس گواہ مانگو اوپر ان کے چار گواہ اپنے میں سے پس اگر

کریں ان پر اپنے آدمیوں میں سے چار کی گواہی لو۔ پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو ایسی

شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ

گواہی دیویں پس بند رکھو انکو بیچ گھروں کے یہاں تک کہ اٹھالے انکو موت

عورتوں کو گھروں میں بند کر دو یہاں تک کہ موت ان کا کام تمام کر دے یا

اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ﴿۱۵﴾ وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ

یا کرے اللہ تعالیٰ واسطے انکے کچھ راہ ف۲ اور جو دو مرد آویں اس بےحیائی کو تم میں سے

اللہ ان کے لئے کوئی دوسرا راستہ نکالے اور جو دو مرد تمہاری جماعت میں سے بےحیائی کا فعل کریں

فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

پس ایذا دو انکو پس اگر توبہ کریں اور نیکی پر آویں پس منہ پھیرو ان سے تحقیق اللہ تعالیٰ ہے

تو دونوں کو سزا دو اور اگر وہ توبہ کریں اور (آئندہ) اپنی اصلاح کریں تو پھر انہیں چھوڑ دو یقین رکھو

تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ

پھر آنے والا مہربان ف۳ سوائے اسکے نہیں کہ توبہ قبول کرنا اوپر اللہ کے واسطے ان لوگوں کے ہے کہ کرتے ہیں برائی

اللہ توبہ قبول کرنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اللہ یقیناً توبہ انہیں لوگوں کی قبول کرتا ہے جو برا کام نادانی سے کر بیٹھیں پھر

بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ

ساتھ نادانی کے پھر توبہ کرتے ہیں جلدی سے پس یہ لوگ ہیں کہ توبہ قبول کرتا ہے اللہ ف۴

جلدی ہی توبہ کرلیں ایسے ہی لوگ ہیں۔ جن کی توبہ اللہ قبول کر لیتا ہے اور اللہ ہر بات

حل لغات۔

۱ وَالّٰتِيْ یہ جمع ہے اَلَّتِیْ کی اور اِلّٰتِیْ کی جمع میں اہل عرب سے کئی لغت منقول ہیں۔ اَللَّائِي اَللَّاتِ اِللَّوَاتِي اَللَّوَاتِ جاندار کی جمع میں اَللَّاتِي اور بےجان کی جمع میں اَلَّتِي مستعمل ہوتا ہے جس طرح وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ اور وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ میں ہے ۲ اَلْفَاحِشَةَ مصدر ہے جس طرح العاقبۃ اور اس کے معنی ہیں فعل قبیح کا مرتکب ہونا۔ یہاں مراد ہے زنا۔

ع ۱۲ / ۱۳

ف۱ اب فرمایا جو حدود و احکام خدا کو مان لے شریعت کا تابع ہو کر وارثوں کو کم و بیش دلوانے کی کوشش نہ کرے۔ حکم خدا اور فریضہ خدا جوں کا توں بجا لائے تو اس سے خدا کا وعدہ ہے کہ وہ اسے ہمیشگی والی جاری پانی والی نہروں کی جنت میں داخل کرے گا۔ اور جو ایسا نہ ہو یا نہ کرے

بلکہ ظلم وستم رَوا رکھے تو ایسا شخص رسوائی اور ذلیل کرنے والے عذابوں میں مبتلا رہے گا۔ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے ایک شخص اگرچہ نیک عمل ستّر سال تک کرتا رہا لیکن وصیت میں ظلم وستم کیا تو اس کا خاتمہ بُرے عمل پر ہوتا ہے اور وہ جہنمی بن جاتا ہے۔ اور اگر ایک شخص ستّر سال تک بُرے عمل کرتا رہتا ہے لیکن اپنی وصیت میں عدل کرتا ہے اور خاتمہ اس کا بہتر ہو جاتا ہے تو وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے (ابن کثیر وغیرہ)، یہ واضح رہے کہ موحد کی میراث مشرک بدعتی کو نہیں پہنچتی فقط

زناکار کی سزا ف۲ ابتدا اسلام میں یہ حکم تھا کہ جب چار عادل گواہوں کی سچی گواہی سے کسی عورت کی زناکاری ثابت ہو جائے۔ تو اسے گھر سے باہر نہ نکلنے دیا جائے گھر میں ہی عمر بھر قید کر دیا جائے۔ پھر کچھ عرصہ بعد سورۂ نور میں حد زنا اُتری۔ چنانچہ صحیح مسلم میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت ہے خُذُوْا عَنِّیْ خُذُوْا عَنِّیْ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا۔ اَلْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ وَّالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَّالرَّجْمُ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۰۱) یعنی آپؐ نے فرمایا سیکھ لو مجھ سے۔ سیکھ لو مجھ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے راہ نکال دی ہے اور وہ یہ ہے کہ زنا کرنے والے اگر غیر شادی شدہ یعنی کنوارے ہیں تو سو کوڑے اور ایک سال کے لئے جلاوطنی ہے اور اگر شادی شدہ یعنی بیاہے ہوئے ہیں تو سو سو کوڑے لگا کر سنگسار کر دیا جائے۔ اور ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث جو مشکوٰۃ صفحہ ۳۰۲ میں ہے کہ محصن مرد و عورت کو یعنی شادی شدہ زانی کو صرف رجم ہے۔ یہ اختلاف حیثیات پر محمول ہے اور اس میں امام وقت کو اختیار ہے (حدیث التفاسیر وغیرہ) فقط۔ مرتب ابو عمار عبد القہار ابن مولانا الحافظ الحاج ابو محمد عبد الوہاب رحمہ اللہ تعالیٰ۔

لواطت کرنے والے ملعون اور واجب القتل ہیں۔ ف۳ بعض نے کہا وَالَّذٰنِ سے مراد مرد اور عورت ہے۔ جامع البیان والے نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ اور یہ حکم حد کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔ اور بعض نے کہا یہ حکم لواطت کے بارے میں ہے۔ اول کی آیت یعنی وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ ان دو عورتوں کے حق میں ہے جو آپس میں بدفعلی کرتی ہیں (جامع صفحہ ۷۰) اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت ہے مَنْ اَتَی النِّسَآءَ فِیْ اَعْجَازِهِنَّ فَقَدْ كَفَرَ (ترغیب صفحہ ۴۵۱) یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے عورت کی دبر میں جماع کیا وہ کافر ہوا۔ اور ایک روایت میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا آیا ہے مَلْعُوْنٌ مَّنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ ثَلٰثًا یعنی جس نے قوم لوط والا کام کیا یعنی اغلام بازی کی وہ ملعون ہے۔ آپؐ نے تین بار یہ لفظ فرمائے (ترغیب صفحہ ۴۵۰) عکرمہؓ سے ہے کہ آپؐ نے فرمایا اس فعل بد کے فاعل و مفعول یعنی کرنے اور کرانے والے دونوں کو قتل کر دو۔ اور جو کسی جانور سے بدفعلی کرے اس کو بھی قتل کر دو (ترغیب صفحہ ۴۵۱) نیز ترغیب کے صفحہ ۵۴۵ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میری امت میں یہ بُری عادت ہو جائے کہ مرد کے ساتھ مرد اور عورت کے ساتھ عورت بدفعلی کرنے لگیں تو ان پر ہلاکت

آجائے گی۔ صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی کی لونڈی بدکاری کرے تو اس کا مالک حد لگ جانے کے بعد اسے ڈانٹ ڈپٹ نہ کرے یعنی عار نہ دلائے کیونکہ حد کفارہ ہے۔ مقصد یہ کہ حد کے بعد آیندہ کو اپنے اعمال کی درستی کر لیں تو اب اس کے پیچھے نہ پڑو اور زجر و ملامت سے ستانا چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے تم کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے (حدیث التفاسیر و ابن کثیر) فقط۔

توبہ کا بیان

ف۴ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے بشرطیکہ موت کے غرغرہ سے پہلے ہو۔ ابن کثیر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ابلیس پر لعنت کی تو اس نے ڈھیل طلب کی اور کہا تیری عزت و جلال کی قسم کہ ابن آدم کے جسم میں جب تک روح رہے گی میں اس کے دل سے نہ نکلوں گا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا مجھے بھی اپنی عزت و جلال کی قسم کہ میں بھی جب تک اس میں روح رہے گی اس کی توبہ قبول کروں گا۔ دیکھو ہمارے رب کی ہم پر کتنی شفقت ہے، ہم کو بھی چاہیئے کہ اپنے اللہ کی ہر نافرمانی سے بچیں اور ہر وقت توبہ کرتے رہیں۔ کیونکہ کسی کو بھی اپنی موت کی خبر نہیں کہ توبہ کا وقت بھی ملے گا یا نہیں۔ ترغیب کے صفحہ ۵۶۴ میں معاذ رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت ہے اِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً فَاعْمَلْ بِجَنْبِهَا حَسَنَةً۔ وَفِیْ رِوَايَةٍ وَّاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا (ترمذی جلد دوم صفحہ ۲۱) یعنی آپؐ نے فرمایا کہ جب تجھ سے گناہ ہو جائے اس کے بعد ہی توبہ کر لے اور ایک روایت میں یہ لفظ ہیں کہ گناہ کے پیچھے توبہ کو لگا دے تو کہ وہ گناہ مٹ جائے یعنی فورًا توبہ کر لے تاکہ گناہ لکھے جانے سے پہلے ہی معاف ہو جائے کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ مسلمان سے جب گناہ ہو جاتا ہے تو بدی کا لکھنے والا فرشتہ تین ساعت تک انتظار کرتا ہے۔ اگر اس عرصہ میں توبہ کر لی تو وہ گناہ لکھا نہیں جاتا۔ ہاں اگر نہ کی تو لکھ لیا جاتا ہے جس کو قیامت کے دن اعمال نامہ میں پڑھ لے گا۔ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ کے ٹھیک معنی یہی ہیں کہ توبہ کرنے میں تساہل نہ کرے، بہت جلد توبہ کر لے۔ جن اوپر کی روایتوں سے ثابت ہے کہ مرنے سے پہلے توبہ قبول ہے۔ اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ مرنے سے پہلے کوئی شخص ایمان لا یا یا مرنے کے قریب کوئی گناہ ہوا اور اسی وقت توبہ کر لی تو قبول ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ گناہ کرے اور یوں سمجھے کہ مرنے سے پہلے توبہ کر لیں گے۔ اس بات کا تو اس آیت میں رد ہو رہا ہے (تفسیر کبیر وغیرہ) اور توبہ بھی سچی ہو کہ اللہ سے ڈرے حتی الوسع اس گناہ کو پھر نہ کرے کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص گناہ کو نہ چھوڑے اور زبان سے توبہ کرتا رہے وہ شخص معاذ اللہ خدا کے ساتھ ہنسی کرتا ہے (ترغیب صفحہ ۵۶۲) اگر بغیر توبہ کئے ہی مر گیا تو یقینًا خدائی دردناک عذابوں میں گرفتار ہوگا فقط۔

عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١٧﴾ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ

اوپر انکے اور ہے اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا اور نہیں توبہ

جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اور ان لوگوں کی توبہ

لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ

واسطے ان لوگوں کے کہ کرتے ہیں برائیاں یہاں تک کہ جب حاضر ہوئی ایک انکے کو موت

(کوئی توبہ) نہیں جو (عمر بھر) برائیاں کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ ان میں سے جب کسی کے موت سامنے آ حاضر

قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۭ

کہتا ہے تحقیق توبہ کی میں نے اب اور نہ واسطے لوگوں کے کہ جو مرتے ہیں اور وہ کافر ہیں

ہوئی تو کہنے لگا (یا رب) میں توبہ کرتا ہوں" اسی طرح ان لوگوں کی (توبہ بھی کوئی توبہ) نہیں جو حالت کفر ہی

اُولٰۗىِٕكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

یہ لوگ تیار کیا ہم نے واسطے انکے عذاب درد دینے والا اے لوگو جو ایمان لائے ہو نہیں

میں مرجاتے ہیں یہ لوگ وہ ہیں جن کیلئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے اے ایمان والو! تمہارے لئے یہ حلال

يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَاۗءَ كَرْهًا ۭ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا

حلال واسطے تمہارے یہ کہ وارث ہو جاؤ عورتوں کے زبردستی اور مت منع کرو انکو تو کہ لے لو

نہیں کہ تم عورتوں کو (مرنے والے کی) میراث سمجھ کر ان پر زبردستی قبضہ کرلو اور (دیکھنا) انہیں اس خیال سے روکے

بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ

بعض وہ چیز کہ دی ہے تم نے ان کو مگر یہ کہ لادیں بے حیائی

رکھنا کہ جو کچھ تم لوگ انہیں (ایک دفعہ) دے چکے ہو اس کا کوئی حصہ لے لو مگر اس

مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ

ظاہر اور صحبت رکھو انکے ساتھ اچھی طرح کی پس اگر ناپسند رکھو انکو

صورت میں کہ وہ علانیہ بدچلنی کریں اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے رہو سہو اگر تم انہیں نہیں چاہتے تو یہ

فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَـيْـــًٔـا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿١٩﴾

پس شاید کہ مکروہ رکھو تم کچھ چیز کو اور کرے اللہ بیچ اسکے بھلائی بہت سا

عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور خدا اس میں تمہارے لئے بھلائی رکھ دے

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ

اور اگر چاہو تم بدل لینا ایک جورو کا جگہ ایک جورو کے اور دیا ہے تم نے

اور اگر ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی لانے کا ارادہ ہو اور تم نے اس ایک کو دولت کا ڈھیر

اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَـيْـــًٔـا ۭ اَتَاْخُذُوْنَهٗ

ایک کو انمیں سے خزانہ پس مت لو اس میں سے کچھ کیا لوگے تم اسکو

بھی دے دیا ہو تو بھی اس سے کچھ نہ لو۔ کیا تم بہتان لگا کر اور اعلانیہ گناہ کرکے دیا ہوا مال ان سے

بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿٢٠﴾ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ

بہتان کر اور گناہ ظاہر سے اور کیونکر لوگے اسکو اور تحقیق پہنچ

واپس لینا چاہتے ہو اور تم کیونکر واپس لے سکتے ہو! جب کہ تم ایک دوسرے

منزل ١

حل لغات۔

له كَرْهًا كَرہ اور كُرہ گو دو لفظ ہیں لیکن دونوں کے معنی ایک ہیں مگر بعض اہل لغت کہتے ہیں کہ کَرہ بالفتح کے معنی ہیں اِکراہ اور کُرہ بالضم کے مشقت جیسے حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا میں ہے۔ ٢ه وَلَا تَعْضُلُوْا نہی کا صیغہ ہے اور ممکن ہے کہ مضارع منفی ہو اور اَنْ تَرِثُوْا پر معطوف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی حذف ہو گیا ہو اور تقدیر عبارت یوں ہو لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَعْضُلُوْا۔ یہ مشتق ہے عضل سے اور عضل کہتے ہیں روکنے اور منع کرنے کو۔ اسی سے ہے داء العضال اور اس کی مزید تحقیق فلا تعضلوھن ان ینکحن میں گذر چکی۔

عورتوں کے ساتھ اچھی معاشرت کرنے کا بیان

ف ۱ تو یہ کا وصف بیان کر کے پھر عورتوں کے متعلق احکام بیان فرمائے۔ زمانۂ جاہلیت میں عرب والے عورتوں کو طرح طرح سے تکلیف دیتے تھے جس سے ان آیات میں منع فرمایا۔ ان میں یہ بد عادت تھی کہ جب کوئی شخص مرتا اور پیچھے بیوی بیوہ چھوڑتا تو مرنے والے کا وارث اس بیوہ پر کپڑا اڈال دیتا اور یہ کہتا کہ جس طرح میں میت کے مال کا وارث ہوں اسی طرح اس کی بیوی کا بھی ہوں۔ اس کے بعد یا تو بغیر مہر خود نکاح کر لیتا یا اور سے نکاح کر کے اس کا مہر آپ لے لیتا یہ عورت پر ایک قسم کا ظلم تھا اسکو منع فرمایا۔ اور یہ بھی ہوتا تھا کہ بیوہ مالدار کو نکاح سے منع کر دیتے تھے۔ جب وہ مرتی تو اُن کے آپ زبردستی وارث بن جاتے تھے یہ بھی حرام فرمایا۔ اور یہ بھی اُن میں بُرا دستور تھا کہ جب کسی عورت منکوحہ سے دل نفرت کر جاتا اور اس کو مہر دے چکے تھے تو اس سے نہایت بدخلقی سے پیش آتے تاکہ مجبور ہو کر مہر واپس دے کر طلاق طلب کرے اس سے بھی منع فرمایا۔ اور بعض ایسا کرتے کہ طلاق دیکر بھی عورت سے یہ معاہدہ لیتے کہ میری بغیر اجازت دوسری جگہ نکاح نہ کرنا ہو گا پھر رقم طلب کرتے تب دوسری جگہ نکاح کرنے دیتے ورنہ نہیں اس سے بھی منع فرمایا۔ البتہ مہر واپس لینے کا اس وقت حق حاصل ہے جب کہ عورت کا زنا چار گواہوں سے ثابت ہو جائے تو برابر دیا ہوا مہر واپس لے کر چھوڑ سکتا ہے۔ پھر فرمایا وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ عورتوں کے ساتھ خوش سلوکی سے رہو سہو۔ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ برتو کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ سب سے بہتر سلوک کرنے والا ہو میں اپنی بیویوں سے بہت اچھی گھرداری برتتا ہوں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی بیویوں سے خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ انھیں خوش رکھتے۔ ان کو اچھی طرح کھانے پینے کو دیتے۔ اور ایسی خوش طبعی کی باتیں کرتے کہ وہ ہنس دیتیں۔ اسی طرح ہر مرد مسلمان کو چاہیئے کہ حسب طاقت بیوی کے نان نفقہ کا خیال رکھے۔ اگر عورت سیرتاً صورتاً اچھی نہیں تب بھی اپنے نکاح میں رہنے دے۔ بہت ممکن ہے اس سے اولاد سیرت صورت والی پیدا ہو جائے۔ بہرحال عورت کے ساتھ حُسنِ سلوک اچھی چیز ہے (ابن کثیر وغیرہ) مقصد یہ کہ عورتوں کے ساتھ تمھاری معاشرت نیکی و انصاف پر مبنی ہونی چاہیئے۔ ایسا نہیں کرنا چاہیئے کہ محض ہوائے نفس کے ہاتھ اپنی باگ دیدو اور اگر کسی وجہ سے بیوی پسند نہ آئے تو فوراً اسے چھوڑ کر دوسری کر لو۔ اس طرح بے ضبط اور بے قابو طبیعتیں کبھی معاشرتی سعادت حاصل نہیں کر سکتیں۔ اگر کسی وجہ سے تمھیں بیوی پسند نہیں تو صبر و برداشت سے کام لو بہت ممکن ہے کہ ایک بات اچھی نہ لگے اور اسی میں تمھارے لئے بہتری اور سعادت ہو۔

ف ۲ پھر ارشاد ہے کہ اگر اپنی بیوی کو طلاق ہی دینی ہے اور اس کی جگہ دوسری عورت سے نکاح کرنا ہے تو اسے دیئے ہوئے مہر میں سے کچھ بھی واپس نہ لو، گو ایک خزانہ کا خزانہ مہر میں دیا ہو۔ اس سے ثابت ۲۵ ہوا مہر میں زیادہ مال دینا بھی جائز ہے اگرچہ افضل اور سنت سوا سو روپیہ مہر ہے کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بیویوں اور بیٹیوں کا مہر بارہ اوقیہ مقرر فرمایا تھا جس کے تقریباً سوا سو روپے ہوتے ہیں۔ مقصد یہ کہ جب مرد اور عورت نکاح کے بعد مل چکے صحبت کی نوبت آچکی تو اس کے معاوضہ میں مہر دینا مرد پر واجب ہو چکا ہے تو پھر کس وجہ سے مرد اس مہر کو واپس لے سکتا ہے؟ اور مہر ادا نہ کرنے کی صورت میں کیسے اس کا حق مہر دبا سکتا ہے؟ ہاں اگر مجامعت سے پہلے ہی طلاق کی نوبت آگئی ہے تو مرد کو نصف مہر دینا لازم آئے گا (ابن کثیر وغیرہ) ایک دن خطبہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حکم دیا کہ مہر چار سو درہم سے آگے ہرگز نہ بڑھا جائے۔ یہ سُنکر ایک قریشی عورت نے کہا کہ اے عمرؓ! آپ نے اللہ تعالیٰ کا فرمان وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا نہیں سُنا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سُنکر اپنے حکم سے رجوع کیا اور کہا کہ افسوس عمرؓ سے سب ہی آدمی زیادہ فقیہ ہیں۔ آپ نے اعلان کر دیا کہ لوگوں کو اختیار ہے اپنے مال سے جس قدر چاہیں دیں۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس آیت میں دلیل ہے کہ مال کثیر عورت کو مہر میں دینا و مقرر کرنا روا ہے کیونکہ قنطار مال کثیر کو کہتے ہیں (مواہب) فقط۔

أَفْضَىٰ بَعْضُكُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ وَّأَخَذْنَ مِنكُم مِّيثَاقًا

سے ہیں بعضے تمہارے طرف بعض کے اور لیا ہے انہوں نے تم سے قول

کے ساتھ مقاربت کرچکے ہو اور وہ تم سے پکا قول و قرار بھی

غَلِيظًا ﴿٢١﴾ وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا

گاڑھا اور مت نکاح کرو اسکے جو نکاح کیا ہے باپوں تمہارے نے عورتوں سے مگر جو

کرچکے۔ اور تم ان عورتوں کو نکاح میں مت لاؤ جنہیں تمہارے باپ نکاح میں لاچکے ہیں

قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا ﴿٢٢﴾

گزرا تحقیق یہ ہے بے حیائی اور ناخوشی اللہ کی اور بری ہے راہ ۱۵

جو ہو چکا سو ہو چکا ہے۔ یہ بڑی ہی بے حیائی اور نفرت کی بات تھی اور برا دستور تھا

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ

حرام کی گئیں اوپر تمہارے مائیں تمہاری اور بیٹیاں تمہاری اور بہنیں تمہاری اور پھوپھیاں تمہاری

(دیکھو!) تم پر تمہاری مائیں، تمہاری بیٹیاں، تمہاری بہنیں، تمہاری پھوپھیاں، تمہاری خالائیں، تمہاری

وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ

اور خالائیں تمہاری اور بیٹیاں بھائیوں کی اور بیٹیاں بہنوں کی اور مائیں تمہاری

بھتیجیاں، تمہاری بھانجیاں، تمہاری دودھ پلانے والی مائیں تمہاری دودھ کی بہنیں، تمہاری بیویوں کی مائیں

اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ

جنہوں نے دودھ پلایا تم کو اور بہنیں تمہاری دودھ سے اور مائیں

نکاح کے لئے تم پر حرام ٹھہرائی گئی ہیں

نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَائِكُمُ

بیویوں تمہاری کی اور اولاد بیویوں تمہاری کی جو گودیوں تمہارے کے ہیں بیویوں تمہاری سے

نیز تمہاری بیویوں کی (پچھلی) لڑکیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں۔ (اگر) ان کی ماؤں سے

اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا

جو صحبت کی ہے تم نے ان سے پس اگر نہیں صحبت کی تم نے ساتھ ان کے پس نہیں

زناشوئی کا تعلق پیدا کرلیا ہے (تو حرام ہیں) اگر تمہارا ان کا زناشوئی کا تعلق نہ ہوا ہو۔ تو پھر ان کی لڑکیاں

جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ

گناہ اوپر تمہارے اور بیویوں بیٹوں تمہارے کی جو صلب تمہاری سے ہیں

کو نکاح میں لانا کوئی گناہ نہیں اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری پشت سے

وَأَن تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۗ

اور یہ کہ اکٹھا کرو تم درمیان دو بہنوں کے مگر جو گزرا

ہیں (وہ بھی تم پر حرام ہیں) اور یہ بھی (حرام ہے) کہ دو بہنوں کو جمع کرو (ہاں) جو ہو چکا سو ہو چکا۔ بیشک اللہ

إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٢٣﴾

تحقیق اللہ ہے بخشنے والا مہربان ۱۶

بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے

ع ۳ ۸ ۱۴

حل لغات۔

۱؎ أَفْضَىٰ فضاء سے لیا گیا ہے اور فضاء کہتے ہیں فراخی و وسعت کو۔ افضاء کے معنے ہیں کسی چیز کی طرف پہنچنا۔ بولا کرتے ہیں أَفْضَىٰ فُلَانٌ إِلَىٰ فُلَانٍ ای وصل الیہ یہاں کنایہ ہے جماع سے۔

۲؎ أُمَّهَاتُكُمْ امہات جمع ہے اُم کی اور اُم کی اصل ہے اُمّہۃ۔ مفرد میں ہ ت تخفیفاً حذف ہو گئی۔ کبھی اُم کی جمع اُمّات بغیرہ کے بھی آتی ہے مگر اس کا اکثر استعمال انسان کے علاوہ اور حیوانات میں ہوا کرتا ہے۔ راعی کہتا ہے ؎ کانت نجائب منذر و محرق امہاتہن وطرقہن فحیلا

۳؎ رَبَائِبُكُمْ ربائب جمع ہے ربیبہ کی۔ اور ربیبہ کہتے ہیں گیلڑ لڑکی کو جو عورت دوسرے شوہر کے یہاں ساتھ لاتی ہے۔ یہ معنی میں ہے مربوبہ کے کیونکہ دوسرا شوہر اس کی پرورش کرتا ہے۔

۴؎ حُجُورِكُمْ حُجور حَجر کی جمع ہے اور حجر کہتے ہیں گودی کو یہاں مراد ہے تربیت و پرورش۔ جب کوئی کسی کی پرورش میں ہوتا ہے تو فلان فی حجر فلان بولا کرتے ہیں اور یہ اس لئے کہ جو شخص بچہ کی پرورش کرتا ہے وہ اسے اکثر گودی میں بٹھاتا ہے ۵؎ حَلَائِلُ یہ جمع ہے حلیلہ کی اور حلیلہ کہتے ہیں زوجہ کو کیونکہ وہ زوج کے لئے حلال ہوتی ہے۔

باپ کے نکاح میں آئی ہوئی عورت کا حکم۔ ف۱ یہاں فرمایا تمہاری مائیں تم پر حرام ہیں خواہ وہ سوتیلی ہوں یا حقیقی خواہ تمہارے باپ نے نکاح کر کے جماع کیا ہو یا بغیر جماع ہی طلاق دیدی بہرحال جو عورت بھی تمہارے باپوں کے نکاح میں آچکی ہے وہ تم بیٹوں پر حرام ہے۔ باپ کے نکاح میں آئی ہوئی عورت سے بیٹے کے نکاح کو بہت بُرا اور بے حیائی کا کام بتایا ہے۔ اس سے باپ بیٹے میں دشمنی اور عداوت قائم ہو جاتی ہے۔ سنن اور مسند احمد میں روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک صحابی کو اس شخص کی طرف بھیجا جس نے اپنے باپ کی بیوی سے باپ کے بعد نکاح کیا تھا کہ اُسے قتل کر ڈالو اور اس کا مال لے لو۔ معلوم ہوا ماں سے نکاح کرنے والا واجب القتل ہے (ابن ماجہ صفحہ ۱۸۰) حدیث ابن عباسؓ میں کا لفظ ہے مَنْ وَقَعَ عَلٰى ذَاتِ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوْهُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی جماع کرے کسی محرم عورت سے اس کو قتل کر دو (ابن کثیر و حدیث التفاسیر) جو لوگ مسلمان کہلا کر بے دھڑک حدود اسلامی سے تجاوز کریں اسلامی اسٹیٹ میں ان کیلئے یہی سزا ہے۔ اس حدیث میں دو راوی یعنی ابراہیم بن اسمٰعیل اور داؤد بن الحصین اگرچہ ضعیف ہیں لیکن ایسے نہیں کہ ان کی حدیث حجت کے لائق نہ ہو کیونکہ ابراہیم کو امام احمدؒ نے ثقہ کہا اور ابن معین نے صالح الحدیث کہا۔ میزان صفحہ ۱۱ اور داؤد بن الحصین کو یحییٰ بن معین وغیرہ نے ثقہ کہا اور نسائی نے لا باس بہ کہا (میزان صفحہ ۲۸۱) معلوم ہوا صحاح ستہ کی ہر وہ حدیث جو سنداً ضعیف ہو متروک نہیں بلکہ برابر قابل عمل ہے کیونکہ کہیں نہ کہیں اس کی تقاہت موجود ہوتی ہے بلکہ اکثر صاحب کتاب باوجود ھٰذَا الْحَدِيْثُ ضَعِيْفٌ کہنے کے وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور عِنْدَ الْعُلَمَاءِ وغیرہ الفاظ لکھ کر قابل عمل قرار دیتے ہیں۔ ضعیف کی یہ تعریف ہی نہیں کہ یہ قابل عمل نہیں۔ یہ سمجھنا علم و فن حدیث یا محدثین کی فہم سے ناواقفیت ہے۔ اصول وہابیہ یہی ہے کہ صحاح کی احادیث میں تطبیق و توفیق دی جائے فقط

مرد پر جو عورتیں حرام ہیں انکا بیان۔ ف۲ نسبی، رضاعی اور سسرالی رشتہ سے جو عورتیں مرد پر حرام ہیں ان کا بیان اس آیت میں ہو رہا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سات عورتیں بوجہ نسب کے حرام ہیں اور سات بوجہ سسرال کے پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی ترمذی جلد اول صفحہ ۱۴۶ میں ہے اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ یعنی اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے رضاعت کے اتنے ہی رشتوں کو جتنے نسب کے سبب حرام کئے ہیں۔ جن عورتوں سے نکاح جائز نہیں انکی تفصیل یہ ہے جو علاقہ نسب سے حرام ہیں وہ سات ہیں ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی۔ فائدہ۔ ماں کے حکم میں نانی دادی اوپر تک سب داخل ہیں ایسے ہی بیٹی میں پوتی اور نواسی نیچے تک کی سب داخل ہیں۔ اور بہن میں عینی اور علاتی اور اخیافی سب داخل ہیں اور پھوپھی میں باپ دادا اور اوپر تک کی پشتوں کی بہن سگی ہو یا سوتیلی سب آگئیں۔ اور خالہ میں ماں اور نانی اور نانی کی نانی سب کی بہن تینوں قسم کی داخل ہے۔ اور بھتیجی میں تینوں قسم کے بھائیوں کی اولاد اور اولاد الاولاد سب داخل ہیں۔ اور بھانجی میں تینوں قسم کی بہنوں کی اولاد اولاد داخل ہیں۔ پھر محرمات رضاعی کو بیان کیا وہ دو ہیں ماں اور بہن۔ اور اس میں اشارہ ہے کہ ساتوں رشتے جو نسب میں بیان ہوئے رضاعت میں بھی حرام ہیں یعنی رضاعی بیٹی اور پھوپھی اور خالہ اور بھتیجی اور بھانجی بھی حرام ہیں چنانچہ حدیثوں میں یہ حکم موجود ہے۔ واضح رہے کہ عند الشرع رضاعت اس وقت ثابت ہوتی جب کہ بچہ پانچ دفعہ پیٹ بھر کر ایسا دودھ پیئے کہ وہ اس کی غذا بن جائے اور اس سے اس کی نشو و نما ہو جیسا کہ جامع ترمذی صفحہ ۱۴۸ میں ہے اُنْزِلَ فِي الْقُرْاٰنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَّعْلُوْمَاتٍ فَنُسِخَ مِنْ ذٰلِكَ خَمْسٌ وَصَارَ اِلٰى خَمْسِ رَضَعَاتٍ مَّعْلُوْمَاتٍ فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا رَضَاعَ اِلَّا مَا فَتَقَ الْاَمْعَاءَ وَاَيْضًا لَا رَضَاعَ اِلَّا فِي الْحَوْلَيْنِ یعنی رضاعت ثابت نہیں ہوتی مگر دو سال کے اندر وَاَيْضًا لَا يُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعِ اِلَّا مَا فَتَقَ الْاَمْعَاءَ وَكَانَ قَبْلَ الْفِطَامِ یعنی دودھ چھڑانے سے پہلے پہلے اگر بچہ کسی کا دودھ بتعداد مشروعہ پیئے تو معتبر ہے ورنہ نہیں کیونکہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں مرفوعاً ہے لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ یعنی ایک دو دفعہ کسی کا دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ پھر علاقہ نکاح کی وجہ سے جن سے نکاح حرام ہوتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔ اول۔ وہ کہ ان سے ہمیشہ کے لئے نکاح ناجائز ہے وہ زوجہ کی ماں اور زوجہ کی بیٹی ہے جس زوجہ سے کہ تم نے صحبت کی ہو۔ لیکن اگر صحبت سے پہلے طلاق دیدو تو اس کی بیٹی سے نکاح ہو سکتا ہے۔ اور تمہارے بیٹوں کی عورتیں ہیں اس میں نیچے تک کے پوتوں اور نواسوں تک کی عورتیں داخل ہیں۔ دوسری قسم یہ کہ ہمیشہ کے لئے تو نکاح حرام نہیں بلکہ جب تک کوئی عورت تمہارے نکاح میں رہے اس وقت تک عورت کی بہن سے نکاح ناجائز ہے۔ بعد طلاق یا مر جانے کے نکاح جائز ہے۔ ترمذی جلد اول صفحہ ۱۴۴ میں ہے کہ یہی حکم ہے زوجہ کی پھوپھی اور خالہ اور بھانجی کا۔ اور تمہاری پشتی بیٹوں کی عورتیں بھی تم پر حرام ہیں۔ اسی طرح وہ لونڈی حرام ہے جس سے بیٹے نے صحبت کی ہو اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ کا مطلب یہ ہے کہ جو ہو چکا سو ہو چکا یعنی کفر کی حالت میں تم نے پرہیز نہ کیا سو اسلام کے بعد وہ گناہ نہ رہا اب آئندہ پرہیز کرو کبھی محرمات اور منہیات کا خیال بھی نہ کرنا۔ الحمد للہ پارہ ۴ کے حواشی ختم ہوئے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین مرتبہ محمد عبدالستار عفا اللہ عنہ

حل لغات

ﮯ وَالْمُحْصَنٰتُ احصان کے لغوی معنٰے ہیں منع کرنا محفوظ شہر کو مدینۃ حصینۃ اور مضبوط زرہ کو درع حصین اس واسطے کہتے ہیں کہ دشمن کے حملہ کرنے اور زخم پہنچانے سے منع کرتی ہے۔ حصن قلعہ کیونکہ وہ اس شخص کو روکتا ہے جو بُرائی سے پیش آنا چاہتا ہے۔ حصان جید گھوڑا کہ وہ سوار کو ہلاک ہونے سے باز رکھتا ہے۔ حصان عفیفہ عورت کیونکہ وہ اپنی ناموس کا حفظ کرتی ہے۔ ؔ طَوْلًا اس کے معنے ہیں فضل و زیادۃ کہ کہا جاتا ہے لفلان علی فلان طول ای فضل و زیادۃ قال اللہ تعالیٰ شدید العقاب ذی الطول۔ اور اسی سے تطوّل بمعنی تفضّل طول کو جو قصر کی ضد ہے اسی لئے طول کہتے ہیں کہ اس میں کمال اور زیادت ہوتی ہے۔ یہاں طول سے مراد ہے تمول اور اس واسطے کہ دولت مند آدمی کو وہ تفضل و زیادت حاصل ہوتی ہے جو مفلس کو نہیں ہوتی۔

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ

اور حرام کی گئیں بیاہی ہوئی عورتوں میں سے مگر جن کے مالک ہوئے ہیں

اور وہ عورتیں (بھی تم پر حرام ہیں) جو دوسرے مردوں کے نکاح میں ہوں ماسوا ان عورتوں کے

اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ

داہنے ہاتھ تمہارے لکھدیا اللہ تعالیٰ نے اوپر تمہارے فرض اور حلال کیا گیا واسطے تمہارے جو کچھ سوائے اسکے ہے

جو تمہاری لونڈیاں بنجائیں (اور یہ حرمتیں) اللہ کی طرف سے تم پر فرض کی گئی ہیں اور ان کے سوا جو کچھ ہے وہ تم پر

اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ

یہ کہ طلب کرو تم بدلے مالوں اپنے کے قید میں رکھنے والے نہ پانی ڈالنے والے یعنی بدکار

حلال ہے۔ یوں کہ مال خرچ کر کے انہیں نکاح میں لاؤ۔ پاکبازی مدنظر ہو۔ زنا کا ارادہ نہ ہو۔ پھر جو کچھ تم انسے

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ

پس جو مال کہ فائدہ اٹھایا ہے تم نے بدلے اسکے انہیں سے پس دو انکو جو مقرر کیا ہے واسطے ان کے موافق مقرر کے

فائدہ اٹھاؤ۔ اس کے بدلے ان کا مقرر مہر انہیں دو۔ اور مہر مقرر ہو چکنے کے بعد باہمی رضامندی سے اگر تم

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ

اور نہیں گناہ اوپر تمہارے بیچ اس چیز کے کہ رضامند ہو تم ساتھ اسکے بعد مقرر کرنے کے

کسی (کمی بیشی) پر رضامند ہو جاؤ۔ تو اس میں کوئی گناہ نہیں۔ یقین رکھو کہ اللہ کو (تمہارے متعلق) ہر بات کا علم ہے

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿٢٤﴾ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ

تحقیق اللہ تعالیٰ ہے جاننے والا حکمت والا ہے اور جو کوئی نہ رکھے تم میں سے

اور وہ اس کا ہر کام حکمت رکھتا ہے اور جو تم میں سے اس بات کا مقدور نہ رکھتا ہو

طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ

مقدور یہ کہ نکاح کرے بی بیوں ایمان والیوں کو پس اس چیز سے کہ مالک ہوئے ہیں

کہ مومن شریف زادیوں کو نکاح میں لا سکے تو وہ ان نوجوان مومن لونڈیوں کو نکاح میں لا سکتا ہے جو تمہارے قبضہ

اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ

داہنے ہاتھ تمہارے لونڈیوں تمہاری ایمان والیوں سے اور اللہ خوب جانتا ہے ایمان تمہارے کو

میں آگئی ہوں اور اللہ تمہارے ایمان کو بہتر جانتا ہے (انسان ہونے کے لحاظ سے) تم ایک دوسرے کی جنس سے ہو اسلئے تم ایسی عورتوں

بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَ

بعض تمہارے بعض سے ہیں پس نکاح کرلو ان کو ساتھ حکم مالکوں ان کے کے اور

کو ان کے مالکوں کی اجازت سے نکاح میں لے آؤ اور دستور کے مطابق انہیں انکے مہر دو۔ مگر یاں

اٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ

دو ان کو مقرر ان کا ساتھ اچھی طرح کے قید میں رکھی ہوئیں نہ بدکاری کرنیوالیں

وہ پاکباز اور عفت شعار ہوں۔ بدکار و بدچلن نہ ہوں اور نہ چوری چھپے (غیروں سے) دوستی رکھنے والی

وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ

اور نہ پکڑنے والیں یار چھپے پس جب نکاح میں آویں پس اگر کریں

ہوں۔ پھر جب یہ عورتیں نکاح میں آجائیں تو اگر ان سے بے حیائی کا کام سرزد ہو تو انہیں آزاد

منصوب ہے یستطع کے مفعول ہونے کی وجہ سے۔ ؎ مِنْ فَتَيٰتِكُمْ فتیات جمع ہے فتاۃ کی اور فتاۃ کہتے ہیں نوجوان لڑکی کو اور کبھی لونڈی کے طور پر مملوکہ لونڈی کو فتاۃ اور غلام کو فتی کہتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا یقولن احدکم عبدی و امتی ولکن لیقل فتای و فتاتی۔ ؎ مُسٰفِحٰتٍ جمع ہے مسافحۃ کی اور ★

حدِّ زنا و کبیرہ گناہوں کی تفصیل۔ **ف۱** یعنی محرمات کو ذکر فرما کر اخیر میں اب ان عورتوں کی حرمت بیان فرمائی جو کسی کے نکاح میں ہوں (یعنی جو عورت کسی کے نکاح میں ہے اس کا نکاح اور کسی سے نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ وہ بذریعہ طلاق یا وفاتِ خاوند نکاح سے جُدا نہ ہو جائے اور عدت طلاق یا عدتِ وفات پوری نہ کرے اس وقت تک کوئی اس سے نکاح نہیں کر سکتا لیکن اگر کوئی قیدی عورت خاوند والی تمہاری ملک میں آجائے تو وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے اور وہ تم پر حلال ہے گو اس کا خاوند زندہ ہے اور اس نے طلاق بھی اس کو نہیں دی جیسا کہ مسند احمد میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ اوطاس میں قیدی عورتیں آئیں جو مشرک خاوند والیاں تھیں۔ ہم (صحابہ) نے ان سے وطی کرنا مکروہ جانا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اُن کے بارے میں پوچھا تو یہ آیت اُتری کہ ان سے ملنا وطی کرنا حلال کیا گیا ہے۔ ترمذی ابن ماجہ اور صحیح مسلم وغیرہ میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ کافر مرد اور کافرہ عورت میں باہم نکاح ہو اور مسلمان دار الحرب پر چڑھائی کر کے اس عورت کو قید کر کے دار الاسلام میں لے آئیں تو وہ عورت جس مسلمان کو ملے گی اسکو حلال ہے گو اسکا خاوند دار الحرب میں زندہ موجود ہے اور اس نے طلاق بھی نہیں دی۔ اب سب محرمات کو بیان فرما کر اخیر میں تاکید فرما دی کہ یہ اللہ کا حکم ہے اس کی پابندی تم پر لازم ہے۔

فائدہ۔ جو عورت کافرہ دار الحرب سے پکڑی ہوئی آئے اس کے حلال ہونے کے لئے استبراءِ رحم ضروری ہے یعنی ایک حیض گذر جائے فقط۔

ف۲ یعنی جو عورتیں حرام فرمائیں ان کے سوا سب حلال ہیں لیکن چار شرط سے۔ اوّلؔ یہ کہ طلب کرو یعنی زبان سے ایجاب و قبول دونوں طرف سے ہو جائے۔ دوسرےؔ یہ کہ مال دینا قبول کرو یعنی مہر۔ تیسرےؔ یہ کہ بسانے کی نیت ہو، مستی نکالنا اور شہوت رانی مقصود نہ ہو جیسا کہ زنا میں ہوتا ہے بلکہ ہمیشہ کے لئے وہ عورت اس مرد کی ہو جائے اس کے چھوڑے بغیر نہ چھوٹے یعنی مدت کا ذکر نہ آئے کہ مہینے تک یا برس تک اس سے متعہ کا حرام ہونا معلوم ہوا۔ بعض لوگوں کا فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ سے متعہ کے جواز پر دلیل پکڑنا ٹھیک نہیں۔ بات یہ ہے کہ ابتداءِ اسلام میں کئی مرتبہ ضرورت کے وقت متعہ کی اجازت ملی اور کئی دفعہ منع ہوا پھر آخر قیامت تک منع کا حکم ہو گیا جیسا کہ صحیح مسلم شریف جلد اول صفحہ ۴۵۱ میں سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت ہے یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ قَدْ کُنْتُ اَذِنْتُ لَکُمْ فِی الْاِسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ وَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ ذٰلِكَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ الخ یعنی پہلے شروع اسلام میں متعہ کی اجازت تھی، اب قیامت تک اللہ تعالیٰ نے متعہ حرام کر دیا۔ اور سورۂ مائدہ رکوع اول کی آیتیں اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ اور اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ سب سے پیچھے نازل ہوئی ہیں۔ اس میں مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ کے بعد فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ کا لفظ نہیں ہے۔ اس سے بھی ثابت ہے کہ آخر میں متعہ کا حکم نہیں رہا۔ پس قرآن و حدیث دونوں سے متعہ کی ممانعت ثابت ہو گئی۔ چوتھی شرط سورۂ مائدہ میں اور یہاں بھی لونڈیوں کے نکاح میں آگے بیان فرمائی ہے کہ چھپی یاری یعنی مخفی پوشیدہ دوستی نہ ہو بلکہ کم از کم دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں اس معاملہ کے گواہ ہوں۔ پھر فرمایا جس عورت سے نکاح کیا ہے اور خلوت یعنی صحبت بھی کر لی تو مہر پورا دینا ہوگا اور اگر صحبت سے پہلے ہی خاوند نے طلاق دیدی تو آدھا مہر دینا ہوگا۔ اور اگر عورت سے کوئی ایسا کام ہوا جس سے نکاح ٹوٹ گیا تب شوہر پر مہر نہیں ہے ہاں یہ بھی فرمایا اگر آپس کی رضامندی سے مہر میں کمی بیشی کر دی جائے یا عورت معاف کر دے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ بس اللہ تعالیٰ تمہارے ہر طرح کے نفع و نقصان کو خوب جانتا ہے اور جو حکم فرماتا ہے وہ سراسر حکمت آمیز ہوتا ہے۔ اس کی اطاعت میں دارین کی خوبی اور بھلائی ہے اور مخالفت میں سراسر نقصان اور خرابی ہے۔ جن عورتوں سے نکاح حرام ہے اوپر انکا ذکر فرمایا تھا کہ جو عورتیں ان کے سوا ہیں وہ تم پر حلال ہیں۔ اس حکم میں آزاد عورتیں اور لونڈیاں سب داخل تھیں اس لئے لونڈی سے نکاح جائز ہونے کی شرطیں ان آیتوں میں فرمائیں کہ جس شخص کو آزاد عورت کے مہر اور روٹی کپڑے کا مقدور نہ ہو اور بغیر نکاح کے اس کو بدکاری میں گرفتار ہو جانے کا اندیشہ ہو تو لونڈی کے مالک کی مرضی سے ایسا شخص لونڈی سے نکاح کر سکتا ہے۔ مسند امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو غلام اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیوے گا تو اس کا نکاح نہ ہوگا بلکہ وہ بدکار قرار پائے گا۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن اور ابن حبان اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے یہ حدیث فَانْکِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ کی تفسیر ہے کیونکہ مالک کی ملکیت غلام اور لونڈی پر یکساں ہے۔ غرض آیت کے اس ٹکڑے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لونڈی غلام دونوں کے نکاح کے لئے مالک کی اجازت ضروری ہے۔ اب اگر اس لونڈی کی مالک عورت ہے تو جو مرد اس عورت کے نکاح کا متولی ہے اس کی اجازت اس لونڈی کے نکاح کے لئے ضروری ہوگی کیونکہ ابن ماجہ، دارقطنی، بیہقی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع اور موقوف جو روایتیں ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ کوئی عورت نہ اپنا نکاح خود کر سکتی ہے نہ کسی دوسری عورت کے نکاح کی متولی قرار پا سکتی ہے (احسن، ترجمان باقی فائدہ صفحہ ۱۱۸ پر دیکھئے)

★ مسافحہ اس عورت کو کہتے ہیں جو کھلے بندوں جس سے چاہے اجرت لے کر زنا کرائے۔ یہ سفح بمعنی زنا سے مشتق ہے۔ ۵ اَخْدَانٍ جمع ہے خدن کی جس طرح اتراب ترب کی۔ خدن اس شخص کو کہتے ہیں جو ظاہر و باطن ہر حالت میں تمہارے ساتھ رہے یہاں مراد ہے چھپا یار۔ مخفی آشنا۔

بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ
بے حیائی پس ان پر اتنا ہے آدھا اس چیز کا کہ اوپر بی بیوں کے ہے عذاب سے
عورتوں سے آدھی سزا دی جائے گی۔ یہ ان لونڈیوں کے لئے ہے۔ جنہیں

ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ
واسطے اس شخص کے کہ ڈرے بدکاری سے تم میں سے اور یہ کہ صبر کرو تم بہتر ہے واسطے تمہارے
تم میں سے بدکاری کا خوف ہو اور صبر کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٥﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَ
اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف ارادہ کرتا ہے اللہ تو کہ بیان کرے واسطے تمہارے اور
اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اللہ چاہتا ہے، کہ تمہارے واسطے (احکام شرعی) واضح کر دے

يَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ؕ
ہدایت کرے تم کو راہیں ان لوگوں کی جو پہلے تم سے تھے اور پھر آوے اوپر تمہارے
اور ان لوگوں کے طریقوں کی رہنمائی کرے جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں اور تم پر کرم کرے اور اللہ (بہتری) کو

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٦﴾ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ قف
اور اللہ تعالےٰ جاننے والا حکمت والا ہے ف اور اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے یہ کہ پھر آوے اوپر تمہارے
جاننے والا اور حکمت والا ہے اور اللہ تو چاہتا ہے۔ کہ تم پر رحم فرمائے اور وہ لوگ جو نفسانی

وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا
اور ارادہ کرتے ہیں وہ لوگ کہ پیروی کرتے ہیں خواہشات کی یہ کہ جھک جاؤ تم جھک جانا
خواہشوں کے پیچھے پڑے ہیں، چاہتے ہیں کہ تم بدی کی طرف بہت زیادہ جھک

عَظِيْمًا ﴿٢٧﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ج وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ
بڑا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ یہ کہ ہلکا کرے تم سے اور پیدا کیا گیا ہے آدمی
جاؤ خدا تو چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کرے اور (حقیقت یہ ہے کہ) انسان کمزور پیدا

ضَعِيْفًا ﴿٢٨﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ
ناتواں ف اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت کھاؤ مال اپنے آپس میں
کیا گیا ہے اے ایمان والو آپس میں ناجائز طریق سے ایک دوسرے کا مال نہ

بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ قف وَلَا
ساتھ ناحق کے مگر یہ کہ ہووے سوداگری رضامندی تمہاری سے اور مت
کھاؤ۔ ہاں اگر باہمی رضامندی سے تجارت ہو (تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں) اور

تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿٢٩﴾ وَمَنْ يَّفْعَلْ
مارو نفس اپنے کو تحقیق اللہ تعالیٰ ہے ساتھ تمہارے مہربان ف اور جو کوئی کرے
ایک دوسرے کو قتل نہ کرو یقین کرو اللہ تم پر بڑا رحم کرنے والا ہے جو سرکشی اور

ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ
یہ زیادتی سے اور ظلم سے پس البتہ داخل کریں گے ہم اسکو آگ میں اور ہے یہ
ظلم سے ایسا کام کرے گا۔ ہم عنقریب اسے آگ میں جھونکیں گے۔ اور اللہ کے لئے ایسا کرنا بہت ہی

حل لغات۔

لہ اَلْعَنَتَ اس کے لغوی معنی ہیں ہڈی کا ٹوٹنا مگر بعد کو ہر شدید ضرر اور شاق مشقت میں مستعمل ہونے لگا۔ یہاں عَنَتَ سے مراد ہے گناہ کیونکہ آدمی کیلئے گناہ سے بڑھ کر کوئی اور چیز مضر اور ایذا رساں نہیں ہے۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۱۱۷) میں ہے اسیران جنگ میں سے جو عورتیں تمہارے قبضہ میں آجائیں انھیں اس لئے حقیر و ذلیل نہ سمجھو کہ وہ دوسری قوم کی عورتیں ہیں لڑائی میں قید ہو کر آئی ہیں انسان ہونے کے لحاظ سے ہر آدمی دوسرے آدمی کا ہم جنس ہے اور انسانی برادری کا رشتہ سارے رشتوں سے زیادہ قابل لحاظ ہے۔ ان میں سے جو عورتیں مسلمان ہو گئی ہوں تم ان سے نکاح کر سکتے ہو۔

ف۳ اور چھپی یاری سے منع فرمایا تو نکاح میں شاہد لازم آئے اور جس کے نکاح میں ایک عورت آزاد ہے اس کو کسی کی لونڈی سے نکاح حلال نہیں۔ اور ان پر جو آدھی مار فرمائی یعنی آزاد مرد یا عورت اگر نکاح سے فائدہ لے چکے پھر زنا کرے تو سنگسار ہوئے اور بغیر نکاح کے زنا کرے تو سو کوڑے کھائے۔ سو فرمایا لونڈیوں کو نکاح کئے پر بھی زنا کی حد پچاس کوڑے ہیں زیادہ نہیں۔ یہی حکم ہے غلام کا (موضح) دلیل اس کی وہ حدیث ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشکوٰۃ کتاب الحدود صفحہ ۳۰۳ میں روایت ہے اور لونڈی و غلام پر رجم نہیں چنانچہ الفاظ حدیث یہ ہیں عَنْ عَلِيٍّ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَقِيمُوا عَلَى أَرِقَّائِكُمُ الْحَدَّ مَنْ أَحْصَنَ مِنْهُمْ وَمَنْ لَمْ يُحْصِنْ فَإِنَّ أَمَةً لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَنَتْ فَأَمَرَنِي أَنْ أَجْلِدَهَا فَإِذَا هِيَ حَدِيثُ عَهْدٍ بِنِفَاسٍ فَخَشِيتُ إِنْ أَنَا جَلَدْتُهَا أَنْ أَقْتُلَهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحْسَنْتَ (مسلم) وَفِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ قَالَ دَعْهَا حَتّٰى يَنْقَطِعَ دَمُهَا ثُمَّ أَقِمْ عَلَيْهَا الْحَدَّ وَأَقِيمُوا الْحُدُودَ عَلٰى مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں فرمایا لوگو! اپنی لونڈیوں پر حدیں قائم کرو خواہ وہ محصنہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ ہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی لونڈی کے زنا پر حد مارنے کا حکم دیا۔ چونکہ وہ نفاس میں تھی اس لئے مجھے ڈر لگا کہ کہیں حد کے کوڑے لگنے سے مر نہ جائے چنانچہ میں نے اس وقت اسے حد نہ لگائی اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا تم نے اچھا کیا جب تک وہ ٹھیک ٹھاک نہ ہو جائے حد نہ مارنا۔ مسند احمد میں ہے کہ آپ نے فرمایا جب یہ نفاس سے فارغ ہو تو اسے پچاس کوڑے لگانا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا آپ فرماتے تھے جب تم میں سے کسی کی لونڈی زنا کرے اور زنا ظاہر ہو جائے تو اسے وہ حد مارے اور پھر برا بھلا نہ کہے اور اگر دوبارہ زنا کرے اور زنا ظاہر ہو جائے تو بھی حد لگائے اور ڈانٹ ڈپٹ نہ کرے پھر اگر تیسری مرتبہ زنا کرے اور ظاہر ہو تو اسے بیچ ڈالے اگرچہ ایک رسی کے ٹکڑے کے عوض ہی ہو۔

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ اس لئے کہ لونڈیوں سے جو اولاد ہو گی عرفی طور پر ماں کی وجہ سے اس پر عار ہو۔ اس تجرد کی حالت میں کسی نوع کی بدکاری کا دل میں خیال گزرے اور تم ثابت قدم رہو تو اللہ تعالیٰ ایسے خیالوں کو معاف کر دے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے (رشتائی)

محرمات کا بیان۔ ف۲ مطلب یہ ہوا کہ تم سے پہلے بھی امہات اور بنات اور اخوات اگلے لوگوں پر حرام تھیں اسی طرح تم پر بھی حرام ہیں تم ان کی راہ پر چلو۔ سُنَن سے مراد تحلیل و تحریم کی راہیں ہیں اس امت مرحومہ پر احسان کبیرہ ہے کہ طرق ہدایت سابقین اس امت کے لئے جمع فرمائے (مواہب) مِنْ قَبْلِكُمْ سے مراد انبیاء سابقین و اتباع مرسلین ہیں۔ شہوات سے مراد اس جگہ مباح خواہش نہیں بلکہ وہ چیز ہے جو شرع میں حرام ہے متبعین شہوات سے مراد زنا کرنے والے ہیں یا اہل کتاب۔ فائدہ:۔ اس سے پہلے زنا اور لواطت کی حرمت اور ان سے توبہ کرنا اور عورتوں سے متعلق بعض احکام اور جن عورتوں سے نکاح حرام ہے انکا ذکر اور نکاح کے متعلق مہر وغیرہ قیود و شروط کا تذکرہ اور بدکاری سے ممانعت اور اس پر سزا کا ذکر تھا۔ اب اس آیت اور آئندہ آیت میں ان احکام کی پابندی پر خوب تاکید کر کے مخالفت سے روک دیا فقط **ف۳** یعنی بری صحبت جو آدمی کا دل دوڑا دے برے کام پر اور شرع پر مقید نہ رہنے دے (موضح) یعنی شرع میں کسی چیز کی تنگی نہیں کہ کوئی حلال چھوڑے اور حرام کو دوڑے (موضح)

فائدہ:۔ ان آیتوں کا خلاصہ یہ نکلا کہ نفس کو شہوات سے بچانا اور ان تمام قیود کا پابند ہونا جو عورتوں کے بارے میں مذکور ہوئیں ہرگز دشوار امر نہیں اور ان کی پابندی نہایت ضروری اور سراسر مفید ہے۔ اللہ چاہتا ہے بے جا سختیوں اور رکاوٹوں کی جگہ نرمی اور آسانی ہو اور واقعہ یہ ہے کہ انسان طبیعت کا کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ تفہیم القرآن میں ہے دوسری طرف یہودی تھے جنھوں نے صدیوں کی موشگافیوں سے اصل خدائی شریعت پر اپنے خودساختہ احکام و قوانین کا ایک بھاری خول چڑھا رکھا تھا۔ بے شمار پابندیاں اور باریکیاں اور سختیاں تھیں جو انھوں نے شریعت میں بڑھالی تھیں بکثرت حلال چیزیں ایسی تھیں جنھیں وہ حرام کر بیٹھے تھے۔ بہت سے اوہام تھے جن کو انھوں نے قانون خداوندی میں داخل کر لیا تھا۔ اب یہ بات ان کے علماء اور عوام دونوں کی ذہنیت اور مذاق کے بالکل خلاف تھی کہ وہ اس سیدھی سادھی شریعت کی قدر پہچان سکتے جو قرآن کے احکام سن کر بے تاب ہو جاتے تھے۔ ایک ایک چیز پر سو سو اعتراضات کرتے تھے، ان کا مطالبہ یہ تھا کہ یا تو قرآن ان کے فقہاء کے تمام اجتہادات اور ان کے اسلاف کے سارے اوہام و خرافات کو شریعت الٰہی قرار دے ورنہ یہ کتاب الٰہی نہیں ہے مثال کے طور پر یہودیوں کے ہاں دستور تھا کہ ایام ماہواری میں عورت کو بالکل پلید سمجھا جاتا تھا نہ اس کا پکایا ہوا کھانا کھاتے نہ اس کے ہاتھ کا پانی پیتے نہ اس کے ساتھ فرش پر بیٹھتے بلکہ اس کے ہاتھ سے ہاتھ چھو جانے کو بھی مکروہ سمجھتے تھے۔ ان چند دنوں میں عورت خود اپنے گھر میں اچھوت بن کر رہ جاتی تھی۔ یہی رواج یہودیوں کے اثر سے مدینہ کے انصار میں بھی چل پڑا تھا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ سے اس کے متعلق سوال کیا گیا (باقی فائدہ صفحہ ۱۱۹ پر)

عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ

اوپر اللہ تعالیٰ کے آسان ہے اگر بچتے تم بڑے گناہوں سے جو منع کیے جاتے ہو اس سے

آسان ہے اور اگر تم ان بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے باز

نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ وَلَا

دور کریں گے ہم تم سے برائیاں تمہاری اور داخل کریں گے ہم تم کو جگہ عزت کی میں ہے اور مت

رہو تو ہم ضرور تمہارے (چھوٹے چھوٹے) قصور معاف کردیں گے اور تمہیں ایک باعزت جگہ میں داخل کریں گے اور اللہ

تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ

آرزو کرو اس چیز کی کہ بزرگی دی ہے اللہ تعالیٰ نے ساتھ اس کے بعض تمہارے کو اوپر بعض کے واسطے مردوں کے ہے

نے تم میں سے ایک کو دوسرے پر جو فضیلت دی ہے اس کے بارے میں تمنا نہ کرو مردوں کے لئے وہی حصہ ہے جو وہ

نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ

حصہ اس چیز سے کہ کماتے ہیں اور واسطے عورتوں کے ہے حصہ اس چیز سے کہ کماتی ہیں

کمائیں اور عورتوں کے لئے وہ جو انہوں نے حاصل کیا۔ اور اللہ سے

وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾

اور سوال کرو اللہ سے فضل اس کے سے تحقیق اللہ ہے ساتھ ہر چیز کے جاننے والا

اس کا فضل طلب کرو بے شک اللہ کو ہر چیز کا علم ہے

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ

اور واسطے ہر شخص کے مقرر کیے ہیں ہم نے وارث اس چیز سے کہ چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابتی

اور والدین اور قریبی رشتہ دار جو کچھ بطور ترکہ چھوڑ جائیں اس سب کے لئے ہم نے

وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اور جن کو کہ گرہ باندھی ہاتھ تمہارے نے پس دو تم انکو حصہ ان کا تحقیق اللہ

حقدار ٹھہرا دیئے ہیں اور جن لوگوں سے تم عہد و پیمان کرلو انہیں بھی ان کا حصہ دو۔

كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۳۳﴾ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى ع ۵ ۲

ہے اوپر ہر چیز کے حاضر مرد قائم رہنے والے ہیں اوپر

بیشک اللہ ہر بات پر شاہد ہے مرد عورت کے نگراں محافظ ہیں

اَلنِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا

عورتوں کے بسبب اس کے کہ بزرگی دی اللہ نے بعضے ان کے کو اوپر بعض کے اور بسبب اس کے کہ خرچ کرتے ہیں

کیونکہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس لئے کہ مرد اپنا مال (عورتوں پر) خرچ کرتے ہیں

مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ

مالوں اپنے سے پس نیک بخت عورتیں فرمانبردار ہیں نگہبانی کرنے والی ہیں بیچ غائبانہ کے ساتھ

پس نیک عورتیں (خاوندوں کی) فرمانبردار ہیں اور غائبانہ خدا (کی عنایت سے تمام امور کی) حفاظت کرنیوالی ہوتی ہیں

بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ

محافظت اللہ کے اور جو عورتیں کہ ڈرتے ہو تم سرکشی انکی سے پس نصیحت کرو انکو

اور جن عورتوں کی سرکشی کا تمہیں اندیشہ ہو تو پہلے انہیں نصیحت کرو اور انکو بستر خواب پر تنہا چھوڑ دو اور

حل لغات۔
۱؎ مُّدْخَلًا اسم مکان ہے اور مراد ہے جنت یا مصدر میمی ہے یعنی ادخالًا مع کرامۃ۔
۲؎ مَوَالِيَ جمع ہے مولیٰ کی۔ اور مولیٰ لفظ مشترک ہے چھ معنی میں ایک مُعْتِق یعنی آقا مالک کیونکہ وہ غلام کو آزاد کرنے کے بارے میں اس کا ولی نعمت ہے

اسی لئے اسے مولی النعمۃ بھی کہتے ہیں۔ دوسرے مُعْتَق یعنی غلام آزاد لاتصال ولایۃ مولاہ فی انعامہ علیہ۔ تیسرے حلیف لان المحالف یلی امرہ بعقد الیمین۔ چوتھے ابن العم لانہ یلیہ بالنصرۃ للقرابۃ التی بینہما پانچویں ناصر و مددگار لانہ یلیہ بالنصرۃ قال تعالیٰ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ چھٹے عصبا اور یہاں یہی آخری معنی مراد ہیں۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۱۱۸) جواب میں وہ آیت آئی جو سورۃ بقرہ رکوع ۲۸ کے آغاز میں درج ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی رو سے حکم دیا کہ ایام ماہواری میں صرف جماع ناجائز ہے باقی تمام تعلقات عورتوں کے ساتھ اسی طرح رکھے جائیں جس طرح دوسرے دنوں میں ہوتے ہیں۔ اس پر یہودیوں میں شور مچ گیا وہ کہنے لگے کہ یہ شخص تو قسم کھا کر بیٹھا ہے کہ جو کچھ ہمارے ہاں حرام ہے اسے حلال کر کے رہے گا اور جس جس چیز کو ہم ناپاک کہتے ہیں اسے پاک قرار دے گا۔ ابن کثیر میں ہے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شب معراج میں سدرۃ المنتہیٰ سے لوٹے اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو آپ نے دریافت کیا کہ آپ پر کیا فرض کیا گیا؟ فرمایا ہر دن رات میں پچاس نمازیں۔ تو کلیم اللہ علیہ السلام نے فرمایا واپس جائیے اور خدا سے تخفیف طلب کیجئے آپ کی امت میں اسکی طاقت نہیں۔ میں آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں وہ اس سے بہت کم میں گھبرا گئے تھے اور آپ کی امت تو کانوں آنکھوں اور دل کی کمزوری میں ان سے بھی بڑھی ہوئی ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس گئے دس معاف کرا لائے۔ پھر یہی باتیں ہوئیں۔ پھر گئے دس معاف ہوئیں یہاں تک کہ آخری مرتبہ پانچ ہی رہ گئیں فقط۔

ف۴ مراد باطل سے اس جگہ وہ چیز ہے جو شرع شریف میں حرام ہے ناحق کو باطل کہتے ہیں اس کی بہت صورتیں ہیں جیسے سود، قمار، غصب سرقہ، خیانت جھوٹی گواہی، جھوٹی قسم اور ہر بیع ممنوع (فتح) جب تک آدمی مجرد رہتا ہے تو اس کو فقط اپنی ذات کے ہی خرچ اخراجات کی ضرورت پڑتی ہے۔ پھر جب شادی بیاہ ہو جاتا ہے تو بال بچوں کی وجہ سے ذمہ داریاں زیادہ بڑھ جاتی ہیں تو اب کسی نہ کسی حیلہ سے اسکو کمائی کا خیال ہوتا ہے اسی مناسبت کے سبب سے نکاح کے احکام کے بعد ان آیتوں میں انسان کی کمائی خرید و فروخت تجارت کا ذکر فرمایا کہ لوگوں کا مال ناحق کھا کر اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو کیونکہ یہ گناہ حق العباد کی قسم میں سے ہے جو صاحب حق کو رضامند کرنے کے بغیر فقط توبہ سے معاف نہیں ہو سکتا۔ ایک مطلب یہ بھی ہے کہ دنیا کے معاملات سے تنگ آ کر خودکشی نہ کرو ورنہ آخرت میں اسی طرح کے عذاب میں مبتلا ہوگے (بخاری) فقط۔

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ یعنی مغرور نہ ہو کہ ہم مسلمان دوزخ میں کیونکر جائیں گے اللہ پر یہ بھی آسان ہے (موضح)

ف۲ کبیرہ گناہ وہ ہیں جن پر قرآن و حدیث میں صاف وعدہ دیا دوزخ کا یا اللہ تعالیٰ کے غصہ کا یا سزا مقرر فرمائی۔ اور صغیرہ وہ کہ جن سے منع فرمایا اور کچھ زیادہ نہیں (موضح) ترغیب صفحہ ۳۶۰ میں بخاری مسلم کے حوالہ سے مرفوع حدیث ہے اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبٰو وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنٰتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنٰتِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات ایسے گناہوں سے بچو جو ہلاک کرنے والے ہیں۔ عرض کیا گیا وہ کیا ہیں؟ فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرانا یعنی اللہ کے ساتھ کسی بت یا اہل قبر یا نبی ولی پیر فقیر کو شریک کرنا اللہ کے مخصوص اوصاف ان میں بھی ماننا مثلاً ان کو حاضر ناظر عالم الغیب اولاد دینے والا سمجھنا روزی رزق یا نفع نقصان کا مالک جاننا دوسرے جادو کرنا کرانا۔ تیسرے کسی کو ناحق قتل کرنا۔ چوتھے سود لینا دینا۔ پانچویں یتیم کا مال ناحق کھا جانا۔ چھٹے جہاد سے بھاگنا۔ ساتویں نیک پاک دامن عورتوں کو تہمت لگانا۔ نیز ترغیب صفحہ ۲ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے پانچ وقت کے نمازی، رمضان کے فرض روزے رکھنے والے اور زکوٰۃ (شریعت کے مطابق بیت المال میں) ادا کرنے والے اور سات کبیرہ گناہوں سے بچنے والے (موحد) کے لئے قیامت میں جنت کے آٹھوں دروازے کھلے ہوئے ہوں گے اور اسکی ملاقات کے شوق میں ہل رہے ہوں گے جیسے کوئی وجد میں ہو۔

فائدہ: پہلی آیت میں ذکر تھا کہ جو ظلماً کسی کے مال جان کو نقصان پہنچائیگا تو اس کی سزا جہنم ہے جس سے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بندہ کے لئے موجب عذاب ہے۔ اب اس آیت میں گناہوں سے اجتناب پر مغفرت اور جنت کا وعدہ دیا تاکہ ہر شخص گناہوں سے بچنے کی پوری پوری کوشش کرے فقط۔ ف۳ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً کہا ہے مانگو اللہ سے اللہ کا فضل۔ اللہ دوست رکھتا ہے کہ اس سے مانگا جائے افضل عبادت انتظار فرج ہے یعنی رفع تنگی و تکلیف (ترمذی) ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مرد جہاد کرتے ہیں انکو شہادت وغیرہ کی فضیلت حاصل ہوتی ہے اور عورتیں جہاد و شہادت وغیرہ کی فضیلت سے بھی محروم ہیں۔ میراث میں ان کا آدھا حصہ ہے یوں بھی ان کا درجہ کم ہے اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں کہ ایک دوسرے سے کے درجے مت چاہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے جسکو جیسا چاہا ویسا بنایا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی بخشش مانگو بخشش میں سب کچھ ہے (لباب صفحہ ۷۲) فقط۔

مرد و عورت کے مراتب و تعلقات

ف۴ اکثر لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اکیلے مسلمان ہوتے تھے۔ ان کے اقربا کافر رہے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو دو مسلمانوں کو آپس میں بھائی کر دیا۔ وہی ایک دوسرے کے وارث ہوتے۔ جب ان کے اقربا مسلمان ہو گئے تب یہ آیت اتری کہ میراث تو قرابت داروں کا ہی حق ہے اور وہ منہ بولے بھائی ان کے ساتھ زندگی میں سلوک ہے یا مرتے وقت کچھ وصیت کر دو فقط

وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ

اور چھوڑ دو ان کو بیچ خواب گاہوں کے اور مارو ان کو پس اگر کہا مانیں تمہارا

(پھر بھی نہ مانیں تو) انہیں مارو اور اگر مان جائیں تو پھر ان کے خلاف کوئی راہ نہ ڈھونڈو۔

فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿٣٤﴾

پس مت ڈھونڈو اوپر ان کے راہ تحقیق اللہ ہے بلند بڑا

یقین جانو کہ [1] اللہ سب سے بلند اور سب سے بڑا ہے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ

اور اگر ڈرو تم خلاف سے درمیان ان دونوں کے پس مقرر کرو ایک منصف مرد کے لوگوں میں سے اور

اور اگر تمہیں ان کے درمیان نااتفاقی کا اندیشہ ہو تو ایک ثالث" خاوند کے کنبے سے اور ایک بیوی کے کنبے

حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ؕ

ایک منصف عورت کے لوگوں میں سے اگر ارادہ کریں یعنی دو منصف صلح کروانا توفیق دے گا اللہ درمیان ان دونوں کے

سے مقرر کرو۔ اور اگر وہ دونوں دل سے اصلاح چاہیں تو اللہ ضرور ان کے درمیان باہمی موافقت پیدا کر دے گا بیشک

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿٣٥﴾ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ

تحقیق اللہ ہے جاننے والا خبردار [2] اور عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور مت شریک لاؤ ساتھ اس کے

اللہ سب کچھ جاننے (والا) اور ہر بات کی خبر رکھنے والا ہے اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ

شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ

کسی چیز کو اور ساتھ ماں باپ کے احسان کرنا اور ساتھ قرابت والوں کے اور یتیموں کے اور

اور (چاہیئے کہ) تم والدین کے ساتھ، قرابتداروں کے ساتھ، یتیموں اور [3] مسکینوں کے ساتھ، پڑوسیوں کے ساتھ

الْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ

فقیروں کے اور ہمسائے قرابت والے کے اور ہمسائے اجنبی کے اور صحبت رکھنے والے

(خواہ) رشتہ دار ہوں یا اجنبی، پاس کے اٹھنے بیٹھنے والوں کے ساتھ، مسافروں سے ساتھ اور لونڈی،

بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ

کے کروٹ پر اور مسافر کے اور جن کے مالک ہوئے ہیں داہنے ہاتھ تمہارے تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا

غلاموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ یاد رکھو کہ اللہ اکڑنے دکھانے

مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۨ﴿٣٦﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ

اس شخص کو کہ ہے تکبر کرنیوالا شیخی کرنے والا وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اور حکم کرتے ہیں

والے متکبروں کو پسند نہیں کرتا۔ (ریسے) لوگوں کو جو خود بخیل ہیں اور لوگوں کو بخل

النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ

لوگوں کو ساتھ بخیلی کے اور چھپاتے ہیں وہ چیز کہ دی ہے انکو اللہ تعالیٰ نے فضل اپنے سے

کی تعلیم دیتے ہیں اور اللہ نے اپنے فضل و کرم سے جو کچھ انہیں دے رکھا ہے اسے چھپاتے ہیں

وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿٣٧﴾ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ

اور تیار کیا ہم نے واسطے کافروں کے عذاب ذلیل کرنے والا [4] اور جو لوگ کہ خرچ کرتے ہیں

اور ایسے منکروں کے لئے ہم نے رسوا کن عذاب تیار کیا ہے اور (اللہ ان لوگوں کو بھی پسند نہیں کرتا)

حل لغات۔
[1] شِقَاقٌ اس کے معنے ہیں مخالفت کے یا تو اس لئے کہ عورت مرد میں سے ہر ایک دوسرے کو وہ چیز پہنچاتا ہے جو اسے شاق گزرتی ہے یا اس لئے کہ دونوں میں سے ہر ایک ایک شق یعنی جانب میں ہوتا ہے۔
[3] وَالْجَارِ الْجُنُبِ جُنُبٌ بوزن فُعُلٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ جنابۃ ضد قرابۃ سے مشتق۔ غریب الدیار اور اہل و عیال سے پرے رہنے والے کو دُور رَجُلٌ جُنُبٌ کہتے ہیں۔ رَجُلٌ اَجْنَبِیٌّ جو قرابت سے دور ہو۔ جانبان کسی چیز کی دو طرفین کیونکہ ہر ایک دوسرے سے دور ہوتی ہے۔ ناپاکی کو جنابۃ اسی لئے کہتے ہیں کہ آدمی حضورِ مساجد اور طہارت سے دور رہتا ہے۔ جنبان دونوں پہلو کیونکہ ایک دوسرے سے دور ہوتا ہے۔ [4] بالبُخل لغت میں منع احسان اور شریعت میں منع واجب کو بخل کہتے ہیں فقط۔

ف۱ اس آیت میں مرد کا درجہ بڑا فرمایا ہے۔ عورت کو اپنے خاوند کی اطاعت اور حکم برداری کرنی چاہئے کیونکہ مرد کو عورت پر حاکم اور نگران حال دو وجہ سے بنایا۔ بڑی وجہ تو یہ کہ مرد کو عورت پر علم و عمل میں فضیلت و بڑائی عطا فرمائی جیسا کہ آگے احادیث میں بیان ہوتی ہے۔ دوسری وجہ کسبی ہے کہ مرد عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ مہر، خوراک، پوشاک جملہ ضروریات کے کفیل ہوتے ہیں مطلب یہ کہ عورتوں کو اپنے خاوندوں کا حکم بردار ہونا چاہئے ـــــ آیت ہذا کا شان نزول یہ ہے کہ ایک صحابیہ نے اپنے خاوند انصاری کی نافرمانی کی۔ انصاری نے اپنی بیوی کو تھپڑ مارا۔ عورت نے عدالت نبوی میں نالش کی۔ آپؐ نے بدلہ لینے کا حکم فرمایا اس پر یہ آیت اُتری کہ مرد کا درجہ بڑا ہے۔ عورت کوئی نافرمانی کر بیٹھے تو مرد پہلے سمجھائے اگر وہ نہ سمجھے تو ناراضگی کا اظہار کرے گھر میں ہی رہ کر۔ پھر بھی نہ سمجھے تو مارے لیکن ایسا نہ مارے جس سے کہ ضرب آئے۔ اگر عورت مطیع ہو جائے تو اسکو طعن و تشنیع نہ کرے تب آپؐ نے فرمایا ہم نے کچھ چاہا اور اللہ تعالیٰ نے کچھ اور یہی چاہا اور جو کچھ اللہ نے چاہا وہی خیر ہے۔ یہاں ان بدعقیدہ لوگوں کی بھی تردید ہو گئی جو کہتے ہیں جو چاہے اللہ اور اس کا حبیبؐ محمدؐ کے طفیل سے ہمارا کام ہو جائے اور فلاں نبی ولی پیر فقیر بڑے پہنچے ہوئے ہیں جو چاہیں وہی ہو جاتا ہے۔ بس یہ سب غلط ہے، ہوتا وہی ہے جو اکیلا اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اللہ کے مقابلہ میں کسی کا چاہا نہیں ہوتا۔ بہر حال عورت کا مرتبہ خاوند کی جائز تابعداری میں ہے۔ ترغیب صفحہ ۲۷۶ میں ہے لَوْ كُنْتُ اٰمِرًا لِاَحَدٍ اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر خدا کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو (تعظیماً) سجدہ کیا کریں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حوالہ مذکور میں یہ لفظ ہیں کہ اگر کوئی مرد اپنی زوجہ کو حکم کرے کہ سرخ پہاڑ کے پتھر سیاہ پہاڑ پر لیجا اور سیاہ پہاڑ کے پتھر سرخ پہاڑ پر لے جا تب بھی بیوی کو لائق ہے کہ اسکی تعمیل کرے۔ مطلب یہ کہ عورت کو خاوند کی تابعداری واجب ہے اپنے خاوند کو ناراض نہ کرے ورنہ حدیث میں ہے اِذَا بَاتَتِ امْرَاَةٌ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلٰٓئِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ (بخاری مطبوعہ میرٹھ صفحہ ۷۸۲) یعنی جس عورت کا خاوند اس سے ناراض ہے اور بغیر راضی کئے خاوند کے وہ سو گئی تو صبح تک فرشتے اس کو لعنت کرتے رہتے ہیں۔ ہاں نیک بخت بیوی وہ ہے کہ خاوند جب حکم کرے تو حکم بجا لائے اور جب اس کی طرف دیکھے تو اس کی نظر میں اچھی معلوم ہو یعنی ایسے چلن اور خصلت کے ساتھ رہے کہ خاوند کو رنج نہ ہو۔ اگر خاوند کسی بات کی اس کو قسم دلا دے تو قسم کو پورا کر دے بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہو۔ اور جب خاوند موجود نہ ہو تب بھی اس کے مال و آبرو کا لحاظ رکھے (مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۵) اور تم خاوندوں کو بھی چاہئے کہ اپنی عورتوں کیساتھ اچھا گذران کرو جیسا آپ کھاؤ پیو پہنو ویسا ان کو بھی کھلاؤ پہناؤ بات بات پر ناراض نہ ہو۔ فحش کلامی نہ کرو کیونکہ وہ تمہاری خدمت کرتی ہیں تم کو آسائش پہنچاتی ہیں۔ ابن ماجہ صفحہ ۱۴۴، ابو داؤد صفحہ ۲۹۳، مشکوٰۃ صفحہ ۲۷۲ میں ہے پورا مؤمن وہ ہے جو اچھے خلق والا ہے اور اپنی بیوی کیساتھ اچھی گذران کرتا ہے فقط۔

ف۲ اس آیت میں فرمایا اگر میاں بیوی میں اختلاف بڑھ گیا اور کسی طرح درست ہونے میں نہیں آتا تو بحکم امام حکمین مقرر ہوں ایک ثالث عورت کی طرف سے اور ایک مرد کی طرف سے۔ وہ دونوں بین الزوجین حالات معلوم کر کے اتفاق و اصلاح کی کوشش کریں۔ اگر خدا نخواستہ حالات درست ہوتے اور گھر بستا نظر نہیں آئے تو انصاف کے ساتھ میاں بیوی میں تفریق یعنی جدائی کرا دیں۔ حکمین پر لازم ہے کہ جہاں تک بنے اصلاح کی کوشش کریں بہت ممکن ہے اللہ تعالیٰ حسن نیت اور حسن سعی سے زوجین میں موافقت ڈالدے فقط۔

صلہ رحمی، بخل اور ریاکاری کا بیان۔

ف۳ یعنی اول اللہ کا حق ادا کرو پھر ماں باپ کا پھر ان سب کا درجہ بدرجہ ہمسایہ قریب کا حق زیادہ ہے ہمسایہ اجنبی سے قریب یعنی قرابتی اور برابر کا رفیق جو ایک کام میں ساتھ شریک ہو جیسے ایک استاد کے دو شاگرد یا ایک مالک کے دو غلام نوکر ان کے حق ادا نہ کرنے والا وہی ہے جس کے مزاج میں تکبر اور خود پسندی ہے کسی کو اپنے برابر نہیں سمجھتا (موضح) حدیث میں ہے مسکین کو صدقہ دینا صرف صدقہ ہے لیکن قریبی رشتہ دار کو دینا اس کی خیر خبر رکھنا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔ پھر فرمایا پڑوسیوں کا خیال رکھو ان کے ساتھ بھی بھلا برتاؤ اور نیک سلوک رکھو خواہ قرابت دار ہوں یا نہ ہوں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام پڑوسی کے متعلق یہاں تک وصیت و نصیحت کرتے رہے کہ مجھے گمان ہوا کہ شاید پڑوسیوں کو وارث بنا دیں گے۔ طبرانی میں ہے کہ جسے یہ خوش لگے کہ اللہ و رسول اس سے محبت کریں تو اسے چاہئے کہ بات سچ کہے امانت ادا کرے پڑوسی کے ساتھ سلوک و احسان کرے۔ اور مسند احمد میں ہے قیامت کے دن خدا کے سامنے دو پڑوسیوں کا جھگڑا پیش ہوگا۔ اور فرمایا صاحب بالجنب سے مراد رفیق سفر ہے اور مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کے معنے غلام نوکر خادم ہے۔ مسلم میں ہے مملوک کا حق یہ ہے کہ اس کی طاقت سے زیادہ کام نہ لیا جائے۔ تمہارے مسلمان غلام نوکر بھی بھائی ہیں ان کو اپنے کھانے میں سے کھلاؤ پہننے میں سے پہناؤ اور ایسا کام نہ لو کہ وہ عاجز ہو جائیں۔ حدیث میں ہے بخل سب بیماریوں سے بڑھ کر ہے۔ کعب بن اشرف و اسامہ بن صبیب و نافع بن ابی نافع وغیرہ یہودی بعض مسلمان انصاری صحابہؓ کے پاس آتے اور ان کو سمجھاتے کہ تم اپنے مال و اسباب کیوں خرچ کئے ڈالتے ہو خدا جانے آئندہ کیا صورت پیش آئے تو اس وقت تم کو مشکل پڑے گی اس پر یہ آیتیں اتریں کہ وہ آپ بخیلی کرتے ہیں اور مسلمانوں کو بھی بخیلی سکھاتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں (باقی فائدہ صفحہ ۱۲۶ پر دیکھئے)

أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ

مال اپنے دکھانے کو لوگوں کے اور نہیں ایمان لاتے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور نہ ساتھ دن پچھلے کے

جو محض لوگوں کے دکھاوے کے لئے مال خرچ کیا کرتے ہیں اور اللہ اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتے

وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا ﴿۳۸﴾ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ

اور جو کوئی کہ ہووے شیطان واسطے اس کے ہمنشین پس برا ہے ہمنشین اور کیا ہے اوپر ان کے

اور شیطان جس کا ساتھی ہو تو وہ برا ساتھی ہے اور ان کا کیا بگڑتا اگر

لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ ۚ

اگر ایمان لاویں ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے اور خرچ کریں اس چیز سے کہ دیا ان کو اللہ نے

وہ اللہ اور روز آخرت پر ایمان لاتے اور اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے (اس کی راہ میں)

وَكَانَ اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا ﴿۳۹﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۖ

اور ہے اللہ ساتھ ان کے جاننے والا تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں ظلم کرتا برابر ایک چیونٹی کے

خرچ کرتے اور اللہ ان سے خوب واقف ہے اللہ کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔ اگر ذرہ برابر

وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا

اور اگر ہووے نیکی دوگنا کریگا اس کو اور دیوے گا اپنے پاس سے ثواب

کسی کی نیکی (بھی) ہو تو وہ اسے دوگنا کر دے گا۔ اور اپنے پاس سے بہت بڑا

عَظِيمًا ﴿۴۰﴾ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ

بڑا پس کیونکر ہوگا جس وقت لاویں گے ہم ہر امت سے ایک گواہی دینے والا

اجر دے گا پھر کیا حال ہوگا اس دن جبکہ ہم ہر ایک امت میں سے ایک گواہ بلائیں گے

وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ﴿۴۱﴾ يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ

اور لاویں گے ہم تجھ کو اوپر ان کے گواہ اس دن آرزو کریں گے

کریں گے اور آپ کو بھی ان سب پر گواہی کے لئے طلب کریں گے جن لوگوں نے راہ کفر اختیار

الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ

وہ لوگ کہ کافر ہوئے اور نافرمانی کی پیغمبر کی کاش کہ برابر کی جاوے ساتھ ان کے

کی ہے اور رسول کی نافرمانی کی ہے وہ اس دن تمنا کریں گے کہ کاش زمین میں دھنس جائیں

الْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا ﴿۴۲﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

زمین اور نہ چھپاویں گے اللہ تعالیٰ سے کوئی بات اے لوگو جو

(اسدن) اللہ سے وہ کوئی بات پوشیدہ نہ رکھ سکیں گے۔ اے ایمان والو!

آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ

ایمان لائے ہو مت نزدیک جاؤ نماز کے اور تم ہو مست یہاں تک کہ

جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کا ارادہ نہ کرو۔ حتی کہ تمہیں جو زبان سے کر رہے ہو معلوم ہو

تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ

جانو کیا کہتے ہو اور نہ جنابت سے مگر گزرنے والے راہ کے یہاں تک کہ

اور (اسی طرح) جنابت کی حالت میں (نماز نہ پڑھو) جبتک کہ غسل نہ کرلو۔ ہاں یہ کہ راہ چلتے مسافر ہو

وقف النبی علیہ السلام

ع ۶ / ۳

حل لغات۔
۱ مِثْقَالَ بوزن مفعال ثقل سے ماخوذ ہے اور ثقل کہتے ہیں وزن کو۔ کہا جاتا ہے ھٰذا علیٰ مثقال ھٰذا ای وزن ھٰذا۔
۲ ذَرَّۃٍ چھوٹی لال چیونٹی یا غبار کے اجزاء کا وہ ہر ہر جزء جو روشندان میں آفتاب کی شعاع میں دکھائی دیتا ہے۔
۳ سُکٰرٰی جمع ہے سکران کی۔ اور سکران صیغہ صفت ہے اور جو صفت فَعلان کے وزن پر ہوتی ہے اس کی جمع فَعالیٰ بفتح فا اور فُعالیٰ بضم فا آتی ہے۔ یہ ماخوذ ہے سکر سے اور سکر کے لغوی معنے ہیں راستے کے بند ہونے کے۔ جب آنکھ متحیر ہو جاتی اور حقیقت اشیاء کا ادراک نہیں کرتی تو سَکِرَتْ عَیْنُہٗ، سَکَرَہٗ ابولا کرتے ہیں۔ اسی سے ہے اِنَّمَا سُکِّرَتْ اَبْصَارُنَا چونکہ حالتِ نشہ میں بھی مجازی حواس بند ہو جاتے ہیں اس لئے نشہ والے کو سکران کہتے ہیں۔ ۴ عَابِرِیْ سَبِیْلٍ اصل میں عَابِرِیْنَ تھا نونِ جمع اضافت کی وجہ سے حذف ہو گیا۔ یہ عبور بمعنی گزرنے سے مشتق ہے۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۱۲۰)

ہے لوگو! بخیلی سے بچو اسی نے تم سے پہلوں کو ہلاک اور برباد کر دیا، اسی کے باعث ان سے قطع رحمی اور فسق و فجور جیسے بُرے کام نمایاں ہوئے۔ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ آپؐ نے فرمایا ٹخنے کے نیچے کپڑا نہ لٹکاؤ کیونکہ یہ تکبر اور خود پسندی ہے جسے اللہ ناپسند رکھتا ہے (ابن کثیر لباب صفحہ ۴، وغیرہ) فقط۔

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ یہاں ان لوگوں کا بیان ہے جو دیتے تو ہیں لیکن دنیا میں اپنی واہ واہ ہونے کی خاطر ایسے لوگوں کا خرچ کیا ہوا قیامت کے دن کام نہیں آئے گا اللہ تعالیٰ فرما دے گا لے ریاکار! تیرا ارادہ صرف یہ تھا کہ تو عالم، قاری، نمازی سخی مشہور ہو جائے دنیا میں تیری شہرت ہو جائے سو وہ ہو چکی۔ اب یہاں اس کا بدلہ ثواب نہیں لہٰذا ایسے ریاکاروں کو بجائے جنت کے جہنم میں ڈالا جائیگا العیاذ باللہ فقط

ف۲ اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا کسی کی ذرہ برابر بھی نیکی ضائع نہیں کرتا۔ ذرہ کہتے ہیں چھوٹی چیونٹی کو یعنی اللہ کی راہ میں اخلاص کے ساتھ خرچ کرنا کسی طرح نقصان نہیں بلکہ آخرت کا ثواب بے شمار ہے اور دنیا میں بھی اسکا بدلہ مل جاتا ہے۔ آپؐ نے یہ قسم کھا کر فرمایا کہ اجر عظیم سے مراد جنت ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمیں اپنی رضامندی اور جنت نصیب فرمائے آمین۔ اس کے بعد قیامت کے دن کی سختی اور ہولناکی کا بیان ہے کہ اس دن انبیاء علیہم السلام کو بطور گواہ پیش کیا جائیگا جیسا کہ سورۃ نحل رکوع ۱۲ میں ارشاد الٰہی ہے وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ — یعنی ہر امت پر ان ہی میں سے ہم گواہ کھڑا کریں گے۔ اور سورۃ زمر رکوع ۷ میں ارشاد ہے وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ یعنی زمین اپنے رب کے نور سے چمکنے لگی اور نامۂ اعمال دیئے جائیں گے اور نبیوں اور گواہوں کو لا کھڑا کیا جائے گا۔ بخاری صفحہ ۱۴۲ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید سنانے کے لئے فرمایا۔ میں نے عرض کیا آپؐ پر تو اُترا ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ دوسرے سے سنوں پھر میں نے سورۂ نساء کی تلاوت شروع کی۔ جب اس آیت فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا کی تلاوت کی تو آپؐ نے فرمایا بس کرو۔ میں نے دیکھا تو آپ کے آنسو جاری تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ اس قدر روئے کہ دونوں رخسار اور ڈاڑھی مبارک تر ہو گئی اور آپؐ عرض کرنے لگے یا رب! جو موجود ہیں اُن پر تو میں گواہ ہوں لیکن جب تو مجھے فوت کرلے گا تب تو تو ہی انپر نگہبان ہے (ابن ابی حاتم و ابن جریر)

ف۳ یعنی ان کافروں کا کیا بُرا حال ہوگا جس وقت کہ بلائیں گے ہم ہر امت اور ہر قوم میں سے گواہ ان کے حالات بیان کرنے والا اور ان کے واقعی معاملات ظاہر کرنے والا، اس سے مراد ہر امت کا نبی اور ہر عہد کا امام اور صالح معتبر لوگ ہیں کہ وہ قیامت کو نافرمانوں کی نافرمانی اور فرماں برداروں کی فرماں برداری بیان کریں گے اور سب کے حالات کی گواہی دیں گے۔ پھر فرمایا جس دن ہر امت میں سے انکے حالات بیان کرنے والا بلایا جائے گا۔ اس دن کافر اور نافرمان لوگ اس بات کی تمنا کریں گے کہ کاش ہم زمین میں ملا دیئے جاتے اور مٹی میں مل کر نیست و نابود ہو جاتے یعنی انسان ہی نہ ہوتے تاکہ ہم سے آج حساب و کتاب ہی نہ ہوتا لیکن اس وقت کے پچھتاوے سے کیا ہوگا۔ بہتر ہے دنیا ہی میں خدا و رسول کی نافرمانی چھوڑ کر مطیع و فرماں بردار ہو جائیں فقط۔

تَغْتَسِلُوا ۚ وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ

نہالو اور اگر ہو تم بیمار یا اوپر سفر کے یا آوے

(تو تیمم کرکے نماز پڑھ سکتے ہو) اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو۔ یا تم میں سے کوئی آدمی جائے ضرور سے فارغ

أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا

کوئی تم میں سے جائے ضرور سے یا صحبت کی ہو عورتوں سے پس نہ پاؤ تم

ہو کر آئے یا تم عورت کے پاس جاؤ۔ تو اگر پانی نہ ملے۔ تو

مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَ

پانی پس قصد کرو مٹی پاک کا پس ملو ساتھ منہ اپنے کے اور

پاک مٹی سے تیمم کرلو۔ اور چہرے اور ہاتھوں پر مسح کر لو۔ بلا شبہ

أَيْدِيكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا ﴿۴۳﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ

ہاتھوں اپنے کے تحقیق اللہ تعالٰی ہے معاف کرنے والا بخشنے والا کیا نہ دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کے کہ

اللہ درگزر کرنے والا اور بخشش والا ہے۔ کیا آپ نے ان لوگوں کی حالت

أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يَشْتَرُونَ الضَّلَالَةَ وَيُرِيدُونَ

دیئے گئے ایک حصہ کتاب سے مول لیتے ہیں گمراہی کو اور ارادہ کرتے ہیں

نہیں دیکھی۔ جنہیں کتاب الٰہی (کے علوم) میں سے ایک حصہ دیا گیا تھا وہ (کیونکر) گمراہی خرید رہے ہیں اور

أَن تَضِلُّوا السَّبِيلَ ﴿۴۴﴾ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ ۚ وَكَفَىٰ

یہ کہ بہک جاؤ تم راہ سے اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے دشمنوں تمہاروں کو اور کفایت ہے

چاہتے ہیں کہ تم بھی راہ راست سے بھٹک جاؤ۔ اور اللہ تمہارے دشمنوں کو اچھی طرح جانتا ہے اور اللہ کا دوست

بِاللَّهِ وَلِيًّا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ نَصِيرًا ﴿۴۵﴾ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا

اللہ دوست اور کفایت ہے اللہ مددگار بعضے وہ لوگ جو یہودی ہیں

ہونا بھی (آدمی کو) بس کرتا ہے اور اللہ کا مددگار ہونا ہی کافی ہے ۔۔ یہودیوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں

يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا

بدل ڈالتے ہیں باتوں کو جگہ اس کی سے اور کہتے ہیں سنا ہم نے اور نہ مانا ہم نے

جو لفظوں کو ان کی جگہ سے پھیر دیتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہیں مانتے اور تم سنو خدا نہ سنوائے

وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ۚ وَلَوْ

اور سن نہ سنایا جائیو تو راعنا اور راعنا ترچھا کرکے زبان اپنی کو اور طعن کرکر بیچ دین کے اور اگر

(جائیں) مروڑ مروڑ کر کہتے ہیں۔ اور دین میں طعنہ زنی کرتے ہیں اگر یہ کہتے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ اور

أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ

وہ کہتے سنا ہم نے اور مانا ہم نے اور سن اور نظر کر ہم پر البتہ ہوتا بہتر واسطے ان کے

آپ سنیں اور توجہ فرمائیں تو ان کے لئے یقیناً بہتر اور درست ہوتا۔ لیکن (حقیقت یہ ہے) کہ ان کے (بسبب)

وَأَقْوَمَ وَلَٰكِن لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۴۶﴾

اور بہت سیدھا ولیکن لعنت کی ہے انکو اللہ نے ساتھ کفر ان کے کے پس نہیں ایمان لاتے مگر تھوڑے ۳

کفر کی وجہ سے اللہ نے ان پر لعنت کردی ہے پس ایک قلیل تعداد کے سوا سب کے سب ایمان سے محروم رہیں گے۔

حل لغات۔

۱ غائط اصل میں پست زمین کو کہتے ہیں اور چونکہ آدمی قضائے حاجت کے لئے پست زمین کی طرف چلتے ہیں تاکہ لوگوں کی نظروں سے مخفی رہیں اسلئے تسمیۃ للشئ باسم مکانہ مشہور پلیدی کا نام غائط ہوگیا۔ اس کی جمع آتی ہے غیطان و اغیاط اور اغواط و غوط۔

۲ یُحَرِّفُونَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ الکلم اگرچہ کلمہ کی جمع ہے اور کَلِمٌ جمع مونث کے قاعدہ سے عن مواضعہا کہنا چاہئے تھا مگر چونکہ یہ ایسی جمع ہے جس کے مفرد کے حروف جمع سے زیادہ ہیں اور جو جمع اس قسم کی ہوتی ہے اہل محاورہ اس کی ضمیر مذکر لانا جائز رکھتے ہیں اس لئے یہاں بھی ضمیر مذکر لائی گئی۔ ۳ لَیًّا یہ اصل میں تھا لَوْیًا کیونکہ لَوَیٌ سے ماخوذ ہے۔ کلمہ واحد میں واو اور ے جمع ہوئے اور ان دونوں میں کا پہلا حرف یعنی واو ساکن ہے اس لئے واو کو ے سے بدل کرکے ے میں ادغام کردیا۔

تیمم اور نماز کے احکام۔ ف۱ اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے
شروع سے مسلمانوں کو اقربار، اور زوجین وغیرہ کے حقوق کی تاکید اور
حق تلفی جانی و مالی نقصان پہنچانے کی ممانعت اور نافرمانی کی خرابی کے
مضمون بیان فرماکر وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا توحید پر
ثابت رہنے اور شرک و شرک والوں سے بیزاری کا اظہار کرنے کا حکم
فرماکر پھر اقربار، یتامیٰ، مساکین اور ہمسایوں وغیرہ کے ساتھ سلوک و
احسان کرنے کا ارشاد فرماکر اسی کے ضمن میں تکبر خود پسندی، بخل،
ریار، شہرت سے ڈرایا اور راہ خدا خرچ کرنے کی ترغیب دلاکر اب یہاں نماز
جو سب عبادتوں میں اعلیٰ و افضل ہے اس کے ارکان و شرائط و آداب
وغیرہ مفصل بیان فرمائیں۔ لفظ اٰمَنُوْا فرماکر اشارہ کردیا کہ مشرک
بدعتی مخاطب نہیں بلکہ مسلمان مومن سے خطاب ہے۔ اول یہ کہ نشہ کی حالت
میں نماز کے پاس نہ جاؤ تاوقتیکہ منہ سے نکلے کو سمجھ بھی لو اور جنابت میں بھی
نماز سے دُور رہو یہاں تک کہ غسل کرلو کیونکہ نماز میں علاوہ اسوۂ
حسنہ کے دوام مہتم بالشان ہیں جن کا خیال رکھنا نہایت ضروری
ہے وہ خشوع اور طہارت ہیں نشے کی حالت میں نماز کے پاس نہ جانے کا
حکم اس وقت ہوا تھا جب کہ نشہ حرام نہ ہوا تھا۔ اگر نیند سے بیہوش ہو یا
کسی بیماری سے تب بھی اس حالت کی نماز درست نہیں ہوش آنے پر نماز
ادا کرنی پڑے گی کیونکہ نماز بغیر اسلام نہیں۔ اس آیت میں تیمم کا بھی ذکر ہے
اور وہ تین وجہ سے ہے ایک کہ مریض ہے پانی نقصان کرے گا، دوسرے
سفر کہ پانی میسر نہیں، تیسرے یہ کہ پانی موجود ہو لیکن پاس کے حاصل کرنے
کی طاقت نہ ہو مثلاً کنواں ہے لیکن پانی نکالنے کی اس کے پاس کوئی چیز
نہیں یا کسی دشمن یا درندہ کی وجہ سے اس تک نہیں پہنچ سکتا طریقہ تیمم
یہ ہے کہ صرف ایک دفعہ دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مارکر پھونک مارے اور
پھر بائیں ہاتھ کو داہنے پر اور داہنے کو بائیں پر ملے پھر دونوں ہاتھ منہ پر
مل لینے پر تیمم ہوجاتا ہے۔ گو دو ضرب سے تیمم جائز ہے لیکن زیادہ صحیح و افضل
ایک ہی ضرب سے ہے کیونکہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے
ضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفَّيْهِ الْأَرْضَ وَنَفَخَ فِيْهِمَا ثُمَّ
مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ (بخاری) دیکھیے اس روایت میں ایک ہی ضرب
کا ذکر ہے۔ اور عَابِرِيْ سَبِيْلٍ سے یہی مراد ہے کہ جنابت والے کو اگر ایسا
موقع آجائے کہ مسجد ہی میں ہو کر جانا پڑے تو چلا جائے کوئی حرج نہیں راہ ابن
جریر طبری صفحہ ۵۰ حمیدی، یزید بن ابی حبیب سے روایت ہے کہ چند
مردان انصار کے دروازے مسجد کی طرف تھے وہ جنبی ہوتے اور پانی نہ ہوتا
پانی لینے کا راستہ مسجد ہی سے گزرتا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے
رخصت نازل فرمائی رَوَاهُ ابْنُ جَرِیْر (ث) ترمذی صفحہ ۱۴۲ جلد ۲ میں
عبداللہ بن ابی رضی کا بھی واقعہ بیان ہوا ہے فقط۔

ف۲ اللہ تعالیٰ نے یہود کی مذموم خصلت یہ بھی فرمائی کہ وہ گمراہی کو ہدایت
پر اختیار کرتے ہیں خود اپنی کتابوں میں آخرالزماں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتیں
پڑھتے ہیں لیکن دنیاوی لالچ سے آپ کے تابع نہیں ہوتے اور نہ اس کو
ظاہر کرتے ہیں۔ پھر فرمایا بعض یہودی قصداً کلام اللہ کے مطلب کو بدل دیتے
ہیں اور خلاف منشار تفسیر کرتے ہیں اور کہتے اے پیغمبر! جو آپ نے کہا ہم نے
سُنا لیکن ہم ماننے کے نہیں۔ خیال کیجئے انکے کفر و الحاد کو کہ جان کر شکر
کھلے لفظوں میں اپنے ناپاک خیال کا اظہار کرتے۔ چوری اور سینہ زوری
یعنی آپ کو نعوذ باللہ بددعا دیتے کہتے آپ سنئے خدا کرے نہ سنیں۔
یہ بطور مذاق کے کہتے فقط۔

یہودیوں کا فریب۔ ف۳ رَاعِنَا لفظ بولتے تھے۔ اسکا بیان
سورہ بقرہ میں ہوا۔ اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بات فرماتے تو
جواب میں کہتے سُنا ہم نے،، اس کے معنے یہ ہیں کہ قبول کیا لیکن آہستہ کہتے کہ
نہ مانا یعنی لفظ فقط کان سے سُنا اور دل سے نہ سُنا اور حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کو خطاب کرتے تو کہتے سُن نہ سنایا جائیو۔ ظاہر میں یہ دعا نیک ہے
کہ تو ہمیشہ غالب رہے کوئی تجھ کو بُری بات نہ سُنا سکے اور دل میں نیت رکھتے
کہ تو بہرا ہو جائیو، ایسی شرارت کرتے پھر دین میں عیب دیتے کہ اگر یہ شخص
نبی ہوتا تو ہمارا فریب معلوم کرتا، وہی اللہ صاحب نے واضح کردیا (موضح)
رَاعِنَا کے دو معنے ہیں ایک اچھے ایک بُرے۔ اچھے معنے تو یہ ہیں کہ ہماری
رعایت کرو شفقت کی نظر کرو کہ تمہارا مطلب سمجھ لیں اور جو پوچھنا ہو پوچھ
سکیں۔ اور بُرے معنے یہ کہ یہود کی زبان میں یہ کلمہ تحقیر کا ہے یا زبان کو دباکر
رَاعِيْنَا کہتے تو ہمارا چرواہا ہے حالانکہ وہ خوب جانتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام
وغیرہ دیگر انبیار نے بھی بکریاں چرائی ہیں مقصد یہ ہے کہ اگر یہ یہود عَصَيْنَا
کی جگہ اَطَعْنَا اور اِسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ کی بجائے صرف اِسْمَعْ اور رَاعِنَا کے عوض
اُنْظُرْنَا کہتے تو ان کے حق میں بہتر ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کو اُن کے کفر
کے باعث اپنی رحمت سے دُور کردیا اس لئے وہ مفید اور سیدھی باتوں
کو نہیں سمجھتے، ہاں تھوڑے لوگ اللہ کی لعنت سے محفوظ رہے جیسے
عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی رضی اللہ عنہم فقط

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا

اے اور جو دیئے گئے کتاب ایمان لاؤ ساتھ اس چیز کے کہ اتاری ہم نے سچا کرنے والی واسطے اس چیز کے کہ

اے وہ لوگو! جنہیں کتاب دی گئی تھی جو کتاب ہم نے (اب) نازل کی ہے (اور جو) ان کتابوں کی تصدیق کرتی ہے

مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ[1] وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ

ساتھ تمہارے ہے پہلے اس سے کہ مٹا ڈالیں ہم موہنوں کو پس پھیر دیں انکو اوپر پیٹھ انکی کے

جو تمہارے پاس موجود ہیں اس پر اس وقت سے پہلے ایمان لے آؤ کہ ہم لوگوں کے چہرے مسخ کرکے پیٹھ پیچھے پھیر دیں

اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿٤٧﴾

یا لعنت کریں انکو جیسا کہ لعنت کیا ہم نے ہفتہ والوں کو اور ہے کام اللہ تعالیٰ کا کیا گیا ہوا

یا ان کو اسی طرح ملعون ٹھہرا دیں جیسا کہ اصحاب سبت کو ملعون ٹھہرایا تھا اور اللہ کا حکم پورا ہو کر رہے گا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ

تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا یہ کہ شریک کیا جائے ساتھ اس کے اور بخشتا ہے سوائے اس کے واسطے جسے

بیشک اللہ یہ (جرم) نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ (کسی کو) شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے سوا جو گناہ وہ جسکو چاہے

يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿٤٨﴾ اَلَمْ تَرَ

چاہتا ہے اور جو کوئی شریک لاوے ساتھ اللہ کے پس تحقیق باندھا اس نے گناہ بڑا کیا نہ دیکھا تو نے

بخشدے گا اور جسے (کسی کو) اللہ کا شریک ٹھہرایا اس نے یقیناً بہت بڑا گناہ کیا اور اللہ پر بہتان باندھا۔ کیا آپ نے ان

اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا

طرف ان لوگوں کے کہ پاک سمجھتے ہیں جانوں اپنی کو بلکہ اللہ پاک کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور نہ

لوگوں کی حالت پر نہیں دیکھا جو اپنی پاکبازی کی آپ تعریف کرتے ہیں۔ بلکہ اللہ جسے چاہے پاک کردے

يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا[2] ﴿٤٩﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

ظلم کئے جاویں گے تاگے برابر دیکھ کیونکر باندھتے ہیں اوپر اللہ کے

اور کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جائے گا دیکھئے تو یہ لوگ اللہ پر کس طرح جھوٹا بہتان باندھ رہے ہیں

الْكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿٥٠﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ ع ٨ / ٤

جھوٹ اور کفایت ہے اس کو یہی گناہ ظاہر کیا نہ دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کے جو

اور صریح گناہ کے لئے تو یہی کافی ہے کیا آپ نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا

اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ[3] وَالطَّاغُوْتِ[4]

دیئے گئے ہیں ایک حصہ کتاب سے یقین لاتے ہیں ساتھ بتوں کے اور شیطان کے

جنہیں کتاب الٰہی (میں) سے علم کا کچھ حصہ دیا گیا تھا (باوجود اس کے) وہ بتوں پر اور شیطانوں پر

وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور کہتے ہیں واسطے ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے یہ لوگ بہت پہنچے ہوئے ہیں ان لوگوں سے کہ ایمان لائے

ایمان لاتے ہیں اور کافروں کی نسبت کہتے ہیں کہ مسلمانوں سے تو یہی لوگ زیادہ راہ راست

سَبِيْلًا ﴿٥١﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ

راہ میں فقط یہ لوگ وہ ہیں کہ لعنت کی ہے انکو اللہ نے اور جس کو لعنت کرے اللہ تعالیٰ

پر ہیں یہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے ملعون ٹھہرایا ہے اور جس کو اللہ ملعون ٹھہرائے تم

حل لغات۔

[1] اَنْ نَّطْمِسَ طمس کہتے ہیں محو کرنے کو بولا کرتے ہیں طمست الکتاب ای محوتہ ہوا آثار اقدام مٹا دیتی ہے تو طمست الریح الاثر بولا کرتے ہیں۔ اسی سے ہے طمس اللہ علی بصرہ۔ طامسۃ چٹیل میدان جس میں کسی طرح کا نشان وغیرہ نہ ہو۔

[2] فَتِيْلًا فتیل معنی میں ہے مفتول کے جس طرح فعیل معنی میں مفعول کے فتیل بٹی کو کہتے ہیں یا جیسے کہ وہ بٹی جاتی ہے اور اسی مشابہت کی وجہ سے اُس تاگے کو فتیل کہتے ہیں جو گٹھلی کی دراڑ میں ہوتا ہے اور شگاف میں جو چھلکی ہوتی ہے وہ نقیر کہلاتی ہے اور اسی کے قریب قریب ہے قطمیر۔ عرف میں بہت تھوڑی اور حقیر چیزوں کے لئے یہ الفاظ مثل زد ہیں۔

[3] بِالْجِبْتِ اس کے اصلی معنی خبیث ردی کے ہیں کیونکہ جبس بمعنی خبیث سے لیا گیا ہے۔ سین کو تے سے بدل کر جبت کہنے لگے۔ پھر اس میں یہاں تک توسیع ہوئی کہ مٹی پتھر کی بے جان مورتوں کو جبت کہنے لگے۔ [4] اَلطَّاغُوْتُ مشتق ہے طغیان سے اور اسراف فی المعصیۃ کو طغیان کہتے ہیں۔ یہاں طاغوت سے مراد شیطان ہے۔

ف۱ مطلب یہ کہ ایمان لے آؤ ایسے عذاب سے پہلے کہ جس سے تمہاری صورتیں بدل دی جائیں پھر الٹ دیں تمہارے چہروں کو پیٹھ کی طرف یعنی چہروں کو مطموس ہموار کر کے پیچھے کی طرف اور گدّی کو آگے کی طرف کر دیں یا ہفتہ والوں کی طرح مسخ کر کے جانور بنا دیں جن کا بیان سورۂ اعراف میں ہے فقط۔

ف۲ فی الحقیقت اس سے زیادہ اور کیا گناہ ہوگا جیسے خدا سے مراد مانگے ایسے اس کی مخلوق بتوں نبی ولی پیر فقیر سے گویا مالک اور غلام کو برابر کر دیا اور کاروبار میں شریک جانا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو توحید و شرک میں امتیاز کرنا اور پھر شرک سے توبہ کرنا سب چیزوں پر مقدم ہے کیونکہ صغیرہ کبیرہ گناہ میں بخشش کی امید ہے خواہ سزا پا کر یا بغیر سزا لیکن شرک وہ بلا ہے جسکو اللہ تعالیٰ بغیر توبہ ہرگز نہ بخشے گا۔ خدا کی پناہ! جس کو خدا نے نہ بخشا اس کا سوائے دوزخ کے کہاں ٹھکانا؟ مشکوٰۃ میں ہے لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّاِنْ قُتِلْتَ اَوْ حُرِّقْتَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرک نہ کر خدائے تعالیٰ کے ساتھ اگرچہ کوئی تجھ کو قتل کر دے یا جلا دے۔ پھر فرمایا یہودی جو قبروں کو پوجتے اور عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ کہتے۔ انھوں نے جب یہ آیت مذکورہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ الخ سُنی تو کہنے لگے ہم مشرک نہیں بلکہ ہم خاص بندے اور پیغمبر زادے ہیں اس پر یہ آیت اتری۔ معلوم ہوا جو لوگ آج کل بھی مسلمان کہلا کر قبر پرستی پیر پرستی
۵ گیارہویں مذہب پرستی کر کے مشرک بن رہے ہیں۔ ان سے کوئی موحد اہلحدیث کہتا ہے کہ بھائی یہ شرک کے کام ہیں ان کو چھوڑ کر توحید، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے پابند ہو جاؤ ورنہ یاد رکھو مشرک ہو قیامت کے دن نجات نہ ہوگی تو آگے سے جواب دیتے ہیں کہ واہ ہم تو امت مرحومہ ہیں سید زادے ہیں بخشے بخشائے ہیں چہ باکے۔ جب ہم امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو پھر کیا ڈر کیا خوف یہی باتیں انسان کو نیک اعمال کرنے سے روکتی ہیں۔ تفہیم القرآن میں آیت اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ الخ کے تحت لکھا ہے یہ اس لئے فرمایا کہ اہل کتاب اگرچہ انبیاء اور کتب آسمانی کے پیروی کے مدعی تھے مگر شرک میں مبتلا ہو گئے تھے وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی بس شرک نہ کرے باقی دوسرے گناہ دل کھول کر کرتا رہے بلکہ دراصل اس سے یہ بات ذہن نشین کرانی مقصود ہے کہ جس کو ان لوگوں نے بہت معمولی چیز سمجھ رکھا تھا تمام گناہوں سے بڑا گناہ ہے حتیٰ کہ اور گناہوں کی معافی تو ممکن ہے مگر یہ ایسا گناہ ہے کہ معاف نہیں کیا جا سکتا۔ علماء یہود شریعت کے چھوٹے چھوٹے احکام کا تو بڑا اہتمام کرتے تھے بلکہ سارا وقت ان جزئیات کی ناپ تول ہی میں گزرتا تھا جو اُن کے فقیہوں نے استنباط در استنباط کر کے نکالے تھے مگر شرک انکی نگاہ میں ایسا ہلکا فعل تھا کہ نہ خود اس سے بچنے کی فکر کرتے تھے نہ اپنی قوم کو مشرکانہ خیالات اور اعمال سے بچانے کی کوشش کرتے تھے اور نہ مشرکین کی دوستی اور حمایت ہی میں انھیں کوئی مضائقہ نظر آتا تھا فقط۔

ف۳ یعنی کیسی تعجب کی بات ہے کہ اللہ پر کیسی جھوٹی تہمت لگاتے ہیں اور باوجود ارتکاب کفر و شرک کے اپنے آپ کو اللہ کا دوست کہتے ہیں اور اللہ کے نزدیک مقبول ہونے کے مدعی ہیں اور ایسی سخت تہمت صریح گناہ گار و مجرم ہونے کے لئے بالکل کافی ہے فقط ابو محمد عبد الستار (رحمۃ اللہ علیہ)

بدشگونی جبت ہے۔ ف۴ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا جبت جادو ہے، طاغوت شیطان ہے ابن عباسؓ ابو العالیہؒ عکرمہؒ سعید بن جبیر، شعبی حسن ضحاک اور سدی کا بھی یہی قول ہے اور انھوں نے جبت کا ترجمہ شیطان بھی کیا ہے۔ امام مالک رح نے کہا جو چیز اللہ کے سوائے پوجی جائے وہ طاغوت ہے۔ حدیث میں ہے طیرہ یعنی بدشگونی کرنی اور عیافہ یعنی جانوروں کا اُڑانا خیر و شر معلوم کرنے کے لئے اور طرق یعنی خط کھینچنا زمین میں کنکری آسانی معلوم کرنے کیلئے یہ جبت ہیں (احمد) قصہ یہ ہے کہ جب یہودیوں کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عداوت بڑھ گئی تو مشرکین مکہ سے مل گئے ان سے متفق ہو گئے اور ان کے ساتھ بتوں کی تعظیم کرنے لگے اور کہا تمہارا دین مسلمانوں کے دین سے بہتر ہے۔ اس کی وجہ صرف حسد تھا کہ نبوت اور دین کی فضیلت ہمارے سوائے دوسرے کو کیوں مل گئی اس پر اللہ نے یہ آیتیں اتار کر انکو الزام دیا اور اگلی آیت میں ملعون کہا۔ آج بھی جو لوگ اس قسم کا حسد کریں وہ یہود سے کم نہیں۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو بُری خصلتوں سے بچائے آمین۔ تفہیم القرآن میں ہے جبت کے اصلی معنی بے حقیقت، بے اصل اور بے فائدہ چیز کے ہیں۔ اسلام کی زبان میں جادو، کہانت (جوتش) فال گری ٹونے ٹوٹکے، شگون اور مہورت اور عام دوسری وہمی و خیالی باتوں کو "جبت" سے تعبیر کیا گیا ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے اَلْعِيَافَةُ وَالطَّرْقُ وَالطِّيَرَةُ مِنَ الْجِبْتِ یعنی جانوروں کی آوازوں سے فال لینا زمین پر جانوروں کے نشانات قدم سے شگون نکالنا اور فال گیری کے دوسرے طریقے سب جبت کے قبیل سے ہیں۔ پس "جبت" کا مفہوم وہی ہے جسے ہم اردو زبان میں اوہام کہتے ہیں اور جس کے لئے انگریزی میں (Superstition) کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ علماء یہود کی ہٹ دھرمی یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے انکو وہ مشرکین عرب کی بہ نسبت زیادہ گمراہ قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ان سے تو یہ مشرکین ہی زیادہ راہ راست پر ہیں حالانکہ وہ صریح طور پر دیکھ رہے تھے ایک طرف خالص توحید ہے جس میں شرک کا شائبہ تک نہیں اور دوسری طرف صریح بت پرستی ہے جس کی مذمت سے ساری بائبل بھری پڑی ہے۔

فَلَنْ تَجِدَ لَهُ نَصِيرًا ﴿٥٢﴾ أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِنَ الْمُلْكِ فَإِذًا لَا

پس ہرگز نہ پائیگا تو واسطے اسکے مدد دینے والا کیا واسطے انکے حصہ ہے بادشاہی سے پس اس وقت نہ

کسی کو اس کا مددگار نہ پاؤ گے کیا ان کا بادشاہت میں کوئی حصہ ہے؟ جب تو وہ لوگوں کو اس میں سے

يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا ﴿٥٣﴾ أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا

دیں گے وہ لوگوں کو کھجور کے گٹھلی کے برابر کیا حسد کرتے ہیں لوگوں کا اوپر اس چیز کے

ذرہ برابر چیز بھی نہ دیتے یا خدا نے اپنے فضل سے لوگوں کو جو کچھ عطا کیا ہے۔ اس پر

آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ

کر دیا ہے انکو اللہ تعالیٰ نے فضل اپنے سے پس تحقیق دی ہم نے اولاد ابراہیمؑ کی کو کتاب

یہ جلتے ہیں۔ سو ہم نے خاندان ابراہیمؑ کو کتاب اور حکمت دی اور

وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا ﴿٥٤﴾ فَمِنْهُمْ مَنْ آمَنَ بِهِ

اور حکمت اور دی ہم نے انکو بادشاہی بڑی پس بعض انہیں سے وہ شخص ہے کہ ایمان لایا ساتھ اسکے

انہیں عظیم الشان سلطنت بھی عطا کی پس بعض تو ان میں ابراہیمؑ پر ایمان لائے

وَمِنْهُمْ مَنْ صَدَّ عَنْهُ ۚ وَكَفَىٰ بِجَهَنَّمَ سَعِيرًا ﴿٥٥﴾ إِنَّ

اور بعض انہیں سے وہ ہے کہ باز رہا اس سے اور کفایت ہے دوزخ جلانے والی تحقیق

اور بعض نے روگردانی کی۔ اور ان کے لئے دہکتی ہوئی آگ ہی کافی ہے یقیناً

الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا ۖ كُلَّمَا نَضِجَتْ

جو لوگ کہ کافر ہوئے ساتھ نشانیوں ہماری کے البتہ داخل کریں گے ہم انکو آگ میں جب گل جاویں گے

جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا۔ ہم عنقریب انہیں (دوزخ کی) آگ میں جھونکیں گے جب ان کی کھالیں

جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ ۗ

چمڑے ان کے بدل دیویں گے ہم انکو چمڑے سوائے اس کے تو کہ چکھیں عذاب

جل جائیں گی۔ تو ان کو دوسری (نئی) کھالوں سے بدل دیں گے تاکہ وہ عذاب کا مزہ چکھیں۔ بیشک

إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿٥٦﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

تحقیق اللہ ہے غالب حکمت والا رکوع اور وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے

اللہ بڑا غالب اور حکمت والا ہے اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے

الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

اچھے البتہ داخل کریں گے ہم انکو بہشتوں میں کہ چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں

نیک عمل بھی کئے۔ ہم عنقریب انہیں ایسے باغات میں داخل کریں گے۔ جن کے نیچے

خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ لَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ ۖ وَنُدْخِلُهُمْ

ہمیشہ رہنے والے بیچ اسکے ہمیشہ واسطے انکے ہیں بیچ اسکے بیبیاں پاک کی ہوئیں اور داخل کریں گے ہم انکو

نہریں بہ رہی ہوں گی۔ جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ وہاں ان کے لئے پاک صاف بیویاں ہوں گی اور

ظِلًّا ظَلِيلًا ﴿٥٧﴾ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ

چھاؤں سایہ دار میں رکوع تحقیق اللہ حکم کرتا ہے تم کو یہ کہ پہنچادو امانتیں طرف

بڑے گھنے سایہ میں انکو جگہ دینگے (یاد رکھو) خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انکے حوالے

حل لغات۔ ۱؎ فَاِذًا حرف اِذًا ناصب فعل مستقبل ہے اور اس کی تین حالتیں ہیں فعل پر مقدم ہوتا ہے تو اسے نصب دیتا ہے جیسے اِذًا اُکْرِمَکَ۔ متوسط یا متاخر ہوتا ہے تو الغاء عمل جائز ہوتا ہے جیسے اَنَا اِذًا اُکْرِمُکَ اور اَنَا اُکْرِمُکَ اِذًا یہاں باوجودیکہ فعل پر مقدم ہے اور پھر بھی عامل نہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ کلام میں تقدیم و تاخیر واقع ہے تقدیر عبارت یوں ہے لَا یُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِیْرًا اِذًا۔ ۲؎ ظَلِیْلًا صفت مشبہ کا صیغہ ہے ظل سے مشتق یہاں معنی ظل کی تاکید کے لئے ہے جس طرح لیل الیل اور یوم الیوم۔

ف۱ ابن عباس رضی اللہ علیہ نے کہا کہ نقیر وہ نقطہ ہے جو کھجور کی پشت پر ہوتا ہے۔ یہاں یہود کی بخیلی کا ذکر ہو رہا ہے۔ اول تو ان کو سلطنت ملے گی نہیں بالفرض کچھ مل بھی جائے تو لوگوں کو تل برابر بھی نہ دیں۔ آج بھی جن کو اللہ نے کچھ دیا ہوا ہے انکو چاہیئے تھوڑے میں تھوڑا بہت میں سے بہت اللہ کے دین کی تبلیغ و غریب محتاجوں پر خرچ کرتے رہیں۔ اور بخل جیسی قبیح صفت اپنے اندر نہ آنے دیں۔

اس بخل کے بعد ان کا حسد بیان کیا کہ یہود کہتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کا فضل اور انعام کیوں ہوا۔ یہ ان کا بلا وجہ حسد تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے گھرانے پر یہ انعام کیا ہے اور آپ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھرانے میں سے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل کتاب کہتے تھے کہ یہ شخص دعوٰی کرتا ہے کہ میں تواضع اور زہد والا ہوں حالانکہ نو بیویاں رکھ چھوڑی ہیں اور عورتوں کے ساتھ مشغول رہتے ہیں۔ یہ فقیری اور نبوت نہیں بلکہ بادشاہت ہے اسپر یہ آیتیں اُتریں کہ ان کو حسد ہے ورنہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں داؤد علیہ السّلام بادشاہ تھے ان کی سو بیویاں تھیں اور سلیمان علیہ السلام اور بھی بڑے بادشاہ تھے ان کی تین سو بیویاں اور سات سو لونڈیاں تھیں پھر ان کے نبی ہونے پر تو اقرار ہے لیکن اس نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی صرف نو بیویاں ہونے کو نبوت کی شان کے خلاف بتاتے ہیں یہ صرف حسد ہے

ف۵ اور کچھ نہیں (ترجمان لباب صفحہ، وغیرہ) نیز تفہیم القرآن میں ہے یعنی یہ اپنی نااہلی کے باوجود اللہ کے جس فضل اور جس انعام کی آس خود لگائے بیٹھے تھے ان ہی سے جب دوسرے لوگ سرفراز کر دیئے گئے اور عرب کے اُمیوں میں ایک عظیم الشان نبی کے ظہور سے وہ روحانی و اخلاقی اور ذہنی و عملی زندگی پیدا ہوگئی جسکا لازمی نتیجہ عروج و سربلندی ہے تو اب یہ اسپر حسد کر رہے ہیں اور یہ باتیں اسی حسد کی بنا پر ان کے منہ سے نکل رہی ہیں۔ یاد رہے کہ یہاں جواب بنی اسرائیل کی حاسدانہ باتوں کا دیا جارہا ہے۔ اس جواب کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ آخر جلتے کس بات پر ہو؟ تم بھی ابراہیمؑ کی اولاد ہو اور یہ بنی اسمٰعیل بھی ابراہیمؑ ہی کی اولاد ہیں۔ ابراہیمؑ سے دنیا کی امامت کا جو وعدہ ہم نے کیا تھا وہ آل ابراہیم میں سے صرف ان لوگوں کے لئے تھا جو ہماری بھیجی ہوئی کتاب اور حکمت کی پیروی کریں۔ یہ کتاب اور حکمت پہلے ہم نے تمہارے پاس بھیجی تھی مگر تمہاری اپنی نالائقی تھی کہ تم اس سے منہ موڑ گئے، اب وہی چیز ہم نے بنی اسمٰعیل کو دی اور یہ ان کی خوش نصیبی ہے کہ وہ اسپر ایمان لے آئے ہیں۔

ف۲ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ یعنی تم ان برائیوں سے بچے رہنا جن میں بنی اسرائیل مبتلا ہو گئے ہیں۔ بنی اسرائیل کی بنیادی غلطیوں میں سے ایک یہ تھی کہ انھوں نے اپنے انحطاط کے زمانہ میں امانتیں یعنی ذمہ داری کے منصب اور مذہبی پیشوائی اور قومی سرداری کے مرتبے --- (Positions of trust) ایسے لوگوں کو دینے شروع کر دیئے جو نااہل، کم ظرف، بد اخلاق، بد دیانت اور بدکار تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بُرے لوگوں کی قیادت میں ساری قوم خراب ہوتی چلی گئی۔ مسلمانوں کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ تم ایسا نہ کرنا بلکہ امانتیں ان لوگوں کے سپرد کرنا جو انکے اہل ہوں یعنی جن میں بار امانت اٹھانے کی صلاحیت ہو۔ بنی اسرائیل کی دوسری بڑی کمزوری یہ تھی کہ وہ انصاف کی روح سے خالی ہو گئے تھے وہ شخصی اور قومی اغراض کے لئے بے تکلف ایمان نگل جاتے تھے، صریح ہٹ دھرمی برت جاتے تھے۔ انصاف کے گلے پر چھری پھیرنے میں انھیں ذرا تامل نہ ہوتا تھا انکی بے انصافی کا تلخ ترین تجربہ اس زمانہ میں خود مسلمانوں کو ہو رہا تھا۔ ایک طرف ان کے سامنے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انپر ایمان لانے والوں کی پاکیزہ زندگیاں تھیں دوسری طرف وہ لوگ تھے جو بتوں کو پوج رہے تھے بیٹیوں کو زندہ گاڑتے تھے، سوتیلی ماؤں تک سے نکاح کر لیتے تھے اور کعبہ کے گرد مادر زاد ننگے ہو کر طواف کرتے تھے۔ یہ نام نہاد اہل کتاب ان میں سے دوسرے گروہ کو پہلے گروہ پر ترجیح دیتے تھے اور ان کو یہ کہتے ذرا شرم نہ آتی تھی کہ پہلے گروہ کے مقابلہ میں دوسرا گروہ زیادہ صحیح راستہ پر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس بے انصافی پر تنبیہ کرنے کے بعد اب مسلمانوں کو ہدایت کرتا ہے کہ تم کہیں ایسے بے انصاف نہ بن جانا خواہ کسی سے دوستی ہو یا دشمنی بہرحال بات جب کہو انصاف کی کہو۔ فیصلہ جب کرو عدل کے ساتھ کرو۔ ف۳ فرمایا ہم کافروں کو جہنم میں اس طرح عذاب دینگے کہ جب بدن کا چمڑا ایک بار جل کر گر پڑے گا تو اس کے بدلے دوسرا چمڑا دیدینگے تاکہ وہ عذاب کو چکھتے رہیں۔ مسند احمد میں ہے جہنمی جہنم میں اس قدر بڑے بڑے کر دیئے جائینگے کہ انکے کان کی نوک سے کندھا سات سو سال کی راہ ہوگا اور ان کی کھال کی موٹائی ستر ہاتھ ہوگی۔ کچلی مثل احد پہاڑ کے ہوگی۔ ابن کثیر میں ہے ایک ایک کافر کی سو سو کھالیں ہونگی اور ہر ہر کھال پر علیحدہ علیحدہ عذاب ہونگے ایک ایک دن میں ستر ہزار مرتبہ کھال بدلی جائے گی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب دوزخیوں کی کھال جل جائے گی تو ایک دوسری کھال بدل دینگے جو سفید ہوگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا ہے کہ ایک ساعت میں سو بار انکی کھال بدلی جائے گی فقط ف۴ نیک مومن لوگوں کا ذکر ہے کہ انکو ایسی جنت عدن ملے گی جسمیں عورتیں حیض و نفاس وغیرہ سے پاک ہونگی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا آیا ہے کہ جنت میں ایک درخت ایسا ہے کہ جس کے سایہ کے نیچے سوار سو برس تک چلے تو بھی اس کو ختم نہ کر سکے وہ شجرۃ الخلد ہے (ابن جریر) فقط

اَهۡلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمۡتُمۡ بَيۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡكُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ ؕ اِنَّ

حقداروں انکے کے اور جب حکم کرو تم درمیان لوگوں کے یہ کہ حکم کرو ساتھ انصاف کے تحقیق

کردیا کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ چکانے لگو تو عدل و انصاف سے فیصلہ کرو (بیشک)

اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمۡ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيۡعًۢا بَصِيۡرًا ﴿٥٨﴾

اللہ خوب چیز وہ جو نصیحت کرتا ہے تم کو ساتھ اسکے تحقیق اللہ ہے سننے والا دیکھنے والا

وہ بہت اچھی بات ہے جس کی خدا تمہیں نصیحت کرتا ہے۔ بیشک اللہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِى

اے لوگو جو ایمان لائے ہو فرمانبرداری کرو اللہ کی اور کہا مانو رسول کا اور صاحبوں

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور ان لوگوں کی اطاعت

الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ‌ۚ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِىۡ شَىۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَ

حکم کے تم میں سے پس اگر جھگڑو تم بیچ کسی چیز کے پس پھیر دو اسکو طرف اللہ کے اور

کرو جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں۔ پھر اگر کسی بات میں اختلاف کرنے لگو تو اللہ اور اس کے رسول

الرَّسُوۡلِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ‌ ؕ

رسول کے اگر ہو تم ایمان لاتے ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے

کی طرف رجوع کرو، اگر تم اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی تمہارے لئے

ذٰلِكَ خَيۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا ﴿٥٩﴾ؒ اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ ع ٩ ٥

یہ بہتر ہے اور زیادہ اچھا جزا میں کیا نہ دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کے کہ

بہتر ہے اور اسی میں آخرکار خوبی ہے کیا آپ نے ان لوگوں کی حالت پر غور

يَزۡعُمُوۡنَ اَنَّهُمۡ اٰمَنُوۡا بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ

دعوے کرتے ہیں یہ کہ بیشک وہ ایمان لائے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ اتاری گئی ہے طرف تیرے اور جو کچھ اتاری گئی ہے پہلے تجھ سے

نہیں کیا۔ جو یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ پر نازل ہوا اور اس پر

يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يَّتَحَاكَمُوۡۤا اِلَى الطَّاغُوۡتِ وَقَدۡ اُمِرُوۡۤا اَنۡ

ارادہ کرتے ہیں یہ کہ حکم لے جاویں طرف سرکش کے اور تحقیق حکم کئے گئے ہیں یہ کہ

بھی جو آپ سے پہلے نازل ہوا (لیکن) چاہتے یہ ہیں کہ باطل کو اپنا حکم بنا بیٹھیں حالانکہ انھیں حکم

يَّكۡفُرُوۡا بِهٖ ؕ وَيُرِيۡدُ الشَّيۡطٰنُ اَنۡ يُّضِلَّهُمۡ ضَلٰلًاۢ بَعِيۡدًا ﴿٦٠﴾

کفر کریں ساتھ اسکے اور ارادہ کرتا ہے شیطان یہ کہ گمراہ کرے انکو گمراہی دور

دیا گیا ہے کہ وہ اس سے انکار کردیں اور شیطان چاہتا ہے کہ انہیں بڑی دور کی گمراہی میں ڈال دے

وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا اِلٰى مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوۡلِ رَاَيۡتَ

اور جب کہا جاتا ہے واسطے انکے آؤ طرف اس چیز کے کہ اتاری ہے اللہ نے اور طرف رسول کے دیکھتا ہے تو

اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل کی ہے اور رسول کی طرف تو آپ منافقوں کو دیکھیں گے وہ

الۡمُنٰفِقِيۡنَ يَصُدُّوۡنَ عَنۡكَ صُدُوۡدًا ﴿٦١﴾ فَكَيۡفَ اِذَاۤ

منافقوں کو کہ وہ ہٹ رہتے ہیں تجھ سے ہٹ رہنے کر پس کیونکر ہوگا جب

آپ سے رد گردانی کرتے ہیں۔ پھر کیسی حالت ہوتی ہے

حل لغات۔

ل نِعِمَّا اصل میں تھا نِعۡمَ مَا۔ نعم فعل مدح کا یا تو یعظکم کی وجہ سے منصوب اور اس کا موصوف واقع ہوا ہے اور تقدیر عبارت یوں ہے نعم شیئا یعظکم بہ یا مرفوع موصول ہے یعنی نعم الشیٔ الذی یعظکم بہ اس کا مخصوص بالمدح محذوف ای نعما یعظکم بہ ذاک۔

ل۲ یزعمون زَعَمَ (زے کی تینوں حرکتوں) سے لیا گیا ہے۔ اصل میں زعم کہتے ہیں قول کو حق ہو یا باطل مگر اسکا اکثر استعمال غیر محقق قول اور جھوٹی بات میں ہوتا ہے جب کسی کے قول میں شک ہوتا اور اسکا صادق و کاذب ہونا معلوم نہیں ہوتا تو اہل عربیت زعم فلان بولا کرتے ہیں۔ جس بکری کی فربہی و لاغری معلوم نہ ہو اسے زعوم کہتے ہیں۔ یہاں زعم سے کذب مراد ہے۔

امانت داری کا حکم۔

ف۱ پھر امانت داری کا ذکر فرمایا۔ آیت کا حکم عام ہے اللہ کے حقوق کو بھی شامل ہے جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ کفارہ وغیرہ اور آپس کے حقوق کو بھی شامل ہے جو جس کے حق یا امانت کو ادا نہ کرے گا اس کی پکڑ قیامت کے دن ہوگی۔ حدیث میں ہے ہر حقدار کو اسکا حق دلوایا جائیگا حتّٰی کہ اگر دنیا میں سینگ والی بکری نے کسی بے سینگ والی بکری کو مارا تھا تو اسکا بھی بدلہ دلوایا جائے گا۔ امانت داری کا مسئلہ بھی بڑا اہم ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ شہادت کی وجہ سے تمام گناہ مٹ جاتے ہیں مگر امانت نہیں مٹتی۔ قیامت کے دن شہید کو لایا جائے گا اور کہا جائیگا کہ اپنی امانت ادا کر تب شہید جواب دیگا کہ دنیا تو ہے نہیں کہاں سے ادا کروں؟ آپ فرماتے ہیں پھر وہ چیز اسے جہنم کی تہہ میں نظر آئے گی۔ کہا جائیگا اسے لیکر آ وہ لائے گا۔ راہ میں وہ چیز گر پڑے گی۔ پھر لائیگا اور وہ پھر گر پڑیگی۔ اسی عذاب میں مبتلا رہے گا (جب تک اللہ چاہے گا) ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ عورت اپنی شرمگاہ کی بھی ذمہ دار ہے۔ آیت ہذا کا شان نزول عثمان بن طلحہ کنجی بردار خانہ کعبہ کے بارے میں ہے۔ جب آپؐ نے مکہ فتح کیا تو عثمان بن طلحہ کو بلا کر بیت اللہ کھلوایا اور داخل ہوئے اور وہاں جو بُت اور تصویریں تھیں سب کو توڑ کر پھینک دیا۔ ان میں ابراہیم علیہ السلام (کی شکل) کا بُت بھی بنایا ہوا تھا۔ آپؐ نے مشرکوں کے حق میں بد دعا کی۔ اس وقت حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی خواہش ہوئی کہ کنجی بردار آپؐ ہمکو بنا دیں۔ اسپر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس سے لی ہے اسکو دو۔ آپؐ نے کنجی عثمان بن طلحہ کو دیدی اور فرمایا ہمیشہ کنجی برداری تمہارے پاس رہے گی چنانچہ آج تک شیبہ کے خاندان میں ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ہر شخص کو ہر امانت کے ادا کرنے کا حکم ہے (لباب، جلالین۔ ابن کثیر۔ ابی حاتم وغیرہ) پھر حکم ہے فیصلے عدل کے ساتھ کرو۔ احکم الحاکمین کا حکم ہو رہا ہے کسی حالت میں عدل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ حدیث میں ہے اللہ حاکم کے ساتھ ہوتا ہے جب تک کہ وہ ظلم نہ کرے۔ ترجمان میں ہے ایک دن کا عدل ... چالیس سال کی عبادت کے برابر ہے۔ مقصد یہ کہ فیصلوں میں رشوت یا اور کسی وجہ سے رو رعایت نہ کرو۔ یہ مذموم عادتیں یہود میں تھیں اسی واسطے بعض کچے مسلمان اپنے فیصلے بجائے عدالتِ نبویہ کے یہود کے علماء کے پاس لے جاتے کہ وہ رُو رعایت کرتے اور ناحق فیصلے کرتے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت میں فرمایا کہ جب تک اپنے ہر قضیہ اختلاف میں اللہ و رسولؐ کے حکم کی طرف رجوع نہ کروگے اور دل سے نہ مانوگے تب تک تم میں ایمان نہیں۔ اس میں تقلید کا رد ہے فقط۔

ف۲ تفہیم میں ہے کہ یہ آیت اسلام کے پورے مذہبی، تمدنی اور سیاسی نظام کی بنیاد اور اسلامی ریاست کے دستور کی اولیں دفعہ ہے۔ اس میں حسب ذیل اصول مستقل طور پر قائم کر دیئے گئے ہیں (۱) اسلامی نظام میں اصل مطاع اللہ تعالیٰ ہے۔ ایک مسلمان سب سے پہلے بندۂ خدا ہے، باقی جو کچھ بھی ہے اس کے بعد ہے۔ مسلمان کی انفرادی زندگی اور مسلمانوں کے اجتماعی نظام دونوں کا مرکز و محور خدا کی فرمانبرداری اور وفاداری ہے۔ دوسری اطاعتیں اور فرمانبرداریاں صرف اسی صورت میں قبول کی جائیں گی کہ وہ خدا کی اطاعت اور وفاداری کی مدمقابل نہ ہوں بلکہ اس کے تحت اور اسکی تابع ہوں ورنہ ہر وہ حلقہ اطاعت توڑ پھینک دیا جائے گا جو اس اصلی اور بنیادی طاعت کا حریف ہو۔ یہی بات ہے جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کے لئے کوئی اطاعت نہیں ہے۔ (۲) اسلامی نظام کی دوسری بنیاد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے۔ یہ کوئی مستقل بالذات اطاعت نہیں ہے بلکہ اطاعت خدا کی واحد عملی صورت ہے۔ رسول اس لئے مطاع ہے کہ وہی ایک مستند ذریعہ ہے جس سے ہم تک خدا کے احکام اور فرامین پہنچتے ہیں۔ ہم خدا کی اطاعت صرف اسی طریقہ سے کر سکتے ہیں کہ رسول کی اطاعت کریں۔ کوئی اطاعت خدا و رسول کی سند کے بغیر معتبر نہیں ہے اور رسول کی پیروی سے منہ موڑنا خدا کے خلاف بغاوت ہے۔ اسی مضمون کو یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ اور یہی بات خود قرآن میں پوری وضاحت کے ساتھ آگے آرہی ہے۔ (۳) مذکورہ دونوں اطاعتوں کے بعد اور انکے ماتحت تیسری اطاعت جو اسلامی نظام میں مسلمانوں پر واجب ہے، وہ ان "اولی الامر" کی اطاعت ہے جو خود مسلمانوں میں سے ہوں۔ بغرض جو جس حیثیت سے بھی مسلمانوں کا صاحب امر ہے وہ اطاعت کا مستحق ہے اور اس سے نزاع کر کے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں خلل ڈالنا درست نہیں ہے بشرطیکہ وہ خود مسلمانوں کے گروہ میں سے ہو اور خدا اور رسول کا مطیع ہو۔ یہ دونوں شرطیں اس اطاعت کیلئے لازمی شرطیں ہیں اور یہ نہ صرف آیت مذکورۂ صدر میں صاف طور پر درج ہیں بلکہ حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو پوری شرح و بسط کے ساتھ بیان فرما دیا ہے مثلاً حسب ذیل احادیث ملاحظہ ہوں اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِیْمَا اَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ یُؤْمَرْ بِمَعْصِیَةٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِیَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ (بخاری مسلم) مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے اولی الامر کی بات سُنے اور مانے خواہ اسے پسند ہو یا ناپسند تا وقتیکہ اسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے اور جب اسے معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر اسے نہ کچھ سننا چاہیئے نہ ماننا چاہیئے (ماخوذ) عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کا بیان ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے امام سے بیعت کر لی اس نے اپنے ہاتھ کا قبضہ اور اپنے دل کا پھل اسے دیدیا۔ اب اسے چاہیئے کہ اس کی اطاعت کرے اگر کوئی اور اگر اس سے چھیننا چاہے تو اس دوسرے کی گردن اڑا دو۔ ابن کثیر میں حضورؐ کا فرمان بروایت ابوہریرہؓ ہے کہ بنو اسرائیل میں رسول آیا کرتے تھے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خلفاء بکثرت ہونگے صحابہ نے پوچھا ہمیں کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ پہلے کی بیعت پوری کرو۔ پھر فرمایا اللہ اُنسے انکی رعیت ماتحتوں کے حق میں سوال کرنیوالا ہے۔ فرمایا جو اپنے امیر کا کوئی ناپسندیدہ کام دیکھے اسے صبر کرنا چاہیئے جو (باقی حاشیہ صفحہ ۱۲۶ پر دیکھئے)

أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَاءُوكَ

پہنچے کی ان کو مصیبت بسبب اسکے جو آگے بھیجا ہے ہاتھوں ان کے نے پھر آتے ہیں تیرے پاس

جب ان پر کوئی مصیبت اپنے ہی ہاتھوں آپڑتی ہے۔ تو یہ آپ کے پاس قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں اور

يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا ﴿٦٢﴾

قسمیں کھاتے ہیں ساتھ اللہ کے کہ نہ چاہا تھا ہم نے مگر احسان یعنی بھلائی اور موافقت کرنی

کہتے ہیں کہ (ہم نے جو کچھ کیا اس سے) ہمارا مقصود صرف بھلائی اور باہمی میل ملاپ ہی تھا۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ

یہ لوگ ہیں کہ جانتا ہے اللہ جو کچھ بیچ دلوں انکے کے ہے پس منہ پھیر لے

یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ جانتا ہے، جو کچھ ان کے دلوں میں ہے۔ اس لئے آپ ان سے اعراض

عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُل لَّهُمْ فِي أَنفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ﴿٦٣﴾ وَمَا

ان سے اور نصیحت کرانکو اور کہہ واسطے انکے بیچ دلوں انکے کے بات اثر کرنے والی اور نہیں

فرمائیں اور ان کو نصیحت کرتے رہیں اور ایسی بات ان سے کہیں جو دل میں اتر جائے اور ہم صرف

أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ

بھیجا ہم نے کوئی پیغمبر مگر واسطے اسکے پیروی کی جائے ساتھ حکم اللہ کے اور اگر یہ لوگ

اسی واسطے رسول بھیجتے ہیں کہ ہمارے حکم کے مطابق ان کی اطاعت کیجائے اور اگر اس وقت جب ان

إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ

جس وقت ظلم کرتے ہیں جانوں اپنی کو آویں تیرے پاس پس بخشش مانگیں اللہ سے اور بخشش مانگے

لوگوں نے اپنے ہاتھوں اپنا نقصان کر لیا تھا آپ کے پاس آجاتے اور اللہ سے گناہوں کی معافی چاہتے اور رسول

لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ﴿٦٤﴾ فَلَا وَرَبِّكَ

واسطے انکے رسول البتہ پاویں گے اللہ کو پھر آنے والا مہربان پس قسم ہے پروردگار تیرے کی

(یعنی آپ) بھی ان کیلئے بخشش کی دعا کرتے، تو وہ اللہ کو بڑا ہی توبہ قبول کرنیوالا اور رحمت والا پاتے۔ پھر قسم ہے تمہارے رب

لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا

نہیں ایمان لاویں گے یہاں تک کہ حاکم مانیں تجھ کو بیچ اس چیز کے کہ جھگڑا پڑے بیچ انکے پھر نہ پاویں

کی، یہ لوگ کبھی مومن نہیں ہو سکتے۔ جبتک اپنے تمام جھگڑوں میں آپ کو حاکم نہ بنا لیں

فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾ وَلَوْ

بیچ نفسوں اپنے کے تنگی اس چیز سے کہ حکم کرے تو اور مان لیویں مان لینے کر اور اگر

پھر آپ کے فیصلے سے اپنے دلوں میں گرانی نہ محسوس کریں اور پوری طرح مان لیں۔ اور اگر

أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ أَوِ اخْرُجُوا مِن دِيَارِكُم

ہم لکھ دیتے اوپر انکے یہ کہ مار ڈالو جانوں اپنی کو یا نکل جاؤ گھروں اپنے سے

ہم ان پر فرض کر دیتے کہ (دیکھو) اپنے آپ کو قتل کرو۔ یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو ان میں سے

مَّا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِّنْهُمْ ۖ وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا

نہیں کرتے اس کو مگر تھوڑے ان میں سے اور اگر تحقیق وہ کریں جو کچھ

بہت ہی کم لوگ اس کی تعمیل کرتے اور اگر یہ لوگ جس بات کی ان کو نصیحت کیجاتی ہے۔ اس پر عمل کرتے تو

حل لغات۔
لہ فیما شجر
شجر معنے میں اختلف اور اختلط کے بولا کرتے ہیں شجر یشجر شجورا و شجرا۔ درخت کو شجر اسی لئے کہتے ہیں کہ اس کی شاخیں یا ریشے ایک دوسرے میں مختلط اور گڈمڈ ہوتی ہیں۔ ہودے اور کجاوے کی لکڑیوں کو انکے باہمی اختلاط اور تداخل کی وجہ سے شجار کہتے ہیں۔ مشاجرت آپس میں ایک دوسرے سے

نزاع کرنا اور بعض باتوں کو بعض میں داخل کرنا۔ ٢ مَا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ قلیل چونکہ فعلوہ کے واو سے بدل واقع ہوا ہے اس لئے مرفوع ہے اسی طرح جو مستثنیٰ منفی سے واقع ہوتا ہے اسے بلحاظ بدلیت وہی اعراب ہوا کرتا ہے جو مستثنیٰ منہ کو ہوتا ہے جیسے ما اتانی احد الا زید و ما رأیت احدا الا زیدا و مررت باحد الا زید۔

(بقیہ فائدہ کا صفحہ ۱۲۵) جماعت سے بالشت بھر جدا ہو گیا وہ جاہلیت کی موت مر گیا۔ بخاری میں ہے اپنے امیر کی بات سنو اور اطاعت کرو۔ مسلم میں ام حصین رضی اللہ عنہا سے ہے وَلَوِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ يَقُودُكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ اسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا۔ ہاں خدا اور رسول کے مقابلہ میں کسی کی اطاعت جائز نہیں جیسا کہ صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۱۲۵ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن حذافہ بن قیس کو ایک لشکر پر امیر مقرر فرما کر جہاد میں بھیجا تھا۔ ایک روز عبداللہ کو کسی بات پر غصہ آ گیا۔ انھوں نے آگ جلوائی اور لوگوں سے کہا امیر کی اطاعت واجب ہے یا نہیں؟ سب نے کہا ہاں واجب ہے۔ امیر نے کہا میں تم کو حکم کرتا ہوں کہ آگ میں گرو۔ بعض نے کہا آگ سے بچنے کے واسطے تو ہم مسلمان ہوئے ہیں اور آگ میں کیونکر گریں۔ تھوڑی دیر میں انکا غصہ کم ہوا پھر یہ معاملہ حضور کے سامنے بیان ہوا۔ آپ نے فرمایا اگر آگ میں گرتے تو ہمیشہ آگ میں رہتے۔ آپ نے فرمایا اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ یعنی امام یا اسکے نائب اور جس کسی کی تابعداری کا حکم ہوا ہے وہ اس قید کے ساتھ ہے کہ معروف ہو یعنی شریعت کے مخالف نہ ہو۔ جب شریعت کے خلاف ہو تو کسی کا بھی حکم ماننا درست نہیں۔ کتاب و سنت کے مقابلہ میں کسی پیر مرشد۔ امام کی بات کو مقدم رکھنا ہی تقلید ہے جو شرعاً حرام ہے لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ۔ لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةٍ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ (بخاری مسلم) خدا اور رسول کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں ہے۔ اطاعت جو کچھ بھی ہے معروف میں ہے يَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ تَعْرِفُونَ وَتُنْكِرُونَ فَمَنْ أَنْكَرَ فَقَدْ بَرِئَ وَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ سَلِمَ وَلٰكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ قَالُوا أَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ؟ قَالَ لَا مَا صَلَّوْا (مسلم) حضور نے فرمایا تم پر ایسے لوگ بھی حکومت کریں گے جن کی بعض باتوں کو تم معروف پاؤ گے اور بعض کو منکر۔ تو جس نے انکے منکرات پر اظہار ناراضی کیا وہ بری الذمہ ہوا اور جس نے انکو ناپسند کیا وہ بھی بچ گیا مگر جو ان پر راضی ہوا اور پیروی کرنے لگا وہ ماخوذ ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا پھر جب ایسے حکام کا دور آئے تو کیا ہم ان سے جنگ نہ کریں؟ آپ نے فرمایا نہیں جب تک کہ وہ نماز پڑھتے رہیں۔ یعنی ترک نماز وہ علامت ہوگی جس سے صریح طور معلوم ہو جائے گا کہ وہ اطاعت خدا اور رسول سے باہر ہو گئے ہیں اور پھر انکے خلاف جد و جہد کرنا درست ہوگا۔ شِرَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ وَتَلْعَنُونَهُمْ وَيَلْعَنُونَكُمْ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَلَا نُنَابِذُهُمْ عِنْدَ ذٰلِكَ قَالَ لَا مَا أَقَامُوا فِيكُمُ الصَّلٰوةَ لَا مَا أَقَامُوا فِيكُمُ الصَّلٰوةَ (مسلم) حضور نے فرمایا تمہارے بدترین سردار وہ ہیں جو تمہارے لئے مبغوض ہوں اور تم ان کیلئے مبغوض ہو۔ تم انپر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب یہ صورت ہو تو کیا ہم انکے مقابلہ پر نہ اٹھیں؟ فرمایا نہیں جب تک وہ تمہارے درمیان نماز قائم کرتے رہیں جب تک وہ تمہارے درمیان نماز قائم کرتے رہیں۔ اس حدیث میں اوپر والی شرط کو اور زیادہ واضح کر دیا گیا ہے۔ اوپر کی حدیث سے گمان ہو سکتا تھا کہ اگر وہ اپنی انفرادی زندگی میں نماز کے پابند ہوں تو ان کے خلاف بغاوت نہیں کی جا سکتی لیکن یہ حدیث بتاتی ہے کہ نماز پڑھنے سے مراد دراصل مسلمانوں کی جماعتی زندگی میں نماز کا نظام قائم کرنا ہے یعنی صرف یہی کافی نہیں ہے کہ وہ لوگ خود پابند نماز ہوں بلکہ ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ انکے تحت جو نظام حکومت چل رہا ہو وہ کم از کم اقامت صلوٰۃ کا انتظام کرے۔ یہ اس بات کی علامت ہوگی کہ انکی حکومت اپنی اصولی نوعیت کے اعتبار سے ایک اسلامی حکومت ہے ورنہ اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر اس کے معنی یہ ہونگے کہ وہ حکومت اسلام سے منحرف ہو چکی ہے اور اسے الٹ پھینکنے کی سعی مسلمانوں کیلئے جائز ہو جائے گی۔ اسی بات کو ایک اور روایت میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے منجملہ اور باتوں کے ایک اس امر کا عہد بھی لیا کہ أَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ فِيهِ بُرْهَانٌ یعنی یہ کہ ہم اپنے سرداروں اور حکام سے نزاع نہ کریں گے الا یہ کہ ہم ان کے کاموں میں کھلا کھلا کفر دیکھیں جسکی موجودگی میں انکے خلاف ہمارے پاس خدا کے حضور پیش کرنے کیلئے دلیل موجود ہو (بخاری و مسلم)

(۴) چوتھی بات جو آیت زیر بحث میں ایک مستقل اور قطعی اصول کے طور پر طے کر دی گئی ہے یہ ہے کہ اسلامی نظام میں خدا کا حکم اور رسول کا طریقہ بنیادی قانون اور آخری سند ([illegible]) کی حیثیت رکھتا ہے۔ مسلمانوں کے درمیان یا حکومت اور رعایا کے درمیان جس مسئلہ میں بھی نزاع واقع ہو اس میں فیصلہ کیلئے قرآن اور سنت کی طرف رجوع کیا جائیگا اور جو فیصلہ وہاں سے حاصل ہوگا اسکے سامنے سب سر تسلیم خم کر دینگے۔ اس طرح تمام مسائل زندگی میں کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کو سند اور مرجع اور حرف آخر تسلیم کرنا اسلامی نظام کی وہ لازمی خصوصیت ہے، جو اسے کافرانہ نظام زندگی سے ممیز کرتی ہے جس نظام میں یہ چیز نہ پائی جائے وہ بالیقین ایک غیر اسلامی نظام ہے (تفہیم القرآن)

عبرت ناک فیصلہ۔ ف۲ اس میں اللہ نے ان لوگوں کے حال کا اظہار فرمایا ہے جو قرآن اور سابقہ کتب پر دعویٰ ایمان رکھتے ہیں لیکن انکے اعمال انکے دعوے کو جھٹلا رہے ہیں وہ یہ کہ اپنے فیصلے قرآن و حدیث سے نہیں بلکہ غیر یعنی فقہ اور اپنی مذہبی کتب سے لیتے ہیں حالانکہ مسلمان کو چاہیئے کہ اپنا ہر فیصلہ قرآن و حدیث سے لے، جو ایسا نہ کرے وہ منافق ہے جیسا کہ صاحب موضح نے لکھا ہے مدینہ میں ایک یہودی اور ایک مسلمان کہ ظاہر میں مسلمان تھا جھگڑنے لگے۔ یہودی نے کہا کہ چل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس منافق نے کہا کہ چل کعب بن اشرف کے پاس وہ یہود کا سردار تھا۔ آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کا حق ثابت کیا۔ منافق نے باہر نکل کر کہا کہ چلو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ حضرت کے حکم سے مدینہ میں قضا کرتے تھے منافق نے جانا کہ حمیت اسلام کرینگے۔ جب انکے آگے گئے یہودی نے کہہ دیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہم جا چکے ہیں وہ مجھ کو سچا کر چکے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منافق کی گردن ماری۔ اسکے وارث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ خون کو آئے اور قسمیں کھانے لگے کہ ہم گئے تھے اس واسطے کہ صلح کرا دیں تب یہ آیتیں نازل ہوئیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام فاروق فرمایا یعنی فرق کرنے والا فقط۔

فوائد صفحہ ہذا

ف۱ ابو منصور صباغ نے اپنی کتاب میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کے پاس بیٹھ کر گناہوں سے استغفار اور شفاعت طلب کرنے کے متعلق جو واقعہ لکھا ہے وہ واقعہ نہ کسی حدیث کی کتاب میں مذکور ہے اور نہ اسکی کوئی صحیح سند جیسا کہ فرقہ غالیہ کا بھی عقیدہ ہے وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر و ناظر ہونے پر دلیل لیتے ہیں حالانکہ یہ غلط عقیدہ ہے۔ اگر آپ ہر کسی کے حال سے واقف ہوتے تو کیا وجہ کہ اپنے عہد کے منافقوں کے حال سے آپ کیوں بے خبر رہے؟ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کو وحی کے ذریعہ انکے حال کی خبر دی۔ آیت کا یہ حکم نبی علیہ الصلوٰۃ (باقی حاشیہ صفحہ ۱۲۷ پر دیکھئے)

يُوعَظُونَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿۶۶﴾ وَّاِذًا

نصیحت کئے جاتے ہیں ساتھ اسکے البتہ ہوتا بہتر واسطے انکے اور زیادہ تر ہوتا ثابت رکھنے میں اور اسوقت

ان کے لئے بہتر تھا اور ثابت قدمی کے لئے بہت زیادہ موزوں اور اس

لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۶۷﴾ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا

البتہ دیتے ہم ان کو اپنے پاس سے ثواب بڑا اور البتہ دکھاتے ہم ان کو راہ

صورت میں ہم انہیں اپنی طرف سے بہت بڑا اجر بھی دیتے اور ضرور سیدھی راہ پر

مُّسْتَقِيْمًا ﴿۶۸﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ

سیدھی اور جو کرے فرمانبرداری اللہ کی اور رسول کی پس یہ لوگ ساتھ

لگا دیتے اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا

الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ

ان لوگوں کے ہیں کہ نعمت کی ہے اللہ نے اوپر انکے پیغمبروں سے اور صدیقوں سے

جن پر خدا نے انعام کیا ہے۔ یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں، اور تمام

وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾

اور شہیدوں سے اور صالحوں سے اور اچھے ہیں یہ لوگ رفیق

نیک لوگوں کے ساتھ اور یہ لوگ بڑے ہی اچھے رفیق ہیں۔

ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

یہ فضل ہے اللہ کی طرف سے اور کفایت ہے اللہ تعالیٰ جاننے والا اے لوگو جو

یہ بخشش و کرم اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ کافی جاننے والا ہے اے ایمان والو!

اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا

ایمان لائے ہو لو بچاؤ اپنا پس نکلو متفرق یا نکلو

(دشمن کے مقابلہ کے لئے) حفاظت کا سامان لے لو پھر گروہ گروہ بن کر نکلو یا سب اکٹھے ہو کر (جہاد کیلئے)

جَمِيْعًا ﴿۷۱﴾ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ

اکٹھے اور تحقیق بعض تم میں سے البتہ وہ شخص ہے کہ دیر کرتے ہیں نکلنے میں پس اگر پہنچ جاتی ہے تم کو

نکلو اور (یاد رکھو) تم میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو (ایسے موقعہ پر) ضرور پیچھے کو قدم

مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ

مصیبت کہتا ہے تحقیق انعام کیا اللہ نے اوپر میرے جس وقت کہ نہ ہوا میں ساتھ ان کے

ہٹائیں گے پھر اگر تمہیں تکلیف پہنچی تو وہ کہیں گے کہ خدا نے ہم پر بڑا احسان کیا کہ ہم ان لوگوں کے ساتھ حاضر

شَهِيْدًا ﴿۷۲﴾ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ

حاضر اور اگر پہنچ جاتا ہے تم کو فضل خدا کی طرف سے البتہ کہتا ہے

نہ تھے اور اگر تم پر خدا کا فضل و کرم ہوا تو ضرور اس طرح کہیں گے گویا تم میں اور ان میں

كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ

گویا کہ نہ تھی درمیان تمہارے اور درمیان اسکے دوستی اے کاش کہ میں ہوتا

دوستی کا نام و نشان تک نہیں تھا کہ اے کاش اگر ہم ان لوگوں کے ساتھ ہوتے تو ہم بھی

ع ۹ / ۱۰

حل لغات۔
لہ وَالصِّدِّيْقِيْنَ الصدیق کی جمع ہے اور یہ اس شخص کی صفت ہے جس کی عادت میں سچائی اور راست بازی ہو۔ اہل عربیت کا قاعدہ ہے کہ جس شخص کی عادت پر جو فعل غالب ہوتا ہے جب اسے اس فعل کے ساتھ متصف کرتے ہیں تو وصف کو فِعِّیْل کے وزن پر مذکور کرتے ہیں جیسے سِکِّیْر، شِرِّیْب، خِمِّیْر۔
لہ اَلشُّهَدَآءِ جمع ہے شہید کی اور شہید معنی میں ہے شاہد کے۔ اور شاہد اسے کہتے ہیں جو دینِ خداوندی کی شہادت دے کبھی حجت و بیان کے ساتھ اور کبھی سیف و سنان کے ساتھ۔

منزل ۱

لہ اَلصّٰلِحِيْنَ الصالح کی جمع ہے اور صالح اسے کہتے ہیں جو اعتقاد و عمل میں نیک ہو۔ لہ رَفِيْقًا دوست صاحب۔ یہ رفق سے ماخوذ ہے اور لغت میں رفق کہتے ہیں قول و فعل میں نرمی برتنے کو۔ یہ واحد جمع اور مذکر و مؤنث کیلئے ایک ہی طرح مستعمل ہوتا ہے۔ لہ ثُبَاتٍ جماعات متفرقہ اسکا مفرد ہے ثُبَۃٌ ماخوذ ہے ثَبَّتُّ الشَّيْءَ اَيْ جَمَعْتُهٗ سے۔

(بقیہ فوائد صفحہ ۱۲۶) والسلام کی زندگی میں ہی تھا وصال کے بعد نہیں کیونکہ کسی صحابی سے آپؐ کے انتقال کے بعد قبر پر کھڑے ہو کر سوال کرنا کچھ مانگنا ثابت نہیں صحیح مسلم میں ہے ہر انسان کا ہر عمل اس کی موت کے ساتھ منقطع ہو جاتا ہے سوائے باقیات الصالحات کے جس کا ثواب اسکو پہنچتا رہتا ہے۔ اِلَّا لِیُطَاعَ موضع نصب میں ہے مفعول لہ ہو کر اور لام اَرۡسَلۡنَا سے متعلق ہے بِاِذۡنِ اللّٰہِ موضع حال میں ضمیر لیطاع سے مفعول بہ ہو سکتا ہے (حقانی جلد سوم صفحہ ۲۰۲) آیت نے صاف بتلا دیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت عین اللہ کی اطاعت ہے فقط

ف۲ آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا ایک انصاری سے جھگڑا ہو گیا۔ بات یہ تھی کہ دونوں کے کھیت پاس پاس تھے۔ حضرت زبیرؓ اور انصاری دونوں ہی اپنے اپنے کھیت میں پانی پہلے ڈالنا چاہتے تھے ـــــ مقدمہ آپ کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپؐ نے زبیرؓ کو فرمایا کہ کچھ پانی لیکر اپنے ہمسایہ انصاری کو بھی جلدی دیدو اس لئے کہ ان کا کھیت پہلے اور بلندی پر تھا۔ اس پر انصاری نے کہا کہ آپؐ نے پھوپھی زاد بھائی کی طرف داری کی ہے۔ یہ سنکر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا اور آپؐ نے زبیرؓ کو فرمایا کہ تم اپنا حق پورا کو یعنی اپنے کھیت کو خوب اچھی طرح پانی دو پھر اس کی طرف پانی چھوڑنا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (بخاری شریف مصری جلد سوم صفحہ ۸۳) سبحان اللہ کیا عمدہ آیت ہے جو ہر اختلاف وجھگڑے کی رہنما اور ایماندار و بے ایمان کی کسوٹی ہے۔ یہ کسوٹی قیامت تک مومن و کافر کی تمیز و فرق کے لئے کافی ہے۔ جو شخص تمام امور و تنازعات میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سچا حاکم نہ مانے، آپؐ کے ہر فیصلے ہر سنت ہر حدیث کو قابل قبول نہ گردانے اور چکڑالویوں کی طرح حدیث رسول اللہ کا انکار کرے یا آباء واجداد و ائمہ مجتہدین کی تقلید و رائے و قیاس کو مقدم سمجھے اور حدیث رسول کو چھوڑ دے اپنے مذہب و رسم و رواج برادری پنچایت پیر استاد بیوی خاوند امام مجتہد کی بات نہ چھوڑے وہ اس آیت کی رو سے مومن نہیں۔ خدا قسم کھا کر فرما رہا ہے جو ظاہر باطن چھوٹے بڑے کل امور میں حدیث رسول اللہ کو مقدم رکھے اصل اصول سمجھے اور دل وجان بخوشی تسلیم کرے وہ مومن ہے، امام رازی نے کہا اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ قرآن وحدیث قیاس پر مقدم ہے۔ حدیث کے ہوتے ہوئے قیاس کی طرف جانا جائز نہیں (ترجمان) فقط

ف۳ حاصل معنی یہ کہ اگر بنی اسرائیل کی طرح ہم ان پر بھی باہمی قتل کرنا یا وطنوں سے نکلنا فرض کرتے تو اس کو بجا نہ لاتے مگر تھوڑے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ حکم نازل ہوتا تو عبد اللہ بن رواحہ ان قلیل میں ہوتے (مواہب) فقط۔

فوائد صفحہ ہذا

جنت میں حضورؐ کی معیت۔ ف۱ صدیق کے معنی بہت سچا اور پیغمبر کے تابعداروں میں جس کا درجہ سب سے بلند ہوتا ہے۔ بعض نے کہا پیغمبر سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ صدیق سے ابو بکرؓ، شہید سے عمر عثمان علی رضی اللہ عنہم اور صالحین سے باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا مجھ کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بہت محبت ہے۔ امید ہے کہ ان کی محبت کی وجہ سے میں انکے ساتھ ہوں گا گو میرے اعمال ان جیسے نہیں لیکن امت میں ایک فرقہ بدنصیب ایسا ہے جو اصحاب ثلاثہ سے بغض عداوت دشمنی رکھکر جہنم مول لے رہا ہے خدا ہدایت کرے آمین۔ ابن جریر میں ہے کہ ایک انصاری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے۔ آپؐ نے دیکھا کہ وہ سخت مغموم ہیں سبب دریافت کیا تو کہنے لگے یہاں تو صبح شام ہم آپ کی خدمت میں آ بیٹھتے ہیں دیدار ہو جاتا ہے لیکن قیامت کے دن تو آپ نبیوں کی اعلیٰ مجلس میں ہوں گے ہم آپ تک پہنچ بھی نہ سکیں گے۔ آپؐ نے کچھ جواب نہ دیا۔ اس پر جبرئیل آیت ہذا لیکر آئے۔ ابن مردویہ میں ہے ایک شخص نے کہا حضور! میں آپکو اپنی جان و مال اپنے اہل وعیال سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں میں گھر میں ہوتا ہوں تو شوق زیارت مجھے بے قرار کر دیتا ہے۔ آتا ہوں تو ملاقات دیدار کرکے چلا جاتا ہوں لیکن جب مجھے آپؐ کی اور اپنی موت یاد آتی اور یہ یقین ہے کہ آپ جنت میں انبیاء کے ساتھ بڑے اونچے درجوں میں ہونگے تو ڈر لگتا ہے کہ میں آپکے شرف زیارت سے محروم ہو جاؤں گا۔ اس آیت میں ان کو تسلی دی گئی۔ صحیح مسلم میں ہے ربیعہ بن کعب اسلمیؓ نے کہا میں آپ کی خدمت میں رہتا پانی وغیرہ لا دیا کرتا تھا۔ ایک بار آپؐ نے فرمایا کچھ مانگ! میں نے کہا جنت میں آپؐ کی رفاقت مانگتا ہوں فرمایا اس کے سوا اور؟ میں نے کہا وہ بھی یہی۔ فرمایا میری مدد کر (نیک اعمال کرکے) تو خود بھی بکثرت سجدے کیا کر۔ مسند احمد میں ہے ایک شخص نے کہا میں اللہ تعالیٰ کے لاشریک ہونے کی اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں پنجوقتہ نماز پڑھتا ہوں اپنے مال کی زکوٰۃ دیتا ہوں۔ رمضان کے روزے رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا جو مرتے دم تک اسی پر رہے گا وہ قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ یہ شرط ہے کہ ماں باپ کا نافرمان نہ ہو۔ جامع ترمذی میں ہے سچا امانت دار تاجر نبیوں صدیقوں شہیدوں کے ساتھ ہوگا (ابن کثیر، خازن بغوی) اے اللہ میرے آقا میرے مولا تو جانتا ہے کہ میں باوجود بے شمار معاصی کے تجھ کو تیرے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور سارے انبیاء وصدیقین، شہداء، صلحاء، صحابہ کرام، اولیاء، ائمہ دین، متقین متبعین کتاب وسنت کو تہ دل سے دوست اور محبوب رکھتا ہوں اگرچہ مجھ سے کوئی کام اُن کا سا کیا بلکہ ان کے عشر عشیر بھی نہ ہو سکا اگرچہ نیک اور اہم کاموں کے کرنے کو جی چاہتا رہا لیکن ہزاروں مانع خارجی مجھ کو اس سے روکتے رہے۔ فرضاً اگر کوئی عمل صالح وقوع میں آتا ہو گا تو صدہا خلل اس کی صحت وقبول میں اہل وعیال کی کفالت وغیرہ کی طرف سے حائل ہوتے ہیں۔ البتہ اے رب! تیرے فضل و انعام، اکرام وتوفیق ثم والدی ماجدی الشیخ الامام الہمام الربانی ابو محمد عبد الوہاب المحدث الدہلوی ومحترم اخی العلامۃ الحافظ الحاج مولانا عبد الستار مفسر قرآن والحدیث نَوَّرَ اللّٰہُ مَرۡقَدَہُمَا کی دعاؤں کی برکت وخاص تربیت شفقت وتعلیم اور پھر اخی حضرت الحاج مولانا حافظ عبد الواحد صاحب امیر جماعت غرباء اہلحدیث (باقی فائدہ صفحہ ۱۲۸ پر دیکھئے)

مَعَهُمْ فَأَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿۷۳﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ

ساتھ انکے پس کامیاب ہوتا کامیابی بڑی پس چاہیے کہ لڑیں بیچ راہ خدا کے وہ لوگ کہ

عظیم الشان کامیابی حاصل کرلیتا تو چاہیے کہ جو لوگ اس دنیا کی زندگی کو آخرت

يَشْرُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

بیچتے ہیں زندگانی دنیا کو بدلے آخرت کے اور جو کوئی لڑے بیچ راہ خدا کے

کی (خوشگوار) زندگی کے عوض فروخت کر چکے ہیں اللہ کی راہ میں جنگ کریں اور جو اللہ کی راہ میں جنگ کرے۔ پھر خواہ

فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿۷۴﴾ وَمَا لَكُمْ لَا

پس مارا جاوے یا غالب آوے پس البتہ دیں گے ہم اسکو ثواب بڑا ﴿۷۴﴾ اور کیا ہے تم کو کہ نہ

قتل ہو جائے خواہ غالب آئے (ہر حال) بس ہم اسے اجر عظیم عطا کریں گے۔ اور تمہیں کیا ہو گیا ہے

تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ

لڑو بیچ راہ خدا کے اور واسطے ناتوانوں کے مردوں سے اور عورتوں سے

کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے جنگ نہیں کرتے جو کہہ رہے ہیں کہ اے

وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَآ أَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ

اور لڑکوں سے وہ جو کہتے ہیں اے پروردگار ہمارے نکال ہم کو اس شہر سے

ہمارے رب! ہمیں اس بستی سے جہاں کے باشندے بڑے ظالم ہیں، نکال باہر کر۔

الظَّالِمِ أَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا

کہ ظلم کرنے والے ہیں رہنے والے اس کے اور کر واسطے ہمارے اپنے پاس سے دوست اور کر واسطے ہمارے

اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا دے اور اپنی طرف سے کسی کو

مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيرًا ﴿۷۵﴾ الَّذِينَ اٰمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ۚ

اپنے پاس سے مددگار جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں لڑتے ہیں بیچ راہ خدا کے

ہمارا یار و مددگار بنا دے جو لوگ ایمان رکھتے ہیں۔ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور جو لوگ

وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوٓا أَوْلِيَاۗءَ

اور جو لوگ کہ کافر ہیں لڑتے ہیں بیچ راہ بتوں کے پس لڑو دوستوں

کافر و منکر ہیں وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں۔ تو تم شیطان کے حامیوں کے خلاف جنگ کرو۔

الشَّيْطٰنِ ۚ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيفًا ﴿۷۶﴾ ع أَلَمْ تَرَ إِلَى

شیطان کے سے تحقیق مکر شیطان کا ہے بودا کیا نہ دیکھا تو نے طرف

بیشک شیطان کا مکرو فریب (بہت ہی) ضعیف و بے بنیاد ہے کیا آپ نے ان لوگوں

الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوٓا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا

ان لوگوں کے کہ کہا گیا واسطے ان کے بند رکھو ہاتھوں اپنوں کو اور قائم رکھو نماز کو اور دو

کو نہیں دیکھا جنہیں حکم دیا گیا تھا کہ (جنگ و جدال سے) ہاتھ روکے رہو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ

الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ

زکوٰۃ پس جب لکھا گیا اوپر ان کے لڑنا ناگہاں ایک فرقہ ان میں سے ڈرتے ہیں

ادا کرو پھر جب ان لوگوں پر جہاد فرض کر دیا گیا۔ تو ناگہاں ان میں سے ایک گروہ لوگوں سے

ع ۱۰ / ۷

حل لغات۔

لہ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ اسکا عطف یا تو سبیل پر ہے یا لفظ اللہ پر۔ پہلی صورت میں تقدیر عبارت یوں ہوگی وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ وفی المستضعفین اور دوسری صورت میں اس طرح فی سبیل اللہ وفی سبیل المستضعفین

لہ اَلْوِلْدَانِ جمع ہے ولد کی جس طرح جرذان جرذ کی اور ورکان ورک کی۔

سہ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا الظالم اہلہا صفت ہے القریۃ کی اور اسی واسطے مجرور واقع ہوا ہے لیکن قاعدہ چاہتا تھا کہ الظالمۃ ہوتا کیونکہ موصوف صفت میں تذکیر و تانیث کا تطابق بھی ضروری ہے مگر یہ ایک خاص طرح کی ترکیب ہے اور اس میں خاص قاعدہ کی رعایت کرنی پڑتی ہے اس ترکیب کو صفت مشبہ باسم الفاعل کہتے ہیں اور قاعدہ یہ ہے کہ جب فاعل صفت یعنی صفت کے بعد کا اسم معرف باللام ہوتا ہے تو صفت موصوف تذکیر و تانیث میں مطابق ہوتے ہیں جیسے مررت بامرأۃ حسنۃ الزوج کریمۃ الاب اور مررت برجل جمیل الجاریۃ۔ اور جب معرف باللام نہیں ہوتا تو صفت موصوف میں تذکیر و تانیث کا تطابق ضرور نہیں ہوتا جیسے مررت بامرأۃ کریم ابوہا اور ہذہ القریۃ الظالم اہلہا۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۱۲۷) جنہ کثر اللہ سوادہم و اخی الحاج شیخ عبدالخالق صاحب اطال اللہ عمرہما لاقامۃ دینیہ کی طرف سے اہم اوقات میں تسلی و شفقتی تعاون کی وجہ بھی شامل ہے۔ نیز استادی المکرم الشیخ العلامۃ عبدالجلیل خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدیر صحیفۃ اہلحدیث کے مفید مشوروں کا تعاون بھی میرے لئے کچھ کم نہیں۔ بحمداللہ توحید و رسالت نماز روزہ ظاہری عبادت ضرور بجالاتا ہوں جن کی قبولیت اور دوام کی دعا رائے مجیب الدعوات تجھ ہی سے کرتا ہوں اگرچہ ہزاروں گناہ، وسواس وخلل میں آلودہ ہوں لیکن تیرے فرمان اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ پر یقین ہے۔ پس یہ ہمہ حقیر فقیر تیرے در کا بھک منگا سوالی ابو عمار عبدالقہار مرتب حواشی مصحف ہذا تہہ دل سے گڑگڑا کر تیری رحمتِ وسیع و کرم فسیح کا وسیلہ دے کر کہ تو حنان ہے منان ہے ذوالجلال والاکرام ہے دست بدعا ہے کہ یا اللہ میری خطاؤں کو معاف فرما اور مجھ کو اور میرے والدین واخوان، ازواج، اولاد، اقارب وجمیع موحدین کو جوار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم و انبیاء علیہم السلام و صحابہ کرام وصلحاء امت میں قیامت کے دن دارالقرار جنت الفردوس میں جگہ دے رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ وَاغْسِلْ حَوْبَتِیْ وَاَجِبْ دَعْوَتِیْ آمین یا الٰہ العالمین فقط۔

ف۲ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ہر وقت اپنے بچاؤ کے اسباب مہیا رکھیں۔ ضرورت کے ہتھیار تیار رکھیں اپنی تعداد بڑھاتے رہیں قوت مضبوط کرتے رہیں۔ مقصد یہ کہ اسباب جہاد اور اپنا بچاؤ ہر طرح دشمنوں سے کرتے رہو خواہ وہ عقل سے ہو یا تدبیر سے یا سامان سے اور دشمن کے مقابلہ میں متفرق طور پر یا سب اکٹھے نکلو جیسا بھی موقع ہو فقط

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ یعنی ایسا شخص منافق ہے خدا کے حکم پر نہیں دوڑتا بلکہ دنیوی نفع تکتا رہتا ہے۔ اگر لوگوں کو تکلیف پہنچے تو اپنے الگ رہنے پر ریجھتا ہے۔ اور اگر لوگوں کو فائدہ پہنچا تو پچھتاتا ہے اور دشمنوں کی طرح حسد کرتا ہے (موضح) لیکن مجاہد ہر طرح فائدہ میں ہے فقط۔

ف۲ بخاری مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ کے مجاہد کا ضامن خود خدا ہے یا تو اسے فوت کر کے جنت میں پہنچائے گا یا جس جگہ سے وہ چلا ہے وہیں اجر و غنیمت کے ساتھ صحیح سالم واپس لے آئے گا۔ منافق لوگ جہاد سے رکتے ہیں تو رکا کریں اپنے دنیوی فائدہ کو دیکھتے ہیں تو دیکھا کریں مگر وہ ایماندار جو آخرت کے مقابلہ میں دنیا کو لات مار دیتے ہیں چھوڑ دیتے ہیں ان کو چاہئے کہ اللہ کی راہ میں بے تامل لڑیں اور دنیا کی عارضی زندگی و مال و دولت پر نظر نہ رکھیں اور سمجھ لیں کہ اللہ کی اطاعت میں ہر طرح کا نفع ہے غالب ہوں یا مغلوب مال ملے یا نہ ملے فقط۔

ف۳ یعنی دو وجہ سے تم کو کافروں سے لڑنا ضروری ہے ایک تو اللہ کے دین کو بلند اور غالب کرنے کی وجہ سے۔ دوسرے جو مظلوم مسلمان کافروں کے ہاتھ میں بے بس پڑے ہیں ان کو چھڑانے اور خلاصی دینے کی وجہ سے۔ مکہ میں بہت سے مسلمان تھے کہ حضرتؐ کے ساتھ ہجرت نہ کر سکے اور ان کے اقرباء ان کو ستانے لگے تاکہ اسلام سے پھر کر واپس کفر میں آجائیں۔ بخاری میں ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں اور میری ماں مستضعفین میں سے تھے۔ اور قریہ سے مراد اس جگہ مکہ ہے اور سورہ محمد میں بھی قریہ سے مراد مکہ شریف ہے۔ پھر فرمایا مسلمان صرف اللہ کی رضا اور اسی کی راہ میں اور کفار کو توحید پر لانے کے لئے لڑتے ہیں اور کافروں کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی سے کوئی سروکار نہیں وہ دنیا کے فائدہ کے لئے اور اپنے بتوں کی حمایت کے واسطے شیطان کے بہکانے سے طاغوت کی راہ میں مسلمانوں سے لڑتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا جو شخص نیک عمل کرنے میں اللہ کے سوا کسی اور کی خوشی یا اپنی تعریف وغیرہ کی نیت رکھے وہ طاغوت کی راہ میں کوشش کرنے والا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا جس کی بھی پوجا کی جائے سب طاغوت ہیں (حاشیہ جامع تفسیر کبیر صفحہ ۹۷ وغیرہ) فقط

النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ

لوگوں سے جیسا کہ ڈرنا چاہئے اللہ تعالیٰ کا یا زیادہ ڈرنا ط اور کہتے ہیں اے پروردگار ہمارے کیوں

اس طرح ڈرنے لگا جیسا کہ اللہ سے ڈرنا چاہیئے، بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑھ کر۔ اور کہنے لگے خدایا! تو نے

كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ؕ

لکھدیا اوپر ہمارے لڑنا کیوں نہ ڈھیل دی ہم کو ایک وقت نزدیک تک

ہم پر جہاد کو کیوں فرض قرار دیدیا۔ کیوں نہ ہمیں تھوڑے دنوں کی اور

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى قف

کہہ فائدہ دنیا کا تھوڑا ہے اور آخرت بہتر ہے واسطے اس شخص کے کہ پرہیزگاری کرے

مہلت دی۔ کہہ دیجئے کہ دنیا کے فائدے بہت کم ہیں اور جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ اس کے لئے آخرت بہتر ہے

وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿٧٧﴾ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ

اور ظلم نہ کئے جاؤ گے تم تاگے برابر ط جہاں کہیں ہو تم پالیوے گی تم کو موت

اور تم پر ذرہ برابر بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ جہاں ط کہیں بھی ہو موت تمہیں پاکر رہے گی اگرچہ تم مضبوط

وَلَوْ كُنْتُمْ فِىْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ

اور اگرچہ ہو تم بیچ برجوں بلند کے ط اور اگر پہنچتی ہے ان کو بھلائی

قلعوں کے اندر (چھپ کر) رہو۔ اور اگر ان کو کوئی بھلائی کی بات پیش آئے تو کہتے ہیں کہ یہ

يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا

کہتے ہیں یہ نزدیک خدا کے سے ہے اور اگر پہنچتی ہے ان کو برائی کہتے ہیں

ہمارے رب کی جانب سے ہے اور اگر کوئی تکلیف پہنچے تو کہتے ہیں کہ یہ تیری طرف سے ہے۔ کہہ سب اللہ کی

هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ

یہ نزدیک تیرے سے ہے کہہ ہر ایک نزدیک اللہ کے سے ہے پس کیا ہے

جانب سے ہے۔ تو ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔

هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴿٧٨﴾ مَآ

واسطے اس قوم کے کہ نہیں نزدیک کہ سمجھیں بات ط جو

کہ بات کو سمجھنے تک نہیں (اے انسان!)

اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ

پہنچتی ہے تجھ کو بھلائی سے پس خدا کی طرف سے ہے اور جو پہنچتی ہے تجھ کو برائی سے

جو کچھ تجھے بھلائی پیش آتی ہے وہ خدا کی جانب سے ہے۔ اور جو تکلیف پہنچتی ہے۔ وہ

فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى

پس جان تیری سے ہے اور بھیجا ہم نے تجھ کو واسطے لوگوں کے پیغام پہنچانے والا اور کافی ہے

تیرے اپنے نفس کی طرف سے ہے اور اے پیغمبر آپ کو تو ہم نے لوگوں کی طرف پیغام رساں بنا کر بھیجا ہے اور آپ کے لئے

بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿٧٩﴾ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ

اللہ گواہی دینے والا جو کوئی کہا مانے رسول کا پس تحقیق کہا مانا اللہ کا ط

اللہ کی گواہی کافی ہے جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا ہی کی اطاعت کی اور جس نے

منزل ۱

حل لغات۔
لہ بُرُوْج کلام عرب میں بروج کہتے ہیں بلند قلعوں اور عالی شان محلوں کو۔ اس کے لغوی معنی ہیں ظہور۔ جب عورت اپنے محاسن ظاہر کرتی ہے تو تبرجت المرأة بولا کرتے ہیں۔ اور اسی سے ہے ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولی۔ ٢ه مُشَيَّدَةٍ بلند اونچا۔ جب کوئی اونچا محل بناتا ہے تو شاد القصر بولا کرتے ہیں۔ یہ مشتق ہے شید بالکسر سے اور شید اسے کہتے ہیں جس سے دیوار لیپی جاتی ہے جیسے چونا گچ وغیرہ۔

ف۱ ہجرت سے پہلے مسلمانوں کو کافر بہت ستاتے ایذا دیتے اور طرح طرح کے ظلم کرتے تو مسلمان آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر کفار سے بدلہ لینے کی اجازت چاہتے تو آپؐ بجائے مقابلہ کے صبر اور درگذر کرنے اور توحید نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہ اطاعت کئے جانے کا حکم دیتے کیونکہ جب تک آدمی اطاعت خداوندی میں اپنے نفس پر جہاد کرنے کا اور تکالیف جسمانی کا خوگر نہ ہو اور اپنا مال خرچ کرنے کا عادی نہ ہو تب تک جہاد کرنا اپنی جان دینا بہت دشوار ہے۔ اب جب کہ جہاد کا حکم ہوا تو پکے مسلمانوں نے تو قبول کیا لیکن منافقوں نے کنارہ اختیار کیا اور موت سے ڈرنے لگے۔
موضح کا خلاصہ یہ کہ ہجرت کرنے کے بعد مسلمانوں کو کافروں سے لڑنے کا حکم ہوا تو ان کو خوش ہونا چاہئے تھا کہ ہماری درخواست قبول ہوئی اور مراد ملی مگر بعضے کچے مسلمان کافروں کے مقابلہ سے ایسے ڈرنے لگے جیسا کہ اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے یا اس سے بھی زیادہ اور آرزو کرنے لگے کہ تھوڑی مدت اور بھی قتال کا حکم نہ آتا اور ہم زندہ رہتے تو خوب ہوتا۔ اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ عبد الرحمٰن بن عوف اور ان کے ساتھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! شرک کے زمانہ میں ہم عزت دار تھے اور جب مسلمان ہوئے تو ذلیل ہوگئے۔ آپؐ نے فرمایا مجھے معاف کرنے کا حکم ہے لوگوں سے لڑائی مت کرو۔ پھر جب آپؐ مدینہ میں آئے اور جہاد کا حکم ہوا تو بعضے لوگ رُک رہے اُس وقت یہ آیت اتری یعنی اللہ نے فرمایا تم اس ختم ہونے والی دنیا کا خیال کرتے ہو اور اس سے بہتر ہمیشہ رہنے والی آخرت کا تمھیں کوئی خیال نہیں۔ حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اللہ اس بندہ پر رحم کرے جو دنیا کے ساتھ ایسا ہی رہے جیسے کوئی سویا ہوا شخص خواب میں اپنی پسندیدہ چیز دیکھے لیکن آنکھ کھلتے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ کچھ تھا ہی نہیں فقط
ف۲ حدیث میں ہے کہ نہیں دنیا مقابلہ آخرت کے مگر اس قدر کہ جیسے کوئی سمندر میں انگلی ڈبوئے تو اس کو نظر کرنا چاہئے کہ اس کی انگلی کس قدر پانی لاتی ہے؟ دنیا کی یہی مثال ہے آخرت کے مقابلہ میں۔

موت ضرور آنی ہے

ف۳ اب فرمایا موت کا مزہ ہر ایک کو چکھنا ہی ہے کوئی ذریعہ کسی کو بچا نہیں سکتا تو اب جہاد سے گھبرانا موت سے ڈرنا کیا فائدہ؟ خالد بن ولید کا بیان ہے جب کہ مرض موت میں مبتلا ہیں فرماتے ہیں میں نے سینکڑوں جہاد معرکوں میں شرکت کی اور دلیرانہ جہاد کئے بدن پر بڑے بڑے زخم کھائے۔ چونکہ جنگ میں موت نہ لکھی تھی، اب دیکھ لو اپنے بستر پر اپنی موت سے مر رہا ہوں۔ جو لوگ موت سے ڈر کر جہاد فی سبیل اللہ سے جی چراتے ہیں ان کو میری ذات سے سبق لینا چاہئے۔ آیت ہذا

میں بُروج۔ واحد بُرج یعنی کوٹھڑی یا منا جو محل کے کونوں پر بنے ہوتے ہیں کے ہیں کذا ذکرہ البیضاوی فقط۔
ف۴ اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ راحت اور تکلیف کا پہنچانے والا اللہ تعالیٰ ہے جو راحت کسی کو پہنچتی ہے وہ اس کا احسان اور جو تکلیف پہنچتی ہے وہ تمھارے گناہوں کا سبب ہے۔ اس صورت میں آیت كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ اور مَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ دونوں میں مطابقت ہوگئی یعنی سختی کی آدمی کی طرف نسبت اس لئے ہوتی ہے کہ اس کے گناہوں کی وجہ سے پہنچی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس لئے نسبت کیا گیا کہ ہر چیز میں اسی کا حکم چلتا ہے۔ اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو خیر کا خالق اللہ اور شر کا خالق انسان کو کہتے ہیں حالانکہ ہر چیز اللہ کی مشیت اور تقدیر سے اور اسی کے پیدا کرنے سے ہوتی ہے کوئی دوسرا خالق نہیں اور کوئی مؤثر نہیں بلکہ آدمی تو کمائی کرنے والا ہے (مواہب) حدیث سے مراد قرآن ہے اگر وہ اس کو سمجھتے تو یقین کر لیتے کہ ہر چیز اللہ کی طرف سے ہے بعضوں نے کہا ہر بات مراد ہے یعنی انھیں بات سمجھنے کی تمیز نہیں ہے جانوروں کی طرح ہیں (وحیدی) فقط
ف۵ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مَنْ اَطَاعَنِيْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ یعنی جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔ تو بعض منافقوں نے کہا جیسے نصاریٰ نے ابن مریم کو رب بنایا تھا ایسے ہی اب یہ بھی ہم سے اپنے آپ کو رب منوانا چاہتے ہیں اس پر یہ آیت اتری کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اوامر و نواہی سب من جانب اللہ ہیں گویا اطاعتِ رسول عین اطاعت اللہ اور نافرمانی رسول عین نافرمانی اللہ ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کوئی بات ہوائے نفس سے نہیں فرماتے جو فرماتے وحی سے فرماتے۔ اس میں چکڑالویوں کی بھی تردید ہے کیونکہ ثابت ہوگیا حدیث بھی منزل من السماء ہے۔ حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں اللہ نے نبیؐ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دے کر مسلمانوں پر حجت قائم کر دی یعنی اب کسی کو حدیث رسول اللہ کے انکار کی گنجائش نہ رہی۔ جو حدیث رسولؐ کا منکر وہ خدا کا منکر ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا اللہ کی کتاب میں جتنے فرائض ہیں مثلاً حج زکوٰۃ وغیرہ۔ اگر رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم حدیثوں میں ان کا طریقہ نہ فرماتے تو ہمارے لئے ان کی ادائیگی بالکل غیر ممکن تھی۔ ہم عبادات میں سے کوئی چیز بھی ادا نہ کرسکتے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرما کر آپؐ کو یہ مرتبہ عطا فرمایا (خازن بغوی) پھر فرمایا کہ منافقو کو دیکھو سامنے تو کہتے ہیں ہم تابعدار ہیں اور بعد میں آپؐ کے خلاف مشورے کرتے ہیں ان بے خبروں کو خبر نہیں کہ فرشتے کراماً کاتبین سب کچھ ٹانک رہے ہیں، اس بیہودہ گوئی کی سخت سزا پائیں گے۔ اے حق والے! اللہ پر کامل بھروسہ رکھ کر تبلیغ دین میں مصروف رہ وہ تیرے لئے کافی ہے قرآن من جانب اللہ ہے فقط

وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿٨٠﴾ وَيَقُوْلُوْنَ

اور جو کوئی پھر جاوے پس نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو اوپر ان کے نگہبان اور کہتے ہیں (کام ہمارا)

روگردانی کی تو اے پیغمبر! ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا (اور) (ایسے لوگ بظاہر تو)

طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ

فرمانبرداری ہے پس جب باہر نکلتے ہیں تیرے پاس سے مصلحت کرتے ہیں ایک جماعت انہیں سے سوائے

کہتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں۔ مگر جب آپ کے پاس سے اٹھ کر باہر جاتے ہیں تو ان میں سے بعض لوگ جو کچھ آپ

الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ

اس چیز کے کہ کہتا ہے تو اور اللہ لکھتا ہے جو مصلحت کرتے ہیں پس منہ پھیر لے ان سے

کہتے ہیں اس کے خلاف سوچتے میں رات گزار دیتے ہیں اور خدا ان باتوں کو لکھتا جاتا ہے جن کے یہ سوچنے میں وہ راتیں

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿٨١﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ

اور بھروسا کر اوپر اللہ تعالیٰ کے اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کارساز کیا پس نہیں سمجھتے

گزار دیتے ہیں پس آپ ان سے روگردانی فرمائیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں اور اللہ ہی کارساز ہونا کافی ہے۔ تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں

الْقُرْاٰنَ ۭ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا

قرآن کو اور اگر ہوتا نزدیک غیر خدا کے سے البتہ پاتے بیچ اس کے اختلاف

کرتے اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں لوگ بہت سا اختلاف

كَثِيْرًا ﴿٨٢﴾ وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا

بہت اور جب آتی ہے ان کے پاس کوئی بات امن کی یا ڈر کی پھیلاتے ہیں

پاتے اور جب ان کے پاس امن یا خوف کی کوئی بات پہنچتی ہے تو اسے مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اسے

بِهٖ ۭ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ

اسکو اور اگر پھیرتے اسکو طرف رسول کے اور طرف صاحبوں حکم کے ان میں سے

اللہ کے رسول کے سامنے اور ان لوگوں کے سامنے پیش کرتے جو ان میں سے صاحب اختیار ہیں تو جو حضرات ان میں

لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ

البتہ جان لیتے اسکو وہ لوگ کہ تحقیق کرتے ہیں اسکو انہیں سے اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ تعالیٰ کا

سے بات کی تہ کو پہنچنے والے ہیں۔ وہ اس کی اصلیت کو معلوم کر لیتے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٨٣﴾ فَقَاتِلْ

اوپر تمہارے اور مہربانی اسکی البتہ پیروی کرتے تم شیطان کی مگر تھوڑے پس لڑ

رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے چند کے سوا اکثر لوگ شیطان کے پیچھے لگ جاتے تو (اے پیغمبر)

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ

بیچ راہ خدا کے نہیں تکلیف دیا جاتا مگر جان تیری میں اور رغبت دلا ایمان والوں کو

اللہ کی راہ میں جنگ کرو۔ آپ پر سوا اپنی ذات کے کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اور مؤمنوں کو جنگ کے لئے آمادہ کیجئے

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا

نزدیک ہے اللہ یہ کہ بند کرے لڑائی ان لوگوں کی کہ کافر ہوئے اور اللہ تعالیٰ بہت سخت ہے لڑائی میں

اللہ جلد ہی ان لوگوں کا زور روک دے گا۔ جنہوں نے راہ کفر اختیار کر رکھی ہے اور اللہ سب سے زیادہ زور والا

منزل ۱

حل لغات: ویقولون طاعۃ طاعۃ مصدر ہے جیسے طاقۃ اور یہ مبتدا محذوف کی خبر واقع ہو لہٰذا ای امر نا طاعۃ۔ لہ بیّت طآئفۃ۔ بیّت صیغہ واحد مذکر غائب ماضی باب تفعیل اجوف یائی۔ مادہ بیت۔ تبییت کہتے ہیں کسی کام میں بہت غور و فکر کرنے کو جب لوگ کسی کام کے مصالح و مفاسد میں بکثرت فکر و تامل کرتے ہیں تو اہل محاورہ ہٰذا امر مبیت بولتے ہیں قال تعالیٰ اذ یبیتون ما لا یرضی من القول پھر بیّت لیا گیا ہے بیتوتہ سے کیونکہ آدمی کو فکر کے لئے زیادہ مناسب اور عمدہ وقت یہ ہوتا ہے کہ وہ رات کو گھر میں بیٹھ کر غور و تامل کرتا ہے وجہ یہ کہ اس وقت شور و غل کم اور خواطر خالی ہوتے ہیں تو چونکہ آدمی اکثر اوقات رات کو گھر میں ہوتا اور غالباً ایسے موقع میں فکر و تامل سے زیادہ کام لیتا ہے اس لئے فکر و تامل کو مبیت کہنے لگے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ابیات شعر سے ماخوذ ہو کیونکہ جب شاعر شعر کہنا چاہتا ہے تو مبالغہ کے ساتھ فکر کرتا اور اس کے تسویہ و تدبیر میں انتہا درجہ کی کوشش کرتا ہے۔ پھر بیّت مذکر کا صیغہ اس لئے مستعمل ہوا کہ طائفہ کی تانیث حقیقی تانیث نہیں ہے اور اسلئے بھی کہ ★

ف۱ منافقوں کا حال بیان ہو رہا ہے کہ ظاہری طور پر تو اطاعت کا اقرار کرتے ہیں لیکن جہاں نظروں سے اوجھل و دور ہوئے، یہاں سے ہٹ کر اپنی جگہ پہنچے تو ایسے ہوگئے گویا ان تلوں میں تیل ہی نہ تھا۔ جو کچھ یہاں کہا تھا اس کے برعکس راتوں کو چھپ چھپاتے سرگوشیاں کرنے بیٹھ گئے حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کی ان پوشیدہ کیوں چالاکیوں اور چالوں کو بخوبی جانتا ہے۔ اس کے مقرر کردہ زمین کے فرشتے ان سب کرتوتوں اور ان تمام باتوں کو اس کے حکم سے ان کے نامۂ اعمال میں لکھ رہے ہیں، پس انھیں ڈانٹا جا رہا ہے کہ یہ کیا بیہودہ حرکت ہے؟ اس سے جس نے تمھیں پیدا کیا ہے تمھاری کوئی بات چھپ سکتی ہے؟ جو تم ظاہر و باطن یکساں نہیں رکھتے۔ ظاہر و باطن کا جاننے والا تمھیں تمھاری ان حرکات پر سخت سے سخت سزا دے گا۔ ایک اور آیت میں منافقین کی اس بدخصلت کا بیان ان الفاظ میں فرمایا ہے وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا الآية (تفسیر ستاری صفحہ ۸۹ پارہ ۵) مولانا آزاد لکھتے ہیں پس جب تمھاری نافرمانیوں کا یہ حال ہے کہ منہ سے اطاعت کا اقرار کر لیتے ہو لیکن راتوں کو مجلس جا کر مخالفانہ مشورے کرتے ہو تو پھر تمھیں کیا حق ہے کہ نتائج کے لئے اللہ کے رسول کو ذمہ دار ٹھیراؤ؟ (ترجمان آزاد) فقط

ف۲ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ قرآن کو غور و فکر سے پڑھیں اس کی فصاحت بلاغت سوچیں۔ پھر فرمایا یہ پاک کتاب اختلاف اضطراب سے پاک ہے۔ اس کی کوئی آیت دوسری آیت کے خلاف نہیں بلکہ ایک آیت دوسری آیت کی تصدیق کرتی ہے۔ غور و فہم سے معلوم ہوتا ہے قرآن میں ہر چیز کا بیان ہر مقام میں ایک انداز پر ہے۔ تم جسے سمجھ لو اس پر عمل کرو جسے نہ سمجھ سکو تو اہل علم سے سمجھ لو۔ اگر یہ انسانی کلام ہوتا تو یہاں کچھ ہوتا دوسری جگہ اس کے خلاف کیونکہ ایسا نہیں ہے اس لئے صاف دلیل ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن کا مطالبہ ہے کہ (۱) ہر انسان اس کے مطالب میں غور و فکر کرے۔ پس یہ سمجھنا کہ وہ صرف اماموں اور مجتہدوں ہی کے سمجھنے کی چیز ہے صحیح نہیں۔ (۲) غور و فکر وہی کر سکتا ہے جو مطالب سمجھے۔ (۳) اور جو اپنی سمجھ بوجھ سے کام لیتا ہو اور دلائل و وجوہ سے نتائج نکال سکے پس مقلد اعمیٰ یعنی اندھی تقلید کرنے والا قرآن میں غور و فکر کرنے والا نہیں ہو سکتا۔ (۴) جو شخص قرآن میں تدبر کرتا ہے اس پر یہ حقیقت کھل جاتی ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے (م ترجمان آزاد) یاد رہے قرآن مجید نے جس شد و مد کے ساتھ اپنے اندر غور، فکر و تدبر کی دعوت دی تھی مسلمان قوم نے اس کے برعکس اتنی ہی اس سے بے اعتنائی کی اور تقلید جامد پر قانع ہو کر بیٹھ گئے (راز) فقط۔

ف۳ قاعدہ کی بات ہے جنگ میں فتح ہے تو شکست بھی ہے اس لئے عرب میں ایک مثال مشہور ہے اَلْحَرْبُ سِجَالٌ لڑائی تو ڈول ہے کبھی کسی کے ہاتھ ہو کبھی کسی کے۔ مسلمانوں کی جنگ میں جب کبھی کوئی ایسی خبر آجاتی تو منافق اس کو فوراً مشہور کر دیتے۔ ہنگامہ کا موقع تھا اس لئے ہر طرف افواہیں اڑ رہی تھیں کبھی خطرہ کی بے بنیاد مبالغہ آمیز اطلاعیں آتیں اور ان سے یکایک مدینہ اور اس کے اطراف میں پریشانی پھیل جاتی کبھی کوئی چالاک دشمن کسی واقعی خطرہ کو چھپانے کے لئے اطمینان بخش خبریں بھیج دیتا اور لوگ انھیں سن کر غفلت میں مبتلا ہو جاتے۔ ان افواہوں میں وہ لوگ بڑی دلچسپی لیتے تھے جو محض ہنگامہ پسند تھے جن کے لئے اسلام اور جاہلیت کا یہ معرکہ کوئی سنجیدہ معاملہ نہ تھا جنھیں کوئی خبر نہ تھی کہ اس قسم کی غیر ذمہ دارانہ افواہیں پھیلانے کے نتائج کس قدر دور رس ہوتے ہیں ان کے کان میں جہاں کوئی بھنک پڑ جاتی اسے لے کر جگہ جگہ پھونکتے پھرتے تھے ان ہی لوگوں کو اس آیت میں سرزنش کی گئی ہے اور انھیں سختی کے ساتھ متنبہ فرمایا گیا ہے کہ افواہیں پھیلانے سے باز رہیں اور ہر خبر جو ان کو پہنچے اسے ذمہ دار لوگوں تک پہنچا کر خاموش ہو جائیں (تفہیم) بس اب ہمیشہ کے لئے یہ بات ہو گئی کہ جب بھی کوئی بات سننے میں آئے خواہ امن کی ہو یا خوف کی تو ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ لوگ بے سمجھے بوجھے پھیلانا شروع کر دیں بلکہ جو لوگ اولوالامر یعنی صاحب حکم و اختیار ہیں ان کے سامنے پیش کی جائے۔ خلاصہ مقصد یہ ہوا کہ کہیں سے کچھ خبر آئے تو چاہئے پہلے امام تک یا اس کے نائبوں تک پہنچائے۔ جب وہ اس خبر کی پوری تحقیق و تسلی کر لیں تب اس پر عمل کریں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کو ایک قوم سے زکوٰۃ لینے بھیجا۔ وہ قوم اس کے استقبال کے لئے باہر نکلی تو اس نے سمجھا میرے مارنے کو آ رہے ہیں فوراً مدینہ میں آ کر مشہور کر دیا کہ وہ قوم تو مرتد ہو گئی۔ سارے شہر میں یہ خبر مشہور ہو گئی۔ آخر کو یہ خبر غلط نکلی۔ اس سے معلوم ہوا بغیر تحقیق کسی کا اعتبار نہ کرنا چاہئے۔ یہاں سے تقلید کی تردید اور تحقیق کا ثبوت ملا۔ حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ازواج مطہرات سے خفا ہو گئے تھے تو مشہور یہ ہو گیا کہ آپؐ نے اپنی بیویوں کو طلاق دیدی۔ میں نے اس کی تحقیق کی تو یہ خبر غلط نکلی اس پر بھی یہ آیتیں اتریں (لباب صفحہ ۸۲) مقصد یہ کہ سنی سنائی بات کا اعتبار نہ کرنا چاہئے بلکہ کوئی بات کسی (ربانی فائدہ صفحہ ۱۳۱ پر دیکھئے)

★ ۱ە معنی میں ہے فریق اور فوج کے۔ ۲ە یَتَدَبَّرُوْنَ تدبرا اور تدبر کہتے ہیں عواقب امور میں نظر کرنے کو۔ ۳ە یَسْتَنْبِطُوْنَهٗ استنباط کے لغوی معنے ہیں کسی چیز کا نکالنا جب فقیہ اجتہاد و فہم سے مسائل کا استخراج کرتا ہے تو استنبط الفقیہ بولا کرتے ہیں۔ یہ نبط سے لیا گیا ہے اور نبط اس پانی کو کہتے ہیں جو پہلی مرتبہ کنوئیں سے نکالا جاتا ہے۔

وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿۸۴﴾ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ

اور بہت سخت ہے بند کرنے میں ف جو کوئی سفارش کرے سفارش اچھی ہوگا واسطے اسکے حصہ

اور سزا دینے میں سب سے زیادہ سخت ہے جو نیکی اور بھلائی کے کام کی (دوسروں کو) سفارش کرتا ہے اسے بھی اس

مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَ

اس میں سے اور جو کوئی سفارش کرے سفارش بُری ہوگا واسطے اسکے حصہ اس میں سے اور

نیکی (کے نتائج) سے حصہ ملے گا۔ اور جو برے کاموں کی سفارش کرے گا اس کے لیے اس برائی میں سے حصہ

كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿۸۵﴾ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا

ہے اللہ اوپر ہر چیز کے نگہبان ملا اور جب دعا دیئے جاؤ تم ساتھ دعا کے پس دعا دو

ملے گا اور اللہ ہر چیز کا نگہبان ہے اور (مسلمانو!) جب تمہیں (دعا دے کر) سلام

بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

ساتھ بہتر کے اس سے یا پھیر دو اسی کو تحقیق اللہ ہے اوپر ہر چیز کے

کیا جائے تو تم اس سے بھی بہتر (الفاظ) میں سلام کا جواب دو یا (کم از کم) انہیں الفاظ کو لوٹا دو اور بے شبہ

حَسِيْبًا ﴿۸۶﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

حساب لینے والا ۳ اللہ نہیں کوئی معبود مگر وہ البتہ اکٹھا کرے گا تمکو طرف دن قیامت کے

اللہ ہر بات کا حساب لینے والا ہے اللہ وہ ہے جس کے سوا ہرگز کوئی معبود نہیں وہ ضرور تمہیں قیامت کے دن (اپنے حضور) جمع

لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿۸۷﴾ فَمَا لَكُمْ

نہیں شک بیچ اس کے اور کون شخص بہت سچا ہے اللہ تعالیٰ سے بات میں پس کیا ہے واسطے تمہارے

کرے گا، قیامت کا دن وہ ہے جس میں کوئی شبہ نہیں اور اللہ سے بڑھ کر قول میں کون سچا ہو سکتا ہے تو (مسلمانو!) تمہیں

فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ

بیچ منافقوں کے دو فرقے ہوئے ہو اور اللہ نے الٹا کیا انکو بسبب اس چیز کے کہ کمایا انہوں نے

کیا ہو گیا ہے کہ تم منافقوں کے بارے میں دو گروہ بنے ہو۔ اور اللہ نے انہیں ان کی بد عملیوں کی وجہ سے اوندھا

اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ

کیا ارادہ کرتے ہو تم یہ کہ راہ پر لاؤ جس کو گمراہ کیا اللہ تعالیٰ نے اور جس کو گمراہ کرے

کر دیا۔ کیا تم چاہتے ہو کہ ایسے لوگوں کو راہ دکھاؤ جنہیں اللہ نے گمراہی میں ڈال رکھا ہے۔ اور جس کو اللہ گمراہی

اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا

اللہ تعالیٰ پس ہرگز نہ پاوے تو واسطے اسکے راہ دوست رکھتے ہیں کاش کہ کافر ہو جاؤ تم جیسا

میں ڈال دے۔ اس کے لئے آپ کوئی راہ نہ پائیں گے یہ لوگ تو اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ جس طرح انہوں

كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ

کافر ہوئے وہ پس ہو جاؤ تم سب برابر پس مت پکڑو تم ان میں سے دوست

نے راہ کفر اختیار کی ہے اسی طرح تم بھی راہ کفر اختیار کر لو پھر سب ایک جیسے ہو جاؤ تو جبتک

حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ

یہاں تک کہ وطن چھوڑ آویں بیچ راہ اللہ تعالیٰ کے پس اگر پھر جاویں پس پکڑو ان کو

یہ (منافق) لوگ اللہ کی راہ میں ہجرت نہ کریں۔ تم ان میں سے کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ پھر اگر وہ (تم سے)

النصف ۔ ع ۱۱ ۸

منزل ۱

حل لغات۔
لہ اَرْكَسَهُمْ یہ
رکس سے ماخوذ ہے

اور رکس کہتے ہیں کسی چیز کو اوپر سے نیچے کی طرف یا آخر سے اول کی طرف کو اوندھا پھینکدینا اور یہی معنیٰ ہیں نکس کے تو رکس اور نکس اور مرکوس و منکوس مرادف لفظ ہیں۔ مینگنی کو رکس اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ ایک نہایت خسیس یعنی نجاست کی حالت کی طرف لوٹائی جاتی ہے اور یہی وجہ ہے اُسے رجیع کہنے کی بھی۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۱۳۰) کے متعلق سنو بھی تو اس کی پوری طرح تحقیق کرلو۔ بعض مرد عورت ایک دوسرے کی طرف سے غلط جھوٹ باتیں اڑا دیتے ہیں یہ فعل ان کا اچھا نہیں۔ صحیح مسلم کے مقدمہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا ہے کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ یعنی آدمی کو جہنم میں لے جانے کے لئے یہی گناہ کافی ہے کہ وہ جو بات سچی جھوٹی سنے اس کو آگے بغیر تحقیق کئے پھیلا دے۔ ہر خبر کو تحقیق کے بعد ہی شہرت دینی چاہیئے قرآن کریم کی یہی تعلیم ہے۔ استنباط کہتے ہیں کسی چیز کو اس کے ٹھکانے اور مخزن سے نکالنے کو۔ پھر فرمایا کہ اگر اللہ کا فضل تم پر نہ ہوتا اور تمھاری اصلاح و تربیت وقتًا فوقتًا ہدایت و تنبیہ نہ فرماتا تو تم شیطان کے پیچھے چلتے فقط۔

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ پھر اللہ نے اپنے بندہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ بذات خود کافروں سے قتال کرو اور مؤمنوں کو بھی رغبت دلاؤ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ مجاہدین کے لئے جنت ہے جس میں سَو درجے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ آسمان و زمین کے درمیان فرق ہے مسلمانو! جب تم اللہ سے جنت کا سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کیا کرو۔ وہ اتنی اعلیٰ و افضل ہے کہ رحمٰن کا عرش اسی کے اوپر ہے اور اسی سے جنت کی نہریں بہتی ہیں (بخاری) اے مولا! میں بھی جنت الفردوس مانگتا ہوں، مجھ سے ایسے کام کرا جس سے اس کا مستحق ہو جاؤں آمین

سفارش کا بیان۔ ف۲ سفارش کے متعلق ارشاد ہے جو شخص کسی امر خیر میں کوشش کرے تو اسے بھی اس بھلائی کا ثواب ملے گا جیساکہ حدیث میں ہے اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِهٖ۔ بخاری میں ہے اِشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا سفارش کر کے کسی کا کام کرا دو اجر پاؤ گے۔ محض سفارش ہی سے اجر مل جائے گا خواہ کام بنے یا نہ بنے۔ یہ آیت ایک دوسرے کی سفارش کرنے کے بارے میں اتری البتہ خلاف شرع ناجائز سفارش کرنا منع ہے کیونکہ شفاعتِ حَسَنَہ یہ کہ لوگوں کے درمیان اصلاح کرے۔ اور شفاعتِ سیئہ یہ کہ لوگوں کے درمیان چغلی ولگائی بجھائی سے فساد پھیلاوے کذا قال ابن عباسؓ (مواہب) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی علیہ الصلوٰة والسلام کے پاس کوئی سائل یا حاجت مند کسی بات کے لئے آتا تو آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے کہ تم سفارش کرو ثواب لو اور اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ کی زبان پر جو چاہے گا جاری کر دے گا۔

(بخاری مسلم)

سلام کا طریقہ۔ ف۳ ان آیتوں میں مکہ کے اہل شرک سے دین کی لڑائی کا حکم تھا اور ان اہل شرک میں اکثر لوگ ایسے تھے جو مسلمانوں کے قرابتدار بھی تھے اور ان کو مسلمانوں کی لڑائی سے کچھ واسطہ بھی نہ تھا اس واسطے لڑائی کی آیتوں میں باہمی سفارش اور سلام اور دعاء کا ذکر فرمایا تاکہ معلوم ہو جائے کہ مکہ کے اہل شرک میں سے وہ لوگ جو لڑائی کے درپے ہیں جنھوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو مکہ سے نکالا تھا ان آیتوں کا حکم ان سے خصوصیت رکھتا ہے۔ مکہ کے بقیہ قرابت داروں اور صلح والے قبیلوں خزاعہ وغیرہ سے آپس کا سلوک منع نہیں ہے۔ سورۂ ممتحنہ کی تفسیر میں اس کی زیادہ تفصیل آئے گی۔ اسی حکم کے موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں اور اہل شرک کے قرابت داروں میں عمل درآمد بھی جاری رکھا تھا چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی اسماء رضی اللہ عنہا سے صحیحین میں روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اسماءؓ کی والدہ حالتِ شرک میں مکہ سے مدینہ کو اپنی بیٹی سے ملنے آئیں۔ انھوں نے ان کے ملنے سے اور کچھ تحفہ جو وہ اپنے ساتھ لائی تھیں اس کے لینے سے انکار کیا اور اپنی ماں کو اپنے گھر میں آنے کی اجازت بھی نہیں دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ حال سُنا تو اسماء رضی اللہ عنہا سے سفارش فرما کر ان سب باتوں پر ان سے عمل کرا دیا.............. اسلام سے پہلے عرب میں سلام علیک کی جگہ حَیَّاکَ اللہ کہنے کا دستور تھا جس کے معنی ہیں تو جیتا رہ۔ اس سے یہ نہیں نکلتا تھا کہ اس جینے میں صحت و سلامتی بھی ہو یا نہ ہو اس لئے اسلام میں حیاک اللہ کی جگہ سلام علیک ٹھیرایا گیا جو زندگی اور صحت و سلامتی سب کو شامل ہے۔ ابتداء میں سلام علیک کرنا سنت کفایہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جماعت میں سے ایک شخص نے بھی سلام کر لیا تو کافی ہے۔ اگر نہ کیا تو ایک سنت کا ترک ہوا اور سلام کا جواب دینا فرض کفایہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جماعت میں سے ایک شخص نے بھی جواب دے دیا تو سب کے ذمہ سے فرض ادا ہو گیا ورنہ سب گناہگار ہوں گے۔ صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان سے فرمایا اے آدم! تم فرشتوں کی ایک جماعت سے السلام علیکم کہو۔ پھر جو کچھ وہ جواب دیں وہی طریقہ تمھاری اولاد میں جاری رہنا چاہیئے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق فرشتوں کی ایک جماعت سے السلام علیکم کہا۔ انھوں نے جواب میں کہا علیک السلام و رحمۃ اللہ (احسن) اب فرمایا اے مسلمانو! تم کو جب کوئی سلام کہے تو تم کو بھی جواب دینا ضروری ہے خواہ وہی کلمہ کہدو یا اس سے زیادہ کہدو مثلاً کسی نے السلام علیکم کہا۔ تم وعلیکم السلام کہدو اس میں دس نیکیاں ہیں۔ ---- یا زیادہ ثواب لو تو ورحمۃ اللہ بڑھا دو اس میں بیس نیکیاں ہیں اور وبرکاتہ بھی آ گیا ہے اس میں تیس نیکیاں ہیں۔ یہ سلام دعاء کرنا ہے۔ درحقیقت اللہ سے اس کی سفارش کرنی ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے آپس میں سلام دعاء کیا کریں۔ اس سے محبت بڑھتی ہے دلوں کی رنجش دور ہوتی ہے۔ سلام کرنا مسلمان (باقی فائدہ صفحہ ۱۳۲ پر دیکھئے)

وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ ۖ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا

اور مار ڈالو انکو جہاں پاؤ ان کو اور مت پکڑو ان میں سے دوست

رو گردانی کریں تو انہیں پکڑو اور جہاں (کہیں تم انہیں) پاؤ قتل کر دو اور ان میں سے کسی کو اپنا دوست

وَلَا نَصِيرًا ﴿٨٩﴾ إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ

اور نہ مدد دینے والا مگر وہ لوگ کہ جا ملیں طرف اس قوم کے کہ درمیان تمہارے اور

اور مددگار نہ بناؤ مگر وہ لوگ جو ایسی قوم سے جا ملیں کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہے یا ایسی حالت

بَيْنَهُم مِّيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ أَن

درمیان انکے عہد ہے یا آویں تمہارے پاس کہ رک گئے ہیں سینے ان کے اس سے

میں تمہارے پاس آئیں کہ تم سے جنگ کرنے میں یا اپنی قوم سے لڑنے میں کبیدہ خاطر ہوں۔ اور اگر اللہ

يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ

کہ لڑیں تم سے یا لڑیں قوم اپنی سے اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ البتہ مسلط کرتا ان کو

چاہتا تو انہیں تم پر مسلط کر دیتا۔ پھر وہ ضرور تم سے نبرد آزما ہوتے۔ پس اگر وہ تمہیں چھوڑ دیں اور تم سے جنگ

عَلَيْكُمْ فَلَقَاتَلُوكُمْ ۚ فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ

اوپر تمہارے پس البتہ لڑتے وہ تم سے پس اگر ایک طرف ہو جاویں تم سے پس نہ لڑیں تم سے

نہ کریں اور تمہاری طرف پیغام صلح بھیجیں۔ تو تمہارے لئے

وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ﴿٩٠﴾

اور ڈالیں طرف تمہارے صلح پس نہیں کی اللہ نے واسطے تمہارے اوپر انکے راہ

خدا نے ان کے خلاف کوئی راہ (کھلی) نہیں رکھی

سَتَجِدُونَ آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَن يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا

البتہ پاؤ گے تم اور لوگ کہ ارادہ کرتے ہیں یہ کہ امن میں رہیں تم سے اور امن میں رہیں

(ان کے علاوہ) کچھ لوگ تم ایسے بھی پاؤ گے جو تم سے امن میں رہنے کے خواہاں ہوں گے اور اپنی قوم

قَوْمَهُمْ كُلَّ مَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا ۚ فَإِن لَّمْ

قوم اپنی سے جب کبھی پھیرے جاتے ہیں طرف لڑائی کے الٹے کئے جاتے ہیں بیچ اس کے پس اگر نہ

سے بھی (لیکن) جب کبھی فتنہ و فساد کی طرف متوجہ کئے جاتے ہیں تو اس میں اوندھے منہ جا گرتے ہیں

يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ

ایک طرف ہو جاویں تم سے اور نہ ڈالیں طرف تمہارے صلح اور نہ بند کریں ہاتھوں اپنوں کو

سو اگر ایسے لوگ تم سے کنارہ کش نہ رہیں نہ پیغام صلح تمہاری طرف بھیجیں اور نہ لڑائی سے ہاتھ روکیں

فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ ۚ وَأُولَٰئِكُمْ

پس پکڑو ان کو اور مار ڈالو ان کو جہاں پاؤ تم ان کو اور یہ لوگ

تو تم انہیں پکڑ لو اور جہاں (کہیں) بھی پاؤ قتل کر دو۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے

جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُّبِينًا ﴿٩١﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ

کیا ہے ہم نے واسطے تمہارے اوپر ان کے غلبہ ظاہر اور نہیں لائق واسطے کسی مسلمان کے

خلاف ہم نے تمہیں کھلی حجت دے دی ہے۔ اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں

ع ۱۲/۴/۹

حل لغات۔
۱؎ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ حصر کے معنی انقباض اور تنگ ہونے کے ہیں اور یہ جملہ یا تو موضع حال میں واقع ہوا ہے یا صفت قد یعنی جاؤکم قد حصرت صدورہم یا خبر بعد خبر ہے اور اس صورت میں حصرت صدورہم جاؤکم سے بدل واقع ہوگا۔ ۲؎ لَسَلَّطَهُمْ سلط صیغہ واحد مذکر غائب ماضی باب تفعیل۔ اہل لغت کا قول ہے کہ تسلیط لیا گیا ہے سلاطہ سے اور سلاطہ کہتے ہیں حدت کو۔ اس کی زیادہ تفصیل الم میں منزل بہ سلطانًا میں گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ ہو۔ ۳؎ اَلسَّلَمَ اس کے معنی ہیں انقیاد اور اطاعت کے۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۱۳۱) کے مسلمان پر چھ حق میں سے ایک حق ہے۔ حدیث میں ہے سَلِّمْ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ یعنی تمہاری کسی سے پہچان ہے یا نہیں بظاہر مسلمان موحد نظر آتا ہے تو اس کو سلام علیک کہو۔ چھوٹا بڑے کو، آنے والا بیٹھے کو، سوار چلنے والے کو، قلیل کثیر کو سلام کہے۔ مسنون ہے کہ مرد گھر میں جائے تو بیوی کو سلام کہا یسے ہی بیوی خاوند کو سلام کہے۔ اور ہر عورت ذی رحم محرم کو سلام کرنا مسنون ہے (مواہب) البتہ جو معلوم الشرک ہیں یہود و نصاریٰ قبر پرست پیر پرست تعزیہ پرست مذہب پرست ان کو مسلمان سلام نہ کریں فقط

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میدان احد میں تشریف لے گئے تب آپؐ کے ساتھ منافق بھی تھے جو جنگ سے پہلے ہی لوٹ آئے تھے۔ ان کے بارے میں بعض مسلمان تو کہتے کہ انھیں قتل کر دینا چاہیئے اور بعض کہتے یہ بھی ایماندار ہیں۔ ابن اسحاق میں ہے جنگ احد میں ایک ہزار کا لشکر تھا۔ موضح میں ہے ان منافقوں میں وہ لوگ داخل ہیں جو ظاہر میں ایمان نہ لائے تھے بلکہ ظاہر باطن کفر پر قائم تھے لیکن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مسلمانوں کے ساتھ ظاہری میل جول محبت کا معاملہ رکھتے اور غرض ان کی یہ تھی کہ مسلمانوں کی فوج ہماری قوم پر چڑھائی کرے تو ہمارے جان و مال اس حیلہ سے باز رہیں جب مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ ان کا آنا جانا اس غرض سے ہے دل کی محبت سے نہیں، تو بعض مسلمانوں نے کہا ان شریروں سے ملنا ترک کر دینا چاہیئے اور بعض نے کہا ملتے رہو شاید مسلمان ہو جائیں اس پر یہ آیت اتری کہ ہدایت و گمراہی اللہ کے قبضہ میں ہے تم اسکا فکر نہ کرو۔ یہ منافق تو کفر پر ایسے جمے ہوئے ہیں کہ خود تو اسلام کیا قبول کریں گے وہ یہ چاہتے ہیں کہ تم بھی ان کی مثل کافر ہو کر ان کے برابر ہو جاؤ۔ اب تم کو چاہیئے تاوقتیکہ وہ اسلام قبول نہ کریں انسے میل جول ان کی اعانت و حمایت تو درکنار ان سے قتل جہاد کرو قید کرو فقط

ف۲ پھر ان میں سے ان لوگوں کا استثنا کر دیا جو کسی ایسی قوم کی پناہ میں چلے جائیں جس سے مسلمانوں کا عہد ہے تو ان کا حکم بھی عہد والوں کا ہوگا۔ سراقہ بن مالک مدلجی نے کہا جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اہل بدر و احد پر غالب ہوئے اردگرد کے لوگ اسلام لے آئے۔ میں نے سنا کہ آپؐ کا ارادہ خالد بن ولید کو میری قوم کی طرف بھیجنے کا ہے تو میں نے کہا، میں آپؐ سے احسان چاہتا ہوں۔ لوگوں نے مجھے خاموش کرانا چاہا تو آپؐ نے فرمایا کچھ دکہو۔ میں نے عرض کی کہ آپؐ خالد بن ولید کو میری قوم کی طرف بھیج رہے ہیں میں چاہتا ہوں کہ آپؐ اُن سے مصالحت فرمالیں اس بات پر کہ اگر قریش اسلام لائیں تو وہ بھی مسلمان ہوجائینگے آپؐ نے خالد کو سراقہ کے ہمراہ کر دیا۔ پس خالدؓ نے اس امر پر صلح کی کہ کسی کے ساتھ ہو کر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دلڑنا ہوگا اور اگر قریش مسلمان ہو جائیں تو وہ بھی مسلمان ہو جائیں گے۔ اس بارے میں آیت اِلَّا الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ الخ نازل ہوئی (ابن مردویہ لباب صفحہ ۸۸) مطلب یہ ہوا کہ قتل اور قید سے بچاؤ دو وجہ سے ہو سکتا ہے۔ ایک تو یہ کہ جن لوگوں سے تمہاری صلح ہے ان سے ان کا بھی معاہدہ اور مصالحت ہو تو وہ بھی صلح میں داخل ہو گئے۔ دوسری یہ کہ جو لوگ لڑائی سے عاجز ہو کر تم سے صلح کریں اور اس بات کا عہد کریں کہ نہ تو اپنی قوم کے طرفدار ہو کر تم سے لڑیں گے اور نہ تمہارے ساتھ ہو کر اپنی قوم سے لڑیں گے اور اس عہد پر بھی قائم رہیں تو ایسے لوگوں سے بھی مت لڑو۔ اور ان کی مصالحت کو منظور کر لو اور اللہ تعالیٰ کا احسان مانو کہ تمہاری لڑائی سے باز آئے۔ اللہ چاہتا تو ان کو تم پر غالب کر دیتا مگر اس نے ایسا نہیں چاہا اور انکا دل لڑائی سے پھیر دیا۔ اگلی آیت سے متعلق فرمایا کہ بنی اسد، بنی غطفان، بنی عبدالدار جو بظاہر تو مسلمان کہلاتے ہیں لیکن حقیقت میں منافق ہیں۔ ان کی نیت میں بل اور کھوٹ ہے۔ یہ لوگ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آکر اسلام ظاہر کر کے اپنی جان و مال مسلمانوں سے محفوظ کرا لیتے ادھر کفار کے ساتھ مل کر ان کے معبودان باطل کی پرستش کر کے انہیں سے ہونا ظاہر کرتے تاکہ ان کے ہاتھوں بھی امن میں رہیں انہی کے متعلق فرمایا کہ جب کبھی فتنہ انگیزی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں تو جی کھول کر پوری گرمی سے اس میں حصہ لیتے ہیں۔ اس آیت سے وہ ریاکار بھی مراد ہیں جو ریاء کے لئے اسلام قبول کرتے ہیں اور جب ٹھکانے جاتے ہیں تو وہاں جا کر بت پرستی پر لگ جاتے ہیں۔ اس پر مسلمانوں کو فرمایا کہ اگر یہ لوگ اپنی اس دوغلی روش سے باز نہ آئیں تمہاری ایذا رسانی سے نہ رکیں صلح نہ کریں تو انھیں امن و امان نہ دو، درگزر نہ کرو بلکہ ان سے جہاد کرو کیونکہ انھوں نے اپنا عہد خود توڑ دیا ہے۔ فتنہ سے مراد شرک ہے (جامع البیان صفحہ ۸۱) معلوم ہوا جماعت میں رہ کر امام و جماعت کی طرف سے دل میں کھوٹ اور دوغلا پن رکھنا باطل سے ملے جلے رہنا نفاق ہے فقط۔ مرتب حواشی ابو عمار عبدالقہار غفرلہ ولوالدیہ الغفار آمین۔

أَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ج وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ

یہ کہ مار ڈالے مسلمان کو مگر انجانی سے اور جو کوئی مار ڈالے مسلمان کو انجانی سے پس آزاد کرنا ہے

کہ وہ (کسی دوسرے) مسلمان کو قتل کر ڈالے۔ مگر یہ کہ غلطی ہو جائے۔ اور جو کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کر ڈالے۔

رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ط

ایک گردن مسلمان کا اور خون بہا سونپی ہوئی طرف لوگوں اسکے کے مگر یہ کہ خیرات کر دیں

(اس کی سزا یہ ہے کہ) وہ ایک مسلمان غلام آزاد کرے۔ اور اس کے وارثوں کو خون بہا دے۔ مگر یہ کہ وہ

فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ

پس اگر ہووے اس قوم سے کہ دشمن ہے واسطے تمہارے اور وہ ہے مسلمان پس آزاد کرنا ہے ایک گردن

(خود بخود) خون بہا معاف کر دیں۔ پھر اگر وہ اس قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہے، اور وہ خود مومن ہو تو

مُّؤْمِنَةٍ ط وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ

مسلمان کا اور اگر ہووے اس قوم سے کہ درمیان تمہارے اور درمیان انکے عہد ہے

(اس صورت میں قاتل کو چاہیے کہ) ایک غلام آزاد کرے۔ اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو کہ انکے اور تمہارے

فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ج

پس خون بہا سونپی ہوئی طرف لوگوں اسکے کے اور آزاد کرنا ایک گردن مسلمان کا

درمیان کوئی معاہدہ ہے تو (چاہیے کہ) مقتول کے وارثوں کو خون بہا دیا جائے اور ایک مسلمان غلام آزاد

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ز تَوْبَةً

پس جو کوئی نہ پاوے پس روزے دو مہینے کے ہیں پے در پے توبہ

کیا جائے پھر جو غلام نہ رکھتا ہو وہ دو مہینوں کے لگاتار روزے رکھے بطور توبہ کے۔ جو اللہ

مِّنَ اللّٰهِ ط وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾ وَمَنْ يَّقْتُلْ

خدا کی طرف سے اور ہے اللہ جاننے والا حکمت والا ۹۲ اور جو کوئی مار ڈالے

کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے اور جو مسلمان کو جان بوجھ

مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ

مسلمان کو جان کر پس سزا اس کی دوزخ ہے ہمیشہ رہنے والا بیچ اسکے اور غصہ ہوا

کر مار ڈالے تو اس کی سزا جہنم ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اللہ کا غضب ہوا اور اس پر اس کی لعنت پڑی

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾ يٰٓاَيُّهَا

اللہ تعالیٰ اوپر اسکے اور لعنت کی اسکو اور تیار کر رکھا ہے واسطے اسکے عذاب بڑا ع ۲ اے

اور اس کے لئے اللہ نے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے اے مومنو!

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا

لوگو جو ایمان لائے ہو جس وقت چلو تم بیچ راہ اللہ کے پس تحقیق کر لو اور مت کہو

جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو خوب جانچ لیا کرو۔ اور جو شخص تمہیں سلام کرے اس سے یہ مت کہو

لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ج تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ

واسطے اسکے کہ ڈالے طرف تمہارے سلام علیک نہیں تو مسلمان چاہتے ہو تم اسباب

کہ تو مسلمان نہیں۔ کیا تمہارا مقصد دنیا کی زندگی کا ساز و سامان طلب کرنا ہے۔ پس اللہ کے پاس

حل لغات۔
۱؎ اِلَّا خَطَـًٔا منصوب ہے اس لئے کہ یقتل کا مفعول لہ ہے ای ماینبغی لہ ان یقتلہ لعلۃ من العلل الا خطأً وحدہ اور ممکن ہے کہ حال ہو ای لا یقتلہ فی حال من الاحوال الا فی حال الخطأ۔
۲؎ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ تحریر کے معنی ہیں آزاد کرنے کے یہ لیا گیا ہے حُر سے اور حُر کہتے ہیں برگزیدہ ہر چیز اور بہتر ہر چیز کو اور کریم کو، آزاد لوگوں میں چونکہ کرم غالب ہوتا ہے جس طرح غلاموں میں خست و بخل اکثر پایا جاتا ہے اس لئے انھیں احرار کہتے ہیں وسط دار کو حُر الدار اور عمدہ ریگ کو حُرۃ الرمل اور بے ریگ مٹی کو حُر الطین کہتے ہیں۔ حُر الوجہ رخسارہ کیونکہ وہ چہرے میں شریف کریم تر موضع ہوتا ہے۔ رقبہ کہتے ہیں گردن کو۔

۳؎ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا عرض بفتح الراء، دنیا کا تمام ساز و سامان۔ حدیث میں ہے اَلدُّنْيَا عَرَضٌ حَاضِرٌ یا خذ منہا البر والفاجر۔ عرض بسکون الراء نقدین کے علاوہ تمام سامانِ دنیا۔ اسے عرض کہنے کی یہ وجہ ہے کہ دنیا کا جتنا ساز و سامان ہے سب عارض زائل غیر باقی ہے اور اسی سے ہے عرَض ضد جوہر۔

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ز فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ط كَذٰلِكَ كُنْتُمْ

زندگانی دنیا کا پس نزدیک اللہ کے ہیں غنیمتیں بہت اسی طرح تھے تم

بہت سی غنیمتیں ہیں۔ پہلے تم بھی تو ایسے ہی تھے۔ پھر تم پر اللہ نے احسان

مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

پہلے اس سے پس احسان کیا اللہ نے اوپر تمہارے پس تحقیق کرو تحقیق اللہ تعالیٰ ہے

کیا۔ پس تم خوب تحقیق کرلیا کرو۔ اللہ یقیناً تمہارے اعمال

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿٩٤﴾ لَا يَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ مِنَ

ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار [1] نہیں برابر ہوتے بیٹھ رہنے والے

سے باخبر ہے وہ مومن جو کسی طرح معذور نہیں اور گھر بیٹھے رہتے

الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ

مسلمانوں سے سوائے ضرر والے (یعنی اندھے لنگڑے بیمار) اور جہاد کرنے والے بیچ راہ

اور وہ جو اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔ برابر نہیں ہو سکتے۔ اپنے مال و جان

اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ط فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ

خدا کے ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے بزرگی دی اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کو ساتھ مالوں اپنے کے

سے جہاد کرنے والوں کو اللہ نے بیٹھ رہنے والوں پر [1] درجات میں فضیلت دی ہے اور سب ہی سے

وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ط وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ط

اور جانوں اپنی کے اوپر بیٹھ رہنے والوں کے درجے میں اور ہر ایک کو وعدہ دیا اللہ تعالیٰ نے اچھے

اللہ نے اچھے گھر کا وعدہ کر رکھا ہے اور جہاد کرنے والوں کو

وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٩٥﴾

اور بزرگی دی اللہ نے جہاد کرنے والوں کو اوپر بیٹھ رہنے والوں کے ثواب بڑا [2]

بیٹھ رہنے والوں پر بہت بڑا اجر دیا ہے

دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا

درجے اپنی طرف سے اور بخشش اور مہربانی اور ہے اللہ بخشنے والا

یہ اس کی طرف سے درجے ہیں اور اس کی بخشش اور رحمت ہے اور اللہ (بڑا ہی) بخشنے والا اور رحم کرنے والا

١٣ ع ٥ ١٠ رَّحِيْمًا ﴿٩٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِىْٓ اَنْفُسِهِمْ

مہربان تحقیق جو لوگ کہ قبض کرتے ہیں انکو فرشتے کردہ ظلم کرنے والے ہیں جانوں اپنی کو

ہے وہ لوگ جو ہجرت نہ کرکے اپنی جانوں پر آپ ظلم کرتے ہیں فرشتے ان کی روح قبض کرتے وقت ان سے

قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ط قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِى الْاَرْضِ ط

کہتے ہیں کس دین میں تھے تم کہتے ہیں تھے ہم ناتواں بیچ زمین کے

پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں بے بس اور کمزور تھے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ

قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ط

کہتے ہیں کیا نہ تھی زمین خدا کی کشادہ پس وطن چھوڑ کر جاتے تم بیچ اسکے

کیا اللہ کی زمین وسیع و فراخ نہ تھی؟ کہ تم اس میں ہجرت کرکے چلے جاتے۔ یہی لوگ ہیں جن کا

حل لغات۔

[1] دَرَجَةً اس کے منصوب ہونے کی یا تو وجہ ہے کہ یہاں حرف جار محذوف ہو گیا ہو۔ اصل میں تھا بِدَرَجَةٍ حرف جار حذف ہونے کے بعد وہ فعل سے متصل ہوا اور فعل نے نصب کا عمل کیا یا تمیز واقع ہونے کے لحاظ سے منصوب ہے۔

[2] ظَالِمِىْٓ اَنْفُسِهِمْ نصب کے محل میں واقع ہوا ہے کیونکہ مفعول سے حال پڑا ہے ای توفاہم الملائکۃ فی حال ظلمہم انفسہم۔ ظَالِمِىْ اگرچہ معرفہ کی طرف مضاف ہے لیکن حقیقت میں نکرہ ہے کیونکہ اصل میں تھا ظالمین انفسہم طلب خفت کے لئے نون جمع حذف کر دیا اور ظالمی انفسہم کی طرف مضاف ہو گیا

ف۱ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ مَرَّ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ عَلٰى نَفَرٍ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ غَنَمٌ لَّهٗ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ قَالُوْا مَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا لِيَتَعَوَّذَ مِنْكُمْ فَقَامُوْا وَقَتَلُوْهُ وَأَخَذُوْا غَنَمَهٗ فَأَتَوْا بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ أَلْقٰٓى إِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۲۰)

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ رض کی ایک فوج کو بنی سُلیم پر جہاد کے لئے بھیجا ان میں ایک مسلمان تھا اپنے مواشی وغیرہ لے کر علیحدہ کھڑا تھا اُس نے مسلمانوں کو دیکھ کر السلام علیکم کہا۔ لشکر نے سمجھا اپنی جان بچانے کی غرض سے مسلمانی ظاہر کر رہا ہے اس لئے اسکو مار دیا اور سامان وغیرہ سب لے لیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی کہ جب تم جہاد کے لئے سفر کرو تو تحقیق سے کام لیا کرو بے سوچے سمجھے کام مت کیا کرو جو تمھارے سامنے اپنا اسلام ظاہر کرے اس کا انکار مت کرو اللہ کے پاس بہت کچھ غنیمتیں ہیں ایسے حقیر سامان پر نظر نہ کرنی چاہیئے۔ یہ آیت بتاتی ہے کہ کسی مسلمان کو غیر مسلمان یا غیر مؤمن کہنے میں بیحد احتیاط کی ضرورت ہے (راز)

ف۲ بخاری مصری جلد سوم میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جب یہ آیت اتری تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلا کر لکھوائی تو عبداللہ بن ام مکتوم آئے اور عرض کی کہ خدا کی قسم اگر میں جہاد کر سکتا تو ضرور کرتا مگر نابینا ہونے کی وجہ سے معذور ہوں اس پر لفظ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ نازل ہوا۔ ترمذی میں یہ الفاظ ہیں لَمَّا نَزَلَتْ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ الْاٰيَةَ جَآءَ عَمْرُو ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ ضَرِيْرَ الْبَصَرِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَأْمُرُنِيْ إِنِّيْ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ الْاٰيَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْتُوْنِيْ بِالْكَتِفِ وَالدَّوَاةِ أَوِ اللَّوْحِ وَالدَّوَاةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّيُقَالُ عَمْرُو بْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ وَّيُقَالُ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ وَّهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ زَائِدَةَ وَأُمُّ مَكْتُوْمٍ أُمُّهٗ جس کا ترجمہ اوپر ہوا۔ خلاصہ یہ کہ اندھے بیمار لنگڑے لُنجے معذور ہیں ان کیلئے رخصت ہے اس میں جہاد کی رغبت اور مجاہدین کی فضیلت بیان ہو رہی ہے صحیحین میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا آیا ہے جنت میں سو درجے ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے تیار کیا ہے۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ آسمان و زمین میں ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے جس نے ایک تیر چلایا اس کو ایک درجہ اجر ہے۔ دو درجوں کے درمیان سو برس کا فرق ہے۔ سو جب تم اللہ سے جنت کا سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کرو کیونکہ یہ اوسط جنت و اعلیٰ ہے اور اس سے اوپر عرش رحمٰن ہے۔ اس سے جنت کی نہریں جاری ہیں۔ جہاد کرنے والوں کے بڑے درجے ہیں جو جہاد نہ کرنے والوں کے نہیں اگرچہ جنتی وہ بھی ہیں جو جہاد نہیں کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد فرض عین نہیں فرض کفایہ ہے یعنی اگر مسلمانوں کی کافی تعداد ہے ضرورت کے موافق امام مسلمانوں کی ایک جماعت سے جہاد کرا رہا ہے تو باقی جو جہاد نہیں کر رہے ان پر کوئی گناہ نہیں۔ ہاں سب بیٹھ رہیں تو گنہگار ہیں۔ حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں میں تین قسمیں کر دیں۔ ایک وہ مؤمنین جن کو جہاد کی استطاعت نہیں بسبب لُنجے اندھے وغیرہ عذر سے معذور ہونے کے اور دوم جن کو عذر نہیں اور وہ جہاد سے بیٹھ رہے۔ سوم وہ جنھوں نے اپنی جان و مال سے جہاد کیا۔ پس معذوروں کو نکال کر باقی دونوں قسموں کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دونوں ثواب و مرتبہ میں برابر نہیں ہیں۔ قاعدین سے یہاں بغیر عذر و ضرر کے بیٹھ رہنے والے مراد ہیں —— (ملخص)

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ بیان ہے اَلْقَاعِدُوْنَ کا۔ غَيْرُ کو بالضم بھی پڑھا ہے کیونکہ یہ القاعدون کی صفت ہے اور بالفتح بھی کیونکہ یہ استثناء ہے قَاعِدُوْنَ یا مُؤْمِنِيْنَ سے اور بالکسر بھی پڑھا ہے صفت مومنین کی بنا کر۔ دَرَجَةً مصدر ہے بمعنی فَضِيْلَةً تب یہ مفعول مطلق ہے اور تمیز بھی ہو سکتا ہے اور ظرف بھی ای فی درجۃ و منزلۃ۔ وَعَدَ فعل اللّٰہ فاعل اَلْحُسْنٰى مفعول ثانی كُلًّا مفعول اول درجات و مغفرۃ و رحمۃ اَجْرًا عَظِيْمًا کا بیان ہے ——————

(م تفسیر حقانی جلد سوم صفحہ ۲۱۸)

فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۹۷﴾ اِلَّا

پس یہ لوگ جگہ رہنے ان کی دوزخ ہے اور بری ہے جگہ پھر جانے کی مگر

ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔ اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے مگر وہ

الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا

ناتواں مردوں سے اور عورتوں سے اور لڑکوں سے کہ نہیں

ضعیف مرد، عورتیں اور بچے مستثنیٰ ہیں۔ جو کوئی تدبیر نہیں کرسکتے اور نہ دوسری جگہوں

يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹۸﴾ فَاُولٰٓئِكَ

کرسکتے بہانہ اور نہیں پاتے راہ پس یہ لوگ

کے راستوں سے واقف ہیں امید ہے

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾

شتاب ہے اللہ یہ کہ معاف کرے ان سے اور ہے اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ولی

کہ ان لوگوں کو اللہ بخش دے اور اللہ درگزر کرنے والا اور بخشنے والا ہے

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا

اور جو کوئی وطن چھوڑ کر جاوے بیچ راہ اللہ کے پاوے گا بیچ زمین کے جگہ بہت

اور جو اللہ کی راہ میں وطن (عزیز) کو چھوڑ دے۔ وہ بہت سی عیشتیں اور فراخی حاصل کرے گا

وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ

اور کشادگی اور جو کوئی نکلے گھر اپنے سے وطن چھوڑ کر طرف اللہ کے اور

اور جو اپنے گھر کو چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول کی طرف نکلے۔ پھر اسے موت

رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ

رسول اس کے کے پھر پالیوے اس کو موت پس تحقیق پڑا ثواب اسکا اوپر (ذمے) اللہ کے

آگھیرے تو اس کا اجر ثواب اللہ کے ذمہ ٹھہرا ہوگیا اور اللہ بخشنے والا

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾ ع وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ

اور ہے اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ع ۱۴ اور جس وقت چلو تم بیچ زمین کے

اور رحم کرنے والا ہے اور جب (جہاد کے لئے) تم سفر کرو تو تم پر

فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ ق اِنْ

پس نہیں اوپر تمہارے گناہ یہ کہ کوتاہی کرو تم نماز سے اگر

کوئی گناہ لازم نہیں آتا کہ نماز میں کچھ کمی کرلو اگر تمہیں خوف ہو

خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا

ڈرو تم یہ کہ فتنہ میں ڈالیں تم کو وہ لوگ کہ کافر ہوئے تحقیق کافر ہیں واسطے

کہ کافر تمہیں کسی مصیبت میں ڈال دیں گے بلاشبہ کافر تمہارے

لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۱﴾ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ

تمہارے دشمن ظاہر ۳ اور جس وقت ہووے تو بیچ ان کے پس قائم کرے تو واسطے ان کے

کھلے دشمن ہیں اور (اے پیغمبر اسلام) جب آپ ان میں موجود ہوں اور

منزل ۱

حل لغات۔
مُرٰغَمًا صیغہ ہے ظرف کا یعنی موضع رغم الاعدا۔ یہ رغم سے لیا گیا ہے۔ اور رغم کہتے ہیں ذلت وہوان کو کیونکہ یہ مشتق ہے رغام سے اور رغام کہتے ہیں خاک کو۔ جب کوئی کسی کو ایسی چیز پہنچانا چاہتا ہے جو اسے ناگوار ہو تو اہل محاورہ بولا کرتے ہیں رغم انفہ۔ حدیث میں آیا ہے علیٰ رَغْمِ اَنْفِ اَبِیْ ذَرٍّ اور یہ اس لئے کہ انف (ناک) نہایت شریف عضو ہے اور خاک پر لے درجہ کی ذلیل تو رغم انفہ ذلت سے کنایہ ٹھہرا۔ آیت کے معنے یہ ہیں کہ جو شخص راہِ خدا میں ہجرت کرے گا وہ دوسری زمین میں جہاں ہجرت کر گیا ہے ایسی نعمت وبھلائی پائے گا جو اس کے دشمنوں کے لئے رغم انف یعنی ذلت وہوان کی موجب ہوگی۔

ہجرت کب فرض ہے

ف۱ جامع البیان صفحہ ۸۳ میں ہے کہ بعض لوگ مکہ والے مسلمان ہوئے مگر ہجرت نہ کی انہی میں رہے اور کفار مکہ انکو اپنے ہمراہ بدر میں لے آئے اور وہاں وہ مارے گئے۔ ان کے بارے میں یہ آیتیں اتریں اور اس پورے رکوع میں یہی کچھ ذکر فرمایا۔ اگرچہ نزول خاص ہے لیکن حکم عام ہے ہر اس شخص کو جو ہجرت پر قادر ہو پھر بھی مشرکوں میں پڑا رہے اور دین پر مضبوط نہ رہے بلکہ مشرکوں کے ساتھ ملا جلا رہے۔ ان کے خلاف شرع کاموں میں شریک ہوتا رہے اور نہ ان کو ان کے خلاف شرع کاموں سے روکتا ہے اور نہ وہاں سے ہجرت کرتا ہے تو ایسے لوگوں کو مرتے وقت فرشتے کہتے ہیں تم یہاں کیوں ٹھیرے رہے، کیوں نہ ہجرت کی؟ یہ جواب دیتے ہیں ہم اس محلہ شہر گاؤں سے دوسری جگہ جا نہ سکتے تھے۔ فرشتے کہتے ہیں کیا خدا کی زمین فراخ نہ تھی؟ کیوں تم نے مشرکوں قبر پرستوں پیر پرستوں مذہب پرستوں وغیرہ بے دینوں میں رہنا پسند کیا؟ یا تو ان کو انکے خلاف شرع کام سے روکتے، اگر تبلیغ نہیں کرسکتے تھے تو وہاں سے نکل جاتے اہل توحید اہل حدیث سچے مذہب والوں میں آکر رہتے۔ اس آیت میں مشرکوں سے علیحدگی اور ہجرت نہ کرنے والوں کو ظالم کہا گیا ہے۔ وہ لوگ خیال کریں جو اپنے ماں باپ اولاد رشتہ کنبہ والے بے نماز، تارک زکوٰۃ مشرکوں کو نہیں چھوڑتے انکے ساتھ بیٹی کا لین دین ہے رشتہ ناطہ رکھتے ہیں یہ ان کے اپنے ہیں، بھلا فرشتوں اور قیامت کے دن خدا رسول کو کیا منہ دکھائیں گے ابوداؤد میں ہے جو مشرکوں کے ساتھ ملا جلا رہے ان ہی کے ساتھ رہے سہے وہ بھی ان ہی جیسا ہے۔ ہاں وہ مسلمان عورتیں بچے جو بوجہ ضعف، ناتوانی بے بسی کے نہ وہ ہجرت کی تدبیر کرسکتے ہیں نہ ان کو کوئی راستہ معلوم وہ قابل معافی ہیں فقط۔

ف۲ اس آیت میں ہجرت کی ترغیب ہے اور مہاجرین کو تسلی دی جاتی یعنی جو اللہ کے لئے ہجرت کرے گا اور اپنا مکان زمین وطن چھوڑیگا تو اسکو رہنے کے لئے بہت جگہ ہے اور اس کی روزی و معیشت میں فراخی ہو ہجرت کرنے میں۔ اس بات سے نہ ڈرو کہ کہاں رہیں گے؟ کیا کھائیں گے یا کہیں راستہ میں موت آجائے نہ ادھر کے رہیں نہ اُدھر کے سو اس صورت میں بھی ہجرت کا پورا پورا ثواب ملے گا اور موت تو اپنے وقت پر ہی آتی ہے وقت سے پہلے نہیں آسکتی۔ مسند احمد کی روایت میں ہے جو شخص جہاد کی نیت سے اپنے گھر سے نکلا پھر آپؐ نے اپنی تینوں انگلیوں یعنی کلمہ اور بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر فرمایا کہاں ہے مجاہد وہ اپنی سواری پر سے گر پڑا یا اسے کسی جانور نے کاٹ کھایا یا اپنی موت مرگیا اس ..... کا ثواب اللہ کے ذمہ ہوگیا۔ مشکوٰۃ میں ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ فَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ يَّتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ یعنی ہر عمل کا دارومدار نیت پر موقوف ہے اور ہر شخص کے لئے وہ ہے جو اس نے نیت کی۔ پس جس کی ہجرت اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف ہو اس کی ہجرت اللہ کی رضامندی اور رسولؐ کی خوشنودی کا باعث ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کے لئے ہو یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے تو اسے اصل ہجرت کا کوئی ثواب نہ ملے گا بلکہ اس کی ہجرت اسی کی طرف سمجھی جائے گی۔ یہ حدیث عام ہے ہجرت وغیرہ تمام اعمال کو شامل ہے۔ طبرانی میں ہے آپؐ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو میرے وعدوں کو سچا جان کر میرے رسولوں پر ایمان لاکر میری راہ میں غزوہ کرنے کو نکلا وہ اللہ کی ضمانت میں ہے۔ اب جس طرح بھی فوت ہوگا وہ شہید ہے۔ ابویعلیٰ میں ہے جو حج کے لئے نکلا اور راہ میں مرگیا قیامت تک اس کے لئے حج کا ثواب لکھا جاتا ہے اسی طرح عمرہ اور جہاد کرنے والوں کے لئے بھی (ابن کثیر) بخاری مسلم کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے ننانوے آدمیوں کو قتل کیا پھر ایک عابد کو قتل کرکے سو پورے کئے۔ پھر ایک عالم سے پوچھا کہ کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ اس نے کہا تیری توبہ کے اور تیرے درمیان کوئی چیز حائل نہیں تو اپنی بستی سے ہجرت کرکے فلاں شہر چلا جا جہاں خدا کے عابد بندے رہتے ہیں چنانچہ یہ ہجرت کرکے اس طرف چلا۔ راستہ میں ہی تھا کہ موت آگئی۔ رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں اس کے بارے میں اختلاف ہوا۔ یہ تو کہہ رہے تھے کہ یہ شخص توبہ کرکے ہجرت کے لئے چل کھڑا ہوا اور وہ کہہ رہے تھے یہ وہاں پہنچا تو نہیں۔ پھر انھیں حکم ہوا کہ وہ اس طرف کی اور اُس طرف کی زمین کی پیمائش کریں۔ جس بستی سے یہ قریب ہو اس کے رہنے والوں میں اسے ملا دیا جائے پھر زمین کو خدا نے حکم دیا کہ بری بستی کی جانب سے دور ہوجائے اور نیک بستی والوں کی طرف قریب ہوجائے۔ جب زمین ناپی گئی تو توحید والوں کی بستی سے ایک بالشت برابر قریب نکلی اور اسے رحمت کے فرشتے لے گئے فقط۔ (باقی فائدہ صفحہ ۱۳۶ میں دیکھئے)

الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ قف

نماز پس چاہیے کہ کھڑی ہوئے ایک جماعت انہیں سے ساتھ تیرے اور چاہیے کہ لیویں ہتھیار اپنے

ان کو نماز پڑھائیں تو چاہیے کہ ان میں سے ایک گروہ آپ کے ساتھ کھڑا

فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ص وَلْتَاْتِ

پس جسوقت سجدہ کرلیں پس چاہیے کہ ہو جاویں وہ پیچھے تمہارے اور چاہیے کہ آوے

ہو جائے اور اپنے ہتھیار لئے رہیں۔ پھر جب وہ سجدہ کر چکیں تو وہ پیچھے ہٹ جائیں۔

طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا

ایک جماعت دوسری کہ نہیں نماز پڑھی انہوں نے پس نماز پڑھیں ساتھ تیرے اور چاہیے کہ لیویں

اور دوسرا گروہ جس نے (ابھی تک) نماز نہیں پڑھی، آئے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھے۔

حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ج وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ

بچاؤ اپنا اور ہتھیار اپنے دوست رکھتے ہیں وہ جو کافر ہیں کاش کہ غافل ہو تم

اور چاہیے کہ ہوشیار رہے اور ہتھیار لئے رہے۔ کافر تو یہی پسند کرتے ہیں۔ کہ اگر تم اپنے

عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً

ہتھیاروں اپنے سے اور اسباب اپنے سے پس جھک آویں اوپر تمہارے جھک آنا

ہتھیاروں سے اور سامان جنگ سے غافل ہو جاؤ۔ تو یکبارگی تم پر

وَّاحِدَةً ط وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ

یکبارگی اور نہیں گناہ اوپر تمہارے اگر ہو تم کو ایذا

ٹوٹ پڑیں اور اس بات میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔

مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ج وَخُذُوْا

مینہ سے یا ہو تم بیمار یہ کہ رکھ دو تم ہتھیار اپنے اور لو

کہ تم ایسی حالت میں اپنے ہتھیار اتار رکھو جب تمہیں بارش

حِذْرَكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿١٠٢﴾ فَاِذَا

بچاؤ اپنا تحقیق اللہ نے تیار کیا ہے واسطے کافروں کے عذاب رسوا کرنیوالا ف پس جب

کی وجہ سے کوئی تکلیف ہو یا بیمار ہو اور ہوشیار رہو بیشک اللہ نے کافروں کیلئے رسوائی عذاب تیار کر رکھا ہے پھر جب

قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ج

تمام کر چکو تم نماز کو پس یاد کرو تم اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اوپر کروٹوں اپنی کے

تم نماز ختم کر چکو تو، ادا کر چکو تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) اللہ کو

فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ج اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ

پس جب آرام پاؤ تم پس سیدھا کرو تم نماز کو تحقیق نماز ہے

یاد کرو۔ اور جب تمہیں اطمینان ہو تو (پوری) نماز ادا کرو

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿١٠٣﴾ وَلَا تَهِنُوْا فِى ابْتِغَآءِ

اوپر مسلمانوں کے لکھی ہوئی وقت مقرر کی ہوئی ع ۲ اور مت سستی کرو تم بیچ ڈھونڈنے

بلاشبہ نماز مومنوں پر بہ قید وقت فرض کر دی گئی ہے اور تم دشمنوں کا پیچھا کرنے میں

حل لغات۔ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔ کتاب مصدر ہے معنی میں مکتوب کے اور موقوت مؤقت کے یعنی مسلمانوں پر اوقات مقررہ میں نماز فرض کی گئی ہے۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۱۳۵)

نماز قصر وخوف کا بیان۔ ف۳ جامع ترمذی صفحہ ۱۴۲ جلد دوم میں ہے یعلیٰ بن امیہؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے سفر میں نماز قصر کرنے کے حکم میں یہ قید لگائی ہے کہ اگر تم کو خوف ہو اور اب تو غلبہ ہو گیا ہے کسی دشمن کا خوف نہیں رہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ شبہ مجھ کو بھی ہوا تھا۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کیا تو آپؐ نے فرمایا یہ اللہ کا احسان اور بخشش ہے اس کی بخشش قبول کرو۔ سفر سے ہر مباح سفر مراد ہے چھوٹا ہو یا بڑا، سفر جہاد ہو یا تجارت کوئی سفر ہو۔ بس جس کو عرف عام میں سفر کہیں اس میں نماز کا قصر کرنا سنت اور افضل ہے، پوری پڑھنا جائز۔ ایک حدیث میں تین میل اور نو میل کا ذکر آیا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مدینہ سے مکہ تشریف لے گئے تو تین میل پر نماز قصر کی۔ نسائی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ مکہ مدینہ کے درمیان باوجود امن کے ہم نے دو دو رکعتیں پڑھیں۔ ایک حدیث میں ہے دشمن کا خوف نہ تھا پھر بھی آپؐ نے نماز قصر کی۔ بخاری میں ہے واپسی کے وقت بھی راہ میں دو رکعت قصر پڑھتے رہے۔ مسند احمد میں ہے ہم نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ منیٰ میں ظہر وعصر کی نماز قصر پڑھی ہے حالانکہ ہم بکثرت اور پُر امن تھے۔ اور سفر میں دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا بھی جائز درست ہے وہ اس طرح کہ حالات کے پیش نظر ظہر کے ساتھ ہی عصر کی نماز بھی پڑھ لی جائے اور مغرب کی نماز کے ساتھ ہی نماز عشاء بھی ادا کر لی جائے یا عصر کے وقت ظہر اور عصر، اسی طرح عشاء کے وقت مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر کے پڑھنا احادیث سے ثابت ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں جمع بین الصلوٰتین کا مسئلہ ابواب قصر میں داخل کیا ہے کیونکہ مسافر کیلئے سفر میں جمع بھی ایک طرح کی سہولت ہے جیسے قصر میں سہولت ہے۔ مسئلہ ہذا تمام کتب حدیث میں موجود ہے لیکن عدم گنجائش کی بنا پر --- صرف ایک حدیث درج کی جا رہی ہے۔ جامع ترمذی وابوداؤد میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ فِیْ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ زَیْغِ الشَّمْسِ اَخَّرَ الظُّھْرَ اِلٰی اَنْ یَّجْمَعَھَا اِلَی الْعَصْرِ فَیُصَلِّیْھِمَا جَمِیْعًا وَاِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ زَیْغِ الشَّمْسِ عَجَّلَ الْعَصْرَ اِلَی الظُّھْرِ وَصَلَّی الظُّھْرَ وَالْعَصْرَ جَمِیْعًا ثُمَّ سَارَ وَکَانَ اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ اَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰی یُصَلِّیَھَا مَعَ الْعِشَآءِ وَاِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ عَجَّلَ الْعِشَآءَ فَیُصَلِّیْھَا مَعَ الْمَغْرِبِ یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سفر غزوہ تبوک میں اگر آفتاب کے ڈھلنے کے قبل سوار ہوتے تو ظہر کو مؤخر کر کے عصر سے ملا کر پڑھتے اور اگر آفتاب کے ڈھلنے بعد سوار ہوتے تو عصر کو ظہر کے وقت میں ظہر کے ساتھ پڑھتے اور اگر غروب آفتاب سے قبل سوار ہوتے تو مغرب کو مؤخر کر کے عشاء کے ساتھ پڑھتے۔ اور اگر بعد غروب آفتاب سوار ہوتے تو عشاء کو بھی مغرب کے ساتھ ہی پڑھ لیتے فقط۔

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ پہلے نماز سفر کا بیان تھا اب نماز خوف کا بیان ہے یعنی کافروں کی فوج مقابلہ میں ہو تو مسلمانوں کی فوج دو حصہ ہو جائے۔ ایک حصہ امام کے ساتھ آدھی نماز پڑھ کر دشمن کے مقابلہ میں جا کھڑا ہو اور دوسرا نصف حصہ آکر امام کے ساتھ باقی پڑھ لے۔ امام کے سلام کے بعد اپنی اپنی باقی ماندہ رکعت پوری کر لیں۔ اس حالت میں نماز کے اندر آمد ورفت معاف ہے اور ہتھیار اپنے ساتھ رکھنے کا بھی اشارہ فرمایا کہ کفار موقع پا کر حملہ نہ کر دیں۔ اور اگر اس قدر بھی فرصت نہ ہو تو جماعت موقوف کریں تنہا پڑھ لیں پیادہ اور سوار باشارہ سب جائز ہے۔ ترمذی صفحہ ۱۴۴ جلد دوم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضجنان اور عسفان کے درمیان اترے ہوئے تھے۔ مشرکوں نے کہا مسلمانوں کو ایک نماز بہت پیاری ہے۔ جب یہ اس نماز میں مصروف ہو جائیں تو ایک دم ان پر حملہ کر دو۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت نماز خوف کی ترکیب نازل فرمائی۔ پس آپؐ نے اسی کے موافق نماز پڑھی۔ نماز خوف کے حدیثوں میں کئی طریقے آئے ہیں جیسا موقع ہو اسی کے مطابق پڑھ لینی چاہئے۔ ایک صورت یہ کہ دو صفوں میں سب شریک ہو جائیں۔ جب پہلی صف والے پہلی رکعت کا رکوع کر چکیں تو پہلی صف امام کے ساتھ سجدہ کرے اور دوسری صف والے کھڑے رہیں۔ جب امام اور پہلی صف سجدہ سے فارغ ہو جائیں تب دوسری صف سجدہ کرے اس کے بعد اگلی صف پیچھے اور پچھلی صف آگے آ جائے اور دوسری رکعت کا رکوع سب ساتھ کریں اور سجدہ پہلی ہی ترکیب سے کریں پھر التحیات سے فارغ ہو کر سب سلام پھیر دیں۔ اور ایک صورت یہ ہے کہ امام دو رکعت آدھے لوگوں کو پڑھا دے اور دو رکعت باقی آدھے کو پڑھا دے۔ اس طرح امام کی چار رکعت اور مقتدیوں کی دو دو رکعت ہوئیں (جامع صفحہ ۸۴ و حدیث التفاسیر) اس آیت میں اللہ نے اپنے نبی کو فرمایا جب تم موجود ہو تو تم نماز پڑھاؤ۔ اول تو لفظ اِذَا سے ہی معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اور ہر جگہ حاضر ناظر نہیں تھے پھر جب کہ آپؐ فوت ہو گئے تو یہ سوال ہی ختم۔ جو لوگ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر سمجھتے ہیں اور آپؐ کا مولود کر کے آپؐ کو حاضر ناظر خیال کرتے ہوئے آپؐ کے لئے قیام تعظیمی کر کے مشرک اور بدعتی بنتے ہیں ——— اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ناظر ہیں تو یہ لوگ اپنی مسجدوں میں امام کیوں مقرر کر کے ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں جب کہ اس آیت میں اللہ فرما رہا ہے اے نبی! تم نماز پڑھاؤ تمہاری موجودگی میں منصب امامت کسی اور کا حق نہیں۔ معلوم ہوا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر جگہ حاضر ناظر نہیں بلکہ آپ اپنی قبر میں مدفون ہیں جنت کے عیش وآرام میں ہیں۔ آپ کسی مجلس مولود وغیرہ میں جنت کے عیش چھوڑ کر نہیں آتے۔ مجلس مولود کا قیام غلط ناجائز اور شرک ہے بس (باقی فائدہ صفحہ ۱۳۷ پر دیکھئے)

الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ یَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَ

قوم کے اگر ہو تم درد کھینچتے پس تحقیق وہ بھی درد کھینچتے ہیں جیسے درد کھینچتے ہو تم اور

ہمت نہ ہارو۔ اگر تمہیں دکھ پہنچتا ہے۔ تو انہیں بھی اسی طرح دکھ پہنچتا ہے جس طرح تمہیں پہنچتا ہے اور

تَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا یَرْجُوْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا (١٠٤) اِنَّاۤ ١٥ ع ١٢

امید رکھتے ہو تم اللہ سے جو کچھ کہ نہ امید رکھتے وہ اور ہے اللہ جاننے والا حکمت والا تحقیق

(سب سے بڑی بات یہ ہے کہ) تمہیں اللہ سے ایسی امیدیں ہیں جو ان کو نہیں اور اللہ کو ہر بات کا علم ہے اور اسکے ہر کام میں حکمت ہے (اے

اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰىكَ

نازل کی ہم نے طرف تیرے کتاب ساتھ حق کے تو کہ حکم کرے تو درمیان لوگوں کے ساتھ اس چیز کے کہ دکھلایا ہے

پیغمبر اسلام) ہم نے (یہ) کتاب آپ کی طرف حق (و صداقت) کے ساتھ نازل کی ہے تاکہ اللہ نے آپ کو جو کچھ دکھا دیا ہے اسکے مطابق

اللّٰهُ ؕ وَ لَا تَكُنْ لِّلْخَآىٕنِیْنَ خَصِیْمًا (١٠٥) وَّ اسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

تجھ کو اللہ اور نہ ہو خیانت کرنیوالوں کی طرف سے جھگڑنے والا اور بخشش مانگ اللہ تعالیٰ سے تحقیق اللہ

آپ لوگوں میں فیصلہ کریں۔ اور خیانت کرنیوالوں کی طرفداری میں جھگڑا کرنیوالے نہ بنیں اور اللہ سے مغفرت مانگو بیشک اللہ

كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (١٠٦) وَ لَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِیْنَ یَخْتَانُوْنَ

ہے بخشنے والا مہربان اور مت جھگڑ تو ان لوگوں کی طرف سے کہ خیانت کرتے ہیں

بخشنے والا اور رحم کرنیوالا ہے اور ان لوگوں سے جھگڑا مت کرو جو اپنی جانوں سے خیانت کرتے ہیں۔ یقین

اَنْفُسَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِیْمًا (١٠٧) یَّسْتَخْفُوْنَ

جانوں اپنی کو تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا اس شخص کو کہ ہے خیانت کرنیوالا گنہگار چھپتے ہیں

رکھو کہ اللہ اس شخص کو دوست نہیں رکھتا جو خیانت کرنیوالا اور معصیت میں ڈوبا ہوا ہو (ایسے لوگ گناہ ہوکر)

مِنَ النَّاسِ وَ لَا یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَ هُوَ مَعَهُمْ اِذْ یُبَیِّتُوْنَ

لوگوں سے اور نہیں چھپ سکتے اللہ تعالیٰ سے اور وہ ساتھ انکے ہے جس وقت مشورت کرتے

انسانوں سے چھپاتے ہیں اور اللہ سے نہیں چھپاتے۔ حالانکہ جب وہ ایسی باتوں کے طے کرتے ہیں راتیں گزار دیتے ہیں

مَا لَا یَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطًا (١٠٨)

ہیں وہ جس کو نہیں پسند کرتا وہ بات سے اور ہے اللہ تعالیٰ ساتھ جو کچھ کہ کرتے ہیں وہ گھیرنے والا

جو اسے پسند نہیں تو وہ انکے ساتھ ہوتا ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اس کے احاطہ علم میں ہے۔

هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۫ فَمَنْ

ہاں تم وہ لوگ ہو کہ جھگڑے کیے تم نے انکی طرف سے بیچ زندگانی دنیا کے پس کون

دیکھو! تم وہ لوگ ہو۔ جو دنیا کی زندگی میں ان لوگوں کی طرف سے جھگڑتے ہو مگر کون ہے

یُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَمْ مَّنْ یَّكُوْنُ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا (١٠٩)

جھگڑے گا اللہ سے انکی طرف سے دن قیامت کے یا کون شخص ہوگا اوپر ان کے کارساز

جو قیامت کے دن اللہ کے ساتھ ان کی طرف جھگڑے گا۔ یا کون ہے جو اس دن ان کا وکیل بنے گا

وَ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ

اور جو کوئی کام کرے برا یا ظلم کرے جان اپنی کو پھر بخشش مانگے اللہ سے پاوے گا اللہ کو

اور جو بھی گناہ کرے یا اپنے اوپر ظلم ڈھائے۔ پھر اللہ سے معافی کا طلبگار ہو وہ اللہ کو بخشنے والا

حل لغات۔

لہ خَصِیْمًا معنی میں ہے مُخَاصِمًا کے اور یہ لیا گیا ہے خصم سے اور خصم کہتے ہیں کسی چیز کی طرف اور ناحیہ کو یہی وجہ ہے کہ اہل زبان زاویہ کے طرف کو خصم کہتے ہیں خصوم السحابۃ جوانبہا واطرافہا چونکہ دو مدعیوں اور جھگڑنے والوں میں سے ہر ایک حجت و دعوے کی ایک طرف میں ہوتا ہے اس لئے انہیں خصمین اور متخاصمین کہتے ہیں۔ کہ خَوَّانًا اَثِیْمًا دونوں صیغے مبالغہ کے ہیں۔ خوان کہتے ہیں مفرط فی الخیانۃ کو اور اثیم وہ شخص جو گناہوں میں منہمک ہو۔ پہلا صیغہ فعّال کے وزن پر ہے جیسے ضَرّاب عَلّام اور دوسرا فعیل کے جیسے عظیم کریم رحیم وغیرہ۔ سہ یُبَیِّتُوْنَ صیغہ جمع مذکر غائب مضارع باب تفعیل اجوف یائی۔ بیت مادہ۔ اس کی لغوی تحقیق قدرے بسط کے ساتھ بَیَّتَ طَآئِفَۃٌ

مِّنْهُمْ غَیْرَ الَّذِیْ تَقُوْلُ میں گزر چکی وہاں ملاحظہ ہو۔ کہ یَرْضٰى اصل میں تھا یَرْضَوُ واو ثلاثی میں چوتھی جگہ واقع ہونے کی وجہ سے ے سے بدل گیا اور ے ماقبل کے مفتوح ہونے کے سبب سے الف سے بدل ہو گئی۔ ھے هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ. ھا تنبیہ کے لئے ہے۔ اَنْتُمْ مبتدا، هٰۤؤُلَآءِ خبر جٰدَلْتُمْ جملہ مبینہ۔ اور ممکن ہے کہ اولا اسم

(بقیہ فائدہ صفحہ ۱۳۶، وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ فقط۔

ف۱ یعنی جب خوف جاتا رہے اور خاطر جمع ہو جاوے یعنی اطمینان حاصل ہو جائے تو نماز پڑھو نہایت اطمینان خشوع خضوع اور تعدیل ارکان و محافظت اداب کے ساتھ جیسا کہ امن کی حالت میں پڑھنی چاہئے۔ بیشک نماز فرض ہے وقت معین میں یعنی وقت بوقت۔ یوں نہیں کہ وقت ضائع کر کے بے وقت نماز پڑھ لی اپنی تجارت کاروبار میں مصروف رہے یا بیٹھے رہے۔ اب جب دیکھا سورج غروب ہونے کو آیا تو اُٹھے اور مرغ کے سے چار ٹھونگ لگا ئے بس چلے اُٹھا نے مصلی ہو گئی نماز نہیں ہرگز نہیں میرے بھائیو! یہ تو منافق کی نماز ہے جس کا پورا بیان اس پارہ کے آخر میں آئیگا انشاء اللہ۔ وہ نماز عند اللہ قبول ہے جو وقت پر اور سنت کے مطابق پڑھی جائے۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا پورا اور مفصل نقشہ درکار ہو تو میرے والد ماجد نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ کی تصنیف لطیف بنام "ہدایۃ النبی" جو دفتر صحیفۂ اہلحدیث کراچی سے مل سکتی ہے پڑھو انشاء اللہ نماز صحیح ہو جائے گی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مَوْقُوْت کے معنے مفروض کے کئے ہیں۔ فتح البیان میں ہے اللہ کو یاد کرو کھڑے بیٹھے لیٹے رات دن، بحر و بر، سفر و حضر حالت غناء، فقر، سقم، صحت، پوشیدگی اور ظاہر غرض کہ ہر حال میں اللہ کی یاد سے غافل نہ رہو یعنی نماز نہ چھوڑو جو اللہ کی طرف سے بندوں پر فرض ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کا ذکر عَلٰی کُلِّ اَحْیَانِہٖ ہر حال اور ہر وقت کیا کرتے تھے (بخاری)

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ ترجمان میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ یہ کہے کہ حکم کیا میں نے جو مجھ کو اللہ نے حکم کیا کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ سب کی رائے ظن ہے نہ کہ علم۔ ہاں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سمجھ رائے اجتہاد سے انصاف اور حکم کرنے کا اختیار تھا۔ اس کی دلیل بخاری کی وہ حدیث ہے کہ آپؐ نے اپنے دروازے پر جھگڑنے والوں کی آواز سُنی تو آپؐ باہر تشریف لائے اور فرمایا میں ایک انسان ہوں جو سنتا ہوں اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں۔ بہت ممکن ہے کہ ایک شخص بہت چرب زبان ہو اور میں اس کو سچ اور صحیح جان کر اس کے حق میں فیصلہ کر دوں حقیقت میں وہ حق دار نہیں تو وہ سمجھ لے کہ وہ فیصلہ اس کے لئے جہنم کا ٹکڑا ہے۔ اب اسے اختیار ہے لے لے یا چھوڑ دے۔ معلوم ہوا قرآن و حدیث کے بالمقابل کسی دوسرے کی رائے قیاس پر چلنا منع ہے۔ جو رائے کتاب و سنت کے مطابق ہو گی مانی جائے گی۔ جو خلاف ہو گی وہ مردود ہو گی۔ ان آیتوں میں ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے وہ یہ کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں ایک انصاری کی زرہ آٹے کی بوری میں رکھی تھی وہ چوری ہو گئی جس کی تلاش شروع ہوئی۔ آٹے کا نشان طعمہ بن ابیرق نامی شخص کے گھر سے ایک یہودی زید نامی شخص کے گھر تک پہنچ رہا تھا طعمہ کے گھر نہ ملی یہودی کے ہاں نکلی۔ یہودی نے کہا مجھے تو طعمہ ہی نے دی ہے اور وہ اپنی برأت ظاہر کرتا ہے حالانکہ چور طعمہ ہے۔ طعمہ کی قوم نے رات مشورہ کیا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے طعمہ کے بری ہونے کی ہم گواہی دیں گے تاکہ طعمہ بری ہو جائے اور یہودی چور ٹھیرے۔ صبح ایسا ہی کیا تب ان آیتوں میں اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر دی حقیقت میں طعمہ ہی چور تھا فقط۔

---

* موصول بمعنی الذی ہوا اور جادلتم صلہ۔ موصول صلہ سے ملکر خبر۔ جَادَلْتُمْ ماخوذ ہے جدل سے اور جدل لغت میں کہتے ہیں سخت مخاصمت کو۔ رسّی کے بل نہایت سخت ہوتے ہیں تو جدل الحبل اور مضبوط محکم کیا وے کو رجل مجدول کہتے ہیں باز کو اَجدل اسی واسطے کہتے ہیں کہ وہ قوت میں تمام پرندوں سے زیادہ شدید و سخت ہوتا ہے۔

غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَمَنْ یَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا یَكْسِبُهٗ عَلٰی

بخشنے والا مہربان ﴿فلا﴾ اور جو کوئی کماوے گناہ پس سوائے اسکے نہیں کہ کماتا ہے اسکو اوپر

اور رحم کرنے والا پائے گا۔ اور جو بدی کا ارتکاب کرتا ہے۔ تو اپنی ہی جان پر ظلم کرتا ہے اور اللہ

نَفْسِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ یَّكْسِبْ خَطِیْٓئَةً اَوْ

جان اپنی کے اور ہے اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا اور جو کوئی کماوے ـلہ خطا یا

کو ہر بات کا علم ہے اور اس کے ہر کام میں حکمت ہے اور جس سے تقصیر ہو جاتے یا گناہ سرزد

اِثْمًا ثُمَّ یَرْمِ بِهٖ بَرِیْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ﴿۱۱۲﴾ وَلَوْ

گناہ پھر تہمت لگادے ساتھ اسکے بےگناہ کو پس تحقیق اٹھایا اس نے ـلہ بہتان اور گناہ ظاہر ﴿ولا﴾ اور اگر

ہو پھر وہ اسے کسی بےگناہ کے سر تھوپ دے تو اس نے ایک بہتان باندھا اور کھلے گناہ کا مرتکب ہوا (اور اے

لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ

نہ ہوتا فضل اللہ تعالیٰ کا اوپر تیرے اور رحمت اسکی البتہ قصد کیا تھا ایک جماعت نے انہیں سے

پیغمبر اسلام) اگر آپ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی۔ تو ان میں سے ایک گروہ نے ارادہ کر ہی

اَنْ یُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا یُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا یَضُرُّوْنَكَ

یہ کہ بہکادیں تجھ کو اور نہ بہکاویں وہ مگر جانوں اپنی کو اور نہیں ضرر پہنچاویں گے تجھ کو

لیا تھا کہ آپ کو غلط راستے پر ڈال دیں اور یہ لوگ صرف اپنے آپ کو گمراہ کر رہے ہیں اور آپ کو کچھ بھی نقصان نہیں

مِنْ شَیْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ

کچھ اور اتاری اللہ تعالیٰ نے اوپر تیرے کتاب اور حکمت اور سکھایا تجھ کو جو کچھ کہ نہ

پہنچا سکتے اور اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور آپ کو وہ باتیں سکھائی ہیں۔ جو آپ کو اس سے پہلے معلوم

تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا ﴿۱۱۳﴾ لَا خَیْرَ

تھا تو جانتا اور ہے فضل اللہ کا اوپر تیرے بڑا ﴿ولا﴾ نہیں ہے بھلائی

نہ تھیں۔ اور آپ پر اس کا بہت ہی بڑا فضل ہے ان لوگوں کی

فِیْ كَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ

بیچ بہت ـسہ مشورتوں انکی کے مگر وہ شخص کہ حکم کرے ساتھ خیرات کے یا ساتھ اچھی بات کے

سرگوشیوں میں کوئی بھلائی کی بات نہیں ہوتی۔ سوا اس شخص کے کہ اس نے خیرات دینے کی، یا اور

اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَیْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ

یا صلح کر دینے کے درمیان لوگوں کے اور جو کوئی کرے یہ واسطے ڈھونڈنے

نیک کام کرنے کی، یا لوگوں کے درمیان میل ملاپ کی ترغیب دی ہو اور جو اللہ کی خوشنودی

مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَمَنْ یُّشَاقِقِ

رضامندی اللہ تعالیٰ کے پس البتہ دیویں گے ہم اسکو ثواب بڑا ﴿فلا﴾ اور جو کوئی برخلاف کرے

کی طلب میں ایسا کام کریگا۔ تو ہم اسے اجر عظیم عطا کریں گے۔ اور جو اس بات

الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ

رسول کے بعد اس کے کہ ظاہر ہوئی واسطے اسکے ہدایت اور پیروی کرے سوائے راہ

کے بعد کہ اللہ نے اس پر راہِ ہدایت کھول دی۔ رسول کی مخالفت کرے اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر دوسری

حل لغات۔ ۱۶ ع ۸ ۱۴

ـلہ خَطِیْٓئَةً اَوْ اِثْمًا۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ خطیئہ گناہِ صغیرہ اور اثم گناہِ کبیرہ کو کہتے ہیں یا یوں کہو کہ جو گناہ صرف فاعل کی ذات تک محدود رہے اسے خطیئہ کہتے ہیں اور متعدی الی الغیر گناہ کو اثم جیسے ظلم اور قتل۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ناشائستہ اور بُرے فعل کو خطیئہ کہتے ہیں عام ہے کہ اس کا صدور عمداً ہو یا خطاءً۔ اور جس کا صدور عمداً ہو اُسے اثم کہتے ہیں۔

ـلہ بُهْتَانًا کسی کی طرف ایسا جھوٹ منسوب کرنا کہ لوگ اسے سُن کر مبہوت و متحیر ہو جائیں بہتان ہے یا بتبدیل الفاظ یوں کہو کہ بہتان یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کو ایک ایسے قبیح اور منکر بات کی تہمت لگاؤ جس سے وہ بری ہے۔ ـسہ مِنْ نَّجْوٰىهُمْ نجویٰ کہتے ہیں دو آدمیوں کی باہم کانا پھوسی اور سرگوشی کو۔ پھر یا تو یہ مصدر ہے معنی میں مناجات کے بولا کرتے ہیں نَاجَیْتُ الرَّجُلَ مُنَاجَاةً۔ اور یہی معنے ہیں مَا یَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَةٍ۔ الآ امور الغیم کے یا جمع ہے نجی کی کما قال اللہ تعالیٰ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰی۔

ف۱ منافقوں کی کم عقلی کا بیان ہو رہا ہے کہ وہ جو اپنی سیاہ کاریوں کو لوگوں سے چھپاتے پھرتے ہیں بھلا اس سے کیا نتیجہ؟ اللہ تعالیٰ سے تو پوشیدہ نہیں رکھ سکتے۔ پھر انہیں دھمکایا جا رہا ہے کہ تمہارے پوشیدہ راز بھی خدا سے چھپ نہیں سکتے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مانا کہ دنیوی حاکموں کے ہاں جو ظاہرداری پر فیصلے کرتے ہیں تم نے غلبہ حاصل کر لیا لیکن قیامت کے دن خدا کے سامنے جو ظاہر باطن کا عالم ہے تم کیا کر سکو گے۔ وہاں جھوٹے وکیل کہاں سے لا کر اپنی تائید کے لئے کھڑے کرو گے۔ مطلب یہ ہے کہ اس دن تمہاری کچھ نہیں چلے گی وہاں تو يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ وہ دن ہوگا کہ سارے بھید کھول کر رکھ دیئے جائیں گے۔ سُوْءًا اور ظلم سے بڑے و چھوٹے گناہ مراد ہیں۔ گناہ کیسا ہی ہو اس کا علاج توبہ و استغفار ہے۔ ہر وہ شخص جو اپنے رب کی طرف جھکے اور توبہ کرے تو رب بھی اپنی وسعتِ رحمت سے اس کے گناہ کو ڈھانپ لیتا ہے خواہ گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ آسمان زمین پہاڑوں سے بھی بڑے کیوں نہ ہوں۔ بنو اسرائیل میں جب کوئی گناہ کرتا تو اس کے دروازہ پر قدرتی اس کا کفارہ لکھا ہوا ہوتا۔ اسی طرح اگر کپڑے پر پیشاب لگ جاتا تو حکم تھا اتنا کپڑا کتر ڈالیں تب معافی ہے وہ لوگ ایسا ہی کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آسانی فرما دی کہ پانی سے دھو لینا ہی کپڑے کی پاکی ہے اور توبہ و استغفار کرنا نادم رہنا گناہ کی معافی رکھی۔ ایک حدیث میں ہے گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اس نے گناہ کئے ہی نہیں۔ . . . ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جس نے سورۂ نساء کی دو آیتیں، ایک یہ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اور وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ پڑھ کر استغفار کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے۔ گناہ کی معافی تلافی کا حدیث شریف میں ایک طریقہ یہ بھی آیا ہے کہ اگر کسی مسلمان سے کوئی گناہ عظیم سرزد ہو تو اس کی بھی معافی ہے چنانچہ شرح السنہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْٓ اَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِيْمًا فَهَلْ لِيْ مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍّ قَالَ لَا قَالَ وَهَلْ لَكَ مِنْ خَالَةٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَبِرَّهَا (ترمذی۔ مشکوٰۃ باب البر) یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا حضور! مجھ سے بہت بڑا گناہ ہو گیا ہے اس کی معافی کا کوئی طریقہ بتائیے۔ آپ نے فرمایا تیری والدہ حیات ہے کہا، نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کیا خالہ ہے؟ اس نے کہا جی ہاں خالہ موجود و حیات ہے تو آپ نے فرمایا خالہ کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کر۔ معلوم ہوا کہ گناہ کی توبہ یہ بھی ہے کہ اپنی ماں کے ساتھ سلوک کرو۔ ماں نہ ہو تو خالہ کے ساتھ۔ اس طرح ان شاء اللہ گناہ معاف ہو جائیں گے فقط۔

ف۲ یعنی جس نے چھوٹا یا بڑا گناہ کر کے کسی بے گناہ کے ذمہ لگایا تو اس پر دو گناہ لازم آ گئے ایک جھوٹی تہمت دوسرا وہ اصلی گناہ بہتان وہ کذب ہے جو بری پر لگایا گیا ہو جس سے وہ بے چارہ مبہوت و متحیر رہ گیا (فتح۔ ابن کثیر وغیرہ)

ف۳ طَآئِفَةٌ سے مراد بنی ظفر ہیں۔ قوم طعمہ جنھوں نے بنی ابیرق کی مدد کی تھی وہ چاہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عدل کی راہ چوک جائیں۔ فیصلہ مقدمہ میں دھوکہ کھا جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس دھوکہ کا وبال ان ہی کی جان پر ہے کیونکہ وہ معاون علی الاثم ہوئے ہیں تمہارا کچھ نقصان نہیں ہے تم پر تو ہم نے کتاب بھیجی حکمت اتاری جو تم نہ جانتے تھے وہ تم کو سکھایا۔ یہ ہمارا فضل ہے (فتح البیان)

ف۴ لوگوں کے اکثر کلام بے خیر ہوتے ہیں سوائے ان کے جن کی باتیں خیرات کرنے کی اچھائی کی لوگوں میں میل جول ملاپ کی ہوں۔ ابو داؤد میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین موقعوں پر لوگوں کو ان باتوں کی اجازت دی ہے جہاد میں لوگوں کے درمیان اصلاح کرانے میں میاں بیوی کو آپس کی باتوں میں۔ اور حدیث میں ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالصَّلٰوةِ قَالَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ یعنی کیا میں تمہیں ایک ایسا عمل بتاؤں جو (نفل) روزہ نماز اور صدقہ سے افضل ہے۔ لوگوں نے خواہش کی تو آپ نے فرمایا وہ آپس میں اصلاح کرنا ہے۔ اور آپس کی پھوٹ ایسی بری بلا ہے کہ نیکیوں کو ایسا برباد کر دیتی ہے جیسا کہ استرہ بالوں کو مونڈ ڈالتا ہے کچھ بھی باقی نہیں چھوڑتا۔ اور ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط سے روایت ہے قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُوْلُ خَيْرًا وَيَنْمِيْ خَيْرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ مُسْلِمٌ قَالَتْ وَلَمْ اَسْمَعْهُ تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَخِّصُ فِيْ شَيْءٍ مِمَّا يَقُوْلُ النَّاسُ كَذِبًا اِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ اَلْحَرْبِ وَالْاِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ وَحَدِيْثِ الرَّجُلِ امْرَاَتَهٗ وَحَدِيْثِ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا وَذُكِرَ حَدِيْثُ جَابِرٍ اِنَّ الشَّيْطٰنَ قَدْ اَيِسَ فِيْ بَابِ الْوَسْوَسَةِ (مشکوٰۃ باب ما ینہی من التهاجر) یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر لوگوں باہم صلح صفائی کرانے سے جھوٹ بھی بولنا پڑے تو سلوک صفائی کرا دینی چاہئے عند اللہ یہ جھوٹ نہیں ہے۔ اور یاد رکھو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے بھلی باتیں جو کرے وہ اجر عظیم پائے گا (ابن کثیر وغیرہ)

الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۱۱۵ ع ۱۷

مسلمانوں کے متوجہ کریں گے ہم اس کو جدھر متوجہ ہوا ہے اور داخل کریں گے ہم اسکو دوزخ میں اور بری ہے جگہ پھرنے کی

راہ چلنے لگے تو ہم اسے اسی طرف پھیر دیتے جس طرف وہ پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں پہنچا دیتے جو بہت ہی بری جگہ ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ

تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا یہ کہ شریک لایا جائے ساتھ اسکے اور بخشتا ہے علاوہ اس کے واسطے جسے

یقین رکھو اللہ اس بات کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے سوا (جو کچھ) جسے چاہے گا

يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا ۢ بَعِيْدًا ۱۱۶

چاہے اور جو کوئی شریک لادے ساتھ اللہ کے پس تحقیق گمراہ ہوا گمراہی دور ف ۲

بخشدیگا اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا وہ راہ راست سے دور بھٹک گیا

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا

نہیں پکارتے وہ سوائے اس کے مگر عورتوں کو اور نہیں پکارتے وہ مگر

یہ اللہ کو چھوڑ کر یا تو صرف دیویوں کو پکارتے ہیں اور صرف شیطان کو جو

شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ۱۱۷ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ

شیطان سرکش کو لعنت کی ہے اسکو اللہ تعالیٰ نے اور کہا اس نے البتہ لوں گا میں

سرکش ہے۔ جس پر اللہ نے لعنت کر رکھی ہے اور شیطان نے کہا کہ میں تیرے

عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۱۱۸ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ

بندوں تیرے سے ایک حصہ مقرر ف ۳ اور البتہ گمراہ کروں گا میں انکو اور البتہ آرزو دلاؤں گا میں انکو

بندوں سے ضرور ایک مقررہ حصہ لوں گا۔ اور انہیں یقیناً گمراہ کر دونگا۔ اور (باطل)

وَّلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ

اور البتہ حکم کرونگا میں انکو پس البتہ کاٹیں گے وہ کان جانوروں کے اور البتہ حکم کروں گا میں انکو

آرزوؤں میں الجھا دونگا۔ اور میں ان کو تعلیم دونگا۔ کہ وہ بتاں کے جانوروں کے کان چھیدیں گے اور

فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا

پس پھیر ڈالیں گے وہ پیدائش خدا کی کو اور جو کوئی پکڑے شیطان کو دوست

(اسی طرح) انہیں حکم دونگا۔ تو وہ خدا کی بنائی ہوئی صورتوں میں بھی تغیر و تبدل کر دینگے

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۱۱۹ يَعِدُهُمْ

سوائے اللہ تعالیٰ کے پس تحقیق ٹوٹا پایا اسنے ٹوٹا پانا ظاہر ف ۴ وعدہ دیتا ہے ان کو

اور جو اللہ کے سوا شیطانوں کو دوست بنائے وہ کھلے گھاٹے میں پڑ گیا۔ شیطان ان کو وعدے

وَيُمَنِّيْهِمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۱۲۰ اُولٰٓئِكَ

اور آرزوئیں دلاتا ہے انکو اور نہیں وعدہ دیتا ہے انکو شیطان مگر فریب کا یہ لوگ

دیتا اور (باطل) آرزوؤں میں الجھاتا ہے اور وہ ان سے جو وعدے کرتا ہے وہ نرا فریب ہی فریب ہے۔ یہی لوگ

مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۫ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ۱۲۱ وَالَّذِيْنَ

جگہ انکی دوزخ ہے اور نہ پاویں گے اس سے بھاگنا ف ۵ اور جو لوگ

ہیں جنکا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ اس سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہ پاینگے اور جو لوگ

حل لغات۔

۱؎ اِنٰثًا جمع ہے اُنثٰی کی جس طرح رِبَاب رُبّٰی کی۔

۲؎ مَرِیْدًا افعالی نافرمانی میں مبالغہ کرنے والے اور اطاعت الٰہی سے بہت دُور رہنے والے کو مَرِید کہتے ہیں۔ اس کے اصلی معنے ہیں صاف اور خالی ہونے کے چکنی اور صاف دیوار کو حَائِطٌ مُمَرَّدٌ اور جس درخت کے تمام پتے جھڑ گئے ہوں اسے شجرۃ مردار کہتے ہیں۔ جس کے چہرے پر ڈاڑھی نہیں آتی اُسے اس لئے اَمرد کہتے ہیں کہ اس کے ڈاڑھی آنے کی جگہ صاف اور بالوں سے خالی ہوتی ہے خدا کی فرماں برداری سے دُور رہنے والا بھی چونکہ فرماں برداری سے خالی اور صاف ہوتا ہے اس لئے اُسے مَرِید کہتے ہیں۔

۳؎ فَلَيُبَتِّكُنَّ صیغہ جمع مذکر غائب مستقبل بالام تاکید و نون ثقیلہ باب تفعیل صحیح۔ مادہ بتک۔ تبتیک کے معنے ہیں تقطیع کے اور یہ مشتق ہے بتک بمعنی قطع سے۔ بولا کرتے ہیں سَیْفٌ بَاتِکٌ اَیْ قَاطِعٌ۔ یہاں مراد ہے جانوروں کے کان کاٹنا۔ ۴؎ مَحِیْصًا مصدر میمی ہے یا ظرف مکان۔ یہ ماخوذ ہے حیص سے اور حیص کہتے ہیں بھاگنے کو۔ بولا کرتے ہیں حَاصَ الْحِمَارُ اَیْ هَرَبَ اور کبھی اس کے معنے خلاص اور نجات کے بھی آتے ہیں

اجماع اُمت اور اہلحدیث کا بیان۔

ف۱ یعنی جب کسی کو حق بات واضح ہو چکے پھر اس کے بعد بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرے اور مسلمانوں یعنی صحابہ محدثین اور ان کے تابعداروں کو چھوڑ کر اپنی جدا راہ اختیار کرے تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے جیسا کہ اس چور نے کیا جس کا ذکر ہو چکا ہے، بجائے اس کے قصور کا اعتراف کر کے توبہ کرتا یہ کیا کہ ہاتھ کٹنے کے خوف سے مکہ بھاگ گیا اور مشرکین میں جا ملا۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے مسلمانوں کی جماعت پر۔ جس نے جدا راہ اختیار کی وہ دوزخ میں جا پڑا۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے فرمایا جس نے بخاری مسلم کی توہین کی وہ بدعتی ہے اُس نے مسلمانوں سے جدا راستہ اختیار کیا۔" بعض جاہل اس آیت سے یہ سمجھتے ہیں کہ ہر شہر یا بستی کے (نام نہاد) مسلمانوں میں جو (خلاف شرع) رسم و رواج جاری ہو اس کے خلاف کرنا منع ہے اسی کا نام اجماع امت رکھتے ہیں جیسے قبروں پر غلاف چڑھانا تیل بتی چراغ کا انتظام کرنا، پکی قبریں بنانا، غیر اللہ کے نام کے جانور ذبح کرنا۔ تعزیہ نکالنا، پیغمبروں کو بشر نہ کہنا بلکہ خدا یا خدا کا جز یا نور من نور اللہ اور عالم الغیب سمجھنا نبی ولی فقیر کو خدا کے اوصاف دینا۔ ان کو با اختیار سمجھنا، تقلید شخصی واجب کہنا، امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھنا۔ مولود، گیارہویں، بارھویں، تیجہ، دسواں، چالیسواں، عرس میلے وغیرہ کرنے، غیر شرعی زندگی بغیر بیعت کئے گزارنا وغیرہ اور جماعت حقہ جماعت اہلحدیث پر طعن کرتے ہیں کہ عام مسلمانوں یعنی حنفی مذہب کی تقلید چھوڑ کر انھوں نے نیا مذہب "اہلحدیث" اختیار کیا ہے یعنی ان ہمارے کاموں کے خلاف نیا طریقہ نکالا ہے (نعوذ باللہ) یہ جماعت حقہ جہنمی ہے حالانکہ اس آیت کا مطلب وہ خود نہیں سمجھے کیونکہ بالاتفاق مومنین سے مراد صحابہ کرام و سلف صالحین ہیں اور ان کے زمانہ میں تقلید شخصی و مذاہب مروجہ کا وجود ہی نہ تھا بلکہ ہر کوئی قرآن و حدیث پر ہی چلتا تھا عمل پیرا تھا چار سو برس تک یہی عمل رہا۔ اس کے بعد جن لوگوں نے خاص ایک مجتہد کی تقلید لازم کر لی انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی اور مومنین (صحابہ و تابعین) کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ لیا۔ بس یہی آیت کے شروع میں ہے کہ جو کوئی رسول کے خلاف کرے وہ جہنمی ہے۔ اہلحدیث کا تو قول و فعل یہی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر چلو آپ کی سنت کے عاشق بن جاؤ اور شرک و بدعت سے بچو کیونکہ توحید پر چلنا یہ صحابہ تابعین کا راستہ سبیل المؤمنین ہے اور اہلحدیث ان ہی کے متبع ہیں تو ان ہی کی راہ سچے مسلمانوں کی راہ ہے وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق والتسدید فقط۔

ف۲ یعنی شرک سے نیچے کے گناہ جس کے چاہے گا اللہ بخش دے گا مگر شرک کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ شرک کے لئے تو عذاب ہی مقرر فرما چکا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شرک یہی نہیں کہ اللہ کے سوا کسی کی پرستش کرے بلکہ اللہ کے مقابلہ میں کسی کے حکم کو پسند کرنا بھی شرک ہے فقط

ف۳ یعنی ان مشرکوں نے اللہ کے سوا جو اپنا معبود بنایا تو ان بتوں کو جن کو عورتوں کے نام سے نامزد کر رکھا ہے جیسے عزیٰ اور منات اور نائلہ وغیرہ۔ اور حقیقۃ الامر دیکھئے تو یہ مشرکین شیطان سرکش ملعون کی عبادت کرتے ہیں۔ اسی نے تو بہکا کر ایسا کرایا اور بت پرستی قبر پرستی تعزیہ پرستی تقلید و مذہب پرستی کرنے میں اس کی اطاعت اور رہین خوشی ہے۔ اس میں مشرکین کی سخت ضلالت و جہالت ظاہر کرنی مقصود ہے دیکھئے اول تو اللہ کے سوا کسی کو معبود بنانا اس سے بڑھ کر اور کیا ضلالت ہو سکتی ہے۔ پھر بنایا تو کس کو پتھروں کو قبروں کو اور اپنے جیسے چار ہاتھ پاؤں والے مجسمہ انسان کو جن میں کسی قسم کی حس و حرکت بھی نہیں ہے۔ بھلا اس سے زیادہ ضلالت و جہالت اور کیا ہو گی۔ اللہ کے سوا کسی کو جلب منفعت و دفع مضرت کے لئے پکارنا یقیناً شیطان کو پکارنا ہے۔ جب شیطان سجدہ نہ کرنے پر ملعون اور مردود کیا گیا تو اس نے اسی وقت کہا تھا کہ میں تو غارت ہی ہوا مگر یا اللہ میں بھی تیرے بندوں اولاد آدم میں سے ایک حصہ لوں گا یعنی گمراہ کر کے اپنے ساتھ جہنم میں لے جاؤں گا جیسے اور کئی مقام پر بھی اسکا ذکر ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ شیطان اول روز سے ہی بنی آدم کا سخت دشمن اور بدخواہ ہے خدا رسول کے راستہ کو چھوڑ کر اس کے راستہ کی اطاعت کرنی کس قدر جہالت و نادانی ہے۔ حصہ مقرر کرنے کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ تیرے بندے اپنے مال میں میرا حصہ ٹھیرالیں گے جیسا کہ لوگ بُت یا جن یا پیر و فقیر شہید پیغمبر کی نذر و نیاز کرتے ہیں۔ اللہ کے نام بھی قربانی کی کسی کو خیرات دی اور پیروں ولیوں کے نام بھی جانور ذبح کئے ان کے نام کی نیاز دی بس یہی شرک ہے فقط۔

ف۴ تغیر خلق اللہ سے مراد فطرۃ اللہ اور اللہ کے دین کا بدلنا ہے ایک جماعت سلف نے یہی معنے کئے ہیں بلکہ مفسر قرآن ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی یہی ثابت ہے۔ امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اسی کے مانند ہے فرمان اللہ کا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ یعنی اللہ کے دین میں حرام کو حلال یا حلال کو حرام نہ بنانا۔ تغیر یہ کہ جانوروں کے کان چیر کر بتوں پیروں فقیروں کے نام پر چھوڑیں۔ تبدیل یہ کہ اللہ کی پیدا کی ہوئی صورتوں کو اور اس کی مقرر کی ہوئی باتوں کو بدلنا جیسے کافروں کا دستور تھا گائے بکری اونٹ کا بچہ غیر اللہ کے نام کر دیتے اور اس کا کان چیر دیا اس کے کان میں نشانی ڈال کر چھوڑ دیتے اور صورت بدلنا جیسے خصیے نکال کر زنخا ہیجڑے بن جانا یعنی خوجہ یا بدن کو گود کر تل بنانا یا نیلا داغ دینا یا بچوں کے سر پر چوٹیاں رکھنی کسی کے نام کی، ڈاڑھی منڈوانا انگریزی (باقی فائدہ صفحہ ۱۴۰ پر دیکھئے

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ

ایمان لائے اور عمل کئے اچھے البتہ داخل کریں گے ہم ان کو بہشتوں میں بہتی ہیں

ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے انہیں ہم ایسے باغات میں داخل کریں گے۔ جن کے نیچے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ

نیچے ان کے نہریں ہمیشہ رہنے والے بیچ ان کے ہمیشہ وعدہ اللہ کا سچا ہے اور کون ہے

نہریں بہ رہی ہوں گی (اور) وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ نے اس کا پکا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ سے

اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِیْلًا ﴿۱۲۲﴾ لَیْسَ بِاَمَانِیِّكُمْ وَلَآ اَمَانِیِّ

بہت سچا اللہ تعالیٰ سے بات میں نہیں موافق آرزو تمہاری کے اور نہ موافق آرزو

بڑھ کر وعدہ وفائی میں کون سچا ہو سکتا ہے نہ تمہاری آرزوؤں پر (کچھ منحصر) ہے اور نہ اہل کتاب

اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا یَجِدْ لَهٗ مِنْ

اہل کتاب کے جو کوئی کام کرے برا بدلہ دیا جائے گا ساتھ اسکے اور نہ پائیگا واسطے اپنے

کی آرزوؤں پر جو برائی کرے گا۔ اس کی سزا پائے گا اللہ کے سوا نہ کوئی دوست

دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ

سوائے اللہ کے دوست اور نہ مدد دینے والا اور جو کوئی عمل کرے اچھا

ملے گا۔ اور نہ مددگار اور جو شخص نیک کام کرے گا۔

مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

مرد ہو یا عورت اور وہ ایماندار ہو پس یہ لوگ داخل ہوں گے بہشت میں

مرد ہو یا عورت، اور وہ مومن بھی ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ اور ان پر

وَلَا یُظْلَمُوْنَ نَقِیْرًا ﴿۱۲۴﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ

اور نہ ظلم کئے جائیں گے کھجور کے شگاف برابر اور کون ہے بہتر دین میں اس شخص سے کہ مطیع کرے

ذرہ برابر ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور اس شخص سے بڑھ کر کس کا دین بہتر ہو سکتا ہے

وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ وَ

منہ اپنا واسطے اللہ کے اور وہ نیکی کرنے والا ہو اور پیروی کرے دین ابراہیم حنیف کی اور

جس نے اپنا سر خدا کے آگے جھکا دیا اور وہ نیکوکار بھی ہے اور ابراہیم کی ملت کا متبع ہوا جو حنیف تھا اور

اتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا ﴿۱۲۵﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی

پکڑا اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو دوست اور واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ

(یہ ایک حقیقت ہے کہ) اللہ نے ابراہیم کو اپنا دوست بنا لیا تھا اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے اور

الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا ﴿۱۲۶﴾ وَیَسْتَفْتُوْنَكَ ع ۱۸ ۱۵

زمین کے ہے اور ہے اللہ تعالیٰ ساتھ ہر چیز کے گھیرنے والا اور فتویٰ پوچھتے ہیں تجھ سے

اللہ (اپنے علم سے) ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اور (اے پیغمبر! لوگ

فِی النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِیْهِنَّ ۙ وَمَا یُتْلٰی عَلَیْكُمْ

بیچ عورتوں کے کہہ اللہ تعالیٰ فتویٰ دیتا ہے تمکو بیچ ان کے اور جو چیز کہ پڑھی جاتی ہے تم پر

آپ سے عورتوں کے (نکاح کے) بارے میں فتویٰ طلب کرتے ہیں کہہ دو کہ اللہ تمہیں ان عورتوں

حل لغات ۱ قیلاً مصدر ہے قال کا۔ بولا کرتے ہیں قال یقول قولاً و قیلاً۔ ابن السکیت کا بیان ہے کہ قیل اور قال مصدر نہیں اسم ہے۔ ۲ خلیلاً خالص دوست۔ اہل لغت کا قول ہے الخلیل الذی یدخل فی خلال امورہ واسرارہ والذی دخل حبہ فی خلال اجزاء القلب۔ ۳ یستفتونک۔ استفتاء کہتے ہیں فتویٰ طلب کرنے کو۔ بولا کرتے ہیں استفتیت الرجل فی المسئلۃ فافتانی افتاءً فتیا اور ★

(بقیہ فائدہ صفحہ ۱۳۹) بال رکھوانا بھی اسی تغیر میں داخل ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ نے لعنت فرمائی گودنے والیوں گدوانے والیوں یعنی خال لگانے لگوانے والیوں اوران عورتوں کو چُنوا دیں بال منہ پر سے اور لعنت کی دانتوں کو حُسن کے لئے باریک کرنے والیوں کو کہ تغیر کیا ہے اللہ کی پیدائش میں۔

ف۵ یعنی اس میں شک نہیں کہ شیطان کی خباثت و شرارت اور اسکی عداوت کی کیفیت خوب معلوم ہو چکی۔ اگر اب بھی کوئی شرک بدعات، جھوٹے اور غلط مذہب کو نہ چھوڑے گا اور اپنے سچے معبود کی عبادت توحید سے منحرف ہو کر شیطان کی موافقت کرے گا تو سخت نقصان میں پڑے گا جہنم رسید ہو گا کیونکہ شیطان کے سب وعدے اور امیدیں محض فریب اور جھوٹے ہیں۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ ان سب کا ٹھکا دوزخ ہے اس سے نکلنے کی کوئی صورت نہ ہو گی فقط۔

فوائد صفحہ ھذا

باطل اُمیدوں کا بیان۔ ف۱ ہاں جو لوگ شیطان کے دھوکہ سے محفوظ ہیں اور ارشاد خداوندی کے موافق ایمان لائے توحید پر قائم ہو گئے۔ اللہ و رسول یعنی قرآن و حدیث کو دل و جان سے مان کر ان کے اوامر کے عامل اور نواہی سے رُک رہے (اس میں اگرچہ ان کا دنیاوی نقصان ہو یا فائدہ دنیا، قوم، برادری مذہب چھوٹے یا رہے) وہ ہمیشہ کے لئے باغ و بہار یعنی ایسی جنت میں رہیں گے جس میں کبھی زوال نہیں اور یہ اللہ کا وعدہ ہے جس سے سچی کسی کی بات نہیں ہو سکتی۔ پھر فرمایا کتاب والوں یعنی یہود و نصاریٰ کو بھروسہ تھا کہ ہم تو اللہ کے خاص بندے ہیں جن گناہوں پر لوگ پکڑے جائیں گے ہم نہ پکڑے جائیں گے۔ ہمارے پیغمبر، بزرگ حمایت کر کے ہمیں بچا لیں گے اسی طرح آج بھی نادان اہل اسلام یہ خیال لگائے بیٹھے ہیں کہ انبیاء، اولیاء، پیر فقیر ہماری سفارش کر کے ہم کو بخشوا لیں گے بس عمل کی کیا ضرورت نماز روزہ کریں یا نہ کریں چہ غم داری چہ باکے کیا ڈر ہے کیا خوف ہے۔ بھلا جس کشتی کا ملاح نوحؑ ہو اُس کشتی والوں کو کیا ڈر کیا خوف، جس امت کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اس امت کو بھی کیا ڈر کیا خوف خواہ شرک و کفر کریں۔ آپؐ کی نافرمانی کریں پھر بھی امیدیں لگائے بیٹھے ہیں کہ ہم جنتی اہل سنت والجماعت، اراکین اسلام ممبرانِ اسلام ہیں، سو فرمایا کہ نجات کسی کی امید اور بھروسہ پر موقوف نہیں جو بُرا کرے گا اُس کو سزا دی جائے گی اللہ کے عذاب کے وقت کسی کی حمایت کام نہیں آ سکتی۔ اللہ جس کو پکڑے وہی چھوڑے تو مجھو لے دنیا کی بیماری اور مصیبت کو دھیان کر لو فقط۔

ف۲ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ سے مراد یہ کہ اس کا عمل خالص اللہ ہی کے لئے ہو اور مُحْسِنٌ سے مراد یہ کہ اس کا عمل موافق سنت ہو۔ سو ظاہر تو یوں درست ہوا کہ اُس نے شریعت کی اتباع کی اور باطن یوں صحیح ہوا کہ اخلاص سے عمل کیا۔ جس عمل میں ایک شرط بھی ان میں سے مفقود ہو گی وہ فاسد ہو گا۔ اخلاص کے نہ ہونے سے وہ منافق ٹھیرے گا کیونکہ وہ لوگوں کے دکھانے سنانے کو عمل کرتا ہے۔ متابعت کے نہ ہونے سے وہ گمراہ جاہل مبتدع ہو گا۔ عمل تب قبول ہو گا جب یہ دونوں شرطیں موجود ہوں اخلاص، موافقت سنت۔ جامع البیان صفحہ ۸۶ میں ہے جب لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ الخ نازل ہوئی تو یہود نے کہا ہم تو برابر ہو گئے کچھ فرق نہیں رہا نازل ہوئی یعنی اللہ پاک نے صاف صاف اسلام و ملت ابراہیمؑ کی قید مذکور فرمائی جس سے یہود و نصاریٰ کا قول باطل ہوا (لباب صفحہ ۹۴) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب یہ آیت اتری مسلمانوں پر شاق گزری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا سیدھے چلو اور خدا کا قرب ڈھونڈو۔ بیشک ہر مصیبت جو پہنچتی ہے مسلمان کے لئے کفارہ ہے حتیٰ کہ کانٹا چبھ جانے پر جو تکلیف پہنچی وہ بھی کفارہ ہے (سعید بن منصور، احمد، مسلم)

★ فتویٰ دونوں اسم ہیں جو افتاء کی جگہ بولے جاتے ہیں اور کبھی خواب کی تعبیر دینے میں افتاء کا استعمال ہوتا ہے جب کوئی شخص خواب کی تعبیر بیان کرتا ہے تو افتیٰ فلان فی رؤیا ای عبّرہا بولا کرتے ہیں قال تعالیٰ یوسف ایہا الصدیق افتنا فی سبع بقرات سمان۔ اصل میں افتاء کہتے ہیں اظہار مشکل کو اور یہ ماخوذ ہے فتی سے جس کے معنی ہیں قوی اور کامل جوان کے۔ چونکہ مفتی اور معبّر اپنے بیان سے مستفتی اور تعبیر خواب کی درخواست کرنیوالے کے اصل مطلب کو حل کے بعد قوی کر دیتا ہے اس لئے اسے فتویٰ اور افتاء کہتے ہیں۔

فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ

بیچ کتاب کے بیچ حق یتیم عورتوں کے کہ نہیں دیتے تم ان کو جو لکھا گیا

کے بارے میں اجازت دیتا ہے

لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ

واسطے ان کے اور رغبت کرتے ہو یہ کہ نکاح کرلو ان کو اور بیچ ناتوانوں کے

اور جو احکام تمہیں سنائے جاتے ہیں۔ وہ کتاب میں موجود ہیں۔ ایسی عورتوں کے متعلق جنہیں تم انکا حق جو انکے لئے مقرر

الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا

لڑکوں سے اور یہ کہ قائم رہو تم واسطے یتیموں کے ساتھ انصاف کے اور جو کچھ کرو تم

ہوچکا ہے نہیں دیتے اور چاہتے ہو کہ تم انہیں نکاح میں لے آؤ اور بے بس بچوں کے بارے میں بھی احکام موجود ہیں نیز یہ کہ تم یتیموں کے ساتھ

مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿١٢٧﴾ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ

بھلائی سے پس تحقیق اللہ ہے ساتھ اس کے جاننے والا ولی اور اگر ایک عورت ڈرے

حق وانصاف سے پیش آؤ اور نیکی کا جو کام بھی کروگے وہ اللہ کے علم میں ہے اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی سرکشی

مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا

خاوند اپنے سے لڑنا یا منہ پھیرنا پس نہیں گناہ اوپر ان دونوں کے یہ کہ صلح کرلیں دونوں

یا بے رغبتی کا اندیشہ ہو تو دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ (کسی بات پر) آپس میں صلح کرلیں

بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ

درمیان اپنے صلح کرنا اور صلح بہتر ہے اور حاضر کی گئیں جانیں بخیلی پر

اور صلح اچھی چیز ہے اور بخل و حرص تو ہر ایک نفس میں موجود ہے اگر ایک دوسرے کے

وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿١٢٨﴾

اور اگر احسان کرو تم اور پرہیزگاری کرو تم پس تحقیق اللہ ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار ولی

ساتھ حسن سلوک کرو اور خدا سے ڈرتے رہو تو (یاد رکھو کہ) یقیناً اللہ بھی تمہارے ان کاموں سے واقف ہے۔

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا

اور ہرگز نہ کرسکو گے تم یہ کہ عدل کرو تم درمیان عورتوں کے اور اگرچہ حرص کرو تم پس مت

اور یہ تم سے ہرگز نہ ہوسکے گا کہ (ایک سے زائد) عورتوں میں برابری قائم رکھو۔ اگرچہ تمہاری انتہائی

تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَ

جھک جاؤ جھک جانا پس چھوڑ دوگے جیسے لٹکی ہوئی اور اگر صلح کرلو تم اور

خواہش بھی کیوں نہ ہو۔ پس ایک ہی طرف نہ جھک پڑو کہ دوسری کو معلقہ کی طرح چھوڑ بیٹھو۔ اگر تم باہمی

تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٢٩﴾ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ

ڈرو تم پس تحقیق اللہ ہے بخشنے والا مہربان ولی اور اگر جدا ہوجاویں دونوں بے پرواہ کردیگا اللہ

سمجھوتہ کرلو۔ اور خدا سے ڈرتے رہو تو بیشک اللہ بخشنے والا رحم کرنیوالا ہے۔ اور اگر وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا

كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿١٣٠﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

ہر ایک کو کشائش اپنی سے اور ہے اللہ تعالیٰ کشائش والا حکمت والا ولی اور واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے

ہو جائیں تو اللہ اپنے فضل سے دونوں کو بے نیاز کردیگا اللہ بڑی کشائش اور بڑی حکمت والا ہے۔ اور اللہ ہی کا ہے۔ جو کچھ آسمانوں

حل لغات۔ ۱ مِنْۢ بَعْلِهَا بعل کہتے ہیں شوہر کو۔ اس کے اصلی معنی ہیں سردار کے۔ چونکہ شوہر بھی بی بی کے حق میں سردار جیسا ہوتا ہے اس لئے بعل کا استعمال شوہر کے معنے میں ہونے لگا۔ ۲ الشُّحَّ بخل۔ شحیح۔ بخیل۔

یتیموں اور عورتوں کے حقوق کا بیان

ف۱ اس سورت کے اول میں تاکید فرمائی
تھی یتیموں کے حق ادا کرنے کی اور فرمایا تھا کہ یتیم لڑکی جس کا والی مثلاً
چچا کا بیٹا ہو اگر جانے کہ میں اسکا حق ادا نہ کرسکوں گا تو خود اس لڑکی
سے نکاح نہ کرے بلکہ اور سے اسکا نکاح کر دے اور آپ اس کا ۱۰
حامی بنا رہے۔ اس پر مسلمانوں نے ایسی عورتوں سے نکاح کرنا
موقوف کر دیا تھا، مگر تجربے سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ لڑکی کے حق میں
یہی بہتر ہے کہ اس کا والی ہی اپنے نکاح میں لاوے جیسی ہمدردی
اور رعایت وہ کرے گا غیر نہ کرے گا۔ تب مسلمانوں نے نبی علیہ
الصلوٰۃ والسلام سے نکاح کی اجازت مانگی اس پر یہ آیت اتری۔
مقصد یہ ہے کہ ایسی یتیم بچی جس سے اس کے ولی کو نکاح حلال ہو
تو وہ اس سے نکاح کرسکتا ہے بشرطیکہ جو مہر اس جیسی اس کے
کنبے قبیلے کی اور لڑکیوں کو ملا ہے اسے بھی دے۔ اگر ایسا نہ کرے
تو اس سے نکاح بھی نہ کرے۔ اس سورت کے شروع کی اس مضمون
کی پہلی آیت کا بھی یہی مطلب ہے فقط۔

ف۲ اگر عورت خاوند کا دل پھرا دیکھے اور اس کو خوش و متوجہ کرنے
کیلئے اپنے مہر یا نان نفقہ وغیرہ میں سے کچھ چھوڑ کر خاوند کو راضی کر لے
تو اس میں کسی کے ذمہ کچھ گناہ نہیں۔ زوجین میں صلح ہی بہتر ہے البتہ
بے وجہ عورت کو تنگ کرنا گناہ ہے۔ جب حضرت سودہؓ بڑی عمر کی
ہوگئیں تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارادہ ان کو طلاق دینے کا ۱۱
ہوگیا تب آپؐ کی بیوی سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھ کو اب مرد کی
خواہش نہیں، میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ قیامت کے دن
میرا حشر آپؐ کی بیویوں میں ہو۔ میں اپنی باری کا حق حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کو دیتی ہوں چنانچہ اسی پر صلح ہوگئی، آپؐ نے منظور
فرمالیا تب یہ آیت اتری۔ ترمذی میں ہے محمد بن مسلمہ کی بیٹی رافع بن
خدیجؓ کے نکاح میں تھی ان کو بھی یہی واقعہ پیش آیا تب بھی یہی آیت اتری

ف۳ ارشاد ہوتا ہے گو تم چاہو اپنی بیویوں میں پورا عدل کرو تو
کر نہیں سکتے اگرچہ تم ایک ایک رات کی باری بھی باندھ لو لیکن محبت
چاہت شہوت جماع وغیرہ میں برابری کیسے کرسکتے ہو۔ ابن ملیکہ
فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں
اتری ہے۔ آپؐ صلے اللہ علیہ وسلم انھیں بہت چاہتے تھے۔ ابوداؤد
میں بسند صحیح آیا ہے کہ آپؐ عورتوں کے درمیان مساوات رکھتے
ہوئے بھی دعا کرتے الٰہی! یہ وہ تقسیم ہے جو میرے بس میں تھی
اب جو چیز میرے قبضہ سے باہر ہے یعنی دلی تعلق و محبت اس میں
تو مجھے ملامت نہ کرنا۔ پھر فرمایا بالکل ہی ایک جانب نہ جھک جاؤ کہ
دوسری کو لٹکا دو نہ وہ بے خاوند کے رہے نہ خاوند والی اپنی
زوجیت میں رکھ کر اس سے بے رخی برتو کہ نہ طلاق دو نہ اس کا حق لو کر

جو کوئی ایسا کرے گا اُس کا آدھا جسم قیامت کے دن ساقط ہوگا۔
(مسند احمد۔ ابن کثیر) واضح رہے خاوند کے ذمہ عورت کے حقوق
میں اہم حقوق جماع کرنا مکان کپڑا روٹی کا انتظام کرنا ہے لقولہ
تعالیٰ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ الخ اور فرمایا وَلَهُنَّ مِثْلُ
الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ نیز فرمایا رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ
بِالْمَعْرُوْفِ الخ حدیث حکیم بن معاویہ عن ابیہ میں ہے قَالَ قُلْتُ
يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ زَوْجِ اَحَدِنَا عَلَيْهِ قَالَ تُطْعِمُهَا اِذَا اَكَلْتَ وَ
تَكْسُوْهَا اِذَا اكْتَسَيْتَ (احمد نسائی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ
سبل جلد ۲ صفحہ ۸۷) دَلَّ الْحَدِيْثُ عَلٰى وُجُوْبِ نَفَقَةِ الزَّوْجِ
وَكِسْوَتِهَا۔ عَنْ جَابِرٍ رضؓ قَالَ فِىْ ذِكْرِ النِّسَآءِ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ
رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ الخ خلاصہ یہ کہ خاوند کو چاہئے
کہ بیوی کے حقوق ادا کرے ورنہ طلاق دے کر اسے آزاد کر دے
جیسا کہ دارقطنی وغیرہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً
روایت ہے اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَيَبْدَأُ اَحَدُكُمْ بِمَنْ
يَعُوْلُ تَقُوْلُ الْمَرْاَةُ اَطْعِمْنِىْ اَوْطَلِّقْنِىْ عورت اپنے خاوند سے مطالبہ
کرسکتی ہے کہ یا تو میرا نان نفقہ حق زوجیت ادا کرو ورنہ مجھ کو طلاق
دیدو۔ اور اگر کوئی نان نفقہ نہ دے اور نہ طلاق تو پھر شرع میں بین
الزوجین جدائی کرا دینا ہے حاکم وقت کو چاہئے کہ وہ بین الزوجین تفریق
کرا دے تاکہ عورت کسی دوسری جگہ نکاح کر کے اپنی زندگی آرام کی
گزار سکے۔ دارقطنی اور بیہقی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
مرفوعاً موجود ہے فِى الرَّجُلِ لَا يَجِدُ مَا يُنْفِقُ عَلٰى اِمْرَاَتِهٖ قَالَ
يُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیوی
کے نان نفقہ کا متحمل نہیں تو ان کے درمیان تفریق کرادی جائے۔

کیونکہ عورت کو نہ بسانا اور نہ طلاق دینا یہ اس پر ظلم ہے جس سے
اللہ نے منع فرمایا ہے لَا تُضَآرُّوْهُنَّ یعنی نہ ضرر پہنچاؤ تم ان کو ساتھ
عدم نان و نفقہ و ترک حسن معاشرت کے۔ پس عورت مظلومہ کو مرد کے
ظلم سے چھڑانا اور اُن کے درمیان تفریق کرانا نہایت ضروری ہے۔
حدیث مذکورہ سے عورت کو فسخ نکاح کا اختیار ملتا ہے حاکم وقت
کے ذریعہ نکاح فسخ کرا کے بعد انقضاء عدت عقد ثانی کرسکتی ہے
یہی فتوٰی سعید بن مسیبؒ کا ہے کذا فی فتاوٰی ستاریہ و فتاوٰی
نذیریہ فقط۔ ف۴ اگر زوجین جدائی ہی پسند کریں اور طلاق کی نوبت
آجائے تو کچھ حرج نہیں خدا ہر ایک کا کارساز ہے اور سب کی حاجات
پوری کرنے والا ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ زوجہ کو راحت سے
رکھے اور ایذا نہ دے اور اس پر قادر نہ ہو تو پھر طلاق دیدینا
مناسب ہے مرد عورت کو اللہ اپنے فضل سے مستغنی کر دے گا
خدا کے ہاں بڑی وسعت ہے وہ حکیم بھی ہے۔ اس طلاق میں بھی
کوئی نہ کوئی حکمت ملحوظ ہے شاید مرد کو اس سے بہتر عورت مل
جائے اور عورت کو اس سے بہتر مرد مل جائے (ابن جریر) فقط

وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ مِنْ

اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور البتہ تحقیق وصیت کی ہم نے ان لوگوں کو کہ دیئے گئے کتاب

اور زمین میں ہے اور ہم نے جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی تھی۔ ان کو اور تمہیں حکم دے رکھا ہے

قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ۚ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلّٰهِ مَا

پہلے تم سے اور تم کو یہ کہ پرہیزگاری کرو اللہ کی اور اگر کفر کرو پس تحقیق واسطے اللہ کے ہے جو کچھ

کہ اللہ سے ڈرو اور اگر راہ کفر اختیار کروگے تو (یاد رکھو) آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے سب

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيدًا ﴿۱۳۱﴾

بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور ہے اللہ بے پروا تعریف کیا گیا

اللہ ہی کا ہے، اور اللہ سب سے بے نیاز اور بڑی ہی تعریف کے قابل ہے

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيلًا ﴿۱۳۲﴾

اور واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور کفایت ہے اللہ تعالیٰ کام بنانے والے وکیل

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور (انسان کے لیے) اللہ ہی کا کارساز ہونا کافی ہے

إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ وَيَأْتِ بِآخَرِينَ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ

اگر چاہے لیجاوے تم کو اے لوگو! اور لے آوے اوروں کو اور ہے اللہ

اے لوگو! اگر وہ چاہے تو تمہیں دنیا سے اٹھالے اور دوسروں کو لا بسائے اور اللہ ایسا کر لے

عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيرًا ﴿۱۳۳﴾ مَنْ كَانَ يُرِيدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ

اوپر اس کے قادر جو کوئی چاہتا ہے ثواب دنیا کا پس نزدیک اللہ کے ہے

پر قادر ہے۔ جو صرف دنیا کا ثواب چاہتا ہو۔ تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ

ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴿۱۳۴﴾ يٰٓأَيُّهَا ع ۱۹ ۸ ۱۶

ثواب دنیا کا اور آخرت کا اور ہے اللہ سننے والا دیکھنے والا وہ اے

کے پاس دنیا و آخرت دونوں کا ثواب ہے اور اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ اے

الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوّٰمِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰى

لوگو! جو ایمان لائے ہو ہو جاؤ تم قائم رہنے والے ساتھ انصاف کے گواہی دینے والے واسطے خدا کے اور اگرچہ اوپر

ایمان والو انصاف پر پوری طرح قائم رہو۔ اس حالت میں کہ اللہ کے لیے (سچی) گواہی دو۔ اگرچہ

أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا

جانوں اپنی کے ہو یا اوپر ماں باپ کے اور قرابت والوں کے اگر ہو وہ شخص دولتمند یا فقیر

وہ (گواہی) تمہارے اپنے یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں کے خلاف ہی پڑے۔ اگر ان میں کوئی مالدار ہے یا نادار ہے تو

فَاللّٰهُ أَوْلٰى بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰى أَنْ تَعْدِلُوا ۚ وَإِنْ تَلْوُا

پس اللہ بہت مہربان ہے ساتھ ان کے پس مت پیروی کرو خواہش کی بیچ اس کے کہ عدل کرو اور اگر پیچ دو

بہرحال اللہ ان سے زیادہ حق رکھتا ہے۔ پس خواہشات کی پیروی میں کہیں سیدھے انصاف سے نہ بھٹک جاؤ۔ اور اگر بات کو گول مول رکھو گے

أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿۱۳۵﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ

یا اعراض کرو پس تحقیق اللہ ہے ساتھ اس چیز کے کرتے ہو تم خبردار وہ اے لوگو جو

یا گواہی دینے سے پہلو تہی کروگے تو (یاد رکھو) اللہ کو تمہارے اعمال کی خبر ہے اے ایمان والو!

حل لغات۔

لہ دَيَأْتِ يَاتِ

صیغہ واحد مذکر غائب

مضارع باب ضرب

مہموز الفاء ناقص

یائی یائی مادہ اصل

میں تھا یاتی یذہبکم پر عطف ہونے کی وجہ سے ے حرف علت گر پڑی کیونکہ یذہب جواب شرط واقع ہوا ہے اور جواب شرط جب صیغہ مضارع واقع ہوتا ہے تو مجزوم ہوا کرتا ہے اور حالت جزم میں حرف علت گر پڑتا ہے اگر آخر میں واقع ہو۔ لہ قَوّٰمِينَ جمع ہے قوّام کی اور قوام مبالغہ ہے قائم کا۔ اقامۃ قسط کہتے ★

ف۱ یعنی ہم مالکِ آسمان و زمین ہیں۔ دونوں میں ہماری حکومت ہے اور تم کو اور تم سے پہلے سب کو یہی وصیت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اُسی ایک لاشریک لہ کو پوجو۔ اگر نہ مانو گے تو سمجھ لو آسمان و زمین سب ہمارا ہے تین بار فرمایا کہ اللہ کا ہے جو کچھ آسمان و زمین میں ہے پہلی بار کشائش کا بیان ہے اور دوسری بار بے پرواہی کا اس کو کسی کی پرواہ نہیں اگر تم منکر ہو۔ تیسری بار کارسازی کا اگر تم تقویٰ پکڑو فقط۔

ف۲ یعنی اگر اس کی تابعداری کرو تو تم کو دنیا بھی دے اور آخرت بھی پھر صرف دنیا کے پیچھے پڑنا اور اس کی نافرمانی کر کے آخرت سے محروم رہنا بڑی نادانی ہے۔ ابن ماجہ صفحہ ۳۱۲ میں ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یعنی جس شخص نے صرف دنیا ہی کے حاصل کرنے میں کوشش کی اس کو اللہ تعالیٰ فکر اور پریشانی میں ڈال دیتا ہے اور محتاجی مفلسی اس کو گھیر لیتی ہے اور دنیا نصیب سے زیادہ نہیں ملتی۔ اور جو اپنی ہمت کوشش دین کے حاصل کرنے میں لگاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دلجمعی دیتا ہے دل غنی کر دیتا ہے اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آجاتی ہے فقط

عدل و انصاف کی تاکید۔ ف۳ اپنے نفس پر گواہی دینا یہ کہ اپنے قصور اور دوسرے کے حق کا اقرار کرے انکار نہ کرے نہ چھپائے۔ انصاف یہی ہے کہ گواہی میں نہ مفلس پر رحم کھائے، نہ مالدار سے ڈرے جو حق بات ہو کہہ دے۔ یہ موقعہ رحم اور ڈر کا نہیں ہے۔ دنیا میں اپنے نفس کے بعد ماں باپ اور عزیزوں سے محبت ہوتی ہے گواہی میں ان کی بھی رعایت نہ کرے۔ اس آیت میں قاضی اور گواہ دونوں کو نصیحت ہے شہادت میں یا فیصلہ میں ایچ پیچ کی بات کہنا جس سے ایک فریق کا فائدہ ہو دوسرے کا نقصان۔ ایک فریق کی طرف بالکل توجہ نہ کرنا دوسرے کی جانب متوجہ ہونا۔ فیصلہ میں رشوت لینا اور رعایت کرنا سخت گناہ ہے۔ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا کا مقصد یہ ہے کہ جو بات کہنے کی تھی اس کو صاف نہ کہنا کہ سننے والا شبہ میں پڑ جائے یا سرے سے گواہی دینے سے انکار کرنا۔ اللہ کا فرمان ہے وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ یعنی گواہی کو مت چھپاؤ۔ جو گواہی چھپائے اس کا دل گنہگار ہے۔ مقصد یہ کہ اس آیت سے پیشتر بہت سے احکامِ شریعت مذکور ہوئے تھے اور درمیان میں ان احکام پر عمل کرنے کی نئی نئی خوبیوں سے تاکید تھی مگر یہاں دو باتیں بعد میں ایسی ذکر کیں جو شریعت پر چلنے والے کے لئے بمنزلہ دو آنکھوں کے ہیں یا بمنزلہ دو پاؤں کے ہیں کہ ان کے بغیر انسان اُس راستہ کو طے نہیں کرسکتا۔ اوّل کُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ ہے یعنی عدالت کو خوب قائم رکھو۔ یہ ایک ایسا عام لفظ ہے کہ جس میں دنیاوی معاملات، خانہ داری اور آپس کے تمام برتاوے اور کل معاملات اپنے اور بیگانے کافر و مؤمن حیوان و انسان کے متعلق اور دینی معاملات سخاوت رضا، تسلیم صبر سب شامل ہیں اور درحقیقت جب انسان کے اندر صفت انصاف آجاتی ہے تو اس کی طبیعت اسکو خواہ مخواہ ان آسمانی قوانین پر چلنے کے لئے مجبور کرتی ہے۔ دوم شُهَدَآءَ لِلّٰهِ کہ اللہ کے گواہ بنے رہو اور دنیاوی معاملات میں خدا کے لئے شہادت ادا کرو نیک کو نیک اور بد کو بد کہو اور جو سچی بات ہو اس کے بیان کرنے میں کچھ بھی پرواہ نہ کرو خواہ اس میں تمہارا نقصان ہو یا کسی قریب سے قریب رشتہ دار کا ہو کسی کی رعایت نہ کرو بلکہ اللہ کی رعایت رکھو اس کے بعد کی آیت میں بھی تین چیزوں پر ایمان لانے کی تاکید ہے ایک اللہ پر یعنی اس کی ذات صفات پر۔ دوسرے رسولوں پر۔ تیسرے کتاب پر (ابن جریر) فقط

★ ہیں تمام کاموں میں عدل انصاف کے ساتھ کما حقہ کوشش کرنیکو سے اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا يَكُنْ فعلِ ناقص۔ اصل میں یکون تھا حرف شرط کی وجہ سے واو حذف ہو گیا۔ ضمیر مستتر جو مشہود علیہ کی طرف راجع ہے جس پر شہداء لِلّٰہ دلالت کرتا ہے اسم غَنِيًّا خبر۔ تقدیر عبارت یوں ہے ان یکن المشہود علیہ غنیا او فقیرًا الخ۔

سے فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا سیاق کلام چاہتا تھا کہ فاللہ اولی بہ کہا جاتا کیونکہ ان یکن غنیا او فقیرا معنے میں ہے ان یکن احدہذین کے مگر معنے کی رعایت کی وجہ سے تثنیہ کی ضمیر ذکر کی گئی گویا اس طرف اشارہ ہے کہ ضمیر تثنیہ لفظ کی طرف نہیں بلکہ معنی کی طرف راجع ہے ای فاللہ اولی بالغنی والفقیر یعنی خدا دولت مند اور محتاج دونوں کی مصلحت سے بخوبی واقف ہے۔ شہ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا عدل بمعنی ہیں خواہش نفسانی کو چھوڑ دینا اور جملہ اَنْ تَعْدِلُوْا مضاف الیہ واقع ہوا ہے مضاف محذوف کا۔ تقدیر عبارت یوں ہے فلا تتبعوا الہوی لاجل ان تعدلوا یعنی اترکوا متابعۃ الہوی لاجل ان تعدلوا۔ اور اگر تعدلوا کو عدول سے مشتق مانا جائے گا تو مخافۃ کا لفظ نکالنا پڑے گا جیسا کہ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا میں اور یہی توجیہ مطابق ترجمہ ہے۔

اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَ

ایمان لائے ہو ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور رسول اسکے کے اور ساتھ کتاب کے جو اتاری ہے اوپر رسول اپنے کے اور

اللہ اور اس کے رسول اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے۔ نیز اس کتاب پر جو

الْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ

کتاب کے جو اتاری پہلے اس سے اور جو کوئی کفر کرے ساتھ اللہ کے اور فرشتوں اسکے کے اور کتابوں اسکی کے اور

اس نے اس سے پہلے نازل کی تھی۔ یقین رکھو۔ اور جو اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا، اسکی کتابوں کا، اسکے رسولوں

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝۱۳۶ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ

رسولوں اس کے کے اور دن پچھلے کے پس تحقیق گمراہ ہوا گمراہی دور ہاں تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر

کا اور یوم آخرت کا انکار کرے وہ بھٹک کر (راہ راست) سے بہت دور جا پڑا وہ لوگ جو ایمان لائے پھر کافر ہو گئے پھر ایمان

اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا

ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر زیادہ ہوئے کفر میں ہرگز نہیں اللہ یہ کہ بخشے ان کو اور نہ

لائے پھر کافر ہو گئے، پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے اللہ انہیں نہ بخشے گا اور نہ انہیں

لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۝۱۳۷ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَۨا ۝۱۳۸ الَّذِيْنَ

یہ کہ دکھا دے انکو راہ ہاں خوشخبری دے منافقوں کو ساتھ اسکے کہ واسطے ان کے عذاب ہے دردناک وہ لوگ جو

سیدھی راہ دکھائے گا۔ (اے پیغمبر اسلام) منافقوں کو خوشخبری سنا دیجئے کہ انکے لئے دردناک عذاب ہوگا (وہ منافق)

يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَيَبْتَغُوْنَ

پکڑتے ہیں کافروں کو دوست سوائے مسلمانوں کے کیا چاہتے ہیں؟

جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بنا لیتے ہیں کیا وہ ان کافروں سے عزت کے طلبگار ہیں سو

عِنْدَھُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝۱۳۹ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ

نزدیک انکے عزت پس تحقیق عزت واسطے اللہ کے ہے تمام اور تحقیق اتارا اوپر تمہارے بیچ کتاب کے

جان لیں کہ عزت تو تمام تر اللہ کے قبضہ میں ہے۔ اور تم پر اللہ کتاب میں یہ حکم نازل

اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَھُمْ

یہ کہ جب سنو تم نشانیوں اللہ کی کو کہ کفر کیا جاتا ہے ساتھ انکے اور ٹھٹھا کیا جاتا ہے ساتھ انکے پس مت بیٹھو ساتھ انکے

کر چکا ہے۔ کہ جب تم اللہ کی آیتوں کے ساتھ انکار اور ہنسی مذاق ہوتے سنو تو ان کے پاس مت بیٹھو۔

حَتّٰي يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ڮ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ

یہاں تک کہ بحث کریں وہ بیچ بات کے سوائے اس کے تحقیق تم اسوقت مانند انکے ہو تحقیق اللہ جمع کرنے والا ہے

جب تک وہ کسی دوسری بات میں مشغول نہ ہو جائیں۔ ورنہ بلاشبہ تم بھی ان جیسے ہی ہو جاؤ گے۔ یاد رکھو

الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَۨا ۝۱۴۰ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ

منافقوں کو اور کافروں کو بیچ دوزخ کے سب کو وہ لوگ کہ انتظار کرتے ہیں ساتھ تمہارے پس

کہ اللہ منافقوں اور کافروں کو جہنم میں (ایک جگہ) جمع کرنے والا ہے۔ (یعنی ان لوگوں کو) جو تمہارے متعلق منتظر

كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ڮ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ

اگر ہوئی واسطے تمہارے فتح خدا کی طرف سے کہتے ہیں کیا نہ تھے ہم ساتھ تمہارے اور اگر ہو واسطے کافروں کے

رہتے ہیں اگر اللہ کی طرف سے تمہیں فتح نصیب ہو تو کہتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھ شریک نہ تھے

حل لغات۔

۱ه جَمِيْعًا یہ تاکید ہے المنافقین والکافرین کی۔ اور المنافقین والکافرین مفعول واقع ہوئے ہیں جامع کے۔ ۲ه يَتَرَبَّصُوْنَ معنی میں ہے ینتظرون کے کیونکہ تربص انتظار کرنے کو کہتے ہیں اور اس کی پوری تحقیق اللذین یؤلون من نسائہم تربص اربعۃ الخ میں گزر چکی ہے وہاں دیکھو۔

ف۱ یعنی یہ حکم ہوا کہ جو کوئی سب کتابوں اور تمام انبیاء اور فرشتوں و
قیامت اور اللہ و رسول کے ہر ارشاد پر یقین نہ لائے گا تو وہ مسلمان
نہیں۔ حدیث میں ہے لَیْسَ الْاِیْمَانُ بِالتَّمَنِّیْ وَلَا بِالتَّحَلِّیْ وَلٰکِنْ مَا وَقَرَ فِی
الْقَلْبِ وَصَدَّقَهُ الْعَمَلُ صرف ظاہری بناوٹ زبانی باتوں اور امیدوں
کا نام ایمان نہیں بلکہ ایمان وہ ہے جو اللہ و رسول کی بات کا زبان
سے اقرار کر کے دل میں تصدیق کرنے کے بعد عمل کرے ورنہ
صرف زبانی ایمان لانا مفید نہیں (مسلم شریف) فقط ف۲ یعنی
ظاہر میں تو مسلمان ہوئے اور دل میں مذبذب رہے اور آخر بغیر
ایمان و یقین لائے مر گئے ان کو نجات نہیں ملے گی وہ کافر
ہیں ظاہر کی مسلمانی کچھ کام نہ آئے گی۔ جامع البیان صفحہ ۸۸ میں
ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جو شخص بار بار مسلمان
اور کافر ہوتا رہے تو اس کی توبہ کا اعتبار نہیں کرنا چاہئے بلکہ
قتل ہی کر دینا چاہئے فقط۔

معصیاتِ الٰہی کی مجالس کا بیان

ف۳ اس آیت میں جس ممانعت کا حوالہ دیا گیا ہے وہ سورۂ انعام
کی کی آیت ہے کہ جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہمارے مسئلوں میں بکبک
کرتے ہیں تو ان کے پاس سے چل دے۔ یہاں سب مسلمانوں کو
مخاطب کیا کہ میں تمہیں منع کر چکا ہوں کہ جس مجلس میں خلاف قرآن
وحدیث کے بیان ہو رہا ہو، شریعت کے مسئلوں کا انکار و مذاق
اڑایا جا رہا ہو اس مجلس میں نہ بیٹھو۔ اگر بیٹھو گے تو تم بھی ان کے شریک
سمجھے جاؤ گے اور گناہ میں انہی جیسے ہو جاؤ گے کیونکہ قرآن وحدیث
بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ادنیٰ سنت یا مستحب یا عادت کی تحقیر
و توہین کرنا استہزاء و تمسخر ٹھٹھا مارنا کفر ہے اور جو شخص کفر سے
راضی ہو کر کافروں کی مجلس سے خوش ہو وہ بھی کافر ہے۔ آجکل اکثر
تقلید کے قیدی عاملین سنت کا مذاق اڑاتے ہیں اپنے امام کے
قول و مذہب کو حدیث پر ترجیح دیتے ہیں حالانکہ جملہ ائمہ دین اپنی
تقلید سے منع کر گئے جیسا کہ امام شوکانی نے القول المفید میں توضیح
کی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس آیت میں ہر بدعتی
داخل ہے (تفسیر ستاری پارہ ۵ صفحہ ۱۶۲) اور یقیناً دین محمدی کے چار ٹکڑے
علیحدہ علیحدہ چار مذہب قائم کرنا بھی احداث فی الدین ہے۔ سچ ہے ؎
دین نبی را چار مذہب ساختن   رخنہ در دین نبی انداختن
اَللّٰهُمَّ اَکْرِمْنَا بِنُوْرِ التَّوْحِیْدِ وَاَخْرِجْنَا مِنْ ظُلُمٰتِ التَّقْلِیْدِ
آمین۔ یہاں میں اپنے برادران احناف سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں
ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان کو محمدی بنا دے اور مذہب کی بدعت حنفیت
وغیرہ سے بچاوے۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ

برادران احناف سے ایک بادرد سوال

بھائیو! آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ کے مقلد ہیں۔ اور آپ کے نزدیک مقلد اسے کہتے
ہیں جو تمام جزئی و کلی امور میں اپنے امام کی تقلید کرے اور ہر مسئلہ میں
اپنے امام کے قول کو مستند سمجھے جیسا کہ آپ کے مذہب کی اصولی کتاب
مسلم الثبوت وغیرہ میں لکھا ہے اَمَّا الْمُقَلِّدُ فَمُسْتَنَدُهٗ قَوْلُ مُجْتَهِدِهٖ
یعنی مقلد کا کام اپنے امام و مجتہد کا قول ماننا ہے خواہ کتاب و سنت میں اسکی
دلیل ہو یا نہ ہو۔ اگر دلیل طلب کرے گا تو مقلد نہ رہے گا چنانچہ اسی
کتاب مسلم الثبوت بحر العلوم مطبوعہ نولکشور صفحہ ۶۲۴ میں ہے اَلتَّقْلِیْدُ الْعَمَلُ
بِقَوْلِ الْغَیْرِ مِنْ غَیْرِ حُجَّةٍ یعنی اللہ و رسول کے سوا کسی غیر کے قول پر
بغیر ثبوت و بغیر دلیل عمل کرنے کو تقلید کہتے ہیں۔ پس مقلد کا فرض من حیث
المقلد یہ ہے کہ اپنے امام کے قول کے آگے نہ اپنی تحقیق کو دخل دے نہ سمجھ بوجھ
کو بلکہ ظاہر قرآن وحدیث پر بھی امام صاحب کے فرمان و اجازت و اذعان
کے بغیر عمل نہ کرے۔ شاید آپ فرمائیں کہ یہ تو ہم پر افتراء ہے نہیں نہیں افتراء
نہیں بلکہ حقیقت یہی ہے۔ مزید تسلی کے لئے ملاحظہ ہو میزان الکبریٰ
جلد اول صفحہ ۳۰ وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ لَا اَعْمَلُ بِحَدِیْثٍ اِلَّا اَنْ اٰخُذَ بِهٖ
اِمَامِیْ فَاِنَّهٗ خَیْرٌ کَثِیْرٌ عَلَیْهِ کَثِیْرٌ مِّنَ الْمُقَلِّدِیْنَ لِاَئِمَّةِ الْمَذَاهِبِ۔ نیز
علامہ محمد حیات سندی فرماتے ہیں وَقَدْ رَاَیْنَاهُمْ یَتْرُکُوْنَ الْاَحَادِیْثَ
الصِّحَاحَ غَیْرَ الْمَنْسُوْخَةِ وَیَتَعَلَّقُوْنَ بِمَذَاهِبِهِمْ مِنْ غَیْرِ سَنَدٍ اِنَّا لِلّٰهِ
وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ نیز حواشی بحر الرائق میں صاف لکھا ہے کہ مقلد کو اگر
حدیث خلاف مقولہ امام مل جائے تو اسے چاہئے کہ امام کے قول کو نہ چھوڑے
اسلئے کہ ہمارے لئے امام ہی کی بات پر عمل کرنا ہے حدیث پر نہیں۔ اصل
عبارت ملاحظہ ہو اَلْمُقَلِّدُ اِذَا وَجَدَ حَدِیْثًا یُخَالِفُ قَوْلَ اِمَامِهٖ لَا یَعْمَلُ
بِهٖ لَیْسَ لَنَا اِلَّا الْعَمَلُ بِالرِّوَایَةِ لَا بِالْحَدِیْثِ۔ امام فخر الدین رازی نے خود
لکھا ہے کہ میں نے مقلدین پر کئی آیتیں و حدیثیں پڑھیں جو ان کے مسلک
و مذہب کے خلاف تھیں تو میری طرف تعجب کی نگاہ سے دیکھنے لگے اور کہنے
لگے ہمارے امام نے یہ نہیں لیں ہم ان پر کیسے عمل کر سکتے ہیں۔ اب آپ لوگوں
کا تو حال ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو حدیثیں آپ کے مذہب و
امام کے قول کے مطابق ہوتی ہیں انکو مانتے ہو اور جو امام کے قول کے خلاف
ہوتی ہیں انکو نہیں مانتے حالانکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایسے
لوگوں کی سخت مذمت فرمائی ہے کہ جو بعض کو مانیں اور بعض کو نہ مانیں
اور جو لوگ اہلحدیث محمدی ہیں وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب
حدیثوں کو مانتے ہیں خواہ وہ کسی بڑے سے بڑے امام یا نبی کے قول کے
بھی خلاف کیوں نہ ہو وہ کہتے ہیں کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے لائے ہوئے کل احکام ہمارے رب کی طرف سے ہیں۔ وہ کہتے
ہیں جب ہوتے ہوئے مصطفےٰ کی گفتار۔ مت دیکھ کسی کا قول و کردار لیکن آپ
لوگ انکو وہابی، لامذہب، غیر مقلد وغیرہ کہکر انسے استہزاء و تمسخر کرتے ہیں
وہ اپنے نبی کی سنت سمجھ کر نماز میں رفع یدین کرتے ہیں تو آپ لوگ کہتے ہیں کہ
مکھیاں جھلتے ہیں اگر وہ آمین بالجہر کہتے ہیں تو آپ انکو گویے اور بھانڈ کہتے
ہیں۔ اگر سینے پر ہاتھ باندھنے کی سنت پر عمل کرتے ہیں تو آپ کہتے ہیں
کہ یہ نماز میں کشتی لڑتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ الغرض آپ صرف حمیت
مذہبی اور تقلید شخصی کی وجہ سے سنت رسول پر (ربانی فائدہ صفحہ ۴۴ پر ہے)

نَصِيْبٌ قَالُوْۤا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ

کچھ حصہ کہتے ہیں کیا نہ غالب آئے تھے ہم اوپر تمہارے اور نہ منع کیا تھا تمکو مسلمانوں سے پس اللہ حکم کریگا

اور اگر کافروں کو کچھ حصہ مل گیا تو ان سے کہنے لگے ہیں کیا ہم تم پر غالب نہیں ہوگئے تھے اور مسلمانوں سے تمہیں نہیں بچا لیا تھا؟ تو اللہ

بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴿۱۴۱﴾ ع

درمیان تمہارے دن قیامت کے اور ہرگز نہ کریگا اللہ واسطے کافروں کے اوپر مسلمانوں کے راہ ۲

قیامت کے دن تمہارے درمیان فیصلہ کردیگا۔ اور اللہ ہرگز ایمان والوں کے مقابلہ میں کافروں کو فتح و نصرت کی کوئی راہ نہ کھولے گا

ع ۲ ۱۷

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ

تحقیق منافق فریب دیتے ہیں اللہ کو اور وہ فریب دینے والا ہے انکو اور جب کھڑے ہوتے ہیں طرف نماز کے

منافق (اپنے ۳ خیال میں) خدا کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ حالانکہ حقیقت میں اللہ نے انکو دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو

قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾ مُّذَبْذَبِيْنَ

کھڑے ہوتے ہیں کاہلی سے دکھلاتے ہیں لوگوں کو اور نہیں یاد کرتے اللہ تعالیٰ کو مگر تھوڑا ڈھلمل ہو رہے ہیں

الکسائے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں لوگوں کو دکھانے کے لئے اور اللہ کا ذکر برائے نام ہی کرتے ہیں۔ کفر و ایمان کے بیچ میں

بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَآءِ وَلَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَآءِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ

درمیان اس کے (شک میں) نہ طرف انکی اور نہ طرف اُن کی اور جس کو گمراہ کرے اللہ تعالیٰ پس ہرگز نہ

متردد کھڑے ہیں۔ نہ ان (مسلمانوں) کی طرف نہ ان (کافروں) کی طرف، اور جس کو اللہ گمراہی میں ڈال دے۔ تم

تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۱۴۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ

پاوے گا تو واسطے اسکے راہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو نہ پکڑو کافروں کو دوست

اس کیلئے کوئی راستہ نہ پاؤ گے اے مسلمانو! تم مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ۔ کیا تم چاہتے

دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾

سوائے مسلمانوں کے کیا چاہتے ہو تم یہ کہ کرو واسطے اللہ کے اوپر اپنے غلبہ ظاہر

ہو کہ اللہ کی صریح حجت اپنے خلاف تمام کر لو۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿۱۴۵﴾

تحقیق منافق نیچے درجے نیچے کے ہیں آگ سے اور ہرگز نہ پاویگا تو واسطے انکے مددگار

بیشک منافق دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقہ میں ڈالے جائینگے اور تم کسی کو بھی ان کا مددگار نہ پاؤ گے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ

مگر جنہوں نے کہ توبہ کی اور صلاحیت کی اور مضبوط پکڑا اللہ کو اور خالص کیا دین اپنے کو واسطے اللہ کے

ہیں وہ لوگ جو توبہ کرلیں اور اپنی حالت کو سنوار لیں، اور اللہ کے احکام کو مضبوطی سے پکڑ لیں اور اپنے دین اللہ کے لئے

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾

پس یہ لوگ ساتھ مسلمانوں کے ہیں اور شتاب دیوے گا اللہ ایمان والوں کو ثواب بڑا ۵

خالص کرلیں تو یہ لوگ (جنت میں) مومنوں کے ساتھ ہوں گے اور عنقریب اللہ مومنوں کو اجر عظیم دیگا

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾

کیا کریگا اللہ عذاب کر کر تمکو اگر شکر کروگے تم اور ایمان لاؤ تم اور ہے اللہ تعالیٰ قدردان جاننے والا

اگر تم شکر کرو اور خدا پر ایمان رکھو تو خدا کو تمہیں عذاب دیکر کیا کرنا ہے! اور خدا تو شکر کا بدلہ دینے والا اور سب بات کا علم رکھنے والا ہے

حل لغات۔

۱ لَمْ نَسْتَحْوِذْ معنے میں ہے لم نغلب کے۔ بولا کرتے ہیں استحوذ علی فلان ای غلب علیہ۔

۲ سَبِيْلًا۔ یہاں سبیلا سے مراد ہے حجت و دلیل یعنی مسلمانوں کی دلیل و حجت سب کی حجت و دلیل پر غالب رہے گی۔

۳ کُسَالٰی جمع ہے کسلان کی جس طرح سُکَارٰی سکران کی یہ ماخوذ ہے کسل سے اور کسل کہتے ہیں بوجھل ہونے کو۔ مطلب یہ ہے کہ منافق نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو اسے بوجھ سمجھتے ہیں۔

۴ مُذَبْذَبِيْنَ یراؤن کے فاعل سے حال ہے اور ممکن ہے کہ لا یذکرون کے فاعل سے ہو۔ اس کے معنے ہیں متحیرین کے۔ اصل میں مذبذب اُس شخص کو کہتے ہیں جو دونوں طرف سے دفع کیا جائے اور کسی ایک جانب میں نہ ٹھیرے۔ ۵ شَاكِرًا اسم فاعل اور صفت ہے اللہ کی۔ خُدا کے شاکر ہونے کا یہ اُس کے مقابلہ میں دوگنا چوگنا ثواب دیتا ہے۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۱۴۳) استہزا کر کے اس آیت کے مستحق بنتے ہیں اسی واسطے اللہ تعالیٰ اس آیت میں اپنے پکے سچے بندوں کو یعنی محمدیوں کو منع فرما رہا ہے کہ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ یُکْفَرُ بِہَا وَیُسْتَہْزَاُ بِہَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَھُمْ الآیۃ۔ بات دور چلی گئی۔ خیر یہ دعویٰ تقلید بجائے خود کہاں تک صحیح و درست ہے اسے تو سردست یہیں رہنے دیجئے۔ میرا آپ حضرات سے ایک نہایت معمولی اور سیدھا و صاف سوال ہے امید ہے آپ خود بھی اسپر غور کریں گے اور اپنے علماء کو بھی غور کرنے اور حل کرنے کی تکلیف دینگے وہ یہ ہے۔ آپ اپنے آپکو حنفی کہتے کہلواتے اور لکھتے لکھاتے ہیں حتیٰ کہ مسجدوں خانہ خدا پر بھی جلی قلم سے پتھر پر کندہ کرا کر دروازہ وغیرہ پر نصب کرتے ہیں "مسجد حنفیہ" یہ مسئلہ آپ سب میں مروج ہے خواہ مشرقی ہو یا مغربی گویا قریب قریب آپ کا یا جماعی مسئلہ ہے جسمیں آپ کو کسی قسم کا تردد و پس و پیش نہیں۔ صدیوں سے آپنے اپنے تئیں محمدی کہلوانا ترک کیا ہوا ہے۔ اگر آج آپ سے کوئی پوچھے آپ کا مذہب کیا ہے؟ تو فوراً آپ یہی جواب دیتے ہیں کہ حنفی۔ کبھی آپ بھولے سے بھی نہیں کہتے کہ ہم محمدی یا اہلحدیث ہیں۔ اور اگر اہلحدیث سے کوئی پوچھے کہ تمھارا مذہب کیا ہے تو وہ بڑی خوشی سے کہتے ہیں ؎ نبی کے امتی ہیں ہم۔ نہ کہلائیں گے کسی کے ہم ٭ کسی کا ہو رہے کوئی۔ نبی کے ہو رہیں گے ہم۔ آمدم برسر مطلب۔ اب سوال یہ ہے کہ آپ کے پاس اسکی کوئی دلیل امام صاحبؒ سے بھی موجود ہے یا نہیں؟ یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہیں فرمایا ہے کہ تم اپنی نسبت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہٹا کر میری طرف کر دینا اور بجائے محمدی یا اہلحدیث کہلوانے کے حنفی کہلوانا۔ اگر یہ فرمایا ہے تو اس کا حوالہ پیش کریں۔ اگر نہیں فرمایا تو آپ سے بڑھ کر دنیا میں غیر مقلد کون ہوگا کہ جو اتنی بڑی اہم بات میں بھی امام صاحبؒ کے قول کی تلاش نہ کریں بلکہ پرواہ تک نہ کریں۔ آپ کے مذہب کے مایہ ناز عالم ملا علی قاریؒ نے تو شرح عین العلم میں صاف اقرار کیا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی مَا کَلَّفَ اَحَدًا اَنْ یَّکُوْنَ حَنَفِیًّا اَوْ مَالِکِیًّا اَوْ شَافِعِیًّا اَوْ حَنْبَلِیًّا بَلْ کَلَّفَھُمْ اَنْ یَّعْمَلُوْا بِالسُّنَّۃِ یعنی خدا نے کسی کو حنفی شافعی وغیرہ بننے کا حکم نہیں دیا بلکہ حدیث رسول اللہ پر عمل کرنیکا حکم دیا ہے۔ اسی طرح ابن ملا فروغ ملی حنفی نے قول سدید میں لکھا ہے اِعْلَمْ اَنَّہٗ لَمْ یُکَلِّفِ اللّٰہُ تَعَالٰی اَحَدًا مِّنْ عِبَادِہٖ بِاَنْ یَّکُوْنَ حَنَفِیًّا اَوْ مَالِکِیًّا اَوْ شَافِعِیًّا اَوْ حَنْبَلِیًّا بَلْ اَوْجَبَ عَلَیْھِمُ الْاِیْمَانَ بِمَا بُعِثَ بِہٖ سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ بھائیو! جب آپ کے مانے ہوئے چوٹی کے علماء فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حنفی وغیرہ بننے کا حکم نہیں دیا تو پھر آپ ذرا سوچ کر بتائیں کہ کس کے حکم سے آپ محمدی مذہب کو چھوڑ کر حنفی بنے ساتھ ہی مہربانی فرما کر ذرا اس معمے کو بھی حل کر دیں کہ خود امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے آپ کو کس کی طرف منسوب کرتے تھے اور جو ان کا مذہب تھا وہ آپ کا کیوں نہیں وہ تو صاف فرما گئے۔ اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ یعنی صحیح حدیث پر چلنا میرا مذہب ہے۔ پس جو حدیث پر چلے وہی تو اہلحدیث ہے محمدی ہے۔ معلوم ہوا امام صاحبؒ خود محمدی تھے۔ انھوں نے ہرگز ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم محبوب خدا سے اپنی نسبت ہٹا کر لوگ میری طرف منسوب ہو جائیں اور حنفی کہلانے لگیں۔ اگر کہیں فرمایا ہو تو دکھاؤ ورنہ آج سے ہم آپ کو غیر مقلد کہیں گے اور آپ کو بھی ماننا پڑے گا کہ مقلد کا کام تو اپنے امام کے قول کو ماننا ہے لا غیر۔ پس عمل بالحدیث چھوڑ کر اور حنفی کہلوا کر تقلید سے آزاد ہیں اور خواہشات نفسانی میں جکڑے ہوتے ہیں نہ قرآن و حدیث سے مطلب ہے نہ قول امام سے بلکہ بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا کا پورا نقشہ ہے (اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور سبکو محمدی بنا دے آمین) یعنی مقصد یہ ہے کہ مسلمان کو اس کی صحبت و مجلس سے بچنا چاہیئے۔ حدیث میں آیا ہے جو اللہ اور دن آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ نہ بیٹھے اس دسترخوان پر جسپر شراب رکھی ہے۔ پھر فرمایا جس طرح یہ منافق کافروں کے کفر میں یہاں شریک ہیں قیامت کے دن جہنم میں ہمیشہ رہنے کیلئے اور وہاں کے سخت تر دل ہلا دینے والے عذابوں کے سہنے میں بھی ان کے شریک حال رہیں گے وہاں کی سزاؤں میں وہاں کی قید و بند میں طوق و زنجیر میں گرم پانی کے کڑوے گھونٹ اتارنے میں بھی انکے ساتھ ہوں گے اور دائمی سزا کا اعلان سب کو ساتھ ہی سنا دیا جائیگا فقط

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ یہ منافق وہ ہیں جو برابر تمھاری تاک اور انتظار میں لگے رہتے ہیں پھر اگر تمھاری فتح ہو جیسے اُحد میں ہوئی، انجام کار حق ہی غالب رہا، تو تم سے کہتے ہیں کہ کیا ہم تمھارے ساتھی نہیں مال غنیمت میں ہم کو بھی شریک کرو اور اگر کافروں کو لڑائی میں کچھ حصہ مل گیا یعنی وہ غالب ہوئے تو ان سے کہتے ہیں کہ کیا ہم نے تم کو گھیر نہیں لیا تھا اور تمھاری حفاظت نہیں کی اور ہم نے تمکو مسلمانوں کے ضرر سے نہیں بچایا لوٹ میں ہم کو بھی حصہ دو۔

فائدہ، اس سے معلوم ہوا کہ دین حق پر ہو کر گمراہوں سے بھی بناتے رکھنا یہ بھی نفاق کی بات ہے۔ مقصد یہ منافق خواہ کتنا ہی کفار کا ساتھ دے کر مسلمانوں کا نام مٹانا چاہیں یہ ناممکن ہے۔ یہ اور بات ہے کہ کسی جگہ اور کسی وقت دنیوی طور پر انھیں غلبہ مل جائے لیکن انجام کار مسلمانوں کے حق میں ہی مفید ہوگا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ فقط۔

منافقین کی ذلت کا بیان۔ ف۲ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کے دغا میں نہیں آتا وہ عالم سرائر ہے لیکن منافق اپنے جہل و قلت عقل سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جیسے انکی بات لوگوں کے سامنے چل جاتی ہے رواج پا جاتی ہے ایسا ہی ان کی بات قیامت کے دن اللہ کے پاس چل جائیگی اور یہ جو فرمایا کہ اللہ انکو دغا دے گا اسکا مطلب یہ ہوا کہ اللہ انکو سرکشی کے سبب سے دنیا میں دھکیل دیگا۔ اسی طرح وہاں بھی رحمت سے محروم رہیں گے منافقوں کی بد ذوقی کا بیان ہو رہا ہے کہ نماز جیسی بہترین عبادت سے بھی دلچسپی نہیں جلدی جلدی پڑھتے ہیں جیسے کوئی بیگار ٹالتا ہے نہ خشوع خضوع ہے نہ رکوع سجود و قومہ میں اطمینان بلکہ نماز لوگوں کے دکھانے کو ادا کرتے ہیں نہ اخلاص ہے نہ خدا سے تعلق اسی لئے اکثر اوقات نماز میں پیچھے رہتے ہیں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے صحابہ میں سے نماز جماعت سے پیچھے رہتے کسی کو نہ دیکھا مگر جن کا نفاق ظاہر تھا یا مریض (باقی فائدہ صفحہ ۱۴۵ پر دیکھئے)

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ

نہیں دوست رکھتا اللہ پکار کر کہنا بری بات کو مگر جو کوئی

اللہ بری بات کے اظہار کو پسند نہیں کرتا سوا اس شخص کے

ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ

ظلم کیا جاوے اور ہے اللہ سننے والا جاننے والا اگر ظاہر کرو تم بھلائی کو یا

کہ وہ مظلوم ہو اور اللہ (مظلوم کی فریاد) سنتا اور (ظالم کو) جانتا ہے اگر تم نیکی کی بات کھلم کھلا کر دیا اسے

تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾

چھپاؤ اس کو یا درگذر کرو تم برائی سے پس تحقیق اللہ ہے بخشنے والا قدرت والا

پوشیدہ رکھو یا برائی سے درگذر کرو (بہت اچھا ہو کیونکہ) اللہ بھی درگذر کرنے والا اور قدرت رکھنے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ

تحقیق جو لوگ کہ کفر کرتے ہیں ساتھ اللہ کے اور رسولوں اس کے کے اور ارادہ کرتے ہیں یہ کہ

بیشک جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کیا اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان

يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ

جدائی ڈالیں درمیان اللہ کے اور رسولوں اس کے کے اور کہتے ہیں ایمان لاتے ہیں ہم ساتھ بعض کے اور

تفریق قائم کر دیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو

نَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ

کفر کرتے ہیں ساتھ بعض کے اور چاہتے ہیں یہ کہ پکڑیں درمیان اس کے

نہیں مانتے اور خواہش رکھتے ہیں کہ اس (کفر و ایمان) کے بین بین کوئی راہ اختیار کریں

سَبِيْلًا ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ

راہ یہ لوگ وہ ہیں کافر تحقیق اور تیار کیا ہم نے واسطے کافروں کے

یہی لوگ درحقیقت کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے رسوا کن عذاب

عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا

عذاب رسوا کرنے والا اور جو لوگ کہ ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور رسولوں اس کے کے اور نہ جدائی ڈالی

تیار کر رکھا ہے اور وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لائے، رسولوں کو مانا اور ان میں سے کسی

بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ

درمیان کسی کے ان میں سے یہ لوگ البتہ دے گا ان کو ثواب ان کا اور ہے

ایک کو دوسروں سے جدا نہ جانا۔ یہی لوگ ہیں جن کو عنقریب اللہ اجر عطا فرمائے گا۔ اور اللہ

اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾ يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ

ع ۲۱ ۱۱ ۱

اللہ بخشنے والا مہربان سوال کرتے ہیں تجھ سے صاحب کتاب کے یہ کہ اتار لائے

بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے (اے پیغمبر اسلام) اہل کتاب آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ان پر

عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ

اوپر ان کے ایک کتاب آسمان سے پس تحقیق سوال کیا تھا انہوں نے موسیٰ سے بڑا اس

آسمان سے لکھی لکھائی کتاب اتاری جائے تو کچھ عجب نہیں ان کی عادت ہے، یہ موسیٰ سے اس سے بھی بڑا مطالبہ کر چکے ہیں

حل لغات۔

۱؎ لَا يُحِبُّ صیغہ واحد مذکر غائب مضارع منفی باب افعال مضاعف۔ حب مادہ۔ اَحَبَّ يُحِبُّ معنی میں ہے حَبَّ يَحُبُّ کے اور یہ خاص ہے۔ باب افعال کا۔

۲؎ وَكَانَ اللّٰهُ۔ كَانَ فعل ناقص اور یہ تین طرح پر مستعمل ہوتا ہے۔ کبھی تو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کی خبر اسکے فاعل کیلئے زمانہ ماضی میں دواماً ثابت ہے یا منقطعاً۔ پہلے کی مثال یہی وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ہے اور دوسری کی مثال كَانَ زَيْدٌ شَابًّا۔ اسے کان ناقصہ کہتے ہیں۔ دوسرے تامّہ جو محتاج خبر نہ ہو جیسے كَانَ الْقِتَالُ اى حَصَلَ الْقِتَالُ۔ تیسرے زائدہ جس کے حذف کر دینے سے جملہ کے معنی متغیر نہ ہوں وکان اللہ سمیعا علیما کے یہ معنی ہیں کہ خدا ہمیشہ سے سمیع علیم چلا آتا ہے۔

۳؎ سُوْٓءٍ بالضم اسم اور سَوْءٍ بالفتح مصدر۔ سَوء کہتے ہیں اندوہگیں کرنے کو اور سُوء بدی برائی کو۔ بولا کرتے ہیں رجل السّوء یعنی برا آدمی۔ امراۃ سَوء بدصورت عورت۔ اہل محاورہ رجل سَوء اور رجل السَّوء بولتے ہیں اور رجل السُّوء نہیں بولتے سَوءة آدمی کا ستر کیونکہ اسکا کشف کبھی بدا و برا ہوتا ★

(بقیہ فائدہ صفحہ ۱۴۴) کو (مسلم) عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے طبرانی وترغیب صفحہ ۲۲۳ میں مرفوعًا ہے کہ قیامت کے دن بعض لوگوں کو جنت کی طرف لے جانے کا حکم ہوگا۔ جب وہ جنت کی طرف پہنچیں گے اور اس کی خوشبو اور رونق تروتازگی دیکھیں گے تو آواز دی جائیگی کہ انکو یہاں سے واپس کرو جنت میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔ پس وہ ایسی حسرت وندامت سے لوٹیں گے کہ ان سے پہلے کوئی ایسی حسرت سے نہ پھرا ہوگا اور کہیں گے اے رب اگر تو ہم کو جنت دکھانے سے پہلے ہی دوزخ میں داخل کر دیتا تو ہم کو اس قدر مصیبت وتکلیف نہ ہوتی جتنی کہ اب ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے اس لئے کیا تاکہ تم کو سخت ندامت اور عذاب ہو کیونکہ دنیا میں جب تم تنہا ہوتے تو بڑے بُرے اور ناقص کام کرتے تھے اور جب لوگوں کے سامنے ہوتے تو دینداروں کی وضع شکل صورت بناتے تھے۔ تمھارے دل میں کچھ اور ظاہر کچھ تھا۔ تم لوگوں سے ڈرتے مجھ سے نہیں ڈرتے تھے۔ لوگوں کی عظمت۔ بڑائی تمھارے دل میں تھی میری بڑائی عظمت نہ تھی۔ لوگوں کی خاطر گناہ چھوڑتے میری رضا کیلئے نہیں چھوڑتے تھے۔ آج میں تمکو سخت عذاب چکھاؤں گا اور نعمتوں سے محروم رکھونگا جسکا ذکر آگے آرہا ہے اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا

ف۳ یعنی منافقین تو بالکل تردد اور حیرت میں گرفتار ہیں نہ انکو اسلام پر اطمینان ہے نہ کفر پر سخت پریشانی میں مبتلا ہیں کبھی ایک طرف جھکتے ہیں کبھی دوسری طرف پھر فرمایا مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی کرنا دلیل ہے نفاق کی مسلمانوں کو کافروں کی دوستی سے منع کیا اگر کرو تو خدا کے مخالف ہو کر اسکے عذاب کے مستحق ہوگے۔ اکثر مسلمانوں کی سلطنتیں اور حکومتیں اسی وجہ سے غارت ہوئیں کہ انکے بادشاہ یا ارکان دولت نے کافروں مشرکوں بدعتیوں سے دوستی کی اور تحفے تحائف لیکر انکو بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز کرکے مسلمانوں کو ڈبو دیا۔ منافقوں کیلئے دوزخ کا سب سے نیچا طبقہ مقرر ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انکو آگ کے صندوقوں میں بند کرکے ڈالا جائے گا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ صندوق لوہے کے ہونگے جو آگ لگتے ہی آگ کے ہو جائیں گے۔ کوئی نہ ہوگا جو انکی مدد کرے جہنم سے نکال سکے۔ ہاں جو دنیا میں اپنے نفاق سے توبہ کرکے نادم ہو جائے اپنے اعمال کی درستی کرلے اور اللہ کے پسندیدہ دین کو خوب مضبوط پکڑ لے ریاکاری کو اخلاص سے بدلدے تو وہ خالص مسلمان ہے دنیا میں ایمان والوں کے ساتھ ہوگا۔ ابن ابی حاتم میں ہے آپ نے فرمایا اپنے دین عمل کو خالص کرلو تھوڑا عمل بھی تمھیں کافی ہوگا۔ آخر کی آیت میں فرمایا اگر تم اپنے اعمال کو سنوار لو خدا اور رسول پر سچے دل سے ایمان لاؤ مسلموں کی ہاں ہاں کرو عمل کرو تو اللہ کو عذاب کرکے کیا کرنا ہے۔ وہ تو چھوٹی چھوٹی نیکیوں کی بھی قدر کرتا ہے۔ اللہ ہمیں ایمان اخلاص کی دولت سے مالا مال کرکے اجر وثواب سے نہال کرے آمین فقط ابومحمد بن ابی محمد بن محمد کفاہم الصمد من شر حاسد اذا حسد آمین یا الہ العالمین۔ الحمد للہ پانچویں پارہ کے حواشی پورے ہو گئے۔ مرتب حواشی ابوعمار عبدالقہار غفرلہ ولوالدیہ الغفار

فوائد صفحہ ھٰذا

مسروقہ مال کی واپسی کا وظیفہ۔ ف۱ یعنی اگر کسی میں دین و دنیا کا عیب معلوم ہو تو اسکو مشہور نہ کرنا چاہئے کیونکہ اسی کو غیبت کہتے ہیں اللہ سب کی بات سنتا جانتا ہے وہ ہر ایک کو اسکے موافق جزا دیگا البتہ مظلوم کو رخصت ہے کہ وہ ظالم کا ظلم بیان کرے۔ ایسی ہی بعض صورتوں میں بغرض خیرخواہی غیبت روا ہے۔ یہ حکم یہاں شاید اسپر فرمایا کہ منافق کا نام مشہور نہ کرے اور علی الاعلان اسکو بدنام نہ کرے کہ کہیں اور زیادہ نہ بگڑ جائے مبہم یا تنہا نصیحت کرے منافق آپ سمجھ لیگا شاید ہدایت قبول کرلے۔ ابوداؤد میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کوئی چیز چور لے گیا۔ آپؓ بددعا کرنے لگیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیوں اسکا بوجھ ہلکا کر رہی ہو۔ حسن بصری کہتے ہیں بجائے بددعا کے یہ دعا کرنی چاہئے اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلَیْہِ وَاسْتَخْرِجْ حَقِّیْ مِنْہُ خدایا اس چور پر میری مدد کر اور اس سے میرا حق دلوا دے۔ جامع صفحہ ۹۰ میں ہے ایک شخص کی کسی نے دعوت کی۔ جب وہ کھانا کھانے گیا تو کھانا نہ کھلایا۔ انھوں نے اس کا ذکر لوگوں میں کیا اسپر یہ آیت اتری۔ انکی حق تلفی ہوئی تھی اسلئے شکایت کرنی جائز ہوئی۔ مہمان کا حق میزبان پر واجب ہے۔ بخاری مسلم میں ہے عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّکَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ لَا یَقْرُوْنَنَا فَمَا تَرٰی فَقَالَ لَنَا اِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَاَمَرُوْا لَکُمْ بِمَا یَنْبَغِیْ لِلضَّیْفِ فَاقْبَلُوْا فَاِنْ لَّمْ یَفْعَلُوْا فَخُذُوْا مِنْھُمْ حَقَّ الضَّیْفِ الَّذِیْ یَنْبَغِیْ لَھُمْ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ہم کو کہیں بھیجتے ہیں تو بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جہاں ہم ٹھیرتے ہیں وہ ہماری مہمان نوازی نہیں کرتے اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ فرمایا اگر حق مہمانی ادا کریں تو قبول کرو ورنہ ان سے لو۔ مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۰ میں ہے مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ جَائِزَتُہٗ یَوْمٌ وَّلَیْلَۃٌ وَّالضِّیَافَۃُ ثَلٰثَۃُ اَیَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذٰلِکَ فَھُوَ صَدَقَۃٌ وَّلَا یَحِلُّ لَہٗ اَنْ یَّثْوِیَ عِنْدَہٗ (باقی فائدہ صفحہ ۱۴۶ پر)

★ ہے قال تعالیٰ فبدت لھما سوآتھما۔ ۵۲ عَفُوًّا مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی بہت درگذر کرنے والا۔ یہ اصل میں تھا عَفُوْوٌ بوزن ضَرُوْبٌ دو واو کلمہ واحد میں جمع ہوئے ایک کو دوسرے میں ادغام کر دیا۔ ۵۵ بَیْنَ ذٰلِکَ۔ ذا اسم اشارہ ک حرف خطاب مشار الیہ محذوف ای ان یتخذوا بین ذلک الکفر والایمان۔ ۵۶ حَقًّا مفعول مطلق ہے اور مضمون جملہ کی تاکید واقع ہوا ہے ای حق ذٰلک یعنی کونہم کاملین فی الکفر حقا۔ اور ممکن ہے کہ مصدر محذوف کی صفت ہو یعنی ہم الذین کفروا کفرا حقا۔ ۵۸ بَیْنَ مقتضی ہوا کرتا ہے اور اس بنا پر بَیْنَ کی اضافت اَحَد کی طرف اَحَدٍ مِّنْھُمْ۔ لفظ بَیْنَ اگرچہ دو یا دو سے زیادہ چیزوں کو بظاہر درست نہیں معلوم ہوتی مگر چونکہ لفظ اَحَد میں واحد اور جمع۔ مذکر اور مؤنث یکساں ہوتا ہے اسلئے یہ اضافت بجائے خود ٹھیک اور درست ہے۔

ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ج

سے پھر کہنے لگے دکھلا دے ہم کو اللہ کو ظاہر پس پکڑا ان کو بجلی نے بسبب ظلم ان کے کے

کہنے لگے کہ ہم کو اللہ کو کھلم کھلا دکھلا دؤ پس ان کی زیادتی کی وجہ سے بجلی نے انہیں آ پکڑا۔

ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا

پھر پکڑا انھا گائے کا بچہ پیچھے اس بات کے کہ آ گئیں ان کے پاس دلیلیں پس معاف کیا ہم

پھر وہ بچھڑے کی عبادت کرنے لگے اسکے بعد بھی کہ ان کے پاس کھلی نشانیاں آ چکی تھیں۔ پھر ہم نے اس سے

عَنْ ذٰلِكَ ج وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا (۱۵۳) وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ

نے اس سے اور دیا ہم نے موسیٰ کو غلبہ ظاہر اور اٹھایا ہم نے اوپر ان کے

بھی درگذر کی اور موسیٰ کو واضح غلبہ دیا اور ہم نے ان سے عہد لینے کے لئے ان پر

الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا

پہاڑ طور واسطے قول لینے کے ان سے اور کہا ہم نے ان کو داخل ہو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اور کہا ہم نے

کوہ طور اٹھا کھڑا کیا اور حکم دیا کہ (شہر کے) دروازے سے عجز و انکساری کرتے ہوئے داخل ہونا اور (یہ بھی) حکم دیا کہ

لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِى السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا

ان کو مت تعدی کرو بیچ ہفتے کے اور لیا ہم نے ان سے قول

ہفتہ کے بارے میں تجاوز نہ کرنا اور ان سے ہم نے پختہ عہد لیا

غَلِيْظًا (۱۵۴) فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ

گاڑھا پس بسبب توڑ ڈالنے ان کے قول اپنے کو اور بسبب کفران کے کے ساتھ نشانیوں اللہ کے اور

پھر ان کے عہد توڑنے، اللہ کی آیتوں سے انکار کرنے، نبیوں کو ناحق قتل

قَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ط بَلْ

بسبب مارنے ان کے پیغمبروں کو ناحق اور بسبب کہنے ان کے کے دلوں ہمارے پر پردے ہیں بلکہ

کرنے اور یہ کہنے کی وجہ سے کہ ہمارے دلوں پر پردہ پڑا ہوا ہے (نہیں) بلکہ

طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا (۱۵۵) وَّ

مہر کی ہے اللہ نے اوپر ان کے بسبب کفران کے کے پس نہیں ایمان لاتے مگر تھوڑے اور

ان کے کفر کی وجہ سے اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے سو چند آدمیوں کے سوا کوئی ایمان نہیں لاتا

بِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا (۱۵۶) وَّقَوْلِهِمْ

بسبب کفران کے کے اور کہنے ان کے کے اوپر مریم کے بہتان بڑا اور بسبب کہنے ان کے کے

اور ان کے انکار کرنے اور مریم پر بہتان عظیم باندھنے اور یہ کہنے کی وجہ سے

اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ج وَمَا قَتَلُوْهُ

کہ تحقیق ہم نے مار ڈالا مسیح عیسیٰ بیٹے مریم کو پیغمبر اللہ کا تھا اور نہیں مارا اس کو

کہ ہم نے قتل کیا ہے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو جو اللہ کے رسول تھے حالانکہ انھوں نے ان کو

وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ط وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا

اور نہ سولی دی اس کو اور لیکن شبیہ ڈالا گیا واسطے ان کے اور تحقیق جو لوگ کہ اختلاف کیا انھوں نے بیچ

قتل کیا اور نہ انھیں سولی دی۔ بلکہ ان پر حقیقت حال مشتبہ ہوگئی اور جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے

حل لغات۔
فَبِمَا نَقْضِهِمْ۔
مَا زائدہ یا نکرہ تامہ۔ نقضہم ما سے بدل اور فبما کی بے فعل محذوف کے متعلق ای فبسبب نقضہم میثاقہم ذالک فعلنا بہم ما فعلنا۔ اور ممکن ہے کہ حرمنا کے متعلق ہو اس صورت میں فبظلم الخ فبما نقضہم سے بدل واقع ہوگا۔
له شُبِّهَ لَهُمْ صیغہ واحد مذکر غائب ماضی مجہول باب تفعیل اس کی اسناد جار مجرور یعنی لہم کی طرف ہے جیسے خُيِّلَ اِلَيْهِ میں۔ تو شُبِّهَ لَهُمْ معنی میں ہے وَقَعَ لَهُمُ التَّشْبِيْهُ کے اور ہو سکتا ہے کہ شُبِّهَ کی اسناد ضمیر مقتول کی طرف ہو کیونکہ وما قتلوہ صاف اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ قتل کا وقوع عیسیٰ علیہ السلام پر نہیں بلکہ ان کے غیر پر ہوا۔ اور جب یہ ہے تو گویا غیر عیسیٰ مذکور ہے اور مذکور ہے تو اس کی طرف شبہ کی اسناد صحیح ہے۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۱۴۵) حَتّٰی یُخْرِجَہٗ جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسکو لازم ہے کہ اپنے مہمان کی خاطر کرے ایک رات و دن تو اپنی حیثیت کے موافق تکلف کرے اور تین دن معمولی ضیافت کرے اور مہمان بھی اتنا نہ ٹھیرے جو میزبان کو تکلیف پہنچے فقط **ف۲** ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کسی مسلمان کو دوسرے کیلئے بد دعا کرنی جائز نہیں سوائے مظلوم کے لیکن وہ بھی حد سے نہ گزرے۔ اگر مظلوم صبر کرے تو جس نے نعمت پر شکر کیا اور تکلیف پر صبر کیا اور گناہ ہونے پر (نادم ہوا) فضا والی ہے۔ ترغیب صفحہ ۶۰ میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا توبہ کی۔ استغفار کیا۔ کسی نے اسکو ستایا تو صبر کیا۔ پھر آپ خاموش ہو گئے۔ صحابہؓ نے پوچھا اسکا کیا درجہ ہے، فرمایا یہی لوگ ہیں جنکو امن چین ہوگا یہی ادائے ہوئے ہیں۔ ایک روایت میں ہے صدقہ خیرات سے مال گھٹتا نہیں اور صبر درگذر معاف کرنے سے اللہ عزت بڑھاتا ہے (تفسیر ابن کثیر) فقط

ف۳ یعنی یہودی عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا سب کو مانتے تھے۔ نصاریٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا باقی پر ایمان رکھتے تھے سامرہ یوشع کے بعد کسی کی نبوت کے قائل نہ تھے جو موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے۔ انھوں نے اللہ و رسول میں تفریق کی اپنی نفسانی خواہش تقلید آبائی کی وجہ سے کسی نبی کو مانا کسی کا انکار کیا کافر ہوئے۔ جو بھی ایک نبی ایک آسمانی کتاب یا ایک بھی شرعی مسئلہ کا انکار کرے وہ کافر ہے اور جو تمام نبیوں رسولوں آسمانی کتابوں اور مسئلوں کو مانتے وہ مسلمان ہیں ان کے لئے اجر و ثواب ہے اللہ غفور رحیم ہے فقط۔

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ یہود نے کہا کہ اگر تم سچے نبی ہو تو تم پر کتاب ایک ہی دفعہ کیوں نہ اتری جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو توراۃ ایک ہی دفعہ مل گئی تھی۔ اللہ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ یہ صرف ان کا بہانہ ہے۔ اگر یہ سچے ہیں تو موسیٰ علیہ السلام سے اللہ کو سامنے حاضر دیکھنے کا کیوں سوال کیا تھا جبکہ موسیٰؑ کو ایک ہی دفعہ کتاب مل گئی تھی۔ اصل بات یہ ہے کہ یہود کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانا منظور ہی نہ تھا ہر وقت کوئی نہ کوئی نیا سوال پیدا کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی سرکشی اور بیجا سوال پر اپنے پیارے نبی کو تسلی دی کہ آپ کبیدہ خاطر نہ ہوں ان کی تو یہ بدعادت پرانی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام سے انکے باپ دادا نے اس سے بھی بڑھ کر سوال کیا تھا کہ اللہ کو سامنے لاکر دکھاؤ آخر اللہ کا غضب نازل ہوا۔ بجلی گری سب ہلاک ہو گئے گو آخرت میں اللہ تعالیٰ اپنا دیدار مؤمنوں کو کرائے گا جیسے کہ صحیح اور متواتر احادیث سے ثابت ہے مگر دنیا میں ان آنکھوں سے دیکھنا ناممکن ہے خود موسےٰ علیہ السلام نہ دیکھ سکے تو یہ کیسے دیکھ سکتے ہیں۔ آیت ہذا سے قیامت میں عدم دیدار الٰہی پر معتزلہ کا استدلال کرنا بالکل غلط ہے فقط۔

ف۲ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ موسیٰ علیہ السلام توراۃ کی تختیاں لے کر آئے تو انھوں نے نہ مانا جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا انپر طور پہاڑ اٹھا کر لاؤ چنانچہ جبرئیلؑ نے انپر پہاڑ اٹھا کر کہا مانو ورنہ تمہارے اوپر پھینکتا ہوں انھوں نے قبول کرنے کا اقرار کیا (معالم) فقط

عیسیٰؑ آسمانوں میں۔ ف۳ اس بات پر جملہ صحابہ کا اجماع ہے کہ عیسیٰؑ آسمان پر زندہ موجود ہیں اور آخر زمانہ میں دنیا میں آئیں گے انکار کرنا کفر ہے۔ آپؐ نے حلفیہ کہا کہ عیسیٰؑ اب آسمانوں میں زندہ ہیں اور قرب قیامت اتریں گے صلیب توڑیں گے خنزیر دجال کو قتل کرینگے ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہودی جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے درپے ہوئے تو آپ نے اپنے حواریوں سے فرمایا تم میں سے کون اس امر پر راضی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی صورت میری سی بنا دے اور وہ میرے بدلے مقتول ہو جائے اور جنت میں میرا رفیق بنے۔ ایک جوان راضی ہوا تین مرتبہ رضامندی ظاہر کی اور بحکم خدا عیسیٰ کی شکل بن گیا۔ یہود نے سمجھا یہی عیسیٰ ہیں پکڑ کر سولی دی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھا لیا۔ مرزائی اس آیت اور حدیث کے منکر ہیں حیات مسیح و نزول و صعود کے قائل نہیں تاویلات فاسدہ کے عادی ہیں خدا ہدایت دے آمین۔ بخاری مسلم میں ہے یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے قریب ہے کہ ابن مریم تمہارے درمیان اترینگے حاکم عادل ہونگے صلیب کو توڑینگے یعنی اسکی پرستش باقی نہ رہے گی اور خنزیر کو قتل کرینگے یعنی سور کا کھانا موقوف ہو جائے گا اور ویسے ہی قتل کئے جائیں گے جیسا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (سیاہ) کتوں کے قتل کر ڈالنے کا حکم دیا تھا اور جزیہ موقوف کرینگے یعنی اس وقت کافروں کو مسلمان ہی ہونا پڑے گا جزیہ پر رہائی نہ ہوگی اور مال کی کثرت ہوگی جیسا کہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ ایک انار میں دس آدمیوں کا پیٹ بھر جائیگا اور ایک گائے کا دودھ ایک گھر والوں کو کفایت کریگا اور ایک سجدہ تمام دنیا سے زیادہ پیارا ہوگا یعنی اس زمانہ میں مسلمانوں کو آخرت کی رغبت زیادہ ہوگی۔ پھر راوی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھ کر کہا عیسیٰؑ ابھی زندہ ہیں دنیا میں آئیں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نکاح ہوگا اولاد ہوگی اور بعد وفات کے میرے قریب دفن ہوں گے پھر قیامت کو میں اور وہ ایک مقبرہ سے ابوبکرؓ و عمرؓ کے درمیان سے اٹھیں گے۔ ان آیات میں ان گناہوں کا ذکر ہے جن کے مرتکب یہود ہوئے اور ان کے سبب انپر لعنت پڑی مطرود و مردود ٹھیرے۔ ہدایت سے دور ڈالے گئے۔ انھوں نے ان عہود و مواعید کو توڑ ڈالا جو ان سے لئے گئے تھے۔ انبیاء کے معجزات کا انکار کیا پیغمبروں کو ناحق قتل کیا مریم علیہا السلام پر زنا کا بہتان لگایا حدیث ابو ہریرہ میں مرفوعاً ہے انبیاء علاتی بھائی ہیں مائیں ان کی الگ الگ ہیں یعنی دین توحید ان کا ایک ہے احکام جدا۔ اور عیسیٰؑ سے میرا تعلق سب لوگوں سے زیادہ ہے کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی

(باقی فائدہ صفحہ ۱۴۷ پر دیکھئے)

فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ

بیچ اس کے البتہ بیچ شک کے ہیں اس سے نہیں واسطے ان کے ساتھ اس کے کچھ علم مگر پیروی کرنا گمان کا

وہ البتہ شک میں ہیں ان کے پاس بجز ظن کی پیروی کے کوئی یقینی علم نہیں ہے

وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ﴿۱۵۷﴾ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ

اور نہ مارا اس کو بہ یقین بلکہ اٹھالیا اس کو اللہ نے طرف اپنی اور ہے اللہ

اور یقیناً انھوں نے اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ زبردست

عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿۱۵۸﴾ وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ

غالب حکمت والا اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لاوے گا ساتھ اس کے

حکمت والا ہے اور اہل کتاب میں سے سب کے سب مسیح پر اس کی موت سے پہلے

قَبْلَ مَوْتِهِ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ﴿۱۵۹﴾

پہلے موت اس کی کے اور دن قیامت کے ہوگا اوپر ان کے گواہ

ضرور ایمان لائیں گے اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہی دے گا

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ

پس بسبب ظلم کے ان لوگوں سے کہ یہودی ہوئے حرام کی ہم نے اوپر ان کے پاکیزہ چیزیں جو حلال کی گئی تھیں

پھر یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے ہم نے ان پر کئی پاکیزہ اشیاء کو بھی حرام ٹھہرا دیا جو پہلے ان کے لئے

لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَن سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ﴿۱۶۰﴾ وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا

واسطے ان کے اور بسبب بند کرنے ان کے کے راہ خدا کے سے بہتوں کو اور بسبب لینے ان کے کے سود کو

حلال تھیں اور اس واسطے بھی کہ وہ بہتوں کو اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور سود لینے کے سبب بھی

وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۚ وَأَعْتَدْنَا

اور تحقیق منع کئے گئے تھے اس سے اور بسبب کھانے ان کے کے مال لوگوں کے ساتھ جھوٹ کے اور تیار کیا ہم نے

حالانکہ اس سے انھیں روک دیا گیا تھا اور اس لئے بھی کہ وہ لوگوں کا مال ناجائز طور سے کھا جاتے تھے اور ہم نے ان میں سے

لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۱۶۱﴾ لَّٰكِنِ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ

واسطے کافروں کے ان میں سے عذاب درد دینے والا ؏ لیکن مضبوط لوگ بیچ علم کے ان میں

منکروں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے لیکن ان میں سے جو لوگ علم میں ثابت قدم ہیں

مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ

سے اور مسلمان ایمان لاتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ اتاری گئی ہے طرف تیری اور جو

وہ اور مسلمان اس (کتاب) پر ایمان لاتے ہیں جو (اے پیغمبر اسلام) آپ پر نازل کی گئی ہے اور ان (کتابوں) پر بھی جو

مِن قَبْلِكَ ۚ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ ۚ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ

اتاری گئی ہے پہلے تجھ سے اور قائم کرنے والے نماز کو اور دینے والے زکوٰۃ کے

آپ سے پہلے نازل کی گئی ہیں اور وہ نماز قائم کرنے والے، اور زکوٰۃ دینے والے

وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أُولَٰئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ

اور ایمان لانے والے ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے یہ لوگ البتہ دینگے ہم ان کو

اور اللہ اور روز آخرت پر ایمان لانے والے ہیں یہ لوگ ہیں جن کو ہم عنقریب اجر عظیم

حل لغات۔

لے اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ۔ بِهٖ اور مَوْتِهٖ کا مرجع معین کرنے میں مفسرین مختلف ہیں۔ بعض کہتے ہیں بہ کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام اور موتہ کا اہل کتاب۔ مطلب یہ ہے کہ ہر ایک یہودی اور نصرانی اپنے مرنے سے پہلے عیسیٰؑ پر ایمان لاتا اور قبض روح کے وقت کہتا ہے کہ بے شک وہ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ بعضے کہتے ہیں دونوں ضمیریں عیسیٰؑ کی طرف پھرتی ہیں یعنی اہل کتاب میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا مگر وہ عیسیٰؑ پر آسمان سے اترنے کے بعد ان کی وفات سے پہلے ضرور ایمان لے آئے گا اور چونکہ یہ وجہ نہایت ہی چسپاں اور قوی تھی اس لئے ہم نے ترجمہ میں اسی کو اختیار کیا۔

لٰہ طَيِّبٰتٍ حرمنا کا مفعول لہ ہے اور اس سے وہ پاک اور ستھری چیزیں مراد ہیں جو اس سے پیشتر یہودیوں کے لئے حلال تھیں اور جن کا بیان آیت وعلی الذین ھادوا حرمنا کل ذی ظفر میں ہے۔ ۳ے اَلرّٰسِخُوْنَ اس سے مراد ہیں عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی اور اس کی لغوی تحقیق والراسخون فی العلم یقولون اٰمنّا بہ میں گزر چکی وہاں دیکھو۔

وتفسیر فتح البیان جلد ۲ صفحہ ۱۴۴) نبی نہیں ہوا اور وہ قرب قیامت آسمان سے اتریں گے سو جب تم انکو دیکھو تو پہچان لو کہ وہ ایک درمیانہ قامت سرخ اور سفید ہیں۔ انپر دو کپڑے گیروکے رنگ کے ہونگے گویا ان کا سر قطرہ ریز ہے اگرچہ اسکو کوئی تری نہیں پہنچی وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے جزیہ ہٹادیں گے لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیں گے۔ ان کے زمانہ میں شریعت محمدی کے سوا سب ملتیں مٹ جاوینگی۔ مسیح دجال کو ہلاک کر دینگے پھر ایسا امن ہوگا کہ شیر اونٹوں کے ساتھ، چیتے گایوں کے ساتھ، بھیڑیے بکریوں کے ساتھ ہونگے۔ بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے اور وہ انکو کچھ ضرر نہ پہنچا وینگے عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس برس رہیں گے پھر وفات پائیں گے مسلمان انپر نماز جنازہ پڑھیں گے (ابن کثیر) عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ حواری تھے ان میں تین گروہ ہوگئے تھے یعقوبیہ۔ نسطوریہ اور مسلمان۔ یعقوبیہ تو کہنے لگا خود خدا ہم میں تھا جب تک چاہا ہم میں رہا۔ اب آسمان پر چڑھ گیا نسطوریہ کا خیال ہوگیا کہ خدا کا بیٹا ہم میں تھا جسے ایک زمانہ تک ہم میں رکھ کر اپنے پاس بلالیا۔ اور جو پکے سچے مسلمان تھے ان کا یہ صحیح عقیدہ رہا کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بندہ اور رسول ہم میں تھے۔ خدا نے اپنے بندہ کو آسمانوں پر زندہ اٹھالیا۔ دو پہلے فرقے اللہ کے رسول کو خدا اور خدا کا جزء قرار دیکر گمراہ ہوگئے اور تیسرا فرقہ حق پر تھا معلوم ہوا جو آج بھی انبیاء اولیاء اور خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا یا خدا کا جزء یا نور من نور اللہ سمجھتے ہیں وہ گمراہ ہیں۔ حق بات یہ ہے کہ انبیاء خدا کے بندے انسان بشر رسول تھے۔ مرتبہ میں اللہ کے بعد سب سے افضل و برتر ہیں خصوصاً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ عیسیٰ علیہ السلام کا بیان صفحہ ۸۱ و ۱۷۹ تا ۱۸۰/۱۸۱ وغیرہ میں بھی ہے۔ فتح مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۱ و ۴۷۲۔ ابن جریر۔ ابن کثیر۔ تفسیر ستاری پارہ ۴۔ ابن ابی حاتم۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن حمید۔ ابن منذر بسند صحیح۔

فوائد صفحہ ھذا

ف حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ موجود ہیں آسمان پر جب دجال ظاہر ہوگا تب اس جہان میں تشریف لائیں گے اور یہود اور نصاریٰ انپر ایمان لائیں گے کہ بیشک عیسیٰ زندہ ہیں مرے نہ تھے اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام انکے حالات اور اعمال کو ظاہر کرینگے کہ یہود نے میری تکذیب اور مخالفت کی اور نصاریٰ نے مجھ کو خدا کا بیٹا کہا۔ اسی طرح ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرمائیں گے۔ اس آیت کریمہ میں دونوں ضمیریں بِہٖ اور مَوْتِہٖ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں جیسا کہ رئیس المفسرین حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابو مالکؓ اور حضرت قتادہؓ اور ابن زیدؒ اور حضرت حسنؒ وغیرہم کا قول ہے أَخْرَجَ الْفِرْيَابِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ قَالَ نُزُوْلُ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ (درمنثور ج ۲ صفحہ ۲۴۱) وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْ مَالِكٍ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ قال ذلك عند نزول عيسى ابن مريم لا يبقى احد من اهل الكتاب الا امن به (درمنثور) واخرج عبد الرزاق وعبد ابن حميد وابن جرير وابن منذر عن قتادة فی قوله تعالى وان من اهل الكتب الا ليومنن به قبل موته فاذا نزل امنت به الاديان كلها (درمنثور) واخرج ابن جرير عن الحسن وان من اهل الكتب الا ليؤمنن به قبل موته قبل موت عيسى والله انه الان لحى عند الله ولكن اذا نزل امنوا به اجمعون۔ واخرج ابن ابی حاتم عن الحسن ان رجلا ساله عن قوله لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ قَالَ قَبْلَ مَوْتِ عِيْسٰى (درمنثور ج ۲ صفحہ ۲۴۱) قال ابو حيان۔ والظاهر ان الضميرين فی به وموته عائدان على عيسى وهو سياق الكلام والمعنى من اهل الكتب الذين يكونون فى زمان نزوله روى انه ينزل من السماء فى اخر الزمان فلا يبقى احد من اهل الكتب الا ليؤمنن به حتى تكون الملة واحدة وهى ملة الاسلام قاله ابن عباس والحسن وابو مالك (بحر المحيط ج ۳ صفحہ ۳۹۲) ان الهائين الضميرين جميعا بعيسى عليه السلام والمعنى لَيُؤْمِنَنَّ به من كان حيا حين نزوله قبل يوم القيمة قاله قتادة وابن زيد واختاره الطبرى وروى يزيد ابن زريع عن رجل عن الحسن فى قوله وان من اهل الكتب الا ليؤمنن به قبل موته قال قبل موت عيسى عليه السلام ونحوه عن الضحاك وسعيد ابن جبير (قرطبی ج ۶ صفحہ ۱۱) تمام عبارات کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت جتنے اہل کتاب موجود ہوں گے ان میں سے کوئی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ایمان لائے بغیر نہیں رہے گا اور سب دین ایک دین ہوگا یعنی صرف دین اسلام۔ مذکورہ بالا تفسیر جو مذکورین اسلاف نے کی ہے وہ حدیث ذیل کے پیش نظر کی ہے جو بخاری مسلم میں بالمعنٰی موجود ہے اخرج احمد عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ينزل عيسى ابن مريم فيقتل الخنزير ويمحو الصليب وتجمع له الصلوة ويعطى المال حتى لا يقبل ويضع الخراج وينزل الروحاء فيحج منها او يعتمر او ليجمعهما قال ابو هريرة وان من اهل الكتب الا ليؤمنن به قبل موته (بخاری جلد اول صفحہ ۴۹۰۔ مسلم جلد ۱ صفحہ ۸۷۔ درمنثور ج ۲۔ صفحہ ۲۴۳ واللفظ لاحمد۔ آیت اور حدیث مذکور اس بات پر صریح دال کہ یہود جو سمجھتے ہیں کہ ہم نے آپ کو مار ڈالا اور وہ جھوٹے مسیح تھے۔ سو یہ ان کا قول غلط ہے۔ وہ ہمارے پاس زندہ ہیں انپر انکے مرنے سے پہلے جب کہ وہ آسمان سے اتریں گے یہ منکرین ایمان لائیں گے یعنی یہ آیت و حدیث حیات مسیح پر اور نزول مسیح علیہ السلام پر صراحۃً دلالت کرتی ہے۔ اس آیت میں ان اہل کتاب کا ذکر ہے جو نزول مسیح کے بعد انپر ایمان لائیں گے چنانچہ الفاظ الا لیؤمنن بہ اس پر دلیل ہیں فقرہ لیؤمنن مضارع مؤکدہ بانون ثقیلہ ہے جو مضارع میں تاکید مع خصوصیت زمانہ مستقبل کرتا ہے چنانچہ مذکورہ بالا روایات میں سے الفاظ ذلک عند نزول عیسی ابن مریم لا یبقی (باقی فائدہ صفحہ ۴۸ پر ملاحظہ کریں)

ع ۲۲ / ۲

أَجْرًا عَظِيمًا ﴿۱۶۲﴾ إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَّ

ثواب بڑا تحقیق ہم نے وحی بھیجی طرف تیری جیسے وحی بھیجی ہم نے طرف نوح کی اور

عطا فرمائیں گے (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوح اور اس کے بعد دوسرے

النَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَ

پیغمبروں کی پیچھے اس کے اور وحی کی ہم نے طرف ابراہیم کے اور اسمٰعیل کے اور

نبیوں کی طرف بھیجی تھی اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب

إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَ

اسحٰق کے اور یعقوب کے اور اولاد اس کی کے اور عیسٰی اور ایوب کے اور یونس اور

اور عیسٰی اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف (بھی اسی طرح) وحی نازل کی اور داؤد

هَارُونَ وَسُلَيْمَانَ ۚ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا ﴿۱۶۳﴾ وَرُسُلًا قَدْ

ہارون اور سلیمان کے اور دی ہم نے داؤد علیہ السلام کو زبور اور بھیجے ہم نے پیغمبر

کو زبور عطا کی — اور کتنے رسول (ہم بھیج چکے)

قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ

کہ تحقیق بیان کیا ہم نے ان کو اوپر تیرے پہلے اس سے اور پیغمبر کہ نہ بیان کیا ہم نے ان کو

ہیں جن کا ذکر ہم پہلے آپ سے کر چکے ہیں اور کتنے رسول ایسے ہیں جن کا ذکر (ابھی تک) ہم نے آپ سے

عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ﴿۱۶۴﴾ رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَ

اوپر تیرے اور باتیں کیں اللہ نے موسیٰ سے باتیں کرنا بھیجے ہم نے پیغمبر خوشخبری دینے والے اور

نہیں کیا اور اللہ نے موسیٰ سے (درحقیقت) باتیں کیں ان سب پیغمبروں کو ہم نے خوشخبری دینے

مُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ

ڈرانے والے تو کہ نہ ہو واسطے لوگوں کے اوپر اللہ کے الزام پیچھے پیغمبروں کے

اور منکروں کو عذاب الٰہی سے ڈرانے والے بنا کر بھیجا تاکہ لوگوں کے پاس ان رسولوں کے آنے کے بعد اللہ کے خلاف کوئی

وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿۱۶۵﴾ لَّٰكِنِ اللَّهُ يَشْهَدُ بِمَا أَنزَلَ إِلَيْكَ

اور ہے اللہ غالب حکمت والا لیکن اللہ تعالیٰ شاہدی دیتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری طرف

اعتراض باقی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست حکمت والا ہے لیکن اللہ اس کتاب کی شہادت دیتا ہے جس کو اس نے

أَنزَلَهُ بِعِلْمِهِ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ

تیری اتارا اس کو ساتھ علم اپنے کے اور فرشتے گواہی دیتے ہیں اور کفایت ہے اللہ گواہی دینے

آپ کی طرف نازل کیا ہے اپنے علم سے نازل کیا ہے اور ملائکہ بھی اس پر گواہ ہیں گواہی کو تو اللہ ہی

شَهِيدًا ﴿۱۶۶﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ

والا تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے اور بند کیا انہوں نے راہ خدا تعالیٰ کی سے

کافی ہے بیشک وہ لوگ جنہوں نے راہ کفر اختیار کی اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا وہ

قَدْ ضَلُّوا ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿۱۶۷﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَظَلَمُوا لَمْ

تحقیق گمراہ ہوئے گمراہی دور تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے اور ظلم کیا نہیں

دور کی گمراہی میں جا پڑے یقیناً جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور ظلم کیا اللہ

حل لغات۔
لموّ رسلا۔ یہ فعل محذوف کی وجہ سے منصوب ہے جس کی تفسیر آئندہ کا فعل قد قصصنٰھم کر رہا ہے ای و قصصنا رسلا۔ اور ممکن ہے کہ فعل مضمر کی وجہ سے منصوب ہو جس پر اوحینا الیک دلالت کر رہا ہے

ای وارسلنا رسلا یا نبیانا یا امرنا۔ ۲ تکلیما۔ کلم کا مفعول مطلق ہے جو احتمال مجاز کے اٹھا دینے کی تاکید کے لئے ذکر کیا گیا ہے یعنی اس امر کو ثابت کر رہا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے حقیقت میں خدا سے باتیں کیں۔ ۳ بما انزل الیک۔ ب صلہ ہے یشھد کا ای یشھد بحقیقۃ ما انزل الیک۔

(بقیہ فوائد صفحہ ۱۴۷) احد من اھل الکتب الا لیؤمنن
به) والمعنی من اھل الکتب الذین یکونون فی زمان نزوله
(بحر المحیط جلد ۳ صفحہ ۳۹۲) والمعنی لیؤمنن به من کان حیا حین
نزوله قبل یوم القیمة (قرطبی ج ۶ صفحہ ۱۱) ارشاد الساری شرح صحیح بخاری
وان من اھل الکتب احد الا لیؤمنن بعیسی قبل موت عیسی وھم اھل
الکتب الذین یکونون فی زمانه فتکون ملة واحدة وھی الاسلام وبھذا
جزم ابن عباس فیما رواہ ابن جریر من طریق سعید ابن جبیر باسناد
صحیح اسی طرح اس میں اسی طرح آیت وان من اھل الکتب میں وہ اہل کتاب مراد
ہیں جو اس زمانہ میں ہوں گے پس وہ ایک ہی مذہب اسلام پر آجائیں گے
بہرحال مذکورہ بالا تحریرات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اس آیت کا تعلق
حیات مسیح و نزول مسیح سے ہے اور اس میں اہل کتاب سے مراد اس زمانے
کے اہل کتاب ہیں۔

ف۲ یہود کی اگلی پچھلی بڑی بڑی شرارتیں ذکر فرمائیں جس سے انکی سرکشی اور
ان کا گناہوں پر دلیر ہونا ظاہر ہوگیا۔ اب فرمایا کہ اسی واسطے ہم نے انپر شریعت
بھی سخت رکھی کہ انکی سرکشی ٹوٹے تو اب یہ شبہ نہ رہا کہ تحریم طیبات تو اکثر تورات
میں کی گئی تھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مخالفت کرنا اور حضرت مریم پر
تہمت لگانا نزول تورات کے بہت بعد میں ہوا تو سزا جرم سے مقدم کیسے ہوگئی
اس تمام رکوع کا خلاصہ یہ ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے اہل کتاب
برابر ایک سے ایک زائد شرارت اور نافرمانی اور عہد شکنی اور انبیاء کو ایذا رسانی
کرتے چلے آئے ہیں۔ اب اگر اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سے عناداً تورات جیسی
کتاب دفعةً واحدةً طلب کریں اور قرآن شریف جو سب کتابوں سے افضل ہے
اسپر کفایت نہ کریں تو ان متعصب نالائقوں سے کیا بعید ہے۔ انکی اس قسم
کی ناشائستہ حرکات سے تعجب مت کرو اور متحیر نہ ہو ان کی تمام چھوٹی بڑی اگلی
پچھلی حرکات ہمکو خوب معلوم ہیں ہم نے بھی شریعت سخت ان کیلئے دنیا میں
رکھی اور آخرت میں عذاب شدید انکے واسطے تیار کر رکھا ہے آج بھی جو لوگ
حق اور حق والوں سے عداوت رکھیں انکو طرح طرح سے ایذا
پہنچائیں وہ یہود سے کم نہیں فقط

(فوائد صفحہ ھذا) انبیاء کی تعداد اور نصیحتیں

ف۱ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ تک کی تفسیر ہو رہی ہے۔ جن انبیاء کا
نام قرآن شریف میں مخصوص ہے وہ پچیس ہیں۔ وہ یہ ہیں آدمؑ۔ ادریسؑ۔ نوحؑ۔ ہودؑ
صالحؑ۔ ابراہیمؑ۔ لوطؑ۔ اسمٰعیلؑ۔ اسحٰقؑ۔ یعقوبؑ۔ یوسفؑ۔ شعیبؑ۔ موسیٰؑ۔
ہارونؑ۔ یونسؑ۔ داؤدؑ۔ سلیمانؑ۔ الیسعؑ۔ زکریاؑ۔ ایوبؑ۔ الیاسؑ۔ عیسیٰؑ۔
یحییٰؑ۔ ذوالکفلؑ۔ سب کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ رہے وہ جنکا نام نہیں
بتایا انکا علم اللہ ہی کو ہے اس بارے میں حدیث طویل ابوذرؓ جسکو ابن مردویہ
نے روایت کیا ہے اسمیں تعداد انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار آئی ہے۔ منجملہ انکے
تین سو تیرہ رسول ہیں۔ آپؐ کے الفاظ یہ ہیں مِائَةُ اَلْفٍ وَّاَرْبَعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ
اَلْفًا عدم گنجائش کی وجہ سے حدیث طویل ابوذرؓ بجائے پوری درج
سوال و جواب کے صرف نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جوابات درج کرتے
مناسب سمجھتا ہوں۔ ابوذرؓ نے عرض کیا حضورؐ کونسے اعمال افضل ہیں ابوذر
اور متعدد سوال کرتے رہے اور آپ صلعم جواب ارشاد فرماتے رہے وہ یہ ہیں اللہ پر ایمان لانا
اسکی راہ میں جہاد کرنا سب سے اچھے اخلاق والا افضل مومن ہے اصلی مسلمان وہ جسکی زبان
ہاتھ سے مسلمان سلامت رہے افضل ہجرت برائیوں کا چھوڑ دینا ہے۔ افضل نماز
لمبے قنوت والی ہے افضل روزہ کفایت کرنیوالا اور اللہ کے ہاں بڑے اجر و ثواب
والا ہے افضل جہاد کہ مجاہد مع سواری میدان جنگ سے زندہ واپس نہ آئے گراں
قیمت والا مالک کو زیادہ محبوب غلام آزاد کرنا افضل ہے مسکین کو محنت کرکے پوشیدہ طور
سے محتاج کو دینا افضل صدقہ ہے۔ قرآن میں سب سے بڑی آیت آیت الکرسی ہے۔ اے
ابوذرؓ ساتوں آسمان کرسی کے مقابلہ میں ایسے ہیں جیسے کوئی چھلا کسی چٹیل میدان
میں اور عرش کی فضیلت کرسی پر ایسی ہے جیسے وسیع میدان کی حلقہ پر۔ تعداد
انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ تین سو تیرہ رسول ہیں۔ ایک سو چار کتابیں آسمان سے
نازل ہوئیں شیث علیہ السلام پر پچاس صحیفے۔ انکے بعد ادریس علیہ السلام پر تیس
صحیفے ابراہیم علیہ السلام پر دس صحیفے موسیٰ علیہ السلام پر تورات سے پہلے دس صحیفے
اور تورات۔ انجیل۔ زبور۔ فرقان۔ ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں یہی لکھا تھا
کہ (انسان) اپنی اوقات کے کئی حصے کرے ایک وقت اپنے نفس کا حساب لے۔ ایک وقت
خدا کی صفت میں غور کرے۔ ایک وقت اپنے کھانے پینے کی فکر کرے۔ عاقل کو تین
چیزوں کے سوا اپنے آپ کو منہمک نہ کرنا چاہئے یا توشۂ آخرت، کسب معاش یا
حلال چیزوں سے سرور و لذت۔ عاقل کو چاہئے اپنا وقت دیکھتا رہے اپنے کام
میں لگا رہے اپنی زبان کی نگہداشت کرے جو شخص اپنے قول کو اپنے فعل سے ملاتا رہیگا
وہ بہت کم گو ہوگا۔ کلام وہی کرو جو تمہیں نفع دے۔ موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں
سراسر عبرتیں تھیں۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو موت کا یقین رکھتا ہے پھر سرمست ہے
تقدیر پر ایمان رکھتا ہے پھر لے دوڑ میں پڑا ہوا ہے۔ دنیا کی بے ثباتی دیکھتا ہے
پھر اسپر اطمینان کئے ہوئے ہے۔ قیامت کے دن کے حساب کو مانتا ہے پھر بے عمل ہے۔
اگلے انبیاء کی کتابوں کی جو ہماری کتاب (قرآن) میں بھی کچھ ہے پڑھو قَدْ اَفْلَحَ مَنْ
تَزَکّٰی الخ پھر آپؐ نے ابوذرؓ سے فرمایا میں اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں یہی تیرے
کام کا سر ہے۔ تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی میں مشغول رہ وہ تیرے لئے آسمانوں میں ذکر
اور زمین میں نور کا باعث ہوگا۔ زیادہ ہنسی سے بچ وہ دل کو مردہ کر دیتی ہے چہرہ
کا نور دور کرتی ہے میری امت کی درویشی جہاد ہے بولے تو اچھی بات کہے زبان بند رکھ
اس سے شیطان بھاگ جائیگا اپنے سے نیچے درجہ والوں پر نظر رکھ، اعلیٰ پر نہ رکھ اس سے
تیرے دل میں خدائی نعمتوں کی عظمت ہوگی۔ مسکینوں سے محبت رکھ انکے ساتھ بیٹھ اس سے
خدا کی رحمتیں بڑی معلوم ہونگی۔ حق قرابت ادا کر اگرچہ وہ نہ کریں۔ حق گوئی کر گو وہ کسی
کو کڑوی لگے۔ اللہ کے بارے میں کسی کی ملامت کا خوف خیال نہ کر۔ اپنے عیبوں پر
نگاہ ڈال دوسروں کی عیب جوئی نہ کر۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے میرے سینہ پر ہاتھ مار کر فرمایا تدبیر کے برابر کوئی عقلمندی نہیں اور حرام سے
رک جانے کے برابر کوئی پرہیزگاری نہیں اور اچھے اخلاق جیسا کوئی نسب نہیں۔
مسند احمد میں بھی کچھ کمی کے ساتھ یہ حدیث آئی ہے (محمدی ملخصاً) فقط

ف۲ یعنی خود اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ کلام کیا جسکو موسیٰؑ نے سنا جو آواز موسیٰؑ نے
سنی وہ اللہ تعالیٰ کی آواز تھی۔ اسمیں رد ہے معتزلہ جہمیہ وغیرہ (باقی صفحہ ۱۴۹ پر)

يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿۱۶۸﴾ اِلَّا طَرِيْقَ

ہے اللہ بخشنے والا ان کو اور نہ دکھاوے گا ان کو راہ مگر راہ

انھیں نہیں بخشے گا۔ اور نہ انھیں سیدھی راہ دکھائے گا سوا جہنم کی راہ کے، کہ

جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۶۹﴾

دوزخ کی ہمیشہ رہیں گے بیچ اسکے ہمیشہ اور ہے یہ اوپر اللہ کے آسان ملا

جس میں یہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ (سزا دینا) اللہ کے لئے آسان ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا

اے لوگو تحقیق آیا تمہارے پاس پیغمبر ساتھ حق کے پروردگار تمہارے سے پس ایمان لاؤ

اے لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس رسول حق و صداقت لے کر آچکا ہے تم اس پر ایمان لاؤ

خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

بہتر ہوگا واسطے تمہارے اور اگر کفر کرو گے تم پس تحقیق واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور زمین کے ہے

تمہارے لئے بہتر ہوگا اور اگر انکار کرو گے تو (یاد رکھو) زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِىْ

اور ہے اللہ جاننے والا حکمت والا ملا اے اہل کتاب مت زیادتی کرو بیچ

اور وہ جاننے والا اور حکمت والا ہے اے اہل کتاب تم اپنے دین میں غلو نہ کرو

دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى

دین اپنے کے اور مت کہو اوپر اللہ کے مگر سچ سوائے اس کے نہیں کہ مسیح عیسیٰ

اور اللہ کی نسبت سوائے حق بات کے کچھ نہ کہو حقیقت صرف یہ ہے کہ مسیح مریم کا بیٹا عیسیٰ اللہ کا

ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ

بیٹا مریم کا پیغمبر اللہ کا ہے اور حکم ہے اس کا ڈال دیا اس کو طرف مریم کے اور روح ہے

رسول ہے۔ اور اس کا وہ حکم ہے جو اس نے مریم کی طرف (کہلا) بھیجا۔ اس کی طرف سے وہ ایک جان ہے

مِّنْهُ ۡ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا

اس کی طرف سے پس ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور رسولوں اسکے کے۔ اور نہ کہو خدا تین ہیں باز رہو

پس اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین (خدا) مت کہو۔ باز آجاؤ

خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ

بہتر ہوگا واسطے تمہارے سوائے اس کے نہیں کہ اللہ معبود اکیلا ہے پاک ہے اس کو اس سے کہ ہو واسطے اس کے اولاد

تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ (حقیقت میں) اللہ ہی تنہا معبود ہے۔ وہ اس بات سے پاک ہے کہ کوئی اس کا بیٹا ہو

لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾ ع ۲۳

واسطے اسی کے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور کفایت ہے اللہ کارساز ملا

آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے اسی کا ہے۔ اور خدا ہی کا کارساز ہونا (مخلوق کیلئے) بس کرتا ہے

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ

ہرگز انکار نہ کرے گا مسیح اس سے کہ ہو بندہ واسطے اللہ کے اور نہ فرشتے

مسیح کو اس بات سے ہرگز عار نہیں کہ وہ خدا کا بندہ ہو اور نہ مقرب فرشتوں کو

منزل ۱

حل لغات۔

لہ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ۔ بالحق متعلق ہے جاءکم کے اور اس صورت میں بے تعدیہ کے لئے ہوگی یا اسم فاعل محذوف کے متعلق ہے اور اس وقت الرسول سے حال واقع ہوگا ای متکلما بالحق من ربکم بھی یا تو فعل مذکور کے متعلق ہے ای جاء الرسول من عند اللہ یا بالحق سے حال واقع ہوا ہے ای جاء بالحق کائنا من عند اللہ ★

(بقیہ صفحہ ۱۴۸) منکرین صفاتِ الٰہی کا۔ وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے خود بات نہیں کی بلکہ ایک درخت میں بات کرنے کی طاقت پیدا کر دی تھی یا کسی فرشتے نے اللہ کی طرف سے بات کی تھی۔ ان بیوقوفوں کو اتنا معلوم نہیں کہ جو درخت میں بات کرنے کی قوت پیدا کر سکتا ہے کیا وہ خود بات نہیں کر سکتا؟ اگر بات کرنے والا درخت یا فرشتہ تھا تو وہ کیسے کہہ سکتا تھا اور اسکی مجال کیا تھی کہ وہ کہے اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۝ میں ہوں اللہ سارے جہان کا پالنے والا! اور خاص حضرت موسیٰؑ کو کلیم اللہ کا لقب کیوں دیا جاتا، فرشتے کے ذریعہ تو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے بات کی ہے پھر وجہ تخصیص کیا؟ ایک شخص نے ابوبکر بن عیاش سے کہا کہ ایک شخص اس جملہ کو یوں پڑھتا ہے وَكَلَّمَ اللّٰهَ مُوْسٰى یعنی موسیٰؑ نے اللہ سے بات کی۔ اسپر آپ بہت بگڑے اور فرمایا یہ کسی کافر نے پڑھا ہوگا۔ میں نے اعمش سے، اعمش نے یحییٰ سے، یحییٰ نے عبد الرحمٰن سے، عبد الرحمٰن نے علی سے۔ علی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا ہے وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى یعنی اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ سے بات کی۔ معتزلہ نے یہود کی طرح اپنا فاسد عقیدہ ثابت کرنے کیلئے یہ تحریف کی مگر کلام مجید نے دوسرے مقام پر اس تحریف کا قلع قمع کر دیا۔ فرمایا وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ یعنی موسیٰ ہمارے وعدہ پر آئے اور انسے انکے رب نے کلام کیا۔ یہاں اس تحریف لفظی و معنوی کی گنجائش ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ گمراہ فرقوں کے مغالطہ سے بچائے اور راہ مستقیم پر چلائے آمین فقط۔

قیامت کے دن عذابِ الٰہی سے بچنے کا طریقہ۔ **ف۳** اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابیں اور رسول بھیجکر اپنی مرضی اور غیر مرضی اسلئے معلوم کرائی ہے کہ کسی کا کوئی عذر باقی نہ رہے۔ بخاری شریف مصری جلد اول صفحہ ۱۶۹ میں ہے یعنی ہر فرد بشر کو قیامت کے دن اللہ کے سامنے بغیر کسی پردہ اور ترجمان کے کھڑا ہونا پڑیگا۔ اللہ فرمائیگا کیا میں نے تجھ کو مال نہیں دیا تھا؟ بندہ کہے گا ہاں بیشک دیا تھا۔ پھر فرمائیگا کیا میں نے رسول (راہ حق والا) نہیں بھیجا تھا؟ بندہ جواب دے گا ہاں بھیجا تھا۔ اس وقت انسان اپنے دائیں بائیں دیکھے گا تو سوائے دوزخ کے کوئی چیز نظر نہ آئے گی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے لوگو! دوزخ سے بچنے کی فکر کر لو (فرائض الٰہی کے بعد) اگرچہ ایک کھجور کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو صدقہ خیرات کرکے دوزخ کی آگ سے بچو اگر اس قدر بھی میسر نہ ہو تو اچھی بات ہی بتاؤ یہ بھی کام آجائے گی۔ اور صدقہ خیرات کا بیان صفحہ ۵۱ و ۶۱ و ۱۴۳ میں بھی گزر چکا ہے۔ آیت ہذا کے آخری جملہ کا یہی مقصد ہے کہ وحی الٰہی ایسی قطعی حجت ہے کہ اس کے روبرو کوئی حجت نہیں چل سکتی اور یہ آیت اللہ کی حکمت اور تدبیر ہے وہ زبردستی کرے تو کون روک سکتا ہے مگر اس کو یہ پسند نہیں (ابن کثیر وغیرہ) فقط۔

ف۴ یعنی وحی ہر پیغمبر پر آتی رہی۔ یہ کچھ نئی بات نہیں سب کو معلوم ہے لیکن اس قرآن میں اللہ نے اپنا خاص علم اتارا اور حق کو ظاہر اور واضح کیا چنانچہ ظاہر ہوا کہ جسقدر ہدایت لوگوں کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی اور کسی سے نہیں ہوئی۔ اس قرآن میں اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اسکی قدرت کی نشانیاں حکمت اور حشر نشر کے حالات غیب کی باتیں پیشین گوئیاں امر و نہی پہلی تاریخی حالات وغیرہ سب بیان موجود ہے۔ اس بات کا شان نزول یہ ہے کہ جب یہود کے بعض علماء سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی تم خوب جانتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ انھوں نے کہا ہم تمکو نہیں جانتے اور نہ مانتے ہیں تب فرمایا تم گواہی نہیں دیتے تو کیا ہوا اللہ تعالیٰ اور فرشتے گواہی دیتے ہیں (جامع البیان صفحہ ۹۱) فقط

(فوائد صفحہ ھذا) **ف۱** اب جو لوگ آپؐ سے منکر ہوئے اور لوگوں کو بھی دین حق سے باز رکھا ایسوں کو نہ مغفرت نصیب ہو نہ ہدایت۔ اس سے خوب واضح ہو گیا کہ ہدایت آپکی اطاعت میں منحصر ہے فقط

ف۲ یہاں عام منادی کی جاتی ہے کہ ہمارا رسول سچی کتاب اور سچا دین لیکر آیا ہے۔ اب تمہاری بخیریت اسی میں ہے ان کی بات مانو۔ اور نہ مانوگے تو تمہارے تمام احوال افعال سے اللہ باخبر ہے۔ اعمال کا پورا حساب کتاب ہو کر اسکا بدلہ ملیگا۔ اس ارشاد سے بھی صاف معلوم ہو گیا کہ وحی یعنی کتاب و سنت جو پیغمبر پر نازل ہوئی ہے اسکا ماننا فرض اور اس کا انکار کفر ہے فقط۔

انبیاء علیہم السلام خدا کے بندے ہوتے ہیں۔ **ف۳** اہل کتاب اپنے انبیاء کی تعریف میں غلو سے کام لیتے حد سے نکل جاتے۔ عیسیٰؑ کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے۔ مریمؑ کو خدا کی بیوی کہتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کسی کو محبت میں اگر حد سے نہ بڑھاؤ۔ اس امت کو بھی یہی حکم ہے۔ حدیث عمرؓ میں مرفوعاً آیا ہے کہ تم مجھ کو ایسا نہ بڑھاؤ جیسے نصاریٰ نے عیسیٰؑ کو بڑھایا۔ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ایک بندہ ہوں تم بھی یہی کہو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول (احمد) اس امت کے نادان لوگوں نے اس ارشاد واجب الاذعان کو چھوڑ کر ایسا بد عقیدہ رکھا کہ انبیاء و اولیاء کو با اختیار سمجھنے لگے خدائی اوصاف دیکر کوئی خود خدا کوئی خدا کا جزء کوئی خدا کا نور اور کوئی مرادیں پوری کرنے والا انکو سمجھنے لگا جو صریح شرک ہے۔ حقیقت حال انکو معلوم نہیں کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خود اپنی جان کا بھی اختیار نہیں تو کسی دوسرے کا کیا اختیار؟ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ۔ پس انبیاء اولیاء کی قبروں کو سجدہ کرنا طواف کرنا انسے مرادیں مانگنا نذر نیاز کرنا سب حرام ہے۔ اگلی آیت میں بھی یہی فرمایا کہ مسیح علیہ السلام اور ملائکہ مقربین بھی خدا کی بندگی سے تکبر و کشیدگی نہیں کر سکتے جو جتنا مرتبہ میں (باقی فائدہ صفحہ ۱۵۰ پر)

تعالیٰ ۲ے خَيْرًا لَّكُمْ مفعول ہے فعل محذوف کا ای اقصدوا خیرًا یا صفت ہے مصدر محذوف کی ای اٰمنوا ایمانا خیرا لکم۔ یا کان محذوف کی خبر ہے ای یکن الایمان خیرالکم ۳ے لَا تَغْلُوْا صیغہ جمع مذکر حاضر نہی غلو سے ماخوذ اور غلو کہتے ہیں افراط اور مبالغہ کرنے کو یعنی مسیح کی تعظیم میں مبالغہ و افراط نہ کرو۔ ۴ے كَلِمَتُهٗ۔ مسیح کو کلمہ کہنے کی یہ وجہ ہے کہ وہ بدون واسطہ اب کے کلمۃ اللہ یعنی کلمہ کن سے پیدا ہوئے ہیں۔ ۵ے ثَلٰثَةٌ مبتدا محذوف کی خبر ای الٰھنا ثلاثۃ۔
۶ے سُبْحٰنَهٗ۔ سبحان معنی میں ہے تسبیح کے اور یہ فعل محذوف کا مفعول مطلق واقع ہوا ہے ای اسبحہ تسبیحا من ان یکون لہ ولد یا وسبحوہ تسبیحا من ذلک۔
۷ے لَنْ يَّسْتَنْكِفَ۔ استنکاف کہتے ہیں ترفع اور خود بینی کو یہ مشتق ہے نکف سے اور نکف کہتے ہیں کسی چیز کو انگلی سے دور کرنا۔ جب کوئی شخص اپنے رخسارے پر سے انگلی سے آنسو دور کرتا ہے تو نکف الدمع بولا کرتے ہیں۔ چونکہ خود بیں اور مترفع آدمی بھی ننگ و عار کو اپنے نفس سے دور کرتا ہے اس لئے اسے مُسْتَنْكِف کہتے ہیں۔

الْمُقَرَّبُونَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ

مقرب اور جو کوئی انکار کرے گا بندگی اس کی سے اور تکبر کرے گا

کو اور جو اس کی بندگی سے عار رکھے اور غرور کرے

فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

پس اکٹھا کرے گا ان کو طرف اپنی سب کو پس لیکن جو لوگ کہ ایمان لائے اور عمل کئے

تو ان سب لوگوں کو اللہ اپنے پاس لا اکٹھا کرے گا پھر وہ لوگ جو ایمان لائے اور (انہوں نے) نیک

الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ

اچھے پس پورا دیگا ان کو ثواب ان کا اور زیادہ دے گا ان کو فضل اپنے سے

عمل کئے انہیں اللہ ان کا پورا پورا اجر دے گا اور اپنے فضل سے کچھ زیادہ بھی دے گا

وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا

اور جن لوگوں نے انکار کیا اور تکبر کیا پس عذاب کرے گا ان کو عذاب

اور وہ لوگ جنہوں نے بندگی سے عار کی اور غرور کیا انہیں دردناک سزا دے گا

اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا

درد دینے والا اور نہ پاویں گے واسطے اپنے سوائے اللہ کے دوست اور نہ

اور وہ سوا اللہ کے کوئی اپنا دوست پائیں گے اور نہ

نَصِيْرًا ﴿۱۷۳﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

مددگار اے لوگو تحقیق آئی تمہارے پاس دلیل پروردگار تمہارے سے

مددگار اے لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس حجت آ چکی

وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ

اور اتاری ہم نے طرف تمہاری روشنی ظاہر والی پس جو لوگ کہ ایمان لائے ساتھ اللہ کے

اور ہم نے تمہاری طرف چمکتا ہوا نور بھیجا تو وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لائے

وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ

اور محکم پکڑا اس کو پس البتہ داخل کرے گا ان کو بیچ رحمت کے اپنی طرف سے اور فضل کے

اور اسی کا سہارا پکڑا، وہ انہیں بہت جلد اپنے فضل و رحمت میں داخل کرے گا

وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۱۷۵﴾ يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ

اور دکھلاوے گا ان کو طرف اپنی راہ سیدھی فتویٰ پوچھتے ہیں تجھ سے کہہ

اور اپنے حضور تک پہنچنے کے لئے سیدھی راہ دکھائے گا (اے پیغمبر علیہ السلام) آپ سے لوگ

اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ

اللہ فتویٰ دیتا ہے تم کو بیچ کلالہ کے اگر کوئی مرد ہلاک ہو جاوے نہیں ہو واسطے اس کے اولاد

(کلالہ کے بارے میں) فتویٰ طلب کرتے ہیں کہہ دیجئے کہ کلالہ کے بارے میں اللہ کا یہ حکم ہے کہ اگر کوئی مرد مر جائے جس کے کوئی اولاد نہ ہو

وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ

اور نہ باپ اور واسطے اس کے ہو ایک بہن پس واسطے اس کے ہے آدھا اس چیز کا کہ چھوڑ گیا اور وہ وارث ہوتا ہے اس کا اگر نہ

(اور نہ باپ دادا ہو) اور اس کی بہن ہو تو مرنے والے نے جو کچھ چھوڑا ہو اس کا نصف اس (بہن) کے لئے ہوگا اور (اگر بہن مر جائے) اور اس کے

حل لغات۔

لہ بُرْهَانٌ حجت اور واضح بیان جس سے مطلوب مدلل کیا جائے اور اس سے مراد ہے قرآن مجید یا پیغمبر صاحب یا عام حجت۔ من ربکم جار کے متعلق ہے یا کان محذوف کے متعلق ہو کر بُرْهَانٌ کی صفت۔

(بقیہ فوائد صفحہ ۱۴۹)

قریب ہوتا ہے اتنا ہی خدا کی عبادت میں زیادہ ہوتا ہے۔ جامع البیان صفحہ ۹۲ میں شان نزول یہ بتایا کہ جب وفد نجران نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ عیسیٰؑ کو اللہ کا بندہ کہہ کر عیب کیوں لگاتے ہو۔ تب فرمایا اللہ کا بندہ ہونے میں کسی کو عار و انکار نہیں خواہ وہ نبی ہو یا فرشتہ مقرب کیونکہ عبودیت کا مقام بڑی عزت کا مقام ہے۔ امام ابن القیمؒ نے انوار القلوب میں یہی فرمایا، اکرم الخلق محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے قرآن میں تین مقام جو بڑی عزت کے مقام ہیں عبودیت کے ساتھ ذکر کیا ہے اور وہ مقام سورۂ بقرہ، سورۂ بنی اسرائیل، سورۂ فرقان میں ہیں۔ نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو، کفار مکہ فرشتوں کو پوجتے تھے۔ آج کے نام کے مسلمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا یا خدا کا جز قرار دیکر پوجتے ہیں اٹھتے بیٹھتے پکارتے ہیں حاضر ناظر سمجھتے ہیں۔ یہ نہیں سوچتے کہ جنہیں ہم پوجتے ہیں وہ تو خود خدا کو پوجتے تھے پھر مخلوق کی پوجا کیسی؟ سچ ہے ؎

جو خود محتاج ہووے دوسرے کا
بھلا اس سے مدد کا مانگنا کیا

صحیح بخاری میں ہے جس نے اللہ کے ایک ہونے یعنی وحدہ لاشریک لہ ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عبد یعنی بندہ اور رسول ہونے اور عیسیٰؑ کے عبد و رسول ہونے کی اور یہ کہ آپ خدا کے کلمے تھے جو مریمؑ کی طرف ڈالا گیا تھا اور خدا کی پھونکی ہوئی روح تھے اور جس نے جنت و دوزخ کو برحق مانا۔ الغرض جو عقائد و فرائض میں درست ہے تو اللہ پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے۔ مقصد یہ کہ اللہ تعالیٰ اَحَد ہے صَمَد ہے لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ہے نہ وہ کسی کا ماں باپ نہ اس کی کوئی اولاد نہ اس کا کوئی شریک، بس وہ ایک ہے بے نیاز ہے۔ اس کی خدائی میں کسی کا کوئی حصہ نہیں۔ غرض کہ تمام عبادات و اوصاف مخصوصہ خاصۂ خدا ہیں عباداتِ الٰہی میں سے کوئی عبادت یا اوصاف خداوندی میں سے کوئی وصف غیر خدا میں ثابت کرنا ہی شرک ہے فقط۔

فوائد صفحہ هٰذا

فـ فتح البیان میں ہے بُرْہَان سے مراد کتب و رسل و معجزات انبیاء ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں۔ آپ کے معجزات آپؐ کی ہدایات سارے جہاں کے لئے دلیل قاطع ہیں۔ نُور سے مراد قرآن مجید ہے جس کی چمک قیامت تک قائم رہے گی ؎

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

اگلی آیت میں وہ لوگ مراد ہیں جنھوں نے اپنے سب امور میں دو مقام جمع کئے عبادت و توکل علی اللہ تو داخل رحمت یعنی جنت ہوں گے ان کو ایسا سیدھا راستہ سمجھایا جائے گا جسمیں کسی طرح کی کمی کجی نہ ہوگی۔ یہ مومنوں کی صفت ہے دنیا و آخرت میں، دنیا میں استقامت و طریق سلامت پر ہیں۔ سارے اعتقادات و عملیات میں اور آخرت میں صراطِ مستقیم پر ہونگے جس کے ذریعہ ان کو جنات میں پہنچائے گا یعنی جو اللہ پر ایمان لائے گا اور اس کی کتاب کو مضبوط پکڑے گا وہ اللہ کی رحمت اور فضل میں داخل ہوگا اور براہ راست اس تک پہنچے گا اور جو اس کے خلاف کرے گا اس کی گمراہی اور خرابی اسی سے سمجھ لیجئے۔ یاد رہے تمام ملائکہ و انبیاء۔ اولیاء۔ بزرگان دین پیر و فقیر وغیرہ سب اللہ کے محتاج بندے ہیں اور سب اپنے آپکو یہی سمجھتے تھے کسی کو یہ لائق ہی نہیں کہ وہ بندہ ہونے سے انکار کرے پھر بھلا کسی دوسرے کو کب تکبر روا ہو سکتا ہے۔ بالفرض انکار و تکبر کرے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے لَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَذْهَبُ بِنَفْسِهِ حَتّٰى يُكْتَبَ فِي الْجَبَّارِيْنَ فَيُصِيْبُهُ مَا أَصَابَهُمْ (ترغیب صفحہ ۵۲۸) یعنی جو شخص اپنے آپ کو (حد سے) بڑھاتا ہے اپنے لئے تکبر روا رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جبارین میں لکھ دیتا ہے پس اس کو وہی ذلت و رسوائی کا عذاب پہنچے گا جو جبارین کو پہنچا۔ مطلب یہ ہے کہ تکبر اور کبریائی اللہ تعالیٰ ہی کو زیبا ہے باقی سب اس کے آگے عاجز و لاچار ہیں۔ حدیث قدسی میں ہے اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ وَالْعَظَمَةُ اِزَارِيْ فَمَنْ نَازَعَنِيْ وَاحِدًا مِّنْهُمَا اَدْخَلْتُهُ النَّارَ (مسلم۔ مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۵) یعنی بڑائی اور فخر میری چادر ہے اور بزرگی میری ازار ہے۔ پس جو کوئی ان دونوں میں سے ایک میں بھی شریک ہونا چاہے تو میں اس کو دوزخ میں ڈالوں گا۔ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحٰنَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

يَكُن لَّهَا وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا

نہ ہو واسطے اسکے اولاد پس اگر ہوں دو بہنیں پس واسطے ان دونوں کے دو تہائی اس چیز سے کہ

اولاد نہ ہو تو بھائی اسکے سارے مال کا وارث ہوگا پھر اگر بہنیں دو ہوں (یا زیادہ ہوں) تو انھیں ترکے کا دو تہائی ملے گا

تَرَكَ ۚ وَإِن كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ

چھوڑ گیا اور اگر ہوں وہ وارث جماعت مرد اور عورتیں پس واسطے مرد کے برابر

اور اگر کئی بھائی بہن ہوں تو ہر مرد کیلئے دو عورتوں کے برابر حصہ ہوگا۔ اللہ تمہارے لئے اپنے

حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۗ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَن تَضِلُّوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ

حصے دو عورتوں کے بیان کرتا ہے اللہ واسطے تمہارے ایسا نہ ہو کہ گمراہ ہو جاؤ اور اللہ ساتھ ہر

احکام بیان کرتا ہے کہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ ہر بات کو

شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٧٦﴾

چیز کے جاننے والا ہے

خوب جانتا ہے

سُورَةُ الْمَائِدَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَعِشْرُونَ آيَةً وَسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوعًا

سورۃ مائدہ مدینہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو بیس آیتیں ہیں اور سولہ رکوع ہیں

سورہ مائدہ مدنی ہے۔ اس میں ایک سو بیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشش کرنے والا بڑا مہربان ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ۚ أُحِلَّتْ لَكُم بَهِيمَةُ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو پورا کرو ساتھ عہدوں کے وٹ۲ حلال کئے گئے واسطے تمہارے چارپائے

اے ایمان والو! اپنے اقراروں کو پورا کرو تمہارے لئے مویشی جانور حلال

الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنتُمْ حُرُمٌ ۗ

چکنے والے مگر جو پڑھی جاتی ہیں اوپر تمہارے نہ حلال جاننے والے شکار کو اور تم احرام باندھے ہو

کر دیئے گئے ہیں۔ مگر وہ جن کے متعلق تمہیں حکم سنایا جائے گا لیکن جب احرام کی حالت میں ہو تو شکار کرنا حلال

إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ ﴿١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ

تحقیق اللہ حکم کرتا ہے جو چاہتا ہے وٹ۳ اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت بے حرمتی کرو نشانیوں اللہ

نہ سمجھ لینا۔ بیشک اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے اے مسلمانو! اللہ کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ

اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِّينَ

کی کو اور نہ مہینے حرام کو اور نہ اس جانور کو کہ نیاز کعبہ کی ہو اور نہ جن کے گلے میں دوپٹہ ڈال کر لیجاویں

کرو اور نہ حرمت والے مہینوں کی اور نہ قربانی کی اور نہ نذر و نیاز کے ان جانوروں کی جنکی گردنوں میں پٹے ڈال دیتے ہیں۔ اور نہ

الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّن رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۚ وَإِذَا

کعبہ کو اور نہ قصد کرنے والوں کو حرمت والے کو کہ چاہتے ہیں فضل پروردگار اپنے کے سے اور رضامندی اور جب

بیت الحرام کا قصد کرنے والوں کی جو اپنے پروردگار کا فضل اور اسکی خوشنودی ڈھونڈ رہے ہیں۔ اور جب

ع ۲۴ / ۴

المنزل الثانی

حل لغات۔
لہ اَنْ تَضِلُّوْا۔ اس میں مفسروں نے تین وجہیں بیان کی ہیں ایک یہ کہ یُبَیِّنُ کا مفعول ہے اور اَنْ مصدریہ ای یبین لکم ضلالکم لتعرفوا الہدی۔ دوسرے یہ کہ یبین کا مفعول لہ ہے بتقدیر مضاف ای مخافۃ ان تضلوا تیسرے یہ کہ حرف نفی محذوف ہے ای یبین اللہ لکم لئلا تضلوا۔ لہ اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ صیغہ جمع مذکر حاضر امر باب افعال مادہ وَفٰی وفٰی اور اَوْفٰی کے ایک معنی ہیں۔ بولا کرتے ہیں وَفٰی بالعہد و اَوْفٰی اور اسی سے ہے والموفون بعہدہم۔ العُقُوْد جمع ہے العقد کی۔ اور عقد کہتے ہیں ایک چیز کو ایک چیز میں مضبوطی کے ساتھ باندھنا۔ اس سے مراد ہیں وہ تکالیف اور احکام دینیہ جو خدا نے

کلالہ کے بارے میں میراث کا تفصیلی بیان

ف۱ جب جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ حضرت جابرؓ نے آپؐ سے پوچھا کہ میں صاحب مال ہوں اور ہوں بھی کلالہ یعنی نہ میرے والدین ہیں نہ اولاد البتہ بہنیں ہیں۔ اپنا مال بہنوں کو کیوں کر تقسیم کروں اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی (جامع البیان) کلالہ کے معنے کمزور اور ضعیف ہیں۔ یہاں وہ شخص مراد ہے جس کے وارثوں میں باپ اور اولاد میں سے کوئی نہ ہو کیونکہ اصل وارث والدین اور اولاد ہی ہیں۔ جس کے یہ نہ ہوں تو اس کے حقیقی بھائی بہن کو بیٹا بیٹی کا حکم ہے۔ اور اگر حقیقی نہیں تو سوتیلوں کا جو کہ باپ میں شریک ہوں ایک بہن ہو تو آدھا اور دو بہن ہوں تو دو تہائی اور اگر بھائی اور بہن دونوں ہیں تو مرد کو دوہرا حصہ اور عورت کو اکہرا ملے گا اور اگر صرف بھائی ہوں بہن کوئی نہ ہو تو بھائی بہن کے مال کے وارث ہوں گے یعنی ان کا کوئی حصہ معین نہیں کیونکہ وہ عصبہ ہیں جیسا کہ آیت میں یہ سب صورتیں بیان ہیں۔ اب رہ گئے وہ بھائی بہن جو صرف ماں میں شریک ہیں جن کو اخیافی کہتے ہیں تو ان کو چھٹا حصہ ہے جیسا کہ شروع سورت میں گزرا وَلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ اگر صرف ایک بہن چھوڑی تو اس بہن کا نصف مال ہے اور اگر کوئی عورت لاولد ہے مر گئی اور اس کا اخیافی یا علاتی بھائی ہے تو بھائی عصبہ ہونے کی حیثیت سے بہن کا مال لیگا۔ اگر لڑکا موجود ہے پھر بھائی کو کچھ نہ ملے گا۔ ہاں اگر میت نے لڑکی چھوڑی تو لڑکی سے بچے پر بھائی کو ملے گا۔ اور اگر اخیافی بہن یا بھائی چھوڑے گی تو چھٹا حصہ ہے۔ اور مرد کلالہ نے دو یا دو سے زیادہ بہنیں چھوڑیں تو ان کو بھی دو تہائی دیا جائے گا اور اگر کچھ بھائی اور بہنیں چھوڑیں تو بھائی کا دوہرا اور بہن کا اکہرا حصہ ہے جیسا کہ اولاد کا حکم ہے اگر میت کی بیٹی پوتی بہن ہے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں وہ فیصلہ کرتا ہوں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے آدھا تو بیٹی کو اور چھٹا پوتی کو تو دو ثلث پورے ہو گئے اور باقی جو بچے وہ بہن کا ہے (ابن کثیر) اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں لفظ يُبَيِّنُ اللّٰهُ فرما کر مسلمانوں پر احسان ظاہر کیا ہے کہ میں نے اپنے بندوں کے لئے واضح طور پر ہدایت و احکام بیان کر دیئے ایسا نہ ہو کہ یہ گمراہ ہو جائیں۔ اب جو لوگ خدا کے احسان کی قدر نہ کریں اور شقی ازلی بنے رہیں اس کی نافرمانیوں پر تلے رہیں اس کی ذات و صفات میں انبیاء و اولیاء کو شریک کر کے شرک کے مرتکب ہوں تو یقیناً ان کیلئے سزائے جہنم ہے۔ بحمداللہ سورۃ ختم ہوئی۔

ف۲ یہ سورۂ مائدہ مدنی ہے۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ ایک شخص نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے کوئی خاص نصیحت کیجئے۔ آپؓ نے فرمایا جب تو قرآن میں يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا سنے تو فوراً متوجہ ہو جا کیونکہ اس کے بعد یا تو کسی بھلائی کا حکم ہے یا کسی بُرائی سے ممانعت ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عہد کو پورا کرنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جاننا اور فرائض کی پابندی کرنا اس کی حدوں کی نگہداشت کرنا ہے (ابن کثیر) حدیث میں ہے قرآن کی حرام کردہ چیز کو حلال سمجھے اُس کا قرآن پر ایمان نہیں۔ جب آدمی مسلمان ہو گیا تو اب اللہ کے سب حکم ماننے لازم ہیں۔ آگے حکم فرماتے ہیں فقط

حلال جانور کو ذبح کرنا ہی اسکے پیٹ کے بچہ کا ذبح ہونا ہے

ف۳ انعام وہ جانور ہیں جن کو لوگ پالتے ہیں یعنی اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری اور جنگلی جانور جیسے ہرن، نیل گائے، جنگلی گدھے وغیرہ۔ یہ سب ایک ہی جنس ہے۔ ابن عمرؓ و ابن عباسؓ وغیرہ نے استدلال کیا ہے کہ جس حلال مادہ کو ذبح کیا گیا اور اس کے پیٹ سے بچہ نکلے گو وہ مردہ ہو پھر بھی وہ حلال ہے۔ ابوداؤد و ترمذی میں ہے کہ ماں کا ذبح ہونا ہی بچہ کا ذبح ہونا ہے۔ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ سے مراد اگلی آیت حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ الخ ہے یعنی تم پر مُردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور ہر وہ چیز جو خدا کے سوا دوسرے کے نام مشہور کی جائے۔ اب آگے احرام کے وقت اور حرم کے مقام میں شکار کرنا منع فرمایا اور ساتھ ہی حرم کے آداب بھی بتا دیئے (ابن کثیر۔ جامع صفحہ ۹۲۔ لباب صفحہ ۵۷)

★ بندوں پر لازم و واجب کئے ہیں اور اسی میں داخل ہیں امانات و معاملات کے وہ تمام عقود جن کا ایفا کرنا واجب ہے۔ ؎ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ۔ بہیمہ کہتے ہیں ہر زندہ لایعقل کو اور یہ لیا گیا ہے استبہم الامر علی فلان اذا اشکل سے۔ پھر اس کا استعمال چارپایوں کے ساتھ مخصوص ہو گیا خواہ بحری ہوں یا بری کیونکہ وہ کلام پر قادر نہیں ہیں اور جو وہ آواز کرتے ہیں مبہم ہوتی ہے سمجھ میں نہیں آتی۔ اور انعام سے مراد ہیں اونٹ گائے بکری بھیڑ۔ پھر بہیمہ کی اضافت انعام کی طرف اضافت بیانیہ ہے جیسے خاتم فضۃ اور ثوب الخز وغیرہ میں ای بہیمۃ من الانعام۔ ؎ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ۔ غیر لکم کی ضمیر سے حال واقع ہوا ہے۔ اور محلی جمع کا صیغہ ہے اصل میں تھا محلین نون جمع اضافت کی وجہ سے گر پڑا۔ ؎ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ۔ حُرُمٌ جمع ہے حرام کی اور اس سے مراد ہے محرم ای وانتم محرمون اور یہ محلی الصید سے حال واقع ہوا ہے۔ ؎ الشَّهْرَ الْحَرَامَ۔ اس سے مراد ہے حج کا مہینہ یا حرمت کے چار مہینے یعنی ذیقعدہ۔ ذی الحجہ۔ محرم۔ رجب۔ اور چونکہ الشہر الحرام سے جنس مراد ہے اس لئے مفرد لایا گیا۔ ؎ الْهَدْيَ جمع ہے ہدیۃ کی سکون دال کے ساتھ جس طرح جدی جمع ہے جدیۃ کی۔ اور ہدی اس اونٹ یا گائے یا بکری کو کہتے ہیں جو بیت اللہ کی طرف بھیجی جاتی ہے۔ ؎ الْقَلَآئِدَ جمع ہے قلادہ کی اور قلادہ قربانی کے جانور جن کے گلے میں جوتی یا کوئی ٹکڑا یا درخت کے پتے اس غرض سے لٹکا دیئے جاتے ہیں کہ اُن سے کوئی تعرض نہ کرے۔ ؎ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ۔ آمین بمعنے قاصدین۔ البیت آمین کا مفعول۔

حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْکُمْ

حلال ہو تم پس شکار کرو تم اور نہ باعث ہو تم کو دشمنی کسی قوم کی اس واسطے کہ بند کیا تم کو

تم احرام کی حالت سے باہر آ جاؤ تو شکار کر لیا کرو اور کسی قوم کی یہ دشمنی تمہیں اس واسطے کہ انہوں نے تمہیں مسجد حرام سے

عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَ

مسجد حرام سے یہ کہ حد سے نکل جاؤ اور مددگاری کرو اوپر بھلائی کے اور

روکا تھا اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان پر زیادتی کرنے لگو اور نیکی اور پرہیزگاری کی بات میں ایک دوسرے

التَّقْوٰی ۠ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ

پرہیزگاری کے اور مت مددگاری کرو اوپر گناہ کے اور تعدی کے اور ڈرو اللہ سے تحقیق

کی مدد کرو اور گناہ اور ظلم کی بات میں تعاون نہ کرو ۔ اور خدا سے ڈرو بیشک

اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۲﴾ حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ

اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے ۔ حرام کیا گیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت

اللہ سخت عذاب دینے والا ہے (مسلمانو) تم پر حرام کر دیا گیا ہے ۔ مردار اور خون اور سور کا

الْخِنْزِیْرِ وَمَاۤ اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ وَالْمُنْخَنِقَۃُ وَالْمَوْقُوْذَۃُ وَ

سور کا اور جو کچھ پکارا جاوے سوائے اللہ کے ساتھ اس کے اور گلا گھونٹی اور لاٹھی ماری اور

گوشت اور وہ جانور جو خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کر دیا گیا ہو اور جو گلا گھٹنے سے مر گیا ہو اور جو چوٹ سے مرا ہو اور

الْمُتَرَدِّیَۃُ وَالنَّطِیْحَۃُ وَمَاۤ اَکَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَکَّیْتُمْ ۟ وَمَا ذُبِحَ

اوپر سے گر پڑی اور سینگ ماری اور جو کھایا ہو درندہ مگر جو ذبح کر لو تم ان میں سے اور جو ذبح کیا جاوے

جو اوپر سے گر کر مر جائے جو کسی جانور کے سینگ مارنے سے مر جائے اور وہ جسے درندوں نے پھاڑ کھایا ہو مگر وہ جسے تم ذبح کر لو ۔

عَلَی النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِکُمْ فِسْقٌ ؕ اَلْیَوْمَ

اوپر تھانوں کے اور یہ کہ قسمت معلوم کرو ساتھ تیروں کے یہ فسق ہے آج کے دن

اور وہ جانور جو کسی تھان پر چڑھاکر ذبح کیا جائے اور یہ بات بھی کہ تم تیروں کے پانسوں سے قسمت معلوم کرو یہ گناہ کی بات ہے آج

یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ

ناامید ہوئے وہ لوگ کہ کافر ہوئے دین تمہارے سے پس مت ڈرو ان سے اور ڈرو مجھ سے

تمہارے دین کی طرف سے کافر مایوس ہو چکے ہیں ۔ پس تم ان سے ہرگز نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو ۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ

آج کے دن پورا کیا میں نے واسطے تمہارے دین تمہارا اور پوری کی اوپر تمہارے نعمت اپنی اور پسند کیا

آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین

لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَۃٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ

واسطے تمہارے اسلام کو دین پس جو کوئی بے بس ہو بیچ بھوک کے نہ جھکنے والا

پسند کیا ۔ پھر جو بھوک سے بے اختیار ہو جائے (اور) گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو (اور حرام چیز کھا لے)

لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳﴾ یَسْـَٔلُوْنَکَ مَاذَاۤ اُحِلَّ لَھُمْ ؕ

طرف گناہ کے پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔ پوچھتے ہیں تجھ سے کیا حلال کیا گیا ہے واسطے ان کے

تو اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے ۔ (اے پیغمبر اسلام) لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کون کون چیزیں ان کیلئے حلال ہیں ۔

حل لغات ۔

۱ فَاصْطَادُوْا ۔ اصل میں تھا فاستیدوا ت طے سے اور یے

الف سے بدل ہو کر فاصطادوا ہو گیا ۔ ۲ اَلْمُنْخَنِقَۃُ خنق اور اختناق کہتے ہیں گلا گھٹنے کو ۔ منخنق وہ جانور جو گلا گھٹ کر مر جائے ۔ ۳ اَلْمَوْقُوْذَۃُ ۔ جو چوٹ کھا کر مر جائے ۔ ۴ اَلْمُتَرَدِّیَۃُ جو اونچے سے گر کر مر جائے ۔ ۵ اَلنَّطِیْحَۃُ جو دوسرے جانور کے سینگ وغیرہ کے زخم سے مر جائے ۔

ف۱ یہاں حکم ہوا کہ ذیقعدہ۔ ذی الحج۔ محرم اور رجب یہ چار مہینے حرمت والے ہیں ——— اور کسی حرمت والی چیز کی توہین اور بے حرمتی نہ کرو۔ اگرچہ بارہ مہینے احترام چاہئے لیکن اربعہ حرم میں زیادہ تاکید آئی ہے۔ احترام یہ کہ ان چار مہینوں اور حرمت کی جگہ میں تو شرک، کفر، قتل و فساد، نافرمانی اللہ و رسول سے باز رہو۔ حجاج کو ستاؤ نہ حج بیت اللہ سے نہ روکو، ہاں فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ کے تحت اگر مشرک اپنے شرک کفر، الحاد کو رواج دینے یا خود شرک کرنے کو جا رہا ہے تو اسکو روکا جائے پھر بھی شرک کرے تو قتال جائز ہوگا۔ پھر فرمایا جب تم احرام کھول ڈالو تو شکار کر سکتے ہو احرام میں شکار کی ممانعت تھی اب احرام کے بعد اس کی اباحت ہو گئی۔ پھر فرمایا جس قوم نے حدیبیہ والے سال تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا تو تم ان سے دشمنی باندھ کر قصاص پر آمادہ ہو کر خدا کے حکم سے آگے بڑھ کر ظلم و زیادتی پر نہ اتر آنا بلکہ تمہیں کسی وقت بھی عدل کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا چاہئے۔ عدل کیا کرو۔ عدل ہی تقوے کے زیادہ قریب ہے عدل پر آسمان و زمین قائم ہیں۔ اب نیک کاموں پر ایک دوسرے کے تعاون کا حکم ہوا ہے۔ حدیث میں ہے اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ یعنی جو شخص کسی بھلی بات کی دوسرے کو ہدایت کرے وہ اس بھلائی کے کرنے والے جیسا ہی ہے۔ مسند احمد میں ہے اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مظلوم ہونے کی صورت میں تو مدد کرنا ٹھیک ہے لیکن ظالم ہونے کی صورت میں کیسے مدد کریں؟ فرمایا اسے ظلم نہ کرنے دو روک لو یہی اس وقت اس کی مدد ہے تبلیغ دین میں روپیہ پیسہ خرچ کرنا حق اور حق والوں کی طرف داری کرنا بھی تعاون ہے اور شرک اور شرک والوں کا ساتھ دینا حق اور حق والوں کے خلاف کوشش کرنا تعاون علی الاثم ہے۔ امام ابن جریرؒ نے کہا اِثْم وہ ہے جسکا ترک کرنے چھوڑنے کا اللہ نے حکم دیا اور عُدوان یہ کہ دین کے کام میں اللہ کی حد سے تجاوز کرے جو بات اللہ نے اس پر اپنی شریعت میں فرض کی ہے اس سے تجاوز کرے۔ مقصد یہ کہ اللہ کی نافرمانی سے بچنا اور حکم کی تعمیل کرنا نیکی ہے اور تعمیل نہ کرنا گناہ ہے فقط۔

حرام و حلال چیزوں کی تفصیل۔

ف۲ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے گیارہ چیزیں حرام فرمائی ہیں۔ ایک وہ حلال جانور جو ذبح کئے بغیر خود بخود مر گیا سوائے مچھلی اور ٹڈی کے۔ دوسرے وہ خون جو جانور کے ذبح کے وقت گلے سے نکلتا ہے سوائے کلیجی اور تلی کے کہ ان کو بھی خون کہا جاتا ہے۔ تیسرے سور کا گوشت یعنی خنزیر۔ چوتھے جس پر اللہ کے سوائے کسی کا نام لیا گیا خواہ غیر کا نام ذبح کے وقت لیا ہو یا پہلے۔ لفظ عام ہے ذبح کی قید نہیں یعنی جب کسی چیز یا جانور پر کسی کا نام رکھ دیا کہ فلاں کی نیاز ہے تو وہ مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں داخل ہو چکا، اب ذبح کے وقت خواہ اسکے نام سے ذبح کریں خواہ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر ذبح کریں کیونکہ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر ذبح کرنا ایک سنت طریقہ ہے۔ یہ نہیں کہ اس کہنے سے حرام بھی حلال ہو جائے۔ اگر ایسا ہو تو پھر جس حرام چیز کو چاہیں بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر حلال کر لیا کریں مگر کوئی بھی اسکا قائل نہیں۔ آدم علیہ السلام کے وقت سے آج تک یہ چاروں چیزیں حرام ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے اس پر خدا کی لعنت ہے۔ فتح البیان میں ہے کہ جو ذبح قبروں وغیرہ پر ہوا کرتے ہیں اس میں اور بتوں کے واسطے ذبح ہونے میں کچھ فرق نہیں۔ حدیث میں ہے مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ۔ ایک روایت میں ہے مَلْعُوْنٌ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ امام ابن تیمیہ رح فرماتے ہیں اللہ نے قرآن میں نماز اور قربانی کو ایک ہی جگہ بیان کیا اور یہ عبادت ہیں یعنی جو کسی دوسرے کے لئے جائز نہیں۔ جب نماز غیر کیلئے پڑھنا حرام ہے تو جانور غیر کے نام پر ذبح کرنا کیسے حرام نہ ہوگا۔ تفسیر عزیزی میں شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ کوئی چیز کھانے پینے پہننے کی ہو جس پر بھی غیر اللہ کا نام بطور تقرب اور نیاز کے لیا گیا ہو وہ حرام مثل خنزیر کے ہے۔ ترجمان صفحہ ۱۲ میں ہے جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا وہ حرام ہے کھانے کی ہو یا پہننے کی یا استعمال کی ہو جیسا کہ آجکل نادان مسلمان کوئی شیخ سدو کے نام کا بکرا اور کوئی سید احمد کبیر کے نام کی گائے کوئی زین خاں کے نام کا مرغ کوئی بی بی فاطمہ رضؓ کی صحنک، شاہ عبد الحق کا توشہ امام حسین رضؓ کی سبیل و تعزیہ، گیارہویں کا پلاؤ، شہیدوں بزرگوں کی نذر و نیاز کرتے کراتے ہیں۔ والدی ماجدی امام الموحدین حضرت مولانا عبد الوہاب صاحب محدث ہند رحمہ اللہ و نور مرقدہ اپنی تصنیف لطیف "ھدایۃ النبی" میں تحریر فرماتے ہیں "اور اسی طرح جو مرد و عورت کسی نبی ولی کے لئے یا کسی مزار پر کوئی جانور ذبح کرے کرائے تو وہ بھی مشرک ہے۔" اور اخی محترمی مفسر قرآن و حدیث شیریں بیان امام جماعت غرباء اہلحدیث اپنی تفسیر بنام تفسیر ستاری پارہ ۲ میں فرماتے ہیں "کوئی امام حسینؓ کی تمازری کی گھنگنیاں، کوئی امیر حمزہؓ کے کونڈے، کوئی بیوی جی حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی صحنک، کوئی حسینؓ کے نام کی سبیل لگاتا ہے اور صاف مندرجہ ذیل شعر لکھ دیتا ہے ؎

پانی پیو تو یاد کرو پیاس امام کی
پیاسو! یہ سبیل ہے شہیدوں کے نام کی

یہ سب شرک اور ان کا کھانا پینا حرام اور مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں داخل ہے"۔ پانچویں جو گلا گھٹ کر مر گئی۔ چھٹے لکڑی سے ماری گئی۔ ساتویں جو اوپر سے گر کر مر گئی۔ آٹھویں جو سینگ سے مر گئی۔ نویں جسکو درندوں نے کھا لیا جبکہ ذبح نہ کیا گیا ہو۔ دسویں نصب یعنی جو جانور غیر اللہ کی پرستش گاہ پر ذبح کیا جائے اور گیارہویں بھی حرام یعنی تیروں کے ذریعہ فال نکالنا۔ کفار مکہ نے اپنے سب سے بڑے بت ہبل اور حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسمعیلؑ کے مجسمے کے ہاتھوں میں تیر رکھ دیئے تھے اور ان تیروں سے فال نکالتے (باقی فائدہ بر صفحہ ۱۵۳)

قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ

کہہ دو حلال کی گئی ہیں واسطے تمہارے پاکیزہ چیزیں اور جو سکھلاؤ تم زخم دینے والوں کو شکار کرنیوالوں کو

کہہ دیجئے کہ پاکیزہ چیزیں تمہارے لئے حلال ہیں اور شکاری جانور جن کو تم نے سدھا رکھا ہو اور ان کو شکار کے لئے دوڑاتے ہو

تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۡ فَكُلُوْا مِمَّاۤ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ

سکھاتے ہو تم ان کو اس چیز سے کہ سکھلایا تم کو اللہ نے پس کھاؤ اس چیز سے کہ پکڑ رکھیں اوپر تمہارے

جیسا کہ اللہ نے تم کو سکھایا ہے ویسا ہی انہیں سکھا دو۔ پس وہ جو کچھ تمہارے لئے پکڑ رکھیں (وہ حلال ہے) اسے کھاؤ

وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ

اور یاد کرو نام اللہ کا اوپر اس کے اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ جلد لینے والا ہے

اور اس پر اللہ کا نام لے لیا کرو اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے

الْحِسَابِ ④ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ

حساب کا آج کے دن حلال کی گئیں واسطے تمہارے پاکیزہ چیزیں اور کھانا ان لوگوں کا

آج تمام چیزیں تم پر حلال کر دی گئی ہیں اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے

اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۡ وَالْمُحْصَنٰتُ

کہ دیئے گئے ہیں کتاب حلال ہے واسطے تمہارے اور کھانا تمہارا حلال ہے واسطے ان کے اور پاکدامنیں

لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے اور پاکباز

مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

مسلمانوں میں سے اور پاکدامنیں ان لوگوں میں سے کہ دیئے گئے ہیں کتاب

مسلمان عورتیں اور ان لوگوں میں سے پاکباز عورتیں جنہیں تم سے پہلے کتاب دی جا چکی ہے (وہ بھی) تمہارے

مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ

پہلے تم سے جب دو تم ان کو مہر ان کے نکاح میں لانے والے نہ

لئے حلال ہیں، جب کہ تم ان کے مہر ان کے حوالے کر دو۔ اور تمہارا ارادہ انہیں نکاح میں لانے کا ہو نہ کھلم کھلا

مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْۤ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ

بدکاری کرنیوالے اور نہ پکڑنے والے چھپے آشنا اور جو کوئی کفر کرے ساتھ ایمان کے

بدکاری کرنے کا اور نہ چوری چھپے آشنائی کا اور جو ایمان (کی باتوں) سے انکار کرے تو بے شک اس کا کیا دھرا

فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ⑤ يٰۤاَيُّهَا ع ۵

پس تحقیق کھوئے گئے عمل اس کے اور وہ بیچ آخرت کے ٹوٹا پانیوالوں سے ہے اے

اکارت گیا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا — اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ

لوگو جو ایمان لائے ہو جب کھڑے ہو تم واسطے نماز کے پس دھوؤ منہوں اپنوں کو

مسلمانو! جب تم نماز کو اٹھو تو اپنے منہ دھو لیا کرو

وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى

اور ہاتھوں اپنوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو سروں اپنوں کو اور دھوؤ پاؤں اپنوں کو تک

اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ اور سر کا مسح کرو۔ اور اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھو لیا کرو

حل لغات۔

لہ اَلْجَوَارِحِ جمع ہے جارحۃ کی۔ اور جارحۃ شکاری جانور کو کہتے ہیں۔ یہ جَرْح بمعنی کسب سے مشتق ہے کیونکہ شکار بھی ایک طرح کی کمائی ہے قال تعالیٰ وَالَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ وقال يَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ یا جَرْح بمعنی زخم لگانے سے ماخوذ ہے۔ چونکہ شکاری جانور بھی اکثر اوقات شکار کو زخمی کر دیتے ہیں اس

(بقیہ فائدہ صفحہ ۱۵۲) جیسا کہ آج کل رمال جفار، نجومی، ساحر، کاہن بذریعہ پتروں اور جانوروں کے اور ہاتھ دیکھ کر غیب کی خبریں بتاتے ہیں۔ یہ ان کا درپردہ خدائی دعویٰ ہے (ابن کثیر۔ فتح البیان۔ ترجمان۔ حدیث التفاسیر وکتاب التوحید وغیرہ)

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ اب فرمایا ستھری چیزیں تم کو حلال ہیں۔ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چیزیں منع فرمائیں معلوم ہوا وہ ستھری نہیں جیسے پھاڑنے والا جانور چوپائے یا پرند مثلاً شیر یا چیتا یا باز یا چیل اور اسی میں داخل ہوگئے سب مُردار خوار اور کوّا وغیرہ اور جیسے گدھا اور خچر اور جیسے کیڑے زمین کے مثلاً چوہا وغیرہ۔ فائدہ ۱ اوپر حرام فرمایا جن کو پھاڑنے والا کھا۔ اب اس میں سے شکاری سدھے جانور کا مارا ہوا حلال کیا جب اس نے آدمی کی خُو سیکھی تو گویا آدمی نے ذبح کیا لیکن سدھنا شرط ہے۔ سدھا وہ کہ پکڑ کر رکھ چھوڑے آپ نہ کھا دے اور اللہ کا نام لینا شرط ہے دوڑانے کے وقت اس کے بغیر درست نہیں مگر بھولے تو معاف ہے (موضح) اور اسی طرح تیر کا یا نیزہ کا مارا ہوا حلال ہے۔ اگر بسم اللہ کہہ کر تیر، نیزہ یا برچھی پھینکی ہے اگر پانی میں گر کر مرجائے تو نہ کھائے کیونکہ ممکن ہے کہ پانی سے مرا ہو۔ اسی طرح اگر شکاری کتے کے ساتھ غیر شکاری کتا مل جائے اور شکار مرگیا تو بھی نہ کھائے کیونکہ اسے علم نہیں دونوں میں سے کس نے مارا (مشکوٰۃ صفحہ ۳۴۹)

ف۲ فرمایا کہ کتاب والوں کا کھانا حلال ہے یعنی ان کا ذبح۔ اوپر تو ذبح کی شرط فرمائی کہ اللہ کا نام ذکر ہو غیر کی تعظیم نہ ہو۔ یہاں اور شرط فرمائی کہ ذبح کرنے والا مسلمان یا اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ ہو، اور کسی دین ومذہب والے کا ذبح حلال نہیں اگرچہ نام اللہ کا لے، اس کا نام لینا معتبر نہیں۔ اور فرمایا کہ اسی طرح مسلمان کو عورت نکاح کرنی ان کی یعنی اہل کتاب کی حلال ہے اوروں کی نہیں۔ سو جن شرطوں سے آپس میں نکاح درست ہے اسی طرح ان کا ذبح دُرست ہے۔ پھر فرمایا کہ اہل کتاب کو اور کفار سے دو حکم میں مخصوص کیا۔ یہ فقط دنیا میں ہے اور آخرت میں ہر کافر خراب ہے اگر عمل نیک بھی کرے تو قبول نہیں (موضح)

ف۳ بخاری شریف کتاب تفسیر القرآن باب قولہ تعالیٰ فلم تجدوا ماءً فتیمموا صعیدًا طیبًا میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں سَقَطَتْ قِلَادَةٌ لِّیْ بِالْبَیْدَآءِ وَ نَحْنُ دَاخِلُوْنَ الْمَدِیْنَةَ فَاَنَاخَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَ نَزَلَ فَثَنٰی رَاْسَهٗ فِیْ حِجْرِیْ رَاقِدًا اَقْبَلَ اَبُوْبَکْرٍ فَلَکَزَنِیْ لَکْزَةً شَدِیْدَةً وَّقَالَ حَبَسْتِ النَّاسَ فِیْ قِلَادَةٍ فَبِی الْمَوْتُ لِمَکَانِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَوْجَعَنِیْ ثُمَّ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسْتَیْقَظَ وَحَضَرَتِ الصُّبْحُ فَالْتُمِسَ الْمَآءُ فَلَمْ یُوْجَدْ فَنَزَلَتْ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ الْاٰیَةَ فَقَالَ اُسَیْدُ بْنُ حُضَیْرٍ لَقَدْ بَارَکَ اللّٰہُ لِلنَّاسِ فِیْکُمْ یَآ اٰلَ اَبِیْ بَکْرٍ مَّا اَنْتُمْ اِلَّا بَرَکَةٌ یعنی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر سے واپس آرہے تھے۔ جب مدینہ کے قریب بیداء جنگل میں آئے تو میرا ہار گرگیا۔ سب قافلہ وہیں ٹھہر گیا میرے ہار کی تلاش کی وجہ سے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میری گود میں سر مبارک رکھ کر سو گئے۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور مجھے کچھ مارا بھی کہ تیری وجہ سے قافلہ رکا ہوا ہے۔ میں باوجود تکلیف ہونے کے بھی نہ ہلی کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ نہ کھل جائے۔ پھر نماز کے وقت وضوء کے لئے پانی نہ ملا تب یہ آیت نازل ہوئی۔ اور اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر والے تو لوگوں کے لئے برکت ہی برکت ہیں یعنی ان کی ہر بات سے مسلمانوں کو کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچتا رہا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب وہاں سے چلنے کے واسطے اونٹ کو اٹھایا تو وہ ہار اس کے نیچے سے ملا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی علم غیب نہ تھا ورنہ کیوں اتنی پریشانی اٹھاتے آپ پہلے ہی فرما دیتے کہ ہار اونٹ کے نیچے آگیا ہے۔ عالم الغیب تو اللہ ہی ہے۔ اس آیت میں وضوء کا حکم وجوبًا اس وقت ہے کہ پہلے وضوء نہ ہو۔ اگر وضوء پر وضوء کیا جائے تو وہ استحباب ہے۔ مسند احمد میں ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر نماز کے لئے تازہ وضوء کیا کرتے تھے۔ فتح مکہ کے دن آپؐ نے وضوء کیا اور جرابوں پر مسح کیا اور اسی ایک وضوء سے کئی نمازیں ادا کیں۔ یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ بولے حضور! آج آپؐ نے وہ کام کیا جو آج سے پہلے نہ کیا کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں میں نے قصدًا ایسا کیا ہے۔ ابن جریر میں مرفوعًا آیا ہے کہ جو شخص وضوء پر بھی وضوء کرے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں (ترمذی) جو شخص مستحب سمجھ کر وضوء پر وضوء کرے وہ عامل بالحدیث ہے۔ وضوء کے شروع میں صرف بسم اللہ یا بسم اللہ والحمد للہ کہنا واجب ہے۔ جو بغیر بسم اللہ کے وضوء کرے گا اس کا وضوء نہ ہوگا۔ اعوذ باللہ وغیرہ پڑھنی بدعت ہے ہمارے حضرت سے ثابت نہیں۔ حدیثوں میں طریقہ وضوء یوں آیا ہے۔ (باقی فائدہ صفحہ ۱۵۴ پر ہے)

★ لئے انھیں جوارح کہتے ہیں۔ ۲ مُکَلِّبِیْنَ معنی ہیں مؤدّبین کے یعنی سدھانیوالے یہ کلب سے مشتق ہے۔ چونکہ کتّوں میں بکثرت تادیب ہوتی ہے اس مشابہت کی وجہ سے سدھائے ہوئے جانوروں کو مکلّبین کہتے ہیں یا یوں کہو کہ ہر درندہ کو کلب کہتے ہیں کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰھُمَّ سَلِّطْ عَلَیْهِ کَلْبًا مِّنْ کِلَابِکَ ۳ اَلْمُحْصَنٰتُ آزاد پاکدامن عورتیں اور اس کی لغوی تحقیق اور کیفیتِ اشتقاق اوپر گزر چکی وہاں دیکھو ۴ مُسٰفِحِیْنَ اور مُتَّخِذِیْٓ اَخْدَانٍ کی تفصیل بھی سابق میں گزر چکی۔ ۵ وَاَرْجُلَکُمْ اس کا عطف ہے وُجُوْھَکُمْ پر یعنی فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ۔ اور اہل تشیع وَاَرْجُلَکُمْ کا عطف بِرُءُوْسِکُمْ پر کر کے وَاَرْجُلِکُمْ جر کے ساتھ پڑھتے ہیں اسی واسطے وضوء میں پاؤں کا مسح کرتے ہیں۔

الْكَعْبَيْنِ ۚ وَإِن كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا ۚ وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ

دونوں ٹخنوں تک اور اگر ہو تم ناپاک پس نہالو اور اگر ہو تم بیمار

اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو (نہا دھو کر) اچھی طرح پاک صاف ہو جاؤ۔ اور اگر تم بیمار ہو

أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ

یا اوپر سفر کے یا آوے کوئی تم میں سے مکان ضرور سے یا صحبت کرو تم عورتوں سے

یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی جائے ضرور سے (ہو کر) آیا ہو یا تم نے عورت سے صحبت کی ہو

فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ

پس نہ پاؤ تم پانی پس قصد کرو تم مٹی پاک کا پس ملو مونہوں اپنوں کو

اور تم کو پانی میسر نہ آئے تو پاک (صاف) مٹی کا قصد کرو پھر اس سے اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح

وَأَيْدِيكُم مِّنْهُ ۚ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ

اور ہاتھوں اپنوں کو اس سے نہیں ارادہ کرتا اللہ تو کہ کرے اوپر تمہارے کچھ

کر لو۔ اللہ تم پر کسی طرح کی تنگی کرنی نہیں چاہتا

حَرَجٍ وَلَٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ

تنگی ولیکن ارادہ کرتا ہے تو کہ پاک کرے تم کو اور تو کہ پوری کرے نعمت اپنی اوپر تمہارے تو کہ

بلکہ وہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک صاف رکھے اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کرے تاکہ تم

تَشْكُرُونَ ⑥ وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي

تم شکر کرو اور یاد کرو نعمت اللہ کی اوپر اپنے اور عہد اس کا جو

اس کا شکر کرو اور اللہ نے تم پر جو احسان کئے ہیں ان کو یاد کرو اور اس عہد و پیمان کو بھی (یاد کرو)

وَاثَقَكُم بِهِ إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ

قول لیا ہے تم سے ساتھ اس کے جب کہا تم نے سنا ہم نے اور مانا ہم نے اور ڈرو اللہ سے

جو اس نے تم سے لیا۔ جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے (خدا کا حکم) سنا اور قبول کیا اور اللہ سے ڈرو

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ⑦ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

تحقیق اللہ جاننے والا ہے سینوں والی بات کو اے لوگو جو ایمان لائے ہو

بیشک اللہ دلوں کی باتوں کو بھی جانتا ہے۔ اے مسلمانو! خدا کے حقوق کو قائم

كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ

ہو جاؤ تم قائم رہنے والے واسطے اللہ کے شاہدی دینے والے ساتھ انصاف کے اور نہ باعث ہو تم کو

رکھنے والے (اور) انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے رہو اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں

شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ

دشمنی کسی قوم کی اوپر اس بات کے کہ عدل کرو عدل کرو وہ بہت نزدیک ہے

اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ عدل نہ کرو (بلکہ) انصاف کرو کیونکہ یہی بات تقویٰ کے زیادہ

لِلتَّقْوَىٰ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ⑧

واسطے پرہیزگاری کے اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ خبردار ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم ۲

نزدیک ہے اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تمہارے اعمال سے آگاہ ہے۔

حل لغات۔

لہ حَرَج بالتحریک مصدر ہے سَمِعَ کا اور اسکا معنیٰ ہیں کسی چیز کا تنگ ہونا۔ بولا کرتے ہیں حَرِجَ صَدْرُہٗ اس کا سینہ تنگ ہوا۔ یہاں مصدری نہیں بلکہ اسمی معنیٰ مراد ہے یعنی خدا طہارت کے معاملہ میں تم پر تنگی اور سختی کرنی نہیں چاہتا ایک ہے ہَرْج جس کے معنیٰ ہیں آشوب و فتنہ اور قتل۔ حدیث اشراط الساعۃ میں آیا ہے ★

(بقیہ فائدہ صفحہ ۱۵۳) بسم اللہ کہہ کر داہنے ہاتھ میں پانی لیکر دونوں ہاتھوں کو مل مل کر دھوئے پھر کلی کرے پھر ناک میں پانی دے پھر چہرہ پھر داہنا ہاتھ پھر بایاں ہاتھ مع کہنیوں کے دھوئے پھر سر اور کانوں کا مسح کرے۔ پھر داہنا اور بایاں پاؤں دھوئے مع ٹخنوں کے۔ اعضاء کو ایک ایک یا دو۔ دو مرتبہ دھونا جائز اور تین تین مرتبہ دھونا افضل ہے۔ بخاری میں ہے میری امت وضوء کے نشانوں کی وجہ سے قیامت کے دن چمکتے ہوئے اعضاء سے آئے گی مسلم میں ہے مؤمن کو وہاں تک زیور پہنائے جائیں گے جہاں تک اس کے وضوء کا پانی پہنچتا تھا۔ مسلم میں یہ بھی ہے جو شخص عمدہ اور اچھائی یعنی سنت کے مطابق وضوء کرے پھر کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تو اُس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔ ایک اور روایت میں وضوء کے بعد یہ دُعا بھی آئی ہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ○ وضوء کرنے سے ہر عضو کے گناہ جھڑ جاتے ہیں تیمم کا بیان صفحہ ۱۲۲ پر لکھ دیا ہے۔ پھر فرمایا اللہ تعالےٰ اہل کتاب کو یاد دلاتا ہے کہ میرے عہد پر قائم رہو۔ اسی طرح ہم کو بھی تقید فرمایا کہ عہد کو یاد رکھو۔ وہ عہد یہ ہے کہ جب لوگ مسلمان ہوتے تو حضرتؐ بیعت کرتے یعنی ہاتھ پکڑ کر قول دیتے بہت چیزیں کرنے کا جیسے پانچ نمازیں اور روزۂ رمضان اور زکوٰۃ اور حج اور خیر خواہی ہر مسلمان کی اور بہت چیزیں چھوڑنے پر جیسے خون اور زنا اور چوری اور تہمت لگانی بے گناہ کو اور سردار سے مخالفت کرنی۔ اسی عہد پر فرمایا قائم رہو (موضح و ابن کثیر وغیرہ)

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ یعنی تم اللہ کے لئے سچی گواہی دو عدل سے، نہ لوگوں کے دکھلانے سُنانے اور پاس خاطر کے لئے ظلم سے۔ صحیحین میں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ میرے باپ نے مجھے ایک عطیہ دیا۔ میری ماں عمرہ بنت رواحہ نے کہا کہ میں تو اس عطیہ پر اس وقت راضی ہونگی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کر دوگے۔ میرے باپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا کیا تو نے سب اولاد کو اسی طرح دیا ہے۔ جواب دیا کہ نہیں تو آپؐ نے فرمایا اللہ سے ڈرو، اپنی اولاد میں عدل کرو۔ جاؤ میں کسی ظلم پر گواہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ میرے باپ نے وہ عطیہ واپس لوٹا لیا پھر فرمایا دیکھو کسی کی عداوت اور ضد میں اگر عدل سے ہٹ جانا دوست ہو یا دشمن، تمھیں عدل و انصاف کا ساتھ دینا چاہئے۔ (ابن کثیر وغیرہ) فقط۔

★ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْقَتْلُ ۔ ۱؎ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ جَرَمَ سے لیا گیا ہے اور جَرَمَ قائم مقام ہے کَسَبَ کے معنی میں بھی۔ اور کبھی ایک کبھی دو مفعولوں کی طرف متعدی ہونے میں بھی تو جس طرح بولا کرتے ہیں کسب ذنبا کسبتہ ذنبا۔ اکسبتہ ذنبا اسی طرح بولتے ہیں جرم ذنبا و جرمتہ ذنبا و اجرمتہ ذنبا یہاں يَجْرِمَنَّ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہے پہلا کُم ہے دوسرا اَنْ تعتدوا ای لایکسبنکم بغض قوم لان صدوکم الاعتداء ۲؎ شَنَاٰنُ مصدر بھی ہو سکتا ہے اور صیغہ صفت بھی کیونکہ فَعَلَانُ مصدری وصفی دونوں معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ اس کے معنی ہیں بغض و عداوت۔ یہ منصرف اور غیر منصرف دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ ۳؎ اِعْدِلُوْا هُوَ۔ هُوَ کی ضمیر پھیرتی ہے عدل کی طرف جس پر اعدلوا دلالت کرتا ہے ای العدل اقرب للتقوٰی۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ

وعدہ کیا اللہ نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور کام کیے اچھے واسطے ان کے بخشش ہے اور

اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کر رکھا ہے جو ایمان لائے اور (انھوں نے) نیک عمل (بھی) کیے کہ ان کے لئے مغفرت اور

اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۹﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

ثواب بڑا اور جو لوگ کہ کافر ہوئے اور جھٹلایا نشانیوں ہماری کو یہ لوگ ہیں رہنے والے

بہت بڑا اجر ہے اور وہ لوگ جنھوں نے (ان باتوں کے ماننے سے) انکار کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا یہ لوگ

الْجَحِيْمِ ﴿۱۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ

دوزخ کے اے لوگو جو ایمان لائے ہو یاد کرو نعمت اللہ کی کو اوپر اپنے جس وقت

دوزخی ہیں اے مسلمانو! اللہ نے جو تم پر احسان کیا ہے۔ اسے یاد کرو۔ کہ جب کچھ لوگوں

هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ

قصد کیا ایک جماعت نے یہ کہ دراز کریں طرف تمہاری ہاتھوں اپنوں کو پس بند کیے ہاتھ ان کے تم سے

نے تم پر دست درازی کرنے کا ارادہ کیا۔ تو ان کے ہاتھ تم پر سے اس نے روک دیئے

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَلَقَدْ

اور ڈرو اللہ سے اور اوپر اللہ کے پس چاہیے کہ توکل کریں ایمان والے ع ۲ اور البتہ تحقیق

اور اللہ سے ڈرو۔ اور مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں اور بیشک

اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ

لیا اللہ نے عہد بنی اسرائیل کا اور کھڑے کیے ہم نے ان میں سے بارہ

اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ان میں ہم نے بارہ سردار مقرر کیے

نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَ

سردار اور کہا اللہ نے تحقیق میں ساتھ تمہارے ہوں اگر قائم رکھو تم نماز کو اور

اور اللہ نے کہا کہ اے بنی اسرائیل! میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نے نماز قائم رکھی، زکوٰۃ ادا کرتے رہے،

اٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ

دو تم زکوٰۃ کو اور ایمان لاؤ تم ساتھ پیغمبروں میرے کے اور قوت دو ان کو اور قرض دو تم

میرے تمام رسولوں پر ایمان لاتے اور ان کی مدد کرتے رہے اور اللہ کی راہ میں خوش دلی سے خرچ

اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ

اللہ کو قرض اچھا البتہ دور کر دوں گا میں تم سے برائیاں تمہاری اور البتہ داخل کروں گا میں

کرتے رہے تو ہم یقیناً تمہارے گناہ تم پر سے دور کر دیں گے اور یقیناً تمہیں ایسے باغوں میں داخل

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ

تم کو بہشتوں میں چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں پس جو کوئی کافر ہوا پیچھے اس کے

کر دیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ پھر اس کے بعد بھی تم میں سے جس نے راہ کفر

مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۲﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ

تم میں سے پس تحقیق گمراہ ہوا راہ سیدھی سے ف۲ پس بسبب توڑنے ان کے کے عہد اپنے کو

اختیار کی بیشک وہ راہ راست سے بہک گیا پس ان کے عہد توڑنے کی وجہ سے ہم نے

منزل ۲

حل لغات

لہ نَقِیْبًا بوزن فعیل معنی میں ہے فاعل کے جس کا اردو ترجمہ ہے جاسوس یا چوب دار۔ نقب یعنی تفتیش سے مشتق ہے اور اسی سے ہے فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ۔ جاسوس اور چوب دار کو نقیب اس لئے کہتے ہیں کہ وہ لوگوں کے احوال و اسرار کی تفتیش کرتے ہیں یا یوں کہئے کہ نقب وسیع سوراخ کو کہتے ہیں جو کھود کر بنا لیا جاتا ہے۔ اس صورت میں جاسوس قوم کو نقیب اس واسطے کہا جاتا ہے کہ وہ ان کے حالات کھود کر نکالتا ہے۔ فضائل کو مناقب کہتے کی بھی یہی وجہ ہے کہ جب تک ان میں کاوش نہیں کی جاتی ظاہر نہیں ہو سکتے۔

ع ۲ / ۶

لہ مِنْ تَحْتِهَا متعلق ہے تجری کے اور یہاں مضاف محذوف ہے ای تجری من تحت اشجارہا او قصورہا۔ ۲لہ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ سواء مصدر ہے معنی میں مستوی کے اور مستوی سے مراد ہے مستقیم پھر سواء کی اضافت السبیل کی طرف صفت کی اضافت موصوف کی طرف ہے ای اخطأ الطریق المستقیم۔

سیّد المرسلین محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا بیان

ف كَفَّ اَيْدِيَهُمْ کی تفسیر ہو رہی ہے۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اَنَّ ثَمَانِيْنَ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ مَكَّةَ هَبَطُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَبَلِ التَّنْعِيْمِ مُتَسَلِّحِيْنَ يُرِيْدُوْنَ غِرَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ فَاَخَذَهُمْ سَلَمًا فَاسْتَحْيَاهُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَاَعْتَقَهُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۳۷ بحوالہ مسلم شریف) کہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم لوگ ایک جنگل میں ٹھیرے ہوئے تھے مکہ والے جبل تنعیم سے اسّی آدمی ہماری بے خبری میں دفعۃً ہم پر آن گرے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو گرفتار کر لیا۔ پھر جب وہ عاجزی کرنے لگے تو اُن کو چھوڑ دیا (مشکوٰۃ صفحہ ۳۳۷) موضح میں ہے کہ کئی معاملوں کی طرف اشارہ ہے۔ ایک یہودی نے چاہا کہ اپنے کوٹھے پر سے آپؐ پر پتھر گرا دے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکا ہاتھ خشک کر دیا۔ ایک دفعہ مسیلمہ کذاب کے ایک ساتھی نے ایک موقع پا کر آپؐ کو صدمہ پہنچانا چاہا اللہ تعالیٰ نے اسکا ہاتھ سخت کر دیا۔ اور بھی کئی دفعہ ایسا معاملہ ہوا منجملہ ان کے ایک واقعہ یہ بھی تھا جو مشکوٰۃ صفحہ ۴۴۵ میں ہے عَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهٗ فَاَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِيْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ سَمُرَةٍ تَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهٗ وَنِمْنَا نَوْمَةً فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْنَا وَاِذَا عِنْدَهٗ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِيْ وَاَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِيْ يَدِهٖ صَلْتًا قَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ قُلْتُ اللّٰهُ ثَلٰثًا وَلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرٍ الْاِسْمَاعِيْلِيِّ فِيْ صَحِيْحِهٖ فَقَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ قَالَ اللّٰهُ فَسَقَطَ السَّيْفُ مِنْ يَّدِهٖ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّيْفَ فَقَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ فَقَالَ كُنْ خَيْرَ اٰخِذٍ فَقَالَ تَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلٰكِنِّيْ اُعَاهِدُكَ عَلٰى اَنْ لَّا اُقَاتِلَكَ وَلَا اَكُوْنَ مَعَ قَوْمٍ يُّقَاتِلُوْنَكَ فَخَلّٰى سَبِيْلَهٗ فَاَتٰى اَصْحَابَهٗ فَقَالَ جِئْتُكُمْ مِّنْ عِنْدِ خَيْرِ النَّاسِ هٰكَذَا فِيْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ وَفِي الرِّيَاضِ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۴۵) جابر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک منزل میں اُترے۔ لوگ متفرق ہو گئے درختوں کے سایہ میں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تلوار ایک درخت سے لٹکا دی۔ ایک اعرابی نے تلوار مذکور میان سے کھینچ کر آپؐ سے کہا اب تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپؐ نے فرمایا، اللہ عزوجل۔ اعرابی کے تیسری بار کہنے پر کہ مجھ سے کون بچائے گا؟ اور آپؐ کے ہر بار فرمانے پر کہ اللہ ہی مجھ کو تجھ سے بچائے گا فوراً دشمن کا ہاتھ شل ہو گیا، ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ آپؐ نے تلوار لے لی۔ دشمن نے کہا کُنْ خَيْرَ اٰخِذٍ ذرا نیک نیتی سے تلوار لیجئے گا۔ اسی طرح یہودیہ نے زہر کھانے میں دے کر قتل کرنا چاہا لیکن اللہ نے آپؐ کو بچا لیا۔ یہ معجزے کئی بار آپ کو متحقق ہوئے معلوم ہوا آپؐ کو علم غیب نہ تھا ورنہ زہر کی وجہ سے کئی صحابہ کیوں شہید ہوتے آپ کو کیوں تکلیف پہنچتی (ابن کثیر وحیدی) فقط۔

ف۲ جب اہل کتاب نے خدا سے کئے ہوئے عہد و میثاق توڑ ڈالے تو ان کا کیا حشر ہوا؟ اسکا بیان فرما کر مسلمانوں کو عہد شکنی سے روکا ہے ان کے بارہ سردار یعنی بارہ قبیلوں کے بارہ نقیب (چوہدری) تھے جو ان کی ہر بات کے ضامن تھے ان سے انکی بیعت کو پورا کراتے تھے کہ خدا اور رسولؐ کے تابع فرمان رہیں۔ لیلۃ العقبہ میں جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انصار سے بیعت لی حالانکہ اس وقت آپؐ کے پاس سلطنت و مادی طاقت نہیں تھی تو آپؐ نے ان کے سردار بھی بارہ ہی مقرر کئے تھے تین قبیلہ اوس کے اور نو قبیلہ خزرج کے۔ ان سرداروں نے اپنی اپنی قوم کی طرف سے ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سننے اور بات ماننے کی بیعت کی تھی (ابن کثیر) اب بھی مسلمانوں کو اسی نظام کے ماتحت چلنا چاہیئے ہر ہر محلہ کا ایک ایک نقیب (چوہدری) ہو اور سب مل کر ایک امیر کے ماتحت زندگی بسر کریں، یہی شرعی زندگی ہے۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَرْبَعٌ فَرَضَهُنَّ اللّٰهُ فِي الْاِسْلَامِ فَمَنْ جَاءَ بِثَلَاثٍ لَّمْ يُغْنِيْنَ عَنْهُ شَيْئًا حَتّٰى يَاْتِيَ بِهِنَّ جَمِيْعًا اَلصَّلٰوةُ وَالزَّكٰوةُ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَحَجُّ الْبَيْتِ رَوَاهُ اَحْمَدُ (ترغیب صفحہ ۱۰۰) یعنی چار چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے (توحید کے بعد) اسلام میں فرض کر دیا ہے اگر کسی نے ان میں سے تین کو ادا کیا اور (بغیر کسی شرعی عذر کے) ایک چھوڑا تو قیامت میں وہ تین بھی کام نہ آویں گے جب تک سب کو ادا نہ کیا ہوگا۔ اور وہ چار فرائض اسلام یہ ہیں۔ پنجوقتہ نماز، رمضان المبارک کے روزے، زکوٰۃ، حج بیت اللہ کا۔ نیز حضرت عطار خراسانی رح جو بڑے جلیل القدر تابعی ہیں وہ حدیث ابن عمرؓ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ الخ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ایمان بغیر نماز کے قبول نہیں ہوتا اور نہ نماز بغیر زکوٰۃ کے اور نہ زکوٰۃ بغیر روزہ کے اور نہ روزہ بغیر حج کے یعنی یہ پانچوں کام ایسے ہیں کہ ایک دوسرے کے بغیر عند اللہ مقبول نہیں ہوتے۔ حسب طاقت ہر ایک کام کو اس کے وقت پر شریعت کے مطابق ادا کیا جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت مرفوع میں یہ لفظ ہیں عُرَى الْاِسْلَامِ وَقَوَاعِدُ الدِّيْنِ ثَلَاثَةٌ عَلَيْهِنَّ اُسِّسَ الْاِسْلَامُ مَنْ تَرَكَ وَاحِدَةً مِّنْهُنَّ فَهُوَ كَافِرٌ حَلَالُ الدَّمِ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالصَّلٰوةُ الْمَكْتُوْبَةُ وَصَوْمُ رَمَضَانَ (مجمع الزوائد جلد اول صفحہ ۱۹) وَفِيْ رِوَايَةٍ مَنْ تَرَكَ مِنْهُنَّ وَاحِدَةً فَهُوَ بِاللّٰهِ كَافِرٌ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَّقَدْ حَلَّ دَمُهٗ وَمَالُهٗ رَوَاهُ اَبُوْ يَعْلٰى بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ كذا فی الترغیب والترہیب صفحہ ۱۲ و ۲۰۴ و نیل الاوطار (صفحہ ۱۱ جلد ۴) یعنی اسلام (باقی فائدہ صفحہ ۵۶ ا پر ملاحظہ کریں)

لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ

لعنت کیا ہم نے ان کو اور کردیا ہم نے دلوں ان کے کو سخت بدل ڈالتے ہیں باتوں کو جگہ ان کی سے

تو لعنت کردی اور ان کے دلوں کو سخت کردیا۔ (چنانچہ) یہ لوگ کلمات کو اپنی (اصلی) جگہ سے پھیر دیتے ہیں

وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ

اور بھول گئے حصہ اس چیز سے کہ نصیحت کئے گئے ساتھ اسکے اور ہمیشہ رہے گا تو خبردار ہوتا اوپر خیانت کے

اور انھیں جو نصیحتیں کی گئی تھیں ان میں سے وہ ایک بڑا حصہ بھول گئے اور آپ کو ان میں سے چند لوگوں کے سوا کسی نہ کسی خیانت کی اطلاع

مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

ان سے مگر تھوڑے ان میں سے پس معاف کر ان سے اور درگذر کر تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے

ہوتی رہتی ہے۔ پس ان کو معاف کیجئے اور ان سے درگزر کیجئے اللہ نیک کام کرنے والوں

الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۳ وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا

احسان کرنے والوں کو اور ان لوگوں سے کہ کہتے ہیں تحقیق ہم نصاریٰ ہیں لیا ہم نے

کو یقیناً محبوب رکھتا ہے اور وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ ہم نے ان سے بھی

مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ

قول ان کا پس بھول گئے حصہ اس چیز سے کہ نصیحت کئے گئے ساتھ اسکے پس لگادی ہم نے درمیان ان کے

عہد لیا تھا پس وہ بھی ان نصیحتوں کا بڑا حصہ بھول گئے جو انھیں کی گئی تھیں تو ہم نے قیامت تک عداوت

الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ

دشمنی اور بغض دن قیامت تک اور البتہ خبردار کرے گا ان کو

دبغض کو ان کے درمیان ڈال دیا۔ اور عنقریب اللہ ان کو بتا دے گا

اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝۱۴ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ

اللہ ساتھ اس چیز کے کہ تھے وہ کرتے ف۱ اے اہل کتاب تحقیق آیا ہے تمہارے

جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اے اہل کتاب یقیناً تمہارے پاس

رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ

پاس پیغمبر ہمارا بیان کرتا ہے واسطے تمہارے بہت اس چیز سے کہ تھے تم چھپاتے کتاب میں سے اور

ہمارا رسول آچکا ہے کتاب میں سے جو کچھ تم چھپاتے ہو۔ اس کا اکثر حصہ وہ صاف صاف بیان کردیتا ہے

يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۵

درگذر کرتا ہے بہت سے تحقیق آئی تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب بیان کرنے والی

اور بہت سی باتوں سے درگذر کرجاتا ہے بیشک تمہارے پاس اللہ کا نور اور ایک واضح کتاب آچکی ہے۔

يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ

ہدایت کرتا ہے ساتھ اسکے اللہ اس شخص کو کہ پیروی کرتا ہے رضامندی اسکی کی راہیں سلامتی کی اور نکالتا ہے ان کو

جس کے ذریعہ اللہ ان لوگوں کو سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے، جو اسکی خوشنودی کے طالب ہیں اور اپنے حکم سے انھیں

مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ

تاریکیوں سے طرف روشنی کے ساتھ حکم اپنے کے اور ہدایت کرتا ہے ان کو طرف راہ

اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے اور انھیں سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

حل لغات۔
۱ لَعَنّٰهُمْ لعن کی لغوی تحقیق تو سورۂ بقرہ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ میں گزر چکی وہاں ملاحظہ ہو۔ یہاں مفسرین کے اس اختلاف کا ذکر ہے جو انھوں نے اس موقع پر لَعَنّٰا کی تفسیر میں کیا ہے وہ صرف تین قولوں پر مبنی ہے۔ عطاء کا بیان ہے کہ لعنّاہم کے معنی ہیں اخرجناہم من رحمتنا۔ حسن اور مقاتل کا بیان ہے کہ اس کی تفسیر ہے مسخناہم حتی صاروا قردۃ وخنازیر۔ ابن عباس کہتے ہیں ★

(بقیہ فائدہ صفحہ ۱۵۵) یعنی اسلام کے کڑے اور دین کے قواعد تین ہیں۔ ان ہی پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ جو شخص ایک بھی ان میں سے چھوڑ دے وہ کافر باللہ یعنی خدا کا منکر ہے اس کا کوئی فرض و نفل قبول نہیں اس کا مال و خون حلال ہے یعنی مسلمانوں کو اُسکے جان و مال کی حفاظت واجب نہ رہی۔ وہ تین چیزیں یہ ہیں کلمہ شہادت، فرض نماز، رمضان کے روزے۔ اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری میں ہے قِیْلَ لِوَهْبِ ابْنِ مُنَبِّهٍ اَلَیْسَ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لَیْسَ مِفْتَاحٌ اِلَّا وَلَهٗ اَسْنَانٌ فَاِنْ جِئْتَ بِمِفْتَاحٍ لَهٗ اَسْنَانٌ فُتِحَ لَكَ وَاِلَّا لَمْ یُفْتَحْ لَكَ یعنی حضرت وہب بن منبہؒ سے دریافت کیا گیا کہ کیا لا الٰہ الا اللہ بہشت کی کنجی نہیں ہے؟ فرمایا کیوں نہیں لیکن کنجی بغیر دندانوں کے نہیں ہوتی۔ پس اگر تو دندانوں سمیت کنجی لایا تو جنت کا دروازہ تیرے لئے کھول دیا جائے گا اور اگر بغیر دندانوں کے لایا تو نہیں کھولا جائے گا یعنی لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ نماز روزہ وغیرہ بھی ہوں تب تو یہ کنجی کارآمد ہے ورنہ نہیں۔ اور ترمذی جلد ۲ صفحہ ۹۰ و مسلم جلد ایک صفحہ ۶۱ میں ہے آپؐ نے فرمایا بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الشِّرْكِ اَوِ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ یعنی بندہ اور شرک و کفر کے درمیان ترک صلوٰۃ کا فاصلہ ہے۔ جس نے فرض نماز چھوڑ دی وہ مشرک کافر ہو گیا۔ اسی طرح ایک حدیث میں ہے جس نے اپنے مال کی فرض زکوٰۃ ادا نہ کی فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ اس کی نماز بھی قبول نہیں۔ مقصد یہ کہ فرائض الٰہی غریب پر تین اور مالدار پر پانچ ہیں۔ جو اللہ کے فرائض ہیں ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔ قصداً ایک فرض کے ترک سے باقی فرض عنداللہ قبول نہیں بس فرض کا تارک کافر اور سنت کا منکر کافر یہی فرق ہے فرض اور سنت میں۔ پس معلوم ہوا بغیر نماز کے مومن نہیں ہو سکتا۔ اور قرآن مجید سورۂ بقرہ رکوع ۵ و ۱۰ و ۱۳ و ۳۱ و ۳۸۔ وسورۂ آل عمران رکوع ۱۲۔ سورۂ نساء رکوع ۱۵۔ سورۂ مائدہ رکوع ۳ و ۸۔ سورۂ انعام رکوع ۹ و ۱۱ سورۂ اعراف رکوع ۳ و ۲۱۔ سورۂ انفال رکوع ایک۔ سورۂ توبہ رکوع ۲ و ۹ و ۱۴۔ سورۂ ہود رکوع ۱۰۔ سورۂ رعد رکوع ۳۔ سورۂ ابراہیم رکوع ۵ سورۂ روم رکوع ۴ وغیرہ میں سو جگہ سے زیادہ نماز کی تاکید آئی ہے اور قریب قریب نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا بھی بیان ہے (ابن کثیر۔ حمیدی وغیرہ) فقط

فوائد صفحہ ھٰذا

تحریف کی تشریح۔ ف۱ یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ میں علماء سوء کی بدعادت کا ذکر ہے کہ وہ تحریف کرتے ہیں بدل دیتے ہیں یعنی تحریف لفظی شاذ و نادر تھی۔ اکثر علماء یہود تحریف معنوی کے عادی تھے ابن خلدون نے کہا تحریف لفظی بعید ہے۔ توریت ایسی مشکل کتاب تھی کہ اسکا بدلنا مشکل تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی نقل کیا ہے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی الجواب الفصیح لمن بدل دین المسیح میں اسی طرح لکھا ہے پس معنی و مطلب میں خلط ملط کرنا خدا و رسول کی باتوں میں ہیر پھیر کرنا باطل تاویلیں کرنا۔ جو مراد حقیقی ہو اس سے قرآن و حدیث کو پھیر کر اور ہی مطلب سمجھنا سمجھانا شریعت کا نام لے کر بدعات جاری کرنا۔ کلام اللہ کی ایسی تفسیر کرنا جو منقول یا مقصود نہیں تحریف ہو دیا نہ ہے بہرحال قرآن و حدیث میں تحریف معنوی و لفظی دونوں مذموم ہیں جیسا کہ موجودہ دور میں بعض اہل مذہب نے حدیث ابوداؤد میں یہودیانہ تحریف کی ہے جسکا مفصل بیان مع حوالہ انشاء اللہ صفحہ ۸۶ میں پڑھ آئے ہوں گے۔ صاحب موضح نے لکھا ہے "اس سے معلوم ہوا کہ جب اللہ کے کلام سے اثر پکڑنا اور حکم شرع پر محبت سے قائم رہنا چھوٹ جاوے اور فقط مذہب کا جھگڑا اور حمیت رہ جاوے تو راہ سے بہکے"۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چند یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زنا کا مقدمہ لائے کہ آپؐ کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم میں زیادہ عالم کون ہے؟ انھوں نے ابن صوریا کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ شخص ہے۔ آپؐ نے اس کو سخت عہد دے کر پوچھا کہ سچ کہو کہ توریت میں اس کی نسبت کیا ہے؟ تب اس نے کہا کہ رجم ہی ہے مگر جب ہم لوگوں میں زنا کی کثرت ہوئی تو ہم نے یہ ترمیم کر لی کہ اس کو دُرّے مار دیتے ہیں اور اس کا کالا منہ کر کے رسوا کر دیتے ہیں۔ پس آپؐ نے رجم کا حکم فرمایا اس پر یہ آیت اتری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا یا اللہ میں پہلا وہ شخص ہوں جس نے تیرے قانون کو زندہ کیا جب لوگ اس کو مٹا چکے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا جس نے رجم سے انکار کیا اس نے قرآن کا انکار کیا۔ رجم من جملہ ان ہی چیزوں کے ہے جس کو یہود نے مخفی رکھا (حاکم۔ ابن کثیر۔ حمیدی وغیرہ)

★ لعنا کے معنی ہیں ضربنا الجزیۃ علیہم غرضکہ معنی سب کے ایک ہیں نتیجہ مختلف۔ [۲] یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ تحریف کا ماخذ اور وجہ ماخذ تم یحرفونہ من بعد عقلوہ میں گزر چکا۔ یہاں لفظوں کو ان کی جگہ سے بدل دینے کے دو احتمال ہیں ایک یہ کہ خود لفظوں اور عبارت میں تغیر و تبدل کرتے تھے۔ دوسرے یہ کہ لفظوں کو ان کے اصلی معنوں سے پھیر دیتے اور اپنی خواہش کے مطابق تاویل کرتے تھے لیکن دوسری توجیہ انسب اور الیق ہے۔

[۳] خَآئِنَةٍ یا تو مصدر ہے جیسے کافیۃ عافیۃ کاذبۃ طاغیۃ وغیرہ یا صیغہ اسم فاعل مؤنث اس صورت میں اسکا موصوف محذوف ماننا پڑے گا ای تطلع علی فرقۃ خائنۃ او نفس خائنۃ یہ بھی کہا گیا ہے کہ خائنۃ میں "ت" مبالغہ کے لئے ہے جیسے علامۃ اور نسابۃ میں۔

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٦﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ

راہ سیدھی کے ۔ البتہ تحقیق کافر ہوئے وہ لوگ جو کہتے ہیں تحقیق اللہ وہی ہے مسیح

بے شک وہ لوگ کافر ہیں جنہوں نے کہا کہ یقیناً خدا ہی مسیح ابن مریم ہے

ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ

بیٹا مریم کا ۔ کہہ پس کون اختیار رکھتا ہے اللہ کے کام سے کچھ اگر چاہے یہ کہ

کہہ دیجئے تو پھر کسی کا کیا اختیار ہے جو اللہ کو ذرا بھی روک سکے ، اگر وہ

يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ

ہلاک کر ڈالے مسیح بیٹے مریم کے کو اور ماں اس کی کو اور ان لوگوں کو جو بیچ زمین کے ہیں سارے

مسیح ابن مریم اور ان کی ماں اور ان سب کو جو زمین میں ہیں ہلاک کر دینا چاہے ـــ

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ

اور واسطے اللہ کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ درمیان ان دونوں کے ہے

اور اللہ ہی کی بادشاہت ہے آسمانوں کی اور زمین کی اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے سب کی

يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٧﴾ وَقَالَتِ

پیدا کرتا ہے جو کچھ کہ چاہتا ہے اور اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے ۔ اور کہا

وہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اللہ ہر بات پر قادر ہے ۔ اور یہود اور

الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ

یہود نے اور نصاریٰ نے ہم بیٹے اللہ کے ہیں اور پیارے ہیں اسکے کہہ پس کیوں

نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں ـــ کہہ دیجئے اگر ایسا ہی

يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ

عذاب کرتا ہے تم کو ساتھ گناہوں تمہارے کے بلکہ تم آدمی ہو اس چیز سے کہ پیدا کیا ہے بخشتا ہے

ہے تو وہ تمہیں تمہاری بدعملیوں کی وجہ سے کیوں سزا دیتا ہے بلکہ اللہ نے جو اور بشر پیدا کئے ہیں انہیں میں سے تم بھی ہو جس کو چاہتا ہے

لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ

جس کو چاہتا ہے اور عذاب کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور واسطے اللہ کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور

بخش دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سزا دیتا ہے اور اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہت آسمانوں کی اور

الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ز وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿١٨﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ

زمین کی اور جو کچھ درمیان ان دونوں کے ہے اور طرف اسی کے ہے پھر جانا اے اہل کتاب تحقیق

زمین کی اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے اس کی اور پھر اسی کی طرف بالآخر لوٹ کر جانا ہے اے اہل کتاب تمہارے

جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ

آیا ہے تمہارے پاس پیغمبر ہمارا بیان کرتا ہے واسطے تمہارے پیچھے موقوف ہو جانے پیغمبروں کے ایسا

پاس ہمارا رسول آیا ہے جو خدا کے (احکام) تم سے صاف صاف بیان کر رہا ہے ایسے وقت میں جبکہ رسولوں کا آنا بند ہو چکا تھا

تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ز فَقَدْ جَآءَكُمْ

نہ ہو کہ کہو تم نہیں آیا ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور نہ ڈرانیوالا پس تحقیق آیا تمہارے پاس

تاکہ تم کبھی یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس تو نہ بشارت دینے والا آیا اور نہ ڈرانے والا پس تمہارے پاس ایک بشارت

حل لغات ۔

لہ اَحِبَّآؤُہٗ جمع ہے حبیب کی جیسے اطبّا طبیب کی ۔ حبیب معنی میں ہے محبوب کے اور محبوب کہتے ہیں دوست کو ۔ ٢ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ ۔ عَلٰى فَتْرَةٍ متعلق ہے جاءکم سے اور ممکن ہے کہ ایک محذوف کے متعلق ہو کر یُبَیِّنُ یا لکم کی ضمیر سے حال واقع ہو ۔ من الرسل بھی ایک محذوف کے متعلق ہو کر ★

ف۱ یعنی اللہ عزوجل نے رَسُوْلُنَا

لفظ نور کی تشریح

فرماکر اپنے عالی قدر رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خبر دی ہے اور ان کی یہ صفت بیان کی کہ یہود ونصاریٰ نے جو باتیں توریت وانجیل میں چھپالی تھیں ان سب کو یہ رسول ظاہر کر دیتے ہیں اس کے بعد قرآن مجید کی خبر دی ہے۔ نُور اور کتاب سے مراد یہاں قرآن کریم ہے جیساکہ قرآن کے لئے نُور کا لفظ سورۂ نساء رکوع ۲۴ و سورۂ تغابن رکوع ایک اور دیگر مقامات میں موجود ہے۔ صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۲۸۰ میں حدیث ہے کِتَابُ اللّٰہِ فِیْہِ الْھُدٰی وَالنُّوْرُ مَنِ اسْتَمْسَکَ وَاَخَذَ بِہٖ کَانَ عَلَی الْھُدٰی وَمَنْ اَخْطَاَہٗ ضَلَّ یعنی اللہ کی کتاب اللہ تعالیٰ کی محکم رسّی ہے اور نور و ہدایت کی یہی راہ ہے۔ جس نے اس کو مضبوط پکڑ لیا وہ ہدایت پاگیا اور جو اس سے چوک گیا وہ گمراہ اور ہلاک ہوا۔ اس حدیث نے فیصلہ کر دیا یہاں قرآن کو نُور کہا ہے۔ اب جو لوگ لفظ نور سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا یا خدا کا جزء یا نُوْرٌ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰہِ سمجھتے ہیں انکو چاہئے فوراً اپنے غلط عقیدہ سے باز آجائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر، رسول، اللہ کا سچا بندہ جانیں۔ خدا کی خدائی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ بھی اختیار نہیں (فتح البیان) ظلمات سے مراد کفر اور نُور سے مراد اسلام ہے۔ ابن جریر وغیرہ فرماتے ہیں نور سے مراد قرآن ہے اور قرآن کے متعلق ترغیب صفحہ ۲۶ میں ابو شریح سے مرفوعاً ہے یعنی یہ قرآن اللہ کی مضبوط رسّی ہے اس کا ایک سرا اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تم دنیا والوں کی طرف ہے تم اس کو مضبوط پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ زید بن ارقم کی روایت میں ہے جو اللہ کی کتاب کی تابعداری کرے وہ ہدایت پر ہے اور جو اس کو چھوڑے وہ گمراہ ہوا۔ اور اس مضمون کی آیتیں سورۂ بنی اسرائیل، سورہ آلِ عمران، سورۂ اعراف، سورۂ ابراہیم وغیرہ میں بھی ہیں (ابن کثیر وحیدی) فقط۔

عیسائیوں کے غلط عقائد کا رد

ف۲ اللہ صاحب کسی جگہ نبیوں کے حق میں ایسی ایسی بات فرماتے ہیں تاکہ ان کی امت ان کو بندگی کی حد سے زیادہ نہ چڑھاویں ورنہ نبی اس لائق کا ہے کو ہیں (موضح) یعنی نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا جزء بتاتے ہیں کہ باپ، بیٹا، روح القدس تینوں مل کر خدا ہیں۔

اس آیت میں ان کی اور فرقہ وجودیہ کی تردید ہے جو معاذ اللہ ہر چیز کو خدا کہتے ہیں اور عابد و معبود خالق و مخلوق میں فرق نہیں کرتے۔ گر فرقِ مراتب نکنی زندیقی۔ مالک الملک رب الارباب وہ مالک ہے اور باقی سب اس کے بندے اور غلام ہیں۔ وہ خدائے قادر و قہار جو چاہے سو کرے۔ اگر چاہے تو ایک آن میں سب کو فنا کر دے ؎

اوست سلطان ہرچہ خواہد آن کند
عالمے را در دمے ویران کند

آسمان و زمین میں اسی کی بادشاہت ہے ؎

وہ مالک ہے سب آگے اس کے لاچار
نہیں کوئی بھی اس کے گھر کا مختار

ف۳ اسی طرح یہود ونصاریٰ نے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا اور حبیب ٹھیرالیا۔ اللہ نے فرمایا بھلا اگر تم ایسے ہوتے تو اللہ تعالیٰ تم کو تمہارے گناہوں پر دنیا میں قتل اور مسخ سے اور آخرت میں آگ سے کیوں عذاب کرتا؟ تم خود اقراری ہو کہ ہم کو چند روز آگ چھوئے گی۔ بیٹا تو جنس باپ سے ہوتا ہے۔ جو بات باپ پر ہونی محال ہو وہ بیٹے سے کس طرح ہوسکتی ہے حالانکہ تم سے گناہ ہوئے اور ہوتے ہیں اور اسی طرح دوست اپنے دوست کو دکھ نہیں دیتا حالانکہ تم کو عذاب کیا جاتا ہے پھر تم بیٹے اور خدا کے حبیب کیسے ہوسکتے ہو؟ معلوم ہوا تم اپنے دعوے میں جھوٹے ہو (فتح البیان) شانِ نزولِ آیت یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا نعمان بن آصا بحر بن عمر شاش بن عدی جو یہود کے بڑے عالم تھے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے بات چیت ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اللہ کی طرف دعوت دی عذاب الٰہی سے ڈرایا۔ انھوں نے کہا تم ہمکو کیا ڈراتے ہو ہم تو خدا کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں (ابن ابی حاتم۔ ابن جریر۔ ابن کثیر) مسند احمد میں ہے کہ ایک مرتبہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ راہ سے گزر رہے تھے۔ ایک چھوٹا سا بچہ راستے میں کھیل رہا تھا۔ اس کی ماں نے جب دیکھا کہ ایک جماعت کی جماعت اسی راہ پر آرہی ہے تو اسے ڈر لگا کہ بچہ روندن میں نہ آجائے۔ میرا بچہ میرا بچہ کہتی ہوئی دوڑی ہوئی آئی اور جھٹ سے بچہ کو گود میں اٹھالیا۔ اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا حضور! یہ عورت تو اپنے پیارے بچہ کو کبھی بھی آگ میں نہیں ڈال سکتی۔ آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اپنے پیارے بندوں کو ہرگز جہنم میں نہیں ڈالے گا فقط۔

★ صفت ہے فترۃ کی ای کائنۃ من الرسل۔ فترۃ کے لغوی معنے ہیں سستی اور اسی سے ہے فتور۔ جب کسی چیز کی تیزی اور جوش کم ہو جاتا ہے تو فتر الشیئ یفتر فتورا بولا کرتے ہیں۔ یہاں فترۃ سے دو نبیوں کی درمیانی انقطاعی مدت مراد ہے اور اسلئے کہ اس مدت میں انکی شریعتیں سست پڑ جاتی ہیں۔

بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٩﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى

خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا ۔ اور اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے ۔ اور جب کہا موسیٰ نے

دینے والا اور ڈرانے والا آپہنچا ۔ اور اللہ ہر بات پر قدرت رکھتا ہے ۔ اور وہ واقعہ یاد کرو جب موسیٰ

لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ

واسطے قوم اپنی کے اے قوم میری یاد کرو نعمت اللہ کی اوپر اپنے جس وقت کیے بیچ تمہارے

نے اپنی قوم سے کہا کہ اے قوم اللہ کے احسانات کو یاد کرو جو تم پر ہیں جب اس نے تم میں سے پیغمبر

اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ

پیغمبر اور کیا تم کو بادشاہ اور دیا تم کو جو کچھ کہ نہ دیا کسی کو سارے

پیدا کیے اور تم کو بادشاہ (بھی) بنایا اور تمہیں وہ کچھ دیا جو دنیا جہان میں کسی کو نہیں دیا

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٠﴾ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ[1] الَّتِىْ كَتَبَ

جہان سے اے قوم میری داخل ہو تم زمین پاک میں جو لکھی ہے

اے قوم اس مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ جو خدا نے تمہارے لیے

اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿٢١﴾

اللہ نے واسطے تمہارے اور مت پھر جاؤ اوپر پیٹھ اپنی کے پس پلٹ جاؤ گے ٹوٹا پانے والے ہو کر

لکھ دی ہے اور پیٹھ پھیر کر نہ بھاگ جانا ، ورنہ نقصان اٹھانے والے بن کر لوٹو گے ۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا

کہا انہوں نے اے موسیٰ تحقیق بیچ اس کے ہے قوم سرکش اور تحقیق ہم ہرگز نہ جاویں گے اس میں

وہ کہنے لگے - اے موسیٰ ! وہاں تو بڑے زبردست لوگ ہیں اور ہم تو وہاں ہرگز داخل نہ ہوں گے جب

حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿٢٢﴾

یہاں تک کہ نکل جاویں وہ اس میں سے پس اگر نکل جاویں گے اس میں سے پس تحقیق ہم داخل ہونے والے ہیں

تک کہ وہ وہاں سے نکل نہ جائیں ہاں اگر وہ اس میں سے نکل جائیں تو ہم ضرور داخل ہوں گے

قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا

کہا دو مردوں نے ان لوگوں سے کہ ڈرتے تھے انعام کیا تھا اللہ نے اوپر ان کے داخل ہو تم

(اس پر) اہل تقویٰ میں سے دو آدمیوں نے کہا جن پر اللہ نے مہربانی کی تھی کہ دروازے میں سے ان پر داخل

عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ

اوپر ان کے دروازے میں سے پس جب داخل ہو گئے تم اس میں پس تحقیق تم غالب ہو اور اوپر اللہ کے

ہو جاؤ پھر جب تم داخل ہو جاؤ گے تو بلاشبہ تم ہی غالب ہو اور اللہ ہی پر

فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٣﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ

پس توکل کرو تم اگر ہو تم ایمان والے کہا انہوں نے اے موسیٰ تحقیق ہم ہرگز نہ داخل ہوں گے

بھروسہ کرو اگر تم مومن ہو وہ کہنے لگے کہ اے موسیٰ ! ہم تو وہاں کبھی نہ جائیں گے

اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا

اس میں کبھی جب تک وہ رہیں گے اس میں پس جا تو اور پروردگار تیرا پس لڑو تم دونوں تحقیق ہم یہیں

جب تک کہ وہ وہاں موجود ہیں - ہاں آپ خود جائیے ، اور آپ کا خدا جائے ۔ دونوں جنگ کیجیے - ہم تو یہیں بیٹھے ہیں -

حل لغات۔

[1] اَلْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ اس سے مراد ہے بیت المقدس کی زمین کیونکہ وہ شرک و بت پرستی کی گندگی سے پاک اور انبیاء علیہم السلام کا مقر مومنین کا مسکن ہے اور بعضے جو کہتے ہیں کہ ارض مقدسہ سے شہر اریحا یا طور یا فلسطین یا دمشق وغیرہ مراد ہے اسے مفسرین نے کلمہ تمریض یعنی قیل کے ساتھ بیان کیا ہے جو قول کے ★

ف ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو نصیحت کی اور اسلام کی رغبت دلائی۔ انھوں نے قبول نہ کیا۔ معاذ بن جبل اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما نے یہود کی جماعت سے کہا خدا سے ڈرو۔ قسم خدا کی تم جانتے ہو کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے نبی ہیں کیونکہ تم پہلے ہم سے آخر الزماں نبی کا تذکرہ کیا کرتے تھے اور ان کی وہ صفتیں اور علامتیں بتایا کرتے تھے جو اب نبی علیہ الصلوۃ والسلام میں برابر موجود ہیں تو اس پر رافع بن حرملہ اور یہود انامی نے کہا غلط بات ہے ہم نے کبھی ایسا نہیں کہا اور اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی کتاب اور کوئی بشیر و نذیر نہیں بھیجا تب یہ آیتیں اتریں۔ فرمایا آپ بشیر و نذیر ہیں یعنی اللہ رسول کی اطاعت کرنے والوں کے لئے جنت کے بشیر ہیں اور نافرمانوں کیلئے جہنم کے نذیر ہیں۔ حدیث مسلم و نسائی میں ہے جنتی تین قسم کے لوگ ہیں (ارکان خمسہ کے بعد) بادشاہ امام عادل توفیق خیر والا صدقہ خیرات کرنے والا۔ اور رحم دل ہر قرابت دار مسلمان کے ساتھ نرم دلی کرنے والا۔ اور باوجود مفلس ہونے کے حرام سے بچنے والا۔ اور جہنمی پانچ قسم کے ہیں۔ وہ بے دین خوشامد خورے۔ اور وہ خائن جو حقیر چیزیں بھی خیانت سے نہ چوکیں۔ اور دھوکہ باز اور بخیل و کذاب بدگو۔ موضح القرآن میں ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہ آیا تھا سو فرمایا کہ تم افسوس کرتے کہ ہم رسولوں کے وقت میں نہ ہوئے کہ تربیت ان کی پاتے۔ اب بعد مدت تم کو رسول کی صحبت میسر ہوئی، غنیمت جانو اور اللہ تعالیٰ قادر ہے اگر تم قبول نہ کروگے اور خلق کھڑی کر دے گا تم سے بہتر جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جہاد کرنا ان کی قوم نے قبول نہ کیا تو اللہ نے ان کو محروم کر دیا اور دوں کے ہاتھ ملک شام فتح کروا دیا فقط

قوم عمالقہ کا واقعہ۔ **ف۲** حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے اپنی قوم کو خدا کی نعمتیں یاد دلا کر اطاعت خدا کی طرف مائل کیا تھا اس کا بیان ہو رہا ہے کہ خدا کی اس نعمت کو یاد کرو کہ اس نے ایک کے بعد ایک تم ہی میں سے نبی بھیجا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد ان ہی کی نسل میں نبوت رہی۔ تمام انبیاء توحید و اتباع کی دعوت دیتے رہے۔ یہ سلسلہ عیسیٰ علیہ السلام تک رہا۔ پھر خاتم الانبیاء والرسل حضرت محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبوت کا منصب عطا ہوئی۔ آپ حضرت اسمٰعیل کے واسطے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے جو تمام نبیوں اور رسولوں میں افضل تھے۔ شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کا وطن چھوڑ نکلے اللہ کی راہ میں اور ملک شام میں آکر ٹھیرے ... اور مدت تک ان کی اولاد نہ ہوئی تب اللہ تعالیٰ نے ان کو بشارت دی کہ تیری اولاد بہت پھیلاؤں گا اور زمین شام ان کو دوں گا اور دین اور نبوت اور کتاب اور سلطنت ان میں رکھوں گا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت وہ وعدہ پورا کیا کہ بنی اسرائیل کو فرعون کی بیگار (یعنی قید) سے خلاص کیا اور اس کو غرق کیا اور ان کو فرمایا کہ تم جہاد کرو قوم عمالقہ سے ملک شام چھین لو پھر ہمیشہ وہ ملک شام تمہارا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارہ سردار بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں پر مقرر کئے تھے ان کو بھیجا کہ اس ملک کی خبر لا دیں۔ وہ خبر لائے تو ملک شام کی خوبیاں بہت بیان کیں اور وہاں مسلط تھے عمالقہ ان کی قوت اور زور کا بھی بیان کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم قوم کے پاس خوبی ملک بیان کرو اور قوت دشمن مت کہو۔ ان میں دو شخص اس حکم پر رہے اور دس نہ رہے۔ قوم نے سنا تو نامردی کرنے لگی اور چاہا کہ الٹے مصر کو جاویں۔ اس تقصیر سے چالیس برس فتح شام کو دیر لگی۔ اس قدر مدت جنگلوں میں پھرتے رہے جب اس قرن کے لوگ مر چکے مگر وہ دو شخص وہی موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلیفہ ہوئے ان کے ہاتھ فتح ہوئی۔ آگے رکوع ختم تک اسی قوم عمالقہ و بنی اسرائیل کا بیان ہے۔ دراصل بیت المقدس ان کے دادا حضرت یعقوب علیہ السلام کے زمانہ میں ان ہی کے قبضہ میں تھا اور جب وہ مع اپنے اہل و عیال کے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس چلے گئے تو یہاں قوم عمالقہ اس پر قبضہ جما بیٹھی وہ بڑے مضبوط ہاتھ پیروں کی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے ہر قبیلہ میں سے ایک ایک جاسوس لیکر بارہ جاسوس مقرر کئے اور ان کو وہاں بھیجا کہ صحیح خبریں لائیں۔ یہ لوگ جب گئے تو قوم عمالقہ کی جسامت اور قوت سے خوفزدہ ہو گئے۔ ایک باغ میں یہ سب کے سب تھے اتفاقاً باغ والا پھل توڑنے کے لئے آگیا اور ان بارہ کو اپنی چادر میں گٹھڑی باندھ کر شہر میں لے گیا اور لوگوں کے سامنے انھیں ڈالدیا۔ حالات سننے کے بعد لوگوں نے انھیں ایک انگور دیا جو ایک شخص کو کافی تھا اور کہا جاؤ موسیٰ سے کہدو یہ ہمارے میوے ہیں۔ جاسوسوں (باقی صفحہ ۵۹ اپر)

ضعف و کمزوری پر دلالت کرتا ہے [۱] كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ صاحب کشاف کا قول ہے کہ یہاں کتب معنی میں ہے قسمَ کے یعنی خدا نے ارض مقدسہ کا ملک ہونا تمہاری قسمت میں کر دیا ہے۔ [۲] فَتَنْقَلِبُوْا تَرْتَدُّوْا پر معطوف ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے یا جواب نہی میں واقع ہونے کے سبب سے منصوب اور اسی وجہ سے دونوں صورتوں میں نون اعرابی حذف ہوگیا۔ [۳] اَلْبَابَ ظرف ہے ادخلوا کا۔ اصل میں تھا ادخلوا الباب علیہم۔ چونکہ مقصود بالذات شہر کے دروازہ میں داخل ہونا تھا اسلئے اس حصر کے اظہار کرنے کو جار مجرور ظرف پر مقدم کیا گیا۔ [۴] اَبَدًا لن ندخلہا کا ظرف ہے اور اس سے مراد ہے زمانہ دراز۔ [۵] مَّادَامُوْا ابدا کا بیان ہے یا بدل۔ [۶] هٰهُنَا ھا تنبیہ اور ھنا ظرف مکان کے لئے وضع کئے گئے ہیں۔

قٰعِدُوْنَ ﴿٢٤﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَ اَخِیْ

بیٹھے ہیں کہا موسیٰ نے اے رب میرے تحقیق میں نہیں مالک مگر جان اپنی کا اور بھائی اپنا

(موسیٰ نے) کہا - اے میرے رب اپنے سوا اور اپنے بھائی کے سوا کسی پر مجھے اختیار نہیں

فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ﴿٢٥﴾ قَالَ فَاِنَّهَا

پس جدائی کر ڈال درمیان ہمارے اور درمیان قوم فاسقوں کے کہا پس تحقیق وہ

پس ہم کو ان نافرمانوں سے جدا کر دے — اللہ نے فرمایا تو وہ زمین

مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ۚ یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ فَلَا

زمین حرام کی گئی ہے اوپر ان کے چالیس برس سرگرداں پھریں گے بیچ زمین کے پس مت

ان پر چالیس سال تک کے لئے حرام ہے - یہ اسی جگہ سرگرداں رہیں گے - پس آپ

تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ﴿٢٦﴾ وَ اتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ

غم کھا اوپر قوم فاسقوں کے اور پڑھ اوپر ان کے خبر دو بیٹوں

ان نافرمانوں پر افسوس نہ کیجئے اور (اے پیغمبر!) لوگوں کو آدم کے دونوں بیٹوں کا سچا

اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَ لَمْ

آدم کی ساتھ حق کے جس وقت کہ نیاز لائے دونوں کچھ نیاز پس قبول کی گئی ایک کی ان دونوں میں سے اور نہ

واقعہ سنا دیجئے جب ان دونوں نے ایک نیاز پیش کی - تو ان میں سے ایک کی نیاز قبول کر لی گئی اور

یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ

قبول کی گئی دوسرے سے کہا اس نے البتہ مار ڈالوں گا میں تجھ کو کہا اس نے سوائے اس کے نہیں کہ قبول کرتا ہے اللہ

دوسرے کی قبول نہ ہوئی (اس پر) دوسرا کہنے لگا کہ میں تجھے ضرور قتل کر دوں گا - اس نے جواب میں کہا کہ بیشک

مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿٢٧﴾ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ مَاۤ اَنَا

پرہیزگاروں سے البتہ اگر دراز کرے گا تو طرف میری ہاتھ اپنا تو کہ مار ڈالے مجھ کو نہیں میں

خدا تو پاک باطنوں ہی کی نیاز قبول کرتا ہے تو اگر میری جانب اس نیت سے ہاتھ اٹھائے کہ مجھے قتل کر ڈالے تو میں تجھے

بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿٢٨﴾

دراز کرنے والا ہاتھ اپنا طرف تیری تو کہ مار ڈالوں میں تجھ کو تحقیق میں ڈرتا ہوں اللہ پروردگار عالموں کے سے

قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہیں اٹھانے کا - میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو تمام کائنات کا رب ہے

اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَ اِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ

تحقیق میں ارادہ کرتا ہوں یہ کہ پھر جاوے تو ساتھ گناہ میرے کے اور گناہ اپنے کے پس ہو جاوے تو رہنے والوں

میں چاہتا ہوں کہ زیادتی میری طرف سے نہ ہو تو ہی میرے اور اپنے گناہ کو اپنے ذمے لے کر تو دوزخیوں میں سے

النَّارِ ۚ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ ﴿٢٩﴾ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ

آگ کے سے اور یہ ہے بدلہ ظالموں کا پس رغبت دلائی اس کو نفس اس کے نے

ہو جائے اور ظالموں کی یہی سزا ہے تو اس کے نفس نے اسے اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کیا

اَخِیْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿٣٠﴾ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا

مار ڈالنا بھائی اپنے کا پس مار ڈالا اس کو پس ہو گیا ٹوٹا پانے والوں سے ٢ پس بھیجا اللہ نے ایک کوا

سو اس نے اسے مار ڈالا پس وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گیا - پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا

منزل ٢

حل لغات

[1] اَلْفٰسِقِیْنَ صیغہ جمع مذکر اسم فاعل۔ فِسْقٌ سے ماخوذ ہے۔ اور فسق کے معنیٰ ہیں خروج کے چونکہ بدکار اور نافرمان آدمی خداوندی طاعت سے خروج کرتا ہے اس لئے اُسے فاسق کہتے ہیں [2] اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ا[؟] کا ناصب مُحَرَّمَةٌ ہے یا یَتِیْهُوْنَ۔ [3] یَتِیْهُوْنَ معنیٰ میں ہے یتحیرون کے - بولا کرتے ہیں تاہ یتیہ تیہًا و تیہانًا و توہانًا ای تحیر۔ تیہ وہ چٹیل میدان جس

(بقیہ فوائد صفحہ ۱۵۸)

نے آکر موسیٰ علیہ السلام اور قوم کو حالات سُنائے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے جہاد کا حکم دیا تو قوم نے بجائے اطاعت کے نافرمانی کی اور کہا کہ اے موسیٰ، آپ اور آپ کا خدا جائیں اور لڑیں ہم تو یہاں سے ہلنے کے بھی نہیں۔ اس نافرمانی اور گستاخی کی سزا میں انھیں چالیس سال تک وادی تیہ میں حیران و سرگرداں خانہ بدوشی میں رہنا پڑا۔ ابن کثیر میں ہے کہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام نے بہت سمجھایا لیکن وہ نہ مانے جہاد کے لئے تیار نہ ہوئے۔ یہ بات دیکھ کر حضرت یوشع اور حضرت کالب نے بہت کچھ ملامت کی لیکن یہ بدنصیب ایسے رہے ان کی ایک نہ مانی بلکہ دونوں بزرگوں کو پتھروں سے شہید کر دیا۔ بنی اسرائیل کے اس حال نافرمانی کو سامنے رکھ کر دوسری طرف صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کامل اطاعت کو دیکھئے۔ بخاری شریف مطبوعہ میرٹھ صفحہ ۶۶۳ میں ہے کہ بدر کے دن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب صحابہ رضی اللہ عنہم کو (جہاد کی) تیاری کا حکم سنایا تو حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہم وہ بات نہ کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ تو اور تیرا رب جاؤ اور لڑو بلکہ ہم یوں کہتے ہیں کہ آپ تشریف لے چلیں اور ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات سن کر نہایت خوش ہوئے فقط

فوائد صفحہ ھٰذا

ھابیل اور قابیل کا سبق آموز واقعہ

ف۱ یعنی اس واقعہ میں یہود یا جو یہود کی سی عادت اختیار کرے کو ڈانٹ ڈپٹ ہے۔ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ موسیٰ علیہ السلام نے دُعا کی کہ نافرمانوں سے علیحدہ کر دے ان کی صحبت سے جُدا کر دے ایسا نہ ہو کہ تیرا عذاب اُترے اور ہم بھی ان کے ساتھ پیسے میں آجائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو یہ قصہ سُنایا اس پر کہ اگر تم پھر رفاقت نہ کرو گے پیغمبر کی تو یہ نعمت اوروں کو نصیب ہوگی۔ آگے اسی پر قصہ سُنایا ہابیل قابیل کا کہ حسد مت کرو۔ حسد والا مردود ہے فقط۔

ف۲ حکم ہو رہا ہے کہ اے نبیؐ! انھیں حضرت آدم کے دونوں بیٹوں کا صحیح صحیح قصہ سُنا دو۔ ان دونوں کا نام ہابیل و قابیل تھا۔ مروی ہے کہ چونکہ اس وقت دنیا کی ابتدائی حالت تھی اس لئے یوں ہوتا تھا کہ آدمؑ کے ہاں ایک حمل سے لڑکا لڑکی دو ہوتے تھے۔ پھر دوسرے حمل میں بھی اسی طرح۔ تو اس حمل کا لڑکا دوسرے حمل کی لڑکی ان دونوں کا نکاح کرا دیا جاتا تھا۔ ہابیل کی بہن تو خوب صورت نہ تھی اور قابیل کی بہن خوب صورت تھی تو قابیل نے چاہا اپنی ہی بہن سے اپنا نکاح کر لے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا۔ آخر فیصلہ یہ ہوا کہ تم دونوں خدا کے نام پر کچھ نکالو جس کی خیرات قبول ہو جائے اس کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا جائیگا۔ ہابیل کی خیرات قبول ہو گئی۔ بس اب کیا تھا اس عورت کے پیچھے حضرت آدمؑ کے دونوں صلبی بیٹوں میں آپس میں کش مکش ہو گئی۔ قابیل نے ہابیل سے حسد میں آکر کہا میں تجھے مار ڈالوں گا میری قربانی قبول نہ ہوئی تیری کیوں ہو گئی۔ ہابیل نے کہا اللہ تعالیٰ متقیوں کی نیکی قبول کرتا ہے۔ اللہ کا خوف کر مجھے قتل نہ کر خدا کو کیا جواب دے گا۔ اللہ کے ہاں اس کا بدلہ بہت بُرا ہے۔ قابیل نے ایک نہ سُنی۔ آخر ہابیل اللہ کا ہو کر مظلوم بن کر مارڈالا گیا اور اپنا ٹھکانہ جنت میں بنا لیا۔ قابیل نے ہابیل کو ظلم و زیادتی کے ساتھ بے وجہ چھری گھونپ کر قتل کر دیا۔ دونوں جہاں میں برباد ہوا خونی کہلایا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قیامت تک جتنے خون ناحق ہونگے ان کے گناہ میں قابیل بھی ضرور شریک ہے لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ اس لئے کہ اس نے سب سے پہلے دنیا میں خون ریزی کی بنیاد ڈالی۔ حدیث میں ہے کہ جب کوئی تجھ سے لڑے تو تو آدم کے بہترین بیٹے ہابیل کی طرح ہو جا یعنی اگر دوسرا تجھ پر ظلم زیادتی کرے تو وہ جانے، تو زیادتی نہ کر فقط

★ مسافر کو راستہ نہ ملے۔ تیہا، وہ زمین جس میں کوئی علامت و نشان نہ ہو۔ ؎ بِالْحَقِّ متعلق ہے ایک محذوف کے اور وہ صفت واقع ہوا ہے مفعول مطلق محذوف کی اے تلاوۃ ملتبسۃ بالحق یا اُتْلُ کے فاعل یا اس کے مفعول سے حال واقع ہوا ہے۔ ؎ قَرَّبَا تثنیہ قَرَّبَ کا مفعول مطلق ہے۔ اور جس چیز سے بارگاہ الٰہی میں تقرب حاصل کیا جائے خواہ وہ از قسم صدقہ ہو یا از قسم قربانی اسے قربان کہتے ہیں۔ اور اس کی مزید تحقیق سورۂ آل عمران بقربان تاکلہ النار میں گذر چکی وہاں دیکھو۔ ؎ طَوَّعَتْ معنے میں ہے یَسَّرَتْ اور وَسَّعَتْ کے۔ جب جانور کی چراگاہ وسیع اور فراخ کی جاتی ہے تو بولا کرتے ہیں طاعَ المرتع۔

يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْءَةَ أَخِيهِ ط

کرید تا تھا بیچ زمین کے تو کر دکھاوے اس کو کیونکر ڈھانکے دے لاش بھائی اپنے کی کو

اور وہ زمین کریدنے لگا تاکہ اسکو دکھائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کو کیونکر چھپائے

قَالَ يَا وَيْلَتَىٰ أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَٰذَا الْغُرَابِ

کہا اے وائے مجھ کو کیا عاجز ہوا میں سے یہ کہ ہوں میں مانند اس کوے کے

(یہ دیکھ کر) کہنے لگا۔ اے افسوس کیا میں اس سے بھی گیا گزرا ہوں کہ اس کوے کی مانند ہوتا

فَأُوَارِيَ سَوْءَةَ أَخِي ج فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ ﴿٣١﴾ مِنْ

پس ڈھانک دوں میں لاش بھائی اپنے کی پس ہو گیا پشیمانوں سے واسطے اسی

تو اپنے بھائی کی لاش کو تو چھپا دیتا۔ پس وہ ندامت اٹھانے والوں میں سے ہو گیا اسی

٥ ع عند المتأخرين ١٢ وقف النبي صلى الله عليه وسلم

أَجْلِ ذَٰلِكَ ج كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ

واسطے لکھا ہم نے اوپر بنی اسرائیل کے یہ کہ جو کوئی مارے اسے

بناء پر ہم نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ جو کوئی شخص کسی کو بغیر قصاص کے اور بغیر زمین میں

نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ

جی کو بغیر بدلے جی کے یا بغیر فساد کرنے بیچ زمین کے پس گویا کہ مار ڈالا لوگوں کو

فساد پھیلانے کے مار ڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو مار ڈالا ۔

جَمِيعًا ط وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ط وَلَقَدْ

سب کو اور جس نے جلا دیا اسکو پس گویا کہ جلا دیا اس نے لوگوں کو سب کو اور البتہ تحقیق

اور جو کسی شخص کو بچا لے ۔ اس نے گویا تمام انسانوں کو بچا لیا ۔ اور یقیناً

جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ز ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ بَعْدَ

آئے ہیں ان کے پاس رسول ہمارے ساتھ دلیلوں ظاہر کے پھر تحقیق بہت ان میں سے پیچھے

ہمارے رسول ان کے پاس واضح احکام لے کر آئے پھر اسکے بعد بھی ان میں بہت سے آدمی ہیں جو ملک

ذَٰلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ ﴿٣٢﴾ إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ

اسکے ہیں بیچ زمین کے البتہ حد سے نکل جانیوالے سوائے اسکے نہیں کہ بدلا ان لوگوں کا کہ

میں زیادتی کرنے والے ہیں جو لوگ اللہ اور اسکے رسول سے جنگ

يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا

لڑتے ہیں اللہ سے اور رسول اسکے سے اور دوڑتے ہیں بیچ زمین کے فساد کو

کرتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں ان کی سزا بلا شبہ یہی ہے کہ

أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ

یہ کہ قتل کیے جاویں یا سولی دیے جاویں یا کاٹے جاویں ہاتھ ان کے اور پاؤں ان کے مخالف

قتل کر دیے جائیں یا سولی چڑھا دیے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں آڑے ترچھے کاٹ دیے جائیں یا

خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ط ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا

طرف سے یا کھوئے جاویں زمین سے یعنی قید کیے جاویں یہ واسطے ان کے رسوائی ہے بیچ دنیا کے فا

انھیں جلا وطن کر دیا جائے ۔ یہ تو ان کی رسوائی دنیا میں ہوگی

حل لغات۔

لہ سَوْءَةَ أَخِيهِ سوءۃ مشتق ہے سوء سے۔ سوء اور سُوء کا فرق اور وجہ اشتقاق لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول میں گزر چکا۔ سوءۃ جسم کا وہ حصہ جسکا کھولنا جائز نہیں۔ سوءۃ رسوائی و فضیحت۔ یہاں مراد ہے مردہ نعش

کہ وَمَنْ أَحْيَاهَا أَحْيَا صیغہ واحد مذکر غائب ماضی باب افعال۔ اصل میں تھا أَحْيَيَ یے متحرک ماقبل مفتوح الف سے بدل گئی۔ قاعدہ

رسم الخط چاہتا تھا کہ اس کی کتابت ے کے ساتھ بایں صورت ہوتی اَحْیٰی جیسے رمٰی ثنٰی وصّٰی وغیرہ میں مگر چونکہ اس صورت میں اس کا التباس اُحْیِی صیغہ واحد متکلم مجرد باب حَیِیَ یَحْیٰی سے ہوتا تھا اس لئے الف سے لکھا گیا۔ کہ فَكَأَنَّمَا كَأَنَّ حرف تشبیہ اور ماکافہ سے مرکب ہے اور اسی وجہ سے مَا كَأَنَّ سے علیحدہ کرکے ★

ف۱ اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ جب قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا تو اب گھبرایا کہ لاش کو کیا کرے۔ وہ پھولنے اور سڑنے لگی۔ آخر اللہ تعالیٰ نے دو کووں کو بھیجا۔ وہ خوب لڑے ایک مر گیا۔ دوسرے نے چونچ سے زمین کو کھود کر اس کو دفن کر دیا۔ یہ دیکھ کر قابیل لاش کا دفن کرنا سیکھا اور کچھ عقل آئی کہ میں بھی اپنے بھائی کی لاش کو دفن کر دوں اور بڑا شرمندہ ہوا کہ میں عقل و فہم اور بھائی کی ہمدردی میں اس جانور سے بھی گیا گزرا ہوا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ادنیٰ جانور کے ذریعہ تنبیہ فرمائی کہ وہ اپنی وحشت اور حماقت پر کچھ شرمائے۔ جانوروں میں کوے کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کو کھلا چھوڑ دینے پر بہت شور مچاتا ہے۔ معلوم ہوا پچھتانا اور شرمندہ ہونا وہ نافع ہے جس کے ساتھ گناہ سے معذرت اور تدارک بھی ہو۔ اس موقع پر قابیل کا پچھتانا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر نہیں بلکہ اپنی بدحالی پر تھا جو قتل کے بعد اسے لاحق ہوئی تھی فقط ف۲ یعنی اول روئے زمین میں بڑا گناہ یہی ہوا ہے اس سے آگے رسم پڑی۔ اس سبب سے توریت میں اس طرح فرمایا کہ ایک کو مارا جیسے سب کو مارا یعنی ایک کے کرنے سے سب دلیر ہوتے ہیں تو سب کے گناہ میں وہ اوّل بھی شریک ہے اور جیسا ایک کو جلایا یعنی ظالم کے ہاتھ سے بچایا (موضح)

مرتد کی سزا۔ ف۳ محاربہ کے معنیٰ خلاف کرنا حکم کے برعکس کرنا مخالفت پر تُل جانا ہیں۔ مراد اس سے کفر، ڈاکہ زنی، زمین میں شورش فساد اور طرح طرح کی بد امنی پیدا کرنی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کچھ لوگ قبیلہ عرینہ کے مدینہ میں آئے وہ مسلمان ہو گئے تھے۔ وہاں کی آب و ہوا ان کو ناموافق آئی استسقاء کی بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیت المال کے اونٹوں میں بھیج دیا اور حکم دیا کہ اونٹوں کا پیشاب اور دودھ پئیں۔ جب تندرست ہو گئے تو اسلام سے پھر کر یعنی مرتد ہو کر اونٹوں کے چرواہوں کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک لے گئے۔ آپؐ نے ان کے پیچھے دوڑ بھیجی۔ ایک روایت میں ہے بیس انصاری سوار بھیجے ان کے سردار حضرت جریر رضی اللہ عنہ تھے۔ آخر پکڑ لائے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش کیا۔ پھر ان کے ہاتھ پاؤں الٹے یعنی مقابل کے کاٹ دیئے گئے اور آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری گئیں اور دھوپ میں پڑے پڑے تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ پیاس کے مارے ایک تو زمین چاٹتا تھا۔ انھوں نے چوری بھی کی تھی قتل بھی کیا تھا آنکھوں میں گرم سلائیاں بھی پھیری تھیں۔ اسلام سے مرتد بھی ہو گئے تھے (ابن کثیر۔ ابو داؤد۔ ترمذی وغیرہ) اس کے بعد کسی کی آنکھ میں سلائی نہیں پھیری تو گویا اس میں تعلیم ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (جامع البیان) اول فرمایا کہ خون کرنا گناہ ہے مگر بدلے میں یا فساد کی سزا میں۔ اب اس کا بیان کیا کہ جو کوئی لڑائی کرے اللہ و رسول سے یعنی حاکم کے مخالف ہو کر ملک کو غارت کرے وہ ہاتھ لگے تو سولی پر چڑھا کر ماریئے یا قتل کریئے یا داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹیئے یا قید میں ڈال رکھئے جیسی خطا ہو ویسی سزا (موضح) ناقابل اعتراض سند سے مسند امام احمد، تفسیر ابن جریر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ رہزن اگر فقط راستہ لوٹے تو اس کا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پیر کاٹا جائے۔ اگر کسی کو قتل کر کے مال لوٹے تو ایسے رہزن کو پہلے قتل کیا جائے پھر لوگوں کی عبرت کے لئے اس کو سولی پر چڑھایا جائے۔ اگر فقط قتل کرے اور مال نہ لوٹے تو اس کی سزا فقط قتل ہے۔ اگر فقط رہزنی کے ارادہ سے کہیں بیٹھا ہو نہ کسی کا مال ابھی اس نے لیا ہو نہ کسی کو جان سے مارا ہو تو ایسے رہزن کا اس سرزمین سے اخراج کر دینا کافی ہے۔ آگے فرمایا رہزنوں کی یہ سزا تو دنیوی ہے۔ اگر پکڑے جانے سے پہلے بغیر توبہ کے وہ مر گئے یا پکڑے گئے اور دنیوی سزا کے بعد بھی مرتد رہے تو عقبیٰ میں اُن کو سخت عذاب بھگتنا پڑے گا۔ صحیح بخاری اور مسلم میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان شخص کے حق میں دنیوی سزا کفارہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیوی سزا کے بعد آخرت کے عذاب کا حکم جو اس آیت میں ہے وہ مرتد کے لئے ہے اب پکڑے جانے سے پہلے جس رہزن نے توبہ کر لی اگر ایسا رہزن مرتد تھا تو اسلام کے بعد سزا نہ دی جائے گی اور اگر ایسا رہزن (باقی فائدہ صفحہ ۱۶۱ پر ہے)

---

۱ نہیں لکھا جاتا اور کَاَنَّ انضمام مَا کی وجہ سے اپنے مابعد میں عمل نہیں کرتا۔ ۲ لَمُسْرِفُوْنَ اسراف کہتے ہیں ہر کام میں حد اعتدال سے متجاوز ہونے اور اس کی بالکل پروا نہ کرنے کو۔ یہاں اسراف فی الارض سے یہ مراد ہے کہ وہ مظالم میں حد اعتدال سے متجاوز ہوتے اور بے باکانہ جو چاہتے کرتے ہیں۔ ۳ اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ تینوں مضارع مجہول کے صیغے ہیں اور تینوں کا باب ایک ہے یعنی تفعیل قتل اور تقتیل صلب اور تصلیب قطع اور تقطیع کے معنے ایک ہیں مگر تفعیل میں ایک طرح کی کثرت اور مبالغہ پایا جاتا ہے اور اسی بات کے ظاہر کرنے کی غرض سے یہاں مجرد کو چھوڑ کر مزید کا استعمال ہوا ہے کیونکہ زیادۃ اللفظ تدل علی زیادۃ المعنیٰ۔ ۴ اَوْ يُنْفَوْا ماخوذ ہے نفی سے اور لغت میں نفی کے معنیٰ ہیں دور کر دینے اور نکال دینے کے۔ جب کوئی کسی کو گھر سے نکال باہر کرتا ہے تو نفاہ من البیت نفیا بولا کرتے ہیں۔ نفی وہ گروہ جو لشکر گراں سے جدا کیا جاتا ہے۔ ابن نفی وہ شخص جسے اسکے باپ نے گھر سے نکال دیا ہو۔ یہاں نفی من الارض میں علماء کا اختلاف ہے امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ اس سے مراد ہے حبس۔ اکثر اہل لغت محبوس کو منفی من الارض سے تعبیر کرتے ہیں۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ ایک شہر سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے شہر کی طرف نکال دینا مراد ہے۔

وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٣٣﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ

اور واسطے ان کے بیچ آخرت کے عذاب ہے بڑا مگر جن لوگوں نے توبہ کی پہلے

اور آخرت میں بھی ان کے لئے بڑا عذاب ہے مگر ہاں وہ لوگ جو اس سے پہلے کہ

قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ ۖ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣٤﴾ ع ۵ ۹

اس سے کہ قدرت پاؤ تم اوپر ان کے پس جانو کہ تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے

تم ان پر قابو پاؤ توبہ کریں (انھیں چھوڑ دو) جان لو کہ اللہ بخشنے اور رحم کرنے والا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور ڈھونڈو طرف اس کے وسیلہ اور

اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف پہنچنے کا ذریعہ ڈھونڈو اور

جَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

محنت کرو بیچ راہ اسکی کے تو کہ تم فلاح پاؤ - تحقیق جو لوگ کافر ہوئے

اسکی راہ میں جہاد کرو - تاکہ تم فلاح پاؤ جن لوگوں نے راہ کفر اختیار کی

لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَّمِثْلَهُ مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهِ

اگر ہو واسطے ان کے جو کچھ بیچ زمین کے ہے سارا اور مانند اسکی ساتھ اسکے تو کہ بدلہ دیں ساتھ اسکے

اگر ان کے پاس تمام چیزیں ہوں جو زمین میں ہیں - اور اسی قدر اور بھی ہوں تاکہ وہ یہ مال دے کر

مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۖ وَلَهُمْ

عذاب دن قیامت کے سے نہ قبول کیا جاوے ان سے اور واسطے ان کے

قیامت کے دن عذاب سے جان چھڑائیں تو بھی قبول نہیں کیا جائے گا اور ان کے لئے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٣٦﴾ يُرِيدُونَ أَنْ يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ

عذاب ہے درد دینے والا ارادہ کریں گے کہ نکل جاویں آگ سے اور نہیں وہ

دردناک عذاب ہے وہ چاہیں گے کہ آگ سے نکل جائیں اور وہ وہاں سے

بِخَارِجِينَ مِنْهَا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٣٧﴾ وَالسَّارِقُ

نکل جانے والے اس سے اور واسطے ان کے عذاب ہے ہمیشہ اور چور

نکلنے والے نہیں اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے اور چور مرد ہو،

وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا

اور چورنی پس کاٹو ہاتھ ان دونوں کے سزا بدلے اس چیز کے جو کی یا انھوں نے عبرت خدا

عورت ہو، دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو ان کے اس فعل کے بدلے میں، یہ اللہ کی طرف سے بطور سزا کے ہے

مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٣٨﴾ فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ

کی طرف سے اور اللہ غالب حکمت والا ہے پس جو کوئی توبہ کرے پیچھے ظلم اپنے کے

اور اللہ غالب حکمت والا ہے پھر جو اپنے (اس) ظلم کے بعد توبہ کرے

ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللّٰهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ

اور نیکی کرے پس تحقیق اللہ رجوع کرتا ہے اوپر اس کے تحقیق اللہ بخشنے والا

اور اپنی حالت سنوار لے تو اللہ اسکی توبہ قبول کر لیتا ہے بیشک اللہ بخشنے والا

حل لغات.

لہ أَيْدِيَهُمَا سیاقِ کلام چاہتا تھا کہ یداہما کہا جاتا مگر چونکہ دو تثنیوں کا ایسے موقع پر جمع ہونا جہاں اضافت کی وجہ سے دونوں میں لفظاً و معنیً تاکید مقصود ہو مکروہ ہے اس لئے اول تثنیہ کو لفظ جمع سے تعبیر کر کے دوسرے کی طرف مضاف کر دیا جیسے فقد صغت قلوبکما میں ۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۱۶۰) مسلمان تھا تو اس کو چوری کی سزا دینے کے اکثر سلف قائل نہیں ہیں۔ آیت میں بھی پکڑے جانے سے پہلے توبہ کر لیوے اس کو عام طور پر بیان فرمایا ہے مرتد اور مسلمان دونوں میں کچھ فرق نہیں رکھا۔ توبہ کے بیان میں یہ گذر چکا ہے کہ حق العباد کے گناہ میں فقط توبہ کافی نہیں ہے بلکہ صاحب حق کی معافی یا تلافی سے توبہ کامل کر لیوے تاکہ قیامت کے دن اسے اس حق کے معاوضہ میں اپنی نیکیاں صاحب حق کو نہ دینی پڑیں۔ صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے کہ قیامت کے دن بعضے لوگوں کے اعمال ناموں میں سب نیک عمل ہوں گے لیکن ان کے ذمہ لوگوں کے حقوق ہوں گے جن حقوق کے معاوضہ میں وہ سب نیک عمل صاحب حق کو مل جائیں گے اور نیک عمل والے لوگ خالی ہاتھ رہ کر جہنم میں جائیں گے۔ یہ حدیث آیت کے آخری ٹکڑے کی گویا تفسیر ہے (احسن) فقط۔

فوائد صفحہ ھٰذا

مسئلہ وسیلہ

ف وسیلہ کی تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ اکابر سلف نے قربت سے کی ہے تو وسیلہ ڈھونڈنے کے معنے یہ ہوں گے کہ اس کا قرب تلاش کرو۔ قتادہ رحمہ اللہ نے کہا اَیْ تَقَرَّبُوْا اِلَیْہِ بِطَاعَۃٍ وَّالْعَمَلِ بِمَا یَرْضَاہُ خدا کی نزدیکی حاصل کرو اس کی فرمانبرداری اور پسندیدہ عمل کے ذریعہ سے جیسا کہ مسلم جلد اول صفحہ ۱۹۲ میں ابن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے ہے کُنْتُ اَبِیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَتَیْتُہٗ بِوَضُوْءٍ وَّحَاجَۃٍ فَقَالَ لِیْ سَلْ فَقُلْتُ اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ قَالَ اَوَغَیْرَ ذٰلِکَ قُلْتُ ھُوَ ذٰلِکَ قَالَ فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِکَ بِکَثْرَۃِ السُّجُوْدِ کہ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس رات گذارا کرتا تھا پھر تہجد کے وضوء اور استنجے کا انتظام کیا کرتا پھر آپؐ نے مجھ سے فرمایا مانگ۔ میں نے عرض کیا کہ جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کچھ اور۔ میں نے یہی عرض کیا۔ فرمایا کہ نماز کی کثرت سے میری مدد کر یعنی عبادت خوب کرتا کہ تیرے حق میں میری دعا قبول ہو جائے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وسیلہ اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کرنے کا یہ ہے کہ نیکیاں بہت کرے۔ یہ نہیں کہ جو چاہے سو کرتا رہے اور کسی بزرگ کی اولاد یا مرید یا شاگرد ہونے کو بخشش کا وسیلہ سمجھے یا قبر والوں کو اپنے اور خدا کے درمیان وسیلہ سمجھے کہ ہم قبر والوں سے اپنی حاجتیں کہیں اور اہل قبور اللہ سے کہیں یہ معنے وسیلہ کا کرنا قطعاً مجرد رائے ہے۔ حدیث میں ہے جو قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو قحط سالی، مصیبت، حاجت کے وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو اس وقت زندہ موجود تھے سے دعا کراتے ہیں اور زندہ کی دعا نیک اعمال کا وسیلہ لیتے ہیں حالانکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر میں مدفون ہیں لیکن صحابہ کرام اہل قبور سے دعا نہیں کراتے۔ معلوم ہوا کہ اہل قبور کا وسیلہ قطعاً جائز نہیں۔ وسیلہ کا یہ مقصد ہے وسیلہ کی منقول تعریف بیان کر دی ہے۔ ہاں وسیلہ جنت کی اس اعلیٰ اور بہترین جگہ کا نام بھی ہے جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے گی۔ اس مقام کا نام بھی وسیلہ اس وجہ سے ہی رکھا گیا کہ یہ عرش سے بہت زیادہ قریب ہے۔ بخاری میں ہے جو شخص اذان سن کر اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۷) دعا پڑھے گا ایک روایت میں ہے درود پڑھ کر پھر میرے لئے وسیلہ طلب کرے گا تو اس کے حق میں میری سفارش واجب ہو جاتی ہے۔ الفاظ حدیث یوں ہیں عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ .... بِھَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ فَاِنَّھَا مَنْزِلَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ لَا تَنْبَغِیْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰہِ وَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ اَنَا ھُوَ فَمَنْ سَاَلَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ حَلَّتْ عَلَیْہِ الشَّفَاعَۃُ (مسلم شریف۔ مشکوٰۃ صفحہ ۵۷) یعنی جب سنو تم مؤذن کو پس کہو تم جیسے وہ کہتا ہے یعنی مؤذن کو جواب دو (جب اذان ختم ہو جائے) پھر درود بھیجو مجھ پر۔ جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا خدا اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے (یہ درود جو التحیات میں پڑھا جاتا ہے وہی ہے اور یہی مسنون درود ہے) مزید دلائل میرے محترم بھائی کا تصنیف کردہ رسالہ بنام حَقِیْقَۃُ التَّوَسُّلِ وَالْوَسِیْلَۃِ میں ملاحظہ ہوں جو ہمارے کتب خانہ سے مل سکتا ہے فقط۔

رَّحِيمٌ ﴿٣٩﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ط

مہربان ہے کیا نہ جانا تو نے یہ کہ تحقیق اللہ واسطے اس کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی

مہربان ہے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کے لئے ہے۔

يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ ط وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

عذاب کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اللہ اوپر ہر چیز کے

وہ جسے چاہے عذاب دے اور جسے چاہے بخش دے - اور اللہ ہر بات پر قادر

قَدِيرٌ ﴿٤٠﴾ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي

ہے اے رسول نہ غمگین کریں تجھ کو وہ لوگ کہ جلدی کرتے ہیں بیچ

ہے اے رسول جو لوگ کفر پر لپکتے ہیں وہ آپ کو غمگین نہ کر دیں -

الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ

کفر کے ان لوگوں میں سے کہ کہتے ہیں ایمان لائے ہم ساتھ مونہوں اپنے کے اور نہ ایمان لائے

(چاہے) ان لوگوں میں سے (جو) جو منہ سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اور ان کے دل

قُلُوبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا ۛ سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ

دل ان کے اور ان لوگوں میں سے کہ یہودی ہوئے سننے والے ہیں واسطے جھوٹ کے

بالکل ایمان نہیں لائے (چاہے) ان لوگوں میں سے جو یہودی ہیں (یہ لوگ) جھوٹ پر کان لگانے والے ہیں اور جھوٹ پر کان لگاتے ہیں

سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ ۙ لَمْ يَأْتُوكَ ط يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ

سننے والے ہیں واسطے قوم دوسری کے کہ نہ آئی تیرے پاس بدل ڈالتے ہیں باتوں کو پیچھے

دوسروں کے لئے جو تمہارے پاس نہیں آئے کلمات کو ان کا صحیح محل مقرر ہو جانے کے بعد

بَعْدِ مَوَاضِعِهِ ۖ يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَٰذَا فَخُذُوهُ وَ

جگہ ان کی سے کہتے ہیں اگر دیئے جاؤ تم یہ پس لے لو اسکو اور

بدل دیتے ہیں کہتے ہیں اگر تمہیں یہ حکم دیا جائے تو لے لو اور

إِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا ط وَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَلَنْ

اگر نہ دیئے جاؤ تم وہ پس بچو اور جو شخص کہ ارادہ کیا اللہ تعالیٰ گمراہ کرنا اس کا پس ہرگز نہ

اگر یہ نہ دیا جائے تو اس سے بچو اور جس کو اللہ فتنے میں ڈالنا چاہے تو اس کیلئے خدا پر

تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ط أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ

مالک ہوگا تو واسطے اسکے اللہ کی طرف سے کچھ یہ وہ لوگ ہیں کہ نہ ارادہ کیا اللہ نے یہ کہ

آپ کا کوئی زور نہیں چل سکتا یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ بھی نہیں چاہتا کہ ان کے

يُطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ ط لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ

پاک کرے دلوں ان کے کو واسطے ان کے ہے بیچ دنیا کے رسوائی اور واسطے ان کے بیچ آخرت کے

دلوں کو پاک صاف کرے ان کے لئے دنیا میں ذلت و رسوائی ہے - اور ان کے لئے آخرت میں

عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٤١﴾ سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ أَكَّالُونَ لِلسُّحْتِ ط

عذاب ہے بڑا سننے والے ہیں جھوٹ کو بہت کھانے والے ہیں حرام کو

بڑا سخت عذاب ہے یہ لوگ جھوٹ کی ٹوہ لگانے والے (اور) بڑے حرام کھانے والے ہیں

ع ۳ عند المتقدمین ۱۲

حل لغات

لہ بِأَفْوَاهِهِمْ

افواہ جمع ہے فم کی اور فم کہتے ہیں منہ کو۔ اصل میں تھا فُوہٌ آخر کی ہ تخفیفاً حذف ہوگئی اور چونکہ واو ساکن ہونے کی وجہ سے قابل اعراب نہ تھا اسے میم سے بدل لیا لیکن تصغیر اور جمع کی حالت میں لوٹ آتی ہے جو اصل کلمہ ہے عود کر آتی ہے اور فُوَیْہٌ و افواہ کہا جاتا ہے اور اس کی مزید تحقیق ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں

چور کی سزا کا بیان

ف۱ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی فلاح یابی اور نیک انجام بیان فرماکر اب اپنے نافرمان مجرموں کا برا نتیجہ جہنم کا ذکر فرما رہا ہے کہ جہنمی چاہیں گے کہ ہم سے کچھ لے کر ہم کو جہنم سے رہا کر دیا جائے۔ لیکن اول تو وہاں دینے کو کیا رکھا ہے۔ پھر اللہ نے فرما دیا ہے کہ قبول ہی نہ ہوگا یعنی بدلہ لے کر بھی نہ چھوڑا جائے گا۔ مسلم میں ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک جہنمی کو لا کر اس سے کہا جائے گا اے ابن آدم! کہو تمہاری جگہ بود و باش کیسی ہے؟ وہ کہے گا بدترین اور بہت ہی سخت بُری عذابوں والی جگہ ہے۔ کہا جائے گا بھلا تو زمین بھر کر سونا فدیہ یعنی جہنم سے چھڑائی میں دے سکتا ہے؟ وہ کہے گا ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے۔ میں نے تو تجھ سے دنیا میں اس سے بھی بہت کم مانگا تھا تو نے نہ دیا۔ پھر حکم ہوگا اس کو آگ میں لے جاؤ۔ پھر فرمایا جہنمی جہنم سے نہ نکلیں گے۔ احادیث کثیرہ سے ثابت ہے کہ بہت سے گناہ گار موحد نماز روزے فرائض الٰہی کے پابند اپنے گناہوں کی سزا پانے کے لئے دوزخ میں رہ کر پھر نکالے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم و رحمت سے جنت میں داخل کرے گا۔ یہ آیت ان احادیث کے مخالف نہیں کیونکہ یہاں کافروں کا ذکر ہے۔ پھر چور کی سزا کو بیان کیا ہے۔ خدائے تعالیٰ نے چوری کی ایسی سزا رکھی جس سے دنیا بھر میں چوری وغیرہ جرائم و فواحش کا انسداد ہو سکتا ہے۔ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا مسلم صفحہ ۲۶۶ میں ہے لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ إِلَّا بِرُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا یعنی چور کا ہاتھ چوتھائی دینار کی مالیت کی چوری میں کاٹا جائے اور اس سے کم میں قطع ید نہیں۔ دینار اس وقت بارہ درہم کا تھا۔ بعض ناداں انگریزی داں مسلم و غیر مسلم وغیرہ شریعت کے اس حکم پر اعتراض کرتے ہیں کہ جس ہاتھ کی دیت شریعت نے پانچ سو دلوائے ہیں پھر اسی ہاتھ کو پاؤ دینار کی چوری پر کٹوانا یہ سراسر بے انصافی ہے۔

سو جواب اس جہالت و نادانی کا یہ ہے کہ جب تک ہاتھ امین تھا تب تک ثمین یعنی قیمتی تھا۔ جب یہ خائن ہو گیا یعنی چوری کر لی نافرمانی کر کے دو کوڑی کا ہو گیا۔ اس سے شریعت کی کامل حکمت ظاہر ہوتی ہے۔ دُنیا کا امن و امان قائم رہتا ہے۔ جو کسی کا ہاتھ بلاوجہ کاٹ ڈالے اس پر بڑا جرمانہ رکھا تاکہ لوگ اس بُرے فعل سے بچیں اور چوری میں رُبع دینار پر اُسے کاٹنے کا حکم دیا تاکہ چوری کا دروازہ مسدود ہو جائے۔ معلوم ہوا یہ حکم عین حکمت ہے نہ کہ بے انصافی۔ فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَارِقٍ فَقُطِعَتْ يَدُهُ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَعُلِّقَتْ فِي عُنُقِهِ (ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۸۷۔ ابواب الحدود) یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور کو لایا گیا پس اس کا ہاتھ کاٹا گیا اور اس کے گلے میں اس کٹے ہوئے ہاتھ کو لٹکا دیا گیا تاکہ لوگوں کو عبرت ہو۔ ایک حدیث میں ہے آپؐ فرماتے ہیں "خدا کی قسم! اگر فاطمہؓ بنت محمدؐ بھی چوری کریں تو میں ان کا بھی ہاتھ کاٹ دوں"۔ آپؐ کی طبیعت میں کیسا انصاف اور عدل تھا۔ پھر فرمایا جو شخص توبہ کرے اللہ اس کے لئے غفور رحیم ہے۔ جامع البیان صفحہ ۹۹ وغیرہ میں ہے یعنی آخرت کے عذاب سے نجات ہوگی اور رسوائی نہ ہوگی۔ اور دنیا میں بھی بعد توبہ اور صلاحیت کے اس کی عزت کرنی چاہئے اس کو حقیر نہ سمجھنا چاہئے۔ مگر یہ مراد نہیں کہ زبانی توبہ کر لے تو حد جاری نہ کی جائے بلکہ مقصد یہ ہے کہ حد کے بعد بھی نادم رہے اور زبانی توبہ کرے جیسا کہ دارقطنی میں ہے کہ چادر والے چور سے بعد حد آپؐ نے زبانی توبہ کرائی تھی۔ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ کہہ میں خدا سے معافی چاہتا ہوں اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔ اس نے آپؐ کی تلقین کے مطابق یہ الفاظ کہے۔ پھر آپؐ نے اس کے حق میں یہ دعا فرمائی کہ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ خدایا اسے معاف فرما دے فقط

★ وہاں دیکھو۔ ۲؎ هَادُوْا صیغہ جمع مذکر غائب ماضی باب نصر اس کی کیفیت اشتقاق اور یہود کی وجہ تسمیہ وقالت الیہود والنصاریٰ کے ضمن میں گزر چکی وہاں ملاحظہ ہو۔ ۳؎ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ متعلق ہے یحرفون کے اور من بعد مواضعہ کے معنیٰ ہیں من بعد ان وضعہ اللہ مواضعہ۔ ۴؎ فِتْنَتَهٗ فتنہ کا لفظ اگرچہ تمام اقسام مفاسد کو عام ہے مگر یہاں اس سے یہودیوں کی وہ کفریات مراد ہیں جن کا اوپر ذکر ہے۔ ۵؎ لِلسُّحْتِ۔ سحت مصدر ہے اور اس کے لغوی معنیٰ ہیں نیست و نابود کرنے کے جب کوئی شخص کسی چیز کو بالکل ملیا میٹ کر دیتا ہے تو سَحَتَہٗ بولا کرتے ہیں فیسحتکم بعذاب۔ فراء کا قول ہے کہ سحت کے اصلی معنیٰ ہیں شدت جوع کے۔ بڑا پیٹو اور شدید الحرص کو مسحوت المعدہ کہتے ہیں کیونکہ جو کچھ اس کے آگے رکھا جائے سب ہڑپ کر جاتا ہے عرف میں سحت ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو حرام مطلق ہو یا اس کا کسب حلال نہ ہو جیسے رشوت فی الحکم۔ کسبی کی خرچی۔ کتے اور شراب کی قیمت۔ نجومی کی ریوڑی کتے وغیرہ۔ یہاں مراد ہے رشوت جو یہودی عوام سے اینٹھ لیتے تھے۔ اور چونکہ اس طرح کا مال محوق البرکت ہوتا ہے اس لئے اُسے سحت سے تعبیر

فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ

پس اگر آویں تیرے پاس پس حکم کر درمیان ان کے یا منہ پھیر لے ان سے اور اگر
اگر یہ آپ کے پاس آئیں تو (آپ کو اختیار ہے کہ) ان کے درمیان فیصلہ کردیں یا کنارہ کش ہو جائیں اور اگر

تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ یَّضُرُّوْكَ شَیْــٴًـا ؕ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ

منہ پھیر لے تو ان سے پس ہرگز نہ ضرر پہنچا دیں گے تجھ کو کچھ اور اگر حکم کرے تو پس حکم کر
آپ ان سے کنارہ کشی کرلیں تو وہ آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اگر آپ فیصلہ کردیں تو ان کے

بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ﴿۴۲﴾ وَكَیْفَ

درمیان ان کے ساتھ انصاف کے تحقیق اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو اور کیونکر
درمیان حق و انصاف سے فیصلہ کریں بیشک اللہ حق و انصاف کرنیوالوں کو محبوب رکھتا ہے۔ اور وہ آپ کو

یُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِیْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ

حکم کریں تجھ کو اور پاس ان کے توراۃ ہے بیچ اس کے حکم ہے اللہ کا پھر
کیونکر حکم مان لیں گے۔ حالانکہ ان کے پاس تورات ہے اس میں اللہ کا حکم موجود ہے پھر

یَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓىٕكَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۴۳﴾ ع ۹ ۱۰

پھر جاتے ہیں پیچھے اس کے اور نہیں یہ لوگ ایمان لانے والے
اسکے بعد بھی وہ روگردانی کرتے ہیں اور یہ لوگ بالکل اعتقاد نہیں رکھتے ۔

اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ یَحْكُمُ بِهَا

تحقیق اتاری ہم نے توراۃ بیچ اس کے ہدایت ہے اور روشنی ہے حکم کرتے تھے ساتھ اس کے
بیشک ہم نے تورات نازل کی ۔ اس میں ہدایت اور نور ہے ۔ اللہ کے نبی جو اسکے فرمانبردار (بندے) تھے

النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِیْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِیُّوْنَ وَ

پیغمبر وہ جو مطیع تھے خدا کے واسطے ان لوگوں کے کہ یہودی ہوئے اور حکم کرتے تھے خدا کے لوگ اور
یہودیوں کو اسی کتاب کے مطابق حکم دیتے رہے ۔ اور پرستاران خدا اور علماء بھی کیونکہ ان کی حفاظت میں

الْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَیْهِ شُهَدَآءَ ۚ

عالم ساتھ اس چیز کے کہ یاد رکھوائے گئے تھے کتاب اللہ کی سے اور تھے اوپر اسکے گواہ
اللہ کی کتاب دی گئی تھی ۔ اور وہ اسکی حفاظت کرتے رہے ۔ پس (اے یہودیو!) تم لوگوں سے نہ ڈرو

فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ

پس مت ڈرو لوگوں سے اور ڈرو مجھ سے اور مت مول لو بدلے آیتوں میری کے مول تھوڑا
اور مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کو حقیر داموں پر نہ بیچو ۔

وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾

اور جو کوئی نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری ہے اللہ نے پس یہ لوگ وہ ہیں کافر
اور جو کوئی اللہ کی نازل کردہ کتاب کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو یہی لوگ کافر ہیں ۔

وَكَتَبْنَا عَلَیْهِمْ فِیْهَاۤ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَیْنَ بِالْعَیْنِ

اور لکھا ہم نے اوپر ان کے بیچ اس کے یہ کہ جان بدلے جان کے اور آنکھ بدلے آنکھ کے وغیرہ
اور ہم نے اس میں یہودیوں پر لازمی قرار دیا تھا کہ جان کے بدلے جان ہے اور آنکھ کے بدلے آنکھ

حل لغات۔
لہ احبار حبر کی جمع ماخوذ ہے تحبیر سے اور تحبیر کہتے ہیں تحسین کو جب کوئی کسی چیز کو زینت دیتا اور بناتا سنوارتا تو اسے تحبیر کہتے ہیں قال اللہ تعالیٰ انتم وازواجکم تحبرون۔ عالم اور فقیہ کو حبر اسی واسطے کہتے ہیں کہ وہ اپنے علم کو رونق و زینت دیتا ہے یا لوں کہو کہ حبر سیاہی کو کہتے ہیں

توہ دوات جس میں سیاہی ہوتی ہے۔ چونکہ عالم لکھنے پڑھنے سے زیادہ کام لیتا ہے اس لئے اسے حبر کہتے ہیں۔ لہ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا بما کی بے سببیہ ہے اور یہ مفعول لہ یحکم کا اور ما مصدریہ۔ سہ عَلَیْهِ شُهَدَآءَ۔ شہداء کانوا کی خبر اور علیہ شہداء کے متعلق۔ شہداء علیہ کے معنی ہیں یصدقون انہ منزل من اللہ

فیصلہ کرنے والوں کو نصیحت۔ **ف۱** اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو خطاب کیا ہے یہ بڑی عزت کا خطاب ہے جو سارے قرآن میں صرف دو جگہ ہے ایک اس آیت میں اور دوسرے یَـٰٓأَيُّهَا ٱلرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ اور یَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ تو کئی مقام پر ہے۔ ان آیتوں میں ان لوگوں کی مذمت بیان ہو رہی ہے جو اپنے قیاس خواہش کو خدا کی شریعت پر مقدم رکھتے ہیں اللہ و رسول کی اطاعت سے نکل کر کفر کی طرف دوڑتے ہیں یعنی جہاں کوئی بات حق والے نے ان کی طبیعت کے خلاف کہی فوراً بگڑ جاتے ہیں موقع ملتے ہی کافر ہو جاتے ہیں یا کافروں کے شریک ہو جاتے ہیں۔ دل میں کھوٹ و نفاق تو پہلے ہی سے تھا اب تو مسلمانوں کی جماعت سے نکلنے کا صرف ایک بہانہ ہاتھ لگتا تھا اور یہی خصلت یہود کی ہے جو اسلام اور اہل اسلام کے دشمن ہیں۔ یہ جھوٹ کو مزے مزے سے سنتے ہیں اور دل کھول کر قبول کرتے ہیں۔ واقعہ یوں ہے مدینہ منورہ میں یہود کے دو گروہ تھے۔ ایک زبردست مالدار تھا، دوسرا غریب ضعیف تھا۔ زمانہ جاہلیت میں انھوں نے یہ قاعدہ ٹھیرا رکھا تھا کہ شریف گروہ والا اگر رذیل گروہ والے کو قتل کر دے تو پچاس وسق غلہ اس کے عوض میں ادا کرے۔ اور اگر شریف کو رذیل مار ڈالے تو اسے ایک سو وسق غلہ ادا کرے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اس زمانہ میں ایک شریف کو رذیل نے مار ڈالا۔ شریف کے وارثوں نے ایک سو وسق مانگے۔ رذیل نے کہا کہ یہ قانون تو زبردستی کا تھا ہم نے ڈر کے سبب قبول کر رکھا تھا۔ اب ہم برابر دیں گے زیادہ نہیں دینگے۔ اس پر بڑا جھگڑا ہوا۔ آخر یہ بات ٹھیری کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پنچ حاکم بنالو۔ پس یہود نے بعض منافق لوگوں کو جو ان میں ملتے تھے پہلے خفیہ طور پر اس نظریہ سے بھیجا کہ آپؐ کی رائے معلوم کریں تاکہ اگر حسب مرضی فیصلہ ہو تو مقدمہ وہاں لے جاویں ورنہ کچھ اور صورت پیدا کریں۔ اور اس آیت میں رجم کے قصہ کی طرف اشارہ ہے جس کا بیان صفحہ ۱۵۶ میں ہو چکا ہے اور اس واقعہ کے متعلق بھی۔ تب اللہ نے اپنے نبی کو اختیار دیا کہ ان کا فیصلہ کرو یا نہ کرو لیکن یہ اختیار کا حکم منسوخ ہو گیا ہے۔ جو باطل کو کان لگا کر مزے لے لے کر سنتے ہیں رشوت جیسی حرام چیزیں کھاتے ہیں حق کو ناحق کرتے ہیں، یہ دنیا میں ذلیل و خوار اور آخرت میں داخل نار ہوں گے۔ تم فیصلہ کرو تو حق ہی کرنا عدل و انصاف کے مطابق۔ مشکوٰۃ صفحہ ۳۱۲ میں ہے إِنَّ ٱلْمُقْسِطِينَ عِندَ ٱللَّهِ عَلَىٰ مَنَابِرَ مِنْ نُّورٍ عَنْ يَّمِينِ ٱلرَّحْمٰنِ وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِينٌ ٱلَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِى حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وَمَا وَلُوا یعنی عدل و انصاف کرنے والے حاکم قیامت کے دن نور کے منبروں پر اللہ عزوجل سبحانہ وتعالیٰ کے داہنی طرف بٹھائے جائیں گے حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دونوں ہاتھ داہنے ہی ہیں۔ انصاف والے وہ ہیں جو فیصلہ میں اپنے اور پرائے کی رعایت اور جانب داری نہیں کرتے جو کچھ اللہ پاک کے حکم کے موافق جانیں وہی فیصلہ کریں موضح میں ہے حضرت کے دل میں تردد تھا کہ ان کے مقدمہ میں نہ بولوں تو ناخوش ہوں اور اگر اپنے دین پر فیصلہ کروں تو نامقبول رکھیں اور اگر ان کا معمول جاری رکھوں تو عند اللہ غلط ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اختیار ہے یا تغافل کرو تو ان کی ناخوشی کا خطرہ نہیں یا حکم کرو تو اپنے دین کے موافق کرو۔ پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو قائل کر کے وہی حکم فرمایا فقط۔

قصاص و دیت کے احکام

ف۲ یہودیوں کو اور سرزنش کی جا رہی ہے کہ ان کی کتاب میں صاف لفظوں میں جو کھلم کھلا حکم تھا اس کا بھی خلاف کر رہے ہیں اور سرکشی اور بے پرواہی سے اسے بھی چھوڑ رہے جیسا کہ شادی شدہ زانی کی سنگساری کے حکم کو بدل دیا کہ زانی کا کالا منہ کر کے رسوا کر کے مار پیٹ کر چھوڑ دیا جائے اسی لئے ان کو کافر پھر انصاف نہ کرنے کی وجہ سے ظالم اور آگے فاسق کہا۔ اب جو بھی قصداً مسائل میں رد و بدل کرے یقیناً وہ یہود امت ہے اسکے کفر، ظلم، فسق میں کوئی شک نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا جس نے مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ کا انکار کیا وہ کافر ہوا۔ اگر اس کے موافق حکم نہ کیا تو وہ ظالم و فاسق ہے (ابن جریر) یہ آیت عام ہے ہر اس شخص پر جو مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ پر فیصلہ نہ کرے۔ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ سے مراد کتاب و سنت ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو من جانب اللہ قرآن شریف اور اس کے ساتھ اس کی مانند ملا ہے یعنی حدیث (فتح) اس آیت میں ان مسلمانوں کو ڈرایا ہے جو طمع نوکری وغیرہ کی وجہ سے شریعت کے خلاف فیصلہ دیتے ہیں اور ایسے ہی وہ مفتی جو نص قرآنی یا حدیث صحیح کو چھوڑ کر کسی کے قول پر فتویٰ دے نبیؐ کے فیصلہ کے مقابلہ میں امتی سے فیصلہ چاہنے پر عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عجیب اور سبق آموز واقعہ سنئے اور پڑھئے اور انصاف و حق کی داد دیجئے۔ ابن کثیر میں بحوالہ ابن ابی حاتم ابوالاسود رضی اللہ عنہ سے جو مروی ہے اس کے عربی الفاظ یوں ہیں قَالَ ٱخْتَصَمَ رَجُلَانِ إِلَىٰ رَسُولِ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضَىٰ بَيْنَهُمَا فَقَالَ ٱلْمَقْضِيُّ عَلَيْهِ رُدَّنَا إِلَىٰ عُمَرَ بْنِ ٱلْخَطَّابِ فَقَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَعَمْ" ٱنْطَلِقَا إِلَيْهِ فَلَمَّا أَتَيَا إِلَيْهِ فَقَالَ ٱلرَّجُلُ يَا ٱبْنَ ٱلْخَطَّابِ قَضَىٰ لِي رَسُولُ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَىٰ هَٰذَا فَقَالَ رُدَّنَا إِلَىٰ عُمَرَ بْنِ ٱلْخَطَّابِ فَرَدَّنَا إِلَيْكَ فَقَالَ أَكَذَٰلِكَ؟ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ عُمَرُ مَكَانَكُمَا حَتَّىٰ أَخْرُجَ إِلَيْكُمَا فَأَقْضِيَ بَيْنَكُمَا فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا مُشْتَمِلًا عَلَىٰ سَيْفِهِ فَضَرَبَ ٱلَّذِي قَالَ رُدَّنَا إِلَىٰ عُمَرَ فَقَتَلَهُ وَأَدْبَرَ ٱلْآخَرُ فَأَتَىٰ إِلَىٰ رَسُولِ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ ٱللَّهِ قَتَلَ عُمَرُ وَٱللَّهِ صَاحِبِي وَلَوْلَا أَنِّي أَعْجَزْتُهُ لَقَتَلَنِي فَقَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنْتُ (باقی فائدہ صفحہ ۱۶۴ پر دیکھئے)

وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ ۱

اور ناک بدلے ناک کے اور کان بدلے کان کے اور دانت بدلے دانت کے اور زخموں کا

ناک کے بدلے ناک ہے اور کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت ہے اور زخموں

قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ ۲ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ ۳ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ

بدلہ ہے پس جو کوئی خیرات کر ڈالے ساتھ اس کے پس وہ کفارہ ہے واسطے اسکے اور جو کوئی نہ حکم کرے

کا بدلہ ویسے ہی زخم ہیں۔ پھر جو معاف کر دے تو وہ اسکے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ اور جو اللہ کے نازل کردہ احکام

بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى

ساتھ اس چیز کے کہ اتاری ہے اللہ نے پس یہ لوگ وہ ہیں ظالم اور پیچھے بھیجا ہم نے اوپر پیروں ان کے کے

کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو یہی لوگ ظالم ہیں۔ اور ان کے بعد انہیں کے نقش قدم پر

ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ

عیسیٰ بیٹے مریم کے کو سچا کرنے والا اس چیز کو کہ آگے اسکے تھی توراۃ سے اور دی ہم نے اس کو انجیل

ہم نے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا جو اپنے سے پہلے کی کتاب کی تصدیق کرتے تھے جو ان سے پہلے تھی یعنی تورات۔ اور ہم نے ان کو انجیل دی

فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى

بیچ اسکے ہدایت اور روشنی ہے اور سچا کرنے والی اس چیز کو کہ آگے اس کے ہے توراۃ سے اور ہدایت

جس میں ہدایت اور روشنی ہے اور تصدیق کرنے والی ہے تورات کی جو اس سے پہلے تھی اور پرہیزگاروں

وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ

اور نصیحت واسطے پرہیزگاروں کے اور چاہیئے کہ حکم کریں اہل انجیل ساتھ اس چیز کے کہ اتاری ہے اللہ نے بیچ

کے لئے ہدایت و نصیحت تھی اور چاہیئے (تھا) کہ اہل انجیل اس چیز کے مطابق فیصلہ کرتے جو اللہ نے

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَاَنْزَلْنَآ

اسکے اور جو کوئی حکم نہ کرے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری ہے اللہ نے پس یہ لوگ وہی ہیں فاسق ۔ ف اور اتاری ہم نے

انجیل میں نازل کی ہے اور جو خدا کی نازل کردہ تعلیمات کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو ایسے ہی لوگ نافرمان ہیں ۔ اور اے پیغمبر

اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ

طرف تیری کتاب ساتھ حق کے سچا کرنے والی اس چیز کو کہ آگے اسکے ہے کتاب سے اور

ہم نے آپ کی طرف سچائی کے ساتھ کتاب بھیجی کہ ان کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو پہلے سے تھیں اور ان کی محافظ

مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ

نگہبان اوپر اسکے پس حکم کر درمیان ان کے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری اللہ نے اور مت پیروی کر خواہشوں ان کی

بھی ہے پس آپ تو اس چیز کے مطابق ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کیجئے جو اللہ نے نازل کی ہے اور اس سچائی

عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ

مڑ کر اس چیز سے کہ آئی ہے تیرے پاس حق سے واسطے ہر ایک کے کیا ہم نے تم میں سے گھاٹ اور راہ

کو چھوڑ کر جو آپ کے پاس پہنچ چکی ہے ان لوگوں کی خواہشوں پر نہ چلیں۔ تم میں سے ہر ایک (گروہ) کے لئے ہم نے دستور

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ

اور اگر چاہتا اللہ البتہ کرتا تم کو امت ایک ولیکن تو کہ آزماوے تم کو بیچ اس چیز کے کہ دی تم کو

ایک شریعت ٹھہرائی اور ایک طریق اور اگر خدا چاہتا تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن اسے یہ منظور تھا کہ جو کچھ تمہیں دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے

حل لغات۔
۱ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ الجروح اِنّ کے اسم یعنی النفس یا العین وغیرہ پر معطوف ہونے کی وجہ سے منصوب۔ قِصَاصٌ خبر قصاص مصدر معنی میں ہے مفعول کے ای والجروح متقاصۃ بعضہا ببعض۔ ۲ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ تَصَدَّقَ معنی میں ہے عفا کے اور بہ کی ضمیر پھرتی ہے القصاص کی طرف۔ ۳ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ہو مبتدا الکفارۃ خبر۔ لَہٗ کی ضمیر راجع ہے متصدق کی طرف جس پر تصدق دلالت کرتا ہے۔ کفارہ وہ چیز جس سے گناہ کی تلافی ہو جائے۔ یہ کَفَرَ بمعنی سَتَرَ سے مشتق ہے۔ کافر چونکہ ساتر حق ہوتا ہے اس لئے اسے کافر کہتے ہیں۔ کاشتکار بیج زمین میں چھپاتا ہے اس واسطے اُسے بھی کافر کہتے ہیں قال تعالیٰ اعجب الکفار نباتہ۔ کفارہ بھی ۲

(بقیہ فائدہ صفحہ ۱۶۳) اَظُنُّ اَنْ یَّجْتَرِئَ عُمَرُ عَلٰی قَتْلِ مُؤْمِنٍ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ فَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ الْاٰیَۃَ فَھَدَرَ دَمَ ذٰلِکَ الرَّجُلِ وَ بَرِئَ عُمَرُ مِنْ قَتْلِہٖ ———— ملاحظہ ہے
دو شخصوں میں جھگڑا ہے ایک مسلمان ہے دوسرا یہودی۔ یہ دونوں اپنا جھگڑا لیکر دربار نبوی میں حاضر ہوتے ہیں۔ یہاں سے فیصلہ سرزد ہوتا ہے جو یہودی کے موافق ہوتا ہے اور مسلمان کے خلاف۔ عدالتِ محمدی کے سے باہر نکل کر مسلمان کہنے لگا کہ چلو حضرت عمرؓ کے پاس چلیں اور ان سے بھی اس کا فیصلہ سنیں۔ جب یہ دونوں حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور آپ کو کل حال معلوم ہوا۔ یہ بھی سُنا کہ دربار محمدیؐ سے فرمان سرزد ہو چکنے کے بعد حدیث رسولؐ سُن لینے کے بعد یہ میرے پاس آئے ہیں۔ آپنے فرمایا اچھا تم ٹھیرو۔ میں تم دونوں میں سچا، اچھا اور دو ٹوک فیصلہ کر دیتا ہوں۔ پھر آپ گھر میں گئے اور ننگی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے واپس آئے اور اس کا سر بھٹے کی طرح اڑا دیا اور فرمایا ھٰذَا اَقْضِیْ لِمَنْ لَّمْ یَرْضَ بِقَضَآءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی یہی فیصلہ ہے اس کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر رضامند نہ ہو۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بعد بھی دوسروں کے اقوال ٹٹولے۔ جب یہ خبر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ سخت غصہ ہوئے اور فرمانے لگے عمر اب ایسا دلیر ہو گیا کہ کلمہ گو مسلمانوں کے بھی سر کاٹنے لگا۔ قریب تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قصاص لینے کا یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دیدیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور آیت نازل ہوئی فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ یعنی تیرے رب کی قسم وہ شخص مومن نہیں جو تیرے حکم کو دل کی خوشی سے گردن جھکا کر قبول نہ کر لیا کرے چنانچہ یہ خون برباد کیا گیا بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آج سے فاروق کا لقب عطا ہوا (ابن کثیر۔ ابن جریر وغیرہ) مسلمانو! خیال کرو کہ فرمانِ نبوی حدیث مصطفوی ہوتے ہوئے جو شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر بزرگ صحابی کے قول کو تلاش کرے وہ بے ایمان اور واجب القتل ہو جائے۔ پھر جو شخص باوجود حدیث نبویؐ کے امام ابوحنیفہ رح امام شافعی رح امام مالک رح امام احمد بن حنبل رح کے اقوال کو نہ صرف تلاش کرے بلکہ ان کا ماننا اپنے ذمہ فرض و واجب سمجھے کیا وہ مسلمان رہ سکتا ہے؟ لیکن آہ! آج حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے غیور مسلمان ہم کہاں ٹٹولیں؟

آج تو بات بات پر کوئی باپ دادوں کے رسم و رواج پیش کرتا ہے کوئی اپنے پیروں فقیروں کی باتیں لاتا ہے کوئی اماموں اور مجتہدوں کی تقلید کرتا ہے کوئی ہدایہ اور کنز و قدوری کے فیصلے پر اڑتا ہے چاہئے تو یہ تھا کہ خدا اور رسول کے فرامین یعنی قرآن و حدیث کے تابع ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اہلحدیث نہ کسی امام کے دشمن، نہ بنی کے منکر۔ ہاں ان کا اگر قصور ہے تو یہ کہ نبوت کی کرسی پر کسی امام کو نہیں بٹھاتے، عرش خداوندی کسی نبی ولی پیر و فقیر کے لئے خالی نہیں کراتے۔ مانتے سب کو ہیں لیکن مراتب کے مطابق فالحمد للہ۔ دوستو! اگر کسی کی تقلید نہ کرنا اسکا نہ ماننا ہے تو تین اماموں کی تقلید چوتھے امام والوں نے بھی چھوڑ رکھی ہے بتاؤ وہ ان کے دشمن ہوئے؟ اگر باوجود ترک تقلید وہ ہر امام والے باقی دوسرے امام والوں کے دوست ہیں تو ہم اہلحدیث بھی باوجود چاروں اماموں بلکہ ساری دنیا والوں کی تقلید نہ کرنے کے سب کو ماننے والے ہیں۔ ہاں یہ ہم اہلحدیثوں کا ایمان ہے کہ جس کی بات موافق شرع ہو جس کا قول قولِ خدا ہو، جسکا لفظ لفظ حق ہو جس کی ایک ایک بات کا ماننا ہم پر فرض ہو وہ ہستی فقط رسول اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور بس۔ بھائیو! آخر تمام امامان دین بھی شرع کے تابع تھے اور یہی ان کی تعلیم تھی پھر آج کیوں قرآن و حدیث پر عمل کرنے کے لئے مذہب، رواج و رسم کو آڑے لایا جاتا ہے؟ مجتہدین و امامانِ دین نے بھی منع فرمایا ہے چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص میرے قول کی دلیل نہ جانے اس کو اس پر فتویٰ دینا جائز نہیں کَذَا فِی الْیَوَاقِیْتِ وَالْجَوَاھِرِ لِلشَّعْرَانِیِّ (تیسیر البیان) حدیث میں ہے مرد عورت کے بدلہ قتل کیا جائے گا کیونکہ آیت میں لفظ نفس کا عام ہے۔ بخاری مسلم میں ہے مسلمان کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جان کے بدلہ جان۔ آنکھ آنکھ کے بدلہ۔ ناک ناک کے بدلہ۔ دانت دانت کے بدلہ ماری، پھوڑی، کاٹی، توڑا جائے۔ اس میں مرد عورت سب مسلمان ایک ہی حکم میں ہیں جس زخم کا اندازہ معلوم ہو سکے اور قصاص ممکن ہو تو اسی قدر قصاص میں زخم کیا جائے اور جس کا اندازہ معلوم نہ ہو سکے جیسے گوشت میں زخم ہو جانا تو اس میں قصاص نہیں (جامع البیان صفحہ ۱۰۰) اعضاء کا کٹنا کبھی تو جوڑ سے ہوتا ہے اس میں تو قصاص واجب ہے جیسے ہاتھ، پیر، قدم، ہتھیلی وغیرہ۔ لیکن جو زخم جوڑ پر نہ ہوں بلکہ کچھ ہڈی ٹوٹ گئی تو امام مالک رح فرماتے ہیں اس میں بھی قصاص ہے مگر ران کی ہڈی اور اس جیسے اعضاء میں نہیں اس لئے کہ وہ زیادتی فائدہ صفحہ ۱۶۵ میں

★ ساتر جرم ہوتا ہے اس لئے اُس کا نام کفارہ ہوا۔ ؎ وَمُھَیْمِنًا عَلَیْہِ. مہیمن حافظ، رقیب، نگران حال۔ بولا کرتے ہیں ہیمن الرجل یہیمن اذا کان رقیبا علی الشئ وشاہدا علیہ۔ حسان کا شعر ہے ان الکتاب مہیمن لنبینا ٭ والحق یعرفہ ذوو الالباب۔ یا یوں کہو کہ مہیمن کا لفظ وہی مؤمن ہے۔ مؤمن باب افعال سے اور یہ باب مفاعلہ سے اصل میں تھا مُؤَامِنٌ دوسرے ہمزے میں قاعدہ تلیین جاری کر کے ے سے بدل لیا اور پہلے کو ہے سے جیسے ہرقت ارقت اور ہیاک ایاک میں۔ ؎ شِرْعَۃً وَّمِنْھَاجًا. شرعۃ مشتق ہے شرع بمعنی بَیَّنَ واَوْضَحَ سے شریعت کو شریعت اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ طریق عمل کو واضح کرتی ہے۔ منہاج کہتے ہیں طریق واضح کو۔ یہ مشتق ہے نہج الامر اذا وضح سے۔

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ

پس دوڑ کر لو بھلائیوں کو ۔ طرف اللہ کی ہے پھر جانا تمہارا سب کا پھر خبر دیگا تم کو

پس نیکیوں کی طرف سبقت چاہو آخر کار تم سب کو اللہ کی طرف لوٹنا ہے پھر وہ تمہیں (اس چیز کی حقیقت)

بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (۴۸) وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ

ساتھ اس چیز کے کہ تھے تم بیچ اسکے اختلاف کرتے اور یہ کہ حکم کر درمیان ان کے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری

بتائے گا جس میں تم باہم اختلاف کرتے تھے اور ہم نے کہا کہ اسی (کتاب) کے مطابق ان میں فیصلہ

اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْ

اللہ نے اور مت پیروی کر خواہشوں ان کی کی اور ڈر ان سے یہ کہ بہکا دیں تجھ کو بعض اس

کیجئے جو اللہ نے نازل کی ہے اور انکی خواہشوں کی پیروی نہ کیجئے اور ان کی طرف سے محتاط رہیے کہ کہیں آپ کو کسی حکم سے جو اللہ نے

بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ

چیز سے کہ اتاری ہے اللہ نے تیری طرف پس اگر پھر جاویں پس جان تو سوائے اسکے نہیں کہ ارادہ

آپ کی طرف نازل کیا ہے بہکا دیں پھر اگر یہ اعراض کریں تو جان لیجئے کہ اللہ چاہتا ہے

اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ

کرتا ہے اللہ یہ کہ پہنچادے ان کو سزا ساتھ بعضے گناہوں ان کے کے اور تحقیق بہت لوگوں میں سے البتہ

کہ ان کے بعض گناہوں کی وجہ سے ان کو سزا دے ۔ اور اس میں شک نہیں کہ لوگوں میں بہت سے

لَفٰسِقُوْنَ (۴۹) اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ اَحْسَنُ

فاسق ہیں ۔ کیا پس حکم جاہلیت کا چاہتے ہیں اور کون شخص بہتر ہے

نافرمان ہیں تو کیا یہ لوگ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو یقین رکھنے والے ہیں

مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ (۵۰) ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

اللہ والی سے حکم میں واسطے اس قوم کے کہ یقین لاتے ہیں ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت

اللہ سے بہتر فیصلہ کے لحاظ سے کون ہو سکتا ہے ۔ اے مسلمانو! تم یہودیوں اور عیسائیوں

تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ

پکڑو یہود اور نصاریٰ کو دوست بعض ان کے دوست ہیں بعض کے

کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو ان کو دوست بنائے گا

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى

اور جو کوئی دوست پکڑے ان کو تم میں سے پس تحقیق وہ انہیں میں سے ہے تحقیق اللہ نہیں ہدایت کرتا

تو وہ یقیناً انہی میں سے ہے ۔ یقین کرو اللہ ان لوگوں کو کبھی ہدایت (کی توفیق) نہیں دیتا

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (۵۱) فَتَرَى الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

قوم ظالموں کو پس دیکھتا ہے تو ان لوگوں کو کہ بیچ دلوں ان کے کے بیماری ہے

جو ظالم ہیں پھر (اے پیغمبر!) جن لوگوں کے دلوں میں روگ ہے آپ دیکھیں گے کہ

يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ

جلدی کرجاتے ہیں بیچ ان کے کہتے ہیں ڈرتے ہیں ہم یہ کہ پہنچ جاوے ہم کو گردش زمانے کی

وہ انہیں لوگوں میں تیزی سے گھسے جارہے ہیں کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں کسی مصیبت کے پھیر میں نہ آجائیں۔

حل لغات۔

۱ وَاَنِ احْكُمْ۔ لفظ اَنْ الکتاب پر معطوف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ای وانزلنا الیک اَنِ احکم۔ اور ہو سکتا ہے کہ بالحق پر عطف ہو ای انزلناہ بالحق و بان احکم۔ ۲ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ اَنْ مصدریہ اور یہ بدل ہے واحذرہم کی ضمیر مفعول سے ای واحذرہم فتنتہم اور ممکن ہے کہ مضاف محذوف مان کر احذر کا مفعول لہ قرار دیں ای واحذرہم مخافۃ ان یفتنوک۔ ۳ ان یصیبہم

معنی میں ہے اَنْ يُّصِيْبَهُمْ کے ای ان یصیبہم بجزاء بعض ذنوبہم۔ ۴ دَآئِرَةٌ زمانہ کی گردش۔ یہ مشتق ہے دور سے جس کے معنے ہیں گھومنے کے۔ چونکہ زمانہ بھی ہمیشہ گھومتا اور گردش کرتا ہے اس لئے اُسے دائرہ کہتے ہیں۔ یہاں اس سے مراد ہے ہزیمت اور خوفناک حوادث۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۱۶۴) خوف فطر کی جگہ ہے ہاں زخموں کا قصاص بھی زخموں کے پُر ہونے بھرنے سے پہلے دلیا جائے۔ اگر بھرنے سے پہلے بدلہ لے لیا اور پہلے شخص کا زخم زیادہ ہوگیا تو اس کا بدلہ نہیں ملے گا کیونکہ صحیح اندازہ نہیں ہوسکتا۔ اور اگر بدلہ میں زخم کیا اور اس زخم سے اتفاقاً یعنی دُوسرا شخص مرجائے تو بدلہ لینے والے پر کچھ الزام نہیں (ترجمان جلد ۳ صفحہ ۱۱۹۱ لاہوری) منتقیٰ صفحہ ۱۵۰ میں حضرت انس رضہ کی روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس قصاص کا مقدمہ آتا تھا تو آپ اس میں معافی کی سفارش ضرور کیا کرتے تھے۔ اسی صفحہ میں ہے مَا مِنْ رَجُلٍ يُصَابُ بِشَيْءٍ فِي جَسَدِهِ فَيَتَصَدَّقُ بِهِ إِلَّا رَفَعَ اللّٰهُ بِهِ دَرَجَةً وَحَطَّ بِهِ عَنْهُ خَطِيئَةً یعنی جس شخص کے جسم کو زخم وغیرہ کا صدمہ پہنچے پھر وہ بدلہ نہ لے بلکہ معاف کردے تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کا گناہ بخش دیتا ہے اور جنت میں اسکا درجہ بلند کردیتا ہے (ابن کثیر، ابن جریر، حدیث التفاسیر) اور دیت کا بیان صفحہ ۱۳۳ میں بھی ہے۔

فوائد صفحہ ۱۶۴

پانچ بُری خصلتیں۔ ف حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے روبرو ان آیتوں کا ذکر ہوا تو ایک شخص نے کہا یہ تو بنی اسرائیل کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ حذیفہ رضہ نے فرمایا کہ میٹھا میٹھا تو تمھارے واسطے اور کڑوا کڑوا بنی اسرائیل کے واسطے یعنی تم اپنے آپ کو اس وعید سے بری سمجھتے ہو حالانکہ جو شریعت کے خلاف فیصلہ کرے وہ اس وعید میں داخل ہے ایسا ہی ابن عباس رضہ سے روایت ہے۔ حاشیہ جامع البیان صفحہ ۱۰۰ میں ہے كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا وَقَعَتْ فِيكُمْ خَمْسٌ وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ أَنْ تَكُونَ فِيكُمْ أَوْ تُدْرِكُوهُنَّ مَا ظَهَرَتِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ يُعْمَلُ بِهَا فِيهِمْ عَلَانِيَةً إِلَّا ظَهَرَ فِيهِمُ الطَّاعُونُ وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ فِي أَسْلَافِهِمْ وَمَا مَنَعَ قَوْمٌ الزَّكٰوةَ إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوا وَمَا بَخَسَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِلَّا أُخِذُوا بِالسِّنِينَ وَشِدَّةِ الْمَؤُونَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ وَلَا حَكَمَ أُمَرَاؤُهُمْ بِغَيْرِ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ عَدُوَّهُمْ فَاسْتَنْقَذُوا بَعْضَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ وَعَطَّلُوا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا حال ہوگا تمھارا جب کہ تم میں یہ پانچ خصلتیں آجائیں گی أَعُوذُ بِاللّٰهِ أَنْ تَكُونَ فِيكُمْ ایک یہ کہ جس قوم میں زناکاری کھلم کھلا ہونے لگے اس قوم میں ایسی ایسی بیماریاں ہوں گی جو پہلے کبھی نہیں ہوئی تھیں۔ دوسرے یہ کہ زکوٰۃ روکنے سے بارش کی تنگی ہوجائے گی اگر جانور نہ ہوں تو بالکل ہی بارش نہ ہو۔ تیسرے جب ناپ تول میں دغا بازی کریں گے تو قحط میں مبتلا ہوں گے اور حاکم بادشاہ ظالم جابر آجائیں گے۔ چوتھے جب امیر حاکم شریعت کے خلاف فیصلے کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے دشمن کو ان پر حاکم بنا دے گا جو انکی ریاست وثروت چھین لیں گے۔ پانچویں جب اللہ کی کتاب اور نبی کی سنت پر عمل کرنا چھوڑ دیں گے تو آپس میں عداوت پھیل جائے گی (بیہقی)

ترغیب صفحہ ۲۱۴) معلوم ہوا جو خدا کے خلاف فیصلہ دے وہ جاہلیت کا فیصلہ ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں بڑا مبغوض وہ شخص ہے جو اسلام میں جاہلیت کا طریقہ تلاش کرے یعنی جاری کرے اور جو ناحق کسی کا خون تلاش کرے یعنی قتل کرے (طبرانی)

(فوائد صفحہ ھٰذا)

ف (فیصلوں کے متعلق شرعی ھدایات) کعب بن اسید اور عبداللہ بن صوریا اور شاش بن قیس وغیرہ علماء یہود نے آپس میں مشورہ کیا کہ آؤ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی) آزمائش کریں۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہم لوگ یہود کے سردار ہیں اگر ہم مسلمان ہوجائیں تو تمام یہود مسلمان ہوجائیں سو ہماری اور تمہاری قوم کے باہم کچھ جھگڑے ہیں ہم وہ مقدمات آپکے پاس لاویں اگر آپ ہمارے موافق فیصلہ کریں تو ہم اسلام قبول کرلیں گے تب اللہ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں کہ کتاب کے موافق جس کا حق دیکھو اس کو دلواؤ ان لوگوں کے کہنے پر عمل نہ کرنا۔ حق سے مراد صدق یعنی یہ کتاب سچی پکی ہے۔ اس میں شک نہیں بالیقین اللہ پاک نے اس کو نازل فرمایا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا مُهَيْمِنًا سے مراد قرآن شریف امین ہے ہر کتاب پر جو اس سے پیشتر آئی ہے اور فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ میں بھلائیاں خوب کرنے کا حکم ہے۔ جامع ترمذی صفحہ ۵۴ جلد دوم بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُبَادَرَةِ بِالْعَمَلِ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا ہے بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ سَبْعًا هَلْ تَنْتَظِرُونَ إِلَّا إِلَى فَقْرٍ مُنْسٍ أَوْ غِنًى مُطْغٍ أَوْ مَرَضٍ مُفْسِدٍ أَوْ هَرَمٍ مُفَنِّدٍ أَوْ مَوْتٍ مُجْهِزٍ أَوِ الدَّجَّالِ فَشَرٌّ غَائِبٌ يُنْتَظَرُ أَوِ السَّاعَةِ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں سے پہلے پہلے کچھ نیکیاں حاصل کرلو کیا خبر ہے کہ کل کو ایسی مفلسی آجائے کہ اس کے پیچھے تم اور کاموں کو بھول جاؤ۔ یا آسودگی ایسی مل جائے جو بیہوش کردے یا بیماری ایسی آجائے جو عقل کو اور قویٰ کو خراب کردے۔ یا ضعیفی ایسی آجائے جس میں طاقت زائل ہوجائے یا موت آجائے جس میں سب کچھ ہی ختم ہوجائے۔ یا دجال آجائے جو آنے والی مصیبتوں میں سب سے بڑی مصیبت ہے۔ یا قیامت قائم ہوجائے تو قیامت تو بہت ہی بڑی بھاری اور کڑوی سخت چیز ہے۔ پس مراد خیرات سے طاعت خدا و رسول یعنی اتباع شریعت ہے۔ معلوم ہوا حق یعنی کتاب و سُنت کے خلاف کبھی فیصلہ نہ کرنا چاہیے۔ خلاف فتویٰ دینے پر خواہ کتنا ہی لالچ دکھائی دے کبھی خلاف نہ کرے جیسا کہ اگلی آیت میں ہے کہ قرآن حدیث کے خلاف مسئلہ بتانا فتویٰ دینا فیصلہ کرنا جاہلیت ہے، صاف انکار کردینا چاہیے جیسا کہ اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہود کو صاف فرمادیا خواہ مانو یا نہ مانو میں تو حق کے خلاف فیصلہ نہ دوں گا ایک شخص نے حضرت طاؤس سے پوچھا کہ میں اپنی اولاد میں سے ایک کو

(باقی فائدہ صفحہ ۱۶۶ پر ملاحظہ فرمائیں)

فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى

پس شتاب ہے اللہ یہ کہ لے آدے فتح کو یا کچھ بات اپنے پاس سے پس ہوجاویں اوپر

سو قریب ہے (وہ وقت) کہ اللہ فتح کا سامان کردے یا اپنی طرف سے کسی اور بات کا - پھر یہ لوگ ان

مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

اس چیز کے کہ چھپاتے تھے بیچ دلوں اپنے کے پشیمان ۵۲ اور کہیں گے وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں

باتوں پر نادم ہوں جو انھوں نے اپنے دلوں میں چھپا رکھی تھیں ۔ اور ایمان والے کہیں گے کہ کیا یہی لوگ ہیں

اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ

کیا یہی وہ لوگ جو قسم کھاتے تھے ساتھ اللہ کے سخت قسمیں اپنی کہ تحقیق وہ البتہ ساتھ ہیں

جنھوں نے اللہ کی مضبوط قسمیں کھائی تھیں ۔ کہ وہ یقیناً تمہارے ساتھ ہیں ۔ ان لوگوں کے (تمام) اعمال اکارت

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

تمہارے ناپید ہوئے عمل ان کے پس ہو گئے ٹوٹا پانے والے اے لوگو جو

گئے ۔ اور بالآخر وہ خائب اور خاسر ہو کر رہ گئے ۔ مسلمانو! تم میں سے جو

اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ

ایمان لائے ہو جو کوئی پھر جاوے گا تم میں سے دین اپنے سے پس البتہ لاوے گا اللہ ایک قوم کو

اپنے دین سے پھر جائے تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لا موجود کرے گا جن کو وہ چاہتا ہو اور وہ اسے

يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ

کہ پیار کرتا ہے وہ انکو اور پیار کرتے ہیں وہ اسکو نرمی کرنیوالے ہیں اوپر مسلمانوں کے سختی کرنیوالے ہیں اوپر کافروں کے

چاہتے ہوں - جو مسلمانوں کے لیے مہربان ہوں گے اور کافروں کے لیے سخت

يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ

جہاد کریں گے بیچ راہ اللہ کے اور نہ ڈریں گے ملامت کرنے کسی ملامت کرنیوالے کی سے یہ

اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے - اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے - یہ

فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾ اِنَّمَا

بڑائی اللہ کی ہے دیتا ہے اس کو جس کو چاہے اور اللہ کشائش والا ہے جاننے والا ۵۴ سوائے

اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے دے ، اور اللہ بڑی وسعت اور بڑے علم والا ہے (مسلمانو) تمہارا

وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

اسکے نہیں کہ دوست تمہارا اللہ ہے اور رسول اس کا اور وہ لوگ کہ ایمان لائے وہ لوگ کہ قائم رکھتے ہیں نماز کو

رفیق تو صرف اللہ اور اس کا رسول ہے - اور وہ مومن ہیں جو نماز قائم رکھتے ، زکوٰۃ دیتے اور (خدا کے حضور)

وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ

اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ رکوع کرنیوالے ہیں اور جو کوئی دوست رکھے اللہ کو اور

جھکنے والے ہیں - اور جو اللہ کو اور اسکے رسول کو اور

رَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾ ع ۸ ۱۲

رسول اسکے کو اور ان لوگوں کو کہ ایمان لائے پس تحقیق گروہ اللہ کے وہی ہیں غالب

ایمان والوں کو دوست رکھے گا تو یاد رکھو کہ یہ اللہ کا گروہ ہے اور اللہ کا گروہ ہی غالب رہنے والا ہے

حل لغات

[1] جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ - جہد اصل میں مصدر ہے اور اس کے معنی ہیں کوشش توانائی رنج و مشقت حدیث میں آیا ہے اَعُوْذُ بِكَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ - یہ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے - تقدیر عبارت یوں ہے اقسموا باللہ یجہدون جہد ایمانہم فعل حذف ہوگیا اور مفعول مطلق اس کے قائم مقام کردیا گیا - یہاں جہد الایمان سے ★

(بَقِيَّہ فائدہ صَفحَہ ۱۶۵)

زیادہ اور ایک کو کم دے سکتا ہوں تو آپ نے یہی اگلی آیت پڑھی کیا جاہلیت کا حکم ڈھونڈتے ہو (ابن کثیر۔ حمیدی)

ف۲ جامع البیان صفحہ ۱۰۱ میں ہے پہلے جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غیر مسلم لوگوں کے فیصلہ کرنے میں اختیار تھا وہ اس آیت نے منسوخ کر دیا یعنی یہ حکم ہوا کہ واپس نہ کرو بلکہ فیصلہ کرو اور یہ بھی حکم ہوا کہ وہ کسی مذہب والے ہوں تم سب کا مقدمہ اپنی شریعت کے موافق طے کرو فقط

فوائد صَفحَہ ھٰذا

کفار سے دوستی کی ممانعت۔ ف۱ یعنی منافق کافروں سے دوستی لگائے جاتے ہیں کہ ہم پر گردش نہ آجائے یعنی مسلمان مغلوب ہو جاویں تو ان کی دوستی ہمارے کام آوے سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب قریب ہے کہ کافر ہلاک ہوں یعنی مسلمانوں کو ان پر فتح ہو یا کچھ اور حکم آوے یعنی کافر ملک سے ویران ہوں۔ آخر یہود کو حکم فرمایا جلاوطن کرنے کا (موضح) دشمنان اسلام یہود و نصاریٰ سے دوستی کرنے ان کی خو خصلت عادت سیکھنے کی اللہ تعالیٰ ممانعت فرما رہا ہے۔ اس آیت سے مسلمانوں کو سبق لینا چاہئے۔ ہمارے زمانے کے بعض نام نہاد مسلمان سچے مسلمانوں سے تو دشمنی کرتے ہیں اور ان کی مخالفت میں اہل شرک و بدعت کے دوست بن جاتے ہیں۔ ان کا حشر ان ہی کے ساتھ ہوگا۔ حدیث میں ہے اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ جو دنیا میں جس کے ساتھ محبت رکھے گا قیامت میں اسی کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔ محبت، موالاۃ، اعتماد اور برادرانہ مناصرۃ و معاونت تو کسی مسلمان کو حق نہیں کہ یہ تعلق کسی غیر مسلم سے قائم رکھے کیونکہ ان کی ہم نشینی اور اختلاط سے متاثر ہو کر رفتہ رفتہ تثلیث پرست بت پرست قبر پرست پیر پرست تعزیہ پرست مولود اور گیارہویں پرست بن جاتے ہیں اور ان ہی کا مذہب اختیار کر لیتے ہیں یا کم از کم رسومات اور شکل و صورت و لباس میں ان سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ آج مشاہدہ موجود ہے۔ عموماً محمدی شکل لوگوں کو پسند نہیں، نصاریٰ کی پسند ہے۔ اس سے بڑھ کر ان سے دوستی کے اثر کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے؟ اس آیت میں ہر اس دوستی کی ممانعت ہے جس سے دین میں نقصان ہو۔

جہاد کی فضیلت و تاکید۔ ف۲ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اہل عرب دین سے پھرے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے یمن سے مسلمان بلوائے ان سے جہاد کروایا کہ تمام عرب مسلمان ہوئے یہاں ان کے حق میں بشارت ہے (موضح) اِرْتِدَاد کہتے ہیں حق کو چھوڑ کر باطل کی طرف پھر جانے کو۔ محمد بن کعب کہتے ہیں یہ آیت سرداران قریش کے بارے میں اتری ہے۔ پھر ان کامل ایمان والوں کی صفت بیان ہو رہی ہے کہ یہ اپنے دوستوں یعنی مسلمانوں کے سامنے تو بچھ جانے والے ہیں اور کفار کے مقابلہ میں تن جانے والے ہیں۔ یہ سچے مسلمان راہ خدا میں جہاد سے منہ نہیں موڑتے پیٹھ نہیں دکھاتے انہی کی فضیلت میں فرمایا۔ جامع ترمذی جلد اول صفحہ ۲۱۲ میں ہے لَا يُكْلَمُ اَحَدٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ يُّكْلَمُ فِي سَبِيْلِهٖ اِلَّا جَآءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّيْحُ رِيْحُ الْمِسْكِ یعنی جو کوئی اللہ کی راہ میں زخمی ہوتا ہے اور اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ اس کی راہ میں زخمی ہونے والا کون ہے تو وہ شخص قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے خون میں رنگت تو خون کی ہوگی اور خوشبو مشک کی جھلکتی ہوگی مطلب یہ ہوا کہ شہیدوں اور مجاہدوں کا بہت بڑا درجہ و مرتبہ ہے لیکن شہادت وہی ہے جو ان قواعد و شرائط کے موافق ہو جو شریعت میں مقرر ہیں خالص اللہ کی رضامندی کے لئے ہو نہ دنیاوی غرض کے لئے اور جماعت بندی کے ساتھ امام کے حکم کے ماتحت ہو۔ ہاں جو لوگ جہاد چھوڑ دیں خواہ وہ جہاد جانی ہو مالی ہو زبانی ہو تو حدیث میں ان کی بڑی مذمت آئی ہے۔ ابن ماجہ صفحہ ۲۰۲ میں ہے مَنْ لَّقِيَ اللّٰهَ وَلَيْسَ لَهٗ اَثَرٌ فِيْ سَبِيْلِهٖ لَقِيَ اللّٰهَ وَفِيْهِ ثُلْمَةٌ یعنی جو شخص قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس پر جہاد کا کوئی نشان نہیں تو وہ عیب دار سمجھا جائے گا یعنی اس وقت سخت شرمندگی ہوگی۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ لفظ ہیں وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهٗ حَتّٰى تَرْجِعُوْا اِلٰى دِيْنِكُمْ (احمد) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یعنی جب تم خرید و فروخت تجارت اور جانور گائے بیل اور کھیتی باڑی میں جی لگا لو گے (نماز روزہ و تبلیغ دین حتیٰ کہ) جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تم پر ذلت ڈال دے گا (باقی فائدہ صفحہ ۱۶۷ پر)

مراد ہے شدید اور غلیظ قسمیں جو نہایت کوشش اور مبالغہ کے ساتھ کھائی جائیں اور ایک لفظ ہے جُہد یہ بھی ہم معنیٰ ہے جَہد کا لیکن یہ اسم ہے اور وہ مصدر ۲؎ اَذِلَّةٍ جمع ہے ذلیل کی اور ذلیل کہتے ہیں مغلوب عاجز ضعیف کو۔ یہاں مراد ہے نرمی کرنے والے ۳؎ اَعِزَّةٍ جمع ہے عزیز کی اور یہ مشتق ہے عِزَّةٌ سے جس کے معنیٰ ہیں ارجمندی اور عزیزی خلاف ذل اور غلبہ اور قوت و شدت کے۔ یہاں عزیز کے یہی آخری معنیٰ یعنی شدید و سخت مراد ہیں اور اسی سے ہے وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ اور عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ۔ ۴؎ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ اس کا عطف ہے یجاہدون پر ای انہم جامعون بین المجاہدۃ فی سبیل اللہ وبین التصلب فی الدین۔ اور ممکن ہے فاعل یجاہدون سے حال ہو ای انہم یجاہدون و حالہم خلاف حال المنافقین لیکن یہ توجیہ ضعیف ہے کیونکہ جس طرح مضارع مثبت پر واو حالیہ کا داخل ہونا نادرست ہے اسی طرح مضارع منفی بلا یا لم پر بھی نادر ہے پھر لَوْمَةَ مصدر ہے اور تے وحدۃ کی اور لائم کی تنوین مبالغہ کے لئے گویا یوں کہا گیا لَا يَخَافُوْنَ شَيْئًا قَطُّ مِنْ لَوْمِ اَحَدٍ مِّنَ اللَّائِمِيْنَ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت پکڑو ان لوگوں کو جو پکڑتے دین تمہارے کو

اے ایمان والو! ان لوگوں میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی جا چکی اور کافروں

هُزُوًا وَلَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ

ٹھٹھا اور کھیل ان لوگوں میں سے کہ دیے گئے ہیں کتاب پہلے تم سے اور نہ کافروں کو

میں سے جن لوگوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنا رکھا ہے انہیں اپنا رفیق

أَوْلِيَاءَ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿۵۷﴾ وَإِذَا نَادَيْتُمْ

دوست اور ڈرو اللہ سے اگر ہو تم ایمان والے اور جب پکارتے ہو تم

نہ بناؤ اور اللہ ہی سے ڈرو اگر (فی الحقیقت) مومن ہو اور جب تم نماز کے لیے پکارتے

إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا

طرف نماز کی پکڑتے ہیں اسکو ٹھٹھا اور کھیل یہ بسبب اس کے ہے کہ وہ ایک قوم ہیں

ہو۔ تو یہ لوگ اسے ہنسی اور کھیل سمجھتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ اہل عقل

يَعْقِلُونَ ﴿۵۸﴾ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنقِمُونَ مِنَّا إِلَّا أَنْ

کہ نہیں سمجھتے کہہ اے اہل کتاب نہیں عیب پکڑتے تم ہم سے مگر یہ کہ

نہیں رکھتے کہہ دیجیے۔ اے اہل کتاب! تم ہم میں اسکے سوا کونسی بات معیوب سمجھتے ہو کہ ہم

آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلُ وَأَنَّ

ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے اور اس چیز کے کہ اتاری گئی ہے طرف ہماری اور جو اتاری گئی ہے پہلے اور یہ کہ

اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اس کتاب پر جو ہماری طرف نازل کی گئی اور ان پر جو پہلے نازل کی گئیں اور یہ کہ

أَكْثَرَكُمْ فَاسِقُونَ ﴿۵۹﴾ قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكَ

بہت تمہارے فاسق ہیں کہہ کیا خبر دوں میں تم کو ساتھ بدتر کے اس سے

تم میں سے اکثر نافرمان ہیں۔ (اے پیغمبر) کہہ دیجیے کیا میں تمہیں ان لوگوں کے متعلق بتاؤں جو اللہ کی

مَثُوبَةً عِندَ اللَّهِ ۚ مَن لَّعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ

جزا میں نزدیک اللہ کے وہ شخص کہ لعنت کی اسکو اللہ نے اور غصہ ہوا اوپر اسکے اور کیے

نظر میں جزا کے لحاظ سے کہیں برے ہیں؟ وہ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور ان پر غضب نازل کیا اور ان میں

مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ ۚ أُولَٰئِكَ

ان میں سے بندر اور سور اور بندگی کی شیطان کی یہ لوگ

بعض کو بندر اور سور بنا دیا اور وہ جو شیطان کو پوجنے لگے یہی لوگ درجہ کے لحاظ سے

شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ ﴿۶۰﴾ وَإِذَا جَاءُوكُمْ

بدترین جگہ میں اور بہت بہکے ہوئے ہیں راہ سیدھی سے اور جب آتے ہیں تیرے پاس

بدترین ہیں اور سیدھی راہ سے بہت بھٹکے ہوئے ہیں اور جب یہ لوگ آپ کے

قَالُوا آمَنَّا وَقَد دَّخَلُوا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ ۚ وَاللَّهُ

کہتے ہیں ایمان لائے ہم اور تحقیق داخل ہوئے ہیں ساتھ کفر کے اور وہ تحقیق نکل گئے ہیں ساتھ اسکے اور اللہ

پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ حالانکہ وہ کفر ہی لے کر آئے تھے اور اسی کو ساتھ لے کر چلے گئے

حل لغات۔ ۱؎ تَنْقِمُوْنَ لیا گیا ہے نقمہ سے اور نقمہ کہتے ہیں کسی چیز پر انکار کرنے اور اس پر عیب لگانے کو۔ چونکہ عذاب بھی فعل منکر پر واجب ہوتا ہے اس لیے اسے نقمہ کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں نقمہ کے معنی ہیں مکروہ اور ناپسند کے بولا کرتے ہیں نَقِمَ الْاَمْرَ اسی کی بنا پر عذاب کو نقمہ کہنے کی یہ وجہ ہے وہ بھی مکروہ ہوتا ہے۔ بہر صورت

(بقیہ فوائد صفحہ ١٦٦)

پھر جب تک تم اپنے دین کو ٹھیک نہ کرو گے تب تک ذلت دُور نہ ہوگی

سات باتوں کا حکم۔ **ف۳** ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھ کو میرے خلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتوں کا حکم کیا ہے کہ میں مسکینوں سے محبت رکھوں ان کے پاس بیٹھوں۔ اپنے سے کم رُتبے والے کی طرف دیکھوں اور اپنے سے اونچے یعنی مالدار کے مال اور ٹھاٹ باٹ کی طرف نہ دیکھوں۔ اور صلہ رحمی کروں اگرچہ کوئی مجھ سے صلہ رحمی نہ کرے۔ اور نہ سُوال کروں کسی سے کچھ۔ اور حق کہوں اگرچہ تلخ ہو اور راہِ خدا میں کسی کی ملامت کا خیال نہ کروں۔ اور بکثرت لاحول و لاقوۃ الا باللہ کا ورد رکھوں جو عرش کے نیچے کا خزانہ ہے (احمد)

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ مراد کفار سے مشرکین ہیں۔ اس آیت میں بھی نفرت دلائی اعداءِ اسلام کی دوستی سے۔ وہ اعداء کتابی ہوں یا مشرک کیونکہ وہ افضل اعمال عاملین یعنی شرائع مطہرہ محکمۂ اسلامیہ کو جو ہر خیر دنیوی اُخروی پر مشتمل ہیں کھیل تماشا ٹھیراتے ہیں۔ یہ لوگ مانند شپ رک (چمگادڑ) کے ہیں۔ ہر چند سورج کی روشنی خوب صورت اور فائدہ مند ہے مگر اس کو بُری معلوم ہوتی ہے (ابن کثیر)

اذان اور مؤذن کی فضیلت۔ **ف۲** حدیث میں آتا ہے اذان دین کی بنیادی چیزوں میں سے شعارِ اسلام کا اظہار ہے۔ جس بستی میں اذان ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس دن اپنے عذاب سے اس بستی کو محفوظ رکھتا ہے۔ مؤذن کی اذان جہاں تک پہنچتی ہے ہر تر و خشک چیز اس کے لئے دعاءِ مغفرت کرتی ہے۔ مؤذنوں کو نبیوں اور شہیدوں کے بعد سب سے پہلے جنتی لباس پہنایا جائے گا (عینی شرح بخاری) مگر شرط یہ ہے کہ مؤذن موحد متبع سنت ہو۔ مشرک بدعتی نہ ہو۔ آج کل بعض مؤذن اذان میں بدعت کرتے ہیں اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں۔ یہ مروجہ طریقہ صلوٰۃ وسلام کا بدعت ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں اذان دیا کرتے تھے مگر اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام نہ انھوں نے پڑھا اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور نہ خلفاء راشدین کے زمانہ میں یہ طریقہ پایا جاتا ہے لہٰذا اس بدعت اور ایجاد سے مسلمانوں کو بچنا چاہیئے اور مسنون طریقہ کے مطابق اذان کے بعد درود مسنون یعنی درود ابراہیمی اور دُعاء اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ الخ (جس کا بیان صفحہ ١٦١ پر کیا ہے) منقول و مسنون دُعائیں پڑھ کر اجر و ثواب حاصل کرنا چاہیئے۔ موضح القرآن میں ہے یعنی یہود اور بعضے مشرک اذان کی آواز پر ہنستے یہ ان کی بے عقلی تھی اللہ کی بڑائی ہر دین میں بہتر ہے۔

ف۳ یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس چند یہودی آئے اور پوچھا آپ کس کس نبی کو مانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرا تو اللہ پر ایمان ہے اور جو کچھ ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ اسحٰقؑ یعقوب و اسباط و موسٰیؑ و عیسٰیؑ وغیرہ تمام انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوا ہے سب پر ایمان رکھتا ہوں کسی کا بھی انکار نہیں کرتا۔ عیسٰی علیہ السلام کا نام سُن کر کہنے لگے ہم عیسٰی پر ایمان نہیں رکھتے اور جو عیسٰی کو مانے ہم اسکو بھی نہیں مانتے تب یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ فتح البیان میں ہے یعنی تم کو یہی بات ہماری بُری لگتی ہے کہ ہم اللہ اور اس کی سب کتب پر ایمان لائے ہیں سو یہ بات کچھ عیب کی نہیں ہے۔ تم اب دیکھو کہ اکثر تم میں فاسق بے ایمان ہیں۔ عیب کی بات یہ ہے یا وہ جو تم میں ہے فقط

تبلیغ نہ کرنے سے عتاب

ف۴ یعنی اگر ایمان باللہ پر مستقیم ہوتا اور ہر اس چیز کی جو خدا کی طرف سے کسی زمانہ میں نازل ہوئی ہو سچے دل سے تصدیق کرنا ہی تمہارے زعم میں مسلمانوں کا سب سے بڑا جرم اور سب سے بڑی بُرائی ہے اور اسی وجہ سے تم ان کو مورد طعن بناتے ہو تو آؤ میں تم کو ایک ایسی قوم کا پتہ بتلاؤں جو اپنی شرارت اور گندگی کی وجہ سے بدترین خلائق ہے جن پر خدا کی لعنت اور غضب کا اثر آج بھی نمایاں طور پر آشکارا ہے جس کے بہت سے افراد اپنی مکاری اور بے حیائی اور حرص دنیا کی سزا میں بندر اور سور بنائے جا چکے ہیں۔ اگر انصاف سے دیکھا جائے یہ بدترین مخلوق تمہارے طعن و استہزار کی مستحق ہو سکتی ہے اور اے یہود وہ خود تم ہی ہو ___ ترجمان جلد سوم صفحہ ٩٢٧ لاہوری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا یہ سور بندر جو موجود ہیں وہی قوم ہے جو مسخ ہو گئی تھی۔ آپؐ نے فرمایا ان کی نسل تو باقی ہی نہیں رہی بلکہ بندر و سور پہلے بھی تھے (ابوداؤد و مسلم وغیرہ) فقط

★ تنقمون معنے میں ہے تکرہون اور تعیبون کے۔ ٢ہ مَثُوْبَۃً بروزن مَفْعُلَۃٌ کے جیسے مقولۃ اور محوزۃ یہ لفظاً نہیں بلکہ معنیً مصدر ہے اور کبھی مفعول کے وزن پر بھی مصدر آتا ہے جیسے معقول میسور۔ یہاں تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ لفظ مثوبۃ اگرچہ خیر کے ساتھ مختص ہے جس طرح عقوبۃ شر کے ساتھ مگر یہاں اس کا استعمال شر میں بطریق تہکم و استہزاء ہے جیسے فبشرہم بعذاب الیم اور ہ تحیۃ بینہم ضرب وجیع میں اور اس کی مزید تحقیق سورۂ بقرہ کی آیۃ ولو انہم امنوا واتقوا المثوبۃ الخ میں گزر چکی وہاں ضرور ملاحظہ ہو۔ ٣ہ اَلطَّاغُوْت اس سے مراد ہے ہر وہ چیز جس کی خدا کی نافرمانی میں اطاعت کی جائے۔ یہاں مراد ہے گوسالہ اور اس کی لغوی تحقیق اور کیفیت اشتقاق آیۃ فمن یکفر بالطاغوت میں گزر چکی۔

اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴿٦١﴾ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ

خوب جانتا ہے اس چیز کو کہ چھپاتے تھیں ۔ ف۱ اور دیکھتا ہے تو بہتوں کو ان میں سے جلدی کرتے ہیں

اور جو کچھ وہ (دلوں میں) چھپاتے ہیں اللہ اسے خوب جانتا ہے ۔ اور آپ ان میں سے بہتوں کو دیکھیں گے کہ وہ گناہ، سرکشی

فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا

گناہ کے اور تعدی کے اور کھانے ان کے حرام کو البتہ برا ہے جو کچھ کرتے

اور حرام مال کھانے میں بہت جلدی کرتے ہیں ۔ یقیناً ان کے یہ کام برے ہیں۔

يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٢﴾ لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ

وہ کرتے کیوں نہ منع کیا ان کو درویشوں نے اور عالموں نے بولنے ان کے سے

ان کے مشائخ اور علماء انھیں گناہ کی باتیں کرنے اور حرام مال کھانے سے کیوں نہیں

الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَ

جھوٹ کو اور کھانے ان کے حرام کو البتہ برا ہے جو کچھ تھے وہ کرتے ف۲ اور

منع کرتے ۔ واقعی ان کے یہ اعمال برے ہیں

قَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا

کہا یہود نے ہاتھ اللہ کے بند ہیں بند کیے گئے ہاتھ ان کے اور لعنت کی گئی سبب

اور یہود کہتے ہیں کہ اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے (یعنی اللہ بخیل ہے) انہی کے ہاتھ بند ہیں ۔ اور یہ کہنے پر وہ ملعون

قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ

اس چیز کے کہ کہا انھوں نے بلکہ دونوں ہاتھ اس کے کشادہ ہیں خرچ کرتا ہے جس طرح چاہتا ہے ف۳

ٹھہرائے گئے ہیں ۔ بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے ۔

وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا

اور البتہ زیادہ کرے گا بہت کو ان میں سے جو اتارا گیا ہے طرف تیری پروردگار تیرے سے سرکشی

اور ان میں سے بہتوں کو وہ (کتاب) جو آپ کے رب کی جانب سے آپ پر نازل کی گئی ہے سرکشی

وَّكُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى

اور کفر میں اور ڈال دی ہم نے درمیان ان کے عداوت اور بغض دن

اور انکار میں بڑھا دیتی ۔ اور ہم نے ان کے درمیان قیامت تک کے لئے عداوت و بغض ڈال رکھا

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ

قیامت تک جس وقت جلاتے ہیں آگ واسطے لڑائی کے بجھا دیتا ہے اس کو اللہ

ہے جب کبھی وہ جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتا ہے

وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٤﴾

اور دوڑتے ہیں بیچ زمین کے فساد کو اور اللہ نہیں دوست رکھتا فساد کرنے والوں کو ف۴

اور ملک میں فساد کے لئے دوڑتے پھرتے ہیں اور اللہ فساد کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتا

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ

اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو البتہ دور کر دیتے ہم ان سے برائیاں ان کی

اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے اور خدا سے ڈرتے تو ہم یقیناً ان کے گناہ معاف کر دیتے

حل لغات۔

ف۱ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۔ مسارعۃ فی الشئ ۔ یہ عربی کا ایک محاورہ ہے جو عجلت کے ساتھ کسی کام کے شروع کرنے کے وقت بولا جاتا ہے ۔ اثم کے اصلی معنے ہیں گناہ کے ۔ اور یہ شامل ہے تمام معاصی اور منہیات کو ۔ یہاں مراد ہے مطلق جھوٹ قال تعالیٰ عن قولہم الاثم ۔ عُدوان کے معنیٰ ہیں ظلم اور معاصی میں حد سے

ف۱ منافقین، یہود جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے ایمان ظاہر کرتے دل میں کفر بسا ہوتا۔ جب جاتے تو اسی طرح دل سے کافر جاتے۔ اچھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو دھوکہ دیا اللہ تعالیٰ کو تو ان کی چھپی بات ظاہر ہے (فتح) فقط۔

ف۲ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ملّا مولویوں پڑھے لکھے علمار کی ڈانٹ کے لئے اس سے زیادہ سخت آیت قرآن میں کوئی نہیں لوگو! تم سے پہلے لوگ اسی بنار پر ہلاک کر دیئے گئے کہ وہ بُرائیاں کرتے تھے اور ان کے علمار خاموش رہتے تھے۔ پس بھلائی کا حکم کرتے رہو اور بُرائی سے روکتے رہو ورنہ یاد رکھو (با وجود طاقت کے امر بالمعروف ونہی عن المنکر نہ کروگے تو) اللہ تعالیٰ سب پر اپنا عذاب نازل کر دے گا (ابن کثیر) جامع ترمذی جلد دوم صفحہ ۴۲ میں ہے آپ فرماتے ہیں یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر تم لوگ نافرمانیوں سے روکنا اور تبلیغ حق کرنا چھوڑ دوگے تو عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے پھر تمہاری دُعائیں قبول نہ ہوں گی۔ اور یہ بیان سورۃ آل عمران رکوع گیارہ میں اور صفحہ ۱۷۲ میں بھی ہے۔

ف۳ یعنی یہود نے کہا تمہارا رب بخیل ہے اس پر فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ہاتھ نعمتوں سے بھرا ہوا ہے رات دن خرچنے کے باوجود اس کے پاس کمی نہیں۔ بھلا تم خیال کرو جب سے آسمان بنائے ہیں اور کیا کیا مخلوق پیدا کی۔ اگر سارے جہان کے منشی اور حساب داں جمع ہو جائیں تو مخلوق کی گنتی بھی نہیں معلوم کر سکتے پھر ان کے سامان اور ہر دم ہر لحظہ انکی مرادیں پوری کرنی اور تمام کارسازیاں کرنی اس کا تو کیا ٹھکانا ہے (ترمذی صفحہ ۱۴۶ جلد دوم) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ (حدیث التفاسیر) تفسیروں میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے قبل مدینہ کے یہودی مالدار تھے اور آسودگی سے گذر کرتے تھے۔ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ میں تشریف لائے تو یہود عداوت وانکار رسالت سے پیش آئے۔ حق تعالیٰ نے ان کے مال سے برکت اٹھالی۔ ان کے عیش وآرام میں فرق آگیا۔ وہ لوگ بیہودہ باتیں بکنے لگے اور خدائے تعالیٰ کی طرف بخل کو منسوب کرنے لگے (تیسیر البیان) سورۃ آل عمران میں ہے کہ یہود نے یہاں تک کہدیا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ یعنی (نعوذ باللہ) اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار۔ یہ اپنی بکواس کی وجہ سے ملعون قرار دیئے گئے فقط۔

صفاتِ الٰہی پر ایمان لانا چاہیئے۔

ف۴ یعنی یہ یہود میں بولنا رواج تھا کہ اللہ کا ہاتھ بند ہوا یعنی ہم پر روزی تنگ ہوئی۔ یہ کفر کا لفظ ہے۔ فرمایا اللہ کا ہاتھ کبھی بند نہیں۔ اللہ کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں قہر کا اور مہر کا۔ تم پر اب قہر کا کھلا، مہر کا اوروں پر۔ اور فرمایا اللہ نے ان میں اتفاق نہیں رکھا۔ جب آگ سلگاتے ہیں لڑائی کو یعنی فتنہ انگیزی کرتے ہیں کہ آپس میں سب کو ملاکر مسلمانوں سے لڑیں وہ اللہ بجھا دیتا ہے۔ آپس میں پھوٹ جاتے ہیں (موضح) یَد سے مراد جارحہ نہیں ہے جس طرح مجسمہ اور یہود کہتے ہیں نہ نعمت اور نہ قدرت ہے جس طرح معتزلہ کہتے ہیں بلکہ یہ ایک صفت ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت سمع، بصر و وجہ ہے۔ مسلمان پر واجب ہے کہ سب صفاتِ باری پر ایمان لائے، تسلیم کرے ثابت کرے جس طرح کتاب وسنت میں آیا ہے اسی طرح بولے نہ کیف ہو نہ تشبیہ، نہ تعطیل نہ تاویل بلکہ تسلیم مع التفویض ہو۔ حدیث میں اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھوں کو یمین کہا ہے۔ اللہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے کسی کو زیادہ کسی کو کم دیتا ہے۔ یہ اس کی مشیت وحکمت ہے لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ۝ اس کے خزانے نہ فنا ہوں نہ ہلاک صفاتِ الٰہی کا بیان صفحہ ۸ میں بھی لکھا جا چکا ہے۔

★ تجاوز کرنے کے۔ ۲؎ مَغْلُوْلَةٌ مشتق ہے غل سے اور لغت میں غُلّ کہتے ہیں سوزش اور تشنگی اور گردن کے طوق کو۔ اہل محاورہ بددعا کرنے کے موقع پر بولا کرتے ہیں مالہٗ غُلّ وغُلّ ای شئ من اٰبِل وقیدہٖ بدخلق عورت کو کہتے ہیں غُلّ قَمِلٌ اور اسی سے ہے غلیل بمعنی تشنگی یا سوزش غلّ الید مجاز مشہور ہے بخل سے جس طرح بسط الید کنایہ ہے جود وسخا سے قال تعالیٰ ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطہا کل البسط۔ اسی واسطے جواد کو فیاض الکف اور مبسوط الید اور رسبط البنان کہتے ہیں اور بخیل کو مقبوض الکف جعد الانامل۔ ۳؎ اَلْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ۔ یہ دونوں لفظ قریب المعنی ہیں یعنی دشمنی کینہ مگر بغضار میں ایک طرح کی شدت پائی جاتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ عداوۃ بغضار سے اخص ہے۔
۴؎ فَسَادًا مفعول لہ ہے یسعون کا ای یسعون للفساد یا صفت ہے مفعول مطلق محذوف کی ای يَسْعَوْنَ سَعْيَ فَسَادٍ۔

وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ

اور البتہ داخل کرتے ہم ان کو بہشتوں میں نعمت کے اور اگر تحقیق وہ قائم رکھتے توراۃ کو اور

اور انہیں نعمتوں والے باغوں میں داخل کرتے اور اگر یہ توراۃ و انجیل اور جو ان کی طرف

الْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ

انجیل کو اور جو کچھ اتارا گیا ہے طرف ان کی پروردگار ان کے سے البتہ کھاتے وہ اوپر اپنے سے

ان کے رب کی جانب سے نازل ہوا۔ اسے قائم رکھتے تو البتہ وہ اپنے اوپر سے بھی کھاتے اور اپنے پاؤں کے

وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ

اور نیچے پاؤں اپنے کے سے بعضے ان میں سے ایک جماعت ہے بیچ کی راہ کی اور بہت ان میں

نیچے سے بھی (یعنی انہیں بڑی فراخی حاصل ہوتی) ان میں ایک گروہ میانہ روی ہے اور ان میں سے اکثر تو جو کر رہے

مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٦﴾ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ ع ۹ ۱۰ ۱۳

سے برا ہے جو کچھ کرتے ہیں ﴿۱﴾ اے رسول پہنچا دے جو کچھ کہ اتارا گیا ہے طرف تیری

ہیں برا کر رہے ہیں اے رسول آپ کے رب کی جانب سے آپ پر جو کچھ نازل ہوا ہے

مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ

پروردگار تیرے سے اور اگر نہ کرے تو پس نہیں پہنچایا تو نے پیغام اس کا اور اللہ

اسے لوگوں تک پہنچا دیجئے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو (یاد رہے کہ) آپ نے خدا کا کوئی پیغام نہیں پہنچایا اور اللہ

يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٧﴾

بچا لیگا تجھ کو لوگوں سے تحقیق اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم کافروں کو ﴿۲﴾

آپ کو لوگوں سے حفاظت میں رکھیگا۔ یقیناً جان لو کہ اللہ راہ کفر اختیار کرنے والوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا

کہہ اے اہل کتاب نہیں تم اوپر کسی چیز کے یہاں تک کہ قائم کرو تم

کہہ دیجئے۔ اے اہل کتاب! تمہارا کوئی دین نہیں۔ جب تک تم توراۃ اور انجیل اور ان (کتابوں) کو قائم نہ

التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَ

توراۃ کو اور انجیل کو اور جو کچھ اتارا جاتا ہے طرف تمہاری پروردگار تمہارے سے اور

کرو۔ جو تم پر تمہارے رب کی جانب سے نازل ہوئیں۔ اور

لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا

البتہ زیادہ کریگا بہتوں کو ان میں سے جو اتارا گیا ہے طرف تیری رب تیرے سے سرکشی اور

ان میں سے بہتوں کو جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے یقیناً سرکشی اور انکار میں

وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٨﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

کفر پس مت غم کھا اوپر قوم کافروں کے ﴿۳﴾ تحقیق جو لوگ کہ

بڑھا دیگا پس ان لوگوں پر جو کافر ہیں افسوس نہ کیجئے۔ بلا شبہ مسلمانوں

اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ

ایمان لائے اور جو لوگ کہ یہودی ہوئے اور بے دین اور نصاریٰ جو کوئی

یہودیوں، صابیوں اور عیسائیوں میں سے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے

حل لغات

لہ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ. لغت میں اقتصاد کہتے ہیں اعتدال فی العمل کو یعنی کسی کام میں افراط تفریط نہ کرنا۔ یہ لیا گیا ہے قصد سے اور قصد کہتے ہیں وسط کو جس کے لازم معنے ہیں سیدھا قال تعالیٰ وعلی اللہ قصد السّبیل اور اس میں کچھ شک نہیں کہ جو اپنے مطلوب سے عارف ہوتا ہے سیدھے

جنتی کون ہے۔ ف۱ کھاویں اوپر سے اور نیچے سے یعنی آسمان اور زمین سے ان کو رزق فراخ آوے (موضح) اور سورۂ اعراف رکوع ۱۲ میں ہے وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا الخ اور مُّقْتَصِدَةٌ کے معنے درمیانہ روش چلنے والی۔ امت محمدیہ کے متعلق فرمایا کہ ان میں سے بعض تو اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض میانہ رو ہیں اور بعض خدا کے حکم سے نیکیوں میں بڑھنے والے ہیں یہی بہت بڑا فضل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسےٰ علیہ السلام کی امت میں ۷۱ گروہ ہو گئے تھے (ایک جنتی باقی ۷۰ دوزخی) عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے ۷۲ گروہ ہو گئے ایک جنتی باقی ۷۱ دوزخی) میری امت کے ۷۳ فرقے ہو جائیں گے صرف ایک جنتی باقی ۷۲ جہنمی صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا جنتی فرقہ کونسا ہوگا؟ فرمایا جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہو فقط۔

آپؐ نے احکام الٰہی کے پہنچانے میں کوئی کمی نہیں کی

ف۲ یعنی پیغام میں سے جب کچھ چھپا لیا تو گویا پیغام ہی نہیں پہنچایا جیسے کسی نے نماز کا ایک رکن سورۂ فاتحہ کو چھوڑ دیا اس کو نہ پڑھا تو گویا نماز ہی نہیں پڑھی۔ اس آیت میں ان جاہلوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض وحی پوشیدہ رکھی کسی کو نہیں بتائی حالانکہ بخاری مطبوعہ میرٹھ صفحہ ۸۲ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے جو کوئی یہ کہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وحی میں سے کچھ چھپا لیا وہ جھوٹا ہے۔ اس آیت کے نزول کے وقت کئی واقعات پیش آئے۔ ایک یہ کہ آپ کے لئے پہلے پہرا تھا اس کے بعد پہرہ کی ضرورت نہیں رہی (ترمذی جلد دوم صفحہ ۱۳۶) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بخاری مسلم میں ہے ابو جہل لات وعُزّٰی کی قسم کھا کر کہنے لگا (نعوذ باللہ) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی گردن کچل دوں گا۔ ایک مرتبہ آپؐ نماز میں تھے ابو جہل اسی نیت سے آپ کی طرف چلا۔ یکایک اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹا اور ہاتھوں سے کسی چیز کو روکتا تھا۔ لوگوں نے پوچھا تجھے کیا ہوا؟ کہنے لگا آسمان سے زمین تک آگ اور پرند چلتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر یہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کو ریزہ ریزہ کر دیتے (مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۶) فقط

واضح ہو کہ شرعاً اوابین کی نماز اس کے وقت میں پڑھنا مستحب اور جائز درست ہے۔ اور تبلیغی کام سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کرنا فرض کفایہ اور ضروری ہے۔ لقولہ تعالیٰ: وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰۤئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (سورۂ آل عمران) کہ تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے کہ جو بھلائی کی طرف بلائیں، اچھے کاموں کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے روکیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔

دوسری جگہ فرمایا: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ... (سورۂ آل عمران) اور حدیث شریف میں مروی ہے: بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً... رواہ البخاری کہ ایک دینی بات بھی معلوم ہو تو وہ آگے پہنچا دو۔ اور دوسری حدیث میں اس طرح تبلیغ کی اہمیت وفضیلت بیان کی گئی ہے۔ نَضَّرَ اللّٰهُ اِمْرَاً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهٗ كَمَا سَمِعَهٗ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى لَهٗ مِنْ سَامِعٍ۔ رواہ الترمذی وقال: حدیث حسن صحیح، وابن ماجہ۔ کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جو ہم سے کچھ سُنے پھر اپنے سننے کے مطابق اسے آگے پہنچا دے۔ بسا اوقات جس کو پہنچایا جا رہا ہے وہ سُننے اور پہنچانے والے سے زیادہ یاد کر لیتا ہے اور سمجھ لیتا ہے۔ اور صلوٰۃ الاوابین کی بھی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ لیکن یہ نماز مغرب کے بعد کی بجائے زوال شمس سے پہلے بھی پڑھی جا سکتی ہے جیسا کہ صحیح مسلم شریف کی روایت میں مذکور ہے۔ صلوٰۃ الاوابین حِيْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز اوابین اس وقت پڑھی جائے جب اونٹ کے بچوں کے پاؤں سورج کی تپش سے جلنے لگیں (مشکوٰۃ باب صلوٰۃ الضحیٰ) اور صحیح ابن خزیمہ کی روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں۔ اَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ لَسْتُ بِتَارِكِهِنَّ۔ اَنْ لَّا اَنَامَ اِلَّا عَلٰى وِتْرٍ وَاَنْ لَّا اَدَعَ رَكْعَتَيِ الضُّحٰى فَاِنَّهَا صَلَاةُ الْاَوَّابِيْنَ وَصِيَامَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ۔ اس حدیث میں چاشت (ضحیٰ) کی نماز کو اوابین کی نماز کہا گیا ہے۔ اسی طرح طبرانی وصحیح ابن خزیمہ کی ایک اور روایت میں اس طرح مروی ہے۔ لَا يُحَافِظُ عَلٰى صَلَاةِ الضُّحٰى اِلَّا اَوَّابٌ، قَالَ وَهِيَ صَلَاةُ الْاَوَّابِيْنَ۔ کہ چاشت کی نماز اوابین ہے۔ اس سے معلوم

(باقی فائدہ صفحہ ۱۷۰ پر ملاحظہ کریں)

راست کا قصد کرتا اور ٹیڑھ میڑھ سے بچتا ہے مگر جو اپنے موضعِ مقصود کو نہیں پہچانتا وہ ہمیشہ متحیر رہتا ہے اسی وجہ سے اقتصاد اس عمل کو کہتے ہیں جو مقصود وغرض کی طرف پہنچا وے۔ ۲ه رِسٰلَتَهٗ اگرچہ مفرد ہے مگر مراد ہے جمع کیونکہ لفظ واحد کبھی کثرت پر دلالت کرتا ہے قال تعالیٰ وادعوا ثبورًا کثیرًا۔ ۳ه لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ۔ شیٔ کنایہ ہے دین سے یعنی تم کسی دین پر نہیں اور چونکہ خدا تعالیٰ کو اہل کتاب کے دین کی اس کے ظہور بطلان اور وضوح فساد کی وجہ سے انتہا درجہ کی تحقیر وتوہین منظور تھی اس لئے اُسے شیٔ سے تعبیر فرمایا جیسے بولا کرتے ہیں ہذا لیس بشیٔ۔

۴ه وَالصّٰبِئُوْنَ ظاہر اعراب چاہتا تھا کہ الصابئین کہا جاتا کیونکہ اس کا عطف ہے الذین پر اور اسی بنا پر حضرت ابی بن کعب اور حضرت عبد اللہ بن مسعود اور ابن کثیر نے والصابئین پڑھا ہے لیکن مشہور اور متعارف قرأت الصابئون ہے اور اس کی وجہ یہ کہ وہ مبتدا محذوف الخبر بہ نیت تاخر واقع ہوا ہے تقدیر عبارت یوں ہے ان الذین اٰمنوا والذین ھادوا والنصاریٰ من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر وعمل صالحًا فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون والصابئون کذٰلک پھر اس بات کی تحقیق کہ صابئون سے مراد کون لوگ ہیں اور اس کا ماخذ کیا ہے سورۂ بقرہ کی آیت ان الذین اٰمنوا والذین ھادوا والنصاریٰ والصابئین میں گذر چکی وہاں دیکھو۔

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

ایمان لاوے ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے اور کام کرے اچھے پس نہیں خوف اوپر ان کے

اور نیک عمل کرے ۔ تو ایسے لوگوں پر خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

اور نہ وہ غم کھاویں گے البتہ تحقیق لیا ہم نے عہد بنی اسرائیل کا

ہوں گے ۔ اس میں شک نہیں کہ ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لے چکے تھا

وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ۭ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى

اور بھیجے ہم نے ان کی طرف پیغمبر جس وقت آیا ان کے پاس پیغمبر ساتھ اس چیز کے کہ نہیں

اور ہم نے ان کی طرف کئی رسول بھیجے جب کبھی ان کے پاس رسول ایسے احکام لے کر آئے جن کو

اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا

چاہتے تھے جی ان کے ایک فرقے کو جھٹلایا اور ایک فرقے کو مار ڈالتے ہیں اور گمان کیا انہوں نے یہ کہ نہ

ان کے دل نہ چاہتے تھے تو انہوں نے بعض کو جھٹلایا اور بعض کو قتل کر ڈالتے تھے اور انہوں نے سمجھا کہ اس کی سزا

تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ

ہوگا فتنہ پس اندھے ہوئے اور بہرے ہوئے پھر ساتھ رحمت کے پھرا اللہ اوپر ان کے پھر

کچھ نہ ہوگی اس لئے اندھے اور بہرے ہو گئے، پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی ۔ پھر (دوبارہ)

عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۷۱﴾

اندھے ہوئے اور بہرے ہوئے بہت ان میں سے اور اللہ دیکھنے والا ہے ساتھ اس چیز کے کرتے ہیں وہ

ان میں سے بہت سے، اندھے اور بہرے ہو گئے، اور اللہ ان کے اعمال کو خوب دیکھتا ہے

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَ

البتہ تحقیق کافر ہوئے وہ لوگ کہ کہتے ہیں تحقیق اللہ وہی ہے مسیح بیٹا مریم کا اور

ان لوگوں نے یقیناً کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا ۔ حالانکہ مسیح نے

قَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ

کہا مسیح نے اے بیٹو یعقوب کے عبادت کرو اللہ کی پروردگار میرا ہے اور پروردگار تمہارا

خود کہا کہ اے بنی اسرائیل ۔ اللہ کی عبادت کرو جو تمہارا بھی رب ہے اور میرا بھی رب ہے ۔

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ

تحقیق بات یہ ہے جو کوئی شریک لاوے ساتھ اللہ کے پس تحقیق حرام کی اللہ نے اوپر اس کے بہشت اور جگہ اس کی

یقین جانو کہ جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے اللہ اس پر جنت قطعی حرام کر چکا ہے اور اس کا ٹھکانا

النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ

آگ ہے اور نہیں ظالموں کے واسطے کوئی مددگار البتہ تحقیق کافر ہوئے وہ لوگ

(دوزخ کی) آگ ہے ۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا

قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ

کہ کہتے ہیں کہ تحقیق اللہ تیسرا ہے تین میں کا اور نہیں کوئی معبود مگر معبود ایک

جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے حالانکہ ایک معبود کے سوا اور کوئی معبود نہیں

حل لغات

۱؎ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ کذبوا سے یہودیوں کے اس برتاؤ کی طرف اشارہ ہے جو انھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں برتا کہ ہمیشہ ان کو جھٹلاتے رہے اور چونکہ اس معاملہ کو بہت عرصہ گزر چکا تھا اس لئے اسے ماضی کے صیغہ سے ذکر کیا اور معاملہ قتل قریب کے زمانہ کا معاملہ تھا تو ذکر کیا

(بقیہ فائدہ صفحہ ۱۶۹)

ہو اگر مغرب کے بعد تبلیغی کام کے لیے وقت نکال لیں اور اوابین کی نماز چاشت کے وقت پڑھ لیں تو نماز بھی ادا ہو جائے گی اور اس کا ثواب بھی حاصل ہو جائے گا۔ ویسے تو تبلیغی کام کے لیے کوئی وقت مخصوص و متعین نہیں ہے۔ بلکہ جس وقت بھی لوگ فرصت میں ہوں اور آسانی سے وقت دے سکتے ہوں، دعوت و ارشاد کا کام کرنا جائز درست ہے، ہمیشہ ایک دن، ایک وقت ایک مہینہ وغیرہ میں ہی تبلیغی کام کرنے کی کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: حَدِّثِ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَإِنْ أَبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ فَإِنْ أَكْثَرْتَ فَثَلَاثَ مَرَّاتٍ الحديث رواہ البخاری کہ ہفتہ میں ایک بار یا دو بار یا تین بار لوگوں کو تبلیغ کیا کرو۔ اور لوگوں کو اس قرآن کریم کی وجہ سے اکتاہٹ میں مبتلا نہ کرو۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو وعظ و تذکیر کیا کرتے تھے تاکہ لوگ تنگ و پریشان نہ ہوں (صحیح بخاری و صحیح مسلم) لہٰذا کبھی اس وقت میں نوافل پڑھ لیے جائیں اور کبھی تبلیغی کام کر لیا جائے۔ دونوں طرح جائز درست ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم

ف ۲

جلالین مصری کے حاشیہ پر ہے رافع و سلام بن مشکم و مالک بن صیف یہودی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا آپ کا دعویٰ ملت ابراہیمی اور توریت پر ایمان کا ہے آپ نے فرمایا ہاں لیکن تم نے اس میں کچھ افراط کیا اور کچھ چھپا دیا ہے کہنے لگے کہ ہم تو سارے پر عمل کرتے ہیں اس پر یہ آیتیں اتریں کہ جب تک ساری باتوں پر عمل نہ کرو گے توریت میں تو یہ حکم بھی تھا کہ آخر الزمان پیغمبر پر ایمان لانا فقط۔

فوائد صفحہ ھٰذا

ف ۱ بنی اسرائیل سے اقرار لیا تھا کہ موحد بنے رہو جو احکام توریت میں ہیں انپر چلو لیکن انھوں نے پختہ عہد و پیمان توڑ کر خدا سے غداری کی، وہ یہ کہ پیغمبروں کو خصوصاً عیسیٰ علیہ السلام کو جھٹلایا کسی کو قتل کیا اور پھر اس قدر شدید مظالم کرکے بالکل بے فکر ہو بیٹھے کہ کوئی مصیبت اللہ کی طرف سے ہم پر نہیں آئے گی۔ اللہ نے حق سے بہرا اندھا کر دیا اور انپر بخت نصر کو مسلط کر دیا۔ پھر جب اپنے فساد سے توبہ کی تو اللہ نے انکی توبہ قبول کی کچھ زمانہ گزرنے کے بعد پھر وہی شرارتیں سوجھیں حضرت زکریا و یحییٰ علیہما السلام کو قتل کر دیا اور عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی فکر میں لگے پھر اسی طرح اندھے بہرے ہو گئے (فتح البیان) ترمذی و نسائی وغیرہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث آئی ہے جس میں ہے کہ کثرت گناہ سے آدمی کے دل پر زنگ لگ جاتا ہے جسکے سبب سے نہ وہ کوئی نصیحت کی بات کانوں سے دل لگا کر سنتا ہے نہ کسی نیک بات کا اسکے دل پر کچھ اثر ہوتا ہے۔ دل کے اندھے اور کانوں کے بہرے لوگوں کی حالت کی یہ حدیث گویا تفسیر ہے

ف ۲ اوپر کی آیتوں میں یہود و نصاریٰ دونوں کو ملاکر نصیحت فرمائی کہ جب تک یہ لوگ تورات و انجیل پر پورے پورے قائم نہ ہونگے تو گویا یہ کسی دین پر بھی قائم نہیں اس کے بعد یہود نے تورات کی پابندی میں جو خرابیاں ڈال رکھی تھیں ان کا ذکر فرمایا۔ اب یہاں سے ایمانی نظر کی کیفیت دکھلائی گئی ہے کہ وہ کہاں تک حقانیت کے اس معیار پر پورے اترے۔ انکے ایمان باللہ کا حال یہ ہے کہ عقل کے خلاف فطرت سلیمہ کے خلاف اور خود حضرت عیسیٰ مسیح کی تصریحات کے خلاف ابن مریم کو خدا بنا دیا "ایک تین اور تین ایک" کی بھول بھلیاں تو محض برائے نام ہے۔ حقیقتاً سارا زور تو حضرت مسیح علیہ السلام کی اُلوہیت ثابت کرنے پر صرف ہے حالانکہ خود عیسیٰ علیہ السلام خدا کے رب ہونے اور دوسرے آدمیوں کی طرح اپنے عاجز بندہ ہونے کا علانیہ اعتراف فرما رہے ہیں اور جس شرک میں انکی اُمت مبتلا ہونے والی تھی اللہ کے حکم سے اس کی بُرائی کس زور شور سے بیان کر رہے ہیں پھر بھی ان اندھوں کو عبرت نہیں ہوتی یہی زور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں لگا رکھا ہے کہ آپ کو نور من نور اللہ، عالم الغیب، ساری کی ساری خدائی آپ کے ہاتھ میں سمجھتے ہیں۔ آپ کو حاضر ناظر سمجھ کر آپ کی الوہیت ثابت کرنے کے درپے ہیں حالانکہ بخاری میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ کہ مجھے میرے مرتبے سے نہ بڑھانا جیسے عیسیٰ بن مریم کو نصاریٰ نے بڑھا دیا۔ اور یہی شرک ہے اللہ تعالیٰ شرک معاف نہیں کرتا۔ خدا کی ذات و صفات بے مثل ہیں مثلاً عالم الغیب ہونا۔ ہر وقت ہر مکان اور ہر ایک کی خبر رکھنا اپنے علم کے ساتھ ہر جگہ حاضر ناظر ہونا یہ خدا کی صفات ہیں۔ اب کسی نبی ولی پیر شہید کے حق میں ان صفات کو ثابت کرنا اور اس عقیدہ کی بنا پر اسکو پکارنا نذر نیاز دینا اور حاجت روا مشکل کشا سمجھنا گویا خدا کی عبادت میں اسکو شریک کرنا ہے اور یہی شرک ہے جسکی سزا جنت سے محرومی اور دوزخ میں ہمیشگی ہے۔ صحیح بخاری میں آیا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک منادی بھیجا کہ لوگوں کو پکار دے کہ بہشت میں داخل نہ ہوگا مگر نفس مسلم۔ حدیث عائشہ رضہ میں آیا ہے کہ دیوان تین ہیں۔ ایک وہ دیوان ہے جو بخشا نہیں جاتا وہ شرک ہے الحدیث (احمد و ابن کثیر)، اور مشرک کا کوئی یار و مددگار نہیں جو اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے چھڑا سکے اور اس کی حمایت کر سکے فقط۔

★ اور یحییٰ علیہما السلام وغیرہما ان کے ہاتھوں سے قتل ہوئے اس واسطے اُسے لفظ مضارع سے یاد فرمایا یا یوں کہو کہ فواصل آیات کے محافظت کی وجہ سے قتلوا کی جگہ یقتلون مذکور ہوا۔

وَاِنۡ لَّمۡ يَنۡتَهُوۡا عَمَّا يَقُوۡلُوۡنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡهُمۡ

اور اگر نہ باز رہیں گے وہ اس چیز سے کہ کہتے ہیں تو البتہ لگے گا ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے ان میں سے

اور جو کچھ وہ کہتے ہیں۔ اگر اس سے باز نہ آئے۔ تو ان میں سے کافروں کو یقیناً دردناک

عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۷۳﴾ اَفَلَا يَتُوۡبُوۡنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسۡتَغۡفِرُوۡنَهٗ ؕ

عذاب درد دینے والا ۔ کیا پس نہیں توبہ کرتے طرف اللہ کی اور نہیں بخشش مانگتے اس سے

عذاب ہوگا ۔ تو کیا وہ اللہ کی طرف رجوع نہیں کرتے اور اس سے بخشش نہیں مانگتے؟

وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۷۴﴾ مَا الۡمَسِيۡحُ ابۡنُ مَرۡيَمَ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔ نہیں مسیح بیٹا مریم کا مگر پیغمبر

حالانکہ اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے ۔ مریم کے بیٹے مسیح صرف اللہ کے ایک رسول ہیں

قَدۡ خَلَتۡ[1] مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّيۡقَةٌ ؕ كَانَا

تحقیق گذرے ہیں پہلے اس سے پیغمبر اور ماں اس کی صدیقہ تھی وہ دونوں

ان سے پہلے بھی رسول گذر چکے ہیں ۔ اور ان کی ماں بھی بہت راست باز تھی ۔ دونوں

يَاۡكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنۡظُرۡ كَيۡفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الۡاٰيٰتِ ثُمَّ انۡظُرۡ

کھاتے کھانا دیکھ کیونکر بیان کرتے ہیں ہم واسطے ان کے نشانیاں پھر دیکھ

(دوسرے آدمیوں کی طرح) کھانا کھاتے تھے ، دیکھیے کس طرح کھول کر ہم ان کے لئے دلیلیں بیان کرتے ہیں پھر دیکھیے

اَنّٰى يُؤۡفَكُوۡنَ ﴿۷۵﴾ قُلۡ اَتَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا

کہاں سے پھرائے جاتے ہیں ۔ کہہ کیا عبادت کرتے ہو تم سوائے خدا کے اس چیز کو کہ نہیں

وہ کدھر الٹے پھرے جا رہے ہیں (اے پیغمبر ان سے) کہہ دیجیے کہ کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہو جن کے

يَمۡلِكُ لَـكُمۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيۡعُ

اختیار میں رکھتے واسطے تمہارے ضرر اور نہ نفع اور اللہ وہی سننے والا جاننے والا

اختیار میں تمہارا نفع نقصان بالکل نہیں ۔ اللہ ہی سب کی سنتا اور سب کچھ جانتا

الۡعَلِيۡمُ ﴿۷۶﴾ قُلۡ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لَا تَغۡلُوۡا فِىۡ دِيۡنِكُمۡ

ہے ۔ کہہ اے اہل کتاب مت زیادتی کرو بیچ دین اپنے کے

ہے ۔ کہہ دیجیے، اے اہل کتاب! تم اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو اور نہ

غَيۡرَ الۡحَـقِّ وَلَا تَتَّبِعُوۡۤا اَهۡوَآءَ قَوۡمٍ قَدۡ ضَلُّوۡا مِنۡ قَبۡلُ

سوائے حق کے اور مت پیروی کرو خواہشوں اس قوم کی کہ تحقیق گمراہ ہوئے پہلے اس سے

ایسے لوگوں کی (نفسانی) خواہشوں پر چلو جو پہلے گمراہ ہو چکے ہیں اور بہتوں کو

وَاَضَلُّوۡا كَثِيۡرًا وَّضَلُّوۡا عَنۡ سَوَآءِ السَّبِيۡلِ ﴿۷۷﴾ ع ۱۰ ۱۱ ۱۴

اور گمراہ کیا بہتوں کو اور بہک گئے راہ سیدھی سے وہ

گمراہ کر چکے ہیں ، اور سیدھی راہ سے بھٹک گئے ہیں ۔

لُعِنَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡۢ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ عَلٰى لِسَانِ

لعنت کیے گئے وہ لوگ کہ کافر ہوئے بنی اسرائیل سے اوپر زبان

بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے راہ کفر اختیار کی ان کو داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے ملعون قرار دیا گیا

حل لغات۔

[1] خَلَتۡ صیغہ واحد مؤنث غائب ماضی باب نصر ناقص واوی خَلْو مادہ۔ اصل میں تھا خَلَوَتۡ واو الف سے بدل گیا اور الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر پڑا۔ خَلَتۡ معنے میں ہے مَضَتۡ کے۔ اس کا فاعل الرسل اور چونکہ وہ جمع ہے بقاعدہ کل جمع مؤنث فعل جیسے فاعل کے مطابق ہونا ضرور رہے مؤنث ★

ف١ نصاریٰ میں دو قول ہیں۔ بعضے کہتے ہیں اللہ ہی تھا جو صورت مسیح میں آیا۔ - - - - اور بعضے کہتے ہیں تین حصے ہو گیا ایک اللہ رہا۔ ایک روح القدس۔ ایک مسیح۔ یہ دونوں باتیں صریح کفر ہیں۔ اور کفر و شرک یہی ہے کہ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ کو یوں سمجھے کہ اللہ تعالیٰ تین معبودوں میں کا ایک ہے۔ اگر دو بندوں میں اللہ تعالیٰ کو تیسرا حاضر و ناظر سمجھا جائے تو یہ عین ایمان ہے چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ہم ایسے دو ہیں جن کا تیسرا اللہ ہے پھر اسی کی مدد پر بھروسا کرنا چاہئے۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ ہجرت کے ارادہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مکہ سے نکل کر جبل ثور کے غار میں ٹھیرے ہوئے تھے اور مکہ کے مشرک لوگ اس پہاڑ کے اردگرد آپ کی تلاش میں اس طرح پھر رہے تھے کہ غار میں سے مشرکوں کے پاؤں نظر آتے تھے۔ پس کامل انسان کے حق میں وہی کہنا چاہئے جو اللہ نے فرمایا مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ فقط۔ ف٢ یہ اسی غفور رحیم کی شان ہے کہ ایسے ایسے باغی اور گستاخ مجرم بھی جب شرمندہ ہو کر اور اصلاح کا عزم کرکے حاضر ہوں تو ایک منٹ میں عمر بھر کے جرائم معاف کر دیتا ہے۔ اسی سورۂ مائدہ کے رکوع ٦ و سورۂ نساء رکوع ١٦ و سورۂ طٰہٰ رکوع ٤ وغیرہ میں توبہ و استغفار کی تاکید آئی ہے۔ مسلم جلد دوم صفحہ ٣٤٦ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا يَاَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ فَاِنِّيْ اَتُوْبُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ لوگو! اللہ کی طرف توبہ کیا کرو میں ہر روز ایک سو مرتبہ توبہ و استغفار کرتا ہوں یعنی جب کہ میں اس قدر استغفار کرتا ہوں باوجودیکہ میری بھول چوک سب کچھ اللہ تعالیٰ معاف فرما چکا ہے پھر تم لوگوں کو تو استغفار و توبہ کی بہت ہی ضرورت ہے۔ مشکوٰۃ صفحہ ١٩٦ میں فرمایا كُلُّ بَنِيْ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ یعنی سب آدمی خطاوار ہیں، سو خطاواروں میں اچھا وہ ہے جو توبہ کرتا رہے۔ نیز فرمایا مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ مَّخْرَجًا وَّمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَّرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ جس نے استغفار کا ورد کر لیا اللہ تعالیٰ اس کی مشکلوں کو آسان کر دیتا ہے اور غم دور کر دیتا ہے اور ایسی جگہ سے روزی پہنچا دیتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥

عیسیٰ علیہ السلام بشر تھے۔ ف٣ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص کھانے پینے کا محتاج ہے وہ تقریباً دنیا کی ہر چیز کا محتاج ہے اب جو محتاج ہو وہ خدا کیوں کر بن سکتا ہے۔ عیسیٰ بن مریم اور انکی ماں مریم کھایا کرتے تھے جس کی زندگی کا دارومدار کھانا کھانے پر ہو جس کی ذات میں یہ تغیر ہو کہ ہر روز کی غذا کے سبب سے اس کا خون گوشت سب کچھ بڑھتا ہو تو یہ سب نشانیاں مخلوقات کی ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سب عیوب سے پاک ہے وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ (سورۂ انعام رکوع ٢) وہ اللہ کھلاتا ہے کھاتا نہیں۔ اور لوگوں کا یہ خیال بھی باطل ہے جو کہتے ہیں عیسیٰ بن مریم اس لئے بھی خدا ہیں کہ وہ مردہ کو زندہ کیا کرتے تھے سو واضح رہے یہ تو ان کا ایک معجزہ تھا جیسے دیگر رسولوں کو معجزے دیئے گئے مثلاً موسیٰ علیہ السلام کو معجزہ دیا گیا کہ لکڑی کا سانپ بن جاتا تھا اور یہ مردہ کے زندہ کرنے سے کچھ کم نہیں۔ بس اتنی بات سمجھ لینی کافی ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں غذا کے حاجت مند تھے تو ایسا حاجت مند محتاج شخص کب خالق اور اللہ ہو سکتا ہے؟ صِدِّيْقَة سے مراد مؤمنہ مصدقہ ہے۔ یہ مریم علیہا السلام کا اعلیٰ مقام ہے۔ یہ دلیل ہے بعض کی اس بات پر کہ وہ نبیہ تھیں۔ جمہور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر مردوں میں سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا الآیۃ یعنی نہیں بھیجے ہم نے پہلے تیرے مگر مرد (ابن کثیر) یعنی اس سے زیادہ کیا نشانی کہ جو شخص کھانا کھاوے اسے سب حاجت بشر لگے۔ اللہ کی ذات پاک اس لائق کب ہے (موضح) فقط۔

ف٤ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نفع و نقصان کا مالک نہیں نہ ہر ایک کی پکار و فریاد سننے کی کسی میں طاقت ہے۔ مسیح علیہ السلام میں بھی یہ طاقت نہ تھی وہ بھی اللہ تعالیٰ کے محتاج بندہ تھے انجیل میں لکھا ہے کہ جس شب کی صبح کو یہود نے آپ کو پکڑنے کا ارادہ کیا تو آپ نے بڑی عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ خداوند یہ مصیبت مجھ سے ٹال دے۔ پس جو شخص اپنے تئیں نہ بچا سکتا ہو وہ دوسرے کے برے یا بھلے کا کب اختیار رکھتا ہے۔ آج کل لوگ اہل قبور کو پکارتے ہیں ان سے مدد چاہتے ہیں اُن کو چاہئے کہ اکیلے اللہ کو پکاریں اور اسی سے مدد مانگیں اس کے سوا کسی کو مختار کل نہ سمجھیں۔ کسی کو خدا کے سوا مختار کل سمجھنا یہ بھی شرک ہے۔

(باقی فائدہ صفحہ ٢٠١ پر ملاحظہ فرمائیں)

★ لایا گیا۔ ؎۲ صِدِّيْقَةٌ خبر ہے اُمُّهٗ کی۔ یہ مشتق ہے صدق سے۔ چونکہ مریم علیہا السلام آیاتِ الٰہیہ کی دل سے تصدیق کرتی تھیں اس لئے انھیں صدیقہ کہا گیا یا یوں کہو کہ جو شخص خدا کی نافرمانیوں سے بہت بچتا اور دور رہتا ہے اور ساتھ ہی مراسم عبودیت کے قائم کرنے میں کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتا اُسے صدیق کہتے ہیں تو مریم علیہا السلام میں یہ صفتیں بہ کمال پائی جاتی تھیں اس لئے خدا نے اس لقب سے انھیں یاد فرمایا۔ ؎۳ يُؤْفَكُوْنَ مشتق ہے اِفک سے۔ اور افک کہتے ہیں کسی چیز سے پھر جانے کو جھوٹ اور بہتان کو۔ افک کہنے کی یہی وجہ ہے کہ وہ حق سے پھرا ہوا ہوتا ہے۔ يُؤْفَكُوْنَ معنیٰ میں ہے يصرفون عن الحق کے۔

دَاوٗدَ وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا

داؤد کے اور عیسیٰ بیٹے مریم کے یہ بسبب اسکے کہ نافرمانی کرتے تھے اور حد سے نکل

یہ اس لئے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے، اور حد سے زیادہ بڑھ چلے تھے۔

یَعْتَدُوْنَ ﴿۷۸﴾ كَانُوْا لَا یَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ

جاتے تھے ایک دوسرے کو منع نہ کرتے برے کام سے کہ کر رہے تھے اس کو

وہ جو برے کام کرتے تھے ان سے ایک دوسرے کو نہ روکتے تھے

لَبِئْسَ مَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَرٰی كَثِیْرًا مِّنْهُمْ یَتَوَلَّوْنَ

البتہ برا تھا جو کچھ کہ تھے کرتے دیکھتا ہے تو بہت کو ان میں سے دوستی کرتے

واقعی ان کا یہ فعل بہت برا تھا۔ ان میں سے آپ اکثر کو دیکھیں گے۔ کہ وہ کافروں

الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ

ہیں ان لوگوں سے کہ جو کافر ہوئے البتہ برا ہے جو کچھ کہ آگے بھیجا ہے واسطے ان کے جانوں ان کی نے

کے ساتھ دوستی رکھتے ہیں۔ یقیناً وہ چیز جو انھوں نے اپنے لئے آگے بھیجی ہے بہت بری ہے

اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَفِی الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۸۰﴾

یہ کہ ناخوش ہوا اللہ اوپر ان کے اور بیچ عذاب کے وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں ف۱

یہ کہ ان پر خدا کا غضب ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے

وَلَوْ كَانُوْا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِیِّ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ

اور اگر ہوتے ایمان لاتے ساتھ اللہ کے اور نبی کے اور اس چیز کے جو اتاری گئی ہے طرف

اور اگر وہ لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہوتے اور نبی پر اور جو کچھ ان کی طرف نازل کیا گیا اس پر

مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِیَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۱﴾

اس کی نہ پکڑتے ان کو دوست ولیکن بہت ان میں سے فاسق ہیں۔

تو وہ کافروں کو دوست نہ بناتے لیکن ان میں سے اکثر نافرمان ہیں۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَهُوْدَ

البتہ پاوے گا تو زیادہ سب لوگوں سے عداوت میں واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں یہود کو اور ان

(اے پیغمبر) ایمان والوں کے ساتھ عداوت رکھنے میں سب سے زیادہ آپ یہودیوں اور

وَالَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِیْنَ

لوگوں کو کہ شرک کرتے ہیں اور البتہ پاوے گا تو نزدیک ان کا دوستی میں واسطے ان لوگوں کے کہ

مشرکوں کو پائیں گے اور ایمان والوں کے ساتھ دوستی رکھنے میں سب سے زیادہ قریب

اٰمَنُوا الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰی ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ

ایمان لائے ہیں ان لوگوں کو کہتے ہیں تحقیق ہم نصاریٰ ہیں یہ اس واسطے ہے کہ بعضے ان میں سے

ان کو پائیں گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں، اس لئے کہ ان میں عالم اور

قِسِّیْسِیْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۲﴾

پڑھے ہوئے ہیں اور عبادت کرنے والے ہیں اور یہ کہ وہ نہیں تکبر کرتے ف۲

گوشہ نشین ہیں ۔ اور اس لئے کہ یہ لوگ تکبر نہیں کرتے۔

حل لغات۔

لہ لَا یَتَنَاهَوْنَ لیا گیا ہے نہی سے اسی کا تو الا نہی بعضہم بعضًا یا تناہی بمعنی انتہار سے اور انتہار کہتے ہیں کسی کام سے باز رہنے کو بولا کرتے ہیں تناہی عنہ اذا کف

کلہ مَوَدَّةً اور مِوَدَّةً اور مَوْدُوْدَةً بوزن مَجْلِسَةً تینوں وزن ہیں مصدر باب سمع کے جس کے معنے ہیں دوست رکھنا۔ اس کی ماضی ہے وَدَّ اور مضارع یوَ

(بقیہ فوائد صفحہ ۱۷۱) **انبیاء کا مرتبہ۔**

ف۵ اے اہل کتاب اتباع حق کی حدوں سے آگے نہ بڑھو۔ جن انسانوں کو خدا نے نبوت دی ہے انھیں نبوت کے درجے سے بڑھا کر خدائی کے درجے تک نہ پہنچاؤ۔ اور یہ تمہارا فعل صرف اپنے جھوٹے اور گمراہ پیروں، مرشدوں، اماموں کی تقلید کی وجہ سے ہے جو سراسر گمراہی ہے۔ اسی طرح آج کے نادان مسلمان نے اپنے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اُن کے مرتبے سے بڑھا کر خدائی کرسی پر جا بٹھایا۔ وہ کہتے ہیں ؎

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہوکر
اُتر پڑا ہے مدینے میں مصطفےٰ ہوکر

وغیرہ وغیرہ اشعار بنا رکھے ہیں حالانکہ بخاری مسلم کے حوالے سے مشکوۃ کے صفحہ ۴۰۹ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان موجود ہے جو صفحہ ۱۷۰ پر بھی گزرا لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُہٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ یعنی میری تعریف میں حد سے نہ بڑھ جانا جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں نصاریٰ حد سے بڑھ گئے کہ ان کو خدائی کے درجے تک پہنچا دیا سو میں اللہ کا بندہ ہی ہوں، پس تم مجھ کو اللہ کا بندہ اور رسول کہنا۔ اس سے آگے نہ بڑھانا یعنی اللہ تعالیٰ کے اوصاف مجھ میں ثابت کرکے خدائیت کی کرسی پر نہ بٹھانا کیونکہ یہ شرک ہے اور شرک مٹانے کو تمام انبیاء دنیا میں تشریف لائے فقط۔

فوائد صفحہ ھٰذا

بنی اسرائیل ملعون کیوں ہوئے **ف۱** بنی اسرائیل حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی ملعون قرار دیئے گئے توریت انجیل، زبور، قرآن سب کتابیں ان پر لعنت برساتی ہیں۔ وجہ یہ تھی اِنَّ بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ لَمَّا وَقَعَ فِیْہِمُ النَّقْصُ کَانَ الرَّجُلُ فِیْہِمْ یَرٰی اَخَاہُ یَقَعُ عَلَی الذَّنْبِ فَیَنْہَاہُ عَنْہُ فَاِذَا کَانَ الْغَدُ لَمْ یَمْنَعْہُ مَارَاٰی مِنْہُ اَنْ یَّکُوْنَ اَکِیْلَہٗ وَشَرِیْبَہٗ وَخَلِیْطَہٗ فَضَرَبَ اللّٰہُ قُلُوْبَ بَعْضِہِمْ بِبَعْضٍ وَنَزَلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ فَقَالَ لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ اِلٰی فٰسِقُوْنَ قَالَ وَکَانَ نَبِیُّ اللّٰہِ مُتَّکِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ لَا حَتّٰی تَاْخُذُوْا عَلٰی یَدِ الظَّالِمِ فَتَاْطُرُوْہُ عَلَی الْحَقِّ اَطْرًا۔ (ترمذی صفحہ ۱۳۶ جلد دوم) یعنی بنی اسرائیل میں جب نیک آدمی کسی گناہ کو کرتے ہوئے دیکھتا تو اس کو ایک مرتبہ منع کرتا۔ پھر گناہ کرتے دیکھتا تو منع نہ کرتا اور اس کے کھانے پینے میں شریک ہو جاتا اور اُن میں ملا جُلا رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کے دل یکساں کر دیئے اور ان کی لعنت کے بارے میں قرآن نازل فرمایا۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار جب تک تم گنہگار کا ہاتھ نہ پکڑو گے اور اس کو گناہ سے ہٹا کر حق کی طرف نہ لاؤ گے تب تک اللہ تم کو معاف اور معذور نہ رکھے گا یعنی یہ عذر نہ سنا جائے گا کہ ہماری حکومت نہ تھی زور نہ تھا بلکہ جس طرح بن پڑے اور جس تدبیر سے ہو سکے گناہ کے کاموں کو مٹاؤ۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اُس لعنت سے ڈرو جو بنی اسرائیل پر ہوئی۔ یاد رہے ہر قوم کا بگاڑ ابتداءً چند افراد سے شروع ہوتا ہے۔ اگر قوم کا اجتماعی ضمیر زندہ ہوتا ہے تو رائے عام ان بگڑے ہوئے افراد کو دبائے رکھتی ہے اور قوم بحیثیت مجموعی بگڑنے نہیں پاتی لیکن اگر قوم ان افراد کے معاملہ میں تساہل شروع کر دیتی ہے اور غلط کار لوگوں کو ملامت کرنے کے بجائے انھیں سوسائٹی میں غلط کاری کے لئے آزاد چھوڑ دیتی ہے تو پھر رفتہ رفتہ وہی خرابی جو پہلے چند افراد تک محدود تھی پوری قوم میں پھیل کر رہتی ہے۔ یہی چیز تھی جو آخر کار بنی اسرائیل کے بگاڑ کی موجب ہوئی۔ اور جامع البیان میں ہے ایلہ والوں نے ہفتہ میں نافرمانی کی تو ان پر داؤد علیہ السلام نے لعنت کی اور مائدہ والوں نے کی تو عیسیٰ علیہ السلام نے لعنت کی۔ حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی زبانی جو بنی اسرائیل پر لعنت کی گئی اس کے لئے ملاحظہ ہو زبور ۱۰ و ۵۰، اور متی ۲۳۔ اور امر بالمعروف کا بیان آل عمران رکوع ۱۱۔ اور صفحہ ۱۶۸ و ۱۷۸ میں بھی ہے فقط۔

ف۲ یہ مدح نصاریٰ بمقابلہ یہود ہے علی الاطلاق نہیں، اور نصاریٰ بھی وہ مراد ہیں جو انجیل کے احکام پر معتقد تھے، نہ وہ نصاریٰ جو نام کے نصاریٰ ہیں اور درحقیقت وہ دہریہ مذہب ہیں کہ کتاب سے انکو کچھ سروکار نہیں (فتح البیان) ہاں بعض نصاریٰ میں یہودیوں اور مشرکوں کی طرح غرور و تکبر اور سخت دلی نہیں ہوتی بلکہ ان میں اکثر نرم دل ہوتے ہیں۔ نیز ان میں عالم اور زاہد و تارک الدنیا بھی ہوتے ہیں جو حق بات کے قبول کرنے سے انکار نہیں کرتے فقط۔

★ ۳؎ قِسِّیْسِیْنَ جمع ہے قِسِّیْس کی۔ اور قِسِّیْس صیغہ ہے مبالغہ کا مشتق تَقَسَّسَ سے جس کے معنے ہیں رات میں کسی چیز کو ڈھونڈھنا بولا کرتے ہیں تقسس الشیٔ اذا طلبہ باللیل۔ یہاں قسیسین سے مراد ہیں علماء نصاریٰ کیونکہ وہ بھی علم کے تتبع و طلب میں کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے۔ راغب کا قول ہے کہ قَسَّ معنے میں ہے قَصَّ بمعنے تتبع کے قال تعالیٰ وقالت لاختہ قصیہ۔

۴؎ رُهْبَانًا۔ رُہبان جمع ہے راہب کی جس طرح فرسان فارس کی۔ یا واحد ہے اور اسکی جمع رہابین آتی ہے جس طرح قربان کی قرابین۔ راہب کہتے ہیں عابد کو کیونکہ یہ ترہب بمعنی تعبد سے ماخوذ ہے۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓی

اور جب سنتے ہیں جوکچھ اتارا گیا ہے طرف رسول کی دیکھتا ہے تو

اور جب وہ (کلام) کو سنتے ہیں جو اللہ کے رسول کی طرف بھیجا گیا ہے تو آپ ان کی

اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ج

آنکھوں ان کی کو بہتی ہیں آنسوؤں سے اس چیز سے کہ پہچانا ہے انہوں نے حق سے

آنکھوں کو دیکھتے ہیں کہ ان سے آنسو بہ رہے ہیں اس وا سطے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَمَا لَنَا لَا

کہتے ہیں اے رب ہمارے ایمان لائے ہم پس لکھ ہم کو ساتھ شاہدوں کے اور کیا ہے ہم کو نہ

کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہم (اس کلام پر) ایمان لے آئے پس ہمیں بھی (حق کی) گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے اور ہمارے پاس کیا ہے

نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ لا وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا

ایمان لاویں ساتھ اللہ کے اور ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہمارے پاس حق سے اور طمع رکھتے ہیں ہم یہ کہ داخل کرے ہم کو

عذر کہ ہم اللہ اور اس صداقت پر جو ہمارے پاس آئی ہے ایمان نہ لائیں اور امید رکھیں کہ ہمارا رب ہمیں نیک

رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا

رب ہمارا ساتھ قوم صالحوں کے پس ثواب دیا ان کو اللہ نے بدلے اس کے جو کہا تھا

لوگوں کی معیت میں داخل کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے اس کہنے کے صلے

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط وَذٰلِكَ

انہوں نے بہشتیں چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں ہمیشہ رہنے والے بیچ ان کے اور یہ ہے

میں جنتیں عطا فرمائیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں وہ انہیں ہمیشہ رہیں گے اور نیک

جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ

بدلہ نیکی کرنے والوں کا اور جو لوگ کہ کافر ہوئے اور جھٹلایا نشانیوں ہماری کو

کرداروں کا یہی بدلہ ہے اور جن لوگوں نے راہ کفر اختیار کی اور ہماری آیتوں کو

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۸۶﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا ع ۱۱

یہ لوگ رہنے والے دوزخ کے ہیں اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت حرام کرو

جھٹلایا، یہی لوگ دوزخی ہیں اے ایمان والو! تم ان پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ

طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ

پاکیزہ اس چیز کو کہ حلال کیا ہے اللہ نے واسطے تمہارے اور مت نکل جاؤ حد سے تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا

ٹھہراؤ جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کردی ہیں اور حد سے نہ بڑھو یاد رکھو کہ اللہ حد سے بڑھنے والوں کو

الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ص وَّاتَّقُوا

حد سے نکل جانے والوں کو اور کھاؤ اس چیز سے کہ دیا تم کو اللہ نے حلال پاکیزہ اور ڈرو

پسند نہیں کرتا اور اللہ نے تمہیں جو روزی دی ہے اس میں سے حلال ستھری چیزیں کھاؤ اور

اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ

اللہ سے وہ جو تم ساتھ اس کے ایمان لانے والے ہو نہیں پکڑے گا تم کو اللہ ساتھ بے قصد کے

اس خدا سے ڈرتے رہو جس پر تمہارا ایمان ہے تمہاری لا یعنی قسموں پر اللہ تم سے کوئی مواخذہ نہیں کریگا لیکن جو

حل لغات۔ لہ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ تفیض معنے میں ہے تمتلی کے کیونکہ لیا گیا ہے فیض سے اور فیض کہتے ہیں برتن وغیرہ کو کسی چیز سے یہاں تک بھر دینا کہ وہ چھلک جائے۔

خوف الٰہی سے رونے کی فضیلت ۔ ف ان آیتوں میں بتلایا گیا ہے کہ یہود کا مشرکین مکہ سے دوستی کرنا محض اسلام اور مسلمانوں کی عداوت و بغض کی وجہ سے ہے۔ مشرکین مکہ کی ایذا رسانیاں تو اظہر من الشمس ہیں لیکن ملعون یہود نے بھی کوئی ذلیل اور قبیح حرکت نہ چھوڑی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے خبری میں پتھر کی چٹان گرا کر شہید کرنا چاہا کھانے میں زہر، سحر اور ٹوٹکے کرائے غرض غضب اور لعنت حاصل کرتے رہے۔ ان کے بالمقابل نصاریٰ جو باوجود کفر کے پھر بھی ان میں قبول حق کی استعداد ان دونوں گروہوں سے زیادہ تھی، نرم دلی اور تواضع انکی خاص صفت تھی۔ قبول حق سے مانع اکثر تین چیزیں ہوتی ہیں جہل، حُبِّ دنیا، حسد وغیرہ یہ مقابلۃً وہاں کے یہود اور مشرکین میں تھیں۔ تقریباً اسّی صحابہؓ نے مشرکین مکہ کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے حبشہ کو ہجرت کی تو مشرکین نے وہاں بھی بادشاہ حبشہ کے دربار تک پروپیگنڈا نہ چھوڑا اور کہا کہ یہ مسلمان عیسٰی علیہ السلام کو (خدا کا بندہ) غلام کہتے ہیں۔ تب بادشاہ نے مسلمانوں کو بلا کر پوچھا تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورہ مریم کی آیات پڑھیں اور اپنے عقیدہ کا اظہار کیا۔ بادشاہ اور اس کے علماء بہت متاثر ہوئے اور قرآن سنکر رو دیئے اور اقرار کیا کہ جو کچھ قرآن نے حضرت عیسٰے علیہ السلام کے متعلق بیان کیا ہے وہ بلاکم و کاست صحیح ہے قصہ طویل ہے مفصل بیان میرے اخ و شیخ علامہ ابو محمد عبدالستار صاحب رحمہ اللہ کی تصنیف نصرۃ الباری میں ملاحظہ ہو۔ انجام کار ہجرت کے کئی سال بعد بادشاہ نے ایک وفد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں روانہ کیا۔ ان لوگوں نے جب قرآن کریم کی سماعت کی تو آنکھوں سے آنسو اور زبان پر رَبَّنَا اٰمَنَّا الخ یہ کلمات جاری تھے۔ ان آیات میں یہی کچھ بیان ہے۔ خوف خدا جس کا دوسرا نام تقویٰ ہے قرآن و حدیث میں اسکو لازم پکڑنے کی اشد تاکید آئی ہے۔ حقیقت یہ ہے جس دل میں جتنا خوف الٰہی طاری ہو خدائے تعالیٰ کی خشیت سما جائے اتنا ہی وہ خدا کا پیارا اور محبوب تر ہے۔ جن آنکھوں سے یہ خوف خداوندی آنسو نکل پڑیں اُن آنکھوں اور آنسوؤں کی عنداللہ نہایت فضیلت اور وقعت ہے چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے۔ عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ عَيْنٌ بَكَتْ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ (طبرانی) دو آنکھیں ہیں جنپر جہنم حرام ہے ایک تو وہ آنکھ جو خوف خدا سے آدھی رات کو روئے دوسری وہ آنکھ جو راہ خدا میں مسلمانوں کی چوکیداری میں رات بھر بیدار رہے۔ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَارْتِفَاعِيْ فَوْقَ عَرْشِيْ لَا تَبْكِيْ عَيْنُ عَبْدٍ فِي الدُّنْيَا مِنْ مَخَافَتِيْ اِلَّا اَكْثَرْتُ ضِحْكَهَا فِي الْجَنَّةِ (بیہقی) اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ مجھے اپنی عزت کی قسم اپنے جلال کی قسم اپنے عرش پر بلند ہونے کی قسم کہ دنیا میں میرے جس بندے کی آنکھ میرے خوف سے روئے گی میں جنت کے اندر اس کو خوش بہ خوش ہنستا ہوا رکھوں گا۔

دیکھا! خوف خدا سے آنسو بہانا رب کو کس قدر پسند ہے۔ اِدھر آنکھ سے آنسو نکلا اُدھر سارا جسم جہنم پر حرام ہوا۔ اور سُنئے! حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے امتیو! فَقَالَ لَا تَنْسَوُا الْعَظِيْمَتَيْنِ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ ثُمَّ بَكٰى حَتّٰى جَرٰى اَوْ بَلَّ دُمُوْعُهٗ جَانِبَيْ لِحْيَتِهٖ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ مِنْ اَمْرِ الْاٰخِرَةِ لَمَشَيْتُمْ اِلَى الصَّعِيْدِ وَلَحَثَيْتُمْ عَلٰى رُءُوْسِكُمُ التُّرَابَ (ابو یعلیٰ) دو چیزوں کو نہ بھولنا جنت دوزخ کو۔ یہ فرماتے ہی آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ بے قابو ہو کر خوف خدا سے اس قدر روئے کہ آنسوؤں سے دونوں طرف ڈاڑھی مبارک تر ہو گئی پھر فرمانے لگے اُس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے جن اُمور آخرت کا مجھے علم ہے تم کو بھی ہو جائے تو تم جنگلوں میں نکل کھڑے ہوتے اور اپنے سروں پر خاک ڈالنے لگتے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں يُصَلِّيْ وَلِصَدْرِهٖ اَزِيْزٌ كَاَزِيْزِ الرَّحٰى مِنَ الْبُكَاءِ (ابوداؤد) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز پڑھتے ہوئے زار و قطار روتے تھے اور رونے کی آواز سے سینے میں چکی کی طرح گھڑ گھڑاہٹ ہوتی تھی۔ مشکوٰۃ کتاب الجہاد میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ یعنی دو قسم کی آنکھوں کو دوزخ کی آگ نہیں جلا سکے گی ایک وہ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئی ہو اور ایک وہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں یعنی جہاد فی سبیل اللہ میں حفاظت اور نگہبانی کے واسطے جاگی ہو اور ایک روایت میں یہ لفظ ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رویا ہو گا وہ دوزخ میں نہ جائے گا جب تک کہ دودھ لوٹ کر پستان میں داخل نہ ہو یعنی انشاء اللہ دوزخ میں نہ جائے گا (بشرطیکہ فرائض کا پابند ہو)

اے خیر الامم! تمام دنیا سے افضل تمہارے نبی خاتم النبیین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر خوف خدا کا کس قدر غلبہ تھا۔ آہ آج ہم امتیوں کو کیا ہو گیا ہے خوفِ خدا کہاں گیا؟ اللہ اللہ قلب امت کی سختیوں کا اندازہ تو کیجئے اس سے بڑھ کر اور کیا سنگدلی ہو گی کہ دنیا کی مصیبتوں کو دیکھ کر معمولی رنج و خبروں کو سُنکر آنکھوں سے ساون بھادوں کی برسات کی طرح آنسوؤں کی لڑیاں بندھ جاتی ہیں مگر خدا کے خوف سے کبھی ایک آنسو تک نہیں نکلتا۔ کلامِ الٰہی و رسولؐ سُنکر ذرا دل موم ہو کر نہیں دیتا۔ وہ کونسی معصیتِ الٰہی ہے جس کی وجہ سے پہلی امتیں ہلاک کر دی گئی ہیں اور بے خوف ہو کر امتِ محمدیہ اس میں نہ الجھ رہی ہو۔ کسی گناہ کو کرتے ہوئے جھجھک نہیں آتی۔ کیا مجال گناہوں سے بصدق دل تائب ہو کر اصلاح کی طرف مائل ہوں۔ مسلمانو! خدا کا خوف کھاؤ اسکے ڈر سے ہر وقت لرزاں رہو۔ دل کو ترساں رکھو کلیجہ کو دھڑکتا رکھو۔ ہاتھ پیروں کو کپکپاتا رکھو آنکھوں کو رونے والی بناؤ۔ وقت ہے غفلت اور تساہل کو لات مار کر خوفِ خدا سامنے رکھ کر پگھل جاؤ گھل جاؤ (باقی فوائد صفحہ ۱۷۴)

فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ

بیچ قسموں تمہاری کے اور لیکن پکڑتا ہے تم کو ساتھ اس چیز کے کہ گرہ باندھی تم نے قسموں کی

قسموں کو تم نے پختہ کرلیا (اور توڑ دیا) اپر تم سے مواخذہ کریگا سو اس (قسم توڑنے) کا کفارہ

فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا

پس کفارہ اس کا کھلا دینا ہے دس فقیروں کا درمیان سے اچیز کے

دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اوسط درجہ کا کھانا جو تم

تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ

کہ کھلاتے ہو تم لوگوں اپنوں کو یا پہنانا انکا یا آزاد کرنا ایک گردن کا پس جو کوئی

اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا انہی کو کپڑے پہنا دینا یا ایک غلام آزاد کر دینا۔ پھر جس کو یہ

لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ

نہ پاوے پس روزے تین دن کے یہ ہے کفارہ قسموں تمہاری کا

میسر نہ ہو تو تین دن کے روزے ہیں۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب کہ

اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ

جب قسم کھاؤ تم اور حفاظت کیا کرو قسموں اپنی کی اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ

تم قسم کھا لو (اور اسے پورا نہ کرو) اور اپنی قسموں کی نگہداشت کرو اللہ اسی طرح تم سے اپنی آیتیں کھول کھول کر

لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝٨٩ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

واسطے تمہارے نشانیاں اپنی تاکہ تم شکر کرو اے لوگو جو ایمان لائے ہو

بیان کرتا ہے تاکہ تم شکر کرو اے ایمان لانے والو! شراب

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ

سوائے اسکے نہیں کہ شراب اور جوا اور تھان بتوں کے اور تیر فال کے ناپاک ہیں

پینا، جوا کھیلنا، بت پوجنا اور پانسے پھینکنا بلاشبہ ناپاک

مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝٩٠

کام شیطان کے سے پس بچو اس سے تو کہ تم فلاح پاؤ

شیطانی کام ہیں۔ سو ان سے تم اجتناب کرو تاکہ تمہیں فلاح حاصل ہو

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ

سوائے اسکے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے شیطان یہ کہ ڈالے درمیان تمہارے عداوت اور بغض

شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض

فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ

بیچ شراب کے اور جوئے کے اور بند کرے تم کو یاد خدا کی سے اور نماز سے

ڈلوا دے اور اللہ کے ذکر اور نماز سے تمہیں روک دے تو کیا

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝٩١ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

پس کیا ہو تم باز رہنے والے ؟ اور فرمانبرداری کرو اللہ کی اور کہا مانو رسول کا

اب بھی تم (ان برائیوں سے) باز نہیں آتے اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور

حل لغات۔

۱؎ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ عقدتم لیا گیا ہے عقد سے اور عقد کہتے ہیں کسی چیز کے محکم اور مضبوط کرنے کو۔ جب کوئی شخص رسی کے بل یا عہد کو مؤکد و محکم کرتا ہے تو عقد فلان الیمین والعہد والحبل بولا کرتے ہیں ما مصدریہ ہے اور تقدیر عبارت یوں ہے ولکن یؤاخذکم بعقدکم او بتعقیدکم او بمعاقدتکم۔

۲؎ اَلْاَنْصَابُ جمع ہے نصب کی اور نصب کہتے ہیں اس پتھر یا لکڑی وغیرہ کو جو نشان و علامت کیلئے زمین میں گاڑی

جاتی ہے۔ یہاں انصاب سے پتھر کی وہ مورتیں مراد ہیں جو اہل جاہلیت نے کعبہ کے گرد اگرد کھڑی کر رکھی تھیں اور تقرب خداوندی کے خیال سے انپر جانور ذبح کئے جاتے تھے۔ ۳؎ اَلْاَزْلَامُ جمع ہے زلم کی اور زلم کہتے ہیں تیر کو مشتق ہے زلمت بمعنے تسویت سے۔ تیر کو زلم کہنے کی یہی وجہ ہے کہ وہ سیدھا اور ہموار ہوتا ہے سبک اور قلیل العلائق مرد و عورت کو رجل مزلم و امرأۃ مزلمۃ کہتے ★

بقیہ فائدہ صفحہ ۱۷۳) یہاں کا تھوڑی سی دیر کا رونا بھی آخرت میں بہت کام آ ئے گا۔ ایسا نہ ہو کہ یہاں خوابِ غفلت میں رہ کر حشر کے دن سو پچاس برس نہیں بلکہ ہزاروں برس رونا پڑے مگر وہ بھی بیکار اور لاحاصل ہو۔ آئیے! ہم اور آپ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی تقوٰی اور خوف پیدا کرنے والی اس دُعا کو پڑھیں اور یاد کر لیں اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلٰهَا۔ الٰہی! مجھ کو اپنا خوف عطا فرما، میرے نفس کو گناہوں سے پاک کر کیونکہ تو ہی مددگار رہے (آمین)، کلام حق سے متاثر ہو کر آبدیدہ ہونا صفتِ صالحین ہے جو خوفِ خدا اور اسکی محبت کی نشانی ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام آیاتِ رحمت پڑھتے وقت رحمت الٰہی کا سوال کرتے اور عذاب کی آیات پر اللہ سے عذاب کی پناہ طلب فرمایا کرتے تھے۔ افسوس! آج دل اس قدر سخت ہو گئے کہ کلام الٰہی سُن کر رونا تو درکنار اسپر توجہ بھی نہیں دیجاتی جو مسلمانوں کی بدبختی کی انتہائی دلیل ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شاہدون سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی اُمت ہے کہ یہ اُمت گواہ ہے اپنے نبی کی تبلیغ رسالت پر اور باقی انبیاء پر (ابن ابی حاتم و حاکم)، قبول حق اور تصدیق ایمان و عمل کا بدلہ یہ کہ ہمیشگی والی تروتازہ باغات و چشموں والی جنتوں میں جائینگے برعکس اسکے تکذیب حق اور بے عملی کا برا نتیجہ تکلیفوں والی جہنم ہے فقط۔ **حلال کو حرام نہ کرو۔**

ف۲ جو چیز شرع میں حلال ہے اس سے پرہیز کرنا برا ہے۔ یہ دو طرح ہوتا ہے ایک یہ کہ زہد کے سبب سے اپنے اوپر تنگی پکڑے یہ رہبانیت ہمارے دین میں پسند نہیں بلکہ تقوٰی چاہیے کہ جو منع ہوا اسکے نزدیک نہ جاوے۔ دوسرے یہ کہ قسم کھا بیٹھا ایک کام پر یہ بھی بہتر نہیں۔ جو کام موافق شرع ہے اس سے قسم نہ کھاوے اور کھا بیٹھا تو توڑ دے اور کفارہ دے۔ یہ آگے فرمایا یعنی کفارہ کا بیان اگلی آیت میں ہے (موضح) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اِذَا اَصَبْتُ اللَّحْمَ انْتَشَرْتُ لِلنِّسَاءِ وَاَخَذَتْنِيْ شَهْوَتِيْ فَحَرَّمْتُ عَلَيَّ اللَّحْمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا (ترمذی ابواب التفسیر جلد ثانی صفحہ ۱۳۰) یعنی ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں جب گوشت کھا لیتا ہوں تو عورتوں کے لئے بیقرار ہو جاتا ہوں اور اپنی شہوت کے ہاتھ گرفتار ہو جاتا ہوں اسلئے میں نے اپنے اوپر گوشت حرام کر لیا ہے، اسپر یہ آیت نازل ہوئی۔ ابن ابی حاتم میں ہے بعض صحابہؓ نے یہ قصد کیا تھا کہ گوشت وغیرہ کھانا اور نکاح کرنا چھوڑ دیں اور خصی ہو جائیں تاکہ عبادت میں اچھی طرح جی لگے۔ اسپر یہ آیتیں اتریں (ابن کثیر) آج بھی بعض لوگ فقیری اور درویشی اسی کو سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے جو حلال پاکیزہ ستھری چیزیں کھانے پینے کی پیدا کی ہیں انکو اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں کوئی گوشت نہ کھانے کا عہد کر لیتا ہے اور کوئی ٹھنڈا پانی اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے اور کوئی عمدہ کھانے کو خراب اور بے لذت کر کے کھاتا ہے کہ عمدہ کھانا اپنے اوپر حرام کر رکھا ہے اللہ تعالٰی نے اس سے ممانعت فرمائی ہے فقط۔

فوائد صفحہ ھذا

قسم کا کفارہ۔ ف۱ یعنی جو قسمیں بالقصد ہوں اور پھر انکے خلاف ہوا تو اسپر کفارہ ہے اور کفارہ یہ ہے کہ دس محتاجوں کو کھانا کھلانا یا انکو کپڑا پہنانا یا ایک غلام کا آزاد کرنا ان تینوں میں سے کسی کا مقدور نہ ہو تو تین روزے رکھے (ابن کثیر)

شراب جوئے کی حُرمت۔ ف۲ مشکوٰۃ میں ہے لَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا فَاِنَّهٗ رَأْسُ كُلِّ فَاحِشَةٍ یعنی ہرگز شراب نہ پینا کیونکہ یہ تمام بُرے کاموں کی جڑ ہے اور واضح ہو کہ اس حکم کو انگور وغیرہ کسی چیز سے خصوصیت نہیں کیونکہ بخاری مصری جلد سوم صفحہ ۲۲۰ میں ہے كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ یعنی جتنی پینے کی چیزیں ایسی ہیں کہ نشہ لا دیں پس وہ حرام ہیں۔ اور مشکوٰۃ باب بیان الخمر صفحہ ۳۱۷ میں ہے كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ (مسلم) یعنی ہر چیز نشہ والی حرام ہے۔ ترمذی جلد ایک صفحہ ۳۶۷ میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شراب کے بارے میں دس شخصوں پر لعنت کی ہے بنانے والا۔ بنوانے والا۔ پینے والا۔ پلانے والا۔ لانے والا۔ جس کے واسطے لائی گئی بیچنے والا۔ خریدنے والا۔ جس کے واسطے خریدی گئی۔ اسکی آمدنی کھانے والا۔ شراب جس چیز کا پانی سڑ آئے کہ نشہ لانے لگے وہ تھوڑی اور بہت حرام ہے۔ شراب کی حرمت بتدریج نازل ہوئی ہے سورۃ البقرہ کے ستائیسویں رکوع میں شراب اور جوئے کی اور سورت ہٰذا کے شروع میں تھان اور پانسوں کی تفسیر و ممانعت بیان ہو چکی ہے اس آیت میں اللہ تعالٰی نے مسلمانوں پر ان چار چیزوں کو جو اسمیں مذکور ہیں قطعاً حرام کر دیا۔ حضرت عطاء و ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جوئے کی ہر چیز میسر میں داخل ہے گو بچوں کے کھیل کے طور پر ہو۔ زمانۂ جاہلیت میں جوئے کا عام رواج تھا جسے اسلام نے غارت کیا۔ قاسم بن محمد فرماتے ہیں جو ذکر اللہ اور نماز سے غافل کر دے وہ جوا ہے۔ صحیح مسلم میں ہے پانسوں سے کھیلنے والا گویا اپنے ہاتھ کو سور (خنزیر) کے گوشت میں آلودہ کرنے والا ہے۔ سنن میں ہے کہ وہ خدا و رسول کا نافرمان ہے مسند احمد میں ہے پانسوں سے کھیل کر نماز پڑھنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی قے اور گندگی اور سور کے خون سے وضو کر کے نماز ادا کرے۔ ابن سیرینؒ نے کہا کہ جس کھیل ہار جیت کی شرط کی جاوے قتل و غارت اور شر و فساد ہو وہ جوئے میں داخل ہے اور محض حرام ہے۔ اور ایک طرف کی شرط حرام نہیں۔ شراب کے بارے میں یہ آخری آیت ہے اس سے شراب اور جوا بالکل حرام ہو گیا۔ ابن عباسؓ کی ولایت میں یتیم کا مال آیا جسمیں جھگڑے وغیرہ لہو و لعب کی چیزیں تھیں سبکو جلا دیا۔ حضرت علیؓ ابن عمرؓ انسؓ نے کہا جو سر و شطرنج بھی جوا ہے۔ انصاب و نُصُب جمع ہے نصب کی ان پتھروں کو کہتے ہیں جو کعبہ کے اردگرد مشرکین نے رکھے ہوئے تھے انپر جانور چڑھاتے اور ذبح کرتے تھے۔ مجالس الابرار وغیرہ میں ہے هُوَ كُلُّ مَا نُصِبَ وَعُبِدَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى (باقی فائدہ صفحہ ۱۷۵ پر)

★ ہیں۔ جب کوئی شخص تیر کو نہایت سیدھا اور ہموار کرتا ہے تو زلم سہم بولا کرتے ہیں۔ گائے کے ہاتھ پاؤں کو اسی واسطے ازلام کہتے ہیں کہ لطافت میں تیر کے مشابہ ہوتے ہیں۔ ۳ رِجْسٌ لغت میں رجس کہتے ہیں ہر گھناؤنے اور قبیح کام کو۔ جب کوئی شخص عمل قبیح کا مرتکب ہوتا ہے تو رجس الرجل رجسا بولا جاتا ہے۔ یہ مشتق ہے رجس فتح را سے جس کے معنے ہیں سخت آواز کے۔ جب بادل میں کڑک کی وجہ سے سخت آواز پیدا ہوتی ہے تو سحاب رجاس بولا کرتے ہیں۔ چونکہ عمل بد بھی سخت قبیح ہوتا ہے اور قباحت میں درجۂ کمال کو پہنچ جاتا ہے اس لئے اُسے رجس کہتے ہیں۔

وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ

اور ڈرو پس اگر پھر جاؤ تم پس جانو کہ اوپر پیغمبر ہمارے کے پہونچانا ہے

محتاط رہو۔ اس پر بھی اگر تم نے روگردانی کی تو جان لو کہ ہمارے رسول کے ذمہ تو صرف پیغام کو واضح

الْمُبِيْنُ ﴿٩٢﴾ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

ظاہر نہیں اوپر ان لوگوں کے کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے

طور پہ پہنچا دینا ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے۔ ان پر ان

جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

گناہ بیچ اس چیز کے کہ کھایا انہوں نے جس وقت کہ پرہیزگاری کریں اور ایمان لائیں اور کام کریں اچھے

چیزوں کے بارے میں کوئی گناہ نہیں جو وہ کھا چکے جبکہ وہ پرہیزگار رہے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے

ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ

پھر پرہیزگاری کریں اور ایمان لائیں پھر پرہیزگاری کریں اور احسان کریں اور اللہ دوست رکھتا ہے

پھر پرہیزگار رہے، اور ایمان لائے پھر پرہیز کرے اور نیکوکار رہے اور اللہ نیکوکاروں کو پسند کرتا

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٩٣﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ

ع ۱۲ ۲

احسان کرنیوالوں کو ف۱ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو البتہ آزمادے گا تم کو اللہ ساتھ ایک چیز کے

ہے۔ اے مسلمانو! اللہ تم کو قدرے اس شکار سے ضرور آزمائے گا

مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ

شکار سے کہ پہنچتے ہیں اس کو ہاتھ تمہارے اور نیزے تمہارے تو کہ جانے اللہ تعالے

جن تک تمہارے ہاتھ اور نیزے پہنچ سکیں تاکہ اللہ جان لے کہ کون اس سے

مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ

اس شخص کو کہ ڈرتا ہے اس سے بن دیکھے پس جو کوئی حد سے نکل جاوے پیچھے اس کے پس واسطے اس کے

بن دیکھے ڈرتا ہے۔ پھر جو اس (حکم) کے بعد بھی زیادتی کرے تو اس کے لئے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٩٤﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَ

ہے عذاب درد دینے والا ف۲ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو مت مار ڈالو شکار کو اور

دردناک عذاب ہے اے مسلمانو! تم شکار نہ مارو، درآنحالیکہ

اَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗءٌ مِّثْلُ

تم احرام میں ہو اور جو کوئی مار ڈالے اسکو تم میں سے جان کر پس بدلہ اس کا ہے مانند

تم نے احرام باندھ رکھا ہو اور جو شخص تم میں سے جان بوجھ کر شکار مار ڈالے تو اس کی سزا یہ ہے کہ جیسے

مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ

اسکی جو مارا ہے جانوروں سے حکم کریں ساتھ اسکے دو صاحب عدالت تم میں سے قربانی پہونچنے والی

جانور کو قتل کیا ہے اس کے معاوضے میں چار پایوں میں سے اس سے ملتا ہوا جانور جسے متفق

الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ

کعبہ کو یا کفارہ ہے کھلانا مسکینوں کا یا برابر اس کے

تم میں سے دو منصف فیصلہ کر دیں یہ نیاز ہو جو کعبہ تک پہنچے یا اس کے بدلے چند مسکینوں کو کھانا کھلا دیا جائے یا ان کے برابر روزے رکھ لے

حل لغات۔

له ذَوَا عَدْلٍ۔ ذَوَا تثنیہ ہے ذُو کا اور ذُو معنے میں ہے صاحب کے ای صاحبا عدل یعنی دو منصف اور صالح آدمی۔

٢ه هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ۔ بالغ الکعبۃ صفت ہے ہدیًا کی۔ اصل میں تھا بالغًا الکعبۃ تنوین تخفیفًا حذف ہو گئی اور بالغ الکعبۃ کی طرف مضاف ہو گیا۔ کعبہ کو کعبہ اس کے ارتفاع اور مربع ہونے کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ عرب ہر مربع گھر کو کعبہ کہتے ہیں۔

٣ه اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ۔ عَدل کہتے ہیں ایک چیز کو ایک چیز کے برابر کرنا۔ بولا کرتے ہیں عدلتُ فلانا بفلان ای سویت بینہما اور ایک ہے عِدل جس کے معنیٰ ہیں مثل کے کہا جاتا ہے عندی عدل غلامک ای مثل غلامک لیکن زجاج اور ابن اعرابی کا قول ہے کہ دونوں کے معنے ایک ہیں فرق اس قدر کہ عَدل مصدر ہے اور عِدل مفعول کے معنیٰ میں مستعمل ہوتا ہے۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۱۷۴) شَجَرٍ اَوْ حَجَرٍ اَوْ قَبْرٍ اَوْ غَیْرِ ذٰلِکَ یعنی درخت پتھر وغیرہ جو چیز بھی اللہ تعالیٰ کے سوا پوجی جائے وہ اسی میں داخل ہے جیسے سید کا طاق یا کسی پیر فقیر کا جھنڈا نشان اور چبوترہ یا تعزیہ و پنجہ وغیرہ۔ ابوداؤد میں ہے جو گائے بکرا دنبہ وغیرہ قبروں پر ذبح کیا جاتا ہے اسکو عقر کہتے ہیں اور یہ اسلام میں جائز نہیں بلکہ مسلم میں ہے لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ یعنی ملعون ہے جو غیر اللہ کیلئے ذبح کرے۔ اَزْلَام اُن تیروں کو کہتے ہیں جن سے وہ فال لیا کرتے تھے۔ ان سب چیزوں کے متعلق فرمایا یہ خدا کی ناراضگی اور شیطانی کام ہیں ان سے بچو تاکہ فلاح یاب ہو کیونکہ شرابی شراب پی کر خانہ جنگی کرتا ہے۔ جواری اپنی جورو تک کو جوئے میں ہار جاتا ہے اسکا دشمن بن جاتا ہے۔ اخیر میں فرمایا اب بھی باز آتے ہو یا نہیں؟ جب یہ آیت اتری تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ نے کہا ہمارے رب ہم باز آگئے (ابن کثیر۔ فتح البیان جامع البیان) میں کہتا ہوں تاش بازی بھی میسر میں داخل ہے کیونکہ اسمیں بھی ہار جیت ہے۔ نیز مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی نے رسالہ اصلاح الرسوم میں تاش بازی کو منع لکھا ہے۔ نیز محترمی اخی حضرت الامام مولانا عبدالستار صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں صحیفہ اہلحدیث ماہ صفر سنہ ۱۳۶۴ھ میں رقمطراز ہیں "فی زماننا جن رسوم قبیحہ وافعال ذمیمہ کا شیوع و عروج ہے منجملہ انکے خصائل رذائل مسئولہ مرقومہ فی السؤال بھی ہیں عوام کالانعام کے علاوہ بعض اطبا و حکما و شرفا بھی اس میں پابہ زنجیر ہیں۔ اکثر نوجوانوں کو شطرنج بازی تاش بازی کبوتر بازی مرغ بازی۔ تیتر بازی بٹیر بازی کنکوے بازی وغیرہ رسوم بد کی عادت ہے جو شرعاً ناجائز و حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں شراب و قمار (جوا بازی) کی حرمت بیان کی ہے وہاں وجہ ممانعت و علت حرمت اس امر کو قرار دیا ہے کہ شیطان نافرمان تم سے یہ کام کرا کر یوں چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان عداوت اور بغض پیدا کر دے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے غافل کر دے اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝ پس ظاہر ہے جبکہ شراب و جوئے کے حرام ہونے کی علت یہ ٹھیری تو جس چیز میں یہ علت پائی جائیگی اسکو حرام کہا جائے گا۔ ان سب کھیلوں میں جس قدر قلب کو مشغولی و مدہوشی ہے وہ اظہر من الشمس ہے کہ ایسے لاعبین کو حوائج انسانیہ و امور طبعیہ و اقتضایات بشریہ مثلاً کھانے پینے پیشاب پاخانے کی بھی ہوش و خبر نہیں رہتی نماز کا تو ذکر ہی کیا ہے اور ان ملاعب خبائث کی بدولت مجادلہ و مخاصمہ و مشاتمہ یعنی گالی گلوچ رنج و تکرار بلکہ ہاتھا پائی کی بھی نوبت آجاتی ہے۔ آپس میں نفاق و شقاق پیدا ہو جاتا ہے العیاذ باللہ تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ، ۳۹ میں تحت آیت مندرجہ بالا مرقوم ہے وَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ کُلُّ مَا اَلْهٰی عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهُوَ مِنَ الْمَیْسِرِ یعنی حضرت قاسم بن محمد فرماتے ہیں کہ جو چیز ذکر اللہ اور نماز سے غافل کر دے وہ جوا ہے اور جوا بلا اتفاق

حرام ہے لہٰذا تاش بازی کبوتر بازی و تیتر بازی بھی حرام ہوئی کیونکہ اسمیں ہار جیت پائی جاتی ہے۔ مسند احمد و ابوداؤد، ابن ماجہ و بیہقی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک کبوتر کے پیچھے دوڑا جا رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ شیطان شیطان کے پیچھے جا رہا ہے نیز کبوتر بازوں کی عادت دوسروں کے کبوتر پکڑنے کی بھی ہوتی ہے جو سراسر ظلم و غصب ہے جسکی نسبت حدیثوں میں آیا ہے کہ اگر کسی کا حق کسی کے ذمہ رہ گیا ہوگا تو قیامت کے دن ظالم کی نیکیاں مظلوم کو اور مظلوم کے گناہ ظالم کو دلوائے جائیں گے پھر ظالم دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ اگر کوئی کبوتر بازیوں کہے کہ دوسرے بھی تو ہمارا کبوتر پکڑ لیتے ہیں ہم نے ان کا پکڑ لیا تو کیا ہوا۔ سو یہ واضح رہے کہ یہ چھینا جھپٹی کا معاملہ و معاوضہ اچھا نہیں۔ اگر کوئی بدمعاش کسی شریف کی چوری کرے تو اس کا یہ معنٰی نہیں کہ وہ شریف بھی اسکے گھر جا کر نقب لگائے اور چوری کا بدلہ چوری ہی کرے۔ اگر کوئی کسی کی عورت سے زنا کرے تو یہ ہرگز درست نہیں کہ وہ بھی اس کی عورت سے زنا کرے بلکہ اسکو شرعی سزا دلوائے۔ اگر کوئی کہے کہ کبوتر بازوں کا گروہ اس مبادلہ پر رضامند ہے کہ جس کے ہاتھ لگے لیجائے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اگر یہ رضامندی تسلیم بھی کر لی جائے تو کبوتر بازوں کا کبوتروں کی ٹولیوں کا لڑانا اور ہار جیت رکھنا جوئے میں داخل ہے۔ جوا رضامندی سے حلال نہیں ہو سکتا اسکا حرام ہونا قرآن مجید میں منصوص ہے۔ الغرض کسی طرح اس میں جواز کی صورت نہیں۔ ہاں مطلق کبوتر تیتر طوطا بلبل مرغ وغیرہ پالنا منع نہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک صحابی کو فرمایا تھا یَا اَبَا عُمَیْرٍ مَّا فَعَلَ النُّغَیْرُ انکا لڑانا اڑانا ہار جیت کرنا قطعاً منع ہے۔ عموماً کبوتر بازی بلبل بازی ق وغیرہ میں اس قدر مشغولیت ہوتی ہے کہ نماز کی خبر رہتی ہے نہ اہل حقو کے حقوق کی ادائیگی کی نہ اہل و عیال کی خدمت گذاری کی۔ یہ ایک مستقل وجہ اس کے حرام ہونے کی ہے کیونکہ عبادات و حقوق مذکورہ واجب ہیں اور ترک واجب حرام ہے اور شغل مذکور اس حرام کا سبب ہو جاتا ہے لہٰذا حرام کا سبب بھی حرام ہوا چنانچہ سب مقدمات ظاہر ہیں۔ الغرض کنکوے بازی تیتر بازی بٹیر بازی، مرغ بازی بلبل بازی کبوتر بازی جوئے بازی، آتش بازی تاش بازی مینڈھے بازی اغلام بازی عشق بازی لونڈے بازی غیر عورتوں کے ساتھ دیدہ بازی ڈھولک بازی شطرنج بازی چوسر بازی، خلاف شرع مذاق بازی مکر بازی فن فریب بازی دھوکہ بازی حیلہ سازی غلیل بازی خاک بازی، احکام شرعیہ کے سامنے حجت بازی کرنا کرانا سخت ممنوع و حرام ہے حدیث میں ہے نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّحْرِیْشِ بَیْنَ الْبَهَآئِمِ (ابوداود۔ ترمذی۔ جامع صغیر جلد دوم صفحہ ۱۷۶) یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جانوروں چوپایوں وغیرہ کے لڑانے سے منع کیا ہے۔ اس حکم میں تیتر بٹیر مرغ مینڈھے وغیرہ سب آگئے اور واقعی عقل سلیم و فطرت فہیم بھی اس امر کی مقتضی تھی کہ (باقی بر صفحہ ۱۷۶)

صِيَامًا لِّيَذُوقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ط عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ط وَمَنْ

روزے ۔ تو کہ چکھے ۔ وبال ۔ کام اپنے کا ۔ معاف کیا اللہ نے ۔ اس چیز سے کہ گزرا ۔ اور جو کوئی

جانیں (یہ اس لئے ہے) تاکہ وہ اپنے کئے کی سزا چکھے۔ جو ہو چکا خدا نے اس سے درگزر کیا لیکن جو

عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿٩٥﴾ اُحِلَّ

پھر کریگا ۔ پس بدلہ لیوے گا ۔ اللہ ۔ اس سے ۔ اور اللہ ۔ غالب ہے ۔ بدلہ لینے والا ۔ ۩ ۔ حلال کیا گیا

پھر کرے گا تو خدا اس سے (انتقام کا) بدلہ لیگا (اور اللہ (سب پر) غالب ہے (اور) سزا دینے والا ہے ۔ تمہارے لئے دریا

لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ج

واسطے تمہارے ۔ شکار کرنا ۔ دریا کا ۔ اور ۔ کھانا اس کا ۔ فائدہ واسطے ۔ تمہارے ۔ اور ۔ واسطے مسافروں کے

کا شکار اور اسکا کھانا حلال کیا گیا ہے ۔ کہ تمہارے ۔ اور مسافروں کو فائدہ پہنچے ۔ اور

وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ

اور حرام کیا گیا ۔ اوپر تمہارے ۔ شکار کرنا ۔ جنگل کا ۔ جب تک کہ رہو تم ۔ احرام میں ۔ اور ۔ ڈرو اللہ سے

جب تک تم حالت احرام میں رہو تم پر جنگل کا شکار حرام ہے ۔ اور اللہ سے ڈرو

الَّذِيْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٩٦﴾ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ

وہ جو ۔ طرف اسکی ۔ اکٹھے کیے جاؤ گے ۔ ۩ ۔ کیا ۔ اللہ نے ۔ کعبہ کو ۔ اس گھر حرمت

جس کی طرف تمہیں جمع کرکے لایا جائے گا ۔ اللہ نے کعبہ کو جو کہ عزت واحترام کا گھر ہے لوگوں کے

الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ط

والے کو ۔ باعث قائم رہنے کا واسطے لوگوں کے ۔ اور مہینوں حرمت والوں کو ۔ اور قربانیاں ۔ اور پٹے والیاں

قائم رکھنے کا سبب قرار دیا ۔ نیز حرمت والے مہینوں کو بھی اور (حج کی) قربانی کو اور (قربانی کے) ان جانوروں

ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَ

یہ واسطے اس کے ہے کہ جانو تم یہ کہ ۔ اللہ ۔ جانتا ہے جو کچھ ۔ بیچ آسمانوں کے ۔ اور جو کچھ بیچ ۔ زمین کے ہے ۔ اور

کو بھی جن کے گلوں میں پٹے باندھے ہوں۔ یہ اس لئے کہ تمہیں معلوم ہو کہ جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اللہ (سب کو) جانتا ہے

اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٩٧﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

یہ کہ ۔ اللہ ۔ ساتھ ہر چیز کے ۔ دانا ہے ۔ ۩ ۔ جانو تم ۔ کہ ۔ اللہ ۔ سخت ۔ عذاب والا ہے

اور یہ کہ اللہ ہر بات کا علم رکھنے والا ہے ۔ لوگو! جان لو کہ اللہ (پاداش عمل میں) سخت سزا دینے والا

وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩٨﴾ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ط وَ

اور یہ کہ ۔ اللہ ۔ بخشنے والا ۔ مہربان ہے ۔ نہیں اوپر ۔ پیغمبر کے ۔ مگر ۔ پہنچا دینا ۔ اور

بھی ہے اور یہ کہ اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحمت والا بھی ہے ۔ رسول کے ذمہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ (حکم) پہنچا دے ۔ اور

اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿٩٩﴾ قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ

اللہ ۔ جانتا ہے ۔ جو ۔ ظاہر کرتے ہو تم ۔ اور جو ۔ چھپاتے ہو تم ۔ کہہ ۔ نہیں ۔ برابر ہوتا ۔ ناپاک

اللہ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو ۔ (اے پیغمبر علیہ السلام!) کہہ دیجئے کہ ناپاک اور پاک

وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ج فَاتَّقُوا اللّٰهَ

اور پاک ۔ اور اگرچہ ۔ خوش لگے تجھ کو ۔ بہتات ۔ ناپاک کی ۔ پس ڈرو ۔ اللہ سے

برابر نہیں۔ اگرچہ ناپاک کی بہتات تمہیں بھلی معلوم ہو ۔ تو اے عقلمندو! اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرتے

حل لغات۔
١ وَلِلسَّيَّارَةِ۔ سَیَّارہ قافلہ مشتق ہے سیر سے اور سیر کہتے ہیں چلنے کو۔ چونکہ قافلہ اکثر اوقات چلتا رہتا ہے اس لئے اسے سیارہ کہتے ہیں یہاں مراد ہیں مسافر۔
٢ مَا دُمْتُمْ۔ دمتم صیغہ جمع مذکر حاضر باب نصر اجوف واوی۔ دوم مادہ۔ اصل میں تھا دَوَمْتُمْ واو متحرک ماقبل مفتوح الف سے بدل گیا اور الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گیا۔ فے کلمہ کو مہمل متہ پر دلالت کرنے کی غرض سے ضمہ دیدیا۔ ٣ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ۔ قیام مصدر بمعنی قائماً ای قائما باصلاح مہمات الناس۔

بقیہ صفحہ ۱۷۵، خواہ مخواہ بے زبان جانوروں کو آپس میں لڑوانا خون کرانا پرلے درجے کی بے وقوفی وحماقت اور جہالت ہے۔ دراصل اس کی موجد وبانی قوم لوط ہے۔ لوطیوں کی مشہور خصلت سے لوط علیہ السلام انکو روکتے اور کہتے تھے کہ تم جیسی خباثت تم سے پہلے کوئی جانتا ہی نہ تھا۔ کفر وتکذیب رسول تو خیر اور قومیں بھی رہیں مگر مردوں سے حاجت روائی کرنا تو کا زیر چڑھنا تو کسی نے بھی نہیں کیا۔ علاوہ ازیں ان میں یہ بھی بدخصائل تھے کہ راستے روکتے تھے ڈاکے ڈالتے تھے قتل وفساد کرتے تھے راہ گیروں اور مسافروں کو پکڑ کر بدفعلی کرتے تھے۔ مال لوٹتے تھے گھروں اور بازاروں میں علی الاعلان لواطت کرتے تھے یعنی الاعلان مزے لے لے کر گناہ کرنے کے عادی تھے۔ حدیث میں ہے کہ راہ چلتوں پر آوازہ کشی کرتے اور ان پر پتھر پھینکتے تھے۔ سیٹیاں بجاتے تھے کبوتر بازی کرتے تھے مجلسوں میں گوز مارتے تھے ایک دوسرے پر تھوکتے تھے۔ نرد شیر وشطرنج تاش وغیرہ سے کھیلتے تھے۔ عورتوں کی طرح رنگ برنگ کے کپڑے پہننا ہاتھوں میں مہندی لگانا درخت کی چھال چبا کر یا مصطگی چبا کر مست رہنا (ہونٹوں پر سُرخی لگانا دانتوں پر مسّی ملنا) سب کے سامنے ننگے ہو جانا۔ سیٹیاں بجانا ان کی عام عادت تھی اور یہ جمیع منکرات وجملہ منہیات وتمام ہی ممنوعات ان کے اندر موجود تھے بایں وجہ سب ممنوع ہیں فقط۔

فوائد صفحہ ۱۷۵

شکار کے احکام۔ ف اس سے پہلی آیت صاف دلیل ہے اس امر پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت فرض ہے اور قرآن مجید کی طرح حدیث شریف بھی واجب الاتباع ہے جیسے قرآن کی مخالفت باعث تباہی وبربادی ہے ویسے ہی حدیث کی بھی۔ پھر فرمایا کہ جب شراب حرام ہوگئی تو بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ جو مسلمان اسکے حرام ہونے سے پہلے پی چکے ہیں ان کا کیا حال ہوگا اسپر یہ آیتیں اُتریں کہ جو حکم سے پہلے کھا پی چکے انکے اوپر کچھ گناہ نہیں فقط۔

ف۲ نیزے کا نام اس میں سب ہتھیار داخل ہوئے پھر یہ جو دوطرح ذکر کیں ہاتھ سے اور ہتھیار سے اس واسطے کہ احرام میں۔۔ دونوں طرح شکار کو مارنا یکساں ہے۔ دُور سے ہتھیار مارا یا ہاتھ سے صحیح وسلامت پکڑ لیا پھر ذبح کیا اور طریق ذبح میں ان دونوں کا فرق ہے۔ دُور سے مارا جو جہاں زخم لگ کر مر گیا حلال ہوا اور سلامت پکڑ لیا تو مواشی کی طرح ذبح کرنا چاہیئے (موضح)

مسئلہ، بونڈ، لاٹری، بیمہ پالیسی، یہ حرام وناجائز معاملات ہیں۔ لہٰذا ایسے معاملات سے بچنا چاہیے۔ بولی والی کمیٹی میں ضرورت مندوں کے ساتھ تعاون کرنا اور باہمی مشورے سے ضرورتمند کو باری سے پہلے بلا معاوضہ دے دینا جائز ودرست ہے۔ لیکن اس کے عوض لاکھ بیچ بیس ہزار کا غلط اور ناجائز ہے، یہ لوگوں کے مال کو باطل طور پر کھانا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید سورۃ النساء: ۲۹ میں منع فرمایا ہے۔ بس صحیح طریقہ باہمی تعاون کرتے ہوئے ضرورتمند کو بغیر کمی بیشی کے اس کی کمیٹی دے دینا ہے اور یہ صحیح وجائز ہے۔

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ مسئلہ یوں ہے کہ اگر احرام میں شکار پکڑے تو فرض ہے کہ چھوڑ دے اور اگر مارے تو اس قدر قیمت کا ایک جانور لیکر مواشی میں سے بکری یا گائے یا اونٹ وہ کعبہ تک پہنچا کر ذبح کرے اور آپ نہ کھاوے یا اُس قیمت کا اناج لیکر محتاجوں کو کھلاوے۔ ہر محتاج کو دو سیر گیہوں یا جتنے محتاجوں کو پہنچتا ہو اسی قدر روزے رکھے اور قیمت ٹھہراویں دو مسلمان معتبر (موضح) اگر کوئی یہ گناہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لے گا۔ اس میں حد نہیں امام وقت اسپر کوئی سزا نہیں دے سکتا یہ گناہ خدا اور بندے کے درمیان ہے ہاں فدیہ ضرور دینا پڑے گا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ فدیہ ہی انتقام ہے۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں ایک محرم نے شکار کیا اسپر فدیہ کا فیصلہ کیا گیا۔ اُس نے پھر شکار کیا تو آسمان سے آگ آگئی اور اسے جلا کر بھسم کر دیا۔ اور مسلم صفحہ ۱۵۸ میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میں احرام میں تھا اور میں نے حالت احرام میں ایک ہرن کو شکار کر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے جو ان کے پاس بیٹھے تھے کہا میں اور تم مل کر اس میں فیصلہ کریں پھر ایک بھیڑ قربانی میں بھیجنے کا حکم دیا۔ اس شخص نے کہا یا امیر المؤمنین میں ایک ہرنی کے بارے میں اکیلے فیصلہ نہ کر سکے دوسرے کو شریک کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے سورۂ مائدہ پڑھی ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا اگر تو پڑھا ہوتا تو میں تجھ کو اس کہنے پر سزا دیتا۔ سُن! اللہ نے سورۂ مائدہ میں فرمایا ہے کہ دو معتبر آدمی فیصلہ کریں۔ میں نے اس آیت کے موافق ایک آدمی شامل کر کے فیصلہ کیا ہے۔ اور منتقےٰ صفحہ ۱۵۹ میں ہے جو شخص احرام میں نہیں اگر وہ اپنے واسطے شکار مارے، نہ محرم کے واسطے اور نہ محرم اس کے مارنے میں اشارہ یا کچھ مدد کرے تو وہ شکار محرم کو کھانا درست ہے۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ بچھو، چوہا، چیل، کوا، سانپ، باؤلا کتا احرام میں اور حرم میں مارنا جائز ودرست ہے۔ جامع البیان صفحہ ۱۰۷ میں کفارہ لازم آنے میں خطا اور عمداً دونوں برابر ہیں۔ اب جو اللہ ورسول کے ارشادات پڑھ سننے کے بعد بھی قوم، برادری، مذہب، تقلید یا خواہش نفس کے پیچھے لگ کر خدا کی نافرمانی پر اڑا رہے تو اللہ تعالیٰ اپنے نافرمانوں سے زبردست انتقام لینے والا ہے کیونکہ اللہ اپنی سلطنت پر غالب ہے۔ کوئی اس کو مغلوب نہیں کر سکتا پس بندگان خدا کو چاہیئے کہ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝ رب کی نافرمانیوں سے باز آجائیں ورنہ ان کو کوئی فتنہ یا عذاب الیم پہنچ جائے گا فقط دریائی شکار کا بیان۔

ف۲ احرام میں دریا کا شکار یعنی مچھلی حلال ہے اور دریا کا کھانا یعنی جو مچھلی پانی سے جدا ہو کر مر گئی اُسے نہیں پکڑی وہ بھی حلال ہے۔ فرمایا کہ یہ تمہارے فائدہ کو رخصت دی۔ پھر کوئی نہ سمجھے کہ حج کے طفیل سے حلال ہے اور فرما دیا کہ اور سب مسافروں کے فائدہ کو۔ مچھلی اگر تالاب میں ہو وہ

(باقی فائدہ صفحہ ۱۷۷ پر ملاحظہ کریں)

ع ۱۳ / ۴

يَٰٓأُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٠٠﴾ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا

اے صاحبو عقل کے تاکہ تم فلاح پاؤ اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت

اے عقل والو! تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اے ایمان والو! ایسی باتوں کے متعلق

تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِن تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ج وَإِن تَسْأَلُوا عَنْهَا

پوچھا کرو ان چیزوں سے کہ اگر ظاہر کیا جاوے واسطے تمہارے ناخوش لگیں تم کو اور اگر سوال کروگے ان سے

سوال نہ کرو اگر تم پر ظاہر کردی جائیں تو تمہیں ناگوار معلوم ہوں اور اگر تم نے ایسے

حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ ط عَفَا اللَّهُ عَنْهَا ط وَاللَّهُ

جب اتارا جاتا ہے قرآن ظاہر کیا جاوے گا واسطے تمہارے معاف کیا اللہ نے ان سے اور اللہ

وقت میں کہ قرآن نازل ہو رہا ہے ان کے متعلق پوچھا تو (ایسی باتیں) تم پر ظاہر کردی جائیں گی اللہ نے ان سوالات سے درگذر کیا

غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٠١﴾ قَدْ سَأَلَهَا قَوْمٌ مِّن قَبْلِكُمْ ثُمَّ

بخشنے والا تحمل والا ہے تحقیق پوچھا تھا ان کو ایک قوم نے پہلے تم سے پھر

(اور اللہ بخشنے والا (اور) بردبار ہے بیشک ایک قوم نے تم سے پہلے بھی ایسی ہی باتیں دریافت کی تھیں پھر وہ

أَصْبَحُوا بِهَا كَافِرِينَ ﴿١٠٢﴾ مَا جَعَلَ اللَّهُ مِن بَحِيرَةٍ وَلَا

ہو گئے ساتھ اُن کے کافر نہیں مقرر کیا اللہ نے بحیرہ کان پھٹی اور نہ

(ان کی وجہ سے) اور ان سے انکار کر بیٹھے اللہ نے نہ بحیرہ کو مقرر کیا ہے اور نہ

سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ ۙ وَلَٰكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام اور لیکن وہ لوگ کہ کافر ہیں

سائبہ کو نہ وصیلہ کو اور نہ حامی کو لیکن وہ لوگ جنہوں نے راہ کفر اختیار کی۔

يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ط وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٠٣﴾

باندھ لیتے ہیں اوپر اللہ کے جھوٹ اور بہت ان کے نہیں سمجھتے

وہ اللہ پر جھوٹے بہتان باندھتے ہیں اور اُن میں کے اکثر لوگ نہیں سمجھتے

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا

اور جب کہا جاتا ہے واسطے ان کے آؤ طرف اس چیز کی کہ اتاری ہے اللہ نے اور طرف رسول کی کہتے ہیں

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے اس کی طرف اور رسول کی طرف آؤ تو کہتے ہیں

حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ط أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا

کفایت ہے ہم کو جو کچھ کہ پایا ہے ہم نے اوپر اس کے باپوں اپنوں کو کیا اگرچہ تھے باپ ان کے نہیں

کہ جس (طریقہ) پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا وہی ہمارے لئے کفایت کرتا ہے۔ کیا (وہی طریق ہمیں کفایت کرےگا) اگرچہ ان کے

يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴿١٠٤﴾ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

جانتے کچھ اور نہ راہ پاتے اے لوگو جو ایمان لائے ہو

بڑے کچھ بھی نہ جانتے ہوں اور نہ راہ ہدایت پر رہے ہوں اے ایمان والو! تم پر تو تمہاری اپنی فکر لازم ہے

عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ ج لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ط

اپنے ذمہ پکڑو اپنی جانوں کو یعنی قائم رہو احکام الٰہی پر نہ ضرر کریگا تم کو جو کوئی گمراہ ہو جائے جب راہ پاؤ تم

ہے اگر تم ہدایت پر ہو تو گمراہوں کی گمراہی تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی اللہ ہی کی طرف

حل لغات۔

۱ه لا تسئلوا مشتق ہے سوال سے اور سوال کہتے ہیں درخواست کرنے کو۔ اس کا صلہ کبھی عن آتا ہے اور کبھی بے اور دونوں صورتوں میں معنی ایک ہوتے ہیں۔ ۲ه بحیرۃ بوزن فعیلۃ۔ بحر سے مشتق ہے اور بحر کے معنی ہیں شق کرنے کے جب اونٹنی کے کان پھاڑ دیئے جاتے ہیں تو بحر ناقۃ بولا جاتا ہے یہ معنی میں ہے مفعول کے یعنی کان پھٹی اونٹنی۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۱۷۶)

بھی شکار در یا ہے۔ یہ حکم شکار کا معلوم ہوا احرام کے اندر۔ اور احرام میں قصد ہے مکہ کا۔ اس شہر مکہ اور گردو پیش میں ہمیشہ شکار مارنا حرام ہے بلکہ شکار کو ڈرانا اور بھگانا بھی (موضح) ف۳ عرب کا ملک تمام تھا ہمیشہ اس میں جنگ اور فتنہ رہتا مگر بزرگی کعبہ ان پر ثابت تھی تو حرام میں امن ہوتا۔ اس میں ہر کوئی سفر کرتا اپنا مطلب حاصل کرلاتا اور قربانی کے ساتھ قافلہ گذر جاتا۔ اسی طرح گذران چلتی تھی (موضح)

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ ترغیب صفحہ ۳۳۹ میں ہے یعنی جو کوئی حرام کا مال جمع کرتا ہے اسکو دیکھ کر رشک مت کرو کیونکہ وہ اگر اس میں سے خیرات کرتا ہے قبول نہیں ہوتی اور جو کچھ جمع رکھتا ہے تو وہ دوزخ کا توشہ ہے۔ شاہ عبدالقادرؒ نے فرمایا ہے کہ شرع کے موافق تھوڑا مال بھی ملے وہ پاک اور بہتر ہے اور جو شرع کے خلاف ملے وہ گو بہت ہو پر ناپاک و پلید ہے۔ حدیث میں ہے مَاقَلَّ وَكَفٰى خَيْرٌ مِّمَّا كَثُرَ وَاَلْهٰى تھوڑا مال جو انسان کی ضرورت کو کافی ہو اس بہت مال سے بہتر ہے جو خدا سے غافل کردے۔ بکری کا ایک سیر گوشت بہتر ہے خنزیر کے من بھر گوشت سے۔ ایک معنے یہ بھی ہے کہ مسلمان مومن موحد قلیل بہتر ہیں کافروں مشرکوں بدعتیوں فاسقوں فاجروں کے ہجوم سے فقط

ف۲ یعنی آپؐ سے نہ پوچھو کہ یہ چیز روا ہے یا نہیں، کام کریں یا نہ کریں بلکہ جو فرمایا اس پر عمل کرو جو نہ فرمایا اسکو معاف جانو اس میں دین آسان رہے اور جو ہر بات کا جواب آوے تو دین تنگ ہو جاوے پھر عمل نہ کرسکو جیسے اگلے نہ کرسکے پھر کفر کی رسمیں بتائیں کہ پوچھنے کی حاجت نہیں۔ جو اللہ نے نہ فرمایا وہ بے اصل ہے اور اسی طرح بے فائدہ باتیں پوچھتے کسی نے پوچھا میرا باپ کون تھا یا میری عورت گھر میں کس طرح ہے۔ اگر پیغمبر (بذریعہ وحی) جواب دے تو شاید برا جواب آوے اور پشیمان ہو (موضح)۔ بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنہ میں ہے یعنی مجھ سے بہت سوالات نہ کیا کرو۔ جس چیز سے منع کروں اس سے بچو اور جس کام کا حکم کروں اسکو حتی المقدور بجالاؤ۔ پہلی امتیں اپنے نبیوں سے بہت پوچھ گچھ اور اختلاف کرنے کے سبب ہلاک ہوگئیں۔ ابن کثیر میں ہے جب حج کی آیت اتری تو بعض صحابہؓ نے آپؐ سے پوچھا کیا ہر سال کے لئے حج فرض ہوا ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں اور یہ بھی فرمایا کہ اگر میں تمہارے اس سوال کے جواب میں ہاں کہدیتا تو حج ہر سال کے لئے فرض ہو جاتا اور تم ہرگز اس کی طاقت نہ رکھتے اور پھر ...... ہر سال فرض ہو جانے کے بعد تم ادا نہ کرتے تو تارک فرض ہونے کے سبب کافر ہو جاتے۔ آپؐ کو صحابہؓ کے اسی قسم کے سوالات پر غصہ آیا تو آپؐ نے منبر پر تشریف لاکر ایسا نصیحت آمیز رقت طاری کر دینے والا خطبہ دیا کہ لوگوں کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ آپؐ نے فرمایا جتنا کچھ علم من جانب اللہ مجھ کو دیا گیا ہے تم کو نہیں دیا گیا۔ اگر تم جان لو تو ہنسو کم اور روؤ بہت فقط

ف۳ یہ کفر کی رسمیں تھیں کہ مواشی میں کوئی بچہ نیاز رکھتے بت کی تو اس کا کان پھاڑ دیتے نشان کو اور اس کو بَحِیرہ کہتے اور کوئی جانور بت کے نام پر آزاد کرتے اور اسکو اس کے اختیار پر چھوڑ دیتے وہ سَائِبَہ تھا۔ اور بعض شخص نے ٹھیرایا کہ جو بچہ نر ہو وہ بت کی نیاز ذبح کروں اور جو مادہ ہو میں رکھوں۔ پھر اگر نر و مادہ ملے ہوتے تو نر بھی آپ رکھتا مادہ کے ساتھ یہ وَصِیلَہ تھا۔ اور جس اونٹ کی پشت سے دس بچے پورے پورے ہوئے لائق سواری کے اور بوجھ کے اس باپ کو لادنا موقوف کرتے اور چارہ پانی سے نہ ہانکتے وہ حَامِی تھا۔ یہ سب غلط رسمیں ڈال کر اس کو حکم شرعی سمجھتے تھے (موضح) حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ عمرو بن عامر خزاعی کو جہنم میں دیکھا کہ اپنی آنتیں گھسیٹتا پھر رہا ہے۔ اس نے غیر اللہ کے نام پر جانور نیاز کرنے کی رسم سب سے پہلے جاری کی تھی۔ دوسری حدیث میں ہے اسکی بدبو سے دوسرے جہنمیوں کو بھی تکلیف ہوگی (ابن کثیر)

ف۴ یعنی باپ کا احوال معلوم ہو کہ حق کا تابع تھا اور صاحب علم تھا تو اسکی راہ پکڑے، نہیں تو عبث ہے (موضح) یعنی یہ لوگ خدا کی شریعت کی طرف دعوت دیئے جاتے ہیں تو اپنے باپ دادوں کے طریقوں کو اسکے مقابلہ میں پیش کرتے ہیں جیسا کہ آج کل کہدیتے ہیں کہ واہ پیروں کی نذر و نیاز، گیارہویں، مولود، شب برارت کا حلوا، رجبی وغیرہ یہ تو ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں، آج تم موحد اہلحدیثوں کے کہنے سے ہم نہیں چھوڑ سکتے حالانکہ ان کے بڑے محض ناواقف تھے۔ یہ شریعت کو چھوڑ کر ان کے پیچھے لگے ہوئے ہیں، یہ ان کی بڑی بےعقلی ہے فقط۔

---

۷ سَائِبَۃ بوزن فَاعِلَۃ۔ سَابَ بمعنی جَرٰی سے مشتق ہے پانی روئے زمین پر بہتا اور سانپ چلتا ہے تو سَابَ الماء اور سَابَتِ الحیۃ بولا کرتے ہیں۔ سائبہ معنی میں ہے مُسَیَّبَۃ کے جیسے عیشۃ راضیۃ معنے میں مرضیۃ کے۔ ۸ وَصِیلَۃ معنے میں ہے موصولۃ کے اور ممکن ہے کہ واصلۃ کے معنے میں ہو۔ ۹ حَامِر لیا گیا ہے حَمَاہُ یَحْمِیْہِ اِذَا حَفِظَہٗ سے۔ چونکہ یہ اونٹ اپنی پشت کی حفاظت کرتا ہے اس لئے اسے حام کہتے ہیں۔ ۱۰ تَعَالَوْا صیغہ جمع مذکر حاضر امر۔ اس کی پوری تحقیق لغوی اور وجہ اشتقاق قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا الخ میں گزر چکی وہاں دیکھو۔

إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٠٥﴾

طرف خدا کی ہے پھر جانا تمہارا سب کا سب خبر دے گا تمکو ساتھ اسکے جو تھے تم کرنے والے

تم سب کو لوٹ کر جانا ہے پس وہ تمہیں بتا دیگا کہ تم کیا کرتے رہے تھے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو گواہی کے درمیان تمہارے جب حاضر ہو ایک کسی کو تم میں سے موت

اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کے سامنے موت آکھڑی ہو تو وصیت کے وقت آپس کی گواہی کیلئے

حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ

وقت وصیت کے دو شخص ہیں صاحب اعتبار تم ہی سے یا اور دو سوائے

تم ہی سے دو حق (انصاف) والے شخص گواہ ہونے چاہئیں (یا) اگر تم حالت

غَيْرِكُمْ إِنْ أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةُ

تمہارے اگر تم چلتے ہو واسطے زمین کے پس پہنچے تم کو مصیبت

سفر میں ہو اور موت کی مصیبت درپیش آجائے تو دو

الْمَوْتِ ۚ تَحْبِسُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ إِنِ

موت کی بند رکھو ان دونوں کو پیچھے نماز کے یعنی نماز عصر کے پس قسم کھاویں دونوں ساتھ اللہ کے اگر

غیر مسلم ہی سہی۔ اگر تمہیں انکی (صداقت) میں شبہ ہو تو نماز کے بعد انہیں روک لو۔ پھر وہ دونوں اللہ کی قسمیں کھا کر کہیں کہ ہم

ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۙ وَلَا نَكْتُمُ

شک میں پڑو تم نہ مول لیویں گے ہم بدلے اس قسم کے کچھ مول اور اگرچہ ہو صاحب قرابت اور نہ چھپا دیں گے ہم

اپنی قسم کے معاوضے میں کچھ نہیں لینا چاہتے اگرچہ وہ قریبی ہو اور نہ ہم اللہ کی

شَهَادَةَ اللَّهِ إِنَّا إِذًا لَمِنَ الْآثِمِينَ ﴿١٠٦﴾ فَإِنْ عُثِرَ عَلَىٰ أَنَّهُمَا

گواہی اللہ کی تحقیق ہم اس وقت البتہ گنہگاروں سے ہیں ۱۰۶ پس اگر خبر ہوئی اوپر اس بات کے کہ ان دونوں

شہادت (گواہی) چھپائیں گے۔ اگر ایسا کریں تو یقیناً ہم گنہگاروں میں سے ہوں گے پھر اگر پتہ چل جائے کہ وہ دونوں

اسْتَحَقَّا إِثْمًا فَآخَرَانِ يَقُومَانِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِينَ

حق ثابت کیا ہے گناہ سے پس اور دو شخص کھڑے ہوویں جگہ انکی ان لوگوں میں سے

گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں تو ان دونوں کی جگہ سب سے زیادہ قرب رکھنے والے دوسرے دو گواہ

اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْأَوْلَيَانِ فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ

کہ حق ثابت کیا تھا اوپر انکے انہوں نے جو نزدیک تھے پس قسم کھاویں ساتھ اللہ کے کہ البتہ گواہی ہماری بہت سچی ہے

ان لوگوں میں سے کھڑے ہو جائیں جن کا حق دبا ہے۔ پھر وہ اللہ کی قسم کھائیں کہ یقیناً ہماری گواہی ان دونوں کی

مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَا إِنَّا إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠٧﴾

گواہی ان دونوں کی سے اور نہیں حد سے نکل گئے ہم تحقیق ہم اس وقت البتہ ظالموں سے ہیں

گواہی سے زیادہ درست ہے اور ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی اگر ایسا کیا ہو تو ہم بلاشک ظالموں میں سے ہوں گے۔

ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِالشَّهَادَةِ عَلَىٰ وَجْهِهَا أَوْ يَخَافُوا أَنْ تُرَدَّ

یعنی مرنے کے وقت یہ بہت نزدیک تر اس سے کہ لے آویں گواہی اوپر طرح اسکی کے یا ڈریں یہ کہ پھیر جاویں گی

یہ بہت قریب کی راہ ہے کہ (اس طرح) وہ ٹھیک ٹھیک گواہی دیں یا ڈریں کہ کہیں ہماری

حل لغات۔

لہ اَنْ یَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَا۔ بالشہادۃ کی بے تعدیہ کے لئے اور شہادۃ اصل ترکیب میں مفعول واقع ہوا ہے علی وجہها یاتوا کے متعلق۔ اور شہادۃ علی وجہها کے معنے ہیں بے تغیر و تبدل اور بغیر خیانت جوں کی توں گواہی دینا۔

ف۱ اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کریں اور اپنی طاقت کے مطابق نیکیوں میں مشغول رہیں۔ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اچھی بات کا حکم اور بُری بات سے منع بھی نہ کرے کیونکہ مشکوٰۃ صفحہ ۴۳۶ باب امر بالمعروف میں ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوْا مُنْکَرًا فَلَمْ یُغَیِّرُوْہُ یُوْشِکُ اَنْ یَّعُمَّھُمُ اللّٰہُ بِعِقَابِہٖ یعنی کیا تم نے یہ سمجھا ہے کہ اپنے اپنے عمل درست کرو اور بس لوگ چاہے کچھ کریں۔ یاد رکھو جب لوگ بری باتوں کو دیکھتے ہوئے انھیں نہ بدلیں گے نہ روکیں گے تو بہت ممکن ہے اللہ تعالیٰ سب کو عذاب میں مبتلا کردے اور یہ بھی ہے کہ اللہ تم پر ایسے لوگوں کو مسلط کردے گا جو تم میں سب سے بدتر ہوں گے اور وہ تم کو سخت تکلیفیں پہنچائیں گے پھر تمھارے نیک لوگ خدا سے دعائیں مانگیں گے مگر وہ قبول نہ ہوں گی۔ اس سے بڑھ کر ہٹ دھرمی اور نادانی کیا ہوگی کہ آدمی تقلید میں ایسا اندھا دھند ہو کہ نہ عقل سے کام لے نہ دلیل کو مانے۔ ہمارے زمانے کے عقلاء لوگ بھی جب کوئی ان کو قرآن و حدیث کی طرف بلاوے یہی جواب دیتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا اور بزرگ سب اسی طریق پر تھے قرآن و حدیث کے مقابلہ میں قول امام و مجتہد نہیں چھوڑتے۔ اسی اندھی تقلید نے آج روشن زمانہ میں بھی اہل اسلام کو فرقوں فرقوں میں تقسیم کر رکھا ہے اور کمال یہ کہ اسی روش پر مگن ہیں۔ یا اللہ تو ان کو نیک توفیق دے آمین (وحیدی وغیرہ) اور یہ بھی فرمایا جھوٹ سے بچو جھوٹ ایمان کی ضد ہے فقط۔ امر بالمعروف کا بیان صفحہ ۱۶۸ و ۱۷۲ وغیرہ میں بھی گزرا۔

ف۲ جمہور اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مِنْکُمْ سے مراد یہ ہے کہ دو مرد عادل مسلمانوں میں سے ہوں۔ اوروں نے کہا وہ دونوں میت کے قرابت سے ہوں۔ عکرمہؒ اور عبیدہؒ اسی کے قائل ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ غَیْرِکُمْ سے مراد غیر مسلمین ہیں یعنی اہل کتاب۔ یہی قول ہے عبیدہؒ اور شریحؒ اور ابن مسیبؒ اور ابن سیرینؒ وغیرہم کا۔ قاضی شریح نے کہا کہ جائز نہیں گواہی یہود اور نصاریٰ کی مگر سفر میں اور نہ حضر میں مگر وصیت میں۔ امام احمد رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ ائمہ ثلاثہ ان کے برخلاف ہیں وہ کہتے ہیں شہادت اہل ذمہ کی مسلمانوں پر جائز نہیں (ابن کثیر) ابو ثعلبہ خشنی نے کہا کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کا مطلب پوچھا تو آپ نے فرمایا اچھی بات کا حکم کرو اور بُری بات سے منع کرو۔ اور جب یہ دیکھو کہ لوگ حریص اور خواہش کی پیروی کرتے ہیں اور ہر شخص اپنی عقل پر نازاں ہے (ایسا وقت آگیا ہے کہ حق گوئی کر ہی نہیں سکتے) تو اپنے نفس کو سنبھالو۔ لوگوں کی فکر چھوڑ دو۔ تمھارے بعد ایسا وقت آنے والا ہے کہ دین کا سنبھالنا ایسا مشکل ہوگا کہ جیسے آگ کا انگارا ہاتھ میں رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ ایسے ہی وقت کے متعلق فرمایا کہ جو شخص اپنے دین پر قائم رہے گا اسکو پچاس آدمیوں کے برابر ثواب ملے گا فقط۔

وَصِیَّت کا بَیَان ۔ ف۳ یعنی جب خدا کے پاس سب کو جانا ہے تو جانے سے پہلے سب کام ٹھیک کرلو۔ اسی میں سے ایک اہم کام ضروری امور کی وصیت اور اس کے متعلقات ہیں۔ ان آیات میں وصیت کا بہترین طریقہ بیان فرمایا ہے یعنی مسلمان اگر مرتے وقت کسی کو اپنا مال وغیرہ حوالہ کرے تو بہتر ہے کہ دو معتبر مسلمانوں کو گواہ کرے۔ مسلمان اگر نہ ملیں جیسے سفر وغیرہ میں اتفاق ہو جاتا ہے تو دو کافروں کو بنائے پھر اگر وارثوں کو شبہ پڑجائے کہ ان دو شخصوں نے کچھ مال چھپالیا اور وارث دعویٰ کردیں اور دعوے کے ساتھ شاہد موجود نہ ہوں تو وہ دونوں قسم کھائیں کہ ہم نے نہیں چھپایا اور ہم کسی طمع یا قرابت کی وجہ سے جھوٹ نہیں کہہ سکتے اگر کہیں تو گنہگار ہیں فقط۔

ف۴ یعنی وارثوں کو شبہ پڑے تو قسم دینے کا حکم رکھا اس واسطے کہ قسم سے ڈر کر اول ہی جھوٹ نہ ظاہر کریں۔ پھر اگر ان کی بات جھوٹ نکلے تو وارث قسم کھاویں۔ یہ بھی اسی واسطے کہ وہ قسم میں دغا نہ کریں، جانیں کہ آخر ہماری قسم اُلٹی پڑے گی۔ فائدہ اس جگہ شہادت فرمایا ہے۔ اظہار کو مدعی اظہار کرے یا مدعیٰ علیہ جیسے اقرار کو کہتے ہیں اپنی جان پر شہادت دے فائدہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ایک مسلمان تجارت کو گیا۔ راہ میں مرنے لگا۔ قافلہ میں دو نصرانیوں کو اپنا مال سپرد کیا کہ میرے وارثوں کو دیجیو۔ جب وہ لاکر دینے لگے وارثوں نے ایک کٹورہ کہیں نہ دیکھا وہ سونے کا تھا اس کا دعویٰ کیا۔ وہ دونوں قسم کھا گئے کہ ہم کو یہی دیا تھا۔ پھر وارثوں نے وہ کٹورہ سنار پاس پایا پوچھا تو معلوم ہوا وہ چاندی کا تھا سونے کا ملمع کر کے ان نصرانیوں نے بیچا۔ ان پر ثابت کیا تو کہنے لگے کہ میت نے زندگی میں ہمارے ہاتھ بیچا اور قیمت لے چکا تھا پھر وارثوں میں جو دو شخص اس میت کے زیادہ قریب تھے سب کی طرف سے قسم کھا گئے کہ ہم کو بیچنا معلوم نہیں اور میت کے ہاتھ کی فہرست بھی نکلی اس مال کی کٹورہ اس میں داخل تھا۔ آخر نصرانیوں سے پھیرلیا (موضح) اور وہ مسلمان "بدیل" نامی دو شخصوں تمیم داریؓ و عدیؓ کے ہمراہ تھا جو اس وقت نصرانی تھے، جب تمیم داریؓ مسلمان ہوئے تو چوری سے ڈرے اور بدیل کے وارثوں سے کہا کہ کٹورہ ہم نے رکھ لیا تھا اور ایک ہزار درہم میں بیچا ہے پانچ سو درہم دیدیئے اور پانچ سو عدی بن بداء کے پاس بتلائے۔ وارث لوگ یہ مقدمہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ آپ نے وارثوں سے ثبوت مانگا تو وہ ثبوت نہ دے سکے تب آپ نے عدی سے قسم لی۔ اُس نے قسم کھالی۔ اس پر یہ آیتیں اُتریں تب عمرو بن عاصؓ اور ایک شخص "بدیل" کے وارثوں سے کھڑے ہوئے اور دونوں نے قسم کھائی پس عدی سے پانچ سو درہم لئے گئے فقط۔

أَيْمَانٌ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاسْمَعُوا ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي

قسمیں پیچھے قسموں انکی کے اور ڈرو اللہ سے اور سنو اور اللہ نہیں ہدایت کرتا

قسمیں انکی قسموں کے بعد رد نہ کردی جائیں اور اللہ سے ڈرو اور (اس کا حکم) سن رکھو اور اللہ نافرمان لوگوں کی

الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿١٠٨﴾ يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا

قوم فاسقوں کو جس دن اکٹھا کریگا اللہ پیغمبروں کو پس کہے گا کیا جواب

راہ نمائی نہیں کرتا وہ دن (یاد رکھنے کے) جب اللہ (تمام) رسولوں کو جمع کریگا پھر پوچھیگا کہ تمہیں

أُجِبْتُمْ ۖ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿١٠٩﴾ إِذْ

دیئے گئے تھے کہیں گے نہیں علم ہم کو تحقیق تو ہی ہے جانتے والا غیبوں کا وہ جس وقت

(لوگوں کی طرف سے دعوت حق کا) کیا جواب ملا تھا وہ کہیں گے کہ ہمیں کچھ علم نہیں یقینا غیب کی باتیں تو ہی جاننے والا ہے جبکہ

قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَىٰ

کہیگا اللہ اے عیسی بیٹے مریم کے یاد کر نعمت میری اوپر اپنے اور اوپر

اللہ فرمائیگا کہ اے عیسی ابن مریم میں نے تمہیر اور تمہاری ماں پر جو احسانات کئے ہیں انہیں یاد کرو جب میں نے

وَالِدَتِكَ إِذْ أَيَّدْتُكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ

ماں اپنی کے جس وقت کہ قوت دی میں نے تجھکو ساتھ جان پاک کے باتیں کرتا تھا تو لوگوں سے

تمہاری روح القدس (یعنی جبرئیل) سے مدد کی تم جھولے میں اور

فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۖ وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَ

بیچ جھولے کے اور ادھیڑ اور جس وقت کہ سکھائی میں نے تجھکو کتاب اور حکمت اور

بڑھاپے میں (یکساں) لوگوں کے ساتھ باتیں کرتے تھے اور جب میں نے تمہیں کتاب و حکمت اور

التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ ۖ وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ

تورات اور انجیل اور جس وقت بناتا تھا تو مٹی سے جیسے صورت

تورات و انجیل کی تعلیم دی اور جب تم میرے حکم سے مٹی کے پرندے کی طرح ایک شکل

الطَّيْرِ بِإِذْنِي فَتَنْفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي ۖ وَتُبْرِئُ

جانور کی ساتھ حکم میرے کے پس پھونکتا تھا بیچ اسکے پس ہو جاتا تھا پرندہ ساتھ حکم میرے کے اور چنگا کرتا تھا

بناتے تھے پھر اسمیں پھونک مارتے تھے تو وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا اور میرے حکم سے مادرزاد

الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي ۖ وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِي ۖ

مادر زاد اندھوں کو اور سفید داغ والوں کو ساتھ حکم میرے کے اور جس وقت نکالتا تھا تو مردوں کو ساتھ حکم میرے کے

اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دیتے اور جب میرے حکم سے تم مردوں کو (قبرسے) نکال کھڑا کرتے

وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنْكَ إِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ

اور جس وقت کہ بند کیا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے جب لایا تھا تو انکے پاس دلیلیں

اور جبکہ میں نے بنی اسرائیل کو تم پر (زیادتی کرنے) سے روک دیا تھا جس وقت کہ تم روشن دلیلیں انکے پاس لائے تو

فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴿١١٠﴾

پس کہا ان لوگوں نے جو کافر تھے انمیں سے نہیں یہ مگر جادو ظاہر

تو انمیں سے جن لوگوں نے راہ کفر اختیار کی انہوں نے کہا یہ سوا کھلے جادو کے اور کچھ بھی نہیں

ع ۱۴

حل لغات۔
لہ وَاسْمَعُوْا سے مطلق سننا نہیں بلکہ سمع قبول مراد ہے یعنی مواعظ الٰہی شنکران پر عمل کرنا۔
لہ یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰہُ یوم مفعول اتقوا سے بدل اشتمال واقع ہوا ہے ای واتقوا اللہ یوم یجمع اللہ الرسل یا مفعول لہ ہے اتقوا کا یا منصوب ہے اسمعوا سے بحذف مضاف ای اسمعوا خبر ذلک الیوم اور ممکن ہے فعل مؤخر یعنی یجمع کی وجہ سے منصوب ہو۔ سہ مَاذَا منصوب ہے اجبتم کی وجہ سے اور وہ قائم مقام ہے مفعول مطلق کے ای اجبتم اجابۃ۔ سمہ اِذْ قَالَ اللّٰہُ اِذْ رفع کے محل میں ہے کیونکہ مبتدا واقع ہوا ہے ای ذاک اذ قال اللہ اور جائز ہے کہ اذکر محذوف کا ظرف ہو ★

حشر کی دہشت کا ذکر۔ ف۱ گذشتہ رکوع میں بتلایا تھا کہ خدا کے ہاں جانے سے پہلے بذریعہ وصیت یہاں کا معاملہ سب ٹھیک ٹھاک کرلو. اب متنبہ فرمایا کہ وہاں حشر کی جواب دہی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ یہ سوال محشر میں امتوں کے روبرو پیغمبروں سے کیا جائے گا کہ جب تم ان کے پاس پیغام حق لیکر گئے تو انھوں نے دعوتِ الٰہی قبول کی یا نہیں؟ اس وقت خدائے قہار کی شانِ جلالی کا اظہار ہوگا۔ اولوالعزم انبیاء کی زبان پر نفسی نفسی ہوگا۔ خوف دہشت سے اللہ تعالیٰ کے سوال کا جواب لَا عِلْمَ لَنَا (ہمیں کچھ خبر نہیں) کے سوا نہ دے سکیں گے کہ ہم کو ان کے دل کی خبر نہیں ظاہر کی ہے۔ یہ ان کو سنایا جو پیغمبروں کی شفاعت پر مغرور ہیں تاکہ معلوم کرلیں کہ اللہ کے سامنے کوئی کسی کی حمایت نہیں کرسکتا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ انبیاء اولیاء عالم الغیب نہیں إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ بڑی واضح دلیل ہے کہ اللہ اکیلے کے سوا کوئی علم غیب کا جاننے والا نہیں۔ پھر یہ عقیدہ رکھنا کہ انبیاء و اولیاء عالم الغیب ہیں صریح جہالت ہے اور قرآن کے ظاہری باطنی مقاصد سے بے خبری ہے۔ اور تفہیم القرآن میں ہے کہ ابتدائی سوال تمام رسولوں سے کمیثیت مجموعی ہوگا پھر ایک ایک رسول سے الگ الگ شہادت لی جائیگی جیسا کہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر بتصریح ارشاد ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جو سوال کیا جائے گا وہ یہاں بطور خاص نقل کیا جارہا ہے فقط۔

تکلیف اور مصیبت کے وقت کا ایک وظیفہ

ف۲ ان آیتوں میں یہود و نصاریٰ کے قائل کرنے کے لئے خاص طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کا ذکر فرمایا۔ پیدا ہوتے ہی حضرت مریم کی گود میں عیسیٰ علیہ السلام نے جو لوگوں سے باتیں کیں اس کا ذکر سورۂ مریم میں آوے گا جس کا حاصل یہ ہے کہ بغیر باپ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا حال دیکھ کر جب لوگوں نے حضرت مریم کو طرح طرح سے اولاہنا دینا شروع کیا تو حضرت مریم علیہا السلام نے اُس اولاہنے کا جواب دینے کا اشارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کیا۔ پھر وہ اولاہنا دینے والے لوگ بڑے تعجب سے کہنے لگے کہ گھڑی دو گھڑی کے پیدا ہوئے بچے سے ہم کیا بات چیت کریں گے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے معجزہ کے طور پر فوراً اُن لوگوں کو سمجھا دیا کہ میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں اور اس کا رسول ہونے کے سبب سے جس طرح اُس نے اپنی قدرت سے مجھ کو یہ معجزہ دیا ہے کہ خلاف عادت پیدا ہوتے ہی میں تم سے باتیں کر رہا ہوں، اسی طرح یہ بھی اس کی قدرت کا ایک نمونہ اور میرے نبی ہونے کا ایک معجزہ ہے کہ اُس نے مجھ کو بغیر باپ کے پیدا کر دیا۔ اس قصہ کو یاد دلا کر نصاریٰ کو یوں قائل کرنا منظور ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے مُنہ سے تو جو بات پہلے پہل نکلی وہ یہ تھی کہ میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں اور ان کی امت کا یہ حال ہے کہ کچھ لوگ اُن کو اللہ کہتے ہیں اور کچھ اللہ کا شریک ٹھیراتے ہیں (احسن التفاسیر پارہ، صفحہ ۱۰۲) اس آیت سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اُتر کر دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور کچھ مدت تک رہیں گے کیونکہ جس وقت وہ اٹھائے گئے تھے اُس وقت کہولت یعنی بڑی عمر کو نہیں پہنچے تھے۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قریب ہے کہ ابن مریم تمھارے درمیان اُتریں گے حاکم عادل ہوں گے صلیب کو توڑیں گے اور سور کو قتل کریں گے۔ جزیہ موقوف کریں گے۔ مال کی کثرت ہوگی یہاں تک کہ صدقہ کوئی قبول نہیں کرے گا اور ایک سجدہ تمام دنیا سے پیارا ہوگا (جامع البیان صفحہ ۱۱۰) ابو ہذیل فرماتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام کسی مردہ کو باذن اللہ زندہ کرنے کا ارادہ کرتے تو دو رکعت نماز پڑھتے پہلی رکعت میں سورۂ ملک دوسری میں سورۂ سجدہ پڑھتے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرکے اللہ کے یہ سات نام لے کر دُعا کرتے یَا قَدِیْمُ۔ یَا خَفِیُّ۔ یَا دَائِمُ۔ یَا فَرْدُ۔ یَا وِتْرُ۔ یَا اَحَدُ۔ یَا صَمَدُ۔ اور جب کوئی تکلیف ہوتی تو یہ کلمات پڑھتے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا ذَا الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ یَا نُوْرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ یَا رَبِّ (ابن کثیر) رہا مُردوں کو زندہ کرنا وغیرہ یہ بطور معجزہ کے تھا لیکن مشرکوں اور کافروں نے جادو کہا اور اتنا نہ سمجھا کہ بھلا کہیں مُردے جِلانا مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو چنگا کر دینا جادوگر کا کام ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ جادوگر تو کافر اور شعبدہ باز ہوتا ہے خلاف شرع کام کرتا کراتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام تو اللہ کے بندے تھے اللہ کی اطاعت اور عبادت کا حکم کرتے تھے۔ مواہب میں ہے بِاِذْنِیْ سے تصریح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام پر یہ کرامت فرمائی تھی کہ یہ قدرت و ارادت کی تاثیر ان کے نفخ پر ہو جاتی تھی اور یہی حال جملہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا ہے اور یہی جملہ اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کی کرامات کا ہے۔ ان کو یہ اختیار نہیں کہ جو چاہیں کریں بلکہ جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ محل ظہور کرامت وہ ہوتے ہیں اور عوام اس کرامت کے لائق نہیں ہوتے پس عوام جاہل اور بہتیرے لکھے پڑھے جو خواہ مخواہ یہ سمجھتے ہیں کہ فلاں ولی چاہیں تو ایسا ہو جائے حتیٰ کہ یوں سمجھتے ہیں کہ اگر ان کے نام کی نذر نیاز نہ کروگے تو وہ یہ نقصان پہنچا دیں گے، یہ سب باتیں جہالت اور گمراہی کی ہیں فقط۔

★ قَالَ ماضی کا صیغہ ہے اور سیاق کلام چاہتا تھا کہ صیغہ مستقبل بولا جاتا مگر چونکہ قیامت آنے والی ہے اور یقیناً آنے والی ہے وَکُلُّ اٰتٍ قَرِیْبٌ لہٰذا قربِ قیامت پر دلالت کرنے کی غرض سے ماضی کا صیغہ لایا گیا ہے۔ ۵ نِعْمَتِیْ نعمت مفرد ہے مگر مراد جمع ہے جیسے قال اللہ تعالیٰ وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا۔ ۲ طَیْرًا جمع ہے طائر کی جس طرح ضان ضائن کی اور رکب راکب کی۔

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا
اور جس وقت وحی بھیجی میں نے طرف حواریوں کی یہ کہ ایمان لاؤ ساتھ میرے اور ساتھ پیغمبر میرے کے کہا انہوں نے
اور (یاد کرو) جب میں نے حواریوں کے دل میں ڈالا کہ تم مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ۔ تو انہوں نے کہا

اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿١١١﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى
ایمان لائے ہم اور شاہد رہ تو اس بات پر کہ ہم مسلمان ہیں ۔ جس وقت کہا حواریوں نے اے عیسیٰ
کہ ہم ایمان لائے اور (خدایا) تو گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار ہیں ۔ (یاد کرو) جب حواریوں نے کہا کہ اے عیسیٰ ابن مریم !

ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً
بیٹے مریم کے آیا کر سکتا ہے پروردگار تیرا یہ کہ اتارے اوپر ہمارے خوان
کیا تمہارا رب ایسا کر سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے (کھانے کا) ایک خوان اتارے

مِّنَ السَّمَآءِ ۭ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١١٢﴾ قَالُوْا
آسمان سے کہا ڈرو اللہ سے اگر ہو تم ایمان والے ۔ کہا انہوں نے
(عیسیٰ نے) کہا اللہ سے ڈرو اگر تم ایمان رکھتے ہو ۔ انہوں نے کہا

نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ
ارادہ کرتے ہیں ہم یہ کہ کھاویں ہم اس میں سے اور آرام پکڑیں دل ہمارے اور جانیں ہم یہ کہ تحقیق
ہم چاہتے ہیں کہ ہم اس میں سے کھائیں اور ہمارے دلوں کو اطمینان حاصل ہو اور ہم جان لیں کہ آپ نے ہم سے

صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿١١٣﴾ قَالَ
سچ کہا تم نے ہم سے اور ہوویں ہم اوپر اس کے گواہوں سے ۔ کہا
سچ کہا۔ اور ہم اس (بات) پر گواہ رہیں ۔ عیسیٰ ابن

عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً
عیسیٰ بیٹے مریم کے نے یا اللہ پروردگار ہمارے اتار اوپر ہمارے خوان
مریم نے دعا کی کہ اے خدا : ہمارے پروردگار ! ہم پر آسمان سے ایک (کھانے کا) خوان

مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ
آسمان سے ہووے واسطے ہمارے عید اول ہمارے کو اور آخر ہمارے کو اور نشانی تیری طرف سے
بھیج دے جو ہمارے موجودہ اور بعد میں آنے والوں کیلئے خوشی کا دن ہو اور تیری طرف کی ایک نشانی بھی۔ اور

وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿١١٤﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ
اور رزق دے ہم کو اور تو بہتر رزق دینے والا ہے ۔ کہا اللہ نے تحقیق میں اتارنے والا ہوں اس کو اوپر تمہارے
ہمیں روزی دے تو بہترین روزی دینے والا ہے ۔ اللہ نے کہا کہ بیشک میں تم پر وہ خوان نازل کروں گا

فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ
پس جو کوئی کفر کرے پیچھے اس کے تم میں سے پس تحقیق میں عذاب کرونگا اس کو وہ عذاب کہ نہ عذاب کروں گا
پھر جو تم میں سے اس کے بعد بھی ناشکری کریگا تو میں اسے وہ سزا دونگا کہ میں نے جہان بھر میں کسی کو

اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١١٥﴾ ع وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ ع ١٥ ٥
وہ کسی کو عالموں سے ۔ اور جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے
بھی وہ سزا نہ دی ہوگی ۔ اور (یاد کرو) جب اللہ کہے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم : کیا تم نے

حل لغات۔
لہ مَآئِدَةٌ بوزن فاعلۃ مادیمید اذا تحرک سے مشتق ہے فکانہا تمید بما علیہا۔ یا یوں کہو کہ مید بمعنی عطیہ سے ماخوذ ہے۔ جب کوئی کسی کے ساتھ سلوک کرتا ہے تو مادفلان فلانا بولا کرتے ہیں چونکہ یہ بھی عطیۂ الٰہی تھا اس لئے مائدہ کہا گیا۔ لہ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا تکون محل میں نصب کے ہے کیونکہ مائدۃ کی صفت واقع ہوا ہے۔ اس کا اسم ضمیر مستتر جو مائدۃ کی طرف پھرتی ہے عِيْدًا خبر اور

ف۱ یعنی حواریوں کا مجھ پر ایمان لانا بھی ہمارے فضل اور توفیق کا نتیجہ تھا ورنہ تجھ میں تو اتنی بھی طاقت نہ تھی کہ اس جھٹلانے والی آبادی میں ایک ہی تصدیق کرنے والا اپنے بل بوتے پر پیدا کرلیتا۔ ضمناً یہاں یہ بھی بتا دیا کہ حواریوں کا اصل دین اسلام تھا نہ کہ عیسائیت۔ چونکہ حواریوں کا ذکر آگیا تھا اس لئے سلسلۂ کلام میں جملۂ معترضہ کے طور پر یہاں حواریوں ہی کے متعلق ایک اور واقعہ کی طرف بھی اشارہ کردیا گیا جس سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ مسیح سے براہ راست جن شاگردوں نے تعلیم پائی تھی وہ مسیح کو ایک انسان اور محض ایک بندہ سمجھتے تھے اور ان کے وہم وگمان میں بھی اپنے مرشد کے خدا یا شریک خدا یا فرزند خدا ہونے کا تصور نہ تھا۔ نیز یہ کہ مسیح نے خود بھی اپنے آپ کو ان کے سامنے ایک بندہ بے اختیار کی حیثیت سے پیش کیا تھا (تفہیم)

دسترخوان کا ذکر۔ ف۲ یہاں مائدہ کا واقعہ ہے اور اسی وجہ سے اس سورت کا نام سورۂ مائدہ ہے۔ یہ بھی عیسٰی علیہ السلام کی نبوت کی ایک زبردست دلیل اور آپ کا ایک اعلیٰ معجزہ ہے کہ خدا نے آپ کی دعا سے آسمانی دسترخوان اتارا اور آپ کی سچائی ظاہر کی۔

ف۳ حواریوں نے عیسٰی علیہ السلام سے کہا ہم کھانے پینے سے تنگ آرہے ہیں محتاج ہو گئے ہیں تو عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا اللہ پر بھروسہ رکھو اور رزق کی تلاش کرو کیونکہ ایمان داروں کو یہ لائق نہیں کہ ایسی غیر معمولی فرمائش کرکے خدا کو آزمائیں خواہ اس کی طرف سے کتنی ہی مہربانی کا اظہار ہو۔ روزی ان ہی ذرائع سے طلب کرنا چاہیئے جو قدرت نے اس کے تحصیل کے لئے مقرر فرما دیئے ہیں۔ بندہ جب خدا سے ڈر کر تقویٰ اختیار کرے اور اسی پر ایمان واعتماد رکھے تو اللہ تعالیٰ ایسی جگہ سے اس کو رزق پہنچائے گا جہاں سے وہم وگمان بھی نہ ہوگا وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (سورۂ طلاق) تب انھوں نے کہا اس سے ہمارے دل مطمئن ہو جائیں گے کیونکہ ہم اپنی آنکھوں سے اپنی روزیاں آسمان سے اترتی خود دیکھ لیں گے اسی طرح آپ پر جو ایمان ہے وہ بھی بڑھ جائے گا۔ خدا کی قدرت اور آپ کے معجزہ کی یہ ایک روشن دلیل ہوگی۔ صاحب موضح نے کہا یعنی برکت کی اُمید پر مانگتے ہیں اور معجزہ ہمیشہ مشہور رہے آزمانے کو نہیں فقط۔

ف۴ کہتے ہیں کہ وہ خوان اُترا اتوار کو جو نصاریٰ کے ہاں ہفتہ کی عید ہے جیسے مسلمانوں کے ہاں جمعہ لیکن اسلام نے اب نصاریٰ کا دین منسوخ کردیا فقط۔

ف۵ جب نعمت غیر معمولی اور نرالی ہوگی تو اس کی شکر گذاری کی تاکید بھی معمول سے بہت بڑھ کر ہونی چاہیئے اور ناشکری پر عذاب بھی غیر معمولی اور نرالا آئے گا۔ صاحب موضح لکھتے ہیں بعض کہتے ہیں وہ خوان اُترا چالیس روز تک پھر بعضوں نے ناشکری کی یعنی حکم ہوا تھا کہ فقیر اور مریض کھاویں محفوظ اور چنگے بھی لگے کھانے۔ پھر قریب اسّی آدمی کے سور اور بندر ہوگئے۔ یہ عذاب پہلے یہود میں ہوا تھا پیچھے کسی کو نہیں ہوا۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ نہیں اترا۔ یہ تہدید سُنکر مانگنے والے ڈر گئے، نہ مانگا۔ لیکن پیغمبر کی دعا عبث اور اسلام میں نقل کرنا بے حکمت نہیں۔ شاید اس دعا کا اثر یہ ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی امت میں آسودگی مال ہمیشہ سے ہے اور جو کوئی ان میں ناشکری کرے یعنی دل کے چین سے عبادت میں نہ لگے بلکہ گناہ میں خرچ کرے تو شاید آخرت میں سب سے زیادہ عذاب پاوے۔ اس میں مسلمان کو عبرت ہے کہ اپنا مدعٰی خرق عادت کی راہ سے نہ چاہیئے کہ پھر اس کی شکر گذاری بہت مشکل ہے اسباب ظاہری پر قناعت کرے تو بہتر ہے۔ اس قصہ میں ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ کے آگے حمایت پیش نہیں جاتی۔ عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس دسترخوان پر جنت کے میوے تھے۔ آپ فرماتے ہیں اگر وہ لوگ خیانت اور ذخیرہ نہ کرتے تو وہ خوان ہی رہتا لیکن شام ہونے سے پہلے ہی انھوں نے چوریاں شروع کردیں پھر سخت عذاب کئے گئے فقط ابن ابی حاتم ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۴۸ میں بھی قریب قریب یہی مضمون ہے،

★ لَنَا اس سے حال یا لَنَا خبر اور عِیدًا ضمیر لَنَا سے حال۔ عید لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں جو وقت معلوم میں عود کرے۔ یہ مشتق ہے عاد یعود سے۔ اصل میں تھا عِوْدٌ۔ عید کو عید اسی واسطے کہتے ہیں کہ وہ ہر سال میں فرح جدید کے ساتھ عود کرتی ہے یا یوں کہو کہ عید اس سرور اور خوشی کو کہتے ہیں جو مکرر ستکرر آتے۔ عید کا دن بھی خوشی کے ساتھ بار بار عود کرتا ہے اس لئے اسے عید کہتے ہیں۔ ته بَعْدُ مِنْكُمْ۔ بعد کا مضاف الیہ محذوف ہے ای بعد انزال المائدة اور اسی وجہ سے مبنی علی الضم ہے کیونکہ تمام ظروف زماں جب مقطوع الاضافہ ہوتے ہیں تو ضمہ پر مبنی ہوتے ہیں۔ مِنْكُمْ ایک محذوف کے متعلق ہو کر فاعل یَكْفُرْ سے حال ہے۔

مَرْيَمَ ءَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ

کیا تو نے کہا تھا لوگوں کو (کہ) بنا لو مجھ کو اور ماں میری کو دو معبود

لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کو چھوڑ کر مجھ کو اور میری ماں کو خدا قرار دے لو (عیسیٰ) عرض کریں گے

دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ

ورے اللہ سے کہے گا پاک ہے تجھ کو نہیں ہے واسطے میرے یہ کہ کہوں میں وہ چیز کہ نہیں واسطے میرے

کہ (اللہ) تو پاک ہے! میرے لئے روا نہیں کہ ایسی بات کہوں جس کے کہنے کا مجھ کو

بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ

حق اگر میں نے کہا ہوگا اسکو پس تحقیق جانتا ہوگا تو اسکو جانتا ہے جو کچھ بیچ جی میرے کے ہے اور نہیں

حق نہیں اگر میں نے ایسا کہا ہوگا تو تجھ کو ضرور معلوم ہوگا۔ جو بات میرے دل میں ہے تو اسے جانتا ہے اور

اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿١١٦﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ

جانتا میں جو کچھ بیچ جی تیرے کے ہے تحقیق تو ہی جاننے والا ہے غیبوں کا نہیں کہا میں نے واسطے ان کے

میں نہیں جانتا جو کچھ تیرے دل میں ہے بلاشبہ تو ہی غیب کی باتیں جاننے والا ہے میں نے تو ان سے کچھ نہیں کہا

اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ

مگر جو کچھ حکم کیا تھا تو نے مجھ کو ساتھ اسکے یہ کہ عبادت کرو اللہ کو پروردگار میرے کو اور پروردگار اپنے کو اور تھا میں

مگر صرف وہی بات جس کے کہنے کا تو نے مجھے حکم دیا کہ تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا (یکساں) رب ہے۔ اور جب تک

عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ

اوپر انکے شاہد جب تک رہا میں بیچ انکے پس جب قبض کیا تو نے مجھ کو تھا تو ہی

میں ان میں رہا انکا نگران حال رہا۔ پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ان کا نگہبان

الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿١١٧﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ

نگہبان اوپر ان کے اور تو اوپر ہر چیز کے گواہ ہے اگر عذاب کریگا تو انکو

تھا اور تو ہر چیز کی خبر رکھتا ہے اگر تو انہیں سزا دینا چاہے

فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١١٨﴾

پس تحقیق وہ بندے تیرے ہیں اور اگر بخش دے تو ان کو پس تحقیق تو ہی ہے غالب حکمت والا

تو وہ تیرے بندے ہیں (تو سزا دے سکتا ہے) اور اگر تو انہیں بخشدے تو بیشک تو (سب پر) غالب (اور) کام میں حکمت والا ہے

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ

کہے گا اللہ یہ دن ہے کہ فائدہ دیگا سچوں کو سچ ان کا واسطے ان کے بہشتیں ہیں

اللہ فرمائے گا یہ وہ دن ہے کہ سچ بولنے والوں کو انکی سچائی کام آئے گی ان کے لئے باغ ہوں گے

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں ہمیشہ رہیں گے بیچ اسکے ہمیشہ راضی ہوا اللہ ان سے

جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے خوش

وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١١٩﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

اور راضی ہوئے وہ اس سے یہی ہے مراد پانا بڑا واسطے اللہ تعالیٰ کے ہے بادشاہی آسمانوں کی

اور وہ اللہ سے خوش یہ ہے بہت بڑی کامیابی اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہت آسمانوں کی

وقف النبي صلى الله عليه وسلم

حل لغات۔
لہ مَا یَکُوْنُ لِیْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ ماعبارة ہے قولِ مذکور سے ای مایستقیم وماینبغی لی ان اقول قولا لا یحق

لی ان اقول۔ لیس فعل منفی پر استفار حقیقت کے استمرار اور افادہ تاکید پر دلالت کرنے کی غرض سے لایا گیا ہے اس کا اسم ضمیر مستتر جو ما کی طرف عود کرتی ہے لی بحق خبر اور لی بیان کے لئے۔ لہ مَا فِیْ نَفْسِكَ۔ نفس عبارۃ ہے ذات سے بولا کرتے ہیں نفس الشئ ای ذاتہ اور یہاں صرف لفظاً اور مشاکلت کی وجہ سے ذاتِ باری ★

ف۱ جن لوگوں نے مسیح پرستی یا مریم پرستی کی تھی ان کی موجودگی میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کرے گا کہ کیا تم ان کو اپنی اور اپنی والدہ کی پوجا پاٹ کرنے کو کہہ آئے تھے۔ اس سوال سے نصرانیوں کو ڈانٹ ڈپٹ کرنا اور تمام کے سامنے شرمندہ و ذلیل اور جھوٹا ثابت کرنا ہے۔ تعلیم میں ہے عیسائیوں نے اللہ کے ساتھ صرف مسیح اور روح القدس ہی کو خدا بنانے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مسیح کی والدہ ماجدہ حضرت مریم کو بھی ایک مستقل معبود بنا ڈالا۔ حضرت مریم علیہا السلام کی اُلوہیت یا قدوسیت کے متعلق کوئی اشارہ تک بائیبل میں موجود نہیں ہے۔ مسیح کے بعد ابتدائی تین سو برس تک عیسائی دُنیا اس تخیل سے بالکل ناآشنا تھی۔ تیسری صدی عیسوی کے آخری دور میں اسکندریہ کے بعض علمائے دینیات نے پہلی مرتبہ حضرت مریم کے لیے "اُمّ اللہ" یا "مادرِ خدا" کے الفاظ استعمال کیے۔ اسکے بعد آہستہ آہستہ اُلوہیتِ مریم کا عقیدہ اور مریم پرستی کا طریقہ عیسائیوں میں پھیلنا شروع ہوا۔ لیکن اوّل اوّل چرچ اسے باقاعدہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھا بلکہ مریم پرستوں کو فاسد العقیدہ قرار دیتا تھا۔ پھر جب نسطوریس کے اس عقیدے پر کہ مسیح کی واحد ذات میں دو مستقل جداگانہ شخصیتیں جمع تھیں، مسیحی دنیا میں بحث و جدال کا ایک طوفان اُٹھ کھڑا ہوا تو اس کا تصفیہ کرنے کے لئے ۴۳۱ء میں شہر افسوس میں ایک کونسل منعقد ہوئی اور اس کونسل میں پہلی مرتبہ کلیسا کی سرکاری زبان میں حضرت مریم کے لئے "مادرِ خدا" کا لقب استعمال کیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مریم پرستی کا جو مرض اب تک کلیسا کے باہر پھیل رہا تھا وہ اس کے بعد کلیسا کے اندر بھی تیزی کے ساتھ پھیلنے لگا، حتیٰ کہ نزولِ قرآن کے زمانہ تک پہنچتے پہنچتے حضرت مریم اتنی بڑی دیوی بن گئیں کہ باپ، بیٹا اور روح القدس تینوں ان کے سامنے ہیچ ہو گئے۔ ان کے مجسمے جگہ جگہ کلیساؤں میں رکھے ہوئے تھے، ان کے آگے عبادت کے جملہ مراسم ادا کیے جاتے تھے، اُن ہی سے دعائیں مانگی جاتی تھیں، وہی فریاد رس، حاجت روا، مشکل کشا اور بےکسوں کی پشتیبان تھیں، اور ایک مسیحی بندے کے لئے سب سے بڑا ذریعۂ اعتماد اگر کوئی تھا تو وہ یہ تھا کہ "مادرِ خدا" کی حمایت و سرپرستی اُسے حاصل ہو۔ قیصر جسٹینین اپنے ایک قانون کی تمہید میں حضرت مریم کو اپنی سلطنت کا حامی و ناصر قرار دیتا ہے۔ اس کا مشہور جنرل نرسیس میدانِ جنگ میں حضرت مریمؑ سے ہدایت و رہنمائی طلب کرتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمعصر قیصر ہرقل نے اپنے جھنڈے پر "مادرِ خدا" کی تصویر بنا رکھی تھی اور اُسے یقین تھا کہ اس تصویر کی برکت سے یہ جھنڈا سرنگوں نہ ہوگا۔ اگرچہ بعد کی صدیوں میں تحریکِ اصلاح کے اثر سے پروٹسٹنٹ عیسائیوں نے مریم پرستی کے خلاف شدّت سے آواز اُٹھائی، لیکن رومن کیتھولک کلیسا آج تک اس مسلک پر قائم ہے۔

مرزائیوں کے ایک مُغالطہ کا ازالہ۔ ف۲ اس آیت سے مرزائی مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ یہ گفتگو قیامت کے دن کی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ عیسیٰؑ وغیرہ سب قیامت سے قبل فوت ہو جائیں گے۔ پے در پے حدیثیں اس مضمون کی موجود ہیں جن کا بیان ہم نے صفحہ ۱۴۶-۱۴۸ میں بھی کر دیا ہے، بہرحال عیسیٰ علیہ السلام کی ابھی وفات نہیں ہوئی۔ وہ آسمان پر زندہ موجود ہیں دوسرے آسمان میں ہیں قیامت کے قریب پھر دنیا میں آئیں گے اور قرآن و حدیث پر لوگوں کو چلائیں گے۔ شادی کریں گے، اولاد ہوگی پھر وفات پا کر روضۂ نبویؐ مدینہ منورہ میں مدفون ہوں گے۔ مرزائی مغالطہ دیتے ہیں کہ تَوَفَّيْتَنِي سے مراد آسمان پر جانے سے پہلے فوت ہونا ہے۔ اگر یہ مراد بھی لی جائے تب بھی وفاتِ مسیح ثابت نہیں ہوتی کیونکہ لغت عربی میں تَوَفّی کے معنے اَخْذُ الشَّيْءِ وَافِيًا کے ہیں یعنی ایک چیز کا پورا پورا لے لینا تو مطلب یہ ہوا کہ یا اللہ! جب تو نے مجھ کو میری روح اور جسم سمیت پورا پورا آسمان پر اٹھا لیا تو تو ہی اُن پر نگہبان تھا فقط۔ اس کا کچھ بیان صفحہ ۱۹۲ پر بھی ہے۔

ف۳ حدیث شریف میں ہے عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَصْبَحَ بِآيَةٍ وَالْآيَةُ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد میں اس آیت کو پڑھتے پڑھتے صبح کر دی۔ روایت کیا اس حدیث کو امام نسائی و ابن ماجہ نے۔ اس میں آپؐ کی غرض جناب باری سے اپنی امت کو بخشوانے کی تھی (مشکوٰۃ صفحہ ۹۹)۔ ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرے سوال پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص توحید پر مرے گا اس کو میری سفارش سے ان شاء اللہ ضرور حصہ ملے گا (تیسیر البیان)

سچ بولنے کی تاکید اور جھوٹ کی بُرائی۔ ف۴ جو لوگ قولاً واعتقاداً وعملاً سچے رہے ہیں (جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام) ان کی سچائی کا پھل آج (قیامت میں) ملے گا۔ ترغیب صفحہ ۵۳۲ میں ہے آپؐ نے فرمایا تَحَرَّوُا الصِّدْقَ وَإِنْ رَأَيْتُمْ أَنَّ الْهَلَكَةَ فِيهِ فَإِنَّ فِيهِ النَّجَاةَ یعنی سچ بولنے کی کوشش اور خیال رکھو اگر بظاہر اس میں تکلیف اور نقصان بھی معلوم ہو کیونکہ سچ میں نجات ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں مَا كَانَ خُلُقٌ أَبْغَضَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْكَذِبِ (ترغیب صفحہ ۵۳۳) یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جھوٹ کے برابر کسی خصلت (باقی فائدہ ۱۸۲ پر دیکھئے)

★ ہر نفس کا اطلاق ہوا ہے۔ ؎ يَوْمُ يَنْفَعُ خبر ہے ہٰذا کی ای ہٰذا الیوم یوم منفعۃ الصادقین اور بعض قراءتوں میں يَوْمَ يَنْفَعُ یوم کی اضافت ینفع کی طرف اور یَوْمَ کے فتح سے پڑھا گیا ہے کیونکہ ظرف جب جملہ کی طرف مضاف ہوتا ہے تو اسے مبنی علی الفتح پڑھنا جائز ہوتا ہے۔

ع ۱۶ / ۵ / ۶

وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٢٠﴾ ع

اور زمین کی اور جو کچھ بیچ انکے ہے اور وہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے

اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے سب کی اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّخَمْسٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

سورہ انعام مکہ میں نازل ہوئی ہے اسکی ایک سو پینسٹھ آیتیں ہیں اور بیس رکوع ہیں

سورہ انعام مکہ میں نازل ہوئی آیتیں ۱۶۵ آیتیں اور بیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

ساتھ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت بخشش کرنیوالا بڑا مہربان ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ

سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور پیدا کیا اندھیرا

ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور تاریکیاں اور

وَالنُّوْرَ ؕ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿١﴾ هُوَ الَّذِيْ

اور اجالا پھر وہ لوگ کہ کافر ہوئے ساتھ پروردگار اپنے کے کسی کو برابر کرتے ہیں ق ۱ وہی ہے جنے

روشنی بنائی اس پر بھی وہ لوگ جنہوں نے راہ کفر اختیار کی (دوسروں کو) اپنے رب کے برابر کرتے ہیں وہی ہے جس نے

خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ

پیدا کیا تمکو مٹی سے پھر مقرر کی اجل اور ایک اجل مقرر کی ہوئی ہے نزدیک اسکے پھر بھی تم

تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر (تمہارے لئے) ایک میعاد ٹھہرادی (تاکہ عمل کے لئے مہلت مل جائے) اور ایک اور میعاد بھی اس کے

اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ﴿٢﴾ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ

تم شک کرتے ہو اور وہی ہے اللہ بیچ آسمانوں کے اور زمین کے جانتا ہے

یہاں مقرر ہے پھر بھی تم شک کرتے ہو۔ اور وہی اللہ ہے آسمانوں میں اور زمین میں وہ تمہاری

سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ﴿٣﴾ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ

پوشیدہ بولنا تمہارا اور پکار کر بولنا تمہارا اور جانتا ہے جو کچھ کماتے ہو تم ق ۳ اور نہیں آتی انکے پاس کوئی نشانی

چھپی اور کھلی باتوں کو جانتا ہے جو کچھ تم عمل کرتے ہو اسے معلوم ہے اور انکے پاس انکے پروردگار کی نشانیوں

مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿٤﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ

نشانیوں پروردگار انکے کی سے مگر ہوتے ہیں اس سے منہ پھیرنے والے پس تحقیق جھٹلا دیا انہوں نے حق کو

میں سے کوئی نشانی نہیں آتی مگر یہ اس سے اعراض کرتے ہیں سو جب حق انکے پاس آیا تو

لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٥﴾

جب آیا انکے پاس پس البتہ آویں گی انکے پاس خبریں اس چیز کی کہ تھے وہ ساتھ اسکے ٹھٹھا کرتے

انہوں نے اسکو جھٹلایا پس عنقریب انہیں اس چیز کی حقیقت معلوم ہوجائیگی جسکا وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ

کیا نہ دیکھا انہوں نے کتنے ہلاک کئے ہیں ہم نے پہلے ان سے قرنوں سے مقدور دیا تھا ہم نے انکو بیچ زمین کے

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے ہم کتنی قوموں کو ہلاک کرچکے ہیں جن کو ہم نے زمین میں ایسی قوت دے رکھی تھی

حل لغات۔ ۱ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ۔ بربہم متعلق ہے یعدلون کے۔ اگر

عدل معنی میں ہو تسویہ کے۔ بولا کرتے ہیں عدل الشئ بالشئ اذا ساواہ والمعنی یسوون بہ غیرہ فی العبادۃ یا متعلق ہے کفروا کے۔ اگر یعدلون کو عدول بمعنی منہ پھیرنے سے مشتق مانا جائے والمعنی ثم الذین کفروا بربہم یعدلون فیکفرون نعمتہ۔ ۲ تَمْتَرُوْنَ مشتق ہے مریۃ سے۔ اور امتراء کہتے ہیں شک کرنے کو۔ اس کی مزید توضیح دوسرے ★

(بقیہ فائدہ صفحہ ۱۸۱) کو بدتر نہیں جانتے تھے۔
اسی کتاب کے اسی صفحہ میں دوسری روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہے اَرْبَعٌ اِذَا كُنَّ فِيْكَ فَلَا عَلَيْكَ مَا فَاتَكَ مِنَ الدُّنْيَا حِفْظُ اَمَانَةٍ وَصِدْقُ حَدِيْثٍ وَحُسْنُ خَلِيْقَةٍ وَعِفَّةٌ فِيْ طُعْمَةٍ یعنی جس کو چار چیزیں حاصل ہوگئیں پھر تمام دنیا سے کچھ نہ ملے تو کچھ غم نہیں امانت داری، سچ بولنا، خوش خلقی، اکل حلال۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے اِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ اِلَى الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۲ ابن ماجہ) یعنی سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت میں لے جائے گی۔ اور ترغیب صفحہ ۵۳۳ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ الْمَلَكُ مِنْهُ مِيْلًا مِنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِهٖ جس وقت کوئی جھوٹ بولتا ہے تو فرشتے اس کی بدبو سے ایک میل دور ہٹ جاتے ہیں۔ مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۳ میں ایک حدیث ہے عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّضْمَنْ لِّيْ مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ (بخاری) جو زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کا ضامن ہو جائے تو میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں فقط۔

فوائد صفحہ ھٰذا

الانعام

لہ۔ نام، اس سورت کے رکوع ۱۶ و ۱۷ میں بعض انعام (مویشیوں) کی حرمت اور بعض کی حلت کے متعلق اہل عرب کی توہمات کی تردید کی گئی ہے اسی مناسبت سے اس کا نام "الانعام" رکھا گیا ہے۔
زمانۂ نزول۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ یہ پوری سورت مکہ میں بیک وقت نازل ہوئی تھی۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی چچازاد بہن اسماء بنت یزید کہتی ہیں کہ "جب یہ سورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو رہی تھی اُس وقت آپ اونٹنی پر سوار تھے، میں اس کی نکیل پکڑے ہوئے تھی اور بوجھ کے مارے اونٹنی کا یہ حال ہو رہا تھا کہ معلوم ہوتا تھا اسکی ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی۔" روایات میں اس کی بھی تصریح ہے کہ جس رات یہ نازل ہوئی اسی رات کو آپ نے اسے قلمبند کرا دیا۔ اس کے مضامین پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت مکی دور کے آخری زمانہ میں نازل ہوئی ہوگی۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کی روایت بھی اسی کی تصدیق کرتی ہے۔ کیونکہ موصوفہ انصار میں سے تھیں اور ہجرت کے بعد ایمان لائیں۔ اگر قبول اسلام سے پہلے محض بربنائے عقیدت وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مکہ حاضر ہوئی ہوں گی تو یقیناً یہ حاضری آپؐ کی مکی زندگی کے آخری سال ہی میں ہوئی ہوگی۔ اس سے پہلے اہل یثرب کے ساتھ آپؐ کے تعلقات اتنے بڑھے ہی نہ تھے کہ وہاں سے کسی عورت کا آپ کی خدمت میں حاضر ہونا ممکن ہوتا۔ شانِ نزول، زمانۂ نزول متعین ہو جانے کے بعد ہم بآسانی اس پس منظر کو دیکھ سکتے ہیں جس میں یہ خطبہ ارشاد ہوا ہے۔ اس وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کی طرف دعوت دیتے ہوئے بارہ سال گزر چکے تھے۔ قریش کی مزاحمت اور ستم گری و جفاکاری انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ اسلام قبول کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد اُن کے ظلم و ستم سے عاجز آکر ملک چھوڑ چکی تھی اور حبش میں مقیم تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید و حمایت کے لئے نہ ابو طالب باقی رہے تھے اور نہ حضرت خدیجہ، اس لئے ہر دنیوی سہارے سے محروم ہو کر آپؐ شدید مزاحمتوں کے مقابلہ میں تبلیغ رسالت کا فرض انجام دے رہے تھے۔ آپ کی تبلیغ کے اثر سے مکہ میں اور گرد و نواح کے قبائل میں بھی صالح افراد پے در پے اسلام قبول کرتے جا رہے تھے لیکن قوم بحیثیت مجموعی رد و انکار پر تُلی ہوئی تھی۔ جہاں کوئی شخص اسلام کی طرف ادنیٰ میلان بھی ظاہر کرتا تھا اُسے طعن و ملامت، جسمانی اذیت اور معاشی و معاشرتی مقاطعہ کا ہدف بننا پڑتا۔ اِس تاریک ماحول میں صرف ایک ہلکی سی شعاع یثرب کی طرف سے نمودار ہوئی تھی جہاں سے اوس اور خزرج کے بااثر لوگ آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے اور جہاں کسی اندرونی مزاحمت کے بغیر اسلام پھیلنا شروع ہو گیا تھا۔ مگر اس حقیر سی ابتدا میں مستقبل کے جو امکانات پوشیدہ تھے انھیں کوئی ظاہر بین آنکھ نہ دیکھ سکتی تھی۔ بظاہر دیکھنے والوں کو جو کچھ نظر آتا تھا وہ بس یہ تھا کہ اسلام ایک کمزور سی تحریک ہے جس کی پشت پر کوئی مادی طاقت نہیں، جس کا داعی اپنے خاندان کی ضعیف سی حمایت کے سوا کوئی زور نہیں رکھتا، اور جسے قبول کرنے والے چند مٹھی بھر بے بس اور منتشر (باقی فائدہ بر صفحہ ۱۸۳)

پارے کے پہلے رکوع فلا تکونن من الممترین میں قدرے بسط کے ساتھ گزر چکی وہاں ضرور ملاحظہ ہو۔ ؎ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ۔ سِرًّا اور جہرًا دونوں حاصل مصدر ہیں۔ تقدیر عبارت یوں ہے یعلم ما اسررتموہ و ما جہرتم بہ۔ ؎ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ۔ کم استفہامیہ اہلکنا کی وجہ سے محلاً منصوب من قرن تمیز من قبلہم کا من ابتدائیہ اہلکنا کے متعلق۔ قرن زمانہ کی وہ مدت جس میں چند لوگ جمع ہوں اور پھر موت کی وجہ سے متفرق ہو جائیں۔ اس کے اصلی معنے ہیں نزدیک ہونے کے چونکہ بعد کو آنے والے لوگ اس زمانہ کے لوگوں سے نزدیک ہوتے ہیں اس لئے اُسے قرن کہتے ہیں اور یہی معنے ہیں حدیث خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم کے ازبسکہ اکثر لوگوں کی طبعی عمریں ساٹھ ستر سال تک پوری ہو جاتی ہیں اسلئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرن ساٹھ سال کا ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں ستر یا اسی سال کا لیکن ٹھیک بات یہ ہے کہ قرن کسی مدت کے ساتھ محدود نہیں اور یہاں قرن سے مراد ہیں اہل قرن۔ ؎ مَكَّنّٰهُمْ لیا گیا ہے تمکین سے اور تمکین کہتے ہیں جگہ دینے کو۔ بولا کرتے ہیں مکنا فی الارض ای جعلنا لہ مکانا یہ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے کبھی بواسطۂ حرف جر اور کبھی بغیر واسطہ لیکن دونوں صورتوں میں معنے ایک ہوتے ہیں۔

مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۖ وَّجَعَلْنَا

جو کچھ کہ مقدور نہ دیا تم کو اور بھیجا تھا ہم نے یعنی مینہ آسمان سے اوپر انکے برسنے والا اور کیں ہم نے

کہ تم کو وہ قوت نہیں دی اور ہم نے ان پر (سرسبزی وشادابی کیلئے) موسلا دھار مینہ برسایا اور ان کے

الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ

نہریں چلتی ہیں نیچے انکے سے پس ہلاک کیا ہم نے انکو ساتھ گناہوں انکے کے اور پیدا کیے ہم نے

نیچے سے نہریں رواں کیں پھر ہم نے ان کو ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک کر دیا، اور ان کے بعد

بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿٦﴾ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا

پیچھے انکے قرن اور یعنی مردمان دیگر ف ۱ اور اگر اتارتے ہم اوپر تیرے کتاب

دوسری قوموں کو پیدا کر دیا اور (اے پیغمبر اسلام!) اگر ہم ایک کتاب کاغذ پر لکھی ہوئی

فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ

یعنی لکھی ہوئی کاغذ کے پس ٹٹولتے اسکو ساتھ ہاتھوں اپنے کے البتہ کہتے وہ لوگ کہ کافر ہوئے نہیں

آپ پر اتار دیتے پھر یہ لوگ اسے خود اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے تو بھی جو لوگ منکر ہیں یہی کہتے

هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧﴾ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ

یہ مگر جادو ظاہر ف ۲ اور کہا انہوں نے کیوں نہ اتارا گیا اوپر اس کے

کہ یہ سوا کھلے جادو کے کچھ بھی نہیں اور کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) پر کوئی فرشتہ کیوں نازل

مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ﴿٨﴾

فرشتہ اور اگر اتارتے ہم فرشتہ البتہ فیصل کیا جاتا کام انکا پھر نہیں ڈھیل دیئے جاتے ف ۳

نہیں ہوا اور اگر ہم فرشتہ نازل کرتے تو (نہ ماننے کی صورت میں) فیصلہ ہی ہو چکا ہوتا پھر انہیں کسیطرح کی مہلت نہ ملتی

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا

اور اگر کرتے ہم اس کو فرشتہ البتہ کرتے ہم اس کو بصورت مرد کے اور البتہ شبہ ڈالتے ہم اوپر ان کے جو

اور اگر ہم پیغمبر کو فرشتہ قرار دیتے تو اسکو بھی ہم آدمی ہی بناتے اور ان لوگوں کو انہیں شبہات میں ڈال دیتے جنمیں وہ اب

يَلْبِسُوْنَ ﴿٩﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ

شبہ کرتے ہیں اب اور البتہ تحقیق ٹھٹھا کیا گیا ساتھ پیغمبروں کے پہلے تجھ سے پس گھیر لیا

پڑے ہیں اور بیشک آپ سے پہلے رسولوں کی بھی ہنسی اڑائی جا چکی ہے تو جن لوگوں نے انکی

بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١٠﴾ ع قُلْ

ان لوگوں کو کہ ٹھٹھا کرتے تھے ان میں سے اس چیز نے کہ تھے ساتھ اسکے ٹھٹھا کرتے کہہ

ہنسی اڑائی تھی انکو اسی عذاب نے آ گھیرا جس کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے (اے پیغمبر اسلام!)

سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

سیر کرو بیچ زمین کے پھر دیکھو کیونکر ہوا آخر کام

کہہ دیجئے کہ (لوگو!) زمین میں گھومو پھرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا

الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١١﴾ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ لِّلّٰهِ ۭ

جھٹلانے والوں کا کہہ واسطے کس کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور زمین کے ہے کہہ واسطے اللہ کے

انجام ہوا ہے پوچھئے کہ آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے (جواب میں) کہہ دیجئے (سب کچھ) اللہ ہی کا ہے۔

حل لغات۔

ۓ مِدْرَارًا بوزن مفعال مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اس کے معنے ہیں کثیر الدر۔ اصل میں در کہتے ہیں دودھ دوہنے کی آواز کو پھر دودھ بکثرت ہونے کو کہنے لگے درت الناقہ بلبنها درا یہاں مدرار کے معنی ہیں ریزاں۔

ۓ۲ فِیْ قِرْطَاسٍ ایک محذوف کے متعلق ہو کر کتابًا کی صفت اور قرطاس کہتے ہیں کاغذ اور خط کو اسی کتابا کا ثانی صحیفہ اور جائز ہے کہ نفس کتابًا کے متعلق ہو اگر کتابًا کو مکتوب کے معنی میں کہا جائے۔

ۓ۳ لَلَبَسْنَا معنی میں ہے شبہ ڈالنا کے بولا کرتے ہیں لبست الامر علی القوم ای شبہته علیہم وجعلته مشکلا۔ اصل میں لبس کہتے ہیں کسی چیز کو کپڑے سے ڈھکنے کو۔ کپڑوں کو لباس کہنے کی یہی وجہ ہے کہ وہ ساتر جسم ہوتا ہے۔ ۓ۴ فَحَاقَ اس کے معنے ہیں وَجَبَ یا عَادَ یا اَحَاطَ کے مشتق ہے حوق سے جس کے معنے ہیں گھیرنے کے۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۱۸۲) افراد اپنی قوم کے عقیدہ و مسلک سے منحرف ہوکر اس طرح سوسائٹی سے نکال پھینکے گئے ہیں جیسے پتے اپنے درخت سے جھڑ کر زمین پر پھیل جائیں۔ **مباحث**، ان حالات میں یہ خطبہ ارشاد ہوا ہے اور اس کے مضامین کو سات بڑے بڑے عنوانات پر تقسیم کیا جاسکتا ہے ؛۔ (۱) شرک کا ردّ اور عقیدۂ توحید کی طرف دعوت۔ (۲) عقیدۂ آخرت کی تبلیغ اور اس غلط خیال کی تردید کہ زندگی جو کچھ ہے بس یہی دنیا کی زندگی ہے۔ (۳) جاہلیت کے اُن توہمات کی تردید جن میں لوگ مبتلا تھے۔ (۴) اُن بڑے بڑے اصولِ اخلاق کی تلقین جن پر اسلام سوسائٹی کی تعمیر چاہتا تھا۔ (۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی دعوت کے خلاف لوگوں کے اعتراضات کا جواب۔ (۶) طویل جدوجہد کے باوجود دعوت کے نتیجہ خیز نہ ہونے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عام مسلمانوں کے اندر اضطراب اور دل شکستگی کی جو کیفیت پیدا ہو رہی تھی اس پر تسلی۔ (۷) منکرین اور مخالفین کو ان کی غفلت اور سرشاری اور نادانستہ خودکشی پر نصیحت، تنبیہ اور تہدید۔ لیکن خطبہ کا انداز یہ نہیں ہے کہ ایک ایک عنوان پر الگ الگ یکجا گفتگو کی گئی ہو بلکہ خطبہ ایک دریا کی سی روانی کے ساتھ چلتا جاتا ہے اور اُس کے دوران میں یہ عنوانات مختلف طریقوں سے بار بار چھڑتے ہیں اور ہر بار ایک نئے انداز سے ان پر گفتگو کی جاتی ہے۔ (تفہیم صفحہ ۵۲۰ و ۵۲۱)

سُورۂ اَنعام کی فضیلت۔ ف۲ یہ سورت انعام کی پہلی آیت ہے ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ سورت ایک ہی مرتبہ ایک ہی رات مکہ شریف میں نازل ہوئی ہے۔ اس کے گرد ستر ہزار فرشتے تھے جو تسبیح پڑھ رہے تھے۔ مستدرک حاکم میں مرفوعاً آیا ہے کہ اس مبارک سورت کو پہنچانے کے لئے اس قدر فرشتے آئے کہ آسمان کے کنارے دکھائی نہ دیتے تھے۔ ابن مردویہ میں ہے اُس وقت فرشتوں کی تسبیح سے زمین گونج رہی تھی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ پڑھ رہے تھے (ابن کثیر) اور موضح میں ہے اندھیرا اُجالا یہی رات دن ہے اور اشارہ میں راہِ غلط کو اندھیرا کہتے ہیں اور راہِ صحیح کو اُجالا۔ سو راہِ صحیح ایک ہے اور اس کے سوا سب راہیں غلط ہیں وہ بہت ہیں۔ اس آیت میں یہ جو فرمایا کہ کافر اللہ تعالےٰ کی مخلوق کو اُس کے برابر کرتے ہیں حالانکہ مُنہ سے تو کوئی اپنے معبود کو خدا کے برابر نہیں کہتا۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ جو کام اللہ تعالیٰ نے اپنی ذاتِ اقدس کے لئے مخصوص فرمائے ہیں وہ کسی بندہ کے لئے کرنا مثلاً کسی کو عالم الغیب سمجھنا مختارِ کُل جاننا، کسی کے آگے رکوع سجدہ کرنا یا پیر فقیر ولی کی قبر پر غلاف چڑھانا یا وہاں کا پانی تبرکاً لانا یا کسی کی قبر وغیرہ کا طواف کرنا۔ اہلِ قبور کو حاجت روا مشکل کشا سمجھنا وغیرہ یہ خدا کے برابر کرنا ہے جو شرک و حرام ہے کیونکہ سجدہ اور علمِ غیب وغیرہ خاصۂ خدا ہے اور غلاف چڑھانا، زمزم تبرکاً لانا طواف کرنا بیت اللہ کا خاصہ ہے فقط۔

اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے۔ ف۳ جہمیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر مکان میں ہے، اس آیت سے دلیل پکڑتے ہیں۔ مفسرین نے بالاتفاق اس قول سے انکار کیا ہے۔ ابن کثیرؒ نے کہا سب سے زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ مدعا آسمان اور زمین میں وہی اللہ ہے یعنی زمین و آسمان والے اسی کی عبادت اور دُعا، اور توحیدِ الوہیت کا اقرار کرتے ہیں سب اس کو اللہ کے نام سے جانتے پہچانتے ہیں۔ مقصد یہ کہ حقیقتاً اللہ تعالیٰ بذاتہٖ آسمانوں کے اوپر مستوی عرش ہوکر زمین کی رتی رتی دیکھ رہا ہے، اہل زمین کے ہر کام سے واقف ہے۔ وہ خود عرش پر ہے اس کا علم ہر جگہ ہے جیسا کہ اسی آیت میں یَعْلَمُ کا لفظ دال ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے نہ کہ زمین میں۔ الغرض علمائے سلف و اکابر اہل سنت اہلحدیث صحابہ و تابعین وغیرہ کسی کو اس سے اختلاف نہیں مگر معتزلہ جہمیہ منکرین صفات کو فقط۔

فوائد صفحہ ھٰذا

تکذیبِ حق کا بُرا نتیجہ۔ ف۱ قرن کے معنی قاموس میں دس، تیس، چالیس یا پچاس یا ساٹھ ستر اسّی سو سال تک کی مدت اور سو برس کے معنے زیادہ صحیح ہیں کیونکہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک قرن زندہ رہے وہ ایک سو برس زندہ رہا اور قرن بمعنی ہر ایسی امت جو ہلاک ہوئی اس طرح کہ اس میں سے کوئی نہیں بچا (ملخص) یعنی عاد و ثمود وغیرہ جن کو تم سے بڑھ کر طاقت اور ساز و سامان دیا گیا تھا بارشوں اور نہروں کی وجہ سے انکے باغ اور کھیت شاداب تھے بعیش و خوش حالی کا دور دورہ تھا۔ جب انھوں نے بغاوت و تکذیبِ حق پر کمر باندھی اور نشانہائے قدرت کی ہنسی اڑانے لگے تو ہم نے انکے جرموں کی پاداش میں ایسا پکڑا کہ نام و نشان بھی باقی نہ چھوڑا۔ پھر انکے بعد دوسری امتیں پیدا کیں اور منکرین و مکذبین کے ساتھ یہی سلسلہ جاری رہا۔ مجرمین تباہ ہوتے رہے اور دنیا کی آبادی میں کچھ خلل نہیں پڑا۔ پھر سوچو تم کس شمار میں ہو؟ فقط۔

ف۲ بعض کافروں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ جب تک ہمارے سامنے ایسی کتاب نہ اُترے کہ اس کے ساتھ چار فرشتے ہوں اور یہ کہتے ہوں کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ نے اتاری ہے اور تم اللہ کے سچے رسول ہو تب تک ہم ایمان نہ لائیں گے۔ ان کے جواب میں فرمایا ان کا عنادِ حق اس قدر بڑھ گیا ہے کہ اگر لکھی کتاب بھی آوے تو اس کو جادو بتادیں اور جس کی قسمت میں ہدایت نہیں اس کا شبہ کبھی نہیں مٹتا فقط۔

انبیاء کے مُقابلین کا بُرا انجام

ف۳ نضر بن حارث و عبداللہ بن امیہ وغیرہ کفار مکہ کہتے تھے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول ہیں تو ان کے ساتھ کسی فرشتہ کی ڈیوٹی کیوں نہیں لگائی گئی؟ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں جواب دیا کہ ان کی اس بے ایمانی پر فرشتے آجاتے تو کام ہی ختم کر دیا جاتا کیونکہ فرشتے تو حق کے ساتھ ہم اُتارتے ہیں۔ اگر وہ آجائیں تو پھر یہ مہلت و تاخیر نا ممکن ہے۔ اگلی آیت میں فرمایا بالفرض رسول کے ساتھ کوئی فرشتہ ہم اتارتے یا خود فرشتے ہی کو اپنا رسول بناکر انسانوں میں بھیجتے تو لامحالہ اسے بصورتِ انسان ہی بھیجتے تاکہ یہ لوگ اس کے ساتھ بیٹھ اُٹھ بات چیت کرسکتے۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر انھیں اسی شک کا موقع ملتا کہ نہ جانے (باقی فائدہ صفحہ ۱۸۴)

كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا

لکھی ہے اس نے اوپر ذات اپنی کے مہربانی البتہ اکٹھا کریگا تم کو طرف دن قیامت کی نہیں

لکھا ہے اوپر رحمت فرمانا لازم کر لیا ہے وہ تمہیں ضرور قیامت کے روز اکٹھا کرے گا اس کے

رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑫

شک بیچ اس کے جنہوں نے ٹوٹا دیا جانوں اپنی کو پس وہ نہیں ایمان لاتے وہ

آنے میں کوئی شک نہیں (لیکن) جن لوگوں نے خود اپنی جانوں کو گھاٹے میں ڈالا سو وہی نہیں مانتے

وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِى الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ⑬

اور واسطے اسکے ہے جو کچھ بستا ہے بیچ رات کے اور دن کے اور وہی سننے والا جاننے والا کہو

(اور اسی کا ہے جو کچھ کہ رات (کے اندھیرے) اور دن (کی روشنی) میں سکونت رکھتا ہے اور وہ بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ

کیا سوائے خدا کے پکڑوں کا میں دوست وہ جو پیدا کرنیوالا آسمانوں کا اور زمین کا ہے اور وہی

(اے پیغمبر) ان سے کہہ دیجئے کہ کیا میں خدا کو چھوڑ کر جو آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے کسی اور کو (اپنا) مددگار

يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّىْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ

کھلاتا ہے اور نہ کھلایا جاتا کہہ تحقیق میں حکم کیا گیا ہوں یہ کہ ہوں میں اول اس شخص کا

بناؤں حالانکہ وہ سب کو روزی دیتا ہے اور کوئی اسکو روزی نہیں دیتا۔ کہدیجئے کہ تو مجھی حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلے فرمانبردار

اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ⑭ قُلْ اِنِّىْۤ اَخَافُ اِنْ

جو مسلمان ہوا ہے اور ہرگز مت ہو تو شریک لانے والوں سے کہہ تحقیق میں ڈرتا ہوں اگر

بنوں ۔ اور (یہ کہ) تم مشرکوں میں سے ہرگز نہ ہونا کہدیجئے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی

عَصَيْتُ رَبِّىْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ⑮ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ

نافرمانی کروں پروردگار اپنے کی عذاب دن بڑے کے سے جو شخص پھیرا جاوے عذاب اس سے

کروں تو بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں اس دن جس کے سر پر سے عذاب

يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ⑯ وَاِنْ

اس دن پس تحقیق مہربانی کی اسپر اور یہ ہے مراد پانا ظاہر اور اگر

ٹل گیا تو اسپر اللہ نے بیشمار رحم کیا اور یہ کھلی کامیابی ہے اور اگر

يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ

لگا دیوے تجھ کو اللہ ضرر پس نہیں کھولنے والا اسکو مگر وہی اور اگر

اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کو دور کرنے والا اسکے سوا اور کوئی نہیں اور اگر وہ

يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ⑰ وَهُوَ الْقَاهِرُ

لگا دیوے تجھ کو بھلائی پس وہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے تحقیق اور وہی غالب ہے

تمہیں بھلائی پہنچائے تو وہ ہر بات پر قادر ہے اور وہی ہے جو اپنے

فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ⑱ قُلْ اَىُّ شَىْءٍ اَكْبَرُ

اوپر بندوں اپنے کے اور وہ ہے حکمت والا خبردار کہہ کون چیز ہے بڑی

بندوں کے اوپر غالب ہے اور وہی حکمت والا اور باخبر ہے پوچھئے کونسی چیز ہے جو گواہی کے لحاظ سے سب

حل لغات۔
لہ كَتَبَ معنی میں
ہے اَوْجَبَ کے ای
اوجب بجاب الفضل
والکرم ۲ يَوْمَئِذٍ
یوم ظرف ہے اور ظرف
کی دو حالتیں ہوتی
ہیں اعراب اور بنا
اعراب کی صورتیں
محتاج بیان نہیں۔

بنا کی صورت یہ ہے کہ ظرف جب جملہ فعلیہ یا اسمیہ کی طرف مضاف ہو یا کلمہ اذ کا مضاف واقع ہو تو اسے مبنی علی الفتح پڑھنا جائز ہے۔ یومئذ اصل میں تھا یوم اذ کان کذا
جملہ تخفیفاً حذف ہو گیا اور اس کے عوض اذ کو تنوین دیدی گئی۔ ۳ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً ۔ ای مبتدا اکبر خبر شہادۃ بنا بر تمیز کے منصوب۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۱۸۳) بیچ بیچ یہ فرشتہ ہے بھی یا
نہیں حقیقت میں اس خدائے محسن کا ایک احسان یہ بھی ہے کہ انسانوں
پر ان ان ہی کی جنس میں سے انسان ہی کو رسول بنا کر بھیجا تاکہ اس
پاس اُٹھ بیٹھ کر احکام و مسائل پوچھ گچھ لیں اور دینی و دنیاوی فائدہ
سکیں چنانچہ ارشاد باری ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ
فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ الخ یعنی مؤمنین پر یہ بڑا زبردست احسان ہے
کہ انہیں ان کے نفسوں میں سے ایک رسول بھیجا۔ معلوم ہوا وہ رسول
نہ فرشتہ نہ نور من نور اللہ بلکہ بشر ایک انسان ہے اور یہی تمام مخلوق
سے افضل ہونے کی دلیل ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو تسکین و تسلی دیتا ہے
کہ دل تنگ نہ ہوں آپ سے پہلے انبیاء کا بھی مذاق اُڑایا گیا لیکن بالآخر
اُڑانے والے نیست و نابود و برباد ہو گئے، اسی طرح آپ کے ساتھ بھی
مذاق اُڑانے والے ایک روز پیس دیے جائیں گے۔ لوگو! ادھر اُدھر پھر کر
اپنی آنکھوں سے ان لوگوں کا انجام دیکھو جنھوں نے رسولوں کے ساتھ
بدسلوکی کی۔ ان کی تکذیب کی ان کا مذاق اڑایا۔ ان کی دنیا بھی برباد ہوئی
اور آخرت کی مار تو باقی ہے فقط۔

فوائد صفحہ ھذا

رحمت اُسکے غضب پر غالب ہے۔ ف۱ جب تمام آسمان و زمین میں اسی اللہ کی
سلطنت ہے جیسا کہ مشرکین کو بھی اقرار تھا اور ہے تو مکذبین و مستہزئین کو فوراً
کہاں پناہ مل سکتی ہے۔ یہ صرف اس کی رحمت عامہ ہے کہ جرائم کو دیکھ کر
جلدی نہیں فرماتا بلکہ مہلت اور اتمام حجت کے بعد سزا دیتا ہے اور
قیامت کے دن بھی جو بلا شبہ آنے والا ہے محض ان ہی بدبختوں کو بے ایمانی
کی سزا دے گا جو بالاختیار خود جان بوجھ کر اپنے کو نقصان و ہلاکت کے گڑھے
میں ڈال چکے ہیں ورنہ خدا کی رحمت بڑی وسیع ہے۔ بخاری و مسلم میں ہے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ كِتَابًا فَهُوَ عِنْدَهٗ
فَوْقَ عَرْشِهٖ اِنَّ رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ غَضَبِيْ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۹) یعنی اللہ تعالیٰ
نے جس وقت مخلوق کو پیدا کیا تو ایک کتاب لکھی جو اس کے عرش کے اوپر ہے
کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ ایک روایت میں ہے قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ اَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً
وَّاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِّ فَبِهَا يَتَعَاطَفُوْنَ
وَبِهَا يَتَرَاحَمُوْنَ وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلٰى وَلَدِهَا وَاَخَّرَ اللّٰهُ تِسْعًا
وَّتِسْعِيْنَ رَحْمَةً يَّرْحَمُ بِهَا عِبَادَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (حوالہ مذکور) یعنی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے
کر کے ایک حصہ سارے جہان کو تقسیم کر دیا اور ننانوے حصے اپنے پاس
رکھے جن سے قیامت کے دن اپنے بندوں کی بخشش کرے گا۔ پھر
اللہ تعالیٰ تاکیداً فرماتا ہے کہ قیامت کے دن سب کو ضرور جمع کروں گا
جو دن یقیناً آنے والا ہے۔ ترمذی میں حدیث رسول ہے ہر نبی کیلئے
ایک حوض ہوگا۔ مجھے امید ہے سب سے زیادہ لوگ میرے حوض پر آئیں گے۔
جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتے اور اس دن کو نہیں مانتے وہ

اپنی جانوں سے خود ہی دشمنی کرتے ہیں فقط۔

ف۲ یعنی ہر جگہ اور ہر وقت اسی کی حکومت و قبضہ و اقتدار ہے۔ ہر وہ چیز جو
رات میں یا دن میں آرام سے زندگی بسر کرتی ہے اور کتنے معلوم و نامعلوم
دشمنوں سے مامون و محفوظ رہتی ہے یا اسی کی رحمت کاملہ کے آثار میں سے
ہے جیسا کہ سورۂ انبیاء میں ہے قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ
مِنَ الرَّحْمٰنِ وہی ہے جو دن کے شور و غل اور رات کے اندھیرے اور
سناٹے میں ہر ایک کی پکار سنتا اور سب کی حوائج و ضروریات کو بخوبی جانتا ہے،
پھر تم ہی بتاؤ کہ ایسے پروردگار کو چھوڑ کر کسی نبی ولی پیر فقیر غوث قطب
سے مدد مانگنا اُن کو دور و نزدیک سے پکارنا کہاں تک موزوں ہوگا؟
ابن جریرؒ نے کہا کہ جس چیز پر سورج نکلتا اور ڈوبتا ہے وہ من جملہ
ساکن لیل و نہار ہے۔ مراد مَا سَكَنَ سے سارے دواب اور پرندے
ہیں خشکی میں ہوں یا دریا میں۔ مطلب یہ ہے کہ ساری موجودات اللہ
کے ملک میں ہے نہ کسی غیر کے فقط۔

خدا کی عبادت کا حکم۔ ف۳ وہ ساری مخلوق کا رازق ہے سب اس
کے محتاج ہیں اس کو کسی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز میں بھی کسی کی احتیاج نہیں۔
پھر اللہ کے سوا کسی اور کو مددگار بنانا حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟ قبا کے رہنے
والے ایک انصاریؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ ابوہریرہ رضی
اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم بھی ساتھ تھے۔ جب آپ کھانا تناول فرما کر ہاتھ
دھو چکے تو فرمایا سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سب کو کھلاتا ہے
اور خود نہیں کھاتا۔ اس کے ہم پر بہت احسان ہیں کہ اس نے ہمیں
ہدایت دی اور کھانے پینے کو دیا اور تمام بھلائیاں عطا فرمائیں۔ گمراہی سے
نکال کر راہِ راست دکھائی اور اپنی بہت سی مخلوق پر ہم کو فضیلت
دی۔ اللہ ہی کے لئے سب تعریفیں سزاوار ہیں جو تمام جہان کا
پالنہار ہے (ابن کثیر) بس ایسے پروردگار کے سامنے جس کی یہ صفات ہیں
ضروری ہے کہ سب بندے بلا شرکت غیرے گردن ڈال دیں اور سب
سے پہلے اُس اکمل ترین بندہ کو انتہائی انقیاد و تسلیم کا حکم ہے جو تمام
دنیا کے لئے نمونۂ طاعت و عبودیت بنا کر بھیجا گیا تھا یعنی اللہ نے جب
اپنے نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کو اپنی بندگی کا حکم دیا تو امت کو تو اور
زیادہ اپنے رب کے بندہ غلام بنے رہنے کا حکم ہے۔ پھر بعد کی آیت
میں حکم ہوا یہ بھی اعلان کر دیجئے کہ مجھے خوف ہے اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں
تو مجھے قیامت کے دن عذاب ہوں گے یعنی بفرض محال اگر اللہ کے
برگزیدہ بندہ سے بھی کسی قسم کا عصیان سرزد ہو تو عذاب الٰہی سے ڈرایا
گیا ہے، پھر کسی دوسرے کو کب لائق ہے کہ باوجود شرک و کفر یعنی
قبر پرستی مذہب پرستی، انبیاء اولیاء پرستی وغیرہ ہزاروں طرح
کے جرائم میں مبتلا ہونے کے پھر عذاب الٰہی سے بے فکر اور مامون ہو کر
بیٹھ رہے۔ یاد رکھو جو اس روز کے عذابوں سے محفوظ ہو گیا بس
یقین مانو اس پر اللہ کی رحمت نازل ہوئی اور یہی کامیابی یہی ہے۔ فوز
کے معنے نفع مل جانے اور نقصان سے (باقی فائدہ بر صفحہ ۱۸۵)

شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۚ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا

گواہی میں کہہ اللہ ہے گواہ درمیان میرے اور درمیان تمہارے اور وحی کیا گیا ہے طرف میری یہ

بڑا ہے (جواب میں) کہہ دیجئے کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اور یہ قرآن جو میری جانب وحی کیا گیا ہے

الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ ۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ

قرآن تاکہ ڈراؤں میں تم کو ساتھ اسکے اور جسکو پہنچے کیا تم گواہی دیتے ہو

تاکہ اس کے ذریعے سے میں تمہیں اور جن تک یہ پہنچے (تاقیامت کے نسل کے) ڈراؤں کیا واقعی تم یہ گواہی دیتے ہو کہ

اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ

یہ کہ ساتھ اللہ کے معبود اور ہیں کہہ میں نہیں گواہی دیتا کہہ سوائے اسکے نہیں کہ وہ معبود

اللہ کے ساتھ اور بھی معبود (شریک) ہیں کہہ دیجئے کہ میں تو (ایسی) گواہی نہیں دیتا۔ کہہ دیجئے کہ بس وہ تو ایک ہی خدا ہے

وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝١٩ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ

اکیلا ہے اور تحقیق میں بیزار ہوں اس چیز سے کہ شریک لاتے ہو تم ف وہ جن کو دی ہے ہم نے ان کو کتاب

بیشک تم جس چیز کو شریک ٹھہراتے ہو میں اس سے بیزار ہوں جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے

يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

پہچانتے ہیں اس کو جیسا پہچانتے ہیں بیٹوں اپنوں کو جنہوں نے لٹا دیا جانوں اپنی کو

وہ اس پیغمبر کو اسطرح پہچانتے ہیں جسطرح کہ وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں (مگر) وہ لوگ جنہوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈال رکھا ہو

فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝٢٠ ع وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

پس وہ نہیں ایمان لاتے ف۲ اور کون ہے بہت ظالم اس شخص سے کہ باندھ لیوے اوپر اللہ کے جھوٹ

ایمان نہیں لائیں گے اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے

اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝٢١ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ

یا جھٹلاوے نشانیوں اسکی کو تحقیق نہیں چھٹکارا پاتے ظالم ف۳ اور جس دن اکٹھا کریں گے ہم ان

یا اسکی آیتوں کو جھٹلاوے بلاشبہ ظالم فلاح نہیں پائیں گے اور (یاد کرو) جسدن ہم ان سب کو اکٹھا

جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ

سب کو پھر کہیں گے ہم واسطے ان لوگوں کے جو شریک لاتے تھے کہاں ہیں شریک تمہارے جن کو

کریں گے پھر جن لوگوں نے خدا کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرایا تھا ان سے ہم پوچھیں گے کہ کہاں ہیں تمہارے مقرر کردہ شریک جن

كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝٢٢ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ

تھے تم دعوٰی کرتے پھر نہیں ہوگا بہانہ انکا مگر یہ کہ کہیں گے قسم ہے اللہ

کے خدا ہونے کا تم دعویدار تھے پھر اس کے سوا انکا کوئی عذر نہ ہوگا کہ وہ کہیں گے اے رب خدا کی قسم

رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ۝٢٣ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَ

پروردگار ہمارے کی نہ تھے ہم شریک لانے والے دیکھ کیونکر جھوٹ بولا انہوں نے اوپر جانوں اپنی کے اور

ہم ہرگز مشرک نہ تھے دیکھئے کس طرح (یہ) اپنے اوپر جھوٹ بولنے لگے اور جو افترا

ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝٢٤ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ

کھو گیا ان سے جو تھے باندھ لیتے ف۴ اور بعض انہیں سے وہ ہے کان دھرتا ہے طرف تیری

پردازیاں کیا کرتے تھے وہ سب بھول گئے اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو آپ کی طرف کان لگاتے ہیں

حل لغات۔
لہ شَهِيْدٌۢ خبر ہے اللہ کی اور جملہ قُل کا مقول۔
لہ وَمَنْۢ بَلَغَ اس کا عطف ہے ضمیر مخاطبین یعنی کُمْ پر ای لانذرکم بہ یا اہل مکہ وسائر من بلغہ من الاسود والاحمر بلغہ سے ضمیر حذف ہوگئی جیسے الذی رایت زیدا میں کیونکہ وہ ضمیر ہے مفعول کی اور مفعول کلام میں فضلہ ہے۔
لہ کُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ تزعمون مشتق ہے زعم سے اور زعم معنی میں ہے کذب کے قال ابن عباس وکل زعم فی کتاب اللہ کذب۔ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے اور یہاں دونوں محذوف ہیں ای تزعمو نہا شرکاء۔

وقف لازم باختلاف
وقف لازم
ع ۱۰
۸

(بقیہ فائدہ صفحہ ١٨٤) بچ جانے کے ہیں فقط۔

مسئلہ وسیلہ کا مفصل بیان۔ ف ٤ صحیح حدیث میں ہے آپ صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے اے اللہ! جسے تو دے اُسے کوئی روک نہیں سکتا اور جس سے تو روک لے اسے کوئی دے نہیں سکتا۔ یہی مضمون ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کا ہے كُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ يَا غُلَامُ احْفَظِ اللهَ يَحْفَظْكَ احْفَظِ اللهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ وَإِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى أَنْ يَنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ لَكَ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى أَنْ يَضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ (ترمذی) یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا مجھ سے فرمایا کہ اے لڑکے میں تجھ کو بتاتا ہوں اگر تو اللہ کو یاد رکھے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو محفوظ رکھے گا ۔۔۔۔۔۔ تو اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان پس تو اس کو اپنے پاس ہی پائے گا اور جب کچھ مانگے تو اللہ ہی سے مانگ اور جب مدد چاہے تو اللہ ہی سے مدد چاہ اور یقین رکھ کہ اگر تمام جہان اکٹھا ہو کر تجھ کو فائدہ پہنچانا چاہے تو اس سے زیادہ کچھ نہیں پہنچا سکتا جو تیری قسمت میں لکھا گیا ہے اور سارا جہان جمع ہو کر تجھ کو نقصان پہنچانا چاہے تو اسکے سوا کچھ نہیں پہنچا سکتا جو تیری قسمت میں لکھا گیا ہے۔ قلم اٹھا دیا گیا اور کاغذ خشک ہو گئے یعنی بُرا بھلا جو کچھ ہونا تھا اللہ تعالیٰ لکھ چکا اب کسی کے چاہنے یا نہ چاہنے سے اسمیں ذرہ برابر کمی بیشی نہیں ہو سکتی (مشکوٰۃ صفحہ ٤٤٥) اور اس مضمون کی آیتیں سورۂ فاطر رکوع ایک وسورۂ اعراف رکوع ٢٣ وسورۂ جاثیہ رکوع ایک و سورۂ مومنون رکوع ٥ وغیرہ میں بھی ہیں۔ مقصد یہ کہ اللہ تو فرماتا ہے کہ میری تکلیف دی ہوئی کوئی دور نہیں کر سکتا لیکن اس زمانہ کے نادان لوگ مشکل کے وقت اللہ کو چھوڑ کر اُسکے بندوں سے مانگتے ہیں کوئی حاضری عباس رضی ماننا ہے کوئی توشہ شاہ عبدالحق کرتا ہے کوئی مالیدہ شاہ مدار کا چڑھاتا ہے وغیرہ وغیرہ اتنا نہیں سمجھتے یہ سب اللہ کے بندے ہیں انکو اللہ کے تصرف میں کیا اختیار؟ بعض نادان یوں تقریر کرتے ہیں کہ ہم جو انبیاء اولیاء سے مدد چاہتے ہیں سو اس سبب سے کہ بغیر سیڑھی کے کوئی کوٹھے پر نہیں چڑھ سکتا۔ بغیر وسیلہ امیر وزیر کے کوئی بادشاہ تک نہیں پہنچ سکتا سو اسکا جواب یہ ہے کہ واقعی جیسے کوٹھے پر چڑھنے کیلئے لوہے یا لکڑی یا پتھر وغیرہ کی سیڑھی ہونا ضروری ہے اسی طرح اللہ تک پہنچ اور اپنی آہ و پکار پہنچانے کیلئے اللہ کے رسول کی حکم برداری طاعت و فرمانبرداری سیڑھی ہے۔ اب اللہ رسول کا سب سے پہلا حکم (سیڑھی) یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی سے مدد نہ چاہو مرادیں نہ مانگو۔ اب خیال کرو کہ تم مشرکوں نے سیڑھی کو چھوڑا یا ہم اہلحدیث موحدین نے؟ اور دوسرے اللہ تعالیٰ کو دنیاوی بادشاہوں پر مثال دینا غلط ہے کیونکہ دنیاوی بادشاہ ہر کسی کا مطلب آپ سُن سمجھ نہیں سکتا وہ وزیروں وغیرہ کارندوں کا محتاج ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سب امور خود ہی کرتا ہے کسی کا محتاج نہیں وہ ہر مخلوق کی سنتا ہے۔ بھلا ان مشرکوں کی عقل کہاں جاتی رہی جو کہتے ہیں بغیر نبی ولی کے وسیلہ کے کسی کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ یہ کبھی نہ سوچا غور نہ کیا کہ باقی مخلوقات کس کا وسیلہ لیتی ہے انکو بھی تو اللہ تعالیٰ برابر کھانے پینے کو دیتا ہے انکی بھی تو بغیر کسی وسیلہ کے سنتا ہے فقط۔ مسئلہ وسیلہ کا بیان صفحہ ١٦١ میں بھی گزرا اور میرے محترم اخی رحمہ اللہ کا تصنیف کردہ رسالہ "حقیقۃ الوسیلہ" میں مفصل بیان ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا) خدا کی وحدانیت کا اقرار۔ ف ١ جب یہ فرمایا کہ خدا ہی سب نفع و نقصان کا مالک تمام بندوں پر غالب قاہر اور رتی رتی سے خبردار ہے تو اس خدا کی شہادت سے زبردست اور بے لوث شہادت کس کی ہو سکتی ہے؟ پس میں بھی اپنے اور تمہارے درمیان اسی خالق کو گواہ ٹھیراتا ہوں کیونکہ میں نے دعویٰ رسالت کر کے جو کچھ اسکے پیغامات تم کو پہنچائے اور جو کچھ تم نے اسکے جواب میں میرے ساتھ اور خود پیغام ربانی کے ساتھ برتاؤ کیا وہ سب اس کے سامنے ہے وہ خود اپنے علم کے موافق میرا اور تمہارا فیصلہ کرے گا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ میرے صدق پر اللہ کی کھلی ہوئی شہادت یہ قرآن موجود ہے جو اپنے کلام الٰہی ہونے پر خود ہی اپنی دلیل ہے ع آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ پس میرا کام یہ ہے کہ تم کو پیغام الٰہی سے خبردار کر دوں۔ اب تم کو اختیار ہے جو چاہو کہو۔ میں تو صاف اعلان کرتا ہوں کہ لائق عبادت صرف وہی ایک اللہ ہے باقی جو کچھ تم شرک کرتے ہو میں اس سے قطعًا بیزار ہوں۔ لفظ وَمَنْ بَلَغَ نے یہ بتلا دیا کہ امام الانبیاء کی رسالت تمام جن وانس اور مشرق و مغرب کے لئے ہے۔ حدیث میں ہے بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ آيَةً یعنی جو کچھ میری طرف سے تم کو پہنچے وہ اور لوگوں کو پہنچا دو چاہے ایک ہی آیت ہو۔ یعنی علم دین کے پھیلانے میں خوب کوشش کرو۔ مشکوٰۃ صفحہ ٣٢۔ اور ترغیب صفحہ ٣٧ میں حدیث ہے اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِيْ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ وَمَنْ خُلَفَاؤُكَ قَالَ الَّذِيْنَ يَأْتُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ يَرْوُوْنَ أَحَادِيْثِيْ وَيُعَلِّمُوْنَهَا النَّاسَ (طبرانی اوسط) یعنی یا اللہ میرے خلیفوں پر رحم کر۔ صحابہ رضی نے کہا آپ کے خلیفہ کون لوگ ہیں۔ آپ نے فرمایا جو میرے بعد میری حدیثوں کو روایت کریں گے اور لوگوں کو حدیثیں سکھائیں گے یعنی دین اسلام قرآن و حدیث۔ جامع البیان صفحہ ١١٣ میں ہے کہ قریش مکہ نے آپ سے کہا کہ اہل کتاب تو تمہاری نبوت کا انکار کرتے ہیں پھر تمہارا کون گواہ ہے؟ تب یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ اور بخاری مسلم میں ہے قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ أُعْطِيَ مِنَ (باقی فائدہ بر صفحہ ١٨٦)

وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا

اور کئے ہیں ہم نے اوپر دلوں انکے کے پردے اس سے کہ سمجھیں اس کو اور نکا کانوں انکے کے بوجھ

اور ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال رکھے ہیں تاکہ وہ اس کو سمجھ نہ سکیں اور انکے کانوں میں گرانی پیدا کردی ہے

وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْكَ

اور اگر دیکھیں سب نشانیاں نہ ایمان لاویں ساتھ انکے یہاں تک کہ جب آویں تیرے پاس

اور اگر وہ تمام نشانیاں بھی دیکھ لیں تو بھی ان پر ایمان نہ لائیں یہاں تک کہ جب آپ کے پاس آتے ہیں اور

يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ

جھگڑتے تجھ سے کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہوئے نہیں یہ مگر کہانیاں

آپ سے جھگڑنے لگتے ہیں تو وہ لوگ جنہوں نے کفر کی راہ اختیار کر رکھی ہے کہتے ہیں کہ یہ تو صرف اگلے لوگوں کی کہانیاں

الْاَوَّلِيْنَ ۝ ٢٥ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْــــَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ

پہلوں کی ہیں اور وہ منع بھی کرتے ہیں اس سے اور دور بھی رہتے ہیں اس سے اور نہیں ہلاک کرتے

ہیں۔ اور یہ لوگ (اس سے) اوروں کو بھی منع کرتے ہیں اور خود بھی اس سے دور رہتے ہیں اور اپنی جانوں کو

اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ ٢٦ وَلَوْ تَرٰٓي اِذْ وُقِفُوْا عَلَي النَّارِ

مگر جانوں اپنی کو اور نہیں سمجھتے اور کاش کہ دیکھے تو جس وقت کہ کھڑے کئے جاوینگے اوپر آگ

تباہ کر رہے ہیں مگر نہیں سمجھتے اگر آپ دیکھیں جس وقت کہ انہیں دوزخ کے پاس کھڑا کیا جائیگا

فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ

پس کہیں گے اے کاش کہ ہم پھیرے جاویں اور نہ جھٹلاویں نشانیوں رب اپنے کی اور ہوویں ہم

تو وہ کہیں گے اے کاش (ہم کو پھر) واپس بھیجا جائے اور ہم اپنے رب کی آیتوں کو نہ جھٹلائیں اور ایمان والوں

الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ٢٧ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ

ایمان والوں سے بلکہ ظاہر ہوگیا واسطے انکے جو کچھ کہ تھے چھپاتے پہلے اس سے

میں سے ہوں بلکہ جو کچھ یہ اس سے پہلے چھپایا کرتے تھے وہ ان کے لئے ظاہر ہوگیا

وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ ٢٨ وَ

اور اگر پھیرے جاویں البتہ پھیرے جاویں طرف اس چیز کی کہ منع کئے گئے تھے اس سے اور تحقیق وہ البتہ جھوٹے ہیں اور

اور اگر انہیں لوٹا دیا جائے تو یقیناً پھر وہی کام کریں جس سے انہیں روکا گیا تھا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یقیناً جھوٹے

قَالُوْٓا اِنْ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝

کہا انہوں نے نہیں ہے مگر زندگانی ہماری دنیا کی اور نہیں ہم اٹھائے جانے والے

کہتے ہیں کہ زندگی تو صرف دنیا ہی کی زندگی ہے اور (مرنے کے بعد) ہم زندہ نہیں ہونے کے

وَلَوْ تَرٰٓي اِذْ وُقِفُوْا عَلٰي رَبِّهِمْ ۭ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ

اور کاش کہ دیکھے تو جس وقت کہ کھڑے کئے جاوینگے اوپر رب اپنے کے کہے گا کیا نہیں ہے یہ حق

کاش آپ دیکھیں جس وقت وہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے وہ پوچھے گا کیا یہ (جی اٹھنا) صحیح نہیں ہے؟

قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ

کہیں گے البتہ ہے قسم پروردگار ہمارے کی کہے گا پس چکھو عذاب بدلے اسکے جو تھے تم

کہیں گے۔ کیوں نہیں ہمارے رب کی قسم ارشاد ہوگا تم جو انکار کرتے رہے ہو تو اب (اس کی سزا میں) عذاب کا

حل لغات۔
لہ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً
یہاں جعلنا معنے میں ہے

نشانا کے اور علیٰ قلوبہم اس کے متعلق۔ قلوبہم کی ضمیر راجع ہے من کی طرف لفظ کے لحاظ سے نہیں بلکہ معنیٰ کے اعتبار سے۔ اکنۃ جمع ہے کنان کی جیسے
اغطیۃ غطاء کی۔ کنان وہ چیز جس سے کوئی شے ڈھانکی جائے والفعل منہ کننت واکننت۔ لہ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا فی اذانہم جعلنا کے متعلق اور

(بقیہ فائدہ ۵ صفحہ ۱۸۵) الْاٰيٰتِ مَا مِثْلُهٗ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ اُوْتِيْتُ وَحْيًا اَوْحَى اللّٰهُ اِلَيَّ فَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ - آپؐ نے فرمایا ہر نبی کو ایسی دلیل ملی جن پر لوگ ایمان لاسکیں اور مجھ کو میری دلیل یہ وحی (قرآن و حدیث) ایسی ملی ہے کہ جس سے مجھے امید ہے کہ مجھ پر ایمان لانے والے بہت ہوں گے (مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۰)

ف۲ یعنی علماء یہود و نصاریٰ خوب جانتے پہچانتے تھے کہ یہ نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بیشک برحق ہیں جیسے کوئی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے البتہ حسد تکبر تقلید آبائی اور مال کے غرور میں آکر انکار کرتے ہیں جسکی وجہ سے ہلاکت و نقصان میں پڑے۔ جمہور مفسرین نے یہ معنیٰ بھی کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے لئے جنت و دوزخ میں ایک ایک مقام رکھا ہے۔ قیامت کے دن ایمانداروں کو جنت میں جو کافروں کے مقام ہیں دے گا اور کافروں کو دوزخ میں جو ایمانداروں کے مقام تھے دے گا (فتح)

ف۳ بڑا ظالم وہ ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے مثلاً کہے کہ فلانا اسکا شریک ہے فلانے بزرگ کو کلی اختیارات اللہ نے دیدیئے ہیں یا جو اللہ کی کتاب میں نہ ہو وہ کہے۔ اور وہ بھی بڑا ظالم ہے جو اللہ کی کتاب کو جھٹلائے۔ نضر بن عبداللہ نے کہا تھا جب قیامت ہوگی تو ہمارے پیر لات و عزیٰ ہماری سفارش کریں گے اسپر یہ آیت اتری کہ ظالموں کیلئے فلاح نہیں (فتح) قیامت میں مشرکین سے سوال۔ ف۴ مشرک بے نماز قبر پرست وغیرہ جو غیر اللہ کی پوجا پتری کرتے تھے اس آیت میں انکو شرمندہ اور لاجواب کیا جارہا ہے کہ جنکی تم نذر نیاز کرتے تھے آج وہ کہاں ہیں، بخشواتے کیوں نہیں بخشواتے؟ دنیا میں تو بڑی باتیں بناتے تھے کہ میاں ہمیں تو پیروں کا سہارا ہے بس بڑے پیر کی گیارہویں کئے جاؤ وہ بخشوالیں گے۔ امام حسینؓ نے اپنے نانا کی امت بخشوانے کیلئے ہی تو اپنا سر کٹوالیا۔ بس کلمہ کا سہارا ہے بخشے بخشائے ہیں نماز روزہ کی کیا ضرورت، جو اس قسم کی باتیں بناتے تھے وہ آج قیامت میں سب گئی گزری ہوگئیں خاک میں مل گئیں فقط۔

فوائد صفحہ هٰذا

ف۱ قرآن شریف میں تمام عمدہ اخلاق اور حکمت کی باتیں بھری ہوئی ہیں اور اس میں جو قصے بیان ہوئے سب سچے اور نصیحت کیلئے بیان ہوتے لیکن کافر محض ضد سے یوں کہتے ہیں کہ قرآن میں صرف پہلوں کی کہانیاں ہیں فقط

ف۲ یعنی خود بھی قرآن مجید پر ایمان نہیں لاتے اور دوسروں کو بھی روکتے ہیں۔ محمد بن حنیفہ نے کہا کفار قریش نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ خود آتے اور نہ اوروں کو آنے دیتے۔ دوسرے یہ معنیٰ کہ یہ آیت ابو طالب کے حق میں اتری ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا دہی سے لوگوں کو روکتا تھا اور خود ایمان نہیں لایا۔ جامع البیان صفحہ ۱۱۴۔ ابو طالب کا یہ قول ہے وَاللّٰهِ لَنْ يَّصِلُوْا اِلَيْكَ بِجَمْعِهِمْ - حَتّٰى اُوَسَّدَ فِي التُّرَابِ دَفِيْنًا - ف۳ یعنی دوزخ کے کنارے پر پہنچکر حکم ہوگا کہ ٹھیراؤ تو کافروں کو توقع پڑے گی کہ شاید ہم کو پھر دنیا میں بھیجیں تو اب کی بار کفر نہ کریں ایمان لاویں سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس واسطے انکو نہیں ٹھیرایا بلکہ اس تدبیر سے انکے منہ سے اقرار کروایا کہ ہم نے کفر کیا تھا حالانکہ پہلے منکر ہوگئے تھے وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ۝ کہ ہم شریک نہ کرتے تھے اور پھر بھیجنا ان کو عبث ہے (موضح)

★ اس کا مفعول۔ کان کے ثقل کو جو مانع سماع ہو وقر کہتے ہیں۔ ۳؎ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۔ اساطیر جمع ہے اسطورۃ یا اسطارۃ یا اسطور یا اسطیرۃ یا اسطیر کی۔ بعض اہل لغت کہتے ہیں کہ جمع الجمع ہے یعنی اساطیر جمع ہے اسطار کی اور اسطار سطر کی۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ وہ جمع ہے جس کا مفرد نہیں آتا جیسے عبادید۔ یہ مشتق ہے سطر سے اور سطر اصل میں کہتے ہیں خط کو اسی سے سطور کتاب۔ یہاں اساطیر الاولین سے مراد ہے پہلوں کے تذکرے کیونکہ وہ کتابوں میں لکھے اور جمع کئے جاتے تھے۔ ۴؎ يَنْـَٔوْنَ معنے میں ہے یتباعدون کے لیا گیا ہے نأی سے جس کے معنیٰ ہیں بُعد کے بولا کرتے ہیں نأی ینأی اذا بَعُدَ ۔ ۵؎ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ یہ دونوں فعل جواب تمنی واقع ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں کیونکہ جواب تمنی میں اَنْ مقدر ہوا کرتا ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے یالیتنا نرد وان لانکذب ونکون یا یوں کہ واو فے سببیہ لاہوا ہے اور ایسے فے کے بعد اَنْ مقدر ہوتا ہے۔ تقدیر یوں ہے یالیتنا نرد فلا نکذب کما قال اللہ تعالیٰ لو ان لی کرۃ فاکون من المحسنین اور ہوسکتا ہے کہ واو الصرف ہو اور اس طرح کے واو کے بعد ہمیشہ اَنْ ناصبہ مقدر ہوا کرتا ہے۔ اہل محاورہ بولا کرتے ہیں لا تاکل السمک وتشرب اللبن۔

ع ٩

تَكْفُرُوْنَ ﴿٣٠﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا

کفر کرتے تحقیق ٹوٹا پایا ان لوگوں نے کہ جھٹلایا ملاقات اللہ کی کو یہاں تک کہ جب

مزہ چکھو بلاشبہ وہ لوگ نقصان میں رہے جنہوں نے اللہ سے ملنے کو جھٹلایا یہاں تک کہ جب

جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ

آوے گی انکے پاس قیامت ناگہاں کہیں گے اے افسوس ہم کو اوپر اسکے کہ تقصیر کیا ہم نے بیچ اسکے

قیامت انپر اچانک آجائیگی تو کہیں گے افسوس اپنی کوتاہی پر جو ہم سے اس بارے میں ہوئی

وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿٣١﴾

اور وہ اٹھاویں گے بوجھ اپنے اوپر پیٹھوں اپنی کے خبردار ہو برا ہے جو کچھ بوجھ اٹھاتے ہیں

اور وہ اپنے (گناہوں کا) بوجھ اپنی پیٹھ پر لادے ہوں گے سن رکھو کہ جو بوجھ وہ لادیں گے بہت برا ہے

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ

اور نہیں زندگانی دنیا کی مگر کھیل اور مشغول اور البتہ گھر آخرت کا بہتر ہے

اور دنیا کی زندگی تو محض ایک کھیل اور مشغلہ ہے البتہ آخرت کا گھر انکے لئے بہت ہی بہتر ہے

لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٣٢﴾ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ

واسطے ان لوگوں کے کہ پرہیزگاری کرتے ہیں کیا پس نہیں سمجھتے ہو تم تحقیق جانتے ہیں ہم تحقیق وہ

جو متقی ہیں تو کیا تم (اتنی بات بھی) نہیں سمجھتے (اے پیغمبر اسلام!) ہم جانتے ہیں کہ یہ لوگ جو کچھ

لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ

البتہ غمگین کرتا ہے تجھ کو جو کچھ کہ کہتے ہیں پس تحقیق وہ نہیں جھٹلاتے تجھ کو ولیکن

باتیں کرتے ہیں وہ آپ کو آزردہ خاطر کرتی ہیں وہ درحقیقت آپکو نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم

الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ

ظالم نشانیوں اللہ کی کو انکار کرتے ہیں اور البتہ تحقیق جھٹلائے گئے پیغمبر

لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور بلاشبہ آپ سے پہلے کئی رسول بھی

مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ

پہلے تجھ سے پس صبر کیا انہوں نے اوپر اسکے کہ جھٹلائے گئے اور ایذا دیئے گئے یہانتک کہ آئی انکے پاس

جھٹلائے جا چکے ہیں سو انہوں نے لوگوں کے جھٹلانے اور ایذا دینے پر بھی صبر کیا یہاں تک کہ ہماری طرف سے مدد انکے

نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ

مدد ہماری اور نہیں کوئی بدلنے والا باتوں اللہ کی کو اور تحقیق آئی ہیں تیرے پاس

پاس آپہنچی اور کوئی اللہ کی باتوں کو بدلنے والا نہیں آپ کے پاس رسولوں

مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٣٤﴾ وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ

بعضی خبریں پیغمبروں کی اور اگر ہے گراں ہوا ہے اوپر تیرے منہ پھیرنا انکا

کے بعض حالات پہنچ چکے ہیں اور ۵ (اے پیغمبر!) اگر ان لوگوں کی روگردانی آپ پر گراں گذرتی

فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِى الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا

پس اگر کر سکے تو یہ کہ ڈھونڈے سرنگ بیچ زمین کے یا سیڑھی

ہے تو اگر آپ کو قدرت ہو کہ زمین کے اندر کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی تلاش کر لو اور

حل لغات۔
له بَغْتَةً۔ بغت اور بغتۃ کہتے ہیں کسی چیز کا رعت کے ساتھ دفعۃً آجانا اور اس کا شعور نہ ہونا۔ چونکہ قیامت یکبارگی برپا ہو جائے گی اور کسی کو اس کے برپا ہونے کا شعور نہ ہوگا اس لئے اسکی صفت بغتۃ کے ساتھ کی گئی۔ پھر بغتۃ مصدر ہے اور جارت کے فاعل یا مفعول محذوف سے حال واقع ہوا ہے ای مجیئا بغتۃ۔ ٢ه یٰحَسْرَتَنَا۔ حسرۃ کہتے ہیں شدت ندامت کو۔ عرب کو جب کسی چیز میں کمال درجہ کا مبالغہ اور اہتمام منظور ہوتا اور اس کی دہشت لوگوں کے دلوں میں بٹھانی مدنظر ہوتی ہے تو اسے اس کلمہ کے ساتھ تعبیر

ف ابن ماجہ صفحہ ۳۲۴ میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا فرمان ہے
اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ
نَفْسَهٗ هَوَاهَا ثُمَّ تَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ یعنی عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کا حساب
لیتا رہے یعنی نیکی بدی کی جانچ پڑتال کرتا رہے اور قبر کی تنہائی اور تاریکی
اور منکر نکیر کے سوالات اور حشر و پلصراط وغیرہ کے واسطے سامان
تیار کرتا رہے۔ اور احمق وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو خواہشوں کے
پیچھے لگا دے یعنی جو جی چاہے وہی کرنے لگے پھر اللہ پر آرزو رکھے کہ بخش
ہی دے گا اگرچہ وہ قادر اور کریم ہے لیکن بخشش کا وعدہ موحدین
نماز روزے فرائض کے پابند کے واسطے ہے۔ بخاری مطبوعہ میرٹھ
کے صفحہ ۷۹۹ میں ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے پوچھا جب کہ آپ بیمار تھیں، آپ کا کیا حال ہے؟ کہا
اچھی طرح ہوں بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچی رہوں۔ کہا آپ زوجۃ
النبی ہیں آپ کی پاکدامنی تو قرآن نے بیان کی ہے۔ جواب دیا بیشک تم میری
تعریف کرتے ہو لیکن قیامت کی ہولناکی سے تو ایسا جی چاہتا ہے کہ پیدا ہی
نہ ہوتی تو بہتر تھا۔ مقصد یہ کہ قیامت کو جھٹلانے والوں کا نقصان انکے
افسوس اور ندامت کا بیان ہے جو اچانک قیامت کے آجانے کے بعد انھیں
ہوگا نیک اعمال کے ترک کا الگ افسوس ہے بداعمالیوں کا پچھتاوا جدا ہے۔
دنیا کی حقیقت۔ ف۲ دنیا کی زندگانی بجز کھیل تماشے کے اور کچھ نہیں
آنکھ کھلی اور خواب ختم۔ ہاں خدا ترس لوگوں کے لئے اُخروی زندگانی
بڑی اور بہت ہی بہتر چیز ہے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا فرمان ہے
وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهٗ فِي الْيَمِّ
فَلْيَنْظُرْ بِمَا تَرْجِعُ یعنی قسم ہے خدا کی آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی اتنی
حقیقت ہے جیسے کوئی شخص سمندر میں انگلی ڈبو کر نکال کر دیکھے کہ سمندر
کا پانی انگلی نے کتنا کم کیا۔ بس اتنی ذلیل دنیا کے پیچھے پڑ کر اپنی آخرت کے
کاموں سے غفلت کرنا بڑی نادانی ہے۔ دوسری روایت میں ہے
جس نے دنیا کو چاہا اُس نے اپنی آخرت کا نقصان کیا اور جس نے آخرت چاہی
اس نے اپنی دنیا کا نقصان کیا۔ پس لوگو! فنا ہونے والی دنیا رہتی ہے تو
رہے جاتی ہے تو جائے اُسے چھوڑو لیکن آخرت جو باقی رہنے والی ہے
اس کا نقصان نہ ہونے دو اس کے کاموں سے غافل نہ رہو یعنی
دنیا فنا ہونے والی ہے اسکی محبت میں آخرت کو مت بگاڑو جو ہمیشہ
باقی رہنے والی ہے (مشکوۃ صفحہ ۴۳۱۔ ۴۳۲)

اُبوجہل و کفار کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مُصافحہ اور آپکی نبوت کا اقرار
ف۳ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوجہل نے نبی علیہ الصلوۃ و
السلام سے کہا ہم تم کو نہیں جھٹلاتے بلکہ جو تم لائے ہو اسکو جھٹلاتے ہیں (حاکم)
ابن ابی حاتم میں ہے ابوجہل کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرتے ہوئے
کسی نے دیکھا تو کہا اس بے دین سے مصافحہ کرتا ہے۔ ابوجہل نے جواب دیا
خدا کی قسم مجھے خوب یقین ہے کہ یہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) خدا کے سچے نبی ہیں۔ ہم
صرف خاندانی بناء پر انکی نبوت کے ماتحت نہیں ہوتے۔ ہم نے آج تک
بنی عبد مناف کی تابعداری نہیں کی تو آج کیسے تابع ہو جائیں۔ ایک
روایت میں ہے اخنس بن شریق تنہائی میں ابوجہل سے ملا اور کہا
سچ بتاؤ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تمھارے نزدیک سچے ہیں یا جھوٹے۔ دیکھو
یہاں میرے اور تمھارے سوا اور کوئی نہیں ہے مجھ سے دل کی بات کہدو۔
اُس نے کہا جب یہی بات ہے تو لو سنو خدا کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
بالکل سچے اور یقیناً صادق ہیں۔ عمر بھر میں آپؐ نے کبھی جھوٹ نہیں
بولا۔ یہی کچھ الفاظ کفار نے اس وقت کہے تھے۔ جب آپؐ نے صفا پہاڑی
پر چڑھ کر اعلان کیا تھا اور عذاب الیم سے ڈرایا تھا۔ ابوجہل نے کہا
ہماری مخالفت کی وجہ صرف یہی ہے کہ انکی تابعداری سے ہماری عزت
میں فرق آئے گا۔ ہمارے قبیلہ و خاندان کو بٹہ لگ جائے گا۔ جب ساری
فضیلتیں سقایت، حجابت، نبوت ان ہی کے گھرانے میں رہی تو باقی
قریش کی کونسی فضیلت رہ گئی۔ الغرض محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اللہ کا رسول
مانتے ہوئے بھی آپؐ کی تابعداری سے روگردانی کرتے تھے۔ اسی طرح آجکل
بھی بعض عنادی مسئلہ امارت سے منکر خاص کر میرے والد مولانا عبدالوہاب
صاحب اور میرے بھائی مولانا عبدالستار صاحب رحمہما اللہ کی امارت سے
حسد ہے۔ اگر مسئلہ امارت وغیرہ کو مانیں گے بھی تو دیگر علماء کے بتانے یا انکی
امارت سے اتفاق ہے لیکن اس گھرانے سے تعصب ہے۔ نہیں بھائیو! اللہ
رسول کے فرمان کو کسی ذات کی وجہ سے نہ ماننا یہ اپنا آخرت کا نقصان
کرتا ہے اَعَاذَنَا اللّٰهُ وَاَخِلَّائَنَا مِنْ تَكْذِيْبِ رُسُلِهٖ وَاَحْكَامِهٖ اٰمِيْن
فقط ابو عمار عبدالقہار غفرلہ۔ ف۴ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنے
پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی و تشفی دی کہ آپؐ اپنی قوم کے
جھٹلانے نہ ماننے اور ایذا رسانی سے تنگدل نہ ہوں۔ یہ صرف آپ کو ہی
نہیں جھٹلایا گیا بلکہ آپؐ سے قبل پیغمبر جھٹلائے گئے۔ آپ صبر کرو
جس طرح اولوالعزم انبیاء نے صبر کیا تھا۔ صبر سے فتح ہوگی فقط۔

کرتے ہیں کما قال اللہ تعالیٰ یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ اور ظاہر ہے کہ یہ صورت الحسرة علینا سے ابلغ اور اکمل ہے ۵ اَوْزَارَهُمْ۔ اوزار جمع ہے وزر کی۔ اور وزر
اصل میں کہتے ہیں بھاری بوجھ کو گناہ کو وزر سے تعبیر کرنے کی یہ وجہ ہے کہ وہ گنہگار کے حق میں انتہار درجہ کا بوجھ ہے ۶ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِيْنَ من نبائی محلا مرفوع
ہے جار کے فاعل واقع ہونے کی وجہ سے بتقدیر موصوف ای بعض من نبائی المرسلین یا باعتبار مضمون ای بعض نبائی المرسلین۔ اخفش کا قول ہے کہ
یہاں مِنْ زائدہ ہے جیسے اصابنا من مطر لیکن ہمارے خیال میں یہ بات ٹھیک نہیں معلوم ہوتی کیونکہ من کلام موجب میں نہیں بلکہ غیر موجب میں زائد ہوتا ہے۔
یہاں مِنْ تبعیضیہ ہے جیسا کہ بیان ہوا۔ ۷ نَفَقًا نفق کہتے ہیں سُرنگ کو جو زمین میں کھودی جاتی ہے اور اسکی مزید تحقیق پارہ ۴ کے رکوع ۸ ولیعلم الذین
نافقوا میں گزر چکی وہاں دیکھو۔ ۸ سُلَّمًا سیڑھی۔ یہ مشتق ہے سلامۃ سے۔ چونکہ سیڑھی بھی موضع مقصود تک سلامتی کے ساتھ پہنچا دیتی ہے اس لئے اُسے سُلَّم کہتے ہیں۔

فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُم بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى

بیچ آسمان کے پس لے آوے تو انکے پاس کوئی نشانی اور اگر چاہتا اللہ البتہ اکٹھا کرتا انکو اوپر ہدایت کے

(اسطرح نہیں کوئی نشان لا دو (تو بھی کر دیکھو) اور اگر اللہ چاہتا تو انہیں ہدایت پر متفق کر دیتا پس آپ

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿٣٥﴾ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ

پس ہرگز مت ہو جاھلوں سے ۳۵ سوائے اس کے نہیں قبول کرتے ہیں وہ لوگ جو سنتے ہیں

نادانوں میں سے نہ ہو جائیے گا دعوت کو قبول تو وہی کرتے ہیں جو (دل سے) سنتے ہیں

وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿٣٦﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ

اور مردے جلا اٹھائیگا انکو اللہ پھر طرف اسی کے پھیرے جاویں گے ۳۶ اور کہا انہوں نے کیوں نہیں اتاری

اور مردوں کو اللہ ہی زندہ کرے گا پھر وہ اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے اور کہتے ہیں اسکے رب کی طرف سے

عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ

اوپر اسکے نشانی رب اس کے سے کہہ تحقیق اللہ قادر ہے اوپر اسکے

کیوں کوئی نشان اسپر نہیں اتارا گیا کہہ دیجئے - اللہ یقینا اس بات پر قادر ہے کہ وہ کوئی

يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٧﴾ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ

اتارے وہ نشانی اور لیکن اکثر انکے نہیں جانتے ۳۷ اور نہیں کوئی جانور

نشان اتار دے لیکن ان میں اکثر آدمی نہیں جانتے جتنے حیوانات زمین میں چل

فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا

بیچ زمین کے اور نہ کوئی پرندہ کہ اڑے ساتھ بازو اپنے کے مگر امتیں ہیں مانند تمہاری ہی نہیں

پھرتے ہیں اور جتنے پرندے اپنے دونوں بازوؤں سے اڑتے پھرتے ہیں سب تمہاری ہی طرح کی مخلوقات ہیں ہم نے

فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿٣٨﴾

کمی کیا ہم نے بیچ کتاب کے کچھ چیز پھر طرف پروردگار اپنے کے اکٹھے کئے جاویں گے

کتاب میں کوئی چیز بیان کرنے سے نہیں چھوڑی پھر (انجام کار) سب اپنے رب کے حضور میں جمع کئے جائیں گے

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ

اور جن لوگوں نے جھٹلایا نشانیوں ہماری کو بہرے ہیں اور گونگے ہیں بیچ اندھیروں کے جس کو

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ اندھیروں میں (گویا) بہرے اور گونگے ہیں اور اللہ

يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٣٩﴾

چاہتا ہے اللہ گمراہ کرتا ہے اسکو اور جسکو چاہتا ہے کرتا ہے اسکو اوپر راہ سیدھی کے ۳۹

جس کو چاہے راہ راست سے دور پھینک دے اور جسکو چاہے سیدھی راہ پر ڈال دے

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ

کہہ کیا دیکھا ہے تم نے اپنے تئیں اگر آوے تمہارے پاس عذاب اللہ کا یا آوے تمکو قیامت

(اے پیغمبر) کہئے بھلا یہ تو بتلاؤ اگر تم پر اللہ کا عذاب آجائے یا قیامت آ موجود ہو

اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٤٠﴾ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ

کیا غیر خدا کے کو پکارو گے اگر ہو تم سچے بلکہ اسی کو پکارو گے

تو کیا پھر بھی تم اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے؟ اگر تم سچے ہو بلکہ صرف اسی کو پکارو گے

حل لغات۔

لہ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ۔

عرب اَرَاَیْتَ کا دو معنوں میں استعمال کرتے ہیں ایک آنکھ سے دیکھنے کے معنے میں جب کوئی شخص کسی کو اَرَاَیْتَکَ کے ساتھ خطاب کرتا ہے تو اس کے معنے ہوتے ہیں ہل رَاَیْتَ نفسک۔ دوسرے اخبرنی کے معنے میں لیکن جب اخبرنی کے معنے میں ہوگا تو تے ہر حالت میں مفتوح رہے گی جیسے اَرَاَیْتَکَ اَرَاَیْتَکُمَا اَرَاَیْتَکُمْ اَرَاَیْتَ

عقیدہ کی درستگی۔ ف۱ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا نفق کہتے ہیں سُرنگ کو یعنی اگر تم پر ان کا اعراض شاق ہے تو تم کسی سُرنگ میں گھس کر یا کسی سیڑھی پر چڑھ کر ان کی حسب منشا کوئی نشانی لے آؤ۔ آپ اس بات پر بہت ہی حریص تھے کہ سب لوگ ایمان لے آئیں تابع ہدایت ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ایمان وہی لائے گا جس کے لئے پہلے سے سعادت مقرر ہو چکی ہے۔ تمہاری بات وہی شخص مانے گا جس کی چشم بینا اور گوش شنوائی ہے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ مشیت ایزدی کے مقابلہ میں مشیت رسول بھی نہیں چلتی۔ ابوطالب کے بارے میں جو کافر معاند تھا آیت اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ۝ نازل ہوئی (صحیحین)، فتح الباری میں ہے اِنَّ هٰذِهِ الْاٰیَةَ نَزَلَتْ فِیْ اَبِیْ طَالِبٍ لَمَّا امْتَنَعَ مِنَ الْاِسْلَامِ یعنی یہ آیت ابوطالب کے اسلام نہ لانے پر نازل ہوئی۔ علامہ زجاج نے فرمایا اس پر تمام مفسرین کا اجماع ہے اَجْمَعَ الْمُفَسِّرُوْنَ عَلٰۤی اَنَّهَا نَزَلَتْ فِیْ اَبِیْ طَالِبٍ (فتح جلد، صفحہ ۱۳۲) امام نوویؒ نے بھی شرح صحیح مسلم میں اس اجماع کو نقل کیا ہے۔ بروقت خاتمہ اس نے کہا تھا عَلٰی مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ یعنی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر نہیں ہوں، میں تو اپنے باپ دادا کے مذہب پر ہوں۔ صحیح بخاری (پارہ ۵ و پارہ ۱۹) میں اس کے بعد یہ الفاظ بھی ہیں وَاَبٰی اَنْ یَّقُوْلَ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی ابوطالب نے یہ کہہ کر لا الٰہ الا اللہ کہنے سے صاف انکار کر دیا بھلا جو شخص کلمۂ توحید لا الٰہ الا اللہ کا منکر ہو وہ کیسے مسلمان ہو سکتا ہے؟ امام نسائی رحمہ اللہ نے باب مواراۃ المشرک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ابوطالب کا جب انتقال ہوا تو میں نے آکر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا اِنَّ عَمَّكَ الشَّیْخَ الضَّالَّ قَدْ مَاتَ فَمَنْ یُّوَارِیْهِ قَالَ اذْهَبْ فَوَارِ اَبَاكَ یعنی آپ کا چچا بڈھا گمراہ مر گیا اب کون دفن کرے۔ آپ نے فرمایا جا اپنے باپ کو دفن کر اور فوراً میرے پاس آ۔ جب میں دفن سے فارغ ہو کر آیا تو مجھ کو غسل کا حکم دیا۔ ابوداؤد، نسائی، ابن خزیمہ، ابن جارود وغیرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ الفاظ بھی وارد ہیں اِنَّهٗ مَاتَ مُشْرِكًا یعنی ابوطالب اسلام پر نہیں بلکہ شرک پر مرا ہے۔ مسند امام احمدؒ نے بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن اسحٰق نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ الفاظ نقل کئے ہیں فَقَالَ اَبُوْ طَالِبٍ لَوْلَا اَنْ تُعَیِّرَنِیْ قُرَیْشٌ یَقُوْلُوْنَ مَا حَمَلَهٗ عَلَیْهِ اِلَّا جَزَعُ الْمَوْتِ لَاَقْرَرْتُ بِهَا عَیْنَكَ یعنی جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو کلمۂ توحید کی دعوت دی تو ابوطالب نے کہا اگر مجھ کو اپنی قوم برادری قریش کی عار و ملامت کا ڈر نہ ہوتا تو ابھی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا اور آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا لیکن کیا کروں بدنامی کا خیال ہے لوگ کہیں گے کہ موت کی گھبراہٹ کی وجہ سے اپنے باپ دادا کا دین مذہب چھوڑ کر بگڑ گیا۔

صحیح مسلم و جامع ترمذی و طبری میں بھی یہ الفاظ بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ منقول ہیں جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری پارہ ۱۹ میں لکھا ہے۔ نیز تفسیر مدارک صفحہ ۱۶۲ میں مرقوم ہے یعنی مرض موت میں ابوطالب نے قبیلہ بنی ہاشم کو جمع کر کے نصیحت کی کہ تم سب محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی نبوت و شریعت کی قولاً و عملاً تصدیق کر لو تو نجات ہو جائے گی فلاح یاب ہو جاؤ گے۔ اس پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا چچا جان! دیگرے را نصیحت و خود را فضیحت۔ آپ اوروں کی خیر خواہی کرتے ہیں اور اپنے نفس کی خیر خواہی نہیں کرتے! ابوطالب نے کہا اے میرے بھتیجے! تم کیا چاہتے ہو؟ آپ نے فرمایا میں یہ چاہتا ہوں کہ تم کلمۂ توحید لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہو جاؤ تاکہ میں قیامت کے دن گواہی دے سکوں۔ ابوطالب نے کہا میرے بھتیجے میں سچے دل سے جانتا ہوں کہ تم سچے نبی ہو لیکن میں یہ سننا نہیں چاہتا کہ دنیا کہے کہ موت کے ڈر سے کلمہ پڑھ لیا۔ اس بدنامی کی مجھے برداشت نہیں کذا فی تیسیر الرحمٰن جلد ۲ صفحہ ۱۲۰۔ اور فتح الباری پارہ ۱۵ صفحہ ۲۵۱ میں علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رقم طراز ہیں كَانَ یَتَحَقَّقُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لَّا یَعْتَرِفُ بِتَوْحِیْدِ اللّٰهِ وَلِهٰذَا قَالَ فِی الْاَبْیَاتِ النُّوْنِیَّةِ ؎ وَدَعَوْتَنِیْ وَعَلِمْتُ اَنَّكَ صَادِقٌ ÷ وَلَقَدْ صَدَقْتَ وَكُنْتَ قَبْلُ اَمِیْنًا۔ یعنی ابوطالب آپ کو اللہ کا رسول سمجھتا تھا لیکن اللہ کی توحید کا قائل نہ تھا۔ اپنے اشعار میں اس کا یہ اقرار ہے کہ اے میرے بھتیجے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم)! تو نے مجھے اسلام کی دعوت دی اور میں خوب جانتا ہوں کہ تو سچا ہے۔ البتہ تحقیق سچ کہا تو نے اور تو تو پہلے ہی سے امین شخص ہے۔ ایک مشہور شعر ابوطالب کا یہ بھی ہے ؎ وَاللّٰهِ لَنْ یَّصِلُوْۤا اِلَیْكَ بِجَمْعِهِمْ ÷ حَتّٰۤی اُوَسَّدَ فِی التُّرَابِ دَفِیْنًا۔ یعنی خدا کی قسم کسی کی مجال نہیں جو تجھے مارے جب تک میرے دم میں دم ہے جب تک میں زندہ ہوں مٹی میں دفن نہیں ہوتا۔ مقصد یہ کہ جن کا یہ عقیدہ ہے جو چاہے اللہ اور اس کا حبیب ان کو چاہیے عقیدہ درست کر لیں۔ دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب کے لئے کتنا کچھ چاہا مگر وہ چاہا اللہ کا ہوا، رسول کا ہوا یعنی آخر میں ابوطالب نے اسلام قبول کرنے سے انکار ہی کیا۔ اور اپنی قوم میں ناک کٹنے کے خیال سے کفر ہی کو پسند کیا۔ اب بھی ناک کے خیال سے لوگ کیا کیا بڑے کام کر گزرتے ہیں فقط ف۲ اب فرمایا آپ کی دعوت پر لبیک کہنا اسے نصیب ہوگا جو کان لگا کر آپ کے کلام کو سنے سمجھے اور یاد رکھے اور دل میں جگہ دے کر عمل کرے۔ مُردوں سے مراد یہاں کفار ہیں کیونکہ وہ مُردہ دل ہیں تو انہیں مردہ جسموں سے تشبیہ دی جس میں ان کی ذلت و خواری ظاہر ہوتی ہے فقط۔ ف۳ یعنی ان نشانیوں میں سے کوئی نشانی کیوں نہ اتری (باقی فائدہ بر صفحہ ۱۸۹)

فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا

پس کھولدیگا جو کچھ کہ بلاتے ہو طرف اس کے اگر چاہے اور بھول جاؤ گے جو کچھ

تو جس چیز کے لئے تم اس کو پکارو گے اگر وہ چاہے گا تو اس کو پورا کردے گا اور (اس وقت) تم جن کو شریک ٹھہراتے ہو

تُشْرِكُونَ ﴿٤١﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَآ إِلَىٰٓ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَخَذْنَٰهُم ع ۱۰

شریک مقرر کرتے ہو اور تحقیق بھیجا ہم نے طرف امتوں کی پہلے تجھ سے یعنی پیغمبر پس پکڑا ہم نے انکو

ان کو بھول جاؤ گے اور (اے پیغمبر!) بیشک بھیجے اور قوموں کی طرف بھی جو آپ سے پہلے ہو چکی ہیں رسول پھر ہم نے انکو

بِٱلْبَأْسَآءِ وَٱلضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ ﴿٤٢﴾ فَلَوْلَآ إِذْ جَآءَهُم

ساتھ فقر کے اور مرض کے تو کہ وہ عاجزی کریں پس کیوں نہ جسوقت آیا ان کے پاس

(انکی نافرمانی کی وجہ سے) سختی اور تکلیف میں گرفتار کیا تاکہ وہ عاجزی وزاری کریں پھر کیوں نہ انہوں نے عاجزی کا اظہار کیا جب

بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا۟ وَلَٰكِن قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ

عذاب ہمارا عاجزی کی ولیکن سخت ہوگئے دل ان کے اور زینت دی واسطے انکے

انپر ہمارا عذاب آیا لیکن ان کے دل سخت ہوگئے (بات یہ تھی کہ) شیطان ان کے اعمال

ٱلشَّيْطَٰنُ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿٤٣﴾ فَلَمَّا نَسُوا۟ مَا ذُكِّرُوا۟ بِهِۦ

شیطان نے جو کچھ تھے کرتے پس جب بھول گئے جو کچھ کہ نصیحت کئے گئے تھے ساتھ اسکے

انکو بنا سنوار کر دکھاتا رہا پھر جب ان لوگوں نے ان نصیحتوں کو بھلا دیا جو انکو

فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَٰبَ كُلِّ شَىْءٍ حَتَّىٰٓ إِذَا فَرِحُوا۟ بِمَآ أُوتُوٓا۟

کھولدیئے ہمنے اوپر انکے دروازے ہر چیز کے یہانتک کہ جب خوش ہوئے ساتھ اس چیز کے کہ دیئے گئے

کی گئی تھیں تو ہم نے انپر ہر چیز (کی فراوانی) کے دروازے کھولدیئے حتیٰ کہ جب وہ ان چیزوں پر خوشیاں منانے لگے جو انہیں

أَخَذْنَٰهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُم مُّبْلِسُونَ ﴿٤٤﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ

پکڑا ہم نے انکو یکبارگی پس ناگہاں وہ ناامید تھے پس کاٹی گئی جڑ اس

ملی تھیں تو ہم نے انکو اچانک پکڑ لیا پھر وہ بے آس ہو کر رہ گئے پس ظالم گروہ کی جڑ کٹ گئی

ٱلْقَوْمِ ٱلَّذِينَ ظَلَمُوا۟ وَٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٤٥﴾

قوم کی جو ظلم کرتے تھے اور سب تعریف واسطے اللہ کے ہے پروردگار عالموں کا

اور خدا کا شکر ہے جو تمام کائنات کا پروردگار ہے

قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَخَذَ ٱللَّهُ سَمْعَكُمْ وَأَبْصَٰرَكُمْ وَخَتَمَ

کہہ کیا دیکھا تمنے اگر لے لے اللہ شنوائی تمہاری اور بینائی تمہاری اور مہر کردے

(اے پیغمبر!) کہیئے. بھلا بتاؤ تو کہ اگر اللہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں چھین لے اور تمہارے دلوں

عَلَىٰ قُلُوبِكُم مَّنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ ٱللَّهِ يَأْتِيكُم بِهِ ۗ ٱنظُرْ

اوپر دلوں تمہارے کے کونسا معبود ہے سوائے خدا کے کہ لا دیوے تم کو وہ دیکھ

پر مہر لگادے تو اللہ کے سوا کون معبود ہے جو تمہیں یہ چیزیں واپس لادے؟ دیکھئے ہم

كَيْفَ نُصَرِّفُ ٱلْءَايَٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُونَ ﴿٤٦﴾ قُلْ

کیونکر طرح طرح سے بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں پھر وہ پھر رہتے ہیں کہہ

کسطرح مختلف طریقوں سے دلائل بیان کرتے ہیں پھر بھی یہ اعراض کرتے ہیں کہیئے بھلا بتاؤ تو

حل لغات۔

لہ بالبأساء بؤس سے مشتق ہے اور بؤس کہتے ہیں شدت فقر کو۔ لہ مُبْلِسُوْنَ جمع ہے مُبْلِسٌ کی اور جس کی امید منقطع ہو جائے اسے مُبْلِس کہتے ہیں اسی واسطے اس شخص کو اَبلس کہتے ہیں جو انقطاع حجت کے وقت ساکت ہو جاتا ہے۔ شیطان کو ابلیس اسی واسطے کہتے ہیں کہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔ بعضے کہتے ہیں مُبْلِسٌ کے ★

(بقیہ فوائد صفحہ ۱۸۸) جن کی کافر بطور اعتراض فرمائش کرتے تھے (جن کا ذکر سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۱۰ میں ہے) ورنہ ویسے تو آپ پر بے شمار علمی عملی معجزات ونشانات بارش کی طرح اترتے رہتے تھے۔ یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ معجزات دکھلانے سے عاجز ہو فقط۔ ف۲ یعنی زمین پر جو چرند پرند چلتا اڑتا ہے ان کے گروہ بھی مثل تمہارے ہیں یعنی وہ بھی جماعات مختلف ہیں جس طرح تم کو بنایا انکو بھی بنایا مثل تمہارے ذکر اللہ میں ہیں اور دلیل ہیں کمال توحید اللہ تعالیٰ پر یا محشور ہونے میں تمہاری طرح ہیں (فتح البیان) یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں سب جہان میں ہیں ہر قسم کے جانوروں کا کارخانہ ایک قاعدہ پر باندھا ہے۔ انسان کا بھی ایک قاعدہ رکھا ہے وہ پیغمبروں کی زبان سے ان کو سکھاتا ہے۔ اگر دھیان کریں تو یہی نشانی بس ہے پیغمبروں کے قول پر لیکن بہرا اور گونگا اندھیرے میں پڑا کیا دیکھے اور کیا سمجھے۔ اور یہ جو فرمایا چھوڑی نہیں ہم نے لکھنے میں کوئی چیز یعنی لوح محفوظ میں فقط۔

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ یعنی سچ کہو اگر تم پر عذاب یا قیامت آوے تو تم غیر اللہ کو پکارو گے یا اللہ کو؟ اُس وقت غیر اللہ کو فراموش کر جاؤ گے کیونکہ تم کو معلوم ہے کہ سوائے اللہ کے کسی کو قدرت نہیں کہ آئے ہوئے عذاب کو ہٹا سکے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے مشرکوں سے ہمارے زمانہ کے کلمہ گو شرک میں بڑھ گئے ہیں اس لئے کہ وہ سختی کی حالت میں خالص اللہ کو پکارتے تھے اور یہ جانتے تھے کہ اس کو اللہ کے سوا کوئی نہیں ہٹا سکتا۔ ہمارے زمانہ کے کلمہ گو مشرک سخت موقع پر بھی اوروں ہی کو پکارتے ہیں۔ کشتی کو ڈوبنے کے وقت بہارالحق اور شیخ عبدالقادر خواجہ خضر وغیرہ کو پکارتے ہیں (فتح۔ ابن کثیر وغیرہ) فقط۔ نافرمانوں کی آسودگی سے ہلاکت۔ ف۲ یعنی گنہگار کو اللہ تعالیٰ تھوڑا سا پکڑتا ہے۔ اگر وہ گڑگڑایا اور توبہ کی تو وہ بچ گیا اور اگر اتنی پکڑ نہ مانی تو بہلاوا دیا اور خوبی کے دروازے کھولے۔ جب خوب گناہ میں غرق ہوا تو بے خبر پکڑا گیا۔ یہ اشارہ ہے کہ آدمی کو تنبیہ پہنچے تو شتاب توبہ کرے۔ یہ راہ نہ دیکھے کہ اس سے زیادہ پہنچے تو یقین کروں (موضح) حدیث عقبہ بن عامر میں ہے اِذَا رَاَیْتَ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُعْطِی الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْیَا عَلٰی مَعَاصِیْہِ مَا یُحِبُّ فَاِنَّمَا ھُوَ اسْتِدْرَاجٌ ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُکِّرُوْا بِہٖ فَتَحْنَا عَلَیْھِمْ اَبْوَابَ کُلِّ شَیْءٍ حَتّٰٓی اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰھُمْ بَغْتَۃً فَاِذَا ھُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝ یعنی جب تم دیکھو کہ کوئی شخص بدکار و بدعمل ہے اور دنیا کی فراغت اور آسودگی زیادہ ہوتی جاتی ہے اس پر کچھ تعجب نہ کرو بلکہ یہ سمجھ لو کہ اس کی ہلاکی کا سامان ہو رہا ہے جیسا کہ اس آیت میں بیان ہے (مشکوٰۃ صفحہ ۴۳۵) آج کل حالات دیکھ کر آیت پر یقین اور ایمان زیادہ بڑھ گیا۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے بچائے آمین۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ کا مقولہ ہے کہ جس نے کشادگی کے وقت (جب کہ معصیات میں لگ گیا) اللہ تعالیٰ کی ڈھیل نہ سمجھی وہ محض بے عقل ہے اور جس نے تنگی کے وقت رب کی رحمت کی امید چھوڑ دی وہ بھی محض بے وقوف ہے۔ ف۳ ظالموں کا ہلاک ہونا اللہ پاک کی رحمت ہے کیونکہ انکی نافرمانی کے سبب جو بلائیں دنیا میں اترتی ہیں اُن سے سب مخلوق کو ایذا پہنچتی رہے۔ مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۸ میں ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص نے کہا کہ ظالم کسی کا کیا بگاڑتا ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بگاڑتا کیوں نہیں اللہ کی قسم چڑیا بھی اپنے گھونسلے میں ظالم کے ظلم کے سبب سوکھ کر مر جاتی ہے یعنی اس کی نافرمانی کے سبب قحط اور بلا وغیرہ دنیا میں ہو جاتی ہیں اس سے سب مخلوق کو حتیٰ کہ پرندوں کو بھی صدمہ پہنچتا ہے۔ ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو وہ قوم خیانت میں مبتلا ہو جاتی ہے اور اسکو اچھا سمجھتی ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ اس کو اچانک پکڑ لیتا ہے وہ ناامید رہ جاتی ہے فقط۔

ف۴ فرمان ہے کہ ان مخالفینِ اسلام سے پوچھو کہ اگر خدا تعالیٰ تم سے تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں چھین لے تو بتاؤ خدا کے سوا اور کوئی پیر فقیر دیوتا ان چیزوں کے واپس دلانے پر قدرت رکھتا ہے؟ یعنی کوئی نہیں۔ پھر دیکھ لو میری توحید کے کس قدر زبردست دلائل ہیں جو میں نے بیان کر دیئے ہیں۔ پس مقصد یہ کہ انسان توبہ کرنے میں دیر نہ کرے، اس وقت اس کے پاس کان آنکھ دل موجود ہے ایسا نہ ہو کہ پھر توبہ و استغفار کی توفیق نہ ہو سکے فقط

معنے ہیں شدید الحسرۃ کے۔ لغت میں ابلاس اور یاس کے ایک معنی بتائے گئے ہیں۔ ؎ دَابِر معنی میں ہے تابع اور آخر کے۔ بولا کرتے ہیں دبر فلان القوم اذا کان آخرہم وتابعہم یا یوں کہو کہ دَابِر کے اصلی معنے ہیں جڑ کے بولا کرتے ہیں قطع اللہ دابرہ ای اذھب اللہ اصلہ۔

أَرَءَيْتَكُمْ إِنْ أَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً أَوْ جَهْرَةً هَلْ

کہو دیکھا تم نے اگر آوے تم کو عذاب اللہ کا یکبارگی یا آشکارا کیا

کہ اگر تم پر اللہ کا عذاب غفلت میں آجائے یا باخبری میں تو کیا سوا

يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ

ہلاک کئے جاوینگے مگر قوم ظالموں کی اور نہیں بھیجتے ہم پیغمبروں کو

ظالم لوگوں کے کوئی اور بھی ہلاک کیا جائے گا اور ہم رسولوں کو صرف اسلئے بھیجتے ہیں کہ

إِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ

مگر بشارت دینے والے اور ڈرانے والے پس جو کوئی ایمان لاوے اور اصلاح کرے پس نہیں ڈر

(فرمانبرداروں کو) بشارت دیں اور (نافرمانوں کو) ڈرائیں۔ پس جو کوئی ایمان لے آئے اور اعمال کی اصلاح بھی کرلے تو اس

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ

اوپر ان کے اور نہ وہ غم کھاویں گے اور جن لوگوں نے جھٹلایا نشانیوں ہماری کو لگے گا ان کو

کے لئے نہ خوف وہراس ہے اور نہ وہ آزردہ ہوگا اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا نافرمانی کی

الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ لَّآ أَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ

عذاب بسبب اسکے کہ تھے فسق کرتے کہہ نہیں کہتا میں تم کو نزدیک میرے

وجہ سے عذاب کی لپیٹ میں آئیں گے (اے پیغمبر!) کہدیجئے میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس خدا کے

خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ أَقُوْلُ لَكُمْ إِنِّيْ مَلَكٌ ۚ

خزانے خدا کے ہیں اور نہ میں جانتا ہوں غیب کو اور نہ کہتا ہوں تم سے کہ میں فرشتہ ہوں

خزانے ہیں نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں

إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوْحٰٓى إِلَيَّ ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۚ

نہیں پیروی کرتا ہوں میں مگر اس چیز کی کہ وحی کی گئی طرف میری کہہ کیا برابر ہوتا ہے اندھا اور آنکھوں والا

(بلکہ) میں تو صرف اسی بات پر چلتا ہوں جو مجھ پر وحی کی جاتی ہے۔ پوچھو کیا اندھا اور بینا دونوں برابر ہوسکتے ہیں

أَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَأَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ أَنْ يُّحْشَرُوْا ع

کیا پس نہیں فکر کرتے تم اور ڈرا ساتھ اسکے ان لوگوں کو کہ ڈرتے ہیں اس سے کہ اٹھائے جاویں

تو کیا تم غور و فکر نہیں کرتے اور (اے پیغمبر!) قرآن کے ذریعے ان لوگوں کو ڈرایئے جو اس بات سے خائف ہیں

إِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ

طرف پروردگار اپنے کے نہیں واسطے انکے سوائے اسکے کوئی دوست اور نہ شفاعت کرنیوالا تو کہ وہ

کہ اللہ کے حضور میں جمع کئے جائیں گے اس حالت میں کہ اللہ کے سوا ان کا کوئی دوست ہوگا اور نہ شفیع تاکہ

يَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ

بچیں اور مت ہانک دے ان لوگوں کو کہ پکارتے ہیں پروردگار اپنے کو صبح

پرہیزگار ہو جائیں اور ان لوگوں کو اپنے پاس سے دور نہ کیجئے جو صبح اور شام اپنے

وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۖ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ

اور شام چاہتے ہیں منہ اس کا نہیں اوپر تیرے حساب انکے سے کچھ

رب کو پکارتے ہیں۔ جس سے صرف اسی کی خوشنودی و رضامندی چاہتے ہیں انکے حساب کی جوابدہی آپ کے ذمہ نہیں

حل لغات۔ [1] یمسّھم لیا گیا ہے مس سے اور مس کے لغوی معنے ہیں دو چیزوں کا اس طرح ملنا کہ بیچ میں فصل باقی نہ رہے۔ یہاں یمسھم کے معنی ہیں نزل علیہم یا یقع علیہم کے۔

…اس دیر میں شاید عذاب بھیج جاوے اگر توبہ کر چکا ہو تو اس …سے بچ رہے (موضح)

…رسالتؑ بزبانِ رسالتؑ ۔ ف۲ فرمایا رسولوں کا کام تو یہی … ایمان والوں کو ان کے درجوں کی خوش خبریاں سُنائیں …کو عذاب الٰہی سے ڈرائیں۔ جو دل سے مان لیں عمل کرلیں …آخرت میں کوئی خوف نہیں اور دنیا کے چھوڑنے پر کوئی …ں پس جھٹلانے والوں کو ان کے کفر و فسق کی وجہ سے بڑے سخت …ں گے۔ اب سردارِ رسل امام الانبیاء اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم …لوگوں نے بلکہ جن و انس نے بڑے بڑے معجزے دیکھے اور …لوگوں نے ان ہی کی پیروی سے بزرگی حاصل کی اس لئے اُن ہی …اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ اپنا حال خود لوگوں کے سامنے صاف …کردیں تاکہ سب لوگوں کو حقیقت معلوم ہوجائے کہ" میں …خزانوں کا مالک نہیں کہ جس کو چاہوں مالدار کردوں، یہ اختیار …کو ہے اور نہ میں عالم الغیب ہوں۔ غیب کا علم تو اللہ تعالےٰ … معلوم ہوا کہ اگر کوئی یہ اعتقاد رکھے کہ فلاں قبر والے پیر فقیر …زانہ بخش دیا مالدار کردیا انبیاء اولیاء کو علم غیب ہوتا ہے تو وہ …ہے اُس کو چاہیئے فوراً اپنا عقیدہ درست کرلے قرآن ایسے عقیدہ …منع فرماتا ہے جب کہ سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ باتیں حاصل …یسا کہ قرآن شاہد ہے تو پھر کسی اور رسول یا ولی پیر کا تو ذکر …پنے فرشتہ ہونے سے بھی انکار کیا۔ فرمایا میں تو ایک بشر …۔ فقط اتنی بات ہے کہ میں تابع وحی ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے …کہ مجھے بزرگی بخشی ہے مجھ پر انعام احسان کیا ہے۔ اس سے معلوم …پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے کل احکام جو قرآن و حدیث میں ہیں سب …جانب اللہ ہیں بذریعہ وحی کے آتے ہیں۔ پس حدیث پر چلنا عمل کرنا …ضروری ہے جیسے قرآن پر عمل کرنا۔ اس کی مثال کلمۂ توحید و کلمۂ …الت کی سمجھ لیجئے۔ ایک حدیث مرفوع میں آیا کہ مجھ کو قرآن ملا اور …اور قرآن کی مانند یعنی حدیث شریف (مشکوٰۃ) پھر فرمایا بھلا …اندھا و بینا برابر ہوتا ہے تمھیں اتنی بھی سمجھ بوجھ فکر نہیں فقط۔ …اے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ قرآن کے ذریعہ ان لوگوں کو …کرنے کا مزید اہتمام کیجئے جن کے دلوں میں محشر کا خوف اور …ت کی فکر ہے کیونکہ ایسے ہی لوگوں سے امید ہوسکتی ہے کہ …سے متاثر اور ہدایت قرآنی سے منتفع ہوں کہ جن لوگوں …دن اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہونے کا خوف ہے اے رسول …کے تم ان لوگوں کو قرآن کی آیتوں کے موافق نصیحت کرتے رہو تاکہ …اس دن کے عذاب الٰہی سے ڈر کر نیک کاموں کے کرنے اور …کاموں سے بچنے کی کوشش کرتے رہیں جس سے اللہ ان سے …ہو جائے کیونکہ وہ دن ایسا ہے کہ بدوں رضامندی اللہ کے …خلاف مرضی الٰہی نہ کوئی کسی کا حمایتی بن سکتا ہے نہ سفارشی ۔

صحیح بخاری اور مسلم کے حوالہ سے ایک جگہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے جس میں یہ ہے کہ جس شخص کے دل میں ذرّہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ بھی شفاعت کے سبب سے آخر کو جنّت میں جاوے گا۔ اُس حدیث کا مضمون اِس آیت کے مضمون کے کچھ مخالف نہیں ہے اس لئے کہ آیت اور حدیث کے ملانے سے یہ مطلب قرار پاتا ہے کہ ذرّہ برابر توحید سے اللہ تعالیٰ کی آخری رضامندی آدمی کو حاصل ہو جاتی ہے اس واسطے ایسے شخص کے حق میں جو شفاعت کی جاوے گی وہ مرضی الٰہی کے برخلاف نہ ہوگی، برخلاف مشرک شخص کے کہ اُس کے دل میں ذرہ برابر بھی خالص توحید نہیں ہے جس کے سبب سے ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کی آخری رضامندی بھی حاصل نہیں ہوگی۔ اور جب یہ حالت ہے تو بغیر مرضی الٰہی کے قیامت کے دن ایسے شخص کا نہ کوئی حمایتی بن سکتا ہے نہ سفارشی۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی نصیحت کی مثال مینہ کی اور امت کے لوگوں کی مثال اچھی بری زمین کی فرمائی ہے۔ یہ حدیث ان آیتوں کی گویا تفسیر ہے کیونکہ قرآن کی نصیحت تو سب کو یکساں کی جاتی ہے لیکن اس کا اثر لوگوں کے اچھے بُرے اپنے اعمال کے سبب یکساں نہیں ہے۔

جماعتِ غرباء کی فضیلت ۔ ف۲ مسلم، ابن ماجہ نسائی وغیرہ میں ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت چھ اشخاص کے حق میں آئی ہے میں۔ ابن مسعود۔ بلالؓ اور ایک مرد ہذیل کا اور دو مرد میں ان کا نام نہیں لیتا (رضی اللہ عنہم) مشرکوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا تم ان کو اپنے پاس سے جدا کردو یہ ہم پر جرأت نہ کریں۔ یہ جو فرمایا کہ صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں مراد اس سے عبادت الٰہی ہے۔ سعید بن مسیبؒ، مجاہدؒ، حسنؒ، قتادہؒ وغیرہ نے کہا مراد اس سے نماز فرض ہے۔ ان آیات میں جماعت غرباء و ضعفاء و مساکین و مومنین کی فضیلت ہے۔ مشرکین قریش ان کو حقیر و ذلیل سمجھتے تھے ان سے مسخراپن کرتے جبر قابو پاتے تکلیف شدید دیتے اور کہتے کیا یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے ہم کو چھوڑ کر احسان کیا ہے لَوْكَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ (اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دین بہتر ہوتا تو یہ غریب لوگ ہم سے پہلے سبقت نہ کرتے۔ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کافر کہنے لگے کہ ہمیں تو ان غرباء مساکین کے پاس بیٹھتے ہوئے شرم آتی ہے۔ جب ہم آپؐ کے پاس آیا کریں تو آپؐ ان کو اٹھا دیا کریں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے غریبوں کی حمایت کی اور اپنے نبی کو منع فرمایا کہ ان کو دُور نہ کرنا بلکہ اپنے پاس بٹھاؤ اپنا خاص الخاص بناؤ۔ دنیادار متکبروں کی ہمیشہ سے یہی عادت رہی ہے کہ غرباء کے ساتھ ایک جگہ بیٹھنا گوارہ نہیں کرتے۔ ان ہی فرعونی دماغ والوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم جب آپؐ کے پاس آئیں تو ہماری موجودگی میں ان غریب کنگلوں کو نہ بیٹھنے دیا کریں۔ آپؐ کو بھی بایں نیت کہ یہ فرعونی دماغ (باقی فائدہ بر صفحہ ۱۹۱)

شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ

اور نہ حساب تیرے سے اوپر انکے کچھ پس ہانک دے انکو پس ہوجاوے تو

اور آپ کے حساب کی ذمہ داری ان پر عائد نہیں ہوتی کہ انکو آپ اپنے پاس سے دور کردیں۔ ورنہ آپ نامنصفوں

مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٢﴾ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا

ظالموں سے اور اسی طرح فتنے میں ڈالا ہمنے بعض انکے کو یعنی آزمایا ہمنے ساتھ بعض کے تو کہ کہیں

میں آپ کا شمار ہو اور اسی طرح ہمنے بعض انسانوں کو بعض کے ذریعہ آزمائش میں ڈال رکھا ہے

اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ

کیا یہی ہیں کہ احسان کیا اللہ تعالیٰ نے اوپر انکے ہم میں سے کیا نہیں اللہ جاننے والا

تاکہ یہ لوگ کہیں کہ کیا ان لوگوں کو اللہ نے ہمارے درمیان میں سے فضل واحسان کیلئے چن لیا ہے کیا اللہ شکر گزاروں کو

بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿٥٣﴾ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا

شکر کرنے والوں کو وقف اور جب آویں تیرے پاس وہ لوگ کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ نشانیوں ہماری کو

بخوبی نہیں جانتا اور (اے پیغمبر اسلام:) جب آپ کے پاس وہ اشخاص آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں

فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ

پس کہہ سلامتی ہے اوپر تمہارے لکھی ہے رب تمہارے نے اوپر ذات اپنی کے رحمت

تو ان سے کہئے کہ تم پر سلامتی ہو تمہارے رب نے رحم وکرم فرمانا اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ

اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ

یہ کہ جو کوئی عمل کرے تم میں سے برا ساتھ نادانی کے پھر توبہ کرے پیچھے اس کے

تم میں سے جو شخص نادانی سے برائی کربیٹھے پھر اس کے بعد تائب ہوجائے اور (آئندہ کیلئے) اپنی

وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٥٤﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ

اور نیکیاں کرے پس تحقیق وہ بخشنے والا مہربان ہے وقف اور اس طرح جدا جدا بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں

اصلاح کرلے کیونکہ وہ بڑا بخشنے والا بڑی رحمت والا ہے اور اسیطرح ہم آیتوں کو تفصیل کے ساتھ بیان

وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٥٥﴾ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ ع ٦/٥/١٢

اور تاکہ ظاہر ہوجاوے راہ گنہگاروں کی کہہ تحقیق میں منع کیا گیا ہوں اس سے کہ

کرتے ہیں تاکہ مجرموں کی راہ واضح طور پر ظاہر ہوجائے (اے پیغمبر اسلام:) کہدیجئے کہ مجھے اس سے منع کیا گیا ہے کہ

اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ

عبادت کروں ان لوگوں کو کہ پکارتے ہو تم سوائے خدا کے کہہ نہیں پیروی کرتا میں

میں انکی عبادت کروں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو کہدیجئے میں تمہاری خواہشوں پر نہیں

اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿٥٦﴾ قُلْ

خواہشوں تمہاری کی تحقیق گمراہ ہوجاؤں میں اسوقت اور نہ ہوں میں راہ پانے والوں سے کہہ

چلوں گا کیونکہ اس حالت میں تو یقینا راہ راست سے بھٹک جاؤں گا اور ہدایت یافتہ لوگوں میں نہیں رہونگا۔ کہدیجئے

اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ

تحقیق میں اوپر دلیل روشن کے ہوں پروردگار اپنے کی طرف سے اور جھٹلایا تم نے اسکو نہیں میرے پاس وہ جو جلدی کرتے ہو تم وقف

کہ میں اپنے پاس اپنے رب کیطرف سے روشن دلیل رکھتا ہوں اور تم اسکو جھٹلاتے ہو جس (عذاب) کا تم فوری مطالبہ کررہے ہو

حل لغات۔
سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ سلام معنی میں ہے سلامت کے اور اس کا اکثر استعمال دُعا کے موقع پر ہوتا ہے بولا کرتے ہیں سَلَّمْتُ سَلَامًا اور یہ اس لئے کہ دُعا موجب سلامتی ہوتی ہے۔ سلام اللہ کے ناموں میں سے ایک نام بھی ہے قال اللہ تعالیٰ ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو الملک القدوس السلام۔ اللہ کا یہ نام اس واسطے ہوا کہ وہ تمام عیوب اور اوصاف نقص سے سالم ہے۔ اور کبھی سخت پتھر کو بھی سلام کہتے ہیں لسلامتہا من الرخاوۃ۔ یہاں سلام دُعا کے معنی میں ہے۔ اور یہ مصدر ہے باب تفعیل کا جیسے کلام تکلیم کا اور سراح تسریح کا۔ اس کی اصل تھی سلمت سلاما علیکم ای دعوت لکم بان تسلموا من الآفات فی دینکم ونفسکم فعل فاعل تخفیفاً حذف ہوگیا اور مفعول اس کے قائم مقام کردیا گیا۔ چونکہ اب کوئی ناصب باقی نہیں رہا اس لئے مبتدا ہونے کی حیثیت سے مرفوع ہوگیا۔ ٢ہ بِجَهَالَةٍ فاعل عَمِلَ سے حال واقع ہوا ہے ای عملہ وھو جاہل بحقیقۃ ما یتبعہ من المضار۔

(بقیہ فوائد صفحہ ۱۹۰) اگر صحبت میں حاضر ہوا کریں گے تو ان کی حالت بھی درست ہو جائے گی اس لئے چند روز کے لئے یہ حکم نافذ کرنے کا خیال آیا مگر چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی قدر خوب جانتا ہے امیری اور غریبی کو وہاں کوئی دخل نہیں اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ٥ ہی معزز ہیں اس لئے غیرت خداوندی کو جوش آیا اور یہ آیت نازل فرمائی (معالم بتفصیل منہ) اس مضمون کی آیات قرآن شریف میں بکثرت ہیں۔ راقم کہتا ہے کہ یہ فرعونی دماغ کے لوگ ہر زمانے میں ہوتے ہیں خصوصًا اس تہذیب (تخریب) کے زمانے میں تو ان فرعونیوں کی ایسی کثرت ہے کہ الامان (رش) یہ نادان اپنی عقل کے ڈھکوسلوں سے کام لیتے ہیں۔ کیا یہ اتنی موٹی بات بھی نہیں جانتے کہ دینداری اور آخرت کی وراثت تو تقوے اور اخلاص سے حاصل ہوتی ہے (رش) اسلام اول میں غریبوں کو نصیب ہوا اور آخر میں پھر غریبوں میں ہی رہ جائے گا پس غرباء کے لئے مبارک بادی ہے جو فساد اور بگاڑ کے وقت میں سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم رہتے ہیں حدیث شریف کے الفاظ یوں ہیں عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاِسْلَامَ بَدَأَ غَرِیْبًا وَّسَیَعُوْدُ کَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَآءِ دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں اِنَّ الدِّیْنَ بَدَأَ غَرِیْبًا وَّیَرْجِعُ غَرِیْبًا فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَآءِ الَّذِیْنَ یُصْلِحُوْنَ مَآ اَفْسَدَ النَّاسُ مِنْۢ بَعْدِیْ مِنْ سُنَّتِیْ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ (جامع ترمذی جلد ۳ صفحہ ۸۷ بَابُ مَا جَآءَ اِنَّ الْاِسْلَامَ بَدَأَ غَرِیْبًا وَّسَیَعُوْدُ غَرِیْبًا)

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ جلالین مصری کے حاشیہ پر ہے کہ عتبہ و شیبہ بن ربیعہ و مطعم بن عدی وغیرہ سردارانِ قریش نے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کی تھی کہ غریب لوگ مثلاً بلال، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما وغیرہما تمھارے پاس سے اٹھا دیئے جایا کریں تو ہم بیٹھا کریں۔ اس میں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ رائے ہوئی کہ تھوڑی دیر کے واسطے اپنے لوگوں کو اٹھا دینے میں کچھ مضائقہ نہیں، شاید یہ کافر ہدایت پر آجائیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں اتاریں کہ ان غریب مسلمانوں کو مت اٹھانا۔ اس پر یہ صحابہ ڈرے تب اللہ نے اگلی آیت وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِیْنَ اُتار کر ان کا خوف اور رنج دُور کیا۔ مشکوٰۃ شریف کے صفحہ ۴۴۰ میں ہے لِیُبْشِرْ فُقَرَآءُ الْمُهَاجِرِیْنَ بِمَا یَسُرُّ وُجُوْهَهُمْ فَاِنَّهُمْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِیَآءِ بِاَرْبَعِیْنَ عَامًا یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چاہیئے کہ خوشخبری دیئے جائیں غریب مہاجرین ایسی چیز کی جس سے ان کے چہرے چمکنے لگیں وہ یہ ہے کہ غریب مہاجرین مالدار اغنیاء سے چالیس برس پہلے جنت میں جائیں گے۔ بعض روایتوں میں پانچ سو برس کا لفظ آیا ہے۔ یہ باعتبار اخلاص کے ہے فقط۔ خدا کی وسیع رحمت کا بیان۔ ف۲ ارشاد ہو رہا ہے ایمان والوں کے سلام کا جواب دو۔ ان کا اکرام کرو۔ خدا کی وسیع رحمت کی خبر دو۔ ابن مردویہ میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے فیصلے کرے گا تو اپنے عرش کے نیچے سے ایک کتاب نکالے گا جس میں لکھا ہوا ہے کہ میرا رحم و کرم میرے غصہ اور غضب پر غالب ہے آگے بڑھا ہوا ہے۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سَو حصوں میں سے ایک حصہ تمام مخلوق پر تقسیم کر دیا۔ یہی وجہ ہے آپس میں ایک دوسرے پر رحم اور شفقت کرتے ہیں حتّٰی کہ جانور، اونٹنی، گائے، بکری، پرند وغیرہ اپنے بچوں کی پرورش میں تکلیف جھیلتے ہیں اور پیار و محبت کرتے ہیں۔ بس اسی سے اللہ کی رحمت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ سے سوال کر کے خود ہی جواب دیا جانتے ہو اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ وہ یہ ہے کہ سب کے سب اسی کی عبادت کریں، اس کا کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں پھر فرمایا جانتے ہو بندے جب ایسا کریں تو بندوں کا حق اللہ کے ذمہ کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ عذاب نہ کرے (مسند احمد) اللہ کی وسیع رحمت کا بیان صفحہ ۱۸۴ پر بھی ہوا اور صفحہ $\frac{۲۴۲}{۲۴۳}$ پر بھی آئے گا انشاء اللہ۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب سے سخت تکلیف کب پہنچی؟ ف۳ مکذبینِ حق کے جلد عذاب کی طلب پر حکم ہوا۔ سنو! اگر میرے اختیار میں عذاب و ثواب ہوتا تو تمھارے فوری عذاب کی طلب پر فیصلہ کر دیتا اور تم پر عذاب برس پڑتے۔ بات یہ ہے کہ میرے بس میں کچھ نہیں۔ اختیار والا تو اللہ اکیلا ہی ہے۔ بخاری مسلم میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اُحد کے دن سے زیادہ سختی آپؐ پر کبھی اور بھی آئی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ! کیا پوچھتی ہو اس قوم سے بڑی بڑی ایذائیں پہنچیں۔ سب سے زیادہ سخت مجھ پر عقبہ کا دن تھا جب کہ میں عبدیالیل بن عبد کلال کے پاس پہنچا اور اس نے میری بات نہ مانی۔ میں سخت غمگین ہو کر وہاں سے چلا۔ مجھے نہیں معلوم میں کہاں کدھر جا رہا تھا، قرن ثعالب میں آ کر میرے حواس ٹھیک ہوئے تو میں نے دیکھا اوپر سے ایک بادل نے مجھے ڈھک لیا ہے۔ جبرئیل نے آواز دیکر کہا ملک الجبال سے آپؐ جو چاہیں کام لیں۔ فرشتہ نے کہا اگر آپ فرمائیں جنوب شمال کے دونوں پہاڑوں کو ملا کر ان دشمنانِ اسلام کو پیس دوں مجھے اللہ نے بھیجا ہے لیکن رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نہیں۔ بہت ممکن ہے ان کی نسل میں سے کوئی توحید قبول کر کے شرک سے باز رہ کر جنت حاصل کرلے اور نجات حاصل ہو جائے۔ ہاں یہاں سے کوئی اس شبہ میں نہ پڑے کہ قرآن کی اس آیت میں تو ہے اگر میرے بس میں عذاب ہوتا تو ابھی فیصلہ کر دیا جاتا۔ اور اوپر کی بیان کردہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے آپ کے بس میں کر دیا تھا پھر بھی آپؐ نے ان کے لئے تاخیر طلب کی۔ اس (باقی فائدہ بر صفحہ ۱۹۲)

بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ یَقُصُّ الْحَقَّ وَ هُوَ خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ ۝۵۷

ساتھ اسکے نہیں حکم مگر واسطے اللہ کے بیان کرتا ہے حق کو اور وہ اچھا فیصل کرنیوالا ہے

وہ میرے پاس نہیں اصل حکم تو اللہ ہی کا ہے وہ حق بات بتلاتا ہے اور وہ بہترین فیصلہ کرنیوالا ہے

قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَ

کہہ اگر تحقیق میرے پاس ہوتی وہ چیز کہ شتاب مانگتے ہو اس کو البتہ فیصل کیا جاتا کام درمیان میرے اور

کہہ دیجئے کہ اگر میرے پاس وہ چیز ہوتی جس کا تم فوری مطالبہ کرتے ہو تو یقینا میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ

بَیْنَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝۵۸ وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا

درمیان تمہارے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو اور نزدیک اسکے ہیں کنجیاں غیب کی نہیں

ہی ہو چکا ہوتا۔ اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں انکو سوائے

یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ؕ وَ مَا

جانتا انکو مگر وہ اور جانتا ہے جو کچھ بیچ جنگل کے ہے اور دریا کے ہے اور نہیں

اس کے کوئی نہیں جانتا اور وہ خشکی اور تری میں جو کچھ ہے اس کو بھی جانتا ہے اور اور ختہ بھی

تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ

گرتا کوئی پتہ مگر جانتا ہے اسکو اور نہیں گرتا کوئی دانہ بیچ اندھیروں

کوئی پتہ نہیں گرتا مگر اس کا بھی اسے علم ہے اور کوئی دانہ زمین کی تاریکیوں میں نہیں گرتا اور نہ

الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝۵۹ وَ

زمین کے اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک مگر بیچ کتاب بیان کرنیوالی کے ہے اور

کوئی رطب و یابس چیز مگر یہ کہ وہ کتاب روشن میں موجود ہے اور

هُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ وَ یَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ

وہی ہے جو قبض کرتا ہے تمکو بیچ رات کے اور جانتا ہے جو کماتے ہو تم بیچ دن کے

وہ ایسا ہے جو رات کے وقت تمہاری روح کو قبض کر لیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو وہ اس کو جانتا ہے

ثُمَّ یَبْعَثُكُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ

پھر اٹھاتا ہے تم کو بیچ اسکے تو کہ پورا کیا جائے وقت مقرر کیا ہوا پھر طرف اسکی پھر جانا ہے تمہارا

پھر دن کے وقت تم کو اٹھا کھڑا کرتا ہے تاکہ مقررہ مدت حیات پوری کر دی جائے۔ تمہیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے

ثُمَّ یُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۶۰ وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ ع ۷/۵/۱۴

پھر خبر دے گا تم کو ساتھ اسکے کہ تھے تم کرتے اور وہی غالب ہے اوپر

پھر اسوقت جو عمل تم کرتے تھے وہ تم کو بتائے گا اور وہ اپنے بندوں پر (پوری طرح) غالب ہے

عِبَادِهٖ وَ یُرْسِلُ عَلَیْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ

بندوں اپنے کے اور بھیجتا ہے اوپر تمہارے نگہبان یہاں تک کہ جب آتی ہے ایک کو تم میں سے

اور تم لوگوں پر نگران مقرر کر کے بھیجتا ہے یہاں تک کہ جس وقت تم میں سے کسی کو

الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَ هُمْ لَا یُفَرِّطُوْنَ ۝۶۱ ثُمَّ

موت قبض کرتے ہیں اسکو بھیجے ہوئے ہمارے اور وہ نہیں کمی کرتے پھر

موت آتی ہے ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کر لیتے ہیں اور وہ بالکل کوتاہی نہیں کرتے پھر وہ اپنے

حل لغات۔

۱؎ اِنِ الْحُکْمُ اِن نافیہ ہے اور حکم مصدر جس کے لغوی معنے ہیں منع کرنے کے چونکہ حکم باطل کو معارضۂ حق سے اور دشمن کو ظلم و تعدی کرنے سے منع کرتا ہے اس لئے اسے حکم کہتے ہیں۔

۲؎ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ مفاتح جمع ہے مَفْتَح بفتح المیم کی اور مَفْتَح کہتے ہیں خزانہ کو یا جمع ہے مِفْتَح بکسر المیم کی جس کے معنے ہیں کنجی۔ یہی وجہ ہے کہ مفاتح سے کبھی تو مراد کنجیاں ہوتی ہیں اور کبھی خزانے

۳؎ لِیُقْضٰی لیا گیا ہے قضاء سے اور قضاء کہتے ہیں کسی چیز کو تمام و کمال پورا کرنا۔ قضاء الاجل آدمی کی مدۃ العمر جسے وہ پوری کرتا ہے۔ ۴؎ حَفَظَۃً جمع ہے حَافِظٌ کی جس طرح بَرَرَۃٌ جمع ہے بَارٌّ کی۔ ان سے وہ فرشتے مراد ہیں جو بندوں کی نگہبانی کرتے ہیں قال اللہ تعالیٰ لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ یا وہ جو بندوں کے بھلے برے اعمال اپنے رجسٹر میں لکھتے ہیں۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۱۹۱) شبہ کا جواب یہ ہے کہ آیت سے صرف اتنا معلوم ہوا کہ جب کافروں نے عذاب طلب کیا اس وقت اگر آپؐ کے بس میں ہوتا تو اسی وقت اُن پر عذاب آجاتا۔ اور حدیث میں یہ نہیں کہ اس وقت انھوں نے کوئی عذاب مانگا تھا۔ حدیث میں تو صرف اتنا ہے کہ ملک الجبال نے آپؐ کو یہ بتایا کہ بحکم الٰہی میں یہ کرسکتا ہوں صرف آپؐ کی زبان مبارک ہلنے کا منتظر ہوں۔ پس آیت و حدیث میں کوئی معارضہ نہیں (ابن کثیر) فقط۔

فوائد صفحہ ہذا

علم غیب کس کو ہے۔ ف۱ بخاری مطبوعہ میرٹھ صفحہ ۱۴۱ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ غیب کی کنجیاں پانچ ہیں جنھیں کوئی نہیں جانتا مگر اللہ تعالیٰ پھر سورہ لقمان کی آیت پڑھی اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ یعنی قیامت کا علم بارش کا علم۔ پیٹ کے بچہ کا علم۔ کل کے کام کا علم۔ موت کی جگہ کا علم۔ جب غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں تو کسی دوسرے کو غیب دانی کا حق کیسے ہوسکتا ہے۔ اللہ ہی ان کنجیوں کو جانے اور کوئی کیا جانے۔ ساری خلق میں کسی ایک کو بھی تو امور غیبیہ کا علم حاصل نہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کا خاصّہ ہے۔ اس آیت میں رد ہے کہان اور منجمین وغیرہ مدعیان علم غیب کا یعنی نجومی، پنڈت، رمال، جفار، جوگی یہ سب جھوٹے ٹھگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو آیندہ کی بات معلوم نہیں۔ کوئی نہیں جانتا کل کیا ہوگا حدیث شریف میں آیا ہے جو شخص کاہن یا نجومی کے پاس گیا اور جو اُس نے بکواس کی اسکی تصدیق کی وہ کتاب اللہ کا منکر ہے یعنی کافر ہوگیا کیونکہ درپردہ انکا خدائی کا دعویٰ ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارے پیغمبر یعنی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر چیز ملی مگر غیب کی کنجیاں یعنی غیب کا علم ان کو بھی نہ تھا (ابن کثیر وغیرہ) فقط۔

ف۲ یَتَوَفّٰکُمْ کے معنے یہاں نیند کے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ تمھیں رات کو سُلا دیتا ہے ابن مردویہ کی مرفوع روایت میں ہے کہ ہر انسان کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر ہے جو سونے کے وقت اسکی روح کو لے لیتا ہے پھر اگر قبض کرنے کا حکم ہوتا ہے تو وہ اس روح کو نہیں لوٹاتا ورنہ باذن اللہ لوٹا دیتا ہے۔ فوت کے مفصل معنے صفحہ ۱۸۱ پر ملاحظہ ہوں۔ یَبْعَثُکُمْ فِیْہِ سے مراد ہے کہ پھر اٹھاتا ہے تم کو دن میں۔ لفظ فَوْقَ دال ہے اسپر کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے اوپر یعنی عرش پر ہے (فتح البیان) رُسُلُنَا سے مراد اعوان ملک الموت یا خود ملک الموت ہے۔ لفظ جمع کا تعظیم کے لئے فرمایا یعنی جب کسی کو موت آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے اسکو فوت کرتے ہیں (فتح) اور اس مضمون کا بیان صفحہ ۳۶۷ میں بھی آئے گا انشاء اللہ۔ احسن التفاسیر صفحہ ۳۰۶ میں ہے ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے پہلے ہر انسان کے سونے اور جاگنے کا ذکر فرمایا ہے اور پھر مرنے اور پھر مر کر جینے کا ذکر فرمایا ہے تاکہ روز کے سونے اور جاگنے سے ہر عقلمند آدمی مرنے اور مر کر جینے کو قیاس کرلے کیونکہ غور کیا جاوے تو روز کا سونا چھوٹی موت اور سو کر پھر جاگنا روز کا ایک چھوٹا حشر ہے کس لئے کہ جس طرح موت کے بعد آدمی کی مثلاً آنکھیں بیکار ہوجاتی ہیں وہی حال آدمی کا سونے میں ہوجاتا ہے پھر جس طرح جاگنے کے بعد آدمی کے حواس قائم ہوجاتے ہیں وہی حالت اسکی حشر میں ہوگی تفسیر ابن مردویہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہر سوتے آدمی پر اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جو سانس کی آمد و رفت کی خبر رکھتا ہے اور اگر اسی نیند کی حالت میں قبض روح کا حکم اللہ کا ہوجاتا ہے تو وہ فرشتہ باہر کا آیا ہوا سانس پھر اندر نہیں جانے دیتا جس سے روح قبض ہوجاتی ہے۔ مسلمان اور کافر کی قبض روح کی حالت کے بیان میں بہت سی حدیثیں ہیں جنکا حاصل یہ ہے کہ مسلمان کی قبض روح کے لئے رحمت کے فرشتے آتے ہیں اور مرنے والے شخص کو یہیں دنیا میں آثار رحمتِ الٰہی معلوم ہونے لگتے ہیں اسلئے وہ تمنا کرنے لگتا ہے کہ جلدی سے اسکی جان نکل جاوے تاکہ اللہ تعالیٰ اور ارواح مؤمنین سے ملاقات نصیب ہو اور ملک الموت اور انکے ساتھ کے فرشتے اُس روح کو خوشخبری دیتے ہیں کہ اے پاکیزہ رُوح جلدی نکل اللہ تجھ سے راضی ہے۔ اس حالت میں روح اس طرح جسم سے نکل جاتی ہے جس طرح گوندھے ہوئے آٹے میں سے بال یا بھری مشک میں سے پانی نکل جاتا ہے اور کافر اور منافق کی قبض روح کا معاملہ اس کے برعکس ہے اور دونوں طرح کی رُوحوں کی قبر و حشر کا حال ہر ایک کے پیچھے آگے آویگا۔ تفسیر ابن منذر اور تفسیر ابن ابی حاتم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ آدمی کے جسم میں ایک نفس ہے اور ایک روح سونے کی حالت میں نفس آدمی کے جسم سے نکل جاتا ہے اور روح قائم رہتی ہے لیکن صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سونے کے وقت دُعا پڑھنے کی ایک بڑی حدیث ہے جس کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ یا اللہ سونے کی حالت میں جان جو جسم سے الگ ہوئی ہے اگر تو اُسکو روک رکھے تو اُسپر تو رحم کر اور اگر وہ جان سونے کی حالت کے بعد پھر جسم میں آوے تو تو اُسکو نیک کام کے ارادہ کی توفیق عنایت فرما۔ اسی طرح نسائی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا سوتے وقت یوں کہنا چاہیے کہ یا اللہ تو نے ہی میری جان کو پیدا کیا ہے اور تو ہی اُسکو کھینچتا ہے اور تیرے ہی حکم میں موت و حیات ہے۔ سونے کے بعد اگر تو اس جان کو زندوں میں رکھے تو اس کو اپنی حفاظت میں رکھ اور اگر تو اسکو مُردوں میں رکھے تو اسپر اپنی رحمت کر۔ ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ان حدیثوں کے موافق اکثر مفسرین نے اس قول کو قوی قرار دیا ہے کہ آدمی کے جسم میں فقط ایک روح ہے جو سونے کی حالت میں جسم سے الگ ہوجاتی ہے۔ پھر اگر اس سونے کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے اُس روح کو روک رکھا تو آدمی سوتے میں مرجاتا ہے اور اگر سونے کی حالت کے بعد اللہ کے حکم سے وہ روح پھر انسان (باقی فائدہ بر صفحہ ۱۹۳)

رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۟ وَهُوَ اَسْرَعُ

پھیرے جاتے ہیں طرف اللہ کی جو کارساز انکا ہے حق خبردار ہو واسطے اسکے ہے حکم اور وہ جلد

پھر مالک کے حضور میں لائے جائیں گے سُن رکھو کہ حکم اسی کا ہے اور وہ سب سے جلد حساب لینے والا

الْحٰسِبِيْنَ ﴿٦٢﴾ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

حساب لینے والا ہے کہہ کون شخص نجات دیتا ہے تمکو اندھیروں جنگل کے سے اور دریا کے

ہے پوچھو کون ہے جو تمہیں خشکی اور تری کی تاریکیوں سے نجات دیتا ہے

تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ

پکارتے ہو تم اسکو عاجزی سے اور چھپا کر اگر نجات دیگا ہم کو اس آفت سے

تم اس کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارتے ہو (اور کہتے ہو) کہ اگر ہمکو اس (مصیبت) سے اللہ بچا لے

لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٣﴾ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ

البتہ ہوں گے ہم شکر کرنیوالوں سے کہہ اللہ نجات دیتا ہے تم کو اس سے اور

تو البتہ ہم ضرور شکرگزار ہوں گے کہہ دیجیے کہ اللہ ہی تم کو اس سے نجات دیتا ہے اور

كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿٦٤﴾ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ

ہر سختی سے پھر تم شریک کرتے ہو تو کہہ وہ قادر ہے

ہر بے چینی سے بھی پھر بھی اسکے ساتھ تم شریک ٹھہراتے ہو کہہ دیجیے کہ وہ اس پر بھی قادر ہے کہ

عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ

اوپر اسکے کہ بھیجے تم پر عذاب اوپر تمہارے سے یا

تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں تلے سے تمہارے لئے عذاب بھیجدے یا

تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ

نیچے پاؤں تمہارے کے سے یا بھڑا دے تم کو (فرقے فرقے) گروہ میں مختلف کر کر اور چکھاوے بعض تمہارے کو

تم کو گروہ گروہ بنادے اور تم میں سے بعض کو بعض کی لڑائی کا

بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾

لڑائی بعض کی دیکھ کیونکر طرح طرح سے بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں تو کہ وہ سمجھیں

مزہ چکھا دے دیکھیے! ہم کس طرح مختلف پہلوؤں سے آیتیں بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھیں

وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ

اور جھٹلایا اسکو قوم تیری نے اور وہ حق ہے کہہ نہیں میں اوپر تمہارے

اور آپ کی قوم نے اس (قرآن) کی تکذیب ہے کی حالانکہ وہ صدق و راستی ہے کہہ دیجیے کہ میں کوئی تمہارا اجارہ دار

بِوَكِيْلٍ ﴿٦٦﴾ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۡ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَ

داروغہ واسطے ہر خبر کے وقت ہے قرار پکڑنے کا اور البتہ جان لوگے تم اور

نہیں ہر خبر کے لئے ایک وقت مقرر ہے اور تم جلدی ہی (وہ حقیقت بھی) معلوم کر لوگے اور

اِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ

جب دیکھے تو ان لوگوں کو کہ جھگڑتے ہیں بیچ نشانیوں ہماری کے پس منہ پھیر لے ان سے

جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیتوں میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان سے کنارہ کش ہو جاؤ یہاں تک کہ وہ

حل لغات۔

لہ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ ظلمات جمع ہے ظلمۃ کی اور ظلمۃ کہتے ہیں تاریکی کو۔ مفسرین کہتے ہیں کہ ظلمات البر والبحر مجاز ہے جنگل و دریا کے ہولناک اور وحشت انگیز مصائب سے۔ اہل محاورہ سخت مصیبت کے دن کو یوم الظلم اور یوم ذو کواکب کہتے ہیں لیکن جب ظلمات کے حقیقی معنے بن سکیں تو مجاز کی طرف کیوں

(بقیہ فوائد صفحہ ۱۹۲) ———— کے جسم میں آگئی تو وہ

زندہ جاگ اٹھتا ہے۔ رہی یہ بات کہ سوتے آدمی اور مردہ میں تو فرق ہے سوتے آدمی کی نبض چلتی رہتی ہے سانس چلتا رہتا ہے کھانا ہضم ہوتا ہے سوتے وقت جان کنی کی تکلیف آدمی کو نہیں ہوتی۔ پھر موت اور نیند کی ایک سی حالت کیوں کر ہو سکتی ہے۔ خازن وغیرہ میں علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے جس میں علی کرم اللہ وجہہ نے اسکا جواب یہ دیا ہے کہ سونے کی حالت میں روح کا تعلق جسم سے اس طرح باقی رہتا ہے جس طرح آفتاب آسمان پر ہے اور اس کی شعاع زمین پر پڑتی ہے اور موت کے وقت یہ تعلق اس طرح باقی نہیں رہتا جس طرح قیامت کے دن فنا کا نور آفتاب سے بالکل الگ کر دیا جائیگا۔ اس سے زیادہ تفصیل اس مسئلہ کی سورۂ زمر میں آوے گی۔ حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے منکرِ حشر مشرک لوگوں کو ان آیتوں میں یوں قائل کیا ہے کہ جس صاحبِ قدرت نے سونے اور جاگنے کی حالت کو سب کی آنکھوں کے سامنے مرنے اور حشر کے نمونے کے طور پر پیدا کیا ہے وہی ان حشر کے منکروں کو وقت مقررہ پر مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا اور فوری حساب کتاب کے بعد انکے اعمال کی انکو سزا دیوے گا اسلئے اُس نے دو روزنامچہ نویس اعمال کی حفاظت کیلئے اپنے زبردست حکم سے ہر شخص کے پیچھے لگا رکھے ہیں اور جسطرح اب ان کی خلافِ مرضی اللہ کے فرشتے موت کے وقت انکی جان نکال لیتے ہیں اسی طرح ان کی خلافِ مرضی دوبارہ ان کے جسم تیار ہو کر انمیں جان پھونکی جائیگی پھر فرمایا کہ جسطرح جنگل اور دریا کے سفر کی مصیبت کے وقت اب انکے بت کچھ ان کی مدد نہیں کرتے اسی طرح عقبےٰ کی مصیبتوں کے وقت یہ بت ان کے کچھ کام نہ آوینگے پھر مصیبت کے وقت خالص اللہ سے مدد مانگنے اور راحت کے وقت ان بتوں کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھیرانے کا شیوہ جو ان لوگوں نے اختیار کیا ہے ان کا یہ شیوہ عقبیٰ کی مصیبتوں کے کچھ کام آویگا کیونکہ یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہاں مشرک کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ اللہ کے حکم سے آدمی کی روح قبض کی جاتی ہے۔ ملک الموت کو یہ کام اللہ تعالیٰ نے سونپا ہے۔ ملک الموت کی مدد کے لئے اور فرشتے بھی مقرر ہیں۔ ان ہی حالتوں کے سبب سے قرآن شریف کی آیتوں میں قبض روح کا ذکر کئی طرح سے آیا ہے لیکن درحقیقت ان آیتوں میں کچھ اختلاف نہیں ہے

کیونکہ کسی آیت میں ایک حالت کا ذکر ہے اور کسی میں دوسری حالت کا فقط

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ اللہ تعالیٰ اپنا احسان بیان فرماتا ہے کہ مصیبت کے وقت تو مشرکین صرف مجھ کو ہی پکارتے ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ شکرگذار رہنے کا وعدہ کرتے ہیں لیکن جہاں ہم نے ان کو تنگی اور مصیبت سے چھوڑا۔ یا آزاد ہوتے ہی ہمارے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں یعنی غیر اللہ کے نعرے لگانے شروع کرتے ہیں کہتے ہیں یا علی مولا مشکل کشا یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ یا حبیب اللہ وغیرہ یہاں کی غداری اور عہد شکنی ان کو سخت آفت میں مبتلا کر کے چھوڑے گی (ابن کثیر وغیرہ) فقط

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے حق میں دعا۔ ف۲ قرآن شریف میں اکثر کافروں کو عذاب کا وعدہ دیا۔ یہاں کھول دیا کہ عذاب وہ بھی ہے جو اگلی امتوں پر آیا آسمان سے یا زمین سے اور یہ بھی ہے کہ آدمیوں کو آپس میں لڑوا دے اور ان کو قتل یا قید یا ذلیل کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھ لیا کہ اس امت پر بھی ہوگا کہ اکثر عذاب الیم اور عذاب مہین اور عذاب شدید اور عذاب عظیم ان ہی باتوں پر فرمایا ہے اور آخرت کا عذاب بھی ہے ان پر جو کافر ہی مرے (موضح) یعنی میرا منصب نہیں کہ تمہاری تکذیب پر میں خود عذاب نازل کر دوں یا اس کے وقت یا نوعیت وغیرہ کی تفصیل بتلا دوں۔ میرا کام تو صرف باخبر اور متنبہ کر دینا ہے آگے ہر چیز کے وقوع کا صحیح علم اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ اس کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔ جب وہ وقت آجائے گا تم خود جان لوگے۔ مشکوٰۃ مطبع فاروقی دہلی کے صفحہ ۵۰۴ میں سعد رضی اللہ عنہ سے ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَسْجِدِ بَنِیْ مُعٰوِیَۃَ دَخَلَ فَرَکَعَ فِیْہِ رَکْعَتَیْنِ وَصَلَّیْنَا مَعَہٗ وَدَعَا رَبَّہٗ طَوِیْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ سَأَلْتُ رَبِّیْ ثَلٰثًا فَاَعْطَانِیْ ثِنْتَیْنِ وَمَنَعَنِیْ وَاحِدَۃً سَأَلْتُ رَبِّیْ اَنْ لَّا یُھْلِکَ اُمَّتِیْ بِالسَّنَۃِ فَاَعْطَانِیْھَا وَسَأَلْتُہٗ اَنْ لَّا یُھْلِکَ اُمَّتِیْ بِالْغَرَقِ فَاَعْطَانِیْھَا وَسَأَلْتُہٗ اَنْ لَّا یَجْعَلَ بَأْسَھُمْ بَیْنَھُمْ فَمَنَعَنِیْھَا (مسلم) یعنی ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد بنی معاویہ سے گذر ہوا تو آپ مسجد میں تشریف لے آئے اور دو رکعت آپ (باقی حاشیہ بر صفحہ ۱۹۴)

ف۱ رجوع کیا جائے۔ پھر جنگل کی اندھیریوں سے مراد ہے رات کی اندھیری۔ ابر کی اندھیری اور اندھیری اس خوف شدید کی جو ہجوم اعداء کے خیال سے چاروں طرف محیط نظر آتی ہے۔ اسی طرح دریا کی تاریکیوں سے مراد ہے رات کی تاریکی ابر کی تاریکی دریا کی تاریکی اور سب سے بڑی تاریکی امواج کی۔

ف۲ یَلْبِسَکُمْ شِیَعًا۔ یلبس معنی ہیں بے مخلط کے۔ اور شیعا جمع ہے شیعۃ کی۔ شیعہ وہ گروہ جو کسی ایک بات پر جمع ہو جائے۔ اس کی جمع شیع اور اشیاع آتی ہے۔ قال تعالیٰ کما فعل باشیاعھم من قبل۔ شیع کے اصلی معنی ہیں کسی چیز کے پیچھے چلنے کے۔ اہل تشیع کو اسی واسطے شیعہ کہتے ہیں کہ وہ فی زعمہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے تابع ہیں۔ ف۳ مُسْتَقَرٌّ ظرف کا صیغہ ہے ای موضع الاستقرار اور مصدر بھی ہو سکتا ہے کیونکہ ثلاثی مجرد کے علاوہ ہر باب کا مصدر اُسی باب کے مفعول کے وزن پر آیا کرتا ہے جیسے مُدْخَل اِدخال کے اور مُخْرَج اِخراج کے معنے میں۔

حَتّٰى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ

یہانتک کہ بحث کریں نہ کا بات کے سوائے اسکے اور اگر بھلادے بجھ کو

کسی دوسری بات میں بحث کرنے لگیں اور اگر شیطان تم کو بھلادے تو یاد

الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ ﴿٦٨﴾

شیطان پس مت بیٹھ پیچھے یاد آنے کے ساتھ قوم ظالموں کے

آنے کے بعد پھر ایسے ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھو

وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِم مِّن شَيْءٍ وَلٰكِن

اور نہیں اوپر ان لوگوں کے کہ پرہیزگاری کرتے ہیں حساب انکے سے کچھ ولیکن

اور وہ لوگ جو اللہ سے ڈرتے ہیں وہ انکی طرف سے کسی بات کے جوابدہ نہیں۔ ہاں انکے

ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿٦٩﴾ وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ

نصیحت کرنا تاکہ وہ بچیں اور چھوڑدے ان لوگوں کو کہ پکڑتے ہیں دین اپنے کو

ذمہ نصیحت کردینا ہے تاکہ وہ بھی اللہ سے ڈرنے لگیں اور ان لوگوں کو چھوڑ دیجئے جنہوں نے اپنے دین کو کھیل

لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ أَن تُبْسَلَ

کھیل اور تماشا اور فریب دیا ہے انکو زندگانی دنیا کی نے اور نصیحت کر ساتھ اسکے اس سے کہ ہلاک میں سونپا

تماشا بنا رکھا ہے اور دنیا کی زندگی نے انہیں دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور قرآن کے ذریعے نصیحت کرتے

نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيعٌ ۚ

جاوے ہر ایک جی بسبب اسکے کہ کمایا ہے نہ ہو واسطے اسکے سوا اللہ کے دوست اور نہ شفاعت کرنیوالا

رہیے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص اپنے اعمال کی وجہ سے ہلاکت میں پھنس جائے کہ نہ کوئی اللہ کے سوا کوئی مددگار ہوگا اور نہ سفارشی

وَإِن تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ؕ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ

اور اگر بدلہ دیوے سارے بدلے نہ لیا جاوے گا اس سے یہی لوگ ہیں کہ سونپے گئے

اور اگر وہ ہر طرح کا معاوضہ بھی دینے لگیں تو بھی اس سے نہ لیا جائے گا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اعمال

أُبْسِلُوا بِمَا كَسَبُوا ۖ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَّعَذَابٌ أَلِيمٌۢ

ہلاک میں بسبب اسکے جو کمایا واسطے ان کے پینا ہے گرم پانی سے اور عذاب ہے درد دینے والا

کی وجہ سے ہلاکت میں پڑ گئے ہیں ان کے لئے کھولتا ہوا پانی پینے کو ہوگا اور دردناک عذاب ہوگا

بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿٧٠﴾ قُلْ أَنَدْعُوا مِن دُونِ اللّٰهِ مَا لَا ع

بسبب اسکے کہ تھے کفر کرتے کہہ کیا پکاریں ہم سوائے اللہ کے ایسی چیز کو کہ نہ

کیونکہ وہ کفر و انکار کیا کرتے تھے (اے پیغمبر اسلام! ان لوگوں سے) کہہ دیجئے کہ کیا ہم اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکاریں جو نہ

يَنفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى أَعْقَابِنَا بَعْدَ إِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ

نفع دے ہم کو اور نہ ضرر دے ہمکو اور کیا پھیرے جاویں ہم اوپر ایڑیوں اپنی کے پیچھے اسوقت کے کہ ہدایت کی ہے ہم کو اللہ نے

ہمیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور اس کے بعد کہ اللہ ہمیں سیدھی راہ دکھا چکا ہے۔ کیا ہم پھر الٹے

كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِينُ فِي الْأَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗٓ أَصْحٰبٌ

مانند اس شخص کے کہ گمراہ کر ڈالا ہے اس کو شیطانوں نے بیچ زمین کے سرگشتہ واسطے اسکے یار ہیں

پاؤں پھر جائیں یا اس شخص کی طرح جس کو شیطانوں نے جنگل میں گمراہ کرکے حیرانی کی حالت میں چھوڑ دیا ہو۔ اس کے ساتھی ہیں کہ اسکو

حل لغات۔

لہ وَلٰكِن ذِكْرٰى۔ ذکریٰ موضع رفع میں ہے کیونکہ مبتدا محذوف الخبر واقع ہے ای ولکن لہم ذکری۔ اور ممکن ہے کہ فعل محذوف کا مفعول مطلق واقع ہونے کی وجہ سے محل نصب میں ہو ای علیہم ان یذکروہم تذکیرًا۔ دونوں صورتوں میں ذکریٰ معنی میں ہے تذکیر کے یعنی یاد دہانی نصیحت۔ لہ أَن تُبْسَلَ باب

بقیہ فائدہ صفحہ ۱۹۳)

نے پڑھیں۔ ہم صحابہؓ بھی نماز میں شریک تھے۔ آپؐ نے یہ دو رکعتیں بڑی طویل پڑھیں۔ اس کے بعد پھر کر فرمایا میں نے اپنے رب سے تین دعائیں کیں دو کی تو منظوری ہوئی اور ایک کا انکار ہوگیا۔ ان تین کی تفصیل یہ ہے آپؐ نے فرمایا میں نے دعا کی اللہ تعالیٰ سے کہ میری امت پر قحط کا ایسا عذاب نہ آوے جس میں سب ہلاک ہو جائیں اور طوفان جس میں سب غرق ہو جائیں۔ دونوں باتیں اللہ پاک نے منظور کرلیں اور میں نے یہ دعا کی کہ میری امت میں آپس کا تفرقہ اور پھوٹ نہ ہو اسکو اللہ پاک نے قبول نہیں فرمایا۔ حدیث ہذا میں جملہ مَرَّ بِمَسْجِدِ بَنِيْ مُعٰوِيَةَ پر والدی ماجدی مولانا عبدالوہاب صاحب نور اللہ مرقدہ وادخل جنۃ الفردوس نے مشکوٰۃ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مدینہ منورہ میں کثیر مساجد تھیں اور لوگ سب مسجدوں میں نماز با جماعت ادا کرتے تھے۔ ایسا نہیں کہ سارے مدینہ والے مسجد نبوی ہی میں آکر پنجوقتہ نماز ادا کرتے ہوں بلکہ اپنے اپنے محلہ کی مسجد میں نماز با جماعت ادا کرتے تھے۔ چونکہ ہمارے دین میں بڑی گنجائش ہے۔ عربی الفاظ یہ ہیں فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ دَلَالَةٌ عَلٰى اَنَّ الْمَسَاجِدَ كَانَتْ فِي الْمَدِيْنَةِ كَثِيْرَةٌ وَّكَانَ النَّاسُ يُصَلُّوْنَ فِيْهَا مِنَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَالْجُمُعَاتِ كَمَا الْعَادَةُ فِي الْبِلَادِ لَا اَنَّهُمْ يُصَلُّوْنَ كُلُّهُمْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّ فِيْهِ حَرَجًا عَظِيْمًا وَّمَا جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ فقط ابوفن

فوائد صفحہ ھٰذا

خلافِ شرع مجالس میں شرکت منع ہے۔ ف۱ یعنی جو لوگ دینِ الٰہی کا مذاق اڑائیں طعن واستہزاء اور ناحق کی نکتہ چینی میں مشغول ہو کر اپنے کو مستحق عذاب بنا رہے ہیں تم ان سے میل جول نہ رکھو کہیں تم بھی ان کے زمرہ میں داخل ہو کر موردِ عذاب نہ بن جاؤ جیسا کہ دوسری جگہ ہے اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ یا تو انکو اس خلاف پر نصیحت و تبلیغ کرو ورنہ ایسی مجلس سے کنارہ کرو اور کبھی بھول کر شریک ہو جاؤ تو یاد آنے کے بعد فوراً وہاں سے اُٹھ جاؤ۔ اس میں اپنی آخرت کی سلامتی ہے اور طعن و استہزاء و خلافِ شرع کرنے والوں کیلئے نصیحت ہے۔ جامع البیان صفحہ ۱۱۸ میں ہے جب ایسے لوگوں کے پاس بیٹھنے کی ممانعت آئی جو دین کی اہانت کریں تو بعض صحابہؓ نے کہا کہ اس صورت میں ہم لوگوں کو حرم میں ٹھیرنا بہت مشکل ہوگا کیونکہ جب کافر ہمکو دیکھیں گے تب ہی دین کی اہانت کرنے لگیں گے تاکہ ہم وہاں نہ بیٹھ سکیں۔ اسپر یہ آیتیں اتریں کہ اگر حق کا اظہار کر سکو انکو خلاف شرع کاموں سے روک سکو تو ایسے لوگوں میں بیٹھنا روا ہے وہاں بیٹھو اور تبلیغ دین کرو۔ نصیحت سے یا تو کوئی نہ کوئی ہدایت پر آئیگا یا مجبور ہو کر وہ تمکو مجلس چھوڑنی پڑیگی۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جب کوئی جانے کہ ایسے جاہلوں کے پاس نصیحت کو بھی نہ بیٹھے، فرمایا اگر نہ بیٹھے تو اپنے اوپر گناہ نہیں انکے گمراہ ہونے کا لیکن نصیحت بہتر ہے کہ شاید ان کو ڈر ہو تو نصیحت والا ثواب پاوے فقط لہو و لعب کیا ہے؟۔ ف۲ اللہ تعالیٰ نے آیت ہذا میں حکم دیا ہے کہ بے دینوں سے منہ پھیر لو ان کا انجام نہایت بُرا ہے۔ انھوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے۔ زندگانی دنیا میں مغرور و مست ہیں۔ کھانے پینے عیش و عشرت میں مشغول و منہمک ہیں، مسائل شرعیہ کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے ہیں۔ قاضی بیضاوی نے کہا "یعنی بنیاد اپنے دین کی تشہی خواہشات نفسانیہ پر رکھنا ایسے کام کرنا جن کا کوئی نفع دنیا و آخرت میں نہیں"۔ جیسے بت پرستی و قبر پرستی تعزیہ پرستی ماہ محرم میں لنگور بندر بن کر اچھلنا کودنا ماتمی رنگ کے کپڑے سبز و سیاہ رنگ کے پہننا، ماتمی جلوس نکالنا۔ ماہ شعبان میں آتشبازی انار پٹاخے وغیرہ چھوڑنا بھی لہو و لعب ہے۔ بعض نے کہا دین سے مراد عید بھی ہے یعنی اپنی عید کو لہو و لعب مقرر کیا جیسے اکثر جاہل عید کے دن مارے خوشی کے فرض نمازیں بھی چٹ کر جاتے ہیں بائسکوپ تھیٹر سینما قوالی وغیرہ ناچ گانے میں مصروف رہتے ہیں۔ قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا کھانے پینے خمر و رقص و سرود میں دن بسر کرنا بھی لہو و لعب ہے۔ اس میں حکم ہوا ان بے دینوں نافرمانوں کو قرآن و حدیث سے نصیحت کرتے رہو۔ اگر یہ باز نہ آئیں تو یہی وہ لوگ ہیں جو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے سخت الم ناک عذابوں میں گرفتار ہوں گے انکو گرم کھولتا ہوا پانی پینے کو ملے گا۔ قیامت میں رسوا اور ذلیل ہوں گے۔

★ افعال سے ہے۔ اور ابسال کہتے ہیں کسی کو ہلاکت میں سونپنا۔ ہم نے ترجمہ میں لازمی معنے اختیار کر لئے ہیں۔ ۳ اِسْتَهْوَتْهُ صیغہ واحد مؤنث غائب ماضی باب استفعال لفیف مقرون۔ ہوی مادہ۔ استہوا مشتق ہے ہوی فی الارض سے اور بلند موضع سے قعر زمین کی طرف اترنے کے موقع پر ہوی فی الارض بولا کرتے ہیں قال تعالیٰ ومن یشرک باللہ فکانما خر من السماء فتخطفہ الطیر او تہوی بہ الریح فی مکان سحیق۔ پھر گمراہ کو اس شخص کے ساتھ تشبیہ دینے سے جو موضع بلند سے زمین کے قعر کی طرف اترتا ہے یہ مقصود ہے کہ جس طرح یہ شخص انتہاء درجہ کے اضطراب اور دہشت میں ہوتا ہے اسی طرح گمراہ بھی دہشت و اضطراب میں ہوتا ہے۔
۴ حَيْرَانَ بروزن فَعْلَان صیغہ صفت۔ حیرۃ سے لیا گیا ہے۔ بولا کرتے ہیں حار یحار حیرۃ و حیرا۔ حیرۃ کہتے ہیں کسی امر میں تردد کرنے کو کہ اس سے نکلنے کا رستہ نہ ملے بولا کرتے ہیں المار یتحیر فی الغیم اے یتردد۔

يَدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ

کہ پکارتے ہیں اسکو طرف ہدایت کی کہ چلا آ ہمارے پاس کہہ تحقیق ہدایت اللہ کی وہی ہے ہدایت

سیدھی راہ کی طرف بلا رہے ہیں کہ ہمارے پاس چلا آ۔ کہہ دو کہ بیشک اللہ کا رستہ ہی اصل ہدایت ہے اور

وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ؕ

اور حکم کئے گئے ہیں ہم کہ تابع رہیں واسطے پروردگار عالموں کے اور یہ کہ قائم رکھو نماز کو اور ڈرو اس سے

ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم پروردگار عالم کے فرمانبردار رہیں اور یہ (بھی حکم دیا گیا ہے) کہ نماز قائم کرو اور خدا سے ڈرو

وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

اور وہی ہے وہ شخص کہ طرف اسکے اکٹھے کئے جاؤ گے اور وہی ہے وہ شخص جسنے کہ پیدا کیا آسمانوں

اور وہی ذات ہے جس کے حضور تم جمع کئے جاؤ گے اور وہی ہے کہ جس نے آسمانوں کو اور زمین کو

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ؕ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ

اور زمین کو ساتھ حق کے اور جس دن کہتا ہے کہ ہو پس ہو جاتا ہے بات اسی کی سچی ہے

حق کے ساتھ پیدا کیا اور جس دن کہ وہ (حشر کو) فرمائے گا کہ (ہو جا) ہو جائے گا جائیگی اس کا فرمان حق ہے۔

وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ

اور واسطے اسی کے بادشاہی ہے جس دن کہ پھونکا جاوے گا بیچ صور کے جاننے والا ہے غیب کا اور ظاہر کا

اور اسی دن اسی کی بادشاہی ہو گی جس دن کہ صور پھونکا جائیگا وہ غائب اور حاضر کا جاننے والا ہے

وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۷۳﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ

اور وہی ہے حکمت والا خبردار ۱ ع اور جب کہا ابراہیم نے واسطے باپ اپنے آزر کے

اور وہی صاحب حکمت و آگاہ ہے اور (یاد کرو) جب کہ ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا

اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ

کیا پکڑتا ہے تو بتوں کو معبود تحقیق میں دیکھتا ہوں تجھکو اور قوم تیری کو بیچ گمراہی

کہ تو بتوں کو کیوں معبود قرار دیتا ہے بیشک میں تجھکو اور تیری قوم کو صریح گمراہی میں دیکھتا

مُّبِيْنٍ ﴿۷۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ

ظاہر کے اور اسی طرح دکھاتے تھے ہم ابراہیم کو بادشاہی آسمانوں کی اور

ہوں اور اس طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں کی بادشاہت دکھائی اور

الْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ

زمین کی اور تاکہ ہووے یقین لانے والوں سے ۲ ع پس جب ڈھانپ لیا اس کو

زمین کی۔ تاکہ وہ یقین رکھنے والوں میں سے ہو جائیں تو جب اندھیری رات کی تاریکی چھا گئی

الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ

رات نے دیکھا ایک تارے کو کہا یہ ہے رب میرا پس جب چھپ گیا کہا نہیں دوست رکھتا میں

انہوں نے ستارا دیکھا کہنے لگے یہ میرا رب ہے! پھر جب وہ غروب ہو گیا تو بولے کہ مجھے غروب ہو جانے والوں

الْاٰفِلِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ

چھپ جانے والوں کو پس جب دیکھا چاند کو روشن کہا یہی ہے پروردگار میرا

کو پسند نہیں کرتا پھر جب انہوں نے چاند کو چمکتا ہوا دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے؟

منزل ۲

حل لغات۔

۱؎ آزر بوزن آدم وعابر اور یہ عجمہ اور علمیہ کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ ۲؎ ملکوت معنے میں ہے ملک کے اور تے مبالغہ کے لئے جیسے رغبوت معنی میں رغبۃ کے اور رہبوت معنے میں رہبۃ کے۔ ۳؎ جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ۔ جَنَّ اور اَجَنَّ دونوں معنی میں ہیں ستر کے۔ اور اس کی تفصیل اور وجہ اشتقاق پارہ ۳ کے ★

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ مشرکوں نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ ہمارے دین میں آجاؤ اور اسلام چھوڑ دو اسپر یہ آیت اتری کہ کیا ہم بھی تمہاری طرح بے جان بے نفع ونقصان معبودوں یعنی بتوں قبروں مزاروں تعزیوں کو پوجنے لگیں؟ کفر سے ہٹ کر سیدھے راستے محمدی مذہب یعنی اہلحدیث مذہب جو سلف صالحین صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سچا پکا مذہب اسلام ہے کو چھوڑ کر غلط اور شیطانی راہوں مذہبوں میں آجائیں؟ ابن عباس رضی فرماتے ہیں یہ مثال اللہ تعالیٰ نے معبودان باطل کی طرف بلانیوالوں کی بیان فرمائی ہے اور ان کی بھی جو خدا کی طرف بلاتے ہیں۔ ایک شخص راستہ بھولتا ہے وہیں اس کے کان میں آواز آتی ہے کہ اے فلاں ادھر آ! سیدھی راہ یہی ہے لیکن جس کے ساتھی جس غلط راستے اور مذہب پر لگ گئے ہیں وہ اسے کہتے ہیں اِسی پر چلا چل۔ اب اگر یہ سچے موحد اہلحدیث شخص کی مان لیگا تو راہِ راست پر رہے گا ورنہ بھٹکتا پھرے گا اور ایسے لوگوں کو مرنے کے بعد حقیقت معلوم ہوجائے گی اور وہ دن قیامت کا یقیناً آنے والا ہے۔ مشکوٰۃ کے صفحہ ۴۸۲ میں ہے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے كَيْفَ اَنْعَمُ وَصَاحِبُ الصُّوْرِ قَدِ الْتَقَمَ وَاَصْغٰى سَمْعَهٗ وَحَنٰى جَبْهَتَهٗ يَنْتَظِرُ مَتٰى يُؤْمَرُ بِالنَّفْخِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ قُوْلُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ یعنی فرمایا کہ مجھ کو کس طرح چین اور راحت حاصل ہو جبکہ صور والا فرشتہ صور کو یعنی نرسنگھے کو لبوں پر رکھے ہوئے ہے اور کان لگائے ہوئے سر جھکائے ہوئے اس انتظار میں کھڑا ہے کہ جب حکم ملے فوراً صور پھونک دے۔ اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اور گھبرا گئے کہ ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ؀ کہو یعنی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو اور یوں کہو کہ ہمکو اللہ ہی کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے فقط۔

ابراہیم علیہ السّلام کی تبلیغ اپنے باپ کو۔ ف۲ گذشتہ آیات میں جو توحید کا اثبات، شرک کی نفی کی گئی تھی۔ اب یہاں جد الانبیاء خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے اس کی تاکید مقصود ہے اور ضمناً مسلمانوں کو یہ بھی سمجھانا ہے کہ مکذبین و معاندین کو کس طرح نصیحت کی جائے اور کس طرح ان سے بیزاری کا اظہار کیا جائے اور کس طرح ایک مومن قانت کو خدا پرا ور صرف اکیلے خدا پر بھروسہ رکھنا، اسی سے ڈرنا اسی کے تابع فرمان ہونا چاہیئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام "تارخ" تھا۔ ممکن ہے تارخ نام اور "آزر" لقب ہو۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ "آزر" بت کا نام تھا۔ شاید اس بُت کی خدمت میں زیادہ رہنے سے خود اس کا لقب آزر پڑ گیا ہو۔ صحیح یہی ہے جو قرآن نے بیان کیا وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ؀ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے بھی یہی ثابت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر ہی تھا جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں ہے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَلْقٰى اِبْرَاهِيْمُ اَبَاهُ اٰزَرَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَعَلٰى وَجْهِ اٰزَرَ قَتَرَةٌ وَّغَبَرَةٌ فَيَقُوْلُ لَهٗ اِبْرَاهِيْمُ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ لَا تَعْصِنِيْ فَيَقُوْلُ لَهٗ اَبُوْهُ فَالْيَوْمَ لَا اَعْصِيْكَ فَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ يَا رَبِّ اِنَّكَ وَعَدْتَّنِيْ اَلَّا تُخْزِيَنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ فَاَيُّ خِزْيٍ اَخْزٰى مِنْ اَبِي الْاَبْعَدِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنِّيْ حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ يُقَالُ لِاِبْرَاهِيْمَ مَا تَحْتَ رِجْلَيْكَ فَيَنْظُرُ فَاِذَا هُوَ بِذِيْخٍ مُّتَلَطِّخٍ فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهٖ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۸۵) یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے ملاقات کریں گے اس حال میں کہ آزر کا چہرہ رنج و غم سے سیاہ ہوگا۔ ابراہیم علیہ السلام اس سے کہیں گے میں تم سے یہ نہیں کہا کرتا تھا کہ میری نافرمانی نہ کرو۔ آزر ابراہیم علیہ السلام سے کہیگا آج میں تمہاری نافرمانی نہ کروں گا۔ ابراہیم علیہ السلام کہیں گے اے پروردگار! تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تو مجھ کو اس روز ذلیل و خوار نہ کرے گا جس دن کہ لوگوں کو اٹھایا جائے گا پس اس سے زیادہ اور کونسی رسوائی ہے کہ میرا باپ اللہ کی رحمت سے دُور رہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے جنت کو کافروں پر حرام کردیا ہے پھر ابراہیم علیہ السلام سے کہا جائے گا کہ اس چیز کو دیکھو جو تمہارے پاؤں کے نیچے ہے۔ ابراہیم علیہ السلام

(باقی بر صفحہ ۱۹۶)

---

۴ رکوع ۴ آیۃ ایود احدکم ان تکون لہ جنۃ کے ضمن میں گزر چکی وہاں ضرور دیکھو۔ ۵ اَلْاٰفِلِيْنَ لیا گیا ہے افول سے اور کسی چیز کا ظاہر ہونے کے بعد غائب ہوجانا افول ہے بولا کرتے ہیں افلت النجوم ای غابت۔ ۵ بَازِغًا مشتق ہے بزغ سے اور بزغ کہتے ہیں چاند سورج کے ابتدائی طلوع کو۔ بولا کرتے ہیں بزغ القمر اذا ابتدا فی الطلوع وبزغت الشمس اذا بدا منہا طلوع ونجوم بوازغ۔ بزغ کے اصلی معنے ہیں پھاڑنے کے۔ چونکہ چاند سورج بھی اپنے نور سے تاریکی کو پھاڑتے ہیں اسلئے ان کے طلوع کو بزغ سے تعبیر کرتے ہیں۔

فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِىْ رَبِّىْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ

پس جب چھپ گیا کہا اگر نہ ہدایت کریگا مجھ کو پروردگار میرا البتہ ہو جاؤں گا میں قوم

پھر جب وہ (بھی) غروب ہوگیا تو فرمانے لگے کہ اگر میرا پروردگار میری راہنمائی نہ کرتا رہے تو میں یقیناً گمراہ لوگوں

الضَّآلِّيْنَ ﴿۷۷﴾ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّىْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ

گمراہوں سے پس جب دیکھا سورج کو روشن کہا یہی ہے پروردگار میرا یہ ہے سب سے بڑا

میں ہو جاتا پھر جب انہوں نے سورج کو چمکتا ہوا دیکھا تو فرمایا یہ میرا رب ہے! یہ سب سے بڑا ہے

فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۸﴾ اِنِّىْ

پس جب چھپ گیا کہا اے قوم میری تحقیق میں بیزار ہوں اس چیز سے کہ شریک کرتے ہو تم تحقیق میں نے

پھر جب وہ (بھی) غروب ہوگیا تو فرمانے لگے اے میری قوم! بلاشبہ میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں میں نے اپنا

وَجَّهْتُ وَجْهِىَ لِلَّذِىْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا

متوجہ کیا منہ اپنے کو واسطے اس کے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو توحید کرنیوالا ہو کر

رخ اس ذات کی طرف کر لیا ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا میں توحید پسند ہوں

وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ۚ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّىْ

اور نہیں میں شریک کرنیوالوں سے اور جھگڑا کیا اس سے قوم اس کی نے کہا کیا جھگڑتے ہو تم مجھ سے

اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں اور ان کی قوم نے ان کے ساتھ بحث و مباحثہ کیا۔ انہوں نے فرمایا کیا

فِى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ۚ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ

بیچ اللہ کے اور تحقیق راہ دکھائی اس نے مجھ کو اور نہیں ڈرتا میں اس چیز سے کہ شریک لاتے ہو ساتھ اس کے مگر یہ کہ

تم مجھ سے اللہ کے بارے میں بحث و مباحثہ کرتے ہو حالانکہ اس نے مجھے ہدایت بخشی ہے۔ اور میں تو ان سے جن کو تم شریک خدا مانتے ہو مطلق نہیں ڈرتا

يَّشَآءَ رَبِّىْ شَيْـًٔا ۗ وَسِعَ رَبِّىْ كُلَّ شَىْءٍ عِلْمًا ۗ اَفَلَا

چاہے رب میرا کچھ سما لیا رب میرے نے ہر چیز کو علم میں کیا پس نہیں

لیکن ہاں میرا خدا ہی کچھ (نقصان پہنچانا) چاہے (تو دوسری بات ہے) میرے رب نے ہر چیز کو اپنے علم کی رو سے گھیر رکھا ہے۔ تو کیا تم نصیحت

تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا

نصیحت پکڑتے ہو تم اور کیونکر ڈروں میں اس چیز سے کہ شریک لاتے ہو تم اور نہیں

حاصل نہیں کرتے اور (بھلا) میں کس طرح ان سے ڈروں جن کو تم شریک خدا ٹھہراتے ہو حالانکہ تم اس

تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ

ڈرتے ہو تم یہ کہ تحقیق تم شریک مقرر کرتے ہو ساتھ اللہ کے اس چیز کو کہ نہیں اتاری اللہ نے ساتھ اس کے اوپر تمہارے

بات سے نہیں ڈرتے کہ تم اللہ کے ساتھ ان ہستیوں کو شریک قرار دیتے ہو جن کی اللہ نے تمہارے لئے کوئی دلیل نازل نہیں کی تو

سُلْطٰنًا ۗ فَاَىُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ

دلیل پس کونسا دونوں فریقوں میں سے بہت لائق ہے ساتھ امن کے اگر ہو تم

بتاؤ دونوں فریقوں میں سے زیادہ کون امن کا حقدار ہے اگر تمہیں (واقعی کچھ بھی پتا)

تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ

جانتے وہ لوگ جو ایمان لائے اور نہیں ملایا انہوں نے ایمان اپنے کو ساتھ ظلم کے

علم ہے وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اور اپنے ایمانوں کو شرک سے آلودہ نہیں کرتے

منزل ۲

حل لغات۔

لما رأى الشمس

بازغة قال هذا۔

ہذا اسم اشارہ۔

الشمس مشار الیہ اور

اگرچہ شمس مؤنث ہے اور اس وجہ سے ہذہ کہنا چاہیے تھا کیونکہ اشارے اور مشار الیہ کو تذکیر و تانیث میں مطابقت ہونا ضرور ہے۔ مگر چونکہ شمس معنی میں ہے ضیاء اور نور کے اس لئے ہذا مذکر لایا گیا یا یوں کہو کہ شمس میں تانیث کی علامت نہ تھی اور اس وجہ سے وہ لفظ مذکر کے مشابہ تھا اس رعایت سے اسم اشارہ مذکر

(بقیہ فوائد صفحہ ۱۹۵) دیکھیں گے تو آزر کو بجو کی صورت میں ہوگا جو مٹی اور گوبر میں لتھڑا ہوا ہوگا۔ آخر اس کے پاؤں پکڑ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ ابراہیم کی ماں کا نام "مثلیٰ" تھا۔ بیوی کا نام سائرہ تھا۔ اسمٰعیلؑ کی ماں ہاجرہ مصریہ تھیں۔ فرمایا اس سے زیادہ صریح و صاف گمراہی کیا ہوگی کہ "اشرف المخلوقات" "انسان" ہو کر اپنے ہاتھ سے تراشے پتھروں، قبروں، بتوں کو خدائی کا درجہ دے کر انکے سامنے سربسجود ہو جائے اور ان ہی سے مرادیں منتیں مان کر ارذل المخلوقات انسان ہو جائے۔ الغرض ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر کو وعظ سنا رہے ہیں اور انھیں بت پرستی سے روک رہے ہیں۔ دوسری جگہ ہے خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے والد سے فرمایا ابا جان ان چیزوں کی پرستش کیوں کرتے ہو جو نہ سنیں نہ دیکھیں نہ کچھ فائدہ پہنچائیں۔ ابا جان! آپ میری بات مان لیجئے میں آپ کی صحیح رہنمائی کروں گا۔ ابا جان! شیطان کی عبادت سے ہٹ جائیے وہ رحمان کا نافرمان ہے۔ ابا جان! مجھے تو ڈر ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو آپ پر اللہ تعالیٰ کا کوئی عذاب آ جائے اور آپ شیطان کے رفیق بن جائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حق گوئی میں انسان کسی بڑے سے بڑے کا حتیٰ کہ باپ دادا کا بھی لحاظ اور رعایت نہ کرے کیونکہ حق کا لحاظ و ادب سب سے زیادہ اہم ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر خلاف شرع کاموں میں اپنے بڑے بوڑھوں یا قوم برادری یا مذہب کی تقلید و رواج رسم پکڑے گا تو گمراہ ہو جائے گا فقط۔

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ ابراہیم علیہ السلام لڑکے تھے قوم کو دیکھا کہ خالق آسمان و زمین کا اللہ کو کہتے ہیں اور اپنی حاجت اور مراد کے واسطے کوئی مورتیں پوجتا ہے۔ کوئی تارا، چاند، سورج (جیسے کہ آجکل کوئی قبر، طاق چبوترہ، تعزیہ وغیرہ کو) چاہا کہیں بھی ایک کو اپنا رب ٹھیرا رکھوں مورتوں سے اول ہی ناخوش ہوئے پھر کوئی تارا ٹھیرایا پھر وہ غائب ہوا تو جانا کہ یہ ایک حال پر نہیں کوئی اور ہے اس پر حاکم۔ آپ مستقل ہوتا تو اعلیٰ حال سے ادنیٰ حال میں نہ آتا۔ پھر چاند سورج میں بھی عیب پایا۔ سب کو چھوڑ کر اسی ایک کو پکڑا جس کو سب مانتے ہیں کہ سب سے بڑا ہے اور عقل صحیح چاہیے کہ جب ایک کو مانا اس سے کونسا کام نہیں ہو سکتا کہ دوسرا درکار ہو (موضح)، فقط۔

ف۲ ابراہیم علیہ السلام کی قوم نے ابراہیم علیہ السلام کو یہ ڈرایا تھا کہ ہمارے معبود تم سے خفا ہو کر تم کو تکلیف دیں گے۔ ڈرتے رہو کہیں اس کے وبال میں تم معاذ اللہ مجنون اور پاگل نہ بن جاؤ یا اور مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ۔ اس کا جواب دیا کہ میں ان سے کیا ڈروں گا جو مخلوق ہیں جن کے ہاتھ میں نہ نفع و نقصان نہ راحت و تکلیف کچھ بھی نہیں۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ چاہے کہ مجھ کو کوئی تکلیف پہنچے تو اس کا اختیار اللہ تعالیٰ کو نہ تمھارے معبودان باطلہ کو جو نہ روک سکیں دبھلا۔ اس امت کے کلمہ گو پیر پرست اہل توحید سے کہتے ہیں جو شخص بڑے پیر کی گیارہویں چھوڑ دے اس کا بیٹا یا بھینس مر جاتی ہے یا کوئی اور نقصان پہنچ جاتا ہے تو ان کا یہی جواب ہے جو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا (فتح وغیرہ)

لفظ ظلم کی تعریف۔ ف۳ احادیث صحیحہ میں منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں ظلم کی تفسیر شرک سے فرمائی جیسا کہ سورۃ لقمان میں ہے إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ۔ معلوم ہوا مراد ظلم سے شرک ہے خواہ یہ شرک توحید رب العالمین میں ہو یا رسالت سید المرسلین میں ہو۔ تفسیر جلالین مصری کے حاشیہ پر ہے ایک دفعہ جہاد کے موقع پر ایک شخص نے حالت کفر میں تین مسلمانوں کو شہید کر دیا پھر کہنے لگا کہ اگر میں اب مسلمان ہو جاؤں تو میری بخشش ہو جائے گی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ لہٰذا وہ شخص اسی وقت مسلمان ہوا اور اسی وقت کافروں پر حملہ کیا تین شخص کو کافروں میں قتل کیا پھر آپ بھی شہید ہو گیا۔ اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی یعنی اس نے اسلام کے بعد کوئی گناہ نہیں کیا۔ جامع البیان صفحہ ۱۲۰ میں ہے کہ اس آیت کو سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم میں ایسا کون ہے جو ظلم نہیں کرتا تھوڑا بہت گناہ تو ہو ہی جاتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہاں ظلم سے مراد شرک ہے۔ مقصد یہ کہ جو لوگ صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اور خلوص کے ساتھ دینداری کریں، رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، بس امن و امان والے اور راہ راست والے یہی لوگ ہیں۔ ترغیب صفحہ ۶۰ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ أُعْطِيَ فَشَكَرَ وَابْتُلِيَ فَصَبَرَ وَظَلَمَ فَاسْتَغْفَرَ وَظُلِمَ فَغَفَرَ ثُمَّ سَكَتَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا لَهُ قَالَ أُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ یعنی جس شخص کی یہ خصلت ہو کہ کچھ ملے تو شکر کرے اور مصیبت آوے تو صبر کرے اور گناہ ہو جائے تو توبہ کرے کوئی اسکو ستاوے تو معاف کر دے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ایسے شخص اللہ کے نزدیک کیا مرتبہ رکھتے ہیں؟ فرمایا کہ یہی لوگ ہیں جن کی شان میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا أُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ فقط۔

★ ذکر کیا گیا۔ ۲ے فَطَرَ معنٰی میں ہے اخرج کے اور فطر السمٰوٰت والارض سے مراد ہے آسمانوں اور زمین کو وجود کی طرف نکالنا۔ اس کے اصل معنٰی ہیں شق کرنے کے بولا کرتے ہیں تفطر الشجر بالورق والورد ای تشقق قال اللہ تعالیٰ اذا السماء انفطرت ای انشقت۔ ۳ے حَنِيفًا۔ حنیف کہتے ہیں مائل کو چونکہ ابراہیم علیہ السلام ادیان باطلہ سے منہ موڑ کر دین حق کی طرف مائل تھے اس لئے ان کا لقب حنیف ہوا۔

ع ١٢/١٥

أُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٨٢﴾ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ

یہ لوگ واسطے انہیں کے ہے امن اور وہی راہ پاتے ہوئے ہیں اور یہ دلیل ہماری ہے

انہی کے لئے امن ہے اور یہی صحیح راستے پر ہیں اور یہ ہماری دلیل ہے

اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ

دی تھی ہم نے وہ ابراہیم کو اوپر قوم اس کے بلند کرتے ہیں ہم درجوں میں جس کو چاہتے ہیں تحقیق رب

جو ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابلہ پر دی تھی۔ ہم جس کے چاہتے ہیں رتبے بڑھا دیتے ہیں بیشک

رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿٨٣﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ

تیرا حکمت والا علم والا ہے اور دیئے ہم نے واسطے اس کے اسحاق اور یعقوب

آپ کا رب بڑی حکمت والا اور بڑے علم والا ہے۔ اور ہم نے انہیں اسحٰق اور یعقوب بخشے ان سب کو

كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ

ہر ایک کو ہدایت کی ہم نے اور نوح کو ہدایت کی پہلے اس سے اور اولاد اس کی میں سے

ہم نے راہ ہدایت دکھائی اور اس سے پہلے نوح کو بھی راہ ہدایت دکھا چکے ہیں اور ابراہیم کی اولاد میں سے

دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ

داؤد کو اور سلیمان کو اور ایوب کو اور یوسف کو اور موسیٰ کو اور ہارون کو

داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون کو بھی راہ ہدایت دکھائی

وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٨٤﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى

اور اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم احسان کرنے والوں کو اور زکریا کو اور یحییٰ کو اور عیسیٰ کو

اور اسی طرح ہم نیکوکاروں کو جزا دیا کرتے ہیں اور زکریا یحییٰ عیسیٰ اور

وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٥﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَ

اور الیاس کو ہر ایک صالحوں سے تھا اور اسماعیل اور الیسع اور

الیاس کو کہ سب نیکوکاروں میں سے تھے اور اسی طرح اسمٰعیل، الیسع یونس

يُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٦﴾ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ

یونس اور لوط کو اور ہر ایک کو بزرگی دی ہم نے اوپر عالموں کے اور باپوں ان کے سے

اور لوط کو اور ان سب کو ہم نے اہل جہان پر فضیلت دے رکھی تھی اور ان کے آباؤ اجداد

وَذُرِّيّٰتِهِمْ[1] وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى

اور اولاد ان کی سے اور بھائیوں ان کے سے اور پسند کیا ہم نے ان کو اور ہدایت کی ہم نے ان کو طرف

اور ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں میں سے بعض کو اور ان سب کو ہم نے برگزیدہ کیا اور انہیں صراط مستقیم پر چلایا

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٨٧﴾ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

راہ سیدھی کے یہ ہے ہدایت اللہ کی راہ دکھاتا ہے ساتھ اس کے جس کو چاہے

یہی اللہ کی ہدایت وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے راہ

مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٨٨﴾

بندوں اپنے سے اور اگر شریک کرتے البتہ کھوئے جاتے ان سے جو کچھ تھے وہ عمل کرتے

ہدایت دکھا دیتا ہے۔ اور اگر یہ لوگ بھی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے تو ان کے تمام اعمال ضائع ہو جاتے

حل لغات۔

[1] وَمِنْ ذُرِّيّٰتِهِمْ۔ ذریۃ اولاد اور نسل اس کی جمع ذریات اور ذراری۔ ذریۃ کی ضمیر پھرتی ہے ابراہیم کی طرف کیونکہ ان آیات میں مقصود بالذکر وہی ہیں۔ تقدیر عبارت یوں ہے ومن ذریۃ ابراہیم داؤد وسلیمٰن الخ۔ اور ہو سکتا ہے کہ نوح کی طرف عود کرے کیونکہ وہ اقرب ہے اور اقرب کی طرف ضمیر کا عود ★

ف۱ حضرت آدم و نوح علیہما السلام میں گیارہ سو برس کا فاصلہ ہے۔ ابراہیم علیہ السلام آدم سے دو ہزار برس بعد پیدا ہوئے۔ ان کی عمر ۱۷۵ برس کی ہوئی اور اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر ۱۲۰ برس کی ہوئی۔ اسحاقؑ اسمٰعیلؑ سے ۱۴ برس چھوٹے تھے اور ۱۸۰ برس جئے اور یعقوبؑ کی عمر ۱۴۷ سال کی ہوئی اور یوسفؑ کی ۱۲۰ برس کی ہوئی۔ حضرت یوسف اور موسیٰ علیہما السلام میں ۴ سو برس کا فاصلہ ہے۔ اور موسیٰ علیہ السلام و ابراہیم علیہ السلام میں ۵۶۵ برس کا فاصلہ ہے (ملخص از سلفیہ) نوح بن ملک ابراہیم علیہ السلام کے اجداد میں سے مشہور و معروف نبی ہیں۔ توریت میں بھی جو نسب نامہ درج ہے اس کے اعتبار سے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نوح علیہ السلام کی گیارھویں پشت میں ہیں۔ آپ کا وطن وہی تھا جو تاریخ کے اس ابتدائی دور میں نسل انسانی کا وطن تھا یعنی عراق کا دوآبہ دجلہ و فرات۔ آپ کا زمانہ قیاسی و تخمینی طور پر سنہ ۲۹۴۶ ق م تا سنہ ۱۹۹۸ ق م سمجھا گیا ہے (م ماجدی) فقط۔

ف۲ لوط علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے نہ تھے بلکہ ان کے بھتیجے تھے اس لئے بعض نے ترجمہ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ نوح کی اولاد سے کیا ہے۔ بعض نے کہا کہ بھتیجے کو بھی اولاد میں داخل کر سکتے ہیں پھر ضمیر ابراہیم علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے۔ الیاس ادریس علیہ السلام کو کہتے ہیں۔ وہ ابراہیم علیہ السلام سے کہیں پہلے تھے۔ بعضوں نے کہا یہ الیاس بن سنا بن فنحاص بن عیزار بن ہارون بن عمران تھے۔ اس صورت میں ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں گے۔ انجیل مقدس میں جو ایلیا نبی کا ذکر ہے اس سے یہی الیاس مراد ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کو ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں اس لئے کہا گیا کہ نواسہ بھی اولاد میں داخل ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو اپنا بیٹا قرار دیا۔ بیہقی نے عبد الملک بن عمیر سے روایت کیا کہ یحییٰ بن یعمر حجاج ظالم کے پاس گئے اتنے میں امام حسینؓ کا ذکر آیا۔ حجاج نے کہا وہ پیغمبر کی اولاد میں سے نہیں ہو سکتے۔ یحییٰ نے کہا تو جھوٹا ہے۔ حجاج نے کہا کوئی دلیل لاؤ۔ یحییٰ نے یہ آیت پڑھی اور کہا اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو ابراہیم علیہ السلام کی اولاد فرمایا تب حجاج کو کوئی جواب نہ بن پڑا اور کہنے لگا تم سچ کہتے ہو (م وحیدی) فقط

شرک کی شامت سے باقی اعمال بھی برباد۔ ف۳ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ انبیاء کا نام لیا اور بعض ان کے باپ دادے اولاد اور اخوان سے تو تمام انبیاء کا ذکر ہو گیا کہ یہ لوگ راہ راست پر تھے۔ راہ سے مراد توحید ہے جس پر کل انبیاء علیہم السلام متفق تھے اور بعض نے کہا اس میں وصف و سیرت انبیاء سے مطلع ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ محاسن اخلاق اور مکارم اوصاف اور صفات سنیہ اور خصائل مرضیہ جس قدر جدا جدا تمام انبیاء میں تھیں وہ سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہو گئیں اس لئے کہ آپ جمیع انبیاء سے اکمل و افضل ہیں (تیسیر البیان) وَلَوْ أَشْرَكُوا فرما کر ہم کو سنایا گیا ہے کہ شرک انسان کے تمام اعمال کو حبط کر دیتا ہے۔ اور کسی کی تو حقیقت کیا ہے۔ اگر بفرض محال انبیاء سے معاذ اللہ ایسی حرکت سرزد ہو یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک کرتے تو ساری طاعات کیا دھرا سب ان کا اکارت ہو جاتا اس لئے کہ شرک کے ساتھ کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا کیسا ہی اچھا کام کیوں نہ ہو۔ دوسری جگہ فرمایا وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ یعنی اے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ حکم اور فیصلہ ہو چکا ہے تم کو اور تم سے اگلے نبیوں کو کہ اگر تم نے بھی شرک کیا تو تمہارے بھی عمل اکارت ہو جائیں گے۔ حدیث متفق علیہ میں ہے کہ آپ نے فرمایا سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ اللہ کا شریک ٹھیرائے حالانکہ اس نے تجھکو پیدا کیا۔ افسوس ان نام نہاد مسلمانوں پر جو دعویٰ اسلام کرتے اور پھر قبروں مزاروں پر جا کر بے شمار شرکیہ حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں۔ غیر اللہ کو سجدہ کرنا ان کے نام کی نذر و نیاز کرنا ان سے مرادیں مانگنا ان کے نام پر جانور ذبح کرنا ان کو دور و نزدیک سے پکارنا کہ وہ حاجت روائی کریں یہ سب شرکیہ حرکات ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشرک بدعتی قبر پرست پیر پرست تعزیہ پرست کا کلمہ نماز روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقہ، خیرات وغیرہ سب مردود ہے کیونکہ شرک کے ساتھ کوئی عمل کیسا ہی عمدہ ہو قبول نہیں ہوتا جب تک شرک سے توبہ نہ کرے۔ شرک سب سے بڑا گناہ ہے حدیث میں اس کو اکبر الکبائر کہا گیا ہے۔ شرک و بدعت سے بچنے کے لئے ہر شخص کو کتاب "تقویۃ الایمان" و "ہدایۃ النبی" کا مطالعہ کرنا چاہئے فقط۔

★ کرنا واجب۔ پھر داؤد و سلیمان اور بعد کے تمام وہ اسماء جن کا ان پر عطف ہے فعل مضمر کی وجہ سے منصوب ہیں اور من ذریتہ متعلق ہے اسی فعل کے اگرچہ اس کا حق تھا مفعول صریح سے مؤخر ہونا لیکن اہتمام شان کی وجہ سے اس پر مقدم ہو گیا ای وہبنا من ذریتہ داؤد و سلیمان۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ج فَإِنْ

یہ لوگ ہیں وہ جو دی ہم نے انکو کتاب اور حکم اور نبوت پس اگر

یہ لوگ جن کو ہم نے کتاب، حکمت اور نبوت دی پھر اگر یہ لوگ ان

يَكْفُرْ بِهَا هَٰؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ ﴿٨٩﴾

کفر کریں ساتھ اسکے یہ لوگ پس تحقیق مقرر کیے ہیں ہم نے ساتھ اسکے اس قوم کو کہ نہیں ہیں ساتھ اسکے کفر کرنیوالے

باتوں کو نہ مانیں تو ہم نے اس کے لئے ایک گروہ مقرر کر رکھا ہے جو ان باتوں کا منکر نہیں ہے

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ ط قُل لَّا

یہ لوگ ہیں جن کو ہدایت کی اللہ نے پس ساتھ ہدایت انکی کے پیروی کر تو کہہ نہیں

یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت سے بہرہ مند کیا ہے آپ بھی (اے پیغمبر اسلام!) انہی لوگوں کی راہ اختیار کیجئے

أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ط إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَالَمِينَ ﴿٩٠﴾ ع وَمَا ع ۱۰ ۸ ۱۶

سوال کرتا میں تم سے اوپر اسکے بدلہ نہیں ہے مگر نصیحت واسطے عالموں کے ۲ اور نہ

کہہ دیجئے قرآن سنانے پر میں تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا یہ تو تمام جہان کے لئے محض پند و نصیحت ہے اور ان لوگوں

قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِذْ قَالُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ بَشَرٍ

قدر کی اللہ کی حق قدر اس کے کی جو وقت کہا انہوں نے نہیں اتارا اللہ نے اوپر کسی آدمی کے

نے اللہ کی جیسی قدر پہچاننا چاہئے تھی نہیں پہچانی جبکہ انہوں نے یہ کہہ دیا کہ اللہ نے کسی انسان پر کوئی چیز نازل نہیں کی۔

مِّن شَيْءٍ ط قُلْ مَنْ أَنزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ

کچھ کہہ کس نے اتارا ہے کتاب کو وہ جو دیا تھا اسکو

پوچھئے کہ وہ کتاب کس نے نازل کی جس کو موسیٰ لیکر

مُوسَىٰ نُورًا وَهُدًى لِّلنَّاسِ ط تَجْعَلُونَهُ قَرَاطِيسَ تُبْدُونَهَا

موسیٰ روشنی اور ہدایت واسطے لوگوں کے کرتے ہو تم اسکو ورق ورق ظاہر کرتے ہو تم اسکو

آئے تھے اور جو لوگوں کے لئے نور و ہدایت تھی تم نے اس کے علیحدہ علیحدہ ورق بنا رکھے ہیں جنکو ظاہر

وَتُخْفُونَ كَثِيرًا ج وَعُلِّمْتُم مَّا لَمْ تَعْلَمُوا أَنتُمْ وَلَا

اور چھپاتے ہو بہت اور سکھلائے گئے ہو وہ جو کہ نہ جانتے تھے تم اور نہ

کرتے ہو اور انکا بہت سا حصہ چھپا لیتے ہو۔ اور (قرآن میں) تم کو تمہیں وہ باتیں بتا دی گئی ہیں جو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے

آبَاؤُكُمْ ط قُلِ اللَّهُ لا ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ ﴿٩١﴾

باپ تمہارے کہہ اللہ نے۔ پھر چھوڑ دے انکو بیچ بحث انکی کے کھیلتے۔

آباد اجداد کہہ دیجئے اللہ ہی نے اسے نازل کیا ہے پھر انکو چھوڑ دیجئے کہ اپنی بحث میں الجھے رہیں

وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ

اور یہ کتاب ہے اتارا ہم نے اسکو برکت والی سچا کرنیوالی اس چیز کو کہ آگے اس کے ہے

اور یہ کتاب بھی جس کو ہم نے نازل کیا ہے بابرکت ہے اور اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور

وَلِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا ط وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ

اور تو کہ ڈراوے تو مکہ والوں کو اور ان کو کہ گرد اس کے ہیں ق اور جو لوگ کہ ایمان لاتے ہیں

تاکہ آپ مکے والوں کو اور آس پاس کے لوگوں کو ڈرائیں اور وہ لوگ جو آخرت پر ایمان

حل لغات۔

لہ لَيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ۔ بہا متعلق ہے کافرین کے جو فواصل کی وجہ سے کافرین پر مقدم ہو گیا ہے اور بکافرین کی بے تاکید نفی کے لئے ہے۔ لہ اِقْتَدِهْ۔ اقتدہ صیغہ واحد مذکر حاضر امر باب افتعال ناقص واوی۔ مادہ قدو۔ اصل میں تھا اِقْتَدِوْ۔ واو امر کے اخیر میں واقع ہونے کی وجہ سے گر پڑا۔ قدو ★

ف۱ یعنی اگر اہلِ مکہ و قریش ان باتوں کا انکار کریں گے یا مراد
سارے اہلِ زمین ہیں کیا عرب کیا عجم تو ہم نے ایک قوم مہاجرین و
انصار اور جو قیامت تک ان کے تابع ہیں مقرر کی ہے وہ ان باتوں کا
ہرگز انکار نہ کریں گے ایک حرف بھی رد نہ کریں گے بلکہ سب پر
ایمان لائیں گے کیا محکم کیا متشابہ (ابن کثیر وغیرہ) فقط

رسولوں کی اتباع کا حکم۔ ف۲ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب
کرکے فرمایا کہ جن انبیاء کرام کا ذکر ہوا اور جو مجمل طور پر انکے بڑوں
چھوٹوں اور لواحقین میں سے مذکور ہوئے یہی سب اہلِ ہدایت ہیں
تم اے آخر الزماں نبی! انہی کی اقتداء اور اتباع کرو۔ پھر حکم ہوا تم مخالفین
سے کہدو اگر تم نہیں مانتے تو میرا کوئی نفع فوت نہیں ہوتا کیونکہ میں
تم سے کسی طرح کے اجر کا طالب نہیں۔ میرا اجر تو اللہ کے ہاں ثابت ہے
ہاں تم نصیحت سے انحراف کرکے خود اپنا نقصان کروگے۔ سارے جہان
میں سے ایک نہیں تو دوسرا نصیحت کو قبول کرے گا جو انکار کرے گا
اسے اپنی محرومی اور بدبختی کا ماتم کرنا چاہئے فقط۔

ف۳ پہلے رکوع میں منصب نبوت اور بہت سے انبیاء کا نام بنام تذکرہ تھا
ان آیات میں ان جاہلوں اور معاندوں کا رد کیا گیا ہے جو یہودی جیل یا نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت کے جوش اور غصہ میں بے قابو ہو کر اللہ تعالیٰ کی
صفت ہی کا انکار کرنے لگے کہ وہ کسی انسان کو اپنی وحی و مکالمۂ خاص سے
مشرف فرمائے۔ اگر واقعی اللہ نے کسی انسان پر کوئی چیز نہیں اتاری تو
"توریت" جیسی عظیم الشان کتاب کس نے موسیٰ علیہ السلام پر اتاری؟
جس کے تم ٹکڑے ٹکڑے کرکے آج لوگوں کو اپنی خواہش کے موافق دکھاتے ہو
اور بہت سے احکام چھپائے بیٹھے ہو۔ کفار قریش بھی توریت کے معترف
تھے۔ اے ہمارے نبی! اگر یہ لوگ نہیں مانتے تو آپ تبلیغ و تنبیہ کرکے سبکدوش
ہوجائیے اور ان کو اپنے حال پر چھوڑ دیجئے۔ جب وقت آئے گا تو اللہ خود
انکو بتلادے گا۔ مقصد یہ کہ اللہ کو نہیں پہچانا جیسا کہ پہچاننا چاہئے تھا
اگر پہچانتے تو رسولوں کے آنے سے اور کتابوں کے نازل ہونے سے انکار
کیوں کرتے۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اُمّ القریٰ سے مراد مکہ ہے ماحول
سے مراد قبائلِ عرب اور سارے طوائف بنی آدم ہیں کیا عرب اور کیا عجم۔
اُمّ القریٰ کے معنی بستیوں کی جڑ اس واسطے کہ تمام عرب کا مرجع تھا یا

کہتے ہیں کہ پانی میں سے زمین اول یہی کھلی تھی اور آس پاس سے مراد عرب ہے
جب تک ان ہی پر حکم تھا یا سارا جہاں ہے (موضح) صحیحین کی حدیث میں ہے
عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَّمْ
یُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِیْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِیْرَةَ شَهْرٍ وَّجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ
مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا فَاَیُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِیْ اَدْرَکَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْیُصَلِّ وَ
اُحِلَّتْ لِیَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تُحَلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَةَ وَکَانَ
النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّةً (مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۲)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے
پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ ایک تو مجھ کو فتح دی گئی رعب سے ایک مہینہ
کی راہ کی دوری پر یعنی دشمن ایک ایک ماہ کی راہ کی دوری پر ہوتا ہے
اور اس کے دل پر میرا رعب پیدا ہو جاتا ہے اور وہ بھاگ کھڑا ہوتا ہے)
دوسرے ساری زمین کو میرے لئے مسجد اور پاک قرار دیا گیا ہے یعنی
میری امت میں سے جو شخص جہاں نماز کا وقت پائے (اگر پانی نہ ہو تو تیمم
کرکے) نماز پڑھ لے۔ تیسرے میرے لئے مال غنیمت کو حلال قرار دیا گیا جو
مجھ سے پہلے کسی کو حلال نہ تھا۔ چوتھے مجھ کو شفاعت کا مرتبہ دیا گیا۔
انکو بیان فرما کر پانچواں یہ بیان فرمایا کہ ہر نبی صرف اپنی قوم کی طرف
بھیجا جاتا تھا لیکن میں عام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ اس لئے یہاں
بھی ارشاد ہوا کہ قیامت کے معتقد تو اسے مانتے اور جانتے ہیں کہ یہ
قرآن اللہ کی سچی کتاب ہے اور وہ نمازیں بھی صحیح وقتوں پر برابر پڑھا
کرتے ہیں۔ اللہ کے فرائض کے قیام میں اور اس نماز کی حفاظت میں
سستی اور کاہلی نہیں کرتے۔ نماز کا ذکر اس لئے کیا کہ سارے واجبات
میں یہ عبادت اشرف ہے جو آدمی محافظ نماز ہوگا وہ ساری
عبادت کی حفاظت کریگا۔ حفظ سے مراد ہمیشہ پڑھنا ہے وقت پر۔
حاصل یہ ٹھیرا کہ آخرت پر ایمان لانا باعث ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
پر ایمان لانے کے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانا باعث ہے
محافظت نماز کے۔ صحیح حدیث میں ہے جس نے فرض نماز کو عمداً ترک
کردیا اس نے اپنے دین کو ڈھادیا۔ جس نے عمداً نماز چھوڑ دی وہ
کافر ہوگیا۔ صحیح مسلم میں ہے بَیْنَ الْعَبْدِ وَالْکُفْرِ وَالشِّرْکِ
تَرْکُ الصَّلٰوةِ۔

وہ جڑ جس سے شاخیں پیدا ہوں۔ اقتداء کسی کے قدم بقدم چلنا، مقتدی امام کا پیرو۔ اقتدہ میں ہے سکتہ کی ہے۔ اور علماء کا اتفاق ہے کہ ہائے
سکتہ حالت وقف میں ثابت رہتی ہے اور وصل کی صورت میں گر پڑتی ہے کیونکہ یہ ہے اس ہمزے کی منزل میں ہے جو ابتداء کلمہ میں واقع
ہوتا ہے تو جس طرح ہمزہ حالتِ وصل میں گر پڑتا ہے ہائے سکتہ کو بھی حالت وصل میں گر پڑنا چاہئے مگر چونکہ مصحفِ مجید میں حالت وصل میں ہائے
سکتہ موجود ہے۔ علماء نے قرآن کے رسم الخط کی اتنی مخالفت بھی جائز نہیں رکھی۔ ؎۲ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ۔ یلعبون ذرہم کے
مفعول سے حال۔ فی خوضہم ذرہم کے متعلق ہے یا یلعبون کے۔ ؎۳ اُمّ القریٰ اس سے مراد ہے مکہ کیونکہ تمام زمین یہیں سے پھیلائی گئی ہے یا اس وجہ سے کہ
وہ لوگوں کا قبلہ ہے اور قبلہ ہے تو گویا اصل ہے اور باقی تمام شہر اور قریے اس کے تابع یا یوں کہو کہ اہلِ دنیا کے اصولی عبادات میں ایک حج بھی ہے اور
وہ اسی شہر مکہ میں حاصل ہوتا ہے اور لوگ یہاں اس طرح جمع ہوتے ہیں جس طرح اولاد ماں کے پاس جمع ہوتی ہے۔ اُم کی لغوی تحقیق پہلے پارہ کے رکوع ۹
آیۃ ومنہم امیون کے فائدہ میں گزر چکی وہاں دیکھو۔

بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾

ساتھ آخرت کے ایمان لاتے ہیں ساتھ اسکے اور وہ اوپر نماز اپنی کے محافظت کرتے ہیں

رکھتے ہیں وہ قرآن کو بھی مانتے ہیں اور اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ

اور کون ہے بہت ظالم اس شخص سے کہ باندھ لیتا ہے اوپر اللہ کے جھوٹ یا کہتا ہے کہ وحی کی گئی طرف میرے

اور اس شخص سے بڑھکر کون ظالم ہوگا جو اللہ کی طرف جھوٹ منسوب کرے یا یہ کہے کہ میری طرف وحی کی گئی ہے

وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ

اور نہ وحی کی گئی طرف اسکے کچھ اور جو کہتا ہے نازل کرونگا میں بھی مانند اسچیز کے کہ نازل کی ہے

حالانکہ اسکی طرف کچھ بھی وحی نہیں کی گئی اور اس شخص سے جو کہتا ہے کہ میں بھی جیسا کلام اللہ نے نازل کیا لاسکتا ہوں

اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ

اللہ نے اور کاش کے دیکھو تو جس وقت کہ ظالم بیچ سختیوں موت کے اور

اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جبکہ ظالم موت کی تکلیفوں میں ہوں اور

الْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ

فرشتے کھول رہے ہیں ہاتھ اپنے نکالو جانوں اپنی کو

فرشتے اپنے ہاتھ پھیلا رہے ہوں کہ اپنی جانیں نکالو

اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ

آج کے دن بدلا دیئے جاؤگے تم عذاب رسوائی کا بسبب اسکے کہ تھے تم کہتے

آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائیگا ۔ کیونکہ تم اللہ کے ذمہ ناحق باتیں لگاتے تھے

عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾

اوپر اللہ کے سوائے حق کے اور تھے تم نشانیوں اسکی سے تکبر کرتے

اور اس کی آیتوں سے سرکشی کرتے تھے

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ

اور البتہ تحقیق آئے تم ہمارے پاس اکیلے جیسا پیدا کیا تھا تم کو پہلی بار

(اللہ تعالیٰ فرمائیگا) اور تم ہمارے پاس تنہا آئے ہو جسطرح کہ ہم نے تمکو پہلی دفعہ پیدا

وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى

اور چھوڑ دیا تم نے جو دیا تھا ہم نے تم کو پیچھے پیٹھ اپنی کے اور نہیں دیکھتے ہم

کیا تھا اور ہم نے جو کچھ تمہیں دیا تھا وہ سب کچھ چھوڑ آئے ہو اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے سفارشیوں کو نہیں دیکھتے

مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ

ساتھ تمہارے شفاعت کرنیوالوں تمہاروں کو جن کو دعوی کرتے تھے تم یہ کہ وہ بیچ تمہارے

جنہیں تم خیال کرتے تھے کہ وہ تمہاری تربیت میں خدا کے شریک ہیں یقیناً

شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ

شریک ہیں البتہ تحقیق کٹ گیا علاقہ تمہارا اور کھو گیا تم سے جو کچھ تھے تم

تمہارے آپس کے رشتے ٹوٹ گئے اور جو دعوی تم کیا کرتے تھے وہ سب تم بھول گئے

حل لغات۔

لہ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ۔ غمرات جمع ہے غمرۃ کی

اور غمرۃ کہتے ہیں ڈھانکنے کو۔ بولا کرتے ہیں غمرۃ الشئ اذا علاہ وغطاہ اور یہی معنیٰ ہیں خمر کے قال النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام الخمر ما خامر العقل۔ کبھی اسکے معنی کثرۃ کے بھی
آتے ہیں اور یہ اس لئے کہ جب کوئی چیز کثیر و عظیم ہوتی ہے تو دوسری چیز کو جو کثیر و عظیم نہیں ہوتی ڈھانک لیتی ہے یہاں غمرات سے مراد ہے موت کی بیہوشیاں

کافر کی جان نکلنے کا حال۔ ف۱ جھوٹ باندھنا اللہ پر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے شریک یا بیٹا ٹھیرا لے یا مسئلہ اپنی طرف سے بنا لے یا کوئی شخص کہے کہ مجھ کو اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے، حالانکہ نہیں آتی یا کہے کہ میں بھی اللہ کی طرح نازل کر سکتا ہوں یعنی مثل وحی کے عبارت بنا لاتا ہوں اور قرآن شریف کا معارضہ قول مفتری سے کر سکتا ہوں، ان سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں۔ ایسے ہی لوگوں کی موت کے وقت فرشتے انہیں عذابوں کی زنجیروں کی طوقوں کی کھولتے ہوئے پانی کی جہنم کی اور اللہ کے غضب و غصہ کی خبر سناتے ہیں جس سے انکی روح انکے بدن میں چھپتی پھرتی ہے اور نکلنا نہیں چاہتی فرشتے مارتے ہیں اور جبراً بڑی سختی سے نکالتے ہیں۔ یہ آیت مسیلمہ کذاب کے بارے میں ہے جو یمامہ کا رہنے والا تھا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۷ میں ہے عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِیْتُ بِخَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَ فِیْ کَفَّیَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَھَبٍ فَکَبُرَا عَلَیَّ فَاُوْحِیَ اِلَیَّ اَنِ انْفُخْھُمَا فَنَفَخْتُھُمَا فَذَھَبَا فَاَوَّلْتُھُمَا الْکَذَّابَیْنِ الَّذَیْنِ اَنَا بَیْنَھُمَا صَاحِبَ صَنْعَاءَ وَصَاحِبَ الْیَمَامَۃِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ یُقَالُ اَحَدُھُمَا مُسَیْلِمَۃُ صَاحِبُ الْیَمَامَۃِ وَالْعَنْسِیُّ صَاحِبُ صَنْعَاءَ لَمْ اَجِدْ ھٰذِہِ الرِّوَایَۃَ فِی الصَّحِیْحَیْنِ وَذَکَرَھَا صَاحِبُ الْجَامِعِ عَنِ التِّرْمِذِیِّ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خواب میں مجھے زمین کے خزانے دیئے گئے ہیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن رکھ دیئے گئے ہیں۔ یہ مجھے بہت ناگوار معلوم ہوا اور گراں گزرا تو خواب ہی میں مجھے بتایا گیا کہ تم ان کنگنوں پر پھونک مار دو چنانچہ میں نے ان دونوں پر پھونک دیا۔ وہ دونوں کنگن اڑ گئے اور جاتے رہے تو میں نے اسکی یہ تعبیر کی کہ میرے زمانہ میں دو نبوت کے جھوٹے دعویدار پیدا ہونگے جنکے درمیان میں ہوں ان میں سے ایک صاحب صنعاء ہے اور دوسرا صاحب یمامہ ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مسیلمہ ہے جو یمامہ کا باشندہ ہے اور دوسرا عنسی ہے جو صنعاء کا باشندہ ہے (بخاری مسلم) مقصد۔ آپؐ کو زمین کا خزانہ دیا گیا یعنی زمین کے خزانے کی کنجیاں دی گئیں جسکی تعبیر یہ ہے کہ بہت سے ملک فتح ہونگے اور وہاں کے خزانے آپؐ کے یا امت کے ہاتھوں آئیں گے چنانچہ اس خواب کی تعبیر صحابہ کرام کے زمانہ میں پوری ہو گئی اور سونے کے کنگن سے اشارہ دو جھوٹے نبیوں کی طرف ہے ایک مسیلمہ کذاب جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وحشی رضی اللہ عنہ نے اسکو قتل کر دیا تھا اور ایک اسود عنسی ہے اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا اسکو بھی فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی میں قتل کر دیا تھا۔ یہ دونوں نبوت کے جھوٹے دعویدار ختم ہو گئے۔

جھوٹے نبیوں کا ذکر اور انکی مذمت۔ ف۲ فتح البیان میں مذکور ہے کہ تم کیونکر یہ بات کہتے ہو کہ اللہ نے کسی بشر پر کچھ نہیں اتارا اس سے تو تکذیب سارے انبیاء کی لازم آتی ہے حالانکہ کوئی اللہ پر جھوٹ باندھے یا وحی کا انکار کرے یا معارضہ وحی کا دعویٰ کرے اس سے بڑھ کر کوئی جفا کار ظالم بد اطوار نہیں۔ اللہ نے اپنے انبیاء کو ہمیشہ ایسے افتراؤں سے بچایا۔ یہ کام تو کذابین اکالین بطالین رؤس ضلالۃ ائمہ ضلال کا ہے جیسے مسیلمہ کذاب تھا کہ اسنے یمامہ میں دعویٰ نبوت کا کیا یا جیسے اسود عنسی صاحب صنعاء یا سجاح تنبیہ۔ حاشیہ جلالین مصری صفحہ ۱۱۹ و حاشیہ جامع البیان صفحہ ۱۲۱ پر ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے بارے میں ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کاتب وحی تھا جب پارہ اٹھارہ کی آیت وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ طِیْنٍ ۝ الخ نازل ہوئی اور آپؐ نے انکو سنائی تاکہ اسکو لکھیں۔ انھوں نے اس آیت کی تفصیل سنکر کہا فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ پھر آپؐ نے فرمایا یہی نازل ہوا یہی لکھدو یعنی فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ ۝ لکھ دو۔ عبداللہ کاتب وحی کو وسوسہ آیا کہ مجھ پر بھی وحی اترتی ہے۔ پس مرتد ہو کر قریش مکہ سے جا ملے پھر فتح مکہ سے کچھ پہلے دوبارہ مسلمان ہوئے۔ آپؐ نے انکا اسلام منظور فرمایا اور بیعت لی۔ ایک کاتب وحی مرتد ہوا تو اس کی لاش زمین نے قبول نہ کی۔ معلوم ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب دجال ہے جیسا کہ احادیث میں ہے کہ میری امت میں ۳۰ جھوٹے دجال ہونگے انکا ہر کوئی نبوت کا دعویٰ کریگا۔ جو بھی قیامت تک نبی ہونے کا دعویٰ کرے یا کیا ہو وہ جھوٹا ہے خواہ وہ غلام احمد قادیانی ہو یا کوئی اور ایسے دعوے کرنیوالے مفتری علی اللہ اور متکبر ہیں اور حق کے مقابلہ میں تکبر کرنے والوں کے بارے میں بڑی بڑی وعیدیں آئی ہیں اللہ تعالیٰ تکبر سے بچائے آمین۔ ترغیب صفحہ ۵۲۸ میں ہے لَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَذْھَبُ بِنَفْسِہٖ حَتّٰی یُکْتَبَ فِی الْجَبَّارِیْنَ فَیُصِیْبُہٗ مَا اَصَابَھُمْ یعنی جو آدمی اپنے کو کھینچتا رہتا ہے یعنی تکبر کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو جبارین میں لکھدیتا ہے پس اسکو وہی عذاب اور ذلت و رسوائی ہوگی جو جبارین کو ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ تکبر اور بڑائی اللہ تعالیٰ کو زیبا ہے باقی سب بڑے چھوٹوں کو عاجزی اور لاچاری کے سوا کہیں ٹھکانا نہیں اسی واسطے آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ وَالْعَظَمَۃُ اِزَارِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ وَاحِدًا مِّنْھُمَا اَدْخَلْتُہُ النَّارَ (باقی بر صفحہ ۲۰۰)

★ ۳ عَذَابَ الْھُوْنِ۔ ہُون اور ہَوان دونوں کے معنے ہیں اہانت اور ذلت کے قال تعالیٰ ایمسکہ علی ھون ام یدسہ فی التراب۔ اور ایک لفظ ہے ہون بفتح ہا اس کے معنے ہیں رفق کے قال تعالیٰ یمشون علی الارض ہونا۔ پھر عذاب کی اضافۃ الہون کی طرف سبب کی اضافت مسبب کی طرف ہے ای العذاب الذی یقع بہا ہوان الشدید۔ ۴ فُرَادٰی جمع ہے اور کس کی جمع ہے اس میں اختلاف ہے۔ ابن قتیبہ کا قول ہے کہ فردان کی جمع ہے جس طرح سکریٰ سکران کی اور کسالیٰ کسلان کی۔ بعض کہتے ہیں فرید کی جمع ہے جس طرح ردافیٰ ردیف کی۔ یہ جئتمونا کے فاعل سے حال واقع ہوا ہے ای منفردین عن الاموال والاولاد۔

ع ۱۱ / ۱۷

تَزْعُمُوْنَ ﴿٩٤﴾ اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ط يُخْرِجُ الْحَيَّ

دعویٰ کرتے — تحقیق اللہ پھاڑنیوالا ہے دانوں کا اور گٹھلیوں کا — نکالتا ہے — زندہ کو

تھے — بلاشبہ اللہ ہی بیج اور گٹھلی کو شق کرنیوالا ہے وہی زندہ کو مردے

مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ط ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى

مردے سے اور نکالنے والا ہے مردے کو زندہ سے وہی ہے اللہ پس کہاں سے

(یعنی بے جان) سے نکالتا ہے اور وہی مردے کو زندہ سے نکالتا ہے یہی تو تمہارا خدا ہے پھر تم کدھر

تُؤْفَكُوْنَ ﴿٩٥﴾ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ج وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّ

پھیرے جاتے ہو — پھاڑنے والا ہے صبح کا — اور کیا ہے — رات کو — آرام — اور

کو بہکے جا رہے ہو۔ وہی پردہ تاریکی کو چاک کر کے صبح کو نکالنے والا ہے اور اسی نے رات کو آرام کے لئے اور

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ط ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿٩٦﴾

سورج اور چاند کو گردش کرنیوالا یہ ہے اندازہ غالب علم والے کا — وقف لازم

سورج اور چاند کو ماہ و سال کے حساب کیلئے بنایا ہے۔ یہ اس کا ٹھہرایا ہوا اندازہ ہے جو غالب اور دانا ہے

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ

اور وہ ہے جس نے کیا ہے واسطے تمہارے تاروں کو تاکہ راہ پاؤ تم ساتھ اسکے بیچ اندھیروں

اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے ستارے بنائے تاکہ تم خشکی اور تری کے اندھیروں میں

الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ط قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٩٧﴾

جنگل کے اور دریا کے تحقیق مفصل بیان کیں ہم نے نشانیاں واسطے اس قوم کے کہ جانتے ہیں — وقف

رستہ معلوم کرسکو بیشک ہم نے ان نشانات کو تفصیل کیساتھ ان لوگوں کیلئے بیان کر دیا ہے جو جانتے ہیں

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّ

اور وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو ایک سے جان — واسطے تمہارے جگہ رہنے کی ہے اور

اور وہی ہے جس نے تمہیں نفس واحد سے پیدا کیا پھر تمہارے لئے ایک جگہ قرار ہے اور ایک جگہ

مُسْتَوْدَعٌ ط قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿٩٨﴾ وَهُوَ

جگہ سونپنے کی تحقیق بیان کیں ہم نے نشانیاں واسطے اس قوم کے کہ سمجھتے ہیں وقف اور وہ ہے

سپردگی ہے بلاشبہ جو لوگ سمجھ رکھتے ہیں انکے لئے ہم نے اپنی نشانیوں کو تفصیل کیساتھ بیان کر دیا ہے اور وہ وہی

الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ج فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ

جس نے اتارا آسمان سے پانی پس نکالیں ہم نے ساتھ اسکے بوٹیاں ہر

ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے ہم نے ہر طرح کی روئیدگی نکالی

شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ج

چیز کی پس نکالا ہم نے اس سے سبزہ — نکالتے ہیں ہم اس میں سے دانے ایک پر ایک چڑھا ہوا

پھر اس (روئیدگی) سے ہم نے ہری ہری ٹہنیاں نکالیں جن سے ہم گتھے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور

وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ

اور کھجور میں سے گابھے اس کے سے خوشے ہیں جھکے ہوئے اور نکالتے ہیں باغ

(اسی طرح) کھجور کے گابھے میں سے خوشے (بوجھ کی وجہ سے) جھکے ہوئے اور انگور کے باغات اور زیتون اور انار

حل لغات۔
لے فَالِقُ الْحَبِّ۔
فالق لیا گیا ہے فلق سے اور فلق کہتے ہیں

کسی چیز کے پھاڑنے چیرنے کو۔ پہاڑ کے شگاف اور اسی طرح ہر چیز کے شگاف کو فلق کہتے ہیں۔ کسی کے پیر پھٹ جاتے ہیں تو فی رجلہ فلوق بولا جاتا ہے فلق سپیدہ دم و منہ قولہ تعالیٰ قل اعوذ برب الفلق۔ اور یہ اس لئے کہ وہ رات کی تاریکی کو پھاڑ کر ظاہر ہوتی ہے۔ فلق المفرق سر کی مانگ کیونکہ اس میں بھی شگاف سا معلوم ہوتا ہے۔ ★

(بقیہ فوائد صفحہ ۱۹۹) الکبر (مسلم صفحہ ۳۲۵) یعنی بڑائی اور فخر میری چادر ہے اور بزرگی میری ازار ہے۔ پس جو کوئی ان دونوں میں میرا شریک ہونا چاہے اسکو دوزخ میں داخل کروں گا فقط۔

ف۳ یعنی آج تمہارے سفارشی نہیں نظر آتے کدھر گئے؟ جنکو تم نے خدا کے اوصاف دیے کر خدا کا شریک دستگیر مشکل کشا فریاد رس غوث قطب یا شریک ٹھیرایا تھا اس گمان پر کہ یہ ہمکو دنیا و آخرت میں نفع دینگے۔ یہ بطور توبیخ و زجر کے ہوگا۔ اس دن ان مشرکین کے یہ خیالی پلاؤ افترا بندھی خاک میں مل جائے گی۔ سارے اسباب منقطع ہو جائیں گے۔ لباب جلد ۲ میں ہے نضر بن حارث قریش نے کہا اگر قیامت ہوگی تو لات و عزیٰ ہمارے بیٹے ہماری سفارش کرینگے۔ اسپر یہ آیت اتری یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا تنہا اکیلے اکیلے آؤ گے اور یہ علاقے جو تم نے لگا رکھے ہیں اس وقت سب ٹوٹ جائیں گے۔ ترمذی جلد ۲ صفحہ ۶۵ باب ما جاء فی العرض سے تیسرے باب میں انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے قَالَ یُجَاءُ بِابْنِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ کَاَنَّهٗ بَذَجٌ فَیُوْقَفُ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَیَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَعْطَیْتُكَ وَخَوَّلْتُكَ وَاَنْعَمْتُ عَلَیْكَ فَمَاذَا صَنَعْتَ فَیَقُوْلُ جَمَعْتُهٗ وَثَمَّرْتُهٗ وَتَرَكْتُهٗ اَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِیْ اٰتِكَ بِهٖ كُلِّهٖ فَیَقُوْلُ لَهٗ اَرِنِیْ مَا قَدَّمْتَ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ جَمَعْتُهٗ وَثَمَّرْتُهٗ فَتَرَكْتُهٗ اَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِیْ اٰتِكَ بِهٖ كُلِّهٖ فَاِذَا عَبْدٌ لَّمْ یُقَدِّمْ خَیْرًا فَیُمْضٰی بِهٖ اِلَی النَّارِ یعنی آپؐ نے فرمایا کہ قیامت کے دن آدمی بہت ناتوان اور لاچار ہو کر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے روبرو کھڑا کیا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تجھکو نعمتیں دیں تو نے کیا عمل کیا؟ بندہ کہے گا میں نے جمع کیا اور بڑھایا اور بہت مال چھوڑ کر آیا ہوں مجھ کو دوبارہ دنیا میں بھیجدو تو سب لا حاضر کروں۔ اللہ فرمائے گا عاقبت کے واسطے کیا توشہ لایا ہے وہ دکھا۔ بندہ پھر اسی طرح کہے گا پس اس کے پاس کوئی توشہ یعنی نیک عمل نہ ہوگا اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائیگا فقط۔

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ دانہ اور گٹھلی مردہ ہوتے ہیں اس میں سے ترو تازہ جیتا جاگتا درخت نکلتا ہے۔ انڈے اور نطفے سے جو بے جان ہیں زندہ جانور نکلتا ہے اسی طرح دانہ اور گٹھلی درخت سے اور انڈا و نطفہ جانور سے فقط۔

ف۲ یعنی چاند سورج حساب سے چلتے ہیں کبھی خلاف نہیں ہو سکتے۔ جامع البیان میں ہے ان کے دورے سے لوگوں کو دن مہینہ سال اور راستہ کا حساب معلوم ہوتا ہے فقط۔

ف۳ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تَعَلَّمُوْا مِنَ النُّجُوْمِ مَا تَهْتَدُوْنَ بِهٖ فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ثُمَّ انْتَهُوْا یعنی ستاروں کے بارے میں صرف اسی قدر واقفیت حاصل کرو جس سے رات کے وقت پورب پچھم وغیرہ سمتیں اور راستے معلوم ہو جائیں۔ اس کے سوا اور کسی چیز کے لئے نہ سیکھو مثلاً فلاں ستارا فلاں جگہ آئے گا تو سال اچھا ہوگا اور فلاں ستارا قحط کے واسطے ہے۔ ایسی باتوں کے لئے ستاروں کا علم کا سیکھنا منع ہے۔ ستارے صرف تین فائدوں کے لئے ہیں زینتِ آسمان، رجم للشیاطین، راہ معلوم کرنا حاشیہ جامع البیان صفحہ ۱۲۲ فقط۔

ف۴ نفسِ واحدہ سے مراد آدم علیہ السلام ہیں۔ حدیث ابو امامہ رضی اللہ عنہ میں مرفوعاً آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے سامنے کھڑا کر کے بازو پر مارا۔ ان کی پشت سے اولاد نکلی جس سے ساری زمین بھر گئی (ابن مردویہ)۔ مُسْتَقَر سے مراد ماں کا پیٹ اور مُسْتَوْدَع سے مراد باپ کی پیٹھ ہے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اول سپرد ہوتا ہے ماں کے پیٹ میں کہ آہستہ آہستہ دنیا کا اثر پیدا کرے پھر آکر ٹھیرتا ہے دنیا میں پھر سپرد ہوگا قبر میں کہ آہستہ آہستہ اثر آخرت کا پیدا کرے پھر جا ٹھیرے گا جنت میں یا دوزخ میں (موضح) فقط

★ ۱؎ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ دونوں ظرف مکان کے صیغے ہیں اور انکی خبر محذوف ای فلکم مکان استقرار و مکان استیداع۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ مستقر نباتات کی طرف اقرب ہے مستودع سے اور یہ بھی کہ جو چیز کسی موضع میں حاصل ہوا اور وہ قریب الزوال نہ ہو اسے مستقر فیہ کہتے ہیں اور قریب الزوال کو مستودع۔ ۲؎ اَنْشَاَكُمْ معنی میں ہے خلقکم کے۔ اور ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ انشاء کے اصلی معنے ہیں ایک چیز کو وقتِ انتہاء تک بڑھانا اور اس میں نشو و نما پیدا کرنا اور خلق کہتے ہیں کسی چیز کو ابتداءً پیدا کرنا۔ یہی وجہ ہے کہ انشاء کا استعمال اکثر نباتات میں ہوتا ہے اور خلق کا حیوانات میں۔ ۳؎ خَضِرًا معنی میں ہے اَخْضَر کے جیسے عَوَر معنے میں اَعْوَر کے بولا کرتے ہیں اِخْضَرَّ فَهُوَ اَخْضَرُ خَضِرٌ اور اسکا اکثر استعمال ان چیزوں میں ہوتا ہے جنکی سبزی خلقی ہو یعنی دانے سے جو سبزہ پھوٹتا اور شاخ در شاخ ہوتا ہے اسے خضر کہتے ہیں۔ ۴؎ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا۔ حب دانہ۔ متراکب ایک دوسرے پر سوار ہونے والا۔ حبا متراکبا وہ دانے جو بالیں میں گتھے ہوتے اور ایک دوسرے پر سوار نظر آتے ہیں۔ ۵؎ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ۔ قنوان جمع ہے قنو کی جس طرح صنوان صنو کی۔ اور قنو کہتے ہیں کھجور کے خوشے کو اور پھر قنوان مبتدا اور من النخل خبر اور من طلعها اس سے بدل۔ تقدیر عبارت یوں ہے وحاصلة من طلع النخل قنوان۔

أَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ

انگوروں کے اور زیتون اور انار کے یکساں اور غیر یکساں

(کے درخت پیدا کئے) جو ایکدوسرے کے مانند بھی ہیں اور ایک دوسرے سے

اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ

دیکھو طرف پھل اس کے کی جب پھل لاوے اور طرف پکنے اس کے کی تحقیق بیچ اس کے

مختلف بھی ان کے پھلوں کو دیکھو جب وہ بار لاتے ہیں اور انکے پکنے کو دیکھو۔ بلاشبہ ان چیزوں میں

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٩٩﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَ

البتہ نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں ۹۹ اور مقرر کرتے ہیں واسطے اللہ کے شریک جنوں کو اور

ایمان رکھنے والوں کے لئے نشانات ہیں اور انہوں نے جنوں کو اللہ کا شریک بنا رکھا ہے حالانکہ

خَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ

حالانکہ پیدا کیا ہے انکو اور باندھ لئے ہیں واسطے اسکے بیٹے اور بیٹیاں بغیر علم کے پاک ہے وہ اور

انکو بھی اس نے پیدا کیا ہے اور انہوں نے اللہ کے لئے بے جانے بوجھے بیٹے اور بیٹیاں تراش لیں وہ ذات پاک ہے اور بلند ہے

تَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٠٠﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ ع ۱۸

بلند ہے اس چیز سے کہ صفت بیان کرتے ہیں اسکی ۱۰۰ پیدا کرنیوالا آسمانوں کا اور زمین کا کیونکر ہو واسطے

ان چیزوں سے جو اسکی نسبت یہ لوگ بیان کرتے ہیں وہ آسمانوں کا اور زمین کا موجد ہے اس کے بیٹا کیسے ہوسکتا

لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ

اس کے اولاد اور نہ تھی واسطے اسکے جورو اور پیدا کیا ہر چیز کو اور وہ ساتھ ہر چیز

ہے حالانکہ اسکی بیوی ہی نہیں ہے اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر چیز کو

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١٠١﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ

کے جاننے والا ہے ۱۰۱ یہی ہے اللہ پروردگار تمہارا نہیں کوئی معبود مگر وہ پیدا کرنیوالا ہر

جاننے والا ہے یہی اللہ تمہارا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہر چیز کا پیدا کرنیوالا ہے

شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿١٠٢﴾ لَا تُدْرِكُهُ

چیز کا پس عبادت کرو اسکی اور وہ اوپر ہر چیز کے کارساز ہے ۱۰۲ نہیں پاتیں اسکو

پس اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا نگہبان ہے اس کو نگاہیں

الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿١٠٣﴾

نظریں اور وہ پاتا ہے سب نظروں کو اور وہی ہے باریک دیکھنے والا خبردار ۱۰۳

نہیں پاسکتیں اور وہ تمام نگاہوں کو پاسکتا ہے اور وہ بڑا ہی باریک بین اور باخبر ہے

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ

تحقیق آئی ہیں تمہارے پاس دلیلیں پروردگار تمہارے سے پس جس نے دیکھ لیا پس واسطے جان اپنی کے

تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس روشن دلائل آچکے ہیں سو جو شخص دیکھ لیگا اس کا اپنا فائدہ ہے

وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿١٠٤﴾ وَ

اور جو کوئی اندھا ہوا پس اوپر جان اسکی کے اور نہیں میں تم پر نگہبان ۱۰۴ اور

اور جو شخص اندھا رہیگا اس کا اپنا نقصان ہے اور میں تمہارا کچھ پاسبان تو ہوں نہیں اور

منزل ۲

حل لغات۔
لہ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ پہلا صیغہ باب افتعال سے ہے اور دوسرا باب تفاعل سے اور دونوں کے معنے ایک ہیں بولا کرتے ہیں اشتبہ الشیئان وتشابہا واستویا وتساویا۔ یہی وجہ ہے کہ سورۂ انعام کے ۱۷ رکوع میں فرمایا ہے مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ۔ ۲ہ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ لِلّٰہ شرکاء کے متعلق اور شرکاء جعلوا کا پہلا اور الجن دوسرا مفعول۔ اور ہو سکتا ہے کہ للّٰہ شرکاء جعلوا کے دونوں مفعول اور الجن شرکاء سے بدل۔

وَحدانیت خدا کی نشانیاں ف وہی اللہ جس نے آسمان سے پانی اتارا نہایت صحیح انداز سے بڑا بابرکت پانی جو بندوں کی زندگی کا باعث ہے اور سارے جہان پر اللہ کی نعمت بن کر برسا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ پانی سے ہم نے ہر چیز کی زندگانی قائم کردی پھر اس سے سبزہ یعنی کھیتی اور درخت اُگتے ہیں جس میں دانے اور پھل نکلتے ہیں یعنی صورت شکل مقدار رنگ بُو اور مزہ کے اعتبار سے بعضے پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں بعضے نہیں۔ ابتدار میں جب پھل آتا ہے تو کچا بدمزہ اور ناقابلِ انتفاع ہوتا ہے۔ پھر پکنے کے بعد کیسا لذیذ خوش ذائقہ اور کارآمد بن جاتا ہے یہ سب اللہ کی قدرت کا ظہور ہے۔ اور آیات میں بھی باغات کے ذکر میں فرمایا کہ ہم نے اس میں کھجور و انگور کے درخت پیدا کئے۔ زیتون بھی ہیں انار بھی سب ملتے جلتے پھل الگ۔ شکل وصورت مزہ حلاوت فوائد وغیرہ ہر ایک کے جداگانہ۔ ان درختوں میں پھلوں کا آنا اور ان کا پکنا ملاحظہ کرو اور اللہ کی قدرتوں کا نظارہ اپنی آنکھوں سے کرو کہ لکڑی میں سے میوہ نکالتا ہے عدم سے وجود میں لاتا ہے۔ سوکھے کو گیلا کرتا ہے۔ مٹھاس لذت خوشبو سب کچھ پیدا کرتا ہے رنگ روپ شکل صورت دیتا ہے جیسے اور جگہ فرمایا کہ پانی ایک، زمین ایک کھیتیاں باغات ملے جلے لیکن ہم جسے چاہیں جب چاہیں بنا دیں کھٹاس مٹھاس کمی زیادتی سب ہمارے قبضہ میں ہے۔ یہ سب خالق کی قدرت کی نشانیاں ہیں جن سے ایمان دار اپنا عقیدہ مضبوط کرتے ہیں۔ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ کے جن افعال وصفات اور مظاہر قدرت کا بیان ہوا ان سے اللہ تعالیٰ کے وجود، وحدانیت اور کامل الصفات ہونے پر استدلال تو واضح ہے لیکن غور کیا جائے تو وحی ونبوت کا مسئلہ بھی بڑی حد تک حل ہو جاتا ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل ورحمت سے ہماری دنیوی زندگی اور مادی حوائج کے انتظام وانصرام کے لئے اس قدر اسباب ارضی وسماوی مہیا فرمائے ہیں تو یہ کہنا کس قدر لغو اور غلط ہوگا کہ ہماری حیات اخروی اور روحانی ضروریات کے انجام پانے کا اُس نے کوئی سامان نہیں کیا۔ یقیناً جس ربِّ کریم نے ہماری جسمانی غذاؤں کے نشو ونما کے لئے آسمان سے پانی اتارا ہے ہمارے روحانی تغذیہ کے لئے بھی اسی نے سحاب بادل بہائے۔ نبوت سے وحی والہام کی بارش نازل فرمائی فقط۔

ف یہ رد ہے مشرکوں پر جو اللہ کے ساتھ اوروں کو بھی پوجتے ہیں جنات کو اس کی عبادت میں شریک کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے کفر وشرک سے برتر ہے۔ کوئی کہے کہ انھوں نے جنات کو کب پوجا، وہ تو انبیاء واولیار کو پوجتے تھے تو جواب یہ ہے کہ جنات ہی کی اطاعت سے تو انکو پوجتے ہیں انھوں نے انکو یہ حکم دیا۔ بدیع وہ ہے جو بے مثال سابق کے کوئی شے پیدا کرے۔ چونکہ نصاریٰ مسیح کو، یہود عزیر کو خدا کا بیٹا اور مشرکین ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور آج کے نام نہاد مسلمان نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خود خدا کہتے ہیں جو صریح شرک ہے۔ یہاں ان شرکیہ عقائد کی تردید فرمائی۔ حدیث قدسی میں ہے كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ أَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لَنْ يُعِيدَنِي كَمَا بَدَأَنِي وَلَيْسَ أَوَّلُ الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَأَنَا الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ (بخاری شریف) یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ انسان نے مجھ کو جھٹلایا اور عیب لگایا حالانکہ اس کو ایسا لائق نہ تھا۔ جھٹلانا یہ کہ کہتا ہے کہ قیامت کو پھر پیدا نہ کیا جائے گا حالانکہ اول دفعہ کے پیدا کرنے سے دوبارہ پیدا کرنا آسان ہے۔ اور عیب لگانا یہ کہ اللہ کا بیٹا ٹھہرایا حالانکہ میں اللہ اکیلا بے نیاز ہوں ایسا کہ نہ جنا ہے نہ جنا گیا ہے نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔ یہاں بِهٖ عَلِيْمٌ کا موقع تھا مگر اللہ نے بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ فرمایا اس لئے کہ اس کا علم ان ہی چیزوں پر موقوف ومنحصر نہیں جو پیدا ہو چکی ہیں بلکہ جو چیز ہے اور جو کچھ ہونے والی اور نہ ہونے والی ہے سب کو اس کا علم محیط ہے (جامع صفحہ ۱۲۳) فقط۔

دیدارِ الٰہی۔ ف ابن مردویہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے جس نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے یعنی دنیا میں وہ جھوٹا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ○ سلف کا قول ہے دنیا میں کوئی آنکھ اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتی۔ ہاں جنت میں ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار بے تکلف نصیب ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاند کی طرف دیکھ کر فرمایا إِنَّكُمْ سَتُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّكُمْ فَتَرَوْنَهُ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَصَلٰوةٍ قَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا الخ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۷۰، مطبع مجتبائی) یعنی تم اللہ تعالیٰ کو اس طرح دیکھو گے جس طرح چاند کو دیکھتے ہو یعنی جس طرح چاند کے دیکھنے میں کچھ تکلیف بھی نہیں ہوتی اور لاکھوں کروڑوں کے ہجوم کے سبب بھی اسکے دیکھنے میں کچھ دقت نہیں ہوتی بلکہ سب برابر دیکھتے ہیں ایسے ہی جنت میں کروڑوں آدمی اللہ پاک کو اچھی طرح دیکھیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ عصر کی اور فجر کی نماز ادا کرنے میں خوب کوشش کرو کیونکہ یہ وقت کاروبار کے اور سستی کے ہیں اور ان وقتوں کی عبادت میں اللہ تعالیٰ کی بڑی رضامندی حاصل ہوتی ہے۔ جنت والوں کو دیدار الٰہی صاف اور عیاں طور پر ہونے میں بہت حدیثیں آئی ہیں۔ جو لوگ دیدار الٰہی کے منکر ہیں انکے پاس کوئی دلیل نہیں محض ان کا قیاس ہے اور اس آیت سے انکا مدعا حاصل نہیں ہوتا کیونکہ اس میں بیان عام ہے اور دیدار الٰہی کی حدیثوں میں جنت کی خصوصیت ہے۔ پس آیت اور حدیث میں کوئی تعارض نہیں بلکہ استثنار ہے۔ ہاں دنیا کی آنکھوں سے خدا کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ آخرت کی قوت، باقی فائدہ صفحہ ۲۰۲)

كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ

اسی طرح بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں۔ اور تاکہ کہیں وہ کہ پڑھ لیا تو نے اور تاکہ بیان کریں ہم اس کو لیے اس قوم

اسی طرح ہم گوناگوں طریقوں سے دلائل بیان کرتے ہیں تاکہ وہ کہیں کہ آپ نے (خوب) پڑھ کر سنا دیا ہے۔ اور اسلئے بھی کہ جاننے والوں کے

يَّعْلَمُوْنَ ﴿١٠٥﴾ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

کہ جانتے ہیں پیروی کر اس چیز کی کہ وحی کی گئی ہے طرف تیرے رب تیرے سے نہیں کوئی معبود مگر

لئے ہم وضاحت کردیں آپ کی طرف جو آپ کے رب کی جانب سے وحی کیا گیا ہے اسی کی پیروی کرتے رہئے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٦﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ؕ

وہ اور منہ پھیر لے شرک کرنے والوں سے اور اگر چاہتا اللہ نہ شریک کرتے

اور مشرکوں سے اعراض کیجئے۔ اور اگر اللہ چاہتا تو یہ شریک نہ ٹھہراتے

وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿١٠٧﴾ وَلَا

اور نہیں کیا ہم نے تجھ کو اوپر ان کے نگہبان اور نہیں ہے تو اوپر ان کے داروغہ ولا اور مت

اور ہم نے آپ کو ان کا پاسبان نہیں بنایا اور نہ آپ ان کے محافظ ہیں اور

تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ

برا کہو ان لوگوں کو کہ پکارتے ہیں سوائے خدا کے پس برا کہیں گے خدا کو زیادتی سے بے

ان لوگوں کو گالیاں نہ دو جو خدا کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں کہ وہ زیادتی کے طور پر نادانی سے اللہ کو

عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۪ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ

سمجھے اسی طرح زینت دی ہم نے واسطے ہر ایک فرقہ کے عمل ان کے کو پھر طرف پروردگار ان کے ہے پھر جانا ان کا

گالیاں دیں گے۔ اسی طرح ہم نے ہر گروہ کی نظر میں اسکے عمل کو خوشنما بنا رکھا ہے پھر ان کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے

فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٨﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ

پس خبر دے گا ان کو ساتھ اس چیز کے کہ تھے وہ عمل کرتے اور قسم کھائی انہوں نے ساتھ اللہ کے

سو وہ ان کو سب کچھ بتا دے گا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اور وہ سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر

جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا

سخت قسموں اپنی کے البتہ اگر آوے ان کے پاس کوئی نشانی البتہ ایمان لاویں گے وہ ساتھ اسکے کہہ سوائے اسکے نہیں

ان کے پاس کوئی نشان حق آجائے تو وہ ضرور اس پر ایمان لے آئیں گے کہہ دیجئے نشانات

الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا

کہ نشانیاں نزدیک اللہ کے ہیں اور کیا چیز معلوم کرواتی ہے تم کو یہ کہ وہ جب آوے گی نہیں

تو اللہ کے پاس ہیں اور تم کو کیا معلوم کہ جب وہ نشان بھی آجائے تو بھی وہ

يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠٩﴾ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا

ایمان لاویں گے اور پھیر دیں گے ہم دلوں ان کے کو اور نظروں ان کی کو جیسا کہ نہ ایمان لائے تھے

ایمان نہ لائیں اور ہم ان کے دلوں کو اور ان کی آنکھوں کو پھیر دیں گے جسطرح کہ وہ پہلی مرتبہ

بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿١١٠﴾ ۱۳ ع ۱۰ ۱۹

ساتھ اسکے پہلی بار اور چھوڑ دیں گے ہم انکو بیچ سرکشی ان کی کے بھٹکتے

قرآن پر ایمان نہیں لائے تھے اور ہم انکو ان کی سرکشی میں بہتے دیں کہ بھٹکتے پھریں۔

حل لغات۔

لہ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ الخ. لا تسبوا فعل با فاعل الذین موصول یدعون الخ صلہ. موصول صلہ سے ملکر لا تسبوا کا مفعول. لا تسبوا لیا گیا ہے سبّ سے اور سبّ کہتے ہیں دشنام دہی کو۔ اسی سے ہے سبّابہ یعنی کلمہ کی انگلی۔ اگلے وقتوں میں سبّابہ سے اشارہ کرنا سب و شتم سے کنایہ سمجھا جاتا تھا جیسے

ف ابن جریر رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہ آیت استہزاء کرنے والے کفار قریش کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ہمارے مُردوں کو اٹھا لائیں۔ ہم اُن سے معلوم کریں کہ آپ جو فرماتے ہیں وہ سچ ہے یا جھوٹ اور فرشتے ہم کو دکھائیے یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لائیے جیسا کہ سورہ بنی اسرائیل میں بھی ہے أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا ۝ اور یہاں بھی یہی فرمایا قَالُوا لَن نُّؤْمِنَ حَتَّىٰ نُؤْتَىٰ مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللَّهِ اور پارہ ۱۹ میں ہے وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْنَا الْمَلَائِكَةُ أَوْ نَرَىٰ رَبَّنَا لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيرًا ۝ اللہ تعالیٰ نے مخالفین کے بے جا مطالبات کے جوابات ارشاد فرمائے اور اپنے رسول وحق گو کو تسلی دی کہ تم تبلیغ حق کیے جاؤ کوئی مانے یا نہ مانے۔ جو لوگ ماننے والے نہیں اُن کو تو اگر فرشتے بھی آ کر نصیحت کریں، مُردے بھی ان کے ساتھ باتیں کرنے لگیں اور سب کچھ اُن کے سامنے لا حاضر کیا جائے تو بھی وہ لوگ نہیں مانیں گے پھر ان کے پیچھے پڑنا محض تضییع اوقات ہے لقولہ تعالیٰ إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝ حاصل یہ کہ جو لوگ علم الٰہی یعنی تقدیر میں ہی شقی و بدبخت لکھے جا چکے ہیں وہ کسی صورت بھی ایمان نہیں لا سکتے۔ ہاں إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ۔ مگر یہ کہ اللہ ہی ان کا ایمان لانا چاہے تو ایمان لا سکتے ہیں مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ أَبَدًا یعنی جو اللہ چاہتا ہے وہی ہو کر رہتا ہے۔ اور جو وہ نہ چاہے تو ہرگز نہ ہوگا۔ بحوالہ بخاری و مسلم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب ماں کے رحم میں بچہ ایک سو بیس ۱۲۰ دن کا تیار ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے علم ازلی کے موافق فرشتہ لکھ لیتا ہے کہ بڑا ہو کر یہ بچہ نیک ہوگا یا بد۔ اس کے بعد اس پُتلے میں روح پھونکی جاتی ہے۔ اسی طرح علی رضی اللہ عنہ سے بھی آیا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم ازلی میں نیک ٹھہر چکے ہیں ان کے دل میں ہمیشہ نیک کاموں کا ارادہ اللہ کی طرف سے پیدا ہوتا رہتا ہے جس سے نیک کام کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اور جو اللہ کے علم میں بد ٹھہر چکے ہیں ان کا دل نیک کام کی طرف مائل نہیں ہوتا بلکہ بدی میں لگے رہتے ہیں۔ مقصد یہ ہوا کہ جو لوگ عمر بھر کفر شرک بدعات میں سرگرداں رہے اور اسی حالت میں مر گئے۔ نہ قرآن و حدیث کی نصیحت نے ان کے دل پر کچھ اثر کیا اور نہ انبیائی معجزات نے حتیٰ کہ معراج و شق القمر جیسے معجزوں کا بھی اثر نہ لیا تو سمجھ لو یہ شقی ازلی تھے معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث سے کوئی امر ثابت ہو جانے کے بعد نہ ماننے عمل کرنے پر شرطیں لگانا یہ بھی شقاوت ہے۔ انسان کو چاہیے کہ ہمیشہ اللہ سے شقاوت مٹوانے اور سعادت قائم اور ثابت کرانے کی دعاء کرتا رہے۔ جامع البیان صفحہ ۲۱۵ میں ہے مِنْ كَثِيرٍ مِنَ السَّلَفِ أَنَّهُمْ يَدْعُونَ بِهَذَا الدُّعَاءِ یعنی اکثر سلف سے اس دعاء کا پڑھنا ثابت ہے تاکہ بدبختی مٹ جائے نیک بختی ثابت قائم رہے الفاظ دعاء اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنَا أَشْقِيَاءَ فَامْحُهُ وَاكْتُبْنَا سُعَدَاءَ وَإِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنَا سُعَدَاءَ فَأَثْبِتْنَا فَإِنَّكَ تَمْحُو مَا تَشَاءُ وَتُثْبِتُ وَعِنْدَكَ أُمُّ الْكِتَابِ ۝ ترمذی میں ہے دعاء سے تقدیر بدل سکتی ہے اور نیکی سے عمر بڑھتی ہے۔ ایک روایت میں صدقہ خیرات اور صلہ رحمی کو بھی عمر کی بڑھوتی کا سبب بتایا ہے۔ فَإِنَّ الصَّدَقَةَ وَصِلَةَ الرَّحِمِ تَزِيدَانِ فِي الْعُمُرِ (حاشیہ جامع)

ف۲ ارشاد ہے، مبلغینِ حق کے پیچھے ہمیشہ شیطان اور شریر النفس لوگ لگے رہتے ہیں اور بجائے خود حق قبول کرنے کے کوشش کرتے ہیں کہ انھیں بھی اپنی شیطانی جماعت میں شامل کر لیں چنانچہ وہ اس مطلب کے پیش نظر نہایت چکنی چپڑی باتیں کرتے ہیں اور لوگوں کو دام فریب میں پھنسانا چاہتے ہیں۔ کوئی کسی بُت کی طرف بخیال طمع جھکاتا ہے کوئی کسی قبر والے سے التجاء کرواتا ہے اور دل میں خیال ڈالتا ہے کہ یہاں سے فلاں آدمی کو مراد ملی تھی۔ جو کوئی یہاں نذر چڑھاتا ہے وہ ضرور مراد پاتا ہے۔ اس طرح کی باتیں کر کے حق اور اہل حق سے متنفر کرتا ہے تاکہ سیدھے سادے مسلمانوں کے دل اللہ سے ہٹ کر غیر اللہ کی طرف جھک جائیں۔ یاد رہے جن کا آخرت پر یقین نہیں اُن پر شیطان کا فریب چل جاتا ہے۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا شیاطینِ انس وہ ہیں جو لوگوں کو بہکاتے و گمراہ کرتے ہیں، شرک و بدعت کی باتیں سکھاتے ہیں ہر شیطان وہ ہے جس میں شیطنت و شرارت ہو۔ کتوں میں کالا کتا شیطان ہوتا ہے جیسا کہ مسلم شریف میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً آیا ہے ایک دن ابوذر رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر! پناہ مانگ شیاطین جن و انس سے کہا کیا انسانوں میں شیاطین ہوتے ہیں؟ فرمایا، ہاں۔ ایک روایت میں ہے هُمْ شَرٌّ مِنْ شَيَاطِينِ الْجِنِّ وہ شیاطین جن سے بھی بدتر ہیں۔ امام احمد نے بطور متصلاً روایت کیا ہے سورۂ ناس میں ہے مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ شیاطین کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ پڑھنی چاہیے۔ گویا آیت ہذا میں ہر حق گو کو تسلی دی ہے کہ جس طرح تمہاری حق گوئی پر لوگ دشمن ہیں اسی طرح تم سے پہلے حق والوں کے بھی دشمن ہوتے چلے آئے ہیں لہٰذا تم پرواہ نہ کرو۔ قال اللہ تعالیٰ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا وَأُوذُوا حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ وَلَقَدْ جَاءَكَ مِنْ نَبَإِ الْمُرْسَلِينَ ۝ اور فرمایا مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ ۝ اور فرمایا وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ ۔ حدیث میں ہے (باقی فائدہ بر صفحہ ۲۰۴)

صِدْقًا وَّعَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾

راستی میں اور انصاف میں نہیں کوئی بدلنے والا باتیں اس کی کو اور وہ ہے سننے والا جاننے والا ف۱

صدق و انصاف کے اعتبار سے کامل ہے اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ

اور اگر کہا مانے گا تو اکثر ان لوگوں کا کہ بیچ زمین کے ہیں گمراہ کر دیں گے تجھکو راہ

اور اگر آپ ان لوگوں کی اطاعت کریں جو دنیا میں بہت زیادہ ہیں تو یہ لوگ آپ کو اللہ کی راہ سے بہکا دیں گے۔

اللّٰهِ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾

خدا کی سے نہیں پیروی کرتے مگر گمان کی اور نہیں وہ مگر اٹکل کرتے ف۲

یہ محض ظن کی پیروی کرتے ہیں۔ اور نری اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ

تحقیق پروردگار تیرا وہی خوب جانتا ہے اس شخص کو گمراہ ہو رہا ہے راہ اسکی سے اور وہی خوب جانتا ہے

بلاشبہ آپ کا پروردگار ان کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہک جاتے ہیں اور ان کو بھی خوب جانتا ہے جو

بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ

راہ پانے والوں کو پس کھاؤ اس چیز سے کہ یاد کیا گیا نام اللہ کا اوپر اسکے اگر ہو تم

ہدایت یافتہ ہیں تو جس جانور پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اس میں سے کھاؤ اگر تم اس کے

بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ

ساتھ نشانیوں اسکی کے ایمان لاتے اور کیا ہے واسطے تمہارے یہ کہ نہ کھاؤ اس چیز سے کہ یاد کیا گیا ہے نام

حکموں پر ایمان رکھتے ہو اور تمہیں کیا عذر ہے کہ تم ایسے جانوروں میں سے نہ کھاؤ

اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا

اللہ کا اوپر اسکے اور تحقیق مفصل بیان کر دیا ہے واسطے تمہارے جو کچھ کہ حرام کیا گیا ہے اوپر تمہارے مگر جو

جن پر اللہ کا نام لیا گیا ہو حالانکہ اس نے جو کچھ تم پر حرام کیا ہے اسے تمہارے لئے تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے

اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَاۗىِٕهِمْ بِغَيْرِ

لاچار ہو تم طرف اس کی اور تحقیق بہت لوگ البتہ گمراہ کرتے ہیں ساتھ خواہشوں اپنی کے بغیر

مگر جس وقت تمہیں مجبوری ہو۔ بیشک بہت سے لوگ اپنی نفسانی خواہشوں سے بغیر کسی علم کے لوگوں کو بہکاتے ہیں

عِلْمٍ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَذَرُوْا ظَاهِرَ

علم کے تحقیق پروردگار تیرا وہی خوب جانتا ہے حد سے نکل جانے والوں کو ف۳ اور چھوڑ دو ظاہر

یقیناً آپ کا پروردگار حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے اور ظاہری گناہ اور

الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ

گناہ کا اور باطن اس کا تحقیق وہ لوگ کہ کماتے ہیں گناہ البتہ

پوشیدہ گناہ سب چھوڑ دو۔ یقیناً وہ لوگ جو گناہ کر رہے ہیں

سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ

جزا دیئے جاویں گے ساتھ اس چیز کے کہ تھے کرتے ف۴ اور مت کھاؤ اس چیز سے کہ نہیں

عنقریب ان کے اعمال کی سزا ملے گی۔ اور جس جانور پر (ذبح کرتے وقت)

حل لغات۔
ف۱ صِدْقًا وَّعَدْلًا صفت ہے مصدر محذوف کی ای تمت تمامًا صدقًا وعدلًا یا کلمٰت سے حال واقع ہوئے ہیں ای صادقۃ عادلۃ اور ممکن ہے کہ بنا بر تمیز کے منصوب ہوں۔
ف۲ اِنَّ رَبَّكَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ مَنْ موصولہ ہے یا موصوفہ اور دونوں صورتوں میں محل نصب میں ہے اعلم کی وجہ سے نہیں کیونکہ افعل التفضیل اسم ظاہر میں نصب نہیں کرتا بلکہ فعل مضمر کی وجہ سے منصوب ہے جس پر اعلم دلالت کرتا ہے اور وہ یعلم ہے۔ ف۴ يَقْتَرِفُوْنَ اقتراف کہتے ہیں اکتساب کو۔ بولا کرتے ہیں الاعتراف یزیل الاقتراف جیسے کہا کرتے ہیں التوبۃ تمحو الحوبۃ۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۲۰۳) ورقہ بن نوفل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا نہیں لایا کوئی شخص مثل اس کے جو تم لائے ہو مگر اس کے ساتھ عداوت کی گئی ہے۔ مقصد یہ کہ ہر دشمن کے شر سے اللہ ہی کی پناہ کافی ہے اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ کیا اللہ اپنے بندہ کو کافی نہیں؟ (یقیناً اللہ ہی کافی وافی ہے) فقط

فوائد صفحہ ہٰذا

ف۱ حکم ہوتا ہے کہ مشرک اللہ کے سوا دوسروں کی پرستش کرتے ہیں اور اس معاملہ میں چاہتے ہیں کہ کسی کو پنچ بنالیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ ان سے کہدیجئے کہ کیا میں خدا کو چھوڑ کر کسی اور کو فیصل بناؤں کہ جس نے مجھ پر وہ کتاب نازل کی جس میں نیک و بد، اچھائی برائی کو کھول کھول کر بیان کر دیا اس کتاب کے برحق ہونے کی ایک دلیل تو خود یہی کتاب آفتاب آمد دلیل آفتاب کیونکہ الٰہیات اور احکام و قصص عبرت انگیز بصیرت خیز سعادت وشقاوت دارین کے اصول اس سچائی اور صفائی سے بیان کرنا خاصۂ کتاب الٰہی ہے۔ سو یہ سب باتیں قرآن مجید میں موجود ہیں۔ اگر آنکھ ہو تو دیکھ لو اس کی طرف هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا میں اشارہ فرمایا۔ اور اگر عقل خداداد نہ ہو اور کسی کی شہادت درکار ہو تو اہل کتاب دل میں اس کے برحق ہونے کے مقر ہیں کیونکہ خود وہ اپنی کتابوں جو مجموعہ صحیح و غلط روایات کا ہیں تاہنوز صدہا نشان قرآن کے برحق ہونے کے پاتے ہیں اس کی طرف اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ میں اشارہ کیا۔ اس کے بعد ان شبہات کو ہیچ پوچ قرار دینے کے لئے فرماتا ہے ..... کہ آپ کسی طرح شک میں نہ پڑیں شمشیر یقین سے سب کی قطع برید کر ڈالنا چاہئے۔ اس میں خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے (ابن جریر)، جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد الٰہی ہے فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ موضح القرآن میں ہے شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں "یہ کئی آیتیں اس پر اتری ہیں کہ کافر کہنے لگے کہ مسلمان اپنا مارا کھاتے ہیں اور اللہ کا مارا نہیں کھاتے، فرمایا ایسی فریب کی باتیں شیطان سکھاتے ہیں انسانوں کو شبہ ڈالنے کو عقل کا حکم نہیں، حکم اللہ کا ہے۔ آگے کھول کر سمجھا دیا کہ مارنے والا سب کا اللہ ہے لیکن اس کے نام کو برکت ہے جو اس کے نام پر ذبح ہوا سو حلال ہے جو بغیر اس کے مر گیا سو مردار" لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ کا معنے ہے کس کی مجال کہ اللہ تعالیٰ کی بات کو بدل سکے۔ جو بات اللہ تعالیٰ نے فرما دی وہ پتھر پر لکیر ہے نہ یہاں بدلے نہ وہاں فقط

ف۲ مشرکین عرب کہتے کہ عجیب بات ہے کہ تم مسلمان اللہ کا مارا ہوا نہیں کھاتے اور اپنا مارا ہوا کھاتے ہو پھر اس دعوے کو اپنی کثرت سے مدلل کرتے کہ ہم چونکہ تعداد میں تم مسلمانوں سے زیادہ ہیں ہماری قوم برادری میں اسی طرح ہوتا آیا ہے۔ ہمارے بزرگوں نے جو اس طرح کیا ہے تو آخر کچھ سوچا ہی ہوگا۔ اس آیت نے قطعی فیصلہ کر دیا کہ کسی جماعت کی محض کثرت بغیر قوت دلیل کے ہرگز اس جماعت کی حقانیت کو مستلزم نہیں بلکہ صداقت اور حقانیت کے لئے قوت دلیل ضروری ہے۔ حق کے خلاف چاہے سارا جہان ہو ہرگز ہاں میں ہاں نہ کی جائے کثرت رائے پر چلنا اور شرع کے خلاف فیصلہ دینا گمراہی ہے۔ نیز فرمایا وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ اور فرمایا وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ ایسے لوگ تابع خیال ہیں اٹکل پچو چلتے ہیں۔ اندازے سے باتیں بنا لیتے ہیں توہم پرستی میں گھرے ہوئے ہیں۔ تقلید کے عادی و خوگر ہیں۔ تحقیق سے دور لکیر کے فقیر ہیں۔ حجۃ اللہ البالغہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵۰ میں ہے لَا حُجَّةَ فِيْ قَوْلِ اَحَدٍ دُوْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ كَثُرُوْا وَلَا قِيَاسَ وَلَا فِيْ شَيْءٍ وَمَا ثَمَّ اِلَّا طَاعَةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ یعنی اللہ و رسولؐ کے فرمان قرآن و حدیث کے مقابلہ میں کسی بھی امر میں کسی شخص کا قول حجت نہیں اگرچہ اس قول کے کہنے والے بہت لوگ کیوں نہ ہوں۔ آیت ہٰذا میں اللہ نے آپ پر رکھ کر دوسروں کو سنایا ہے۔ جاہل عوام کی آبائی تقلیدی باتوں میں سے ایک مسئلہ ذبیحہ بھی ہے جس پر انھوں نے نکتہ چینی کی جس کا جواب اگلی آیت فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ۝ سے دیا فقط۔

ف۳ جو حلال جانور بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا جائے اُسے کھاؤ اور جو (عمداً) بغیر بسم اللہ کے ذبح کیا جائے خواہ جھٹکا کیا ہو یا گردن مروڑی ہو یا خود بخود مر جائے یا اس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے یا اللہ اور غیر یا دونوں کا نام لیا جائے یا غیر اللہ کے نام کا جانور ہو اور ذبح کے وقت عادتاً و رسماً صرف اللہ ہی کا نام لیا گیا ہو اُسے مت کھاؤ وہ حرام ہے جیسے بکرا شیخ سدّو کا، گائے سید احمد کبیر کی، مرغا زین خاں کا، دُنبہ پیران پیر کی گیارہویں کا وغیرہ وغیرہ۔ ارشاد نبوی ہے لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے مَآ اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلْ یعنی پتھر لکڑی یا لوہے کی ایسی چیز ہو کہ اس سے جانور ذبح ہو جائے اور اللہ کے نام پر ذبح ہو تو اس کو کھاؤ اور اگر ذبح کرنے والا ایسا مسلمان ہو کہ مسئلہ سے واقف نہیں ہے اور شبہ ہو جائے کہ ذبح کے وقت بسم اللہ واللہ اکبر پڑھی ہے یا نہیں تو کھانے والا کھاتے وقت بسم اللہ کہہ کر کھا لے وہ کفایت ہے جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے واضح ہے (بخاری) فقط (مسئلہ ہٰذا کے تفصیلی بیانات اسی قرآن مجید کے حاشیہ صفحہ ۱۵۲ اور تفسیر سورۂ فاتحہ بنام تفسیر ستاری میں پڑھئے۔)

(باقی فائدہ برصفحہ ۲۰۵)

يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ

یاد کیا گیا نام اللہ کا اوپر اسکے اور تحقیق وہ البتہ فسق ہے اور تحقیق شیاطین

اللہ کا نام نہیں لیا گیا اسے ہرگز نہ کھاؤ اور اس کا کھانا یقیناً نافرمانی کی بات ہے

لَيُوْحُوْنَ اِلٰۤى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ

البتہ وسوسہ ڈالتے ہیں طرف دوستوں اپنے کے تو کہ جھگڑیں تم سے اور اگر تم نے کہا مانا ان کا

اور بیشک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے رہتے ہیں تاکہ وہ تمہارے ساتھ کج بحثی کریں اور اگر تم انکی

اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ع اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا

تحقیق تم ہی البتہ مشرک ہو گے کیا جو شخص کہ تھا مردہ پس جلایا ہم نے اسکو اور کی ہم نے واسطے

اطاعت اختیار کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے کیا وہ آدمی جو مردہ تھا ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور اس کے لئے روشنی

ع ۱۴

لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِى النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِى الظُّلُمٰتِ

اس کے روشنی چلتا ہے ساتھ اسکے بیچ لوگوں کے مانند اس شخص کی کہ صفت اسکی یہ ہے بیچ اندھیروں کے

پیدا کی کہ اس کی مدد سے لوگوں میں چلتا پھرتا ہے اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس کی حالت یہ ہے

لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا

نہیں نکلنے والا اس سے اسی طرح سے زینت دیا گیا ہے واسطے کافروں کے جو کچھ کہ تھے

کہ تاریکیوں میں گھرا ہے وہاں سے نکل نہیں سکتا اسی طرح کافروں کو انکے اعمال آراستہ معلوم

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِىْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا

وہ کرتے اور اسی طرح کئے ہیں ہم نے بیچ ہر بستی کے بڑے گنہگار ان کے

ہوتے ہیں اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں وہاں کے مجرموں کو سردار بنا دیا۔ تاکہ وہ وہاں مکر و فریب

لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

تو کہ مکر کریں بیچ اس کے اور نہیں مکر کرتے مگر ساتھ جانوں اپنی کے اور نہیں سمجھتے وہ

پھیلا سکیں اور فی الحقیقت وہ مکر و فریب نہیں کرتے ... ہی ساتھ۔ لیکن وہ سمجھتے نہیں

وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ

اور جس وقت آتی ہے انکے پاس کوئی نشانی کہتے ہیں ہرگز نہ ایمان لاویں گے ہم یہاں تک کر دیئے جاویں ہم مانند اس کی

اور جب ان کے پاس کوئی نشانی آتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم کبھی یقین نہیں کریں گے۔ جب تک

وقف لازم وقف منزل

مَاۤ اُوْتِىَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔۘ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ

جو دیئے گئے ہیں پیغمبر خدا کے اللہ خوب جانتا ہے کہ کس جگہ رکھے پیغمبری اپنی کو

کہ ہمیں بھی وہ چیز نہ دی جائے۔ جو اللہ کے رسولوں کو دی جاتی ہے۔ اللہ خوب

سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ

البتہ پہنچے گی ان لوگوں کو کہ گناہ کرتے ہیں ذلت نزدیک اللہ کے سے اور عذاب

جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے عنقریب مجرموں کو اللہ کے یہاں ذلت پہنچے گی اور

شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ

سخت بسبب اسکے کہ تھے مکر کرتے پس جس کو ارادہ کرتا ہے اللہ

سخت عذاب۔ ان کی فتنہ انگیزی کی وجہ سے تو جس کو اللہ چاہتا ہے کہ توفیق ہدایت دے

حل لغات۔
له وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ
اِنَّهٗ ضمیر راجع ہے ما
اُکل کی طرف اور ممکن
ہے کہ اکل کی طرف
راجع ہو جو مدلول
ہے لاتاکلوا کا۔
اَکٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا۔
اکابر جمع ہے اکبر کی
اور جعلنا کا مفعول
ثانی ہے اور مجرمیہا
مفعول اول اصل
میں عبارت یوں
ہے جعلنا مجرمیہا
اکابر۔ اکابر کی
اضافت مجرمیہا کی طرف ناجائز ہے کیونکہ اس صورت میں جملہ کے معنی پورے نہیں ہوتے بلکہ جعل کے مفعول ثانی کی تقدیر کی ضرورت پڑے گی
مجرمیہا اصل میں تھا مجرمینہا نون جمع اضافت کی وجہ سے گر پڑا۔ ۲ صغار فاعل ہے یصیب کا اور اس کے معنی ہیں ذلت و خواری کے۔

(بقیہ فوائد صفحہ ۲۰۴)

ف۷ نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَنِ الْاِثْمِ فَقَالَ الْاِثْمُ مَا حَاکَ فِیْ صَدْرِکَ وَکَرِھْتَ اَنْ یَّطَّلِعَ النَّاسُ عَلَیْہِ یعنی میں نے گناہ کے متعلق پوچھا کہ گناہ کسے کہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو نہ چاہے کہ کسی کو اسکا علم ہو جائے۔ مقصد یہ کہ ظاہری اور باطنی چھوٹے بڑے سب گناہ چھوڑ دو نہ کھلی بدکار عورتوں کے ہاں جاؤ اور نہ چھپی بدکاریاں کرو۔ اور یہ معنی بھی ہیں جو عورتیں تم پر حرام ہیں ماں۔ بیٹی ان سے نہ چھپ کے نکاح کرو نہ ظاہر۔ غرض ہر گناہ سے دور رہو کیونکہ ہر بدکاری کا برا بدلہ ہے (ابن کثیر)

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ یعنی شرک صرف یہی نہیں کہ خدا کے سوائے کسی مخلوق کو انسان پوجے بلکہ شرک حکم میں بھی ہے کہ اور کا مطیع ہو جائے جیسے فرمایا اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔ جامع ترمذی میں اس کی تفسیر میں عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انھوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا یہ جو اللہ نے آیت اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ میں فرمایا ہے کہ لوگوں نے اللہ کے سوا اپنے ملا مولویوں اور درویشوں کو خدا بنایا ہوا ہے سو مَا عَبَدُوْھُمْ کوئی بھی ان کی عبادت نہیں کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّھُمْ اَحَلُّوْا لَھُمُ الْحَرَامَ وَحَرَّمُوْا عَلَیْھِمُ الْحَلَالَ فَاتَّبَعُوْھُمْ فَذٰلِکَ عِبَادَتُھُمْ اِیَّاھُمْ الخ معلوم ہوا مقلد ہوتا کسی عالم و درویش کا گو وہ کتنا ہی بڑا امام یا پیر کیوں نہ ہو شرک ہے جب غیر کی بات کھلے اتری اور اللہ و رسول کا قول اس کے مقابلہ میں قابل قبول نہ سمجھا گیا گو کسی تاویل فاسد یا رائے کاسد ہی کی وجہ سے کیوں نہ ہو تو پیروی اس مولوی ملا فقیر پیر امام کی شرک فی العبادت ہے۔ یہ مرتبہ کلام اللہ و کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ ان کی بات میں جگہ دم مارنے کی نہیں ہوتی (ترجمان) فقط

ف۲ مومن اور کافر کی مثال بیان ہو رہی ہے ایک تو وہ جو پہلے مردہ تھا یعنی کفر و گمراہی کی حالت میں حیران و پریشان تھا اللہ نے اسے زندہ کیا ایمان و ہدایت نصیب کی قرآن و حدیث کی منور روشنی عطا کی ان کے تحت اپنی زندگی گذارتا ہے۔ دوسرا وہ جو جہالت و ضلالت کی تاریکیوں میں گھرا ہوا ہے کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ یہ مثال عمر رضی اللہ عنہ اور ابوجہل کے بارے میں ہے۔ اور بعض نے کہا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ اور ابوجہل یا عمار رضی اللہ عنہ اور ابوجہل کے بارے میں ہے (جامع البیان صفحہ ۱۲۵) صحیح بات یہ ہے کہ یہ آیت عام ہے ابتدار اسلام سے قیامت تک ہر مومن و کافر اس میں داخل ہے فقط

ف۳ اس آیت میں فرمایا جب کسی آبادی میں کوئی داعی حق کھڑا ہوتا ہے تو وہاں کے سردار محسوس کرتے ہیں کہ اگر دعوت حق کامیاب ہو گئی تو ان کے ظالمانہ اختیارات کا خاتمہ ہو جائے گا اس لئے انھیں ایک طرح کی ذاتی دشمنی او رہو جاتی ہے۔ وہ طرح طرح کی مکاریاں کرتے رہتے ہیں تاکہ لوگ دعوت حق قبول نہ کریں اس طرح مکر و اضلال کا وبال بھی ان ہی پر ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَھُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِھِمْ یعنی البتہ اٹھائیں گے اپنے بوجھ اور کتنے بوجھ ساتھ اپنے بوجھ کے جیسے فرعون نے معجزہ دیکھا تو حیلہ نکالا کہ سحر کے زور سے سلطنت کیا چاہتا ہے لیکن ان کے یہ حیلے اور داؤ پیچ بحمداللہ کے ایمانداروں پر نہیں چلتے۔ حیلہ کرنے والے اپنی عاقبت خراب کر کے خود اپنا ہی نقصان کرتے ہیں جس کا احساس انھیں اس وقت نہیں ہوتا فقط۔ ف۴ یعنی یہ وہ مکار ہیں کہ جب ان کے پاس کوئی نشانی اور حجت قاطع آتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان نہیں لاتے جب تک کہ فرشتے رسالت لے کر ہمارے پاس نہ آجائیں جس طرح رسولوں کے پاس آئے ہیں جیسا کہ سورۂ فرقان میں بھی ہے وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓئِکَۃُ اَوْ نَرٰی رَبَّنَا لَقَدِ اسْتَکْبَرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا کَبِیْرًا ۝ سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ کس جگہ رسالت رکھی جائے اور کون شخص مخلوق میں لائق رسول بنانے کے ہے۔ یوں تو اہل مکہ اور ان کے سرداروں کو اقرار تھا کہ شرافت، فضیلت اور اعلیٰ نسب کے لحاظ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند درجہ حاصل ہے۔ گاؤں کے سردار ابوسفیان نے بروقت سوال ہرقل بادشاہ روم و شام کے صاف کہا تھا کہ وہ شخص ہماری قوم میں بڑے مرتبہ کا نسب والا ہے جس نے زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا کما جاء فی حدیث البخاری۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیمؑ میں سے اسمٰعیل کو برگزیدہ کیا اور اولاد اسمٰعیلؑ میں بنوکنانہ قریش کو اور قریش سے بنوہاشم کو اور بنو ہاشم سے مجھ کو برگزیدہ فرمایا (مسلم) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں پر نظر فرمائی پس علم ازلی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو سب سے بہتر رکھ کر اس کو اپنی رسالت کے واسطے برگزیدہ فرمایا پھر اس کے بعد بندوں کے دلوں پر نظر فرمائی تو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دلوں کو سب سے بہتر رکھ کر ان کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر بنایا جو اللہ کے دین کے واسطے جہاد کرتے ہیں الخ (احمد) فقط۔

أَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ

جس کو ہدایت کرے اس کو کھول دیتا ہے سینہ اس کا واسطے مسلمانی کے اور جس کو ارادہ کرتا ہے کہ گمراہ کرے اس کو

اس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے کہ گمراہ کر دے اس کے سینے

يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ

کرتا ہے سینہ اس کے کو تنگ بند گویا کہ زور سے چڑھتا ہے بیچ آسمانوں کے

کو بہت تنگ اور رکا ہوا کر دیتا ہے گویا کہ وہ بلندی پر چڑھ رہا ہے۔ اسی طرح

كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

اسی طرح کرتا ہے اللہ ناپاکی اوپر ان لوگوں کے کہ نہیں ایمان لاتے ف۱

اللہ ان لوگوں پر عذاب بھیجتا ہے جو ایمان نہیں لاتے

وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

اور یہ ہے راہ پروردگار تیرے کی سیدھی تحقیق مفصل بیان کیں ہم نے نشانیاں واسطے اس قوم

اور یہی تمہارے پروردگار کی سیدھی راہ ہے بلاشبہ ہم نے ان لوگوں کیلئے جو نصیحت حاصل کرنیوالے ہیں تفصیل کے ساتھ تمام

يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ

کے نصیحت پکڑتے ہیں ف۲ واسطے ان کے ہے گھر سلامتی کا نزدیک رب اپنے کے اور وہ دوست ہے

آیتیں بیان کر دی ہیں ان کیلئے ان کے پروردگار کے یہاں سلامتی کا گھر ہے، اور ان کے نیک اعمال

بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ

ان کا بسبب اس کے کہ تھے کرتے اور جس دن اکٹھا کرے گا ان کو سب کو اے جماعت

کی وجہ سے وہ ان کا مددگار رہے اور جس دن اللہ سب کو جمع کرے گا اور فرمائے گا۔ اے گروہ جنات!

الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ

جنوں کی تحقیق بہت لے لئے ہیں تم نے آدمیوں میں سے اور کہا دوستوں ان کے نے

تم نے انسانوں میں سے بڑی تعداد اپنے ساتھ لے لی۔ اور انسانوں میں سے جو ان کے رفیق و مددگار ہیں کہیں گے۔

مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا

آدمیوں میں سے اے رب ہمارے فائدہ اٹھایا بعضے ہمارے نے بعضوں سے اور پہنچے ہم وعدہ اپنے کو

اے پروردگار! ہم دنیا میں ایک دوسرے سے فائدہ اٹھاتے رہے اور اس میعاد

الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

جو مقرر کیا تھا تو نے واسطے ہمارے کہے گا آگ ہے ٹھکانا تمہارا ہمیشہ رہو گے بیچ اس کے

تک پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لئے ٹھہرا دی تھی ارشاد ہوگا تمہارا ٹھکانا آگ ہے جس میں ہمیشہ رہو گے

اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ وَكَذٰلِكَ

مگر جو چاہا اللہ نے تحقیق پروردگار تیرا حکمت والا جاننے والا ہے ف۳ اور اسی طرح

ہاں اگر خدا چاہے (تو اور بات ہے) بلاشبہ آپکا پروردگار بڑی حکمت والا اور بڑے علم والا ہے اور اسی طرح

نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ ع ۱۵ ۵ ۲

دوست کر دیتے ہیں ہم بعض ظالموں کو بعضوں کا بسبب اس کے کہ تھے کماتے ف۴

ہم بعض ظالموں کو بعض پر مسلط کر دیتے ہیں ان کے اعمال کی وجہ سے۔

حل لغات۔

۱ ضَیِّقًا ضیق اور ضَیْق دونوں کے ایک معنی ہیں جس طرح سَیِّد اور سَیْد۔ ھَیِّن اور ھَیْن۔ لَیِّن اور لَیْن۔ مَیِّت اور مَیْت ہم معنی ہیں۔ اس کے معنی ہیں سینہ کا تنگ ہونا بھچ جانا۔ ۲ حَرَجًا۔ لغت میں حرج کہتے ہیں بہت تنگ اور بھچے کو۔ بعض اہل لغت کہتے ہیں کہ یہ جمع ہے حرجۃ کی اور حرجۃ اس ★

ف مشکوٰۃ مطبع فاروقی کے صفحہ ٢٣٨ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے قَالَ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ النُّوْرَ اِذَا دَخَلَ الصَّدْرَ انْفَسَحَ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ لِتِلْکَ مِنْ عِلْمٍ یُّعْرَفُ بِہٖ قَالَ نَعَمْ اَلتَّجَافِیْ مِنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَالْاِنَابَۃُ اِلٰی دَارِ الْخُلُوْدِ وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِہٖ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی پھر فرمایا جب کسی کے دل میں نورِ ایمان داخل ہو جاتا ہے جس سے سینہ کھل جاتا ہے۔ عرض کیا گیا اس کی کوئی علامت بھی ہے جس سے شرح صدر معلوم ہو؟ فرمایا جنت کی طرف جھکنا، رغبت کامل رکھنا، آخرت کی فکر رکھنا اور دنیا سے جو دھوکہ کی ٹٹی ہے بھاگنا اور موت کے آنے سے پہلے اس کے لئے تیاری کرنا ہے خدا کا ارادہ جسے ہدایت کرنے کا ہوتا ہے اس پر نیکی کے راستے آسان ہو جاتے ہیں جیسے فرمانِ الٰہی ہے اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَۃِ قُلُوْبُھُمْ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ (پارہ ٢٣) نیز فرمایا وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَکَرَّہَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ ○ (پارہ ٢٦) یعنی اللہ نے

تمہارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دی اور اسے تمہارے دلوں میں زینت دار بنا دیا اور کفر و فسق اور نافرمانی کی کراہت ڈال دی یہی لوگ راہ یافتہ اور نیک بخت ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا دل ایمان و توحید کی طرف کشادہ ہو جاتا ہے۔ مسند عبدالرزاق میں ہے کہ ابو جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ مومنوں میں بڑا عقلمند کون ہے تو آپؐ نے فرمایا جو سب سے زیادہ موت کو یاد رکھنے والا اور سب سے زیادہ موت کے بعد کی زندگی کے لئے تیاری کرنے والا ہو۔ ضَیِّقًا تنگ ہونا سینہ کا یہ ہے کہ ہدایت اس میں نہ جائے ایمان اس میں جگہ نہ پائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ منافقوں کے دل کا یہ حال ہے کہ کوئی چیز اس تک نہیں پہنچتی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اسلام کو اس پر تنگ کر دیتا ہے حالانکہ اسلام واسع ہے فقط۔

ف پھر فرمایا شرعِ محمدی کلامِ باری ہی راہِ راست ہے چنانچہ جامع ترمذی وغیرہ میں ہے قرآن اللہ کی سیدھی راہ مضبوط رسی حکمت والا ذکر ہے جنہیں اللہ کی جانب سے عقل و فہم علم و عمل دیا گیا انکے سامنے تو وضاحت کے ساتھ آیات اللہ آچکیں۔ اسی واسطے شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی حکم برداری کرنی اور عقل کو دخل نہ دینا سیدھی راہ ہے (موضح) یعنی جو اسلام و فرمانبرداری کے سیدھے راستہ پر چلے گا وہی سلامتی کے گھر پہنچے گا اور خدا اس کا دوست و مددگار ہوگا۔ دار السلام جنت ہے۔ حساب و کتاب کے بعد جب جنتی جنّت میں داخل ہوں گے تو اللہ کی طرف سے ان کو سلام پیش ہوگا جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ ○ دنیا میں تم نے صبر شکر کی زندگی گزاری سلام ہو تم پر۔ پس آخرت کا گھر کیا ہی بہتر ہے۔ یہ بیان تو اولیاء الرحمٰن کا ہوا۔ اب آگے اولیاء الشیطان کا حال ہے (ابن جریر وغیرہ) فقط

ف دنیا میں انسان جو بُت پوجتے ہیں قبر پرستی مذہب پرستی کرتے ہیں وہ فی الحقیقت جن ہیں یعنی انسان کے دل میں یہ خیال ڈال دیا ہے کہ یہ ہماری حاجت کو پورا کریں گے انکے نام پر نیازیں چڑھاتے ہیں۔ جاہلیت کے زمانہ میں بھی جو مسافر کہیں اُترتا تو کہتا کہ اس وادی کے بڑے جن کی پناہ میں آتا ہوں کہ کوئی شریر جن مجھ کو نہ ستانے پائے۔ پس یہ تو انسانوں نے جنوں سے نفع لیا اور جن یہ سنکر خوش ہوتے اور کہتے کہ ہم جن و انسان ہر دو کے سردار ہو گئے۔ اب جب کہ۔ آخرت میں وہ جن اور انسان برابر پکڑے جائیں گے تو یوں عذر کریں گے کہ ہم نے پوجا نہیں وَاللّٰہِ رَبِّنَا مَا کُنَّا مُشْرِکِیْنَ ○ بلکہ ہم تو آپس کی کارروائی کرتے تھے۔ .... اُس وقت جواب ملیگا کہ اچھا اب بھی تم ساتھ ہی جہنم میں جاؤ وہیں ہمیشہ پڑے رہنا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ سے وہ اوقات مراد ہیں جو اہلِ نار کو دوزخ سے نکال کر زمہریر کی طرف منتقل کیا جائے گا (بیضاوی) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ ایسی آیت ہے کہ کسی کو سزاوار نہیں کہ اللہ کی مخلوق کے بارے میں اللہ کی طرف سے کوئی حکم لگاوے (ابن جریر) قرآنی تصریحات بتاتی ہیں کہ مشیتِ الٰہی کبھی انکے خروج کیلئے نہ ہوگی۔ اسی طرح شاہ صاحبؒ بھی لکھتے ہیں "اگر عذاب دوزخ دائم ہے تو اُسی کے چاہنے سے وہ چاہے تو موقوف کرے لیکن ایک چیز چاہ چکا" (موضح) پس یہاں خلود مؤکد مراد ہے (مواہب) اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ○ اکثر اہلحدیث نے اسپر اتفاق کیا ہے کہ کافر و مشرک ابد الآباد نارِ دوزخ میں عذاب پاتے رہیں گے۔ جمہور علماء اسلام کا یہی قول ہے کہ دوزخیوں کا عذاب ہمیشہ قائم رہیگا جیسے بہشتیوں کا چین و عیش (ام حمیدی)

ف جیسے تم نے شیاطین الجن اور ان کے (باقی فائدہ بر صفحہ ٢٠٧)

مقام کو کہتے ہیں جہاں اس کثرت سے اشجار ہوں کہ وحشی جانور اور چرواہا وہاں تک نہ پہنچ سکے۔ چونکہ کافر کا دل بھی نہایت تنگ ہوتا ہے کہ وہاں بھلائی کو راستہ نہیں ملتا اس لئے اسے حرج سے تعبیر کیا۔ ٣ یَصَّعَّدُ اصل میں تھا یتصعد۔ تے کو صاد سے بدل کر صاد میں ادغام کر دیا۔
٤ لَھُمْ دَارُ السَّلٰمِ دار السلام سے مراد ہے جنت اور یہ اس لئے کہ سلام کے معنی ہیں سلامتی اور عافیۃ کے یعنی سلامتی کا گھر۔

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ

اے جماعت جنوں کی اور آدمیوں کی کیا نہ آئے تھے تمہارے پاس پیغمبر تمہیں میں سے

اے گروہ جن و انس کیا تمہارے پاس تم ہی میں کے پیغمبر نہیں آتے تھے؟ جو تمہیں ہماری آیتیں سناتے

يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ

بیان کرتے تھے اوپر تمہارے نشانیاں میری اور ڈراتے تھے تم کو ملاقات اس دن تمہارے کے

تھے اور تم کو اس دن کے پیش آنے سے ڈراتے تھے۔ وہ عرض کریں گے۔ ہم اپنے اوپر جرم کی گواہی دیتے ہیں۔

هٰذَا ۭ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓي اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ

سے یہ کہا انہوں نے گواہی دی ہم نے اوپر جانوں اپنی کے اور فریب دیا تھا ان کو زندگانی

اور ان کو دنیا کی زندگی نے فریب میں ڈال رکھا تھا۔ اور (اب) وہ اقرار

الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝130

دنیا کی نے اور گواہی دی انہوں نے اوپر جانوں اپنی کے یہ کہ وہ تھے کافر

کریں گے۔ کہ بلاشبہ وہ حق کا انکار کرنے والے تھے۔

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰي بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا

یہ اس واسطے کہ نہیں ہے پروردگار تیرا ہلاک کرنیوالا بستیوں کا ساتھ ظلم کے اور لوگ اس کے

یہ اس وجہ سے ہے کہ آپکا پروردگار ظلم و ناانصافی سے ایسی حالت میں بستیوں کو تباہ کرنا نہیں چاہتا کہ وہاں کے رہنے والے (احکام سے)

غٰفِلُوْنَ ۝131 وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۭ وَمَا رَبُّكَ

غافل ہوں اور واسطے ہر ایک کے درجے ہیں اس چیز سے کہ کیا ہے انہوں نے اور نہیں پروردگار

بے خبر ہوں اور ہر شخص کے لئے انکے اعمال کے مطابق درجے ہیں اور آپ کا پروردگار

بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝132 وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ

تیرا غافل اس چیز سے کہ کرتے ہیں اور پروردگار تیرا بے پرواہ ہے مہربانی والا

ان کے اعمال سے غافل نہیں اور آپ کا پروردگار بے نیاز ہے رحمت والا۔ اگر وہ چاہے

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَاۗءُ كَمَآ

اگر چاہے لے جاوے تم کو اور جگہ پر بٹھا دے پیچھے تمہارے جو کچھ چاہے جیسا پیدا کیا

تو تمہیں اٹھالے جائے اور تمہارے بعد جس کو چاہے تمہارا جانشین بنا دے جس طرح ایک

اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۝133 اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ

تم کو اولاد قوم اور سے تحقیق جو کچھ وعدہ دیے جاتے

دوسری قوم کی نسل سے تم کو پیدا کیا ہے جس چیز کا تم سے وعدہ کیا

لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝134 قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي

ہو تم البتہ آنیوالا ہے اور نہیں تم عاجز کرنے والے فرما کہہ اے قوم میری عمل کرو اوپر

جاتا ہے وہ یقیناً آنیوالی ہے اور (خدا کو) تم عاجز نہیں کر سکتے (اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ اے قوم!

مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ

جگہ اپنی کے تحقیق میں بھی عمل کرنیوالا ہوں پس البتہ جانو گے تم کون شخص ہے کہ ہوگا واسطے

تم (اپنی جگہ) کام کئے جاؤ۔ میں بھی اپنی جگہ کام کر رہا ہوں۔ جلد ہی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس کا اچھا ہے۔ یہ

حل لغات۔
لہ یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ۔ معشر اس جماعت کو کہتے ہیں جن کا امر واحد ہو اور ان میں باہم مخالطت اور معاشرت حاصل ہو۔ اس کی جمع آتی ہے معاشرہ

کہ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ. ذلک مبتدا۔ ان لم یکن خبر پھر اَن مصدریہ ہے یا اَنّ حرف مشبہ بفعل کا مخفف۔ اس صورت میں ضمیر شان جو اَنّ کا اسم ہے محذوف ہوگی۔ صاحب کشاف کا قول ہے کہ ذٰلک مبتدا ہے اور خبر محذوف والتقدیر الامر ذٰلک۔ ۳ہ بِظُلْمٍ مُہْلِکَ کے متعلق یا ایک محذوف کے متعلق جو القریٰ سے حال

(بقیہ فائدہ صفحہ ۲۰۶) اولیاء انس کا حال سنا اسی طرح ظالموں اور گنہگاروں کو ان کے ظلم وسیہ کاریوں کے تناسب سے دوزخ میں ہم ایک دوسرے کے قریب کردیں گے اور جو جس درجہ کا ظالم ہوگا اسکو اسی طبقہ عُصاۃ میں ملادیں گے۔ ایک معنی یہ بھی ہے کہ اسی طرح دنیا میں بھی ایک دوسرے کے قریب کردیں گے۔ ایک مرفوع حدیث میں ہے جو ظالم کی مدد کرے گا اللہ اسی کو اسپر مسلط کردیگا کسی شاعر کا قول ہے ؎ وَمَا مِنْ يَدٍ إِلَّا يَدُ اللّٰهِ فَوْقَهَا ÷ وَمَا ظَالِمٌ إِلَّا سَيُبْلٰى بِظَالِمِ ۔ یعنی ہر طاقت پر اللہ کی طاقت بالا ہے اور ہر ظالم دوسرے ظالم کے پنجہ میں پھنسنے والا ہے۔ مطلب یہ کہ ہم ان کے ظلم وسرکشی اور بغاوت کا بدلہ بعض سے بعض کو دلادیتے ہیں جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کتاب الامارات کی فصل تین میں حدیث قدسی ہے۔ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ أَنَا اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنَا مَالِكُ الْمُلُوْكِ وَمَلِكُ الْمُلُوْكِ قُلُوْبُ الْمُلُوْكِ فِيْ يَدِيْ وَإِنَّ الْعِبَادَ إِذَا أَطَاعُوْنِيْ حَوَّلْتُ قُلُوْبَ مُلُوْكِهِمْ عَلَيْهِمْ بِالرَّحْمَةِ وَالرَّأْفَةِ وَإِنَّ الْعِبَادَ إِذَا عَصَوْنِيْ حَوَّلْتُ قُلُوْبَهُمْ بِالسَّخْطَةِ وَالنِّقْمَةِ فَسَامُوْهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ فَلَا تَشْغَلُوْآ أَنْفُسَكُمْ بِالدُّعَآءِ عَلَى الْمُلُوْكِ وَلٰكِنِ اشْغَلُوْآ أَنْفُسَكُمْ بِالذِّكْرِ وَالتَّضَرُّعِ كَيْ أَكْفِيَكُمْ مُلُوْكَكُمْ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں بادشاہوں کا مالک اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں۔ سب بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں۔ جب بندے میرے حکم بردار ہوتے ہیں تو میں بادشاہوں کو انپر مہربان کردیتا ہوں اور جب بندے نافرمان ہوجاتے ہیں تو میں بادشاہو کو غصہ والا اور سختی والا بنادیتا ہوں پس انھیں ستانے لگتے ہیں جب تمہارے بادشاہ ظالم ہوں تو تم بادشاہوں کو بُرا کہنے میں مصروف نہ ہو بلکہ مجھ سے دُعاء اور التجاء کرو تاکہ میں تمہارے بادشاہوں کو تمپر مہربان کردوں۔ ایک روایت میں یوں ہے كَمَا تَكُوْنُوْنَ كَذٰلِكَ يُؤَمَّرُ عَلَيْكُمْ یعنی تم نیک ہوگے تو تمہارے بادشاہ بھی نیک ہوں گے۔ تم بُرے ہوگے تو تمہارے بادشاہ بھی بُرے ہوجائیں گے۔ معلوم ہوا لوگوں کی دوستیاں اعمال پر ہوتی ہیں مؤمن کا دل مؤمن ہی سے لگتا ہے گو وہ کہیں کا ہو اور کیسا ہی ہو اور کافر کا فر بھی ایک ہی ہیں۔ یاد رکھو ایمان تمناؤں اور ظاہرداری کا نام نہیں ہے فقط۔

فوائد صفحہ هٰذا

ف۱ یہ اور ڈانٹ ڈپٹ ہے جو قیامت کے دن اللہ کی طرف سے انسانوں اور جنوں کو ہوگی کہ تم میں سے ہی تمہارے پاس میرے بھیجے ہوئے رسول نہیں آئے تھے؟ یہ یاد رہے جتنے پیغمبر آئے وہ سب انسان ہی تھے کوئی جن رسول نہیں ہوا۔ ائمہ سلف وخلف کا مذہب یہی ہے کہ جنات میں نیک لوگ نیکی کی تعلیم کرتے تھے بُرائی سے روکتے تھے لیکن رسول صرف انسانوں میں ہی سے آتے رہے۔ یہ قطعی چیز ہے کہ معرفتِ الٰہی وصفات باری وتوحید رسولوں کے ذریعہ ہر دو فریق انس وجن کو پہنچ گئی۔ جو ان میں سے کافر ہوا وہ بعد حجت ہلاک ہوا۔ ارشاد الٰہی ہے وَمَآ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ۝ یعنی کوئی بستی ایسی نہیں جہاں کوئی آگاہ کرنے والا نہ آیا ہو اللہ ایسا نہیں کہ بلاوجہ ہلاک کردے۔ پس ہر عامل اپنے عمل کے بدلہ کا مستحق ہے نیک نیکی کا اور بد بدی کا۔ قیامت کے دن ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ مل جائیگا۔ مشرک لوگ خواہ کسی فرقہ اور ملت کے ہوں سب سے پوچھا جائے گا کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ تم کو پہنچے تھے؟ سب اقرار کریں گے فقط (اسی مضمون کی آیتیں سورۂ مؤمن رکوع ۵۔ سورۂ زمر رکوع ۵۔ سورۂ مومنون رکوع ۶۔ سورۂ ملک رکوع ۱ وغیرہ میں بھی ہیں) ف۲ خدا نے رسول بھیجکر اپنی حجت تمام کردی۔ اب اگر تم نہ مانو اور سیدھے راستہ پر نہ چلوگے تو وہ غنی بے اُسے تمہاری کچھ پرواہ نہیں۔ وہ چاہے تو تم کو ایک دم میں فنا کردے اور اپنی رحمت سے نئی مخلوق لے آئے جو اللہ کی زیادہ وفادار ہو اور ایسا کرنا اللہ پر کوئی مشکل نہیں۔ اللہ نے جو وعدے کئے ہیں قیامت جنت دوزخ وغیرہ کے وہ سب سچ ہیں۔ ہمارا کام یہی ہے کہ تم کو نصیحت کردیں۔ اگر مانوگے تو تمہارا بھلا ہوگا۔ نہ مانوگے تو اسکا نتیجہ دیکھ لوگے چنانچہ ابن ماجہ باب ذکر التوبۃ میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً (حدیث قدسی) روایت ہے وَلَوْ أَنَّ حَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَأَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمْ اجْتَمَعُوْا عَلٰى قَلْبِ أَتْقٰى عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِيْ لَمْ يَزِدْ فِيْ مُلْكِيْ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا فَكَانُوْا عَلٰى قَلْبِ أَشْقٰى عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِيْ لَمْ يَنْقُصْ مِنْ مُلْكِيْ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ یعنی اگر تمہارے زندے مُردے اگلے پچھلے ہرے سوکھے سب مل کر ایک متقی بندہ کے موافق پرہیزگار ہوجائیں تو اللہ فرماتا ہے میری شان عظمت میں اتنا بھی زیادہ نہ ہوگا جتنا مچھر کا پر۔ اور اگر سب ملکر بدبخت ہوجائیں تو میری شان عظمت بادشاہت میں سے اتنا بھی کم نہ ہوگا جتنا مچھر کا پر۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کو ساری مخلوق ملکر بھی اس کی مشیت کے نفاذ سے عاجز نہیں کرسکتی فقط

★ واقع ہوا ہے ای متلبسۃ بظلم۔ ۳ہ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ۔ ربک مبتدا الغنی خبر ذو الرحمۃ دوسری خبر۔ ۴ہ عَلٰى مَكَانَتِكُمْ مکانۃ مصدر اور اس کے معنی ہیں تمکن بمعنے قدرت۔ بولا کرتے ہیں مکن مکانۃ اذا تمکن ابلغ التمکن۔ مطلب یہ ہے کہ تم اپنی قوت وقدرت کے مطابق عمل کرو اور جو کچھ کررہے ہو اسمیں کمی نہ کرو اور ممکن ہے کہ معنی ہیں ہو مکان کے کہا جاتا ہے کہ مکان ومکانۃ جیسے مقام ومقامۃ۔

عَاقِبَةُ الدَّارِ ۗ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿١٣٥﴾ وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا

اس کے آخر اس گھر کا تحقیق نہیں فلاح پاتے کے ظالم اور کیا انہوں نے واسطے اللہ کے اس چیز

یہی بات ہے کہ ظالم کامیاب نہیں ہوں گے ۔ اور جو پیدا کی کھیتی اور مویشی پیدا

ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَٰذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ

سے کہ پیدا کیا ہے کھیتوں سے اور جانوروں سے ایک حصہ پس کہا انہوں نے یہ واسطے اللہ کے ہے ساتھ گمان اپنے

کئے ہیں لوگوں نے ان میں سے ایک حصہ اللہ کے لئے ٹھہرایا ہے بزعم خیال یوں کہتے ہیں کہ یہ حصہ اللہ کے لئے ہے

وَهَٰذَا لِشُرَكَائِنَا ۖ فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ

اور یہ واسطے شریکوں ہمارے کے پس جو کچھ ہو واسطے شریکوں انکے کے پس نہیں پہنچتا

اور یہ ہمارے معبودوں کا ہے پھر جو چیز ان کے معبودوں کی ہوتی ہے

إِلَى اللَّهِ ۖ وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَىٰ شُرَكَائِهِمْ ۗ سَاءَ

طرف اللہ کی اور جو کچھ ہو واسطے اللہ کے پس وہ پہنچتا ہے طرف شریکوں ان کے کی برا ہے

وہ خدا کی طرف نہیں پہنچتی اور جو چیز اللہ کیلئے ہوتی ہے وہ انکے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کی طرف پہنچ جاتی

مَا يَحْكُمُونَ ﴿١٣٦﴾ وَكَذَٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ

جو کچھ حکم کرتے ہیں اور اسی طرح زینت دی ہے واسطے بہتوں کے مشرکوں سے

ہے انکا یہ فیصلہ کیا ہی برا ہے اور اسی طرح بہت سے مشرکوں کی نظروں میں انکے معبودوں نے اپنی اولاد کو

قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا

مار ڈالنا اولاد ان کی کا شریکوں ان کے نے تو کہ ہلاک کریں ان کو اور تو کہ بھلا دیں

قتل کرنا خوشنما کر دکھایا ہے تاکہ انہیں ہلاکت میں ڈالدیں اور ان کے دین کو ان پر مشتبہ کر دیں

عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ ۖ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا فَعَلُوهُ ۖ فَذَرْهُمْ وَمَا

اوپر ان کے دین ان کا اور اگر چاہتا اللہ نہ کرتے یہ پس چھوڑ دے ان کو اور جو کچھ

اور اگر خدا چاہتا تو وہ یہ کام نہ کرسکتے پس ان کو اور انکی افترا پردازیوں کو

يَفْتَرُونَ ﴿١٣٧﴾ وَقَالُوا هَٰذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَا

باندھ لیتے ہیں اور کہا انہوں نے یہ جانور ہیں اور کھیتی ہے اچھوتی نہیں کھاتا اسکو

چھوڑ دو ۔ اور کہتے ہیں کہ یہ چارپائے اور کھیت ممنوع ہیں انہیں اس آدمی کے سوا کوئی نہیں

إِلَّا مَن نَّشَاءُ بِزَعْمِهِمْ وَأَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا وَ

مگر جس کو چاہیں ہم ساتھ گمان اپنے کے اور جانور ہیں کہ حرام کی گئی ہیں پیٹھیں ان کی اور

کھا سکتا جس کو ہم اپنے خیال کے مطابق کھلانا چاہیں اور بعض جانور ایسے ہیں کہ ان کے خیال میں ان پر

أَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُونَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا افْتِرَاءً عَلَيْهِ ۚ

جانور ہیں کہ نہیں یاد کرتے نام اللہ کا اوپر ان کے جھوٹ باندھ کر اوپر اس کے

سوار ہونا حرام ہے۔ اور بعض کو ذبح کرتے وقت ان پر اللہ کا نام نہیں لیتے یہ اللہ پر افترا کرتے ہیں

سَيَجْزِيهِم بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿١٣٨﴾ وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ

البتہ بدلہ دے گا ان کو بسبب اس چیز کے کہ تھے باندھتے جھوٹ اور کہا انہوں نے جو کچھ بیچ پیٹوں

اللہ ان کو عنقریب جو کچھ یہ افترا پردازیاں کرتے ہیں اسکی سزا دیگا اور کہتے ہیں کہ ان جانوروں کے پیٹ میں

حل لغات۔

له وَجَعَلُوا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ۔ لِلّٰه اور مما ذرا دونوں متعلق ہیں جعلوا کے اور من الحرث بیان ہے ما کا۔ اس صورت میں جعلوا مفعول واحد کی طرف متعدی ہوگا اور جائز ہے کہ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو پہلا مما ذرا اور دوسرا نصیبا۔ ۲ه حِجْرٌ مصدر معنی میں مفعول کے جیسے ذبح معنے میں مذبوح اور

ف۱ مشرکین عرب کے اوہام وخرافات اور مشرکانہ اعمال حرام تھے وہ منتیں مانتے کہ اپنی زراعت اور مویشی میں سے اتنا حصہ اللہ کے لئے نکالیں گے اور اتنا حصہ بتوں کے لئے اللہ کا حصہ فقیروں کو دیدیتے اور بتوں کا ان کے مجاوروں کو۔ اگر اللہ کے حصہ میں سے کچھ کم وبیش ہوجاتا تو اس کی پرواہ نہ کرتے لیکن بتوں کی نیاز کی بڑی نگہداشت کرتے اور کہتے ان کے حصہ میں سے کچھ کم نہ ہونا چاہیئے (ت) اللہ تعالےٰ کے سوا دوسرے کسی کی نذر ونیاز یا منت کرنا شرک ہے جس کی وجہ سے آدمی اسلام سے باہر ہوجاتا ہے۔ ہاں اگر نیاز اللہ تعالیٰ کی کرنے اور اس کا ثواب کسی کی روح کو پہنچانا چاہے تو یہ اور بات ہے۔ دعا، نیکی، صدقہ اور دعاء کا ثواب اہلحدیث کے نزدیک مُردوں کو پہنچ سکتا ہے اور معتزلہ نے اسکا بھی انکار کیا ہے (م حمیدی) ایک صحابی نے عرض کیا تھا کہ اے اللہ کے رسول! میری ماں کا انتقال ہوگیا اور اس کو کچھ وصیت کرنے کا بھی موقع نہ مل سکا اب میں اس کو ثواب پہنچانے کے لئے کیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا کہ تم اس کے صدقہ جاریہ کے لئے ایک کنواں کھود دو۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اسی طرح مسجد بنوا جانا، قرآن وحدیث کی اشاعت کرجانا بہترین صدقات ہیں جن کا اجر ہمیشہ ملتا رہے گا انشاء اللہ۔

ف۲ یعنی جیسے شیطانوں نے انھیں اس راہ پر لگادیا ہے کہ وہ اللہ کے لئے خیرات کریں تو اپنے بزرگوں کے نام کا بھی حصہ نکالیں کوئی جانور اللہ کے نام پر ذبح کریں تو کوئی جانور اپنے معبودان باطل کے نام پر بھی ذبح کریں۔ اسی طرح انھیں شیطان نے اس راہ پر بھی لگا رکھا ہے کہ وہ اپنی اولادوں کو بے وجہ قتل کردیں کوئی اس وجہ سے کہ ہم انہیں کھلائیں گے کہاں سے۔ کوئی اس وجہ سے کہ ان بیٹیوں کی وجہ سے ہمیں داماد لانا پڑے گا وغیرہ یہاں تک کہ یہ بدترین طریقہ ان میں پھیل گیا تھا کہ لڑکی کے ہونے کی خبر ان کے چہرے سیاہ کردیتی تھی اور لڑکیوں کے پیدا ہوتے ہی ان کو زندہ دفن کردیا کرتے حالانکہ یہ سب وسوسے شیطانی حرکتوں کا نتیجہ دین ودنیا میں ہلاکت کے سوا اور کچھ نہیں حِجۡرٌ کے معنے اچھوتی کے ہیں یعنی لوگ اپنے خیال ٹھیرا لیتے ہیں کہ فلانی چیز اچھوتی ہے اس کو فلانا کھاوے اور فلانا نہ کھاوے۔ اور بعضے جانوروں پر لادنے اور سواری سے منع کرتے ہیں کہ فلانے کی نیاز کا ہے اس کا ادب کیا چاہیئے اور بعضے جانوروں کو اللہ کے نام کا نہیں ٹھیراتے بلکہ اور کسی کے نام کا بتاتے ہیں اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ان باتوں سے اللہ خوش ہوتا ہے اور مرادیں دیتا ہے، سو یہ سب جھوٹ ہے اس کی سزا پائیں گے (سلفیہ) یہ ساری خرابیاں اس لئے تھیں کہ یہ لوگ قیامت کی جزا وسزا کے قائل نہ تھے۔ برمانا جو لوگ پتھر کی مورتیوں کو گذشتہ زمانہ کے اچھے لوگوں کی بناکر پوجتے ہیں لیکن جب ان اچھے لوگوں کا جیتے جی یہ مرتبہ نہیں تھا کہ ان کی توقیر اللہ کی توقیر کے برابر ہو تو مرنے کے بعد ان کو یہ مرتبہ کہاں سے حاصل ہوگیا ترمذی وغیرہ میں شداد بن اوس سے مروی ہے کہ عقل مند وہ شخص ہے جو آخرت کے اجر حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اور نادان بے وقوف وہ ہے جو آخرت کے کاموں سے غافل رہے فقط

★ طعن معنی ہیں مطعون کے۔ اور چونکہ مصدر ہے اس لئے مذکر ومؤنث اور مفرد وجمع میں یکساں مستعمل ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ انعام اور حرث کی صفت واقع ہوا ہے۔ اس کے اصلی معنی ہیں منع کے بولا کرتے ہیں فلان فی حجر القاضی ای فی منعہ اور عقل کو حجر کہنے کی یہی وجہ ہے کہ وہ قبائح سے روکتی اور منع کرتی ہے۔ یہاں اس سے مراد ہے حرام اور ممنوع۔ ؎ه اِفۡتِرَآءً عَلَيۡهِ۔ افتراء مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا ای افتروا افتراء اور علیہ افتراء کے متعلق۔

هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ وَ

ان جانوروں کے ہے خالص ہے واسطے مردوں ہماروں کے اور حرام ہے اوپر بیبیوں ہماری کے اور

جو کچھ ہے وہ خالص ہمارے مردوں کے لئے ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے اور اگر وہ مردہ ہو تو پھر اس میں

اِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ۚ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ۚ

اگر ہووے مردہ پس وہ بیچ اس کے شریک ہیں البتہ جزا دیگا ان کو کہنے ان کے کی

وہ سب شریک ہیں۔ خدا عنقریب انہیں ان کی باتوں کی سزا دے گا۔ بلاشبہ وہ بڑی حکمت والا،

اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿١٣٩﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ

تحقیق وہ ہے حکمت والا جاننے والا ف تحقیق ٹوٹا پایا ان لوگوں نے کہ مار ڈالا اولاد اپنی کو

اور سب کچھ جاننے والا ہے وہ لوگ یقیناً بڑے گھاٹے میں رہے جنھوں نے حماقت سے بلا سمجھے، اپنی اولاد

سَفَهًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ۚ

بیوقوفی سے بغیر علم کے اور حرام کیا اس چیز کو کہ دیا تھا انکو اللہ نے جھوٹ باندھکر اوپر اللہ کے

کو قتل کیا اور جو کچھ اللہ نے انہیں دیا تھا اسے اللہ پر افتراپردازی کرکے اپنے اوپر حرام ٹھہرالیا،

قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿١٤٠﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ ع ١٦

تحقیق گمراہ ہوئے اور نہ ہوئے راہ پانیوالے ف اور وہ وہی ہے جس نے پیدا کئے

بیشک وہ گمراہ ہو چکے اور سیدھی راہ پر نہ آسکے اور وہی خدا ہے جس نے باغات پیدا کئے

جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ

باغ ٹٹیوں پر چڑھائے گئے اور بغیر چڑھائے ہوئے اور کھجوریں اور کھیتیاں

وہ بھی جو ٹٹیوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور وہ بھی جو نہیں چڑھائے جاتے اور کھجور کے درخت، اور کھیتیاں،

مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ

مختلف ہیں کھانیکی چیزیں انکی اور زیتون اور انار یکساں اور غیر

جن کے پھل مختلف قسم کے ہوتے ہیں، اور زیتون اور انار کے درخت صورت شکل میں ایک دوسرے سے

مُتَشَابِهٍ ۚ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ

یکساں کھاؤ پھل اس کے سے جبکہ پھل لاوے اور دو حق اس کا دن کاٹنے

ملتے ہوئے بھی- اور مختلف بھی- ان سب کے پھل شوق سے کھاؤ جب ان میں پھل آئے اور جس دن فصل کٹے

حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿١٤١﴾ وَ

اس کے اور مت بیجا خرچ کرو تحقیق وہ نہیں دوست رکھتا بیجا خرچ کرنیوالوں کو ف اور

اسکا حق بھی دو- اور حد سے نہ بڑھو، یقیناً حد سے نکل جانے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور

مِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ۚ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا

پیدا کئے ہیں جانوروں میں سے بوجھ اٹھانیوالے اور زمین کو لگے ہوئے کھاؤ اس چیز سے کہ رزق دیا ہے تمکو اللہ نے اور مت

چوپایوں میں سے کچھ بوجھ اٹھانیوالے (اونچے قد کے) اور کچھ زمین سے لگے ہوئے (چھوٹے قد کے) ہیں اور (لوگو) اللہ نے تمہیں

تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٤٢﴾

پیروی کرو قدموں شیطان کی تحقیق وہ واسطے تمہارے دشمن ہے ظاہر ف

جو کچھ دیا ہے اسے کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو (یاد رکھو) بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے

حل لغات۔
له اَنْشَاَ اس کے اصلی معنی ہیں ظاہر کرنے اور بلند کرنے کے۔ بولا کرتے ہیں نشأ الشیٔ ینشئ نشأۃ ونشارۃ اذا ظہر وارتفع وانشاء ینشئہ انشاء ای یظہرہ و یرفعہ۔ له مَعْرُوْشٰتٍ لیا گیا ہے عرش سے۔ اور عرش کہتے ہیں اُن لکڑیوں کے موڑنے کو جن پر انگور کی بیل چڑھتی ہے بولا کرتے ہیں عرشت الکرم اعرشہ عرشا وعرشتہ تعریشا ای العیدان التی یرسل علیہا قضبان الکرم۔ ہمارے ہاں عرش کہتے ہیں انگور کی ٹٹیوں اور چھتریوں کو۔

ف۱ آج کل بھی اکثر نام کے مسلمان کفار کی ان رسوم میں مبتلا ہیں بغیر فاتحہ دلوائے کھانا نہیں کھانے دیتے۔ کھانے پینے میں غلط اور گندے عقیدے برتتے ہیں۔ کہتے ہیں محرم کے مہینہ میں پان نہ کھانا چاہئے۔ لال کپڑے نہ پہنے۔ حضرت بی بی کی صحنک مرد نہ کھاوے دوخصمی نہ کھاوے یعنی جس عورت نے دوسرا خاوند کیا ہو۔ شاہ عبدالحق کا توشہ حقہ پینے والا نہ کھاوے، یہ سب شرک کی رسمیں ہیں جیسے کفار مکہ اپنے مال مویشی باغ کھیتی دھن ریوڑ میں سے بتوں کی نیاز نکالتے تھے ایسے ہی آج پیروں فقیروں کی نذر نیاز کرتے ہیں مثلاً بڑے پیر کی گیارہویں، شاہ مدار کی نیاز کا مالیدہ۔ بی بی فاطمہ کی صحنک۔ شاہ عبدالحق کا توشہ۔ بوعلی قلندر کی سہمنی۔ اصحاب کہف کی گوشت روٹی۔ نذر اللہ نیاز حسین نیاز اللہ نیاز پنجتن اللہ کے نام کی روٹی محمدؐ کے نام کا بکرا۔ حسین کے نام کی سبیل وغیرہ فقط۔ ف۲ ایک یہ مسئلہ بھی بنایا تھا کہ جانور ذبح کیا اس کے پیٹ میں سے بچہ اگر زندہ نکلے تو مرد کھاویں اور عورتیں نہ کھائیں اور مردہ نکلے تو سب کھا سکتے ہیں۔ بے سند مسئلہ بنانا سخت گناہ ہے۔ اس پر ان کو الزام دیا ہمارے دین میں مرد اور عورت کا کچھ فرق نہیں بلوغ المرام صفحہ ۹۰ میں حدیث ہے ذَكَاةُ الْجَنِينِ ذَكَاةُ أُمِّهِ یعنی پیٹ میں سے جو بچہ نکلا ہے اس کی ماں کے ذبح کرنے میں اسکا ذبح ہونا ہوگیا اور وہ حلال ہے۔ سبل السّلام صفحہ ۲۰۲ میں حدیث ہذا کے متعلق لکھا ہے کہ اس حدیث کو ابن حبان نے اور ابن دقیق العید نے صحیح کہا ہے۔ اسی طرح امام ترمذی نے بھی باب فی ذکاۃ الجنین میں اس حدیث کو بیان کرکے فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ وہ حکیم وعلیم ہے حتیٰ کہ اگر کسی کو لڑکا دیتا ہے تو اس میں بھی حکمت ہوتی ہے اور اگر کسی کو لڑکی دیتا ہے تو وہ بھی حکمت سے خالی نہیں مگر نادان لوگوں کا خیال کہ جس کے گھر لڑکی پیدا ہو وہ نہایت ذلیل ہے اس لئے یہ موقع پاکر لڑکیوں کو مار ڈالتے ہیں آخرت کا عذاب مول لیتے ہیں۔ نہ عقل سے کام لیتے ہیں نہ شرع کو پہچانا پھر سیدھی راہ چلے تو کیسے؟

ف۳ باغ کھیتی کا حق یہ ہے کہ اس کے کٹنے اور ناپ تول ہونے کے دن ہی فرض زکوٰۃ جو اس میں مقرر ہو وہ ادا کردو یعنی جو زمین نہری آبادی ہو اس میں سے بیسواں اور بارانی میں سے دسواں حصہ۔ حدیث شریف میں ہے عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (مشکوٰۃ) یعنی کھجور کے پانچ وسق سے کم میں صدقہ (زکوٰۃ) نہیں ہے۔ اور پانچ اوقیہ چاندی سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ ہے۔ ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔ اور ایک صاع تقریباً دو سیر ساڑھے دس چھٹانک کا اور ایک وسق چار من چھ چھٹانک کا ہوتا ہے تو پانچ وسق بیس من ایک سیر چودہ چھٹانک ہوا۔ اگر صرف بارش سے غلہ کی پیداوار ہو تو عشر (دسواں حصہ) زکوٰۃ فرض ہے یعنی بیس من میں دو من عشر ہے اور اگر کنویں کے پانی نہری اور ہاتھوں وغیرہ سے پانی کھینچکر زمین سیراب کی ہو اور اس سے غلہ کی پیداوار ہوئی ہو تو نصف عشر (بیسواں حصہ) ہے یعنی بیس من میں صرف ایک من ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ (بخاری) جس کھیتی یا باغ کو آسمان یا چشمے کا پانی سیراب کرے یا وہ خود بخود سیراب ہو تو اس میں سے دسواں حصہ لیا جائے گا اور جس میں کنویں کا پانی کھینچکر دیا جائے تو بیسواں حصہ ہے یعنی جس کھیتی کی پیداوار برساتی پانی یا چشمے، ندی، نالے، تالاب وغیرہ کے پانی سے ہو یا زمین کی تراوٹ سے پیداوار ہوئی ہو تو اس میں سے دسواں حصہ اور جس کی پیداوار کنویں کے پانی سے محنت یا رقم کے ذریعہ ہو اس میں بیسواں حصہ ہے۔ بس نصاب یہی بیس من ہے۔ اس سے کم میں عشر نہیں۔ جب غلہ اور پیداوار میں یہ شرط پائی جائے گی تو عشر دینا فرض ہے۔ یہی معنی ہے اس آیت کا وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ۔ کھیتی کا حق (زکوٰۃ) اس کے کاٹنے کے دن ادا کردو اور فرمایا وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ (پارہ ۳ رکوع ۵) باقی زکوٰۃ وعشر کا مفصل بیان حاشیہ صفحہ ۱۰۶ میں گذرا۔ اس سے یہ بھی مراد ہے کہ زکوٰۃ کے سوا اور کچھ سلوک بھی اپنی کھیتیوں اور باغات کے پھلوں سے اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ کرتے رہو۔ اس آیت میں صدقہ دینے کا حکم فرماکر خاتمہ فرمایا کہ فضول خرچی سے بچو۔ فضول خرچی کرنے اور اپنے مال کو بیجا جگہ برباد کرنے والا خدا کا دوست نہیں فقط۔ ف۴ نیز فرمایا بوجھ اٹھانے والے اونٹ اور بیل اور زمین کو لگی ہوئی بکری اور بھیڑ كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ۝ کھاؤ اس چیز سے جو رزق دیا ہے تم کو اللہ نے یعنی پھل اور کھیتی اور مواشی سے یہ سب اللہ نے تمہارے لئے رزق مقرر کیا ہے۔ شیطان کی راہ پر اور اس کے حکموں پر نہ چلو جس طرح مشرکین تابع شیطان ہوگئے ہیں جنھوں نے شیطان کے کہنے سے بعض رزق خدا کو حرام ٹھیرالیا ہے یہ ان کا افترا ہے اللہ پر۔ اے لوگو! شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے تم بھی اس کے دشمن بنے رہو جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ۝ (پارہ ۲۲ سورۃ الفاطر)

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ

آٹھ جوڑے بھیڑ میں سے دو اور بکری میں سے دو

(چار پایوں میں جن کا گوشت کھایا جاتا ہے) آٹھ قسمیں پیدا کیں۔ بھیڑ میں دو (نر و مادہ) اور بکری میں سے دو

قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ

کہہ کیا دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا دو مادہ کو یا اس کو جو گھیر لیا ہے اوپر اس کے

پوچھیے کہ کیا خدا نے ان دونوں قسم کے نر کو حرام قرار دیا ہے یا مادہ کو یا اس بچہ کو جسے دونوں قسم کی مادہ

اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٤٣﴾

بچہ دان ان دو مادہ کے نے خبر دو مجھ کو ساتھ علم کے اگر ہو تم سچے

اپنے پیٹ میں لئے ہوئے ہے۔ اگر تمہارے پاس صداقت ہے تو مجھے علم کی بات بتاؤ

وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ

اور اونٹ میں سے دو اور گائے سے دو کہہ کیا دو نروں کو

(اور) اسی طرح اونٹ میں سے دو اور گائے میں سے دو، پوچھیے کہ کیا (خدا نے) ان میں سے نر کو حرام قرار دیا ہے یا مادہ کو یا اس

حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ

حرام کیا ہے یا دو مادہ کو یا جس کو گھیر لیا ہے اوپر اس کے بچہ دان ان دو مادہ نے

جسے دونوں کی مادہ نے اپنے شکم میں لے رکھا ہے یا کیا تم اس وقت (خدا کے پاس) حاضر تھے جب اس نے

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ

کیا تھے تم گواہ جس وقت کہ حکم کیا تم کو اللہ نے ساتھ اس کے پس کون شخص بہت ظالم ہے

تمہیں اس کا حکم دیا تو اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے، تاکہ لوگوں

مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ

اس شخص سے کہ باندھ لیوے اوپر اللہ کے جھوٹ تو کہ گمراہ کرے لوگوں کو بغیر علم کے

کو بے سمجھے بوجھے گمراہ کرے، بیشک اللہ ان لوگوں کو توفیق ہدایت

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٤٤﴾ ع قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ

تحقیق اللہ نہیں راہ دکھاتا قوم ظالموں کو کہہ نہیں پاتا میں بیچ اس چیز کے

نہیں دیتا جو ظالم ہیں (اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ جو وحی

اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً

وحی کی گئی ہے میری طرف حرام کیا گیا اوپر کسی کھانے والے کے کھاوے اس کو مگر یہ کہ ہو مردار

میری طرف بھیجی گئی ہے میں اس میں کوئی چیز کسی کھانے والے پر جو اس کو کھائے حرام

اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا

یا لہو ڈالا ہوا رگوں میں سے یا گوشت سور کا پس تحقیق وہ ناپاک ہے یا فسق ہے کہ

نہیں پاتا مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو، یا سور کا گوشت ہو کیونکہ وہ ناپاک ہے یا جو

اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ

نام لیا گیا ہو واسطے غیر خدا کے ساتھ اس کے پس جو کوئی بے بس ہو نہ چاہنے والا اور نہ زیادہ حاجت سے کھانے والا

(جانور) موجب معصیت ہو کہ غیر اللہ کے نام ذکر کر دیا جائے، پھر جو آدمی مجبور ہو جائے اور تلذذ کا نہ ارادہ رکھتا ہو اور حد سے گزرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو

حل لغات۔

لہ مِنَ الضَّاْنِ۔ ضان صوف والے جانور از قسم غنم یعنی بھیڑ نر و مادہ اور دنبہ نر و مادہ۔ یہ جمع ہے ضائن اور ضائنہ کی جیسے تجر تاجر اور تاجرۃ کی اور کبھی اس کی جمع ضئین ضاد کے فتح اور کسرہ دونوں سے آتی ہے۔ من الضا

بدل ہے ثمانیۃ ازواج سے اور وہ منصوب ہے اَنشَأَ کی وجہ سے۔ ٢ه وَمِنَ الْمَعْزِ۔ معز بالوں والے جانور از قسم غنم یعنی بکرا بکری یہ جمع ہے ماعز کی جس طرح صحب صاحب کی اور رکب راکب کی۔ اثنین منصوب ہے اَنشَأَ کی وجہ سے۔ تقدیر عبارت یوں ہے انشا ثمانیۃ ازواج انشا من الضان

ف یہاں عرب کے لوگوں کی اس جہالت کو بیان فرمایا ہے جو اسلام سے پہلے ان میں موجود تھی کہ انھوں نے جانوروں، پھلوں اور کھیتیوں کے کئی حصے اور اقسام بنا رکھے تھے کسی کو حلال کسی کو حرام کہتے تھے مثلاً جانوروں میں سے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ وغیرہ کو حرام کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حلال جانوروں کے تمام اقسام بیان فرما کر یہ بتلایا ہے کہ یہ تمام اقسام حلال ہیں اور بنی آدم کے نفع کے واسطے انکو پیدا کیا ہے کہ اُن کو کھائیں اُن کا دودھ پئیں اُنپر سوار ہوں یعنی بھیڑ بکری گائے واونٹ وغیرہ چارپائے جانوروں میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَكُلِّ ذِيْ مِخْلَبٍ مِّنَ الطَّيْرِ وَفِيْ رِوَايَةٍ كُلُّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ فَاَكْلُهٗ حَرَامٌ (مسلم مشکوۃ باب مایحل اکلہ وما یحرم صفحہ ٣٥١) درندے جو شکار کرتے ہیں حرام ہیں جیسے کتا۔ گیدڑ۔ بھیڑیا۔ شیر۔ چیتا۔ بلی وغیرہ اور پرندوں میں جو پنجہ گیر اور شکاری ہیں جیسے باز۔ چیل۔ عقاب الو وغیرہ۔ اور بلوں میں رہنے والے جیسے سانپ۔ چوہا وغیرہ سب حرام ہیں البتہ خرگوش حلال ہے (سلفیہ) فقط۔

ف٢ جو خدا پر بہتان باندھے اور شرعی علم و تحقیق نہ ہونے کے باوجود لوگوں کو باطل اور غلط مسائل بیان کرکے گمراہ کرتا پھرے جس شخص نے اس قدر ڈھٹائی اختیار کرلی اور ایسے ظلم عظیم پر کمر باندھ لی اس کے ہدایت پانے کی توقع رکھنا فضول ہے جیسے عمرو بن لحی جس نے سب سے پہلے بحیرہ کرنا سانڈھ چھوڑنا ایجاد کیا اور دین ابراہیمؑ کو بگاڑا۔ اس وعید میں ہر وہ شخص بھی شامل ہے جو دین میں بجانب خود نئی بات نکالے جس کا شرع میں ثبوت نہ ہو۔ سلامتی کی راہ صرف یہی ہے کہ آدمی ظاہری اعمال میں ان ہی کو اپنے لئے کافی سمجھے جو صحابہ رضہ سلف صالحین کے وقتوں میں تھے۔ صحیح حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح اٹھائے گا کہ علم والے اٹھ جائیں گے اور لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے، اوروں کو بھی گمراہ کریں گے فقط

ف٣ ابوداؤد میں ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَاْكُلُوْنَ اَشْيَاءَ وَيَتْرُكُوْنَ اَشْيَاءَ تَقَذُّرًا فَبَعَثَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ وَاَنْزَلَ كِتَابَهٗ وَاَحَلَّ حَلَالَهٗ وَحَرَّمَ حَرَامَهٗ فَمَا اَحَلَّ فَهُوَ حَلَالٌ وَّمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَّمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ وَتَلَا قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِيْ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞ ایک مرتبہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت ہذا کی تلاوت کرکے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا وہ حلال ہے اور جو حرام کیا وہ حرام ہے اور جس سے سکوت کیا وہ عفو ہے جیسا کہ معلوم ہوا مکہ میں اس وقت تک جو وحی ہوئی تھی اس میں سوائے اس قدر محرمات کے اور کوئی چیز حرام نہ تھی اس سے یہ الزام نہیں کہ بعد کو اور محرمات نہ ہوں گی۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حدیث سے حرام فرمائیں اور جو مابعد میں کلام مجید سے حرام ہوئیں وہ سب حرام ہیں۔ ابوداؤد میں واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَبِهَا نَاسٌ يَعْمِدُوْنَ اِلٰى اَلْيَاتِ الْغَنَمِ وَاَسْنِمَةِ الْاِبِلِ يَجُبُّوْنَهَا فَقَالَ مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِيْمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهُوَ مَيْتَةٌ یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو وہاں کے لوگ زندہ بکری کی ران یا چکتی وغیرہ اور زندہ اونٹ کی کوہان کے ٹکڑے لیتے اور کھاتے۔ تب آپؐ نے فرمایا زندہ جانوروں سے جو ٹکڑا جدا ہو وہ بھی مردار کے حکم میں ہے۔ معلوم ہوا حلال زندہ جانور کو بغیر ذبح کئے کوئی حصہ لینا حرام ہے۔ مچھلی اور ٹڈی مردار بھی حلال ہیں۔ اسی طرح جانور کے ذبح کرتے وقت جو گلے سے خون نکلتا ہے وہ بھی حرام ہے سوائے کلیجی و تلی کے انکو بھی خون کہا گیا ہے لیکن یہ حلال ہیں (جامع صفحہ ١٢٨) اہلال کے معنے لغت میں رفع صوت کے ہیں۔ جس جانور پر کسی طاغوت یا صنم یا پیر و فقیر کا نام پکارا گیا وہ جانور اسکی طرف منسوب ہوا اس کی نذر و نیاز کیلئے پالا گیا وہ حرام ہوچکا خواہ ذبح کے وقت اس پر نام اس پیر و فقیر کا لیا جائے یا اللہ ہی کا نام لیا جائے بسم اللہ واللہ اکبر پڑھ کر ذبح کیا جائے وہ کسی طرح حلال نہیں ہوتا۔ مفسرین سلف و خلف نے جو اہلال کے معنیٰ میں لفظ ذبح کا ذکر کیا ہے وہ اس لئے کہ

(باقی بر صفحہ ٢١١)

اثنین و من المعز اثنین۔ ؎٣ دَمًا مَّسْفُوْحًا جو خون رگوں سے نکل کر بہتا ہے اُسے دم مسفوح کہتے ہیں سفح کے معنی ہیں بہنے اور جاری ہونے کے بولا کرتے ہیں سفح الدم سفحا و سفوحا اذا سال۔ ابو عبیدہ شاعر کہتا ہے اقول و دمعی واکف عند رسمہا علیک سلام اللہ والدمع یسفح ؎۴ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا۔ رجس اور نجس دونوں کے معنیٰ ہیں گندگی۔ اور اس کی مزید توضیح آیۃ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس میں گذر چکی۔ اَوْ فِسْقًا کا عطف ہے میتۃ اور دمًا مسفوحًا پر اور جملہ فانہ رجس معترضہ ہے۔ ؎۵ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ لغت میں بغی کہتے ہیں فساد اور حد سے تجاوز کرنے کو جب مینہ کثرت سے برستا یہاں تک کہ حد سے متجاوز ہوجاتا ہے تو بغت السماء بولا کرتے ہیں۔ مفسد کو باغی اسی واسطے کہتے ہیں کہ وہ بھی حد سے تجاوز کرجاتا ہے۔ زخم میں فساد شروع ہوتا ہے تو بغی الجرح بولا جاتا ہے۔ اور عاد ماخوذ ہے عدو سے۔ عدو کہتے ہیں ظلم و تعدی کرنے کو بولا کرتے ہیں عدا علیہ عدوا و عدوانا اذا ظلمہ۔ یہاں مراد ہے حد سے بڑھنے والا۔

رَبَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٤٥﴾ وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ

پس تحقیق پروردگار تیرا بخشنے والا مہربان ہے اور اوپر ان لوگوں کے کہ یہودی ہوئے حرام کیا ہم نے ہر

تو بلاشبہ تیرا رب بخشنے والا رحم کرنیوالا ہے اور یہودیوں پر ہم نے تمام ناخن دار جانور حرام کر دیئے تھے

ذِي ظُفُرٍ ۖ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلَّا

ناخون والا جانور اور گائے سے اور بھیڑ بکری سے حرام کیں ہم نے اوپر انکے چربیاں ان کی مگر

اور گائے اور بکری میں سے ہم نے ان پر انکی چربی ا حرام کر دی تھی۔ مگر وہ چربی جو ان کی پیٹھ پر لگی ہو۔

مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذَٰلِكَ

جو اٹھا رہی ہو پیٹھ ان کی یا انتڑیاں یا جو لپٹ رہا ہو ساتھ ہڈی کے یہ ہے

یا انتڑیوں میں لگی ہوئی ہو۔ یا جو ہڈی سے ملی ہو۔ یہ ہم نے ان کو ان کی سرکشی کی سزا

جَزَيْنَاهُم بِبَغْيِهِمْ ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿١٤٦﴾ فَإِن كَذَّبُوكَ

بدلا دیا ہم نے ان کو بسبب سرکشی انکی کے اور تحقیق ہم سچے ہیں پس اگر جھٹلاویں تجھ کو

دی تھی۔ اور بلاشبہ ہم سچے ہیں پیغمبر اگر (اے نبیؐ) یہ لوگ آپ کو

فَقُل رَّبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ

پس کہہ پروردگار تمہارا صاحب رحمت کشادہ کا ہے اور نہیں پھیرا جاتا عذاب اس کا قوم

جھٹلائیں تو کہہ دیجئے کہ تمہارا رب بڑی وسیع رحمت والا ہے اور اس کا عذاب مجرموں سے

الْمُجْرِمِينَ ﴿١٤٧﴾ سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ

گنہگاروں سے البتہ کہیں گے وہ لوگ جو شریک لاتے ہیں اگر چاہتا اللہ

ٹلنے والا نہیں جن لوگوں نے شرک اختیار کیا ہے عنقریب وہ کہیں گے کہ اگر اللہ چاہتا

مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ

نہ شریک کرتے ہم اور نہ باپ ہمارے اور نہ حرام کرتے ہم کچھ اسی طرح

تو ہم اور ہمارے باپ دادا شرک نہ کرتے اور نہ ہم کسی چیز کو حرام ٹھہراتے۔ اسی طرح ان

كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ قُلْ هَلْ

جھٹلایا ان لوگوں نے کہ پہلے ان سے تھے یہاں تک کہ انہوں نے عذاب ہمارا کہہ کیا ہے

لوگوں نے بھی (رسولوں کو) جھٹلایا تھا۔ جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں، یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے

عِندَكُم مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا

تمہارے پاس کچھ علم پس نکالو گے تم اس کو واسطے ہمارے نہیں پیروی کرتے تم مگر

عذاب کا مزہ چکھا (اے پیغمبر!) پوچھیے کہ کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے تو اسے ہمارے سامنے

الظَّنَّ وَإِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ﴿١٤٨﴾ قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ

گمان کی اور نہیں تم مگر اٹکل کرتے کہہ پس واسطے اللہ کے ہے دلیل

پیش کرو دلوگو! تم محض ظن کی پیروی کرتے ہو اور محض اٹکل سے باتیں بناتے ہو (اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ اللہ ہی کی حجت

الْبَالِغَةُ ۖ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿١٤٩﴾ قُلْ هَلُمَّ

پہنچی ہوئی پس اگر چاہتا البتہ ہدایت کرتا تم کو سب کو کہہ لے آؤ

دلیل محکم رہی پس اگر وہ چاہتا تو تم سب کو توفیق ہدایت دے دیتا اے (پیغمبر!) ان سے

حل لغات۔

لہ اَلْحَوَایَا جمع ہے حاویۃ کی جس طرح کو لوذب کاذبۃ یا حاویا کی جس طرح قواصع قاصعاء کی۔ حَوَایا وہ انتڑیاں جن میں مینگنیاں رہتی ہیں۔ ٢ہ مِنْ عِلْمٍ۔ علم مصدر معنی میں معلوم کے اور اس سے مراد ہے وہ دلیل وسند جس سے احتجاج کرنا صحیح ہو۔ ٣ہ تَخْرُصُوْنَ لیا گیا ہے خرص سے اور خرص کہتے ہیں قیاس اور اٹکل

(بقیہ فوائد صفحہ ٢١٠)

اہل جاہلیت جس جانور کو غیر اللہ کے نام پر مقرر کرتے۔ وقت ذبح کے بھی اُسی غیر کا نام لیتے تھے۔ اللہ نے انکے اس فعل کا رد کیا اسکو مثل خنزیر و خون و مُردار کے حرام فرمایا۔ اہلِ تفسیر نے شانِ نزول پر خیال کر کے لفظ ذبح کو اختیار کر لیا اہلال کے لفظی و لغوی معنے کا خیال نہ کیا۔ قرآن مجید کی بلاغت و فصاحت کو دیکھو کہ نزول آیت کا گو بمقدمہ ذبح جاہلیت ہوا مگر وحی میں وہ لفظ بولا گیا جو ذبح و مجرد رفع صوت کو شامل ہے تاکہ یہ نہ ہو کہ اگر کسی غیر اللہ کی نذر و نیاز کے جانور پر ذبح کے وقت ذابح اللہ کا نام لے تو اس کو حلال سمجھ کر کھا جاوے بلکہ یہ جتلا دیا کہ اصل اعتبار نیت کا ہے۔ جب نیت صاحب نذر و نیاز کی واسطے غیر اللہ کے ہے تو اب ذبح کے وقت خواہ اللہ کا نام لیا جائے یا غیر اللہ کا برابر ہے اللہ کا نام لینے سے حلال نہیں ہو سکتا بلکہ یہ آیت نہایت درجہ عام ذبح حیوان وغیرہ نذر لغیر اللہ سب کو شامل ہے اسلئے کہ حرف مَا کا عموم لغا ہے۔ جس چیز پر جانور ہو، شربت ہو، حلوا ہو، کھیر ہو، دودھ وغیرہ کھانے پینے پہننے یا استعمال کی چیز ہو جب اسپر غیر اللہ کا نام تقرباً آیا وہ حرام ہو گیا کیونکہ اعتبار عموم لفظ کا ہوا کرتا ہے نہ خصوص سبب کا۔ فتح البیان میں ہے یہ ذبح جو معتقدین اموات قبور پر کیا کرتے ہیں مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں داخل ہے۔ اسی ذبح میں اور جو وثن کیلئے ذبح ہوتا ہے کچھ فرق نہیں۔ تفسیر نیشاپوری میں ہے کہ ایسا ذابح مرتد ہے اور ذبیحہ اس کا مرتد کا ذبیحہ ہے۔ صاحب روض نے کہا ہے جب مسلمان نے رسول خدا کے نام پر ذبح کیا تو وہ کافر ہو گیا۔ مشکوٰۃ کتاب الصید والذبائح میں ہے لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَرَقَ مَنَارَ الْاَرْضِ وَفِيْ رِوَايَةٍ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْاَرْضِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ اٰوٰى مُحْدِثًا (مسلم) یعنی اللہ نے لعنت کی ہے اُسپر جس نے اللہ کے سوا کسی اور کے نام اور بزرگی پر جانور ذبح کیا اور جس نے زمین کی علامتیں مٹائیں اور جس نے اپنے ماں باپ کو لعنت کی اور جس نے بدعتی کی توقیر عزت کی ذبیحہ لغیر اللہ و ذبیحہ کلیبان صفحہ ٢٩ و صفحہ ١٥٢ و صفحہ ٢١٣ و صفحہ ٣٩٠ میں بھی ہے۔ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اسکی تفسیر بھی سورہ بقرہ میں گزر چکی ہے حاصل یہ ہے کہ جو شخص بھوک کے سبب سے ایسا عاجز اور بے بس ہو جائے کہ اسکو اپنی جان کے تلف ہو جانے کا خوف ہو تو وہ بقدر اپنی جان بچانے کے ان حرام چیزوں کو کھا سکتا ہے۔ "غفور رحیم" اسکا یہ مطلب ہے کہ اللہ ایسا معاف کرنے والا ہے کہ اس نے بے بسی کے وقت حرام چیز کے کھا لینے کے جرم کو معاف کر دیا اور مہربان وہ ایسا ہے کہ اُس نے ضرورت کے وقت حرام چیز کو جائز قرار دیا (احسن التفاسیر)

فوائد صفحہ ہٰذا

ف۱ ذِيْ ظُفُرٍ وہ جانور ہیں جن کی انگلیاں الگ الگ نہ ہوں مثلاً چرندوں میں اونٹ، شتر مرغ اور پرندوں میں بطخ۔ اس طرح کے سب چرند پرند یہود پر حرام تھے علاوہ اس کے اُنپر گائے بکری کی انتڑیوں اور گردوں پر کی چربی بھی حرام تھی جیسے ارشاد ہے فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا یہودیوں کے ظلم و ستم کی وجہ سے ہم نے انپر بعض پاکیزہ چیزیں حرام کر دی تھیں حقیقت میں یہ چیزیں حرام نہیں۔ صحیح مسلم صفحہ ،، ۱ میں ہے قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُوْمَهَا جَمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ وَاَكَلُوْا ثَمَنَهٗ۔ یعنی ہلاک کرے اللہ تعالیٰ یہودیوں کو کہ جب اللہ نے ان پر چربی کو حرام کیا تو انھوں نے اسکو گرم کر کے بیچا اور اس کی قیمت کھائی اور اس حیلہ سے اس سے فائدہ اٹھایا۔ ابوداؤد میں ہے کہ اللہ جب کسی قوم پر کسی چیز کا کھانا حرام کر دیتا ہے تو اس کی قیمت بھی حرام فرما دیتا ہے بخاری میں ہے کہ فتح مکہ والے سال نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے شراب اور مردار اور سور اور بتوں کی بیع کو حرام کر دیا ہے۔ یہود کی زیادتیوں کا بیان صفحہ ١٤٣ میں بھی ہوا فقط

ف۲ یعنی رحمت کی سمائی سے تم اب تک بچے ہوئے ہو لیکن یہ نہ جانو کہ عذاب پھر گیا (موضح) فقط۔ ف۳ اخی محترم مولانا ابو محمد عبد الستار صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ تم نری اٹکل اور گمان کی پیروی کرتے ہو۔ حقیقت پر غور نہیں کرتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ اور مشیت اور چیز ہے اور رضامندی اور چیز وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وہ اللہ شرک و کفر سے راضی نہیں۔ گو یہ ٹھیک ہے کہ اگر اس کی مشیت ہوتی تو دنیا میں شرک و کفر کا وجود ہی نہ رہتا جیسا کہ فرمایا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَاۤ اَشْرَكُوْا مگر تمہارے لئے یہ کچھ مفید نہیں کیونکہ تم کو اس نے اپنی مشیت کا علم نہیں دیا۔ تم کو ظاہری اختیار دے کر اچھی و بری دونوں راہیں سمجھا دیں اور پیغمبروں کو بھیجکر بتلا دیا کہ میں اس راہ سے راضی ہوں اور اس سے ناراض۔ اب تم کو چاہیے کہ اچھی راہ اختیار کرو اور اسپر چلنے کی اس سے التجاء و دعاء کرو کیونکہ دعاء تقدیر کو پھیر دیتی ہے۔ مضمون ہٰذا کا کچھ بیان (باقی فائدہ بر صفحہ ٢١٢)

★ کو یعنی بے دلیل کسی بات پر جم جانا۔ یہ بھی جھوٹ کی ایک قسم ہے جو سب قسموں سے بدتر اور قبیح تر ہے۔ ٭٭ اَلْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ دلیل واضح جو غایت متانت اور ثبات کو پہنچ جاتی ہے اسے حجۃ بالغہ کہتے ہیں کیونکہ مستدل اس کی وجہ سے اپنے دعوے کی صحت کو پہنچ جاتا ہے حجۃ مشتق ہے حج بمعنے قصد سے۔ چونکہ مستدل بھی حجۃ سے اثبات حکم کا قصد کرتا ہے اس لئے اسے حجۃ کہتے ہیں۔ ٭ هَلُمَّ اسم فعل معنے اس میں ہے اُحضر کے یعنی مخاطب کو کسی چیز کی طرف بلانے کے لئے موضوع ہوا ہے آئی ہاتوا شہداءکم۔ اس میں مفرد تثنیہ، جمع، مذکر، مؤنث سب برابر ہیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ مفرد کے لئے هَلُمَّ تثنیہ کے لئے هَلُمَّا۔ جمع کے واسطے هَلُمُّوْا، مؤنث کے لئے هَلُمِّيْ اور تثنیہ مؤنث کیلئے هَلُمَّا۔ جمع کے لئے هَلْمُمْنَ آتا ہے۔ یہ اصل میں تھا هَا لُمَّ۔ ہائے تنبیہ اور لُمَّ بمعنی اُدْنُ یا اُحْضُر سے مرکب لام کے سکون تقدیری کی وجہ سے الف حذف ہو گیا اور ممکن ہے کہ اس کی اصل هَلْ اُمَّ ہو۔ هَلْ استفہامیہ اور اُمَّ بمعنی اُقْصُدْ ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دیدی اور وہ تخفیفاً حذف ہو گیا۔

شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ج فَاِنْ

گواہوں اپنوں کو وہ جو گواہی دیتے ہیں یہ کہ اللہ نے حرام کیا ہے یہ پس اگر

ٹھہرا چکے کر اپنے گواہوں کو لے آؤ جو اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ نے (واقعی) یہ چیز حرام کر دی ہے پھر اگر (بالفرض)

شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ج وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

گواہی دیدیں پس مت گواہی دے تو ساتھ ان کے اور مت پیروی کر خواہشوں ان لوگوں کی کہ جھٹلایا

وہ گواہی دے بھی دیں تب بھی آپ ان کے ساتھ ہو کر اس کو تسلیم نہ کیجئے اور آپ ان لوگوں کی

بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ

نشانیوں ہماری کو اور ان کی کہ نہیں ایمان لاتے ساتھ آخرت کے اور وہ ساتھ پروردگار اپنے کے

خواہشوں کی پیروی نہ کیجئے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے اور دوسری ہستیوں کو اپنے پروردگار

يَعْدِلُوْنَ ۱۵۰ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ ع ۱۸ ۵

شریک لاتے ہیں کہہ آؤ پڑھوں میں جو حرام کیا ہے رب تمہارے نے اوپر تمہارے یہ

کے برابر ٹھہراتے ہیں (اے پیغمبر!) ان سے کہہ دیجئے کہ آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں کہ جو کچھ تمہارے رب نے تم پر حرام

اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ج وَلَا تَقْتُلُوْٓا

کہ نہ شریک لاؤ اس کے ساتھ کچھ اور ساتھ ماں باپ کے احسان کرنا اور مت مار ڈالو

کیا ہے یہ کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ نیک سلوک روا رکھو۔ اور اپنی اولاد کو مفلسی

اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ج

اولاد اپنی کو ڈر افلاس کے سے ہم روزی دیتے ہیں تم کو اور ان کو

کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم تم کو بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی۔ اور بے حیائی کی باتوں کے قریب تک نہ پھٹکو خواہ

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ج وَلَا

اور مت نزدیک جاؤ بے حیائیوں کے جو کچھ ظاہر ہے اس میں سے اور جو کچھ کہ چھپا ہے اور مت

وہ علانیہ ہوں خواہ پوشیدہ اور جس جان کو مار ڈالنا اللہ نے حرام ٹھہرا دیا ہے

تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ

مار ڈالو اس جی کو کہ حرام کیا ہے اللہ نے مگر ساتھ حق کے یہ بات

اسے نہ مارو مگر کسی حق (شرعی) کی بنا پر یہ وہ باتیں ہیں

وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۱۵۱ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ

نصیحت کرتا ہے تم کو ساتھ اس کے تو کہ تم سمجھو اور مت نزدیک جاؤ مال یتیم کے

جن کا خدا نے تم کو حکم دیا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو اور یتیم کے مال کے نزدیک نہ جاؤ۔ مگر مستحسن

اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ج وَاَوْفُوا الْكَيْلَ

مگر ساتھ اس طریق کے کہ بہت اچھی ہے یہاں تک کہ پہنچے جوانی اپنی کو اور پورا کرو ماپ

طریقے سے یہاں تک کہ وہ اپنے سن بلوغ کو پہنچ جائے۔ اور ماپ تول انصاف کے ساتھ پوری کیا کرو۔

وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ج لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ج

اور تول ساتھ انصاف کے نہیں تکلیف دیتے ہم کسی جی کو مگر موافق طاقت اس کی کے

ہم کسی جان پر اس کے مقدور سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے۔ اور جب بات کرو حق و انصاف کی کرو۔

حل لغات۔

لہ اِملاق۔ اس کے اصلی معنی ہیں اِفساد کے مگر عرف میں فقر و احتیاج کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ بولا کرتے ہیں املق الرجل فہو مملق اذا افتقر۔

(بقیہ فوائد صفحہ ٢١١)

صفحہ ٢٠٢ میں بھی ہے۔ نیز صاحب موضح لکھتے ہیں کافروں کو شبہ ہے کہ اگر ہمارے کام اللہ کو پسند نہ ہوتے تو ہم کو کرنے نہ دیتا۔ اسکا جواب فرمایا کہ اگلوں کو گناہ پر کیوں پکڑا۔ معلوم ہوا کہ وہ بھی ایک مدت ناپسند کام کرتے تھے اور اللہ نہ پکڑتا تھا۔ آخر پکڑا۔ اور پھر فرماتے ہیں یعنی تمہاری غلطی ثابت ہو چکی کہ دلیل نہیں رکھتے تو بھی جو نہ مانا تو علامت ہے کہ تمہاری قسمت میں ہدایت نہیں رکھی۔ مقصد یہ ہوا کہ اس یہ نہ سمجھو کہ خدا کا نہ چاہنا بھی اس کی مرضی کی دلیل ہے۔ نہیں غور سے سنو۔ خدا نے بندوں کو ایک قدرت اور طاقت افعال اختیاریہ کے متعلق بخشی ہوئی ہے۔ بندے جس کام میں اس طاقت کو خرچ کرنا چاہیں خدا اسکا اجر مرتب کر دیتا ہے اور چاہے تو اس طاقت دادہ کے مخالف بھی انسے کام لے سکتا ہے۔ پس یہی معنی اس آیت کا انکو سمجھا اور اصل مسئلہ شرک اور تحریم اشیاء کے متعلق ان سے کہہ فقط۔

فوائد صفحہ ھٰذا

ف١ شرک کا بیان صفحہ ٣٧ و صفحہ ١٣٩ میں اور والدین کا بیان صفحہ ١٨ و صفحہ ١٣٠ میں بھی گذر چکا ہے۔ اور مشکوٰۃ صفحہ ٤١٠ مطبع فاروقی دہلی میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ سلوک اور نیکی کا سب سے زیادہ کون حق دار ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ وَاَدْنَاكَ یعنی سب سے زیادہ حق ماں کا ہے۔ اُس نے پوچھا پھر کس کا؟ فرمایا ماں کا۔ کہا پھر۔ فرمایا ماں کا۔ پھر کس کا؟ تب چوتھی مرتبہ میں فرمایا باپ کا حق ہے پھر اور قرابت والوں کا اسی طرح درجہ بدرجہ حق ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت مرفوع میں یہ لفظ ہیں رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ قِيْلَ مَنْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَحَدَهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خاک میں مل جائے ناک اسکی، خاک میں مل جائے ناک اسکی، خاک میں مل جائے ناک اسکی۔ عرض کیا گیا۔ حضور! کس کی؟ فرمایا جس کے ماں باپ بوڑھے زندہ موجود ہوں یا ایک موجود ہو پھر وہ شخص انکی ضعیفی میں خدمت نہ کر کے جنت نہ حاصل کر سکا۔ بڑا بے نصیب ہے۔ چاہیے تھا خدمت کر کے جنت حاصل کرتا۔ ایک حدیث میں یوں فرمایا مَنْ اَصْبَحَ مُطِيْعًا لِلّٰهِ فِيْ وَالِدَيْهِ اَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدٌ وَمَنْ اَصْبَحَ عَاصِيًا لِلّٰهِ فِيْ وَالِدَيْهِ اَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ النَّارِ وَاِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدٌ قَالَ رَجُلٌ وَاِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جس دن کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق اپنے ماں باپ کا فرمانبردار رہے اُس دن دو دروازے جنت کے اس کے واسطے کھلے ہوئے ہیں۔ اگر دونوں نہیں ہیں صرف ایک موجود ہے خواہ باپ یا ماں اور وہ راضی ہے تو ایک دروازہ جنت کا کھلا ہوا ہے اور جس دن کوئی اللہ کے حکم کے موافق اپنے ماں باپ کا نافرمان ہے اُس دن دو دروازے دوزخ کے اُسکے واسطے کھلے ہوئے ہیں۔ اگر ایک ہے تو ایک دروازہ دوزخ کا کھلا ہوا ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ اگر ماں باپ ظلم کریں؟ تو آپؐ نے فرمایا اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں۔ اللہ کے حکم کے موافق کا یہ مطلب ہے کہ ماں باپ کوئی حکم خلاف شرع کریں تو اس بات میں انکی تابعداری نہ کرنی چاہیے۔ باقی چاہے کیسی ہی محنت کا کام لیں یا اُسپر ناحق غصہ کریں یا اس کے مال کو برباد کریں یا اُسکے بیوی بچوں کو جدا کرا دیں سب صورتوں میں ماں باپ کی تابعداری واجب ہے یاد رکھو اگر ماں باپ راضی تو اللہ بھی راضی۔ ماں باپ ناراض تو اللہ بھی ناراض اگرچہ اولاد کیسی ہی عابد، زاہد، سخی، نمازی، حافظ، مولوی، حاجی ہی کیوں نہ ہو چنانچہ ثوبانؓ کی روایت مرفوع میں ہے قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يَنْفَعُ مَعَهُنَّ عَمَلٌ اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ۔ تین چیزیں ایسی ہیں کہ انکے ہوتے ہوئے کوئی عمل کام نہ آئے گا ایک شرک، دوسرے ماں باپ کی نافرمانی، تیسرے میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ جانا (ترغیب صفحہ ٣٦٣) ہاں جو اولاد ماں باپ کی مطیع ہے وہ اگر ایک دفعہ ماں باپ کو ایسی نظر سے دیکھے جس سے وہ خوش ہوں تو اللہ حج مبرور کا ثواب دیتا ہے (مشکوٰۃ صفحہ ٤١٣ مطبع فاروقی دہلی) اور گناہ کی توبہ اپنی والدہ کے ساتھ سلوک کرے والدہ نہ ہو تو خالہ کے ساتھ کرے عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِيْمًا فَهَلْ لِيْ مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍّ قَالَ لَا قَالَ وَهَلْ لَكَ مِنْ خَالَةٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَبِرَّهَا (ترمذی۔ مشکوٰۃ) یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں زندہ ہے، کہا نہیں۔ فرمایا کیا خالہ حیات ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا اپنی خالہ کے ساتھ سلوک بھلائی کر تو اس بھلائی کی وجہ سے تیری توبہ قبول ہو سکتی ہے ۔:۔ مرنے کے بعد بھی والدین کے ساتھ نیکی کرنی چاہیے عَنْ اَبِيْ اُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَهٗ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ سَلَمَةَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ اَبَوَيَّ شَيْءٌ اَبَرُّهُمَا بِهٖ بَعْدَ مَوْتِهِمَا قَالَ نَعَمْ اَلصَّلٰوةُ عَلَيْهِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَاِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِيْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِهِمَا وَاِكْرَامُ صَدِيْقِهِمَا (ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ صفحہ ٤١٣) ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ کے پاس بیٹھے تھے کہ قبیلہ بنو سلمہ کے ایک شخص نے آ کر کہا حضور! ماں باپ کے مرنے کے بعد بھی انکے ساتھ نیکی کی جا سکتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ اُنکے حق میں دعا کرنا استغفار کرنا اور انکے عہد و وعدہ انکے قول و اقرار کو پورا کرنا اور انکی وصیت پر چلنا اور ماں باپ کے دوستوں اور ملنے جلنے والوں کے ساتھ احسان و نیکی کرنا اور ان کا احترام و عزت کرنا یہ سب ایسے عمل ہیں کہ گویا والدین کے ساتھ نیکی کرنا ہے) ۔:۔ (باقی فائدہ بر صفحہ ٢١٤)

وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ج وَبِعَهْدِ اللَّهِ

اور جب بات کہو تم پس انصاف کرو اور اگرچہ ہو صاحب قرابت اور ساتھ عہد اللہ کے

اگرچہ معاملہ قرابتدار کے ساتھ ہو اور اللہ کے ساتھ جو عہد و پیمان کیا ہے اسے پورا کرو یہ وہ

أَوْفُوا ط ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿١٥٢﴾ وَأَنَّ

وفا کرو یہ بات نصیحت کرتا ہے تم کو ساتھ اس کے تاکہ تم نصیحت پکڑو اور یہ کہ

باتیں ہیں جن کا تمہیں خدا نے حکم دیا ہے۔ تاکہ، نصیحت حاصل کرو اور بیشک

هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ج وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ

یہ راہ میری سیدھی ہے یعنی متابعت پیغمبر کی پس پیروی کرو اسکی اور مت پیروی کرو اور راہوں کی

یہ ہے میری راہ جو سیدھی ہے تو اسی پر چلو اور دوسری راہوں پر نہ چلو کہ یہ راہیں تم کو اس کی

فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ط ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ

پس متفرق کر دیویں تم کو راہ اس کی سے یہ بات ہے کہ نصیحت کرتا ہے تم کو ساتھ

راہ سے جدا کر دیں گی۔ یہ بات ہے جس کا خدا نے تم کو حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگاری

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٥٣﴾ ثُمَّ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ تَمَامًا عَلَى

اسکے تاکہ تم بچو پھر دی تھی ہم نے موسیٰ کو کتاب پورا کرنا نعمت کا اوپر

اختیار کرو پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تاکہ نیکوکاروں پر ہم اپنی نعمت

الَّذِي أَحْسَنَ وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً

اس شخص کے کہ نیکی کرتا ہے اور تفصیل کرنا واسطے ہر چیز کے اور ہدایت اور رحمت

تمام کر دیں اور ہر بات کی تفصیل بیان کر دیں، اور لوگوں کے لئے (وہ کتاب) ہدایت اور رحمت

لَّعَلَّهُم بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ﴿١٥٤﴾ وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ ع ١٩ ٦

تاکہ وہ ساتھ ملاقات پروردگار اپنے کے ایمان لاویں اور یہ کتاب ہے (اتاری ہم نے اس کو

ہو تاکہ (ان کی امت کے) لوگ اپنے رب کی ملاقات پر یقین رکھیں اور یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے

مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٥٥﴾ أَن

برکت والی پس پیروی کرو اسکی اور پرہیزگاری کرو تاکہ تم رحم کئے جاؤ ایسا نہ ہو کہ

نازل کیا۔ یہ بابرکت ہے سو اس کی پیروی کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو تاکہ تم پر رحمت ہو یہ کتاب اس

تَقُولُوا إِنَّمَا أُنزِلَ الْكِتَابُ عَلَىٰ طَائِفَتَيْنِ مِن قَبْلِنَا ص

کہو تم سوائے اس کے نہیں کہ اتاری گئی تھی کتاب اوپر دو جماعت کے پہلے ہم سے

لئے نازل فرمائی ہے کہ تم یہ نہ کہو کہ ہم سے پہلے دو گروہوں پر ہی کتاب نازل ہوئی ہے اور

وَإِن كُنَّا عَن دِرَاسَتِهِمْ لَغَافِلِينَ ﴿١٥٦﴾ أَوْ تَقُولُوا لَوْ أَنَّا

اور تحقیق تھے ہم پڑھنے ان کے سے البتہ غافل یا کہو تم اگر ہم

ہم ان کے پڑھنے پڑھانے سے بالکل بے خبر تھے یا یہ کہو کہ اگر ہم پر

أُنزِلَ عَلَيْنَا الْكِتَابُ لَكُنَّا أَهْدَىٰ مِنْهُمْ ج فَقَدْ

اتاری جاتی اوپر ہمارے کتاب البتہ ہوتے ہم بہت راہ پانے والے ان سے پس تحقیق

کتاب نازل کی جاتی تو البتہ ہم ان سے بھی زیادہ ہدایت یافتہ ہوتے۔ سو (اے لوگو!)

حل لغات۔

لہ تَمَامًا عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ۔ تمام معنی میں ہے اِتمام کے۔ اِتمام مصدر ہے اَتَمَّ کا۔ یہ آتینا کا مفعول لہ ہے یا مفعول مطلق اور علی الذی تماما کے متعلق۔

تقدیر عبارت یوں ہے آتینا موسے الکتاب اتماما للنعمۃ والکرامۃ علی العبد الذی احسن الطاعۃ۔ لہ اَن تَقُولُوا علت ہے انزلناہ کی مگر کس انزلناہ کی؟ ★

(بقیہ فائدہ صفحہ ۲۱۲) ماں سے سلوک کرنے کا نتیجہ یعنی اچھا انجام ـــــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ فِيْهَا قِرَاءَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا حَارِثَةُ ابْنُ النُّعْمَانِ كَذَالِكُمُ الْبِرُّ كَذَالِكُمُ الْبِرُّ وَكَانَ اَبَرَّ النَّاسِ بِاُمِّهٖ (رواہ فی شرح السنة والبیهقی فی شعب الایمان) وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ نِمْتُ فَرَاَیْتُنِیْ فِی الْجَنَّةِ بَدَلَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۱)۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں میں نے قرآن مجید پڑھنے کی آواز سنی تو میں نے دریافت کیا کہ یہ کون شخص قرآن مجید پڑھ رہا ہے؟ ...... بتایا حارثہ بن نعمان ہیں یہ حارثہ اپنی ماں کے ساتھ بہت احسان سلوک نیکی کرتے تھے جسکی برکت سے جنت میں گئے اور قرآن مجید پڑھنے کا مرتبہ حاصل کیا۔ یہ واقعہ خواب کی حالت کا ہے یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سوتے میں خواب دیکھا ؞ اولاد اور اولاد کے مال کا مالک باپ ہے عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ لِیْ مَالًا وَّاِنَّ وَالِدِیْ يَحْتَاجُ اِلٰى مَالِیْ قَالَ اَنْتَ وَمَالُكَ لِوَالِدِكَ اِنَّ اَوْلَادَكُمْ مِنْ اَطْيَبِ كَسْبِكُمْ (ابوداؤد و ابن ماجة۔ مشکوٰۃ صفحہ ۲۹۳) عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عرض کی کہ میرے پاس مال ہے اور میرے والد میرے مال کے محتاج ہیں تو میں اپنا مال اپنے والد کو دے سکتا ہوں یا نہیں؟ آپ نے فرمایا تو اور تیرا مال سب تیرے باپ کی ملکیت ہے کیونکہ تمہاری اولادیں تمہاری بہترین کمائی ہیں اور تم اپنے اولاد کی کمائی میں سے کھا سکتے ہو ؞ والدین کے ساتھ مہربانی کرنے سے موت آسانی سے ہوگی اور اللہ اسکو جنت میں داخل کر دیگا۔ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ يَسَّرَ اللّٰهُ حَتْفَهٗ وَاَدْخَلَهٗ جَنَّتَهٗ رِفْقٌ بِالضَّعِيْفِ وَشَفَقَةٌ عَلَى الْوَالِدَيْنِ وَاِحْسَانٌ اِلَى الْمَمْلُوْكِ (ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۲۹۲) صحابی رسول جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس میں یہ تین خوبیاں ہونگی اللہ تعالیٰ اسپر موت کو آسان کر دیگا اور جنت میں اسکو داخل کر دیگا (۱) کمزوروں کے ساتھ نرمی کرنا (۲) اور ماں باپ کے ساتھ احسان و شفقت کرنا (۳) غلاموں کے ساتھ نیکی کرنا ؞ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ شرک کے بعد کونسا بڑا گناہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ تو اولاد کو قتل کرے اس خوف سے کہ تیرے ساتھ رزق میں شریک ہوگا۔ یہ حدیثیں لفظ اِملاق کی تفسیر ہیں۔ فی زمانہ نسل کشی کی مختلف صورتیں ایجاد ہو گئی ہیں حالانکہ اسلام اسکی اجازت نہیں دیتا۔ اللہ ہدایت دے۔ آمین۔ ظاہر وہ ہے جو کھلم کھلا بے حیائی ہو لوگ اسپر مطلع ہوں۔ باطن وہ جسپر سوا اللہ کے کسی کو اطلاع نہ ہو۔ ناحق قتل کے متعلق ہے کہ قصاص، مرتد، محصن، زانی و زانیہ کے علاوہ کسی کا قتل روا نہیں حتیٰ کہ ذمی کافر کا قتل کرنے والا بھی جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جو کوئی یہ چاہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت دیکھے جسپر آپؐ کی مہر لگی ہے تو وہ ان آیتوں کو پڑھے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ تک۔ حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ میں آیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کون تم میں بیعت کرتا ہے مجھ سے تین باتوں پر پھر یہ آیت پڑھی جب فارغ ہوئے فرمایا جس نے پورا کیا بیعت کو اسکا اجر اللہ پر ہے اور جس نے کم کیا کچھ اس میں سے اور پا لیا اسکو اللہ نے دنیا میں وہ عقوبت ہے اور جسکو تاخیر دی آخرت تک اسکا کام اللہ کے اختیار میں ہے چاہے عذاب کرے چاہے معاف فرمائے روا کیا اسکو حاکم نے (ابن کثیر)۔ یتیم اور مال یتیم کا بیان صفحہ ۵۰ صفحہ ۱۱۲۹ و ۱۱۲۹ و سورۂ دہر۔ سورۂ فجر و سورۂ بلد اور سورۂ الضحٰی میں بھی ہے اور ناپ تول میں کمی کرنے کی مذمت سورۂ اعراف رکوع ۱۱ و سورۂ ہود رکوع ۸ و سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۴ و سورۂ مطففین میں بھی ہے۔ جھوٹی و سچی گواہی کا ذکر صفحہ ۷۰ میں۔ اور گواہی میں کسی کی رعایت و طرفداری کا مسئلہ صفحہ ۱۴۲ اور جھوٹ کی مذمت و سچ کی تعریف صفحہ ۷۵ میں ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہر وعظ میں یہ ضرور فرمایا کرتے تھے لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ (ترغیب صفحہ ۳۴۳ ج ۵) یعنی جو شخص امانتدار نہیں اسکا ایمان نہیں اور جو وعدہ کا سچا نہیں اس کا دین نہیں۔ مقصد یہ کہ اس کے اوامر و نواہی کی پابندی سے عمل کرو۔ اللہ کیلئے جو نذر یا قسم کھاؤ بشرطیکہ غیر مشروع بات کی نہ ہو اسے پورا کرو۔ امانت داری کا بیان صفحہ ۸۵ میں بھی گذرا۔

فوائد صفحہ ھٰذا از اخی و امامی و شیخی مولانا حافظ عبدالستار صاحب نور اللہ مرقدہ (آمین) نے آیت ہذا پر لکھا ہے صراط کہتے ہیں طریق کو۔ مراد طریق سے دین اسلام ہے جو قرآن و حدیث وار د فی بہا میں محفوظ و مسطور ہے۔ مُسْتَقِيْمٌ سے مراد مستوی ہے یعنی برابر جسمیں کجی نہ ہو جو سیدھی راہ پر چلے وہ نجات پائے۔ باقی سُبُل پہ چلنے سے منع کیا مراد مذاہب و ادیان مختلفہ و بدعیہ مختلفہ ہیں جنکے طرق متباعن و مضل ہیں انپر جو چلے گا وہ راہ حق و طریق مستقیم سے بہک جائیگا خواہ تقلید مذاہب ائمہ ہو یا تبدیع مشارب بدعیہ۔ خود ائمہ دین اور کل مجتہدین سلف نے یہی وصیت کی کہ کوئی انکی تقلید نہ کرے سب کتاب و سنت کی اتباع کریں۔ یہ وصیت اہلحدیث کثر اللہ سوادہم نے قبول کی باقی سب نے مخالفت کی۔ یہاں یہ بھی ایک نکتہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ نے اپنی راہ کے لئے سبیل واحد کا لفظ بولا ہے اور گمراہ راستوں کے لئے سُبُل جمع کا استعمال کیا۔ یہ اس لئے کہ حق راستہ و سچا فرقہ ایک ہی ہے اور غلط راستے و گمراہ فرقے دنیا میں بہت ہیں (باقی صفحہ ۲۱۴)

★ محذوف انزلناہ کی! جس پر مذکور انزلناہ دلالت کر رہا ہے مذکور انزلناہ کا علت ہوتی تو عامل و معمول میں فصل بالاجنبی لازم آتا اور یہ جائز نہیں۔ تقدیر عبارت یوں ہے انزلناہ کذلک کراہۃ ان تقولوا۔ اور اس کی تفصیل سورۂ نساء کی آخری آیت یبین اللہ لکم ان تضلوا میں گذر چکی۔ وہاں بھی دیکھ لو۔
ؔ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا۔ طائفتین سے مراد ہیں یہود و نصاریٰ کے دونوں گروہ اور من قبلنا کائنتین محذوف کے متعلق ہو کر طائفتین سے حال۔
ؔ دِرَاسَتِهِمْ۔ دراسۃ مصدر ہے درس کا اس کے معنے ہیں سبق پڑھانا۔ جو شخص کتاب کا درس دوسروں کو دیتا اور پڑھاتا ہے تو بولا کرتے ہیں درس الکتاب درسا و دراسۃ۔ ؔ اَهْدٰى مِنْهُمْ۔ اَهْدٰى صیغہ واحد اسم تفضیل۔ یہ مذکر و مؤنث اور مفرد و تثنیہ اور جمع کے لئے یکساں مستعمل ہوتا ہے۔

جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ج فَمَنْ اَظْلَمُ

آ چکی ہے تمہارے پاس دلیل پروردگار تمہارے سے اور ہدایت اور مہربانی پس کون ہے بہت ظالم

تمہارے رب کی جانب سے تم پر روشن دلیل اور ہدایت و رحمت آ چکی پس اب (ذرا سوچو) اس شخص سے

مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ط سَنَجْزِي الَّذِيْنَ

اس شخص سے کہ جھٹلاوے نشانیوں اللہ کی کو اور پھرے ان سے البتہ جزا دیں گے ہم ان لوگوں کو جو

بڑھ کر کون ظالم ہے جو ہماری ان آیتوں کو جھٹلائے اور ان سے منہ موڑے (یاد رکھو) جو لوگ ہماری آیتوں سے

يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

پھرتے ہیں نشانیوں ہماری سے برا عذاب بسبب اسکے کہ تھے پھرتے

منہ موڑتے ہیں ہم عنقریب انہیں اس اعراض کی پاداش میں بدترین سزا دیں گے

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ

نہیں انتظار کرتے مگر یہ کہ آویں ان کے پاس فرشتے یا آوے حکم پروردگار تیرے کا

کیا یہ لوگ صرف اس بات کے انتظار میں ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا آپ کا رب آئے یا آپ کے

اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ط يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ

یا آویں بعض نشانیاں پروردگار تیرے کی جس دن آویں گی بعض نشانیاں رب تیرے کی

رب کی کوئی نشانی آئے جس روز کوئی خاص نشانی آپ کے رب کی طرف سے آ پہنچے گی (تو) کسی ایسے

لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ

نہ نفع دے گا کسی جی کو ایمان اس کا کہ نہ تھا ایمان لایا پہلے اس سے یا نہ کمایا تھا

شخص کو اسکا ایمان لانا مفید نہ ہوگا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا۔ یا اس نے اپنے ایمان (یعنی حالت)

فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ط قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ

بیچ ایمان اپنے کے بھلائی کو کہہ منتظر رہو تحقیق ہم بھی منتظر ہیں تحقیق

میں کوئی نیک کام نہ کیا ہو کہہ دیجئے کہ تم منتظر رہو۔ ہم بھی بلاشبہ منتظر ہیں بیشک

الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ

جن لوگوں نے ٹکڑے ٹکڑے کیا دین اپنے کو اور ہو گئے گروہ گروہ نہیں تو ان میں سے بیچ کسی

وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین میں اختلافات پیدا کئے۔ اور الگ الگ گروہ گروہ بن گئے آپ کو ان سے کچھ سروکار نہیں ان کا

شَيْءٍ ط اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا

چیز کے سوائے اسکے نہیں حکم ان کا طرف اللہ کی ہے پھر خبر دے گا انکو ساتھ اس چیز کے کہ تھے

معاملہ اللہ کے حوالے ہے پھر وہ ان کو بتائے گا۔ جو کچھ وہ کرتے

يَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ج

کرتے جو کوئی لاوے بھلائی پس واسطے اسکے ہے دس برابر اس کے

تھے جو شخص نیک عمل کرے گا اس کو اسی طرح کی دس نیکیاں ملیں گی۔

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا

اور جو کوئی لاوے برائی پس نہیں بدلا دیا جاوے گا مگر مانند اس کے اور وہ نہیں

اور جو بدی کا ارتکاب کرے گا تو اس کو اس کے برابر ہی سزا دی جائے گی۔ اور ان لوگوں پر مطلق

حل لغات۔

لہ صدف کے معنی میں ہے صرف اور منع کے ای صرف الناس ومنعہم عن الآیات۔ ٢ہ لست منہم فی شیء۔ اس کے دو معنے ہیں ایک یہ کہ انت منہم بری وہم منک براء۔ دوسرے یہ کہ لست من قتالہم فی شیء۔

(بقیہ صفحہ ٢١٣) جیسے آیت اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ میں ظلمات کو جمع کے لفظ اور نور کو واحد کے لفظ سے ذکر کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا ہے جماعت کا یعنی تابعداری کرنی صحابہ رضی اللہ عنہم کی،

منع کیا ہے اختلاف اور فرقت سے اور یہ خبر دی ہے کہ اگلے بدولت اسی جھگڑے اور خصومات کے دینِ الٰہی میں ہلاک اور برباد ہو گئے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ایک لکیر کھینچی پھر کہا کہ یہ سیدھا راستہ ہے اللہ کا۔ پھر اس کے دائیں بائیں اور لکیریں کھینچیں فرمایا یہ راستے ہیں ان میں کوئی راہ نہیں مگر اس راہ پر ایک شیطان ہے جو اس کی طرف بلاتا ہے پھر یہ آیت پڑھی وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ الآیۃ (احمد۔ حاکم) یہ آیت دلیل ہے ممانعت تفرقہ دینِ اسلام پر جو راہ سوائے کتاب و سنت کے ہیں وہ داخل گمراہی ہیں خواہ وہ بدعِ قدیمہ ہوں جیسے قدر، جبر، اعتزال وغیرہ یا جدیدہ جیسے مذہب صلح کل اور مداہنت اور آزادی (فتح البیان)، بہرحال منجملہ وصایائے الٰہی کے ایک وصیت یہ بھی ہے کہ متفرق راہوں پر نہ چلو۔ اللہ کے بندے، رسول کی امت ہو کر کسی امتی کے امتی نہ بنو (ترجمان۔ ابن کثیر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیات بالا کی پابندی پر صحابہ سے بیعت لی معلوم ہوا بیعت مختص بالجہاد نہیں بلکہ ترک منکرات و فواحشات پر بھی بیعت ہے۔ افسوس کہ مسلمانوں نے وصیتِ الٰہی کو بھلا دیا اور کتاب و سنت کی صحیح و سیدھی راہ چھوڑ کر قیل و قال ہائے رجال میں گرفتار ہو گئے اور اپنے اپنے اماموں کے ناموں پر علیحدہ علیحدہ مذہب بنا کر انکی اندھی تقلید کا پٹہ گلے میں ڈال کر وحدتِ اسلامی کو ختم کر دیا ہے ؎

دینِ حق را چہار مذہب ساختند ⁂ رخنہ در دینِ نبی انداختند۔

یعنی دینِ حقہ کو چار ٹکڑوں میں تقسیم کر کے دینِ نبی میں رخنہ ڈال دیا۔ چاہیئے یہ تھا کہ تمام مسلمان تفرقہ کو ختم کر کے ایک عقیدہ ایک مذہب ہو کر ایک دوسرے کے ہمدرد ہو کر رہتے جیسا کہ مشکوٰۃ صفحہ ٤٢٢ میں مرفوع حدیث ہے اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ کَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّکَ بَیْنَ اَصَابِعِهٖ یعنی ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے واسطے مثل بنیاد کے ہے کہ ایک کے سہارے سے دوسروں کو قوت اور مدد پہنچتی ہے۔ پھر آپؐ نے دونوں ہاتھ کی انگلیاں باہم ملا کر بتایا کہ اس طور سے ایک جان ہو کر رہنا چاہیئے۔ اور انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً آیا ہے وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ کہ آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ نہیں مومن ہوتا تم میں کوئی جب تک کہ اپنے بھائی مسلمان کی دل سے بھلائی و بہتری نہ چاہے جیسے اپنی بہتری چاہتا ہے۔ اور فرمایا آپؐ نے لَا تَقَاطَعُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا وَلَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ (ترمذی جلد ثانی صفحہ ١٦) یعنی آپس میں مقاطعت نہ کرو اور ایک دوسرے کی خیر خواہی سے بے خبر نہ ہو جاؤ اور عداوت نہ رکھو

نہ حسد کرو بلکہ سب مل کر اللہ کے بندے آپس میں بھائی بنے رہو اور کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ رنج رکھ کر سلام کلام بند کر دے۔ معلوم ہوا خدانخواستہ رنجش ہو بھی جائے تو تین دن کے اندر ہی صلح صفائی کر لینی چاہیئے۔ اس مضمون کا بیان صفحہ ٩١ و صفحہ ٢٦٠ میں بھی ہے۔ ف٢ چونکہ پچھلی آیتوں میں تورات و انجیل کا ذکر کیا تھا اور اہل عرب سے کہا تھا کہ نزول قرآن کے بعد کتب سماوی سے بے خبر رہنے کا عذر نہیں کر سکتے اس لئے یہاں یہ حقیقت واضح کر دی کہ اصل سب کے لئے ایک ہی تھا اور قرآن کی دعوت بھی اسی اصل کے لئے ہے (ترجمان) فقط۔ ف٣ اور یہ بیان کہ ہر شخص کو قرآن و حدیث کی پیروی لازمی ہے اور قیامت کے دن سب ہی سے سوال ہوگا۔ یہ بیان صفحہ ١٢٨ و ٢٠٧ میں بھی گذرا ہے فقط۔

(فوائد صفحہ هٰذا) ف١ مراد اللہ کے آنے سے اللہ کا آنا ہی ہے۔ کیفیت آنے کی متشابہ ہے۔ اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ ہم کو اس پر ایمان لانا واجب ہے بغیر تاویل و تکییف و تعطیل کے یہ بھی ایک صفت ہے مانند دیگر صفات کے (وحیز و فتح وغیرہ) عبدالرحمٰن بن عوف و ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعاً کہتے ہیں ہجرت کی دو قسمیں ہیں ایک تو گناہوں کو چھوڑنا دوسرے اللہ و رسول کی طرف ترک وطن کر کے جانا۔ یہ ہجرت منقطع نہ ہوگی جب تک توبہ قبول ہوتی ہے۔ اور توبہ ہمیشہ مقبول ہوگی یہاں تک کہ سورج مغرب سے نکلے پس مغرب سے نکلتے ہی جو کچھ جس دل میں ہے مہر لگ جائے گی اعمال بے سود ہو جائیں گے (احمد) ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً آیا ہے کہ لوگوں پر ایک رات آئے گی جو تین ٣ راتوں کے برابر طویل ہوگی۔ تہجد پڑھنے والے اپنے معمول کے مطابق تہجد پڑھ کر سو جائیں گے۔ لوگ اس لمبائی سے گھبرا کر چیخ و پکار شروع کر دیں گے مسجد کی طرف بھاگیں گے۔ ناگہاں دیکھیں گے سورج مغرب سے نکلا ہے۔ یہی وہ وقت ہے جب ایمان لانا سود مند نہ ہوگا (ابن کثیر۔ ترجمان۔ ابن مردویہ) اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ثَلٰثٌ اِذَا خَرَجْنَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ کَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا وَالدَّجَّالُ وَدَآبَّةُ الْاَرْضِ (مشکوٰۃ صفحہ ٤٧٢) یعنی تین نشانیاں جس وقت ظاہر ہو جائیں گی پھر توبہ کرنا اور ایمان لانا قبول نہ ہوگا ایک تو آفتاب کا مغرب کی طرف سے نکلنا۔ دوسرے دجال کا آنا۔ تیسرے دابۃ الارض یعنی اس جانور کا نکلنا جو آدمیوں سے کلام کرے گا اور موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور سلیمان علیہ السلام کی مہر اس کے پاس ہوگی اور کافر و مومن کے چہرے پر کفر یا اسلام کا نشان کر دے گا۔ اس آیت میں رد ہے فرقہ مرجیہ کا جو کہتے ہیں کہ نجات کے لئے صرف زبانی ایمان کافی ہے عمل کی ضرورت نہیں اور (باقی فائدہ برصفحہ ٢١٥)

يُظْلَمُونَ ﴿۱۶۰﴾ قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ۬

ظلم کئے جاویں گے | کہہ تحقیق | ہدایت کی مجھکو رب میرے نے طرف راہ | سیدھی کی

ظلم نہ ہوگا | کہہ دیجئے (مجھ کو) تو میرے رب نے سیدھی راہ دکھادی ہے کہ وہ ایک صحیح دین ہے،

دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۶۱﴾

دین استوار دین | ابراہیم | حنیف کا | اور نہ تھا | شریک لانیوالوں سے

ابراہیم کا مسلک جو باخدا تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾

کہہ تحقیق | نماز میری | اور عبادتیں میری اور زندگی میری اور موت میری | واسطے پروردگار | عالموں کے ہے

کہہ دیجئے کہ میری نماز اور میری عبادت، میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ کے لئے ہے جو تمام جہان کا پروردگار ہے

لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۶۳﴾

نہیں شریک واسطے اسکے | اور ساتھ اسی کے حکم کیا گیا ہوں میں اور میں | اول | مسلمانوں کا ہوں

اس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھکو بھی اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں فرمانبرداروں میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں

قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَیْءٍ ؕ وَلَا تَكْسِبُ

کہہ کیا سوائے خدا کے ڈھونڈوں میں پروردگار اور وہ | پروردگار | ہر چیز کا ہے | اور نہیں | کماتا

کہہ دیجئے کہ کیا خدا کے سوا میں کوئی اور پروردگار تلاش کروں حالانکہ وہ ہر چیز کا پروردگار ہے اور جو شخص جو کچھ عمل کرتا ہے وہ اسی کے

كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَیْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ

کوئی | جی | مگر اوپر اپنے | اور نہیں بوجھ اٹھاتا کوئی بوجھ اٹھانیوالا | بوجھ | دوسرے کا

ذمہ ہوگا اور کوئی بوجھ اٹھانیوالا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ پھر تمہیں اپنے رب

ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِیْهِ

پھر طرف | پروردگار تمہارے کے ہے پھر جانا تمہارا پس خبر دیگا تم کو ساتھ اس چیز کے کہ تھے تم بیچ اس کے

کی طرف لوٹنا ہے۔ پس وہ تمہیں بتلائے گا جن جن باتوں میں تم | اختلاف

تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ

اختلاف کرتے | اور وہ ہے جس نے | کیا تم کو | قائم مقام جانشین | زمین کا

کرتے تھے | اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں جانشین بنایا اور تم میں سے بعض کو

وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبْلُوَكُمْ فِیْ مَاۤ

اور بلند کیا | بعض تمہارے کو اوپر | بعض کے | درجے میں | تو کہ آزمائے تم کو | بیچ اس چیز کے کہ

بعض پر درجوں میں فوقیت دی۔ تاکہ جو کچھ تمہیں دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے ۔ بلاشبہ تمہارا

اٰتٰىكُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ سَرِیْعُ الْعِقَابِ ۖ٘ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۶۵﴾ ع ۲۰/۱۱ النصف

دیا ہے تم کو | تحقیق رب تیرا | جلد | عذاب کرنیوالا ہے | اور تحقیق وہ البتہ بخشنے والا | مہربان ہے

پروردگار | جلد سزا دینے والا ہے۔ اور بلاشبہ وہ بخشنے والا (اور) رحمت والا بھی ہے

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّیَّةٌ وَّهِیَ مِائَتَانِ وَسِتُّ اٰیَاتٍ وَّاَرْبَعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

سورۃ اعراف مکی ہے اور اس میں ۲۰۶ آیتیں | اور ۲۴ رکوع ہیں۔

سورۃ اعراف مکہ میں نازل ہوئی اس میں دوسو۲۰۶ آیتیں | اور چوبیس۲۴ رکوع ہیں۔

حل لغات۔

[1] دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ۔ دینًا بدل ہے محل صراط سے اور صراطا اصل میں مفعول ہے ہدٰی کا۔ تقدیر عبارت یوں ہے اِنَّنِیْ ہَدٰىنِیْ رَبِّیْ صراطا مستقیما یا الزموا محذوف کا مفعول ہے۔ قیما مصدر ہے معنی میں قیام کے جس طرح صِغرًا و کِبَرًا اور حِوَلًا اور شِبَع مصدری معنی میں آتے ہیں اس کا حمل دینًا پر بطریق مبالغہ ہے۔ ملّۃ بدل

(بقیہ فائدہ صفحہ ۲۱۴)

کہتے ہیں کہ مؤمن کبھی دوزخ میں نہ جائے گو مرتکب کبیرہ ہو، بہت سی آیتیں اور صحیح صحیح حدیثیں اس مذہب کو باطل کرتی ہیں۔ صحیحین میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو جانتا ہے سورج جب ڈوبتا ہے تو کدھر جاتا ہے؟ کہا، نہیں۔ فرمایا وہ عرش کے نیچے جاکر سجدہ کرتا ہے۔ پھر اذن رجوع کا چاہتا ہے۔ ایک دن اس کو کہا جائے گا جہاں سے غروب ہوا تھا وہاں سے نکل۔ یہ اس وقت ہوگا جب کسی نفس کو ایمان نفع نہ دے گا۔ ایک روایت میں علامات قیامت دس اور پندرہ بھی آئی ہیں جس میں علاوہ مذکورہ تین علامتوں کے دخان، یاجوج ماجوج کا خروج، عیسیٰ بن مریم کا آسمان سے اترنا۔ تین خسف ایک مشرق میں ایک مغرب میں ایک جزیرۂ عرب میں۔ آگ کا نکلنا عدن کے غار سے وغیرہ وغیرہ کا بھی ذکر ہے فقط۔

ف۲ آیت ہذا اگرچہ شان نزول کے اعتبار سے یہود و نصاریٰ کے حق میں ہے لیکن حکم میں ہر اہل ہوٰی و بدعت و ضلالت کے عام ہے جس نے توحید و سنت سے انحراف کیا وہ اسی حکم میں ہے۔ مشکوٰۃ صفحہ ۲۲ میں ہے اِنَّ بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّةً وَّتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ (ترمذی) وَفِیْ رِوَایَةِ اَحْمَدَ وَوَاحِدَةٌ فِی الْجَنَّةِ وَهِیَ الْجَمَاعَةُ یعنی یہود و نصاریٰ بہتر (۷۲) فرقے ہوتے تھے اور میری امت کے تہتر (۷۳) فرقے ہو جائیں گے ان میں سے ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی سب دوزخی ہوں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ وہ جنتی فرقہ کونسا ہے؟ فرمایا کہ جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہوگا وہ جنتی فرقہ ہے۔ ایک روایت میں ہے وہی جماعت ہے یعنی جو شرعی نظام کے تحت جماعت بندی سے زندگی گذارتے ہیں امیر یا مامور ہوکر نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ یَّعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِیْ فَسَیَرٰی اخْتِلَافًا كَثِیْرًا فَعَلَیْكُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۲) یعنی جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا اس وقت اختلاف سے بچنے کا طریقہ یہی ہے کہ میرے اور میرے صحابہؓ کے طریقہ کو لازم پکڑنا۔ ایک اور روایت میں ہے مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ یعنی اختلاف و فسادات کے موقعوں میں جو میری سنت میرے طریقہ پر عمل کرے گا اسکو سو شہیدوں کا اجر و ثواب ملے گا کیونکہ سنتوں پر عمل کرنے سے بڑی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور بڑا اہم اور مشکل ہے جیسا کہ مشکوٰۃ صفحہ ۴۵۱ میں ہے یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ اَلصَّابِرُ فِیْهِمْ عَلٰی دِیْنِهٖ كَالْقَابِضِ عَلَی الْجَمْرِ یعنی آپؐ نے فرمایا لوگوں پر ایسا وقت آئیگا کہ دین پر عمل کرنا اتنا مشکل ہوگا جیسا آگ کو مٹھی میں بند رکھنا اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا وَاهْدِنَا (آمین) احادیث مندرجہ سے واضح ہوا کہ جو جماعت فرقہ قرآن و حدیث کا پیرو ہے وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام کے طریق پر ہے اور وہی حق پر ہے اور وہ فرقہ اہل حدیث ہے کیونکہ جامع ترمذی میں ہے امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد فرماتے ہیں کہ آپؐ نے جس جماعت طائفہ کو مَنْصُوْرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ فرمایا وہ هُمْ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ یعنی اہلحدیث مسلک والا فرقہ ہے۔ انصاف کیجئے جبکہ مذاہب اربعہ ۳۰۰ھ کے بعد بنے ہیں اور امام ابو حنیفہ رح ۸۰ھ اور امام شافعی رح ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے ہیں تو حنفی، شافعی مالکی، حنبلی فرقے بعد کے ہوئے یا اہلحدیث مشرب جو خدا کے فضل سے زمانۂ نبوت سے ہے؟

فوائد صفحہ ہٰذا ف۱ گزشتہ آیات میں فرمایا جس نے ایک نیکی کمائی تو کم از کم دس نیکیوں کا ثواب ملے گا زائد کی حد نہیں وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ۔ اور جو ایک بدی کا مرتکب ہوا تو اسکی جس قدر سزا مقرر ہے وہی ملے یا تخفیف کرے یا معاف۔ یہ اللہ کا اختیار ہے۔ پھر ملت ابراہیمؑ کی پیروی کا حکم ہوا جو راہ مستقیم ہے۔ اس سے یہ نہ خیال ہو کہ خلیل اللہ آپؐ سے افضل ہوں اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام اس پر پورا ہوا اور یہ دین آپؐ کے ہاتھوں کمال کو پہنچا اسی لئے حدیث میں ہے کہ میں خاتم الانبیاء ہوں، مقام محمود والا ہوں جس کی طرف علاوہ ساری مخلوق کے ابراہیم خلیل علیہ السلام کو بھی رغبت ہوگی۔ مشکوٰۃ میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان اس دعا کو صبح و شام پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ پر حق ہوگا کہ قیامت کے دن اللہ اس بندے کو راضی کرے اَصْبَحْنَا عَلٰی فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ وَكَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ وَعَلٰی دِیْنِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی مِلَّةِ اَبِیْنَا اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ اور قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ کے نزول کا یہ سبب ہے کہ مشرک قربانی اور عبادت میں (باقی بر صفحہ ۲۱۶)

---

۱ دِیْنًا قِیَمًا سے اور حَنِیْفًا حال واقع ہوا ہے ابراہیم سے۔ ۲ نُسُكِیْ نسک کہتے ہیں چاندی کے ٹکڑوں کو جو کٹھالی میں پگھلا کر صاف شفاف کئے جاتے ہیں۔ عبادت گذار کو ناسک اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ گناہوں کی گندگی اور میل کچیل سے اسی طرح صاف ہو جاتا ہے جس طرح چاندی کے ٹکڑے گرد و غبار سے پاک صاف ہو جاتے ہیں۔ یہاں نسک سے مراد ہے ذبیحہ بولا کرتے ہیں من فعل کذا فعلیہ نسک ای دم یہریقہ۔ ۳ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ۔ خلائف کی اضافت الارض کی طرف۔ مظروف کی اضافت ظرف کی طرف ہے ای جعلکم خلفاء اللہ تعالیٰ فی ارضہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشش کرنے والا مہربان ہے

الٓمّٓصٓ ﴿۱﴾ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ

ا ل م ص کتاب ہے کہ اتاری گئی ہے طرف تیری پس نہ ہو بیچ سینے تیرے کے

المص (یہ) ایک کتاب ہے جو آپ کی جانب نازل کی گئی ہے۔ سو اس کی وجہ سے آپ کے سینے میں

حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾ اِتَّبِعُوْا

تنگی اس سے تو کہ ڈراوے تو ساتھ اسکے اور نصیحت واسطے ایمان والوں کے پیروی کرو اس چیز

کوئی تنگی نہیں ہونی چاہیے تاکہ آپ اسکے ذریعے سے (لوگوں کو عذاب سے) ڈرائیں اور ایمان والوں کیلئے نصیحت ہے (لوگو) تمہارے

مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ط

کی کہ اتاری گئی طرف تمہاری پروردگار تمہارے سے اور مت پیروی کرو سوائے اس کے دوستوں کی

رب کی جانب سے تمہاری طرف جو کچھ نازل کیا گیا ہے اسی پر چلو اور خدا کو چھوڑ کر اور رفیقوں کی پیروی نہ کرو

قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳﴾ وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا

تھوڑی سی نصیحت پکڑتے ہو۔ اور بہت بستیاں ہیں کہ ہلاک کیا ہم نے انکو

(افسوس) تم بہت ہی کم نصیحت حاصل کرتے ہو اور کتنی ہی بستیاں ہیں جنکو ہم نے ہلاک کر ڈالا اور ان پر

فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ﴿۴﴾ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ

پس آیا ان کے پاس عذاب ہمارا رات کو سوتے یا وہ دوپہر کو سوتے تھے پس نہ تھا پکارنا ان کا

ہمارا عذاب رات کے وقت آیا۔ یا جب کہ وہ دن کو سو رہے تھے جس وقت ان پر ہمارا عذاب آیا

اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵﴾ فَلَنَسْئَلَنَّ

جب آیا انکے پاس عذاب ہمارا مگر یہ کہ کہنے لگے تحقیق ہم ہی تھے ظالم پس البتہ سوال کرینگے

تو ان کا کہنا اس کے سوائے اور کچھ نہ تھا کہ وہ بول اٹھے کہ واقعی ہم ظالم تھے۔ پھر ان لوگوں سے

الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۶﴾ فَلَنَقُصَّنَّ

ہم ان لوگوں سے کہ بھیجا گیا ہے طرف ان کی اور البتہ سوال کرینگے ہم بھیجے گیوں سے پس البتہ بیان کر دیں گے ہم

ہم ضرور ہی پوچھیں گے جن کی طرف رسول بھیجے گئے اور رسولوں سے بھی ضرور پوچھیں گے پھر چونکہ ہم جانتے ہیں

عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ﴿۷﴾ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ

اوپر ان کے ساتھ علم کے اور نہ تھے ہم غائب اور تولنا اس دن

سب حالات ان کو بتا دیں گے۔ اور ہم کہیں غائب تو تھے ہی نہیں اور تول اس دن کی برحق ہے

ِالْحَقُّ ج فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸﴾

حق ہے پس جو کوئی بھاری ہوئی تول اس کی پس یہ لوگ وہ ہیں نجات پانیوالے

پھر جس کا پلہ بھاری ہوگا وہی لوگ نجات پانے والے ہوں گے

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

اور جو کوئی کہ ہلکی ہوئی تول اس کی پس یہ لوگ وہ ہیں جنھوں نے ٹوٹا دیا جانوں اپنی کو

اور تول اس دن کی برحق ہے اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا وہی لوگ ہوں گے جنھوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال لیا

حل لغات۔

۱ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ - قلیلاً منصوب ہے تذکرون کی وجہ سے کیونکہ مصدر محذوف یا زمان محذوف کی صفت واقع ہوا ہے اور ما زائدہ ہے جو صرف تاکید قلت کے لئے لایا گیا ہے ای تذکراً قلیلاً او زماناً قلیلاً تذکرون۔ ۲ بَيَاتًا۔ مصدر ہے باب ضرب یا سمع کا۔ بولا کرتے ہیں بات یفعل کذا بیتا و بیاتا و مبیتا وغیرہ۔ا

(بقیہ فوائد صفحہ ٢١٥) بتوں کو شریک کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ یہ آیت سنا دیں۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں بجائے سُبۡحَانَکَ اللّٰھُمَّ الخ کے اور ذبح جانور کے وقت بِسۡمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ سے پہلے اس آیت کو پڑھا کرتے تھے (تیسیر البیان) فقط۔

ف۲ یعنی تم ان مشرکوں سے جو اخلاص عبادت اور توکل علی اللہ میں شریک کرتے ہیں۔ کہدو کہ کیا ایسیں سوائے اللہ کے کوئی اور رب جستجو کروں حالانکہ وہی ہر شئے کا رب ہے۔ میری پرورش بھی وہی کرتا ہے۔ میں تو اسی پر بھروسہ کروں گا اسی کی طرف رجوع کروں گا۔ آیت ہٰذا میں اسی طرح اخلاص، عبادت، توکل علی اللہ کا حکم ہے جس طرح ماقبل کی آیت متضمن اخلاص توحید تھی۔ یہ بھی ہے کہ کافروں نے جب اہل اسلام سے اس امر میں مبالغہ کیا کہ ہمارے دین کی طرف رجوع کرو تو یہ آیت نازل ہوئی (ابن کثیر و تیسیر البیان) کفار مسلمانوں سے توحید وغیرہ میں جھگڑتے اور کہتے تھے کہ تم توحید کی راہ چھوڑ کر ہمارے راستہ پر آجاؤ اسی طرح نصرانی کہتے کہ جو چاہو گناہ کرو حضرت عیسیٰؑ نے ان سب کے گناہ اٹھا لیئے، ٹھیک اسی طرح بعض نام نہاد مسلمان بھی کہتے ہیں کہ میاں فلاں کی نیاز کئے جاؤ۔ گیارہویں کئے جاؤ کوئی گناہ ہوا تو ہمارے سر وَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوۡا سَبِیۡلَنَا وَلۡنَحۡمِلۡ خَطٰیٰکُمۡ وَمَا ھُمۡ بِحٰمِلِیۡنَ مِنۡ خَطٰیٰھُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ۔ یہاں اسکا جواب دیا کہ ہر ایک کا گناہ اسی کے سر ہے کوئی دوسرے کے گناہوں کا بار نہیں اٹھا سکتا۔ اور یہ آیت وَلَیَحۡمِلُنَّ اَثۡقَالَھُمۡ وَاَثۡقَالًا مَّعَ اَثۡقَالِھِمۡ تو اس سے مراد یہ کہ گمراہی پر چلنے والا اپنے گناہ لادے گا اور جن لوگوں کو گمراہ کیا تو وہ اپنے گناہ لادیں گے اور اسپر بھی انکے مثل گناہ لادیگا اس بات کا کہ اس نے ان کو گمراہ کیا اور یہی مراد اس حدیث میں ہے کہ جس نے کوئی بدعت نکالی تو اس پر اسکا گناہ ہوگا اور قیامت تک جو لوگ اس سے گمراہ ہوں گے ان سب کا گناہ اسپر ہوگا اس لئے کہ وہ ان کی گمراہی کا سبب بنا فقط۔

ف۳ امام ابن کثیر نے فِیۡ مَاۤ اٰتٰکُمۡ سے وہ مختلف احوال و درجات مراد لئے ہیں جن میں حسب استعداد ولیاقت انکو رکھا گیا ہے اس تقدیر پر۔ آزمائش کا حاصل یہ ہوگا کہ مثلاً مالدار حالت غنا میں رہ کر کہاں تک شکر کرتا ہے اور غریب حالت فقر میں کس حد تک صبر کا ثبوت دیتا ہے وقس علی ہٰذا۔ بہرحال اس آزمائش میں جو بالکل نالائق ثابت ہوا اللہ تعالیٰ اس کے حق میں سریع العقاب اور جس سے قدرے کوتاہی رہ گئی اس کے حق میں غفور اور جو پورا اترا اس کے لئے رحیم ہے۔ مسند احمد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً آیا ہے کہ اگر کافر بھی جان لے کہ اللہ کے ہاں رحمت کا کیا حال ہے تو کبھی بھی جنت سے مایوس نہ ہو۔ اللہ نے سو رحمتیں پیدا کیں ان میں سے ایک کو مخلوق پر تقسیم کر دیا جس سے وہ آپس میں شفقت کرتے ہیں اور ننانوے رحمتیں اللہ کے پاس ہیں جن سے قیامت کے دن ایمان داروں کو بخشے گا۔ اللہ کی رحمت و غضب کا بیان صفحہ ١٨٤ و ١٩١ میں بھی ہے فقط۔

فوائد صفحہ ہٰذا ف۱ یہ حروف مقطعات ہیں اَللّٰہُ اَعۡلَمُ بِمُرَادِہٖ ان حروف کی مراد اللہ ہی خوب جانتا ہے فقط۔

ف۲ اُنۡزِلَ میں قرآن و حدیث دونوں داخل ہیں کیونکہ آیت اصول وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡھَوٰی ○ اِنۡ ھُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ○ سے صاف واضح ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امور دین میں جو کچھ بھی بولتے ہیں وہ سب وحی من جانب اللہ ہے۔ پس آیت ہٰذا کے تحت جو بھی حدیث رسول کا انکار کرے وہ سخت ترین گمراہ ہے اور اللہ و رسول کے مقابلہ میں کسی امام کی تقلید کو فرض واجب بتانا بھی صریح آیت ہٰذا کی مخالفت ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں فرمایا کہ ائمہ مجتہدین بھی خود اپنی اپنی تقلید سے منع فرما گئے نیز امر بالمعروف کا بیان صفحہ ٩١ و ١٦٨ و ١٧٢ و ١٧٨ میں اور قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی تاکید کا بیان صفحہ ٩١ وغیرہ میں بھی ہے فقط۔

ف۳ گذشتہ اقوام میں سے جنھوں نے اللہ (باقی بر صفحہ ٢١٧)

فعل باللیل۔ گھر کو بیت اسی واسطے کہتے ہیں کہ آدمی رات کو وہاں رہتا ہے۔ یہ ترکیب میں ضمیر ہُم سے جو جار کا مفعول ہے حال واقع ہوا ہے ای بائتین اور ان لوگوں پر شب کو عذاب اترا اُن سے قوم لوط وغیرہ مراد ہے۔ ۳؎ اَوۡ ھُمۡ قَآئِلُوۡنَ مشتق ہے قیلولہ سے اور قیلولہ کہتے ہیں دوپہر کے وقت سونے کو۔ ازہری کا بیان ہے کہ عرب کے نزدیک گرمی کے موسم میں ٹھیک دوپہر کے وقت استراحت کرنے کو قیلولہ کہتے ہیں گو اس میں نیند نہ ہو۔ قال تعالیٰ اصحاب الجنۃ یومئذ خیر مستقرا و احسن مقیلا۔ اور یہ ظاہر بات ہے کہ جنت میں نیند نہ ہوگی۔ یہ بھی بیاتاً پر معطوف ہونے کی وجہ سے حال واقع ہوا ہے کانہ قیل فجاء ہا باسنا بائتین او قائلین۔ ۴؎ فَمَا کَانَ دَعۡوٰھُمۡ۔ دعویٰ اسم ہے قائم مقام دُعاء کے حدیث میں جو آیا ہے اللھم اشرکنا فی صالح دعاء المسلمین۔ یہاں بعض بزرگوں سے فی دعوی المسلمین بھی منقول ہے۔ ۵؎ وَالۡوَزۡنُ یَوۡمَئِذِ اِلۡحَقُّ۔ وزن کہتے ہیں تولنے کے اندازے کو۔ اور یہ اسم ہے اس کی جمع اوزان آتی ہے۔ کبھی وزن مصدری معنے میں بھی آتا ہے یعنی تولنا۔ الوزن مبتدا ہے اور یومئذ اسکا ظرف۔ الحق خبر ۶؎ مَوَازِیۡنُہٗ جمع ہے میزان کی جس طرح مفاتیح مفتاح کی اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے روز بہت سی ترازوئیں وزن اعمال کیلئے کھڑی کی جائیں گی افعال قلوب کیلئے الگ ترازو ہوگی اور افعال جوارح کیلئے الگ۔ یا موازین جمع ہے موزون کی اور اس سے مراد ہیں اعمال۔

بِمَا كَانُوا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُونَ ⑨ وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَ

بسبب اسکے کہ تھے ساتھ نشانیوں ہماری کے ظلم کرنے والے اور تحقیق قدرت دی ہم نے تم کو بیچ زمین کے اور

کیونکہ وہ ہمارے احکام کے ساتھ ناانصافی کرتے تھے۔ اور ہم نے زمین میں تمہیں رہنے کو جگہ دی اور اس میں

جَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ⑩ وَلَقَدْ ع ۱

کیں ہم نے واسطے تمہارے بیچ اس کے معیشتیں تھوڑا سا شکر کرتے ہو اور البتہ تحقیق

تمہاری ضروریات زندگی کے سامان رکھے۔ مگر افسوس ہے تم لوگ بہت ہی کم شکر کرتے ہو اور دیکھو!

خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوا

پیدا کیا ہم نے تم کو پھر صورتیں بنائیں ہم نے تمہاری پھر کہا ہم نے واسطے فرشتوں کے سجدہ کرو

ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہاری شکل و صورت بنائی۔ پھر ہم نے فرشتوں کو کہا کہ آدم کے آگے جھکو پس سب کے

لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوا اِلَّا اِبْلِيسَ ؕ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِينَ ⑪ قَالَ

آدم کو پس سجدہ کیا انہوں نے مگر ابلیس۔ نہیں ہوا سجدہ کرنے والوں سے کہا

سب جھک گئے مگر ابلیس کہ وہ جھکنے والوں میں شامل نہ ہوا خدا نے

مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ

کس چیز نے منع کیا تجھ کو کہ نہ سجدہ کیا تو نے جب حکم کیا میں نے تجھ کو کہا میں بہتر ہوں اس سے

پوچھا کہ تجھے کس بات نے روکا تھا کہ تو نے سجدہ نہ کیا۔ جب کہ میں حکم دے چکا تھا کہنے لگا کہ میں اس سے

خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ⑫ قَالَ فَاهْبِطْ

پیدا کیا تو نے مجھ کو آگ سے اور پیدا کیا اس کو خاک سے کہا پس اتر

بہتر ہوں کیونکہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے پیدا کیا ارشاد ہوا یہاں سے

مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ

اس میں سے پس نہیں لائق واسطے تیرے یہ کہ تکبر کرے تو بیچ اس کے پس نکل تحقیق تو

نیچے اتر جا۔ کیونکہ یہ تیرے لئے مناسب نہیں کہ یہاں رہ کر تکبر کرے۔ سو نکل باہر ہو یقیناً تو

الصّٰغِرِينَ ⑬ قَالَ اَنْظِرْنِي اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ⑭ قَالَ

ذلیلوں سے ہے کہا ڈھیل دے تو مجھ کو اس دن تک کہ وہ اٹھائے جاویں گے کہا

ذلیلوں میں سے ہے کہنے لگا مجھے مہلت دیدے۔ اس دن تک کہ لوگ اٹھائے جائیں فرمایا

اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ⑮ قَالَ فَبِمَا اَغْوَيْتَنِي لَاَقْعُدَنَّ

تحقیق تو ڈھیل دیئے گیوں میں سے ہے کہا پس قسم ہے اس کی کہ گمراہ کیا تو نے مجھ کو البتہ بیٹھوں گا میں

تجھ مہلت ہے تب ابلیس نے کہا جیسا تو نے مجھ بے راہ کر دیا ہے۔ میں تیرے

لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ⑯ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيهِمْ

واسطے انکے راہ تیری سیدھی پر پھر البتہ آؤنگا میں انکے پاس آگے ان کے سے

سیدھے راستے پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا پھر یقیناً ان کے آگے سے، اور ان کے پیچھے سے، اور

وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا

اور پیچھے انکے سے اور داہنے ان کے سے اور بائیں ان کے سے اور نہیں

ان کے داہنے سے، اور ان کے بائیں سے، ان کے پاس آؤں گا اور ان میں

حل لغات۔

له مَعَايِشَ۔ یہ جمع ہے معیشۃ کی۔ اور معیشۃ کہتے ہیں اس چیز کو جو مدار زندگی ہو جیسے کھانا پانی۔ جو لوگ صحائف پر قیاس کرکے معایش کو ہمزہ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ صحائف میں ے زائدہ ہے اور معایش میں اصلی۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۲۱۶) کی کتابوں اور پیغمبروں کا
مقابلہ کیا تکذیب و استہزاء کا رویہ اختیار کیا انکو جو دنیوی سزا ملی اسکا
ذکر ہو رہا ہے۔ اتنا سخت عذاب ہوا کہ چاروں طرف سے یٰویلنا انا کنا ظلمین
کی چیخ و پکار ہوئی یعنی اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ ہم خود ہی اپنی جانوں پر
ظلم کرتے ہیں۔ حق اور حق والوں کا مقابلہ کرنے والوں کو سبق حاصل کرنا چاہئے
فا جن امتوں کی طرف پیغمبر مبعوث ہوئے اُن سے سوال ہوگا وَ
یَوْمَ یُنَادِیْهِمْ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ یعنی تم نے مرسلین
کی دعوت کو کہاں تک قبول کیا؟ اور خود رسولوں سے پوچھیں گے یَوْمَ
یَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ یعنی تم کو امت کی طرف سے
کیا جواب ملا تھا؟ یہ بیان صفحہ ۱۷۹ میں بھی گزرا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کہ تم سب راعی ہو اور سب اپنے ماتحتوں کے
بارے میں قیامت کے دن پوچھے جاؤ گے۔ امام پوچھا جائے گا
رعیت سے اور ہر شخص پوچھا جائے گا اپنے ماتحتوں اہل وعیال
کے بارے میں۔ بیوی شوہر کے گھر کے بارے میں پوچھی جائے گی۔
اسی طرح غلام اپنے آقا کے متعلق باز پرس کیا جائے گا فقط۔

فوائد صفحہ ھذا

فا مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۸۷ میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
انها ذکرت النار فبکت فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یبکیک
قالت ذکرت النار فبکیت فهل تذکرون اهلیکم یوم القیمۃ فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما فی ثلثۃ مواطن فلا یذکر احد
احدا عند المیزان حتی یعلم ایخف میزانه ام یثقل وعند
الکتاب حین یقال هاؤم اقرءوا کتابیه حتی یعلم این یقع کتابه افی یمینه ام فی شماله
من وراء ظهره وعند الصراط اذا وضع بین ظهری جهنم
رواه ابوداؤد یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا دوزخ کا خیال کرکے رونے لگیں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیوں روتی ہو؟ عرض کیا کہ دوزخ
کے ڈر سے۔ حضور! آپ اپنی اہل کو قیامت کے دن یاد کریں گے یا
نہیں؟ آپ نے فرمایا تین موقعے ایسے اہم ہیں کہ وہاں ہر ایک کو اپنی ہی
جان کا فکر ہوگا (۱) جس وقت نیکی بدی کی تول ہوگی جب تک یہ نہ معلوم
ہو جائے کہ میری تول ہلکی ہوئی یا بھاری (۲) عملناموں کے ملنے کے
وقت جب تک معلوم نہ ہو جائے کہ داہنے ہاتھ میں ملا یا بائیں ہاتھ میں
(۳) پل صراط پر چلنے کے وقت۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ میزان قائم کی جائے گی اُس کی زبان اور دو پلے ہیں۔ اگر ایک پلہ
میں آسمان وزمین اور جو ان میں ہے سب رکھا جائے تو سما جائے رواہ
ابن المبارک فی الزهد۔ صدر اول کے سلف وخلف صالحین نے اس
امر پر اجماع کیا ہے کہ ان ظواہر (وزن۔ جنت ودوزخ۔ شیاطین و
جن وملائکہ وغیرہ) کو بغیر تاویل کے تسلیم کرلینا واجب ہے کیونکہ صحابہ و
تابعین نے خوب یقین سے ان کو قبول کیا اور جملہ اہل حق مومنین ابتک
چلے آئے ہیں۔ فی زمانہ الحمدللہ زمرہ موحدین جماعت غرباء اہلحدیث کا بھی
یہی عقیدہ و مذہب ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اسی پر قائم ودائم رکھے (آمین)
جو لوگ میزان وغیرہ کی تاویل کرتے ہیں اُن کو چاہئے کہ دلیل شرعی کے
مقابلہ میں ظن وعقل کو بالائے طاق رکھیں اِذَا جَآءَ نَهْرُ اللّٰهِ بَطَلَ نَهْرُ
مَعْقِل۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ایسے لوگوں کی توجیہ کو مردود کہا ہے۔ پس
حق بات یہی ہے کہ میزان قائم ہوگی اور اعمال تولے جائیں گے جس طرح
اللہ چاہے گا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دو کلمے زبان پر ہلکے اور
میزان میں بھاری ہونگے اور رحمٰن تبارک وتعالیٰ کو بہت ہی محبوب ہیں۔
وہ دو کلمے یہ ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ ۝
اس قسم کی آیات واحادیث کو ظاہری معنے پر محمول کیا جائے، اور کچھ مراد لینا
الحاد و زندقت ہے اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا (آمین) اور اس مضمون سے
متعلق بیانات سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۸ وسورۂ کہف رکوع ۱ و ۷۔
سورۂ انبیاء رکوع ۴ وسورۂ مؤمنون رکوع ۶۔ سورۂ حاقہ
رکوع ۱۔ سورۂ زلزال وسورۂ قارعہ میں بھی ہیں فقط۔ فا وجود الٰہی
کے دلائل و احسانات و انعامات الٰہیہ کا تذکرہ فرما کر شکر گزاری کی
طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ تخلیق آدمؑ اور ابلیس کا آدم علیہ السلام کو
سجدہ نہ کرنے کا بیان صفحہ ۱۰ میں بھی گزرا ہے۔ ابن کثیر میں ہے اول
جس نے قیاس کیا وہ ابلیس ہے اور انہی قیاسات کی بناء پر غیر اللہ کی
دنیا میں پرستش پوجا ہو رہی ہے۔ بخاری مسلم میں ہے امر حق کو حقیر
جاننا اور تسلیم نہ کرنا تکبر ہے۔ حدیث میں ہے کہ اترانا فرمان سرکش
بدزبان تکبر وغرور کرنے والا اہل نار سے ہے۔ مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۵ و ۴۲۶
میں ہے جس کے دل میں ایک رائی برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہ
جائے گا اور فرمایا وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ
صَغِیْرٌ وَّفِیْ نَفْسِهٖ كَبِیْرٌ حَتّٰى لَهُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِمْ مِنْ كَلْبٍ اَوْ خِنْزِیْرٍ
یعنی جو شخص تکبر کرتا ہے اور اپنے تئیں بڑے مرتبہ والا سمجھتا ہے
تو لوگوں کی نظر میں ذلیل اور حقیر ہو جاتا ہے یہاں تک کہ لوگ کتے
اور سور سے بھی زیادہ حقیر وذلیل سمجھنے لگتے ہیں۔ ایک روایت میں
فرمایا یُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَمْثَالَ الذَّرِّ فِیْ صُوَرِ الرِّجَالِ
یَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ یُسَاقُوْنَ اِلٰى سِجْنٍ فِیْ جَهَنَّمَ یُسَمّٰى
بُوْلَسَ تَعْلُوْهُمْ نَارُ الْاَنْیَارِ یُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ اَهْلِ النَّارِ طِیْنَةِ
الْخَبَالِ (ترمذی) یعنی قیامت کے دن متکبرین لوگ چیونٹیوں کی طرح
جمع کئے جائیں گے چاروں طرف سے ذلت ورسوائی چھا رہی ہوگی۔
ان متکبرین کو جہنم کے ایک قیدخانہ میں جس کا نام بولس ہے کھینچ کر
لے جائیں گے۔ سخت آگ گھیر لے گی۔ دوزخیوں کا پیپ لہو جس کا نام
طینۃ الخبال ہے پلایا جائے گا الامان والحفیظ۔ اور یہ بیان صفحہ ۱۹۹ میں بھی لکھا
گیا ہے۔ سچ ہے ؎

تکبر عزازیل را خوار کرد ؛ بزندان لعنت گرفتار کرد

اخی شیخی نوراللہ مرقدہٗ لکھتے ہیں شیطان ملعون نے اپنے قیاس و
عقل پر عمل کیا۔ اللہ کے حکم کی تعمیل نہ کی۔ (باقی فائدہ بر صفحہ ۲۱۸)

تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ

پائیگا تو اکثر ان کے کو شکر کرنے والے کہا نکل اس سے برے حال سے راندا ہوا
سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا فرمایا یہاں سے خوار و راندہ ہو کر نکل جا! البتہ

لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَ يٰۤاٰدَمُ

البتہ جو کوئی پیروی کریگا تیری ان میں سے البتہ بھردوں گا میں دوزخ کو تم سب سے اور اے آدم
جو ان میں سے تیری پیروی کریگا۔ میں یقیناً (ان سے اور) تم سب سے دوزخ کو بھردوں گا اور اے آدم!

اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ

رہ تو اور جورو تیری بہشت میں پس کھاؤ جہاں سے
تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو پھر جہاں سے دونوں چاہو کھاؤ

شِئْتُمَا وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾

چاہو تم اور مت نزدیک جاؤ اس درخت کے پس ہوجاؤ گے ظالموں سے
مگر اس درخت کے قریب نہ جانا۔ ورنہ تم دونوں ظالم قرار پاؤ گے۔

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ

پس وسوسہ دیا ان دونوں کو شیطان نے تو کہ ظاہر کر دیوے واسطے انکے جو کچھ کہ چھپایا گیا تھا ان سے
پھر شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسہ ڈال دیا۔ تاکہ ان سے جو اعضاء پوشیدہ رکھے گئے تھے

سَوْاٰتِهِمَا وَ قَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ

شرمگاہوں انکی سے اور کہا نہ منع کیا تم کو پروردگار تمہارے نے اس درخت سے
انہیں ان کو کھول دکھائے اور کہا کہ تمہارے رب نے تمہیں اس درخت سے اور کسی وجہ سے نہیں

اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَ

مگر اس خطرے سے کہ ہوجاؤ تم دو فرشتے ویا ہوجاؤ ہمیشہ رہنے والوں سے اور
روکا مگر محض اس لئے کہ تم دونوں فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ رہنے والوں میں سے نہ ہوجاؤ اور

قَاسَمَهُمَاۤ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ

قسم کھائی ان دونوں کے آگے کہ البتہ میں واسطے تمہارے خیرخواہوں سے ہوں پس کھینچ لیا انکو ساتھ فریب کے پس
ان سے قسمیں کھا کھا کر کہا کہ واقعی میں تم دونوں کا خیرخواہ ہوں پھر دونوں کو فریب دے کر پھسلا لیا

فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا

جب چکھا ان دونوں نے اس درخت سے ظاہر ہوگئیں واسطے ان دونوں کے شرمگاہیں ان کی اور شروع کیا
پس ان کا درخت کو چکھنا ہی تھا کہ ان کے پوشیدہ اعضاء انہیں دکھائی دینے لگے اور لگے بہشت کے پتوں سے

يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَ نَادٰىهُمَا رَبُّهُمَاۤ

ان دونوں نے کہ ڈھانکتے تھے اوپر اپنے پاتوں بہشت کے سے اور پکارا ان کو پروردگار ان کے نے
اپنے جسم کو ڈھانپنے اور ان کے رب نے انہیں پکار کر کہا کہ کیا میں نے تم دونوں کو اس درخت

اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَ اَقُلْ لَّكُمَاۤ اِنَّ الشَّيْطٰنَ

کیا نہ منع کیا تھا میں نے تم کو اس درخت سے اور نہ کہا تھا میں نے تم کو کہ تحقیق شیطان
سے منع نہیں کر دیا تھا۔ اور کیا یہ نہیں کہا تھا کہ شیطان تم دونوں کا

حل لغات۔
۱؎ مَذْءُوْمًا مشتق ہے ذأم سے اور ذام کہتے احتقار کو بولا کرتے ہیں ذامت الرجل فہو مذؤم ای محقور۔ یا مذؤم کہتے ہیں معیوب کو بولا کرتے ہیں ذأمتہ ای عبتہ ابن انباری کا قول ہے کہ مذؤم اور مذموم کے ایک معنی ہیں۔
۲؎ مَدْحُوْرًا لیا گیا ہے دحر سے اور دحر کہتے ہیں کسی کو ذلت سے نکالنے اور دور رکھ دینے کو۔ بولا کرتے ہیں دحرہ دحرا ودحورا اذا طردہ بعدہ۔ ۳؎ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ منکم کے معنے ہیں منک ومنہم اور چونکہ مخاطب غائب پر غلبہ رکھتا ہے اس لئے منہم کی جگہ منکم کا استعمال ہوا۔ ۴؎ وَسْوَسَ بوزن ذَبْذَبَ مشتق ہے وسواس سے اور وسواس کہتے ہیں خفی اور مکرر کلام کو زیور کی آواز کو۔ اسی لئے

(بقیہ فائدہ صفحہ ٢١٧) نہ یہ سوچا کہ حکم کے مقابلہ میں قیاس کرنا جائز نہیں۔ آخر بہشت سے نکالا گیا اور اس پر اللہ کا غضب نازل ہوا۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو مسئلہ قرآن و حدیث سے ثابت ہو اور کوئی اس کے خلاف رائے قیاس پر عمل کرے تو وہ ابلیس کا مقلد ہے قیامت کے دن ابلیس کے ساتھ جہنم میں جائے گا۔ مسلمان کا کام تو یہ ہے کہ اللہ و رسول کے حکم کے سامنے بلا چون و چرا سر تسلیم خم کر دے۔ ابن جریر میں بسند صحیح آیا ہے کہ سب سے پہلے شیطان نے حکم الٰہی کے سامنے قیاس کیا۔ ابن سیرین کا لفظ یہ ہے اَوَّلُ مَنْ قَاسَ اِبْلِيْسُ وَمَا عُبِدَتِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ اِلَّا بِالْمَقَايِيْسِ یعنی جتنے شیطانی و شرکیہ کام ہیں مثلاً شمس و قمر وغیرہ کی پرستش وہ سب قیاس کی ہی بدولت معرض وجود میں آئے ہیں۔ شیطان لعین نے اس قیاس میں تین معصیتوں کا ارتکاب کیا ہے اول حکم کی مخالفت، دوم جماعت سے مفارقت، سوم استکبار مع تحقیر مسلمان ان تین خصلتوں سے بچے گا تب شیطان کا بُعد اور اللہ کا قرب حاصل ہوگا۔ اگر نہ بچے گا تو شیطان کے ساتھ جہنم رسید ہوگا۔ العیاذ باللہ فقط۔

ف۳ بہرحال ابلیس لعین اس مقام سے جس پر اب تک تھا بڑا بول بولنے کی بدولت نیچے ذلیل کر کے دھکیل دیا گیا۔ اب لعین بولا میں تو گمراہ ہوا اب ان کی بھی راہ ماروں گا (موضح)

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا سامنے کا یہ مطلب ہے کہ شک ڈالوں گا ان کی آخرت میں۔ پیچھے کا یہ مطلب ہے کہ رغبت دلائی ان کو دنیا میں۔ داہنے کا یہ مطلب ہے کہ مشتبہ کر دیا ان پر دین کا کام۔ بائیں کا یہ مقصد کہ شوق دلایا ان کو معاصی کا۔ اوپر کی جانب کا ذکر نہ فرمایا اس لئے کہ رحمت اسی جانب سے اترتی ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ رحمٰن مستوی عرش ہے اور فوق و عالی ہے مخلوق سے (ابن کثیر) لَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ○ کی تفسیر میں کہا ہے کہ تو ان کو بکثرت مشرک پائے گا، توحید والا نہ پائے گا۔ ابلیس نے یہ بات صرف غرور و انانیت سے کہی تھی جو تقدیر کے لکھے ہوئے کے مطابق صحیح ثابت ہوئی وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ یعنی ابلیس نے اپنا گمان سچا کر دکھایا۔ غرض کہ ہر طرف سے حملہ آور ہوتا ہے اسی واسطے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اِنَّ الشَّيْطٰنَ قَعَدَ لِابْنِ اٰدَمَ بِاَطْرُقِهٖ فَقَعَدَ لَهٗ بِطَرِيْقِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ تُسْلِمُ وَتَذَرُ دِيْنَكَ وَدِيْنَ اٰبَائِكَ وَاٰبَاءِ اٰبَائِكَ فَعَصَاهُ فَاَسْلَمَ ثُمَّ قَعَدَ لَهٗ بِطَرِيْقِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ تُهَاجِرُ وَتَدَعُ اَرْضَكَ وَسَمَاءَكَ وَاِنَّمَا مَثَلُ الْمُهَاجِرِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِي الطِّوَلِ فَعَصَاهُ فَهَاجَرَ ثُمَّ قَعَدَ لَهٗ بِطَرِيْقِ الْجِهَادِ فَقَالَ تُجَاهِدُ فَهُوَ جَهْدُ النَّفْسِ وَالْمَالِ فَتُقَاتِلُ فَتُقْتَلُ فَتُنْكَحُ الْمَرْاَةُ وَتُقْسَمُ الْمَالُ فَعَصَاهُ فَجَاهَدَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ قُتِلَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ فَاِنْ غَرِقَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ وَقَصَتْهُ دَابَّةٌ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ (نسائی باب مایعدل الجهاد فی سبیل اللہ) یعنی شیطان ابن آدم کی تمام راہوں پر بیٹھتا ہے وہ اسلام کی راہ کی رکاوٹ کیلئے بیٹھ کر اسلام لانے والے کے دل میں وسوسے پیدا کرتا ہے کہ تو اپنے باپ دادوں کے دین کو کیوں چھوڑتا ہے۔ اللہ کو اگر بہتری منظور ہوتی ہے تو وہ اس کی باتوں میں نہیں آتا اور اسلام قبول کر لیتا ہے پھر ہجرت کی راہ مارنے کیلئے بیٹھتا ہے اور کہتا ہے تو اپنا وطن چھوڑتا ہے اپنی زمین و آسمان سے الگ ہوتا ہے؟ غربت کی بیکس زندگی اختیار کرتا ہے؟ لیکن وہ مسلمان اس کے بہکاوے میں نہیں آتا اور ہجرت کر ہی لیتا ہے پھر وہ جہاد کی روک کیلئے آتا ہے اور جہاد مال سے ہے اور جان سے اس سے کہتا ہے کہ تو جہاد میں کیوں جاتا ہے وہاں قتل کر دیا جائے گا پھر تیری بیوی دوسرے کے نکاح میں چلی جائے گی، تیرا مال اوروں کے قبضہ میں چلا جائیگا لیکن مسلمان اس کی نہیں مانتا اور جہاد میں قدم رکھ دیتا ہے۔ پس ایسے لوگوں کا اللہ پر حق ہے کہ وہ انھیں جنت میں لے جائے گو وہ شہید ہوں خواہ غرق ہوں یا جانور سے گر کر ہی مر جائیں فقط

ف۲ عیب ڈھکے تھے یعنی حاجتِ استنجاء اور حاجتِ شہوت جنت میں نہ تھی اور ان کے بدن پر کپڑے تھے وہ کبھی اتارتے نہ تھے کہ اتارنے کی حاجت نہ ہوتی تھی۔ یہ اپنے اعضاء پر واقف نہ تھے۔ جب یہ گناہ ہوا تو لوازم بشری پیدا ہوئے اپنی حاجت سے خبردار ہوئے اور اپنے اعضاء دیکھے (موضح) فقط۔

★ وسواس کہتے ہیں کہ اس میں خفی اور مکرر آواز ہوتی ہے۔ ٭ مَا وٗرِيَ ماخوذ ہے مواراۃ سے اور اسکے معنے ہیں ڈھانکنے اور ستر کرنے کے بولا کرتے ہیں واریتہ ای سترتہ قال تعالیٰ یواری سَوْاَۃَ اخیہ قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم لعلی لما اخبرہ بوفاۃ ابیہ اذھب فوارہ۔ وُرِيَ کا مضموم ہمزہ سے نہیں بدلا گیا جس طرح اُوَیصل میں جو تصغیر ہے واصل کی ہمزہ سے بدلا گیا کیونکہ دوسرا واو مدہ ہے۔ ٭ قَاسَمَهُمَا باب مفاعلہ سے ہے اور اس کا خاصہ ہے مشارکت یعنی دو شخصوں میں فعل کا واقع ہونا بطریق مشارکت مگر یہاں بطریق مبالغہ قَسَمَ کی جگہ قَاسَمَ مستعمل ہوا ہے۔ ٭ فَدَلّٰىهُمَا۔ دَلّٰی لیا گیا ہے تدلیہ سے اور تدلیہ کہتے ہیں کسی چیز کے لٹکانے کو جب پیاسا پانی لینے کی غرض سے کنویں میں پاؤں لٹکاتا اور وہاں پانی نہیں پاتا تو دلی الرجل رجلیہ فی البئر بولا کرتے ہیں۔ یہ تدلیہ کے اصلی معنی ہوئے۔ پھر وہ موضع طمع میں مستعمل ہونے لگا اور کہا جانے لگا دلاہ ای اطمعہ۔ یہ اصل میں تھا دلل تو جس طرح دستا میں سین ے سے بدل گیا یہاں لام ے سے بدل گیا۔

لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿٢٢﴾ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سكتۃ وَاِنْ لَّمْ

واسطے تمہارے دشمن ہے ظاہر ولے کہا دونوں نے اے رب ہمارے ظلم کیا ہم نے جانوں اپنی کو اور اگر نہ

کھلا دشمن ہے وہ دونوں (فوراً) کہہ اٹھے اے ہمارے رب ہم نے اپنا آپ نقصان

تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٢٣﴾ قَالَ

بخشے گا تو ہم کو اور نہ رحم کرے گا ہمکو البتہ ہو جاویں گے ہم ٹوٹا پانیوالوں سے کہا

کیا اور اگر تو ہمیں نہ بخش دے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور خائب و خاسر ہو جائیں گے۔ فرمایا

اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ج وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ

اترو تم بعض تمہارے واسطے بعضوں کے دشمن ہیں اور واسطے تمہارے ~~بیچ~~ زمین کے

نیچے اتر جاؤ تم (سب) ایک دوسرے کے دشمن ہو، اور تمہارے لئے زمین قرار کی جگہ ہے اور مقررہ

مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿٢٤﴾ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا

ٹھکانا ہے اور ایک فائدہ ہے ایک مدت تک کہا بیچ اس کے جیو گے تم اور بیچ اس کے

زمانہ تک فائدہ اٹھانا فرمایا۔ اسی میں تم زندگی بسر کرو گے۔ اور اسی میں

تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿٢٥﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ

مرو گے تم اور اسی سے نکالے جاؤ گے تم اے بیٹو آدم کے تحقیق اتارا ہم نے اوپر تمہارے

مرو گے اور پھر (بالآخر) اسی میں سے (دوبارہ زندہ کر کے) نکالے جاؤ گے اے اولادِ آدم ہم نے تمہارے لئے لباس اتارا جو تمہاری شرم

لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ط وَلِبَاسُ التَّقْوٰى لا

پہناوا کہ ڈھانکتا ہے شرمگاہ تمہاری کو اور اتارا پہناوا زینت کا اور پہناوا پرہیزگاری کا

کی چیزوں کو چھپاتا ہے اور باعثِ زینت بھی ہو اور پرہیزگاری کا لباس یہ بہتر ہے

ذٰلِكَ خَيْرٌ ط ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿٢٦﴾

یہ بہتر ہے یہ نشانیوں اللہ کی سے ہے تو کہ وہ نصیحت پکڑیں

(یاد رکھو) یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ

اے بیٹو آدم کے نہ بہکا دے تم کو شیطان جیسے کہ نکال دیا ماں باپ تمہارے کو

اے اولادِ آدم! (یاد رکھو کہیں) شیطان تمہیں بہکا نہ دے جس طرح اس نے تمہارے ماں باپ کو

الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ط اِنَّهٗ

بہشت سے اتار لیتا تھا ان سے لباس ان کا تو دکھلا دیوے ان کو شرمگاہ انکی تحقیق

جنت سے نکال باہر کیا۔ ان سے ان کا لباس اتروا دیا تاکہ ان کی پردہ کی چیزیں ان کو دکھا دے

يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ط اِنَّا

وہ دیکھتا ہے تم کو وہ اور کنبہ اس کا اس طرح سے کہ نہیں دیکھتے ان کو تحقیق

(یاد رکھو) یہ شیطان اور اس کا لشکر تمہیں (ہر وقت) اس طرح دیکھ رہا ہے۔ کہ تم ان کو

جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٢٧﴾

کیا ہم نے شیطانوں کو دوست واسطے ان لوگوں کے کہ نہیں ایمان لاتے

نہیں دیکھتے ہو بیشک شیطانوں کو ہم نے انہی لوگوں کا دوست بنایا ہے جو ایمان نہیں رکھتے

ع ۲ ۵ ۹

حل لغات۔

لہ رِيْشًا۔ اصل میں ریش کہتے ہیں جمال و زینت کو کیونکہ ریش طیر سے لیا گیا ہے چونکہ پرند جانور کی زینت اس کے پروں سے ہوتی ہے اس واسطے ریش سے لباس زینت مراد ہے

لہ لَا يَفْتِنَنَّكُمْ لیا گیا ہے فتون سے اور فتون کے اصلی معنی ہیں سونے کو آگ پر رکھنا اور اسے میل کچیل اور کھوٹ سے صاف کرنا۔ مگر قرآن میں جہاں کہیں بھی اس کے مشتقات وارد ہیں سب سے مراد ہے محنت و آزمائش اور یہ اس لئے کہ محنت و آزمائش سے بھی آدمی کا کھرا کھوٹا ہونا معلوم ہو جاتا ہے۔

لہ اَبَوَيْكُمْ۔ اصل میں تھا ابوین کم۔ اور ابوین تثنیہ ہے اب کا اضافت کی وجہ سے نون تثنیہ گر پڑا۔ اس سے اگرچہ حضرت آدم و حوا دونوں ماں باپ مراد ہیں مگر تغلیباً ابویکم کہہ دیا گیا۔ لہ وَقَبِيْلُهٗ۔ قبیل وہ جماعت جس میں تین یا تین سے زیادہ مختلف قوم کے افراد ہوں۔ اس کی جمع آتی ہے قبل۔ قبیلہ ایک باپ کی اولاد۔ یہاں قبیل سے مراد ہے شیطان کی ذریت اور اس کا لشکر۔

ف محترم اخ وامام وشیخ علامہ ابو محمد عبد الستار صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر ستاری میں فرماتے ہیں: یعنی اے آدمؑ! کیا حلال ومباح چیزیں کھانے کے لئے جنت میں کافی نہیں تھیں جو حرام کھانے کی ضرورت پڑی؟ کہا اے میرے رب! تیری عزت کی قسم، مجھے شان وگمان بھی نہ تھا کہ کوئی تیرے نام کی جھوٹی قسم کھا سکتا ہے۔ وَمَا ظَنَنْتُ اَنَّ اَحَدًا یَّحْلِفُ بِاللّٰہِ کَاذِبًا۔ شیطان نے دھوکہ یوں دیا کہ پہلے تو قسم کھا کر اپنی دوستی وخیر خواہی کا یقین دلایا۔ اس کے بعد کہا کہ اگر اس درخت کا پھل کھالو گے تو جنت میں تمہارا قیام مستقل ہو جائے گا اور یہاں سے کبھی نہ نکالے جاؤ گے۔" ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ اپنے کسی غلام کو اچھی طرح نماز روزہ کرتے دیکھتے تو اُس کو آزاد کر دیتے۔ اُن کے غلام اس خواہش سے ایسا کرتے۔ اُن سے کہا گیا کہ یہ لوگ آپ کو دھوکہ دینے کو ایسا کرتے ہیں تو فرمایا جو کوئی ہم کو اللہ کے نام اور اس کی عبادت کے ساتھ دھوکہ دے گا ہم اُس کے دھوکہ میں آجائیں گے۔ اللہ کے پاک نام کی جھوٹی قسم کھانے والا پہلا ابلیس ہے۔ اور فرمایا وَنَادٰىھُمَا رَبُّھُمَا اللہ تعالیٰ کا پکارنا اُن دونوں کو بطور عتاب کے تھا کہ جس چیز سے تم کو ڈرایا تھا تم اس سے کیوں نہ بچے۔ شیطان کی دشمنی کا اظہار پہلے ہی کر دیا تھا کہ دیکھو سجدہ نہ کرنے سے اس کا دھوکہ کھل چکا ہے، وہ تم دونوں کا جانی دشمن ہو گیا ہے لیکن تم پھر اسی کے کہنے پر چلے (فتح) جب آدمؑ وحواؑ نافرمانی کر کے اپنے لئے جنت کی اہلیت کھو بیٹھے تو پھر ان کے جسموں سے جنت کا لباس بھی اتر گیا۔ ننگے ہو جانے کی وجہ یہی تھی۔ اللہ کی آواز بھی ہے۔ آیت ہٰذا ودیگر آیات اللہ واحادیث سے یہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں آواز بھی ہے اور فرشتے اور انسان اس کی آواز سُن بھی سکتے ہیں (جیسا کہ آدمؑ وموسیٰؑ وغیرہ نے سُنی) اہلحدیث کا یہی مذہب ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جو لوگ قرآن کے الفاظ کو مخلوق کہتے ہیں وہ جہمیہ سے بھی بدتر ہیں۔ اہلحدیث کے نزدیک قرآن شریف کے الفاظ اللہ کے کلام ہیں (م حمیدی)، فقط۔ ف۲ آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ اے پروردگار اگر میں توبہ کروں معافی مانگوں تو فرمایا ایسی صورت میں تیرے گناہ معاف کروں گا اور پھر جنت میں داخل کر دوں گا۔ رہا ابلیس، اس نے توبہ کی، مغفرت چاہی بلکہ مہلت چاہی۔ پس ہر ایک کو وہ ملا جو اُس نے مانگا۔ (رواہ عبد الرزاق، ابن کثیر وغیرہ) محترم برادر مولانا عبد الستار صاحب رحمہ اللہ امام جماعت غرباء اہلحدیث لکھتے ہیں" مبتدعین اور روافض کا یہ قول کہ آدم علیہ السلام نے پنج تن اور خصوصًا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیکر دُعا کی۔ پھر وسیلہ کی سند اس سے لیتے ہیں حالانکہ کسی حدیث صحیح سے یہ ثابت نہیں۔ قرآن نے خبر دی ہے کہ آدم علیہ السلام نے رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ کے ساتھ اللہ سے دُعا کی۔

اب اس کے خلاف بے سند موضوع اور من گھڑت اقوال پیش کرنا گمراہی ہے۔ امام ابن تیمیہؒ نے منہاج السنہ میں خوب جواب دیئے ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے میری تفسیر ستاری پارہ ایک صفحہ ٣٩٢ تا ٣٩٨ ملاحظہ ہو جو دفتر صحیفہ اہلحدیث کراچی سے مل سکتی ہے"۔ انتہیٰ کلامہ۔ امام رازی رح فرماتے ہیں اس آیت میں کئی وجوہ سے تہدید اور ڈانٹ ڈپٹ ہے معاصی پر۔ اول تو ہمیں یہ سوچنا چاہیئے کہ ذرا سی لغزش پر ہمارے باپ آدم علیہ السلام کو کس قدر سزا ملی اور کتنی پریشانی اٹھانی پڑی۔ عرب کے ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

يَا نَاظِرًا يَرْنُوْ بِعَيْنَيْ رَاقِدٍ ∴ وَمُشَاهِدًا لِلْاَمْرِ غَيْرَ مُشَاهِدٍ

تَصِلُ الذُّنُوْبَ اِلَى الذُّنُوْبِ وَتَرْتَجِيْ ∴ دَرَجَ الْجِنَانِ وَنَيْلَ فَوْزِ الْعَابِدِ

اَنَسِيْتَ رَبَّكَ حِيْنَ اَخْرَجَ اٰدَمَا ∴ مِنْهَا اِلَى الدُّنْيَا بِذَنْبٍ وَّاحِدٍ

یعنی اے سوتی ہوئی آنکھوں سے دیکھنے والے اور غیر مشاہدات کے مشاہدہ کرنے والے تو گناہوں پر گناہ کئے جاتا ہے اور جنت کا طالب و امیدوار ہے، کیا اپنے رب کو بھول گیا اور اسکا خوف دل سے جاتا رہا جس نے تیرے باپ آدمؑ کو ایک گناہ کی پاداش میں جنت سے نکال دیا۔ ف۳ اِهْبِطُوْا میں خطاب آدمؑ وحواؑ اور ان کی اولاد کو ہے یا ان کو اور ابلیس یا سب کو مع سانپ۔ مفسرین نے ان مقاموں کا ذکر کیا ہے جہاں سے ہر ایک اترا لیکن یہ سب اسرائیلیات ہیں اگر ان کی تعیین میں کوئی دینی یا دنیاوی فائدہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنت مطہرہ میں ضرور ذکر فرماتے (ابن کثیر) فقط۔ ف۴ جامۂ تقویٰ بہتر ہے یعنی اللہ سے ڈرنا۔ جو کوئی اللہ سے ڈرے گا وہ خلاف شرع لباس کبھی نہ پہنے گا۔ ابن زید نے کہا اللہ سے ڈر کر ستر چھپاوے یہی لباس تقویٰ ہے۔ جو فقیر ننگے دھڑنگے پڑے پھرتے ہیں اور جاہل لوگ انکو ولی اللہ سمجھتے ہیں وہ درحقیقت ولی شیطان ہیں نہ ولی الرحمٰن کیونکہ ولی متقی ہوتے ہیں۔ اور حسن بصریؒ نے کہا کہ تقویٰ حیاء کو کہتے ہیں کیونکہ حیاء سے تقویٰ اور پرہیزگاری کی توفیق ہوتی ہے مشکوٰۃ صفحہ ۴۳۲ میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ الْحَيَاءَ وَالْاِيْمَانَ قُرَنَاءُ جَمِيْعًا فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُهُمَا رُفِعَ الْاٰخَرُ یعنی حیاء اور ایمان لازم ملزوم ہیں جب ان میں سے ایک جاتا رہا تو دوسرا بھی مفقود ہے۔ حوالہ مذکورہ میں ایک روایت یوں ہے اَلْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ وَالْاِيْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیاء ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں لے جائیگا اور غم و مصیبت بدخوئی سے ہے اور بدخوئی دوزخ میں لے جائے گی۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا (آمین) معلوم ہوا جو ستر نہ چھپائے وہ متقی نہیں کیونکہ وہ تو لباس تقویٰ سے برہنہ ہے اور جب متقی نہ ہوا تو اللہ کا ولی ہرگز نہ ہوگا اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ نص قطعی ہے شناخت اولیاء اللہ میں۔ ف۵ ریش کا موضع میں ہے یعنی دشمن نے جنت کے کپڑے تم سے اُتروائے پھر ہم نے تم کو دنیا میں تدبیر لباس کی سکھائی۔ اب وہی (باقی فائدہ بر صفحہ ۲۲۰)

وَإِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا وَاللَّهُ
اور جس وقت کرتے ہیں بے حیائی کہتے ہیں پایا ہم نے اوپر اس کے باپوں اپنوں کو اور اللہ نے
اور یہ لوگ جب بے حیائی کا کوئی کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریق پر پایا ہے
أَمَرَنَا بِهَا ۗ قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ ۖ أَتَقُولُونَ عَلَى
حکم کیا ہے ہم کو ساتھ اسکے کہہ تحقیق اللہ نہیں حکم کرتا ساتھ بے حیائی کے کیا کہتے ہو اوپر
اور خدا نے بھی ہم کو یہی حکم دیا ہے (اے پیغمبر اسلام) کہہ دیجئے کہ اللہ بے حیائی کے کاموں کیلئے کبھی حکم نہیں دیتا بھلا تم (لوگ)
اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢٨﴾ قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ ۖ وَأَقِيمُوا
اللہ کے جو کچھ نہیں جانتے کہہ حکم کرتا ہے پروردگار میرا ساتھ انصاف کے اور سیدھا کرو
اسکے متعلق وہ باتیں کہتے ہو جن کا تمہیں علم ہی نہیں کہہ دیجئے کہ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ تم ہر نماز
وُجُوهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ
منہ اپنے کو نزدیک ہر نماز کے اور پکارو اس کو خالص کر کر واسطے
کے وقت اپنا رخ سیدھا رکھو اور اسکو خلوص نیت (فرمانبرداری کے خیال سے پکارو (یاد رکھو) اللہ نے جس طرح
الدِّينَ ۚ كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ ﴿٢٩﴾ فَرِيقًا هَدَىٰ وَفَرِيقًا
اس کی عبادت کے جیسے پہلے پیدا کیا تم کو پھر آؤ گے ایک فرقے کو ہدایت کی اور ایک فرقے کو
تمہیں پہلے پیدا کیا تھا اسی طرح (موت کے بعد) دوبارہ لوٹو گے اس نے ایک گروہ کو تو راہ ہدایت دکھا دی
حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ ۗ إِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ
ثابت ہو گئی ہے اوپر گمراہی تحقیق انہوں نے پکڑا شیطان کو دوست
اور ایک گروہ پر گمراہی کا ثبوت ہو چکا ہے (کیونکہ) انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر
مِنْ دُونِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ ﴿٣٠﴾ يَا بَنِي
سوائے خدا کے اور گمان کرتے ہیں کہ وہ راہ پانے والے ہیں اے بیٹو
شیطانوں کو اپنا رفیق بنایا۔ اور سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں اے اولاد
آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَ
آدم کے لو زینت اپنی نزدیک ہر نماز کے اور کھاؤ اور پیو اور مت
آدم! ہر نماز کے وقت اپنے آپ کو آراستہ کر لیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور حد سے
لَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ﴿٣١﴾ قُلْ مَنْ حَرَّمَ ع ۴ ۱۰
حد سے نکل جاؤ تحقیق وہ نہیں دوست رکھتا حد سے نکل جانے والوں کو کہہ کس نے حرام کی ہے
آگے نہ بڑھو بیشک اللہ حد سے آگے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا کہہ دیجئے کہ اللہ نے زینت
زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ ۚ
زینت اللہ کی جو نکالی ہے واسطے بندوں اپنے کے اور پاکیزہ چیزوں کو رزق سے
کا جو ساز و سامان اپنے بندوں کے لئے پیدا کیا ہے اس کو اور کھانے کی صاف ستھری چیزوں کو کس نے
قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ
کہہ وہ واسطے ان لوگوں کے ہے کہ ایمان لائے بیچ زندگانی دنیا کے خالص ہیں دن
حرام ٹھہرایا ہے فرما دیجئے یہ چیزیں دنیا میں ایمان والوں کے لئے ہیں اور قیامت کے دن خاص طور پر انہی کے لئے

حل لغات۔
۱ أَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ اقامت وجوہ سے مراد ہے قبلہ کی طرف منہ کرنا یا اخلاص کے ساتھ عبادت کی طرف متوجہ ہونا ۲ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ مسجد سے یہاں مراد ہے ظرف زمان اور عند بمعنی فی ای فی کل وقت سجود یا ظرف مکان ای فی کل مکان سجود یا عام مساجد ۳ وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ فریقاً منصوب ہے فعل مضمر کی وجہ سے جس پر حق دلالت کر رہا ہے ای خذل فریقا حق علیہم الضلالۃ اور حق معنے میں ہے ثبت کے۔ ۴ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا

(بقیہ فوائد صفحہ ۲۱۹) لباس پہنو جس میں پرہیزگاری ہو یعنی مرد لباس ریشمی نہ پہنے کیونکہ ترمذی میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُحِلَّ الذَّھَبُ وَالْحَرِیْرُ لِاِنَاثِ مِنْ اُمَّتِیْ وَحُرِّمَ عَلٰی ذُکُوْرِھَا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں عورتوں کے لئے سونا اور ریشم حلال کر دیا گیا ہے اور مردوں پر حرام کر دیا گیا۔ اور مرد ازار ٹخنے سے دراز نہ رکھے اس لئے کہ مسلم شریف میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ مَرَرْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفِیْ اِزَارِیْ اسْتِرْخَاءٌ فَقَالَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ ارْفَعْ اِزَارَکَ فَرَفَعْتُہٗ ثُمَّ قَالَ زِدْ فَزِدْتُّ فَمَا زِلْتُ اَتَحَرَّاھَا بَعْدُ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ اِلٰی اَیْنَ فَقَالَ اِلٰی اَنْصَافِ السَّاقَیْنِ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا اس حال میں کہ میری لنگی نیچے لٹکی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ! تم اپنی تہبند کو اوپر اٹھا لو! میں نے اوپر اٹھا لیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا اور اٹھاؤ میں نے اور اوپر اٹھا لی۔ جب سے آج تک ٹخنوں سے اونچا ہی رکھتا ہوں لوگوں میں سے بعض نے کہا کہ کہاں تک پاجامہ، لنگی، تہبند، ازار اٹھائی جائے؟ آپ نے فرمایا آدھی پنڈلی تک معلوم ہوا مردوں کے لئے لنگی پاجامہ تہبند آدھی پنڈلی تک رکھنا سنت ہے لیکن ٹخنے سے نیچے رکھنا تو جائز ہی نہیں۔ اور جو منع ہوا ہے سو نہ کرے۔ اور عورت بہت باریک کپڑا نہ پہنے کہ لوگوں کو بدن نظر آوے اور اپنی زینت نہ دکھاوے چنانچہ ابوداؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِیْ بَکْرٍ دَخَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْھَا ثِیَابٌ رِقَاقٌ فَاَعْرَضَ عَنْھَا وَقَالَ یَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْاَۃَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِیْضَ لَنْ یَّصْلُحَ اَنْ یُّرٰی مِنْھَا اِلَّا ھٰذَا وَھٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی وَجْھِہٖ وَکَفَّیْہِ کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں آئیں کہ ان کے بدن پر باریک کپڑے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف سے منہ پھیر کر فرمایا اے اسماء! جب عورت بالغ ہو جائے تو سوائے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کے اس کے بدن کے کسی حصے کا ظاہر ہونا جائز نہیں۔ معلوم ہوا عورت اپنے آپ کو شوہر کے سوا سب سے ڈھانپ کے رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نیا کپڑا پہنے تو جب گردن تک پہنچے تو یہ دعا پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ پھر پرانا کپڑا صدقہ دے تو وہ زندہ و مردہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ و جوار و حفاظت میں ہوگا اور اس کی رحمت میں (احمد) ابوداؤد میں معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کپڑا پہنے اور یہ دعا پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ تو اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔ یہ مذکورہ پانچوں حدیثیں مشکوٰۃ کتاب اللباس سے لکھی گئی ہیں۔ فقط۔

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ اس آیت میں اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو ڈرا رہا ہے کہ تم شیطان کے داؤں سے بچتے رہنا وہ تمہارا دشمن ہے۔ تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ شیطان ایک جسم مخلوق ہے اور ایسا ہی جن بھی مخلوق ہیں اور انسان کو انکے وسوسے اس طرح پہنچتے ہیں کہ خبر بھی نہیں ہوتی۔ موجودہ دور میں بہت سے لوگ شیطان کے وجود کے منکر ہیں۔ یہ ان کی سخت نادانی ہے گویا انھوں نے قرآن و حدیث اور عقل سلیم کا بھی انکار کر دیا اور کتاب و سنت کے منکر کے کفر میں کوئی شک نہیں فقط

ف۲ یہاں فَاحِشَۃً سے مراد ننگے ہو کر طواف کرنا ہے جیسا کہ جہلائے عرب میں دستور تھا، اس پر فرمایا یعنی سن چکے ہو کہ پہلے باپ نے تو شیطان کا فریب کھایا پھر باپ کی کیوں سند پکڑتے ہو۔ قرآن و حدیث کے مقابلہ میں باپ داداؤں کی دلیل پکڑنا ہی تقلید ہے اور وہی گمراہی ہے۔ وُجُوْھَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ کا مقصد یہ کہ ہر مسجد میں روبقبلہ ہو کر خاص اس اللہ کی عبادت بجالاؤ۔ عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی عمل کو بغیر دو شرط کے قبول نہیں کرتا (۱) اخلاص (۲) موافق طریقہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ف۳ اس آیت میں معتزلہ کا رد ہے کیونکہ آیت ہٰذا سے ثابت ہوا کہ ہدایت و گمراہی دونوں اللہ کی طرف سے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا جو کافر اپنا مذہب حق سمجھتا ہے اور جو ناحق سمجھ کر محض شرارت کی بنا پر اس کو اختیار کرتا ہے دونوں کفر میں برابر ہیں۔ مشکوٰۃ صفحہ ۱۴ میں ہے اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ خَلْقَہٗ فِیْ ظُلْمَۃٍ فَاَلْقٰی عَلَیْھِمْ مِّنْ نُّوْرِہٖ فَمَنْ اَصَابَہٗ مِنْ ذٰلِکَ النُّوْرِ اھْتَدٰی وَمَنْ اَخْطَاَہٗ ضَلَّ یعنی اللہ نے خلقت کو ظلمت یعنی اندھیروں میں پیدا کیا پھر اپنا نور ان کی طرف ڈالا۔ جس شخص پر اس نور کی روشنی چمک پہنچ گئی اس نے ہدایت پائی اور جس کو وہ چمک نہ پہنچی وہ گمراہ ہوا۔ بخاری شریف میں ہے فَوَالَّذِیْ لَا اِلٰہَ غَیْرُہٗ اِنَّ اَحَدَکُمْ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ حَتّٰی مَا یَکُوْنُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَھَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْہِ الْکِتٰبُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ فَیَدْخُلُھَا وَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ حَتّٰی مَا یَکُوْنُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَھَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْہِ الْکِتٰبُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَیَدْخُلُھَا (مشکوٰۃ صفحہ ۲۱ عن ابن مسعود) کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ انسان جنت کے عمل کرتا کرتا جنت کے (باقی برصفحہ ۲۲۱)

فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا خَالِصَۃً۔ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثابتۃ کے متعلق ہو کر ہی کی خبر فی الحیوۃ الدنیا۔ اٰمنوا کے متعلق اور خالصۃ زینۃ اللہ سے حال مطلب یہ کہ دنیا میں زینۃ اللہ ایمان والوں کے لئے بھی ہے مگر غیر خالص یعنی کافر بھی شریک ہیں، مگر آخرت میں خالص مسلمانوں ہی کے لئے ہوگی۔

الْقِيٰمَةِ ۗ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾ قُلْ

قیامت کے اسی طرح مفصل بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں واسطے اس قوم کے کو جانتے ہیں فرما کہہ

ہوں گی اس طرح ہم اپنی آیتوں کو ان لوگوں کیلئے تفصیل کیساتھ بیان کرتے ہیں جو جانتے بوجھتے ہیں آپ کہئے کہ میرے

اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ

سوائے اسکے نہیں کہ حرام کی ہیں پروردگار میرے نے بے حیائیاں جو ظاہر ہیں ان میں سے اور جو چھپی ہیں اور گناہ

رب نے تو بے حیائی کی باتیں خواہ کھلی ہوں یا پوشیدہ اور گناہ کے کام اور ناحق کی زیادتی اور یہ بات کرتم

وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ

اور سرکشی ساتھ ناحق کے اور یہ کہ شریک لاؤ ساتھ اللہ کے وہ چیز کہ نہ اتاری ساتھ اس کے

اللہ کے ساتھ اس کو شریک کرو جس کے حق میں اس نے کوئی سند نہیں اتاری اور یہ کہ اللہ پر وہ

سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ

دلیل اور یہ کہ کہو اوپر اللہ کے جو کچھ کہ نہیں جانتے ق۲ اور واسطے ہر ایک

باتیں کہو۔ جن کا تمہیں کوئی علم نہیں۔ حرام قرار دیا ہے اور ہر گروہ کیلئے

اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا

امت کے ایک وقت ہے مقرر پس جب آتا ہے وقت ان کا نہیں پیچھے رہ جاتے ہیں ایک ساعت اور نہ

ایک وقت مقرر ہے۔ پس جب ان کا وہ مقررہ وقت آجائے گا تو وہ اس سے ایک گھڑی نہ پیچھے

يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ

آگے نکل جاتے ہیں ق۳ اے بیٹو آدم کے اگر آویں تمہارے پاس پیغمبر

رہیں گے اور نہ آگے بڑھیں گے اے اولاد آدم! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں جو

مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ

تم میں سے بیان کریں اوپر تمہارے نشانیاں میری پس جو کوئی پرہیزگاری کرے اور اصلاح کرے

تمہیں میری آیتیں پڑھ کر سنائیں تو جو تقوی اختیار کرے گا اور نیکوکار بن جائے گا۔ سو ایسے

فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

پس نہیں ڈر اوپر ان کے اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جن لوگوں نے جھٹلایا نشانیوں

لوگوں پر نہ کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری

بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ

ہماری کو اور تکبر کیا ان سے یہ لوگ رہنے والے ہیں آگ کے

آیتوں کو جھٹلایا۔ اور ان سے سرکشی کی وہ لوگ دوزخی ہیں۔

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۶﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

وہ بیچ اسکے ہمیشہ رہنے والے ہیں ق۴ پس کون شخص ہے بہت ظالم اس شخص سے کہ باندھ لیوے اوپر اللہ کے

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ

كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۗ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ

جھوٹ یا جھٹلا دے نشانیوں اسکی کو یہ لوگ پہنچے گا ان کو حصہ ان کا لکھے

باندھے یا اس کے احکام کو جھٹلائے۔ ان لوگوں کے نصیب میں جو لکھا ہے وہ انہیں ملتا رہے گا۔ حتی کہ

حل لغات۔

له فَوَاحِش۔ یہ جمع ہے فاحشہ کی اور فاحشہ لغت میں کہتے ہیں ہر گناہ اور بدی کو جس سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔ یہاں فواحش سے ہر قسم کی بے حیائیاں مراد ہیں۔ له بِغَيْرِ الْحَقِّ متعلق ہے البغی کے۔ پھر بغی کو غیر الحق کے ساتھ مقید کرنے میں یہ فائدہ ہے کہ اگر لوگوں کو حق کے ★

(بقیہ فوائد صفحہ ٢٢٠) قریب پہنچ جاتا ہے مگر عین وقت پر یعنی موت کے قریب تقدیر غالب آتی ہے اور جہنم کے عمل شروع کر دیتا ہے آخر کار دوزخ میں جاتا ہے۔ اسی طرح انسان ساری عمر دوزخیوں کے عمل کرتا رہتا ہے لیکن تقدیر کا لکھا آخر میں اسکو اہل جنت کے عملوں پر آمادہ کر دیتا ہے پس جنتیوں کے عمل کرتا ہوا مرجاتا ہے اور جنتی ہو جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ عملوں کا دارومدار خاتمہ پر ہے۔ مسئلہ تقدیر صفحہ ٢٠٣ میں بھی لکھا گیا ہے فقط۔ ف٢ زمانۂ جاہلیت میں یہ رواج ہو گیا تھا کہ خانہ کعبہ کا طواف ننگے ہو کر کرتے تھے مرد بھی عورتیں بھی اسپر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ اللہ نے اس غلط رواج سے منع فرما دیا اور حکم زینت کا فرمایا۔ زِيْنَة سے مراد پاکیزہ لباس جس سے ستر عورت شرعی طور پر ہو سکے۔ عام حکم کے لحاظ سے ہر نماز کیلئے پھر ہر وقت بقدرِ امکان سترِ عورت فرض ہے۔ ضروری لباس کے علاوہ مجمل نماز جمعہ و عیدین کے لئے خوشبو لگانا مسواک کرنا سرمہ لگانا سنت ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت جوتیوں سمیت نماز پڑھنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے جیسا کہ فتح البیان صفحہ ٢٧٨ میں ہے عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِ اللهِ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ قَالَ صَلُّوْا فِيْ نِعَالِكُمْ وَالْاَحَادِيْثُ فِيْ مَشْرُوْعِيَّةِ الصَّلٰوةِ۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوْا زِيْنَةَ الصَّلٰوةِ قَالُوْا وَمَا زِيْنَةُ الصَّلٰوةِ قَالَ اِلْبَسُوْا نِعَالَكُمْ فَصَلُّوْا فِيْهَا۔ شاہ عبد القادر لکھتے ہیں "اپنی رونق یعنی لباس نماز میں فرض ہے مرد کو کمر سے تا زانو ڈھانکنا اور عورت کو سارا بدن مگر لونڈی کو زانو سے نیچے اور بغل سے اوپر کھلنا معاف ہے اور کپڑا باریک جس میں بدن یا بال نظر آویں بہتر نہیں اور فرمایا کہ مت اُڑاؤ یعنی جو کام منع ہے اس میں خرچ نہ کرو"۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا تو جو چاہے کھا جو چاہے پہن جبتک کہ دو باتیں نہ ہوں اُڑانا اور اترانا۔ غرض کہ اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والے کو کھانے پینے میں ہو یا پہننے اوڑھنے میں یا مال اُڑانے میں دوست نہیں رکھتا۔ یہ سخت وعید اور تہدید ہے اسراف کرنے والوں کے حق میں کیونکہ جب اللہ تعالیٰ محب اہل اسراف نہ ہو تو معلوم ہوا کہ اس بندے سے ناراض ہے۔ جب مالک الملک ناراض ہوا تو آدمی کا کیا ٹھکانا، الفاظ حدیث یہ ہیں كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَتَصَدَّقُوْا مَالَمْ يُخَالِطْهُ اِسْرَافٌ وَّلَا مَخِيْلَةٌ (ترغیب صفحہ ٤٠٥) نیز جامع البیان صفحہ ١٣٣ میں ہے کہ قبیلہ بنی عامر کے لوگ حج کے دنوں میں گھی دودھ وغیرہ کھانا چھوڑ دیتے تھے اور اس بات کو ثواب سمجھتے تھے۔ انکو دیکھ کر مسلمانوں نے کہا کہ ہم اس بات کے زیادہ مستحق ہیں اسپر یہ آیتیں نازل ہوئیں یعنی جو چیز حلال ہے اسکا اپنے اوپر حرام کر لینا پرہیزگاری نہیں بلکہ تقویٰ یہ ہے کہ نافرمانی سے بچو اور ضرورت سے زیادہ عیش و لذتوں میں مست نہ ہو جیسا کہ مشکوٰۃ صفحہ ٤٤٥ میں ہے اَلزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا لَيْسَتْ بِتَحْرِيْمِ الْحَلَالِ وَلَا اِضَاعَةِ الْمَالِ وَلٰكِنِ الزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا اَنْ لَّا تَكُوْنَ بِمَا فِيْ يَدَيْكَ اَوْثَقَ بِمَا فِيْ يَدَيِ اللهِ یعنی زہد یہ نہیں ہے کہ حلال کو حرام کر لو یا مال کو بے جا لٹا دو بلکہ زہد یہ ہے کہ اپنی تدبیر اور سامان پر بھروسہ نہ ہو صرف اللہ پر بھروسہ توکل ہو۔ اسی طرح ترغیب صفحہ ٤٠٥ میں ہے اِنَّ الْاِسْرَافَ اَنْ تَاْكُلَ كُلَّ مَا اشْتَهَيْتَ یعنی جس چیز کی رغبت ہو اسی کو کھا لینا بھی اسراف میں داخل ہے کیونکہ اس میں طبیعت کو حرص کی بیماری ہو جاتی ہے تو انسان کو چاہئے اپنی اکثر خواہشوں کو روکتا رہے اس غرض سے کہ صبر کی عادت رہے۔ ہاں اس حلال کو حرام نہ کرے بلکہ یہ مطلب ہے کہ بے پرواہی کرے کہ کبھی مل جائے گا تو کھا لیں گے، نہ ملے گا تو کوئی حرج نہیں۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْاَكْلُ فِي الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ مِنَ الْاِسْرَافِ وَاللهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ یعنی ایک دن میں دو مرتبہ کھانا بھی اسراف میں داخل ہے مطلب یہ ہے کہ عیش و آرام میں پڑ کر آخرت کے کام میں سست ہو جاتے ہیں اس لئے سامانِ دنیا کو حتی الوسع تھوڑا تھوڑا رکھے کیونکہ زیادہ دنیا میں پھنسنے سے آخرت کے کاموں میں نقصان ہوتا ہے جسکا نتیجہ یہ ہوگا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلَا رُبَّ نَفْسٍ طَاعِمَةٍ فِي الدُّنْيَا جَائِعَةٌ عَارِيَةٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَلَا رُبَّ مُكْرِمٍ لِنَفْسِهٖ وَهُوَ لَهَا مُهِيْنٌ اَلَا رُبَّ مُهِيْنٍ لِنَفْسِهٖ وَهُوَ لَهَا مُكْرِمٌ (ترغیب صفحہ ٤٠٥) یعنی یاد رکھو بہت لوگ ایسے ہیں کہ دنیا میں خوب مال کھا کر موٹے تازے اور عمدہ لباس پہن کر آبرو و عزت دار بنتے ہیں مگر قیامت کے دن وہ بھوکے پیاسے ننگے اور ذلیل ہونگے اور کتنے دنیا میں ننگے بھوکے رہنے والے (موحد ارکان اسلام کے پابند) قیامت کے روز عیش و عزت والے ہوں گے۔ معلوم ہوا ہر وہ دنیاوی حلال نعمت جس سے کہ دین کا نقصان نہ ہوتا ہو وہ ایمانداروں کا ہی حق ہے کہ استعمال کریں اور زیادہ سے زیادہ دین کی اشاعت کریں جب کہ تکبر و فخر نہ ہو فقط

(فوائد صفحہ ھٰذا)

ف١ یعنی منع کاموں میں خرچ نہ کریئے بلکہ کھانا پینا (باقی بر صفحہ ٢٢٢)

ساتھ ایذا دینے میں مبالغہ کیا جائے تو وہ بغی میں داخل نہیں ہے گو یا یوں کہا گیا کہ لا تقدموا علی ایذار الناس بالقتل والقهر الا ان یکون لکم فیہ حق فهینئذ یخرج من ان یکون بغیا سے مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ یہاں بے معنے میں بے لام کے ای مالم ینزل لہ سلطانا اور ضمیر بہ راجع ہے مالی طرف۔ ف٥ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ۔ نصیب کے معنی ہیں حصہ کے اور اس سے مراد ہے عذاب یا عذاب کے علاوہ کوئی اور چیز۔

الْكِتٰبِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْۤا اَيْنَ مَا

میں سے یہاں تک کہ جب آویں گے ان کے پاس بھیجے ہوئے ہمارے قبض کرتے ہوئے انکو کہیں گے کہاں ہیں جنکو

جب ہمارے فرستادے ان کی جان قبض کرنے کے لئے ان کے پاس آئیں گے تو کہیں گے کہ کہاں ہیں وہ جنہیں اللہ کو

كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا

تھے تم پکارتے سوائے خدا کے کہیں گے کھوئے گئے ہم سے اور گواہی دیں گے

چھوڑ کر تم پکارا کرتے تھے کہیں گے کہ وہ تو ہم سے کہیں غائب ہو گئے ہیں اور اپنے

عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ ادْخُلُوْا فِیْۤ

اوپر جانوں اپنی کے یہ کہ وہ تھے کافر فرمائے گا داخل ہو بیچ

آپ کے ہی خلاف شہادت دیں گے کہ وہ فی الحقیقت کافر تھے حکم ہوگا جو گروہ جنوں اور

اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِی النَّارِ ؕ

ان جماعتوں کے کہ تحقیق گزری ہیں پہلے تم سے جنوں سے اور آدمیوں سے بیچ آگ کے

انسانوں میں سے تم سے پہلے گزر چکے ہیں ان کے ساتھ تم بھی دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔ جس وقت بھی کوئی گروہ

كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا

جب داخل ہوگی ایک جماعت لعنت کرے گی بہن اپنی کو یہاں تک کہ جب مل جاویں گے بیچ اس کے

دوزخ میں جائے گا دوسرے گروہ پر لعنت کرے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ سب کے سب اس میں جمع

جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا

سب کہیں گے پچھلے ان کے واسطے اگلوں کے اے رب ہمارے انہوں نے گمراہ کیا تھا ہم کو

ہو جائیں گے۔ تو پچھلی امتیں پہلی امتوں کے متعلق کہیں گی۔ اے ہمارے

فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ۬ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ

پس دے ان کو عذاب دوگنا آگ سے کہے گا واسطے ہر ایک کے دوگنا ہے

رب! ان لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا۔ اس لئے ان کو آتش دوزخ کا دگنا عذاب دے۔ حکم ہوگا ہر ایک

وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ

ولیکن نہیں جانتے تم اور کہا اگلوں انکے نے واسطے پچھلوں کے پس نہ ہوئی

کیلئے دگنا ہے مگر تم جانتے نہیں اور پہلی امتیں پچھلی امتوں سے کہیں گی کہ تم کو بھی تو ہم پر

لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾ ع ۵ ۱۱

واسطے تمہارے اوپر ہمارے کچھ زیادتی پس چکھو عذاب کو بسبب اسکے کہ تھے تم کماتے

کوئی فضیلت نہیں ہے سو تم بھی جو کچھ کرتے رہے ہو اس کے بدلے میں عذاب چکھو

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ

تحقیق جن لوگوں نے جھٹلایا نشانیوں ہماری کو اور تکبر کیا ان سے نہ کھولے جاویں گے

بالیقین یاد رکھو کہ جن لوگوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان سے سرکشی کی ان کے لئے آسمان کے

لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى

واسطے ان کے دروازے آسمان کے اور نہ داخل ہوں گے بہشت میں یہاں تک کہ

دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے تا آنکہ اونٹ سوئی کے ناکے میں ہو کر

حل لغات۔

لمحتّٰۤی اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ۔ رسل سے مراد ہیں ملک الموت اور اُس کے اعوان و انصار۔ یتوفونہم جارت کے فاعل سے حال ای حال کونہم متوفین لاروا حہم۔ یہاں توفی سے مراد ہے قبض ارواح کیونکہ وفاۃ کے متبادر معنی یہی ہیں اور توفی کی لغوی تحقیق اور اُس کے معنے کے اقسام ہم آل عمران

(بقیہ صفحہ ٢٢١) ——— مناسب روا ہے۔ جو نعمت ہے سو مسلمانوں کے واسطے پیدا ہوئی ہے۔ دنیا میں کافر بھی شریک ہوگئے۔ آخرت میں فقط ان ہی کو ہے (موضح)

ف۲ اِثْمَ سے مراد ہر وہ گناہ ہے جو انسان آپ کرے اور بَغْیَ سے مراد وہ گناہ ہے جس میں دوسرے کو نقصان کرے یا اس کی حق تلفی کرے۔ اسی طرح رب کی عبادت میں کسی کو شریک کرنا بھی حرام ہے (ابن کثیر)

ف۳ حلال و حرام بیان کرنے کے بعد آخرت کا ذکر بھی ضروری تھا جہاں اس دنیا کے تمام افعال خیر و شر کا بدلہ دیا جائیگا اسکی پہلی گھاٹی انسان کی موت ہے لہٰذا قاعدہ کلیہ ہے کہ ہر ایک کے لے اللہ کی طرف سے انتہائی مدت مقرر ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔ جب اجل آجائے تو ناممکن ہے کہ ایک منٹ کی تاخیر ہو یا ایک لمحہ کی جلدی ہو۔ ہاں اللہ جو چاہے کرسکتا ہے۔ اجل سے مراد وقت نزول عذاب یا اجلِ حیات وعمر ہے۔ اجل پوری مدت عمر کو کہتے ہیں۔ سید التابعین ابن المسیبؒ نے فرمایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب زخمی کئے گئے تو کعب احبارؓ نے کہا اگر اللہ سے دعاء کریں تو اللہ ان کی موت پیچھے ہٹا دے گا۔ لوگوں نے کہا اللہ تو فرماتا ہے لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ یہ بھی تو فرماتا ہے وَمَا یُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا یُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ معلوم ہوا دعاء اور صلہ رحمی وغیرہ سے عمر کا بڑھ جانا بھی تقدیرِ الٰہی کے ماتحت ہے جو اس آیت کے منافی نہیں۔ صحیحین وغیرہما میں ایک جماعت صحابہ سے مرفوعًا آیا ہے کہ صلہ رحمی عمر کو زیادہ کرتی ہے۔ تقوے سے درازی عمر و بسط رزق ہوتا ہے جن احادیث میں حکم دعاء مانگنے کا آیا ہے ان میں یہ بھی ہے کہ دعاء دافع بلاء و رادِ قضاء ہے۔ اگر دعاء سے کچھ فائدہ نہ ہوتا اور تقدیر نہ بدل سکتی تو دعاء کا حکم بے فائدہ ٹھیرتا ہے۔ دعاء قنوت میں ہے وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ یا اللہ مجھ کو تقدیر کی برائی سے بچا۔ اگر یہی بات ہوتی تو استعاذہ سوء قضاء سے بھی عبث ٹھیرتا حالانکہ نبی علیہ الصلوٰة والسلام نے یہ دعاء کی ہے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ جَھْدِ الْبَلَاۗءِ وَدَرْكِ الشَّقَاۗءِ وَسُوْۗءِ الْقَضَاۗءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاۗءِ۔ بات یہ ہے کہ ایک تقدیر معلق ہوتی ہے اور ایک غیر معلق۔ معلق کی مثال یہ ہے کہ تقدیر میں ہو کہ اگر فلاں شخص نے صلہ رحمی کی تو اس کی عمر سو برس کی ہوگی ورنہ اسّی کی فقط۔ (مضمون ہذا کا بیان صفحہ ٢٠٣ میں بھی لکھا گیا ہے۔)

ف۴ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ان پر لکھا ہوا حصہ ملے گا اللہ پر جھوٹ باندھنے والے کا منہ سیاہ ہوگا۔ ایک قول یہی ہے کہ عاملِ خیر کو جزائے خیر اور عاملِ شر کو جزائے شر ملیگی (ابن کثیر)

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ رُسُلُنَا سے مراد یہاں ملک الموت ہیں۔ جب فرشتے کافروں کی جان نکا لتے ہیں تو فرشتے ان سے کہتے ہیں کہ جن چیزوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے اور ان کی پوجا کرتے تھے تو وہ کہاں ہیں؟ اب انکو بلاؤ تاکہ وہ تمھیں اس تکلیف سے جس میں تم اس وقت مبتلا ہو بچالیں۔ تو مشرکین جواب دیتے ہیں کہ وہ تو گم ہوگئے، اپنے کفر و شرک کے مُقِر ہوتے ہیں کہ ہماری غلطی تھی۔ موت کے وقت کا یہ اقرار اور توبہ بے سود ہے فقط۔ اس مضمون کا بیان صفحہ ٨٨ ۔ ٩٧ و ١١٥ میں بھی ہے۔

ف۲ یعنی ایک حساب سے پہلی امت کا گناہ بڑا کہ پچھلوں کو راہ ڈالی اور ایک طرح پچھلوں کا بڑا کہ پہلوں کا حال دیکھ سنکر عبرت نہ پکڑی (موضح)، محترم اخی و امامی و شیخی مولانا عبد الستار صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں "یعنی جو لوگ دنیا میں اپنی قوم برادری کے دباؤ لگاؤ یا لحاظ کی وجہ سے یا اپنے مذہب کی حمیت کی وجہ سے یا دنیاوی لالچ کھانے پینے، نوکری سوداگری، تجارت، رشتے ناتے کے تعلقات کی وجہ یا اپنے علماء و رؤساء کی تقلید کی وجہ سے خلاف شرع کام کرتے کراتے رہے وہ آج جہنم میں ایک دوسرے کو لعنت ملامت کریں گے مشرک مشرکوں پر، یہود یہود پر، نصاریٰ نصاریٰ پر، قبر پرست قبر پرستوں پر لعنت کریں گے اور کہیں گے اللہ ان کو غارت کرے ان کی دیکھا دیکھی ہم بھی آفت میں پھنسے ان کی وجہ سے ہم نے خلاف کام کئے۔ اگر یہ نہ ہوتے تو ہم ٹھیک ہوجاتے" فقط۔ (یہ بیان صفحہ ٣٨ میں بھی گذرا۔)

لہ رکوع ۵ آیت اذ قال اللہ یعنی انی متوفیک میں بیان کرآئے ہیں وہاں ضرور ملاحظہ ہو۔ لہ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ تدعون کا مفعول محذوف ہے اور معنی میں ہے تعبدون کے ای ان کنتم تعبدونہا من دون اللہ۔ اینما کا ما موصولہ ہے اور موصولہ ہے تو اسے آین سے الگ کرکے لکھا۔

لہ اِدّٰرَكُوْا۔ اصل میں تھا تدارکوا۔ تے کو دال سے بدل کر دال میں ادغام کردیا اور ابتدائے سکون کی وجہ سے اول میں ہمزہ زیادہ کردیا۔

لہ فَاٰتِهِمْ اصل میں تھا فاتیہم جواب ندا میں واقع ہونے کی وجہ سے یے حذف ہوگئی۔

يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ ﴿٤٠﴾ لَهُم

داخل ہو جائے اونٹ بیچ ناکے سوئی کے اور اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم گنہگاروں کو واسطے

نہ گزر جائے اور اسی طرح ہم مجرموں کو سزا دیتے ہیں۔ ان کے

مِّن جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِن فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿٤١﴾

دوزخ سے بچھونا ہے اور اوپر ان کے سے بالاپوش ہیں اور اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم ظالموں کو

آگ ہی کا بچھونا ہوگا۔ اور اوپر سے آگ ہی کا اوڑھنا۔ اور ہم اسی طرح ظالموں کو سزا دیتے ہیں

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا

اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے نہیں تکلیف دیتے ہم کسی کو مگر طاقت اس کی پر

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے ہم کسی شخص کو بھی اس کی وسعت سے

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٤٢﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِي

یہ لوگ رہنے والے ہیں بہشت کے وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہیں اور کھینچ لیا ہم نے جو کچھ بیچ

زیادہ تکلیف نہیں دیتے یہ لوگ جنتی ہیں یہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کے سینوں میں از قسم

صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ ۖ وَقَالُوا الْحَمْدُ

سینوں ان کے کے تھا ناخوشی سے چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں اور کہا انہوں نے سب تعریف

کینہ جو کچھ تھا اسے ہم نکال دیں گے اور ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ پکار اٹھیں گے کہ اس خدا

لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ ۖ

واسطے اللہ کے ہے جس نے ہدایت کی ہم کو طرف اسکی اور نہ تھے ہم راہ پاویں اگر نہ راہ دکھاتا ہم کو اللہ

ہی کے لئے تعریف و ستائش ہے جس نے ہمیں یہ راہ دکھائی ہم تو کبھی بھی یہ راہ نہ پا سکتے۔ اگر اللہ ہم کو

لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۖ وَنُودُوا أَن تِلْكُمُ الْجَنَّةُ

تحقیق آئے تھے پیغمبر پروردگار ہمارے کے ساتھ حق کے اور پکارے جائیں گے کہ یہ ہے بہشت

راہ نہ دکھاتا۔ ہمارے رب کے رسول واقعی حق و صداقت کے ساتھ آئے تھے اور ان سے پکار کر کہہ دیا جائے گا کہ اے لوگو! یہ جنت ہے تمہارے نیک

أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٤٣﴾ وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابَ

وارث کئے گئے ہو تم اسکے بسبب اسکے کہ تھے تم کرتے ق اور پکاریں گے رہنے والے بہشت کے رہنے والوں

اعمال کی وجہ سے تمہیں اس کا وارث ٹھہرایا گیا ہے اور جنت والے دوزخ والوں کو پکاریں گے کہ لو جو کچھ

النَّارِ أَن قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدتُّم مَّا

دوزخ کو یہ کہ تحقیق پایا ہم نے جو کچھ وعدہ دیا تھا ہم کو رب ہمارے نے سچ پس کیا پایا تم نے بھی جو کچھ

ہمارے رب نے ہم سے وعدہ کیا تھا ہم نے اسے بالکل حق پایا ہے تو کیا تم نے جو کچھ تمہارے رب نے

وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۖ قَالُوا نَعَمْ ۚ فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ أَن لَّعْنَةُ

وعدہ دیا تھا پروردگار تمہارے نے سچ کہیں گے ہاں ق پس پکار دیگا ایک پکارنے والا درمیان انکے یہ کہ لعنت

وعدہ کیا تھا۔ تم نے بھی اسے سچا پایا ہے؟ وہ کہیں گے کہ ہاں! پھر ایک آواز دینے والا ان میں آواز

اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿٤٤﴾ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا

خدا کی اوپر ظالموں کے جو لوگ بند کرتے ہیں راہ خدا کی سے اور چاہتے ہیں

دے گا کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے جو لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور اس میں کجی پیدا کرنے کے

حل لغات۔ لہ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط۔ یلج ماخوذ ہے ولوج سے اور ولوج کہتے ہیں دخول کو جمل فرط شتر سمّ تینوں حرکتوں کے ساتھ سوئی کا ناکہ، اور بدن کا ہر لطیف باریک سوراخ نیز قاتل کو سم اسی واسطے کہتے ہیں کہ وہ اپنی لطافت کی وجہ سے مسامات بدن میں نفوذ کر کے دل تک پہنچ جاتا ہے خیاط تاگا وغیرہ جس سے سیا جاتا ہے خیاط اور مخیط دونوں ہم معنی ہیں جیسے ازار اور مئزر، لحاف

اور ملحف۔ قناع اور مقنع۔ یہاں جمل یعنی اونٹ کو خاص کر ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ بلحاظ جسم عرب کے نزدیک اکبر حیوانات ہے تو جس طرح سوئی کا ناکہ سب سوراخوں سے زیادہ تنگ ہے اسی طرح اونٹ کا جسم اعظم الاجسام ہے لہ مِهَادٌ جمع ہے مہد کی اور مہد کہتے ہیں بچھونے کو۔ یہ بستر

ف۱ دروازے کے کھل جانے سے مراد یہ ہے کہ کوئی عمل صالح یادعا ان کی طرف سے آسمان پر نہیں جاتی یہ قول ہے مجاہدؒ اور سعید بن جبیرؒ اور ابن عباسؓ کا یا ان کے ارواح کے لئے دروازے آسمان کے کھولے نہیں جاتے۔ یہ قول ہے ابن عباسؓ اور علماء کا اسی کی مؤید حدیث براء رضی اللہ عنہ کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب روح فاجر کو آسمان کی طرف لے چڑھتے ہیں تو کسی گروہ ملائکہ پر گزر نہیں ہوتا مگر وہ کہتے ہیں یہ کیا روح خبیث ہے۔ کہتے ہیں فلاں ہے بہت برا نام اس کا لے کر جس کے ساتھ دنیا میں پکارا جاتا تھا۔ جب آسمان تک پہنچتے ہیں دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں تو کھولا نہیں جاتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ (ابن کثیر) قبر و موت کا بیان صفحہ ۲۲ ۲۶ و سورۂ تکاثر وغیرہ میں بھی لکھا گیا۔ پھر فرمایا جو لوگ تکذیب حق کرتے ہیں۔ اللہ ورسول کے مسئلوں کو جھٹلاتے ہیں شریعت کی باتوں پر اپنے مذہب ورواج ورسم کو مقدم کرتے ہیں وہ قیامت کے دن جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ جیسے اونٹ کا سوئی کے ناکے میں گھسنا محال ہے ایسے ہی ان کفار ومشرکین کا جنت میں جانا محال ہے۔ خیاط کے معنے ہیں سوزن یعنی سوئی کے۔ یعنی جس طرح یہ ناممکن ہے کہ اونٹ اپنی جسارت پر رہے اور سوئی کا ناکہ ایسا ہی تنگ وچھوٹا ہو اس کے باوجود اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے۔ اسی طرح مکذبین حق ومتکبرین مشرکین کا جنت میں داخل ہونا محال ہے کیونکہ اللہ فرما چکا ہے مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ۔ دوسرے مقام پر فرمایا وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّیْرُ اَوْ تَهْوِیْ بِهِ الرِّیْحُ فِیْ مَكَانٍ سَحِیْقٍ ۝ یعنی جس نے اللہ کا شریک کیا گویا وہ آسمان سے گر پڑا ایس لئے یا تو پرندے اُچک لیجائیں گے یا ہوائیں کسی دور دراز جنگل میں پھینک دینگی فقط

ف۲ مِهَاد بمعنی فرش غَوَاش بمعنی لحاف ہے۔ مقصد یہ کہ جہنمیوں کا اوڑھنا بچھونا سب آگ کا ہوگا گویا ہر طرف سے آگ محیط ہوگی کسی کروٹ چین نہ ہوگا اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهَا فقط۔

ف۳ جہنم کے ذکر کے بعد اہل جنت کا بیان ہو رہا ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ نیکوں کے دل میں بھی خفگی ہوگی۔ جنت کے قریب پہنچکر آپس میں دل صاف ہوں گے تب جنت میں جائیں گے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔ بخاری شریف میں ہے کہ مؤمن آگ سے چھٹکارا حاصل کر کے جنت و دوزخ کے درمیان پل پر روک دیئے جائیں گے وہاں ان کے مظالم کا بدلہ ہو جائے گا اور پاک ہو کر جنت میں جانے کی اجازت پائیں گے۔ واللہ وہ لوگ اپنے درجوں کو اور اپنے مکانوں کو اس طرح پہچان لیں گے جیسے دنیا میں جانتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ سدیؒ سے مروی ہے کہ اہل جنت دروازۂ جنت پر ایک درخت دیکھیں گے جس کی جڑوں کے پاس سے دو نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ یہ ان میں سے ایک کا پانی پئیں گے جس سے دلوں کی کدورتیں دُھل جائیں گی یہ شراب طہور ہے۔ پھر دوسری نہر میں غسل کریں گے جس سے چہروں پر تروتازگی آجائے گی پھر نہ تو بال بکھریں گے نہ سرمہ لگانے اور سنگھار کرنے کی ضرورت پڑے گی۔ قتادہؒ نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ میں اور عثمان اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم ان ہی لوگوں میں سے ہوں گے جن کی نسبت اللہ نے فرمایا وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ (ابن کثیر)

ف۴ اس آیت میں خبر دی ہے کہ جنتیوں و دوزخیوں کی باہم گفتگو ہوگی جنتی بطور تقریع وتوبیخ کے کہیں گے کہ ہم نے تو اپنے رب کا وعدہ سچا پایا تم اپنی کہو تو جھک مار کر کہیں گے کہ ہم نے بھی سچا پایا۔ اسی طرح نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن کنوئیں میں پڑی ہوئی کفار کی لاشوں سے فرمایا تھا کہ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا۔ امیر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ایسی قوم کو خطاب کرتے ہیں جو مردار ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لَّا یَسْتَطِیْعُوْنَ اَنْ یُّجِیْبُوْا تم سے زیادہ سنتے ہیں مگر جواب نہیں دے سکتے۔ اس سے بعض نے سماع موتیٰ ثابت کی ہے مگر نہ علی الدوام بلکہ جب اللہ چاہے سنوا دے۔ نیز واضح رہے سماعت سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان سے مرادیں مانگی جائیں ان کو متصرف فی العالم جانا جائے۔ یہ کام خاص اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اکثر لوگ اسی دھوکہ میں آکر کہ مُردے قبر والے اولیاء اللہ وغیرہ سنتے ہیں اور مرادیں پوری کرتے ہیں گور پرست مُردہ پرست غیر اللہ پرست ہو گئے۔ مسلم مؤمن کہلا کر مشرک بن گئے فقط۔

ے مؤخر، لہم من جہنم خبر مقدم۔ ؎ غَوَاشٍ اصل میں تھا غواشی۔ آخر سے ے کو حذف کر دیا جس طرح قاضٍ میں اور اس کے عوض تنوین زیادہ کردی گئی۔ یہ جمع ہے غاشیہ کی۔ اور جو چیز اوپر سے آدمی کو ڈھانک لے جیسے بالاپوش وغیرہ اسے غاشیہ کہتے ہیں۔ جہنم غیر منصرف ہے کیونکہ تانیث اور تعریف دونوں جمع ہیں۔ یہ جہمۃ بمعنی غلظ سے مشتق ہے بولا کرتے ہیں رجل جہم الوجہ ای غلیظہ وسمیت بہذا لغلظ امرہا فی العذاب۔ ؎ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا یہ جملہ معترضہ ہے درمیان مبتدا وخبر کے۔ تقدیر عبارت یوں ہے والذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت اولٰئک اصحٰب الجنۃ الخ اور وسع کہتے ہیں کسی چیز پر آدمی کے قادر ہونے کو بسہولت۔ ؎ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ۔ نزع کہتے ہیں کسی چیز کو اُسکی جگہ سے اُکھاڑ پھینکنا اور غِلّ کے معنی ہیں حسد وکینہ۔ اصل میں غِل اسے کہتے ہیں جو اپنی لطافت کی وجہ سے دل کی تہہ تک پہنچ جائے۔ بولا کرتے ہیں انغلل الشیٔ وتغلغل لیما اذا دخل فیہ بلطافۃ اور اسی سے غلول کیونکہ وہ بھی باریک گناہوں تک پہنچنے کا حیلہ ہوتا ہے۔

وقف لازم باتفاق

عِوَجًا ج وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ج وَعَلَى الْاَعْرَافِ [١]

واسطے اسکے کجی اور وہ ساتھ آخرت کے کافر ہیں ۞ اور درمیان ان کے ایک پردہ ہوگا اور اوپر اعراف کے

خواہشمند تھے۔ اور آخرت کے بھی منکر تھے۔ ان دونوں جماعتوں کے درمیان ایک آڑ ہے (اعراف)

رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ ج وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ

مرد ہوں گے پہچانتے ہیں ہر ایک کو چہرے انکے سے اور پکاریں گے رہنے والوں بہشت کے کو کہ سلامتی ہے

اور (اس) اعراف پر بھی کچھ لوگ ہوں گے جو ہر ایک کو انکے نشانوں سے پہچان لیں گے اور اہل جنت کو پکاریں گے کہ تم پر سلامتی

عَلَيْكُمْ قف لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ

اوپر تمہارے وہ ابھی نہ داخل ہوئے بہشت میں اور وہ امید رکھتے ہیں ۞ اور جب پھیری جاتی ہیں نظریں انکی

ہو۔ ابھی یہ (اہل اعراف) جنت میں داخل نہ ہوئے ہونگے اور دلوں میں اسکے خواہشمند ہونگے اور جب ان کی نگاہیں اہل دوزخ کی

تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ لا قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ ٥ ع ٨ ١٢

طرف رہنے والوں آگ کی کہتے ہیں اے رب ہمارے مت کر ہم کو ساتھ قوم ظالموں کے

طرف جا پڑیں گی تو وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ان ظالموں کے ساتھ شامل نہ کر

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا

اور پکاریں گے رہنے والے اعراف کے مردوں کو کہ پہچانتے ہیں ان کو ساتھ چہروں ان کے کہیں گے

اور اہل اعراف ان لوگوں کو جن کو وہ ان کے نشانوں سے پہچانتے ہیں پکاریں گے (اور) کہیں گے کہ

مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ

نہ کفایت کیا تم سے جمع تمہارے نے اور یہ کہ تھے تم تکبر کرتے آیا یہ لوگ جن پر

تمہارے جتھے اور تمہارا تکبر کرنا تمہارے کچھ کام نہ آیا (اور پھر یہ بھی کہیں گے کہ)

اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ط اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ

قسم کھاتے تھے تم کہ نہ پہنچاوے گا اللہ ان کو رحمت کہا گیا ان کو داخل ہو بہشت میں نہیں ڈر اوپر تمہارے

کیا یہی لوگ ہیں جنکی نسبت تم قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ ان پر اللہ رحمت نہیں کرے گا (ارشاد ہوگا) جنت میں چلے جاؤ

وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ

اور نہ تم غمگین ہو گے اور پکاریں گے رہنے والے آگ کے رہنے والوں بہشت کے کو یہ کہ

تمہارے بھی نہ تم غم کھاؤ گے اور دوزخ والے اہل جنت کو پکاریں گے کہ ہم پر تھوڑا سا پانی ہی انڈیل دو

اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ط قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ

ڈالو اوپر ہمارے پانی سے یا اس چیز سے کہ روزی دی ہے تمکو اللہ نے کہیں گے تحقیق اللہ نے

یا جو کچھ اللہ نے تمہیں کھانے کو دیا ہے اس میں سے کچھ ہمیں بھی دو۔ وہ کہیں گے کہ اللہ نے یہ دونوں چیزیں منکرین

حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ لا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّ

حرام کیا ان دونوں کو اوپر کافروں کے ۞ جنہوں نے پکڑا دین اپنا تماشا اور کھیل اور

حق پر حرام کر دی ہیں ان لوگوں پر جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا تھا۔

غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ج فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا لا

فریب دیا ان کو زندگانی دنیا کی نے پس آج بھول جاوینگے ہم انکو جیسا بھول گئے تھے وہ ملاقات دن اپنے کی جو یہ ہے

اور جنہیں دنیا کی زندگی نے فریب دیا۔ پھر آج ہم ان کو بھلا دیں گے جس طرح کہ وہ اپنے اس دن کی ملاقات

حل لغات۔

[١] وَعَلَى الْاَعْرَافِ۔ اعراف جمع ہے عرف کی اور عرف کہتے ہیں ہر اونچے اور بلند مقام کو۔ اسی سے ہے عرف الفرس اور عرف الدیک۔ زمین کے ہر بلند مقام کو عرف کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنے ارتفاع کی وجہ سے اس سے ممتاز و اعرف ہوتا ہے جو پستی میں واقع ہوتا ہے۔ [٢] بِسِيْمٰهُمْ۔ سیما

ف لفظ ظلم کی تعریف صفحہ ۱۹ میں گزر چکی ہے اب فرمایا جو اللہ کے راستے سے روکتے، راہ حق پر لوگوں کو چلنے نہیں دیتے بلکہ نفرت دلاتے ہیں، استقامت صراط مستقیم میں جرح قدح کرتے ہیں۔ اتباع سنن مطہرہ میں شکوک وشبہات ڈالتے ہیں محض اس لئے کہ کوئی اس پر عمل نہ کرلے حقیقت میں ایسے لوگ آخرت، لقاء اللہ، حساب وکتاب کے منکر عذاب قبر عذاب نار سے نڈر اور سب سے زیادہ بدزبان و بداعمال ہیں۔ اللہ نے قرآن شریف میں اکثر گناہوں پر بے انصاف فرمایا لیکن ہر گناہ پر لعنت نہیں۔ مگر ایسوں پر (موضح) فقط۔ ف۲ ابن جریر رح نے کہا حجاب سے مراد دیوار ہے اور یہ وہی اعراف ہے اور اعراف والے وہ ہیں جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہیں۔ اسی معنی پر حذیفہ وابن عباس و ابن مسعود رضی اللہ عنہم اور بہت سے سلف و خلف نے تصریح کی ہے۔ اور مزنیہ سے یوں مروی ہے اِنَّھُمْ قَوْمٌ خَرَجُوْا عُصَاۃً بِغَیْرِ اِذْنِ اٰبَآءِھِمْ فَقُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللہِ یعنی وہ نافرمان جو اپنے والدین کی اجازت کے بغیر راہ خدا میں جا کر قتل کر دیئے گئے۔ شہادت جہنم میں جانے سے روک رہی ہے اور ماں باپ کی نافرمانی جنت میں جانے سے روک رہی ہے۔ بعض نے کہا ہے یہ مشرکین کی وہ اولاد ہے جو صغر سنی ہی میں فوت ہو گئی تھی۔ بہر حال قرطبی وغیرہ کے اس میں بارہ قول منقول ہیں لیکن راجح بلکہ ارجح واضح بات یہی ہے کہ حساب کتاب کے بعد جن کی نیکیاں زیادہ ہیں وہ جنت میں اور جن کی بدیاں زیادہ ہیں وہ جہنم میں داخل کر دیئے جائیں گے اور جن کی بھلائیاں برائیاں برابر ہیں انکو اعراف دیوار پر روک دیا جائے گا جہاں سے جنت کی بہار کی طرف دیکھ کر اس کی طمع آرزو و امید کریں گے اور جنتیوں کے سفید نورانی چہرے دیکھ کر بطور مبارکی کے سلام کہیں گے۔ خود ابھی داخل نہیں ہوئے امید ضرور ہے۔ پھر دوزخیوں کی طرف نگاہ پڑی تو پناہ مانگیں گے۔ آخر اعراف والوں کو اللہ تعالیٰ جب عافیت دینے کا ارادہ کرے گا تو حکم دے گا کہ انھیں نہر حیات کی طرف لے جاؤ اس کے دونوں کناروں پر سونے کے خیمے ہوں گے جو موتیوں سے جڑے ہوئے ہوں گے۔ اس کی مٹی مشک خالص ہو گی اس میں غوطہ لگاتے ہی ان کے رنگ نکھر جائیں گے اور گردنوں پر ایک سفید چمکیلا نشان ہو جائے گا۔ یہ اللہ کے سامنے لائے جائینگے اللہ تعالیٰ فرمائے گا جو چاہو مانگو۔ یہ مانگیں گے یہاں تک کہ ان کی تمام تمنائیں اللہ تعالیٰ پوری کر دے گا پھر فرمائے گا ان جیسی ستر گنی نعمتیں اور بھی میں نے تمھیں دیں۔ پھر یہ جنت میں جائیں گے۔ جنت میں ان کا نام مساکین اہل جنت ہوگا (ابن کثیر۔ ابن ماجہ۔ معالم۔ حدیث التفاسیر فوائد ستاریہ) فقط۔

ف۳ دوزخی بدحواس اور مضطرب ہو کر اہل جنت سے پانی و جنت کی نعمتوں کا سوال کریں گے۔ جواب ملے گا کافروں پر جنت کا کھانا پینا سب حرام ہے۔ یہ دوزخی وہ لوگ ہیں جن کو دنیا میں ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا تو ان سے ہنسی دل لگی کرتے یا اللہ سے استہزا کرتے تھے (فتح)، فرمایا زینت و رونق دنیا نے انکو عمل آخرت سے روک رکھا تھا۔ وہ حیات فانی پر معاد باقی کو بھول گئے تھے سو ویسا ہی معاملہ قیامت کے دن ان کے ساتھ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کو دیدہ و دانستہ بھول جائے گا ورنہ اللہ بھول سے پاک ہے اُس کے علم سے کوئی چیز نکل نہیں سکتی فرمایا لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسٰی ۝ جامع ترمذی ابواب الحشر والحساب میں ہے یُؤْتٰی بِالْعَبْدِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَیَقُوْلُ لَہٗ اَلَمْ اَجْعَلْ لَکَ سَمْعًا وَّبَصَرًا وَّمَالًا وَّوَلَدًا وَّسَخَّرْتُ لَکَ الْاَنْعَامَ وَالْحَرْثَ وَتَرَکْتُکَ تَرْاَسُ وَتَرْبَعُ فَکُنْتَ تَظُنُّ اَنَّکَ مُلَاقِیْ یَوْمَکَ ھٰذَا فَیَقُوْلُ لَا فَیَقُوْلُ لَہُ الْیَوْمَ اَنْسَاکَ کَمَا نَسِیْتَنِیْ ..... یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندے سے فرمائیگا کیا میں نے تجھے صحت تندرستی مال بیوی بچے نہیں دیئے تھے؟ کیا عزت آبرو نہیں دی تھی؟ کیا گھوڑے اور اونٹ تیرے مطیع نہیں کئے تھے؟ اور کیا تجھے قسم قسم کی راحتوں میں آزاد نہیں رکھا تھا؟ (بندہ جواب دیگا کہ ہاں اللہ بے شک تو نے سب کچھ دیا تھا) اللہ تعالیٰ فرمائے گا پھر تو نے میری آج کے دن کی ملاقات بھی یاد رکھی؟ کہے گا، نہیں۔ اللہ فرمائے گا میں بھی آج تجھے ایسا ہی بھول جاؤں گا جیسے تو مجھے بھول گیا تھا فقط (قیامت کے دن نافرمانوں کی حسرت وندامت کا بیان سورۂ نحل رکوع ۱۲ بنی اسرائیل رکوع ۲۔ سجدہ ۲۔ سبا ۴ و ۶۔ حم سجدہ ۳۔ شوریٰ ۵۔ مومن ۸ میں بھی ہے۔)

علامت اور یہ لیا گیا ہے سام ابل سے جب اونٹ نشانی کر کے چراگاہ میں چھوڑ دیا جاتا ہے تو سام ابلہ بولا کرتے ہیں۔ ۳ لَمْ یَدْخُلُوْھَا وَھُمْ یَطْمَعُوْنَ۔ لَمْ یَدْخُلُوْھَا نَادَوْا کے فاعل یا اس کے مفعول سے حال اور وہم یطعمون فاعل یدخلوا سے حال ای نادوہم وہم لم یدخلوہا حال کونہم طامعین فی دخولہا مترقبین لہ۔ ۴ اَنْ اَفِیْضُوْا۔ افاضہ کے معنے ہیں ڈالنے کے یا عبارت ہے بکثرت دینے سے۔ ۵ نَنْسٰھُمْ کَمَا نَسُوْا۔ نسیان کے معنے ہیں ترک کرنے کے اور کما نسوا محلا منصوب کیونکہ مصدر محذوف کی صفت واقع ہوا ہے اے ننساہم نسیانا مثل نسیانہم لقاء یومہم ہذا۔

وَمَا كَانُوا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿٥١﴾ وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى

اور جیسا کہ　ساتھ نشانیوں ہماری کے انکار کرتے　اور البتہ تحقیق لائے ہیں ہم انکے پاس کتاب کہ مفصل بیان کیا ہے ہم نے اسکو اوپر

کو بھولے ہوئے تھے اور جس طرح انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا تھا　اور ہم نے ان کو ایک کتاب پہنچا دی ہے جس کی ہم نے علم و دانش

عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٥٢﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا

علم کے واسطے ہدایت کے اور رحمت کے واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں　نہیں　انتظار کرتے　مگر ظاہر

سے تفصیل کردی ہے اور ایمان والوں کیلئے (یہ) ہدایت اور رحمت کا سامان ہے　کیا یہ لوگ اس کی صداقت کو دیکھنے کے منتظر

تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ

ہونے حقیقت اس کی　جسدن آئیگی حقیقت اس کی کہیں گے　وہ لوگ کہ　بھول گئے تھے اسکو پہلے اس سے　تحقیق

ہیں۔ جس روز اس کی صداقت ظاہر ہوگی۔ تو جن لوگوں نے اس کو پہلے بھلا رکھا تھا، کہیں گے کہ بیشک ہمارے

جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا

آئے تھے　بھیجے ہوئے پروردگار ہمارے کے ساتھ حق کے پس کیا ہیں واسطے ہمارے　سفارش کرنیوالے پس شفاعت کریں

رب کے رسول　حق (و صداقت) لے کر آئے تھے تو کیا اب ہمارے لئے کوئی سفارش کرنیوالا ہے کہ وہ ہماری سفارش

لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

واسطے ہمارے یا پھیرے جاویں ہم پس عمل کریں سوائے اس کے جو تھے ہم　عمل کرتے　تحقیق ٹوٹا دیا انہوں نے جانوں اپنی کو

کرویے یا ہمیں واپس پھیر یا جائے کہ جو کچھ ہم عمل کرتے رہے ہیں اسکے خلاف عمل کریں یقیناً ان لوگوں نے اپنے آپکو گھاٹے میں ڈالدیا

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٥٣﴾ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ　ع ۶ ۱۳

اور کھو یا گیا ان سے　جو کچھ تھے　باندھ لیتے　وہ　تحقیق پروردگار تمہارا اللہ ہے جس نے پیدا کیا　آسمانوں کو

اور اب انھیں وہ سب افترا پردازیاں بھول گئیں جو یہ کیا کرتے تھے　لوگو! بیشک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو

وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۫ يُغْشِي

اور زمین کو　بیچ　چھ　دن کے　پھر　قرار پکڑا　اوپر عرش کے　وہ ڈھانک دیتا ہے

چھ دنوں میں بنایا پھر عرش پر قائم ہوا وہی رات کو دن کا پردہ پوشش بناتا ہے کہ رات ہے کہ اس کے پیچھے پیچھے

الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ

رات کو　دن سے　ڈھونڈتا ہے اسکو شتاب شتاب اور پیدا کیا سورج　اور چاند کو　اور تارے　مسخر کئے ہوئے

چلی آتی ہے۔ اور اس نے سورج۔ چاند اور ستاروں کو اپنے حکم کا تابع فرمان بنادیا۔ سن رکھو کہ تخلیق اور فرمان روائی

بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٥٤﴾ اُدْعُوْا

ساتھ حکم اسکے خبردار ہو واسطے اسکے ہے پیدا کرنا اور حکم کرنا بہت برکت والا ہے اللہ پروردگار　عالموں کا　پکارو

کا حق صرف اسی کو سزاوار ہے۔ اللہ بڑی ہی بابرکت ذات ہے جو تمام جہان کا　رب ہے　لوگو!

رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿٥٥﴾ وَلَا تُفْسِدُوْا

پروردگار اپنے کو عاجزی سے اور چھپا کر　تحقیق وہ نہیں دوست رکھتا حد سے نکل جانیوالوں کو　اور مت　فساد کرو

خدا کو گڑ گڑا کر اور چپکے چپکے پکارو (یاد کرو) اللہ حد سے گزرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتا　اور زمین میں نظام ملک

فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ

بیچ　زمین کے　پیچھے　درستی اس کی ہونے کے اور پکارو اس کو ڈر سے اور طمع سے　تحقیق　رحمت

درست ہو جانے کے بعد فساد نہ پھیلاؤ اور (عذاب کے خوف اور بخشش کی) امید سے اسکی عبادت کرو، بلاشبہ اللہ کی رحمت

حل لغات۔

لہ فَنَعْمَلَ منصوب ہے اس لئے کہ جواب استفہام واقع ہوا ہے۔ ٢ه فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ستۃ اور اسی طرح ستٌّ اصل تھا سدس اور سدسۃ دوسرا سین تے سے بدلا گیا اور چونکہ دال اور تے قریب المخرج ہیں ایک دوسرے میں مدغم ہوگئے۔ اس کی اس اصلیت پر دلیل یہ ہے کہ ستّ کی تصغیر آتی ہے سُدَیْسَۃ

ف قبل کی آیات میں منکرین کا ذکر فرما کر آیت ہٰذا میں ارشاد فرمایا کہ مفصل و مشرح کتاب ان کے پاس بھیجدی تاکہ کوئی عذر کرنے کا موقع نہ رہے۔ ہاں ایمان والوں کے لئے یہ کتاب سراسر ہدایت و رحمت ہے۔ ابن کثیر نے یہ معنے کئے ہیں کہ جو تفصیل ہم نے اس کتاب میں کی ہے ہم کو اس کی خبر ہے۔ مجاہد اور بہت سے علماء نے تاویل سے مراد وعدۂ عذاب اور آگ لی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یوم تاویل قیامت کا دن ہے۔ اُس دن کہیں گے کہ کوئی سفارشی ملے یا پھر دنیا میں جانا میسر ہو تو اچھا عمل کریں۔ موضح القرآن میں ہے یعنی کا فر راہ دیکھتے ہیں کہ اس کتاب میں خبر ہے عذاب کی ہم دیکھ لیں کہ ٹھیک پڑے تب قبول کریں۔ سو جب ٹھیک پڑے گی تب خلاصی کہاں ملے گی۔ خبر اسی واسطے ہے کہ آگے سے بچاؤ پکڑیں۔ شفاعت کا مفصل و مشرح بیان صفحہ ۶۲ آیت الکرسی کی تفسیر میں پڑھیں اور رحمت کا بیان صفحہ ۱۸۴ و صفحہ ۲۴۲ میں ہے۔ صحیح بخاری میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ہے کہ عذر والے شخص کا عذر سننا اللہ کو بہت پسند ہے اسی واسطے اللہ نے آسمانی کتابیں نازل کیں اور رسول بھیجے تاکہ کسی کا عذر نہ رہے۔ بخاری مسلم میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے کہ قرآن شریف کی مثال بارش کے پانی کی سی ہے اور اچھے بُرے لوگوں کی مثال اچھی بُری زمین کی ہے۔ جامع ترمذی میں ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے ہے خوش نصیب وہ ہے جس کو نیکیوں کے لئے بڑی عمر ملی اور بدنصیب وہ ہے جس کو بُرائیوں کے لئے بڑی عمر ملی فقط۔ ف۲ آیت ہٰذا میں چھ دن کی مقدار بتائی ہے لیکن اللہ چاہے تو ایک دم میں تمام کچھ پیدا کرے مگر اللہ نے بندوں کو سبق دیا ہے کہ سہولت سے غور کرکے کام کیا کریں کیونکہ حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ کو سہولت اطمینان سے کام کرنا پسند ہے۔ ایک روایت ابو یعلیٰ میں ہے سوچ سمجھ کر غور سے سہولت کے ساتھ کام کرنا اللہ کی جانب سے ہے اور عجلت بے سوچے سمجھے کام کرنا شیطان کی طرف سے ہے۔ تفسیر ابن جریر وغیرہ میں ہے اللہ نے سب سے پہلے پانی پیدا کیا۔ زمین و آسمان کی پیدائش کا بیان سورۃ النازعات میں لکھا جا چکا ہے۔ اہلحدیث نے اِستوٰی کے معنٰے یہ لئے ہیں کہ اللہ عرش پر بلند ہوا یا چڑھ گیا۔ فرقہ جہمیہ اور معتزلہ نے اسکی تاویل کی ہے کہ اِستوٰی سے مراد یہ ہے کہ عرش پر غالب ہوا۔ یہ ان کی نافہمی ہے۔ غالب تو وہ پہلے بھی تھا ہر وقت ہر چیز پر غالب ہے۔ استواء اللہ کی ایک صفت ہے جیسے سمع، بصر، ید وغیرہ، منکر اسکا کافر ہے۔ اس سے ظاہری معنٰے بلا تاویل مراد ہے البتہ اس کی کیفیت مجہول ہے اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ ائمہ اربعہؒ اور جملہ ائمۂ حدیث کا یہی اعتقاد ہے۔ بس اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہے اور وہ اپنی مخلوق سے قریب تر ہے اور جب چاہتا ہے نزول فرماتا ہے اس کی کیفیت وہی جانتا ہے ہم کو بغیر تاویل و تکییف کے ایمان لانے کا حکم ہے۔ علامہ حافظ ذہبی نے کتاب العلو اور کتاب العرش میں شرح و بسط کے ساتھ مسئلہ ہٰذا کو ثابت کیا ہے فقط۔

ف۳ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنے بیٹے کو یہ کہتے سُنا یا اللہ! میں تجھ سے جنت کے دائیں طرف سفید محل مانگتا ہوں۔ اس پر عبداللہؓ نے فرمایا کہ اے بیٹے! اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ سے جنت مانگ اور دوزخ سے پناہ طلب کر۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ عنقریب ایک قوم پیدا ہوگی جو دُعاء مانگنے میں اور وضوء میں حد سے تجاوز کریگی (احمد۔ ابن ماجہ) بُری بات کا سوال یا فضول اور بے ضرورت عبارت آرائی و تکلف کرنا یا چلا چلا کر دُعاء کرنا اور وضوء میں وہم یا تین دفعہ سے زیادہ اعضاء کو دھونا اور خلافِ سنت وضوء کرنا یہ سب حد سے تجاوز کرنا ہے۔ آیت ہٰذا میں دُعاء کی قبولیت کے آداب بتائے ہیں۔ تضرع، حضورِ قلبی رضائے الٰہی و جنت کی طلبی، دوزخ و ناراضگی الٰہی کا ڈر کے علاوہ اکلِ حلال، صدقِ مقال، دُعاء کی قبولیت پر یقینِ کامل، اخلاص ان سب کا مدنظر رکھنا ضروری ہے انشاء اللہ دُعاء قبول ہوگی بعض علمِ دین سے ناواقف لوگوں نے نماز میں آمین آہستہ پر یہاں سے دلیل پکڑی ہے جو سراسر غلط ہے کیونکہ احادیث صحیحہ سے جہری نمازوں میں سورۃ فاتحہ کے ختم پر آمین بلند آواز سے کہنا ثابت ہے جس پر بہت سے ائمۂ دین کا بھی عمل ہے۔ فساد فی الارض شرک بدعت کفر کی رسمیں جاری کرنا ہے۔ رحمت کا بیان صفحہ ۱۸۴ میں ہوا فقط۔

اور جمع اسداس۔ ؂ حَثِیْثًا بروزن فَعِیْلًا ماخوذ ہے حث سے۔ اور حث کہتے ہیں سُرعت اور جلدی کرنے کو بولا کرتے ہیں حثثت فلانا فاحتث فہو حثیث و محثوث ای مجد سریع۔ ؂ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً تضرع کہتے ہیں تذلل اور تخشع یعنی ذلت نفس کے اظہار کو جب ایک شخص دوسرے کے سامنے اظہارِ ذلت کرتا ہے تو ضرع فلان لفلان و تضرع لہ بولا کرتے ہیں۔ اور خفیہ ضد ہے علانیہ کی بولا کرتے ہیں اخفیت الشئ اذا سترتہ۔

اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًاۢ

اللہ کی نزدیک ہے نیکی کرنے والوں سے اور وہ ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو خوشخبری

نیکو کاروں سے بہت قریب ہے اور وہ وہی ہے جو باران رحمت کے آگے آگے خوشخبری کے لئے

بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ

دینے والی آگے رحمت اسکی کے یہاں تک کہ جب اٹھاتی ہیں بادل بھاری کو ہانک لے جاتے ہیں ہم اسکو طرف

ہوائیں بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب بھاری بھاری بادلوں کو ہوائیں اٹھا لیتی ہیں تو کسی مردہ بستی کی طرف ہم اسے ہانک

مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ

شہر مردہ کی پس اتارتے ہیں ہم اس سے پانی پس نکالتے ہیں ہم اس سے ہر طرح کے میوے اسی طرح

دیتے ہیں پھر اس سے پانی برساتے ہیں۔ پھر پانی سے ہر قسم کے پھل پیدا کرتے ہیں (یاد رکھو) اسی طرح ہم مردوں کو دوبارہ زندہ

نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالْبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخْرُجُ

نکالیں گے ہم مردوں کو تاکہ تم نصیحت پکڑو اور شہر پاکیزہ نکلتی ہے کھیتی

کرکے) نکالیں گے تاکہ تم اس سے نصیحت حاصل کرو اور جو زمین اچھی ہے اس کا سبزہ خدا کے حکم سے

نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ؕ كَذٰلِكَ

اس کی ساتھ حکم پروردگار اسکے کے اور جو خبیث ہے نہیں نکلتی ہے کھیتی اسکی مگر تھوڑی سی اسی طرح سے

(خوب) نکلتا ہے اور جو زمین ناقص ہے۔ اس سے کچھ نکلتا بھی ہے۔ تو نکمی ہی چیز۔ اسی طرح ہم ان لوگوں کے لئے جو

نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّشْكُرُوْنَ ﴿۵۸﴾ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ ع ۵ / ۱۴

بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں واسطے اس قوم کے کہ شکر کرتے ہیں البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوح ؑ کو طرف قوم اس کی کے

شکر گذار ہیں اپنی آیتیں طرح طرح سے بیان کرتے ہیں بلاشبہ ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ سو انہوں نے

فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنِّیْۤ

پس کہا اے قوم میری عبادت کرو اللہ کو نہیں واسطے تمہارے کوئی معبود سوائے اسکے تحقیق میں

کہا کہ اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ بیشک مجھے تم پر بڑے

اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۵۹﴾ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا

ڈرتا ہوں اوپر تمہارے عذاب دن بڑے کے سے کہا سرداروں نے قوم اسکی سے تحقیق ہم

دن کے عذاب کا خوف ہے اس کی قوم کے سرداروں نے کہا کہ ہم تو تمہیں

لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۶۰﴾ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّیْ

دیکھتے ہیں تجھکو بیچ گمراہی ظاہر کے کہا اے قوم میری نہیں مجھ کو گمراہی و لیکن میں

یقیناً کھلی گمراہی میں دیکھ رہے ہیں نوح نے کہا۔ اے میری قوم! مجھ میں تو کوئی گمراہی کی بات نہیں بلکہ

رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۱﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ

بھیجا ہوا ہوں پروردگار عالموں کی طرف سے پہنچاتا ہوں تم کو پیغام پروردگار اپنے کے طرف کے اور خیر خواہی کرتا ہوں تمہاری

میں تو تمام جہان کے پروردگار کی طرف سے رسول ہوں۔ تم کو اپنے پروردگار کے احکام پہنچاتا ہوں اور تمہارا بھلا چاہتا ہوں

وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ

اور جانتا ہوں اللہ کی باتوں میں سے جو کچھ تم نہیں جانتے کیا تعجب کرتے ہو تم یہ کہ آئی تمہاری پاس نصیحت

اور اللہ کی طرف سے مجھے ان باتوں کا علم ہے جنکو تم نہیں جانتے کیا تمہیں تعجب ہے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کوئی

حل لغات۔

۱ بُشْرًا جمع ہے بشیر کی ای مبشرات ۔ ۲ اَقَلَّتْ معنیٰ میں ہے حملت کے بولا کرتے ہیں اقل فلان الشیٔ اذا حملہ۔ یہ ماخوذ ہے اقلال سے اور اقلال قلت سے۔ چونکہ کسی چیز کا اٹھانے والا اسے قلیل دیکھتا ہے اس لئے حملت کو اقلت سے تعبیر کیا۔ ۳ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا انکد کہتے ہیں تھوڑی اور عدیم المنفعۃ

ف۱ ابتدار رکوع میں اِسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ کے ساتھ فلکیات (چاند سورج وغیرہ) میں جو خدائی تصرفات ہیں ان کا بیان تھا۔ درمیان میں بندوں کو کچھ مناسب ہدایات کہ ہر حاجت کے لئے صرف اللہ ہی کو پکارنے کے طریقے بتلائے۔ اب سفلیات وکائنات الجو کے متعلق ذکر فرمایا کہ رزاق بھی وہی ہے۔ جب پانی برسنے کو ہوتا ہے تو پہلی بار ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں پھر پانی برستا ہے جس سے مردہ زمین زندہ ہو کر سرسبز وشاداب ہو جاتی ہے۔ یہی حال ہدایت کا ہے پہلے اس کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں پھر اس کی برکتوں سے مردہ روحوں میں زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے جیسے ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں سے معلوم ہوتا ہے کہ اب بارانِ رحمت کا نزول ہوگا۔ یاد رہے بارش سے صرف وہی زمین فائدہ مند ہوتی ہے جس میں اس کی استعداد ہو۔ بنجر زمین پر کتنا پانی پڑے سرسبز نہ ہوگی۔ ٹھیک اسی طرح قرآن وحدیث کی ہدایت سے وہی لوگ شاداب ہوں گے جن میں قبولِ حق کی استعداد ہو۔ جس نے یہ وصف کھو دیا اس کے لئے تو سوائے محرومی وبدنصیبی کے اور کچھ نہیں (ترجمان وغیرہ) ف۲ ابن عباسؓ وغیرہ علمائے تفسیر نے کہا ہے سب سے پہلے جو بت پرستی ہوئی وہ یوں ہی ہوئی کہ صلحا مر گئے۔ ان کی قوم نے اُن پر مسجدیں بنائیں تصویریں کھینچیں تاکہ ان کی حالت وعبادت یاد رہ کر ان کی مشابہت پیدا کریں۔ جب زمانہ دراز گذرا ان تصویروں کے بدن اسی شکل کے بنائے۔ جب زمانہ اور زیادہ ہوا تو ان بتوں کو پوجنے لگے وہی نام صلحاء کے ان پر رکھ دیئے وَدّ۔ سُوَاعَ۔ یَغُوثَ۔ یَعُوقَ۔ نَسْرَ۔ جب یہ امر مروج اور عام ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو بھیجا کہ وہ قوم کو اللہ کی عبادت کی طرف بلائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشرک لوگ جو مٹی یا لوہے یا تانبے سے بُت بناتے تو اس مٹی وغیرہ پر ان کا یہ اعتقاد نہ تھا کہ یہ ہم کو کچھ نفع یا نقصان دے سکتے ہیں یا ہماری کچھ حاجت روائی کر سکتے ہیں بلکہ ان کا اعتقاد ان بزرگوں اور اولیاء پر ہوتا تھا جن کی وہ تصویر کھینچتے تھے اور ان کو کچھ اللہ کے برابر نہ سمجھتے تھے بلکہ اسی کی مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور یوں کہتے تھے کہ یہ قدرت تصرف اُسی نے ان کو بخشی ہے۔ اس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں سو اسی اعتقاد کو انبیاء علیہم السلام نے شرک کہا اور اسی کے مٹانے کیلئے آئے۔ نوح علیہ السلام کی تبلیغ پر قوم کے اغنیاء ومتمولین نے نوح علیہ السلام کو گمراہ کہا۔ مَلَأُ کہتے ہیں اشراف ورؤسار قوم کو۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں هٰكَذَا حَالُ الْفُجَّارِ اِنَّمَا يَرَوْنَ الْاَبْرَارَ فِيْ ضَلَالَةٍ یعنی فساق وفجار کا حال بھی یہی ہے کہ وہ ابرار کو گمراہ جانتے ہیں۔ نیک بختوں پر طعنہ زنی کرتے رہتے ہیں جیسے صحابہ کرام کو کفار مکہ لامذہب وبے دین کہتے تھے یا آج کل فرقہ حقہ اہلحدیث کو لوگ لامذہب وہابی کہتے ہیں فقط از مولانا ابو محمد عبدالستار صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

چیز کو اور یہ حال ہے یخرج کے فاعل سے۔ تقدیر عبارۃ یوں تھی والبلد الذی خبث لا یخرج نباتہ الا نکدا مضاف یعنی نبات حذف ہو گیا اور مضاف الیہ یعنی ہ اس کے قائم مقام کر دیا گیا اور چونکہ وہ مجرور بارز تھا مرفوع مستکن سے بدل ہو گیا۔

مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ

رب تمہارے کی طرف سے اوپر ایک مرد کے تم میں سے تو کہ ڈراوے تم کو اور تو کہ بچو تم اور تو کہ تم

نصیحت کی بات تمہیں میں سے ایک آدمی کے ذریعے سے آئی ہے تاکہ تمہیں (نافرمانی کے نتائج وعواقب سے) ڈرائے۔ تاکہ تم متقی بن جاؤ

تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ

رحم کئے جاؤ پس جھٹلایا اسکو پس نجات دی ہم نے اسکو اور ان لوگوں کو کہ ساتھ اسکے تھے بیچ کشتی کے

اور اسلئے بھی کہ تم پر رحم ہو۔ پھر انہوں نے اس کے بعد بھی نوح کو جھٹلایا تو ہم نے اس کو اور ان لوگوں کو جو کشتی میں اس کے

وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ ع ۸ ۱۵

اور ڈبادیا ہم نے ان لوگوں کو کہ جھٹلاتے تھے نشانیوں ہماری کو تحقیق وہ تھے قوم اندھے

ساتھ تھے نجات دی۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا انکو ہم نے غرق کردیا یقیناً وہ لوگ اندھے ہو رہے تھے۔

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ

اور بھیجا طرف عاد کی بھائی ان کے ہود کو کہا اے قوم میری عبادت کرو اللہ کی نہیں واسطے تمہارے کوئی معبود

اور (اسی طرح) عاد کی طرف ہم نے انکے بھائی ہود کو بھیجا اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود

غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا

سوائے اسکے کیا پس نہیں ڈرتے کہا سرداروں نے جو کافر ہوئے تھے قوم اسکی سے تحقیق ہم

نہیں تو کیا تم اسکی نافرمانی کے نتائج وعواقب سے نہیں ڈرتے اس کی قوم میں سے جن لوگوں نے انکار کیا ان کے سرداروں نے کہا ہم تو بیشک

لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ قَالَ

دیکھتے ہیں تجھکو بیچ بے وقوفی کے اور البتہ گمان کرتے ہیں ہم تجھکو جھوٹوں سے کہا

تمہیں حماقت میں دیکھتے ہیں اور تم کو یقیناً جھوٹا سمجھتے ہیں ہود نے

يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۷﴾

اے قوم میری نہیں بیچ میرے بے وقوفی و لیکن میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار عالموں کی طرف سے

کہا کہ اے میری قوم! مجھ میں ذرا بھی حماقت نہیں بلکہ میں تو تمام کائنات کے پروردگار کی طرف سے رسول ہوں

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿۶۸﴾ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ

پہنچاتا ہوں میں تم کو پیغام رب اپنے کی طرف سے اور میں واسطے تمہارے خیر خواہ ہوں امانت والا کیا تعجب کیا تم نے یہ کہ

میں تم کو اپنے پروردگار کے احکام پہنچاتا ہوں اور تمہارا سچا خیر خواہ ہوں کیا تمہیں تعجب ہے کہ تمہارے

جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْۤا

آئی تمہارے پاس نصیحت رب تمہارے کی طرف سے اوپر ایک مرد کے تم میں سے تو کہ ڈراوے تم کو اور یاد کرو جس وقت

پاس تم ہی میں سے ایک آدمی کی معرفت تمہارے رب کی طرف سے نصیحت کی بات آئی ہے تاکہ تمہیں (نافرمانی کے نتائج وعواقب سے)

اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ

کیا تم کو جانشین پیچھے قوم نوح کے اور زیادہ کیا تم کو بیچ پیدائش کے

ڈرائے؟ اور یاد کرو کہ جب نوح کی قوم کے بعد اس نے تمہیں جانشین مقرر کیا اور قد وقامت اور

بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا

پھیلاؤ پس یاد کرو نعمتیں اللہ کی تو کہ تم فلاح پاؤ کہا انہوں نے کیا آیا ہے تو ہمارے پاس

طاقت میں اوروں سے بڑھا دیا، سو تم اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ فلاح پاؤ وہ کہنے لگے "کیا تم اس واسطے

حل لغات۔
لہ قَوْمًا عَمِيْنَ۔ عمین مشتق ہے عمی یعمی سے اور عمی کہتے ہیں دل کی نابینائی کو بخلاف اعمی کے کہ وہ آنکھ کی نابینائی میں مستعمل ہوتا ہے قال تعالیٰ فعمیت علیہم الانباء یومئذ الخ وقال قد جاءکم بصائر من ربکم فمن ابصر فلنفسہ ومن عمی فعلیہا۔ لہ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا۔ اخاہم ارسلنا کی وجہ سے منصوب ہے جو پہلے رکوع کے شروع لقد ارسلنا نوحا میں واقع ہے۔ والتقدیر لقد ارسلنا نوحًا الی قومہ وارسلنا

ف۱ یہ قوم عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح طوفان نوحؑ کے بعد یمن سے شام تک کے بڑے شاداب ملک عرب کے جنوبی حصہ میں آباد تھی۔ جسمانی قوت اور ڈیل ڈول کے لحاظ سے یہ قوم عاد کے نام سے مشہور تھی علاوہ بت پرستی کے تکذیب حق کی لعنت میں گرفتار تھی۔ جنگل میں پہاڑوں ستونوں میں ان کی رہائش تھی۔ ارشاد ہے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝ کیا آپؐ نے نہیں دیکھا کہ قوم عاد ارم کے ساتھ آپؐ کے رب نے کیا کچھ کیا جو بڑے طویل قد و قامت تھے اُن جیسے دیگر شہروں میں پیدا نہیں کئے گئے۔ فخریہ لہجہ میں ان کا یہ ناحق چیلنج تھا فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً کہ ہم سے زیادہ طاقت ور کون ہے؟ اللہ تعالے نے فرمایا اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ان کو یہ بھی خبر نہیں کہ ان کا پیدا کرنے والا اللہ تعالے ان سے زیادہ طاقت والا ہے۔ یہ قوم عاد جس طرح جسمانی طور سے سخت اور زور آور تھی اسی طرح تکذیب حق کے اعتبار سے بھی سخت تھی ایسی سخت اور سنگ دل کہ جب اپنے نبی کی زبانی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و عبادت اور تقوے کی نصیحت سُنی تو قوم میں سے اکثر لوگ جو ان کے بڑے کہلاتے تھے بول اُٹھے (نعوذ باللہ) لے ہودؑ تو بالکل بے وقوف ہوگیا ہے حالانکہ ہود علیہ السلام حسب نسب کے اعتبار سے اعلیٰ خاندان عبد اللہ بن رباح بن خلود بن عاد کے بیٹے تھے (حقانی) جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ذکر فرمایا ہے کہ قوم عاد کی طرف ان کے اپنے ہی بھائی حضرت ہود علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا۔ انھوں نے قوم کے سامنے دعوت الی اللہ پیش کی کہا اے لوگو! اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا کوئی بھی ہی نہیں جس کی عبادت کی جائے۔ دوسرے مقام پر فرمایا اللہ سے ڈرو اور میری بات مان لو لیکن قوم نے بے وقوف کہہ کر جھٹلایا ہود علیہ السلام نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں مجھ سے بیوقوفی کا کیا تعلق؟ سنو! قوم نوح کے بعد اللہ نے تمھیں دُنیا بھر کے انسانوں پر فوقیت دی ہے پس اس کا شکر بجا لاؤ اور خدا ہی کو یاد کرو اور غیر اللہ کی پرستش چھوڑ دو۔ دیکھو اللہ کے سوا جنکو بھی پکارتے ہو یہ محض نام ہی نام ہیں۔ یہ نفع نقصان کے مالک نہیں۔ پس اللہ کے اوصاف ان کو نہ دو تو تمھاری اُخروی زندگی بھی شاندار ہو جائے گی۔ آخر انھوں نے نبی کی تکذیب کی اور صاف کہدیا کہ غیر اللہ سے استمداد اور انھیں پکارنا ہم نہیں چھوڑ سکتے۔ اگر اس بات پر ہمیں عذاب ہو سکتا ہے تو جاؤ عذاب لے آؤ۔ جب قوم عاد اللہ اور نبی کے مقابلہ میں تقلید آبائی چھوڑنے سے منکر ہوگئی (افسوس آج نام نہاد مسلمان بھی اسی قسم کی اندھی تقلید کے خوگر ہیں هَدَاهُمُ اللّٰهُ) تو اللہ تعالیٰ نے تین برس تک قحط کردیا، بارش روک دی۔ اس سے نہایت پریشانی میں پڑ گئے۔ دستور کے مطابق کہ کوئی مصیبت آتی تو بیت اللہ جا کر دعا کرتے۔ ایک قافلہ ستر آدمیوں کا تیار کیا، وہ قافلہ بیت اللہ کی طرف روانہ ہوا وہاں کے سردار معاویہ بن بکر نامی شخص جس کی ماں قوم عاد میں سے تھی کے ہاں مہمان ٹھیرا۔ مہینہ بھر کھانے پینے شراب نوشی اور گانے بجانے میں مصروف رہا دعا وغیرہ کا کوئی خیال نہ کیا۔ آخر گانے والیوں نے اپنے اشعار میں عاد کا تذکرہ کیا تب قافلہ والوں کو خیال ہوا اور فوراً بیت اللہ میں جا کر بارش کی دُعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کی طرف سیاہ بادل روانہ کردیا وہ ان کے ملک میں جا کر وادی مغیث کی طرف سے ظاہر ہوا قوم عاد اس بادل کو دیکھ کر خوش ہوئی اور کہا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا یعنی یہ گھٹا آئی ہے ہم پر بارش برسائے گی۔ اللہ نے فرمایا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۢ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ حالانکہ یہ وہ تھا جس کی لوگ نبی کے مقابلہ میں جلدی مچا رہے تھے جس میں المناک عذاب تھا جو ہر چیز کو فنا کر دینے والا تھا۔ سب سے پہلے اس عذاب کو مہید نامی عورت نے دیکھا۔ وہ چیخ مار کر بیہوش ہوگئی۔ ساری قوم کو اس عذاب نے ہلاک کر دیا۔ یہ آندھی سات راتیں اور آٹھ دن تک برابر چلتی رہی اُٹھا اُٹھا کر پٹخا۔ سر الگ ہوگئے۔ دھڑ الگ جا پڑے۔ پیغمبر ہود علیہ السلام اور ان کے مؤمن ساتھیوں کو اللہ نے بچا لیا۔ مفسرین نے کہا ہے کہ قوم عاد کے طول و قامت میں کئی اقوال ہیں۔ قرآن پاک سے صرف اتنا ثابت ہے کہ بڑے قد آور اور عظیم الجثہ تھے بنسبت اور امتوں کے اور بس (فتح۔ ابن کثیر) فقط۔

اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۔ ۳ے لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ ۔ سفاہت کہتے ہیں قلت عقل کو اور یہ اسم ہے لیس کا اور بی خبر۔ ۴ے نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۔ ناصح صیغہ اسم فاعل ماخوذ ہے نصیحہ سے۔ اور نصح کہتے ہیں خلوص نیت کے ساتھ کسی دینی یا دنیوی مصلحۃ کی طرف رجوع کرنا اس کا صلہ اکثر تو لام ہی آیا کرتا ہے جیسے انصح لکم اور نصحت لکم لیکن کبھی بدوں لام کے بھی مفعول کی طرف متعدی ہو جاتا ہے۔ نابغہ کہتا ہے ۔ نصحت بنی عوف فلم یتقبلوا۔ رسولی ولم تنجح لدیہم رسائلی۔ ۵ے اٰلَاۗءَ اللّٰهِ ای نعم اللہ الا رجمع ہے الی اور الو کی جسطرح اضلاع جمع ہے ضلع کی اور اعناب جمع عنب کی

لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَاۚ فَاْتِنَا بِمَا

اس واسطے کہ عبادت کریں ہم اللہ اکیلے کی اور چھوڑ دیں ہم جو کچھ تھے عبادت کرتے باپ ہمارے پس لے آ ہمارے پاس جو کچھ

ہمارے پاس آیا ہے کہ ہم صرف ایک اللہ کی عبادت کریں۔ اور جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں ان کو

تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٧٠﴾ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ

کہ تو وعدہ دیتا ہے ہمکو اگر تو ہے سچوں سے وہ بولا کہ تحقیق واقع ہوا اوپر تمہارے

چھوڑ دیں؟ سو اگر تم سچے ہو تو جس عذاب کا ڈراوا دکھاتے ہو وہ ہمارے پاس لے آؤ۔ ہود نے کہا (اگر یہی بات ہے تو لو) تمہارے رب کی طرف

مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌؕ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ

پروردگار تمہارے سے عذاب اور غصہ کیا جھگڑتے ہو تم مجھ سے بیچ ناموں کے کہ رکھ لیے ہیں وہ

سے تم پر عذاب اور غضب واقع ہوگیا۔ کیا تم میرے ساتھ ان ناموں کے بارے میں جھگڑتے ہو۔ جو تم نے اور تمہارے بڑوں

اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍؕ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ

نام تم نے اور باپوں تمہارے نے نہیں اتاری اللہ نے واسطے انکے کچھ دلیل پس منتظر رہو تحقیق

نے خود گھڑ لیے ہیں (حالانکہ) اللہ نے ان کے حق میں کوئی سند نازل نہیں کی۔ سو تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے

مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿٧١﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا

میں بھی ساتھ تمہارے منتظر رہنے والوں میں سے ہوں پس نجات دی ہم نے اسکو اور ان لوگوں کو کہ ساتھ اسکے تھے ساتھ رحمت کے اپنی طرف

ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں پھر ہم نے اسکو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ تھے اپنی رحمت سے نجات

وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٢﴾ وَاِلٰى

سے اور کاٹ ڈالا ہم نے جڑ ان لوگوں کی کہ جھٹلایا تھا انہوں نے نشانیوں ہماری کو اور نہ تھے ایمان والوں سے اور بھیجا

دی اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ان کی جڑ کاٹ دی اور وہ ایمان لانے والے نہ تھے اور ثمود

ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًاۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗؕ

طرف ثمود کی بھائی انکے صالح کو کہا اے قوم میری عبادت کرو اللہ کی نہیں واسطے تمہارے کوئی معبود سوائے اسکے

کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔ تمہارے لئے اس کے سوا

قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا

تحقیق آئی تمہارے پاس دلیل پروردگار تمہارے سے یہ ہے اونٹنی اللہ کی واسطے تمہارے نشانی پس چھوڑ دو اسکو

کوئی معبود نہیں۔ تمہارے رب کی جانب سے تمہارے پاس روشن دلیل آچکی ہے یہ خدا کی اونٹنی ہے جو تمہارے لئے نشانی ہے اس کو

تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٣﴾

کھاوے بیچ زمین اللہ کے اور مت ہاتھ لگاؤ اسکو ساتھ برائی کے پس پکڑے گا تم کو عذاب درد دینے والا

چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی (پھرے) اور برائی کی نیت سے ہاتھ تک نہ لگانا ورنہ تم کو ایک درد ناک عذاب آن پکڑے گا۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ

اور یاد کرو جس وقت کیا تم کو جانشین پیچھے عاد کے اور جگہ دی تم کو بیچ زمین کے

اور اس وقت کو یاد کرو جب عاد کے بعد تمہیں زمین میں جانشین مقرر کیا۔ اور زمین میں تمہیں جگہ دی۔ کہ اس کے

تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًاۚ

بناتے ہو نرم زمین اس کی سے محل اور تراشتے ہو پہاڑوں کو گھر ۳؎

میدانوں میں تم محلات تعمیر کرتے اور پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے تھے۔ تو اللہ کی نعمتیں

حل لغات۔

۱؎ وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ۔ دابر الشیئ آخرہ اور قطع دابر عبارۃ ہے استیصال سے اور اس کی مزید تحقیق آیۃ فقطع دابر القوم الذین ظلموا میں گزر چکی وہاں دیکھو۔
۲؎ وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ اس کا عطف ہے کذبوا پر حکم صلہ میں داخل ای اصروا علی الکفر والتکذیب ولم یرعووا عن ذلک قط۔ ۳؎ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً

ف۱ اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی بھی کرتے تھے اور اوروں کو بھی پوجتے تھے اس لئے عاد نے ہود علیہ السلام کے جواب میں کہا کہ کیا تو اللہ کی عبادت کرانے کو ہمارے پاس آیا ہے۔ تو یہ چاہتا ہے کہ جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ہم چھوڑ دیں؟ یہ ہرگز نہ ہوگا۔ تو سچا ہے تو اپنا وعدۂ عذاب پورا کر (فتح) ہود علیہ السلام کی قوم نے اپنے بتوں پر کچھ نام رکھا تھا جیسے اس امت کے کلمہ گو مشرک کسی بزرگ کا نام غوث الاعظم کسی کا مشکل کشا کسی کا دستگیر کسی کا سخی سرور کسی کا داتا گنج بخش کسی کا اور کچھ رکھتے ہیں۔ پھر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر یہ مشکل کے اٹھانے والے فریاد پر پہنچنے والے نہ ہوتے تو ان کا نام غوث الاعظم مشکل کشا کیوں رکھا جاتا۔ تو ان کا یہی جواب ہے کہ یہ نام تو تم نے رکھے ہیں۔ نہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے یہ نام رکھے اور نہ حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رکھے بلکہ اللہ ہی غوث الاعظم ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ حدیث میں ہے، يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ۔ دعاء استسقاء میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا الخ طبرانی میں ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں بھی کسی کا غوث نہیں، اللہ ہی غوث ہے اِنَّهٗ لَا يُسْتَغَاثُ بِيْ وَاِنَّمَا يُسْتَغَاثُ بِاللّٰهِ الخ (تفسیر ستاری سورۂ فاتحہ صفحہ ۲۷۸) فقط۔

ف۲ قوم ثمود بھی منسوب ہے ثمود بن عامر بن ارم بن نوح کی طرف۔ اور ثمود صالح کے پانچویں پشت میں دادا تھے (سلفیہ) یہ قوم عرب کے اکثر حصے میں آباد تھی جو حجاز اور شام کے درمیان وادی القریٰ تک چلا گیا ہے۔ اسی مقام کو دوسری جگہ حِجر سے تعبیر کیا ہے۔ چونکہ یہ قوم بھی بڑی مالدار زور آور اور کثرت سے تھی۔ ان کی ہدایت کیلئے صالح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث کیا۔ انھوں نے بھی یہی اللہ کے سامنے سربسجود ہوتے اور صرف اسی ایک کی عبادت کرنے اور ماسوای اللہ سے دست بردار رہنے انکو بے اختیار اور اللہ کو با اختیار سمجھنے کی تبلیغ کی مگر قوم نے نہ مانا۔ دعوتِ حق کو قبول نہ کیا بلکہ معجزہ طلب کیا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کیا معجزہ چاہتے ہو؟ بولے کل ہماری عید کا دن ہے۔ میدان میں جا کر اپنے معبودوں کی آرائش کریں گے اور حاجتیں مانگیں گے تم بھی اپنے اللہ سے مانگو۔ دیکھیں کس کی دعاء قبول ہوتی ہے۔ بھلا پتھر کیا کرینگے آخر شرمندہ ہوئے۔ اس وقت قوم میں سے ایک نے پتھر کی طرف اشارہ کرکے کہا لے صالح! اس پتھر سے ایک اونٹنی بختی اونٹ کے مثل جس پر بہت بال ہوں اور گابھن ہو نکل آئے۔ صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میرا اللہ اپنی قدرت کاملہ سے اس پتھر سے ویسی اونٹنی پیدا کر دے پھر کیا کرو گے؟ بولے ہم ایمان لے آئیں گے آپ نے دو رکعت ادا کرنے کے بعد اللہ سے دعاء مانگی تو فوراً پتھر ہلا اور جیسے اونٹنی جننے کے وقت چلاتی ہے ویسی آواز پتھر سے آنے لگی اور پتھر پھٹ گیا اور اونٹنی باہر نکل آئی پیدا ہوتے ہی اپنے ہی برابر کا بچہ تولد کیا جسکو سب نے دیکھا۔ وہ سائل صرف ایمان لایا باقی گمراہ رہے۔ لکھتے ہیں اونٹنی بہت بڑی تھی ایک پہلو سے دوسرے پہلو تک ایک سو بیس گز کا فرق تھا اور قد اسکا ایک پہاڑ معلوم ہوتا تھا (تیسیر البیان) فقط ف۳ یہ اونٹنی اللہ کی قدرت اور میری صداقت کی نشانی ہے جو میری دعاء پر معجزانہ طور سے اللہ نے پیدا کی ہے۔ دیکھو اب اسکو زمین میں گھاس کھانے اور اسکی باری میں پانی پینے سے نہ روکنا ورنہ اللہ کا عذاب تم پر نازل ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ثمودی غیر اللہ کے نام پر جانور چھوڑ دیا کرتے تھے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اللہ کے نام پر ایک اونٹنی چھوڑ دی۔ اسی میں قوم کیلئے اتباع حق کی آزمائش ہوگئی۔ صالح علیہ السلام نے انکو طرح طرح سے اللہ تعالیٰ کے احسانات یاد دلائے اور کہا دیکھو! قوم عاد کے بعد دنیا میں تمہارا ثانی کسی قوم کو پیدا نہیں کیا۔ چاہیئے کہ تم اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد کرو اور زمین میں سرکشی نافرمانی نہ پھیلاؤ۔ اس سے معلوم ہوا وہ لوگ قتل وغارت، لوٹ مار، شر و فساد میں بڑھ گئے تھے اور امن و عدالت کا کوئی احساس باقی نہ رہا تھا۔ کہتے ہیں کہ ان کی عمریں اس قدر دراز ہوتی تھیں کہ ان کے سامنے ہی وہ مکانات بوسیدہ ہو جاتے تھے جنکو خود تعمیر کرتے تھے فقط ابو عمار عبد القہار غفرلہ ولوالدیہ الغفار (آمین)

٭ ہذہ مبتدا۔ ناقۃ اللہ خبر۔ اٰیۃً باشیر کے فاعل سے حال جو معنی ہیں ہذہ کے یا یوں کہو کہ ہذہ مبتدا اور ناقۃ اللہ اس سے بدل یا عطف بیان یا دوسرا مبتدا اور لکم خبر۔ ۴ۃ وَبَوَّاَكُمْ ای جعل لکم مبارۃ والمبارۃ المنزل۔ ۵ۃ وَتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا۔ تنحتون مشتق ہے نحت سے اور نحت کہتے ہیں ٹھوس چیز کو کھود کھلا کرنا۔ الجبال تنحتون کا مفعول اور بیوتا اس سے حال مقدرہ یا یوں کہو کہ الجبال نزع خافض کی وجہ سے منصوب ای تنحتون من الجبال اور بیوتا تنحتون کا مفعول

فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ الْمَلَاُ

پس یاد کرو نعمتیں اللہ کی اور مت پھرو بیچ زمین کے فساد کرتے ہوئے کہا سرداروں نے

یاد کرو۔ اور زمین میں فتنہ و فساد نہ کرتے پھرو۔ اس کی قوم کے متکبر

الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ

جو تکبر کرتے تھے قوم اس کی سے واسطے ان لوگوں کے کہ ناتواں گنے جاتے تھے واسطے انکے جو ایمان لائے تھے

سرداروں نے ان غریب لوگوں سے جو ایمان لے آئے تھے پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو کہ صالح واقعی اپنے رب کی

مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ

ان میں سے کیا تمہیں یقین ہے کہ صالح بھیجا ہوا ہے رب اپنے کی طرف سے کہا انہوں نے تحقیق ہم ساتھ اس

جانب سے بھیجے ہوئے ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ بیشک جو احکام دے کر ان کو بھیجا گیا ہے،

اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِیْٓ اٰمَنْتُمْ

دین کے کہ بھیجا گیا ہے صالح ساتھ اسکے ایمان لانے والے ہیں کہا ان لوگوں نے کہ تکبر کیا تھا تحقیق ہم ساتھ اس چیز کے کہ ایمان لائے ہو

ہمارا ان پر ایمان ہے۔ تکبروں نے کہا کہ جس بات پر تم ایمان لائے ہو ہم تو اس کا

بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَ

تم ساتھ اسکے کفر کرنے والے ہیں پس پاؤں کاٹے اونٹنی کے اور سرکشی کی حکم رب اپنے کے سے اور

انکار کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے اس اونٹنی کو زخمی کر دیا اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور کہنے لگے۔

قَالُوْا یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۷۷﴾

کہا انہوں نے اے صالح لے آ ہمارے پاس جو وعدہ دیتا ہے تو ہم کو اگر ہے تو پیغمبروں سے وقف لازم

اے صالح اگر تم واقعی رسول ہو تو جس عذاب کا ڈراوا دکھاتے ہو اسے لے آؤ۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۷۸﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ

پس پکڑا ان کو زلزلے نے پس ہو رہے بیچ گھروں اپنے کے زانو پر گرے ہوئے پس منہ پھیرا ان سے

پس زلزلے نے انہیں اچانک آلیا سو وہ اپنے گھروں میں بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے اس وقت صالح نے

وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا

اور کہا اے قوم میری البتہ تحقیق پہنچا دیا تھا میں نے تمکو پیغام پروردگار اپنے کا اور خیر خواہی کی واسطے تمہارے اور لیکن تم نہیں

ان سے منہ پھیرا اور کہا اے میری قوم! میں نے اپنے رب کا پیغام تم کو پہنچا دیا اور تمہاری خیر خواہی کی۔ لیکن تم نصیحت

تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ ﴿۷۹﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ

دوست رکھتے خیر خواہی کرنے والوں کو اور بھیجا لوط کو جس وقت کہا اس نے واسطے قوم اپنی کے کیا کرتے ہو تم بے حیائی کو

کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے اور ہم نے لوط کو بھیجا جب اس نے اپنی قوم سے کہا۔ کہ کیا تم ایسا

مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ

نہیں کیا پہلے تم سے اس کو کسی نے عالموں میں سے تحقیق تم آتے ہو مردوں کے پاس

بے حیائی کا کام کرتے ہو۔ جو تم سے پہلے جہان بھر میں کسی نے نہیں کیا؟ (یعنی) تم عورتوں کو چھوڑ کر شہوت رانی

شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَمَا كَانَ جَوَابَ

شہوت سے سوائے عورتوں کے بلکہ تم قوم ہو حد سے نکل جانے والے وقف لازم اور نہ تھا جواب

کے لئے مردوں کی طرف جھکتے ہو۔ بلکہ تم لوگ حد فطرت سے گزرنے والے ہو اور اس کی قوم کا بجز اس کے

حل لغات۔

لہ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ عقر کے اصل معنی ہیں اونٹ کے پاؤں کے موٹے پٹھے کاٹنے جیسے ہمارے محاورہ میں کونچیں کاٹنا بولتے ہیں۔ چونکہ عقر سبب ہے نحر کا اس لئے عقر کا نحر پر اطلاق ہوا حمل الاسم المسبب علی السبب۔ لہ عَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ عتوا ماخوذ ہے عُتُوٌّ سے اور عتو کہتے ہیں تکبر و سرکشی کو۔ بولا کرتے ہیں عتا یعتو

ف۱ جب صالح علیہ السلام نے اپنی قوم ثمود سے فرمایا دیکھو زمین میں سرکشی نافرمانی نہ پھیلاؤ تو سرداران قوم اور بھی مخالفت پر تل گئے اور قوم میں سے بعض سے دریافت کیا کہ ان تعلیمات کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے جو صالح ؑ آجکل پھیلا رہے ہیں۔ اُنھوں نے کہا وہ سچ کہتے ہیں اور ہمیں ان باتوں پر کلی ایمان ہے مگر متکبروں نے انکار کر دیا اور صالح علیہ السلام کے لائے ہوئے احکام سے منہ موڑ کر انکی پیغمبری کے منکر ہو گئے۔ اس میں دلیل ہے کہ تکبر کرنا خصلت کفار ہے اور ایسے ہی ایمان دار غریب غربا کو حقیر سمجھنا بھی کفار کی عادت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ غریب ہی سب سے پہلے انبیاء علیہم السلام کے تابعدار بنے ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے سب سے پہلے غریبوں نے ہی اسلام کو قبول کیا اور ابتدا بھی غربت میں ہوئی۔ پھر آخر زمانہ میں اسلام غریبوں کی طرف لوٹ جائے گا فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَآءِ وَهُمُ الَّذِيْنَ يُصْلِحُوْنَ مَآ اَفْسَدَ النَّاسُ مِنْۢ بَعْدِيْ مِنْ سُنَّتِيْ پس غربا، کیلئے خوش خبری ہے وہ جو بگڑتے ہوئے حالات کا مقابلہ کرتے ہیں سنتوں قرآن و حدیث کے مسائل مٹ جانے کے بعد دین و ایمان کی باتوں پر ثابت قدم رہتے ہیں اور اسپر عامل ہو کر زندہ کرتے ہیں غرض کہ جو ان میں غریب غربا تھے انھوں نے سچائی قبول کی اور جنھیں اپنی دنیا کی بڑائی کا گھمنڈ تھا انھوں نے انکار کیا۔ دعوت حق کا جب کبھی ظہور ہوا ہے تو ہمیشہ ایسی ہی صورت حال پیش آئی ہے۔ قبولیت حق کی راہ میں ایک بڑا مانع دنیاوی خوش حالیوں کا گھمنڈ اور انہماک ہے (ترجمان) فقط

ف۲ صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو قتل کرنے میں نو فسادی مل گئے۔ مصدع نامی شخص ایک کافر نے پہلے اسے تیر مارا جو اس کی ران کی ہڈی میں پیوست ہو گیا پھر قدار نامی کافر نے اسکے دونوں پچھلے پاؤں کاٹ دیئے۔ اونٹنی چکرا کر گری۔ پھر قدار نامی کافر نے اونٹنی کا گلا کاٹ دیا اور وہ مر گئی جیسا کہ دوسرے مقام پر ہے وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ○ خیر جب صالح علیہ السلام کو یہ خبر پہنچی تو آپ گھبرائے ہوئے موقعہ پر پہنچے، دیکھا کہ اونٹنی بے جان پڑی ہے۔ آپؑ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور آپؑ نے فرمایا بس اب تم تین دن میں ہلاک کر دیئے جاؤ گے چنانچہ یہی ہوا۔ انھوں نے وقت آنے سے پہلے استہزاءً عذاب طلب کرنا شروع کر دیا۔ آخر اللہ نے عذاب نازل کیا۔ اوپر کی طرف سے سخت آواز ہوا نیچے سے زلزلہ ہوا انکے دل پھٹ گئے۔ ایک شخص ابو رغال حرم مکہ گیا ہوا تھا وہ جب حرم سے باہر نکلا تو وہ بھی ہلاک ہو گیا جس کی قبر طائف میں ہے۔ یہ قبیلہ ثقیف کا جد اعلیٰ ہے۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف جاتے ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اسکی قبر بتائی تھی صالح علیہ السلام نے قوم سے فرمایا میں نے تمھاری انتہائی خیر خواہی کی مگر تم خیر خواہوں کی قدر نہیں جانتے (ابن کثیر وغیرہ)

ف۳ اسکے بعد لوط علیہ السلام کو دنیا کی ہدایت کیلئے بھیجا گیا۔ لوط بن ہاران بن آزر برادر زادہ خلیل جلیل یعنی ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ لوط و خلیل علیہما السلام دونوں بابل عراق میں تھے شام کی طرف ہجرت کی۔ ابراہیم علیہ السلام فلسطین میں اترے اور لوط علیہ السلام اردن میں۔ یہ ایک گاؤں ہے شام کا۔ اللہ نے انکو قوم سدوم کی طرف بھیجا وہ ایک شہر تھا حمص کا۔ اس زمانہ میں فحش و بے حیائی کی حد ہو چکی تھی۔ بدکار قوم عورتوں کو چھوڑ کر لڑکوں سے عشق بازی کی عادی ہو گئی تھی۔ لوط علیہ السلام نے ہر چند انکے اس فعل بد کے خلاف جد و جہد کی انکو سمجھایا اور کہا کہ تم ایسے فعل کا ارتکاب کر رہے ہو یعنی لونڈے بازی جو دنیا میں کسی نے نہیں کی۔ شرم کی بات ہے کہ شہوت کے وقت بجائے عورتوں کے اغلام بازی یعنی مردوں سے اپنی ضرورت پوری کرتے ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابتداء اس کی یوں ہوئی ابلیس لعین ایک خوب صورت مرد کی شکل میں بن ٹھن کر ان کے پاس آیا۔ ان کو اس فعلِ بد کی طرف بلایا تب لواطت شروع ہوئی۔ عوض فروج نساء کے جو محل قضاء شہوت اور موضع طلب اور مقام حصول نتیجہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مردوں پر مطابق شرع شریف کے حلال کیا ہے انھیں چھوڑ کر ادبارِ رجال پر گرنے مرنے لگے یعنی مردوں کو استعمال کرتے تھے۔ یہ بے حیائی کا کام انھوں نے اختراع کیا تھا۔ پہلے کسی نے بنی آدم یا غیر بنی آدم میں سے ایسا کام نہیں کیا تھا۔ حدیث شریف میں ہے ملعون ہے جس نے قوم لوط والا کام کیا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار یہ لفظ فرمایا) ترمذی میں ہے جن کو قوم لوطؑ کا عمل کرتے دیکھو تو فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهٖ فاعل و مفعول دونوں کو قتل کر دو فقط۔ ابو عمار عبد القہار غفرلہ ولوالدیہ الغفار (آمین)

عتوا اذا استکبر۔ اسی سے ہے عات بمعنی جبار۔ ع۵ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ۔ رجفہ کہتے ہیں سخت بھونچال اور زلزلہ کو قال تعالیٰ یوم ترجف الارض والجبال وکانت الجبال کثیبا مہیلا۔ دار سے مراد ہے شہر جیسے دار الحرب سے مراد ہوتا ہے بلد الحرب بولا کرتے ہیں عرصت بلاد البزازین۔ جثمین مشتق ہے جثوم سے اور جثوم کہتے ہیں سکون و خمود کو۔ اس کے اصلی معنے ہیں زانو کے بل بیٹھنے کے جیسے عربی میں بروک کہتے ہیں لیکن اہل محاورہ آدمی اور پرندکے لئے جثوم اور اونٹ کیلئے بروک بولتے ہیں تو اصبحوا جثمین کے یہ معنے ہوئے کہ وہ عذاب الٰہی کے نزول کے وقت بالکل بے حس و حرکت رہ گئے۔ اہل محاورہ بولا کرتے ہیں الناس جثم ای قعود لا حراک بہم ولا یکسبون لشیٔ۔ ع۸ اَلْفَاحِشَةَ بے حیائی اور یہاں مراد ہے لواطت ع۵ شَهْوَةً مصدر ہے۔ بولا کرتے ہیں شہی لیشہی شہوۃ۔ اور یہ ترکیب میں مفعول مطلق واقع ہوا ہے کیونکہ اتاتون الرجال کے معنٰی ہیں اتشتہون شہوۃ۔

قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿٨٢﴾

قوم اسکی کا مگر یہ کہ کہتے تھے تحقیق وہ ایک لوگ ہیں کہ بہت پاک رکھتے ہیں اپنے کو بستی اپنی سے نکال دو ان کو

کوئی جواب ہی نہ تھا کہنے کو اپنے گاؤں سے ان کو نکال باہر کرو۔ کیونکہ یہ لوگ بڑے پاک صاف بنتے ہیں

فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَاَمْطَرْنَا

پس نجات دی ہم نے اسکو اور لوگوں اسکے کو مگر عورت اسکی کو کہ تھی پیچھے رہ جانیوالوں سے اور برسایا ہم نے

پس ہم نے اسکو اور اسکے ایمانداروں کو نجات دی سوا اسکی بیوی کے کہ وہ انہیں باقیماندہ عذاب پانیوالے لوگوں میں رہی اور ہم نے ان پر

عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٨٤﴾ وَاِلٰى

اوپر انکے مینہ پتھروں کا پس دیکھ کیونکر ہوا آخر کام گنہگاروں کا اور بھیجا طرف

(پتھروں کی) بارش کی۔ سو دیکھو! مجرموں کا کیسا انجام ہوا۔ اور مدین والوں

مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ

مدین کی بھائی ان کے شعیب کو کہا اے قوم میری عبادت کرو اللہ کی نہیں واسطے تمہارے کوئی معبود

کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ اس نے کہا۔ اے میری قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اسکے سوا تمہارا کوئی

غَيْرُهٗ ۭ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ

سوائے اسکے تحقیق آئی ہے تمہارے پاس دلیل پروردگار تمہارے سے پس پورا کرو پیمانہ اور تول

معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آچکی ہے تو تم ماپ اور تول پوری پوری

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ

اور مت کم دو لوگوں کو چیزیں ان کی اور مت فساد کرو بیچ زمین کے بعد

کیا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو۔ اور ملک میں انتظامات درست ہو جانے کے بعد فساد نہ

اِصْلَاحِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٨٥﴾ وَلَا تَقْعُدُوْا

درستی اسکی کے یہ بہتر ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم ایمان والے اور مت بیٹھا کرو

پھیلاؤ۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم میں ایمان ہو۔ اور ہر راستے پر یوں

بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ

ہر راہ میں کہ ڈراتے ہو اور بند کرتے ہو راہ خدا کی سے اسکو جو ایمان لایا

نہ بیٹھو کہ لوگوں کو ڈراتے دھمکاتے رہو اور اللہ کے راستے سے ان کو روکتے رہو جو اللہ پر ایمان لاچکے

بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۠ وَانْظُرُوْا كَيْفَ

ساتھ اسکے اور چاہتے ہو واسطے اسکے کجی اور یاد کرو جس وقت تھے تم تھوڑے پس بہت کیا تمکو اور دیکھو کیونکر

اور تم اس راہ کے لئے کجی ڈھونڈتے اور اس وقت کو یاد کرو جب تم تھوڑی سی تعداد میں تھے۔ اس نے تمہیں زیادہ کیا اس بات کو

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٨٦﴾ وَاِنْ كَانَ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ

ہوا ہے آخر کام فساد کرنیوالوں کا اور اگر ہے ایک جماعت تم میں سے ایمان لائے ساتھ اسچیز کے کہ بھیجا گیا ہوں

بھی دیکھو کہ فساد کرنیوالوں کا انجام کیسا ہوا اور اگر ایک ایسا گروہ ہے جو تم میں سے ان باتوں پر ایمان رکھتا ہے جن کے ساتھ

بِهٖ وَطَاۗىِٕفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿٨٧﴾

میں ساتھ اسکے اور ایک جماعت نہیں ایمان لاتے پس صبر کرو یہاں تک کہ حکم کرے اللہ درمیان ہمارے اور وہ بہتر حکم کرنیوالوں کا ہے

مجھے بھیجا گیا ہے اور ایک گروہ ایسا ہے جو ایمان نہیں رکھتا تو تم صبر کرو۔ حتی کہ اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کردے اور وہی بہترین حاکم ہے۔

ع ١٠

حل لغات۔

لـہ من الغٰبرین لیا گیا ہے غبور سے اور غبور سے کہتے ہیں باقی رہنے والوں کو بولا کرتے ہیں غبر الشیٔ یغبر غبورا اذا مکث وبقی غبر اللبن وغبر المرض وغبر الحیض وکذلک غبر اللیالی بقایاہ ہذلی کہتا ہے ۔ فغبرت بعدہم بعیش ناصب ۔ واخال انی لاحق مستتبع ۔ فغبرت یعنی بقیت تو کانت من الغٰبرین کے معنے ہوئے کانت من الذین بقوا

ف۱ قوم نے بجائے لوط علیہ السلام کی نصیحت قبول کرنے کے اُلٹا پھبتیاں اُڑانی تمسخر کرنا شروع کر دیا کہ میاں پاک باز! اگر ہماری حرکات ناشائستہ گندی ہیں تو ہمارے شہر سے باہر نکل جاؤ۔ گندوں میں پاکوں کا کیا کام۔ آخر نتیجہ وہی ہوا جو ہونا تھا۔ اللہ نے قوم لوط کے چار لاکھ یا چالیس لاکھ کی بستی کو زیر و زبر کرا کے اُپر پتھروں کی بارش کی اور صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دیا۔ کاش اِس زمانہ کے لوگ قوم لُوط کے انجام کو دیکھتے اور اللہ کے اس عذاب سے سبق حاصل کرتے لیکن الٹ ہی معاملہ ہے۔ شیطان نے سبق سکھا دیا کہ وہ کافر تھے ہم کلمہ گو ہیں بیوقوفوں نے یہ خیال نہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کا دستور ہی یوں ہے کہ وہ جرم کی نوعیت کو دیکھتا ہے جرم کرنے والے کو نہیں دیکھتا خواہ مجرم مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ سید ہو یا آغا، عالم ہو یا جاہل۔ اسی وجہ سے لوط علیہ السلام کی بیوی بھی ان نافرمانوں کے ساتھ عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوئی۔ وجہ یہی تھی پیغمبر کا ساتھ نہ دیا۔ قوم کا ساتھ دیا۔ بعض نے یہ بھی لکھا ہے جیسے قوم کے مرد مردوں سے ایسے ہی عورتیں عورتوں سے شہوت رانی کرتی تھیں۔ یہ بھی اسی جرم کی مجرم تھی واللہ اعلم فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ ۝

ف۲ پھر مدین کے رہنے والوں کی طرف اُن کے بھائی شعیب علیہ السلام کو احکام دے کر بھیجا۔ اس زمانے میں بھی یہی مرض موجود تھا جو آج کل عام پھیلا ہوا ہے یعنی شرک و کفر و بدعات کے علاوہ خرید و فروخت اور روزمرّہ کے معاملات میں جھوٹ، دھوکا، فریب، کم تولنا، کم ماپنا، ناقص اور خراب چیز کا دینا اور اس کے عوض پوری قیمت وصول کرنا۔ راستوں میں بیٹھ کر حق و حق والوں سے روکنا، چنگی و ٹیکس لینا، امانت میں خیانت کر جانا وغیرہ وغیرہ شعیب علیہ السلام میکیل بن یشجر بن مدین بن ابراہیم علیہ السلام اور میکیل کی والدہ لوط علیہ السلام کی دختر ہیں۔ شعیب علیہ السلام خوف الٰہی سے روتے روتے نابینا ہو گئے تھے آپ کو فصیح اللسان خوش لہجہ نرم بیانی کے سبب خطیب الانبیاء کا لقب ملا پھر بھی قوم نے تکذیب ہی کی۔ ان کو اصحابِ ایکہ اور مدین والوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا۔ شہر مدین بحر قلزم پر تبوک کے سامنے چھ منزل پر ہے وہاں وہ کنواں ہے جس کا پانی موسٰی علیہ السلام نے شعیب علیہ السلام کی بکریوں کو پلایا تھا جس کے سبب شعیب علیہ السلام نے اپنی ایک لڑکی سے موسٰی علیہ السلام کی شادی کر دی تھی۔ تمام رسولوں کی طرح انھوں نے بھی توحید پیش کی اور شرک سے بچنے کی دعوت دی۔ خالق کا حق بتا کر حقوق العباد کی طرف رہبری کی۔ زمین میں اللہ کی نافرمانی کرنا، محارم کو حلال کرنا، خون ریزی کرنا یہ سب فساد ہے۔ جب انھوں نے اللہ کی طرف بُلایا تو زمین صالح ہو گئی۔ اسی طرح اب بعد ختم نبوت جو عالم کتاب و سنت کی طرف بلائے وہی اصلاح ہو گی۔ شعیب علیہ السلام نے ان کو پہلے کافروں کی ہلاکت یاد دلا کر عذابِ الٰہی سے ڈرایا اور فرمایا تم میری نصیحتوں پر کان نہیں دھرتے بلکہ مذاق اڑاتے ہو عنقریب حق و باطل کا فیصلہ ہو گا ظالم ہلاک کر دیئے جائیں گے (مدیث التفاسیر وغیرہ) فقط۔

مرتب حواشی ابو عمار عبد القہار غفرلہ ولوالدیہ الغفار (آمین)

عن النجاۃ ولم یدرکوا النجاۃ۔ کبھی عبود کے معنے مضی کے بھی آتے ہیں وھو من الاضداد ٭ه وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا۔ مطر کا استعمال رحمت اور اَمطر کا عذاب میں یا مُطر کا خیر میں اور اَمطر کا شر میں ہوتا ہے۔ مطرًا سے مُراد ہے ایک طرح کا مینہ اور اس کا بیان آیۂ وامطرنا علیہم حجارۃ من سجیل میں ہے۔

٭ه فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ کیل سے مراد ہے آلۂ کیل۔ اور جائز ہے کہ کیل سے وہ چیز مراد ہو جو اس سے ماپی جاتی ہے اور میزان کی تحقیق سورۃ اعراف کے اول رکوع میں والوزن یومئذ الحق کے تحت گزر چکی ٭ه تُوْعِدُوْنَ لیا گیا ہے ایعاد سے اور ایعاد کہتے ہیں ڈرانے کو۔ یہ محلاً منصوب ہے حال واقع ہونے کی وجہ سے ای لاتقعدوا موعدین ولا صادّین عن سبیل اللہ۔ عوجًا معنے میں ہے معوجۃ کے۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ

کہا سرداروں نے جو تکبر کرتے تھے قوم اس کی سے البتہ نکال دیں گے

ان کی قوم کے سرکش سرداروں نے کہا کہ اے شعیب! ہم آپ کو اور جو آپ کے ہمراہ مومن ہیں یقیناً اپنی

لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ

ہم تجھ کو اے شعیب اور لوگوں کو جو ایمان لائے تیرے ساتھ بستی اپنی سے

بستی سے نکال باہر کریں گے۔ یا آپ لوگ ہمارے مذہب میں

اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ﴿۸۸﴾

یا پھر آؤ گے تم بیچ دین ہمارے کے کہا اگرچہ ہوویں ہم ناخوش رہنے والے

پھر لوٹ آئیے (شعیب نے) کہا کہ کیا اگر ہم پسند نہ کر بیٹھے تو بھی؟

قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ

تحقیق باندھ لیا ہم نے اوپر اللہ کے جھوٹ اگر پھر آویں ہم بیچ دین تمہارے کے پیچھے

بےشک ہم اللہ پر جھوٹ بہتان باندھیں گے۔ اگر ہم تمہارے دین میں پھر لوٹ آئیں۔ اس کے بعد کہ اللہ نے

اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ

اس کے کہ نجات دی ہم کو اللہ نے اس سے اور نہیں لائق ہم کو یہ کہ پھر آویں ہم بیچ اس کے مگر جو

ہم کو اس سے نجات دی۔ اور یہ ہمارے لئے ہرگز زیبا نہیں کہ ہم اس میں پھر آ داخل ہوں مگر یہ کہ ہمارا

يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ

چاہے اللہ پروردگار ہمارا سما لیا ہے رب ہمارے نے ہر چیز کو علم میں اوپر اللہ کے

رب ہی ویسا چاہے۔ ہمارا رب ازروئے علم ہر چیز پر حاوی ہے۔ ہم نے اللہ پر توکل کیا۔ اے

تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ

توکل کیا ہم نے اے پروردگار ہمارے حکم کر درمیان ہمارے اور درمیان قوم ہماری کے ساتھ حق کے اور تو بہتر

ہمارے رب! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق (صداقت) کے ساتھ فیصلہ فرما دے اور تو ہی سب سے

خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ﴿۸۹﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ

حکم کرنے والا ہے وقف لازم اور کہا سرداروں نے جو کافر ہوئے تھے قوم اس کی سے

بہتر فیصلہ کرنے والا ہے اور اس کی قوم کے سرداروں میں سے جن لوگوں نے راہ کفر اختیار کی

لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۹۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ

اگر پیروی کرو گے تم شعیب کی تحقیق تم اس وقت البتہ ٹوٹا پانے والوں سے ہو پس پکڑا ان کو

تھی۔ کہا کہ اگر تم نے شعیب کی پیروی کی تو یقیناً خسارہ اٹھاؤ گے۔ پھر ان کو زلزلے

الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

زلزلے نے پس ہو رہے بیچ گھروں اپنے کے زانو پر گرے ہوئے جنہوں نے جھٹلایا

آ پکڑا۔ سو وہ اپنے گھروں میں بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے جن لوگوں نے شعیب کی تکذیب

شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۛ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا

شعیب کو گویا کہ نہ بستے تھے بیچ اس کے جنہوں نے جھٹلایا شعیب کو تھے

کی تھی۔ وہ گویا کبھی ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے۔ وہ لوگ جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا وہی

مع عند المتقدمین

حل لغات۔

لہ اَوَلَوْ كُنَّا ہمزہ استفہامیہ ہے اور واو حالیہ تقدیر عبارت یوں ہے انعید و نتانی ملتکم فی حال کراہتنا و مع کوننا کارہین۔ ٢ہ رَبَّنَا افْتَحْ۔ افتح لیا گیا ہے فتاحۃ سے اور فتاحہ کہتے ہیں حکومت کو۔ اہل عمان قاضی کو فاتح اور فتاح کہتے ہیں کیونکہ وہ مواضع حق کو کھولتا ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں میں

ف۱ اللہ تعالیٰ نے شعیب علیہ السلام کو دو قوموں پر مامور فرمایا تھا ایک اہل مدین دوم اصحاب ایکہ۔ فتح البیان میں ہے کفار نے اپنے نبی شعیب علیہ السلام سے اور جو اُن پر ایمان لائے تھے مُنہ در مُنہ یہ بات کہی کہ ہم تم کو اس گاؤں سے نکال دیں گے یا زبردستی تم کو اپنی ملت میں داخل کریں گے۔ شعیب علیہ السلام نے فرمایا تم باوجود ہماری بیزاری کے ایسا کام کرو گے، ہم اگر تمہارے دین میں داخل ہوئے تو سمجھو کہ ہم نے اللہ پر بہتان باندھا۔ بہتان سے مراد شرک ہے اور یہ کام ہم کو لائق نہیں۔ ہاں اگر اللہ چاہے تو وہ اور بات ہے کیونکہ اُس کا چاہا ہوتا ہے نہ کسی اور کا چاہا تم ہو یا ہم ہوں۔ یہی قول ہے اہل سنت کا۔ انبیاء علیہم السلام اور بزرگان دین و اکابرین ہمیشہ سوء عاقبت اور انقلاب امر سے ڈرتے رہتے تھے۔ انتہی بکلامہ۔ ف۲ آخر جب ان کا انکار و استکبار حد سے تجاوز کر گیا تو آپ نے دعا کی رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ ۝ متکبرین کا بیان صفحہ ۱۹۹ میں بھی لکھا گیا ہے۔ نیز فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ أَمْثَالَ الذَّرِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْ صُوَرِ الرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ يُسَاقُوْنَ إِلٰى سِجْنٍ فِيْ جَهَنَّمَ يُسَمّٰى بُوْلَسَ تَعْلُوْهُمْ نَارُ الْأَنْيَارِ يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ یعنی دنیا میں بڑائی اور تکبر کرنے والے قیامت کے دن نہایت چھوٹے ذلیل چیونٹیوں کے برابر کر کے حشر کئے جائیں گے۔ ہر طرف سے ذلت و رسوائی بے عزتی ان کو گھیرے ہوئے ہوگی۔ جس طرح جانوروں کو ہانکتے ہیں اسی طرح ان کو جہنم کے ایک قید خانے کی طرف جس کا نام بولس ہے ہانک کر لے جائیں گے۔ بولس ناامیدی کا ایک گھر ہے وہاں وہ آگ ہے جو دوسری آگ کو اس طرح جلاتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو جلاتی ہے اور ان کی توراک دوزخیوں کا خون پیپ ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ إِيْمَانٍ وَّلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرٍ یعنی جس کے دل میں ایک رائی برابر ایمان ہوگا وہ دوزخ میں نہ جائے گا اور جس کے دل میں ایک رائی برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہ جائے گا۔ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِيْ أَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيْرٌ وَّفِيْ نَفْسِهٖ كَبِيْرٌ حَتّٰى هُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِّنْ كَلْبٍ أَوْ خِنْزِيْرٍ اور جو شخص تکبر کرتا ہے اور اپنے تئیں بڑے مرتبہ والا سمجھتا ہے تو لوگوں کی نظر میں ذلیل اور حقیر ہو جاتا ہے یہاں تک کہ لوگ کتے اور سور سے بھی زیادہ حقیر سمجھنے لگتے ہیں (یہ تینوں حدیثیں مشکوۃ صفحہ ۴۲۵ و ۴۲۶ میں ہیں)

ف۳ قوم شعیب کی سرکشی و بد باطنی ملاحظہ ہو۔ مسلمانوں کو اسلام سے منحرف کرنے کے لئے کہا کہ شعیب علیہ السلام کی اطاعت تمہیں غارت کر دے گی۔ نقصان اٹھاؤ گے۔ عوام کو آپ کی تابعداری سے یہ کہہ کر روکتے کہ تمہاری آمدنی کم ہو جائے گی ناپ و تول و محصول میں جو کماتے ہو وہ سب جاتا رہے گا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آسمانی عذاب بصورت زلزلہ ان پر نازل ہوا اور وہ خود ہی برباد ہو گئے سورۂ ہود میں ہے کہ وہ آسمانی کڑاکے کی آواز سے ہلاک کئے گئے سورۂ شعراء میں ہے کہ ابر سے عذاب اُن پر برسا۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ تینوں عذاب یک وقت اُن پر آئے۔ اِدھر ابر اٹھا جس سے شعلہ باری ہونے لگی آگ برسنے لگی اُدھر تند اور سخت کڑاکے کی آواز آئی جس سے کلیجے پھٹ گئے اِدھر زمین پر زلزلہ آیا۔ نیچے اوپر کے عذابوں سے دیکھتے ہی دیکھتے تہ و بالا کر دیئے گئے اپنی اپنی جگہ ڈھیر ہو گئے۔ اللہ اپنے ہر عذاب سے محفوظ و مامون رکھے (آمین) تیسیر البیان میں ہے کہ یہاں زلزلہ کا ذکر ہے اور سورۂ ہود میں ہے کہ کڑک سے ہلاک ہو گئے تو اس میں تطبیق یوں ہے کہ پہلے کڑک ہوئی، اس نے زمین کو ہلا دیا۔ بعدہ حضرت شعیب علیہ السلام نے ایکہ والوں کو تبلیغ کی لیکن انھوں نے بھی تکذیب کی وہ بھی بادل کے عذاب سے ہلاک ہوئے۔ آخر شعیب علیہ السلام مکہ معظمہ تشریف لے آئے اور سات برس تک وہاں مقیم رہے پھر اس دنیا سے فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرما گئے (فض) فقط ابو محمد غفرلہ الصمد

---

* نہیں جانتا تھا کہ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق کے کیا معنے ہیں یہاں تک کہ میں نے ذی یزن کی بیٹی کو سُنا کہ وہ اپنے شوہر سے کہہ رہی تھی تعال افاتحک ای اُحاکمک۔ ۳ہ كَأَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا۔ لم یغنوا مشتق ہے غنی سے اور اس کے معنے ہیں طول قیام کے۔ بولا کرتے ہیں غنی القوم فی دارہم اذا طال مقامہم فیہا یا یوں کہو کہ اس کے معنے ہیں گھر میں رہنے کے اور اسی سے ہے مغنی بمعنی منزل۔ ایک شاعر کہتا ہے ۔ ولقد غنوا فیہا بانعم عیشۃ ٭ فی ظل ملک ثابت الاوتاد ۔ غنوا فیہا ای اقاموا فیہا و معنے کان لم یغنوا فیہا کان لم یقیموا بہا ولم ینزلوا فیہا۔

كَانُوا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٩٢﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ

ہوئے وہی ٹوٹا پانے والے پس منہ پھیرا ان سے اور کہا اے قوم میری تحقیق پہنچا دیئے میں نے

خسارہ اٹھانے والے ہوئے پھر شعیب ان سے منہ موڑ کر چل دیئے اور کہا کہ اے میری قوم میں نے

رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ

تم کو پیغام رب اپنے کے اور خیر خواہی کی واسطے تمہارے پس کیونکر غم کھاؤں میں اوپر قوم

اپنے رب کے بھیجے ہوئے احکام بلاشبہ تمہیں پہنچا دیئے۔ اور تمہاری خیر خواہی کی سو میں نہ ماننے والی قوم

كٰفِرِيْنَ ﴿٩٣﴾ ع وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ

کافروں کے پر اور نہیں بھیجا ہم نے بیچ کسی بستی کے کوئی نبی مگر پکڑا ہم نے

پر کیونکر افسوس کروں اور ہم نے کسی بستی میں نبی نہیں بھیجا مگر یہ کہ وہاں کے رہنے والوں کو سختی اور

اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ﴿٩٤﴾ ثُمَّ

لوگوں اس کے کو ساتھ فقر کے اور مرض کے تو کہ وہ عاجزی کریں پھر

تنگی میں مبتلا کیا ہو تا کہ وہ عاجزی کریں پھر

بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ

بدل ڈالی ہم نے جگہ برائی کے بھلائی یہاں تک کہ زیادہ ہوئے اور کہنے لگے تحقیق لگی تھی

تکلیف کی جگہ راحت کو بدلا۔ یہاں تک کہ انہوں نے خوب ترقی کی اور کہنے لگے کہ ہمارے باپ داداؤں کو بھی

اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا

باپوں ہمارے کو سختی اور راحت پس پکڑا ہم نے ان کو ناگہاں اور وہ نہیں

اسی طرح سختی اور راحت پیش آچکی ہے پس ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا اور انہیں اس کی

يَشْعُرُوْنَ ﴿٩٥﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا

جانتے تھے اور اگر لوگ ان بستیوں کے ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے البتہ کھولتے

خبر تک نہ تھی۔ اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور اللہ سے ڈرتے تو ہم ان پر زمین و آسمان

عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا

ہم اوپر ان کے برکتیں آسمان سے اور زمین سے ولیکن جھٹلایا انہوں نے

کی تمام برکتیں کھول دیتے۔ لیکن انہوں نے تکذیب کی پس ہم نے انہیں

فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٩٦﴾ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى

پس پکڑا ہم نے ان کو ساتھ اس چیز کے کہ تھے وہ کماتے کیا پس نڈر ہو گئے ہیں رہنے والے بستیوں کے

ان کے اعمال کی سزا میں پکڑ لیا۔ کیا بستیوں والے اس بات سے نڈر ہو گئے

اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿٩٧﴾ ط اَوَاَمِنَ اَهْلُ

یہ کہ آوے ان کے پاس عذاب ہمارا رات کو اور وہ سوتے ہوں کیا نڈر ہو گئے رہنے والے

ہیں کہ راتوں رات ان پر عذاب آجاتے اور وہ سو رہے ہوں کیا بستیوں والے اس بات سے

الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿٩٨﴾ اَفَاَمِنُوْا

بستیوں کے یہ کہ آوے ان کے پاس عذاب ہمارا دن چڑھے اور وہ کھیلتے ہوں۔ کیا پس نڈر ہو گئے

بے خوف ہو گئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن دہاڑے آ موجود ہو اور وہ کھیل کود میں مشغول ہوں کیا یہ لوگ اللہ کی

حل لغات۔
۱ے فکیف اٰسٰی اٰسٰی صیغہ واحد متکلم مضارع باب سمع مشتق ہے اَسًی سے اور اَسٰی کے معنے ہیں شدۃ حزن کے۔ ۲ے حتّٰی عَفَوْا معنے میں ہے کثروا کے بولا کرتے ہیں عفا الشعر اذا کثر اور یہی معنے ہیں حدیث قصوا الشوارب واعفوا اللحی کے۔ ۳ے وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰی القرٰی جمع ہے قریۃ کی اور قریۃ کہتے ہیں بستی کو۔ پھر اس سے مراد ہے مکہ اور اسکے مضافات ۴ے بیاتاً اصل میں مصدر ہے بمعنے تبییت جس طرح سلام بمعنی تسلیم اور یہ حال ہے یاتی کے مفعول ہم سے ای یاتیہم باسنا مبیتین ۵ے وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ضمیر ہم بارز یا اس ضمیر سے جو بیاتا میں مستتر ہے حال واقع ہوا ہے ۶ے ضُحًی ای ضحوۃ النہار اور اس کے اصلی معنٰی ہیں ضوء شمس کے جب وہ بلند ہو۔

ع ۱۱ ۹

ف۱ یعنی ہرچند وہ میرے عزیز تھے اور اپنے عزیزوں اور قوم
والوں کی تباہی کا رنج ہر ایک کو ہوتا ہے مگر جب انھوں نے اللہ کا
حکم نہ مانا اور اس کے پیغمبر کو جھٹلایا تو ان کی تباہی واجبی ہوئی
جب وہ اللہ کے دشمن اور نافرمان ہیں تو میں اُن پر کیسے رنج کروں
کافروں سے مجھے کیا تعلق؛ فقط۔ ف۲ مطلب یہ ہوا کہ ان کو اللہ
تعالیٰ نے ہر دو طرح پر آزمایا صحت و بیماری سے اور فقر و غنا سے
لیکن وہ کسی حال میں بھی متضرع منیب نہ ہوئے بلکہ اپنے حال کی
یوں تاویل کرنے لگے کہ یہ کچھ نئی بات نہیں ہے۔ گردش
زمانہ کی ہے کبھی یوں ہوتا ہے اور کبھی یوں اللہ کی آزمائش کو
نہ سمجھے۔ مؤمن اللہ کے ابتلاء کو تکلیف و خوشی میں سمجھ
لیتا ہے (ابن کثیر) اس مضمون کا بیان صفحہ ۱۸۹
میں بھی گذرا۔ ف۳ بندے کو دنیا میں گناہ کی سزا پہنچتی ہے
تو امید ہے کہ توبہ کرے اور جب گناہ پر واپس آگیا تو یہ اللہ کا بھلاوا
ہے پھر ڈر ہے بلا کا جیسے کسی نے زہر کھایا اگل دیا تو امید ہے
اور اگر پچ گیا تو کام آخر ہوا (موضح) مطلب یہ کہ شیطان نے ان کو
ایسا غافل کیا کہ کسی طرح بھی اللہ کی طرف مائل و رجوع نہ ہوئے،
آخر اچانک پکڑے گئے۔ مشکوٰۃ کتاب الجنائز میں ہے عَنْ
عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَوْتُ الْفُجَاءَةِ اَخْذَةُ الْاَسِفِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَزَادَ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ
شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَرَزِيْنٌ فِيْ كِتَابِهٖ اَخْذَةُ اَسِفٍ لِلْكَافِرِ وَرَحْمَةٌ
لِلْمُؤْمِنِ۔ عبید اللہ بن خالدؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اچانک مرنا اللہ تعالیٰ کا غضب اور ناراضگی کی گرفت ہے یعنی
اچانک موت غضب الٰہی کی نشانی ہے کہ اس کو توبہ اور عمل صالح کا
بھی موقع نہیں ملتا (ابوداؤد) بیہقی نے شعب الایمان میں اور
رزین نے اپنی کتاب میں یہ زیادہ کیا اچانک موت کافر کے لئے تو
نقمت وحسرت ہے اور مومن کے لئے راحت و رحمت ہے فقط۔
ف۴ یعنی اگر گاؤں والے ایمان لے آئیں پیغمبروں حق والوں
کی راہ چلیں تو ہم اُن پر آسمان و زمین کی برکتیں کھول دیں آسمان
سے پانی برسے زمین سے پیداوار ہو۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَبُّكُمْ عَزَّوَجَلَّ لَوْ اَنَّ
عَبِيْدِيْ اَطَاعُوْنِيْ لَاَسْقَيْتُهُمُ الْمَطَرَ بِاللَّيْلِ وَاَطْلَعْتُ عَلَيْهِمُ
الشَّمْسَ بِالنَّهَارِ وَلَمْ اُسْمِعْهُمْ صَوْتَ الرَّعْدِ (مشکوٰۃ کتاب
التوکل) یعنی اگر میرے بندے فرمانبردار ہوتے تو میں رات کے وقت
بارش برساتا اور دن میں دھوپ نکال دیتا اور بادل کی آواز بھی
ان کو نہ سناتا یعنی ذرا بھی تکلیف نہ پہنچتی۔ نیز ابو الدرداء رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ اِنَّ الرِّزْقَ لَيَطْلُبُ الْعَبْدَ كَمَا يَطْلُبُهُ اَجَلُهُ (حوالہ مذکور)
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک رزق بندہ کو ڈھونڈتا
ہے جیسے اجل موت اس کی تاک میں رہتی ہے۔ مقصد یہ کہ نصیب کا
ہر دم پہنچ کر رہے گا اس لئے انسان کو روزی اور دنیا کی طلب میں
عبادت الٰہی سے غافل نہ ہونا چاہئے۔ چونکہ ابن ماجہ صفحہ ۳۱۲ میں ہے
يَا ابْنَ اٰدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِيْ اَمْلَاْ صَدْرَكَ غِنًى وَّاَسُدَّ فَقْرَكَ وَ
اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ مَلَاْتُ صَدْرَكَ شُغْلًا وَّلَمْ اَسُدَّ فَقْرَكَ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے اے بیٹے آدم کے تو میری بندگی کے لئے فارغ ہو جا میں
تیرے سینے کو غنا سے بھر دوں گا اور تیری محتاجگی دور کر دوں گا
اور اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو تیرے سینے کو فکر او تردد سے بھر دوں گا
اور تیری محتاجگی کو بند نہ کروں گا۔ نیز زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی
روایت میں یہ لفظ آئے ہیں مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهٗ فَرَّقَ اللّٰهُ عَلَيْهِ
اَمْرَهٗ وَجَعَلَ فَقْرَهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَلَمْ يَاْتِهٖ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا
مَا كُتِبَ لَهٗ وَمَنْ كَانَتِ الْاٰخِرَةُ نِيَّتَهٗ جَمَعَ اللّٰهُ لَهٗ اَمْرَهٗ وَجَعَلَ
غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهٖ وَاَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۴۳) یعنی
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنی جد و جہد صرف دنیا ہی کے
حصول بناؤ سنوار میں صرف کی تو اللہ تعالیٰ اس کے کاروبار کو اسپر
دشوار کر دیتا ہے پس تنگی فقر و فاقہ پریشانی ہر دم آنکھوں کے سامنے
رہتی ہے اور دنیا تو نصیب سے زیادہ نہیں ملتی۔ ہاں جس کی نیت و
کوشش آخرت سنوارنے کی ہو یعنی اللہ کی عبادت اور اسکی رضامندی
کے کاموں میں مصروف رہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کا دنیاوی کاروبار
اس کیلئے آسان کر دیتا ہے اور اس کے دل کو چین و تسلی دیدیتا ہے
اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آتی ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے
مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ هَمًّا وَّاحِدًا هَمَّ الْاٰخِرَةِ كَفَاهُ اللّٰهُ هَمَّ دُنْيَاهُ
اس پر اگر یہ شبہ پیدا ہو کہ دیندار لوگ اکثر غریب رہتے ہیں۔ نمازی
جوتیاں ہی چٹخاتے پھرتے ہیں اور طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا
رہتے ہیں ایسا کیوں؟ تو جواب یہ ہے کہ یہ اللہ کی آزمائش و امتحان
کے طور پر ہوتا ہے۔ پھر اللہ اپنے بندوں کو امتحانات میں (صبر
وسہارے کے ذریعہ) پاس کر کے ان کے درجات بلند فرماتا ہے اور وہ
بھی کامیاب رہتے ہیں ان تکالیف پر ان کو لذت حاصل ہوتی ہے جیسا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تم چاہو
تو تمھارے لئے پہاڑوں کو سونا بنا دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
عرض کیا یا اللہ نہیں بلکہ ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن روٹی ملے تاکہ
تجھ سے دعا اور منت کروں مانگوں سوال کروں تاکہ لذت حاصل ہو
(حدیث التفاسیر) فقط اس مضمون کا بیان صفحہ ۶۹ میں بھی لکھا گیا ہے۔

ع ۱۲ ۲

مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹۹﴾ ع

کو خدا کے سے پس نڈر نہیں ہوتے مکر خدا کیے سے مگر قوم ٹوٹا پانے والی

تدبیر سے بے خوف ہو گئے ہیں؟ سو (یاد رکھو) اللہ کی تدبیر سے سوائے گھاٹا پانیوالے لوگوں کے کوئی بے خوف نہیں ہوتا

اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ

کیا نہیں راہ دکھائی واسطے ان لوگوں کے کہ وارث ہوتے ہیں زمین کے پیچھے رہنے والوں اس کے کے

کیا ان لوگوں پر جو (گذشتہ) مالکان زمین کے بعد (اب) زمین کے وارث ہوتے - یہ بات واضح نہیں ہوئی

لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

یہ کہ اگر چاہیں ہم پکڑیں ہم ان کو ساتھ گناہوں ان کے اور مہر رکھیں ہم اوپر دلوں ان کے

کہ اگر ہم چاہتے تو ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کو عذاب میں پکڑ لیتے اور ہم ان کے دلوں پر مہر کر دیتے سو وہ

فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ

پس وہ نہیں سنتے یہ بستیاں بیان کرتے ہیں ہم اوپر تیرے بعض خبریں ان کی

(نصیحت کی بات کو بھی) نہیں سنتے (اے پیغمبر!) یہ چند بستیاں ہیں - جن کے حالات ہم آپ کو سناتے ہیں

وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا

اور تحقیق آئے تھے ان کے پاس پیغمبر ان کے ساتھ دلیلوں کے پس نہ تھے کہ ایمان

اور یقیناً ان لوگوں کے پاس ان کے پیغمبر معجزات لے کر آئے تھے پھر جس چیز کو یہ لوگ پہلے جھٹلا چکے تھے

لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى

لادیں ساتھ اس چیز کے کہ جھٹلایا جو پہلے اس سے اسی طرح مہر رکھتا ہے اللہ اوپر

یہ نہ ہو سکا کہ اس کو مان لیں - اللہ اسی طرح نہ ماننے والوں کے دلوں پر

قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ

دلوں کافروں کے اور نہیں پایا ہم نے واسطے بہتوں کے ان سے قائم رہنا اوپر عہد کے

مہر کر دیتا ہے اور ان میں سے اکثر کو ہم نے قول و قرار کا پکا نہیں پایا

وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ

اور تحقیق پایا ہم نے بہتوں ان کے کو البتہ فاسق پھر بھیجا ہم نے

اور ان میں سے اکثر کو ہم نے نافرمان ہی پایا - پھر ان کے بعد ہم نے

بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا

پیچھے ان سب کے موسیٰ کو ساتھ نشانیوں اپنی کے طرف فرعون کی اور سرداروں اس کے کی پس ظلم کیا

موسیٰ کو اپنے نشانات کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا - مگر انہوں نے ان نشانات

بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَقَالَ

ساتھ اس کے پس دیکھ کیونکر ہوا آخر کام مفسدوں کا اور کہا

کو جھٹلایا سو دیکھئے کہ فساد برپا کرنے والوں کا کیسا انجام ہوا اور موسیٰ

مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ لا

موسیٰ نے اے فرعون تحقیق میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار عالموں کی طرف سے

نے کہا کہ اے فرعون! میں دنیا جہان کے پروردگار کی طرف سے رسول ہوں

حل لغات۔

۱ یَطْبَعُ اللّٰهُ۔ طبع ختم ہو رین اور کنان اور غشاوہ اور قصد اور منع سب کے ایک معنی ہیں یعنی مہر لگانا اور اس کی مزید تحقیق سورۂ بقرہ کے پہلے رکوع ختم اللہ علی قلوبہم میں گزر چکی۔ —— ۲ اِنْ وَّجَدْنَا اِنْ مخفف ہے اَنَّ حرف مشبہ بفعل کا اور اس کا اسم یعنی ضمیر شان محذوف لفٰسقین خبر والتقدیر وان الشان والحدیث وجدنا اکثرہم فاسقین۔

ف۱ خدا کے مکر سے بے خوف ہونے والا یقیناً خاسر و فاسق ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ سے دُعا کی کہ یا اللہ مجھ کو اپنے مکر سے بے خوف نہ کیجیو امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں مومن نیکیاں کرتا ہے اور پھر ڈرتا رہتا ہے اور فاجر و فاسق شخص گناہ کرتا ہے اور بے خوف رہتا ہے نتیجہ میں مومن امن پاتا ہے اور فاسق پیس دیا جاتا ہے ؎

کفر اُس کو آدمی نہ جانے گا گو ہو وہ کیسا ہی صاحبِ فہم و ذکا
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ——— فرما کر واضح کر دیا کہ جیسے پہلوں کو پکڑ لیا تمھیں بھی پکڑ سکتے ہیں اللہ پاک نے اس آیت میں یہ بات بیان کی کہ یہ لوگ جو رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اور راہِ حق پر نہیں آتے کیسے بے پرواہ ہیں ان سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں جن کے یہ جانشین بن کر بیٹھے ہیں ان کے حال سے ذرا بھی عبرت حاصل نہیں کرتے کہ ان کا کیا حال ہوا۔ انھوں نے رسولوں کو جھٹلایا اور دین حق سے روگرداں رہے تو کس ذلت کے ساتھ گاؤں کے گاؤں ہلاک ہوئے۔ ہم چاہیں تو اُن ہی قوموں کی طرح کیا ان کو نہیں پکڑ سکتے ہیں ان پر عذاب نہیں بھیج سکتے۔ یہ ان کے پکڑے جانے کی نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر بھی ایسی مہر لگا دی کہ نصیحت سُننے اور سمجھنے سے مجبور ہیں۔ ترمذی نسائی وغیرہ کے حوالے سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے (جس کے الفاظ یوں ہیں عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اَخْطَاَ خَطِیْئَةً نُکِتَتْ فِیْ قَلْبِهٖ نُکْتَةٌ سَوْدَاءُ فَاِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ سُقِلَ قَلْبُهٗ وَاِنْ عَادَ زِیْدَ فِیْهَا حَتّٰى یَعْلُوَ قَلْبَهٗ وَهُوَ الرَّانُ الَّذِیْ ذَکَرَ اللّٰهُ کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ○ ترمذی ابواب التفسیر) جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بغیر توبہ کے گناہ پر گناہ کرنے سے آدمی کے دل پر زنگ لگ کر اس کا دل ایسا سخت ہو جاتا ہے کہ کسی نیک بات کے اثر سے اس کا دل نرم نہیں ہوتا۔ اس آیت میں گنہ گار نافرمان لوگوں کے دلوں پر مہر لگ جانے کا جو ذکر ہے یہ وہی دل پر زنگ لگنے کی مہر ہے جس کا ذکر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں ہے چنانچہ زیادہ تفصیل سورۂ ویل للمطففین میں آئے گی انشاء اللہ (احسن التفاسیر)

ف۲ گذشتہ رکوع میں مضمون کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے فرمایا ہے کہ لوگ جب نافرمانی کرتے کرتے اس حد تک پہنچ جاتے ہیں کہ دل بالکل ہی مسخ ہو جائیں تو پھر ان کے دلوں کی وہی شکل ہو جاتی ہے جو اس چیز کی ہے جس کا منہ بند کر کے اوپر سے اس پر مضبوط سی مہر کر دی جائے تاکہ اس میں کچھ داخل نہ ہو اور نہ کچھ نکل سکے۔ پس جب ان کے دل مہر بلب ہو جاتے ہیں تو وہ ٹیڑھی راہ چلتے جاتے ہیں اس وقت ان سے لاکھ کہو سنو ان پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ فرماتا ہے افسوس تو اس بات پر ہے کہ انسان کسی بات کو سوچتا ہی نہیں۔ اگر سوچے تو اُسے معلوم ہو کہ اگرچہ اس نے خوش حالی اور دولت مندی بڑوں سے ورثہ میں حاصل کی ہے مگر ہم چاہیں تو ایک منٹ میں اس سے سب کچھ چھین لیں اور اسے کنگال بنا دیں۔ پھر معلوم نہیں کہ اس دولت اور اس دنیائے فانی پر انسان کیوں اس قدر مرتا ہے اور اس کے نشہ میں کیوں اس قدر سرشار رہتا ہے کہ ہمیں کبھی بھول جاتا ہے۔ اسکے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر! قرآن کریم میں ہم نے گذشتہ قوموں اور لوگوں کے جو حالات و قصص بیان کئے ہیں صرف اس لئے کہ آنے والی دنیا اس سے درس عبرت حاصل کرے اور جن غلطیوں اور کمزوریوں کا شکار پہلے لوگ ہو چکے ہیں اُن سے آپ کی اتباع کرنے اور قرآن کو ماننے والے ہمیشہ بچے رہیں۔ سنو! جس طرح آپ کو رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اسی طرح آپ سے پہلے بھی رسول بھیجے جا چکے ہیں مگر لوگ ہمیشہ اپنے ہی خیالات و عقائد پر قائم رہے ہیں، اصلاح نہ کی نہ انھوں نے رواج و رسم کو چھوڑا۔ وہ توہم پرستی پر اسی طرح جمے رہے جیسے پہلے تھے (ماخوذ) ف۳ ان میں کے اکثر بدعہد بلکہ عموماً فاسق ہیں۔ یہ عہد وہ ہے جو روزِ ازل میں لیا گیا تھا اور ان کی فطرت میں رکھا گیا اس کی تاکید انبیاء علیہم السلام کرتے رہے مگر انھوں نے مطلق پرواہ نہ کی۔ پس جس نے اس عہد کو پورا نہ کیا وہ مارا گیا فقط۔

حَقِيقٌ عَلَىٰٓ أَن لَّآ أَقُولَ عَلَى ٱللَّهِ إِلَّا ٱلْحَقَّ ۚ قَدْ جِئْتُكُم

ثابت ہوں اوپر اس بات کے کہ نہیں کہتا میں اوپر اللہ کے مگر سچ تحقیق آیا ہوں میں

میرے لیے یہی زیبا ہے کہ خدا سے متعلق جو بات بھی کہوں سچ کہوں۔ میں بلا شبہ تمہارے رب کی طرف سے

بِبَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِىَ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿١٠٥﴾ قَالَ

تمہارے پاس ساتھ دلیل کے رب تمہارے سے پس بھیج ساتھ میرے بنی اسرائیل کو کہا

روشن دلائل لے کر تمہارے پاس آیا ہوں سو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دو (فرعون نے)

إِن كُنتَ جِئْتَ بِـَٔايَةٍ فَأْتِ بِهَآ إِن كُنتَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ ﴿١٠٦﴾

اگر ہے تو آیا ساتھ نشانی کے پس لے آ اس کو اگر ہے تو سچوں سے

کہا کہ اگر آپ کوئی نشانی لے کر آئے ہیں تو اس کو پیش کیجئے اگر آپ سچے ہیں

فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِىَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ﴿١٠٧﴾ وَنَزَعَ يَدَهُۥ

پس ڈال دیا عصا اپنا پس ناگہاں وہ اژدہا تھا ظاہر اور نکال لیا ہاتھ اپنا

چنانچہ موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا۔ سو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ صاف اژدہا ہے اور (بغل سے) اپنا ہاتھ جو نکالا

فَإِذَا هِىَ بَيْضَآءُ لِلنَّٰظِرِينَ ﴿١٠٨﴾ قَالَ ٱلْمَلَأُ مِن قَوْمِ فِرْعَوْنَ

پس ناگہاں وہ سفید تھا واسطے دیکھنے والوں کے کہا سرداروں نے قوم فرعون سے

تو اچانک دیکھنے والوں کے لئے سفید نورانی ہو گیا فرعون کی قوم کے سردار کہنے لگے کہ بلاشک یہ

إِنَّ هَٰذَا لَسَٰحِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٠٩﴾ يُرِيدُ أَن يُخْرِجَكُم مِّنْ أَرْضِكُمْ ۖ

تحقیق یہ البتہ جادوگر ہے بڑا دانا چاہتا ہے یہ کہ نکال دے تم کو زمین تمہاری سے وہ

تو بڑا علم والا جادوگر ہے چاہتا ہے کہ تمہیں تمہارے ملک سے نکال دے اب کہو

فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ﴿١١٠﴾ قَالُوٓا۟ أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَأَرْسِلْ فِى

پس کیا حکم کرتے ہو تم کہا انہوں نے ڈھیل دے اسکو اور بھائی اسکے کو اور بھیج بیچ

کہ تم کیا کہتے ہو انہوں نے کہا کہ موسیٰ اور اس کے بھائی کو تو مہلت دیں اور

ٱلْمَدَآئِنِ حَٰشِرِينَ ﴿١١١﴾ يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَٰحِرٍ عَلِيمٍ ﴿١١٢﴾ وَجَآءَ

شہروں کے اکٹھا کرنے والے تا لے آویں تیرے پاس ہر جادوگر دانا کو اور آئے

تمام شہروں میں ہرکارے بھیجدیں جو تمہارے پاس تمام اہل علم جادوگروں کو لے آئیں تو فرعون

ٱلسَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوٓا۟ إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِن كُنَّا نَحْنُ ٱلْغَٰلِبِينَ ﴿١١٣﴾

جادوگر فرعون کے پاس کہا انہوں نے تحقیق واسطے ہمارے کچھ بدلا ہے اگر ہوں ہم غالب

کے پاس تمام جادوگر آ گئے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم غالب آئے تو ہم کو ضرور انعام ملے گا

قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ لَمِنَ ٱلْمُقَرَّبِينَ ﴿١١٤﴾ قَالُوا۟ يَٰمُوسَىٰٓ إِمَّآ أَن

کہا البتہ اور تحقیق تم البتہ مقربوں سے ہو گے کہا اے موسیٰ یا تو

فرعون نے کہا ہاں اور تم مقرب بھی ہو گے (جادوگروں نے) کہا اے موسیٰ!

تُلْقِىَ وَإِمَّآ أَن نَّكُونَ نَحْنُ ٱلْمُلْقِينَ ﴿١١٥﴾ قَالَ أَلْقُوا۟ ۖ فَلَمَّآ

ڈال دے اور یا ہوں گے ہمیں ڈالنے والے کہا تمہیں ڈالو پس جب

یا تو آپ پہلے ڈالیں یا ہم پہلے ڈالتے ہیں موسیٰ نے کہا کہ تم ہی ڈالو!

حل لغات

لہ حَقِيقٌ بروزن فَعِيل معنی میں ہے فاعل کے والمعنی وَاجِبٌ عَلَیَّ مشتق ہے حق بمعنی وَجَبَ سے۔ بولا کرتے ہیں حق الشيءُ اے وجب ویحق ان تفعل کذا ای یجب وحقیق علی ان افعلہ اور ممکن ہے کہ فعیل معنی میں ہو مفعول کے۔ اہل محاورہ بولا کرتے ہیں حق علیّ ان افعل کذا وانی لمحقوق علیّ ان افعل خیرًا۔ ٹلہ ثُعْبَانٌ بڑا موٹا ★

ف مراد ظلم سے اس جگہ کفر ہے اس لئے کہ وہ منکر ہو گئے تھے ان آیات کے جن کو موسیٰ علیہ السلام لائے سو تو اے پیغمبر! ان کے انجام پر نظر کر ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا موسیٰ اور ان کی قوم کے سامنے ان سب کو از اول تا آخر غرق کر دیا (ابن کثیر)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کا تذکرہ کہ انھوں نے فرمایا اے فرعون! مجھ کو اس نے بھیجا ہے جو ہر شے کا خالق و مالک ہے مجھ کو یہ بات لائق نہیں کہ سوائے سچ کے اللہ تعالیٰ پر کچھ اور بات کہوں یا حَقِيْقٌ بمعنے واجب ہے یعنی مجھ پر لازم ہے کہ جو بات اللہ کی طرف سے کہوں وہ سچ کہوں اس لئے کہ میں اس عز و جل کی عظمت و شان کو خوب جانتا ہوں۔ پھر حضرت موسےٰ علیہ السلام کا فرعون سے مطالبہ کہ بنی اسرائیل کو اپنی غلامی سے رہا کر دے اور مصر سے نکل جانے دے۔ بنی اسرائیل انبیاء علیہم السلام کی اولاد ہے یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں مصر آئے تھے اور عزت کے ساتھ رہتے تھے۔ رفتہ رفتہ مصریوں نے اپنا غلام بنا لیا یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوا لیکن فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی بات نہ مانی اور بولا کہ اگر تمھارے پاس نبوت کے نشانات ہیں تو دکھاؤ۔ موسیٰ علیہ السلام نے عصا زمین پر پھینکا اُس نے آنِ واحد میں اژدہا کی شکل اختیار کر لی دوسری آیت میں اس کو جَآنٌّ فرمایا۔ جان کہتے ہیں چھوٹے سانپ کو۔ تطبیق دونوں آیتوں میں یوں ہے کہ جُثّہ کے بڑے ہونے میں تو اژدہا تھا اور خفتِ حرکت میں مثل چھوٹے سانپ کے تھا (فتح) پھر ایک اور نشان بھی دکھایا وہ یہ کہ اپنا ہاتھ بغل میں دبا کر جو نکالا تو وہ چاند کی طرح چمکنے لگا اور ان کی آنکھیں خیرہ ہونے لگیں۔ چاہئے تھا کہ موسےٰ علیہ السلام کے معجزات دیکھتے ہی ایمان لے آتے سعادتِ ابدی حاصل کر لیتے لیکن بول اٹھے (نعوذ باللہ) موسیٰ علیہ السلام تو ایک کامل جادوگر ہے اور یہ چاہتا ہے کہ ہم کو ڈرا دھمکا کر ملک سے باہر کر دے اور اپنی سلطنت قائم کر لے معلوم ہوا کہ فرعون کو اس بات کا بھی خوف تھا کہیں یہ لوگ میرے ملک سے باہر اپنی قوت یک جا کر کے مجھ پر حملہ آور نہ ہوں اس لئے انکا چھوڑ دینا علاوہ ویرانی ملک کے یوں بھی مناسب نہیں لیکن نشانی جو طلب کی صرف بہانہ بنانے کی غرض سے فقط۔

ف۲ اللہ کی شان جس سے خوف کھایا وہی سامنے آیا۔ فرعون اور فرعونی کچھ چاہتے تھے اور ہو اکچھ اور ہی۔ اب مشورہ کرنے لگے کہ اگر یہ معاملہ یوں ہی رہا تو لوگ اس کی طرف مائل ہو جائیں گے کیا کرنا چاہیئے؟ فرعون نے پوچھا تمھاری کیا مرضی ہے؟ وہ کہنے لگے کہ آپ فی الحال موسیٰؑ اور ہارونؑ کا فکر نہ کریں۔ صرف اتنا ہے کہ ملک بھر میں ڈھنڈورچی بھیج دیں وہ تمام بڑے بڑے ماہرین فن جادوگروں کو بلا لائیں تو پھر موسیٰؑ کا پول کھل جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جتنے بڑے بڑے شعبدہ باز اور جادوگر تھے فرعون کے دربار میں حاضر ہو گئے۔ معاملہ سُنکر ہنس کر کہنے لگے کہ ہم سب تماشا دکھا دیں گے مگر آپ ہم سے وعدہ کریں اگر ہم موسیٰؑ پر غالب آ گئے تو کیا انعامات ملیں گے؟ فرعون نے بڑے زور سے انعامات کے علاوہ دربار نشینی کا منصب بھی دینے کا وعدہ کر لیا۔ خطیب نے کہا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون ایک عاجز اور محتاج بندہ تھا۔ اگر وہ عاجز اور محتاج نہ ہوتا تو جادوگروں سے کیوں مدد چاہتا اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ جادوگر کسی چیز کی ذات اور حقیقت کو نہیں بدل سکتے تھے۔ اگر ایسا کرنے پر وہ قادر ہوتے تو انکو مزدوری مانگنے کی کیا ضرورت تھی وہ لوہے کو سونا بنا لیتے اور دنیا کی سلطنت کے مالک ہوتے (م فوائد سلفیہ) ان آیات سے مقصود قیامت تک کے لوگوں کو آگاہ کرنا ہے کہ اہل باطل کے کلمات پر دھوکہ نہ کھاویں فقط۔

زسانپ۔ ۳ وَنَزَعَ يَدَهٗ لغت میں نزع کہتے ہیں کسی چیز کو اس کی جگہ سے نکالنا۔ نزع یدہ کے معنی ہیں کہ موسیٰؑ نے اپنا ہاتھ گریبان یا بغل میں سے نکالا کما قال اللہ تعالیٰ وادخل یدک فی جیبک واضمم یدک الی جناحک۔ ۴ اَرْجِهْ امر کا صیغہ ہے ارجاء سے اور ارجاء کے معنے ہیں تاخیر اور مہلت دینے کے بولا کرتے ہیں ارجات الامر وارجیتہ اذا اخرتہ اور اسی سے ہے واٰخرون مرجون لامر اللہ اور ترجی من تشاء منہن۔ یہ اگرچہ اصل میں ارجئہ تھا مگر اہل عرب وقف کی حالت میں ہمزے کو حذف کر دیتے ہیں۔ ۵ وَاَرْسِلْ فِى الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ مدائن جمع ہے مدینہ کی جس طرح صحائف صحیفہ کی اور سفائن سفینہ کی اور چونکہ مدینہ میں ی زائد ہے اس لئے جمع میں ہمزہ سے بدل گئی ہے جیسے قبیلہ و قبائل میں لیکن جب ی اصلی ہوتی ہے تو جمع میں جا کر ہمزہ سے نہیں بدلتی بلکہ ی ہی رہتی ہے جیسے معیشۃ اور معایش میں۔ یہ ماخوذ ہے مدن بالمکان یمدن مدونا اذا اقام بہ سے۔ ۶ قَالَ اَلْقُوْا فَلَمَّآ اَلْقَوْا۔ اَلْقُوْا صیغہ جمع مذکر امر باب افعال۔ اصل میں تھا اَلْقِيُوْا ی پر ضمہ ثقیل تھا ماقبل کو دیدیا اجتماع ساکنین کی وجہ سے ی گر پڑی۔ اَلْقَوْا صیغہ جمع مذکر غائب ماضی اس کی اصل تھی اَلْقَيُوْا ی متحرک ماقبل مفتوح الف سے بدل گئی اور الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر پڑا۔

أَلْقَوْا سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَاءُو

ڈالا انہوں نے جادو کر دیا آنکھوں پر لوگوں کی اور ڈرایا ان کو اور لائے

سو جب انہوں نے ڈالا تو لوگوں کی آنکھوں کو مسحور کر دیا اور (اسی طرح) ان کو خوفزدہ کر دیا

بِسِحْرٍ عَظِيمٍ ۝١١٦ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ۚ

سحر بڑا اور وحی کی ہم نے طرف موسیٰ کی یہ کہ ڈال دے عصا اپنا

اور بڑا بھاری جادو کیا۔ اور ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ اپنا عصا ڈال دو۔ سو ناگہاں وہ ان

فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ۝١١٧ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا

پس ناگہاں وہ نگل جاتا ہے جو کچھ باندھ لیتے تھے پس واقع ہوا حق اور باطل ہوا

چیزوں کو جو انہوں نے (جھوٹ موٹ) بنا رکھی تھیں نگل گیا پس حق ثابت ہو گیا اور جو کام وہ کر رہے تھے

كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝١١٨ فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوا صَاغِرِينَ ۝١١٩

جو کچھ کہ تھے کرتے پس مغلوب ہو گئے اس جگہ اور پھر گئے ذلیل

وہ باطل ثابت ہوا پس انہیں شکست ہوئی اور ذلیل و خوار ہو کر واپس آئے

وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ۝١٢٠ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ

اور ڈالے گئے جادوگر سجدے میں کہا انہوں نے ایمان لائے ہم ساتھ پروردگار

اور تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے کہنے لگے ہم دنیا جہان کے رب پر

الْعَالَمِينَ ۝١٢١ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ۝١٢٢ قَالَ فِرْعَوْنُ آمَنْتُمْ

عالموں کے ساتھ پروردگار موسیٰ کے اور ہارون کے کہا فرعون نے ایمان لائے تم ساتھ

ایمان لائے جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے فرعون نے کہا کہ تم قبل اس کے

بِهِ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَمَكْرٌ مَكَرْتُمُوهُ فِي

اس کے پہلے اس سے کہ حکم کروں میں تم کو تحقیق یہ کچھ مکر ہے مکر کیا تم نے وہ بیچ شہر

کہ میں تمہیں اجازت دیتا ایمان لے آئے ہو یہ ایک چال ہے جو تم نے اس شہر میں اس واسطے چلی ہے

الْمَدِينَةِ لِتُخْرِجُوا مِنْهَا أَهْلَهَا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝١٢٣

کے تو کہ نکال دو اس سے لوگوں اسکے کو پس البتہ جانو گے تم

کہ اہلیان شہر کو یہاں سے نکال باہر کرو۔ پس عنقریب تمہیں (اسکا نتیجہ) معلوم ہو گا۔

لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ

البتہ کاٹوں گا میں ہاتھ تمہارے اور پاؤں تمہارے مخالف طرف سے پھر سولی دوں گا میں تم کو

میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں الٹے سیدھے کاٹ ڈالوں گا پھر تم سب کو سولی پر

أَجْمَعِينَ ۝١٢٤ قَالُوا إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ ۝١٢٥ وَمَا تَنْقِمُ

سب کو کہا انہوں نے تحقیق ہم طرف پروردگار اپنے کے پھر جانیوالے ہیں اور نہیں عیب پکڑتا تو ہم سے

چڑھا دوں گا وہ کہنے لگے ہم تو سب اپنے رب کے پاس ہی واپس لوٹ کر جانیوالے ہیں اور تم ہم سے کس بات کا انتقام

مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِآيَاتِ رَبِّنَا لَمَّا جَاءَتْنَا ۚ رَبَّنَا أَفْرِغْ

مگر یہ کہ ایمان لائے ہم ساتھ نشانیوں رب اپنے کے جب آئیں ہمارے پاس اے رب ہمارے ڈال اوپر ہمارے

لیتے ہو۔ کیا اس بات کا کہ جب ہمارے پاس ہمارے رب کے احکام پہنچے۔ تو ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے رب! ہمیں

حل لغات۔

۱ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ معنیٰ میں ہے ارهبوهم کے سین زائد۔ ۲ تَلْقَفُ ماخوذ ہے لقف سے اور لقف کہتے ہیں جلدی سے نگل لینے کو۔ ۳ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَافٍ قطع اور تقطیع دونوں کے ایک معنیٰ ہیں مگر تقطیع میں شدت اور کثرت اور مبالغہ پایا جاتا ہے اور قطع الید والرجل من خلاف کے معنے ہیں ہاتھ اور پاؤں ۲

ف۱ آخر حق و باطل کی تمیز کے لئے دن مقرر ہوگیا معاملہ مناظرانہ طرز اختیار کرگیا۔ موسٰے علیہ السلام اپنے معجزات دکھانے کے لئے طلب کئے گئے۔ تشریف لاتے ہی فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں۔ اُس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ حق کو ہمیشہ باطل پر غلبہ دے گا۔ جادوگر بولے تمھاری طرف سے ابتدا ہو یا ہم ابتدا کریں؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم ہی دکھاؤ چنانچہ انھوں نے شعبدہ بازی کرکے ایسا تماشہ دکھایا کہ لوگ حیران رہ گئے۔ وہ اس طرح کہ انھوں نے اپنی رسّیاں اور لاٹھیاں زمین پر ڈال دیں۔ یہ سحر سے سانپ نظر آنے لگے گویا کہ آنکھوں کو صحت ادراک سے متغیر کردیا کچھ کا کچھ نظر آنے لگا نظر بندی سے خیال کو پھیر دیا۔ اہل شعبدہ اسی طرح کیا کرتے ہیں۔ یہی فرق ہے درمیان سحر کے جو کام ہے بشر کا اور درمیان معجزہ انبیاء کے جو کام اللہ کا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جادوگر تین سو اونٹ کا بوجھ لے کر آئے تھے۔ جب وہ رسّیاں اور لکڑیاں میدان میں پھینک دیں تو ہزارہا کی تعداد میں پہاڑوں کے برابر سانپ نظر آنے لگے۔ میدان بھر گیا۔ جادوگروں نے اپنے فن کا پورا مظاہرہ کر دکھایا۔ سورۂ طٰہٰ میں ہے کہ معاملہ مصریوں کے تہوار کے دن پیش آیا تھا اور مملکت کی تمام آبادی جمع تھی۔ جب وہ اپنا کرشمہ دکھا چکے تو موسٰے علیہ السلام نے بحکم خدا اپنا عصا ڈالا تو وہ اژدہا بن گیا۔ اسّی گز چوڑا منہ پھاڑ کر سب کا نوالہ کر گیا۔ سارا میدان صاف ہوگیا۔ پھر آپؑ نے اپنا عصا اٹھالیا وہ بدستور سابق لکڑی بن گیا۔ جادوگر سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں ہے بلکہ اللہ کی طرف سے موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے۔ تمام جادوگر سجدہ میں گر پڑے کہنے لگے موسیٰ علیہ السلام نے سچ کہا تھا تصدیق کرتے ہیں رب العلمین پر ایمان لاتے ہیں جو موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کا رب ہے۔ حضرت قاسم کا بیان ہے کہ سجدہ سے اٹھنے سے پہلے ہی اللہ نے ان کو دوزخ دکھائی جس سے انھیں نجات دی اور جنت دکھائی جو انھیں دی۔ (ابن کثیر) جامع البیان صفحہ ۱۴۱ میں ہے کہ جادوگروں کی تعداد بعض نے پندرہ^۱۵ ہزار اور بعض نے تینتیس^۳۳ ہزار اور بعض نے ستّر^۷۰ ہزار۔ حمیدی میں ہے کہ بعض نے نو لاکھ^۹ بتائی ہے واللہ اعلم بالصواب فقط ابومحمد عبدالستار (رحمہ اللہ وغفرلہ)

ف۲ جب فرعون نے دیکھا تمام باشندگان ملک کے سامنے اُسے شکست ہوئی ہے اور جن جادوگروں پر بھروسہ کیا تھا وہی ایمان لے آئے تو ڈرا کہیں ایسا نہ ہو لوگ موسٰے (علیہ السلام) کے معتقد ہوجائیں اس لئے جادوگروں پر مکر و سازش کا الزام لگایا یعنی حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے مل گئے ہیں اس لئے جان بوجھ کر انھیں فتح مند کرادیا اور پھر فوراً اُن پر ایمان لے آئے۔ سچا ایمان اگرچہ ایک لمحہ کا ہو ایسی روحانی طاقت پیدا کردیتا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے مرعوب و مسخر نہیں کرسکتی۔ وہی جادوگر جو فرعون سے صلہ و انعام کی التجائیں کررہے تھے ایمان لانے کے بعد معًا ایسے بے پرواہ ہوگئے کہ سخت سے سخت عذاب کی دھمکی بھی انھیں متزلزل نہ کرسکی۔ تفصیل سورہ طٰہٰ میں ہے (ت) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا دنیا میں سب سے پہلے فرعون نے لوگوں کو سولی پر چڑھایا اور ان کے ہاتھ پاؤں اس طرح کاٹے کہ ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کاٹا۔ فرعون نے پہلی بار مجملاً ڈرایا پھر اس کی تفصیل بیان کی ہاتھ پاؤں کاٹوں گا پھر اس پر بھی اکتفاء نہ کرتے ہوئے کہا کہ سولی چڑھاؤں گا انھوں نے کہا ہمیں یقین ہوگیا ہے کہ ہمیں مرکر اپنے پروردگار کے پاس جانا ہے ہم تیرے عذاب کی پرواہ نہیں کرتے۔ چنانچہ انھوں نے اپنے پروردگار سے یوں دُعا کی کہ اے اللہ ہمارے دلوں کو صبر کی نعمتِ عظمٰی عطا فرما اور ہماری موت ایسی حالت میں آئے کہ حقیقی معنوں میں تیرے فرماں بردار ہوں۔ ابن جریر رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ لوگ دن کے اول میں جادوگر تھے اور اس کے اخیر میں شہید ہوکر اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں داخل ہوگئے (سلفیہ) فقط

★ الٹے سیدھے کاٹنا۔ ۔ ۲۔ اَفرِغ۔ اِفراغ کے لغوی معنے ہیں ڈال دینے کے۔ درہم سانچے میں ڈالا جاتا ہے تو درہم مفرغ بولا کرتے ہیں۔ یہ ماخوذ ہے افراغ الاناء سے اور افراغ الاناء کے معنے ہیں برتن کی ساری چیز کو گرادینا یہاں تک کہ خالی ہوجائے۔ اور اس کی مزید توضیح سورہ بقرہ کے رکوع ۳۳۔ آیت ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین میں گزرچکی ہے وہاں دیکھو۔

ع ۱۴ ۱۸ ۴

عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ (۱۲۶) وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ

ہمارے صبر اور مار ہم کو مسلمان کر کر اور کہا سرداروں نے قوم

عطا فرما اور ہمیں اسلام کی حالت میں موت دے اور فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا کہ

فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَيَذَرَكَ

فرعون کی سے کیا چھوڑ دیتا ہے تو موسیٰ کو اور قوم اسکی کو تو کہ فساد کریں بیچ زمین کے اور چھوڑ دے تجھ کو

کیا تم موسیٰ اور اس کی قوم کو یونہی چھوڑ دو گے کہ وہ ملک میں فساد برپا کرتے پھریں اور تمہیں اور تمہارے

وَآلِهَتَكَ ۚ قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ وَنَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ وَإِنَّا

اور معبودوں تیرے کو کہا البتہ قتل کرینگے ہم بیٹوں ان کے کو اور جیتا رکھیں گے بیٹیوں ان کی کو اور تحقیق

معبودوں کو ترک کر دیں کہنے لگا۔ ہم عنقریب ان کے بیٹوں کو مار ڈالیں گے اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھیں گے

فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ (۱۲۷) قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَ

ہم ان پر غالب ہیں کہا موسیٰ نے واسطے قوم اپنی کے مدد چاہو ساتھ اللہ کے اور

اور ہم تو ہر طرح ان پر غالب ہیں موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم اللہ سے مدد طلب کرو اور صبر کرو۔ زمین

اصْبِرُوا ۖ إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ

صبر کرو تحقیق زمین واسطے اللہ کے ہے وارث کرتا ہے اسکا جس کو چاہے بندوں اپنے سے

خدا کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے دیدے۔ اور آخرکار کامیابی انہیں کو ہوتی ہے

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ (۱۲۸) قَالُوا أُوذِينَا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَأْتِيَنَا وَ

اور آخر کام کا واسطے پرہیزگاروں کے ہے کہا انہوں نے ایذا دیے گئے ہیں ہم پہلے اس سے کہ آوے تو ہمارے پاس اور

جو پرہیزگار ہوں۔ وہ کہنے لگے کہ ہمیں تو تکلیفیں ہی پہنچتی رہیں آپ کے آنے سے پہلے بھی

مِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۚ قَالَ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَ

پیچھے اس سے کہ آیا تو ہمارے پاس کہا شتاب ہے پروردگار تمہارا یہ کہ ہلاک کرے دشمن تمہارے کو اور

اور آپ کے آنے کے بعد بھی۔ موسیٰ نے فرمایا۔ امید ہے کہ عنقریب تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور زمین

ع ۱۵ ۱۹ ۵

يَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ (۱۲۹) وَلَقَدْ

خلیفہ کرے تم کو بیچ زمین کے پس دیکھے کیونکر عمل کرتے ہو تم اور البتہ تحقیق

میں تمہیں جانشین مقرر کر دے پھر دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ اور ہم نے آل فرعون

أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَنَقْصٍ مِنَ الثَّمَرَاتِ

پکڑا ہم نے قوم فرعون کی کو ساتھ قحط کے اور کمی میووں کی سے تو کہ

کو خشک سالی اور کمی پیداوار کے عذاب میں گرفتار کیا۔ تاکہ وہ لوگ (اور نہیں، تو اسی سے ہی)

لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ (۱۳۰) فَإِذَا جَاءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا

وہ نصیحت پکڑیں پس جب آئی ان کو نیکی کہتے واسطے

نصیحت حاصل کریں پس جب انکو کوئی فائدہ پہنچتا تو کہتے کہ یہ ہمارا حق ہے

هَٰذِهِ ۖ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَىٰ وَمَنْ مَعَهُ ۗ

ہمارے ہے یہ اور اگر پہنچتی ان کو برائی شوم پکڑتے ساتھ موسیٰ کے اور جو ساتھ اس کے تھے

اور اگر انکو کوئی تکلیف پہنچتی۔ تو موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی نحوست قرار دیتے۔ دیکھو! اللہ کے نزدیک

حل لغات۔
۱ؔ سَنُقَتِّلُ قتل اور تقتیل میں وہی فرق ہے جو قطع اور تقطیع میں۔ ۲ؔ بِالسِّنِينَ. جمع ہے سنۃ کی اور سنۃ مستعمل ہوتا ہے دو معنوں میں سال و برس میں اور قحط و گراں سالی میں پہلے استعمال کی مثال ہے قال تزرعون سبع سنین دأبا اور دوسرے کی اللہم اجعلہا علیہم سنین کسنی یوسف۔ یہ پیغمبرؑ صاحب کی بددعا ہے اہل مکہ کے حق میں جب انھوں نے پیغمبر صاحب کو سخت تکلیف و ایذا دی تو آپ نے یہ دعا کی۔ ۳ؔ يَطَّيَّرُوا اصل میں تھا یتطیروا۔ تے اور طوئے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے ایک بعنی تے دوسرے یعنی طوئے میں مدغم ہوگئی۔ تطیر کہتے ہیں فال بد لینے کو۔

ف فرعون چھ سو برس دنیا میں زندہ رہا اور چار سو برس تک بادشاہی کی۔ اس عرصہ میں کوئی تکلیف اس کو نہیں ہوئی۔ سر میں درد تک نہیں ہوا۔ اگر ایک روز بھی بھوکا رہتا یا کوئی تکلیف اٹھاتا تو خدائی کا دعویٰ بھول جاتا۔ اُس نے موسےٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے یہ حکم دے رکھا تھا کہ جو بچہ پیدا ہو اگر لڑکا ہو تو مار ڈالا جائے اور لڑکی ہو تو چھوڑ دی جائے۔ سورۂ قصص میں جو ذکر موسےٰ علیہ السلام کا آوے گا اُس کے موافق جب موسےٰ علیہ السلام پیدا ہو گئے اور فرعون ہی کے گھر میں پرورش پا کر سیانے ہو گئے تو اس نے وہ حکم موقوف کر دیا۔ اب جو موسیٰ علیہ السلام نے رسالت کا دعویٰ کیا اور جادوگروں پر غالب ہو کر اللہ کا پیغام لوگوں کو پہنچانے لگے تو فرعون کے وزیروں امیروں نے فرعون کے پاس جا کر بطور مشورہ یہ بات کہی کہ موسےٰؑ اور اس کے پیروی کرنے والوں کو زندہ نہیں چھوڑنا چاہیے ورنہ یہ لوگ آپ کی رعیت کو بہکا بہکا کر آپ کی طرف سے پھیر دیں گے اور خدا کی طرف متوجہ کر دیں گے اور آپ کو اور آپ کے دین و آئین کو اور معبودوں کو چھوڑ دیں گے تو پھر فرعون نے حکم کر وہی اگلا حکم جاری کرنے کو کہا کہ ہم ان کے لڑکوں کو قتل کر ڈالیں گے اور لڑکیوں کو چھوڑ دیں گے۔ ہمارے سامنے ان لوگوں کی کیا ہستی ہے۔ ہم سب سے زبردست ہیں۔ جب بنی اسرائیل کو اس بات کی خبر پہنچی کہ وہ ملعون پھر ایسا ارادہ کرتا ہے تو موسےٰ علیہ السلام سے اس کی شکایت کی۔ موسےٰ علیہ السلام نے یہ جواب دیا کہ اللہ سے مدد چاہو اور صبر کرو۔ آخر میں اللہ سے ڈرنے والوں کو بھلائی اور بہتری ہو گی گویا موسےٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرعون پر فتح پانے کا وعدہ کیا تو اُن کی قوم نے کہا کہ ہماری تو ہمیشہ یہی حالت رہی کہ جب آپ نہیں تھے جب بھی اسی مصیبت میں گرفتار تھے کہ ہمارے لڑکے قتل کئے جاتے تھے اور اب بھی وہی تکلیف ہے۔ یہ کم بخت پھر وہی حکم جاری کر رہا ہے کہ ہمارے لڑکے قتل کئے جاویں اور لڑکیاں چھوڑ دی جاویں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا گھبراؤ نہیں بہت جلد اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو غارت کرے گا اور یہ کافر مع اپنے ہوا خواہوں کے ہلاک ہو گا اور تم لوگ دنیا میں سلطنت کی باگ ہاتھ میں لو گے۔ پھر اللہ تعالیٰ تمہیں آزمائے گا کہ تم کیا عمل کرتے ہو۔ چنانچہ یہ بات ظہور میں آئی کہ فرعون مع اپنے لشکر کے دریا میں غرق ہو گیا اور بنی اسرائیل نے اس کے ہاتھ سے نجات پائی اور داؤد و سلیمان علیہما السلام

کے زمانہ میں سارے ملک مصر پر بنی اسرائیل کا قبضہ ہو گیا اور پھر بنی اسرائیل نے وہ بُرے عمل کئے جن کا ذکر جگہ جگہ قرآن میں ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں عمرو بن عوف انصاری کی ایک بڑی حدیث ہے جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو اپنی امت کی تنگ دستی کی حالت کا کچھ خوف نہیں بلکہ مجھ کو یہ خوف ہے کہ جب ان کو پچھلی امتوں کی طرح فارغ البالی ہو جاوے گی تو ان میں طرح طرح کے فساد پیدا ہو جاویں گے۔ اس حدیث کو ان آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے کیونکہ ان آیتوں اور حدیث کے ملانے سے یہ مطلب پیدا ہوا کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی فارغ البالی کے زمانہ کے فساد کا خوف تھا وہی خوف نبی اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کی فارغ البالی کے زمانہ کا تھا اور اُسی خوف کا ظہور جس طرح بنی اسرائیل میں ہوا اسی طرح امت محمدیہ میں ہوا۔ فرعون نے اپنی صورت کے بُت بنا کر لوگوں کو پوجا کے لئے دے رکھے تھے اور اپنے آپ کو بڑا خدا اور ان مورتوں کو چھوٹے خدا کہتا تھا (احسن)
اس رکوع میں ایک طرف فرعون کے انتہائی مظالم کا ذکر ہے اور دوسری طرف بنی اسرائیل کی انتہائی بزدلی اور گستاخی کو ظاہر کیا گیا ہے۔ سردارانِ ملک نے فرعون سے مطالبہ کیا کہ وہ موسیٰؑ اور اس کی قوم کا ایسا کوئی بندوبست کرے کہ وہ ہمارے خلاف زبان نہ کھول سکیں۔ فرعون نے کہا کہ ہم تو پہلے ہی سے ان کے بیٹوں کو ہلاک کر دیتے ہیں اور لڑکیوں کو لونڈیاں بنا لیتے ہیں۔ ہم ہر طرح ان سے زیادہ زور آور ہیں ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ساتھ تبلیغی سرگرمیوں میں مشغول تھے۔ آپؑ نے فرمایا دیکھو اے بنی اسرائیل اسباب ظاہری کے نہ ہونے سے مت ڈرو تم اپنی لو اللہ سے لگاؤ اسی سے مدد طلب کرو اور دشمن کی سختیوں پر صبر کرو۔ یہ ملک اللہ کا ہے جب کوئی فرمانبردار قوم پیدا ہو جائے گی تو نافرمانوں کو ان کے لئے جگہ خالی کرنی پڑے گی اللہ میں سب طاقت ہے۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تمہارے دشمن کو ہلاک کرے گا اور نافرمانوں کو ختم کر کے تمہارا تسلط جما دیگا پھر وہ تمہیں بھی دیکھے گا کہ آیا تم بھی اسی طرح نافرمانیوں پر تو نہیں اُترتے اور سرکش تو نہیں بن جاتے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ یہ کلام مسلمانوں کے سُنانے کو نقل فرمایا۔ یہ سورت مکی ہے اس وقت مسلمان بھی ایسے ہی مظلوم تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین پر مضبوط اور ثابت قدم رہنے سے دنیا کی بھی شوکت حاصل ہو جاتی ہے فقط۔ اس مضمون کی آیتیں سورہ آل عمران رکوع ۱۲ و ۱۹ و سورہ مائدہ رکوع ۲ و سورہ انفال رکوع ۴ وغیرہ میں بھی ہیں۔

أَلَآ إِنَّمَا طَٰٓئِرُهُمْ عِندَ ٱللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٣١﴾

خبردار ہو سوائے اسکے نہیں کہ شوم انکا نزدیک خدا کے ہے اور لیکن بہت ان کے نہیں جانتے

نحوست انہیں اللہ کی ہے۔ لیکن ان میں اکثر اسبات کو نہیں جانتے۔

وَقَالُوا۟ مَهْمَا تَأْتِنَا بِهِۦ مِنْ ءَايَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ

اور کہا انہوں نے جو کچھ لاویگا تو ہمارے پاس اس کو نشانیوں سے تاکہ جادو کرے ہمکو ساتھ اسکے پس نہیں ہم واسطے تیرے

اور فرعون کے لوگوں نے کہا کہ (خواہ) آپ کو کوئی نشانی ہمارے پاس لائیں تاکہ اسکے ساتھ آپ ہمکو سحر کردیں پھر بھی

بِمُؤْمِنِينَ ﴿١٣٢﴾ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ ٱلطُّوفَانَ وَٱلْجَرَادَ وَ

ماننے والے۔ پس بھیجا ہم نے اوپر ان کے طوفان مینہ کا اور ٹڈیاں اور

ہم آپکو نہیں مانیں گے پس ہم نے ان پر طوفان بھیجا اور ٹڈیاں اور جوئیں اور مینڈک اور خون۔ کو سب الگ الگ

ٱلْقُمَّلَ وَٱلضَّفَادِعَ وَٱلدَّمَ ءَايَٰتٍ مُّفَصَّلَٰتٍ فَٱسْتَكْبَرُوا۟

چچڑیاں اور مینڈک اور لہو نشانیاں جدا جدا پس تکبر کیا

نشانیاں تھیں۔ مگر (اس کے باوجود) انہوں نے تکبر کیا

وَكَانُوا۟ قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ﴿١٣٣﴾ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ ٱلرِّجْزُ قَالُوا۟

اور تھے قوم گنہگار اور جب پڑتا اوپر ان کے عذاب کہتے اے موسیٰ دعا کر

اور وہ مجرموں کی قوم تھی اور جب ان پر عذاب واقع ہوتا تو کہنے لگتے۔ اے موسیٰ!

يَٰمُوسَى ٱدْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِندَكَ ۖ لَئِن كَشَفْتَ

واسطے ہمارے پروردگار اپنے سے ساتھ اس چیز کے کہ اقرار کر رکھا ہے نزدیک تیرے اگر کھول دے گا تو

ہمارے واسطے اپنے رب سے اس طور پر کہ اس نے آپ کو سکھا رکھا ہے۔ دعا کیجئے اگر آپ نے ہم سے اس عذاب کو

عَنَّا ٱلرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿١٣٤﴾

ہم سے عذاب البتہ ایمان لادینگے ہم واسطے تیرے اور البتہ بھیج دینگے ہم ساتھ تیرے بنی اسرائیل کو

اٹھا دیا تو ہم ضرور آپ پر ایمان لے آئیں گے اور آپ کے ساتھ ضرور بنی اسرائیل کو بھیج دیں گے۔

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ ٱلرِّجْزَ إِلَىٰٓ أَجَلٍ هُم بَٰلِغُوهُ

پس جب کھول دیا ہم نے ان سے عذاب ایک مدت تک کہ وہ پہنچنے والے تھے

پھر جب ہم نے ان سے اس عذاب کو ایک خاص وقت تک کہ وہ اس تک پہنچنے والے ہی تھے ٹال دیا تو

إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ ﴿١٣٥﴾ فَٱنتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَٰهُمْ فِى

اس کو ناگہاں وہ عہد توڑ ڈالتے تھے پس بدلہ لیا ہم نے ان سے پس ڈبو دیا ہم نے ان کو

انہوں نے فوراً بدعہدی کی پس ہم نے ان سے انتقام لیا۔ سو ہم نے ان کو گہرے پانی میں

ٱلْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا وَكَانُوا۟ عَنْهَا غَٰفِلِينَ ﴿١٣٦﴾ وَ

بیچ دریا کے بسبب اس کے کہ وہ جھٹلاتے تھے نشانیوں ہماری کو اور تھے ان سے غافل اور

غرق کر دیا۔ کیونکہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے اور ان سے غفلت برتتے تھے۔ اور

أَوْرَثْنَا ٱلْقَوْمَ ٱلَّذِينَ كَانُوا۟ يُسْتَضْعَفُونَ مَشَٰرِقَ ٱلْأَرْضِ

وارث کیا ہم نے اس قوم کو کہ وہ تھے ناتواں گنے جاتے مشرقوں زمین کو

ہم نے ان لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے۔ اس زمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنا دیا جس میں کہ ہم نے

حل لغات۔

لہ مَهْمَا تَأْتِنَا۔ مَهْمَا اصل میں تھا مَامَا۔ پہلا ما شرطیہ ہے اور دوسرا تاکید شرط کے لئے زائد کیا گیا ہے جیسے کیفما اور مَتیٰ مَا میں پھر پہلے ما کا الف ہے سے بدل گیا

کراہیۃ لتکرار اللفظ۔ ٢ الطُّوفَانُ مصدر ہے جس طرح رجحان اور نقصان اور جو چیز بکثرت اور قوم کو محیط و عام ہو اسے لغت میں طوفان کہتے ہیں جیسے مثلاً

ف فرعون اور اس کی قوم کو بداعمالیوں اور نافرمانیوں کی پاداش میں کئی سزائیں بھگتنی پڑیں مثلاً قحط سالی اور میووں کے نقصانات۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہر چیز خشک ہو گئی اور جانور مر گئے۔ دریائے نیل سوکھ گیا۔ آخر سب لوگ فرعون کے پاس آئے اور کہنے لگے اگر خدا ہے تو نیل میں پانی جاری کر۔ وہ کہنے لگا صبح پانی جاری ہو جائے گا۔ جب وہ لوگ چلے گئے تو سوچا کہ میں اب کیا کروں۔ اگر پانی صبح کو دریا میں نہ آیا تو جھوٹا ہونگا بڑی شرمندگی ہوگی آدھی رات کو نہا کر کمبل اوڑھ کر برہنہ پاؤں نیل مصر پر آیا اور حق تعالیٰ سے دعا کرنے لگا کہ یا اللہ! تیرا ہی اختیار ہے اگر تو چاہے تو نیل کو پانی سے بھر دے۔ اللہ نے اس کی دعا قبول کی (ابو محمدؒ) یہ سزائیں اس واسطے دی گئیں کہ وہ ان سے درس عبرت حاصل کریں اور آئندہ کے لئے کفر و شرک سے توبہ کریں مگر فرعون اور فرعونی اسی راستہ ہی پر نہ آئے۔ چنانچہ جب کبھی ان پر کوئی مصیبت نازل ہوتی اور وہ کسی بلا میں مبتلا ہوتے تو کہتے کہ موسیٰ کی وجہ سے ہم پر یہ وبال آ رہا ہے۔ اگر کوئی سال اچھا آتا پیداوار خوب ہوتی تو ظالم کہتے کہ ہم اس کے مستحق تھے اور جب کوئی سال قحط کا آتا تو موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم سے فال بد لیتے کہ یہ سب موسیٰ کے اعمال کی شامت ہے وہ ہمارے معبودوں کو نہیں مانتا اس واسطے ہمارے خدا ہم پر ناراض ہو کر تکلیفیں ہم کو دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم پر جو مصائب آئے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہیں مگر تم کو کیا بلکہ اکثروں کو سمجھ نہیں کہ وہ نسبت خیر و شر کی غیر اللہ کی طرف کرتے ہیں حالانکہ حق یہ ہے کہ سب اللہ کی طرف سے ہے۔ ہٹ دھرمی کی بھی حد ہو گئی کہ صاف صاف کہہ دیا کہ اے موسیٰ ع! تم کوئی بھی معجزہ نشانی دکھاؤ ہم ہرگز نہیں مانیں گے۔ پس ان کے تمرد و تکبر و عناد حق کی وجہ سے ان پر یکے بعد دیگرے کئی عذاب نازل ہوئے —

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا طوفان سب سے پہلے آیا، اتنا پانی برسا کہ ساری زراعت، پیداوار، باغات وغیرہ تلف ہو گئے جس طرح اب بھی بعض دفعہ کثرت بارش سے غلات برباد ہو کر قحط پڑ جاتا ہے یہ ایک نمونہ طوفان ہوتا ہے۔ مراد طوفان سے کثرت موت بھی ہے۔ (ترجمان) پھر ٹڈی آئی اور جو کھیتیاں طوفان نیل کی زد سے بچ گئی تھیں ان کو کھا کر ختم کر گئی۔ اس کے بعد کپڑوں میں اس کثرت سے جوئیں پڑیں کہ کوئی بھی نہ بچ سکا۔ پھر مینڈک اس کثرت سے پیدا ہوئے کہ ان کے کھانے پینے کی چیزوں میں گھس جاتے اس طرح گویا ہم نے آل فرعون پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا۔ سب سے آخر میں ان تمام چیزوں میں لہو نظر آنے لگا۔ تازے میوے چیرو تو ان سے خون بہے، کھانے کی چیزوں کو ہاتھ لگاؤ تو وہ خون آلودہ نظر آئیں۔ پانی ہو تو اس سے خون کی بو اور مزہ آئے۔ اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رجز طاعون ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ایک قوم بنی اسرائیل پر اور جو تم سے پہلے گزرے ہیں اُن پر بھیجا تھا۔ پھر جب تم کسی زمین میں اس کو سنو وہاں مت جاؤ اور اگر ایسی زمین میں واقع ہو جہاں تم موجود ہو تو بھاگنے کی نیت سے وہاں سے مت نکلو (بخاری مسلم) سعیدؒ نے کہا کہ قبطیوں پر طاعون واقع ہوا حتیٰ کہ ایک روز میں ستر ہزار آدمی ہلاک ہوئے اس طرح کہ نصف شب سارے شہر میں ہر شخص کا پہلا بیٹا مر گیا۔ آخر تنگ آ کر موسیٰ علیہ السلام سے التجا کی کہ دعا کیجئے اور ہمارے سر سے اس گونا گوں عذاب کو ٹلوا دیجئے ہم آپ کو رسول برحق مان لیتے ہیں۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے یہ عذاب بھی اُن سے ٹال دیا۔ جب عذاب دور ہو گیا تو پھر وہی کج بحثیاں کرنے لگے۔ یہ سب بلائیں ان پر ایک ہفتہ کے فرق سے آتی رہیں۔ آخر کار جب موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے مقابلہ کرتے ہوئے چالیس سال گزر گئے اور وہ منکر ایمان ہی رہا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بنو اسرائیل ہجرت کر کے چلے۔ دریا ان کے لئے بحکم الٰہی خشک ہو گیا۔ پھر فرعون مع اپنے لشکر اس میں اترا۔ موسیٰ علیہ السلام مع بنی اسرائیل پار اتر گئے اور اللہ نے فرعون اور سب فرعونیوں کو دریا میں غرق کر دیا۔ یہ تھا انجام اللہ کی باتوں کو جھوٹ سمجھنے اور ان سے غافل رہنے کا (ابن کثیر وغیرہ) (باقی بر صفحہ ۲۳۸)

★ غرق جو بہت سے شہروں کو شامل ہو۔ یہ طوف سے ماخوذ ہے اور طوف کہتے ہیں کسی چیز کے گرد گھومنے کو چونکہ طوفان بھی ایک شے کے گرد گھومتا یہاں تک کہ عام ہو جاتا ہے اس سے اسے طوفان کہتے ہیں۔ یہاں طوفان سے مراد ہے بارش کثیر۔ ؎۳ اَلْجَرَادَ جمع ہے جرادۃ کی اور جرادۃ کہتے ہیں ٹڈی کو۔ جب ٹڈی کھیتی کو کھا جاتی ہے تو نبت مجرود بولا کرتے ہیں۔ یہ جرد سے لیا گیا ہے جس کے معنے ہیں ایک چیز کو دوسری چیز سے رگڑنے اور کرید نے سے حاصل کرنا۔ کپڑے پر سے اس کا رُواں جاتا رہتا ہے تو ثوب جرد اور جس زمین میں روئیدگی نہیں ہوتی تو ارض جردۃ بولا کرتے ہیں۔ ؎۴ اَلْقُمَّلَ جُوں، چچڑی۔ اس میں دو لغت اور بھی ہیں۔ قَمَل بفتحتین اور قَمْل بفتح قاف وسکون میم مگر قرآن میں صرف قُمَّل آیا ہے۔ ؎۵ الضَّفَادِعَ جمع ہے ضفدع کی اور ضفدع کہتے ہیں مینڈک کو ؎۶ اَلرِّجْزَ عذاب یا طاعون اور اس کی مزید تحقیق اور رجز و رجس میں فرق کئی جگہ گزر چکا۔ ؎۷ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ انتقام کہتے ہیں سلب النعمۃ کو یعنی سزائے عذاب کے ساتھ نعمت کا چھن جانا انتقام ہے۔ ؎۸ فِی الْیَمِّ۔ یم کہتے ہیں دریا کو لیکن وہ دریا جس کی تھاہ کا پتہ نہ لگے۔ یہ تیمم سے مشتق ہے اور تیمم کے معنے ہیں قصد کرنے کے چونکہ پیاسے دریا کا قصد کرتے ہیں اس سے اُسے یم کہتے ہیں۔

وَمَغَارِبَهَا الَّتِیْ بٰرَکْنَا فِیْهَا ؕ وَتَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ الْحُسْنٰی

اور مغربوں اس کے کو وہ جو برکت رکھی ہے ہم نے بیچ اس کے اور پوری ہو گئی بات پروردگار تیرے کی اچھی

برکت رکھی ہے اور آپ کے رب کا نیک وعدہ بنی اسرائیل پر پورا ہو گیا اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا اور

عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ۙ۬ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَدَمَّرْنَا مَا کَانَ یَصْنَعُ

اوپر بنی اسرائیل کے بسبب اس کے کہ صبر کیا انہوں نے اور خراب کیا ہم نے جو کچھ کہ تھے بناتے

جو عملات فرعون اور اس کی قوم بنایا کرتی اور جو بیلیں وہ کو ٹھے پر چڑھایا کرتے تھے ان سب کو

فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا کَانُوْا یَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ

فرعون اور قوم اس کی اور جو کچھ کہ تھے چڑھاتے تھے اور پار اتار دیا ہم نے بنی

ہم نے ملیا میٹ کر کے رکھ دیا اور بنی اسرائیل کو سمندر پار

اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ یَّعْکُفُوْنَ عَلٰٓی اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ

اسرائیل کو دریا سے پس آئے اوپر ایک قوم کے کہ بیٹھے رہتے تھے اوپر بتوں اپنے کے کہنے لگے

پہنچا دیا تو ایک قوم پر ان کا گزر ہوا جو اپنے بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ کہنے لگے اے موسیٰ! ہمیں بھی

قَالُوْا یٰمُوْسَی اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا کَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ قَالَ

اے موسیٰ بنا دے ہم کو بھی معبود جیسے واسطے ان کے ہیں معبود کہا

ایک معبود بنا دیجئے۔ جس طرح کہ ان لوگوں کے معبود ہیں۔ انہوں نے کہا بلا شبہ تم

اِنَّکُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِیْهِ وَ

تحقیق تم ایک قوم ہو جاہل تحقیق یہ لوگ ہلاک ہونے والا ہے جس میں کہ بیچ اس کے ہیں اور

بے سمجھ قوم ہو۔ بیشک یہ لوگ جس دین میں ہیں وہ مٹ جانے والا ہے اور

بٰطِلٌ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ قَالَ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْکُمْ اِلٰهًا

باطل ہیں جو کچھ کہ تھے کرتے کہا کیا سوائے خدا کے چاہوں میں واسطے تمہارے معبود

جو کچھ یہ کر رہے ہیں محض باطل ہے کہا میں اللہ کو چھوڑ کر تمہارے لئے کوئی اور معبود تلاش کروں

وَّهُوَ فَضَّلَکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَاِذْ اَنْجَیْنٰکُمْ مِّنْ اٰلِ

اور اسی نے بزرگی دی تم کو اوپر عالموں کے اور جب نجات دی ہم نے تم کو لوگوں

حالانکہ اس نے تم کو تمام اہل جہان پر فضیلت دی ہے اور (ہماری نعمتوں کو یاد کرو) جب ہم نے تم کو

فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَکُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ یُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَکُمْ

فرعون کے سے پہنچاتے تھے تم کو برا عذاب مار ڈالتے تھے بیٹوں تمہارے کو

آل فرعون سے نجات دلائی جو تمہیں سخت ایذا دیتے اور تمہارے بیٹوں کو تو قتل کر دیتے اور تمہاری بیٹیوں کو

وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَکُمْ ؕ وَفِیْ ذٰلِکُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ

اور جیتا چھوڑتے تھے بیٹیوں تمہاری کو اور بیچ اس کے آزمائش تھی پروردگار تمہارے کی طرف

زندہ رکھتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی بھاری آزمائش

عَظِیْمٌ ﴿۱۴۱﴾ وَوٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ ١٦ ع ١٢ ٦

سے بڑی وہ اور وعدہ دیا ہم نے موسیٰ کو تیس رات کا اور پورا کیا اس کو ساتھ دس کے

تھی۔ اور ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا اور ہم نے دس (راتیں) اور بڑھا کر ان کی

حل لغات۔

لہ دَمَّرْنَا لیا گیا ہے دمار سے جس کے معنے ہیں پوری ہلاکت کے بولا کرتے ہیں دمر القوم یدمرون دمارًا ای اہلکوا

لہ مُتَبَّرٌ صیغہ اسم مفعول ہے تتبیر سے اور تتبیر لیا گیا ہے تبار بمعنی ہلاک سے بولا کرتے ہیں تبر الشیٔ یتبر تبار اوالتتبیر الاہلاک اور اسی سے ہے تبرنا تبرا۔ جو سونا توڑ کر ریزہ ریزہ کیا جاتا ہے اسے تبر کہتے ہیں۔

لہ اَبْغِیْکُمْ اَبْغِیْ معنی میں ہے اَطْلُبُ کے۔ اور یہ کبھی بنفسہ مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے کبھی بواسطہ لام بولا کرتے ہیں بغیت فلانا شیئا وبغیت لہ۔ یہاں ابغیکم کے معنی ہیں اطلب لکم اور اسی سے یبغونکم الفتنۃ ای یبغون لکم۔

(بقیہ صفحہ ۲۳۷) ٹڈی کے متعلق عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سے سوال ہوا تو آپ نے فرمایا سات غزوے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوکر کئے ہیں۔ ہم تو ہر سفر میں ٹڈیاں کھاتے رہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً یوں ہے اُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ اَلْحُوْتُ وَالْجَرَادُ وَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ (ابن ماجہ۔ احمد) یعنی دو مُردے اور دو خون ہمارے لئے حلال کئے گئے ہیں مچھلی اور ٹڈی اور کلیجی و تلی۔ ابو داؤد میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا خدائی لشکر بہت سے ہیں جنھیں نہ میں کھاتا ہوں نہ حرام کہتا ہوں۔ آپؐ نے خود جی نہ چاہنے کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا جیسے گوہ کو آپؐ نے نہیں کھایا حالانکہ دوسروں کو اس کے کھانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ اپنے ایک رسالہ میں ایک روایت لائے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ٹڈی نہیں کھاتے تھے اور نہ گردے اور نہ گوہ لیکن انھیں آپؐ نے حرام نہیں کیا۔ ٹڈی اس وجہ سے کہ وہ عذاب ہے، گُردے اس وجہ سے کہ وہ پیشاب کے قریب ہیں اور گوہ اس وجہ سے کہ آپ کو خوف تھا کہیں یہ مسخ شدہ امت نہ ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ٹڈی کو بڑی رغبت سے کھایا کرتے تھے۔ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن تو طباقوں میں لگا کر ٹڈیاں ہدیے اور تحفے کے طور پر بھیجا کرتی تھیں۔ مریم علیہا السلام نے بغیر خون کے گوشت کھانے کی دعار کی تو اللہ تعالیٰ نے ٹڈیاں کھلائیں (ابن کثیر) اس زمانے میں بھی اس عذاب کی مثال پیدا ہوگئی ہے۔ اخباروں میں یہ خبر گشت کر رہی ہے "ایک مضمون نگار لکھتا ہے کہ میں نے ایک موقع پر دو سیاحوں کو دیکھا کہ انکے لبادوں میں بہت چھوٹے چھوٹے مینڈک لپٹے ہیں مسافر سر سے پاؤں تک بھیگ گئے تھے۔ میرے استفسار پر کہا ایسی جگہ سے آرہے ہیں جہاں سخت طوفان آیا بارش ہوئی اور ساتھ ہی بے شمار مینڈک برسے۔ یہ واقعہ فرانس کے شہر طولون کا ہے۔ مضمون نگار لکھتا ہے کہ میں ان مسافروں سے رخصت ہوکر چند ساعتوں کے بعد ایسے مقام پر پہنچا جہاں مینڈکوں سے زمین ڈھکی ہوئی تھی۔ مینڈک گھوڑوں کے سموں سے مرے ہوئے تھے اور گاڑیوں کے پہیوں سے کچلے پڑے تھے (اخبار زمیندار لاہور پنجاب ایڈیشن مورخہ ۹ اکتوبر ۱۹۲۰ء) ممکن ہے اسی طرح فرعونیوں پر مینڈک پڑے ہوں جن سے وہ تکلیف میں مبتلا ہوئے ہوں۔ ٹڈی دل بھی کہیں نہ کہیں آتا رہتا ہے اور ان جوؤں کا ذکر تورات میں بھی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ دریائے نیل کا پانی لہو کی طرح ہوگیا تھا اور تمام مچھلیاں مرگئی تھیں (خروج ۲:۷)"

فوائد صفحہ ھذا

ف اب فرمایا کہ وہ بنی اسرائیل جو بالکل نہتے ننگے اور بھوکے تھے حاکم وقت بنا دیئے گئے۔ مشرق و مغرب ان کے قبضے میں آگئی اور ہر قسم کی نعمتوں سے سرفراز کئے جانے لگے یعنی فلسطین اور شام کا ملک جو مصر کے پورب میں واقع ہے اور اس کے مغربی حصوں کا ملک یعنی جزیرہ نما سینا جو فلسطین کے پچھم میں ہے یہ تمام علاقہ اس وقت مصری شاہنشاہی کا خراج گزار تھا (ترجمان) اس سے مراد ملک شام ہے جس کی تعریف احادیث میں بھی آئی ہے چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ شَامِنَا (الحدیث) دو بار یہ دُعا کی (بخاری) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ہے طُوْبٰی لِلشَّامِ قُلْنَا لِاَیٍّ ذٰلِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِاَنَّ مَلٰٓئِكَةَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ اَجْنِحَتَهَا عَلَيْهَا (احمد۔ ترمذی) ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جب حضرموت کی طرف سے آگ نکلے گی تو ہم کو کیا حکم ہے؟ فرمایا عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ (ترمذی) ابو داؤد میں ہے عَلَيْكَ بِالشَّامِ فَاِنَّهَا خِيَرَةُ اللّٰهِ مِنْ اَرْضِهٖ يَجْتَبِيْ اِلَيْهَا خِيَرَتَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ فَاَمَّا اِنْ اَبَيْتُمْ فَعَلَيْكُمْ بِيَمَنِكُمْ وَاسْقُوْا مِنْ غُدُرِكُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ تَوَكَّلَ لِیْ بِالشَّامِ وَاَهْلِهٖ۔ مرقات میں کہا ہے وجہ تخصیص ظاہر ہے کیونکہ طعام اہل مدینہ شام و یمن سے آتا ہے۔ ہجرت کرنے کو طرف شام کے اس لئے فرمایا کہ جب سارے بلاد میں کثرت فتنوں کی ہوگی اور ان میں کوئی شخص قائم بامر اللہ نہ ہوگا تو اس وقت بلاد شامیہ محروس و مامون رہیں گے ان کی سیاست ہاتھوں میں عساکر اسلام کے ہوگی۔ وہ حق پر غالب ہوں گے یہاں تک کہ دجال سے جدال و قتال کریں گے سو جس کسی شخص کو محافظت اپنے دین کی منظور ہو وہ ہجرت کرکے شام میں جا بسے (ترجمان بلطائف البیان) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِذَا فَسَدَ اَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيْكُمْ لَا تَزَالُ طَآئِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ مَنْصُوْرِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ عَلِیٌّ ابْنُ الْمَدِيْنِیِّ هُمْ اَصْحٰبُ الْحَدِيْثِ (ترمذی ابواب الفتن) یعنی جب اہل شام میں فساد برپا ہوجائے تو پھر خیر نہیں تم میں۔ ہمیشہ میری امت میں سے ایک فرقہ جماعت غالب و منصور رہے گی۔ اُن کو کوئی ذلیل کرنے والا نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد نے کہا وہ فرقہ وہ جماعت اہل حدیث ہے فقط (باقی فائدہ برصفحہ ۲۳۹)

فَتَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ

پس پورا ہوا وعدہ پروردگار اس کے کا چالیس رات اور کہا موسیٰ نے واسطے بھائی اپنے

تکمیل کر دی۔ سو ان کے رب کا چالیس رات کا وعدہ پورا ہوا۔ موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ میرے

هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ

ہارون کے خلیفہ ہو میرا پیچھے قوم میری کے اور سنوار لوگ کام کو اور مت پیروی کیجیو راہ

پیچھے میری قوم میں نیابت کرتا اور ان کی اصلاح کرتے رہنا اور مفسدوں کی

الْمُفْسِدِيْنَ ﴿١٤٢﴾ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ

مفسدوں کی اور جب آیا موسیٰ واسطے وعدے ہمارے کے اور کلام کیا اس سے رب

راہ نہ چلنا۔ اور جب موسیٰ ہمارے وعدہ پر آئے اور ان کے رب نے ان سے باتیں کیں

قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۚ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ

اس کے نے کہا اے رب میرے دکھلا دے تو مجھ کو دیکھوں میں طرف تیری کہا اللہ نے ہرگز نہ دیکھ سکے گا تو مجھ کو لیکن

تو موسیٰ نے کہا اے رب تو مجھے اپنے تئیں دکھا کہ میں تجھے ایک نظر دیکھ لوں۔ ارشاد ہوا تم مجھے ہرگز نہیں

انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا

نظر کر طرف پہاڑ کی پس اگر قائم رہے جگہ اپنی پر پس البتہ دیکھ سکے گا تو مجھ کو پس جب

دیکھ سکتے۔ البتہ پہاڑ کی طرف دیکھو۔ اگر یہ وہ اپنی جگہ پر قائم رہا تو تم بھی مجھے دیکھ لو گے۔ پس جب اس کے

تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ

تجلّی کی پروردگار اس کے نے طرف پہاڑ کی کیا اس کو ریزہ ریزہ اور گر پڑا موسیٰ بے ہوش

رب نے نور کا جلوہ پہاڑ کو دکھایا تو اس کو پاش پاش کر دیا اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ پس جب

فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٤٣﴾

پس جب ہوش میں آیا کہا پاکی ہے تجھ کو توبہ کی میں نے طرف تیری اور میں اوّل ایمان لانیوالا ہوں

ہوش میں آئے تو کہنے لگے تیری ذات پاک ہے میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں اس حقیقت پر سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَ

کہا اے موسیٰ تحقیق میں نے برگزیدہ کیا تجھ کو اوپر لوگوں کے ساتھ پیغاموں اپنے کے اور

ارشاد ہوا اے موسیٰ! میں نے اپنی رسالت اور کلام کے ساتھ تجھے تمام لوگوں پر برگزیدہ کیا ہے پس جو کچھ

بِكَلَامِيْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٤٤﴾

ساتھ کلام اپنے کے پس پکڑ جو کچھ دیا میں نے تجھ کو اور ہو شکر کرنیوالوں سے

میں نے تمہیں دیا ہے لو اور شکر گزار رہو۔

وَكَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً

اور لکھا ہم نے واسطے اس کے بیچ تختیوں کے ہر چیز سے نصیحت

اور ہم نے تختیوں پر موسیٰ کے لئے ہر طرح کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی پس (فرمایا)

وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ

اور تفصیل واسطے ہر چیز کے پس پکڑ اس کو ساتھ قوت کے اور حکم کر قوم اپنی کو

مضبوطی سے ان کو تھام لو اور اپنی قوم کو بھی حکم دو کہ وہ ان کی بہترین باتوں پر عمل پیرا ہوں۔ میں

حل لغات۔
لہ فلما تجلی تجلی
معنے میں ظاہر
ہونے کے بولا کرتے
ہیں جلوت العروس اذا برزتہا وجلوت المرآۃ والسیف اذا ازلت ما علیہا من الصدا۔ ۲ہ جَعَلَہٗ دَکًّا دکا مصدر ہے اور اس کے معنے ہیں کسی چیز کو
کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دینا بولا کرتے ہیں دککت الشیٔ ای دققتہ۔ پھر یہ مفعول مطلق ہے اور فعل کی تاکید کے لئے لایا گیا ہے ای دکہ دکا۔ ۳ہ وَخَرَّ مُوسٰ

(بقیہ فائدہ صفحہ ۲۳۸) ف۲ پھر دیکھو کہ یہی بنی اسرائیل خوش حالی اور کامیابی کے نشہ میں بداعتدالیاں کرنے لگے چنانچہ کنعان کو آتے ہوئے وہ راستہ میں ایسی قوم کے پاس سے گزرے جو بت پرست تھی، گائے کی شکل بنائے ہوئے اس کی پوجا کر رہے تھے، انکو دیکھا تو موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ہم کو بھی ایسی کوئی چیز بنا دیجئے کہ ہم بھی اس کی پرستش کریں گے۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام سخت ناراض ہوئے اور کہا کہ جاہلو! یہ لوگ اور ان کے بت سب کے سب عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جانے والے ہیں اور دنیا دیکھ لیگی کہ ان کا طریقۂ عمل محض باطل تھا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال شرک وشیل سے پاک وبلند تر ہے۔ ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے حُنین کو روانہ ہوئے تو راہ میں ایک بیری کا درخت ملا جہاں مشرکین مجاور بن کر بیٹھا کرتے تھے اور اپنے ہتھیار لٹکایا کرتے تھے اس کا نام ذات انواط تھا تو صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرنے لگے حضور! ہمارے لئے بھی ذات انواط مقرر فرما دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّكُمْ لَتَرْكَبُوْنَ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ کہ تم بھی اپنے اگلوں کی سی چال چلنے لگے یعنی تم نے بھی قوم موسیٰ جیسی بات کہی ت (ترمذی صفحہ ۴۴ جلد دوم) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پوجا وعباد کے لائق نہیں، جس کو ذرا سی بھی عقل وسمجھ ہوگی وہ عبادت غیر اللہ سے سخت متنفر ہوگا۔ فتح البیان میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام محرم کی دسویں تاریخ (عاشورار) کے دن دریا پار ہوئے فرعون مع قوم غرق ہوا۔ حدیث میں ہے رمضان کے بعد اگر کسی روزہ کی فضیلت ہے تو وہ محرم کا روزہ ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے شکریہ کے طور پر عاشورار کا روزہ رکھا۔ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مدینہ میں تشریف لائے تو یہود کو روزہ رکھتے دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام سے ہمارا زیادہ تعلق ہے۔ آپ نے روزہ رکھا اور امت کو روزہ رکھنے کو ارشاد فرمایا عاشورار کے روزہ کے ساتھ ۹ یا ۱۱ محرم یا ۹، ۱۰، ۱۱ محرم کا روزہ رکھنا احادیث سے ثابت ہے اور بڑی فضیلت ہے (ترمذی وغیرہ) غرض کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا تم اللہ کا شکر کرو کہ ہر طرح کی غلامی سے نجات پا کر آئے ہو، اب نئی غلامی میں کیوں پھنستے ہو تم صرف اللہ واحد کا شکر کرو جو سب کائنات عالم کا پروردگار ہے اور جس نے رسالت وحکومت تمہارے خاندان کو عطا کر کے اہل عالم پر اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ تم ہی سب سے افضل ہو۔ دیکھو ایک وہ زمانہ تھا کہ تمہارے لخت جگر بیٹوں کو تمہاری آنکھوں کے سامنے قتل کیا جاتا تھا اور تمہاری معصوم بچیوں کو لونڈیاں بنایا جاتا تھا۔ دیکھو اس میں تمہارے لئے کس قدر ذلت تھی کوئی صورت بچاؤ کی نہ تھی محض اللہ ہی نے تمہاری مدد کی (ماخوذ) فقط

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ اب یہاں سے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کے درمیان جو واقعات گزرے ان کا بیان شروع ہوتا ہے اس میں اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ ایک نئی ہدایت یافتہ جماعت کو راہ عمل میں کیسے کیسے فتنے پیش آسکتے ہیں تاکہ پیروان دعوت ان سے اپنی نگہداشت کریں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جب بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معیت میں مصر سے کنعان آگئے تو ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ایک ضابطہ قانون دینا چاہا جو آج توریت کے نام سے مشہور ہے۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ پہاڑ پر تیس روز تک عبادت میں مشغول رہو اور دنیا کے کام میں حصہ نہ لو۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے یہ دن روزوں سے گزارے۔ وقت پورا کر کے ایک درخت کی چھال سے مسواک کی۔ فرشتوں کو ان کے منہ کی بو سے خوشی تھی وہ جاتی رہی۔ اللہ نے حکم دیا کہ اب دس دن اور پورے کرو۔ ایک مہینہ تو ذیقعدہ کا تھا اور دس دن ذی الحجہ کے تو عید قرباں والے دن وہ وعدہ پورا ہوا یعنی چالیس دن اللہ سے ہم کلامی کا شرف حاصل اور توارت دی۔ جب موسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم کی بجا آوری کے لئے پہاڑ پر تشریف لا رہے تھے تو وقت رخصت اپنے بھائی ہارون کو اپنا خلیفہ نائب مقرر کر آئے تھے اور فرما آئے تھے کہ قوم کی اصلاح کا خیال رکھنا اور انھیں کسی بداعتدالی میں نہ پڑنے دینا اور نہ مفسدوں کا طرز عمل اختیار کرنا۔ مسواک کرنے کی شریعت محمدی میں بڑی فضیلت وتاکید آئی ہے۔ مسواک والی نماز بغیر مسواک والی نماز سے ستر (۷۰) درجے فضیلت میں زیادہ ہے (مشکوٰۃ) مسواک منہ کے لئے طہارت اور رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے۔ مسواک کرنے سے دانتوں کا میل کچیل سب صاف ہو جاتا ہے۔ جو شخص بغیر صفائی کے نماز پڑھتا ہے اور اس کے منہ اور دانتوں سے بدبو آرہی ہو تو فرشتوں کو بڑا ناگوار معلوم ہوتا ہے اس واسطے بھی مسواک کرنا ضروری ہے تاکہ فرشتے بھی خوش ہوں (باقی فائدہ بر صفحہ ۲۴۰)

★ صَعِقًا صعق کہتے ہیں غشی اور بیہوشی کو۔ یہ ماخوذ ہے صاعقہ سے۔ اور صاعقہ اصل میں تھا صاقعہ۔ اس میں ویسی ہی تغییر وتبدیل ہوئی ہے جیسے جبذ اور جذب میں۔ صقع کہتے ہیں سر پر مارنے کو۔ بولا کرتے ہیں صقعوا ای ضرب علی راسہ اور ضرب راس کو لازم ہے بیہوشی تو گویا صعق کے ۔۔۔ غشی اور بیہوشی کے لازم معنی ہیں۔

يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا ۚ سَأُورِيكُمْ دَارَ الْفٰسِقِينَ ﴿١٢٥﴾

کرعمل کریں ساتھ بہتر اسکے کے شتاب دکھلاؤں گا میں تم کو گھر نا فرمانوں کا ف۱

بہتیں عنقریب نافرمانوں کے گھر دکھاؤں گا

سَأَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ

البتہ پھیر دوں گا میں نشانیوں اپنی سے ان لوگوں کو کہ تکبر کرتے ہیں بیچ زمین کے نا

اور میں بہت جلد ان لوگوں کو اپنے احکام پر عمل کرنے سے روک دوں گا جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں

الْحَقِّ ۚ وَإِنْ يَرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوا بِهَا ۚ وَإِنْ يَرَوْا

حق اور اگر دیکھیں سب نشانیاں نہ ایمان لاویں ساتھ اسکے اور اگر دیکھیں

اگر وہ تمام قسم کی نشانیاں بھی دیکھ لیں گے تو بھی ان پر ایمان نہ لائیں گے اور

سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ۚ وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ

راہ بھلائی کی نہ پکڑیں اس کو راہ اور اگر دیکھیں راہ

ہدایت کا راستہ دیکھ لیں تو اس کو اختیار نہ کریں گے اور اگر گمراہی کی راہ دیکھ پائیں تو اس پر

الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ۚ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوا

گمراہی کی پکڑیں اس کو راہ یہ بسبب اسکے کہ جھٹلایا انہوں نے نشانیوں ہماری کو اور تھے

چلنے لگیں گے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے

عَنْهَا غٰفِلِينَ ﴿١٤٦﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَاءِ

ان سے غافل ف۲ اور جنہوں نے جھٹلایا نشانیوں ہماری کو اور ملاقات

غافل رہے اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات اور آخرت کے پیش آنے

الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا

آخرت کی کو نابود ہوئے عمل ان کے نہ جزا دیے جاویں گے مگر جو کچھ کہ تھے

کو جھٹلایا ان سب کا کیا دھرا اکارت گیا۔ ان لوگوں کو جو سزا ملے گی تو انہیں کے

يَعْمَلُونَ ﴿١٤٧﴾ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسٰى مِنْ بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ ع ١٧

کرتے اور پکڑا قوم موسیٰ کی نے پیچھے اس کے گہنے ان کے سے

اعمال کی اور موسیٰ کے بعد ان کی قوم نے اپنے زیوروں کا ایک بچھڑا بنا لیا جو ایک جسم تھا

عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ ۚ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّهُ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيهِمْ

بچھڑا گائے کا بدن تھا کہ واسطے اسکے آواز تھی گائے کی کیا نہ دیکھا تھا انہوں نے کہ وہ نہ بولتا ہے ان سے اور نہ دکھاتا ہے ان کو

جو گائے کی طرح آواز رکھتا تھا۔ کیا انہوں نے یہ بھی نہ دیکھا کہ وہ نہ تو ان سے بات کرتا ہے اور نہ ان کو

سَبِيلًا ۘ اِتَّخَذُوهُ وَكَانُوا ظٰلِمِينَ ﴿١٤٨﴾ وَلَمَّا سُقِطَ فِي وقف لازم

راہ پکڑ لیا اس کو اور تھے وہ ظالم ف۳ اور جب پشیمان ہوئے بیچ

سیدھی راہ دکھا سکتا ہے۔ انہوں نے اسے معبود ٹھہرایا اور اپنے آپ پر ظلم کیا اور جب نادم ہوئے اور انہوں نے

أَيْدِيهِمْ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوا ۙ قَالُوا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا

ہاتھوں اپنے کے اور دیکھا انہوں نے یہ کہ وہ تحقیق گمراہ ہوئے کہا انہوں نے اگر نہ رحم کرے گا ہم کو

دیکھا کہ وہ واقعی گمراہ ہو گئے تو کہنے لگے اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہ کرے اور بخش نہ دے تو بلا شبہ

حل لغات۔

ف۱ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسٰى مِنْ بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ

من بعدہ اور من حلیہم دونوں اتخذ کے متعلق پہلا من ابتدائیہ اور دوسرا تبعیضیہ یا بیانیہ۔ حلی جمع حلی کی جس طرح ثدی جمع ثدی کی۔ اور حلی کہتے ہیں اس چیز کو جس سے زینت کی جاتی ہے از قسم سونا چاندی۔ عجلا

مفعول ہے اتخذ کا اور عجل کہتے ہیں بچھڑے کو۔ اسکی لغوی تحقیق اور وجہ اشتقاق سورہ بقرہ کے پانچویں رکوع آیت واذ واعدنا موسٰی اربعین لیلۃ ثم اتخذتم العجل میں گذر چکی وہاں دیکھو۔ جسدا عجلا سے بدل۔ جسد وہ جسم جو گوشت پوست اور خون سے مرکب ہو۔ خوار گائے کی آواز اور ایک ہے خوار جس کے معنے ہیں چیخ۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۲۳۹) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر مجھ کو اپنی امت پر مشکل میں پڑ جانے کا ڈر نہ ہوتا تو میں عشاء کی نماز دیر کرکے پڑھنے اور ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا (وجوبی) حکم دیدیتا (بخاری) مسواک کرنا انبیائی سنت ہے۔ خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بکثرت مسواک کیا کرتے تھے حتیٰ کہ نیند سے بیدار ہوتے تو سب سے پہلا شغل مسواک کرنا ہی ہوتا تھا۔

(فوائد صفحہ ھٰذا) ف۱ یہاں جب چالیس روز گزر گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے درخواست کی کہ مجھے اپنے تئیں دکھا دیجئے۔ ارشاد ہوا تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ بہر حال سامنے کے پہاڑ پر نظر دوڑاؤ۔ میں وہاں تجلی کی ایک جھلک دکھاتا ہوں۔ اگر پہاڑ اپنی جگہ پر قائم رہا تو تم بھی مجھے دیکھ لوگے مگر جب نور کا پرتو پہاڑ پر پڑا تو پہاڑ چورا چورا ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے۔ حواس قائم ہوئے تو پکار اُٹھے کہ اے خدا! تو اس سے پاک ہے کہ ہماری دنیاوی آنکھیں تجھے دیکھ سکیں۔ میں نے توبہ کی اور سب سے پہلے میں تجھ پر ایمان لاتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ! میں نبوت کے ساتھ ہم کلامی کا تجھے ہی شرف بخشتا ہوں۔ فرقہ معتزلہ نے دُنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کا انکار کیا ہے۔ وہ غلطی پر ہیں بیشک دنیا میں اللہ کو بیداری کی حالت میں کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ ارشاد الٰہی ہے لَا تُدۡرِكُهُ الۡاَبۡصَارُ وَهُوَ يُدۡرِكُ الۡاَبۡصَارَ ہاں آخرت میں جنتی کو دیدار الٰہی قطعی ہوگا جیسا کہ فرمان ہے وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ○ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ○ اور حدیث میں ہے کہ جس طرح چاند کو سب لوگ دیکھتے ہیں اسی طرح عقبےٰ میں ایماندار اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے۔ بھلا منکرین دیدار الٰہی بروز قیامت غور کریں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر قرآن کا مطلب اور کون سمجھ سکتا ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ قیامت میں دیدار الٰہی مؤمنین کو نصیب ہوگا پھر انکار کے کیا معنے لَا تُخَيِّرُوۡنِيۡ عَلٰى مُوۡسٰى فَاِنَّ النَّاسَ يَصۡعَقُوۡنَ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فَاَكُوۡنُ اَوَّلَ مَنۡ يُّفِيۡقُ فَاِذَا مُوۡسٰى مُمۡسِكٌ بِجَانِبِ الۡعَرۡشِ فَلَاۤ اَدۡرِيۡۤ اَكَانَ مِمَّنۡ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبۡلِيۡۤ اَمۡ كَانَ مِمَّنِ اسۡتَثۡنَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت میں سب بیہوش ہونگے سب سے پہلے مجھے ہوش آئے گا تو میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش الٰہی کا پایہ تھامے ہوئے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ انہیں مجھ سے پہلے افاقہ ہوا یا طور پہاڑ پر جو رب کی تجلی کی تاب نہ لاتے ہوئے بیہوش ہو گئے تھے اس کے بدلے یہاں بیہوش ہی نہیں ہوئے حدیث بخاری میں کئی جگہ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام بغیر واسطے و بلا کیفیت کے موسیٰ علیہ السلام کو سنایا یا اپنے کلام اور ان کے درمیان کوئی پردہ نہ رکھا۔ علامہ زمخشری وغیرہ معتزلہ و جہمیہ نے اس صفت کا انکار کیا ہے ان کا یہ کہنا کہ کلام منطوق یہ کہ اللہ نے بعض اجرام میں پیدا کر دیا تھا۔ یہ مذہب فاسد کاسد باب اور کتاب و سنت کی رو سے مردود ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت کیا ہوئی پھر تو سارے ہی کلیم اللہ ہوئے کیونکہ جن کی بات ہم تم سنتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے ہی تو کلام کی طاقت پیدا کی ہے۔ بھلا کسی شجر و حجر کا کیا حوصلہ کہ وہ اِنِّيۡۤ اَنَا اللّٰهُ کہے۔ صحیح مذہب اہلحدیث و سلف صالحین صحابہ و تابعین کا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب اور جس وقت جس زبان میں چاہے بات کرتا ہے۔ اس کے کلام میں آواز و حروف ہیں اس کے بندے اور فرشتے اس کا کلام سنتے ہیں۔ یہ کلام اس کی خاص صفت اور اس کی ذات و صفات کی طرح غیر مخلوق ہے اَمَاتَنَا اللّٰهُ وَ اَخۡلَافَنَا عَلٰى هٰذَا الۡمَذۡهَبِ الصَّحِيۡحِ (آمین) جمہور متکلمین کہتے ہیں کہ کلام الٰہی ایک صفت متغایرہ ہے۔ حروف و اصوات سے مراد ان کی کلام نفسی ہے لیکن سنت مطہرہ سے کہیں ہوا تک اس کی معلوم نہیں ہوتی یہ ری ان کی ہوا بندی ہے، یہ اللہ کی ندا صوت کے منکر ہیں اسی طرح شیخ نے تاویلات میں ذکر کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک آواز سنی جو دلیل تھی کلام اللہ پر۔ سو یہ قول بھی ظاہر البطلان مخالف نص قرآن و حدیث سید انس و جان ہے۔ جماعت سلف و خلف نے ان تاویلات باطلہ سے اجتناب کیا ہے۔ یہی طریق اسلم ہے یعنی اللہ پاک اپنی ذات و صفات میں یکتا بے مثل ہے کتاب و سنت میں جو اس کی صفات وارد ہوئی ہیں بلا تاویل سب پر ایمان لانا فرض ہے۔ ان کی کیفیت و تفصیل اللہ ہی کو معلوم ہیں فقط (مولانا حافظ) ابو محمد عبدالستار دہلوی (رحمہ اللہ و غفرلہ)

ف۲ یعنی ہم متکبروں کو فہم کتاب یعنی قرآن پاک سے روک دیں گے۔ یہ قول ہے سفیان بن عیینہؒ کا۔ ابن کثیرؒ نے کہا مراد ابن عیینہؒ کی یہ ہے کہ حکم عام ہے ہر امت کے لئے۔ سدی نے کہا تفکر کرنے آیات سے پھیر دیں گے یعنی جس طرح انھوں نے ناحق غرور کیا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انکو جاہل بناکر ذلیل و خوار کر دیا۔ دوسرے اللہ تعالیٰ نے فرمادیا وَنُقَلِّبُ اَفۡـِٕدَتَهُمۡ وَاَبۡصَارَهُمۡ كَمَا لَمۡ يُؤۡمِنُوۡا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ یعنی انکی بے ایمانی کی وجہ سے اُنکے دل اُلٹ جاتے ہیں آنکھ کان بیکار ہو جاتے ہیں ان کی کجی ان کے دلوں کو بھی کج کر دیتی ہے۔ متکبرین سے متعلق بیان صفحہ ۱۴۹ میں بھی ہے فقط۔

ف۳ سامری نے قبط کے زیور سے جو مستعار لیا تھا ایک شکل بچھڑے کی بناکر ایک مٹھی مٹی کی جس کو اثر اسپ جبرئیل علیہ السلام سے لیا تھا اس کے منہ میں ڈال دی وہ آواز کرنے لگا سچ مچ کا بچھڑا بن گیا۔ خوار کہتے ہیں گائے کی آواز کو۔ وہ اس کی آواز پر ناچنے لگے فتنہ میں پڑ گئے۔ سامری نے کہا یہی موسیٰؑ کا اور تمہارا خدا ہے اور موسیٰ لوٹ کر نہیں آئیں گے کیونکہ ان کا انتقال ہو گیا هٰذَاۤ اِلٰهُكُمۡ وَاِلٰهُ مُوۡسٰى فَنَسِىَ۔ ان بے وقوفوں کو اتنی بھی عقل نہ آئی کہ خدا کی شان تو نہایت (باقی فائدہ بر صفحہ ۲۴۱)

رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِينَ ﴿١٤٩﴾ وَلَمَّا رَجَعَ مُوسٰى

رب ہمارا اور نہ بخشے گا ہم کو البتہ ہو جاویں گے ہم ٹوٹا پانے والوں سے ف اور جب پھر آیا موسیٰ

ہم کو ہمارا رب تو ہم گھاٹا اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے - اور جب موسیٰ غصہ اور رنج میں

إِلٰى قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِنْ بَعْدِي ۖ

طرف قوم اپنی کے غصے سے پچھتاتا ہوا کہا برا ہے جو کچھ جانشینی کی تم نے میری پیچھے میرے سے

بھرے ہوئے اپنی قوم کی طرف لوٹے تو کہنے لگے میرے بعد تم نے میری بری نیابت کی - کیا تم اپنے رب کے

أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ ۖ وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ

کیا شتابی کی تم نے حکم رب اپنے سے اور ڈال دیں تختیاں اور پکڑا سر بھائی اپنے کا

حکم سے پہلے ہی جلدی کر بیٹھے اور موسیٰ نے تختیاں پھینک دیں اور اپنے بھائی کا سر پکڑ کر اپنی طرف

يَجُرُّهُ إِلَيْهِ ۚ قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي وَكَادُوا

کھینچتا تھا اس کو طرف اپنی کہا اے بیٹے ماں میری کے تحقیق اس قوم نے ناتوان سمجھا مجھ کو اور نزدیک

کھینچنے لگے اس نے کہا اے میرے ماں جائے (بھائی) ان لوگوں نے مجھ ناتوان سمجھا اور قریب تھا

يَقْتُلُونَنِي ۖ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ

تھے کہ مار ڈالیں مجھکو پس مت خوش کر ساتھ میرے دشمنوں میرے کو اور مت کر مجھ کو ساتھ

کہ مجھے قتل کر ڈالیں سو (میری بے حرمتی سے) مجھ پر دشمنوں کو مت ہنسا اور مجھے ان

الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ ﴿١٥٠﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا

قوم ظالموں کے ف کہا اے پروردگار میرے بخش مجھکو اور بھائی میرے کو اور داخل کر

ظالموں کے ساتھ نہ ملا موسیٰ نے کہا کہ اے میرے رب مجھ کو اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہم کو

فِي رَحْمَتِكَ ۖ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرّٰحِمِينَ ﴿١٥١﴾ ع إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا ع ١٨/٨

ہم کو بیچ رحمت اپنی کے اور تو بہت رحم کرنیوالا ہے سب رحم کرنے والوں سے تحقیق جنہوں نے پکڑا

اپنی رحمت میں داخل کرلے اور تو سب سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے بیشک جن لوگوں نے گوسالہ (بچھڑے) کو

الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ

بچھڑا البتہ پہنچے گا ان کو غصہ پروردگار ان کے سے اور ذلت بیچ زندگانی

معبود بنایا تھا ان پر بہت جلد ان کے رب کی طرف سے عذاب نازل ہوگا اور دنیا کی زندگی میں ذلت بھی

الدُّنْيَا ۚ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ﴿١٥٢﴾ وَالَّذِينَ عَمِلُوا

دنیا کے اور اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم جھوٹ باندھنے والوں کو اور جنہوں نے عمل کئے

اور اسی طرح ہم افترا پردازوں کو سزا دیا کرتے ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے

السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِهَا وَآمَنُوا ۫ إِنَّ رَبَّكَ مِنْ

بُرے پھر توبہ کی بعد اس کے اور ایمان لائے تحقیق پروردگار تیرا بیچھے

برے کام کئے پھر اس کے بعد توبہ کرلی اور ایمان لے آئے تو بیشک آپ کا رب توبہ کے بعد

بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٥٣﴾ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُوسَى الْغَضَبُ

اس کے البتہ بخشنے والا مہربان ہے ف۳ اور جب تھما ہوا موسیٰ سے غصہ

بخشنے والا مہربان ہے اور جب موسیٰ کا غصہ کم ہوا تو ان تختیوں کو اٹھا لیا۔

حل لغات۔
۱؎ غَضْبَانَ اَسِفًا دونوں موسیٰ سے حال ہیں۔ اسف کہتے ہیں غضب شدید کو قال تعالیٰ فَلَمَّا اٰسَفُوْنَا انتقمنا ای اغضبونا کبھی اس کے معنے حزین و غمگین کے بھی آتے ہیں۔ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں آیا ہے قالت ان ابابکر رجل اسیف و قال تعالیٰ یا اسفیٰ علی یوسف۔ واحدی کا قول ہے کہ دونوں مترادف لفظ ہیں فرق اتنا ہے کہ اپنے سے کمتر آدمی سے کوئی ناپسند بات پوچھے تو وہاں غضب کا استعمال ہوتا ہے اور بڑے آدمی سے پوچھے تو اسف کا
۲؎ قَالَ ابْنَ اُمَّ۔ اصل میں تھا یا ابن اُمّا۔ یا حرف ندا حذف ہوگئی اور آخر کا الف جو یائے اضافت سے بدلا ہوا ہے گر پڑا۔
۳؎ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ یہ کلام مقلوب ہے اصل میں تھا سکت موسیٰ عن الغضب۔ کہا کرتے ہیں ادخلت القلنسوۃ فی راسی اور مراد ہوتی ہے ادخلت راسی فی القلنسوۃ یا یوں کہو کہ سکوت سے مراد ہے سکون و زوال۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۲۴۰) ارفع واعلیٰ ہے وہ جو
چاہے سو کرے - یہ تو بات کا جواب بھی نہیں دے سکتا پھر یہ خدا کیسا.
یہ ہے مشرک سے بڑا ظالم اور بے وقوف کوئی نہیں فقط -
(فوائد صفحہ ھٰذا) ف۱ چونکہ موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور
پر ہی قوم کے کفر سے اللہ نے باخبر کر دیا تھا۔ اب جب کہ موسیٰ علیہ
السلام چالیس دن کوہ طور پر پورے کرکے واپس آئے تو سخت
غضب ناک ہوئے. فرمانے لگے ذراسی تاخیر میں یہ ظلم ڈھایا.
غصے کے مارے تورات کی تختیاں ہاتھ سے ڈالدیں - الغرض قوم
پر جب بچھڑے کی پوجا کی حقیقت واضح ہوئی تب وہ نادم ہوئے اور
لگے توبہ کرنے - سورہ طٰہٰ میں آئے گا کہ یہ توبہ موسیٰ علیہ السلام کے
آنے کے بعد کی ہے - یہاں صرف اس وجہ سے توبہ کو مقدم کیا
ہے تاکہ جو قول اور فعل ان سے صادر ہوا ہے اس کی حکایت
ایک ہی جگہ میں آجائے (فتح البیان) موسیٰ علیہ السلام اس مشرکانہ
ڈھونگ کو دیکھ کر اور ہارون علیہ السلام کی نرمی و تساہل کا
گمان کرکے اس قدر افروختہ اور دینی حمیت و غیرت کے جوش سے
اس قدر بے قابو ہو گئے کہ ہارون علیہ السلام کی طرف لپکے اور
حرارت ایمانی کے بے انداز جوش میں اُن کی ڈاڑھی اور سر کے بال
پکڑ لئے - ہارون علیہ السلام نے جواب دیا کہ بھائی جان! میرے
بال تو چھوڑیئے - دیکھئے میں نے تو ہر ممکن انھیں روکا - زیادہ
یوں نہیں اُلجھا کہ کہیں آپ یہ نہ فرمائیں کہ تو نے بنی اسرائیل میں
تفریق ڈال دی (واقعہ سے معلوم ہوا اور وضاحت ہوئی کہ انبیاء
علیہم السلام عالم الغیب نہیں ہوتے - اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب
ہے) پھر موسیٰ علیہ السلام نے دُعا کی کہ اے پروردگار! ہم کو
اپنی رحمت میں لے لے اور بخش دے تُو بڑا ہی رحم کرنے والا ہے
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے
واقعی دیکھنے والے اور واقعہ کو سُننے والے میں بہت فرق ہوتا ہے
ف۲ موسیٰ علیہ السلام قوم کی اصلاح کے لئے اپنے بڑے بھائی ہارون
علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنا گئے تھے - جب واپس آئے تو قوم کو گمراہ
دیکھ کر بھائی کی سرکوبی کرنے لگے - انھوں نے کہا میں نے قوم کو سمجھانے
میں کمی نہیں کی بہت سمجھایا ڈرایا مگر بچھڑے کی پوجا موقوف نہ کرا سکا
بدو وجہ - ایک تو ان لوگوں کی نظر میں میری اتنی وقعت دُھنی نہ رعب
تھا جیسا تمھارا ہے - دوسرے یہ کہ جب میں نے ان کو منع کیا تو وہ میرے
مارنے کو چل آئے - اگر میں اور کچھ کہتا تو شاید وہ مجھ کو مار ہی ڈالتے -
اس سے معلوم ہوا کہ امام جس خلاف شرع کام سے روکے اور قوم
نہ رُکے تو قصور قوم کا ہے نہ امام و خلیفہ کا (بنی اسرائیل کی معافی کا
بیان پہلے پارہ میں بھی گزرچکا ہے) آیت ہٰذا میں ابن اُم کہنے کی یہ
وجہ تھی کہ اس لفظ سے زیادہ محبت جوش میں آتی ہے اور ماں
کے نام سے دل زیادہ نرم ہو جاتا ہے - طبرانی کبیر و اوسط اور مسند احمد
میں ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس میں ہے کہ ایک شخص نے
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کی نشانی پوچھی - آپ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جب آدمی کو اچھے کام سے خوشی اور بُرے کام سے
رنج ہو تو یہ اس کے ایمان کی نشانی ہے - اس سے معلوم ہوا کہ
موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام پر جو دست درازی کی وہ
جوش ایمانی میں بے قابو ہو کر کی - مسند امام احمدؒ کی سند میں اگرچہ
کچھ ضعف ہے لیکن طبرانی واوسط میں یہ حدیث اچھی سند سے ہے.
(احسن)
ف۳ جو لوگ اپنے مشرکانہ افعال پر نادم ہیں اور آئندہ کے لئے انھوں نے
توبہ کر لی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے غفور رحیم ہے - آیت ہٰذا دلیل ہے
اس پر کہ تمام گناہ صغیرہ کبیرہ مشترک ہیں توبہ میں - اللہ تعالیٰ اپنے
فضل سے سارے گناہ بخش دیتا ہے - یہ اس کی رحمت ہے - اس
میں مذنبین تائبین کے لئے بشارت ہے اس بات کی کہ انسان مرتکب
گناہ سچی توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے وہ توبہ قبول فرمالیگا
اور سارے گناہ بخش دیگا - چنانچہ مسند احمد و مستدرک حاکم
میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطٰنَ قَالَ وَعِزَّتِکَ یَا رَبِّ لَا اَبْرَحُ اُغْوِیْ
عِبَادَکَ مَا دَامَتْ اَرْوَاحُھُمْ فِیْ اَجْسَادِھِمْ فَقَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ
وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَارْتِفَاعِ مَکَانِیْ لَا اَزَالُ اَغْفِرُ لَھُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِیْ
یعنی شیطان نے لوگوں کو بہکانے اور طرح طرح کے گناہ اُن سے کرانے پر
اللہ تعالیٰ کے روبرو قسم کھائی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھی
اپنے جاہ و جلال و عزت اور اپنے بلند مکان ہونے کی قسم کھا کر اس
ملعون کو یہ جواب دیا ہے کہ گناہ کرکے جو کوئی توبہ سچی استغفار
کرے گا میں بھی اس کے گناہوں کے معاف کرنے میں دریغ نہ کروں
گا - یہ حدیث آیت کی بشارت کی گویا تفسیر ہے - حاکم نے اس حدیث
کو صحیح کہا ہے - مشکوٰۃ مطبع فاروقی کے صفحہ ۱۹۶ حدیث ہٰذا پر محترم
اخی و شیخی مفسر قرآن والحدیث مولانا عبدالستار صاحب رحمۃ اللہ
علیہ حاشیہ تحریر فرماتے ہیں قولہ وَارْتِفَاعِ مَکَانِیْ فِیْہِ رَدٌّ
عَلَی الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ اِنَّہٗ لَا مَکَانَ لَہٗ اَوْ ھُوَ فِیْ کُلِّ مَکَانٍ وَّالْعَقِیْدَۃُ
الصَّحِیْحَۃُ الَّتِیْ عَلَیْھَا السَّلَفُ اَنَّ لَہٗ مَکَانٌ وَّھُوَ الْعَرْشُ الْعَظِیْمُ کَمَا
اَخْبَرَنَا رَبُّنَا فِیْ کِتَابِہٖ بِقَوْلِہٖ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی فَنُؤْمِنُ
بِہٖ بِلَا کَیْفٍ وَنَکِلُ الْعِلْمَ اِلَیْہِ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی فقط ابو محمد ابن ابی فن
المحشی تجاوز اللہ عن ذنوبہما الجلی والخفی - آمین -
(مرتب ابو عمار عبد القہار عفی عنہ)

أَخَذَ الْأَلْوَاحَ ۖ وَفِي نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ هُمْ

لیں تختیاں اور بیچ لکھے ان کے ہدایت تھی اور رحمت تھی واسطے اُن کے کہ وہ

اور ان میں جو کچھ لکھا ہوا تھا وہ ان لوگوں کے لئے سرمایۂ ہدایت و رحمت تھا جو اپنے

لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ ﴿١٥٤﴾ وَاخْتَارَ مُوسَىٰ قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا

پروردگار اپنے سے ڈرتے ہیں ع اور چن لئے موسیٰ نے قوم اپنی سے ستر آدمی واسطے

پروردگار سے ڈرتے ہیں اور موسیٰ نے اپنی قوم میں سے ستر آدمی ہمارے مقررہ وقت کے لئے

لِّمِيقَاتِنَا ۖ فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ

وعدے ہمارے کے وقف پس جب پکڑا ان کو زلزلے نے کہا موسیٰ نے اے رب میرے

چن لئے۔ پھر جب ان کو زلزلے نے آلیا تو کہا کہ اے میرے رب! اگر تو چاہتا تو ان کو اور مجھ کو بھی اس سے پہلے ہی

أَهْلَكْتَهُم مِّن قَبْلُ وَإِيَّايَ ۖ أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ

اگر چاہتا تو ہلاک کرتا ان کو پہلے اس سے اور مجھ کو بھی۔ کیا ہلاک کرتا ہے تو ہم کو ساتھ اس چیز کے کر کیا بے وقوفوں نے

ہلاک کر دیتا۔ کیا ہم میں سے چند بیوقوفوں کی حرکت پر تو ہم کو ہلاک کر دے گا۔ یہ تو تیری طرف سے محض ایک

مِنَّا ۚ إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَن تَشَاءُ وَتَهْدِي

ہم میں سے نہیں یہ مگر فتنہ تیرا یعنی آزمائش تیری گمراہ کرتا ہے ساتھ اس کے جس کو چاہے اور راہ دکھاتا ہے

آزمائش تھی (تو اس آزمائش کی وجہ سے) گمراہ کر دے جس کو چاہے اور جس کو چاہے سیدھی راہ

مَن تَشَاءُ ۖ أَنتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا ۖ وَأَنتَ خَيْرُ

جس کو چاہے تو ہے دوست ہمارا پس بخش ہم کو اور رحم کر ہم کو اور تو بہتر

دکھا دے تو ہی ہمارا کارساز ہے سو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب بخشنے والوں

الْغَافِرِينَ ﴿١٥٥﴾ وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي

بخشنے والا ہے اور لکھ واسطے ہمارے بیچ اس دنیا کے نیکی اور بیچ

سے بہتر ہے اور ہمارے لئے اس دنیا میں بھلائی لکھ اور آخرت میں بھی۔ ہم بلا شبہہ

الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ ۚ قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ ۖ

آخرت کے تحقیق ہم نے توبہ کی طرف تیری کہا عذاب میرا پہنچاتا ہوں میں اس کو جس کو چاہوں

تیری طرف رجوع کرتے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ میں اپنا عذاب جس کو چاہتا ہوں اس کو پہنچاتا ہوں اور میری رحمت

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَ

اور رحمت میری نے سما لیا ہر چیز کو پس البتہ لکھوں گا میں اسکو واسطے ان لوگوں کے کہ پرہیزگاری کرتے ہیں اور

ہر ایک چیز پر چھائی ہوئی ہے سو میں اس بھلائی کو ان لوگوں کے واسطے ضرور لکھ دوں گا جو پرہیزگاری اختیار

يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٥٦﴾ الَّذِينَ

دیتے ہیں زکوٰۃ اور جو لوگ کہ وہ ساتھ نشانیوں ہماری کے ایمان لاتے ہیں ع وہ لوگ جو

کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں وہ لوگ جو

يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا

پیروی کرتے ہیں رسول کی جو نبی ہے اَن پڑھا وہ جو پاتے ہیں اس کو لکھا ہوا

ایسے رسول، نبی اُمی کی پیروی کرتے ہیں جن کو وہ اپنے ہاں تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ جو ان کو

حل لغات۔
۱؎ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ضمیر ہی راجع ہے فتنہ کی طرف جس طرح ان ھو الا زید اور ان ہی الا ہند میں۔ ھو راجع ہے زید کی طرف اور ہی ہند کی جانب۔ تقدیر عبارت یوں ہے ان تلک الفتنۃ التی وقع فیہا السفہاء لم تکن الا فتنتک۔ اور فتنہ کی مزید تحقیق اسی سورت کے دوسرے رکوع یٰبنی آدم لا یفتننکم الشیطان میں گذر چکی وہاں دیکھو۔ ۲؎ اَلرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ عرف

اب جب کہ موسےٰ علیہ السلام کا غصہ فرو ہوا تھم گیا تو تورات کی تختیاں اٹھالیں جو اپنے اندر سراسر ہدایت کا سامان رکھتی تھیں جن سے وہی لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو اپنے اللہ سے ڈرتے ہیں۔ قتادہؒ نے کہا کہ موسےٰ علیہ السلام نے جب تورات میں یہ پڑھا کہ ایک امت ساری امتوں سے بہتر ہوگی اور وہ امر اللہ کو بجالائے گی، منہیات الٰہی سے باز رہے گی اور وہ کتاب اللہ کو برزبان پڑھنے والی ہوگی وہ سابقہ تمام کتب سماوی پر ایمان رکھے گی۔ وہ گمراہوں سے جہاد کرے گی حتیٰ کہ دجال کو قتل کرے گی وہ وہ ہوگی کہ جس کے صدقات

محتاجوں کے لئے حلال ہوں گے جب کہ سابقہ امتوں کے صدقات آسمان سے آگ آکر کھا جاتی تھی۔ وہ امت صرف ارادۂ نیکی پر نیکی کی مستحق ہوگی اور عمل پر دس گنا سے سات سو تک کی نیکیوں اجر وثواب کی مستحق ہوگی۔ اس امت کا قیامت کے دن شفیع ہوگا انکی شفاعت قبول ہوگی اور وہ امت آخرین سابقین ہوگی یعنی دنیا میں سب سے آخر ہوگی اور جنت میں ساری امتوں سے پہلے داخل ہوگی تو موسےٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ وہ امت میری ہی امت بنا دے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا وہ تو امتِ محمدیہ ہے۔ قتادہؒ کہتے ہیں ہم سے یہ بات بھی کہی گئی کہ آخر موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کی کہ اچھا مجھے بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بنا دیا جائے آیت کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ سے اور ترمذی وابن ماجہ وغیرہ میں بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ کی جو حدیث ہے اس سے قتادہ رحمہ اللہ کے اس قول کی پوری تائید ہوتی ہے کہ جس میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امت محمدیہ پچھلی ستر امتوں کی پوری کرنے والی امت ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ امت سب پچھلی امتوں سے بہتر ہے امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ اور قتادہ بن دعامہ ثقہ تابعی ہیں۔ صحیح بخاری میں ان سے روایت ہے۔ یہ قتادہ قدیم مفسروں میں مشہور ہیں اور ان کا قول تفسیر کے باب میں بہت معتبر ہے (خلاصہ احسن التفاسیر)

ف۲ ہاں تو جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر توریت لینے کیلئے گئے تو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تمہاری باتیں اس وقت تسلیم کر سکتے ہیں جب کہ ہم خود اللہ تعالیٰ سے سن لیں۔ موسیٰ علیہ السلام ان میں سے ستر آدمیوں کو جو سردار تھے منتخب کرکے طور پر لے گئے تو یہ گستاخانہ مطالبہ کیا کہ ہم تو اللہ کو اپنی آنکھوں سے بے حجاب دیکھیں گے تب مانیں گے ورنہ نہیں۔ اس پر نیچے سے بھونچال آیا اور اوپر سے بجلی کی کڑک ہوئی۔ سب کے سب ہلاک ہوگئے (سورہ بقرہ میں اسکا مفصل بیان ہوچکا ہے) تب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے آپ کو ان میں شامل کرکے دعائے مغفرت کی (موضح وغیرہ)

ف۳ یہ موسیٰ علیہ السلام کی دوسری دعاء ہے پہلی دعاء تو رفع ضرر کی تھی۔ اب یہ دعاء حصول مقصد کے لئے ہے۔ هُدْنَا کے معنیٰ ہیں کہ ہم نے توبہ کی اور تیری طرف رجوع ہوتے ہیں۔ یہودی اسی سے نکلا ہے شریعت موسوی میں یہود خوبی کا لفظ تھا اب شریعت محمدی میں اس لفظ کی وہ خوبی باقی نہیں رہی۔ حدیث میں ہے اگر موسیٰ علیہ السلام اب زندہ ہوتے تو شریعت محمدی کی پیروی کے بغیر ان کو بھی کوئی چارہ نہ ہوتا لَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا مَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِيْ۔ بخاری میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر یہ دعاء کرتے تھے اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ صفحہ ۴ میں اس کا مفصل بیان گزرا۔ دعاء یہ ہے۔ الٰہی! ہم دنیا میں بھی دکھ درد سے بچے رہیں اور آخرت میں بھی ہم پر عذاب نہ ہو۔ ارشاد ہوا میری رحمت عام ہے۔ آیت ہٰذا عظیم الشمول والعموم ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا رحم وکرم دنیا میں عام ہے نیک وبد سب شامل ہیں مگر آخرت میں یہ رحمت خاص مؤمنین کے لئے ہے ایک جماعت مفسرین نے کہا جب یہ آیت اتری تو ابلیس کا حوصلہ بھی بڑھا کہنے لگا مجھ پر بھی مہربانی ہونی چاہیے کیونکہ میں بھی ایک چیز ہوں تب اللہ نے اگلا جملہ فرمایا میری رحمت کے مستحق وہ ہیں جو شرک سے بچتے ہیں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں میری شریعت کے سب مسئلوں کو مانتے ہیں۔ ابلیس مایوس ہوگیا (ازاخی المحترم مولانا عبدالستار صاحب حفظہ) نیز مشکوٰۃ مطبع فاروقی کے صفحہ ۱۹۹ میں بحوالہ البخاری ومسلم عن ابی ہریرہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوْبَةِ مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهٖ اَحَدٌ وَّلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِهٖ اَحَدٌ یعنی اللہ کا عذاب ایسا ہے کہ اگر اس کا اندازہ معلوم ہو جائے تو کیسا ہی نیک مسلمان ہو جنت اور بخشش کی امید نہیں کر سکتا۔ اور اس کی رحمت اس قدر ہے کہ اگر اس کا اندازہ معلوم ہو جائے تو کیسا ہی بدترین کافر ہو تو وہ بھی یہ توقع رکھے گا کہ میں بخشا جاؤں گا۔ حوالہ مذکور صفحہ ۲۰۰ میں عامر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے قَالَ بَيْنَنَا نَحْنُ عِنْدَهٗ يَعْنِيْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَقْبَلَ رَجُلٌ عَلَيْهِ كِسَاءٌ وَّفِيْ يَدِهٖ شَيْءٌ قَدِ الْتَفَّ عَلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَرَرْتُ بِغَيْضَةِ شَجَرٍ فَسَمِعْتُ فِيْهَا اَصْوَاتَ فِرَاخِ طَائِرٍ فَاَخَذْتُهُنَّ فَوَضَعْتُهُنَّ فِيْ كِسَائِيْ (باقی بر صفحہ ۲۴۳)

★ یعنی رسول اسے کہتے ہیں جسے اللہ نے تبلیغ احکام کے لئے خلق کی طرف بھیجا ہو اور نبی کہتے ہیں صاحب معجزات کو۔ النبی بدل ہے الرسول سے۔ الامّی منسوب ہے طرف اُم کے اور اسکی لغوی تحقیق اور وجہ نسبت آیہ وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ میں گزر چکی وہاں دیکھو۔

عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْإِنْجِيْلِ ز يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ

نزدیک اپنے بیچ توریت کے اور انجیل کے حکم کرتا ہے ان کو ساتھ بھلائی کے اور

نیکی کے کام کرنے کو کہتے۔ اور برے کاموں سے روکتے ہیں۔ اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے

يَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ

منع کرتا ہے ان کو نامعقول چیزسے اور حلال کرتا ہے واسطے ان کے پاکیزہ چیزیں اور حرام کرتا ہے

حلال قرار دیتے ہیں، اور ناپاک چیزوں کو ان کے لئے حرام ٹھہراتے ہیں۔

عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ

اوپر ان کے ناپاک چیزیں اور اتار رکھتا ہے ان سے بوجھ ان کے اور طوق جو تھے

اور ان پر سے ان کے بوجھ اور طوق جو ان پر تھے اتروا تے ہیں۔ سو وہ لوگ

كَانَتْ عَلَيْهِمْ ط فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَ

اوپر ان کے پس جو لوگ کہ ایمان لائے ساتھ اسکے اور قوت دی اسکو اور مدد کی اس کی اور

جو ان پر ایمان لائے اور ان کو تقویت پہنچائے اور ان کی مدد کرتے ہیں اور

اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ لا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ع ﴿۱۵۷﴾ ۱۹ ع ۹

پیروی کی اس نور کی کہ اتارا گیا ہے ساتھ اس کے یہ لوگ وہ ہیں فلاح پانیوالے

اس نور کی پیروی کرتے ہیں جو ان کے ساتھ نازل ہوا یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا نِ الَّذِيْ

کہہ اے لوگو! تحقیق میں پیغمبر ہوں اللہ کا طرف تمہاری سب کی وہ جو واسطے اسکے ہے

کہہ دیجئے۔ اے لوگو! بلاشبہ میں تم سب کی طرف اللہ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں۔ وہ اللہ جس کے لئے

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ص

بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی نہیں کوئی معبود مگر وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے

تمام آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ

پس ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور رسول اس کے کے جو نبی ہے اَن پڑھا وہ جو ایمان لاتا ہے ساتھ اللہ کے

موت دیتا ہے سو اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول نبی امی پر جو اللہ اور اس کے کلام پر (خود بھی) ایمان

وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ وَمِنْ

اور باتوں اس کی کے اور پیروی کرو اسکی تو کہ تم راہ پاؤ اور

رکھتے ہیں۔ اور ان کی پیروی کرو تاکہ تمہیں ہدایت حاصل ہو اور

قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

قوم موسیٰ کی سے ایک جماعت ہے کہ ہدایت کرتی ہے ساتھ حق کے اور ساتھ اسکے عدل کرتے ہیں

موسیٰ کی قوم میں چند لوگ ایسے بھی ہیں جو حق کے ساتھ راہ دکھاتے اور حق کے مطابق انصاف کرتے ہیں

وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ط وَاَوْحَيْنَآ

اور کاٹے ہم نے ان میں سے بارہ بیٹے بڑی بڑی جماعتیں اور وحی کی ہم نے

اور ہم نے ان کو بارہ قبیلوں میں گروہ در گروہ تقسیم کر دیا اور جب موسیٰ کی قوم نے اس سے پانی طلب کیا تو اس کی

حل لغات۔ لہ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ۔ اِصر وہ بوجھ جو آدمی کو اپنے ثقل کی وجہ سے حرکت نہ کرنے دے۔ اغلال غل کی جمع اور غل طوق کو کہتے ہیں۔ لہ وَعَزَّرُوْهُ یہ لیا گیا ہے تعزیر سے اور تعزیر کہتے ہیں ادب اور بزرگی کرنے کو کذا فی الصراح۔

(بقیہ صفحہ ۲۴۲) فَجَاءَتْ أُمُّهُنَّ فَاسْتَدَارَتْ عَلٰی رَأْسِیْ فَكَشَفْتُ لَهَا عَنْهُنَّ فَوَقَعَتْ عَلَيْهِنَّ فَلَفَفْتُهُنَّ بِكِسَائِیْ فَهُنَّ أُولَاءِ مَعِیْ قَالَ ضَعْهُنَّ فَوَضَعْتُهُنَّ وَأَبَتْ أُمُّهُنَّ إِلَّا لُزُوْمَهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَعْجَبُوْنَ لِرُحْمِ أُمِّ الْأَفْرَاخِ فِرَاخَهَا وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ لَلّٰهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ أُمِّ الْأَفْرَاخِ بِفِرَاخِهَا ارْجِعْ بِهِنَّ حَتّٰی تَضَعَهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَذْتَهُنَّ وَأُمُّهُنَّ مَعَهُنَّ فَرَجَعَ بِهِنَّ رَوَاهُ أَبُوْدَاؤدَ کہ ایک شخص نے ایک پرند کے بچوں کو پکڑ کر اپنی چادر میں چھپا لئے ان بچوں کی ماں ان کے ارد گرد پھرنے لگی۔ جب انھوں نے کھولا انکی ماں انکے اوپر گر پڑی۔ انھوں نے اس کو بھی چادر میں بند کر لیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو پوچھا کہ کیا ہے۔ انھوں نے اس کی محبت کی کیفیت بیان کی۔ آپؐ نے فرمایا کہ انکو چادر میں سے نکالو۔ انھوں نے بچوں کو زمین پر رکھ دیا تو انکی ماں بھی اُنکے پاس ہی رہی۔ گویا بڑے تعجب کا موقع تھا کہ بچوں کی محبت میں وہ اپنی جان کا خوف اور وحشت سب بھول گئی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم اس پرند کی محبت سے تعجب کرتے ہو قسم ہے اُس ذات پاک کی جس نے مجھے سچا دین دیکر بھیجا ہے البتہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی اس سے زیادہ محبت ہے جس قدر اس پرند کو اپنے بچوں کی ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے إِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ مِنْ عِبَادِهٖ إِلَّا الْمَارِدَ الْمُتَمَرِّدَ الَّذِیْ يَتَمَرَّدُ عَلَى اللّٰهِ وَأَبٰى أَنْ يَّقُوْلَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ یعنی اللہ بندے کو عذاب نہیں کرتا مگر جب کہ وہ شریر سرکش ہو جاتا اور توحید و ایمان سے روگردانی کر جائے تب عذاب کرتا ہے (مشکوٰۃ صفحہ ۲۰۰) رحمت کا بیان صفحہ ۸۴ میں گزرا۔ اور تفسیر جامع البیان صفحہ ۱۴۵ میں ہے کہ بنو اسرائیل جو موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ کوہ طور پر گئے تھے انکو اللہ کی طرف سے یہ کہا گیا کہ تمھارے لئے سب زمین کی اجازت ہے جہاں نماز کا وقت ہو جائے پڑھ لو اور پانی نہ ہو تو تیمم کر لو اور ...... تورات کا حفظ کرنا تم پر آسان کر دیا ہے لیکن انھوں نے یہ باتیں منظور نہ کیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آیت فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ نازل کی یعنی فرمایا یہ سب نعمتیں آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو دیں گے جو ہم سے ڈریں گے زکوٰۃ ادا کریں گے یعنی تزکیہ مال و نفس کرینگے اور ہمارے احکام مانیں گے اور جو ہمارے بھیجے ہوئے اُس رسولِ اُمّی کی اتباع کرینگے جن کا ذکر تورات و انجیل میں ہے وہ ہر ایک نیک کام کی ترغیب دے گا۔ ہر بُرے کام سے لوگوں کو منع کریگا۔ صاف ستھری اور پاکیزہ چیزوں کو لوگوں کیلئے حلال قرار دیگا اور گندی و قابل نفرت چیزوں کو حرام ٹھیرائے گا اور ان فضول عادات بے ثبوت رسوم کو مٹا دے گا جو ان کے گلے کا ہار بنی ہوں گی۔ پس

موسیٰ! جو لوگ اُس نبی اُمّی پر ایمان لائیں گے اسکی مدد کریں گے اور اس کا دست راست بنیں گے اور نور یعنی قرآن (و حدیث) کی جو اس نبی اُمّی کے ساتھ نازل کیا جائے گا اتباع کرینگے وہ لوگ شادکام ہوں گے اور وہی نجات اخروی حاصل کرسکیں گے فقط۔

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ کعب احبار نے بیان کیا نَجِدُهُ مَكْتُوْبًا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَبْدِیَ الْمُخْتَارُ لَا فَظٌّ وَّلَا غَلِيْظٌ وَّلَا سَخَّابٌ فِی الْأَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِیْ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَيَغْفِرُ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَهِجْرَتُهٗ بِطَيْبَةَ وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ وَأُمَّتُهُ الْحَمَّادُوْنَ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِیْ كُلِّ مَنْزِلَةٍ وَّيُكَبِّرُوْنَهٗ عَلٰی كُلِّ شَرَفٍ رُعَاةٌ لِّلشَّمْسِ يُصَلُّوْنَ الصَّلٰوةَ إِذَا جَآءَ وَقْتُهَا يَتَأَزَّرُوْنَ عَلٰی أَنْصَافِهِمْ وَيَتَوَضَّئُوْنَ عَلٰی أَطْرَافِهِمْ مُنَادِيْهِمْ يُنَادِیْ فِی جَوِّ السَّمَآءِ صَفُّهُمْ فِی الْقِتَالِ وَصَفُّهُمْ فِی الصَّلٰوةِ سَوَآءٌ لَّهُمْ بِاللَّيْلِ دَوِیٌّ كَدَوِیِّ النَّحْلِ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۰۶) یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت توریت میں اس طرح لکھی ہے کہ اللہ نے فرمایا محمد رسولؐ میرے بندے پسندیدہ ہیں، درشت دل ہیں نہ بدخو نہ بازاروں میں شور و غل کرنے والے ہیں اور بُرائی کے بدلے برائی کرنے والے بھی نہیں بلکہ مُعافی درگذر کرنے والے ہیں۔ مکہ میں پیدا ہونگے ہجرت کرکے مدینہ میں جائیں گے اور شام کے ملک میں ان کی بادشاہت ہوگی۔ ان کی امت کے لوگ سفر و حضر میں اور ہر اونچے نیچے مقام میں اللہ کی حمد اور بڑائی کریں گے۔ دھوپ سے نمازوں کا حساب کرنے والے وقت پر نماز پڑھنے والے اور آدھی پنڈلی تک تہبند پاجامہ رکھنے والے۔ وضو میں ہاتھ پاؤں دھونے والے اور اونچی جگہ میں انکے مؤذن اذان دینگے اور جہاد و نماز میں صف بندی سے کھڑے ہونگے۔ رات کو یاد الٰہی میں انکی آوازیں ایسی ہونگی جیسے شہد کی مکھی کی آوازیں۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ توریت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ان کے پاس دفن ہوں گے۔ اسی طرح یہود کے ایک لڑکے نے اپنی بیماری کی حالت میں یہ بتایا تھا کہ بے شک آپؐ کی صفت و حالات توریت میں موجود ہیں (مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۰) تفسیر حمیدی میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سریانی نام المنحمنا توریت میں مذکور ہے جسکے معنی وہی ہیں جو محمدؐ کے ہیں اور انجیل میں آپؐ کا نام احمد صاف موجود ہے مگر نصاریٰ نے اس انجیل کو چھپا ڈالا تھا۔ الحمدللہ کہ ہمارے زمانہ میں انجیل برنباس اٹھا لیا کے کتب خانہ سے ملی اس میں صاف صاف بشارتیں نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی موجود ہیں۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا یہ ایک صفت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی کتابوں میں بھی آپ کا حال اسی طرح مذکور تھا۔ جو لوگ آپؐ کے تابعدار کہلاتے ہیں انپر بھی لازم ہے کہ اس صفت کو حاصل کریں۔ اس صفت کی فضیلت بہت آیتوں اور (باقی فائدہ بر صفحہ ۲۴۴)

اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ج

طرف موسیٰ کی جب پانی مانگا اس سے قوم اس کی نے یہ کہ مار ساتھ عصا اپنے کے پتھر کو

طرف ہم نے وحی کی کہ اپنے عصا سے پتھر کو مارو۔ سو اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔ تمام

فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ

پس پھوٹے اس میں سے بارہ چشمے تحقیق جان لیا ہر شخص نے

لوگوں نے اپنا اپنا گھاٹ معلوم کر لیا۔ اور ہم نے ان پر

مَّشْرَبَهُمْ ؕ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ

گھاٹ اپنا اور سائبان کیا ہم نے اوپر ان کے بادل کا اور اتارا ہم نے اوپر ان کے

بادلوں کا سایہ کر دیا۔ اور ان پر من و سلویٰ نازل کیا

الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا

من اور سلوے کھاؤ پاکیزہ اس چیز سے کہ دیا ہم نے تم کو اور نہ

(اور کہا کہ) جو کچھ ہم نے تمہیں حلال و طیب دیا ہے اس میں سے کھاؤ اور

ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿١٦٠﴾ وَاِذْ قِيْلَ

ظلم کیا انہوں نے ہم پر و لیکن تھے جانوں اپنی کو ظلم کرتے وہ اور جب کہا گیا

ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے خود اپنے آپ پر ظلم کیا اور جب ان کو

لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ

واسطے انکے رہو تم اس بستی میں اور کھاؤ اس میں سے جہاں چاہو تم

حکم دیا گیا۔ کہ اس گاؤں میں رہو سہو اور اس جگہ سے جہاں چاہو کھاؤ اور مغفرت طلب کرو

وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ

اور کہو جاؤ تو گناہ ہمارے اور داخل ہو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے بخش دیں گے ہم خطائیں

اور دروازہ میں عاجزانہ طور سے داخل ہونا۔ ہم تمہارے گناہ معاف کر دیں گے۔

خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ؕ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٦١﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ

تمہاری البتہ زیادہ دیں گے ہم احسان کرنیوالوں کو پس بدل ڈالا جنہوں نے

ہم نیک کام کرنے والوں کو بہت جلد زیادتی دیں گے پھر ان میں سے ان لوگوں نے

ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ

ظلم کیا تھا ان میں سے بات کو سوائے اس کے جو کہی گئی تھی واسطے انکے پس بھیجا ہم نے اوپر ان کے

جو ظالم تھے۔ اس بات کو جو ان کو تلقین کی گئی تھی دوسری بات سے بدل دیا۔ تب ہم نے ان کے

رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿١٦٢﴾ ع وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ

عذاب آسمان سے بسبب اس چیز کے کہ تھے ظلم کرتے وہ اور سوال کر ان کو

ظلم کی وجہ سے ان پر آسمان سے عذاب بھیجا اور اے پیغمبر! ان (یہودیوں)

٢٠ ع ٥ ١٠

الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي

بستی سے جو تھی اوپر کنارے دریا کے جب تعدی کرتے تھے بیچ

سے اس گاؤں کا حال پوچھو جو سمندر (کے کنارے) پر تھا۔ جب وہ ہفتے کے دن (شرعی) حد سے

حل لغات۔

له فَانْۢبَجَسَتْ بجس اور انبجاس اور انفجار تینوں متحد المعنی ہیں یعنی پانی کا پھوٹ کر بہنا۔ اس صورت میں فانبجست اور فانفجرت میں صرف تفنن عبارت ہوگا اور بس۔ مگر بعض لوگ کہتے ہیں کہ انبجاس کے معنے ہیں تھوڑا تھوڑا پانی نکلنا اور انفجار کثرت سے بہنے کو کہتے ہیں۔ اس تقدیر پر اس آیت اور سورۂ بقرہ کی آیت فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا میں اس طرح تطبیق وجمع ہو سکتی ہے کہ جس پتھر پر موسیٰ علیہ السلام عصا مارتے تھے اس میں سے ابتداءً تھوڑا تھوڑا پانی نکلتا تھا اور پھر کثرت سے بہنے لگتا تھا۔ که حَاضِرَةَ الْبَحْرِ حاضرہ مشتق ہے حضور سے اور حضور ضد ہے غیبت کی یہ خبر ہے کانت کی یعنی وہ بستی دریا سے دور نہ تھی بلکہ قریب ہی کنارے پر واقع تھی۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۲۴۳) حدیثوں میں آئی ہے (فوائد سلفیہ) قرآن نے دوسرے مقامات میں اسے (یعنی اغلال کو) واضح کردیا ہے۔ مذہبی زندگی کی ناقابل عمل پابندیاں ناقابل فہم عقیدوں کی تقلیدکی بیڑیاں پیشواؤں کے تعبد کی زنجیریں یہ بوجھل رکاوٹیں تھیں۔ افسوس جن پھندوں سے قرآن نے اہل کتاب کو نجات دلائی تھی مسلمانوں نے وہی پھندے پھر اپنے گلوں میں ڈال دیے (ترجمان القرآن)

موضح میں ہے یہود پر سخت احکام تھے کھانے کی چیزوں میں تنگی تھی۔ اس دین میں سب آسان ہوئے۔ اس کو بوجھ اور پھانسی فرمایا اور نور سے مراد قرآن اور شریعت ہے فقط۔

ف۲ اے پیغمبر! آپ دنیا کو سنا دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ سنو! اللہ وہی معبود برحق ہے جو زمین وآسمان واشیاء عالم کا خالق ومالک ہے وہی انکو فنا کرتا ہے اور کرے گا تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اس نبی امی کو جسکے متعلق تمہاری کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے کلام پر ایمان رکھتا ہے مان لو اور اسکی اتباع کرکے راہ ہدایت پاؤ کیونکہ تمام دنیا کے لئے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی ہیں قُلِ اللّٰهُ شَهِيدٌۢ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ۔ ایک دوسرے مقام پر فرمایا وَقُل لِّلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوا وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ یعنی اہل کتاب اور غیر اہل کتاب سے کہدو کہ کیا تم مانتے ہو؟ اگر تسلیم کرلیں مسلمان ہو جائیں تو راہ ہدایت پر ہیں ورنہ تمہارے ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہی ہے۔ بخاری میں ہے کہ ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما میں کچھ کہن سن ہوگئی۔ فاروق رضی اللہ عنہ ناراض ہوکر گھر چلے گئے۔ صدیق رضی اللہ عنہ نے گھر پر ہی جاکر معافی کی درخواست کی لیکن معاف کرنے کے بجائے کواڑ بند کرلئے آپ واپس دربار محمدی میں آئے ادھر عمر رضی اللہ عنہ نادم ہوئے اور آخر وہ بھی دربار رسالت میں حاضر ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالات سن کر سخت ناراض ہوکر فرمانے لگے جب میں نے آواز حق کو بلند کیا تو تم سب نے جھوٹا کہا اور ابوبکرؓ نے سب سے پہلے تصدیق کی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِي وَلَا أَقُولُهُ فَخْرًا بُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً الْأَحْمَرِ وَالْأَسْوَدِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ فَأَخَّرْتُهَا لِأُمَّتِي فَهِيَ لِمَنْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا (احمد) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ یاد رہے میں انھیں فخراً نہیں کہتا (۱) میں تمام سرخ وسیاہ لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں (۲) میری مدد مہینہ بھر کی مسافت سے صرف رعب کے ساتھ کی گئی ہے (۳) میرے لئے غنیمت کے مال حلال کیئے گئے ہیں حالانکہ مجھ سے پہلے وہ کسی کیلئے حلال نہیں تھے (آسمان سے آگ آتی وہ کھا جاتی (۴) میرے لئے تمام روئے زمین جہاں بھی نماز کا وقت آجائے مسجد کا حکم رکھتی ہے (سوائے ممنوعہ سات جگہوں کے) اور پانی نہ میسر ہو تو زمین ہی وضوء کے قائم مقام تیمم کا حکم رکھتی ہے اور (۵) مجھے اپنی امت کی شفاعت عطا فرمائی گئی ہے جسے میں نے ان لوگوں کیلئے اٹھا رکھی ہے جو اللہ کے ساتھ کسیکو شریک نہ کریں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کوئی اسلام لاکر گور پرستی پیر پرستی وغیرہ کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے شفیع نہ ہونگے۔ شفاعت ان اہل کبائر کی کرینگے جو کسی طرح کا شرک نہیں کرتے۔ مسلم میں ہے کہ آپؐ نے حلفیہ فرمایا میرا ذکر اس امت کے جس یہودی نصرانی کے پاس پہنچا اور وہ مجھ پر اور میری وحی پر ایمان لائے بغیر مرجائے تو وہ جہنمی ہے۔ لفظ وَاتَّبِعُوهُ سے صاف ثابت ہوا کہ حدیث کو ماننا، حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنا عمل کرنا واجب ہے جو حدیثوں پر چلے وہ بموجب نص قرآنی ہدایت پر ہے اور جو حدیث شریف کا منکر ہے وہ گمراہ ہے فقط ف۳ یعنی (اے پیغمبر!) گو تمہاری مخالفت بڑے شد ومد کے ساتھ ہوگی مگر حق پرستوں کا ایک گروہ امت موسیٰ میں سے ایسا ہوگا جو بالکل توریت کے مطابق چلے گا اور اسی کے مطابق اپنے تمام اعمال وافعال کو ڈھال لے گا۔ موضح میں ہے وہی لوگ تھے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے تو ایمان لائے جیسے عبداللہ بن سلام فقط۔

(فوائد صفحہ ھذا) ف۱ یعنی اصلاح وانتظام کے لئے ان کی بارہ جماعتیں جو بارہ دادوں کی اولاد تھی الگ الگ کردی گئی تھیں پھر ہر ایک جماعت کا ایک نقیب مقرر کردیا جو اس کی نگرانی اور اصلاح کا خیال رکھے (اس مضمون کا بیان صفحہ ۱۴۲ و ۱۵۵ میں مفصل لکھا گیا ہے) فقط۔ ف۲ یعنی ابھی ایک شہر فتح ہوا آگے سارا ملک ملے گا (موضح) یا یہ مطلب ہے کہ خطا معاف کرکے نیکوکاروں کے اجر وثواب بڑھائیں گے۔ چنانچہ جب قوم موسیٰ کو یہ حکم دیا گیا کہ بیت المقدس میں فاتحانہ داخل ہوتے وقت اللہ کی حمد وشکر بجالانا اور اس کی فرمانبرداری کا اظہار کرنا تو ہم تمہارے گناہ بخش دینگے لیکن اس ظالم قوم نے ہمارے ارشادات کے بالکل مخالف طرز اختیار کیا بجائے اس کے کہ توبہ کرکے مغفرت مانگتے۔ لگے گندم وغیرہ مانگنے اور بجائے اللہ کے روبرو سجدہ وعجز وانکساری دکھانے کے لگے سرین کے بل چلنے غرور وتکبر (باقی فوائد صفحہ ۲۴۵ پر دیکھیں)

السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَيَوْمَ لَا

ہفتے کے جب آتی تھیں ان کے پاس مچھلیاں ان کی جس دن ہفتہ کرتے تھے ظاہر اور جس دن نہ

بڑھ جاتے تھے کیونکہ جب ان کا ہفتے کا دن ہوتا تو مچھلیاں ابھر ابھر کر ان کے سامنے آتیں

يَسْبِتُونَ ۙ لَا تَأْتِيهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ ۚ نَبْلُوهُمْ بِمَا كَانُوا

ہفتہ کرتے تھے وہ نہ آتی تھیں ان کے پاس اسی طرح آزمائش کرتے تھے ہم ان کی بسبب اس کے

اور جب ہفتے کا روزہ نہ ہوتا تو نہ آتیں ۔ اسی طرح ہم ان کو ان کے فسق و نافرمانی کی وجہ

يَفْسُقُونَ ﴿١٦٣﴾ وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا ۙ اللَّهُ

کرتے فسق کرتے اور جب کہا ایک جماعت نے ان میں سے کہ کیوں نصیحت کرتے ہو اس قوم کو کہ اللہ

سے آزماتے تھے اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا کہ تم کیوں ایسے لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے ہو

مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ قَالُوا مَعْذِرَةً

ہلاک کرنیوالا ہے ان کو یا عذاب کرنیوالا ہے ان کو عذاب سخت ۔ کہا انہوں نے واسطے عذر کرنے کے

جنہیں خدا تباہ کرنے یا سخت ترین سزا دینے والا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ ہم تمہارے پروردگار کے حضور (اپنے اوپرکے)

إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿١٦٤﴾ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا

طرف رب اپنے کے اور شاید کہ وہ بچیں ٢ پس جب بھول گئے جو کچھ نصیحت کئے گئے تھے

الزام اتارنے کو (ایسا کرتے ہیں) اور اس واسطے بھی کہ شاید وہ باز آجائیں پھر جب وہ ان باتوں کو بھول گئے جو ان کو

بِهِ أَنجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ

ساتھ اس کے نجات دی ہم نے ان لوگوں کو کہ منع کرتے تھے برائی سے اور پکڑا ہم نے ان کو جو وہ

سمجھائی جاتی تھیں تو ہم نے ان لوگوں کو تو بچا لیا جو برائی سے منع کرتے تھے اور ہم نے ان لوگوں کو جو ظالم تھے

ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿١٦٥﴾ فَلَمَّا عَتَوْا

ظلم کرتے تھے ساتھ عذاب برے کے بسبب اس کے کہ تھے فسق کرتے پس جب سرکشی کی

ان کی نافرمانی کی وجہ سے عذاب میں گرفتار کیا پھر جس کام سے ان کو

عَن مَّا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿١٦٦﴾

اس چیز سے کہ منع کئے گئے تھے اس سے کہا ہم نے ان کو ہوجاؤ بندر ذلیل ٣

روکا گیا تھا جب اس میں وہ حد سے بڑھ گئے تو ہم نے ان سے کہہ دیا کہ ذلیل (و خوار) بندر بن جاؤ

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَن

اور جب پکار دیا پروردگار تیرے نے البتہ بھیجے گا اوپر ان کے تا روز قیامت وہ شخص کہ

اور جب آپ کے رب نے حکم دیا کہ وہ ان پر قیامت تک ایسے لوگوں کو مسلط رکھے گا ۔ جو انہیں سخت تکلیفیں

يَسُومُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ ۗ إِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيعُ الْعِقَابِ ۖ وَإِنَّهُ

پہنچا دے ان کو برا عذاب تحقیق پروردگار تیرا البتہ جلد عذاب کرنیوالا ہے اور تحقیق

پہنچاتے رہیں گے ۔ بلاشبہ آپ کا پروردگار بہت جلد سزا دینے والا ہے نیز وہ بڑی مغفرت اور

لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٦٧﴾ وَقَطَّعْنَاهُمْ فِي الْأَرْضِ أُمَمًا ۖ مِّنْهُمُ

وہ البتہ بخشنے والا مہربان ہے ۴ اور ٹکڑے ٹکڑے کیا ہم نے انکو بیچ زمین کے جماعتیں بڑی بعضے ان میں سے

بڑی رحمت والا بھی ہے اور ہم نے انکو دنیا میں کئی گروہ بنا کر تقسیم کر رکھا ہے ان میں سے بعض کار بھی ہیں

عند المتاخرین مع ۶ النصف

حل لغات۔

١ شُرَّعًا جمع ہے شارع اور شارعۃ کی۔ یہ لیا گیا ہے اشراع سے اور اشراع کہتے ہیں کسی کو مارنے کے لئے نیزہ سیدھا کرنا۔ شُرَّع وہ مچھلیاں جو پانی سے سر اور دم اٹھا کر کنویں میں آتی ہیں۔ یہ حال ہے حیتانہم سے جو جمع ہے حُوت کی۔ تقدیر عبارت یوں ہے تاتیہم یوم سبتہم ظاہرۃ علی وجہ الماء قریبۃ من الساحل۔

٢ قَالُوا مَعْذِرَةً۔ معذرۃ فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے ای نعتذر معذرۃ۔ یہ اصل میں مصدر ہے جس طرح عذر بولا کرتے ہیں عذرتہ اعذرہ۔ عذرًا ومعذرۃ لغت میں عذر کے معنے ہیں معذور رکھے جانے کے۔ معذرۃ کبھی معنے میں اعتذار کے بھی آتا ہے۔

٣ بَئِيسٍ معنے میں ہے شدید کے بولا کرتے ہیں بُؤس یَبْؤُس باسًا اذا اشتد۔

(بقیہ فوائد صفحہ ۲۲۴) کا مظاہرہ کرنے۔ چونکہ یہ چیزیں اللہ عزوجل کو ناپسند تھیں اس واسطے یہ قوم ظالم و سرکش گردانی گئی اور بجائے برکات آسمانی عذاب آسمانی ان پر نازل ہوا۔ (اس سے معلوم ہوا قرآن و حدیث کے الفاظ یا معانی کا بدلنا موجب عذاب ہے) ان پر عذاب یہ اترا کہ مرض طاعون میں مبتلا ہوئے اور ایک دن میں (ستر) ہزار آدمی مر گئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ مرض طاعون پہلی امت کیلئے عذاب تھا اور تمہارے لئے رحمت ہے۔ جو مسلمان طاعون سے فوت ہو وہ شہید ہے۔ پس جب کسی جگہ پر یہ مرض نمودار ہو اور تم وہاں موجود ہو تو وہاں سے بھاگ کر دوسری جگہ مت جاؤ اور جس جگہ یہ مرض شروع ہو وہاں بھی نہ جاؤ (سلفیہ)

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ یہود کی چند بے اعتدالیوں کا ذکر گذشتہ رکوع میں بیان کیا گیا ہے اور نافرمانیوں پر جو سزا ملتی ہے اس کی طرف بھی مختصر سا اشارہ کر دیا گیا ہے۔ اس رکوع میں یہود کی ایک اور بہت زبردست نافرمانی کا ذکر ہے اور اس نافرمانی کی وجہ سے انکو جن نتائج و عواقب کا سامنا ہوا اسکا بیان ہے یعنی اپنے زمانہ کے یہود سے بطور تنبیہ و توبیخ اس بستی میں رہنے والے یہود کا قصہ دریافت کیجئے جو کہ داؤد علیہ السلام کے عہد میں پیش آیا۔ اکثر مفسرین کے نزدیک اس بستی سے شہر ایلہ مراد ہے جو بحر قلزم کے کنارے مدین اور طور کے درمیان واقع تھے وہاں کے لوگ دریا کے قریب کی وجہ سے مچھلی کے شکار کی عادت رکھتے تھے موضح القرآن میں ہے یہود پر ہفتہ کے دن شکار کرنا منع تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس شہر والوں کو بے حکم دیکھا لگا آزمانے ہفتہ کے دن مچھلیاں اوپر پھریں اور دنوں میں غائب رہیں۔ ان کا جی نہ رہ سکا آخر ہفتہ کو شکار کیا۔ اپنی دانست میں حیلہ کیا کہ کنارے دریا کے پانی کاٹ لائے کہ مچھلیاں ہفتہ کے دن آئیں پھر اُن کے جانے کی راہ بند کی .... اتوار کو پکڑ لیا (تاکہ ہفتہ کے دن شکار کرنا صادق نہ آئے گویا اس حرکت سے معاذ اللہ اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے تھے آخر دنیا میں اس کی سزا بھگتی کہ مسخ کر کے ذلیل بندر بنا دیئے گئے (اس سے ظاہر ہوا کہ حیلہ سازی اور مکاری اللہ کے آگے پیش نہیں جاتی) اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو حلال روزی نہ ملے اور حرام چاہے تو ملے تو اس کو آزمائش ہے۔ اسی واسطے مسند احمد میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَرْتَكِبُوْا مَا ارْتَكَبَتِ الْيَهُوْدُ فَتَسْتَحِلُّوْا مَحَارِمَ اللّٰهِ بِاَدْنَى الْحِيَلِ یعنی وہ نہ کرو جو یہودیوں نے کیا کہ ذرا ذرا سے حیلے نکال کر حرام کو حلال کر لیا یعنی شرعی احکام میں حیلہ جوئی سے بچو (تفسیر ستاری) لیکن آج کے مسلمان نے شرع کی زد سے بچنے کے لئے خیالی طور پر بیسیوں حیلے نکال لئے ہیں چنانچہ فقہاء کے ہاں بھی ایسے حیلوں کی بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں۔ سچ فرمایا اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے لَتَرْكَبُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ الخ تم ضرور پہلے لوگوں کے قدم بقدم چلنے لگ جاؤ گے (صفحہ ۱۵ میں بھی کچھ حال بیان ہوا) فقط۔

ف۲ ان میں تین فرقے ہوئے۔ ایک تو نافرمان یعنی شکار کرنے والے دنیا میں پڑ کر اللہ کو بھلا دیا عبادت سے قاصر رہنے لگے۔ اسی طرح یہ کہ ناحق سے کج بحثیاں کرنی شروع کر دیں کہ چھ روز تو مچھلی ویسے ملتی نہیں اور ساتویں روز نہیں پکڑنے کی اجازت نہ فرصت اس طرح تو ہم خود بخود ہلاکت میں پڑے۔ میاں کاروبار بھی تو ضروری ہے وغیرہ۔ آج بھی جن مسلمانوں کو نماز پنجگانہ جمعہ روزہ رمضان و فرائض کی تاکید کی جاتی ہے تو وہ بھی اس قسم کے جواب دیتے ہیں ان کو ہفتہ والوں سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ دوسرے ان کے خلاف پر منع کرتے انکو روکتے وعظ و نصیحت کرتے۔ تیسرے تھک کر منع کرنا چھوڑ بیٹھے مصلحت وقت برتتے دونوں فرقوں کو راضی رکھتے نہ تو ان کا پورا ساتھ دیتے نہ شکار کھیلتے نہ شکاریوں کو روکتے لیکن وہی بہتر تھے جو منع کرتے رہے۔ ترغیب الترہیب صفحہ ۲۳۳ میں جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں مرفوعاً آیا ہے مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُوْنُ فِيْ قَوْمٍ تَعْمَلُ فِيْهِمْ بِالْمَعَاصِيْ يَقْدِرُوْنَ عَلٰى اَنْ يُّغَيِّرُوْا عَلَيْهِ وَلَا يُغَيِّرُوْنَ اِلَّا اَصَابَهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ مِّنْهُ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتُوْا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں کوئی شخص جو کسی ایسی قوم میں رہتا ہو جو گناہ اور نافرمانی کے کام کرتے ہیں اور یہ شخص ان کے روکنے کی طاقت رکھتا ہے پھر بھی انکو گناہوں سے نہیں روکتا مگر پہنچا دیتا ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو عذاب پہلے مرنے ان کے کے یعنی جن کو گناہوں سے روکنے کی طاقت ہے پھر وہ خاموش رہیں نہ روکیں۔ اللہ تعالیٰ نافرمانوں اور خاموش رہنے والوں کو بھی عذاب میں گرفتار کر لیتا ہے (امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا بیان صفحہ ۹۱ و ۱۶۸ و ۱۷۲ و ۱۷۸ میں بھی ہوا ہے) فقط **ف۳** منع کرنے والوں نے شکار کرنے والوں سے ملنا چھوڑ دیا اور بیچ میں دیوار اٹھائی۔ ایک دن صبح کو اٹھے دوسروں کی آواز نہ سنی۔ دیوار سے دیکھا ہر گھر میں دُم دار بندر۔ وہ اپنے رشتہ داروں کو پہچان کر ان کے پاؤں میں سر رکھ کر رونے لگے۔ انھوں نے کہا کیا ہم نے تم کو اللہ کی نافرمانی سے روکا نہیں تھا؟ سر ہلا کر کہنے لگے ہاں تم نے تو تبلیغ کی لیکن ہم نے نہ مانا آخر تین دن میں مر گئے (خلاصہ موضح) فقط۔ (باقی برصفحہ ۲۲۶)

الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۫ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَ

نیک کار ہیں اور بعضے ان میں سے سوائے اسکے یعنی بدکار اور آزمایا ہم نے انکو ساتھ بھلائیوں کے اور

اور ان میں اس کے برعکس بھی ہیں اور ہم نے ان کو خوشحالیوں اور بدحالیوں سے (ہر طرح)

السَّیِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۸﴾ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ[۱] وَّ

برائیوں کے تو کہ وہ پھر آویں ف۱ پھر جگہ پر بیٹھے ان کے پیچھے ان سے بُرے جانشین کہ

آزمایا کہ شاید وہ باز آجائیں پھر سے ان کے بعد نالائق جانشین آئے جو کتاب کے

رِثُوا الْكِتٰبَ یَاْخُذُوْنَ عَرَضَ[۲] هٰذَا الْاَدْنٰى وَیَقُوْلُوْنَ سَیُغْفَرُ

وارث ہوئے کتاب کے لے لیتے ہیں اسباب جو ناقص ہے یعنی حرام اور کہتے ہیں البتہ بخشا جاوے گا

وارث بنے (اس طرح کہ) اس دنیائے حقیر کے مال و متاع کو (تحریف کے بدلے میں بلاتامل) قبول کر لیتے ہیں۔ اور

لَنَا ۚ وَاِنْ یَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ یَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ یُؤْخَذْ

واسطے ہمارے اور اگر آوے ان کے پاس اسباب مانند اس کی لے لیویں اس کو کیا نہیں لیا گیا

کہتے ہیں۔ کہ عنقریب ہماری مغفرت ہو جائے گی۔ اور اگر پھر ایسا ہی مال انکے پاس آنے لگے تو اسے بھی

عَلَیْهِمْ مِّیْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا یَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ

اوپر ان کے عہد کتاب میں یہ کہ نہ بولیں اوپر اللہ کے مگر سچ

قبول کر لیں۔ کیا ان سے یہ عہد جو کتاب اللہ میں موجود ہے نہیں لیا گیا کہ اللہ کے متعلق صرف وہی بات

وَدَرَسُوْا مَا فِیْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ ؕ

اور پڑھا انہوں نے جو کچھ کہ بیچ اسکے ہے اور گھر پچھلا بہتر ہے واسطے ان لوگوں کے کہ پرہیزگاری

کہیں جو سچ ہو۔ اور انہوں نے جو کچھ اس میں تھا۔ پڑھ بھی لیا۔ اور آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے کہیں بہتر ہے جو پرہیزگار

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَالَّذِیْنَ یُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا

کرتے ہیں کیا پس نہیں سمجھتے تم ف۲ اور جو لوگ محکم پکڑتے ہیں کتاب کو اور قائم رکھتے ہیں

ہیں۔ تو کیا تم اس قدر بھی نہیں سمجھتے اور وہ لوگ جو کتاب کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ یقیناً

الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِیْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ

نماز کو تحقیق ہم نہیں ضائع کرتے ثواب نیکی کرنیوالوں کا اور جب اٹھایا ہم نے پہاڑ کو

ہم ایسے نیک لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے اور جب ہم نے انکے اوپر پہاڑ

فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْۤا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَاۤ اٰتَیْنٰكُمْ

اوپر ان کے گویا کہ وہ سائبان ہے اور جانا انہوں نے یہ کہ وہ گر پڑے گا ان پر کہا ہم نے جو کچھ دیا ہم نے

کو سائبان کی طرح لا معلق کیا اور انہیں یقین ہو گیا کہ اب گرا (اس وقت ہم نے کہا کہ) جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے

بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ ع ٩ ١١

تم کو ساتھ قوت کے اور یاد کرو جو کچھ کہ بیچ اس کے ہے تو کہ تم بچو ف۳ اور جب لیا پروردگار تیرے

اسے مضبوطی سے تھامے رہو اور جو کچھ اسکے اندر ہے اسے یاد رکھو تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ اور (اے پیغمبر!) جب آپ کے رب

مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ ۚ

نے بیٹوں آدم کے سے پیٹھوں ان کی سے اولاد ان کی کو اور گواہ کیا ان کو اوپر جانوں انکی کے

نے بنی آدم سے (یعنی) ان کی پشت سے ان کی نسل کو نکالا۔ اور ان کو انہی پر گواہ بنایا (اور پوچھا کہ) کیا میں

حل لغات۔

[۱] خَلْفٌ۔ خَلْف بسکون لام اور خَلَف بفتح لام دونوں کے ایک معنٰے ہیں یعنی دونوں کا استعمال کبھی خیر میں اور کبھی شر میں یکساں ہوتا ہے مگر بعض اہل عربیت کہتے ہیں کہ خَلْف بسکون لام ذم کے ساتھ مخصوص ہے اور خَلَف بفتح لام مدح کے ساتھ لبید کہتا ہے ۔ بقیت فی خلف کجلد الاجرب۔ [۲] یَاْخُذُوْنَ عَرَضَ۔ عَرَض کہتے ★

(بقیہ صفحہ ٢٤٥) فٹ اللہ کی نافرمانی وسرکشی نے ان کے تمام جوہر کھو دیئے اب ہمیشہ ذلت کی حالت میں اپنی زندگی گزاریں گے۔ قیامت تک یہود نافرمان قوم پر ہمیشہ ایسے لوگوں کی حکومت مسلط ہوگی جو انہیں نگاہِ نفرت سے دیکھیں گے زندگی بھر چین دلینے دینگے۔ پھر رشتہ حیات منقطع ہوجانے پر اخروی زندگی کا سخت ترین عذاب بھگتنا ہوگا اگر دنیا ہی میں تائب ہوجائے تو اللہ تعالیٰ کی بخشش ورحمت تو بے پایاں ہے معاف کرتے ہوئے بھی دیر نہیں لگتی فقط۔

فوائد صفحہ ھذا

فٹ یہود کی دولت برآہم ہوئی تو آپس کی مخالفت سے ہر طرف نکل گئے اور مذہب مختلف پیدا ہوئے۔ یہ احوال اس امت کو عبرت کے لئے سُنائے جارہے ہیں ہاں کچھ افراد ان میں نیک بھی تھے لیکن اکثریت نافروں فاسقوں کی تھی فقط۔

فٹ پچھلے لوگ رشوت لے کر مسئلے غلط لگے کہنے اور امید رکھتے کہ ہم بخشے جائینگے آج کل اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن وحدیث کے غلط معنے بتاکر اور غلط سلط فتوے دیکر لوگوں کو خوش کرکے دنیا کا فائدہ حاصل کرتے ہیں ؎

مولوی اب طالب دنیائے جیفہ ہوگئے
حق کو ناحق کردیا جب ہاتھ آئے سو پچاس

یہود میں یہ بدعادت تھی وہ سمجھتے تھے کہ ہم خدا کی پسندیدہ امت ہیں آتش دوزخ ہم پر حرام کردی گئی ہے۔ اگر کچھ مواخذہ ہوگا بھی تو کسی پیر کی مریدی یا کسی شرکیہ وظیفہ کا ورد یا کسی خود ساختہ نماز کی ادائگی یا مروجہ مجالس میلاد کا انعقاد و جلوس اور عرس و قوالی کی شرکت، قبور پر میلا و ربنا غلاف تیل بتی کا انتظام کرنا اہل قبور کی نام کی نیاز دیدینا ہی بخشش ونجات کیلئے کافی ہے علامہ سعدیؒ نے کہا بنی اسرائیل جس کو قاضی بناتے وہ حکم میں رشوت لیتا ایک دن انھوں نے جمع ہوکر یہ عہد لیا کہ آئندہ رشوت دلیناً لیکن جب ان میں سے کوئی قاضی ہوتا وہ بھی رشوت ستانی کرنے لگتا۔ جب اس سے کوئی کہتا کہ کیا نہیں رشوت تو حرام ہے (لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ۔ ابن ماجہ صفحہ ١٦٨) تو کہتا میاں اسی طرح کام چلتا ہے اللہ غفور رحیم ہے وہ بخش دیگا۔ باقی بنی اسرائیل اس پر طعن کرتے۔ جب وہ مرجاتا تو دوسرا شخص منجملہ طاعنین کے حاکم بنتا تو وہ بھی رشوت لینے لگتا۔ اسی طرح آجکل جو گناہ کئے جاتے ہیں اللہ سے نہیں ڈرتے اور کہتے ہیں بخشش ہوجائیگی وہ بھی انہی کے بھائی ہیں۔ بس یہ اسبابِ زندگی مال دنیا کو فرمایا۔ مشکوٰۃ صفحہ ٤٤٣ میں مرفوع حدیث ہے اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ

یعنی عقلمند وہ شخص ہے جو اپنے نفس کا حساب لے اور آخرت کے واسطے نیک عمل کا توشہ جمع کرتا ہے اور وہ شخص احمق ہے جو نفس کو خواہش کے پیچھے لگائے اور اللہ پر آرزو رکھے بخشش کی۔ توحید نماز روزہ حج زکوٰۃ فرائض اسلام کی کچھ پرواہ نہیں۔ حلال وحرام بدعت وسنت میں تمیز نہیں فقط۔

فٹ یہود نے احکام تورت کے قبول کرنے سے انکار کیا اُن پر طور پہاڑ لٹکایا گیا اور انکو کہا گیا کہ قبول کرو ورنہ تمھارے اوپر پھینک دیا جائے گا۔ انھوں نے سجدہ کیا اور قبول کیا (جامع) فقط ابو عمار عبد القہار غفر لہ ولوالدیہ الغفار۔ آمین۔

ہیں دنیا کے تمام ساز وسامان کو۔ حدیث میں آیا ہے الدنیا عرض حاضر یاکل منہا البر والفاجر اور عَرْض بسکون را کے معنے ہیں صرف نقدین یعنی دراہم ودینار۔ اس کی جمع آتی ہے عروض اور ایک ہے عِرْض بکسر عین جس کے معنے ہیں عزت وآبرو کے بولا کرتے ہیں الاعراض وقایۃ الاعراض یعنی مال واسباب عزت وآبرو کو بچاتا ہے ٣ھ هٰذَا الْاَدْنٰى۔ اَدْنٰى صیغہ اسم تفضیل ہے۔ یہ ماخوذ ہے دنو بمعنے قرب سے اس کا مونث ہے دُنیا۔ دنیا کو اس لئے دنیا کہتے ہیں کہ وہ قریب الزوال ہے یا دنارۃ سے لیا گیا ہے جسکے معنے ہیں حقیر وذلیل کے۔ دنیا بھی چونکہ عقبےٰ کے مقابلہ میں حقیر وذلیل ہے اس لئے اسے دنیا کہتے ہیں ٤ھ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ۔ مسک اور تمسک اور تمسیک اور استمساک اور امتساک سب کے معنے ایک ہیں یعنی کسی چیز کو مضبوط پکڑنا مگر باب تفعیل میں کثرت اور مبالغہ پایا جاتا ہے اسی لئے یہاں صیغہ تفعیل اختیار کیا گیا ٥ھ وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ۔ نتق کے اصلی معنے ہیں کسی چیز کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا بولا کرتے ہیں نتق ما فی الجراب اذا رمی بہ وصبیۃ کثیر الاولاد۔ عورت کو ناتق اور منتاق کہتے ہیں کیونکہ وہ متواتر اور پے درپے بچوں کو پھینکتی ہے۔ ٦ھ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ۔ ظُلّۃ ہر وہ چیز جو تجھ پر سایہ کرے خواہ گھر کی چھت ہو یا ابر وبادل یا دیوار وغیرہ۔ اس کی جمع آتی ہے ظُلَل اور ظلال۔

أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۛ شَهِدْنَا ۛ أَن تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

کیا نہیں ہوں میں رب تمہارا کہا انہوں نے البتہ تو ہے شاہد ہوئے ہم ایسا نہ ہو کہ کہو تم دن قیامت کے

تمہارا رب نہیں ہوں ؟ سب نے کہا - کیوں نہیں - ہم اس پر شاہد ہیں (یہ اقرار اس واسطے لیا گیا کہ کہیں

إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ ﴿١٧٢﴾ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا

تحقیق تھے ہم اس سے غافل یا کہو سوائے اس کے نہیں کہ شریک کیا تھا باپوں ہمارے

قیامت کے دن تم یہ نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس حقیقت سے محض بےخبر تھے یا یوں کہو کہ شرک تو ہمارے باپ دادوں نے کیا تھا (ہم) نہیں

مِن قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّن بَعْدِهِمْ ۖ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا

نے پہلے اس سے اور تھے ہم اولاد پیچھے ان کے سے کیا پس ہلاک کرتا ہے ہم کو

کی نسل ہیں جو ان کے بعد آئے ۔ تو کیا (خدایا !) تو ہمیں ان غلط کاروں کے افعال پر

فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ ﴿١٧٣﴾ وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ وَلَعَلَّهُمْ

ساتھ اس چیز کے کہ کیا جھوٹوں نے اور اسی طرح مفصل بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں اور تاکہ وہ

ہلاک کر دے گا ۔ اور اسی طرح ہم اپنی آیتوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ

يَرْجِعُونَ ﴿١٧٤﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا

پھر آویں اور پڑھ اوپر ان کے خبر اس شخص کی کہ دیں ہم نے اس کو نشانیاں اپنی پس

رجوع کریں اور اے پیغمبر ! ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنا دیجیے جس کو ہم نے اپنی

فَانسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ ﴿١٧٥﴾ وَلَوْ

نکل گیا ان میں سے پس پیچھے لگایا اس کو شیطان نے پس ہو گیا گمراہوں سے اور اگر

نشانیاں دی تھیں ۔ پھر وہ ان سے نکل بھاگا ۔ پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا پس وہ گمراہوں میں سے ہو گیا اور اگر

شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ

چاہتے ہم البتہ بلند کرتے ہم اس کو ساتھ ان کے یعنی نشانیوں کے و لیکن وہ لگ گیا طرف زمین کی اور پیروی کی

ہم چاہتے تو اس کا درجہ ان نشانیوں کی وجہ سے بلند کر دیتے ۔ لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی

هَوَاهُ ۚ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِن تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ

خواہش اپنی کی پس مثال اس کی مانند مثال کتے کی ہے اگر بوجھ رکھے تو اوپر اس کے زبان لٹکا دے یا

نفسانی خواہشوں کی پیروی کرنے لگا سو اس کی مثال کتے کی سی ہے اگر اس پر حملہ کرو تو وہ زبان نکال لیتا ہے

تَتْرُكْهُ يَلْهَث ۚ ذَّٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ

چھوڑ دے اسکو زبان لٹکا دے یہ ہے مثال اس قوم کی کہ جھٹلایا نشانیوں ہماری کو

اور اگر اسے چھوڑ دو تو بھی زبان نکالتا ہے یہی مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ۔

فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿١٧٦﴾ سَاءَ مَثَلًا

پس بیان کر قصے تاکہ وہ فکر کریں بری ہے مثال اس

تو یہ قصے آپ انکو سنا دیجیے تاکہ وہ غور و فکر کریں ان لوگوں کی مثال بہت

الْقَوْمُ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَأَنفُسَهُمْ كَانُوا يَظْلِمُونَ ﴿١٧٧﴾

قوم کی جنہوں نے جھٹلایا نشانیوں ہماری کو ۔ اور جانوں اپنی کو تھے ظلم کرتے

ہی بری ہے جنہوں نے ہمارے احکام کو جھٹلایا ۔ اور اپنے آپ پر ظلم کرتے رہے ۔

ع

حل لغات ۔

۱؎ ان تقولوا التقدیر عبارت یوں ہے فعلنا ما فعلنا کراہۃ ان تقولوا ۔ اور اس کی مزید تفصیل سورۂ نساء کے آخر آیت یبین اللہ لکم ان تضلوا میں دیکھو۔

۲؎ فانسلخ یہ سلخ سے ماخوذ ہے اور سلخ کے لغوی معنی ہیں کھال کھینچنے کے مگر عرف میں انسلخ خروج کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے ۔ جب کوئی شخص کسی چیز سے بالکلیہ مفارقت کر لیتا ہے تو انسلخ منہ بولا کرتے ہیں ۔

۳؎ فاتبعہ الشیطن اتباع کہتے ہیں کسی چیز کے پیچھے لگ چلنا مگر عرف میں اتبع أدرک کے معنے میں مستعمل ہوتا ہے بولا کرتے ہیں اتبعت القوم ای لحقتہم ۔

۴؎ ولکنہ اخلد اخلاد کے معنے ہیں کسی چیز کی طرف جھکنے کے بولا کرتے ہیں اخلد الیہ یعنی اس کی طرف جھکا ۔ یہاں اخلد الی الارض سے مراد ہے پستی کی طرف مائل ہونا ۔ ۵؎ یلھث لھث کہتے ہیں تنفس شدید کی وجہ سے زبان باہر لٹکا دینے کو ۔ کتا سخت دوڑ دھوپ کی وجہ سے تھک کر یا گرمی کی شدت سے زبان باہر لٹکا دیتا ہے تو لھث الکلب بولا کرتے ہیں ۔

ف چونکہ بنی اسرائیل سے عہد لینے کا ذکر آیا تھا اس لئے مناسب ہوا کہ بالخصوصیت بنی اسرائیل اپنے عہد کو بھی یاد دلایا جو تمام بنی آدم سے لیا ہے تاکہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ عہد الٰہی کی پابندی صرف بنی اسرائیل پر ہی ہے۔ حدیث التفاسیر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پشتِ آدم میں سے عرفے کے مقام میں تمام اولاد کو نکالا۔ تقویۃ الایمان میں ابی بن کعبؓ کی روایت میں ہے کہ سب کو جمع کیا۔ صورتیں دیں بولنے کی طاقت دی۔ پھر عہد و میثاق لیا اور اپنے رب ہونے پر خود انھیں گواہ بنایا اور ساتوں آسمانوں و زمینوں و آدم علیہ السلام کو گواہ کیا کہ قیامت کے دن کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں علم نہ تھا۔ جان لو! میرے سوا کوئی معبود نہیں میرے سوا کوئی مربی نہیں۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ میں اپنے رسول بھیجوں گا جو تمھیں یہ وعدہ یاد دلائیں گے۔ میں اپنی کتابیں اتاروں گا تاکہ تمھیں یہ عہد و میثاق یاد دلاتی رہیں۔ سب نے جواب میں کہا ہم گواہی دیتے ہیں تو ہی ہمارا معبود و رب ہے۔ بس اسی فطرت پر پھر دنیا میں ان سب کو ان کے وقت پر پیدا کیا۔ ایک روایت میں ہے ہر بچہ فطرِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے لیکن ماں باپ اسے یہودی نصرانی مجوسی غرض کہ اپنے اپنے عقیدے پر بنا لیتے ہیں۔ ابن کثیر میں ہے روزِ ازل میں اولاد آدمؑ کی چیونٹیوں کی طرح نکالی۔ صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا۔ انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا پھر دائیں کندھے پر اپنا ہاتھ پھیرا اور ان کی اولاد کو نکالا فرمایا یہ جنتی ہیں پھر بائیں کندھے پر ہاتھ پھیر کر اولاد کو نکالا اور فرمایا یہ دوزخی ہیں۔ ضحاکؒ کا بیٹا چھ دن کا فوت ہو گیا۔ قبر میں دفن کر کے فرمایا اب اس سے اس میثاق کا سوال ہوگا جس کا اقرار اس نے صلبِ آدم میں کیا تھا (ترجمان) غرض کہ قیامت کے دن کسی کو یہ عذر کرنے کی گنجائش نہ ہوگی کہ خدایا ہم نے جب ہوش سنبھالی تو جس طرح اپنے بڑوں کو کرتے پایا سو انہی کی لکیر پر ہم بھی چلنے لگے۔ اب ہمارا کیا قصور۔ بخاری میں ہے اللہ قیامت کے دن ایک دوزخی کو فرمائے گا اگر تجھ کو زمین کی تمام دولت مل جائے تو کیا وہ دیکر عذابِ نار سے بچنے کیلئے تیار ہے۔ وہ کہے گا ہاں۔ اللہ فرمائے گا میں نے پشت آدم میں بہت ہی آسان بات چاہی تھی کہ میرے ساتھ شرک نہ کرنا مگر تو نے اس کا خیال نہ کیا فقط۔

ف۲ یہ قصہ یہود کو سُنایا وہ بھی عہد سے پھر سو میں جیسے مشرک پھرے ہیں (موضح)

ف۳ اکثر مفسرین کے نزدیک آیات ہذا بلعم بن باعورار کے حق میں نازل ہوئیں جو ایک عالم اسم اعظم کا جاننے والا اور مستجاب الدعوات تھا اللہ کا مقرب تھا مگر خواہشات نفسانی و دنیا کے لالچ سے شیطان کا تابع ہو گیا عورت کو اغوا کیا۔ موسےٰ علیہ السلام قوم جبارین سے جنگ کا ارادہ کر کے ملک شام کے شہر کنعان میں تشریف لے گئے تو قوم کے کہنے میں آکر موسےٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں اپنی ناپاک تدبیریں بتلانے کے لئے تیار ہو گیا کہ تم اپنی عورتوں کو زیورات سے آراستہ کر کے بنی اسرائیل کے لشکر میں بھیج دو تاکہ وہ زنا کر بیٹھیں اور تم پر غالب نہ آسکیں۔ قوم کے کہنے پر موسیٰ علیہ السلام کے حق میں بددُعا کرنے پر آمادہ ہو گیا تب زبان منہ سے باہر نکل آئی سینہ تک لٹک آئی۔ آخر موسیٰ علیہ السلام کا تو کچھ نہ بگاڑ سکا خود مردود ابدی بنا۔ علم اللہ کی قدر نہ کر کے آسمانی علم سے ایسا کورا ہو گیا جیسے سانپ اپنی کینچلی سے نکل جاتا ہے۔ طمع دنیا نے آخرت بھی برباد کرا دی۔ اس کی مثال کُتّے کی سی ہو گئی کہ کُتّے پر بوجھ لادو یا نہ، راحت میں ہو یا تکان و مشقت میں وہ ہر گھڑی ہانپتا ہی رہتا ہے اور زبان باہر ہی نکلی رہتی ہے۔ یہاں ایسے خواہش پرستوں کا انجام بتایا گیا ہے جو حق کو قبول کرنے یا پوری طرح سمجھ لینے کے بعد محض دنیوی طمع قوم برادری رواج و رسم تقلید آبائی کی پیروی میں احکامِ الٰہی کو چھوڑ کر عہد و میثاق کی پرواہ نہیں کرتے كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا علماء کیلئے ان آیات میں بڑا سبق ہے جو اپنے علم سے محض دنیا کماتے ہیں آخرت کی پرواہ نہیں۔ اس جگہ اللہ عز وجل نے عالم بے عمل کو کُتّا کہا ہے اور دوسری جگہ خر کہا۔ حدیث میں ہے عالم بے عمل دوزخ میں اپنی آنتوں کو یُوں کھینچے پھرے گا جیسے گدھا چکی کو پھراتا ہے أَعَاذَنَا اللّٰهُ وَأَخْلَاقَنَا مِنْهُمْ (آمین) فقط ابو محمد عبد الستار بن مولانا عبد الوہاب رحمہما اللہ۔

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

جس کو راہ دکھاوے اللہ پس وہی راہ پانے والا ہے اور جس کو گمراہ کرے پس یہ لوگ وہی ٹوٹا

راہ ہدایت پر تو وہی ہے - جس کو اللہ ہدایت دے اور جس کو وہ گمراہ کر دے وہی لوگ خسارہ

الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ

پانے والے ہیں اور البتہ تحقیق پیدا کیے ہم نے واسطے دوزخ کے بہت جنوں سے اور

میں ہیں اور ہم نے بہت سے جنوں اور انسانوں کو جہنم ہی کے لئے پیدا کیا ہے۔ ان لوگوں کے دل اور

الْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا

آدمیوں سے واسطے ان کے دل ہیں کہ نہیں سمجھتے ساتھ ان کے اور واسطے انکے آنکھیں ہیں کہ

(دماغ) تو ہیں مگر وہ ان کے ساتھ سوچتے نہیں اور ان کی آنکھیں بھی ہیں

يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ

نہیں دیکھتے ساتھ ان کے اور واسطے ان کے کان ہیں کہ نہیں سنتے ساتھ ان کے یہ لوگ مانند

مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان بھی ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں - یہ لوگ چوپایوں کی مانند ہیں

كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ وَلِلّٰهِ

چارپایوں کے ہیں بلکہ وہ زیادہ تر گمراہ ہیں یہ لوگ وہ ہیں غافل ۔ق۲ اور واسطے اللہ

بلکہ ان سے بھی بڑھ کر گمراہ ہیں - یہی لوگ غافل و بے خبر ہیں - اور اللہ کے

الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ

کے ہیں نام اچھے پس پکارو اسکو ساتھ ان کے اور چھوڑ دو ان کو جو کج راہی کرتے ہیں

اچھے اچھے نام ہیں سو اس کو انہیں ناموں سے پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو - جو اس کے ناموں

فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ؕ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ

بیچ ناموں اس کے کے البتہ جزا دیے جاویں گے جو کچھ تھے کرتے ق۳ اور جن لوگوں سے کہ پیدا کیا ہم نے

کی غلط تاویلیں کرتے ہیں انہیں بہت جلد ان کے اعمال کی سزا ملے گی اور ہماری مخلوقات میں ایسے لوگ

يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۲۲ ع ۱۰ ۱۲

ایک جماعت ہے کہ راہ دکھاتے ہیں ساتھ حق کے اور ساتھ اسی کے عدل کرتے ہیں ق۴ اور جنہوں نے جھٹلایا نشانیوں ہماری کو

بھی ہیں جو حق و صداقت کی رہنمائی کرتے ہیں اسی کے مطابق انصاف بھی کرتے ہیں اور جو لوگ ہمارے احکام و تعلیم کو جھٹلاتے ہیں ہم

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ؕ اِنَّ

البتہ درجہ بدرجہ کھینچیں گے ہم ان کو گمراہی میں جس طرح کہ نہیں جانتے اور ڈھیل دونگا میں انکو تحقیق

عنقریب انہیں آہستہ آہستہ اس طور پر گرفت میں لیں گے کہ انہیں معلوم بھی نہ ہوگا اور میں انہیں ڈھیل دونگا

كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۱۸۳﴾ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ٚ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ

مکر میرا مضبوط ہے کیا نہیں فکر کرتے نہیں ہے واسطے صاحب ان کے کے کچھ جنون سے نہیں

بلاشبہ میری تدبیر بہت مضبوط ہے کیا انہوں نے یہ بھی نہیں سوچا کہ ان کے رفیق (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو کسی قسم کا

هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸۴﴾ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

وہ مگر ڈرانے والا ظاہر کیا نہیں نظر کرتے بیچ بادشاہی آسمانوں کے اور زمین کے

جنون نہیں وہ تو صاف طور پر ڈرانے والے ہیں کیا ان لوگوں نے آسمانوں اور زمین کے انتظام اور ان چیزوں پر غور کیا ہے

حل لغات ۔ لہ یُلْحِدُوْنَ الحاد کہتے ہیں سیدھے راستے سے کترا جانے کو۔ بے دین کو ملحد اس لئے کہتے ہیں کہ وہ طریق حق سے عدول کرتا ہے۔ قبر کی لحد کو اسی واسطے لحد کہتے ہیں کہ اس میں سیدھے گڑھے سے ہٹ کر بغلی کھودی جاتی ہے۔ ۲ہ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ استدراج ماخوذ ہے دُرج یعنی صُعُد سے پھر اس میں

ف ان لوگوں کی کیسی بُری مثال کُتّوں کی سی دی ہے جو علم وہدایت چھوڑ کر خواہش نفسانی کے پورا کرنے میں لگ جاتے ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے قَالَ لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِي قَيْئِهِ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے لئے بُری مثالیں نہیں اپنی دی ہوئی چیز کو پھیر لینے والا کتے کی طرح ہے جو قے کر کے چاٹ لیتا ہے۔ پھر فرمایا اللہ جس کو ہدایت نصیب کرے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جس کو گمراہ کر دے وہی ٹوٹے میں ہے۔ بخاری میں .. عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب بچہ کا پُتلا ماں کے رحم میں چار ماہ کا ہو جاتا ہے تو اللہ کے علم ازلی کے موافق لکھ لیا جاتا ہے کہ یہ پیدا ہونے کے بعد نیک ہوگا یا بد۔ اس لکھت کے موافق اس کا اظہار ہوتا ہے اس واسطے ہر شخص کو اللہ سے دعا بھی کرتے رہنا چاہیے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۝ فقط

ف۲ یعنی ہم نے بہت سے جن وانس دوزخ کے لئے پیدا کئے ہیں جو دوزخیوں کے سے کام کیا کرتے ہیں۔ مخلوق میں سے کون کیسے کام کرے گا۔ یہ علام الغیوب کو ان کی پیدائش سے پہلے ہی معلوم تھا اپنے علم کے مطابق اپنی کتاب میں آسمان وزمین کی پیدائش سے پچاس ہزار برس سے پہلے ہی لکھ لیا جب کہ اس کا عرش پانی پر تھا۔۔ حدیث صحاح میں ہے کہ جب آدم علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ اپنی اولاد میں سے دوزخ میں جانے والوں کو بھیج تو وہ فی صد ننانوے ہوں گے اور صرف ایک جنت کے لئے ہوگا۔ یہاں مقصد یہ ہے کہ ایسے خالی از خیر محروم القسمت لوگ کسی چیز سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ تمام اعضاء ہوتے ہیں لیکن قوتیں سب سے سلب ہو جاتی ہیں۔ دل سے نفع کی بات نہیں سمجھتے۔ آنکھ سے راہ حق کو نہیں دیکھتے کان سے اللہ کی آیات سُن کر عبرت نہیں پکڑتے۔ یہ لوگ عدم انتفاع میں مثل چوپایوں کے ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں اس لئے کہ وہ نافع چیز سے منتفع، مضر چیز سے مجتنب رہتے ہیں۔ یہ گنوار کی لٹھ بالکل امتیاز نفع اور ضرر میں نہیں کرتے (فتح وغیرہ)

ف۳ یعنی اللہ نے اپنے وصف بتائے ہیں کہ مناجات میں وہ کہہ کر پکارو کہ وہ تم پر متوجہ ہو۔ مشکوۃ شریف صفحہ ۱۹۱ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک کم ایک سو نام ہیں اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِسْمًا مِائَةً اِلَّا وَاحِدًا مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ جس (موحد ارکان اسلام کے پابند) نے ان کو حفظ یاد رکھا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام دعاؤں کی کتاب الحزب المقبول میں سے یاد کر لئے جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس کسی کو کبھی بھی کوئی غم ورنج پہنچے اور وہ ان الفاظ کے ساتھ دُعا مانگے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ اَسْاَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهُ فِيْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهُ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهِ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَنُوْرَ صَدْرِيْ وَجِلَاءَ حُزْنِيْ وَذَهَابَ هَمِّيْ تو اللہ تعالیٰ اس کے غم ورنج کو دُور کر دے گا اور اس کی جگہ راحت وخوشی عطا فرمائے گا (ابن کثیر مصری صفحہ ۲۸۱)

ف۴ اس آیت سے ثابت ہوا کہ دنیا میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی۔ اس کے افراد حق بات ہی زبان سے نکالتے ہیں۔ سچ کہتے ہیں۔ سچ کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں خود بھی قولاً وعملاً حق پر قائم دائم حق وانصاف کے ساتھ حکم کرتے ہیں۔ اُمَّةٌ سے مراد امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ۔ صحابہ کرام مہاجرین وانصار اور ان کے متبعین بالاحسان ہیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب نبی علیہ الصلوۃ والسلام یہ آیت تلاوت کرتے تو فرماتے کہ یہ تمہارے لئے ہے۔ تم سے پہلے یہ وصف قوم موسیٰ کا تھا۔ ربیع بن انس مرفوعاً کہتے ہیں کہ میری امت میں ایک جماعت حق پر قائم رہے گی یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ بن مریم اتریں خواہ کبھی بھی اتریں (ابن ابی حاتم) صحیحین میں معاویہؓ بن ابی سفیان سے آیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر ظاہر رہیگا اُن کا اُن کے دشمن ومخالف کچھ نہ بگاڑ سکیں گے یہاں تک کہ قیامت آ جائے۔ مشکوۃ صفحہ ۵۰۵ میں ہے لَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِيْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَّنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ یعنی یہاں تک کہ اللہ کا امر آ جائے وہ اسی حق پر جمے رہیں گے اگرچہ ان کے دشمن مخالف کتنے ہی ہوں لیکن ایسا نہ ہوگا کہ اسلام والے سب جگہ مغلوب ہی ہو جاویں بلکہ دنیا میں کسی نہ کسی جگہ ان کا غلبہ اور دبدبہ ضرور باقی رہے گا۔ جب کتب سیر وتاریخ کو دیکھا جاتا ہے تو کوئی گروہ متصف بایں صفت بجز اہلحدیث کے معلوم نہیں ہوتا۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا ہے اگر اس سے مراد اہلحدیث نہیں تو (باقی بر صفحہ ۲۴۹)

یہاں تک توسیع ہوگئی کہ ہر نقل تدریجی کو درج کہنے لگے عام ہے کہ بطریق صعود ہو یا بحیثیت نزول۔ بچہ ٹھٹھک ٹھٹھک کر چلتا ہے تو درج الصبی بولتے ہیں اور جب بعض آدمی بعض کے پیچھے مرتے ہیں تو درج القوم کہا جاتا ہے۔ درج کے معنے کبھی لپیٹنے کے بھی آتے ہیں مکتوب آہستہ آہستہ لپیٹا جاتا ہے تو ادرج الکتاب بولا کرتے ہیں۔ ۳ھ وَاُمْلِيْ لَهُمْ لغت میں املاء کہتے ہیں مہلت دینے اور مدت دراز کرنے کو اس کی ضد ہے اعجال ملّی زمانہ دراز اور اسی سے ہے واہجرنی ملیا۔ ۴ھ مَتِيْنٌ لیا گیا ہے متانت سے اور متانت کہتے ہیں کسی چیز کے قوی اور مضبوط ہونے کو بولا کرتے ہیں متن بمعنی متانت۔ ۵ھ مِنْ جِنَّةٍ۔ جنہ جنون کی حالت جس طرح جلسہ اور رکبہ بیٹھنے اور سوار ہونے کی حالت۔

وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ

اور جو کچھ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے کسی چیز سے اور شاید ہے یہ کہ نزدیک ہوئی ہو

پیدا کی ہیں - نظر غائر سے نہیں دیکھا اور (نہ اس بات پر غور کیا) کہ شاید ان کی مدت عمر ہی قریب الاختتام

اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٨٥﴾ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا

اجل ان کی پس ساتھ کونسی بات کے پیچھے اس کے ایمان لاویں گے جس کو گمراہ کرے اللہ پس نہیں

ہو (پھر تم ہی بتاؤ کہ) اس کے بعد وہ اور کس بات پر ایمان لائیں گے جس کو اللہ گمراہ کردے کوئی بھی

هَادِيَ لَهٗ ؕ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿١٨٦﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ

راہ دکھانے والا واسطے اسکے اور چھوڑتا ہے ان کو بیچ سرکشی ان کی کے سرگرداں سوال کرتے ہیں تجھ کو

اس کو راہ دکھانے والا نہیں اور وہ انکو ان کی سرکشی میں سرگرداں چھوڑ دیتا ہے (اے پیغمبر!) لوگ آپ سے

عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا

قیامت سے کیا ہے وقت قائم ہونے اس کے کا کہہ سوائے اسکے نہیں کہ علم اس کا نزدیک رب میرے کے ہے نہ

قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا - آپ کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو میرے رب ہی کے پاس ہے وہی

يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا

ظاہر کرے گا اس کو وقت اس کے پر مگر وہی بھاری ہے بیچ آسمانوں کے اور زمین کے نہیں

اسکو اس کے وقت پر ظاہر کرے گا - وہ آسمانوں میں اور زمین میں ایک بھاری حادثہ ہوگا - تمہیں تو بس اچانک

تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ

آوے گی تم پر مگر ناگہاں سوال کرتے ہیں تجھ سے گویا کہ تو بحث کرنے والا ہے اس سے کہہ

ہی آلے گی (اے پیغمبر) آپ سے تو اس طرح پوچھتے ہیں گویا آپ اسی کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں - کہہ دیجئے

اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٨٧﴾

سوائے اس کے نہیں کہ علم اس کا نزدیک اللہ کے ہے ولیکن بہت لوگ نہیں جانتے کہہ

کہ اس کا علم تو بس اللہ ہی کے پاس ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے

قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ

کہہ نہیں اختیار رکھتا میں واسطے جان اپنی کے نفع کا اور ضرر کا مگر جو چاہے اللہ اور اگر

کہہ دیجئے کہ میں اپنی جان کے لئے نہ کسی نفع کا اختیار رکھتا ہوں نہ کسی ضرر کا مگر اسی قدر جو اللہ کو منظور ہو

كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛۚ وَمَا

ہوتا میں جانتا غیب کو البتہ بہت لے لیتا میں بھلائی سے اور نہیں

اور اگر میں غیب جانتا تو اپنے لئے بہت کچھ فائدہ حاصل کر لیتا اور مجھکو کوئی تکلیف بھی نہ پہنچتی

مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ

لگتی مجھ کو برائی نہیں میں مگر ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا واسطے اس قوم کے کہ

میں تو صرف (نا فرمانوں کو) ڈرانے والا اور جو ایمان رکھتے ہوں ان کو خوشخبری

يُّؤْمِنُوْنَ ﴿١٨٨﴾ ع هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ

ایمان لاتے ہیں ع وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو جان ایک سے

دینے والا ہوں وہ وہی ذات ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا

ع ۲۳ ۷ ۱۳

حل لغات۔

۱ وَاَنْ عَسٰۤى اَنْ مخفف ہے اَنَّ حرف مشبہ بالفعل کا اور اسکا اسم ضمیر شان محذوف تقدیرہ وانہ عسیٰ المعنیٰ لعل اجالہم قربت

۲ عَنِ السَّاعَةِ الساعۃ اسمار غالبہ میں سے ہے جس طرح النجم وغیرہ ۔ قیامت کا نام اس سے ہوا کہ وہ ایک ساعت میں آپڑے گی یا اس لئے کہ اس روز ساری مخلوقات کا حساب ساعۃ واحدہ میں چکتا ہو جائے گا ۳ کَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا۔ حفی بوزن فعیل احفار سے ماخوذ ہے اور احفار کے معنے ہیں سوال میں الحاح واصرار کرنے کے۔ جب کوئی کثرۃ سے پوچھ پاچھ کرتا ہے اور کسی چیز کے ٹوہ کے پیچھے لگ جاتا ہے تو احفار عنہ سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔ یہ ترتیب مفید مبالغہ ہے ۔ تو کانک حفی عنہا کے معنے ہیں کانک اکثرت السوال عنہا و بالغت فی طلب علمہا اور اسی سے احفار الشارب واحفار البقل یعنی مونچھوں کے مونڈانے اور بقولات کے کاٹنے میں مبالغہ کرنا اور جڑ پیڑ سے محو کرنا۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۲۷۸) پھر اور کون ہوگا۔ قاضی عیاض نے فرمایا کہ جو مذہب اہل حدیث کے مطابق عمل وعقیدہ رکھے وہی مراد ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب غنیہ میں اس فرقہ کا نام اہلحدیث بتایا ہے اور جو لوگ ان کو بدنام کرتے ہیں انکو اہل بدعت فرمایا ہے فقط (از مولانا ابو محمد عبدالستار صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

(فوائد صفحہ ھٰذا) ف۱ اس رکوع میں ایک اور حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے وہ یہ کہ فرمایا اے حق پرستو! تم دنیا میں دیکھتے ہو کہ لوگ سرکشی تمرد وافعال قبیحہ میں دن رات مصروف رہتے ہوئے تارک فرائض الٰہی بنے ہیں لیکن پھر وہ عیش وتنعم اور راحت وفرحت کی زندگیاں گذارتے ہیں۔ دنیاوی طاقتیں سب کی سب ان کے قدم چومتی ہیں تو کوئی یہ ان پر خدا کا فضل نہیں بلکہ استدراج ڈھیل ہے۔ یہ تو کاٹ کی ہنڈیا والی بات ہے جو روز روز نہیں چڑھا کرتی۔ وہ بہت جلد اپنے کئے کی سزا پکولیں گے۔ حق کو دوام ہے، باطل کو ٹھیراؤ نہیں۔ قتادہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز صفا پہاڑی پر چڑھ کر ہر قبیلہ کو نام لے کر بلانا شروع کیا یَاصَبَاحَا یَاصَبَاحَا فرما کر عذابِ الٰہی سے ڈرایا تو قوم میں سے ایک شخص نے کہا نعوذ باللہ آپ مجنون ہیں۔ اس پر آیت ہٰذا نازل ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو عقل مند اور صحیح القلب انسان ہیں جو لوگوں کو عذاب آخرت سے ڈراتے اور انھیں ابدی راحت کی طرف بلاتے ہیں۔ جس اللہ کے احکامات پیش کرتے ہیں اُس کی بادشاہت مسلّم ہے۔ کیوں نہیں مصنوعات الٰہیہ میں نظر کرکے تصدیق کرتے، بھلا آیات اللہ کی تسلیم میں کیا عذر ہے؟ دیکھو موت وہلاکت کا وقت قریب ہے لہٰذا بعد الموت کے لئے تیاریاں کرلو۔ اگر قرآن وحدیث پر ایمان نہ لائے تو کس کی بات پر یقین لاؤ گے۔ پھر فرمایا جس پر گمراہی لکھ دی گئی ہے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا فقط۔

ف۲ قتادہ رحمہ اللہ نے کہا یعنی علم اُس کا گراں ہے آسمان اور زمین والوں پر۔ کوئی نہیں جانتا کہ کب آوے گی اسی معنی کو پسند کیا ہے ابن جریر وابن کثیر وشاہ ولی اللہ رحمہم اللہ نے فقط۔

ف۳ یعنی اپنا حال لوگوں کے آگے صاف صاف بیان کر دیجئے کہ مجھ کو نہ کچھ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی۔ میری قدرت کا تو یہ حال ہے کہ اپنی جان تک کا بھی نفع ونقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا کیا کرسکوں۔ اور غیب دانی اگر میرے قابو میں ہوتی تو پہلے ہر کام کا انجام معلوم کرلیتا اگر بھلا معلوم ہوتا تو اس میں ہاتھ ڈالتا اور اگر بُرا معلوم ہوتا تو کیوں اس میں قدم رکھتا مثلاً شہد کو حرام کرلیا جس پر سورۂ تحریم نازل ہوئی یا حجۃ الوداع کا واقعہ جس میں صاف فرمایا لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمَا سُقْتُ الْهَدْیَ یعنی اگر میں پہلے سے اس چیز کو جانتا جو بعد میں پیش آئی تو ہر گز قربانی کا جانور اپنے ساتھ نہ لاتا۔ اور واقعۂ افک یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے تہمت لگائی تو کتنے دنوں تک وحی نہ آنے کی وجہ سے اضطراب وقلق رہا۔ اسی طرح قحط سالی کا پڑنا اور کفار کا اعتراض کہ تم کیسے نبی ہو جو پہلے سے قحط معلوم نہیں کر لیتے وغیرہ وغیرہ بہت سے ناخوشگوار حالات مجھ کو پیش نہ آتے اگر مجھ کو علم غیب ہوتا غرض کہ کچھ قدرت اور غیب دانی مجھ میں نہیں اور خدائی کا دعویٰ کبھی نہیں کرتا، صرف پیغمبری کا دعویٰ ضرور ہے، اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء واولیاء کو جو اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں۔ رہا عالم میں تصرف کرنا۔ مارنا جلانا۔ مشکل کشائی کرنا، مرادیں پوری کرنا، عالم الغیب ہونا یہ سب اوصاف صرف اللہ تعالیٰ کے ہیں نہ کسی نبی ولی کے۔ نیز آیت ہٰذا سے شرک کی جڑ بھی کٹ گئی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو سید المرسلین ہیں نفع نقصان کا اختیار نہیں نہ غیب کی بات معلوم تو دیگر کسی نبی ولی جن فرشتے نجومی پنڈت وغیرہ کی کیا طاقت کہ نفع ضرر پہنچائے یا غیب کی بات بتائے جو دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ۝ اور اس مضمون کا بیان اس قرآن کے صفحات ۳۶ و ۹۵ ۱۵۶-۱۸۷ و ۱۹۰-۱۹۲ اور سورۂ یونس رکوع ۵ وسورۂ ہود رکوع ۳ سورۂ نحل رکوع ۲۔ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۶ و ۱۰۔ سورۂ انبیاء رکوع ۶ سورۂ عنکبوت رکوع ۴۔ سورۂ سبا رکوع ۳ وغیرہ میں بھی ہے۔ (از فاضل مفسر القرآن والحدیث مولانا عبدالستار صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا ۖ فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ

اور کیا اس سے جوڑا اس کا تاکہ آرام پکڑے اس کی طرف پس جب ڈھانکا اس نے اسکو اٹھایا

تاکہ وہ اس سے دل لگائے پھر جب مرد عورت سے مقاربت کرتا ہے تو اسے ہلکا سا حمل ہو جاتا ہے جسے وہ لئے پھرتی

حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِ ۖ فَلَمَّا أَثْقَلَتْ دَعَوَا اللَّهَ رَبَّهُمَا

اس نے بوجھ ہلکا پس چلی گئی ساتھ اس کے پس جب بوجھل ہوگئی پکارا دونوں نے اللہ پروردگار اپنے کو

ہے۔ پس جب وہ بوجھل ہو جاتی ہے تو دونوں مل کر اپنے رب سے دعا کرتے ہیں کہ خدایا! اگر تو نے ہمیں صحیح

لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿١٨٩﴾ فَلَمَّا آتَاهُمَا

اگر دے گا ہم کو تندرست البتہ ہوں گے ہم شکر کرنے والوں سے پس جب دیا ان کو

سالم بچہ عنایت فرمایا تو ہم بالضرور شکر گزار ہوں گے پس جب وہ انہیں صحیح وسالم

صَالِحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا ۚ فَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿١٩٠﴾

تندرست کیا واسطے اس کے شریک بیچ اس چیز کے کہ دیا تھا انکو پس بلند ہے اللہ اس چیز سے کہ شریک لاتے ہیں وہ

(بچہ) عنایت فرماتا ہے تو وہ دونوں اس چیز میں جو اس نے انکو دی ہے اس کے شریک ٹھہرانے لگتے ہیں جو اس کے شریک (اللہ کی ذات بہت بلند

أَيُشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿١٩١﴾ وَلَا يَسْتَطِيعُونَ

کیا شریک لاتے ہیں اس چیز کو کہ نہیں پیدا کرتے کچھ اور وہ پیدا کئے جاتے ہیں اور نہیں کر سکتے

کیا یہ ایسوں کو شریک ٹھہراتے ہیں جو کوئی چیز بھی پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود مخلوق ہیں اور وہ ان کی مدد کی طاقت بھی

لَهُمْ نَصْرًا وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ ﴿١٩٢﴾ وَإِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى

واسطے انکے مدد اور نہ اپنی جانوں کو وہ مدد کرتے ہیں اور اگر بلاؤ تم ان کو طرف

نہیں رکھتے اور نہ خود اپنی مدد کر سکتے ہیں۔ اور اگر آپ ان کو ہدایت کی طرف

الْهُدَىٰ لَا يَتَّبِعُوكُمْ ۚ سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ أَدَعَوْتُمُوهُمْ أَمْ أَنْتُمْ

ہدایت کی نہ پیروی کریں تمہاری برابر ہے اوپر تمہارے کیا پکارو تم ان کو یا تم

بلائیں تو وہ آپ کی پیروی نہیں کر سکتے آپ کے لئے برابر ہے۔ آپ ان کو (راہ حق کی) دعوت دیں یا

صَامِتُونَ ﴿١٩٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ

چپکے رہو تحقیق جن کو پکارتے ہو سوائے اللہ کے بندے ہیں

خاموش ہو رہیں وہ لوگ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہارے جیسے بندے ہی ہیں۔ پس

أَمْثَالُكُمْ ۖ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٩٤﴾

مانند تمہارے پس پکارو تم ان کو پس چاہیے کہ جواب دیں تم اگر ہو تم سچے

(اگر) تم انکو پکارو تو چاہیے کہ وہ بھی تمہاری بات مان لیں گے اگر تم سچے ہو

أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ

کیا واسطے ان کے پاؤں ہیں کہ چلتے ہیں ساتھ ان کے یا واسطے ان کے ہاتھ ہیں کہ پکڑتے ہیں ساتھ انکے یا واسطے ان کے

کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہیں۔ یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑتے ہیں

أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۗ قُلِ ادْعُوا

آنکھیں ہیں کہ دیکھتے ہیں ساتھ ان کے یا واسطے ان کے کان ہیں کہ سنتے ہیں ساتھ ان کے کہو بلاؤ تم

یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہیں یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہیں (اے پیغمبر) کہدیجئے تم

حل لغات۔
لہ فَلَمَّا تَغَشَّاهَا
ماخوذ ہے غشیان
سے اور غشیان
کہتے ہیں کسی پر چھا
جانے کو۔ یہ کنایہ
ہے قربت اور
ہمبستری سے چونکہ
ہمبستری کے وقت
مرد عورت پر چھا
جاتا ہے اور
ڈھانک لیتا ہے
اس لئے غشیان اور
اسی طرح تغشی
ہم بستری سے کنایہ
ہو بولا کرتے ہیں
غشا المرأۃ وتغشاھا
اذا علاھا وجامعھا۔
۲ حَمَلَتْ حَمْلًا
حَمل بفتح حاو
سکون میم وہ جو
پیٹ میں یا درختوں
کی شاخوں میں ہوتا
ہے یعنی بچہ اور پھل۔
اور ایک ہے حِمل بکسر
حا و سکون میم اس کے
معنے ہے وہ چیز جو
آدمی یا جانور کی پیٹھ
پر لادی جائے۔

ف۱ گذشتہ سے گذشتہ رکوع میں بتایا جاچکا ہے کہ قبل اس کے کہ بنی آدم دنیا میں ظہور پذیر ہوں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے سب روحوں کو موجود کرکے اپنے پروردگار اور قاضی الحاجات وکارساز ہونے کا عہد و اقرار لیا تھا کہ وہ دنیا میں جاکر اسے بھول نہ جائیں۔ اب یہاں ارشاد ہو رہا ہے کہ جب انسان کو دنیا میں بھیجا گیا تو تھوڑے ہی عرصہ بعد بڑوں سے لے کر چھوٹوں تک نے اس کئے ہوئے عہد کو بھلا دیا اور لگے شرک کرنے وہ اس طرح جیسے کہ یہ واضح ہے کہ کل انسانوں کی اصل آدم علیہ السلام ہیں اور ان ہی سے ان کی بیوی حوا علیہا السلام کو پیدا کیا۔ پھر ان دونوں سے نسل انسان جاری ہوئی جیسے فرمان ہے یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى الخ جب مرد نے عورت سے فطری خواہش پوری کی تو عورت حاملہ ہوئی۔ حمل کی ابتدائی حالت میں کوئی گرانی نہ تھی۔ عورت حسب معمول چلتی پھرتی اٹھتی بیٹھتی رہی۔ جب پیٹ بڑھ گیا اور یہ کون جانتا ہے وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ کہ اس کے اندر کیا ہے۔ تب مرد و عورت دونوں نے اللہ سے دعا کرنی شروع کردی کہ اگر یا اللہ تو نے اپنے فضل سے بھلا چنگا کارآمد بچہ عطا فرمادیا تو ہم تیری شکرگذاری میں برابر لگے رہیں گے اللہ تعالیٰ نے جب ان کی تمنا پوری کردی۔ بچہ صحیح سالم پیدا ہوگیا تو اب لگے اوروں کے حصے لگانے مثلاً کسی سے عقیدہ جمالیا کہ یہ اولاد فلاں زندہ یا مردہ مخلوق نے ہم کو دی ہے کسی نے عملاً اس کی نذر و نیاز دینی شروع کردی یا بچہ کی پیشانی اسکے سامنے ٹیک دی یا بچہ کا نام ایسا رکھا جس سے شرک کا اظہار ہوتا ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ ہر قسم کے شرک سے بالاتر ہے۔ شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ فرماتے ہیں "بعضے کہتے ہیں حضرت آدم اور حوا پر یہ گذرا۔ اول جو حمل ہوا ابلیس وہاں ایک نیک مرد کی صورت میں آیا اور ڈرایا کہ تیرے پیٹ میں شاید کچھ بلا ہے۔ جب دونوں دعا کرنے لگے تب یہ کہا کہ میری دعا سے یہ بلا بدل کر بیٹا پیدا ہوگا اس کا نام رکھیو عبدالحارث حارث شیطان کا نام تھا وہی کیا۔ اس آیت میں مرد اور عورت کو فرمایا ہے آدم اور حوا کو نہیں گو اول ذکر ان کا ہوچکا یا یوں کہیے کہ جو کچھ انسانوں میں ہونا مقدر تھا وہ حضرت آدمؑ میں اول ظہور پکڑ گیا اس میں وہ نمونہ تقدیر تھے اولاد کے گناہ ان میں نظر آئے جیسے آئینے میں صورت۔ چنانچہ نفس کو خواہش اور اللہ کی بے حکمی اور کہہ کر بھول جانا اور دے کر منکر ہونا یہ سب اولاد کی خوئیں ان میں نظر آچکیں (موضح) شرک سے مراد یہی ہے کہ اپنے بیٹے کا نام عبدالحارث رکھا تھا۔ جامع البیان والے نے کہا کہ حضرت حوا کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ یہ شیطان ہے۔ شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس سے معلوم ہوا کہ نام رکھنے میں بھی شرک ہوتا ہے جس کو شرک فی التسمیہ کہتے ہیں جیسے ہمارے زمانہ کے لوگ کسی کا نام نبی بخش کسی کا امام بخش کسی کا پیر بخش کسی کا سیتلا بخش رکھتے ہیں۔ امام حزم نے کہا تمام علماء کا اتفاق ہے اس پر کہ جس نام میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کی بندگی پائی جائے وہ نام رکھنا حرام ہے جیسا عبدالرسول وعبدالکعبہ اور عبدعمر یا عبدالحسین۔ امۃ الرسول۔ امۃ الحبیب کنیز فاطمہ غلام فاطمہ غلام رسول۔ غلام نبی۔ غلام جیلانی۔ غلام محی الدین یا مدار بخش سالار بخش حسین بخش وغیرہ فقط۔

ف۲ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِهَاۤ یعنی جب نہ ان کے پاؤں ہیں کہ جسے چل سکیں اور چل کر تمہاری مدد کو پہنچ سکیں۔ نہ ہاتھ ہیں کہ جن سے تمہارے دشمن کو روک سکیں نہ تم کو کچھ دے سکیں۔ نہ آنکھیں ہیں کہ تمہارا حال زار دیکھ کر تم پر رحم کریں۔ نہ کان ہی ہیں کہ تم جو انکے نام کی دہائی دیتے ہو جسے پکارتے ہو الغیاث اے فلاں میری مدد کیجیو بوقت مصائب کہتے ہو اٹھتے بیٹھتے یا اللہ کی جگہ فلاں فلاں کو پکارتے ہو ان باتوں کو سن سکیں مشرکین کے خیالات میں یہ بات بھی جمی ہوئی تھی کہ اگر ہم ان کو نہ پوجیں اور ان کی معمولی نذر و نیاز ادا نہ کریں تو یہ ہم کو مضرت پہنچا دیں گے جیسا کہ ہندوستان میں شیخ سدّو، زین خاں، کالی بھوانی سے بہت ڈرتے ہیں۔ اس خیال کے رد کرنے کو اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے کہ تم ان سے کہدو کہ سب سے زیادہ تو ان کا میں منکر اور مخالف ہوں بھلا دیکھیں تو سہی کہ یہ میرا کچھ بھی نقصان کرسکتے ہیں تم ان سب کو پکارو اور میرے نقصان کی ترغیب دو قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ الخ پھر فرماتا ہے کہ ان سے کہدو دیکھو میرا کارساز و مددگار اللہ ہے بلکہ سب نیک لوگوں کا مددگار ہے اب بھی تمہارے معبودوں کا کچھ اثر نہیں چل سکتا اِنَّ وَلِیِّۦَ اللّٰهُ الَّذِیْ الخ بلکہ وہ لوگ کہ جن کو تم پوجتے ہو نہ تمہیں کچھ مدد دے سکتے نہ اپنی آپ مدد کرسکتے ہیں (ماخوذ)

ابو عمار عبدالقہار غفرلہ ولوالدیہ الغفار (آمین) مرتب حواشی

شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾ اِنَّ وَلِیِّ اللّٰهُ الَّذِیْ

شریکوں اپنوں کو پھر مکر کرو مجھ سے پس مت ڈھیل دو مجھ کو تحقیق دوست میرا ہے اللہ جس نے

اپنے (ٹھہرائے ہوئے) شریکوں کو بلا لو پھر جو تدبیر چاہو اختیار کر لو اور مجھ کو کوئی مہلت بھی نہ دو بلاشبہ میرا کارساز تو وہی اللہ ہے جس نے

نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹۶﴾ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

اتاری ہے کتاب اور وہی دوستی کرتا ہے صالحوں سے اور جن کو کہ پکارتے ہو سوائے

(یہ) کتاب نازل کی اور وہی تمام نیکوکار لوگوں کی کارسازی کرتا ہے اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ

دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾

اس کے نہیں کر سکتے مدد تمہاری اور نہ جانوں اپنی کو مدد دیتے ہیں

نہ تو تمہیں مدد پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ خود اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں

وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ۖ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ

اور اگر بلاؤ تم ان کو طرف ہدایت کی نہ سنیں گے اور دیکھتا ہے ان کو آنکھیں کرتے ہیں طرف تیری

اگر آپ انکو ہدایت کی طرف بلائیں تو وہ سنتے (ہی) نہیں اور آپ نے انہیں دیکھا کہ وہ آپکو بظاہر تو دیکھتے ہیں حالانکہ

وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۹۸﴾ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ

اور وہ نہیں دیکھتے ۔ وقف پکڑ درگزر کو اور حکم کر ساتھ بہتر کے اور منہ پھیر لے

فی الحقیقت وہ آنکھوں سے دیکھ سکتے ہی نہیں درگزر ہی کریں اور نیکی کا حکم دیتے رہیں ۔ اور جاہلوں کی

الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۖ

جاہلوں سے اور اگر وسوسہ کرے تجھ کو شیطان کی طرف سے وسوسہ ڈالنے والا پس پناہ پکڑ ساتھ اللہ کے

پرواہ نہ کریں اور اگر شیطان کی طرف سے آپ کے دل میں کوئی وسوسہ پیدا ہو تو اللہ سے پناہ طلب کرلیا

اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۰۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ

تحقیق وہ ہے سننے والا جاننے والا ۔ وقف لازم تحقیق جو لوگ کہ پرہیزگاری کرتے ہیں جب لگتا ہے ان کو وسوسہ

کریں ۔ بیشک وہ سننے والا اور جاننے والا ہے ۔ یقیناً وہ لوگ جو پرہیزگار ہیں ۔ جب شیطان کی طرف سے انہیں کوئی وسوسہ

الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴿۲۰۱﴾ ع وَاِخْوَانُهُمْ

شیطان سے یاد کر لیتے ہیں پس ناگہاں وہ دیکھنے لگتے ہیں وقف اور بھائی ان کے

پیدا ہوتا ہے تو وہ خبردار ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ فوراً بصیرت سے کام لینے لگتے ہیں اور ان لوگوں کے بھائی بند ان کو

يَمُدُّوْنَهُمْ فِى الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ

کھینچتے ہیں ان کو بیچ گمراہی کے پھر نہیں تھکتے اور جب نہیں لاتا تو ان کے پاس نشانی

گمراہی میں کھینچے لے جاتے ہیں پھر کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے اور جب آپ ان کے پاس کوئی حکم نہیں

قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۖ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ

کہتے ہیں کیوں نہ کھینچ لایا تو اس کو کہہ سوائے اس کے نہیں کہ میں پیروی کرتا ہوں اس چیز کی کہ وحی کی جاتی ہے طرف میری

لاتے تو کہتے ہیں (اے پیغمبر) آپ نے اسے خود کیوں نہیں بنا لیا کہہ دیجئے کہ میں تو اسی بات کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر

رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ

رب میرے سے یہ دلیلیں ہیں پروردگار تمہارے سے اور ہدایت اور رحمت واسطے اس قوم کے کہ

میرے رب کی طرف سے وحی ہوتی ہے یہ تمہارے رب کی جانب سے بصیرت کی باتیں ہیں اور جو ایمان رکھتے ہیں انکے لئے

حل لغات ۔

لہ اِنَّ وَلِیِّۦَ اللّٰہُ ۔ ولی بوزن فعیل متولی اور کارساز ۔ اس میں تین یے جمع ہیں ایک فعیل کی اور وہ ساکن ہے دوسرے لام فعل کی اور وہ مشدد ہے کیونکہ
ہم جنس ہونے کی وجہ سے ایک یے دوسری میں مدغم ہوگئی تیسری یائے اضافت جو مفتوح واقع ہوئی ہے ۔ اور یہ بھی اگرچہ کتابت میں متصل ہی ہونی ★

ف۱ یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جن جن کو اللہ کے سوا تم پکارتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے اور نہ وہ خود اپنا ہی کچھ نفع کر سکتے ہیں۔ یہ تو تمہاری آہ و پکار سُن ہی نہیں سکتے دوسرے مقام پر فرمایا وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ بالفرض سُن بھی لیں تو جواب تک نہیں دے سکتے۔ نہ ان کی وہ آنکھیں ہیں جن سے دیکھ سکیں، پھر کیوں نہ اللہ حَیّ قَیُّوم کو براہ راست پکارا جائے۔ مضمون ہذا کا بیان صفحہ ۲۸ وصفحہ ۱۸۵ میں بھی لکھا گیا ہے

ف۲ گزشتہ آیات میں غیر اللہ پرستی کی تردید تھی تو بہت ممکن تھا کہ جاہل مشرکین اس پر برہم ہو کر کوئی ناشائستہ حرکت کرتے یا تمہاری تبلیغ حق توحید کی اثبات۔ شرک کی تردید سُنکر بُرا لفظ زبان سے منہ در منہ نکالتے اس لئے حق کو کو ہدایت فرما دی کہ عفو و درگذر کی عادت رکھنا۔ نصیحت کرنے سے مت رُکنا۔ معقول بات کرتے رہنا اور جاہلوں کے مد نہ لگنا۔ اور اگر کسی وقت بمقتضائے بشریت ان کی نالائق حرکت پر غصہ آ بھی جائے تو یہ ایک شیطانی شوشہ و ابھار ہے جس سے بچنے کے لئے اللہ کی پناہ طلب کرنا۔ جامع البیان صفحہ ۱۵۱ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لَمَّا نَزَلَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذَا يَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَمَرَكَ اَنْ تَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَكَ وَتُعْطِيَ مَنْ حَرَمَكَ وَتَصِلَ مَنْ قَطَعَكَ یعنی جب یہ آیت خُذِ الْعَفْوَ الخ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اس آیت سے کیا مراد ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ آپکو حکم فرماتا ہے کہ جو آپ پر ظلم کرے اس کو آپ معاف کریں اور جو آپ کے ساتھ سلوک نہ کرے آپ اس کے ساتھ سلوک کریں اور جو آپ سے قطع رحمی کرے آپ اس کے ساتھ صلہ رحمی کریں ابن زید نے کہا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا عفو کا مشرکین سے دس برس تک پھر حکم دیا کہ ان پر سختی اور درشتی کرو۔ ابن جریر رحمہ اللہ نے اس معنی کو اختیار کیا ہے عروہ رحمہ اللہ نے کہا عفو اختیار کرو اخلاق مردم سے یعنی ان سے اگر قصور ہو تو اس میں جو عذر پیش کریں قبول کرو اور تجسس نہ کرو (ابن کثیر) یہ آیت جہات اصول میں سے ہے۔ چند لفظوں کے اندر زندگی کی اخلاقی مشکلات کا پورا حل اور فضیلت و کامرانی کے تمام طریقے واضح کر دیئے (م ت) پہلے اس میں مخالفین کی ہفوات پر درگذر کرنے کا حکم ہے ساتھ ہی یہ تاکید بھی کہ ان ہفوات سے متاثر ہو کر بھلائی کی تبلیغ نہ ترک کرو۔ ہاں اگر کچھ تکالیف اس راہ میں آویں اور یقیناً آویں گی ان کو خاطر میں مت لاؤ اور ان سے اعراض کرو۔ ایک روایت میں ہے کہ دو شخص لڑ جھگڑ رہے تھے جن میں سے ایک سخت غضب ناک تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ایک ایسا کلمہ یاد ہے کہ اگر یہ کہہ لے تو ابھی یہ بات جاتی رہے وہ کلمہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ ہے کسی نے اس سے بھی ذکر کیا تو اس نے کہا کہ کیا میں دیوانہ ہو گیا ہوں (ابن کثیر)

ف۳ متقی کہتے ہیں شرع کی پابندی کرنے والے کو یعنی امر کے مطیع اور نہی کے تارک کو۔ مطلب یہ ہوا کہ جب متقیوں کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پہنچتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ ثواب اور وعید عذاب کو یاد کرتے ہی اپنا قصور اور شیطان کا فریب دیکھ کر فوری طور سے اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں۔ اخوان شیاطین سے مراد کفار اور فجار لوگ ہیں یعنی شیاطین آدمیوں کی گمراہی میں مدد کیا کرتے ہیں یہی معنے کیا ہے جمہور اور عامہ مفسرین نے (جامع وابن کثیر وفتح)

ف۴ منکرین حق کی کج بحثیوں کے جواب میں تم صرف اس قدر کہہ دیا کرو کہ میں تو ایک انسان ہوں جو پروردگار عالم کے حکموں کا مطیع ہوں۔ میں نے تم کو جو جو باتیں بتا دی ہیں وہ تمہارے غافل دلوں کو بیدار کرنے کے لئے بالکل کافی ہیں۔ میری بتائی ہوئی راہ پر چلنا ہی راہ ہدایت پر چلنا ہے اور یہی بخشش و رحمت کی راہ ہے فقط۔

چاہیئے تھی مگر قرآن کے رسم الخط میں منفصل دیکھی گئی ہے وہی رسم الخط یہاں اختیار کیا گیا ہے تقدیر عبارت یوں ہے ان الذی یتولی حفظی ونصرتی ہو اللہ۔ ۲ه خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ عفو کے معنی ہیں معاف کرنے اور درگذر کرنے کے اور عرف نکوئی کذا فی الصراح۔ ۳ه وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ نزغ اور نسخ اور نخس تینوں کے معنی ہیں چبھونا اور کچوکا دینا۔ نزغ شیطان عبارت ہے شیطانی وسوسوں سے۔ چونکہ شیطانی وسوسے آدمی کو معاصی پر ابھارتے اکساتے ہیں جس طرح جانور کا ہانکنے والا کسی چیز کا کچوکا دیکر اُسے چلاتا ہے اس لئے نزغ شیطان اس کے وساوس سے عبارت قرار دیا گیا۔ ۴ه اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ۔ طائف ماخوذ ہے طیف سے اور طیف کہتے ہیں وسوسہ کو یہ اسم فاعل ہے طاف یطوف کا۔ چونکہ وسوسہ بھی آدمی کے اردگرد دورہ کرتا ہے اس سے اسے طائف کہتے ہیں۔ بعض اہل لغت کہتے ہیں کہ طائف اُس خیال کو کہتے ہیں جو خواب میں آتا ہے۔ بولا کرتے ہیں طاف الخیال لطیف طوفا وطیفا اذا الم فی المنام۔

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا

کہ ایمان لاتے ہیں اور جب پڑھا جاوے قرآن پس سنو اس کو اور چپکے رہو

ہدایت و رحمت ہے اور جب قرآن پڑھا جائے تو تم اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا

تو کہ تم رحم کیے جاؤ اور یاد کر پروردگار اپنے کو بیچ جی اپنے کے عاجزی سے

رحم کیا جائے۔ اور آپ اپنے دل میں عاجزی اور خوف کے ساتھ اور چپکے چپکے

وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا

اور ڈر سے اور کم آواز سے بات سے صبح کو اور شام کو اور

بغیر آواز بلند کیے ہوئے اپنے رب کو صبح و شام یاد کریں اور غفلت شعار لوگوں میں سے

تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا

مت ہو غافلوں سے تحقیق جو لوگ کہ نزدیک رب تیرے کے ہیں

نہ ہو جائیے گا۔ بیشک وہ جو آپ کے رب کے پاس ہیں وہ اس کی

يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ السجدۃ

نہیں تکبر کرتے بندگی اس کی سے اور تسبیح کرتے ہیں واسطے اسکے اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں ول

عبادت کرنے سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعًا

سورۃ انفال مدینہ میں نازل ہوئی اس میں پچھتر آیات اور دس رکوع ہیں

سورۃ انفال مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں پچھتر آیتیں اور دس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت بخشش کرنے والا بڑا مہربان ہے

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ج

سوال کرتے ہیں تجھ کو لوٹوں سے کہہ لوٹیں واسطے اللہ کے ہیں اور رسول کے

(اے پیغمبر!) لوگ آپ سے مال غنیمت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہہ دیجیے کہ مال غنیمت تو اللہ کا ہے اور اس کے

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ص وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

پس ڈرو اللہ سے اور درست کرو معاملے آپس کے اور فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول اسکے

رسول کا پس تم اللہ سے ڈرو اور ایک دوسرے کے ساتھ صلح صفائی سے رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ

کی اگر ہو تم ایمان والے وقف سوائے اس کے نہیں کہ ایمان والے وہ لوگ ہیں کہ جب یاد کیا جاوے اللہ

اطاعت کرو اگر تم مومن ہو درحقیقت مومن وہی ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے

وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ

ڈر جاتے ہیں دل ان کے اور جب پڑھی جاتی ہیں اوپر ان کے نشانیاں اس کی زیادہ کرتی ہیں انکو

تو ان کے دل دہل جاتے ہیں اور جب انکے سامنے اسکے احکام پڑھ کر سنائے جاتے ہیں تو یہ احکام انکے ایمان کو اور بڑھا دیتے ہیں

حل لغات۔

۱ اَلْاَنْفَال۔ انفال جمع ہے نفل کی اور نفل کہتے ہیں غنیمت کو۔ اس کے اصلی معنے ہیں فاضل چیز جو اصل پر زائد ہو۔ غنائم کو انفال اس سے کہتے ہیں کہ وہ عطیۂ خدا اور جہاد کے اصل اجر پر زائد ہے۔ نفل نماز کو صلوٰۃ نافلہ اس لئے کہتے ہیں کہ فرض پر جو اصل ہے زائد ہوتی ہے اور اسی سے ہے وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ؕ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ای زیادۃ علی ما سأل۔

۲ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ۔ وَجِلَ اَوْجَلَ دونوں کے معنی ہیں خائف ہوا اور کرتے ہیں وَجِلَ يَوْجَلُ وَجلا فهو وجل واَوْجَلَ اِذا خاف۔

ع ۲۴ ۱۸ ۱۴ الثلثۃ

ف۱ جب قرآن کے احکام تمھیں سنائے جائیں تو ہمہ تن گوش ہو کر سُنا کرو۔ اس طریقہ کار سے تمھیں وہ باتیں معلوم ہو جائیں گی جو بخشش و رحمت کا باعث ہوا کرتی ہیں۔ اور جب تم اُنپر عمل کرو گے تو یقیناً بے شمار رحمتوں کے مستحق ہو جاؤ گے۔ بعض الناس اس آیت کے عموم سے عدم قرأت فاتحہ خلف الامام پر استدلال کرتے ہیں، سو یہ استدلال بوجہ خلاف ہونے حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غلط ہے کیونکہ آیت ہٰذا کے نزول کے بعد مدینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ مسند احمد وغیرہ میں ہے کہ جس نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نامقبول ہے اس باب میں صحاح ستہ اور امام بخاری رحمہ اللہ کی جزء القرأت میں بہت حدیثیں موجود ہیں وہ سب دلیل ہیں کہ پڑھنا فاتحہ کا ہر رکعت میں متعین۔ فتح البیان میں ہے کہ فاتحہ شروط صحت نماز سے ہے نہ صرف واجبات نماز سے۔ پس یہ آیت غیر فاتحہ میں آئی ہے۔ چنانچہ مفسرین صحابہ رضی اللہ عنہم سے اسکا شان نزول یوں بیان ہوا ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے نماز میں آواز بلند سے بعض لوگ پڑھنے لگے تھے۔ اس جہر سے منع کیا گیا تھا۔ اور ایک روایت میں ان کا یہ لفظ ہے کہ نماز میں باتیں کیا کرتے تھے اس کی ممانعت میں یہ آیت آئی یہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا (لباب ۲۲ حدیث التفاسیر) لیکن کسی صحیح صریح حدیث سے یا معتبر مفسر نے یہ نہیں کہا کہ مقتدی الحمد پڑھا کرتے تھے اس کی ممانعت میں یہ آیت نازل ہوئی ہو۔ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کا حکم ہم کو اُنہی نے دیا ہے جن پر قرآن نازل ہوا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اگر فاتحہ خلف الامام پڑھنی منع ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے کا کیوں حکم دیتے آخر آپ بھی تو اس آیت کو جانتے پڑھتے تھے۔ پس نقل ثابت کے آگے عقل ناقص کا کیا کام! جو احادیث سے ثابت ہے وہی ٹھیک ہے، اسکے خلاف سب غلط ہے۔ پھر کتب حنفیہ میں بھی یہ صراحت موجود ہے کہ اس آیت سے نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کا ثبوت پیش کرنا لغو اور ساقط الاحتجاج ہے چنانچہ صاحب نور الانوار صفحہ ۱۹۱ نے آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الخ سے عدم قرأت پر دلیل پکڑنے کو آیت فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ کے معارض قرار دیکر ساقط الاحتجاج والاعتبار ٹھیرایا ہے لکھتے ہیں لِاَنَّ الْاٰيَتَيْنِ اِذَا تَعَارَضَتَا تَسَاقَطَتَا اور نور الانوار اصول فقہ حنفیہ کی مشہور و مسلم کتاب ہے۔ اسی طرح فقہ حنفیہ کی کتاب تلویح صفحہ ۱۵۴ بَابُ الْمُعَارَضَةِ وَالتَّرْجِيْحِ میں لکھا ہے کہ یہ دونوں آیتیں ہمارے نزدیک ایک دوسرے کی معارض ہونے کی وجہ سے ساقط الاحتجاج ہیں فالمصیر الی السنہ پس اب حدیث کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ نیز مصنف الفرقان صفحہ ۸۹ و ۹۰ میں پر زور الفاظ سے اس معارضہ کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں "سخت تعجب ہے کہ بہت سے اکابر علماء (حنفیہ) جو علوم دینیہ میں بحر ذخار تھے کیوں اس امر کے پیچھے پڑے کہ اس آیت سے نماز جہری میں قرأت منسوخ ہوئی اور اس آیت سے نماز سری میں پہلے کا نسخ اِسْتَمِعُوْا لَهٗ سے اور ثانی کا نسخ اَنْصِتُوْا سے ہے۔ پھر اس دعوے کے ثبوت میں مناسبات عقلیہ و راد ضاع لغویہ سے کام لیا گیا جو اکثر مخدوش ہیں اسلئے فریق دوم (اہلحدیث) کی طرف سے اسپر نقوض و معارضات کا ایک جھاڑ بندھ گیا الخ" اور بعض لوگ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ پیش کر کے نماز میں الحمد پڑھنے سے مقتدیوں کو منع کرتے ہیں حالانکہ اس کا مقصد بھی صاف ہے کہ سورۂ فاتحہ کے علاوہ جب امام جہری نماز میں کوئی سورت پڑھے تو مقتدی خاموش ہو کر سُنے کیونکہ خود انہی ابوہریرہ رضہ سے فاتحہ کی فرضیت منقول ہو چکی ہے پھر یہ کہ دسیوں مرفوع حدیثیں قرأت خلف الامام کی موجود ہیں اور بعض حضرت جابر رضہ کا قول اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ وَرَآءَ الْاِمَامِ پیش کر کے اسپر استدلال کرتے ہیں یہ ٹھیک نہیں اس لئے کہ اس قول کا معنی مقصد یہ ہے کہ کوئی رکعت بغیر سورۂ فاتحہ کے جائز درست نہیں مگر مقتدی کی وہ رکعت کہ جسمیں اُسنے امام کو حالت رکوع میں پایا ہے صرف یہ رکعت درست ہے کیونکہ حالت رکوع میں فاتحہ فرض نہیں، حالت قیام میں فرض ہے۔ اور بعض اِذَا قَرَاَ فَاَنْصِتُوْا پیش کر کے الحمد سے روکتے ہیں افسوس ہے ان لوگوں پر جو بڑی صراحت و وضاحت والی مرفوع حدیث شریف لَا يَقْرَاَنَّ اَحَدُكُمْ وَالْاِمَامُ يَقْرَاُ اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ جُزْءِ الْقِرَاءَةِ کے ہوتے ہوئے بھی پھر عام قرأت والی روایت پیش کرتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تشریح کر کے بتا سمجھا دیا کہ جہری نماز میں جب کہ امام قرأت کر رہا ہو کوئی کچھ نہ پڑھے مگر سورۂ فاتحہ ضرور پڑھ لے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ پھر تاویلات کرنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو رد کرنا کیا یہی نبی کا ماننا ہے۔ فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ اس قرآن کے صفحہ ۲ پر بھی لکھا گیا ہے مزید دلائل کیلئے تفسیر ستاری سورۂ فاتحہ ملاحظہ ہو۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جب کوئی قرآن پڑھتا ہے اوروں پر یہ ادب واجب ہے کہ باتیں نہ کریں دھیان سے سُنیں شاید دل میں ہدایت پڑے۔ اگر پڑھنے والا بانوں کی مجلس میں پکار کر پڑھنے لگے تو اسکی خطا ہے (موضح) ذکر الٰہی کا بیان صفحہ ۲۵ میں گذرا۔ یہاں اتنا سمجھنا ضروری ہے کہ خدا کا خیال کسی وقت بھی تمھارے ذہن سے نہ اترے صبح و شام اُسے یاد رکھو۔ یہ ضروری نہیں کہ اونچی اونچی آواز سے اللہ اللہ پکارتے پھرو اور ملنگ بن کر غیر شرعی طریقہ اختیار کرو جس سے رات بھر لوگوں کا آرام بے آرامی سے بدل جائے اسکو یاد رکھنے کا دوسرا فائدہ بر صفحہ ۲۵۲)

إِيمَانًا وَّعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٢﴾ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَوٰةَ وَ

ایمان اور اوپر پروردگار اپنے کے توکل کرتے ہیں وہ لوگ کہ قائم رکھتے ہیں نماز کو اور

اور وہ لوگ اپنے رب پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے

مِمَّا رَزَقْنَٰهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣﴾ أُولَٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ط

اس چیز سے کہ دیا ہم نے ان کو خرچ کرتے ہیں یہ لوگ وہ ہیں ایمان والے ساتھ حق کے

اس میں سے (نیکی کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں یہی لوگ سچے مومن ہیں انہی کے واسطے ان کے رب کے پاس

لَّهُمْ دَرَجَٰتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٤﴾

واسطے ان کے درجے ہیں نزدیک پروردگار ان کے اور بخشش ہے اور رزق ہے باکرامت ف۱

بلند مرتبے ہیں۔ مغفرت بخشش ہے اور عزت کی روزی ہے

كَمَآ أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِن بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ص وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ

جس طرح سے نکالا تجھ کو رب تیرے نے گھر تیرے سے ساتھ حق کے اور تحقیق ایک فرقہ

اے پیغمبر (غور کرو کہ) کس طور پر آپ کے رب نے آپ کو حق و صداقت کے ساتھ گھر سے نکلنے پر آمادہ کیا حالانکہ

الْمُؤْمِنِينَ لَكَٰرِهُونَ ﴿٥﴾ يُجَٰدِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا

مسلمانوں سے البتہ ناخوش رکھتے تھے جھگڑا کرتے تھے تجھ سے بیچ حق کے پیچھے اس کے کہ

مومنوں کا ایک گروہ اسے ناپسند کر رہا تھا یہ لوگ آپ کے ساتھ حق بات میں اس کے ظاہر ہو جانے کے بعد بھی

تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنظُرُونَ ﴿٦﴾ وَ

ظاہر ہوا گویا کہ ہانکے جاتے ہیں طرف موت کی اور وہ دیکھتے ہیں اور

جھگڑ رہے تھے۔ گویا کہ موت کی طرف دھکیلے جا رہے تھے اور وہ اسے دیکھ بھی رہے ہیں اور

إِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ

جب وعدہ کرتا تھا تم کو اللہ ایک کا دو جماعتوں میں سے یہ واسطے تمہارے ہے اور تم دوست رکھتے

(یاد کرو) جب اللہ نے دو گروہوں میں سے ایک گروہ کا تم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ تمہارے قابو میں آئے گا اور

أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَن

تھے یہ کہ بن شوکت والا ہی ہو وے واسطے تمہارے اور ارادہ کرتا ہے اللہ یہ کہ ثابت

تم اس بات کو پسند کرتے تھے کہ غیر مسلح گروہ تمہارے مقابلہ پر آئے اور اللہ کو یہ منظور تھا کہ اپنے احکام سے حق

يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَٰتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَٰفِرِينَ ﴿٧﴾

کرے حق کو ساتھ باتوں اپنی کے اور کاٹے جڑ کافروں کی

کو ثابت کر دکھائے اور منکروں کی جڑ کاٹ دے

لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَٰطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ﴿٨﴾

تو کہ سچا کرے دین کو اور جھوٹا کرے باطل کو اور اگرچہ ناخوش رکھیں گنہگار ف۲

تاکہ حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا ثابت ہو جائے خواہ اس امر کو گنہگار پسند ہی نہ کریں۔

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم

جس وقت فریاد کرتے تھے تم پروردگار اپنے سے پس قبول کیا واسطے تمہارے یہ کہ میں مدد دوں گا تم کو

جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری اس بات کو قبول کر لیا کہ میں ایک ہزار لگاتار آنے والے

منزل ۲

حل لغات۔
لہ کما اخرجک۔
کاف محلا مرفوع ہے
اس لئے کہ مبتدا محذوف کی خبر واقع ہوا ہے اور ما مصدریہ۔ تقدیر عبارت یوں ہے ہذہ الحال کحال اخراجک۔ ۲ہ ذات الشوکۃ شوکہ کے اصلی معنے ہیں حدت اور تیزی کے۔ کانٹے کو شوک اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں حدت اور تیزی ہوتی ہے۔ نیزے کے پھل کو شوک القناۃ اسی واسطے کہا جاتا ہے کہ اس میں حدت ہوا کرتی ہے۔ اور ★

(بقیہ فائدہ صفحہ ۲۵۲) مقصد اس کے اوامر و نواہی کو یاد رکھنا ہے۔ جو ہر امر میں شریعت الٰہی کا خیال نہیں رکھتا وہی غافل ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ ملائکہ کی طرح بلند مرتبت بن جاؤ تو عبادتِ الٰہی سے کبھی جی نہ چراؤ اور اس کے حضور سر بسجود ہونے میں سستی نہ کرو، نہ غفلت برتو۔ اس مقام پر تالی و سامع کو سجدۂ تلاوت کرنا چاہئے اور یہ دعا پڑھنی چاہئے سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ○ (نسائی ترمذی وغیرہ) قرآن پاک کے پندرہ مقامات پر سجدۂ تلاوت ہے جو سنت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی سجدہ کی آیت پڑھتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہے اور کہتا ہے افسوس میں سجدہ سے انکار کرکے دوزخی ہوگیا اور انسان سجدہ کا حکم قبول کرکے جنتی ہوگیا۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کیلئے سب سے اعلیٰ مقام سجدہ ہے فَاَكْثِرُوْا فِي الدُّعَاءِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ اَنْ يُّسْتَجَابَ لَكُمْ (مسلم) پس سجدہ میں خوب دعا کیا کرو بہت ممکن ہے تمھاری سجدوں کی دعا قبول ہوجائے۔ ف۲ سورۂ انفال مدنیہ ہے۔ اس کی پچھتر آیتیں ہیں۔ ایک ہزار چھ سو اکتیس کلمات ہیں۔ پانچ ہزار دو سو چورانوے حروف ہیں (ابن کثیر) مکہ شریف میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ برس تک (توحید الٰہی کی تبلیغ کی وجہ سے) ہر طرح کے مظالم برداشت کئے آخر جب مکہ میں رہنا دشوار ہوگیا تو بحکم خدا مدینہ منورہ تشریف لے گئے لیکن قریش مکہ نے یہاں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ پے در پے حملے شروع کردیئے۔ اب پیغمبر اسلام کے سامنے دو ہی بات مناسب آئی کہ ظلم و تشدد کا مردانہ وار مقابلہ کریں اور نتیجہ خدا کے ہاتھ چھوڑ دیں قرآن نے جس لڑائی کو جائز رکھا اس کی اصلیت اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ چونکہ لڑائی کی حالت پیش آگئی تھی اس لئے اس کے ضروری احکام بیان کردیئے گئے۔ اس سورت میں اور اس کے بعد کی سورت میں تذکیر و موعظت کا مرکز یہی حالت ہے (م ت) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم لوگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے اللہ تعالیٰ نے فتح دی۔ کافر ستر مارے گئے اور ستر قید ہوئے۔ جب کافر شکست کھا کر بھاگے تو لشکر اسلام کے بعض لوگ بھاگنے والوں کے پیچھے گئے، اور بعض نے غنیمت کا مال اکٹھا کیا اور اپنے لوگوں کو فراہم کیا، اور بعض لوگ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت، نگرانی، چوکیداری میں رہے۔ جب رات کو سب جمع ہوئے تو جمع کرنے والوں نے کہا کہ غنیمت کا مال صرف ہمارا حق ہے کیونکہ ہم نے جمع کیا ہے۔ دوسری جماعت نے کہا کہ ہم دشمنوں کے پیچھے نہ جاتے تو تم کو اطمینان کے ساتھ مال جمع کرنا کس طرح میسر ہوتا۔ تیسری جماعت نے کہا کہ اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت دیکھ بھال نہ کرتے تو اندیشہ تھا کہ دشمن میدان خالی پاکر آپ کو کچھ صدمہ پہنچاتے، پس مالِ غنیمت میں تمھاری خصوصیت کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں اتاریں (احادیث التفسیر بحوالہ منتقی صفحہ ۲۸۶) کہ آپس میں جھگڑو نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے رسولؐ جتنا دیں وہ لے لو۔ پھر آپؐ نے وہ مال جوان اور بوڑھوں سب پر تقسیم کیا (احمد وغیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا امام جس کو بعد قسمت اصل کے جو دیتا ہو اس کو نفل کہتے ہیں (ترجمان) حضرت عطار نے کہا اللہ و رسولؐ کی فرماں برداری یہ ہے کہ قرآن و حدیث کی پیروی کرے اس آیت سے یہ بھی نکلا کہ بغیر عمل قرآن و حدیث کے آدمی مومن نہیں ہوسکتا۔ اور جو کوئی قرآن یا حدیث کو نہ مانے وہ کافر بے ایمان ہے لَعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ○ فقط ابو عمار عبد القہار غفر لہ

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ یہ آیت اس باب میں قاطع ہے کہ قرآن کے نزدیک ایمان کی ہر حالت یکساں نہیں، وہ گھٹتا بھی ہے اور بڑھتا بھی ہے (ترجمان) اخی و شیخی و امامی مولانا عبد الستار صاحب محدث دہلوی ثم کراتشوی نور اللہ مرقدہ وجعل الجنۃ مثواہ نے اپنی تصنیف لطیف نصرۃ الباری ترجمہ صحیح بخاری پارۂ اول کے صفحہ ۴۷ فائدہ نمبر ۲ کے تحت لکھا ہے کہ ایمان بڑھتا گھٹتا ہے۔ محدثینؒ و سلف صالحینؒ کا یہی مذہب ہے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے کتاب الایمان میں لکھا ہے کہ امام ابو عبیدؒ نے اپنی کتاب الایمان میں ۱۳۶ علماء کے نام لئے ہیں جو ایمان کے بڑھنے گھٹنے کے قائل و معتقد ہیں۔ خود امام بخاریؒ سے بسند صحیح روایت ہے میں نے ہزار سے زائد علماء و فقہائے امصار سے ملاقات کی ان میں سے کوئی بھی اسکا مخالف نہیں تھا۔ ابن ابی حاتم اور ابو القاسم لالکائی نے کتاب السنۃ میں اپنی اپنی اسانید کے ساتھ اس اعتقاد کو صحابہؓ و تابعینؒ کی ایک ایسی بڑی جماعت سے نقل کیا ہے جن پر اجماع کا دار و مدار ہے۔ امام شافعیؒ امام مالکؒ امام احمدؒ بھی اسی کے قائل ہیں صرف امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ ایمان گھٹتا بڑھتا نہیں۔ فرقہ مرجیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ ایمان قول بلا عمل کا نام ہے۔ اسی واسطے شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں حنفیہ کو مرجیہ میں داخل کیا ہے شرح عقائد نسفی صفحہ ۹ مطبوعہ نولکشور و فقہ اکبر صفحہ ۱۰۳ مطبوعہ دہلی میں ہے کہ ایمان اقرار و تصدیق کا نام ہے اور آسمان و زمین والوں میں سے کسی کا ایمان بڑھتا گھٹتا نہیں، یہ عقیدہ قرآن و حدیث کے صریح خلاف ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کی تردید کیلئے یہ باب (بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ وَهُوَ قَوْلٌ وَفِعْلٌ وَيَزِيْدُ وَيَنْقُصُ) منعقد کرکے کلام اللہ کی آٹھ آیتوں سے ثابت کیا ہے کہ (باقی فائدہ برصفحہ ۲۵۴)

★ اسی سے ہے شاکی السلاح۔ غیر ذات الشوکۃ سے مراد ہے قافلہ کیونکہ وہ تعداد میں کم اور بے سلاح ہونے کی وجہ سے گویا القمہ بے ذائقہ تھا۔ ۲ تَسْتَغِيْثُوْنَ استغاثہ سے ہے اور استغاثہ کہتے ہیں طلبِ اغاثہ یعنی فریاد کرنے کو جب کوئی شخص گرفتار مصیبت ہوتا ہے تو کہتا ہے اغثنی ای فرج عنی۔

بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ﴿٩﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى

ساتھ ہزار کے فرشتوں سے پیچھے سے اور لانے والے ۔ اور نہیں کیا اس کو اللہ نے مگر خوشخبری

فرشتوں کے ساتھ تمہاری مدد کروں گا اور یہ مدد جو اللہ نے کی تو محض تم کو خوشی

وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

اور تو کہ آرام پکڑیں ساتھ اسکے دل تمہارے اور نہیں مدد مگر نزدیک اللہ کے سے تحقیق اللہ

کرنے کے لئے اور اس لئے بھی کہ تمہارے دل اس کے ساتھ مطمئن ہو جائیں اور حقیقت میں تو نصرت دکامرانی صرف اللہ کی جانب

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿١٠﴾ اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ ع ١٥ ١ ١٠

غالب ہے حکمت والا ۔ ۱۰ جبکہ ڈھانکتا تھا تم کو اونگھ سے امن اس کی طرف سے اور اتارتا تھا

سے ہے بیشک اللہ غالب اور حکمت والا ہے جب اللہ نے تم پر تمہاری تسکین کے لئے اپنی طرف سے اونگھ طاری کر دی اور آسمان سے

عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ

اوپر تمہارے آسمان سے پانی تو کہ پاک کرے تم کو ساتھ اس کے اور دور کرے تم سے

تم پر بارش نازل کی تاکہ اس کے ساتھ تمہیں پاک کر دے اور تم سے شیطانی نجاست دور کر دے اور اس لئے

رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ

نجاست شیطان کی اور تو کہ باندھ دیوے اوپر دلوں تمہارے کے اور ثابت رکھے بسبب اسکے

بھی کہ تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور اس کے ساتھ تمہارے پاؤں

الْاَقْدَامَ ﴿١١﴾ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا

قدموں تمہارے کو ۔ ۱۱ وحی بھیجتا تھا رب تیرا طرف فرشتوں کی یہ کہ میں ساتھ تمہارے ہوں پس ثابت رکھو

جما دے ۔ جب آپ کے رب نے فرشتوں کو حکم دیا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں ۔ پس تم ان لوگوں کو جن کے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ

ان لوگوں کو جو ایمان لائے البتہ ڈالوں گا بیچ دلوں ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے رعب

دلوں میں ایمان ہے ثابت قدم رکھو ان لوگوں کے دلوں میں جو کفر پر ہیں عنقریب رعب ڈال دوں گا سو تم ان کی

فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿١٢﴾ ذٰلِكَ

پس مارو اوپر گردنوں کے اور مارو ان میں سے ہر پورے پر ۱۲ یہ اس

گردنیں مارو اور ان کے ہاتھوں کا پور پور کاٹ کر رکھ دو یہ انہیں

بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

واسطے ہے کہ انہوں نے خلاف کیا اللہ کا اور رسول اسکے کا اور جو کوئی خلاف کرے اللہ کا اور رسول اسکے کا

اس امر کی سزا ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کرتا ہے (سو ایسے لوگوں کیلئے)

فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿١٣﴾ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ

پس تحقیق اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے ۔ یہ ہے پس چکھو تو اس کو اور تحقیق واسطے کافروں کے

اللہ سخت سزا دینے والا ہے ۔ یہ تمہاری سزا ہے اسے چکھو اور یاد رکھو کہ منکروں کے لئے

عَذَابَ النَّارِ ﴿١٤﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

عذاب ہے آگ کا ۱۴ اے لوگو جو ایمان لائے ہو جس وقت کہ ملاقات کرو تم ان لوگوں سے کہ کافر

آتش دوزخ کا عذاب ہے اے ایمان والو! جب ان لوگوں سے تمہارا مقابلہ ہو جائے جنہوں نے کفر اختیار کی ہے ۔

حل لغات ۔
لہ مُرْدِفِيْنَ اردا فسے ماخوذ ہے اور ارداف کہتے ہیں کسی کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھانا ۔ ردیف وہ جو سوار کے پیچھے بیٹھتا ہے ۔ یہاں مردفین معنی میں ہے متتابعین کے یعنی ایک کے پیچھے ایک لگے آنے والے ۔
لہ اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ ۔ اذ منصوب ہے اذکروا محذوف کی وجہ سے یا اذ یعدکم سے دوسرا بدل ۔ یغشی لیا گیا ہے تغشیہ سے اور النعاس اس کا مفعول ای یجعل غاشیا لکم ومحیطا بکم اور نعاس کی لغوی تحقیق سورۂ آل عمران کے رکوع ١٦ ثم انزل علیکم من بعد الغم امنۃ نعاسا یغشی میں گزر چکی وہاں بھی دیکھو ۔ ٣ے رِجْزَ الشَّيْطٰنِ رجز کی تحقیق کئی دفعہ اوپر گزر چکی ۔ رجز شیطان سے مراد ہے اس کا وسوسہ اور مسلمانوں کو پیاس سے خوف دلانا ۔ ٣ے وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ لغت میں ربط کہتے ہیں کسی چیز کے باندھنے اور ★

بقیہ فائدہ صفحہ ۲۵۳۔ ایمان بڑھتا گھٹتا ہے۔ کرمانی شرح بخاری صفحہ ۷
میں ہے وَاِنَّمَا اَرَادَ الرَّدَّ عَلَی الْمُرْجِئَۃِ فِیْ قَوْلِھِمُ الْاِیْمَانُ قَوْلٌ بِلَا عَمَلٍ۔
فتح الباری میں ہے فَالسَّلَفُ قَالُوْا ھُوَ اعْتِقَادٌ بِالْقَلْبِ وَنُطْقٌ بِاللِّسَانِ وَعَمَلٌ
بِالْاَرْکَانِ یعنی سلف صالحینؒ کہتے ہیں کہ ایمان اقرار باللسان اور تصدیق
بالقلب اور عمل بالجوارح کا نام ہے۔ فرقہ مرجیہ حنفیہ کے نزدیک ایمان صرف
اقرار اور تصدیق قلبی کا نام ہے اور کمی بیشی کو اسمیں دخل نہیں۔ اور سلف
صالحین صحابہ کرام و تابعین عظام و جملہ محدثینؒ و ائمہ دینؒ کے نزدیک ایمان کیلئے
عمل بھی ضروری ہے اور کمی بیشی کو برابر اسمیں دخل ہے۔ اکثر متکلمین نے
اسکا انکار کیا جو ہرگز قابل اعتنار نہیں۔ تفسیر فتح البیان و تفسیر کبیر و
معالم التنزیل وغیرہ میں تحت آیت وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ
اِیْمَانًا مرقوم ہے کہ یہ آیت صریح دلیل ہے ایمان کی کمی و بیشی پر۔ مقاصد حسنہ
میں ہے لَوْ وُزِنَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ مَعَ اِیْمَانِ النَّاسِ لَرَجَحَ اِیْمَانُ
اَبِیْ بَکْرٍ یعنی اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان دیگر لوگوں کے ایمان کے ساتھ
وزن کیا جائے تو یقیناً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان زیادہ ہوگا۔
امام شوکانی رحمہ نے فوائد مجموعہ میں کہا ہے یہ حدیث موقوفاً صحیح ہے۔ فتح الباری
میں ہے اِیْمَانُ الصِّدِّیْقِ اَقْوٰی مِنْ اِیْمَانِ غَیْرِہٖ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا
بنسبت دوسروں کے ایمان کے زیادہ قوی ہے۔ مسند احمد میں معاذ بن جبلؓ سے
منقول ہے اَلْاِیْمَانُ یَزِیْدُ وَیَنْقُصُ یعنی ایمان بڑھتا گھٹتا رہتا ہے۔ تنزیہ
الشریعت میں ہے اَلْاِیْمَانُ قَوْلٌ وَّعَمَلٌ یَزِیْدُ وَیَنْقُصُ یعنی ایمان قول و عمل کا نام
ہے اور وہ زیادہ بھی ہوتا ہے اور کم بھی۔ ———— شیخ عبدالحق محدث
دہلویؒ نے سفر السعادت میں اس حدیث کو لکھا ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رح
غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں — — — وَنَعْتَقِدُ اَنَّ الْاِیْمَانَ قَوْلٌ بِاللِّسَانِ
وَمَعْرِفَۃٌ بِالْجَنَانِ وَعَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ یَزِیْدُ بِالطَّاعَۃِ وَیَنْقُصُ بِالْعِصْیَانِ وَیَقْوٰی
بِالْعِلْمِ وَیَضْعُفُ بِالْجَھْلِ الخ یعنی ہمارا اعتقاد بھی یہی ہے کہ ایمان اقرار کرنا ہے
ارشہادت کا زبان سے اور اعتقاد رکھنا ہے اسکے معانی و مقاصد کا دل سے
اور عمل کرنا ہے ہاتھ پاؤں سے۔ خدا و رسول کی اطاعت کرنے سے ایمان بڑھتا ہے
اور نافرمانی و گناہ کرنے سے کم ہوتا ہے۔ بہرحال ان کا یہ عقیدہ کہ ایمان گھٹتا ہے نہ
بڑھتا ہے گویا ایک ایسا پتھر ہے جسکو جونک تک نہیں لگتی۔ نیز ایک ادنیٰ آدمی
سے لیکر انبیاء اور ملائکہ تک کا ایمان یکساں ہے، غلط ہے۔ ایمان کی تعریف
و توصیف یَزِیْدُ وَیَنْقُصُ ہے۔ ایمان مانند درخت کے ہے جو تصدیق
اور عمل کی خوبی یا قباحت کے مطابق گھٹتا بڑھتا اور پھلتا پھولتا ہے۔ اور
یقیناً ایک ادنیٰ امتی شخص کا ایمان جناب سید المرسلین خاتم النبیین اکرم
الاولین والآخرین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان و تصدیق کو پہنچا ہے
اور نہ کبھی پہنچ سکتا ہے۔ ابو محمد کفاہ الصمد (رحمۃ اللہ علیہ) یتوکلون کا مفہوم

یہ ہے کہ ان کا بھروسہ صرف اپنے رب پر ہوتا ہے۔ نہ اس کے سوا کسی سے وہ
امید رکھیں نہ ان کا کوئی مقصود نہ وہ کسی سے پناہ چاہیں نہ مرادیں مانگیں
نہ اور کی طرف جھکیں نہ کسی کو جلب منفعت و دفع مضرت کی غرض سے پکاریں۔
وہ جانتے ہیں تمام قدرتوں والا ایک اللہ تعالیٰ ہے وہ جو چاہتا ہے ہوتا ہے
جو وہ نہیں چاہتا ہرگز نہیں ہوتا۔ تمام ملک میں اسی کا حکم چلتا ہے۔ مالک صرف
وہی ہے۔ وہ اکیلا ہے۔ اسکا کوئی شریک نہیں۔ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ
فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کرنا ہی پورا ایمان ہے (ابن کثیر) محققین
نے کہا ہے کہ یہ پانچ صفتیں ہیں، اعمال باطنی ہیں (۱) خوف الٰہی (۲) آیات اللہ
سن کر ایمان میں ترقی (۳) توکل۔ اور اعمال ظاہری ہیں (۴) صلوٰۃ و (۵) زکوٰۃ
کے تصریحی ذکر سے اشارہ اس طرف ہے کہ باطنی اور ظاہری زندگی میں یہی اعلیٰ
یعنی توحید و ارکان اسلام کی پابندی سب سے اہم و قابل نجات اخروی ہیں
ان کے پابند ہی ایماندار سچے مومن ہیں۔ حق سے مراد یہ کہ ان کے ایمان میں
کسی قسم کا شک و شبہ نہیں فقط۔
ف شروع آیات میں ارشاد ہوا کہ مسلمانو! جو کچھ مال غنیمت تمھارے ہاتھ
آئے وہ سب خدا کی ملکیت ہے لہٰذا رسولؐ یا نائب رسولؐ جو کچھ اس میں سے
تقسیم شرعی کے لحاظ سے دیدیں اسی پر اکتفا کرو۔ یہاں اِحْدَی الطَّائِفَتَیْنِ
سے مراد ابوسفیان کا قافلہ یا ابوجہل کا لشکر ہے۔ تم تو یہی چاہتے تھے کہ
قافلہ ہی ہاتھ لگے تاکہ مال و دولت کام آئے کیونکہ گھر سے قافلہ ہی لوٹنے
کی نیت سے نکلے تھے لڑائی کا سامان نہیں کیا تھا مگر تقدیر میں لکھی تھی لڑائی
اور اسلام کی فتح و کفر کی شکست سو وہی ہوا جو اللہ کو منظور تھا۔ موضح
القرآن میں ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا قافلہ یا مدد ہمارے
ہاتھ لگے گی۔ لوگ چاہنے لگے کہ قافلہ ہاتھ لگے اور بہتر ہوا یہی کہ کفر کا زور ٹوٹا
فوائد ستاریہ میں ہے اسلام کے غلبہ سے اگرچہ یہ مجرم ناراض ہوں۔ اس
آیت میں کافروں کی جڑ کاٹنے کی غرض و غایت بیان فرمائی ہے یعنی جہاد کفار
سے محض خونریزی منظور نہیں نہ دنیا کا فائدہ مقصود ہے بلکہ سچ کو سچ
اور جھوٹ کو جھوٹ یعنی توحید اسلام کو غالب کرنا اور شرک و کفر کو مٹانا
مطلوب ہے جس سے حق و باطل میں تمیز ہو جائے دودھ کا دودھ پانی
کا پانی نظر آنے لگے بایں لحاظ یہ امر نہایت مستحسن و محمود ہے فقط۔
(فوائد صفحہ ھٰذا) ف عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بدر کے
دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ کی طرف دیکھا کچھ اوپر
تین سو آدمی تھے، مشرکوں کی طرف نظر کی وہ ہزار یا زیادہ تھے، اپنی چادر
اوڑھ کر رو بقبلہ ہو کر کہا اے اللہ! پورا کر وعدہ اپنا مجھ سے۔ دوبار
اسی طرح کہا پھر فرمایا الٰہی! اگر ہلاک کرے گا تو اس جماعت اہل اسلام کو تو نہ
عبادت کی جائے گی (باقی فائدہ بر صفحہ ۲۵۵)

★ مضبوط کرنے کو کسی بات پر صبر کرنے والے کو ربط قلبہ علیہ سے اس لئے تعبیر کرتے ہیں کہ وہ اپنے دل کو مضبوط کرتا اور اسے مضطرب ہونے سے روکے رہتا
ہے۔ علیٰ کا لفظ زائد ہے والمعنی ولیربط قلوبکم بالنصر ... کُلَّ بَنَانٍ۔ بنان کہتے ہیں ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کے اطراف کو اور بعض کہتے ہیں جسم کے
تمام جوڑوں کو بنان اور ہر جوڑ کو بنانہ کہتے ہیں۔

زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ﴿١٥﴾ وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا

ہوئے لشکر باندھ کر پس نہ پھیرو ان سے پیٹھ کو ف اور جو کوئی پھیرے ان سے اس دن پیٹھ اپنی مگر

تو نہ ان کو پیٹھ نہ دکھاؤ ۔ اور جو اس دن ان سے پیٹھ پھیرے گا ماسوا اس

مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ

حرفت کرنے والا واسطے لڑائی کے یا جگہ پکڑنے والا طرف جماعت کی پس تحقیق پھرا آیا ساتھ غضب کے اللہ کی

بات کے کہ وہ لڑائی کی خاطر پہلو بدل رہا ہو یا اپنی ہی کسی دوسرے گروہ سے جا ملتا ہے تو بیشک اللہ کا غضب اس نے

وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٦﴾ فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ

طرف سے اور جگہ رہنے اسکے کی دوزخ ہے اور بری جگہ ہے پھر جانے کی پس نہ مارا تم نے ان کو و لیکن اللہ نے

اپنے سر پر لے لیا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے ۔ اور وہ بہت بری جگہ ہے تم لوگوں نے انکو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے

قَتَلَهُمْ ۚ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ ۚ وَلِيُبْلِيَ

مارا ان کو اور نہ پھینکا تھا تو نے جس وقت کہ پھینکا تھا و لیکن اللہ نے پھینکا تھا و تو کہ آزمائش

انہیں قتل کیا ہے اور جب آپ نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ آپ نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں تاکہ اللہ مومنوں کو انعامات دے کر

الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٧﴾ ذَٰلِكُمْ

کرے ایمان والوں کی ساتھ نعمت کے اپنی طرف سے آزمائش نیک تحقیق اللہ سننے والا جاننے والا ہے ف بات یہ ہے

اچھی طرح آزمالے (یا دکھی) کر بیشک اللہ سننے والا اور ہر بات کو جاننے والا ہے ۔ یہ تمہاری

وَأَنَّ اللَّهَ مُوهِنُ كَيْدِ الْكَافِرِينَ ﴿١٨﴾ إِن تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ

اور یہ کہ اللہ سست کرنے والا ہے مکر کافروں کا اگر فتح چاہتے ہو تم پس تحقیق

فتح اس لئے ہوئی کہ اللہ کو منکران حق کے داؤ فریب کو کمزور رکھنا منظور تھا ۔ اگر تم فیصلہ طلب کرتے ہو تو فیصلہ تمہارے سامنے آ چکا اور اگر تم باز آجاؤ تو یہ تمہارے

جَاءَكُمُ الْفَتْحُ ۖ وَإِن تَنتَهُوا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَإِن تَعُودُوا

آئی تمہارے پاس فتح اور اگر باز رہتے ہو پس وہ بہتر ہے واسطے تمہارے اور اگر پھر آؤ تم

بہتر ہے اور اگر تم نے پھر نافرمانی کی تو ہم پھر عذاب کو لوٹا دیں گے اور تمہاری جماعت

نَعُدْ وَلَن تُغْنِيَ عَنكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ وَ

پھر آویں گے ہم اور ہرگز کفایت کرے گی تم سے جماعت تمہاری کچھ اور اگرچہ بہت ہو اور

کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو تمہارے کچھ کام نہ آئے گی ۔ اور

أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٩﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا ع ۹ ۱۶

یہ کہ اللہ ساتھ مسلمانوں کے ہے ع اے لوگو جو ایمان لائے ہو فرمانبرداری کرو

اللہ مومنوں کے ساتھ ہے ۔ اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کی

اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنتُمْ تَسْمَعُونَ ﴿٢٠﴾ وَلَا

اللہ کی اور رسول اس کے کی اور مت پھرو اس سے اور تم سنتے ہو اور مت

اطاعت کرو اور جب کہ تم سن رہے ہو اس کی نافرمانی نہ کرو ۔ اور انکی

تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴿٢١﴾ إِنَّ

ہو مانند ان لوگوں کی کہ کہتے ہیں سنا ہم نے اور وہ نہیں سنتے ف تحقیق

مانند نہ ہو جاؤ جو کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا مگر دراصل وہ کچھ نہیں سنتے درحقیقت

حل لغات ۔
؎ زَحْفًا ۔ زحف کے اصلی معنی ہیں آہستہ آہستہ چلنا بچہ کھڑے ہونے سے پیشتر گھٹنیوں سے چلتا ہے تو زحف الصبی زحفا بولا کرتے ہیں ۔ اور اسی سے ہے زحاف فی الشعر ۔ دشمن کی طرف متوجہ ہونیوالے لشکر کو اس لئے زحف کہتے ہیں کہ وہ اپنی کثرت اور تکاثف کی وجہ سے دیکھنے والے کو معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ نہایت آہستہ آہستہ اور ٹھیر ٹھیر کر چل رہا ہے ۔

؎ بَلَاءً حَسَنًا ۔ بلاء اضداد سے ہے یعنی محنت و نعمۃ دونوں معنوں میں آتا ہے یہاں نعمۃ کے معنے میں ہے اور ولیبلی المؤمنین منہ بلاء حسنا کے معنی ہیں ینعم علیہم نعمۃ عظیمۃ بالنصرۃ والغنیمۃ والاجر والثواب۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۲۵۴) تیری زمین میں کبھی۔ یہاں تک اللہ پاک سے فریاد اور دعا کی کہ چادر مونڈھوں سے گر گئی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آکر کہا اے نبی اللہ کے! کافی ہے اتنا سوال، آپ کا رب آپ سے اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ اس پر اللہ نے یہ آیت اتاری اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ اَلْاٰيَة (ابن کثیر) جامع البیان میں ہے پہلے پہل اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار فرشتے اتارے پھر ایک ہزار اور پھر ایک ہزار اور پانچ ہزار تک۔ معلوم ہوا غوث صرف اللہ ہے نہ اور کوئی۔ اس اسلام کی پہلی لڑائی میں قید ہونے والوں میں حضرت عباس رضی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا اور ابوالعاص رض آپؐ کے داماد بھی تھے۔ یہ واقعہ رمضان سنہ ۲ھ کا ہے ابوجہل بھی مع کئی دوستوں کے کام آیا فقط ابو عمار عبدالقہار غفرلہ

ف۲ اس آیت میں تنبیہ ہے اس بات پر کہ مسلمان پر واجب ہے کہ سب امور میں اللہ ہی پر توکل کرے اس کے سوا اور کسی پر وثوق نہ کرے۔ مدد اور نصرت اسی کے ہاتھ میں ہے (فتح)

ف۳ جب دو لشکر مقابل ہوئے رات کو۔ مسلمانوں کو حاجت غسل ہو گئی اور پانی پینے کا بھی نہ تھا اور زمین ریت تھی جہاں پاؤں نہ ٹھہرے۔ صبح کو لڑائی درپیش تھی۔ یہ چیزیں دیکھ کر مسلمان ڈرے کہ آثار شکست کے ہیں۔ اس وقت باران کامل برسا غسل اور پیاس کو کافی ہوا اور زمین جم گئی اور اونگھ آپڑی۔ اس سے چونکے تو دل کا خوف جاتا رہا (موضح)

ف۴ میں تمہارے ساتھ ہوں یعنی تمہاری مدد پر ہوں۔ یہاں معیت ذاتی مراد نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ بذات عرش پر مستوی ہے، معیت صفتی مراد ہے، یعنی میری قدرت و نصرت و معونت تمہارے ساتھ ہے۔ تثبیت سے مراد یہ ہے کہ جس طرح شیطان کو قوت القاء شر ابن آدم کے دل میں حاصل ہے اسی طرح فرشتے کو قوت القاء خیر حاصل ہے۔ سو القاء شیطانی کا نام وسوسہ ہے اور القاء فرشتہ کا نام لمہ و الہام ہے۔ موضح القرآن میں ہے کافروں کے دل قابل نہیں فرشتوں کے الہام کے۔ سو رعب ڈالنا اپنی طرف لیا اور مسلمانوں کے دل ثابت کرنے کو حکم فرمایا اور جنگ میں فرشتے ہاتھوں سے بھی لڑے ہیں۔ مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۹۳ میں ہے ابن عباسؓ نے کہا کہ اس لڑائی میں ایک مسلمان نے ایک کافر پر حملہ کیا تو اپنے وار سے پہلے ایک کوڑے کی آواز سنی اور یہ آواز آئی اَقْدِمْ حَيْزُوْمُ یعنی آگے بڑھ اے حیزوم! پھر دیکھا کہ وہ کافر گر گیا اور اس کی ناک پر نشان تھا اور چہرہ پھٹ گیا تھا۔ پس انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ماجرا بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ ان فرشتوں سے ایک فرشتہ تھا جو تیسرے آسمان سے آئے تھے (احادیث التفاسیر) ابن کثیر میں ہے یہ ایک مخفی نعمت تھی جسکو اللہ تعالیٰ نے ظاہر کیا تاکہ اسکا شکر بجا لائیں یعنی ان فرشتوں کو جنکو واسطے مدد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنین کے بھیجا تھا یہ حکم دیا کہ تم مسلمانوں کے دلوں کو بھی مضبوط رکھو اور خود بھی انکی مدد کرو اور ان کے گروہ کو بڑھاؤ۔ پھر فرمایا کہ سر توڑ دو گردن کو کاٹو اطراف کو قطع کرو مراد ہاتھ پاؤں ہیں۔ ربیع بن انس رضی اللہ عنہ نے کہا لوگ دن بدر کے کشتگان ملائکہ کو پہچانتے تھے کسی کا سر گردن پر سے اڑا دیا تھا اور کسی کو پوروں پر ضرب پہنچی تھی جیسے کہ آگ سے جلا دیتے ہیں اور داغ پڑ جاتا ہے فقط

ف۵ یعنی لو عذاب اور عقاب دنیا کا چکھو اور جان لو کہ آخرت میں عذاب آگ کا الگ ہوگا (ابن کثیر)

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ میدان جہاد سے جو مسلمان بھاگ جائے اس کی سزا خدا کے ہاں نار جہنم ہے۔ جب لشکر کفار سے مڈبھیڑ ہو جائے تو پیٹھ پھیرنا حرام ہے، بالیقین یہ سمجھنا چاہیئے کہ جنت تلواروں کے سایہ تلے ہے۔ ہاں وہ شخص جو فن جنگ کے طور پر پینترا کاٹے یا دشمن کو اپنے پیچھے لگا کر موقع پر وار کرنے کیلئے اسکے سامنے سے بھاگے یا اس طرح سارا لشکر پیچھے ہٹے اور دشمن کو گھات میں لیکر پھر ان پر اچانک چھاپہ مارے یا اپنے امیر و امام کی طرف لوٹے تو پیٹھ پھیرنا جائز ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مع اپنے ساتھیوں کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور لگے ڈرنے کہ ہم سے یہ کیا ہوا کہیں ہم لڑائی سے بھاگنے والوں میں تو شمار نہیں۔ تب آپؐ نے تسلی دی (ابوداؤد صفحہ ۳۵۶) ابو محمد عبدالستار غفرلہ

ف۲ جب لڑائی کی سختی ہوئی تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی کنکریاں اس لشکر کی طرف پھینکیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہر کسی کی آنکھ میں خاک پہنچی۔ اس کے بعد شکست کھائی۔ فرمایا کہ مسلمان سمجھیں کہ فتح ہماری قوت سے نہیں، سب اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہے تو کسی بات میں اپنا دخل نہ کریں (موضح) آیت سے ظاہر ہے کہ بحکم خدا مٹی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پھینکی لیکن انکی آنکھوں تک پہنچا کر انھیں شکست دینے والا اللہ تعالیٰ ہی تھا نہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسے فرمان ہے وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ الخ خدا نے بدر کے دن تمہاری مدد کی۔ اور آیت میں ہے لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ الخ بہت سی جگہ خدا نے تمہاری مدد فرمائی حنین کے دن بھی جب کہ تمھیں اپنی زیادتی پر گھمنڈ ہوا لیکن وہ محض بے کار ثابت ہوئی اور یہ وسیع زمین تم پر تنگ ہو گئی اور آخر تم منہ موڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ بس فتح و شکست اللہ کی مدد پر موقوف ہے جیسے ارشاد الٰہی ہے كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

ف۳ مشرکوں نے بدر کی طرف چلتے وقت خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر یوں دعا کی تھی کہ یا اللہ ان دونوں لشکروں میں جو تیرے نزدیک زیادہ مرتبے والا اور صلہ رحمی کرنیوالا اور ہدایت والا ہے اسکو فتح دے، سو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی اور فرمایا کہ جس شرط کے ساتھ تم نے فتح مانگی تھی ویسے ہی فتح ہم نے دیدی (جامع) موضح القرآن میں ہے مکہ کی سورتوں میں ہر جگہ کافروں کا کلام نقل فرمایا کہ ہر گھڑی کہتے (باقی فائدہ برصفحہ ۲۵۶)

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٢٢﴾ وَلَوْ

بدتر چلنے والوں کے نزدیک اللہ کے بہرے گونگے ہیں وہ جو نہیں سمجھتے ل اور اگر

اللہ کے نزدیک بدترین جیوان وہ بہرے اور گونگے لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں اور اگر اللہ

عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّأَسْمَعَهُمْ ۖ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوا وَّهُم مُّعْرِضُونَ ﴿٢٣﴾

جانتا اللہ بیچ ان کے بھلائی البتہ سنا تا انکو اور اگر اب سنادے ان کو البتہ پھر جاویں اور وہ اس سے منہ پھیرنے والے ہیں

جانتا کہ ان میں کچھ بھی (نیکی کی) صلاحیت ہے تو انہیں سننے کی طاقت دے دیتا اور اگر انکو سننے کی طاقت دے دیتا تو وہ بھی منہ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوتے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا

اے لوگو جو ایمان لائے ہو پکار نا قبول کرو واسطے اللہ کے اور واسطے رسول کے جب پکارے تم کو واسطے اسکے

اے وہ لوگو! جو ایمان لے آئے ہو جب تمہیں اللہ اور رسول اس کام کی طرف بلائیں جو تمہیں (قوی اور ابدی) زندگی دے

يُحْيِيكُمْ ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ

کہ زندہ کرے تم کو اور جانو یہ کہ اللہ حائل ہو جاتا ہے درمیان آدمی کے اور دل اس کے کے اور یہ کہ

تو تم ان کا حکم مانو اور یقین کرلو کہ اللہ انسان کے دل پر مطلع رہتا ہے اور یہ بھی جان لو کہ تم سب کو اسی کے روبرو

إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٢٤﴾ وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا

طرف اسکی اکٹھے کئے جاؤ گے اور ڈرو اس فتنہ سے کہ نہ پہنچے ان لوگوں کو کہ ظلم کرتے ہیں تم میں سے

جمع کیا جائے گا۔ اور اس کی آزمائش سے ڈرتے رہو جو تم میں سے زیادتی کرنے والوں پر ہی

مِنكُمْ خَاصَّةً ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٢٥﴾ وَاذْكُرُوا

خاص کر اور جانو یہ کہ اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے اور یاد کرو

خصوصیت سے واقع نہ ہوگی (بلکہ سب کیلئے یکساں ہے) اور جان رکھو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے اور یاد کرو جب تم

إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ

جس وقت کہ تھے تم تھوڑے ناتوان گنے جاتے بیچ زمین کے ڈرتے تھے یہ کہ اچک لے جاویں تم کو

قلیل التعداد تھے (اور) ملک بھر میں کمزور خیال کئے جاتے تھے۔ تمہیں ڈر رہتا تھا کہ کہیں تم کو لوگ اچک نہ لے جائیں۔ تو

النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِ وَرَزَقَكُم مِّنَ

لوگ پس جگہ دی تم کو اور قوت دی تم کو ساتھ مدد اپنی کے اور روزی دی تم کو پاکیزہ

خدا نے تمہیں اپنی پناہ میں لے لیا اور اپنی نصرت کے ساتھ تمہاری تائید کی اور تم کو کھانے کے لئے

الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٢٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا

چیزوں سے تو کہ تم شکر کرو اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت خیانت

پاکیزہ چیزیں دیں تا کہ تم شکر کرو۔ اے ایمان والو۔ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ

اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٧﴾ وَاعْلَمُوا

کرو اللہ کی اور رسول کی اور مت خیانت کرو امانتوں اپنی کو اور تم جانتے ہو اور جانو یہ کہ

خیانت نہ کرو اور اپنی امانتوں میں خیانت نہ کرو اور تم جانتے ہو اور اس بات

أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿٢٨﴾ ع ٩ ١٧

مال تمہارے اور اولاد تمہاری فتنہ ہے اور یہ کہ اللہ نزدیک اسی کے ہے ثواب بڑا۔ ۳ٖ

کو بھی جان رکھو کہ تمہارا مال اور دولت اور تمہاری اولاد محض ایک آزمائش ہے اور یہ کہ اللہ کے پاس بڑا اجر ہے۔

حل لغات۔

لہ خَاصَّةً مفعول ہے لاتصیبن کا یا صفت ہے فتنۃ کی۔ ٢ہ وَاذْكُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ الخ انتم مبتدا قلیل خبر مستضعفون دوسری خبر یا قلیل کی صفت قلیل کا اطلاق مفرد اور جمع دونوں پر ہوتا ہے فی الارض مستضعفون کے متعلق۔ تخافون الخ انتم کی تیسری خبر یا قلیل کی صفت ثانیہ یا مستضعفون

(بقیہ فائدہ صفحہ ۲۵۵) ہیں مَتٰی هٰذَا الْفَتْحُ یعنی کب ہوگا یہ فیصلہ۔ سو اب جواب فرمایا کہ یہ فیصلہ آپہنچا پس اب باز آؤ یعنی کفر سے اور اگر پھر کروگے یعنی لڑائی تو ہم پھر کریں گے یعنی مدد۔ ابن کثیر میں ہے یعنی تم کتنی ہی بھیڑ لاؤ تمھارے کچھ کام نہ آوے گی کیونکہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے وہی غالب رہے گا۔ سو اللہ پاک ہمراہ مؤمنوں کے ہے۔ ہمراہ ہونے سے مراد تائید و نصرت و اعانت ہے نہ معیت فقط۔

ف۱ آیت ہذا میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کا حکم دیا ہے جو اطاعت کرے وہ ایماندار ہے اور جو نافرمان ہو منکر اطاعت للہ والرسول ہو وہ کافر۔ کفر دو طرح ہے، ایک ظاہر و باطن۔ دوسرا صرف باطن اور یہ کفر نفاق ہے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں جیسے یہود نے حکم توریت زور آوری سے قبول کیا اور دل سے نا قبول رکھا ویسے منافق زبان سے حکم بردار ہیں اور دل سے نہیں۔ آج بھی بعض لوگ بجائے حکم ماننے کے اور دین میں بدعتیں نکال کر بدعتی منافق بن رہے ہیں۔ ترمذی وغیرہ میں عرباض بن ساریہؓ سے حدیث ہے آپؐ نے فرمایا میرے بعد بہت اختلاف پھیل جائیگا۔ ایمان والے کو چاہئے ان اختلافات سے بچنے کے لئے میرا اور میرے صحابہؓ کا طریقہ اختیار کرے (احسن التفاسیر)

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ یعنی جانوروں سے بھی بدتر ہیں وہ آدمی کہ دین و حق کو نہ سمجھیں (موضح) یعنی اللہ کے علم میں جن کیلئے قبول حق کی صلاحیت نہیں انکو قرآن احادیث کے مسئلے پڑھ سن کر بھی عمل نصیب نہیں ہوتا وہ مثل جانوروں کے بہرے گونگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پناہ دے آمین فقط ابو عمار عبد القہار غفرلہ

ف۲ یعنی اللہ پاک نے انکے دل میں ہدایت کی لیاقت نہیں رکھی۔ جن میں لیاقت رکھی ہے انہی کو ہدایت دیتا ہے اور بغیر لیاقت جو سنتے ہیں تو انکار کرتے ہیں (موضح)

ف۳ صحیح بخاری مطبوعہ احمدی میرٹھ کے صفحہ ۶۶۹ میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے كُنْتُ أُصَلِّي فَمَرَّ بِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِي فَلَمْ آتِهِ حَتّٰى صَلَّيْتُ ثُمَّ أَتَيْتُهٗ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَ أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ الخ یعنی ابو سعید رضی اللہ عنہ (نفل) نماز پڑھ رہے تھے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو بلایا وہ نہ آئے۔ پھر نماز سے فارغ ہوکر آئے تو آپؐ نے فرمایا کہ تمکو اسی وقت آنا لازم تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ اور رسولؐ جس وقت بلائیں اسی وقت حاضر ہو جاؤ۔ اور آیت کے آخری جملہ کے بارے میں انس رضی اللہ عنہ سے
۴ روایت ہے قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ أَنْ يَّقُوْلَ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِكَ وَبِمَا جِئْتَ بِهٖ فَهَلْ تَخَافُ عَلَيْنَا قَالَ نَعَمْ إِنَّ الْقُلُوْبَ بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللّٰهِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَآءُ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۴) حضرت انسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا کو کثرت سے پڑھا کرتے تھے یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ یعنی اے دلوں کے پھیرنے والے تو میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ ہم آپؐ پر اور آپ کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان لے آئے ہیں تو کیا آپؐ ہمارے معاملہ میں ڈرتے ہیں (کہ ہم دین پر قائم نہیں رہیں گے کیونکہ یہ دعا ہم لوگوں کی تعلیم کیلئے پڑھا کرتے ہیں۔ آپؐ چونکہ معصوم ہیں اسلئے اسکی آپؐ کو ضرورت نہیں) آپؐ نے فرمایا ہاں (ضرور اندیشہ ہے کیونکہ) بندوں کے دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان (یعنی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے) جس طرح چاہتا الٹ پھیر کرتا رہتا ہے (چاہے ایمان کی طرف پھیر دے یا کفر کی طرف تو ایمان پر ثابت رکھنے کی دعا کرتے رہنا چاہئے) معلوم ہوا ہمکو بھی دین پر ثابت قدم رہنے کیلئے یہ مذکورہ دعا پڑھتے رہنا چاہئے۔ نیز احمد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ وغیرہ میں ہے کہ دل ابن آدم کا رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہے جب چاہے ٹیڑھا کر دے جب چاہے سیدھا کر دے۔ مجاہدؒ نے کہا مراد حیلولت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو لا یعقل چھوڑ دیتا ہے یعنی نہ وہ ایمان لا سکے نہ کفر کر سکے مگر اسکے اذن سے۔ فرقہ وجودیہ کا کہنا کہ خدا بندہ میں محلول ہے قطعًا غلط اور بے بنیاد ہے۔ موضح میں ہے حکم بجا لانے میں دیر نہ کرو شاید اس وقت دل ایسا نہ رہے۔ دل اللہ کے ہاتھ ہے اور اللہ اول کسی دل کو روکتا نہیں اور مہر نہیں کرتا جب تک بندہ کاہلی کرے تو اسکی جزا میں روک دیتا ہے یا ضد کرے حق پرستی نہ کرے تو مہر کر دیتا ہے فقط۔ ف۴ اس آیت کا مصداق حضرت عثمانؓ کی شہادت سے خوب ظاہر ہو گیا لوگوں نے انکو شہید کیا۔ اس شہادت سے ایک ایسا فتنہ برپا ہوا جسمیں تمام مسلمان مبتلا ہو گئے۔ حضرت علی مرتضیٰؓ اور حضرت عائشہؓ و طلحہؓ زبیرؓ اور حضرت معاویہؓ میں باہم لڑائیاں ہوئیں۔ حضرت زبیرؓ سے مروی ہے کہ یہ آیت ہمارے حق میں نازل ہوئی۔ ہم اسے ایک زمانہ تک پڑھتے رہے لیکن یہ خبر نہ تھی کہ اس سے ہم ہی مراد ہیں۔ امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ نہایت عمدہ تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں مؤمنوں کو حکم فرما رہا ہے کہ وہ اپنے آپس میں کسی خلاف شرع کام کو باقی اور جاری نہ رہنے دیں ورنہ اللہ کے عام عذابوں میں پکڑے جائیں گے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب گناہوں کی روک ٹوک نہیں رہتی یعنی نیک لوگ گنہگاروں کو دیکھیں اور نصیحت نہ کریں مداہنت برتیں تو بلا اور فتنہ آجاتا ہے اور اسمیں نیک و بد سب مبتلا ہو جاتے ہیں۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا بیان صفحہ ۱۱ و ۹۲ و ۱۶۸ و ۱۴۳ میں بھی لکھا گیا ہے۔ اہلحدیث کا یہ مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر بلائیں تو نماز توڑ کر فورًا حاضر ہونا چاہئے (یہ حکم نفل نماز کے بارے میں ہے۔ والدین کے بلانے پر بھی یہی حکم ہے۔ جریج و ام جریج کا واقعہ اسپر دال ہے فرض نمازوں پر یہ حکم نہیں ہے) ف۵ چوری اللہ و رسولؐ کی یہ بھی ہے کہ چھپ کر کافروں سے ملیں اپنے مال اور (باقی فائدہ پر صفحہ ۲۵۷)

★ کی ضمیر مستکن سے حال۔ ے لَا تَخُوْنُوْا ماخوذ ہے خون سے اور خون کہتے ہیں نقص کو جس طرح وفا تمام کو اور اسی سے ہے تخوّنہ اذا انتقصہ۔ پھر ضد امانت اور وفا کو خیانت اس لئے کہنے لگے کہ اس میں نقصان کے معنے پائے جاتے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر پرہیزگاری کروگے اللہ کی کرے گا واسطے تمہارے امتیاز اور دور کرے گا

اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو وہ تمہیں اوروں سے ممتاز کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو

عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝٢٩ وَاِذْ

تم سے برائیاں تمہاری اور بخشے گا واسطے تمہارے اور اللہ صاحب فضل بڑے کا ہے اور

مٹا دے گا اور تمہیں بخش دے گا۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے اور (اے پیغمبر)

يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَ

جس وقت مکر کرتے تھے ساتھ تیرے وہ لوگ کہ کافر ہوئے تو کہ بند رکھیں تجھ کو یا مار ڈالیں تجھ کو یا نکال دیں تجھ کو اور

یاد کیجیے جب کافر آپ کے بارے میں تدبیریں کر رہے تھے کہ آپ کو قید کر دیں، یا جان سے مار ڈالیں، یا وطن

يَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝٣٠ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ

مکر کرتے تھے وہ اور مکر کرتا تھا اللہ اور اللہ تعالیٰ نیک مکر کرنے والوں کا ہے ۔ف اور جس وقت پڑھی جاتی ہیں اوپر

سے نکال دیں ۔ یہ لوگ تدبیریں کر رہے تھے تو اللہ بھی تدبیریں کر رہا تھا اور اللہ بہتر تدبیر کرنے والا ہے اور جب انکو ہماری آیتیں پڑھ کر

اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَاۤ ۙ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ

انکے نشانیاں ہماری کہتے ہیں تحقیق سنا ہم نے اگر چاہیں ہم البتہ کہہ لیویں مانند اس کی نہیں ہے مگر

سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اگر ہم چاہیں تو ہم بھی ایسا کر سکتے ہیں یہ کلام تو محض پہلے

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝٣١ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ

کہانیاں پہلوں کی اور جب کہا انہوں نے یا اللہ اگر ہے یہ

لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں۔ اور جب انہوں نے کہا تھا کہ خدایا! اگر تیری جانب سے یہی (دین)

الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا

حق نزدیک تیرے سے پس برسا اوپر ہمارے پتھر آسمان سے یا لے آ ہم پر

برحق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش کر ۔ یا ہم پر کوئی اور دردناک

بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝٣٢ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ

عذاب درد دینے والا ف اور نہیں تھا اللہ کہ عذاب کرتا ان کو اور تو بیچ انکے تھا اور نہیں تھا

عذاب بھیج اور اللہ نہیں چاہتا کہ انہیں عذاب دے جب تک کہ آپ ان میں موجود ہیں

اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝٣٣ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ

اللہ عذاب کرنے والا ان کو اور وہ ہوں بخشش مانگتے اور کیا ہے واسطے ان کے یہ کہ نہ عذاب کرے انکو اللہ

اور نہ اللہ ان کو عذاب دیتا ہے جبکہ وہ بخشش کے طلبگار ہوں اور کیا بات ہے کہ اللہ ان کو سزا نہ دے اور آج کل کہ

وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْۤا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ

اور وہ بند کرتے ہیں مسجد حرام سے اور نہیں وہ لائق والی اس کے کے نہیں

وہ خانہ کعبہ سے (لوگوں) کو روکتے ہیں۔ حالانکہ وہ اس کے متولی بھی نہیں ہیں۔ اس کے متولی تو وہی لوگ ہیں

اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٣٤ وَمَا كَانَ

لائق والی اسکے کے مگر پرہیزگار ولیکن بہت ان کے نہیں جانتے ف اور نہیں ہے

جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔ لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے اور ان لوگوں کی

حل لغات۔
۱؎ فرقانا فرقان مصدر ہے جس طرح نقصان اور رجحان۔
۲؎ لیثبتوک معنے میں ہے لیوثقوک و لیشدوک کے جو شخص

کسی چیز سے باندھا جاتا ہے اسے اثبت سے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ وہ حرکت پر قدرت نہیں رکھتا یہی وجہ ہے کہ جو شخص اسقدر علیل یا زخمی ہوتا ہے کہ حرکت نہیں کر سکتا اسے اثبت فلان فھو مثبت سے تعبیر کرتے ہیں ۳؎ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ ۔ الحق خبر ہے کان کی اور ہو ضمیر فصل جو ما مؤکد کے منزلہ میں ہے اور اسلئے لائی گئی ہے کہ معلوم ہو جائے کہ الحق ہذا کی صفت نہیں بلکہ کان کی خبر ہے۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۲۵۶) اولاد کے بچاؤ کو جیسے مہاجرین کرانہیں سے اکثروں کے گھر مکہ میں تھے اور یہ بھی ہے کہ مال غنیمت چھپا رکھیں سردار پاس ظاہر نہ کریں (موضح) یہ آیت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی انکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کے یہودیوں کے پاس بھیجا تھا کہ وہ رسول اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کی شرط مانکر قلعہ خالی کردیں۔ انھوں نے انہی سے مشورہ لیا۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیر کر اشارۃً بتلا دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ تمہارے حق میں یہی ہوگا۔ پھر یہ خود ہی اسپر نادم ہو کر کہنے لگے افسوس! میں نے بُرا کیا اللہ و رسول کی خیانت کی۔ اس ندامت کی وجہ سے قسم کھائی کہ جب تک میری توبہ قبول نہ ہو میں ایک لقمہ بھی نہ کھاؤں گا مسجد نبوی میں اگر ایک ستون کے ساتھ اپنے آپ کو باندھ دیا۔ نو۹ دن اسی حالت میں گذر گئے غشی آگئی بیہوش ہو کر گر پڑے۔ آج تک وہ ستون اسطوانۂ ابولبابہ کے نام سے مشہور ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انکی توبہ قبول فرمائی۔ صحابہ رض نے خوش خبری سُنائی اور ستون سے کھولنا چاہا کہنے لگے واللہ

کہ میں اپنے تئیں کسی سے نہ کھلواؤں گا جب تک خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے نہ کھولیں۔ چنانچہ آپ خود تشریف لائے اور اپنے ہاتھ سے انھیں کھولا۔ ابولبابہ رض کہنے لگے اے اللہ کے رسول میں نے نذر مانی ہے کہ میں توبہ قبول ہونے پر اپنا کل مال راہ اللہ صدقہ کردوں گا۔ آپ نے فرمایا، نہیں۔ صرف ایک تہائی فی سبیل اللہ دیدو یہی کافی ہے۔ گو یہ واقعہ شان نزول کے اعتبار سے خاص ہے لیکن الفاظ کی عمومیت کی وجہ سے جمہور علماء کے نزدیک خیانت عام ہے چھوٹے بڑے سب گناہ خیانت میں داخل ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی امانت فرائض ہیں۔ رسول کی امانت سنت ہے یعنی فرائض الٰہی نہ چھوڑو تارک سنت و مرتکب معصیت نہ بنو۔ معلوم ہوا کہ تارک صوم و صلوٰۃ و مخالف سنت اللہ و رسول کا خائن و چور ہے (ابن کثیر و ترجمان) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے لَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّا زَكٰوةَ لَهٗ دوسری روایت میں ہے اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ (ترغیب صفحہ ۳۲۲) یعنی جس میں امانت داری نہیں اسکا دین نماز زکوٰۃ کبھی نہیں بلکہ خیانت، وعدہ خلافی اور جھوٹ بولنا نفاق کی علامات ہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ثَلٰثٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ فَهُوَ مُنَافِقٌ وَّاِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَحَجَّ وَاعْتَمَرَ وَقَالَ اِنِّىْ مُسْلِمٌ (ترغیب صفحہ ۳۲۲) یعنی جس میں یہ تین خصلتیں ہیں وہ منافق ہے اگرچہ روزہ رکھتا ہو نماز پڑھتا ہو، حج اور عمرہ کرتا ہو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو۔ پھر فرمایا مال، اولاد انسان کیلئے فتنہ ہیں (مشکوٰۃ صفحہ ۳۹۴) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِصَبِيٍّ فَقَبَّلَهٗ فَقَالَ اَمَا اِنَّهُمْ مُبْخِلَةٌ مُجْبِنَةٌ وَاِنَّهُمْ لَمِنْ رَّيْحَانِ اللّٰهِ یعنی ایک بچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے اسکو بوسہ دیا اور فرمایا اولاد انسان کو بخیل اور نامرد بنا دیتی ہے یعنی اولاد کی وجہ سے کسی کے ساتھ سلوک نہیں کرتا اور دین کا کام نہیں کرتا

فقط ابو محمد عبد القہار غفرلہ ولوالدیہ الغفار (آمین)

فوائد صفحہ ھذا

(۱) فرقان سے مراد نجات اور مغفرت ہے دنیوی و اخروی اور فتح و نصرت بھی مراد ہے

(۲) اذ یمکر بک میں واقعہ ہجرت کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب قریش دار الندوہ میں آپ کے خلاف مشورہ کرنے بیٹھے تو شیطان شیخ بزرگ نجدی کی شکل میں آیا اور مشورہ میں شریک ہوا۔ بعض نے رائے دی کہ اسکو زنجیروں میں جکڑ کر قید کردو۔ ابلیس ملعون بولا واللہ میری رائے یہ نہیں ہے اسلئے کہ اسکی توحیدی باتوں کی خوشبو مشک کی طرح پھیلے گی اور شاید اسکے ساتھی تم پر حملہ آور ہوں اور تم کو ہی یہاں سے نکالدیں۔ پھر ایک نے کہا اسکو یہاں سے نکال دو جلا وطن کردو تاکہ تم کو چین ملے کہ تمہارے معبودوں کو بُرا کہتا ہے بے اختیار رہتا تھا، اسپر شیطان بولا واللہ یہ رائے بھی ٹھیک نہیں ہے وہ جس ملک میں جائے گا اس کی میٹھی باتیں لوگوں کے دلوں میں اُتر جائیں گی پھر تم سے مقابلہ کرکے تم کو قتل کردیگا جب یہ دو تجویز ناپسند ہوئیں تو ابوجہل ملعون کہتا ہے میاں نہ بانس ہو نہ بانسری بجے۔ میری رائے ہے جملہ قبائل قریش کی ایک نمائندہ پارٹی اسکو قتل کردے۔ ابلیس لعین نے اس رائے سے اتفاق کیا اور متفق ہوگئے تب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو وحی کے ذریعہ کفار کے ارادوں سے مطلع فرما کر ہجرت کا حکم دیا۔ آپ مع یار غار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعافیت گھر سے نکلکر غار ثور میں مقیم ہوئے اور اللہ نے وہاں بھی حفاظت کی پھر تین روز کے بعد آپ وہاں سے کوچ کرکے مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ اپنے بستر پر لٹا گئے۔ صبح جب کافروں نے حملہ کرنا چاہا تو دیکھا حضرت علی ہیں (مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۴) جب آپ گھر سے باہر تشریف لائے تو ایک مٹھی خاک کی بھر کر ان حاضرین کے سروں پر ڈالی کسی نے آپ کو نہ دیکھا۔ آپ سورۃ یٰس پڑھتے تھے الی قولہ لَا يُبْصِرُوْنَ (جامع البیان صفحہ ۱۵۵۔ ابن کثیر و ابن جریر وغیرہ

(۳) یہ نضر بن حارث بن کلاہ کا ناپاک قول نقل ہوا ہے جو اپنے زمانہ کا بڑا جہاندیدہ اور روشن خیال ایران جیسے مہذب و متمدن ملک کی سیر کئے ہوئے تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید پڑھ کر لوگوں کو سناتے وعظ و نصیحت سے فارغ ہوتے تو اسی جگہ یہ نضر بن حارث کھڑا ہو جاتا اور ادھر اُدھر کے واقعات بیان کرکے کہتا کہ دیکھو میرا بیان اچھا ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان (لباب صفحہ ۱۲۸ جلد اول) اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا الخ یہ ابوجہل کی دعا ہے جب مکہ سے نکلنے لگا تو یہی دُعا کی کعبہ کے سامنے وہی پیش آئی (موضح) (۴) ابن ابزی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھیجی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے نکل کر مدینہ میں تشریف لائے اللہ نے یہ آیت اتاری وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ اس سے مراد مسلمان لوگ ہیں جو مکہ میں رہ گئے تھے وہ لوگ اللہ سے استغفار کرتے تھے۔ جب وہ بھی وہاں سے نکل آئے تب اللہ نے فرمایا وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ (جامع) یعنی اللہ ان کو کیوں نہ عذاب کرے جب کہ یہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے۔ پھر اللہ نے فتح مکہ کا حکم دیا اور ان کیلئے یہی وہ عذاب تھا جسکا وعدہ فرمایا تھا۔ جامع ترمذی دوم کتاب التفسیر (باب ومن سورۃ الانفال) میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ اَمَانَيْنِ لِاُمَّتِيْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ فَاِذَا مَضَيْتُ تَرَكْتُ فِيْهِمُ الْاِسْتِغْفَارَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے واسطے دو چیزیں عذاب سے امن دینے والی مقرر فرمادی ہیں ایک میں یعنی جب تک (باقی فائدہ برصفحہ ۲۵۸)

صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَّتَصْدِيَةً ط فَذُوقُوا الْعَذَابَ

نماز ان کی نزدیک کعبے کے مگر سیٹیاں بجانی اور تالیاں پس چکھو عذاب کو

نماز بیت اللہ کے پاس صرف سیٹیاں اور تالیاں بجانا تھی۔ پس (کہا جائے گا کہ) تم جو کچھ کفر کی باتیں

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿۳۵﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ

بسبب اسکے کہ تھے تم کفر کرتے تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے خرچ کرتے ہیں مال اپنے کو

کیا کرتے تھے ان کی سزا کا مزہ چکھو بلاشبہ جو لوگ منکر ہیں وہ اپنا مال اس واسطے خرچ کرتے ہیں

لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ ط فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ

تو کہ بند کریں راہ خدا کی سے پس البتہ خرچ کرینگے ان کو پھر ہوگا اوپر ان کے

کہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روک دیں۔ اب تو وہ خرچ کرینگے (مگر) پھر انہیں اس پر حسرت ہوگی اور اسکے

حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ط وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ﴿۳۶﴾

افسوس پھر مغلوب کئے جائیں گے اور وہ لوگ جو کافر ہیں طرف دوزخ کی اکٹھے کئے جائیں گے

پھر وہ مغلوب ہو جائینگے اور وہ لوگ جنہوں نے راہ کفر اختیار کر رکھی ہے وہ جہنم کی طرف اکٹھے کر کے ہانکے جائیں گے

لِيَمِيزَ اللّٰهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلٰى

تو کہ جدا کرے خدا ناپاک کو پاک سے اور کرے ناپاک کو بعض اس کا اوپر

تاکہ اللہ ناپاک کو پاک سے الگ کر دے۔ پھر ناپاک کو ایک دوسرے پر رکھ کر ان کا ایک ڈھیر

بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ ط أُولٰٓئِكَ هُمُ

بعض کے پس تو ڈھیر کرے اسکو اکٹھا پس کرے اس کو بیچ دوزخ کے یہ لوگ وہ ہیں

بنا دے۔ پھر اس ڈھیر کو جہنم کے سپرد کر دے یہی لوگ خسارہ اٹھانے

الْخٰسِرُونَ ﴿۳۷﴾ قُلْ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَّنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا ع ۴ ۹ ۱۸

ٹوٹا پانے والے کہہ واسطے ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے ہیں اگر باز آویں بخشا جاویگا واسطے ان کے

والے ہیں۔ (اے پیغمبر!) ان لوگوں سے جنہوں نے راہ کفر اختیار کر رکھی ہے کہہ دیجئے کہ اگر وہ (آئندہ کیلئے)

قَدْ سَلَفَ ج وَإِنْ يَّعُودُوا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ ﴿۳۸﴾

جو کچھ کہ گزرا اور جو پھر کریں پس تحقیق گزری ہے عادت پہلوں کی

باز آجائیں تو پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائینگے اور اگر پھر وہی حرکات کرنے لگیں گے تو پہلے لوگوں کے حالات گزر چکے ہیں

وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ

اور لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ رہے فتنہ یعنی ظلم کفر اور ہو جاوے دین تمام واسطے

اور مسلمانو! تم ان سے لڑتے رہو تا آنکہ فتنے کا نام و نشان باقی نہ رہے اور دین تمام تر اللہ ہی کا ہو جائے پس اگر

لِلّٰهِ ج فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۳۹﴾ وَإِنْ

اللہ کے پس اگر باز رہیں پس تحقیق اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں دیکھنے والا ہے اور اگر

وہ لوگ باز آگئے تو اللہ ان کے اعمال دیکھ رہا ہے اور اگر

تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ط نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيرُ ﴿۴۰﴾

پھر جاویں پس جانو یہ کہ اللہ دوست ہے تمہارا اچھا دوست ہے اور اچھا مدد دینے والا ہے

وہ روگردانی کریں تو یقین رکھو کہ اللہ تمہارا کارساز ہے اور اچھا مددگار ہے۔

حل لغات۔

لہ اِلَّا مُكَاءً وَّتَصْدِيَةً۔ مکاء بوزن فُعَال جس طرح ثُغاء اور رُغاء ماخوذ ہے مَكَا يَمْكُو سے۔ مکاء کہتے ہیں صفیر یعنی سیٹی بجانے کو۔ اس کی جمع آتی ہے مکائی اور تصدیہ کہتے ہیں تالی بجانے کو بولا کرتے ہیں صَدّٰی یُصَدِّی تصدیۃ اذا صفق بیدیہ۔ یہ لیا گیا ہے صدی سے اور صدٰی پہاڑ کی گونج کو کہتے ہیں۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۲۵۷) میں ان میں حیات ہوں انکی تربیت، اصلاح، توحید، ارکان اسلام کی پابندی کراتا رہتا ہوں عذاب الٰہی سے مامون رہتے ہیں۔ دوسرا استغفار، جب میں دنیا سے چلا جاؤں گا تو ایک امن باقی رہے گا وہ استغفار ہے یعنی جب تک مسلمان اپنے گناہوں سے توبہ استغفار کرتے رہیں گے تب تک عام عذاب قیامت تک نہیں آئے گا۔ حدیث میں ہے کہ جب شیطان نے بنی آدم کو گمراہ کرنے کی قسم کھائی تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ مجھ کو بھی اپنی عزت وجلال کی قسم ہے بندے جب تک توبہ کرتے رہیں گے میں انکو بخشتا رہوں گا۔ فضالہ بن عبید سے مرفوعاً آیا ہے کہ بندہ مومن جب تک استغفار کرتا رہے اس وقت تک عذاب سے امن میں رہے گا۔ مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۶ میں ہے كُلُّ بَنِيْ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَّخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ سب بنی آدم گناہ گار ہیں اور بہتر گناہ گار وہ ہیں جو (بمقتضائے بشریت گناہ کر بیٹھیں تو) توبہ کرلیتے ہیں مسلم جلد دوم صفحہ ۳۴۶

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے يَا اَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَى اللهِ فَاِنِّيْ اَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ اے لوگو! اللہ سے توبہ استغفار کرتے رہا کرو میں خود دن بھر میں سو مرتبہ توبہ استغفار کرلیتا ہوں۔ مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۶ میں ہے مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ مَخْرَجًا وَّمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَّرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ یعنی جو استغفار کی کثرت کرے تو اللہ کر دیتا ہے اس کیلئے ہر تنگی سے نکلنے کی راہ اور ہر غم سے کشائش اور اسکو ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جو خود اس کے بھی خواب وخیال میں نہ ہو۔ ف۱ یعنی استغفار میں لگ جاؤ گزشتہ گناہوں کی معافی مانگو۔ آئندہ کیلئے گناہوں سے رک جاؤ۔ وَمَنِ اتَّصَفَ بِهٰذِهِ الصِّفَةِ يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ وَسَهَّلَ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَحَفِظَ شَانَهٗ۔ یہ دونوں باتیں جس میں ہوں اللہ تعالیٰ اس کی روزی اس پر آسان کرتا ہے۔ اس کا کام اس پر سہل کرتا ہے اس کی شان کی حفاظت کرتا ہے (ابن کثیر مصری صفحہ ۴۴۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپؐ سے پوچھا گیا کہ آپؐ کے اولیاء کون لوگ ہیں؟ فرمایا ہر متقی۔ پھر یہی آیت پڑھی اِنْ اَوْلِيَاؤُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ۔ رفاعہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو فرمایا میرے اولیاء تم میں سے متقی لوگ ہیں۔ محمد بن اسحاق اور سدی وغیرہ نے کہا آیت میں متقون سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اور بیت اللہ کے والی بھی متقی ہیں نہ کہ مشرک فقط ابوعمار عبدالقہار غفرلہ ولوالدیہ الغفار۔ آمین۔

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ کفار کی ایک اور شرارت بیان ہو رہی ہے کہ کعبہ میں اگر سیٹیاں بجاتے ہیں یا تالیاں پیٹنے لگتے ہیں طواف کرتے ہیں تو ننگے ہو کر طرہ یہ کہ ہم ان مقامات کے متولی ہیں۔ اور ان کی عبادت کیا ہوتی ہے محض شور مچانا چیخنا چلانا اور بس۔ اسی قدر نہیں بلکہ یہ لوگ باقاعدہ منظم ہو کر مسلمانوں کا مقابلہ کرتے ہیں اور مقصد صرف اس قدر ہوتا ہے کہ اگر سب لوگ مسلمان ہو گئے تو دنیا میں امن قائم ہو جائے گا اور زبردست لوگ زیردست پر زیادتی نہیں کرسکیں گے۔ امیر غریب کے لئے ایک قانون ہوگا زور و طاقت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ہر شخص کو اپنا پیٹ پالنے کیلئے کام کرنا پڑیگا حالانکہ اب لوگ کماتے ہیں اور ہم مزے سے اڑاتے ہیں پھر یہ بات نہ ہوگی۔ پس ان لوگوں کا علاج یہی ہے کہ ان کو دنیا میں ملیا میٹ کرکے رکھ دیا جائے اور پھر جب اس دنیا سے ان کا تعلق منقطع ہو جائے تو دوزخ میں لاکر ڈال دیا جائے اس طرح دنیا ہی میں ناپاک و پاک کی تمیز ہو جائے گی اور ہر دو جہان میں وہ نقصان ہی نقصان میں رہیں گے۔ حمیدی میں ہے جب کافر بدر سے بھاگ کر مکہ میں گئے تو ابوسفیان سے مدد چاہی۔ اس نے بہت مال تجارت کے لئے انکو قرض دیدیا۔ پھر جنگ احد میں کافروں کیلئے اس نے چالیس اوقیہ سونا خرچ کیا۔ آخر کافر مغلوب ہوئے۔ ابوسفیان کف افسوس ملتا رہ گیا۔ اس آیت میں صاف ایک معجزہ ہے کہ کافروں کے مغلوب ہونے کی خبر دی اور ایسا ہی ہوا فقط۔ ف۲ فتنہ سے مراد شرک ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت علماء تابعین سے مروی ہے اور دین اللہ ہی کے واسطے ہے کا مطلب یہ ہے کہ غیر اللہ کی پرستش نہ رہے۔ توحید خالص اللہ ہی کے لئے ہو۔ بخاری مسلم میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھ کو من جانب اللہ یہ حکم ہے کہ جب تک لوگ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ نہ کہیں برابر ان سے قتال کرتا رہوں اگرچہ وہ تعداد، مال ودولت، آلاتِ حرب، طاقت میں زیادہ ہوں تو بھی تبلیغ حق ہم کرتے رہیں گے کیونکہ ارشادِ الٰہی ہے اَنَّ اللهَ مَوْلٰىكُمْ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ، الحمدللہ پارہ نو (۹) کے فوائد پورے ہوئے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور نجات اخروی رفع درجات کا ذریعہ اور صدقہ جاریہ کر دے آمین۔ فقط ابوعمار عبدالقہار غفرلہ ولوالدیہ الغفار (آمین)

یہ اصل میں تھا تَصْدِدَةً یے دال سے بدل کر تصدیۃ کہنے لگے۔ ۲ے فَيَرْكُمَهٗ یرکم معنے میں ہے جمع اور ضم کے۔ کسی چیز کو اوپر تلے رکھ کر ڈھیر لگانے کو تراکم کہتے ہیں۔ اس کا عطف ہے لیمیز پر۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ

اور جان لو تم یہ کہ جو کچھ لوٹ لو کسی چیز سے پس تحقیق واسطے اللہ کے ہے پانچواں حصہ اس کا

اور جان لو کہ جو چیز (بطور غنیمت کے تمہارے ہاتھ لگے۔ اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کا اور اس کے رسول کا (رسول کے)

وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ

اور واسطے رسول کے اور واسطے قرابتیوں رسول کے اور یتیموں کے اور فقیروں کے اور مسافروں

قریبی رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا ہے۔ اگر تم اللہ پر اس چیز پر ایمان رکھتے ہو جو

السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا

کے اگر ہو تم ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور جو کچھ اتارا ہم نے اوپر بندے اپنے کے

ہم نے اپنے بندے پر فیصلے کے دن نازل فرمائی۔ جس دن دو نوں جماعتیں

يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

دن فیصلے کے جس دن کہ ملیں تھیں دو جماعتیں اور اللہ اوپر ہر چیز کے

باہمدگر مقابل ہوئی تھیں اور اللہ کو ہر چیز پر قدرت

قَدِيْرٌ (٤١) اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ

قادر ہے جس وقت کہ تھے تم کنارے ورلے پر اور وہ تھے کنارے

حاصل ہے یہ وہ وقت تھا جب تم (میدان جنگ کے) ادھر والے کنارے پر تھے اور وہ (کفار) پرلے کنارے پر تھے اور

الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ

پرلے پر اور سوار نیچے تھے تم سے اور اگر وعدہ مقرر کرتے تم البتہ اختلاف

قافلہ تم سے نیچے کی طرف جارہا تھا اور اگر تم آپس میں جنگ کے متعلق کوئی وعدہ کر لیتے۔ تو ضرور اس وعدہ کے خلاف

فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۬ۙ لِّيَهْلِكَ

کرتے بیچ وعدے کے ولیکن تو کہ تمام کرے اللہ تعالیٰ اس کام کو کہ تھا کرنا تو کہ ہلاک ہو جاوے

کرتے لیکن (جو کچھ وقوع پذیر ہوا وہ اس واسطے ہوا) کہ اللہ ایک ایسے کام کو جسے وہ کرنا چاہتا تھا کر دے۔ تاکہ جسکو

مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ؕ وَاِنَّ

وہ شخص کہ ہلاک ہوا ہے دلیل سے اور جیتا رہے جو شخص کہ جیتا ہے دلیل سے اور تحقیق

مرنا ہے وہ اتمام حجت کے بعد مرے اور جس کو جینا ہے وہ اتمام حجت کے بعد جئے اور اللہ یقیناً سنتا ہے اور

اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۙ (٤٢) اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ؕ

اللہ البتہ سننے والا جاننے والا ہے جس وقت دکھلاتا تھا ان کافروں کو اللہ بیچ خواب تیرے کے تھوڑے

اسے ہر چیز کا علم ہے۔ وہ وقت بھی یاد رکھنے کے جب عالم خواب میں اللہ نے آپ کو انکی تعداد

وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ

اور اگر دکھلاتا تجھ کو وہ بہت البتہ سستی کرتے تم اور البتہ جھگڑتے تم بیچ کام کے ولیکن

بہت کم دکھائی اور اگر آپ کو انکی کثرت دکھاتا تو تمہارے پاؤں پھسل جاتے اور تم اس بارے میں باہمی تنازع

اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (٤٣) وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ

اللہ تعالیٰ نے سلامت رکھا تحقیق وہ جاننے والا ہے سینے والی بات کو اور جس وقت کہ دکھلاتا تھا تم کو وہ

کرتے لیکن خدا نے تمہیں بچا لیا۔ یقیناً وہ دل کے خیالات کو بھی جانتا ہے اور جب تم ایک دوسرے کے

حل لغات۔

لہ اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ غنمتم ماخوذ ہے غنم سے اور غنم کہتے ہیں کسی چیز کا نیا ہونے کو۔ بولا کرتے ہیں غنم یغنم غنما فہو غانم اذا فاز۔ شریعت میں غنیمت کہتے ہیں مشرکوں کے اس مال کو جو قہراً لڑائی میں مسلمانوں کے ہاتھ لگے۔ ما غنمتم کا ما موصول ہے بمعنی الذی اور اس کا عائد محذوف ای الذی اصبتموہ من الکفار عنوۃ من شیء بیان ہے موصول کا اور محل میں نصب کے ہے کیونکہ موصول کے عائد سے حال واقع ہوا ہے۔

کہ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے فحق ای فواجب ان للہ خمسہ۔ سہ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ یوم بدل ہے یوم الفرقان سے اور وہ منصوب ہے انزلنا یا اٰمنتم کی وجہ سے اور ممکن ہے کہ الفرقان کی وجہ سے منصوب ہو یعنی اسی کا مفعول فیہ ہو۔ سکہ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى اِذ بدل ہے یوم الفرقان

ف۱ یہاں اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت کے احکام بیان فرمائے ہیں۔ یہ
غنیمت تمام اگلی امتوں پر حرام تھی۔ کسی بھی نبی کو مال غنیمت ہاتھ لگتا تو اس
کو ایک جگہ جمع کر دیا جاتا تھا۔ آسمان سے آگ آتی اور وہ اسکو جلا جاتی
یہی قبولیت کی بھی علامت تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے امت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حلال و مباح کر دیا چنانچہ مسند احمد میں
ارشاد نبوی ہے کہ مجھے پانچ چیزیں من جانب اللہ ایسی دی گئی ہیں
کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملیں (۱) میں سارے جہان کے لئے نبی
رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں (۲) ایک مہینہ کی مسافت دور سے ہی
میرا رعب دشمنوں پر ہے (۳) میرے لئے مال غنیمت حلال ہے
جو مجھ سے قبل کسی نبی کیلئے نہ تھی (۴) میرے لئے ساری زمین مسجد
ہے جہاں جا ہوں نماز ادا کروں (یہاں سات مقام ایسے ہیں جہاں
نماز پڑھنی جائز نہیں۔ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّصَلّٰى
فِيْ سَبْعِ مَوَاطِنَ فِي الْمَزْبَلَةِ وَالْمَجْزَرَةِ وَالْمَقْبَرَةِ وَقَارِعَةِ الطَّرِيْقِ وَ
الْحَمَّامِ وَمَعَاطِنِ الْاِبِلِ وَفَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللّٰهِ (ترمذی) یعنی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے سات جگہوں میں نماز پڑھنے سے منع فرما دیا (۱) کوڑا
کرکٹ گندگی ناپاکی ڈالنے کی جگہ (۲) مذبح ذبح کرنے کی جگہ (۳) قبرستان
(۴) بیچوں بیچ راستہ (۵) حمام (۶) اونٹوں کا باڑہ (۷) بیت اللہ
خانہ کعبہ کی چھت۔ اور (۵) پانچویں میرے لئے قیامت کے دن
کی شفاعت ہے۔ میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔ بخاری مسلم
کی روایت میں چھٹی چیز کا بھی ذکر ہے (۶) مجھ پر نبوت ختم کر دی
گئی۔ بہرحال مال غنیمت کا ذکر ہو رہا ہے کہ جو مسلمانوں کو جہاد کے
بعد کافروں سے ہاتھ لگے وہ مال غنیمت ہے۔ امام کو خمس میں تصرف
کرنا واسطے مصلحت مسلمین کے جائز ہے جیسا کہ وہ مال فئی میں
تصرف کر سکتا ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ نے کہا ہے کہ یہی قول مالکؒ
واکثر سلف کا ہے اور یہی اصح قول ہے۔ حضرت ابوبکرؓ و حضرت
علیؓ و قتادہؒ اور ایک جماعت اہل علم کا قول ہے کہ اب حضرت صلعم
کے بعد یہ خمس والی امر لے۔ اس بارے میں ایک حدیث مرفوع
بھی آئی ہے۔ بعض نے کہا خمس مصالح مسلمین میں صرف کیا جائے
(ترجمان) کل مال یک جا کر کے پانچ حصے کئے جائیں۔ چار مجاہدین کے
ان میں سوار کو پیادہ سے دوگنا ملے گا۔ آیت میں جملہ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ
برکت کے لئے ہے کیونکہ آسمان و زمین سب کچھ اللہ ہی کی ملکیت ہے
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مال غنیمت میں سے کوئی چیز پسند فرماتے
تو علاوہ اپنے حصہ کے بطور نفل لے لیتے جیسا کہ تلوار ذوالفقار
نامی اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپؐ نے بطور نفل لیں۔
پس معلوم ہوا مال غنیمت مسلمانوں کے بیت المال میں جمع ہو جسکو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بعد آپؐ کے۔ آپؐ کے خلیفہ امام وقت
اس طرح تقسیم کریں گے کہ کچھ حسب ضرورت اپنا حصہ نکال لینگے
اور باقی قرابت داروں اور عام مسلمان یتیم، مسکین، مسافر
دعا، کو کو دیں گے۔ اللہ کا حصہ الگ نہیں بلکہ اللہ کے حکم کے مطابق
تقسیم کرنا ہی اللہ کا حصہ ہے۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں لیلۃ الفرقان جس دن دونوں جماعتوں میں گھمسان کی لڑائی
ہوئی رمضان المبارک کی سترہویں تاریخ جمعہ کی رات تھی اصحابؓ
رسولؐ تین سو دس سے اوپر تھے اور مشرکین کی تعداد نو سو اور
ایک ہزار کے درمیان تھی (ابن کثیر، احسن التفاسیر وغیرہ)

ف۲ مطلب یہ ہے کہ جنگ بدر کا واقعہ اچانک ہوا تم قافلہ کے لوٹنے کی
نیت سے گئے تھے جو سمندر کے کنارے بدر سے تین میل کے فاصلہ پہ
تھا اور کافر بچانے کو آئے تھے مگر قافلہ تو رہا دور کنارہ دو لشکر ایکدوسرے
سے مل گئے اب لڑنا ہی پڑا۔ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا کہ اسی طرح لڑائی
ہو اور کافروں کو شکست ہو۔ ان کا زور ٹوٹے اور مسلمان غالب
ہوں ان کا حوصلہ بڑھے لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ کا مقصد یہ ہے کہ اس
فتح کے بعد کافروں پر تصدیق پیغمبر کھل گئی۔ جو مرا وہ بھی جان کر مرا
اور جو جیتا رہا وہ بھی حق جان کر تاکہ اللہ کا الزام پورا ہو فقط۔

ف۳ ابتدا میں کافروں کو مسلمان بہت نظر آتے تھے جیسا کہ سورۃ
آل عمران میں مذکور ہے۔ پھر جب ہنگامہ کارزار گرم ہوا تو اللہ پاک نے
ہر ایک گروہ کو دوسرے کی آنکھ میں تھوڑا کر دکھایا تاکہ ایکدوسرے
میں طمع کرے جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہے۔ جامع البیان صفحہ ۱۵۸
میں ہے کہ ابو جہل نے مسلمانوں کے لشکر کو دیکھ کر کہا کہ یہ تو اتنے آدمی
ہیں کہ ایک اونٹ کے گوشت سے سب کا پیٹ بھر جائے۔ ابن مسعودؓ
رضی اللہ عنہ نے کہا میری نظر میں مشرکوں کے لشکر میں ستر آدمی معلوم
ہوتے تھے اور میرے ہمراہ ایک آدمی تھا۔ اس نے سو آدمی کا اندازہ کیا۔
پھر ہم نے مشرکوں کے ایک آدمی کو گرفتار کیا۔ اس سے پوچھا تو اس نے
کہا ہم ایک ہزار تھے۔ موضح القرآن میں ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب
میں آدمی تھوڑے نظر آئے اور مسلمانوں کو مقابلہ کے وقت تا جرأت
سے لڑیں۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا خواب غلط نہیں۔ ان میں کافر
رہنے والے کم ہی تھے جو پیچھے مسلمان ہوئے فقط ابو عمار عبد القہار
غفرلہ ولوالدیہ الغفار (آمین)

★ سے۔ عُدوہ کنارہ وادی اور اس کی جمع عُدیٰ اور عِدیٰ۔ دُنیا ادنیٰ کی تانیث اور ادنیٰ بمعنی اقرب۔ القصویٰ ضد ہے ادنیٰ کی اور یہ مونث ہے اقصیٰ کا جس طرح
کبریٰ اکبر کا۔ جب کوئی چیز کسی سے دور اور فاصلہ پر ہوتی ہے تو قصا عنہ بولا کرتے ہیں۔ بیت المقدس کی مسجد کو اقصا اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ کعبۃ اللہ سے بہت
فاصلے پر واقع ہے ۞ وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ رکب قافلہ اور اسفل بنا بر ظرفیت کے منصوب ای فی مکان اسفل من مکانکم۔ ۞ اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ اِذ منصوب ہے اذکر محذوف
کی وجہ سے یا یوم الفرقان سے بدل۔ یُری فعل اللہ فاعل۔ ک پہلا اور ھم دوسرا مفعول۔ قلیلاً دوسرے مفعول سے حال۔

إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ

ان کافروں کو جب ملے تم بیچ آنکھوں تمہاری کے تھوڑے اور تھوڑا دکھلاتا تم کو بیچ آنکھوں ان کی کے

مقابلے پر آئے تو تمہاری آنکھوں میں اللہ نے ان کو قلیل التعداد دکھایا۔ اور انکی آنکھوں میں تم کو تھوڑا کر دکھایا۔

لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۗ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٤٤﴾ ع ٥ / ٧ / ١

تو کہ تمام کرے اللہ وہ کام کہ تھا کرنا اور طرف اللہ کے پھیرے جاتے ہیں سب کام

تاکہ وہ کام جو ہونے والا ہے اللہ اسے مکمل کردے اور سب امور اللہ کی طرف ہی پھیرے جائیں گے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب ملاقات کرو تم ایک جماعت سے پس ثابت رہو اور یاد کرو اللہ کو

اے ایمان والو! جب تم (کفار کے) کسی گروہ کے مقابلہ پر آؤ۔ تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت

كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٤٥﴾ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا

بہت تو کہ تم چھٹکارا پاؤ ﴿٤٥﴾ اور فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول اس کے کی اور

یاد کرو۔ تاکہ تمہیں کامیابی حاصل ہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں

تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ ۖ وَاصْبِرُوا ۚ إِنَّ

مت جھگڑو آپس میں کمزور ہو جاؤ گے اور جاتی رہے گی ہوا تمہاری اور صبر کرو تحقیق

میں تنازع نہ کرو۔ ورنہ تمہارے پاؤں پھسل جائیں گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر اختیار کرو۔

اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿٤٦﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن

اللہ ساتھ صبر کرنیوالوں کے ہے ﴿٤٦﴾ اور مت ہو مانند ان لوگوں کی کہ نکلے گھروں

بیشک اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے اور ان لوگوں کی مانند نہ بنو۔ جو اپنے گھروں سے سرکشی

دِيَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ

اپنے سے اترا کر اور دکھانے کو لوگوں کے اور بند کرتے تھے راہ خدا تعالیٰ کی سے

اور لوگوں کو دکھانے کے خیال سے نکلے ہیں اور اللہ کی راہ سے (لوگوں کو) روکتے ہیں۔ اور ان کے

وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿٤٧﴾ وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ

اور اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں گھیرنے والا ہے ﴿٤٧﴾ اور جب زینت دی واسطے ان کے شیطان نے

سب اعمال اللہ کے احاطہ علم میں ہیں اور جس وقت شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے

أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ ۖ

عملوں ان کے کو اور کہا نہیں غالب تم پر آج کے دن کوئی لوگوں میں سے اور تحقیق میں حمایتی ہوں

سامنے آراستہ کرکے پیش کیا اور کہا کہ آج لوگوں میں سے کوئی (ایسا) نہیں جو تم پر غالب آسکے اور میں

فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتَانِ نَكَصَ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ

تمہارا پس جب نمودار ہوئیں دونوں جماعتیں پھر گیا اوپر دونوں ایڑیوں اپنی کے اور کہا تحقیق میں بیزار ہوں

تمہارا پشت پناہ ہوں۔ پھر جب دونوں گروہ آمنے سامنے آتے تو (وہ) اپنے پاؤں بھاگ گیا اور کہنے لگا کہ

مِّنكُمْ إِنِّي أَرَىٰ مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ ۚ وَاللَّهُ شَدِيدُ

تم سے تحقیق میں دیکھتا ہوں جو کچھ نہیں دیکھتے تم تحقیق میں ڈرتا ہوں اللہ سے اور اللہ سخت عذاب ﴿٥﴾

میں تم سے بری الذمہ ہوں۔ میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے بیشک میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت

منزل ٢

حل لغات - لہ بَطَرًا ۔ زجاج کا قول ہے کہ نعمت کی حالت میں سرکشی کرنے کو بطر کہتے ہیں لیکن تحقیق یہ ہے کہ جب بندے پر خدا کی طرف سے بکثرت نعمتیں نازل ہوں اور وہ انھیں مرضیاتِ الٰہی میں صرف کرے اور پہچانے کہ یہ خدا کی طرف سے ہیں تو اس کو شکر کہتے ہیں اور اگر ان نعمتوں کے ساتھ اپنے معاصرین پر ★

ف فرمایا کل امور اللہ ہی کی طرف رجوع ہوتے ہیں جو کچھ وہ حکم دیتا ہے وہی ہو کر رہتا ہے اگرچہ انسان ہزار کچھ اور ہی چاہے نہیں ہوگا۔ مشیت الٰہی کا بیان پارہ آٹھ کے شروع میں مفصل گزرا فقط ف۲ اس سے پیچھے یہ بیان فرمایا کہ اللہ کے مدد دینے میں قلت اور کثرت کا کچھ دخل نہیں۔ اب حکم فرماتا ہے مؤمنوں کو ساتھ توکل کرنے اور مدد مانگنے کے اللہ تعالیٰ سے (وجیز) یہ آیت پاک دلیل ہے مشروعیت ذکر پر ہر حال میں یہاں تک کہ ایسی حالت میں جہاں دل کانپتے آنکھیں جھپکتی ہیں۔ حدیث سہل بن سعد میں رفعاً آیا ہے کہ دو جگہیں جہاں دُعا رد نہیں ہوتی ایک وقت اذان کے۔ دوسرے وقت جنگ کے جب کہ بعضے بعض میں مل جاویں۔ اور حدیث میں مرفوعاً ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پورا بندہ میرا وہ شخص ہے جو یاد کرتا ہے مجھ کو حالانکہ کافر سے لڑ رہا ہے میدان جہاد میں یعنی اس حال میں بھی غافل نہیں میرے ذکر و دُعا و استغاثہ سے۔ معلوم ہوا ایسے مواقع میں شور و غل دنیاوی مشغولیت سے بہتر یہ ہے کہ خاموشی سے ذکر الٰہی میں انسان مصروف رہے جیسا کہ ایک روایت طبرانی میں ہے تین وقتوں میں اللہ کو خاموشی پسند ہے (۱) تلاوت قرآن کے وقت (۲) جہاد کے وقت اور (۳) جنازہ کے وقت۔ حضرت عطا رضی اللہ عنہ کا قول ہے چُپ رہنا اور ذکر اللہ کرنا لڑائی کے وقت بھی واجب ہے (فتح و ابن کثیر) موضح القرآن میں ہے یعنی مدد اللہ کی چاہو تو اسباب ظاہر سے نہیں دل کی استقامت اور یاد اللہ کی اور حکم برداری سردار کی اور ایک مصلحت چاہیئے۔ ذکر الٰہی کی فضیلت اور اس کا مفصل بیان صفحہ ۳۶ میں گزرا۔ نیز دین پر ثابت قدم رہنے سے دنیاوی شوکت فلاح کامرانی حاصل ہوتی ہے۔ یہ بیان صفحہ ۱۳۲ و ۳۶ ۲ میں ہوا فقط۔

ف۳ اتباع رسولؐ کا بیان صفحہ ۸، و ۸۷ و ۱۲۵ و ۲۱۳ وغیرہ میں ہوا۔ نیز آپس کے اتفاق کا بیان صفحہ ۹۱ و ۲۱۳ میں ہوا۔ مشکوٰۃ شریف بَابُ مَا يُنْهٰى مِنَ التَّهَاجُرِ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے مَنْ هَجَرَ اَخَاهُ سَنَةً كَانَ فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهٖ یعنی جس شخص نے ایک سال تک بھائی مسلمان سے صلح ذکر کے سلام کلام جاری نہ کیا تو اس پر اتنا بڑا گناہ ہوگا جتنا قتل کا گناہ ہے۔ نیز آپؐ نے فرمایا اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالصَّلٰوةِ قَالَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ (مشکوٰۃ) یعنی کیا نہ خبر دوں میں تم کو اس چیز سے جو روزہ اور صدقہ (نفلی) نماز سے بھی افضل ہے صحابہ رضؓ نے عرض کیا۔ جی ہاں ضرور فرمایئے۔ سو آپؐ نے فرمایا کہ آپس کا اتفاق، اتحاد، سلوک دو مسلمانوں میں صلح کرا دینا نفلی روزوں صدقہ نماز سے بھی افضل ہے۔ اور آپس کی ناچاقی بدسلوکی، اختلاف، حسد کینہ۔ بغض، عداوت مونڈنے والی چیز ہے یعنی ان کی وجہ سے نیکیاں اس طرح مٹ جاتی ہیں جس طرح اُسترا بالوں کو دور کر دیتا ہے۔ آیت ہذا میں اللہ تعالیٰ نے کفار دشمنوں کے مقابلہ کے وقت میدان جنگ میں ثابت قدم رہنے اور صبر سہار کرنے کا حکم دیا ہے اور نامردگی بزدلی ڈرپوکی سے روکا ہے۔ یہی شجاعت و اطاعتِ رسولؐ اور صبر و استقلال تھا جس کے باعث مددِ خدا صحابہ کرام رضؓ کے شامل حال رہی ان کو مشرق و مغرب کی فتح یابی حاصل ہوئی فقط

ف۴ شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ نے اس آیت سے بارات کے ساتھ دولہا کا گھوڑے پر جانا اور سہرا باندھنا اترانے میں داخل کیا ہے۔ ضمیمہ فتوٰی نذیریہ اور ترجمان القرآن صفحہ ۲۸۹ میں اس رسم کو بدعت اور ناجائز لکھا ہے فقط۔

ف۵ جب کافر جمع ہو کر نکلے لڑائی پر۔ راہ میں ایک شخص ملا بوڑھا۔ کہا میں بھی مسلمانوں کا دشمن ہوں تمہاری رفاقت کو آیا ہوں اور جنگ کا بڑا ماہر ہوں۔ پھر جب لڑائی ہونے لگی ابوجہل سے ہاتھ چھڑا کر بھاگا۔ اس شخص کو نہ پہلے کسی نے دیکھا تھا نہ پیچھے دیکھا وہ شیطان تھا۔ جب اس نے جبرئیل اور میکائیل کو دیکھا مسلمانوں کی طرف تب بھاگا (موضح) فقط ابوعمار عبدالقہار غفر لہ ولوالدیہ الغفار۔ آمین۔

★ فخر کرے اور شیخی بگھارے تو یہ بطر ہے۔ ۲ه رِئَاءَ النَّاسِ ریا کہتے ہیں کسی چیز کی اظہار خوبی کے قصد کرنے کو باوجودیکہ اسکا باطن قبیح و بد ہو۔ ریا اور نفاق میں فرق یہ ہے کہ اظہار ایمان مع ابطان کفر کو نفاق اور اظہار طاعت مع ابطان معصیت کو ریا کہتے ہیں۔ ۳ه نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ نکوص کہتے ہیں رجوع کو۔ اور نکص علی عقبیہ معنی میں ہے رجع القہقری کے یعنی اُلٹے پاؤں پھرا۔

الْعِقَابِ ﴿٤٨﴾ إِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ

کرنے والا ہے جس وقت کہ کہتے تھے منافق اور وہ لوگ کہ بیچ دلوں ان کے بیماری ہے

سزا دینے والا ہے (یاد کرو) جب منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں (کفر کا) مرض تھا۔ کہتے تھے کہ ان لوگوں کو تو ان کے

غَرَّ هَٰؤُلَاءِ دِينُهُمْ ۗ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ

فریب دیا ہے ان کو دین ان کے نے اور جو کوئی توکل کرے اوپر اللہ کے تحقیق اللہ غالب ہے

دین نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور جو شخص اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے تو اللہ (کبھی اس کو رسوا نہ کرے گا) یقیناً عزیز (و)

حَكِيمٌ ﴿٤٩﴾ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا ۙ الْمَلَائِكَةُ

حکمت والا ہے لہ اور کاش کہ دیکھے تو جس وقت کہ قبض کرتے ہیں (یعنی روحیں) ان لوگوں کی کہ کافر ہوئے، فرشتے

حکیم ہے کاش آپ اس وقت دیکھیں جب فرشتے کافروں کی روحیں قبض کرتے ہیں (تو) ان کے چہروں

يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ﴿٥٠﴾

مارتے ہیں منہ ان کے اور پیٹھیں ان کی اور کہتے ہیں چکھو عذاب جلنے کا

پر اور ان کی پشت پر مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ) آتش سوزاں کے عذاب کا مزہ چکھو

ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ

یہ بسبب اس چیز کے ہے کہ آگے بھیجا ہے ہاتھوں تمہارے نے اور یہ کہ اللہ نہیں ظلم کرنے والا

یہ سزا ان اعمال کی بنا پر ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں آگے بھیجے اور یقیناً اللہ اپنے بندوں پر ظلم

لِّلْعَبِيدِ ﴿٥١﴾ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ

واسطے بندوں کے ہے ولہ مانند عادت قوم فرعون کی اور وہ لوگ کہ پہلے ان سے تھے

ہرگز نہیں کرتا ان کی حالت آل فرعون کی مانند ہے اور ان لوگوں کی مانند جو ان سے پہلے تھے انہوں نے اللہ کی آیتوں

كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ إِنَّ

کافر ہوئے ساتھ نشانیوں اللہ کے پس پکڑا ان کو اللہ نے ساتھ گناہوں ان کے کے تحقیق

سے انکار کیا تو اللہ نے ان سے ان کے گناہوں پر مواخذہ کیا۔ بیشک اللہ بڑا

اللَّهَ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٥٢﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ

اللہ زور آور ہے سخت عذاب کرنے والا یہ بسبب اس کے ہے کہ اللہ نہیں تھا

زور آور سخت عذاب دینے والا ہے یہ اس واسطے ہے کہ اللہ کسی ایسی نعمت کو

مُغَيِّرًا نِّعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَىٰ قَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ ۙ

بدلنے والا نعمت کو کہ انعام کی تھی وہ اوپر کسی قوم کے یہاں تک کہ بدل ڈالیں وہ اس چیز کو کہ بیچ جی ان کے

جو اس نے کسی قوم کو دے رکھی ہو۔ نہیں بدلتا جب تک کہ وہ لوگ اپنی حالت خود نہ بدل دیں۔ اور

وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٥٣﴾ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ مِن

ہے اور یہ کہ اللہ سننے والا جاننے والا ہے ولہ جیسے عادت لوگوں فرعون کی اور ان لوگوں کی کہ

بلاشبہ اللہ سنتا اور جانتا ہے۔ ان کی حالت آل فرعون کی مانند ہے، اور ان لوگوں کی مانند جو

قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ وَأَغْرَقْنَا

پہلے ان سے تھے جھٹلایا انہوں نے نشانیوں پروردگار اپنے کو پس ہلاک کیا ہم نے انکو ساتھ گناہوں انکے کے اور ڈبو دیا

انہوں نے اپنے رب کے احکام کو جھٹلایا پس ہم نے ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کو ہلاک کر دیا اور ہم نے

حل لغات

لہ وَلَوْ تَرٰی اِذْ یَتَوَفَّی الخ لَوْ شرطیہ اور اسی کو امتناعیہ بھی کہتے ہیں۔ تری معنے میں ہے عاینتَ وشاہدتَ کے کیونکہ لو مضارع کو ماضی کی طرف رد کر دیتا ہے جس طرح اِنْ ماضی کو مضارع کی طرف اور اس کی جزا محذوف ہے ای لرایت امرًا ہائلًا و منظرًا فظیعًا۔ اذ یتوفی ظرف ہے تری کا۔ وذوقوا کا عطف ہے یضربون پر علی

ف۱ مسلمانوں کی دلیری دیکھ کر منافق اس طرح طعن کرنے لگے تھے سو اللہ نے فرمایا یہ غرور نہیں، توکل ہے (موضح) یعنی مسلمانوں کی تھوڑی جمعیت اور بے سروسامانی اور اس پر ایسی دلیری و شجاعت دیکھتے ہوئے منافقین اور ضعیف القلب کلمہ گو کہنے لگے تھے کہ یہ مسلمان اپنے دین و حقانیت کے خیال پر مغرور رہیں جو اس طرح اپنے آپ کو موت کے منہ میں ڈال دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ غرور نہیں، توکل ہے۔ جس کو خدا کی قدرت پر اعتماد و یقین کامل ہو کہ جو کچھ من جانب اللہ ہوگا عین حکمت و صواب ہوگا (ابن کثیر و فتح)۔ ف۲ یعنی مار کر کہتے ہیں کہ ابھی تو یہ لو اور عذاب جہنم کا مزہ آیندہ چکھنا۔ مفسرین نے اسکو بھی بدر کے واقعہ میں داخل کیا ہے۔ اس وقت جو کافر مارے جاتے تھے ان کے ساتھ فرشتوں کا یہ معاملہ تھا سامنے سے چہروں پر تلواروں کی بارش ہوتی تھی اور جب بھاگتے تھے تو پیٹھ پر وار پڑتے تھے۔ ایک صحابی نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں نے ابوجہل کی پیٹھ پر کانٹوں کے سے نشان دیکھے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یہ فرشتوں کی مار کے نشان ہیں۔ ابن کثیر نے کہا اس کا سبب اگرچہ واقعہ بدر ہے لیکن یہ آیت عام ہے ہر کافر کے حق میں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو اہل بدر کے ساتھ خاص نہیں کیا بلکہ عام فرمایا۔ اب بدر کے واقعات سے یہ تعلق ہوگا کہ دنیا میں ان کافروں کی یہ گت بنی اور آخرت کے عذاب کا تو کہنا ہی کیا۔ حدیث براء بن عازبؓ میں ہے کہ سکرات موت کے وقت جب کافر کے پاس ملک الموت آتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ اے گندی روح! نکل چل گرم ہواؤں اور گرم پانی اور گرم سایہ کی طرف۔ پس وہ روح بدن میں چھپتی پھرتی ہے۔ آخر اُسے جبراً گھسیٹ کر نکالا جاتا ہے جس طرح کسی زندہ کی کھال کو اُتارا جاتا ہے کہ اسی کے ساتھ رگیں پٹھے بھی آجاتے ہیں۔ فرشتے اس سے کہتے ہیں اب جلنے کا مزہ چکھو یہ تمہارے بداعمال کی سزا ہے۔ اللہ پاک ظالم نہیں وہ سراسر عادل ہے بلکہ اس نے تو اپنے بندوں کو بھی ظلم سے منع فرمایا ہے۔ صحیح مسلم میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث قدسی مروی ہے کہ میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کرلیا ہے (ابن کثیر) کافر کی موت کا بیان صفحہ ۱۹۹ میں بھی گزرا۔

ف۳ یعنی ہمیشہ سے یہی دستور رہا ہے کہ جب لوگ آیات اللہ حق وحق والوں کی تکذیب کرتے ہیں اور خود اپنے اعمال میں تغیر و تبدل کرلیتے ہیں مثلاً توحید کے بجائے شرک، ایمان کے بدلے کفر، نیکی کے عوض گناہ، سنت کے قائم مقام بدعت، احسان کے بدلے ظلم و زیادتی، بزرگوں کی عزت کے بجائے تذلیل، اعتقاد، اعمال افعال، شکل و صورت، لباس، اکل و شرب، بود و باش میں اسلامی تعلیمات و ہدایات و اُسوہ حسنہ کے بجائے یہودیت نصرانیت، مجوسیت، ہنودیت اپنا لیتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اپنے انعامات و احسانات ایسے لوگوں سے اٹھا لیتا ہے اور ان پر عذاب نازل کرتا ہے جیسے فرعونیوں سے بھی تمام نعمتیں چھن گئیں جب کہ انھوں نے اللہ کے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور اس کے حکموں کو نہ مانا اور عذاب کے مستحق ہوئے کیونکہ وہ خود ہی کم بخت نابکار ظالم ستمگار تھے فقط ابوعمار عبدالقہار غفرلہ ولوالدیہ الغفار۔ آمین۔

★ ارادۃ القول یا فاعل یضربون سے حال ای یقولون اور قائلین ذوقوا۔ ۲؎ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ الخ ذلک مبتدا بما قدمت خبر ان اللہ محلاً منصوب بنزع خافض ای و بان اللہ۔ ۳؎ لَمْ يَكُ اصل میں تھا لم یکن۔ یہ نون چونکہ نون غنہ کے مشابہ نہ تھا اس لئے حرف لین کے قائم مقام رکھا گیا اور حرف لین آخر میں واقع ہوتا ہے تو عبارت سے محذوف ہو جاتا ہے جیسے لم یدع لم یرم لم یل میں۔ پس یہاں بھی ایسا ہی کیا گیا۔

اٰلَ فِرۡعَوۡنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوۡا ظٰلِمِيۡنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنۡدَ

ہم نے قوم فرعون کی کو اور سب تھے ظالم تحقیق بدتر چلنے والوں کے بیچ زمین کے نزدیک

فرعون کے ساتھیوں کو ڈبو دیا اور وہ سب کے سب ظالم تھے بیشک اللہ کے نزدیک وہ لوگ جنہوں نے

اللّٰهِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فَهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۵۵﴾ اَلَّذِيۡنَ عٰهَدْتَّ

اللہ کے وہ لوگ ہیں کہ کافر ہوئے پس وہ نہیں ایمان لاتے وہ لوگ کہ عہد باندھا تو نے

راہ کفر اختیار کی۔ بدترین جیوان ہیں پس وہ کبھی ایمان نہیں لائیں گے (یعنی) وہ لوگ جن سے آپ نے (بارہا)

مِنۡهُمۡ ثُمَّ يَنۡقُضُوۡنَ عَهۡدَهُمۡ فِىۡ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمۡ لَا يَتَّقُوۡنَ ﴿۵۶﴾

ان سے پھر توڑ ڈالتے ہیں عہد اپنا بیچ ہر بار کے اور وہ نہیں بچتے ڈر

معاہدہ کیا۔ پھر ہر مرتبہ وہ اپنے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں اور وہ مطلق نہیں ڈرتے۔

فَاِمَّا تَثۡقَفَنَّهُمۡ فِى الۡحَـرۡبِ فَشَرِّدۡ بِهِمۡ مَّنۡ خَلۡفَهُمۡ لَعَلَّهُمۡ

پس اگر پاوے تو ان کو بیچ لڑائی کے پس بھگا دے بسبب مارنے انکے ان لوگوں کو پیچھے ان کے ہیں تو کہ وہ

پس اگر آپ جنگ میں ان پر قابو پا جائیں تو (ان کو سزا دیکر ان لوگوں کو جو انکے پیچھے ہیں بھگا دیجئے تاکہ وہ (اس

يَذَّكَّرُوۡنَ ﴿۵۷﴾ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنۡ قَوۡمٍ خِيَانَةً فَانۡۢبِذۡ اِلَيۡهِمۡ

نصیحت پکڑیں۔ اور اگر ڈرے تو کسی قوم کی خیانت سے پس پھینک دے عہد ان کا طرف انکی

امر سے) نصیحت حاصل کریں اور اگر آپ کو کسی قوم کی عہد شکنی کا اندیشہ ہو تو آپ بھی (انکا معاہدہ) ان کی طرف

عَلٰى سَوَآءٍ ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡخَآئِنِيۡنَ ﴿۵۸﴾ وَلَا يَحۡسَبَنَّ

اوپر برابر کے تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا خیانت کرنے والوں کو ۲۱ اور نہ گمان کریں

پھینک دیں بیشک عہد توڑنے والے غداروں کو اللہ محبوب نہیں رکھتا۔ کافر یہ نہ سمجھیں کہ وہ

اَلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا سَبَقُوۡا ‌ؕ اِنَّهُمۡ لَا يُعۡجِزُوۡنَ ﴿۵۹﴾ وَاَعِدُّوۡا لَهُمۡ

وہ لوگ کہ کافر ہوئے ہیں کہ آگے نکل گئے تحقیق وہ نہیں عاجز کرنے والے اور تیاری کرو واسطے

(ہماری گرفت سے) بھاگ نکلے یقیناً وہ لوگ (اللہ کو) عاجز نہیں کر سکتے۔ اور ان کے مقابلے کے لئے

مَّا اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ قُوَّةٍ وَّمِنۡ رِّبَاطِ الۡخَـيۡلِ تُرۡهِبُوۡنَ بِهٖ

ان کے جو کچھ کر سکو تم قوت سے اور باندھنے گھوڑوں کے سے ڈراؤ گے تم ساتھ اس کے

جس قدر قوت تم سے بن پڑے اور جس قدر گھوڑے باندھ سکو مہیا کئے رہو تاکہ اس کے ذریعے انکے دلوں میں

عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمۡ وَاٰخَرِيۡنَ مِنۡ دُوۡنِهِمۡ‌ ۚ لَا تَعۡلَمُوۡنَهُمۡ‌ ۚ

دشمنوں اللہ کے اور دشمنوں اپنے کو اور اوروں کو پرے ان سے کہ نہیں جانتے تم ان کو

جو اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن ہیں۔ دھاک بٹھائے رکھو اور ان کے علاوہ دوسروں کے دلوں میں بھی

اَللّٰهُ يَعۡلَمُهُمۡ‌ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَىۡءٍ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ يُوَفَّ

اللہ تعالیٰ جانتا ہے ان کو اور جو کچھ خرچ کرو کسی چیز سے بیچ راہ خدا کے پورا پہنچایا جاوے گا

جن سے تم واقف نہیں۔ اللہ ان سے واقف ہے اور اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے وہ پورا پورا تمہیں دیا جائے گا

اِلَيۡكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ ﴿۶۰﴾ وَاِنۡ جَنَحُوۡا لِلسَّلۡمِ فَاجۡنَحۡ لَهَا

طرف تمہاری اور تم نہ ظلم کئے جاؤ گے ۳ اور اگر جھکیں واسطے صلح کے پس جھک تو واسطے اسکے

اور تم گھاٹے میں نہیں رہو گے۔ اگر وہ صلح کے لئے جھکیں۔ تو آپ بھی انہیں پناہ ہو

ع

حل لغات۔ ۱ فَشَرِّدۡ بِهِمۡ مَّنۡ خَلۡفَهُمۡ تشرید کہتے ہیں تفریق الاضطراب کو بولا کرتے ہیں شرد یشرد شرودًا وشردہ تشریدا اذا فرق۔ اور ایک ہے شرذ یشرذ تشریذاً ذال معجمہ کے ساتھ۔ اس کے معنے بھی تشرید کے ہیں یعنی لوگوں کو پریشان و مختلف کرنا۔ ۲ عَلٰى سَوَآءٍ مصدر ہے معنے میں مستو

ف۱ یعنی جو زمین پر چلتے ہیں ان سب میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو کفر پر جمے ہوئے گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں پھر ان کی یہ عادت بتائی کہ وہ جب عہد کرتے ہیں تو اس پر ثابت قدم نہیں رہتے۔ ادھر قول و اقرار کیا اُدھر جھٹ عہد شکنی کر کے پھر گئے نہ خدا کا خوف نہ گناہ کا کھٹکا۔ ایسوں کا یہ علاج ہے کہ جب ان پر لڑائی میں قابو چلے تو خوب ہی سزا دی جائے تاکہ بعد والوں کو بھی عبرت ہو (ابن کثیر) نیز حضرت مولانا حافظ عبدالستار صاحب رحمۃ اللہ علیہ فوائد ستاریہ میں لکھتے ہیں کہ مراد اس سے بنی قریظہ کے یہودی ہیں۔ انھوں نے آپؐ سے یہ عہد کیا تھا ہم آپؐ کے دشمنوں کی مدد نہ کریں گے۔ پھر یہ عہد توڑ دیا اور مشرکوں کی مدد کی انکو ہتھیار دیئے۔ جب آپؐ نے اُن سے پوچھا تو کہنے لگے ہم کو عہد یاد نہ رہا بھول گئے۔ پھر دوبارہ یہی عہد کیا پھر خندق کے دن توڑ دیا۔ مشرکین کے ہمراہ مسلمانوں کو ستانے لگے۔ ایسے بدعہدوں کو اللہ تعالیٰ نے شر الدواب فرمایا نہ شر الناس۔ اس میں اشارہ ہے کہ وہ انسانیت سے نکل کر غیر جنس انسان میں داخل ہو گئے جنکو عقل ہے نہ شعور۔ معلوم ہوا اگر انسان اللہ و رسول کا تابعدار ہو کر رہیگا تو وہ اشرف المخلوقات ہے۔ اگر نافرمانی و عہد شکنی کرے تو شَرُّ الدَّوَاب ہے یعنی خدا کی توحید سے بھاگا تو کتے بلے سے خراب ہے۔

ف۲ اگر ایک قوم سے کافروں سے صلح کی ہو پھر ان کی طرف سے دغا ہو چکے تو اب اُن کو بے خبر مارے۔ اور جو غدار نہیں ہوئے لیکن اندیشہ ہے تو خبردار کر کر جواب دیجئے برابر کے برابر یعنی جو سرانجام لڑائی کا صلح سے پہلے کر سکتے سو اب بھی کر سکتے ہو، اس میں کچھ بدقولی نہیں (موضح) مشکوٰۃ باب الامان صفحہ ۳۴۹ میں سلیم بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ کَانَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا یَحُلَّنَّ عَهْدًا وَّلَا یَشُدَّنَّہٗ حَتّٰی یَمْضِیَ اَمَدُہٗ اَوْ یَنْبِذَ اِلَیْهِمْ عَلٰی سَوَآءٍ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب کسی قوم سے عہد و پیمان ہو جائیں تو نہ کوئی گرہ کھولو نہ باندھو جب تک کہ مدت صلح ختم نہ ہو جائے یا انھیں اطلاع دیکر عہدنامہ چاک نہ ہو جائے فقط۔

ف۳ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا اور فرمایا اَلَآ اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ اَلَآ اِنَّ اللّٰہَ سَیَفْتَحُ لَکُمُ الْاَرْضَ وَسَتُکْفَوْنَ الْمَئُوْنَةَ فَلَا یَعْجِزَنَّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّلْهُوَ بِاَسْهُمِهٖ (ترمذی صفحہ ۱۵۰ جلد دوم کتاب التفسیر) یعنی خبردار معلوم کر لو یہ بات کہ قوت اور زور سے مراد اس آیت میں تیراندازی ہے (تین مرتبہ آپؐ نے فرمایا) خبردار سن رکھو اللہ ملکوں کو تم پر فتح کر دے گا اور جہاد کی ضرورت سب پر در رہے گی کیونکہ مسلمان اس کثرت سے ہو جائیں گے کہ ہزاروں کو جہاد کی نوبت ہی نہ آئے گی سو تم بیٹھ رہے ایک تمھارا اس امر سے کہ اپنے تیر کمان سے کھیلے یعنی اگر جہاد کی نوبت نہ آئے تو بھی دل بہلانے کے طور پر ہی تیراندازی کا شغل رکھے۔ اس کو چھوڑ نہ دے۔ نیز مشکوٰۃ صفحہ ۳۲۹ میں ہے مَنْ تَرَكَ الرَّمْیَ بَعْدَ عِلْمِهٖ رَغْبَةً عَنْهُ فَاِنَّهٗ نِعْمَةٌ تَرَكَهَا اَوْ قَالَ كَفَرَهَا یعنی جس نے تیراندازی سیکھ کر لی پرواہی سے چھوڑ دی اس نے کفران نعمت کی۔ اور کتاب مذکورہ کے صفحہ ۳۲۸ میں ہے مَنْ اَحْتَبَسَ فَرَسًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِیْمَانًا بِاللّٰہِ وَتَصْدِیْقًا بِوَعْدِهٖ فَاِنَّ شِبَعَهٗ وَرِیَّهٗ وَرَوْثَهٗ وَبَوْلَهٗ فِیْ مِیْزَانِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (بخاری) یعنی جس نے جہاد کی نیت سے اور اللہ تعالےٰ کے وعدہ کو سچا جان کر گھوڑا باندھا اور اس کی خدمت کی تو اس گھوڑے کا کھانا پینا اور لید و پیشاب وغیرہ کے وزن کے برابر اس کی نیکیوں کا وزن زیادہ کیا جائے گا۔ آیت میں لفظ قُوَّةٌ کو تنکیر کے ساتھ لایا گیا ہے جس میں جملہ نئے نئے اسلحہ جاتِ جنگ جو ایجاد ہو چکے ہیں یا آئندہ ایجاد ہوں گے .... سب اس میں شامل ہیں۔ (جہاد کی فضیلت وغیرہ کا بیان صفحہ ۱۶۶ پر بھی گزرا)

ف۴ اس آیت کی تکمیل میں حدیبیہ والے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ سے نو سال کے لئے صلح کر لی جو کئی شرائط پر طے ہوئی جس کا تفصیلی بیان سورۂ فتح میں پڑھئے گا انشاء اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب اختلاف ہوگا یا اور امر ظہور پذیر ہوگا پس اگر تجھ سے ہو سکے تو صلح ہی کر لینا (احمد۔ ابن کثیر) فقط۔

ابو ہمار عبدالقہار غفرلہ ولوالدیہ الغفار۔ آمین۔

★ ؎ ای فانبذ الیهم العهد علی طریق مستو۔ ؎ ۳ وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَبَقُوْا الخ لا یحسبن کا فاعل الذین کفروا سبقوا مفعول۔ ؎۴ وَاِنْ جَنَحُوْا ماخوذ ہے جنح سے اور جنح کہتے ہیں مائل ہونے اور خضوع ظاہر کرنے کو۔ بولا کرتے ہیں جنح الرجل الیٰ فلان و اجنح لہ اذا تابعہ وخضع لہ والمعنی مالوا الی الصلح۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦١﴾ وَاِنْ يُّرِيْدُوْۤا

اور توکل کر اوپر اللہ کے تحقیق وہی سننے والا جاننے والا ہے اور اگر ارادہ کریں

لے لیجئے اور اللہ پر بھروسہ رکھئے بیشک وہ سننے اور علم رکھنے والا ہے اور اگر وہ آپ کو دھوکا

اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ هُوَ الَّذِيْۤ اَيَّدَكَ

یہ کہ فریب دیں تجھ کو پس تحقیق کفایت کرنیوالا تیرا اللہ ہے وہی ہے جس نے قوت دی تجھ کو

دینا چاہیں تو یقین رکھئے کہ آپ (کی حفاظت) کے لئے اللہ کافی ہے اسی نے آپ کو اپنی مدد سے اور

بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٢﴾ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ

ساتھ مدد اپنی کے اور ساتھ مسلمانوں کے اور الفت ڈالی درمیان دلوں ان کے کے اگر خرچ کرتا تو

مومنوں سے قوت عطا کی۔ اور ان کے دلوں میں باہمی محبت ڈالدی اور اگر آپ زمین کے

مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّاۤ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ

جو کچھ بیچ زمین کے ہے سب نہ الفت ڈالتا درمیان دلوں ان کے کے و لیکن اللہ تعالیٰ نے الفت ڈالی

تمام خزانے بھی خرچ کر دیتے تو بھی انکے دلوں میں محبت پیدا نہ کر سکتے۔ لیکن خدا نے ان میں محبت پیدا کر دی۔

بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٣﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ

درمیان انکے تحقیق وہ غالب ہے حکمت والا وہ اے نبی کفایت ہے تجھ کو اللہ اور

بیشک وہ غالب اور حکمت والا ہے اے پیغمبر آپ کے لئے اللہ اور وہ مومن

مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٤﴾ ع يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ حَرِّضِ

جس نے پیروی کی تیری مسلمانوں میں سے وا اے نبی رغبت دے

جنھوں نے آپ کی پیروی اختیار کرلی ہے کافی ہیں اے نبی! ایمان والوں کو جہاد کی

الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ

مسلمانوں کو اوپر لڑائی کے اگر ہوویں تم میں سے بیس صبر کرنے والے

ترغیب دیجئے اگر تم میں سے بیس ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو وہ دو سو پر

يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ

غالب آویں دو سو پر اور اگر ہوویں تم میں سے سو غالب آویں ہزار پر

غالب آئیں گے اور اگر تم میں سے ایک سو ہوں گے تو کافروں کے ایک ہزار پر غالب آئیں گے۔ کیونکہ کافر

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ

ان لوگوں سے کہ کافر ہوئے بسبب اس کے کہ وہ قوم ہیں کہ نہیں سمجھتے وا اب تخفیف کی اللہ نے

ایسے لوگ ہیں جو سمجھ بوجھ سے عاری ہیں۔ اب اللہ نے تم پر سے بوجھ (اٹھا لیا)

عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ

تم سے اور جانا یہ کہ بیچ تمہارے ناتوانی ہے پس اگر ہوویں تم میں سے سو

ہلکا کر دیا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ تم میں کمزوری ناتوانی بھی ہے پس اگر تم میں سے ایک سو ثابت قدم

صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْۤا

صبر کرنے والے غالب آویں گے دو سو پر اور اگر ہوویں تم میں سے ہزار غالب آویں وا

رہنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں سے ایک ہزار ہوں گے۔ تو

حل لغات۔
لے حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ حرض ماخوذ ہے تحریض سے اور تحریض کہتے ہیں کسی چیز پر ابھارنے اکسانے کو یہی معنے ہیں تحضیض اور تحریص کے۔ ٹے عَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ضعف کمزوری اور یہی معنی ہیں ضُعف کے۔ لغۃً دونوں لفظ صحیح ہیں جیسے مکث اور مکث فقر اور فقر۔ بعض اہل لغت کا بیان ہے کہ ضَعف بفتح ضاد عقل ورائے کی کمزوری کو اور ضُعف بضم ضاد بدن کی کمزوری کو کہتے ہیں۔

ف۱ جامع البیان صفحہ ۱۶۰ کا خلاصہ یوں ہے کہ اوس اور خزرج انصار کے قبیلوں میں جاہلیت میں خوب آپس میں تلوار چلا کرتی تھی مگر اسلام نے اس عداوت کو محبت سے بدل دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رشتہ داریاں بھی ٹوٹ جاتی ہیں۔ احسان کی بھی ناشکری کر دی جاتی ہے لیکن جب خدا کی طرف سے دل ملا دیئے جاتے ہیں تو پھر ان کو کوئی طاقت جدا نہیں کر سکتی۔ پھر آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس جملہ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ کی تلاوت فرمائی۔ صحیح روایت میں ہے کہ جب دو مسلمان خدا کی راہ میں محبت رکھنے والے ملتے ہیں تو دونوں کے گناہ درخت کے خشک پتوں کی طرح جھڑ جاتے ہیں۔ عمیر بن اسحاق فرماتے ہیں کہ سب سے پہلی چیز جو لوگوں میں سے اُٹھ جائے گی وہ الفت و محبت ہے۔ ضروری ہے کہ آپس میں محبت و اتفاق پیدا کیا جائے نا چاقی دُور کی جائے جامع ترمذی جلد دوم صفحہ ۲۷ میں ہے مَنْ كَظَمَ غَیْظًا وَّهُوَ یَقْدِرُ عَلٰۤى اَنْ یُّنْفِذَهٗ دَعَاهُ اللّٰهُ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَآئِقِ حَتّٰى یُخَیِّرَهٗ فِیْۤ اَیِّ الْحُوْرِ شَآءَ یعنی سہل بن معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو غصہ پی جائے باوجود اس کے کہ وہ اپنا غصہ جاری کرنے پر قادر ہے (لیکن پھر اللہ کی رضا کے لئے ناراضگی ختم کر کے اپنے بھائی مسلمانوں سے اتحاد کر لیتا ہے) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوقات کے سامنے اُس کو بُلا کر اختیار دے گا کہ جونسی بھی وہ حور چاہے لے لے۔ اور ابن ماجہ صفحہ ۶ میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے مَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَهُوَ بَاطِلٌ بُنِیَ لَهٗ قَصْرٌ فِیْ رَبَضِ الْجَنَّةِ وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَآءَ وَهُوَ مُحِقٌّ بُنِیَ لَهٗ فِیْ وَسَطِهَا وَمَنْ حَسُنَ خُلُقُهٗ بُنِیَ لَهٗ فِیْۤ اَعْلَاهَا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جھگڑا چھوڑ دیا اور وہ باطل پر تھا بنایا جائے گا اس کے لئے ایک محل جنت کے کنارے میں اور جو وہ حق بجانب تھا اور جھگڑا چھوڑ دیا (آپس کی ناراضگی دور کر دی محض لابتغاء وجہ اللہ) تو بنایا جائے گا اس کے لئے ایک مکان جنت کے بیچ میں اور جس کی عادت اچھی ہو حسن خلق ہو تو جنت کی بلند جگہ میں مکان بنا دیا جائے گا کہ وہ سب سے افضل ہے۔ (واضح باد ارکان اسلام کے پابندوں کے لئے یہ درجات ہیں) آپس کے اتفاق کا بیان صفحہ ۹۱ و ۲۱۳ اور صفحہ ۲۶۰ میں بھی گزرا۔ محترم اخی وشیخی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد تو پوشیدہ اسباب میں سے ہے اور ظاہری اسباب مسلمان ہیں مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیری ظاہری و باطنی مدد کی ہے۔ آپس کے اتحاد و اتفاق سے بھی بڑی طاقت و قوت پیدا ہوتی ہے۔ عرب کے لوگ پھوٹ و اختلاف اور جہالت میں مشہور تھے۔ ایک ایک گاؤں ایک ایک خاندان و قبیلے کی جدا جدا حکومت تھی۔ حسد و بغض، قتل و غارت اُنکے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ اتفاق تو ان میں نام کو بھی نہ تھا لیکن سبحان اللہ قربان اُس قادر مطلق کی قدرت کے کہ ایسی قوم کو جس میں صدیوں سے عداوت دشمنی چلی آئی تھی ملا کر باہم شیر و شکر کر دیا۔ چنانچہ اس آیت میں فرمایا کہ اسلام کی ایک یہی برکت اس کی حقانیت و صداقت کی ایک ایسی بین دلیل ہے کہ اگر کافر غور کریں تو سمجھ لیں کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم بالکل حق اور سچ ہے

ف۲ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں آکر مسلمان شمار کروائے۔ مرد قابل جنگ چھ سو ہوئے۔ سب خوش ہوئے کہ اب ہم کو کس کا فکر کا ڈر ہے۔ بعد اس کے یہ آیت اتری (موضح) اور فتح البیان میں ہے کہ اکثر مفسرین نے یہ معنی کئے ہیں کہ کافی ہے تجھ کو اور مومنوں کو اللہ تعالےٰ اسی معنی کو امام الائمہ نے صحیح کہا ہے۔ اور بعض نے یہ معنے کئے ہیں کہ کافی ہے تجھ کو اللہ اور مومن۔ امام الائمہ نے کہا ہے کہ جس نے یہ معنے کئے ہیں اس نے سخت غلطی کھائی ہے بلکہ اس کا قول از قبیل کفر ہے اس لئے کہ کافی ہونا صرف اللہ ہی کا کام ہے جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ تو اس آیت میں یہ نہیں کہا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ یعنی کافی ہے ہم کو اللہ اور رسول اس کا فقط۔

ف۳ یعنی یقین نہیں رکھتے اللہ پر اور ثواب پر اور جس کو یقین ہے وہ موت پر دلیر ہے (موضح)

ف۴ اول کے مسلمان یقین میں کامل تھے ان پر حکم ہوا تھا کہ آپ سے دس برابر کافروں پر جہاد کریں۔ پچھلے مسلمان ایک قدم کم تھے تب یہی حکم ہوا کہ دو برابر پر جہاد کریں۔ یہی حکم اب بھی باقی ہے لیکن اگر دو سے زیادہ پر حملہ کریں تو بڑا اجر ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہزار مسلمان اَسّی ہزار سے لڑے ہیں (موضح)

مرتب حواشی ابو عمار عبد القہار غفرلہ ولوالدیہ الغفار۔ آمین

أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٦٦﴾ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ

دو ہزار پر ساتھ حکم خدا کے اور اللہ ساتھ صبر کرنے والوں کے ہے - نہ تھا لائق واسطے نبی کے

اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب آئیں گے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے یہ بات نبی کے شایان نہیں

أَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ أَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۗ تُرِيْدُوْنَ

یہ کہ ہوویں واسطے اس کے بندیوان یہاں تک کہ خوں ریزی کرے بیچ زمین کے ارادہ کرتے ہو تم

کہ اپنے قبضہ میں قیدی لے جب تک ملک بھر میں (کافروں کا) صفایا نہ کر دے تم لوگ دنیا کی مال و اسباب چاہتے ہو

عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٧﴾

اسباب دنیا کا اور اللہ ارادہ کرتا ہے آخرت کا اور اللہ غالب حکمت والا ہے ۱ف

اور اللہ تمہارے لیے آخرت (کا سامان) چاہتا ہے - اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے

لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٦٨﴾

اگر نہ ہوتا لکھا ہوا اللہ کی طرف سے کہ پہلے گزر االبتہ لگتا تم کو بیچ اس چیز کے کہ لیا تھا تم نے عذاب بڑا ۲ف

اگر اللہ کا حکم پہلے سے طے شدہ نہ ہوتا تو جو (کچھ) تم نے لیا ہے - اس پر تمہیں سخت ترین سزا ملتی

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

پس کھاؤ اس چیز سے کہ غنیمت لیا ہے تم نے حلال پاکیزہ اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ بخشنے والا

سو جو کچھ تمہیں مال غنیمت میں سے ملا ہے اسے حلال و پاک سمجھ کر کھاؤ اور خدا سے ڈرتے رہو - بیشک اللہ بخشنے والا

٩ رَّحِيْمٌ ﴿٦٩﴾ يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ أَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْأَسْرٰٓى ۙ ع ٥ ٥

مہربان ہے ۳ف اے نبی کہہ واسطے ان لوگوں کے کہ بیچ ہاتھ تمہارے کے ہیں بندیوان

مہربان ہے اے نبی آپ کے قبضہ میں جو بھی قیدی ہیں ان سے کہہ دیجیے کہ اگر اللہ کو معلوم ہوگا -

إِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ أُخِذَ مِنْكُمْ وَ

اگر جانے گا اللہ بیچ دلوں تمہارے کے بھلائی دے گا تم کو بھلائی اس چیز سے کہ لیا گیا ہے تم سے اور

کہ تمہارے دلوں میں نیکی ہے تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تمہیں دیا جائے گا - اور تمہارے گناہ

يَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٧٠﴾ وَإِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ

بخشے گا تم کو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر ارادہ کریں خیانت تیری کا

بخش دے گا - اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر یہ لوگ آپ سے دغا کرنی چاہیں تو وہ

فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَأَمْكَنَ مِنْهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾

پس تحقیق خیانت کی تھی اللہ سے پہلے اس سے پس قادر کیا ان پر اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے -

اس سے پیشتر بھی اللہ سے دغا کر چکے ہیں - (جس پر) اس نے انکو تمہارے قبضہ میں دیدیا اور اللہ کو ہر بات کا علم ہے اور وہ حکمت والا ہے

إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ

تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور وطن چھوڑا اور جہاد کیا ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے

بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور انہوں نے اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا أُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ

بیچ راہ اللہ کے اور جن لوگوں نے کہ جگہ دی اور مدد کی یہ لوگ بعضے ان کے دوست بعض

جہاد کیا - اور وہ لوگ جنہوں نے انکو جگہ دی اور ان کی مدد کی یہی لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں

حل لغات - ۱ حَتّٰی یُثْخِنَ - اِثخان کہتے ہیں قتل کثیر اور تخویف شدید کو - یہ ماخوذ ہے ثخانت سے جس کے معنے ہیں غلظ و کثافت کے - پھر اس کا استعمال بوجھل کرنے کے معنی میں ہونے لگا بولا کرتے ہیں اثخنہ المرض والجرح اذا اثقلہ ۲ حَلٰلًا طَیِّبًا - حلالاً صفت ہے مصدر محذوف کی ای اکلاً حلالاً اور طیّباً حلالاً کی - ۳ یُؤْتِکُمْ جزاء ہے ان یعلم ★

ف۱ آیت ہٰذا میں صرف دنیا کی چاہت کی مذمت ہے اور آخرت کی ترغیب فقط۔ ف۲ منتقی۔ بَابُ الْمَنِّ وَالْفِدَاءِ فِي الْأُسَارَى میں ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمَّا أَسَرُوا الْأُسَارَى يَعْنِي يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ مَا تَرَوْنَ فِي هٰؤُلَاءِ الْأُسَارَى فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَنُو الْعَمِّ وَالْعَشِيْرَةِ أَرَى أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُمْ فِدْيَةً فَتَكُوْنُ لَنَا قُوَّةً عَلَى الْكُفَّارِ وَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يَهْدِيَهُمْ لِلْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَرَى يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَرَى الَّذِي رَأَى أَبُو بَكْرٍ وَلٰكِنِّي أَرَى أَنْ تُمَكِّنَنَا فَنَضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ فَتُمَكِّنَ عَلِيًّا مِنْ عَقِيْلٍ فَيَضْرِبَ عُنُقَهُ وَتُمَكِّنِّي مِنْ فُلَانٍ نَسِيْبًا لِعُمَرَ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ فَإِنَّ هٰؤُلَاءِ أَئِمَّةُ الْكُفْرِ وَصَنَادِيْدُهَا فَهَوِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَلَمْ يَهْوَ مَا قُلْتُ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ جِئْتُ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ قَاعِدَيْنِ يَبْكِيَانِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِي مِنْ أَيِّ شَيْءٍ تَبْكِي أَنْتَ وَصَاحِبُكَ فَإِنْ وَجَدْتُ بُكَاءً بَكَيْتُ وَإِنْ لَمْ أَجِدْ بُكَاءً تَبَاكَيْتُ لِبُكَائِكُمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْكِي لِلَّذِي عَرَضَ عَلَى أَصْحَابِكَ مِنْ أَخْذِهِمُ الْفِدَاءَ لَقَدْ عُرِضَ عَلَيَّ عَذَابُهُمْ أَدْنَى مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ شَجَرَةٍ قَرِيْبَةٍ مِنْهُ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُوْنَ لَهُ أَسْرَى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْآخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ یعنی جب غزوہ بدر میں مسلمانوں کو فتح ہوئی اور ستر کافر قید میں آئے تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ ان قیدیوں کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ یہ لوگ آپؐ کے قرابت دار ہیں۔ میری دانست میں اگر فدیہ لے کر انکو چھوڑ دیا جائے تو اس وقت مال سے مسلمانوں کو قوت ہوگی اور یہ بھی امید ہے کہ شاید ان کو اللہ تعالیٰ اسلام کی ہدایت نصیب کر دے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے آپؐ نے مشورہ کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ حضورؐ! میری رائے یہ نہیں ہے بلکہ میرا خیال تو یہ ہے کہ آپؐ ہم کو حکم فرمایئے تاکہ ہم ان کو قتل کر دیں اور یوں ہو کہ عقیل کو حضرت علی رضؓ کے حوالہ کیا جائے اور میرا فلاں رشتہ دار میرے حوالہ کیا جائے۔ پس اپنے اپنے رشتہ داروں کو قتل کریں کیونکہ یہ لوگ کفر کے بانی مبانی اور سردار ہیں۔ پس رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مشورہ پسند فرمایا یعنی فدیہ لے کر قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرا مشورہ آپؐ نے پسند نہ فرمایا۔ پھر جب دوسرے روز آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ دونوں رو رہے ہیں۔ میں نے سبب معلوم کیا تو فرمایا فدیہ لے کر چھوڑنے پر اللہ نے خفگی فرمائی ہے اور ایک درخت جو وہاں سے قریب تھا اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اللہ کا عذاب اس سے بھی قریب تر تھا اور اللہ نے یہ آیتیں نازل فرمائی ہیں۔ ابن مردویہ و حاکم کے حوالے سے ہے وہ یہ بات لکھ چکا کہ ان قیدی لوگوں میں بہتوں کی قسمت میں تھا مسلمان ہونا۔ یہ آیت اساری بدر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپؐ کے چچا عباسؓ کو ایک انصاری نے قید کر لیا اور وعدہ قتل کا دیا۔ یہ خبر آپؐ کو پہنچی۔ فرمایا میں آج کی رات بسبب اپنے چچا کے نہیں سویا۔ انصار اس کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں ان کے پاس جاؤں؟ فرمایا ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جا کر کہا عباس کو چھوڑ دو۔ انصار نے کہا واللہ ہم نہیں چھوڑیں گے۔ کہا بھلا اگر رسولِ خدا کی مرضی بھی یہی ہو۔ کہا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی یہی ہے تو لے جاؤ۔ حضرت عمر رضؓ حضرت عباسؓ کا ہاتھ پکڑ کر لے آئے اور تبلیغ شروع کر دی۔ اے عباس مسلمان ہو جاؤ! واللہ تمھارا مسلمان ہونا میرے باپ خطاب کے مسلمان ہونے سے بھی زیادہ محبوب ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی تمھارا اسلام لانا بہت پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عباس کو سمجھ دیدی۔ وہ مسلمان ہو گئے (ترجمان) فقط

ف۳ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ آیت میرے ہی حق میں اتری ہے۔ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اسلام کی خبر دی اور کہا بیس اوقیہ جو مجھ سے لئے ہیں وہ حساب میں رکھو آپؐ نے نہ مانا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے مجھے بیس غلام دیئے جو سب کے سب تاجر ہیں۔ میرا مال ان کے ہاتھ میں ہے اور اللہ کی بخشش کی بھی مجھ کو امید ہے (ابن کثیر و جامع) حضرت العلام مفسر قرآن والحدیث ابو محمد عبدالستار صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بدر کے قیدیوں کے متعلق انس رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ انصار نے کہا اے رسول خدا! اگر آپ اجازت دیں تو ہم عباسؓ کا فدیہ چھوڑ دیں۔ فرمایا ایک درہم بھی نہ چھوڑنا۔ بدر کے قیدیوں میں آپؐ کے چچا عباس اور آپؐ کے داماد ابوالعاص اور آپ کے چچازاد بھائی عقیل بن ابی طالب (باقی فائدہ برصفحہ ٢٦٥)

★ اللہ کی۔ اور اسی سبب سے یُوْتِكُم کے اخیر کی یے حذف ہوگئی ہے۔ اصل میں تھا یُوتِیکم۔ ؎ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ اَمْكَنَ کے معنے ہیں کسی کو کسی پر قابو اور تسلط دیدینا۔ بولا کرتے ہیں امکنني الامر یمکنني فہو ممکن۔ اس کا مفعول محذوف ہے ای امکن المؤمنین منہم۔ ؎ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا۔ اٰوَوْا صیغہ جمع مذکر غائب ماضی باب افعال اصل میں تھا اٰوَیُوا یے متحرک ماقبل مفتوح وہ الف سے بدل گئی اور الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر پڑا۔ ایوار کے معنی ہیں جگہ دینا۔

؎ اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ۔ اولئک مبتدا بعضہم اس سے بدل اور اولیاء بعض خبر یا بعضہم دوسرا مبتدا اور اولیاء بعض اس کی خبر۔ پھر جملہ ہو کر اولئک کی خبر۔

بَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ

کے ہیں اور جو لوگ ایمان لائے اور نہ وطن چھوڑا نہیں واسطے تمہارے کارسازی ان کی

اور وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور ہجرت کے لئے تیار نہ ہوئے۔ تمہیں ان سے دوستی رکھنے کا کوئی حق

مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ

سے کچھ یہاں تک کہ وطن چھوڑیں اور اگر مدد چاہیں تم سے بیچ دین کے

نہیں۔ جب تک کہ وہ ہجرت کے لئے آمادہ ہو جائیں اور اگر وہ تم سے دین کے معاملہ میں مدد طلب کریں۔ تو

فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ ۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ وَاللّٰهُ

پس اوپر تمہارے ہے مدد کرنا مگر اوپر اس قوم کے کہ درمیان تمہارے اور درمیان انکے عہد ہے اور اللہ

ان کی مدد تم پر فرض ہے، مگر ان لوگوں کے مقابلہ پر نہیں کہ تم میں اور ان میں عہد و پیماں ہو۔ اور یاد رکھو کہ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۷۲ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ

ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو دیکھنے والا ہے ؕ اور جو لوگ کہ کافر ہوئے بعضے ان کے دوستدار بعضے

اللہ تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے اور وہ لوگ جنہوں نے راہ کفر اختیار کر رکھی ہے وہ ایک دوسرے

بَعْضٍ ؕ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ

کے ہیں اگر نہ کرو گے اے مسلمانو اس کام کو ہوگا فتنہ بیچ زمین کے اور فساد

کے مددگار ہیں اگر تم (آپس میں ایک دوسرے کی مدد) نہ کرو گے۔ تو ملک میں ایک فتنہ اور بڑا بھاری فساد

كَبِيْرٌ ۝۷۳ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِي سَبِيْلِ

بڑا ؕ اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور وطن چھوڑا اور جہاد کیا بیچ راہ

برپا ہو جائیگا۔ اور وہ جو ایمان لے آئے اور راہ خدا میں گھر بار چھوڑ دیا اور اللہ کی راہ میں

اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ

اللہ کے اور جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی یہ لوگ وہی ہیں ایمان والے سچے

جہاد کرتے رہے اور جن لوگوں نے ان کو جگہ دی اور مدد کی۔ یہی حقیقتاً مومن ہیں۔ ان کے لئے

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝۷۴ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْ

واسطے انکے بخشش ہے اور روزی ہے باکرامت ؕ اور جو لوگ کہ ایمان لائے پیچھے

بخشش ہے اور (جنت میں) عزت کی روزی۔ اور جو لوگ بعد کو ایمان لائے اور انہوں

بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ وَ

اس کے اور وطن چھوڑ آئے اور جہاد کیا ساتھ تمہارے پس یہ لوگ تم میں سے ہیں اور

نے ہجرت کی اور تمہارے ساتھ شامل ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کیا سو یہ لوگ بھی تم ہی میں سے

اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

قرابت والے بعضے ان کے نزدیک تر ہیں ساتھ بعض کے بیچ کتاب کے یعنی لکھے اللہ کے تحقیق اللہ

ہیں اور کتاب اللہ کے مطابق رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہوتے ہیں بیشک اللہ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۷۵ ع ۱۰

ساتھ ہر چیز کے جاننے والا ہے ؕ

ہر بات سے واقف ہے

(بقیہ فوائد صفحہ ٢٦٤) بھی تھے۔ قریش نے مکہ سے اپنے قیدیوں کے لئے فدیہ کا روپیہ بھیجا۔ آپ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ابو العاص کی رہائی کے لئے اپنا ہار بھیجدیا اسے دیکھ کر آپ کو رقت آئی۔ فرمایا اگر تمھاری مرضی ہو تو میں زینب کے قیدی کو چھوڑ دوں اور ہار واپس کر دوں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بخوشی منظور کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس سے فرمایا تم اپنا اور اپنے بھتیجوں کا فدیہ داخل کرو۔ کہا، میرے پاس اتنا مال کہاں؟ فرمایا وہ مال کہاں ہے جو تم نے اور اُم فضل نے دفن کیا ہے۔ تم نے اپنی بیوی سے کہا تھا اگر میں اس سفر میں مارا جاؤں تو یہ مال اولاد کے کام آئے گا۔ یہ سنتے ہی عباس بولے، بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں یعنی یہ اللہ ہی نے آپ کو خبر دی ہے ورنہ یہ راز میرے اور میری بیوی کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ آخر حضرت عباسؓ نے اپنا اور ہر دو برادر زادوں کا فدیہ ایک سو اوقیہ سونے کا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اگر تم ٹھیک ٹھیک رہو تو جو تم سے لیا گیا ہے اللہ اس سے بہتر تم کو دے گا اور مغفرت رہی الگ فقط

فوائد صفحہ ھذا۔ ف١ یعنی اگر یہ اعراب غیر مہاجر جہاد پر تم سے مدد مانگیں تو تم ان کی مدد کرو۔ یہ مدد کرنا تم پر واجب ہے کیونکہ وہ تمھارے دینی بھائی ہیں۔ ہاں اگر ایسی قوم کفار پر مدد چاہیں جن سے تم کو ایک مدت کے لئے صلح ہے تو تم ان کی صلح مت توڑو اور اپنی قسم سے مت پھرو۔ یہ معنی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں (موضح) صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے بعد مہاجرین کے رشتے کنبے کے لوگ جب مدینہ میں آگئے تو پھر اس بھائی بندی کی ضرورت باقی نہ رہی۔ مہاجرین میں کچھ اوپر اسی صحابہ ایسے تھے جنھوں نے دو دفعہ ہجرت کی۔ ایک دفعہ مکہ سے حبشے کو گئے اور پھر جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور باقی صحابہ رضی اللہ عنہم کا مدینہ کو ہجرت کر کے جانا سُنا تو حبشہ سے مدینہ آئے۔ حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے ان حبشہ کے جانے والے صحابہ کو بہت آرام سے رکھا تھا یہی بات مشرکین مکہ کو شاق گزری تھی جس پر انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ ایذا پہنچانے کا ارادہ کیا۔ ابو طالب کو مشرکین مکہ کے اس ارادہ کی جب خبر پہنچی تو ابو طالب نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کو جمع کر کے اُنسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حمایت کا عہد لیا۔ اوپر اسی عہد کا یہ ذکر تھا کہ ابو طالب کی زندگی میں بنی ہاشم نے قرابت کے لحاظ سے ہمیشہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مدد دینے کا عہد کیا تھا اور پھر یہ لوگ اس عہد پر قائم نہیں رہے۔ مشرکین مکہ کے ساتھ بدر کی لڑائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے کو آئے۔ انصار کے معنی مددگاروں کے ہیں۔ اہل مدینہ کا نام انصار جو قرار پایا اس کا تفصیلی قصہ تو سورۂ حشر میں آوے گا۔ مگر حاصل اس قصہ کا یہ ہے کہ ہجرت سے پہلے مدینہ کے کچھ لوگ موسم حج میں مکہ کو آئے اور قرآن شریف کی آیتیں سُنکر اُن کے دل نرم ہوئے جس سے انھوں نے منیٰ کی گھاٹیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کی اور اُس بیعت کے وقت انھوں نے جب یہ سُنا کہ مشرکین مکہ آپ کو طرح طرح کی تکلیف دیتے ہیں اور کلام الٰہی لوگوں کو نہیں سُنانے دیتے تو انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ وعدہ کیا کہ اگر آپ مدینہ میں چل کے رہیں تو یہ لوگ آپ کی ہر طرح سے مدد کریں گے۔ اُسی دن سے ان لوگوں کا لقب انصار قرار پایا چنانچہ معتبر سند سے مستدرک حاکم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث ہے جس میں اس کا ذکر تفصیل سے ہے۔ یہ اوپر گذر چکا ہے کہ بدر کی لڑائی اسلام کی پہلی لڑائی ہے اس لئے اس لڑائی کے زمانہ تک جو مہاجرین اور انصار تھے اُن کو مہاجرین اور انصار اولین کہتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مہاجرین ہجرت میں انصار دین کی مدد میں اور لوگوں سے مقدم ہیں۔ مہاجرین اور انصار کی تعریف میں بہت سی صحیح حدیثیں آئی ہیں (احسن التفاسیر)

ف٢ یعنی اگر تم مشرکوں سے الگ نہ ہو گے اور مومنوں کے دوست دار نہ بنو گے تو زمین میں فتنہ اور دین میں ایک بڑا فساد قائم ہو گا۔ مراد قوتِ کفار اور ضعفِ مسلمین ہے (فتح و ابن کثیر)

ف٣ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ انصار و مہاجرین پکے سچے مسلمان ہیں۔ دُنیا میں ان کے لئے باعزت روزی اور آخرت میں بخشش ہے۔ جو اُن کو بُرا کہے تبرا بازی کرے وہ ملعون ہے فقط ابو محمد کفاہ الصمد۔ ف٤ یعنی مہاجرین میں جتنے ملتے جاویں سب شریک ہیں اور ناتے والا اگر پیچھے مسلمان ہوا یا ہجرت کر آیا پہلے ناتے والے مسلمان مہاجر کا حقدار ہے یعنی میراث وہی لے گا اگرچہ رفاقت قدیم اوروں سے ہے (موضح) جس طرح ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کے پاس لڑائی کا سامان نہ تھا تو مخالفین کی ایذا پر مسلمانوں کو عفو و درگذر کا حکم تھا۔ پھر جب اللہ نے قوت دیدی تو لڑائی کا حکم ہوا۔ اسی طرح جب تک مہاجرین کے رشتہ دار مکہ سے مدینہ میں نہیں آئے تھے تو مہاجرین کے دینی بھائی انصار مہاجرین کے وارث قرار دیئے گئے تھے۔ پھر جب رشتہ دار مدینہ میں آگئے تو آیت اُولُوا الْاَرْحَامِ نازل ہو کر اس کے موافق رشتہ داروں کی وراثت قائم ہو گئی۔ اگر کوئی مسلمان لاوارث فوت ہو تو اس کے مال کے حقدار مسلمان بھائی ہوں گے وہ بیت المال میں داخل ہو کر دینی بھائیوں کی ضروریات میں صرف ہو گا۔ ابو داؤد و مسند احمد میں مقدام بن معدی کرب کی روایت سے یہ مسئلہ واضح ہے۔ الحمد للہ سورۂ انفال ختم ہوئی۔ رب العالمین تو اسکو قبول فرما۔ آمین فقط

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّتِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوْعًا

سورۂ توبہ مدینہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو انتیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں

سورہ توبہ مدنی ہے اور اس کی ایک سو انتیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١﴾

ولہ بیزاری ہے خدا کی طرف سے اور رسول اسکے کی طرف سے طرف ان لوگوں کی عہد باندھا تم نے مشرکوں سے

(اے مومنو!) جن مشرکوں سے تم نے عہد وپیمان کر رکھا تھا۔ اللہ اور اسکے رسول کی طرف سے انکو ابصاف جواب ہے

فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ

پس پھرو بیچ زمین کے چار مہینے لہ اور جانو یہ کہ تم نہیں

سو (اے مشرکو!) تم چار ماہ تک ملک میں چل پھر لو اور جان لو کہ تم (کسی طرح بھی)

مُعْجِزِى اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢﴾ وَاَذَانٌ مِّنَ

عاجز کرنیوالے اللہ کو اور تحقیق اللہ رسوا کرنے والا ہے کافروں کو اور پکارنا ہے اللہ کی طرف

خدا کو عاجز نہیں کر سکتے اور یہ کہ اللہ کافروں کو ضرور رسوا کرے گا اور اللہ اور رسول کی طرف

اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِىٓءٌ

سے اور رسول اس کے کی طرف سے طرف لوگوں کی دن حج بڑے کے یہ کہ اللہ بیزار ہے

سے لوگوں میں حج اکبر کے روز اعلان کر دیں کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے بری الذمہ ہیں۔ پس اگر تم

مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ۗ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ

مشرکوں سے اور رسول اس کا بھی پس اگر توبہ کرو تم پس وہ بہتر ہے واسطے تمہارے اور اگر

(کفر و شرک سے) توبہ کرو۔ تو وہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر نہ مانو تو

تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۗ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ

پھر جاؤ تم پس جانو یہ کہ تم نہیں عاجز کرنے والے اللہ کو اور خوشخبری دے ان لوگوں کو

جان لو کہ تم (کسی طرح بھی) اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ اور کافروں کو درد ناک

كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٣﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ

کہ کافر ہیں ساتھ عذاب درد دینے والے کے وٓ مگر وہ لوگ کہ عہد باندھا تھا وٓ تم نے

عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے مگر جن مشرکوں سے تم نے معاہدہ کیا پھر انہوں نے

الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ

مشرکوں میں سے پھر نہ کمی کیا انہوں نے تم سے کچھ اور نہ مدد کی اوپر تمہارے

ایفائے عہد میں کوئی کمی نہیں کی اور نہ تمہارے خلاف کسی کو مدد دی۔ ان کا معاہدہ ان کے

اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

کسی کو پس پورا کرو طرف ان کی عہد ان کا مدت ان کی تک تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے

مقررہ وقت تک پورا کرو۔ یقیناً اللہ پرہیزگاروں کو محبوب

الْمُتَّقِيْنَ ﴿٤﴾ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ

پرہیزگاروں کو پس جب تمام ہو جاویں مہینے امن کے پس مارو مشرکوں کو

رکھتا ہے۔ پس جب حرمت وامن کے مہینے گزر جائیں۔ تو جہاں کہیں مشرکوں کو پاؤ

حل لغات۔

لہ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۔ براءة مصدر ہے جس طرح شراکۃ اور باہمی تعلق اور عصمت کے منقطع ہو جانے کو براءة کہتے ہیں بولا کرتے ہیں برئت من فلان ای براءة ای انقطعت بیننا العصمة ولم یبق بیننا التعلق اور اسی سے ہے برئت من الدین۔ یہ خبر ہے مبتدا محذوف کی ای ہذہ براءة۔ من اللہ کا مِن ابتداء غایت کے لئے اور یہ متعلق ہے ایک محذوف کے۔ والمعنی ہذہ براءة واصلة من اللہ ورسولہ الی الذین عاہدتم کما تقول کتاب من فلان الی فلان۔

لہ فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ ۔ سیحوا لیا ہے سیاحۃ سے اور سیاحۃ اور سیح کہتے ہیں زمین میں چلنے اور موضع عمارۃ اور شہر سے دور ہونے کو بشرطیکہ تھوڑا سا کھانا پانی بھی ساتھ ہو۔ روزہ دار کو سائح اسی واسطے کہتے ہیں کہ وہ کھانے

پانی کے ترک کرنے میں مسافر کے مشابہ ہوتا ہے۔ لہ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ ۔ اخزاء۔ کہتے ہیں کسی کے ذلیل کرنے اور اس کی فضیحت و رسوائی ظاہر کرنے کو۔ ماخوذ ہے خزی سے جس کے معنے ہیں رسوا کرنے والی سزا۔ لہ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۔ اذان معنی میں ہے ایذان کے جیسے عطا معنی میں ہے اعطاء کے۔ اذان

ف۱ اس سورت کے دو نام ہیں ایک التوبہ، دوسرا البراءۃ۔ توبہ اس لحاظ سے کہ اس میں بعض مسلمانوں کے قصوروں کی معافی کا ذکر ہے۔ اور براءۃ اس لحاظ سے کہ اس کے ابتدا میں مشرکین سے بریٔ الذمہ ہونے کا اعلان ہے۔ اس سورت کی ابتدا میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی جاتی اس لئے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سورت کی ابتدا میں بسم اللہ الخ نہیں لکھوائی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا تو انھوں نے بھی یہی جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ نہیں لکھوائی۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی نہیں لکھی۔ بعد کے لوگ بھی اس کی پیروی کرتے رہے۔ ایک نکتہ یہاں یہ نکلا کہ قرآن و حدیث من جانب اللہ ہے اور ان کی حفاظت اللہ پر ہے۔ دیکھو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جوں کا توں لینے اور جیسا دیا گیا ہے ویسا ہی اسکو محفوظ رکھنے میں کس درجہ احتیاط و اہتمام سے کام لیا گیا ہے۔ آیت بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ ہجرت کے نویں سال نازل ہوئی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس سورت کی تبلیغ کے لئے امیر الحج کر کے بھیجا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے بھیج دیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ خیال کر کے کہ شاید مجھ سے کوئی خفگی کی وجہ ہے جس وجہ سے معزولی کا حکم صادر ہوا۔ اس بات کو معلوم کرنے کی غرض سے دربار نبویؐ میں حاضر ہوئے اور معلوم کیا کہ میرے حق میں کوئی حکم اترا ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں صرف بات یہ ہے کہ مجھ کو خیال آیا ایسا پیغام پہنچانا عرب کے دستور کے موافق قریبی رشتہ داروں کو حق پہنچتا ہے۔ فوری آپ نے دل جوئی کی راہ سے فرمایا اے ابوبکرؓ! تم اس بات سے راضی نہیں کہ ہجرت کی رات تم میرے رفیق غار رہے اور حوض کوثر پر بھی میرے ساتھی ہوگے تب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا جی ہاں بے شک میں راضی ہوں۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ سنایا اور حج کے احکامات بتائے (معالم) فقط۔

ف۲ صحیح بات یہی ہے کہ شروع ان چار ماہ کا عید الاضحیٰ کے دن سے تھا اور آخر ان کا دس ربیع الآخر تھا (جامع) فقط۔

ف۳ قریش مکہ کی بدعہدی کی آخری مثال صلح حدیبیہ تھی۔ طے ہوا تھا کہ ایک طرف مسلمان اور ان کے حلیف ہوں گے دوسری طرف قریش اور ان کے حلیف۔ مسلمانوں کے ساتھ قبیلۂ خزاعہ شریک ہوا، قریش کے ساتھ بنوبکر۔ صلح کی بنیادی شرط یہ تھی کہ دس ۱۰ برس تک دونوں فریق صلح و امن پر قائم رہیں گے۔ ابھی دو ۲ برس بھی نہیں گزرے تھے کہ بنوبکر نے خزاعہ پر حملہ کر دیا اور قریش نے ان کی مدد کی۔ بنوخزاعہ نے کعبہ میں بنام خدا امان مانگی مگر اس پر بھی بے دریغ قتل کئے گئے صرف چالیس آدمی بچ کر مدینہ پہنچے اور سارا حال پیغمبر اسلامؐ کو سنایا۔ اب معاہدہ کی رو سے آپؐ کا فرض ہو گیا کہ قریش کی عہد شکنی برداشت نہ کریں چنانچہ دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ انھوں نے کوچ کیا اور بغیر کسی قابل ذکر خون ریزی کے مکہ کی فتح مبین ظہور میں آگئی۔ فتح مکہ کے بعد ۹ھ میں اس سورت کی ابتدائی آیات تیس یا چالیس تک نازل ہوئیں اور پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو ذیقعدہ میں مکہ بھیجا کہ حج کے موقع پر بطور اعلان عام کے یہ آیات مشتہر کر دیں۔ سورت کا بقیہ حصہ بھی ۹ھ میں ہی غزوۂ تبوک کے اثنا میں اور اس کے بعد نازل ہوا تھا (ملخص ترجمان آزاد)، اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ جس کسی سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا عہد ایک معین وقت تک تھا اور وہ اپنے عہد پر قائم رہا تھا ان کے ساتھ عہد پورا کریں جس مدت تک مقرر ہو چکا ہو اور جس کا عہد غیر مؤقت ہو یا چار مہینے سے کم یا زیادہ ہو لیکن اس نے عہد شکنی کی ہو سو اس کا عہد چار مہینے تک پورا کیا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بروایت صحیحہ یہ معنیٰ مروی ہیں اور یہی قول ہے مجاہد اور محمد قرظی اور بہت سلف کا اور اسی کو اختیار کیا ہے ابن جریرؒ نے۔

ف۴ خلاصہ تفسیر حقانی یہ ہے کہ جب نویں سال ہجری میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم شام کی طرف غزوۂ تبوک کو تشریف لے گئے تو پیچھے بہت سی قوموں نے بدعہدی کی۔ منافقوں نے بہت افواہیں اڑائیں۔ وہاں سے لوٹنے کے بعد یہ سورت نازل ہوئی جس میں ان بدعہدوں کی اور غزوۂ تبوک میں شامل نہ ہونے والوں اور غلط باتیں اڑانے والوں کی سرزنش ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سال حاجیوں کے قافلہ کا سالار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کیا اور بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے ناقہ پر سوار کر کے بھیجا کہ وہاں مجمع عام میں یہ آیات لوگوں کو سنا دیں کہ آئندہ سے ہم سے (باقی فائدہ بر صفحہ ۲۶۷)

اسم ہے اور ایذان مصدر۔ اور اسم کا مصدر کے قائم مقام ہونا کلام عرب میں بکثرت شائع ہے۔ اس کے معنے ہیں آگاہ کرنا معلوم کرانا بولا کرتے ہیں اذنتہ اوذنہ ایذانا اذا اعلمہ۔ نماز کی اذان کو اسی واسطے اذان کہتے ہیں کہ اس سے لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے۔ ؎ انسلخ سلخ سے لیا گیا ہے۔ اور سلخ کہتے ہیں نکلنے کو بولا کرتے ہیں سلخت الشهر اذا خرجت منه۔

حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ

جہاں پاؤ ان کو اور پکڑو ان کو اور گھیرو ان کو اور بیٹھو واسطے انکے

ان کو مارو اور انھیں گرفتار کرو، ان کو گھیر لو، اور ہر جگہ ان کی تاک میں بیٹھو۔ پھر اگر وہ رجوع کریں

كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ

ہر گھات کی جگہ پس اگر توبہ کریں اور قائم رکھیں نماز کو اور دیں زکوٰۃ کو

اور پابندی سے نماز ادا کریں۔ اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ بیشک

فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٥ وَاِنْ اَحَدٌ

پس چھوڑ دو راہ ان کی تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱ اور اگر کوئی

اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر مشرکوں

مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ

مشرکوں میں سے پناہ مانگے تجھ سے پس پناہ دے اسکو یہاں تک کہ سنے کلام اللہ کا پھر

میں سے کوئی شخص آپ سے پناہ طلب کرے تو آپ پناہ دیجئے حتی کہ وہ اللہ کا کلام سن لے۔ پھر اس کو اسکے امن و امان

اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝٦ كَيْفَ ع ۷ ۱

پہنچا دے اس کو جگہ امن اس کی میں یہ اسواسطے ہے کہ وہ ایک قوم ہے کہ نہیں جانتے ف۲ کیوں کر

کی جگہ میں پہنچا دیجئے۔ یہ (رعایت) اسواسطے ہے کہ ان لوگوں کو (احکام الٰہی کا) پورا علم ہی نہیں اللہ اور اسکے

يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا

ہو واسطے مشرکوں کے عہد نزدیک اللہ کے اور نزدیک رسول اس کے کے مگر

رسول کے نزدیک مشرکین کا عہد کیونکر معتبر ہو سکتا ہے (جبکہ انہوں نے خود اس کو توڑا) مگر جن لوگوں

الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا

جن لوگوں سے عہد کیا تھا تم نے نزدیک مسجد حرام کے پس جب تک سیدھے رہیں

کے ساتھ تم نے مسجد حرام کے پاس معاہدہ کیا۔ پس جب تک وہ تمہارے لئے اپنے اقرار پر قائم رہیں تم بھی انکے

لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝٧ كَيْفَ

واسطے تمہارے پس سیدھے رہو تم واسطے انکے تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو ف۳ کیونکر نہ ماریئے

لئے اپنے اقرار پر قائم رہو بلاشبہ اللہ پرہیزگاروں کو محبوب رکھتا ہے (ان کا عہد)

وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ

کافروں کو اور اگر غالب آویں اوپر تمہارے نہ رعایت کریں بیچ تمہارے قرابت کی اور نہ عہد کی

کیونکر معتبر ہو انکا حال تو یہ ہے کہ اگر وہ تم پر غلبہ پا جائیں تو تمہارے ساتھ نہ رشتہ داری کا لحاظ رکھیں نہ

يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝٨

خوش کرتے ہیں تم کو ساتھ مونہوں اپنے کے اور انکار کرتے ہیں دل ان کے اور اکثر انکے فاسق ہیں

عہد و پیمان کا۔ وہ زبانی باتوں سے تمہیں راضی کرنا چاہتے ہیں حالانکہ انکے دل نہیں مانتے اور ان میں سے اکثر بدعہد ہیں

اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ اِنَّهُمْ

مول لیتے ہیں بدلے نشانیوں اللہ کے مول تھوڑا پس باز رکھتے ہیں راہ اس کی سے تحقیق وہ ف۴

انہوں نے آیات الٰہی کو حقیر سی قیمت کے عوض فروخت کر دیا ہے۔ پس وہ اس کی راہ سے روکتے ہیں بیشک وہ

حل لغات۔

ف۱ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ ۔ اَحَدٌ فعل مضمر کی وجہ سے مرفوع ہے جس کی تفسیر فعل مظہر کر رہا ہے تقدیرہ وان استجارک احد الخ اس کا مرفوع بالابتدا ہونا جائز نہیں کیونکہ ان عامل فعل ہے اور فعل کے علاوہ کسی اور پر داخل نہیں ہوتا۔ ف۲ مَاْمَنَهٗ ۔ مامن مسکن جس میں آدمی امن پاتا ہے اور اس ★

(بقیہ فائدہ ۹ صفحہ ۲۶۶) کسی مشرک کا کوئی عہد باقی نہیں رہا۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے احکام حج تعلیم کئے۔ علی رضی اللہ عنہ نے یوم النحر کو جمرۃ العقبیٰ کے پاس کھڑے ہو کر لوگوں کو اس سورت کی تیس یا چالیس ویقول مجاھد تیرہ آیات سنا دیں اور کہہ دیا کہ سال آئندہ میں خانہ کعبہ میں کوئی مشرک نہ آئے نہ کوئی برہنہ ہو کر طواف کرے جیسا کہ جاہلیت کا دستور تھا اور ہر ایک عہد والے کا عہد پورا پورا ہوا۔ لوگوں نے کہا اے علی رضؓ! اپنے بھائی سے کہہ دینا کہ ہم نے خود عہد کو پس پشت ڈال دیا اب تلوار ہے یا تیر فقط

(فوائد صفحہ ھٰذا) ف۱ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان کی علامت شرک سے توبہ اور فرائض اسلام کی ادائیگی مقرر فرمائی ہے۔ معلوم ہوا کہ جو مسلمان کہلا کر نماز نہیں پڑھتا یا زکوٰۃ نہیں دیتا یا شرک کرتا ہے وہ مسلمان نہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسی آیت مبارک سے قتال مانعین زکوٰۃ پر استدلال کیا تھا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جو زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز نہیں ابن زید نے کہا اللہ تعالیٰ تارک زکوٰۃ کی نماز قبول نہیں کرتا۔ حکم شہادتین و نماز، روزہ و زکوٰۃ و حج کا ادا و ترک میں یکساں ہے۔ یہ سب چیزیں اسلام کی بنیاد ہیں ایک کا ترک کرنا باقی سب کا ترک کرنا ہے۔ جو ایک کا بھی تارک ہوا اسلام اس کا صحیح نہیں نہ جان و مال اس کا محفوظ ہے (ترجمان القرآن) نیز مولانا ابوالکلام صاحب لکھتے ہیں اس آیت سے یہ بات قطعی طور پر واضح ہو گئی کہ جس بات کے بعد ایک جماعت مسلمانوں کی جماعت تسلیم کی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ زبان سے اسلام کا اقرار کرے اور عمل میں نماز کی جماعت کا قیام اور زکوٰۃ کی ادائیگی اگر یہ دو عملی باتیں ایک جماعت میں مفقود ہیں تو اس کا شمار مسلمانوں میں نہ ہو گا فقط۔

ف۲ یعنی دوران جنگ میں اگر کوئی دشمن تم سے درخواست کرے کہ میں اسلام کو سمجھنا چاہتا ہوں تو مسلمانوں کو چاہیئے کہ اسے امان دے کر اپنے ہاں آنے کا موقع دیں اور اسے سمجھائیں۔ پھر اگر وہ قبول نہ کرے تو اسے اپنی حفاظت میں اس کے ٹھکانے تک واپس پہنچا دیں۔ فقہ اسلامی میں ایسے شخص کو جو امان لے کر دار الاسلام میں آئے مُستَامن کہا جاتا ہے۔ بصورت دیگر ان کو کس طرح امان مل سکتی ہے اور کیونکر وہ اپنے حال پر چھوڑے جا سکتے ہیں حالانکہ وہ مشرک اور منکر رسول ہیں۔ ہاں وہ لوگ جن سے دن حدیبیہ کے عہد ہو چکا ہے ان سے عہد ان کا پورا کرو جب تک کہ اپنے عہد پر قائم رہیں۔ وہ عہد دس برس تک تھا۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس عہد کو نباہا ۸ھ؁ تک یہاں تک کہ قریش نے اپنا عہد توڑ ڈالا اور ان کے حلفاء بنو بکر نے خزاعہ پر چڑھائی کی۔ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حلفاء تھے اور قریش نے ہمراہ ان کے ہو کر حرم میں قتل کیا تب ناچار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے ماہ رمضان ۸ھ؁ میں لڑنا پڑا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر فتح دی (ابن کثیر) فقط۔

ف۳ اللہ نے مومنوں کو ان کی دشمنی پر ابھارا کہ ان سے بیزار ہو جاؤ وہ اس لائق نہیں ہیں کہ ان سے عہد کیا جائے وہ تو اللہ تعالےٰ کے ساتھ مشرک، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں۔ اگر ان کو مسلمانوں پر غلبہ ہو جائے تو ایک مسلمان کو بھی زندہ نہ چھوڑیں اور کسی قرابت اور عہد کا لحاظ نہ کریں (ابن کثیر) فقط۔

ف۴ یعنی بظاہر تو وہ صلح کی شرطیں طے کرتے ہیں مگر دل میں بدعہدی کا ارادہ ہوتا ہے اور اس کا ثبوت تجربہ سے اس طرح ملتا ہے کہ جب کبھی انھوں نے معاہدہ کیا توڑنے ہی کے لئے کیا۔ یہ ایسے لوگ ہیں جنھیں نہ اخلاقی ذمہ داریوں کا احساس ہے اور نہ اخلاق کی پابندیوں کے توڑنے میں کوئی باک۔ ان ظالموں نے اتنے ہی پر اکتفاء نہ کیا کہ ہدایت کے بجائے گمراہی کو خود اپنے لئے پسند کر لیا بلکہ اس سے بڑھ کر انھوں نے کوشش یہ کی کہ دعوت حق کا کام کسی طرح چلنے نہ پائے خیر و صلاح کی اس پکار کو کوئی سننے نہ پائے بلکہ وہ منہ ہی بند کر دیئے جائیں جن سے یہ پکار بلند ہوتی ہے۔ جس صالح نظام زندگی کو اللہ تعالیٰ زمین میں قائم کرنا چاہتا تھا اس کے قیام کو روکنے میں انھوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور ان لوگوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا جو اس نظام کو حق پا کر اس کے متبع بنے تھے (تفہیم) فقط۔

سے مراد ہے دار قوم۔ ۲؎ کَیْفَ یَکُوْنُ لِلْمُشْرِکِیْنَ عَهْدٌ۔ کیف استفہام انکاری لیکن انکار واقع کے معنے میں نہیں بلکہ انکار وقوع کے معنے میں ہے۔ یکون فعل ناقص کیف خبر جو اسم یعنی عہد پر مقدم ہے۔ للمشرکین ایک محذوف کے متعلق ہو کر عہد سے حال عند اللہ کائنۃ محذوف کے متعلق ہو کر عہد کی صفت۔ ۳؎ کَیْفَ وَاِنْ یَّظْهَرُوْا۔ ظہور کنایہ ہے غلبہ سے کیونکہ یہ لوازم غلبہ سے ہے۔ بولا کرتے ہیں ظہرت علی فلان اذا علوتہ وغلبتہ۔ وظہرت علی السطح اذا صرت فوقہ اور اسی سے ہے فاصبحوا ظاہرین اور لیظہرہ علی الدین کلہ۔ ۵؎ لَا یَرْقُبُوْا فِیْكُمْ رقوب کہتے ہیں انتظار کرنے کو بولا کرتے ہیں رقب الانسان یرقبہ رقبۃ ورقوبا ای ینتظرہ۔ رقیب القوم حارسہم اسی سے ہے ولم ترقب قولی۔ ۶؎ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً۔ اِل کہتے ہیں قرابت کو۔ حسان کا شعر ہے ؎ لعمرک ان الک من قریش ✽ کال السقب من رال النعام۔ اور ذمۃ۔ عہد۔ اس کی جمع ہے ذِمَم اور ذِمَام۔ عہد کو ذمہ کہنے کی یہ وجہ ہے کہ اس کے ضائع کرنے والے کو مذمت لازم ہوتی ہے۔

سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٩ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ
برا ہے جو کچھ کہ تھے وہ کرتے نہیں رعایت کرتے ہیں بیچ کسی مسلمان کے قرابت کو اور نہ عہد کو
بہت ہی برا کام کر رہے ہیں۔ کسی مومن کے بارے میں نہ رشتہ داری کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝١٠ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ
اور یہ لوگ وہی ہیں حد سے نکل جانے والے پس اگر توبہ کریں اور قائم رکھیں نماز کو
عہد و پیماں کا اور بہت ہی سرکش ہیں پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور (پابندی کے ساتھ)
وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ
اور دیں زکوٰۃ کو پس بھائی تمہارے ہیں بیچ دین کے اور مفصل بیان کرتے ہیں ہم
نماز ادا کریں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ اور جاننے والے لوگوں کے لئے ہم (اپنے) احکام
لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝١١ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْ بَعْدِ
نشانیاں واسطے اس قوم کے کہ جانتے ہیں وقف لازم اور اگر توڑ دیں قسمیں اپنی پیچھے
تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور اگر معاہدہ کے بعد وہ اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور تمہارے دین پر
عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ
عہد اپنے سے اور طعن کریں بیچ دین تمہارے کے پس لڑو تم سرداروں کفر کے سے تحقیق
طعنہ زنی کریں تو کفر کے سرغنوں کے ساتھ لڑائی کرو ان کی قسمیں کوئی قسمیں نہیں تاکہ
لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝١٢ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا
وہ لوگ نہیں قسمیں واسطے ان کے تو کہ وہ باز رہیں وقف لازم کیا نہ لڑو گے تم اس قوم سے کہ توڑا انہوں نے
وہ (اپنی شرارتوں سے) باز آ جائیں کیا تم اس قوم کے ساتھ نہیں لڑو گے۔ جنہوں نے
اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ
قسموں اپنی کو اور قصد کیا نکال دینے پیغمبر کا اور وہ شروع کیا انہوں نے تم سے پہلی
اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور رسول کو جلاوطن کر دینے کا ارادہ کیا اور انہوں نے ہی تم سے ابتدا کی ہے
مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ
بار کیا ڈرتے ہو تم ان سے پس اللہ بہت حقدار ہے کہ ڈرو تم اس سے اگر ہو تم
کیا تم ان سے ڈرتے ہو تو (سنو) اللہ کا زیادہ حق ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر تم
مُّؤْمِنِيْنَ ۝١٣ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ
ایمان والے لڑو ان سے کہ عذاب کرے ان کو اللہ ساتھ ہاتھوں تمہارے کے
مومن ہو۔ ان سے (بیشک) لڑو۔ اللہ تمہارے ہاتھوں ان کو سزا دے گا اور رسوا کرے گا
وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ
اور رسوا کرے انکو اور مدد دیوے تم کو اوپر ان کے اور شفا دیوے سینے قوم
اور تمہیں ان پر فتح دے گا اور بہت سے مومنوں کے سینوں کو
مُّؤْمِنِيْنَ ۝١٤ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ
ایمان والے کی کو وقف لازم اور دور کرے غصہ دلوں ان کے کا وقف لازم اور پھر آتا ہے اللہ
ٹھنڈا کرے گا اور ان کے دلوں کے غیظ و غضب کو دور کرے گا۔ اور جس پر چاہے گا مہربان ہوگا

میں یہ بات دلیل سے ثابت کی گئی ہے کہ حکم شہادتین ونماز روزہ حج زکوٰۃ کا ادا و ترک میں یکساں ہے۔ یہ سب حرزمیں اسلام کی بنیاد ہیں جیسے ایک کا ترک ویسے ہی باقی کا۔ اگر ان میں سے ایک رکن بجالایا ادھر چارؔ کو ترک کیا یا دوؔ کو بجالایا اور تینؔ کو ترک کیا یا تینؔ کو بجالایا اور دوؔ کو چھوڑدیا۔ یا چار کا پابند رہا اور ایک کا تارک ہوا تو وہ اسلام سے خارج ہے اس کا مال وجان محفوظ نہیں۔ مسلمان جب ہوگا کہ سب کو وقت فرض ہونے کے مداومت کے ساتھ بجالاتا رہے گا اور بلا عذر شرعی کے ان میں سے کسی کا تارک عامد نہ ہوگا۔ اگر بلا عذر شرعی ترک کرے گا تو کافر ہو جائے گا گو زبان سے کلمہ گو ہوا ور ان ارکان کو فرض جانتا ہو۔ یہاں اعتبار نیت کا ساتھ عمل کے ہے۔ نری نیت واقرار بے عمل کے مفید نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اس آیت نے نمازی کا خون حرام کر دیا۔ نماز اور زکوٰۃ کا شرعاً ایک ہی حکم ہے۔ جو زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز بھی قبول نہیں (از حضرت مولانا ابو محمد کفاء الصمد رحمۃ اللہ علیہ) مسند احمد میں ارشاد نبوی ہے کہ مجھے لوگوں سے جہاد کا حکم دیا گیا ہے جب تک وہ یہ گواہی نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، پھر جب تک وہ ہمارے قبلہ کو تسلیم نہ کریں اور ہم جیسی نماز نہ پڑھنے لگ جائیں اور جب تک وہ ہمارے ذبیحہ کو دکھانے لگیں۔ ہاں اگر اسلامی قانون کی زد میں وہ کسی گناہ کی وجہ سے آجائیں تو اسلامی قانون بہرحال نافذ ہوگا۔ اخرجہ اصحاب السنن (مثلاً چوری کریں تو اسلامی قانون ان کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دے گا۔ قتل ناحق کریں تو خون کا بدلہ خون یا دیت وغیرہ وغیرہ) بخاری مسلم میں ہے اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ (مشکوٰۃ صفحہ ۲ کتاب الایمان)۔ مزید دلائل مضمون ہذا سے متعلق پڑھنے منظور ہوں تو فرزند دلبند ارجمند برخوردار مولوی حافظ ادیب عالم فاضل محمد ادریس سَلَّمَهُ رَبُّهٗ وَجَعَلَهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی مِنْ عِبَادِهِ الصَّالِحِیْنَ وَالْعُلَمَاءِ الْعٰمِلِیْنَ وَالْمُجَاهِدِیْنَ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ (آمین) کا مضمون بعنوان "اقتصادیات اسلام کا ایک باب فریضۂ زکوٰۃ" جو کراچی کے پندرہ روزہ پرچہ "صحیفۂ اہلحدیث" مجریہ ۱۶ ارشوال ۱۳۹۰ھ میں شائع ہوا کو ملاحظہ کریں فقط عبدالقہار غفرلہ

ف۲ اس جگہ سیاق سباق خود بتا رہا ہے کہ قسم اور عہد و پیمان سے کفر چھوڑ کر اسلام قبول کر لینے کا عہد ہے اس لئے کہ ان لوگوں سے اب کوئی اور معاہدہ کرنے کا تو کوئی سوال باقی ہی نہ رہا تھا پچھلے سارے معاہدے وہ توڑ چکے تھے۔ ان کی عہد شکنیوں کی بنا پر ہی اللہ اور رسول کی طرف سے برأت کا اعلان انھیں صاف صاف سنایا جا چکا تھا۔ یہ بھی فرما دیا گیا تھا کہ آخر ایسے لوگوں کے ساتھ کوئی معاہدہ کیسے کیا جا سکتا ہے اور یہ فرمان بھی صادر ہو چکا تھا کہ اب انھیں صرف اسی صورت میں چھوڑا جا سکتا ہے کہ یہ کفر و شرک سے توبہ کر کے اقامت صلوٰۃ و ایتاء زکوٰۃ کی پابندی قبول کرلیں اس لئے یہ آیت مرتدین سے جنگ کے معاملہ میں بالکل صریح ہے۔ دراصل اس میں اُس فتنۂ ارتداد کی طرف اشارہ ہے جو ڈیڑھ سال بعد خلافت صدیقی کی ابتداء میں برپا ہوا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر جو طرز عمل اختیار کیا وہ ٹھیک اس ہدایت کے مطابق تھا جو اس آیت میں پہلے ہی دی جا چکی تھی (تفہیم) موضح میں ہے اگر ثابت ہو کہ ایک کافر عیب دیتا ہے ہمارے دین کو وہ ذمی نہ رہا مشکوٰۃ، ابوداؤد، منتقٰی کتاب الحدود صفحہ ۲۲۳ میں ہے عَنْ عَلِیٍّ اَنَّ یَهُوْدِیَّةً كَانَتْ تَشْتِمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِیْهِ فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتّٰی مَاتَتْ فَاَبْطَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَمَهَا یعنی ایک یہودی عورت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دیا کرتی تھی۔ ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا قصاص باطل کالعدم قرار دیدیا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ایک نابینا مسلمان کے پاس لونڈی تھی جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عناد، حسد، بغض رکھتی تھی جس کی بناء پر آپ کو آئے دن بُرا بھلا کہتی رہتی تھی باوجود نابینا مسلمان کے منع کرنے سے باز نہ آتی۔ اس مسلمان کے اس لونڈی سے دو لڑکے بھی موجود تھے۔ مسلمان نابینا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تذلیل وتحقیر نہ برداشت کرتے ہوئے اپنی لونڈی کو قتل کر دیا۔ پھر قاتل کی تلاش پر نابینا نے اپنے اس قتل کا خود اقرار کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وجہ قتل پیش کی تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ خون معاف ہے (حوالہ مذکور) ف۳ مراد اول بار سے دن بدر کا ہے۔ اس وقت وہ واسطے مدد کا رواں کے نکلے تھے۔ جب قافلہ بچ گیا اور انھوں نے جان لیا کہ ہاں بچ گیا تو چاہیے تھا کہ چلے جاتے لیکن جنگ کے ارادہ پر جمے رہے۔ یہ ان کا تکبر اور ظلم تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم ان سے ڈرتے ہو۔ مجھ سے ڈرو کہ لائق ڈرنے کے میں ہوں۔ تم کو میری عقوبت کا ڈر چاہیے اگر اللہ پر ایمان لائے ہو۔ کیونکہ ایمان اسی امر کو واجب کرتا ہے۔ اللہ پاک نے جہاد کی حکمت بتائی کہ باوجود اس کے کہ میں دشمنوں کی ہلاکت پر قدرت رکھتا ہوں چاہوں تو ایک دم میں سب کو خاک سیاہ کر دوں لیکن مصلحت یہی ہے کہ وہ تمہارے ہاتھوں سے عذاب اور رسوائی میں پڑیں اور تم فتحیاب ہو کر اپنا جی ٹھنڈا کرو۔ پھر اللہ نے یہ خبر دی کہ بعض کفار اپنے کفر سے توبہ کریں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دن مکہ کے (باقی فائدہ برصفحہ ۲۶۹)

عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۵﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا

اوپر جس کے چاہتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے کیا گمان کرتے ہو تم یہ کہ چھوڑے جاؤ گے

اور اللہ (ہر بات کا) علم رکھنے والا اور حکمت والا ہے کیا تمہارا خیال ہے کہ تم چھوڑ دیئے

وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ

اور حالانکہ ابھی نہیں جانا اللہ نے ان لوگوں کو جہاد کرتے ہیں تم میں سے اور نہیں پکڑتے سوائے

جاؤ گے۔ حالانکہ اللہ نے ابھی دیکھا ہی نہیں کہ تم میں سے کون جہاد کرتا ہے، اور کون اللہ رسول

دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ

اللہ کے اور نہ رسول اس کے کے اور نہ ایمان والوں کے دلی دوست اور اللہ

اور مومنوں کو چھوڑ کر کسی غیر کو رازدار بناتا ہے اور اللہ کو تمہارے اعمال کی

خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ ع مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا ع ۱۰ ۸

خبردار ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم نہیں لائق واسطے مشرکوں کے یہ کہ آباد کریں

اچھی طرح خبر ہے۔ مشرکوں کو حق نہیں پہنچتا۔ کہ وہ کفر کا اقرار

مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ

مسجدوں اللہ کی کو حالانکہ گواہی دیتے ہیں اوپر جانوں اپنی کے ساتھ کفر کے یہ لوگ

کرتے ہوئے اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں۔ ان لوگوں کے سب اعمال

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚ وَفِى النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّمَا يَعْمُرُ

ناپید ہوئے عمل ان کے اور بیچ آگ کے وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ

اکارت گئے۔ اور آگ میں انہیں ہمیشہ رہنا ہے اللہ کی مسجدوں کو

مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ

آباد کرتے ہیں مسجدوں اللہ کی کو وہ لوگ کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ اللہ کے اور دن آخرت کے اور قائم رکھتے ہیں نماز کو

صرف وہی لوگ آباد کر سکتے ہیں جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھیں اور نماز کی پابندی کریں۔ اور

وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ

اور دیتے ہیں زکوٰۃ کو اور نہیں ڈرتے مگر اللہ سے پس نزدیک ہے یہ لوگ

زکوٰۃ دیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈریں۔ سو قریب ہے کہ وہ لوگ

اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ

یہ کہ ہوں راہ پانے والوں سے کیا کیا ہے تم نے پانی پلانا حاجیوں کا

ہدایت پانیوالوں میں سے ہوں گے۔ کیا تم نے حاجیوں کے پانی پلانے کو

وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

اور خدمت کرنا مسجد حرام کا مانند اس شخص کی کہ ایمان لاتا ہے ساتھ اللہ کے اور دن

اور مسجد حرام کے آباد کرنے کو اس شخص کے (عمل کے) برابر قرار دے رکھا ہے۔ جو کہ اللہ پر اور روز

الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ

پچھلے کے اور جہاد کیا بیچ راہ خدا کے نہیں برابر ہوتے نزدیک اللہ کے اور

آخرت پر ایمان لایا ہو اور اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہو۔ اللہ کے نزدیک یہ لوگ

حل لغات۔

۱ وَلِيْجَة بروزن فَعِيْلَة۔ وَلَجَ سے ماخوذ ہے جس طرح دَخِيْلَة دخل سے ولیجہ وہ رازدار دوست جسے تو اپنے مافی الضمیر اور مخفی بھید پر مطلع کرے۔ یہ ولوج بمعنی دخول سے ماخوذ ہے چونکہ دلی دوست دوست کے معاملات میں دخل دیتا ہے اس لئے اسے ولیجہ کہتے ہیں۔ ۲ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ سِقَايَة اور عِمَارَة دونوں مصدر ہیں سَقٰى اور عَمَرَ کے جسطرح صِيَانَة اور وِقَايَة مصدر ہیں صَانَ اور وَقٰى کے۔ سِقَايَة پانی پلانا اور عِمَارَة تعمیر کرنا۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۲۶۸) بعض اہل مکہ اسلام لائے اور اچھے مسلمان بن گئے (فتح وابن کثیر) ف۲ ابن عساکر میں ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا غضب ناک ہوجاتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ناک پکڑ لیتے اور فرماتے اے عویش! یہ دُعا پڑھ اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ اِغْفِرْ ذَنْبِيْ وَاَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِيْ وَاَجِرْنِيْ مِنْ مُّضِلَّاتِ الْفِتَنِ اے اللہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پروردگار میرے گناہ بخش اور میرے دل کا غصہ دُور کر اور مجھے گمراہ کن فتنوں سے بچا لے۔ گویا یہ دُعا غصہ دُور کرنے کی ہے۔ اس کے پڑھنے سے انشاء اللہ غصہ دُور ہو جائے گا۔ (ابن کثیر)

(فوائد صفحہ هذا) ف۱ یعنی اے ایمان والو! کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ بیکار چھوڑ دیئے جاؤ گے۔ تمہارا امتحان ان کاموں میں نہ ہوگا جن میں کہ صادق کاذب سے ظاہر ہو جائیں۔ حاصل یہ ہے کہ جہاد کے شروع کرنے میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ کھرے کھوٹے کی تمیز ہو جاتی ہے (ابن کثیر) وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اللہ تعالیٰ تمہاری ہر کمائی سے باخبر ہے۔ دنیا میں قسم قسم کی کمائیاں اور عمل ہیں لیکن بہترین کمائی علم اور وہ بھی آسمانی۔ ترغیب صفحہ ۳۲ میں ہے مَا اكْتَسَبَ مُكْتَسِبٌ مِّثْلَ فَضْلِ عِلْمٍ يَّهْدِيْ صَاحِبَهٗ اِلٰى هُدًى اَوْ يَرُدُّهٗ عَنْ رَدًى وَّمَا اسْتَقَامَ دِيْنُهٗ حَتّٰى يَسْتَقِيْمَ عَمَلُهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَّسْتَقِيْمَ عَقْلُهٗ كتاب العلم باسناد متقارب یعنی جس نے کچھ کمایا سب سے بہتر وہ ہے جس نے علم کمایا اور علم بھی وہ کہ اپنے حاصل کرنے والے کو نیک راہ پر چلائے یا اس کو بدی سے بچائے۔ اور دین کا اعتبار نہیں جب تک عمل ٹھیک نہ ہوں۔ ایک روایت میں ہے جب تک اسکی سمجھ ٹھیک نہ ہو۔ اور یہ یاد رہے کہ جب تک عمل درست نہیں تب تک دین یا علم کا دعویٰ غلط ہے۔

ف۲ قریش مکہ کو خانہ کعبہ کی مجاوری کا بڑا غرور تھا۔ اعتقاد و عمل کی حقیقت سے محروم ہونے والی قوم اسی طرح کے رسوم و مظاہر کو بزرگی کا ذریعہ سمجھنے لگتی ہے۔ آج کل نام نہاد مسلمانوں کا بھی یہی حال ہے۔ کسی بزرگ کی سجادہ نشینی، کسی مزار کی مجاوری، کسی زیارت گاہ کا متولی ہونا جو اثر و رسوخ رکھتا ہے وہ بہتر سے بہتر مومن متقی کو بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ ایک متقی مسلمان کو کوئی نہیں پوچھے گا لیکن ایک فاسق و فاجر مجاور یا متولی درگاہ کی ہزاروں آدمی قدم بوسی کریں گے (م۔ت) اس آیت شریفہ سے مساجد اللہ کے ان نام نہاد متولیوں کو سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ جو مساجد پر اپنا حق تولیت قائم رکھنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں اور عملی حالت یہ ہے کہ نماز کے پاس تک نہیں جاتے۔ آیت صاف بتا رہی ہے کہ بے نماز اور زکوٰۃ نہ دینے والوں کو ہرگز ہرگز یہ حق شریعت اسلامیہ نے نہیں دیا ہے کہ وہ کسی مسجد کے متولی بن سکیں۔ حق تولیت مساجد صرف ان مومن مسلمانوں کے لئے ہے جو نماز پنج وقتہ کے پابند ہیں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اسلامی روح جن کے قلوب میں زندہ ہے اور جو خشیت الٰہی کی ہمہ تن تصویر بنے رہتے ہیں۔ پس مسجدیں نری اللہ کے نام پر بنائی جاتی ہیں جس کا کوئی شریک نہیں مشرکوں کو ان کا آباد کرنا بنتا نہیں پہنچتا وہ تو شرک کفر کا اقرار حال و قال میں کرتے ہیں۔ ابوالسعود رح نے کہا ہے کہ لفظ عمارت سے مراد عموم ہے۔ اس میں مرمت مسجد شکستہ اور اس کی تنظیف و صفائی اور اس میں علم کا درس کرنا داخل ہے (فتح) حدیث میں ہے عُرِضَتْ عَلَيَّ اُجُوْرُ اُمَّتِيْ حَتَّى الْقَذَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ (ابوداؤد) میری امت کے اعمال کے ثواب میرے سامنے پیش کئے گئے حتیٰ کہ وہ تنکا بھی جسے کسی شخص نے مسجد سے نکال دیا ہو۔ عہد نبوی میں ایک عورت مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتی تھی اس کا انتقال رات کے وقت ہوگیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس خیال سے کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اندھیرے میں جانے کی تکلیف ہوگی خود ہی نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا۔ صبح کے وقت جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ نے فرمایا اِذَا مَاتَ لَكُمْ مَيِّتٌ فَاٰذِنُوْنِيْ اِنِّيْ رَاَيْتُهَا فِي الْجَنَّةِ لِمَا كَانَتْ تَلْقُطُ مِنَ الْقَذَاءِ مِنَ الْمَسْجِدِ (معجم کبیر طبرانی) جب تمہارے ہاں کوئی فوت ہو جائے تو مجھے خبر دیا کرو میں نے اس عورت کو جنت میں دیکھا ہے اس لئے کہ وہ مسجد سے کوڑا کرکٹ اٹھایا کرتی تھی مسجد کی صفائی کا خیال رکھتی تھی۔ ایک اور روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو اس کی قبر بتاؤ کونسی ہے؟ پھر آپ نے وہاں جا کر نماز جنازہ ادا کی دعاء مغفرت فرمائی۔ اور مسجد میں تھوکنا بھی گناہ ہے۔ مسجد میں بدبودار چیز کھا کر آنے سے بھی منع فرمایا گیا۔ مسجد میں خرید و فروخت سے بھی روکا گیا ہے نازیبا شعر اشعار سے بھی روک دیا گیا ہے۔ مسجد میں دنیاوی باتیں بھی نہ کی جائیں بلکہ مسجد کو ہر حیثیت سے پاک صاف ستھرا رکھا جائے۔ تعمیر مساجد ایمانداروں کی نشانی ہے۔ اس میں اقامت صلوٰۃ و دراست علم یعنی قرآن و حدیث کا پڑھنا پڑھانا اس پر عمل کرنا کرانا بھی داخل ہے۔ حدیث انس رضہ میں رفعاً آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھ کو قسم ہے اپنے جلال و عزت کی کہ میں اہل زمین کے عذاب کا قصد کرتا ہوں پھر روک لیتا ہوں اپنے عذاب کو ان کی وجہ سے جو مسجدوں کو آباد کرتے ہیں آپس میں محبت رکھتے ہیں، سحری کے وقت استغفار کرتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو اذان سن کر جواب نہ دے اور مسجد میں نہ آئے تو اس کی نماز نہیں ہوتی وہ اللہ و رسول کا عاصی ہے (ابن عساکر۔ ابن مردویہ۔ ترجمان) حدیث مرفوع میں ہے اِذَا رَاَيْتُمُ الرَّجُلَ يَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوْا لَهٗ بِالْاِيْمَانِ فَاِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ الخ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس کو تم مسجد کی خدمت اور آباد کرتا دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دو (باقی فائدہ صفحہ ۲۷۰)

اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا

اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم ظالموں کو جو لوگ کہ ایمان لائے اور ہجرت کی

برابر نہیں اور اللہ ظالموں کو راہ ہدایت نہیں دکھاتا۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے

وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ

اور جہاد کیا بیچ راہ اللہ کے ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے بڑے ہیں

ہجرت کی اور اپنے مال و دولت اور اپنی جانوں کے ساتھ اسکی راہ میں جہاد کیا، اللہ کے نزدیک

دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿٢٠﴾ يُبَشِّرُهُمْ

درجے میں نزدیک اللہ کے اور یہ لوگ وہی ہیں مراد پانے والے بشارت دیتا ہے

وہ درجے میں بہت بڑھ کر ہیں اور وہی لوگ فائز المرام ہیں۔ انکا رب انکو اپنی

رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ

ان کو رب ان کا ساتھ مہربانی کے اپنی طرف سے اور رضامندی کے اور بہشتوں کے واسطے انکے بیچ ان کے نعمت ہے

رحمت کی، خوشنودی کی، اور ان باغات کی خوشخبری دیتا ہے۔ جن میں انکے لئے ہمیشہ کی

مُّقِيْمٌ ﴿٢١﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٢﴾

پائیدار ہمیش رہیں گے بیچ اس کے ہمیشہ تحقیق اللہ نزدیک اس کے ہے ثواب بڑا

نعمتیں ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ (بلاشبہ) اللہ کے پاس بہت بڑا اجر ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت پکڑو باپوں اپنے کو اور بھائیوں اپنے کو دوست

اے ایمان والو اگر تمہارے باپ اور تمہارے بھائی ایمان کے مقابلے میں کفر کو پسند کریں

اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ

اگر دوست رکھیں کفر کو اوپر ایمان کے اور جو کوئی دوست رکھے ان کو تم میں سے

تو ان کو بھی رفیق نہ بناؤ اور جو تم میں سے ان کو دوست رکھے گا۔

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٣﴾ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ

پس یہ لوگ وہی ہیں ظالم کہہ اگر ہوویں باپ تمہارے اور

تو وہی لوگ ظالم ہیں (اے پیغمبر!) آپ کہہ دیجئے اگر تمہارے باپ

اَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ

بیٹے تمہارے اور بھائی تمہارے اور جورویں تمہاری اور قبیلہ اور کنبہ تمہارا اور مال

اور تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں، تمہارے رشتہ دار اور وہ مال

اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ

جو کمائے ہیں تم نے اور سوداگری جو ڈرتے ہو مندا ہو جانے اس کے سے اور گھر جو پسند

جو تم نے کمائے ہیں۔ وہ تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو

تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ

کرتے ہو ان کو بہت پیارے ہیں طرف تمہارے اللہ سے اور رسول اس کے سے اور جہاد سے بیچ

تمہیں خدا سے، خدا کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں۔

حلِ لغات۔

له نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ۔ نعیم مبالغہ کا صیغہ ہے اور نعمت میں مبالغہ ہونے کے یہ معنٰی ہیں کہ وہ شائبہ کدورت سے صاف اور خالی ہو اور مقیم صفت ہے نعیم کی۔ ٢ه وَعَشِيْرَتُكُمْ۔ عشیرۃ قریبی رشتہ دار بولا کرتے ہیں عشیرۃ الرجل اہلہ الادنون۔ یہ مشتق ہے عشرۃ بمعنی صحبت سے۔ چونکہ آدمی کے قریبی رشتہ

(بقیہ فوائد صفحہ ۲۶۹) یعنی جماعت میں حاضر ہوتا اور حسب مقدور خرچ اخراجات کی خبرگیری کرنی علامت اخلاص ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مسجدوں کو وہی آباد کرتے ہیں جن کے دل میں ایمان ہے (احمد۔ دارمی۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ تیسیر البیان) نیز نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مَنْ بَنٰی بَیْتًا یُعْبَدُ اللّٰہُ فِیْہِ مِنْ مَّالٍ حَلَالٍ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ مِنْ دُرٍّ وَّیَاقُوْتٍ یعنی جس نے حلال مال سے کوئی مسجد بنائی اس کے واسطے اللہ تعالیٰ جنت میں یاقوت اور موتیوں کا مکان تیار کرے گا۔ اور فرمایا اِخْرَاجُ الْقُمَامَۃِ مِنْہَا مُہُوْرُ الْحُوْرِ الْعِیْنِ یعنی مسجد میں جھاڑو دینی اسکا کوڑا نکالنا حوروں کا مہر ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے جَنِّبُوْا مَسَاجِدَکُمْ صِبْیَانَکُمْ وَمَجَانِیْنَکُمْ وَشِرَاءَکُمْ وَبَیْعَکُمْ وَخُصُوْمَاتِکُمْ وَرَفْعَ اَصْوَاتِکُمْ وَاِقَامَۃَ حُدُوْدِکُمْ وَسَلَّ سُیُوْفِکُمْ وَاتَّخِذُوْا عَلٰۤی اَبْوَابِہَا الْمَطَاہِرَ وَجَمِّرُوْہَا فِی الْجُمَعِ (ترغیب صفحہ ۶۵ تا ۶۷ باب تنظیف المساجد) یعنی بچاؤ مسجدوں کو مجنون آدمیوں سے اور نادان بچوں سے یعنی جن کو پاکی ناپاکی کی کوئی سمجھ نہیں اور خرید و فروخت اور جھگڑا قضیا اور غل شور اور کسی مجرم کو حد لگانے سے (جب کہ خون وغیرہ سے آلودگی ہونے کا خطرہ ہو) اور تلوار وغیرہ کو بدوں غلاف کے لے جانے سے .... اور مسجدوں کے دروازوں میں غسل خانے وغیرہ بناؤ اور جمعہ کے دن مسجدوں میں خوشبو کرو۔ مگر بیل بوٹے یا سونا چاندی لگاکر مسجد کو تماشاگاہ بنانا درست نہیں جیسا کہ ابن عباس و انس رضی اللہ عنہما وغیرہما کی روایتوں سے واضح ہے (مشکوٰۃ صفحہ ۶۱) نیز فرمایا اِنَّ بُیُوْتَ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ مَسَاجِدُھَا (المعجم الکبیر للطبرانی) زمین پر مسجدیں اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں۔ پس جو مسجد میں جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں جاتا ہے اور وہاں کے آداب ملحوظ رکھنے والا رحمتِ الٰہی کا مستحق ہوتا ہے مسجدیں اللہ کا گھر ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخصوص تجلیاں مساجد پر پڑتی ہیں اور ان میں جانے والے اپنی استعداد کے مطابق ان سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ مَرْفُوْعًا قَالَ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوْا قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّۃِ قَالَ الْمَسَاجِدُ قِیْلَ وَمَا الرَّتْعُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ (ترمذی) یعنی جب جنت کے باغات پر تمہارا گزر ہو تو خوب لطف اندوز ہوا کرو سیرابی حاصل کرلیا کرو پھل فروٹ کھالیا کرو۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جنت کے باغات کیا ہیں؟ فرمایا مساجد جنت کے باغ ہیں۔ پھر عرض کیا گیا وہاں کے پھل فروٹ، سیرابی، لطف اندوز ہونے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کا پڑھنا کیونکہ اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ مَسَاجِدُھَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ اَسْوَاقُھَا (مسلم) اللہ کو سب جگہوں سے زیادہ عزیز مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ بازار ہیں فقط۔

(فوائد صفحہ ھٰذا) ف۱ یہاں سے مہاجرین کی فضیلت ثابت ہوئی جن میں ابوبکر رض، عمر رض، عثمان رض، علی رض، طلحہ رض، زبیر رض وغیرہ داخل ہیں۔ معلوم ہوا یہ سب فائز المرام یعنی جنتی ہیں۔ جو روافض شیعہ وغیرہ ان کو برا سمجھے تبرا کرے وہ خود قرآن کا منکر اور ملعون ہے فقط

ف۲ اوپر سے یہاں تک پانچ آیتیں نازل ہوئی ہیں اسپر کہ کچھ گفتگو ہوئی حضرت علی رض اور حضرت عباس رض میں۔ حضرت عباس رض نے آخر کو ہجرت کی ہے۔ کہا حضرت علی رض نے اگر تم اول ہجرت کرتے تو جہادوں میں حاضر ہوتے اور مرتبے بلند پاتے جیسے ہم نے پائے حضرت عباس رض نے کہا ہم بھی خدا کے کام میں تھے یعنی خدمت حاجیوں کی اور آبادی مسجد حرام کی کرتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کام ان کے برابر نہیں اور مشرکوں کی خدمت قبول نہیں۔ کوئی مسلمان خدمت کرے تو قبول ہے۔ ان آیتوں سے سمجھ کر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے کافروں کو نکال دیا اور ہمیشہ کو حکم ہوا کہ مکہ میں کافر نہ جاویں۔ اور علماء نے لکھا ہے کہ کافر چاہے کہ مسجد بنا دے تو اس کو منع کرے۔ اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی قربت سے عمل کا درجہ بڑا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ قرابت میں قریب تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ عمل میں زیادہ (موضح) فقط۔ ف۳ اللہ نے قرآن میں ایک جگہ فرمایا ہے کہ اگر والدین تجھ سے شرک کرانا چاہیں تو ان کا کہنا نہ مانو، ہاں دنیاوی معاملات میں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھو۔ حدیث میں ہے کہ جہاں خالق کی نافرمانی ہو وہاں مخلوق کی فرمانبرداری جائز نہیں۔ اللہ و رسول کی اطاعت ہر حال میں مقدم ہے کیونکہ ان کا درجہ سب سے بڑا ہے۔ یہاں سے رد ہوا ان مقلدین کا جو دیدہ دانستہ قول امام یا آبائی تقلید یا قوم برادری یا نفس کو قرآن و حدیث پر ترجیح دیتے ہیں جو کھلم کھلا ظلم عظیم ہے فقط۔

وار اس سے معاشرت و مصاحبت رکھتے ہیں اس لئے اقارب کو عشیرہ کہتے ہیں اسکی جمع آتی ہے عشیرات اور عشائر۔ ۳ اِقْتَرَفْتُمُوْھَا۔ اقتراف کے معنی ہیں اکتساب کے اور اس کی مزید تحقیق سورۂ اعراف کے رکوع ۱۴ آیت وَلِیَقْتَرِفُوْا مَا ھُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ میں گزر چکی وہاں بھی دیکھو۔

سَبِيلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

راہ اس کی کے پس انتظار کرو یہاں تک کہ لا دے اللہ حکم اپنا اور اللہ نہیں ہدایت کرتا

تو انتظار کرو - حتیٰ کہ اللہ اپنا حکم بھیجدے - اور (یاد رکھو کہ) اللہ نافرمان لوگوں کو

الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٤﴾ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ ع ٣ ٨ ٩

قوم نافسقوں کو البتہ تحقیق مدد دی تم کو اللہ نے بیچ جگہوں بہت کے

راہ ہدایت نہیں دکھاتا اللہ بیشک تمہیں بہت سے مقامات پر مدد دے چکا ہے اور حنین

وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ

اور دن حنین کے جس وقت خوش لگی تم کو بہتات تمہاری پس نہ کفایت کیا تم سے

کے روز بھی جب تم اپنی کثرت پر نازاں تھے وہ تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی اور زمین باوجود

شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ

کچھ اور تنگ ہو گئی اوپر تمہارے زمین باوصف اس کے کہ کشادہ تھی پھر پھر گئے تم

اپنی فراخی کے تم پر تنگ ہو گئی - پھر تم پیٹھ پھیر کر

مُّدْبِرِيْنَ ﴿٢٥﴾ ع ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ

پیٹھ پھیر کر پھر اتاری اللہ نے تسکین اپنی اوپر رسول اپنے کے اور

بھاگ گئے - پھر اللہ نے اپنے رسول پر اور مومنوں (کے دلوں) پر اپنی طرف

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ

اوپر مسلمانوں کے اور اتارے لشکر نہیں دیکھا تم نے ان کو اور عذاب کیا

سے تسکین نازل فرمائی اور ایسے لشکر نازل کئے جن کو تم نے نہیں دیکھا اور کافروں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ

ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے اور یہی ہے سزا کافروں کی پھر پھر آوے گا اللہ

پر عذاب بھیجا اور منکروں کی یہی سزا ہے - پھر اس کے بعد اللہ

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٧﴾

پیچھے اس کے اوپر جس کے چاہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

جس پر چاہتا ہے - مہربان ہو جاتا ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو سوائے اس کے نہیں کہ مشرک ناپاک ہیں پس نہ نزدیک آویں مسجد

اے ایمان والو مشرک لوگ بلاشبہ پلید ہیں - سو اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب

الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ

حرام کے پیچھے برس انکے کے جو یہ ہے اور اگر ڈرو تم فقر سے پس البتہ

تک نہ آنے پائیں - اور اگر تمہیں افلاس کا ڈر ہو - تو اللہ نے اگر چاہا تو وہ

يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٨﴾

دولت مند کریگا تم کو اللہ فضل اپنے سے اگر چاہے تحقیق اللہ جاننے والا حکمت والا ہے

جلد تمہیں اپنے فضل سے غنی کردے گا بیشک اللہ بڑا علم رکھنے والا بڑا حکمت والا ہے -

حل لغات -

لہ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ - نصر کہتے ہیں دشمن پر مدد کرنے کو اور مواطن جمع ہے موطن کی - موطن وہ موضع جس میں آدمی قیام کرے - یہ غیر منصرف ہے اس لئے کہ منتہی الجمع ہے - لہ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ معطوف ہے محل فی مواطن پر بحذف مضاف ای و موطن یوم حنین اور ممکن ہے کہ یوم حنین فعل محذوف

ف۱ اس سے قبل کی آیت سے
معلوم ہوا کہ بعض شخص دِل سے مسلمان ہیں لیکن برادری سے
توڑ نہیں سکتے کہ ظاہر مسلمان ہو جاویں ان کا حال یہاں سمجھو
(موضح) اس آیت میں اللہ پاک نے وعید سُنائی اُن کو جنھوں
نے اہل اور قرابت اور برادری کو اللہ و رسول اور جہاد فی سبیل
اللہ پر اختیار کیا کہ اگر یہ چیزیں تم کو زیادہ عزیز ہیں تو اب
منتظر رہو عذاب الٰہی کے۔ زہرہ بن معبد رح اپنے دادا سے
روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ تھے۔ آپؐ عمر رضؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ عمر رضی اللہ
عنہ نے کہا واللہ یا رسول اللہؐ! آپؐ محبوب تر ہو مجھ کو ہر شے سے
مگر میری جان سے۔ فرمایا ایمان دار نہیں ہوتا کوئی تمھارا یہاں تک
کہ ہوں میں بہت پیارا اس کو نفس اس کے سے۔ عمر رضی اللہ عنہ
نے کہا قسم ہے اللہ کی اب آپؐ مجھ کو میرے نفس سے بھی زیادہ
پیارے ہو۔ فرمایا اب اے عمر رضؓ یعنی اب تو مومن ہوا ہے۔
روایت کیا اس کو بخاری اور احمد نے۔ یہ آیت دلیل ہے
اس بات پر کہ جب درمیان کسی مصلحت کے مصالح دین سے
اور درمیان جہاتِ دنیا کے کچھ تعارض واقع ہو تو اس وقت
ترجیح دین کی دنیا پر واجب ہے کہ دین سلامت رہے۔ ابن کثیر
وفتح۔ کیونکہ بخاری شریف میں ہے لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى
أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ ۝
یعنی نہ مومن ہوگا کوئی تم میں کا جب تک کہ اس کے دل میں میری
محبت باپ سے اور اولاد سے اور سارے جہاں سے زیادہ نہ ہو۔ فقط
ف۲ طائف اور مکہ شریف کے درمیان حُنین ایک مشہور مقام ہے
جہاں قوم ہوازن رہتی تھی۔ رمضان ۸ھ میں آپؐ نے مکہ فتح کیا۔
ابھی مکہ کے انتظام میں ہی مشغول تھے کہ ہوازن کے حملہ کی خبر پہنچی
چنانچہ آپؐ نے بارہ ہزار جرّار لشکر ان کے لئے تیار کیا جن میں
دس ہزار تو وہ لوگ تھے جو مدینہ سے بغرض فتح مکہ آپؐ کے ساتھ
آئے تھے اور دو ہزار اُن لوگوں سے جو فتح مکہ کے روز مسلمان
ہوئے تھے۔ ان ہی میں سے ابو سفیان رضی اللہ عنہ بھی تھے
جو احد و خندق میں کفار کے سپہ سالار تھے اور فتح مکہ میں مسلمان
ہوئے تھے۔ چند ہی روز میں ان کا ایمان اور اخلاص ایسا مضبوط
ہوگیا کہ حنین میں ان سے بہت سی خدمات نمایاں صادر ہوئیں
بلکہ ایسے موقع پر بھی وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہے

کہ تمام فوج منتشر ہوگئی تھی جس کا بیان آتا ہے۔ خیر آپ بِسْمِ
اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا کہہ کر بغرض رفع حملہ ہوازن کے مقام پر
پہنچے۔ جونہی پہنچے تھے کہ ابھی کوئی جنگ کی تیاری بھی نہ تھی کہ ناگاہ
بے خبری میں اقوامِ ہوازن نے جو بڑے جنگ جُو تیر انداز تھے
مسلمانوں پر بڑے زور سے تیر برسائے جس سے فوجی نظام میں
خلل آگیا اور صحابہ قریب قریب تمام منتشر ہوگئے مگر عباسؓ اور
ابو سفیانؓ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے ہم رکاب
تھے۔ ادھر یہ شہرت ہوگئی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
شہید ہوگئے۔ ایسی بے قراری کے وقت بھی آپ کی قومی شجاعت
اور خدائی وعدوں پر بھروسہ کا یہ عالم تھا کہ آپؐ بجائے گھبراہٹ
کے بلند آواز سے پکار رہے تھے أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ
یعنی میرے پیچھے نہ ہٹنے کی دو وجہ ہیں۔ ایک تو یہ کہ میں نبی ہوں خدا نے
مجھ سے وعدۂ نصرت کیا ہوا ہے۔ دوم یہ کہ میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں
ہماری قومی شجاعت بھی (بحمد اللہ) اس امر کی مقتضی ہے کہ میدان جنگ
سے پیچھے نہ ہٹیں۔ آخر بحکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس رضی اللہ
عنہ نے صحابہ کرام کو پکار کر کہا اے مہاجرو! اے شجرہ کے نیچے بیعت کرنیوالو
اے انصاریو! چلو، بھاگو، لپکو، رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں
چنانچہ مسلمان پھر جمع ہوگئے اور بحکم خدا باقاعدہ ایک ہی حملہ میں سب
کافر مغلوب ہوگئے۔ اس جنگ کی مختصر سی کیفیت اور ابتدائی شکست کی
وجہ خدائے تعالیٰ نے ان آیات میں بیان فرمائی ہے مختصر یہ کہ صحابہ رضؓ
کو اپنی کثرت کی وجہ سے بتقاضائے بشریت توکل علی اللہ میں فرق
آگیا تھا اس پر یہ تکلیف ہوئی۔ سچ ہے ؎ ایں سعادت بزورِ
بازو نیست ⁂ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ۔ بعد فتح کے یہ لوگ مسلمان
ہوگئے تو اُن کے قیدی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو
دیدیئے اور مسلمانوں کی قید سے آزاد کر دیئے گئے فقط ف۳ یعنی
آیندہ کے لئے ان کا حج اور زیارت ہی بند نہیں بلکہ مسجد حرام کے حدود
میں ان کا داخلہ بھی بند ہے تاکہ شرک وجاہلیت کے اعادہ کا کوئی امکان
باقی نہ رہے۔ یہ آیت ۹ھ میں نازل ہوئی۔ اسی سال آپؐ نے
بذریعہ حضرت علی وحضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما مجمع حج میں اعلان کرا دیا
کہ أَلَا لَا يَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفَنَّ فِي الْبَيْتِ عُرْيَانٌ
کہ آیندہ کوئی مشرک کافر حج وعمرہ کی غرض سے بیت اللہ میں داخل
نہ ہو اور نہ کوئی ننگا شخص بیت اللہ کا طواف کرے کیونکہ ان کے
قلوب شرک وکفر کی نجاست سے اس قدر پلید اور (باقی برصفحہ ۲۷۲)

؎ کا مفعول فیہ ہوا ای واذکر دا یوم حنین من جملۃ تلک المواطن حنین۔ مکہ اور طائف کے درمیان ایک وادی ہے جہاں مسلمان ہوازن وثقیف سے
معرکہ آرا ہوئے۔ ؎ إِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ۔ نجس مصدر ہے اور اس کا حمل المشرکون پر یا تو مبالغۃً ہے یعنی گویا کہ وہ عین نجاست ہیں یا مضاف
محذوف مانا گیا ہے ای ذو نجس بعض اہل لغت کا قول ہے کہ نجس کا لفظ مذکر و مؤنث اور مفرد و جمع سب میں یکساں مستعمل ہوتا ہے بولا کرتے ہیں رجل
نجس وقوم نجس وفلان نجس وامراۃ نجس۔ ؎ عَيْلَةً۔ اس کے معنے ہیں فقر واحتیاج کے بولا کرتے ہیں عال الرجل عیلۃ اذا افتقر۔

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا

لڑائی کرو ان لوگوں سے جو نہیں ایمان لاتے ساتھ اللہ کے اور نہ ساتھ دن پچھلے کے اور نہیں

اہل کتاب میں سے ان لوگوں کے ساتھ لڑائی کرو۔ جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ یوم آخرت پر ایمان

يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ

حرام جانتے اس چیز کو کہ حرام کیا ہے اللہ نے اور رسول اس کے نے اور نہیں قبول کرتے دین

رکھتے ہیں نہ ان اشیاء کو حرام خیال کرتے ہیں۔ جو خدا[1] اور اس کے رسول نے

الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ اُوتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ

سچے کو ان لوگوں سے کہ دیئے گئے ہیں کتاب یہاں تک کہ دیویں جزیہ ہاتھ اپنے

حرام قرار دی ہیں۔ اور نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں حتی کہ وہ اپنے ہاتھوں سے

يَدٍ وَّهُمْ صٰغِرُونَ ﴿۲۹﴾ وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ ع ۵ ۱۰

سے اور وہ ذلیل ہوں وا اور کہا یہود نے عزیر بیٹا اللہ کا ہے اور کہا

جزیہ دیں اور ذلیل و خوار ہوں اور یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔ اور نصاریٰ

النَّصٰرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِئُونَ

نصاریٰ نے مسیح بیٹا اللہ کا ہے یہ ہے بات ان کی ساتھ مونہوں اپنے کے مشابہ ہو لیتے ہیں

نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں۔ ان سے پہلے کافروں نے

قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ ۚ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُونَ ﴿۳۰﴾

بات سے ان لوگوں کے جو کافر ہوئے پہلے ان سے مار لیو ان لوگوں کو اللہ کہاں سے بہلائے جاتے ہیں

جو کچھ کہا تھا یہ اس کی نقل کرتے ہیں۔ اللہ ان کو تباہ کرے۔ وہ کدھر کو بہکے چلے جا رہے ہیں

اِتَّخَذُوا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ وَالْمَسِيحَ

پکڑا انہوں نے عالموں اپنوں کو اور درویشوں اپنوں کو پروردگار سوائے اللہ کے اور مسیح

انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں کو اور مشائخ کو اپنا رب بنا رکھا ہے اور مسیح ابن مریم

ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَا اُمِرُوا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَا اِلٰهَ اِلَّا

بیٹے مریم کے کو اور نہیں حکم کئے گئے مگر یہ کہ بندگی کریں معبود ایک کو نہیں کوئی معبود مگر

کو بھی حالانکہ ان کو صرف اسی قدر حکم تھا کہ وہ صرف ایک خدا کی عبادت کریں اسکے[۵] سوا کوئی معبود نہیں

هُوَ ۚ سُبْحٰنَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۳۱﴾ يُرِيدُونَ اَنْ يُّطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ

وہ پاکی ہے اس کو اس چیز سے کہ شریک کرتے ہیں وا ارادہ کرتے ہیں کہ بجھا دیں روشنی اللہ کی کو

پاک ہے وہ ان چیزوں سے جنہیں یہ لوگ اسکے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کا نور

بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّا اَنْ يُّتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ ﴿۳۲﴾

ساتھ مونہوں اپنے کے اور نہیں قبول رکھتا اللہ مگر یہ کہ پورا کرے روشنی اپنی کو اور اگرچہ ناخوش رکھیں کافر ۳

بجھا دیں اور اللہ نہیں چاہتا مگر یہ کہ وہ اپنے نور کو مکمل کرے اگرچہ منکران حق اس بات کو ناپسند ہی کریں۔

هُوَ الَّذِي اَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ

وہی ہے جس نے بھیجا رسول اپنے کو ساتھ ہدایت کے اور دین حق کے تو کہ غالب کرے اسکو

(لوگو! اللہ) وہی ذات ہے جس نے اپنے رسول کو (سامان) ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا ہے تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کرے

حل لغات۔

[1] حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ جزیۃ بوزن فعلۃ۔ وہ چیز جو معاہد اپنے عہد پر دیتا ہے۔ یہ مشتق ہے جزٰی یجزی سے بولا جاتا ہے جزی دینہ ای قضاہ عن ید حال ہے یعطوا کے فاعل سے۔ والمراد عن ید مواتیۃ مطیعۃ صاغرون ماخوذ ہے صغار سے اور صغار رکھتے ہیں ذلت و ہوان کو

(بقیہ صفحہ ۲۶۱) گندے ہیں کہ اس سبب سے بڑے مقدس مقام اور مرکز توحید و ایمان میں داخل ہونے کے لائق ہی نہیں ہیں۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیرۃ العرب سے مشرکین اور یہود و نصاریٰ سب کے نکال دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہ حکم عملاً نافذ ہوا۔ آیت ہٰذا نازل ہونے پر بعض کا خیال ہوا کہ پھر تو ہماری تجارت کا مندا ہو جائے گا۔ اللہ نے فرمایا فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللّٰهُ مِن فَضْلِهِ اللہ اور بہت سی ایسی صورتیں پیدا کر کے تم کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا تم ڈرو نہیں فقط۔

(فوائد صفحہ ھٰذا) ف۱ پہلے حکم ہوا کہ مشرکوں سے لڑو اور ملک سے نکالو۔ اب حکم ہوا اہل کتاب سے لڑائی کا کہ یہ بھی دین حق سے منکر ہیں اور اللہ کو و آخرت کو جیسا چاہیے نہیں مانتے لیکن ان سے جزیہ قبول رکھا بشرطیکہ ادنےٰ اعلیٰ سب ذلیل ہو کر جزیہ دیا کریں باقی عرب کے مشرکوں سے جزیہ ہرگز قبول نہیں اور جہاں کے مشرک سے قبول ہے۔ جزیہ ہر مہینہ پانچ آنے یا دس آنے یا سوا روپیہ موافق حال کے۔ اور ذلیل رہنا یہ کہ سواری میں، لباس میں، راہ چلنے میں، ہتھیار باندھنے میں مسلمان کی برابری نہ کرے اور بھی بہت سے بند و بست ہیں (موضح، جہاد کا بیان ۱۶۲ و $\frac{۲۶۵}{۲۶۶}$ میں بھی ہے۔

ف۲ عدی بن حاتم عہد جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے۔ جب انکو اسلام کی دعوت پہنچی تو یہ بھاگ کر شام چلے گئے مگر قسمت کی بات کہ ایک دن مسلمانوں کی قید میں آ گئے اور ان کی بہن بھی قید ہو گئی۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب ان کی شرافت نسبی کا حال معلوم کیا تو انکی بہن کو نہ صرف آزاد کیا بلکہ ان کو کچھ رقم بھی بطور امداد دی۔ چنانچہ یہ اپنے بھائی عدی کے پاس گئیں اور انھیں اسلام کی رغبت دلائی اور اخلاقِ نبوت کو بیان کیا جن سے یہ متأثر ہو کر مدینہ چلے آئے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ان کی ملاقات ہوئی تو یہ گردن میں چاندی کی صلیب ڈالے ہوئے تھے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام آیت شریفہ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ الخ کی تلاوت فرما رہے تھے۔ عدی نے یہ آیت سن کر کہا کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے علماء و درویشوں کی عبادت نہیں کی۔ اس پر آپؐ نے فرمایا ہاں سنو! ان کے حرام کئے ہوئے کو حرام جاننا اور ان کے حلال کردہ کو حلال سمجھنا یہی ان کا رب پکڑنا ہے۔ پھر آپؐ نے عدی پر اسلام پیش کیا اور وہ بخوشی مسلمان ہو گئے (مسند احمد۔ ابن جریر) اس آیت اور حدیث میں وہ لوگ خوب غور کریں جو اپنے پیر کے یا امام کے قول پر ایسے اڑے رہتے ہیں کہ اس کے خلاف کوئی آیت یا حدیث پیش ہو تو یہ جواب دیتے ہیں کہ اسکا مطلب یہ نہیں ہوگا یا یہ روایت صحیح نہ ہوگی یا اس میں کوئی رمز پوشیدہ ہوگا ورنہ ہمارے پیشوا ایسے بزرگ ہو کر ان کے خلاف کبھی نہ کرتے۔ ایسے لوگوں کو اس آیت و حدیث میں انصاف کی نظر سے غور کر لینا چاہئے اور بزرگوں کے ذمہ بوجھ نہیں ہے کیونکہ جتنے اولیاء اللہ اور امام و مجتہد گزرے ہیں ہمیشہ سب کو نصیحت اور وصیت کر گئے ہیں کہ اللہ اور رسولؐ کی تابعداری کرنا اور ان کے حکم کے خلاف کسی کا قول و فعل ہو اس کو فوراً چھوڑ دینا، پس وہ سب بری الذمہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی ان سب پر رحمت ہو، آمین (م حدیث التفاسیر) معلوم ہوا کہ حلت و حرمت اشیاء میں نری کسی عالم یا درویش کے قول بے سند پر چلنا گویا ان کو خدا ٹھیرانا اور ان کی عبادت کرنا ہے۔ یہ بلا اس امت میں بھی آ گئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ یاد رہے شرک کے لئے یہی ضروری نہیں کہ کسی کو خدا کہہ کر پوجے بلکہ جب حلال و حرام وغیرہ احکام میں کسی کا قول بلا سند کتاب و سنت کے مانے تو یہ مقلد اس کا عابد اور وہ اس کا معبود ہوا کیونکہ حدیث عدی و قول عباس اس پر دلیل صریح ہے اس کی مثال فقہاءِ امت میں یہ ہے کہ سود کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے سود خوار اللہ و رسول کا محارب ہے اور حکم عام تحریم ربا بلا تخصیص وارد ہے۔ اب جس نے کہا کہ دار الحرب میں یہ درست ہے اس نے خدا و رسول کی صریح مخالفت کی۔ اب جو عامی یا عالم اس قول کو قبول کرے اور فتوی مذہب کا سمجھ کر عمل کرے وہ عابد اس مفتی کا ہوا اور مصداق اس آیت کا ٹھیرا اس پر شرک ثابت ہو گیا کیونکہ اس نے اپنے امام و مفتی کے کہنے سے حرام کو حلال سمجھا۔ اس کو تقلید مذہب کہتے ہیں۔ صاحب فتح البیان و تفسیر کبیر نے اس مقام پر تقلید شخصی کی خوب تردید فرمائی ہے (از افادات حضرت شیخ الحدیث والقرآن مولانا حافظ عبدالستار صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)۔

ف۳ نور سے مراد قرآن و حدیث ہے چراغ کی طرح ہے مخالف اسے بجھانا چاہتے ہیں اپنے اقاویل و کتب (باقی فائدہ بر صفحہ ۲۶۳)

والمعنی ان الجزیۃ توخذ منہم علی الصغار والذل والھوان۔ ۲ عُزَيْرٌ ابْنُ اللّٰهِ۔ عزیر مبتدا ابن اللہ خبر۔ مبتدا خبر ملکر قالت کا مقول۔ یہود اور لوط کی طرح منصرف ہے۔ ۳ يُضَاهِـُٔوْنَ۔ مضاہاۃ کہتے ہیں مشابہۃ کو اور یہ ہمزہ اور بغیر ہمزہ دونوں طرح سے منقول ہے جیسے ارجیت اور ارجأت بولا کرتے ہیں ضاہیت ضہیا و مضاہاۃ و ضاہأتہ مضاہاۃ۔ ۴ يُؤْفَكُوْنَ۔ اِفک کے لغوی معنےٰ ہیں پھر جانے کے بولا جاتا ہے افک الرجل عن الخیر ای قلب وصرف رجل مافوک ای مصروف عن الخیر بہتان کو افک کہنے کی یہی وجہ ہے کہ کسی پر بہتان لگانے والا حقیقت میں حق سے پھرا ہوا ہوتا ہے تو اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ کے معنے ہیں کیف یصرفون عن الحق۔ ۵ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ۔ اصل میں اطفاء کہتے ہیں آگ کی لپٹ دور کرنے کو بولا کرتے ہیں اطفأ النار ای ازال لہبہا مگر پھر مطلق ازالہ نور میں مستعمل ہونے لگا۔

عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اوپر دین سب کے اور اگرچہ ناخوش رکھیں مشرک ۳۴ اے لوگو جو ایمان لائے

اگرچہ مشرکوں کو یہ بات ناپسند ہی کیوں نہ ہو۔ اے ایمان والو بہت سے

اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ

ہو۔ تحقیق بہت عالموں میں سے اور فقیروں میں سے البتہ کھا جاتے ہیں مال

علماء اور مشائخ اہل کتاب لوگوں کا مال ناجائز طریق سے کھاتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ سے

النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ

لوگوں کے ساتھ جھوٹ کے اور بند کرتے ہیں راہ خدا کی سے اور جو لوگ کہ

روکتے ہیں، اور وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں۔ اور اس کو اللہ

يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ

جمع کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اس کو بیچ راہ اللہ کے

کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (اے نبیؐ) ان کو دردناک عذاب کی

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾ ۙ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ

پس خوشخبری دے انکو ساتھ عذاب درد دینے والے کے ۳۵ جس دن کہ گرم کیا جاویگا اوپر اس کے بیچ آگ

خوشخبری سنا دیجئے۔ جس روز ان (خزانوں) کو جہنم کی آگ میں تپا کر

جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ

دوزخ کے پس داغ دیئے جاویں گے ساتھ اس کے ماتھے اور کروٹیں ان کی اور پیٹھیں ان کی

گرم کیا جائے گا پھر انکے ماتھے کروٹیں اور پیٹھیں ان سے داغ دیجائینگی (اور کہا جائے گا کہ) یہ ہے وہ

هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾

یہ ہے جو جمع کیا تھا تم نے واسطے جانوں اپنی کے پس چکھو جو کچھ کہ تھے تم جمع کرتے

جو کچھ کہ تم نے اپنے لئے جمع کر رکھا تھا۔ سو جو کچھ جمع کیا کرتے تھے اس کا مزہ چکھو

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ

تحقیق گنتی مہینوں کی نزدیک اللہ کے بارہ مہینے ہیں ۳۶ بیچ کتاب اللہ کے

بلاشبہ اللہ کی کتاب میں اس دن سے کہ جب اس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا

يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ

جس دن پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو ان میں سے چار مہینے حرام ہیں یہ ہے

کیا تھا۔ مہینوں کی گنتی اس کے ہاں بارہ مہینے (چلی آتی) ہے۔ ان میں چار مہینے

الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا

دین قائم پس مت ظلم کرو بیچ ان کے آپس میں اور لڑو

ادب و حرمت کے ہیں۔ یہی پختہ دین ہے۔ سو ان مہینوں میں اپنے اوپر ظلم نہ کرنا۔ اور

الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَاعْلَمُوْۤا

مشرکوں سے اکٹھے جیسا لڑتے ہیں تم سے وہ اکٹھے اور جانو یہ کہ

سب مل کر مشرکوں سے لڑو۔ جس طرح کہ وہ سب تم سے لڑتے ہیں۔ اور خوب جان لو

حل لغات۔ ۱؎ يَكْنِزُوْنَ۔ کنز کے اصلی معنی ہیں جمع کرنے کے۔ جب ایک چیز کو دوسرے کے ساتھ جمع کرتے ہیں تو کنز بعضہ الی بعض بولا کرتے ہیں۔ مکنوز جمع کی ہوئی چیزیں۔ ہذا جسم مکتنز الاجزاء ای مجتمع الاجزاء۔ ۲؎ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ یوم منصوب ہے عذاب الیم یا فعل مضمر کی وجہ سے یعنی یعذبون

(بقیہ فائدہ صفحہ ۲۷۲) باطل سے ۔کوئی سورج و چاند کی روشنی کو پھونک مار کر بجھانا چاہے بھلا وہ کہیں ۔بجھ سکتی ہے اسی طرح کتاب و سنت کو کون مٹا سکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ حامی و مددگار ہو فقط

(فوائد صفحہ ھذا) ف۱ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا قرآن اور معجزات و دین حق دے کر تو کہ غالب کرے اس دین کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تمام ادیان پر یعنی اور سب ادیان کو منسوخ کر دیں۔امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کو سارے دینوں پر غالب کر دیا اس طرح پر کہ ہر سننے والے پر ظاہر کر دیا کہ حق یہی ہے اور جو دین کہ برخلاف اس دین کے ہے وہ باطل ہے بعض نے کہا کہ دنیا میں کوئی ملک ایسا کم ہوگا جہاں اسلام نہیں پہنچا (جامع و فتح) اسی واسطے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین پر کوئی گھر باقی نہ رہے گا جس میں اسلام کا کلمہ نہ پہنچ جائے ساتھ عزت عزت دینے والے کے یا ذلت ذلت دینے والے کے ۔پھر یا تو اُن کو اللہ تعالیٰ عزت دے گا یعنی وہ مسلمان ہو جائیں گے یا ذلیل کرے گا یعنی وہ اسلام قبول نہ کریں گے مگر ان کو اسلام کی ماتحتی کرنی ہوگی۔راوی کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کو سُنکر یہ کہا کہ پس سب جگہ اسلام کا غلبہ ہو جائے گا۔الفاظ حدیث یہ ہیں لَا يَبْقَىٰ عَلَىٰ ظَهْرِ الْأَرْضِ بَيْتُ مَدَرٍ وَّلَا وَبَرٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ كَلِمَةَ الْإِسْلَامِ بِعِزِّ عَزِيْزٍ وَّذُلِّ ذَلِيْلٍ إِمَّا يُعِزُّهُمُ اللّٰهُ فَيَجْعَلُهُمْ مِّنْ أَهْلِهَا أَوْ يُذِلُّهُمْ فَيَدِيْنُوْنَ لَهَا قُلْتُ فَيَكُوْنُ الدِّيْنُ كُلُّهُ لِلّٰهِ (مشکوٰۃ کتاب الایمان۔احمد)

ف۲ اللہ نے فرمایا بہت عالم و درویش لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں۔لفظ کثیر دال ہے اس امر پر کہ تھوڑے علما ایسے بھی ہیں جو ایسا مال نہیں کھاتے اور حق کو باطل سے نہیں ملاتے۔اکل باطل سے وہ مذہبی و درسی کتابیں بھی ہیں جو خلاف کتاب و سنت ہیں مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں اور ملا مولوی ان کے پڑھنے پڑھانے پر مالداروں سے تنخواہ وغیرہ لے کر اپنا حلوا مانڈھا سیدھا کرتے ہیں۔ایسے ہی مالدارول اور ملا مولویوں نے دین کا ستیاناس کر دیا۔موضح میں ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا یہ کہ زکوٰۃ اور قرض اور حق دار کا حق دیتا رہے مسلم وغیرہ میں ہے کہ جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے اسکا مال قیامت کے دن آگ کی تختیوں جیسا بنا دیا جائے گا اور اس سے اسکی پیشانی، پہلو اور کمر داغی جائے گی۔پچاس ہزار سال تک اس کا یہی حال رہے گا جب تک لوگوں کا فیصلہ ہو۔اس کے بعد اس کو اس کی منزل (جو بھی عند اللہ مقرر ہے) کی طرف راہ دکھا دی جائے گی۔مسند احمد میں ہے کہ جب یہ آیت اُتری تو صحابہ میں بڑا چرچا ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اس لئے مقرر فرمائی ہے کہ بعد کا مال پاک ہو جائے۔میراث کا مقرر کرنا بتلا رہا ہے کہ مال جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سُن کر مارے خوشی کے تکبیریں بلند کرنے لگے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو! بغور سنو! میں تمھیں بہترین خزانہ بتلاتا ہوں اور وہ نیک عورت ہے کہ جب اسکا خاوند اس کی طرف نظر ڈالے تو وہ اسے خوش کر دے اور جب حکم دے فوراً بجالائے اور جب وہ موجود نہ ہو تو اپنے نفس اور اس کے گھر کی حفاظت کرے۔ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس مال کی زکوٰۃ دیدی جائے وہ اگر ساتوں زمین کے نیچے بھی دفن ہو تو وہ کنز کی وعید میں نہیں ہے۔ اور جس کی زکوٰۃ نہ دی جاتی ہو وہ گو زمین پر پھیلا پڑا ہو تو وہ آیت کی وعید میں مذموم ہے۔ابن عباس و ابوہریرہ رضی اللہ عنہما وغیرہما سے بھی یہی مروی ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں وہ مال مراد ہے جس کی زکوٰۃ نہ ادا کی جائے۔بے زکوٰۃ کے مال سے مالداروں کو داغا جائے گا (م ابن کثیر)

ف۳ محرم۔صفر۔ربیع الاول۔ربیع الآخر۔جمادی الاولیٰ۔جمادی الاخریٰ۔رجب۔شعبان۔رمضان۔شوال۔ذیقعدہ۔ذی الحجہ۔قمری سال کے یہ بارہ مہینے ہیں فقط

ابو عمار عبد القہار غفر لہ و لوالدیہ الغفار۔آمین۔

★ یا ذکر محذوف کی وجہ سے۔یحمٰی علیہا اصل میں تھا تحمی النار! حار کو نار کی صفت مبالغۃً قرار دے کر النار کو لفظوں سے حذف کر دیا اور فعل کو جار مجرور کی طرف منسوب کر دیا پھر صیغہ تانیث تذکیر کی طرف منتقل ہو گیا جیسے رفعت القصۃ الی الامیر کی جگہ رفع الی الامیر بولا جاتا ہے۔ ۲؎ فتکوٰی۔کیّ سے لیا گیا ہے اور کیّ کہتے ہیں جسم کو آگ سے داغ دینے کو۔ ۳؎ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ الخ اِنّ کا اسم۔اثنا عشر خبر۔شہرا تمیز۔فی کتاب اللہ ایک محذوف کے متعلق ہو کر خبر کی صفت۔تقدیرہ اثنا عشر شہرا مثبتۃ فی کتاب اللہ یوم خلق السموٰت والارض الخ کتاب کے متعلق۔

اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۶﴾ اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِى الْكُفْرِ

اللہ ساتھ پرہیزگاروں کے ہے - ۱ سوائے اسکے نہیں کہ آگے پیچھے کر لینا زیادتی ہے بیچ کفر کے گمراہ

کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے - بیشک (کفار کا) مہینوں کو آگے پیچھے کرنا (اپنے) کفر میں (اور) اضافہ

يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا

کئے جاتے ہیں ساتھ اس کے وہ لوگ جو کافر ہوئے - حلال کرتے ہیں اس کو ایک برس اور حرام کرتے ہیں اس کو ایک برس

کرتا ہے کفار اس کی وجہ سے گمراہ ہوتے رہتے ہیں وہ کسی سال اس مہینے کو حلال سمجھ لیتے ہیں اور کسی سال حرام

لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ؕ زُيِّنَ

تو کہ موافقت کریں گنتی کو اس چیز کے کہ حرام کیا ہے اللہ نے پس حلال کریں وہ چیز کہ حرام کیا ہے اللہ نے زینت دیے گئے ہیں

قرار دے لیتے ہیں تاکہ ان مہینوں کی گنتی پوری کر لیں جو اللہ نے حرام قرار دے رکھے ہیں پھر اس مہینے کو حلال سمجھ

لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ ع ۵ ۸ ۱۱

واسطے ان کے برے اعمال ان کے اور اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم کافروں کو ۲

لیتے ہیں جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے انکی بدکرداریاں انہیں بھلی معلوم ہوتی ہیں اور اللہ کافروں کو راہ ہدایت نہیں دکھاتا -

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِىْ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو کیا ہے واسطے تمہارے جس وقت کہ کہا جاتا ہے واسطے تمہارے کہ نکلو

اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں کوچ کرو تو تم زمین پر گرے جاتے ہو

سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ

بیچ راہ اللہ کے بوجھل ہو جاتے ہو طرف زمین کی کیا راضی ہوئے ہو تم ساتھ زندگانی

کیا تم آخرت کے مقابلے میں دنیوی زندگی پر خوش ہو گئے ہو - (یاد رکھو) کہ

الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ

دنیا کے آخرت سے پس نہیں فائدہ زندگانی دنیا کا بیچ آخرت کے

دنیوی زندگی کا مال و متاع آخرت کے مقابلے میں بہت ہی

اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ۬ وَّيَسْتَبْدِلْ

مگر تھوڑا ۳ اگر نہ نکلو گے عذاب کرے گا تم کو عذاب درد دینے والا اور بدل لاوے گا

حقیر ہے اگر تم کوچ نہ کرو گے تو اللہ تمہیں دردناک سزا دے گا - اور تمہاری جگہ

قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ

قوم سوائے تمہارے اور نہ ضرر کرو گے اس کو کچھ اور اللہ تعالیٰ اوپر ہر چیز کے

کسی دوسری قوم کو لے آئے گا - اور تم اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے اور اللہ ہر بات پر

قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ

قادر ہے - ۴ اگر نہ مدد دو گے تم اسکو پس تحقیق مدد دی ہے اسکو اللہ نے جس وقت نکال دیا تھا اسکو ان لوگوں

قدرت رکھتا ہے اگر تم نے رسول اللہ کی مدد نہ کی تو (یاد رکھو کہ) اللہ آپ کی اس وقت مدد کر چکا ہے -

كَفَرُوْا ثَانِىَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِى الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ

نے کہ کافر ہوئے دوسرا دو میں کا جس وقت کہ وہ دونوں بیچ غار کے تھے جس وقت کہ کہتا تھا

جبکہ کافروں نے انکو وطن سے نکال باہر کیا تھا اس حالت میں کہ دو میں ایک آپ تھے جب کہ وہ دونوں غار میں تھے اور آپ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کر بیشک اللہ ہمارے

حل لغات -
۱ اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ
نسیئ بوزن نذیر و نکیر
مصدر ہے معنی ہیں
انسار کے اور انسار
کہتے ہیں پیچھے ہٹانے
کو بولا کرتے ہیں نسأت
الابل عن الحوض
انسأها نسأ اخرتها
عنہ النسیئۃ والنسیٔ
اسم - اور اسی سے
ہے انسأ اللہ فلانا
اجلہ قرض کو نسیہ
اسی واسطے کہتے ہیں
کہ اس میں تاخیر ہوتی
ہے - اس میں دو لغت
اور بھی ہیں ایک نسیّ
بغیر ہمزہ مع تشدید
یا دوسرے نسی
بے ہمزہ مع خفت

الیاء ۲ اِثَّاقَلْتُمْ اصل میں تھا تثاقلتم - اس کی تعلیل کو فادارأتم اور قالوا اطیرنا پر قیاس کر لو - ۳ اِلَّا تَنْفِرُوْا - نفر کے لغوی معنی ہیں امر واجب کی تعمیل کے لئے کسی موضع کی طرف نکلنا - نفیر وہ قوم جو دشمن کے مقابلہ کیلئے نکلتی ہے اسی سے ہے فلان لا فی العیر ولا فی النفیر -

ف۱ مسند احمد میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا کہ زمانہ گھوم کر اپنی اصلی مرکزیت پر آ گیا ہے۔ سال کے بارہ مہینے ہوتے ہیں جن میں ذیقعدہ۔ ذی الحجہ۔ محرم۔ رجب چار ماہ حرمت والے ہیں۔ پھر آپؐ نے تفصیل کے ساتھ بتلایا کہ یاد رکھو تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم میں آپس میں ایسی ہی حرمت والی ہیں جیسی حرمت اور عزت تمہارے اس دن کی اس ماہ کی اور اس شہر کی ہے۔ یاد رکھو تم اپنے رب سے ملو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کا حساب لے گا۔ سنو! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ بتاؤ! کیا میں نے تبلیغ کر دی؟ سنو! تم میں جو موجود ہیں انکو چاہئے کہ وہ غیر موجودین کو میرا پیغام پہنچا دیں۔ بہت ممکن ہے کہ جسے وہ پہنچائے وہ ان بعض سے بھی زیادہ یاد رکھنے والا ہو۔ مکہ کے کافروں نے ایک گمراہی نکالی تھی کہ آپس میں لڑتے۔ اس میں آ جاتا محرم کا مہینہ اسکو ہٹا دیتے، کہتے اب کے برس صفر پہلے آیا محرم پیچھے آوے گا تو ماہ حرام میں لڑتے اس حیلہ سے۔ یہ امر حق تعالیٰ نے فرمایا (موضح القرآن)

ف۲ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے وقت سے عربوں میں سنہ قمری چلا آتا تھا۔ عربوں نے مصالح دنیوی کو ترجیح دیکر یہود و نصاریٰ سے حساب کبیسہ سیکھ لیا اور حج کا زمانہ بحساب شمس متعین کر دیا (کبیسہ کہتے ہیں اصطلاح میں لوند کے دن کو یعنی ۱۱ ۱/۴ دن بحساب سال شمسی کے مقابلہ میں حساب قمری کے جو زائد آتے ہیں انکو تین برس کے بعد جمع کر کے ایک مہینہ لوند کا جو ہندو بڑھاتے ہیں (لغات کشوری)) اور یہ صریح مصالح شریعت میں دست اندازی ہے۔ متعدد علماء نے اس آیت سے مستنبط کیا کہ مسلمانوں پر اپنے معاملات میں سنہ قمری عربی کی پابندی واجب ہے اور سنہ عجمی و سنہ رومی شمسی کی پابندی جائز نہیں (م ماجدی) یعنی بُرے کام کو اچھا سمجھ رہے ہیں۔ جب سمجھ الٹ جائے تو بھلائی کا راستہ کہاں ملے۔

ف۳ یہاں سے مذکور ہے جنگ تبوک کا جب اسلام غالب ہوا اور عرب میں پھیلا۔ شام کے رئیس تھے قوم غسان تابع شاہ روم کے اس فکر میں لگے کہ شاہ روم کو اس طرف لا دیں اور جنگ مچا دیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ہوئی آپ نے ہی انپر قصد کیا اور خط لکھا روم کے شاہ کو دین اسلام کی دعوت پر۔ اس پر ثابت ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت لیکن قوم نے رفاقت نہ کی۔ وہ بھی اسلام سے محروم رہا۔ جب شام والوں نے خبر پائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادہ کو شاہ روم سے ظاہر کیا۔ اس نے مدد کا ذمہ لیا تب ان لوگوں نے اطاعت کی لیکن مسلمان نہ ہوئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی بعد اس کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تمام ملک شام فتح ہوا۔ اس جنگ میں دشمن قوی نظر آیا اور سفر دراز دیکھا اور اسباب کم۔ منافق لگے بہانے لانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو رخصت دی۔ جب اللہ کے فضل سے غالب اور منصور پھر آئے تب منافق شرمندہ ہوئے اس سورت میں اکثر منافقوں کی باتیں بیان ہوئی ہیں (موضح)

یہاں سے معلوم ہوا کہ آخرت پر دنیا کو ترجیح دینا اس کی محبت کرنا بہت بُرا ہے۔ محض دنیا کی محبت کی مذمت احادیث میں بھی وارد ہوئی ہے چنانچہ ارشاد نبویؐ ہے وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَا يَرْجِعُ (مشکوٰۃ کتاب الرقاق) یعنی قسم ہے اللہ کی دنیا آخرت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں مگر ایسی کہ کوئی اپنی انگلی سمندر میں تر کر کے دیکھے کہ سمندر کے مقابلہ میں جو انگلی پر لگا ہے وہ کتنا ہے۔ ایک روایت میں ہے مَنْ أَحَبَّ دُنْيَاهُ أَضَرَّ بِآخِرَتِهِ وَمَنْ أَحَبَّ آخِرَتَهُ أَضَرَّ بِدُنْيَاهُ فَآثِرُوا مَا يَبْقَى عَلَى مَا يَفْنَى (مشکوٰۃ صفحہ ۴۴۳) یعنی جس نے صرف دنیا کو چاہا اس نے اپنی آخرت کا نقصان کر لیا اور جس نے دین کو چاہا اس نے اپنی دنیا کا نقصان کر لیا کیونکہ دینداری میں دنیا کا عیش نہیں ہو سکتا لہٰذا تم کو چاہئے آخرت کے کاموں کو اختیار کرو جو پائیدار اور باقی رہنے والی ہے دنیا جو فنا ہونے والی ہے صرف اسی کو اختیار نہ کرو بلکہ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ کے طالب رہو۔ منتقی باب البیوع صفحہ ۸۵ میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا إِذَا ضَنَّ النَّاسُ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ وَتَبَايَعُوا بِالْعِينَةِ وَاتَّبَعُوا أَذْنَابَ الْبَقَرِ وَتَرَكُوا الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَنْزَلَ اللّٰهُ بِهِمْ بَلَاءً فَلَا يَرْفَعُهُ حَتَّى يُرَاجِعُوا دِينَهُمْ یعنی جب لوگ روپے پیسے کی محبت میں پھنس جائیں گے اور بیعانہ پر سودا کرنے لگیں گے اور کھیتی باڑی، جانوروں و دنیاوی کاروبار میں ہی دل لگا لیں گے اور جہاد سے بے فکر ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ انپر مصیبتیں فتنے پریشانیاں اتارے گا کہ پھر وہ دور نہ ہونگی جب تک کہ اپنے دین پر قائم و مضبوط نہ ہو جائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا لِي وَلِلدُّنْيَا وَمَا أَنَا وَالدُّنْيَا إِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا (مشکوٰۃ صفحہ ۴۴۲) یعنی مجھ کو دنیا سے کیا سروکار میرا معاملہ دنیا کے ساتھ تو ایسا ہے جیسا کوئی راہ گیر کسی درخت کے نیچے تھوڑی دیر آرام لے کر چلتا ہوا اور بس۔ ترغیب صفحہ ۵۷۵ میں ہے دَعُوا الدُّنْيَا لِأَهْلِهَا دَعُوا الدُّنْيَا لِأَهْلِهَا دَعُوا الدُّنْيَا لِأَهْلِهَا مَنْ أَخَذَ مِنَ الدُّنْيَا أَكْثَرَ مِمَّا يَكْفِيهِ أَخَذَ حَتْفَهُ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ یعنی چھوڑ دو دنیا کو دنیا والوں کیلئے (تین مرتبہ یہ لفظ فرمایا) (باقی برصفحہ ۲۷۵)

لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ سَكِيۡنَتَهٗ

واسطے رفیق اپنے کے مت غم کھا تحقیق اللہ ساتھ ہمارے ہے پس اتاری اللہ نے تسکین اپنی اوپر

ساتھ ہے۔ سو اللہ نے اپنی طرف سے آپ پر تسکین (قلب کی نعمت) نازل فرمائی ۔ اور ایسے

عَلَيۡهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوۡدٍ لَّمۡ تَرَوۡهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيۡنَ

اس کے اور قوت دی اسکو ساتھ لشکروں کے کہ نہیں دیکھا تم نے انکو اور کی بات ان لوگوں کی کہ

لشکروں سے آپ کی مدد کی جن کو تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کی بات کو

كَفَرُوا السُّفۡلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الۡعُلۡيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ﴿٤٠﴾

کافر ہوئے نیچی اور بات اللہ کی وہی ہے بلند اور اللہ غالب حکمت والا ہے ول

نیچا کر دیا ۔ اور (در حقیقت) اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے

اِنۡفِرُوۡا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوۡا بِاَمۡوَالِكُمۡ وَاَنۡفُسِكُمۡ

نکلو ہلکے اور بھاری اور جہاد کرو ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے

خواہ تم بے ہتھیار ہو خواہ مسلح (ہر حال میں لڑائی کے لئے) کوچ کرو ۔ اور اپنے مال و جان سے

فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ ذٰ لِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿٤١﴾

بیچ راہ اللہ کے یہ بہتر ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم جانتے

اللہ کی راہ میں جہاد کرو ۔ اگر تمہیں (جہاد کی خوبیوں کا) علم ہو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے

لَوۡ كَانَ عَرَضًا قَرِيۡبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوۡكَ

اگر ہوتا اسباب نزدیک اور سفر میانہ البتہ چلتے پیچھے تیرے

اگر بآسانی میسر آجانے والی غنیمت ہوتی یا آسان سفر ہوتا تو (اے پیغمبر اسلام!)

وَلٰكِنۡۢ بَعُدَتۡ عَلَيۡهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَسَيَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ

ولیکن دور لگی ان پر راہ دراز اور البتہ قسم کھاویں گے ساتھ اللہ کے

یہ لوگ یقیناً آپ کے ساتھ ہو لیتے ۔ لیکن انہوں نے تو مسافت ہی کو دور خیال کیا اور ابھی اللہ کی قسمیں

لَوِ اسۡتَطَعۡنَا لَخَرَجۡنَا مَعَكُمۡ ۚ يُهۡلِكُوۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ ۚ وَ

اگر سکتے ہم البتہ نکلتے ہم ساتھ تمہارے ہلاک کرتے ہیں جانوں اپنی کو اور

کھانے لگیں گے ۔ کہ اگر ہم سے بن پڑتا تو ضرور تمہارے ساتھ جاتے (سو اس طرح) یہ لوگ خود اپنے آپ کو

اللّٰهُ يَعۡلَمُ اِنَّهُمۡ لَـكٰذِبُوۡنَ ﴿٤٢﴾ عَفَا اللّٰهُ عَنۡكَ ۚ لِمَ اَذِنۡتَ ع ۵ ۱۲

اللہ جانتا ہے تحقیق وہ البتہ جھوٹے ہیں معاف کرے اللہ تجھ سے کیوں پروانگی

ہلاکت میں ڈال رہے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں اللہ نے آپ کو معاف کر دیا ہے آپ نے ان کو اجازت

لَهُمۡ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيۡنَ صَدَقُوۡا وَتَعۡلَمَ الۡكٰذِبِيۡنَ ﴿٤٣﴾

دی تو نے ان کو یہاں تک کہ ظاہر ہو جاتے واسطے تیرے وہ لوگ کہ سچ بولنے والے ہیں اور جان لیتا تو جھوٹ بولنے والوں کو

ہی کیوں دی جب تک کہ آپ پر سچے لوگوں کی سچائی نہ کھل جاتی اور آپ جھوٹوں کو معلوم نہ کر لیتے

لَا يَسۡتَاۡذِنُكَ الَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ اَنۡ

نہیں پروانگی مانگتے تجھ سے وہ لوگ کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے یہ کہ

جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ آپ سے اپنے مال و جان سے جہاد کرنے کے بارے میں رخصت نہیں چاہتے کہ انہیں

حل لغات۔

لہ خِفَافًا وَّثِقَالًا۔ خفافا اور ثقالا دونوں انفروا کے فاعل سے حال ای علی ای حال کان من یسر وعسر حاصلین بای سبب کان من الصحۃ او المرض او الغنی والفقر او قلۃ العیال وکثرتہم او غیر ذلک۔ لہ سَفَرًا قَاصِدًا ای سہلا قریبا قاصدا کے یہ معنے اس لئے ہوئے کہ افراط وتفریط کے درمیان جو چیز ★

(بقیہ صفحہ ۲۷۴) کیونکہ جس کسی نے ضرورت سے زیادہ جس سے کہ آخرت خراب ہو دُنیا کو لے لی تو اس نے آپ ہی تباہی کی ہے مرنے کے بعد اس کی حقیقت معلوم ہو گی۔ تفسیر حقانی میں ہے کہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اس آیت میں مسلمانوں پر تہدید و تاکید شدید ہے اور یہ بھی بتلایا ہے کہ اگر تم رسول کی مدد نہ کرو گے تو کیا ہو گا۔ اللہ نے اس سخت وقت میں مدد کی ہے کہ جب اس پاس کوئی ظاہری سامان بھی نہ تھا اور وہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا ہے جسکا خلاصہ جو آیت کے الفاظ سے متعلق ہے یہ ہے کہ جب مکہ میں کافروں کا ظلم و ستم حد سے گزر گیا اور دار الندوہ میں جمع ہو کر آپؐ کے قتل کی تدبیر کی

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس راز سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مطلع کیا تو شب کو موقع پاکر دونوں صاحب جبل ثور میں جو مکہ سے تخمیناً تین میل ہے ایک غار میں آ چھپے۔ آپؐ کے ساتھ دوسرے صرف ابوبکر رضؓ تھے ثَانِیَ اثْنَیْنِ۔ اس جگہ تین رات رہے۔ کفار قریش ڈھونڈھتے ہوئے آئے۔ ان کے پاؤں اوپر پھرتے دکھائی دیتے تھے تو ابوبکر رضؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خیال کر کے کہ مبادا گرفتار ہو جاویں غم کرتے تھے جسپر آپؐ فرماتے تھے کہ کچھ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے فقط

ف۲ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبیلہ عرب کو واسطے جہاد کے طلب کیا تھا وہ سُستی اور کاہلی سے نہ نکلے۔ اللہ پاک نے ان سے بارش کو روک لیا، یہ ان کا عذاب ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تم نہ نکلو گے تو ہم دوسری قوم کو لائیں گے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد کریں گے فقط ابو عمار عبد القہار غفرلہٗ

فوائد صفحہ ھٰذا

ف غار کہتے ہیں ثقب عظیم کو جو پہاڑ کے اندر ہو۔ ثور مکہ کے قریب ایک پہاڑ کا نام ہے تقریباً ایک گھنٹہ کا راستہ ہے۔ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ مکہ سے نکل کر اس غار میں جا چھپے تھے۔ یہ قصہ تفصیلاً کتب سیر و حدیث میں مذکور ہے۔ سیاق حدیث ہجرت جو بہت طویل ہے افراد بخاری سے ہے۔ ہوا یہ تھا کہ مکہ سے کافر ڈھونڈھتے ہوئے اس غار پر آن پہنچے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم چھپے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آپ کا رنج و فکر ہوا، نہ اپنا۔ کہنے لگے اگر میں مر جاؤں تو میں نفر ہوں۔ اگر آپ پر صدمہ ہوا تو ساری امت تباہ ہو گی اور دین برباد ہو جائے گا۔ انس و مغیرہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں اللہ نے کفار کو غار سے اندھا کر دیا تھا، اِدھر اُدھر دیکھتے پھرتے تھے، غار میں نہ دیکھا یہ آیت دلیل ہے علو مرتبہ صدیق پر۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو میرا ساتھی ہے غار میں اور حوض کوثر پر۔ اہل علم نے بوجوہ کثیرہ آیت ہٰذا سے فضیلت ابوبکر پر استنباط کیا ہے۔ ان میں رد ہے روافض کا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر طعن کرتے ہیں۔ غرض ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غار میں یہ غم تھا کہ کہیں کوئی شخص مطلع ہو کر آپؐ کو ایذا نہ دے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تسکین دیتے اور فرماتے کیا گمان ہے تیرا ساتھ ان دو شخصوں کے کہ جنکا تیسرا اللہ ہے انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ذکر کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جب کہ ہم اندر غار کے تھے اگر کوئی آدمی ان میں سے اپنے پاؤں کی طرف دیکھے گا تو ہم کو دیکھ لے گا، فرمایا اے ابوبکر رضؓ تیرا کیا گمان ہے ساتھ ان دو شخصوں کے جن کا تیسرا اللہ ہے۔ اس میں بڑی فضیلت ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر بڑے عنوان شائستہ کے ساتھ اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ حسن بن فضل اور کشاف والے نے کہا ہے جس نے کہا کہ ابوبکر رضؓ صاحب رسول نہیں ہیں وہ کافر ہوا بنص قرآن (ابن کثیر و فتح) فتح الباری کا خلاصہ یوں ہے کہ یہاں سے جنگ تبوک کا ذکر ہے۔ ہجرت سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں یہ دیکھا تھا کہ دو پہاڑوں کے بیچ میں کنکریلی زمین ہے اور اس سرزمین پر کھجوریں بہت ہیں وہاں ہجرت کا حکم ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خواب سُن کر کچھ لوگ مدینہ اور کچھ حبشہ چلے گئے تھے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کفار نے بہت تنگ کیا اور انھوں نے اپنے گھر کے صحن میں جو ایک چبوترہ مسجد کی طرح بنا لیا تھا اسپر نماز پڑھنے اور تلاوت قرآن کرنے سے منع کیا تھا تو آپ نے مدینہ کا قصد کیا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھوڑے دنوں تامل کرو شاید مجھ کو بھی ہجرت کا حکم ہو جائے۔ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلاف عادت ٹھیک دوپہر کو حضرت ابوبکر رضؓ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھ کو ہجرت کا حکم ہو گیا۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے کہا کیا مجھ کو بھی؟ آپؐ نے فرمایا ہاں بس اب تم تیاری کر لو۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے کہا میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں ایک آپ رکھئے۔ آپؐ نے فرمایا قیمت سے میں لوں گا چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور (باقی بر صفحہ ۲۷۶)

★ متوسط ہوتی ہے اسے قاصد یا مقتصد کہتے ہیں قال تعالیٰ فمنھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد تو قاصد کے معنے متوسط کے ہوئے اور یہ اس لئے کہ جو چیز کثرت و قلت میں متوسط ہوتی ہے ہر ایک شخص اسی کا قصد کرتا ہے۔ ایلچی کو قاصد کہنے کی یہی وجہ ہے کہ وہ دو شخصوں میں متوسط ہوتا ہے۔

۳ے اَلشُّقَّۃُ مسافت بعیدہ یقال شقۃ شاقۃ والمعنی بعدت علیھم الشاقۃ البعیدۃ۔ پھر مسافت بعیدہ کو شقہ سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ آدمی کو مسافت بعیدہ کا طے کرنا شاق ہوتا ہے اور وہ نہایت مشقت سے طے ہوتی ہے۔

يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ﴿٤٤﴾

جہاد کریں ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے (ف) اور اللہ جانتا ہے پرہیزگاروں کو

(خدمت جہاد سے معاف رکھا جائے) اور اللہ پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے۔

إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

سوائے اس کے نہیں کہ پروانگی مانگتے ہیں تجھ سے وہ لوگ کہ نہیں ایمان لاتے ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے

رخصت تو وہی لوگ طلب کرتے آتے ہیں جو نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں - نہ روز آخرت پر اور

وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ ﴿٤٥﴾ وَلَوْ

اور شک میں ہیں دل ان کے پس وہ بیچ شک اپنے کے متردد ہیں اور اگر

ان کے دل شک وشبہ میں پڑے ہیں سو وہ اپنے شک وشبہ میں پریشان ہیں اور اگر

أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً وَلَٰكِن كَرِهَ اللَّهُ

ارادہ کرتے نکلنے کا البتہ تیار کرتے واسطے اسکے سامان ولیکن ناخوش رکھا اللہ

وہ (میدان جنگ میں) نکلنے کا ارادہ رکھتے تو اس کی کوئی تیاری بھی کرتے۔ لیکن اللہ نے ان کا اٹھنا پسند

انبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقَاعِدِينَ ﴿٤٦﴾ لَوْ

نے اٹھنا ان کا پس کاہلی سے بند کیا انکو اور کہا گیا بیٹھ رہو ساتھ بیٹھنے والوں کے (ف) اگر

نہ کیا اور انہیں روک دیا اور ان سے کہہ دیا گیا کہ بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ تم بھی بیٹھے رہو اگر

خَرَجُوا فِيكُم مَّا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا وَلَأَوْضَعُوا خِلَالَكُمْ

نکلتے بیچ تمہارے نہ زیادتی کرتے تم کو مگر فساد اور البتہ گھوڑے دوڑاتے درمیان تمہارے

یہ تمہارے ساتھ میدان جنگ میں نکل کھڑے ہوتے۔ تو تم میں اور زیادہ خرابی ہی پیدا کرتے اور تمہارے

يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيكُمْ سَمَّاعُونَ لَهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

چاہتے واسطے تمہارے فتنہ اور بیچ تمہارے بعضے لوگ ماننے والے ہیں واسطے انکے اور اللہ جانتا ہے

درمیان فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے اور (اب بھی) تمہاری جماعت میں انکے جاسوس شامل ہیں۔ اور اللہ ان

بِالظَّالِمِينَ ﴿٤٧﴾ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِن قَبْلُ وَقَلَّبُوا لَكَ

ظالموں کو البتہ تحقیق چاہا تھا انہوں نے فتنہ (ف) پہلے اس سے اور الٹ پلٹ کیا تھا واسطے

سرکشوں سے خوب واقف ہے وہ اس سے پہلے بھی فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں اور آپ کے لئے معاملات کو

الْأُمُورَ حَتَّىٰ جَاءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ كَارِهُونَ ﴿٤٨﴾

تیرے کاموں کو یہاں تک کہ آیا حق اور ظاہر ہوا حکم خدا کا اور وہ ناخوش رکھنے والے تھے (ف)

الٹ پلٹ کرتے رہے ہیں۔ حتیٰ کہ حق آپہنچا اور اللہ کا حکم نمایاں ہوگیا حالانکہ وہ ناپسند ہی کرتے رہے

وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ ائْذَن لِّي وَلَا تَفْتِنِّي ۚ أَلَا فِي الْفِتْنَةِ

اور بعض ان میں سے وہ شخص ہے کہ کہتا ہے پروانگی دو مجھ کو اور مت فتنہ میں ڈالو مجھ کو (ف) خبردار بیچ فتنہ کے

اور ان میں سے کوئی آپ سے یوں کہتا ہے کہ آپ مجھے (پیچھے رہ جانے کی) اجازت دیجئے اور مجھے آزمائش میں نہ ڈالئے

سَقَطُوا ۗ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿٤٩﴾ إِن تُصِبْكَ

گر پڑے اور تحقیق دوزخ البتہ گھیر رہی ہے کافروں کو اگر پہنچے تجھ کو

واضح رہے کہ آزمائش میں تو وہ پڑ ہی چکے ہیں اور بیشک جہنم نے کافروں کو گھیر رکھا ہے (اے پیغمبر اسلام!)

حل لغات۔

۱؎ انبعاثھم انبعاث کہتے ہیں برانگیختہ ہونے کو بولا کرتے ہیں بعثت البعیر فانبعث۔ یہاں انبعاث سے مراد خروج کے لئے اٹھ کھڑا ہونا یعنی خدا نے ان کا اٹھ کھڑا ہونا اور دشمن کے مقابلہ کے لئے نکلنا پسند نہیں کیا۔ ۲؎ فَثَبَّطَهُمْ۔ تثبیط کہتے ہیں آدمی کو اس کام سے منع کرنا جس کا وہ قصد رکھتا ہے۔
۳؎ خَبَالًا۔ خبال کے معنے ہیں شر و فساد - بے عقلی کو خبل اور احمق کو مخبول اسی واسطے کہتے ہیں کہ اس کی عقل میں فساد ہوتا ہے۔

(بقیۃ فائدہ صفحہ ٢٧٥) ۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبل ثور کے غار میں جا کر تین دن رہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام عامر بن فہیرہ اسی جنگل میں بکریاں چرایا کرتا تھا وہ اندھیرے کے وقت کچھ بکریوں کا دودھ لاکر آپ دونوں کو پلا جاتا تھا پھر ابوبکر رض نے مدینہ تک ایک شخص کو جو کافر تھا راستہ بتانے پر مقرر کیا۔ وہ دو اونٹنیاں لیکر چوتھے روز غار پر آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اونٹنیوں پر سوار ہوگئے اور عامر بن فہیرہ اور وہ راہبر پیدل ساتھ رہے اور مدینہ کے دریا کے کنارہ کے راستہ سے روانہ ہوئے جس رات کو پہلے پہل مکہ سے نکل کر غار میں رہے اس صبح کو کفار مکہ نے آپؐ کی تلاش میں آپؐ کا پیچھا بھی کیا یہاں تک کہ جب غار کے قریب یہ لوگ آئے اور صدیق کو ان کے قدم نظر آئے تو بڑا اندیشہ ہوا کیونکہ یہ لوگ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل کے فکر میں تھے۔ ان کا خیال کہ اس جڑ کو کاٹ ڈالیں۔ حضرت عمر رض کے روبرو جب حضرت ابوبکر صدیق کا ذکر آیا کرتا تو فاروق رض فرمایا کرتے تھے کہ ان کی ایک غار کی رات پر اور زکوٰۃ کے منکرین سے جو انھوں نے جہاد کا اعلان کیا ہے ان دونوں میں سے ایک دن پر عمر رض کی ساری عمر کی عبادت قربان ہے۔ غار سے روانہ ہونے کے بعد کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قتل یا پکڑ لانے والے کا انعام سو سو اونٹ مقرر کئے۔ اس لالچ سے ایک شخص سراقہ بن جعشم نے گھوڑے پر چڑھ کر پیچھا کیا اور جب آپؐ کے قریب پہنچا تو اس کا آدھا گھوڑا زمین میں دھنس گیا (چونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ سے دعاء کی اَللّٰھُمَّ اکْفِنَاہُ بِمَا شِئْتَ اللہ نے قبول فرمائی) جب سراقہ نے امان چاہی اور آپؐ کو ایذا نہ پہنچانے اور واپس جانے کا وعدہ کیا تو خداوند تعالیٰ نے اسکو نجات دی۔ جب اس کا گھوڑا زمین سے نکلا تو وہ واپس چلا گیا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام امن وامان سے مدینہ تشریف لے آئے آپ بنی عمرو بن عوف میں دس روز کے قریب رہے مسجد قبا بنائی اور پھر مدینہ کے اندر اونٹنی پر تشریف لے گئے اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے سامنے اونٹنی بیٹھ گئی۔ آپؐ نے فرمایا انشاء اللہ یہی مقام کی جگہ ہے پھر وہیں جگہ خرید کر مسجد نبوی بنائی جو آج تک موجود ہے (بخاری وغیرہ)

ف۲ یعنی پیادہ اور سوار فقیر اور غنی جوان اور بوڑھے جس حالت میں ہوں نکل کھڑے ہوں۔ نفیر عام کے وقت کوئی عذر پیش نہ لائیں۔ پھر منافقین کو فرمایا کہ اگر سفر ہلکا ہوتا اور بے محنت مال غنیمت ہاتھ آنے کی توقع ہوتی تو جلدی ساتھ ہو لیتے لیکن ایسی کٹھن منزلوں کا طے کرنا ان سے کہاں ممکن ہے بہرحال یا تو نکلنے سے پہلے قسمیں کھا کر طرح طرح کے حیلے کریں گے کہ آپ میں ٹھیرے رہنے کی اجازت دیدیں اور یا آپ کی واپسی کے بعد جھوٹی قسمیں کھا کر باتیں بنائیں گے تاکہ اپنے نفاق پر پردہ ڈالیں حالانکہ خدا سے ان کا جھوٹ ونفاق پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ یہ نفاق و فریب دہی اور جھوٹی قسمیں کھانا انجام کار ان ہی کے حق میں وبال جان ہوگا۔

ف۳ یہ ہوا تھا جب حضور جنگ تبوک کو جانے لگے تو منافقین جھوٹے عذر کرکے حضورؐ سے اجازت کے خواہاں ہوئے۔ آپؐ نے سچا جان کر انکو اجازت دیدی۔ اسپر اللہ کا عتاب ہوا۔ اس میں اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کمال عنایت کا اظہار کیا ہے کہ قبل معاتبہ کے عفو کی ندا کی فقط

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ یعنی ایماندار خوشی سے جہاد کے لئے تیار رہتے ہیں اور اپنی جان ومال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرکے اللہ کی قربت چاہتے ہیں وہ حیلے بہانے نہیں کرتے۔ البتہ منافق حیلے بہانے بنا کر ان سے بچنا چاہتے ہیں فقط ف۲ یعنی اگر وہ اپنے دعوے میں سچے ہوتے تو تیاری جہاد کی کرتے جس طرح اور مومنوں نے کی لیکن وہ نکلنا ہی نہیں چاہتے اور اللہ تعالیٰ بھی ان کا نکلنا پسند نہیں کرتا اسی وجہ سے انکو بٹھا رکھا ان کا نکلنا ہمراہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک مفسدہ عظیم تھا۔ ان سے کہا گیا کہ تم بیٹھے رہو۔ کہنے والا اسکا شیطان تھا اس نے ان کے جی میں یہ وسوسہ ڈالا یا بعض نے بعض سے کہا بیٹھنے والوں سے مراد اندھے اور بیمار عورتیں ہیں (فتح) غور سے دیکھا جائے تو آج بھی ایسے لوگ بکثرت ملیں گے جو ذرا سی مصیبت آنے پر اسلام کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں اور دینی فرائض ترک کرنے میں ذرا خوف محسوس نہیں کرتے فقط ف۳ فتح البیان میں ہے یہ لوگ اگر نکلتے تو فساد کرتے۔ اس میں تسلی ہے رسول اللہ علیہ وسلم اور مومنین کو تخلف منافقین سے۔ گھوڑا دوڑانے سے مراد فتنہ برپا کرنا ہے یعنی فتنہ اٹھانے کی کوشش کرتے کہ راستے میں چغل خوری کرتے ایک کو ایک سے لڑاتے یا جھوٹی باتیں بنا کر تمہاری ہمت پست کردیتے کہتے بھائی دشمن بہت زور آور ہے اس سے تم کہاں لبر آسکتے ہو۔ خبال سے مراد شر وفساد وتمیمہ وایقاع اختلاف بین المسلمین ہے فقط۔

ف۴ انھوں نے تمہاری فریب دہی کے لئے خوب فکر اور رائے دوڑائی ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ دین مغلوب ہوجائے کہ شروع میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں آئے تھے تو سارے عرب نے ایک ہی کمان سے آپؐ پر تیر اندازی کی تھی اور یہود اور منافقین مدینہ جنگ سے پیش آئے تھے جب اللہ تعالیٰ نے دن بدر کے فتحیاب کیا اور اللہ تعالیٰ کا کلمہ اعلیٰ ٹھیرا تو عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے یاروں نے کہا اب تو یہ امر متوجہ ہوا بظاہر اسلام میں داخل ہوجاؤ پھر جس قدر اللہ تعالیٰ اسلام کو اعزاز دیتا ان کا غصہ بڑھتا جاتا اور ترقی دین ان کو بری لگتی (ابن کثیر) ف۵ جب رسول اللہ (باقی فائدہ برصفحہ ٢٧٧)

حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ

بھلائی ناخوش کرتی ہے ان کو اور اگر پہنچے تجھ کو مصیبت کہتے ہیں تحقیق پکڑ لیا تھا -

اگر آپ کو خوشی دکھا ئی یا بھلا نصیب ہو تو انہیں برا معلوم ہوتا ہے - اور اگر آپ کو کوئی تکلیف پہنچے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے

اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ۝۵۰ قُلْ

ہم نے کام اپنا پہلے سے اور پھر جاتے ہیں اور وہ خوش ہوتے ہیں ف کہہ کر

تو پہلے ہی اپنا بچاؤ کر لیا تھا اور (یہ کہہ کر) وہ خوشی خوشی منہ پھیر کر چل دیتے ہیں - (اے

لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى

ہرگز نہ پہنچے گا ہم کو مگر جو کچھ لکھا اللہ نے واسطے ہمارے وہی ہے کارساز ہمارا اور اوپر

پیغمبر اسلام!) کہہ دیجئے کہ جو کچھ اللہ نے ہمارے لئے مقدر کر دیا ہے - ہمیں وہی پہنچے گا - وہ ہمارا کارساز ہے

اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۵۱ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ

اللہ کے پس چاہیے کہ توکل کریں ایمان والے ف۲ کہہ تم نہیں منتظر واسطے ہمارے

اور مومن اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں - (اے پیغمبر اسلام!) ان (منافقوں) کو سنا دیجئے

اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ؕ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ

مگر ایک دو بھلائیوں میں سے اور ہم منتظر ہیں واسطے تمہارے یہ کہ پہنچا دے

کہ تم ہمارے حق میں دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی (فتح یا شہادت) کے منتظر رہتے ہو اور ہم بھی تمہارے

يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ۖ فَتَرَبَّصُوْٓا

تم کو اللہ تعالیٰ عذاب اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں سے پس منتظر رہو

حق میں اسبات کے منتظر رہا کرو کہ اللہ تم پر اپنے ہاں سے کوئی عذاب بھیج یا ہمارے ہاتھوں سے عذاب پہنچائے سو تم

اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ۝۵۲ قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا

تحقیق ہم بھی ساتھ تمہارے منتظر ہیں کہہ خرچ کرو خوشی سے یا ناخوشی سے

بھی انتظار کرو ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہے ہیں آپ فرما دیجئے کہ خواہ تم خوشی سے خرچ کرو خواہ ناخوشی سے

لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝۵۳ وَمَا

ہرگز نہ قبول کیا جاوے گا تم سے تحقیق ہو تم قوم فاسق ف۳ اور نہیں

تم سے کسی طرح قبول نہیں کیا جائے گا - تم بلاشبہ نافرمان لوگ ہو - اور ان

مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا

منع کیا ان کو اس بات سے کہ قبول کئے جاویں ان سے خرچ ان کے مگر یہ کہ انہوں نے کفر کیا ساتھ

لوگوں کے صدقات جو قبول نہیں ہوتے تو محض اس لئے کہ وہ اللہ اور اس کے

بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى

اللہ کے اور ساتھ رسول اسکے اور نہیں آتے نماز کو مگر اور وہ کاہلی کرتے ہیں

رسول کے منکر ہیں - اور نماز کو آتے بھی ہیں تو محض سستی سے - اور (اللہ کی راہ میں)

وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝۵۴ فَلَا تُعْجِبْكَ

اور نہیں خرچ کرتے ہیں مگر وہ ناخوش رکھتے ہیں - ف۴ پس نہ خوش کرے تجھ کو

خرچ کرتے بھی ہیں تو بڑی تنگدلی اور کراہت کے ساتھ سو نہ تو آپ کو لگے ان کی

حل لغات۔ لہ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ۔ الحسنیین تثنیہ ہے الحسنیٰ کا اور الحسنیٰ مؤنث ہے الاحسن کا۔ الاحسن صیغہ اسم تفضیل اور اس کا استعمال تین طرح پر ہوتا ہے الف لام کے ساتھ اضافت کیساتھ من کے ساتھ۔ یہاں پہلی صورت موجود ہے۔ لہ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى۔ کسالی بوزن فعالی جمع ہے ★

(بقیہ فائدہ صفحہ ۲۷۶) صلے اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کا ارادہ کیا تو جد بن قیس منافق نے بہانہ کیا کہ روم کی عورتیں خوب صورت ہوتی ہیں اور مجھ سے صبر نہ ہو سکے گا تو میں فتنہ میں پڑ جاؤں گا لہٰذا مجھ کو اجازت دیجئے تاکہ میں وہاں نہ جاؤں اور مال سے مدد دینے کو تیار رہوں۔ اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے کہ بعض منافقوں نے اس وقت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ چرچا کر رکھا تھا (نعوذ باللہ) آپؐ روم کی عورتوں کا لالچ دلاکر لوگوں کو جہاد پر آمادہ کرتے ہیں اسپر آیت ہٰذا نازل ہوئی (حدیث التفاسیر)

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ جیسے عبداللہ بن ابی منافق نے کہا تھا جنگ احد کے بعد کہ ہم نے پہلے ہی تاڑ لیا تھا کہ مسلمان مغلوب ہوں گے اسی لئے ہم واپس چلے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی عداوت بتائی جب تم کو فتح ہو تو ان کو یہ بات بُری لگتی ہے اور اگر کوئی مشکل تم پر آتی ہے تو وہ اپنی رائے کی تعریف کرتے ہیں کہ دیکھو ہمارا احتیاط کرنا ہمارے کام آیا۔ ہم نے جو ہوشیاری کی کہ لڑنے کو نہ نکلے اسلئے کہ مؤمنوں کو جو مصیبت پہنچی ہم اس سے بچ گئے۔ اللہ پاک نے اس بات کا جواب سکھایا کہ تم اے ایمان والو کہو ہم تو زیر مشیت قدرت الٰہی ہیں۔ وہی ہمارا مولا ہے۔ ہمارا ایمان ہے جو نفع و نقصان پہنچتا ہے وہ اس کی تقدیر ہے کیونکہ ایمان والے تو ہر کام میں اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ حدیث عبداللہ بن عباس رضؓ میں ہے کہ ایک روز میں سواری پر آپؐ کے پیچھے بیٹھا تھا۔ آپؐ نے فرمایا اے لڑکے یاد رکھ اللہ کو، وہ بھی تجھ کو یاد رکھے گا۔ اللہ کو یاد رکھ تو اس کو اپنے روبرو پائے گا اور جب تو کچھ مانگے تو اللہ ہی سے مانگ اور جب تو مدد چاہے تو اللہ ہی سے مدد چاہ اور یقین کے ساتھ جان لے کہ اگر سب لوگ مل کر تجھ کو کچھ نفع پہنچانا چاہیں تو کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتے مگر جس قدر کہ اللہ نے تیری قسمت میں مقدر کیا ہوا ہے اور اگر سب مل کر تجھ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہیں تو بھی کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر وہی جو اللہ نے مقدر کیا ہوا ہے۔ اٹھائے گئے قلم اور سوکھ گئے کاغذ (ترمذی)

ف۲ یا تو ہم کو فتح ہوگی وہ بھی بھلی اور بہتر ہے یا شہید ہوں گے وہ بھی اللہ کی ایک نعمت ہے۔ مقصد یہ کہ ظفر کامیابی ہو یا ہزیمت شکست ہو بہرحال ہم اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر پر راضی اور صابر و شاکر ہیں اور ہمارا اسی پر بھروسہ و اعتماد ہے۔ وہ ہمارا مولیٰ و آقا ہے ہم اس کے بندے و غلام ہیں فقط۔

ف۳ جد بن قیس نے رومی عورتوں کے فتنہ کا بہانہ کرکے یہ بھی کہا تھا کہ حضرت میں بذات خود غزوہ میں نہیں جا سکتا لیکن مالی اعانت کر سکتا ہوں۔ اسکا جواب آیت ہٰذا میں فرمایا کہ بے اعتقاد کا مال خرچ کرنا قبول نہیں خواہ خوشی سے خرچ کرے یا ناخوشی سے۔ خوشی سے تو راہِ خدا میں خرچ کرنے کی توفیق ہی کہاں۔ بالفرض خرچ کریں بھی تو خدا قبول نہ کرے گا جسکا سبب اگلی آیت میں کفر بتایا ہے فقط۔

ف۴ کافر کا ہر عمل مردہ اور بے جان ہوتا ہے۔ خطیبؒ نے کہا کہ یہ آیت اگرچہ منافقین کے حق میں ہے لیکن حکم اس کا عام ہر اس شخص کے حق میں ہے جو اپنا مال غیر لوجہ اللہ خرچ کرتا ہے یعنی ریا و نمود و شہرت سمع کے لئے خرچ کرتا ہے ایسا مال قبول نہیں۔ منافق بے دلی خرچ کرتا ہے۔ بُرے دل سے خرچ کرنا، نماز میں ہارے جی آنا یہ سب کفر کے ظاہری آثار ہیں کیونکہ یہ لوگ اللہ و رسول کے وعدوں پر ایمان نہیں رکھتے۔ ان کا نماز پڑھنا بھی سستی و گرانباری کے ساتھ ہوتا ہے نہ امید ثواب نہ ڈر عقاب کا۔ ان کی نماز نرے دکھاوے کے لئے ہوتی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا مکروہ ہے کہ کھڑا ہو آدمی طرف نماز کے سستی و کاہلی سے بلکہ کشادہ رو عظیم الرغبت شدید الفرح ہوکر کھڑا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتا ہے (فتح) اللہ تعالیٰ اسکے سامنے ہے حدیث قدسی میں ہے جب بندہ نماز میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے میری حمد کی۔ جب اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعریف کی ہے۔ اور جب مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ کہتا ہے تو رب فرماتا ہے میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ اور جب اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ پڑھتا ہے تو اللہ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے۔ اب جب بندہ اِھْدِنَا سے آخر سورت تک پڑھتا ہے تو اللہ فرماتا ہے جو کچھ میرے بندے نے طلب کیا ہے میں اس کو دوں گا اس کی دعا قبول کروں گا (مشکوٰۃ صفحہ ۷۰) معلوم ہوا جو نماز عقیدہ کی صفائی اور سنت کے مطابق دلی توجہ خشوع خضوع کے ساتھ پڑھی جائے وہ عنداللہ مقبول ورنہ مردود، نشانیٔ نفاق ہے فقط ابو عمار غفرلہ

★ کسلان کی جس طرح سکاری سکران کی۔ اس میں ایک لغت کسالی بفتح کاف بھی ہے اور یہ کسلان کی جمع ہے جسطرح حیاری حیران کی جمع آیا کرتی ہے اور یہ حال واقع ہوا ہے لا یاتون کے فاعل سے۔ تقدیر عبارت یوں ہے لا یاتونھا فی حال من الاحوال الا حال کونھم متثاقلین۔ ۳ے فَلَا تُعْجِبْكَ اعجاب کہتے ہیں کسی شے سے خوش ہونے کو بشرطیکہ ایک طرح کا افتخار اور اس بات کا اعتقاد بھی ہو کہ جو بات مجھے حاصل ہے غیر کو نہیں۔ اعجاب کو لازم ہے حیرت اسی واسطے ترجمہ میں لازم معنے لئے گئے ہیں۔

اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا

مال ان کے اور نہ اولاد ان کی سوائے اس کے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ کہ عذاب کرے انکو

دولت موجب تعجب ہو اور نہ اولاد اللہ صرف یہی چاہتا ہے کہ ان کو انہی چیزوں کی وجہ سے دنیا کی

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾

ساتھ ان چیزوں کے بیچ زندگانی دنیا کے اور نکل جاویں جانیں ان کی اور وہ کافر ہوں وہ

زندگی میں گرفتار عذاب رکھے اور ان کی جان کفر کی حالت میں نکلے۔

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ

اور قسم کھاتے ہیں ساتھ اللہ کے تحقیق وہ البتہ تم میں سے ہیں اور نہیں وہ تم میں سے و لیکن وہ ایک

اور یوں تو یہ لوگ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ اے مسلمانو! ہم تم ہی میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں بلکہ

قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ

قوم ہیں کہ ڈرتے ہیں۔ وہ اگر پاویں وہ جگہ پناہ یا کوئی گڑھا یا

وہ لوگ اظاہر باطن میں فرق رکھنے والے ہیں اگر وہ کوئی پناہ یا غار، یا سر گھسانے کی جگہ پاتے

مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ

جگہ داخل ہونے کی البتہ پھر جاویں طرف اسکی اور وہ سرکشی کرتے ہوں وہ اور بعضے ان میں سے وہ ہیں

تو یہ بدک کر اس طرف بھاگتے۔ اور ان لوگوں میں بعض ایسے

يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ

کہ عیب پکڑتے ہیں تجھ کو بیچ خیرات بانٹنے کے پس اگر دیئے جاویں اس میں سے خوش ہوں اور اگر نہ

بھی ہیں جو آپ پر صدقات کے بارے میں الزام لگاتے ہیں پھر اگر انہیں اس میں سے کچھ مل جائے تو خوش

يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ

دیئے جاویں اس میں سے ناگہاں وہ ناخوش ہو جاتے ہیں اور اگر وہ راضی ہو جاتے اس چیز سے

ہو جاتے ہیں اور اگر انہیں اس میں سے کچھ نہ ملے تو وہ فوراً ناراض ہو جاتے ہیں۔ (انکے لئے بہتر تھا) اگر وہ اس چیز پر

اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ

کہ دی ہے انکو اللہ نے اور رسول اسکے نے اور کہتے کفایت ہے ہم کو اللہ شتاب دیوے گا ہم کو اللہ

راضی ہو جاتے جو ان کو اللہ اور اس کے رسول نے دی تھی اور کہہ دیتے کہ ہم کو اللہ ہی کافی ہے اللہ اپنی

مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗۤ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿۵۹﴾ ع اِنَّمَا ۱۷ ۱۳

فضل اپنے سے اور رسول اس کا تحقیق ہم طرف اللہ کی رغبت کرنیوالے ہیں۔ وہ سوائے اسکے

مہربانی سے اور اس کا رسول ہمیں عنقریب بہت کچھ دیدیگے ہم بلا شبہ اللہ کی طرف راغب ہیں در حقیقت مال

الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ

نہیں کہ خیرات واسطے فقیروں کے اور محتاجوں کے اور عمل کرنے والوں کے اوپر تحصیل اسکے اور

زکوٰۃ صرف فقیروں، مسکینوں اور اسے اکٹھا کرنے والوں کا حق ہے اور ان لوگوں کا حق ہے جن کی دلجوئی منظور

الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ

جن کو الفت دلائی ہے جاتے ہیں دل انکے اور بیچ آزاد کرنے گردنوں کے اور قرضداروں کے اور بیچ راہ

ہو- نیز غلاموں کے آزاد کرانے، قرضداروں کی مدد کرنے، اللہ کی راہ میں دینے اور مسافروں کی مدد کرنے،

حل لغات۔

لہ یریدُ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمْ آیت میں ایک جملہ محذوف ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے انما یرید اللہ ان یملی لہم فیما لیعذبہم اور جائز ہے کہ لام معنے میں ہو اَن کے جیسے یرید اللہ لیبین لکم میں۔ ۵۵ وَتَزْهَقَ زہوق کہتے ہیں کسی چیز کے سختی اور مشکل سے نکلنے کو ۵۶ یَفْرَقُوْنَ. فرق کہتے ہیں خوف کو کہا جاتا ہے رجل فروق یعنی شدید الخوف آدمی۔ ۵۷ لَوْ يَجِدُوْنَ

ف۱ یعنی یہ تعجب نہ کرو کہ بے دین کو اللہ نے نعمت کیوں دی۔ بے دین کے حق میں اولاد اور مال وبال ہے کہ ان کے پیچھے دل پریشان رہے اور ان کے فکر سے چھوٹنے نہ پائے مرتے دم تک تا توبہ کرے یا نیکی پکڑے (موضح) حدیث عقبہ بن عامر میں مرفوعاً ہے اِذَا رَأَیْتَ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُعْطِی الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْیَا عَلٰی مَعَاصِیْہِ مَا یُحِبُّ فَاِنَّمَا هُوَ اسْتِدْرَاجٌ ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُکِّرُوْا بِہٖ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ اَبْوَابَ کُلِّ شَیْءٍ الخ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۳۵) یعنی جب تم خدا کے کسی باغی کو دیکھو کہ دنیا میں اس کو ترقی ہو رہی ہے تو سمجھ لو کہ اللہ کو اس کی تباہی منظور ہے۔ ہاں اگر بندہ اس پر ہوشیار ہو گیا تو معافی اور امن مل جاتا ہے اور اگر اس پر نعمت وعیش کے دروازے کھلنے کے بعد گناہ پر اڑا رہا باز نہ آیا غافل اور مدہوش رہا تو دفعتاً عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوگا فقط

ف۲ یعنی وہ قسم کھا کر اپنے آپ کو تم میں شامل کرتے ہیں لیکن نفسُ الامر میں شامل نہیں ہیں قسمیں ڈر کے سبب سے ہیں (فتح)

ف۳ یعنی ان کو اگر کوئی بچاؤ کی جگہ ہے جیسے کوئی قلعہ یا غار تو بہت لپک کر ادھر کو چلدیں بسبب شدت بغض کے مسلمانوں سے تاکسی مسلمان کی صورت نہ دیکھیں (فتح)

ف۴ یعنی طعنہ دیتے ہیں عیب لگاتے ہیں۔ لمز کہتے ہیں عیب لگانے کو صدقات سے مراد زکوٰۃ وغنائم ہیں یعنی اگر خاطر خواہ ملا تو خوش ورنہ ناخوش۔ یہ ایک قسم ہے نفاق کی صحیح حدیث میں ہے آپؐ مسلمانوں کو مال تقسیم کر رہے تھے کہ ذوالخویصرہ نامی ایک شخص بولا یا رسول اللہ انصاف کیجئے۔ آپؐ نے فرمایا افسوس تجھ پر اگر میں انصاف نہ کروں تو پھر کون کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اگر اجازت ہو تو اس کی گردن اڑا دوں۔ آپؐ نے فرمایا جانے دو۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن کی نمازوں کے مقابلہ میں تم میں کا آدمی اپنی نماز کو اور ان کے روزوں کے مقابلہ میں اپنے روزوں کو حقیر جانے گا حالانکہ یہ لوگ اسلام سے ایسے باہر ہوں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے سو ان کو جہاں کہیں پاؤ قتل کرنا اس لئے کہ آسمان کے نیچے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ سب سے بدتر مقتول ہوں گے ابوسعید رضؓ کہتے ہیں اسی منافق کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں اس پیشین گوئی کا ظہور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی ہوا جب کہ آپؓ نے ان لوگوں سے جہاد کیا اور ان کو قتل کیا۔ آج تک ان کو خارجیوں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے (بخاری نسائی ابن جریر وغیرہ) ابومسعود رضؓ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کا حکم دیا اور ہم لوگ مزدوری پلہ داری وغیرہ کیا کرتے تھے تو ابوعقیل نصف صاع صدقہ لائے اور دوسرا شخص زیادہ لایا تو بعض منافقوں نے ابوعقیل کے متعلق کہا کہ اللہ کو اس صدقہ کی کیا پرواہ ہے اور اس سے زائد لانے والے کے متعلق کہا کہ ریا ونمود شہرت کی نیت سے اتنا مال لایا۔ اس بارے میں بھی یہ آیات اتریں (احسن التفاسیر) غرض کہ ارشاد ہو رہا ہے کہ انھیں رسولؐ کے ہاتھوں جو کچھ بھی اللہ نے دلوا دیا تھا۔ اگر یہ اس پر قناعت کرتے صبر وشکر کرتے اور کہتے کہ اللہ ہمیں کافی ہے وہ اپنے فضل سے اپنے رسولؐ کے ہاتھوں ہمیں اور بھی دلوائے گا۔ ہماری امیدیں ذاتِ الٰہی سے ہی وابستہ ہیں تو یہ ان کے حق میں بہتر تھا فقط۔ ف۵ یہ آٹھ مصارف جس ترتیب سے بیان کئے گئے ہیں حقیقت میں معاملہ کی قدرتی ترتیب بھی یہی ہے۔ سب سے پہلے فقراء ومساکین کا ذکر کیا جو استحقاق میں سب سے مقدم ہیں۔ پھر عاملین کا ذکر آیا جن کی موجودگی بغیر زکوٰۃ کا نظام قائم نہیں رہ سکتا۔ پھر ان کا ذکر آیا جن کا دل ہاتھ میں لینا ایمان کی تقویت اور حق کی اشاعت کے لئے ضروری تھا۔ پھر غلاموں کو آزاد کرانے اور قرض داروں کو بار قرض سے سبکدوش کرانے کے مقاصد نمایاں ہوئے۔ پھر فی سبیل اللہ (باقی بر صفحہ ۲۷۹)

★ مَلْجَاً۔ ملجأ وہ مکان جس میں آدمی پناہ لیتا ہے۔ یہ مشتق ہے لَجَأَ سے بولا کرتے ہیں لَجَأَ یَلْجَأُ لَجْأً اور یہی معنے ہیں الجاء اور التجاء کے بولا کرتے ہیں الجأتہ الی کذا ای جعلتہ مضطرا الیہ ﴿۵﴾ اَوْ مَغٰرٰتٍ۔ مغارات جمع ہے مغارۃ کی۔ اور مغارۃ اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں آدمی چھپتا ہے۔ اصل میں غور کہتے ہیں کسی چیز کے غائب ہو جانے کو قال تعالیٰ اِنْ اَصْبَحَ مَاؤُکُمْ غَوْرًا۔ ابوعبیدؒ کا قول ہے کہ جس چیز میں تو غائب ہو جائے وہ تیرے لئے مغارہ ہے اور اسی سے ہے غار الماء فی الارض وغارت العین۔ ﴿۶﴾ اَوْ مُدَّخَلًا اصل میں تھا مُدْتَخَلًا تے دال کے بعد واقع ہوئی دال سے بدل گئی کیونکہ تے مہموسہ ہے اور دال مجہورہ اور دونوں کا مخرج ایک ہے اس لئے ایک کو دوسرے سے بدل کر ادغام کر دیا۔ مُدَّخَل وہ موضع جس میں آدمی گھس بیٹھتا ہے۔ ﴿۷﴾ وَهُمْ یَجْمَحُوْنَ بمعنی میں ہے یسرعون کے جمح کے اصلی معنے ہیں اس سرعت سے دوڑنا کہ کوئی چیز روک اور آڑ نہ ہو سکے۔ گھوڑا جب دوڑتا اور لگام سے نہیں رکتا ہے تو جمح الفرس اور فرس جموح بولا جاتا ہے۔ ﴿۸﴾ یَلْمِزُکَ۔ لمز اور ہمز دونوں قریب المعنیٰ ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ لمز کہتے ہیں منہ در منہ عیب لگانے کو اور ہمز کے معنے ہیں پیٹھ پیچھے عیب لگانا۔ ﴿۹﴾ اَلْغٰرِمِیْنَ۔ اصل میں غرم کہتے ہیں امر شاق کے لزوم کو۔ غرام۔ عذاب دائم ولازم قال تعالیٰ ان عذابها کان غراما۔ عشق کو غرام اس لئے کہتے ہیں کہ وہ امر شاق اور لازم ہوتا ہے ومنہ فلان مغرم بالنساء اذا کان مولعا بهن۔ قرض کو غرم کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ آدمی پر شاق اور لازم ہوتا ہے۔

اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝٦٠

خدا کے اور مسافروں کو اللہ کی طرف سے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ولے

بیں خرچ کیا جا سکتا ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے حکم ہے اور اللہ ہر بات سے واقف ہے اور ہر کام میں حکمت رکھنے والا ہے

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ۭ قُلْ

اور بعضے ان میں سے ہیں کہ ایذا دیتے ہیں نبی کو اور کہتے ہیں کہ وہ ہر کسی کی بات سن لینے والا ہے

اور ان میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو نبی کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شخص ہر کسی کی بات کو کان دھر کر سن لیتا ہے

اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ

کہہ سننے والا بھلائی کا ہے واسطے تمہارے ایمان لاتا ہے ساتھ اللہ کے اور باور کرنیوالا ہے واسطے مسلمانوں کے اور رحمت ہے

کہدیجئے کہ اس کا سن لینا تمہارے حق میں بہتر ہے وہ اللہ کو مانتا اور مومنوں کی باتوں پر یقین کرلیتا ہے اور تم میں سے

لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ

واسطے ان کے جو ایمان لائے ہیں تم میں سے اور جو لوگ کہ ایذا دیتے ہیں رسول اللہ کے کو واسطے ان کے

جو لوگ ایمان رکھتے ہیں ان کے لئے رحمت ہے اور جو لوگ اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ ان کے لئے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝٦١ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَ

عذاب ہے درد دینے والا قسمیں کھاتے ہیں ساتھ اللہ کے واسطے تمہارے تو کہ راضی کریں تم کو اور

درد ناک عذاب ہے۔ یہ لوگ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں۔ تاکہ تمہیں خوش کریں۔ حالانکہ

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝٦٢

اللہ اور رسول اس کا بہت حقدار ہیں اس کے کہ راضی کریں اسکو اگر ہیں ایمان والے ولے

اللہ اور اس کا رسول اس بات کا زیادہ حق رکھتے ہیں کہ انہیں خوش کیا جائے (اگر ایسا تب کرتے) اگر مومن ہوتے

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ

کیا نہیں جانا انہوں نے یہ کہ جو کوئی خلاف کرے اللہ کا اور رسول اسکے کا پس یہ کہ واسطے

کیا یہ نہیں جانتے کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا۔ اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے

جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ۝٦٣

اس کے ہے آگ دوزخ کی ہمیشہ رہنے والا بیچ اس کے یہ ہے رسوائی بڑی

جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ یہ بڑی بھاری رسوائی (کی بات) ہے

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ

ڈرتے ہیں منافق یہ کہ اتاری جائے اوپر ان کے سورت کہ خبر دیوے ان کو ساتھ

منافق اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں مسلمانوں پر کوئی ایسی سورۃ نازل نہ ہو جائے جو ان کے دل کے

بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا

اس چیز کے کہ بیچ دلوں انکے کے ہے کہہ کہ ٹھٹھا کرو تحقیق اللہ نکالنے والا ہے اس چیز کا کہ

بھیدوں کو ان پر عیاں کردے (اے پیغمبر اسلام!) ان سے کہدیجئے کہ تم ہنسی ٹھٹھا کئے جاؤ۔ اللہ یقیناً ان باتوں کو

تَحْذَرُوْنَ ۝٦٤ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ

ڈرتے ہو نکالنے اسکے سے ولے اور البتہ اگر پوچھے تو ان سے البتہ کہیں گے سوائے اسکے نہیں کہ ہم بحث کرتے تھے

عیاں کرنیوالا ہے جن سے تم خائف ہو۔ اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو کہدیں گے کہ ہم تو صرف مذاق اور دل لگی کر رہے تھے

حل لغات۔ لے اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ الخ۔ سورۃ تنزل کا مفعول مالم یسم فاعلہ۔ تُنَبِّئُهُمْ سورۃ کی صفت۔ بما فی قلوبہم تنبئہم کے متعلق۔

(بقیہ صفحہ ۲۷۸) کا مقصد رکھا گیا جس کا زیادہ اطلاق دفاع پر ہوا پھر دین کے اور امت کے عام مصالح سب اس میں شامل ہیں مثلاً قرآن وعلوم دینی کی ترویج واشاعت مدارس کا اجراء و قیام دعاۃ ومبلغین کے ضروری مصارف ہدایت و ارشادات کے تمام مفید وسائل فقہاء ومفسرین کا ایک گروہ اسی طرف گیا ہے بعضوں نے مسجد کنواں، پل جیسی تعمیرات خیر کو بھی اس میں داخل کر دیا (فتح البیان نیل الاوطار) فقہائے حنفیہ میں سے صاحب فتاوی ظہیریہ لکھتے ہیں اَلْمُرَادُ طَلَبَةُ الْعِلْمِ۔ اور صاحب بدائع کے نزدیک وہ تمام کام جو نیکی وخیرات کے لئے ہوں اس میں داخل ہیں اور سب سے آخر میں ابن السبیل یعنی مسافر کو جگہ دی۔ جمہور کے مذہب کا مطلب یہ ہے کہ تمام مصارف میں بیک وقت تقسیم کرنا ضروری نہیں ہے جس وقت جیسی حالت اور جیسی ضرورت ہو اسی کے مطابق خرچ کرنا چاہئے اور یہی مذہب قرآن وسنت کی تصریحات اور روح کے مطابق ہے۔ ائمہ اربعہ میں صرف شافعی اس کے خلاف گئے ہیں (مقتبس از ترجمان آزاد جلد ۲ صفحہ ۱۳۰) حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ کچھ دشمنان اسلام رات دن مسلمانوں کے خلاف سازش میں لگے رہتے تھے اور سازش صرف روپے پیسے کے لالچ میں کرتے تھے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اجازت دی گئی کہ ایسے معاندین کی امداد بھی مد زکوٰۃ سے کی جا سکتی ہے تاکہ وہ باز رہیں فقط ابو عمار عبدالقہار غفرلہ

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ محترم اخی وشیخی مولانا عبدالستار صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے مستحقین جو مقرر فرمائے ہیں ان کو بیت المال سے تقسیم کیا جائے۔ زکوٰۃ کے لئے شرعاً امیر جماعت اور بیت المال ہونا ضروری ہے کہ زکوٰۃ تمام مسلمانوں کے امیر کے پاس بیت المال میں جمع ہو اور ضرورت کے مطابق ان مستحقین پر امام اس کو خرچ کرے۔ عہد نبوی اور خلافت راشدہ میں یہی نظام قائم تھا۔ صاحب زکوٰۃ کو از خود تقسیم کر دینے کا اختیار نہیں دیکھو نووی شرح صحیح مسلم۔ موضح القرآن میں ہے جس پاس مال نہ ہو وہ فقیر ہے گو کہ حاجت چلی جاوے جیسے ہر روز کے محنتی اور محتاج جس کی حاجت بند ہو اور عمل کرنے والے اور تحصیل اس کی کے زکوٰۃ کے عامل جیسے پائیں موافق خرچ کے اور جن کو کہ الفت دلائے جاتے ہیں دل ان کے وہ لوگ تھے کہ مسلمان ہوئے لیکن سردار تھے ان کے طفیل سے بھی مسلمان ہوئے اور گردن چھڑانے غلام کے آزادی یا قیدی کے اور قرض داروں کے اگرچہ مالدار ہو پر قرض کے برابر رکھتا ہو اور اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کا خرچ اور مسافر جو بے خرچ ہو اگرچہ گھر میں سب کچھ موجود رکھتا ہو اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ إِلَّا لِخَمْسَةٍ لِعَامِلٍ عَلَيْهَا أَوْ رَجُلٍ اشْتَرَاهَا بِمَالِهِ أَوْ غَارِمٍ أَوْ غَازٍ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ مِسْكِينٍ تُصُدِّقَ عَلَيْهِ بِهَا فَأَهْدَى مِنْهَا لِغَنِيٍّ (منتقی صفحہ ۱۳۳) بَابُ الصَّرْفِ فِي سَبِيلِ اللهِ یعنی زکوٰۃ وغیرہ کا مال پانچ قسم کے آدمیوں کو حلال ہے ایک تو اس کے کارکن کو۔ دوسرے اس کو جو قیمتاً کسی مسکین سے خریدے۔ تیسرے قرض دار کو۔ چوتھے غازی یعنی جہاد پر جانے والے کو۔ پانچویں اگر کوئی مسکین اپنے حصے میں سے کسی غنی کو ہدیہ تحفہ کے طور پر دے تو اس غنی کو بھی درست ہے۔ اور ام معقل رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرے خاوند نے ایک اونٹ اللہ کی راہ کے واسطے ٹھیرا دیا تھا۔ میں نے عمرہ کرنے کی نیت کر لی تو اپنے خاوند سے وہ اونٹ میں نے طلب کیا کہ اس پر سوار ہو کر عمرہ کر آؤں۔ انھوں نے انکار کر دیا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ معاملہ ذکر کیا تو آپ نے میرے خاوند سے وہ اونٹ مجھ کو دلوا دیا اور فرمایا کہ حج وعمرہ فی سبیل اللہ میں داخل ہے (منتقی صفحہ ۱۳۳) روایت ہذا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس پر حج وعمرہ واجب نہیں اسکو امام زکوٰۃ وغیرہ کا مال حج وعمرہ کے واسطے دے سکتا ہے۔ علاوہ حج وعمرہ کے دیگر نیک کاموں میں بھی صرف کیا جا سکتا ہے۔ ہاں سوال کرنا سخت منع ہے چنانچہ حدیث میں ہے سوال کرنا حلال نہیں مگر تین قسم کے آدمیوں کو۔ ایک جو سخت محتاج ہو۔ دوسرا جو کسی تاوان میں پھنس گیا ہو۔ تیسرا جو خون بہا یا دیت میں مبتلا ہوا ہو یعنی کسی قاتل کا ایسا رشتہ دار ہے کہ قرابت کی وجہ سے اس کے ذمہ دیت کا حصہ دینا آتا ہے اور وہ بوجہ ناداری کے اس کے ادا کرنے سے قاصر ہے۔ اگر ادا نہ کرے تو قرابت دار کے قتل ہونے کا غم ہے تو اس صورت میں سوال کرنا درست ہے (منتقی صفحہ ۱۳۸ و ۱۴۵ جلد ۲)

ف۲ کسی وقت اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی دغابازی پکڑتے تو مسلمانوں کے روبرو قسم کھاتے کہ ہمارے دل میں بری نیت نہ تھی تاکہ ان کو راضی کر کر اپنی طرف کریں، نہ جانا کہ یہ فریب بازی خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کام نہیں آتی یعنی لوگوں کے سامنے جھوٹی قسمیں کھا کر سچے بنتے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان کی قلعی کھول دی فقط۔ عبدالقہار غفرلہ ولوالدیہ المغفار

ف۳ اس آیت کے دو معنے ہیں۔ ایک یہ کہ منافق سورت کے اترنے سے ڈرتے ہیں دوسرے یہ کہ ان کو حکم ہے کہ وہ اس سے ڈریں کہ کہیں ایسی سورت اترے جس سے مؤمنوں کو ان کے دل پر اطلاع ہو جائے سو اللہ تعالیٰ بے اطلاع دیئے نہ رہے گا جس بات کا ان کو ڈر ہے وہ ظاہر ہو گی (فتح) منافقوں کا بیان صفحہ ۵ و ۳۴۳ میں بھی ہے۔

وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦٥﴾

اور کھیلتے تھے کہہ کیا ساتھ اللہ کے اور نشانیوں اس کی کے اور رسول اس کے ہو تم ٹھٹھا کرنے والے

ان سے پوچھئے کہ کیا اللہ، اس کے احکام اور اس کے رسول کے ساتھ ہی تمہیں مذاق کرنا تھا -

لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ إِنْ نَعْفُ عَنْ

مت عذر کرو تحقیق کافر ہو تم پیچھے ایمان اپنے کے اگر معاف کریں ہم ایک

(اب) بہانے نہ بناؤ تم نے مسلمان کہلا کر کفر کا ارتکاب کیا ہے اگر ہم تم میں سے کسی گروہ

طَائِفَةٍ مِنْكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا

جماعت کو تم میں سے عذاب کریں گے ایک جماعت کو بسبب اس کے کہ تھے وہ

کو معاف بھی کر دیں گے تو دوسرے گروہ کو ہم ضرور سزا دیں گے (کیونکہ) وہ

مُجْرِمِينَ ﴿٦٦﴾ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ ع ٨

گنہگار منافق مرد اور منافق عورتیں بعض ان کے بعضوں سے ہیں

مجرم تھے - منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے ہی سے ہیں۔ برے کام

يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ

حکم کرتے ہیں ساتھ نامعقول کے اور منع کرتے ہیں معقول سے اور بند کرتے ہیں ہاتھوں

کرنے کی ترغیب دیتے ہیں اور نیک کاموں سے منع کرتے ہیں۔ اور (نیکی کی راہ میں خرچ کرنے سے) اپنے ہاتھوں

أَيْدِيَهُمْ ۚ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ ۚ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ

اپنے کو بھول گئے خدا کو پس بھول گیا ان کو (یعنی محروم رکھا رحمت سے) تحقیق منافق

کو روکے رکھتے ہیں وہ اللہ کو بھول گئے ہیں۔ سو اللہ نے بھی ان کو بھلا دیا (یا د بھول کر) منافق لوگ

الْفَاسِقُونَ ﴿٦٧﴾ وَعَدَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارَ

وہی ہیں فاسق ل وعدہ کیا ہے اللہ نے منافق مردوں کو اور منافق عورتوں کو اور کافروں کو

یقیناً نافرمان ہیں اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے دوزخ کی آگ کا وعدہ

نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ

آگ دوزخ کا ہمیشہ رہنے والے ہوں گے بیچ اس کے وہی کفایت ہے ان کو اور لعنت کی ہے انکو

کر رکھا ہے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ ان کو کافی ہے اور ان پر اللہ کی لعنت ہے اور

اللَّهُ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُقِيمٌ ﴿٦٨﴾ كَالَّذِينَ مِنْ

اللہ نے اور واسطے ان کے عذاب ہے دائم مانند ان لوگوں کی کہ تھے پہلے تم

ان کے لئے دائمی عذاب ہوگا ان لوگوں کی طرح جو تم سے پہلے

قَبْلِكُمْ كَانُوا أَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَأَكْثَرَ أَمْوَالًا وَ

سے تھے اشد تم سے قوت میں اور زیادہ مال میں اور

ہو چکے ہیں۔ اور تم سے کہیں زیادہ زور آور تھے اور مال و اولاد میں بھی تم سے زیادہ تھے۔ وہ اپنے

أَوْلَادًا ۚ فَاسْتَمْتَعُوا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ

اولاد میں پس فائدہ اٹھایا انہوں نے ساتھ حصے اپنے کے پس فائدہ اٹھایا تم نے بھی ساتھ حصے ل

حصے کا فائدہ اٹھا چکے تم بھی اپنے حصے کا فائدہ اٹھا لو۔ جس طرح کہ وہ لوگ جو تم سے پہلے تھے اپنے حصے کا

حل لغات۔

له إِنْ نَعْفُ اصل میں تھا نَعْفُوْ. واو حرف علت إِنْ حرف جازم کی وجہ سے گر پڑا، شرط ہے اور نُعَذِّبْ الجزاء۔ له كَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ کا ک متعلق ہے فعل محذوف سے کے تقدیر عبارت یوں ہے فعلتم کا فعال الذين من قبلكم۔

ف۱ جو کوئی دین کی باتوں میں ٹھٹھا کرے اگرچہ دل سے منکر نہ ہو تو وہ کافر ہوا نہیں تو منافق البتہ ہوا۔ دین کی بات میں ظاہر اور باطن باادب رہنا ضرور ہے (موضح)

ف۲ منافق بعضے ان کے بعض سے ہیں یعنی ایک دین ایک مذہب پر ہیں اور ایک دوسرے کی مانند ہیں جیسے ایک چیز کے کئی ایک ٹکڑے ہوں۔ یہ ذکر ان کا مجملاً کیا پھر مفصلاً فرمایا کہ وہ حکم منکر کا کرتے ہیں معروف سے روکتے ہیں۔ منکر کہتے ہیں ہر امر قبیح کو جو شرعاً وعقلاً برا ہو۔ معروف کہتے ہیں ہر امر نیک کو جو شرعاً وعقلاً خوب ہے۔ ہاتھ روکنے سے مراد بخل ہے۔ بھلا دیا انھوں نے اللہ تعالیٰ کو مراد اس سے یہ ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی یاد اور تابعداری چھوڑ دی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھلا دیا یعنی اپنی مہربانی اور انعام سے ان کو بھلا دیا۔ فسق کہتے ہیں طاعت سے نکل کر معصیت کی طرف آنا اور ہر خیر سے باہر ہو جانا۔ لوگ اس صفت کے آدمی کا نام آزاد رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس کا نام فاسق رکھا ہے (فتح) مطلب یہ کہ اللہ نے ان کو اپنی رحمت اور فضل سے محروم کر دیا جیسے صحیح حدیث میں ہے کہ بندہ جب جماعت میں اللہ کی یاد کرتا ہے تو اللہ اس سے بہتر جماعت میں اس کا ذکر خیر فرماتا ہے (م حمیدی)، منافق کئی طرح کے تھے ایک تو بالکل اسلام کے منکر مگر کسی مصلحت سے اسلام کو قبول کر لیا تھا، یہی تمسخر اور نئے نئے طعن کرتے تھے۔ اور دوسرے شکی کہ کچھ اسلام کو بھی برحق جانتے تھے وہ کم بخت ان اول قسم کے منافقوں کے کہنے سننے میں آکر ان کی باتوں میں شریک ہو جایا کرتے تھے۔ پھر جب ان پر تنبیہ ہوتی تو حیلے بہانے اور عذر کرنے لگتے (م حقانی) نفاق ایک خطرناک بیماری ہے جس کا تعلق دل سے ہے اس لئے اب بھی ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس بیماری سے چوکنا رہے۔ موضح میں ہے بے اعتقاد کی صلاحیت کیا معتبر ہے اس کو فاسق ہی گنئے فقط۔

ف۳ یعنی تم مثل ان لوگوں کی ہو جو تم سے پہلے تھے۔ حدیث شریف میں ہے لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى قَالَ فَمَنْ (بخاری مصری صفحہ ۲۹۱) کہ البتہ تم پیروی کروگے پہلے لوگوں کی جس طرح ایک بالشت دوسری بالشت اور گز دوسرے گز کے برابر ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر پہلے لوگوں میں سے کوئی شخص گوہ کے سوراخ میں گھسا ہوگا تو تم میں سے بھی کوئی یہ کام ضرور کرے گا۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ آیا اس سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں؟ فرمایا اور کون ہیں؟ یعنی اس امت میں یہ بیماری آجائے گی کہ اکثر باتوں میں یہود و نصاریٰ کی چال چلیں گے۔ پس مسلمانوں کو لازم ہے کہ آنکھیں کھولیں اور یہود و نصاریٰ کا چلن وضع قطع اختیار نہ کریں۔ ابن کثیر میں ہے حسن نے کہا مراد خلاق سے دین ہے۔ خوض سے مراد گھسنا ہے کذب اور باطل میں فقط۔

كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ[1]

اپنے کے جیسا فائدہ اٹھایا ان لوگوں نے جو پہلے تم سے تھے ساتھ حصہ اپنے کے اور بحث کی تم نے
فائدہ اٹھا چکے ہیں اور تم نے بھی ویسی ہی لغو باتیں کیں جس طرح کہ انہوں نے کی تھیں۔

كَالَّذِيْ خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی

جیسے بحث کی تھی انہوں نے یہ لوگ کھوئے گئے عمل ان کے بیچ
ان لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت میں اکارت گئے۔

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَلَمْ

دنیا کے اور آخرت کے اور یہ لوگ وہ ہیں ٹوٹا پانے والے کیا نہیں
اور یہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں۔ کیا انکو

يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ[2] قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّ

آئی ان کو خبر ان لوگوں کی کہ پہلے ان سے تھے قوم نوح کی اور عاد کی اور
ان سے پہلی قوموں کے حالات معلوم نہیں ہوئے یعنی قوم نوح اور قوم عاد،

ثَمُوْدَ ۬ۙ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ[3] ؕ

ثمود کی اور قوم ابراہیم کی اور رہنے والوں مدین کی اور بستیوں الٹی ہوئیوں
قوم ثمود اور قوم ابراہیم نیز مدین والے اور ان بستیوں والوں الٹ دی گئیں۔

اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ

یعنی قوم لوط کی آئے انکے پاس پیغمبر انکے ساتھ دلیلوں کے پس نہ تھا اللہ کہ ظلم کرے ان لوگوں کو و لیکن تھے
ان لوگوں کے پاس انکے رسول روشن دلائل لے کر آئے پس اللہ نہیں چاہتا تھا کہ ان پر کوئی ظلم

كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ

جانوں اپنی کو ظلم کرتے۔ ف اور ایمان والے اور ایمان والیاں
کرے۔ لیکن انہوں نے خود اپنے آپ پر ظلم کیا اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے معاون و

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ

بعض ان کے دوست ہیں بعض کے حکم کرتے ہیں ساتھ بھلائی کے اور منع کرتے ہیں
مددگار ہوتے ہیں۔ یہ لوگ نیکی کے کاموں کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور برائی سے روکتے ہیں۔

عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

برائی سے اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ کو
نماز کو (پابندی کے ساتھ) ادا کرتے اور زکوٰۃ دیتے

وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ

اور فرمانبرداری کرتے ہیں اللہ کی اور رسول اسکے کی یہ لوگ شتاب رحم کرے گا انکو اللہ
اور اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرتے ہیں ان لوگوں پر اللہ بہت جلد مہربان ہوگا۔ (یاد رکھو کہ

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ

تحقیق اللہ غالب ہے حکمت والا ع۲ وعدہ کیا اللہ نے ایمان والوں کو مردوں اور
اللہ یقیناً غالب اور حکمت والا ہے اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو

وقف لازم

حل لغات۔
[1] خُضْتُمْ اصل میں تھا خوضتم. قلتم کی طرح اس میں بھی تعلیل ہوئی۔
[2] مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ۔ من قبلہم کائنین محذوف کے متعلق اور قوم نوح اس سے بدل۔ تقدیر عبارت یوں ہے الم یاتہم نبأ الذین کائنین من قبلہم قوم نوح۔ [3] اَلْمُؤْتَفِكٰتِ جمع ہے مؤتفکۃ کی اور لغت میں ائتکاف کہتے ہیں انقلاب یعنی الٹ پلٹ ہو جانے کو۔ چونکہ قوم لوط کی بستیاں الٹ دی گئی تھیں اس لئے انھیں مؤتفکات کہتے ہیں بولا کرتے ہیں افکہ فانتفک ای قلبہ فانقلب۔

ف۱ نوح علیہ السلام کی قوم طوفان سے ہلاک ہوئی اور عاد پر ہوا کا عذاب آیا اور ثمود پر چیخ کا عذاب ہوا۔ ابراہیم علیہ السلام کی قوم کا بادشاہ نمرود مچھروں سے ہلاک ہوا۔ مدین والوں پر یوم الظلۃ کا عذاب یعنی ابر آیا بجائے پانی کے آگ برسی اور مؤتفکات قوم لوط کی بستیاں تھیں ان کو الٹ دیا اور پتھر برسائے گئے نعوذ باللہ (جامع)۔ اللہ تعالیٰ نے ان منافقوں کو جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے تھے وعظ کیا اور فرمایا کیا تم کو اگلی امتوں کی خبر نہیں ملی کہ ان کا انجام بسبب اس تکذیب کے کیا ہوا۔ اگلوں کی خبریں عرب نے سنی تھیں اور ان کے نشان باقی دیکھے تھے۔ بینات سے مراد معجزات و حجج ہیں جو دلیل تھی صدق دعویٰ رسل پر انھوں نے ان کو جھٹلایا اور ان کے حکم کے خلاف کیا۔ اب تم کو بھی ڈرنا چاہئے کہ کہیں تمھاری گستاخی بھی ان ہی کی سی نہ ہو جائے فقط۔

ف۲ جس طرح منافقین ایک الگ امت ہیں اسی طرح اہل ایمان بھی ایک الگ امت ہیں۔ اگرچہ ایمان کا ظاہری اقرار اور اسلام کی پیروی کا خارجی اظہار دونوں گروہوں میں مشترک ہے لیکن دونوں کے مزاج، اخلاق، اطوار، عادات اور طرز فکر و عمل ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ جہاں زبان پر ایمان کا دعویٰ ہے، مگر دل سچے ایمان سے خالی ہیں، وہاں زندگی کا سارا رنگ ڈھنگ ایسا ہے جو اپنی ایک ایک ادا سے دعوئ ایمان کی تکذیب کر رہا ہے۔ اوپر کے لیبل پر تو لکھا ہے کہ یہ مشک ہے مگر لیبل کے نیچے جو کچھ ہے وہ اپنے پورے وجود سے ثابت کر رہا ہے کہ یہ گوبر کے سوا کچھ ہیں۔ بخلاف اس کے جہاں ایمان اپنی اصل حقیقت کے ساتھ موجود ہے وہاں مشک اپنی صورت سے، اپنی خوشبو سے، اپنی خاصیتوں سے ہر آزمائش اور ہر معاملہ میں اپنا مشک ہونا کھولے دے رہا ہے۔ اسلام و ایمان کے عرفی نام نے بظاہر دونوں گروہوں کو ایک امت بنا رکھا ہے، مگر فی الواقع منافق مسلمانوں کا اخلاقی مزاج اور رنگ طبیعت کچھ اور ہے اور صادق الایمان مسلمانوں کا کچھ اور۔ اسی وجہ سے منافقانہ خصائل رکھنے والے مرد و زن ایک الگ جتھا بن گئے ہیں جن کو خدا سے غفلت، برائی سے دلچسپی، نیکی سے بُعد اور خیر سے عدم تعاون کی مشترک خصوصیات نے ایک دوسرے سے وابستہ اور اہل ایمان سے عملاً بے تعلق کر دیا ہے۔ اور دوسری جانب سچے مومن مرد و زن ایک دوسرا گروہ بن گئے ہیں جس کے سارے افراد میں یہ خصوصیت مشترک ہے کہ نیکی سے وہ دلچسپی رکھتے ہیں، بدی سے نفرت کرتے ہیں، خدا کی یاد ان کے لئے غذا کی طرح زندگی کی ناگزیر ضروریات میں شامل ہے۔ راہ خدا میں خرچ کرنے کے لئے ان کے دل اور ہاتھ کھلے ہوئے ہیں، اور خدا اور رسول کی اطاعت ان کی زندگی کا وتیرہ ہے۔ اس مشترک اخلاقی مزاج اور طرز زندگی نے انھیں آپس میں ایک دوسرے سے جوڑا اور منافقین کے گروہ سے توڑ دیا ہے۔ اس آیت میں اوصاف حمیدۂ مؤمنین ذکر فرمائے۔ ایک یہ کہ بعض دوست ہیں بعض کے یعنی مؤمن محبت اور اتفاق میں مثل ایک شے کے ہیں۔ دین اور ایمان نے ان سب کو یک لخت کر دیا ہے۔ حدیث صحیح میں آیا ہے مومن لوگ آپس میں مثل دیوار کے ہوتے ہیں کہ ایک اینٹ کو دوسری اینٹ سے سہارا ملتا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مبارک انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالیں اور اس طرح اہل ایمان کے باہمی میل جول کو مثال دیکر سمجھایا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپس میں محبت و شفقت کرنے کی مؤمنوں کی مثال جسم کے اعضاء کی طرح ہے کہ اگر جسم کے ایک عضو کو درد ہو تو سب کو تکلیف پہنچتی ہے۔ دوسری صفت یہ کہ امر بالمعروف، نہی عن المنکر کرتے ہیں۔ اس صفت کی تاکید بہت آیتوں و حدیثوں میں آئی ہے تیسری صفت یہ کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ چوتھی یہ کہ ہر امر و نہی میں فرماں بردار خدا و رسول کے ہوتے ہیں۔ جس شخص میں یہ اوصاف جمع ہوں گے اللہ تعالیٰ اس پر ضرور ہی رحم فرمائے گا۔ جس پر اللہ کا رحم ہو اس کو قیامت میں کیا غم (فتح البیان صفحہ ۲۸۲)

ف۳ پھر اللہ تعالیٰ اپنے ایمان دار بندوں اور بندیوں سے جنت کا وعدہ فرما رہا ہے۔ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے اَلْعَدْنُ دَارُاللّٰهِ الَّتِیْ لَمْ تَرَهَا عَیْنٌ وَّلَمْ یَخْطُرْ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت عدن ایسا مکان اللہ نے تیار کیا ہے کہ اس کی مثل نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کے خیال میں گذرا ہے (جامع البیان صفحہ ۱۷۱) نیز حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ عالم آخرت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں کے لئے جنتیں تیار فرمائی ہیں جن میں دو جنت سونے کی ہیں ان کے ظروف اور جو کچھ ان میں ہے سب سونے کا ہے اور دو جنت چاندی کی ہیں ان میں ظروف اور جو کچھ ان میں ہے سب چاندی کا ہے۔ اور نہیں کوئی چیز مانع ہوگی اہل جنت کے درمیان اور باری تعالیٰ کی طرف نظر کرنے کے درمیان جنت عدن میں بجز اس کی کبریائی کی چادر کے (رواہ البخاری) اور فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ یَا اَهْلَ الْجَنَّةِ فَیَقُوْلُوْنَ لَبَّیْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْكَ (باقی فائدہ برصفحہ ۲۸۲)

الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ
ایمان والیوں کو بہشتیں چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں ہمیشہ رہنے والے
ایسے باغات دینے کا وعدہ کر رکھا ہے جنکے نیچے نہریں جاری ہیں۔ جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے

فِیْهَا وَ مَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَ رِضْوَانٌ
بیچ انکے اور گھر پاکیزہ بیچ بہشتوں عدن کے اور رضامندی
نیز ایسے پاکیزہ گھروں کا جو ہمیشہ رہنے والے باغات میں ہوں گے اور ان سب سے

مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۷۲﴾ ع یٰۤاَیُّهَا
طرف اللہ کی سے بہت بڑی ہے۔ یہ وہ ہے مراد پانا بڑا اے
بڑھکر اللہ کی خوشنودی ہوگی۔ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے اے

النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْ ؕ وَ
نبی جہاد کر کافروں سے اور منافقوں سے اور سختی کر اوپر ان کے اور
نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے اور یاد رکھیے کہ ان کا ٹھکانا

مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۷۳﴾ یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا
جگہ رہنے ان کے کی دوزخ ہے اور بری ہے جگہ پھر جانے کی وہ قسم کھاتے ہیں ساتھ اللہ کے کہ
دوزخ ہے۔ اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ یہ لوگ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں

قَالُوْا ؕ وَ لَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ
نہیں کہا اور البتہ تحقیق کہا ہے انہوں نے کلمہ کفر کا اور کافر ہوگئے پیچھے اسلام اپنے کے
کہ انہوں نے وہ بات نہیں کہی۔ حالانکہ انہوں نے واقعی کفر کی بات کہی تھی۔

وَ هَمُّوْا بِمَا لَمْ یَنَالُوْا ۚ وَ مَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ
اور قصد کیا اس چیز کا کہ نہ پہنچے اس کو اور نہ عیب کیا مگر اس بات کو کہ دولتمند کیا انکو اللہ نے اور
اور (اس طرح) انہوں نے اسلام لانے کے بعد کفر

رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ یَّتُوْبُوْا یَكُ خَیْرًا لَّهُمْ ۚ
رسول اس کے نے فضل اپنے سے پس اگر توبہ کریں ہوگا بہتر واسطے ان کے
اختیار کیا اور ان باتوں کا قصد کیا جن میں وہ کامیاب نہ ہوسکے۔ اور انہوں نے محض اس واسطے انکار کیا

وَ اِنْ یَّتَوَلَّوْا یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِیْمًا ۙ فِی الدُّنْیَا
اور اگر پھر جاویں۔ عذاب کرے گا انکو اللہ عذاب درد دینے والا بیچ دنیا کے
کہ اللہ اور اس کے رسول نے اپنی مہربانی سے انکو غنی بنا دیا تھا۔ پس اگر وہ توبہ کرلیں تو ان کے لئے بہتر ہوگا

وَ الْاٰخِرَةِ ۚ وَ مَا لَهُمْ فِی الْاَرْضِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ ﴿۷۴﴾
اور آخرت کے اور نہیں واسطے انکے بیچ زمین کے کوئی دوست اور نہ مددگار وقف
اور اگر نہ مانیں تو اللہ انکو دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب دیگا۔ اور انکے لئے روئے زمین پر نہ کوئی مددگار ہوگا اور نہ کارساز

وَ مِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ
اور بعض ان میں سے وہ ہیں کہ عہد کیا اللہ سے اگر دے گا ہم کو فضل اپنے سے البتہ خیرات دیں گے ہم
اور ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ نے ہم کو اپنے فضل سے (مال) عطا کیا تو ہم ضرور خیرات کریں گے

حل لغات۔
۱؎ فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ۔ جنات عدن کی تحقیق میں علماء کے دو قول ہیں ایک یہ کہ وہ جنت میں ایک موضع معین کا نام ہے دوسرے یہ کہ وہ جنت کی صفت ہے۔ عدن کے لغوی معنی ہیں اقامت کرنے کے بولا کرتے ہیں عدن فلان بالمکان اذا اقام بہ ولازمہ۔ جس جگہ جواہر پیدا ہوتے ہیں اس کو معدن اسی واسطے کہتے ہیں کہ جواہر اس موضع کو لازم ہوتے ہیں۔
۲؎ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ جہاد عبارت ہے کوشش اور بذل مشقت سے۔ اور چونکہ یہاں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جو جہاد بالسیف یا باللسان پر دلالت کرے۔
۳؎ لَنَصَّدَّقَنَّ اصل میں تھا لَنَتَصَدَّقَنَّ تے اور صاد چونکہ قریب المخرج ہیں تے کو صاد سے بدل کر ایک کو دوسرے میں ادغام کر دیا۔ تصدق کہتے ہیں خیرات کرنے کو۔

ع ۹ ۱۵

(بقیہ فائدہ صفحہ ۲۸۱) وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ فَيَقُولُ هَلْ رَضِيتُمْ فَيَقُولُونَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰى وَقَدْ اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ فَيَقُولُ اَلَا اُعْطِيكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُولُوْنَ يَا رَبِّ وَاَيُّ شَيْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُولُ اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۸۹) یعنی اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے جنت والو! وہ کہیں گے کہ حاضر ہیں اے رب ہمارے ہم حاضر ہیں اور تو تمام بھلائیوں کا مالک ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم راضی بھی ہوئے یا نہیں؟ وہ عرض کریں گے بھلا ہم کیوں راضی نہ ہوں جب کہ تو نے ہم پر ایسی بخشش کی ہے کہ کسی مخلوق پر نہیں کی اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تم پر اس سے بھی زیادہ انعام کروں۔ وہ کہیں گے یا اللہ! اس سے زیادہ اور کیا چیز ہوگی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں اپنی رضامندی تمہارے لئے مباح کرتا ہوں اب کبھی تم پر خفا نہ ہونگا۔ پس تمام نعمتوں سے زیادہ نعمت اللہ کی رضامندی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمتِ واسعہ سے ہم محتاجوں اور سب مسلمانوں کو بھی اپنی رضامندی نصیب فرمائے آمین فقط ابو عمار عبد القہار غفر لہ

فوائد صفحہ ہٰذا

ف۱ علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چار تلواروں کے ساتھ بھیجے گئے ہیں۔ ایک مشرکوں کے لئے ہے وہ اس آیت میں مذکور ہے فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ۔ دوسری واسطے کفار اہل کتاب کے وہ اس آیت میں مذکور ہے قَاتِلُوا الَّذِيْنَ الاٰیۃ۔ تیسری واسطے منافقوں کے ہے وہ اس آیت میں ذکر ہے جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ اور چوتھی واسطے باغیوں کے ہے وہ اس آیت میں مذکور ہے فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ الاٰیۃ (ابن کثیر)

ف۲ یہ آیت عبد اللہ بن ابی منافق کے بارے میں نازل ہوئی جب اس نے کہا کہ (نعوذ باللہ) محمدؐ کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے کوئی کتا پال کر موٹا کیا اور پھر اس نے اپنے مالک ہی کو کاٹا اسی طرح محمدؐ اور اس کے ساتھی ہمارے شہر میں آکر ہم پر حکومت کرنے لگے۔ ہم اب مدینہ واپس جاتے ہیں ان ذلیلوں کو نکال کر ہی دم لیں گے۔ اس خبیث کی یہ بکواس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلوایا تو صاف انکاری ہوگیا اور قسمیں کھانے لگا کہ میں نے ایسا نہیں کہا۔

صحیح بخاری میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدینہ میں تشریف آوری سے قبل مدینہ میں لوگوں نے اس عبد اللہ بن ابی کو تاج بادشاہی پہنانا چاہا مگر آپؐ کی تشریف آوری نے اسکی اس آرزو کو خاک میں ملا دیا اس لئے یہ آپؐ سے کینہ دل میں رکھتا تھا۔ ابن کثیر میں ہے کہ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا سے منافق مراد ہیں جنھوں نے تبوک کے راستہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل کا بد ارادہ کرلیا تھا اور خدا نے اپنے رسول کو ان کے بد ارادہ سے بچا لیا کہ حضرت حذیفہ نے رات کے اندھیرے میں للکارا۔ مارو انہیں۔ وہ یہ آواز سن کر بھاگ گئے (فللہ الحمد) محترم اخی وشیخی مفسر قرآن والحدیث مولانا عبد الستار صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آیت ہٰذا میں اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ کا معنے یہ ہے کہ پہلے فاقہ سے دن گذرتے تھے محتاج تھے۔ جب آپ مدینہ میں تشریف لائے تو ملک فتح ہوئے غنائم ہاتھ لگیں مسلمانوں کے ذریعہ سے خدا نے مال دیا۔ یہ منافق بھی مال دار ہو گئے۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور مسلمانوں کی عیب جوئیاں کرتے ہیں جس ہنڈیا میں کھائیں اس میں ہی چھید کرنا چاہتے ہیں۔ منافق اور احسان فراموش کا یہی شیوہ ہے۔ اہل بدعت کو شیطان نے یہاں سے مغالطہ دیا ہے کہ اَغْنٰى کا فاعل اللہ و رسول دونوں ہیں۔ پس رسول بھی متصرف و مختار ہوئے جسے چاہیں غنی کر دیں جسے چاہیں فقیر۔ سو یہ قطعًا غلط ہے۔ متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس آیت کا شان نزول معلوم کرنے سے یہ شیطانی مغالطہ بخوبی دور ہو سکتا ہے۔ سنئے جلاس بن سوید منافق کا غلام مارا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دیت میں بارہ ہزار درہم دلوائے وہ غنی ہو گیا اور لگا اترانے۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہنے لگا اگر محمدؐ سچا ہے تو ہم تو پھر گدھے رہے۔ زید بن ارقم نے یہ سنکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہدیا۔ آپؐ نے جب بلا کر پوچھا تو صاف مکر گیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اموی نے مغازی میں یہی بیان کیا ہے۔ محمد بن اسحاق نے یہی کہا ہے کہ جلاس نے پھر توبہ کرلی تھی اور اچھی توبہ کی تھی (خازن) نیز حدیث میں ہے وَاللّٰهُ الْمُعْطِيْ وَاَنَا الْقَاسِمُ یعنی دینے والا تو اللہ ہی ہے میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو کہا تھا تم گمراہ تھے اللہ نے میرے ذریعہ تم کو ہدایت دی۔ تم فقیر تھے اس نے میرے ذریعہ تم کو غنی کیا۔ پس مسلمان کو یہ سنکر عقیدہ نہیں بگاڑنا چاہیئے۔ غنا، آسودگی، تونگری اور فقیری و محتاجگی سب من جانب اللہ ہے۔

وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصّٰلِحِينَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا

اور البتہ ہوں گے ہم صالحوں سے پس جب دیا ان کو فضل اپنے سے بخیلی کی ساتھ

اور خوب نیکوکار بن جاویں گے۔ پھر جب اللہ نے اپنے فضل سے ان کو (سب کچھ) دے دیا

بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٧٦﴾ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ

اسکے اور پھر گئے اور وہ منہ پھیرنے والے ہیں پس اثر دے گیا ان کو نفاق بیچ

تو اس میں کنجوسی کرنے لگے اور پلٹ گئے اور وہ اعراض کرنے والے ہی تھے سو اللہ نے انکو اس امر کی سزا میں کہ انہوں نے

قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ

دلوں ان کے کے اس دن تک کہ ملاقات کریں گے اس سے بسبب اس کے کہ خلاف کیا تھا اللہ سے جو وعدہ کیا تھا اس سے

اللہ سے جو وعدہ کیا تھا۔ اس کی خلاف ورزی کی اور (ہمیشہ) جھوٹ بولتے رہے۔ ان کے دلوں میں

وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿٧٧﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ

اور بسبب اسکے کہ تھے جھوٹ بولتے کیا نہیں جانتے یہ کہ اللہ جانتا ہے بھید ان کا

یوم ملاقات تک نفاق ڈال دیا۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ اللہ ان کے بھید اور ان کی

وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿٧٨﴾ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ

اور مصلحت ان کی اور یہ کہ اللہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا۔ وہ لوگ کہ عیب پکڑتے ہیں

سرگوشیوں سے بھی واقف ہے اور یہ کہ اللہ پوشیدہ سے پوشیدہ بات کو بھی خوب جانتا ہے جو ایسے لوگ ہیں کہ مسلمانوں میں

الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ

رغبت کرنے والوں کو مسلمانوں میں سے بیچ خیراتوں کے اور ان لوگوں کو

سے جو لوگ صدقات میں خوشدلی سے حصہ لیتے ہیں ان پر طعنہ زنی کرتے ہیں اور ان لوگوں سے جن کو اپنی محنت کے سوا

لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ

کہ نہیں پاتے مگر محنت اپنی پس ٹھٹھا کرتے ہیں ان سے ٹھٹھا کرتا ہے

کچھ بھی میسر نہیں ہوتا ہنسی کرتے ہیں۔ اللہ ان کو ان کی ہنسی کی سزا دے گا۔

اللّٰهُ مِنْهُمْ ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٩﴾ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ

اللہ ان سے اور واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا بخشش مانگ واسطے انکے

اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (اے نبی!) آپ ان کے لئے

اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ

یا نہ بخشش مانگ واسطے ان کے اگر بخشش مانگے واسطے ان کے ستر (۷۰)

مغفرت طلب کریں یا نہ کریں (اگر ان کے لئے ستر بار بھی بخشش طلب کریں گے۔ تو بھی اللہ

مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ

بار پس ہرگز نہ بخشے گا اللہ تعالیٰ واسطے انکے یہ اس واسطے ہے کہ کافر ہوئے ساتھ اللہ کے

ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ یہ اس واسطے ہے کہ انہوں نے اللہ کا اور اس کے رسول کا انکار کیا ہے

وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٨٠﴾ ع ۱۰ ۸ ۱٦

اور رسول اسکے کے اور اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم فاسقوں کو

اور اللہ نافرمان لوگوں کو راہ ہدایت نہیں دکھاتا۔

حل لغات۔ لہ فَاَعْقَبَهُمْ۔ اعقاب کہتے ہیں ایک چیز کے عقب میں دوسری چیز کے حاصل ہونے کو بولا کرتے ہیں اعقبت فلانا ندامۃ ای صیرت عاقبۃ امرہ ذلک۔ ہذلی کہتا ہے ء اودی بنی واعقبونی حسرۃ ؛ بعد الرقاد، وعبرۃ لا تقلع — اور یہی معنے ہیں عرب کے اس قول کے اکل فلان اکلۃ اعقبتہ سقما اور اعقبہ

ف ایک منافق تھا ثعلبہ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دُعا چاہی کہ مجھ کو کشائش ہو۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ تھوڑا جس کا شکر ہو سکے بہتر ہے بہت سے کہ غفلت لاوے۔ پھر آیا لگا عہد کرنے کہ اگر مجھ کو مال ہو میں بہت خیرات کروں اور غفلت میں نہ پڑوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔ اس کو بکریوں میں برکت ملی یہاں تک کہ مدینہ کے جنگل سے کفایت نہ ہوئی۔ نکل کر گاؤں میں جا رہا جمعہ وجماعت سے محروم ہوا۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ ثعلبہ کیا ہوا؟ لوگوں نے حال بیان کیا۔ فرمایا ثعلبہ خراب ہوا۔ پھر زکوٰۃ دینے کا وقت ہوا سب دینے لگے۔ اس نے کہا یہ تو مال بھرنا گویا جزیہ دینا ہے بہانہ کر کے ٹال دیا۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس مال لایا زکوٰۃ میں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہ کیا۔ بعد حضرتؐ کے ابو بکرؓ و عمرؓ بھی اپنی خلافت میں اس کی زکوٰۃ نہ لیتے۔ خلافت عثمانؓ میں مر گیا (موضح) نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا مروی ہے اَلسَّخِیُّ قَرِیْبٌ مِّنَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّارِ وَالْبَخِیْلُ بَعِیْدٌ مِّنَ اللّٰہِ بَعِیْدٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّارِ وَلَجَاھِلٌ سَخِیٌّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ عَابِدٍ بَخِیْلٍ وَعَنْہُ مَرْفُوْعًا اَلَا اِنَّ کُلَّ جَوَادٍ فِی الْجَنَّۃِ حَتْمٌ عَلَی اللّٰہِ وَاَنَا بِہٖ کَفِیْلٌ اَلَا وَاِنَّ کُلَّ بَخِیْلٍ فِی النَّارِ حَتْمٌ عَلَی اللّٰہِ وَاَنَا بِہٖ کَفِیْلٌ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنِ الْجَوَادُ وَمَنِ الْبَخِیْلُ قَالَ الْجَوَادُ مَنْ جَادَ بِحُقُوْقِ اللّٰہِ فِیْ مَالِہٖ وَالْبَخِیْلُ مَنْ مَّنَعَ حُقُوْقَ اللّٰہِ وَبَخِلَ عَلٰی رَبِّہٖ وَلَیْسَ الْجَوَادُ مَنْ اَخَذَ حَرَامًا وَّاَنْفَقَ اِسْرَافًا (ترغیب صفحہ ۲۸۰) یعنی سخی قریب ہے اللہ سے جنت سے اور لوگوں سے اور دور ہے دوزخ سے۔ اور بخیل اللہ وجنت اور لوگوں سے دور ہے اور دوزخ کے قریب ہے۔ اور البتہ اللہ کے نزدیک سخی جاہل عابد بخیل سے بہتر ہے اور فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ رہو سخی جنت میں ہے اور بخیل دوزخ میں ہے یہ وعدہ اللہ کے ذمہ مقرر ہے۔ میں اسکا ضامن ہوں پوچھا گیا جواد کون اور بخیل کون ہے؟ فرمایا جو اپنے مال میں سے اللہ کا حق نکالے وہ جواد ہے اور جو حق اللہ ادا نہ کرے وہ بخیل ہے اور جو ناجائز طریقہ سے کمائی کرے پھر اسکو فضولیات میں خرچ کرے وہ سخی نہیں ہے فقط۔

ف۲ منافق اپنے دو اعمال کی وجہ سے مرتے دم تک نفاق پر رہتا ہے ایک وعدہ خلافی دوسرے جھوٹ بولنا۔ بخاری مسلم میں منافق کی علامت امانت میں خیانت کرنا بھی آئی ہے۔ منافق اگرچہ روزہ رکھے نماز پڑھے اور دعویٰ مسلمانی کا کرے مگر عنداللہ اپنی بداعمالیوں سے منافق ہی ہے فقط (مفسر قرآن مولانا ابو محمد عبدالستار صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

ف۳ یہ بھی ایک صفت ہے نفاق کی کہ کوئی منافق عیب جوئی وطعنہ زنی کرنے سے خالی نہیں رہتا کسی حال میں بھی یہاں تک کہ مسلمانوں کے صدقہ دینے خیرات کرنے پر بھی، اس طرح کہ اگر کوئی زیادہ مال لاتا ہے تو اسکو ریاکار کہتا ہے اور جو تھوڑا مال لائے تو کہتا ہے اللہ اس کے صدقہ سے غنی ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک لشکر بھیجنا چاہتا ہوں تم صدقہ دو۔ اس پر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ چار ہزار لائے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا کی بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَبَارَکَ لَکَ فِیْمَا اَمْسَکْتَ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ایک صحابی ابو عقیل رضؓ نامی فقط آدھا صاع تمر قریب ڈیڑھ سیر کے لائے۔ اللہ نے آیت ہذا میں فرمایا کہ یہ منافق عیب لگاتے ہیں (ترجمان) ف۴ یہاں سے فرق نکلتا ہے بے اعتقاد کا اور گنہگار کا گناہ ایسا کونسا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بخشوائے سے بھی نہ بخشا جائے اور بے اعتقاد کو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ستر بار کی استغفار فائدہ نہ کرے۔ اب جو بے اعتقاد لوگ بھروسہ کریں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت پر تو کس دلیل سے مثلاً آدمی سے بدی ہوا اور وہ شرمندہ ہے اور نادم ہے تو وہ گنہگار ہے۔ اور جو کوئی بدکام کو عیب نہ جانے اور فرض خدا کو نہ کرنا کرنا برابر سمجھے اور کرنے والوں کو طعن کرے وہ بے اعتقاد ہے (خلاصہ موضح)

اللہ خیرا تو فاعقبہم نفاقا کے معنے ہیں جعل اللہ عاقبۃ فعلہم ذلک۔ ؎۲ اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ لمز کی لغوی تحقیق پچھلے رکوع کی آیت وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّلْمِزُکَ فِی الصَّدَقٰتِ میں گذر چکی وہاں دیکھو۔ المطوعین اصل میں تھا المتطوعین تے اور طوئے قریب المخرج تھے ایک کو دوسرے میں ادغام کر دیا۔ تطوع کہتے ہیں تنفل یعنی اس طاعت کے بجالانے کو جو واجب نہ ہو۔ ؎۳ جُھْدَھُمْ جُہد اور جَہد دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی وہ قلیل چیز جو مفلس آدمی اپنے قوت بازو سے پیدا کرتا ہے۔ مگر بعض اہل لغت دونوں میں فرق بھی کرتے ہیں یعنی جُہد بالضم کو طاقت کے معنے میں بتاتے ہیں اور جَہد بالفتح کی معنے مذکور کے ساتھ تفسیر کرتے ہیں۔

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا

خوش ہوئے پیچھے چھوڑے گئے ساتھ بیٹھ رہنے اپنے کے پیچھے رسول اللہ کے اور ناخوش رکھا

پیچھے بیٹھ رہنے والے رسول اللہ سے حل کر بیٹھے رہنے پر خوش ہیں۔ اور انہوں نے اس بات کو ناپسند کیا ہے

اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ

یہ کہ جہاد کریں ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے بیچ راہ

کہ وہ اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کریں

اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ

اللہ تعالیٰ کے اور کہا انھوں نے مت نکلو بیچ گرمی کے کہہ آگ دوزخ کی

اور انہوں نے کہا کہ گرمی میں مت سفر کرو۔ کہہ دیجیے

اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَلْيَضْحَكُوْا

اشد ہے گرمی میں اگر ہوتے سمجھتے پس چاہیے کہ ہنسیں

کہ جہنم کی آگ تو اس سے کہیں زیادہ گرم ہے کاش کہ وہ اس بات کو سمجھ سکتے سو چاہیے کہ وہ بہت کم

قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا

تھوڑا اور روویں بہت بدلے اس چیز کے کہ تھے

ہنسیں اور بہت زیادہ روئیں۔ یہ ان کے اپنے کیے کا

يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ

کماتے ف۱ پس اگر پھیرے جا دے تجھ کو اللہ تعالیٰ طرف ایک جماعت کے ان میں سے

بدلہ ہے۔ پھر اگر اللہ آپ کو ان میں سے کسی گروہ کی طرف واپس لائے تو وہ آپ سے

فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ

پس اذن مانگیں تجھ سے واسطے نکلنے کے پس کہہ ہرگز نہ نکلو گے تم ساتھ میرے

میدان جنگ کی طرف نکلنے کی اجازت طلب کریں گے تو کہہ دیجیے کہ تم ہمارے ساتھ ہرگز نہیں نکل سکتے اور

اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ

کبھی اور ہرگز نہ لڑو گے ساتھ میرے کسی دشمن سے ف۲ تحقیق تم راضی ہوئے

ہماری ہمراہی میں ہرگز ف۲ دشمن کا مقابلہ نہیں ہو کر سکتے

بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَلَا

ساتھ بیٹھ رہنے کے پہلی بار پس بیٹھ رہو ساتھ پیچھے رہنے والوں کے ف۳ اور مت

کیونکہ تم نے پہلی مرتبہ (گھروں میں) بیٹھنا پسند کیا تھا پس اب بھی پیچھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو اور (اے نبی)

تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى

نماز پڑھ اوپر کسی کے ان میں سے کہ مر جاوے کبھی اور مت کھڑا ہو اوپر

ان میں سے کوئی شخص مر جائے تو آپ اس پر (نماز جنازہ) ہرگز نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پہ کھڑے ہوں

قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ

قبر اس کی کے تحقیق وہ کافر ہوئے ساتھ اللہ کے اور رسول اس کے کے اور مر گئے اور وہ

بیشک ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور ایسی حالت میں مرے ہیں۔ کہ وہ

حل لغات۔

له بِمَقْعَدِهِمْ

ظرف مکان کا صیغہ ہے اور اس سے مراد ہے مدینہ یا مصدر میمی ہے اور اسکے معنیٰ ہیں قعود کے۔ له خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ خلاف معنے میں ہے مخالفت کے کیونکہ باب مفاعلہ کا مصدر فِعال کے وزن پر بھی آتا ہے۔ بولا کرتے ہیں قاتل یقاتل مقاتلۃ وقتالا وقیتالا۔ اور یہ منصوب ہے بنا بر مفعول لہ ہونے کے۔ والمعنی بان

ف۱ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان منافقوں کی مذمت کی ہے جنھوں نے غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ دیا اور اپنے بیٹھ رہنے پر اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جانے پر خوشی ظاہر کی اور جہاد سے جی چرایا اور لوگوں سے کہا کہ تم بھی اس گرمی میں باہر نہ نکلو کیونکہ غزوہ تبوک موسم گرمی میں وقت پکنے میوہ و سایہ کے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا تم ان سے کہدو کہ جہنم کی آگ اس گرمی سے زیادہ گرم ہے۔ حدیث شریف میں ہے یہ آگ جس کو بنی آدم جلاتے ہیں ستر (۷۰) حصوں میں سے ایک حصہ ہے اور اس کو بھی دو بار سمندر میں بجھایا گیا ہے ورنہ اس سے نفع نہ ہوتا (مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۴) بہت روؤ، کم ہنسو یعنی دنیا تھوڑی مدت ہے جتنا چاہو اس میں ہنس لو۔ جب وہ منقطع ہو جائے گی اور تم آخرت میں جاؤ گے تو پھر وہاں ہمیشہ ابدالآباد تک روؤ گے حدیث میں ہے يَا أَيُّهَا النَّاسُ ابْكُوا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِيعُوا فَتَبَاكَوْا فَإِنَّ أَهْلَ النَّارِ يَبْكُونَ فِي النَّارِ حَتَّى تَسِيلَ دُمُوعُهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ كَأَنَّهَا جَدَاوِلُ حَتَّى تَنْقَطِعَ الدُّمُوعُ فَتَسِيلُ الدِّمَاءُ فَتَقْرَحُ الْعُيُونُ فَلَوْ أَنَّ سُفُنًا أُزْجِيَتْ فِيهَا لَجَرَتْ یعنی اے لوگو! روؤ، اگر تم کو رونا نہ آئے تو غمگین اور رونے کی شکل و صورت بناؤ کیونکہ دوزخ والے دوزخ میں اس قدر روئیں گے کہ انکے آنسو انکے رخساروں پر اس طرح بہیں گے گویا وہ نالیاں ہیں یہاں تک کہ آنسو باقی نہ رہیں گے اور خون جاری ہو جائیگا پس آنکھیں زخمی ہو جائینگی اور خون کے ایسے نالے بہیں گے کہ اگر ان میں کشتیاں جاری کی جائیں تو کشتیاں چلنے لگیں (مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۶) جامع ترمذی میں ہے کہ جو شخص دنیا میں خوفِ الٰہی سے رویا ہوگا وہ دوزخ میں نہ جائے گا جبتک کہ دودھ تھنوں میں داخل نہ ہو جائے اور جس نے راہِ خدا میں چلنے سے محنت مشقت اٹھائی غبار آلود ہوا تو وہ غبار اور دوزخ کا دھواں جمع نہ ہوگا یعنی ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا انشاء اللہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا ہے کہ سب سے کم عذاب والا دوزخی وہ ہوگا جس کے پاؤں میں آگ کی دو جوتیاں ڈالی جائینگی جن سے اسکا دماغ ابلے گا (احمد) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا ہے کہ دوزخ کی آگ ہزار برس تک دھونکی گئی کہ وہ سفید ہو گئی پھر ہزار برس تک کہ سرخ ہو گئی پھر ہزار برس کہ سیاہ ہو گئی مانند کالی رات کے۔ اب وہ بالکل تاریک ہے (ترمذی) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ لوگو! اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو تھوڑا ہنستے اور بہت روتے (بخاری)

ف۲ یہ آیت دلیل ہے اس بات کی کہ جب آدمی سے کوئی مکر اور فریب اور بدعت ظاہر ہو تو اس سے انقطاع کرنا واجب ہے (فتح) یہ جو فرمایا کہ اگر پھر لے جاوے اللہ کسی فرقہ کی طرف اس واسطے کہ یہ آیت نازل ہوئی سفر میں وہ منافق تھے مدینہ میں اور فرقہ فرمایا اس واسطے کہ بعضے منافق پیچھے مر گئے۔ اور سب بیٹھنے والے منافق نہ تھے۔ بعضے مسلمان بھی تھے کہ انکی تقصیر معاف ہوئی (موضح)

ف۳ ان لوگوں کی برائی بیان ہو رہی ہے جو وسعت، طاقت، قوت ہوتے ہوئے جہاد کے لیے نہیں نکلتے، جی چراتے ہیں اور حکمِ خدا سُن کر پھر بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آ آ کر رُک رہنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ ان کی بے حمیتی تو دیکھو کہ یہ عورتوں جیسے ہو گئے۔ لشکر چلے گئے یہ نامرد زنانے عورتوں کی طرح پیچھے رہ گئے۔ بوقتِ جنگ بزدل ڈرپوک اور گھروں میں گھسے رہنے والے اور بوقتِ امن بڑھ بڑھ کر باتیں بنانے والے یہ بھونکنے والے کتوں اور گرجنے والے بادلوں کی طرح ڈھول کے پول ہیں۔ انکے دلوں پر انکی بداعمالیوں کی وجہ سے مہر لگ چکی ہے۔ اب تو ان میں اس بات کی صلاحیت نہیں رہی کہ اپنے نفع و نقصان کو سمجھ لیں (م محمدی و فتح)

ف۴ مرزائی بلاشبہ ملت اسلام سے خارج اور غیر مسلم ہیں ان سے غیر مسلموں کا سا سلوک کیا جانا چاہیے۔ منافق اور غیر مسلموں کی نماز جنازہ پڑھنا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کرنا ممنوع و ناجائز ہے۔ لقولہ عزوجل: وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ ۖ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ (سورۃ التوبۃ ۸۴) اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبردار فرمایا: اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (سورۃ التوبہ: ۸۰) دوسری جگہ

(باقی فائدہ صفحہ ۲۸۵ پر ملاحظہ کریں)

★ تعدو المخالفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یا خلاف معنی میں ہے خلف کے، معناہ بعد رسول اللہ۔ ۵۳ أَوَّلَ مَرَّةٍ۔ مرّۃ کا لفظ جمع یعنی مرات کے قائم مقام ہے اور اوّل اسکی طرف مضاف، وہو دال علی واحدۃ من المرات۔ تو حق عبارت تھا کہ یوں کہا جاتا انکم رضیتم بالقعود اولی مرۃ۔ مگر چونکہ اہل محاورہ ہذا اکبر النساء بولتے اور ہذا کبری النساء بولنے کو ناجائز رکھتے ہیں اس لئے اول مرۃ کہا گیا۔ ۵۴ فَاقْعُدُوا مَعَ الْخَالِفِينَ۔ خالفین جمع ہے خالف کی اور خالف اسے کہتے ہیں جو لشکر کا ساتھ نہ دے۔ بولا کرتے ہیں یخلف الرجل فی قومہ ای لم یساعد جندہ والمعنی فاقعدوا مع الخالفین من الرجال الذین یخلفون فی البیت فلا یبرحون۔ بعضے کہتے ہیں یہاں خالفین معنی میں ہے مخالفین کے بولا کرتے ہیں عبد خالف وصاحب خالف اذ کان مخالفا۔ کبھی خالف کے معنی فاسد کے بھی آتے ہیں۔ بولا جاتا ہے خلف عن کل خیر یخلف خلوفا اذ افسد و خلف اللبن و خلف النبیذ اذا فسد۔ ۵۵ وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا۔ مات صفت ہے احد کی اور ابدًا متعلق ہے نہی کے۔ تقدیر عبارت یوں ہے ولا تصل ابدا علی احد منھم۔

فٰسِقُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا

فاسق تھے ۔ اور نہ خوش لگیں تجھ کو مال ان کے اور نہ اولاد ان کی سوائے
نافرمان تھے ۔ ان کے مال و اولاد آپ کے لئے موجب تعجب نہ ہوں ۔ اللہ صرف یہ چاہتا ہے

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ

اس کے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ یہ کہ عذاب کرے ان کو ساتھ اس کے بیچ دنیا کے اور نکل جاویں جانیں ان کی
کہ ان کو اسی کی وجہ سے دنیا میں گرفتار عذاب رکھے اور ان کا دم نکلے تو ایسی حالت میں کہ

وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٨٥﴾ وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا

اور وہ کافر ہوں اور جس وقت کہ اتاری جاتی ہے کوئی سورت یہ کہ ایمان لاؤ
وہ کافر ہوں اور جب کوئی سورت (اس مضمون کی) نازل ہوتی ہے کہ اللہ پر

بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ

ساتھ اللہ کے اور جہاد کرو ساتھ رسول اس کے کے پروانگی مانگتے ہیں تجھ سے صاحب دولت کے
ایمان لاؤ اور رسول کے ساتھ ہو کر جہاد کرو تو ان میں کے دولتمند آکر آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں

مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿٨٦﴾ رَضُوْا بِاَنْ

ان میں سے اور کہتے ہیں چھوڑ دو ہم کو ساتھ بیٹھنے والوں کے ف۲ راضی ہوئے ساتھ اسکے
اور کہتے ہیں کہ ہم کو بھی بیٹھے رہنے والوں کے ساتھ چھوڑ دیجئے یہ لوگ پیچھے بیٹھے رہنے والی

يَكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا

کہ ہوویں ساتھ پیچھے رہنے والوں کے اور مہر رکھی گئی اوپر دلوں ان کے کے پس وہ
عورتوں کے ساتھ (بیٹھے رہنے پر) خوش ہیں اور ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی ہے پس وہ سمجھتے

يَفْقَهُوْنَ ﴿٨٧﴾ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ

نہیں سمجھتے ف لیکن رسول اور جو لوگ کہ ایمان لائے ساتھ
ہی نہیں لیکن رسول نے اور ان لوگوں نے جو اس کے ساتھ ایمان لائے

جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ

اسکے جہاد کیا انہوں نے ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے وک اور یہ لوگ واسطے انہیں
اپنی جان و مال سے جہاد کیا۔ اور یہی لوگ ہیں جن کے لئے سب قسم کی خوبیاں ہیں۔

الْخَيْرٰتُ ز وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٨٨﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ

کے ہیں بھلائیاں اور یہ لوگ وہی ہیں فلاح پانے والے تیار کی ہیں اللہ نے
اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے

لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ

واسطے انکے بہشتیں چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں ہمیشہ رہنے والے بیچ ان کے
ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ انہی میں ہمیشہ

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٨٩﴾ ع وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ ع ١١ / ٩ / ١٧

یہ ہے مشراد پانا بڑا ف۵ اور آئے عذر کرنے والے
رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور دیہات والوں میں سے بعض

حل لغات

ﮧ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ۔ اَن مصدریہ اور یہ محل میں ہے نصب کے بحذف حرف جر۔ والتقدیر بان امنوا ای بالایمان۔ ﮧ۲ وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ۔ المعذرون اصل میں المعتذرون تھا۔ تے کا فتح عین کو دیا اور تے کو دال سے بدل کر ایک کو دوسرے میں ادغام کر دیا۔ اور ممکن ہے کہ تعذیر بمعنی تقصیر سے مشتق ہو بولا کرتے ہیں عذر تعذیراً اذا قصر۔

(بقیہ فوائد صفحہ ۲۸۴)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ (سورۃ التوبہ: ۱۱۳) کہ نبی اور اہلِ ایمان کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ مشرکین (غیر مسلموں) کے لیے دعائے مغفرت کریں خواہ وہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں، یہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ یہ غیر مسلم لوگ جہنمی ہیں۔ اسی طرح ان کی خوشی میں بھی شریک نہیں ہونا چاہیے۔ یہ حق اہلِ ایمان کا ہے کہ وہ آپس میں اُخوتِ اسلامیہ کے رشتے میں منسلک ہوتے ہیں، ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کی خوشی غمی میں شریک ہوتے ہیں، ایک دوسرے سے محبت و مودّت کرتے ہیں بقولہ تعالیٰ: وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ الآية (سورۃ التوبہ ۷۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: مَنْ قَضَىٰ لِأَحَدٍ مِنْ أُمَّتِي حَاجَةً يُرِيدُ أَنْ يَسُرَّهُ بِهَا فَقَدْ سَرَّنِي وَمَنْ سَرَّنِي فَقَدْ سَرَّ اللّٰهَ وَمَنْ سَرَّ اللّٰهَ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ (رواہ البیہقی) کہ جو مسلمان میری اُمت کے کسی مسلمان کی ضرورت اس لیے پوری کرے تاکہ وہ خوش ہو تو اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا، اور جس نے اللہ کو خوش کیا اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا۔ (مشکوٰۃ کتاب الآداب)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ الآية (سورۃ الممتحنہ) ارشادِ نبوی ہے: اَلْمَرْءُ عَلَىٰ دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ۔ رواہ احمد والترمذی وابوداؤد والبیہقی فی شعب الایمان۔ انسان اپنے دوست کے دین پر اُٹھے گا۔ پس تمہارے ایک شخص کو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ کس کو دوست بنا رہا ہے۔ دوسری حدیث میں فرمایا: لَا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ۔ رواہ الترمذی وابوداؤد، والدارمی کہ مومن کو صرف دوست و ساتھی بناؤ اور تمہارا کھانا نہ کھائے مگر پرہیزگار مسلمان۔ لہٰذا غیر مذہبیوں سے اس طرح کے تعلقات رکھنا شرعاً و قانوناً منع ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم

فوائد صفحہ ہٰذا

ف۱ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی مر گیا۔ اس کا بیٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کا کرتا مانگا کہ اس میں اپنے باپ کو دفن کرے۔ آپؐ نے کرتا عطا کیا پھر کہا اس پر نماز پڑھو۔ آپؐ نماز پڑھنے کو کھڑے ہو گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا پکڑا اور کہا اے رسول خدا! آپؐ اس پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اللہ نے آپ کو اس پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجھ کو اختیار دیا ہے میں ستر بار سے زیادہ اس کے لئے استغفار کروں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ منافق تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی۔ اس پر یہ آیت اتری۔ روایت کیا اسکو بخاری نے فقط ف۲ مِنْهُمْ و مَاتَ دونوں آحد کی صفت ہیں۔ اَبَدًا ظرف ہے لَا تُصَلِّ کا۔ إِذَا أُنْزِلَتْ شرط اِسْتَأْذَنَ جواب خَوَالِف جمع خالفہ ہے۔ منافقوں کیلئے نمازِ جنازہ اور ان کی قبر پر دعا کے لئے کھڑا ہونے سے منع فرمایا ہے جو انسان کے لئے نجات کا بڑا وسیلہ تھا یعنی مغفرت اور رسول کی شفاعت کے دائرہ سے خارج کر دیا گیا (م حقانی جلد ۴ ص۲۲۹)

اللہ پاک ہر مسلمان کو نفاق شقاق بُرے اخلاق سے بچائے۔ آمین۔

ف۳ یعنی منافقوں کا پیچھے رہنا کچھ مضر نہیں کیونکہ جو لوگ ان سے بہتر اور خالص نیت والے ہیں انھوں نے بخوبی اس کام کو کیا۔ یہ آیت مانند اس فرمان اللہ تعالیٰ کے ہے فَإِنْ يَكْفُرْ بِهَا هَٰؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ اس کے بعد ذکر منافع جہاد کا فرمایا (فتح)

ف۴ مشکوٰۃ صفحہ ۳۲۱ میں حدیث ہے مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ بِآيَاتِ اللّٰهِ لَا يَفْتُرُ مِنْ صِيَامٍ وَلَا صَلٰوةٍ حَتّٰى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جہاد فی سبیل اللہ میں گیا اس کی ایسی مثال ہے جیسے روزہ دار کہ نماز کی نیت باندھ کر کھڑا ہو گیا نہ نماز سے تھکتا ہے نہ سلام پھیرتا ہے نہ روزہ افطار کرتا ہے یہاں تک کہ مجاہد واپس آئے۔ مطلب یہ ہوا کہ مجاہد کا چلنا، پھرنا، سونا، جاگنا کھانا پینا وغیرہ سب عبادت میں داخل ہے اور فرمایا رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا أَنَّ رِجَالًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَطِيبُ أَنْفُسُهُمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنْ أُقْتَلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ أُحْيٰى ثُمَّ أُقْتَلَ ثُمَّ أُحْيٰى ثُمَّ أُقْتَلَ ثُمَّ أُحْيٰى ثُمَّ أُقْتَلَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی قسم ہے اللہ کی مجھ کو یہ خیال ہے کہ لوگ جہاد میں میرا ساتھ چھوڑنا پسند نہ کریں گے اور یہ بھی بات ہے کہ سب کے لائق سواری وغیرہ کا سامان نہیں ہے ورنہ میں ہر سریہ میں شریک ہوتا جو جہاد فی سبیل اللہ میں جاتا ہے۔ اور قسم ہے اللہ کی میں یہ آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں قتل ہوؤں پھر زندہ ہوؤں پھر قتل ہوؤں پھر زندہ ہوؤں پھر قتل ہوؤں پھر زندہ ہوؤں۔ یاد رہے یہ درجات اسی جہاد کے ہیں جو اسلام کے لئے ہو، نہ ملک گیری حصول کرسی و حمیت قومی کیلئے۔ جہاد کا بیان صفحہ ۱۶۴ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ وغیرہ میں بھی ہے۔

ف۵ خیرات سے یا تو درجات اعلیٰ مراد ہیں یا مراد ہر خوبی ہے دین کی ہو یا دنیا کی جیسے نصرت اور غنیمت اور جنت یا مراد حور عین ہیں۔ معالم والے نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ خیرات کے معنی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا (جامع و فتح) نیز بخاری مسلم میں ہے جو شخص خدا و رسولؐ کی اطاعت پر لڑائی میں شریک ہوتا ہے تو اللہ اس کا ضامن ہو جاتا ہے۔ اگر زندہ واپس گھر آیا تو اجر اور مال غنیمت لے کر آئے گا۔ اور اگر میدانِ جہاد میں شہید ہو گیا تو جنت میں داخل ہو گیا۔ اسی طرح ایک روایت میں ہے اگر کسی جنتی کو ساری دنیا مل جانے کا لالچ دے کر دنیا میں آنے کو کہا جائے تو جنت کی نعمتیں چھوڑ کر دنیا میں آنے کو کوئی تیار نہ ہو گا مگر شہادت کے اجر میں شہیدوں کو جنت کے عالی مقام جو ملیں گے انھیں دیکھ کر شہید یہ تمنا کریں گے کہ وہ پھر دنیا میں آئیں اور دس دفعہ اللہ کی راہ میں شہید ہوں

(احسن التفاسیر)

مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا

گنواروں سے تو کہ اذن دیا جاوے واسطے ان کے اور بیٹھ رہے وہ لوگ کہ جھوٹ

بہانہ کرنے والے آئے ہیں۔ تاکہ ان کو اجازت مل جائے۔ اور جن لوگوں نے اللہ اور اس کے

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ

بولے اللہ سے اور رسول اس کے سے عذاب پہنچے گا۔ ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے ان میں سے

رسول سے جھوٹ بولا، وہ بیٹھے رہے ان میں کے منکرین کو عنقریب دردناک

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٩٠﴾ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى

عذاب درد دینے والا ف۱ نہیں اوپر ناتوانی کے اور نہ اوپر

عذاب ہے گا۔ ناتوانوں پر، مریضوں پر، اور ان لوگوں پر جن کے پاس

الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ

بیماروں کے اور نہ اوپر ان لوگوں کے کہ نہیں پاتے وہ چیز کہ خرچ کریں

خرچ کرنے کو کچھ نہیں کوئی گناہ نہیں جبکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے خیر خواہ ہوں۔

حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ

تنگی جب خیر خواہی کریں واسطے اللہ کے اور رسول اس کے نہیں اوپر احسان کرنے والوں کے

ان نیکوکاروں پر کوئی الزام نہیں اور اللہ

مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩١﴾ وَّلَا عَلَى

کچھ راہ عتاب کی ف۲ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور نہیں اوپر

بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور نہ ان لوگوں

الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ

ان لوگوں کے کہ جس وقت آتے ہیں تیرے پاس تو کہ سواری دے تو انکو کہا تو نے نہیں پاتا میں وہ چیز کہ

پر کوئی گناہ ہے جو آپ کے پاس آئے تاکہ آپ ان کے لئے سواری کا بندوبست کر دیں آپ نے

عَلَيْهِ ص تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا

سوار کروں میں تم کو اوپر اس کے پھر گئے اور آنکھیں ان کی بہتی تھیں آنسوؤں سے بسبب غم کے کہ نہیں

فرما دیا کہ میرے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جس پر تمہیں سوار کروں۔ پس وہ اس حالت میں واپس لوٹے کہ انکی آنکھوں سے

يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿٩٢﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ

پاتے وہ چیز کہ خرچ کریں۔ ف۳ سوائے اسکے نہیں کہ راہ عتاب کی اوپر ان لوگوں کے ہے

آنسو جاری تھے اس غم کیوجہ سے کہ انکے پاس جہاد میں خرچ کرنیکو کچھ نہیں تھا گناہ صرف انہی لوگوں پر ہے جو آپ سے باوجود غنی ہونیکے

يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ

کہ اذن مانگتے ہیں تجھ سے اور وہ دولتمند ہیں راضی ہوئے ساتھ اس کے کہ ہو ویں

(پیچھے رہنے کی) اجازت چاہتے ہیں۔ ان کو پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ رہنا پسند آیا اور اللہ نے انکے

الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٩٣﴾

پیچھے رہنے والیوں کے اور مہر کی اللہ نے اوپر دلوں ان کے کے پس وہ نہیں جانتے ف۴

دلوں پر مہر کر دی ہے سو یہ (جہاد کی برکتوں کو) نہیں جانتے۔

حل لغات۔

لہ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ

مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا۔ مِنَ الدَّمْعِ کا مِنْ بیانیہ اور جار مجرور بنا بر تمیز ہونے کے محل میں نصب کے۔ حَزَنًا فعل محذوف کا مفعول لہ جس پر تَفِيْضُ مذکور دلالت کر رہا ہے ای تفیض للحزن یا فعل محذوف کا مفعول مطلق اسلئے یحزنون حزنا الا یجدوا علی تقدیر حذف لام متعلق ہے حَزَنًا کے ای حَزَنًا لئلا یجدوا۔

ف۱ اعراب کہتے ہیں صحرانشینوں کو۔ یہ عرب سے اخص ترہیں کیونکہ عربی وہ ہے جو زبان عربی بولے خواہ صحرا میں رہے یا شہر میں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ان کا عذر فی الواقع صحیح تھا۔ اسی کو ابن کثیرؒ نے اظہر کہا ہے۔ حسن اور قتادہ رحمہا اللہ نے کہا کہ جن لوگوں نے عذر نا معقول کیا اللہ تعالیٰ نے ان کا عذر نہ سُنا (فتح و جامع و ابن کثیر) ف۲ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منشی تھا، سورۂ برارت اُتر رہی تھی، میں اسے لکھ رہا تھا۔ میرے کان میں قلم اڑسا ہوا تھا، جہاد کی آیتیں اتر رہی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منتظر تھے کہ دیکھیں اب کیا حکم نازل ہوتا ہے کہ اچانک ایک نابینا صحابی آئے اور کہا کہ حضورؐ! میں جہاد کے احکام اس اندھا پے میں کیسے بجالا سکتا ہوں، اسی وقت یہ آیت اُتری۔ اس آیت میں اللہ نے ان اعذار کو بیان کیا جن کے ہوتے ہوئے بیٹھ رہنے میں کچھ حرج نہیں جیسے اندھے، لنگڑے، بوڑھے اور لڑکے، عورتیں اور ان کے مانند جن کی اصل خلقت میں ضعف پیدا ہوا ہو اور بیمار جو جہاد میں نہ جاسکے یا فقیر جو بسبب فقر کے تیاری سامان جہاد کی نہیں کرسکتا لیکن اس شرط سے کہ اللہ و رسولؐ کے خیرخواہ رہیں۔ اللہ کی خیرخواہی یہی ہے کہ اس پر ایمان لائیں اس کی شریعت پر عمل کریں۔ اس میں محبتِ مجاہدین بطریق اولیٰ داخل ہے۔ ابو ثمامہ نے کہا حواریوں نے کہا تھا کہ اے روح اللہ! ہم کو خبر دو کہ ناصح للہ کون ہے؟ فرمایا وہ شخص جو اللہ کے حق کو لوگوں کے حق پر مقدم رکھے اور جب اس کو امر دنیا و امر آخرت پیش آئے تو امر آخرت کو مقدم رکھے پھر دنیا کے کام کے لئے فارغ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیرخواہی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کریں، آپؐ کے ہر فرمان کو بجالائیں آپؐ کے دوست کے دوست اور دشمن کے دشمن بنے رہیں آپؐ کی سنت کے احیاء میں کوشاں رہیں ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں (خلاصہ فتح)

ف۳ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے أتينا رسول الله صلى الله عليه وسلم في رهط من الأشعريين نستحمله وهو يقسم نعما من نعم الصدقة وهو غضبان قال والله لا أحملكم وما عندي ما أحملكم قال فانطلقنا فأتي رسول الله صلى الله عليه وسلم بنهب إبل فقال أين هؤلاء الأشعريون أين هؤلاء الأشعريون فأتينا فأمر لنا بخمس ذود غر الذرى قال فاندفعنا فقلت لأصحابي أتينا رسول الله صلى الله عليه وسلم نستحمله فحلف أن لا يحملنا ثم أرسل إلينا فحملنا نسي رسول الله صلى الله عليه وسلم يمينه والله لئن تغفلنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يمينه لا نفلح أبدا ارجعوا بنا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فلنذكره يمينه فرجعنا فقلنا يا رسول الله أتيناك نستحملك فحلفت أن لا تحملنا ثم حملتنا فظننا أو فعرفنا أنك نسيت يمينك قال انطلقوا فإنما حملكم الله إني والله إن شاء الله لا أحلف على يمين فأرى غيرها خيرا منها إلا أتيت الذي هو خير وتحللتها (بخاری باب الکفارۃ قبل الحنث وبعدہ) یعنی ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اشعری لوگوں کے ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس غرض سے حاضر ہوا کہ ہم لوگوں کو سواری کے اونٹ وغیرہ مرحمت فرمادیں تو ہم جہاد میں شریک ہوں اور آپؐ اس وقت چوپایوں کو تقسیم فرما رہے تھے اور کسی وجہ سے آپؐ کو اس وقت غصہ بھی تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی میں تم کو سواری کا جانور نہ دونگا اور نہ میرے پاس موجود ہے پس ہم واپس چلے آئے اتنے میں آپؐ کے پاس اونٹ آئے تو آپؐ نے فرمایا کہ اشعری لوگ کہاں ہیں؟ چنانچہ ہم حاضر ہوئے تو آپؐ نے پانچ اونٹ سفید کوہان والے دیئے اور رخصت کیا۔ میں نے ساتھیوں سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو قسم کھائی تھی کہ تم کو سواری نہ دینگے شاید آپؐ کو قسم یاد نہیں رہی اسلئے اسمیں ہمکو کوئی خیر بھلائی نہ ہوگی چلو آپؐ کو یاد دلادیں۔ لہٰذا ہم آئے اور آپؐ کو یاد دلایا تو آپؐ نے فرمایا جاؤ تمکو اللہ نے سوار کرایا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اونٹ بھیجدیئے یہ سبب سواری کا تھا۔ میں انشاءاللہ تعالےٰ جب بھی کسی چیز سے قسم کھا بیٹھوں گا اور پھر دیکھونگا اس قسم کا خلاف بہتر ہے تو میں اس چیز پر عمل کروں گا اور قسم کا کفارہ دیدونگا۔ نیز تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ عبداللہ بن مغفل مزنی وغیرہ سات نفر تھے انکے پاس سواری وغیرہ زادراہ نہیں تھا۔ دل میں شوق جہاد لیکر آئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری طلب کی۔ آپؐ نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے۔ روتے ہوئے حزین ہوکر واپس چلے گئے۔ اللہ نے انکا عذر اپنی کتاب میں نازل کیا۔ آہ ایک وہ ہیں جو جہاد سے جی چراتے ہیں اور ایک وہ ہیں جو جہاد سے رہ جانے پر روتے اور افسوس کرتے ہیں ع ببیں تفاوت راہ از کجا ست تا بہ کجا فقط۔ ف۴ یعنی الزام اور بازپرس اُنپر ہے جو کہ باوجود تونگری کے اجازت بیٹھنے کی مانگتے ہیں اور ان کو یہی خوش لگتا ہے۔ سو اللہ تعالےٰ نے بھی ان کے دلوں پر مہر لگادی (فتح) الھلا مہ ابو محمد عبدالستار الصاحب رحمہ اللہ۔

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ

عذر لاویں گے طرف تمہاری جب پھر آؤ گے طرف ان کی کہہ

جب تم ان کے پاس لوٹ کر آؤ گے تو وہ تم سے عذر معذرت کریں گے آپ کہہ دیجئے کہ عذر معذرت مت کرو

لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ

مت عذر لاؤ ہرگز نہ مانیں گے ہم واسطے تمہارے تحقیق بتلادی ہیں ہم کو اللہ نے

ہمیں تمہاری بات کا یقین نہیں۔ اللہ نے ہمیں تمہاری اکثر باتیں بتادی ہیں

اَخْبَارِكُمْ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ

بعضی خبریں تمہاری اور اب دیکھے گا اللہ عمل تمہارے اور رسول اس کا پھر پھیرے جاؤ گے

اور آئندہ اللہ اور اس کا رسول تمہارے اعمال کو دیکھیں گے پھر تمہیں اس خدا کی طرف لوٹایا

اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۴﴾

طرف جاننے والے پوشیدہ اور ظاہر کے پس خبر دے گا تم کو ساتھ اس چیز کے کہ تھے تم کرتے

جائیگا جو تمام ڈھکے چھپے اور کھلے ظاہر امور کو جاننے والا ہے پھر وہ تمہیں بتادیگا کہ تم (دنیا میں) کیا کرتے رہے

سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا

شتاب قسمیں کھاویں گے ساتھ اللہ کے واسطے تمہارے جس وقت پھر جاؤ گے تم طرف انکی تو کہ منہ پھیر لو

عنقریب ہی جب تم انکے پاس (جہاد سے) واپس لوٹ کر جاؤ گے تو یہ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ

عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۡ وَّمَاْوٰىهُمْ

ان سے پس منہ پھیر لو ان سے تحقیق وہ پلید ہیں اور جگہ رہنے انکی

ان سے درگذر کرو پس تم ان سے درگزر ہی کرو (کیونکہ) یہ بلاشبہ نجس و ناپاک ہیں

جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۵﴾ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ

دوزخ ہے بدلے اس چیز کے کہ تھے کماتے قسمیں کھاویں گے واسطے

اور انکا ٹھکانا دوزخ ہے ان کے برے اعمال کے بدلے میں تمہارے سامنے یہ اس لئے

لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى

تمہارے تو کہ راضی ہو ان سے پس اگر راضی ہو گے ان سے پس تحقیق اللہ نہیں راضی ہوتا

قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم ان سے رضامند ہو جاؤ اگر تم ان سے رضامند ہو بھی گئے تو یاد رکھو کہ اللہ تو نافرمان

عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۹۶﴾ اَلْاَعْرَابُ[1] اَشَدُّ كُفْرًا

قوم فاسقوں سے گنوار بہت سخت ہیں کفر میں

لوگوں سے ہرگز رضامند نہیں ہوگا گنوار کفر و نفاق میں بڑے ہی سخت ہیں اور

وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ[2] اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى

اور نفاق میں اور بہت لائق والے ہیں کہ نہیں جانتے حدیں اس چیز کی کہ اتارا ہے اللہ نے اوپر

نادانی کی وجہ سے اسی لائق ہیں کہ اللہ نے اپنے رسول پر جو کچھ نازل کیا ہے اس کی حدود سے واقف نہ ہوں

رَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۹۷﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ

رسول اپنے کے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور بعض گنواروں سے وہ

اور اللہ بڑے علم والا اور بڑی حکمت والا ہے بعض گنوار ایسے ہیں جو راہ خدا

حل لغات۔

[1] اَلْاَعْرَابُ اہل لغت کہتے ہیں کہ عربی اس شخص کو کہتے ہیں جس کا نسب عرب میں ہو اس کی جمع آتی ہے عرب جیسے مجوسی اور یہودی کی جمع مجوس اور یہود۔ اعرابی وہ شخص جو جنگل میں رہتا ہو عام ہے کہ عرب میں سے ہو یا ان کے موالی میں سے اس کی جمع آتی ہے اعراب اور اعاریب تو جو شخص قرائے عربیہ میں توطن اختیار کرتا اور عرب میں نسب رکھتا ہے اُسے عربی اور جو جنگل میں رہتا ہے اسے اعرابی یعنی بدوی بادیہ نشین کہتے ہیں۔ عرب کو عرب اس لئے کہتے ہیں کہ اولاد اسمٰعیلؑ عرب میں سکونت پذیر تھی جو تہامہ کا ایک مشہور موضع ہے یا اس لئے کہ ان کی زبانیں اپنے مافی الضمیر کو نہایت عمدگی اور خوبی کے ساتھ تعبیر کرتی ہیں۔ [2] وَاَجْدَرُ۔ اجدر معنے میں ہے ادنیٰ اور احق کے اور جملہ میں حذف ہے والتقدیر و اجدر بان لایعلموا۔

ف۱ جنگ تبوک میں کچھ منافق منہ چھپا کر گھروں میں بیٹھ گئے۔ جب مسلمان واپس ہوئے تو یہ جھوٹے عذر کرنے لگے۔ ان منافقوں کا یہاں بیان ہو رہا ہے سو فرمایا تم کہنا جھوٹے حیلے دبناؤ ہم کو اللہ نے تمہارے حال سے آگاہ کر دیا ہے۔ اب آئندہ تمہارا حال سب لوگوں پر ظاہر ہو جائے گا اور آخرت میں تم کو تمہارا خیر و شر معلوم ہو جائیگا اعمال کی سزا ملے گی۔ یہ منافق اپنی صفائی پر قسمیں کھائیںگے تم ان کی طرف متوجہ نہ ہونا۔ اگر ان کے داؤں میں آکر راضی بھی ہو جاؤ تو اللہ راضی نہیں اور جس سے اللہ راضی نہیں مومنوں کو بھی چاہیئے ان سے راضی نہ ہوں کیونکہ یہ فاسق ہیں اور فسق کے معنیٰ اللہ و رسول کی اطاعت سے نکلنا ہے (فتح) حبر الامۃ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم مدینہ لوٹ کر آئے تو ہم کو عدالت نبوی سے حکم ہوا کہ لَا تُجَالِسُوْهُمْ وَلَا تُكَلِّمُوْهُمْ ان آتنی (۸) منافقوں کے پاس نہ بیٹھو نہ ان سے بات چیت کرو۔ کذا فی الخازن جلد سوم صفحہ ۲۱۲ ف۲ یہ آیت قبیلہ بنی اسد غطفان کے باب میں نازل ہوئی۔ جہالت ان کے خمیر میں تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ترمذی میں حدیث ہے مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ وَمَنْ أَتَى السُّلْطَانَ افْتُتِنَ (مشکوٰۃ کتاب الامارۃ) جو شخص جنگل میں رہا اس کا دل سخت ہوا اور جو شکار کے پیچھے لگا وہ غافل ہوا اور جو بادشاہ کا مصاحب ہوا (یعنی اس کی حق و ناحق باتوں میں ہاں میں ہاں ملائی اس کے ظلم کی تائید کی) وہ آفت میں پڑا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ جو (بے دین بادشاہوں، مالداروں سے) جتنا قرب بڑھائیگا اتنا ہی اللہ سے دور ہوتا جائیگا (فتح)

ف۳ یعنی ان گنواروں میں سے ایسے بھی ہیں کہ نفقہ راہ خدا کو چٹی سمجھتے ہیں اور ان کو یہ خیال ہے کہ زمانہ ایک حال پر نہیں رہتا کبھی خیر کبھی شر۔ کیا تعجب ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مر جائیں اور مشرک غالب ہو جائیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ گردش خود تم پر ہوگی نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اور نہ مومنوں پر۔ اللہ تعالیٰ تمہاری بات سنتا تمہارے ضمائر کو جانتا ہے (فتح البیان) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا إِذَا فَعَلَتْ أُمَّتِي خَمْسَ عَشْرَةَ خَصْلَةً حَلَّ بِهَا الْبَلَاءُ قِيلَ وَمَا هِيَ قَالَ إِذَا كَانَ الْمَغْنَمُ دُوَلًا وَالْأَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّكَاةُ مَغْرَمًا وَأَطَاعَ الرَّجُلُ زَوْجَتَهُ وَعَقَّ أُمَّهُ وَبَرَّ صَدِيقَهُ وَجَفَا أَبَاهُ وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ وَكَانَ زَعِيمُ الْقَوْمِ أَرْذَلَهُمْ وَأُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهِ وَشُرِبَتِ الْخُمُورُ وَلُبِسَ الْحَرِيرُ وَاتُّخِذَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَلَعَنَ آخِرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَوَّلَهَا فَلْيَرْتَقِبُوا عِنْدَ ذَلِكَ رِيحًا حَمْرَاءَ أَوْ خَسْفًا أَوْ مَسْخًا (ترمذی جلد دوم صفحہ ۴۴ ابواب التفسیر) یعنی جب میری امت میں یہ پندرہ خصلتیں ہو جائیںگی تو بلائیں اور مصیبتیں بہت آنے لگیں گی۔ پوچھا گیا کہ وہ خصلتیں کونسی ہیں؟ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب غنیمت کے مال سے دولت مندی حاصل کرنے لگیں یعنی غنیمت کے مال میں سب مسلمانوں کا حصہ ہے۔ خلیفہ کا بھی ویسا ہی حصہ ہے لیکن خلیفہ لوگ اس قاعدہ پر نہ رہیں اور سب مال اپنے خزانے میں جمع رکھ کر جو چاہیں تصرف کرنے لگیں اور امانت کے مال کو اپنا مال سمجھنے لگیں اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھیں اور مرد اپنی عورتوں کی تابعداری کرنے لگیں اور ماں کی نافرمانی کریں۔ دوستوں سے محبت کریں، باپ کو ستائیں مسجدوں کا ادب نہ رہے غل شور ہوتا رہے۔ ذلیل لوگوں کو ایسی ثروت ہو جائے کہ وہ اور لوگوں کے ضامن و حامی ہونے لگیں اور شریر و موذی لوگوں سے لوگ دبنے لگیں شراب خوری کا رواج ہو جائے۔ ریشمی لباس کی کثرت ہو اور گانے والیاں نوکر رکھی جائیں اور پچھلے لوگ پہلے لوگوں پر طعن کرنے لگیں تو اس وقت سرخ آندھی یا خسف یا مسخ کے عذاب کے منتظر رہو فقط۔ ابو عمار عبدالقہار غفرلہ ولوالدیہ الغفار (آمین)

مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ

وہ شخص ہیں کہ پکڑتے ہیں اس چیز کو کہ خرچ کرتے ہیں تاوان اور انتظار کرتے ہیں ساتھ تمہارے گردشوں زمانے

ہیں خرچ کرنے کو تاوان سمجھتے ہیں اور تمہیں گردش میں مبتلا دیکھنے کے منتظر ہیں دستو! گردش

عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۹۸﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ

کی اوپر ان کے ہے گردش برائی کی اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے اور بعضے گنواروں میں

بد انہیں پر ہے اور اللہ سمیع و علیم ہے اور بعض دیہات والے

مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ

سے وہ ہیں کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے اور پکڑتے ہیں جو کچھ خرچ کرتے ہیں نزدیکیاں

ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان لاتے ہیں اور جو کچھ (راہ خدا میں) خرچ کرتے ہیں اسے تقرب الٰہی

عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ

نزدیک اللہ کے اور دعائے پیغمبر کی خبردار ہو تحقیق وہ نزدیکی ہے واسطے ان کے

اور دعائے رسول کا ذریعہ خیال کرتے ہیں۔ ہاں وہ بےشک ان کے لئے باعث تقرب ہے۔ بہت جلد اللہ ان کو اپنی

سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۹﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ

البتہ شتاب داخل کرے گا ان کو اللہ بیچ رحمت اپنی کے تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور آگے بڑھ جانے

رحمت میں داخل کرے گا بےشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور مہاجرین و انصار

الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ

والے پہلے ہجرت کرنے والوں سے اور مدد دینے والوں سے اور وہ لوگ کہ پیروی کرتے ہیں ان کی

میں سے پیش قدمی کرنے والے پہلے لوگوں اور خلوص دل سے ان کی پیروی کرنے والوں سے اللہ خوش ہو گیا اور وہ

بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ

ساتھ نیکی کے راضی ہوا اللہ ان سے اور راضی ہوئے وہ اس سے اور تیار کیں واسطے

اللہ سے خوش ہو گئے اور اس نے ان کے لئے ایسے باغات تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ

ان کے بہشتیں چلتی ہیں نیچے ان کے نہریں رہیں گے بیچ ان کے ہمیشہ یہ ہے

وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے (اور) یہ بڑی کامیابی ہے بھاری

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۰۰﴾ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ

مراد پانا بڑا اور ان لوگوں سے کہ گرد تمہارے ہیں گنواروں سے

کا میابی ہے۔ اور (اے مسلمانو) تمہارے ارد گرد جو گنوار ہیں وہ

مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ

منافق ہیں اور بعضے لوگ مدینے کے بھی سرکشی کرتے ہیں اوپر نفاق کے

منافق ہیں اور بعض اہل مدینہ میں سے بھی جو نفاق کے خوگر ہو چکے ہیں تم ان کو

لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ

تو نہیں جانتا ان کو ہم جانتے ہیں ان کو شتاب عذاب کریں گے ہم ان کو دو بار پھر پھیرے

نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں ہم ان کو بہت جلد دوہرا عذاب دیں گے پھر ان کو عذاب عظیم

۱۲ ع ۱۰ ۱

معٓ وقف منزل عند المتقدمین ۱۲

حل لغات۔
ؔ۱ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا۔ مغرم مصدر ہے جس طرح غرامۃ اور اس کے معنی ہیں چٹی اور نقصان کے۔ ؔ۲ الدَّوَآئِر جمع ہے دائرہ کی۔ دائرہ وہ آفت جو آدمی کو دائرے کی طرح محیط ہو اور سَوء بالفتح اور سُوء بالضم میں فرق اور وجہ اشتقاق سابق میں گزر چکی۔ ؔ۳ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ۔ قربات جمع ہے قربۃ کی اور قربۃ کہتے ہیں اس چیز کو جو خدا کی جناب تک پہنچنے کا ذریعہ ہو۔ یتخذ کا مفعول ثانی ہے اور عند اللہ قربات کی صفت یا یتخذ کا ظرف۔ ؔ۴ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الخ السابقون مبتدا رضی اللہ عنہم الخ خبر۔ ؔ۵ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ مرود کہتے ہیں سرکشی کرنے کو بولا کرتے ہیں مرد یمرد مرودا اذا عتا۔ اسی سے ہے مارد اور مرید

یعنی شیاطین جن و انس۔ مرود کے اصلی معنی ہیں ملاست کے اسی وجہ سے صاف و شفاف محل کو صرح ممرد کہتے ہیں قال تعالیٰ انہ صرح ممرد من قواریر اور یہی وجہ ★

ف تیسری قسم اعراب کی اہل ایمان بتائی ہے یعنی وہ گنوار ہیں
جو راہ خدا میں دل کھول کر اخلاص کے ساتھ خرچ کرتے ہیں۔
اللہ نے فرمایا ان کا نفقہ موجب قرب الٰہی اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی دعاء لینے کے لئے ہے۔ آیت ہٰذا اگرچہ شان نزول
کے اعتبار سے ابن مغفل مزنی وغیرہ کے حق میں ہے لیکن حکم میں عام
ہے۔ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جو اپنی نیک کمائی میں سے صدقہ خیرات کرے اللہ تعالیٰ اس
کے صدقہ کو داہنے ہاتھ سے لے کر وہ شرف قبولیت بخشتا ہے
تھوڑی چیز کا بھی اجر بڑھا کر اُحُد پہاڑ کے برابر کر کے دیتا ہے اگرچہ
اللہ کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں لیکن اخلاص سے خرچ کرنے
والے کی شان بڑھانے کو سیدھے ہاتھ کا لفظ فرمایا (فتح و احسن)
ف۲ اعراب مؤمنین کے بعد مناسب ہوا کہ زعماء و اعیان مؤمنین کا
بھی کچھ ذکر کیا جائے۔ بعض کے نزدیک سابقین وہ لوگ
ہیں جنہوں نے صلح حدیبیہ میں بیعت الرضوان پائی اور بعض
کے نزدیک وہ جنہوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی اور بعضوں نے
کہا وہ اہل بدر ہیں لیکن آیت کے عمل کرنے سے ان سب
معانی پر کوئی مانع نہیں ہے۔ تابعین سے مراد متاخرین صحابہ
اور ان کے بعد ہم ہیں قیامت تک۔ اللہ نے خبر دی کہ وہ سابقین اور تابعین
بالاحسان سے راضی ہے۔ اب خرابی اس کی جو ان سے بغض رکھے
یا ان کو برا کہے گالی دے سب کو یا بعض کو خصوصاً افضل الصحابہ
خلیفہ اعظم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو۔ ایسے لوگوں کے دل منکوس
اور عقلیں معکوس ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ
أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ (بخاری مسلم) یعنی میرے صحابہؓ کو برا
نہ کہو بیشک یہ اگر اللہ کی راہ میں آدھ سیر غلہ خرچ کریں اور دوسرے
لوگ اُحُد پہاڑ برابر سونا خرچ کریں تو اللہ کے نزدیک اس آدھ سیر
غلہ کی جتنی قدر ہے اتنی اُحُد برابر سونے کی نہیں ہے یعنی ان صحابہ
رضی اللہ عنہم کے ایمان و خلوص کو اللہ قبول و پسند فرما چکا ہے۔
(مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۳) اب قرآن و حدیث سے ان صحابہ رضی اللہ عنہم کی
فضیلت پڑھ سن کر بھی جو اُن کو برا کہے تبرا کرے تو اس کا ایمان قرآن
پر کہاں رہا۔ بھلا جن سے اللہ راضی ہو چکا ہے مسلمان کو بھی ان سے
راضی رہنا چاہئے۔ اور اس آیت میں بڑی بشارت ہے ان لوگوں کو
جو صحابہؓ کی پیروی کرتے ہیں ان کے لئے اللہ نے اپنی رضا مندی کی
خبر دی ہے۔ اور جو ان کی تابعداری نہیں کرتے وہ اس بشارت
عظمیٰ سے محروم ہیں۔ نیز اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو عقیدہ
اور مذہب صحابہ رضی اللہ عنہم کا تھا وہی حق ہے اور جو انکے برخلاف
ہے وہ گمراہی ہے اس لئے کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ حق پر نہ ہوں
اور باطل پر ہوں اور اللہ اپنی رضا مندی کی خوش خبری دے۔
(خلاصہ فتح البیان)
ف۳ اس سے قبل عرب کے گنواروں کا ذکر چلا آرہا تھا۔ درمیان میں
دیہاتی مؤمنین مہاجرین و انصار کا ذکر ہوا۔ اب اس آیت میں خاص
مدینہ اور اس کے پاس رہنے والوں کا بیان ہے۔ بعض مدینہ شہر
اور اس کے گرد رہنے والے نفاق کے خوگر ہو گئے اور ایسے اڑے کہ
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کمال فراست کے باوجود قطعی طور پر ان کے
نفاق پر مطلع نہ ہو سکے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
علم غیب نہ تھا لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ۔ اور دو عذابوں سے مراد یہ ہے
کہ ایک رسوائی دنیا میں ہوئی مثلاً ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت
کے موافق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے روز منبر پر کھڑے ہو کر
۳۶ کو نام ذکر کر کے پکارا فرمایا اُخْرُجْ فَاِنَّكَ مُنَافِقٌ یعنی تو منافق ہے
مسجد سے نکل جا وغیرہ۔ اور دوسرا عذاب قبر اور عذاب بڑا ہمیشہ رہنا
جہنم میں ہے۔ موضح میں ہے یعنی دنیا میں بھی تکلیف پر تکلیف پا دیکھے
پھر آخرت میں پکڑے جاویں گے۔ وہ منافق کوئی اندھا ہو اکوئی
کوڑھی کسی کے بدن میں پیپ پڑی فقط۔ ابو عمار عبد القہار غفرلہ

ہے بے ڈاڑھی مونچھ کے لڑکے کو امرد کہتے ہیں۔ مرد از ریت کا ٹیلا جس پر کچھ نہیں اگتا تو جس طرح چکنی چیز کسی چیز کو قبول نہیں کرتی اسی طرح منافق قول
غیر کو قبول نہیں کرتے۔

يُرَدُّونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ ﴿١٠١﴾ وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا

جاویں گے طرف عذاب بڑے کے اور اور لوگ ہیں کہ اقرار کیا انہوں نے ساتھ

کی طرف کر دیا جاوے گا بڑے عذاب کی اور کچھ اور ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں

بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا ۚ عَسَى اللَّهُ

گناہوں اپنے کے ملا دیا ہے عمل اچھا اور برا شتاب ہے اللہ

کا اعتراف کیا اور ملے جلے عمل کئے کچھ اچھے اور کچھ برے قریب ہے کہ خدا ان پر رجوع

أَن يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٠٢﴾ خُذْ مِنْ

پھر آوے اوپر ان کے تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے لے مال ان کے

کے ساتھ توجہ فرمائے (یاد رکھو کہ) اللہ بلاشبہ بخشنے والا مہربان ہے (اے پیغمبر علیہ السلام)

أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ

سے خیرات کہ پاک کرے تو ان کو یعنی ظاہر میں اور پاکیزہ کرے تو ان کو ساتھ

ان لوگوں کے مال و دولت میں سے صدقہ لے لیجئے اس کے ساتھ ان کے ظاہر و باطن کو پاک کیجئے

عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ

اس کے یعنی باطن میں اور دعا کر اوپر ان کے تحقیق دعا تیری تسکین ہے واسطے ان کے اور اللہ سننے والا

ان کے لئے دعا کیجئے آپ کی دعا ان کے لئے باعث تسکین ہے اور (یاد رکھو) اللہ سننے والا اور

عَلِيمٌ ﴿١٠٣﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ

جاننے والا ہے کیا نہیں جانا انہوں نے یہ کہ اللہ وہی ہے کہ قبول کرتا ہے توبہ بندوں اپنے

جاننے والا ہے کیا لوگوں کو معلوم نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہی

عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ

سے اور لیتا ہے خیراتیں اور یہ کہ اللہ وہی ہے پھرا لینے والا

ان سے صدقات لیتا ہے اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا

الرَّحِيمُ ﴿١٠٤﴾ وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ

مہربان ہے اور کہہ کہ عمل کرو پس البتہ دیکھے گا اللہ عمل تمہارے اور رسول اس کا

مہربان ہے اور کہہ دیجئے کہ تم عمل کئے جاؤ عنقریب اللہ اور اس کا رسول اور مسلمان دیکھ لیں

وَالْمُؤْمِنُونَ ۖ وَسَتُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

اور ایمان والے اور البتہ پھیرے جاؤ گے تم طرف جاننے والے غیب کے اور ظاہر کے

تمہارے عملوں کو اور تم اس (خدا) کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو تمام چھپے اور کھلے کو جاننے والا

فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٠٥﴾ وَآخَرُونَ مُرْجَوْنَ

پس خبر دے گا تم کو ساتھ اس چیز کے کہ تھے تم کرتے اور کچھ شخص ہیں کہ ڈھیل دیئے گئے

ہے وہ تم کو سب بتا دے گا جو تم کرتے تھے اور کچھ اور لوگ ہیں کہ ان کا معاملہ

لِأَمْرِ اللَّهِ إِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَإِمَّا يَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

واسطے حکم اللہ کے یا عذاب کرے گا ان کو اور یا پھر آوے گا اوپر ان کے اور اللہ جاننے والا

خدا کے حکم پر ملتوی ہے خواہ ان کو سزا دے یا ان پر رحم کرے اور (یاد رکھو) اللہ

حل لغات۔

له مُرجَوْنَ صیغہ جمع اسم مفعول۔ اس میں دو لغت منقول ہے مُرجَوْنَ بے ہمزہ اور مُرجَئُونَ مع ہمزہ۔ بولا کرتے ہیں ارجأت الامر و ارجیتہ۔ ارجاء کہتے ہیں پیچھے ہٹا دینے کو قال تعالیٰ ترجی من تشاء منہن وتؤوی الیک من تشاء۔ فرقہ مرجیہ کو اس لئے مرجیہ کہتے ہیں کہ وہ تائب کی مغفرت کا یقین نہیں کہتے بلکہ اسے مشیت الٰہی کی طرف مؤخر کرتے ہیں یا اس لئے کہ عمل کو ایمان سے مؤخر کرتے ہیں صرف ایمان کو دخول جنت کے لئے کافی سمجھتے ہیں۔

ف مراد وہ ایماندار صالح الاعمال ہیں جو سستی کے سبب جہاد سے رہ گئے۔ انہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا تو اللہ کے عفو و غفران میں آگئے

اگرچہ آیت اشخاص معینہ کے حق میں اتری ہے لیکن حکم میں تمام مذنبین تائبین کے ہے ولله الحمد۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ

ت ابولبابہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے حق میں اتری ہے۔
غزوہ سے رہ گئے تھے ۔جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غزوہ سے
کر آئے تو ان لوگوں نے اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں سے
ھا اور قسم کھائی کہ کھولیں ان کو مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو معاف فرما کر چھوڑ دیا (ابن کثیر) اور
یں یوں تفصیل ہے یہاں جھوٹے مدعی ایمان اور گنہگار
من کا فرق صاف صاف واضح کر دیا گیا ہے ۔ جو شخص ایمان کا
ی کرتا ہے مگر فی الواقع خدا اور اسکے دین اور جماعت مومنین
ساتھ کوئی خلوص نہیں رکھتا اس کے عدم اخلاص کا ثبوت
اس کے طرز عمل سے مل جائے تو اس کے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا
ئے گا ۔ خدا کی راہ میں صرف کرنے کے لئے وہ کوئی مال پیش کرے تو
ے رد کر دیا جائے گا ، مر جائے تو نہ مسلمان اس کی نماز جنازہ
ھیں گے اور نہ کوئی مومن اس کے لئے دعائے مغفرت کرے
جاہے وہ اسکا باپ یا بھائی ہی کیوں نہ ہو ۔ بخلاف اس کے
شخص مومن ہو اور اس سے کوئی غیر مخلصانہ طرز عمل سرزد
و جائے وہ اگر اپنے قصور کا اعتراف کر لے تو اسکو معاف بھی کیا
ئے گا، اسکے صدقات بھی قبول کئے جائیں گے اور
س کیلئے دعائے رحمت بھی کی جائے گی۔ اب رہی یہ بات کہ کسی شخص کو
ر مخلصانہ طرز عمل کے صدور کے باوجود منافق کے بجائے محض گنہگار
ومن سمجھا جائیگا ، تو یہ تین معیاروں سے پرکھی جائے گی جن کی طرف ان
ت میں اشارہ کیا گیا ہے ۔ (۱) وہ اپنے قصور کیلئے عذرات لنگ اور تاویل
ت بیش نہیں کرے گا بلکہ جو قصور ہوا ہے اسے سیدھی طرح صاف
ف مان لے گا - (۲) اس کے سابق طرز عمل پر نگاہ ڈالکر دیکھا جائیگا
یہ عدم اخلاص کا عادی مجرم تو نہیں ہے ۔ اگر پہلے وہ جماعت کا ایک
صالح فرد رہا ہے اور اسکے کارنامۂ زندگی میں مخلصانہ خدمات ، ایثار و
قربانی اور سبقت الی الخیرات کا ریکارڈ موجود ہے تو باور کیا جائیگا کہ
اس وقت جو قصور اس سے سرزد ہوا ہے وہ ایمان و اخلاص کے
عدم کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ محض ایک کمزوری ہے جو وقتی طور پر رونما
ہوگئی ہے ۔ (۳) اس کے آیندہ طرز عمل پر نگاہ رکھی جائے گی کہ آیا اسکا
اعتراف قصور محض زبانی ہے یا فی الواقع اسکے اندر کوئی گہرا احساس ندامت
موجود ہے ۔ اگر وہ اپنے قصور کی تلافی کیلئے بیتاب نظر آتا ہو اور اسکی
بات بات سے ظاہر ہو کہ جس نقص ایمانی کا نقش اسکی زندگانی میں
ابھر آیا تھا اسے مٹانے اور اسکا تدارک کرنے کی وہ سخت کوشش کر رہا ہے
تو سمجھا جائیگا کہ وہ حقیقت میں نادم ہے اور یہ ندامت ہی اسکے ایمان و
اخلاص کی دلیل ہوگی ـــــ محدثین نے ان آیات کی شان نزول میں
جو واقعہ بیان کیا ہے اس سے یہ مضمون آئینہ کی طرح روشن ہو جاتا ہے
وہ کہتے ہیں کہ یہ آیات ابولبابہ بن عبدالمنذر اور انکے چھ ساتھیوں کے
معاملہ میں نازل ہوئی تھیں ۔ ابولبابہ ان لوگوں میں سے تھے جو بیعت عقبہ

کے موقع پر ہجرت سے پہلے اسلام لائے تھے ۔ پھر جنگ بدر ، جنگ احد
اور دوسرے معرکوں میں برابر شریک رہے مگر غزوۂ تبوک کے موقع پر
نفس کی کمزوری نے غلبہ کیا اور کسی عذر شرعی کے بغیر بیٹھے رہ گئے ۔
ایسے ہی مخلص انکے دوسرے ساتھی بھی تھے اور ان سے بھی یہ کمزوری سرزد
ہو گئی ۔ جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے
اور ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ پیچھے رہ جانے والوں کے متعلق اللہ اور
رسول کی کیا رائے ہے تو انہیں سخت ندامت ہوئی ۔ قبل اسکے کہ کوئی
بازپرس ہوتی انھوں نے خود ہی اپنے آپ کو ایک ستون سے باندھ لیا
اور کہا کہ ہم پر خواب و خور حرام ہے جب تک ہم معاف نہ کر دیئے جائیں
یا پھر ہم مر جائیں چنانچہ کئی روز وہ اسی طرح بے آب و دانا اور بے خواب
بندھے رہے حتیٰ کہ بیہوش ہو کر گر پڑے ۔ آخر کار جب انہیں بتایا گیا کہ اللہ
اور رسول نے تمھیں معاف کر دیا تو انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
عرض کیا کہ ہماری توبہ میں یہ بھی شامل ہے کہ جس گھر کی آسائش نے ہمیں
فرض سے غافل کیا اسے اور اپنے تمام مال کو خدا کی راہ میں دیدیں
مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سارا مال دینے کی ضرورت نہیں صرف
ایک تہائی کافی ہے چنانچہ وہ انھوں نے اسی وقت فی سبیل اللہ وقف
کر دیا ۔ اس قصہ پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے
ہاں معافی کس قسم کی کمزوریوں کیلئے ہے ۔ یہ سب حضرات عادی غیر
مخلص نہ تھے بلکہ ان کا پچھلا کارنامۂ زندگی انکے اخلاص ایمانی پر دلیل
تھا ان میں سے کسی نے عذرات نہیں تراشے بلکہ اپنے قصور کو خود ہی
قصور مان لیا ۔ انھوں نے اعتراف قصور کے ساتھ اپنے طرز عمل سے
ثابت کر دیا کہ وہ واقعی نہایت نادم اور اپنے اس گناہ کی تلافی کیلئے
سخت بے چین ہیں ـــــ اس سلسلہ میں ایک اور مفید نکتہ پر بھی
نگاہ رہنی چاہیے جو ان آیات میں ارشاد ہوا ہے ۔ وہ یہ کہ گناہوں کی
تلافی کے لئے زبان اور قلب کی توبہ کے ساتھ ساتھ عملی توبہ بھی ہونی
چاہئے اور عملی توبہ کی ایک شکل یہ ہے کہ آدمی خدا کی راہ میں مال خیرات
کرے اس طرح وہ گندگی جو نفس میں پرورش پا رہی تھی اور جس
کی بدولت آدمی سے گناہ کا صدور ہوا تھا دور ہو جاتی ہے اور خیر کی
طرف پلٹنے کی استعداد بڑھتی ہے ۔ گناہ کرنے کے بعد اسکا اعتراف
کرنا ایسا ہے جیسے ایک آدمی جو گڑھے میں گر گیا تھا اپنے گرنے کو خود
محسوس کرے پھر اسکا اپنے گناہ پر شرمسار ہونا یہ معنی رکھتا ہے کہ
وہ اس گڑھے کو اپنے لئے نہایت بری جائے قرار سمجھتا ہے اور اپنی
اس حالت سے سخت تکلیف میں ہے ۔ پھر اس کا صدقہ و خیرات اور
دوسری نیکیوں سے اس کی تلافی کی سعی کرنا گویا گڑھے سے نکلنے
کے لئے ہاتھ پاؤں مارنا ہے فقط ۔ صلوٰۃ سے مراد اس جگہ
دعا و استغفار ہے چنانچہ عبداللہ بن ابی اوفی نے کہا جب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صدقہ آتا تو آپ انکے حق میں دعا کرتے ۔
میرے باپ اپنا صدقہ لائے تو آپ نے دعا کی (باقی فائدہ بر صفحہ ۲۹۰)

حَكِيمٌ ﴿١٠٦﴾ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَ

حکمت والا ہے (ف) اور جن لوگوں نے بنا رکھی ہے مسجد ضرر پہنچانے کو اور کفر کرنے کو اور
علیم و حکیم ہے اور منافقین میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے ضرر پہنچانے کے لئے کفر پھیلانے کے لئے

تَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَ

جدائی ڈالنے کو درمیان ایمان والوں کے اور گھات لگانے کو واسطے اس شخص کے کہ لڑائی کر رہا ہے اللہ
مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے لئے اور ان لوگوں کو پناہ دینے کے لئے مسجد بنائی جو پہلے ہی سے اللہ اور اس کے رسول

رَسُولَهُ مِن قَبْلُ ۚ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ ۖ

اور رسول اس کے سے پہلے سے اور البتہ قسمیں کھاویں گے یہ کہ نہ ارادہ کیا تھا ہم نے مگر بھلائی کا
کے مخالف ہیں اور یہ قسمیں کھا جائیں گے کہ ہم نے بھلائی کے سوا اور کوئی ارادہ نہیں کیا

وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿١٠٧﴾ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا ۚ لَّمَسْجِدٌ

اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ البتہ جھوٹے ہیں (ف) مت کھڑا ہو تو اس میں کبھی البتہ وہ مسجد
اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ یقیناً جھوٹے ہیں (اے پیغمبر اسلام) آپ اس میں کبھی نہ کھڑے ہوں

أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَن تَقُومَ فِيهِ ۚ

کہ بنیاد رکھی گئی ہے اوپر پرہیزگاری کے پہلے دن سے بہت لائق ہے یہ کہ کھڑا ہو تو بیچ اس کے
البتہ وہ مسجد جس کی روز اول سے بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے اس بات کی زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس میں نماز کے لئے

فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ

بیچ اس کے مرد ہیں کہ دوست رکھتے ہیں یہ کہ پاک رہیں۔ اور اللہ دوست رکھتا ہے
کھڑے ہوں اس میں ایسے لوگ ہیں جو اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ پاک و صاف رہیں اور اللہ پاک صاف رہنے والوں

الْمُطَّهِّرِينَ ﴿١٠٨﴾ أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ

پاکی کرنے والوں کو کیا پس جو شخص کہ بنیاد رکھے عمارت اپنی کی اوپر تقویٰ کے
کو پسند کرتا ہے۔ تو بھلا جو آدمی اپنی عمارت کی بنیاد

مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَم مَّنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ

اللہ سے اور رضامندی کے بہتر ہے یا جو شخص کہ بنیاد رکھے عمارت اپنی کی
اللہ کے ڈر اور اس کی خوشنودی پر قائم رکھے وہ زیادہ بہتر ہے یا وہ

شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ۗ وَاللَّهُ لَا

اوپر کنارے کھائی گرنے والی کے پس لے گرے اس کو بیچ آگ دوزخ کے اور اللہ نہیں
جو اپنی عمارت کی بنیاد ایک کھائی کے کنارے پر رکھے جو گرنے کو ہو پھر اس کو دوزخ کی آگ میں لے گرے

يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠٩﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي

ہدایت کرتا قوم ظالموں کو ہمیشہ رہے گی عمارت ان کی جو بنائی ہے
اور اللہ ایسے ظالموں کو توفیق ہدایت نہیں دیتا ان کی وہ عمارت جو انہوں نے بنائی تھی

بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَن تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ ۗ وَاللَّهُ

انہوں نے شک بیچ دلوں ان کے کے مگر یہ کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاویں دل ان کے اور اللہ
ہمیشہ ان کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی مگر یہ کہ ان کے دل (مسجد کے گرا دینے سے) ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ واللہ

حل لغات۔
۱ ضرارًا مصدر
۲ باب مفاعلہ کا
جیسے قتالًا اور کتابًا مصدر ہے مقاتلۃ اور مکاتبۃ کا۔ یہ ترکیب میں اتخذوا کا مفعول لہٗ واقع ہوا ہے۔ والمعنی اتخذوہ للضرار یا فعل محذوف کا مفعول مطلق
یعنی ضرّوا بہ ضرارًا۔ ضرار کہتے ہیں نقصان پہنچانے کو۔ ۲ ارصادًا کہتے ہیں دشمن کی تاک میں بیٹھنے اور اس کے لئے تیار رہنے کو قال تعالیٰ ان ربک لبالمرصاد۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۲۸۹) آلَتَّھُمَّ مَنْ تَجَلٰی لِاِنَّ اَذَىٰ یا الٰہی ابو اوفی کی آل پر رحمت بھیج (مسلم و ابن کثیر: موضح میں ہے جیسے بعضوں پر عتاب ہوا کہ ہمیشہ کو اکی زکوٰۃ لینی موقوف ہوئی اپر عتاب نہیں (دنیا میں)

ف۲ یعنی رسول بے اختیار ہے جس کے حق میں اللہ نے جو فرمایا وہ ادا کرتا ہے (موضح) ف۳ یعنی اس جہاد میں قصور ہوا تو آگے اور جہاد ہوں گے رسول کے روبرو اور خلیفوں کے تب کام کر لیو (موضح)

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ یعنی ادہر کئی فرقے مذکور ہوئے۔ ایک منافق جھوٹے بہانے کرتے ایک گنوار صاف دل سے رفیق اور جنھوں نے اپنا گناہ مان لیا ان کو معاف فرمایا مگر جو قدیم یاروں میں تین شخصوں نے اپنا گناہ مانا تھا ان کے ادب دینے کو پچاس دن ڈھیل میں رکھا۔ اس بیچ میں حضرتؐ اور سب مسلمان ان سے کلام نہ کرتے اور ان کی عورتیں جدا ہو گئیں۔ جب ان کے دل خوب پشیمان ہوئے تب معافی نازل ہوئی۔ وہ آیت آگے ہے۔ یہ ذکر ان کا فرمایا (موضح)

ف۲ اس آیت میں مسجد (ضرار) بنانے کے چند مقاصد بیان کئے ہیں (۱) ضراراً یعنی قبا کے مخلص مؤمنوں کو نقصان پہنچائیں کیونکہ مسجد قبا کی وجہ سے انھیں خاص عزت حاصل ہو گئی ہے (یاد رہے کہ مسجد ضرار قبا کے قریب ہی بنائی گئی تھی) (۲) یہ کہ کفر کے مقاصد پورے ہوں یعنی اپنی مسجد الگ ہو جائے تو مسجد قبا میں جانے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی اور اس طرح نماز ترک کرنے کا موقع مل جائے گا کیونکہ لوگ سمجھیں گے انھوں نے اپنی مسجد میں نماز پڑھ لی یا اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ترک نماز کی حالت ایک ایسی حالت ہے جسے قرآن کفر سے تعبیر کرتا ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ نیک کاموں کا نیک ہونا مقصد و نیت پر موقوف ہے ورنہ مسجد بنانا جیسا نیک کام بھی کفر کے لئے ہو سکتا ہے۔ (۳) وَتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے لئے کیونکہ قبا کی تمام آبادی ایک ہی مسجد میں نماز پڑھتی تھی۔ اب بالکل اس کے پاس دوسری مسجد بننے سے تو جماعت بٹ جائے گی کچھ لوگ پچھلی مسجد میں جائیں گے کچھ نئی میں۔ اور جب ایک جماعت نہ رہی تو مسلمانوں کے باہمی اجتماع و تعارف کا وہ مقصد بھی فوت ہو گیا جو قیام جماعت کے اہم ترین مقاصد میں سے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک مسجد اگر موجود ہو تو بلا ضرورت دوسری مسجد اس کے قریب تعمیر کرنا جائز نہیں کیونکہ ایسا کرنا تفریقاً بین المؤمنین ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ تمام ائمۂ اسلام نے اتفاق کیا کہ ہر شہر میں جمعہ کی جماعت ایک ہی جگہ ہونی چاہیے اور اگر آبادی اتنی زیادہ ہو جائے کہ ایک جگہ کافی نہ ہو تو پھر بقدر ضرورت ایک سے زیادہ مساجد میں جمعہ قائم کیا جائے۔ یہ نہیں کرنا چاہیے کہ بلا ضرورت بہت سی مسجدیں تعمیر کر دی جائیں اور ہر مسجد میں جمعہ شروع کر دیا جائے۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں نے یہ صریح حکم قرآنی پس پشت ڈال دیا اور محض ریاکاری اور نام و نمود کے لئے یا کسی سابق مسجد اور اس کے بانیوں کو نقصان پہنچانے کے لئے بکثرت مسجدیں ہر شہر اور ہر قریہ میں تعمیر کر دیں اور روز بروز تعمیر کرتے جاتے ہیں اور ان کی تعمیر کے علل و مقاصد کا تفحص کیا جائے تو بڑی تعداد ٹھیک ٹھیک مسجد ضرار کی ثابت ہوں گی مگر کوئی نہیں جو اس افساد سے لوگوں کو روکے (ترجمان) آج کے حالات میں مساجد کی تعمیر شروع کرنے سے پہلے انکی آبادی کا فکر کر لینا بھی ضروری ہے کیونکہ بہت سی مساجد آج نمازیوں کے نہ ہونے کی وجہ سے برباد ہیں یا مقفل یا ان کو شہید کر دیا گیا ہے۔ موضح میں ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے تو مدینہ سے باہر اُترے ایک محلہ تھا بنی عمرو بن عوف کا بعد چند روز کے شہر میں جگہ پکڑی اور مسجد نبوی تعمیر کی۔ اس محلہ میں جہاں نماز پڑھتے تھے وہاں لوگوں نے مسجد بنا رکھی اور جماعت قائم رہی وہ مسجد قبا مشہور ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ہفتہ کے روز وہاں جاتے اور نماز پڑھتے اس محلہ میں۔ بعضے منافقوں نے چاہا کہ اور مسجد بنائیں پہلوں کی ضد پر اور اپنی جماعت سے جدا ٹھیراویں اور ایک راہب ابو عامر کہ اسلام کی ضد سے نکل گیا تھا اسکو نفاق سے بلا کر وہاں سردار اور امام کریں۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے چاہا کہ ایک بار وہاں آپ وہاں نماز پڑھائیں تو ہم جماعت قائم کریں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی دغا معلوم نہ تھی، وعدہ کیا کہ جنگ تبوک سے ہم پھریں گے تو اول وہاں نماز پڑھ کر شہر میں داخل ہوں گے۔ حق تعالیٰ نے خبردار کر دیا اور مسجد قبا کے لوگوں کی تعریف کی۔ آدمی خبردار رہے کہ ظاہر بعض عبادت ہے اور نیت اس میں نفسانیت اس کا یہ حال ہے فقط۔ ف۳ مسجد ضرار کی مذمت کے ساتھ جس مسجد کی اللہ نے تعریف فرمائی ہے وہ مسجد قبا ہے اور مسجد نبوی بدرجۂ اولیٰ اس تعریف میں شامل ہے باقی فائدہ برصفحہ (۲۹۱)

---

* ۳ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ۔ شفا اور اسی طرح شفیر کہتے ہیں جانب اور کنارے کو بولا کرتے ہیں شفا الشیئ اسے حرف۔ جُرُف میں دو لغت ہیں سکون راء اور ضم راء جیسے عُنْق اور عُنُق۔ شُغْل اور شُغُل۔ جرف مٹی کے اس ادنچے تودے کو کہتے ہیں جسے سیلاب اللہ کھوکھلا کر دے اور وہ گرنے کے قریب ہو۔ هَارٍ مشتق ہے ہورٍ سے اور ہور کہتے ہیں کسی چیز کے شق ہو جانے کو بولا کرتے ہیں ہار یہور ہورا اذا انصدع من خلفہ فَانْهَارَ صیغہ واحد مذکر غائب ماضی باب انفعال اصل میں تھا انْہَيَرَ۔ یے الف سے بدل کر انْهَارَ ہو گیا اور چونکہ ہمزہ وصلیہ تھا اپنے ماقبل کے ملنے سے تلفظ میں گر پڑا اس کے معنی ہیں سَقَطَ کے مگر بہٖ کی وجہ سے متعدی ہو گیا۔

عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١١٠﴾ إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ ع ۱۳

جاننے والا حکمت والا ہے بیشک تحقیق اللہ نے مول لی ہیں مسلمانوں سے جانیں ان کی

بڑے علم و حکمت والا ہے بلاشبہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال و دولت

وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ فِي

اور مال ان کے بدلے اس کے کہ واسطے ان کے بہشت ہے لڑیں گے بیچ

کو اس عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی یہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں سو وہ دشمنوں کو قتل

سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ

راہ اللہ کے پس ماریں گے اور مارے جاویں گے وعدہ ہے اوپر اس کے

کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں یہ اللہ کا پکا وعدہ تورات، انجیل

حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ

سچا بیچ توریت کے اور انجیل کے اور قرآن مجید کے اور کون شخص بہت

اور قرآن کی رو سے بالکل سچا ہے اور اللہ سے بڑھ کر اپنے قول کا پورا کرنیوالا

بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ ۚ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم

پورا کرنیوالا ہے عہد اپنے کو اللہ سے پس خوش وقت ہو تم ساتھ سوداگری اپنی کے جو سوداگری کی ہے

کون ہو سکتا ہے سو تم کو اپنے اس سودے پر جو تم نے اللہ سے کیا ہے خوشخبری ہو

بِهِ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١١١﴾ التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ

تم نے ساتھ اس کے اور یہ وہی ہے مراد پانا بڑا وہ توبہ کرنیوالے ہیں عبادت کرنیوالے

اور یہ بڑی کامیابی ہے (یہ وہ لوگ) توبہ کرنے والے، عبادت

الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ السَّاجِدُونَ

ہیں اللہ کی تعریف کرنیوالے ہیں خدا کی راہ میں سفر کرنیوالے ہیں رکوع کرنیوالے ہیں - سجدہ کرنے والے ہیں تا

کرنے والے، حمد و ثنا کرنے والے، خدا کی راہ میں ضبط نفس کرنے والے، رکوع و سجود کرنے والے، لوگوں کو

الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنكَرِ وَالْحَافِظُونَ

حکم کرنے والے ہیں ساتھ بھلائی کے اور منع کرنے والے ہیں نامعقول سے اور نگاہ رکھنے

نیکی کی ترغیب دینے والے، برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں

لِحُدُودِ اللَّهِ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٢﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ

والے ہیں حدوں اللہ کی کو اور بشارت دے ایمان والوں کو نہیں تھا لائق واسطے نبی کے اور

اور (ایسے) مومنوں کو خوشخبری سنا دیجئے نبی کو اور ان لوگوں کو جو ایمان

الَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا

واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں یہ کہ بخشش مانگیں واسطے مشرکوں کے اور اگرچہ ہوں

لائے ہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ مشرکوں کے واسطے اس امر کے واضح ہو جانے کے بعد

أُولِي قُرْبَىٰ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١١٣﴾

صاحب قرابت کے پیچھے اس کے کہ ظاہر ہو واسطے ان کے یہ کہ وہ رہنے والے دوزخ کے ہیں

کہ وہ دوزخی ہیں دعائے استغفار کریں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔

حل لغات،

له السّائحون یہ جمع ہے سائح کی اور سائح کہتے ہیں مسافر کو۔ لیا گیا ہے سیاحت سے جس کے لغوی معنے ہیں ہمیشہ زمین پر چلے جانے کے بولا کہتے ہیں
ساح الماء اذا جری فی الارض اور اس کی مزید توضیح سورہ آل عمران کے رکوع ۴ آیہ ان الله یبشرك بكلمة منه اسمه المسيح الخ کے ذیل میں گزر چکی وہاں دیکھو۔

(بقیہ فائدہ ۰ صفحہ ۲۹۰) ہے کیونکہ یہ دونوں مسجدیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنوائی تھیں اور نیک نیتی سے بنائی گئی تھیں۔ قیامت تک جو مسجد نیک نیتی اور جماعت کے قائم کرنے کی غرض سے بنائی جائے وہ اس تعریف کے حکم میں داخل ہے اور جو پھوٹ اور فساد کی نیت سے بنائی جائے وہ ضرار کے حکم میں داخل ہے۔ مسجد قبا کے ذکر میں اہل قبا کی ستھرائی کی تعریف ہے کہ جب جائے ضرور کو جاتے تھے تو ڈھیلوں سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے بھی استنجا کرتے تھے۔ یہ بطور افضلیت کے ہے ورنہ صرف پانی یا صرف ڈھیلوں سے بھی استنجا ہو جاتا ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے (احسن وغیرہ)

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ یعنی اس عمل بد کا اثر رہا کہ ہمیشہ ان کے دل میں نفاق رہیگا نفاق فرمایا شبہ (موضح)

ف۲ اللہ نے فرمایا کہ ہم ایماندار وں کو ان کے مال اور جان کے عوض میں بہشت دیں گے۔ یہ اس کا بڑا فضل وکرم واحسان ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ صفت بیان فرمائی کہ وہ راہ خدا میں اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو مارتے اور خود بھی مارے جاتے ہیں اس لئے مستحق جنت کے ٹھیرے ہیں گو ان پر قتل واقع نہ ہو لیکن جب ان کا امتحان جہاد میں ہو گیا اور انھوں نے جان دینے میں پیش قدمی کی تو اب انکو بہشت کا ملنا ضرور ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے حاشا وہ پاک صادق الوعدہ ہے وہ کبھی خلاف اپنے وعدہ کے نہیں کرتا سو اس لین دین پر خوش ہونا چاہئے کہ بڑے نفع کی تجارت ہے اس سے بڑھ کر اور کیا مراد ملتی۔ عبداللہ بن رواحہ نے فرمایا کہ یہ وہ بیع ہے جسکے بعد واپسی کی کوئی صورت ہم نہیں دیکھتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم ناتوانوں کو بھی ان مؤمنین کے زمرہ میں محشور فرمائے آمین (فتح وابن کثیر)

ف۳ سیاحت سے مراد روزہ ہے یا ہجرت ہے یا دل نہ لگانا دنیا کے مزوں میں اور حدیں تھامنے یہ کہ بغیر حکم شرع کوئی کام نہ کریں (موضح) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَوَّلُ مَنْ یُّدْعٰی اِلَی الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ الَّذِیْنَ یَحْمَدُوْنَ اللّٰہَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۲) یعنی قیامت کے دن سب سے پہلے جنت کی طرف ان لوگوں کو بلایا جائے گا جو تنگی وفراغت تکلیف وراحت ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والے تھے۔ اور بخاری مصری جلد چہارم صفحہ ۷۸ میں ہے مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ فِیْ یَوْمٍ مِّائَۃَ مَرَّۃٍ حُطَّتْ خَطَایَاہُ وَاِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ یعنی جس نے ایک دن میں سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کہہ لیا تو اس کے تمام گناہ مٹا دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ ابن ماجہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا ہے ایک شخص نے کہا یَارَبِّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا یَنْبَغِیْ لِجَلَالِ وَجْہِکَ وَعَظِیْمِ سُلْطَانِکَ تو فرشتے گھبرا گئے کہ ہم اس کا اجر کیسے لکھیں۔ آخر اللہ سے عرض کی۔ اللہ نے فرمایا ان لفظوں کو یوں ہی لکھ لیں۔ میں آپ ہی قیامت کے دن ملاقات کے وقت اس کو اجر وثواب سے مالا مال کروں گا۔ الدین الخالص جلد اول صفحہ ۳۴ میں مرفوع حدیث ہے اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کُلُّہٗ وَلَکَ الْمُلْکُ کُلُّہٗ وَبِیَدِکَ الْخَیْرُ کُلُّہٗ وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ کا پڑھنے والا بھی حامد ہے۔ الحمد ترازو کو بھی بھر دیتا ہے۔ نیز اللہ ہر اس بندے سے خوش ہوتا ہے جو ہر نوالے پر اور ہر گھونٹ پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جس نے چھینک آنے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ شاکرًا کہا اس کے دانت وکان میں کبھی انشاء اللہ درد نہ ہوگا (ابن السنی وتفسیر ستاری) حمد وشکر کا بیان صفحہ ۲۵ میں بھی ہے۔

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ

اور نہیں تھا بخشش مانگنا ابراہیم کا واسطے باپ اپنے کے مگر سبب وعدے کے

اور حضرت ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے بخشش طلب کرنا صرف ایک وعدہ کی بنا پر تھا جو ابراہیم نے

وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ

کہ وعدہ کیا تھا اس سے پس جب ظاہر ہوا واسطے اس کے یہ کہ وہ دشمن ہے واسطے خدا کے بیزار ہوا اس سے

اس سے کر رکھا تھا۔ پھر جب انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گئے۔ واقعی

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا

تحقیق ابراہیم البتہ درد مند تھا تحمل والا اور نہیں ہے شان اللہ کی یہ کہ گمراہ ٹھہرا دیوے

ابراہیم بڑے نرم مزاج اور حلیم الطبع تھے اور خدا کسی قوم کو گمراہ نہیں کرتا جبکہ انہیں

بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ

قوم کو پیچھے اس کے کہ ہدایت کیا ہے ان کو یہاں تک کہ بیان کرے واسطے ان کے کہ کس چیز سے بچیں تحقیق اللہ ساتھ

ہدایت دے چکا ہو جب تک ان کو وہ چیزیں صاف صاف نہ بتادے کہ جن سے انکو بچنا چاہئے

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ

ہر چیز کے جاننے والا ہے تحقیق اللہ واسطے اسی کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی زندہ کرتا ہے

بلاشبہ اللہ کو ہر بات کا علم ہے بیشک آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کے لئے ہے وہی جلاتا ہے اور وہی

وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾

اور مارتا ہے اور نہیں واسطے تمہارے سوائے اللہ کے کوئی دوست اور نہ مددگار

موت دیتا ہے اور تمہارا اللہ کے سوا نہ کوئی دوست ہے نہ مددگار

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ

تحقیق ساتھ رحمت کے پھر آیا اللہ اوپر نبی کے اور وطن چھوڑنے والوں پر اور مدد دینے والوں پر جنہوں نے

بیشک اللہ نے اپنے پیغمبر پر نگاہ کرم کی اور مہاجرین اور انصار پر بھی جنہوں نے تنگ دستی کے وقت میں پیغمبر

اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ

پیروی اس کی بیچ وقت سختی کے پیچھے اس کے کہ نزدیک تھا کہ کج ہو جاویں دل ایک

کی پیروی کی جبکہ ان میں سے ایک فریق کے دل پھرنے لگے تھے پھر وہ ان پر مہربان ہوا بلاشبہ

فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾

جماعت کے ان میں سے پھر پھر آیا اوپر ان کے تحقیق وہ ساتھ ان کے شفقت کرنے والا مہربان ہے

اللہ ان پر بہت ہی شفیق اور مہربان ہے۔

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ

اور اوپر تین شخص کے جو کہ پیچھے چھوڑے گئے تھے یہاں تک کہ جب تنگ ہو گئی اوپر ان کے

اور ان تینوں پر بھی اس نے مہربانی کی جن کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا۔ جب زمین باوجود اپنی

الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا

زمین ساتھ اس کے کہ کشادہ تھی اور تنگ ہو گئیں اوپر ان کے جانیں ان کی اور جانا انہوں نے

فراخی کے ان پر تنگ ہو گئی وہ خود اپنی جان سے تنگ آ گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ خدا کے غضب سے

حل لغات۔

لہ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ۔ موعدہ مصدر میمی ہے معنی میں وعدہ کے اور وَعَدَهَا جملہ ہو کر صفت موعدۃ اور وعد کا پہلا مفعول اور ایاہ دوسرا استثناء مفر

تقدیر عبارت یوں ہے لم یکن استغفارہ لابیہ ناشیا عن شیٔ من الاشیاء الا عن موعدۃ۔ لہ تَبَرَّاَ مِنْهُ، تبرّا آیا گیا ہے برارۃ سے اور برارۃ کی لغوی تحقیق اور

ف۱ حضرت بریدہ وحضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپسی کے وقت اپنی والدہ آمنہ کی قبر پر تشریف لے گئے۔ اُس وقت آپؐ کے ہمراہ تقریباً ایک ہزار صحابہؓ تھے فَبَكٰى وَاَبْكٰى مَنْ حَوْلَهٗ آپ یکایک رونے لگے۔ آپؐ کو دیکھ کر صحابہ کرام رضؓ بھی رونے لگے کہ معلوم آپ کو کیا ایسا سخت صدمہ لاحق ہوا جو آپ ایک دم رو پڑے۔ جب وجہ معلوم کی (پوچھنے والے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے) تو آپؐ نے فرمایا اِنِّیْ سَاَلْتُ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ فِی الْاِسْتِغْفَارِ لِاُمِّیْ فَلَمْ یَاْذَنْ لِیْ فَدَمَعَتْ عَیْنَایَ رَحْمَةً لَّهَا مِنَ النَّارِ (رَوَاہُ اَحْمَدُ) میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کی بخشش کا سوال کیا تھا۔ پس خدا نے اجازت نہیں دی اس وجہ سے میں رو پڑا کہ میری والدہ جہنم میں گئی۔ ابن جریر میں ہے فَمَا رُئِیَ بَاکِیًا اَکْثَرَ مِنْ یَّوْمِئِذٍ یعنی اس دن آپؐ اتنا روئے کہ کبھی ایسا نہیں روئے حدیث ابن مسعود رضؓ میں ہے اِنِّیْ اسْتَاْذَنْتُ رَبِّیْ فِی الدُّعَاءِ لَهَا فَلَمْ یَاْذَنْ لِیْ وَاَنْزَلَ عَلَیَّ مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ وَلَوْ کَانُوْا اُوْلِیْ قُرْبٰی الآیۃ یعنی اللہ نے اس آیت میں دعائے مغفرت سے مجھے منع کر دیا فَاَخَذَنِیْ مَا یَاْخُذُ الْوَلَدُ لِلْوَالِدِ۔ پس میں بتقاضائے بشریت رو پڑا۔ مجھے میری ماں پر رحم آیا تب جبرئیل علیہ السلام آئے اور فرمایا تَبَرَّاْ مِنْ اُمِّکَ کَمَا تَبَرَّاَ اِبْرٰهِیْمُ مِنْ اَبِیْهِ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ بِطُوْلِهٖ یعنی آپ بھی اپنی ماں سے بیزار ہو جائیے جیسے ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ سے بیزار ہو گئے تھے۔

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَسْتَغْفِرَ لِمَنْ مَّاتَ مُشْرِکًا یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں کسی ایسے شخص کے لئے استغفار نہ کروں جو شرک پر مرا ہو (ترجمان القرآن صفحہ ۴۶۵) نیز صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۱۱۴ میں بروایت انس رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ ایک شخص نے دریافت کیا کہ میرا باپ کہاں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ میں۔ وہ شخص رنجیدہ خاطر سا ہو کر جب واپس جانے لگا تو آپؐ نے اسے بلا کر کہا اِنَّ اَبِیْ وَاَبَاکَ فِی النَّارِ یعنی ناراض کیوں ہوتا ہے خدا کے فیصلے کے آگے دم زدن کی گنجائش نہیں ہے بیشک میرا باپ اور تیرا باپ دونوں جہنم میں ہیں۔ یہی آیت آپؐ کے چچا ابو طالب کے لئے استغفار کی ممانعت میں نازل ہوئی (کتاب الاصابہ فی تمییز الصحابہؓ جلد ۴ صفحہ ۱۱۴) معلوم ہوا کہ جو کفر پر مرا وہ جہنمی ہے۔ نہ شفاعت کا مستحق ہے نہ اس کو مقربین وانبیاء کی قرابت کچھ نفع دے گی (تفسیر ستاری)

ف۲ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ میں عادل ہوں کسی قوم کو گمراہ نہیں کرتا مگر بعد ابلاغ رسالت کے تاکہ ان پر حجت قائم ہو جائے جب پہلی آیت میں کہا کہ مشرکوں کے لئے بخشش نہ مانگو تو جو لوگ ان کے لئے استغفار کرتے تھے وہ ڈرے کہ کہیں اللہ کی طرف سے اس حرکت پر عذاب نہ آئے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھیجی کہ معلوم ہونے سے پہلے کچھ گناہ نہیں ہے۔ معلوم ہونے کے بعد بچنا چاہئے (فتح۔ ابن کثیر)

ف۳ اس آیت میں مومنوں کو ابھارا کہ مشرکوں سے لڑو اور اللہ جو مالک آسمان و زمین ہے کی نصرت پر اعتماد کرو اور دشمنوں سے نہ ڈرو کہ ان کا کوئی مددگار نہیں (ابن کثیر)

ف۴ مجاہدؒ وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ آیت غزوۂ تبوک میں اتری ہے۔ غزوہ تبوک کا ایک نام العسرہ بھی ہے سختی کے وقت سے مراد سواری اور پانی کی تنگی ہے۔ قریب تھا کہ لوگوں کے دل حق سے پھر جائیں اور اللہ کے دین میں شک لائیں لیکن اللہ پاک نے ان کی توبہ قبول کی یعنی ان کو توفیق رجوع کی اپنی طرف سے بخشی اور دین پر ثابت رکھا یہ اللہ کی مہربانی ہے بالائے مہربانی (ابن کثیر) مشکل کی گھڑی سے مراد غزوہ تبوک کا زمانہ ہے جس میں کئی طرح کی مشکلات جمع تھیں، سخت گرمی، طویل مسافت، کھجور پکنے کا موسم اس زمانہ کی عظیم الشان سلطنت کے مقابلہ پر فوج کشی، پھر ظاہری بے سروسامانی ایسی کہ ایک ایک کھجور روزانہ دو دو سپاہیوں پر تقسیم ہوتی تھی آخر میں یہ نوبت پہنچ گئی کہ بہت سے مجاہدین ایک ہی کھجور کو یکے بعد دیگرے چوس کر پانی پی لیتے تھے۔ پھر پانی کے فقدان سے اونٹوں کی اوجڑی نچوڑ کر پینے کی نوبت آ گئی۔ سواری کا اتنا قحط تھا کہ دس دس آدمی ایک اونٹ پر اترتے چڑھتے چلے جاتے تھے۔ یہی وہ جذبۂ ایثار وفداکاری تھا جس نے مٹھی بھر جماعت کو دنیا کی قوموں پر غالب کر دیا فللہ الحمد والمنۃ فقط۔

★ اشتقاق اسی سورت کے عنوان آیت براءۃ من اللہ ورسولہ میں گزر چکی وہاں ضرور ملاحظہ ہو۔ یہاں تَبَرَّاَ معنے میں ہے تَنَزَّہَ اور تَبَعَّدَ کے والتقدیر تنزہ عن الاستغفار لہ وتجانب کل التجانب۔ کلمہ اَوَّاہٌ مشتق ہے اوّہ سے جو شدت حزن اور کرب کے وقت آدمی کے منہ سے نکلتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حزن شدید کے موقع پر روح قلبی دل میں گھٹتی اور اس میں ایک طرح کی سوزش پیدا ہو جاتی ہے۔ آدمی تخفیف حاصل کرنے کے لئے اس محترق ہوا کو دل سے نکالنا چاہتا ہے۔ بے ساختہ اس کے منہ سے اوہ نکلتا ہے۔ ہمارے ہاں اس لفظ کی جگہ ہائے ہائے بولتے ہیں۔ یہ تو اس لفظ کے اصل اشتقاق کی کیفیت ہوئی۔ اب رہے مفسرین کے اقوال وہ اس بارے میں بہت ہیں بعض کہتے ہیں اوّاہ سے مراد ہے خاشع متضرع۔ حدیث میں آیا ہے الاوّاہ الخاشع المتضرع۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد ہے خائف ایماندار۔

اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ

کہ نہیں پناہ اللہ سے مگر طرف اس کی پھر پھر آیا اوپر ان کے تو کہ

بچ کر نکل جانے کے لئے کوئی پناہ نہیں سوائے اسکے اسی کی طرف رجوع کیا جائے تب اللہ نے ان پر توجہ کی تاکہ

لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ يٰۤاَيُّهَا

پھر آویں وہ تحقیق اللہ وہ ہے پھر آنے والا مہربان ہی اے لوگو

وہ رجوع کریں بیشک اللہ بہت توجہ فرمانے والا مہربان ہے ایمان والو!

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور ہو جاؤ ساتھ سچوں کے ی

اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ

نہیں تھا لائق واسطے رہنے والوں مدینے کے اور وہ لوگ گرد ان کے ہیں گنواروں میں سے کہ

اہل مدینہ اور ان کے اردگرد کے رہنے والے گنواروں کو زیبا نہ تھا کہ وہ رسول اللہ کے ساتھ

اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ

پیچھے رہ جاویں رسول خدا کے سے اور نہ یہ کہ رغبت کریں بیچ آرام جان اپنی کے

جانے سے پیچھے رہ جاتے اور نہ یہ کہ اپنی جان کو ان کی جان سے زیادہ پیارا سمجھیں یہ اس لئے کہ انکو

عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ

چھوڑ کر جان اس کی کو یہ اس واسطے ہے کہ نہیں پہنچتی ان کو پیاس اور نہ محنت

راہ خدا میں پیاس کی تکلیف پہنچتی ہے تو کوئی رنج پہنچتا ہے تو اور بھوک کی تکلیف ہوتی ہے تو اور

وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُوْنَ مَوْطِئًا

اور نہ بھوک بیچ راہ خدا کے اور نہیں چلتے ایسی جگہ چلنے کی

ایسے مقامات کو روندتے ہیں جہاں ان کا چلنا کفار کو ناگوار ہوتا ہے تو اور دشمنوں سے کوئی

يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ

کہ غصے میں لاوے کافروں کو اور نہیں لیتے دشمنوں سے کچھ لینا مگر لکھا جاتا ہے واسطے انکے

چیز چھینتے ہیں لیتے ہیں تو ہر صورت ان کے لئے ایک نیک کام

بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾

سبب اسکے عمل نیک تحقیق اللہ نہیں ضائع کرتا ثواب نیکی کرنے والوں کا ثواب

لکھا جاتا ہے واقعی اللہ نیکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا

وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ

اور نہیں خرچ کرتے خرچ کرنا چھوٹا اور نہ بڑا اور نہیں کاٹتے

اور یہ لوگ کوئی چھوٹا یا بڑا جو خرچ نہیں کرتے اور نہ کسی منزل کو طے کرتے ہیں مگر انکے

وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾

کسی جنگل کو مگر لکھا جاتا ہے واسطے ان کے تو کہ بدلہ دے انکو اللہ بہتر اس چیز کی جو تھے کرتے وہ

یہ سب عمل لکھ لئے جاتے ہیں تاکہ اللہ انکو انکے اعمال کا بہتر سے بہتر بدلہ عطا فرمائے

ع ۵ / ۴

حل لغات۔
لہ اَنْ لَّا مَلْجَاَ۔ ملجا وہ مکان جس میں آدمی پناہ لے۔ اور اس کی مزید تحقیق اسی سورت کے رکوع ۷ آیۂ لو یجدون ملجا او مغارات او مدخلا الخ میں قدرے تفصیل کے ساتھ گزر چکی وہاں ضرور دیکھو
سہ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا

مَخْمَصَةٌ۔ ظما شدت تشنگی بولا کرتے ہیں ظما فلان اذا اشتد عطشہ۔ نصب کہتے ہیں تھکنے اور مشقت اٹھانے کو۔ مخمصہ سخت بھوک جس میں پیٹ پسلیوں سے لگ جائے بولا کرتے ہیں فلان خمیص البطن ای ضمور البطن۔ سہ وَلَا يَطَئُوْنَ مَوْطِئًا۔ موطئا مصدر میمی یا ظرف مکان مصدر میمی ہے تو اس کے معنی ہیں پامال کرنا ★

ف ۱ یہ تین شخص کعب بن مالکؓ، ہلال بن امیہؓ اور مرارہ بن ربیعؓ ہیں جو باوجود مؤمن مخلص ہونے کے محض تن آسانی اور سہل انگاری کی بنا پر بدون عذر شرعی کے تبوک کی شرکت سے محروم رہے۔ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو نہ انھوں نے منافقین کی طرح جھوٹے عذر پیش کئے اور نہ بعض صحابہؓ کی طرح اپنے کو ستونوں سے باندھا بلکہ جو واقعہ تھا صاف صاف عرض کر دیا اور اپنی کوتاہی و تقصیر کا علانیہ اعتراف کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ منافقین کی طرف سے بظاہر اغماض کر کے ان کا باطن کو خدا کے سپرد کیا گیا۔ "اصحاب سواری" (یعنی جو مسجد کے ستونوں سے بندھے ہوئے تھے) کی توبہ قبول کر لی گئی اور ان تینوں کا فیصلہ تا دیر کچھ مدت کے لئے ملتوی رکھا گیا۔ پچاس دن گزرنے کے بعد ان کی توبہ قبول ہوئی پیچھے رکھے جانے کا یہی مطلب ہے جیسا کہ بخاری میں خود کعب بن مالک سے روایت ہے۔ یعنی ان تینوں میں سے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنا واقعہ نہایت شرح و بسط سے عجیب مؤثر طرز میں بیان فرمایا ہے صحیح بخاری وغیرہ میں ملاحظہ کیا جائے۔ یہاں اسکے بعض اجزاء نقل کئے جاتے ہیں۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تبوک کی مہم چونکہ بہت سخت اور دشوار گذار تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو عام حکم تیاری کا دیا۔ لوگ مقدور و استطاعت کے موافق سامان سفر درست کرنے میں مشغول تھے مگر میں بے فکر تھا کہ جب چاہوں گا فوراً تیار ہو کر ساتھ چلا جاؤں گا کیونکہ بفضل ایزدی اس وقت ہر طرح کا سامان مجھ کو میسر تھا، ایک چھوڑ دو سواریاں میرے پاس موجود تھیں میں اسی غفلت میں رہا، ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس ہزار مجاہدین اسلام کو کوچ کا حکم دیدیا۔ مجھے اب بھی یہ خیال تھا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم روانہ ہو گئے تو کیا ہے، اگلی منزل پر آپ سے

— — — — — — — — —

جاملوں گا، آج چلوں کل چلوں اسی امروز و فردا میں وقت نکل گیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے تبوک پہنچ کر فرمایا مَا فَعَلَ كَعْبُ ابْنُ مَالِكٍ (کعب بن مالک کو کیا ہوا) بنی سلمہ کا ایک شخص بولا کہ یا رسول اللہ اس کی عیش پسندی اور اعجاب نفس نے نکلنے کی اجازت نہیں دی۔ معاذ بن جبل نے کہا کہ تو نے بڑی بات کہی۔ خدا کی قسم ہم نے اس میں بھلائی کے سوا کچھ نہ دیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ گفتگو سن کر خاموش رہے۔ کعبؓ کہتے ہیں کہ آپ کی تشریف بری کے بعد بہت زیادہ وحشت اس سے ہوتی تھی کہ سارے مدینہ میں پکے منافق یا معذور مسلمان کے سوا مجھے کوئی مرد نظر نہ پڑتا تھا۔ بہر حال اب دل میں طرح طرح کے جھوٹے منصوبے گانٹھنے شروع کئے کہ اگلی واپسی پر فلاں عذر کر کے جان بچالوں گا مگر جس وقت معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیر و عافیت سے واپس تشریف لے آئے دل سے سارے جھوٹ فریب محو ہو گئے اور طے کر لیا کہ سچ کے سوا کوئی چیز اس بارگاہ میں نجات دلانے والی نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

مسجد میں رونق افروز تھے۔ اصحاب کا مجمع تھا منافقین جھوٹے حیلے بہانے بنا کر ظاہری گرفت سے چھوٹ رہے تھے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا میرے سلام کرنے پہ آپؐ نے غضب آمیز تبسم فرمایا اور غیر حاضری کی وجہ دریافت کی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر اس وقت میں دنیا والوں میں سے کسی دوسرے کے سامنے ہوتا تو آپؐ دیکھتے کہ کس طرح زبان زوری اور چرب لسانی سے جھوٹے حیلے حوالے کر کے اپنے کو صاف بچا لیتا مگر یہاں تو معاملہ ایک ایسی ذات مقدس سے ہے جسے جھوٹ بول کر اگر میں راضی بھی کر لیں تو تھوڑی دیر کے بعد خدا اسکو سچی بات پر مطلع کر کے مجھ سے ناراض کر دیگا برخلاف اس کے سچ بولنے میں گو تھوڑی دیر کیلئے آپؐ کی خفگی برداشت کرنی پڑے گی لیکن امید کرتا ہوں کہ خدا کی طرف سے اسکا انجام بہتر ہوگا اور آخر کار سچ بولنا ہی مجھے خدا اور رسولؐ کے غصہ سے نجات دلائے گا۔ یا رسول اللہ! واقعہ یہ ہے کہ میرے پاس غیر حاضری کا کوئی عذر نہیں۔ جس وقت حضورؐ کی ہم رکابی کے شرف سے محروم ہوا اس وقت سے زیادہ فراخی اور مقدرت کبھی مجھ کو حاصل نہ ہوئی تھی۔ میں مجرم ہوں آپؐ کو اختیار ہے جو فیصلہ چاہیں میرے حق میں دیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ شخص ہے جس نے سچی بات کہی اچھا جاؤ اور خدائی فیصلہ کا انتظار کرو۔ میں اٹھا اور تحقیق سے معلوم ہوا کہ ہلال بن امیہؓ اور مرارہ بن الربیعؓ یہ دو شخص بھی میرے ہی جیسے ہیں۔ ہم تینوں کے متعلق آپؐ نے حکم دیدیا کہ کوئی ہم سے بات نہ کرے علیحدہ رہیں چنانچہ کوئی مسلمان ہم سے بات نہ کرتا تھا نہ سلام کا جواب دیتا تھا۔ وہ دونوں تو خانہ نشین ہو گئے، شب و روز دفتر گریہ و بکا رہتے تھے۔ میں ذرا سخت اور قوی تھا مسجد میں نماز کیلئے حاضر ہوتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کر کے دیکھتا تھا کہ جواب میں لب مبارک کو حرکت ہوئی یا نہیں۔ جب میں حضور کی طرف دیکھتا آپ میری طرف سے منہ پھیر لیتے تھے مگر کچھ شبہ سا ہوتا تھا کہ آہستہ جواب سلام کا دیتے ہیں۔ مخصوص اقارب اور محبوب ترین اعزہ بھی مجھ سے بیگانہ ہو گئے تھے (مثلاً) ایک دن ابو قتادہؓ جو میرے چچا زاد بھائی تھے کے باغ میں گیا اور انکو سلام کیا مگر تین دفعہ میں بھی جواب نہ ملا۔ آخر میں نے کہا قسم کھاتا ہوں کیا میں اللہ و رسول کو محبوب نہیں رکھتا؟ تو جواب ملا وہی جانیں اور بس۔ پھر تو مجھ کو اور بھی رونا آ گیا۔ میں باغ کی دیوار پر چڑھ کر باہر نکلا بازار میں پھر رہا تھا کہ اسی اثنا میں ایک روز ایک شخص نے بادشاہ غسان کا خط مجھے دیا جس میں میری مصیبت پر اظہار ہمدردی کرنے کے بعد دعوت دی تھی کہ میں اسکے ملک میں آجاؤں وہاں میری بہت آؤ بھگت ہوگی۔ میں نے پڑھ کر کہا کہ یہ ایک مستقل امتحان ہے۔ آخر وہ خط میں نے نذر آتش کر دیا۔ چالیس دن گزرنے کے بعد بارگاہ رسالت سے یہ حکم پہنچا کہ میں اپنی عورت سے بھی علیحدہ رہوں چنانچہ اپنی بیوی سے کہدیا کہ اپنے میکے چلی جائے اور جب تک خدا کے یہاں سے میرا کوئی فیصلہ ہو وہیں ٹھیری رہے۔ سب سے بڑی فکر یہ تھی کہ اگر اسی حالت میں موت آ گئی تو حضورؐ میرا جنازہ نہ پڑھیں گے اور فرض کیجئے ان دنوں میں آپؐ کی وفات ہو گئی تو مسلمان ہمیشہ یہی معاملہ مجھ سے رکھیں گے میری میت کے قریب بھی کوئی نہ آئے گا۔ غرض پچاس دن اسی حالت میں گزرے کہ خدا کی زمین مجھ پر باوجود (بقیہ فائدہ صفحہ ۲۹۳)

★ پیروں سے روندنا۔ ظرف مکان ہے تو معنے ہیں پامال شدہ جگہ کے والمعنی لا یدوسون بارجلہم و حوافر خیولہم و اخفاف رواحلہم دوسا ولا مکانا یداس۔ یغیظ الکفار۔ یغیظ مضارع ہے باب ضرب یضرب کا۔ اہل لغت کا بیان ہے کہ غاظا اور غیظا اور اغاظ تینوں کے ایک معنی ہیں یعنی اغضب۔ نیلا مفعول مطلق ہے لاینالون کا یا مفعول بہ۔ اور نیل کہتے ہیں کسی چیز کے حاصل کرنے اور اس تک پہنچنے کو۔ لا یقطعون وادیا۔ وادی اصل میں پہاڑوں اور ٹیلوں کی اس نال کو کہتے ہیں جس میں رواتی ہے۔ یہ ودی بمعنی سال کا اسم فاعل ہے اور جمع ہے اودیۃ کی عرف میں وادی کہتے ہیں مطلق زمین کو۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ

اور نہ تھے مسلمان کہ کُل جا دیں سارے کیوں نہ نکلے ہر

اور یہ (بات موزوں) نہیں کہ سب کے سب مسلمان (تحصیل علم کے لئے) نکل کھڑے ہوں۔ سو

كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَ

فرقے سے ان میں سے ایک جماعت تاکہ سمجھ سیکھیں دین کے اور

ایسا کیوں نہ ہوا کہ ہر ایک گروہ میں سے چند لوگ نکل کھڑے ہوں تاکہ دین میں سمجھ پیدا کریں اور

لِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴿۱۲۲﴾ ۱۵ ع ۴

تاکہ ڈرا دیں قوم اپنی کو جب پھر جاویں طرف ان کی شاید کہ وہ بچیں ف

جب اپنی قوم کے پاس واپس لوٹ کر آئیں تو انکو (احکام خدا کی نافرمانی سے) ڈرائیں تاکہ وہ برے کاموں سے بچ جائیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو لڑو ان لوگوں سے جو پاس تمہارے ہیں

اے ایمان والو! وہ کافر جو تمہارے آس پاس ہیں۔ ان سے لڑو اور (ایسے ہو) کہ وہ تمہارے اندر

مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ۚ وَاعْلَمُوا

کافروں سے اور چاہئے کہ پاویں بیچ تمہارے سختی اور جانو

شدت محسوس کریں اور اس بات کا یقین رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں

أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿۱۲۳﴾ وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُمْ الربع

بے شک اللہ ساتھ پرہیزگاروں کے ہے ف اور جب اتاری جاتی ہے کوئی سورت پس بعضے ہیں

کے ساتھ ہے۔ اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو ان میں سے

مَنْ يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا ۚ فَأَمَّا

ان میں سے کہ کہتے ہیں کس کو تم میں سے زیادہ کیا اس نے ایمان پس جو

بعض (منافق) کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کا ایمان بڑھایا ہے سو وہ لوگ جو

الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿۱۲۴﴾

لوگ کہ ایمان لائے پس زیادہ کیا ان کو ایمان اور وہ خوش وقت ہوتے ہیں

ایماندار ہیں اس نے ان کے ایمان کو ترقی دی ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں

وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا

اور اما جو لوگ کہ بیچ دلوں ان کے کے بیماری ہے پس زیادہ کی ان کی نجاست

اور وہ لوگ جن کے دلوں میں نفاق کا روگ ہے۔ اس نے ان کی دلی گندگی میں ایک اور گندگی کا اضافہ کیا۔

إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ ﴿۱۲۵﴾ أَوَلَا يَرَوْنَ

ساتھ نجاست ان کی کے اور مر گئے اور وہ کافر ہیں ف کیا نہیں دیکھتے

اور وہ کفر ہی کی حالت میں مر گئے کیا وہ نہیں

أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا

یہ کہ وہ بلاؤں میں ڈالے جاتے ہیں ہر برس کے ایک بار یا دو بار پھر نہیں

دیکھتے کہ ان کو ہر سال ایک یا دو مرتبہ آزمائش میں ڈالا جاتا ہے پھر (بھی) نہ توبہ کرتے ہیں۔

حل لغات۔

لہ لِیَنفِرُوا۔ یہ لیا گیا ہے نفر سے اور نفر کے لغوی معنے ہیں خروج کے۔ اس کی زیادہ لغوی تحقیق اور وجہ اشتقاق اسی سورت کے رکوع ۶ آیت انفروا خفافا وثقالا کے ذیل میں دیکھو۔

انار پر صفحہ ٢٩ فراخی کے تنگ تھی بلکہ عرصۂ حیات تنگ ہو گیا تھا۔ زندگی موت
ـف معلوم ہوتی تھی کہ یکایک جبل سلع سے آواز آئی یا کعب ابشر
ـعب بن مالک (خوش ہو جا) میں سنتے ہی سجدہ میں گر پڑا۔ معلوم ہوا کہ آخر شب میں
ـالی طرف سے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خبر دی گئی کہ ہماری توبہ مقبول ہے۔ آپ نے
ـحابہ کو مطلع فرمایا۔ ایک سوار میری طرف دوڑا کر بشارت سنائے مگر دوسرے
ـنے پہاڑ پر زور سے للکارا۔ اس کی آواز سوار سے پہلے پہنچی اور میں نے اپنے بدن کے
ـاتار کر آواز لگانے والے کو دیئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔
ـتھی آتے اور مجھے مبارکباد دیتے تھے۔ مہاجرین میں سے حضرت طلحہؓ نے کھڑے
ـصافحہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خوشی سے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ آپ
ـفرمانے تیری توبہ قبول فرمائی۔ میں نے عرض کیا کہ اس توبہ کا تتمہ یہ ہے کہ اپنا کل
ـمال خدا کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا سب نہیں کچھ اپنے لئے روکنا
ـچاہئیں نے خیبر کا حصہ الگ کرکے باقی مال صدقہ کر دیا چونکہ محض سچ بولنے
ـنجات ملی تھی اسلئے عہد کیا کہ خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو آئندہ بھی جھوٹ نہ بولوں گا۔
ـکے بعد بڑے سخت امتحانات پیش آئے مگر الحمد للہ میں سچ کہنے سے کبھی نہیں ہٹا
ـانشاء اللہ تازیست ہٹوں گا۔ یہ واقعہ ہے جس کی طرف ان آیات میں اشارہ کیا گیا ہے
ـتینوں پر خدا کی پہلی مہربانی تو یہ تھی کہ ایمان واخلاص بخشا، نفاق سے بچایا۔
ـمہربانی یہ ہوئی کہ توبۂ نصوح کی توفیق دے کر پھر اپنی طرف کھینچ لیا اور
ـیوں کو معاف فرما دیا (ماخوذ) اس میں مسلمانوں کے لئے بڑی ہی
ـنصیحت ہے۔ امام احمد بن حنبل رح کی نسبت منقول ہے کہ قرآن کی کوئی
ـآیت انہیں اس قدر نہیں رلاتی تھی جس قدر یہ آیت اور کعب بن مالکؓ کی
ـاس سے معلوم ہوا کہ خدمت حق میں تساہل ایک مومن کیلئے کیسا سخت
ـکہ ایسے مخلص ومقبول صحابی بھی جو ان تینوں میں (٣) سابقین انصار میں سے
ـجنہوں نے عقبہ ثانیہ میں بیعت کی تھی اس درجہ سرزنش کے مستحق ہوئے اور تمام
ـمسلمانوں کو ان سے قطع تعلق کا حکم دیا گیا پھر یہ بھی دیکھو کہ مسلمانوں کی باہمی اخوت
ـکا کیا حال تھا؟ اس سختی کے ساتھ حکم کی تعمیل تو سب نے کی کہ تمام شہر نے بیک وقت
ـدیا لیکن ساتھ ہی ان کی مصیبت کے غم سے کوئی دل خالی بھی نہیں تھا سب کے
ـفکر تھی کہ ان کی توبہ قبول ہو جائے۔ جوں ہی قبولیت کا اعلان ہوا ایک پر ایک
ـسبقت لے گیا کہ ان سختی کشان عشق کو سب سے پہلے میری زبانی مژدۂ قبولیت
ـپہنچے۔ جس نے پکار کر سب سے پہلے بشارت سنائی تھی حضرت کعبؓ نے
ـکا نام نہیں لیا لیکن وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ قبولیت توبہ
ـمژدہ سنایا گیا تو اس طرح کہ پہلے خود پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا نام
ـمہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کا اور ان ہی کے ضمن میں ان لوگوں کا بھی
ـدیا گیا اور رحمت الٰہی کی توجہ یکساں طور پر سب کے لئے کہی گئی تاکہ اب
ـاس حلقہ سے باہر نہ رہے جن سے قصور ہوا تھا۔ وہ بھی محسوس کر لیں کہ
ـت وقبولیت کی ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے ہیں ؎
ـدیان بار ازیں سے خبر نیست ÷ کہ سلطان جہاں با ما ست امروز (اقتباس ترجمان آزاد)
ـاخلاص اور خدا ترسی شامل حال ہو تو ان کی برکت سے بڑے بڑے گناہ بھی معاف
ـنہیں سچ ہے اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ۔ نیز جھوٹ کی مذمت اور

سچ بولنے کی ترغیب کا بیان صفحہ ١٨١ میں اور تقویٰ سے پرہیزگاری کا بیان صفحہ ٧٥، و ٢٢٠ و ٢٢١ میں بھی لکھا گیا ہے۔

ف٢ یعنی سچوں کی صحبت رکھو اور ان ہی جیسے کام کرو۔ دیکھو یہ تین شخص سچ کی بدولت بخشے گئے اور مقبول ٹھیرے۔ منافقین نے جھوٹ بولا اور خدا کا ڈر دل سے نکال دیا تو درکِ اسفل کے مستحق بنے فقط۔

ف٣ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو تکلیفیں اٹھائیں اور تم آرام سے بیٹھے رہو ایسا نہیں چاہئے۔ حدیث میں ہے کہ ابو خیثمہ رضی اللہ عنہ بھی غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کے بعد باغ میں گئے۔ وہاں خوشگوار سایہ تھا حسین وجمیل بیوی سامنے تھی۔ اس نے پانی چھڑک کر زمین کو ٹھنڈا کر دیا۔ چٹائی کا فرش کیا۔ تازہ کھجور کے خوشے سامنے رکھے اور سرد وشیریں پانی حاضر کیا۔ یہ سامان عیش دیکھ کر دفعۃً ابو خیثمہ رضی اللہ عنہ کے دل میں ایک بجلی سی دوڑ گئی۔ بولے تف ہے ایسی زندگی پر کہ میں خوشگوار سائے ٹھنڈے پانی اور باغ وبہار کے مزے لوٹ رہا ہوں اور خدا کا محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ایسی سخت لو گرمی وتشنگی کے عالم میں کوہ وبیابان طے کر رہا ہے۔ یہ خیال آتے ہی سواری منگائی تلوار حائل کی۔ نیزہ سنبھالا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل نکلے اونٹنی تیز ہوا کی طرح چل رہی تھی۔ آخر لشکر کو جا پکڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دور سے دیکھا کہ کوئی اونٹنی سوار ریت کے ٹیلے قطع کرتا چلا آ رہا ہے تھوڑی دیر بعد سب نے ہی دیکھ لیا کہ ابو خیثمہ ہیں رضی اللہ عنہ وعن سائر الصحابۃ ورضوا عنہ فقط۔

ف٤ یعنی باوجودیکہ ان میں سے اکثر چیزیں (مثلاً بھوک پیاس لگنا یا تکلیف پہنچنا) اختیاری کام نہیں ہیں تاہم نیت جہاد کی برکت سے ان غیر اختیاری چیزوں کے مقابلہ میں اعمال صالحہ انکی فرد حسنات میں درج کر دیئے جائیں گے جن پر خدا اجر نیک مرحمت فرمائے گا فقط۔ ف٥ خرچ کرنا یا میدان طے کرنا خود عمل صالح اور اختیاری افعال ہیں اسی لئے یہاں اِلَّا کُتِبَ لَھُمْ فرمایا، گذشتہ آیت کی طرح اِلَّا کُتِبَ لَھُمْ بِہٖ عَمَلٌ صَالِحٌ نہیں ارشاد ہوا۔ تفسیر ابن کثیر رح (ماخوذ) ف٦ اس بشارت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بہت بڑا حصہ حاصل ہوا۔ جنگ تبوک کیلئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چندہ کی اپیل فرمائی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سو اونٹ مع زین وجہاز کے پھر دو سو۔ پھر تیسری بار سو اونٹ کی پیشکش کی اور ساتھ ہی ایک ہزار اشرفیوں کو لاکر خدمت نبوی میں پیش کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان اشرفیوں کو الٹ پلٹ کرتے اور فرماتے جا رہے تھے کہ آج کے بعد عثمانؓ کو کوئی عمل ضرر نہیں کرے گا جو چاہے عمل کرے (ابن کثیر) فتح البیان میں ہے جو اللہ کے کام میں مصروف ہو اس کا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا سب عبادت میں داخل ہے فقط۔

(فوائد صفحہ ھٰذا) ف١ آیت ہذا تحصیل علم کے بارے میں ہے اور اس کے لئے ہر ہر قبیلے سے کچھ کا نکلنا ضروری ہے۔ حصول علم فرض کفایہ ہے۔ ہاں کوئی بھی حاصل نہ کرے تو سب گنہگار رہیں۔ حدیث مشکوٰۃ صفحہ ٣٢ میں ہے مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ اللہ جس کسی کے ساتھ بہتری چاہتا ہے تو اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ ایک روایت میں ہے جو علم دین حاصل کرنے کے لئے راستہ چلا اللہ اس

(باقی فائدہ بر صفحہ ٢٩٥)

يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿۱۲۶﴾ وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ

توبہ کرتے اور نہ وہ نصیحت پکڑتے ہیں اور جس وقت نازل کی جاتی ہے کوئی سورۃ

اور نہ نصیحت حاصل کرتے ہیں اور جب کوئی سورۃ نازل کی جاتی ہے تو

نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ هَلْ يَرَاكُم مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ انصَرَفُوا

نظر کرتے ہیں بعضے ان کے طرف بعض کی کیا دیکھتا ہے تم کو کوئی پھر پھر جاتے ہیں

وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگتے ہیں کہ تم کو کوئی دیکھتا تو نہیں پھر چل دیتے ہیں۔ اللہ نے ان کے دلوں کو

صَرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُم بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ﴿۱۲۷﴾ لَقَدْ

پھیر دیا اللہ نے دلوں ان کے کو بسبب اس کے کہ وہ ایک قوم ہیں کہ نہیں سمجھتے البتہ

پھیر دیا ہے کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں جو نہیں سمجھتے۔ لوگو! تمہارے

جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

تحقیق آیا ہے تمہارے پاس پیغمبر نفس تمہارے سے شاق ہے اوپر اس کے جو ایذا پہنچے تم

پاس تم ہی میں سے ایک رسول آئے ہیں جن پر تمہاری تکلیف شاق گزرتی ہے جو تمہاری بھلائی کے

حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَإِن

حریص ہے اوپر بھلائی تمہاری کے ساتھ مسلمانوں کے شفقت کرنے والا مہربان ہے پس اگر

بڑے خواہاں ہیں اور مومنوں پر نہایت شفیق و مہربان ہیں پھر اگر

تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ

پھر جاویں پس کہہ کفایت ہے مجھ کو اللہ نہیں کوئی معبود مگر وہ اوپر اس کے توکل کیا میں نے

پیغمبر! اگر یہ لوگ روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں

وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿۱۲۹﴾

اور وہ ہے پروردگار تخت بڑے کا۔

میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے

ع ۱۶ ۵

سُورَةُ يُونُسَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَتِسْعُ آيَاتٍ وَأَحَدَ عَشَرَ رُكُوعًا

سورۃ یونس مکہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو نو آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں

سورۃ یونس مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو نو آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت بخشش کرنے والا مہربان ہے

الر تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ ﴿۱﴾ أَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا

الر یہ ہیں نشانیاں کتاب حکمت والی کی کیا ہوا واسطے لوگوں کے

الر۔ یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں کیا لوگوں کو اس بات پر تعجب

أَنْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ رَجُلٍ مِّنْهُمْ أَنْ أَنذِرِ النَّاسَ

تعجب یہ کہ وحی بھیجی ہم نے طرف ایک مرد کے ان میں سے یہ کہ ڈرا لوگوں کو

ہوا کہ ہم نے ان ہی میں سے ایک شخص کے پاس وحی بھیجی کہ لوگوں کو (خدا کی نافرمانی سے) ڈرائے اور

المنزل الثالث

حل لغات۔

۱؎ یَذَّکَّرُوْنَ اصل میں تھا یتذکرون تے اور ذال چونکہ قریب المخرج ہیں اس لئے تے کو ذال سے بدل کر ایک کو دوسرے میں ادغام کر دیا۔ ۲؎ مَا عَنِتُّمْ
مشتق ہے عنت سے جس کے معنی ہیں مشقت اور ضرر میں پڑنے کے۔ ما مصدریہ والمعنی شدید علیہ عنتکم ولقاءکم المکروہ۔ اس کی لغوی تحقیق اور

...ترمذی ۲۹۴) کے لئے جنت کا راستہ سہل کر دیگا۔
...عالم کی فضیلت عابدوں پر اتنی ہے جتنی میری فضیلت
...ادنیٰ شخص پر ہے (ترمذی) کیونکہ مرنے کے بعد سب
...ختم ہو جاتے ہیں مگر عالم کی نیکیاں یعنی جو قرآن و حدیث
...سکھا پڑھا گیا ہے یا کتابوں میں لکھ گیا ہے وہ ختم نہیں ہوتیں
...اس کے نام لکھا جاتا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے
...اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ
...یُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْ لَهٗ (مشکوٰۃ
(۲) یعنی مرنے کے بعد تین قسم کے لوگوں کے عمل کے
...رہتے ہیں (۱) صدقہ جاریہ کرنے والا مثلاً نہر تالاب دینی
...سرائے پل وغیرہ (۲) علم جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے
...اولاد چھوڑ گیا کہ وہ اس کے لئے دعا کرتی ہے۔
...میں مصحف یعنی قرآن چھوڑ گیا کا لفظ آتا ہے۔ (یا اللہ
...کو میرے لئے باقیات الصالحات کر دے آمین۔ ابو حمار
...ف۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔
...خاص قوم قریش کے کافروں سے لڑے پھر عرب کی
...قوموں سے پھر بنی قریظہ اور بنی نضیر اور خیبر اور فدک
...جو مدینہ کے گرداگرد تھے۔ جب ان سے بھی فارغ
...شام کا قصد کیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے
...ملک فتح ہو گیا پھر ایران پر حملہ کیا گیا (حمیدی)
...منافق وقت نزول سورت کے آپس میں ایک دوسرے
...کہتے کہ کس کا ایمان بڑھا سو ایماندار تو سورت اترنے
...خوش ہوتے کیونکہ اس میں ان کو منافع دنیا و آخرت
...جن کے دل میں روگ ہے انکو شک پر شک بڑھتا ہے
...کی دلیل ہے اس پر کہ ایمان بڑھتا گھٹتا ہے۔ یہی مذہب
...صحابہ اور محدثین رحمہم اللہ کا۔ بیشک کلام الٰہی سن کر مومنین
...میں تازگی بڑھوتی آجاتی ہے اور منافق کی بیماری کفر و
...میں اضافہ کر دیتی ہے فقط۔

فوائد صفحہ ھٰذا

...ہر سال کم از کم ایک دو مرتبہ فتنہ آزمائش ارضی و سماوی
...آتے ہیں مگر وہ ایسے بدباطن واقع ہوئے ہیں کہ تازیانے
...سے مس نہیں ہوتے، پچھلی خطاؤں سے توبہ کرتے
...دوسرے کو نصیحت پکڑتے ہیں فقط۔

ف۲ یعنی کلام اللہ میں جہاں عیب آئے منافقوں کے وہ آپس میں دیکھتے ہیں کہ مجلس میں کسی نے ہم کو دیکھا نہ ہو پھر شتاب اٹھ جاتے ہیں (موضح)

ف۳ اس آیت میں رد ہے اہل بدعت کا جو کہتے ہیں کہ خدا نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے نور سے پیدا کیا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نور سے ساری دنیا بنائی۔ یہ عقیدہ سراسر آیت ہٰذا کے خلاف ہے۔ فتح البیان میں ہے کہ یہ رسول تمہارے نفسوں یعنی تمہاری جنس سے عربی قریشی بشریت و انسانیت میں تمہاری مثل ہیں۔ تم ان کا حسب و نسب خوب جانتے ہو اور یہ اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں عجمی و جن نہ فرشتہ بلکہ انسانوں میں سے ایک برگزیدہ انسان ہیں۔ پس جملہ مِنْ اَنْفُسِكُمْ کا اقتضا یہی ہے کہ جو لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نور من نور اللہ، خدا کا جزء کہتے ہیں تو انکو چاہئے کہ سارے اہل عرب کو نوری کہیں جن میں ابوجہل و ابوطالب وغیرہ کفار بھی داخل ہیں ورنہ نبی عربی فداہ ابی و امی کے فرمان ذی شان واجب الاذعان اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ پر ایمان لا کر اس بدعقیدگی سے باز آئیں۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ابراہیم علیہ السلام کو اور ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسمٰعیل علیہ السلام کو اور اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے بنی کنانہ کو اور بنی کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو بنی ہاشم میں سے مجھ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیدا کیا جو تم سب سے زیادہ شریف خاندان ہے۔ سبحان اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت پر ماں باپ سے بھی زیادہ مہربان ہیں۔ رات دن آپ کی یہی کوشش رہی کہ میری امت کسی طرح دوزخ سے بچ جائے اور دنیا و آخرت کی بھلائی پالے۔ جس چیز سے تم کو تکلیف یا سختی پہنچے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہت بھاری ہے۔ ہر ممکن طریقہ سے آپ یہی چاہتے تھے کہ امت پر آسانی ہو اور دنیاوی و اخروی عذاب سے محفوظ رہے اسی لئے جو دین آپ لائے وہ بھی سہل اور نرم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمال کو بھی یہی نصیحت فرماتے تھے یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا آسانی کرو، سختی نہ کرو۔ تمہاری خیرخواہی نفع رسانی کی خاص تڑپ ان کے دل میں ہے۔ لوگ دوزخ کی طرف بھاگتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی کمریں پکڑ پکڑ کر ادھر سے ادھر ہٹاتے ہیں۔ حدیث میں ہے اَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَاَنْتُمْ تَقَحَّمُوْنَ فِيْهَا۔ مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔ آپ کی بڑی (باقی فائدہ پر صفحہ ۱۲۹۶)

...قدرے بسط کے ساتھ سورہ بقرہ کے رکوع ۲۶ آیۃ ولو شاء اللہ لاعنتکم میں گزر چکی ہے اس کے ساتھ اسے بھی پڑھنا چاہئے۔
...اَلْحَكِيْمِ یہاں حکیم معنی میں ہے ذوالحکمۃ کے کیونکہ وہ الکتاب یعنی قرآن کی صفت ہے اور قرآن انواع و اقسام کی حکمتوں کو
...یا حکیم معنی میں ہے حاکم کے جس طرح فعیل معنی میں فاعل کے۔ اور حاکم کہتے ہیں فیصلہ کرنے والے کو، چونکہ قرآن بھی حق و باطل
...کرتا اور ایک کو دوسرے سے علیحدہ کرنے کا حکم لگاتا ہے اس لئے اس کی صفت حکیم واقع ہوئی۔

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؔ

اور خوشخبری دے ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں یہ کہ واسطے ان کے ہے قدم راستی کا یعنی مرتبہ نزدیک پروردگار

ایمان والوں کو اس بات کی خوشخبری سنا دے کہ ان کے رب کے ہاں ان کے لئے مقام صدق ہے کافروں نے

قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲﴾ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ

کے کہا کافروں نے تحقیق یہ البتہ جادوگر ہے ظاہر تحقیق پروردگار تمہارا اللہ ہے

کہدیا کہ یہ تو کھلا جادوگر ہے لوگو! یقیناً تمہارا رب

الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ

جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو بیچ چھ دن کے پھر قرار

وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر قرار پذیر ہوا وہ تمام

اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا

پکڑا اوپر عرش کے تدبیر کرتا ہے کام کی نہیں کوئی سفارش کرنے والا مگر

امور کا انتظام کرتا ہے اس کے سامنے کوئی سفارش نہیں کر سکتا مگر اس کے بعد

مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا

پیچھے حکم اس کے کے یہ ہے اللہ پروردگار تمہارا پس بندگی کرو اس کی کیا پس نہیں

کہ وہ اجازت دے (لوگو) یہی اللہ تمہارا رب ہے سو اسی کی عبادت کرو کیا تم (ان باتوں کو)

تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳﴾ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ

نصیحت پکڑتے تم طرف اسی کی ہے پھر جانا تمہارا سب کا وعدہ کیا ہے اللہ نے سچا

سوچتے نہیں (یاد رکھو) تم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے وہی

اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

تحقیق وہی پہلی بار کرتا ہے پیدائش پھر دوبارہ کرے گا اس کو تو کہ جزا دیوے ان لوگوں کو کہ ایمان لائے

پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اسے دوبارہ (پہلی سی حالت میں) لوٹائے گا تاکہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ

اور کام کئے اچھے ساتھ انصاف کے اور جو لوگ کہ کافر ہوئے واسطے ان کے

انہوں نے نیک عمل کئے ٹھیک انصاف کے ساتھ جزا دے اور وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا

شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۴﴾

پینا ہے آب گرم سے اور عذاب درد دینے والا سبب کے کہ تھے کفر کرتے وہ

ان کے لئے کھولتا ہوا پانی پینے کو ہوگا اور کفر و انکار کی وجہ سے دردناک عذاب

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ

وہی ہے جس نے کیا سورج کو چمکتا یعنی روشن اور چاند کو اجالا اور مقرر کیں

وہ وہی رب ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو نور بنایا اور اس کی منزلیں مقرر کیں تاکہ تم

مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ

واسطے اس کے منزلیں تاکہ جانو تم گنتی برسوں کی اور حساب نہیں پیدا کیا اللہ نے

برسوں کا شمار اور حساب معلوم کر سکو خدا نے ان چیزوں کو محض حق و صداقت کے ساتھ پیدا کیا ہے وہ

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم

حل لغات۔
لہ قَدَمَ صِدْقٍ لغت میں اس کے معنی ہیں قدم سابقہ کے یعنی خدا کے پاس ان کی بھلائی پہلے سے پہنچ چکی ہے۔ ذو الرمہ کا شعر ہے ۔ و انت امرأ من اهل بيت ذوابة ٭ لهم قدم معروفة ومفاخر۔ بعض اہل لغت کہتے ہیں قدم صدق کنایہ ہے اس عمل سے جس میں تاخیر نہ کی جائے مگر مفسروں کے نزدیک قدم صدق سے مراد ہیں اعمال صالح۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۲۹۵) کوشش اور آرزو یہ ہے کہ خدا کے بندے اصل بھلائی اور حقیقی کامیابی سے ہمکنار ہوں۔ جہاد وغیرہ کا مقصد بھی خونریزی نہیں بلکہ بحالت مجبوری سخت آپریشن کے ذریعہ بنی نوع انسان کے فاسد اعضاء کو کاٹ کر اور خراب جراثیم کو تباہ کر کے امت کے مزاج عمومی کو صحت و اعتدال پر رکھنا ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان کے اس قدر خیرخواہ ہیں تو خاص ایمانداروں کے حال پر ظاہر ہے کس قدر شفیق اور مہربان ہوں گے غور کیجئے جب آیت مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ (سورۃ البقرۃ۔ پارہ ۳ رکوع ۴) نازل ہوئی یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کو ایک ایک کے عوض سات سات سو اجر ملیں گے اور اس سے بھی زیادہ ہو جائیں گے وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ یا اللہ میری امت کو زیادہ دے تب آیت مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا الخ نازل ہوئی یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فی سبیل اللہ خرچ کرنے والوں کو بہت بہت چھے زیادہ ہو کر اجر ملیں گے۔ پھر بھی آپ نے اور یہ دعا کی کہ یا اللہ میری امت کو اور بھی زیادہ دے۔ اس پر آیت اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ نازل ہوئی یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دین پر ثابت قدم رہنے والوں کو بے حساب اور بے شمار اجر و ثواب ملے گا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (تفسیر جامع البیان تحت آیت مَنْ ذَا الَّذِيْ الخ) دیکھئے ہے امت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت۔ کاش! امت بھی اپنی پوری زندگی اپنے پیارے نبی فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے مطابق ڈھالے تو سمجھو کہ امت کو بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عشق ہے فقط ابو عمار عبد القہار غفر لہ ولوالدیہ الغفار (آمین)

ف۲ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی صبح و شام سات سات بار حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ کو پڑھ لیا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت دور کر دے گا (ابو داؤد۔ فتح)

ف۳ آلر کے معنے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں جو سراپا تکلف ہیں۔ ٹھیک بات یہی ہے کہ اس کا علم اسی کو ہے جس کا یہ کلام ہے ہم کو اس میں کلام کرنا ضروری نہیں۔ قلقار اربعہ سے بھی یہی منقول ہے (جامع) یہ سورت مکہ میں اتری مگر تین آیتیں فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ سے آگے والی۔ بعضوں نے کہا کچھ مکہ میں کچھ مدینے میں۔ اس میں ۱۰۹ آیات ہیں۔ احنف رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی۔ آپؓ نے سورۂ یونس اور سورۂ ہود کو پڑھا (سلفیہ)

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیغمبری کا اعلان فرمایا تو کافر لوگ تعجب سے کہنے لگے کہ بھلا آدمی کو بھی اللہ تعالیٰ پیغمبر بنا کر بھیجتا ہے اس کے لئے تو کوئی فرشتہ ہونا چاہیے تھا۔ اس خیال خام کا اللہ تعالیٰ نے آیت ہذا میں رد فرمایا۔ تفسیر ابن جریر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں جو اس آیت کا شان نزول بیان کیا گیا ہے اس کا حاصل یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اور اسی قسم کی اور آیتیں نازل فرمائیں اور ان مشرکوں کی تسکین اہل کتاب کے بیان سے بھی ہو گئی کہ پہلے انبیاء بھی سب انسان ہی تھے تو پھر یہ کہنے لگے لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ۝ جس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ مکہ میں جیسا ولید بن مغیرہ اور طائف میں مسعود بن عمرو ثقفی ہیں، ان جیسے مالدار اور شاندار آدمی پر قرآن کیوں نہیں اترا جس پر اللہ تعالیٰ نے اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نازل فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ نبوت ایک رحمت الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مصلحت میں جس کسی کو اس رحمت کا مستحق جانا اس کو وہ رحمت مل گئی۔ رحمت الٰہی کے حصے بانٹنے والے یہ لوگ کون ہیں اور ان کو اس حصے کے بانٹنے کا حق کس نے دیا ہے (ابن کثیر۔ خازن و اسباب نزول سید احمد حسن) قَدَمَ صِدْقٍ وہ باقیات الصالحات بھی ہیں جو نیک مخلص اپنی زندگی میں باقی رہنے والے نیک کام کر جاتا ہے جن میں سے ایک یہ قرآن مجید مترجم محشی بھی ہے کراچی مفسر و محشی مولانا عبدالستار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ وغیرہ فقط۔ ف۲ یعنی جتنی دیر لگے چھ دن کو اتنے وقت میں بنائے آسمان و زمین اور اس ملک کا دربار ٹھہرایا عرش پر۔ سب کام کی تدبیر عرش پر سے ہوتی ہے (موضح) رب العالمین کا عرش پر مستوی ہونا متعدد آیات و (باقی فائدہ برصفحہ ۲۹۷)

ف۱ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ حمیم وہ چیز جو آگ سے یہاں تک گرم کی گئی ہو کہ اس کی گرمی انتہائی درجہ کو پہنچ گئی ہو۔ بولا کرتے ہیں حممت الماء ای سخنتہ فہو حمیم اور اسی سے ہے حمام۔ ف۲ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا۔ ضیاء مصدر ہے جس طرح قیام یا ضوء کی جمع جس طرح سیاط سوط کی۔ یہ اصل میں تھا ضواء واو ماقبل کے مکسور ہونے کی وجہ سے یے سے بدل گیا۔ ضیاء اور نور میں فرق یہ ہے کہ ضیاء اس روشنی کو کہتے ہیں جو نور سے بہت زیادہ قوی ہو یا یوں کہیے کہ بالذات روشنی کو ضیاء اور بالعرض کو نور کہتے ہیں کیونکہ چاندکی روشنی سورج کی روشنی سے حاصل ہوئی ہے۔ پھر ضیاءً اور اسی طرح نورًا جعل کے مفعول ثانی ہیں۔ اگر جعل معنے میں ہو تصییر کے یا جعل کے مفعول سے حال ہیں، اگر جعل کو انشا اور ابدع کے معنے میں کہا جائے والتقدیر ظاہر حال کو نہا ذات ضیاء و نور۔ یا ذات کا لفظ محذوف نہ بھی مانا جائے تو ضیاء اور نور کا حمل مبالغۃً ہو گا۔

ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ⑤ اِنَّ

اس کو مگر ساتھ حق کے مفصل بیان کرتا ہے نشانیوں کو واسطے اس قوم کے کہ جانتے ہیں تحقیق
آیتوں کو ان لوگوں کے لئے تفصیلاً بیان کرتا ہے جو علم و یقین رکھتے ہیں۔ بلا شبہ

فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ

آنے جانے رات کے اور دن کے اور جو کچھ پیدا کیا ہے اللہ نے بیچ آسمانوں کے اور
لیل و نہار کے یکے بعد دیگرے آنے جانے میں اور جو کچھ خدا نے آسمانوں میں اور زمین میں پیدا کیا ہے ان سب میں ان

الْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ⑥ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا

زمین کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے کہ ڈرتے ہیں تحقیق جو لوگ کہ نہیں امید رکھتے ملاقات ہماری
لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو پرہیزگار رہتے ہیں۔ وہ لوگ جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے اور

وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ

کی اور راضی ہوئے ساتھ زندگانی دنیا کے اور آرام پکڑا ساتھ اس کے اور جو لوگ کہ وہ
حیات دنیاوی پر خوش اور اسی پر مطمئن ہو گئے ہیں اور وہ لوگ جو ہماری

عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ⑦ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا

نشانیوں ہماری سے غافل ہیں یہ لوگ جگہ رہنے ان کے کی آگ ہے بسبب اس کے کہ
آیتوں سے بالکل غافل ہیں ایسے لوگوں کا ٹھکانہ ان کے اعمال کی وجہ سے

يَكْسِبُوْنَ ⑧ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ

تھے کماتے تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے اور عمل کیے نیک راہ دکھاوے گا
دوزخ ہے وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے ان کا رب

رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ

ان کو رب ان کا بسبب ایمان ان کے کے چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں بیچ بہشتوں
ان کو ایمان سے مشرف ہونے کی وجہ سے نجات و سعادت کا راستہ دکھائے گا آسائش کے باغوں میں

النَّعِيْمِ ⑨ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا

نعمت کے پکارنا ان کا بیچ اس کے پاکی ہے تجھ کو یا اللہ اور دعا ملاقات ان کی بیچ
ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ وہاں سبحانک اللہم پکارا کریں گے اور وہاں ان کی باہمی دعائے خیر سلام ہوگی اور ان کی

سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ⑩ ع

ان کے سلام ہے اور آخر پکارنا ان کا یہ ہے کہ سب تعریف واسطے اللہ کے پروردگار عالموں کا
دعا کے آخری کلمے یہ ہوں گے کہ تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام کائنات کا پروردگار ہے

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ

اور اگر جلدی کرے اللہ لوگوں کو برائی جیسا جلدی مانگتے ہیں بھلائی کو البتہ پوری کی جاوے طرف
اور اگر اللہ ان کی بد اعمالیوں کی سزا اتنی جلدی دیدیا کرے جیسا کہ حصول فائدہ میں وہ جلدی کا اظہار کرتے ہیں تو ان کی

اَجَلُهُمْ ۭ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ⑪

ان کی اجل ان کو پس چھوڑ دیتے ہیں ہم ان لوگوں کو کہ نہیں امید رکھتے ملاقات ہماری کی بیچ سرکشی اپنی کے سرگرداں پھرتے ہیں
مدت حیات کبھی کی پوری ہو چکی ہوتی سو ہم ان لوگوں کو جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے چھوڑ دیتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں

حل لغات

لہ ؎ اطمأنوا بہا مقتضائے لغت تو یہ تھا کہ واطمأنوا الیہا کہا جاتا مگر چونکہ جز باہم ایک دوسرے کے قائم مقام ہو جانا جائز بلکہ مستحسن ہے اس لئے واطمأنوا بہا کہا گیا۔ ؎ دعوٰہم یہاں دعوٰی معنے میں ہے دعا کے بولا کرتے ہیں دعا یدعو دعاء و دعوٰی جس طرح شکا یشکو شکایۃ و شکوٰی قال تعالیٰ لہم فیہا فاکہۃ ولہم ★

(بقیہ صفحہ ۲۹۶) احادیث میں مذکور ہے۔ صحابہؓ ائمہ اربعہؒ محدثینؒ شیخ الاسلام شیخ عبدالقادر جیلانی رح سلف صالحینؒ جمہور اہل سنت کا یہی مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے لیکن اس کی کیفیت معلوم نہیں۔ اس کا استوار ایسا ہی ہے جو اس ذات کے لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ مخلوق کے اندر حلول نہیں بلکہ وہ مخلوق سے علیحدہ جدا ہے، ہاں اسکا علم، قدرت، سمع و بصر سب چیزوں پر حاوی ہے اور کوئی بھی اس اللہ کی اجازت کے بغیر قیامت کے دن کسی کی بھی شفاعت نہیں کرسکتا۔ سارے جہاں کا انتظام اسی اللہ کے اختیار میں ہے۔ وہی ہمارا رب و معبود ہے فقط ف۳ یعنی دھیان کرو کہ ایسے رب کے سوا جس کی صفات بیان ہوئیں دوسرا کون ہے جس کی بندگی و پرستش کی جاسکے فقط۔ ف۴ یعنی اسی سے تم سب کا آغاز ہوا اور اسی کی طرف انجام کار سب کو جانا ہے پھر اس کے احکام سے روگردانی سرتابی کیسے روا ہو سکتی ہے۔ جو ایمان و عقیدہ کی درستگی کے بعد چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی کریں گے تو وہ ضائع نہ ہوگی بلکہ ضرور اسکا اجر پائیں گے۔ ہاں کافروں کو سخت سزا ہے مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۵ میں حدیث ہے اِنَّ الْحَمِيْمَ لَيُصَبُّ عَلٰى رُءُوْسِهِمْ فَيَنْفُذُ الْحَمِيْمُ حَتّٰى يَخْلُصَ اِلٰى جَوْفِهٖ فَيَسْلُتَ مَا فِىْ جَوْفِهٖ حَتّٰى يَمْرُقَ مِنْ قَدَمَيْهِ وَهُوَ الصَّهْرُ ثُمَّ يُعَادُ كَمَا كَانَ یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا حمیم ایسا گرم پانی ہے کہ جب دوزخ والوں کے سر پر ڈالا جائے گا تو پیٹ میں پہنچ کر پیٹ کے اعضا یعنی آنت وغیرہ کو کاٹ ڈالے گا یہاں تک کہ وہ پاؤں کی طرف نکل جائے گا اور اسی کو صہر کہتے ہیں۔ پھر درست کر دیا جائے گا پھر ایسا ہی ہوتا رہے گا اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا امین۔

ف۵ جس کی روشنی ذاتی ہو اس روشنی کو ضیا کہتے ہیں اور روشنی دوسری چیز کے سبب سے ہے اس روشنی کو نور کہتے ہیں (جامع صفحہ ۱۸) معلوم ہوا متقی وہی ہے جو آسمان و زمین کی پیدائش اور رات دن کے آنے جانے میں تفکر کرکے نصیحت پکڑے اور جو ان احوال میں تدبر کرے گا وہ جان لے گا کہ اللہ تعالیٰ نے جو دنیا لوگوں کے لئے بنائی ہے تو دنیا کو مہمل نہیں چھوڑا بلکہ دنیا کو دارالعمل ٹھیرایا ہے۔ جب دنیا دارالعمل ہے تو ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو بذریعہ اپنے خلیفہ اپنے احکام اوامر و نواہی سے آگاہ کرے اس لئے اس نے رسول پیغمبر بھیجے۔ ہر صدی میں ایک مجدد دین قائم کیا تاکہ لوگ اس کے حکموں پر چلیں۔ دوسرا مقام دارالجزاء ہے جس میں انکو ان کے اعمال کی جزا سزا ملیگی

بداعمالوں کے لئے جہنم اور نیک اعمالوں کے لئے جنت ہے فقط۔

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس میں یہ تین نشانیاں ہیں وہ جہنمی ہے (۱) آخرت سے نڈر ہونا (۲) دنیا فانی سے دل لگانا (۳) اللہ عزوجل کی نشانیوں سے غافل ہو جانا یعنی اپنی زندگی کو دنیا ہی کے بناؤ سنوار میں لگا دیا اور آخرت کے کاموں سے کوئی سروکار نہیں اور دنیا کی محبت میں مبتلا ہونے کی مذمت کا بیان صفحہ ۲ میں بھی لکھا گیا ہے فقط۔

ف۲ اس آیت میں اللہ پاک نے سعدار کے حال سے خبر دی ہے جو مؤمن باللہ و مصدق مرسلین و ممتثل اوامر ہیں نیک کام بجالا کر وہ اپنے ایمان کے سبب سے راہ یاب ہو کر داخل جنت ہوں گے۔ حدیث میں ہے جب جنتیوں کو کسی چیز کی خواہش ہوگی تو سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کہیں گے اسی وقت وہ خواہش ان کی موجود ہوگی۔ جنت میں اہل جنت کا آپس میں تحفہ سلام ہوگا وہاں کوئی لغویات کانوں میں نہ پڑے گی۔ در و دیوار سے سلامتی کی آوازیں آتی رہیں گی۔ رب رحیم کی طرف سے سلامتی کا قول ہوگا سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فرشتے بھی ہر ہر دروازہ سے آکر سلام کریں گے۔ آخری قول ان کا حمد ہوگا وہ معبود برحق ہی اول و آخر حمد و تعریف کے لائق ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اہل جنت کے تسبیح و حمد اس طرح ادا ہوگی جیسے سانس چلتا ہے فقط (حمد کا بیان صفحہ ۵۳ میں بھی گذرا) ف۳ دو آیت قبل فرمایا تھا کہ جو غفلت میں ہیں وہ اصل ہم سے لقا کی امید نہیں رکھتے ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ یہاں یہ بتایا کہ خدا ایسے مجرموں کو دنیا میں فوراً نہیں پکڑتا بلکہ مہلت دیتا ہے اور لوگ اور بے باک نڈر ہو کر عذاب فوری آنے کا مطالبہ کرنے لگتے ہیں مثلاً اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اور کبھی دنیاوی حوادث سے تنگ آکر اپنے یا اپنی اولاد و مال وغیرہ کے حق میں بددعا کرنے لگتے ہیں۔ موضح میں ہے آدمی چاہتا ہے کہ نیکی کا بدلہ شتاب ملے یا نیک دعا شتاب بر آوے۔ سو اگر حق تعالیٰ شتاب کرے تو اپنی بدی کے وبال سے فرصت دیا دیں مگر دونوں میں تحمل ہے کہ نیک لوگ تربیت پاویں اور بد لوگ غفلت میں پڑے رہیں (تاکہ پیمانہ شرارت لبریز کرلیں) حدیث جابر رضی اللہ عنہ میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی جانوں اور اولاد و مال پر بددعا نہ کرو ایسا نہ ہو کہ تمہاری بددعا ایسی ساعت میں واقع ہو کہ قبولیت کی ساعت ہو لو تم بعد میں پچھتاؤ فقط

★ مایدعون۔ اور اللھم کا لفظ جو محض ندا کے لئے موضوع ہے یہ اس پر دوسری دلیل ہے کہ دعویٰ معنے میں دعا کے ہے۔ ۲ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ۔ للناس متعلق بہ یعجل کے اور الشر یعجل کا مفعول یہ استعجالھم مصدر تشبیہی بالخیر استعجالھم کے متعلق والتقدیر ولو یعجل اللہ لھم الشر کاستعجالھم بالخیر۔

وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا

اور جب لگتی ہے آدمی کو برائی پکارتا ہے ہم کو اوپر کروٹ لیٹی کے یا بیٹھے یا کھڑے پس

اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ ہمیں پکارتا ہے پڑا ہوا بیٹھا اور کھڑا ہوا ہر حالت میں پھر جب ہم اس کی

كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَن لَّمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ مَّسَّهُ ۚ كَذَٰلِكَ

جب کھول دیتے ہیں ہم اس سے ایذا اسکی چلا جاتا ہے جیسے کہ نہ پکارا تھا ہم کو طرف ایذا کی کہ لگی تھی اسکو اسی طرح

تکلیف دور کردیتے ہیں تو یوں چلا جاتا ہے کہ گویا اس نے ہمیں اس تکلیف کے دور کرنے کے لئے جو اسے پہنچی ہے کبھی پکارا ہی نہیں

زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢﴾ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ

زینت دیا گیا ہے واسطے حد سے نکل جانے والوں کے جو کچھ کہ تھے کرتے وہ اور البتہ تحقیق ہلاک کیا ہے ہم نے قرنوں کو

اسی طرح حد سے بڑھ جانے والوں کو انکے اعمال آراستہ معلوم ہوتے ہیں اور ہم نے تم سے پہلے کئی قوموں کو جب کہ انہوں نے

مِن قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا ۙ وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ

پہلے تم سے جب ظلم کیا انہوں نے اور آئے تھے ان کے پاس پیغمبر ساتھ دلیلوں کے

ظلم کیا ہلاک کردیا حالانکہ انکے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے مگر اس پر بھی وہ ایسے

وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ﴿١٣﴾ ثُمَّ

اور نہ تھے کہ ایمان لاویں اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم قوم گنہگاروں کو پھر

نہ تھے کہ ایمان لے آتے۔ مجرموں کو ہم اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں پھر

جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِن بَعْدِهِمْ لِنَنظُرَ كَيْفَ

کیا ہم نے تم کو جانشین بیچ زمین کے پیچھے ان کے تو کہ دیکھیں ہم کیوں کر

ہم نے ان کے بعد تمہیں زمین میں جانشین مقرر کیا۔ تاکہ دیکھیں کہ تم کیسے عمل

تَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ ۙ قَالَ الَّذِينَ

کرتے ہو تم اور جب پڑھی جاتی ہیں اوپر ان کے نشانیاں ہماری ظاہر کہتے ہیں وہ لوگ

کرتے ہو اور جب ان کے سامنے ہماری صاف صاف آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ لوگ جن کو

لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَٰذَا أَوْ بَدِّلْهُ ۚ قُلْ

کہ نہیں امید رکھتے ملاقات ہماری کی لے آ قرآن سوائے اس کے یا بدل ڈال اسکو کہہ کہ

ہماری ملاقات کی امید نہیں کہہ دیتے ہیں کہ اس کے ماسوا کوئی اور قرآن لاؤ یا اسے بدل ڈالئے

مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِن تِلْقَاءِ نَفْسِي ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا

نہیں ممکن واسطے میرے یہ کہ بدل ڈالوں اسکو طرف جی اپنے کے سے نہیں پیروی کرتا ہوں

ان سے کہہ دیجئے کہ مجھے یہ حق نہیں کہ میں اسے اپنی طرف سے بدل ڈالوں میں تو صرف اس بات کی پیروی

مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۖ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ

میں مگر اس چیز کی کہ وحی کی گئی ہے طرف میری تحقیق ڈرتا ہوں میں اگر نافرمانی کروں میں پروردگار اپنے کی عذاب دن

کرتا ہوں جو مجھ کو بذریعہ وحی پہنچتی ہے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو بلاشبہ میں یوم عظیم کے عذاب سے

عَظِيمٍ ﴿١٥﴾ قُل لَّوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا

بڑے کے سے کہہ اگر چاہتا اللہ نہ پڑھتا میں اس کو اوپر تمہارے اور نہ

ڈرتا ہوں کہہ دیجئے کہ اگر اللہ چاہتا تو میں تمہارے سامنے اسے نہ پڑھتا اور نہ تم کو اس کی

حل لغات۔
۱؎ دَعَانَا لِجَنْبِہٖ لجنبہ ایک محذوف کے متعلق ہو کر فاعل دعانا سے حال اور لام بمعنی علیٰ جس طرح یخرون للاذقان میں لام معنی میں علیٰ کے ہے والتقدیر دعانا کائنا علی جنبہ ای مضطجعا۔ ۲؎ کَاَنْ لَّمْ یَدْعُنَا اصل میں تھا کانہ لم یدعنا ضمیر کہ محذوف ہو گئی جیسے کان لم یلبثوا میں۔ ۳؎ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ کیف منصوب ننظر کی وجہ سے نہیں بلکہ تعملون کی وجہ سے کیونکہ کیف حرف استفہام ہے اور حرف استفہام میں اس کا ماقبل عامل نہیں ہوا کرتا۔

ف۱ جب انسان کو کوئی تکلیف بیماری پہنچتی ہے تو بڑی لمبی لمبی دعائیں کرنے لگتا ہے آئندہ گناہوں کو چھوڑنے اسلام کی پابندی کے پکے وعدے کر لیتا ہے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے التجائیں کرتا ہے مگر جہاں تکلیف بیماری دور ہوئی ایسا ہو گیا جیسے کہ نہ اسے کبھی تکلیف پہنچی تھی نہ کبھی اس نے دعائیں کی تھیں اور نہ کچھ وعدے کئے تھے یہ سب بھول جاتا ہے۔ ایسے لوگ حد سے گزر جانے والے ہیں (از فوائد ستاریہ)

ف۲ اللہ نے خبر دی اگلوں کے حال سے جنھوں نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا اور ان کی آیات بینات کا انکار کیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہم نے ان کو ہلاک کر دیا پھر تم کو ان کی جگہ خلیفہ کیا اور رسول بھیجا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم خدا و رسول ؐ کے کہاں تک تابعدار رہتے ہو۔ حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ میں فرمایا کہ دنیا میٹھی سرسبز ہے اور اللہ تم کو اس زمین میں خلیفہ بنانے والا ہے۔ پھر دیکھے گا کہ تم کیا عمل کر کے لاتے ہو سو دنیا اور عورتوں سے بچو۔ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں ہی کی وجہ سے ہوا (مسلم) تفہیم میں ہے کہ اصل میں لفظ "قرن" استعمال ہوا ہے جس سے مراد عام طور پر تو عربی زبان میں ایک "عہد کے لوگ" ہوتے ہیں لیکن قرآن مجید میں جس انداز سے مختلف مواقع پر اس لفظ کو استعمال کیا گیا ہے اس سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ "قرن" سے مراد وہ قوم ہے جو اپنے دور میں برسرِ عروج اور کلی یا جزئی طور پر امامت عالم پر سرفراز رہی ہو، ایسی قوم کی ہلاکت لازماً یہی معنی نہیں رکھتی کہ اس کی نسل کو بالکل ہی غارت ہی کر دیا جائے بلکہ اس کا مقام عروج و امامت سے گرا دیا جانا، اس کی تہذیب و تمدن کا تباہ ہو جانا، اس کے تشخص کا مٹ جانا اور اس کے اجزاء کا پارہ پارہ ہو کر دوسری قوموں میں گم ہو جانا، یہ بھی ہلاکت ہی کی ایک صورت ہے۔ یہ لفظ ظلم اُن محدود معنوں میں نہیں ہے جو عام طور پر اس سے مراد لئے جاتے ہیں بلکہ یہ ان تمام گناہوں پر حاوی ہے جو انسان بندگی کی حد سے گزر کر کرتا ہے۔ خیال رہے کہ خطاب اہل عرب سے ہو رہا ہے اور ان سے کہا یہ جا رہا ہے کہ پچھلی قوموں کو اپنے اپنے زمانے میں کام کرنے کا موقع دیا تھا مگر انھوں نے آخرکار ظلم و بغاوت کی روش اختیار کی اور جو انبیاء ان کو راہ راست دکھانے کے لئے بھیجے گئے تھے ان کی بات انھوں نے نہ مانی اس لئے وہ ہمارے امتحان میں ناکام ہوئیں اور میدان سے ہٹا دی گئیں۔ اب اے اہل عرب تمھاری باری آئی ہے۔ تمھیں ان کی جگہ کام کرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ تم اس امتحان گاہ میں کھڑے ہو جس سے تمھارے پیش رَو ناکام ہو کر نکالے جا چکے ہیں۔ اگر تم نہیں چاہتے کہ تمھارا انجام بھی وہی ہو جو اُن کا ہوا تو اس موقع سے جو تمھیں دیا جا رہا ہے صحیح فائدہ اُٹھاؤ۔ پچھلی قوموں کی تاریخ سے سبق لو اور ان غلطیوں کا اعادہ نہ کرو جو ان کی تباہی کا موجب ہوئیں۔

ف۳ ان کا یہ قول اول تو اس مفروضے پر مبنی تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ پیش کر رہے ہیں یہ خدا کی طرف سے نہیں ہے بلکہ ان کے اپنے دماغ کی تصنیف ہے اور اس کو خدا کی طرف منسوب کر کے انھوں نے صرف اس لئے پیش کیا ہے کہ ان کی بات کا وزن بڑھ جائے۔ دوسرے ان کا مطلب یہ تھا کہ تم نے توحید اور آخرت اور اخلاقی پابندیوں کی بحث کیا چھیڑ دی اگر رہنمائی کے لئے اٹھے ہو تو کوئی ایسی چیز پیش کرو جس سے قوم کا بھلا ہو اور اس کی دُنیا بنتی نظر آئے۔ تاہم اگر تم اپنی اس دعوت کو بالکل بدلنا نہیں چاہتے تو کم از کم اس میں اتنی لچک ہی پیدا کرو کہ ہمارے اور تمھارے درمیان کم و بیش پر مصالحت ہو سکے۔ کچھ ہم تمھاری مانیں، کچھ تم ہماری مان لو۔ تمھاری توحید میں کچھ ہمارے شرک کے لئے، تمھاری خدا پرستی میں کچھ ہماری نفس پرستی اور دنیا پرستی کے لئے اور تمھارے عقیدۂ آخرت میں کچھ ہماری ان امیدوں کے لئے بھی گنجائش نکلنی چاہئے کہ دنیا میں ہم جو چاہیں کرتے رہیں، آخرت میں ہماری کسی نہ کسی طرح نجات ضرور ہو جائے گی۔ پھر تمھارے یہ قطعی اور حتمی اخلاقی اصول بھی ہمارے لئے ناقابل قبول ہیں۔ ان میں کچھ ہمارے تعصبات کے لئے، کچھ ہمارے رسم و رواج کے لئے، کچھ ہماری شخصی اور قومی اغراض کے لئے اور کچھ ہماری خواہشات نفس کے لئے بھی جگہ نکلنی چاہئے۔ کیوں نہ ایسا ہو کہ دین کے مطالبات کا ایک مناسب دائرہ ہماری اور تمھاری رضامندی سے طے ہو جائے اور اس میں ہم خدا کا حق ادا کر دیا کریں۔ اس کے بعد ہمیں آزاد چھوڑ دیا جائے کہ جس جس طرح اپنی دنیا کے کام چلانا چاہتے ہیں چلائیں۔ مگر تم یہ غضب کر رہے ہو کہ پوری زندگی کو اور سارے معاملات کو توحید و آخرت کے عقیدے اور شریعت کے ضابطے سے کس دینا چاہتے ہو (تفہیم) جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مشرکین کے سامنے قرآن کی تلاوت فرماتے اور وہ توحید کا بیان، شرک کی تردید یعنی بُت پرستی، قبر پرستی، مزار خانقاہوں کی پوجا کی مذمت سنتے تو خصوصاً ولید بن مغیرہ و عاص بن وائل وغیرہ سرکش کفار کہتے کہ قرآن میں سے توحید کی اثبات اور شرک کی مذمت کی آیات کہ ان میں لات، عُزّٰی، منوٰۃ وغیرہ کی پرستش کی تردید ہے نکال دو یا بدل دو اور کلام نئی طرز کا لاؤ تاکہ ہم ایمان لے آئیں۔ یہ کہنا ان کا بطور استہزاء یا بطریق امتحان تھا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بدل دیں تو ہم سمجھ لیں کہ آپ (نعوذ باللہ) جھوٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم ان سے کہہ دو یہ کلام میرا خود ساختہ نہیں ہے کہ میں اس کو بدل دوں،

(باقی فائدہ بر صفحہ ٢٩٩)

أَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۚ أَفَ

بتاتا اللہ تم کو ساتھ اس کے پس تحقیق رہا تھا میں بیچ تمہارے ایک عمر پہلے اس سے کیا پس

خبر دیتا اس سے پہلے میں تم میں ایک عمر گزار چکا ہوں تو کیا تم (اتنا بھی)

تَعْقِلُونَ ﴿١٦﴾ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

نہیں سمجھتے پس کون شخص بہت ظالم ہے اس شخص سے کہ باندھ لیوے اوپر اللہ کے جھوٹ

نہیں سوچتے سو اس شخص سے بڑھکر کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کے احکام

كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۚ إِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُونَ ﴿١٧﴾ وَيَعْبُدُ

جھٹلا دے نشانیوں اسکی کو تحقیق بات یہ ہے کہ نہیں چھٹکارا پاتے گنہگار ف اور عبادت

جھٹلائے یاد رکھو کہ (اس قسم کے) مجرم کبھی فلاح نہیں پاتے اور یہ لوگ

مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰؤُ

سوائے اللہ کے اس چیز کو کہ نہیں ضرر دیتی انکو اور نہ نفع دیتی ہے ان کو اور کہتے ہیں یہ شفاعت

چھوڑکر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نفع دے سکتی ہیں نہ نقصان پہنچا سکتی ہیں اور

شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ قُلْ أَتُنَبِّـُٔونَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّ

کرنے والے ہیں ہمارے نزدیک خدا کے کہہ خبر دیتے ہو اللہ کو ساتھ اس چیز کے کہ نہیں جانتا بیچ آسمانوں

کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں (ان سے) کہئے کہ کیا تم اللہ کو وہ باتیں بتاتے ہو جو اس کے علم میں نہ آسمانوں

وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿١٨﴾ وَمَا كَ

اور نہ بیچ زمین کے پاک ہے اس کو اور بلند ہے اس چیز سے کہ شریک مقرر کرتے ہیں وہ اور نہ

ہیں اور نہ زمین میں (یاد رکھو کہ) وہ پاک ہے اور ان کے شرک سے بالاتر ہے اور (ابتدا

النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَ

لوگ مگر جماعت ایک پس اختلاف کیا اور اگر نہ ہوتی ایک بات کہ

سب لوگ صرف ایک جماعت کے تھے پھر ان میں اختلاف پیدا ہوا اور اگر آپ کے پروردگار کی

مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٩﴾ وَيَقُولُو

ہو گئی ہے پروردگار تیرے سے البتہ فیصل کیا جاتا درمیان انکے بیچ اس چیز کے کہ بیچ اسکے کرتے ہیں اور کہتے ہیں

سے پہلے ہی سے ایک بات طے نہ ہو چکی ہوتی تو جس چیز میں وہ ایک دوسرے سے اختلاف کر رہے ہیں اسکا فیصلہ ہو چکا ہوتا اور کہتے ہیں

لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِ

کیوں نہ اتاری گئی اوپر اس کے نشانی پروردگار اس کے سے پس کہہ سوائے اسکے نہیں کہ علم غیب واسطے

ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نازل نہیں ہوا۔ کہہ دیجئے کہ غیب کا علم تو اللہ ہی کو ہے سو تم انتظار

إِنِّي مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِينَ ﴿٢٠﴾ وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّ

کہ پس انتظار کرو تحقیق میں بھی ساتھ تمہارے انتظار کرنیوالوں سے ہوں ع اور جس وقت چکھاتے ہیں ہم لوگوں کو رحمت

میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنیوالوں میں ہوں اور جب ہم لوگوں کو تکلیف پہنچنے کے بعد لطف

بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِي اٰيٰتِنَا ۚ قُلِ اللّٰهُ أَسْرَ

سختی کے کہ لگی ہو ان کو ناگہاں ان کو مکر ہوتا ہے بیچ نشانیوں ہماری کے کہہ کہ اللہ بہت جلد

کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ ناگہاں ہمارے احکام میں حیل و حجت سے کام لینے لگتے ہیں (اے نبی!) کہہ دیجئے کہ

ع ۲ ۱۰ ۷

حل لغات۔
لہ لَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ اَدْرٰى مشتق ہے دِرَايَۃ سے اور درایۃ کے معنی ہیں علم کے۔ یہ اگرچہ کبھی بواسطہ اور کبھی بے واسطہ مفعول کی طرف متعدی ہوا کرتا ہے لیکن اکثر حرف با کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے، والمعنی ولا اعلمکم اللہ بہ ولا اخبرکم بہ۔

لہ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ۔ عما کا ما موصولہ ہے یا مصدریہ ای عن الشرکاء الذین یشرکونہم بہ او عن اشراکہم ۔ سلہ وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً الخ اذا اذقنا کا اذا شرط کیلئے ہے اور اذا لہم مکر جواب شرط۔ شرط کا اذا مفاجاۃ کے معنے میں ہے۔

بقیہ فائدہ صفحہ ۲۹۸) بلکہ یہ تو کلام الٰہی منزل من السماء ہے جس طرح بذریعہ وحی آتا ہے ویسا ہی بیان کرتا ہوں۔ اصل میں جن کا قیامت پر ایمان نہیں وہی لوگ اس قسم کی شرطیں لگاتے ہیں۔ آج کل بھی بعض کا یہی حال ہے، ان کی مرضی کے مطابق بیان ہو تو خوشی سے سنتے ہیں۔ اگر مرضی کے خلاف ہو تو حق والے کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ اللہ ہدایت دے۔ آمین (از فوائد ستاریہ)

فوائد صفحہ ھذا

فؤ ان سے کہدو کہ تمہاری عقلوں میں اتنی بات سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہے کہ قرآن شریف کے نازل ہونے سے چالیس برس پیشتر میں تم ہی لوگوں میں رہتا تھا اور تم لوگ مجھ کو سچا اور امین جانتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ میں پڑھا لکھا نہیں۔ پھر یہ گمان تمہیں کہاں سے ہوا کہ یہ قرآن میں نے اپنی طرف سے بنالیا ہے حالانکہ یہ خیال تمہارا غلط ہے۔ دیکھو یہ خدا کا کلام ہے۔ اس میں کسی کی خاطر سے کچھ تغیر و تبدل میرے اختیار میں ہرگز نہیں۔ میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) فقط اللہ کے کلام کو اس کے حکم کے موافق تم لوگوں کو سناتا ہوں۔ بخاری میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ میں تم سب سے زیادہ اللہ کا ڈر رکھتا ہوں۔ ترمذی میں ہے جب کوئی آیت یا سورت نازل ہوتی تو فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کاتب وحی سے لکھوالیا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا شریعت قرآن و حدیث میں کوئی رد و بدل نہیں (احسن وغیرہ) پھر فرمایا تم جو سمجھتے ہو کہ یہ قرآن میں نے بنالیا ہے، اگر ایسا ہو تو میں نے اللہ پر جھوٹ باندھا جس کے برابر کوئی گناہ نہیں اور اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے اور یقیناً ہے تو تم نے اس کی آیتوں کو جھٹلایا تم سے زیادہ کوئی گنہگار نہیں اور اللہ ایسوں کو کامیاب نہیں کرتا فقط۔

فٹ جن کو لوگ پکارتے ہیں ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی نہ فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان کر دینے کی۔ اور جو کہتے ہیں کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس سو یہ بات اللہ نے نہیں بتائی پھر کیا تم اللہ سے زیادہ خبردار ہو جو اس کو بتاتے ہو وہ جو نہیں جانتا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان و زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے کہ اس کو پکارا جائے تو وہ نفع و نقصان کا مالک ہو بلکہ انبیاء اولیاء کی سفارش جو ہے وہ بھی اللہ کے اختیار میں ہے، ان کو پکارنے نہ پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے کافر جن سے آپ صلے اللہ علیہ وسلم لڑتے تھے اور ان کے جان و مال حلال جانتے تھے اور ان کے مردوں و عورتوں کو لونڈیاں اور غلام بناتے تھے۔ وہ اپنے معبودوں کو اللہ کے برابر نہیں کہتے تھے لیکن کارندے مختار جان کر ان کی نذر و نیاز کرتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے اس کو شرک فرمایا۔ سبحان اللہ جس شرک کے مٹانے کے واسطے قرآن مجید اترا اور پیغمبر آئے، وہی شرک اب کے مسلمان جاہل بھی کرنے لگے۔ آئے دن کفار مکہ کی طرح قبروں خانقاہوں کی پرستش کرتے ہیں، نذریں منتیں مانتے ہیں چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ کوئی قطب صاحب کی چھڑیوں میں جاتا ہے کوئی شاہ نظام الدین کی سترھویں میں آتا ہے، کوئی اجمیر و پیران کلیر جاتا اور نعرے لگاتا ہے کہ یا خواجہ معین الدین اجمیری پار کر کشتی میری، حالانکہ سب کی کشتی پار کرنے والا ایک اللہ ہے۔ اسکے سوا حاجت روا و مشکلکشا کوئی نہیں۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے تفہیمات میں لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اجمیر وغیرہ مزاروں کے پجاری بالکل لات و عُزیٰ کے پجاریوں کی طرح ہیں جو کام وہ اپنے بتوں کے ساتھ کرتے تھے وہی یہ ان پیروں بزرگوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ رہا سفارش کا مسئلہ وہ اپنی جگہ اٹل ہے یعنی قیامت کے دن جس کو من جانب اللہ سفارش کی اجازت ہوگی برابر کرے گا یہ معنی سفارش کے نہیں ہیں کہ وہ اللہ کی ذات و صفات، عبادت میں شریک ہو گئے ایسا خیال باطل ہے۔

فٹ یعنی اگر کہیں کہ ہم کیونکر جانیں کہ تمہاری بات سچ ہے۔ فرمایا کہ آگے دیکھو حق تعالیٰ اس دین کو روشن کرے گا اور مخالف ذلیل ہوں گے برباد ہو جائیں گے، سو ویسا ہی ہوا۔ سچ کی نشانی ایک بار کافی ہے اور ہر بار مخالف ذلیل ہوں تو فیصلہ ہو جائے۔ فیصلہ کا دن دنیا میں نہیں (موضح)

مَكْرًا ۭ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿٢١﴾ هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ

مکر تحقیق بھیجے ہوئے ہمارے لکھتے ہیں جو کچھ کہ مکر کرتے ہو تم وہ ذات ہے جو چلاتا ہے تم کو بیچ

مکر کی سزا بہت جلد دیا کرتا ہے یاد رکھو کہ ہمارے فرشتے تمہاری حیلہ سازیوں کو لکھتے جاتے ہیں وہی تو ہے جو تم کو خشکی اور تری

فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ

جنگل کے اور دریا کے یہاں تک کہ جب ہوتے ہو تم بیچ کشتیوں کے اور جاری ہوتی ہیں کشتیاں ساتھ ان کے

میں چلاتا ہے۔ حتی کہ جب تم کشتیوں میں ہوتے ہو اور وہ موافق ہوا کی مدد سے ان کو لے کر چلتی ہیں اور یہ اس پر خوش

طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَاۗءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَاۗءَهُمُ الْمَوْجُ

ساتھ باد اچھی کے اور خوش ہوتے ہیں ساتھ اس کے آجاتی ہے ان کشتیوں کو باد تند اور آتی ہے ان کو موج

ہوتے ہیں کہ دفعتاً ان پر آندھی چلنے لگتی ہے اور ہر طرف سے ان پر موجیں چڑھی چلی آتی ہیں اور وہ یقین کرنے لگتے

مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ

ہر مکان سے اور جانتے ہیں یہ کہ وہ گھیرا گیا اس نے ان کو پکارتے ہیں اللہ کو خالص کر کر

ہیں کہ (اب وہ چاروں طرف سے) یقیناً گھر چکے ہیں اس پر وہ مخلصانہ بندگی کا اقرار کر کے اللہ ہی کو پکارتے

لَهُ الدِّيْنَ ڬ لَىِٕنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٢٢﴾

واسطے اس کے عبادت اگر نجات دے گا تو ہم کو اس سے البتہ ہوں گے ہم شکر کرنے والوں سے

ہیں کہ اگر تو نے ہمیں اس (مصیبت) سے نجات دلادی تو ہم ضرور تیرے شکر گزار رہیں گے۔

فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ

پس جب نجات دی ان کو تا گہاں وہ سرکشی کرتے ہیں بیچ زمین کے ناحق اے لوگو سوائے اس کے

پھر جب وہ ان کو بچا لیتا ہے تو وہ ناحق زمین میں سرکشی کرنے لگتے ہیں۔ اے لوگو! تمہاری سرکشی کا وبال

اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ

نہیں کہ سرکشی تمہاری اوپر جانوں تمہاری کے ہے فائدہ اٹھانا ہے زندگانی دنیا کا پھر طرف ہماری ہے پھر آنا تمہارا

تمہاری ہی جانوں پر ہے۔ یہ دنیا کی زندگی کے اسباب ہیں۔ پھر تمہیں ہماری جانب آنا ہے اس وقت ہم

فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٣﴾ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَاۗءٍ

پس خبر دیں گے ہم تم کو ساتھ اس چیز کے کہ تھے تم کرتے سوائے اس کے نہیں کہ مثال زندگانی دنیا کی مانند پانی کی

تم کو بتادیں گے جو کچھ تم کرتے تھے۔ دنیوی زندگی کی مثال اس پانی کی سی ہے جسے ہم نے

اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَاۗءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ

ہے کہ اتارا ہم نے اس کو آسمان سے پس مل گئی ساتھ اس کے روئیدگی زمین کی اس چیز سے کہ کھاتے ہیں

آسمان سے برسایا۔ پھر وہ زمین کی اس روئیدگی کے ساتھ جسے انسان اور حیوان کھاتے ہیں مل گیا

النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ

لوگ اور چارپائے یہاں تک کہ جب پکڑتی ہے زمین رونق بناؤ اپنا اور زینت

یہاں تک کہ جب زمین مزین و دیدہ زیب نظر آنے لگی اور اس کے مالکوں نے یقین کر لیا کہ وہ اس پر

وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ ۙ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا

پکڑتی ہے اور جانتے ہیں لوگ اس کے یہ کہ وہ قادر ہیں اوپر اس کے آتا ہے اس پر حکم ہمارا رات کو یا دن کو پس کر دیتے ہیں ہم

پوری طرح قادر ہیں تو رات کو یا دن کو ہمارا حکم عذاب آپہنچا پھر ہم نے اسکو کاٹ کر یوں رکھ دیا کہ گویا وہاں کچھ

منزل ٣

حل لغات۔

لہ جَرَیْنَ بِھِمْ جرین کی ضمیر پھرتی ہے الفلک کی طرف اور جاءتھا کی بریح کی طرف اور ممکن ہے کہ دونوں ضمیریں الفلک کی طرف راجع ہوں۔ اگرچہ جَرَیْنَ کی ضمیر ضمیر جمع اور جاءتھا کی ضمیر ضمیر واحد ہے مگر چونکہ الفلک کا لفظ واحد اور جمع دونوں کی صلاحیت رکھتا ہے اس لئے دونوں ضمیریں بجائے خود صحیح و درست ہیں۔ ★

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ مطلب یہ ہے کہ تم نشانی آخر کس منہ سے مانگتے ہو۔ ابھی جو قحط تم پر گزرا ہے اس میں تم اپنے معبودوں سے مایوس ہو گئے تھے جنہیں تم نے اللہ کے ہاں اپنا سفارشی ٹھیرا رکھا تھا اور جن کے متعلق کہا کرتے تھے کہ فلاں آستانے کی نیاز تو تیر بہدف ہے، اور فلاں درگاہ پر چڑھاوا چڑھانے کی دیر ہے کہ مراد بر آتی ہے۔ تم نے دیکھ لیا کہ ان نام نہاد خداؤں کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے اور سارے اختیارات کا مالک صرف اللہ ہے۔ اسی وجہ سے تو آخر کار تم اللہ ہی سے دعاء مانگنے لگے تھے۔ کیا یہ کافی نشانی نہ تھی کہ تمہیں اس تعلیم کے برحق ہونے کا یقین آجاتا جو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تم کو دے رہے ہیں؟ مگر اس نشانی کو دیکھ کر تم نے کیا کیا؟ جونہی قحط دور ہوا اور باران رحمت نے تمہاری مصیبت کا خاتمہ کر دیا، تم نے اس بلا کے آنے اور پھر اس کے دور ہونے کے متعلق ہزار قسم کی توجیہیں اور تاویلیں (چالبازیاں) کرنی شروع کر دیں تاکہ توحید کے ماننے سے بچ سکو اور اپنے شرک پر جمے رہ سکو۔ اب جن لوگوں نے اپنے ضمیر کو اس درجہ خراب کر لیا ہو انہیں آخر کونسی نشانی دکھائی جائے اور اس کے دکھانے سے حاصل کیا ہے؟ اللہ کی چال سے مراد یہ ہے کہ اگر تم حقیقت کو نہیں مانتے اور اس کے مطابق اپنا رویہ درست نہیں کرتے تو وہ تمہیں اسی باغیانہ روش پر چلتے رہنے کی چھوٹ دے دیگا۔ تم کو جیتے جی اپنے رزق اور اپنی نعمتوں سے نوازتا رہے گا جس سے تمہارا نشۂ زندگانی یونہی تمہیں مست کیے رکھے گا اور اس مستی کے دوران میں جو کچھ تم کرو گے وہ سب اللہ کے فرشتے خاموشی کے ساتھ بیٹھے لکھتے رہیں گے حتیٰ کہ اچانک موت کا پیغام آجائے گا اور تم اپنے کرتوتوں کا حساب دینے کے لئے دھر لئے جاؤ گے (تفہیم)۔ صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے مسلم میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ راحت کے وقت شکر اور تکلیف کے وقت صبر کرنا ایمان کی نشانی ہے (احسن)

ف۲ یعنی سمندر اور دریا کے سفر میں جب طوفان آجاتا ہے اور یہ موجوں میں پھنس جاتے ہیں تو خالص اللہ کو پکارتے ہیں۔ اللہ کے سوا کسی پیر بزرگ ولی کو نہیں پکارتے۔ یہ عقیدہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کے مشرکوں کا تھا۔ وہ مصیبتوں کے وقت سب کو چھوڑ کر اکیلے اللہ کو پکارا کرتے تھے مگر ہمارے زمانہ کے پیر پرست نام کے مسلمان ایسے وقت میں بھی ولیوں اور بزرگوں کو پکارتے ہیں اور اس زمانے کے کافروں سے شرک و کفر میں بڑھے ہوئے ہیں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ٥ پھر جب اللہ تعالیٰ مشرکین مکہ کو ان کی مصیبت سے نجات دیتا تو پھر وہ زمین میں سرکشی، کفر اور شرک کرنے لگتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری اس سرکشی کا وبال خود تمہاری جانوں پر ہے کہ اس کی سزا میں دوزخ کا عذاب چکھو گے۔ دنیا کی چند روزہ زندگی ہے اس کے بعد تم کو ہماری بارگاہ میں آنا ہوگا اور اپنے تمام اعمال کا حساب دینا ہوگا، تمہارے کرتوت کے مطابق جزا سزا ملے گی۔ حدیث انس رضی اللہ عنہ میں مرفوعاً ہے کہ تین چیزوں کا وبال ان کے کرنے والوں ہی پر پڑتا ہے۔ (۱) مکر و فریب (۲) عہد شکنی، نکث بیعت (۳) بغاوت و شرارت۔ پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ بیہقی میں بسند صحیح مرفوعاً ہے لَا تَمْكُرْ وَلَا تَكُنْ بَاغِيًا فَاِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ یعنی اے میرے امتی کسی پر زیادتی (کر امام وقت کا) باغی نہ بن۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ بغاوت کا وبال تمہاری جانوں پر ہے۔ ابوداؤد شعب الایمان میں ہے کہ اللہ نے میری طرف وحی کی ہے کہ تم اتنی تواضع، عاجزی، انکساری، فروتنی اختیار کرو کہ کوئی کسی پر بغاوت و بیجا فخر نہ کرنے پائے۔ نیز امام بیہقی رحمہ اللہ اپنی شعب میں مرفوعاً لائے ہیں کہ لوگوں پر ظلم و زیادتی، بغاوت اکثر وہی شخص کرتا ہے جس کے نطفہ میں فرق ہو (درمنثور) ف۳ جب زمین خوب آراستہ ہو جاتی ہے ہر طرف سبزہ اگتا ہے۔ مختلف اشکال سے رونق پکڑتی ہے۔ طرح طرح کے رنگ نمایاں ہوتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے اس زمین کو جوتا بویا ہوتا ہے ان کو یہ گمان ہوتا ہے کہ اب ہم اس کو کاٹ کر ذخیرہ کر دیں گے۔ اتنے میں اولے پڑ جاتے ہیں یا سرد ہوا چل پڑتی ہے۔ سارے پتے سوکھ جاتے ہیں پھل گر جاتے ہیں گویا کبھی وہ نعمت ملی ہی نہیں تھی ایسا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح امور دنیا کا حال ہے کہ اچانک موت آجاتی ہے اور ساری امیدیں اور رونقیں رکھی کی رکھی رہ جاتی ہیں۔ (باقی فائدہ بر صفحہ ۳۰۱)

ک۱ رِيْحٌ عَاصِفٌ سخت و شدید ہوا۔ بولا کرتے ہیں عصفت الریح ای اشتدت۔ یہ مشتق ہے عصف سے اور عصف کے اصلی معنی ہیں سرعت کے بولا کرتے ہیں ناقۃ عاصف و عصوف ای سریعۃ۔ ک۲ وَجَآءَهُمُ الْمَوْجُ۔ موج دریا کی وہ لہر جو پانی سے اونچی اور مرتفع ہوتی ہے۔ ک۳ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ۔ بغی کہتے ہیں فساد میں ترقی کرنے کو بولا جاتا ہے بغی الجرح یبغی بغیا اذا ترقی الی الفساد۔ ک۴ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ متاع فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے اور تاکید کیلئے واقع ہوا ہے ای تمتعون متاع الحیوۃ الدنیا یا یوں کہئے کہ مصدر حال کے قائم مقام واقع ہوا ہے ای متمتعین بالحیوۃ الدنیا۔ ک۵ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ۔ زخرف اور تزخرف کہتے ہیں کسی چیز کے کمال حسن کو۔ ازَّيَّنَتْ اصل میں تھا تَزَيَّنَتْ تے کو زے سے بدل کر ایک کو دوسرے میں ادغام کر دیا پھر ابتدائے سکون کے رفع کرنے کی غرض سے ہمزہ زیادہ کر دیا گیا۔

حَصِيدًا كَأَن لَّمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ ۚ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآ

اس کو کٹی ہوئی گویا کہ نہ بسے تھے کل کو اسی طرح مفصل بیان کرتے ہیں ہم

تھا ہی نہیں۔ اسی طرح ہم ان لوگوں کے لئے (اپنی) نشانیوں کو تفصیل سے بیان کرتے

لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝٢٤ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ وَيَهْ

کو واسطے اس قوم کے فکر کرتے ہیں اور اللہ پکارتا ہے طرف گھر سلامتی کے اور

جو غور و فکر کرتے رہیں اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جس کو چاہتا

مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝٢٥ لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْ

دکھاتا ہے جس کو چاہے طرف راہ سیدھی کے واسطے ان لوگوں کے کہ نیکی کرتے ہیں نیکی

سیدھی راہ کی طرف اس کی رہنمائی کرتا ہے جن لوگوں نے نیکوکاری کی ان کے

وَزِيَادَةٌ ۖ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّ

اور زیادتی ہے اور نہ ڈھانکے گی منہ ان کے کو سیاہی اور نہ ذلت

(ویسی ہی) بھلائی ہے اور (کچھ اس پر) زیادہ بھی۔ اور ان کے چہروں پر نہ سیاہی چھائے گی۔ اور

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝٢٦ وَالَّذِ

یہ لوگ رہنے والے بہشت کے ہیں وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہیں اور جن لوگوں

نہ ذلت۔ یہ لوگ جنتی ہیں۔ اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور جن لوگوں

كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ مَّا

کہ کمائیں برائیاں بدلا برائی کا مانند اسی کی ہے اور ڈھانکے گی ان کو ذلت نہیں

برائیاں کیں ان کے لئے برائی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا۔ اور ان پر ذلت چھا جائے گی ان کو

لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۖ كَأَنَّمَا أُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ اللَّ

ان کے اللہ سے کوئی بچانے والا گویا کہ اڑھائے گئے ہیں منہ ان کے ٹکڑے رات

بچانے والا کوئی نہ ہوگا (اور ان کا یہ عالم ہوگا کہ) گویا ان کے چہروں پر شب تاریک کے ٹکڑے

مُظْلِمًا ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝٢٧ وَيَ

اندھیری کے یہ لوگ رہنے والے آگ کے ہیں وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہیں اور جس

دیئے گئے ہیں۔ یہ لوگ دوزخی ہیں۔ یہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور جس

نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنتُمْ وَ

اکٹھا کریں گے ہم ان کو سب کو پھر کہیں گے ہم واسطے ان لوگوں کے کہ شریک لاتے تھے کھڑے رہو مکان اپنے

ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے۔ پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ ٹھہرے

شُرَكَاؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ ۖ وَقَالَ شُرَكَاؤُهُم مَّا كُنتُ

شریک تمہارے پس جدا جدا کر دیں گے ہم درمیان ان کے اور کہا شریکوں ان کے نے نہیں تھے

پھر ہم ان کے درمیان تفرقہ ڈال دیں گے اور ان کے شریک ان سے کہیں گے کہ تم ہماری

إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ۝٢٨ فَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُ

ہم کو عبادت کرتے پس کفایت ہے ہم کو اللہ شاہد درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے

پرستش نہیں کرتے تھے سو ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ ہی گواہ کافی ہے ہم تمہاری عبادت

حل لغات۔
لہ حَصِيدًا بمعنے محصود کے جیسے قتیل
معنی میں مقتول کے اور اس کے معنے ہیں مقطوع کے بولا کرتے ہیں حصد الزرع ای قطع۔ لہ كَأَن لَّمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ۔ جبکہ کوئی چیز فنا ہو جاتی ہے تو
محاورہ کان لم یغن بالامس بولا کرتے ہیں ای کان لم یکن۔ اور اس کی مزید توضیح سورۂ اعراف کے رکوع ۱۱ آیۂ کان لم یغنوا فیہا میں گزر چکی وہاں ملاحظہ ہو

…(۳۰) یقین دلانے کو قبرستان میں جاکر عبرت
… لوگوں کی تمناؤں کے نقوش خاک میں ملے ہوئے
قبرستان جاکر عبرت حاصل کرنے اور مومنین و
…ون کے لئے دعائے مغفرت کا حکم ہے۔ زیارت قبر
…ج سراسر برعکس ہے گورستان تفریح اور میلہ گاہ ہو کے
…پر شرکت ہے۔ زیارت قبور کا طریقہ سورۂ تکاثر میں
…فوائد ستاریہ)

فوائد صفحہ ھٰذا

…لام سے مراد جنت ہے۔ تفسیر ابن جریر میں ہے کہ
…رمایا اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہم اللہ کے بچے رسول
…تمہاری شریعت کو قبول کیا یعنی مسئلے مسائل حکم
…حدیث کے مان گیا۔ شرک و بدعت، ضد و نفسانیت
…و اسلام میں داخل ہو گیا اور جو اسلام میں داخل
…ت کا مستحق ہو گیا اور جو جنت میں چلا گیا اس کو
…نصیب ہوا۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً
…مَا مِنْ يَوْمٍ طَلَعَتْ شَمْسُهُ إِلَّا وَكَانَ بِجَنْبَتَيْهَا
…انِ يُنَادِيَانِ يُسْمِعُهُ خَلْقُ اللهِ كُلُّهُمْ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ يَا أَيُّهَا
…لُمُّوا إِلَى رَبِّكُمْ إِنَّ مَا قَلَّ وَكَفَى خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَأَلْهَى وَ
…كَ قَرَأَ آيَةً فِي سُورَةِ يُونُسَ وَاللهُ يَدْعُوا إِلَى دَارِ
…یب صفحہ ۵۶۵) یعنی نہیں نکلتا ہے سورج کسی
…کی دونوں جانب میں دو فرشتے پکارتے ہیں۔ سارا
…آواز سنتی ہے سوائے جن اور آدمی کے، یوں
…اے لوگو! اپنے رب کی طرف توجہ کرو یعنی آخرت کو
…سامان کرو اور یاد رکھو جو چیز تھوڑی ہو اور کفایت
…اس سے جو بہت ہو اور غفلت میں ڈالے اور
…میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ہے وَاللّٰهُ يَدْعُوا
…ابن کثیر) دنیا سے بے رغبتی کا بیان صفحہ ۲۲۰/۲۲۱ کے
…لکھا گیا ہے۔
…الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب جنتی جنت میں اور
…دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو ایک پکارنے والا
…اے جنت والو! تمہارے لئے اللہ کے پاس
…ہے وہ اس کو پورا فرمانا چاہتا ہے۔ جنتی کہیں گے
…کہ ہماری میزان بھاری ہو چکی۔ اللہ نے ہمارے
…روشن کر دیئے دوزخ سے بچا کر جنت عطا کر دی۔ اب کونسا
…پھر اللہ تعالیٰ ان سے اپنا حجاب ..... دور فرما دیگا
…پروردگار کو دیکھیں گے۔ واللہ دیدار الٰہی سے
…نزدیک کوئی نعمت محبوب نہ ہوگی اور کوئی چیز ان کی
…اس سے زیادہ ٹھنڈک نہ ہوگی (مسلم۔ احمد)

زِیَادَۃٌ سے مراد دیدار الٰہی ہے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
اور بہت سلف نے یہی تفسیر کی ہے اور اس باب میں بہت سی
حدیثیں صحیح مسلم وغیرہ میں آئی ہیں۔ فرقہ معتزلہ و جہمیہ وغیرہ
دیدار الٰہی وغیرہ صفات کے منکر ہیں۔ اس آیت میں ان کا رد ہے
مسلمانوں کو ان کے اقوال باطلہ و تاویلات رکیکہ سے ہر چند اجتناب
لازم ہے۔ دارقطنی و ابن جریر وغیرہ میں حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ
عنہ وغیرہ ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے مرفوعاً آیا ہے کہ
حُسْنٰی سے مراد جنت ہے اور زِیَادَۃٌ سے مراد نظر کرنا ہے طرف
چہرہ رحمٰن کے۔ مسند احمد و سنن وغیرہ کی روایت میں ہے کہ
جنتی اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے حجاب اٹھا دے گا کوئی نعمت ان کے
نزدیک اس سے بڑھ کر نہ ہوگی فقط۔ ف ۳ متن میں فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ
کے الفاظ ہیں۔ اس کا مفہوم بعض مفسرین نے یہ لیا ہے کہ ہم ان کا
باہمی ربط و تعلق توڑ دیں گے تاکہ کسی تعلق کی بنا پر وہ ایک دوسرے کا
لحاظ نہ کریں لیکن یہ معنی عربی محاورے کے مطابق نہیں ہیں۔ محاورۂ
عرب کی رو سے اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ ہم ان کے درمیان
تمیز پیدا کر دیں گے یا ان کو ایک دوسرے سے ممیز کر دیں گے
اسی معنی کو ادا کرنے کے لئے ہم نے یہ طرز بیان اختیار کیا ہے کہ ان
کے درمیان سے اجنبیت کا پردہ ہٹا دیں گے، یعنی مشرکین
اور ان کے معبود آمنے سامنے کھڑے ہوں گے اور دونوں گروہوں
کی امتیازی حیثیت ایک دوسرے پر واضح ہوگی، مشرکین جان
لیں گے کہ یہ ہیں وہ جن کو ہم دنیا میں معبود بنائے ہوئے تھے،
اور ان کے معبود جان لیں گے کہ یہ ہیں وہ جنھوں نے ہمیں اپنا
معبود بنا رکھا تھا۔ یعنی وہ تمام فرشتے جن کو دنیا میں دیوی اور
دیوتا قرار دے کر پوجا گیا، اور وہ تمام جن، ارواح، اسلاف، اجداد،
انبیاء، اولیاء، شہداء وغیرہ جن کو خدائی صفات میں شریک ٹھیرا کر وہ
حقوق انھیں ادا کئے گئے جو در اصل خدا کے حقوق تھے، وہاں
اپنے پرستاروں سے صاف کہہ دیں گے کہ ہمیں تو خبر تک نہ تھی کہ تم
ہماری عبادت بجا لا رہے ہو۔ تمہاری کوئی دعاء، کوئی التجاء، کوئی
پکار اور فریاد، کوئی نذر و نیاز، کوئی چڑھاوے کی چیز، کوئی تعریف و
مدح اور ہمارے نام کی جاپ، اور کوئی سجدہ ریزی و آستانہ بوسی
و درگاہ گردی ہم تک نہیں پہنچی (تفہیم) یعنی مشرکین جو اللہ کے
سوا بزرگوں کی عبادت کرتے اور ان کو پکارتے ہیں پھر ان کی
شفاعت کی امید رکھتے ہیں قیامت کے دن بڑے شرمندہ ہوں
گے پچھتائیں گے کیونکہ وہاں تمام بزرگان ان عابدوں و مشرکوں
سے اپنی بیزاری ظاہر کر دیں گے اور کہہ دیں گے واللہ ہم کو کچھ خبر
نہیں ہے کہ تم ہماری عبادت کرتے تھے، ہم نے تم کو اپنے پکارنے کا
حکم کب دیا تھا، آج ہمارا تم سے کوئی تعلق نہیں جیسا کہ سورۂ مائدہ
کے آخر میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں (باقی پر صفحہ ۳۰۲)

إِن كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ ﴿٢٩﴾ هُنَالِكَ تَبْلُوا كُلُّ نَفْسٍ

بے خبر تھے ہم — عبادت تمہاری سے — اس جگہ آزمائے گا — ہر ایک جی

سے بے خبر تھے — وہاں ہر شخص اپنے اعمال کو جو اس نے کئے ہوں گے

مَّا أَسْلَفَتْ وَرُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا

جو پہلے کیا تھا — اور پھیرے جاویں گے طرف اللہ کی مالک اپنے حق کی — اور کھویا جاوے گا ان سے جو کچھ تھے

جانچ لے گا — اور یہ اللہ کی طرف جو ان کا سچا مالک ہے لوٹائے جائیں گے — اور جو افترا پردازیاں کیا کرتے تھے سب ان سے

يَفْتَرُونَ ﴿٣٠﴾ قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّن ع ۸

باندھتے — کہہ کون شخص رزق دیتا ہے تم کو آسمان سے اور زمین سے یا کون شخص

جاتی رہیں گی — پوچھئے کہ آسمان اور زمین سے تمہیں کون روزی پہنچاتا ہے یا کانوں اور آنکھوں کا مالک کون

يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَن يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ

مالک ہے سننے کا اور دیکھنے کا — اور کون شخص نکالتا ہے زندہ کو مردے سے — اور

ہے؟ اور کون ہے زندہ کو مردے سے اور مردے کو زندہ سے نکالتا ہے اور کون دنیا کے کاموں کا

يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَن يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ ۚ

نکالتا ہے مردے کو زندے سے — اور کون تدبیر کرتا ہے کام کی — پس البتہ کہیں گے اللہ

انتظام کرتا ہے — فوراً کہدینگے کہ اللہ۔ تو پوچھئے کہ (پھر) تم (اس کی

فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣١﴾ فَذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا

پس کہہ کیا پس نہیں ڈرتے — پس یہی ہے اللہ پروردگار تمہارا حق ہے — پس کیا ہے

نافرمانی سے) ڈرتے نہیں — یہی اللہ تمہارا حقیقی پروردگار ہے پس حق کے بعد سوائے

بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ۖ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ ﴿٣٢﴾ كَذَٰلِكَ حَقَّتْ

پیچھے حق کے — مگر گمراہی — پس کہاں سے پھیرے جاتے ہو — اسی طرح ثابت ہوئی

گمراہی کے اور کیا ہے؟ سو تم کدھر کو پھرے چلے جا رہے ہو — اسی طرح آپ کے رب کی

كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ فَسَقُوا أَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٣﴾ قُلْ

بات پروردگار تیرے کی اوپر ان لوگوں کے جو فاسق ہوئے یہ کہ وہ نہیں ایمان لاویں گے — کہہ کہ

بات ان نافرمان لوگوں کے حق میں پوری ہو کر رہی کہ وہ ایمان نہیں لاتے — پوچھئے کہ

هَلْ مِن شُرَكَائِكُم مَّن يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ قُلِ اللَّهُ

کیا ہے شریکوں تمہارے میں سے وہ شخص کہ پہلی بار کرے پیدائش کو پھر دوبارہ کرے اس کو کہہ کہ اللہ ہی

تمہارے شرکا میں سے کوئی ایسا ہے جو مخلوقات کو پہلی دفعہ پیدا کرے پھر اسے مار کر دوسری بار بنائے۔ فرما دیجئے

يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ﴿٣٤﴾ قُلْ هَلْ مِن شُرَكَائِكُم

پہلی بار کرتا ہے پیدائش پھر دوبارہ کرے گا اسکو پس کہاں سے پھرائے جاتے ہو — کہہ کیا ہے شریکوں تمہارے میں

اللہ ہی مخلوقات کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر دوبارہ اسکو دوبارہ زندہ کرے گا پس تم کدھر بہکے چلے جا رہے ہو — پوچھئے کہ تمہارے شرکا میں سے کوئی

مَّن يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ ۚ قُلِ اللَّهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ ۗ أَفَمَن يَهْدِي

سے وہ شخص کہ راہ دکھاتا ہے طرف حق کی — کہہ اللہ راہ دکھاتا ہے طرف حق کی — کیا پس وہ شخص کہ راہ دکھاتا

ہے جو حق کی راہ دکھلائے۔ فرما دیجئے کہ اللہ ہی حق کی راہ دکھاتا ہے۔ کیا جو حق کی راہ دکھاتا ہے اس بات کا زیادہ حقدار

حل لغات۔ لہ هُنَالِكَ تبلوا۔ ہُنا اور اسی طرح ہُنالک دونوں موضوع تو ہیں ظرف مکان کے لئے مگر یہاں ظرف مکان استعارہ ہے ظرف زمان سے والمعنی فی ذلک المقام وفی ذلک الموقف۔ لام تحسین کلام اور کاف خطاب کے لئے زیادہ کر دیا گیا۔ تبلوا لیا گیا ہے بلاء سے اور بلاء کہتے ہیں امتحان و آزمائش

(بقیہ صفحہ ۳۰۱) کے شرک سے قیامت کے دن برارت ظاہر کردیں گے مَا کُنْتُمْ اِیَّانَا تَعْبُدُوْنَ مَا اَمَرْتَنِیْ بِهٖ الخ غرض کہ جو بھی خدا کے سوا پوجے جاتے تھے خواہ وہ ملائکہ ہوں یا انبیاء، اولیاء، شہداء، علماء، بزرگان دین یا اصنام و اوثان، جن، پری، بھوت، حجر، شجر سب کو خدائے قہار کی عدالت میں کھڑے ہونے کا حکم ہوگا (فوائد ستاریہ)

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کفار مشرکین عابدین معبودات باطلہ کا اپنے آپ کو مولیٰ قرار دیا ہے اور سورۂ محمد پارہ ۲۶ میں فرمایا کہ اللہ ایمان والوں کا مولیٰ ہے، کافروں کا مولا نہیں۔ نیز صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ جنگ احد میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفار مکہ کو مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ اَللّٰهُ مَوْلٰىنَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ اللہ ہمارا مولیٰ ہے تمہارا مولیٰ نہیں۔ پس بظاہر دونوں آیتوں اور صحیح بخاری کی حدیث میں تعارض معلوم ہوتا ہے مگر درحقیقت کوئی تعارض نہیں۔ لفظ مولیٰ کلام عرب میں متعدد معانی پر آتا ہے آیت ہذا میں مولیٰ بمعنی مالک ہے اور صحیح بخاری میں جو نفی ہے یا سورہ محمد میں جو فرمایا ہے وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ وہاں مولیٰ بمعنی ناصر ہے کذا فی الخازن جلد دوم صفحہ ۱۵۴۔ پھر فرمایا موقف حساب میں ہر نفس کا امتحان ہوگا۔ وہ نفس جان لیگا کہ اس نے کیا ہدی کی تھی اور کیا برائی۔ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں فرمایا ہے کہ ہر معبود باطل ایک صورت بن کر سامنے آئے گی۔ یہ عابد اس کے پیچھے چلیں گے وہ صورت ان کو آگ تک پہنچا دے گی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسلم نے یہ آیت پڑھی (ابن کثیر و فتح البیان)

ف۲ خیال رہے کہ خطاب عام لوگوں سے ہے اور ان سے سوال یہ نہیں کیا جارہا ہے کہ "تم کدھر پھرے جاتے ہو" بلکہ یہ ہے کہ "تم کدھر پھرائے جارہے ہو" اس سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی ایسا گمراہ کن شخص یا گروہ موجود ہے جو لوگوں کو صحیح رخ سے ہٹا کر غلط رخ پر پھیر رہا ہے۔ اسی بنا پر لوگوں سے اپیل یہ کیا جارہا ہے کہ تم اندھے بن کر غلط رہنمائی کرنے والوں کے پیچھے کیوں چلے جاتے ہو، اپنی گرہ کی عقل سے کام لے کر سوچتے کیوں نہیں کہ جب حقیقت یہ ہے، تو آخر یہ تم کو کدھر چلایا جارہا ہے۔ یہ طرز سوال جگہ جگہ ایسے مواقع پر قرآن میں اختیار کیا گیا ہے، اور ہر جگہ گمراہ کرنے والوں کا نام لینے کے بجائے ان کو صیغہ مجہول کے پردے میں چھپا دیا گیا ہے، تاکہ ان کے معتقدین ٹھنڈے دل سے اپنے معاملے پر غور کرسکیں، اور کسی کو یہ کہہ کر انھیں اشتعال دلانے اور ان کا دماغی توازن بگاڑ دینے کا موقع نہ ملے کہ دیکھو یہ تمہارے بزرگوں اور پیشواؤں پر چوٹیں کی جارہی ہیں۔ اس میں حکمت تبلیغ کا ایک اہم نکتہ پوشیدہ ہے جس سے غافل نہ رہنا چاہیے (تفہیم) اگر تو مشرکوں سے پوچھے کہ آسمان سے پانی اتارنا اور زمین کا چیرنا جس سے میوے اور ہر قسم کے دانے نکلتے ہیں اور قوت سامعہ اور قوت باصرہ کس کی قدرت میں ہیں اور زندے کو مردے سے جیسے پرندے کو انڈے سے اور مردے کو زندے سے جیسے انڈے کو پرندے سے کون پیدا کرسکتا ہے اور تدبیر سب کام کی کون کرتا ہے؟ تو وہ بھی جواب دیں گے کہ یہ سب کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے اور جو معبود اس کے سوا ہیں سب ان کاموں کے کرنے سے عاجز ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت کے کافر بھی اس بات کے قائل تھے کہ کوئی اللہ کے برابر نہیں اور اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا مگر اس کی جناب میں اپنا وکیل اور وسیلہ سمجھ کر مانتے تھے اس سے کافر ہوگئے۔ سو اب بھی جو کوئی کسی مخلوق کے لئے عالم میں تصرف ثابت کرے گو اللہ کے برابر نہ سمجھے صرف اپنا وکیل اور وسیلہ مانے تو اس پر شرک ثابت ہوجاتا ہے۔

قال تعالیٰ وبلوناہم بالحسنات والسیئات اور کہا جاتا ہے البلاء ثم الابتلاء یعنی امتحان ابتلاء سے پیشتر ہونا چاہئے اور اس کی مزید توضیح سورہ بقرہ کے رکوع ۶ آیۃ وفی ذلکم بلاء من ربکم عظیم میں دیکھو۔ ٹلہ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ۔ ذلکم مبتدا اللہ خبر ربکم اللہ سے بدل یا اس کا بیان۔ الحق ربکم کی صفت۔ والمعنی ربکم الثابت ربوبیتہ والمتحقق الوہیتہ تحققا لاریب فیہ۔ ٹلہ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ ما استفہام انکاری اور ذا موصول بمعنی الذی اور جائز ہے کہ دونوں لفظ اسم واحد ہوں اور استفہام کے معنے موصول پر غالب آگئے ہوں۔ اور بعد الحق معنے میں ہے غیر الحق کے ای لیس غیر الحق۔

إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمَّنْ لَا يَهِدِّي إِلَّا أَنْ يُهْدَىٰ ۖ فَمَا

طرف حق کی بہت لائق ہے اس بات کا کہ پیروی کیا جاوے یا وہ شخص کہ آپ ہی نہیں راہ پاتا مگر یہ کہ راہ بتایا جاوے پس کیا

ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ جو بتائے راستہ سوجھانے کے خود راستہ نہ پائے تمہیں کیا ہوگیا

لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿٣٥﴾ وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا ۚ إِنَّ الظَّنَّ

ہے تم کو کیوں کر حکم کرتے ہو ٹھا اور نہیں پیروی کرتے اکثر ان کے مگر گمان کی تحقیق گمان

ہے تم کس طرح فیصلے کرتے ہو اور ان میں سے اکثر تو محض گمان کی پیروی کر رہے ہیں (یاد رکھو)

لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾ وَمَا

نہیں کفایت کرتا حق سے کچھ بھی تحقیق اللہ جانتا ہے جو کچھ کرتے ہیں اور نہیں

گمان (تم کو) حق سے بے پروا نہیں کر سکتا بیشک اللہ کو ان کے اعمال کا پورا پورا علم ہے اور یہ

كَانَ هَٰذَا الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَرَىٰ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ تَصْدِيقَ

ہے یہ قرآن کہ باندھ لیا جاوے سوائے اللہ کے و لیکن سچا کرنے والا ہے

قرآن ایسا نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی اور بنالے - بلکہ یہ تو ان (کتابوں) کا مصدق ہے جو اس سے پہلے موجود

الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ

اس چیز کا کہ آگے اس کے ہے اور تفصیل کرنے والا ہے کتاب کی نہیں شک بیچ اس کے پروردگار

ہیں اور ضروری احکام کی تفصیل ہے اس میں ذرہ برابر شک و شبہ نہیں پروردگار عالم کی طرف سے

الْعَالَمِينَ ﴿٣٧﴾ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ وَ

عالموں کی طرف سے ہے کیا کہتے ہیں کہ باندھ لیا ہے اسکو کہہ پس لے آؤ ایک سورۃ مانند اسکی اور

(نازل کردہ ہے) کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ اس کو پیغمبر نے خود بنا لیا ہے کہہ دیجئے کہ (اگر ایسا ہے) تو

ادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٣٨﴾

پکارو جس کو سکو سوائے اللہ کے اگر ہو تم سچے

(تم بھی) اس جیسی ایک ہی سورت بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جن جن کو بلا سکو بلا لو اگر تم سچے ہو

بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ ۚ كَذَٰلِكَ

بلکہ جھٹلایا اس چیز کو کہ نہیں گھیرا علم اس کے کو اور نہیں آیا ان کے پاس حقیقت اس کی اسی طرح

بلکہ (اصل میں) انہوں نے ایسی چیز کو جھٹلایا ہے جس کے علم پر (ابھی) یہ لوگ پورا قابو نہیں پا سکے اور ابھی اس (تکذیب)

كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ﴿٣٩﴾

جھٹلایا تھا ان لوگوں نے کہ پہلے تھے ان سے پس دیکھ کیسے ہوا انجام کار ظالموں کا

کا انجام ان پر ظاہر نہیں ہوا - اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا سو دیکھ لیجئے کہ ظالموں کا کیسا انجام ہوا

وَمِنْهُمْ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهِ ۚ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ

اور بعض ان میں سے وہ ہیں کہ ایمان لاویں گے ساتھ اسکے اور بعض ان میں سے وہ ہیں کہ نہ ایمان لاویں گے ساتھ اسکے اور پروردگار تیرا

اور ان میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو اس پر ایمان لے آئیں گے اور بعض ایسے ہیں جو اس پر ایمان نہیں لائیں گے اور آپ کا رب ان

بِالْمُفْسِدِينَ ﴿٤٠﴾ وَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ لِي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ ع ۹

خوب جانتا ہے مفسدوں کو ۞ اور اگر جھٹلاویں تجھ کو پس کہہ واسطے میرے عمل میرا ہے اور واسطے تمہارے عمل تمہارا ہے

مفسدوں کو خوب جانتا ہے اور اگر یہ آپ کو جھٹلاتے رہیں تو کہہ دیجئے کہ میرا عمل میرے لئے اور تمہارا عمل تمہارے لئے

حل لغات۔

۱؎ أَمَّنْ لَا يَهِدِّي۔ یہدی اصل میں تھا یہتدی تے کو دال سے بدل کر ایک کو دوسرے میں ادغام کر دیا اور التقائے ساکنین کی وجہ سے ھ کو کسرہ دیدیا۔

۲؎ وَلَٰكِنْ تَصْدِيقَ تصدیق منصوب ہے یا تو اس وجہ سے کہ کان مقدر کی خبر ہے ای ولکن کان القرآن تصدیق الخ یا فعل محذوف کا مفعول لہ ہے ای ولکن انزلہ اللہ تصدیق الخ۔

۳؎ بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ الخ بل اضراب یعنی انتقال کے لئے آتا ہے۔ یہاں مشرکوں کے اس قول کے اظہار بطلان سے انتقال ہے جو وہ قرآن کے بارے میں کہتے تھے۔ بما کا ما موصولہ اور لم یحیطوا صلہ ولما یاتہم کا عطف صلہ یعنی لم یحیطوا پر یا موصول یعنی ما سے حال۔

ف۱ یہ کیسا بے ڈھنگا فیصلہ کرتے ہو کہ ایک عاجز مجبور بے بس کو اللہ عزوجل قادر مطلق کا شریک بناتے ہو جس کے ہاتھ میں نہ منفعت ہے نہ مضرت، نہ ہدایت ہے نہ ضلالت۔ مراد اس سے یہ ہے کہ جنکو تم پوجتے ہو بعض ان میں ذوی العقول ہیں جیسے فرشتے وانبیاء واولیاء وغیرہ۔ چنانچہ عرب کے مشرکین اہل مکہ ملائکہ کو پوجتے تھے ان کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ نصاریٰ مسیحؑ کو، یہودی عزیرؑ کو پوجتے اور خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ ہندوستان کے مشرک شاہ نظام الدین وخواجہ معین الدین اجمیری وغیرہ کو پوجتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان میں بھی یہ قدرت نہیں کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے راہ پر لگائے یہ سیدھی راہ پر لگ جائیں ولی کیا نبی کیا فرشتے سب خدا کی ہدایت کے محتاج ہیں، اللہ ہدایت نہ کرے تو خود ہدایت پا ہی نہیں سکتے کیونکہ ہادی اور مضل اسی کی ذات ہے۔ اور بعض غیر ذوی العقول ہیں جیسے پتھر ودرخت وغیرہ پس جو عاقل وافضل ہیں جب ان کا یہ حال ہے کہ بغیر مدد اللہ کے راہ نہیں پا سکتے تو پھر ان کا کیا حال ہوگا جو سرے ہی سے لایعقل ہیں۔ پتھر کے گھڑے ہوئے بت اور ہاتھوں کی بنائی ہوئی قبریں جو ہل جل بھی نہیں سکتے وہ کس گنتی شمار میں ہیں اور کسی کی کیا مدد کر سکتے ہیں، کذا فی الجامع والخازن۔ تفہیم میں ہے یعنی جب تمہاری ابتدار کا سرا بھی اللہ کے ہاتھ میں ہے اور انتہار کا سرا بھی اسی کے ہاتھ میں، تو خود اپنے خیرخواہ بن کر ذرا سوچو کہ آخر تمہیں یہ کیا باور کرایا جارہا ہے کہ ان دونوں سروں کے بیچ میں اللہ کے سوا کسی اور کو تمہاری بندگیوں اور نیاز مندیوں کا حق پہنچ گیا ہے۔

ف۲ مشرکین بوجہ تقلید آبائی کے اس وہم وگمان میں تھے کہ یہ ہمارے معبود پیر وفقیر قیامت کے دن ہماری سفارش کر کے ہمیں بخشوائینگے لیکن اس خیال باطل کی کوئی دلیل عقلی ونقلی ان کے پاس نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی نادانی وحماقت ظاہر فرمائی کہ دنیا میں علم ویقین کی ضرورت ہے محض گمان اور تخمین اور ایسی کورانہ تقلید سے کام نہیں چلتا جب تک قرآن وحدیث پر عمل نہ کرو۔ یہ تمہارا گمان خدا کے عذاب سے نہیں بچا سکتا اور اماموں وبزرگوں کی تقلید کچھ کارگر نہیں ہو سکتی کذا فی الفتح والجامع۔ تفہیم میں ہے یعنی جنھوں نے مذاہب بنائے، جنھوں نے فلسفے تصنیف کئے، جنھوں نے قوانین حیات تجویز کئے انھوں نے بھی یہ سب کچھ علم کی بنار پر نہیں بلکہ گمان وقیاس کی بنار پر کیا اور جنھوں نے ان مذہبی اور دنیوی رہناؤں کی پیروی کی انھوں نے بھی جان کر اور سمجھ کر نہیں بلکہ اس گمان کی بنار پر ان کا اتباع اختیار کر لیا کہ ایسے ایسے بڑے بڑے لوگ جب یہ کہتے ہیں اور باپ دادا ان کو مانتے چلے آرہے ہیں اور ایک دنیا ان کی پیروی کر رہی ہے تو ضرور ٹھیک ہی کہتے ہوں گے۔

ف۳ پچھلی آیات میں فرمایا کہ مشرکین محض خیالات، گمان کی پیروی کرتے ہیں حالانکہ پیروی کے قابل اس کی بات ہوتی ہے جو صحیح راستہ بتلائے۔ اسی مناسبت سے یہاں رسالت کے ثبوت کے لئے قرآن کے معجزے ہونے کی دلیلیں بیان کی گئی ہیں کہ یہ قرآن بشر کا بنایا ہوا کلام نہیں ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جی سے گھڑ لیا ہوگا۔ تم ذرا غور تو کرو کہ اس میں پہلے انبیار کے واقعات پہلی کتاب کی تصدیق موجود ہے۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسی کتاب باوجود بشر امی ہونے کے بنا سکے تو تم بھی بشر اہل عرب اہل لسان پڑھے لکھے ہو تم کیوں نہیں بنا لیتے۔ بس تم اس خدائی کتاب کو جھٹلا کر عذاب ابدی مول نہ لو اور اگر تم کو اس کے کلام اللہ ہونے میں کچھ شبہ ہے تو اس فصیح وبلیغ کلام ربانی جیسی ایک سورت ہی سب مل کر بنا کر پیش کرو۔ یہ تیسرا مقام ہے جہاں کفار کو مقابلہ پر بلا کر عاجز کیا ہے۔ "جو کچھ پہلے آچکا تھا اس کی تصدیق ہے" یعنی ابتدار سے جو اصولی تعلیمات انبیار علیہم السلام کی معرفت انسان کو بھیجی جاتی رہی ہیں یہ قرآن اُن سے ہٹ کر کوئی نئی چیز نہیں پیش کر رہا، بلکہ ان ہی کی تصدیق وتوثیق کر رہا ہے۔ اگر یہ کسی نئے مذہب کے بانی کی ذہنی اپج کا نتیجہ ہوتا تو اس میں ضرور یہ کوشش پائی جاتی کہ پرانی صداقتوں کے ساتھ کچھ اپنا نرالا رنگ بھی ملا کر اپنی شان امتیاز نمایاں کی جائے۔ "الکتاب کی تفصیل ہے"، یعنی اُن اصولی تعلیمات کو جو تمام کتب آسمانی کا لب لباب (الکتاب) ہیں، اس میں پھیلا کر دلائل وشواہد کے ساتھ تلقین وتفہیم کے ساتھ، تشریح وتوضیح کے ساتھ، اور عملی حالات پر انطباق کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ چیلنج محض قرآن کی فصاحت وبلاغت اور اس کی ادبی خوبیوں کے لحاظ سے تھا۔ اعجاز قرآن پر جس انداز سے بحثیں کی گئی ہیں اس سے یہ غلط فہمی پیدا ہونی کچھ بعید بھی نہیں ہے لیکن قرآن کا مقام اس سے بلند تر ہے کہ وہ اپنی یکتائی وبے نظیری کے دعوے کی بنیاد محض اپنے لفظی محاسن پر رکھے۔ بلاشبہ قرآن اپنی زبان کے لحاظ سے بھی لاجواب ہے، مگر وہ اصل چیز جس کی بنار پر یہ کہا گیا ہے کہ انسانی دماغ ایسی کتاب تصنیف نہیں کر سکتا، اس کے مضامین اور اس کی تعلیمات ہیں۔ اس میں اعجاز کے جو جو پہلو ہیں اور جن وجوہ سے ان کا من جانب اللہ ہونا یقینی اور انسان کا ایسی تصنیف پر قادر ہونا غیر ممکن ہے ان کو خود قرآن میں مختلف مواقع پر بیان کر دیا گیا ہے۔

ف۴ تکذیب یا تو اس بنیاد (باقی فائدہ برصفحہ ۳۰۴)

أَنتُم بَرِيٓـُٔونَ مِمَّآ أَعۡمَلُ وَأَنَا۠ بَرِيٓءٞ مِّمَّا تَعۡمَلُونَ ﴿٤١﴾ وَمِنۡهُم

تم بے تعلق ہو اس چیز سے کہ میں کرتا ہوں اور میں بے تعلق ہوں اس چیز سے کہ تم کرتے ہو ۔ اور بعضے ان میں
تم میرے عمل کے جوابدہ نہیں اور میں تمہارے اعمال کا جوابدہ نہیں ۔ اور ان میں سے

مَّن يَسۡتَمِعُونَ إِلَيۡكَۚ أَفَأَنتَ تُسۡمِعُ ٱلصُّمَّ وَلَوۡ كَانُواْ لَا

ایسے ہیں کہ کان رکھتے ہیں تیری طرف کیا پس تو سناتا ہے بہروں کو اور اگرچہ ہوں نہ
بعض ایسے ہیں جو آپ کی طرف کان لگاتے ہیں کیا آپ ان بہروں کو سنا سکیں گے اگرچہ ان کو عقل بھی نہ ہو

يَعۡقِلُونَ ﴿٤٢﴾ وَمِنۡهُم مَّن يَنظُرُ إِلَيۡكَۚ أَفَأَنتَ تَهۡدِي ٱلۡعُمۡيَ وَلَوۡ

سمجھ رکھتے اور بعضے ان میں وہ ہیں کہ دیکھتے ہیں تیری طرف کیا پس تو راہ دکھاتا ہے اندھوں کو اور اگر
اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جو آپ کی طرف دیکھتے ہیں تو کیا آپ ان اندھوں کو راستہ دکھا سکتے ہیں

كَانُواْ لَا يُبۡصِرُونَ ﴿٤٣﴾ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَظۡلِمُ ٱلنَّاسَ شَيۡـٔٗا وَلَٰكِنَّ ٱلنَّاسَ

اگرچہ وہ سوجھ نہ رکھتے ہوں تحقیق اللہ نہیں ظلم کرتا لوگوں پر کچھ بھی اور لیکن لوگ
اگرچہ ان کو بصیرت بھی نہ ہو (یاد رکھو) اللہ لوگوں پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ

أَنفُسَهُمۡ يَظۡلِمُونَ ﴿٤٤﴾ وَيَوۡمَ يَحۡشُرُهُمۡ كَأَن لَّمۡ يَلۡبَثُوٓاْ إِلَّا سَاعَةٗ

اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں اور جس دن اکٹھا کرے گا ان کو گویا کہ وہ نہ رہے تھے مگر ایک ساعت
خود اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں اور جس دن اللہ ان کو جمع کرے گا تو وہ دنیا یا برزخ کے متعلق سمجھیں گے

مِّنَ ٱلنَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ بَيۡنَهُمۡۚ قَدۡ خَسِرَ ٱلَّذِينَ كَذَّبُواْ بِلِقَآءِ

دن سے ایک دوسرے کو پہچانیں گے آپس میں تحقیق نقصان پایا ان لوگوں نے کہ جھٹلایا ملاقات
کہ وہ دن میں ایک گھڑی کی طرح اس میں رہے ہیں اور ایک دوسرے کو پہچانیں گے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا

ٱللَّهِ وَمَا كَانُواْ مُهۡتَدِينَ ﴿٤٥﴾ وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعۡضَ ٱلَّذِي نَعِدُهُمۡ

اللہ کی کو اور نہ ہوئے راہ پانے والے اور اگر دکھلا دیں ہم تجھ کو بعضی وہ چیز کہ وعدہ دیتے ہیں
بیشک وہ خسارہ میں رہے اور وہ راستہ پر نہ آئے اگر ہم اس عذاب کا بعض حصہ جس کا ان لوگوں سے وعدہ ہے آپ کو

أَوۡ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيۡنَا مَرۡجِعُهُمۡ ثُمَّ ٱللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا يَفۡعَلُونَ ﴿٤٦﴾

ہم ان کو یا قبض کر لیں تجھ کو پس طرف ہماری ہے پھر آنا ان کا پھر اللہ شاہد ہے اوپر اس چیز کے کہ کرتے ہیں
دکھلا دیں یا آپ کی مدت حیات پوری کر دیں پھر حال ان کا ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے اللہ ان کے اعمال کو دیکھتا ہے

وَلِكُلِّ أُمَّةٖ رَّسُولٞۖ فَإِذَا جَآءَ رَسُولُهُمۡ قُضِيَ بَيۡنَهُم بِٱلۡقِسۡطِ وَ

اور واسطے ہر ایک امت کے پیغمبر ہے پس جب آتا ہے وہ پیغمبر ان کا فیصلہ کیا جاتا ہے درمیان ان کے ساتھ انصاف
اور ہر ایک امت کے لئے ایک رسول آیا ہے جب ان کا رسول آچکا تو انصاف کے ساتھ ان کے درمیان فیصلہ کر دیا گیا

هُمۡ لَا يُظۡلَمُونَ ﴿٤٧﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا ٱلۡوَعۡدُ إِن كُنتُمۡ صَٰدِقِينَ ﴿٤٨﴾

کے اور وہ نہیں ظلم کئے جاتے اور کہتے ہیں کب ہے یہ وعدہ اگر ہو تم سچے
اور ان پر کچھ ظلم نہیں کیا جاتا اور کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو (تو بتاؤ)

قُل لَّآ أَمۡلِكُ لِنَفۡسِي ضَرّٗا وَلَا نَفۡعًا إِلَّا مَا شَآءَ ٱللَّهُۗ لِكُلِّ أُمَّةٍ

کہہ نہیں اختیار رکھتا میں واسطے جان اپنی کے ضرر کا اور نہ فائدے کا مگر جو چاہے اللہ واسطے ہر امت کے
کہہ دیجئے کہ میں اپنی ذات کے لئے بھی نقصان اور نفع کا اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ کو منظور ہو ہر ایک قوم کے لئے

حل لغات۔
لہ وَلَوْ كَانُوا لَا يَعْقِلُونَ کو شرطیہ کانوا لا جملہ شرط اور جزا محذوف کیونکہ اس پر تسمع الصم دلالت کرتا ہے نحویوں کی اصطلاح میں اسکو دال برجزا کہتے ہیں اور اسی پر قیاس کرلو ولو کانوا لا یبصرون کو
ے وَلٰكِنَّ النَّاسَ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ۔ انفسہم یا تو الناس کی تاکید ہے اور اس وقت وہ ضمیر فصل کے قائم مقام ہوگا جس طرح وما ظلمنٰہم ولکن کانوا ہم الظالمین میں یا یظلمون کا مفعول اور اس وقت مفعول کی تقدیم رعایت فواصل کی وجہ سے ہوگی
ے كَأَن لَّمْ يَلْبَثُوا۔ یہ جملہ یحشرہم کے مفعول سے حال واقع ہوا ہے اسی طرح یہی من لم یلبثوا الا ساعۃ من النہار اور جملہ یتعارفون کا تعلق یوم نحشرہم سے ہے اور جائز ہے کہ حال بعد حال ہو کیونکہ اصل میں تھا کانہم لم مثقلہ مخففہ سے بدل گیا اور ضمیر تخفیفاً حذف کر دیا گیا۔ ے وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ جواب ہے نتوفینک اور نرینک کا جواب محذوف۔
والتقدیر واما نرینک بعض الذی نعدہم فی الدنیا فذاک او نتوفینک قبل ان نریک ذلک الموعود فانک ستراہ فی الآخرۃ۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۳۰۳) پرکی جا سکتی تھی کہ ان لوگوں کو اس کتاب کا ایک جعلی کتاب ہونا تحقیقی طور پر معلوم ہوتا۔ یا پھر اس بنا پر وہ معقول ہو سکتی تھی کہ جو حقیقتیں اس میں بیان کی گئی ہیں اور جو خبریں اس میں دی گئی ہیں وہ غلط ثابت ہو جاتیں۔ لیکن ان دونوں وجوہ تکذیب میں سے کوئی وجہ بھی یہاں موجود نہیں ہے۔ نہ کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ از روئے علم جانتا ہے کہ یہ کتاب گھڑ کر خدا کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ نہ کسی نے پردۂ غیب کے پیچھے جھانک کر یہ دیکھ لیا ہے کہ واقعی بہت سے خدا موجود ہیں اور یہ کتاب خواہ مخواہ ایک خدا کی خبر سنا رہی ہے، یا فی الواقع خدا اور فرشتوں اور وحی وغیرہ کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور اس کتاب میں خواہ مخواہ یہ افسانہ بنا لیا گیا ہے۔ نہ کسی نے مر کر یہ دیکھ لیا ہے کہ دوسری زندگی اور اس کے حساب کتاب اور جزا و سزا کی ساری خبریں جو اس کتاب میں دی گئی ہیں غلط ہیں۔ لیکن اس کے باوجود نرے شک اور گمان کی بنا پر اس شان سے اس کی تکذیب کی جا رہی ہے کہ گویا علمی طور پر اس کے جعلی اور غلط ہونے کی تحقیق کر لی گئی ہے (تفہیم)

ف یعنی آگے چل کر ان میں کچھ لوگ مسلمان ہونے والے ہیں انھیں چھوڑ کر جو باقی لوگ شرارت پر قائم رہیں گے۔ خدا سب کو خوب جانتا ہے، موقع پر مناسب سزا دے گا فقط۔

فوائد صفحہ ھذا

ف یعنی اگر ایسے دلائل و براہین سننے کے بعد بھی یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کریں تو کہہ دیجئے کہ ہم اپنا فرض ادا کر چکے تم سمجھا نہیں مانتے تو اب میرا تمہارا راستہ الگ الگ ہے۔ تم اپنے عمل کے ذمہ دار ہو، میں اپنے عمل کا، ہر ایک کو اس کے عمل کا ثمرہ مل کر رہیگا حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں (معاذ اللہ) اگر اللہ کا حکم غلط پہنچاؤں تو میں گنہگار رہوں اور میں سچ لاؤں تم نہ مانو تو گناہ تم پر ہے بہرحال ماننے میں کسی طرح تمہارا نقصان نہیں۔ مقصد یہ کہ جیسے قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۝ میں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ میں بیان ہے کہ انھوں نے اپنی قوم سے فرمایا تھا کہ ہم تم سے اور تمہارے معبودوں سے بیزار ہیں جنھیں تم نے خدا کے سوا اپنے معبود بنا رکھے ہیں اسی طرح یہاں بیان ہو رہا ہے (فوائد ستاریہ) جو لوگ توحید اور رسالت کی پوری فہمائش کے بعد بھی شرک اور رسالت کے جھٹلانے سے باز نہ آئیں تو اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے کیونکہ علم الٰہی میں جو لوگ نافرمان قرار پا چکے ہیں وہ کسی فہمائش سے راہ راست پر نہ آئیں گے، لیکن ان نافرمان لوگوں سے یہ کہہ دیا جائے کہ نیک و بد کی جزا و سزا کا ظہور وقت مقررہ پر ہونے والا ہے اس وقت یہ لوگ اپنے کئے کی پوری سزا بھگتیں گے فقط۔

ف یعنی کان رکھتے ہیں یا نگاہ کرتے ہیں اس توقع پر کہ ہمارے دل میں تصرف کر دیں جیسا بعضوں پر ہو گیا سو یہ بات اللہ کے ہاتھ ہے (موضح) یعنی بعضے جو اندھے ہیں یا بہرے سو گناہوں کی شامت سے ان کے دل اندھے بہرے ہو گئے ہیں فقط۔

ف۳ حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے بندو! میں نے اپنی ذات پر ظلم حرام کیا ہے اور تمہارے درمیان بھی اسکو حرام ٹھیرایا سو تم آپس میں ظلم نہ کرو پھر حدیث کے آخر میں ہے اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں جنکو میں نے تمہارے واسطے گن رکھا ہے پھر پورا بدلہ دوں گا تم کو ان کے ساتھ پس جو کوئی خیر پاوے وہ اللہ کی حمد کرے اور جو کوئی شئی کے سوا اور کچھ پاوے وہ ملامت نہ کرے مگر اپنی ہی جان کو۔ روایت کیا اسکو مسلم نے فقط۔

ف اصل میں حشر جماعت کے باہر نکالنے کو اور جگہ سے ان کو بے جگہ کرنے کو کہتے ہیں۔ اس جگہ مراد زندہ کرنا ہے بعد موت کے قبروں میں سے۔ سو جب وہ اپنی قبروں سے نکلیں گے تو یہ جانیں گے کہ رہنا ان کا دنیا میں ایک گھڑی سے زیادہ نہ تھا، دُنیا کو بہت تھوڑا جانیں گے۔ یہ اس لئے کہ انھوں نے اپنی عمر دنیا میں ضائع کر دی تھی اور وجود کو عدم کی طرح کر رکھا تھا یا بسبب دہشت و حیرت کے ہوگا۔ پہچاننے سے یہ مراد ہے کہ بیٹا باپ کو اور بعض رشتہ دار بعض کو پہچانیں گے جس طرح کہ دنیا میں ایک دوسرے کو پہچانتے تھے لیکن ہر شخص اپنے حال میں گرفتار ہوگا اور ایک دوسرے کی مدد نہ کر سکیں گے نفسی نفسی پڑی ہوگی۔ بھائی بھائی کے بیٹا باپ کے کام نہ آئے گا فَلَآ أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَآءَلُونَ ۝ (المؤمنون۔ پارہ ۱۸ رکوع ۶) يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۝ (پارہ ۳۰۔ سورۃ عبس رکوع ۱) ابن کثیر و فتح۔

ف یعنی علیہ السلام کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہوا اور باقی آپؐ کے خلیفوں سے (موضح القرآن) جبکہ گذشتہ امتوں نے اپنے اپنے رسولوں کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا عذاب بھیجا۔ رسول اور اس کے تابعدار بچ گئے۔ (باقی فائدہ بر صفحہ ۳۰۵)

أَجَلٌ ۚ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٤٩﴾

وقت مقرر ہے جب آتا ہے وقت ان کا پس نہیں پیچھے رہتے ایک ساعت اور نہ آگے بڑھتے ہیں وہ

ایک وقت مقرر ہے جب ان کا وقت آ جاتا ہے تو وہ ایک ساعت پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتًا أَوْ نَهَارًا مَاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ

کہہ کیا دیکھا تم نے اگر آوے تم کو عذاب اس کا رات کو یا دن کو کس چیز کی جلدی کرتے ہیں اس میں سے

فرما دیجئے کہ دیکھو تو سہی کہ اگر تم پر اس کا عذاب رات کو یا دن کو آ جائے تو ان مجرموں کو کس بات کی

الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٠﴾ أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ آمَنْتُمْ بِهِ ۚ آلْآنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهِ

گنہگار کیا پھر جس وقت ہو پڑے گا ایمان لاؤ گے تم ساتھ اس کے کیا اب لائے ایمان اور تحقیق تھے ساتھ

جلدی ہے کیا جب عذاب آ نازل ہوگا تو یقین کرو گے؟ اس وقت کہا جائے گا کہ اب ایمان لائے ہو اور اس سے پہلے تم اسے

تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٥١﴾ ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ

اسکے جلدی کرتے والے پھر کہا جاوے گا واسطے ان لوگوں کے کہ ظلم کرتے تھے چکھو عذاب ہمیشگی کا

متعلق جلدی کیا کرتے تھے پھر ان لوگوں سے جنہوں نے ظلم کیا کہا جائے گا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو تم ان کے اعمال کا

هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٥٢﴾ وَيَسْتَنْبِئُونَكَ

نہیں جزا دیے جاؤ گے مگر ساتھ اسی چیز کے کہ تھے تم کماتے اور خبر پوچھتے ہیں تجھ سے کیا

بدلہ پاؤ گے جو کرتے رہے ہو اور آپ سے پوچھتے ہیں کہ

أَحَقٌّ هُوَ ۖ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ ۖ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿٥٣﴾

سچ ہے وہ کہہ ہاں قسم ہے پروردگار میرے کی تحقیق وہ البتہ حق ہے اور نہیں تم عاجز کرنے والے

کیا یہ بات حق ہے؟ کہہ دیجئے کہ ہاں میرے پروردگار کی قسم یہ بات یقیناً حق ہے اور تم (خدا کو) عاجز نہیں کر سکتے۔

وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْأَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهِ ۗ وَ

اور اگر ہو واسطے ہر جی کے جس نے ظلم کیا ہے جو کچھ بیچ زمین کے ہے البتہ بدلا دیوے ساتھ اس کے اور

اور ہر ایک شخص جس نے نافرمانی کی دنیا بھر کی چیزیں اگر اس کے پاس ہوں تو بطور فدیہ دینا چاہے گا اور جب عذاب کو اپنی آنکھوں سے

أَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ ۖ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ

چھپاویں گے پشیمانی کو جب دیکھیں گے عذاب کو اور فیصلہ کیا جاوے گا درمیان انکے ساتھ انصاف

دیکھ لیں گے تو ندامت کو دل ہی دل میں چھپائیں گے اور ان کے درمیان حق و انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا

وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٥٤﴾ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ أَلَا

کے اور وہ نہ ظلم کیے جاویں گے خبردار ہو تحقیق واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں اور زمین کے ہے خبردار

اور ان پر (کسی طرح کا) ظلم نہ ہوگا خبردار! آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے بلاشبہ سب اللہ کا

إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٥﴾ هُوَ يُحْيِي وَ

ہو تحقیق وعدہ اللہ کا حق ہے ولیکن بہت ان کے نہیں جانتے وہ ہی جلاتا ہے اور

ہے یہ بھی سن رکھو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے وہی زندگی بخشتا ہے اور

يُمِيتُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٥٦﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ

مارتا ہے اور طرف اسی کے پھیرے جاؤ گے اے لوگو تحقیق آئی ہے تمہارے پاس نصیحت

وہی موت دیتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے اے لوگو! بلاشک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے وعظ و نصیحت

ع ۵ — وقف النبی علیہ السلام

حل لغات۔

۱؎ بَيَاتًا أَوْ نَهَارًا۔

بیات مصدر ہے باب تفعیل کا جس طرح وداع تودیع کا اور سراح تسریح کا یہ کنایہ ہے رات سے بولا کرتے ہیں بت لیلتی افعل کذا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی رات کو اکثر اوقات بیت یعنی گھر ہی میں رہا کرتا ہے۔ یہ بنا بر ظرف ہونے کے منصوب ہے ای وقت بیات۔ ۲؎ مَاذَا يَسْتَعْجِلُ جواب ہے ان اتاکم کا بحذف فا جیسے ★

(بقیہ فائدہ صفحہ ۳۰۴) جھٹلانے والے ہلاک ہو گئے سو یہ اللہ تعالیٰ کا عدل تھا، نہ ظلم (فتح البیان) قیامت کے دن ہر امت اللہ کے سامنے ہوگی۔ رسول موجود ہوں گے، نامہ اعمال ساتھ ہوگا، گواہ فرشتے حاضر ہوں گے۔ ایک کے بعد دوسری امت آئے گی لیکن امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ سب امتوں سے پہلے ہوگا گو یہ دنیا میں سب سے آخر آئی ہے۔ بخاری مسلم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہم سب سے آخر آئے ہیں لیکن قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (ابن کثیر)

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ مشرک ٹھٹھے سے کہتے تھے جس عذاب سے تم ڈراتے ہو وہ کب آوے گا؟ ان کے جواب میں فرمایا کہ میں اپنی ہی جان کے نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں پھر دوسرے کا کیا ذکر ہے۔ اس آیت شریفہ میں بڑی نصیحت ہے اس شخص کے لئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تکلیف کے وقت فریاد رسی چاہتا ہے۔ اللہ نے سید ولد آدم کو یہ حکم دیا کہ میرے بندوں سے صاف کھول کر کہدو کہ مجھ کو اپنے نفس کے نفع اور نقصان کا کچھ اختیار نہیں ہے، پھر میں غیر کے نفع اور نقصان کا کیوں کر مالک ہو سکتا ہوں۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر کے فائدے اور نقصان کے مالک نہ ہوئے تو پھر اور اولیاء کا کیا ذکر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رتبے تک نہیں پہنچ سکتے اور اس قوم پر بڑا تعجب ہے جو قبروں پر مجاور ہیں حالانکہ وہ قبر والے مٹی ہو کر زمین کے نیچے پڑے ہیں ان سے وہ حوائج طلب کرتے ہیں۔ یہ پیر پرست گور پرست پچھلے کافروں سے کفر میں بڑھ گئے ہیں کیونکہ وہ اس بات کے قائل تھے کہ خالق و رازق، ضار اور نافع اللہ ہے، اپنے معبودوں کو فقط شفیع سمجھتے تھے اور یہ لوگ ان مُردوں کو نفع اور ضرر پر قادر سمجھتے ہیں فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ بس اب جو بھی ہو کوئی غوث یا رسول اللہ، یا علی مشکل کشا، یا امام مدد وغیرہ کے نعرے لگاتے ہیں، اٹھتے بیٹھتے ان کو پکارتے ہیں۔ ان سے وہ باتیں چاہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا انکو چاہیے آیت ہذا کی روشنی میں اپنا عقیدہ درست کریں یعنی اکیلے اللہ کو نافع و ضار سمجھیں اور اسی کو پکاریں (از حضرت العلام مولانا حافظ عبدالستار صاحب نور اللہ مرقدہ وادخلہ الجنۃ آمین)

ف۲ یعنی عذاب کے لئے جلدی کرنا اس بنا پر ہے کہ اس کے آنے کا یقین نہیں۔ اب جب عذاب آگیا تو یقین سے کیا فائدہ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ۝ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ۝

ف۳ جو کفر و شرک اور تکذیب حق کرتے رہتے تھے اب ہمیشہ اس کا مزہ چکھتے رہو۔ یہ قیامت میں کہا جائے گا فقط۔

ف۴ مشرک لوگ یہ بھی پوچھتے تھے کہ کیا سچ مچ قیامت قائم ہوگی اور اس کے انکار کرنے والوں کو عذاب ہوگا؟ حالانکہ وہ یہ سوال پہلے کر چکے تھے اور اس کا جواب ان کو دیا گیا تھا پھر بار بار پوچھنا اور بھی نادانی کی نشانی ہے۔ نہ لغو بات سمجھتے ہیں نہ دوسرے کی۔ اس لئے فرمایا قسم خدا کی قیامت ضرور آنے والی ہے۔ تم یہ خیال نہ کرو کہ ہم مٹی کا ڈھیر ہو کر پھر قبر سے کیونکر نکل آئیں گے۔ وہ اللہ جس نے پہلی بار پیدا کیا ہے دوبارہ پیدا کر سکتا ہے۔ اس کا تو صرف ایک لفظ کن کا حکم کافی ہے۔ جامع ترمذی وغیرہ میں مرفوعاً ہے کہ اسرافیل علیہ السلام صور منہ میں لیکر پھونکنے کو تیار اور ہر وقت حکم الٰہی کے منتظر ہیں۔ آیت و حدیث سے حلفیہ طور سے قیامت کا آنا لازمی ٹھیرا۔ منکر قیامت مسلمان نہیں فقط ف۵ یعنی قیامت کے دن کافر یہ چاہے گا کہ کاش زمین بھر مال دے کر اس عذاب سے چھوٹ جاوے اس وقت ندامت ترک ایمان پر لاحق ہوگی اس کا اظہار نہ کریں گے اس کو مخفی رکھیں گے کیونکہ حالت سخت ہوگی۔ ان کو کلام کرنے کی طاقت نہ ہوگی اور بہادری خاک میں مل جاویگی (جامع البیان) الفاظ حدیث یہ ہیں یَقُوْلُ اللّٰهُ لِاَهْوَنِ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَوْ اَنَّ لَكَ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَيْءٍ اَكُنْتَ تَفْتَدِيْ بِهٖ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيَقُوْلُ اَرَدْتُّ (باقی فائدہ بر صفحہ ۳۰۶)

★ کہا جاتا ہے ان اتیتک ماذا تطعمنی۔ پھر ماذا میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ اسم واحد ہو اور اس وقت منصوب المحل ہوگا جیسے ماذا اراد اللہ میں۔ دوسرے یہ کہ ما اور ذا دو کلمے جدا گانہ ہوں اور اس صورت میں ما بنا بر مبتدا ہونے کے مرفوع المحل ہوگا اور ذا خبر اور المعنی ای شی الذی یستعجل من العذاب المجرمون ﷺ اَحَقٌّ هُوَ ہمزہ استفہام ہے اور حق خبر مقدم ہو جاتا مؤخر جملہ ہو کر یستنبؤنک کی وجہ سے موضع نصب میں ﷺ ای ذ اور ای حروف ایجاب ہے بمعنی نعم اور اس کا استعمال خاص کر قسم میں ہوتا ہے جس طرح لفظ ھل بمعنی قد خاص کر استفہام میں مستعمل ہوتا ہے ﷺ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ اسروا باب افعال سے ہے اسرار سے اور اسرار کے معنی اخفاء و اظہار دونوں آتے ہیں کیونکہ وہ اضداد سے ہے بولا کرتے ہیں سر الشئ واسرہ ای اظہرہ۔ ویعلم سرکم ای خفاکم۔
ﷺ جاءتکم موعظۃ۔ موعظۃ اور وعظ اور عظۃ تینوں ایک معنی میں ہیں یعنی عواقب امور کو یاد دلانا زجر و ترہیب کے ساتھ ہو تو استعمال ہو ترغیب کے ساتھ ہو تو۔ من ربکم کا من ابتدائیہ یا تبعیضیہ۔ ابتدائیہ ہے تو متعلق ہے جاءتکم سے اور تبعیضیہ ہے تو ایک محذوف کے متعلق ہو کر موعظۃ کی صفت ای موعظۃ کائنۃ من مواعظ ربکم۔

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾

تمہارے رب کی طرف سے اور شفا اس چیز کے لئے جو سینوں میں ہے اور ہدایت اور رحمت واسطے مسلمانوں کے

اور سینوں کی بیماریوں کی دوا اور مومنوں کے لئے ہدایت و رحمت آ پہنچی ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا

کہہ ساتھ فضل اللہ کے اور ساتھ رحمت اس کی کے پس ساتھ اس کے پس چاہیے کہ خوش ہوں وہ بہتر ہے اس چیز سے کہ

(اے پیغمبر) کہہ دیجئے کہ یہ قرآن فضل و رحمت اللہ کا ہے اس اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر ان کو خوش ہونا چاہئے یہ ان تمام چیزوں سے کہیں بہتر

يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ

اکٹھا کرتے ہیں۔ کہہ بھلا دیکھا تم نے جو کچھ اتارا ہے اللہ نے واسطے تمہارے رزق سے پس کیا تم نے اس میں سے

ہے جن کو لوگ جمع کرتے ہیں۔ ان سے پوچھئے تو بتلاؤ کہ اللہ نے تمہارے لئے جو رزق اتارا۔ اس میں سے کچھ تم نے حرام قرار دیا

حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَا ظَنُّ

حرام اور حلال کہہ کیا خدا نے حکم دیا ہے واسطے تمہارے یا اوپر اللہ کے باندھتے ہو اور کیا گمان ہے

اور کچھ حلال ٹھیرایا۔ پوچھئے کہ کیا اللہ نے تم کو حکم دیا ہے یا اللہ پر بہتان باندھتے ہو اور وہ لوگ جو

الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ

ان لوگوں کا کہ باندھتے ہیں اوپر اللہ کے جھوٹ دن قیامت کے تحقیق اللہ البتہ صاحب

جو اللہ پر بہتان باندھتے ہیں ان کا روز قیامت کے متعلق کیا خیال ہے۔ اللہ لوگوں کے حق میں بلاشک بڑے

فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَمَا ع ۱۱

فضل کا ہے اوپر لوگوں کے ولیکن بہت ان کے نہیں شکر کرتے اور نہیں

فضل والا ہے۔ لیکن اکثر لوگ (اس کا) شکر نہیں کرتے اور آپ

تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ

ہوتا تو بیچ کسی حال کے اور نہیں تلاوت کرتا تو اس کی طرف سے کچھ قرآن اور نہیں کرتے تم سب لوگ کچھ

کسی حال میں ہوں اور منجملہ ان احوال کے آپ کہیں سے قرآن پڑھتے ہوں۔ یا آپ لوگ کوئی کام کرتے ہوں۔

عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ

کام مگر ہوتے ہیں ہم اوپر تمہارے حاضر جو تم شروع کرتے ہو بیچ اس کے اور نہیں غائب ہوتی

ہم کو سب کی اطلاع رہتی ہے، جب کہ تم اس میں مصروف ہوتے ہو آپ کے رب سے ذرہ برابر کوئی چیز

رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ

پروردگار تیرے سے کچھ چیز برابر بھاری کے بیچ زمین کے اور نہ بیچ آسمان کے اور نہ کوئی چیز چھوٹی

نہ زمین میں پوشیدہ ہے اور نہ آسمان میں اور نہ اس اندازہ سے چھوٹی کوئی چیز اور نہ بڑی کوئی چیز ایسی ہے

ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۱﴾ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ

اس سے اور نہ بڑی مگر بیچ کتاب بیان کرنے والے کے ہے خبردار ہو تحقیق دوست خدا کے نہیں ڈر

جو لوح محفوظ میں (درج) نہ ہو سن رکھو کہ اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ لَهُمُ

اوپر ان کے اور نہ وہ غمگین ہوں گے وہ لوگ جو ایمان لائے اور تھے پرہیزگاری کرتے واسطے ان کے

خوف ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے ان کے لئے

حل لغات۔ لہ وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ شان مصدر ہے معنی میں مفعول کے اور اس کے معنے ہیں امر و حال کے عرب بولا کرتے ہیں ما شان فلان ای ما حاله۔
لہ وَمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ۔ منہ ایک محذوف کے متعلق ہو کر مصدر محذوف کی صفت اور ضمیر راجع ہے شان کی طرف ای تلاوۃ کائنۃ من الشان۔ ★

البقیہ فائدہ صفحہ ۳۰۵) مِنْكَ اَهْوَنَ مِنْ هٰذَا وَكُنْتَ فِيْ صُلْبِ اٰدَمَ اَنْ لَّا تُشْرِكَ بِيْ شَيْئًا فَاَبَيْتَ اِلَّا اَنْ تُشْرِكَ بِيْ (بخاری صفحہ ۱۶۸ جلد ۹ مصری)

فوائد صفحہ ھذا

ف سورۂ نساء رکوع ۲۴ میں يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ ۔ اور سورۂ انبیاء رکوع ۴ میں وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ آیا ہے ان میں قرآن ہی مراد ہے اور یہاں بھی مراد موعظت سے قرآن کریم ہے ۔ جو کوئی قرآن کو سنتا ہے یا پڑھتا ہے اور اس کے معنے پہچانتا ہے وہ اس سے نصیحت پکڑتا ہے ۔ قرآن مجید امراض روحانی و جسمانی کے لئے شفاء ہے ۔ روحانی تو یہ کہ بعض لوگ بوجہ عقائد باطلہ کے جو شکوک و اوہام پیدا کرتے ہیں قرآن مجید کو پڑھنے و عمل کرنے سے ان کا ازالہ ہو کر شفاء یاب ہوتے ہیں اور جسمانی کے متعلق حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آکر امراض سینہ کی شکایت کی ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن پڑھا کر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ قرآن شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ہے یعنی دل کی بیماریوں کو دفع کرتا ہے ۔ خفقان و اختلاج قلب وغیرہ کے لئے بیحد مفید ہے ۔ روایت کیا اس کو ابن مردویہ نے اور امام بیہقی کی شعب الایمان میں واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وجع حلق کی شکایت کی ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پڑھا کر اور شہد چاٹا کر ۔ قرآن امراض سینہ کے لئے اکسیر ہے اور شہد ہر بیماری کی شفاء ہے کذا فی الفتح ۔ نیز ابن سنی میں تسکین قلب کے لئے یوں آیا ہے اَتَتِ امْرَاَةٌ مِّنْ بَنِيْ جُرَشٍ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعِيْرٍ فَنَادَتْ يَا عَائِشَةُ اَغِيْثِيْنِيْ بِدَعْوَةٍ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُسْكِنِيْنِيْ بِهَا وَاَنَّهُ قَالَ لَهَا ضَعِيْ يَدَكِ الْيُمْنٰى عَلٰى فُؤَادِكِ وَامْسَحِيْهِ وَقُوْلِيْ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ دَاوِنِيْ بِدَوَائِكَ وَاشْفِنِيْ بِشِفَائِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ وَاحْذُرْ عَنِّيْ اَذَاكَ قَالَتْ فَدَعَوْتُ بِهٖ فَوَجَدْتُهٗ جَيِّدًا (وكتب استاذی مولانا عبد الجلیل خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ فی حاشیۃ فی الجامع الصغیر صفحہ ۲۴ وَاحْذُرْ عَنِّيْ اَذَاكَ بالدال هذا هو الصحيح ۔ عبد الجلیل عفی عنہ) یعنی قبیلہ بنی جرش کی ایک عورت اونٹ پر سوار ہو کر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہوئی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے لئے کوئی دعاء کرا دیجئے جس سے کہ میرے دل کو تسکین اور اطمینان قلب ہو جائے ۔ چونکہ ان کو دل کی بیماری تھی ۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے مریضہ اپنا داہنا ہاتھ اپنے دل پر رکھ اور اس کو دل پر ملتی رہ اور ساتھ ہی یہ دعاء پڑھ ، سو ایسا ہی کیا ۔ مریضہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی دعاء کو بڑا نافع پایا ۔ ابن سنی کی اس روایت میں میرے استاد مرحوم مولانا ابو الخلیل عبد الجلیل خان صاحب نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس دعاء میں لفظ وَاحْذُرْ جو ذال کے ساتھ ہے وہ غلط ہے بلکہ دال صحیح ہے وَاحْدُرْ پڑھنا درست ہے ۔ اور مہلک امراض مثلاً فالج ، جذام وغیرہ سے محفوظ رہنے کیلئے یہ دعاء عمل الیوم واللیلہ میں منقول ہے ۔ فجر کی نماز کے بعد تین بار اور ایک روایت میں چار بار بھی پڑھنا آیا ہے ۔ دعاء یہ ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (۲) اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ مِنْ عِنْدِكَ وَاَفِضْ عَلَيَّ مِنْ فَضْلِكَ وَانْشُرْ عَلَيَّ مِنْ رَّحْمَتِكَ وَاَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ ۔ ترغیب و ترہیب میں بھی یہ دعاء کی بیشی کے ساتھ آئی ہے فقط ابو عمار عبد القہار غفرلہ ۔ فٹ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل قرآن ہے اور اس کی رحمت اسلام ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت پر خوش ہونا چاہئے نہ جمع مال اور منال پر کہ متاع دنیا فانیہ کوئی چیز لائق مسرت و فرحت نہیں ہے ۔ کہاں وہ نعمت اُخروی اور کہاں یہ نعمت دنیوی ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رفعاً آیا ہے کہ اللہ کا فضل قرآن ہے اور اس کی رحمت قرآن کو حفظ کرنا اور اس پر عمل کرنا ہے ۔ حدیث ابن ماجہ صفحہ ۱۹ میں ہے اَفْضَلُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ یعنی افضل وہ (باقی فائدہ پر صفحہ ۳۰۷)

من ابتدائیہ یا تبعیضیہ اور من قرآن کا من زائدہ کیونکہ نفی کی تاکید واقع ہوا ہے ۔ ٣ه وَمَا يَعْزُبُ ۔ عزوب کے اصلی معنے ہیں بُعد کے بولا کرتے ہیں کلأ عازب اذا کان بعید المطلب ۔ جب اونٹ کو کسی دور جگہ چھوڑ دیتے ہیں تو عزب الرجل بابلہ بولا کرتے ہیں ۔ بے عورت کے آدمی کو عزب کہنے کی یہی وجہ ہے کہ وہ عورت سے دور رہتا ہے و عزب الشئ عن علمی اذا بعد ۔ ٤ه وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ ۔ لا نفی جنس کے لئے اصغر اس کا اسم فی کتاب خبر اور لا اکبر کا عطف لا اصغر پر ۔ ٥ه اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ اولیاء جمع ہے ولی کی اور ولی کے معنے لغت میں ہیں قریب کے کیونکہ علم اشتقاق سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو کلمہ واؤ اور لام اور یاء سے مرکب ہوتا ہے وہ قرب کے معنے پر دلالت کرتا ہے قولی کل شیئ ہو الذی یکون قریبا منہ ۔ یہاں ولی سے مراد متقی ہے یا نذار متقی کیونکہ اسے قرب خدا حاصل ہوتا ہے ۔ ٦ه لَهُمُ الْبُشْرٰى لہم خبر مقدم ۔ البشریٰ مبتدا موخر ۔ بُشریٰ مصدر ہے اور یہاں اس سے مراد ہے مبشر بہ جیسے نصر و فتح اور غنیمت اور خیرات عاجلہ وغیرہ ۔

الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ

ہے خوشخبری بیچ زندگانی دنیا کے اور بیچ آخرت کے نہیں بدلنا کلام خدا کے کو

دنیا کی زندگی اور آخرت میں بشارت ہے۔ اللہ کی باتوں میں (یعنی) اس کے وعدوں میں تبدیلی نہیں ہوتی (اور) یہی تو

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ؀ وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ

یہی ہے مراد پانا بڑا اور نہ غمگین کرے تجھ کو بات ان کی تحقیق عزت واسطے اللہ کے ہے سب

بڑی کامیابی ہے اور (اے پیغمبر) ان (مشرکوں) کی باتوں سے آزردہ نہ ہونا۔ غلبہ تمام اللہ ہی کا ہے

هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ؀ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ

وہی ہے سننے والا جاننے والا ہے خبردار ہو تحقیق واسطے اللہ کے ہے جو کوئی بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کوئی بیچ زمین کے ہے

وہ سننے والا اور جاننے والا ہے سن رکھو کہ جو مخلوق آسمانوں میں ہے اور جو زمین پر ہے اللہ ہی کے

وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ

اور نہیں پیروی کرتے وہ لوگ جو کہ پکارتے ہیں سوائے اللہ کے شریکوں کو نہیں

(تحت) قدرت میں ہے۔ اور یہ جو لوگ اللہ کے سوا (اپنے بنائے ہوئے) شریکوں کو پکارتے ہیں۔ وہ کسی کی پیروی

يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ؀ هُوَ الَّذِيْ

پیروی کرتے مگر گمان کی اور نہیں وہ مگر اٹکل کرتے وہی ہے جس نے

کر رہے ہیں؟ (یاد رکھو) وہ محض وہم کی پیروی کرتے ہیں اور محض اٹکلیں دوڑا رہے ہیں وہی تو ہے جس نے

جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

کیا واسطے تمہارے رات کو تو کہ آرام پکڑو بیچ اس کے اور دن کو دکھانے والا تحقیق بیچ اس کے البتہ

تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن کو روشن بنایا کہ اس میں دیکھو بھالو۔ بے شک اس میں سننے والوں

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ؀ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ

نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے کہ سنتے ہیں کہتے ہیں پکڑی ہے اللہ نے اولاد پاکی ہے اس کو وہی ہے

کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔ کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے۔ وہ پاک ہے۔ وہ بے نیاز ہے

الْغَنِيُّ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ

بے احتیاج واسطے اسی کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے نہیں تمہارے پاس کوئی دلیل

آسمانوں میں جو کچھ ہے اور جو کچھ زمین پر ہے اسی کا ہے (اے افترا پردازو) تم جو کہتے ہو اس (قول باطل) کی تمہارے

سُلْطٰنٍۢ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ؀ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ

ساتھ اس کے کیا کہتے ہو اوپر اللہ کے جو کچھ کہ نہیں جانتے کہہ تحقیق وہ لوگ کہ

پاس کوئی دلیل نہیں۔ کیا تم اللہ کے متعلق ایسی باتیں کہتے ہو جن کا تمہیں علم ہی نہیں کہہ دو کہ جو لوگ

يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ؀ؕ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ

باندھتے ہیں اوپر اللہ کے جھوٹ نہیں چھٹکارا پائیں گے فائدہ ہے بیچ دنیا کے پھر طرف

اللہ پر بہتان باندھتے ہیں فلاح نہیں پائیں گے (ان کے لیے جو) فائدے ہیں دنیا میں (ہیں)

اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا

ہماری ہے پھر آنا ان کا پھر چکھاویں گے ہم ان کو عذاب سخت بسبب اس کے کہ تھے

پھر ان کو ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے اس وقت ہم ان کو ان کے کفر (و انکار) کی وجہ سے عذاب شدید (کے مزے) چکھائیں گے

(بقیہ فائدہ صفحہ ۳۰۶) شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ قرآن کو پڑھنے والے اور اس کے عامل یہی لوگ اللہ والے ہیں اور اس کے پیارے ہیں۔ اور ایک روایت میں یہ لفظ ہیں اِنَّ لِلّٰهِ اَهْلِيْنَ مِنَ النَّاسِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هُمْ قَالَ هُمْ اَهْلُ الْقُرْاٰنِ اَهْلُ اللّٰهِ وَخَاصَّتُهٗ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں سے بعض اللہ والے اور اللہ کے پیارے ہوتے ہیں۔ پوچھا گیا حضورؐ! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن والے یعنی قرآن سیکھنے سکھانے والے اور عمل کرنے والے ہیں۔ ترمذی جلد دوم صفحہ ۱۲۸ میں ہے جس نے قرآن کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے دس نیکیاں لکھی گئیں اور میں یہ نہیں کہتا الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف لام ایک حرف میم ایک حرف ہے گویا اتنا ہی پڑھنے سے تیس نیکیاں لکھی گئیں۔ اور ابن ماجہ صفحہ ۲۰ میں یہ حدیث ہے لَاَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ اٰيَةً مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ تُصَلِّيَ مِائَةَ رَكْعَةٍ وَلَاَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ بَابًا مِّنَ الْعِلْمِ عُمِلَ بِهٖ اَوْ لَمْ يُعْمَلْ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ تُصَلِّيَ اَلْفَ رَكْعَةٍ یعنی قرآن مجید کی ایک آیت کا سیکھ لینا ایک سو رکعت نفل پڑھنے سے زیادہ ثواب رکھتا ہے اور ایک مسئلہ سیکھ لینا ایک ہزار رکعت نفل سے افضل ہے۔ قرآن و حدیث پڑھنے پڑھانے اور عمل کرنے کا بیان صفحہ ۸، ۹۱ و ۱۵۶ میں بھی لکھا گیا ہے۔

ف۳ فی زمانہ بہت سے نام نہاد مسلمان مشرکین کی تقلید میں بزرگوں کے نام کی نیاز کرتے ہیں نذریں چڑھاتے ہیں پھر طرہ یہ کہ جس کیلئے چاہیں ان کا کھانا حلال کر لیتے ہیں اور کسی کے لئے حرام یہ سب شیطان کا اغوا ہے۔ شریعت میں ایسی باتوں کی کوئی دلیل اور اصل نہیں۔ معلوم ہوا اپنی رائے سے کسی چیز کو حلال و حرام کہنا درست نہیں۔ یوم کے لفظ سے قیامت کا ذکر سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۸ و سورۂ قصص رکوع ۷۔ سورۂ نحل رکوع ۱۲۔ سورۂ روم رکوع ۲ و ۶۔ سورۂ شعراء رکوع ۵۔ سورۂ جاثیہ رکوع ۴۔ سورۂ ہود رکوع ۸۔ سورۂ دخان رکوع ۲ وغیرہ میں موجود ہے۔ یاد رکھیں نافرمانوں کو جو سزا ملنے والی ہے وہ ٹل نہیں سکتی۔ خدا اپنے فضل سے دنیا میں کچھ مہلت دیتا ہے بہت سی تقصیرات سے درگذر کرتا ہے لیکن بہت لوگ نرمی اور مہلت کو دیکھ کر بجائے سنبھلنے اور شکر گذاری کرنے کے اور زیادہ دلیر اور بے خوف ہو جاتے ہیں فقط۔

ف۴ معلوم ہوا اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر رہ کر دنیا کی رتی رتی سب چیزوں کو دیکھ رہا ہے اور اس طرح ہر شخص کے ہر کام ہر چال کو جانتا جب کلیات کا اس کو علم ہے تو کیا جزئیات کا علم نہیں اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝ بس کلی و جزئی سب مخلوقات سے باخبر ہے فقط۔

ف۵ مشکوٰۃ شریف باب الحب فی اللہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ لَاُنَاسًا مَّا هُمْ بِاَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِمَكَانِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُخْبِرُنَا مَنْ هُمْ قَالَ هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللّٰهِ عَلٰى غَيْرِ اَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ وَلَا اَمْوَالٍ يَّتَعَاطَوْنَهَا فَوَاللّٰهِ اِنَّ وُجُوْهَهُمْ لَنُوْرٌ وَّاِنَّهُمْ لَعَلٰى نُوْرٍ لَا يَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا يَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنَ النَّاسُ وَقَرَاَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَرَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْ اَبِيْ مَالِكٍ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ مَعَ زَوَائِدَ وَكَذَا فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ یعنی اللہ کے ولی وہی لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔ یہ تفسیر اولیاء اللہ کی اللہ تعالیٰ نے خود فرمائی ہے۔ اب کسی شخص کی تفسیر کی کچھ حاجت باقی نہ رہی۔ معلوم ہوا کہ جو شخص متقی ہے وہ اللہ کا ولی ہے اس کو نہ آخرت میں کچھ ڈر ہے اور نہ دنیا کے کسی کام پر رنج کرے اور جو فقیر اور پیر اور شیخ متقی نہ ہو ولی بھی نہیں ہے (ابن کثیر) جس بندہ میں ایمان و تقویٰ پیدا ہو گیا یقیناً وہ خدا کا ولی ہے۔ نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَعُمُدًا مِّنْ يَاقُوْتٍ عَلَيْهَا غُرَفٌ مِّنْ زَبَرْجَدٍ لَهَا اَبْوَابٌ مُّفَتَّحَةٌ تُضِيْءُ كَمَا يُضِيْءُ الْكَوْكَبُ الدُّرِّيُّ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ يَّسْكُنُهَا قَالَ الْمُتَحَابُّوْنَ فِي اللّٰهِ وَالْمُتَجَالِسُوْنَ فِي اللّٰهِ وَالْمُتَلَاقُوْنَ فِي اللّٰهِ یعنی میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں یاقوت کے ستون ہیں جن کے اوپر زبرجد کے بالا خانے بنائے گئے ہیں۔ ان بالا خانوں کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ یہ بالا خانے اور انکے دروازے روشن ہیں اور اس طرح چمکتے ہیں جس طرح روشن ستارے چمکتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ ان میں کون رہے گا؟ فرمایا وہ جو خدا کیلئے محبت کرتے ہیں، خدا کیلئے باہم بیٹھ کر ذکر الٰہی کرتے ہیں اور اللہ کی خوشنودی کیلئے ملاقات کرتے ہیں۔ ولی کیلئے کشف و کرامات کا ہونا بطور شرط کے نہیں ہے۔ ان کیلئے تو دنیا میں ایمان و تقویٰ کی نعمت ہی ایک لازوال نعمت ہے پس صاف ظاہر ہے کہ آجکل کے بیشتر ننگ دھڑنگ خاک آلودہ، شرابی، نشہ باز، مشرک، بدعتی، قبروں کے پجاری ہرگز اولیاء اللہ نہیں بلکہ یہ وہ ہیں جن کے متعلق مولانا روم فرما گئے ۝

کار شیطان می کند نامش ولی
گر ولی این است لعنت بر ولی

(فوائد صفحہ ھذا) ف۱ ترمذی جلد دوم صفحہ ۱۳۸ ابواب التفسیر میں ہے عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ مِصْرَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا الدَّرْدَاۗءِ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا قَالَ مَا سَاَلَنِيْ عَنْهَا اَحَدٌ مُّنْذُ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فَقَالَ مَا سَاَلَنِيْ عَنْهَا اَحَدٌ غَيْرُكَ مُنْذُ اُنْزِلَتْ (باقی فائدہ بر صفحہ ۳۰۸)

حل لغات۔

يَكْفُرُونَ ۞ ٧٠ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يٰقَوْمِ إِنْ

کفر کرتے ولا اور پڑھ اوپر ان کے خبر نوح کی جس وقت کہا واسطے قوم اپنی کے اے قوم میری

کرتے تھے اور اے پیغمبر! ان کو نوح کے حالات سنا جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم!

كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِىْ وَتَذْكِيْرِىْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ

اگر ہے دشوار اوپر تمہارے رہنا میرا اور نصیحت کرنی میری ساتھ نشانیوں اللہ کے پس اوپر اللہ

اگر میرا تم میں رہنا اور تم کو خدا کے احکام یاد دلانا ناگوار گزرتا ہے تو (یاد رہے کہ) میں تو اللہ ہی پر

تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ

کے توکل کیا میں نے پس مقرر کرو تم کام اپنے کو اور جمع کرو شریکوں اپنے کو پھر نہ ہوے کام تمہارا اوپر

بھروسہ رکھتا ہوں تم اپنی بات جمع کرو اپنے شرکاء کو بھی اکٹھا کر لو پھر تمہاری یہ بات تم پر کسی طرح مخفی نہ رہے

عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَىَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ۞ ٧١ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا

تمہارے چھپا ہوا پھر عمل کر ڈالو اس کام کو طرف میری اور مت ڈھیل دو مجھ کو پس اگر پھر جاؤ تم پس

اور پھر میرے ساتھ جو کچھ کرنا ہو کر گزرو اور مجھے کوئی مہلت نہ دو پھر اگر تم نے (میری نصیحت سے)

سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ

نہیں مانگا میں نے تم سے مزدوری نہیں ہے مزدوری میری مگر اوپر اللہ کے اور حکم کیا گیا ہوں میں یہ کہ ہوں میں

منہ موڑ لیا تو (کچھ پروا نہیں) میں نے تم سے کوئی معاوضہ تو طلب نہیں کیا میرا معاوضہ تو اللہ کے ذمے ہے اور مجھے

مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۞ ٧٢ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِى الْفُلْكِ وَ

فرمانبردار داروں سے وقف پس جھٹلایا اسکو پس نجات دی ہم نے اسکو اور ان کو جو ساتھ اس کے تھے بیچ کشتی کے اور

حکم ہوا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں رہوں سو انہوں نے اس کو جھٹلایا پھر ہم نے اس کو اور جو کوئی کشتی میں اسکے ساتھ تھے

جَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ

کیا ہم نے ان کو جانشین اور ڈبو دیا ہم نے ان لوگوں کو کہ جھٹلاتے تھے نشانیوں ہماری کو پس دیکھ کیونکر

اور انکو (ان لوگوں کا) جانشین بنا دیا اور جن لوگوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا تھا انکو غرق کر دیا سو دیکھو ان لوگوں کا کیا انجام ہوا

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ۞ ٧٣ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ

ہوئی عاقبت ڈرائے گیوں کی وقف پھر بھیجے ہم نے پیچھے اس سے پیغمبر طرف قوم ان کی کے

جو ڈرائے جا چکے تھے۔ پھر اس کے بعد ہم نے کئی پیغمبر اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے سو

فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۭ

پس آئے ان کے پاس ساتھ دلیلوں ظاہر کے پس نہ تھے کہ ایمان لاویں ساتھ اس چیز کے کہ جھٹلایا تھا اسکو پہلے اس سے

وہ ان کے پاس روشن دلائل لے کر آئے سو وہ جن باتوں کی تکذیب پہلے کر چکے تھے۔ اب وہ ان کو ماننے والے

كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ۞ ٧٤ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ

اسی طرح مہر کرتے ہیں ہم اوپر دلوں حد سے نکل جانیوالوں کے وقف پھر بھیجا ہم نے پیچھے ان سے

نہ تھے اسی طرح ہم زیادتی کرنے والوں کے دلوں پر مہر کر دیتے ہیں پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو

مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا

موسیٰ اور ہارون کو طرف فرعون کی اور سرداروں اسکے کی ساتھ نشانیوں اپنی کے پس تکبر کیا انہوں نے اور تھے وہ

فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف اپنی نشانیاں دیکر بھیجا تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ

منزل ٣

لہ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ اِذْ قَالَ الخ اذ قال معمول ہے نبا کا یا بدل اشتمال اور لقومہ کا لام تبلیغ کے لئے۔ لہ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ۔ كَبُرَ صیغہ ماضی واحد مذکر غائب باب کرم اسکا استعمال دو طرح پر ہوتا ہے کبھی تو عمر کے بڑے ہونے میں بولا کرتے ہیں كَبُرَ يَكْبُرُ اى طعن فى السن اور کبھی کسی امر کے شاق و ناگوار ہونے میں بولا کرتے ہیں کبر الامر والشیٔ اذا عظم وشق۔ یہاں کبر معنی میں ہے ثقل وشق کے۔ سے مَقَامِیْ۔ مقام مصدر میمی ہے معنی میں اقامۃ کے کہا جاتا ہے اقام بین اظہرہم مقاماً واقامۃ۔ یہاں مقام سے مراد ہے نوح علیہ السلام کا اپنی قوم میں ٹھہرا رہنا۔ سے فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ جزا ہے ان کان کبر کی اور ہو سکتا ہے کہ جزا تو ہو فاجمعوا امرکم اور یہ جملہ کلام معترضہ شرط و جزاء کے درمیان میں واقع ہوا ہو جیسے بولا کرتے ہیں ان کنت انکرت علی شیئا فانہ حسبی فاعمل ما ترید۔ شہ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ اجماع کے اصل معنے ہیں کسی چیز کو متفرق ہونے کے بعد جمع کرنا بولا کرتے ہیں اجمع امرہ ای جعلہ جمیعا بعد ما کان متفرقا اور اسی سے ہے و ما کنت لدیہم اذ اجمعوا امرہم لیکن بعد کو اس

بقیہ فائدہ صفحہ ۳۰۷) ہِیَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ
اَوْ تُرٰی لَہٗ یعنی ترمذی صفحہ ۴۲ کتاب التفسیر میں ہے کہ ابوالدرداء
رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تفسیر لَهُمُ الْبُشْرٰی
میں فرمایا ہے کہ مراد اس سے رویار صالحہ ہے جسکو کوئی مسلمان
دیکھے (اچھے خواب) یا مسلمان کیلئے دیکھی جاوے۔ اور فرمایا
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بعض بندگانِ خدا اتنے مرتبے والے
ہیں کہ نہ وہ نبی ہیں نہ شہید لیکن قیامت کے دن انبیار و شہداء
انکے مرتبے کو دیکھ کر رشک کریں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے انکے
اوصاف و عمل معلوم کئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ وہ لوگ
ہیں جو متفرق طور سے رہتے ہیں۔ ان کا آپس میں نہ رشتہ، قرابت
قومیت قبیلہ ہے اور نہ لین دین دنیاوی ہے، صرف اللہ کی
رضامندی کے لئے کہ یہ ایماندار خدا و رسول کا تابع اور شریعت اسلام
کا پابند ہے آپس میں محبت رکھتے ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے
دن ان کے چہرے نورانی کردے گا انکو موتیوں کے منبر بٹھائیگا
قیامت کے خوف اور گھبراہٹ میں نہ ہونگے جب کہ دیگر لوگ خوف، غم
گھبراہٹ سے محفوظ نہ ہوں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ
آیت تلاوت فرمائی اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُوْنَ ۝ مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۷ میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ فرمائیگا
يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِيْ اَلْيَوْمَ اُظِلُّهُمْ
فِيْ ظِلِّيْ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّيْ (مسلم) کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو صرف
میرے لئے آپس میں محبت رکھتے تھے آج میں انکو اپنی رحمت کے
سایہ میں جگہ دوں گا جب کہ آج وہ دن ہے کہ میرے سایہ کے سوا
اور کوئی سایہ نہیں ہے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا ہے
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجَبَتْ مَحَبَّتِيْ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ
وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ یعنی اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میری محبت واجب ہوگئی
انکے واسطے جو آپس میں میرے لئے محبت رکھتے ہیں، آپس میں ملکر بیٹھتے
ہیں اور ملاقات کرتے ہیں اور مال خرچتے ہیں تو میری رضاء کے لئے

(مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۷) متقیوں کا بیان صفحہ ۷۵ میں بھی ہے
ف۲ اوپر سے اعدار مکذبین کا ذکر چلا آرہا تھا۔ انکے مقابل دوستون
کا تذکرہ فرماکر ساتھ ہی دارین میں محفوظ رہنے کی بشارت سُنائی
اسی سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جاتی ہے کہ آپ
ان مشرکین کی بات پر غمگین نہ ہوجیے، اللہ تعالیٰ سے ان پر مدد
مانگئے اور اللہ ہی پر بھروسہ رکھئے کیونکہ ساری عزت اللہ تعالیٰ ہی
کو ہے۔ وہ ان کی باتوں کو سنتا ہے اور انکے حالات کا جاننے والا
ہے (ابن کثیر۔ ف۳ ساری مخلوق آسمان و زمیں اللہ تعالیٰ ہی کی ملک
ہے۔ منجملہ انہی مخلوق کے ایک یہ مشرک ہیں۔ سو جب یہ لوگ اللہ کے
ملک میں ٹھیرے تو اب جس طرح چاہے تصرف کرے پھر فرمایا یعنی یہ
پیروی نہیں کرتے شرکار کی بلکہ اپنے گمان کے پیرو ہیں۔ یہ شرکار صرف
نام کے شریک ہیں حقیقت میں کوئی اللہ کا شریک نہیں ہے۔ یہ اپنے
معبودات کو شرکار کہا کریں لیکن نفس الامر میں یہ شرکت محال ہے
لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا اور یہ گمان ان کا کہ وہ ان کی
شفاعت اللہ کے پاس کریں گے بجز خیال بے اصل ہے۔ خرص کہتے
ہیں تخمین کو۔ استعمال اس لفظ کا کذب پر آتا ہے گویا اندازہ کرنا شرکار
کو ایک اندازہ جھوٹ اور باطل ہے (فتح البیان)
فوائد صفحہ ہٰذا۔ ف۱ ذکر کذب کا ہمراہ افترار کے
واسطے تاکید کے ہے۔ ایسا قرآن میں بہت مذکور ہے۔ مطلب یہ
ہوا کہ یہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر دروغ باندھتے ہیں کبھی کسی مطلب
کے ساتھ فائز نہ ہوں گے۔ دنیا فانی میں جو تھوڑا سا فائدہ
اٹھاتے ہیں وہ ان کیلئے استدراج ہے اور اس کے بعد موت آئے
گی اور اللہ کی طرف پھیرے جائیں گے اور عذاب ابدی میں گرفتار
ہوں گے (فتح) ف۲ قرآن کا عام اسلوب خطاب یہ ہے کہ پہلے وحدانی
دلائل بیان کرتا ہے پھر واقعات وایام کے شواہد سے استدلال
کرتا ہے۔ یہاں حضرت نوح علیہ السلام کی سرگذشت کا ذکر ہے
وہ یہ کہ نوح علیہ السلام کو (باقی صفحہ آئندہ پر)

کے معنے کسی کام پر عزم کرنے اور سامان تیار کرنے کے ہوگئے کیونکہ جو شخص کسی کام کا قصد کرتا ہے وہ گویا اپنی ہمت کو جمع کرلیتا ہے۔ فرار کہتا ہے ؎
یالیت شعری والمنی لاینفع ÷ ہل اغدون یوما وامری مجمع ÷ پھر اس کا صلہ اگرچہ علی کے ساتھ آتا ہے بولا کرتے ہیں اجمعت علی الامر ای عزمت علیہ
لیکن اصل یہی ہے کہ بغیر واسطہ علی مفعول کی طرف متعدی ہو جیسا کہ فاجمعوا امرکم ہیں۔ وشرکاءکم کا واؤ معنے میں ہے مع کے اور اسی وجہ سے شرکار کو
نصب ہے۔ والمعنی فاجمعوا امرکم مع شرکائکم۔ اہل محاورہ بولا کرتے ہیں لو ترکت الناقۃ وفصیلہا لرضعہا ولو خلیت نفسک والاسد لاکلک۔
لہ عَلَيْكُمْ غُمَّةً۔ غمہ معنے میں ہے مبہم اور مستور کے مشتق غمہ اذا سترہ سے بولا کرتے ہیں غم علینا الہلال فہو مغموم اذا التبس وستر طرفہ۔ کہتا ہے ؎
لعمری ما امری علی بغمۃ ÷ نہاری ولا لیلی علی بسرمد۔

مُّجْرِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا

لوگ قوم گنہگار رف پس جب آیا ان کے پاس حق نزدیک ہمارے سے کہا انہوں نے تحقیق یہ البتہ

لوگ مجرم تھے پس جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آگیا (تو) انہوں نے کہا یہ تو

لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۶﴾ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ

جادو ہے ظاہر وقف کہا موسیٰ نے کیا کہتے ہو تم واسطے حق کے جب آیا تمہارے پاس کیا جادو

صریح جادو ہے موسیٰ نے کہا کہ کیا تم حق کے بارے میں یہ کہتے ہو جب کہ وہ تمہارے پاس آیا؟ کیا یہ جادو ہے؟

وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ

ہے یہ اور نہیں چھٹکارا پاتے جادوگر کہا انہوں نے کیا آیا ہے تو ہمارے پاس تو کہ پھیر دے ہم کو اس چیز سے کہ

حالانکہ جادوگر کبھی فلاح نہیں پاتے انہوں نے کہا کہ کیا تو ہمیں اس طریقہ سے ہٹا دینا چاہتا ہے جس پر ہم نے اپنے

اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۸﴾

پایا ہے ہم نے اوپر اس کے باپوں اپنوں کو اور ہووے واسطے تمہارے بڑائی بیچ زمین کے اور نہیں ہم واسطے تمہارے ایمان لانے والے

بڑوں کو پایا اور (چاہتا ہے کہ) تم دونوں (بھائیوں) کی سرداری اس ملک میں ہو جائے اور ہم تو تم دونوں پر ایمان لانے والے ہیں نہیں

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ

اور کہا فرعون نے لے آؤ میرے پاس ہر جادوگر دانا کو پس جب آئے جادوگر کہا

اور فرعون نے حکم دیا کہ تمام کامل فن جادوگروں کو میرے پاس لے آؤ پھر جب جادوگر آگئے تو موسیٰ نے ان سے

لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا

واسطے ان کے موسیٰ نے ڈالو جو کچھ ہو تم ڈالنے والے پس جب ڈالا انہوں نے کہا موسیٰ نے جو

کہا کہ جو کچھ تم ڈالنا ہو ڈالو۔ پھر جب انہوں نے (اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو)

جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ

لائے ہو تم جادو ہے تحقیق اللہ شتاب باطل کرتا ہے اسکو تحقیق اللہ نہیں سنوارتا کام

ڈالا (تو) موسیٰ نے کہا۔ تم جو کچھ لائے ہو جادو ہے یاد رکھو اللہ بہت جلد اسے نیست و نابود کر ڈالے گا۔ بلاشبہ اللہ شریروں

الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸۲﴾

مفسدوں کا اور ثابت کریگا اللہ حق کو ساتھ باتوں اپنی کے اور اگرچہ ناخوش رکھیں گنہگار لوگ

کے اعمال کو بننے نہیں دیتا اور اللہ اپنے حکم سے سچ کو سچ کر دکھاتا ہے۔ اگرچہ مجرم لوگ برا جانیں۔

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰي خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ

پس نہ ایمان لائے واسطے موسیٰ کے مگر اولاد قوم اس کی کی اوپر ڈر کے فرعون سے

پس فرعون اور اس کے سرداروں کے خوف سے موسیٰ کی اپنی قوم کے چند افراد کے سوا کوئی بھی موسیٰ پر ایمان

وَمَلَا۟ىِٕهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ

اور سرداروں انکے سے اس سے کہ عذاب کرے انکو اور تحقیق فرعون البتہ چڑھا ہوا ہے بیچ زمین کے اور تحقیق

نہ لایا۔ کہ کہیں وہ ان کو مصیبت میں نہ ڈال دے اور بلاشبہ فرعون اس ملک میں بڑا سرکش تھا۔ اور وہ بے شک

لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ

وہ البتہ بے باکوں سے ہے وف اور کہا موسیٰ نے اے قوم میری اگر ہو تم ایمان لائے ساتھ اللہ کے

حد سے بڑھا ہوا تھا اور موسیٰ نے کہا کہ اے میری قوم! اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اسی پر

ع ۸ ۱۲ ۱۳

حل لغات۔
لہ لِتَلْفِتَنَا۔ لفت اور فتل دونوں کے اصلی معنی ہیں موڑنے کے بولا کرتے ہیں لفت عنقہ اوالتواھا اور اسی سے ہے التفات کہا جاتا ہے التفت الیہ ای امال وجہہ الیہ پھر لفت میں لفت کہنے لگے کسی کام سے پھیر دینے اور برگشتہ کر دینے کو۔
کہ وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَاۗءُ۔ کبریاء معنی میں ہے تکبر یا ملک کے والمعنی ویکون لکما الملک والعز فی ارض مصر۔ ملک کو کبریا کہنے کی وجہ یہ ہے کہ آدمی کو دنیاوی چیزوں میں جو چیز مطلوب ہوتی ہے ان سب میں بڑی چیز یہی ملک و عزت ہے۔
سہ مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ۔ ما موصولہ بمعنی الذی جئتم بہ صلہ دونوں مل کر مبتدا السحر خبر۔
عہ عَلٰي خَوْفٍ متعلق ہے ایک محذوف کے اور خوف کی تنوین تعظیم کے لئے والمعنی کائنین علی خوف عظیم۔ شہ مِنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهِمْ۔ ملائہم کی ضمیر راجع ہے فرعون کی طرف اور وہ اگرچہ واحد ہے اور مرجع وضمیر میں تطابق شرط لیکن کبھی واحد لفظ جمع سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے تعظیما قال تعالیٰ انا نحن نزلنا الذکر یا یوں کہو

(بقیہ صفحہ گذشتہ) پروردگار عالم پر ایسا کامل بھروسا تھا کہ اپنی
سے ذرا بھی نہ ڈرے علانیہ انکو دشمنی وایذا رسانی کی اجازت دیدی
حق کہنے سے نہ چوکے۔ اسی طرح حق گو کو چاہیئے کہ لوگوں کے ڈر
حق مسئلہ نہ چھپائے، احسن طریق سے حق کہنے سے نہ چوکے۔
حق کہنے سے چڑیں تو چڑنے دے بدکیں تو بدکنے دے۔ ایذا
جائیں بدنام کریں کچھ پرواہ نہ کرے کتمانِ حق کر کے خدا کا مجرم
نہ اپنے روٹی ٹکڑے وظیفہ تنخواہ کے بند ہونے کا خیال نہ کرے
پر بھروسا رکھے فقط۔
یعنی اگر تم پشت پھیرتے ہو میری نصیحت سے تو میں نے تم سے
کا بدلا اور مزدوری نہیں مانگی جو تم بھاگو، میرا اجر اللہ ہی پر ہے
کو حکم ہے کہ میں مسلمانوں سے ہو جاؤں سو میں اس کے حکم
بجا آوری میں ہوں ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اسلام سارے
انبیاء کا دین ہے از اول تا آخر اگرچہ احکام مختلف ہیں (ابن کثیر و جلالین)
یعنی اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو اور مؤمنوں کو نجات دی اور
ان کو زمین کا خلیفہ کیا اور مکذبین کو طوفان میں غرق کر دیا۔ تم اے محمد
صلی اللہ علیہ وسلم ذرا نگاہ کرو کہ انجام ان لوگوں کا جن کو نوح علیہ
السلام نے ڈرایا تھا کیا ہوا؟ (ابن کثیر)
ف۵ یعنی اللہ تعالیٰ نے بعد نوح علیہ السلام کے بہت رسول بھیجے
اور وہ رسل اپنے صدق پر معجزات اور دلائل لیکر آئے لیکن ان قوموں
نے نہ مانا، اسی ہٹ پر جمے رہے یعنی رسولوں کے آنے سے پہلے
جن کی عادت تکذیب حق کی تھی، جب رُسل آئے تو پھر بھی اسی عادت پر
جمے رہے اور یا یہ معنیٰ ہے کہ پہلوں نے جب جھٹلایا تو پچھلے بھی اُنہی کی
چال پر چلے سو جس طرح اللہ تعالیٰ نے اگلے مکذبین کے دلوں پر مُہر
لگادی تھی اسی طرح ان پچھلوں کے دلوں پر بھی مُہر لگادی۔ یہ بھی
جب تک عذاب کو نہ دیکھ لیں گے ہرگز ایمان نہ لائینگے (ابن کثیر و جامع)

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ استکبار رکھتے ہیں ادعاء کبر کو بغیر استحقاق کے۔ یہ قوم بڑی گنہگار
تھی اسی سبب سے اس نے حق کے رد کرنے پر جرأت کی کیونکہ گناہ
درمیان عاصی اور ادراکِ حق کے حائل ہوتے ہیں اور دل کی
آنکھوں کو حق کے دیکھنے سے روگرداں بناتے ہیں (فتح البیان) نبی علیہ

الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ
مُتَضَعَّفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ
جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۵) یعنی میں بتاؤں تم کو جنت والے
کون لوگ ہیں؟ وہ وہ ارکانِ اسلام کے پابند لوگ ہیں جو دنیا میں
اکثر غریب غرباء کم قدر ہیں اور اللہ کے نزدیک ایسے ہیں کہ اگر کسی بات
پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ اسکو پورا ہی کر دیتا ہے۔ اور تم کو دوزخی
بھی بتاؤں وہ جو دنیا میں اکثر بڑے سامان والے اور بے رحم اور
مغرور ہیں۔ (متکبرین کی مذمت کا بیان صفحہ ۱۹۹ وصفحہ ۲۳۱ میں
بھی ہے) ف۲ انھوں نے معجزات کو دیکھ کر یہ کہا یہ تو ایک جادو
ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس بہتان کے جواب میں تین جملے فرمائے۔
ایک یہ کہ جب تمہارے پاس حق آیا تو تم کہتے ہو یہ جادو ہے، یہ بات
نہ کہو۔ دوسری یہ کہ تم اسکو سحر مبین بتاتے ہو حالانکہ تم کو یہ ماننا
چاہیئے تھا یہ کہ سحر سے بہت دُور ہے۔ تیسری یہ کہ ساحر فلاح مند
نہیں ہوتا ہے ایک دایک دن اس کی قلعی کھل جاتی ہے۔ قوم نے
اس کے جواب میں کہا کہ تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ جس راہ
پر ہم نے آباء و اجداد کو پایا ہے اس راہ سے بے راہ کر دے۔ اس
سے معلوم ہوا کہ وہ دلیل سے عاجز ہو گئے اور کوئی جواب باصواب
موسیٰ علیہ السلام کو نہ دیا۔ افسوس اس تقلید آبائی کی بیماری نے امت
مسلمہ کو بھی مرکز اسلام سے ہٹا دیا اور ان کی متحدہ قوت متفرق ٹولیوں
میں تقسیم ہو کر رہ گئی اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (فتح البیان وغیرہ)
ف۳ ہر زمانہ میں ایسا ہی ہوا کہ سچوں کے مقابلہ میں بُرے اُٹھ کھڑے
ہوئے لیکن اللہ نے سچ کو سچ ہی رکھا اور جھوٹ کو ملیامیٹ کر دیا
اس کا نام تک باقی نہ رہا۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں متمرد
فرعون تھا غرق ہوا عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف یہودی اور حضرت
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اسود عنسی و مسیلمہ کذاب سب
غارت ہوئے۔ آیت مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ سے
وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ تک میں اللہ تعالیٰ نے یہ تاثیر رکھی ہے
کہ اگر صدق دل سے کسی جادوگر کے سامنے اس وقت پڑھی جائے
جب وہ جادو کر رہا ہو تو اسکا جادو نہ چل سکیگا انشاء اللہ (حمیدی)
ف۴ اس آیت میں کلمات سے (باقی فائدہ برصفحہ ۳۱۰)

کہ فرعون سے مراد ہے آلِ فرعون۔ ؎ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ۔ یہ معمول ہے خوف کا اور اگرچہ خوف مصدر نکرہ ہے لیکن مصدر نکرہ کا عامل ہونا
کلام عرب میں بکثرت شائع ہے قال تعالیٰ او اطعام فی یوم ذی مسغبۃ یتیماً۔ یا بدل اشتمال ہے یا مفعول لہ بحذف لام۔

فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ

پس اوپر اسی کے توکل کرو تم اگر ہو تم فرمانبردار ف پس کہا انہوں نے اوپر اللہ کے توکل کیا ہم نے

بھروسہ رکھو۔ اگر تم ہو فرمانبردار انہوں نے کہا ہم تو اسی پر بھروسہ رکھتے

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ

اے رب ہمارے مت کر ہم کو فتنہ واسطے قوم ظالموں کے اور نجات دے ہم کو ساتھ رحمت اپنی کے

رکھتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہمیں ظالم لوگوں کا فتنہ نہ بنا دینا اور اپنی رحمت سے ہمیں کافروں کی

الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا

قوم کافروں سے ف اور وحی بھیجی ہم نے طرف موسیٰ کے اور بھائی اس کے کے یہ کہ بناؤ واسطے قوم

گروہ سے بچا لے۔ اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کی طرف وحی کی کہ تم دونوں اپنی قوم کے لئے

بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ

اپنی کے بیچ مصر کے گھر اور کرو گھروں اپنے کو قبلہ یعنی مسجدیں بناؤ اور قائم رکھو نماز کو اور بشارت دے

مصر میں گھر بناؤ اور اپنے ان گھروں کو قبلہ رو رکھو اور ان میں نماز قائم کرو اور مومنوں کو اس کی

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ

ایمان والوں کو ف اور کہا موسیٰ نے اے رب ہمارے تحقیق تو نے دیا ہے فرعون کو اور سرداروں

بشارت دو اور موسیٰ نے کہا اے ہمارے رب! تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی

زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا

اس کے کو آرائش اور مال بیچ زندگانی دنیا کے اے رب ہمارے تو کہ گمراہ کریں راہ تیری سے اے رب

میں اسباب زینت اور مال و منال دے رکھا ہے اے ہمارے رب اسلئے کہ وہ تیری راہ سے لوگوں کو گمراہ کریں اے ہمارے پروردگار

اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا

ہمارے مٹا ڈال اوپر مالوں ان کے کے اور سختی ڈال اوپر دلوں ان کے کے پس نہ ایمان لاویں یہاں تک کہ دیکھیں

دلوں کو سخت کر دے کہ ایمان نہ لائیں۔ جب تک کہ درد ناک عذاب نہ

الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ

عذاب درد دینے والا ف کہا تحقیق قبول کی گئی دعا تمہاری پس مستقیم رہو اور ہرگز مت پیروی

دیکھ لیں۔ ارشاد ہوا کہ تمہاری دعا منظور کر لی گئی۔ پس تم ثابت قدم رہنا اور

سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَجٰوَزْنَا بِبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ

کیجیو راہ ان لوگوں کی کہ نہیں جانتے ف اور پار اتارا ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پس پیچھا

ان لوگوں کی راہ نہ چلنا جن کو علم نہیں اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا پھر

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ

کیا ان کا فرعون نے اور لشکر اس کے نے سرکشی اور تعدی سے یہاں تک کہ جب پایا اس کو غرق نے

فرعون اور اس کا لشکر بھی از راہ عداوت و سرکشی ان کے پیچھے ہو لیا حتیٰ کہ فرعون غرق ہونے لگا تو اس نے کہا کہ میں ایمان

قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِىْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا

کہا کہ ایمان لایا میں یہ کہ نہیں کوئی معبود مگر وہ جو ایمان لائے ہیں ساتھ اس کے بنی اسرائیل اور میں

لاتا ہوں اس معبود حقیقی کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور

حل لغات۔

لہ وَجٰوَزْنَا بِبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ۔ مجازاۃ کہتے ہیں کسی جگہ سے عبور کرنے اور اسے پیچھے چھوڑنے کو بولا کرتے ہیں جاوز المکان اذا خلفہ۔ بنی میں بے تعدیہ کی ہے ای جعلناہم مجاوزین البحر۔ لہ فَاَتْبَعَهُمْ۔ اتباع کہتے ہیں کسی چیز کے پا لینے کو بولا کرتے ہیں تبعتہ حتی اتبعتہ اذا کان سبقک فلحقتہ۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ٣٠٩) مراد کتب منزل علی انبیاء ہیں۔ ان میں وعدۂ صادق تھا موسٰی علیہ السلام کے ساتھ کہ تم ہی غالب رہو گے یا مراد قضاء و قدر ہے (فتح)

ف۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قوم فرعون سے ایمان لانے والے صرف چند مرد و زن تھے یعنی فرعون کی عورت آسیہ علیہا السلام اور ایک مؤمن آل فرعون میں سے تھا اور ایک اس کا خازن اور ایک عورت خازن اور ایک اس کی ماشطہ کہا گیا ہے کہ کچھ اور بھی نوجوان تھے جنھوں نے فرعون سے ڈرتے ڈرتے دل میں دین موسوی کو قبول کر لیا تھا (ابن جریر) اور یہی کہا کہ قومہ کی ضمیر موسٰی علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے کیونکہ وہ قریب مذکور ہیں (ابن کثیر)

فوائد صفحہ ہذا

ف۱ موسٰی علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے یہ فرمایا کہ گھبرانے اور خوف کھانے کی ضرورت نہیں اگر تم ایماندار ہو تو اللہ تعالٰی پر توکل کرو۔ دیکھو ایک فرمانبردار مؤمن کا کام اپنے مالک کی طاقت پر بھروسہ کرنا ہے۔ پس جسے خدا کی لامحدود قدرت، طاقت، رحمت پر یقین ہوگا وہ یقیناً ہر معاملہ میں خدا پر اعتماد کرے گا اور اس اعتماد کا اظہار جب ہی ہو سکتا ہے کہ بندہ اپنے کو کلیۃً خدا کے سپرد کر دے اس کے حکم پر چلے اور تمام جد و جہد میں صرف اسی پر نظر رکھے۔ یاد رہے جو قوی الایمان ہوتا ہے اسکا اعتماد بھی اللہ تعالٰی پر بہت بڑا ہوتا ہے اور جو ضعیف الایمان ہوتا ہے اسکا بھروسہ بھی ضعیف کمزور ہوتا ہے اور ضعف اعتماد ضعف ایمان پر دلیل ہے۔ مشکوٰۃ صفحہ ٢٢ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ یعنی تم میں کا کوئی مومن نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی خواہش میری شریعت کے تابع نہ ہو جائے گویا جس کام کو جی چاہے فوراً اس کو نہ کرے جب تک کہ شریعت کی اجازت نہ پالے۔ جو اس طرح کرے وہ کامل مومن ہے (ابن کثیر و فتح)

ف۲ موسٰی علیہ السلام کی نصیحت پر انھوں نے اخلاص کا اظہار کیا کہ بیشک ہمارا بھروسہ صرف خدا پر ہے۔ اسی سے دعا کرتے ہیں کہ ان ظالموں کو ہم پر مسلط نہ کر کہ اس طرح ہم پر اپنے زور و طاقت سے ظلم ڈھاتے رہیں یا یہ کہ ہم کو عذاب نہ کر ورنہ یہ ظالم ہماری تکلیف و مصیبت کو دیکھ کر اور زیادہ گمراہ ہو جائیں گے کہ اگر یہ حق پر ہوتے تو ان کو یہ مصیبت کیوں پہنچتی گویا ہماری مصیبت حق کے دشمنوں کے لئے گمراہی اور فتنہ کا باعث بن جائیگی یا رب ان کی غلامی اور محکومی سے ہم کو نجات دے اور دولت آزادی سے مالا مال فرما تاکہ حق پہلے دھڑک عمل کریں فقط۔

ف۳ جامع البیان میں ہے کہ بیوت سے مراد ان کے اپنے گھر ہیں۔ قبلہ سے مراد مسجدیں ہیں۔ پہلے اپنے عبادت خانوں میں نماز پڑھتے تھے اور فرعون ناپاک سے ڈرتے تھے تو حکم ہوا مکانوں میں کوئی جگہ نماز کے لئے رکھو جو قبلہ رو ہو۔ نماز ترک نہ کرو اسی کی برکت سے خدا کی مدد آتی ہے وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ۔ ہجرت سے قبل مکہ میں ایسا ہی حال مسلمانوں کا تھا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ بشارت الٰہی ایمان باللہ پر موقوف ہے اور ایمان کا وجود اقامتِ صلوٰۃ کے ساتھ وابستہ ہے۔ نتیجہ نکلا کہ بغیر اقامتِ صلوٰۃ نہ ایمان ہے نہ بشارت کیونکہ اصل اسلام کی توحید، ایمان، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ فرائض اسلام ہیں۔ موضح میں ہے جب فرعون کا ہلاک ہونا نزدیک پہنچا تب حکم ہوا کہ اپنی قوم ان میں شامل نہ رکھو۔ اپنا محلہ جدا بسا دو کہ آگے ان پر آفتیں پڑتی ہیں۔ یہ قوم آفت پر شریک نہ ہو فقط۔

ف۴ یعنی ان فرعونیوں کو متاع دنیا اور اموال کثیرہ اس حیات فانیہ میں عطا کئے ہیں اور تو جانتا ہے کہ یہ میری رسالت پر ہرگز ایمان لانے والے نہیں۔ یہ تو تیرا ان کے ساتھ استدراج ہے کہ تو نے ان کو باوجود کفر کے یہ ساز و برگ دے رکھا ہے، سو اب تو ان کے اموال خاک میں ملا دے (ابن کثیر) ف۵ یہ دعاء حضرت موسٰی علیہ السلام نے کی اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے جاتے تھے، اللہ تعالٰی نے دونوں کی طرف دعاء کو منسوب کیا یعنی دَعْوَتُکُمَا فرمایا۔ معلوم ہوا کہ دعاء کرنے والا اور آمین کہنے والا دونوں اس دعاء میں شامل ہوتے ہیں۔ یہ دعاء اس وقت کی جب سمجھاتے سمجھاتے مایوس ہو گئے اور معلوم ہو گیا کہ فرعون اور اس کا لشکر ایمان لانے والا نہیں جیسے حضرت نوح علیہ السلام نے بھی آخر مجبور ہو کر اپنی قوم کے لئے بددعاء کی تھی۔ پیغمبروں کی بددعاء بھی بحکم الٰہی و بقضاء ایزدی ہوتی ہے فقط۔

مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۹۰ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۹۱

فرماں برداروں سے ہوں۔ کیا اب ایمان لاتا ہے اور تحقیق نافرمانی کر چکا تو پہلے اس سے اور تھا تو مفسدوں سے

میں فرمانبرداروں کی جماعت میں سے ہوں (جواب دیا گیا) اب ایمان لاتا ہے! اور اس سے قبل (مدت العمر) نافرمانی کرتا رہا اور فساد پھیلاتا رہا

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا

پس آج بچا دیں گے ہم تجھ کو ساتھ بدن تیرے کے تاکہ ہو تو واسطے ان لوگوں کے کہ پیچھے تیرے ہیں نشانی اور تحقیق بہت

سو آج ہم تیرے بدن کو نکال لیں گے تاکہ تو اپنے پیچھے آنے والوں کے لئے (عبرت) کا نشان ہو اور واقعی بہت سے

مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝۹۲ۧ وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ

لوگوں میں سے نشانیوں ہماری سے البتہ غافل ہیں اور البتہ تحقیق جگہ دی ہم نے بنی اسرائیل کو

لوگ ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں اور ہم نے بنی اسرائیل کو بڑی اچھی زمین میں

مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰھُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَاۗءَھُمُ

جگہ دینا راستی کا اور رزق دیا ہم نے ان کو پاکیزہ چیزوں سے پس نہ اختلاف کیا انہوں نے یہاں تک کہ آیا ان کے پاس

جگہ عطا کی اور پاکیزہ اشیاء انہیں کھانے کو دیں انہوں نے (ایک دوسرے سے) اختلاف نہیں کیا یہاں تک کہ ان کے

الْعِلْمُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَھُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ

علم تحقیق پروردگار تیرا فیصلہ کرے گا درمیان ان کے دن قیامت کے بیچ اس چیز کے کہ تھے بیچ اس کے

احکام الٰہی کا علم پہنچ گیا۔ تیرا رب ان کے درمیان بلاشبہ ان باتوں میں جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں قیامت کے دن

يَخْتَلِفُوْنَ ۝۹۳ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْـَٔـلِ الَّذِيْنَ

اختلاف کرتے وہ پس اگر ہو تو بیچ شک کے اس چیز سے کہ نازل کی ہم نے طرف تیری پس سوال کر ان لوگوں

فیصلہ کر دے گا اگر آپ کو ان باتوں میں جو ہم نے آپ پر نازل کی ہیں کسی طرح کا شک ہو تو ان لوگوں سے

يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَاۗءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا

کو پڑھتے ہیں کتاب پہلے تجھ سے تحقیق آیا ہے تیرے پاس حق پروردگار تیرے سے پس

پوچھ لیجئے جو آپ سے پہلے کتاب پڑھتے رہے ہیں یقین رکھئے کہ آپ کے رب کی طرف سے آپ کے پاس حق پہنچ چکا ہے

تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝۹۴ۙ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ

مت ہو شک لانے والوں سے اور مت ہو ان لوگوں سے کہ جھٹلاتے ہیں نشانیوں

آپ ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں اور نہ ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اللہ کی نشانیوں کو جھٹلایا

اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۹۵ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ

اللہ کی کو پس ہو جاوے گا تو ٹوٹا پانے والوں سے تحقیق وہ لوگ کہ ثابت ہو گئی اوپر ان کے بات

ورنہ آپ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے یاد رکھو کہ وہ لوگ جن پر آپ کے رب کا وعدۂ عذاب صادق

رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۹۶ۙ وَلَوْ جَاۗءَتْھُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ

پروردگار تیرے کی نہیں ایمان لاویں گے اور اگر آویں ان کے پاس سب نشانیاں یہاں تک کہ دیکھیں عذاب

آ چکا ہے وہ کبھی ایمان نہیں لائیں گے خواہ ان کے پاس ہر ایک نشانی آ جائے۔ جب تک عذاب الیم نہ

الْاَلِيْمَ ۝۹۷ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ

درد دینے والا پس کیوں نہ ہوئی کوئی بستی کہ ایمان لائی پھر نفع دیا ہو اس کو ایمان اس کے نے مگر قوم

دیکھ لیں۔ بھلا قوم یونس کے سوا کیوں اور کوئی بستی ایسی نہ ہوئی کہ ایمان لے آتی تاکہ اس کا ایمان اس کو نفع دیتا

ع ۹ ۱۰ ۱۴

حل لغات۔
[1] آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ۔ آٰلْـٰٔنَ مفعول قول محذوف کا ای فقیل له الآن الخ اور قد عصیت فعل مقدر کے فاعل سے حال و کنت من المفسدین کا عطف عصیت پر۔
[2] نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ۔ بدنک ننجیک کے کاف خطاب سے حال ای ننجیک ملابسا ببدنک فقط لا مع روحک۔
[3] مُبَوَّاَ صِدْقٍ۔ مُبَوَّاَ مصدر میمی ہے یا ظرف مکان۔ پہلی صورت میں معنی ہونگے بوانا ہم تبوا صدق ای اسکناہم مسکان صدق ای مکانا محمودا۔ اور دوسری صورت میں یہ معنے ہونگے بوانا ہم منزلا صالحا مرضیا۔
[4] فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ۔ شک کے لغوی معنے ہیں ایک چیز کا ایک چیز سے ملنا۔ بولا کرتے ہیں شک الجواہر فی العقد اذا ضم بعضہا الی البعض۔

منزل ۳

وشک الرجل فی السلاح اذا دخل فیہ وضمہ الی نفسہ مگر عرف میں شک کہتے ہیں گمان ضد یقین کو اور یہ اس لئے کہ گمان کرنے والا اس چیز کے ساتھ جو اسکے وہم میں ڈالتی ہے ایک اور چیز کو جو اسکے خلاف ہے ضم کرتا ہے مثلاً جب شک فلان فی الامور بولتے ہیں تو اسکا یہ مطلب ہوا کرتا ہے کہ ★

ف۱ موسیٰ علیہ السلام کئی لاکھ بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکلے۔ فرعون کو خبر ہوئی تو ایک لشکر جرار لے کر تعاقب کیا تاکہ اس کے پنجۂ ظلم سے چھوٹنے نہ پائیں۔ بنی اسرائیل جب بحر قلزم کے کنارے پہنچے تو سخت پریشان ہوئے۔ آگے سمندر پیچھے دشمن کہا اُٹھے اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۝ ہم پائے گئے یعنی اب اے موسیٰ کوئی راہ بچنے کی نہیں نظر آتی قَالَ كَلَّا ۚ إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِيْنِ ۝ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو تسلی دی، ہرگز گھبرانے کی ضرورت نہیں میرے رب کی مدد میرے ساتھ ہے وہ جس طرح چاہے گا ہم کو دشمن سے بھی اور غرق ہونے سے بھی بچائے گا۔ اس کے حکم سے چلے ہیں وہی ہمارا ناصر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو لاٹھی دریا پر مارنے کا حکم دیا چنانچہ سمندر کا پانی ادھر اُدھر کھڑا ہو گیا اور درمیان میں خدا نے بارہ راستے خشک بنا دیئے۔ یہ پار ہوئے، اُدھر فرعون مع لشکر سمندر کے کنارے پہنچ گیا خشک راستہ دیکھ کر سب نے اس میں گھوڑے ڈال دیئے۔ جب ایک ایک کر کے تمام فوج دریا میں پہنچی، پانی کو حکم ہوا کہ مل جائے۔ فوراً پانی کے طبقات مل گئے۔ سب لشکر موجوں کی نذر ہو گیا۔ فرعون نے دیکھا کہ اب میں بھی ڈوبتا ہوں، اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی صداقت کا دل سے قائل اور زبان سے منکر تھا۔ جب دریا کی موجوں میں پھنس گیا اور سکرات موت کا مزہ پانے لگا تو کہنے لگا کہ میں خدائے واحد پر ایمان لاتا ہوں۔ جامع ترمذی کتاب التفسیر میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ جس وقت فرعون نے ڈوبتے وقت یہ کلمے کہے کہ میں ایمان لاتا ہوں میں نے اس اندیشہ سے کہ کہیں اس کی توبہ قبول نہ ہو جائے اس کے منہ میں کیچڑ بھر دی تھی۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ جو حق والوں کو ستاتا ہے فرشتے بھی اس سے دشمنی رکھتے ہیں غرض ظاہری عذاب آجانے کے بعد ایمان سودمند نہیں ہوتا ارشاد الٰہی ہے فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ۚ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (المؤمن رکوع ۹) قبض روح اور معائنہ عذاب کے وقت ایمان لانا "ایمان غرغرہ" کہلاتا ہے۔ تفسیر خازن میں ہے وَالْاِيْمَانُ عِنْدَ مُعَايَنَةِ الْعَذَابِ غَيْرُ نَافِعٍ اسی لئے فرعون کو جواب ملا کہ اب یہ کہتا ہے حالانکہ اب تک شر و فساد پر تلا رہا، ملک بھر میں فساد مچاتا رہا، خود گمراہ ہو کر اوروں کو بھی حق کی تابعداری سے روکتا رہا آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ڈوبتے وقت فرعون نے شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر اپنے ایمان کا اقرار کیا جس پر جبرئیل علیہ السلام نے اس کے منہ میں کیچڑ ٹھونسنی شروع کر دی۔ آخر وہ ہلاک ہو گیا۔ فرعون کا نام کثیر بن زاذان ملعون تھا۔ اس کی موت میں بعض بنی اسرائیل کو شک ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا کہ اس کی لاش کو بلند ٹیلے پر خشکی میں ڈال دے تاکہ یہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور اطمینان ہو جائے اسی کو فرمایا کہ آج ہم تیرے جسم بے روح کو صحیح و سالم بچا لیں گے تاکہ لوگ پہچان لیں اور تیرے حال کا معائنہ کر لیں چنانچہ اس کا جسم مع لباس ذہبی جو مرصع تھا ساتھ جواہرات کے عبرت کے لئے خشکی پر ڈال دیا گیا۔ یہ ماہ محرم کی دسویں تاریخ تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے شکریہ میں اس دن روزہ رکھا تھا (فوائد ستاریہ) موضح میں ہے کہ جیسا بے وقت ایمان لایا بے فائدہ ویسا ہی اللہ نے مرے پیچھے اس کا بدن دریا میں سے نکال کر ٹیلے پر ڈال دیا کہ بنی اسرائیل دیکھ کر شکر کریں اور عبرت پکڑیں۔ اس کو بدن بچنے سے کیا فائدہ؟

ف۲ یعنی فرعونیوں کو غرق کر کے اول ملک مصر دیا پھر کچھ عرصہ کے بعد عمالقہ کو نکال کر ملک شام دیا گیا۔ دونوں ملک سرسبز شاداب ہیں جہاں ستھری اور لذیذ چیزوں کی افراط ہے غرضیکہ بنی اسرائیل مادی حلال و طیب نعمتوں کے ساتھ دینی و روحانی نعمت سے بھی سرفراز کئے گئے۔ تورات کا علم دیا جس میں دین کے اصول و فروع بیان کئے گئے تھے لیکن اکثر نے آپس میں اختلاف پھوٹ ڈال کر نعمتہائے الٰہی کی ناشکری کا ثبوت دیا۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یعنی ملک شام دیا کہ کوئی مخالف ان کا نہ رہا (موضح) ف۳ ٹھیک آئی بات یعنی ابلیس کو جو فرمایا تھا کہ تجھ کو اور تیرے ساتھیوں کو دوزخ میں بھر دوں گا (موضح)

٭ فلاں شخص دو باتوں میں متردد ہے اور جس بات نے اسے وہم میں ڈالا ہے اس کے ساتھ اس نے ایک اور بات جو اس کے برعکس ہے ملائی ہے۔ ف۵ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ "لولا" معنے میں ہے "ہلا" کے والمعنی ہلا کانت قریۃ واحدۃ من القریٰ الا قوم یونس منصوب ہے کیونکہ وہ مستثنیٰ منقطع واقع ہوا ہے والمعنی ولکن قوم یونس لما اٰمنوا فعلنا بہم کذا وکذا۔

یُوْنُسَ ؕ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

یونس کی جب ایمان لائے کھول دیا ہم نے ان سے عذاب رسوائی کا بیچ زندگانی دنیا کے

قوم یونس کے لوگ جب ایمان لے آئے تو ہم نے ان سے دنیا کی زندگی میں رسوائی کا عذاب دور کر دیا۔ اور ان کو

وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۞ ۹۸ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي

اور فائدہ دیا ہم نے انکو ایک مدت تک اور اگر چاہتا پروردگار تیرا البتہ ایمان لاتے جو کوئی بیچ

ایک وقت تک بہرہ مند رکھا اور اگر آپ کا رب چاہتا تو جس قدر لوگ زمین پر ہیں سب کے سب

الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى

زمین کے ہیں سب سارے کیا پس تو زبردستی کرتا ہے لوگوں کو یہاں تک کہ

ایمان لے آتے تو کیا آپ لوگوں کو اس بات پر مجبور کریں گے کہ وہ

يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۞ ۹۹ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

ہو جاویں مسلمان اور نہیں ممکن کسی جی کو یہ کہ ایمان لاوے مگر ساتھ حکم خدا کے

مومن ہو جائیں اور کسی شخص کے لئے ممکن نہیں کہ خدا کی مشیت کے بغیر ایمان لے آئے۔ اور اللہ

وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۞ ۱۰۰ قُلِ انْظُرُوْا

اور کر دیتا ہے پلیدی اوپر ان لوگوں کے کہ نہیں سمجھتے [a] کہہ کہ دیکھو

ان لوگوں پر (کفر و شرک کی) گندگی ڈالتا ہے جو عقل سے کام نہیں لیتے کہہ دیجئے کہ آسمانوں

مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَ

کیا کچھ بیچ آسمانوں کے ہے اور زمین کے ہے اور نہیں کفایت کرتیں نشانیاں اور

میں اور زمین پر جو کچھ ہے اسے دیکھو تو۔ اور ان لوگوں کو جو ایمان نہیں لاتے نشانیاں اور

النُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۞ ۱۰۱ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا

ڈرانے والے اس قوم سے کہ نہیں ایمان لاتے پس نہیں انتظار کرتے مگر

ڈراوے کام نہیں دیتے۔ وہ محض ایسے ہی واقعات کے منتظر ہیں

مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ

مانند دنوں ان لوگوں کے کہ گزرے ہیں پہلے ان سے کہہ پس منتظر رہو تحقیق میں بھی

جیسے ان لوگوں کو پیش آ چکے ہیں جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں کہہ دیجئے کہ تم بھی انتظار کرو میں

مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۞ ۱۰۲ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ

ساتھ تمہارے انتظار کرنیوالوں سے ہوں ۔ پھر نجات دینگے ہم پیغمبروں اپنوں کو اور ان لوگوں

بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔ پھر ہم اپنے رسولوں کو اور ان لوگوں کو جو ایمان

اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۞ ۱۰۳ ع ۱۱ ۱۵ قُلْ

کو جو ایمان لائے اسی طرح ثابت ہوا اوپر ہمارے نجات دینا مسلمانوں کا کہہ اے لوگو

لے آئے بچا لیں گے۔ اسی طرح ہمارا ذمہ ہے کہ مومنوں کو نجات دیں۔ کہہ دیجئے کہ اے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ

اگر ہو تم بیچ شک کے دین میرے سے پس نہیں

لوگو! اگر تم کو میرے دین میں کوئی شک ہو تو (سنو) جن کی عبادت تم کرتے ہو ان کی عبادت نہیں کرتا جو خدا کے سوا

حل لغات۔ [a] ماذا فی السمٰوٰت الخ ماذا بمعنی استفہام مبتدا فی السمٰوٰت الخ خبر اور جائز ہے کہ ما تنہا مبتدا اور ذا بمعنی الذی موصول فی السمٰوٰت الخ صلہ موصول صلہ سے ملکر خبر الغرض دونوں صورتوں میں جملہ محلا منصوب ہوگا باسقاط حرف جر والتقدیر قل انظر

والی ما فی السمٰوٰت الا [b] ما تغنی الاٰیٰت ما استفہامیہ ہے یا نافیہ۔ اس میں مفسرین کے دو قول ہیں بعض کہتے ہیں نافیہ ہے اور تقدیر عبارت یوں ہے ان ہذہ الاٰیات والنذر لا تفید القائمۃ الخ اور بعض کہتے ہیں استفہامیہ ہے والمعنی ظاہر۔

ف١ اس مضمون کا بیان صفحہ ۴۶۵ میں بھی ہے۔ یونس علیہ السلام کا عبرانی نام یوناہ تھا عربی میں یونس ہوگیا۔ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں مرفوعاً آیا ہے کہ یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کی طرف بلایا۔ قوم نے انکار کیا۔ یونس علیہ السلام نے عذاب کا وعدہ دیدیا کہ تم پر فلاں روز عذاب آئیگا اور خود وہاں سے نکل کر چلے گئے۔ ان کی قوم بغداد کی سرزمین شہر موصل کی ایک بستی نینوی میں رہتی تھی۔ جب ان لوگوں نے دیکھا کہ کالے کالے بادل دھوئیں کی طرح شہر کے چاروں طرف چلے آرہے ہیں تو لوگ سب نکلے ہو کر میدان میں جمع ہوگئے۔ بچوں کو عورتوں سے الگ کر دیا اور اسی طرح جانوروں کو ان کے بچوں سے الگ الگ کر دیا اور ٹاٹ میں ملبوس ہو کر خدا سے نہایت عاجزی کی اور گڑگڑائے۔ آنسوؤں کی جھڑی لگادی۔ اپنے قصور کا اعتراف کیا، تائب ہوئے اور ان کلمات کا ورد کیا یَا حَیُّ حِیْنَ لَا حَیَّ یَا حَیُّ مُحْیِ الْمَوْتٰی یَا حَیُّ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اللہ تعالیٰ کو رحم آگیا توبہ قبول کی۔ عذاب کو ان سے پھیر دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس قوم کے اور عذاب کے درمیان صرف دو تہائی میل کا فاصلہ باقی رہ گیا تھا۔ بعض نے کہا عاشورہ کے دن جمعہ کو عذاب آیا تھا۔ یونس علیہ السلام راہ میں بیٹھ کر خبر پوچھتے۔ ایک شخص کا گذر ہوا اس سے فرمایا قوم یونس کا کیا حال ہے اس نے ان کے فعل کا حال بیان کیا۔ انھوں نے کہا میں پھر کر اس قوم کے پاس نہ جاؤں گا جن سے میں نے جھوٹ کہا اور غصے میں اگر چل دیے (فتح البیان وابن کثیر) نیز موضح میں ہے دنیا میں عذاب دیکھ کر یقین لانا کسی کو کام نہیں آیا مگر قوم یونس کو اس واسطے کہ ابھی حکم عذاب کا نہ پہنچا تھا۔ حضرت یونس علیہ السلام کی شتابی سے صورت عذاب کی نمودار ہوگئی۔ وہ ایمان لائے پھر بچ گئے۔ اسی طرح مکہ کے لوگ فتح مکہ میں اپنے فوج اسلام پہنچی قتل وغارت کو لیکن ان کا ایمان قبول ہوگیا اور امان ملی فقط

ف٢ اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی ہے کہ ہدایت اور گمراہی میرے قبضہ میں ہے تم جس کو چاہو راہ راست پر نہیں لا سکتے۔ تمہارے ذمہ پہنچا دینا ہے۔ ان کے ایمان نہ لانے سے تم رنجیدہ نہ ہو۔ خدا کی قدرتوں اور اس کے احکام میں غور نہ کرنے والے ہدایت سے خالی رہتے ہیں (فائدہ ستاریہ)

ف٣ یعنی کیا لوگ ویسے دنوں کا انتظار کرتے ہیں جیسے دن امم سابقہ پر آچکے ہیں یعنی وہی عذاب جو اگلے مکذبین رسل پر گذر چکے ہیں سو تم اے پیغمبر ان سے کہہ دو کہ یہی انتظار کرو میں بھی تمہارے ہمراہ منتظر ہوں۔ پھر جب اللہ کا عذاب کسی قوم پر آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے رسول اور مومنوں کو بچا دیتا ہے اور مکذبین کو ہلاک کر ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر یہ بات واجب کر رکھی ہے کہ وہ مومنوں کو بچا دے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (لکھ دیا ہے تمہارے رب نے اپنے نفس پر رحمت کو) یعنی جیسے پہلے قوموں کے ساتھ ہماری عادت رہی ہے کہ مکذبین کو ہلاک کر کے پیغمبروں اور مومنین کو بچایا اسی طرح موجودہ اور آئندہ مومنین کی نسبت ہمارا وعدہ ہے کہ ان کو نجات دیں گے آخرت میں عذاب الیم سے اور دنیا میں کفار کے مظالم اور سختیوں سے۔ ہاں شرط یہ ہے کہ مومنین مومنین ہوں یعنی وہ صفات و خصال رکھتے ہوں جو قرآن و حدیث میں مومنین کی بیان ہوئی ہیں (موضح الفرقان)

أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ
عبادت کرتا میں ان کو عبادت کرتے ہو تم سوائے اللہ کے لیکن میں عبادت کرتا ہوں اللہ کی
پوجتے ہو۔ بلکہ میں تو اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں۔ جو تمہاری جان قبض کرتا ہے۔ اور

الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٤﴾
وہ جو قبض کرتا ہے تم کو اور حکم کیا گیا ہوں میں یہ کہ ہوں میں ایمان والوں سے
مجھے حکم دیا گیا ہے۔ کہ میں مومنوں میں ہوں۔

وَأَنْ أَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ج وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ
اور یہ کہ سیدھا رکھ منہ اپنے کو واسطے دین کے حنیف ہو کر۔ اور مت ہو
اور یہ کہ آپ یکسو ہو کر دین کی پیروی کرتے جایئے۔ اور مشرکوں میں سے

الْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٥﴾ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا
مشرکوں سے اور مت پکار سوائے اللہ کے اس چیز کو کہ نہ نفع دے تجھ کو اور نہ
ہرگز نہ ہونا۔ اور اللہ کے سوا ان کو مت پکاریئے۔ جو نہ آپ کو نفع پہنچا سکتے ہیں

يَضُرُّكَ ۖ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠٦﴾ وَ
ضرر دے تجھ کو۔ پس اگر کیا تو نے پس تحقیق تو اس وقت ظالموں سے ہے۔ اور
اور نہ نقصان اگر آپ نے ایسا کیا تو آپ اس وقت یقیناً ظالموں میں سے ہوں گے۔ اور

إِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِنْ
اگر لگا دیوے تجھ کو اللہ برائی پس نہیں کھولنے والا واسطے اس کے مگر وہی اور اگر
اگر اللہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو سوائے اس کے اس کو دور کرنے والا بھی کوئی نہیں اور اگر

يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ۚ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ
ارادہ کرے ساتھ تیرے بھلائی کا پس نہیں کوئی پھیرنے والا فضل اس کے کو پہنچا دیتا ہے فضل جس کو چاہتا ہے
آپ کو فائدہ پہنچانا چاہے تو اس کی عنایت کو کوئی دور بھی نہیں کر سکتا۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو

مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٧﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ
بندوں اپنے سے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے کہہ اے لوگو تحقیق آیا ہے
چاہتا ہے (نفع) پہنچاتا ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے کہہ دیجئے اے لوگو! تمہارے رب

قَدْ جَاءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا
تمہارے پاس حق پروردگار تمہارے سے پس جس نے راہ پائی پس سوائے اس کے
کی طرف سے تمہارے پاس حق آ چکا ہے سو جس نے راہ ہدایت اختیار کی اس نے اپنے فائدے کے لئے

يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَا أَنَا
نہیں کہ راہ پاتا ہے واسطے جان اپنی کے اور جو کوئی گمراہ ہوا پس سوائے اس کے نہیں کہ گمراہ ہوتا ہے اوپر اس کے اور نہیں
اختیار کی۔ اور جو بھٹک گیا اس کی گمراہی کا وبال اسی پر پڑے گا۔ اور

عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ﴿١٠٨﴾ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ
نہیں میں اوپر تمہارے داروغہ اور پیروی کر اس چیز کی کہ وحی کی جاتی ہے طرف تیری اور صبر کر یہاں تک کہ
میں تمہارا داروغہ نہیں اور جو کچھ آپ کی طرف وحی کیا جاتا ہے اسی کی پیروی کئے جایئے اور

ف۱ متن میں لفظ یَتَوَفّٰکُمْ ہے جس کا لفظی ترجمہ ہے "جو تمہیں موت دیتا ہے" لیکن اس ترجمہ سے اصل روح ظاہر نہیں ہوتی۔ اس ارشاد کی روح یہ ہے کہ "وہ جس کے قبضے میں تمہاری جان ہے، جو تم پر ایسا مکمل حاکمانہ اقتدار رکھتا ہے کہ جب تک اس کی مرضی ہو اسی وقت تک تم جی سکتے ہو اور جس وقت اس کا اشارہ ہو جائے اسی آن تمہیں اپنی جان اس جان آفرین کے حوالے کر دینی پڑتی ہے، میں صرف اسی کی پرستش اور اسی کی بندگی و غلامی اور اسی کی اطاعت و فرمانبرداری کا قائل ہوں"۔ یہاں اتنا اور سمجھ لینا چاہیے کہ مشرکین مکہ یہ مانتے تھے اور آج بھی ہر قسم کے مشرک یہ تسلیم کرتے ہیں کہ موت صرف اللہ رب العالمین کے اختیار میں ہے، اس پر کسی دوسرے کا قابو نہیں ہے حتیٰ کہ جن بزرگوں کو یہ مشرکین خدائی صفات و اختیارات میں شریک ٹھیراتے ہیں ان کے متعلق بھی وہ تسلیم کرتے ہیں کہ ان میں سے کوئی خود اپنی موت کا وقت نہیں ٹال سکا ہے۔ پس بیان مدعا کے لئے اللہ تعالیٰ کی بے شمار صفات میں سے کسی دوسری صفت کا ذکر کرنے کے بجائے یہ خاص صفت کہ "وہ جو تمہیں موت دیتا ہے" یہاں اس لئے انتخاب کی گئی ہے کہ اپنا مسلک بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے صحیح ہونے کی دلیل بھی دے دی جائے۔ یعنی سب کو چھوڑ کر میں اس کی بندگی اس لئے کرتا ہوں کہ زندگی و موت پر تنہا اسی کا اقتدار ہے۔ اور اس کے سوا دوسروں کی بندگی آخر کیوں کروں جب کہ وہ خود اپنی زندگی و موت پر بھی اقتدار نہیں رکھتے کجا کہ کسی اور کی زندگی و موت کے مختار ہوں۔ پھر کمال بلاغت یہ ہے کہ "وہ مجھے موت دینے والا ہے" کہنے کے بجائے "وہ جو تمہیں موت دیتا ہے" فرمایا۔ اس طرح ایک ہی لفظ میں بیان مدعا، دلیل مدعا، اور دعوت الی الحق، تینوں فائدے جمع کر دیئے گئے ہیں۔ اگر یہ فرمایا جاتا کہ "میں اسکی بندگی کرتا ہوں جو مجھے موت دینے والا ہے" تو اس سے صرف یہی معنی نکلتے کہ "مجھے اس کی بندگی کرنی چاہیئے"۔ اب جو یہ فرمایا کہ "میں اس کی بندگی کرتا ہوں جو تمہیں موت دینے والا ہے" تو اس سے یہ معنے نکلے کہ مجھے ہی نہیں، تم کو بھی اسی کی بندگی کرنی چاہئے اور تم یہ غلطی کر رہے ہو کہ اس کے سوا دوسروں کی بندگی کئے جاتے ہو (تفہیم)

ف۲ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے پیغمبرؐ! تم دین پر مستقیم و ثابت رہو کسی حال میں بھی توحید سے لغزش نہ کرو۔ حنیف وہ ہے جو اللہ کی طرف متوجہ ہو، تمام ماسوا سے منہ پھیرا ہو (فتح)، شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حنیف نام ہے ابراہیم علیہ السلام کے دین والوں کا اور عرب شرک کرتے اور آپ کو حنیف کہے جاتے (موضح)

ف۳ تفسیر کبیر چھاپہ مصر جلد خامس صفحہ ۲۳ میں لکھا ہے یعنی لو اشتغلت بطلب المنفعة والمضرة من غیر اللہ فانت من الظالمین یعنی اگر تو نے اللہ کے سوا اور کسی سے نفع یا نقصان چاہا پس تو ظالموں سے ہوگا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا خواہ فرشتہ ہو خواہ نبی خواہ ولی خواہ جن کسی سے نفع اور نقصان کی امید رکھنا ہے غرائب فی تحقیق المذاہب میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بعض بزرگوں کی قبر پر آکر ان بزرگوں پر سلام ڈالکر ان کو مخاطب کرتا تھا اس کلام کے ساتھ اے قبرستان والو تمہارے پاس کچھ بھلائی ہے۔ میں تمہارے پاس کئی مہینوں سے آتا ہوں تم کو پکارتا ہوں اور میرا سوال تم سے صرف دعا کا ہے سو تم کو میرے سوال کی کچھ خبر بھی ہوئی یا بے خبر ہے؟ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے یہ کلام اس کا سنکر اسکو فرمایا کہ تجھ کو کچھ جواب بھی ملا اس نے کہا کچھ نہیں ملا۔ امام صاحبؒ نے فرمایا لعنت ہو تجھ کو اور نامراد رہے تو کیونکر کلام کرتا ہے ایسے جثوں کے ساتھ جو نہ جواب دے سکتے ہیں اور نہ کسی چیز کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ آواز سنتے ہیں پھر امام صاحب رحمہ اللہ نے یہ آیت پڑھی وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ ۔ (تفہیم المسائل)

ف۴ جب ان چیزوں کے پکارنے سے منع کیا جن کے قبضہ میں تمہارا بھلا برا کچھ نہیں تو مناسب ہوا کہ اسکے بالمقابل مالک علی الاطلاق کا ذکر کیا جائے جو تکلیف و راحت اور بھلائی برائی کے سلسلہ پر کامل اختیار اور قبضہ رکھتا ہے جسکی بھیجی ہوئی تکلیف کو دنیا میں کوئی نہیں ہٹا سکتا۔ اور جسپر فضل و رحمت فرمانا چاہے کسی کی طاقت نہیں کہ اسے محروم کر سکے (موضح الفرقان)، چنانچہ ترغیب الترہیب صفحہ ۳۳۵ میں ہے عن عبد اللہ ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما خلق اللہ من صباح یغدو ملک فی السماء ولا فی الارض ما یصنع اللہ فی ذلک الیوم وان العبد له رزق فلو اجتمع علیه الثقلان الجن والانس ان یصدو واعنه شیئا من ذلک ما استطاعوا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے کسی دن کی صبح جس میں کوئی فرشتہ آسمان میں یا زمین میں یہ جانتا ہو کہ آج اللہ تعالیٰ کیا کرے گا۔ اور تحقیق کسی شخص کے واسطے کچھ روزی مقدر ہوتی ہے تو اگر تمام جن و انسان جمع ہو کر یوں چاہیں کہ اس کو وہ روزی پہنچنے نہ دیں تو یہ نہیں ہو سکتا چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بھی یہی نصیحت فرمائی تھی کہ ہر مدد کی خواہش تجھ کو اللہ ہی سے کرنی چاہیے کیونکہ تمام دنیا اگر تجھ کو ضرر پہنچانا چاہے یا نفع جب تک اللہ تعالیٰ کی مرضی نہ ہو تجھ کو کچھ نہ نفع پہنچا سکتی ہے نہ ضرر پہنچا سکتی ہے فقط۔ ف۵ یعنی جو کوئی اس دین کی پیروی کرے گا تو نفع اس پیروی کا اسی کو ہوگا اور جو (دیکھو صفحہ ۳۱۴)

يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾

حکم کرے اللہ اور وہ بہتر ہے سب حکم کرنے والوں سے

جب تک کہ اللہ فیصلہ کرے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے

ع ۹ / ۱۶

سُوْرَةُ هُوْدٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّثَلٰثٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ ہود مکہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو تیئیس آیتیں اور دس رکوع ہیں

سورۃ ہود مکی ہے اور اس میں ایک سو تیئیس آیتیں ہیں اور دس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت بخشش کرنے والا مہربان ہے

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ﴿١﴾

الر کتاب ہے ثابت کی گئیں آیتیں اس کی پھر جدا کی گئی ہیں نزدیک حکمت والے خبردار کے سے

الر (یہ) ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں محکم ہیں پھر بیان خدائے حکیم و خبیر کی طرف سے تفصیل بیان کردی گئی ہے۔

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ﴿٢﴾ وَّاَنِ

یہ کہ مت عبادت کرو مگر اللہ کی تحقیق میں واسطے تمہارے اس سے ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں اور یہ کہ

کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو میں تمہارے لئے اسی کی جانب سے عذاب الٰہی سے ڈرانے والا اور نیکوکاروں کو خوشخبری دینے والا ہوں اور یہ کہ

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى

بخشش مانگو پروردگار اپنے سے پھر توبہ کرو طرف اس کی فائدہ دے گا تم کو فائدہ اچھا ایک

اپنے رب سے بخشش طلب کرو پھر اسی کی طرف رجوع کرو وہ تمہیں ایک مقررہ وقت تک متاع نیک سے بہرہ مند کرے گا

اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ وَاِنْ تَوَلَّوْا

وقت مقرر تک اور دے گا ہر بڑائی والے کو بڑائی اس کی اور اگر پھر جاؤ تم پس

اور زیادہ اچھا عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا۔ اور اگر تم (اللہ سے) منہ پھیر لو تو مجھے تمہاری

فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ﴿٣﴾ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ

تحقیق میں ڈرتا ہوں اوپر تمہارے عذاب دن بڑے کے سے طرف اللہ کی ہے پھر جانا تمہارا

بابت بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔ (یاد رکھو کہ) تم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر

وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ

اور وہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے خبردار ہو تحقیق وہ لپیٹتے ہیں سینے اپنے کو

لوٹ کر جانا ہے اور وہ ہر بات پر قادر ہے خبردار یہ اپنے سینوں کو دوہرے کرتے ہیں تاکہ اس سے (اپنے راز) چھپائیں

لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۭ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا

تاکہ چھپا ویں اس سے خبردار ہو جس وقت لپیٹتے ہیں کپڑے اپنے جانتا ہے جو کچھ

پوشیدہ رکھیں۔ سن رکھو کہ جس وقت وہ لپیٹ لیتے ہیں اس وقت بھی خدا ان باتوں کو جانتا ہے جن کو وہ چھپاتے

يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٥﴾

چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں تحقیق وہ جانتا ہے سینے والی بات کو

ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں۔ بے شک وہ دلوں کے حال (تک) جانتا ہے۔

حل لغات

ے الٓرٰ کتب احکمت الخ الرٰ رفع کے محل میں ہے اسلئے کہ مبتدا محذوف کی خبرواقع ہے یا خود مبتدا ہے اور کتاب خبر۔ احکمت کتاب کی صفت۔ احکام کہتے ہیں استوار کرنے کو اور معنی یہ ہیں کہ اس کے احکام دلائل عقلیہ اور براہین قاطعہ سے مضبوط و مستحکم کر دیئے گئے ہیں۔

لہ من لدن حکیم خبیر لدن ظرف زمان ہے بمعنی عند اور اس میں کئی لغت ہیں جیسا کہ کتب نحو میں مفصلا مذکور ہے من لدن ایک محذوف کے متعلق ہو کر دوسری صفت ہے کتاب کی۔ والتقدیر الکتاب منزل من لدن حکیم خبیر یا یوں کہو کہ خبر بعد خبر ہے الرٰ کی اور ہو سکتا ہے کہ صفت ہو احکمت اور فصلت کی۔ ہے ان لا تعبدوا۔ یہ مفعول لہ ہے احکمت کا بحذف اللام۔ والتقدیر کتاب احکمت آیاتہ۔ ثم فصلت لاجل الا تعبدوا یا ان مفسرہ ہے کیونکہ تفصیل آیات میں قول کے معنی پائے جاتے ہیں والمعنی قیل لا تعبدوا

(بقیہ صفحہ ٣١٣) اس دین سے گمراہ ہوگا وبال اسکا اسی کی جان پر پڑیگا۔ میں کچھ تم لوگوں پر گماشتہ نہیں ہوں کہ تم خواہ مخواہ ایمان ہی لاؤ۔ تمہاری بھلائی کے لئے ایک بات کہی گئی ہے اگر سمجھ میں آجائے تو مان لو تاکہ نہ تمہارا تمہارے لئے بیماری رہ جائے لیے۔ اگر مان لوگے تو اپنا ہی بھلا کروگے، نہ مانوگے تو اپنا ہی نقصان کروگے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا (ابن کثیر وغیرہ)

(فوائد صفحہ ھٰذا) ف۱ اس میں نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام کو تسلی دی ہے کہ آپ تو میرے احکام و وحی کے تابعدار رہیں۔ جو لوگ حق کو قبول نہ کریں تو آپ اپنے کو غم میں نہ ڈالیں۔ مخالفین کی ایذا رسانیوں پر صبر و تحمل سے کام لیں یہاں تک کہ خدا آپ کے اور انکے درمیان فیصلہ فرمادے۔

ف۲ حدیث ابوداؤد میں ہے کہ اس سورت ہود کو جمعہ کے دن پڑھو (ترجمان)۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پوچھنے پر کہ آپ بہت جلد بوڑھے ہوگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو سورۂ ہود و واقعہ، مرسلات اور عم یتساءلون و اذا الشمس کورت نے بوڑھا کردیا کیونکہ ان سورتوں میں حالات قیامت، عذاب و حساب و کتاب کا بیان کثرت سے ہے (طبرانی۔ ترمذی۔ ترجمان)

ف۳ ٹھیک ٹھیک بات یہی ہے کہ ان حروف کا علم مختص ہے اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ وہی انکی مراد جانے (فائدہ ستاریہ)

ف۴ یعنی الفاظ اس کے محکم ہیں اور معانی اس کے مفصل تو صورت اور معنی دونوں میں کامل ٹھیرا۔ جامع البیان والے نے پہلے اس معنی کو ذکر کیا ہے اور ابن جریر رحمہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے اقوال و احکام میں حکمت والا ہے انجام کار کا اسی کو خبر ہے۔ اس نے اپنی کتاب کو محکم و مفصل اس لئے فرمایا کہ یہ لوگ اس کو پڑھ سنکر توحید الٰہی کو بخوبی سمجھ لیں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھیرائیں۔ تمام رسول اس لئے بھیجے کہ لوگوں کو یہ بتادیں ڈر خوف اور امید بھروسہ رکھنے کے قابل اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ جس نے غیر کے ساتھ یہ کیا وہ مشرک ہوا (ابن کثیر و جامع)

ف۵ یہاں فرمایا کہ گذشتہ گناہوں سے تائب ہو اور آئندہ کے لئے اجتناب معاصی کا وعدہ کرو۔ جب تم ایسا کروگے تو اللہ تبارک و تعالیٰ تم کو دنیا میں منافع پسندیدہ اور وسعت رزق، عیش و فراغ عطا فرمائیگا۔ امام ابن تیمیہ و امام ابن قیم رحمہما اللہ نے کہا اس سے مراد حیات طیبہ ہے کہ ہر حال میں خوش رہے نعمت ہو یا مصیبت اللہ کی تقدیر پر راضی رہے۔ اللہ کی محبت سے اس کا دل باغ باغ ہوتا رہے (جامع وغیرہ) فتح البیان میں ہے یعنی ہر ذی فضل کو طاعت و عمل میں جزا اس کے فضل کی دنیا یا آخرت میں یا دونوں میں دیگا۔ اور جامع ترمذی جلد دوم صفحہ ١٥۵ سورہ صٓ کی تفسیر میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے اَلْكَفَّارَاتُ الْمُكْثُ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَالْمَشْيُ عَلَى الْاَقْدَامِ اِلَى الْجَمَاعَاتِ وَاِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ فِي الْمَكَارِهِ وَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ وَكَانَ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ وَالدَّرَجَاتُ اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَاِفْشَاءُ السَّلَامِ وَالصَّلٰوةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ یعنی جن عملوں سے گناہ معاف ہوتے ہیں وہ یہ ہیں نماز سے فارغ ہونے کے بعد مسجد میں کچھ دیر تک یا دائمی کے واسطے ٹھیرے رہنا اور جماعت کے حاصل کرنے کے لئے پیدل چل کر مسجد میں پہنچنا اور جس وقت پانی ناگوار معلوم ہو (سردی کے موسم میں) اس وقت پورا پورا وضو کرنا۔ جو شخص ایسے کام کرے گا وہ خیر کے ساتھ زندہ رہے گا اور خیر کے ساتھ مرے گا اور گناہوں سے ایسا پاک صاف ہوجائے گا جیسا پیدا ہونے کے دن تھا اور درجات یہ ہیں کھانا کھلانا سلام پھیلانا رات کو قیام یعنی تہجد پڑھنا (حدیث النفاسیہ)

ف۶ بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بعض شرمیلے حیادار لوگ جب اپنی بیوی سے صحبت (جماع) کرتے تو آسمان کو نہ دیکھتے اور اپنا منہ ڈھانک لیتے ان کے حق میں یہ آیت اتری (جامع البیان)

الا اللہ۔ ؎ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا یمتعکم مجزوم ہے اس لئے کہ جواب امر واقع ہوا ہے۔ متاعًا مفعول مطلق ہے۔ یمتعکم کا اصل میں تھا یمتعکم تمتیعًا مصدر سے حرف زوائد حذف ہوگئے جیسے اَنْبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا میں۔ ؎ اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ۔ یثنون بروزن یفعلون اصل میں تھا یثنیون یے پر ضمہ ثقیل تھا ما قبل کو دے دیا اجتماع ساکنین کی وجہ سے یے حذف ہوگئی اس کے معنے ہیں کسی چیز کو یہاں تک جھکانے کے کہ وہ دوہری ہوجائے بولا کرتے ہیں ثنیت الشیء ای عطفتہ وطویتہ۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا

اور نہیں کوئی چلنے والا میں زمین کے مگر اوپر اللہ کے ہے رزق اس کا

اور زمین میں چلنے والا کوئی جاندار نہیں مگر اس کی روزی اللہ کے ذمے ہے اور وہ ان کے [illegible]

وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿٦﴾

[illegible]

[illegible]

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ

اور وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو بیچ چھ دن کے

[illegible]

وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۗ وَ

[illegible]

[illegible]

لَئِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ مَبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ

[illegible]

[illegible]

كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴿٧﴾ وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ

[illegible]

[illegible]

الْعَذَابَ إِلَىٰ أُمَّةٍ مَعْدُودَةٍ لَيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ ۗ أَلَا

[illegible]

[illegible]

يَوْمَ يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا

[illegible]

[illegible]

بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٨﴾ وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ع ۱

[illegible]

[illegible]

ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ ۚ إِنَّهُ لَيَئُوسٌ كَفُورٌ ﴿٩﴾ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ

[illegible]

[illegible]

نَعْمَاءَ بَعْدَ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ عَنِّي ۚ

[illegible]

[illegible]

حل لغات۔
لہ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ دابہ لیا گیا ہے دبیب سے اور دبیب کہتے ہیں زمین پر چلنے کو۔ لغت میں دابہ ہر جاندار کو کہتے ہیں نر ہو تو مادہ ہو لوٹگر عرف عرب میں صرف گھوڑے کے ساتھ مخصوص ہے اور یہاں وہی اصلی اور لغوی معنی مراد ہیں یعنی ہر ذی روح حیوان۔
سے لِيَبْلُوَكُمْ متعلق ہے خَلَقَ کے والمعنی خلق السموٰت والارض وما فیہما لیبلوکم الخ
سے أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا یوم منصوب ہے لیس کی خبر کی وجہ سے اور معمول کی تقدیم عامل پر اس وجہ سے جائز ہے کہ یوم ظرف ہے ویجوز فی الظرف مالا یجوز فی غیرہ کو سنا۔
سے إِنَّهُ لَيَئُوسٌ كَفُورٌ یئوس اور کفور دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں بوزن فعول۔ یئوس رحمت خدا سے سخت نا امید ہونے والا اور کفور نہایت ناشکرا۔

ف۱ پہلے علم الٰہی کی وسعت بیان ہوئی تھی۔ یہ اسی مضمون کا تکملہ ہے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جتنی مخلوق ہے خواہ خشکی کی رہنے والی ہو خواہ دریا کی سب کو اللہ تعالیٰ ہی روزی پہنچاتا ہے اور ہر مخلوق کے قرار کی جگہ جانتا ہے کہاں اس کی بود و باش ہے اور کس چیز سے اس کی پیدائش ہے اور کہاں اور کس زمین میں اس کی موت ہے اور یہ سب باتیں لوح محفوظ میں دنیا کی پیدائش سے پہلے سے موجود ہیں۔ مقصد یہ کہ اللہ تعالیٰ کا علم اتنا وسیع تر ہے کہ ہر شخص اور ہر جاندار کے رہنے کی جگہ کو جانتا ہے۔ وہ مخلوق جہاں ہوتی ہے وہیں اس کا رزق پہنچا دیتا ہے اور اس نے تمہارے دل کا حال پہلے ہی لوح محفوظ میں اپنے علم کے موافق لکھ لیا ہے تو دلوں کی بات کو جاننا اس کے نزدیک کتنی بڑی بات ہے۔ یہ تمہارا ہر بات کو چھپانا کچھ بھی فائدہ مند نہیں۔ اس پر ظاہر و پوشیدہ سب یکساں ہے۔ جس طرح کھلی ہوئی چیز کو جانتا ہے اسی طرح چھپی کو بھی جانتا ہے یعنی زمین پر چلنے والا ہر جاندار جسے رزق کا احتیاج لاحق ہو اس کو روزی پہنچانا خدا نے محض اپنے فضل سے اپنے ذمہ لازم کر لیا ہے۔ جس قدر روزی جس کے لئے مقدر ہے یقیناً پہنچ کر رہے گی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مستقر ارحام ہیں اور مستودع وہ جگہ جہاں مرا۔ مطلب آیت کا یہ ہے کہ کوئی چلنے والا نہیں ہے لیکن اللہ اس کو رزق دیتا ہے جہاں کہیں ہو حتیٰ کہ رحم میں بھی۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں مستقر (جہاں ٹھہرتا ہے) بہشت و دوزخ۔ اور مستودع (جہاں سونپا جاتا ہے) اس کی قبر ہے۔ پہلے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ میں دنیوی زندگی کا بیان ہے۔ یہاں برزخ اور آخرت کا بیان ہوا اور کتاب مبین سے مراد لوح محفوظ ہے کہ اس میں اللہ نے سب کی روزی لکھ دی ہے اور وہ مل کر رہے گی (کم نہ زیادہ۔ روزی کا پہنچانا اللہ نے اپنے ذمہ رکھا ہے کسی اور کے ذمہ۔

ف۲ فرمایا آسمان و زمین کی تخلیق صرف چھ دن میں ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيْرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ (مسلم) یعنی ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً یہ روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تقدیر مخلوق کی آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے لکھی ہے اور اس کا تخت پانی پر تھا۔ لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول! اَيْنَ كَانَ رَبُّنَا قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ہمارا رب آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے پہلے کہاں تھا؟ قَالَ كَانَ فِيْ عَمَاءٍ مَا تَحْتَهٗ هَوَاءٌ وَّمَا فَوْقَهٗ هَوَاءٌ وَّخَلَقَ عَرْشَهٗ عَلَى الْمَآءِ یعنی عماء (خلا) میں تھا جس کے اوپر خلا اور نیچے خلا تھی اور اُس نے اپنا عرش پانی پر پیدا کیا (ترمذی، احمد) مجاہد کا قول ہے کہ ہر چیز کے پیدا کرنے سے پہلے عرش خداوندی پانی پر تھا۔ حضرت ابن عباس وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے۔ جملہ احادیث صعود و نزول و استواء وغیرہ میں اہل سنت سلف صالحین و ائمہ دین، فقہاء و علماء ربانیین کا یہی قول ہے کہ ہم بلاکیفیت و صفت معلوم کئے اور بلاتاویل کے اس پر ایمان لاتے ہیں کیونکہ شان الٰہی ہر فرد مخلوق کے قیاس و گمان و عقل وغیرہ سے اعلیٰ ہے لہٰذا ایمان لانا بلاکیفیت فرض ہے۔ تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن کے مصنف نے یہاں عرش کے معنی حکومت کے کئے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی حکومت پانی پر تھی سو یہ غلط اور تاویل فاسد ہے۔ بس متاخرین نے جو تاویلیں کی ہیں یہ طریقہ بہت ضعیف و خلاف سلف ہے۔ ابن کثیر میں محمد بن اسحاق کا قول منقول ہے کہ پہلے کچھ نہ تھا، پانی تھا اس پر عرش تھا، عرش پر ذوالجلال والاکرام ذوالعزت والسلطان تھا۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ احسن عمل اس کو کہتے ہیں کہ خالص اللہ تعالیٰ کیلئے ہو اور سنت مطہرہ کے موافق ہو۔ اور جب ایک شرط بھی ان دونوں میں مفقود ہوگی تو وہ عمل ضائع ہوگا فقط۔

ف۳ مشرک لوگ ٹھٹھا کرتے تھے کہ عذاب کے آنے میں دیر کیوں ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس دن وہ عذاب آ جائے گا تو کوئی شخص اس کو پھیر نہ سکے گا وہ لامحالہ واقع ہوگا اور یہ ٹھٹھے بازی ان کو گھیر لے گی (فتح) ف۴ یعنی انسان کا یہ حال ہے کہ نعمت کے بعد جب اس کو کوئی سختی پہنچتی ہے تو خیر سے آئندہ میں ناامید ہو جاتا ہے اور گذشتہ حال کی ناشکری کرتا ہے گویا اس نے خیر کو کبھی دیکھا ہی نہ تھا اور پھر کشائش کی امید اس کو نہیں رہتی ہے اسی طرح جب اس کو سختی کے بعد نعمت پہنچتی ہے تو پھر کہنے لگتا ہے کہ اب ساری مصیبتیں میری دور ہو گئیں اپنے ہاتھ کے مال پر اتراتا خوش ہوتا ہے اور غرور کرتا ہے مگر وہ لوگ جنہوں نے عمل صالح کیا یعنی حالت نعمت اور سختی میں ان کے گناہ بخشے جاویں گے اور بڑا ثواب ملے گا۔

(ابن کثیر و فتح، فوائد ستاریہ)

إِنَّهُ لَفَرِحٌ فَخُورٌ ﴿۱۰﴾ إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

تحقیق وہ خوشیاں کرنے والا شیخی خورہ ہے مگر جن لوگوں نے کہ صبر کی اور کام کئے اچھے

بیشک وہ اِترانے والا شیخی بگھارنے والا ہے مگر وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا اور عمل نیک کئے

أُولَٰئِكَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿۱۱﴾ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ

یہ لوگ واسطے انکے بخشش ہے اور ثواب بڑا پس شاید کہ تو چھوڑ دینے والا ہے

ان لوگوں کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے سو کیا آپ انکا اس لئے کہ اس بعض

بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَن يَقُولُوا لَوْلَا

بعض وہ چیز کہ وحی کی جاتی ہے طرف تیری اور تنگ ہوتا ہے ساتھ اسکے سینہ تیرا اس واسطے کہ کہیں وہ کیوں نہ

کوئی خزانہ کیوں نہ اترا یا انکے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہ آیا تم تو

أُنزِلَ عَلَيْهِ كَنزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ ۚ إِنَّمَا أَنتَ

اتارا گیا اوپر اس کے خزانہ یا کیوں نہ آیا ساتھ اسکے فرشتہ سوائے اسکے نہیں کہ تو

ہو کہ انکی یہ بات ہے جو کچھ آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے اس کو چھوڑ دیں بات یہ ہے کہ آپ تو ڈرانے والے

نَذِيرٌ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ﴿۱۲﴾ أَمْ يَقُولُونَ

ڈرانے والا ہے اور اللہ اوپر ہر چیز کے کارساز ہے کیا کہتے ہیں یہ کہ

(نذیر ہیں) ڈرانے والے ہیں اور بس۔ اور ہر چیز کا اللہ ہی کارساز ہے کیا (لوگ) کہتے ہیں کہ اس نے

افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا

باندھ لیا ہے اسکو کہہ پس لے آؤ دس سورتیں مانند اس کے باندھی ہوئی اور پکارو

اس نے اپنے دل سے بنالیا ہے تم جواب دیجئے کہ تم بھی اسی طرح کی بنالی ہوئی دس سورتیں لے آؤ اور اللہ کے سوا جس کسی کو بلا سکتے ہو

مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿۱۳﴾

جسکو پکار سکو تم سوائے اللہ کے اگر ہو تم سچے

بلالو اگر تم (اپنے دعویٰ میں) سچے ہو

فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَ

پس اگر نہ قبول کریں واسطے تمہارے پس جان لو تم یہ کہ وہ اتارا گیا ہے ساتھ علم خدا کے اور

پھر اگر وہ تمہارا کہنا نہ کرسکیں تو جان لو کہ یہ (قرآن) خدا ہی کے علم سے اترا ہے اور یہ کہ

أَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿۱۴﴾ مَن كَانَ

یہ کہ نہیں کوئی معبود مگر وہ پس آیا ہو تم فرمانبرداری کرنے والے جو کوئی ہے

اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو کیا تم (اب بھی) اسلام نہیں لاتے جو دنیا کی زندگی

يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا

ارادہ کرتا زندگانی دنیا کا اور آرائش اسکا پورا دیں گے ہم طرف انکے عمل انکے بیچ اس کے

اور اس کی زیب و زینت چاہتا ہے ہم انکے عملوں کا بدلہ دنیا ہی میں پورا پورا دیدیتے ہیں اور انکو

وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ﴿۱۵﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي

اور وہ بیچ اسکے نہ کمی کئے جاویں گے یہی ہیں وہ لوگ کہ نہیں واسطے انکے بیچ دار

دنیا میں گھاٹے میں نہیں رکھا جاتا یہی لوگ ہیں جنکے لئے آخرت میں سوائے آتش دوزخ کے

حل لغات۔
لہ وَضَآئِقٌ بِہٖ صَدْرُکَ۔ ضائق اور ضیق دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی تنگ ہونا دیکھنا مگر اہل لغت دونوں میں فرق کرتے ہیں وہ یہ کہ عارض اور غیر لازم تنگی کے ساتھ موصوف ہونیوالے کو ضائق کہتے ہیں کیونکہ یہ وزن حدوث پر دلالت کرتا ہے بخلاف ضیق کے کہ اس میں ثبوت و استمرار پایا جاتا ہے مثلاً جب زید سید جواد کہا جاتا ہے تو اس سے زید کی وہ سیادت وجود مراد ہوتی ہے جو اس میں ثابت و مستقر ہے اور جب حدوث مقصود ہوتا ہے تو زید سائد و جائد بولا جاتا ہے۔ لہ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ الخ۔ من دون اللہ متعلق ہے اُدْعُوْا کے ای متجاوزین اللہ۔ ان کنتم صٰدقین کا جواب محذوف ہے کیونکہ جملہ مذکور اس پر دلالت کر رہا ہے۔

ف١ اس آیت سے ظاہر ہوا کہ عمل صالح اور صبر لازم و ملزوم ہیں۔ جس دل میں ایمان کی روشنی ہوگی وہ ضرور صابر و شاکر ہوگا۔ نعمتوں کے ملنے پر وہ اللہ تعالیٰ کو نہیں بھولے گا اور تکالیف و مصائب کے آنے پر وہ جزع فزع نہیں کرے گا ہر حال میں راضی برضا رہے گا۔ آج بنی نوع انسان کو اہل ایمان کی سخت ضرورت ہے جن کا وجود عنقا سے کم نہیں۔ صبر و ایمان کے ساتھ ساتھ عمل صالح کی سخت ضرورت ہے۔ عمل صالح وہ ہے جس میں خلوص و اتباع شریعت کو سامنے رکھا گیا ہو۔ ایسے ہی خوش نصیبوں کے لئے مغفرت اور اجر کبیر یعنی جنّت تیار کی گئی ہے۔ صبر کے معنے ہیں اللہ کی اطاعت کے لئے اپنے نفس کو ہر حال میں تیار رکھنا اور اطاعت الٰہی کے مقابلہ میں کوئی بھی حیلہ بہانہ نہ تلاش کرنا۔ کفار مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کے حق میں طرح طرح کی باتیں بنا کے کہ اس قرآن میں تو ہمارے معبودوں کی مذمت ہے یہ نکال دو یا یہ کہ قرآن محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے خود بنا لیا ہے۔ اگر یہ سچا ہے تو اس کی ہمنوائی میں کوئی فرشتہ کیوں نہیں اترا؟ دنیا بھر کے خزانے کیوں نہیں دیئے گئے جو یہ کھانے پینے کے محتاج ہیں۔ بازاروں میں کیوں پھرتے ہیں ان کے لئے کوئی خاص باغ کیوں نہیں۔ کبھی جادوگر بتاتے اور کبھی مجنون وغیرہ وغیرہ تب اللہ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دلاسا و تسلی دی کہ آپ نہ دل تنگ ہوں اور نہ حق سنانے میں کسی قسم کی کمی کریں۔ پھر قرآنی معجزہ بیان فرمایا کہ اس جیسی دس سورتیں بلکہ ایک ہی سورت ساری دنیا مل کر نہیں بنا سکتی اسلئے کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور ساتھ ہی یہ بھی مان لو کہ معبود برحق صرف ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے (ابن کثیر)

ف٢ یہ آیت ریاکاروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جامع صفحہ ١١٩۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مشکوٰۃ صفحہ ٢٥ میں مروی ہے إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَى عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعْمَتَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُقَالَ جَرِيءٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ إِنَّكَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ (مسلم) یعنی قیامت کے دن جب حساب شروع ہوگا تو اللہ تعالیٰ سب سے پہلے شہید کو بلائے گا جو بظاہر شہید ہوا تھا اسکو اپنی نعمتیں یاد دلائے گا اور پوچھے گا کہ تو نے کیا عمل کیا۔ وہ کہے گا یا اللہ! میں نے جہاد کیا یہاں تک کہ تیری راہ میں شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے جہاد لوگوں کے دکھانے اور ناموری و شہرت کے لئے کیا تھا جو تجھ کو دنیا میں مل چکی پھر اسکو دوزخ میں ڈال دیا جائیگا۔ اسی طرح ریاکار عالم و قاری کو بلایا جائیگا اور اس کو بھی دوزخ میں ڈال دیا جائے گا اور کہا جائے گا تو نے علم اس لئے پڑھا تھا تاکہ تو دنیا میں عالم و قاری کہلائے۔ پھر سخی مالدار کو بلایا جائے گا جس نے بے شمار مال دنیا میں خرچ کیا مگر شہرت، ناموری، ریا و نمود کے لئے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کو بھی گھسیٹ کر اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ۔ اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے إِذَا جَمَعَ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ نَادَى مُنَادٍ مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلَّهِ أَحَدًا فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ (احمد) وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِي غَيْرِي تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ وَأَنَا مِنْهُ بَرِيءٌ هُوَ لِلَّذِي عَمِلَهُ (مسلم۔ مشکوٰۃ صفحہ ٤٥٤) یعنی قیامت کے دن جب کہ اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو جمع کرے گا اس وقت منادی ندا کرے گا کہ جس کسی نے آخرت کے کسی عمل میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو شریک کیا ہو وہ اپنا ثواب اسی سے مانگے جس کو شریک کیا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ ساجھی اور شریک بننے سے بے نیاز ہے یعنی اللہ تعالیٰ صرف مخلصوں کی عبادت اور عمل کو قبول فرماتا ہے اور ریاکاروں کے عمل قبول نہیں کرتا۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا جُبُّ الْحُزْنِ قَالَ وَادٍ فِي جَهَنَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ أَرْبَعَ مِائَةِ مَرَّةٍ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ يَدْخُلُهَا قَالَ الْقُرَّاءُ الْمُرَاءُونَ بِأَعْمَالِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (الترغیب ترہیب الریاء) یعنی پناہ مانگو جب الحزن سے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ جب الحزن کیا ہے؟ فرمایا کہ دوزخ میں (باقی فائدہ برصفحہ ٣١٧)

الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا

آخرت کے مگر آگ اور کھویا گیا جو کچھ کیا تھا انہوں نے بیچ اس کے اور جھوٹا ہوا جو تھے کرتے

اور یہ ... نہیں۔ اور جو نیک کام انہوں نے دنیا میں کئے تھے سب ضائع اور جو کچھ وہ کرتے رہے

يَعْمَلُوْنَ ﴿١٦﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ

عمل کرتے آیا پس جو شخص کہ ہو اوپر دلیل کے پروردگار اپنے سے اور پیچھے آتا ہے اس کے ایک شاہد

سب برباد۔ بھلا وہ شخص جو اپنے رب کے کھلے راستے پر ہو اور اس کے پاس اللہ کی جانب سے شہادت بھی

مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ

اسی طرف سے اور پہلے اس سے کتاب موسیٰ کی پیشوا اور رحمت یہ لوگ

اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب اس کی رہنما اور (اس کے لئے باعث رحمت ہو) کیا وہ انکار کر سکتا ہے؟

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ

ایمان لاتے ہیں ساتھ اس کے اور جو کوئی کفر کرے ساتھ اس کے گروہوں میں سے پس آگ ہے

نہیں بلکہ یہی لوگ تو اس پر ایمان لاتے ہیں اور دوسرے فرقوں میں سے جو اس کا منکر ہے اس کا ٹھکانا دوزخ

مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ

جگہ وعدہ اس کی پس مت ہو بیچ شک کے اس سے تحقیق وہ حق ہے پروردگار تیرے سے

ہے۔ سو آپ اس کی طرف سے کسی طرح کے شک میں نہ رہیں یہ قرآن آپ کے رب کی طرف سے برحق ہے

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٧﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

اور لیکن بہت لوگ نہیں ایمان لاتے اور کون شخص ہے بہت ظالم اس شخص سے کہ باندھے

لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ

اوپر اللہ کے جھوٹ یہ لوگ روبرو لائے جاویں گے اوپر رب اپنے کے اور کہیں گے

جھوٹ باندھے یہ لوگ اپنے رب کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور گواہ

الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ

گواہ یہ لوگ ہیں کہ جھوٹ بولتے تھے اوپر پروردگار اپنے کے خبردار ہو لعنت ہے اللہ کی

کہیں گے کہ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا سن رکھو کہ ظالموں پر اللہ کی

عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٨﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ

اوپر ظالموں کے وہ جو بند کرتے ہیں راہ خدا کے سے اور

لعنت ہے جو لوگ اللہ کی راہ سے (لوگوں کو) روکتے ہیں اور

يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿١٩﴾ اُولٰٓئِكَ

چاہتے ہیں ساتھ اس کے کجی اور وہ ساتھ آخرت کے وہی ہیں کافر یہ لوگ

اس میں کجی چاہتے ہیں اور وہ آخرت سے بھی انکار کرتے ہیں یہ لوگ

لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ

نہ تھے عاجز کرنے والے بیچ زمین کے اور نہ تھا واسطے ان کے سوائے

دنیا میں (خدا کو) ہرا نہیں سکتے اور نہ خدا کے سوا ان کا کوئی مددگار ہے ان کو

حل لغات۔
له وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ۔ اشہاد جمع ہے شاہد کی جس طرح اصحاب صاحب کی اور انصار ناصر کی یا یوں کہو کہ جمع ہے شہید کی جس طرح اشراف شریف کی۔ علماء کا بیان ہے کہ دوسری توجیہ راجح تر ہے کیونکہ قرآن مجید میں مفرد کا صیغہ فعیل ہی کے وزن پر آیا ہے جیسے ویکون الرسول علیکم شہیدا وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا۔
له لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ۔ معجزین لیا گیا ہے اعجاز سے اور اعجاز کہتے ہیں تحصیل مراد سے منع کرنے اور باز رکھنے کو بولا کرتے ہیں اعجزنی فلان ای منعنی عن مرادی اور معجزین فی الارض کے معنی یہ ہیں کہ وہ ہمارے عذاب سے بھاگ جانے کی طاقت نہیں رکھتے کہ ہم ان کو پکڑ نہ سکیں۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۳۱۶) ایک وادی کا نام ہے اور وہ ایسے سخت عذاب والی ہے کہ دوزخ اس سے ہر روز چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ اس میں کون لوگ جائیں گے۔ فرمایا، ریاکار عالموں کے واسطے ہے، اللھم احفظنا (مشکوٰۃ باب الریاء صفحہ ۴۴۴) میں ہے مَنْ صَلّٰی یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ وَمَنْ صَامَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ وَمَنْ تَصَدَّقَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ یعنی جس نے دکھانے سنانے کے لئے نماز پڑھی، روزہ رکھا، صدقہ خیرات کیا تحقیق اس نے شرک کیا۔ بس اسی لئے فرما دیا اِتَّقُوْا ھٰذَا الشِّرْکَ فَاِنَّہٗ اَخْفٰی مِنْ دَبِیْبِ النَّمْلِ یعنی شرک سے بہت احتیاط کرو کیونکہ یہ سیاہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ چھپا ہوا ہے۔ مقصد یہ کہ معلوم نہیں ہوتا اور شرک ثابت ہو جاتا ہے (ترغیب و ترہیب باب الترہیب من الریاء)

اور جو لوگ ریاکاری کرتے ہیں غیر اللہ کے لئے عمل کرتے ہیں ان کا بیان صفحہ ۲۸ و سورۂ ماعون میں لکھا گیا ہے۔ نیز اہل ریاء کو ان کے حسنات کے عوض اسی دنیا میں دیدیا جاتا ہے اور آخرت میں بالکل خائب و خاسر ہوتے ہیں۔ فقط۔ ابو عمار عبد القہار عفرلہ

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ یعنی یہ شخص اور وہ ریاکار دنیا پرست جن کا ذکر پہلے ہوا کیا برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بَیِّنَۃ سے مراد فطرت اور دلیل عقلی ہے یعنی ان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا اسی پر کیا ہے اور ان کی عقل میں بھی یہی بات رکھی ہے کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ توحید اسلام اور قرآن و حدیث کا راستہ بقولہ تعالیٰ فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ وَجَاءَ فِی الْحَدِیْثِ کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ فَاَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور بہت علماء نے کہا ہے کہ شاھد سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حسن و قتادہ رحمہما اللہ کا یہ قول ہے کہ شاہد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (ابن کثیر و جامع) مَوْعِدُہٗ کا مقصد یہ کہ جو کتاب عزیز کا کفران اور انکار کرے گا اس کے لئے وعدہ ہے دوزخ کا وہ نار جہنم میں جائے گا۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ بعض نام کے مسلمان احکام الٰہی و آیات قرآنی کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ان کو نہیں مانتے خواہ بوجہ رواج و رسم کے یا خلاف ہونے مذہب یا آباء و اجداد و نفس کے جیسے میراث میں بیٹیوں کا حصہ، نکاح ثانی بیوہ کا وغیرہ وغیرہ سو اس اعتقاد کے لوگ بہ دلیل آیات کے قطعاً کافر ہیں۔ ان کو مسلمان کہنا اور ان کے ساتھ مسلمان کا سا برتاؤ کرنا حرام ہے (ابن کثیر و ترجمان و ملخص فائدہ ستاریہ)

ف۲ گواہی والے آخرت میں فرشتے ہوں گے جو عمل لکھتے ہیں اور نیک بخت آدمی جن کو خبر تھی۔ فائدہ۔ اللہ پر جھوٹ بولنا کئی طرح سے ہے علم میں غلط نقل کرنا یا خواب بنا لینا یا عقل سے حکم کرنا دین کی بات میں یا دعویٰ کرنا کہ کشف رکھتا ہوں یا اللہ کا مقرب ہوں (موضح) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے اِنَّ اللّٰہَ یُدْنِی الْمُؤْمِنَ فَیَضَعُ عَلَیْہِ کَنَفَہٗ وَیَسْتُرُہٗ فَیَقُوْلُ اَتَعْرِفُ ذَنْبَ کَذَا اَتَعْرِفُ ذَنْبَ کَذَا فَیَقُوْلُ نَعَمْ اَیْ رَبِّ حَتّٰی قَرَّرَہٗ بِذُنُوْبِہٖ وَرَاٰی فِیْ نَفْسِہٖ اَنَّہٗ ھَلَکَ قَالَ سَتَرْتُھَا عَلَیْکَ فِی الدُّنْیَا وَاَنَا اَغْفِرُھَا لَکَ الْیَوْمَ فَیُعْطٰی کِتَابَ حَسَنَاتِہٖ وَاَمَّا الْکٰفِرُوْنَ وَالْمُنٰفِقُوْنَ فَیَقُوْلُ الْاَشْھَادُ ھٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ کَذَبُوْا عَلٰی رَبِّھِمْ اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ۝ (بخاری۔ ابواب المظالم) یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ مومن کو اپنے قریب بلائے گا اور آہستہ سے اس سے پوچھے گا کہ تجھ کو فلاں گناہ یاد ہے، فلاں گناہ یاد ہے۔ بندہ کہے گا ہاں اے رب میرے! میں جانتا ہوں حتیٰ کہ سب گناہوں کا اقرار کرے گا اور اپنے دل میں خیال کرے گا کہ اب میں ہلاک ہوا۔ تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تیرے ان گناہوں کو دنیا میں ڈھانکا تھا اور اب بخشتا ہوں پھر اس کو نیکیوں کا کاغذ دیا جائے گا اور جو لوگ کافر یا منافق ہیں ان کی پردہ پوشی نہ ہوگی بلکہ علانیہ طور پر گواہ کھڑے ہو کر پکاریں گے کہ خبردار ہو جاؤ یہ وہ لوگ ہیں کہ جھوٹ بولتے تھے اپنے پروردگار پر۔ خبردار ہو جاؤ۔ لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی اوپر ظالموں کے۔ اس وقت گواہی دینے والے ملائکہ، انبیاء، صالحین بلکہ خود ان کے ہاتھ پاؤں ہوں گے (حدیث التفاسیر)

اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ مَا كَانُوْا

اللہ کے کوئی دوست دوگنا کیا جاویگا واسطے انکے عذاب نہ تھے

دوگنا عذاب ہوگا۔ (کیونکہ) نہ وہ (حق بات) سن سکتے تھے اور نہ

يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ۝٢٠ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

کر سکتے سننا اور نہ تھے دیکھتے ف یہ لوگ ہیں جنہوں نے

وہ (سیدھی راہ) دیکھتے تھے یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝٢١ لَا جَرَمَ

نقصان دیا جانوں اپنی کو اور کھویا گیا ان سے جو کچھ تھے باندھا کرتے نہیں شک

اپنے آپ کو نقصان میں ڈالا اور جو افترا پردازیاں وہ کیا کرتے تھے وہ ان سے جاتی رہیں ضروری ہے کہ

اَنَّهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝٢٢ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

کہ وہ بیچ آخرت کے وہی ہیں ٹوٹا پانے والے تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے

یہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ خسارے میں رہیں گے بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے

الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ

اچھے اور عاجزی کی طرف پروردگار اپنے کے یہ لوگ رہنے والے بہشت کے ہیں

نیک عمل کئے اور اپنے رب کے آگے عاجزی کرتے رہے یہی لوگ جنتی ہیں ع

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝٢٣ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ

وہ بیچ اسکے ہمیشہ رہنے والے ہیں مثال دونوں فریقوں کی جیسے ایک اندھا ہو اور بہرا ہو

جنت میں ہمیشہ رہیں گے دونوں فرقوں کی مثال ایسی ہے جیسے اندھا بہرہ اور

وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَفَلَا

اور دوسرا دیکھنے والا ہو اور سننے والا ہو کیا برابر ہوتے ہیں مثال میں کیا پس نہیں

دیکھتا سنتا۔ کیا دونوں (فرقوں) کی حالت ایک ایسی ہو سکتی ہے؟ تو کیا

تَذَكَّرُوْنَ ۝٢٤ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ ۡ اِنِّىْ

نصیحت پکڑتے ہو تم ف اور تحقیق بھیجا ہم نے نوح کو طرف قوم اس کی کے تحقیق میں

تم غور نہیں کرتے اور بالتحقیق ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا (اور انہوں نے کہا)

لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٢٥ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ

واسطے تمہارے ڈرانے والا ہوں ظاہر یہ کہ نہ عبادت کرو سوا اللہ کو

کہ میں تم کو (عذاب الٰہی سے) کھول کھول کر ڈرانے والا ہوں اور یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ مجھے تمہاری نسبت

اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ۝٢٦ فَقَالَ الْمَلَاُ

تحقیق میں ڈرتا ہوں اوپر تمہارے عذاب دن درد دینے والے کے سے پس کہا سرداروں نے

ایک روز کے الم ناک عذاب کا اندیشہ ہے پھر اس کی قوم کے سردار

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا

جو لوگ کہ کافر ہوئے تھے قوم اس کی سے نہیں دیکھتے ہم تجھ کو مگر آدمی مانند اپنے

جو کافر تھے کہنے لگے کہ ہم تو تمہیں محض اپنے جیسا آدمی دیکھتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ تمہاری

حل لغات۔
لہ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ ۔ لاجرم مترادف ہے لابد اور لامحالہ کے۔ پھر اس کے استعمال میں یہاں تک وسعت ہوئی کہ حقًا کی جگہ بولا جانے لگا عرب بولا کرتے ہیں لاجرم انک محسن ای حقًا انک محسن
٢ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۔ اخبات کہتے ہیں خشوع و خضوع کو۔ یہ ماخوذ ہے

خبت سے اور خبت کہتے ہیں ارض مطمئنہ کو تو اخبت کے معنی ہیں دخل فی الخبت جس طرح انجد اور اتہم معنی ہیں دخل فی النجد اور دخل فی التہامۃ کے۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص اپنے اللہ کی طرف اطمینان پکڑتا ہے اسے مخبت کہتے ہیں۔ ٣ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۔ مثلًا تمیز ہے فاعل یستویان سے۔

ف جو لوگ ظلم و ناانصافی سے اللہ کے کلام کو جھوٹا بتاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر آخرت کے منکر ہیں اور دوسروں کو بھی راہِ مستقیم سے روکتے ہیں وہ خدا کے عذاب سے نہ بھاگ سکتے ہیں اور نہ اُن کا کوئی حامی مددگار ہو سکتا ہے بلکہ قیامت میں سب جھوٹے دعوے خاک میں مل جائیں گے اور دُوگنے عذاب کے مستحق ٹھیریں گے ایک عذاب خود گمراہ ہونے کا دوسرا عذاب اوروں کو گمراہ کرنے اور بعد کی نسلوں کے لئے گمراہی کی میراث چھوڑ جانے کا۔ العیاذ باللہ فقط

ابوحماد عبدالقہار غفرلہٗ

ف منکرین کے بُرے انجام کے بالمقابل مومنین کا نیک اچھا انجام بیان ہو رہا ہے یعنی سعادت مند اور بختاور خوش نصیب وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور منکرات کو چھوڑ دیا اسی واسطے وہ جنات کے وارث ہوئے۔ ان جنات میں وہ ہمیشہ رہیں گے نہ کبھی ان کو موت آئے اور نہ کبھی وہ بوڑھے و بیمار ہوں نہ نیند میں جائیں چنانچہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت ہے اَلَا اُخْبِرُکُمْ عَنْ مُلُوْکِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰی قَالَ رَجُلٌ ضَعِیْفٌ مُسْتَضْعَفٌ ذُوْ طِمْرَیْنِ لَا یُؤْبَهُ لَهٗ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو نہ بتاؤں کہ جنت کے بادشاہ کون لوگ ہیں؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایسا ہو کہ غریب ہے اور کم مرتبہ کمبل کی دو چادروں والا ہے لوگوں کے دل میں اس کی کچھ ہیبت اور وقعت نہیں لیکن اللہ کے نزدیک (بوجہ تقویٰ، طہارت اللہ و رسول کے مطیع فرماں بردار ہونے کے) ایسی قدر و منزلت رکھتا ہے کہ اگر کسی بات پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کو پورا ہی کر دے۔ اور حارثہ بن وہب کی روایت میں یوں ہے اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ کُلُّ ضَعِیْفٍ مُتَضَعِّفٍ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَهْلِ النَّارِ کُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَکْبِرٍ کہ جنت والے غریب غربا دنیاوی حیثیت سے کم مرتبہ والے ہیں اور دوزخ والے سرکش سخت دل متکبر لوگ ہیں (ابن ماجہ صفحہ ۳۱۳) نیز ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ہے اِبْغُوْنِیْ فِیْ ضُعَفَائِکُمْ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِکُمْ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو ڈھونڈو غریب غربا لوگوں میں اور سوائے اس کے نہیں کہ تم کو روزی و مدد ضعیفوں کی دعاؤں کی برکت سے ملتی ہے (مشکوٰۃ صفحہ ۴۳۹) ڈھونڈھنے سے یہ مطلب ہے کہ جو کوئی غریب غربا مساکین کی خاطرداری کرے گا اس کو جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نصیب ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ درحقیقت اس حدیث میں انسانی عظمت و روحانیت کا ایک بلندترین مقام دکھلایا گیا ہے جن بندگانِ خدا کے دل خدا کی طرف متوجہ ہو گئے اور پھر اپنے عمل و عقیدہ و اخلاص کے لحاظ سے انسانیت کی سچی تصویر بن گئے تو ایسے لوگ دنیا میں اکسیر صفت شان رکھتے ہیں تب ہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاکِیْنِ (ابن ماجہ صفحہ ۳۱۴) اور اس مضمون کا بیان صفحہ ۱۹۱ میں بھی لکھا گیا ہے۔ پھر اللہ نے کافروں و مومنوں کی مثال بیان فرمائی ہے۔ کافر راہِ حق سے دنیا و آخرت میں اندھا ہے کسی خیر کی طرف اسکو راستہ نہیں ملتا نہ سوجھتا ہے اور سماعِ آیات سے بہرا ہے۔ مومن صاحبِ بصیرت حق و باطل میں تمیز کرتا ہے۔ بھلا پھر یہ دونوں کیسے یکساں ہو سکتے ہیں (ابن کثیر وغیرہ) اس آیت کو پچھلی تمام موعظت کا خلاصہ سمجھو فرمایا دونوں فریقوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندھا بہرہ ہو اور دوسرا دیکھنے سننے والا پھر کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا روشنی اور اندھیاری میں کوئی فرق نہیں؟ کیا بصارت اور کوری کا ایک حکم ہے؟ اگر نہیں ہے تو ضروری ہے کہ دونوں کے احوال و نتائج ایک دوسرے سے متضاد ہوں اور دنیا میں ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہے جیسا کہ اب ہو رہا ہے۔ اس کے بعد ہی گذشتہ ایام و وقائع کا بیان شروع ہو گیا ہے جو فی الحقیقت دلائل و حجج کا ایک پورا سلسلہ ہے۔ اس سلسلہ کی پہلی کڑی حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کہا اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی نہ کرو اگر تم سرکشی سے باز نہ آئے تو عذاب کا ایک بڑا ہی دردناک دن آنے والا ہے لیکن قوم کے سرداروں اور اونچے درجہ کی جماعتوں نے انکار اور سرکشی کی۔ صرف وہ لوگ ایمان لائے جو قوم میں ذلیل سمجھے جاتے تھے۔ منکروں نے کہا تم بھی ہماری ہی طرح ایک آدمی ہو پھر تمہاری بات کیوں مانیں یعنی تم میں اگر کوئی ایسا اچنبھا پایا جاتا جو اور آدمیوں میں نہیں پایا جاتا یا کہ دیوتاؤں کی طرح اُتر آئے ہوتے تو تمہاری تصدیق کرتے۔ منکرین نے کہا جو ہم میں کمینے ہیں وہی بے سمجھے بوجھے تمہیں مان رہے ہیں، پھر ان بے وقوفوں کی طرح ہم بھی مان لیں، علاوہ بریں ہم ایسی جماعت (باقی فائدہ بر صفحہ ۳۱۹)

وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۱ وَ

اور نہیں دیکھتے ہم تجھ کو - پیروی کی ہو تیری مگر ان لوگوں نے کہ وہ رذالے کمینے ہیں ظاہر سمجھ کے

پیروی کی ہم میں سے رذیل لوگوں نے ہی اختیار کی ہے اور وہ بھی سرسری نظر سے اور ہم تم

مَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾

نہیں دیکھتے ہم واسطے تمہارے اوپر اپنے بڑائی سے بلکہ گمان کرتے ہیں ہم تم کو جھوٹے

تم لوگوں میں اپنے سے کوئی برتری نہیں پاتے بلکہ ہم تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ

کہا اے قوم میری کیا دیکھا تم نے اگر ہوں میں اوپر دلیل کے پروردگار اپنے سے اور

(نوح نے) کہا کہ اے میری قوم! بھلا دیکھو تو اگر میں اپنے رب کے کھلے رستے پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے

اٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا

دی ہو مجھ کو رحمت بیچ نبوت نزدیک اپنے سے پس چھپائی گئی اوپر تمہارے کیا لگاویں ہم اس کو تم کو

پاس سے رحمت عطا کی ہو پھر وہ بات تم کو دکھائی نہ دیتی ہو تو ہم خواہ مخواہ اس کو تمہارے

وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيٰقَوْمِ لَاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ

اور تم اس کو ناخوش رکھنے والے ہو اور اے قوم میری نہیں مانگتا میں تم سے اوپر اس کے کچھ مال

گلے مڑھ دیں حالانکہ تم اسے ناپسند کرتے ہو اور اے میری قوم! میں تم سے اس (وعظ و نصیحت) کے بدلے دولت طلب

اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ

نہیں بدلہ میرا مگر اوپر اللہ کے اور نہیں ہوں میں ہانک دینے والا ان لوگوں کو کہ ایمان لائے تحقیق وہ

نہیں کرتا میرا صلہ تو اللہ ہی کے ذمے ہے اور جو لوگ ایمان لا چکے ہیں میں ان کو اپنے پاس سے نکالنے والا بھی نہیں ہوں وہ تو

مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾

ملنے والے ہیں رب اپنے سے اور لیکن میں دیکھتا ہوں تم کو ایک قوم ہو کہ جہالت کرتے ہو۔ اور

اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں لیکن میں تمہیں ایک جاہل قوم دیکھتا ہوں

وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا

اور اے قوم میری کون مدد دیگا مجھ کو اللہ سے اگر ہانک دوں میں ان کو کیا پس نہیں دھیان کرتے تم

اور اے میری قوم! اگر میں ان کو نکال دوں تو اللہ سے بچانے کو کون میری مدد کریگا؟ بھلا تم غور کیوں نہیں

تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۤىِٕنُ اللّٰهِ

نصیحت پکڑتے اور نہیں کہتا ہوں میں تم سے کہ نزدیک میرے خزانے خدا کے ہیں

کرتے؟ اور میں نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ

وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّلَاۤ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ

اور نہیں جانتا غیب کو اور نہیں کہتا ہوں کہ تحقیق میں فرشتہ ہوں اور نہیں کہتا میں واسطے ان لوگوں کے

غیب جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ ان لوگوں کی نسبت جنہیں

تَزْدَرِيْۤ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ

کہ حقیر دیکھتی ہیں ان کو آنکھیں تمہاری ہرگز نہ دیگا ان کو اللہ بھلائی اللہ خوب جانتا ہے

تم حقارت کی نظر سے دیکھتے ہو یہ کہتا ہوں کہ اللہ ان کو بھلائی نہیں دیگا جو ان کے دلوں میں ہے اللہ خوب

حل لغات ۔ ۱؎ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۔ اراذل جمع ارذل کی جس طرح اکابر اکبر کی اور احاسن احسن کی یا اراذل جمع ارذل کی اور ارذل رذل کی جس طرح اکالب اکلب کی اور اکلب کلب کی ۔ اس صورت میں اراذل جمع الجمع ہوگا ۔ بہرکیف رذل کہتے ہیں حقیر و ذلیل چیز کو ۔ بادی معنی میں ہے ظاہر کے

(بقیہ فائدہ صفحہ ٣١٨) میں کیونکر شریک ہو سکتے ہیں جہاں رذیل اور شریف میں کوئی امتیاز نہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کہا انسان کی ہدایت تو انسان ہی کے ذریعہ ہو سکتی ہے اور وہ اتنا ہی کر سکتا ہے جو اس کے اختیار میں ہے تم کہتے ہو میں جھوٹا ہوں حالانکہ میں سچا ہوں، تو کیا اس بات کی توقع کرتے ہو کہ جبراً تمہیں سچائی کی راہ دکھا دوں خدا کی طرف سے کتنی ہی واضح دلیل حق مجھے دی گئی لیکن تم سمجھنے سے انکار کر دو تو میں کیا کر سکتا ہوں؟ انھوں نے کہا تم جن لوگوں کو ذلیل سمجھتے ہو میں کبھی نہ کہوں گا کہ وہ ذلیل ہیں اور انھیں خوبی اور سعادت نہیں مل سکتی۔ اگر میں ایسا کروں تو خدا کے مواخذہ میں گرفتار ہو جاؤں۔ انھوں نے کہا میرا دعوی صرف یہ ہے کہ سچائی کا پیغامبر ہوں مجھے طاقت اور تصرف کا دعوی نہیں نہ میں انسانیت سے کوئی بالاتر ہستی ہوں۔ منکروں نے ان دلائل و مواعظ پر غور کرنے سے انکار کر دیا اور ان باتوں کو "جدال" سے تعبیر کرنے لگے اور یہاں تک سرکشی کی کہ خود عذاب کے ظہور کا مطالبہ کرنے لگے۔ اس پر ارشادِ الٰہی ہوا کہ کہدے کہ تم کہتے ہو کہ میں مفتری ہوں، اچھا اگر میں مفتری ہوں تو میرا گناہ مجھ پر اور اگر تم سچائی کو جھٹلا رہے ہو تو اس کی پاداش تمہیں جھیلنی ہے، میں اس سے بری ہوں۔ اب فیصلہ کا انتظار کرو (م۔ ترجمان)

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ کافروں کو شیطان نے اس شبہ میں ڈالدیا کہ ایک بشر کو ہم نبی کیسے مان لیں۔ اگر یہ سچا نبی ہوتا تو فرشتہ ہوتا۔ نیز اس کی جماعت کے غرباء مساکین محنت مزدوری کرنے والے نیچ قوم کے لوگ ہیں۔ اگر یہ سچا ہوتا تو بڑے بڑے سیٹھ مالدار اس کے تابعدار ہوتے، بھلا ہم پر کوئی فوقیت تو حاصل نہیں ہے کہ جس کے سبب سے مستحق نبوت ہو اور ہم نہ ہوں جبکہ ہم اور یہ بشریت میں مشترک ہیں (فائدہ ستاریہ)

ف۲ نوح علیہ السلام نے رد کیا اور کہا کہ اگر میں یقین اور ثبوت صادقہ پر ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور یہ امر تم پر مخفی رہا اور تم اس راہ پر نہ چلے اور تم نے کچھ اس کی قدر نہ جانی بلکہ جھٹ پٹ اس کی تکذیب کے لئے آمادہ ہوئے تو کیا میں باوجود تمہاری کراہت کے اس کو کسی کے گلے باندھ سکتا ہوں (ابن کثیر)

ف۳ یعنی جہل و حماقت سے انجام پر نظر نہیں کرتے صرف انکی ظاہری شکستگی دیکھ کر حقیر سمجھتے ہو اور ایسی مہمل درخواست کرتے ہو کہ انکو ہٹا دیا جائے تو ہم تمہارے پاس آئیں۔ کیا غربت اور کسب حلال کوئی عیب ہے؟ یہی چیز تو ہے جو حق کے قبول کرنے میں مزاحم نہیں ہوتی۔ عموماً دولت وجاہ کا نشہ انسان کو قبول حق سے محروم رکھتا ہے، اسی لئے ہرقل (بادشاہ) کی حدیث میں آیا ہے کہ انبیاء کے متبعین ضعفاء ہوتے ہیں۔ بہرحال تم نہیں جانتے کہ سب کو اللہ کے پاس جمع ہونا ہے وہاں پہنچکر ظاہر ہوگا کہ اپنے کو ان سے بہتر سمجھنا تمہارا جاہلانہ غرور تھا (موضح الفرقان)

ف۴ کافروں نے مسلمانوں کو رذال ٹھیرایا اور چاہا کہ ان کو ہانک دو تو ہم تمہارے پاس بیٹھیں بات سنیں، سو فرمایا کہ دل کی بات اللہ تحقیق کرے گا جب اس سے ملیں گے۔ میں اگر مسلمانو کو ہانکوں تو اللہ سے کون چھڑا دے مجھ کو اور رذال ٹھیرایا اس پر کہ وہ کسب کرتے تھے۔ کسب سے بہتر کمائی نہیں اسی واسطے فرمایا کہ تم جاہل ہو (موضح)

ف۵ وہ جو کہتے تھے کہ تم میں ہم آپ سے بڑائی نہیں دیکھتے سو فرمایا کہ میں فرشتہ نہیں غیب کی خبر نہیں رکھتا اللہ کے خزانے میرے ہاتھ میں نہیں اور وہ جو اللہ نے بھری ہے مجھ پر تمہاری آنکھ میں چھپی ہے (موضح)

لیا گیا ہے بدا الشی اذا ظہر سے صحرا اور جنگل کو اسی واسطے بادیہ اور بدو کہتے ہیں کہ وہ دیکھنے والے کے لئے ظاہر و بارز ہوتا ہے تو بادی الرای کے معنے ہیں ظاہر الرائے۔ ؎ فَعُمِّيَتْ۔ عمیت معنے میں ہے اخفیت کے یا اُلْبِسَتْ اور شُبِّهَتْ کے۔ ؎ تَزْدَرِیْ اَعْيُنُكُمْ تَزْدَرِیْ صیغہ واحد مؤنث غائب مضارع باب افتعال۔ لیا گیا ہے زراہ ازدراء سے اصل میں تھا تزتری بے پر ضمہ ثقیل تھا حذف ہوگیا۔ تے کو دال سے بدل لیا کیونکہ تے اور دال دونوں قریب المخرج ہیں۔ تزدری معنی میں ہے تحقر کے۔

بِمَا فِي أَنْفُسِهِمْ ۖ إِنِّي إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِينَ ﴿٣١﴾ قَالُوا

جو کچھ کہ بیچ جیوں انکے کے ہے تحقیق میں اسوقت البتہ ظالموں سے ہوں گا کہنے لگے

جانتا ہے (اگر میں ایسا کہوں) تو اس وقت میں ظالموں میں شمار ہونگا انہوں نے کہا کہ

يَا نُوحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَأَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ

اے نوح تحقیق جھگڑا کیا تو نے ہم سے پس بہت کیا تو نے جھگڑا ہم سے پس لے آ ہمارے پاس جو کچھ وعدہ دیتا ہے تو اگر

نوح ! تم نے ہم سے جھگڑا تو کیا ہے اور جھگڑا بھی بہت کیا ۔ پس جس عذاب کا تم ہم سے وعدہ کرتے ہو وہ لے آؤ

كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٣٢﴾ قَالَ إِنَّمَا يَأْتِيكُمْ بِهِ اللَّهُ

اگر ہے تو سچوں سے کہا سوا کچھ نہیں کہ لے آوے گا اسکو تمہارے پاس اللہ

اگر تم سچے لوگوں میں سے ہو (نوح نے) کہا اسکو تو اللہ ہی جاہے گا تو تم پر نازل کریگا

إِنْ شَاءَ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿٣٣﴾ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِي إِنْ

اگر چاہیگا اور نہیں تم عاجز کرنے والے اور نہیں فائدہ دیگی تم کو نصیحت میری اگر

اور تم اسے ہرا نہیں سکتے اور میری نصیحت تمہیں کوئی فائدہ نہ دیگی اگر میں

أَرَدْتُ أَنْ أَنْصَحَ لَكُمْ إِنْ كَانَ اللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُغْوِيَكُمْ ۚ هُوَ

ارادہ کروں میں یہ کہ نصیحت کروں میں تم کو اگر ہو اللہ ارادہ کرتا یہ کہ گمراہ کرے تم کو وہ

میں تمہیں نصیحت کرنی چاہوں جبکہ خدا کو یہی منظور ہے کہ وہ تمہیں گمراہ رہنے دے وہی

رَبُّكُمْ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٣٤﴾ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ

رب تمہارا ہے اور طرف اسی کے پھیرے جاؤ گے کیا کہتے ہیں کہ باندھ لیا ہے اسکو کہہ

تمہارا رب ہے۔ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص نے قرآن کو اپنے دل

إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَعَلَيَّ إِجْرَامِي وَأَنَا بَرِيءٌ مِمَّا تُجْرِمُونَ ﴿٣٥﴾

اگر باندھ لیا ہے میں نے اسکو پس اوپر میرے ہے گناہ میرا اور میں بے علاقہ ہوں اس چیز سے کہ گناہ کرتے ہو تم وقف

سے بنا لیا ہے؟ کہہ دو کہ اگر میں نے اسے خود بنایا ہے تو اس کا گناہ مجھ پر ہے اور جو گناہ تم کرتے ہو اس سے بری الذمہ ہوں

وَأُوحِيَ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ لَنْ يُؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ

اور وحی کی گئی طرف نوح کے یہ کہ وہ ہرگز نہ ایمان لاویگا قوم تیری سے مگر جو تحقیق ایمان لا چکے

اور نوح کی طرف وحی کی گئی کہ جو لوگ ایمان لا چکے ہیں ان کے سوا تمہاری قوم میں سے اور کوئی شخص ایمان نہیں لائیگا ۔ سو جو کچھ یہ کر

فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا

پس مت غم کھا ساتھ اس چیز کے کہ ہیں کرتے اور بنا کشتی ساتھ آنکھوں ہماری

رہے ہیں تم اس کا غم نہ کرو اور ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم کے مطابق

وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ إِنَّهُمْ

کے اور وحی ہماری کے اور مت کلام کر مجھ سے بیچ ان لوگوں کے کہ ظلم کرتے ہیں تحقیق وہ

ایک کشتی بناؤ اور جو لوگ ظالم ہیں انکے بارے میں ہم سے کچھ نہ کہنا۔ (کیونکہ) وہ لوگ ضرور

مُغْرَقُونَ ﴿٣٧﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِنْ

ڈبائے جاوینگے اور بناتا تھا نوح کشتی کو اور جب گزرتے اوپر اسکے سردار قوم

غرق کئے جائیں گے اور نوح نے کشتی بنانی شروع کر دی اور جب ان کی قوم کی سردار انکے پاس سے گزرتے

ع ۳ ۱۱ ۲

حل لغات۔

لہ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِي۔ نصح کے حقیقی اور لغوی معنے ہیں محض ارادۂ خیر کے یا خیر کا راستہ بتا دینے کے اور عرف میں اس کلمہ کو نصح کہتے ہیں جو ہر اس چیز کو جامع ہو جو مدار خیر ہو فعل ہو تو اور قول ہو تو اس کی نقیض ہے غش۔

کلہ اَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ۔ افترار کہتے ہیں اپنے دل سے بات بنا کر کہنے کو بولا کرتے ہیں افتراہ ای اختلقہ وافتعلہ۔

سلہ فَعَلَيَّ إِجْرَامِي۔ اجرام کہتے ہیں اکتساب محرمات کو اور یہاں سے مضاف محذوف ہے ای فعلی عقاب اجرامی۔

سمہ فَلَا تَبْتَئِسْ۔

لَا تَبْتَئِسْ معنے ہیں کہ غم نہ کر ۔ جب کسی کو کوئی مکروہ اور ناپسند چیز پہنچتی ہے تو اہل محاورہ ابتأس الرجل بولا کرتے ہیں ۔ ابو عبیدہ کا شعر ہے مالقسم ابتأ اکلا غیر مبتئس ۔ ای غیر حزین ولا کارہ ۔

ف۱ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء و اولیاء کو جو اللہ تعالیٰ نے سب
لوگوں سے بڑا بنایا ہے سو ان میں بڑائی یہ نہیں ہے کہ اللہ پاک
نے غیب دانی اختیار میں دیدی ہو کہ جس کے دل کا احوال جب
چاہیں معلوم کرلیں یا جس آئندہ بات کو جب ارادہ کریں تو
دریافت کرلیں کہ فلاں کے ہاں اولاد ہوگی یا نہ ہوگی۔ علم غیب
تو اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ ان کو
اللہ تعالیٰ نے مقام نبوت اور ولایت دیا ہوتا ہے اور لوگوں
کو اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور جب انھوں نے خود فرمایا کہ ہم
غیب نہیں جانتے تو اب جو لوگ انبیاء اولیاء کو عالم الغیب
کہتے ہیں وہ جھوٹے ہیں اور اس آیت کے منکر۔ دیکھو لو
حضرت نوح علیہ السلام نے کفار کے جواب میں اپنی بشریت کا
انکار نہیں فرمایا بلکہ ان کو اپنے قومی بھائی کہتے ہوئے ہدایت و
رحمت کی طرف توجہ دلائی اور اپنی بشریت کی مزید تشریح
کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے قبضہ میں اللہ کے خزانے نہیں۔
میں غیب داں نہیں وغیرہ۔ اس سے اہل بدعت کے خیال باطل
کی تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ رسول بشر نہیں ہوتا۔ مزید
بیان صفحہ ۱۹۲ و ۲۴۹ میں ہے فقط۔ ف۲ یعنی ہم کسی طرح
بھی تمھاری متابعت نہ کریں گے۔ تم جس عذاب کے آنے کا وعدہ
ہم سے کرتے ہو دعا کر دو اور اس وعدہ کو لے آؤ اگر تم سچے
ہو۔ نوح علیہ السلام نے فرمایا عذاب کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے
اس کو کوئی شے عاجز نہیں کرسکتی اور اگر اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے
کہ تم گمراہ رہو تو میری نصیحت تم کو کچھ سود مند نہ ہوگی۔ مخلوق
کے تمام کام اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ وہی مالک دنیا و آخرت کا
ہے (ابن کثیر)

ف۳ یہاں تک سوال و جواب اس قوم کے تھے وہی تھے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے قوم کے گویا یہ سب جواب ان کو ملے۔ ایک
ان کا نیا دعویٰ تھا وہ آگے فرمایا (موضح)

ف۴ انداز کلام سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی زبان سے حضرت نوح علیہ السلام کا یہ قصہ سنتے ہوئے مخالفین
نے اعتراض کیا ہوگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ قصے بنا بنا کر
اس لئے پیش کرتا ہے کہ انھیں ہم پر چسپاں کرے۔ جو چوٹیں
وہ ہم پر براہ راست نہیں کرنا چاہتا ان کے لئے ایک قصہ گھڑ تا ہے
اور اس طرح "در حدیث دیگراں" کے انداز میں ہم پر چوٹ کرتا ہے
لہٰذا سلسلہ کلام توڑ کر ان کے اعتراض کا جواب اس فقرہ میں
دیا گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ گھٹیا قسم کے لوگوں کا ذہن ہمیشہ بات کے
بُرے پہلو کی طرف جایا کرتا ہے اور اچھائی سے انھیں کوئی دلچسپی
نہیں ہوتی کہ بات کے اچھے پہلو پر ان کی نظر جاسکے۔ ایک شخص نے
اگر کوئی حکمت کی بات کہی ہے یا وہ تمھیں کوئی مفید سبق دے رہا ہے
یا تمھاری کسی غلطی پر تم کو متنبہ کر رہا ہے تو اس سے فائدہ اٹھاؤ اور
اپنی اصلاح کرو مگر گھٹیا آدمی ہمیشہ اس میں بُرائی کا کوئی ایسا پہلو
تلاش کرے گا جس سے حکمت اور نصیحت پر پانی پھیر دے اور
نہ صرف خود اپنی بُرائی پر قائم رہے بلکہ قائل کے ذمہ بھی اُلٹی کچھ
بُرائی لگا دے۔ بہتر سے بہتر نصیحت بھی ضائع کی جاسکتی ہے اگر
سننے والا اسے خیرخواہی کے بجائے "چوٹ" کے معنی میں لے
اور اس کا ذہن اپنی غلطی کے احساس و ادراک کے بجائے
بُرا ماننے کی طرف چل پڑے۔ پھر اس قسم کے لوگ ہمیشہ اپنی فکر کی بنا
ایک بنیادی بدگمانی پر رکھتے ہیں۔ جس بات کے حقیقت واقعی ہونے
اور ایک بناوٹی داستان ہونے کا یکساں امکان ہو مگر وہ ٹھیک
ٹھیک تمھارے حال پر چسپاں ہو رہی ہو اور اس میں تمھاری کسی
غلطی کی نشان دہی ہوتی ہو، تو تم ایک دانشمند آدمی ہوگے اگر
اُسے ایک واقعی حقیقت سمجھ کر اس کے سبق آموز پہلو سے فائدہ
اُٹھاؤ گے، اور محض ایک بدگمان و کج نظر آدمی ہوگے اگر کسی
ثبوت کے بغیر یہ الزام لگا دو گے کہ قائل نے محض ہم پر چسپاں کرنے
کے لئے یہ قصہ تصنیف کر لیا ہے اسی بنا پر یہ فرمایا کہ اگر یہ داستان
میں نے گھڑی ہے تو اپنے جرم کا میں ذمہ دار ہوں، لیکن جس
جرم کا تم ارتکاب کر رہے ہو وہ تو اپنی جگہ قائم ہے اور اس کی
ذمہ داری میں تم ہی پکڑے جاؤ گے نہ کہ میں۔ (تفہیم)

ف۵ جب قوم نوح کی ایذائیں حد سے گزر گئیں تو حضرت نوح
علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے آگے شکوہ کیا أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرْ
کہ میں مغلوب و ضعیف ہوں۔ یا اللہ ان سے بدلہ لے۔ اللہ
نے فرمایا بس جس کو ایمان لانا تھا وہ ایمان لے آیا۔ اب تم غمگین
نہ ہو۔ ان کی تباہی کا وقت قریب آگیا ہے تم کشتی تیار کرو۔
آنکھوں کے سامنے بنانے سے یہ مراد ہے کہ ہم تیرے کام کو
دیکھتے ہیں۔ عین اللہ کی ایک صفت ہے جس کی کیفیت معلوم
نہیں، ایمان لانا اس پر اور جاری کرنا ظاہر پر بغیر مثال، تقدیر و
تشبیہ اور تعطیل کیفیت اور تاویل کے واجب ہے۔ عین سے
مراد علم یا فرشتہ، محافظ لینا یہ تاویل بلکہ تحریف ہے۔ ائمہ اسلام
سلف صالحین کا یہ عقیدہ و اعتقاد ہے کہ شرع میں اللہ تعالیٰ
کے لئے جو لفظ وارد ہے اس کو بغیر تاویل کے بولنا چاہئے۔
امام العارفین شیخ عبدالقادر جیلانی (باقی فائدہ بر صفحہ ۳۲۱)

قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ط قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ

اس کی سے ٹھٹھا کرتے اس سے کہا اگر تم ٹھٹھا کرتے ہو ہم سے پس ہم بھی ٹھٹھا کریں گے تم سے

تو انکی تمسخر کرتے وہ کہتے کہ اگر (آج) تم ہم سے تمسخر کرتے ہو تو (کل) ہم تم پر ہنسیں گے جس طرح تم ہم سے

كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ لا مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ

جیسا ٹھٹھا کرتے ہو تم پس البتہ جان لو گے تم کون شخص ہے کہ آئیگا اسکے پاس عذاب کہ

ہنسی رہے ہو اور تمہیں جلد معلوم ہو جائیگا کہ کس پر عذاب آتا ہے جو اس کو ذلیل

يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۹﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ

رسوا کریگا اسکو اور اترآ پڑیگا اوپر اسکے عذاب ہمیشہ رہنے والا یہاں تک کہ جب آیا

کرے گا اور کس پر ہمیشہ کا عذاب نازل ہوتا ہے یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آپہنچا

اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ لا قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ

حکم ہمارا اور جوش مارا تنور نے کہا ہم نے چڑھا لے اس میں ہر قسم سے جوڑا

اور تنور جوش مارنے لگا تو ہم نے حکم دیا کہ اس کشتی میں ہر قسم میں سے ایک ایک جوڑا اور ایک ایک

اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ط

دو عدد اور اہل اپنے کو مگر جس پر پہلے ہو چکی بات اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں

مادہ چڑھالو اور جس کی نسبت فیصلہ ہو چکا ہے اس کے سوا اپنے گھر والوں کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں

وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۴۰﴾ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ

اور نہ ایمان لائے تھے ساتھ اسکے مگر تھوڑے اور کہا (نوح نے) سوار ہو جاؤ اس میں ساتھ نام اللہ کے

سوار کرلو۔ اور ان کے ساتھ ایمان بہت ہی کم لوگ لائے تھے اور نوح نے کہا (کہ خدا کا نام لے کر) اس کشتی میں سوار ہو جاؤ اس کا

مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ط اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾ وَهِيَ تَجْرِيْ

ہے چلنا اس کا اور ٹھہرنا اس کا تحقیق رب میرا البتہ بخشنے والا مہربان ہے اور وہ بھی چلتی تھی

روانہ ہونا اور ٹھہرنا (سب خدا ہی کے نام سے ہے) بیشک میرا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے اور کشتی ان کو لیکر چلنے لگی

بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ قف وَنَادٰى نُوْحُ ۨابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ

ساتھ انکے بیچ موجوں کے مانند پہاڑوں کے اور پکارا نوح نے بیٹے اپنے کو اور تھا وہ بیچ کنارے کے

(جو) پہاڑوں (کی طرح) میں چلنے لگی اور نوح نے اپنے بیٹے کو کہ (کشتی سے) الگ تھا پکارا

يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ سَاٰوِيْۤ

اے بیٹے میرے چڑھ لے ساتھ ہمارے اور مت ہو تو ساتھ کافروں کے کہا شتاب جگہ پکڑوں گا

کہ بیٹا! ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں میں شامل نہ ہو اس نے کہا کہ میں ابھی

اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ط قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ

طرف پہاڑ کے کہ بچالے گا مجھ کو پانی سے کہا نہیں بچانے والا آج دن

پہاڑ سے جا لگوں گا جو مجھے پانی سے بچا لے گا انہوں نے کہا کہ آج خدا کے عذاب سے کوئی بچانے والا

اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ج وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ

حکم خدا کے مگر جسکو رحم کرے خدا اور حائل ہوگئی درمیان انکے موج پس ہوگیا

نہیں مگر جس پر خدا رحم کرے اتنے میں دونوں کے درمیان لہر حائل ہوئی اور وہ ڈوب کر

حل لغات۔

۱ه تعلمون من یاتیہ۔ من استفہامیہ بمعنی ای والمعنی فسوف تعلمون ایناباتیہ عذاب۔ اس صورت میں مَن بنابر مبتدا ہونے کے مرفوع المحل ہوگا اور ممکن ہے کہ موصولہ بمعنی الذی ہو اور اس وقت تعلمون کی وجہ سے نصب کے محل میں ہوگا۔ کل معنی میں ہے یخزیہ اور یحل کے۔

۲ه حتی اذا جاء امرنا و فار التنور۔ حتی غایت ہے ویصنع الفلک کی والتقدیر فکان یصنعہا الی ان جاء وقت الموعد۔ فار کے معنی ہیں جوش زن ہوا یعنی تنور ایسا جوش میں آیا جیسے ہنڈیا شدت آگ کی وجہ سے جوش میں آتی ہے۔ تنور ایک ایسا لفظ ہے جو عموماً ہر زبان میں بولا جاتا ہے اس کی جمع ہے تنانیر اور فاعل تنار۔

۳ه قلنا احمل فیہا من کل زوجین

مختصر حفص بن عمرو البصری روایت قرآن

اثنین۔ قلنا احمل جواب ہے اذا جاء کا۔ زوجین ہر وہ دو چیزیں جن میں ایک مذکر دوسری مؤنث ہو قال تعالیٰ ومن کل شیء خلقنا زوجین اثنین تاکید ہے زوجین کی اور یہ مفعول ہے احمل کا۔ واہلک کا عطف زوجین پر یا اثنین پر۔ ۴ه وقال ارکبوا فیہا بسم اللہ

(بقیہ فائدہ صفحہ ۳۲۰) رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۲۸ میں فرماتے ہیں وَهُوَ صِفَةٌ لَازِمَةٌ لَهُ وَلَائِقَةٌ بِهِ كَالْيَدِ وَالْوَجْهِ وَالْعَيْنِ یعنی یہ استواء صفت لازمہ ہے اس کی اور لائق ہے اس کے ساتھ مثل ید اور وجہ اور عین کے اور اس کے آگے فرماتے ہیں وَنَكِلُ الْكَيْفِيَّةَ فِي الصِّفَاتِ إِلَى عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالَى اور سپرد کرتے ہیں کیفیت صفات کو اللہ عزوجل کی طرف (از غنیہ مطبوعہ صدیقی لاہور)
فرمایا ظالموں کے حق میں مجھ سے کچھ گفتگو نہ کرو، مراد زن و فرزند نوح علیہ السلام کے ہیں کہ ان کے لئے مہلت مانگیں اور ان کے بچنے کے لئے کچھ کہیں کیونکہ وقت انتقام لینے کا آیا ہے اور حکم نافذ ہو چکا کہ یہ غرق ہوں گے، اب یہ عذاب نہ ان سے دفع ہو سکتا ہے نہ مؤخر۔ یا یہ معنی ہیں کہ تو ان کے عذاب کی تعجیل میں کچھ عرض و معروض مجھ سے نہ کرنا کہ ان کا ڈوبنا وقت مقررہ پر ہوگا (فتح)

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ نوح علیہ السلام نے سال کی لکڑی سے کشتی بنانی شروع کردی جہاں پانی کچھ نہ تھا۔ ان کی قوم نے کبھی کشتی نہ دیکھی تھی جب وہ اس نئی چیز کو دیکھتے تو ہنستے اور کہتے یہ کیا چیز ہے؟ اور اس سے فائدہ ہی کیا ہے۔ ٹھٹھا مارتے تمسخر اڑاتے کہتے اے نوح! پہلے تو تو پیغمبر تھا اب بڑھئی بن گیا۔ یہ کشتی کیا تھی بڑا جہاز تھا جو سالہا سال میں تیار رہا۔ اس میں الگ الگ تین درجے بنائے۔ نیچے کے درجے میں وحشی اور درندے جانور۔ اوپر کے درجے میں مویشی جانور۔ اس سے اوپر انسان اور ان کا سامان رکھا۔ کشتی کا طول تین سو گز۔ اونچائی تیس عرض پچاس گز تھا۔ جب غلاظت کثرت سے ہو گئی نوح علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی۔ حکم ہوا ہاتھی کی دُم کو دبا تو چنانچہ خنزیر کا ایک جوڑا نکلا اس نے غلاظت کو تمام کیا۔ جب کشتی کو چوہے کاٹنے لگے تو پھر اللہ سے التجا کی۔ اللہ نے فرمایا کہ شیر کی ناک کو کھجلاؤ۔ نوح علیہ السلام نے ایسا ہی کیا تو بلی کا جوڑا نکلا اور چوہوں کا نقصان دفع کیا (حاشیہ جامع صفحہ ۱۹۳ و معالم) معلوم ہوا کہ مقبولانِ الٰہی پر تمسخر موجب عذاب دنیا و آخرت ہے اور اسباب و تدبیر پر توجہ سنت انبیاء سے ہے پیشہ نجاری حضرت نوح علیہ السلام سے ہے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وہ ہنستے تھے کہ خشک زمین پر غرق کا بچاؤ کرتا ہے یہ ہنستے اس پر کہ موت سر پر کھڑی ہے اور یہ ہنستے ہیں (موضح)
ف۲ اب زیادہ تاخیر نہیں عذاب آیا کہ آیا۔ آخر اوپر سے بارش آئی اور نیچے زمین کی سطح سے چشموں کی طرح جوش مار کر پانی ابلنے لگا حتیٰ کہ روٹی پکانے کے تنوروں میں بھی جہاں آگ بھری ہوتی ہے پانی ابل پڑا۔ پھر حکم ہوا ہر جانور کا ایک ایک جوڑا (نر و مادہ دونوں) لے کر کشتی پر سوار کر لو چنانچہ سب چرند پرند وغیرہ ہر جنس سے لے لئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے مرد عورت بچے سب ملا کر اسی نفر مسلمان تھے جو کشتی میں چڑھائے گئے۔ سب سے آخر گدھے کو کشتی میں چڑھنے کا حکم ہوا لیکن ف۳ "یام" لقب کنعان اور کنعان کی والدہ نوح علیہ السلام کی بیوی "واعلہ" جو مشرک تھے کو کشتی میں چڑھانے سے منع فرما دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ سانپ بچھو موذی جانوروں نے نوح علیہ السلام سے یہ وعدہ کیا جو آپ کے ہونے ہمارے اس وعدہ کا ذکر کرے گا اس کو ہم ضرر نہ پہنچائیں گے (باقی فائدہ بر صفحہ ۳۲۲)

مَجْرِيهَا وَمُرْسَاهَا ارکبوا ماخوذ ہے رکوب سے اور رکوب کہتے ہیں کسی چیز کی پشت پر چڑھنے کو اور اسی سے ہے رکوب دابہ اور رکوب سفینہ اور رکوب بحر۔ جب ایک چیز دوسری پر غالب ہوتی اور چڑھ جاتی ہے تو رکبہ بولا کرتے ہیں جیسے رکبہ الدین۔ فیہا صلہ ہے ارکبوا کا مگر واحدی کہتا ہے کہ فیہا کا ارکبوا کے متعلق ہونا جائز نہیں ہے کیونکہ رکبت فی السفینۃ نہیں کہا کرتے بلکہ رکبت السفینۃ کہا کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ واحدی کا یہ قول استعمال عرب کے خلاف ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ رکوب کہتے ہیں متحرک چیز پر سوار ہونے کو خواہ اس کی حرکت ارادی ہو جیسے حیوان یا قسری جیسے کشتی۔ پس رکوب کا استعمال اگر اول میں ہے تو وہ بغیر واسطہ فی مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے اور کہا جاتا ہے رکبت الفرس اور اسی سے ہے قولہ تعالیٰ والخیل والبغال والحمیر لترکبوہا۔ اور اگر اس کا استعمال ثانی میں ہے تو فی کے واسطہ سے متعدی ہوتا ہے اور رکبت فی السفینۃ بولا جاتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ فاذا رکبوا فی الفلک اور حتی اذا رکبا فی السفینۃ۔ بسم اللہ ایک محذوف ہو کے متعلق ہو کر حال ہے ای قائلین بسم اللہ مجریہا ومرسہا دونوں ظرف زمان ہیں ای وقت جریہا وارسائہا یا مصدر ہیں یعنی اجراء و ارساء جیسے انزلنی منزلا مبارکا اور ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق میں۔ ارساء کہتے ہیں ٹھہرانے اور ثابت کرنے کو مشتق ہے رسا الشیء یرسو اذا ثبت سے قال تعالیٰ والجبال ارسٰہا۔
ف فِي مَعْزِلٍ معزل ظرف کا صیغہ ہے ماخوذ ہے عزل سے اور عزل کے اصلی معنے ہیں کسی چیز سے علیحدہ اور دور ہونے کے۔

الْمُغْرَقِينَ ﴿٤٣﴾ وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَ

ڈوبنے والوں سے ۔ ف اور کہا گیا اے زمین نگل جا پانی اپنا اور اے آسمان تھم کر یعنی تھم اور

ڈوبنے والوں کے ساتھ ہو گیا۔ اور حکم دیا گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان تھم جا اور پانی

غِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَ

خشک کیا گیا پانی اور تمام کیا گیا کام اور ٹکی کشتی اوپر جودی پہاڑ کے اور

اتر گیا اور کام تمام کر دیا گیا اور کشتی کوہ جودی پہ جا ٹھہری اور

قِيلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٤٤﴾ وَنَادَىٰ نُوحٌ رَّبَّهُ فَقَالَ

کہا گیا لعنت ہو جو دوری واسطے قوم ظالموں کے ف اور پکارا نوح نے پروردگار اپنے کو پس کہا

کہہ دیا گیا کہ نا انصاف لوگوں پر لعنت ہو اور نوح نے اپنے رب کو پکارا اور کہا کہ

رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنتَ أَحْكَمُ

اے پروردگار میرے تحقیق بیٹا میرا اہل میرے سے ہے اور تحقیق وعدہ تیرا سچا ہے اور تو بہتر حکم کرنے والا ہے

اے میرے رب! میرا بیٹا بھی میرے اہل میں سے تھا اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بہتر حاکم

الْحَاكِمِينَ ﴿٤٥﴾ قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۖ إِنَّهُ عَمَلٌ

سب حکم کرنے والوں سے ف کہا اے نوح تحقیق وہ نہیں ہے اہل تیرے سے تحقیق اس کا عمل ہے

ہے۔ اللہ نے فرمایا اے نوح! وہ تیرے اہل میں سے نہیں تھا اس کے عمل

غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ إِنِّي

ناشائستہ پس مت سوال کر مجھ سے اس چیز کا کہ نہیں واسطے تیرے ساتھ اس کے علم تحقیق میں

اچھے نہ تھے سو مجھ سے ایسی چیز کے بارے میں سوال نہ کرو جس کا تمہیں علم نہیں میں تمہیں

أَعِظُكَ أَن تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٤٦﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي

نصیحت کرتا ہوں تجھ کو یہ کہ ہو جاوے تو جاہلوں سے ف کہا اے پروردگار میرے تحقیق میں

نصیحت کرتا ہوں کہ نادان نہ بنو نوح نے کہا اے میرے پروردگار! میں تجھ سے

أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ ۖ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي

پناہ پکڑتا ہوں ساتھ تیرے یہ کہ سوال کروں میں تجھ سے وہ چیز کہ نہیں مجھ کو ساتھ اس کے علم اور اگر نہ بخشے گا تو مجھ کو

پناہ مانگتا ہوں کہ ایسی بات کا تجھ سے سوال کروں جس کی مجھے حقیقت معلوم نہیں اور اگر تو مجھے نہ بخشے گا اور

وَتَرْحَمْنِي أَكُن مِّنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٤٧﴾ قِيلَ يَا نُوحُ اهْبِطْ

اور نہ رحم کرے گا تو مجھ کو ہو جاؤں گا میں ٹوٹا پانے والوں سے ف کہا گیا اے نوح اتر

رحم نہ کرے گا تو میں تباہ ہو جاؤں گا کہا گیا کہ اے نوح! (اب) اتر آؤ

بِسَلَامٍ مِّنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ أُمَمٍ مِّمَّن مَّعَكَ ۚ وَأُمَمٌ

ساتھ سلامتی کے ہماری طرف سے اور برکتوں کے اوپر تیرے اور اوپر امتوں کے ان لوگوں سے کہ ساتھ تیرے ہیں اور امتیں ہیں

ہماری طرف سے تم پر اور ان جماعتوں پر جو تیرے ساتھ ہیں سلامتی اور برکت ہو اور بعض امتیں

سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُم مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٤٨﴾ تِلْكَ مِنْ

البتہ فائدہ دیں گے ہم ان کو پھر پہنچے گا ان کو ہماری طرف سے عذاب درد دینے والا ف یہ

ایسی ہوں گی جن کو ہم دنیوی فائدہ دیں گے پھر ان کو ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا یہ حالات غیب کی خبریں

حل لغات۔
لہ اِبْلَعِیْ ماخوذ ہے بلع سے اور بلع کہتے ہیں نگلنے اور کھوسنے کو بولا کرتے ہیں بلع الماء بلعا اذا شربہ وابتلع الطعام اذا لم یمضغہ۔ کلہ اَقْلِعِیْ اقلاع کہتے ہیں کسی کام سے باز رہنے کو بولا کرتے ہیں اقلع الرجل عن عملہ اذا کف عنہ۔ کلہ تِلْکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْہَا تلک مبتدا من انباء الغیب خبر نوحیہا دوسری خبر ماکنت الخ تیسری خبر۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۴۲۱) چنانچہ جو کوئی ان کے ضرر کے خوف میں سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ ۝ پڑھ لے گا وہ انشاء اللہ ان کے ضرر سے امن میں رہے گا (حدیث التفاسیر و موضح الفرقان) تین بیٹے بچے جن کی اولاد ساری خلق ہے اور تنور تھا حضرت نوح علیہ السلام کے گھر میں طوفان کا نشان بنا رکھا تھا کہ جب اس تنور سے پانی ابلے تب کشتی میں سوار ہو جائیو (موضح)

ف۲ کشتی، جہاز میں با امن سفر کے لئے یہ دعا پڑھنی سنت ہے بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝

جو یہ دعا پڑھ لیگا انشاء اللہ تعالیٰ ڈوبنے سے امن میں رہے گا اس کے شروع میں پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ الْمَلِكِ الرَّحْمٰنِ ۝ (حاشیہ جامع البیان صفحہ ۱۹۲)

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ یعنی کشتی پہاڑ جیسی موجوں کو چیرتی پھاڑتی بے خوف و خطر چلی جا رہی تھی۔ سوار ہونے کے بعد نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کنعان کو جو کافر تھا آواز دی کہ ان بدبخت کافروں کی صحبت چھوڑ کر ایمان لاکر ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا لیکن اس نے ایک نہ مانی اور جواب دیا کہ میں ایسے پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا کہ وہ مجھکو بچا لے گا۔ نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ آج کے دن اللہ کے حکم سے کوئی کسی کو نہیں بچا سکتا پہاڑ کی کیا ہستی ہے کہ وہ تجھ کو یا کسی کو بچا لے، ہاں جس پر اللہ رحم فرمائے وہ بچ جائے۔ اس دن بلند پہاڑ بلند درخت بھی ڈوب گئے تھے کہ پرندے کا بچاؤ نہ تھا۔ یہ مقام بڑا عبرت کا ہے کہ نوح علیہ السلام کا بیٹا اور ان کی بیوی غرق ہونے سے نہ بچے باوجود اس قرب نبی کے۔ اب جو کسی پیر فقیر مشائخ کے حق میں یہ اعتقاد کرے کہ بارہ برس کی ڈوبی کشتی اور ڈوبے لوگوں کے بھی نجات کا اختیار رکھتے ہیں بالکل غلط ہے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ نجات صرف اللہ کے فضل و نیک اعمال پر موقوف ہے۔ یہی بات نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی لخت جگر بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا اور سب رشتہ داروں سے فرمائی تھی کہ میں اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا، عمل کرو تو نجات ہو فقط

ف۲ ایک مدت تک اس قدر پانی برسا گویا آسمان کے دہانے کھل گئے اور زمین کے پردے پھٹ پڑے۔ درخت اور پہاڑیاں تک پانی میں چھپ گئیں۔ اصحاب سفینہ کے سوا تمام لوگ جن کے حق میں نوح علیہ السلام نے بد دعا کی تھی رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ دَیَّارًا ۝ غرق ہو گئے۔ نوح علیہ السلام رجب کی دس تاریخ کو کشتی میں سوار ہوئے تھے چھ ماہ تک کشتی پانی پر پھرتی رہی۔ ایک وقت اس مقام پہنچی جہاں بیت اللہ شریف ہے۔ طوفان سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو اٹھا لیا تھا اور اس کی جگہ ایک اونچا ٹیلہ تھا۔ کشتی نے اس کے مقابل پانی کے اوپر سات دفعہ طواف کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ اپنا پانی نگل جا! اور بادل کو فرمایا تھم جا! چنانچہ پانی خشک ہونا شروع ہو گیا۔ دس محرم عاشورہ کے دن کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری تو نوح علیہ السلام نے کوّے کو بھیجا کہ تم زمین کی خبر لاؤ۔ کوّا کسی مردار پر گرا، اس کو کھانے لگا جواب لانے میں دیر ہوئی تب کبوتر کو بھیجا وہ زیتون کے پتے چونچ میں لیکر حاضر ہوا اور اس کے پاؤں کیچڑ میں بھرے ہوئے تھے جس سے معلوم ہوا پانی زمین میں جذب ہو گیا ہے۔ کوّے کو بد دعا کی جس کی وجہ سے اس میں خوف و وحشت رہتی ہے اور کبوتر کے حق میں امن کی دعا کی۔ اس میں وحشت اور نفرت نہیں (معالم صفحہ ۴۴۲ وغیرہ) بحوالہ حدیث التفاسیر نوح علیہ السلام کی اولاد سام، حام، یافث کی نسل سے تمام دنیا آباد ہے فقط۔ ف۳ نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے غرق کے حال پر سوال کیا کہ یہ میرا لڑکا میرے اہل میں سے ہے اور تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا اور تیرا وعدہ سچا ہوا کرتا ہے تو پھر یہ کس طرح ڈوب گیا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے جن لوگوں کو نجات دینے کا وعدہ تجھ سے کیا تھا یہ ان میں سے نہ تھا نجات وہ تھے جو تیرے گھر والوں میں سے ایمان لائے تھے (ابن کثیر) ف۴ اس آیت سے معلوم ہوا جب تک انسان کے پاس اپنے عمل قرآن و حدیث کے مطابق نہ ہوں اس کو کوئی نہیں بخشوا سکتا۔ آج کل جو لوگ صوم و صلوٰۃ وغیرہ احکام الٰہی کے پابند نہیں اور اپنے حسب و نسب یا پیر و فقیر پر بھروسہ رکھتے ہیں کہ وہ ہم کو بخشوا لیں گے وہ غور کریں جب پیغمبر اپنی بے عمل اولاد کو عذاب الٰہی سے نہ بچا سکے تو اور کون بچا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو نیک عمل کی توفیق دے آمین (فائدہ ستاریہ) شاہ صاحبؒ کی تحریر ہے آدمی پوچھتا وہی ہے جو معلوم نہ ہو لیکن مرضی معلوم چاہیئے یہ کام ہے جاہل کا کہ اگلے کی مرضی نہ دیکھے پوچھنے کی پھر پوچھے فقط۔ ف۵ حضرت نوح علیہ السلام نے توبہ کی لیکن یہ نہ کہا کہ پھر ایسا نہ کروں گا اس سے نکلتا ہے بندہ کو کیا مقدور ہے چاہیئے کہ اسی کی پناہ مانگے کہ مجھ سے پھر نہ ہو (موضح)

أَنۢبَآءِ ٱلۡغَيۡبِ نُوحِيهَآ إِلَيۡكَۖ مَا كُنتَ تَعۡلَمُهَآ أَنتَ وَلَا

خبروں غیب کی سے ہے کہ وحی کرتے ہیں ہم انکو طرف تیرے نہ تھا تو جانتا ان کو تو اور نہ

جو کہ آپ کی طرف بھیجتے ہیں اس سے پہلے نہ آپ ان کو جانتے تھے اور نہ آپ کی

قَوۡمُكَ مِن قَبۡلِ هَٰذَاۖ فَٱصۡبِرۡۖ إِنَّ ٱلۡعَٰقِبَةَ لِلۡمُتَّقِينَ ۝٤٩

قوم تیری پہلے اس سے پس صبر کر تحقیق آخرکار واسطے پرہیزگاروں کے ہے

قوم سو صبر کیجئے بیشک عاقبت پرہیزگاروں ہی کیلئے ہے

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمۡ هُودٗاۚ قَالَ يَٰقَوۡمِ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ مَا لَكُم

اور طرف عاد کے بھائی انکے ہود کو کہا اے قوم میری عبادت کرو اللہ کی نہیں واسطے تمہارے

اور قوم عاد کی طرف انکے بھائی ہود کو بھیجا اس نے کہا اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اسکے سوا تمہارا

مِّنۡ إِلَٰهٍ غَيۡرُهُۥٓۖ إِنۡ أَنتُمۡ إِلَّا مُفۡتَرُونَ ۝٥٠ يَٰقَوۡمِ لَآ

کوئی معبود سوائے اسکے نہیں تم مگر جھوٹ باندھنے والے اے قوم میری نہیں

کوئی معبود نہیں تم تو محض افترا پرداز ہو اے میری قوم میں تم سے

أَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ أَجۡرًاۖ إِنۡ أَجۡرِيَ إِلَّا عَلَى ٱلَّذِي

سوال کرتا میں تم سے اوپر اسکے مزدوری کا نہیں مزدوری میری مگر اوپر اس شخص کے کہ

اس پر کوئی مزدوری طلب نہیں کرتا میری مزدوری تو اسی کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا تو کیا تم

فَطَرَنِيٓۚ أَفَلَا تَعۡقِلُونَ ۝٥١ وَيَٰقَوۡمِ ٱسۡتَغۡفِرُواْ رَبَّكُمۡ

پیدا کیا مجھ کو کیا پس نہیں سمجھتے تم اور اے قوم میری بخشش مانگو پروردگار اپنے سے

اس بات کو نہیں سمجھتے اور میری قوم! اپنے رب سے بخشش طلب کرو پھر

ثُمَّ تُوبُوٓاْ إِلَيۡهِ يُرۡسِلِ ٱلسَّمَآءَ عَلَيۡكُم مِّدۡرَارٗا

پھر توبہ کرو طرف اسکی بھیجے گا آسمان کو اوپر تمہارے برستے والا

اس کے آگے توبہ کرو وہ تم پر موسلا دھار مینہ برسائے گا اور تمہاری قوت

وَيَزِدۡكُمۡ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمۡ وَلَا تَتَوَلَّوۡاْ مُجۡرِمِينَ ۝٥٢

اور زیادہ دیگا تم کو زور طرف زور تمہارے کے اور مت پھر جاؤ گنہگار ہو کر

میں اضافہ کرے گا اور گنہگار بن کر روگردانی نہ کرو

قَالُواْ يَٰهُودُ مَا جِئۡتَنَا بِبَيِّنَةٖ وَمَا نَحۡنُ بِتَارِكِيٓ ءَالِهَتِنَا

کہا انہوں نے اے ہود نہیں لایا تو ہمارے پاس کوئی دلیل ظاہر اور نہیں ہم چھوڑنے والے معبودوں اپنے کو

انہوں نے کہا اے ہود! تم ہمارے پاس کوئی دلیل واضح لیکر نہیں آئے اور تمہارے کہنے پر ہم اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے

عَن قَوۡلِكَ وَمَا نَحۡنُ لَكَ بِمُؤۡمِنِينَ ۝٥٣ إِن نَّقُولُ إِلَّا

کہنے تیرے سے اور نہیں ہم واسطے تیرے ایمان لانے والے نہیں کہتے ہم مگر یہ کہ

نہیں اور نہ ہم تجھ پر ایمان لانے والے ہیں ہم تو صرف یہ کہتے ہیں کہ

ٱعۡتَرَىٰكَ بَعۡضُ ءَالِهَتِنَا بِسُوٓءٖۗ قَالَ إِنِّيٓ أُشۡهِدُ ٱللَّهَ

آسیب پہنچایا ہے تجھ کو بعض معبودوں ہمارے نے ساتھ برائی کے کہا اس نے تحقیق میں گواہ کرتا ہوں اللہ کو

کہ ہمارے معبودوں میں سے کسی نے تمہیں ضرر پہنچا دیا ہے۔ ہود نے کہا کہ میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی

حل لغات۔

لہ وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمۡ هُودٗا الی عاد متعلق ہے فعل محذوف کے ای ارسلنا الی عاد اخاہم فعل محذوف کا مفعول اور مجرور کو اس پر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اضمار قبل الذکر لازم نہ آئے ہودا اخاہم کا عطف بیان۔

سلہ مِدۡرَارٗا مبالغہ کا صیغہ بروزن مفعال جس کے معنے ہیں کثیر الدرور کے اور اس کی مزید توضیح سورۂ انعام کے رکوع (۱) آیۂ وارسلنا السماء علیہم مدرارا میں گزر چکی وہاں ملاحظہ ہو

سلہ بِبَيِّنَةٖ بینہ کہتے ہیں حجت و دلیل کو اس کے اصلی معنی ظاہر کرنے کے ہیں کیونکہ بین بمعنی ظہور سے مشتق ہے۔ چونکہ دلیل بھی حق کو باطل سے سچ کو جھوٹ سے ظاہر و علیحدہ کرتی ہے اس لئے اسے بینہ کہتے ہیں۔ سلہ إِلَّا ٱعۡتَرَىٰكَ اعتراء کہتے ہیں کسی چیز کو ڈھانکنے اور پیچھے کو بولا کرتے ہیں اعتراہ کذا اذا غشیہ واصابہ۔

ف۱ کہتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام طوفان کے بعد جب کشتی سے اترے تو ان کے ساتھ والے تھوڑی مدت میں سب مرگئے ان میں سے کسی کی نسل نہیں چلی۔ صرف حضرت نوح علیہ السلام کے تینوں بیٹے یعنی سام اور حام اور یافث کی نسل دنیا میں پھیلی اسی لئے حضرت نوح علیہ السلام کو آدم ثانی کہتے ہیں۔ اب دنیا میں جتنے لوگ ہیں وہ حضرت نوح علیہ السلام ہی کی اولاد ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام میں ایک ہزار برس کا فاصلہ تھا۔ مجوسی اور چینی اور ہندی اپنی تاریخوں میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر نہیں کرتے۔ مجوسی کہتے ہیں کہ پہلے آدمی کا نام کیومرث تھا اسی کی نسل سے سب لوگ پھیلے بعضوں نے کہا یہ طوفان خاص بابل یعنی عراق کے ملک میں ہوا تھا لیکن یہ صحیح نہیں ہے اور مسلمان اور یہود اور نصاریٰ بالاتفاق اس کے قائل ہیں کہ طوفان عام تھا (حمیدی) جمہور کا قول بھی یہی ہے کہ طوفان نوح ساری زمین پر آیا تھا واللہ اعلم بالصواب (ثنائیہ) یعنی قصہ نوح علیہ السلام منجملہ اخبار غیب کے ہے۔ ہم نے اس قصہ کی وحی آپ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو جانتے نہ تھے اور نہ آپ کی قوم اس حالت سے واقف تھی۔ یہ دلائل نبوت میں سے ہے کہ ایک امی کی زبان سے امم سابقہ کے مستند حالات و واقعات سنوائے جائیں سو اب اگر کوئی آپ کو جھٹلاوے اور یہ بات کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قصہ کسی سے سیکھ لیا ہے تو وہ خود جھوٹا ہے بلکہ اس قصہ کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے دی ہے جس طرح کہ کتب سابقہ انبیاء علیہم السلام اس کی شاہد ہیں تو ان کی تکذیب اور ایذا رسانی پر صبر کیجئے ہم جلد آپ کی مدد کریں گے۔ عاقبت محمودہ دنیا اور آخرت میں واسطے اہل تقویٰ کے ہے۔ اس میں تسلی دی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ اس کے سوا یہ علم کوئی نہیں جانتا بتادیا جیسے نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو برس صبر کیا آپ بھی کفار کی ایذاؤں پر صبر کریں گھبرا کر تنگ دل نہ ہوں انجام کار متقین کا ہے (ابن کثیر) علم غیب کا بیان صفحہ ۱۰۶ و ۱۹۲ اور صفحہ ۲۴۹ و ۷۹۹ میں بھی ہے۔

قوم عاد کے حالات اور تباہی کے تین اسباب

ف۲ عاد کوئی محدود اور مختصر قبیلہ نہ تھا بلکہ وہ ایک عظیم الشان قوم تھی جو دنیا کی قدیم ترین تہذیب کی بانی تھی۔ ایشیا اور افریقہ کا کثیر حصہ اس کے زور قوت کا تماشہ گاہ تھا بڑی بڑی عظیم الشان عمارتیں اس کے دست صنعت کا نتیجہ تھیں اس بنا پر عرب کیلئے اس قوم سے زیادہ عبرت و بصیرت کا کوئی دوسرا نمونہ نہ تھا اسی لئے قرآن مجید نے عرب کی اس عظیم الشان قوم کی داستان بار بار دہرائی ہے۔ لغوی حیثیت سے عربی میں عاد کے کوئی معنی نہیں ملتے۔ عبرانی میں عاد کے معنے بلند اور مشہور کے ہیں۔ مؤرخین عرب نے عاد کو عوص بن ارم بن سام کا حقیقی فرزند لکھا ہے اس لئے اس کا زمانہ ۲۰۰۰ ق م سے پہلے قرار دینا چاہئے۔ قرآن مجید نے عاد کا جہاں ذکر کیا ہے اسکو خلفائے قوم نوح علیہ کہا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سرزمین شام کی دوبارہ آبادی کے بعد بنو سام کی پہلی ترقی عاد سے شروع ہوتی ہے۔ قرآن نے ان کو عاد اولیٰ کہا ہے۔ عاد کی مرکزی آبادی عرب کے بہترین حصہ یعنی یمن و حضرموت میں سواحل خلیج فارس سے حدود عراق تک تھی۔ دراصل حکومت کا مرکز ملک یمن تھا لیکن خلیج فارس کے کنارے کنارے وہ عراق تک وسیع تھی۔ قوموں کی ملکی محرومی اور سیاسی بدبختی خود اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کے اخلاق و صفات عالیہ کا پایہ کس حد تک پست ہو گیا ہے۔ عاد کے سیاسی تفوق و امتیاز کا دیگر ممالک میں گرجانا اس کی دلیل ہے کہ وہ اخلاقی حد تک گر چکے تھے کہ جہاں پہنچ کر اللہ کا غضب قوموں پر بھڑکتا ہے اور ان کو نیست و نابود کر دیتا ہے۔ بابل اسیریا فنیشیا قرطاجنہ یونان رومان فارس قدیم سب اسی کلیہ کے جزئیات ہیں سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلُ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا ۝ (یعنی اللہ کا قانون گذشتہ قوموں میں بھی یہی تھا اور اللہ کے قانون میں تبدیلی نہ پاؤ گے) (ایسے موقع پر اللہ کا یہ قانون بھی ہے کہ قوم میں وہ کسی روحانی مصلح اعظم یعنی خود پیغمبر یا نائب پیغمبر (علماء و مصلحین) کو پیدا کرتا ہے جو قوم کو عبرت دلاتا ہے اس کے عیوب و مفاسد کی اصلاح کرنا چاہتا ہے اسکو اصلاح و ہُدیٰ کی دعوت دیتا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا اور ہم کسی قوم کو اس وقت تک مبتلائے عذاب نہیں کرتے جب تک کہ ان میں پیغمبر نہ بھیج لیں۔ لیکن تمام قوموں کی پچھلی تاریخ شاہد ہے کہ ایک جماعت قلیل کے سوا عموماً اس کی آواز ہر طبقہ میں غیر مسموع ہوتی ہے اور جو سنتے ہیں وہ سمجھتے نہیں اور جو سمجھتے ہیں وہ عامل نہیں اور نتائج صرف عمل پر موقوف ہیں۔ اس وقت اللہ کا غضب تلوار میں چمک کر آسمان سے گرج کر یا زمین سے پھٹ کر ظاہر ہوتا ہے اور دوسری قوم کیلئے پہلی قوم کی جگہ صاف کر دیتا ہے۔ اب وہ وقت آگیا ہے کہ اس عظیم الشان و عظیم الجبروت قوم (باقی فائدہ صفحہ ۳۲۴)

وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ

اور تم بھی گواہ رہو تحقیق میں بیزار ہوں اس سے کہ شریک ٹھہراتے ہو تم سوائے اس کے پس مکر کرو تم مجھ سے

تو گواہ رہو کہ جن کو تم شریک خدا بناتے ہو میں ان سے بیزار ہوں سو اس کے علاوہ تم سب مکر میرے بارے میں

جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ

سب پھر مت ڈھیل دو مجھ کو تحقیق میں نے توکل کیا اوپر اللہ پروردگار میرے کے اور پروردگار تمہارے

ہر چاؤ اور آزما دیکھو پھر مجھے مہلت بھی نہ دو میں نے اللہ پر جو میرا اور تمہارا رب ہے توکل کر رکھا ہے جتنے

مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ

نہیں کوئی چلنے والا مگر وہ پکڑ رہا ہے پیشانی اس کی تحقیق پروردگار میرا اوپر راہ

جاندار ہیں سب کی چوٹی اسی کے ہاتھ میں ہے میرا رب بالکل (حق و عدل کے) سیدھے

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۶﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ

سیدھی کے ہے پس اگر پھر جاؤ تم پس تحقیق پہنچا دیا ہے میں نے تم کو وہ چیز کہ بھیجا گیا ہوں ساتھ اس کے

رستے پر ہے اور اگر تم پھرے رہو تو میں نے تم کو یقیناً پیغام پہنچا دیا ہے جس کو دے کر میں تمہاری طرف

اِلَيْكُمْ ؕ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ

طرف تمہاری اور جانشین کر دے گا رب میرا کسی قوم کو سوائے تمہارے اور نہ ضرر کر دو گے اس کو

بھیجا گیا تھا اور میرا رب تمہاری جگہ دوسری قوم کو جانشین مقرر کر دے گا اور تم اس کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے

شَيْــًٔا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۵۷﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا

کچھ تحقیق پروردگار میرا اوپر ہر چیز کے نگہبان ہے اور جب آیا حکم ہمارا

میرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے اور جب ہمارا حکم آ پہنچا

نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ

نجات دی ہم نے ہود کو اور ان لوگوں کو کہ ایمان لائے تھے ساتھ اس کے ساتھ رحمت کے اپنی طرف سے اور نجات دی ہم نے ان کو

تو ہم نے اپنی رحمت کے ساتھ ہود کو اور ان کے ساتھ جو لوگ ایمان لائے تھے ان کو نجات دی اور انہیں سخت عذاب

مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ عَادٌ ۟ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ

عذاب گاڑھے سے اور یہ تھے عاد کہ انکار کیا انہوں نے ساتھ نشانیوں رب اپنے کے

سے بچا لیا اور یہ قوم عاد کی سرگزشت ہے۔ انہوں نے اپنے رب کی نشانیوں سے انکار کیا

وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۵۹﴾ وَ

اور نافرمانی کی پیغمبروں اس کے کی اور پیروی کی انہوں نے حکم ہر سرکش عناد کرنے والے کی اور

اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر متکبر سرکش کے کہنے پر چلے رہے اور

اُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ

پیچھے لگائے گئے بیچ اس دنیا کے لعنت اور دن قیامت کے خبردار ہو تحقیق

اس دنیا میں بھی ان کے پیچھے لعنت لگی رہی اور قیامت کے دن بھی لگی رہے گی۔ یاد رکھو کہ

عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾ وَاِلٰى ثَمُوْدَ ع ۵

عاد نے کفر کیا ساتھ پروردگار اپنے کے خبردار ہو لعنت ہے واسطے عاد کے قوم ہود کے اور طرف ثمود کے

قوم عاد نے اپنے رب کا حکم ماننے سے انکار کیا تھا سن رکھو کہ عاد کے لئے جو ہود کی قوم تھی خدا سے دوری ہے۔ اور قوم ثمود کی طرف

حل لغات۔
۱ھُوَ اٰخِذٌ بِنَا
صِیَتِهَا۔ عرب
ناصیہ پیشانی کے
اس موضع کو کہتے
ہیں جہاں بال اگتے
ہیں مگر یہاں
پیشانی کے بالوں
کو ناصیہ کہا گیا

ہے تسمیۃ الحال باسم المحل پھر اخذ ناصیہ عبارت ہے مطیع و منقاد کرنے سے۔ عرب جب کسی آدمی کی ذلت و خضوع کے ساتھ توصیف کرتے ہیں تو
ما ناصیۃ فلان الا بید فلان بولتے ہیں ای انہ مطیع لہ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تم کسی کی پیشانی کے بال پکڑ لیتے ہو تو وہ تمہارا مقہور و مغلوب ہو جاتا ہے

(بقیہ فائدہ صفحہ ۳۲۳) کو جس نے اپنے زور و قوت سے دنیا کو ہلا دیا تھا آخری دعوت دی جائے۔ آخر ان ہی میں ہود علیہ السلام مبعوث ہوئے جنھوں نے انکو اللہ کی آواز سنائی۔ ان آیات پاک میں عاد کی تباہی کے تین اسباب بتائے گئے ہیں جو ہمیشہ ہر قوم کی تباہی کے باعث ہوئے ہیں (۱) غرور و قوت (۲) ظلم و جور (۳) سب سے آخری چیز جو انتہائے بربادی عالم ہے اللہ واحد کا انکار اور معبودانِ باطل کی پرستش۔ آخر وہ دن آگیا جب سنت الٰہی نے اپنی زمین کے نئے ایک دوسری قوم کا انتخاب کیا اور اس پُرشریر قوم کو احقاف کے باہر تلوار سے اور احقاف کے اندر ہوا اور ریگ کے طوفان سے برباد کردیا کہ یہ سب اس کے ہتھیار ہیں۔ اس کا ہاتھ انسانوں کے ہاتھ میں بھی ویسا ہی کام کرتا ہے جس طرح ہوا پانی اور آگ میں (اقتباس از ارض القرآن جلد اول ذکر قوم عاد) (شنائیہ) یعنی ہود علیہ السلام نے فرمایا اسی اللہ کو پوجو! محبت، امید، ڈر، بھروسہ اسی پر رکھو نہ غیر کے ساتھ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کا یہی معنے ہے۔ سورۂ اعراف میں ہود علیہ السلام کا قصہ گذر چکا ہے یعنی تمھارے مال کی مجھے ضرورت نہیں کہ لے کر تو حق بیان کروں ورنہ نہیں۔ تمام دنیاوی ضروریات اور اخروی اجر و ثواب کا کفیل میرا پیدا کرنے والا ہی ہے۔ توبہ و استغفار کا بیان صفحہ ۱۳۸ و ۱۶۲ و ۱۷۱ و ۳۱۳ میں بھی لکھا گیا ہے اور سورہ نوح میں بھی ہے۔ قوم ہود کئی سال سے قحط سالی میں مبتلا تھی۔ ہود علیہ السلام نے وعدہ دیا کہ ایمان لاکر اللہ کی طرف رجوع ہوئے تو مصیبت دور ہو جائے گی انشاءاللہ اور مادی قوت کے ساتھ روحانی و ایمانی قوت بھی نصیب ہوگی فقط۔

ف۳ قوم عاد نے ہود علیہ السلام سے کہا کہ تم کوئی اپنے دعوے کی دلیل تو لائے نہیں۔ یہ کہنا ان کا براہ عناد تھا ورنہ ہود علیہ السلام حجج و براہین الہیہ لائے تھے لیکن انھوں نے نہ مانا (فتح)

ف۴ ہود علیہ السلام کی قوم نے بیوقوفی سے یہ گمان کیا کہ انکے بتوں میں سے کسی بُت نے ہود علیہ السلام کو دیوانہ کردیا ہے اسپر بزرگوں کی پھٹکار پڑگئی ہے جیسے آجکل کسی موحد کا بحکم الٰہی نقصان ہو جائے تو اہلِ شرک و بدعت قبر پرست پیر پرست تعزیہ پرست وغیرہ کہتے ہیں کہ چونکہ یہ شخص بزرگوں کی قبروں پر چڑھاوا چڑھانے چادر پھول ڈالنے اور انکے نام کی نذر و نیاز کرنے سے منع کیا کرتا تھا اسلئے یہ نقصان پہنچا اور بزرگوں کی طرف سے یہ پھٹکار لگ گیا ٹھیک اسی طرح ہود علیہ السلام کی قوم کا خیال تھا اسپر ہود علیہ السلام نے فرمایا یہ بالکل غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نفع نقصان پہنچانے والا نہیں۔ اور اگر تمھارا یہی خیال ہے تو تم اور تمھارے معبود سب ملکر میری تباہی کی کوشش کرو اور ذرا بھی مجھ کو مہلت نہ دو، دیکھوں تو میرا کیا بگاڑ سکتے ہو۔ میں پہلے سے زیادہ اب تمھارے جھوٹے معبودوں کا عجز و بوداپن ظاہر کروں گا۔ میرا بھروسہ اس ذات واحد پر ہے جو میرا اور تمھارا مالک و مربی ہے جس کے ہاتھ میں ہر جاندار کی پیشانی ہے۔ وہ ہمیشہ عدل و انصاف پر قائم ہے (فائدہ ستاریہ)

(فوائد صفحہ ھذا) ف۱ نیز صبر و توکل علی اللہ سے متعلق درج ذیل احادیث میں سبق ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ کہ میری امت میں سے ستر ہزار (ارکان اسلام کے پابند) بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے اور وہ لوگ وہ ہیں جو کسی بیماری اور جس مرض میں جھاڑ پھونک وغیرہ نہیں کراتے اور فال و شگون وغیرہ نہیں لیتے بلکہ اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ توکل رکھتے ہیں اور ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ہے اِنِّي لَاَعْلَمُ اٰيَةً لَوْ اَخَذَ النَّاسُ بِهَا لَكَفَتْهُمْ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا الخ کہ اگر لوگ اس آیت پر مضبوط ہو جائیں تو ان کے تمام فکر و غم اور محنت و سرگردانی سے کفایت کرے۔ اس آیت میں یہ بیان ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا اللہ اس کی سب مشکلیں آسان کرے گا اور اسکو ایسی جگہ سے روزی پہنچائے گا جس جگہ سے اس کا خیال بھی نہ ہوگا یعنی خود بخود مصیبتوں اور تکلیفوں سے نجات کی صورت پیدا ہوتی جائے گی (ان شاء اللہ) سو ظاہر بات ہے کہ اگر کسی کو پورا پورا توکل اور بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہو جائے گا تو وہ کسی کا محتاج نہ رہے گا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَّتَرُوْحُ بِطَانًا۔ مذکورہ تینوں حدیثیں مشکوٰۃ صفحہ ۴۴۴ و ۴۴۵ میں ہیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اللہ پر توکل کرلو تو تم کو بلا محنت اور بلا سامان ظاہری کے روزی پہنچاوے جس طرح پرند

(باقی فائدہ بر صفحہ ۳۲۵)

★ اور یہی معنے ہیں مطیع و منقاد ہونے کے۔ ف۱ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ۔ لعنت اور بُعد دونوں مرادف لفظ ہیں۔ اور جب یہ ہے تو لعنت کے ذکر کے بعد جو لعنت و یوم القیٰمۃ میں مذکور ہے بُعد کے ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ دو مختلف عبارتوں کے ساتھ کسی چیز کی تکرار یہ غایت تاکید پر دلالت کیا کرتی ہے۔ رہی یہ بات کہ عاد کے بعد قوم ہود کے ذکر کرنے میں کیا حکمت ہے۔ حکمت یہ ہے کہ عاد دو قوموں کے نام ہیں ایک عاد اُولیٰ اور یہی قوم ہود ہے دوسرے عاد ثانیہ اور اسی کو عادِ ارم کہتے ہیں تو ازالۂ اشتباہ کے لئے قوم ہود کا ذکر ہوا۔

وقف لازم

أَخَاهُمْ صَالِحًا ۘ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ

بھائی انکے صالح کو کہا اے قوم میری عبادت کرو اللہ کی نہیں واسطے تمہارے کوئی معبود

انکے بھائی صالح کو بھیجا اسنے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو اسکے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے

غَيْرُهُ ۖ هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا

سوائے اسکے اس نے پیدا کیا تم کو زمین سے اور آباد کیا تم کو بیچ اس کے

نہیں اسی نے تم کو زمین سے پیدا کیا ہے اور تمہیں اسمیں بسایا۔ سو تم اس سے

فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ ﴿٦١﴾

پس بخشش مانگو اس سے پھر رجوع کرو طرف اسکی تحقیق پروردگار میرا نزدیک ہے دعا قبول کرنیوالا

بخشش طلب کرو۔ پھر اسکی طرف رجوع کرو۔ بیشک میرا پروردگار نزدیک بھی ہے اور (دعا کا) قبول کرنیوالا بھی

قَالُوا يَا صَالِحُ قَدْ كُنتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَٰذَا ۖ أَتَنْهَانَا

کہا انہوں نے اے صالح تحقیق تھا تو بیچ ہمارے امید رکھا گیا پہلے اس سے کیا منع کرتا ہے تو ہم کو

انہوں نے کہا کہ اے صالح! اس سے پہلے ہم تم سے (بڑی بڑی) امیدیں رکھتے تھے کیا تم ہمیں ان کی عبادت سے روکتے

أَن نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَإِنَّنَا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَا

کہ عبادت کریں ہم اسکی جسکی عبادت کرتے تھے باپ دادے ہمارے اور تحقیق ہم البتہ بیچ شک کے ہیں اس چیز سے کہ پکارتا ہے تو ہم کو

ہو جنکی عبادت ہمارے بزرگ کرتے آئے ہیں اور جس (چیز) کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اسمیں ہمیں قوی شبہ ہے

إِلَيْهِ مُرِيبٍ ﴿٦٢﴾ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ

طرف اسکے شک میں ڈالنے والا کہا اے قوم میری کیا دیکھا تم نے اگر ہوں میں اوپر دلیل کے

تمہیں اسمیں شک ہے اس نے کہا کہ اے میری قوم! بھلا دیکھو تو اگر میں اپنے رب کی جانب سے کھلی دلیل پر ہوں

مِّن رَّبِّي وَآتَانِي مِنْهُ رَحْمَةً فَمَن يَنصُرُنِي مِنَ اللَّهِ

پروردگار اپنے سے اور دی اس نے مجھ کو اپنی طرف سے رحمت پس کون مدد دیگا مجھ کو خدا سے

اور اس نے اپنے ہاں سے مجھے رحمت عطا کی ہو تو اگر میں خدا کی نافرمانی کروں تو مجھے اسکی گرفت سے کون

إِنْ عَصَيْتُهُ ۖ فَمَا تَزِيدُونَنِي غَيْرَ تَخْسِيرٍ ﴿٦٣﴾ وَيَا قَوْمِ

اگر نافرمانی کروں میں اسکی پس نہ زیادہ کرو گے تم مجھ کو سوائے ٹوٹا دینے کے اور اے قوم میری

بچائے گا؟ سو تم تو میرا نقصان ہی کر رہے ہو اور اے میری قوم!

هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ

یہ ہے اونٹنی اللہ کی واسطے تمہارے نشانی پس چھوڑ دو اس کو کہ کھاتی پھرے زمین اللہ کی

یہ اللہ کی اونٹنی ہے جو تمہارے لئے (ایک طرح کی) نشانی ہے سو اسکو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں

وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيبٌ ﴿٦٤﴾ فَعَقَرُوهَا

اور مت چھوؤ اسکو ساتھ برائی کے پس پکڑے گا تم کو عذاب نزدیک پس پاؤں کاٹ ڈالے

چرتی پھرے اور اسے کوئی تکلیف نہ دینا ورنہ تمہیں جلد عذاب آ پکڑے گا مگر انہوں نے

فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ۖ ذَٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ

پس کہا فائدہ اٹھاؤ بیچ گھر اپنے کے تین دن یہ وعدہ ہے نہیں

اسکی کونچیں کاٹ ڈالیں تو صالح نے کہا کہ تم اپنے گھروں میں تین دن اور فائدہ اٹھا لو یہ وعدہ ہے جو جھوٹا نہیں

حل لغات۔ لم استعمرکم معنے میں ہے اطال عمرکم کے یہ مشتق ہے عمر سے جس طرح استبقاکم بقا سے۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۳۲۴) وغیرہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے ہوئے اپنے گھروں میں آجاتے ہیں یعنی نہ انھوں نے رزق کی کوئی سبیل کر رکھی ہے نہ انکو خبر ہے کہ آج ہم کہاں سے کھائیں گے۔ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ترغیب صفحہ ۳۳۵ میں ہے مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ صَبَاحٍ يَعْلَمُ مَلَكٌ فِي السَّمَاءِ وَلَا فِي الْأَرْضِ مَا يَصْنَعُ اللّٰهُ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَإِنَّ الْعَبْدَ لَهُ رِزْقُهُ فَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ الثَّقَلَانِ الْجِنُّ وَالْإِنْسُ أَنْ يَصُدُّوا عَنْهُ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ مَا اسْتَطَاعُوا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر روز جب صبح ہوتی ہے تو کوئی فرشتہ آسمان میں یا زمین میں یہ نہیں جانتا کہ آج اللہ تعالیٰ کیا کرے گا۔ اور اگر کسی بندہ کے واسطے اللہ تعالیٰ نے کچھ روزی مقرر کر دی ہے تو اگر تمام جہان کے جن وانسان جمع ہو کر زور لگائیں کہ اس کو وہ روزی نہ پہنچے تو ہرگز اس بندے کو اس روزی سے محروم نہیں کر سکتے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَسْتَعْجِلَنَّ إِلَى شَيْءٍ تَظُنُّ أَنَّكَ إِنِ اسْتَعْجَلْتَ إِلَيْهِ أَنَّكَ مُدْرِكُهُ إِنْ كَانَ لَمْ يُقَدِّرْ لَكَ ذٰلِكَ وَلَا تَسْتَأْخِرَنَّ عَنْ شَيْءٍ تَظُنُّ أَنَّكَ إِنِ اسْتَأْخَرْتَ عَنْهُ أَنَّهُ مَدْفُوعٌ عَنْكَ إِنْ كَانَ اللّٰهُ قَدَّرَهُ عَلَيْكَ (حوالہ مذکور) یعنی کسی چیز کے طلب کرنے میں یوں سمجھ کر جلدی نہ کر کہ کوشش اور جلدی کرنے سے مل جائے گی اگرچہ مقدر میں نہ ہو اور کسی چیز سے بچنے میں یوں سمجھ کر کوشش نہ کر کہ کوشش اور تدبیر کے سبب بچ جاؤں گا اگرچہ تقدیر میں لکھی گئی ہو۔ مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ اور ہر کام میں اگر صبر وتوکل کو پیش نظر رکھے تو بہت رنج وقلق وپریشانی میں مبتلا نہ ہوگا اور حسد، بغض، فخر، تکبر وغیرہ سے بچ جائے گا اور دین کے کاروبار میں دنیا کے شغل وفکر کے چلے جانے سے بھی محفوظ رہے گا۔ غرض صبر وتوکل بیشک ایسی چیز ہے کہ جو ہو تو سب کام ٹھیک اور درست ہو جائیں رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ ٥ آمین (حدیث التفاسیر)

قوم عاد پر تکذیب حق کی بنا پر جو عذاب آیا اس کا بیان صفحہ ۲۲۷ میں ہو چکا ہے وہاں پڑھ لیجیے فقط۔

ف عنید سرکش کو کہتے ہیں جو حق بات قبول نہ کرے اور نہ اس کی تابعداری کرے اور ظلم میں حد سے بڑھ جائے لعنت سے مراد دور ہونا ہے رحمت سے اور مطرود ہونا ہے خیر سے یعنی یہ لعنت ان کو لازم حال ہو گئی ہے کہ جب تک دنیا میں ہوں اس سے جدا نہ ہو سکیں پھر بعد اس لعنت کے قیامت کو بھی وہ ان کے پیچھے لگی ہوگی وہاں بھی لعنت کئے جائیں گے جیسے کہ دنیا میں ملعون ہوئے (فتح)

فوائد صفحہ ھذا

ف تھے ہم کو امید تھی یعنی ہونہار لگتا تھا کہ باپ دادا کی راہ روشن کرے گا تو لگا مٹانے (موضح) یعنی قوم ثمود نے صالح علیہ السلام سے کہا کہ ہم کو امید تھی کہ تو عقل مند ہوگا لیکن تو رسم وراہ آباء و اجداد سے مانع نکلا اور ہم کو تیری دعوت میں بڑا شک ہے۔ صالح علیہ السلام نے کہا مجھ کو یقین ہے اس پر جو اللہ نے مجھے دیکر بھیجا ہے۔ میں دلیل پر ہوں اللہ کی طرف سے، اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو کوئی میری مدد نہ کر سکے گا (ابن کثیر) معلوم ہوا کہ شرع کے خلاف رواج و رسم پر اڑنا اور اپنے بڑوں کی تقلید کرنا شیوۂ کفار ہے۔ دیکھو حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کیسی بے وقوف تھی کہ معاذ اللہ شرک پر تو ان کا دل جمتا تھا جس کی کوئی سند نہیں اور توحید کا سیدھا اور سچا راستہ جس کی بے شمار دلیلیں موجود ہیں اس پر ان کا دل نہیں ٹھہرتا تھا۔ یہ ساری خرابی باپ دادا کی تقلید سے پیدا ہوتی ہے۔ تقلید کی دھن ایسی سما جاتی ہے کہ انسان انسانیت سے دور ہو کر حق سے کنارہ کش ہو جاتا ہے العیاذ باللہ ؎

فَاهْرُبْ عَنِ التَّقْلِيدِ فَإِنَّهُ ضَلَالَةٌ إِنَّ الْمُقَلِّدَ فِي سَبِيلِ الْهَالِكِ۔

ف حضرت صالح علیہ السلام سے قوم نے معجزہ مانگا۔ حق تعالیٰ نے ان کی دعا سے پتھر میں سے اونٹنی نکالی۔ اسی وقت اس نے بچہ دیا۔ اسی وقت ماں کے برابر ہو گیا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تک اس کی تعظیم کرتے رہو گے تب تک دنیا کا عذاب نہ ہوگا۔ جہاں وہ جاتی کھانے کو یا پینے کو سب جانور بھاگ جاتے اور آدمی کوئی اسکو نہ ہانکتا (موضح)

مَكْذُوبٍ ﴿٦٥﴾ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا صَالِحًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ

جھوٹے کی | پس جب | آیا | حکم ہمارا | نجات دی ہم نے | صالح کو | اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ساتھ

جھوٹ نہیں | پھر جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے | اپنی رحمت سے | صالح کو | اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے تھے

بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ

اپنے ساتھ رحمت کے اپنی طرف سے اور | رسوائی | اس دن کی سے | تحقیق | رب تیرا | وہی ہے | زور آور

بچا لیا اور | اس دن کی | رسوائی سے (بچا لیا) | بیشک تمہارا رب | ہی | توانا | اور

الْعَزِيزُ ﴿٦٦﴾ وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ

غالب | اور | پکڑا | ان لوگوں کو | ظلم کرتے تھے | آواز تند نے | پس ہوگئے | گھروں اپنے میں

غالب ہے | اور جن ظالموں کو ایک زور کی آواز نے آپکڑا | سو وہ اپنے گھروں میں اوندھے

جَاثِمِينَ ﴿٦٧﴾ كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۗ أَلَا إِنَّ ثَمُودَ كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۗ

زانو کے بل پڑے ہوئے | گویا | نہ | بستے تھے | بیچ ان کے | خبردار ہو | تحقیق | ثمود نے | کفر کیا ساتھ رب اپنے کے

پڑے رہ گئے | گویا وہ کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے | سن رکھو کہ ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا

أَلَا بُعْدًا لِّثَمُودَ ﴿٦٨﴾ ع وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا

خبردار دوری ہو واسطے ثمود کو | اور البتہ تحقیق | آئے | بھیجے ہوئے ہمارے | ابراہیم کے پاس ساتھ خوشخبری کے | کہا انہوں نے

سن رکھو کہ ثمود پر پھٹکار ہے | اور ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس بشارت لے کر آئے | کہا سلام ابراہیم نے

سَلَامًا ۖ قَالَ سَلَامٌ ۖ فَمَا لَبِثَ أَن جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا

کو سلام بھیجتے ہیں ہم | کہا | سلام ہے | پس نہ دیر کی | کہ | لے آیا | بچھڑا بھنا ہوا | پس جب

جواب میں سلام کہا | اور ابھی کچھ وقفہ نہیں ہوا تھا کہ ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے | پھر جب انہوں نے

رَأَىٰ أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۚ

دیکھا | ہاتھ ان کے کہ نہیں پہنچتے | طرف اس کی | انجان ہوا ان سے | اور جی میں چھپایا | ان سے | ڈر

دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس کی طرف نہیں جاتے تو ان کو اجنبی سمجھ کر دل میں خوف کیا | ان سے | ڈرنے لگے | فرشتوں نے

قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمِ لُوطٍ ﴿٧٠﴾ وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ

کہا انہوں نے مت | ڈر | تحقیق ہم | بھیجے گئے ہیں | طرف | قوم | لوط کے | اور بیوی اس کی | کھڑی تھی

نے کہا کہ خوف نہ کیجئے ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں | اور ابراہیم کی بیوی کھڑی تھی

فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِن وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ ﴿٧١﴾

پس ہنسی | پس بشارت دی ہم نے اس کو ساتھ اسحاق کے | اور | پیچھے | سے | اسحاق کے | یعقوب کی

ہنس پڑی | تو ہم نے اس کو اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی خوشخبری دی

قَالَتْ يَا وَيْلَتَىٰ أَأَلِدُ وَأَنَا عَجُوزٌ وَهَٰذَا بَعْلِي شَيْخًا ۖ إِنَّ

کہا | اے وائے مجھ کو | کیا جنوں گی میں اولاد | اور میں | بڑھیا ہوں | اور | یہ | خاوند میرا | بوڑھا ہے | تحقیق

وہ کہنے لگی | اے ہے! | میرے اولاد ہوگی؟ میں تو بڑھیا ہوں اور میرے خاوند بھی بوڑھے ہیں | یہ تو

هَٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ ﴿٧٢﴾ قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۖ رَحْمَتُ

یہ | البتہ | چیز ہے | عجیب | کہا انہوں نے کیا تعجب کرتی ہے تو | حکم | خدا کے سے | رحمت ہے

بڑی عجیب بات ہے | انہوں نے کہا کیا تم اللہ کی قدرت سے تعجب کرتی ہو | اے اہل بیت! تم پر

حل لغات

۵ ومن خزی یومئذ یومئذ کی میم کو کسرہ ہے اس لئے کہ یوم خزی کا مضاف الیہ ہے۔ اور اگرچہ یوم مبنی کی طرف مضاف ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یوم بھی مبنی ہو کیونکہ یہ اضافت لازم نہیں، خزی اس بڑی ذلت کو کہتے ہیں جو فضیحت کی حد تک پہنچ جائے۔ ومن خزی یومئذ کا عطف ہے فعل محذوف پر والتقدیر نجیناهم من خزی یومئذ۔ ے واخذ الذین ظلموا الصیحۃ۔ صیحہ کہتے ہیں ہولناک چیخ کو یا اس سے مراد ہے صاعقہ آسمانی بجلی کی آفت۔ اخذت اس لئے نہیں کہا گیا کہ صیحہ محمول ہے صیاح پر یا یوں کہو کہ جب فعل اور فاعل مؤنث میں فصل ہوتا ہے تو فعل کا مؤنث لانا ضرور نہیں ہوتا کیونکہ فاصل گویا عوض ہوتا ہے تاء تانیث کا۔

سے قالوا سلٰما قال سلٰم۔ سلاما مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا تقدیرہ سلمنا علیک سلاما اونسلم علیک سلاما۔ اور سلام مبتدا ہے خبر محذوف کی ای سلام علیکم۔ سے بعجل حنیذ۔ عجل گائے کا بچھڑا۔ حنیذ حنذ میں محنوذ کے ★

ف۱ سورۂ اعراف میں فرمایا ہے کہ زلزلہ سے ہلاک ہوئے اور یہاں فرمایا ہے کہ آواز سے تو جامع البیان والے نے تطبیق ان دونوں میں یوں کی ہے کہ آسمان کی طرف سے آوازہ ہوا اور نیچے کی طرف سے زلزلہ، ان کے دل ان کے سینوں میں پھٹ گئے۔ موضح القرآن میں ہے اُن پر عذاب آیا اس طرح کہ رات کو پڑے سوتے تھے۔ فرشتہ نے چنگھاڑ ماری سب کے جگر پھٹ گئے (یعنی جب عذاب پہنچا تو ہم نے صالح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو جو اُن پر ایمان لائے تھے بچا لیا۔ باقیوں کو ہلاک کر دیا) آگے فرمایا جو اپنے پروردگار کی آیات و احکام سے منکر ہوا اس کی یہ گت بنتی ہے اور ایسی پھٹکار پڑتی ہے سن پڑھ کر عبرت حاصل کرو۔

ف۲ اس سورت کے قصص کی ترتیب سورۂ اعراف کی ترتیب کے موافق ہے۔ صرف قوم لوط کے قصہ سے پہلے یہاں ابراہیم علیہ السلام کا تھوڑا سا قصہ بیان فرمایا ہے مگر تعبیر ایسی رکھی جو ظاہر کرتی ہے کہ مقصود اصلی لوط علیہ السلام کا قصہ بیان کرنا ہے۔ چونکہ اس میں اور ابراہیم علیہ السلام کے قصہ میں کئی طرح کی مناسبت اور تعلق پایا جاتا تھا اسلئے بطور تمہید ابراہیم علیہ السلام کا قصہ مذکور ہوا۔ لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے جو آپ کے ہمراہ عراق سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ ایک ہی جماعت فرشتوں کی دونوں کے پاس بھیجی گئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم لوط کی ہلاکت کے مسئلہ میں فرشتوں سے بحث کی۔ ان آیات میں ان فرشتوں کا ذکر ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بطور مہمان بشکل انسان قوم لوط کی ہلاکت اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاں فرزند ہونے کی بشارت لے کر اللہ کی طرف سے آئے تھے یعنی حضرت جبرئیل، میکائیل، اسرافیل وغیرہ وہ آکر سلام کرتے ہیں۔ آپ ان کے جواب سلام کہتے ہیں۔ اس لفظ کو رفع یعنی پیش سے کہنے میں علم بیان کے مطابق ثبوت و دوام پایا جاتا ہے۔ سلام کے بعد ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام انکے سامنے مہمانداری پیش کرتے ہیں۔ بچھڑے کا گوشت بھنا ہوا لاتے ہیں جب دیکھا وہ تو کھانے کے لئے ہاتھ ہی نہیں بڑھاتے تو اُنسے کچھ بدگمان سے ہو کر دل میں خوف کھانے لگے۔ جامع البیان والے نے کہا ڈرے اس لئے کہ ان کی عادت تھی کہ جب کوئی مہمان آئے اور وہ میزبان کا طعام نہ کھائے تو یہ گمان کرتے تھے کہ وہ کسی بُرے ارادہ سے آیا ہے اور کوئی خیر نہیں لایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں ہوتا اور صفات بشریت ان میں موجود رہتی ہیں کیونکہ اگر علم غیب ہوتا تو اول ہی معلوم کر لیتے کہ یہ ملائکہ ہیں نہ اضیاف۔ اگر بشریت سے خالی ہوتے تو ان سے دل میں ڈر نہ آتا (فوائد سلفیہ) حضرت سدی رحمہ فرماتے ہیں یہ فرشتے بصورت نوجوان انسان آئے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام نے ان کی بڑی عزت کی۔ گرم پتھروں پر بچھڑے کا گوشت سینک کر لا حاضر کیا۔ ظاہر ہے کہ فرشتے کھانا نہیں کھاتے۔ وہ رُکے کہنے لگے ہم جب تک کسی کھانے کی قیمت نہ دیدیں کھایا نہیں کرتے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ہاں قیمت دیدیجئے۔ پوچھا قیمت کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا بسم اللہ کہہ کر کھانا اور کھا کر الحمد للہ کہنا بس یہی اس کھانے کی قیمت ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے میکائیل علیہ السلام کی طرف دیکھ کر کہا واقعی یہ اس قابل ہیں کہ اللہ تعالیٰ انھیں اپنا خلیل بنائے (فوائد ستاریہ)

ف۳ نیز اس ڈر کے رفع ہونے سے (باقی فائدہ بر صفحہ ۳۲۷)

جس طرح طبیخ معنے میں مطبوخ کے۔ حنیذ وہ چیز جو گرم پتھر پر بھونی جاتی ہے۔ بدوی اور صحرانشین لوگ جب کسی چیز کو زمین میں گڑھا کھود کر گرم پتھر پر بھونتے ہیں تو اسے حنیذ کہتے ہیں اور ممکن ہے کہ حنیذ وہ چیز ہو جس کی چربی گرمی پہنچنے سے ٹپکتی ہو جب لوگ گھوڑے پر یہاں تک جھول ڈالے رکھیں کہ اسے پسینا آجائے تو اہل محاورہ حنذت الفرس بولا کرتے ہیں۔ ؎ نکر ھم معنے میں ہے انکرھم کے بولا کرتے ہیں نکرہ وانکرہ واستنکرہ۔ ؎ یویلتی۔ ویل اصل میں تعاوی بمعنی فضیحت ورسوائی بولا جاتا ہے ویل لفلان ای خزی لپھر ویلتا کا الف یا تو ندبے کا الف ہے یا یائے اضافت سے بدلا ہوا ہے کیونکہ اصل میں تھا یا ویلتی ہے کو الف سے اور کسرے کو فتح سے اس لئے بدل لیا کہ فتح اور الف یے اور کسرے سے خفیف تر ہے اور اسی پر قیاس کر لو یا لھفا اور یا عجبا کو عه هٰذَا اَبِیْ شَیْخًا۔ بعل کے اصل معنی ہیں قائم بالامر مگر چونکہ شوہر بھی قائم بامر الزوجہ ہوتا ہے اس لئے شوہر کو بعل کہتے ہیں۔ شیخا منصوب ہے بنا بر حال ہونے کے اور اس کا عامل ہذا کے معنے ہیں یعنی اُشیر یا اُنبّہ۔

اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾ فَلَمَّا

سلامتی اللہ کی برکتیں اسکی اور اس پر ہے اس گھر والو تحقیق وہ تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے پس جب

خدا کی رحمت اور اسکی برکتیں ہیں۔ بلاشبہ وہ سزاوار حمد اور بڑی ہی بزرگی والا ہے پھر جب

ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا

گیا ابراہیم سے ڈر اور آئی اس کو خوشخبری جھگڑنے لگا ہم سے

ابراہیم سے خوف جاتا رہا اور انکو بشارت بھی مل گئی تو وہ قوم لوط

فِىْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿۷۵﴾

بیچ قوم لوط کے تحقیق ابراہیم البتہ تحمل والا دردمند رجوع کرنے والا

کے بارے میں ہم سے جھگڑنے لگے بیشک ابراہیم واقعی بڑے بردبار نرم دل اور رجوع کرنے والے تھے

يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ

اے ابراہیم منہ پھیر لے اس بات سے تحقیق آپ آ چکا ہے حکم پروردگار تیرے کا

اے ابراہیم اس خیال کو چھوڑ دو۔ بات یہ ہے کہ تمہارے رب کا حکم آ پہنچا ہے اور

وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿۷۶﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا

اور تحقیق وہ لوگ آنے والا ان پر عذاب نہ پھیرا جاوے گا اور جب آئے بھیجے ہوئے

انپر عذاب ایسا عذاب آکر رہیگا جو کسی طرح ٹلنے والا نہیں اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس

لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿۷۷﴾

غمناک ہوا ان کی وجہ سے اور تنگ ہوا ساتھ ان کے دل میں اور کہا یہ دن ہے سخت

آئے تو وہ مغموم ہوئے اور ان کی وجہ سے تنگدل ہوئے اور کہنے لگے کہ آج کا دن بڑا ہی سخت ہے

وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا

اور آئی اس کے پاس قوم اسکی دوڑتے ہوئے طرف اسکے اور پہلے سے تھے

اور انکی قوم کے لوگ دوڑتے دوڑتے ان کے پاس آئے اور اس سے پہلے بھی وہ برے کام کرتے

يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِىْ هُنَّ اَطْهَرُ

کرتے برائیاں کہا اے قوم میری یہ بیٹیاں میری وہ بہت پاکیزہ ہیں

عادی تھے۔ لوط نے کہا کہ لوگو! یہ میری بیٹیاں ہیں یہ تمہارے لئے پاکیزہ ہیں

لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِىْ ضَيْفِىْ ؕ اَلَيْسَ مِنْكُمْ

واسطے تمہارے پس ڈرو خدا سے اور مت رسوا کرو مجھ کو بیچ مہمانوں میرے کے کیا نہیں تم میں سے کوئی

اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے معاملہ میں رسوا نہ کرو کیا تم میں کوئی آدمی بھی

رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿۷۸﴾ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِىْ بَنٰتِكَ

مرد اچھا کہا انہوں نے البتہ تحقیق جانتا ہے تو کہ نہیں واسطے ہمارے بیچ بیٹیوں تیری کے

نیک چلن نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ تمہاری بیٹیوں کی ہمیں کوئی ضرورت

مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿۷۹﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِىْ بِكُمْ

کچھ حق اور تحقیق تو جانتا ہے جو کچھ ارادہ کرتے ہیں ہم کہا کاش کہ ہوتا واسطے میرے ساتھ تمہارے

نہیں اور جو ہماری غرض ہے اسے تم خوب جانتے ہو لوط نے کہا اے کاش کہ مجھ میں تمہارے مقابلہ کی طاقت

حل لغات۔
۱؎ اَهْلَ الْبَيْتِ منصوب ہے بنا بر مدح یا اختصاص کے۔
۲؎ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ۔ حلیم وہ شخص جو اپنا بدلہ لینے میں جلدی نہ کرے بلکہ مہلت دے اور درگزر کرے۔ اَوَّاهٌ جوں پر بہت افسوس کرنے والا۔ مُنِيْبٌ اللہ کی طرف رجوع کرنے والا۔ ۳؎ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ۔ رشید معنے میں ہے مرشد کے۔ اور مرشد کہتے ہیں اس شخص کو جو حق بات کہے اور لوگوں کو صلاح و رشاد کی طرف بلائے۔ ۴؎ لَوْ اَنَّ لِىْ بِكُمْ قُوَّةً الخ شرط ہے اور جزا محذوف والتقدیر لمنعتکم ولبالغت فی دفعکم۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۳۲۶) خوش ہو کر ہنس پڑیں۔ حق تعالیٰ نے خوشی پر اور خوشیاں سُنائیں فقط۔ ف۲ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سارہ بنت ہارون کی عمر اس وقت اٹھانوے برس کی تھی۔ چونکہ یہ امر عادت کے خلاف تھا کہ اٹھانوے برس کی بڑھیا اور ایک سو بیس برس کے بوڑھے شخص کے ہاں اولاد پیدا ہو اس لئے بی بی سارہ کو تعجب ہوا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ عادۃً اس عمر میں انسان کے ہاں اولاد نہیں ہوا کرتی لیکن اللہ کی قدرت سے ایسا ہونا کچھ بعید بھی نہیں ہے اور جب کہ یہ خوش خبری تم کو اللہ کی طرف سے دی جا رہی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ تم جیسی ایک مومنہ اس پر تعجب کرے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ان کو کچھ شک نہ تھا وہ تو بن باپ کے پیدا کر سکتا ہے۔ بوڑھی عورت کو بچہ دینا اسے کیا مشکل ہے۔ فرشتوں نے آپ کو اسحاق نامی بچہ پیدا ہونے اور پھر اسحاق کے ہاں یعقوب ہونے کی بشارت دی۔ اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تھے جو مائی ہاجرہ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے تھے، حضرت اسحٰق کی بشارت دی ہی گئی تھی اور ساتھ ہی ان کے بھی اولاد ہونے کی۔

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ فرشتوں نے دُعا کی کہ اے گھر والو! تم پر خدا کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ اس آیت سے نکلا کہ گھر والوں میں بی بی داخل ہے۔ اس میں شیعہ کا رد ہے اسی وجہ سے اکثر علماء نے اہل بیت میں ازواج مطہرات کو داخل کیا ہے۔

ف۲ "جھگڑنے" کا لفظ اس موقع پر اُس انتہائی محبت اور ناز کے تعلق کو ظاہر کرتا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے اللہ کے ساتھ رکھتے تھے۔ اس لفظ سے یہ تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے کہ بندے اور اللہ کے درمیان بڑی دیر تک رد و کد جاری رہتی ہے۔ بندہ اصرار کر رہا ہے کہ کسی طرح قوم لوط پر سے عذاب ٹال دیا جائے۔ اللہ جواب میں فرما رہا ہے کہ قوم اب خیر سے بالکل خالی ہو چکی ہے اور اس کے جرائم اس حد سے گزر چکے ہیں کہ اس کے ساتھ کوئی رعایت کی جا سکے مگر بندہ پھر بھی کہے جاتا ہے کہ پروردگار اگر کچھ تھوڑی بھی بھلائی اس میں باقی ہو تو اسے اور ذرا مہلت دیدے شاید کہ وہ بھلائی لے آئے۔ بائیبل میں اس جھگڑے کی کچھ تشریح بھی بیان ہوئی ہے لیکن قرآن کا مجمل بیان اپنے اندر اس سے زیادہ معنوی وسعت رکھتا ہے (تقابل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب پیدائش باب ۱۸۔ آیت ۲۳ و ۲۲) (تفہیم)

ف۳ یعنی ادھر سے مطمئن ہوئے تو فوراً قوم لوط کے مسئلہ میں فرشتوں سے بحث شروع کر دی جس کا خلاصہ سورۂ عنکبوت میں بیان فرمایا کہ فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام کو مطلع کیا کہ ہم ان بستیوں کو ہلاک کرنے آئے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے بولے ان میں خود لوط علیہ السلام موجود ہیں پھر ایک پیغمبر کے ان میں موجود ہوتے ہوئے کیسے ہلاک کئے جا سکتے ہیں؟ فرشتوں نے کہا ہم سب کو جانتے ہیں جو وہاں رہتے ہیں۔ لوط علیہ السلام اور ان کے متعلقین ایمانداروں کو وہاں سے علیحدہ کر کے عذاب نازل کیا جائے گا۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ فرشتے گئے لڑکے بن کر اور حضرت لوط علیہ السلام کو اس قوم کی خو معلوم تھی اس سے خفا ہوئے کہ لڑائی کرنی پڑی (موضح)

ف۴ یہ ان کی حقیقی بیٹیاں تھیں۔ بعض نے کہا وہ کچھ انکی بیٹیاں نہ تھیں بلکہ بیٹیوں سے مراد اس قوم کی عورتیں ہیں۔ اور لوط علیہ السلام نے ان کی اضافت اپنی طرف اس لئے کی کہ ہر پیغمبر اپنی امت کا باپ ہوتا ہے (ابن کثیر) فرشتے جہاں اترے اُن کے گھر، اور قوم دیکھ کر دوڑی۔ یہاں کے بچاؤ کو اپنی بیٹیاں بیاہ دینی قبول کرنے لگے لیکن وہ کب مانتے تھے۔ اس وقت کافر سے بیاہ دینا منع نہ تھا (موضح) رشید سے مراد وہ شخص ہے جو امر بالمعروف، نہی عن المنکر کرے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یعنی لا الٰہ الا اللہ کہے (فتح)

قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ ۝٨٠ قَالُوا يَا لُوطُ إِنَّا رُسُلُ

رَبِّكَ لَن يَصِلُوا إِلَيْكَ ۖ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ

وَلَا يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ إِلَّا امْرَأَتَكَ ۖ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا

أَصَابَهُمْ ۚ إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۚ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ ۝٨١

فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا

حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ مَّنضُودٍ ۝٨٢ مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ ۖ وَمَا

هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ ۝٨٣ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ

قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ وَلَا تَنقُصُوا

الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ ۚ إِنِّي أَرَاكُم بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ

يَوْمٍ مُّحِيطٍ ۝٨٤ وَيَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا

تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝٨٥

حل لغات۔
لہ فاسر باھلک لغت میں اسری اور سری کے ایک معنی میں بولا کرتے ہیں سریت باللیل و اسریت۔ حسان کا شعر ہے اسرت الیک ولم تکن تسری۔ اور اسی سے ہے قول تعالیٰ سبحان الذی اسری اور واللیل اذا یسر۔ سری کہتے ہیں رات میں چلنے کو بولا کرتے ہیں سری یسری اذا سار باللیل واسری بفلان اذا سیر باللیل۔ لہ من سجیل منضود۔ سجیل فارسی معرب ہے اصل میں تھا سنگ گل اور جو پتھر اور مٹی سے مرکب ہو اسے سنگ گل کہتے ہیں بشرطیکہ انتہا درجہ کا سخت ہو ازہری کا بیان

ہے کہ جس لفظ کو عرب معرب کرتے ہیں وہ عربی ہو جاتا ہے جیسے دیباج اور دیوان اور استبرق وغیرہ۔ منضود مفعول کا صیغہ ہے ماخوذ نضد سے اور نضد کہتے ہیں ایک چیز کو دوسری پر رکھنا چونکہ وہ پتھر باہم جمے ہوئے اور ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے اس لئے منضود ★

ف لوط علیہ السلام کی زبان سے انتہائی گھبراہٹ اور پریشانی میں یہ الفاظ نکلے کہ کاش مجھ میں بذات خود تم سب سے لڑنے اور مقابلہ کرنے کی طاقت ہوتی یا کوئی طاقتور اور مضبوط پناہ دینے والا ہوتا یعنی میرا کنبہ اور جتھا یہاں ہوتا۔ حدیث بخاری وغیرہ میں بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا رَحِمَ اللّٰهُ لُوطًا لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ اللہ تعالیٰ بخشے رحم کرے لوط علیہ السلام کو البتہ پکڑ رہے تھے طرف رکن شدید کے۔ اصل میں اس قوم کو لوط علیہ السلام کے کنبہ رشتہ کا کوئی نہ تھا۔ پہلے یہ عراق میں رہتے تھے جب ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہجرت کر کے شام کی طرف آئے تو انھیں یہ حکم ہوا کہ تم سدوم بستی میں لوگوں کی ہدایت کے لئے جاؤ۔ معتبر سند سے مسند احمد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مختصر طور سے صحیح بخاری میں موجود ہے کہ لوط علیہ السلام کے بعد جتنے انبیاء مبعوث ہوئے سب بڑے قبیلے والے ہوئے۔ ف۲ اس سورۃ کے علاوہ سورۂ شعراء، نمل، والصافات چند سورتوں میں یہ ذکر فرمایا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے ملک عراق سے ملک شام کی طرف ہجرت فرمائی تو لوط علیہ السلام نے بھی ساتھ ہی ہجرت فرمائی۔ لوط علیہ السلام خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ہیں۔ ہجرت کے بعد ابراہیم علیہ السلام فلسطین کے نواح میں اور لوط علیہ السلام سدوم بستی میں نبی ہوئے۔ عرصہ دراز تبلیغ کے بعد جب لوگ راہ راست پر نہ آئے اور ان کی ہلاکت کا وقت آگیا تو اللہ کے حکم سے جبریل میکائیل اسرافیل علیہم السلام فرشتے زمین پر آئے اور پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحاق کے پیدا ہونے کی خوشخبری سناتے ہوئے حضرت لوط علیہ السلام کی امت کی بستی میں خوب صورت لڑکوں کی صورت میں آئے اور مہمان بن کر اترے۔ لوط علیہ السلام کی بیوی نے قوم کو ان مہمانوں کی خبر کر دی۔ قوم کے لوگ حضرت لوط علیہ السلام کے گھر پر حملہ کر کے چڑھ آئے۔ جب لوط علیہ السلام انتہائی مضطر بے چین ہو گئے تب مہمان فرشتوں نے کہا آپ پریشان نہ ہوں ہم تو اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں، اس تمھاری قوم کو ہلاک کرنے آئے ہیں۔ آپ بے فکر رہیں آپ تک بھی یہ قوم کے لوگ نہیں پہنچ سکتے جب قوم لوط نے انتہا کر دی کہ دروازہ توڑ کر اندر گھر میں داخل ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو اجازت دی۔ انھوں نے اپنا معمولی سا بازو ان کی طرف ہلایا تو وہ اندھے ہو گئے اور یہ کہتے ہوئے واپس لوٹے کہ یہ تو جادوگر ہیں۔ بخاری شریف ونسائی شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب قوم کے لوگوں کے ہاتھوں اللہ کے رسول پریشان ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ غیب سے مدد فرماتا ہے۔ اس حدیث کو آیت کی تفسیر میں بڑا دخل ہے کہ لوط علیہ السلام جب قوم سے پریشان ہو گئے تو ایک مدد تو غیب سے یہ ہوئی کہ وہ لوگ اندھے ہو گئے۔ دوسری مدد یہ کہ اللہ کے حکم سے فرشتوں نے لوط علیہ السلام کو تسلی بھی کر دی کہ صبح کو اس قوم پر عذاب آجائے گا۔ لوط علیہ السلام ان کے عذاب کے لئے جلدی کرتے تو اس لئے فرمایا کہ کیا صبح قریب نہیں یعنی صبح قریب ہے وہ جلد معذب ہوں گے (جامع البیان) اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ فتح ہوا صبح کے وقت شاید یہ بھی اشارت ہو (موضح)

ف۳ جب لوط علیہ السلام کو حکم ہو گیا کہ آپ مع اہل وعیال کے فقط اپنی بیوی کو چھوڑ کر اس گاؤں سے چلے جائیں، اب انہیر عذاب آئے گا اور کوئی تم میں سے پیچھے مڑ کر نہ دیکھے۔ جامع البیان میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے اپنے پر کو ان کی بستیوں کے نیچے داخل کیا اور ان کو آسمان کی طرف لے چڑھے پھر ان کو اوندھا الٹ مارا یعنی جو کوئی قوم لوط کے مشابہ ہو ان سے کچھ یہ عذاب دور نہیں ہے۔ اس میں وعید ہے ہر ظالم کو منجملہ ان کے قریش ہیں۔ مجاہد رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قریش کو ڈرایا ہے کہ کہیں ان پر بھی وہی مصیبت نہ آئے جو قوم لوط پر آئی تھی۔ حدیث سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے رفعاً آیا ہے جب تم پاؤ ایسے شخص کو جو قوم لوط کا سا کام کرے پس قتل کرو فاعل اور مفعول دونوں کو۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ملعون ہے جس نے قوم لوط والا کام کیا، تین بار فرمایا (ابن کثیر) قوم لوط کا مفصل بیان صفحہ ۲۲۹ میں پڑھئے ف۴ قوم شعیب کے کچھ حالات صفحہ $\frac{۲۳۰}{۲۳۱}$ میں لکھے گئے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک کا نام مدین تھا۔ پھر عرب کا ایک قبیلہ جو حجاز و شام کے درمیان معان کے قریب رہتا تھا (باقی فائدہ بصفحہ ۳۲۹)

سے تعبیر کئے گئے۔ ۳ه أَرَاكُمْ بِخَيْرٍ. بخیر متعلق ہے محذوف کے ای ملتبسین بثروۃ وسعۃ تغنیکم عن ذلک۔ یہاں خیر کے معنی میں مال کے قال تعالیٰ وانہ لحب الخیر لشدید۔

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ

اللہ کا بچا ہوا بہتر ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم ایمان والے اور نہیں ہوں میں اوپر تمہارے

اللہ کا دیا جو بچ رہے وہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم مومن ہو اور میں تمہارا نگہبان

بِحَفِيْظٍ ﴿٨٦﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ أَصَلٰوتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ

نگہبان ۔ کہا انہوں نے اے شعیب کیا نماز تیری حکم کرتی ہے تجھ کو یہ کہ چھوڑ دیں ہم اس کو کہ پوجتے تھے

نہیں ہوں ۔ انہوں نے کہا کہ اے شعیب! کیا تمہاری نماز تم کو یہ سکھاتی ہے کہ جن کو ہمارے بزرگ پوجتے آئے ہیں ہم

اٰبَآؤُنَآ أَوْ أَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ أَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۖ إِنَّكَ لَأَنْتَ

باپ دادا ہمارے یا یہ کہ کریں ہم بیچ مالوں اپنے کے جو کچھ چاہیں ہم تحقیق تو البتہ

ان کو چھوڑ دیں یا اپنے مال و دولت میں جو تصرف کرنا چاہیں نہ کریں؟ تم تو بڑے

الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿٨٧﴾ قَالَ يٰقَوْمِ أَرَءَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ

تحمل والا بھلائی والا ہے کہا اے قوم میری کیا دیکھا تم نے اگر ہوں میں اوپر دلیل ظاہر کے

نرم دل اور راست باز ہو۔ شعیب نے کہا اے میری قوم! دیکھو تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل

مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَمَآ أُرِيْدُ أَنْ

پروردگار اپنے سے اور دیا ہو مجھ کو اپنی طرف سے رزق نیک اور نہیں ارادہ کرتا میں یہ کہ

پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے ہاں سے عمدہ روزی دی ہو تو (کیا میں ان کے خلاف کروں؟) اور میں نہیں چاہتا

أُخَالِفَكُمْ إِلٰى مَآ أَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۚ إِنْ أُرِيْدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا

مخالفت کروں میں تمہاری طرف اس چیز کی کہ منع کرتا ہوں میں تم کو اس سے نہیں ارادہ کرتا میں مگر کام سنوارنا

کہ جس بات سے تم کو منع کروں خود اس کو کرنے لگوں۔ میں تو جہاں تک مجھ سے ہو سکے اصلاح ہی چاہتا ہوں

اسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ إِلَّا بِاللّٰهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيْبُ ﴿٨٨﴾

جس قدر سکوں میں اور نہیں توفیق میری مگر ساتھ اللہ کے اوپر اسی کے توکل کیا میں نے اور طرف اسی کی رجوع کرتا ہوں

اور مجھے توفیق کا ملنا اللہ ہی کے فضل سے ہے۔ میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ أَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ أَصَابَ

اور اے قوم میری نہ باعث ہو تم کو مخالفت میری یہ کہ پہنچے تم کو مانند اس کے کہ پہنچا تھا

اور اے میری قوم! میری ضد میں کہیں ایسا کام نہ کر بیٹھنا کہ جو مصیبت نوح کی قوم

قَوْمَ نُوْحٍ أَوْ قَوْمَ هُوْدٍ أَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ۚ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ

قوم نوح کو یا قوم ہود کو یا قوم صالح کو اور نہیں قوم لوط کی تم سے

یا ہود کی قوم یا صالح کی قوم پر واقع ہوئی تھی ویسی ہی مصیبت تم پر آ پڑے اور لوط کی قوم (کا زمانہ) تو تم سے

بِبَعِيْدٍ ﴿٨٩﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّيْ

دور اور بخشش مانگو پروردگار اپنے سے پھر رجوع کرو طرف اس کی تحقیق رب میرا

کچھ دور نہیں اور اپنے رب سے بخشش مانگو اور اس کے آگے توبہ کرو بے شک میرا رب

رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿٩٠﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ

مہربان ہے دوستدار کہا انہوں نے اے شعیب نہیں سمجھتے ہم بہت اس میں سے جو کہتا ہے تو

رحم والا اور محبت کرنے والا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اے شعیب تمہاری بہت سی باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں

حل لغات۔ لہ أو أن نفعل فی أموالنا ما نشؤا ان نفعل کا عطف ہے مایعبد آباؤنا پر التقدیر اصلوتک تامرک ان نترک مایعبد آباؤنا وان نترک فعل ما نشاء۔ لہ إنک لأنت الحلیم الرشید یہ حضرت شعیب علیہ السلام کی امت کا قول ہے جو انہوں نے استہزاء اور تمسخر آپ کی نسبت کہا کیونکہ اس سے ان کی مراد لأنت السفیہ الجاہل اور یہ بالکل ویسا ہے کہ خسیس بخیل کو کہا جاتا ہے لو راک حاتم لسجد لک اور جیسے خزنۂ دوزخ کا اہل دوزخ کی نسبت کہنا ذق انک انت العزیز الکریم۔ لہ ان یصیبکم یہ دوسرا مفعول ہے لا یجرمنکم کا اور شقاق کے معنی ہیں مخالفت و معاداۃ کما المعنی لا یکسبنکم معاداتکم لی ان یصیبکم اور اجرم کے متعلق تفسیر

تحقیق اور کسی جگہ گزر چکی وہاں دیکھو۔ لہ رحیم ودود دونوں صیغے مبالغے کے ہیں رحیم بڑا رحم والا اور ودود بہت دوست رکھنے والا۔ اور ممکن ہے کہ ودود بوزن فعول معنی میں مفعول کے جس طرح رکوب معنی میں مرکوب کے اور حلوب معنی میں محلوب کے۔ پہلی صورت میں وُدّ کے معنی ہوں گے کہ اللہ

(بقیہ فائدہ صفحہ ۳۲۸) ان کے شہروں کا اور ان کا نام مدین ہو گیا جو تبوک کے قریب بحر قلزم کے کنارے پر واقع ہے۔ وہاں ایک کنواں ہے جس کا پانی موسیٰ علیہ السلام نے شعیب علیہ السلام کی بکریوں کو پلایا تھا۔ اب اس پر ایک مکان بنا ہوا ہے۔ ان ہی کی جانب حضرت شعیب علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ آپ شریف النسب اور اعلیٰ خاندان سے تھے۔ شعیب علیہ السلام خوف الٰہی سے روتے روتے نابینا ہو گئے تھے۔ نہایت فصیح اور خوش لہجہ اور نرم بیان تھے اس لئے ان کو خطیب الانبیاء کہتے ہیں۔ ایک مرتبہ ایکہ والوں کی طرف بھی نبی بنا کر بھیجے گئے۔ اہل مدین شرک کے علاوہ ناپ تول میں کمی بیشی کرتے راستوں میں بیٹھ کر ایمان والوں کو شعیب علیہ السلام کے پاس جانے پر دھمکاتے ڈراتے چنگی لینے کے جرم میں مبتلا تھے۔ شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت توحید کے بعد ناپ تول میں کمی کرنے سے روکا کہ کم نہ تولو کسی کا حق نہ مارو ساتھ ہی اللہ کا احسان یاد دلایا۔ اس نے تمہیں خوش حال اور فارغ البال آسودہ حال کر رکھا ہے۔ پھر ایسی دغابازی کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ اللہ کی نعمت کو معصیت سے متغیر کرتے ہو۔ اہل مدین پر چیخ کا عذاب ہوا یعنی جبرئیل علیہ السلام نے ایک چیخ ایسی ماری کہ زمین دہل گئی اور ان سب منکروں کے جگر پھٹ گئے اور مر گئے اور ایکہ والوں پر سات روز تک سخت گرمی پڑی۔ جب تہ خانوں تک میں ٹھنڈک و امن نہیں ملا تو ایک ابر آیا اس میں سے ٹھنڈی ہوا چلی کہ تمام مرد و زن چھوٹے بڑے اس بادل کے نیچے جمع ہو گئے تو دفعۃً اس ابر کو اللہ تعالیٰ نے بھڑکتی ہوئی آگ بنا دیا۔ اس کی شدت سے زمین لرز اٹھی اور وہ سب جل کر خاک سیاہ ہو گئے۔ العیاذ باللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کم تولنے کم ناپنے سے رزق منقطع ہو جاتا ہے برکت اٹھ جاتی ہے۔ آج کل اکثر لوگوں میں قوم شعیبؑ کی یہ بدعادات موجود ہیں اللہ پناہ دے۔ آمین۔ (مشکوٰۃ۔ موطا مالک۔ فتح۔ حدیث التفاسیر۔ فوائد ستاری)

فوائد صفحہ ہذا

ف۱ ایک ایماندار کے لئے اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا جو ٹھیک اور صحیح حق ادا کر کے بچ رہے خواہ تھوڑا ہی ہو اس بہت مال سے بہتر ہے جو حرام طریقہ سے حاصل کیا جائے یا لوگوں کے حقوق مارے جائیں۔ حلال میں برکت ہے اور حرام میں خسارہ۔ اب میں نے تم کو نصیحت کر دی ہے مانو گے تو تمہارا ہی فائدہ ہے ورنہ میں تم پر چوکیدار تو ہوں نہیں کہ ہر وقت تم کو دیکھتا رہوں۔

ف۲ یہ بطور استہزاء و تمسخر کہہ رہے تھے کہ بس زیادہ بزرگ نہ بنئے۔ کیا ساری قوم میں ایک آپ ہی بڑے عقلمند باوقار اور نیک چلن رہ گئے ہیں؟ باقی اور ہمارے بزرگ سب جاہل اور احمق ہی رہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نماز بہت کثرت سے پڑھتے تھے، کہنے لگے کہ شاید آپ کی نماز یہ حکم دیتی ہے کہ ہم سے (اپنے بتوں کی پرستش) باپ دادوں کا پرانا دین چھڑوا دیں اور ہمارے اموال میں ہمارا مالکانہ اختیار نہ رہنے دیں۔ بس آپ اپنی نماز پڑھے جائیے، ہمارے مذہبی و دنیاوی معاملات اور ناپ تول کے قصوں میں دخل دینے کی ضرورت نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں جاہلوں کا دستور ہے کہ نیکوں کا کام نہ کر سکیں تو انہی کو چڑانے لگیں۔ یہی خصلت ہے کفر کی۔ (موضح القرآن)

ف۳ "رزق" کا لفظ یہاں دوہرے معنی دے رہا ہے۔ ایک معنی تو علم حق کے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشا گیا۔ اور دوسرے معنے وہی ہیں جو بالعموم اس لفظ سے سمجھے جاتے ہیں یعنی وہ ذرائع جو زندگی بسر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیتا ہے۔ پہلے معنی کے لحاظ سے یہ آیت اسی مضمون کو ادا کر رہی ہے جو سورے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم، نوح علیہ السلام اور صالح علیہ السلام کی زبان سے ادا ہوتا چلا آیا ہے کہ نبوت سے پہلے بھی میں اپنے رب کی طرف سے حق کی کھلی کھلی شہادت اپنے نفس میں اور کائنات کے آثار میں پا رہا تھا اور اس کے بعد میرے رب نے براہ راست علم حق بھی مجھے دیدیا۔ اب میرے لئے یہ کس طرح ممکن ہے کہ جان بوجھ کر ان گمراہیوں اور بداخلاقیوں میں تمہارا ساتھ دوں جن میں تم مبتلا ہو۔ اور دوسرے معنی کے لحاظ سے یہ آیت اس طعنہ کا جواب ہے جو ان لوگوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو دیا تھا "بس تمہی تو ایک عالی ظرف اور راستباز آدمی رہ گئے ہو" اس تند و ترش حملہ کا ٹھنڈا جواب دیا گیا ہے کہ بھائیو! اگر میرے رب نے مجھے حق شناس بصیرت بھی دی اور رزق حلال بھی عطا کیا ہو تو آخر تمہارے طعنوں سے یہ فضل بے فضل کیسے ہو جائے گا۔ آخر میرے لئے یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ فضل کیا ہے تو میں تمہاری گمراہیوں اور حرام خوریوں کو حق اور حلال کہہ کر اس کی ناشکری کروں۔ پھر فرمایا میری

(باقی برصفحہ ۳۳۰)

اپنے نیک بندوں کو دوست رکھتا ہے اور دوسری صورت میں یہ کہ نیک بندے اسے دوست رکھتے ہیں۔ ف۵ مَا نَفْقَهُ لغت میں فقہ کہتے ہیں مطلق فہم کو بولا کرتے ہیں اوتی فلان فقہا فی الدین ای فہما و قال صلی اللہ علیہ وسلم من یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین ای یفہمہ تاویلہ پھر علوم دین میں سے ایک مخصوص اور معین علم کا نام فقہ اسلئے ہو گیا کہ اس سے آدمی کو فہم معاملات میں مدد ملتی ہے۔

وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۫ وَمَآ

اور تحقیق البتہ دیکھتے ہیں ہم تجھ کو درمیان اپنے ناتواں اور اگر نہ ہوتی برادری تیری البتہ سنگسار کرتے ہم تجھ کو اور نہیں

اور ہم تمہیں اپنے میں کمزور دیکھتے ہیں اور اگر تمہاری برادری کے لوگ نہ ہوتے تو تمہیں سنگسار کر دیتے اور

اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ۞ (۹۱) قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ

تو اوپر ہمارے غالب کہا اے قوم میری آیا برادری میری بہت عزت والی ہے اوپر تمہارے

تم ہم پر غالب نہیں ہو ۔ انہوں نے کہا کہ اے میری قوم! کیا میری برادری تمہارے نزدیک خدا سے زیادہ عزت والی ہے

اللّٰهِ ۭ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَاۗءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اللہ سے اور پکڑا تم نے اس کو پیچھے اپنے ڈالا ہوا تحقیق رب میرا ساتھ اس کے جو کرتے ہو تم

اور اس کو تم نے پیٹھ پیچھے ڈال رکھا ہے ۔ میرا رب تمہارے سب اعمال پر احاطہ کئے

مُحِيْطٌ (۹۲) وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۭ سَوْفَ

گھیرنے والا ہے اور اے قوم میری عمل کرو اوپر جگہ اپنی کے تحقیق میں بھی عمل کرنے والا ہوں البتہ

ہوئے ہے اور اے میری قوم! تم اپنی جگہ کام کئے جاؤ میں اپنا کام کر رہا ہوں بہت جلد

تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۭ وَارْتَقِبُوْٓا

جان لو گے تم کون شخص ہے کہ آوے گا اس کو عذاب کہ رسوا کرے گا اس کو اور کون شخص ہے کہ وہ جھوٹا ہے اور منتظر رہو

تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس پر عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کرے گا اور کون جھوٹا ہے اور تم بھی منتظر رہو

اِنِّىْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ (۹۳) وَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

تحقیق میں بھی ساتھ تمہارے منتظر ہوں اور جب آیا حکم ہمارا نجات دی ہم نے شعیب کو اور ان لوگوں کو کہ ایمان لائے

میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں اور جب ہمارا حکم آ پہنچا تو ہم نے شعیب کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان

مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا

ہم ساتھ اس کے ساتھ رحمت کے ہماری طرف سے اور پکڑا ان لوگوں کو کہ جنہوں نے ظلم کیا تھا کڑک نے پس صبح کو رہ گئے

لائے تھے اپنی رحمت سے نجات دی اور جو ظالم تھے ان کو چنگھاڑ نے آ پکڑا سو وہ اپنے

فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ (۹۴) كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ

بیچ گھروں اپنے کے زانو پر گرے ہوئے گویا کہ نہ بسے تھے بیچ اس کے خبردار ہو دوری ہے مدین کو

گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے گویا وہ ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے ۔ سن رکھو کہ مدین پر ویسی ہی پھٹکار ہے

كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ (۹۵) وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ ع ۸

جیسے کہ دوری ہوئی ثمود کو اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے موسیٰ کو ساتھ نشانیوں اپنی کے اور دلیل

جیسی ثمود پر پھٹکار تھی اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور دلیل روشن دے کر بھیجا

مُّبِيْنٍ (۹۶) اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ

ظاہر کے طرف فرعون کی اور سرداروں اس کے کی پس پیروی کی انہوں نے حکم فرعون کی اور نہیں حکم

فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس ۔ سو وہ فرعون ہی کے حکم پر چلے اور فرعون کا حکم

فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ (۹۷) يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۭ

فرعون کا درست آگے چلے گا قوم اپنی کے دن قیامت کے پس پہنچاوے گا ان کو آگ پر

کی بات درست نہ تھی وہ قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے آگے چلے گا اور ان کو دوزخ میں جا اتارے گا

حل لغات ۔ لہ مَعَکُمْ رَقِیْبٌ رقیب معنی میں ہے راقب کے جس طرح ضریب معنی میں ضارب کے اور صریم معنی میں صارم کے یا معنے میں ہے مراقب کے جس طرح عشیر اور نذیم معنی میں ہے معاشر اور منادم کے اور ہو سکتا ہے کہ رقیب کے معنے میں ہو جس طرح

فقیر اور رفیع معنے میں مفتقر اور مرتفع کے ۔ مشتق ہے رقیب بمعنی انتظار سے ۔ لہ وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ سلطان کے اصلی معنے ہیں غلبہ اور استیلاء کے قال تعالیٰ ونجعل لکما سلطٰنا ۔ بادشاہ کو اسی لئے سلطان کہتے ہیں کہ وہ رعایا پر غالب ہوتا ہے پھر حجت اور دلیل کو سلطان کہنے لگے کیونکہ صاحب حجت بھی اس

(بقیہ صفحہ ۳۲۹) سمجھائی کا تم اس بات سے اندازہ کر سکتے ہو کہ جو کچھ دوسروں سے کہتا ہوں اسی پر خود عمل کرتا ہوں۔ اگر میں تم کو غیر اللہ کے آستانوں سے روکتا اور کسی آستانے کا مجاور بن بیٹھا ہوتا تو بلا شبہ تم یہ کہہ سکتے تھے کہ اپنی پیری چمکانے کیلئے دوسری دکانوں کی ساکھ بگاڑنا چاہتا ہے۔ اگر میں تم کو حرام کے مال کھانے سے منع کرتا اور خود اپنے کاروبار میں بے ایمانیاں کر رہا ہوتا تو ضرور تم یہ شبہ کر سکتے تھے کہ میں اپنی ساکھ جمانے کے لئے ایمانداری کا ڈھول پیٹ رہا ہوں۔ لیکن تم دیکھتے ہو کہ میں خود ان برائیوں سے بچتا ہوں جن سے تم کو منع کرتا ہوں۔ میری زندگی ان دھبوں سے پاک ہے جن سے تمھیں پاک دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں نے اپنے لئے بھی اسی طریقہ کو پسند کیا ہے جس کی تمھیں دعوت دے رہا ہوں۔ یہ چیز اس بات کی شہادت کیلئے کافی ہے کہ میں اپنی اس دعوت میں صادق ہوں (تفہیم) یعنی میں جس چیز سے تم کو منع کرتا ہوں خود وہ کام چھپ کر نہ کروں گا۔ میرا مطلب تو فقط درست کرنا تمہارے کام کا ہے کوشش کیسا تھ پس بس اور توفیق اصابت حق کی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اسی کی طرف راجع ہوں اور اپنے رجوع پر مجھ کو کچھ بھروسہ نہیں بھروسہ مالک پر ہے (ابن کثیر)

ف۲ یہ خصلت ہے اللہ کے لوگوں کی کہ چڑانے سے بُرا د مانا اور اپنے مقدور پر سمجھاتے رہے (موضح) یعنی تم کو مجھ سے عداوت ہے سو کہیں اس وجہ سے تم ان معاصی پر اصرار نہ کرنا کہ تم پر عذاب نہ آجائے۔ قوم لوط کے عدم دور سے یہ مراد ہے کہ زمانہ ان کا کچھ دراز نہیں ہوا وہ تو ابھی کل کی بات ہے کہ تمہارے سامنے ہلاک ہو چکے ہیں یا مراد قرب مکان ہے اور احتمال ہے کہ دونوں امر مراد ہوں۔ پھر گناہان گذشتہ سے استغفار کرنے کا آئندہ کے لئے توبہ بجالانے کا حکم دیا (تفسیر ابن کثیر)

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ حضرت شعیب علیہ السلام نابینا و معذور تھے قوم مدین نے کہا ہم تم کو رہبر و پیشوا کیسے مان لیں، نہ تمہارے پاس فوج ہے نہ لشکر نہ کچھ دنیاوی کروفر۔ عقل کے اندھوں نے روحانیت و حقانیت کو نہ دیکھا، مادی و جسمانی طاقت میں کمزور دیکھ کر کے حقیر سمجھنے لگے۔ آپ اکیلے تھے۔ آپ کے کنبہ والے بھی آپ کے دین پر نہ تھے صرف اللہ کی مدد شامل حال و قال تھی۔ صاف گو اتنے تھے کہ آپ کو خطیب الانبیاء کا لقب تھا (فائدہ ستاریہ) یعنی تم ان امور کی ہم کو خبر دیتے ہو جو خلاف عادت ہیں جیسے قیامت کی باتیں، سو ہم ان امور کو مثل امور حاضرہ کے نہیں سمجھتے، یہ بات انھوں نے بطور روگردانی کے کہی اور یہ جتایا کہ ہم کو کچھ پرواہ ان باتوں کی نہیں ہے اور ان باتوں کو حقیر سمجھا اور ان کو کمزور بتایا۔ وہ نابینا تھے ایک روایت میں مرفوعاً آیا ہے کہ شعیب علیہ السلام حب الٰہی میں اتنے روئے کہ نابینا ہو گئے، نکالا اس کو ابن عساکر نے۔ پھر قوم نے کہا کہ تمہاری کچھ عزت ہمارے پاس نہیں۔ ہم نے محض تمہاری قوم کی وجہ سے تم کو چھوڑ رکھا ہے ورنہ اب تک تم کو سنگسار کر ڈالتے۔ شعیب علیہ السلام نے فرمایا میرا گروہ تم کو عزیز ہوا اور اللہ بلکہ عزیز نہ ہوا یہ بات تعجب کی راہ سے کہی اور اللہ تعالیٰ کو تم نے پس پشت ڈالا ہے یعنی نبی کی اہانت کرتے ہو اور اس کی اہانت ضمن اللہ تعالیٰ کی اہانت ہے (فتح)

ف۲ پہلے حضرت شعیب علیہ السلام نے اصحاب مدین کو شرک اور کم تولنے کی بیعادات سے توبہ و استغفار کرنے کی نصیحت کی اور یہ کہا کہ مجھ کو ڈر ہے کہ اگر تم میرا کہنا نہ مانو گے تو قوم نوح و قوم ہود اور قوم صالح و قوم لوط کی طرح ہلاک ہو جاؤ گے۔ جب ان لوگوں نے نہ مانا تو آخر شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنی ضد اور ہٹ پر جمے رہو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ کون جھوٹا ثابت ہو کر اللہ کے عذاب میں گرفتار ہوتا ہے۔ شعیب علیہ السلام نے فرمایا بفضل الٰہی میں تو ہدایت پر ثابت قدم ہوں۔ ہم تم بس آسمانی فیصلہ کا انتظار کریں۔ آخر اللہ کا عذاب آہی گیا۔ اس قوم پر طرح طرح کے عذاب جمع ہوئے یعنی ابر میں سے آگ برسی اور چیخ فرشتہ نے ایسی ماری کہ جگر پھٹ گئے اور زمین کی طرف سے زلزلہ سخت آیا۔ ایسے ہلاک ہوئے کہ کبھی یہاں بسے ہی نہ تھے (جامع البیان) یہی کچھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی نصیحت کی تھی جب کہ بلوائیوں نے آپ کو گھر میں محصور کر دیا۔ فرمایا دیکھو مجھ کو شہید نہ کرو۔ مجھ کو خوف ہے کہ قوم نوح و ہود و صالح لوط شعیب کا سا وبال تم پر نہ آجائے۔ آخر وہی ہوا کہ اس روز سے مسلمان طرح طرح کے وبال میں گرفتار رہیں جب کہ اس سے ماقبل کا دور اقبال مندی خوش حالی اور ترقی کا تھا فقط۔ ف۳ آیات سے مراد تورات ہے اور سلطان سے مراد معجزات ہیں (فتح)، جس طرح وہ اس دنیا میں تابع فرعون لعین کے رہے اسی طرح وہ ان کا پیشوا دن قیامت کے نار جہنم کا ہوگا اور ان کو آگ میں لے جا کر جھونک دے گا اور اس کو بھی ایک بڑا حصہ عذاب کا ہوگا۔ اور اسی طرح ہوگا حال سب گمراہی کے پیشواؤں کا اعاذنا اللہ منہ۔

شخص پر غالب ہوتا ہے جسکے پاس حجت نہیں ہوتی۔ ۳؎ یَقْدُمُ قَوْمَہٗ۔ یقدم معنی میں ہے یتقدم کے بولا کرتے ہیں قدم فلان فلانا ای تقدمہ اور اسی سے ہے قادمۃ الرحل جس طرح بولا کرتے ہیں قدمہ ای تقدمہ اور اسی سے ہے مقدمۃ الجیش۔

وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّیَوْمَ

اور برا ہے گھاٹ ... اور ان کے پیچھے لگی اس دنیا میں لعنت اور دن

برا ہے وہ گھاٹ جس پر وہ اتریں گے اور اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی گئی ہے اور قیامت کے دن

الْقِیٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰی

[illegible]

[illegible]

نَقُصُّهٗ عَلَیْكَ مِنْهَا قَآىِٕمٌ وَّحَصِیْدٌ ﴿۱۰۰﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ

[illegible]

[illegible]

وَلٰكِنْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَمَاۤ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِیْ

[illegible]

[illegible]

یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَ

[illegible]

[illegible]

مَا زَادُوْهُمْ غَیْرَ تَتْبِیْبٍ ﴿۱۰۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ

[illegible]

[illegible]

الْقُرٰی وَهِیَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِیْ

[illegible]

[illegible]

ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ

[illegible]

[illegible]

لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ یَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ

[illegible]

[illegible]

مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ یَوْمَ یَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِیٌّ وَّ

[illegible]

[illegible]

سَعِیْدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ لَهُمْ فِیْهَا زَفِیْرٌ وَّشَهِیْقٌ ﴿۱۰۶﴾

[illegible]

[illegible]

حل لغات۔ لہ بِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ المورود ورود سے ہے ورود کے اور ورود مصدر ہے جیسے دخول یہ فاعل ہے بئس کا اور مخصوص بالذم محذوف والمعنی بئس الورد الذی یردونہ النار۔ کلہ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ رفد اصل میں اس شخص کو کہتے ہیں جو مطلوب پر اعانت کرے مگر یہاں مراد ہے عطیہ۔ کلہ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰی نَقُصُّهٗ ذلک مبتدا من انباء القری خبر نقصہ الخ خبر بعد خبر۔ کلہ حَصِیْدٌ معنی میں ہے محصود کے۔

ف اَلْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ سے مراد دوزخ میں داخل ہونا ہے۔
اس آیت سے صریح فرعون کا ناری ہونا ثابت ہوا۔ جس نے اس کو
مومن ناجی کہا اس کا استدلال بالکل غلط ہے۔ قرآن پاک سے
ہر جگہ اسکا مرنا کفر پر ثابت ہے، اب کسی عالم وصوفی کی تاویل و
تفسیر کی کوئی حاجت نہیں۔ سورج کے ہوتے چراغ کی کیا ضرورت
(ابن کثیر) سورت کی ابتدا میں قوم کو اتباع حق کی دعوت دی تھی اور
سرکشی اور فساد کے نتیجہ سے خبردار کیا تھا، نیز واضح کیا تھا کہ اس
باب میں بنیادی امور کیا ہیں۔ پھر آیت مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمٰى
وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝
میں ان سب کا خلاصہ بیان کیا تھا کہ یہاں راہیں دو ہیں ایک علم
وبصیرت کی ایک اندھے پن کی۔ اور ضروری ہے کہ دونوں کے
چلنے والے اپنی حالت اور نتیجہ میں ایک ہی طرح کے نہ ہوں۔ پھر
اس حقیقت پر دلیل پیش کی تھی۔ یہ گذشتہ ایام و وقائع کا بیان
تھا جو حضرت نوح علیہ السلام کے تذکرہ سے شروع ہوا اور
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ پر ختم ہو گیا۔ اب آخر سورت
تک ان نتیجوں اور عبرتوں کی طرف توجہ دلائی ہے (م۔ت)

ف۲ یعنی پہلی قوموں کے قصے جو تم کو سنائے گئے ہیں ان میں سے بعض کے نشانات دیواریں وغیرہ باقی ہیں بعض بالکل بے نشان ہو گئے (جامع صفحہ ۱۶۹)

ف۳ یعنی اللہ نے کسی کو بے قصور نہیں پکڑا جو ظلم کا وہم ہو سکے۔ جب وہ جرائم کے ارتکاب میں حد سے نکل گئے اور اس طرح اپنے کو کھلم کھلا سزا کا مستحق ٹھہرایا تب اللہ کا عذاب آیا۔ پھر دیکھو جن معبودوں (دیوتاؤں) کا انہیں بڑا سہارا تھا اور جن سے بڑی بڑی توقعات قائم کر رکھی تھیں وہ ایسی سخت مصیبت کے وقت کچھ بھی کام نہ آئے، باطل معبود کیا کام آتے؟ الٹے ہلاکت کا سبب بنے۔ جب انہیں نفع وضرر کا مالک سمجھا، امیدیں قائم کیں چڑھاوے چڑھائے تعظیم و ڈنڈوت کی تو یہ روز بد دیکھنا پڑا۔ تکذیب انبیاء وغیرہ کا جو عذاب ہوتا شرک و بت پرستی کا عذاب اس پر مزید رہا (موضح الفرقان)

ف۴ یعنی ظالموں کو بڑی حد تک مہلت دی جاتی ہے۔ جب کسی طرح باز نہیں آتے تو پکڑ کر گلا دبا دیا جاتا ہے مجرم چاہے کہ تکلیف کم ہو یا کبھی پکڑ سے چھوٹ کر بھاگ نکلے، ایں خیال است و محال است و جنوں۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے إِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ حَتّٰى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ (یعنی اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا رہتا ہے، پھر جب پکڑتا ہے تو یکبارگی ہلاک اور تباہ کر دیتا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهٗ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ۝ تلاوت فرمائی۔ یہ آیت ہر زمانہ کے ظالم کو شامل ہے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ کافر کی سلطنت دنیا میں رہ جاتی ہے مگر ظالم کی نہیں کہ مظلوم کی آہ و پکار سیدھی عرش پر پہنچتی ہے مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ۝ (فائدہ ستاریہ)

ف۵ اللہ پاک نے فرمایا ہم نے جو کافروں کو ہلاک اور مومنوں کو نجات دی اس میں ایک وعظ و عبرت ہے ہمارے صدق وعدہ پر۔ آخرت میں اس دن اولین و آخرین جمع ہوں گے۔ اس کو مشہود اس لئے کہا کہ اس دن ملائکہ حاضر ہوں گے اللہ کے رسل مجتمع ہوں گے۔ قیامت کے آنے میں دیر اس لئے ہے کہ اللہ کا کلمہ بنی آدم کے حق میں سابق ہو چکا ہے کہ جب اتنے لوگ پیدا ہو چکیں گے تب قیامت قائم ہوگی (ابن کثیر)

ف۶ یعنی جب قیامت آ جائے گی تو کوئی نفس بات نہ کرے گا مگر اللہ کے حکم سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَا يَتَكَلَّمُوْنَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ۝ اور حدیث صحیحین میں آیا ہے وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الرُّسُلُ یعنی کلام نہ کریں گے اس دن مگر پیغمبر اور پیغمبروں کی دعا اس دن یہ ہوگی اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ (ابن کثیر) مقصد یہ کہ بیوقوف لوگ اپنی جگہ اس بھروسے میں ہیں کہ فلاں حضرت ہماری سفارش کر کے ہمیں بچا لیں گے، فلاں بزرگ اڑ کر بیٹھ جائیں گے اور اپنے ایک ایک متوسل کو بخشوائے بغیر نہ مانیں گے، فلاں صاحب جو اللہ کے چہیتے ہیں جنت کے راستہ میں مچل بیٹھیں گے اور اپنے دامن گرفتوں کی بخشش کا پروانہ لے کر ہی ٹلیں گے حالانکہ اڑنا اور مچلنا کیسا، اس پر جلال عدالت میں تو کسی بڑے سے بڑے انسان اور کسی معزز فرشتے کو بھی مجال دم زدن تک نہ ہوگی اور اگر کوئی کچھ کہہ بھی سکے گا تو اس وقت جب کہ احکم الحاکمین خود اُسے کچھ عرض کرنے کی اجازت دیدے۔ پس جو لوگ یہ سمجھتے ہوئے غیر اللہ کے آستانوں پر نذریں اور نیازیں چڑھا رہے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں بڑا اثر و رسوخ رکھتے ہیں اور ان کی سفارش کے بھروسے پر اپنے نامۂ اعمال سیاہ کئے جا رہے ہیں ان کو وہاں سخت مایوسی سے دوچار ہونا پڑے گا (تفہیم)

جس طرح جریح معنے میں مجروح کے اور اس کے معنے ہیں درو کرنے کے بولا کرتے ہیں حصد الزرع۔ ؎ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ۔ تتبیب کے معنے تخسیر کے ہیں بولا کرتے ہیں تَبَّ إِذَا خَسِرَ وَتَبَّبَهٗ إِذَا أَوْقَعَهٗ فِي الْخُسْرَانِ۔ ؎ زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ان دونوں لفظوں کے معنے ہیں چیخنے چلانے کے۔ اہل لغت نے ان کے فرق میں کئی قول نقل کئے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ صوت شدید کو زفیر اور ضعیف کو شہیق کہتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ حلق سے جو آواز نکلتی ہے اسے زفیر اور سینے سے جو نکلتی ہے اسے شہیق کہتے ہیں۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ

ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اس میں جب تک کہ رہیں آسمان اور زمین مگر جو چاہے پروردگار تیرا

اس میں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان اور زمین موجود ہیں مگر جو تمہارا پروردگار چاہے

اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِى الْجَنَّةِ

[illegible]

بلاشبہ تمہارا رب جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے اور وہ لوگ جو نیک بخت ہیں وہ جنت میں [illegible]

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ

[illegible]

ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان اور زمین موجود ہیں مگر جو تمہارا پروردگار [illegible]

عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾ فَلَا تَكُ فِىْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ؕ

[illegible]

[illegible]

مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ

[illegible]

[illegible]

نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ ع ۹

[illegible]

[illegible]

فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِىَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ

[illegible]

[illegible]

لَفِىْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ؕ

[illegible]

[illegible]

اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ

[illegible]

[illegible]

مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا تَرْكَنُوْٓا

[illegible]

[illegible]

اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

[illegible]

[illegible]

حل لغات۔ له مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ یہ توقیت عبارت ہے دوام اور ہمیشگی اور نفی انقطاع سے کیونکہ اہل عرب جب ما دامت السموٰت والارض بولا کرتے ہیں تو اس سے دوام و ہمیشگی ہی مراد لیا کرتے ہیں جس طرح ما اختلف اللیل والنهار اور ما طما البحر اور ما اقام الجبل اور ملاح کوکب وغیرہ کو دوام و ابد

فرمایا بدبختوں کو جہنم میں جھونکا جاتا ہے۔ نارِ جہنم کے متعلق نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اُوْقِدَ عَلَی النَّارِ اَلْفَ سَنَةٍ حَتَّی احْمَرَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَيْهَا اَلْفَ سَنَةٍ حَتَّی ابْيَضَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَيْهَا اَلْفَ سَنَةٍ حَتَّی اسْوَدَّتْ فَهِیَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۵) ترجمہ حدیث ہذا کا اس قرآن کے صفحہ۔ کے حاشیہ میں لکھا گیا ہے۔ اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ نَارَكُمْ هٰذِهٖ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِّنْ نَّارِ جَهَنَّمَ وَلَوْلَا اَنَّهَا اُطْفِئَتْ بِالْمَاءِ مَرَّتَيْنِ مَا انْتَفَعْتُمْ بِهَا وَاِنَّهَا لَتَدْعُو اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ لَّا يُعِيْدَهَا فِيْهَا (ابن ماجہ صفحہ ۳۳۰) یعنی یہ آگ جو دنیا میں موجود ہے دوزخ کی آگ سے ستر حصے میں سے ایک حصہ اور اسکو دو دفعہ پانی میں بجھایا ہے تب دنیا میں بھیجا ہے۔ اگر اسکو بجھایا نہ جاتا تو تیزی کے سبب قابو میں نہ آتی اب یہ آگ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہے کہ پھر اسکو دوزخ میں نہ بھیجا جاوے یعنی اس کی تیزی اور شدت سے یہ آگ بھی ڈرتی اور پناہ مانگتی ہے۔ اللھم احفظنا آمین مشکوٰۃ صفحہ ۴۹ میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا يُؤْتٰی بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُصْبَغُ فِی النَّارِ صَبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيْمٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ وَيُؤْتٰی بِاَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِی الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِی الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ یعنی قیامت کے دن ایک شخص کو بلایا جائیگا جو دنیا میں بڑا عیش والا تھا اور آخرت میں دوزخ کے لائق ہے پھر اسکو دوزخ میں غوطہ دیکر پوچھا جائیگا کہ اے ابن آدم! تجھ کو عیش و عشرت کی خبر ہے تو راحت کو جانتا ہے؟ وہ قسم کھا کر کہے گا اے میرے رب! میں عیش و راحت جانتا بھی نہیں اور ایک شخص کو بلایا جائیگا جو دنیا میں بہت تکلیفوں والا تھا اور آخرت میں جنت کے لائق ہے اس کو جنت میں غوطہ دے کر پوچھا جائے گا کہ تجھ کو تکلیف یاد ہے؟ وہ حلفیہ کہیگا اے میرے رب! میں تکلیف کو جانتا بھی نہیں۔ دوزخ کا بیان صفحہ ۲۸۴ میں بھی گذرا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا يَدْخُلُ النَّارَ اِلَّا شَقِیٌّ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنِ الشَّقِیُّ قَالَ مَنْ لَّمْ يَعْمَلْ لِلّٰهِ بِطَاعَةٍ وَلَمْ يَتْرُكْ لَهٗ مَعْصِيَةً (مشکوٰۃ صفحہ ۲۵۵) یعنی داخل ہوگا دوزخ میں مگر شقی۔ پوچھا گیا کہ شقی کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا کہ جو خاص اللہ کی عبادت اطاعت نہ کرے اور نہ اس کی رضا کے لئے گناہ چھوڑے بلکہ عبادت کرتا ہے تو دکھاوے کیلئے یا دنیاوی نفع و ضرر کے خیال سے۔ اور گناہ بھی اگر چھوڑتا ہے تو اللہ کے خوف سے نہیں بلکہ دکھاوے سنانے یا دنیاوی نفع و ضرر کے خیال پر جیسے کوئی حاکم کے ڈر سے یا ترقی کی امید پر رشوت چھوڑتا ہے وغیرہ۔ صاحب موضح الفرقان لکھتے ہیں کہ ان آیات کے دو معنے ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ جس قدر مدت زمین و آسمان باقی رہے اتنی مدت تک اشقیاء دوزخ میں اور سعداء جنت میں رہیں گے مگر جو اور زیادہ چاہے تیرا رب وہ اس کو معلوم ہے کیونکہ ہم جب طویل سے طویل زمانہ کو تصور کرتے ہیں تو اپنے ماحول کے اعتبار سے بڑی مدت یہی خیال میں آتی ہے اسی لئے مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وغیرہ الفاظ محاورات عربیہ میں دوام کے مفہوم کو ادا کرنے کے لئے بولے جاتے ہیں۔ باقی دوام و ابدیت کا اصلی مدلول جسے لا محدود زمانہ کہنا چاہئے وہ حق تعالیٰ ہی کے علم غیر متناہی کے ساتھ مختص ہے جسکو مَا شَاءَ رَبُّكَ سے ادا کیا۔ دوسرے معنے آیت کے یہ ہو سکتے ہیں کہ لفظ مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ کو کنایہ دوام سے مانا جائے یا آسمان و زمین سے آخرت کا زمین و آسمان مراد لیا جائے جیسے فرمایا يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ (سورۂ ابراہیم رکوع ۷) مطلب یہ ہوا کہ اشقیاء دوزخ میں اور سعداء جنت میں رہیں گے جب تک آخرت کے زمین و آسمان باقی رہیں یعنی ہمیشہ مگر جو چاہے تیرا رب (باقی بر صفحہ ۳۳۳)

سے تعبیر کرتے ہیں۔ ۵ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ۔ عطاء مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا ای اعطیھم عطاء یعنی یا تو خود مصدر ہے بحذف زوائد جیسے انبتکم من الارض نباتا میں یا اسم مصدر یعنی اعطاء مجذوذ معنی میں ہے مقطوع کے بولا کرتے ہیں جذہ یجذہ جذا اذا قطعہ وجذ اللہ دابرھم ای قطع اللہ تو غیر مجذوذ کے معنے ہوئے غیر مقطوع کما قال اللہ تعالیٰ لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ۔ ۶ فَلَا تَكُ فِیْ مِرْيَةٍ۔ فلا تک اصل میں تھا فلا تکن نون کثرت استعمال کی وجہ سے حذف ہو گیا۔ مریۃ ای شک ۷ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ حال مؤکدہ ہے نصیبھم سے جیسے ثم ولیتم مدبرین میں ۸ قرات کلا لما لیوفینھم ان مشددہ حرف مشبہ بالفعل کلا اسم لیوفینھم خبر۔ لما اصل میں تھا لمن تو نون خفیفہ الف سے بدل گیا اسکے معنی ہیں اجتماع کے قال تعالیٰ وتاکلون التراث اکلا لما۔ والمعنی وان کلا جمیعا لیوفینھم الخ ۹ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ من رفع کے محل میں ہے اور اس کی تین وجہیں ہیں ایک یہ کہ فاستقم کی ضمیر مستتر پر عطف ہے اور تقدیر عبارت یوں ہے فاستقم انت وہم۔ دوسرے یہ کہ ضمیر امرت پر عطف ہے۔ تیسرے یہ کہ مبتدا واقع ہوا ہے اور خبر محذوف ای ومن تاب معک فلیستقم۔ ۱۰ وَلَا تَرْكَنُوْٓا رکون کہتے ہیں کسی چیز کی طرف محبت کے ساتھ میل کرنے کو۔ اس کی ضد ہے نفور۔ یہ باب سمع یسمع سے ہے۔

مِنْ اَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ

کوئی دوست پھر نہیں مدد دیئے جاؤ گے تم اور قائم کر نماز کو دونوں طرف دن کی

(اگر تم ان کی طرف جھکو گے تو) پھر تمہیں کوئی مدد نہ مل سکے گی اور (اے پیغمبر ﷺ) دن کے دونوں سروں اور

وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ

اور کچھ حصوں رات سے تحقیق نیکیاں لے جاتی ہیں برائیوں کو یہ

رات کی ساعتوں میں نماز پڑھا کرو بیشک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ ذکر کرنے

ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

نصیحت ہے واسطے ذکر کرنے والوں کے اور صبر کر پس تحقیق اللہ نہیں ضائع کرتا ثواب نیکی کرنے والوں کا ف

والوں کے لئے یہ ایک طرح کی نصیحت ہے اور صبر کئے رہو کہ اللہ نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ

پس کیوں نہ ہوئے ان قرنوں میں سے کہ پہلے تم سے تھے صاحب شعور کے منع کرتے

سو کیوں نہ ہوئے کہ تم سے پہلے زمانوں میں ایسے عقلمند ہوتے جو لوگوں کو منع کرتے ملک میں فساد پھیلانے سے

الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ

فساد سے بیچ زمین کے مگر تھوڑے ان لوگوں میں سے کہ نجات دی ہم نے ان میں سے اور پیروی کی

روکتے بجز چند لوگوں کے جن کو ہم نے ان میں سے عذاب سے بچا لیا تھا اور جو لوگ ظالم تھے

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ

ان لوگوں نے کہ ظلم کیا اس چیز کی کہ دولت دی گئی تھی بیچ اس کے اور تھے گناہگار اور نہ تھا

وہ انہی باتوں کے پیچھے لگے رہے جن میں عیش و آرام تھا اور وہ مجرم تھے اور آپ کے رب ۲

رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَلَوْ

پروردگار تیرا کہ ہلاک کرے بستیوں کو ساتھ ظلم کے اور اہل ان کے نیکو کار ہوں ف اور اگر

یہ دستور نہیں کہ بستیوں کو ناحق ہلاک کر دے حالانکہ ان کے رہنے والے نیکو کار ہوں اور اگر

شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ

چاہتا پروردگار تیرا البتہ کرتا لوگوں کو امت ایک اور ہمیشہ رہیں گے

آپ کا رب چاہتا تو لوگوں کو ایک ہی جماعت کر دیتا اور (اب) وہ ہمیشہ آپس میں اختلاف کرتے

مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ وَتَمَّتْ

اختلاف کرنے والے مگر جس کو رحم کیا پروردگار تیرے نے اور واسطے اسی کے پیدا کیا ان کو اور پوری ہوئی

رہیں گے مگر جن پر آپ کا رب فضل کرے اور اسی واسطے ان کو پیدا کیا ہے اور آپ کے رب کی بات

كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

بات پروردگار تیرے کی البتہ بھروں گا دوزخ جنوں سے اور آدمیوں سے سب سے ف

پوری ہو کر رہے گی کہ میں دوزخ کو جنوں اور آدمیوں سب سے بھر دوں گا

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ

اور ہر ایک چیز کو بیان کرتے ہیں ہم اوپر تیرے خبروں پیغمبروں کی وہ چیز کہ ثابت کرتے ہیں ہم ساتھ اس کے دل تیرے کو

اور پیغمبروں کے سب قصے جو ہم آپ سے بیان کرتے ہیں۔ ان سے آپ کے دل کو مضبوط رکھتے ہیں اور ان

حل لغات۔

لہ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ زُلَف جمع زُلفۃ کی اور زلفہ کہتے ہیں رات کی اس ساعت کو جو دن کے قریب ہو مشتق ہے ازلاف از اقرب سے۔ لہ وَكُلًّا نَّقُصُّ كُلًّا کی تنوین مضاف الیہ محذوف کے عوض میں ہے ای وکل نبأ نقص علیک من انباء الرسل کلا کا بیان اور ما نثبت اس سے بدل ہے۔

(بقیہ صفحہ ۳۳۲)

رب تو موقوف کرلے وہاں ہمیشہ نہ رہنے دے کیونکہ جنتیوں اور دوزخیوں کا خلود بھی اسی کی مشیت و اختیار سے ہے لیکن وہ چاہ چکا کہ کفار و مشرکین کا عذاب اور اہل جنت کا ثواب کبھی موقوف نہ ہوگا چنانچہ فرمایا وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ۵ (سورۂ بقرہ رکوع ۲۰) اور يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا (سورۂ مائدہ رکوع ۶) اور لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۵ (سورہ بقرہ رکوع ۱۹) اور اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (سورۂ نساء رکوع ۱۸) اسی پر تمام اہل سنت کا اجماع رہا ہے۔ اور ہمارے زمانہ کے بعض نام نہاد مفسرین نے جو کچھ اسکے خلاف چیزیں پیش کی ہیں وہ یا تو روایات ضعیف و موضوعہ ہیں یا اقوال غریبہ ماؤلہ یا بعض آیات و احادیث جنکا مطلب کوتاہ نظری یا بدفہمی سے غلط سمجھ لیا گیا ہے۔ اگر اللہ کی توفیق سے مستقل تفسیر لکھنے کی نوبت آئی تو اس میں مفصل کلام کیا جائیگا، اختصار کی وجہ سے یہاں گنجائش نہیں۔ رہا عصاۃ موحدین کا مسئلہ یعنی جو مسلمان گناہوں کی بدولت دوزخ میں ڈالے جائیں گے (العیاذ باللہ) انکے متعلق احادیث صحیحہ نے ہم کو اللہ کی مشیت پر مطلع کر دیا ہے کہ ایک دن ضرور انکو نکال کر جنت میں پہنچا دیگے جہاں سے کسی جنتی کو کبھی نکلنا نہیں۔ شاید اسی وجہ سے جنتیوں کے ذکر میں عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ۵ اور اشقیاء کے ذکر میں اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۵ ارشاد ہوا تا معلوم ہو جائے کہ بعض اشقیاء دوزخ سے نکالے جائیں گے مگر سعید کوئی جنت سے خارج نہ کیا جائیگا۔ تنبیہ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ سے متنبہ فرما دیا کہ اللہ کے ہمیشہ رہنے اور مخلوق کے ہمیشہ رہنے میں فرق ہے۔ کسی مخلوق کا ہمیشہ رہنا بھی وجود اللہ کی مشیت پر موقوف ہے وہ جب چاہے فنا کر سکتا ہے۔ نیز جتلا دیا کہ جزا و سزا دینا اسکے اختیار و مشیت کے تابع ہے۔ آریہ سماج وغیرہ کے عقیدہ کے موافق وہ اسپر مجبور نہیں۔ ابن کثیر میں یہ بھی ہے کہ اہل علم نے اس استثناء اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ میں بہت اختلاف کیا ہے۔ بعض علماء کا یہ قول ہے کہ اس استثناء سے مراد گنہگار موحدین ہیں جو آگ میں جائیں گے اور پھر آگ سے باہر نکالے جائیں گے۔ ابن جریر، ضحاک رحسنؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روز ازل میں یہ لکھ لیا ہے کہ فلاں شخص نیک بخت ہوگا اور فلاں بدبخت ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ! پھر ہم جو عمل کریں تو یہ سمجھ کر کہ جو کچھ ہونا ہے وہ ہو چکا یا یہ سمجھ کر کہ آئندہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سمجھ کر کہ جو کچھ ہونا ہے وہ ہو چکا لکھا جا چکا لیکن ہر آدمی کو ویسے ہی کاموں کی توفیق دیجائے گی جس کیلئے وہ پیدا کیا گیا ہے یعنی اللہ نے اگر اسے جنتی لکھا ہے تو اسکو نیک کاموں کی توفیق ہوگی۔ اگر دوزخی لکھا ہے تو وہ برے کام کرے گا اس لئے ضروری ہے کہ انسان اللہ سے نیک کاموں کی توفیق کی دعا کرتا رہے کیونکہ دعا کرنے سے تقدیر کا لکھا بھی مٹ جاتا ہے۔ مسئلہ تقدیر کا مفصل بیان صفحہ ۲۰۳ کے حاشیہ میں لکھا جا چکا ہے۔

نیز ان آیات میں جنت و دوزخ کے خلود کے بارے میں مشیت الٰہی کا جو تذکرہ ہے یہ اس لئے کہ اللہ رب العالمین کو وجود اور ابدیت حاصل ہے وہ بالذات ہے اور دوزخ و جنت کو بھی اگرچہ ابدیت ہے مگر وہ مشیت ایزدی کے تحت ہے فقط

ف۲ یعنی جس چیز کو یہ مشرک پوجتے ہیں تم کچھ شک نہ کرو وہ باطل ہے ان کے پاس کوئی سند اس کے پوجنے کی نہیں ہے محض پیروی و تقلید باپ دادا کی، سو اللہ تعالیٰ ان کو بدلہ دیگا (ابن کثیر)

ف۳ یعنی کتاب دی تھی راہ بتانے کو۔ وہ لوگ اسکے سمجھنے میں اختلاف کرنے لگے اور کام لگ ہو چکا یہ کہ دنیا میں سچے اور جھوٹے صاف نہ ہو (موضح)

(فوائد صفحہ ھذا) ف۱ سیدھی راہ پر استقامت کی تلقین اللہ تعالیٰ اپنے نبی اور تمام مسلمانوں کو کر رہا ہے۔ آیت ہذا میں عقائد و اعمال و اخلاق کو شامل کیا ہے۔ عقائد سے مقصد یہ کہ اللہ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ کرنا اور صفات میں تاویل و تعطیل اور نصوص کے ظاہر سے پھیر دینے میں اجتناب کرنا۔ اور اعمال میں زیادتی و کمی یعنی اسراف، بدعت تغیر کتاب و سنت سے احتراز کرنا، اخلاق میں افراط و تفریط سے دور رہنا ضروری ہے۔ فرمایا دین کے کاموں میں سستی نہ کرو، شرک کی طرف جھکو خلاف شرع کاموں پر رضامندی کا اظہار نہ کرو۔ ظالموں کی طرفداری ان کے ظلم پر مدد ہے یہ ہرگز نہ کرو (فتح و ابن کثیر) حدیث میں ہے مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۶) یعنی جس نے کسی غیر قوم کی مشابہت اختیار کی وہ قیامت کے دن ان ہی لوگوں میں اٹھایا جائیگا۔ صفحہ ۳۷۲ میں روایت یوں ہے خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ اَوْفِرُوا اللِّحٰى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ یعنی مخالفت کرو مشرکوں کی ڈاڑھی بڑھاؤ، مونچھیں کتراؤ۔ اب ڈاڑھی خشخشی رکھنا یا منڈانا اور مونچھوں کا بڑھانا مشرکوں کی علامت ہے۔ مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے۔ مسلم جلد اول صفحہ ۱۲۹ میں یہ لفظ ہیں جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَاَرْخُوا اللِّحٰى یعنی مونچھوں کو صاف کرادو اور ڈاڑھی کو بڑھنے دو۔ ابوداؤد جلد اول صفحہ ۶ میں ہے کہ جو ڈاڑھی کو لپیٹے یا گرہ دے اس کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ٹوٹ گیا۔ ایک شخص دو چادریں بہت سرخ اوڑھے ہوئے تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی کی وجہ سے اسکو سلام کا جواب نہیں دیا (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۶) نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مرد عورتوں کی وضع رکھتے ہیں اور گاتے بجاتے ہیں ان کو نکال دو (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۲) اور فرمایا لَا تُجَالِسُوْا اَهْلَ الْقَدَرِ وَلَا تُفَاتِحُوْهُمْ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۲) یعنی قدریہ لوگوں کے پاس مت بیٹھو اور ان سے سلام کلام بھی مت کرو (حدیث التفاسیر)

ف۲ ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ طَرَفَيِ النَّهَارِ سے مراد فجر و مغرب کی نماز ہے یا صبح اور ظہر و عصر مراد ہے۔ رات کی گھڑیوں سے مراد عشاء یا

(باقی فائدہ صفحہ ۳۳۴)

وَجَاءَكَ فِي هَٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۲۰﴾

اور آیا ہے تیرے پاس اس میں حق اور نصیحت اور یاد دلانا واسطے ایمان والوں کے

قصوں میں آپ کے پاس جو بات آئی وہ راست ہے اور مومنوں کے لئے نصیحت اور عبرت ہے

وَقُل لِّلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنَّا

اور کہہ واسطے ان لوگوں کے کہ نہیں ایمان لاتے عمل کرو اوپر جگہ اپنی کے تحقیق ہم

اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان سے کہہ دیجئے کہ تم اپنی جگہ عمل کرتے رہو۔ ہم (اپنی جگہ) عمل کر رہے

عَامِلُونَ ﴿۱۲۱﴾ وَانتَظِرُوا إِنَّا مُنتَظِرُونَ ﴿۱۲۲﴾ وَلِلَّهِ غَيْبُ

عمل کرنے والے ہیں اور منتظر رہو تحقیق ہم منتظر رہنے والے ہیں اور واسطے اللہ کے ہے پوشیدہ چیزیں

ہیں۔ اور انتظار کرو ہم بھی انتظار کرتے ہیں اور آسمانوں کے اور زمین کے

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ فَاعْبُدْهُ وَ

آسمانوں کی اور زمین کی پوشیدہ علم اسی کا اور طرف اسی کے پھیرا جاتا ہے کام سارا پس عبادت کر اس کی اور

غیب اللہ ہی کو معلوم ہیں اور ہر بات اسی کی طرف لوٹتی ہے سو آپ اسی کی عبادت

تَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۱۲۳﴾ ع ۱۰

توکل کر اوپر اس کے اور نہیں پروردگار تیرا بے خبر اس چیز سے کہ کرتے ہو تم

کیجئے اور اسی پر بھروسہ رکھئے جو کچھ آپ کر رہے ہو آپ کا رب اس سے بے خبر نہیں۔

سُورَةُ يُوسُفَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَإِحْدَىٰ عَشْرَةَ آيَةً وَاثْنَا عَشَرَ رُكُوعًا

سورة یوسف مکی ہے اور اس میں ایک سو گیارہ آیتیں اور بارہ رکوع ہیں

سورہ یوسف مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو گیارہ آیتیں ہیں بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

ساتھ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع (کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو نہایت بخشش کرنے والا بڑا مہربان ہے

الر ۚ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ﴿۱﴾ إِنَّا أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا

الرا یہ آیتیں کتاب بیان کرنے والی کی ہیں تحقیق اتارا ہے ہم نے اس کو قرآن

الرا۔ یہ کتاب روشن کی آیتیں ہیں ہم نے اس قرآن کو عربی زبان

عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ

عربی تاکہ تم سمجھو ہم بیان کرتے ہیں اوپر تیرے

میں اتارا ہے تاکہ تم سمجھ سکو (اے پیغمبر اسلام!) ہم اس قرآن کے ذریعے سے

أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَٰذَا الْقُرْآنَ ۖ وَإِن

بہت اچھا طرح بیان کرنا اس طرح سے کہ وحی کی ہم نے طرف تیری یہ قرآن اور تحقیق تھا

جو ہم نے آپ کی طرف بھیجا ہے آپ کو ایک بہترین قصہ سناتے ہیں اور آپ

كُنتَ مِن قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ ﴿۳﴾ إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ

تو پہلے اس سے البتہ غافلوں سے جس وقت کہا یوسف نے واسطے باپ اپنے کے

اس سے پہلے بے خبر تھے جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا،

حل لغات۔
له أَحْسَنَ،
الْقَصَص لغت میں
قصص کہتے ہیں کسی
چیز کے پیچھے لگنے کو
قال تعالیٰ وقالت
لاخته قصیه ای اتبعی
اثره وقال فارتدا
علی آثارهما قصصا
ای اتباعا قصص
مفرداً اوجمعاً

دونوں طرح مستعمل ہوتا ہے۔ حکایت کو قصص اس لئے کہتے ہیں کہ قصہ بیان کرنے والا گویا واقعات کے پیچھے پیچھے چلتا ہے۔ یہاں قصص مصدر ہے بمعنی اقتصاص بولا کرتے ہیں قص الحدیث یقص قصا وقصصا اذا طرده وساقه والمعنی نقص علیک احسن الاقتصاص۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ٣٣٣) مغرب وعشاء ہے۔ نیکیوں کا کرنا گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو تین طرح جو نیکیاں کرے اسکی برائیاں دور ہوں اور جو نیکیاں پکڑے اس سے عادت برائی کی چھوٹی اور جس ملک میں نیکیوں کا رواج ہو وہاں ہدایت آوے اور گمراہی مٹے لیکن تینوں جگہ وزن غالب چاہیئے جتنا میل اتنا صابن (موضح) حدیث میں ہے جس مسلمان سے کوئی گناہ ہوجائے وہ وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اسکے گناہ معاف فرمادیتا ہے۔ نماز کے بعد صبر کا ذکر فرمایا کہ مومن اللہ کی عبادت میں ثابت قدم رہے صبر کرے تو اللہ کی مدد حاصل ہو۔ اعانت حاصل کرنے میں دو چیزوں کو خاص دخل ہے نماز وصبر۔ اللہ نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا بلکہ اندازہ سے زیادہ دیتا ہے فقط۔

فائدہ یعنی اُمم گذشتہ کے ہلاک ہونیکے دو سبب تھے۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر چھوڑ بیٹھے، خواہشات نفسانی، دنیوی لذات میں مست ہوگئے اس طرح کفر عصیان اور ظلم وستم سے دنیا کی جو حالت بگڑ رہی تھی اس کا کوئی سنوارنے والا نہ رہا۔ حدیث صحیح میں ہے کہ جب ظالم کا ہاتھ پکڑ کر ظلم سے نہ روکا جائے امر بالمعروف نہی عن المنکر ترک کر بیٹھیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا عذاب بھیجے جو کسیکو نہ چھوڑے۔ ہاں مصلح اصلاح کرتے رہیں اور لوگ اپنی حالت درست کرلیں تو اللہ ظالم نہیں کہ خواہ مخواہ ہلاک کرے اور عذاب بھیجے امر بالمعروف نہی عن المنکر کا بیان صفحہ ٩١ و ١٦٨ و ١٧٨ میں بھی لکھا گیا ہے۔ اللہ کی ذات کسی کام سے عاجز نہیں وہ چاہے تو سبکو اسلام یا کفر پر جمع کردے اسکی حکمت ہے کہ جداگانہ خیالات، ایک کو ایک کا ماتحت کسیکو دولتمند کسیکو فقیر کردیا یہاں فرقوں کی اختلاف مراد ہے۔ رحم کے مستحق اتباع رسل ہیں۔ جنت دوزخ دونوں کو آباد رکھنا منظور ہے۔ اگر کفر نہ ہو تو ایمان کی، شرک نہ ہو تو توحید کی شان اگر گناہ نہ ہو تو تقویٰ کی خوبی نہیں کھل سکتی۔ آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے جو مطلب تھا وہ فوت ہوجاتا ہے، عبادت کیلئے فرشتے کیا کم تھے (وحیدی) مسند میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود اکہتر گروہ ہوئے، نصاریٰ بہتر اس امت محمد کے تہتر فرقے ہوجائیں گے سب دوزخی سوائے ایک جماعت کے صحابہؓ نے پوچھا حضور وہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا جس طریقہ پر میں ہوں اور میرے صحابہ۔ اس سے معلوم ہوا جس طریقہ پر صحابہ کرام تھے نجات اسی طریقہ میں منحصر ہے (ابن کثیر)، ف۵ صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت و دوزخ میں گفتگو ہوئی جنت نے کہا مجھ میں تو صرف کمزور اور ضعیف لوگ ہی داخل ہونگے۔ جہنم نے کہا میں تکبر اور غرور کرنے والوں کے لئے پیدا کی گئی ہوں۔ اللہ عزوجل نے جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے جسے میں چاہوں تجھ سے

نوازوں گا اور دوزخ سے فرمایا کہ تو میرا عذاب ہے اپنے نافرمانوں کو تیرے اندر ڈالوں گا تم دونوں بھر جاؤ گی فقط۔

(فوائد صفحہ ھذا) ف اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ عالم الغیب میں ہی ہوں۔ اس جگہ لام تخصیص کیلئے ہے جس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کوئی غیب دان نہیں نبی مرسل ہو یا مقرب فرشتہ، پھر کسی پیر فقیر کی کیا ہستی کہ وہ دعویٰ غیب دانی کرے۔ جو یہ دعویٰ کرے جھوٹا ہے کہ دعویٰ الٰہی کا رکھتا ہے اور جو اللہ کے سوا کسی کو غیب دان سمجھے وہ عند اللہ مشرک ہے اور اس آیت کا منکر (ابن کثیر وتقویۃ الایمان) پھر فرمایا اللہ ہی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔ اس سے معلوم ہوا جو نماز روزہ ادا کرے اور بھروسہ اللہ کے سوا اہل قبور پر بھی رکھے نفع و نقصان کا مالک سمجھے تو ایسے لوگوں کی عبادت کچھ کام نہ دیگی کیونکہ بغیر توحید وتوکل کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے سے آدمی مومن نہیں ہوتا ہر چیز کا مالک ومختار وہی وحدہ لاشریک اکیلا ہے۔ وہ کیا ہے جو ہوتا نہیں خدا سے، وہ جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے (فائدہ ستارہ) بخاری مصری صفحہ ٩٥٨ میں ہے مَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللَّهُ وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللَّهُ وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللَّهُ وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی سوال وغیرہ سے بچنے کی نیت کرے اللہ تعالیٰ اسکو بچا دیتا ہے جو کوئی لوگوں سے بے غرض ہونا چاہے اللہ تعالیٰ اسکو مستغنی کردیتا ہے اور جسکو صبر ملا اسکو سب سے زیادہ نعمت اور دولت ملی۔ اور فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے إِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ (ترمذی جلد دوم صفحہ ٦٠) یعنی اجر وثواب کی زیادتی مصیبت کی زیادتی پر ہے اور اللہ تعالیٰ جس کسی کو دوست رکھتا ہے اسکو کسی تکلیف میں مبتلا کردیتا ہے پھر جو رضا پر راضی رہا اسکے واسطے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوئی اور جو تکلیف پر صبر نہ کرسکا اور ناخوش ہوگیا اس پر اللہ تعالیٰ کی خفگی ہے۔ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ (آیت) جو المذکورین ہی ہے يُؤْتَى بِالشَّهِيدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُنْصَبُ لِلْحِسَابِ ثُمَّ يُؤْتَى بِالْمُتَصَدِّقِ فَيُنْصَبُ لِلْحِسَابِ ثُمَّ يُؤْتَى بِأَهْلِ الْبَلَاءِ فَلَا يُنْصَبُ لَهُمْ مِيزَانٌ وَلَا يُنْشَرُ لَهُمْ دِيوَانٌ فَيُصَبُّ عَلَيْهِمُ الْأَجْرُ صَبًّا حَتَّى أَنَّ أَهْلَ الْعَافِيَةِ لَيَتَمَنَّوْنَ فِي الْمَوْقِفِ أَنَّ أَجْسَادَهُمْ قُرِضَتْ بِالْمَقَارِيضِ مِنْ حُسْنِ ثَوَابِ اللَّهِ یعنی قیامت کے دن شہیدوں کا بھی کچھ حساب ہوگا اور سخی لوگوں کا بھی حساب ہوگا لیکن جب صابر پیش ہونگے جنکی مصیبتوں میں آزمائش ہوئی تھی اور وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی شاکر رہے انکے واسطے ترازو اور دفتر نہ رکھا جائیگا بلکہ اجر وثواب کی نعمتیں انپر برسنے لگیں گی اس وقت وہ لوگ جو دنیا میں (باقی فائدہ بر صفحہ ٣٣٥)

يٰۤاَبَتِ اِنِّىْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

اے باپ میرے تحقیق دیکھے میں نے خواب میں گیارہ تارے اور سورج اور چاند

... گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو دیکھا ہے

رَاَيْتُهُمْ لِىْ سٰجِدِيْنَ ﴿۴﴾ قَالَ يٰبُنَىَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ

دیکھا میں نے ان کو واسطے اپنے سجدہ کرنے والے کہا اے میرے بیٹے مت بیان کر خواب اپنا

کہ وہ مجھ کو سجدہ کر رہے ہیں ۔ باپ نے کہا ۔ بیٹے ! اپنے خواب کو اپنے بھائیوں

عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ

اوپر بھائیوں اپنے کے پس کریں گے واسطے تیرے مکر تحقیق شیطان

کے سامنے بیان کرنا ورنہ وہ تمہارے ساتھ کوئی چال چلیں گے کچھ شک نہیں کہ شیطان انسان

لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۵﴾ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ

واسطے آدمی کے ہے دشمن ظاہر اور اسی طرح برگزیدہ کرے گا تجھ کو رب تیرا

کا کھلا دشمن ہے اور اسی طرح تمہارا رب تمہیں برگزیدہ کرے گا اور تمہیں

وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ

اور سکھائے گا تجھ کو تعبیر باتوں کی اور پوری کرے گا نعمت اپنی اوپر تیرے

خواب کی باتوں کی تعبیر سکھائے گا اور تم پر اور آل یعقوب پر اپنی نعمت

وَعَلٰۤى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَاۤ اَتَمَّهَا عَلٰۤى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ

اور اوپر اولاد یعقوب کے جیسا پورا کیا تھا اس کو اوپر دو باپ تیرے کے پہلے اس سے ابراہیم

پوری کرے گا جس طرح اس نے اس سے پہلے تمہارے دادا پردادا ابراہیم

وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶﴾ لَقَدْ كَانَ فِىْ يُوْسُفَ ع ۱۱

اور اسحاق کے تحقیق رب تیرا جاننے والا حکمت والا ہے البتہ تحقیق تھیں بیچ یوسف کے

اور اسحاق پر پوری کی تھی بے شک تمہارا رب سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے اس میں شک نہیں کہ یوسف اور اس کے

وَاِخْوَتِهٖۤ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ﴿۷﴾ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ

اور بھائیوں اس کے کے نشانیاں واسطے پوچھنے والوں کے جب کہا انہوں نے البتہ یوسف اور بھائی اس کا بہت پیارا ہے

بھائیوں کے قصے میں پوچھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں جب کہ انہوں نے کہا یوسف اور اس کا بھائی ہمارے نسبت ہمارے

اِلٰۤى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ ﴿۸﴾

طرف باپ ہمارے کے ہم سے اور ہم ہیں جماعت زبردست تحقیق باپ ہمارا البتہ بیچ غلطی ظاہر کے ہے

ابا جان کو زیادہ پیارے ہیں حالانکہ ہم ایک جماعت ہیں بے شک ہمارے ابا جان صریح غلطی

اۨقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا

مار ڈالو یوسف کو یا ڈال دو اس کو کسی زمین میں کہ خالی ہو جاوے واسطے تمہارے توجہ باپ تمہارے کی اور ہو جاؤ

یوسف کو قتل کر دو یا اسے کسی (دور) جگہ (جا کر) چھوڑ آؤ پھر تمہارے ابا کی توجہ تمہاری ہی طرف رہے گی اور

مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ﴿۹﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا

پیچھے اس کے قوم صلاحیت والی کہا ایک کہنے والے نے ان میں سے مت مارو

اس کے بعد تم [illegible] حالت میں ہو جاؤ گے ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یوسف کو قتل مت کرو

حل لغات۔

لہ یا ابت اصل میں تھا یا ابی یے حذف ہو گئی اور کسرے پہ اکتفا کیا گیا پھر آخر میں وقف اسے

زیادہ کی گئی اور اب اس کا استعمال ایسا عام ہو گیا کہ ہائے وقف اصل کلمہ شمار کی جانے لگی۔ لہ لا تقصص رؤیاک رؤیا مصدر ہے جس طرح البشرٰی

دیکھنا بھیا اور شوریٰ کی مگر اب ان خیالات کا نام رؤیا ہو گیا جو آدمی کو خواب میں دکھائی دیتے ہیں۔ لہ وکذلک یجتبیک اجتبا مشتق ہے جبی سے اور [illegible]

(بقیہ فائدہ صفحہ ۳۳۴) تکلیفوں میں نہیں ڈالے گئے تھے (بلکہ ناز و نخروں، عیش و عشرت بغیر کسی تکلیف کے زندگی گزاری) یہ آرزو کریں گے کہ کاش ہم دنیا میں ایسی تکلیفوں میں پڑتے کہ ہمارے چمڑے مقراضوں (قینچیوں) سے کاٹے جاتے تاکہ آج ایسا مرتبہ انعام اور رحمت کا ہم کو ملتا (حدیث التفاسیر) صبر و توکل کا بیان صفحہ ۳۵ کے حاشیہ پر بھی لکھا گیا ہے۔

ف۲ سورہ یوسف کو سیکھنے سکھانے پڑھنے پڑھانے والے پر اللہ تعالیٰ سکرات موت آسان کر دیتا ہے (بشرطیکہ موحد ارکان اسلام کا پابند ہو) (ابن کثیر) یہود کے اس سوال پر کہ بنی اسرائیل مصر میں کیونکر آئے یہ سورت نازل ہوئی۔

ف۳ یہ حروف مقطعات ہیں ان کا معنے مقصد اللہ کے سپرد ہے۔

ف۴ کتاب سے مراد قرآن ہی ہے جو عربی زبان میں اترا کیونکہ لغت عربی سب لغتوں میں زیادہ فصیح روشن ہے فلہذا اشرف کتب کو اشرف لغت میں نازل فرمایا۔ ابن کثیر نے بحوالہ مسند احمد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کیا ہے جس میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تورات کے چند ورق لیکر آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنکر بہت غصہ ہوئے فرمایا اے خطاب کے بیٹے! میری شریعت کے ہوتے ہوئے دوسری کتاب پڑھتے ہو۔ اللہ کی قسم اگر موسیٰ ؑ بھی زندہ ہوتے تو انہیں بھی بجز میری تابعداری کے کوئی چارہ نہ ہوتا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر، آپ کے رسول ہونے پر میں دل سے راضی ہوں یعنی اب قرآن و حدیث کے سوا کچھ نہ پڑھونگا تب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غصہ ٹھنڈا ہوا۔ اس قصہ یوسف کو احسن القصص اسلئے فرمایا کہ اس میں بہت سی عبرت و حکمت دین و دنیا کی کارآمد باتیں ہیں مثلاً عورتوں کا مکر و فریب، دشمن کی ایذا رسانی پر صبر اور خوش اسلوبی سے اس سے درگذر کرنا وغیرہ۔

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ یعنی اس کی تعبیر ظاہر ہے سنتے ہی سمجھ لیں گے گیارہ بھائی تھے ایک باپ ایک ماں، ان کی طرف محتاج ہوں گے۔ پھر شیطان انکے دل میں حسد ڈالے گا (موضح) ف۲ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے تم یوسف ؑ کو پسند کیا اور ان تاروں کو سجدہ کرتے ہوئے دکھایا (جو اگلی شریعتوں میں بطور تحیت کے جائز تھا، ہماری شریعت محمدی میں حرام ہے) اسی طرح تمہارا رب تم کو برگزیدہ و چیدہ کرے گا نبوت کے لئے اور بات کی کل بٹھانی سکھائے گا کہ تم اے یوسف! خواب کی اچھی تعبیر بتاؤ گے یہی قول ہے مجاہدؒ کا (ابن کثیر)

بخاری مسلم میں ہے اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطٰنِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ فَلَا يُحَدِّثْ بِهٖ إِلَّا مَنْ يُّحِبُّ وَإِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا وَلْيَتْفُلْ ثَلٰثًا وَّلَا يُحَدِّثْ بِهَا أَحَدًا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطانی وسوسہ ہے۔ پس جب کوئی اچھا خواب دیکھے تو اسکو ایسے آدمی سے بیان کرے جو اس کا خیر خواہ ہو۔ اور جب برا خواب دیکھے تو تین دفعہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا کہے اور بائیں طرف تین مرتبہ تھتکار دے اور کسی سے اس خواب کو بیان نہ کرے انشاء اللہ کچھ نقصان اس خواب کا نہ پہنچے گا۔ اس ترکیب سے اسکا اثر جاتا رہے گا۔ اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ کروٹ بھی بدل دے۔ ابو رزین عقیلی سے مرفوعاً آیا ہے رُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ وَهِيَ عَلٰى رِجْلِ طَائِرٍ مَّا لَمْ يُحَدَّثْ بِهَا فَإِذَا حُدِّثَ بِهَا وَقَعَتْ وَأَحْسِبُهٗ قَالَ لَا تُحَدِّثْ بِهٖ إِلَّا حَبِيْبًا أَوْ لَبِيْبًا یعنی مسلمانوں کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور خواب کی تعبیر ایسی ہے جیسے اڑتا جانور گرنے کو تیار ہو۔ جس وقت کسی نے کچھ تعبیر بیان کر دی وہی تعبیر ہو جاتی ہے اس لئے لازم ہے کہ کسی خیر خواہ یا کسی عالم دیندار کے سامنے بیان کرے یعنی نبوت ختم ہو گئی مگر اسکا چھیالیسواں حصہ مسلمانوں کے سچے خواب ہیں اور فرمایا مِنْ أَفْرَى الْفِرٰى أَنْ يُّرِيَ الرَّجُلُ عَيْنَيْهِ مَا لَمْ تَرَيَا یعنی بڑا بھاری بہتان و افترا یہ ہے کہ آدمی جھوٹا خواب بنا کر کہدے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے نیز حدیث میں ہے أَصْدَقُ الرُّؤْيَا بِالْأَسْحَارِ یعنی صبح کے قریب سحری کے وقت جو خواب دیکھا جائے وہ اکثر صحیح ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۰۶ و ۳۸۷ و ۳۰۸)

ف۳ نقل ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کچھ بتاؤ کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پوچھیں پیغمبر آزمانے کو۔ کہا یہ پوچھو کہ ابراہیم علیہ السلام کا وطن شام ہے انکی اولاد بنی اسرائیل مصر میں کیوں کر آئے کہ موسیٰ ؑ کو فرعون سے قضیہ ہوا۔ یہ سورت اتری فرمایا کہ پوچھنے والوں کو نشان ہیں قریش کو یعنی ایک بھائی کا حسد کیا، اطاعت قبول نہ کی۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اسی کی طرف محتاج کیا اور اسی طرح یہود حسد کر کر خراب ہوئے اور قریش نے بھائی کو وطن سے نکالا وہیں اسکو عروج ہوا (موضح)

ف۴ یعنی ہم وقت پر کام آنے والے ہیں اور یہ لڑکے ہیں چھوٹے۔ ایک بھائی ان کا سگا بن یامین تھا اور سب سوتیلے (موضح)

★ نجی کہتے ہیں کسی چیز کو اپنے نفس کے لئے خالص کر لینے کو بولا کرتے ہیں جبیت الشئ اذا خلصتہ لنفسک اور اسی سے ہے جبیت الماء فی الحوض ف۴ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ۔ عصبہ اور اسی طرح عصابہ دس یا دس سے زیادہ مردوں کی جماعت کو کہتے ہیں۔ اصل میں عصب کے معنے ہیں مضبوط اور شدید کے چونکہ جماعت سے بہت سے امور مضبوط و مستحکم ہوتے ہیں اس لئے اسے عصبہ اور عصابہ کہتے ہیں۔ ف۵ يَخْلُ لَكُمْ۔ یخل اصل میں تھا یخلو جواب امر واقع ہونے کی وجہ سے واو حذف ہو گیا اسی طرح وتکونوا کا نون جمع۔

يُوسُفَ وَأَلْقُوهُ فِي غَيَٰبَتِ ٱلْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ ٱلسَّيَّارَةِ
یوسف کو اور ڈالدو اسکو بیچ گہراؤ کنوئیں کے اٹھالیوے اسکو کوئی راہ گیر
اور اسے کسی تاریک کنوئیں میں ڈالدو۔ کوئی راہ گیر اس کو نکال لے جائے گا اگر

إِن كُنتُمْ فَٰعِلِينَ ﴿١٠﴾ قَالُوا۟ يَٰٓأَبَانَا مَا لَكَ لَا تَأْمَ۫نَّا عَلَىٰ يُوسُفَ
اگر ہو تم کرنے والے کہا انہوں نے اے باپ ہمارے کیا ہے واسطے تیرے کہ نہیں اعتبار کرتا ہمارا اوپر یوسف کے
تمہیں ایسا کرنا ہی ہے کہنے لگے۔ ابا جان! کیا بات ہے کہ آپ یوسف کے بارے میں ہم پر اعتبار نہیں

وَإِنَّا لَهُۥ لَنَٰصِحُونَ ﴿١١﴾ أَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَإِنَّا لَهُۥ
اور تحقیق ہم اس کے واسطے البتہ خیر خواہ ہیں بھیجئے اس کو ساتھ ہمارے کل کو کھائے پیئے اور کھیلے اور ہم واسطے اس کے
کرتے حالانکہ ہم اس کے خیر خواہ ہیں کل اسے ہمارے ساتھ بھیجئے (کہ) کھائے (پیئے) اور کھیلے کودے اور ہم اس کے

لَحَٰفِظُونَ ﴿١٢﴾ قَالَ إِنِّي لَيَحْزُنُنِيٓ أَن تَذْهَبُوا۟ بِهِۦ وَأَخَافُ
البتہ حفاظت کرنے والے ہیں کہا یعقوب نے تحقیق البتہ غمگین کرتا ہے مجھ کو یہ کہ لیجاؤ تم اسکو اور ڈرتا ہوں
نگہبان رہیں گے (حضرت) یعقوب نے کہا کہ مجھے یہ بات غمگین کرتی ہے کہ تم اسے ساتھ لیجاؤ اور میں اس بات سے

أَن يَأْكُلَهُ ٱلذِّئْبُ وَأَنتُمْ عَنْهُ غَٰفِلُونَ ﴿١٣﴾ قَالُوا۟ لَئِنْ أَكَلَهُ
یہ کہ کھا جاوے اسکو بھیڑیا اور تم اس سے غافل ہو کہا انہوں نے اگر کھا جاوے اسکو
ڈرتا ہوں کہ (کہیں) اس کو بھیڑیا نہ کھا جائے اور تم اس سے بے خبر رہو انہوں نے کہا کہ اگر باوجود ہماری

ٱلذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّآ إِذًا لَّخَٰسِرُونَ ﴿١٤﴾ فَلَمَّا ذَهَبُوا۟ بِهِۦ
بھیڑیا اور ہم جماعت ہیں زبردست تحقیق ہم اس وقت زیاں کاروں سے ہوں پس جب لے گئے اس کو
جماعت کے اس کو کھا جائے تو ہم بڑے گئے گزرے ہوں گے سو وہ جب اسکو لے گئے

وَأَجْمَعُوٓا۟ أَن يَجْعَلُوهُ فِي غَيَٰبَتِ ٱلْجُبِّ ۚ وَأَوْحَيْنَآ إِلَيْهِ
اور متفق ہوئے یہ کہ کردیں اس کو بیچ گہراؤ کنوئیں کے اور وحی بھیجی ہم نے طرف اسکے
اور اس بات پر متفق ہوئے کہ اسے ایک تاریک کنوئیں میں ڈال دیں (تو انہوں نے ایسا ہی کیا) اور ہم نے یوسف کی

لَتُنَبِّئَنَّهُم بِأَمْرِهِمْ هَٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٥﴾ وَجَآءُوٓ أَبَاهُمْ
کہ البتہ خبر دیگا تو انکو ساتھ اس کام انکے کے اور وہ نہ سمجھتے ہوں گے وقف اور آئے باپ اپنے کے پاس
طرف وحی بھیجی کہ (ایک وقت) تم ان کو ان کی اس بات سے آگاہ کرو گے اور وہ جانتے بھی نہ ہوں گے اور وہ عشاء کے وقت روتے ہوئے

عِشَآءً يَبْكُونَ ﴿١٦﴾ قَالُوا۟ يَٰٓأَبَانَآ إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا
اندھیرا پڑے روتے ہوئے وقف کہا انہوں نے اے باپ ہمارے تحقیق گئے تھے ہم دوڑتے ہوئے اور چھوڑ گئے ہم
اپنے باپ کے پاس آئے۔ کہنے لگے کہ ابا جان ہم تو دوڑنے اور ایک دوسرے سے آگے نکلنے میں لگ گئے اور یوسف کو اپنے اسباب کے پاس

يُوسُفَ عِندَ مَتَٰعِنَا فَأَكَلَهُ ٱلذِّئْبُ ۖ وَمَآ أَنتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا
یوسف کو نزدیک اسباب اپنے کے پس کھا گیا اس کو بھیڑیا اور نہیں تو ہرگز یقین کرنے والا واسطے ہمارے
چھوڑ گئے سو ایک بھیڑیا اس کو کھا گیا اور خواہ ہم سچے ہوں آپ

وَلَوْ كُنَّا صَٰدِقِينَ ﴿١٧﴾ وَجَآءُو عَلَىٰ قَمِيصِهِۦ بِدَمٍ كَذِبٍ ۚ قَالَ
اور اگرچہ ہوں ہم سچے اور لے آئے اوپر کرتے اسکے کے لہو جھوٹا کہا
ہماری بات نہیں مانیں گے اور اس کے قمیص پر جھوٹ موٹ کا لہو لگا لائے یعقوب نے فرمایا

حل لغات۔
لہ فی
غیٰبت الجب غیابہ
ہر وہ چیز جو کسی
چیز کو غائب کرلے
اور چھپالے۔ غیابۃ
الجب کنوئیں کی گہرائی
اور کنوئیں کی وہ چیز
جو دیکھنے والے کی
آنکھ سے غائب ہو۔ جُبّ وہ کنواں جس کی بینڈ نہ ہو۔ اس کے اصل معنی ہیں قطع کے۔ چونکہ اس قسم کا کنواں بھی زمین کو کاٹ کر بنایا جاتا اور اس پر کسی
طرح کی اور زیادتی نہیں کی جاتی ہے اس لئے اسے جب کہتے ہیں۔ ٢ه یلتقطہ بعض السیارۃ التقاط کہتے ہیں رستے میں سے کسی چیز کو اٹھالینا اور ★

…یہ بکریاں چرانے کو جنگل جاتے تھے۔ یوسف علیہ السلام کو اس … جانے اپنے ساتھ لیجانا چاہا اور باپ کو سمجھانے لگے۔ مراد کھیل سے … کھیل ہے جس سے طریقۂ جنگ سیکھتے ہیں۔ اس وقت لعب بھی … دوڑنا اور تیر چلانا تھا دشمنوں کی لڑائی کے لئے جیسا کہ آگے انھوں نے … نستبق سے ممنوع کھیل مراد نہیں ہے جو برخلاف حق کے ہو … لئے یعقوب علیہ السلام نے اس پر انکار د فرمایا۔ یعقوب علیہ السلام … کے دل میں بھیڑیئے کا خوف آیا بھائیوں نے آخر یہی بہانہ بنایا۔ … فی الواقع حضرت یوسف علیہ السلام اور برادران یوسف کے واقعات … بہت سی عبرتیں اور نصیحتیں ہیں۔ یوسف علیہ السلام اور بن یامین … دونوں عینی بھائی تھے باقی علاتی یعنی باپ شریک بھائی تھے۔ جب … برادران یوسفؑ نے اپنے والد ماجد سے غلط بیانی کرکے کھیل کود کے … بہانے سے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے ہمراہ لیجانے کی … درخواست کی تو فرمانے لگے میں اس کی جدائی کا متحمل نہیں، دیکھنا … کہیں اسکو بھیڑیا نہ کھا جائے ذرا خیال رکھنا۔ اس سے معلوم ہوا … کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا عالم الغیب نہیں نبی ہو یا ولی۔ … اگر یعقوب علیہ السلام غیب داں ہوتے تو لخت جگر یوسف علیہ السلام کو … انکے ہمراہ بھیجکر کیوں جدائی کا صدمہ سہتے۔ آہ سچ ہے ؎

علم غیبی کس نمی داند بجز پروردگار ÷ ہر کہ گوید من بدانم زو باور مدار

(فائدہ ستاریہ)

… ک پھر جب لیکر چلے۔ آگے نہ فرمایا کہ کیا ہوا اس واسطے کہ لائق بیان … نہیں جو کچھ بھائیوں نے سلوک کیا راہ میں برا کہتے اور مارتے لے گئے … برادران کے رونے پر رحم کھایا دفریاد رسی۔ پھر کنوئیں میں ڈالا وہ کنارے کو … پکڑ کر رہ گئے تب رسی میں باندھ کر لٹکایا۔ آدھے رستے سے چھوڑ دیا … تب پانی میں گرے۔ چوٹ سے بچے۔ گوشے میں ایک پتھر پر بیٹھ گئے … اور بھائیوں نے کرتا اتار کر ننگا ڈالا تب وہاں حق تعالیٰ کی بشارت … پہنچی کہ ایک وقت تو انکو یاد دلا دیگا ان کا کام (موضح) اور وہ کنواں … یعقوب علیہ السلام کے مقام سے تین فرسخ یعنی نو میل پر تھا۔ اور … ایک قول یہ ہے کہ مدین اور مصر کے درمیان تھا (حاشیہ جامع صغیر)

(٢) یہ وحی حضرت یوسف علیہ السلام کو ہوئی تھی۔ آیت دلیل … ہے اس پر کہ اللہ چاہے تو لڑکپن ہی میں کسی کو وحی بھیجے جس طرح کہ عیسیٰ بن … مریمؑ اور یحییٰؑ کے ساتھ بھی کیا تھا (فتح) ف یا تو گھر پہنچتے پہنچتے … اندھیرا ہو گیا یا جان بوجھ کر اندھیرے سے آئے کہ دن کے اجالے میں … باپ کو منہ دکھانا زیادہ مشکل تھا اور رات کی سیاہ چادر بے حیائی …

سنگدلی اور جھوٹی آہ و بکا ریکی کسی حد تک پردہ داری کر سکتی تھی۔ اعمش نے خوب فرمایا کہ برادران یوسفؑ کا گریہ و بکا سننے کے بعد ہم کسی کو محض چشم اشکبار سے سچا نہیں سمجھ سکتے (روح الفرقان) متن میں وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ کے الفاظ کچھ ایسے انداز سے آئے ہیں کہ ان سے تین معنے نکلتے ہیں اور تینوں ہی ملتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ ہم یوسفؑ کو یہ تسلی دے رہے تھے اور اس کے بھائیوں کو کچھ خبر نہ تھی کہ اس پر وحی کی جا رہی ہے۔ دوسرے یہ کہ تو ایسے حالات میں ان کی یہ حرکت انھیں جتائے گا جہاں تیرے ہونے کا انھیں وہم و گمان تک نہ ہوگا۔ تیسرے یہ کہ آج یہ بے سمجھے بوجھے ایک حرکت کر رہے ہیں اور نہیں جانتے کہ آئندہ اس کے نتائج کیا ہونے والے ہیں۔ بائبل اور تلمود اس ذکر سے خالی ہیں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے یوسف علیہ السلام کو کوئی تسلی بھی دی گئی تھی۔ اس کے بجائے تلمود میں جو روایت بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں میں ڈالے گئے تو وہ بہت بلبلائے اور خوب خوب چیخ چیخ کر انھوں نے بھائیوں سے فریاد کی۔ قرآن کا بیان پڑھئے تو محسوس ہوگا کہ ایک ایسے نوجوان کا بیان ہو رہا ہے جو آگے چل کر تاریخ انسانی کی عظیم ترین شخصیتوں میں شمار ہونیوالا ہے۔ تلمود کو پڑھئے تو کچھ ایسا نقشہ سامنے آئے گا کہ صحرا میں چند بدو ایک لڑکے کو کنوئیں میں پھینک رہے ہیں اور وہ وہی کچھ کر رہا ہے جو ہر لڑکا ایسے موقع پر کرے گا۔ متن میں فَصَبْرٌ جَمِيلٌ کے الفاظ ہیں جن کا لفظی ترجمہ "اچھا صبر" ہو سکتا ہے۔ اس سے مراد ایسا صبر ہے جس میں شکایت نہ ہو، فریاد نہ ہو جزع فزع نہ ہو، ٹھنڈے دل سے اس مصیبت کو برداشت کیا جائے جو ایک عالی ظرف انسان پر آ پڑی ہو۔ بائبل اور تلمود یہاں حضرت یعقوب علیہ السلام کے تاثر کا نقشہ بھی کچھ ایسا کھینچتی ہیں جو کسی معمولی باپ کے تاثر سے کچھ بھی مختلف نہیں ہے۔ بائبل کا بیان یہ ہے کہ "تب یعقوبؑ نے اپنا پیراہن چاک کیا اور ٹاٹ اپنی کمر سے لپیٹا اور بہت دنوں تک اپنے بیٹے کے لئے ماتم کرتا رہا" اور تلمود کا بیان ہے کہ "یعقوب بیٹے کا قمیص پہچانتے ہی اوندھے منہ زمین پر گر پڑا اور دیر تک بے حس و حرکت پڑا رہا، پھر اٹھ کر بڑے زور سے چیخا کہ ہاں یہ میرے بیٹے کا قمیص ہے اور وہ سالہا سال تک یوسفؑ (باقی فائدہ بر صفحہ ٣٣٧)

اُس سے ہے لقط اور لقیط۔ سیارہ وہ جماعت جو سفر کے لئے رستہ طے کرتی ہے۔ ٹے یرتع جواب امر واقع ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے اور رتع سے لیا گیا ہے۔ رتع کہتے ہیں حرص کے ساتھ کھانے کو اور یہاں مراد ہے فواکہ کھانے سے۔ ٹے نستبق۔ استباق باب افتعال سے ہے اور اس کا خاصہ ہے اشتراک یعنی دو شخصوں کا باہم اس غرض سے دوڑنا کہ دیکھیں آگے کون نکلتا ہے۔

بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ

بلکہ بنائی ہے واسطے تمہارے جی تمہارے نے ایک بات پس صبر بہتر ہے اور اللہ سے مدد مانگی

(بیٹے کو تو کسی نے بھی نہیں کھایا نہیں) بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنالی ہے سو صبر ہی بہتر ہے اور جو کچھ تم بیان کرتے ہو ظاہر

عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ (۱۸) وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى

ہے اوپر اس چیز کے کہ بیان کرتے ہو تم اور آیا قافلہ پس بھیجا انہوں نے آگے چلنے والے اپنے کو پس ڈالا

اسکے بارے میں مدد چاہتا ہوں۔ اور قافلہ آیا تو انہوں نے اپنے سقے کو بھیجا سو اس نے اپنا ڈول ڈالا

دَلْوَهٗ ؕ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

اسنے ڈول اپنا کہا اے خوشخبری ہو یہ لڑکا ہے اور چھپا رکھا ہے اسکو پونجی کر کر اور اللہ جاننے والا

بول اٹھا بشارت ہو کہ یہ ایک لڑکا ہے اور انہوں نے اسے مال تجارت سمجھ کر چھپا لیا اور اللہ کو اسکے سب

بِمَا يَعْمَلُوْنَ (۱۹) وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا

جو کچھ کہ وہ کرتے تھے اور بیچا اس کو بھائیوں نے ساتھ قیمت ناقص کے درہم تھے گنتی کے گنے ہوئے اور تھے

اعمال معلوم تھے اور اس کو انہوں نے تھوڑی سی قیمت یعنی چند درہموں پر بیچ ڈالا اور وہ اس سے

فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ (۲۰) ع وَقَالَ الَّذِى اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ ۱۲

بیچ اس کے بے رغبت اور کہا اس شخص نے کہ مول لیا تھا اسکو مصر سے واسطے بی بی اپنی کے

بیں چنداں راغب بھی نہ تھے اور مصر میں جس نے اسے خریدا اپنی عورت سے کہا کہ اسے عزت کے ساتھ

اَكْرِمِىْ مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا

حرمت رکھنا اسکو شاید کہ نفع دے ہم کو یا پکڑیں ہم اسکو فرزند اور اسی طرح قدرت دی ہم نے

رکھو ممکن ہے یہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں اس طرح ہم نے یوسف کو اس ملک میں

لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ ؗ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ؕ وَاللّٰهُ

واسطے یوسف کے بیچ زمین کے اور تو کہ سکھاویں ہم اسکو تاویل باتوں کی یعنی تعبیر خوابوں کی اور اللہ

جگہ دی تاکہ ہم اس کو خواب کی باتوں کی تعبیر سکھاویں اور اللہ اپنے ارادے

غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (۲۱) وَلَمَّا

غالب ہے اوپر کام اپنے کے ولیکن بہت لوگ نہیں جانتے اور جب پہنچا

میں غالب ہے لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے اور جب وہ

بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ (۲۲)

پہنچا جوانی اپنی کو دیا ہم نے اسکو حکم اور علم اور اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم احسان کرنے والوں کو

اپنی جوانی کو پہنچے تو ہم نے انکو حکم اور علم عطا کیا اور ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِىْ هُوَ فِىْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ

اور پھسلایا اس کو اس عورت نے جو وہ تھے گھر اسکے تھا جان اسکی سے اور بند کئے دروازے

اور جس عورت کے گھر میں یوسف تھے اس نے انکو اپنی جانب مائل کرنا چاہا اور تمام دروازے بند کرکے

وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّىْٓ اَحْسَنَ مَثْوَاىَ ؕ

اور کہنے لگی آؤ کہتی ہوں میں تجھ کو کہا پناہ پکڑتا ہوں میں اللہ کی تحقیق وہ رب میرا ہے اچھی طرح سے رکھا اسنے رکھنا میرا

اور کہنے لگی کہ لو آؤ وہ کہنے لگے کہ اللہ کی پناہ؛ وہی میرا رب ہے (جس نے) مجھے اچھی طرح رکھا ہے۔

حل لغات۔
لہ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ سَوَّلَتْ کے معنٰی ہیں زَيَّنَتْ سے کیا گیا ہے تسویل سے اور اس کی لغوی تحقیق اور صبر جمیل کے معنے آگے آتے ہیں
لہ وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ وارد وہ جو لوگوں کو پانی پلانے کے لئے پانی پر آمد و رفت کرتا ہے جسے ہمارے ہاں سقا بہشتی کہتے ہیں اور اَدْلٰی معنٰی میں ہے

اَرْسَلَ کے بولا کرتے ہیں ادلی دلوہ یعنی اس نے اپنا ڈول کنوئیں میں لٹکایا یا چھوڑا اور دَلَا کے معنے ہیں کھینچا کہا جاتا ہے دلا یدلو دلوا اذا جذب و اخرج۔ دلو کہتے ہیں ڈول کو اس کی جمع آتی دلاء۔ سه الزَّاهِدِيْنَ زہد کہتے ہیں قلت رغبت کو بولا جاتا ہے زہد فلان فی کذا اذا لم یرغب فیہ۔

بقیہ فائدہ صفحہ۳۳۶) کا ماتم کرتا رہا۔ اس نقشے میں حضرت
یعقوبؑ وہی کچھ کرتے نظر آتے ہیں جو ہر باپ ایسے موقع پر
کرے گا لیکن قرآن جو نقشہ پیش کر رہا ہے اس سے ہمارے
سامنے ایک ایسے غیر معمولی انسان کی تصویر آتی ہے جو کمال
درجہ بردبار و باوقار ہے، اتنی بڑی غم انگیز خبر سُن کر بھی اپنے
ذہن کا توازن نہیں کھوتا اپنی فراست سے معاملہ کی ٹھیک
ٹھیک نوعیت کو بھانپ جاتا ہے کہ یہ ایک بناوٹی بات ہے
جو ان حاسد بیٹوں نے بنا کر پیش کی ہے، اور پھر عالی ظرف
انسانوں کی طرح صبر کرتا ہے اور اللہ پر بھروسہ کرتا ہے (تفہیم)

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ برادرانِ یوسفؑ نے معصوم بھائی کو بیت المقدس کے کنوئیں
میں ڈال کر تسویل نفس کی وجہ سے باپ سے آکر جھوٹ بولدیا
کہ ہم نے یوسفؑ کی حفاظت میں کچھ کوتاہی نہیں کی۔ کپڑے
وغیرہ کی حفاظت کے لئے وہیں یوسف کو بٹھا دیا اور ایک
دوسرے سے آگے نکلنے کو بھاگ دوڑ شروع کی۔ بس ذرا آنکھ
کا اوجھل ہونا تھا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا۔ ساتھ ہی ایک
بکری کا بچہ ذبح کر کے ان کا کرتا داغدار کر لیا تاکہ بطور شہادت آپؑ
کے سامنے پیش کریں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا
کیسا ہے کہ بھیڑیا یوسفؑ کو کھا گیا اور کرتا کہیں سے بھی نہ پھٹا
[illegible] الشَّيْءُ لَمْ تُمَزِّقِ الْقَمِيصُ خیر تم جانو میں تو صبر ہی کروں گا۔
[illegible]ر رحمہ اللہ کا قول ہے کہ صبر جمیل وہ ہے جس میں جزع فزع
نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے فَصَبْرٌ لَا شَكْوَى فِيهِ
یعنی عمدہ صبر وہ ہے کہ آدمی کسی سے گلہ شکوہ نہ کرے تقدیر پر شاکر
رہے۔ ابن کثیر میں ہے کہ تین چیزوں کا نام صبر ہے (۱) اپنی
مصیبت کا کسی سے ذکر نہ کرنا (۲) اپنے دل کا دکھڑا کسی کے سامنے
نہ رونا اور (۳) ساتھ ہی اپنے نفس کو پاک نہ سمجھنا۔ امام بخاری
رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس واقعہ
کی پوری حدیث بیان کی ہے جس میں آپؓ کی تہمت کا ذکر ہے۔
اس میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا کہ میری اور تمہاری
مثال حضرت یوسفؑ کے باپؑ کی سی ہے کہ انھوں نے فرمایا تھا
کہ اب صبر ہی بہتر ہے۔ صبر کا مفصل بیان صفحہ ۲۲۴ کے فائدہ
میں گذرا۔ یوسف علیہ السلام تین دن کنوئیں میں رہے۔ قدرت
الٰہی سے ایک قافلہ وہاں سے گذرا۔ ان میں سے ایک شخص نے پانی
کے لئے کنوئیں میں ڈول ڈالا۔ آپؑ نے وہ رسی مضبوط تھام لی اور
بجائے پانی کے آپ باہر نکل آئے۔ بھائیوں نے آکر چھین لیا اور اسی
قافلے کے ہاتھ کوڑیوں کے مول بیچ ڈالا۔ وہ آپ کو مصر لے گئے
اور عزیزِ مصر کے ہاتھ بیس اشرفیوں اور دو جوڑے کپڑوں کے
بدلے بیچ دیا۔ اسکا نام قطفیر اور لقب عزیز تھا۔ یہ ریان بن ولید
شاہِ مصر کا وزیر تھا۔ ریان اس فرعون کا دادا تھا جس نے موسٰی
علیہ السلام کا مقابلہ کیا تھا۔ ابن مسعود کا قول ہے أَفْرَسُ النَّاسِ
ثَلٰثَةٌ تین آدمی بڑے بافراست ہوئے ہیں۔ عزیز مصر جس نے
یوسفؑ کے لئے اپنی بیوی کو تاکید کی کہ أَكْرِمِي مَثْوَاهُ الخ دوسری
موسٰیؑ کی بیوی صفوراؓ بنت شعیب جس نے موسٰی علیہ السلام کی
نسبت اپنے باپ شعیب علیہ السلام سے کہا تھا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ الخ
تیسرے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہ فراست سے حضرت عمر رضی
اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر دیا۔ (مواہب و ابن کثیر) یوسف علیہ السلام
کے بھائیوں نے ان کو اٹھارہ درہم میں بیچ کر نو بھائیوں نے
دو دو درہم بانٹ لئے۔ ایک درہم چار آنے کا ہوتا ہے (فائدہ ثانی)
بھائیوں نے بیچا یا مسافروں نے خریدا مقصود تو ظاہر ہے
بحث کی ضرورت نہیں۔ ف۲ مصر میں عزیز نے مول لیا۔ عزیز
کہتے تھے بادشاہ کے مختار کو۔ اس نے ہوشیار دیکھ کر غلاموں
کی طرح نہ رکھا، فرزند کی طرح رکھا کہ کاروبار میں نائب ہوگا۔
اس طرح حق تعالیٰ نے اس ملک میں ان کا قدم جمایا پھر ان کے
سبب سے سارے بنی اسرائیل کو بسایا اور یہ بھی منظور تھا کہ
سرداروں کی صحبت دیکھیں تا رمز و اشارہ سمجھنے کا سلیقہ
کمال پکڑیں اور علم الٰہی پورا پاویں اور اللہ جیت رہتا ہے
یعنی بھائیوں نے چاہا کہ ان کو گرا دیں اسی میں یہ چڑھ گئے (موضح)
ف۳ حکم دیا یعنی خدا داد فراست اور سمجھ سے مشکل باتیں
حل کرتے اور علم اللہ کا دین ہے۔

إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّٰلِمُونَ ﴿٢٣﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِۦ ۖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ أَن

تحقیق نہیں فلاح پاتے ظالم اور البتہ تحقیق قصد کیا اس عورت نے ساتھ یوسف کے اور قصد کیا یوسف نے ساتھ اس کے

ایسے ظالم یقیناً فلاح نہیں پاتے اور اس عورت نے ان کا قصد کر لیا تھا اور وہ بھی اس کا قصد کر چکے ہوتے اگر اپنے

رَّءَا بُرْهَٰنَ رَبِّهِۦ ۚ كَذَٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ ٱلسُّوٓءَ وَٱلْفَحْشَآءَ ۚ إِنَّهُۥ مِنْ

اگر نہ ہوتا یہ کہ دیکھ لیتا دلیل رب اپنے کی اسی طرح کیا ہم نے تو کہ پھیر دیں ہم اس سے برائی اور بے حیائی تحقیق وہ

رب کی طرف سے ایک نشان نہ دیکھ لیتے۔ یعنی اس لئے ہوا تا کہ ہم ان سے بدکاری اور بے حیائی کو دور رکھیں یقیناً وہ ہمارے

عِبَادِنَا ٱلْمُخْلَصِينَ ﴿٢٤﴾ وَٱسْتَبَقَا ٱلْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُۥ مِن دُبُرٍ

بندوں ہمارے خالص کئے گیوں سے تھا اور دوڑے دونوں دروازہ کو اور پھاڑا اسنے کرتا یوسف کا پیچھے سے

مخلص بندوں میں سے تھے اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے اور عورت نے پیچھے سے اسکی قمیص پھاڑ دی

وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا ٱلْبَابِ ۚ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ

اور پایا ان دونوں نے خاوند اسکے کو نزدیک دروازے کے کہا اس عورت نے کیا سزا ہے اسکی جو ارادہ کرے ساتھ جورو تیری کے

اور دونوں نے اسکے خاوند کو دروازے پر (کھڑا) پایا۔ عورت کہنے لگی کہ جو تیری عورت کے ساتھ برا ارادہ کرے اسکی سزا بجز

سُوٓءًا إِلَّآ أَن يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٥﴾ قَالَ هِىَ رَٰوَدَتْنِى

برائی کا مگر یہ کہ قید کیا جاوے یا عذاب درد دینے والا کہا یوسف نے اسنے پھسلایا تھا مجھ کو

اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ یا تو اسے قید کیا جائے یا دردناک سزا تجویز کیا جائے یوسف نے کہا اسنے مجھے اپنی طرف مائل کرنا

عَن نَّفْسِى ۚ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَآ إِن كَانَ قَمِيصُهُۥ قُدَّ مِن

جان میری سے اور گواہی دی گواہ نے اہل اسکے سے اگر ہو کرتا اس کا پھٹا ہوا

چاہا تھا اور عورت کے قبیلے میں سے ایک گواہی دینے والے نے گواہی دی کہ اگر یوسف کی قمیص آگے سے

قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ ٱلْكَٰذِبِينَ ﴿٢٦﴾ وَإِن كَانَ قَمِيصُهُۥ قُدَّ

آگے سے پس سچ بولی عورت اور وہ ہے جھوٹوں سے اور اگر ہے کرتا اسکا یعنی یوسف کا

تو وہ (عورت) سچی ہے اور یوسف جھوٹا ہے اور اگر یوسف کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہو

مِن دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ ﴿٢٧﴾ فَلَمَّا رَءَا قَمِيصَهُۥ قُدَّ

ہوا پیچھے سے پس جھوٹی ہے یہ عورت اور وہ ہے سچوں سے پس جب دیکھا کرتا اس کا پھٹا ہوا

تو وہ (عورت) جھوٹی ہے اور یوسف سچا ہے سو جب خاوند نے اسکی قمیص پیچھے سے

مِن دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُۥ مِن كَيْدِكُنَّ ۖ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ ﴿٢٨﴾ يُوسُفُ

پیچھے سے کہا تحقیق یہ مکر تمہارے سے ہے تحقیق مکر تمہارا بڑا ہے اے یوسف

پھٹی ہوئی دیکھی تو کہا کہ یہ تم عورتوں کا فریب ہے اور تمہارا فریب بلاشبہ غضب کا ہوتا ہے اے یوسف

أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا ۚ وَٱسْتَغْفِرِى لِذَنۢبِكِ ۖ إِنَّكِ كُنتِ مِنَ

مت پھیر لے اس بات سے اور بخشش مانگ اے عورت واسطے گناہ اپنے کے تحقیق تو ہے تو

اس بات کو جانے دو اور اے عورت تو اپنے قصور کی معافی مانگ بلاشبہ تو ہی مجرم

ٱلْخَاطِـِٔينَ ﴿٢٩﴾ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِى ٱلْمَدِينَةِ ٱمْرَأَتُ ٱلْعَزِيزِ تُرَٰوِدُ فَتَىٰهَا ع ٣ ١٢

خطا کاروں سے ع ۳ اور کہا کتنی بیویوں نے بیچ شہر کے عورت عزیز کی پھسلاتی ہے جوان اپنے کو

ہے اور شہر میں عورتیں کہنے لگیں کہ (دیکھو) عزیز کی عورت اپنے غلام کو (ناجائز طور پر) اپنی طرف

حل لغات۔

۱ے بُرْهَان بوزن فعلان۔ دلیل اور بیان واضح جب کوئی کسی پر حجت قائم کرتا ہے تو بَرْهَنَ عَلَيْهِ بولا جاتا ہے ۲ے اَلسُّوْٓءَ وَ اَلْفَحْشَآءَ۔ سُوء بدکرداری اور فحشاء بے حیائی اور بعض لوگ ان دونوں میں یہ فرق کرتے ہیں کہ مقدمات زنا جیسے بوسہ اور نظر بالشہوۃ کو سُوء اور زنا کو فحشاء کہتے ہیں یا جنایہ ید کو سوء اور زنا کو فحشاء ۳ے اَلْمُخْلَصِ

ف۱ بعض علماء نے کہا ہے کہ مراد هَمَّ سے اس جگہ خطرات حدیث نفس ہیں اور وہ قصد اختیاری سے نہیں ہوتے۔ ایسے خیال سے آدمی ماخوذ نہیں ہوتا ہے۔ رہی برہان سو اس میں مفسرین کا اختلاف ہے اس کے معین کرنے پر کوئی حجت قاطع نہیں تو اصل بات یہی ہے کہ مطلق چھوڑا جاوے یعنی کوئی نشانی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے دیکھی جس نے ان کو اس بات سے روکا (فتح و ابن کثیر) نقل ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت ان کو نظر آئی انگلی دانت میں۔ باقی خیال کا گناہ نہیں اور اگر گناہ ہے تو کتر سا۔ اصل گناہ سے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کو بچا لیا ہے (موضح یعنی اللہ نے اپنے نبی کو اصل گناہ سے بچا لیا۔ بمقتضائے بشریت دل میں خطرہ آیا اور یہ خطرہ ہونا کوئی گناہ نہیں کہ پیغمبری کے خلاف ہو اگر آدمی کے دل میں خیال بھی نہ آئے تو گناہ سے بچنے کا ثواب ہی کیا کمال تو یہ ہے کہ دل میں شہوت پیدا ہو نفس خواہش کرے پھر اللہ کے ڈر سے نفس کو روکے اور خواہش پوری نہ ہونے دے۔ حدیث صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً آیا ہے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِذَا تَحَدَّثَ عَبْدِیْ بِاَنْ یَّعْمَلَ حَسَنَةً فَاَنَا اَكْتُبُهَا لَهٗ حَسَنَةً مَّا لَمْ یَعْمَلْهَا فَاِذَا عَمِلَهَا فَاَنَا اَكْتُبُهَا لَهٗ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَاِذَا تَحَدَّثَ بِاَنْ یَّعْمَلَ سَیِّئَةً فَاَنَا اَغْفِرُهَا مَا لَمْ یَعْمَلْهَا فَاِذَا عَمِلَهَا فَاَنَا اَكْتُبُهَا لَهٗ بِمِثْلِهَا سَیِّئَةً (حاشیہ جامع صفحہ ۲۰۳ من مطالب) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے جب میرا بندہ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو صرف ارادہ کرنے ہی پر ایک نیکی لکھوا دیتا ہوں اور اس پر عمل کرنے پر دس نیکیاں لکھوا دیتا ہوں اور جب بدی کا ارادہ کرتا ہے تو جب تک کر نہیں لیتا کچھ نہیں لکھواتا۔ کر لینے پر ایک گناہ لکھواتا ہوں۔ (فائدہ ستاریہ)

ف۲ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے تئیں بچانے کے لئے وہاں سے دروازہ کی طرف دوڑے اور یہ عورت آپ کو پکڑنے کے ارادہ سے آپ کے پیچھے بھاگی۔ پیچھے سے کرتا اس کے ہاتھ میں آ گیا۔ زور سے اپنی طرف گھسیٹا اس سے کرتا پیچھے سے بالکل بے طرح پھٹ گیا۔ دونوں دروازہ پر پہنچ گئے تو دیکھتے ہیں کہ عورت کا خاوند موجود ہے۔ دیکھتے ہی عورت نے چال چلی اور فوراً سارا الزام یوسف علیہ السلام کے سر لگا کر آپ پاک دامن بنکر کہنے لگی کہ جو آپ کی بیوی سے بدکاری کا ارادہ کرے اس کی سزا قید یا بری مار ہونی چاہیے۔ ف۳ چھوٹے دودھ پیتے بچے نے گواہی دی۔ ابن جریر میں ہے کہ چار بچوں نے بچپن ہی میں کلام کیا ہے ان میں اس بچہ کا بھی ذکر ہے جس نے یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی کی شہادت دی تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرعون کی لڑکی کی ماشطہ کے لڑکے نے، یوسف علیہ السلام کے گواہ نے، جریج کے صاحب نے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے۔ یہ بچہ اللہ کی قدرت سے بولا تاکہ زلیخا اچھی طرح شرمندہ ہو اور یوسف علیہ السلام کی بے جرمی و پاک دامنی خوب ظاہر و ثابت ہو (ابن کثیر)

ف۴ بہرحال جب شوہر زلیخا کو صدق یوسف اور کذب زلیخا ثابت ہو گیا اور اس نے جان لیا کہ زلیخا نے یہ تہمت یوسف پر لگائی ہے تو یہ بات کہی کہ یہ بہتان اور آبرو ریزی اس جوان کی تم عورتوں کا مکر و فریب ہے۔ بے شک تمہارا مکر بڑا ہوتا ہے اور یوسف علیہ السلام سے کہا کہ تم درگذر کرو اور اس بات کو پوشیدہ رکھو اور زلیخا سے کہا کہ تو اپنے گناہ سے استغفار کر۔ وہ مرد کم غیرت تھا یا وجود یکہ اس کو زلیخا کا کذب معلوم ہو گیا پھر بھی پاس نے اس کی تنبیہ نہ کی (ابن کثیر و جمل)

★ لام کے زیر اور زبر دونوں طرح سے پڑھا گیا ہے پہلی صورت میں اسم فاعل کا صیغہ ہوگا باب افعال سے اور دوسری صورت میں اسم مفعول کا۔ اسم فاعل کی صورت میں معنے یہ ہوں گے کہ انہوں نے اللہ کے لئے اپنا دین خالص کر لیا اور اسم مفعول کی تقدیر پر یہ کہ اللہ نے انکو بُرائیوں سے خالص کر دیا۔ ۵ اَلْفَیَا سَیِّدَهَا۔ سید کہتے ہیں سردار اور مرد کریم اور دانا اور حلیم اور مالک کو یہاں مراد ہے شوہر کیونکہ جس طرح مالک اپنے مملوک کی غور پرداخت کرتا ہے اسی طرح شوہر اپنی بی بی کی۔ یہ اصل میں تھا سَیْوِدٌ واو کو یے سے بدلکر یے کو یے میں ادغام کر دیا۔ ۵ رَاوَدَتْهُ۔ مراودہ کہتے ہیں مطالبہ کو ماخوذ ہے راد یرود اذا جاء وذہب لطلب شئ۔ پانی اور گھاس کے متلاشی کو اسی لئے رائد کہتے ہیں کہ وہ ان کی طلب میں آمد و رفت کرتا ہے۔ یہاں مفاعلہ اشتراک کے معنے سے مجرد ہے جس طرح مطالبۃ الدائن اور مماطلۃ المدیون اور مداواۃ الطبیب میں۔ ۵ وَقَالَ نِسْوَةٌ۔ نسوۃ کو مراۃ کی جمع ہے مگر یہ اسم مفرد ہے جیسے نفر مردوں کی جماعت اور ملیۃ عورتوں کی جماعت کا اسم ہے۔ اور چونکہ اس کی تانیث غیر حقیقی ہے اسلئے فعل مذکر لایا گیا۔

عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا

اپنے کو جان اس کی سے تحقیق بیٹھ گئی ہے دل اسکے یوسف از روئے محبت تحقیق ہم البتہ دیکھتی ہیں اسکو بیچ گمراہی ظاہر کے پس جب سنا

مائل کرنا چاہتی ہے اسکی محبت اسکے دل میں جاگزیں ہوگئی ہے ہم تو اسے صریح غلطی پر دیکھتی ہیں سو جب اس نے

سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَیْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ

اس عورت نے مکر انکا آدمی بھیجا طرف انکی اور تیار کیں واسطے انکے مسندیں اور دیئے ہر ایک کو

عورتوں کی گفتگو سنی تو انہیں بلا بھیجا اور انکے لئے ایک مجلس ترتیب دی اور انمیں سے ہر ایک کو ایک ایک چاقو

وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّیْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَیْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَیْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَ

ان میں سے چاقو اور کہا نکل اے یوسف اوپر انکے جب دیکھا انہوں نے اسکو بڑا جانا انہوں نے

کے لئے ایک ایک چھری دے دی اور یوسف سے کہا کہ انکے سامنے تو آؤ جب انہوں نے اسے دیکھا تو اسکی عظمت کی قائل

قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا

اسکو اور کاٹ ڈالے ہاتھ اپنے اور کہا پاک ہے واسطے اللہ کے نہیں یہ آدمی نہیں ہے یہ مگر

ہوگئیں اور (از راہ حیرت میں) اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بول اٹھیں اللہ کی پناہ! یہ شخص بشر نہیں (معلوم ہوتا) یہ تو ایک قابل

مَلَكٌ كَرِیْمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِیْ لُمْتُنَّنِیْ فِیْهِ ؕ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ

فرشتہ بزرگ ہے کہا اس عورت نے پس یہی شخص ہے جو ملامت کرتی ہو تم مجھ کو بیچ اسکے اور البتہ تحقیق پھسلایا میں نے

عزت فرشتہ ہے (عزیز کی بیوی) کہنے لگی یہی تو وہ ہے جس کے معاملہ میں تم مجھے ملامت کرتی تھیں۔ بیشک میں نے اسے اپنی طرف

عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَلَئِنْ لَّمْ یَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَیُسْجَنَنَّ وَ

اسکو جان اس کی سے پس تھام رکھا اسنے اپنے تئیں اور البتہ اگر نہیں کریگا جو کچھ حکم کرتی ہوں میں اسکو البتہ قید کیا جاوے گا اور

مائل کرنا چاہا مگر وہ بچا رہا اور اگر یہ وہ کام نہ کرے گا جو میں اسکو کہتی ہوں تو اسے قید کر دیا جائیگا اور

لَیَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْۤ

البتہ ہوگا ذلیلوں سے کہا اے پروردگار میرے قید بہت محبوب ہے طرف میری اس چیز سے کہ بلاتی ہیں مجھ کو

رسوا اور ذلیل ہوگا یوسف نے دعا کی کہ پروردگار! جس امر کی طرف یہ مجھے دعوت دیتی ہیں اس کی نسبت مجھے قید خانہ

اِلَیْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۳۳﴾

طرف اسکے اور اگر نہ پھیرے گا تو مجھ سے مکر انکا جھک جاؤں گا طرف انکی اور ہو جاؤں گا جاہلوں سے پس

زیادہ پسند ہے اور اگر تو نے انکے مکر و حیلے کو مجھ سے نہ روکا تو میں انکی طرف مائل ہو جاؤں گا اور جاہلوں میں شامل ہو جاؤں گا

فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَیْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۴﴾

پس قبول کیا واسطے اسکے رب اسکے نے پس پھیر دیا اس سے مکر انکا تحقیق وہی ہے سننے والا جاننے والا پھر

سو خدا نے انکی دعا قبول کر لی اور ان سے انکے مکر و حیلے کو دفع کر دیا۔ بیشک اللہ ہر بات کو سنتا اور جانتا ہے

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰیٰتِ لَیَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰی حِیْنٍ ﴿۳۵﴾ وَدَخَلَ

پھر ظاہر ہوا واسطے انکے پیچھے اسکے کہ دیکھا انہوں نے نشانیوں کو کہ البتہ قید کریں اسکو ایک مدت تک اور داخل

پھر باوجود اسکے کہ وہ لوگ نشانیاں دیکھ چکے تھے ان کی یہی رائے ٹھہری کہ کچھ عرصہ کے لئے اسکو قید ہی کر دیں اور انکے ساتھ

مَعَهُ السِّجْنَ فَتَیٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَاۤ اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ

ہوئے ساتھ اسکے قید میں دو جوان کہا ایک نے ان دونوں میں سے تحقیق میں دیکھتا ہوں اپنے تئیں کہ نچوڑتا ہوں شراب اور کہا

قید خانہ میں دو نوجوان اور داخل ہوئے ان میں سے ایک نے کہا کہ میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ شراب نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے

حل لغات۔
لہ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا۔ شغاف اس جھلی کو کہتے ہیں جو دل کو محیط ہوتی ہے اسی کو غلاف القلب بھی کہتے ہیں بولا کرتے ہیں شغفت فلانا اذا اصبت شغافہ تو شغفها حبا کے یہ معنے ہوئے کہ

ع ۱۴

غلام کی محبت غلاف قلب میں داخل ہو کر اس کے دل تک پہنچ گئی ہے۔ ٢ه وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً۔ متکا اس تکیے کو کہتے ہیں جس پر سہارا دیکر بیٹھتے ہیں۔ ٣ه وَلَیَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ۔ لیکونا اصل میں تھا لیکونن نون خفیفہ کو الف سے بدل کر تنوین دے دی تاکہ مفرد کا تثنیہ کے ساتھ ★

ف یعنی شدہ شدہ شہر کی عورتوں نے کہنا شروع کیا کہ عزیز کی عورت اپنے نوجوان غلام پر مفتون ہوگئی، چاہتی ہے کہ اس کے نفس کو بے قابو کردے۔ غلام کی محبت اس کے دل کی تہہ میں پیوست ہوچکی ہے حالانکہ ایسے معزز عہدیدار کی بیوی کے لئے یہ نہایت شرمناک بات ہے کہ وہ ایک غلام پر گرنے لگے (عورتیں کہنے لگیں) ہمارے نزدیک اس معاملہ میں وہ (زلیخا) علانیہ غلطی پر ہے (موضح الفرقان) قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا یعنی تحقیق پھاڑ ڈالا یوسف نے زلیخا کے دل کے پردہ کو تو دل کے اندر پہنچ گیا حُبًّا از روئے محبت کے (جامع) حضرت یوسف علیہ السلام کو حُسن کا آدھا حصہ دیا گیا تھا۔ ظاہری دیدار آپ کا نہایت خوب صورت تھا۔ (مواہب)

ف ابن عباس اور سعید بن جبیر و مجاہد اور حسن رضی اللہ عنہم وغیرہم نے کہا مُتَّكَأً سے مراد وہ مجلس ہے جس میں فرش اور ... اور کھانے کی چیز جو چھری سے کاٹ کر کھائی جائے چھیا ہوں (ابن کثیر جامع) معراج کی صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گذرے یوسف علیہ السلام پر تیسرے آسمان میں تحقیق ان کو نصف خوب صورتی دی گئی تھی (ابن کثیر) چھریاں دی تھیں میوہ کھانے کو، ان کا حسن دیکھ کر بے حواس ہوگئیں چھری سے ہاتھ کٹ گئے (موضح)

ف ان کے روبرو یہ بات کہی تا وہ بھی سمجھا دیں اور حضرت یوسف علیہ السلام ڈر کر قبول کرلیں (موضح) اب زلیخا کو موقع ملا کہ عورتوں کے طعن و تشنیع کے تیر ان ہی کی طرف لوٹا دے۔

ف یوسف علیہ السلام نے عورتوں کے شر سے اللہ کے ساتھ پناہ مانگی اور کہا کہ اگر تو مجھ سے ان کے مکر کو دور نہ کرے گا بلکہ مجھ کو سپرد میرے نفس کے کردے گا تو مجھ کو کچھ قدرت نفس پہ نہیں ہے اور نہ میں مالک اس کے نفع اور ضرر کا ہوں لیکن تیرے حول اور قوت سے تجھ سے مدد چاہتا ہوں تو مجھ کو حوالے میرے نفس کے نہ کر کہ میں گناہ میں پھنس کر جاہلوں میں ہوجاؤں اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول کرلی اور ان کو محفوظ رکھا وہ اس گناہ سے باز رہے اور قید کو اختیار کیا۔ یہ غایت مقام کمال ہے کہ باوجود اس کے کہ وہ جوانی کی عمر میں تھے اور مسافری میں جہاں بدنامی کا خوف نہیں ہوتا۔ وہ باز رہے اللہ کے ڈر سے۔ قید کو فاحشہ پر اختیار کیا (ابن کثیر)

ف۵ جب انسان معصیتِ الٰہی کو اس کے عذاب کے خوف سے ترک کردیتا ہے دور رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد کرتا ہے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کی مدد کی دعا قبول فرمائی۔ آپ کو گناہ سے بال بال بچالیا۔ عصمت و عفت عطا کی۔ آپ نے زلیخا کی طرف رخ بھی نہ کیا جو مصر میں زادی تھی رئیس کی بیوی تھی بادشاہ وقت ریان بن ولید کی بھانجی تھی صاحبِ حسن و جمال تھی، باوجود اس کے یوسف علیہ السلام نے جیل جانا منظور کرلیا۔ بخاری مسلم کی حدیث مرفوع میں آیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سات قسم کے لوگوں کو اپنے عرش کا سایہ دیگا جن میں سے ایک وہ ہے جسے کوئی خوب صورت عورت بدارادہ سے بلائے اور وہ اللہ سے ڈر کر اسکے پاس تک نہ جائے (ابو محمد عبدالستار رحمہ اللہ)

ف ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مانگے سے قید پڑی لیکن اللہ تعالیٰ نے اتنا ہی قبول فرمایا کہ ان کا فریب دفع کیا اور قید ہونا تھا قسمت میں۔ آدمی کو چاہئے کہ گھبرا کر اپنے حق میں برائی نہ مانگے پوری بھلائی مانگے گو کہ ہوگا وہی جو قسمت میں ہے۔ ترمذی میں ہے کہ ایک شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگتے ہوئے سنا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الصَّبْرَ (اے اللہ! میں تجھ سے صبر مانگتا ہوں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سَاَلْتَ اللّٰهَ الْبَلَاءَ فَاسْئَلْهُ الْعَافِيَةَ (تو نے اللہ سے بلا مصیبت طلب کی کیونکہ صبر تو بلا پر ہوگا۔ اب تو اس سے عافیت مانگ) وہ لوگ اگرچہ نشان سب دیکھ چکے کہ گناہ عورت کا ہے تو بھی اُن کو قید کیا تا بدنامی خلق میں عورت سے اتر ہے یا اس واسطے کہ اس کی نظر سے دُور رہیں (موضح) اور یوسف علیہ السلام سے زلیخا نے کہا یا تو میرا کہا مانو نہیں قیدی ہونے کی ذلت و رسوائی گوارا کرلو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا قید خانہ مجھے پسند ہے لیکن راستی سے منحرف ہونا پسند نہیں۔ تورات میں ہے کہ جب یوسف علیہ السلام قید خانہ میں ڈالے گئے تو قید خانہ کا داروغہ ان پر مہربان ہوگیا اور تمام قیدیوں کا انتظام ان کے ہی سپرد کردیا۔ وہ قید خانہ کے بالکل مختار ہوگئے اور اللہ تعالیٰ نے وہاں بھی ان کو تمام کاموں میں اقبال مند کیا۔ (پیدائش ۳۹: ۲۲ - م ت)

التماس نہ ہو جیسے لنسفعًا بالناصیۃ میں۔ سے اَصْبُ اِلَيْهِنَّ اَصْبُ معنی میں ہے اَمِیْلُ کے بولا کرتے ہیں صبا الی اللھو یصبو صبوا اذا مال۔ اصل میں تھا اصبو جواب شرط میں واقع ہونے کی وجہ سے واو گر پڑا۔ ۵ فَتَيَانِ تثنیہ ہے فتی کا اور فتی کہتے ہیں نوجوان کو۔ فتاۃ نوجوان لڑکی اور کبھی مملوک کے معنی میں استعارہ کرلیا جاتا ہے قال نبی اللہ صلوات اللہ علیہ لا یقل احدکم عبدی و امتی ولیقل فتای و فتاتی۔ یہاں فتیان سے بادشاہ کے دو غلام مراد ہیں۔

الْآخَرُ إِنِّي أَرَانِي أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْزًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ

دوسرے نے تحقیق میں دیکھتا ہوں اپنے تئیں کہ اٹھا رہا ہوں اوپر سر اپنے کے روٹیاں کہ کھاتے جاتے ہیں جانور اس میں سے

نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ میں نے سر پر روٹیاں اٹھا رکھی ہیں اس میں سے پرندے کھا رہے ہیں ہمیں

نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِ ۖ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٣٦﴾ قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا

خبر دے ہم کو ساتھ تعبیر اس کی کے تحقیق ہم دیکھتے ہیں تجھ کو احسان کرنے والوں سے کہا نہیں آوے گا تمہارے پاس

اس کی تعبیر بتا دیجئے ہم تمہیں نیکوکار دیکھتے ہیں یوسف نے کہا کہ جو کھانا تم کو ملنے

طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ۚ ذَٰلِكُمَا

کھانا کہ دیئے جاؤ گے تم دونو مگر خبر دوں گا میں تم کو ساتھ تاویل اس کی کے پہلے اس سے کہ آوے تمہارے پاس یہ دونوں

والا ہے وہ تمہارے پاس آنے بھی نہیں پائے گا کہ اس کے آنے سے پہلے میں تم کو اس خواب کی تعبیر بتا دوں گا یہ بھی منجملہ

مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي ۚ إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُمْ

ہے کہ سکھایا ہے مجھ کو رب میرے نے تحقیق میں نے چھوڑا ہے دین اس قوم کا کہ نہیں ایمان لاتے ساتھ اللہ کے اور وہ

ان علوم کے ہے جو میرے رب نے مجھے سکھائے ہیں۔ میں ان لوگوں کا مذہب چھوڑ چکا ہوں جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور یوم آخرت

بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ﴿٣٧﴾ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ

ساتھ آخرت کے وہی ہیں کافر اور پیروی کی میں نے دین باپوں اپنے کی ابراہیم اور اسحٰق

کے بھی منکر ہیں اور میں اپنے باپ دادا ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب کے مذہب

وَيَعْقُوبَ ۚ مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ

اور یعقوب کی نہیں روا واسطے ہمارے یہ کہ شریک لاویں ساتھ اللہ کے کوئی چیز یہ

پر چلتا ہوں ہم کو یہ بات ہمیں زیبا نہیں ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک ٹھہرائیں یہ اللہ کی ہم پر

فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٣٨﴾

فضل اللہ کے سے ہے اوپر ہمارے اور اوپر لوگوں کے ولیکن اکثر لوگ نہیں شکر کرتے

اور سب لوگوں پر عنایت ہے لیکن اکثر لوگ (ہیں کہ اس کے) شکرگزار نہیں ہوتے

يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَأَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٣٩﴾

اے دو یارو قید خانے کے کیا خاوند متفرق بہتر ہیں یا اللہ اکیلا غالب بہتر ہے

اے میرے قیدی دوستو! کئی جدا جدا رب اچھے ہیں یا خدائے یگانہ اور زبردست

مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ

نہیں عبادت کرتے تم سوائے اس کے مگر ناموں کو کہ نام دھر لیے ہیں تم نے اور باپوں تمہارے نے

تم خدا کے سوا صرف ناموں ہی کی پرستش کرتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے گھڑ رکھے ہیں

مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ ۚ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۚ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا

نہیں اتاری اللہ نے واسطے ان کے کوئی دلیل نہیں حکم مگر واسطے اللہ کے حکم کیا ہے یہ کہ نہ عبادت کرو تم

(اور) جن کے حق میں اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی ۔ (سن رکھو) فرمانروائی صرف اللہ ہی کی ہے اس نے حکم دیا

إِلَّا إِيَّاهُ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٠﴾

مگر اسی کو یہی ہے دین سیدھا ولیکن بہت لوگ نہیں جانتے

ہے کہ تم اس کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرو یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے

حل لغات۔

؎ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ

هُمْ كَافِرُونَ۔ ہُم کی تکرار کفار کے اختصاص بالکفر کے بیان کے لئے ہے یا یوں کہو کہ ان کا انکار معاد انکار مبدأ سے شدید تر تھا تو انکار معاد میں مبالغہ کے لئے اس لفظ کو تاکیداً مکرر لایا گیا۔ ؎ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ ملۃ کے معنے ہیں مذہب، طریقت، دین۔ ؎ مِنْ سُلْطٰنٍ۔ سلطان

ف۱ غالباً اس وقت جبکہ یوسف علیہ السلام قید کئے گئے ان کی عمر بیس اکیس سال سے زیادہ نہ ہوگی۔ تلمود میں بیان کیا گیا ہے کہ قید خانہ سے چھوٹ کر جب وہ مصر کے فرمانروا ہوئے تو ان کی عمر تیس سال تھی اور قرآن کہتا ہے کہ قید خانہ میں وہ بضع سنین یعنی کئی سال رہے بضع کا اطلاق عربی زبان میں دس تک کے عدد کے لئے ہوتا ہے (تفہیم) اتفاق سے جس روز حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل خانہ جانا پڑا اسی روز بادشاہ کا ساقی اور نان بائی بھی کسی جرم میں جیل خانہ بھیجے گئے ان پر الزام تھا کہ بادشاہ کو زہر دینے کی سازش کی تھی۔ قید خانہ میں یوسف علیہ السلام کی نیکی، مروت سلوک کی وجہ سے ان کو بھی آپ سے محبت ہوگئی تھی۔ ان دونوں نے ایک دن اپنے اپنے خواب بیان کئے اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ قید خانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کس نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ اوپر جن واقعات کا ذکر گذر چکا ہے انکو پیش نظر رکھنے سے یہ بات قابل تعجب نہیں رہتی کہ ان دو قیدیوں نے آخر حضرت یوسف علیہ السلام ہی سے آکر اپنے خواب کی تعبیر کیوں پوچھی اور ان کی خدمت میں یہ نذر عقیدت کیوں پیش کی کہ انا نرٰىك من المحسنين۔ جیل کے اندر اور باہر سب لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص کوئی مجرم نہیں ہے بلکہ ایک نہایت نیک نفس آدمی ہے سخت ترین آزمائشوں میں اپنی پرہیزگاری کا ثبوت دے چکا ہے آج پورے ملک میں اس سے زیادہ نیک انسان کوئی نہیں ہے حتیٰ کہ ملک کے مذہبی پیشواؤں میں بھی اس کی نظیر مفقود ہے۔ یہی وجہ تھی کہ نہ صرف قیدی ان کو عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے تھے بلکہ قید خانہ کے حکام اور اہل کار تک ان کے معتقد ہو گئے تھے چنانچہ بائیبل میں ہے کہ قید خانہ کے داروغہ نے سب قیدیوں کو جو قید میں تھے یوسف علیہ السلام کے ہاتھ میں سونپا اور جو کچھ وہ کرتے اسی کے حکم سے کرتے تھے اور قید خانہ کا داروغہ سب کاموں کی طرف سے جو اس کے ہاتھ میں تھے بے فکر تھا۔ پیدائش ۳۹ / ۲۲۔۲۳ (تفہیم) بہرحال یوسف علیہ السلام قید خانہ میں بھی ہر وقت یاد الٰہی میں مصروف رہتے تھے اسی واسطے ان دونوں نے اپنا خواب بیان کیا اور کہا ہم آپکو نیکوکار جانتے ہیں آپ ہمارے خواب کی تعبیر بیان کیجئے۔ صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ سچا خواب تو سچ بولنے والے دیندار شخص کا ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سچ بولنے والے دیندار کا دل سچ پر جما ہوا ہوتا ہے اس لئے اس کے دل میں جو خیال آتا ہے وہ اکثر سچا ہوتا ہے اور یوں تو کبھی بے دین کا خواب بھی سچا ہوجاتا ہے جس طرح یہ ساقی اور نان بائی کا خواب۔ آپ نے ان کو تعبیر سے پہلے توحید کا وعظ سنایا اور شرک و بت پرستی سے نفرت دلائی اور دین اسلام ان کے سامنے مع دلائل پیش فرمایا پھر خواب کی تعبیریں ان کو بتلائیں جن کا ذکر آگے آرہا ہے (ام محمدی) یعنی یہ تسلی پہلے کردی کہ کھانے کے وقت تک تعبیر معلوم ہوجائے گی تاکہ آمادہ ہو جائیں۔ آپؑ نے فرمایا تعبیر خواب سے زیادہ ضروری ایک اور چیز تم کو سناتا ہوں وہ یہ کہ میں پیشہ ور کاہن یا نجومی نہیں بلکہ اپنے اس علم کے ذریعہ جو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وحی اور الہام، خواب کی تعبیر کا ملکہ بخشا ہے اور یہ نعمت مجھ کو ماسوا اللہ سے دست برداری باطل پرستوں کے دین وملت کو چھوڑ کر اپنے آباء واجداد انبیاء کرام حضرت ابراہیم حضرت اسحٰق حضرت یعقوب علیہم السلام کی لائی ہوئی توحید و اسوۂ حسنہ کی پیروی اختیار کرنے کے سبب حاصل ہوئی ہے۔ فرمایا ہم انبیائی گروہ کو یہ بات نہیں پہنچتی کہ ہم کسی چیز کو اللہ کا شریک کریں فرشتہ ہو یا جن یا انس پھر بتوں کا کیا ذکر جو بے سمع و بصر ہیں۔ ایمان اور توحید حاصل ہوجانا اور شرک سے دوری یہ اللہ کا سب سے بڑا فضل ہے (فوائد ستاریہ)

ف۲ یوسف علیہ السلام نے فرمایا بھلا بتا و متفرق بہت سے خدا جو بے اختیار ہیں ان سے لو لگانا بہتر ہے یا اس اکیلے اللہ زبردست سے جس کو ساری مخلوق پر کلی اختیار ہے جس کے آگے کسی کا حکم نہیں چل سکتا۔ پھر فرمایا کہ تم جن جن کی پوجا پاٹ کر رہے ہو بے سند ہیں یہ نام اور ان کے لئے عبادت یہ تمہاری خود اپنی بنائی ہوئی ہے جبکہ ہمیشہ سے انبیاء علیہم السلام کی زبانی یہی حکم آتا رہا ہے کہ حکم عبادت میں اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ بس اللہ ہی کی پوجا کر خالص توحید کی راستہ سیدھا صاف ہے لیکن بہت سے لوگ بوجہ حماقت سیدھی بات کو بھی نہیں سمجھتے (ابن کثیر وغیرہ)

ابو عمار عبد القہار عفی عنہ

★ اصل معنی ہیں غلبے کے پھر حجت و دلیل کو سلطان کہنے لگے اس لئے کہ جس کے پاس دلیل ہوتی ہے وہ اس شخص پر غلبہ ہوتا ہے جس کے پاس دلیل نہیں ہوتی۔ بادشاہ کو سلطان اسی واسطے کہتے ہیں کہ وہ رعیت پر غالب ہوا کرتا ہے۔

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ

اے دو یارو قید خانے کے اما جو ایک تم میں کا پس پلاوے گا خاوند اپنے کو شراب اور جو ہے دوسرا

اے میرے قیدی دوستو! تم میں سے ایک تو اپنے آقا کو شراب پلایا کرے گا اور جو دوسرا ہے

فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ۭ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ

پس سولی دیا جاوے گا پس کھاویں گے جانور سر اس کے سے مقرر کیا گیا وہ کام جو تھے اس کے

اس کو سولی دیا جائے گا سو پرندے اس کے سر کو نوچ نوچ کر کھائیں گے جو بات تم پوچھتے تھے وہ فیصل

تَسْتَفْتِيٰنِ ۝ۭ41 وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ

سوال کرتے تم اور کہا واسطے اس شخص کے کہ گمان کیا تھا کہ وہ نجات پاوے گا ان میں سے یاد کیجیو مجھ کو نزدیک

ہو چکی ہے اور ان دونوں میں سے جس کی نسبت خیال کیا تھا کہ رہا ہو جائے گا اس سے کہا کہ تم اپنے آقا کے

رَبِّكَ ۡ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ

خاوند اپنے کے پس بھلا دیا اس کو شیطان نے یاد کرنا خاوند اپنے سے پس رہا بیچ قید خانے کے کئی

پاس میرا ذکر کرنا مگر شیطان نے انکا اپنے آقا سے ذکر کرنا بھلا دیا سو یوسف قید خانے میں کئی برس

سِنِيْنَ ۝ؒ42 وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّىْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ

برس اور کہا بادشاہ نے تحقیق میں دیکھتا ہوں سات بیل موٹے کہ کھاتے ہیں ان کو

رہے اور بادشاہ نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دبلی گائیں

سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۭ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ

سات دبلے اور سات بالیں سبز اور سات سوکھی اے سردارو

کھا رہی ہیں۔ اور سات خوشے ہیں سبز اور (سات) دوسرے خشک! اے سردارو!

اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ۝43 قَالُوْٓا اَضْغَاثُ

جواب دو مجھ کو بیچ خواب میرے کے اگر ہو تم واسطے خواب کے تعبیر کرتے کہا انہوں نے پریشان

میرے خواب کی تعبیر بیان کرو اگر تم خوابوں کی تعبیر بیان کر سکتے ہو انہوں نے کہا یہ پریشان خیالات

اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ۝44 وَقَالَ الَّذِيْ

خواب اور نہیں ہم ساتھ تعبیر خوابوں پریشان کے جاننے والے اور کہا اس شخص نے

ہیں اور ہمیں ایسے خوابوں کی تعبیر نہیں آتی اور ان دونوں (قیدیوں) میں سے

نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ۝45

کہ نجات پائی تھی ان دونوں میں سے اور یاد کیا بعد مدت کے میں خبر دوں گا تم کو ساتھ تعبیر اس کی کے پس بھیجو مجھ کو

سے جو رہائی پا چکا تھا اور ایک مدت کے بعد اسے یاد آیا بول اٹھا کہ میں آپ کو اس کی تعبیر بتاتا ہوں مجھے بھیج دیجئے

يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ

اے یوسف اے بہت سچے جواب دے ہم کو بیچ سات بیل موٹوں کے کھاتے ہیں ان کو

اے راستباز یوسف! ہمیں بتائیے کہ سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دبلی گائیں

سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ

سات دبلے اور سات بالیں سبز اور سات خشک تاکہ میں پھر جاؤں بیچ

(کھا رہی) ہیں اور سات خوشے ہیں سبز اور دوسرے سات خشک تاکہ میں لوگوں کے پاس

ع ۵ / ۱۵

حل لغات۔

له تَسْتَفْتِیٰنِ۔ استفتاء کہتے ہیں فتویٰ مانگنے یعنی کسی حادثہ میں حکم طلب کرنے کو۔ استفتی الفقیہ فی الحادثۃ ای طلب منہ بیان حکمہا۔

ته ذِکْرَ رَبِّہٖ ذکر کی اضافت رب کی طرف ادنیٰ ملابست کی وجہ سے ہے تقدیر عبارت یوں ہے ذکر اخراجی علیہ السلام عند رب۔ رب کہتے ہیں سید ★

ف۱ غرض تبلیغ ادا کرنے کے بعد یوسف علیہ السلام نے ان کے خوابوں کی تعبیر بیان فرمائی کہ تم دونوں میں سے ایک تو اپنے بادشاہ کا ساقی بن جائے گا۔ یہ اس کے خواب کی تعبیر ہے جس نے شیرۂ انگور تیار کرتے اپنے آپ کو دیکھا تھا اور دوسرا جس نے اپنے سر پر روٹیاں دیکھی تھیں اس کے خواب کی تعبیر یہ کہ اسے سولی دی جائے گی اور پرندے اس کا بھیجا کھائیں گے پھر ساتھ ہی فرما دیا کہ اب یہ ہو کر ہی رہے گا اس لئے کہ جب تک خواب کی تعبیر بیان نہ کی جائے وہ معلق رہتا ہے اور جب تعبیر ہو چکی وہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ حدیث مسند میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خواب گویا پرندوں کے پاؤں پر ہے جب تک اس کی تعبیر دو یدی جائے۔ جب تعبیر دیدی گئی پھر وہ واقع ہو جاتا ہے۔ عبد اللہ کہتے ہیں انھوں نے یوسف علیہ السلام کا قول سُن کر کہا ہم نے خواب کچھ بھی نہیں دیکھا۔ فرمایا اب کیا ہوتا ہے قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِیٰنِ ۝ (ابن کثیر)

ف۲ یہاں ظَنَّ کے معنے یقین کے ہیں جیسے اَلَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ میں ہے یعنی یوسف علیہ السلام کو دونوں میں سے جس شخص کی بابت یقین تھا کہ بری ہو جائے گا جب وہ قید خانہ سے نکلا تو فرمایا کہ اپنے بادشاہ کی خدمت میں میرا بھی ذکر کرنا کہ ایک ایسا شخص بے قصور قید خانہ میں پڑا ہے مبالغہ کی ضرورت نہیں۔ میری جو حالت تو نے مشاہدہ کی ہے بلا کم و کاست کہہ دینا (موضح القرآن) اکثر مفسرین کے نزدیک اَنْسٰهُ کی ضمیر یوسف علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ اس صورت میں مراد ذکر رب سے ذکر اللہ پاک ہے کہ انھوں نے اس ساقی سے یہ کہا کہ تو میری یاد اپنے آقا کو دلانا۔ مخلوق سے استعانت اگرچہ ایسے موقع پر جائز ہے لیکن چونکہ مقام یوسف علیہ السلام کا اعلیٰ مقام تھا اس لئے اس قدر غفلت پر بھی مواخذہ ہوا۔

اور ایک جماعت مفسرین کی اس طرف گئی ہے کہ شیطان نے اس ساقی کو ذکر کرنا یوسف علیہ السلام کا نزدیک بادشاہ کے بھلا دیا اور اسی کو راجح کہا ہے (فتح البیان) فرمایا کہ ایک مارا جائے گا اس کو نہ کہا کہ تو ہے یہ ظن تیک ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ اُس کو الکلام کہے گا۔ معلوم ہوا کہ تعبیر خواب یقین نہیں ہے اٹکل ہے مگر پیغمبر جو اٹکل کرے سو ٹھیک ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اسباب کی سعی کی کہ میرا ذکر کریو بادشاہ پاس۔ وہ بھول گیا تا پیغمبر کا دل اسباب پر نہ ٹھیرے۔ کئی برس لگے قید میں اکثر لوگ کہتے ہیں سات برس رہے (موضح) ف۳ قدرت الٰہی نے یہ مقرر کر رکھا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام قید خانہ سے بعزت و اکرام نکلیں اس لئے قدرت نے یہ سبب بنایا کہ شاہ مصر نے ایک خواب دیکھا جس سے وہ بھونچکا سا ہو گیا اور دربار عام منعقد کیا اور تمام امراء اور رؤساء و کاہن و منجم و علماء کو جمع کر کے ان سے خواب کی تعبیر چاہی لیکن سمجھ میں کسی کے کچھ نہ آیا اور لاچار ہو کر یہ کہہ کر ٹال دیا کہ یہ خواب توہمات کا خاکہ ہے اس کی تعبیر ہم نہیں جانتے۔ اس وقت شاہی ساقی کو حضرت یوسف علیہ السلام یاد آ گئے کہ وہ تعبیر خواب کے پورے ماہر ہیں۔ چنانچہ وہ دربار سے اجازت لے کر قید خانہ پہنچا اور خواب کو بیان کر کے تعبیر کے لئے درخواست کی۔ یہ وہی شخص تھا جس سے آپ نے اس کے قید خانہ میں سے نکلتے وقت کہا تھا کہ بادشاہ کے سامنے میرا ذکر کر دینا کہ ایک بے گناہ قید میں پڑا ہوا ہے اور اس نے اس بات کو بھلا دیا تھا۔ اب یوسف علیہ السلام نے اسے نہ تو ملامت کی نہ اس امر کی درخواست کی کہ مجھے قید خانہ سے رہا کیا جائے بلکہ بغیر تمنا ظاہر کئے خواب کی تعبیر بتا دی اور ساتھ ہی تدبیر بھی بتلا دی (م ترجمہ ابن کثیر) ان کو صدیق اسلئے کہا کہ کبھی ان کا جھوٹ کسی بات میں نہ دیکھا تھا۔

اور مالک اور بادشاہ کو۔ یہاں بادشاہ مراد ہے۔ ۳؎ بِضْعَ سِنِیْنَ۔ بضع لیا گیا ہے بضعت بمعنے قطعت سے اس کے معنے ہیں عدد کا ایک ٹکڑا۔ پھر اس کے اطلاق میں علماء کا اختلاف ہے مگر صحیح یہ ہے کہ تین سے لے کر نو تک پر اطلاق ہوتا ہے وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاصحابہم البضع قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال مادون العشرۃ۔ ۴؎ اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ۔ اضغاث جمع ہے ضغث کی اور ضغث کے اصلی معنے ہیں تنکوں کو جمع کر کے گٹھا سا بنا لینا پھر ان خیالی باتوں اور شیطانی وسوسوں کے لئے استعارہ کر لیا گیا جو آدمی خواب میں دیکھتا ہے کیونکہ قوت متخیلہ انھیں جمع کر لیتی ہے۔ اَحلام جمع ہے حلم کی اور جھوٹے خوابوں کو جن کی کچھ حقیقت نہ ہو حلم کہتے ہیں۔ اضغاث کی اضافت احلام کی طرف معنی اضافت ہے ای ہی اضغاث من احلام۔ ۵؎ وَادَّکَرَ۔ یہ اصل میں تھا اذتکر ذال کو دال سے اور اسی طرح تے کو دال سے بدل کر ایک کو دوسرے میں ادغام کر دیا۔ ۶؎ بَعْدَ اُمَّۃٍ امۃ معنے میں ہے حین کے۔ اور یہ اس لئے کہ جس طرح جماعت کثیرہ کے جمع ہونے سے امت حاصل ہوتی ہے اسی طرح ایام کثیرہ کے اجتماع سے حین یعنی مدت بنتی ہے۔

إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٤٦﴾ قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا

طرف لوگوں کی لوٹ کر جاؤں وہ جانیں کہا کھیتی کرو گے تم سات برس محنت سے

لوٹ کر جاؤں اور انہیں بتاؤں تاکہ ان کو قدر معلوم ہو جائے۔ یوسف نے کہا تم سات برس برابر کاشتکاری کرتے رہوگے

فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ فِي سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تَأْكُلُونَ ﴿٤٧﴾

پس جو کاٹو تم پس چھوڑ دو اسکو اسکی بالوں میں مگر تھوڑا اس میں سے جو کھاؤ تم

رہوگے سو جو کچھ تم کاٹو اسے انہیں خوشوں میں پڑا رہنے دو سوا تھوڑے سے غلہ کے جس میں سے تم کھاؤ

ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا

پھر آویں گے بعد اسکے سات برس سخت کھا جاویں گے جو کچھ پہلے رکھا تم نے واسطے ان کے مگر

اس کے بعد سات سخت (سال) آئیں گے تم نے جو کچھ ان کے لئے پہلے جمع کر رکھا ہوگا اسے کھا جائیں گے

قَلِيلًا مِمَّا تُحْصِنُونَ ﴿٤٨﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ

تھوڑا سا جو کچھ بچا رکھو تم واسطے بیج کے پھر آوے گا بعد اسکے برس کہ اس میں مینہ برسائے

صرف تھوڑا سا رہ جائیگا جو احتیاط سے تم بچا رکھو گے۔ اس کے بعد ایک (ایسا) سال آئیگا اس میں لوگوں کے لئے خوب بارش ہوگی اور

النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ ﴿٤٩﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُ

جاویں لوگ اور اس میں رس نچوڑیں گے اور کہا بادشاہ نے کہ لے آؤ میرے پاس اسکو پس جب آیا اسکے پاس

لوگ (شیرہ بھی) نچوڑیں گے اور بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لاؤ سو جب قاصد اسکے پاس

الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ

ایلچی کہا کہ پھر جا طرف خاوند اپنے کے پس پوچھ اس سے کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے کاٹے تھے

آیا تو یوسف نے کہا کہ اپنے آقا کے پاس واپس جا اور پوچھ کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ

أَيْدِيَهُنَّ ۚ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ ﴿٥٠﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ

ہاتھ اپنے تحقیق میرا رب ان کے فریب کو جانتا ہے کہا کیا حال تمہارا جب

کاٹ لئے تھے۔ میرا رب ان کے مکر و حیلہ سے خوب واقف ہے اس نے پوچھا کہ (اے عورتو!) جب تم نے یوسف

رَاوَدْتُنَّ يُوسُفَ عَنْ نَفْسِهِ ۚ قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ

پھسلایا تم نے یوسف کو جان اسکی سے کہا انہوں نے پاک ہے واسطے اللہ کے نہیں جانی ہم نے اوپر اسکے کچھ

کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا اسوقت کیا پیش آیا وہ کہنے لگیں اللہ کی پناہ! ہمیں اسکی کوئی برائی معلوم نہیں

سُوءٍ ۚ قَالَتِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ الْآنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ أَنَا رَاوَدْتُهُ

برائی کہا عورت عزیز کی نے اب کھل گیا حق میں نے پھسلایا تھا اس کو

ہوئی۔ عزیز (مصر) کی عورت نے کہا کہ اب حق بات تو ظاہر ہو ہی گئی (بات یہ ہے) کہ میں نے ہی اسکو اپنی طرف مائل کرنا

عَنْ نَفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٥١﴾ ذَٰلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ

جان اسکی سے اور تحقیق وہ البتہ سچوں سے ہے یوسف نے کہا یہ تحقیقات اس واسطے کرائی ہے تاکہ جانے

چاہا تھا اور وہ بیشک سچا ہے یوسف نے کہا یہ اس لئے پوچھا تھا کہ معلوم ہو جائے

أَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ ﴿٥٢﴾

عزیز یعنی خاوند اسکا یہ کہ میں نے نہیں خیانت کی اسکی غائبانہ اور جانے کہ تحقیق اللہ نہیں مطلب کو پہنچاتا مکر خیانت کرنے والوں کا

کہ میں نے اسکی عدم موجودگی میں خیانت نہیں کی تھی اور خیانت کرنے والوں کے مکر کو اللہ تعالیٰ چلنے نہیں دیتا

حل لغات۔ لہ یاکلن ماقدمتم لھن یاکلن کی اسناد سنین کی طرف مجازی ہے جس طرح نہارہ صائم میں اور مطلب یہ ہے کہ لوگوں کا حال یہ ہوگا کہ سارا جمع کیا ہوا ذخیرہ کھا جائیں گے۔ لہ قال ماخطبکن خطب کہتے ہیں امر عظیم الشان کو۔ لہ حصحص الحق۔ حصحص معنی میں ہے ثبت اور استقر

لیعنی خواب کی تعبیر اور اسکے ذریعہ سے آپ کی قدر و منزلت
معلوم ہو۔

سات برس کا ذخیرہ بال ہی میں رکھوایا تا زمین میں گل نہ جائے
برس محفوظ ہوگا جب تک پورا پڑے (موضح) خواب کی تعبیر بتلا دی
کہ سات گائیں موٹی موٹی سے مطلب یہ ہے کہ سات برس میں
کھیتی کرو اور غلہ پیدا ہو اس میں سے بقدر ضرورت اپنے
جانوروں کے کھانے کے لئے لیلو اور باقی اناج کو بدستور
بالوں میں رکھ چھوڑو۔ اگر بال سے جدا کروگے تو گھن لگ جانے کا
ڈر ہے پھر تم اور تمھارے جانور بھوک کے مارے مر جائیں گے
پھر سات برس تک لگاتار قحط پڑے گا پھر اس وقت تک تمھارا
اندوختہ تمھارے کام آئے گا اور جو کچھ تم نے جمع کر رکھا ہوگا وہ
سارے کچھ باقی نہ رہے گا۔ بیج کیلئے جو غلہ رکھ چھوڑتے ہیں وہ تو رہیگا
سب کھا کر بیٹھ رہوگے غرضکہ یوسف علیہ السلام نے خواب کی پوری
تعبیر دیکر ساتھ ہی یہ خوش خبری بھی سنادی کہ ان سات خشک سالیوں
کے بعد جو سال آئے گا وہ بڑی برکتوں والا ہوگا۔ خوب بارشیں ہونگی
اور کھیتیاں ہونگی تنگی دور ہو جائیگی اور لوگ حسب عادت زیتون کا تیل
اور کا شیرہ نچوڑینگے جانوروں کے تھن دودھ سے خوب لبریز ہو جائینگے
خوب دودھ نکالیں اور پئیں۔ یَعْصِرُوْنَ میں دودھ کا دوہنا بھی
شامل ہے اسواسطے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے
یَعْصِرُوْنَ کے معنے یحلبون کئے ہیں۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحیحین کی حدیث میں حضرت یوسف علیہ السلام
کے کمال صبر و تحمل کی اس طرح داد دی ہے لَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوسُفُ
لَاَجَبْتُ الدَّاعِيَ اگر میں اتنی مدت قید میں رہتا جتنا یوسف علیہ السلام رہے تو
بلانے کی اجابت کرتا یعنی فوراً ساتھ ہولیتا (ترمذی جلد دوم صفحہ ۱۴۲) نیز مسند
احمد کی روایت میں ہے لَقَدْ عَجِبْتُ مِنْ يُوسُفَ وَصَبْرِهِ وَكَرَمِهِ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ حِيْنَ
سُئِلَ عَنِ الْبَقَرَاتِ الْعِجَافِ وَالسِّمَانِ وَلَوْ كُنْتُ مَكَانَهُ مَا اَخْبَرْتُهُمْ حَتّٰى اَشْتَرِطَ اَنْ يُخْرِجُوْنِيْ (جامع
صغیر-۲) یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یوسف علیہ السلام کے صبر و تحمل کی
خوش خوئی پر مجھ کو تعجب آتا ہے اگر میں اس طور پر قید کی تکلیف میں ہوتا تو پہلے بادشاہ
کے غلاموں سے یہ شرط کر لیتا کہ مجھ کو قید سے نکلوانے میں کوشش کرنا تب تعبیر بتلاتا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر و حلم ایسا بڑھا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں
آپ کو تاکید فرماتا ہے کہ آپ کفار کے مقابلہ میں سختی کریں لیکن آپ نے یوسف علیہ
السلام کے کمال صبر کی تعریف فرمائی۔ موضح میں ہے یہی قصہ یاد دلایا کہ وہ
عورتیں شاہد ہیں بادشاہ پوچھے تو قصہ کھولدیں کہ تقصیر کس کی ہے۔

فٹ اب بادشاہ نے ضیافت والی عورتوں کی تحقیق کرنی شروع کی۔ انھوں نے
جواب دیا حَاشَ لِلّٰهِ یوسف علیہ السلام میں کوئی برائی نہیں۔ اس وقت عزیز مصر کی
بیوی (زلیخا) خود بھی بول اٹھی کہ اب حق ظاہر ہوگیا واقعہ کھل گیا میں ہی ان کو
پھنسانا چاہتا تھا لیکن میں نے ان کی کوئی خیانت نہیں کی۔ یوسف (علیہ
السلام) کی پاک دامنی کی وجہ سے مجھ سے بھی کوئی برائی ظہور میں نہیں آئی۔ بدکاری
سے اللہ نے مجھے بھی بچائے رکھا ہے۔ اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ کلام ذٰلِكَ
سے رَّحِيْمٌ تک یوسف علیہ السلام کا کلام ہے۔ اور بعض مفسرین نے
کہا ہے کہ یہ کلام زن عزیز (یعنی زلیخا) کا ہے۔ امام ابن تیمیہ اور حافظ
ابن کثیر اور وحیز والے نے اسی کو ترجیح دی ہے کیونکہ سیاق کلام
اسی کا مقتضی ہے اور یوسف علیہ السلام اس جگہ موجود نہ تھے بلکہ
بادشاہ نے ان کو بعد اس گفتگو کے بلایا تھا تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ
اقرار میں نے اس لئے کیا کہ یوسف (علیہ السلام) کو یہ بات معلوم
ہو جائے کہ میں نے پس پشت ان کے جو بات دیکھی وہ ان کی طرف
منسوب کی (ابن کثیر) ابو محمد عبد الجبار غفرلہ ولوالدیہ الغفار۔
آمین۔

...اور تمکن فی القلوب والنفوس کے۔ لیا گیا ہے حصحص البعیر فی بروکہ سے اور یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب اونٹ زمین میں متمکن اور مستقر ہو جاتا ہے یا یہ معنے ہیں
...ظہور اور بیان کے۔ مشتق ہے حص شعرہ سے اور یہ اس وقت بولتے ہیں جب سر کے بالوں کو یہاں تک اکھاڑا جاتا ہے کہ جلد صاف و واضح نظر آنے لگتی ہے۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِيۡ ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ

اور نہیں پاک کرتا میں جان اپنی کو تحقیق جی البتہ حکم کرنے والا ہے ساتھ برائی کے

اور میں اپنے آپ کو اچھا نہیں بتاتا کیونکہ نفس تو برائی ہی کی ترغیب دیتا ہے۔ مگر جس پر وہ ایسا نفس

اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيۡ ؕ اِنَّ رَبِّيۡ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ الۡمَلِكُ

مگر جو رحم کرے رب میرا تحقیق رب میرا بخشنے والا مہربان ہے اور کہا بادشاہ نے

ہوا جس پر میرا رب رحم فرمائے بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔ اور بادشاہ نے کہا

ائۡتُوۡنِيۡ بِهٖۤ اَسۡتَخۡلِصۡهُ لِنَفۡسِيۡ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الۡيَوۡمَ لَدَيۡنَا

لے آؤ میرے پاس اس کو خالص کروں اس کو واسطے جان اپنی کے پس جب باتیں کیں اس سے کہا تحقیق تو آج نزدیک ہمارے

کہ اسکو میرے پاس لاؤ میں اسے اپنا خاص مشیر بناؤں گا پھر جب اس نے اس سے گفتگو کی تو کہا کہ آپ آج سے ہمارے

مَكِيۡنٌ اَمِيۡنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ اجۡعَلۡنِيۡ عَلٰى خَزَآئِنِ الۡاَرۡضِ ۚ اِنِّيۡ حَفِيۡظٌ

رتبے والا امانت والا ہے کہا کر مقرر کر مجھے اوپر خزانوں زمین کے تحقیق میں نگہبان

بڑے معزز و معتمد ہیں۔ یوسف نے کہا کہ آپ مجھ کو ملکی خزانوں پر مقرر کر دیجئے کیونکہ میں نہایت اچھا حفاظت کرنے والا

عَلِيۡمٌ ﴿۵۵﴾ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوۡسُفَ فِى الۡاَرۡضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنۡهَا حَيۡثُ

خوب جاننے والا ہوں اور اسی طرح جگہ دی ہم نے یوسف کو بیچ زمین کے کہ جگہ پکڑتا تھا اس میں سے

پورا واقف ہوں اور اس طرح سے ہم نے یوسف کے پاؤں مصر کی سرزمین میں جمائے کہ اس میں جہاں چاہیں رہیں

يَشَآءُ ؕ نُصِيۡبُ بِرَحۡمَتِنَا مَنۡ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۵۶﴾

جہاں چاہتا تھا پہنچا دیتے ہیں ہم رحمت اپنی جس کو چاہیں اور نہیں ضائع کرتے ہم ثواب نیکی کرنے والوں کا

جس پر چاہتے ہیں اپنی رحمت نازل کرتے ہیں۔ اور نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتے۔

وَلَاَجۡرُ الۡاٰخِرَةِ خَيۡرٌ لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَكَانُوۡا يَتَّقُوۡنَ ﴿۵۷﴾ وَجَآءَ ع ۷/۱

اور البتہ ثواب آخرت کا بہتر ہے واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے اور تھے پرہیزگاری کرتے اور آئے

اور آخرت کا اجر ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے اس سے کہیں اچھا ہے۔ اور یوسف کے

اِخۡوَةُ يُوۡسُفَ فَدَخَلُوۡا عَلَيۡهِ فَعَرَفَهُمۡ وَهُمۡ لَهٗ مُنۡكِرُوۡنَ ﴿۵۸﴾

بھائی یوسف کے پس داخل ہوئے اوپر اس کے پس پہچانا ان کو اور وہ واسطے اس کے ناشناس تھے

بھائی آئے اور آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ نے انہیں پہچان لیا۔ مگر وہ نہ پہچان سکے

وَلَمَّا جَهَّزَهُمۡ بِجَهَازِهِمۡ قَالَ ائۡتُوۡنِيۡ بِاَخٍ لَّـكُمۡ مِّنۡ اَبِيۡكُمۡ ۚ

اور جب تیار کیا واسطے ان کے سامان ان کا کہا لے آؤ میرے پاس بھائی اپنا جو باپ تمہارے سے ہے

اور جب یوسف انہیں سازو سامان کے ساتھ تیار کر چکا تو ان سے کہا تم اپنے باپ کے پاس سے دوسرے بھائی

اَلَا تَرَوۡنَ اَنِّىۡۤ اُوۡفِى الۡكَيۡلَ وَاَنَا خَيۡرُ الۡمُنۡزِلِيۡنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنۡ

کیا نہیں دیکھتے تم کہ میں پورا دیتا ہوں پیمانہ اور میں بہتر مہمانی کرنے والا ہوں۔ پس اگر نہ لاؤ گے

کو بھی میرے پاس لانا کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں ماپ بھی پوری پوری دیتا ہوں اور خوب مہمان نوازی بھی کرتا ہوں اگر تم اسے میرے پاس

لَّمۡ تَاۡتُوۡنِيۡ بِهٖ فَلَا كَيۡلَ لَـكُمۡ عِنۡدِيۡ وَلَا تَقۡرَبُوۡنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوۡا

تم اس کو میرے پاس پس نہیں پیمانہ واسطے تمہارے نزدیک میرے اور نہ پاس آنا میرے کہا انہوں نے

نہ لائے تو پھر نہ میرے ہاں سے غلہ نہ ملے گا اور نہ تم میرے قریب آنا انہوں نے کہا

حل لغات۔

۱؎ مَكِيۡنٌ اَمِيۡنٌ۔ مکین معنے ہیں بے ذو مکانة کے یعنی صاحب منزلت رفیعہ۔ اور امین معنی میں ہے مؤتمن کے یعنی ہر چیز پر امانت دار۔ ۲؎ وَجَآءَ اِخۡوَةُ۔ اخوة بوزن فِعلة جمع ہے اخ کی اور اخ اصل میں اخو مفرد میں واو خلافِ قیاس حذف ہو گیا جیسے ید اور دم میں۔ یہ وزن ہے جمع قلت کا جس کا اطلاق دس یا دس سے کم پر ہوا کرتا ہے۔

ف۱ نفس انسان کو ہر وقت بُرائی کا حکم کرتا ہے مگر جس پر اللہ کی مہربانی ہو جائے وہ شیطان و نفس کے پھندے سے بچ جاتا ہے۔ مسند امام احمد و مسلم اور ابوداؤد میں زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جس میں وہ کہتی ہیں سُمِّيتُ بَرَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزَكُّوْا أَنْفُسَكُمْ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ سَمُّوْهَا زَيْنَبَ (مشکوٰۃ باب الاسامی) کہ میرا پہلا نام برہ تھا جس کے معنے نیک پارسا کے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام بدل کر زینب نام رکھا اور فرمایا کہ انسان کی پارسائی کا حال اللہ ہی کو خوب معلوم ہے اس لئے کسی کو اس قسم کا دعوئے پارسائی زیبا نہیں۔ گناہوں کے للچانے والے نفس کو أَمَّارَہ اور گناہوں پر ملامت کرنے والے کو لَوَّامَہ اور گناہوں سے بچنے والے کو مُطْمَئِنَّہ کہتے ہیں (حسن) ف۲ جب تحقیقات تیجہ آشکارا ہو گیا تو حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ سے ملنے کے لئے تیار ہو گئے کیونکہ اب ان کی رہائی بادشاہ کی بخشش نہ رہی ان کا حق ہو گئی۔ اس معاملہ نے بادشاہ کا اشتیاق اور زیادہ کر دیا۔ اس نے خیال کیا جس شخص کی راست بازی، امانت داری اور وفائے عہد کا یہ حال ہے اس سے بڑھ کر مملکت کے کاموں کے لئے کون موزوں ہو سکتا ہے۔ پس کہا فوراً میرے پاس لاؤ میں اسے کاموں کے لئے خاص کر لوں گا چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام آئے اور پہلی ہی ملاقات میں اس درجہ مسخر ہوا کہ بول اٹھا مجھے تم پر بھروسہ ہے۔ تم میری نگاہ میں بڑا مقام رکھتے ہو۔ مجھے بتلاؤ اس آنے والی مصیبت سے جس کی خبر خواب میں دی گئی ہے مملکت کیونکر بچائی جا سکتی ہے؟ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اس طرح کہ ملک کی آمدنی کے تمام وسائل میرے ماتحت کر دیئے جائیں۔ دولت کی حفاظت بھی پوری کروں گا اور اس کی آمد و خرچ کے ذرائع اور حساب و کتاب سے خوب واقف ہوں، علم و بصیرت کے ساتھ اسکی حفاظت کر سکتا ہوں انشاء اللہ۔ یوسف علیہ السلام نے خود درخواست کر کے مالیات کا کام اپنے سر لیا تا اس ذریعہ سے عامۂ خلائق کو پورا نفع پہنچا سکیں خصوصاً آنے والے قحط میں نہایت خوش انتظامی سے حکومت و رعایا کی مالی حالت کو مضبوط رکھ سکیں۔ معلوم ہوا جب دنیاوی اقتدار و اعزاز، شہرت و نمود مقصود نہ ہو تو دین کی ہمدردی و خیر خواہی عروج و ترقی کے لئے حصول منصب و عہدہ کی خاطر اپنے نفس کو پیش کرنا اور متمنی ہونا جائز و درست ہے جیسا کہ ایک صحابی نے کہا تھا اِجْعَلْنِيْ إِمَامَ قَوْمِيْ قَالَ أَنْتَ إِمَامُهُمْ یعنی مجھ کو میری قوم کا امام بنا دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنا دیا (رواہ احمد و صححہ الحاکم) فائدہ ستاریہ انھوں نے اب بخدمت طلب کی تا کہ اہل دنیا سے دور رہیں اور خواب کی تعبیر اور کسی سے بن نہ آئی چنانچہ بادشاہ نے ایسا ہی کیا اور جب وہ دربار سے نکلے تو تمام مملکت مصر کے حکمراں و مختار تھے۔ تورات میں ہے کہ یوسف (علیہ السلام) جب بادشاہ کے پاس تھے تو ان کی عمر تیس[۳۰] سال کی تھی پیدائش [۴۱] آپ خواب کی تعبیر کے مطابق پہلے سات برس فراخی کے گزرے اور جو تدبیر تجویز کی تھی اسی کے مطابق انھوں نے غلّے کے ذخیرے جمع کئے۔ پھر جب قحط کے سال شروع ہوئے تو وہی ذخیرے کام میں لائے گئے اور حکومت کی جانب سے غلہ تقسیم ہونے لگا (م ترجمان، فائدہ ستاریہ، موضح القرآن وغیرہ)

ف۳ یعنی ہم پہنچاتے ہیں اپنی رحمت جس کو چاہیں بندوں میں سے دنیا میں اس پر انعام اور احسان کرتے ہیں اور آخرت میں دوزخ سے بچا کر جنت میں لے جاتے ہیں اور اچھے کام کرنے والوں کا اجر برباد نہیں کرتے۔ آگے فرمایا کہ آخرت کا اجر واسطے اہل ایمان اور تقویٰ کے بہتر ہے۔ اس میں تنبیہ ہے اس بات پر کہ اصل احسان یہی ایمان اور تقویٰ ہے (فتح)

ف۴ یہ خواب ہوا ان کے سوال کا کہ اولاد ابراہیمؑ اسی طرح شام سے آئی مصر میں اور بیان ہوا کہ بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو گھر سے دور پھینکا تا ذلیل ہو، اللہ نے عزت دی اور ملک پر اختیار دیا۔ ویسا ہی ہوا ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (موضح)

ف۵ جب حضرت یوسف علیہ السلام ملک مصر پر مختار ہوئے خواب کے موافق سات برس خوب آبادی کی اور ملک کا اناج بھرتے گئے پھر سات برس قحط میں ایک بھاؤ میانہ باندھ کر بکوایا۔ اپنے ملک والوں کو اور پردیسیوں کو برابر مگر پردیسی کو ایک اونٹ سے زیادہ نہ دیتے۔ اس میں خلق بھی بچی قحط سے اور خزانہ بادشاہ کا بھر گیا۔ ہر طرف خبر تھی کہ مصر میں اناج سستا ہے۔ ان کے بھائی آئے خریدنے کو (موضح) لیکن بھائیوں نے یوسف کو نہیں پہچانا کیونکہ ان کے خیال کے مطابق تو یوسف (باقی فائدہ بر صفحہ ۳۴۴)

اور جمع کثرت کا وزن ہے اِخْوَان جس کا اطلاق دس سے زائد پر ہوتا ہے۔ ۳ مُنْكِرُوْن اسم فاعل ہے اِنْكَار کا اور انکار کے معنے ہیں شناخت نہ کرنا تو فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهُ مُنْكِرُوْنَ کے معنے ہیں عرفہم یوسف وہم ما عرفوه۔ ۴ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ۔ جہاز مصدر ہے تجہیز کا جس طرح سلام تسلیم اور کلام تکلیم کا۔ جہاز کہتے ہیں ان چیزوں کے مہیا کرنے کو جن کی مسافر کو ضرورت پڑتی ہے جیسے مثلاً زاد اور راحلہ وغیرہ اور اسی سے ہے جہاز العروس اور جہاز المیت۔ ۵ أُوفِي الْكَيْلَ۔ اُوْفِ اصل میں تھا اُوْفِيْ اخری ی خلاف قیاس حذف ہو گئی اتباعاً للرسم الخط جس طرح قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ اور وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ میں۔

سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿٦١﴾ وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا

رکھتے ہیں پھسلائیں گے ہم اس سے باپ اسکے اور ہم البتہ کرنے والے ہیں ﴿۶۱﴾ اور کہا واسطے جوانوں اپنے کے رکھ دو

چاہیں گے اس کے متعلق ترغیب دیں گے اور ہم یہ کام ضرور کریں گے اور (یوسف نے) اپنے ملازموں سے

بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى

پونجی ان کی بیچ بوریوں ان کے کے شاید کہ وہ پہچانیں اس کو جب پھر جاویں طرف

کہ ان کی پونجی ان کے سامان میں رکھ دو تاکہ جب وہ اپنے گھر واپس جائیں تو انہیں معلوم ہو کر ہماری

اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٦٢﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ

اپنے کے شاید کہ وہ پھر آویں ﴿۶۲﴾ پس جب پھر آئے طرف باپ اپنے کی کہا

پونجی ہمیں واپس مل گئی شاید یہ دوبارہ پھر یہاں آئیں پھر جب وہ واپس اپنے باپ کے پاس گئے تو کہنے لگے

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ

انہوں نے اے باپ ہمارے منع کیا گیا ہے ہم سے پیمانہ پس بھیج ساتھ ہمارے بھائی ہمارے کو کہ پیمانہ کروا لیں

کہ غلے کا ملنا ہم سے روک دیا گیا ہے سو آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو روانہ کر دیں تاکہ ہم غلہ لائیں۔ اور ہم یقیناً

وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿٦٣﴾ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ

اور ہم واسطے اسکے البتہ نگہبان ہیں ﴿۶۳﴾ کہا کیا نہیں امانتدار رکھتا میں تم کو اوپر اسکے مگر جیسا امانتدار

اس کی حفاظت کریں گے (یعقوب نے) کہا کیا میں اسکے بارے میں تمہارا اسی طرح اعتبار کر لوں جس طرح

اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ؕ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۪ ق

رکھا تھا میں نے تم کو اوپر بھائی اس کے کے پہلے اس سے پس اللہ بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور وہ

میں نے اس کے بھائی کے بارے میں کیا تھا؟ سو خدا ہی بہتر حافظ ہے اور وہ

وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا

بہت رحم کرنے والا ہے سب رحم کرنے والوں سے ﴿۶۴﴾ اور جب کھولا انہوں نے اسباب اپنا پائی

سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے اور جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا تو دیکھا کہ ان کی پونجی

بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ؕ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ؕ هٰذِهٖ

پونجی اپنی پھیری گئی ہے طرف اپنی کہا انہوں نے اے باپ ہمارے کیا چاہتے ہیں ہم یہ ہے

واپس کر دی گئی ہے کہنے لگے ابا جان ہمیں اس سے زیادہ کیا چاہیے (دیکھئے) یہ ہماری پونجی بھی ہمیں واپس کر دی گئی ہے

بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَ

پونجی ہماری پھیری گئی طرف ہماری اور اناج لاویں گے ہم واسطے گھر والوں اپنے کے اور ہم حفاظت کریں گے بھائی اپنے کی

اور اب ہم اپنے گھر والوں کے لئے پھر غلہ لائیں گے اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ

نَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿٦٥﴾ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ

اور زیادہ لاویں گے ہم پیمانہ ایک اونٹ کا یہ پیمانہ ہے آسان کہا کبھی نہ بھیجوں گا میں اس کو

غلہ اور زیادہ لائیں گے یہ غلہ جو ہم لائے ہیں تھوڑا ہے یعقوب نے کہا میں اس کو ہرگز

مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ

ساتھ تمہارے یہاں تک کہ دو تم مجھ کو قول اللہ کا البتہ لے آؤ گے تم اس کو میرے پاس مگر یہ کہ گھیرے جاؤ

تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا جب تک تم اللہ کا عہد نہ دو کہ تم ضرور اسے میرے پاس لے آؤ گے مگر

حل لغات

۱؎ اِجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ بضاعۃ ہے کہ کسرہ کے ساتھ مال اور سامان کا وہ حصہ جس سے تجارت کرتے ہیں۔ ۲؎ نَكْتَلْ اصل میں نکتال تھا۔ جواب امر میں واقع ہونے کی وجہ سے جب لام کلمہ مجزوم ہوا تو اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف گر پڑا۔ ۳؎ مَا نَبْغِيْ۔ ما استفہامیہ معنی میں ہے ای شیء نبغی فوق ہذا الاکرام۔ اور

(بقیہ فائدہ صفحہ ۳۴۳ ، علیہ السلام) ہلاک ہوچکے ہوں گے پھر یہ کہ تقریباً عرصہ چالیس سال کا گذر چکا ہے (جامع صفحہ ۲۰۷) (فوائد صفحہ ھذا) ف۱ سب سے چھوٹا بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کا سگا بھائی (بن یامین) تھا اس کو بلوایا (موضح) یوسف علیہ السلام نے اجنبی بنکر بھائیوں سے پوچھا کہ تم کتنے بھائی ہو؟ انھوں نے کہا ہم بارہ بھائی تھے ایک بھائی جنگل میں ہلاک ہوگیا۔ اس کے حقیقی بھائی کو ہمارا باپ اپنی تسلی کے واسطے اپنے پاس رکھتا ہے۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا شاید کسی ملک کے مخبر ہو۔ انھوں نے کہا ہم ایسے نہیں بلکہ ہمارے باپ نبی ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا اچھا اب کی مرتبہ اس بھائی کو بھی لانا تاکہ تمھارا جھوٹ سچ معلوم ہو (جامع صفحہ ۲۰۷) فرمایا اگر اپنے بھائی کو ہمراہ لے کر نہ آئے تو میرے ملک میں نہ آنا یا میرے پاس نہ آنا غلہ ملنے کی امید نہ رکھنا۔ وہ بولے حتی الامکان اسے ساتھ لانے کی کوشش کرینگے کوئی دقیقہ اس میں فروگذاشت نہ کریں گے۔ چنانچہ وعدہ پورا کیا باپ سے کہہ سنکر بھائی کو ہمراہ لے آئے فقط۔
ف۲ جو قیمت لائے تھے وہ چھپا کر اناج کے بوجھوں میں ڈال دی احسان کرکر (موضح)
ف۳ تم جب یوسف ع کو لے گئے تھے جب بھی یہی کہا تھا کہ ہم اس کے نگہبان ہیں پھر اچھی نگہبانی کی کہ آج تک یوسف کا پتہ نہیں ایسے ہی اس بھائی کی بھی نگرانی کروگے۔ آخران سے عہد لے کر اپنے پیارے بچے کو اللہ کے سپرد کردیا کیونکہ قحط کے مارے غلہ کی ضرورت تھی اور بغیر بھیجے چارہ نہ تھا کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے پہلی دفعہ یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی نگہبانی میں نہیں دیا تھا تو اس مصیبت میں پڑے۔ کعب احبار کہتے ہیں جب بن یامین کے لئے یہ فرمایا کہ اللہ حافظ ہے تو پروردگار عالم نے فرمایا میری عزت کی قسم جب تو نے مجھ پر بھروسہ کرلیا تو میں تیرے دونوں بیٹوں کو تجھ سے ملادوں گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو اپنے ہر کام میں اللہ عزوجل ہی پر بھروسہ و اعتماد چاہئے، نہ کسی پیر و فقیر وغیرہ پر (خازن، بغوی، فائدہ ستاریہ)
ف۴ مَا نَبْغِیْ میں یا تو نافیہ ہے۔ پس مطلب یہ ہوا کہ ہم تجھ سے کچھ مال نہیں مانگتے بلکہ غلہ کے لانے کو ہمارے پاس واپس شدہ مال کافی ہے اور یا بمعنی ای شئی ہے تو یہ مطلب ہوا کہ اس سے زیادہ سلوک و احسان بادشاہ کا ہم کیا چاہیں گے کہ ایسے وقت میں ہمارا مال واپس دیدیا اور یا نبغی بمعنی کذب ہے تو یہ مطلب ہوا کہ جھوٹ نہیں کہتے ہیں اور یہ مال بھی موجود ہے جو بادشاہ کے احسان کی دلیل ہے (احمدی) جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی غلہ لے کر اپنے گھر واپس آئے تو سامان کھولنے سے پہلے اپنے والد بزرگوار سے آپ کے اخلاق کا ذکر کیا کہ عزیز مصر ایک لائق اور شریف النفس ہے ہمیں اچھی طرح اُتارا اور ہماری خوب مہمانی کی اور بھرپور تول کر غلہ دیا۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ اس مرتبہ جانا تو انھیں میرا سلام کہنا اور کہنا کہ ہمارا باپ تمھارے حق میں دعا کرتا ہے۔ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے یہ بھی کہا کہ اس مرتبہ اگر ہم جائیں گے تو وہ ہم کو غلہ نہ دیں گے بنیامین اگر ساتھ جائے گا تو البتہ غلہ ملے گا۔ انھوں نے کہدیا ہے کہ اگر اپنے بھائی کو ساتھ دلاؤ گے تو ہم تمھیں غلہ نہ دیں گے اس واسطے جب تک بن یامین نہ جائے ہمارا جانا بے سود ہے۔ علاوہ اس کے بنیامین کے جانے میں ایک فائدہ ہے کہ اس مرتبہ دس اونٹ بار کرکر لائے ہیں اور اب گیارہواں لائینگے۔ کیونکہ عزیز مصر ہر شخص کو ایک اونٹ کے بوجھ کے لائق غلہ دیتا ہے اور بنیامین کی طرف سے کچھ تردد نہ کریں ہم اسے کچھ تکلیف نہ ہونے دیں گے اور ہر طرح سے اس کی حفاظت کرینگے۔ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایماندار آدمی کو صلہ رحمی کی پابندی کرنی ضروری ہے رشتہ داروں سے سلوک کرنے کو صلہ رحمی کہتے ہیں۔ جو علماء یہ کہتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام نے غلہ کی قیمت اس لئے صلہ رحمی کے طور پر واپس کردی کہ یہ روپیہ باپ بھائیوں کی اور ضرورتوں میں کام آوے اور غلہ مفت ان کے پاس پہنچ جاوے تو بہتر ہے۔ اس حدیث سے ان علماء کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنت ابراہیمی کی پیروی کا حکم ہے۔ اس بناء پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ صلہ رحمی کا مسئلہ جس طرح شریعت محمدی میں ہے اسی طرح ملت ابراہیمی میں بھی تھا اور اسی کے موافق یوسف علیہ السلام نے عمل کیا (م حسن)

ینبغی معنے میں ہے نبتغی اور نطلب کے۔ ۵ وَنَمِیْرُ اَھْلَنَا۔ نمیر مشتق ہے میرۃ سے اور میرہ کہتے ہیں کھانے کی چیز کو بولا کرتے ہیں مارہ یمیرہ میرا اذا اتاہ بمیرۃ ای بطعام اور اسی سے ہے ماعندہ خیر ولا میر۔ ۶ نَزْدَادُ باب افتعال سے ہے۔ اصل میں تھا نزتید۔ یہ متحرک ماقبل مفتوح الف سے بدل گئی اور ت دال ہوگئی۔ ۷ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ۔ موثق مصدر ہے معنی میں ثقۃ کے۔ اور ثقۃ کہتے ہیں اس عہد کو جس پر وثوق کیا جائے پھر مصدر معنی میں ہے مفعول کے والتقدیر لن ارسلہ معکم حتی تؤتونی عہدا موثوقا بہ۔

يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۝۶۶

تم سب پس جب دیا انہوں نے اسکو عہد اپنا کہا اللہ اوپر اس چیز کے کہ کہتے ہیں ہم کارساز ہے

گھیر لیے جاؤ (تو مجبوری ہے) جب انہوں نے قول و قرار کیا تو یعقوب نے کہا جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں اللہ اسکا ذمہ دار ہے

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ

اور اے بیٹو میرے مت داخل ہو جیو ایک سے اور داخل ہو جیو دروازوں دروازے

اور اس نے کہا اے میرے بیٹو! تم ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا

مُّتَفَرِّقَةٍ ۭ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ اِنِ

متفرق سے اور نہیں کفایت کرتا ہوں تم کو خدا کی طرف سے کچھ نہیں

اور اللہ کے حکم کو (اس تدبیر سے) میں تم پر سے ٹال نہیں سکتا۔ حکم اللہ ہی کا چلتا ہے۔ میں نے

الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝۶۷

حکم مگر واسطے اللہ کے اوپر اسی کے توکل کیا میں نے اور اوپر اسی کے پس چاہیے کہ توکل کریں توکل کرنے والے

اسی پر بھروسہ کر رکھا ہے اور اہل توکل کو اسی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ۭ مَا كَانَ يُغْنِيْ

اور جب داخل ہوئے جیسے حکم کیا تھا ان کو باپ انکے نے نہ تھا کہ کفایت کرے

اور جب وہ انہیں جگہوں سے داخل ہوئے۔ جس طرح انکے ابا جان نے حکم دیا تھا تو یہ تدبیر خدا کے

عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ۭ

ان کو خدا سے کچھ مگر ایک خطرہ تھا بیچ دل یعقوب کے کہ پورا کیا اس کو

مقابلے میں ان کو (مصائب سے) ذرا بھی نہ بچا سکتی تھی۔ ہاں یعقوب کے دل کا ارمان تھا۔ جس کو انہوں نے

وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

اور تحقیق وہ البتہ صاحب علم تھا واسطے اس چیز کے سکھایا تھا ہم نے اسکو لیکن اکثر لوگ نہیں

پورا کیا اور بلاشبہ وہ ذی علم تھا کیونکہ ہم نے اسے علم سے بہرہ مند کیا تھا۔ لیکن اکثر لوگ اس بات کو

يَعْلَمُوْنَ ۝۶۸ وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَخَاهُ

جانتے۔ ع۳ اور جب داخل ہوئے اوپر یوسف کے جگہ دی طرف اپنی بھائی اپنے کو

نہیں جانتے اور جب وہ یوسف کے پاس آئے تو اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دے کر کہا۔

قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۶۹ فَلَمَّا

کہا کہ میں ہی ہوں بھائی تیرا پس مت غمگین ہو ساتھ اس چیز کے کہ تھے کرتے پس جب

یقین کر کہ میں تمہارا بھائی ہوں سو جو کچھ یہ کرتے رہے ہیں تم اس پر غمگین نہ ہونا۔ پھر جب

جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ

تیار کیا واسطے انکے سامان ان کا رکھ دیا ایک پیالہ مرصع پانی پینے کا بیچ سقاے بھائی اپنے کے پھر پکارا

انکو ان کا ساز و سامان دے کر تیار کر دیا تو پانی پینے کا کٹورا اپنے بھائی کے اسباب میں رکھ دیا۔ پھر

مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ۝۷۰ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ

ایک پکارنے والے نے اے قافلے والو تحقیق تم البتہ چور ہو کہا انہوں نے اور متوجہ ہو کر ان کی طرف

ایک پکارنے والے نے پکار کر کہا کہ اے قافلے والو تم تو چور ہو وہ ان کی طرف متوجہ ہو کر پوچھنے لگے

حل لغات۔ لہ قَالَ يٰبَنِيَّ بنی اصل میں تھا بنین۔ نون جمع اضافت کی وجہ سے گر گیا اور ایک یے دوسری یے میں مدغم ہو گئی ۔ ۲ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً۔ من شئ اس بات کا بھی احتمال رکھتا ہے کہ بنا بر مفعولیت کے منصوب ہو اور اس بات کا بھی کہ فاعل ہونے کی حیثیت سے مرفوع ہو۔ پہلی ★

ف۱ یعنی ایسی آسان بھرتی کو چھوڑنا نہیں چاہئے۔ جس طرح ہو بن یامین کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے۔ ــــــ بعض نے ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ کا اشارہ پہلے جو غلّہ لائے تھے اس کی طرف کیا ہے اور یَسِیر کو بمعنی قلیل لیا ہے جو پہلے لائے ہیں وہ حاجت کے اعتبار سے تھوڑا ہے اور قحط کے زمانہ میں کہاں تک کام دے گا لہٰذا ضروری ہے کہ جس طرح بن پڑے ہم دوبارہ جائیں اور اس کا حصہ لے کر آئیں ــــــ پھر یہ کہ تقدیر الٰہی سے کوئی ایسا حادثہ پیش آجائے جس میں تم سب گھر جاؤ اور نکلنے کی کوئی سبیل نہ رہے تب تو میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ ہاں اپنے مقدور اور زندگی بھر بن یامین کی حفاظت میں کوتاہی نہ کروگے۔ یہ پختہ عہد و پیمان اور قسمیں لے کر زیادہ تاکید اور اہتمام کے طور پر فرمایا اَللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ۝ یعنی جو کچھ عہد و پیمان تم اس وقت کر رہے ہیں وہ سب خدا کے سپرد ہیں۔ اگر کسی نے خیانت اور بدعہدی کی وہی سزا دے گا یہ قول و اقرار تو اپنے مقدور کے موافق پختہ کر رہے ہیں لیکن باتوں سے جو مقصد اصل ہے وہ خدا کی حفاظت و نگہبانی ہی سے پورا ہو سکتا ہے۔ خدا نہ چاہے تو سارے اسباب و تدابیر دھری رہ جائیں، کچھ نہ ہو۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں، ظاہری اسباب بھی پختہ کرلالہ بھروسہ اللہ پر رکھا یہی حکم ہے ہر کسی کو (موضح القرآن)

ف۲ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے بچوں پر نظر بد لگ جانے کا خوف تھا۔ اولاد کی ماما ہر ایک کو ہوتی ہے۔ سب بیٹے حسین، خوب صورت، قوی اور جوان تھے۔ پھر ماشاء اللہ گیارہ بھائی۔ مصر کے چار دروازے تھے۔ آپؑ کو خیال ہوا کہ اگر سب مل کر ایک ہی دروازہ سے جائیں گے تو ضرور لوگوں کی نظر پڑے گی کہیں ٹوک نہ لگ جائے۔ صحیح حدیث میں ہے اَلْعَيْنُ حَقٌّ نظر کا لگنا حق ہے۔ اس سے آدمی کو نقصان پہنچتا ہے گھوڑے سوار کو گرا دیتی ہے۔ تقدیر کا منکر اسلام سے خارج ہے (ابن کثیر۔ خازن بغوی) یہ ٹوک کا بچاؤ بتایا ہے۔ بھروسہ اللہ تعالیٰ پر کیا۔ ٹوک لگنی غلط نہیں اور اس کا بچاؤ کرنا روا ہے (موضح)

ف۳ یہ آیت دلیل ہے اس بات پر کہ پیغمبر کسی کے مقدور کو نہیں پھیر سکتے اور انکو علم غیب بھی نہیں ہوتا۔ یہ کام اللہ کے لئے خاص ہیں۔

یعقوب علیہ السلام کو بھی علم غیب نہ تھا۔ نظر سے بچنے کی تدبیر تو جاری کی مگر تقدیر کی خبر نہ تھی کہ بن یامین اب واپس نہیں آئیں گے بلکہ روک لئے جائیں گے۔ جاہل یہ اعتقاد کرتے ہیں کہ فلاں پیر و فقیر کا مرید دوزخ میں نہ جائے گا حالانکہ یہاں پیغمبر علیہ السلام اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ کے کسی حکم سے نہیں بچا سکتے (ابن کثیر) اور نہیں سمجھتے کہ اگر کسی بزرگ کو کوئی بات کسی وقت خدا کی طرف سے معلوم ہو جائے تو وہ محض خداداد ہے، نہ یہ کہ وہ غیب داں ہو گیا۔ ایسے لوگوں کی مثال بالکل ویسی ہے جیسے کوئی تار بابو کو خبر دیتے ہوئے جو کہ دور دراز ملکوں سے پہنچی ہو سن کر حالات سے اپنے اہل و عیال کا حال دریافت کرنے لگ جائے اور یہ نہ سمجھے کہ اس نے جو خبر دی ہے وہ کسی کے بتلانے سے بتلائی ہے ورنہ اسے کیا معلوم کہ دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ شیخ سعدی مرحوم نے اسی کے متعلق کیا اچھا کہا ہے ؎

یکے پرسید ازاں گم کردہ فرزند	کہ اے روشن گہر پیر خردمند
ز مصرش بوئے پیراہن شنیدی	چرا در چاہِ کنعانش نہ دیدی
بگفت احوال ما برق جہان است	دمے پیدا و دیگر دم نہان است
گہے بر طارم اعلیٰ نشینم	گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

(یعنی کسی نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے پوچھا کہ حضرت آپ نے مصر سے حضرت یوسفؑ کے پیرہن کی خوشبو کو تو پالیا اور جب وہ کنعان ہی کے اندھے کنویں میں پڑے ہوئے تھے اُس وقت آپ نے اس کو کیوں نہ دیکھ لیا؟ آپ نے جواب دیا کہ ہمارے حالات اللہ کے قبضہ میں ہیں جو بجلی کے مانند ہیں۔ وہ باذن اللہ پیدا ہوتی ہے اور پھر فوراً ہی غائب ہو جاتی ہے۔ اللہ کا حکم ہوتا ہے تو کبھی تو ہم عرش عظیم تک خبریں پا لیتے ہیں۔ کبھی ہم کو یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ ہمارے پیچھے کیا ہے) فقہاء نے ایسے لوگوں کے حق میں جو انبیاء و اولیاء کی نسبت غیب دانی کا اعتقاد کریں کفر کا حکم دیا ہے وَاعْلَمْ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يَعْلَمُوا الْمُغَيَّبَاتِ مِنَ الْاَشْيَاءِ اِلَّا مَا اَعْلَمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَحْيَانًا وَذَكَرَ الْحَنَفِيَّةُ تَصْرِيْحًا بِالتَّكْفِيْرِ بِاِعْتِقَادِ اَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَعْلَمُ الْغَيْبَ لِمُعَارَضَةِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ كَذَا فِي الْمُسَايَرَةِ (شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ثنائی) یعنی جان لو کہ انبیاء کرام مغیبات میں سے صرف ان ہی چیزوں کو جان سکے جن کو کبھی اللہ پاک نے بذریعہ وحی یا الہام کے انکو معلوم کرا دیا۔ حنفیہ نے صراحۃً (راقی بصفحہ ۴۴۶)

---

۱ صورت میں تقدیر عبارت یوں ہوگی ماکان یغنی من قضاء اللہ شیئا جیسے بولا کرتے ہیں مارایت من احد الا ما رایت احدا۔ دوسری صورت میں یہ تقدیر ہوگی ماکان لِیُغْنِیَ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ مع قضاء جس طرح کہا کرتے ہیں ما جاءنی من احد الا حاجة۔ استثناء منقطع ہے والمعنی لکن حاجة فی نفس یعقوب قضٰها۔ ۲ اٰوٰى۔ ایواء کہتے ہیں جگہ دینے، منزل میں اتارنے کو والتقدیر انزل فی الموضع الذی کان یاوی الیہ۔ یہ اصل میں تھا أاوی ہمزہ الف سے اور اسی طرح یے الف سے بدل کر آوٰی ہو گیا۔ ۳ فَلَا تَبْتَئِسْ غم کے معنی میں ہے لا تحزن کے اور اس کی مزید تحقیق پہلے (سورۂ ہود میں گزر چکی وہاں ملاحظہ ہو۔ ۴ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ۔ السقایہ پانی کا ظرف جس سے پانی پیا جاتا ہے۔ رَحل پالان شتر۔ اصل اور رِحال جمع۔ ۵ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ۔ عیر اصل میں اُس اونٹ کو کہتے ہیں جس پر بوجھ لدا ہو۔ لیا گیا ہے تعبیر بمعنی مذہب وکلی سے۔ بعض کہتے ہیں کہ قافلہ حمیر کو عیر کہتے ہیں۔ پھر اس کے استعمال میں یہاں تک وسعت ہوئی کہ ہر قافلہ کو عیر کہنے لگے۔

مَّاذَا تَفْقِدُونَ ﴿۷۱﴾ قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَن جَاءَ بِهِ

اوریہ ان سے کیا چیز کھوئی گئی ہے تمہاری کہا انہوں نے کھو گیا ہے پیالہ بادشاہ کا اور واسطے اس شخص کے کہ

کہ تمہاری کیا چیز گم ہو گئی ہے؟ انہوں نے کہا کہ بادشاہ سلامت کا پیمانہ نہیں ملتا اور جو لے آئے اسے

حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُم مَّا

لے آوے اسکو بوجھ ہے اونٹ کا اور میں ساتھ اس کے ضامن ہوں۔ کہا انہوں نے قسم ہے خدا کی البتہ تحقیق

(بطور انعام) ایک اونٹ کا بوجھ غلہ دیا جائیگا اور میں اسکا ضامن ہوں انہوں نے کہا بخدا تمہیں معلوم ہو چکا کہ ہم اس ملک میں

جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ﴿۷۳﴾ قَالُوا فَمَا

جانتے ہو تم کہ نہیں آئے ہم کہ فساد کریں بیچ زمین کے اور نہیں ہیں ہم چور کہا انہوں نے پس کیا

اس واسطے نہیں آئے کہ فساد برپا کریں اور نہ ہم چور ہیں۔ انہوں نے کہا کہ

جَزَاؤُهُ إِن كُنتُمْ كَاذِبِينَ ﴿۷۴﴾ قَالُوا جَزَاؤُهُ

کیا ہے سزا اس کی اگر ہو تم جھوٹے کہا انہوں نے سزا اس کی یہ ہے

اگر تم جھوٹے ثابت ہوئے تو پھر اس کی کیا سزا ہوگی (یوسف کے بھائیوں نے) جواب دیں

مَن وُجِدَ فِي رَحْلِهِ فَهُوَ جَزَاؤُهُ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي

جو شخص کہ پایا جاوے بیچ اسباب کے پس وہی ہے بدلہ اس کا اسی طرح بدلہ دیتے ہیں ہم

کہ جس کے سامان سے پیالہ برآمد ہو وہ آپ اپنی سزا ہو (یعنی اسکو اسکا بدلہ کر لیا جائے) ہم زیادتی کرنے والوں کو

الظَّالِمِينَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَأَ بِأَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاءِ أَخِيهِ ثُمَّ

ظالموں کو۔ پس شروع کیا ساتھ تھیلیوں انکے کے پہلے تھیلے بھائی اپنے کے پھر

اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔ پھر اس نے یوسف کے بھائی کا اسباب کا تھیلا دیکھنے سے پہلے انکے تھیلے

اسْتَخْرَجَهَا مِن وِعَاءِ أَخِيهِ ۚ كَذَٰلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ ۖ

نکال لیا اس کو تھیلے بھائی اپنے کے سے اسی طرح مکر کیا ہم نے واسطے یوسف کے

دیکھنے شروع کر دیئے پھر اسکو انکے بھائی کے اسباب سے نکال لیا۔ اس طرح ہم نے یوسف کے لئے

مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ

نہیں تھا کہ لے سکے بھائی اپنے کو بیچ دین بادشاہ کے مگر یہ کہ چاہے اللہ

تدبیر کی (کیونکہ) شاہ وقت کے قانون کے مطابق وہ اپنے بھائی کو ہرگز نہیں روک سکتے تھے ہاں اگر

نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ ۗ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ﴿۷۶﴾

بلند کرتے ہیں ہم درجوں میں جس کو چاہیں اور اوپر ہر جاننے والے کے جاننے والا ہے ۔ کہا

اللہ کو یہی منظور ہو ہم جسے چاہتے ہیں بلند مرتبہ کر دیتے ہیں اور ہر ذی علم سے دوسرا علم والا بڑھ کر ہے

قَالُوا إِن يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَّهُ مِن قَبْلُ ۚ فَأَسَرَّهَا

کہا انہوں نے اگر چرا لے یہ پس تحقیق چرایا تھا ایک بھائی اس کے نے پہلے اس سے پس چھپایا

کہنے لگے اگر اس نے چوری کی ہے تو اس سے پہلے اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی۔ یوسف نے اس بات کو اپنے

يُوسُفُ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ أَنتُمْ شَرٌّ

اس کو یوسف نے بیچ جی اپنے کے اور نہ ظاہر کیا اس کو واسطے انکے کہا تم بدتر ہو

دل میں رکھا اور ان پر ظاہر نہ کیا۔ فرمایا تم بڑے خانہ خراب ہو اور جو کچھ تم

حل لغات۔

۱ صُوَاعَ الْمَلِكِ

صُواع اور سقایۃ کے ایک معنی ہیں یعنی پانی پینے کا برتن اس کی جمع ہے صیعان جیسے غراب کی غربان اور صلاح کی جمع آتی ہے اصواع جس طرح باب کی ابواب۔ ۲ کِدْنَا

بوزن بِعْنَا کا دیکھیے یعنی ضرب یضرب سے مشتق ہے کید یعنی مکر اور حیلہ کرنے سے اصل میں تھا کَیَدْنَا یا الف سے بدل ہوئی اور الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے

(بقیہ صفحہ ۳۴۵) ذکر کر دیا ہے کہ نبی علیہ السلام کے بارے میں غیب دانی کا اعتقاد رکھنا کفر ہے اس لئے کہ یہ عقیدہ قرآن کی اس آیت کے بالکل خلاف ہے جس میں اللہ نے فرمایا کہ زمینوں اور آسمانوں میں غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

ف۵ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کی مہمانی کی۔ دو دو کو کھانا کھلانے بٹھایا تو بن یامین اکیلے رہ گئے۔ وہ اپنے بھائی یوسف علیہ السلام کو یاد کر کے رونے لگے کہ میرا بھائی ہوتا تو ساتھ مل کر کھاتا۔ سب ایک ایک جگہ دو دو مل کر کھانا کھا رہے ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارا ایک بھائی اکیلا رہ گیا۔ پھر ان کو ساتھ بٹھلا کر کھانا کھلایا اور ان سے پوشیدہ کہا کہ تم کو منظور ہے کہ میں تمہارا بھائی بن جاؤں۔ انھوں نے کہا کہ تم جیسا بھائی کہاں میسر ہو لیکن تم یعقوب اور راحیل کے بیٹے تو نہیں۔ اس پر یوسف علیہ السلام کو رونا آگیا۔ پھر بن یامین کو تنہائی میں بتا دیا کہ میں تیرا حقیقی بھائی یوسف ہوں یہ ظلم و زیادتی ہمارے علاتی بھائیوں نے ہم پر کی ہے کہ مجھ کو باپ سے جدا کر کے کنوئیں میں ڈالا، غلام بنا کر فروخت کیا اور باپ کو بھائی سے جدائی کے صدمہ میں مبتلا کیا۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں اس بھائی کو جو یوسف علیہ السلام نے آرزو سے بلایا اور دن کو حسد ہوا۔ اس سفر میں اس کو بات بات پر جھڑکتے اور طعنہ دیتے۔ اب یوسف علیہ السلام نے سمجھایا تسلی دی کہ اللہ چاہے وقت آگیا ہے ہمارے سب غم دور ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ سختی کے بعد راحت دیتا ہے (شرح جامع صفحہ ۲-۸)

ف۵ بعض علماء نے کہا کہ چوری کی نسبت ان کی طرف سچ مچ تھی اسلئے کہ منادی کو کچھ علم تدبیر یوسف کا نہ تھا۔ بعض نے کہا کہ تمہارا مال چور دن کا سا مال ہے کہ بادشاہ کا پیالہ بغیر رضا کے بادشاہ کے تمہارے پاس آگیا۔ پہلے معنی کو فتح البیان والے نے ترجیح دی ہے (فتح) یہ پیالہ شاہی پیالہ تھا بادشاہ کے پینے کا پاس تھا (موضح) جو چاندی یا سونے کا تھا اس پر جواہر لگے تھے۔ اسی سے غلہ بھر کے دیا جاتا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ زبرجد کا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے ملازمین نے ہوشیاری سے وہ پیالہ بنیامین کی بوری میں رکھ دیا تھا۔ جب چل پڑے اور تقریباً ایک منزل طے کر لی تو پیچھے سے ندا آئی کہ تم چور ہو ادھر آؤ تلاشی دو (ابن کثیر، خازن بغوی) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو چور کہلوایا جھوٹ نہیں، حضرت یوسف علیہ السلام کو باپ کی چوری سے بیچ ڈالا (موضح)

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ اخوان یوسف کہنے لگے کہ ہم کو خواہ مخواہ چور کیوں بناتے ہو۔ اگر کوئی چیز گم ہو گئی ہے تو ہم کہیں گئے تو نہیں سامان تلاش کر لو۔ ملازمین نے کہا بادشاہ کا پانی پینے کا پیالہ گم ہو گیا ہے۔ اگر بغیر حیل و حجت جو بھی پیالہ لا حاضر کرے گا اس کو ایک اونٹ کا غلہ بطور انعام ملے گا۔ وہ کہنے لگے ہم چور نہیں۔ ان کی عفت و صلاحیت مصر میں مشہور ہو چکی تھی۔ پہلی بار جب آئے تھے تب ہی لوگوں نے ان کی پرہیزگاری کی تعریف کی تھی دوبارہ بھی ایسے ہی رہے حتی کہ اپنی سواریوں کا منہ باندھ دیا تھا تاکہ کسی کا کھیت نہ چر جاویں (وجیز، خازن بغوی) کوئی بتا سکتا ہے کہ ہم نے کوئی شرارت کی؟ آخر ملازمین نے کہا فضول حجتیں کرنے کی ضرورت نہیں اگر پیالہ مسروقہ تمہارے پاس سے برآمد ہوا تو کیا سزا؟

ف۲ حضرت یعقوب علیہ السلام کی شریعت میں چوری کی سزا یہ تھی کہ جس کے پاس سے چوری نکلے وہ ایک سال تک غلام ہو کر رہے۔ برادران یوسف نے اپنے قانون شرعی کے موافق بغیر جھجھک سزا کا ذکر کر دیا انھیں پورا یقین تھا کہ ہم چور نہیں نہ چوری کا مال ہمارے پاس سے برآمد ہو سکتا ہے۔ اس طرح اپنے اقرار سے خود ہی پکڑے گئے ورنہ اس بادشاہ کا یہ حکم نہیں تھا۔ (خلاصہ۔ موضح وغیرہ)

ف۳ یہ تھی وہ ترکیب جو اللہ نے اپنی حکمت سے حضرت یوسف علیہ السلام کو سکھائی تھی کہ بھائیوں سے خود یہ فیصلہ کرا لیا تب اپنا حکم جاری کر دیا کہ بن یامین کو روک لو ان کی بوری سے پیالہ نکلا ہے۔ جس کے درجات اللہ بڑھانا چاہے بڑھا دیتا ہے۔ (ابن کثیر)

★ گر پڑا اور یائے محذوف پر دلالت کرنے کے لئے کاف کا فتحہ کسرہ سے بدل گیا۔ اور ایک ہے کا دیکاد نصر ینصر سے اس کے معنی ہیں قریب یقرب سکے۔ اصل میں کید کہتے ہیں حیلے اور مکر میں کوشش کرنے کو۔ یہاں مراد ہے آدمی کو پر مکروہ اور ناگوار میں ڈالنا۔ ۳ لغوی معنی دین الملک دین کے اصلی معنی ہیں مکافات اور جزا کے پھر مذہب و طریقہ کو اس لئے دین کہنے لگے کہ اس پر چلنے والے کو جزا ملتی ہے یہاں دین سے مراد ہے حکم اور قانون۔ ۴ انتم شر مکانا۔ انتم مبتدا، شر خبر، مکانا تمیز جو جملہ کی نسبت سے رفع ابہام کر رہی ہے۔

مَكَانًا ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَصِفُونَ ﴿٧٧﴾ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ

جگہ میں اور اللہ بہتر جانتا ہے اس کو جو بیان کرتے ہو تم کہا انہوں نے اے سردار

بیان کر رہے ہو۔ اللہ اسے خوب جانتا ہے۔ کہنے لگے اے عزیز! اس کا باپ

إِنَّ لَهُ أَبًا شَيْخًا كَبِيرًا فَخُذْ أَحَدَنَا مَكَانَهُ ۖ إِنَّا نَرَاكَ

تحقیق ہے واسطے اس کے باپ بوڑھا بزرگ پس لے لے ایک کو ہم میں سے جگہ اس کی تحقیق ہم دیکھتے

بہت بوڑھا ہے اس کے بدلے ہم میں سے کسی کو رکھ لے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ بڑے

مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٧٨﴾ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ أَن نَّأْخُذَ إِلَّا مَن

ہیں تجھ کو احسان کرنے والوں سے کہا پناہ اللہ کی کہ لیویں ہم سوائے اس شخص

نیکوکار ہیں۔ اس نے کہا خدا کی پناہ کہ ہم سوائے اس کے کہ جس کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی

وَجَدْنَا مَتَاعَنَا عِندَهُ إِنَّا إِذًا لَّظَالِمُونَ ﴿٧٩﴾ فَلَمَّا اسْتَيْأَسُوا

کے کہ پائی ہے ہم نے چیز اپنی نزدیک اس کے تحقیق ہم اس وقت البتہ ظالموں سے ہوں گے پس جب نا امید ہوئے

کسی دوسرے کو گرفتار کر لیں۔ ایسا کریں تو یقیناً ہم ظالم ٹھہریں گے۔ پھر جب وہ اس سے

مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا ۖ قَالَ كَبِيرُهُمْ أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ أَبَاكُمْ

اس سے اکیلے ہو بیٹھے مصلحت کرتے ہوئے کہا بڑے ان کے نے کیا نہیں جانتے تم یہ کہ باپ تمہارے

بالکل مایوس ہو گئے تو الگ ہو کر سرگوشیاں کرنے لگے۔ ان میں سے بڑے نے کہا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے

قَدْ أَخَذَ عَلَيْكُم مَّوْثِقًا مِّنَ اللَّهِ وَمِن قَبْلُ مَا فَرَّطتُمْ

نے تحقیق لیا تھا اوپر تمہارے عہد وثیق خدا کا اور پہلے اس سے کیا تقصیر کی تم

باپ نے تم سے اللہ کی قسم لے رکھی ہے اور پہلے بھی یوسف کے معاملے میں تم قصور کر چکے ہو۔

فِي يُوسُفَ ۖ فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّىٰ يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ

بیچ یوسف کے پس ہرگز نہ ٹلوں گا میں اس زمین سے یہاں تک کہ پروانگی دے مجھ کو باپ میرا یا حکم کرے

سو میں تو یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک میرے ابا مجھے اجازت نہ دیں یا اللہ میرے لیے کوئی

اللَّهُ لِي ۖ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿٨٠﴾ ارْجِعُوا إِلَىٰ أَبِيكُمْ

اللہ واسطے میرے اور وہ بہتر حکم کرنے والا ہے پھر جاؤ طرف باپ اپنے کی

تدبیر نکالے اور وہ بہترین تدبیر والا ہے۔ تم جاؤ اپنے ابا کے پاس اور اس سے کہو

فَقُولُوا يَا أَبَانَا إِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا بِمَا

پس کہو اے باپ ہمارے تحقیق بیٹے تیرے نے چوری کی ہے اور نہ شاہدی دی تھی ہم نے مگر جو کچھ کہ ہم

کہ ابا! آپ کے بیٹے نے چوری کی ہے اور ہم نے اپنے علم کے مطابق شہادت دی تھی۔ اور

عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حَافِظِينَ ﴿٨١﴾ وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِي

جانتے تھے اور نہ تھے ہم واسطے غیب کے نگہبان اور پوچھ لو اس بستی سے کہ تھے ہم

ہمیں غیب کا کچھ علم نہ تھا۔ اور جس گاؤں میں ہم تھے۔ آپ وہاں

كُنَّا فِيهَا وَالْعِيرَ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿٨٢﴾

بیچ اس کے اور اس قافلہ سے کہ آئے ہم بیچ اس کے اور تحقیق ہم البتہ سچے ہیں ہم

سے پوچھ لیں۔ اور اس قافلے سے بھی دریافت کر لیں جس میں ہم واپس آئے ہیں اور ہم بالکل سچ کہتے ہیں۔

ع ۱۰ / ۳

حل لغات۔

له خلصوا نجیا۔

نجی دو معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ ایک ناجی کے معنے میں جس طرح عشیر اور سمیر معنے میں معاشر اور مسامر کے اور اسی سے ہے وقربناہ نجیا۔ دوسرے معنے میں مصدر یعنی تناجی کے۔ پہلی صورت میں معنی ظاہر ہیں اور دوسری صورت میں تناجی معنے میں ہوگا مناجی کے۔

ف قتادہ نے کہا کہ یوسف علیہ السلام نے ایک بُت اپنے نانا کا چُرا کر توڑ ڈالا تھا اور بغرض تبلیغ اس کو راہ میں ڈال دیا تھا۔ اسپر بھائیوں نے انکو عار دی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو رفعًا روایت کیا ہے۔ اور سعید بن جبیر اور ایک جماعت تابعین سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یعنی تم نے ایسی چوری کی کہ بھائی کو باپ سے چرا کر بیچ ڈالا اور میری چوری کا حال اللہ کو معلوم ہے ان پر چوری کا طعن دیا۔ وہ قصہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو پھوپھی نے پالا۔ جب بڑے ہوئے تو باپ نے چاہا اپنے پاس رکھیں۔ پھوپھی کو محبت تھی چھپا کر ایک پٹکا (کمر پٹہ) ان کی کمر سے باندھ دیا پھر اس کو ڈھونڈنے لگیں۔ لوگوں میں چرچا ہوا۔ آخر ان کی کمر سے نکلا۔ موافق اس دین کے ایک برس پھوپھی پاس اور رہے (موضح) یوں بھی ہو سکتا ہے کہ یہ انھوں نے اپنی خفت مٹانے کے لئے کہا۔ پہلے کہہ چکے تھے کہ ہم لوگ چور نہیں ہیں۔ اب جو دیکھا کہ مال ہمارے بھائی کی خرجی سے برآمد ہو گیا ہے تو فورًا ایک جھوٹی بات بنا کر اپنے آپ کو اس بھائی سے الگ کر لیا اور اس کے ساتھ اس کے پہلے بھائی کو بھی لپیٹ لیا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پیچھے بن یامین کے ساتھ ان بھائیوں کا کیا سلوک رہا ہو گا اور کس بنا پر اسکی اور حضرت یوسفؑ کی یہ خواہش ہوگی کہ وہ ان کے ساتھ نہ جائے (تفہیم) یوسف علیہ السلام نے ان کی یہ بات سنکر دل میں رکھی۔ جواب سنکر دیا بلکہ جی میں کہا اَنۡتُمۡ شَرٌّ مَّکَانًا ۚ وَ اللّٰہُ اَعۡلَمُ بِمَا تَصِفُوۡنَ ۝ یعنی اُلٹا چور کو توال کو ڈانٹے یا یہ مطلب ہے اَنۡتُمۡ شَرٌّ مَّکَانًا کا کہ تم بڑے ہی بدترین لوگ ہو، ابھی تو کہہ رہے تھے وَمَا کُنَّا سٰرِقِیۡنَ ہم چور نہیں۔ جب ایک بھائی کے اسباب میں سے مال برآمد ہو گیا تو دوسرے بھائی کو بھی ملوث کرتے ہو۔ اس کے بھائی کا چوری کا حال تو اللہ خوب جانتا ہے۔ (ابن کثیر وغیرہ)

ف جب اس بھائی کا لینا مقرر ہو گیا اور یہ بات طے ہو گئی کہ ان کو یوسف کے پاس چھوڑ دیں بموجب ان کے اعتراف شرعی کے تو نرمی کرنے لگے اور کہا اسکا باپ بوڑھا ہے باپ کا ہاتھ پکڑے پھرتا ہے، اسکو بہت چاہتا ہے اور عوض فرزند گم شدہ کے اس سے تسلی خاطر حاصل کرتا ہے۔ اس کی جگہ تم ہم میں سے کسی شخص کو پکڑ رکھو اس کو چھوڑ دو ہم دیکھتے ہیں کہ تم اچھے آدمی ہو یعنی عادل اور منصف قابل خیر و لائق احسان۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا معاذ اللہ کہ ہم کسی کو پکڑیں مگر اسی کو جس کے پاس ہماری چیز برآمد ہوئی ہو اور تم نے اس کا اقرار کیا ہے ہم تو اگر ایسا کریں تو ظالم ٹھیریں تمہارے قانون کے موافق کہ بری کو قصوروار کے بدلے گرفتار کریں اسی لئے یہاں بھی یوسف علیہ السلام نے اِلَّا مَنۡ وَّجَدۡنَا مَتَاعَنَا عِنۡدَہٗۤ کا لفظ فرمایا اِلَّا مَنۡ سَرَقَ نہیں فرمایا۔ تفہیم میں ہے، ملاحظہ ہو کہ "چور" نہیں کہتے بلکہ صرف یہ کہتے ہیں کہ "جس کے پاس ہم نے اپنا مال پایا ہے" اسی کو اصطلاح شرع میں "توریہ" کہتے ہیں یعنی "حقیقت پر پردہ ڈالنا" یا "امر واقعہ کو چھپانا"۔ جب کسی مظلوم کو ظالم سے بچانے یا کسی بڑے مظلمہ کو دفع کرنے کی کوئی صورت اس کے سوا نہ ہو کہ کچھ خلاف واقعہ بات کہی جائے یا کوئی خلاف حقیقت حیلہ کیا جائے، تو ایسی صورت میں ایک پرہیزگار آدمی صریح جھوٹ بولنے سے احتراز کرتے ہوئے ایسی بات کہنے یا ایسی تدبیر کرنے کی کوشش کرے گا جس سے حقیقت کو چھپا کر بدی کو دفع کیا جا سکے۔ ایسا کرنا شرع و اخلاق میں جائز ہے بشرطیکہ محض کام نکالنے کے لئے ایسا نہ کیا جائے بلکہ کسی بڑی برائی کو دور کرنا ہو۔ اب دیکھئے کہ اس سارے معاملہ میں حضرت یوسفؑ نے کس طرح جائز توریہ کی شرائط پوری کی ہیں۔ بھائی کی رضامندی سے اس کے سامان میں پیالہ رکھ دیا مگر ملازموں سے یہ نہیں کہا کہ اس پر چوری کا الزام لگاؤ۔ پھر جب سرکاری ملازم چوری کے الزام میں ان لوگوں کو پکڑ لائے تو خاموشی کے ساتھ اٹھ کر تلاشی لے لی۔ پھر اب جو ان بھائیوں نے کہا کہ بن یامین کی جگہ ہم میں سے کسی کو رکھ لیجئے تو اس کے جواب میں بھی بس انہی کی بات ان پر الٹ دی کہ تمہارا اپنا فتویٰ یہ تھا کہ جس کے سامان میں سے تمہارا مال نکلے وہی رکھ لیا جائے، سو اب تمہارے سامنے بن یامین کے سامان میں سے ہمارا مال نکلا ہے اور اسی کو ہم رکھے لیتے ہیں، تو دوسرے کو اس کی جگہ کیسے رکھ سکتے ہیں؟ اس قسم کے توریہ کی مثالیں خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات میں بھی ملتی ہیں اور کسی دلیل سے بھی اس کو اخلاقًا معیوب نہیں کہا جا سکتا۔ ف برادران یوسف جب اپنے بھائی کے چھٹکارے سے مایوس ہو گئے تو علیحدہ ہو کر مشورہ کرنے لگے۔ اکثر کی رائے ہوئی کہ واپس وطن چلو، تو بڑے بھائی نے اپنے خیال کا اظہار کیا کہ باپ کے سامنے ہم کیا منہ لے کر جائیں گے، جو عہد ہم سے لیا تھا اس کا کیا جواب دیں گے۔ ایک قصور تو پہلے یوسفؑ کے معاملہ میں کر چکے ہیں جس کا اثر آج تک موجود ہے۔ اب بن یامین کو چھوڑ کر سب کا چلا جانا سخت ندامت ہے۔ اگر چہ الزام تو ثابت ہو ہی چکا ہے۔ ہماری قرارداد کے مطابق وہ شاہی قیدی ٹھیر چکا ہے لیکن بہرحال تو کسی حال میں یہاں سے ٹلنے والا نہیں تاآنکہ خود والد بزرگوار بلا لیں یا اگر تقدیر میں ہے تو میرا یہیں مرنا ہو جائے یا کسی تدبیر سے بن یامین کو چھڑا لوں۔ ف روافض کا عقیدہ ہے کہ لفظ اَبِیۡۤ سے مراد حضرت علی مرتضیٰ ہیں جو بادلوں میں ہیں۔ جب وہ آسمان سے آواز دیں گے کہ فلاں کے ساتھ نکلو تب ہم نکلیں گے اس کو امام مانیں گے حالانکہ یہ عقیدہ محض باطل اور بے اصل ہے۔ یہاں حضرت علیؓ کا نام و نشان تک نہیں۔ یہ تو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی روبیل شمعون کا قول کہ میرے باپ یعقوب جب تک (باقی صفحہ ۴۰)

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنفُسُكُمْ أَمْرًا ۖ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ عَسَى

کہا بلکہ بنا لی ہے واسطے تمہارے جی تمہارے نے ایک بات پس صبر بہتر ہے شتاب ہے

یعقوب نے کہا کہ نہیں بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات گھڑ لی ہے سو صبر ہی بہتر ہے عجب نہیں کہ اللہ ان سب کو

اللَّهُ أَن يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿٨٣﴾ وَتَوَلَّىٰ

کہ اللہ تعالیٰ لے آوے میرے پاس ان سب کو اکٹھا تحقیق وہی ہے جاننے والا حکمت والا اور منہ پھیرا

میرے پاس لے آئے بیشک وہی تو علم رکھنے والا اور اس کے ہر کام میں حکمت ہے اور ان کے

عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسَفَىٰ عَلَىٰ يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ

ان سے اور کہا اے افسوس اوپر یوسف کے اور سفید ہو گئیں آنکھیں اس کی یعنی یعقوب کی غم

پاس سے چلے گئے اور کہا کہ ہائے یوسف افسوس! اور ان کی آنکھیں بوجہ غم سفید ہو گئیں۔ اور

فَهُوَ كَظِيمٌ ﴿٨٤﴾ قَالُوا تَاللَّهِ تَفْتَأُ تَذْكُرُ يُوسُفَ حَتَّىٰ تَكُونَ

سے پس وہ غصہ بھرا ہوا تھا۔ کہا انہوں نے قسم ہے خدا تعالیٰ کی ہمیشہ رہے گا تو یاد کرتا یوسف کو یہاں تک کہ

دل ہی دل میں گھٹ رہے تھے بیٹے کہنے لگے۔ خدا آپ یوسف کو یاد کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ

حَرَضًا أَوْ تَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ ﴿٨٥﴾ قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَ

ہو جاوے تو مضمحل یا ہو جاوے تو ہلاک ہونے والوں سے کہا سوائے اس کے نہیں کہ شکایت کرتا ہوں بےقراری

سخت بیمار ہو جائیں گے۔ یا جان ہی دے دیں گے۔ یعقوب نے کہا کہ میں اپنی بے بسی اور غم کی شکایت

حُزْنِي إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٨٦﴾ يَا بَنِيَّ اذْهَبُوا

کی اور غم اپنے کی طرف اللہ کے اور جانتا ہوں میں خدا کی طرف سے جو کچھ کہ تم نہیں جانتے اے بیٹو میرے جاؤ

اللہ ہی سے کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں۔ جو تمہیں معلوم نہیں اے میرے بیٹو جاؤ

فَتَحَسَّسُوا مِن يُوسُفَ وَأَخِيهِ وَلَا تَيْأَسُوا مِن رَّوْحِ اللَّهِ ۖ

پس خبر لو یوسف سے اور بھائی اس کے سے اور مت ناامید ہو رحمت اللہ تعالیٰ کی سے

یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو

إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِن رَّوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ ﴿٨٧﴾

تحقیق نہیں ناامید ہوتے رحمت خدا تعالیٰ کی سے مگر قوم کافروں کی

کیونکہ اللہ کی رحمت سے ناامید سوائے کافروں کے اور کوئی نہیں ہوتا

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ وَ

پس جب داخل ہوئے اوپر اس کے کہا انہوں نے اے عزیز لگی ہم کو اور اہل ہمارے کو سختی اور

پھر جب وہ اس کے پاس آئے تو کہنے لگے اے عزیز ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو بہت تکلیف پہنچی ہے اور ہم

جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجَاةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۖ

لائے ہم پونجی حقیر یعنی تھوڑی پس پورا دے ہم کو پیمانہ اور خیرات کر اوپر ہمارے

بہت ہی حقیر سی پونجی لے کر آئے ہیں سو ہمیں پورا غلہ دیجئے اور ہم پر خیرات کیجئے کہ اللہ خیرات کرنے والوں

إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ ﴿٨٨﴾ قَالَ هَلْ عَلِمْتُم مَّا فَعَلْتُم بِيُوسُفَ

تحقیق اللہ ثواب دیتا ہے صدقہ دینے والوں کو کہا کیا جانتے ہو تم کہ کیا کیا تم نے ساتھ یوسف

کو جزائے خیر دیتا ہے۔ اس نے پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ نادانی کے

حل لغات۔
لہ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ۔ سولت معنے میں ہے زینت کے کیونکہ تسویل کہتے ہیں کسی کام کے آراستہ کرنے کو اور کبھی معنی میں اغوا یعنی بے راہ کرنے کے بھی آتا ہے بولا کرتے ہیں سَوَّلَ الشیطان ای اغواہ۔

لہ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور خبر محذوف ای فصبر جمیل اولیٰ من الجزع یا خبر ہے مبتدا محذوف کی ای فصبری صبر جمیل۔ صبر جمیل کی تفسیر میں علماء کا اختلاف ہے۔ مجاہد کا قول ہے کہ جزع فزع نہ کرنے کو صبر جمیل کہتے ہیں۔ ثوری کا بیان ہے کہ مصیبت و تکلیف کو ظاہر نہ کرنا اور تزکیہ نفس کا

(بقیہ صفحہ ۳۴۷) اجازت نہیں دیں گے میں مصر سے واپس نہ جاؤں گا۔ لکھا ہے کہا وہ۔ امام نووی رحمہ اللہ نے روافض کے اس قول کو باطل کہا ہے قرآن کی تفسیر میں ہر کس و ناکس کا ہرگز اعتبار نہیں (مقدمہ صحیح مسلم صفحہ ۱۵۔ فائدہ ستاریہ) لہٰذا بڑے بھائی نے کہا تم سب جاؤ اور ابا جان (یعقوبؑ) کو حقیقت حال سے آگاہ کر دو۔ کہو کہ اگر آپ کو بن یامین کے بارے میں ہماری بات کا یقین نہ ہو تو اہل مصر یا جس قافلے کے ساتھ ہم آئے ہیں اس سے معلوم کر لیجیے پوچھ لیجیے تاکہ تسلی ہو۔ ہم نے تو صداقت، امانت، حفاظت میں کسر نہیں چھوڑی ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں بالکل سچ ہے۔

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ پہلی بار کی بے اعتباری سے اس مرتبہ بھی حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں کا اعتبار نہ کیا لیکن نبی کا کلام جھوٹا نہیں۔ بیٹوں کی بنائی بات تھی حضرت یوسف علیہ السلام بھی بیٹھے تھے کذا فی الموضح۔ یعنی تمہارے نزدیک یہ باور کر لینا بہت آسان ہے کہ میرا بیٹا جس کے حسن سیرت سے میں بخوبی واقف ہوں، ایک پیالہ کی چوری کا مرتکب ہو سکتا ہے؟ پہلے تمہارے لیے اپنے ایک بھائی کو جان بوجھ کر گم کر دینا اور اس کی قمیص پر جھوٹا خون لگا کر لے آنا بہت آسان کام ہو گیا تھا، اب ایک دوسرے بھائی کو واقعی چور مان لیا اور مجھے آ کر اس کی خبر دینا بھی ویسا ہی آسان ہو گیا (تفہیم) آخر یعقوب علیہ السلام نے فرمایا صبر ہی بہتر ہے۔ اللہ سے امید ہے کہ وہ بہت جلد میرے تینوں بچوں کو مجھ سے ملا دے یعنی یوسفؑ، بن یامین، روبیل جو مصر میں ٹھہر گئے تھے کہا گیا ہے یہی وہ تھے کہ جب یوسف علیہ السلام کو اور بھائیوں نے قتل کرنا چاہا تو انھوں نے روکا تھا (ابن کثیر) حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ کسی مصیبت پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھنے کی ہدایت صرف اسی امت کو دی گئی ہے۔ اس نعمت سے اگلی امتیں مع اپنے نبیوں کے محروم تھیں۔ دیکھیے حضرت یعقوب علیہ السلام بھی ایسے موقع پر یَا اَسَفٰی کہتے ہیں۔ آپؑ کی آنکھیں جاتی رہی ہیں۔ غم نے آپ کو نابینا کر دیا تھا، زبان خاموش تھی۔ مخلوق میں سے کسی سے شکوہ شکایت نہیں کرتے تھے، غمگین اور بے قرار رہا کرتے تھے لفظ کَظِیْم کا یہی مقصد ہے کہ لوگوں کے سامنے شکوہ نہ کرے۔ موضح میں ہے یعنی غم کی بات منہ سے نہ نکالتا تھا مگر اس وقت بے اختیار نکلا ایسا درد اتنی مدت دبا رکھنا کس کا کام ہے سوائے پیغمبر علیہ السلام کے۔ نیز اس بیٹے کے جانے سے پھر یوسف علیہ السلام کا غم تازہ ہوا (موضح)

ف۲ بیٹوں نے کہا اے باپ اگر تمہارا یہی حال رہے گا تو تم ہلاک و تلف ہو جاؤ گے تب یعقوب علیہ السلام نے یہ جواب دیا کہ میں تو اپنا دکھ درد صرف اللہ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مراد یوسف علیہ السلام کا خواب ہے کہ لامحالہ وہ ظاہر ہو گا اپنے اللہ سے خیر کی امید ہے۔ دل میں رنج کرنا اور آنکھوں سے صرف آنسو بہانا جب کہ زبان سے گلہ شکوہ نہ ہو منع نہیں نہ نبوت کی شان کے خلاف ہے بلکہ انسانی فطرتی بات ہے۔ اولاد کی محبت اللہ نے ماں باپ کے دل میں ڈال دی ہے جبکہ ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیم کا انتقال ہوا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا ہم تیری جدائی سے رنجیدہ ہیں لیکن ہم زبان سے کوئی ایسا لفظ نہیں نکالتے جس سے رب ناراض ہو۔ معلوم ہوا بے صبر وہ جو زبان سے شکوہ شکایت کرے سینہ کوبی کرے کپڑے پھاڑے خلاف شرع کام کرے۔ حدیث میں ہے جس نے بندوں سے اپنا رنج، غم مصیبت پریشانی بیان کی وہ صابر نہیں ہے۔ یعقوب علیہ السلام نے فرمایا میں تو جو کچھ کہتا ہوں اپنے مالک ہی سے عرض کرتا ہوں۔

سے دور رہنا صبر جمیل ہے مگر صحیح قول یہ ہے کہ جس صبر میں شکوہ و شکایت نہ ہو اسے صبر جمیل کہتے ہیں کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سئل عن قولہ فصبر جمیل فقال صبر لا شکوی فیہ فمن بث لم یصبر۔ ؎ یَا اَسَفٰی اصل میں تھا یا اَسَفِیْ یعنی اسف کی اضافت یائے متکلم کی طرف۔ یے الف سے بدل گئی جیسے یا ویلتی اور یا عجبا اور یا لہفا میں۔ اسف کہتے ہیں شدت حزن و حسرت کو۔ والمعنی یا اسفی تعالٰی فہذا اوانک۔ ؎ وَابْیَضَّتْ عَیْنٰہُ۔ ابیضت صیغہ واحد مؤنث غائب ماضی باب افعلال اصل میں تھا ابیضضت ایک ضاد کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کر دیا۔ اس کے معنی ہیں کہ یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں سفید ہو گئیں سخت رنج کرنے اور رونے کی وجہ سے کیونکہ جب آنسو کثرت سے بہتے ہیں تو آنکھ کی سیاہی مٹ جاتی اور سفیدی سے بدل جاتی ہے۔ ؎ فَهُوَ كَظِيْمٌ کظیم لیا گیا ہے کظم سے اور کظم کے اصلی معنی ہیں باندھنے اور روزن کے بند کرنے کے۔ بولا کرتے ہیں کظم السقاء اذا شدہ وکظم النہر ای سدہ وکظم الخوخۃ کذالک کظیم کہتے ہیں اس شخص کو جو غصہ کو روکے رکھے ظاہر نہ ہونے دے پھر یہ یا تو مفعول کے معنے میں ہے جیسے جریح مجروح کے معنے میں یا فاعل کے معنی میں جیسے صریم صارم کے معنے میں۔ پہلی صورت میں یہ مطلب ہوگا کہ وہ غصہ سے بھرا ہوا تھا۔ دوسری صورت میں روکنے والا۔ ؎ حَرَضًا اس کے اصلی معنی ہیں رنج و غم کی وجہ سے جسم و عقل کے فاسد ہونے کے۔ یہاں تک کہ جسم گھل جائے۔ یہ اصل میں مصدر ہے اسی وجہ سے تانیث اور تثنیہ اور جمع میں برابر ہوتا ہے۔

وَأَخِيهِ إِذْ أَنتُمْ جَاهِلُونَ ﴿٨٩﴾ قَالُوا أَإِنَّكَ لَأَنتَ يُوسُفُ

اور بھائی اس کے جب تم تھے جاہل کہا انہوں نے کیا تحقیق تو ہی ہے یوسف

نادانی کی حالت میں ان کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا کہنے لگے کیا آپ ہی یوسف ہیں؟ اس نے کہا ہاں

قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهَٰذَا أَخِي قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا إِنَّهُ مَن

کہا کہ میں ہوں یوسف اور یہ بھائی میرا ہے تحقیق احسان کیا اللہ نے اوپر ہمارے وہ تحقیق جو

میں ہی یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے ہم پر اللہ نے کرم کیا ہے اس میں شک نہیں کہ جو شخص

يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٩٠﴾ قَالُوا تَاللَّهِ

کوئی پرہیزگاری کرے اور صبر کرے پس تحقیق اللہ نہیں ضائع کرتا اجر احسان کرنے والوں کا کہا انہوں نے قسم ہے اللہ کی

ڈرتا ہے اور صبر کرے تو اللہ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ انہوں نے کہا

لَقَدْ آثَرَكَ اللَّهُ عَلَيْنَا وَإِن كُنَّا لَخَاطِئِينَ ﴿٩١﴾ قَالَ لَا تَثْرِيبَ

کہ البتہ پسند کیا اللہ نے تجھ کو اوپر ہمارے اور تحقیق تھے ہم البتہ خطاوار کہا نہیں ملامت

خدا کی قسم اللہ نے تم کو ہم پر فضیلت دی ہے اور بیشک ہم خطاوار ہیں۔ یوسف نے کہا آج کے دن

عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿٩٢﴾

آج کے دن بخشے گا اللہ واسطے تمہارے اور وہ بہت رحم کرنے والا

تم پر کوئی ملامت نہیں خدا تمہیں معاف کرے اور وہ سب سے زیادہ مہربان ہے

اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا

لے جاؤ کرتا میرا یہ پس ڈال دو اس کو اوپر منہ باپ میرے کے آ رہے گا بینا ہو کر

میرا یہ کرتا لے جاؤ اور اسے میرے والد کے چہرے پر ڈال دینا ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی اور میرے

وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٩٣﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي ع ۱۰

اور لے آؤ میرے پاس اہل اپنے سب کو اور جب جدا ہوا قافلہ کہا باپ ان کے نے تحقیق

پاس اپنے تمام خاندان کو لے آؤ۔ جب قافلہ روانہ ہوا تو ان کے باپ نے کہا کہ اگر تم

لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا أَن تُفَنِّدُونِ ﴿٩٤﴾ قَالُوا تَاللَّهِ إِنَّكَ لَفِي

میں پاتا ہوں بو یوسف کی اگر نہ یہ کہ بہکا ہوا کہو تم مجھ کو کہنے لگے قسم اللہ کی تحقیق تو البتہ

مجھ کو سٹھیا گیا نہ کہو تو مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے۔ انہوں نے کہا بخدا آپ ابھی تک اپنی

ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ ﴿٩٥﴾ فَلَمَّا أَن جَاءَ الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ عَلَىٰ وَجْهِهِ فَارْتَدَّ

بیچ غلطی پرانی کے پس جب آیا خوشخبری دینے والا ڈالا اس کو اوپر منہ اس کے پس ہو گیا

اسی پرانی محبت میں مبتلا ہیں۔ پھر جب خوشخبری دینے والا آیا اور اس نے وہ کرتا ان کے چہرے

بَصِيرًا قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٩٦﴾

بینا کہا کیا نہ کہا تھا میں نے واسطے تمہارے تحقیق میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو کچھ تم نہیں جانتے

پر ڈالا تو ان کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ کہنے لگے کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ مجھے خدا کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جو تمہیں معلوم نہیں

قَالُوا يَا أَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ ﴿٩٧﴾ قَالَ سَوْفَ

کہا انہوں نے اے باپ ہمارے بخشش مانگ واسطے ہمارے گناہ ہمارے تحقیق تھے ہم خطاکار کہا اب بخشش مانگوں گا

انہوں نے جواب میں کہا ابا اب ہمارے لئے ہمارے گناہوں کی بخشش طلب کریں ہم خطاوار ہیں۔ فرمایا عنقریب

حل لغات۔ ؎ ولما فصلت العیر۔ فصلت مشتق ہے فصول سے اور فصول کے معنی ہیں خروج کے۔ بولا کرتے ہیں فصل فلان من عند فلان فصولا اذا خرج من عندہ و فصل من البلد فصولا اذا انفصل منہ فصل لازم و متعدی دونوں طرح میں مستعمل ہوتا ہے۔ لازم ہوتا ہے تو اس کا مصدر آتا ہے فصول اور متعدی ہوتا ہے تو فصل۔ ؎ لولا ان تفندون۔ تفندون لیا گیا ہے فند سے اور فند کہتے ہیں فساد رائے اور انکار عقل اور بڑھاپے کو۔ بولا کرتے ہیں فند الرجل اذا جہل۔ جب کسی کی عقل متغیر ہو جائے اور بڑھاپے کی وجہ سے بہکی بہکی باتیں کرنے لگتا ہے تو ★

ف۱ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بہت بڑا گناہ ہوں ہیں سے اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے اور بے ڈر ہونا اللہ کی تدبیر سے اور نا امید ہونا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے (عبدالرزاق و ابن جریر۔ فتح المجید) یعنی اللہ کی رحمت سے نا امید ہونا تو کافروں کا شیوہ ہے۔ ایک مسلمان کا کام یہ ہے کہ اگر پہاڑوں کی چٹانوں اور سمندر کی موجوں کے برابر مایوس کُن حالات پیش آئیں تب بھی اللہ کی رحمت کا امیدوار رہے، ہر ممکن پست ہمتی نہ دکھائے۔ یعقوب علیہ السلام نے اپنے بچوں سے فرمایا جاؤ کوشش کرو۔ یوسفؑ کا کھوج لگاؤ، اس کے بھائی بن یامین کے چھوڑنے کا کوئی ذریعہ تلاش کرو کچھ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو پھر جمع کر دے۔ روبیل کا ذکر شاید اس لئے نہیں کیا کہ وہ خود محض بن یامین کی وجہ سے رُکا ہے، بھائی چھوٹ جائے تو وہ وہاں کیوں پڑا رہے۔ دراصل وحیٔ الٰہی کا اشارہ بھی ہو چکا تھا اور یعقوب علیہ السلام سمجھ چکے تھے کہ تیم (خوشبو) یوسف اسی رُخ سے آنے والی ہے۔ ایک طرف یہ حالات تھے، دوسری طرف قحط کی شدت دن بہ دن بڑھ رہی تھی (تب ہی آپؑ نے بیٹوں کو مصر روانہ ہونے کو تیار کیا) لیس بھائیوں نے مصر آکر جو کچھ حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا وہ اپنے دوبارہ آنے کا بہانہ نہ تھا بلکہ واقعی مصیبت کی سچی داستان تھی۔ ابن کثیرؒ میں ہے ضُرّ سے مراد قحط اور قلت طعام ہے۔ بِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ سے مراد قیمت ناقص ہے مجاہدؒ اور حسنؒ وغیرہ نے کہا ہے کہ تھوڑی قیمت ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا مُزجٰىة یعنی ردی جو رواج نہ پا سکے جیسے ردّی یا کھوٹے روپے وغیرہ۔ مطلب یہ کہ تم اس قیمت ناقص کے عوض ہم کو اس قدر غلہ دو جو پہلے دیتے تھے۔ قحط میں سب گھر کا اسباب بک گیا اب کی بار اون اور پنیر اور ایسی ہی چیزیں اناج خریدنے کو لائے تھے حضرت یوسف علیہ السلام نے حالات سنے اور دیکھا کہ ان کے بھائی ان کے سامنے کھڑے خیرات کی بھیک مانگ رہے ہیں تو جوش رحم اور محبت سے بے اختیار ہوگئے اور آپ کو ظاہر کر دیا جب انھوں نے کہا کہ تمھیں یاد ہے تم نے یوسف کے ساتھ کیا کیا تھا یہ استفہام بطور توبیخ کے تھا کیونکہ وہ تو اپنے قصور کو جانتے تھے لیکن یوسف علیہ السلام کی مراد اس ذکر سے تعلیم و تذکیر تھی۔ پھر یوسف علیہ السلام نے اُن کو جاہل ٹھیرایا اس لئے کہ انھوں نے مقتضائے علم پر عمل نہ کیا۔ بعض سلف نے کہا ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے وہ جاہل ہوتا ہے (فتح) تو بھائی چونک اٹھے کہ عزیز مصر یوسف کا ذکر اس طرح کیوں کر رہا ہے؟ اب جو اسکی صورت اور آواز پر غور کیا تو صاف نظر آگیا کہ یہ تو بالکل یوسف کی سی ہے۔ بس حیران ہو کر بولے ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؟ اللہ اکبر صبر و مروت و اخلاق کی حد ہو گئی کہ تمام عمر بھائیوں کی شکایت میں ایک حرف زبان پر نہ لائے هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ الخ میں اتنا سوال بھی اسلئے کیا کہ یہ لوگ اپنے ذہنوں میں بیسیوں برس پہلے کے حالات کو ایک مرتبہ مستحضر کرلیں تا ماضی و حال کے موازنہ سے اللہ تعالیٰ کے ان احکام کی حقیقت روشن ہو جو یوسفؑ پر ان مصائب و حوادثات کے بعد ہوئے جن کی طرف آگے قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا میں اشارہ ہے (اقتباس از ترجمان آزاد و فائدہ ستاریہ و موضح الفرقان)

ف۲ جس پر تکلیف پڑے اور وہ شرع سے باہر نہ ہو اور گھبرا کے ہمیں تو آخر بلا سے زیادہ عطا ہے (موضح) ف۳ یعنی میرا خواب سچ تھا اور تمہارا حسد غلط (موضح) ف۴ یعنی آج مجھ کو تمھارے اوپر کوئی غصہ نہیں ہے۔ سبحان اللہ یہ شان نبوت ہے۔ اگر کوئی دوسرا آدمی ہوتا تو ایسے سخت قصوروں کو کبھی معاف نہ کرتا ضرور کچھ نہ کچھ بدلہ لیتا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو وہاں کے لوگوں سے پوچھا تم مجھ کو کیا سمجھتے ہو؟ انھوں نے کہا ہمارے چچا کا بیٹا رحم والا۔ آپؐ نے فرمایا میں بھی اب تم پر کوئی الزام نہیں رکھتا مَضٰى مَا مَضٰى۔ آپؐ ابھی سفر میں تھے کہ راستے میں ابوسفیان بن حارث اور عبداللہ بن ابوامیہ آپ کو مل گئے۔ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت ترین ایذائیں دی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور منہ پھیر لیا۔ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابوسفیان آپ کے حقیقی چچا کا بیٹا ہے اور عبداللہ حقیقی پھوپھی (عاتکہ) کا لڑکا ہے۔ آپؐ اپنی شفقت معافی سے ان کو محروم نہ رکھیں۔ ان ہر دو نے آپ کے سامنے یہی آیت پڑھی تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوسف علیہ السلام ہی کے الفاظ میں جواب دیا لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ۔ ابوسفیان پر آپ کی اس شان رحمت کا بڑا اثر ہوا اور برجستہ اشعار میں جناب نبی کریم کی مدح سرائی کی (باقی بر صفحہ ۳۵۰)

...بما افند الرجل بولا کرتے ہیں۔ اہل لغت کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص بڑھاپے کی وجہ سے بکثرت کلام کیا کرتا ہے تو اسے مفند کہتے ہیں چونکہ باب تفعیل کا خاصہ ہے نسبت اس لئے تفندون کے معنے ہوئے تنسبونی الی الخرف۔ ۲ فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ لَمَّا کے بعد جو اَنْ واقع ہوتا ہے اس میں علماء کے دو مذہب ہیں۔ ایک یہ کہ اس کے لئے کوئی موضع اعراب نہیں ہوتا اور اس کا محذوف و مذکور ہونا دونوں جائز ہیں مذکور کی مثال تو یہی ہے فلما ان جاء البشیر اور محذوف کی مثال فلما ذہب عن ابراہیم الروع۔ دوسرے یہ کہ اَنْ اپنے مابعد سمیت فعل محذوف کی وجہ سے موضع رفع میں ہوتا ہے تو فلما ان جاء البشیر کی تقدیر ہے فلما ظہر مجئ البشیر۔ ۳ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا۔ ارتداد کے معنے ہیں کسی چیز کا اُس حالت کی طرف رجوع کرنا جس پر وہ پہلے تھی تو ارتدّ بصیرًا کے معنے ہوئے رجع بصیرًا اور صیرہ اللہ بصیرًا بولا کرتے ہیں طالت النخل ای اللہ تعالیٰ اطالہا۔

أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي ۖ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٩٨﴾ فَلَمَّا دَخَلُوا

ہیں واسطے تمہارے رب اپنے سے تحقیق وہ بخشنے والا مہربان ہے پس جب داخل ہوئے
اپنے رب سے تمہارے لئے معافی کی درخواست کروں گا بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے وہ سارے کے سارے جب

عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ أَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ إِنْ شَاءَ

اوپر یوسف کے، جگہ دی طرف اپنی ماں باپ اپنے کو اور کہا کہ داخل ہو مصر میں اگر چاہے
یوسف کے پاس آئے تو اس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا سب مصر میں چلے آؤ خدا نے چاہا تو

اللَّهُ آمِنِينَ ﴿٩٩﴾ وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا ۖ

خدا امن سے رہو گے اور چڑھایا ماں باپ اپنے کو اوپر تخت کے اور گرے واسطے اس کے سجدہ کرتے ہوئے
امن وامان سے رہو گے اور اپنے ماں باپ کو تخت شاہی پر بٹھایا اور سب کے سب اس کے سامنے سجدہ میں

وَقَالَ يَا أَبَتِ هَٰذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي

کہتے ہوئے اور کہا اے باپ میرے یہ ہے تعبیر خواب میرے پہلے کی تحقیق کر دیا اس کو پروردگار میرے نے
گر پڑے اور یوسف نے کہا کہ اے ابا یہ میرے خواب کی تعبیر ہے جو میں نے پہلے دیکھا تھا میرے رب نے اسے

حَقًّا ۖ وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُمْ

سچ اور تحقیق احسان کیا ساتھ میرے جس وقت نکالا مجھ کو قید خانے سے اور لے آیا تم کو
سچا کر دکھایا ہے اور اس نے مجھ پر بڑی عنایت کی جب مجھے قید سے نکالا اور آپ کو گاؤں سے یہاں لایا

مِنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ أَنْ نَزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي ۚ

جنگل سے پیچھے اس سے کہ جھگڑا ڈال دیا تھا شیطان نے درمیان میرے اور درمیان بھائیوں میرے کے
بعد اس کے کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں میں فساد ڈال دیا تھا بیشک میرا رب جس کام کو چاہتا ہے

إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِمَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿١٠٠﴾

تحقیق پروردگار میرا لطف کرنے والا ہے جس چیز کو چاہے تحقیق وہی ہے جاننے والا حکمت والا
جسے وہ کرنا چاہتا ہے بیشک وہ ہر بات کا علم رکھنے والا ہر کام کی حکمت جاننے والا ہے

رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۚ

اے پروردگار میرے تحقیق دی تو نے مجھ کو بادشاہی اور سکھلایا تو نے مجھ کو تعبیر باتوں کی یعنی خوابوں کی
خدایا تو نے مجھ کو حکومت کا بڑا حصہ عطا کیا اور خوابوں کی تعبیر کا علم بخشا اے زمین اور آسمان

فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ

اے پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے تو ہی ہے دوست میرا بیچ دنیا کے اور آخرت کے
کے بنانے والے تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا کارساز ہے مجھے فرمانبرداری کی موت عطا کر اور آخرت

تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ﴿١٠١﴾ ذَٰلِكَ مِنْ

جان نکال میری مسلمان اور ملا دے مجھ کو ساتھ صالحوں کے یہ ہے
میں مجھے نیکوں کے ساتھ ملا دے اے پیغمبر یہ غیب

أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ ۖ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ

خبروں غیب سے ہے کہ وحی کرتے ہیں ہم طرف تیری اور نہیں تھا تو نزدیک ان کے جس وقت اتفاق کیا
کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف بھیجتے ہیں اور آپ اس وقت ان کے پاس موجود نہ تھے جب وہ اتفاق کر

حل لغات۔

۱ مِنَ الْبَدْوِ۔ بدو کے معنی ہیں بادیہ جنگل کے۔ اہل لغت کا بیان ہے کہ بدو اس کھلے ہوئے میدان کو کہتے ہیں جس میں آدمی دور سے ظاہر ہو جائے یہ مشتق ہے بدا یبدو بدواً سے۔

۲ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ۔ فطر کے اصل معنے ہیں پھٹنے اور شق ہونے کے۔ بولا کرتے ہیں فطر ناب البعیر اذا بدا و فطرت الشئ فانفطر ای شققتہ فانشق قال تعالیٰ اذا السماء انفطرت ای انشقت۔ پھر اس کے معنے ایجاد کے ہو گئے کیونکہ معدوم چیز مخفی اور ظلمت میں ہوتی ہے اور جب وجود میں آتی ہے تو گویا عدم کا پردہ پھاڑ کر ظاہر ہوتی ہے۔

(بقیہ صفحہ ۳۴۹) علیہ وسلم کی شان کو اور اپنے ہدایت یاب ہونے کو موزوں طریقہ پر انھوں نے بیان کیا۔ اہل مکہ کو جو خطاب فرمایا اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ تھے اِذْهَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ۔ جاؤ۔ آج تم سب آزاد ہو تم پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ تمہاری ساری غلطیوں کو اللہ معاف کرے (ماخوذ)

ف۵ یہ وہی جنت کا کرتا تھا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہنایا تھا جب وہ آگ میں برہنہ ڈالے گئے تھے ان سے اسحاق علیہ السلام کو ملا اسحاق علیہ السلام سے یعقوب علیہ السلام کو اور یعقوب علیہ السلام سے یوسف علیہ السلام کو۔ یہ کرتا انبیائی معجزہ تھا جنت سے آیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس میں کچھ ایسی تاثیر رکھی تھی کہ جس بیمار پر ڈالا جاتا تھا وہ باذن اللہ فوراً اچھا ہو جاتا تھا۔ اہل بدعت کا پیروں کی جھوٹی کراموں پر اس واقعہ سے استدلال کرنا غلط ہے۔ (خازن۔ بغوی فائدہ ستاریہ) یوسف علیہ السلام نے فرمایا لو یہ کرتا لیجاؤ ان کی آنکھوں کو لگا دینا بینائی بحال ہو جائے گی۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "ہر مرض کی اللہ کے ہاں دوا ہے۔ آنکھیں گئی تھیں ایک شخص کے فراق میں اس کے بدن کی چیز ملنے سے چنگی ہوئیں۔ یہ کرامت تھی حضرت یوسف علیہ السلام کی" اور کرامت دکھیں تب بھی آج کل واقعات و مشاہدات کی بناء پر یہ بات مان لی گئی ہے کہ کسی سخت صدمہ یا غیر معمولی خوشی کے اثر سے بعض نابینا دفعتاً بینا ہو گئے ہیں (موضح الفرقان)

ف۶ اللہ کی قدرت یوسف علیہ السلام مصر میں موجود ہیں کبھی نہ کہا کہ یوسفؑ کی خوشبو آتی ہے کیونکہ اللہ کو امتحان پورا کرنا تھا۔ اب بلانے کی ٹھیری تو ادھر قافلہ یوسف علیہ السلام کا قمیص لیکر مصر سے نکلا ادھر پیراہن یوسفؑ کی خوشبو یعقوب علیہ السلام کے مشام جان کو معطر کرنے لگی۔ ایک یہ کیا پورا واقعہ ہی تماشہ قدرت کا ایک مرقع ہے (موضح الفرقان) اس سے انبیاء علیہم السلام کی غیر معمولی قوتوں کا اندازہ ہوتا ہے کہ ابھی قافلہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قمیص لیکر مصر سے چلا ہے اور ادھر سینکڑوں میل کے فاصلہ پر حضرت یعقوبؑ اس کی مہک پا لیتے ہیں۔ مگر اسی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی یہ قوتیں کچھ ان کی ذاتی نہ تھیں بلکہ اللہ کی بخشش سے انکو ملی تھیں اور اللہ جب اور جس قدر چاہتا تھا انہیں کام کرنے کا موقع دیتا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام برسوں مصر میں موجود رہے اور کبھی حضرت یعقوب علیہ السلام کو انکی خوشبو نہ آئی مگر اب یکایک قوت ادراک کی تیزی کا یہ عالم ہو گیا کہ ابھی انکا قمیص مصر سے چلا ہے اور وہاں ان کی مہک آنی شروع ہو گئی (تفہیم) بس یہی فرق ہے خالق اور مخلوق میں کہ اللہ جب چاہے جو چاہے کرے اور مخلوق مشیت ایزدی کے آگے مجبور رہے۔

ف۷ اِدھر یہ قافلہ مصر سے نکلا اُدھر اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کی خوشبو پہنچا دی تو آپؑ نے 12 بیٹے ان بچوں سے جو آپ کے پاس تھے فرمایا کہ مجھے تو میرے پیارے فرزند یوسف کی خوشبو آ رہی ہے لیکن تم تو مجھے سٹھیا ہوا کم عقل بڈھا کہہ کر میری اس بات کو باور نہیں کرنے کے ابھی قافلہ کنعان سے آٹھ دن کے فاصلہ پر تھا جو باذن اللہ ہوا نے یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کے پیرہن کی خوشبو پہنچا دی۔ اس وقت یوسف کی گمشدگی کی مدت اسّی سال کی گذر چکی تھی اور قافلہ اسّی فرسخ آپ سے دور تھا (ابن کثیر محمدی)

فَوَائِد صَفحَه هٰذا ف۱ ابن مسعودؓ و سدیؒ کا قول ہے کہ جب قافلہ کنعان کے قریب پہنچا تو یہودا نے دوسرے بھائیوں سے کہا کہ مجھے یہ کرتا لے کر آگے جانے دو۔ میں باپ کو خوش کروں جیسے میں نے اس دن رنجیدہ کیا تھا جب یوسف کے کرتے میں خون لتھیڑ کر لایا تھا۔ جب کرتا چہرے پر ڈالا باذن اللہ بینا ہو گئے۔ یہودا سے پوچھا یوسف کا کیا حال ہے؟ اُس نے کہا مصر کا بادشاہ ہے۔ کہنے لگے بادشاہ کا کیا کروں، دینی حالت کیا ہے؟ جواب ملا دین پر قائم ہے۔ کہا الحمد للہ اس کی نعمت پوری ہو گئی (خازن۔ بغوی از فوائد ستاریہ) یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے قصور کا اعتراف کیا یعقوب علیہ السلام نے جواب دیا کہ مجھے اپنے رب سے یہی امید ہے کہ وہ تمہاری خطائیں معاف فرمائے گا کیونکہ وہ ہر توبہ کرنے والے کو معاف فرماتا اور توبہ قبول کرتا ہے۔ اب جمعہ کی رات کو سحری کے وقت بخشش مانگوں گا۔ ابن جریر میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے تو سنتے کوئی کہہ رہا ہے یا اللہ! تو نے پکارا میں نے مان لیا، تو نے حکم دیا میں بجا لایا۔ یہ سحر کا وقت ہے پس تو مجھے بخش دے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کان لگا کر غور کیا تو پتا چلا آواز عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر سے آتی معلوم ہو رہی ہے۔ آپ نے ان سے پوچھا۔ انھوں نے کہا یہ وہ وقت ہے جس کے لئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا کہ میں تمہارے لئے تھوڑی دیر بعد استغفار کروں گا۔ (پچھلی رات کی عبادت کی فضیلت سورۂ سجدہ و سورۂ مزمل میں پڑھیئے) (ابن کثیر محمدی)

ف۲ بھائیوں پر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے تئیں ظاہر کر کے فرمایا تھا کہ ابا جی کو اور گھر کے سب لوگوں کو یہیں لے آؤ۔ بھائیوں نے یہی کیا۔ جب قافلہ مصر کے قریب پہنچا تو یوسف علیہ السلام مع تمام امیر امراء، وزیر و زراء حتیٰ کہ شاہ مصر اپنے والد نبی اللہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے استقبال کیلئے شہر سے باہر آئے۔ موضح میں ہے باہر شہر سے استقبال کو نکلے وہاں یہ کہا یعنی اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۝

ف۳ سجدہ کرنا اگلی شرع میں جائز تھا جب کسی بڑے کو سلام کرتے تو اسکو سجدہ بھی کرتے۔ یہ زمانہ آدم سے تا شریعت عیسوی جائز رہا پھر اس ملت محمدی میں حرام ہوا اور سجدہ کرنا اللہ تعالیٰ کیلئے خاص رہا۔ حدیث میں ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ شام میں آئے، دیکھا کہ وہاں کے لوگ اپنے پیشوا کو سجدہ کرتے ہیں۔ جب واپس

(باقی بر صفحہ ۳۵۱)

إِذْ أَجْمَعُوٓا أَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُونَ ﴿١٠٢﴾ وَمَآ أَكْثَرُ ٱلنَّاسِ

انہوں نے کام اپنا اور وہ مکر کر رہے تھے جب اور نہیں بہت لوگ

متفق ہوئے تھے اور وہ سازشیں کر رہے تھے۔ اور گو آپ کتنا ہی

وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ

اگرچہ حرص کرے تو ایمان لانیوالے اور نہیں مانگتا تو ان سے اوپر اس کے کچھ بدلا نہیں ہے

چاہیں اکثر لوگ ایمان نہیں لانے کے اور آپ اس پر ان سے کچھ معاوضہ بھی طلب نہیں کرتے

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَٰلَمِينَ ﴿١٠٤﴾ وَكَأَيِّن مِّنْ ءَايَةٍ فِى

مگر نصیحت واسطے سارے جہان کے اور کتنی نشانیاں ہیں بیچ

یہ (قرآن) جہان کے لئے محض ایک نصیحت ہے اور آسمانوں اور زمین میں بہاری بہت سی

ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ ﴿١٠٥﴾

آسمانوں کے اور زمین کے کہ گزرتے ہیں اوپر ان کے اور وہ ان سے منہ پھیرنے والے ہیں

نشانیاں ہیں جن پر ان کا گزر ہوتا ہے اور منہ پھیر لیتے ہیں

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِٱللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ ﴿١٠٦﴾ أَفَأَمِنُوٓا

اور نہیں ایمان لاتے اکثر ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے مگر اور وہ شرک لانے والے ہیں کیا پس نڈر ہو گئے

اور ان میں سے اکثر اللہ پر ایمان نہیں لاتے۔ مگر یہ کہ وہ مشرک ہوتے ہیں کیا لوگ اس بات

أَن تَأْتِيَهُمْ غَٰشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ ٱللَّهِ أَوْ تَأْتِيَهُمُ ٱلسَّاعَةُ بَغْتَةً

اس بات سے کہ آوے ان کے پاس ڈھانکنے والا عذاب خدا کے سے یا آوے ان کے پاس قیامت ناگہاں

سے بے خوف ہیں کہ اللہ کے عذاب کی کوئی ایسی آفت آپڑے کہ ان پر چھا جائے یا اچانک ان پر قیامت ٹوٹ پڑے

وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٠٧﴾ قُلْ هَٰذِهِۦ سَبِيلِىٓ أَدْعُوٓا إِلَى ٱللَّهِ ۚ عَلَىٰ

اور وہ نہ جانتے ہوں کہہ دے یہ راہ میری ہے پکارتا ہوں میں طرف اللہ کی اوپر

اور ان کو خبر بھی نہ ہو کہہ دیجئے کہ میرا راستہ یہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور جو لوگ میری

بَصِيرَةٍ أَنَا۠ وَمَنِ ٱتَّبَعَنِى ۖ وَسُبْحَٰنَ ٱللَّهِ وَمَآ أَنَا۠ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٨﴾

بینائی کے ہیں اور جس نے تابعداری کی میری اور پاکی بیان کرتا ہوں واسطے اللہ کے اور نہیں میں شریک لانیوالوں سے

اتباع کرتے ہیں سب بصیرت (کی راہ) پر ہیں اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِىٓ إِلَيْهِم مِّنْ أَهْلِ

اور نہیں بھیجے ہم نے پہلے تجھ سے مگر مرد کہ وحی بھیجتے تھے طرف ان کی رہنے والوں بستیوں کے

اور ہم نے آپ سے پہلے بھی تو بستیوں کے رہنے والوں میں سے مرد ہی بھیجے تھے جن پر وحی بھیجتے تھے کیا یہ لوگ دنیا میں چلے پھرے نہیں

ٱلْقُرَىٰٓ ۗ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِى ٱلْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ

سے کیا پس نہیں سیر کی بیچ زمین کے پس دیکھتے کیونکر ہوا آخر

کہ دیکھ لیتے کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں ان کا انجام کیا ہوا اور جو لوگ پرہیزگاری

عَٰقِبَةُ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۗ وَلَدَارُ ٱلْءَاخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ

کام ان لوگوں کا کہ پہلے ان سے تھے اور البتہ گھر آخرت کا بہتر ہے واسطے ان لوگوں کے

کی راہ اختیار کرتے ہیں ان کے لئے آخرت کا گھر بہت ہی بہتر ہے۔ تو

ع ۵

حل لغات۔

لہ وَلَوْ حَرَصْتَ۔ حرص لغت میں کسی چیز کو نہایت کوشش کے ساتھ طلب کرنے کو بولا کرتے ہیں حرص یحرص حرصا۔ بعض لغت میں حرص یحرص حریصا بھی آیا ہے مگر یہ شاذ ہے

لہ او تاتیھم الساعۃ بغتۃ۔ بغتۃ کے معنے کسی چیز کا دفعۃً اچانک بولا کرتے ہیں بغتھم الامر بغتا وبغتۃ۔ اذا فاجاھم من حیث لم یتوقعوا۔ اور یہ بنا بر حال ہونے کے منصوب ہے۔ لہ سَبِیْلِیْ سبیل کے لغوی معنے ہیں راستہ کے۔ معتقدات کو سبیل سے تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ آدمی اس پر گزر کر مقصود کو پہنچتا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۳۵۰) ہوئے تو کہا اجازت ہو تو ہم آپ کو سجدہ کیا کریں۔ فرمایا ایسا مت کرو۔ اگر سجدہ غیر اللہ کیلئے ہماری شریعت میں جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے کیونکہ خاوند کا بہت حق ہے بیوی کا پر لیکن میری شریعت محمدی میں اللہ کے سوا کسی کیلئے سجدہ جائز نہیں۔ آجکل جو لوگ پیروں مرشدوں کو، انکی قبروں کو سجدہ کرتے ہیں یہ قطعاً حرام اور شرک ہے، اللہ نے اپنی ذات کے لئے مخصوص کر لیا ہے۔ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ذات کیلئے منع فرما دیا تو کسی اور کی کیا ہستی ہے کہ اس کیلئے روا ہو ہرگز نہیں۔ تفصیل کیلئے تفسیر ستاری پارہ اول ملاحظہ ہو۔

ف جو اللہ تعالیٰ کے احسان تھے سو ذکر کئے اور جو تکلیف تھی دخل شیطان سے اسکو منہ پر نہ لائے مجمل سنا دیا۔ اگلے زمانے میں سجدہ کرنا تعظیم تھی آپس کی، فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو کیا تھا، اس وقت اللہ نے وہ رواج موقوف کیا وَلَا تَسْجُدُوا لِلّٰهِ الآیۃ۔ اس وقت پہلے رواج چلتا ایسا ہے کوئی بہن سے نکاح کرے کہ آدم کے وقت ہوا ہے (موضح القرآن)

ف علم کامل پایا دولت کامل پائی۔ اب شوق ہوا اپنے باپ دادے کے مرتب کا حضرت یعقوب علیہ السلام کی زندگی تک رہے دنیا کے کام میں۔ پیچھے اپنے اختیار سے چھوڑ دیا (موضح القرآن)

ف بہت ممکن ہے کہ یوسف علیہ السلام نے اپنی موت کے وقت یہ دعا کی ہو یا یہ کہ جب بھی موت آئے تو یا اللہ اسلام پر ہی موت آئے۔ اور اگر یہی مراد ہو کہ آپ نے اسی وقت موت مانگی تو اسکا مطلب یہ ہوگا کہ دنیا کی راحت سے آخرت کے کاموں میں فتور پڑ جانے کے خوف سے یہ دعا کی اور دین بارے میں فتنوں میں پڑ جانے کا خوف ہو تو موت کی تمنا جائز ہے جیسا کہ ساحران فرعون نے دعا کی تھی رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ۔ یا حضرت مریم علیہا السلام نے کہا تھا یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے آخر میں فتنوں سے تنگ آکر دعا کی کہ یا اللہ اب تو مجھ کو اپنی طرف قبض کر لے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر جب فتنوں کی زیادتی ہوئی امیر خراسان کی طرف سے تو دعا کی اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنِیْ۔ حدیث میں ہے کہ خروج دجال کے وقت ایک شخص کسی قبر سے گزرے گا اور فتنے و زلازل دیکھ کر کہے گا یٰلَیْتَنِیْ مَكَانَكَ کاش کہ میں تیری جگہ ہوتا۔ ورنہ دنیاوی تکالیف کو نہ برداشت کرتا ہوا موت کی تمنا کرے تو یہ جائز نہیں جیسا کہ مسند احمد وغیرہ میں ہے کہ آپ نے فرمایا کوئی کسی تکلیف سے گھبرا کر موت کی آرزو نہ کرے۔ بخاری میں ہے اگر وہ نیک ہے تو اسکی زندگی اسکی نیکیاں بڑھائیں گی اور اگر وہ بد ہے تو بہت ممکن ہے زندگی میں توبہ کی توفیق ہو جائے اور وہ توبہ کرلے اور اگر کوئی دنیاوی تکالیف سے تنگ آگیا ہے تو اسکو ان لفظوں سے دعاء موت کرنی چاہئے اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مَا كَانَتِ الْحَیٰوةُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَیْرًا لِّیْ۔ مشکوٰۃ باب تمنی الموت، ابن کثیر، حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح زلیخا سے ہوا۔ یعقوب علیہ السلام نے انجام بخیر ہونے کی دعا کی جس سے ایک فرزند افرائیم اور دو لڑکیاں بیشا و رحمت پیدا ہوئے۔

یہی رحمت ہیں جو حضرت ایوب علیہ السلام کے نکاح میں تھیں جنہوں نے اپنے خاوند کی سخت ترمصیبت میں بھی ساتھ نہ چھوڑا۔ (معرف التفاسیر و احسن التفاسیر حاشیہ جامع صفحہ (۲۱) نیز تفسیر سعدی میں ہے یعقوب علیہ السلام کا جب انتقال ہوا تو وصیت کے مطابق یوسف علیہ السلام مصر سے ملک شام لاش لائے۔ اتفاق سے اسی روز یعقوب علیہ السلام کے بھائی حضرت عیص کا بھی انتقال ہو گیا۔ یوسف علیہ السلام نے یعقوب اور انکے بھائی عیص کو ان کے باپ دادا اسحاق و ابراہیم کے پاس ہی ایک ہی قبر میں دفن کرا دیا۔ اور جب یوسف علیہ السلام کا انتقال ہوا تو مصر کے ہر محلہ کا سردار اپنے ہی محلہ میں دفن کرنا چاہتا تھا۔ اختلاف بڑھ رہا تھا اس سے بچنے کی غرض سے ایک صندوق میں بند کر کے نیل دریا کے کنارے دفن کر دیا۔ ابن ابی حاتم مستدرک حاکم عن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور کہا یہ روایت صحیح ہے (احسن) ایسی ہی انتہائی مجبوری و شدید ضرورت کے پیش نظر اگر لاش کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جائے تو جواز ہے جبکہ کوئی مضائقہ نہیں ورنہ جہاں دفن کر دیا وہیں رہنے دیا جائے۔ مؤطا میں ہے سعد بن ابی وقاص و سعید بن زید رضی اللہ عنہما کا عقیق میں انتقال کرنا اور مدینہ میں لا کر دفن کرنا۔ نیز بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا اپنے باپ عبداللہ کو ایک قبر سے دوسری قبر میں منتقل کرنے کا واقعہ جائز ہونے کی دلیل ہے (احسن)

ف اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ اس واقعہ کے وقت تم ان کے پاس حاضر موجود نہ تھے۔ یہ سب کچھ ہم نے وحی کے ذریعہ سے تم کو بتایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ انبیاء، اولیاء کو حاضر ناظر یا عالم الغیب کہتے ہیں ان کا یہ عقیدہ غلط اور قرآن کے سراسر خلاف ہے (فائدہ ستاریہ)

فوائد صفحہ هذا

ف یعنی یہ مذکور توریت میں اور پہلی کتابوں میں بھی نہیں۔ (موضح القرآن) ف یعنی اکثر لوگ جو دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں جیسے کہ بہت لوگ پیروں، پیغمبروں، اماموں اور فرشتوں پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور مرادیں مانگتے ہیں منتیں مانتے ہیں، بلا ٹلنے کے لئے اپنے بیٹوں کو ان کی طرف نسبت کرتے ہیں جیسے عبدالنبی، علی بخش، پیر بخش، غلام محی الدین اور ان کے جیسے، بلا مصیبت سے محفوظ رہنے کیلئے ان بزرگوں کے نام کی چوٹی رکھتے ہیں یا بدھی پہناتے ہیں، کوئی مشکل کے وقت کسی کی دہائی دیتا ہے، کوئی ان کے نام کی قسم کھاتا ہے اور کوئی تاگوں منکوں وغیرہ پر یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اسی میں شفا ہے۔ مسند احمد میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بے شک تعویذات جن میں اسمائے الٰہی نہ ہوں اور منکے۔ تولہ شرک ہے۔ تولہ سحر کی ایک قسم ہے جو محبت کے لئے کرتے ہیں۔ (فائدہ ستاریہ) (باقی بر صفحہ آئندہ)

اتَّقَوْا ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ حَتّٰۤى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَ

ڈرتے ہیں کیا پس نہیں سمجھتے تم یہاں تک کہ جب ناامید ہوئے پیغمبر اور

کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے۔ یہاں تک کہ جب رسول مایوس ہو گئے اور انہیں گمان ہوا

ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّیَ مَنْ نَّشَآءُ ۭ

گمان کیا انہوں نے یہ کہ ان سے وعدوں نے تحقیق جھوٹے بولا آیا ان کے پاس مدد ہماری پس نجات دیا گیا جو چاہتے

کہ ان سے وہ جھوٹے خیال کیے جاتے ہیں تو ان کے پاس ہماری مدد پہنچی پھر جس کو ہم نے چاہا اور بچا لیا

وَلَا یُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَقَدْ كَانَ فِیْ

ہم اور نہیں پھیرا جاتا عذاب ہمارا قوم گنہگار سے البتہ تحقیق ہے بیچ

عذاب مجرموں سے ہرگز نہیں ٹلتا۔ بیشک ان لوگوں کے

قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰى

قصوں ان کے کے نصیحت واسطے صاحبوں عقل کے نہیں ہے بات کہ باندھ لی جاوے

حالات میں عقلمندوں کے لیے سامان عبرت ہے یہ کوئی من گھڑت بات نہیں بلکہ یہ اس بات کی

وَلٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَتَفْصِیْلَ كُلِّ شَیْءٍ

و لیکن سچا کرنے والی اس چیز کا آگے اس کے ہے اور تفصیل ہر چیز کی

تصدیق ہے جو پہلے سے الہامی کتابوں میں درج ہے اور ہر ضروری بات کی تفصیل ہے۔

وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

اور ہدایت اور رحمت واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں ہیں

اور ایمان لانے والوں کے لیے باعث ہدایت و رحمت ہے۔

سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَكِّیَّةٌ وَّهِیَ ثَلٰثٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰیَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ رعد مکہ میں نازل ہوئی اس میں تینتالیس آیتیں اور چھ رکوع ہیں

سورۂ رعد مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں تینتالیس آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت بخشش کرنے والا بڑا مہربان ہے

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ

یہ آیتیں کتاب کی اور وہ چیز کہ اتاری گئی طرف تیری رب تیرے سے

المرٰ۔ یہ کتاب کی آیتیں ہیں اور آپ کے رب کی طرف سے جو کچھ نازل کیا گیا ہے برحق ہے مگر

الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ

حق ہے لیکن اکثر لوگ نہیں ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ وہ شخص جس نے بلند

اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اللہ وہ ذات اقدس ہے جس نے

السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ

کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو تم ان کو پھر قرار پکڑا اوپر عرش کے اور مسخر کیا

آسمانوں کو جیسا کہ تم دیکھتے ہو بغیر ستونوں کے اتنا اونچا بنایا پھر وہ عرش پر مستوی ہوا اور اس نے

حل لغات۔

لہ تعقلون ... اس میں لیتے ہیں اصلاح میں کے دوسرے پر ترجیح دیکھو اور کبھی اس کے معنے یقین کے بھی آتے ہیں اسی واسطے بعض مفسروں نے یہاں ... یقین کے معنے بیان کیا ہے۔ ... عبرۃ کے معنی ہیں اعتبار اور اعتبار کہتے ہیں جانب معلوم سے جانب مجہول کی طرف عبور کرنے کو اور اس ★

(بقیہ صفحہ گذشتہ)

یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں کو اس بات کی خبر دو کہ توحید
کی طرف بلانا میری راہ اور سنت ہے اور یقین و برہان کی راہ مجھ کو جو کچھ
کو بلاتا ہوں ۔ اب جو بھی آپ کا تابع ہو وہ اسی راستہ توحید
سنت، برہان اور بصیرت کے ساتھ چلے چلائے گا ۔ اسی میں
دلیل ہے اس بات پر کہ اصل راہ ہدایت توحید و سنت قرآن و
حدیث ہے، نہ رائے قیاس اور نہ تقلید شخصی (فائدہ ستاریہ)
کہ اس آیت پاک میں رد ہے اس شخص کا جو کہتا ہے کہ کوئی
فرشتہ رسول بن کر کیوں نہیں آیا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
آپ سے پہلے بھی ہم نے یہی مرد (انسان) رسول مقرر کئے تھے،
آسمانوں کے فرشتے ۔ یہ آیت دلیل ہے کہ کوئی نبی آسمان سے
جنوں سے یا عورتوں سے مبعوث نہیں ہوا ۔ قریٰ سے مراد
شہر ہیں نہ گاؤں اس لئے کہ دیہاتی لوگوں پر جفا اور سختی غالب
ہوتی ہے اور شہر والے کامل عقل، اچھی صلاحیت، علم و عمل میں
بہترین ہوا کرتے ہیں (فتح) اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سیر و سیاحت کرنی جائز
ہے جبکہ عبرت کی نیت ہو ورنہ نہیں۔

فوائد صفحہ ھٰذا ف۱ یعنی وعدۂ عذاب کو دیر لگی یہاں تک کہ
رسول ناامید ہونے لگے کہ شاید ہماری زندگی میں (آیا) پیچھے آئے ۔ اور
ان کے یار خیال کرنے لگے کہ شاید وعدہ خلاف تھا ۔ لفظ خیال سے
آدمی کافر نہیں ہوتا اگر جانتا ہو کہ یہ خیال بد ہے (موضح القرآن)
ف۲ یعنی نبیوں کے واقعات اللہ واحد کی قدرتوں اور حکمتوں کا بیان
مسلمانوں کی نجات، کافروں کی ہلاکت کے قصے عقل مندوں کے لئے
بڑی عبرت و نصیحت والے ہیں ۔ یہ قرآن بناوٹی نہیں بلکہ اگلی آسمانی
کتابوں کے لئے سچائی کی دلیل ہے ۔ مؤمنوں کے لئے ہدایت و
رحمت ہے ۔ اس قرآن سے ان کے دل گمراہی سے راہ ہدایت، دنیا
و آخرت کے عذابوں کے بدلے رحمت اور بھلائیاں حاصل کر لیتے ہیں
(ابن کثیر) ف۳ حروف مقطعات کے معنے میں حق بات یہ ہے کہ اللہ کو
جانے کہ مراد ان حرفوں سے کیا ہے جن کے معنی مقصد نہیں بتائے گئے
اور وہ داخل متشابہات ہیں ۔ ہمیں کیا ضرورت کہ ہم اس میں گفتگو
کریں (فتح) پس فرمایا یہ کتاب جو آپ کے پروردگار کی طرف سے
اتاری گئی ہے یقیناً حق و صواب ہے لیکن لوگ ایسی واضح حقیقت کو
بھی ماننے سے انکاری ہیں تعجب ہے۔

سے مراد ہے تامل و تفکر۔ ۵ اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا الخ اللہ مبتدا۔ الذی الخ خبر۔ یا الذی الخ اللہ کی صفت اور یدبر الامر خبر۔
یفصل الآیات خبر بعد خبر۔ عمد جمع ہے عماد کی جس طرح اُہب اِہاب کی ۔ اور عماد کہتے ہیں اس چیز کو جس کے سہارے دوسری چیز ٹکی رہ جائے جب لوگ
باہم ایک دوسرے پر اعتماد رکھتے ہیں تو اہل محاورہ فلاں عمد قوم بولا کرتے ہیں ۔ چونکہ ستون پر بھی دوسری چیز چھت وغیرہ لگائی جاتی ہے اس لئے
اسے عماد اور عمود کہتے ہیں۔

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط كُلٌّ يَجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ط يُدَبِّرُ الْاَمْرَ

سورج کو اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے واسطے وعدے مقرر کے تدبیر کرتا ہے کام کی تفصیل

سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا ہر ایک ایک وقت معین پر چل رہا ہے وہی ہر ایک بات کا انتظام کرتا ہے

يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ② وَهُوَ الَّذِيْ

سے بیان کرتا ہے نشانیاں تو کہ تم ساتھ ملاقات رب اپنے کے یقین کرو اور وہی ہے جس نے

کھول کھول کر آیتیں بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے رب کے سامنے حاضر ہونے کا یقین کر لو۔ اور وہ وہی ہے

مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ط وَمِنْ كُلِّ

پھیلایا زمین کو اور کیے بیچ اس کے پہاڑ اور نہریں اور

جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور دریا بنائے اور ہر قسم کے پھلوں کو اس نے

الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ط

میوے سے کیے بیچ اس کے جوڑے دو قسم کے ڈھانک دیتا ہے رات کو دن سے

دو دو قسم کا بنایا۔ وہی ڈھانک دیتا ہے رات (کی تاریکی) سے دن کو۔ ان باتوں میں

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ③ وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ

تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے کہ فکر کرتے ہیں اور بیچ زمین کے قطعے ہیں

بلاشبہ غور و فکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ اور زمین میں مختلف قطعات ہیں ایک دوسرے

مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ

نزدیک ایک دوسرے کے اور باغ ہیں انگوروں کے اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں ایک تھالے سے کئی

سے ملے ہوئے اور انگوروں کے باغ اور کھیتیاں اور کھجوریں ہیں بعض کی کئی شاخیں ہوتی ہیں اور بعض

وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَاۗءٍ وَّاحِدٍ قف وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى

اور سوائے کئی کے پانی دیے جاتے ہیں ایک سے اور بڑائی دیتے ہیں ہم بعض ان کے کو اوپر

کی نہیں ہوتیں ان سب کو ایک ہی پانی ملتا ہے اور ذائقہ میں ہم نے ایک میوے کو دوسرے پر فضیلت دی ہے۔ بلاشبہ

بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ④

بعضوں کے بیچ میوے کے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے سمجھتے ہیں

ان سب باتوں میں ان لوگوں کے لئے جو عقل و دانش رکھتے ہیں نشانیاں ہیں۔

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ

اور اگر تعجب کرے تو پس عجب ہے بات ان کی کیا جب ہو جاویں گے ہم مٹی کیا مقرر ہو جاویں گے ہم البتہ

اور اگر آپ کو تعجب ہو تو ان کی بات واقعی تعجب کے قابل ہے کہ جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو کیا از سر نو پیدا

جَدِيْدٍ ە اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ج وَاُولٰۗىِٕكَ

بیچ پیدائش نئی کے یہ لوگ ہیں کہ کافر ہوئے ساتھ پروردگار اپنے کے اور یہ لوگ ہیں کہ

کئے جائیں گے۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب سے انکار کیا۔ اور یہی لوگ ہیں

الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ج وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا

طوق ہیں بیچ گردنوں ان کی کے اور یہ لوگ رہنے والے ہیں آگ کے وہ بیچ اس کے

جن کی گردنوں میں طوق ڈالے جائیں گے۔ اور یہی لوگ اصحاب دوزخ ہیں وہ

حل لغات۔

له فی الارض

قطعٌ متجاورتٌ۔

قطعٌ جمع قطعۃٌ کی اور متجاورات متجاور کی یعنی باہم ایک دوسرے سے ملے ہوئے۔ ابوبکر اصم کا قول ہے کہ ایک زمین جو دوسری زمین کے قریب ہوتی ہے تو پہلی کو طیبہ اور دوسری کو سبخہ اور بعض کی نسبت دوسری کو حرہ اور اس کی نسبت دوسری کو رملی اسی طرح حصباء اور حمراء اور سوداء

یعنی جس نے آسمان سے مراد بلندی حد نظر لی اور آسمان کا انکار کیا کہ یہ کوئی چیز نہیں اس کا قول باطل و کفر کا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آسمان عظیم الشان، بلند مضبوط چھت اللہ ہی نے بنائی ہے اور بغیر کوئی ستون، کھمبا گارڈر دکھائی نہیں دیتا محض اپنے حکم سے روک رکھا ہے بقول تعالیٰ اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا الخ یعنی اللہ قادر ہے جس نے اونچا اٹھایا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے تم دیکھتے ہو۔ غرض کہ سورۃ الانبیاء کی آیت وَیُمْسِكُ السَّمَاءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اور سورۃ الفاطر کی آیت اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا الخ میں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کا تھامنا اپنی ذات پاک کی طرف منسوب فرمایا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بلا کسی روک تھام کے محض اللہ تعالیٰ کی قدرت سے آسمان تھما ہوا ہے۔ قَالَ الْعَبَّاسُ كُنْتُ بِالْبَطْحَاءِ فِیْ عِصَابَةٍ وَفِیْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّتْ سَحَابَةٌ فَنَظَرَ اِلَیْهَا فَقَالَ مَا تُسَمُّوْنَ هٰذِهٖ قَالُوا السَّحَابَ قَالَ وَالْمُزْنَ قَالُوْا وَالْمُزْنَ قَالَ وَالْعَنَانَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ قَالُوْا وَالْعَنَانَ قَالَ كَمْ تَرَوْنَ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَ السَّمَاءِ قَالُوْا لَا نَدْرِیْ قَالَ فَاِنَّ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهَا اِمَّا وَاحِدًا اَوِ اثْنَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا وَّسَبْعِیْنَ سَنَةً وَّالسَّمَاءُ فَوْقَهَا كَذٰلِكَ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ثُمَّ فَوْقَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ بَحْرٌ بَیْنَ اَعْلَاهُ وَاَسْفَلِهٖ كَمَا بَیْنَ سَمَاءٍ اِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ فَوْقَ ذٰلِكَ ثَمَانِیَةُ اَوْعَالٍ بَیْنَ اَظْلَافِهِنَّ وَرُكَبِهِنَّ كَمَا بَیْنَ سَمَاءٍ اِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ عَلٰى ظُهُوْرِهِنَّ الْعَرْشُ بَیْنَ اَعْلَاهُ وَاَسْفَلِهٖ كَمَا بَیْنَ سَمَاءٍ اِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ اللّٰهُ فَوْقَ ذٰلِكَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى۔ یعنی عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک روز ایک میدان میں ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک ابر آسمان پر معلوم ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس کو کیا کہتے ہو؟ عرض کیا گیا کہ سحاب یعنی ابر کہتے ہیں فرمایا مزن، لوگوں نے کہا مزن۔ فرمایا عنان بھی۔ عرض کیا گیا کہ عنان بھی کہتے ہیں۔ فرمایا کہ تم آسمان کو کتنا دور سمجھتے ہو؟ عرض کیا گیا کہ کچھ معلوم نہیں فرمایا کہ آسمان کا فاصلہ اکہتر یا بہتر یا تہتر برس کی راہ ہے۔ تو یہاں بہتر تہتر سے مراد تعداد نہیں ہے بلکہ فاصلہ کی کثرت مراد ہے یہی تطبیق دونوں قسم کی روایتوں میں دی جائے اور دوسرا آسمان اس آسمان سے اسی قدر فاصلے پر ہے۔ اسی طرح سات آسمان ہیں اور ساتویں آسمان کے اوپر ایک دریا ہے کہ اس کی گہرائی اتنی ہی ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرا آسمان۔ پھر اس کے اوپر ہرن نما آٹھ فرشتے ایسے ہیں کہ جن کے کھروں سے گھٹنوں تک اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پھر ان کی پیٹھ پر عرش عظیم ہے۔ اس عرش کی بلندی بھی ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک کے برابر ہے ثُمَّ اللّٰهُ فَوْقَ ذٰلِكَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى۔ پھر عرش پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ مستوی ہے (ابن ماجہ صفحہ ۱۰ باب فیما انکرت الجہمیۃ) اس حدیث میں آسمانوں کا فاصلہ بہتر تہتر برس کی راہ بیان ہوا ہے لیکن اور بہت سی صحیح حدیثوں میں ہے کہ یہ آسمان دنیا بلندی میں پانچ سو برس کی مسافت پر ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ برابر ہوا عرش پر۔ اہل سنت نے کہا کہ عرش کا استواء صحیح ہے۔ یہ اللہ عزوجل کی ایک صفت ہے جس نے اپنے خیال اور وہم و قیاس میں کوئی صورت باندھی اُس نے کفر کیا جیسے اس کی ذات ہر گمان سے پاک ہے اسی طرح یہ صفت استواء ہے جس کے معنے معلوم ہیں کیفیت مجہول ہے اور اس بارے میں سوال کرنا بدعت ہے (م مواہب الرحمٰن) قرآن کی سات آیات میں استواء علی العرش کا بیان ہے ان میں سے یہ تیسری آیت ہے، اس آیت میں وجودیوں کے عقیدۂ باطلہ کی بھی تردید ہے۔ اور کھلے طور پر اللہ پاک کا مخلوقات سے جدا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ وجودی ہر چیز میں اللہ کا وجود کہتے ہیں جو بالکل غلط عقیدہ ہے۔ سلف صالحین، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ و شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ وغیرہم کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بذاتہ آسمانوں کے اوپر عرش پر ہے۔ یوں کہنا جائز نہیں کہ وہ اللہ ہر مکان ہر جگہ میں ہے (غنیۃ الطالبین صفحہ ۹۰ مطبوعہ لاہور و شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۰ مطبوعہ لاہور) اللہ تعالیٰ کا عرش پر ہونا یا ہر شب کو آسمان دنیا پر آنا یا دیکھنا، سننا، کلام کرنا، ہنسنا، خفا ہونا، پکڑنا، چھوڑنا وغیرہ جو کچھ قرآن و حدیث میں اللہ کی ذات کے متعلق آیا ہے سب پر بلا تاویل ایمان لانا فرض ہے۔ اب یہ کہ اس کا دیکھنا، سننا، چلنا، آنا، جانا کیسا ہے اس کے متعلق لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ فرما دیا کہ یوں کہنا چاہیے کہ وہ ویسا ہی ہے جیسا اس کی شان کو لائق ہے اور بس۔ پھر فرمایا ٹھہری مدت تک یعنی قیامت تک یا اپنے دور تک سورج ایک برس تک اور چاند ایک ماہ تک پھر نیا دور شروع کرتے ہیں (موضح) مطلب یہ ہے کہ سورج چاند کے طلوع اور غروب کے جو وقت مقرر ہیں وہ ان وقتوں کے تابع ہیں۔ كُلٌّ یَّجْرِیْ سے سورج کی ذاتی گردش ثابت ہوتی ہے جس سے ان اہل ہیئت کے قول کا ضعف نکلتا ہے جو سورج کی ذاتی گردش کے قائل نہیں ہیں بلکہ سورج کی گردش کو آسمان کی گردش کا تابع بتاتے ہیں ان کا خیال باطل اور خلاف قرآن و حدیث ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے (باقی صفحہ ۲۵۴)

وغیرہ کہتے ہیں۔ سلہ صِنْوَانٌ یہ جمع ہے صنو کی جس طرح قنوان قنو کی۔ اس کی جمع آتی ہے اصناء جس طرح اسم کی اسماء۔ صنوان اُس درخت کو کہتے ہیں جس کی جڑ تو ایک ہو اور شاخیں دو یا تین یا تین سے زائد۔ ابن اعرابی کا بیان ہے کہ صنو کے معنے ہیں مثل کے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان عم الرجل صنو ابیہ ای مثلہ والمعنی ان اشجار النخیل قد تکون متماثلۃ متشابہۃ وقد لا تکون کذلک۔

خٰلِدُوْنَ ۝٥ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ

ہمیشہ رہنے والے ہیں ۔ اور جلدی کرتے ہیں تجھ سے ساتھ برائی کے پہلے بھلائی کے اور تحقیق
اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور یہ لوگ بھلائی سے پہلے آپ سے برائی کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ ان سے پہلے

خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ

گزری ہیں پہلے ان سے عقوبتیں اور تحقیق پروردگار تیرا البتہ صاحب بخشش کا ہے واسطے
عذاب واقع ہو چکے ہیں اور آپ کا رب باوجود لوگوں کے گناہ [illegible] بخش دینے والا ہے

لِّلنَّاسِ عَلٰي ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝٦ وَ

لوگوں کے اوپر ظلم ان کے کے اور تحقیق پروردگار تیرا البتہ سخت عذاب کرنیوالا ہے اور
[illegible] سزا دینے والا (بھی) ہے اور

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اِنَّمَآ

کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہوئے کیوں نہ اتاری گئی اوپر اس کے نشانی پروردگار اس کے سے سوائے اس کے نہیں
وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا ہے کہتے ہیں کہ [illegible] کوئی نشانی کیوں اس پر نازل نہیں ہوئی [illegible]

اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝٧ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ

کہ تو ڈرانیوالا ہے اور واسطے ہر قوم کے ہدایت کرنیوالا اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ کہ اٹھاتی ہے ہر
[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] جانتا ہے کہ ہر مادہ اپنے پیٹ میں کیا

اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۭ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ

عورت اور جو کچھ کہ کم کرتے ہیں رحم اور جو کچھ بڑھ جاتے ہیں اور ہر چیز نزدیک اس کے
لئے ہوئی ہے اور پیٹ میں کیا کم ہوتا اور کیا بڑھتا ہے اور اس کے پاس ہر چیز ایک

بِمِقْدَارٍ ۝٨ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝٩ سَوَاۗءٌ

اندازہ سے ہے جاننے والا پوشیدہ کا اور ظاہر کا بڑا بلند برابر ہے
اندازے سے ہے وہ باطن اور ظاہر کا جاننے والا سب سے بزرگ بلند مرتبہ ہے اس کے لئے

مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ

تم میں سے جو شخص کہ چھپا دے بات کو اور جو کوئی پکار کر کہے اسکو اور جو شخص کہ چھپنے والا ہے
برابر ہے کہ کوئی تم میں سے بات کو چھپائے یا اسے ظاہر کرے یا رات کو چھپ کر رہے

بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝١٠ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ

رات کو اور چلنے والا ہے دن کو واسطے اس کے پہرہ دار ہیں ایک کے پیچھے ایک آگے سے اور
یا دن میں چلے پھرے اس کے آگے اور پیچھے پہرہ دار ہیں جو خدا کے حکم سے

مِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ

پیچھے سے حفاظت کرتے ہیں اسکی حکم خدا کے سے تحقیق اللہ نہیں بدلتا جو حالت کہ ساتھ کسی قوم
اس کی حفاظت کرتے ہیں خدا اس وقت تک کسی قوم کی اچھی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ لوگ

حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْۗءًا فَلَا

کے ہے یہاں تک کہ بدل ڈالیں وہ جو ہے جو ان کے ہے اور جس وقت ارادہ کرتا ہے خدا ساتھ کسی قوم کے برائی کا پس نہیں
خود اپنی حالت تبدیل نہ کر دیں اور جب اللہ کسی قوم کے لئے عذاب تجویز کرتا ہے تو کوئی اسے

ع

حل لغات۔
لہ المثلٰت جمع ہے مثلۃ کی جس طرح سمرات سمرۃ کی۔ مثلۃ اس تغیر کو کہتے ہیں جس سے صورت قبیح اور بگڑا ہو جائے۔ جب کوئی شخص کسی کی صورت کان کاٹ کر یا ناک اڑا کر یا پیٹ پھاڑ کر بگاڑ دیتا ہے تو

مثل فلان بفلان بولا کرتے ہیں۔ یہ مثلہ کے اصلی معنے ہوئے مگر بعد کو عام ہو گیا اور ذلت لازم کو مثلہ کہنے لگے۔ یہاں مثلات سے مراد ہے عقوبات کیونکہ عقوبتیں اور جس شخص پر عقوبت پڑتی ہے اس میں ایک طرح کی مماثلت و مشابہت ہوتی ہے اور کبھی دونوں کے معنی بھی ہو سکتے ہیں اور یہی معنی یہاں زیادہ

(بقیہ صفحہ ۲۵۳) عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ نے سب لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے۔ معتبر سند سے شعب الایمان بیہقی تفسیر ابن ابی حاتم اور مستدرک حاکم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ لوح محفوظ میں تمام دنیا کا حال جو لکھا ہوا ہے اس میں سے ہر شب قدر کو ایک سال کے انتظامات کی نقل فرشتوں کو دنیا کا سال بھر کا کام چلانے کے لئے مل جاتی ہے۔ یہ حدیثیں یُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ کی گویا تفسیر ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ازلی تدبیر اور اس کے انتظامات کے موافق ہوتا ہے۔ اس تفسیر سے طبیعات والوں کے اس قول کا ضعف نکلتا ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے وہ طبیعتوں کے اثر سے ہوتا ہے اللہ کی قدرت کا اس میں کچھ دخل نہیں ہے۔ علاوہ اس کے طبیعات والوں کا یہ قول عقلی طور پر بھی یوں ضعیف معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں بہت سے کام خلاف طبیعت نظر آتے ہیں کیونکہ مثلاً سورج کی طبیعت ہر چیز کا سکھا دینا ہے۔ اب اناج میں تو سورج کا طبیعت کے موافق ہے لیکن اکثر میوہ جات میں طبیعت کے خلاف سورج سے کام لیا جاتا ہے کہ دھوپ سے مثلاً آم میں رس اور انگوروں کو دا پیدا ہوتا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ طبیعتیں ایک صاحب قدرت کے تابع ہیں، ورنہ طبیعتوں میں یہ شعور کہاں ہے کہ وہ مختلف کام انجام دے سکیں۔ آخر میں فرمایا لَعَلَّكُمۡ بِلِقَآءِ رَبِّكُمۡ تُوۡقِنُوۡنَ ۝ کہ یہ قدرت کی نشانیاں انسان کو تفصیل وار اس لئے سمجھائی جاتی ہیں کہ وہ ان نشانیوں سے قدرت والے کو پہچانے اور اس کے احکام کو مانے اور یہ جان لے کہ ایک دن ہر انسان نیک و بد کو حساب کے لئے اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑا ہونا پڑے گا مسند بزار اور طبرانی میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی معتبر روایت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت کے دن ہر شخص کو چار باتوں کی جواب دہی کے لئے ضرور اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑا ہونا پڑے گا (۱) تمام عمر کس کام میں لگا رہا (۲) جوانی میں کیا کیا۔ (۳) کیونکر کمایا (۴) کہاں خرچ کیا فقط۔ (احسن)

فوائد صفحہ ھذا

ف اوپر کی آیت میں عالم علوی کا بیان ہے۔ یہاں عالم سفلی کا ذکر ہو رہا ہے۔ زمین طول و عرض میں پھیلا کر اللہ نے بچھائی ہے۔ اس میں مضبوط پہاڑ بھی اُس نے گاڑ دیئے ہیں، اس میں دریا اور چشمے بھی اس نے جاری کئے ہیں تاکہ مختلف شکلوں و ذائقوں کے پھل پھول کے درخت اسی سے سیراب ہوں۔ جوڑ جوڑ میوے اس نے پیدا کئے۔ زمین کے ٹکڑے ملے جلے ہوئے ہیں۔ قدرت الٰہی دیکھئے ایک ٹکڑے سے پیداوار ہو اور دوسرے سے کچھ نہ ہو۔ ایک کی مٹی سرخ دوسرے کی سفید، یہ زرد، یہ سیاہ یہ پتھریلی یہ نرم، یہ میٹھی، یہ شور، ایک ریتلی ایک صاف۔ غرض یہ بھی خالق کی قدرت کی نشانی ہے کہ فاعل خود مختار مالک الملک ایک اللہ خالق کل ہے، نہ اس کے سوا معبود نہ پالنے والا۔ صنوان کہتے ہیں ایک درخت کو جو کئی شاخوں اور کئی تنوں والا ہو جیسے انار انجیر وغیرہ۔ وَغَيۡرُ صِنۡوَانٍ جو اس طرح نہ ہو، ایک ہی تنا ہو، اسی انسان کے چچا کو صنو الاب کہتے ہیں۔ حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ انسان کا چچا مثل باپ کے ہوتا ہے۔ الغرض اہل عقل کیلئے اللہ کی معرفت کے لئے یہ آیات اور نشانیاں کافی وافی ہیں۔ وَاِنۡ تَعۡجَبۡ فَعَجَبٌ قَوۡلُهُمۡ میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرماتا ہے کہ آپ ان کے جھٹلانے کا کوئی تعجب نہ کریں۔ یہ ہیں ہی ایسے اتنی اتنی نشانیاں دیکھتے ہوئے اللہ کی قدرت کا ہمیشہ مطالعہ کرتے ہوئے اسے مانتے ہوئے کہ وہ ہر چیز کا خالق ہے پھر قیامت کے منکر ہوتے ہیں حالانکہ اس سے بڑھ کر روزمرہ مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ کچھ نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ سب کچھ کر دیتا ہے۔ ہر عاقل جان سکتا ہے کہ زمین و آسمان کی پیدائش انسان کی پیدائش سے بہت ہی بڑی ہے اور دوبارہ پیدا کرنا بہ نسبت اول پیدا کرنے کے بہت آسان ہے۔ اَغۡلٰلُ سے مراد یہ کہ قیامت کے دن ان کی گردنوں میں دوزخ کی آگ کے طوق ہوں گے اور یہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ وَيَسۡتَعۡجِلُوۡنَكَ بِالسَّيِّئَةِ کا مطلب یہ کہ وہ کہتے تھے کہ بوجہ اپنے کفر کے عذاب الٰہی کا آنا اس قدر محال جان کر نڈر ہو گئے تھے کہ عذابوں کے اترنے کی آرزو اور طلب کیا کرتے تھے یہاں یہ فرمایا کہ ان سے پہلے لوگوں کی مثالیں ان کے سامنے ہیں کہ کس طرح وہ عذابوں میں پکڑے گئے۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ اس آیت کے اترنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کا معافی دینا [illegible]

جیسا ان معلوم ہوئے۔ ؎ وَمَا تَغِيۡضُ الۡاَرۡحَامُ وَمَا تَزۡدَادُ۔ ما تغیض اور ما تزداد میں ما موصول ہے۔ تغیض لیاگیا ہے غیض سے [illegible] نقصان کو لغیض یعنی گھٹنا ازدیاد لازم و متعدی دونوں طرح مستعمل ہوتے ہیں بولا کرتے ہیں غاض الماء و غضتہ انا۔ قال تعالیٰ وغیض الماء [illegible]
؎ اَلۡمُتَعَالِ۔ یہ اصل میں تھا المتعالی فواصل آیت کی وجہ سے یہ خلاف قیاس حذف ہو گئی۔ ؎ مُسۡتَخۡفٍۢ بِالَّيۡلِ وَسَارِبٌۢ [illegible] چھپنے والا بولا کرتے ہیں استخفٰی فلان من فلان ای توارٰی واستتر۔ سارب کہتے ہیں ظاہر طور پر راستہ چلنے والے کو عرب بولا کرتے ہیں [illegible] سربا ای مضت فی الارض ظاہرۃ

مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ⑪ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ
واسطے اسکے اور نہیں ہے واسطے انکے سوائے اسکے کوئی کارساز وہی ہے جو دکھاتا ہے تم کو
روک نہیں سکتا اور نہ کوئی اس کے سوا ان کا مددگار ہوتا ہے وہ وہی (ذات اقدس) ہے
الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ⑫ وَيُسَبِّحُ
بجلی ڈر سے اور طمع سے اور پیدا کرتا ہے بادل بھاری۔ اور تسبیح کرتا ہے
جو تمہیں خوف اور امید دلانے کیلئے بجلی دکھاتا اور بھاری بھاری بادلوں کو پیدا کرتا ہے۔ اور رعد اور فرشتے
الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ
گرجنے والا ساتھ تعریف اسکی کے اور فرشتے ڈر اس کے سے اور بھیجتا ہے گرنے والی بجلیاں پس
اس کے خوف سے اس کی حمد و ثنا بیان کرتے رہتے ہیں اور وہی بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے
فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ
پہنچا دیتا ہے اسکو جس کو چاہے اور وہ جھگڑتے ہیں بیچ اللہ تعالیٰ کے اور وہ
گرا دیتا ہے اور وہ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور اللہ
شَدِيْدُ الْمِحَالِ ⑬ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ
سخت عذاب والا ہے واسطے اسکے پکارنا ہے سچا اور جن لوگوں کو پکارتے ہیں
بڑی ہی قوت والا ہے اسی کو پکارنا سچا پکارنا ہے اور وہ لوگ اس کے سوا دوسروں
مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ
سوائے اسکے نہیں جواب دیتے ان کو ساتھ کسی چیز کے مگر جیسے کھولنے والا دونوں ہتھیلیاں
کو پکارتے ہیں وہ ان کی کچھ نہیں سنتے مگر اس شخص کی طرح جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف
اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا
اپنی کو طرف پانی کی تاکہ پہنچے منہ اسکے کو اور نہیں ہے وہ پہنچنے والا اسکو اور نہیں دعا کافروں کی مگر
پھیلائے تاکہ اس کے منہ تک پہنچ جائے حالانکہ وہ اس تک کبھی نہیں پہنچ سکتا اور کافروں کی دعا
فِيْ ضَلٰلٍ ⑭ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا
بیچ گمراہی کے اور واسطے خدا کے سجدہ کرتا ہے جو کوئی بیچ آسمانوں کے اور زمین کے ہے خوشی سے
محض فضول ہے اور جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے خوشی سے یا ناخوشی سے اللہ ہی کو سجدہ
وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ⑮ قُلْ مَنْ رَّبُّ
اور ناخوشی سے اور پرچھائیاں ان کی صبح کو اور شام کو کہہ کون ہے پروردگار
کرتا ہے اور انکے سائے بھی صبح و شام (اسی کو سجدہ کرتے ہیں) دریافت فرمایئے کہ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ
آسمانوں کا اور زمین کا کہہ کہ اللہ کہہ کیا پس پکڑے ہیں تم نے
آسمانوں اور زمین کا کون رب ہے کہہ دیجئے کہ اللہ۔ کہئے کہ کیا تم نے اللہ کے سوا الگ کارساز
دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلْ
سوائے اسکے کارساز کہ نہیں اختیار میں رکھتے واسطے جانوں اپنی کے نفع اور نہ ضرر کہہ کہ
ٹھہرا رکھے ہیں جو اپنے لئے بھی نفع کی قدرت رکھتے ہیں نہ نقصان کی پرواہ کرتا ہے اور آنکھوں والے

حل لغات۔
طوعًا وّکرهًا۔
طوع اور کرہ دونوں مصدر ہیں تشدیدکر۔ طوع کے معنے ہیں مطیع و فرمانبردار ہونے کے۔ بولا کرتے ہیں ہو طوع یدیک یعنی وہ تیرا مطیع و فرمانبردار ہے۔ فرس طوع العنان اسپ نرم و رام۔ اسی سے ہے طاعۃ بمعنی بندگی اور کرہ کے معنے ہیں کسی چیز کو ناپسند رکھنے کے۔ پھر یہ دونوں یسجد کے فاعل سے حال ہیں بتقدیر اسم فاعل ای طائعین وکارہین یا بتقدیر ★

(بقیہ صفحہ ۳۵۴) فرماتا اور درگذر کر دینا نہ ہوتا تو کسی کی زندگی کا امکان باقی نہ رہتا اور اگر اس کا دھمکانا ڈرانا اور سزا کرنا نہ ہوتا تو ہر شخص بے پرواہی سے ظلم و زیادتی میں مشغول ہو جاتا۔ ابن عساکر میں ہے کہ حسن بن عثمان ابو احسان رمادیؒ نے خواب میں اللہ عزوجل کا دیدار کیا، دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سامنے کھڑے اپنے ایک امتی کی سفارش کر رہے ہیں جس پر فرمان باری صادر ہوا کہ کیا تجھے اتنا کافی نہیں کہ میں نے سورۂ رعد میں تجھ پر آیت وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلَىٰ ظُلْمِهِمْ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ○ نازل فرمائی ہے۔ ابو احسان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی (ملخص از دو ابن کثیر) آیت کا مفہوم یہ کہ تیرا رب لوگوں کے گناہوں کو بخشنے والا ہے اور ساتھ ہی وہ سخت ترین عذاب کرنے والا بھی ہے۔ پس جو اس کے علم میں لائق بخشش ہیں انکو ضرور بخشے گا اگرچہ سزا کے بعد ہی بخشے اور جو لائق مغفرت نہیں ان کیلئے ہر حال میں سخت عذاب ہے۔

ف۲ کفار کہتے کہ جو نشانی ہم مانگتے ہیں وہ کیوں نہیں لاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا کوئی نشانی اتارنی آپ کے قبضہ کی بات نہیں، یہ تو صرف ہمارا کام ہے۔ آپ تبلیغ حق کرتے رہیے، جو نہ مانے ان کو عذاب الٰہی سے آگاہ فرمادیجئے ہدایت دینا، نہ دینا یہ ہمارا کام ہے۔

ف۳ زیادت اور کمی سے مراد حمل کی مدت کی زیادتی اور کمی ہے۔ صحیحین میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کی پیدائش اس طرح ہے کہ جب رحم میں نطفہ ٹھہر جاتا ہے تو پہلے چالیس دن تک ماں کے رحم میں یوں ہی پڑا رہتا ہے پھر دوسرے چالیس دن میں ایک گاڑھے خون کی شکل اختیار کرکے تیسرے چلے میں گوشت کا لوتھڑا ہو جاتا ہے پھر پتلا بن جاتا ہے اور اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مبعوث فرماتا ہے۔ اسکو چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے۔ وہ اس کا رزق، عمل، عمر، نیک یا بد ہونا لکھتا ہے۔ (احسن)

ف۴ کیونکہ اس کا عرش ساری مخلوقات کے اوپر ہے اور اس کی ذات اقدس عرش پر مستوی ہے تو وہ سب سے اونچا اور سب سے بلند ہوا۔ یہی مذہب سلف صالحین و ائمہ دین و جملہ اہل سنت یعنی اہلحدیث کا ہے۔ اللہ کو لامکان کہہ کر استواء علی العرش کا انکار کرنا اعتزال و جہمیت ہے۔

ف۵ یعنی جو اپنا کام رات کو چھپا وے، دن کو ظاہر کرے اللہ تعالیٰ کے نزدیک برابر ہے (موضح القرآن)

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ یعنی بندے کے لئے فرشتے مقرر ہیں جو رات دن نوبت بنوبت آتے جاتے ہیں آفات سے اس کو بچاتے ہیں (جامع البیان) حدیث میں ہے يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ یعنی تمہارے پاس رات کو اور دن کو فرشتوں کی بدلی ہوتی رہتی ہے اور صبح کی اور عصر کی نماز میں وہ جمع ہو جاتے ہیں یعنی رات کے فرشتے فجر کی نماز کے بعد رخصت ہوتے ہیں اور دن کے فرشتے عصر کی نماز کے بعد رخصت ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے، حالانکہ اس کو سب کچھ خبر ہے مگر پوچھتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ جب ہم گئے تھے اس وقت بھی وہ نماز میں تھے اور جب ہم آئے تھے اس وقت بھی نماز میں تھے۔ حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ اپنی عزت و جلال اور اپنے عرش پر بلند ہونے کی قسم کھا کر ارشاد فرماتا ہے کہ کوئی گھر بستی، شہر والوں میں سے میری نافرمانی میں مبتلا ہو پھر نافرمانی چھوڑ کر میری اطاعت و فرمانبرداری میں لگ جائے تو میں بھی اس سے اپنے عذاب دکھ ہٹا کر اپنی رحمت آرام عطا کروں گا (ابن کثیر) اس مضمون کو مولانا حالی ان الفاظ سے ادا فرماتے ہیں ۔ خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی ۔ نہ ہو جسکو خیال خود اپنی حالت کے بدلنے کا۔ اس قانون فطرت کو اس آیت میں آشکارا کیا گیا ہے۔

ف۲ جو شخص گرج کڑک سُن کر کہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ انشاءاللہ اس پر بجلی نہیں گرے گی۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ گرج کی آواز سن کر باتیں چھوڑ دیتے اور فرماتے سُبْحَانَ الَّذِي يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ اور فرماتے اس آیت میں اور اس آواز میں اہل زمین کیلئے کڑی دھمکی ہے۔ امام احمدؒ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بادل کی گرج اور بجلی کی چمک دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ یعنی اے رب ہمارے ہم کو اپنے غضب سے قتل نہ کیجیو اور نہ اپنے عذاب سے ہلاک کیجیو اور قبل اس کے ہم کو عافیت دیجیو۔ (باقی بر صفحہ ۳۵۶)

مضاف ای حال طوع و کرہ ۔ ۱؎ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ۔ غدو جمع ہے غداۃ کی جس طرح قنی جمع قناۃ کی یا مصدر ہے بوزن فعول جس طرح دخول وقعود۔ اور غدو کہتے ہیں طلوع فجر سے لے کر طلوع شمس تک کے درمیانی وقت کو۔ آصال جمع ہے اصیل کی یا آصال جمع ہے اصل کی اور اصل اصیل کی اور عصر و مغرب کے مابین کو اصیل کہتے ہیں۔ پھر بالغدو والآصال ظرف ہیں سجود مقدر کے یا حال ہیں ظلالھم سے۔

هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۥ اَمْ هَلْ تَسْتَوِى الظُّلُمٰتُ

کیا برابر ہوتا ہے اندھا اور دیکھنے والا کیا برابر ہوتے ہیں اندھیرے

برابر ہوتے ہیں یا کیا اندھیرا اور اجالا برابر ہے یا کیا جنکو انہوں نے شریک خدا

وَالنُّوْرُ ۥ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ

اور اجالا کیا مقرر کیا انہوں نے واسطے خدا کے شریک پیدا کیا انہوں نے مانند پیدا کرنے اس کے کے

بنا رکھا ہے انہوں نے بھی کچھ مخلوق پیدا کی مخلوق کی مانند جو ان پر مخلوق کے بارے میں مشتبہ

الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ

پس مل گئی پیدائش اوپر ان کے کہہ کہ اللہ ہی ہے پیدا کرنے والا ہر چیز کا اور وہی ہے اکیلا

ہو گیا ہو آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی ہر ایک چیز کا خالق ہے اور وہی یگانہ اور سب پر

الْقَهَّارُ ۝۱۶ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا

غالب قہار اتارا ہے اس نے آسمان سے پانی پس بہے نالے ساتھ اندازے اپنے کے

غالب ہے۔ اس نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے اپنی اپنی مقدار کے مطابق نالے

فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ۭ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي

پس اٹھایا رو نے جھاگ چڑھا ہوا اور اس چیز سے کہ دھونکتے ہیں اوپر اس کے بیچ

بہنے لگے۔ پھر پانی کے بہنے سے پھولا ہوا جھاگ اٹھا لایا اور جس چیز کو آگ میں تپاتے ہیں

النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ۭ كَذٰلِكَ

آگ کے واسطے چاہنے گہنے کے یا اسباب کے جھاگ ہیں مانند اس کی اسی طرح

کسی زیور یا چیز کے بنانے کے لئے پگھلاتے ہیں اس میں بھی ویسا ہی جھاگ آ جاتا ہے

يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۥ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ

بیان کرتا ہے اللہ حق اور باطل پس جو کہ جھاگ ہے پس جاتا رہتا ہے

اسی طرح اللہ حق اور باطل کی مثال بیان فرماتا ہے سو جھاگ تو سوکھ

جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ۭ

ناکارہ اور جو کہ وہ چیز ہے کہ نفع دیتی ہے لوگوں کو پس رہتی ہے بیچ زمین کے

جاتا رہتا ہے لیکن جو چیز لوگوں کو نفع پہنچاتی ہے وہ زمین میں ٹھہری رہتی ہے۔

كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ۝۱۷ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ

اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ مثالیں واسطے ان لوگوں کے کہ قبول کیا واسطے پروردگار

اللہ اسی طرح کی مثالیں بیان فرماتا ہے جنہوں نے اپنے رب کا کہا مانا ان کے لئے

الْحُسْنٰى ۣ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي

اپنے کے بھلائی ہے اور جن لوگوں نے نہ قبول کیا واسطے اس کے اگر ہو واسطے ان کے جو کچھ بیچ

بہتری ہے اور جنہوں نے اس کا کہا نہیں مانا اگر ہو ان سب چیزوں کے مالک بھی ہوں جو زمین

الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ

زمین کے ہے سارا اور مانند اس کے ساتھ اس کے البتہ بدلہ دیویں ساتھ اس کے یہ لوگ واسطے

میں ہیں اور اتنی ہی ان کے ساتھ اور بھی ہوں تو وہ ضرور اپنی رہائی کے لئے دے ڈالیں (تو بھی)

حل لغات۔ ۔۱ اَودِیة جمع ہے وادی کی جس طرح اَندِیہ نادی اور اَنجِیہ ناجی کی۔

وادی پہاڑوں اور ٹیلوں کی باہمی پست اور نشیب فضا کو کہتے ہیں جس میں سیل جاری ہوتی ہے۔ پھر سَالَتْ اَوْدِیَةٌ میں اسناد مجازی ہے کیونکہ اصل میں تھا سالت میاہ الاودیۃ۔ مضاف کو حذف کرکے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام کردیا گیا۔ ۲ زَبَدًا رَّابِیًا۔ زبد اسم ہے اور اس کے معنی ہیں جھاگ۔

(بقیہ صفحہ ۳۵۵) (ترمذی) ف۳ رعد سے مراد گرجنے والا بادل یا فرشتہ ہے جو زبان حال یا قال سے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتا ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ (بنی اسرائیل) اور تمام فرشتے بھی اللہ کے خوف وہیبت سے ہر آن مستعد طاعت رہتے ہیں اور اس کی تسبیح وتحمید میں مشغول رہتے ہیں۔ یُجَادِلُوْنَ ان جھگڑنے والوں پر عذاب کی بجلی گرا دے۔ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے ایک متکبر رئیس کے پاس آدمی کو بلانے بھیجا۔ قاصد نے اسکو کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تجھے بلاتے ہیں۔ کہنے لگا رسول اللہ کون؟ اور اللہ کیا چیز ہے؟ سونے کا ہے یا چاندی کا یا تانبے کا؟ (العیاذ باللہ) تین مرتبہ یہی کہا۔ تیسری مرتبہ جب وہ یہ گستاخانہ کلمات بک رہا تھا، ایک بادل آیا فوراً بجلی گری اور اس کی کھوپڑی سر سے جدا کر دی۔ بعض روایات میں عامر بن طفیل اور اربد بن ربیعہ کا ذکر ہے کہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے ہم اسلام لاتے ہیں بشرطیکہ آپؐ کے بعد خلافت ہم کو ملے۔ آپؐ نے انکار فرمایا۔ وہ دونوں یہ کہہ کر اٹھے کہ ہم مدینہ کو آپؐ کے مقابلہ میں پیدل اور سواروں سے بھر دیں گے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ اس کو روک دیگا اور انصار مدینہ کو آیا ذکر کے روک دیں گے۔ وہ دونوں اپنا ارادہ لے کر راستہ میں ہی جا رہے تھے کہ اربد پر بجلی گری اور عامر طاعون کی گلٹی سے ہلاک ہوا (خلاصہ موضح الفرقان)

ف۴ اللہ کے سوا کون ہے جس کے قبضہ میں اپنا اور دوسروں کا نفع اور ضرر ہو۔ غیر اللہ کو اپنی مدد کے لئے پکارنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی پیاسا دریا کے کنارے یا کنویں کی منڈیر پر کھڑا ہو کر پانی کی طرف ہاتھ پھیلائے اور خوشامد کرے کہ میرے منہ میں پہنچ جا ظاہر ہے قیامت تک پانی اس کی فریاد کو پہنچنے والا نہیں۔ اسی طرح جو لوگ اللہ کے سوا انبیاء، اولیاء وغیرہ کو جلب منفعت ودفع مضرت کی غرض سے پکارتے ہیں وہ بھی مدد نہیں کر سکتے یعنی بے اختیار کا میں دونوں برابر ہیں جیسے پانی کو آپ سے منہ میں گھس جانے کی قدرت نہیں ویسے ہی اللہ کے سوا مدد کرنے کی کسی کو طاقت نہیں۔ سبحان اللہ کیا کیا مثالیں دے کر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو سمجھاتا ہے اگر اس پر بھی کوئی نہ سمجھے تو وہ آدمی نہیں جانور ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ کافر جن کو پکارتے ہیں بعضے خیالات واوہام ہیں، بعضے جن اور شیاطین ہیں اور بعضی چیزیں ہیں کہ ان میں کچھ خواص ہیں لیکن اپنے خواص کی مالک نہیں پھر ان کے پکارنے سے کیا حاصل؟ جیسے آگ یا پانی اور شاید ستارے بھی اسی قسم میں ہوں۔

ف۵ اللہ کی قدرت سے بعید نہیں کہ سایوں کو عقل دی ہو جس سے اللہ کو سجدہ کرتے ہوں جس طرح کہ پہاڑ کو اللہ نے فہم دیا اور وہ مشغول بہ تسبیح ہیں (فتح البیان وجامع) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر یقین لایا، خوشی سے سر رکھتا ہے اس کے حکم پر۔ اور جو نہ یقین لایا آخر اس پر بھی اسی کا حکم جاری ہے اور ہر چیز کا سایہ صبح اور شام زمین پر پسر جاتی ہیں یہی ہے ان کا سجدہ۔ (سجدۂ تلاوت کی دعاء مسنون وفوائد صفحہ ۲۵۲ کے فوائد میں درج کر دیئے گئے ہیں

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ یعنی جب ربوبیت کا اقرار صرف اللہ کے لئے کرتے ہو تو پھر مدد کے لئے دوسرے حامی کہاں سے تجویز کر لئے حالانکہ وہ ذرہ برابر نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔ فرمایا موحد ومشرک میں ایسا فرق ہے جیسے بینا اور نابینا میں۔ اور توحید وشرک کا مقابلہ ایسا سمجھو جیسے نور کا ظلمت سے، تو کیا ایک اندھا مشرک جو شرک کی اندھیریوں میں پڑا ہوا ٹکٹ ٹوئیاں مار رہا ہو اس مقام پر پہنچ سکتا ہے جہاں ایک موحد کو پہنچنا ہے جو فہم وبصیرت اور ایمان وعرفان کی روشنی میں فطرت انسانی کے صاف راستہ پر چل رہا ہے؟ ہرگز دونوں ایک نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے (بھلا بتاؤ) جیسی مخلوقات اللہ تعالیٰ نے پیدا کی، کیا تمہارے دیوتاؤں پیروں فقیروں، انبیاؤں، ملائکہ وغیرہ نے ایسی کوئی چیز پیدا کی ہے جسے دیکھ کر ان پر الوہیت کا شبہ ہونے لگا، وہ تو مکھی کا پر اور ایک مچھر کی ٹانگ بھی نہیں بنا سکتے بلکہ تمام چیزوں کی طرح خود بھی اس اکیلے زبردست اللہ کی مخلوق ہیں پھر ایسی عاجز ومجبور چیزوں کو اللہ کے تخت پر بٹھا دینا مثلاً کسی کو عالم الغیب، مختار کل، حاضر وناظر وغیرہ خیال کرنا کس قدر گستاخی اور شوخ چشمی ہے۔ (خلاصہ موضح الفرقان) ف۲ صحیحین میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس ہدایت وعلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے۔ اس کی مثال اس بارش کی طرح ہے جو زمین پر برسی۔ زمین کے ایک حصے نے تو پانی قبول کیا، گھاس چارہ بکثرت اگا۔ بعض زمین جاذب تھی اس نے پانی کو روک لیا۔ پس اللہ نے اس سے بھی لوگوں کو نفع پہنچایا۔ پانی ان کے پینے پلانے کھیت کے کام آیا۔ یہ مثال ہے اس کی جس نے دین میں سمجھ حاصل کی اور میری بعثت سے اللہ نے اس کو فائدہ پہنچایا۔ اس نے علم سیکھا دوسروں کو سکھایا۔ اور ایک ٹکڑا زمین کا سخت اور سنگلاخ تھا، نہ اس میں پانی (باقی برصفحہ ۳۵۷)

★ رابیا بمعنی طالی ای عالیا فوق الماء اور بعض کہتے ہیں رابیا ہو اذا رابیا زائد کے بولا کرتے ہیں اس کے معنی ہیں زائد کے بولا کرتے ہیں ربا یربو اذا زاد۔ مِّثْلُهٗ کی ضمیر راجع ہے مار کی طرف والتقدیر زبد مثل زبد الماء الذی یحملہ السیل فی کونہ رابیا فوقہ اور زبد خبر ہے ظرف مقدم یعنی مما یوقدون کی۔

ع ۸ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ (۱۸)

ان کے لیے ہے برا حساب اور جگہ رہنے ان کے کی دوزخ ہے اور برا ہے بچھونا

ان کے لئے برے سے برے قسم کا حساب ہوگا اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ

کیا پس جو شخص کہ جانتا ہے یہ کہ جو کچھ اتارا گیا ہے طرف تیری پروردگار تیرے سے سچ ہے مانند اس کے ہے جو وہ

کیا وہ شخص جو یہ جانتا ہے کہ جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے برحق ہے اس شخص کی طرح ہے جو

اَعْمٰى ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ (۱۹) الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ

اندھا ہے سوائے اس کے نہیں کہ نصیحت پکڑتے ہیں صاحب عقل کے وہ لوگ کہ پورا کرتے ہیں

اندھا ہے بات صرف یہ ہے کہ صاحب عقل ہی ان چیزوں کو سمجھتے ہیں جو اللہ کے قول و قرار کو

بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ (۲۰) وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ

عہد اللہ تعالیٰ کے کو اور نہیں توڑتے عہد کو اور وہ لوگ کہ ملاتے ہیں

پورا کرتے ہیں اور عہد کو نہیں توڑتے اور جو ان رشتوں کو جوڑتے ہیں

مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ

اس چیز کو کہ حکم کیا ہے اللہ نے ساتھ اس کے یہ کہ ملائی جاوے اور ڈرتے ہیں پروردگار اپنے سے اور ڈرتے ہیں

جن کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب سے

سُوْٓءَ الْحِسَابِ (۲۱) وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ

برائی حساب کی سے اور وہ لوگ کہ صبر کرتے ہیں واسطے چاہنے رضامندی رب اپنے کی اور

ڈرتے رہتے ہیں اور جو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے صبر کرتے ہیں اور نماز قائم

اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّ

قائم رکھتے ہیں نماز کو اور خرچ کرتے ہیں اس چیز سے کہ دی ہم نے ان کو پوشیدہ اور ظاہر اور

کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے نیکی کی راہ میں پوشیدہ اور ظاہر طور

يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ (۲۲)

دفع کرتے ہیں ساتھ نیکی کے برائی کو یہ لوگ واسطے انہیں کے ہے بھلا پچھلا گھر کا

کرتے ہیں اور جو نیکیوں سے برائیوں کو مٹا دیتے ہیں انہیں لوگوں کے لئے عاقبت کا گھر ہے

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَ

بہشتیں ہیں ہمیشہ رہنے کی کہ داخل ہوں گے ان میں وہ اور جو کوئی کہ لائق ہیں باپوں ان کے سے اور

یعنی ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود اور ان کے باپ دادا اور بیویوں میں سے اور اولاد

اَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ

جوروؤں ان کی سے اور اولاد ان کی سے اور فرشتے داخل ہوں گے اوپر ان کے

میں سے جو نیکوکار ہوں گے سب داخل ہوں گے اور فرشتے ہر دروازے سے ان کے پاس آئیں گے

كُلِّ بَابٍ (۲۳) سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (۲۴)

ہر دروازے سے سلامتی ہو اوپر تمہارے بسبب اس کے کہ صبر کیا تم نے پس اچھا ہے پچھلا گھر

اور کہیں گے تم پر سلامتی ہو بسبب اس کے کہ تم مصائب و شدائد برداشت کرتے رہے کیا ہی اچھا ہے عاقبت کا گھر

حل لغات۔
له وَبِئْسَ الْمِهَادُ مہاد بوزن کتاب لیا گیا ہے مہد سے اور مہد کہتے ہیں بچھونے اور بستر کو۔ مہد گہوارہ کو اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ منزلہ میں بچھونے اور بستر کے ہوتا ہے قال تعالیٰ الم نجعل الارض مہادا ای بساطا ممکنا للسلوک۔ اس کی جمع آتی ہے امہدۃ اور مُہُد اور مہد۔ المہاد بئس کا فاعل اور مخصوص بالذم محذوف والتقدیر بئس المہاد جہنم۔ ۲ ابتغاء وجہ ربہم ابتغاء مفعول لہ ہے صبروا کا اور وجہ رب کنایہ ہے خدا کی رضامندی سے ★

(بقیہ صفحہ ٣٥٦) ٹھیرا نہ وہاں کچھ پیداوار ہوئی۔ یہ مثال اُس
شخص کے لئے ہے جس نے اللہ کی ہدایت کو قبول نہ کیا اور
گمراہی و حق کی تکذیب سے باز نہ آیا اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْہُم۔ موضح
الفرقان میں ہے آسمان کی طرف سے بارش اتری جس سے ندی
نالے بہہ پڑے۔ ہر نالے میں اس کے ظرف اور گنجائش کے موافق
جتنا اللہ نے چاہا پانی جاری کردیا۔ چھوٹے میں کم بڑے میں
زیادہ۔ پانی جب زمین پر رواں ہوا تو مٹی اور کوڑا کرکٹ ملنے سے
گدلا ہوگیا پھر میل کچیل اور جھاگ پھول کر اوپر آیا جیسے تیز
آگ میں چاندی تانبا لوہا اور دوسری معدنیات پگھلاتے ہیں
تا زیور، برتن اور ہتھیار وغیرہ تیار کریں۔ اس میں بھی اسی طرح
جھاگ اٹھتا ہے مگر تھوڑی دیر بعد خشک یا منتشر ہوکر جھاگ
جاتا رہتا ہے اور جو اصلی کارآمد چیز ہے وہ زمین میں یا زمین والوں
کے ہاتھ میں باقی رہ جاتی ہے جس سے مختلف طور پر لوگ منتفع
ہوتے ہیں۔ یہی مثال حق و باطل کی سمجھ لو۔ جب وحی آسمانی
دین حق کو لیکر اترتی ہے تو قلوب بنی آدم اپنے اپنے ظرف و
استعداد کے موافق فیض حاصل کرتے ہیں پھر حق و باطل باہم
بھڑ جاتے ہیں تو میل ابھر آتا ہے۔ بظاہر باطل جھاگ کی
طرح حق کو دبا لیتا ہے لیکن اسکا یہ ابال عارضی اور بے بنیاد ہے
تھوڑی دیر بعد اس کے جوش و خروش کا پتہ نہیں رہتا اللہ جانے
کدھر گیا جو اصلی اور کارآمد چیز جھاگ کے نیچے دبی ہوئی تھی (یعنی
حق و صداقت) وہی رہ گئی۔

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ اس آیت میں نیکوں اور بدوں کا انجام بیان ہو رہا ہے
کہ اللہ و رسول کے احکام کی پابندی کرنے والے نیک اچھے بدلے
پائیں گے اور جو لوگ اللہ کی باتیں نہیں مانتے قیامت کے دن
ایسے عذابوں کو دیکھ کر اگر ان کے پاس زمین بھر سونا ہو تو اسکو
اپنے فدیہ میں دینے کے لئے تیار ہو جائیں بلکہ اتنا ہی اور بھی
مگر بروز قیامت نہ فدیہ ہوگا نہ بدلہ نہ معاوضہ، ان سے سخت بازپرس
ہوگی اور ان کا انجام دوزخ میں بدترین عذاب ہوگا۔ قیامت کے
دن حسرت و افسوس کا بیان صفحہ ٢١٦ و ٢٢٣ و ٣٣٢ میں بھی
لکھا گیا ہے۔

ف۲ جیسے دوزخی اور جنتی دونوں برابر نہیں اسی طرح حق قرآن
وحدیث کو ماننے اور عمل کرنے والا اور نہ ماننے نہ عمل کرنے والا
برابر نہیں اسی کی مثال بینا اور نابینا سے دی ہے۔

ف۳ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ میں فرمایا کہ نیکی اور ناتوں کا
ملانا قیامت کے حساب کو ہلکا کرتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ و
سلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی (خطیب و ابن عساکر) خشیت سے
مراد وہ خوف ہے جو امر واجب کرائے اور حرام سے بچائے
(فتح) عہد ازلی کا بیان صفحہ ٢٦٨ میں گذرا۔

ف۴ توحید و سنت پر قائم رہنے کی وجہ سے مصائب و تکالیف پر
صبر کرتے ہیں، نماز کی پوری حفاظت کرتے ہیں۔ رکوع سجدہ خشوع
خضوع شرعی طور پر بجا لاتے ہیں، راہ اللہ خرچ کرتے رہتے ہیں۔
برائی کا جواب بھلائی سے دیتے ہیں۔ سختی کے مقابلہ میں نرمی
برتتے ہیں۔ کوئی ظلم کرتا ہے یہ معاف کرتے ہیں۔ بدی سے بچ کر
نیکی اختیار کرتے ہیں۔ اگر کبھی کوئی برا کام ہو جاتا ہے تو اس کے
مقابلہ میں بھلائی نیکی کرتے اور توبہ کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے لئے
اچھا انجام ہے۔ (صبر کا بیان صفحہ ٣٣٤ میں، نماز کی تاکید وغیرہ
کا بیان صفحہ ١٥٥ اور زکوٰۃ خیرات کا بیان صفحہ ٦١ و ٦٥ و
صفحہ ١٠٦ ف۲ میں گذرا۔) ف۵ حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے
ہیں کہ جنت کے ایک محل کا نام عدن ہے جس میں مینارے اور بالا خانے
ہیں جس کے پانچ ہزار دروازے ہیں۔ ہر دروازہ پر پانچ ہزار
فرشتے ہیں انبیاء صدیقین شہداء اور جو بھی ان کی پیروی میں نیک
کار ہیں وہ اس محل میں داخل ہوں گے۔ فرشتے مبارکبادی اور
سلام کے لئے ہر ہر دروازہ سے ہر وقت ان کے پاس آتے رہیں گے
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔ آمین (فائدہ ستاریہ) ترغیب صفحہ ٦٨٠ میں ہے
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ
عَزَّ وَجَلَّ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ الْفُقَرَاءُ الْمُهَاجِرُونَ الَّذِينَ تُسَدُّ
بِهِمُ الثُّغُورُ وَتُتَّقَى بِهِمُ الْمَكَارِهُ وَيَمُوتُ أَحَدُهُمْ وَحَاجَتُهُ فِي صَدْرِهِ
لَا يَسْتَطِيعُ لَهَا قَضَاءً فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ مَلَائِكَتِهِ
ائْتُوهُمْ فَحَيُّوهُمْ فَتَقُولُ الْمَلَائِكَةُ رَبَّنَا نَحْنُ سُكَّانُ سَمَائِكَ وَخِيرَتُكَ مِنْ
خَلْقِكَ أَفَتَأْمُرُنَا أَنْ نَأْتِيَ هٰؤُلَاءِ فَنُسَلِّمَ عَلَيْهِمْ قَالَ إِنَّهُمْ كَانُوا عِبَادًا يَعْبُدُونِي
لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَتُسَدُّ بِهِمُ الثُّغُورُ وَتُتَّقَى بِهِمُ الْمَكَارِهُ وَيَمُوتُ أَحَدُهُمْ
وَحَاجَتُهُ فِي صَدْرِهِ لَا يَسْتَطِيعُ لَهَا قَضَاءً قَالَ فَتَأْتِيهِمُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ ذٰلِكَ
فَيَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ
رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَزَّارُ وَرُوَاتُهُ ثِقَاتٌ وَابْنُ حِبَّانَ فِي صَحِيحِهِ (باقی بر صفحہ ٣٥٨)

والمعنی طلبًا لرضاہ فاصبر۔ ؎ جَنّٰتُ عَدْنٍ بدل ہے عقبی الدار سے یا مبتدا ہے اور خبر یدخلونہا۔ عدن کے اصلی معنی میں اقامت کے مگر بعد کو ایک جنت کا
نام ہوگیا۔ والمعنی جنات یقیمون فیہا اور عدن کی مزید توضیح سورۂ توبہ کے رکوع ٩ آیۂ و مساکن طیبۃ فی جنات عدن میں گزر چکی وہاں ملاحظہ
ہو۔ ؎ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ نعم اصل میں تھا نَعِمَ عین کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی خلاف قاعدہ بوجہ کثرتِ استعمال۔ عُقْبٰی بوزن کُبریٰ ہر چیز کی
انتہا اور ہر کام کا بدلہ۔ دار کے معنے گھر اور یہاں مراد ہے دُنیا۔

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ

اور جو لوگ کہ توڑتے ہیں عہد اللہ کا پیچھے مضبوطی اس کی کے اور کاٹتے ایسا اس

اور وہ لوگ جو اللہ سے پختہ عہد کر کے توڑ ڈالتے ہیں اور

مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ

چیز کو کہ حکم کیا ہے اللہ نے ساتھ اس کے یہ کہ ملایا جاوے اور فساد کرتے ہیں بیچ زمین کے یہ لوگ

جن رشتوں کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے ان کو قطع کر ڈالتے ہیں اور زمین میں فساد

لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

واسطے ان کے ہے لعنت اور واسطے ان کے ہے برائی گھر کی قول اللہ تعالیٰ کشادہ کرتا ہے رزق کو

پھیلاتے ہیں۔ ان لوگوں کیلئے لعنت اور ان کے لئے گھر بھی برا ہے۔ اللہ جس کو چاہتا ہے روزی کشادہ

لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَا

واسطے جس کے چاہے اور تنگ کرتا ہے اور خوش ہوئے ہیں ساتھ زندگانی دنیا کے اور نہیں

کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ اور لوگ تو دنیوی زندگی پر خوش ہیں۔ اور آخرت

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ع ۹

ہے زندگانی دنیا کی بیچ آخرت کے مگر اسباب تھوڑا قول اور کہتے ہیں وہ لوگ کہ

کے مقابلہ میں حیاتِ دنیا محض متاع قلیل ہے۔ اور کافر کہتے ہیں کہ اس کے

كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ

کافر ہوئے کیوں نہ اتاری گئی اوپر اس کے نشانی رب اس کے سے کہہ تحقیق اللہ

رب کی طرف سے اس پر کیوں کوئی معجزہ نازل نہیں ہوا کہہ دیجئے کہ اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے

يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِىْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾ اَلَّذِيْنَ

گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور راہ دکھاتا ہے طرف اپنی اس شخص کو کہ رجوع کرتا ہے قول جو لوگ کہ

اور جو اس کی طرف رجوع ہوتا ہے اسے اپنی طرف کی راہ دکھاتا ہے یعنی وہ لوگ جو

اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ

ایمان لائے اور آرام پکڑتے ہیں دل ان کے ساتھ یاد اللہ کے خبردار ہو ساتھ یاد اللہ کے آرام پکڑتے ہیں

ایمان لاتے ہیں اور اللہ کے ذکر سے ان کے دل اطمینان حاصل کرتے ہیں سن رکھو کہ اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو

الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ

دل جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے خوشحالی ہے واسطے ان کے

اطمینان ہوتا ہے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں ان کے لئے خوشحالی ہے اور

وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِىْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ

اور اچھا ہے ٹھکانا اسی طرح بھیجا ہم نے تجھ کو بیچ امت کے تحقیق گزر چکی ہیں پہلے اس سے

اچھا ٹھکانا ہے۔ اسی طرح پیغمبر (آپ کو بھی ہم نے ایسی امت میں بھیجا ہے کہ اس سے پہلے

اُمَمٌ لِّتَتْلُوَاۡ عَلَيْهِمُ الَّذِىْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ

بہت امتیں تو کہ پڑھے تو اوپر ان کے وہ چیز کہ وحی کی ہم نے طرف تیری اور وہ کفر کرتے ہیں

کئی امتیں گزر چکی ہیں تاکہ آپ ان کو پڑھ کر سنا دیں جو کچھ ہم نے آپ کی طرف نازل کیا ہے۔ اور

حل لغات۔

لہ اِلَّا مَتَاعٌ۔ متاع کہتے ہیں اسباب اور سود و منفعت اور سامان اور ہر اس چیز کو جس سے آدمی فائدہ اٹھاتا ہے۔ یہاں متاع سے مراد ہے حقیر و بے حقیقت چیز۔ لہ وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ۔ طمانیۃ کے لغوی معنے ہیں آرام پانا اور قرار پکڑ لینے کے قال صلی اللہ علیہ وسلم فی تعلیم الصلوۃ ثم ارکع حتی تطمئن راکعا ثم ارفع

صفحہ ۳۵۷) صحیحہ۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو موحد اسلام کے پابند، شرک سے دور فقراء مہاجرین ان پر عمل کرنے کی وجہ سے دنیا کی تکالیف سے آخر دم تک اپنی حسرتیں پوری نہ کر سکے وہ قیامت کے دن سب سے اول جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ فرشتے اُن کو کہیں گے سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (صفحہ هذا) ف یہ حال ان بدبختوں کا ہے جو بدعہدی، قطع رحمی اور احکام خداوندی سے برگشتہ ہیں ان کے برے انجام سے آگاہ کیا جا رہا ہے۔ حدیث میں ہے منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے جھوٹ بولے جب وعدہ کرے خلاف کرے امانت رکھو تو خیانت کرے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب عہد کرے بدعہد ہو جائے اور جب جھگڑے تو گالی بکے (مدا ابن کثیر)

ف حدیث میں ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرکے فرمایا کہ اسے کوئی سمندر میں ڈبوئے اور دیکھے کہ اس میں کتنا پانی آتا ہے۔ جتنا یہ پانی سمندر کے مقابلہ پر ہے اتنی ہی دنیا آخرت کے مقابلہ میں ہے (مسلم) دوسری روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک کان کٹی مردہ بکری پر سے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھا کر فرمایا جیسے یہ مری ہوئی بکری اس کے مالکوں کے نزدیک ذلیل ہے جنھوں نے اس کو پھینک دیا، اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ دنیا ذلیل و خوار ہے۔ مشکوۃ میں ہے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوریئے پر آرام فرماتے، آپ کی پسلی میں بوریئے کا نشان آ گیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم بچھونا بنوا دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا کرنا ہے۔ میں تو دنیا میں اس طرح ہوں جیسے کوئی چلتا مسافر کسی درخت کے نیچے ٹھیر جاتا ہے پھر وہاں سے چل دیتا ہے مطلب ہوا دنیا پر اترانا خوش ہونا، فرائض الٰہی چھوڑ کر اسی کے حصول میں لگے رہنا آخرت کا نقصان اور دنیا کا فائدہ کرنا ہے جو قطعًا برا ہے دنیا کی مذمت کا بیان صفحہ ۲۷۴ میں بھی ہوا۔

ف یعنی حق تعالیٰ کو ضرور نہیں کہ سب کو راہ پہ لا دے یا نشانیاں بھیج کر ہر طرح ہدایت دے بلکہ یہی منظور ہے کہ کوئی بہکے اور کوئی راہ پا سکے

سو جس کے دل میں رجوع آئی نشان ہے کہ اسکو سمجھانا چاہا (موضح) ف ذکر اللہ اطمینان قلب کے لئے اکسیر ہے۔ یہی علامت ایمان ہے۔ مومن کو کتنے ہی فکر ورنج ہوں جہاں نماز شروع کی اللہ کی یاد میں لگا سب فکر دور ہوئے۔ عبادت میں جو مزہ آتا ہے دنیا کی کسی چیز میں نہیں آتا۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد ہے میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے طوبیٰ ہے ایک شخص نے آپ سے پوچھا طوبیٰ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی درخت ہے جو سو سال کی راہ تک پھیلا ہوا ہے جنتیوں کے لباس اس کی شاخوں سے نکلتے ہیں۔ یہی ہے کہ اللہ نے اسے اپنے ہاتھ سے بویا ہے لؤلؤ کے دانے سے پیدا کیا ہے اور بحکم الٰہی یہ بڑھا اور پھیلا ہے۔ اسی کی جڑوں سے جنتی شہد اور شراب اور پانی و دودھ کی نہریں جاری ہوئی ہیں (ابن کثیر) مشکوۃ صفحہ ۴۴۴ میں ہے اَغْبَطُ اَوْلِیَائِیْ عِنْدِیْ لَمُؤْمِنٌ خَفِیْفُ الْحَاذِ ذُوْ حَظٍّ مِّنَ الصَّلٰوۃِ اَحْسَنَ عِبَادَۃَ رَبِّہٖ فِی السِّرِّ وَکَانَ غَامِضًا فِی النَّاسِ لَا یُشَارُ اِلَیْہِ بِالْاَصَابِعِ وَکَانَ رِزْقُہٗ کَفَافًا فَصَبَرَ عَلٰی ذٰلِکَ ثُمَّ نَقَدَ بِیَدِہٖ فَقَالَ عُجِّلَتْ مَنِیَّتُہٗ قَلَّتْ بَوَاکِیْہِ قَلَّ تُرَاثُہٗ (احمد۔ ترمذی) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا سب سے زیادہ پیارا دوست وہ مسلمان ہے جس کے پاس دنیا کی ٹھاٹھ باٹھ ساز و سامان تعلقات غریبی و دینداری کی وجہ سے او بھگت بہت ہی کم ہے۔ اس کی دینداری کی یہ حالت ہے کہ نماز شوق و ذوق سے پڑھتا ہے یادِ الٰہی میں دل لگا رہتا ہے لیکن دنیاوی حالت ایک معمولی سی آدمی کی سی ہے کوئی شہرت نہیں، گزارہ غریبوں کا سا ہے اسی پر صابر ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرکے فرمایا کہ اسکا مرنا بھی جلدی ہو گیا۔ اس کے مرنے پر رونے والے بھی کم ہیں اور وراثت بھی معمولی سی ہے۔ جنتی لوگوں کا ذکر صفحہ ۳۱۰ میں بھی ہوا۔

تعدل تابعا ثم اسند معنی تطمئن ساجندا۔ تطمئن معنی ہیں بے تسکین کے اور بذکر اللہ کی ب سببیہ اور بعضے تطمئن بذکر اللہ تسکن بسبب ذکرہ۔ اور طمانیت کی مزید تحقیق سورۂ یونس رکوع ۱ آیہ واطمأنوا بہا والذین ہم عن آیٰتنا غٰفلون میں گزر چکی۔ ۔ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰی لَھُمْ الذین آمنوا مبتدا۔ لہم خبر۔ طوبیٰ مصدر ہے طاب کا جس طرح بشری اور زلفی۔ اصل میں تھا طیبی یے واو سے بدل گئی کیونکہ اس کا ماقبل مضموم ہے جس طرح موقن اور موسر میں۔ اس کے معنے ہیں خوش حالی بولا کرتے ہیں طوبیٰ لک ای اصبت طیبا۔ ۔ حُسْنُ مَاٰبٍ۔ حسن مرفوع ہے کیونکہ اس کا عطف ہے طوبیٰ پر اور مآب ظرف مکان کا صیغہ ہے بمعنی مرجع و مقر مشتق اٰب یؤوب اوبا از رجع سے اور اگر مآب کو مصدر بھی مانا جائے تو تقدیر ہوگی حسن الرجوع۔

بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَیْهِ

ساتھ رحمٰن کے۔ کہہ وہی ہے پروردگار میرا نہیں کوئی معبود مگر وہ پر اسی کے توکل کیا میں نے اور طرف اسی کے

(انکی حالت یہ ہے کہ) یہ رحمٰن کا انکار کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ وہ میرا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے اسی پر توکل کر رکھا ہے اور

مَتَابِ ۝۳۰ وَ لَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ

ہے رجوع میرا اور اگر قرآن ہوتا کہ چلائے جاتے ساتھ اس کے پہاڑ یا کاٹی جاتی ساتھ

اسی کی طرف مجھ کو جانا ہے اور اگر قرآن ایسا ہوتا کہ اس کے ذریعہ پہاڑ چلا دیئے جاتے یا زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی یا اس کے ذریعہ مردے بول اٹھتے

الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰی ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِیْعًا ؕ اَفَلَمْ

اس کے زمین یا بلائے جاتے ساتھ اس کے مردے (تب بھی ایمان نہ لاتے) بلکہ واسطے اللہ کے ہے کام سارا کیا

(جب بھی یہ نہ مانتے) بلکہ سب کام اللہ کے اختیار میں ہے کیا جو لوگ ایماندار ہیں یہ نہیں جانتے کہ اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں

یَایْـَٔسِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَی النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ

پس نہیں جان کرتا ایمان والے کہ اگر چاہتا اللہ تعالیٰ البتہ ہدایت کرتا لوگوں کو سب کو

کو راہ راست پر ڈال دیتا اور وہ لوگ جنہوں نے راہ کفر اختیار کر رکھی ہے۔ ان کے اپنے اعمال

وَ لَا یَزَالُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا تُصِیْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ

اور ہمیشہ رہیں گے وہ لوگ جو کافر ہوئے پہنچتی رہے گی انکو بسبب اس کے جو کرتے ہیں مصیبت

کے سبب ان کو کوئی نہ کوئی مصیبت آتی ہی رہے گی - یا ان کے گھروں کے آس پاس

اَوْ تَحُلُّ قَرِیْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰی یَاْتِیَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ

یا اترے گی نزدیک گھروں ان کے سے یہاں تک کہ آوے وعدہ اللہ تعالیٰ کا تحقیق

نازل ہوتی رہے گی یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آ جائے یقیناً اللہ کبھی

اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝۳۱ وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ ع ۵ ۱۰

اللہ تعالیٰ نہیں خلاف کرتا وعدہ اور البتہ تحقیق ٹھٹھا کیا گیا ساتھ پیغمبروں کے پہلے

وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اور آپ سے پہلے بھی رسولوں کی ہنسی اڑائی گئی ہے

قَبْلِكَ فَاَمْلَیْتُ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَیْفَ

تجھ سے پس ڈھیل دی میں نے واسطے ان لوگوں کے جو کافر ہوئے پھر پکڑا میں نے انکو پس کیونکر

تو میں نے ان لوگوں کو جو روش انکار اختیار کئے ہوئے تھے مہلت دی پھر میں نے انکو مبتلائے عذاب کیا سو میرا

كَانَ عِقَابِ ۝۳۲ اَفَمَنْ هُوَ قَآىِٕمٌ عَلٰی كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۚ

تھا عذاب میرا کیا پس جو شخص کہ وہ کھڑا ہے اوپر ہر جان کے ساتھ اس چیز کے کہ کمائی

عذاب کیسا رہا۔ کیا وہ شخص جو ہر ایک عمل کا محاسب ہے جو اس سے صادر ہوتا ہے

وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا یَعْلَمُ

اور مقرر کئے ہیں واسطے اللہ کے شریک کہہ نام لو ان کے کیا خبر دار کرتے ہو تم اس کو ساتھ اس چیز کے کہ نہیں جانتا

طرح ہے جو ایسا نہیں؟ اور لوگوں نے خدا کے شریک ٹھہرا رکھے ہیں کہہ دیجئے کہ ان کے نام تو بتاؤ

فِی الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا

بیچ زمین کے یا ساتھ ظاہری کے بات سے بلکہ زینت دیا گیا واسطے ان لوگوں کے جو کافر ہوئے

کیا تم اللہ کو اس چیز کی خبر دیتے ہو جس کو وہ زمین بھر میں نہیں جانتا یا صرف ظاہری لفاظی سے ایسا کہتے ہو

حل لغات۔

لہ وَالَیْهِ مَتَابِ۔ متاب وزناً اور صیغۃً اور معناً مآب کے مانند ہے۔ اصل میں متابی تھا یائے متکلم مضاف الیہ کو فواصل آیات کی رعایت کی وجہ سے حذف کر کے کسرہ چھوڑ دیا تاکہ وہ حذف شدہ پر دلالت کرے والمعنی والیہ مرجعی و مرجعکم فیحکم بینی وبینکم۔ ٢ قَارِعَةٌ کھٹکھٹانے والی مصیبت یا کھڑکھڑا دینے والا حادثہ

ف۱ یعنی وہ منکر ہوتے ہیں رحمٰن سے۔ عرب کے لوگ اللہ تعالیٰ کا نام رحمٰن نہ بولتے جب قرآن میں یہ نام سُنا کہنے لگے تو نے ایک اپنا معبود چھوڑ کر دوسرا پکڑا۔ کہہ وہی میرا ایک رب ہے جس نام سے پکاروں (موضح) حضرت قتادہ رحمۃ اللہ نے آیت ہٰذا کو مدنی قرار دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں جب صلح حدیبیہ میں سہل بن عمرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صلح کا پیغام لے کر آئے اور صلح نامہ لکھا جانے لگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے کو فرمایا۔ اس پر سہل نے کہا کہ ہم رحمٰن کو نہیں جانتے تب یہ آیت اتری۔ بسم اللہ الخ لکھنے نہ لکھنے کا ذکر صحیح بخاری میں بھی مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم کی روایت میں ضرور ہے لیکن اس میں آیت کے نازل ہونے کا کوئی ذکر نہیں۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ضحاک رحمہ اللہ یہ نقل کرتے ہیں کہ یہ کفار قریش کے حق میں اتری ہے۔ تطبیق ہر دو قول میں یہ ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے موافق آیت کو مکی قرار دیا جائے کہ قریش کو ہجرت سے قبل رحمٰن کے اسم الٰہی ہونے کا انکار تھا۔ وہی انکار صلح حدیبیہ کے وقت بھی پیش کیا لیکن اس وقت کوئی آیت نازل نہیں ہوئی (احسن) خلاصہ آیت کا یہ ہوا کہ کسی ایسی نشانی کے بغیر جس کا یہ لوگ مطالبہ کرتے ہیں اسکی بندگی سے منہ موڑتے ہیں، اس کی صفات اور اختیارات اور حقوق میں دوسروں کو اس کا شریک بنا رہے ہیں اور اس کی نعمتوں کے شکریے دوسروں کو ادا کر رہے ہیں۔ صحیح بخاری و مسلم میں مغیرہ بن شعبہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انجانی بے خبری کا عذر اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انجانی بے خبری کا عذر باقی نہ رہنے کی غرض سے آسمانی کتابیں دیکر رسول بھیجے تاکہ لوگوں کا یہ عذر بے خبری ختم ہو جائے

ف۲ جامع البیان صفحہ ۲۱۶ میں ہے کہ لَوْ کا جواب محذوف ہے یعنی لَكَانَ هٰذَا الْقُرْآنَ۔ مطلب یہ ہوا کہ اگر ایسی کوئی چیز ہو سکتی ہے کہ جس کی تاثیر سے ہیبت اور عظمت سے پہاڑ ہل جائیں یا زمین پھٹ جائے یا مردے جی اٹھیں تو وہ چیز یہ قرآن مجید ہے یعنی بیشک یہ ایسا ہی ہے کہ اس سے بڑھ کر کبھی کوئی معجزہ یا نشان دنیا میں نہیں آیا مگر منوا دینا اس پر ایمان کی توفیق دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کسی دلیل پر منحصر نہیں۔ اگر دلیل پر منحصر ہوتا تو جس معجزہ کو کسی قوم نے کسی نبی علیہ السلام سے طلب کیا اور وہ ان کی طلب کے موافق دکھایا گیا تو اسی وقت سب ایمان لاتے مگر کبھی ایسا نہیں ہوا۔ جب قریش مکہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر تم پہاڑوں کو مکہ شہر سے ہٹا دو تاکہ کھیتی وغیرہ کے لئے زمین نکل آئے جیسے کہ داؤد علیہ السلام کے زبور پڑھنے سے پہاڑ چلنے لگتے تھے اسی طرح تم قرآن پڑھ کر ان پہاڑوں کو مکہ سے ہٹا دو یا سفر کرنے کی ایسی ترکیب نکال دو جیسے سلیمان علیہ السلام کے کہنے میں ہوا تھی اسی طرح ہوا کو ہمارے تابعدار کرا دو تاکہ ملک شام سے ہم ضرورت کی چیز جلد سے جلد منگا کریں یا پانی کی بہت کمی ہے نہریں اور چشمے بہا دو جن سے پانی کی تکلیف جاتی رہے یا جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو جلا دیا کرتے تھے اسی طرح اہل عرب میں سے کسی بوڑھے کو جلا دو کہ وہ اگر تمہارے نبی ہونے کی تصدیق کر دیوے تو ہم تم پر ایمان لے آئیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں کہ اگر ان معجزوں کے آنے پر ایمان لانا لازمی ہے تو پہلے نبیوں کے معجزے دیکھ کر بھی لاکھوں آدمی منکر کیوں ہوئے۔ دوسرے قرآن مجید خود ان معجزوں سے بڑھ کر ہے۔ پس روز روشن میں چراغ کی کیا حاجت ہے۔ آیت ہٰذا میں وَعْدُ اللهِ کا اشارہ جنگ بدر کی طرف بھی ہو سکتا ہے جس میں کفار مکہ کے بڑے بڑے سرکش مارے گئے اور مرتے ہی آخرت کے عذاب میں گرفتار ہوئے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی لاشوں کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے اللہ کے وعدوں کو سچا پایا (تفسیر احسن)۔ جیسی مسلمان چاہتے ہوں گے کہ ایک بڑی سی نشانی آوے تو کافر مسلمان ہو جاویں سو فرمایا کہ اگر کسی قرآن سے یہ کام ہوا ہوتا تو البتہ اس سے پہلے ہوا ہوتا ولیکن اختیار اللہ تعالیٰ کا ہے اور خاطر جمع اسی پر چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے یوں نہیں چاہا اگر وہ چاہتا تو حکم کافی تھا لیکن کافر مسلمان یوں ہوں گے کہ ان پر آفت پڑتی رہے گی۔ ان پر پڑے یا ہمسایہ پر جب تک سارے عرب ایمان میں آ جاویں وہ آفت یہی تھی جہاد مسلمانوں کے ہاتھ سے (موضح القرآن)

ف۳ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ اپنی قوم کے غلط رویہ پر آپ رنجیدہ نہ ہوں۔ آپ سے پہلے کتنے پیغمبروں کا یونہی ہی مذاق اڑایا گیا تھا۔ ان گذشتہ مجرموں کو بھی پہلے ڈھیل دی گئی پھر جب پکڑا تو دیکھ لو کیا حشر ہوا۔ آج تک ان کی تباہی کی داستانیں زبانوں پر ہیں۔ حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ظالم کو ڈھیل دی ہے پھر جب وہ پکڑتا ہے تو وہ ظالم حیران رہ جاتا ہے اور پھر کچھ بن نہیں پڑتا۔ پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آیت وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ کی تلاوت فرمائی (بخاری مسلم)۔ معلوم ہوا حق یا اہل حق کا مذاق اڑانا عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے۔

★ یہ فاعل ہے تصیبہم کا اور اس سے مراد ہے قتل و اسر و نہب و سلب وغیرہ۔

سلہ [illegible] مشتق ہے حلول سے اور حلول کہتے ہیں نزول کو۔ سلہ اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ [illegible] قائم معنوں میں ہے رقیب اور قیم کے یعنی محافظ اور نگہبان۔

مَكْرُهُمْ وَصُدُّوا عَنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ

مکر ان کا اور بند کئے گئے راہ سے اور جس کو گمراہ کرے اللہ پس نہیں اس کے لئے

بلکہ اصل بات یہ ہے کہ کافروں کو ان کے مکر و فریب خوشنما نظر آتے ہیں اور انکو راہ راست سے روک دیا گیا ہے اور جس کو خدا

مِنْ هَادٍ ۝٣٣ لَّهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ

کوئی راہ دکھانے والا واسطے ان کے عذاب ہے بیچ زندگانی دنیا کے اور البتہ عذاب آخرت کا

گمراہ کرے اسکو کوئی ہدایت دینے والا نہیں ان کے لئے دنیا کی زندگی میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی سخت ہے

أَشَقُّ ۖ وَمَا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِن وَاقٍ ۝٣٤ مَّثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ

الْمُتَّقُونَ ۖ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ أُكُلُهَا دَائِمٌ وَظِلُّهَا ۚ

تِلْكَ عُقْبَى الَّذِينَ اتَّقَوا ۖ وَّعُقْبَى الْكَافِرِينَ النَّارُ ۝٣٥ وَالَّذِينَ

آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَفْرَحُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ ۖ وَمِنَ الْأَحْزَابِ

مَن يُنكِرُ بَعْضَهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ وَ

لَا أُشْرِكَ بِهِ ۚ إِلَيْهِ أَدْعُو وَإِلَيْهِ مَآبِ ۝٣٦ وَكَذَٰلِكَ

أَنزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۚ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم بَعْدَمَا

جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا وَاقٍ ۝٣٧

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا

حل لغات۔

لہ وَصُدُّوا عَنِ السَّبِيلِ۔ صُدُّوا مجہول کا صیغہ ہے از باب صَدَّ يَصُدُّ مشتق صَدٌّ سے جسکے معنے ہیں رکنا یا روکنا کے کیونکہ یہ لازم و متعدی دونوں معنوں میں مستعمل ہوتا ہے اور یہی معنی یہاں صَدٌّ کے۔ ایک ہے صَدَّ يَصِدُّ ضَرَبَ يَضْرِبُ سے۔ اس کے معنے ہیں قہقہہ لگانے اور کھل کھلا کر ہنسنے کے۔ لہ مِنَ اللَّهِ مِن وَاقٍ ★

ف قیّوم وہ ہے جو نگہبان اور متولی امور ہو، مراد وہ ذات پاک اللہ تعالیٰ ہے ——— بھلا بتاؤ! تمھارے معبودانِ باطل اللہ تعالیٰ کے برابر ہو سکتے ہیں؟ جو نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ سمجھتے ہیں (اپنے نفس کے ضرر و نفع کے مالک ہیں اور نہ دوسروں کے ——— ان معبودانِ باطلہ کی پرستش کرنے والوں سے کہو کہ ہمیں بھی تو بتاؤ ان کے کیا نام و نشان ہیں کہ وہ پہچانے جائیں۔ اگر وہ زمین میں ہوتے تو اللہ تعالیٰ کو بھی علم ہوتا اس لئے کہ اللہ پر کوئی پوشیدہ نہیں ہے یا فقط یہ لوگ باتیں ہی بناتے ہیں کہ مینہ برسانا فلاں بزرگ کے اختیار میں ہے، اناج پیدا کرنا فلاں پیر کے قبضہ میں ہے، اولاد فلاں قبر مزار سے ملتی ہے تندرستی فلاں ولی پیر دیتے ہیں پھر آپ ہی خیال باندھ کر ان کے نام رکھ کر ان کو مانتے اور پکارتے ہیں حالانکہ یہ سب خیالات غلط اور عقائد فاسد ہیں نہ ان کی کوئی دلیل ہے نہ حقیقت اسی لئے بخاری و مسلم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی کے موافق لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے کہ دنیا میں کون جنت میں جانے کے قابل کام کرے گا اور کون دوزخ میں جانے کے قابل۔ اور مسند امام احمد و مستدرک حاکم میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب شیطان آسمان سے نکالا جانے لگا تو اس نے بنی آدم کے ہر طرح بہکانے کی قسم اللہ تعالیٰ کے روبرو کھائی۔ چنانچہ اسی کے مطابق ابلیس لعین اپنے داؤ چلاتا ہے۔ جیسے کہ نوح علیہ السلام کے نیک لوگوں کا انتقال ہوا اور رشتہ داروں کو رنج ہوا تو شیطان نے موقع پاکر اپنی قسم کے مطابق لوگوں کو یوں بہکایا کہ ان مرے ہوئے نیک صالح لوگوں کی مورتیں بنالی جائیں تاکہ ان مورتوں کے دیکھنے سے ان کی یاد تمھاری آنکھوں کے سامنے رہے۔ شیطان کے بہکانے سے لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ رفتہ رفتہ ان کی پوجا کرانی شروع کر دی۔ اب قبروں پر غلاف چڑھوانے شروع کر دیے۔ تیجہ، دسواں، چالیسواں، برسی، قوالی، ان کے نام کے کھانے دانے یہ سب شیطانی وسواس ہیں جن کا شرع شریف میں کوئی ثبوت نہیں۔ ایسے ہی گمراہ کرنا شیطان ہی کا کام ہے۔ ضروری ہے گمراہی سے بچنے کے لئے اللہ ہی سے لو لگائی جائے اللہ کے سوا کوئی راہ ہدایت نہیں دے سکتا فقط۔

ف۲ صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قصہ نماز کسوف میں آیا ہے اور ابو یعلیٰ میں نماز ظہر کا ذکر ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا حضور! ہم نے دیکھا کہ آپ نماز ہی کی حالت میں آگے ہاتھ بڑھا کر کچھ لینا پکڑنا چاہتے تھے پھر آپ رک گئے۔ یہ کیا بات! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بہشت دکھائی گئی میں نے ایک خوشہ انگور لینا چاہا۔ اگر میں اس کو لے لیتا تو تم دنیا باقی رہنے تک اس میں سے کھاتے رہتے۔ ایک دیہاتی نے پوچھا کیا جنت میں انگور ہونگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا کتنے بڑے خوشے ہونگے فرمایا اتنے بڑے کہ اگر کالا کوا مہینہ بھر اڑتا رہے تو بھی اس خوشے سے آگے نہ نکل سکے۔ حدیث میں ہے جنتی جب کوئی پھل توڑیں گے تو اسی وقت اس کی جگہ دوسرا لگ جائے گا۔ آپ نے فرمایا جنتی خوب کھائیں گے پئیں گے لیکن ان کو تھوک، ناک آئے نہ پیشاب پاخانہ۔ مشک جیسی خوشبو والا پسینہ آئے گا اور اس سے کھانا ہضم ہو جائے گا جیسے سانس بے تکلف چلتا ہے اس طرح تسبیح و تقدیس الہام کی جائے گی۔ سورۂ واقعہ میں ہے لَا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ جس کی کوئی نوع کبھی ختم نہ ہوگی اور ہمیشہ وہی ملے گا جس کی خواہش کریں گے۔ پھر فرمایا جنت کے درخت کا سایہ اتنا لمبا ہوگا کہ سوار کوئی سو سال تک چلے تب بھی ختم نہ ہو۔ اس درخت کا نام طوبیٰ ہوگا۔ سورۂ دہر میں ہے لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ۝ یعنی سایہ بھی ہمیشہ آرام دہ رہے گا کبھی دھوپ کی تپش ہوگی نہ سردی کی تکلیف اہل حق ادھر یہ ہمیشہ کی راحت میں خوش ہوں گے اور ادھر اہل باطل جہنمیوں کو سخت عذاب کا سامنا کرنا ہوگا۔ جہنم کی آگ کا عذاب یہاں کی آگ سے ستر درجہ زیادہ ہے پھر قید وہ جو تصور میں بھی نہ آسکے۔ صحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن کم سے کم دوزخ کا عذاب ابو طالب کو ہوگا۔ ابو طالب کو آگ کی دو جوتیاں پہنا دی جائیں گی جس سے ابو طالب کا بھیجا پگھل جائے گا۔ اس حدیث سے دوزخ کے عذاب کی سختی کا حال اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے۔ شروع آیت میں دوزخ کے عذاب اور جنت کی نعمتوں کا ذکر فرما کر پھر آخر میں بطور نتیجہ کے فرمایا ہے کہ ان میں ایک ٹھکانہ اللہ سے ڈرنے والوں کا ہے اور ایک عقبیٰ کے منکر لوگوں کا ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهَا فقط (ابن کثیر واحسن)

ف۳ اس آیت میں ایک خاص بات کا جواب ہے جو (باقی بر صفحہ ٣٦١)

---

* وَاقٍ اور اسی طرح ہادٍ اور والٍ اصل میں تھے وَاقِيٌ، ہَادِيٌ، وَالِيٌ، ی پر ضمہ ثقیل تھا حذف کر دیا۔ ی اور تنوین میں اجتماع ساکنین ہوا۔ ی کو حذف کر دیا وَاقٍ اور ہادٍ اور والٍ ہوا۔ وقف کی حالت میں تنوین بھی حذف ہو گئی مگر کتابت میں نہیں صرف تلفظ میں۔ سے مِنَ الْاَحْزَابِ - احزاب جمع ہے حزب کی جس طرح افعال فعل کی۔ حزب کہتے ہیں گروہ اور حصے کو آدمی کے یاروں اور مددگاروں کو حزب الرجل کہتے ہیں۔ یہاں احزاب سے مراد ہیں یہود و نصاریٰ اور تمام کفار کی جماعتیں جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عداوت پر جمع ہو گئی تھیں۔
سے اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا۔ حکم کے معنے ہیں فرمان۔ اور عَرَبِيًّا صفت ہے حکماً کی ای مترجمة بلسان العرب حکم عربی سے مراد ہے قرآن۔ اور قرآن اگرچہ حکم کا سبب ہے نہ نفس حکم مگر بطریق مبالغہ اسے نفس حکم قرار دیا گیا یا یوں کہو کہ حکم معنے میں ہے حاکم کے ای یحکم فی القضایا والواقعات بالحق تو پھر حکما عربیا ہنا بر حال ہونے کے منصوب ہے والمعنی انزلناہ حال کونہ حکما عربیا۔

وَذُرِّيَّةً ۚ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ

اور اولاد اور نہ تھا واسطے کسی پیغمبر کے یہ کہ لے آوے کوئی نشانی مگر ساتھ حکم اللہ کے

بھی تھا اور کسی نبی کے اختیار میں یہ بات نہیں ہوئی کہ ایک آیت بھی بدون خدا کے حکم کے لا سکے

لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ﴿٣٨﴾ يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ ۖ وَ

واسطے ہر ایک وعدے کے ایک لکھت ہوتی ہے مٹاتا ہے اللہ جو چاہتا ہے اور ثابت کرتا ہے اور

ہر وقت کے لئے لکھا ہوا ہے اللہ جو کچھ چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے قائم رکھتا

عِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ﴿٣٩﴾ وَإِنْ مَا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ

نزدیک اس کے ہے اصل کتاب کی اور اگر دکھلا دیں ہم تجھ کو بعض وہ چیز جو وعدہ دیتے ہیں ہم ان کو

اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے اور اگر ہم بعض عذاب جس کا ان لوگوں سے وعدہ ہے آپکو دکھا دیں

أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿٤٠﴾

یا قبض کر لیویں تجھ کو پس سوائے اس کے نہیں کہ اوپر تیرے پیغام پہنچانا ہے اور اوپر ہمارے ہے حساب لینا

یا آپکی مدت حیات میں پہلے ہی آپکو وفات دیدیں تو آپکے ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہے اور ہمارا کام حساب لینا ہے۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ وَ

کیا نہیں دیکھا انہوں نے یہ کہ ہم چلے آتے ہیں زمین کو گھٹاتے ہوئے کناروں اس کے سے اور

کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں۔ اور

اللَّهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٤١﴾ وَ

اللہ حکم کرتا ہے نہیں پیچھے ڈالنے والا واسطے حکم اس کے اور وہ جلدی لینے والا ہے حساب کا اور

اللہ حکم کرتا ہے اس کے حکم کو کوئی ہٹانے والا نہیں اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ اور

قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلَّهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا ۖ يَعْلَمُ

تحقیق مکر کیا ان لوگوں نے جو پہلے ان سے تھے پس واسطے خدا کے ہے مکر تمام جانتا ہے

کہ لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں انہوں نے بھی تدابیر کی تھیں لیکن سب تدابیر کا اللہ ہی مالک ہے اس کو معلوم ہے کہ ہر ایک شخص

مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۗ وَسَيَعْلَمُ الْكُفَّارُ لِمَنْ عُقْبَى

جو کماتا ہے ہر جی اور شتاب جانیں گے کفار واسطے کس کے ہے پچھاڑی

کیا کر رہا ہے اور کافروں کو بہت جلد معلوم ہوا جاتا ہے کہ عاقبت کا گھر کس

الدَّارِ ﴿٤٢﴾ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا ۚ قُلْ كَفَىٰ

گھر کی کہہ اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہوئے نہیں تو بھیجا ہوا کہہ کفایت ہے

کے لئے ہے اور یہ کافر لوگ یوں کہتے ہیں کہ آپ رسول نہیں ہیں آپ فرما دیجئے کہ

بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ﴿٤٣﴾ ع ۱۲

اللہ گواہ بیچ میرے اور بیچ تمہارے اور وہ شخص کہ پاس اس کے ہے علم کتاب کا

میرے اور تمہارے درمیان اللہ اور وہ شخص جس کے پاس آسمانی کتاب کا علم ہے کافی گواہ ہیں

سُوْرَةُ إِبْرَاهِيمَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَخَمْسُونَ آيَةً وَسَبْعُ رُكُوعَاتٍ

سورہ ابراہیم مکہ میں نازل ہوئی اس میں باون آیتیں اور سات رکوع ہیں

سورہ ابراہیم مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اور اس میں باون (۵۲) آیتیں اور سات (۷) رکوع ہیں

حل لغات

سے وَذُرِّيَّةً۔ ذُرِّيَّة جن و انس کی اولاد۔ یہ اگرچہ ذَرَّ الشئی سے ماخوذ ہے مگر عرب ترک ہمزہ کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔ اس کی جمع ہے ذراری اور مطلق عورتوں کو بھی ذراری کہتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے نُہِیَ عَنْ قَتْلِ الذَّرَارِی۔ پھر جس طرح ذریۃ کا اطلاق ابناء پر ہوتا ہے اسی طرح کبھی آباء پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ وحملنا ذریتهم فی الفلک المشحون میں بعض علماء نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۳۰۶) اس وقت مخالفین اسلام کی طرف سے کہی جا رہی تھی۔ وہ کہتے تھے کہ اگر یہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم واقعی وہی تعلیم لے کر آئے ہیں جو گزشتہ انبیاء علیہم السلام لائے تھے۔ جب کہ ان کا دعویٰ ہے تو آخر کیا بات ہے کہ یہود و نصاریٰ جو سابقہ انبیاء کے پیرو ہیں آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیوں نہیں کرتے، اسپر فرمایا کہ ان میں سے بعض لوگ اس پر خوش ہیں اور بعض ناراض مگر اے نبیؐ! خواہ کوئی خوش ہو یا ناراض تم صاف کہدو کہ مجھے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تعلیم دی گئی ہے اور میں بہر حال اسی کی پیروی کروں گا۔ ف۲ یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم معلوم ہو جانے کے بعد پھر عمل نہ کرنا اور کسی کی خواہش و رائے پر چلنا ایسا سخت گناہ ہے کہ اگر پیغمبر جو سب سے افضل ہیں وہ بھی ایسا کریں تو اللہ تعالیٰ کے عذاب میں گرفتار ہوں۔ (اس آیت میں سخت تنبیہ ہے ان مقلدوں کے لئے جو آیت یا حدیث سنکر پھر اس کے خلاف کسی مجتہد و امام کی رائے پر چلیں (فائدہ ستاریہ) معتبر سند سے مسند امام احمد اور صحیح ابن حبان میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے جو روایتیں ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تورات کی بعض باتیں سن کر انکے لکھنے کی اجازت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت خفا ہوئے اور فرمایا آج اگر موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو وہ بھی اس میری لائی ہوئی شریعت کی پیروی کرتے اس حدیث کو آیت ہذا کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مخاطب فرما کر امت کو سنایا ہے کہ جو کوئی اس آخری شریعت کو چھوڑ کر کسی اور طریقہ پہ چلے گا تو اللہ تعالیٰ کی اسپر خفگی ہوگی جس سے اس کو کوئی بچا نہ سکے گا فقط (احسن)

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ کفار کا اعتراض کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر اللہ کے رسول برحق ہیں تو اتنی بیویاں کیوں؟ تب آیت ہذا کا نزول ہوا کہ تم سے پہلے پیغمبروں کی بیویاں تھیں، وہ صاحب اولاد تھے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی شادیاں کرنی شہوت رانی کی نیت پر نہیں تھیں بلکہ ان میں سینکڑوں دین و دنیا کے فائدے مقصود تھے۔ اگر خواہشات نفسانی کا ہی پورا کرنا مقصود ہوتا تو عین عالم شباب میں بیوہ عمر رسیدہ سے شادی کرنا کیا معنے؟ معلوم ہوا اسلام نری فقیری درویشی نہیں سکھاتا بلکہ دین و دنیا دونوں پر شامل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے ساتھ دنیا کی بھی تکمیل فرمائی۔ حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجرد رہنے سے منع فرمایا۔ بعض صحابہ نے درویشی کا قصد کیا تو آپ نے فرمایا میں نکاح کرتا ہوں اور نکاح کرنا میری سنت ہے جو میری سنت سے نفرت کرے وہ میرا نہیں۔
ف۲ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک سال کے کام کی تدبیر کرتا ہے پھر جس طرح چاہے محو اثبات فرماتا ہے مگر شقاوت و سعادت حیات و ممات یعنی اس میں کچھ تغیر و تبدیل نہیں ہوتی کیونکہ ان سے فارغ ہو چکا ہے۔ حدیث میں ہے تقدیر کو کوئی چیز نہیں پھیر سکتی مگر دعا۔ انسان کو چاہئے کہ نیک دعاؤں سے کبھی غافل نہ ہو۔ منقول دعا و تقدیر کا مفصل بیان صفحہ ۲۰۳ میں بھی لکھا گیا ہے۔ موضح میں ہے دنیا میں ہر چیز اسباب سے ہے۔ بعضے اسباب ظاہر ہیں بعضے چھپے ہیں۔ اسباب کی تاثیر ایک اندازہ سے۔ جب اللہ تعالیٰ چاہے اس کی تاثیر ایک اندازہ سے کم و زیادہ کردے جب چاہے ویسی ہی رکھے۔ آدمی کبھی کنکر سے مر جاتا ہے اور کبھی گولی سے بچ جاتا ہے اور اندازہ ہر چیز کا اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے وہ ہرگز نہیں بدلتا۔ اندازہ کو تقدیر کہتے ہیں۔ یہ دو تقدیریں ہیں، ایک بدلتی ہے اور ایک نہیں بدلتی۔ جو تقدیر بدلتی ہے اسکو معلق کہتے ہیں اور جو نہیں بدلتی اس کو مبرم۔ ف۳ یعنی اسلام پھیلتا ہے اور کفر گھٹتا ہے۔
ف۴ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں تسلی دی کہ یہ مکر تو ان کفار کی ایک عادت ہے زمانہ قدیم سے ساتھ پیغمبروں کے لیکن یہ مکر ان کا نافع نہیں ہے کچھ تاثیر نہیں کرتا۔ ساری تدبیر اللہ کی ہے دوسرے کا مکر کسی شمار میں نہیں (ابن کثیر)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت بخشش کرنے والا بڑا مہربان ہے

الٓرٰ قف كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

الٓرٰ یہ کتاب ہے اتارا ہم نے اس کو طرف تیری تاکہ نکالے تو لوگوں کو اندھیروں سے طرف

الٓرٰ یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے آپ کی طرف اس واسطے نازل کیا ہے کہ آپ لوگوں کو کفر کے اندھیروں سے نکال کر (ایمان کی)

النُّوْرِ ۙ۬ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝١ اللّٰهِ الَّذِيْ

اجالے کے ساتھ حکم پروردگار ان کے کے طرف راہ عزت والے تعریف کیے گئے کی اللہ وہ کہ

روشنی لائیں (یعنی) انکے رب کی اجازت سے خدائے زبردست ستودہ صفات کی راہ کی طرف وہ خدا جو ایسا ہے

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ

واسطے اس کے ہے جو کچھ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ زمین کے بیچ ہے اور خرابی ہے واسطے کافروں کے

آسمانوں کی تمام مخلوقات کا مالک ہے اور کافروں کے لئے سخت ترین عذاب کی

عَذَابٍ شَدِيْدِ ۝٢ ۙالَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى

عذاب سخت سے وہ لوگ جو دوست رکھتے ہیں زندگانی دنیا کو اوپر

خرابی ہے۔ جو دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی سے زیادہ عزیز جانتے

الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ

آخرت کے اور بند کرتے ہیں راہ خدا تعالیٰ کی سے اور چاہتے ہیں واسطے اس کے کجی

ہیں اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی کے متلاشی رہتے ہیں یہ لوگ بڑی

اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝٣ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا

یہ لوگ بیچ گمراہی دور کے ہیں اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی پیغمبر مگر ساتھ

ہی دور کی گمراہی میں پڑے ہیں اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان

بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۭ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَ

زبان قوم اس کی کے تاکہ بیان کرے واسطے انکے پس گمراہ کرتا ہے اللہ جس کو چاہتا ہے اور

بولتا تھا۔ تاکہ ان کو احکام کھول کھول کر بیان کردے پھر جس کو اللہ چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے

يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٤ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

راہ دکھاتا ہے جس کو چاہے اور وہ ہے غالب حکمت والا اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے

ہدایت دیتا ہے اور وہ زبردست نادر حکمت والا ہے اور موسیٰ کو ہم نے اپنی

مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ۬

موسیٰ کو ساتھ نشانیوں اپنی کے یہ کہ نکال قوم اپنی کو اندھیروں سے طرف اجالے کی

نشانیاں دیکر (اس لئے) بھیجا کہ اپنی قوم کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر (علم کی) روشنی میں لاؤ اور (لوگوں کو

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ

اور نصیحت دے انکو ساتھ دنوں یعنی کاموں خدا کے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے ہر صبر کرنے

گزشتہ قوموں کے) وہ واقعات یاد دلاؤ جو اللہ کی طرف سے ظہور میں آئے یقیناً ان باتوں میں صبر کرنے والے اور شکرگزار

حل لغات۔ لہ الٓرٰ۔ کتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ۔ الٓرٰ مبتدا کتاب خبر۔ انزلناہ کتاب کی صفت۔ لتخرج الناس انزلناہ کے متعلق۔ باذن ربہم تخرج کے متعلق یا ایک محذوف کے متعلق ہوکر مفعول سے حال اسے ملتبسین باذن ربہم۔ ٢ے الی صراط العزیز الحمید بدل ہے الی النور سے بتکرار عامل جس طرح للذین

ف۱ الٓرٰ۔ ان حروف کے معنیٰ میں اصل بات یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے (جامع) تفہیم میں ہے ابراھیم نام آیت ۳۵ کے فقرے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا سے ماخوذ ہے۔ اس نام کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس سورت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سوانحعمری بیان ہوئی ہے بلکہ یہ بھی اکثر سورتوں کے ناموں کی طرح علامت کے طور پر ہے یعنی وہ سورۃ جس میں ابراہیم علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔ زمانۂ نزول۔ عام انداز بیان مکہ کے آخری دور کی سورتوں کا سا ہے۔ سورۂ رعد سے قریب زمانہ ہی کی نازل شدہ معلوم ہوتی ہے۔ خصوصًا آیت ۱۳ کے الفاظ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا (انکار کرنے والوں نے اپنے رسولوں سے کہا کہ یا تو تمہیں ہماری ملت میں واپس آنا ہوگا ورنہ ہم تمہیں اپنے ملک سے نکال دیں گے) کا صاف اشارہ اس طرف ہے کہ اس وقت مکہ میں مسلمانوں پر ظلم وستم انتہا کو پہنچ چکا تھا اور اہل مکہ پچھلی کافر قوموں کی طرح اپنے ہاں کے اہل ایمان کو خارج البلد کر دینے پر تل گئے تھے۔ اسی بنا پر انکو وہ دھمکی سنائی گئی جو ان کے سے رویے پر چلنے والی پچھلی قوموں کو دی گئی تھی کہ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِیْنَ (ہم ظالموں کو ہلاک کر کے رہیں گے) اور اہل ایمان کو وہی تسلی دی گئی جو ان کے پیش روؤں کو دی جاتی رہی ہے کہ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ (ہم ان ظالموں کو ختم کرنے کے بعد تم ہی کو اس سرزمین میں آباد کریں گے) اسی طرح آخری رکوع کے تیور بھی یہی بتاتے ہیں کہ یہ سورت مکہ کے آخری دور سے تعلق رکھتی ہے۔ مرکزی مضمون اور مدعا

جو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو ماننے سے انکار کر رہے تھے اور آپ کی دعوت کو ناکام کرنے کے لئے ہر طرح کی بدتر سے بدتر چالیں چل رہے تھے انکو فہمائش اور تنبیہ۔ لیکن فہمائش کی بہ نسبت اس سورۃ میں تنبیہ اور ملامت اور زجر و توبیخ کا انداز زیادہ تیز ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تفہیم کا حق اس سے پہلے کی سورتوں میں بخوبی ادا کیا جا چکا تھا اور اس کے باوجود کفار قریش کی ہٹ دھرمی، عناد، مزاحمت، شرارت اور ظلم وجور میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا تھا۔

ف۲ ظلمات سے مراد کفر و جہل و ضلالت ہے۔ نور سے مراد ایمان اور علم اور ہدایت ہے۔ رازی نے کہا اس میں دلیل ہے اس بات پر کہ طرق بدعت و کفر بہت ہیں اور طریق حق فقط ایک ہے یعنی تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لانے کا مطلب شیطانی راستوں سے ہٹا کر اللہ کے راستے پر لانا ہے۔ دوسرے الفاظ میں ہر وہ شخص جو اللہ کی راہ پر نہیں ہے وہ اصل جہالت کے اندھیروں میں بھٹک رہا ہے خواہ وہ اپنے آپ کو کتنا ہی روشن خیال سمجھ رہا ہو اور اپنے زعم میں کتنا ہی نور علم سے منور ہو۔ بخلاف اس کے جس نے اللہ کا راستہ پا لیا وہ علم کی روشنی میں آگیا چاہے وہ ان پڑھ دیہاتی ہی کیوں نہ ہو۔ مقصد یہ ہے اپنے رب کے حکم سے ایمان اور ہدایت کی طرف لوگوں کو بلانا۔ انبیاء کے اور ان کے نائبوں کے ذریعہ حق کو واضح کر دیتا ہے پھر حق ماننے ہدایت قبول کرنے کی توفیق دینا دل اسلام کی طرف پھیر دینا یہ اللہ کا کام ہے اور کسی کے بس کی بات نہیں جیسا کہ فرمایا اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ۔ اے نبی! تم جسکو چاہو اُسے ہدایت نہیں دے سکتے۔ یہ اللہ کا اختیار ہے وہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ رہی اللہ کی توفیق تو اُس کا قانون بالکل الگ ہے جسے قرآن میں مختلف مقامات پر وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی طرف سے ہدایت کی توفیق اسی کو ملتی ہے جو خود ہدایت کا طالب ہو ضد اور ہٹ دھرمی اور تعصب سے پاک ہو۔ اپنے نفس کا بندہ اور اپنی خواہشات کا غلام نہ ہو۔ کھلی آنکھوں سے دیکھے کھلے کانوں سے سنے صاف دماغ سے سوچے اور معقول بات کو بے لاگ طریقہ سے مانے فقط۔

ف۳ یعنی ان کفار کا یہ حال ہے کہ یہ دنیا کا جینا آخرت پر مقدم رکھتے ہیں اور دنیا کو عقبیٰ پر دوست و پسند کرتے ہیں۔ ان کا عمل بس دنیا کے لئے ہوتا ہے۔ آخرت کے عمل پس پشت ڈال دیئے طاق نسیاں میں رکھ دیئے اور اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں، اتباع رسل سے مانع ہیں۔ چاہتے ہیں راہ اسلام سے ہٹ جائیں حالانکہ یہ ایک سیدھی راہ ہے۔ نفس الامر میں کوئی مخالف اس کو ضرر نہیں دے سکتا بات اصل یہ ہے کہ حُبِّ دنیا نے راہ حق سے دور کر رکھا جیسا کہ مشکوٰۃ صفحہ ۴۴۳ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِیْ غَنَمٍ بِاَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَی الْمَالِ وَ (باقی برصفحہ ۳۶۳)

استضعفوا لمن آمن منھم۔ یا استیناف ہے کا دکیل الی ای نور فقیل الی صراط العزیز الحمید عہ اَللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ الخ اللہ مجرور ہے کیونکہ العزیز الحمید سے بدل واقع ہوا ہے یا عطف بیان۔

عہ مِنْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ یہ متعلق ہے ویل کے جو معنیٰ میں ہے یولون ویضجون کے۔ عہ اَلَّذِیْنَ یَسْتَحِبُّوْنَ۔ استحباب کہتے ہیں کسی چیز کی طلب محبت کو۔ یہاں معنیٰ میں ہے اختیار کرنے کے کیونکہ جو شخص کسی چیز کو اس کے غیر پر اختیار کرتا ہے گویا اُسے محبوب و افضل سمجھتا ہے۔

عہ وَذَكِّرْهُمْ بِاَیّٰىمِ اللّٰهِ۔ ایام جمع ہے یوم کی اور طلوع شمس سے غروب شمس تک کی مقدار اور مدت کو یوم کہتے ہیں۔ اصل میں ایوام تھا۔ یے اور واو کلمہ واحد میں جمع ہوئے پہلا حرف ساکن ایک کو دوسرے میں ادغام کر دیا جس طرح سید میں۔ ایام اللہ سے مراد ہے وہ زمانہ جس میں وقائع عظیمہ اور حوادث شدیدہ واقع ہوں۔ بولا جاتا ہے فلان عالم بایام العرب یعنی وقائعہا۔

شَكُورٍ ۝٥ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ
عَلَيْكُمْ إِذْ أَنجَاكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ
الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۚ وَ
فِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ۝٦ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ ع ۱۳
لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ۖ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي
لَشَدِيدٌ ۝٧ وَقَالَ مُوسَىٰ إِن تَكْفُرُوا أَنتُمْ وَمَن فِي
الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝٨ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَأُ
الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ ۛ وَالَّذِينَ مِن مع
بَعْدِهِمْ ۛ لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ ۚ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ
فَرَدُّوا أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوا إِنَّا كَفَرْنَا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ
وَإِنَّا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَنَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ۝٩ قَالَتْ رُسُلُهُمْ

حل لغات۔ لہ وَاِذْ تَاَذَّنَ۔ اذ ظرف ہے فعل محذوف کا یا معطوف ہے نعمۃ اللہ پر والتقدیر اذکروا نعمۃ اللہ علیکم یا واذکروا حین تاذن ربکم۔ تاذن معنی میں ہے اذن کے جس طرح توعد معنی میں اوعد او تفضل معنی میں افضل کے لیکن باب تفعل کو اس لئے اختیار کیا گیا کہ جو معنی کی زیادتی اس میں ہوتی ہے وہ افعل میں ★

(بقیہ صفحہ ۳۶۲) الشَّرَفِ لِدِيْنِهٖ یعنی دو بھیڑیے بھوکے کسی ریوڑ یا گلہ میں چھوڑ دیئے جائیں تو ان سے اس ریوڑ میں اس قدر نقصان نہ پہنچے جتنا نقصان مال اور منصب کی حرص سے دین کو پہنچتا ہے۔ معلوم ہوا ضرورت سے زیادہ دنیا حاصل کرنا اپنے اوپر مصیبت لینا ہے ضرورت کا اندازہ اس حدیث سے کیجئے لَيْسَ لِابْنِ آدَمَ حَقٌّ فِيْ سِوٰى هٰذِهِ الْخِصَالِ بَيْتٌ يَسْكُنُهٗ وَثَوْبٌ يُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتَهٗ وَجِلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَاءِ (ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۴۴۳) یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ انسان کی ضروریات زندگی کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ مکان گذر کے لائق اور کپڑا جس سے ستر ڈھانک سکے اور روکھی روٹی و پانی۔ اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ سب ضرورت سے زیادہ ہے جسکا حساب دینا ہوگا۔ بحث دنیا و زہد کا بیان صفحہ ۴۷ کے فائدہ میں بھی لکھا گیا ہے۔

ف۳ یہ اللہ تعالیٰ کی غایت درجہ کی مہربانی ہے کہ ہر نبی کو اس کی قومی زبان میں بھیجا تاکہ شرعی مسائل سمجھنے سمجھانے میں دقت نہ ہو۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ جس کو نصیحت کرنی ہو اس کی بولی میں کرے تاکہ وہ سمجھ سکے۔ آج کل اکثر کی زبان اردو ہے لہٰذا جمعہ وغیرہ کے خطبہ میں بزبان اردو وعظ و نصیحت چاہئے تاکہ سامعین مستفید ہوں۔ اس میں یہ شبہ نکالنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اردو میں وعظ کہنا ثابت نہیں تو پھر قرآن مجید کا ترجمہ بھی اردو فارسی وغیرہ زبان میں درست نہ ہونا چاہئے کسی کو مسئلہ اردو میں بتانا چاہئے کہ یہ بھی آپ سے ثابت نہیں مگر اسکو کوئی ناجائز نہیں کہتا۔ بات اصل یہی ہے کہ قرآن و حدیث دنیا میں اسی واسطے آئے ہیں کہ سب لوگ اسے سمجھیں اور سمجھنا جبھی ہوگا کہ ان کی مادری زبان میں بیان کیا جاوے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیغمبری ختم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہان کے رہبر ہیں۔ آپ کا فرمان ہے میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی طرح ہوں گے یعنی جیسے انھوں نے اپنی قومی زبان میں وعظ کہا ایسے ہی یہ اپنی قوم و ہم زمانہ کو دین کی باتیں ان کی زبان میں سمجھائیں گے (از مولانا ابو محمد عبدالستار صاحب سابق امام جماعت غرباء اہلحدیث)

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی ہے کہ جس طرح ہم نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا کہ لوگوں کو تاریکی سے روشنی میں لے آؤ۔ اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی طرف نو نشانیاں دے کر بھیجا تھا تاکہ وہ ان کو اندھیرے سے اجالے میں لے آئیں۔ اَيّٰمِ اللّٰهِ سے مراد وہ انعامات و احسانات ہیں جو اللہ نے بنی اسرائیل پر کئے کہ انکو قید فرعون سے نجات دی اور فرعون کو غرق کیا ان کے لئے دریا پھاڑ دیا ان پر سایہ کیا۔ اس کے سوا اور بہت سی نعمتیں ہیں جو بنی اسرائیل پر کی گئیں۔ قتادہؒ نے کہا اچھا بندہ وہ ہے کہ تکلیف میں تو صبر کرے اور جب نعمت ملے تو شکر کرے مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝

ف۲ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا اگر تم بلکہ سارا جہان اگر کفر کرے تو اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے سب خوبیوں والا۔ اس کو کچھ پرواہ تمہاری شکر گذاری کی نہیں ہے۔ اس مضمون کی آیتیں سورہ عنکبوت رکوع اول و سورہ زمر رکوع اول میں بھی ہیں اور صحیح مسلم باب تحریم الظلم میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث قدسی میں آیا ہے يَا عِبَادِيْ اِنِّيْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِيْ وَجَعَلْتُهٗ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَيْتُهٗ فَاسْتَهْدُوْنِيْ اَهْدِكُمْ يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهٗ فَاسْتَطْعِمُوْنِيْ اُطْعِمْكُمْ يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ كَسَوْتُهٗ فَاسْتَكْسُوْنِيْ اَكْسُكُمْ يَا عِبَادِيْ اِنَّكُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَاَنَا اَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِيْ اَغْفِرْ لَكُمْ يَا عِبَادِيْ اِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضَرِّيْ فَتَضُرُّوْنِيْ وَلَنْ تَبْلُغُوْا نَفْعِيْ فَتَنْفَعُوْنِيْ يَا عِبَادِيْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى اَتْقٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا زَادَ ذٰلِكَ فِيْ مُلْكِيْ شَيْئًا يَا عِبَادِيْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا نَقَصَ مِنْ مُلْكِيْ شَيْئًا يَا عِبَادِيْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوْا فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَسَاَلُوْنِيْ فَاَعْطَيْتُ كُلَّ اِنْسَانٍ مَّسْاَلَتَهٗ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِيْ اِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ اِذَا اُدْخِلَ الْبَحْرَ يَا عِبَادِيْ اِنَّمَا هِيَ اَعْمَالُكُمْ اُحْصِيْهَا لَكُمْ ثُمَّ اُوَفِّيْكُمْ اِيَّاهَا فَمَنْ وَّجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ وَمَنْ وَّجَدَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے اور تمہارے آپس میں بھی حرام قرار دے دیا ہے لہٰذا تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنا۔ اے میرے بندو! تم سب راہ بھولے ہوئے ہو مگر جس کو میں راہ دوں، سو تم مجھ سے ہدایت مانگو تاکہ میں تم کو ہدایت کر دوں۔ اور تم سب بھوکے ہو مگر جسکو میں روزی دوں مجھ ہی سے روزی طلب کرو تاکہ میں تم کو کھلاؤں۔ اور تم سب ننگے ہو مگر جس کو میں کپڑا دوں سو تم مجھ سے لباس مانگو تاکہ میں تم کو لباس دوں۔ اے میرے بندو! تم رات دن خطائیں قصور گناہ کرتے ہو اور میں سب گناہ (باقی بر صفحہ ۳۶۴)

نہیں ہوتی۔ ؎ لَئِنْ شَكَرْتُمْ شکر کہتے ہیں منعم کی نعمت کے اعتراف کو مع اس کی عظمت و وقار کے۔ ؎ قَوْمِ نُوْحٍ بدل ہے الذین من قبلکم سے وعاد معطوف ہے قوم نوح پر۔ لایعلمہم الا اللہ جملہ معترضہ ہے یا الذین من قبلکم مبتدا اور لا یعلمہم الا اللہ خبر۔ ؎ مُرِيْبٍ صفت ہے شَكٍّ کی اور موصوف صفت میں فاصلہ جائز ہے۔ ریب کیا گیا ہے اَرَابَ سے اور ریبہ کہتے ہیں قلق نفس کو۔ مُرِيْبٍ صیغہ اسم فاعل ہے یعنی موقع فی الریبۃ۔

أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ

کیا بیچ اللہ کے شک ہے بنانے والا آسمانوں کا اور زمین کا پکارتا ہے تم کو تو کہ بخشے واسطے تمہارے

کیا تمہیں اللہ کے بارے میں شک ہے جو زمین اور آسمانوں کو پیدا کرنیوالا ہے وہ تمہیں اس لئے بلا رہا ہے کہ تمہارے

مِّنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ قَالُوا إِنْ أَنتُمْ إِلَّا

بعض گناہ تمہارے سے اور ڈھیل دے تم کو ایک وقت مقرر تک کہا انہوں نے نہیں تم مگر

گناہ معاف کردے اور ایک وقت معین تک تمہیں مہلت دے انہوں نے جواب میں کہا تم تو ہم جیسے محض ایک

بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۖ تُرِيدُونَ أَن تَصُدُّونَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا

آدمی مانند ہماری ارادہ کرتے ہو تم یہ کہ بند کرو تم ہم کو اس چیز سے کہ تھے عبادت کرتے باپ ہمارے پس

بشر ہو تم یہ چاہتے ہو کہ ہمیں ان بتوں کی پوجا سے روک دو جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آتے ہیں

فَأْتُونَا بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿١٠﴾ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِن نَّحْنُ إِلَّا

لے آؤ ہمارے پاس دلیل ظاہر کہا واسطے ان کے پیغمبروں ان کے نے نہیں ہم مگر

سو کوئی صاف معجزہ پیش کرو۔ ان کے رسولوں نے کہا کہ ہم تو تمہی جیسے بشر ہیں لیکن

بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَمَا

آدمی مانند تمہاری لیکن اللہ احسان کرتا ہے اوپر جس کے چاہے بندوں اپنے سے اور نہیں

خدا اپنے بندوں میں سے جس کسی پر چاہتا ہے احسان کر دیتا ہے اور یہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے

كَانَ لَنَا أَن نَّأْتِيَكُم بِسُلْطَانٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ

واسطے ہمارے یہ کہ لے آویں تمہارے پاس کوئی دلیل مگر ساتھ حکم اللہ کے اور اوپر اللہ کے

کہ تمہارے سامنے اللہ کے حکم کے بغیر کوئی معجزہ پیش کریں۔ اور اللہ ہی

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾ وَمَا لَنَا أَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ وَقَدْ

پس چاہیے کہ توکل کریں ایمان والے اور کیا ہے واسطے ہمارے کہ نہ توکل کریں ہم اوپر اللہ کے اور تحقیق

پر مومن بھروسہ رکھیں اور ہم کیوں اللہ پر توکل نہ رکھیں حالانکہ اس نے ہمارے

هَدَانَا سُبُلَنَا ۚ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَىٰ مَا آذَيْتُمُونَا ۚ وَعَلَى اللَّهِ

دکھلا دیئے اس نے ہم کو راہیں ہماری اور البتہ صبر کریں گے ہم اوپر اس کے کہ ایذا دیتے ہو تم ہم کو اور اوپر اللہ کے

رستے بتائے ہیں اور ہم تمہاری ایذا رسانیوں پر صبر کریں گے اور اہل توکل اللہ ہی پر

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿١٢﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِرُسُلِهِمْ ع ۱۴

پس چاہیے کہ توکل کریں توکل کرنے والے اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے واسطے پیغمبروں اپنے کے

بھروسہ رکھتے ہیں اور جن لوگوں نے راہ کفر اختیار کی۔ انہوں نے اپنے رسولوں

لَنُخْرِجَنَّكُم مِّنْ أَرْضِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ۖ فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ

البتہ نکال دیں گے ہم تم کو زمین اپنی سے یا البتہ پھر آؤ گے تم بیچ دین ہمارے کے پس وحی بھیجی طرف ان کی

سے کہہ دیا کہ ہم تمہیں ضرور ہی اپنے ملک سے نکال دیں گے یا تم ہمارے مذہب میں پھر لوٹ آؤ سو ان کے

رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظَّالِمِينَ ﴿١٣﴾ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْأَرْضَ

پروردگار ان کے نے البتہ ہلاک کریں گے ہم ظالموں کو اور البتہ بسا دیں گے ہم تم کو زمین میں

رب نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ ہم ان ظالموں کو قطعی ہلاک کر ڈالیں گے اور ان کے بعد تم کو اس سرزمین میں بسائیں گے

حل لغات۔

لہ أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ۔ شک مرفوع ہے ظرف کی وجہ سے کیونکہ اس کا اعتماد ہے استفہام پر۔ فاطر صفت ہے اللہ کی یا اس سے بدل۔

(بقیہ صفحہ ۳۶۳) بخش سکتا ہوں تم مجھ سے بخشش طلب کرو میں تم کو معاف کردوں گا۔ اے میرے بندو! تم مجھ کو نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتے۔ دیکھو اگر تم سب اگلے پچھلے جن و انس ایک بڑے متقی شخص کی طرح ہو جاؤ تو میری بادشاہت بڑھ نہیں جائے گی اور اگر بدبخت نافرمان کے مانند ہو جاؤ تو میری بادشاہت کچھ کم نہیں ہو جائے گی۔ اور اے میرے بندو! تم اگلے پچھلے انس و جن ایک میدان میں جمع ہو کر یک دفعہ ہی اپنی اپنی مرادیں خواہشیں مانگو اور میں سب کے سوالات پورے کردوں تو بھی میرے خزانوں میں اتنی بھی کمی نہ آئے گی جتنی کہ کوئی دریا میں سوئی ڈبو کر نکال دیکھے کہ سمندر کا کتنا پانی کم ہوا؟ بس وہ اللہ غنی اور حمید ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے در کے سوا کسی سے کچھ امید رکھنا نبی ولی پیر و فقیر کو اولاد دینے، رزق میں برکت کرنے کا مالک جاننا کفر ہے

فٹ عاد و ثمود کی قومیں عرب ہی میں ہوئی ہیں اُن کے ہلاکت و عذاب کے واقعات معروف و متواتر ہیں۔ ان قوموں کے بعد بہت سے لوگ ہوئے جن کا تفصیلی حال اللہ ہی کو معلوم ہے فَرَدُّوٓا اَیۡدِیَهُمۡ فِیۡۤ اَفۡوَاهِهِمۡ یا تو یہ مراد ہے کہ غصہ سے اپنے ہاتھ کاٹتے تھے یا ہنسی اور تعجب سے اپنے ہاتھ منہ پر رکھتے تھے یا یہ کہ رسولوں علیہم السلام کے منہ پر ہاتھ رکھتے تھے یعنی ان کو وعظ سے اور حق بیان کرنے سے روکتے تھے۔ یہ سب معنی اپنی اپنی جگہ ٹھیک ہیں (جامع البیان صفحہ ۲۱۹)

فوائد صفحہ ھٰذا

فٹ یعنی کیا تم کو اللہ تعالےٰ کی توحید عبادت میں شک ہے حالانکہ اسی اکیلے نے آسمان و زمین پیدا کئے ہیں۔ تو جب وہ اکیلا ہے مخلوق کی پیدائش میں تو عبادت بھی اسی ایک ذات کے لئے چاہیئے۔ توحید دو قسم ہے۔ ایک توحید ربوبیت وہ یہ کہ ہر چیز کا مربی صرف اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ اس توحید کے کفار بھی قائل تھے۔ اور دوسری قسم توحید عبادت ہے اس توحید سے کفار منکر تھے اور صرف مؤمن ہی اس کے قائل تھے اور وہ یہ کہ خاص اسی کے ساتھ محبت کی جائے اور اسی سے ڈرا جاوے اور اسی کی امید کی جاوے اور تمام عبادتیں قلبی ہوں یا بدنی ہوں یا مالی اس کے لئے بجالائی جاویں اور جس نے ایک عبادت کو ان عبادتوں سے غیر کے لئے کیا وہ مشرک ہوگا

اسی لئے بحر الرائق والے حنفی المذہب لکھتے ہیں مخلوق کے نام پر نذر ماننی جائز نہیں ہے اس لئے کہ نذر اس کی عبادت ہے اور مخلوق کی عبادت جائز نہیں ہے (سلفیہ) منکرین انبیاء کہتے تھے کہ تم ہمارے جیسے بشر ہی تو ہو اور بشر پیغمبر نہیں بن سکتا اس لئے ہم کو پیغمبر کیسے مان لیں؟ پیغمبروں نے کہا یہ کہنا تمہارا ٹھیک ہے کہ ہم تمہاری طرح ایک بشر ہیں صورت وشکل میں بلکہ جملہ صفات بشریں جیسے کھانا پینا چلنا پھرنا تندرستی بیماری وغیرہ لیکن اللہ تعالےٰ جس کو چاہے اسکو رسالت و نبوت عطا فرما دے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے انبیاء بشر ہی ہوتے تھے نہ کچھ اور (فائدہ ستاریہ) انبیاء نے کہا اللہ کے حکم سے ہم پہلے ہی اپنی نبوت کی سند اور نشانیاں دکھا چکے ہیں۔ جو مانا چاہے اس کے اطمینان کے لئے وہ کافی سے زیادہ ہیں لہٰذا ایک ایماندار کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ اب تم نہ مانو گے اور ایذا رسانی پر تیار ہو گے تو ہمارا بھروسہ اسی اللہ پر ہے جس نے توحید و کامیابی کے راستے بتائے ہیں۔ صبر و توکل کا بیان صفحہ ۲۲۲ و ۲۲۴ میں بھی لکھا گیا ہے۔

فٹ

کافروں کی عادت ہے کہ وہ انبیاء اور اہل حق کے دلائل پر لاجواب ہو جاتے ہیں تو ان کو شہر سے نکالنے، ڈرانے دھمکانے مارنے اور ایذائیں دینے لگتے ہیں۔ آخرکار اللہ تعالیٰ ظالموں کو مغلوب کرتا ہے اور حق غالب ہو کر رہتا ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم گھبراؤ نہیں۔ کفار مکہ تم کو مکہ سے نکالنے کی تدبیریں کر رہے ہیں۔ ایک دن وہ آنے والا ہے کہ مکہ فتح ہوگا اور اسلام روئے زمین پر پھیل جائے گا، چنانچہ یہی ہوا۔ کافر جب حق کے سامنے لاجواب ہوئے کوئی حجت باقی نہ رہی تو نبیوں کو دھمکانے لگے، دیس نکالے سے ڈرانے لگے۔ قوم شعیب نے یہی کہا تھا کہ ہم تمہیں اپنی بستی سے نکال دیں گے۔ لوطیوں نے یہی کہا تھا کہ آل لوط کو شہر بدر کردو۔ مشرکین مکہ قوم قریش نے بھی یہی منصوبہ باندھا تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قید کردو یا قتل کردو یا ملک سے باہر نکال دو۔ آج کل بھی جو کوئی حق کی مخالفت کی وجہ سے اہل حق و اہل توحید کو مسجد سے یا محلہ سے نکالے وہ انہیں کا بھائی ہے۔ (فائدہ ستاریہ)

ابو عمار عبد القہار غفرلہ ولوالدیہ الغفار (آمین)

مِنْ بَعْدِهِمْ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾

پیچھے ان کے یہ واسطے اس شخص کے ہے کہ ڈرتا ہے کھڑے ہونے سے روبرو میرے اور ڈرتا ہے ڈرانے سے میرے

یہ ملنا اس کے لئے ہے جو میرے حضور کھڑا ہونے سے خوف کھائے اور میری عذاب سے ڈر لے

وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾ مِّنْ وَّرَاۗىِٕهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى

اور فتح مانگی انہوں نے اور نامراد ہوا ہر ایک سرکش عناد کرنیوالا یعنی دشمن آگے اس کے جہنم ہے اور پلایا جاوے گا

اور پیغمبروں نے فتح و نصرت طلب کی اور ہر سرکش و متکبر نامراد ہوا اس کے آگے دوزخ ہے اور اسے پیپ کا

مِنْ مَّاۗءٍ صَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ

مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۭ وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِۨ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ

فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ

الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا

لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ

قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا

حل لغات۔

۱؎ وَخَافَ وَعِيْدِ

اس کا عطف ہے خاف مقامی پر وعید اصل میں تھا وعیدی۔ رعایت فواصل کی وجہ سے ی محذوف ہو گئی۔ ۲؎ وَاسْتَفْتَحُوْا۔ استفتاح کہتے ہیں طلب فتح کو اور فتح معنی میں ہے حکم و قضاء کے۔ مشتق ہے فتاح بمعنی حکومت سے کقولہ تعالیٰ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق۔ ۳؎ وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ۔ خاب معنی

ف وَاسْتَفْتَحُوْا کا مقصد یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسولوں نے اپنے رب سے فتح چاہی اپنی قوم پر۔ ابن زید رح نے کہا امتوں نے اپنے نفوس پر فتح طلب کی جس طرح کہا اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقَّ الآیۃ (ابن کثیر)، عَنِیْدٍ یعنی سرکش یہ وہ متکبر لوگ ہیں جو حق سے عناد رکھتے ہیں اور حق والوں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ قیامت کے دن حکم ہوگا کہ ہر سرکش بھلائی سے روکنے والے کو جہنم میں داخل کرو جو اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو پوجا کرتا تھا۔ ایک حدیث میں ہے قیامت کے دن جہنم کو لایا جائے گا وہ تذکرہ کرے گی کہ میں سرکش و ضدی کے لئے مقرر کی گئی ہوں ضدی وہ جو حق بات سن کر بھی اپنی ضد نہ چھوڑے مخالفت پر ہی تلا رہے۔ قرآن مجید اور حدیث شریف کی تابعداری میں اپنی ذلت و بدنامی و قومی و مذہبی عار و ننگ کا خیال کرے یَتَجَرَّعُہٗ یعنی پیپ بدبو اور جلن سے پی نہ سکے گا ایک ایک گھونٹ بڑی مشکل سے پئے گا۔ ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً روایت کیا یُقَرَّبُ اِلٰی فِیْہِ فَیَکْرَھُہٗ فَاِذَا اُدْنِیَ مِنْہُ شَوٰی وَجْھَہٗ وَوَقَعَتْ فَرْوَۃُ رَاْسِہٖ فَاِذَا شَرِبَہٗ قَطَّعَ اَمْعَاءَہٗ حَتّٰی یَخْرُجَ مِنْ دُبُرِہٖ (ترمذی صفحہ ۸۲ جلد دوم) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پیپ دوزخ والوں کے منہ سے قریب کیا جائے گا وہ چہرہ کو بھون دیگا اس کے سر کی کھال پگھل کر گر پڑے گی۔ جب اس کو پئے گا تو اس کی آنتیں کٹ پڑیں گی اور دُبُر (پاخانہ) کی راہ سے نکلیں گی، العیاذ باللہ دوزخ و دوزخیوں کا بیان صفحہ ۳۳۲ میں بھی ہوا۔

ف۱۱ یعنی مشرکوں و کافروں کے نیک عمل صدقہ خیرات فی سبیل اللہ دینا، صلہ رحمی، مہمان نوازی، قیدیوں کو چھڑانا، مسجدیں بنانا رانڈ بیوہ غریب مسکین کو کھلانا والدین سے سلوک کرنا قیامت کے دن بوجہ نحوست شرک و کفر کے کچھ کام نہ آئیں گے۔ معلوم ہوا انسان کو موحد بن کر نیک عمل کرنے چاہئیں۔ توحید ارکان اسلام کی پابندی ہے تو سب کچھ ہے ورنہ کچھ بھی نہیں اَلتَّوْحِیْدُ رَاْسُ الطَّاعَاتِ توحید سب طاعتوں کی جڑ ہے۔ اس آیت میں مثال دے کر سمجھایا ہے۔ رَمَاد وہ ہے جو لکڑی یا کوئلے سے جلنے کے بعد جھڑ پڑتی ہے جس کو راکھ کہتے ہیں۔ جس دن آندھی چلتی ہے اور ہوا تیز ہوتی ہے تو وہ راکھ نہیں ٹھہرتی، اسی طرح ان کفار کے اعمال قیامت کے دن جب کہ ان کو یہ گمان ہوگا کہ ہم نے کچھ کام کیا ہے اور اب اس کا بدلہ ملے گا لیکن ان کے شرک کفر بدعت کی بنا پر اللہ تعالیٰ تمام اعمال ہَبَآءً مَّنْثُوْرًا راکھ کی طرح اُڑا دے گا (ابن کثیر)

ف۱۲ یعنی ساری خلائق کیا نیک کیا بد ایک زمین کشادہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے جہاں کوئی شے کسی کو چھپا نہ سکے گی۔ مرید اپنے سرداروں سے کہیں گے کہ ہم تو تمہارے حکم بردار اور پیرو تھے، جو کچھ تم کہتے تھے ہم وہی کرتے تھے۔ اب تم کچھ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہم سے دور کر سکتے ہو تو کرو جس طرح کہ دنیا میں تم نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور ہم کو امید دلائی تھی۔ وہ کہیں گے اگر ہم ہدایت پر ہوتے تو تم کو کیوں گمراہی پر لگاتے۔ حدیث کعب بن مالک میں مرفوعاً آیا ہے کہ اہل نار کہیں گے کہ آؤ ہم صبر کریں۔ پس پانچسو برس صبر کریں گے۔ پھر جب دیکھیں گے کہ اس سے کچھ فائدہ نہیں تو کہیں گے کہ آؤ بے قراری کریں پھر پانچ سو برس تک روئیں گے جب دیکھیں گے کہ اس سے بھی کچھ نفع نہ ہوا تب کہیں گے سَوَآءٌ عَلَیْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِیْصٍ ○ خواہ ہم صبر کریں یا جزع فزع کریں روئیں سب برابر ہے کوئی جائے پناہ نہیں (طبرانی، ابن جریر وغیرہ، ابن ابی حاتم۔ فتح و ابن کثیر)

میں ہے تجبر کے اور جبار متکبر قال تعالیٰ ولم یکن جبارا عصیا اس کے مصدر میں سات لغت ہیں جَبْرِیَّۃٌ۔ جَبَرُوْتٌ۔ جَبْرُوَۃٌ۔ جَبُوْرَۃٌ۔ جِبْرِیَّۃٌ۔ تَجْبَار۔ جبریار۔ وفی الحدیث قال دعوہا فانہا جبارۃ ای مستکبرۃ۔ عنید اگر لیا گیا ہے عنود سے تو اس کے معنے ہیں خلاف اور ترک اور تباعد کے اور عَنَدٌ سے لیا گیا ہے تو معنی ہیں ہے جانب اور ناحیہ کے بولا کرتے ہیں فلان یمشی عنداً ای ناحیۃ تو عنید کے معنے ہوئے مجانب عن الحق منحرف عنہ۔ ۴ہ مِنْ وَّرَآئِہٖ جَھَنَّمُ وراء اضداد سے ہے یعنی آگے اور پیچھے دونوں معنوں میں مستعمل ہوتا ہے ومنہ قولہ تعالیٰ وکان وراءہم ملک یاخذ کل سفینۃ غصبا۔

۵ہ صَدِیْدٍ یَّتَجَرَّعُہٗ وَلَا یَکَادُ یُسِیْغُہٗ۔ صدید پیپ لان کراہتہ تصد عن التناول یتجرعہ ماخوذ ہے تجرع سے اور تجرع کہتے ہیں کسی چیز کو گھونٹ گھونٹ پینا۔ یُسِیْغُہٗ کا مصدر ہے اساغۃ اور اساغۃ اور سوغ یعنی مجرد و مزید دونوں ایک معنی میں مستعمل ہوا کرتے ہیں۔ بولا کرتے ہیں ساغ یسوغ سوغا واساغ یسیغ اساغۃ۔ اس کے معنے ہیں گلے سے بآسانی اتارنا۔ ۶ہ کَرَمَادِ ۨ اشْتَدَّتْ بِہِ الرِّیْحُ فِیْ یَوْمٍ عَاصِفٍ۔ رماد راکھ۔ عاصف لیا گیا ہے عصف سے اور عصف کہتے ہیں اشتداد ریح کو۔

۷ہ سَوَآءٌ عَلَیْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا سواء مصدر ہے معنی میں مستوی کے اور ہمزہ اور ام دونوں تسویہ کے لئے ہیں۔

ع

مَا لَنَا مِنْ مَّحِيصٍ ﴿٢١﴾ وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ

نہیں واسطے ہمارے چھٹکارے کی اور کہا شیطان نے جب فیصل کیا گیا کام تحقیق اللہ نے

کی کوئی صورت نہیں اور جب فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان کہے گا کہ اللہ نے تم سے سچا وعدہ

وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۖ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُم مِّن

وعدہ دیا تھا تم کو وعدہ سچا اور وعدہ دیا تھا میں نے تم کو پس خلاف وعدہ کیا تھا میں نے تم سے اور نہیں تھا واسطے میرے اوپر تمہارے

کیا تھا۔ اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا مگر میں نے تم سے وعدہ خلافی کی ہے اور میرا تم پر اس کے سوا اور کوئی

سُلْطَانٍ إِلَّا أَن دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۖ فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا

کچھ غلبہ زور مگر یہ کہ بلایا تھا میں نے تم کو پس قبول کیا تم نے واسطے میرے پس نہ ملامت کرو مجھ کو اور ملامت کرو

زور نہ تھا کہ میں نے تم کو بلایا اور تم نے میرا کہا مان لیا۔ سو تم مجھ پر ملامت نہ کرو اور اپنے آپ کو ملامت کرو میں

أَنفُسَكُم ۖ مَّا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنتُم بِمُصْرِخِيَّ ۖ إِنِّي

اپنے نفسوں کو نہیں میں فریاد رس تمہارا اور نہ تم فریاد کو پہنچنے والے ہو میرے تحقیق میں نے

تمہارا فریاد رس نہیں ہوں اور نہ تم میرے فریاد رس ہو میں انکار کرتا ہوں جو تم نے اس سے پہلے

كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِن قَبْلُ ۗ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ

کفر کیا ساتھ اس کے کہ شریک کیا تھا تم نے مجھ کو پہلے سے تحقیق ظالم واسطے ان کے عذاب ہے

مجھ کو شریک ٹھہرایا تھا بیشک ظالموں کے لئے دردناک عذاب

أَلِيمٌ ﴿٢٢﴾ وَأُدْخِلَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي

دردناک اور داخل کئے جاویں گے وہ لوگ جو ایمان لائے اور کام کئے اچھے بہشتوں میں چلتی ہیں

ہے اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے وہ ایسے باغات میں داخل

مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ ۖ تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ﴿٢٣﴾

نیچے ان کے سے نہریں ہمیشہ رہنے والے بیچ ان کے ساتھ حکم پروردگار اپنے کے دعا ملاقات ان کی بیچ ان کے سلام ہے

کیا جائے گا۔ جن کے نیچے نہریں رواں ہیں اپنے رب کے حکم سے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہاں ان کی دعا یہ سلام ہوگا

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا

کیا نہ دیکھا تو نے کیونکر بیان کی اللہ نے مثال بات پاکیزہ کی مانند درخت پاکیزہ کی جڑ اس کی

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کس طرح کلمہ پاک کی مثال بیان کی ہے کہ وہ ایک پاک درخت کی مانند ہے

ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ﴿٢٤﴾ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا ۗ

محکم ہے اور شاخ اس کی بیچ آسمان کے دیتا ہے میوہ اپنا ہر وقت ساتھ حکم پروردگار اپنے کے

جس کی جڑ زمین میں مضبوط اور شاخ آسمان میں ہے وہ اپنے رب کے حکم سے ہر وقت پھل لاتا ہے اور اللہ لوگوں

وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٥﴾ وَمَثَلُ

اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں واسطے لوگوں کے تو کہ وہ نصیحت پکڑیں اور مثال

کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں اور ناپاک

كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِن فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا

بات ناپاک کی مانند درخت ناپاک ہے کہ جس کو اکھاڑ لیا گیا ہے اوپر سے زمین کے نہیں واسطے

کلمہ کی مثال ایک ناپاک درخت کی مانند ہے جو زمین کے اوپر سے اکھاڑ لیا جائے اس کے لئے

حل لغات۔
۱ مالنا من محیص۔ محیص ظرف مکان ہے جس طرح مبیت اور مطبق یا مصدر ہے جس طرح مغیب اور مشیب ظرف مکان ہے تو معنی میں ہے مفر اور مہرب کے اور مصدر ہے تو بمعنی اولہا کے مشتق محاص الحمار اذا عدل بالفرار۔
۲ وعد الحق اضافۃ الشئ الی نفسہ کے باب سے ہے اور یہ کوفیوں کے نزدیک جائز ہے جس طرح مسجد الجامع اور حب الحصید مگر جو لوگ اس طرح کی اضافت جائز نہیں رکھتے وہ اس کی تقدیر بتاتے ہیں وعد الیوم الحق یا وعد الحق۔ ۳ بمصرخی۔ صارخ مستغیث اور مصرخ مغیث۔ بولا کرتے ہیں صرخ فلان اذا استغاث و اصرخہ اغاثہ۔ ۴ اجتثت معنی میں ہے استوصلت کے

ف۱ قیامت کے دن جب مومن جنت میں اور کافر دوزخ میں چلے جائیں گے اور دوزخی دیکھیں گے کہ بہت سے ایماندار گناہوں کی وجہ سے جہنم میں آئے تھے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش سے جنت میں جا رہے ہیں تو کہیں گے ہمارا بھی کوئی سفارشی ہو۔ کہا جائے گا کہ تم شیطان کے کہنے پر چلتے تھے وہ تمہارا مقتدا ہے اسی سے شفاعت کی درخواست کرو اسی نے تم کو بہکایا تھا۔ وہ آئیں گے اور ابلیس سے سفارش کے لئے کہیں گے۔ یہ سنکر شیطان کھڑا ہوگا اس کی مجلس سے ایسی گندی بو پھیلے گی کہ اس سے پہلے کسی ناک کو ایسی بدبو نہیں پہنچی۔ ان کے جواب میں شیطان کہے گا اللہ کے وعدے سچے تھے۔ میرے وعدے جھوٹے تھے۔ نہ میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں، نہ تم میری کر سکتے ہو۔ مجھ کو برا نہ کہو، اپنے آپ کو ہی کوسو۔ تفہیم میں ہے یعنی تمہارے تمام گلے شکوے اس حد تک تو بالکل صحیح ہیں کہ اللہ سچا تھا اور میں جھوٹا تھا۔ اس واقعہ سے مجھے ہرگز انکار نہیں ہے۔ اللہ کے وعدے اور اس کی وعیدیں، تم دیکھ ہی رہے ہو کہ ان میں سے ہر بات جوں کی توں سچی نکلی۔ اور میں خود یہ مانتا ہوں کہ جو بھروسے میں نے تمہیں دلائے، جن فائدوں کے لالچ تمہیں دیئے، جن خوشنما توقعات کے جال میں تم کو پھانسا، اور سب سے بڑھ کر یہ یقین جو تمہیں دلایا کہ اول تو آخرت واخرت کچھ بھی نہیں ہے، سب محض ڈھکوسلا ہے، اور اگر ہوئی بھی تو فلاں حضرت کے تصدق سے تم صاف بچ نکلو گے، بس ان کی خدمت میں نذر و نیاز کی رشوت پیش کرتے رہو اور پھر جو چاہو کرتے پھرو پھر نجات کا ذمہ ان کا، یہ ساری باتیں جو میں تم سے کہتا رہا اور اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ سے کہلواتا رہا یہ سب محض دھوکا تھا۔ موضح میں ہے دنیا میں اشیطان کا زور نہیں انسان پر مگر مشورہ دیتا ہے۔ بُری بات مان لینی اپنا گناہ ہے۔ تفہیم میں ہے یعنی اگر آپ حضرات ایسا کوئی ثبوت رکھتے ہوں کہ آپ خود راہ راست پر چلنا چاہتے تھے اور میں نے زبردستی آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو غلط راستے پر کھینچ لیا تو ضرور اسے پیش فرمائیے، جو چور کی سزا سو میری۔ لیکن آپ خود مانیں گے کہ واقعہ یہ نہیں ہے میں نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا کہ دعوتِ حق کے مقابلہ میں اپنی دعوتِ باطل آپ کے سامنے پیش کی، سچائی کے مقابلہ میں جھوٹ کی طرف آپ کو بلایا، نیکی کے مقابلہ میں بدی کی طرف آپ کو پکارا۔ ماننے اور نہ ماننے کے جملہ اختیارات آپ ہی حضرات کو حاصل تھے۔ میرے پاس آپ کو مجبور کرنے کی کوئی طاقت نہ تھی۔ اب اپنی اس دعوت کا ذمہ دار تو بلاشبہ میں خود ہوں اور اس کی سزا بھی پا رہا ہوں۔ مگر آپ نے جو اس پر لبیک کہا اس کی ذمہ داری آپ مجھ پر کہاں ڈالنے چلے ہیں اپنے غلط انتخاب اور اپنے اختیار کے غلط استعمال کی ذمہ داری تو آپ کو خود ہی اٹھانی چاہئے۔ تفہیم میں ہے یہاں پھر شرک اعتقادی کے مقابلہ میں شرک کی ایک مستقل نوع یعنی شرک عملی کے وجود کا ایک ثبوت ملتا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ شیطان کو اعتقادی حیثیت سے تو کوئی بھی نہ خدائی میں شریک ٹھیراتا ہے اور نہ اس کی پرستش کرتا ہے۔ سب اس پر لعنت ہی بھیجتے ہیں۔ البتہ اس کی اطاعت اور غلامی اور اس کے طریقہ کی اندھی یا آنکھوں دیکھے پیروی ضرور کی جا رہی ہے اور اسی کو یہاں شرک کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ممکن ہے کوئی صاحب اس میں فرمائیں کہ یہ تو شیطان کا قول ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا ہے لیکن ہم عرض کریں گے کہ اول تو اس کے قول کی اللہ تعالیٰ خود تردید فرما دیتا اگر وہ غلط ہوتا۔ دوسرے شرک عملی کا صرف یہی ایک قرآن میں نہیں ہے بلکہ اس کے متعدد ثبوت پچھلی سورتوں میں گزر چکے ہیں اور آگے آ رہے ہیں۔ مثال کے طور پر یہودیوں اور عیسائیوں کو یہ الزام کہ وہ اپنے احبار اور رہبان کو اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ بنائے ہوئے ہیں (التوبہ آیت ۳۱)۔ جاہلیت کی رسمیں ایجاد کرنے والوں کے متعلق یہ کہنا کہ ان کے پیروں نے انھیں خدا کا شریک بنا رکھا ہے (الانعام آیت ۱۳۷) خواہشات نفس کی بندگی کرنے والوں کے متعلق یہ فرمانا کہ انھوں نے اپنی خواہش نفس کو خدا بنا لیا ہے (الفرقان آیت ۴۳) نافرمان بندوں کے متعلق یہ ارشاد کہ وہ شیطان کی عبادت کرتے رہے ہیں (یٰس۔ آیت ۶۰) انسانی ساخت کے قوانین پر چلنے والوں کو ان الفاظ میں ملامت کہ اذن خداوندی کے بغیر جن لوگوں نے تمہارے لئے شریعت بنائی ہے وہ تمہارے "شریک" ہیں (الشوریٰ آیت ۲۱)۔ یہ سب کیا اسی شرک عملی کی نظیریں نہیں ہیں جن کا یہاں ذکر ہو رہا ہے؟ ان نظیروں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شرک کی صرف یہی ایک صورت نہیں ہے کہ کوئی شخص عقیدۃً کسی غیر اللہ کو خدائی میں شریک ٹھیرائے۔ اس کی ایک دوسری صورت یہ بھی ہے کہ وہ خدائی سند کے بغیر یا احکام خداوندی کے علی الرغم، اس کی پیروی اور اطاعت کرتا چلا جائے۔ ایسا پیرو اور مطیع اگر اپنے پیشوا اور مطاع پر لعنت بھیجتے ہوئے بھی عملاً یہ روش اختیار کر رہا ہو تو قرآن کی رو سے وہ اس کو خدائی میں شریک بنائے ہوئے ہے۔ (نافرمانوں کی حسرت و رسوائی کا بیان صفحہ ۲۲۴ میں بھی لکھا گیا ہے)۔ ف۲ یہ بطور مقابلہ کفار کی سزا کے بعد مومنین کا انجام بیان فرمایا (فرقان)۔ ف۳ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ دنیا میں "سلام" دعا ہے سلامتی مانگنی۔ وہاں یہ سلام کہنا مبارک باد ہے سلامتی ملنے پر۔ ف۴ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا مثل کلمہ طیبہ یعنی شہادت لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی ایسی ہے جیسے ایک پاک پیڑ، یہ مثال مومن کی ہوئی۔ اس کی جڑ یعنی لا الٰہ الا اللہ مومن کے دل میں ثابت ہے اور اس کی شاخ یعنی عمل آسمان پر چڑھتے رہتے ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، آپ نے فرمایا بتاؤ مسلمان کے مشابہ درخت کونسا ہے جس کے سردی گرمی میں بھی پتے نہیں جھڑتے۔ ہر وقت پھل لاتا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے جی میں یہ بات آئی یہ درخت کھجور کا ہے لیکن ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما (باقی بر صفحہ ۲۶)

مِنْ قَرَارٍ ﴿٢٦﴾ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ

اس کے قرار کی ۔ ثابت رکھتا ہے اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے ساتھ بات پکی کے بیچ زندگانی

بقا (کوئی صورت) نہیں ۔ اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں پکی بات پر حیات دنیا اور آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے

الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ ۚ وَيَفْعَلُ اللَّهُ

دنیا کے اور بیچ آخرت کے ۔ اور گمراہ کرتا ہے اللہ ظالموں کو ۔ اور کرتا ہے اللہ

اور ظالموں کو اللہ گمراہ کر دیتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے

مَا يَشَاءُ ﴿٢٧﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَ

جو چاہتا ہے ۔ کیا نہ دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کی جنہوں نے بدل ڈالا احسان اللہ کا کفر سے اور

کرتا ہے ۔ کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو ناشکری سے

أَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿٢٨﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۖ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٢٩﴾

اتارا قوم اپنی کو گھر ہلاکت کے میں ۔ کہ دوزخ ہے داخل ہوں گے اس میں اور بری ہے جگہ ٹھہرنے کی

بدل ڈالا اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں لا اتارا (یعنی) جہنم میں وہ داخل ہوں گے اور بہت برا ٹھکانا ہے

وَجَعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا لِيُضِلُّوا عَنْ سَبِيلِهِ ۗ قُلْ تَمَتَّعُوا فَإِنَّ

اور مقرر کئے واسطے خدا کے شریک تو کہ بہکا دیں راہ اس کی سے ۔ کہہ کہ فائدہ اٹھا لو پس تحقیق

اور انہوں نے اللہ کے شریک مقرر کئے تاکہ لوگوں کو اس کی راہ سے بھٹکا دیں ۔ کہہ دو کہ (چند روز) فائدہ اٹھا لو بالآخر

مَصِيرَكُمْ إِلَى النَّارِ ﴿٣٠﴾ قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا

لوٹنا تمہارا طرف آگ کی ہے ۔ کہہ واسطے بندوں میرے کے جو ایمان لائے قائم رکھیں

تمہیں دوزخ ہی میں جانا ہے ۔ میرے ان بندوں کو جو ایمان لائے ہیں (اے پیغمبر) کہہ دیجئے کہ وہ

الصَّلَاةَ وَيُنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً مِنْ قَبْلِ أَنْ

نماز کو اور خرچ کریں اس چیز سے کہ دی ہم نے ان کو پوشیدہ اور ظاہر پہلے اس سے کہ

نماز پڑھا کریں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے رہیں اس سے پہلے کہ وہ دن

يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خِلَالٌ ﴿٣١﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ

آوے وہ دن کہ نہیں بیچنا بیچ اس کے اور نہ دوستی ۔ اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو

آ جائے جس میں نہ (اعمال کا) سودا ہو گا اور نہ دوستی کام آئے گی ۔ اللہ وہ ذات ہے جس نے آسمانوں کو

وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ

اور زمین کو اور اتارا آسمان سے پانی پس نکالا ساتھ اس کے میووں سے

اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے مینہ برسایا پھر اس کے ذریعے میووں سے تمہارے کھانے

رِزْقًا لَكُمْ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ

روزی واسطے تمہارے ۔ اور مسخر کیا واسطے تمہارے کشتیوں کو تو کہ چلیں بیچ دریا کے ساتھ حکم اپنے کے اور مسخر کیا واسطے

کے لئے رزق پیدا کیا اور کشتیوں کو تمہارے زیر فرمان کیا تاکہ دریا (اور سمندر) میں اس کے حکم سے چلیں اور نہروں کو بھی تمہارے زیر

الْأَنْهَارَ ﴿٣٢﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ

تمہارے نہریں ۔ اور مسخر کیا واسطے تمہارے سورج کو اور چاند کو ہمیشہ پھرنے والے اور مسخر کیا واسطے تمہارے رات

فرمان کیا ۔ اور سورج اور چاند کو تمہارے لئے کام میں لگا دیا کہ دونوں دن رات ایک دستور پر چل رہے ہیں اور رات اور

ع ۱۶

حل لغات ۔
۱ انداداً لیضلوا ۔ انداد سے مراد ہیں اشباہ اور شرکاء اور اس کی لغوی تحقیق سورۂ بقرہ کے رکوع ۳ آیۃ فلا تجعلوا للہ انداداً میں مزید تفصیل کیساتھ گزر چکی ہے وہاں دیکھو ۔ لیضلوا کا لام لام عاقبت ہے کیونکہ بتوں کی پرستش ایک ایسا سبب ہے

جو موجب بنتی ضلال غیرہم اور ممکن ہے کہ لام کے ہو والتقدیر الذین اتخذوا الاوثان کی یضلوا غیرہم ۔ ۲ تمتعوا صیغہ امر ہے تفعل کے وزن تمتع کہتے ہیں فائدہ اٹھانے کو ۔ اس کے مخاطب ہیں کفار ۔ اور چونکہ عذاب اخروی کے مقابلے میں کفار کی دنیاوی حالت خواہ کیسی بھی ہو تمتع و نعیم ہے اس لئے فرمایا گیا

(بقیہ صفحہ ۲۶۶) جیسی ہستیوں کو اس مجلس میں دیکھا کر خاموش ہیں تو میں نے بولنا مناسب نہ سمجھا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بتایا یہ کھجور کا درخت ہے۔ جب یہاں سے اٹھ کر چلے تو میں نے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا پیارے بچے اگر تم یہ جواب دیدیتے تو مجھے بڑا محبوب تھا۔ بہت سے مفسرین سے یہی مروی ہے کہ مراد اس سے مومن کے اعمال ہیں اور اسکے پاک اقوال اور نیک کام۔ مومن کی مثال کھجور کے درخت کی کہ ہر وقت ہر صبح ہر شام اس کے اعمال آسمان پر چڑھتے رہتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ ہر فرض نماز کے بعد دس بار کہہ لیا کرو۔ یہ وہ عمل ہے جس کی جڑ مضبوط اور جسکی فرع آسمان میں ہے۔ اگر غور کیا جائے تو اس جا موقع سے خیر مثال سے سینکڑوں باریکیاں نکالی جاسکتی ہیں۔ ستھری باتیں کلمہ توحید معرفت الٰہی کی باتیں ایمان قرآن حمد و ثنا، تسبیح و تہلیل، سچ بولنا سب داخل ہے (خلاصہ ابن کثیر، آکو و فتح القدیر)

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ کلمہ خبیثہ کی مثال درخت خبیثہ کی سی ہے۔ یہ درخت حنظل (اندرائن) کا ہے کہ نہ پھل ہیں نہ جڑ۔ اسکی جڑ زمین کی تہہ میں نہیں ہوتی، جھٹکا مارا اور اکھڑ آیا اسی طرح کافر کا حال ہے کہ اس کیلئے نہ کوئی حجت ہے اور نہ ثبات اور نہ اس سے خیر حاصل ہو، نہ قول طیب اور نہ ایسا عمل صالح جو اوپر چڑھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا شرک کی کوئی جڑ اور اصل نہیں جیسے اس درخت خبیثہ کی کوئی اصل و ثبات نہیں (ابن کثیر و فتح البیان) موضح میں ہے مسلمانوں کا دعویٰ درست ہے، جسکی دلیل صحیح ہے اور دل میں اثر رکھتا ہے اور روز بروز چڑھتا ہے اور کافروں کا دعویٰ جڑ نہیں رکھتا۔ تھوڑا دھیان کرنے سے غلط معلوم ہونے لگے اور دل میں اس سے کچھ نور نہیں۔

ف۲ قبر میں جو کوئی مضبوط بات کہے گا ٹھکانہ نیک پاویگا اور جو کچی بات کہے گا خراب ہوگا (موضح)، حدیث میں ہے قبر میں فرشتے سے تین سوال ہوتے ہیں۔ کس کا پجاری تھا۔ نبی کون تھے۔ دین و مذہب کیا تھا؟ مومن جواب دیتا ہے اللہ ہی کی پوجا عبادت کرتا تھا، معبود اللہ ہی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ دین میرا اسلام ہے۔ کافر ٹھیک اور صحیح جواب نہیں دے سکتا۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جس وقت کسی کو قبر میں دفن کرتے تو دفن سے فارغ ہو کر اس کیلئے بخشش اور منکر نکیر کے سوال کے ٹھیک ٹھیک جواب دینے کی دعا کرتے اس آیت میں قبر میں ثابت رہنا مراد ہے۔ (موت اور قبر کا بیان صفحہ ۲۲۲ میں بھی لکھا گیا ہے۔

ف۳ تنگی درد میں غیر اللہ کو پکارنا، پیروں ولیوں کو مشکل کشا سمجھنا، جو چاہے اللہ اور اسکا حبیب کہنا اور اس قسم کے عقائد رکھنا اللہ کا شریک ٹھہرانا ہے اللہ کی سی محبت غیر اللہ میں ثابت کرکے بے وقوفوں کو جال میں پھنسا کر چند روز جی خوش کرلو۔ آخر دوزخ ہے گویا یہ جملہ ایسا ہوا جیسے ایک طبیب کسی بد پرہیز مریض کو خفا ہو کر کہے کُلْ مَا تُرِيدُ فَإِنَّ مَصِيرَكَ إِلَى الْمَوْتِ جو تیرا جی چاہے کھا کیونکہ ایک دن یہ مرض تیری جان لیکر رہے گا۔

ف۴ کفار کے احوال ذکر کرنے کے بعد مومنین کو بیان کیا جا رہا ہے کہ وہ عبادت الٰہی میں سستی نہ کریں گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی خصلت بیان کی ہے کہ نماز کو قائم رکھتے ہیں یعنی ہمیشہ ٹھیک وقت پر بلا تاخیر بغیر قضا کے ارکان سنن و واجبات ثابتہ کے ساتھ ادا کرتے رہتے ہیں۔ صفوں کی درستگی اور جماعت کی پابندی اور بدن و کپڑوں کی پاکی یہ سب اقامت نماز میں داخل ہیں۔ حدیث میں ہے صفوں کا سیدھا و درست کرنا اقامت نماز سے ہے۔ جامع ترمذی صفحہ ۵۰ جلد اول میں ہے اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلٰوتُهٗ فَاِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ یعنی آپ نے فرمایا قیامت کے دن جب عملوں کا حساب شروع ہوگا تو سب سے پہلے نمازوں کا حساب لیا جائیگا۔ اگر نمازوں کا حساب ٹھیک نکلا تو مراد کو پہنچا اور نجات پائی اور جو نمازوں کا حساب خراب نکلا تو ذلیل ہوا، ٹوٹا پایا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّلْقَى اللّٰهَ غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰؤُلَآءِ الصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ سُنَنَ الْهُدٰى وَاِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى وَلَوْ اَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ رَّجُلٍ يَّتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُوْرَ ثُمَّ يَعْمِدُ اِلٰى مَسْجِدٍ مِّنْ هٰذِهِ الْمَسَاجِدِ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَّخْطُوْهَا حَسَنَةً وَّرَفَعَهٗ بِهَا دَرَجَةً وَّحَطَّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا اِلَّا مُنَافِقٌ مَّعْلُوْمُ النِّفَاقِ اَوْ مَرِيْضٌ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتٰى بِهٖ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِي الصَّفِّ (مسلم صفحہ ۲۸۹) یعنی جس کو یہ پسند ہو کہ قیامت کے دن مسلمانوں کی جماعت میں اٹھایا جائے اسکو لازم ہے کہ پانچ وقت کی نمازوں کو مسجدوں میں اور ٹھیک وقتوں پر ادا کرتا رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے ہدایت کے طریقے مقرر فرمائے ہیں۔ پنجوقتہ نماز ان ہی طریقوں میں ہے۔ اگر تم نے نماز فرض گھر میں بلا عذر شرعی پڑھی تو تم نے اپنے نبی کا طریقہ چھوڑ دیا اور تم گمراہ ہو گئے۔ اور جو شخص گھر سے وضو کرکے مسجد کی طرف نماز کو آیا تو ہر قدم کے بدلے ایک گناہ اللہ تعالیٰ مٹا دیتا ہے، ایک نیکی لکھوا دیتا ہے، ایک درجہ بلند فرماتا ہے۔ ہم صحابہ کے وقت میں یہ حال تھا کہ جماعت سے غیر حاضر یا تو بیمار ہوتا یا وہ جو کھلم کھلا منافق ہوتا۔ اور بیماری بھی دو آدمیوں کے سہارے ۔۔۔ (باقی بر صفحہ ۳۷۸)

تمتعوا فان مصیرکم الی النار۔ ۳ لَا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ۔ خِلَالٌ مصدر ہے باب مفاعلہ کا جس طرح قِتَالٌ مقاتلہ کا۔ بولا کرتے ہیں خاللت خلالا و مخالۃ۔ مخالہ کہتے ہیں باہم ایک دوسرے کے دوست رکھنے کو قال تعالیٰ اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ۔ ۴ دَآئِبَيْنِ۔ یہ تثنیہ ہے دائب کا اور دائب لیا گیا ہے دؤب سے۔ دؤب کہتے ہیں کسی چیز کا اپنی عادت مستمرہ پر اپنے کام میں لگا رہنا۔ بولا کرتے ہیں دأب یدأب دأبا و دؤبا اور اس کی مزید تفصیل سورۃ آل عمران کے رکوع ۲ آیۃ کدأب آل فرعون میں گزر چکی وہاں ملاحظہ ہو۔

وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ

اور دن کو بھی اور جو کچھ تم نے اس سے مانگا اس نے دیا اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہ کر سکو گے

لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ ع ۵ / ۱۷

بے شک انسان بڑا ظالم اور ناشکرا ہے اور جب ابراہیم نے دعا کی

اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾ ؕ

کہ میرے پروردگار اس شہر کو امن کی جگہ بنا دے اور مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پوجا سے بچائے رکھ

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ۚ

پروردگار! انہوں نے لوگوں میں سے بہت کو گمراہ کیا ہے سو جس نے میری اطاعت کی وہ میرا ہے اور جس نے

وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾ رَبَّنَاۤ اِنِّیْۤ اَسْكَنْتُ

میری نافرمانی کی تو تو بخشنے والا مہربان ہے پروردگار! میں نے اپنی کچھ اولاد کو

مِنْ ذُرِّيَّتِیْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا

میدان میں جہاں کھیتی نہیں تیرے عزت والے گھر کے پاس لا بسایا ہے پروردگار! تاکہ یہ نماز پڑھیں

لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْۤ اِلَيْهِمْ

سو تو لوگوں کے دلوں کو ایسا کر دے کہ ان کی طرف جھکے رہیں اور ان کو

وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ

میووں سے روزی دے تاکہ وہ تیرا شکر کریں پروردگار! تو جانتا ہے

تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ وَمَا نُعْلِنُ ؕ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ فِی

جو بات ہم چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں اور اللہ سے کوئی چیز مخفی نہیں نہ زمین میں

الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَى

نہ آسمان میں شکر ہے اس اللہ کا جس نے مجھ کو بڑی عمر میں

الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ

اسماعیل اور اسحاق عطا فرمائے بے شک میرا پروردگار دعا سننے والا ہے اے پروردگار

حل لغات۔ لہ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ محرم صفت ہے بیت کی اور بیت سے مراد ہے خانہ کعبہ

کعبہ کو محرم کہنے کی یا تو یہ وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ماحول کو اپنے گھر کی حرم قرار دے رکھا ہے اور لوگوں پر اس کے ساتھ برائی سے تعرض کرنے کو حرام کردیا ہے یا اس وجہ سے کہ وہ محترم عظیم الحرمت ہے اور کسی کو اس کے ساتھ بے ادبی کرنا جائز نہیں۔ کہ اَفْئِدَۃً جمع ہے فواد کی اور فواد کہتے ہیں دل کو۔ ★

بقیہ صفحہ (۳۶۷) میں بھی یہ کیفیت تھی کہ دو آدمی بیمار کو پکڑ کر جماعت میں پہنچاتے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی۔ سلام پھیرنے کے بعد بعض بعض شخص کا نام لے کر پوچھا کہ فلاں فلاں شخص یہیں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں ہیں۔ تب آپ نے فرمایا اِنَّ ھَاتَیْنِ الصَّلٰوتَیْنِ اَثْقَلُ الصَّلٰوتِ عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ (مشکوٰۃ صفحہ ۹۶) یعنی یہ دونوں نمازیں (فجر و عشاء) منافقوں پر سب نمازوں سے زیادہ بھاری ہیں۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی پہچان یہ مقرر کر رکھی تھی کہ باجماعت نماز پڑھنے میں سستی کرتا ہو۔ اور فرمایا آپ نے مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِیَ فَلَمْ یَمْنَعْہُ مِنْ اِتِّبَاعِہٖ عُذْرٌ قَالُوْا وَمَا الْعُذْرُ قَالَ خَوْفٌ اَوْ مَرَضٌ لَمْ تُقْبَلْ مِنْہُ الصَّلٰوۃُ الَّتِیْ صَلّٰی (ابوداؤد صفحہ ۸۲ جلد اول) یعنی جس گھر میں اذان کی آواز آتی ہے وہ اگر بلا عذر گھر میں نماز پڑھ لے گا تو اس کی نماز قبول نہیں۔ پوچھا گیا عذر کیا ہے؟ فرمایا بیماری یا دشمن وغیرہ کا خوف۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لَوْلَا مَا فِی الْبُیُوْتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالذُّرِّیَّۃِ اَقَمْتُ صَلٰوۃَ الْعِشَاءِ وَاَمَرْتُ فِتْیَانِیْ یُحْرِقُوْنَ مَا فِی الْبُیُوْتِ بِالنَّارِ (مشکوٰۃ صفحہ ۹۷) یعنی اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں عشاء کی جماعت کے وقت ان کے گھروں میں آگ لگوا دیتا جو بلا عذر جماعت سے غیر حاضر ہوتے مگر چونکہ عورتیں اور بچے گھروں میں ہیں اس لئے چھوڑتا ہوں کہ عورتوں اور بچوں پر مسجد اور جماعت کی حاضری واجب نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلْیُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ کہ زکوٰۃ فرض ادا کریں (شرع کے مطابق) یا مراد خرچ کرنا ہے سب وجوہ خیر میں۔ بعض نے کہا یہی عموم اولیٰ ہے۔ اس میں زکوٰۃ بھی بدخول اولیٰ داخل ہے۔ یہ اعمال بجا لاؤ تاکہ قیامت کے دن سے پہلے تم اپنے نفس کو رہا کر لو کیونکہ وہاں نہ لین دین ہے اور نہ دوستی آشنائی۔ کسی سے فدیہ نہ لیا جائیگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَالْیَوْمَ لَا یُؤْخَذُ مِنْکُمْ فِدْیَۃٌ وَّلَا مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بموضع میں ہے یعنی نیک اعمال بکتے نہیں اور کوئی دوستی سے رعایت نہیں کرتا۔

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ رفعاً روایت کرتے ہیں کہ ابن آدم کیلئے قیامت کے دن تین دفتر نکالے جائیں گے۔ ایک میں اسکے اعمال صالحہ درج ہونگے۔ دوسرے میں اسکے گناہ۔ تیسرے میں اللہ کی نعمتیں درج ہونگی۔ اللہ تعالیٰ اپنی ادنیٰ نعمت کو فرمائیگا کہ تو اسکے اعمال نیک میں سے اپنا حق قیمت وصول کر لے۔ وہ اسکے سب نیک اعمال لیلے گی پھر بھی قسم کھا کر یہی کہے گی میں نے پورا حق وصول نہیں کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کی نیکیوں کو دوگنا کر دیگا اور فرمائیگا میں نے تیرے گناہ معاف فرما دئیے اور اپنی نعمت تجھ کو بخش دی۔ اثر میں آیا ہے داؤد علیہ السلام نے کہا اے رب! میں کس طرح تیرا شکر کروں، میرا شکر کرنا خود مستقل ایک نعمت عظیم ہے۔ فرمایا اے داؤد! تو نے اپنی تقصیر کا اعتراف کیا یہی شکر ہے۔

ف۲ اَصْنَام جمع ہے صنم کی۔ شرع میں صنم کہتے ہیں بت کو جو اللہ کے سوا پوجی جائے وہ بت ہے حجر ہو یا شجر، نبی ہو یا ولی، قبر ہو یا تعزیہ، جن ہو یا فرشتہ۔ مسند حمایل ہے۔

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم نہ ذکر نا میری قبر پہ سر کو خم تم۔ (دستار یہ)

ف۳ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللّٰہِ فِیْ اِبْرَاھِیْمَ رَبِّ اِنَّھُنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ الْاٰیَۃَ وَقَالَ عِیْسٰی اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ وَبَکٰی فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا جِبْرِیْلُ اذْھَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَّرَبُّکَ اَعْلَمُ فَسَلْہُ مَا یُبْکِیْہِ فَاَتَاہُ جِبْرِیْلُ فَسَاَلَہٗ فَاَخْبَرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ فَقَالَ اللّٰہُ یَا جِبْرِیْلُ اذْھَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ فَقُلْ اِنَّا سَنُرْضِیْکَ فِیْ اُمَّتِکَ وَلَا نَسُوْءُکَ (مسلم و مشکوٰۃ صفحہ ۴۸۸) یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ یہ آیت پڑھی جس میں یہ بیان ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے عرض کرینگے کہ جو لوگ میری راہ پر چلیں وہ میرے ہیں اور جو میرے کہنے پر نہیں چلے سو تو بخشش اور مہربانی والا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں وہ آیت پڑھی جس میں بیان ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام عرض کرینگے یا اللہ اگر تو عذاب کرنا چاہے تو تیرے بندے ہیں ہر طرح تیرا ہی اختیار ہے اور اگر تو بخشنا چاہے تو تیری بخشش میں سب کچھ گنجائش ہے۔ پس آپ کو اپنی امت کا خیال آیا اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے اور رو دئیے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ اے جبرئیل! تیرے رب کو سب کچھ معلوم ہے مگر تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور معلوم کرو کہ آپ کیوں روتے ہیں۔ جبرئیل آئے اور پوچھا آپ نے سارا ماجرا بیان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیل! ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہہ دو کہ تمہاری امت کے بارے میں تم کو ہم ناراض نہ کریں گے بلکہ راضی اور خوش کر دیں گے (سلفیہ)

ف۴ یعنی اسمٰعیل کو کیونکہ دوسری اولاد حضرت اسحٰق وغیرہ شام میں تھے (اسمٰعیل علیہ السلام اسحٰق علیہ السلام سے تیرہ سال بڑے تھے) اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو کہ اس وقت شیر خوار تھے اور انکی والدہ کو بیابان جنگل میدان میں چھوڑ کر چلے گئے۔ بعدہ قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ وہاں پہنچ گئے اور وہیں بس گئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جب بڑے ہوئے تو اسی قبیلہ میں انکی شادی ہوئی۔ اس طرح جہاں آج مکہ ہے ایک بستی آباد ہو گئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام گاہ بگاہ ملک شام سے تشریف لایا کرتے اور اس شہر اور شہر کے باشندوں کیلئے دعا فرماتے کہ یا الٰہی! میں نے اپنی ایک اولاد کو اس بنجر اور جنگل آبادی میں تیرے حکم سے تیرے محترم گھر کے پاس لا کر بسایا ہے تاکہ وہ اور اسکی نسل تیرا اور تیرے گھر کا حق ادا کریں تو اپنے فضل سے لوگوں کے دل ادھر متوجہ کر دے کہ یہاں آئیں جس سے تیری عبادت ہو اور شہر کی رونق بڑھے۔ نیز ان کی روزی دلجمعی کیلئے غیب سے ایسا سامان فرما دے کہ عمدہ میوے اور پھلوں کی یہاں افراط ہو جائے تاکہ یہ لوگ اطمینان قلب کے ساتھ تیری عبادت میں لگے رہیں (یہی خواہش اور دعا والد ماجد مولانا عبدالوہاب صاحب قامع الشرک والبدعۃ حامی التوحید والسنۃ محدث دہلوی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَثْوَاہُ (آمین) کی تھی کہ میری اولاد لوطاً دہلی ہی میں لگی رہے، کتاب و سنت کی اشاعت، درس و تدریس میں مصروف رہے جسکی وضاحت والد مرحوم نے اپنے وصیت نامہ میں کی ہے حق تعالیٰ نے یہ سب دعائیں قبول فرمائیں۔ آج تک ہر سال ہزاروں لاکھوں آدمی مشرق و مغرب (باقی بر صفحہ ۳۶۹)

ف۵ عَلَی الْکِبَرِ۔ عَلٰی معنے میں مَعَ کے جیسا کہ اس شعر میں ہے ؎ انی علی ما ترین من کبری ۔ اعلم من حیث یؤکل الکتف ۔ اور کبر کی لغوی تحقیق سورہ آل عمران کے رکوع ۴ آیۃ وَقَدْ بَلَغَنِیَ الْکِبَرُ وَامْرَاَتِیْ عَاقِرٌ میں ملاحظہ ہو۔ علی الکبر موضع حال میں ہے معناہ وھب لی فی حال الکبر۔

اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ

دُعَاءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ

الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُونَ ۚ

إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ ﴿۴۲﴾

مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ

وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ ﴿۴۳﴾ وَأَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ

الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلٰى

أَجَلٍ قَرِيبٍ ۙ نُجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۗ أَوَلَمْ

تَكُونُوا أَقْسَمْتُمْ مِنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِنْ زَوَالٍ ﴿۴۴﴾ وَ

سَكَنْتُمْ فِي مَسٰكِنِ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ

لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْأَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ

حل لغات ۔ لہ وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ۔ دُعَاءِ اصل میں تھا دُعَائِیْ رعایت فواصل کی وجہ سے یے حذف ہوگئی اور اس پر دلالت کرنے کے لئے ہمزہ پر کسرہ چھوڑ دیا گیا۔
ٗلہ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۔ یہاں یقوم معنٰی میں ثبت کے ۔ بولا کرتے ہیں قامت الحرب علی ساقہا ۔ سلہ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ ۔ شخوص کہتے ہیں ٹکٹکی باندھ کر

(بقیہ صفحہ ٣٦٨) مغرب سے کھینچ کر وہاں جاتے ہیں اعلیٰ قسم کے میوے اور پھلوں کی بکثرت ہیں وہ افراط ہے جو شاید دنیا کے کسی حصہ میں نہ ہو حالانکہ خود مکہ میں ایک بھی مرغزار درخت موجود نہیں ہے (موضح الفرقان)

ف ہم چھپاویں یا کھولیں ظاہر ہے تمہاری سب اولاد کے واسطے اور دل میں دعا منظور تھی پیغمبر آخر الزماں کی (موضح القرآن) یا یہ کہ دل میں جو اسمٰعیل علیہ السلام کی جدائی کا رنج ہے وہ بھی تو خوب جانتا ہے یا جو اصل وجہ اسمٰعیل اور ان کی والدہ ہاجرہ کو لانے کی ہے وہ بھی تو خوب جانتا ہے کہ ان میں اور سارہ میں بنتی نہ تھی۔ حدیث میں ہے جو اللہ سے دعا نہ کرے تو پروردگار اس پر غصہ ہوتا ہے۔

ف یعنی بڑھاپے میں اسحٰق علیہ السلام سارہ علیہا السلام کے اور اسمٰعیل علیہ السلام ہاجرہ علیہا السلام کے بطن سے غیر متوقع طور پر عنایت کئے جیسے آپ نے اولاد کے متعلق میری دعا رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِينَ ○ سنی یہ دعائیں بھی قبول فرمائیے (موضح الفرقان) ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے طلب اولاد کا ذکر فرمایا ہے۔ اولاد کیلئے ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے حتیٰ کہ نبیوں نے بھی طلب اولاد کیلئے دعا مانگی رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ (آل عمران) رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِينَ (الصافات) اے اللہ تو ہمیں صالح اولاد عطا فرما۔ نیک اولاد کا عطا اللہ کی بڑی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ جب نعمت ملے یعنی بچہ پیدا ہو تو کسی نیک صالح دیندار آدمی سے بچہ کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہلوائی جائے اور اس کے منہ میں کھجور چبا کر بچہ کے تالو میں لگا دیں اسے تحنیک یعنی گھٹی کہتے ہیں مَنْ وُلِدَ لَهٗ مَوْلُودٌ فَأَذَّنَ فِي أُذُنِهِ الْيُمْنٰى وَأَقَامَ فِي الْيُسْرٰى لَمْ تَضُرَّهٗ أُمُّ الصِّبْيَانِ (نیل الاوطار) جس کے ہاں بچہ پیدا ہو تو دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہنے سے بچے کو ام الصبیان (جو سوکھے کی بیماری ہے) تکلیف نہیں دیتا۔ صحیح مسلم میں ہے کہ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ بچوں کو لایا جاتا آپ ان کے حق میں برکت کی دعا کرتے اور ان کے تالو میں کھجور چبا کر لگا دیتے۔ بچہ کے پیدا ہونے کے ساتویں روز بچے کے سر کے بال کو منڈا کر چاندی برابر تول کر چاندی کو صدقہ کر دیا جائے اور اس کے بعد شکرانہ کے طور پر بچے کا عقیقہ کیا جائے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا كُلُّ غُلَامٍ رَهِيْنٌ بِعَقِيْقَتِهِ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهِ وَيُسَمّٰى فِيْهِ وَيُحْلَقُ رَأْسُهٗ (ترمذی ومشکوٰۃ) یعنی ہر بچہ اپنے عقیقہ کے عوض میں گروی رکھا ہوا ہے ساتویں روز اس کی طرف سے کوئی جانور ذبح کیا جائے اور اسی دن اس کا نام رکھا جائے اور اس کے بالوں کو منڈایا جائے۔ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ (ترمذی ۱۸۳ جلد اول) یعنی لڑکے کی طرف سے دو برابر کی بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کیا جائے (رسول اللہ) جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے نواسے حسن کا عقیقہ کیا تو بیٹی فاطمہ سے فرمایا بچہ کے بالوں کو منڈا کر ان کے برابر چاندی صدقہ کرو (ترمذی) عقیقہ اگر ساتویں دن ممکن نہ ہو تو چودھویں دن یا اکیسویں دن کیا جائے جیسا کہ ارشاد ہے اَلْعَقِيْقَةُ تُذْبَحُ لِسَبْعٍ أَوْ لِأَرْبَعَ عَشَرَةَ أَوْ لِإِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ (نیل الاوطار) اور اس تاریخ کے بعد کوئی تاریخ عقیقہ کیلئے متعین نہیں ہے جب چاہیں عقیقہ کریں۔ جوانی بڑھاپے میں بھی عقیقہ کیا جا سکتا ہے جیسا کہ خود نبی علیہ الصلوٰۃ نے بعثت کے وقت اپنا عقیقہ کیا تھا (بیہقی) عقیقہ میں بکری بکرا ہونا ضروری نہیں بلکہ بھیڑ دنبہ اونٹ گائے بیل بھینس کا بھی عقیقہ کیا جا سکتا ہے جائز و درست ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے يُعَقُّ عَنْهُ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ (نیل الاوطار) اسی طرح عقیقہ کے جانور کیلئے قربانی کے جانور کی شرطیں ضروری نہیں (دلیل و ترمذی) نیز عقیقہ کا جانور ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے اَللّٰهُمَّ لَكَ وَإِلَيْكَ هٰذِهٖ عَقِيْقَةُ فُلَانٍ (فلاں کی جگہ بچہ کا نام لیا جائے) بسم اللہ اللہ اکبر کہکر جانور کے گلے پر تیز چھری پھیر دی جائے۔ بچہ کا ختنہ کرنا بھی سنت ہے۔ اس سنت پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ عام طور سے ختنہ کو مسلمانی کہتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے اَسّی ۸۰ سال کی عمر میں اپنے ہاتھ سے اپنا ختنہ کیا تھا (بخاری شریف)

(فوائد صفحہ ھٰذا) ف لوگ کہتے ہیں کہ او ہماری اولاد کو مالدار کر دے خلیل اللہ نے دعا مانگی الٰہی مجھکو اور میری اولاد کو نمازی کر دے۔ معلوم ہوا نماز سب سے زیادہ اہم و اعلیٰ ہے۔ پھر آپ نے اپنے والدین کیلئے بھی دعا کی۔ یہ دعا اس وقت کی تھی جب انکو اپنے والدین کیلئے دعا کرنے کی ممانعت نہیں ہوئی تھی۔ جب معلوم ہو گیا کہ باپ اللہ کی دشمنی اور شرک پر ہی مرا ہے تو بیزار ہو گئے پھر دعا نہ کی جیسا کہ پارہ ۱۱ سورۂ توبہ میں گذرا۔ ف۲ اس میں تسلی ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور اعلام ہے مشرکین کو کہ تاخیر عذاب کی اس سے کچھ اس لئے نہیں ہے کہ انکے افعال پسندیدہ ہیں بلکہ اللہ کی عادت ہے کہ وہ بڑے بڑے گنہگاروں کو ڈھیل دیتا ہے تاکہ اپنے جرائم سے باز آ جائیں یا ارتکاب جرائم میں اس حد پہنچ جائیں کہ قانونی حیثیت سے انکے مستحق سزا ہونے میں کسی طرح کا کوئی عذر دقیقہ باقی نہ رہے۔ پھر فرمایا ایسے ظالموں کی آنکھیں قیامت کے ہول و دہشت سے پھٹی کی پھٹی رہ جائینگی انکے دل عقل و فہم سے خالی ہو جائینگے اور دل اپنی جگہ سے ہٹ کر حلقوں میں لٹک جائینگے إِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِيْنَ موضح میں ہے تا کہ دل آسمان کے دروازے کھل کر فرشتے اترتے چڑھتے اور لوگوں کو پکڑ کر عذاب کرتے۔ اس سے وہ سب کی آنکھیں اوپر لگی رہیں اور نیچے دیکھنے کی فرصت نہ ہوگی۔ ف۳ دعوت الٰہی کی قبولیت کے واسطے اللہ کے رسولوں کی اطاعت واجب ہے۔ آیت ہذا سے معلوم ہوا کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقہ پر چلے بغیر رضائے الٰہی ہرگز نہیں مل سکتی۔ جو لوگ اطاعت رسول سے منہ پھیر کر اللہ کی رضا ڈھونڈتے ہیں وہ نجات نہیں پا سکتے۔ نیز آیت ہذا میں منکرین حدیث کی بھی تردید ہے۔ ف۴ ظلم سے مراد شرک ہے سورۂ لقمان میں ہے إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ○ شرک بغیر توبہ کے ہرگز معاف نہیں ہوگا۔ پھر فرمایا تم سے پہلے لوگ اچھے بستیوں کے آس پاس آباد تھے اور انھوں کی عادات اختیار کر رکھی تھیں، جب انکو تباہ و برباد کر دیا جیسا کہ واضح ہے۔ پھر یہ کہنا کہ ہمارے لئے زوال نہیں کہاں تک درست ہو سکتا ہے؟

---

۱ کسی چیز کے دیکھنے کو۔ جب کسی کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں تو شخص بصر الرجل بولا کرتے ہیں اور یہ حالت حیرت و دہشت پر دلالت کرتی ہے۔

۲ مُهْطِعِيْنَ جمع ہے مُهْطِع کی۔ اور مہطع کہتے ہیں دوڑنے والے کو۔ بولا کرتے ہیں اہطع ای اسرع۔ ۳ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ۔ مُقْنِعِيْ اصل میں تھا مُقْنِعِيْنَ نون جمع اضافت کی وجہ سے گر پڑا۔ یہ لیا گیا ہے اقناع سے اور اقناع کہتے ہیں سر اوپر کی طرف اٹھا کر چلنے کو۔

مَكَرُوا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ۚ وَإِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ

مکر کیا تھا انہوں نے مکر اپنا اور نزدیک خدا کے ہے مکر ان کا اور نہ تھا مکر ان کا

تدبیریں کر چکے تھے اپنی تدبیریں اور ان کی تدبیریں اللہ کے سامنے تھیں اور واقعی ان کی تدبیریں ایسی نہیں کہ ان سے

لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿٤٦﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهِ رُسُلَهُ ۚ

کہ ٹل جاویں اس سے پہاڑ پس ہرگز مت گمان کر اللہ تعالیٰ کو خلاف کرنے والا وعدہ اپنے کا پیغمبروں

پہاڑ ٹل جائیں۔ آپ اللہ کو یہ نہ سمجھیں کہ وہ اپنے رسولوں سے اپنا وعدہ پورا نہیں

إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ

اپنے سے تحقیق اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا جس دن کہ بدلی جاوے گی زمین سوائے اس

کرے گا بیشک اللہ زبردست اور بدلہ لینے والا ہے جس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائیگی

الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ ۖ وَبَرَزُوا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿٤٨﴾ وَ

زمین کے اور بدلے جاویں گے آسمان اور روبرو ہوں گے سب واسطے اللہ اکیلے غالب کے اور

اور آسمان بھی اور لوگ (قبروں سے) نکل کر ایک اللہ زبردست کے سامنے پیش ہوں گے

تَرَى الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ﴿٤٩﴾ سَرَابِيلُهُمْ

دیکھے گا تو گنہگاروں کو اس دن جکڑے ہوئے بیچ زنجیروں کے کرتے ان کے

تم گنہگاروں کو اس دن دیکھو گے کہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں ان کے کرتے

مِنْ قَطِرَانٍ وَتَغْشٰى وُجُوهَهُمُ النَّارُ ﴿٥٠﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ

گندھک کے ہوں گے اور ڈھانکے گی منہ ان کے کو آگ تو کہ بدلہ دے اللہ ہر جی کو

رال کے ہوں گے اور آگ ان کے چہروں کو ڈھانک رہی ہوگی یہ اس لئے کہ اللہ ہر شخص کو اس کے

نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٥١﴾ هٰذَا بَلَاغٌ لِلنَّاسِ

جو کچھ کمایا ہے تحقیق اللہ جلد لینے والا ہے حساب کا یہ پہنچا دینا ہے واسطے لوگوں کے

اعمال کا بدلہ دے بیشک اللہ جلد حساب لینے والا ہے یہ لوگوں کے نام ایک پیغام ہے

وَلِيُنْذَرُوا بِهِ وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلٰهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٥٢﴾ ع ۱۹

اور تو کہ ڈرائے جاویں ساتھ اس کے اور تو کہ جانیں سوائے اس کے نہیں کہ وہ معبود ہے اکیلا اور تو کہ نصیحت پکڑیں صاحب عقل کے

اور یہ بات بھی ہے کہ لوگوں کو اس کے ذریعے ڈرایا جائے اور یہ بات بھی ہے کہ وہ تنہا معبود ہے اور تاکہ عقلمند نصیحت حاصل کریں

سُورَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ آيَةً وَسِتُّ رُكُوعَاتٍ

سورۃ حجر مکہ میں نازل ہوئی اس کی ننانوے آیتیں اور ۶ رکوع ہیں

سورۃ حجر مکہ میں نازل ہوئی اس میں ننانوے آیتیں ہیں اور ۶ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنیوالے مہربان کے

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت بخشش کرنیوالا بڑا مہربان ہے

الٓرٰ ۚ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُبِينٍ ﴿١﴾

الٓر یہ ہیں آیتیں کتاب کی اور قرآن بیان کرنے والے کی

الٓرا یہ الٰہی کتاب اور قرآن مبین کی آیتیں ہیں

حل لغات

لہ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ۔ یوم منصوب ہے یا تو اس وجہ سے کہ انتقام کا ظرف ہے یا یوم یاتیہم العذاب سے بدل واقع ہوا ہے
اور والسموٰت کا عطف ہے پہلے الارض پر۔ تقدیر عبارت یوں ہے یوم تبدل الارض غیر الارض والسموٰت غیر السموٰت۔ لہ مُقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ مقرنین

ف۱ مکہ کے لوگوں نے کئی تدبیریں ٹھہرائی تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب مل کر قتل کریں یا اپس سے نکال دیں اسی کو فرمایا ہے (موضح القرآن) ف۲ وعدہ سے مراد جنت دوزخ اور انکے علاوہ دنیا میں فتح و نصرت اور ظالموں کی تباہی بربادی اور ایمان والوں کی نصرت، آیت کے مفہوم میں یہ سب چیزیں داخل ہیں۔ انکے متعلق اللہ تعالیٰ نے جو وعدے کئے ہیں وہ بالضرور پورے ہو کر رہینگے۔ ف۳ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ سب سے پہلے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال اس آیت کا کیا تھا میں نے کہا کہ جب آسمان و زمین بدل دیئے جائینگے تو لوگ اس دن کہاں ہونگے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا صراط پر (مسلم۔ ترمذی) اور ابن جریر نے ابن عباس، انس، ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے مرفوعاً نقل کیا کہ قیامت کے دن زمین چاندی کی ہوگی۔ علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا ہے کہ آسمان سونے کا ہو جائے گا۔ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آسمان باغات ہو جائیں گے۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زمین ایک سفید روٹی ہو جائیگی۔ مومن اپنے قدم کے نیچے سے کھائیگا۔ فتح البیان والے نے کہا کہ بدل کبھی ذات میں ہوتا ہے اور کبھی صفات میں آیت محتمل ہے دونوں معنی کو۔ اکثر معنے ثانی کے قائل ہیں اور آیت پاک اور احادیث نص ہیں اس بات پر کہ زمین اور آسمان بدل دیئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ایک دوسری زمین پیدا کریگا جسپر لوگ پل صراط کے بعد ہونگے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ زمین کا بدلنا چند بار ہوگا پل صراط سے پہلے ہوگا اور روٹی کے ساتھ بدلنا پل صراط کے بعد ہوگا ابن کثیر (جامع البیان و فتح) مولانا آزاد فرماتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ نہ تو زمین وہ زمین رہیگی جیسی کہ اب ہے نہ آسمان ویسا آسمان ہوگا جیسا اب نظر آ رہا ہے۔

ف۴ قطران پگھلے ہوئے تانبے کو کہتے ہیں۔ جہنمیوں کے گرم آگ جیسے تانبے کے اور گندھک کے لباس ہونگے انکے منہ بھی آگ میں ڈھکے ہوئے ہونگے۔ چہروں تک آگ چڑھی ہوئی ہوگی شعلے سر سے بھی بلند ہو رہے ہونگے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا نوحہ کرنے والی عورتیں اگر اپنی موت سے پہلے توبہ نہ کی تو اسکو قیامت کے دن گندھک کا کرتا اور کھجلی کا دوپٹہ پہنایا جائیگا۔ (مسلم عن

ف۵ اب سورت کے آخر میں فرمایا کہ یہ ایک پیغام حق ہے اور یہ پیغام اسلئے بھیجا گیا: (۱) لوگ فساد و بدعملی کے نتائج سے متنبہ کئے جائیں (۲) یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (۳) ارباب فہم و دانش کیلئے سرمایۂ حیات نصیب ہو۔ اب سورت کے تمام مطالب پر از سر نو نظر ڈالو اور دیکھو ان تینوں مقاصد پر مشتمل ہے یا نہیں (ترجمان) اللہ کے نزدیک عقلمند لوگ کون ہیں؟ حدیث میں ہے اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا ثُمَّ تَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۲۴) جو اپنے نفس سے حساب لے اور آخرت کی تیاری کرے۔ اور بیوقوف وہ جو خواہشات نفسانی کے پیچھے لگا اور اللہ سے بخشش کی امید رکھے لیکن آج یہ حال ہے کہ دیندار متبع سنت کا نام بے وقوف بے عزت رذیل وہابی لامذہب غیر مقلد ناصبی منکر ولی و شفاعت کا منکر وغیرہ رکھا جاتا ہے۔ اور جو جائز ناجائز حرام و حلال کو کچھ نہ دیکھے اندھا دھند جس طرح بنے دنیا کمائے۔ توحید سے دور، حج زکوٰۃ روزہ نماز کی خبر بھی نہیں وہ عقلمند اور عزت دار کہلاتے ہیں۔

ف۶ یہ سورۃ بالاتفاق مکی ہے۔ حجر حاء کے کسرہ اور جیم کے سکون کے ساتھ مدینہ منورہ اور شام کے درمیان ایک وادی کا نام ہے (ترجمان القرآن نواب صاحب) علماء اربعہ نے کہا ہے کہ اللہ ہی کو معلوم ہے کہ ان حروف مقطعات سے کیا مراد ہے (جامع) اس سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کا علم کامل ہے اور سب کا علم ناقص و قلیل ہے ارشاد باری ہے وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا (از مولانا عبدالستار صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

★ مشتق ہے قرن سے اور قرن کہتے ہیں ایک چیز کو ایک چیز سے ملانے اور وصل کرنے کو۔ بولا کرتے ہیں قرنت الشیء بالشیء اذا شددتہ بہ ووصلتہ۔ قران اس رسی کو کہتے ہیں جس میں دو چیزیں نہایت مضبوطی کے ساتھ باندھی جاتی ہیں۔ اصفاد جمع ہے صفد کی اور صفد کہتے ہیں قید کو۔ ۲ہ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ سرابیل جمع ہے سربال کی اور سربال کہتے ہیں قمیص کو۔ قطران میں تین لغت مشہور ہیں۔ قَطْران قاف کے فتح اور طوئے کے سکون کے ساتھ۔ قِطْران قاف کے کسرہ اور طوئے کے سکون کے ساتھ۔ قَطِران قاف کے فتح اور طوئے کے کسرہ کے ساتھ۔ یہ اصل میں ایک درخت کا دودھ ہے جسے ابہل کہتے ہیں۔ اسے پکا کر خارشی اونٹ کے جسم پر ملتے ہیں تو یہ اپنی حرارت اور حدت کی وجہ سے خارش کو جلا دیتا ہے۔ اس کا رنگ سیاہ اور بہت ہی بودار ہوتا ہے اور ذرا سی تحریک سے بھڑک اٹھتا ہے۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿٢﴾

بہت وقت دوست رکھیں گے وہ لوگ کہ کافر ہوئے کاش کہ ہوتے وہ مسلمان لے

وہ لوگ کہ جنہوں نے (دین) کفر اختیار کر رکھا ہے بسا اوقات آرزو کریں گے کیا خوب ہوتا اگر وہ مسلمان ہوتے

ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٣﴾

چھوڑ دے انکو کہ کھاویں اور فائدہ اٹھاویں اور غافل کرے انکو آرزو دراز پس البتہ جانیں گے

آپ انکو رہنے دیجئے کہ کھالیں اور فائدہ اٹھالیں اور امیدیں انکو غفلت میں ڈالے رہیں بہت جلد ان کو اصل حقیقت معلوم ہوجائیگی

وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَعْلُومٌ ﴿٤﴾ مَا

اور نہیں ہلاک کیا ہم نے کوئی بستی مگر واسطے اسکے (کتاب) لکھا ہوا ہے معلوم نہیں

اور ہم نے کوئی قانون ہلاک نہیں کیا مگر یہ کہ اسکی ہلاکت کا وقت مقرر معلوم تھا کوئی

تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ﴿٥﴾ وَقَالُوا

آگے نکل جاتی کوئی جماعت وقت اپنے اور نہ پیچھے رہ جاتی ہیں اور کہا کافروں نے

گروہ بھی اپنے وقت مقررہ سے نہ آگے بڑھ سکتا ہے نہ پیچھے رہ سکتا ہے اور انہوں نے کہا

يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ﴿٦﴾ لَوْ مَا

اے وہ شخص کہ اتارا گیا ہے اوپر اسکے ذکر تحقیق تو البتہ دیوانہ ہے کیوں نہیں

کہ اے وہ شخص کہ جس پر قرآن نازل کیا گیا ہے تو بالکل دیوانہ ہے اگر تو سچا

تَأْتِينَا بِالْمَلَائِكَةِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٧﴾ مَا

لے آتا ہمارے پاس فرشتوں کو اگر ہے تو سچوں سے نہیں

ہے تو ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لے آتا (کہ ہم نے)

نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوا إِذًا مُنْظَرِينَ ﴿٨﴾

اتارتے ہم فرشتوں کو مگر ساتھ حق کے اور نہ ہوں گے اسوقت ڈھیل دیئے گئے

ہم فرشتے نہیں بھیجا کرتے مگر حق کے ساتھ اور اسوقت ان کو مہلت نہیں دی جاتی

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿٩﴾ وَلَقَدْ

تحقیق ہم نے اتارا ہے ذکر یعنی قرآن اور ہم ہیں واسطے اسکے البتہ نگہبان اور البتہ تحقیق

بیشک اس قرآن کو ہم نے اتارا ہے اور ہم ہی اسکے محافظ ہیں اور ہم نے

أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٠﴾ وَمَا يَأْتِيهِمْ

بھیجے تھے پیغمبر پہلے تجھ سے بیچ گروہوں اگلوں کے اور نہیں آتا تھا ان کے پاس

بالیقین آپ سے پہلے گذشتہ قوموں میں بھی رسول بھیجے تھے اور ان کے پاس کوئی

مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿١١﴾ كَذَٰلِكَ

کوئی پیغمبر مگر تھے ساتھ اسکے ٹھٹھا کرتے اسی طرح

رسول نہیں آیا کہ جس کا انہوں نے تمسخر نہ اڑایا ہو اسی طرح

نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ﴿١٢﴾ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَقَدْ

چلاتے ہیں ہم اسکو بیچ [illegible] دلوں گنہگاروں کے نہیں ایمان لاتے ساتھ اسکے اور تحقیق

ہم اسکو ان مجرمین کے دلوں میں داخل کردیتے ہیں سو وہ بھی اس پر ایمان نہیں لاتے اور

حل لغات۔
لہ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ الخ رُبَّمَا مرکب ہے رُبَّ اور مَا کافہ سے اور اس وقت وہ بیشتر فعل پر داخل ہوکر تا ہے۔ رُبَّ میں کئی لغات ہیں۔ رے کا ضمہ اور فتحہ اور بے کا مشدد و مخفف اور ساکن ہونا۔ پھر کبھی آخر میں تا کا لاحق ہونا اور کبھی نہ ہونا اسی طرح کبھی تے کے ساتھ مستعمل ہونا اور کبھی نہ ہونا۔ یہ اصل میں تقلیل کے لئے موضوع ہے جس طرح کم تکثیر کے لئے۔ رُبَّ صدر کلام کا استحقاق رکھتا ہے اور نکرہ موصوفہ پر داخل ہوتا ہے یا ضمیر مبہم مفرد مذکر پر جس کی تمیز نکرہ منصوبہ واقع ہوتی ہے۔ ٢ہ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ۔★

ف۱ معالم التنزیل، احسن التفاسیر و حدیث التفاسیر وا بن کثیر و جامع البیان
صفحہ ۴۴۲ وغیرہم نے طبرانی کے حوالہ سے ابو موسٰی رضی اللہ عنہ
سے روایت نقل کی ہے إِذَا اجْتَمَعَ أَهْلُ النَّارِ فِي النَّارِ وَمَعَهُمْ
مَنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ قَالَ الْكُفَّارُ لِمَنْ فِي النَّارِ مِنْ أَهْلِ
الْقِبْلَةِ أَلَسْتُمْ مُسْلِمِينَ قَالُوا بَلَى قَالُوا فَمَا أَغْنَى عَنْكُمْ إِسْلَامُكُمْ وَ
أَنْتُمْ مَعَنَا فِي النَّارِ قَالُوا كَانَتْ لَنَا ذُنُوبٌ فَأُخِذْنَا بِهَا فَيَغْفِرُ اللّٰهُ لَهُمْ
بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ فَيَأْمُرُ بِكُلِّ مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ فِي النَّارِ فَيُخْرَجُونَ
فَحِينَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ۔ یعنی فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب دوزخ والے دوزخ میں
جمع ہونگے اور ان میں کافر بھی ہوں گے اور وہ لوگ بھی ہونگے جو
اہل قبلہ مسلمان تھے تو کافر اہل قبلہ مسلمانوں سے پوچھیں گے کہ کیا تم
مسلمان نہیں تھے؟ وہ جواب دیں گے کہ کیوں نہیں ہم مسلمان تھے۔
پھر کافر کہیں گے کہ تم کو اسلام نے کیا فائدہ دیا جبکہ تم بھی ہمارے
ساتھ ہی دوزخ میں موجود ہو۔ وہ جواب دیں گے کہ ہم اپنے
گناہوں کے سبب پکڑے گئے ہیں۔ پس اس وقت اللہ تعالیٰ کی
رحمت غالب ہوگی اور جس قدر بھی اہل قبلہ مسلمان ہیں سب
کو بخش دیا جائے گا اور دوزخ سے نکالا جائے گا۔ اُس وقت
کافروں کو کمال حسرت ہوگی کہ کاش ہم بھی دنیا میں مسلمان ہوجاتے
اور ان موحدین مسلمین کی طرح عمل و عقیدہ درست کر لیتے تو
ہم بھی اس عذاب سے نجات پا لیتے۔) ابن ابی حاتم میں ہے،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بعض لوگوں کو آگ ان کے
ٹخنوں تک پکڑ لے گی اور بعض کو زانو تک اور بعض کو گردن تک
جیسے جس کے گناہ اور جیسے جن کے اعمال ہوں گے ویسی ہی سزا
پائیں گے۔ بعض ایک مہینہ کی سزا بھگت کر نکل آئیں گے۔ سب سے
لمبی سزا والا وہ ہوگا جو جہنم میں اتنی مدت رہے گا جتنی مدت دنیا کی ہے
جب اللہ تعالیٰ ان کے نکالنے کا ارادہ کرے گا اس وقت یہود و نصاریٰ
اور دوسرے دین والے دوزخی ان اہل توحید سے کہیں گے کہ تم اللہ پر
اس کی کتاب پر، اس کے رسولوں پر ایمان لائے تھے پھر بھی دوزخ میں
آج ہم تم یکساں ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کو سخت غصہ آئے گا کہ ان کی اور
کسی بات پر اتنا غصہ نہ آیا تھا۔ ان موحدوں کو دوزخ سے نکال کر جنت
کی نہر کے پاس لایا جائے گا، اُس وقت کافر تمنا کریں گے کہ کاش
ہم مسلمان ہوتے تو آج دوزخ سے ہم بھی اسی طرح نکل جاتے
(ابن کثیر) ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا، جب مشرک
بدر کے دن مارے گئے اور اللہ تعالیٰ کا عذاب دیکھا تو آرزو کرنے لگے

کاش وہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی توحید کو مان لیتے
آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آتے (وحیدی)
ف۲ یعنی تمہارا استہزاء و تعنت اور قرآن لانے والے کی طرف
مجنون کی نسبت کرنا، قرآن و حامل قرآن پر قطعًا اثر انداز نہیں ہو سکتا
یاد رکھو! اس قرآن کے اتارنے والے ہم ہیں اور ہم ہی نے اس کی
ہر قسم کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ جس شان اور ہیبت سے وہ اُترا ہے
بدوں ایک شوشہ یا زبر زیر کی تبدیلی کے چار دانگ عالم میں
پہنچ کر رہے گا اور قیامت تک ہر طرح کی تحریف لفظی و معنوی
سے محفوظ رہے گا (زمانہ بدل جائے گا مگر قرآن نہ بدلا جائے گا) گو
قومیں اور سلطنتیں قرآن کی آواز کو دبانے یا گم کر دینے کی ساعی ہوں
حفاظت قرآن کے متعلق یہ عظیم الشان وعدۂ الٰہی ایسی صفات
اور حیرت انگیز طریقہ سے پورا ہو کر رہا جسے دیکھ کر بڑے بڑے
متعصب و مغرور مخالفوں کے سر نیچے ہو گئے۔ "میور کہتا ہے
جہاں تک ہماری معلومات ہیں دنیا بھر میں ایک بھی کتاب ایسی نہیں
جو قرآن کی طرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو
ایک اور یورپین محقق لکھتا ہے کہ ہم ایسے ہی یقین سے قرآن کو
بعینہٖ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ سمجھتے ہیں
واقعات بتاتے ہیں کہ ہر زمانہ میں ایک جم غفیر علماء کا جن کی تعداد
اللہ ہی کو معلوم ہے ایسا رہا کہ جس نے قرآن کے علوم و مطالب کی
حفاظت کی، کاتبوں نے رسم الخط کی، قاریوں نے طرز ادا کی، حافظوں
نے اس کے الفاظ و عبارت کی وہ حفاظت کی کہ نزول کے وقت سے
آج تک ایک زبر زیر تبدیل نہ ہو سکا۔ کسی نے قرآن کے رکوع گن لیے
کسی نے آیتیں شمار کیں۔ کسی نے حروف کی تعداد بتلائی حتیٰ کہ بعض نے
اعراب اور نقطوں کو شمار کر ڈالا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد سے
آج تک کوئی گھڑی نہیں بتائی جا سکتی جس میں بے شمار حفاظ قرآن
موجود نہ ہوں۔ خیال کرو غیر عربی آٹھ دس سال کا بچہ جسے اپنی مادری
زبان میں دو تین جزو کا رسالہ یاد کرنا دشوار ہے وہ ایک اجنبی زبان
کی اتنی ضخیم کتاب جو متشابہات سے پُر ہے کس طرح فر فر سنا دیتا
ہے۔ پھر کسی مجلس میں ایک بڑے حافظ سے کوئی حرف چھوٹ جائے
یا اعراب کی فرو گذاشت ہو جائے تو ایک بچہ اس کو ٹوک دیتا ہے،
چاروں طرف سے تصحیح کرنے والے للکارتے ہیں اور غلطی پر قائم نہیں رہنے
دیتے۔ اسی کی طرف وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ فرما کر منکرین کو توجہ
دلائی ہے (ملخصًا موضح الفرقان)

★ شِيَعٌ جمع ہے شیعۃ کی۔ اور شیعہ کہتے ہیں امت اور اتباع کو۔ بولا کرتے ہیں شیعۃ الرجل ای اتباعہ و شیع الاولین ای امم الاولین۔ فرقہ شیعہ کو اسی
کر وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے طرف دار ہیں۔ ۱۱ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهُ سلک کہتے ہیں ایک چیز کو ایک چیز میں داخل کرنے کو جس طرح تاگا سوئی میں اور نیزہ
کسی جسم میں۔ اور اسی سے ہے مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ۔ سلک اور اسلک کے ایک معنی ہیں۔

خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ⑬ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ

گذر چکی ہے عادت پہلوں کی اور اگر کھولدیں ہم اوپر ان کے دروازہ آسمان سے

یہی پہلے لوگوں کا طور طریق چلا آیا ہے اور اگر ہم آسمان کا کوئی دروازہ ان پر کھول دیں پھر اس میں سے

فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ⑭ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا

پس دن کو جو طویل رہتے بیچ اس کے چڑھتے ہوئے البتہ کہیں گے سوائے اس کے نہیں کہ مست ہوگئی ہیں آنکھیں ہماری

وہ اس پر چڑھنے بھی لگیں تو بھی یہی کہیں گے کہ ہماری نظر بند کر دی گئی ہے

بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ ⑮ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ ع ۲

بلکہ ہم ایک قوم ہیں سحر کئے ہوئے والے اور البتہ تحقیق کئے ہم نے بیچ آسمان کے

بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے اور (دیکھو) ہم نے آسمان میں برج

بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ ⑯ وَحَفِظْنَاهَا مِن كُلِّ

برج اور زینت دی ہم نے اس کو واسطے دیکھنے والوں کے اور محفوظ رکھا ہم نے اس کو سے ہر ایک

بنائے اور اس کو دیکھنے والوں کے لئے سجا دیا ہے اور اس کو شیطان مردود

شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ ⑰ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ

شیطان راندے گئے سے مگر جس نے چرا لیا سننے کو پس پیچھے لگا اس کے شعلہ

(کی دسترس) سے محفوظ رکھا ہے مگر جو چوری سے سنا چاہے تو اس کے پیچھے آگ کا

مُّبِينٌ ⑱ وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ

ظاہر اور زمین کو پھیلایا ہم نے اس کو اور ڈالے ہم نے بیچ اس کے پہاڑ

ایک چمکتا ہوا انگارا لپکتا ہے اور زمین کو ہم نے ہی پھیلایا اور اس میں پہاڑ گاڑ دیئے اور اس میں

وَأَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُونٍ ⑲ وَجَعَلْنَا لَكُمْ

اور اگائی ہم نے بیچ اس کے ہر ایک چیز وزن والی اور کیں ہم نے واسطے تمہارے

ہر قسم کی چیزوں کو تول اندازہ سے (اگایا) اور اس میں تمہاری سب

فِيهَا مَعَايِشَ وَمَن لَّسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ ⑳ وَإِن مِّن شَيْءٍ

بیچ اس کے معیشتیں اور اس کو کہ نہیں تم واسطے اس کے رزق دینے والے اور نہیں کوئی چیز

کی معیشت کا سامان بہم پہنچا دیا ہے اور انکو بھی معاش دی کہ جن کو تم رزق نہیں دیتے اور ایسی کوئی چیز نہیں

إِلَّا عِندَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ ㉑

مگر نزدیک ہمارے ہیں خزانے اس کے اور نہیں اتارتے ہم اس کو مگر ساتھ اندازہ معلوم کے

جس کے ہمارے ہاں خزانے نہ ہوں اور ہم اس کو مقرر اندازہ سے اتارتے رہتے ہیں

وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ فَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَسْقَيْنَاكُمُوهُ

اور بھیجا ہم نے ہواؤں کو بوجھل کرنے والی پس اتارا ہم نے آسمان سے پانی پس پلایا ہم نے تم کو وہ

اور ہم ہی ابر اٹھانے والی ہوائیں چلاتے ہیں پھر ہم ہی آسمان سے مینہ برساتے ہیں اور ہم تمہیں وہ پانی

وَمَا أَنتُمْ لَهُ بِخَازِنِينَ ㉒ وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ

اور نہیں تم اس کو ذخیرہ کرنے والے اور تحقیق ہم البتہ ہم جلاتے ہیں اور مارتے ہیں اور ہم

پلاتے ہیں اور تمہارے پاس اس کا کوئی خزانہ نہیں ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی موت دیتے ہیں اور ہم

حل لغات۔
لہ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ خلت معنے
مثل ہے مضى کے۔
اور سنت کی لغوی
تحقیق کی جگہ اوپر
گزر چکی ہے۔ لہ فی
السَّمَاءِ بُرُوجًا۔
بروج جمع ہے برج
کی اور ان سے آسمان
کے وہ بارہ مختلف الہیئۃ مختلف الخواص برج مراد ہیں جو ارباب رصد کے ہاں مشہور و معروف ہیں۔ لہ شِهَابٌ مُّبِينٌ۔ شہاب کہتے ہیں آگ کے دہکتے ہوئے شعلہ
کو اور کبھی اس کا اطلاق روشن ستارہ پر بھی ہوتا ہے۔ لہ رَوَاسِيَ۔ جمع ہے رَاسِيَةٌ کی اور راسیہ کہتے ہیں اصل پہاڑ کو۔

ف۱ یعنی اگر ان کے لئے آسمان کا کوئی دروازہ کھولا جاوے اور وہ اس میں چڑھنا شروع کریں تب بھی اس کی تصدیق نہ کریں بلکہ کہیں گے کہ ہماری نظر بندی کی گئی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سُکِّرَتْ کے معنی اٹکل گئی ہیں کئے ہیں بلکہ اس میں جادو کیا گیا ہے۔ اس آیت میں ان کے عظیم عناد کا بیان ہے جس کو کوئی چیز اکھیڑ نہیں سکتی کیونکہ جب وہ ایسی عظیم الشان نشانی کو دیکھ کر اپنی آنکھوں کی طرف نسبت کریں یا کہیں کہ ان کی عقلوں کو سحر کیا گیا ہے تو ان کو کوئی وعظ نافع نہ ہوگا (فتح البیان وابن کثیر) گویا ان میں اہل حق کو تسلی اور کفار کے ضد وعناد کا بیان ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی دلیلوں معجزوں سے کفار کا عناد وضد وانکار کا بیان سورۂ رعد رکوع ۴ وسورہ انعام رکوع ۱ و ۵ و ۱۳ و ۱۴ وغیرہ میں بھی ہے۔ ف۲ حق تعالیٰ بندوں سے وہ خطاب کرتا جو سمجھیں ان کے عرف میں آسمان مشرق سے مغرب تک اور مغرب سے مشرق تک بارہ پھانک ہے جیسے خربوزہ وہی بارہ برج ہیں۔ اور سورج برس دن میں سب طے کرتا ہے۔ موسم گرمی اور سردی اس سے بدلتا ہے اور گرمی سے مینہ آتا ہے اور مینہ سے دنیا بستی ہے اور رونق آسمان کی ستارے ہیں (موضح) مطلب یہ ہے کہ آسمان سے فرشتے اتارنے یا ان کو آسمان پر چڑھانے کی ضرورت نہیں۔ اگر ماننا چاہیں تو آسمان وزمین قدرت کے نشان کیا تھوڑے ہیں جنہیں دیکھ کر سمجھ کر آدمی توحید کا سبق بہت آسانی سے حاصل کر سکتا ہے۔ ایسے روشن دلائل ونشان دیکھ کر انھوں نے کیا معرفت حاصل کی؟ جو آئندہ توقع کی جائے۔

ف۳ حدیث میں ہے جب اللہ تعالیٰ کوئی حکم صادر فرماتا ہے تو پتھر پر زنجیر گرنے کی سی آواز ہوتی ہے۔ وہ سنکر فرشتے مارے خوف کے بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ پھر جب خوف دور ہو جاتا ہے تو ایک دوسرے سے معلوم کرتے ہیں مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ، قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ تمہارے رب کا کیا حکم ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں جو کچھ ہوا ہے حق ہے اور وہ بلند بڑا ہے۔ اس وقت بات چرانے والے شیطان کوئی بات چرا کر سن بھاگتے ہیں اور اپنے دوست نجومی یا کاہن کے کان میں سو جھوٹ اور ملا کر پھونک دیتے ہیں پھر وہی جو ایک آدھ بات آسمان سے سنی تھی سچ نکلتی ہے باقی سب جھوٹ۔ غرض کہ جب یہ شیطانی سلسلہ آسمانوں تک جاری ہوتا ہے تو اوپر سے شہاب ثاقب یعنی شعلہ باری شروع ہوتی ہے جس سے کوئی مجروح کوئی ہلاک ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات ایک دوسرے کو وہ بات چرائی ہوئی دے کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔

ف۴ اس میں اہل سائنس کا رد ہے جو زمین کو گول کہتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ زمین بسیط ہے کرہ نہیں۔

ف۵ اس سے معلوم ہوا کہ تمام چیزوں کا مالک تنہا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ تمام چیزوں کے خزانے اسی کے پاس ہیں جتنا اور جب اور جہاں چاہتا ہے نازل فرماتا ہے۔ اپنی حکمتوں کا عالم وہی ہے۔ بندوں کی مصلحتوں سے بھی واقف وہی ہے وہ وحدہ لاشریک لہ ہے۔ کوئی مخلوق اس صفت میں اس کی شریک نہیں۔ (ابن کثیر)

ف۶ پانی کا ذخیرہ آسمان پر ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مَا هَبَّتْ رِيحٌ قَطُّ إِلَّا جَثَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً وَلَا تَجْعَلْهَا عَذَابًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رِيَاحًا وَلَا تَجْعَلْهَا رِيحًا یعنی جب کبھی تیز ہوا یا آندھی وغیرہ چلتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو زانو بیٹھ جاتے جس طرح نماز میں بیٹھتے ہیں اور دعا کرنے لگتے یا اللہ اسکو رحمت کی ہوا کرنا، عذاب کی ہوا نہ کرنا۔ یا اللہ اس کو ہوائیں کرنا، ایک ہوا نہ کرنا۔ یعنی ہوا گرم تھوڑے تھوڑے عرصہ میں بدلتی رہے تو جہاں کو فائدہ پہنچتا ہے اور اگر مدت تک ایک ہی طرف کی ہوا چلتی رہے تو یہ علامت قحط سالی اور بیماری وغیرہ کی ہوتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں عذاب کی ہوا کو ریح فرمایا ہے جیسے إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا یعنی ہم نے بھیجی اُن پر ہوا سخت۔ وَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ یعنی بھیجی ہم نے اُن پر ہوا بانجھ یعنی جس میں فائدہ نہ تھا۔ اور فائدہ والی ہوا کو ریاح فرمایا ہے کہ کئی طرف کو بدلنے والی ہوائیں جیسے اس آیت میں ہے۔ وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ یعنی چلائیں ہم نے ہوائیں رس بھری اور ایک جگہ فرمایا أَنْ يُرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ یعنی بھیجتا ہے ہوائیں دل کو خوش کرنے والیاں بارش کی خبر دینے والیاں۔ غرض کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ان الفاظ کے ساتھ دعا کرتے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً وَلَا تَجْعَلْهَا عَذَابًا۔ فقط ابو عمار عبد الغفار غفر لہ ولوالدیہ

الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ

عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ

اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ ع ۲

صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ

قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ

خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ

وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَسَجَدَ

الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ

يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا

تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ

خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾ قَالَ فَاخْرُجْ

حل لغات۔

لہ من حمإ مسنون۔ حما کہتے ہیں کالی سڑی ہوئی کیچڑ کو یعنی جو مٹی پانی کے قریب رہ کر عرصہ سے سڑ کر کالی پڑ جاتی ہے اسے حما کہتے ہیں۔ مسنون معنی متغیر کے۔
جیسا کہتے ہیں سن الماء فہو مسنون ای تغیر اور اسی سے ہے قول تعالیٰ فانظر الی طعامک وشرابک لم یتسنہ ای لم یتغیر پھر یہ ترکیب میں صفت ہے صلصال کی والتقدیر من ★

ف یعنی ہر کوئی مر جاتا ہے اور اس کی کمائی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں رہتی ہے (موضح) ف ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مستقدمین سے وہ مراد ہیں جو آدم علیہ السلام کی نسل سے ہلاک ہو چکے ہیں اور مستاخرین وہ ہیں جو اس وقت زندہ ہیں اور قیامت تک پیدا ہوں گے۔ عکرمہؒ۔ مجاہدؒ۔ ضحاکؒ۔ قتادہؒ۔ محمد بن کعبؒ و شعبیؒ وغیرہم سے بھی مروی ہے اور ابن جریرؒ نے اسکو اختیار کیا ہے (ابن کثیر) ف پروردگار تیرا وہی اکٹھا کرے گا ان کو یعنی وہی ان کے حشر پر قادر ہے نہ اس کے سوا اور کوئی (فتح) ف مٹی کو پانی میں ترکیا اور خمیر اٹھایا کہ کھن کھن بولنے لگی وہی بدن ہوا انسان کا۔ اسکی خاصیتیں اس میں رد گئیں بختی اور بوجھ اسی طرح گرم باؤ کی خاصیت رہی جن کی پیدائش میں (موضح القرآن) ف صحیح بخاری میں آیا ہے کہ فرشتے نور سے پیدا ہوئے ہیں اور جان شعلہ آگ سے یعنی لطیف آگ سے ہوا ملی ہوئی سے۔ ابلیس بھی اسی قسم میں ہے اور آدم اس چیز سے جو تمہارے لئے بیان کی گئی ہے یعنی مٹی سے۔ بس بشر وہ جو بدن رکھے کہ ہاتھ سے پکڑا جاوے اور روح رکھے ہوشیار۔ اگلی مخلوقات یا حیوان تھے جن کو ہوش نہیں یا فرشتے یا جن تھے جن کا بدن نہ پکڑا جائے (موضح) غرض اور مقصود آدم علیہ السلام کی شرافت کو بیان کرنا ہے کہ اس کا عنصر پاک ہے اور آدم کی اصل بالکل ستھری ہے۔ جمہور کے نزدیک جان جنوں کا باپ ہے۔ جان اسکو اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ لوگوں کی آنکھوں سے در پردہ ہے۔ اور جنوں میں مسلمان اور کافر ہیں اور وہ کھاتے پیتے ہیں بنی آدم کی طرح جیتے اور مرتے ہیں۔ اور شیطانوں میں کوئی مسلمان نہیں ہے وہ جب مریں گے جب ان کا باپ ابلیس مرے گا اس کو خازن نے ذکر کیا۔ اور جان اور انسان کی پیدائش کا یہاں ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت کی دلیل ہے۔ اور یہ بیان بھی مقصود ہے کہ جو پہلی بار پیدا کرنے پر قادر ہے وہ دوسری بار پیدا کرنے پر بھی قدرت رکھتا ہے (اقتباس از ترجمان نواب صاحب مرحوم و فائدہ ستاریہ)
ف اللہ تعالیٰ نے آدم موکی روح کی اضافت اپنی طرف کی حالانکہ تمام مخلوق کی روحیں کیا آدم کی کیا اور کی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں یہ اضافت بزرگی کے لئے ہوتی ہے جیسا کہ بیت اللہ، ناقۃ اللہ، اہل اللہ میں ہے (موضح) تفہیم میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ انسان کے اندر جو رُوح پھونکی گئی ہے وہ دراصل صفاتِ الٰہی کا ایک عکس یا پَرتَو ہے۔ حیات، علم، قدرت، ارادہ، اختیار اور دوسری جتنی صفات انسان میں پائی جاتی ہیں جن کے مجموعہ ہی کا نام رُوح ہے، یہ دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی صفات کا ایک ہلکا سا پرتَو ہے جو اس کالبدِ خاکی پر ڈالا گیا ہے اور اس پرتَو کی وجہ سے انسان زمین پر اللہ کا خلیفہ .... قرار پایا ہے۔
یوں تو ہر وہ صفت جو مخلوقات میں پائی جاتی ہے، اس کا مصدر و منبع اللہ تعالیٰ ہی کی کوئی نہ کوئی صفت ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ وَاَنْزَلَ فِي الْاَرْضِ جُزْءًا وَّاحِدًا فَمِنْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلَائِقُ حَتّٰى تَرْفَعَ الدَّابَّةُ حَافِرَهَا عَنْ وَّلَدِهَا خَشْيَةَ اَنْ تُصِيْبَهٗ (بخاری و مسلم) «اللہ تعالیٰ نے رحمت کو سو حصوں میں تقسیم فرمایا، پھر ان میں سے ۹۹ حصے اپنے پاس رکھے اور صرف ایک حصہ زمین میں اُتارا۔ یہ اُسی ایک حصہ کی برکت ہے جس کی وجہ سے مخلوقات آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں یہاں تک کہ اگر ایک جانور اپنے بچے پر سے اپنا کھر اٹھاتا ہے تاکہ اسے ضرر نہ پہنچ جائے، تو یہ بھی دراصل اُسی حصۂ رحمت کا اثر ہے» مگر جو چیز انسان کو دوسری مخلوقات پر فضیلت دیتی ہے وہ یہ ہے کہ جس جامعیت کے ساتھ اللہ کی صفات کا پرتَو اس پر ڈالا گیا ہے اس سے کوئی دوسری مخلوق سرفراز نہیں کی گئی۔ یہ ایک ایسا باریک مضمون ہے جس کے سمجھنے میں ذرا سی غلطی بھی آدمی کر جائے تو اس غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتا ہے کہ صفاتِ الٰہی میں سے ایک حصہ پانا اُلوہیت کا کوئی جُز پا لینے کے ہم معنے ہے حالانکہ اُلوہیت اس سے وراء الوراء ہے کہ کوئی مخلوق اس کا ایک ادنیٰ شائبہ بھی پا سکے۔ ف اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے آدمؑ کو سجدہ (باقی بر صفحہ ۲۷۴)

★ صلصال کائن من حما مسنون۔ سے وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ۔ جانّ سے مراد ہے ابلیس یا ابو الجن۔ لغت میں جانّ کہتے ہیں چھپنے والے کو مشتق ہے جن الشیٔ اذا ستره سے۔ چونکہ ابلیس بھی لوگوں کی آنکھوں سے مستور و مخفی رہتا ہے اس لئے اسے جان کہتے ہیں جس طرح پیٹ کے بچے کو جنین کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں مخفی رہتا ہے اور اس کی مزید تحقیق سورۂ بقرہ کے رکوع ۳ آیۃ وبشر الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت اَنَّ لهم جنّٰت کے تحت میں ملاحظہ ہو۔ سے مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ۔ لغت میں سموم اس گرم ہوا یعنی لو کو کہتے ہیں جو سخت گرمی کے دن میں چلا کرتی ہے اور رات کی گرم لو کو حرور کہتے ہیں سموم کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اپنی لطافت کی وجہ سے مسام بدن میں گھس جاتی ہے یا اس وجہ سے کہ اس میں سمیت ہوتی ہے۔ سے مِنْ صَلْصَالٍ۔ صلصال اس مٹی کو کہتے ہیں جو سوکھ کر کھن کھن بولنے لگتی ہے مگر جب اسے آگ میں پکایا جاتا ہے تو فخار کہتے ہیں۔ زنجیر کو بھی صلصلہ اسی واسطے کہتے ہیں کہ اس میں سے ایک طرح کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ بعض اہل لغت نے جو صلصال کو سڑے ہوئے گارے سے تعبیر کیا ہے اور اس پر دلیل یہ بیان کی ہے کہ صلصال مشتق ہے صل اللحم واصل اذا انتن سے کو یہ ضعیف ہے کیونکہ قولہ تعالیٰ من حما مسنون جو نتن و تغیر پر دال ہے تکرار ہے بیکار رہتا ہے۔

مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝٣٤ وَّإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلٰى يَوْمِ
پس تحقیق تو راندہ ہوا ہے اور تحقیق اوپر تیرے لعنت کی دن
تو یہاں سے مردود ہے اور تجھ پر قیامت تک کے لئے لعنت

الدِّيْنِ ۝٣٥ قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِيْ إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝٣٦ قَالَ
قیامت تک کہا اے پروردگار میرے پس ڈھیل دے مجھ کو اس دن تک کہ زندہ کئے جاویں گے مردے کہا
ہے اس نے کہا اے میرے رب! مجھے اس دن تک مہلت دیجئے جب (لوگ) اٹھا کر کھڑے کئے جائیں گے (فرمایا)

فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝٣٧ إِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝٣٨
پس تحقیق تو ڈھیل دیئے گئوں سے ہے دن وقت معلوم تک کا
اچھا تجھ کو مہلت دی جاتی ہے قیامت کے دن تک (تجھ کو مہلت ہے)

قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِيْ لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَ
کہا اے رب میرے بسبب اسکے کہ گمراہ کیا تو نے مجھ کو البتہ زینت دونگا میں واسطے انکے بیچ زمین کے اور
اس نے کہا پروردگار جیسا تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی انکو دنیا میں (گناہ) آراستہ کر کے دکھاؤں گا اور

لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِيْنَ ۝٣٩ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝٤٠
البتہ گمراہ کرونگا میں انکو سب کو مگر بندے تیرے ان میں سے جو خالص کئے گئے ہیں فقط
ضرور ان سب کو گمراہ کروں گا سوائے انکے جو تیرے خالص بندے ہوں گے

قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ۝٤١ إِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ
کہا کہ یہ راہ ہے اوپر میرے سیدھی فقط تحقیق بندے میرے نہیں
فرمایا مجھ تک پہنچنے کا یہ راستہ ہے سیدھا میرے بندوں پر

لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝٤٢
واسطے تیرے اوپر ان کے غلبہ مگر جس نے پیروی کی تیری گمراہوں میں سے فقط
کچھ نہیں چلے گا ہاں گمراہوں میں سے جو تیری پیروی کرے گا

وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِيْنَ ۝٤٣ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ ط
اور تحقیق دوزخ جگہ وعدہ انکی ہے سب کی واسطے اسکے سات دروازے ہیں
اور جہنم جاشے ان سب کے وعدہ کی جگہ ہے اس کے سات دروازے ہیں

لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ۝٤٤ إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ
ہر ایک دروازے کے ان میں سے ایک حصہ ہے قسمت کیا ہوا فقط تحقیق پرہیزگار بیچ بہشتوں کے
ہر ایک دروازے کے لئے ان میں سے الگ الگ ٹولیاں مقرر ہیں یقینا پرہیزگار باغوں اور

وَّعُيُوْنٍ ۝٤٥ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ۝٤٦ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ
اور چشموں کے ہیں کہیں گے انکو داخل ہو ان میں ساتھ سلامتی کے امن سے اور نکال ڈالا ہم نے جو کچھ بیچ
چشموں میں رہیں گے (کہا جائیگا) کہ تم انہیں امن اور سلامتی کیساتھ داخل ہو جاؤ اور ان کے سینوں میں سے ازقسم

صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝٤٧
سینوں انکے کے تھا ناخوشی سے بھائی ہو جاویں گے اوپر تختوں کے آمنے سامنے ہیں
کینہ جو کچھ ہوگا نکال دیں گے کہ بھائیوں کی طرح ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے

حل لغات۔
۱ بسلٰم اٰمنین۔
بسلام متعلق ہے محذوف کے ای ملتبسین بسلام۔ اٰمنین حال ہے ادخلوا کے فاعل سے۔ ۲ من غل۔ غل کہتے ہیں کینہ کو جو دل میں پوشیدہ رہتا ہے۔ ماخوذ ہے
اصل فی جوفہ وتغلغل سے۔ ۳ اِخوانا حال ہے اُس ضمیر سے جو فی جنات کے متعلق میں ہے مثلاً مقیمون۔ یا ادخلوہا کے فاعل سے یا اٰمنین کی ضمیر سے۔ ★

(بقیہ صفحہ ۳۷۳) کر (یعنی بشر کو نور پر فضیلت عطا کی۔ بعض لوگ انبیاء کو نوری ثابت کر کے بشریت سے نکالتے ہیں یعنی اعلیٰ مرتبہ سے کم درجہ میں لانا چاہتے ہیں حالانکہ یہ انبیاء کی توہین اور بے ادبی ہے (فائدہ ستاریہ) ف۵ ابلیس نے اپنے سجدہ نہ کرنے کی وجہ یہ بیان کی کہ آدم خاکی اور بشر ہیں اس لئے یہ اس عزت و فضیلت کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں خود جب آدم کو مرتبہ اور فضیلت عطا کر رہا ہوں تو تجھے یہ حق کب ہو سکتا ہے کہ بشریت یا خاکی ہونے کی وجہ سے اس کو حقیر یا کمتر سمجھے اور میرے حکم کے سامنے تکبر کرے، جاہل تو ہی ذلیل اور مردود ہے۔ معلوم ہوا کہ بشریت کو حقیر اور کمتر نہ سمجھنا چاہیے۔ اور جو سمجھے وہ ابلیس کا بھائی ہے (فائدہ ستاریہ)

فوائد صفحہ ھٰذا - ف۱ اللہ عزوجل نے قیامت تک ابلیس پر ابدی لعنت اور پھٹکار ڈال دی۔ کہتے ہیں کہ اسی وقت اس کی صورت بدل گئی اور اس نے نوحہ خوانی شروع کر دی۔ دنیا میں تمام نوحے اسی کی ابتداء سے ہے (ابن کثیر) ف۲ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ نفخہ اولیٰ ہے اس میں ابلیس مر جائے گا اور دونوں نفخوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہو گا اور یہی ابلیس کی موت کی مدت ہے۔ (فتح البیان)

ف۳ یعنی ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ بسبب اس کے کہ تو نے مجھ کو گمراہ کیا تو میں آدم کی اولاد کو زمین کی بہاریں دکھاؤں گا ان کے دلوں میں معاصی کی محبت ڈالوں گا اور ان کو گناہوں کی رغبت دلاؤں گا اور پھسلا کر خطا میں واقع کروں گا اور ضرور ان کو راہ سے کھو دوں گا تیرے چند بندوں پر میرا زور نہیں۔ یہ اس لئے کہ اس نے جان لیا کہ اس کا داؤ و وسوسہ مکر و حیلہ ایسے لوگوں میں کارگر نہ ہو گا اور نہ وہ اس کو اس سے قبول کریں گے اور اخلاص کی حقیقت یہ ہے کہ کام کو محض اللہ کے لئے بجا لائے اس میں غیر کا شائبہ نہ ہو۔ اللہ نے فرمایا یہ اخلاص مجھ تک سیدھی راہ ہے یعنی میرا ذمہ ہے کہ میں اخلاص والوں کی حفاظت کروں گا۔ (فتح)

ف۴ یعنی بیشک بندگی اور اخلاص کی راہ سیدھی میرے تک پہنچتی ہے اور یہی میرا صاف اور سیدھا راستہ ہے جس میں کوئی ہیر پھیر نہیں کہ جو بندے عبودیت اور اخلاص کی راہ اختیار کریں گے وہی شیطان لعین کے تسلط سے مامون رہیں گے اور جو ملعون کی پیروی کریں گے اس کے ہمراہ دوزخ میں جائیں گے (موضح وغیرہ)

ف۵ یعنی بیشک چنے ہوئے بندوں پر جن کا ذکر اوپر ہوا تیرا کچھ زور نہ چلے گا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اِنَّ الشَّیْطٰنَ قَالَ وَعِزَّتِکَ یَا رَبِّ لَا اَبْرَحُ اُغْوِیْ عِبَادَکَ مَادَامَتْ اَرْوَاحُهُمْ فِیْ اَجْسَادِهِمْ فَقَالَ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَارْتِفَاعِ مَکَانِیْ لَا اَزَالُ اَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِیْ (احمد۔ مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۲) یعنی شیطان نے کہا یا اللہ! مجھ کو تیری عزت کی قسم ہے کہ جب تک انسان کے بدن میں روح باقی ہو گی تب تک بہکاؤں گا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ مجھ کو قسم ہے اپنی عزت اور جلال و بلند مکان کی کہ جب تک مجھ سے بخشش کی دعا کرتا رہے گا میں بھی برابر بخشتا رہوں گا۔ توبہ و استغفار میں جلدی کرنا اور اس کی تاکید و فضیلت کا بیان صفحہ ۱۱۵ و ۱۷۱ و ۳۲۳ میں بھی ہے (موضح وغیرہ)

ف۶ بہشت کے آٹھ دروازے اور دوزخ کے سات دروازے ہیں۔ بہشت کا ایک دروازہ زیادہ ہے شاید ان لوگوں کے لئے جنکو اسلام لانے کے بعد عمل کا وقت نہیں ملا یا وہ لوگ جن کو تبلیغ نہ پہنچی ہو اور وہ بغیر عمل داخل جنت ہوں گے (موضح) جہنم کے یہ دروازے ان گمراہیوں اور معصیتوں کے لحاظ سے ہیں جن پر چل کر آدمی اپنے لئے دوزخ کی راہ کھولتا ہے مثلاً کوئی دہریت کے راستے سے دوزخ کی طرف جاتا ہے، کوئی شرک کے راستے سے، کوئی نفاق کے راستے سے، کوئی نفس پرستی اور فسق و فجور کے راستے سے، کوئی ظلم و ستم اور خلق آزاری کے راستے سے، کوئی تبلیغ ضلالت اور اقامت کفر کے راستے سے اور کوئی اشاعت فحشاء و منکر کے راستے سے (تفہیم) ف۷ جو موحد متقی ارکان اسلام کے پابند ہیں وہ حسب مراتب چشمے و نہریں بہنے والی جنت کے باغوں میں تمام تکالیف و عیوب آپس کے حسد، کینہ وغیرہ سے پاک صاف ہو کر نہایت محبت و الفت ایک دوسرے سے مسرور و محظوظ ہوں گے۔ عزت و کرامت کے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھ کر باتیں کریں گے۔ صحیحین میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم کیا کہ میں خدیجہ رضہ کو جنت میں ایک موتی کے گھر کی بشارت دوں جس میں نہ شور ہے نہ تکلیف اور بہشت میں سے کوئی ان کو نہ نکالے۔ حدیث مرفوع میں آیا ہے یُقَالُ لِاَهْلِ الْجَنَّۃِ اِنَّ لَکُمْ اَنْ تَصِحُّوْا وَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَکُمْ اَنْ تَعِیْشُوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَکُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَکُمْ اَنْ تُقِیْمُوْا فَلَا تَظْعَنُوْا اَبَدًا جنتیوں کو ان کے داخل ہونے کے بعد کہہ دیا جائے گا کہ تم تندرست ہی رہو گے، بیمار نہ ہو گے۔ زندہ رہو گے کبھی مرو گے نہیں۔ جوان رہو گے، کبھی بوڑھے نہ ہو گے۔ اور یہاں ہمیشہ رہو گے، نکالے نہ جاؤ گے (ابن کثیر)

ےہ عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ دونوں اِخْوَانًا کی صفتیں ہیں یا حال ہیں۔ سُرُر جمع ہے سریر کی اور سریر کہتے ہیں تخت کو۔ مُتَقٰبِلِیْنَ لیا گیا ہے تقابل سے۔ اور تقابل تواجہ کے معنی میں ہے یعنی آمنے سامنے ہوں گے۔ یہ ضد ہے تدابر کی۔

لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ ﴿٤٨﴾ نَبِّئْ
نہیں پہنچے گی انکو بیچ اسکے محنت اور نہیں وہ اس سے نکالے گئے ہوں گے خبر دے
نہ ان کو وہاں کوئی تکان ہوگی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے آپ میرے

عِبَادِيٓ أَنِّيٓ أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٤٩﴾ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ
بندوں کو میرے یہ کہ تحقیق میں ہی بخشنے والا مہربان اور یہ کہ تحقیق عذاب میرا یہ وہ عذاب
بندوں کو بتا دیں کہ میں ہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہوں اور یہ کہ میرا عذاب بھی دردناک

الْأَلِيمُ ﴿٥٠﴾ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ ﴿٥١﴾ إِذْ دَخَلُوا
درد دینے والا ہے اور خبر دے انکو مہمانوں ابراہیم سے جس وقت داخل ہوئے
عذاب ہے اور انکو ابراہیم کے مہمانوں کا حال سنا دیجئے جب وہ انکے پاس

عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا ط قَالَ إِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُونَ ﴿٥٢﴾ قَالُوا لَا
اوپر اسکے پس کہا انہوں نے سلام کہا تحقیق ہم تم سے ڈرنے والے ہیں کہا انہوں نے مت
آئے تو انہوں نے سلام کیا (ابراہیم نے) کہا کہ ہم کو تم سے ڈر لگتا ہے انہوں نے کہا آپ

تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ﴿٥٣﴾ قَالَ أَبَشَّرْتُمُونِي عَلَىٰ
ڈر تحقیق ہم خوشخبری دیتے ہیں تجھکو ساتھ لڑکے علم والے کے کہا کیا بشارت دی تم نے مجھکو اوپر
ڈریں نہیں ہم آپ کو ایک علم والے فرزند کی خوشخبری دیتے ہیں (ابراہیم نے) کہا کہ کیا تم مجھے خوشخبری سناتے ہو

أَنْ مَسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُونَ ﴿٥٤﴾ قَالُوا بَشَّرْنَاكَ بِالْحَقِّ
اس بات کے کہ پہنچا ہے مجھکو بڑھاپا پس ساتھ کس چیز کے بشارت دیتے ہو مجھکو کہا انہوں نے بشارت دیتے ہیں ہم تجھکو ساتھ حق کے
کہ جب مجھے بڑھاپا آ پہنچا ہے تو اب کس چیز کی خوشخبری سناتے ہو انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو سچی خوشخبری

فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقَانِطِينَ ﴿٥٥﴾ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ
پس مت ہو ناامیدوں سے کہا اور کون ناامید ہوتا ہے رحمت
سناتے ہیں سو آپ ناامید نہ ہوں ابراہیم نے کہا کہ بھلا گمراہوں کے سوا کون ہے جو اپنے رب کی رحمت

رَبِّهِٓ إِلَّا الضَّالُّونَ ﴿٥٦﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿٥٧﴾
پروردگار اپنے کی سے مگر گمراہ لوگ کہا پس کیا ہے مہم تمہاری اے بھیجے ہوؤ
سے ناامید ہو اور پوچھا کہ اے فرشتو! اب تمہیں کیا مہم درپیش ہے

قَالُوٓا إِنَّآ أُرْسِلْنَآ إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ﴿٥٨﴾ إِلَّآ آلَ لُوطٍ ط إِنَّا
کہا انہوں نے تحقیق ہم بھیجے ہوئے ہیں طرف قوم گنہگاروں کے مگر کنبہ لوط کا تحقیق ہم
انہوں نے کہا کہ ہم ایک گنہگار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں مگر لوط کے گھر والے کہ ہم

لَمُنَجُّوهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٥٩﴾ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَآ لا إِنَّهَا لَمِنَ
البتہ نجات دینے والے ہیں ان سب کو مگر عورت اسکی کو مقرر کر رکھا ہے ہم نے تحقیق وہ
ان سب کو بچا لیں گے بجز اسکی بیوی کے ہم نے ٹھہرا دیا ہے کہ وہ ضرور پیچھے رہ جائیگی

الْغَابِرِينَ ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا جَآءَ آلَ لُوطٍ الْمُرْسَلُونَ ﴿٦١﴾ قَالَ
البتہ پیچھے رہنے والوں سے ہے پس جب آئے کنبہ لوط کے پاس بھیجے ہوئے کہا
والوں میں سے ہے پھر جب خاندان لوط کے پاس فرشتے آئے تو لوط نے کہا

ع ۴

حل لغات۔
لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ۔ نصب کہتے ہیں تعب اور تکان کو۔ اور لَا يَمَسُّهُمْ کا جملہ مستانفہ ہے یا حال ضمیر متقابلین سے ہے۔

لہ نَبِّئْ عِبَادِيْ۔ نبئ میں ہمزہ ساکنہ صورۃً ثابت لکھا جاتا ہے اور جزءٌ وغیرہ میں کیونکہ ان دونوں لفظوں میں ہمزہ کا ماقبل ساکن ہے اور اسی وجہ سے وہ اکثر حذف ہو جاتا اور اس کی حرکت ماقبل کو دیدی جاتی ہے بخلاف نبئ کے کہ یہاں ہمزہ کا ماقبل ساکن نہیں ہے اسی لئے اِس کو قیاس اصل پر جاری رکھتے ہیں۔

ف۱ مومن پر لازم ہے کہ ہر وقت اللہ کی بخشش کی امید رکھے اور ساتھ ہی اس کے عذاب سے ڈرتا رہے۔ امید و بیم کی درمیانی چیز کا نام ایمان ہے۔ حدیث میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہنس رہے تھے، آپ نے فرمایا ہنستے ہو اور دوزخ تمہارے سامنے ہے، تب جبرئیل علیہ السلام یہ آیت لیکر آئے۔ ارشاد ہوا کہ اے نبی! میرے بندوں کو بالکل امید دلاؤ۔ میرے غفور رحیم ہونے اور میرے عذابوں کے الم ناک ہونے کی خبر ان کو دیدو۔ (ابن کثیر و ابن ابی حاتم) اس آیت میں خوف و رجا کا مضمون ہے اور ایسی آیتیں سورہ مائدہ رکوع ۱۳ وسورۂ اعراف رکوع ۲۱، وسورۂ انعام رکوع ۲۰۔ وسورۂ رعد رکوع ۱ و ۲۔ سورۂ طٰہٰ رکوع ۴ وغیرہ میں بھی ہیں جن میں یہ بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ رحمت والا بھی ہے اور غصہ و غضب والا بھی ہے اور یہ بھی بیان ہے کہ رحمت کے مستحق کون لوگ ہیں اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الرَّحْمَةَ يَوْمَ خَلَقَهَا مِائَةَ رَحْمَةٍ فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعًا وَتِسْعِينَ رَحْمَةً وَأَرْسَلَ فِي خَلْقِهِ كُلِّهِمْ رَحْمَةً وَاحِدَةً فَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ بِكُلِّ الَّذِي عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ لَمْ يَيْأَسْ مِنَ الْجَنَّةِ وَلَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ بِكُلِّ الَّذِي عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعَذَابِ لَمْ يَأْمَنْ مِنَ النَّارِ (بخاری شریف صفحہ ۹۹۸ مطبوعہ احمدی دہلی) یعنی اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے کئے پھر ایک حصہ تو تمام جہان میں تقسیم کر دیا ہے اور ننانوے حصے اپنے پاس رکھے ہیں۔ پس اگر اسکی رحمت کو دیکھے تو کافر بھی یہ توقع کرے کہ مجھ کو جنت مل جائے گی اور اگر اس کے عذاب کو دیکھے تو مومن کو بھی یہ اندیشہ ہو کہ دوزخ سے نہیں بچے گا۔ اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ فِيمَا يَرَى النَّاسُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِ النَّارِ وَيَعْمَلُ فِيمَا يَرَى النَّاسُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِخَوَاتِيمِهَا (حوالہ مذکور صفحہ ۹۷۱) یعنی بعض شخص ایسے عمل کرتا رہتا ہے جس سے لوگوں کی نظر میں جنت والا معلوم ہوتا ہے حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے۔ اور بعض شخص ایسے عمل کرتا رہتا ہے جس سے لوگوں کی نظر میں دوزخ والا معلوم ہوتا ہے حالانکہ درحقیقت وہ جنت والا ہوتا ہے۔ پس سارا دار و مدار خاتمہ پر ہے یعنی نیکی کرنیوالے کی نسبت یہ یقین نہ کر لینا چاہئے کہ جنتی ہے اور بدی کرنیوالے کی نسبت یقین نہ کر لینا چاہئے کہ یہ دوزخی ہے کیونکہ خبر نہیں کہ خاتمہ کس حال پر ہو۔ پس جب تک زندگی ہے تب تک خوف و رجا کی حالت میں یعنی یہ بھی اندیشہ ہے کہ خدا نخواستہ دوزخ میں چلا جائے اور یہ بھی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت نصیب کر دے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آیت وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ الخ (سورۂ مؤمنون) یعنی جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ کچھ کر لیتے ہیں اور ان کے دل ڈرنے والے ہیں کیا ان سے بدکار چور، شرابی وغیرہ گنہگار مراد ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ ایسے لوگ مراد ہیں جو نماز، روزہ خیرات وغیرہ کرتے ہیں۔ پھر یہ اندیشہ خوف کرتے ہیں ڈرتے ہیں کہ دیکھئے یہ اعمال قبول ہوتے ہیں یا نہیں۔ نیز نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ فِيكَ وَلَا أُبَالِي يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أُبَالِي يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ لَوْ لَقِيتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً (ترمذی۔ مشکوٰۃ باب الاستغفار) یعنی اے انسان جب تک تو مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور میری رحمت کا امیدوار رہے گا تب تک میں بھی تیرے گناہ بخشتا رہوں گا خواہ کتنے ہی ہوں بشرطیکہ شرک نہ کیا ہو کیونکہ شرک کی بغیر توبہ مغفرت نہیں (اس قسم کا بیان صفحہ ۱۱۱ و ۳۴۳ پر بھی آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲)

ف۲ حضرت خلیل علیہ السلام کا دستور تھا کہ مہمانی بہت خوشی سے کیا کرتے تھے۔ ایک روز اتفاق سے بارہ خوب صورت لڑکے نہایت شریف ان کے ہاں آئے۔ ان میں حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی تھے۔ جب وہ داخل ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو انہوں نے سلام کیا ابراہیم علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور مزید غور کئے بغیر ایک موٹا تازہ بچھڑا ذبح کرکے بھون کر لے آئے اور ان کے آگے رکھ دیا اور اُن کی بیوی سارہ مع ہاجرہ کے خدمت کو اُٹھ کھڑی ہوگئیں مگر ان مہمانوں نے کھانے پر ہاتھ نہیں ڈالا اور کہا کہ ہم اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں۔ ہماری غذا یہ نہیں ہے۔ ہم سے خوف نہ کرو۔ ہم تو ایک علم والے لڑکے کی تم کو بشارت دیتے ہیں۔ اس پر حضرت سارہ کو حیرت ہوئی اور کہنے لگیں کہ کیا تم بشارت دیتے ہو مجھے حالانکہ میں بوڑھی ہو چکی ہوں اور یہ میرے خاوند بھی بڑھاپے کو پہنچ چکے ہیں۔ دوسرے مقام پر بانجھ ہونے کا ذکر ہے۔ اس پر فرشتوں نے کہا کہ اے نبوت کے مبارک گھرانے والو! اللہ کی تم پر رحمت و برکت ہے۔ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مطمئن ہو کر پوچھنا شروع کیا کہ پھر تمہارا بڑا کام کیا ہے؟ وہ بولے ہم بدکار لوطیوں کو ہلاک کرنے کو بھیجے گئے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ سنکر اس بستی میں حضرت لوط کی موجودگی کی وجہ سے قوم لوط کے بارے میں بطور سفارش کے جھگڑنا شروع کیا۔ فرشتوں نے کہا، ہم جانتے ہیں کہ (باقی بر صفحہ ۳۴۶)

سلہ مِنْ ضَيْفٍ۔ ضیف اصل میں مصدر ہے ضَافَ يَضِيفُ کا اور جب آدمی طالب ضیافت ہو کر آتا ہے تو ضاف یضیف بولا کرتے ہیں مگر بعد کو مہمان کو ضیف کہنے لگے۔ سلہ الْقٰنِطِيْنَ مشتق ہے قنوط سے اور قنوط کہتے ہیں ناامید ہونے یعنی اللہ کی رحمت سے آس توڑ بیٹھنے کو۔

إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنكَرُونَ ﴿۶۲﴾ قَالُوا بَلْ جِئْنَاكَ بِمَا كَانُوا فِيهِ

تحقیق تم قوم ہو انجان کہا انہوں نے بلکہ آئے ہیں ہم تیرے پاس ساتھ اس چیز کے کہ تھے اس کے

تم تو اجنبی سے لوگ معلوم ہوتے ہو انہوں نے کہا ہم آپ کے پاس وہ چیز لائے ہیں جس میں ان کو

يَمْتَرُونَ ﴿۶۳﴾ وَأَتَيْنَاكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿۶۴﴾ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ

شک کرتے اور آئے ہیں ہم تیرے پاس ساتھ حق کے اور تحقیق ہم البتہ سچے ہیں پس لے چل اہل اپنے کو

شک رہتا تھا اور ہم آپ کے پاس حق لے کر آئے ہیں اور ہم بالکل سچ بولنے والے ہیں سو آپ اپنے لوگوں کو لے کر

بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَاتَّبِعْ أَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ

بیچ ایک ٹکڑے کے رات سے اور پیروی کر پیچھے ان کی اور نہ پھر کر دیکھے تم میں سے کوئی ایک

کچھ رات رہے سے چلے جائیے اور خود ان سب کے پیچھے ہو لیجئے اور چاہئے کہ تم میں سے کوئی شخص مڑ کر نہ دیکھے اور

وَامْضُوا حَيْثُ تُؤْمَرُونَ ﴿۶۵﴾ وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَٰلِكَ الْأَمْرَ أَنَّ

اور چلے جاؤ جہاں حکم کئے جاتے ہو تم اور مقرر کر دیا ہم نے طرف اس کی اس بات کو کہ تحقیق

چلے جاؤ جدھر کا تم کو حکم دیا جاتا ہے۔ اور ہم نے لوط کو قطعی طور پر یہ بات پہنچا دی کہ ان کی

دَابِرَ هَٰؤُلَاءِ مَقْطُوعٌ مُّصْبِحِينَ ﴿۶۶﴾ وَجَاءَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ

جڑ ان کی کاٹ جاوے گی صبح ہوتے اور آئے اس شہر والے

لوگوں کی جڑ صبح ہوتے ہی کٹ جائے گی اور شہر والے خوشی کرتے (لوط کے ہاں)

يَسْتَبْشِرُونَ ﴿۶۷﴾ قَالَ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ ضَيْفِي فَلَا تَفْضَحُونِ ﴿۶۸﴾

خوشیاں کرتے ہوئے کہا تحقیق یہ لوگ مہمان میرے ہیں پس مت فضیحت کرو مجھ کو [1]

آئے ۔ لوط نے کہا یہ لوگ تو میرے مہمان ہیں سو مجھ کو رسوا نہ کرو

وَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ ﴿۶۹﴾ قَالُوا أَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿۷۰﴾

اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور مت رسوا کرو مجھ کو کہا انہوں نے کیا نہیں منع کیا ہم نے تجھ کو سارے جہان سے

اور اللہ سے ڈرو اور مجھے ذلیل نہ کرو انہوں نے کہا کیا ہم نے تمہیں دنیا بھر کے (ٹھکانے) سے منع نہیں کیا

قَالَ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ﴿۷۱﴾ لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ

کہا کہ یہ ہیں بیٹیاں میری اگر ہو تم کرنے والے قسم ہے زندگی تیری کی [2] تحقیق وہ

لوط نے کہا کہ یہ میری بیٹیاں موجود ہیں اگر تم ایسا کرنا چاہتے ہو (رسالتمآب) آپ کی جان کی قسم وہ اپنے نشے

لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿۷۲﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ ﴿۷۳﴾

البتہ بیچ مستی اپنی کے سرگرداں تھے پس پکڑا ان کو آواز سخت نے سورج نکلتے ہوئے

میں سرگرداں تھے سورج نکلتے ہی ان کو بڑے زور کی آواز نے آ پکڑا

فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن

پس کیا ہم نے اوپر اس کا نیچے اس کے اور برسائے ہم نے اوپر ان کے پتھر اوپر

پھر ہم نے (الٹ کر) ان بستیوں کے اوپر کے حصے کو نیچے کر دیا اور ان پر کنکر کے پتھر

سِجِّيلٍ ﴿۷۴﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِينَ ﴿۷۵﴾ وَإِنَّهَا

کنکر سے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے پہچاننے والوں کے اور تحقیق وہ بستی

برسائے بیشک اس (قصہ) میں عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں اور یہ بستیاں

حل لغات۔
[1] فلا تفضحون۔ یہ اصل میں تھا لا تفضحونی۔ یائے متکلم رعایت فواصل کی وجہ سے حذف ہو گئی۔ فضیحۃ کہتے ہیں ایک ایسے امر کے ظاہر کرنے کو جس سے شرمندگی و عار لازم آئے۔ بولا کرتے ہیں فضح یفضح فضحا و فضیحۃ۔ [2] لعمرک۔ عُمر اور عَمر دونوں کے ایک معنی ہیں۔ بولا کرتے ہیں عمر الرجل یعمر عُمرا و عَمرا۔ لیکن جب اہل محاورہ اس کے ساتھ قسم کھاتے ہیں تو صرف فتح عین کے ساتھ استعمال کرتے ہیں کیونکہ فتح اخف الحرکات ہے۔ اور قسم کھانے

(بقیہ صفحہ ۳۷۵) اس بستی میں لوط ؑ بھی موجود ہیں۔ہم ان کی بیوی کے سوا ان کے سب گھر والوں کو نجات دینے والے ٹھیرائے گئے ہیں اور اے ابراہیم! اس میں زیادہ حجت اب بیکار ہے تیرے رب کا حکم ہو چکا۔ اس مجرم قوم کو ضرور عذاب پہنچے گا۔ ابراہیم علیہ السلام کے اس واقعہ کا بیان صفحہ ۳۲۶ و ۳۲۷ پیچھے لکھا گیا ہے۔ ف۱۲ معلوم ہوا کہ کامل بھی ظاہر اسباب پر بولتے ہیں۔ (موضح القرآن) ف۱۳ عذاب سے نڈر ہونا اور فضل سے ناامیدی دونوں کفر کی باتیں ہیں یعنی آگے کی خبر اللہ تعالیٰ کو ہے۔ ایک بات پر دعویٰ کرنا یقین کر کے یہی کفر کی بات ہے لیکن دل کے خیال پر پکڑ نہیں۔ جب منہ سے دعویٰ کرے تب گناہ ہوتا ہے۔ (موضح القرآن) ف۱۴ وہ عورت دل سے منافق تھی لیکن حق تعالیٰ بغیر تقصیر ظاہر کے عذاب نہیں کرتا ایک حکم ایسا بھیجا کہ اس سے ہوسکا وہ پیکر منہ پھیر کر نہ دیکھو۔ پھر اس گناہ پر عذاب میں پکڑا۔ (موضح)

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ یعنی ہم اوپرے آدمی نہیں فرشتے ہیں قوم پر عذاب لائے ہیں۔ (موضح)

ف۲ ہم سچ کہتے ہیں۔ آپ مطمئن ہو جائیے یہ بالکل پکی اور اٹل بات ہے یعنی ان کی اس خبر میں جو انھوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو ان کی نجات اور ان کی قوم کی ہلاکت کی خبر دی تھی جس میں قطعاً جھوٹ کا احتمال نہیں (ابن کثیر)

ف۳ حضرت لوط علیہ السلام سے کہہ رہے ہیں کہ رات کا کچھ حصہ گزرتے ہی آپ اپنے گھر والوں کو لے کر یہاں سے چلے جائیں۔ خود آپ ان سب کے پیچھے رہیں تاکہ ان کی اچھی طرح نگرانی کر سکیں۔ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کے آخر میں چلا کرتے تھے تاکہ کمزور اور گرے پڑے لوگوں کا خیال رہے پھر فرمایا کہ جب قوم پر عذاب آئے اور ان کا شور وغل سنائی دے تو ہرگز ان کی طرف نظر نہ اٹھانا ان کو اسی عذاب و سزا میں چھوڑ کر جانے کا تم کو حکم ہے چلے جاؤ گویا ان کے ساتھ کوئی تھا جو انھیں راستہ دکھاتا جائے (مدم ابن کثیر)

ف۴ قوم لوط کو جب معلوم ہوا کہ حضرت لوط علیہ السلام کے گھر نوجوان خوب صورت مہمان آئے ہیں کیونکہ فرشتے خوبصورت انسانوں کی شکل میں آئے تھے تو وہ بد ارادوں سے خوشیاں مناتے ہوئے چڑھ دوڑے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ان کو سمجھانا شروع کیا کہ اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں میں مجھے رسوا نہ کرو۔ اس وقت خود لوط علیہ السلام کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ فرشتے ہیں جیسے کہ سورۂ ہود میں ہے۔ جب ان فرشتوں نے بتایا کہ ہم انسان نہیں اللہ کے فرشتے ہیں۔ یہ لوگ ہم تک نہیں پہنچ سکتے، تب لوط علیہ السلام کو تسلی ہوئی (فائدہ ستاریہ)

ف۵ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی جان پیدا نہیں کی جو اللہ تعالیٰ پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عزت رکھتا ہو اور میں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے سوا قسم کھاتے نہیں سنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِىْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ (ابن جریر) جامع البیان والے نے کہا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی قسم کھانی حرام ہے۔ بہت حدیثوں سے اس کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ اللہ کے بندوں کو لائق نہیں کہ وہ اس کے سوا کسی اور کی قسم کھائیں۔ ہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی مخلوقات میں سے جس چیز کی چاہے قسم کھائے وہ مالک اور مختار ہے (فتح)

ف۶ آخر سورج نکلنے کے وقت آسمان سے ایک دل ہلا دینے والی اور جگر پاش پاش کر دینے والی چنگھاڑ کی آواز آئی اور ساتھ ہی ان کی بستیاں اوپر کو اٹھیں، آسمان کے قریب پہنچ گئیں اور وہاں سے الٹ دی گئیں، اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا اوپر ہو گیا ساتھ ہی ان پر آسمان سے پتھر برسے ایسے جیسے پکی مٹی کے کنکر آلود پتھر ہوں۔ بس اس واقعہ میں بڑی زبردست نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو انجام امر میں فکر کرتے ہیں اور اپنے خالق کے وجود پر دلیل لاتے ہیں ابو عبیدہ نے کہا اس میں نشانیاں ہیں بصیرت والوں کے لئے اور بعض نے کہا فراست والوں کے لئے۔ بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں اور ترمذی و ابن جریر اور ابن ابی حاتم و ابن سُنی، ابو نعیم ابن مردویہ، خطیب نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ۔ بعض روایات میں ہے وَيَنْطِقُ بِتَوْفِيْقِ اللّٰهِ۔ مومن کی فراست سے بچو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ۝ (فتح البیان)

ے موقع پر ان کے ہاں تعزیٰ اور تکثر کی کثرت سے بولا جاتا ہے تو خفت کے اختیار کرنے کے لئے صرف فتح مستعمل ہوتا ہے۔ ت۱۲ مُشْرِقِيْنَ شروق سے لیا گیا ہے اور شروق کہتے ہیں مشرق کی طرف سے کسی چیز کے طلوع کرنے کو۔ بولا کرتے ہیں شرق الشارق یشرق شروقا ای طلع من جانب الشرق۔ اور اسی سے ہے ما ذر شارق ای طلع طالع مشرقین کے معنی ہیں داخلین فی الشروق۔ بولا کرتے ہیں اشرق الرجل اذا دخل فی الشروق۔ یہاں شروق سے مراد ہے سورج کا نکلنا۔ ت۱۳ لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ لیا گیا ہے سِمَة سے اور سِمَة کہتے ہیں اثر اور علامت کو بولا کرتے ہیں توسمت فی فلان خیرا ای رایت فیہ اثرا منہ یہاں متوسمین معنی میں ہے متفکرین کے کیونکہ یہ لوگ کسی چیز کی حقیقت کو اس کی علامت و صفت سے فوراً پہچان جاتے ہیں۔

لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَاِنْ

البتہ ایک راہ چلتے ہے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے ایمان والوں کے اور تحقیق

شاہراہ پر واقع ہیں اس میں ایمانداروں کے لیے یقینا بڑی عبرت ہے اور بن کے

كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَ

تھے رہنے والے بن کے البتہ ظالم پس بدلا لیا ہم نے ان سے اور

رہنے والے بھی بہت ظالم تھے سو ہم نے انکو بھی سزا دی اور

اِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۹﴾ ۘ ع وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ

تحقیق وہ دونوں البتہ بیچ رستے ظاہر کے ہیں اور البتہ تحقیق جھٹلایا رہنے والوں حجر کے نے

وہ دونوں شہر شاہراہ پر واقع ہیں اور حجر کے رہنے والے لوگوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَ

پیغمبروں کو اور دیں ہم نے انکو نشانیاں اپنی پس ہوئے ان سے منہ پھیرنے والے اور

تھا اور ہم نے انکو اپنی نشانیاں دی تھیں پھر بھی وہ لوگ روگردانی کیا کرتے اور

كَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ

تھے تراشتے پہاڑ سے گھر امن چاہتے والے پس پکڑا ان کو

وہ لوگ پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے تھے کہ امن سے رہیں سو ان کو صبح ہوتے

الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

آواز تند نے صبح ہوتے وقت پس نہ کفایت کی ان سے اس چیز نے کہ تھے

کی ایک سخت آواز نے آ پکڑا تو جو کچھ وہ کیا کرتے تھے ان کے کچھ بھی

يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا

کماتے اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور اس چیز کو

کام نہ آیا اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان

بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ

کہ درمیان ان کے ہے مگر ساتھ حق کے اور تحقیق قیامت البتہ آنے والی ہے پس درگزر کر درگزر کرنا

ہے بے کار نہیں بنایا اور قیامت یقینا آنے والی ہے سو آپ نہایت بہتر درگزر کیجئے

الْجَمِيْلَ ﴿۸۵﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ

نیک تحقیق رب تیرا وہی پیدا کرنے والا جاننے والا اور البتہ تحقیق دیں ہم نے تجھ کو

کام لیں بلاشبہ آپ کا پروردگار ہی سب کا پیدا کرنے والا اور سب کا جاننے والا ہے اور ہم نے آپ کو سات

سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿۸۷﴾ لَا تَمُدَّنَّ

سات چیزیں کو دوہرائی جاتی ہیں اور قرآن بڑا مت لمبی کر

آیتیں عطا کیں جو مکرر پڑھی جاتی ہیں اور قرآن عظیم دیا ہے ان لوگوں کی کئی جماعتوں کو

عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ

دونوں آنکھیں اپنی طرف اس چیز کی کہ فائدہ دیا ہم نے ساتھ اس کے کئی قسموں کو ان میں سے اور مت غم کھا اوپر ان کے

جن چیزوں سے ہم نے بہرہ مند کر رکھا ہے آپ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھئے اور نہ ان پر غم کیجئے اور مومنوں سے

ع ۵ / ۵

حل لغات۔
۱؎ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ ایکہ درختوں کا بن جہاں درخت نہایت گنجان اور گھنے دار ہوں۔ اس میں دو لغت ہیں ایکہ اور ایک جس طرح شجرۃ اور شجر۔
۲؎ لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ۔ اِمَام اسے کہتے ہیں جس کی تابعداری کی جاسکے۔ یہاں مراد ہے طریق واضح۔ اور طریق واضح کو امام کے ساتھ تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ چلنے والا اس کی اقتدا کرتا ہے یہاں تک کہ منزل مقصود کو پہنچ جاسکے۔ ۳؎ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ۔ حجر اس میدان کا نام ہے جس میں قوم ثمود بستی تھی۔ یہ جگہ مدینہ اور شام کے مابین واقع ہے۔

ف١ اصحاب الایکہ سے قوم شعیب مراد ہے۔ ایکہ درختوں کے جھنڈ کو کہتے ہیں۔ ان کی بستی لوطیوں کے قریب تھی اور ان کا زمانہ بھی اُن سے بہت قریب تھا پر دونوں بستیاں بر سرِ عام تھیں۔ حجر والوں سے ثمود کی مراد ہیں جنھوں نے اپنے نبی حضرت صالح علیہ السلام کو جھٹلایا۔ ظاہر ہے کہ ایک نبی کو جھٹلانے والا گویا سب نبیوں کا انکاری ہے اسی لئے جمع کا صیغہ فرمایا۔ یہ لوگ تکبر کے طور پر پہاڑوں میں مکان تراشتے تھے۔ حدیث ابن عمرؓ میں ہے قَالَ لَمَّا مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحِجْرِ قَالَ لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مَّا اَصَابَهُمْ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ ثُمَّ قَنَّعَ رَاْسَهٗ وَ اَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى جَازَ الْوَادِيَ (بخاری کتاب المغازی) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک جاتے ہوئے ان قوم ثمود کی بستیوں (مکانوں) کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر پر کپڑا ڈال لیا اور سواری کو تیز کر دیا اور فرمایا کہ ان عذاب میں برباد شدہ بستیوں سے روتے ہوئے گزرو۔ ان سے عبرت حاصل کرو۔ (ابن کثیر وغیرہ) آیت ہٰذا میں فرمایا کہ ثمودی لوگ پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے تھے حدیث میں ہے كُلُّ بِنَاءٍ وَبَالٌ عَلٰى صَاحِبِهٖ اِلَّا مَا كَانَ هٰكَذَا وَاَشَارَ بِكَفِّهٖ (ترغیب مطبوعہ ہند صفحہ ٣٦٥) یعنی ہر ایک تعمیر وبال ہے تعمیر کرانے والے پر مگر جو اس قدر ہو کہ آدمی اپنا ہاتھ اوپر کو اٹھائے تو اس کی چھت کو پہنچ جائے یعنی مطلب یہ ہوا کہ مکانات اور تعمیرات کسی بھی قسم کی ہوں سب وبال ہی وبال ہیں، صرف اپنے رہنے کے واسطے یہ تو اس کے لئے روا اور معاف ہے، وبال نہیں۔ ابو بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت میں مرفوعاً یہ لفظ ہیں اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ هَوَانًا اَنْفَقَ مَالَهٗ فِي الْبُنْيَانِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو ذلیل کرنا چاہتا ہے تو اس کا مال تعمیروں میں خرچ کروا دیتا ہے۔ ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی غزوے میں تشریف لے گئے، پیچھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پکی اینٹوں کا حجرہ بنا لیا پس جب آپؐ واپس تشریف لائے اور دیکھا تو آپ نے اس کو ناپسند کیا اور فرمایا اِنَّ شَرَّ مَا ذَهَبَ فِيْهِ مَالُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ الْبُنْيَانُ یعنی تحقیق سب سے زیادہ بُرا اور خراب موقع جس میں مسلمان کا مال برباد ہو وہ تعمیر ہے۔ ان احادیث کا مقصد واضح ہے کہ اسلام نے مسلمان کو تبذیر و اسراف سے روکا ہے ورنہ ہر وہ تعمیر جس میں تجارت و بیع ہو مثلاً ایسے مکانات بنانا جن کی خرید و فروخت یا کرایہ پر دیکر اپنی معاش حاصل کرنا مقصود ہو تو یہ سب تعمیرات روا اور جائز درست ہے کیونکہ حلال روزی کمانے کا شرع سے حکم ہے فقط

ف٢ اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ اس سے مراد فاتحہ ہے اور یہی قول ہے عمر، علی، ابن مسعود، ابوہریرہ، قتادہ رضی اللہ عنہم و حسن مجاہد، ربیع کلبی، ابو العالیہ ضحاک، سعید بن جبیر رحمہم اللہ کا۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھے افضل سورت نہ سکھاؤں اس سے پہلے کہ مسجد سے باہر جاؤں۔ تو آپؐ نکلنے لگے۔ میں نے آپؐ کو یاد دلایا۔ آپؐ نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ سبع مثانی ہے اور بڑے درجہ کا قرآن فاتحہ کا مثانی کے ساتھ مسمّٰی ہونا اس لئے ہے کہ وہ ہر نماز میں ہر رکعت میں دہرائی جاتی ہے اور بار بار پڑھی جاتی ہے (فتح البیان) موضح میں ہے یعنی یہ نعمت بڑی دیکھ اور کافروں کی ضد سے خفا نہ ہو سات آیتوں کو وظیفہ کہا سورۂ فاتحہ کو اور بڑے درجہ کا قرآن بھی اسکو کہا ہر سورۃ قرآن ہے پر سب سے بڑی ہے درجہ میں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا ہو پھر کسی کی اور نعمت دیکھ کر جو ہوس کرے تو اس نے قرآن کی قدر نہ جانی۔ احادیث سے ثابت ہے کہ یہاں سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ سے مقصود سورۂ فاتحہ ہے۔ یہاں خصوصیت کے ساتھ سورۂ فاتحہ کا اس لئے ذکر کیا کہ وہ قرآن کی تمام تعلیم کا خلاصہ اور ایمان و عمل کی زندگی کا روزانہ دستور العمل ہے، اور جس فرد اور جماعت کی زندگی ان سات آیتوں کی ورد و مداومت میں بسر ہو رہی ہے ممکن نہیں کہ وہ دینی و دنیوی سعادتوں سے محروم رہے۔ اس آیت سے سورۂ فاتحہ کی فضیلت کے ساتھ یہ بات بھی محقق ہو گئی کہ اس کی سات آیتیں ہیں۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین عظام رحمہم اللہ کی ایک بڑی جماعت اس طرف گئی ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اسکی پہلی آیت ہے اور پھر یہی وجہ ہے کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ فاتحہ ہمیشہ سات وقفوں کے ساتھ پڑھا کرتے تھے اور ہر آیت کا آخری لفظ کسی قدر کھینچ کر ختم کرتے تھے جو اختتام آیت کی قدرتی صورت ہے۔ ایسا نہیں کرتے تھے کہ صرف تین وقفوں میں پوری سورت ختم کر دیں یعنی الحمد سے لے کر یوم الدین تک ایک سانس میں اور اہدنا الصراط المستقیم سے لے کر ولا الضالین تک ایک سانس میں جیسا کہ آج کل قرارت کا عام طریقہ اختیار کر لیا گیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر آیت الگ الگ پڑھتے تھے یعنی بسم اللہ پڑھ کر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (وقف) اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (وقف) مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (وقف) آخر تک اسی طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے۔ اور فی الحقیقت سورۂ فاتحہ کے پڑھنے کا قدرتی اور صحیح طریقہ یہی ہو سکتا ہے۔ سورۂ فاتحہ ایک دعا ہے اور اس کی ہر آیت سائل کی زبان سے نکلی ہوئی طلب و الحاج کی ایک صدا کا حکم رکھتی ہے۔ جب سائل کسی کے آگے کھڑا ہوتا ہے تو (باقی برصفحہ ٣٧٨)

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٨﴾ وَقُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ

اور نیچے کر بازو اپنے کو واسطے ایمان والوں کے دل اور کہہ میں ڈرانے والا ہوں

شفقت کے ساتھ پیش آئیے اور کہہ دیجئے کہ میں تو (عذاب سے) کھلم کھلا ڈرانے

الْمُبِينُ ﴿٨٩﴾ كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ ﴿٩٠﴾ الَّذِينَ جَعَلُوا

ظاہر جس طرح اتارا ہم نے اوپر بانٹنے والوں کے جنہوں نے کیا

والا ہوں جس طرح ہم نے ان لوگوں پر عذاب نازل کیا جنہوں نے بارہ بانٹ کر دیا۔ (یعنی) انہوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے

الْقُرْآنَ عِضِينَ ﴿٩١﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٩٢﴾ عَمَّا

قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پس قسم ہے رب تیرے کی البتہ سوال کریں گے ہم ان سے سب سے اس چیز سے

کر دیا۔ آپ کے پروردگار کی قسم! ہم ان سب سے باز پرس کریں گے ان کاموں

كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ

کہ تھے عمل کرتے وہ پس آشکارا کر اس چیز کو کہ حکم کیا جاتا ہے تو اور منہ پھیر لے

کی جو وہ کرتے رہے پس جس بات کا آپ کو حکم دیا گیا ہے ان کو صاف صاف کہہ دیجئے اور

الْمُشْرِكِينَ ﴿٩٤﴾ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ﴿٩٥﴾ الَّذِينَ

مشرکوں سے تحقیق ہم نے کفایت کیا ہم تیری ٹھٹھا کرنے والوں سے وہ جو

مشرکوں کی ذرا پرواہ نہ کیجئے ہم آپ کی طرف سے کافی ہیں بیشک تمسخر کرنے والوں کو (اور) ان لوگوں کو جو

يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٩٦﴾ وَلَقَدْ

مقرر کرتے ہیں ساتھ اللہ کے معبود اور پس البتہ جان لیں گے اور البتہ تحقیق

اللہ کے ساتھ دوسرا معبود قرار دیتے ہیں عنقریب یہ لوگ جان لیں گے اور بالتحقیق

نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ﴿٩٧﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ

جانتے ہیں ہم کہ تو تنگ ہوتا ہے سینہ تیرا ساتھ اس چیز کے کہ کہتے ہیں پس اپنی پاکی بیان کر ساتھ تعریف

ہمیں معلوم ہے کہ جو باتیں یہ لوگ کرتے ہیں ان سے آپ کا دل تنگ ہوتا ہے سو اپنے رب کی حمد وثنا بیان

رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ ﴿٩٨﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ

رب اپنے کی اور ہو سجدہ کرنے والوں سے اور عبادت کر رب اپنے کی یہاں تک کہ

کیجئے اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جائیے اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہئے حتیٰ کہ

يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ﴿٩٩﴾

آوے تجھ کو موت تک

آپ کو آ پہنچے (یعنی موت) پیش آئے

سُورَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَثَمَانٌ وَعِشْرُونَ آيَةً وَسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوعًا

سورۃ نحل کی ہے اور اس کی ایک سو اٹھائیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں

سورۂ نحل مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ۱۲۸ آیتیں اور سولہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع (کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو نہایت رحم والا بڑا مہربان ہے۔

حل لغات۔

لہ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ۔ خفض نقیض ہے رفع کی اور رفع کے معنے ہیں بلند کرنے کے تو اس کے معنے ہوئے پست کرنے کے لان الاشیاء تعرف باضدادہا۔ اور اسی سے ہے قولہ تعالیٰ خافضۃ رافعۃ اور جناح الانسان کنایہ ہے آدمی کے ہاتھ سے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں آیا ہے واضمم الیک جناحک من الرہب پس خفض ج

(بقیہ صفحہ ۳۲۷) طلب و نیاز کے لہجہ میں ٹھہر ٹھہر کر ایک ایک بات کہتا ہے ایسا نہیں کہ ایک خطیب کی طرح مسلسل تقریر کرنا شروع کر دے اور ایک ہی سانس میں سب کچھ کہہ جائے۔ یہ حقیقت اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے جب قرآن مجید کے ان تمام مقامات پر نظر ڈالی جائے جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وقف کرنا روایات سے ثابت ہوتا ہے ان میں متعدد مقامات ایسے ہیں جہاں متاخرین قرار کے نزدیک وقف نہیں ہونا چاہیے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وقف کرنا ثابت ہے اور اگر مقام کی نوعیت پر غور کرو گے تو واضح ہو جائے گا کہ طریق کلام کا خطیبانہ اسلوب یہی چاہتا ہے کہ یہاں وقفہ ہو۔ بغیر اس کے زور کلام ابھرتا نہیں۔ اور گو آیت میں بات پوری نہیں ہوئی ہے لیکن موقع کا قدرتی اسلوب خطاب یہی ہے کہ وقفہ کیا جائے۔ اقتباس (ترجمان القرآن مولانا آزاد) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں وقف کر دیا وہاں وقف کرنا ہی چاہیے اور اس بارے میں رسمی قرار وغیرہ کے قول کو قابل التفات نہ جاننا چاہیے کہ خیریت اطاعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی ہے۔ مولانا آزاد کی تقریر کا منشا بھی یہی ہے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَفْقَهُوْنَ۔

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ص کو خطاب فرمایا کہ دنیا کی ٹیپ ٹاپ مال و متاع جو دینی امور میں حائل ہو کی طرف نظر نہ ڈالیے۔ ہم نے تم کو تعلیم اسلام قرآن جیسی دولت و نعمت دی ہے جس کے آگے سب دولتیں ہیچ ہیں۔ آپ غم نہ کھایئے کہ یہ مسلمان کیوں نہیں ہوتے یعنی آپ ان کے اس حال پر دلگیر ہو کر اپنے خیر خواہ کو اپنا دشمن سمجھ رہے ہیں اپنی گمراہیوں اور اخلاقی خرابیوں کو اپنی خوبیاں سمجھے بیٹھے ہیں، خود اس راستہ پر جا رہے ہیں اور اپنی ساری قوم کو اس پر لئے جا رہے ہیں جس کا یقینی انجام ہلاکت ہے اور جو شخص انھیں سلامتی کی راہ دکھا رہا ہے اس کی سعی اصلاح کو ناکام بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کئے ڈالتے ہیں لہٰذا آپ تبلیغ حق ادا کرتے رہئے اور ایمان داروں کے ساتھ تواضع کا برتاؤ رکھئے۔

ف۲ امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیت ہٰذا کی تفسیر یوں کی ہے۔ مقتسمین وہ کتاب والے ہیں جنھوں نے اپنی کتاب کے ٹکڑے ٹکڑے کئے کسی حکم کو مانا اور کسی سے انکار کیا۔

ف۳ یہ سوال کلمہ لا الہ الا اللہ کے متعلق ہر ہر فرد سے قیامت کے دن ہوگا (ابن کثیر) ترمذی، طبرانی اور مسند بزار کے حوالہ سے ابو برزہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کی صحیح روایتیں ہیں کہ قیامت کے دن ہر شخص سے چار باتوں کا سوال کیا جائے گا۔ (۱) تمام عمر کن کاموں میں گزاری (۲) جوانی میں کیا کیا۔ (۳) روپیہ پیسہ دولت کیوں کر حاصل کئے اور کہاں خرچ کیا۔ (۴) دین کی باتوں پر کیا عمل کیا۔ ان حدیثوں کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے۔

ف۴ یہاں یقین سے مراد موت ہے۔ سورۂ مدثر میں بھی یہ لفظ آیا ہے جہاں ذکر ہے کہ دوزخی اپنی بداعمالیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہیں گے کہ ہم ان ہی میں غرق رہے حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ۝ یہاں تک کہ اسی حال میں ہم کو موت آگئی۔ یہاں بھی موت کی جگہ لفظ یقین ہے۔ حضرت عثمان بن مظعون کے انتقال کے ذکر والی حدیث میں بھی موت کے لئے یقین کا لفظ بولا گیا ہے۔ اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ نماز وغیرہ عبادت انسان پر فرض ہے جب تک کہ اس کی عقل باقی رہے اور ہوش و حواس ثابت ہو جیسی اس کی حالت ہو اس کے مطابق نماز ادا کرے۔ بدمذہبوں نے اس سے اپنے مطلب کی بات گھڑ لی ہے جب تک انسان درجہ کمال تک نہ پہنچے اس پر عبادات فرض رہتی ہیں لیکن جب معرفت کی منزلیں طے کر چکا تو عبادت کی تکلیف ساقط ہو جاتی ہے یہ سراسر کفر، ضلالت اور جہالت ہے۔ یہ لوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ انبیاء علیہم السلام اور خصوصًا سید الرسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین معرفت کے تمام درجے طے کر چکے تھے اور خدائی علم و عرفان میں سب دنیا سے کامل تھے، اللہ تعالیٰ کی صفات و ذات کا سب سے زیادہ علم رکھتے تھے، باوجود اس کے سب سے زیادہ اللہ کی عبادت کرتے تھے اور اطاعت میں تمام دنیا سے زیادہ مشغول تھے۔ آخری دم تک اسی میں لگے رہے پس ثابت ہے کہ یہاں مراد یقین سے موت ہے۔ تمام مفسرین صحابہ تابعین وغیرہ کا یہی مذہب ہے۔ مشکوٰۃ صفحہ ۴۴۳ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنْ اَجْمَعَ الْمَالَ وَاَكُوْنَ مِنَ التَّاجِرِيْنَ وَلٰكِنْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنْ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ وَاعْبُدْ رَبَّكَ (باقی بر صفحہ ۳۲۹)

★ جناح کنایہ ہے لین اور رفق اور تواضع سے۔ ۲؎ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ۔ عضین جمع عضۃ کی۔ اور عضۃ اصل میں تھا عضوۃ مشتق عضیت الشیٔ اذا فرقتہ سے کسی چیز کے چند ٹکڑے ہوں تو ہر ٹکڑے کو عضۃ کہتے ہیں اور تعضیہ کہتے ہیں ٹکڑے اور تفریق کو۔ بولا کرتے ہیں عضیت الجزور والشاۃ تعضیۃ اذا جعلتھا اعضاء وقسمتھا۔ حدیث میں آیا ہے لا تعضیۃ فی میراث الا فیما احتمل القسمۃ ای لا تجزیۃ فیما لا یحتمل القسمۃ کالجوہرۃ والسیف تو جعلوا القرآن عضین کے معنے ہیں جزؤہ اجزاء۔ ۳؎ فَاصْدَعْ صدع لغت میں کہتے ہیں پھاڑنے اور حق و باطل میں تمیز کرنے کو۔ ایک شاعر کہتا ہے ۔ ہذا الخلیفۃ فارضوا ما قضی لکم ::: بالحق یصدع ما فی قولہ حیف ۔ یصدع ای یفصل اور بولا کرتے ہیں تصدع القوم ای تفرقوا۔ اور اسی سے ہے قول تعالیٰ یَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ۔ شاید درد سر کو اسی واسطے صداع کہتے ہیں کہ اس تکلیف سے سر کی کھوپڑی گویا پھٹی جاتی ہے۔ صبح کو صدیع کہنے کی یہی وجہ ہے کہ وہ تاریکی

أَتٰٓى أَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ①

آن پہنچا حکم اللہ کا پس مت جلدی کرو اس کو پاک ہے وہ اور بلند ہے اس سے کہ شریک کرتے ہیں

اللہ کا حکم آپہنچا۔ پس تم اس کے لئے جلدی نہ کرو وہ پاک ہے اور ان لوگوں کے شرک سے بالا و برتر

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ أَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ

اتارتا ہے فرشتوں کو ساتھ روح کے سے اپنے حکم پر جسکے چاہتا ہے

وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے فرشتوں کو وحی دے کر بھیجتا ہے کہ تم (لوگوں کو)

عِبَادِهٖٓ أَنْ أَنْذِرُوْٓا أَنَّهٗ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنَا فَاتَّقُوْنِ ② خَلَقَ

بندوں اپنے سے کہ ڈراؤ ساتھ اس بات کے کہ نہیں کوئی معبود مگر میں پس ڈرو مجھ سے پیدا کیا

مطلع کر دو کہ میرے (یعنی خدا کے) سوا کوئی معبود نہیں سو مجھ ہی سے ڈرو اس نے

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ③

آسمانوں کو اور زمین کو ساتھ حق کے بلند ہے اس سے کہ شریک کرتے ہیں

آسمانوں کو اور زمین کو ٹھیک طور پر پیدا کیا وہ ان لوگوں کے شرک سے بالاتر ہے

خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ④

پیدا کیا انسان کو سے نطفے پس ناگہاں وہ جھگڑنے والا ہے ظاہر کھلا

انسان کو پانی کے ایک قطرے سے بنایا پھر وہ کھلم کھلا (خدا کے بارے میں) جھگڑنے لگا

وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا

اور چارپایوں کو پیدا کیا ان کو واسطے تمہارے بیچ ان کے گرم لباس ہے اور فائدے ہیں اور ان میں سے

اور چارپایوں کو بھی اسی نے پیدا کیا ۔ تمہارے لئے ان سے جاڑے کا سامان اور دیگر کئی فائدے حاصل ہوتے ہیں اور ان میں سے

تَأْكُلُوْنَ ⑤ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ

کھاتے ہو اور واسطے تمہارے بیچ ان کے جمال ہے جس وقت کہ شام کو چرا کر لاتے ہو اور جب

بعض کو تم کھاتے بھی ہو اور جب شام کو انہیں (جنگل سے) لاتے ہو اور جب صبح کو (جنگل) چرانے لے جاتے ہو تو تمہارے

تَسْرَحُوْنَ ⑥ وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ

چرانے کو نکالتے ہو اور اٹھا لے جاتے ہیں بوجھ تمہارے طرف کسی شہر کے کہ نہ تھے تم پہنچنے والے اس کے

لئے ان میں زینت ہے اور وہ تمہارے بوجھ اٹھا کر ان شہروں تک لے جاتے ہیں جہاں تک تم (اپنا) بوجھ اٹھا کر جان مارے بغیر نہیں

إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ ۭ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ⑦ وَ

مگر ساتھ آدھی جان کے تحقیق پروردگار تمہارا البتہ شفقت کرنے والا مہربان ہے اور

پہنچ سکتے کچھ شک نہیں کہ تمہارا رب نہایت مہربان اور رحم والا ہے اور

الْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ۭ وَيَخْلُقُ

گھوڑے اور خچر اور گدھے تاکہ سوار ہو ان پر اور واسطے زینت کے اور پیدا کرتا ہے

گھوڑوں ، خچروں اور گدھوں کو بھی (پیدا کیا) تاکہ تم ان پر سواری کرو اور زینت کے لئے بھی

مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ⑧ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ۭ

جو کچھ نہیں جانتے ہو تم اور اوپر اللہ کے سیدھی راہ ہے اور بعض ان میں سے کج ہے

اور وہ ایسی چیزیں پیدا کرتا ہے جن کی تم کو خبر نہیں ۔ اور سیدھی راہ تو اللہ تک جا پہنچتی ہے اور کئی راہیں ٹیڑھی بھی ہیں

حل لغات۔

۱ حِیْنَ تُرِیْحُوْنَ وَ حِیْنَ تَسْرَحُوْنَ۔ تسرحون لیا گیا ہے سرح سے اور سرح کہتے ہیں صبح کے وقت جانوروں کو چراگاہ کی طرف نکالنے کو۔ بولا کرتے ہیں سرح القوم ابلھم سرحا اذا اخرجوھا بالغداۃ الی المرعی۔ اور تریحون ماخوذ ہے اراحۃ سے اور اراحۃ کے معنی ہیں شام کے وقت اونٹوں کو ان کی راحت کی جگہ واپس لانا جہاں وہ رات گزارتے ★

(بقیہ صفحہ ۳۷۸) حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ یعنی مجھ کو اللہ نے اس لئے نبی بنا کر نہیں بھیجا کہ میں مال جمع کروں اور سوداگری کروں (صرف اسی میں لگ جاؤں) بلکہ مرتے دم تک حمد و ثنا اور عبادت کرتا رہوں۔

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی ہے۔ اس میں شہد کی مکھی کا تذکرہ صفات الٰہی کے تحت ہوا ہے۔ شہد کی مکھی اور اس کی معاشرت و تنظیم پھر شہد تیار کرنے کے لئے اس کی جد و جہد یہ سب قدرت کے عجائبات میں سے ہیں۔ چونکہ اس سورت شریف میں اس مکھی کا ذکر ہے اس لئے اس کو اسی نام سے موسوم کیا گیا۔

ف۲ یعنی اللہ کا یہ حکم کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت غالب و منصور اور حق کے مخالفین مغلوب و ذلیل ہوں گے جنھیں دنیا میں مسلمان مجاہدین کے ہاتھوں اور آخرت میں براہ راست احکم الحاکمین کے دربار سے شرک و کفر کی سزا ملے گی۔ اس حکم کے وقوع کا وقت قریب آپہنچا اور قیامت کی گھڑی بھی دور نہیں ہے۔ جس چیز کا آنا یقینی ہو اُسے آئی ہوئی سمجھنا چاہئے، پھر جلدی مچانے کی کیا ضرورت ہے۔ کفار ازراہ تکذیب و استہزاء کہا کرتے تھے کہ جس عذاب یا قیامت کے آنے کا تم وعدہ کرتے ہو وہ جلد کیوں نہیں آجاتا۔ انھیں متنبہ فرمایا کہ تمہارے ایسا کہنے سے وہ ٹلنے والا نہیں بلکہ حتمی اور یقینی طور پر جلد آیا چاہتا ہے جس قدر دیر لگ رہی ہے وہ بھی ایک طرح سے تمہارے حق میں مفید ہے ممکن ہے بعض کو اصلاح و توبہ کی توفیق مل جائے۔ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ (سورۃ العنکبوت رکوع ۶) يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ (سورۃ الشوریٰ رکوع ۲) موضح الفرقان نیز معتبر سند سے تفسیر ابن مردویہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس وقت سورہ نحل کی یہ آیت اتری کہ آیا حکم اللہ کا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ڈر گئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اور سب نے جانا کہ قیامت آگئی۔ اتنے میں دوسرا یہ ٹکڑا آیت کا نازل ہوا کہ جلدی نہ کرو۔ پھر آپ نے اپنی دونوں انگلیاں ملا کر فرمایا کہ میں اور قیامت یوں ملے ہوئے ہیں جس طرح یہ دونوں انگلیاں ملی ہوئی ہیں۔ مطلب آپ کا یہ ہے کہ جب نبی آخر الزماں صلے اللہ علیہ وسلم آچکے تو پھر قیامت کے آنے میں اب کیا دیر ہے۔» حدیث مختصر طور پر صحیح بخاری و مسلم میں بھی سہل بن سعد، انس بن مالک اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کی روایت سے آئی ہے جس میں نزول کا ذکر نہیں ہے (احسن) اور ترغیب صفحہ ۷۲۳ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے تَطْلُعُ عَلَيْكُمْ قَبْلَ السَّاعَةِ سَحَابَةٌ سَوْدَاءُ مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ مِثْلَ التُّرْسِ فَلَا تَزَالُ تَرْتَفِعُ فِي السَّمَاءِ وَتَنْتَشِرُ حَتّٰى تَمْلَاَ السَّمَاءَ ثُمَّ يُنَادِيْ مُنَادٍ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَتٰى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ الرَّجُلَيْنِ يَنْشُرَانِ الثَّوْبَ فَلَا يَطْوِيَانِهٖ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَمْدُرُ حَوْضَهُ فَلَا يَسْقِيْ مِنْهُ شَيْئًا اَبَدًا وَالرَّجُلُ يَحْلُبُ نَاقَتَهٗ فَلَا يَشْرَبُهٗ اَبَدًا یعنی قیامت کے قریب مغرب کی جانب سے ڈھال کی طرح کا سیاہ ابر نمودار ہوگا اور وہ بہت جلد آسمان پر چڑھے گا پھر اس میں سے ایک منادی ندا کرے گا اور کہے گا امر خداوندی آپہنچا اب جلدی نہ کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم؛ قیامت ایسے یکایک آجائے گی کہ دو شخص جو کسی کپڑے کو پھیلائے ہوئے ہوں گے سمیٹنے بھی نہ پائیں گے اور کوئی اپنے حوض کو ٹھیک کر رہا ہوگا ابھی پانی بھی پلانے نہ پایا ہوگا اور دودھ دوہنے والے بھی پی نہ سکیں گے کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور ہر ایک اپنا دھا پانی میں لگ جائے گا۔ ف۳ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ رُوح سے مراد وحی ہے جیسا کہ فرمایا وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا اور وحی کو روح اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ مومنوں کے دلوں کو حیات بخشتی ہے اور ان کے دل اس کے ساتھ زندہ ہوتے ہیں جیسا کہ روح کے ساتھ بدن زندہ ہوتا ہے پھر فرمایا اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے نبوت و رسالت کے لئے چن لے اور وہ وحی ہوتی ہے کہ خبردار کر دیں کہ کسی کی بندگی نہیں میرے سوا سو مجھ سے ڈرو یعنی میرے عذاب سے ڈراؤ اس شخص کو جو میرے امر کی مخالفت کرتا ہے اور میرے سوا کسی اور کی پرستش کرتا ہے۔ (ابن کثیر) ف۴ آسمان و زمین کا خالق اللہ ہے اور وہ شریک سے بلند و بالا ہے۔ ابن ماجہ میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہتھیلی پر تھوک کر فرمایا کہ باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (باقی بصفحہ ۳۸۰)

٭ ہیں۔ پھر ان میں وجہ تجمل یہ ہے کہ جب راعی شام کو انھیں گھروں میں لاتا اور صبح کو چراگاہ میں لے جاتا ہے تو اس آمد و رفت میں میدانوں کو جہاں وہ چرتے اور چلتے پھرتے ہیں رونق و زینت حاصل ہوتی ہے۔ تریحون کو تسرحون پر مقدم کرنے کی یہ وجہ ہے کہ اراحت میں جمال اکثر و اتم ہوتا ہے کہ جانور شکم پر ہو کر آتے ہیں تھن دودھ سے لبریز ہوتے ہیں۔ بخلاف تسریح کے کہ صبح کو نکلتے وقت بھوکے ہوتے اور تھن دودھ سے خالی ہوتے ہیں ۔ ۲؎ بِشِقِّ الْاَنْفُسِ۔ شِق کے معنی ہیں جانب کے اور کسی چیز کے نصف کو بھی شق کہتے ہیں کیونکہ دوسرے نصف کی جانب واقع ہوتا ہے۔ یہاں شق سے مراد ہے کلفت و مشقت، کیونکہ جو شخص مشقت اٹھاتا ہے وہ اس چیز کے تمام اطراف و جوانب پر نظر کر لیتا ہے جس پر مشقت اٹھاتا ہے۔ ۳؎ قَصْدُ السَّبِيْلِ۔ قصد کہتے ہیں رستے کے سیدھے ہونے کو۔ بولا کرتے ہیں طریق قصد و قاصد اذا ادّاک الی مطلوبک۔ والتقدیر و علی اللہ ای یصل الی اللہ۔

۴؎ وَمِنْهَا جَآئِرٌ۔ منہا کی ضمیر عائد ہے السبیل کی طرف۔ اور وہ لغت حجاز میں مؤنث ہے۔ جائر مشتق ہے جور سے اور جور کہتے ہیں حق سے کترانے اور میل کرنے کو والمعنی ومن السبیل ما ہو جائر غیر قاصد للحق۔

ع وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝٩ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ

اور اگر چاہتا اللہ البتہ ہدایت کرتا تم کو سب کو وہ وہ ہے جس نے اتارا آسمان سے

اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کو سیدھی راہ پر ڈال دیتا ۔ وہ ایسا ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا

مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ۝١٠ يُنْۢبِتُ

پانی واسطے تمہارے اسی سے پینا ہے اور اسی سے درخت ہیں کہ ان میں چراتے ہو اگاتا ہے

کہ پینے کو ملتا اسی میں سے تم پیتے ہو اور اسی سے درخت اگتے ہیں جن میں تم مویشی چراتے ہو اسی سے وہ تمہارے

لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ

واسطے تمہارے ساتھ اسکے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر ایک

لئے کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور اور ہر ایک قسم کے

الثَّمَرٰتِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝١١ وَسَخَّرَ لَكُمُ

میووں سے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے اس قوم کے کہ فکر کرتے ہیں اور مسخر کیا واسطے تمہارے

میوے اگاتا ہے ان چیزوں میں غور و فکر کرنے والے لوگوں کے لئے یقیناً نشانی موجود ہے اور رات اور دن

الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ

رات اور دن اور سورج اور چاند اور تارے مسخر ہیں

کو تمہارا تابع فرمان کر دیا اور سورج اور چاند کو بھی اور تارے بھی اس کے حکم کے تابع

بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝١٢ۙ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ

ساتھ حکم اپنے کے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے کہ سمجھتے ہیں اور جو کچھ پھیلا دیا واسطے تمہارے

ہیں۔ اس بات میں عقل و دانش والوں کے لئے بہت نشانیاں ہیں اور جو رنگ برنگ کی چیزیں

فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

بیچ زمین کے کہ مختلف ہیں رنگ اس کے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے اس قوم کے

اس نے زمین میں پیدا کی ہیں (وہ بھی تمہارے لئے ہیں) بیشک اس بات میں بھی ذکر و نصیحت قبول کرنیوالوں

يَّذَّكَّرُوْنَ ۝١٣ وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا

کہ نصیحت پکڑتے ہیں اور وہ ہے جس نے مسخر کیا دریا کو تو کہ کھاؤ اس میں سے گوشت

کیلئے نشانی ہے اور اللہ وہی (ذات اقدس) ہے جس نے دریا کو تمہارے زیر فرمان کر دیا تاکہ اس میں سے

طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ

تازہ اور نکالو اسمیں سے گہنا کہ پہنتے ہو اس کو اور دیکھتا ہے تو کشتیوں کو

تم تازہ تازہ گوشت کھاؤ اور اسمیں سے زیور نکالو جو تم پہنتے ہو اور تم کشتیوں کو دیکھتے ہو

مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝١٤

پانی پھاڑنے والی بیچ اسکے اور تو کہ ڈھونڈو فضل اسکے سے اور تاکہ تم شکر کرو

جو اس کو چیرتی پھاڑتی چلی جا رہی ہیں نیز اس لئے (سمندر کو تمہارے بس میں کیا) کہ تم اسکی نعمتوں کی تلاش کرو اور تاکہ تم اسکی شکر گزاری کرو

وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا

اور ڈالے بیچ زمین کے پہاڑ ایسا نہ ہو کہ ہل جائے ساتھ تمہارے اور نہریں اور راہیں

اور اس نے زمین پر پہاڑ گاڑ دیئے کہ تمہیں لیکر زمین کہیں ڈگمگا نہ جائے اور نہریں اور راستے بنائے

حل لغات۔ لہ فیہ تسیمون ۔ تُسِیْمُوْنَ معنی میں ہے ترعون کے یعنی درختوں میں اپنے مواشی کو چراتے ہو۔ جبکوئی شخص اپنے مواشی کو چرانے کے لئے چھوڑ دیتا ہے تو اَسَمْتُ الْمَاشِیَۃَ بولا کرتا ہے اور اسی سے ہے سامت ہی کسوم سوما اذا رعت حیث شاءت فی سوامٍ و سائمۃ۔ یا یوں کہو کہ سومۃ یعنی علامت

(بقیہ صفحہ ۳۷۹) اے انسان! کیا تو مجھے عاجز کر سکتا ہے حالانکہ میں نے تجھے ایسی چیز سے پیدا کیا ہے۔ جب تو بڑا ہوا مکان لباس دنیا مل گئی تو لگا سمیٹنے اور میری راہ میں خرچ کرنے سے روکنے۔ جب مرنے لگا تو کہنا شروع کر دیا اب میں صدقہ کرتا ہوں۔ اب صدقہ خیرات کا وقت کہاں۔ بہر حال اللہ نے انسان کا سلسلہ پیدائش نطفہ رکھا ہے جو ایک حقیر ذلیل پانی ہے۔ جوں جوں یہ ہوشیار ہوتا گیا اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں شرک، کفر، بدعات بداعمالیوں میں پڑ گیا اور لگا جھگڑنے چاہیے تھا بندہ تھا بندگی کرتا۔ (ابن کثیر) معالم وغیرہ میں مذکور ہے کہ یہ آیت اُبَی بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی جو قریش مکہ میں بڑا ہی سرکش تھا اور اُحد کے معرکہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے خفیف زخم اٹھا کر واپسی میں بطن رابغ میں مر گیا اور سخت عذاب میں مبتلا ہوا یہ تھا نزول کے سبب ورنہ قیامت تک ایسے خصومت والے سب لوگوں کو یہ آیت شامل ہے (مواہب)

ف۵ ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَتَّخِذُوْا ظُهُوْرَ دَوَابِّكُمْ مَنَابِرَ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِنَّمَا سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُبَلِّغَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَمْ تَكُوْنُوْا بَالِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ وَجَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فَعَلَيْهَا فَاقْضُوْا حَاجَاتِكُمْ (مشکوٰۃ باب آداب السفر) یعنی اپنی سواری کے جانوروں کی پیٹھ کو منبر نہ بناؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انکو صرف اس لئے تمہارا تابع کیا ہے کہ وہ تم کو ایسے فاصلوں اور منزلوں تک پہنچا دیں جہاں تم سخت محنت و تکلیف سے پہنچتے، ہاں زمین پر اپنے کاروبار و بات چیت کیا کرو۔ مطلب یہ ہے کہ سواری کے جانور کی رعایت لازم ہے۔ وہ سواری پر اسباب لادنے کے واسطے ہے اسے اتنا ہی کام لو جب کسی موقع پر کسی شخص سے بات چیت صلاح مشورہ کرنا ہے تب زمین پر اتر جاؤ۔ اس سے یہ غرض نہیں کہ سواری پر کلام کرنا ہی منع ہے بلکہ یہ غرض ہے کہ بہت طول طویل گفتگو یا صلاح مشورہ کرنا ہو تو زمین پر اتر کر کرو تاکہ تم کو بھی اطمینان ہو اور جانور کو بھی بے ضرورت تکلیف نہ ہو۔ تھوڑی سی بات چیت منع نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری پر کلام کرنا ثابت ہے۔ اور وہ جو بعض روایت میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں اونٹنی کے اوپر خطبہ پڑھا تھا وہ ایک خاص موقع کا ذکر ہے اور یہ حکم عام طور پر ہے۔ دونوں میں کچھ تعارض نہیں ہے۔ کہہ سکتے ہیں کہ عرفات کا خطبہ سواری پر پڑھنا درست ہے اور عادت کے طور پر سواری پر چڑھے ہوئے بہت دیر تک بات چیت کرتے رہنا منع ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ جب قحط سالی کے زمانہ میں سفر ہو تو راستے میں دیر نہ لگاؤ تاکہ سواری کے جانور کو بھوک پیاس کی تکلیف نہ ہو کیونکہ ایسے وقت میں جنگل میں گھاس وغیرہ نہیں ہوتی، ہاں فراخ سالی کے زمانہ میں سفر ہو تو راستے میں کسی ضرورت کے پیش نظر ٹھیرنے کے وقت سواری کے جانور جنگل کی گھاس وغیرہ پر چھوڑ دیا کرو۔ (ترمذی جلد دوم صفحہ ۱۲۱) اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا حال پہلے بیان کر کے اب چوپایوں کا ذکر کیا اونٹ، گائے، بکریاں یہ سب تمہارے واسطے پیدا کئے گئے ہیں، تم اس کا احسان نہیں مانتے۔ خیال کرو تو ان جانوروں سے تمھیں کیا کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ بعض کے بال یا اون کھال وغیرہ سے کمبل، دستے ڈیرے خیمے اور سردی سے بچنے کے لئے مختلف قسم کے لباس تیار ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ کسی کا دودھ پیا جاتا ہے یا گھی مکھن کی افراط انہی جانوروں کے ذریعہ ہے ان کے چمڑوں سے کیسے کیسے بیش قیمت سامان تیار ہوتے ہیں۔ بعض ہل میں چلائے جاتے ہیں اور بعض کا گوشت کھایا جاتا ہے جب ڈھور ڈنگر چرنے کے لئے گھر سے نکلتے یا شام کو جنگل سے شکم سیر ہو کر گھر کی طرف لوٹتے ہیں اس وقت ایک عجیب رونق اور چہل پہل ہوتی ہے۔ یہ جانور تم کو اور تمھارے سامان کو لے جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی شفقت اور مہربانی ہے کہ تمھاری سخت اور مشکل مہمات ان جانوروں کے ذریعہ سے آسان کر دیں اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اس آیت سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے گھوڑے کی حرمت پر استدلال کیا مگر انتقال کے تین یوم قبل رجوع کر لیا تھا قرآن و حدیث کی رُو سے گھوڑا حلال ہے۔ صحیحین وغیرہ میں صحابہ کرام و اہل بیت عظام سے گھوڑے کا گوشت کھانا ثابت ہے اور گدھے کی صرف سواری کرنی جائز ہے۔ (فائدہ ستاریہ) اس آیت میں وہ ساری سواریاں داخل ہو گئی ہیں جو اب تک ایجاد ہو چکیں اور قیامت تک ایجاد ہوں گی۔ نزول قرآن سے آج تک جس جس طور اس پیش گوئی کا ظہور ہوا اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا، یہ صداقتِ قرآن پاک ایک اٹل دلیل ہے۔

(فوائد صفحہ ھٰذا)

ف۱ دنیوی راہیں طے کرنے کے اسباب بیان فرما کر اب دینی راہ چلنے کے اسباب بیان فرماتا ہے، محسوسات سے معنویات کی طرف رجوع کرتا ہے۔ قرآن کریم میں اکثر بیانات اس قسم کے موجود ہیں۔ سفر حج کے توشہ کا ذکر فرما کر لباس تقوی کے توشہ کا جو آخرت میں کام دے بیان ہوا ہے۔ ظاہر لباس کا ذکر فرما کر لباس تقوی کی اچھائی بیان کی ہے۔ اسی طرح حیوانات سے دنیا کے کٹھن راستے دور دراز سفر طے ہونے کا بیان فرما کر آخرت کے راستے دینی راہیں بیان فرمائیں کہ حق راستہ اللہ سے ملانے والا (باقی برصفحہ ۳۸۱)

★ سے لیا گیا ہے اور چونکہ مواشی کے چرنے کی علامتیں زمین میں محسوس ہوتی ہیں اس لئے تسمیون کہا گیا۔ ۲؎ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ۔ مواخر جمع ہے مخر کی اور مخر کے معنے ہیں کشتی کا اپنے سینہ سے پانی کو پھاڑنا۔

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿۱۵﴾ وَعَلٰمٰتٍ ۚ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ ﴿۱۶﴾

تاکہ تم راہ پاؤ اور نشانیاں راہ کی اور ساتھ تاروں کے وہ راہ پاتے تھے وہ

تاکہ تم منزل تک پہنچ سکو اور (اسی طرح) اور بھی (کئی) نشانات بنائے اور ستاروں سے بھی لوگ رستے معلوم کرتے ہیں

أَفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ لَا يَخْلُقُ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۱۷﴾ وَإِنْ

کیا پس جو شخص کہ پیدا کرتا ہے مانند اس کی ہے کہ نہیں پیدا کرتا کیا پس نہیں نصیحت پکڑتے تم اور اگر

کیا وہ جو پیدا کرتا ہے ویسا ہی ہے جو پیدا نہیں کر سکتا تو پھر تم سمجھتے نہیں اور اگر تم

تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ اللّٰهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۸﴾

گنو تم نعمتیں اللہ کی نہ شمار کر سکو گے تحقیق اللہ البتہ بخشنے والا مہربان ہے وقف

خدا کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو ان کو پورا شمار نہ کر سکو گے بیشک اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿۱۹﴾ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ

اور اللہ جانتا ہے جو چھپاتے ہو تم اور جو ظاہر کرتے ہو تم وقف اور ان لوگوں کو پکارتے ہیں

اور خدا جانتا ہے ان باتوں کو بھی جو تم چھپاتے ہو اور ان کو بھی جو تم ظاہر کرتے ہو اور وہ جن کو یہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں

مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿۲۰﴾

سوائے اللہ کے نہیں پیدا کرتے کچھ اور وہ پیدا کیے جاتے ہیں

کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود اوروں کی طرح پیدا کئے گئے ہیں

أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿۲۱﴾ ع ۲

مُردے ہیں نہیں زندے اور نہیں جانتے کب اٹھائے جاویں گے وقف

لہ (معبود) مُردے ہیں بے جان اور ان کو یہ بھی شعور نہیں کہ کب وہ (دوبارہ) اٹھائے جائیں گے

إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ ۚ فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

معبود تمہارا معبود اکیلا ہے پس جو لوگ کہ نہیں ایمان لاتے ساتھ آخرت کے

تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے

قُلُوبُهُمْ مُنْكِرَةٌ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ أَنَّ اللّٰهَ

دل ان کے انکار کرتے ہیں اور وہ تکبر کرنے والے ہیں نہیں شک کہ اللہ

دل منکر ہیں اور وہ سرکش ہیں یہ جو کچھ یہ چھپاتے ہیں

يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ ﴿۲۳﴾

جانتا ہے جو چھپاتے ہیں اور جو کچھ کہ ظاہر کرتے ہیں تحقیق وہ نہیں دوست رکھتا تکبر کرنے والوں کو وقف

اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں بیشک اللہ اس سب کو جانتا ہے وہ سرکشوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ مَاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿۲۴﴾

اور جب کہا جاتا ہے واسطے ان کے کیا اتارا ہے پروردگار تمہارے نے کہتے ہیں کہانیاں ہیں پہلوں کی وقف

اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے تو کہتے ہیں کہ اگلے لوگوں کے قصے

لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۙ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ

تاکہ اٹھاویں بوجھ اپنے پورے دن قیامت کے اور بعضے گناہوں ان لوگوں کے سے

(اے پیغمبر ان کو بکنے دو) یہ قیامت کے دن اپنے (اعمال کے) پورے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور ان لوگوں کا بوجھ بھی جن کو یہ بے تحقیق

حل لغات۔
لہ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ۔
اَیَّانَ ظرف زمان کے
لئے وضع کیا گیا ہے
اور اس کے معنے ہیں
استفہام زمانہ

ہے جس طرح متیٰ میں مگر متیٰ ماضی اور مستقبل دونوں زمانوں میں مستعمل ہوتا ہے اور اَیَّانَ صرف مستقبل کے ساتھ مخصوص ہے اور بکثرت عظیم الشان امور کے اور کسی میں مستعمل نہیں ہوتا۔ اسکی مزید تحقیق سورۂ اعراف کے رکوع ۲۳، آیۃ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰھا میں گزر چکی وہاں دیکھو۔

(بقیہ صفحہ ۳۸۰) ہے۔ رب کی سیدھی راہ وہی ہے اُسی پر چلو، اور راستوں پر نہ لگو ورنہ بہک جاؤ گے اور سیدھی راہ سے الگ ہو جاؤ گے۔ فرمایا میری طرف پہنچنے کی سیدھی راہ یہی ہے جو میں نے بتلائی ہے۔ طریق حق جو اللہ سے واصل کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ نے ظاہر کر دیا ہے اور وہ دین اسلام ہے جسے اللہ نے ظاہر کر دیا ہے اور ساتھ ہی اور راستوں کی گمراہی بھی بیان کر دی۔ بس سچا راستہ ایک ہی ہے جو کتاب و سنّتِ رسول اللہ سے ثابت ہے باقی اور راہیں غلط ہیں لوگوں کی اپنی ایجادیں وغیرہ (م) محمدی سچے راستہ کا بیان صفحہ ۲۱۲ میں بھی ہے۔ اور سورۂ آل عمران رکوع ۱۱۔ سورۂ انعام رکوع ۱۵ و ۱۹ و ۲۰ وغیرہ میں بھی اِس مضمون کی آیتیں ہیں یعنی جن میں یہ بیان ہے کہ اللہ کی راہ سیدھی اور صاف ایک ہی راہ ہے متفرق اور کئی طریقے اور مذاہب بنا نے اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہیں چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطًّا ثُمَّ قَالَ ھٰذَا سَبِیْلُ اللّٰہِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ وَقَالَ ھٰذِہٖ سُبُلٌ عَلٰی کُلِّ سَبِیْلٍ مِّنْھَا شَیْطٰنٌ یَّدْعُوْ اِلَیْہِ وَقَرَءَ وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ الخ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک سیدھی لکیر کھینچی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ کی ایسی مثال سمجھو کہ سیدھی اور صاف ایک راہ ہے پھر اس لکیر کے دائیں بائیں اور لکیریں کھینچیں اور فرمایا کہ سوا اس ایک راہ کے جتنی راہیں اور ہیں ان سب میں شیطان دخل کر کے انسان کو اپنی مرضی کی طرف لے جاتا ہے۔ پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا الخ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری راہ جس پر چلنے سے مجھ تک پہنچو وہ تو یہی ہے جو سیدھی ایک راہ ہے۔ اس کے سوا اور راہوں پر چلو گے تو شیطان کے داؤں میں پھنس جاؤ گے اور مجھ تک پہنچنا نصیب نہ ہوگا۔

ف۲ یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے صاف میٹھا پانی اُتارا جو پینے اور کھیتوں کو سیراب کرنے کے کام آتا ہے اگر یہی پانی کڑوا اور کھاری ہوتا تو جاندار اور کھیت و باغات کی زندگی قائم نہ رہ سکتی تھی۔ (فائدہ ستاریہ)

ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ایک ہی پانی سے کھیتی، زیتون، کھجوریں، انگور اور مختلف قسم کے پھل میوے اُگاتا رہتا ہے جن کی شکل و صورت رنگ، بو، مزہ اور تاثیر ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ اس میں غور کرنے والوں کے لئے اللہ کی قدرتِ کاملہ اور صنعتِ غریبہ کا بڑا نشان ہے کہ ایک زمین، ایک آفتاب، ایک ہوا، ایک پانی سے کیسے رنگ برنگ کے پھول پھل پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ (ابن کثیر)

ف۴ رات اور دن برابر ایک دوسرے کے پیچھے لگے چلے آتے ہیں تاکہ دنیا کا کاروبار چلے اور لوگ سکون و آرام حاصل کر سکیں اسی طرح چاند سورج ایک معین نظام کے ماتحت نکلتے اور چھپتے رہتے ہیں۔ غور کیا جائے تو ان کے بغیر انسان کی زندگی محال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے چاند سورج اور ستاروں کو ادنیٰ مزدوروں کی طرح ہمارے کاموں پر لگا رکھا ہے۔ مجال نہیں کہ ذرا سی سستی یا سرتابی کر سکیں۔ شاہ صاحبؒ لکھتے، چار چیزوں سے بندوں کے کام لگ رہے ہیں صریح (رات دن چاند سورج) لیکن ستاروں سے ظاہر میں کچھ کام نہیں ان کو جدا فرمایا۔ (موضح) ف۵ شاید اس سے مراد جانور ہیں۔ (موضح) ف۶ تلاش کرو اس کے فضل سے یعنی روزی کماؤ سوداگری سے دریا میں۔ (موضح)

(فوائد صفحہ ھٰذا)

ف۱ یعنی ایک ملک سے دوسرے ملک میں جا سکو۔ (موضح) سمندر میں کشتیوں اور جہازوں کی روانی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی زبردست نشانی ہے کس طرح وہ ہواؤں کو ہٹاتی یا پانی کو چیرتی اپنے سینوں کے بل تیرتی چلی جاتی ہیں۔ سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے۔ اُن ہی کو کشتی بنانا خدا کے عالم نے سکھایا پھر لوگ برابر بناتے چلے آئے اور اب تیر دریا سمندروں کے لمبے لمبے سفر طے ہونے لگے۔ اس پار کے سامان اُس پار آنے جانے لگے فللہ الحمد۔ (فائدہ ستاریہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زمین نے کہا یا اللہ! تو مجھ پر بنی آدم کو بساتا ہے جو میری پیٹھ پر گناہ کریں گے اور خباثت پھیلائیں گے، وہ کانپنے لگی۔ پس اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو اس پر جما دیا جنھیں تم دیکھ رہے ہو۔ یہ سب اس کا فضل و کرم ہے لہٰذا اُسی کی بندگی کی جائے۔ اُس اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ جو لوگ غیر اللہ سے مراد مانگتے ہیں وہ ناشکرے ناقدرے اول درجہ کے احمق ہیں۔ (ابن کثیر) ف۲ اور بھی نشان ہیں راستوں کے ستارے بھی رہنمائی کے لئے ہیں۔ رات کے اندھیرے میں ان ہی سے راستہ اور سمت معلوم ہوتی ہے۔ فلاسفہ اور منجمین کہتے ہیں عالمِ سُفلی میں ستاروں کا تصرف ہے، یہ عقیدہ باطل ہے۔ ستارے تو خود اللہ تعالیٰ کے زیر تصرف ہیں جیسا کہ فرمایا وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِہٖ (فائدہ ستاریہ) ف۳ یعنی جو نعمتیں اوپر بیان ہوئیں، یہ مشتے نمونہ از خروارے تھیں باقی اللہ کی نعمتیں تو اس قدر ہیں جن کا تم کسی طرح شمار بھی نہیں کر سکتے۔ تمہاری زندگی کا ہر سانس اس کی کسی نہ کسی نعمت کا رہین منت ہے۔ کارخانہ ہستی کا ہر ذرہ کسی نہ کسی بخشش و کرم کی نشانی ہے۔ درختوں کا ہر پھول، دھوپ کی ہر کرن، ہوا کا ہر جھونکا، بارش کا ہر قطرہ، چاند کی ہر نمود، ستاروں کی ہر چمک، پرندوں کی ہر چہچہاہٹ کی ربوبیت پروردگاری اور اس کی رحمت کی ایک چارہ سازی ہے (باقی برصفحہ ۳۸۲)

يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿٢٥﴾ قَدْ مَكَرَ

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ

عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ

لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ

الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٧﴾ الَّذِيْنَ

تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ص فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا

نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٨﴾

فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ فَلَبِئْسَ مَثْوَى

الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٢٩﴾ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ

رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا

حل لغات۔
له من القواعد۔ قواعد جمع ہے قاعدہ کی اور قاعد کہتے ہیں ستون کو جس پر چھت ٹکائی جاتی ہے۔ یا یوں کہو کہ قاعدہ بنیاد کو کہتے ہیں جس پر عمارت کھڑی کی جاتی ہے اور اس کی مزید تفصیل سورۂ بقرہ کے رکوع ۱۵ آیۃ واذ یرفع ابراہیم القواعد من البیت الخ میں گزر چکی وہاں ملاحظہ ہو۔
ته تشاقون اس کے معنے ہیں تم جھگڑتے اور تعادون کے مشتق شق بمعنی جانب سے۔ چونکہ اصل الخصمین ایک جانب اور دوسرا دوسری جانب ہوتا ہے اس لئے تشاقون ★

(بقیہ صفحہ ۳۸۱) ——— لہٰذا بے شمار نعمتوں کا شکر بھی بے شمار کرنا چاہئے تھا لیکن کس سے ہو سکتا تھا۔ ادائے شکر میں جو کوتاہی رہ جاتی ہے اللہ اس سے درگزر کرتا اور تھوڑے سے شکر پر بہت سا اجر عطا فرماتا ہے۔ شکر کا مفصل بیان صفحہ ۲۵ میں ہو چکا ہے۔

ف٤ یعنی حق تعالیٰ تمام ظاہری و باطنی احوال سے خبردار ہے وہ خوب جانتا ہے کہ کون اس کی نعمتوں پر کس حد تک دل سے اور کس حد تک جوارح سے شکر گذار بنتا ہے اور کون ایسا ہے جس کا ظاہر و باطن ادائے حق نعمت سے خالی رہتا ہے یا مذکورہ بالا دلائل و نعم کو سُن کر کون ہے جو سچے دل سے اس پر ایمان لاتا ہے اور کون ہے جو ظاہر میں دلائل سے لاجواب ہو کر بھی حق کو قبول نہیں کرتا۔ اللہ کے علم میں جس کا جو حال ہوگا اس کے موافق معاملہ کریگا۔ (موضح الفرقان)

ف٥ اللہ تو وہ ہے جس کے عظیم الشان اور غیر محصور انعامات کا اوپر تذکرہ ہوا۔ اب مشرکین کی حماقت ملاحظہ ہو کہ ایسے عالم الغیب اللہ کا شریک ان چیزوں کو ٹھہرا دیا جو ایک گھاس کا تنکا پیدا نہیں کر سکتیں بلکہ خود ان کا وجود بھی اللہ کا پیدا کیا ہوا ہے۔ بھلا جو بزرگوں سے حاجتیں مانگتے ہیں وہ یہ نہیں سمجھتے کہ وہ خود اپنے جیسے مرنے میں کسی اور کے محتاج ہیں وہ دوسرے کی کیا مدد کریں گے۔ اور یہ خیال کہ عرب کے لوگ بُت پوجتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بُت جو لوہے اور مٹی کے تھے وہ بھی تو انبیاء مثلاً ابراہیم و اسمٰعیل ؑ کی تصویریں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو تمام مخلوقات کو بے جان فرمایا ہے کہ وہ کسی کے حاجت روا کب ہو سکتے ہیں جب کہ انکو اتنا بھی علم نہیں کہ قیامت کب آئے گی۔

ف ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آدمی چاہتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو، جوتی عمدہ ہو فرمایا اِنَّ اللہَ جَمِیْلٌ یُّحِبُّ الْجَمَالَ یعنی اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ تکبر کہتے ہیں حق کے نہ ماننے کو اور لوگوں کے حقیر جاننے کو۔ اور مغرور کی مذمت تواضع کی مدح میں بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ (فتح البیان)

ف یہ آیت نضر بن حارث کے حق میں اُتری۔ اس کے پاس تاریخ کی کتابیں تھیں۔ کہتا تھا کہ میں محمدؐ سے بہتر حکایتیں بیان کر سکتا ہوں۔ قرآن کے بارے میں کہتا یہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے، اگلے لوگوں کی کہانیاں یاد کرلی ہیں بار بار اُن ہی کو بیان کرتے ہیں۔ (فتح)

فوائد صفحہ ھذا

ف١ حدیث شریف میں ہے مَنْ دَعَا اِلٰی ھُدًی کَانَ لَہٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَہٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْئًا وَّمَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَۃٍ کَانَ عَلَیْہِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَہٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اٰثَامِھِمْ شَیْئًا یعنی جس نے نیک راہ کی طرف ہدایت کی تو جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے سب کے ثواب کے برابر اس بتلانے والے کو بھی ثواب ملتا رہے گا اور عمل کرنے والوں کا ثواب کچھ کم نہ کیا جائے گا اور جس کسی نے کوئی بُری بات لوگوں کو سکھائی، بدعت نکالی تو جتنا گناہ عمل کرنے والوں کو ہوگا سب کے گناہوں کے برابر اس سکھانے والے کے عملنامہ میں بھی گناہ لکھے جائیں گے اور عمل کرنے والوں کا عذاب کچھ کم نہ کیا جائے گا۔ اس آیت اور حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ یہ جو بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہم کو تو جیسے کوئی بتلا دیتا ہے ویسے ہی عمل کر لیتے ہیں اگر گناہ ہوگا تو بتلانے والے کو ہوگا، سو یہ بات غلط ہے کیونکہ اس حدیث میں صراحتاً بیان ہے کہ اُن پر بھی گناہ لکھا جائے گا اور بتانے والوں کے ذمہ بھی لکھا جائے گا۔ انسان کو چاہئے سوچ سمجھ کر اور تحقیق و تلاش کرکے کوئی کام کرے اور عمل کرے ورنہ مارا جائے گا۔ ف٢ اکثر مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ اس دھوکہ باز سے مراد نمرود بن کنعان ہے۔ اس نے بابل میں ایک بڑی عمارت بنوائی جس کا طول اوپر کی طرف پانچ ہزار ہاتھ تھا اور اس نے آسمان کی طرف چڑھنے کا اس لئے قصد کیا کہ اہل آسمان سے لڑائی کرے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہوا چلائی اور وہ عمارت اس کی قوم پر گر گئی اور ہلاک ہو گئی۔ اولیٰ یہ ہے کہ ہر مکار دھوکہ باز کے حق میں ہے جو اہل حق کو ضرر پہنچانے کا ارادہ کرے۔ اس میں ان کفار کے لئے وعید ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زمان تھے اس طرح کہ ان کا مکر جلد ان ہی پر عود کرے گا جیسے پہلے لوگوں کا مکر اُن ہی پر لوٹا۔ (خلاصہ فتح البیان)

ف٣ ان کا عذاب دنیا کے عذاب پر ہی مقصود و محصور نہیں ہے بلکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا جن شرکاء کی حمایت میں ہمارے پیغمبروں سے ہمیشہ لڑتے جھگڑتے تھے آج وہ کہاں ہیں؟ تمہارا خیال اور دعویٰ تھا کہ وہ میرے شریک ہیں میرے اوصاف تم ان میں اس لئے ثابت کرتے تھے کہ قیامت کے دن ہمارے کام آئیں گے، اب تمہاری مدد کو کیوں نہیں آتے۔ تم ان کو بلاؤ وہ تم سے ہمارے اس عذاب کو جو تم پر نازل ہونے والا ہے دفع کریں هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝ (شعراء رکوع ۵) فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝ (طارق) یہ کہنا بھی ان کو رسوا کرنا ہے یا رسوائی سے مراد جہنم میں داخل کرنا اور ان کی خفیہ مکاریوں کا پردہ فاش کرنا ہے اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ (آل عمران۔ رکوع ۲۰) قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ سے وہ علماء حق ہیں جو اپنے ہم عصر لوگوں کو وعظ کیا کرتے تھے اور وہ ان کے وعظ کی طرف التفات بھی

(باقی بر صفحہ ۳۸۳)

شق سے لیا گیا ہے۔ ٢ مَثْوٰی۔ ظرف مکان کا صیغہ ہے۔ اس کا مصدر ہے ثوا بمعنی اقامت تو مثوی کے معنے ہوئے محل اقامت یعنی منزل و مقام۔ بولا کرتے ہیں ثویت بالمکان اذا قمت بہ۔ ٣ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا۔ فی ہذہ الدنیا متعلق ہے احسنوا کے۔ والتقدیر للذین اتقوا العمل الحسنۃ فی الدنیا فلہم فی الآخرۃ حسنۃ۔ یا متعلق ہے حسنۃ۔ والتقدیر للذین احسنوا ان تحصل لہم الحسنۃ فی الدنیا۔

حَسَنَةٌ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۝٣٠ۙ

بھلائی ہے اور البتہ گھر آخرت کا بہتر ہے اور البتہ بہتر ہے گھر پرہیزگاروں کا

اس آخرت کا گھر تو بہت خوب ہے اور پرہیزگاروں کا گھر بہت اچھا ہے

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ

بہشت ہمیشہ رہنے کی داخل ہوں گے ان میں چلتی ہیں ان کے نیچے نہریں واسطے ان کے ہے

(وہ) بہت (سرسبز و شاداب) رہنے والے باغات جن میں وہ داخل ہوں گے ان کے نیچے نہریں رواں ہو رہی وہاں

فِيْهَا مَا يَشَاۗءُوْنَ ۭ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۝٣١ۙ الَّذِيْنَ

بیچ ان کے جو چاہیں اسی طرح جزا دیتا ہے اللہ پرہیزگاروں کو جو لوگ کہ

جو کچھ وہ چاہیں گے ان کو میسر ہوگا (سنو) پرہیزگاروں کو خدا اسی طرح کا بدلہ دیتا ہے وہ لوگ ہیں

تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ

جان قبض کرتے ہیں ان کی فرشتے اس حالت میں کہ پاکیزہ ہیں کہتے ہیں فرشتے سلامتی ہے اوپر تمہارے

کہ جب فرشتے ان کی روحیں قبض کرنے لگتے ہیں اور یہ (کفر و شرک سے) پاک ہوتے ہیں تو فرشتے کہتے ہیں کہ تم پر سلامتی ہو اپنے

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٣٢ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ

داخل ہو بہشت میں بسبب اس کے کہ تھے تم عمل کرتے کیا نہیں انتظار کرتے مگر

اعمال کے سبب جنت میں داخل ہو جاؤ کیا یہ لوگ اس بات کے منتظر ہیں

اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ كَذٰلِكَ

یہ کہ آویں ان کے پاس فرشتے یا آوے حکم پروردگار تیرے کا اسی طرح

کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا آپ کے رب کا حکم (عذاب) آ جائے ان سے پہلے بھی لوگوں

فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ

کیا تھا ان لوگوں نے کہ پہلے ان سے تھے اور نہیں ظلم کیا تھا ان کو اللہ نے ولیکن

نے ایسا ہی کیا تھا اور اللہ نے ان پر ذرا ظلم نہیں کیا بلکہ

كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝٣٣ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا

تھے جانوں اپنی کو ظلم کرتے پس پہنچیں ان کو برائیاں اس چیز کی کہ

وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے سو جو برائیاں وہ کرتے رہے ان کی سزا

عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝٣٤ ع ٤ / ١٠

کیا تھا انہوں نے اور گھیر لیا ان کو اس چیز نے کہ تھے ساتھ اس کے ٹھٹھا کرتے

ان کو مل گئی اور جس چیز کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے اس نے ان کو آ گھیرا

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ

اور کہا ان لوگوں نے جو شریک لاتے ہیں اگر چاہتا اللہ نہ عبادت کرتے ہم سوائے اس کے

اور مشرک کہتے ہیں کہ اگر خدا چاہتا تو نہ ہم اس کے سوا کسی چیز کی عبادت کرتے اور نہ ہمارے

مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَاۗؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ

کسی چیز کو ہم اور نہ باپ ہمارے اور نہ حرام کر ڈالتے ہم سوائے اس کے یعنی

باپ دادا اور نہ بغیر اس کے ہم کوئی چیز حرام قرار دیتے جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں انہوں نے بھی

حل لغات۔ لہ لَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ۔ دار المتقین نعم کا فاعل اور مخصوص بالمدح محذوف اگر اس آیت کو اس کے مابعد سے متصل نہ مانا جائے۔ والمعنی نعم دار المتقین دار الآخرۃ اور اگر متصل تسلیم کیا جائے تو جنات عدن نعم کا فاعل اور دار المتقین مخصوص بالمدح جیسے بولا کرتے ہیں نعم الدار دار ابنک زید۔

(بقیہ صفحہ ۳۸۲) نہیں کرتے تھے۔ اور یہ قول ان کی طرف شماتت کے طریق پر ہوگا یعنی اہل حق ان دغاباز وں مشرکوں کو سُنا کر کہیں گے کہ دیکھ لیا جو ہم کہا کرتے تھے آج کے دن ساری بُرائی اور رسوائی صرف منکرین حق کے لئے ہے۔ (موضح الفرقان)

فٹ مذکورہ آیات میں ظالموں مشرکوں نافرمانوں کے قبض روح یعنی موت نزع کی حالت کا بیان ہے کہ بد لوگوں کی روح قبض کرنے کے لئے ہیبت فرشتے آتے ہیں اور عذابِ قبر و عذاب قیامت کا حال اس قریب المرگ کی روح کو سُناتے ہیں۔ یہ سُنکر روح ڈرتی ہے جگہ جگہ بدن میں چھپتی پھرتی ہے۔ فرشتے اس شخص کے چہرے پیٹھ کو مار مار کر روح سے باہر نکلنے کو کہتے ہیں، او ناپاک روح جلد بدن سے نکل اللہ کا غضب و عذاب تیرے لئے تیار ہے۔ حدیث شریف میں ایسی روح کی اخیر وقت سختی کی مثال یوں آئی ہے کہ جس طرح بھیگی ہوئی اون میں گرم سیخ داخل کرکے نکالی جائے اور سختی کے سبب سب بال سیخ میں لپٹ جائیں اور سوکھی اون کے بالوں کی طرح اگر کوئی بال بچا رہے نہ بچ سکے۔ اسی طرح بدن کے رونگٹے رونگٹے کو تکلیف پہنچ کر بد آدمی کی روح نکلتی ہے اور زمین پر ایک طرح کی بدبو پھیلتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بدبو کا ذکر فرماتے وقت ناک کو کپڑا لگا لیا تھا گویا بدبو آرہی ہے اسی طرح راوی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر حدیث کے وقت ناک پر کپڑا لگا لیا کرتے تھے۔ پھر یہ فرشتے اس روح کو ایک دوزخی ٹاٹ کے ٹکڑے میں لپیٹ کر اللہ تعالیٰ کے روبرو لے جانا چاہتے ہیں مگر آسمان کے دروازے نہیں کھلتے اور اس روح کو دوبارہ جسم میں لوٹا کر منکر نکیر کا سوال ہوتا ہے اور جواب پورا نہ ہونے سے مقام سجین میں جو ساتویں زمین کے نیچے ہے اس کا نام لکھ لیا جاتا ہے اور طرح طرح کا عذاب قبر میں شروع ہو جاتا ہے۔ ایک بدشکل آکر اس سے کہتا ہے کہ میں تیرا بُرا عمل ہوں جو تو دنیا میں کرتا تھا۔ غرض وہ مُردہ ہمیشہ عذابِ قبر میں مبتلا رہتا ہے۔ دوزخ و دوزخ والوں کا بیان سورۂ محمدؐ رکوع ۹ میں بھی ہے۔

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ متکبرین کے مقابلہ میں متقین پرہیزگاروں کا حال بیان فرمایا کہ جب ان سے قرآن یعنی شریعتِ اسلام کے متعلق دریافت کیا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا اُتارا ہے تو نہایت عقیدت و ادب سے کہتے ہیں کہ "نیک بات جو سراپا خیر و برکت ہے"۔ ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ جس نے بھلائی کی دنیا میں اُسے بھلائی کا خوشگوار پھل ملکر رہیگا اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی کی محنت اور ذرّہ برابر نیکی ضائع نہیں جاتی۔ آخرت کی بھلائیوں کا اور نعمتوں کا تو پوچھنا ہی کیا ہے دُنیا و ما فیہا کی نعمتیں وہاں کی چھوٹی چھوٹی چیزوں کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ جس قسم کی جسمانی راحت اور رُوحانی مسرت چاہیں گے وہاں حاصل ہوگی وَ فِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ پس ان تمام لوگوں کو جو شرک و کفر، بدعات اور فسوق و عصیان سے پرہیز کرتے ہیں ایسا ہی جانا چاہئے کا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔ جن کا کچھ ذکر ذیل کی احادیث میں بھی ہے۔ سورۂ آل عمران رکوع ۲۔ سورۂ مائدہ رکوع ۴۔ سورۂ اعراف رکوع ۵۔ سورۂ رعد رکوع ۳۔ سورۂ حجر رکوع ۴۔ سورۂ مریم رکوع ۴۔ سورۂ زخرف رکوع ۷ وغیرہ میں اس مضمون کی آیتیں ہیں جن میں جنت اور جنت والوں کا بیان ہے۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے أَهْلُ الْجَنَّةِ يَأْكُلُونَ فِيهَا وَيَشْرَبُونَ وَلَا يَتْفُلُونَ وَلَا يَبُولُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَمْتَخِطُونَ قَالُوا فَمَا بَالُ الطَّعَامِ قَالَ جُشَاءٌ وَرَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ يُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ وَالتَّحْمِيدَ كَمَا يُلْهَمُونَ النَّفَسَ (مسلم۔ مشکوٰۃ باب صفۃ الجنۃ) یعنی جنت والے جنت میں کھائیں پئیں گے مگر تھوک، رینٹھ اور پیشاب پاخانہ وغیرہ کچھ نہ ہوگا۔ پوچھا گیا کہ پھر یہ کھانا پینا کہاں جائے گا؟ فرمایا کہ ڈکار اور پسینا ہوگا۔ اس میں ایسی خوشبو ہوگی جیسے مُشک میں۔ اور ایک روایت میں ہے أَهْلُ الْجَنَّةِ جُرْدٌ مُرْدٌ كُحْلٌ لَا يَفْنَى شَبَابُهُمْ وَلَا تَبْلَى ثِيَابُهُمْ (ترمذی دارمی۔ مشکوٰۃ) یعنی جنت والوں کے بدن صاف شفاف چکنے ہوئے ہوں گے۔ بال میل کچیل داغ دھبہ کچھ نہ ہوگا۔ نہ ان کی جوانی کبھی جائے نہ ان کے لباس کبھی میلے اور پُرانے ہوں گے۔ صحیح مسلم میں ہے إِنَّ أَدْنَى مَقْعَدِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ أَنْ يَقُولَ لَهُ تَمَنَّ فَيَتَمَنَّى وَيَتَمَنَّى فَيَقُولُ لَهُ هَلْ تَمَنَّيْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيَقُولُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ مَا تَمَنَّيْتَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ (مشکوٰۃ) یعنی ادنیٰ درجہ کی جنت والے پر اس قدر انعام ہوگا کہ اس سے کہہ دیا جائے گا کہ جس قدر تیری تمنائیں اور مرادیں ہوں وہ مانگ لے پس وہ مانگتا جائے گا اور ملتا جائے گا۔ پھر اس سے کہیں گے اب تو مانگ چکا۔ وہ عرض کرے گا کہ ہاں مانگ چکا، تب حکم ہوگا کہ جس قدر تجھ کو اب تک مل چکا ہے ان سب کے برابر اور اپنی طرف سے دیتے ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ ۝ ابوسعید و ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے يُنَادِي مُنَادٍ إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوا فَلَا تَسْقَمُوا أَبَدًا (باقی برصفحہ ۳۸۴)

★ ۱؎ جَنّٰتُ عَدْنٍ۔ اگر ما بعد سے منفصل ہے تو مبتدا محذوف کی خبر ہے ای ہی جنات عدن یا مبتدا ہے اور خبر یدخلونہا۔ ۲؎ وَحَاقَ بِهِمْ۔ حاق معنی میں ہے احاطہ کے، مشتق ہے حیق سے اور حیق لیتے ہیں احاطۃ الشر کو۔ اسکا فاعل ہے ما کانوا بہ یستہزءون۔ ما سے مراد ہے عذاب والمعنی احاط بجزائہم عقاب استہزائہم۔ ۳؎ لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ۔ ما عبدنا کا ما نافیہ اور دُون معنی میں ہے غیر کے۔ مِنْ شَيْءٍ متعلق عبدنا کے اور شاء کا مفعول محذوف ہے ای عدم عبادتنا والتقدیر لو شاء اللہ عدم عبادتنا ما عبدنا الشیء غیرہ۔

مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى

سے کسی چیز کو اسی طرح کیا ان لوگوں نے جو پہلے ان سے تھے پس آیا ہے؟ اوپر

اسی طرح کیا تھا ان سے پہلوں نے سو رسولوں کے ذمے تو کیا ہے

الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝۳۵ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ

پیغمبروں کے مگر پہنچا دینا ظاہر طور پر اور البتہ تحقیق بھیجے ہیں ہم نے بیچ ہر ایک امت کے

کھلا پہنچا دینا ہے اور ہم نے ہر قوم میں ایک ایک رسول ضرور

رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ

پیغمبر یہ کہ عبادت کرو اللہ کی اور ایک طرف رہو بتوں سے پس بعضے انہیں سے

بھیجا ہے کہ خالص اللہ کی عبادت کرو اے لوگو! اللہ کی عبادت کرو اور بت پرستی سے باز رہو سو انہیں سے بعض

هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِيْرُوْا

وہ ہیں کہ ہدایت کی اللہ نے اور بعضے انہیں سے وہ ہیں کہ ثابت ہوئی اوپر ان کے گمراہی پس سیر کرو

کو تو اللہ نے ہدایت دی اور بعض ایسے ہیں جن پر گمراہی ثابت ہو گئی زمین پر چلو

فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۳۶

بیچ زمین کے پس دیکھو کیونکر ہوا آخر کام جھٹلانے والوں کا

پھرو اور دیکھو کہ (حق و صداقت) جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا

اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ

اگر حرص کرے تو اوپر ہدایت ان کی کے پس تحقیق اللہ نہیں ہدایت کرتا اس شخص کو گمراہ کرتا ہے

(اے حبیب!) اگر آپ ان کی ہدایت کے لئے حریص ہوں تو (جان لیں کہ) اللہ ان لوگوں کو جنہیں

وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۳۷ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا

اور نہیں واسطے ان کے کوئی مددگار ہیں اور قسم کھائی انہوں نے ساتھ اللہ کے سخت قسم اپنی کہ نہ

ہدایت نہیں دیتا جو گمراہ کر دیئے اور نہ ان کا کوئی مددگار ہے اور یہ لوگ اللہ کی سخت قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اللہ اس کو

يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ

اٹھا دیگا اللہ اس کو جو مر جاتے ہیں کیوں نہیں وعدہ کیا ہے اوپر اپنے ثابت و لیکن

زندہ نہیں کرے گا جو مر جاتا ہے کیوں نہیں، اللہ کا وعدہ سچا ہے (جس کو وہ پورا کرے گا)

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۸ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ

اکثر لوگ نہیں جانتے تو کہ بیان کرے واسطے ان کے وہ چیز کہ اختلاف کرتے ہیں

لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اسے دوبارہ اس واسطے زندہ کرے گا کہ ان پر اس چیز کی حقیقت واضح کرے جس میں وہ

فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ۝۳۹ اِنَّمَا

بیچ اس کے اور تو کہ جانیں وہ لوگ کہ کافر ہوئے یہ کہ وہ تھے جھوٹے سوائے اس کے

اختلاف رکھتے تھے نیز ان لوگوں کو جو حق و صداقت سے انکار کرتے رہے ہیں معلوم ہو جائے کہ در حقیقت جھوٹے تھے (یاد رکھو کہ)

قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَا اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۴۰ وَ ع۵

نہیں کہ کہنا ہمارا واسطے کسی چیز کے جب ارادہ کرتے ہیں ہم اسکو یہ کہتے ہیں ہم اسکو ہو پس ہو جاتی ہے وہ اور

جب ہم کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتے ہیں تو صرف اس قدر کہتے ہیں کہ ہو جا سو وہ ہو جاتی ہے اور

حل لغات۔

سلہ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ۔ ہل استفہامیہ ہے اور استفہام تقریری اور انکاری دونوں معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ یہاں استفہام انکاری کے معنی میں ہے۔ والتقدیر لیست وظیفۃ الرسل الا تبلیغ الرسالۃ تبلیغا واضحا۔ سلہ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ۔ حَقَّتْ معنی میں ہے وَجَبَتْ اور ثَبَتَتْ کے قال علیہ الصلوٰۃ والسلام غسل یوم الجمعۃ حق ★

(بقیہ صفحہ ۳۸۳) وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا وَّ اِنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا وَّاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا وَّاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْاَسُوْا اَبَدًا (مسلم۔ مشکوٰۃ) یعنی جنت والوں کو سنایا جائے گا کہ اب تم ہمیشہ زندہ ہو کبھی موت نہ آئے گی، ہمیشہ سلامت ہو کبھی بیماری نہ آئے گی، ہمیشہ جوان رہو کبھی بڑھاپا نہ آئے گا، ہمیشہ عیش کرو کبھی غم نہ ہوگا۔ ایک روایت میں یوں آیا ہے لَوْ اَنَّ امْرَاَةً مِّنَ الْجَنَّةِ اِطَّلَعَتْ اِلٰی اَهْلِ الْاَرْضِ لَاَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَاَتْهُ رِيْحًا وَّ لَنَصِيْفُهَا عَلٰى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا (بخاری مطبوعہ میرٹھ صفحہ ۳۹۲) یعنی جنت والی عورتوں میں سے اگر کوئی عورت جھانکے اہل زمین کی طرف تو آسمان سے زمین تک روشنی ہو جائے اور خوشبو سے مہکنے لگے اور اس کے سر کا دوپٹہ تمام دنیا سے بہتر اور افضل ہے نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَوْ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَ فَبَدَا اَسَاوِرُهٗ لَطَمَسَ ضَوْءُهٗ ضَوْءَ الشَّمْسِ كَمَا تَطْمِسُ الشَّمْسُ ضَوْءَ النُّجُوْمِ (ترمذی۔ مشکوٰۃ باب صفۃ الجنۃ) یعنی جنت والا کوئی مرد اگر دنیا کی طرف جھانکے تو اس کے کنگن کی چمک کے آگے سورج کی روشنی ایسی مٹ جائے جس طرح سورج کے آگے تاروں کی روشنی مٹ جاتی ہے۔ یہی وہ ہیں جن کی دنیاوی جانیں موت کے وقت تک کفر و شرک کی نجاست سے پاک اور فسق و فجور کے میل کچیل سے صاف رہیں اور حق تعالیٰ کی صحیح معرفت و محبت کی وجہ سے نہایت خوش دلی اور انشراح بلکہ اشتیاق کے ساتھ اپنی جان جان آفریں کے حوالہ کی۔ ان نیک لوگوں کے آخری وقت خوب صورت فرشتے آتے ہیں۔ اللہ کی رضامندی جنت کی نعمتوں کی خوشخبری سناتے ہیں۔ مومن کی قبض روح کی مثال حدیث میں یوں آئی ہے کہ جس طرح پانی کی بھری ہوئی مشک میں سے قطرے جلدی جلدی ٹپک کر نکل جاتے ہیں اسی طرح نیک روح بھی پھرتی اور آسانی سے نکل آتی ہے۔ فرشتے جنت کے ریشمی رومال میں لپیٹ کر آسمان پر لے جاتے ہیں تو ہر آسمان کے فرشتے بڑی عزت سے اسکا ذکر کرتے ہیں حتیٰ کہ روح اللہ کے سامنے پیش ہوتی ہے۔ اللہ علیین میں لکھ لینے کا حکم فرماتا ہے آسمانوں پر ایک مقام ہے جہاں اہل جنت کی روحیں رہتی ہیں پھر وہ واپس لائی جاتی ہے اور منکر نکیر کے سوال و جواب کے وقت وہ ثابت قدمی اللہ کی طرف سے عنایت ہوتی ہے جس کا ذکر صفحہ ۳۶۷ میں گزرا۔ عذاب و ثواب و حالت نزع و قبر کے سوال و جواب کا بیان صفحہ ۱۲۴ و ۲۲۳ و سورۂ نازعات وغیرہ میں لکھا گیا ہے۔ حدیث میں ہے جب مومن مرنے لگتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللّٰهِ اللہ نے تجھ کو سلام کہا ہے۔ یہ کہہ کر جنت کی بشارت دیتا ہے اللھم اجعلنا منہم آمین

(فتح البیان۔ فائدہ ستاریہ) ف۲ جنت کی خوبیاں اور اسکا تفوق و امتیاز بیان فرمانے کے بعد ان غافلوں کو تنبیہ کی جاتی ہے جو محض دنیوی سامانوں پر مست ہو کر آخرت کو بھلائے بیٹھے ہیں اور اپنا انجام سدھارنے کا کوئی فکر نہیں کرتے یعنی کیا یہ لوگ اسکے منتظر ہیں کہ جب وقت فرشتے جان نکالنے کو آجائیں گے یا اللہ کے حکم کے موافق قیامت قائم ہو جائے گی یا مجرموں کی سزا دہی کا حکم پہنچ جائیگا اور جو تا سر پر پڑنے لگیگا تب ایمان لا کر اپنی حالت درست کرینگے حالانکہ اس وقت کا ایمان یا توبہ و رجوع کچھ نافع نہ ہوگا۔ ضرورت تو اسکی ہے کہ موت سے پہلے بعد الموت کی تیاری کی جائے اور عذاب آنے سے پیشتر بچاؤ کی تدبیر کر لیں۔ (موضح الفرقان)

(فوائد متفرقہ ھذا)

ف۱ غرض ان کی دلیل سے یہ ہے کہ اللہ ہمارے افعال سے خوش ہے تو ہم کرتے ہیں۔ بھلا اگر وہ ناراض ہوتا تو کیا ہم کر سکتے تھے؟ پھر تو کیوں ہم کو ہمارے ان کاموں پر دھمکاتا ہے مگر حقیقت میں ان کو سمجھ نہیں۔ اللہ کی مشیت اور رضا میں فرق نہیں جانتے۔ بے شک جو کچھ ہو رہا ہے اس کی مشیت سے ہو رہا ہے۔ مجال نہیں کہ اس کی مشیت کے سوا کوئی کام ہو سکے کیونکہ مشیت اس کے قانون کا نام ہے۔ جب تک کسی کام کو حسب قانون فطرت نہ کروگے کبھی کامیاب نہ ہوگے۔ جب تک گرمی حاصل کرنے کے لئے آگ نہ جلاؤ گے پانی سے وہ کام نہیں نکل سکیگا جو کام فطرت نے پانی سے متعلق کیا ہے وہ آگ سے نہیں ہوگا۔ یہی تلوار جس کا کام سر اتار دینا ہے جہاں اس کو چلاؤ گے اپنا اثر دکھا دے گی خواہ کسی مظلوم پر چلے یا ظالم پر چنانچہ ہر روز دنیا میں ناحق خون بھی ہوتے ہیں لیکن ان سب کاموں پر رضائے الٰہی لازمی نہیں ہے بلکہ رضا اس صورت میں ہوگی کہ ان سب اشیاء کو حسب ہدایت شریعت استعمال کروگے، بس یہ بھی نہیں تو اور کیا ہے کہ مشیت اور رضا میں فرق نہیں کرتے۔

ف۲ اللہ تعالیٰ کے سوا جس چیز کی پرستش کی جائے وہ طاغوت ہے۔ امام مالک، امام ابن کثیر، امام ابن قیم رحمہم اللہ نے بھی اسی طرح لکھا ہے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی نبی، ولی، بزرگ، غوث، قطب، جن، بھوت، پری، فرشتہ، سورج، چاند، قبر، تعزیہ وغیرہ کسی چیز کی پوجا درست نہیں۔ جو کوئی اللہ کے سوا کسی کی پرستش کرے یا وہ تعظیم جو اس نے اپنے لئے خاص فرمائی ہے کسی کے لئے بجالائے تو وہ بلاشک مشرک اور طاغوت پرست ہے (از حضرت مولانا عبد الستار صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں ہڑدنگا وہ جو ناحق سرداری کا (باقی بر صفحہ ۳۸۵)

ل علی کل مسلم ای واجب و ثابت۔ ےکہ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ۔ جہد مصدر ہے موقع میں حال کے ای جاہدین فی ایمانہم اور اس کی لغوی تحقیق سورۂ توبہ کے رکوع ۱۰ آیۃ والذین لا یجدون الا جہدہم میں گزر چکی۔ وہاں جہد اور جُہد میں نہایت تفصیل کے ساتھ فرق بھی بیان کر دیا گیا ہے۔ اس مقام پر ضرور دیکھو۔
ےکہ لَيُبَيِّنَنَّ لَهُمُ لام متعلق ہے اس فعل سے جس پر لفظ بلیٰ دلالت کر رہا ہے اور وہ یَبْعَثُ ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے بلیٰ یبعثہم لیبین لہم الخ۔

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ

جن لوگوں نے کہ وطن چھوڑا بیچ راہ اللہ کے پیچھے اس کے کہ ظلم کیے گئے البتہ جگہ دیں گے ہم ان کو

وہ لوگ جنہوں نے خدا کی راہ میں اپنے گھر بار کو ظلم برداشت کرنے کے بعد چھوڑ دیا ہم

فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۴۱ وقف لازم

بیچ دنیا کے اچھی یعنی مہاجرین کو اور البتہ ثواب آخرت کا بہت بڑا ہے کاش کہ ہوتے جانتے

دنیا میں ان کو یقیناً اچھی جگہ دیں گے اور آخرت کا اجر یقیناً بہت بڑا ہو گا کاش ان کو علم ہو

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۴۲ وَمَآ اَرْسَلْنَا

جن لوگوں نے صبر کیا اور اوپر رب اپنے کے توکل کرتے ہیں ف اور نہیں بھیجے ہم نے

(یہ وہ لوگ ہیں) جنہوں نے صبر و استقلال سے کام لیا اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے رہے اور اے پیغمبر ہم نے آپ سے پہلے

مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ

پہلے تجھ سے مگر مرد کہ وحی بھیجتے تھے ہم طرف ان کی پس سوال کرو یاد والوں سے

آدمی ہی بعثت کے لئے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے اگر تمہیں اس چیز کا علم نہ ہو تو

اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۴۳ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ؕ وَاَنْزَلْنَآ

اگر ہو تم نہیں جانتے بھیجا ہم نے ان کو ساتھ دلیلوں کے اور کتابوں کے اور اتارا ہم نے

اہل علم سے پوچھ دیکھو (ان کو بھی بھیجا تھا) نشانیاں اور صحیفے دیکر بھیجا تھا اور ہم نے آپ پر بھی

اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ

طرف تیری ذکر کو تو کہ بیان کرے تو واسطے لوگوں کے وہ چیز کہ اتاری گئی ہے طرف ان کی اور تو کہ وہ

اور نصیحت (یعنی قرآن) نازل کیا تاکہ آپ لوگوں پر واضح کر دیں ان تعلیمات کو جو ان کی جانب نازل کی گئی ہیں اور تاکہ وہ

يَتَفَكَّرُوْنَ ۝۴۴ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ النصف

فکر کریں کیا پس نڈر ہو گئے وہ لوگ جو مکر کرتے ہیں برائیاں یہ کہ

غور و فکر کریں وہ لوگ جو بری بری تدبیریں اختیار کرتے ہیں بے خوف ہو گئے ہیں کہ اللہ

يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ

دھنسا دیوے اللہ ساتھ ان کے زمین کو یا آوے ان کے پاس عذاب اس

ان کو زمین میں دھنسا دے یا کسی ایسی جانب سے ان پر عذاب آ جائے جہاں

حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۴۵ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ

جگہ سے کہ نہیں جانتے یا پکڑے ان کو بیچ چلنے پھرنے ان کے

سے ان کو وہم و گمان بھی نہ ہو یا ان کو چلتے پھرتے اچانک پکڑ لے

فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝۴۶ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ ؕ

پس نہیں وہ عاجز کرنے والے یا پکڑے ان کو اوپر ڈرانے کے

کسی طرح بھی اس کو ہرا نہیں سکتے یا ایسی حالت میں ان کو پکڑ لے کہ وہ خوف میں مبتلا ہوں

فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۴۷ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا

پس تحقیق پروردگار تمہارا البتہ شفقت کرنے والا مہربان ہے ف کیا نہیں دیکھا انہوں نے طرف اس کے

سو بے شک تمہارا رب بڑا مہربان اور رحم والا ہے کیا انہوں نے کبھی ایسی چیزوں کو نہیں دیکھا جو

منزل۳

حل لغات۔

لہ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ - فی اللہ میں ایک مضاف محذوف ہے۔ والتقدیر فی سبیل اللہ اور ہجرت کی لغوی تحقیق سابق میں کئی جگہ گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ ہو۔ مِنَ الدُّنْيَا حَسَنَةً۔ حسنۃ صفت ہے مفعول مطلق محذوف کی [illegible] لنبوئنہم مبارۃ حسنۃ۔ اور مبارۃ سے مراد ہے مدینہ یا صفت ہے منزلۃ [illegible]

(بقیہ صفحہ ٣٨٤) دعویٰ کرے کچھ سند نہ رکھے ایسے کو طاغوت کہتے ہیں۔ بت، شیطان، زبردست، ظالم سب اس میں داخل ہیں۔

ف۲ یعنی جس کو قصور استعداد اور سوءِ اختیار کی بنا پر اللہ گمراہ کرے اُسے کوئی ہدایت نہیں کرسکتا نہ اُسے اللہ کی سزا سے کوئی بچاسکتا ہے۔ آپ کا ان کی ہدایت پر حریص ہونا بھی کچھ فائدہ نہیں پہنچاسکتا پھر آپ ان کے غم میں اپنے کو اس قدر کیوں گھلاتے رہیں۔ (موضح الفرقان)

ف۳ یعنی موت کے بعد دوسری زندگی ہی نہیں، اللہ دوبارہ زندہ کرنے سے عاجز ہے پھر عذاب کا کیا ڈر، سب ڈھکوسلے ہیں۔ تمہارے انکار اور اشکل بچو قسمیں کھانے سے اللہ کا وعدہ ٹل نہیں سکتا وہ تو ہوکر رہے گا۔ اگر موت کے بعد دوسری زندگی نہ ہو تو دنیا میں جو مختلف احوال پائے جاتے ہیں ان کے صاف اور مکمل نتائج کیسے ظاہر ہونگے یہاں کے جھگڑوں کا دو ٹوک فیصلہ تو وہیں ہوگا جہاں کے لئے فرمایا وَتَقُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ۝ (پارہ ٢٣۔ رکوع ٦) اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝ (پارہ ١٦۔ رکوع ٩) اور اس وقت منکرین معلوم کرلیں گے کہ قسمیں کھا کر جن باتوں کا انکار کرتے تھے وہ سچی تھیں اور قسم کھانے والے جھوٹے تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یعنی اس جہاں میں بہت باتوں کا شبہ رہا اور کسی نے اللہ کو مانا، کوئی منکر رہا تو دوسرا جہان ہونا لازم ہے کہ جھگڑے تحقیق ہوں سچ اور جھوٹ جدا ہو اور مطیع و منکر اپنا کیا پائیں۔ پھر اللہ نے خبر دی کہ میں جو چاہوں کردوں، میں کسی کام سے عاجز نہیں میرا کسی امر کے لئے یہ کہنا کافی ہے کُنْ ہوجا تو وہ ہوجاتا ہے۔

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ یہ آیتیں حبشہ کے مہاجرین کے حق میں نازل ہوئی ہیں جنہوں نے مکہ والوں کے ہاتھ سخت ایذائیں اٹھائیں یہاں تک کہ وہ ان کے درمیان سے نکل کر حبش کو چلے گئے تاکہ اپنے رب کی عبادت کے لئے جگہ پائیں تو اللہ تعالیٰ نے انکو اچھی جزا دینے کا دنیا و آخرت میں وعدہ کیا اور ایسا ہی وقوع میں آیا کیونکہ اللہ نے ان کو امیر و حاکم بنایا۔ اس مقام پر مہاجرین کی فضیلت اور ان کے اجر کا بیان ہے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ جب مہاجرین میں سے کسی کو کچھ دیا کرتے تو فرماتے اللہ تعالیٰ تجھے اس میں خیر و برکت دے۔ یہ وہ ہے جس کا تجھ سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا اور جو تیرے لئے اللہ نے آخرت میں تیار کر رکھا ہے وہ اس سے بہتر ہے پھر یہی آیت پڑھی (ابن کثیر)

یعنی یہ صابر رہے کسی ظلم سختی سے نہیں گھبرائے خویش و اقارب وطن محبوب کے چھوٹنے کی پرواہ نہ کی۔ رضائے الٰہی کے راستے سے ذرا نہیں قدم ڈگمگائے۔ خالص اسی کی امداد و وعدوں پر بھروسہ کیا یہاں تک کہ دیکھ لیا کہ جو اللہ کا ہو رہتا ہے کس طرح اللہ اس کا ہوجاتا ہے۔

ف۲ تفسیر معالم التنزیل و جلالین و جامع البیان میں یہی یوں ہی ہے کہ اس سے مراد اہل کتاب یہود و نصاریٰ کے علماء ہیں یعنی ان کی کتابوں میں بھی یہ لکھا ہوا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سب انسان اور بشر ہی ہوتے تھے اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ کا یہی مقصد ہے وہ لوگ خیال کریں جو انبیاء علیہم السلام کو انسانیت سے خارج کرکے اللہ یا اللہ کا جزء، نور من نور اللہ کہتے ہیں انکو عقیدہ درست کرنا چاہئے۔ بس عقیدہ ایک مسلمان کا یہی ہونا چاہیے جو قرآن نے بتادیا۔ نیز بعض الناس نے آیت ہذا سے تقلید کے ثبوت پر جو استدلال کیا ہے وہ قطعاً غلط ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔ ذکر سے مراد قرآن و حدیث ہے۔ تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے وَالذِّكْرُ هُوَ كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ لَا غَيْرُهُمَا اور قرآن و حدیث کی دلیل سے جو مسئلہ معلوم ہو وہ تقلید نہیں بلکہ تحقیق ہے۔ تقلید کہتے ہیں بلا دلیل کسی کی بات ماننے کو۔ جب دلیل طلب کی مقلد نہ رہا۔ اس آیت میں تقلید کا رد ہے نہ کہ ثبوت اماماں دین نے جن کی لوگ تقلید کرتے ہیں تصریح کردی کہ قرآن و حدیث پر عمل کرو اور جو قول ہمارا حدیث کے خلاف ہو اسکو دیوار پر مار دو یعنی اسپر عمل نہ کرو۔ امام ابن تیمیہ رحمہ نے فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسے الفاظ قرآن کی تعلیم پر مامور تھے ویسے ہی قرآن کے معانی کی تعلیم پر بھی مامور تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں ارشاد فرمایا ہے لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ تو اس آیت پاک میں جیسا کہ الفاظ کے بیان کرنے کا حکم ہے ویسا ہی معنیٰ کے بیان کرنے کا بھی حکم ہے۔ امام احمدؒ نے ابو عبدالرحمٰن سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا بیان کیا ہم سے ان بزرگوں نے جو قرآن پڑھنے والے تھے جیسے عثمانؓ، عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کے علاوہ وہ یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دس آیتیں قرآن مجید کی سیکھتے تھے پھر جب تک ان کے مقاصد و عمل سے باخبر نہ ہوجاتے تب تک آگے اور سبق نہ لیتے اس لئے وہ بزرگان دین مدت دراز تک ایک سورت کے حفظ (باقی برصفحہ ٣٨٦)

لے۔ والتقدیر لنبوئنہم فی الدنیا منزلۃ حسنۃ اور اس سے مراد اہل مکہ پر غلبہ ہے۔ سے لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔ یعلمون کے فاعل ہیں مہاجرین اور لَوْ کی جزا محذوف۔ والتقدیر لو علموا ذلک لزادوا فی الاجتہاد۔ سے اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ۔ اَلسَّيِّاٰتِ صفت ہے مصدر محذوف کی۔ والتقدیر مکروا المکرات السیئات یا فعل مذکور کا مفعول بہ ہے علی تضمین معنی العمل ای عملوا السیئات۔ ان یخسف اللہ امن کا مفعول۔

ھہ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ۔ او یاخذ کا عطف ہے ان یخسف پر۔ اور تخوف بوزن تفعل مشتق ہے خوف سے۔ بولا کرتے ہیں خفت الشیٔ وتخوفتہ والمعنی انہ تعالیٰ لا یاخذہم بالعذاب اولا بل یخیفہم اولا ثم یعذبہم بعدہ۔

خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ

خدا نے جو پیدا کی ہیں جن کے سائے داہنے سے اور بائیں سے لوٹتے رہتے ہیں

سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

اللہ کے سامنے جھکنے اور عاجزی کا اظہار کرتے ہیں اور تمام جاندار چیزیں جو آسمانوں میں ہیں

وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٤٩﴾

یا زمین میں ہیں اللہ کے سامنے سجدہ کرتی ہیں اور فرشتے بھی اور وہ مطلقاً تکبر نہیں کرتے

يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿٥٠﴾ وَ السجدة ١٢ ع

اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں جو ان کے اوپر ہے اور وہ وہی کام کرتے ہیں جن کا ان کو حکم دیا جاتا ہے

قَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ

فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿٥١﴾ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ؕ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَمَا بِكُمْ

مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ

تَجْئَرُوْنَ ﴿٥٣﴾ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ

بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٤﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا

حل لغات۔

له يتفيؤا ظلاله

یتفیؤ بوزن یتفعل ماخوذ ہے فئ سے۔ اور فئ کے اصلی معنی ہیں رجوع کرنے کے۔ اسی سے ہے فی المسلمین یعنی مخالفوں کا مال جو مسلمانوں کی طرف رجوع کرتا
ہے اور یہی معنی ہیں فی المؤلف اور ما افاء اللہ علی رسولہ الخ اور فان فاءو فان اللہ غفور رحیم کے۔ عرف میں فئ اس سایہ کو کہتے ہیں جو سورج کی روشنی سے مٹ

(بقیہ صفحہ ۳۸۵) کرتے نہیں رہتے جیسا امام مالک رح نے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے انھوں نے آٹھ برس میں سورۂ بقرہ حفظ کی۔ اس سے معلوم ہوا قرآن کے وہی معنی معتبر ہیں جو صحابہ رض نے کئے ہیں ان کے خلاف مردود و ناقابل قبول ہیں۔ (تفسیر اتقان فائدہ ستارہ) یہ آیت جس طرح اُن منکرین نبوت کی حجت کے لئے قاطع تھی جو اللہ کا "ذکر" بشر کے ذریعہ سے آنے کو نہیں مانتے تھے اسی طرح آج یہ اُن منکرین حدیث کی حجت کے لئے بھی قاطع ہے جو نبی کی تشریح و توضیح کے بغیر صرف "ذکر" کو لے لینا چاہتے ہیں۔ وہ خواہ اس بات کے قائل ہوں کہ نبی نے تشریح و توضیح کچھ بھی نہیں کی تھی صرف ذکر پیش کر دیا تھا یا اس کے قائل ہوں کہ ماننے کے لائق صرف ذکر ہے نہ کہ نبی کی تشریح، یا اس کے قائل ہوں کہ اب ہمارے لئے صرف ذکر کافی ہے نبی کی تشریح کی کوئی ضرورت نہیں، یا اس بات کے قائل ہوں کہ اب صرف ذکر ہی قابل اعتماد حالت میں باقی رہ گیا ہے نبی کی تشریح یا تو باقی ہی نہیں رہی یا باقی ہے بھی تو بھروسے کے لائق نہیں ہے، غرض ان چاروں باتوں میں سے جس بات کے بھی وہ قائل ہوں ان کا مسلک بہرحال قرآن کی اس آیت سے ٹکراتا ہے۔ اگر وہ پہلی بات کے قائل ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ نبی نے اس منشا ہی کو فوت کر دیا جسکی خاطر ذکر کو فرشتوں کے ہاتھ بھیجنے یا براہ راست لوگوں تک پہنچا دینے کے بجائے اسے واسطۂ تبلیغ بنایا گیا تھا۔ اور اگر وہ دوسری یا تیسری بات کے قائل ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ میاں نے (معاذ اللہ) یہ فضول حرکت کی کہ اپنا "ذکر" ایک نبی کے ذریعہ سے بھیجا کیونکہ نبی کی آمد کا حاصل بھی وہی ہے جو نبی کے بغیر صرف ذکر کے مطبوعہ شکل میں نازل ہو جانے کا ہو سکتا تھا۔ اور اگر وہ چوتھی بات کے قائل ہیں تو دراصل یہ قرآن اور نبوت محمدیؐ دونوں کے نسخ کا اعلان ہے جس کے بعد اگر کوئی مسلک معقول باقی رہ جاتا ہے تو وہ صرف اُن لوگوں کا مسلک ہے جو ایک نئی نبوت اور نئی وحی کے قائل ہیں ــــ اس لئے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ خود قرآن مجید کے مقصدِ نزول کی تکمیل کے لئے نبی کی تشریح کو ناگزیر ٹھیرا رہا ہے اور نبی کی ضرورت ہی اس طرح ثابت کر رہا ہے کہ وہ ذکر کے منشا کی توضیح کرے اب اگر منکرین حدیث کا یہ قول صحیح ہے کہ نبی کی توضیح و تشریح دنیا میں باقی نہیں رہی تو اس کے دو نتیجے کھلے ہوئے ہیں۔ پہلا نتیجہ یہ ہے کہ نمونۂ اتباع کی حیثیت سے نبوت محمدیؐ ختم ہو گئی اور ہمارا تعلق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف اُس طرح کا رہ گیا ہے جیسا ہود اور صالح اور شعیب علیہم السلام کے ساتھ ہے کہ ہم ان کی تصدیق کرتے ہیں اُنپر ایمان لاتے ہیں، مگر اُن کا کوئی اُسوہ ہمارے پاس نہیں ہے جس کا ہم اتباع کریں۔ یہ چیز نئی نبوت کی ضرورت آپ سے آپ ثابت کر دیتی ہے، صرف ایک بے وقوف ہی اس کے بعد ختم نبوت پر اصرار کر سکتا ہے۔ دوسرا نتیجہ یہ ہے کہ اکیلا قرآن نبی کی تشریح و تبیین کے بغیر خود اپنے بھیجنے والے کے قول کے مطابق ہدایت کے لئے ناکافی ہے۔ اس لئے قرآن کے ماننے والے خواہ کتنے ہی زور سے چیخ چیخ کر اسے بجائے خود کافی قرار دیں، مدعی سُست کی حمایت میں گواہانِ چست کی بات ہرگز نہیں چل سکتی اور ایک نئی کتاب کے نزول کی ضرورت آپ سے آپ خود قرآن کی رو سے ثابت ہو جاتی ہے قاتلھم اللہ۔ اس طرح یہ لوگ حقیقت انکارِ حدیث کے ذریعہ سے دین کی جڑ کھود رہے ہیں۔ (تفہیم) وَ اللہ اگر چاہے تو نافرمانوں کو زمین میں دھنسا دے اور کسی عذاب میں گرفتار کر لے یا چلتے پھرتے کماتے کماتے ہی پکڑ لے۔ لوگ کیا اللہ کے عذابوں سے نڈر بے خوف ہوئے بیٹھے ہیں؟ بخاری مسلم میں ہے اللہ ظالم کو مہلت دیتا ہے لیکن جب پکڑ نازل فرماتا ہے پھر اچانک تباہ کر دیتا ہے اس واسطے ضروری ہے اللہ تعالیٰ سے ہر وقت ڈرتا رہے اُسکی طاعت میں لگا رہے وہ اللہ رؤف رحیم ہے (ابن کثیر) سورۂ اعراف رکوع ۱۲ و سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۷ و سورۂ سبا رکوع ۱ و سورۂ ملک رکوع ۲ وغیرہ میں بھی اس مضمون کی آیتیں ہیں جن میں یہ بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ہر دم ڈرتے رہنا چاہئے۔

(فوائدِ صفحہ ھٰذا)

ف۱ ہر چیز ٹھیک دوپہر میں کھڑی ہے اس کا سایہ بھی کھڑا ہے۔ جب دن ڈھلا سایہ جھکا۔ پھر جھکتے جھکتے شام تک زمین پر پڑ گیا جیسے نماز میں کھڑے سے رکوع، رکوع سے سجدہ، اسی طرح ہر چیز آپ کھڑی ہے اپنے سایہ سے نماز کرتی ہے۔ کسی ملک میں کسی موسم میں داہنی طرف جھکتا ہے کہیں بائیں طرف۔ (موضح) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ بَعْدَ الزَّوَالِ (باقی بر صفحہ ۳۸۷)

★ جاننے کے بعد عود کرتا ہے۔ بولا کرتے ہیں فاء الظل یفئی فیئا اذا رجع وعاد و بعد ما نسخہ ضیاء الشمس۔ فاء اصل میں لازم ہے اسکو متعدی بناتے ہیں تو یا تو اول میں ہمزہ زیادہ کر دیتے ہیں جیسے ما افاء اللہ یا مین کو مکرر کر دیتے ہیں جیسے فیّا اللہ الظل۔ اور اسکا کچھ بیان سورۂ بقرہ کے رکوع ۲۸۔ آیۃ فان فاءوا فان اللہ غفور رحیم میں گزر چکا۔ اس کے ساتھ اسے بھی پڑھنا چاہئے۔ ☆ سُجَّدًا لِلّٰهِ وَهُمْ دَاخِرُوْنَ ○ سُجَّدًا حال واقع ہوا ہے ظِلٰلُهٗ سے۔ اور وہم داخرون ظلالہ کی ضمیر سے ہے اور داخرون معنی میں ہے صاغرون کے۔ بولا کرتے ہیں دخر یدخر دخورا ای صغر یصغر صغارا۔ اور صغار کہتے ہیں ذلیل و منقاد ہونے کو۔ وہم داخرون جمع مذکر کا صیغہ اس واسطے لایا گیا کہ ظل سے فعل عاقلانہ صادر ہوتا ☆ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا۔ یہاں دین سے مراد ہے طاعت۔ اور واصب کے معنے ہیں دائم و لازم۔ بولا کرتے ہیں وصب الشئی یصب صوبا اذا دام ولازم قال تعالیٰ ولہم عذاب واصب۔ بعید المسافہ جنگل کو جس کی انتہا نہو مفازۃ واصبۃ کہتے ہیں۔ اور علیل کو واصب کہنے کی بھی یہی وجہ ہے کہ مرض اُسکو لازم ہوتا ہے۔

مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۗ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَ

انہیں سے کہ دیا ہے ہم نے انکو قسم ہے اللہ کی البتہ سوال کیے جاؤ گے تم اس چیز سے کہ تھے تم باندھتے جھوٹ اور

حصہ مقرر کر دیتے ہیں۔ خدا کی قسم کہ تم سے ان باتوں کے متعلق ضرور باز پرس ہوگی جو تم افترا کرتے ہو اور

يَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ

مقرر کرتے ہیں واسطے اللہ کے بیٹیاں پاک ہے اسکو اور واسطے انکے ہے جو کچھ چاہتے ہیں اور

اللہ کے لئے بیٹیاں قرار دیتے ہیں (حالانکہ) وہ (ان باتوں سے) پاک ہے اور اپنے لئے وہ جو دل چاہے حالانکہ

اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ

جب خبر دیا جاتا ہے ایک ان کا ساتھ بیٹی کے ہو جاتا ہے منہ اس کا کالا اور وہ

ان میں سے جب کسی کو بیٹی کا مژدہ سنایا جائے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ دل ہی دل

كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۗ

غصہ بھرا ہوتا ہے چھپتا پھرتا ہے قوم سے برائی اس چیز کی سے کہ بشارت دیا گیا ہے ساتھ اس کے

میں گھٹتا رہتا ہے جس چیز کی اسے بشارت دی گئی اسکی برائی کے سبب سے وہ قوم سے منہ چھپاتا پھرتا ہے (اور سوچتا ہے)

اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۗ اَلَا

آیا نگاہ رکھے اسکو اوپر ذلت کے یا گاڑ دے اس کو بیچ مٹی کے خبردار ہو

کہ ذلت برداشت کرکے اسے رہنے دے یا اسے مٹی میں گاڑ دے دیکھو انکا

سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

برا ہے جو کچھ کہ حکم کرتے ہیں واسطے ان لوگوں کے کہ نہیں ایمان لاتے ساتھ آخرت کے

یہ فیصلہ بہت برا ہے جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے انکی (مثال بہت) بری

مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۗ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

صفت بری ہے اور واسطے اللہ کے ہے صفت بلند اور وہ ہے غالب

مثال ہے اور خدا کے لئے بہترین صفات ہیں اور وہ زبردست

الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا ع ۱۳

حکمت والا اور اگر پکڑے اللہ لوگوں کو ساتھ ظلم انکے کے نہ

حکمت والا ہے اور اگر اللہ لوگوں سے ان کے ظلم کی بنا پر مواخذہ کرے تو زمین پر

تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ

چھوڑے اوپر روئے زمین کے کوئی چلنے والا لیکن ڈھیل دیتا ہے انکو ایک وقت

کسی جاندار کو نہ چھوڑے لیکن وہ ان کو ایک مقرر وقت تک ڈھیل دیئے جاتا ہے

مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا

مقرر تک پس جب آئیگا وقت ان کا نہ پیچھے رہیں گے ایک ساعت اور نہ

سو جب انکا وقت آجائے گا تو نہ وہ ایک گھڑی (اس سے) پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ

يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ

آگے چلیں گے وہ اور مقرر کرتے ہیں واسطے اللہ کے جو کچھ کہ ناخوش رکھتے ہیں اور بیان کرتی ہیں

آگے بڑھ سکیں گے اور یہ لوگ اللہ کے لئے ایسی اشیاء تجویز کرتے ہیں جن کو خود ناپسند کرتے ہیں اور ان کی

حل لغات۔

۱؎ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ۔ ما بنا بر مبتدا ہونے کے رفع کے محل میں ہے کیونکہ سُبْحٰنَهٗ پر پہلا جملہ پورا ہو گیا۔ اور ولہم مایشتہون سے الگ جملہ چلا والتقدیر ولہم الذی یشتہون۔ ما کا منصوب المحل ہونا کبھی جائز نہیں ہو سکتا کیونکہ اہل زبان ایسے موقع پر جعل لنفسہ مایشتہی تو بول دیتے ہیں مگر جعل لہ مایشتہی نہیں بولتے۔ ★

(بقیہ صفحہ ۳۸٦) تُحْسَبُ بِمِثْلِهِنَّ مِنْ صَلٰوةِ
السَّحَرِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا وَهُوَ
يُسَبِّحُ اللّٰهَ تِلْكَ السَّاعَةَ ثُمَّ قَرَءَ يَتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ
الشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دَاخِرُوْنَ ٥ (ترمذی کتاب التفسیر)
یعنی چار رکعت ظہر سے پہلے اور دن ڈھلنے کے بعد جسکو زوال کی نماز کہتے
ہیں پڑھنے کا ایسا درجہ اور ثواب ہے جیسا تہجد کی نماز کا اور اس وقت
سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتی ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس کی تصدیق میں یہ آیت پڑھی يَتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ
الشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دَاخِرُوْنَ ٥ تفہیم میں ہے یعنی تمام
جسمانی اشیاء کے سایے اس بات کی علامت ہیں کہ پہاڑ ہوں یا
درخت، جانور ہوں یا انسان سب کے سب ایک ہمہ گیر قانون کی
گرفت میں جکڑے ہوئے ہیں۔ سب کی پیشانی پر بندگی کا داغ لگا ہوا ہے
اُلوہیت میں کسی کا کوئی ادنیٰ حصہ بھی نہیں ہے۔ سایہ پڑنا ایک چیز کے
مادّے ہونے کی کھلی علامت ہے۔ اور مادّی ہونا بندہ و مخلوق ہونے کا
کھلا ثبوت ہے۔

ف۲ ہر چیز کا سجدہ اسکا سایہ ہے اور پہاڑوں کا سجدہ بھی ان کا سایہ ہے
ابوغالب شیبانی نے کہا کہ دریا کی موجیں اس کی نماز ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے
ان کو ذوی العقول کے قائم مقام رکھا اس لئے ان کی طرف سجود کی
اضافت کی (ابن کثیر) سب چیزوں کا سایہ زوال سے پہلے سیدھے
ہاتھ کی طرف اور سورج ڈھلنے کے بعد اُلٹے ہاتھ کی طرف جو آتا ہے
یہی سب چیزوں کے سایہ کے لئے اللہ نے سجدہ مقرر کیا ہے پہلے
کھڑی چیزوں کا سجدہ بیان ہوا، یہ جانوروں کا اور فرشتوں کا ذکر یہ
بھی سربسجود ہیں) مغرور لوگوں کو سر رکھنا زمین پر مشکل پڑتا ہے
نہیں جانتے کہ بندے کی بڑائی اسی میں ہے۔ (موضح) یعنی زمین ہی کی نہیں
آسمانوں کی بھی وہ تمام ہستیاں جن کو قدیم زمانے سے لے کر آج تک
لوگ دیوی، دیوتا اور اللہ کے رشتہ دار ٹھیراتے آئے ہیں درحقیقت
غلام اور تابعدار ہیں۔ ان میں سے بھی کسی کا خداوندی میں کوئی حصہ
نہیں۔ (تفہیم)
ف۳ ہر بندہ کے دل میں ہے کہ میرے اوپر اللہ ہے۔ آپ کو نیچا سمجھتا ہے
یہ سجدہ فرشتوں کا بھی ہے اور سب کا (موضح) اللہ کو جہات سے

پاک کہنا غلط ہے بلکہ اس کے لئے جہت فوقیت ثابت ہے یعنی وہ
سب سے اوپر عرش پر مستوی ہے بلا کیف اپنی مخلوق سے جدا ہے۔ امام
دارمی نے النقض علی المریسی میں فرمایا ہے کہ تمام مسلمانوں کا متفقہ
مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ عرش پر نہ ہوتا تو
فرشتوں کے حق میں مِنْ فَوْقِهِمْ نہ فرماتا اور ساری مخلوق دعا میں
آسمان کی طرف ہاتھ نہ اٹھاتی۔

ف۴ وَاصِبًا کے معنی طاعت ہے یعنی کوئی نہیں جس کی فرمانبرداری
کی جائے اللہ کے سوا مگر اس کی فرمانبرداری منقطع ہو جاتی ہے زوال
کے ساتھ یا ہلاکت کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہے اس کو زوال
نہیں اس لئے اس کی اطاعت بھی ہمیشہ ہے (فتح) ف۵ پہلے کا فر اپنے
کھیت اور جانوروں میں اللہ کے سوا ان کی نذر نیاز ٹھیراتے تھے اور اس
زمانے میں جاہل مسلمان اُن کے پیرو ہو کر بعینہ یہی کام کرتے ہیں جیسے
سید احمد کبیر کی گائے، شیخ سدو کا بکرا، شاہ مدار کی مرغی اور شاہ عبدالقادر
کی چکی۔ سو فرمایا یہ سب مال اللہ کا ہے۔ اس میں کسی دوسرے کا
حق نہیں۔ (خلاصہ سلفیہ) ف۶ سختی اور تکلیف کے وقت اسی
کی طرف پناہ ڈھونڈتے ہو، پھر جب اللہ تعالیٰ اس حالت کو اٹھاتا ہے تو
اس کے ساتھ اوروں کو شریک ٹھیراتے ہو۔ یہ بیان آپ کے زمانہ
کے کافروں کا ہے اور ہمارے زمانہ کے جاہل مسلمان دو قدم کفر
میں ان سے بڑھ گئے ہیں کہ ہر حالت میں اوروں کو پکارتے ہیں۔ (فتح
البیان) ف یعنی جہاں سختی دور ہوئی منعم حقیقی کو بھلا بیٹھے اور نہایت
بے حیائی سے خدائی کے حصے بخرے کرنے لگے شرم نہ آئی کہ ابھی تھوڑی
دیر پہلے عاجز ہو کر کسے پکار رہے تھے۔ نہ محسن حقیقی کا احسان مانا نہ
یہ اندیشہ کیا کہ ناشکری کی سزا میں پکڑے جائیں گے یا کم از کم کفرانِ نعمت
سلبِ نعمت کا موجب ہو جائے گا گویا اللہ وحدہ لا شریک لہ نے جو
انعام فرمایا تھا بالکل اس کے انکار پر تل گئے بہتر ہے چند روز کی
انھیں مہلت دی جاتی ہے خوب دنیا کے مزے اُڑا لیں فَسَوْفَ
تَعْلَمُوْنَ آخر معلوم ہو جائے گا کہ اس شرک اور کفرانِ نعمت کی کیسی سزا
ملتی ہے۔ (موضح)

(فوائد صفحہ ھذا)

ف۱ یہ اُن کو فرمایا جو اپنے ———— (باقی برصفحہ ۳۸۸)

(باقی برصفحہ ۳۸۸)

لہ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۔ بُشِّرَ لیا گیا ہے تبشیر سے اور تبشیر کہتے ہیں اس خبر کو جو مفید سرور ہو مگر بلحاظ اصل لغت
تبشیر اس خبر سے عبارت ہے جس کی وجہ سے بشرہ وجہ میں آثار تغیر محسوس ہوں خواہ معنے میں سرور کے ہے یا ضرر کے اور اسوداد الوجہ کنایہ ہے غم سے کیونکہ جب
آدمی کو کوئی بڑا غم ہوتا ہے تو روح باطن قلب میں گھٹ جاتی ہے اور ظاہر رخ میں اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا اسی وجہ سے غمگین آدمی کا چہرہ کبھی زرد
کبھی کالا پڑ جاتا ہے۔ کظیم کے معنے غم سے بھرا ہوا۔ اور اس کی مزید توضیح سورۃ یوسف رکوع ۱۰ آیت وابیضت عیناہ من الحزن فھو کظیم میں گزر چکی
وہاں ضرور ملاحظہ ہو۔ لہ یَتَوَارٰی معنے میں ہے مختفی اور متغیب کے۔ لہ اَیُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ۔ یمسک لیا گیا ہے امساک سے
اور یہاں امساک کے معنے ہیں روکے رکھنے کے۔ قال تعالیٰ امسک علیک زوجک۔ ہون کہتے ہیں ہوان و ذلت کو۔ اور دس کہتے ہیں ایک چیز کو
ایک چیز میں چھپانے کو۔

أَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ أَنَّ لَهُمُ الْحُسْنَىٰ ۖ لَا جَرَمَ أَنَّ لَهُمُ النَّارَ

زبانیں ان کی جھوٹ یہ کہ واسطے انکے اچھی چیز نہیں شک یہ کہ واسطے ان کے آگ

زبانیں جھوٹ بولتی ہیں کہ انکے لئے بہتری ہوگی کچھ شک نہیں کہ انکے لئے آگ ہوگی اور وہ

وَأَنَّهُم مُّفْرَطُونَ ﴿٦٢﴾ تَاللَّهِ لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ

اور یہ کہ وہ آگے چلائے گئے ہیں ملنے قسم ہے اللہ کی البتہ تحقیق بھیجے ہم نے طرف امتوں کے پہلے تجھ سے

اور (دوزخ میں) سب سے آگے جانے والے ہوں گے خدا کی قسم ہم نے تم سے پہلے بھی اقوام عالم کی طرف رسول بھیجے

فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ

پس زینت دی واسطے انکے شیطان نے عملوں انکے کو پس وہی ہے دوست انکا آج کے دن اور واسطے انکے ہے

مگر شیطان نے انکے اعمال (بد) انہیں عمدہ کر دکھائے سو آج بھی وہی انکا دوست ہے اور ان کے لئے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ وَمَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ

عذاب درد دینے والا اور نہیں اتاری ہم نے اوپر تیرے کتاب کو مگر تاکہ بیان کرے تو واسطے انکے

دردناک عذاب ہے اور ہم نے آپ پر اس لئے کتاب نازل کی ہے کہ آپ لوگوں پر ان چیزوں

الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ ۙ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٦٤﴾

وہ چیز کہ اختلاف کرتے ہیں بیچ اسکے اور ہدایت اور رحمت واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں

کو واضح کر دیں جنمیں انکو اختلاف رہا ہے اور یہ کتاب مومنوں کیلئے سامان ہدایت و باعث رحمت ہے

وَاللَّهُ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ

اور اللہ نے اتارا ہے آسمان سے پانی پس زندہ کیا ساتھ اسکے زمین کو پیچھے

اور اللہ ہی نے آسمان سے مینہ برسایا پھر اس سے مردہ زمین میں جان ڈالدی (بلا شبہ) کہ اس میں بلاشبہ

مَوْتِهَا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿٦٥﴾ وَإِنَّ لَكُمْ ۱۴

موت اسکی کے تحقیق بیچ اسکے البتہ نشانی ہے واسطے اس قوم کے کہ سنتے ہیں اور تحقیق واسطے تمہارے

ان لوگوں کے لئے نشانی ہے جو (دل سے) سنتے ہیں اور (علاوہ ازیں) چارپایوں میں

فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهِ مِن بَيْنِ ۵

بیچ چارپایوں کے البتہ عبرت ہے پلاتے ہیں ہم تم کو اس چیز سے کہ بیچ پیٹوں انکے کے ہے درمیان

بھی تمہارے لئے ایک عبرت کا مقام ہے کہ ہم انکے پیٹ میں سے گوبر اور خون کے درمیان

فَرْثٍ وَدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشَّارِبِينَ ﴿٦٦﴾ وَمِن ثَمَرَاتِ

گوبر اور لہو کے دودھ خالص آسانی سے حلق میں گزرنے والا واسطے پینے والوں کے اور میووں

میں سے نکال کر ایسا خالص دودھ تمہیں پلاتے ہیں جسے پینے والے خوشگوار پاتے ہیں اور کھجوروں اور

النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا

کھجوروں کے اور انگوروں کے سے بناتے ہو تم اس سے مست کرنے والی چیزیں اور رزق

انگوروں کے میووں میں سے تم شراب بناتے ہو اور عمدہ روزی حاصل کرتے ہو

حَسَنًا ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾ وَأَوْحَىٰ

اچھا تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے اس قوم کے کہ سمجھتے ہیں اور وحی بھیجی

انہیں بھی بیشک ان لوگوں کے لئے نشانی ہے جو عقل رکھتے ہیں اور تیرے رب نے

حل لغات۔

لہ ذٰلِکَ لکم قیلا انعام۔ انعام لفظاً مفرد ہے جس طرح رہطا اور قوم اور رہط وغیرہ یہی وجہ ہے کہ اس موقع پر رعایت لفظ مما فی بطونہ میں ضمیر مفرد مذکر لائی گئی اور معنی جمع ہے۔ چنانچہ معنی کی رعایت کی وجہ سے سورۂ مومنون میں نسقیکم مما فی بطونھا ضمیر مؤنث کے ساتھ جو جمع پر دلالت کرتی ہے کہا گیا۔ لہ من بین

(بقیہ صفحہ ۳۸۸) کھیت میں، مواشی میں، تجارت میں اللہ کے سوا کسی دوسرے کی نیاز ٹھیراتے ہیں (موضح القرآن) جیسا کہ مشرکین عرب کا دستور تھا جس کا ذکر آٹھویں پارہ کے تیسرے رکوع میں گذر چکا۔ پھر فرمایا قیامت میں ان افترا پردازیوں کی تم سے ضرور بازپرس ہوگی، اللہ کے دیئے ہوئے مال میں کیا حق تھا کہ دوسروں کو شریک بناؤ۔ (موضح)

ف۲ وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیکر ان کی پوجا کرتے اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی پیدا ہونے کی خبر ملتی تو مارے شرم کے لوگوں کے سامنے نہ آتے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر میں فرمایا تَجْعَلُوْنَ لِيَ الْبَنَاتِ تَرْتَضُوْنَهُنَّ لِيْ وَلَا تَرْتَضُوْنَهُنَّ لِاَنْفُسِكُمْ یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے، ظالمو میرے لئے بیٹیاں ٹھیراتے ہو میرے لئے ان کو پسند کرتے ہو اور اپنے لئے ناپسند۔ یہ اس لئے کہ جاہلیت میں جب کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی یا تو ذلت برداشت کرکے اس کو رہنے دیتا ورنہ زندہ درگور کر دیتا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ لڑکی کی پیدائش ناراض وغصہ ہونا کفر وجہالت کی رسم ہے۔ بعض جاہل بیوقوف اپنی بیوی کو مارتے اور سب وشتم کرتے ہیں کہ اس نے لڑکی کیوں جنی، حالانکہ اس میں اس کا کیا بس ہے۔ وہ دینے والا جسے چاہے لڑکی دے اور جسے چاہے لڑکا اور جسے چاہے کچھ بھی نہ دے۔

ف۳ اللہ تعالیٰ کیسا حلیم ہے کہ بندوں کے گناہ دیکھتا ہے اور پھر بھی انھیں فوری نہیں پکڑتا بلکہ مہلت دیتا ہے۔ اگر فوراً پکڑے تو آج زمین پر کوئی چلتا پھرتا نظر نہ آئے، انسانوں کی خطاؤں ظلم زیادتی میں جانور بھی ہلاک ہو جائیں، گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جائیں۔ بُروں کے ساتھ نیک بھی پکڑ میں آجائیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے لطف وکرم سے پردہ پوشی کرتا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ قریب ہے گندگی کا کیڑا اپنے سوراخ میں بنی آدم کے گناہ سے ہلاک ہو جائے بیہقی میں ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَجُلًا یَقُوْلُ اِنَّ الظَّالِمَ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ فَقَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ بَلٰی وَاللّٰهِ حَتّٰی الْحُبَارٰی لَتَمُوْتُ فِیْ وَکْرِهَا هَزْلًا لِظُلْمِ الظَّالِمِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سنا ایک صاحب فرما رہے تھے کہ ظالم اپنا ہی نقصان کرتا ہے تو آپ نے فرمایا، نہیں نہیں بلکہ پرند اپنے گھونسلوں میں بوجہ اس کے ظلم کے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ باب الظلم صفحہ ۴۲۸) مطلب یہ ہوا کہ آخرت میں تو ظلم و نافرمانی کی سزا صرف ظالم و نافرمان پر ہی ہے لیکن دنیا میں نیکوں کے سبب خیر و برکت، امن وامان رہتا ہے اور سب فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن فرمایا وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْکُمْ خَاۗصَّةً الخ (پارہ ۹۔ رکوع ۱۰) یعنی عذاب الٰہی سے ڈرو جو آنے پر ظالموں ہی کو نہیں پہنچے گا بلکہ ان کے ساتھ دوسری مخلوق بھی اس میں مبتلا ہو جائے گی۔ ظلم وجور کی نحوست سے آباد شہر برباد و ویران ہو جاتے ہیں۔ یہی حال جملہ معاصی کا ہے۔ جس قدر تباہی سیلاب وقحط بلا سی کی شکل میں آج دنیا پر مسلط ہے اس سب کا اسی آیت کی روشنی میں مطالعہ کرنا چاہیئے۔

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت آجانے پر اللہ کسی کو ڈھیل نہیں دیتا اور درجاتِ قربت نیک اولاد کے سبب جو اللہ پاک بندے کو دیتا ہے پھر ماں باپ کے انتقال کے بعد وہ نیک اولاد اُس کیلئے دُعا کرتی ہے تو اس کی دُعا قبر میں پہنچتی ہے۔ (ابن کثیر۔ ابن ابی حاتم۔ فائدہ ستاریہ)

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ جو اپنے آپ کو بُری لگے وہ اللہ کے لئے ٹھیرادیں یعنی بیٹیاں اور شرکاء حالانکہ خود اس سے عار کرتے ہیں، سمجھتے ہیں کہ کوئی شخص ان کا شریک ان کے مال میں ہو اور اپنے لئے دعویٰ خوبی کا کرتے ہیں دنیا میں اور کہتے ہیں اگر آخرت ہوئی تو وہاں بھی وہ اچھے رہیں گے سو یہ باتیں ان کی سراسر کذب اور دروغ ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۲ یعنی سمجھو کہ شیطان اللہ کی تدبیر اور خواہش پر غالب آگیا کہ اللہ نے تو ان کی ہدایت چاہی مگر شیطان نے ان کو گمراہ ہی رکھا۔ ایسا اللہ کا چاہنا کئی طرح سے ہے اختیاری اور قہری۔ قہری یعنی یہ کہ جس کام کے متعلق اس کا یہ ارادہ ہو کہ ہونا ہی چاہیئے وہ تو ضرور ہو کر ہی رہے گا مجال نہیں کہ اس میں تخلف ہو۔ اور جو کام اختیاری کا اور بندوں کے اختیار پر چھوڑے ایسے کاموں کو بندے اگر کریں تو بدلہ پاتے ہیں جیسے قتل و غارت، چوری، زنا، جھوٹ وغیرہ۔ بدکاری کرنے سے اللہ منع کرتا ہے لیکن ایسا منع نہیں جیسا افعال (باقی بر صفحہ ۳۸۹)

★ نُوْرِثٌ۔ فرث چارہ کا وہ فضلہ جو قدرے انہضام کے بعد اوجھ میں باقی رہ جاتا ہے۔ ۲ سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ۔ سائغاً دوسری صفت ہے لبناً کی۔ اور اس کے معنے ہیں آسانی سے حلق میں اُتر جانے والا۔ کہتے ہیں کہ دودھ میں ایک عجیب بات ہے کہ کبھی کسی کے گلے میں نہیں اٹکا۔ ۳ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِیْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَکَرًا۔ من ثمرات النخیل متعلق ہے فعل محذوف کے جس پر فعل مذکور دلالت کر رہا ہے۔ والتقدیر و نسقیکم من ثمرات النخیل والاعناب ای من عصیرہا تتخذون منہ سکرًا بیان ہے استفار کی حقیقت کا اور کشف ہے اس کی کُنہ کا والاعناب النخیل کا نہیں بلکہ الثمرات کا معطوف ہے اور سکرًا مصدر ہے۔ اس سے مراد ہے شراب۔ اور شراب اگرچہ حرام ہے مگر پھر اسکو معرض انعامات میں ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس آیت کا نزول اس وقت ہوا ہے جب کہ شراب حرام نہ تھی۔ ۵ وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ۔ وَحی اور اَوْحی دونوں معنی میں ہیں الہام کے۔ اور الہام کہتے ہیں جی میں ایک بات کے ڈال دینے کو۔ نحل شہد کی مکھی۔ اس کا استعمال بلحاظ لغت تذکیر وتانیث دونوں طرح سے ہوتا ہے مگر اہل حجاز صرف تانیث کے ساتھ استعمال کرتے ہیں اسی وجہ سے قرآن میں مؤنث ہی مستعمل ہوا ہے۔

رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ

پروردگار تیرے نے طرف شہد کی مکھی کے کہ پکڑ تو پہاڑوں سے گھر اور درختوں سے

شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈالدی کہ تو پہاڑوں درختوں اور اونچی چھتریوں میں

وَمِمَّا يَعْرِشُونَ ﴿٦٨﴾ ثُمَّ كُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُكِي

سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۚ يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ

أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ

يَتَفَكَّرُونَ ﴿٦٩﴾ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفَّاكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَنْ

يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا ۚ

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ﴿٧٠﴾ وَاللَّهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۱۵ ع

فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِينَ فُضِّلُوا بِرَادِّي رِزْقِهِمْ عَلَىٰ مَا

مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيهِ سَوَاءٌ ۚ أَفَبِنِعْمَةِ اللَّهِ

يَجْحَدُونَ ﴿٧١﴾ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَ

جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَنِينَ وَحَفَدَةً وَرَزَقَكُمْ مِنَ

منزل ۳

حل لغات۔

لہ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا۔ اگر حال ہے سُبُل سے تو معنیٰ ہیں کہ اپنے پروردگار کے بنائے ہوئے آسان رستوں میں چلی جا اور یہی معنی ہیں ہو الذی جعل لکم الارض ذلولاً کے اور فاسلکی کی ضمیر سے حال ہے تو یہ معنے ہوں گے کہ اپنے پروردگار کی بتائی ہوئی راہوں میں مطیع و منقاد ہو کر چل ۔

بقیہ صفحہ ۳۸۸) قہر پر منع ہوتا ہے بلکہ اختیاری طور سے
۔یہی وجہ ہے کہ دنیا میں اکثر ایسے افعال شنیعہ لوگ کر رہے ہیں ٹھیک اسی طرح شیطان نے انپر غلبہ پالیا تھا پس وہی قیامت کے روز ان کا قرینی ہوگا۔ (ث)

ف۲ کتاب سے مراد قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا مُنزِل ہے محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اس کے مُبیّن و مفسّر ہیں۔ آپ کی تفسیر و حدیث سے تمام اختلافات مٹ جاتے ہیں۔ جو کوئی آپ کی حدیث کو نہ مانے وہ اس آیت کا منکر ہے۔ قرآن و حدیث میں ایمان والوں کے لئے رحمت ہی رحمت اور ہدایت ہی ہدایت ہے۔ (فائدہ ستاریہ)

ف۳ یعنی اس طرح قرآن سے جاہلوں کو عالم کرے گا اگر دل سے سُنیں گے۔ (موضح)

ف۵ یعنی اونٹ گائے بھینس بکری وغیرہ جانور جو گھاس چارہ کھاتے ہیں وہ پیٹ میں پہنچ کر تین چیزوں کی طرف تحلیل ہو جاتا ہے۔ قدرت نے ان حیوانات کے جسم کے اندرونی حصہ میں ایسی مشین لگادی ہے جو غذا کے کچھ اجزاء کو تحلیل کرکے فضلہ گوبر وغیرہ کی شکل میں پھینکدیتی ہے اور کچھ اجزاء کو خون بناکر عروق میں پھیلا دیتی ہے جو ان کی حیات و بقاء کا سبب بنتا ہے اور اسی مادہ میں سے جس کے بعض اجزاء گوبر اور بعض خون بن گئے۔ ان دو گندی چیزوں کے درمیان ایک تیسری چیز دودھ تیار کرتی ہے جو نہایت پاک طیب اور خوشگوار چیز ہے۔ (موضح)

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ یہ آیت حرمتِ شراب سے پہلے اتری ہے پھر سورۂ مائدہ کی آیت سے حرام ہوئی۔ مشکوٰۃ میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میرے پاس یتیم کے تجارتی مال میں شراب ہے اس کو میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا پھینک دو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ سے شراب کا سرکہ بنانے کی اجازت مانگی گئی تو آپ نے اجازت نہیں دی۔ الغرض خمر یعنی ہر نشہ والی چیز کا استعمال شریعت میں حرام و ممنوع ہے قرآن و حدیث سے اس کی حرمت ثابت ہے۔ بعض نئی روشنی کے لوگ جو کہتے ہیں کہ شراب کی حرمت قرآن میں مذکور نہیں، یہ ان کی ناسمجھی ہے۔ (فائدہ ستاریہ)

ف۲ ان آیات میں دودھ پھلوں کا عرق اور شہد، ان تین نعمتوں کے ذکر کے ساتھ ربوبیت الٰہی کی بخشائشوں کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ دودھ کس طرح اور کہاں سے پیدا ہوتا ہے؟ تم نے کبھی غور کیا؟ اگر غور کرتے تو تمہارے فہم اور عبرت کے لئے صرف یہی ایک بات کافی تھی۔ پھلوں میں طرح طرح کے خوش ذائقہ عرق پیدا ہوتے ہیں مثلاً کھجور اور انگور کے درخت ان کے عرق سے نشہ کی چیز بنا لیتے ہیں (جس کو اللہ نے تمہارے لئے حرام قرار دیدیا) اور جائز غذائیں بھی اس سے بنتی ہیں لیکن دیکھنا صرف یہ ہے کہ یہ کھجور اور انگور کے ہر دانہ کی سربمہر مٹھاس سے بھری ہوئی شیشی جنتی کس کارخانہ میں ہے۔ شہد کے چھتوں کو دیکھو جس میں تمہارے لئے رات دن شہد تیار ہوتا ہے تم دنیا کے سارے پھل پھول جمع کرکے چاہو کہ شہد کا ایک قطرہ بنالو تو کبھی نہ بنا سکو گے لیکن شہد کی مکھی نہایت محنت اور استقلال کے ساتھ اس کو بناتی رہتی ہے۔ مکھیاں سب مل کر ایک کو اپنا پیشوا بادشاہ مقرر کرتی ہیں پھر مقدس گھر بناتی ہیں جس کے تمام اضلاع برابر ہوتے ہیں پھر چھتے کے دروازے پر دربان مقرر کرتی ہیں جو اور کیڑوں کو اندر نہیں گھسنے دیتے، چوسنے کے لئے دور دور جاتی ہیں۔ واپسی میں راستہ نہیں بھولتیں، اپنے ہی چھتہ پر چلی آتی ہیں۔ ایک چھتے کی مکھیاں دوسرے چھتے میں نہیں جاتیں۔ ابن ماجہ صفحہ ۲۵۵ باب العسل میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عَلَیْکُمْ بِالشِّفَاءَیْنِ الْعَسَلِ وَالْقُرْاٰنِ یعنی لازم پکڑو دو دواؤں کو کہ وہ شفا ہیں وہ شہد اور قرآن ہے۔ بخاری مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اَخِی اسْتَطْلَقَ بَطْنُہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسْقِہٖ عَسَلًا فَسَقَاہُ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ سَقَیْتُہٗ فَلَمْ یَزِدْہُ اِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ لَہٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَاءَ الرَّابِعَۃَ فَقَالَ اسْقِہٖ عَسَلًا فَقَالَ لَقَدْ سَقَیْتُہٗ فَلَمْ یَزِدْہُ اِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَدَقَ اللّٰہُ وَکَذَبَ بَطْنُ اَخِیْکَ فَسَقَاہُ فَبَرَءَ (مشکوٰۃ کتاب الطب) یعنی ایک شخص نے آکر کہا اے اللہ کے رسول! میرے بھائی کا پیٹ چلتا ہے یعنی اس کو دست آتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اسکو شہد پلاؤ۔ اس نے جاکر پلایا۔ جب فائدہ نہ ہوا تو آکر کہا اسکو تو اور زیادہ دست آنے لگے۔ آپ نے فرمایا جاؤ شہد پلاؤ۔ اسی طرح تین مرتبہ ہوا۔ وہ صحابی پلاتا اور آکر کہتا فائدہ نہ ہوا اور آپ فرماتے شہد پلاؤ۔ آخر میں آپ نے فرمایا اللہ سچا ہے، تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے، جا شہد پلا۔ وہ گیا اور شہد پلایا۔ وہ اچھا تندرست ہوگیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شیرینی اور شہد کو دوست رکھتے تھے۔ ایک روایت میں ہے مَنْ لَعِقَ الْعَسَلَ ثَلٰثَ غَدَوَاتٍ فِیْ کُلِّ شَہْرٍ لَمْ یُصِبْہُ عَظِیْمٌ مِّنَ الْبَلَاءِ کہ جو شخص ہر مہینہ میں تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لیا کرے تو اس کو کوئی بڑی بیماری نہیں ہوتی۔ (ابن ماجہ باب العسل)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جب تم میں سے کوئی شفا چاہے تو قرآن کی کسی آیت کو کسی صحیفے پر لکھ لے اور اسے بارش کے پانی سے دھولے اور اپنی بیوی کے مال سے اس کی اپنی رضامندی سے پیسے لیکر شہد خرید لے اور اسے پی لے۔ پس اس میں کئی وجہ سے شفا آجائیگی۔ تحقیقات جدیدہ کی رو سے آج شہد بہت سے لاعلاج و مہلک امراض میں تریاق اعظم ثابت ہے۔ وَمِنْ فَوَائِدِہٖ عِلْمُ الطِّبِّ اَنَّہٗ اِذَا اُسْتُعْمِلَ مُنْفَرِدًا کَانَ دَوَاءً لِّلْاَمْرَاضِ خَاصَّۃً وَّاِنْ خُلِطَ مَعَ غَیْرِہٖ کَالْمَعَاجِیْنِ وَنَحْوِہَا کَانَ مَعَ مَا خُلِطَ بِہٖ دَوَاءً لِّلْکَثِیْرِ مِنَ الْاَمْرَاضِ وَ بِالْجُمْلَۃِ فَہُوَ مِنْ اَعْظَمِ الْاَغْذِیَۃِ

(باقی بر صفحہ ۳۹۰)

الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾

پاکیزہ چیزیں لذیذ سے کیا پس ساتھ باطل کے ایمان لاتے ہیں اور ساتھ نعمت اللہ کے وہ کفر کرتے ہیں

تو کیا بے اصل چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں اور خدا کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ

اور عبادت کرتے ہیں سوائے اللہ کے ایسی چیزوں کی جو نہیں اختیار رکھتے واسطے ان کے رزق کا

اور اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پوجتے ہیں جو آسمانوں اور زمین سے ان کو روزی

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا

آسمانوں سے اور زمین سے کچھ اور نہیں طاقت رکھتے وہ پس مت

دینے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ ان کو طاقت ہے پس (لوگو)

تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾

بیان کرو واسطے اللہ کے مثالیں تحقیق اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے وہ

خدا کے لیے مثالیں نہ بناؤ (کہ) خدا (ہر ایک بات کو) جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ

بیان کی اللہ نے مثال کہ ایک غلام خریدا ہوا کہ نہیں ہے اس میں قدرت اوپر کسی چیز کے اور وہ کہ ہم نے روزی دی اس کو

اللہ ایک مثال بیان کرتا ہے کہ ایک غلام ہے مملوک جس کا کچھ بھی اختیار نہیں اور ایک وہ شخص ہے جس کو ہم نے اپنے ہاں

مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ

اپنی طرف سے رزق اچھا پس وہ خرچ کرتا ہے اس میں سے چھپے اور ظاہر کیا برابر ہوتے ہیں

سے خوب رزق دے رکھا ہے سو وہ اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتا ہے کیا یہ دونوں برابر ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا

سب تعریف واسطے اللہ کے ہے بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے ہیں اور بیان کی اللہ نے مثال

(ہرگز نہیں) سب تعریف اللہ کے لیے ہے مگر ان میں سے اکثر بالکل نہیں جانتے اور اللہ دو آدمیوں کی اور مثال

رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَاۤ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ

دو مردوں کی ایک ان دونوں کا گونگا ہے نہیں قدرت رکھتا اوپر کسی چیز کے اور وہ بوجھ ہے اوپر مالک اپنے کے

بیان کرتا ہے کہ ان میں سے ایک گونگا ہے جو کچھ نہیں کر سکتا اور وہ اپنے آقا کے لیے بوجھ بنا ہوا ہے

اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ

جدھر بھیجے اس کو نہیں لاوے بھلائی کیا برابر ہوتا ہے وہ اور جو شخص کہ حکم کرتا ہے

جہاں بھی اسے بھیجتا ہے بھلائی لے کر نہیں آتا کیا یہ اور وہ جو انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے برابر

بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ ع ۱۶

ساتھ انصاف کے اور وہ اوپر راہ سیدھی کے ہے وہ اور واسطے اللہ کے ہے علم غیب آسمانوں کا اور

ہیں اور وہ صراط مستقیم پر ہے اور آسمانوں اور زمین کے راز کا علم بھی ہے

الْاَرْضِ ؕ وَمَاۤ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ

زمین کا اور نہیں حال قیامت کا مگر مانند جھپکنے پلک کے یا وہ زیادہ نزدیک ہے تحقیق

سر بسته (اسی کے سب) اللہ ہی کے لیے ہیں اور قیامت کا معاملہ تو ایسا ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا بلکہ اس سے بھی جلد تر (یاد رکھو)

حل لغات۔ ۱؎ اَحَدُهُمَاۤ اَبْكَمُ۔ ابکم کہتے ہیں اقطع اللسان کو یعنی جو اچھی طرح بات نہ کر سکتا ہو۔ ابن الاعرابی کا قول ہے کہ جو کچھ نہ سمجھتا ہو اُسے ابکم کہتے ہیں۔ ۲؎ وَهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ۔ کل کہتے ہیں ثقل کو۔ اس کے اصلی معنے ہیں گرانی کے جو ضد ہے تیزی کی۔ چھری کی دھار موٹی پڑ جاتی ہے تو کَلَّ السِّكِّيْنُ ۔

(بقیہ صفحہ ۳۸۹) وَاَنْفَعُ الْاَدْوِيَةِ (فتح القدیر، وحیدی، ابن کثیر).
فائدہ مستاربہ) سچ ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ سوچنے اور غور کرنے والوں کے لئے اس میں قدرت الٰہی کے بڑے بڑے نشان ہیں۔
ف۳ یعنی بچے بتانے بڑے میں سے پہلا نکما کے (۱) جانور کے پیٹ سے دودھ (۲) تنے کے انگور کھجور سے روزی پک (۳) اور مکھی کے پیٹ سے شہد یعنی اس قرآن سے جاہلوں کی اولاد عالم نکلے گی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یوں ہی ہوا کافروں کی اولاد کامل ہوئی۔ (موضح)
ف۴ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعاؤں میں اس دعا کے ذریعہ نکمی عمر سے پناہ مانگا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْکَسَلِ وَالْھَرَمِ وَاَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ یا اللہ! میں بخیلی سے، عاجزی سے، بڑھاپے سے، ذلیل عمر سے، قبر کے عذاب سے، .... زندگی اور موت کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں (بخاری) اکثر بوڑھا سٹھیا جاتا ہے اور دیوانوں کی سی حرکت کرنے لگتا ہے، اس واسطے ضروری ہے کہ مذکورہ دعا کا وظیفہ رکھا جائے اور صبح و شام بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ تین تین مرتبہ پڑھنا لازمی کرے۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ وغیرہ نے کہا کہ جو قرآن پڑھتا رہے بڑھاپے میں اس کی عقل ضائع نہ ہوگی الحمد للہ ثم الحمد للہ میرے والد ماجد مولانا عبدالوہاب صاحب اور میرے بھائی مولانا عبدالستار صاحب نور اللہ مرقدہما و جعل الجنۃ مثواہما نے اسّی سال اور تریسٹھ سال زندگی گذاری، بفضل اللہ قرآن و حدیث پڑھنے پڑھانے کی برکت سے آخر دم تک حواس و عقل میں ذرا بھی فرق نہیں آیا۔ والد مرحوم کے استاذ مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی سو سال تک پہنچ گئے تھے لیکن حدیث شریف پڑھاتے تھے ماہ رجب ۱۳۲۰ھ میں انکی وفات دہلی ہندوستان میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی مرتے دم تک قرآن و حدیث میں ہی مشغول رکھے اور خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین آخر عمر میں رزق ملتے رہنے کی دعا اس قرآن کے صفحہ ۶۵ میں لکھدی ہے۔ غرض کہ قرآن و حدیث کا پڑھنا پڑھانا خیر و برکت اور آفات سے محفوظ رہنے کا باعث ہے۔ (مرتب حواشی عبدالجبار بن شیخ الحدیث مولانا عبدالوہاب صاحب رحمہ اللہ) ف۵ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی کا غلام کھانا پکا دے گرمی اور دھواں آپ اٹھا دے اور کھانا اسکو پہنچا دے تو لازم ہے کہ اس کو ساتھ بٹھا کر کھلا دے، نہ ہو سکے تو دو ایک نوالے ہاتھ میں رکھ دے۔ (موضح) خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ایک رسالہ لکھا کہ اپنی روزی پر قناعت اختیار کرو۔ اللہ نے ایک سے ایک کو زیادہ امیر کر رکھا ہے۔ یہ بھی اس کی طرف سے ایک آزمائش ہے کہ وہ امیر امراء کس طرح اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور جو حقوق دوسروں کے جناب باری نے انپر مقرر فرمائے ہیں کہاں تک ان کو ادا کرتے ہیں۔ (ابن کثیر)

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ اللہ کا یہ بھی زبردست احسان کہ انسان کے لئے مرد عورت کا جوڑا بنایا پھر اس جوڑے سے نسل بڑھائی۔ لڑکے ہوئے۔ حَفَدَۃً کے معنے پوتے ہیں، دوسرے معنے خادم کے بھی ہیں پوتے بھی ایک طرح خدمت گذار ہوتے ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے روز قیامت اللہ اپنے بندوں کو احسان جتائے گا کہ بتاؤ میں نے تم کو بیوی نہیں دی۔ ذی عزت نہیں بنایا۔ سرداری اور آرام میں نہیں چھوڑا تھا؟ موضح میں ہے یعنی بتوں کا احسان مانتے ہیں کہ ہماری منت سے چنگا کیا یا بیٹا دیا یا روزی دی، اور یہ سب جھوٹ ہے۔ وہ جو سچ دینے والا ہے اس کے شکر گذار نہیں۔
ف۲ یعنی نہ آسمان سے مینہ برسا دیں نہ زمین سے اناج نکالیں۔ (موضح القرآن) فتح البیان میں لکھا ہے کہ مراد مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سے اصنام و انداد ہیں جو کہ نہ کچھ نفع دے سکیں اور نہ ضرر پہنچا سکیں، اور نہ آسمانوں و زمینوں میں سے کچھ رزق دے سکیں اور نہ مالک و مختار ہیں بلکہ عاجز محض ہیں، کسی طرح کی استطاعت نہیں رکھتے اور اللہ کے سامنے اس کی ساری مخلوق کا یہی حال ہے۔ ف۳ اہل شرک و بدعت، قبر پرست وغیرہ اپنی بے وقوفی سے اللہ تعالیٰ کو دنیاوی بادشاہوں کی طرح سمجھتے ہیں کہ جیسے یہاں بغیر وکیل پہنچ نہیں ایسے وہاں بھی بغیر وسیلہ و طفیل پیروں فقیروں کے پہنچ نہیں ہو سکتی حالانکہ یہ بڑی بے عقلی ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی وکیل وغیرہ کا محتاج نہیں، وہ خود سب کا فریاد رس ہے۔ ایک چیونٹی کی دعا بھی وہ خود سنتا ہے وہ بے مثل ہے۔ موضح القرآن میں ہے مشرک کہتے ہیں کہ مالک اللہ ہی ہے، پر یہ لوگ اس کی سرکار میں مختار ہیں اس واسطے انکو پوجے، سو یہ غلط مثال ہے اللہ ہر چیز آپ کرتا ہے کسی کے سپرد نہیں کر رکھا اور اگر صحیح مثال چاہو تو آگے دو مثالیں فرمائیں
ف۴ یہ مثال مومن اور کافر کی فرمائی ہے یعنی کافر کو اللہ رزق دیتا ہے تو وہ کوئی خیر کا کام نہیں کرتا تو وہ اس غلام کی طرح ہے جو کسی چیز کا مالک نہ ہو اور مومن کو اللہ رزق دیتا ہے وہ اس مال میں اللہ تعالیٰ کی تابعداری کرتا ہے اور اس مال سے پوشیدہ و ظاہر خرچ کرتا ہے تو وہ مومن اس آزاد کی طرح ہے جو اپنے مال میں خود تصرف کرتا ہے اور وہ مال اسکے پاس ہمیشہ رہے گا۔ (جامع البیان) ف۵ یعنی اللہ تعالیٰ مالک ہر چیز کا جسکو چاہے سو دے، اور بت مالک نہیں کسی چیز کا بلکہ آپ پرایا مال ہے۔ (موضح)
ف۶ یعنی اللہ کے دو بندے ایک گونگا نہ بول سکے نہ چل سکے جیسے گونگا غلام، دوسرا رسول جو اللہ کی راہ بتاوے ہزاروں کو اور آپ بندگی پر قائم ہو اس کے تابع ہونا بہتر ہے یا اُس کے۔ (موضح)

بولا کرتے ہیں۔ اسی طرح جب کسی کی زبان موٹی پڑجاتی ہے تو کَلَّ لِسَانُہٗ کہا جاتا ہے، نیز کَلٌّ عَلٰی مَوْلٰہُ کے معنے ہوئے ثَقِیْلًا وَّ عَیَالًا عَلٰی مَوْلَاہُ۔
۱؎ کَلَمْحِ الْبَصَرِ۔ لمح کہتے ہیں آنکھ جھپکانے کو، بولا کرتے ہیں لمحہ بصرہ لمحًا ولمحانًا اذا نظر ببصرہ۔

اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۷۷﴾ وَ اللّٰہُ اَخۡرَجَکُمۡ مِّنۡۢ بُطُوۡنِ اُمَّہٰتِکُمۡ

اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے اور اللہ نے نکالا تم کو پیٹوں ماؤں تمہاری کے

کہ اللہ بلاشبہ ہر بات پر قادر ہے۔ اور اللہ ہی نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے نکالا۔ کہ تم

لَا تَعۡلَمُوۡنَ شَیۡـًٔا ۙ وَّ جَعَلَ لَکُمُ السَّمۡعَ وَ الۡاَبۡصَارَ وَ الۡاَفۡـِٕدَۃَ ۙ

نہیں جانتے تھے تم کچھ اور بنائے واسطے تمہارے کان اور آنکھیں اور دل

کچھ بھی نہیں جانتے تھے اور تم کو کان، آنکھیں اور دل عطا کئے

لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمۡ یَرَوۡا اِلَی الطَّیۡرِ مُسَخَّرٰتٍ فِیۡ جَوِّ

تاکہ تم شکر کرو کیا نہیں دیکھا انہوں نے طرف پرندوں کی مسخر کئے ہوئے بیچ ہوا

تاکہ تم شکر کرو۔ کیا وہ پرندوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ آسمان کی فضا میں گھرے ہوئے

السَّمَآءِ ؕ مَا یُمۡسِکُہُنَّ اِلَّا اللّٰہُ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ

آسمان کے نہیں تھام رکھتا ان کو مگر اللہ تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے

ان کو صرف اللہ ہی نے تھام رکھا ہے (یاد رکھو) اس چیز میں بھی ایمان والے لوگوں کے لئے کئی

یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۷۹﴾ وَ اللّٰہُ جَعَلَ لَکُمۡ مِّنۡۢ بُیُوۡتِکُمۡ سَکَنًا وَّ جَعَلَ

کہ ایمان لاتے ہیں اور اللہ نے بنایا واسطے تمہارے گھروں تمہارے سے ایک جگہ رہنے کی اور کیا

نشانیاں ہیں اور اللہ ہی نے تمہارے گھروں کو تمہارے لئے رہنے کی جگہ بنایا اور چار پایوں

لَکُمۡ مِّنۡ جُلُوۡدِ الۡاَنۡعَامِ بُیُوۡتًا تَسۡتَخِفُّوۡنَہَا یَوۡمَ ظَعۡنِکُمۡ وَ یَوۡمَ

واسطے تمہارے چمڑے جانوروں کے سے گھر کہ ہلکا جانتے ہو تم اس کو دن سفر اپنے کے اور دن

کی کھالوں سے تمہارے لئے گھر (خیمے) بنائے جنہیں تم اپنے کوچ کے دن اور ٹھہرنے کے

اِقَامَتِکُمۡ ۙ وَ مِنۡ اَصۡوَافِہَا وَ اَوۡبَارِہَا وَ اَشۡعَارِہَاۤ اَثَاثًا وَّ

مقام اپنے کے اور بالوں بھیڑوں کے اور بالوں اونٹوں کے اور بالوں بکریوں کے سے اسباب اور

دن ہلکا پھلکا پاتے ہو۔ اور ان کی اون اور ان کی پشم اور ان کے بالوں سے اسباب اور فائدہ کی چیزیں

مَتَاعًا اِلٰی حِیۡنٍ ﴿۸۰﴾ وَ اللّٰہُ جَعَلَ لَکُمۡ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّ جَعَلَ

فائدہ ہے ایک مدت تک اور اللہ نے کیا واسطے تمہارے اس چیز سے کہ پیدا کیا سائے اور کیا

بنائیں کہ ایک وقت تک (ان سے فائدہ اٹھاؤ) اور اللہ ہی نے جو چیزیں تمہارے لئے پیدا کی ہوئی چیزوں کے سائے بنائے

لَکُمۡ مِّنَ الۡجِبَالِ اَکۡنَانًا وَّ جَعَلَ لَکُمۡ سَرَابِیۡلَ تَقِیۡکُمُ الۡحَرَّ

واسطے تمہارے پہاڑوں سے چھپنے کی جگہیں اور کئے واسطے تمہارے کرتے بچاتے ہیں تم کو گرمی سے

اور پہاڑوں سے تمہارے لئے چھپنے کی جگہیں بنائیں اور تمہارے لئے کرتے بنائے جو تم کو گرمی سے بچاتے ہیں

وَ سَرَابِیۡلَ تَقِیۡکُمۡ بَاۡسَکُمۡ ؕ کَذٰلِکَ یُتِمُّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکُمۡ لَعَلَّکُمۡ

اور کرتے کہ بچاتے ہیں تم کو لڑائی تمہاری سے اسی طرح پورا کرتا ہے نعمت اپنی اوپر تمہارے تاکہ تم

اور (ایسے کرتے بھی بنائے) جو لڑائی (کے زخم) سے بچائیں۔ اسی طرح سے خدا اپنی نعمتوں کی تم پر تکمیل کرتا ہے تاکہ تم

تُسۡلِمُوۡنَ ﴿۸۱﴾ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا عَلَیۡکَ الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ ﴿۸۲﴾ یَعۡرِفُوۡنَ

مطیع ہو پس اگر پھر جاویں پس سوائے اس کے نہیں کہ اوپر تیرے پہنچا دینا ہے ظاہر پہچانتے ہیں وہ

اطاعت کرو پھر بھی اگر وہ منہ موڑ لیں تو (اے رسول) آپ کا فرض صرف کھول کر (احکام) پہنچا دینا ہے اللہ کی نعمتوں کو

حل لغات۔

لہ مِنۡۢ بُطُوۡنِ اُمَّہٰتِکُمۡ۔ امہاتکم اصل میں تھا امّا تکم امات جمع اُم کی۔ پھر جس طرح اراق میں ہ زیادہ کرکے اہراق کہتے ہیں اسی طرح امّات میں ہ زیادہ کرکے امہات کہنے لگے۔ لہ فِیۡ جَوِّ السَّمَآءِ۔ جو کہتے ہیں اس خلا کو جو زمین و آسمان کے درمیان میں واقع ہے اور اس کی اضافت السماء کی طرف اس لئے ہے کہ ہوا کا طبقہ

ف۱ علم غیب مختص ہے ساتھ اللہ تعالیٰ کے، کوئی غیر اس میں اس کا شریک نہیں ہے اور آیت میں فرمایا قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ (پارہ ۲۰ - رکوع ۱۴) یعنی تو کہدے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، کہ نہیں جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے غیب سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ تو ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ بعضے لوگ جو غیب دانی کا دعویٰ کرتے ہیں، کوئی کشف کا دعویٰ کرتا ہے کوئی تعویذ اور پترا نکالتا ہے کوئی رمل کا قرعہ پھینکتا ہے کوئی فالنامہ لئے پھرتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ فلانے پیر اور بزرگ کو اللہ تعالیٰ نے غیب دانی اختیار میں دیدی ہے کہ جس کے دل کا احوال جب چاہیں معلوم کرلیں، یہ سب غلط اور جھوٹ باتیں ہیں۔ (فتح البیان وغیرہ) قیامت کے جلد آجانے کا بیان صفحہ ۳ میں لکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۵، سورہ مریم رکوع ۲، سورہ طٰہٰ رکوع ۵، سورہ انبیاء رکوع ۱ و ۳ و ۷، سورہ عنکبوت رکوع ۶ سورہ روم رکوع ۳ و ۶، سورہ شوریٰ رکوع ۲، سورہ نازعات رکوع ۱ وغیرہ میں بھی موجود ہے۔

ف۲ یعنی پیدائش کے وقت تم کچھ جانتے اور سمجھتے نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے علم کے ذرائع اور سمجھنے والے دل تم کو دیئے جو بذاتِ خود بھی بڑی نعمتیں ہیں اور لاکھوں نعمتوں سے متمتع ہونے کے وسائل ہیں۔ اگر آنکھ کان عقل وغیرہ نہ ہو تو ساری ترقیات کا دروازہ ہی بند ہو جائے جوں جوں آدمی کا بچہ بڑا ہوتا ہے اس کی علمی و عملی قوتیں بتدریج بڑھتی جاتی ہیں۔ اس کی شکرگذاری یہ تھی کہ ان قوتوں کو مولیٰ کی طاعت میں خرچ کرتے اور حق شناسی میں سمجھ بوجھ سے کام لیتے، نہ یہ کہ بجائے احسان ماننے کے الٹے بغاوت پر کمربستہ ہو جائیں اور منعم حقیقی کو چھوڑ کر اینٹ پتھروں کی پرستش کرنے لگیں۔ (موضح الفرقان)

ف۳ یعنی ایمان لاتے ہیں۔ بعضے اٹکتے ہیں معاش کی فکر سے، سو فرمایا کہ ماں کے پیٹ سے کوئی کچھ نہیں لاتا اسباب کمائی کے، آنکھ، کان، دل اللہ ہی دیتا ہے۔ اور اڑتے جانور آدھر میں کس کے بھروسے رہتے ہیں۔ (موضح القرآن)

ف۴ ان آیات بینات میں اللہ عزوجل نے اپنے ان گنت احسانات و انعامات کا اظہار فرمایا ہے۔ اسی نے بنی آدم کے رہنے سہنے اور آرام و راحت حاصل کرنے کے لئے مکانات دیئے، چوپائے جانوروں کی کھالوں کے خیمے ڈیرے تم کو عطا فرمائے کہ سفر میں کام آئیں۔ نہ لیجانا دوبھر نہ لگانا مشکل، نہ اکھیڑنے میں کوئی تکلیف۔ پھر بکریوں کے بال، اونٹوں کی ویر (پشم)، بھیڑوں دنبوں کی اون بیوپار تجارت کے لئے مال کی شکل میں اس نے بنا دی ہے جس سے کپڑے بھی بنتے ہیں، فرش بھی تیار ہوتے ہیں۔ یہ ایک مستقل مال تجارت ہے، فائدہ کی چیز ہے لوگ مقررہ وقت تک سود مند ہوتے ہیں۔ انواع و اقسام کے سوتی، اونی کپڑے پہن کر سردی گرمی کے بچاؤ کے ساتھ اپنا ستر چھپاتے ہیں اور زیب و زینت حاصل کرتے ہیں۔ اسی نے جھاڑ پہاڑ بنائے ہیں۔ پہاڑوں میں غار اور قلعے دشمن سے پناہ لینے کے لئے عطا کئے الغرض اس نے تم کو تمہاری ضرورت کی پوری پوری نعمتیں دی ہیں تاکہ تم اپنے منعم حقیقی کی عبادت و اطاعت میں لگے رہو۔ (فائدہ ستاری)

ف۵ جن کرتوں میں گرمی کا بچاؤ ہے سردی کا بھی بچاؤ ہے پر اس ملک میں گرمی بہت ہے اس کا ذکر فرمایا اور لڑائی کا بچاؤ زرہ میں ہے۔ (موضح القرآن)

ف۶ یعنی یہ لوگ اسلام سے اعراض کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فقط ابلاغ ہے نہ اور کچھ الزام، تو اس خطاب میں تسلی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو۔ پھر فرمایا کہ یہ لوگ اللہ کی نعمتوں کو بخوبی جانتے پہچانتے ہیں۔ پھر اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ نعمتیں اللہ کی طرف سے ہیں مگر بشفاعت فلاں پیر یا بزرگ ہم کو عطا ہوئی ہیں یا آباء و اجداد سے ہمارے پاس رہ گئی ہیں۔ (فتح البیان)

★ دیکھنے والے کے اعتبار سے آسمان ہی کی جانب واقع ہے۔ ۲ه مِنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا۔ سَکَن بروزن فَعَل معنی میں ہے مَسْکُون کے یعنی وہ گھر جس میں سکونت کی جائے۔ ۳ه يَوْمَ ظَعْنِكُمْ۔ ظَعن کے اصلی معنے ہیں پانی یا چارے یا کسی اور مقصد پر کامیاب ہونے کی غرض سے جنگل و صحرا میں چلنا۔ یہاں مراد ہے کوچ کرنا۔ ۴ه وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَا۔ و من اصوافها کا عطف ہے من جلود پر اور ضمائر راجع ہیں الانعام کی طرف کیونکہ وہ معنًا جمع ہے۔ اَصْوَاف جمع ہے صُوف کی۔ اور صُوف کہتے ہیں بھیڑ اور دنبہ کی اُون کو۔ اَوْبَار جمع وَبَر کی۔ اور وَبَر کے معنے ہیں اونٹ کا رُوَاں۔ اَشْعَار جمع ہے شَعْر کی۔ اور شعر کہتے ہیں بال کو۔ یہاں مراد بکریوں کے بال۔ ۵ه اَثَاثًا وَّمَتَاعًا۔ اثاث کہتے ہیں گھر کے اسباب کو مثلاً فرش، فروش، اوڑھنے بچھونے، یہ جمع ہے مگر اس کا واحد مستعمل نہیں جیسے متاع۔ جمع ہے اور اسکا واحد مستعمل نہیں ہوتا۔ اس کی جمع قلت آتی ہے اَثِثَّة اور جمع کثرت اُثُث۔ اس کے اصل معنے ہیں کثرت اور اجتماع کے جب بال یا گھاس بکثرت ہوتی ہے تو اَثَّ النبات والشعر بولا کرتے ہیں۔ متاع وہ چیز جس سے آدمی فائدہ اٹھائے۔ اس کا عطف ہے اثاثًا پر۔ اور معطوف و معطوف علیہ میں فرق اعتباری موجود ہے۔ ۶ه وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا۔ اکنان جمع ہے کِنّ کی جیسے احمال حِمْل کی۔ کِنّ وہ چیز جو کسی چیز کو بچا لے۔ اس سے مراد ہے غار وغیرہ جو لوگوں کو سردی گرمی سے بچا لیتا ہے۔ ۷ه سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ۔ سرابیل جمع ہے سربال کی۔ اور سربال کہتے ہیں کرتہ اور زرہ اور جوشن کو۔ اور چونکہ دو ضدوں میں سے ایک کا علم دوسری ضد کے علم کو مستلزم ہے اس لئے صرف حر کے ذکر پر اکتفا کیا گیا۔

۸ه تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ۔ باس کے اصل معنے ہیں شدت کے اور یہاں مراد ہے تیر وغیرہ کے گھوکے اور تلوار و تیر کے ضرب کی شدت۔

نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ

نعمت اللہ کی پھر انکار کرتے ہیں اسکا اور اکثر انکے کافر ہیں اور جس دن کو کھڑا کریں گے ہم

پہچانتے ہیں پھر (دیدہ دانستہ) انکا انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر ناشکر گزار ہیں اور جس دن ہم ہر ایک گروہ

مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ

ہر امت سے گواہ پھر نہ اذن دیا جاویگا واسطے ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے اور نہ وہ

میں سے ایک گواہ اٹھا کر کھڑا کرینگے پھر ان کافروں کو (بولنے کی) اجازت نہ دی جائیگی اور نہ انکا

يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ

عذر قبول کئے جاویں گے اور جب دیکھیں گے وہ لوگ کہ ظالم ہیں عذاب کو پس نہ ہلکا کیا جاویگا

کوئی عذر قبول کیا جائیگا اور جب وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا تھا عذاب کو دیکھ لیں گے تو پھر عذاب کی شدت

عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ

ان سے اور نہ وہ ڈھیل دیئے جاویں گے اور جب دیکھیں گے وہ لوگ جو شریک ٹھہراتے ہیں شریکوں اپنوں کو

میں تخفیف ہوگی اور نہ ان کو مہلت دی جائیگی اور جب وہ لوگ جو شرک کیا کرتے تھے اپنے شرکاء (یعنی معبودان) کو دیکھیں

قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا

کہیں گے اے رب ہمارے یہ ہیں شریک ہمارے وہ جو تھے ہم پکارتے سوائے تیرے پس ڈالیں گے

گے تو کہیں گے کہ پروردگار یہ وہ ہمارے شریک ہیں جن کو ہم تیرے سوا پکارا کرتے تھے تو وہ انکے جواب

اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ا۟لسَّلَمَ

طرف انکے بات تحقیق تم البتہ جھوٹے ہو اور ڈالیں گے طرف اللہ کی اس دن صلح

میں کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو اور وہ لوگ اس دن خدا کے آگے سر تسلیم خم کریں گے اور

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا

اور کھویا جاویگا ان سے جو کچھ کہ تھے باندھتے وہ لوگ کہ کافر ہوئے اور بند کیا انہوں نے

اور جو بہتان طرازیاں وہ کیا کرتے تھے سب بھول جائیں گے جن لوگوں نے کفر کیا اور خدا کی راہ سے

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا

راہ خدا کی سے زیادہ دیں گے ہم انکو عذاب اوپر عذاب کے بسبب اسکے کہ تھے

(لوگوں کو) روکتے رہے ہم انکو اس جرم کی کہ وہ فساد کیا کرتے تھے عذاب پر عذاب

يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ

فساد کرتے اور جس دن کو کھڑا کریں گے ہم بیچ ہر امت کے گواہ اوپر انکے

دینگے اور (اس دن کو یاد کرو) جب ہم ہر ایک گروہ میں سے ان ہی میں سے ایک گواہ (اعمال) کھڑا کریں گے جو

اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

جانوں انکی سے اور لاویں گے ہم تجھ کو گواہ اوپر ان کے اور اتارا ہم نے اوپر تیرے کتاب

ان کے اعمال کی گواہی دے گا اور (اے رسول) تم کو ان لوگوں پر گواہ لا کر کھڑا کریں گے اور ہم نے تم پر کتاب نازل کی ہے

تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾

بیان کرنیوالی ہر چیز کی اور ہدایت اور رحمت ہے اور خوشخبری ہے واسطے فرمانبرداروں کے

کہ اس میں ہر چیز کا بیان ہے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے۔

حل لغات۔
لہ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ا۟لسَّلَمَ۔
السلم مصدر ہے اور اس کے معنے ہیں انقیاد و اطاعت کے۔ لہ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ۔ تبیان بوزن تفعال مصدر ہے باب تفعیل کا اور معنی ہیں بیان کے۔ باب تفعیل کا مصدر تفعال کے وزن پر بہت کم آیا ہے۔ اور اس کی مثال بجز تبیان اور تلقاء کے عربی میں دوسری پائی نہیں جاتی چنانچہ ثعلب نے کوفیوں سے ★

ف ایک اعرابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی۔ اس نے اللہ کی ان تمام نعمتوں کا اقرار کیا آپؐ نے فرمایا اللہ نے یہ تمام نعمتیں اس لئے دی ہیں کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ بس اب وہ پیٹھ پھیر کر چلدیا تب یہ آیت نازل ہوئی کہ اقرار کے بعد انکار کرکے کافر ہو جاتے ہیں۔ (ابن کثیر)

ف یعنی بیان کر حتی اس دن کی جس دن ہر امت سے گواہ کھڑا کیا جائیگا اور وہ گواہ اس امت کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے اہل ایمان کیلئے ایمان اور تصدیق کی گواہی دیں گے اور گنہگار پر شہادت کفر و تکذیب کی ادا کریں گے اور کفار کو اس دن عذر کرنے کی اجازت دی جائے گی (فتح البیان) قیامت کے دن مشرکوں کی جو گت بنے گی اس کا ذکر ہو رہا ہے کہ اس دن ہر امت پر اس کا نبی گواہی دیگا کہ اس نے اللہ کا کلام اللہ کا پیغام انھیں پہنچا دیا تھا۔ پھر کافروں کو عذر معذرت کی مہلت دی جائے گی۔ ظالم لوگ عذاب کو دیکھیں گے اچانک پکڑ لئے جاویں گے۔ دوزخ موجود ہوگی۔ تمام اہل محشر اس سے خوفزدہ ہوکر گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے۔ اس وقت دوزخ اپنی زبان سے آواز بلند کرے گی کہ میں ہر ایک ضدی سرکش کے لئے مقرر کی گئی ہوں جس نے اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک کیا ہو اور ایسے ایسے کام کئے ہوں، چنانچہ وہ کئی قسم کے گنہگاروں کا ذکر کرے گی جیسے کہ حدیث میں ہے۔ پھر وہاں تمام لوگوں کو لپٹ جاوے گی اور میدان محشر میں سے انھیں اپنے اندر لپک لیگی جیسے کہ پرندہ دانہ لپکتا ہے اس وقت ان کے معبودان باطل جن کی عمر بھر عبادتیں اور نذریں نیازیں کرتے رہے ان سے بالکل بیزار ہو جائیں گے اور ان کی احتیاج کے وقت انھیں مطلقاً کام نہ آئیں گے ان کو دیکھ کر یہ کہیں گے کہ الٰہی! یہ ہیں جنھیں ہم دنیا میں پوجتے رہے۔ تو وہ کہیں گے جھوٹے ہو، ہم نے کب تم سے کہا تھا کہ اللہ کو چھوڑ کر ہماری پرستش کرو۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عذاب جہنم کے ساتھ ہی زہریلے سانپوں کا ڈسنا بڑھ جائے گا جو اتنے بڑے بڑے ہوں گے جتنے بڑے کھجور کے درخت ہوتے ہیں۔ آگے ذکر فرمایا فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا یعنی کیونکر گذریگی جبکہ ہم ہر امت میں سے گواہ لائیں گے اور تجھے ان سب پر گواہ بنا کر کھڑا کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سورہ نساء پڑھوائی جب وہ اس آیت پر پہنچے تو آپ نے فرمایا بس کر کافی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اس وقت آپکی آنکھیں اشکبار تھیں (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر آگے فرماتا ہے اس ہماری اُتاری ہوئی کتاب میں ہم نے تیرے سامنے سب کچھ بیان فرما دیا ہے۔ ہر علم اور ہر شے اس قرآن میں ہے ہر حلال حرام، ہر ایک نافع علم ہر بھلائی،

گذشتہ کی خبریں، آئندہ کے واقعات دین دنیا معاش معاد سب کے ضروری احکام احوال اس میں موجود ہیں۔ یہ دلوں کی ہدایت ہے، یہ رحمت ہے، یہ بشارت ہے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کتاب سنت رسول کو ملا کر ہر چیز کا بیان ہے۔ اس آیت کو اوپر والی آیت سے تعلق غالباً یہ ہے کہ جس نے تجھ پر اس کتاب کی تبلیغ فرض کی ہے اور اسے نازل فرمایا ہے وہ قیامت کے دن تجھ سے اس کی بابت سوال کرنے والا ہے جیسے فرمان ہے کہ امتوں اور رسولوں سے سب سے سوال ہوگا واللہ ہم سب سے ان کے اعمال کی باز پرس کریں گے۔ رسولوں کو جمع کرکے ان سے سوال ہوگا کہ تمہیں کیا جواب ملا؟ وہ کہیں گے ہمیں کوئی علم نہیں تو علام الغیوب ہے۔ (ثنائی۔ محمدی)

ف جو لوگ پوجتے ہیں بزرگوں کو، وہ بزرگ بے گناہ ہیں۔ ایک شیطان اپنا وہی نام رکھ کر آپ کو پجواتا ہے اس سے ان کو کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو (موضح) اللہ تبارک وتعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ معبود جو دنیا میں اللہ کے سوا پوجے جاتے تھے، قیامت کے دن اپنے پجاریوں سے بیزاری ظاہر کر دیں گے حالانکہ وہ وقت ان کی شفاعت و معاونت کا ہوگا لیکن یہ مشرک جو اللہ کی ذات و صفات میں اوروں کو شریک کرتے تھے جب ان کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے رب! یہ ہمارے شرکاء ہیں جن کو ہم پکارتے و پوجتے تھے۔ وہ یہ سنکر کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو، ہم نے تمکو اپنے پوجنے کا کب حکم دیا تھا؟ یہ کہہ کر بیزاری کا اعلان کر دیں گے اور مشرک لوگوں کی آس ٹوٹ جائیگی یاد رکھنا چاہیے، اٹھتے بیٹھتے مدد کے لئے غیر اللہ کے نعرے لگانا، ان کی نذر نیاز کرنا دینا، ان کو نفع و نقصان کا مالک و مختار سمجھنا یہی ان کو پوجنا ہے

ف یعنی یہ کمبخت آپ بھی کافر ہوئے اور دوسروں کو بھی اللہ کی راہ سے روکتے تھے کہ تم طریق حق ایمان و اسلام کو اختیار نہ کرو بلکہ اسی کفر اور شرک پر باقی رہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم ان کو عذاب پر عذاب بڑھائیں گے ایک اپنے کفر دوسرا اوروں کے کافر رکھنے پر۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ زیادتی عذاب کی سانپ ہوں گے جیسے بختی اونٹ اور بچھو جیسے خچر، ان کے ڈسنے اور ڈنک مارنے کا درد چالیس سال کی مدت تک پایا کریں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے زیادتی عذاب کی بچھو ہوں گے جیسے لمبے کھجور کے درخت اور زہریلے پیتل پگھلانے کی ہوگی (فتح وغیرہ) مشرک و نافرمانوں کی حسرت و ندامت یوم قیامت کا بیان صفحہ ۲۲۴ و ۲۶۶ میں بھی لکھا گیا ہے۔

ف یعنی قرآن کریم میں اصول دین

(باقی بر صفحہ ۲۹۳)

★ اور خبیر دونے بصریوں سے نقل کیا ہے کہ تبیان اور تلقاء کے علاوہ اور کوئی مصدر تفعال کے وزن پر نہیں پایا گیا، ہاں تفعال کے فتح کے ساتھ بہت آیا ہے جیسے تکرار، تذکار، تیسار وغیرہ۔ پھر قرآن کو بیان کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں تمام دینی علوم فروع و اصول کا بیان ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَ

بے شک اللہ حکم کرتا ہے ساتھ عدل کے اور احسان کے اور دینے قرابت والوں کے اور

اللہ تعالیٰ بیشک تم کو انصاف اور نیکی کرنے کا اور قرابت والوں کو (مالی امداد) دینے کا حکم فرماتا

يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۹۰﴾

منع کرتا ہے بے حیائی سے اور نامعقول سے اور سرکشی سے۔ نصیحت کرتا ہے تم کو تاکہ تم نصیحت پکڑو

اور بے حیائی ناشائستہ حرکات اور ظلم کرنے سے منع کرتا ہے تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو

وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللّٰهِ إِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ

اور پورا کرو عہد اللہ کا جب عہد باندھو تم اور مت توڑو قسموں کو بعد

اور جب تم اللہ سے عہد باندھو تو اس کو پورا کرو اور قسموں کو پختہ کرلینے کے بعد ان کو مت توڑا کرو

تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ

مضبوط کرنے ان کے اور تحقیق کیا ہے تم نے اللہ کو اوپر اپنے ضامن تحقیق اللہ جانتا ہے

کہ تم اللہ کو اپنا ضامن ٹھہرا چکے ہو (اور) جو کچھ تم کرتے ہو

مَا تَفْعَلُونَ ﴿۹۱﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ

جو کچھ کرتے ہو تم اور مت ہو مانند اس عورت کے کہ توڑ ڈالا کاتا اپنے کو پیچھے

اللہ جانتا ہے بیشک اور اس عورت کی مانند نہ ہو جاؤ جس نے اپنا سوت مضبوط کاتنے کے بعد اسے توڑ کر

قُوَّةٍ أَنْكَاثًا ۚ تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ

قوت کے ریزہ ریزہ پکڑتے ہو تم قسموں اپنی کو دخل دینے والی درمیان اپنے واسطے اس کے ہووے کوئی امت

ٹکڑے کر ڈالا کہ تم بھی اپنی قسموں کو اس طرح ذریعہ فساد بنانے لگو کہ ایک گروہ دوسرے سے بڑھ

أَرْبٰى مِنْ أُمَّةٍ ۚ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللّٰهُ بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ

زیادہ بڑھی ہوئی دوسری جماعت سے سوائے اس کے نہیں کہ آزماتا ہے تم کو اللہ ساتھ اس کے اور البتہ بیان کرے گا واسطے تمہارے

جائے۔ بات یہ ہے کہ خدا تم کو اس امتحان سے آزماتا ہے اور

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿۹۲﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ

دن قیامت کے جو کچھ تھے تم بیچ اس کے اختلاف کرتے اور اگر چاہتا اللہ البتہ کر دیتا تم کو

قیامت کے دن تمہیں جن چیزوں میں اختلاف کرتے تھے ان کی حقیقت ظاہر کر دے گا اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو

أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ ۚ

امت ایک و لیکن گمراہ کرتا ہے جس کو چاہے اور ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے

ایک ہی گروہ بنا دیتا لیکن وہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے

وَلَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۹۳﴾ وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا

اور البتہ پوچھے جاؤ گے تم اس چیز سے کہ تھے تم کرتے اور مت پکڑو تم قسموں اپنی کو دخل دینے والی

اور جو عمل تم کرتے ہو اس کے متعلق تم سے ضرور پوچھا جائے گا اور اپنی قسموں کو آپس میں اس بات کا ذریعہ نہ بناؤ

بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا السُّوٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ

درمیان اپنے پس پھسل جائے قدم [illegible] ثابت ہونے اس کے اور چکھو تم برائی بسبب اس کے کہ بند کیا تم نے

[illegible] اور اس وجہ سے کہ تم نے لوگوں کو اللہ کی راہ سے [illegible]

منزل ۳

حل لغات۔ ۱ نقضت غزلہا من بعد قوۃ انکاثا۔ غزل مصدر ہے معنی میں مفعول کے۔ اور غزل کہتے ہیں کاتنے کو۔ والتقدیر نقضت ما غزلت۔ قوۃ کا متعلق الیہ محذوف ہے۔ ای قوۃ الغزل بابرامہا وفتلہا۔ انکاث جمع ہے نکث کی۔ اور نکث کہتے ہیں سوت کے پکا کئے پیچھے توڑنے اور توڑنے کو۔ جو شخص اپنے ★

(بقیہ صفحہ ٣٩٢) و فلاح دارین کا مکمل اور واضح بیان ہے۔ اس میں قیامت کے مذکورہ واقعات بھی آگئے۔ پس جس پیغمبر پر ایسی جامع کتاب اتاری گئی اس کی مسئولیت اور ذمہ داری بہت بھاری ہو گی گویا شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ کے بعد وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فرما کر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے عظیم مرتبہ اور مرتبہ کے مناسب مسئولیت کی طرف لطیف اشارہ فرما دیا فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ ○ (پارہ ٨ - سورۃ اعراف - رکوع ١) (خلاصہ موضح الفرقان)

فوائد صفحہ ھذا

ف قرآن کو تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فرمایا تھا۔ یہ آیت اس کا ایک نمونہ ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر خیر و شر کے بیان کو اس میں جمع کر دیا گویا کوئی عقیدہ، خلق، نیت، عمل، معاملہ اچھا، برا، ایسا نہیں جو امر او نہیا اس کے تحت میں داخل نہ ہو گیا ہو۔ عدل کے معنی ہیں کہ انسان اپنا ظاہر و باطن یکساں رکھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا مراد عدل سے شہادت لا الہ الا اللہ ہے اور احسان یہ ہے کہ بہ نسبت ظاہر کے باطن اچھا ہو اور فحشا و منکر یہ ہے کہ ظاہر اچھا ہو اور باطن برا۔ (معالم) نیز حدیث میں ہے اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ (ترمذی باب تغیر المنکر) یعنی جابر ظالم حاکم کے روبرو سچی اور حق بات کا کہنا بڑا جہاد ہے اور فرمایا آپ نے اَمَرَنِي رَبِّي بِتِسْعٍ خَشْيَةِ اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَكَلِمَةِ الْعَدْلِ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَاءِ وَالْقَصْدِ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَىٰ وَاَنْ اَصِلَ مَنْ قَطَعَنِي وَاُعْطِيَ مَنْ حَرَمَنِي وَاَعْفُوَ عَنْ مَنْ ظَلَمَنِي وَاَنْ يَّكُوْنَ صَمْتِي فِكْرًا وَنُطْقِي ذِكْرًا وَنَظَرِي عِبْرَةً وَاٰمُرَ بِالْمَعْرُوْفِ (مشکوٰۃ صفحہ ٤٥٠) یعنی میرے رب نے مجھ کو نو چیزوں کا حکم دیا ہے ایک اللہ سے ڈرنا ظاہر و باطن میں۔ دوسرے انصاف کی بات کہنی غصہ اور رضا مندی میں۔ تیسرے میانہ روی کرنی مفلسی اور آسودگی میں یعنی غریبی میں ناشکری اور شکایت نہ کرے اور آسودگی میں اترائے نہیں۔ چوتھے جو کوئی بدسلوکی کرے اس کے ساتھ بھی سلوک کرنا (یعنی صلہ رحمی کرنا۔ ایک روایت میں ہے کہ کوئی گناہ ایسا نہیں جس کے فاعل کو دنیا میں بھی سزا دی جائے علاوہ آخرت کے مگر بغاوت و قطع رحمی) پانچویں جو اپنی حق تلفی کرے اس کی بھی حق تلفی نہ کرنا۔ چھٹے جو کوئی اپنے ساتھ ظلم کرے اس سے درگذر کرنا۔ ساتویں خاموش ہو تو آخرت کا فکر ہو۔ آٹھواں جس وقت کلام ہو تو یاد الٰہی یا اور کچھ ذکر خیر ہو۔ نویں جس چیز پر نگاہ ڈالی جائے تو اللہ کی قدرت پر غور کرنے کے واسطے ہو۔ اور یہ بھی حکم ہوا ہے کہ امر معروف یعنی خلقت کو نیک راہ کی طرف ہدایت کرنے کی ہمیشہ کوشش رہے۔ اور ایک سائل نے آپ سے پوچھا کہ احسان کس کو کہتے ہیں؟ تو فرمایا اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ (مشکوٰۃ صفحہ ٣) یعنی اللہ کی عبادت کرتے وقت یوں سمجھ کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ اگر اتنی بات حاصل نہ ہو تو کم درجہ یہ ہے کہ یوں خیال رکھ کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو دیکھ رہا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ دل کو حاضر کر کے شوق و ذوق کے ساتھ عبادت کرنے سے احسان کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ (حدیث الشفا) سیدنا اکثم بن صیفی یہی آیت سن کر مسلمان ہوئے۔ اس آیت کے شان نزول میں ایک حدیث بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ مسند احمد میں مروی ہے کہ عثمان بن مظعون آپ کے پاس سے گزرے۔ آپ نے فرمایا بیٹھتے نہیں ہو۔ وہ بیٹھ گئے اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ آپ نے پڑھ کر سنائی۔ وہ سنتے ہی مسلمان ہو گئے۔ (ابن کثیر) آیت ہذا کو خلیفہ راشد عمر بن عبد العزیز رح نے خطبہ جمعہ کے آخر میں درج کر کے امت کے لئے اسوۂ حسنہ قائم کر دیا۔ (موضح الفرقان وغیرہ)

ف٢ ایفائے عہد کی تاکید اور بدعہدی سے ممانعت کی جا رہی ہے۔ جب تم میں سے کوئی کسی سے جائز قول و اقرار کرے تو ہر حال میں اس کا پورا کرنا لازمی ہے۔ بدعہدی کی مثال اس بکی عورت کی سی ہے جس نے بڑی جاں فشانی سے سوت کاتا اور پھر خود ہی ٹکڑے ٹکڑے کر کے برباد کر دیا۔ اس عورت کا نام ربطہ تھا۔ بنی اسد میں سے تھی۔ مقصد یہ ہوا کہ معاہدوں اور قسموں کو مکاری و حیلہ سازی کا آلہ مت بناؤ کیونکہ یہاں امتحان ہے۔ نتیجۂ امتحان قیامت کے دن کھل جائے گا جس وقت ضعف و طاقت کے سب جھگڑے چکا دیے جائیں گے۔ عہد و امانت داری و بدعہدی و خیانت کا بیان صفحہ ٢١٣ و ٢٤٧ کے فوائد میں بھی لکھا گیا ہے۔

ف٣ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو بھی بدقولی سے نہ مارے۔ کافر ان باتوں سے نفرت نہیں اور اپنے اوپر وبال آتا ہے۔ (موضح القرآن)

عہد کو اس کے پکا کئے پیچھے توڑ دیتا ہے تو نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ سے تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ گویا اس نے بھی سوت کے کاتنے اور اس کے بٹنے کے بعد اسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ عله دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ دخل اور اسی طرح دغل کہتے ہیں غش اور خیانت کو۔ اور فساد کے معنے میں بھی مستعمل ہوتا ہے سے ھی اَرْبٰى اَفْعَل تفضیل کا صیغہ، مشتق ربا الشئ یربو اذا زاد سے اور اسی سے ہے وما اٰتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس الخ۔

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٩٤﴾ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ

راہ اللہ کی سے اور ہوگا واسطے تمہارے عذاب بڑا اور مت مول لو بدلے عہد

تمہیں برائی کا مزہ چکھنا پڑے گا اور تمہارے لئے بڑا عذاب ہوگا اور خدا کے عہد کو تھوڑے سے داموں پر

اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

اللہ کے مول تھوڑا سا تحقیق وہ جو نزدیک اللہ کے ہے وہ بہتر ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم

نہ بیچو جو (کچھ) اللہ کے پاس ہے وہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تمہیں

تَعْلَمُوْنَ ﴿٩٥﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۭ وَلَنَجْزِيَنَّ

جانتے ہو جو کچھ نزدیک تمہارے ہے ختم ہو جاتا ہے اور جو کچھ نزدیک اللہ کے ہے باقی رہنے والا ہے اور البتہ جزا دیں گے ہم

علم ہو جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے باقی رہے گا۔ اور ان لوگوں کو

الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾

ان لوگوں کو کہ صبر کیا انہوں نے ثواب ان کا ساتھ بہتر اچھے کے کہ تھے کرتے وہ

جنہوں نے صبر سے کام لیا ہم ضرور ان کے اعمال کا بہترین بدلہ دیں گے

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ

جو کوئی کرے کام اچھا مردوں سے یا عورتوں سے اور وہ ہو ایمان دار

جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو

فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ

پس البتہ زندہ کریں گے ہم اس کو زندگی پاکیزہ اور البتہ جزا دیں گے ہم ان کو ثواب ان کا

اسے ہم پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ان کے اعمال کا

بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٧﴾ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ

ساتھ بہتر اچھے کے کہ تھے عمل کرتے وہ پس جب پڑھے تو قرآن

بہترین صلہ دیں گے سو جب آپ قرآن پڑھنے لگیں

فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿٩٨﴾ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ

پس پناہ مانگ ساتھ اللہ کے شیطان مردود سے تحقیق شیطان نہیں واسطے اس کے

تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے بیشک اس کا ان پر

سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٩٩﴾

غلبہ اوپر ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور اوپر پروردگار اپنے کے وہ توکل کرتے ہیں

کوئی زور نہیں چلتا جو مومن ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں

اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ

سوائے اس کے نہیں کہ غلبہ اس کا اوپر ان لوگوں کے ہے جو دوستی کرتے ہیں اس کی اور وہ لوگ کہ وہ ساتھ اس کے

اس کا زور صرف انہی لوگوں پر ہے جو اس کو دوست بناتے ہیں اور جو اللہ کے ساتھ شریک

مُشْرِكُوْنَ ﴿١٠٠﴾ وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ ع ۱۳ ۱۹

شریک کرتے ہیں اور جب بدل ڈالتے ہیں ہم کوئی آیت کو جگہ کسی آیت کے اور اللہ خوب جانتا ہے

ٹھہراتے ہیں اور جب ہم کسی آیت کو دوسری آیت کی جگہ بدلتے ہیں حالانکہ خدا جو کچھ نازل کرتا ہے اسے خوب جانتا ہے

حل لغات.

له ما عندکم ینفد۔ ینفد مضارع کا صیغہ ہے باب سمع یسمع سے۔ اور نفد کہتے ہیں کسی چیز کے زائل ہونے اور ختم ہو جانے کو۔

له فاذا قرأت القرآن فاستعذ بالله۔ قرأت کے مخاطب اگرچہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں مگر مراد سب مسلمان ہیں کیونکہ قرآن پڑھتے وقت جب پیغمبر ★

ف۱ یعنی مسلمانوں کو بدنام ذکر و کر یقین لانے والے شک میں پڑیں اور ہمیں یگناہ جو مٹے دموضح القرآن) واقعہ کہتا ہے ایام محرم میں تعزیہ بنانا بھی اسی قسم سے ہے۔ کفار کے ذہن نشین ہو رہا ہے کہ اسلام کی تعلیم ایسی ہے جسکا نمونہ ہے تعزیوں کو ایسی شان و شوکت سے لیجانا کہ باجے گاجے آتشبازی وغیرہ کے سب سامان موجود ہیں۔ ذوالجناح (دُلدُل) امام حسین علیہ السلام کے آگے آگے ایسی طرز ادا سے اور انداز سے رونا اور اپنے آپ کو زنجیر و اور مہلک چیزوں سے مارنا کہ اللہ کی پناہ سہر ایک شخص ان حرکات سے یہ سمجھتا ہے کہ اسلام یہی ہے تو ایسے اسلام میں داخل ہو کر کیا فائدہ بحقیقتاً اسلام میں اس کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ تین دن سے زیادہ کسی میت پر سوگ کرنا یا عورت کا خاوند کے مرنے پر چار مہینے اور دس دن سے زیادہ سوگ کرنا منع ہے۔ اسی طرح مصنوعی قبر بنانا حرام ہے۔

ف۲ پہلے مذکور تھا آپس کے قول توڑنے کا۔ اب ذکر ہے اللہ سے قول توڑنے کا۔ معنے یہ ہیں کہ مال کی طمع سے حکم شرع کے خلاف نہ کرو، وہ مال وبال لاوے گا۔ جو موافق شرع ہاتھ لگے وہی بہتر ہے تمہارے حق میں۔ (موضح القرآن)

ف۳ اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا کہ میں صبر کرنے والوں کو ایسا بدلہ دوں گا جو ان کے اعمال سے بہتر ہوگا۔ جامع البیان والے نے یہی معنے کیا ہے۔ ابن کثیرؒ نے کہا ہے کہ ان کے اچھے اعمال کا بدلہ دونگا اور ان کی برائیوں کو معاف کروں گا۔

ف۴ یعنی جس نے عمل کیا قرآن و سنت کے موافق اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں حیات طیبہ سے زندہ رکھے گا اور آخرت میں انکو ان کے اعمال سے بہتر بدلہ دیگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت نے تفسیر حیات طیبہ کی رزق حلال طیب کے ساتھ کی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قناعت سے کی ہے ضحاک رحمہ اللہ نے کہا مراد رزق حلال و عبادت ہے دنیا میں یا عمل کرنا ہے طاعت پر اور منشرح ہونا ساتھ طاعت کے۔ صحیح یہ ہے کہ حیات طیبہ شامل ہے ان سب امور کو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَّقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ یعنی بیشک وہ فلاح پا گیا جو اسلام لایا اور اس کو گذران کے موافق رزق دیا گیا اور اللہ نے اس کو جو دیا اس پر قناعت بخشی (رواہ الامام احمد والترمذی ومسلم) صحیح مسلم میں ہے اللہ اپنے مومن بندوں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ ان کی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں عطا فرماتا ہے اور آخرت کی نیکیاں بھی اسے دیتا ہے۔ ہاں کافر اپنی نیکیاں دنیا میں ہی کھا لیتا ہے یعنی نیکیوں کے بدلے عیش و آرام اٹھا لیتا ہے، آخرت کے لئے اس کے پاس کوئی نیکی باقی نہیں رہتی۔ (ابن کثیر)

ف۵ دنیا میں کسی آدمی کو کوئی شیطان یعنی جن ستانے لگے تو اس کے آگے رجوع نہ ہووے اور سر نہ جھکائے بلکہ اللہ کی پناہ میں دوڑے اسی کا کلام ہے اور اسی کے نام ہیں۔ (موضح القرآن) حدیث میں ہے خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے معلوم ہوا کہ مومن کے لئے قرأت قرآن بہترین کام ہے اس لئے آداب تلاوت کلام پاک میں سے یہاں یہ بتایا کہ جب تلاوت کرنی مقصود ہو تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ پڑھ لیا کرو۔ مطلب اس استعاذہ کا وقت قرأت قرآن کے یہ ہے کہ قاری پر قرأت ملتبس نہ ہو اور تدبر و تفکر سے غافل نہ ہو، اس لئے جمہور کا مذہب بھی یہی ہے کہ استعاذہ قبل تلاوت کے ہو، نہ کہ بعد قرأت کے جیسے اِذَا اَكَلْتَ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ یعنی جب تم کھاؤ تو بسم اللہ کہہ کر کھاؤ۔ مراد استعاذہ سے پناہ مانگنا ہے وساوس شیطان سے کہ قرأت میں وسوسہ نہ ڈالے ثوری رحمہ نے کہا کہ شیطان کا زور نہیں ہے کہ ایسے گناہ میں گرفتار کرے کہ اس سے وہ توبہ نہ کریں۔ ہاں ایمان و توکل وسوسہ شیطان سے مانع ہیں۔ اگر وہ کسی کو ان میں سے وسوسہ ڈالتا بھی ہے تو اس کا اثر دیر پا نہیں ہوتا۔

★ صلی اللہ علیہ وسلم تک محتاج استعاذہ ہیں تو اور لوگ بدرجہ اولیٰ ہوں گے۔ فاستعذ میں فَ تعقیب کے لئے ہے اور جب یہ ہے تو ظاہر آیت اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ استعاذہ کا تحقق قرأت قرآن کے بعد ہونا چاہئے اسی وجہ سے علماء صحابہ نے اذا قرأت القرآن کے معنے اذا اردت ان تقرأ القرآن کئے ہیں۔ اہل محاورہ بولا کرتے ہیں اذا اکلت فقل بسم اللہ اور اذا سافرت فتاھب اور اسی سے ہے اذا قمتم الی الصلوۃ۔ ﴿لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ﴾ سلطان کے معنے ہیں غالب ہونے کے۔ یہاں مراد ہے تسلط اور ولایت۔

بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠١﴾

اس چیز کو جو اتارتا ہے کہتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ تو افترا باندھنے والا ہے بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے ہیں

تو کہتے ہیں کہ تو اپنی طرف سے گھڑ لیتا ہے (آیات غلط ہے) بلکہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ

کہہ اتارا ہے اس کو جان پاک نے رب تیرے کی طرف سے ساتھ حق کے تاکہ ثابت رکھے

کہہ دیجئے کہ اسکو روح القدس میرے رب کے پاس سے سچائی کے ساتھ لایا ہے تاکہ جو لوگ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٠٢﴾ وَلَقَدْ

ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور ہدایت اور خوشخبری واسطے مسلمانوں کے ہے اور البتہ تحقیق

ایمان لائے ہیں انکو ثابت قدم رکھے اور مسلمانوں کیلئے سامان ہدایت اور موجب بشارت ہو۔ اور ہمیں

نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ

جانتے ہیں ہم یہ کہ وہ کہتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ سکھاتا ہے اسکو آدمی زبان اس شخص کی

معلوم ہے یہ کہتے ہیں کہ ان کو تو کوئی آدمی سکھا جاتا ہے اس شخص کی زبان جس کی

يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٠٣﴾

کج روی کرتے ہیں طرف اسکے عجمی ہے اور یہ زبان عربی ہے ظاہر صاف

طرف (اسکی) نسبت کرتے ہیں عجمی ہے اور یہ (قرآن) فصیح عربی زبان ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ

تحقیق وہ لوگ جو نہیں ایمان لاتے ساتھ نشانیوں اللہ کی کے نہ ہدایت کریگا انکو اللہ اور واسطے انکے

بیشک وہ لوگ جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے۔ اللہ انکو ہدایت سے بہرہ مند نہیں کرتا اور انکے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٠٤﴾ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

عذاب ہے دردناک پس سوا اس کے نہیں کہ باندھتے ہیں جھوٹ وہ لوگ کہ نہیں ایمان لاتے

لئے دردناک عذاب ہے افترا تو وہی لوگ کیا کرتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اور

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿١٠٥﴾ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ

ساتھ نشانیوں اللہ کے اور یہ لوگ وہی ہیں جھوٹے وہی جو کوئی کفر کرے ساتھ اللہ کے

یہی لوگ جھوٹے ہیں جو ایمان لانے کے بعد

مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ

پیچھے ایمان اپنے کے مگر جو شخص کہ زبردستی کیا گیا اور دل اس کا آرام میں ہے

پھر اللہ کا منکر ہو جائے مگر وہ جو مجبور کر دیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو

بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ

ساتھ ایمان کے ولیکن جو شخص کہ کھول دیا ساتھ کفر کے سینہ اس کا پس اوپر انکے ہے

بلکہ وہ جو دل کھول کر کفر کرے تو ایسے لوگوں پر

غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٠٦﴾ ذٰلِكَ

غضب اللہ کا اور واسطے انکے ہے عذاب بڑا یہ

اللہ کا غضب ہوگا اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے یہ اس لئے ہے

حل لغات۔
لہ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ۔ القدس کے معنے ہیں پاک۔

اور روح القدس سے مراد ہے جبرئیل فرشتہ۔ روح کی اضافت القدس کی طرف ویسی ہی اضافت ہے جیسے حاتم کی جود کی طرف تو جس طرح حاتم الجود سے مراد ہوتی ہے حاتم الجواد اسی طرح روح القدس سے مراد ہے روح المقدس۔ لہ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ۔ الحاد کے اصلی معنے ہیں میل کرنے کے جب کوئی شخص ★

ف۱ اس کلام میں اللہ تعالیٰ نے اکثر نسخ فرمایا ہے تو کافر شبہ کرتے اسکا جواب سمجھایا یعنی ہر وقت پر موافق اس وقت کے حکم بھیجے تو یقین والوں کا دل قوی ہو کہ ہمارا رب ہر حال سے خبردار ہے۔ (موضح القرآن) فتح البیان میں ہے کہ کفار قریش نسخ پر معترض ہوتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے اعتراض کا جواب دیا اور فرمایا یہ لوگ جاہل ہیں کچھ نہیں جانتے اور حقیقت نزول قرآن کی نہیں پہچانتے کہ ہر سورت بلکہ ہر آیت اسکی ایک اعجاز ہے یا حکمت نسخ کے عالم نہیں ہیں کہ بنیاد اس نسخ کی ایسی مصلحتوں پر ہے جس کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔ اس نسخ میں بندوں پر تخفیف ہے اور ان کے لئے آسانی ہے۔ یہ قرآن روح القدس اللہ کی طرف سے لائے ہیں ناسخ ہو یا منسوخ سب اسی کی طرف سے ہے اور وہ سب ہی باعث ہدایت ہے۔

ف۲ یعنی کسی اور مخلوق کا بنایا ہوا کلام نہیں، یہ تو وہ کلام ہے جو بلاشبہ میرے رب نے رُوح القدس یعنی جبرئیل امین کے ذریعہ مجھ پر نازل فرمایا ہے اور نہایت حکمت سے ہماری تربیت کرتا ہے۔ ہر کام پر اس کے مناسب خوشخبری سُناتا ہے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں ہر حال میں اس کے موافق راہ سوجھاوے اور ہر کام پر ویسی خوشخبری سنا دے۔ (موضح القرآن)

ف۳ ایک شخص کا غلام رومی نصرانی مکہ میں تھا، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ بیٹھتا محبت سے اللہ کا کلام اور پیغمبروں کا احوال سننے کو کافر کہتے وہی سکھا جاتا ہے۔ (موضح القرآن) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا مکہ میں ایک لوہار بلعام نامی عجمی تھا اُسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم دیا کرتے تھے تو آپؐ کے پاس اس کا آنا جانا دیکھ کر قریش مشہور کرنے لگے کہ یہی شخص آپؐ کو قرآن سکھا جاتا ہے، ان کے جواب میں آیت ہذا کا نزول ہوا۔ (ابن کثیر)

ف۴ یعنی جو اللہ کے ذکر سے منہ پھیرتا ہے اور قرآن پاک سے تغافل کرتا ہے اور قصداً ایمان لانے کا اس چیز پر جو اللہ کے پاس سے آئی ہے نہیں رکھتا سو اس طرح کے لوگوں کو اللہ ایمان کی طرف راہ نہیں دیتا۔ (ابن کثیر)

ف۵ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دمفتری ہیں دکذب کیونکہ افتراء باندھنا اللہ پر بدترین لوگوں کا کام ہے جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو سب لوگوں سے زیادہ راست گو اور نیکوکار و کامل ترعلم، عمل، اسلام و ایمان میں تھا اور آپؐ کا سچا ہونا مشہور و معروف تھا کسی کو اس امر میں شک نہ تھا یہاں تک کہ ان ہیں امین کہلاتے تھے، اسی واسطے جب ہرقل نے ابو سفیانؓ سے کہا کہ تم نے اُسکو کبھی جھوٹا پایا تو کہا نہیں۔ اس پر ہرقل نے کہا، یہ کہاں ہو سکتا ہے کہ لوگوں پر جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور لگے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنے۔ (ابن کثیر) جھوٹ کی مذمت صفحہ ۱۸۱ میں بھی بیان ہوئی۔ ف۶ فتح القدیر بیہقی وغیرہ میں ہے، شب ہجرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ جس میں ہمت ہو وہ پچھلی رات کو سفر کرے ورنہ ابھی سفر شروع کر دے۔ جب میرا مستقل قیام ہو جائے گا تب تم بھی مجھ سے آکر مل جانا۔ حضرت بلالؓ و حضرت عمارؓ وغیرہ نے فوری سفر شروع کر دیا لیکن کفار مکہ نے اُن کو پکڑ لیا اور لگے وہ طرح طرح عذابوں میں گرفتار کرنے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تو ثابت رہے لیکن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ان کی تکالیف نہ برداشت کرتے ہوئے مجبوراً کفر کر بیٹھے حتیٰ کہ نہ چاہتے ناخواستہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو، اسلام کو، بُرا بھلا کہا اور اُن کے معبودان باطلہ کو اچھا کہا تو کفار مکہ نے چھوڑا۔ فوراً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روتے ہوئے آئے اور کہا حضورؐ! انھوں نے جب تک مجھ سے آپؐ کو بُرا اور اپنے بتوں کو اچھا نہ کہلوالیا تب تک نہ چھوڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کَیْفَ وَجَدْتَ قَلْبَكَ تُو نے اپنا دل کیسا پایا یعنی دل سے تُو نے یہ لفظ کہے یا بصورت اکراہ مجبوری جان بچانے کی غرض سے۔ عمار رضی اللہ عنہ نے کہا صرف زبان سے کہا، دل سے نہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا آئندہ بھی اگر ایسا موقع آجائے تو ایسے ہی جان بچا لیجیو، یہ جائز ہے۔ ان ہی کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ یہاں اگر کوئی جان بحق ہو جائے اور شرکیہ کفریہ کلمات زبان سے بھی نہ نکالے تو یہ افضل ہے جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو کفار مکہ نے سخت گرمی تیز دھوپ میں تپتے ہوئے پتھر سینہ پر رکھے اور شرک (باقی بر صفحہ ۳۹۶)

سیدھے رستے سے کترا کر دوسری طرف مائل ہو جاتا ہے تو لحد فلان والحد بولا کرتے ہیں۔ ملحد کو ملحد اسی واسطے کہتے ہیں کہ وہ حق سے عدول کرتا ہے۔ مگر واحدی کہتے ہیں کہ الحاد کے معنے اَمَالَ یعنی مائل کرنے کے آتے ہیں بولا کرتے ہیں الحدت لحدا اذا حفرتہ فی جانب القبر مائلا عن الاستواء۔ اور ملحد کو ملحد کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے مذہب کو تمام ادیان سے مائل کر دیتا ہے۔ ؎۲ اَعْجَمِیٌّ۔ اہل لغت کا بیان ہے کہ ع۔ ج۔ م کی ترکیب کلام عرب میں وضع کی گئی ہے۔ ابہام اور اخفاء کے لئے جو ضد ہے بیان و ایضاح کی۔ جب کوئی مرد یا عورت فصاحت کے ساتھ بات ذکر سکے تو اہل عرب رجل عجم و امراۃ عجماء بولا کرتے ہیں۔ چارپایوں کو عجمار کہنے کی یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے مافی الضمیر کو واضح نہیں کر سکتے۔ ظہر و عصر کی دونوں نمازوں کو عجماوین اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان میں قرات چپکے سے پڑھی جاتی ہے تو عرب ہر اس شخص کو اعجم اعجمی کہتے ہیں جو ان کی لغت سے واقف نہیں ہوتا اور ان کی زبان میں بول نہیں سکتا۔ ؎۳ بِالْكُفْرِ صَدْرًا۔ صدراً مفعول ہے شرح کا۔ اصل میں عبارت یوں تھی ولکن من شرح بالکفر صدرہ عدم التباس کی وجہ سے ضمیر کو حذف کر دیا، تو گو صدراً نکرہ ہے مگر اس سے مراد ہے معرفہ۔

بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا

اس واسطے ہے کہ انہوں نے دوست رکھا زندگانی دنیا کو اوپر آخرت کے اور تحقیق اللہ نہیں

کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی سے زیادہ عزیز سمجھا اور بیشک اللہ ان

يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٠٧﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى

ہدایت کرتا قوم کافروں کو یہ لوگ وہ ہیں کہ مہر رکھی اللہ نے اوپر

لوگوں کو ہدایت سے بہرہ مند نہیں کرتا جو کافر ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں، کانوں اور آنکھوں پر

قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿١٠٨﴾ لَا

دلوں ان کے اور کانوں ان کے اور آنکھوں ان کے اور یہ لوگ وہی ہیں بے خبر نہیں

اللہ نے مہر کر دی ہے اور یہی لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں کچھ

جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿١٠٩﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ

شک کہ وہ بیچ آخرت کے وہی ہیں ٹوٹا اٹھانے والے پھر تحقیق پروردگار تیرا واسطے ان لوگوں کے

شک نہیں کہ یہی لوگ آخرت میں گھاٹا اٹھانے والے ہیں پھر آپ کا رب ان لوگوں کے لئے جنہوں نے

هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ

کہ وطن چھوڑ جاتے ہیں پیچھے اس کے کہ ایذا دیئے گئے پھر جہاد کیا انہوں نے اور صبر کیا تحقیق پروردگار تیرا

مصیبتیں سہنے کے بعد ہجرت کی پھر (خدا کی راہ میں) جہاد کیا اور (تکلیفوں پر) صبر سے کام لیا (اے پیغمبر) آپ کا

بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٠﴾ يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ ع ٢٠

پیچھے اس کے البتہ بخشنے والا مہربان ہے جس دن کہ آئے گا ہر جی جھگڑتا ہوا

پروردگار اس کے بعد بخشنے والا مہربان ہے جس دن ہر شخص اپنے ہی لئے جھگڑنے کو آ موجود ہوگا

نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿١١١﴾ وَضَرَبَ

جان اپنی کی طرف سے اور پورا دیا جائے گا ہر جی کو جو کچھ کیا ہے اور وہ نہ ظلم کئے جاویں گے اور بیان کی

اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی کا نقصان نہیں کیا جائے گا اور اللہ ایک

اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا

اللہ نے مثال ایک بستی کی کہ تھی امن والی چین والی آتا تھا اس کو رزق اس کا بافراغت

گاؤں کی مثال بیان فرماتا ہے جو ہر طرح امن و اطمینان سے بستا تھا اس کا رزق ہر طرف سے بافراغت

مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ

ہر جگہ سے پس کفر کیا ساتھ نعمتوں اللہ کے پس چکھایا اس کو اللہ نے پہناوا

چلا آتا تھا اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی سو اللہ نے ان کے کرتوتوں کے سبب ان کو

الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿١١٢﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ

بھوک کا اور ڈر کا سبب اس کے کہ تھے کرتے اور البتہ تحقیق آیا تھا ان کے پاس ایک پیغمبر

بھوک اور خوف کا لباس پہنا کر مزہ چکھا دیا اور ان لوگوں میں سے ایک رسول ان کے پاس آیا

مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿١١٣﴾ فَكُلُوْا

انہی میں سے پس جھٹلایا اس کو پس پکڑا ان کو عذاب نے اور وہ ظالم تھے پس کھاؤ

انہی میں سے تو انہوں نے اسے بھی جھٹلایا سو ان کو عذاب نے آ پکڑا اور وہ ظالم تھے سو تم لوگ

حل لغات۔

ل یَوْمَ تَاْتِیْ۔ یوم منصوب ہے رحیم کی وجہ سے۔ والمعنی ان ربک من بعدہا الغفور رحیم یوم تاتی یا منصوب ہے اذکر محذوف کی وجہ سے ای اذکر یوم کذا و کذا۔

ل کُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا۔ نفس سے کبھی تو مراد ہوتا ہے زندہ کا بدن اور جز اور کبھی کسی چیز کی ذات و حقیقت۔ یہاں پہلے نفس سے بدن و جز اور

(بقیہ صفحہ ۳۹۵) پر مجبور کیا لیکن اَحَد اَحَد ہی
کہتے رہے۔ اسی طرح حضرت حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے
کہ مسیلمہ کذاب نے ان کا ایک ایک عضو کر کے کٹوا دیا لیکن وہ انصاری صحابی
رضی اللہ عنہ آخر دن تک ایمان اسلام پر قائم رہے۔ عبداللہ بن حذافہ سہمی
رضی اللہ عنہ کو رومی کفار نے قید کر لیا اور اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے
بادشاہ نے سلطنت کا شریک اور اپنی شہزادی نکاح میں دینے کا لالچ دیا
تاکہ اسلام چھوڑ دیں اور نصرانیت قبول کر لیں لیکن صحابی رضی اللہ عنہ نے
صاف جواب دیدیا۔ بادشاہ ظالم نے تیراندازوں سے نشانے بدن پر
لگوا لگوا کر بری طرح تکلیف پہنچائی پھر بھی نصرانیت سے انکاری رہے
پھر بادشاہ نے سولی سے اتروا لیا اور حکم دیا کہ پیتل کی ایک بڑی دیگ
خوب تپا کر آگ بنا کر لائی جائے چنانچہ وہ پیش ہوئی۔ بادشاہ نے
ایک اور مسلمان قیدی کو اس میں ڈال دیا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ
رضی اللہ عنہ اسے دیکھتے رہے۔ وہ مسلمان بڑے ہی صبر و استقلال سے
دین محمدی اسلام پر قائم رہا اور اسی وقت جل بھن کر کوئلہ بن گیا۔ ہڈیاں
چمکنے لگیں۔ جاں بحق ہو کر جنت کے عیش و عشرتِ دوام کو قبول کر لیا
اور شہادت پائی۔ رضی اللہ عنہ۔ پھر بادشاہ نے حضرت عبداللہ بن حذافہ
رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اب بھی نصرانیت قبول کر لو۔ وہ تیار نہ ہوئے تو
بادشاہ نے ان کو بھی اس دیگ میں ڈالنے کا حکم دیدیا۔ اس وقت
عبداللہ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ بادشاہ نے فوراً
انکو اپنے پاس بلوایا اور امید کی کہ شاید اب یہ اسلام سے مرتد ہونے کو
تیار ہیں مگر صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا یہ رونا اس لئے تھا کہ کاش
میرے رُوئیں رُوئیں میں جان ہوتی اور ہر جان کو اسی طرح راہ اللہ
میں قربان کر دیتا۔ اس پر بادشاہ بیحد متاثر ہوا اور بالآخر ان کے
اس استقلال پر متحیر ہو کر انکو اور انکے ساتھیوں کو چھوڑ دیا۔
(ملخص ابن کثیر) موضح میں ہے اگر مرنا قبول کرے اور لفظ بھی منہ سے
نہ کہے تو شہید اکبر ہے

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ یعنی دنیا طلبی اور ہوا پرستی کے نشہ میں ایسے مست و بیہوش ہیں
جس سے ہوش میں آنے کی کوئی امید نہیں۔ اللہ کی دی ہوئی قوتیں انہوں نے
سب بیکار کر دیں، آخر کانوں سے حق کی آواز سننے، آنکھوں سے حق کے
نشان دیکھنے اور دلوں سے حق بات سمجھنے اور سوچنے کی توفیق سلب
ہو گئی۔ جو لوگ اپنی بے اعتدالیوں اور غلط کاریوں سے اللہ کی بخشی ہوئی
قوتیں تباہ کر ڈالیں اور دنیا ہی کو مقصود بنالیں۔ ان سے بڑھ کر
خراب انجام کس کا ہوگا۔ یوں سمجھو کہ یہ غافل ہیں اس عذاب سے
جو ان کو آخرت میں ہوگا۔ ضمیر فصل علیہ اسکو ہے کہ ان کی غفلت انتہا
کو پہنچ گئی ہے اس لئے کہ کوئی غفلت ان کی اس غفلت سے بڑھ کر نہیں
ہے۔ (فتح البیان وغیرہ) ف۲ مکہ میں بعضے لوگ کافروں کے ظلم سے
بچل گئے تھے یا صرف زبانی لفظ کفر کہہ لیا تھا۔ اس کے بعد جب ہجرت
کی، جہاد کیا اور بڑے استقلال و پامردی سے اسلام پر قائم رہے۔
اتنے کام ایمان کے کئے وہ تقصیر بخشی گئی اور اللہ کی مہربانی مبذول
ہوئی۔ ایک بزرگ تھے "عمار" ان کے باپ "یاسر" اور ماں "سُمیّہ" دونوں
ظلم اٹھاتے مر گئے پر لفظ کفر نہ کہا۔ یہ مسلمانوں کا پہلا خون تھا جو اللہ کی راہ
میں گرا۔ بیٹے عمار نے خوف جان سے لفظ کفر کہہ دیا پھر روتے ہوئے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تب یہ آیتیں اتریں۔ رضی اللہ عنہم
اجمعین (خلاصہ موضح القرآن)

ف۳ قیامت کے دن ماں باپ، بہن، بھائی، بیوی، اولاد، احباب و
اقارب، کوئی کام نہ دے گا۔ ہر شخص اپنی فکر میں پڑا ہوگا کہ کسی طرح اللہ
کے عذاب سے خواہ جھوٹے سچ ہی بولنا پڑے، جواب سوال کر کے
چھٹکارا حاصل کرے۔ کعب احبار رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ
سے کہا واللہ قیامت کے دن ایک موقع وقت ایسا ہوگا کہ بڑے بڑے
مرتبہ والے بھی ڈر جائیں گے اور اپنی ہی جان کی خیر مانگنے لگیں گے
جب کہ جہنم کو ایک ایسا جوش آئے گا کہ اس کو دیکھ کر فرشتے اور تمام
انبیاء علیہم السلام گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے اور پناہ مانگنے لگیں گے۔
ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی زبان پر اس وقت یہ لفظ ہوگا یَا رَبِّ لَآ
اَسْئَلُکَ اِلَّا نَفْسِیْ یعنی یا اللہ! میں صرف اپنی جان کے واسطے امان
مانگتا ہوں، اس بارے میں یہ آیت اتری۔ (معالم وغیرہ)

ف۴ اس مثال سے مراد اہل مکہ ہیں یعنی نہ باہر سے دشمن کا کھٹکا
نہ اندر سے کسی طرح کی فکر و تشویش۔ خوب امن چین سے زندگی
گذرتی تھی، کھانے کے لئے غلے پھل وغیرہ چلے آتے تھے۔ ہر چیز کی
افراط تھی، گھر بیٹھے دنیا کی نعمتیں ملتی تھیں۔ سب سے بڑی نعمت
ان ہی کی قوم و نسب میں سے بعثت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے
جن کے طریقہ پر چل کر اللہ کی خوشنودی کے بڑے اونچے مقامات
حاصل کر سکتے تھے لیکن انھوں نے اللہ کے انعامات کی قدر نہ
پہچانی، دنیا کے مزوں میں پڑ کر ایسے غافل (باقی بر صفحہ ۳۹۷)

★ دوسرے سے ذات وعین مراد ہے۔ ؎۱ فَکَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰہِ۔ انعم جمع ہے نعمۃ کی جس طرح اَشُدّ شدّت کی۔ اور جمع قلت کا وزن اختیار کرنے کی وجہ یہ
ہے کہ لوگوں کو تنبیہ ہو جائے کہ جب نعم قلیلہ کی ناشکری موجب عذاب ہے تو نعم کثیرہ کی بدرجۂ اولیٰ ہوگی۔ ؎۲ فَاَذَاقَهَا اللّٰہُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ۔
اذاقہا کی ضمیر راجع ہے قریہ کی طرف اور قریہ سے مراد ہے اہل قریہ۔ جس طرح نہارہا ساہرا او ہم قائلون۔ پھر یہاں اثر جوع و خوف کو لباس سے
تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ جس طرح لباس لابس کے لئے غاشی اور محیط ہوتا ہے اسی طرح جوع و خوف کا ضرر اہل قریہ کو محیط تھا اور اذاقہ جس کے اصلی معنے
ہیں چکھانے کے استعارہ کیا گیا ہے مطلق ایصال کے لئے۔

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ إِن كُنتُمْ

ان چیزوں سے جو دیا ہے تم کو اللہ نے حلال پاکیزہ اور شکر کرو نعمت اللہ کی اگر ہو تم

حلال و طیب اشیاء اللہ نے دے رکھی ہیں انکو کھاؤ (پیو) اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم

إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿١١٤﴾ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ

اسی کو عبادت کرتے والے سوائے اس کے نہیں کہ حرام کیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت

اسی کی عبادت کرتے ہو اس نے تم پر تو صرف مردار، خون اور سور کا گوشت

الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا

سور کا اور وہ چیز کہ آواز بلند کی ہو واسطے غیر اللہ کے ساتھ اس کے پس جو کوئی بے بس ہو نہ حد سے نکل جانیوالا اور نہ

اور ان چیزوں کو حرام قرار دیا ہے جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کی جائیں سو جو بے قرار ہو جائے (مگر) نہ سرکش ہو

عَادٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١١٥﴾ وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ

حد سے گزرنے والا پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور مت کہو واسطے اس کے کہ بیان کرتی ہیں زبانیں تمہاری

اور حد سے تجاوز کرنیوالا ہو تو اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے اور جن چیزوں کے بارے میں جھوٹ موٹ تمہاری زبان پر آجاتا ہے مت کہا

الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۚ

جھوٹ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ باندھو اوپر اللہ کے جھوٹ

کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام کہ اللہ پر جھوٹ باندھو، اسمیں مطلق شک نہیں

إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿١١٦﴾ مَتَاعٌ

تحقیق جو لوگ کہ باندھتے ہیں اوپر اللہ کے جھوٹ نہیں فلاح پانے کے فائدہ ہے

جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پاتے (انہیں) تھوڑا سا

قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١١٧﴾ وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا

تھوڑا سا اور واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا اور اوپر ان لوگوں کے کہ یہودی ہوئے حرام کیا ہم نے

فائدہ (ملنا) ہے اور انکے لئے دردناک عذاب ہے اور یہودیوں پر ہم نے وہ اشیاء حرام کر دی تھیں

مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِن قَبْلُ ۖ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ

وہ چیز کہ بیان کی ہم نے اوپر تیرے پہلے اس سے اور نہ ظلم کیا ہم نے ان پر ولیکن تھے جانوں اپنی پر

جو ہم پہلے آپ سے بیان کر چکے ہیں اور ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں

يَظْلِمُونَ ﴿١١٨﴾ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ

ظلم کرتے تھے پھر تحقیق پروردگار تیرا واسطے ان لوگوں کے کہ کرتے ہیں برائی ساتھ نادانی کے پھر

پر ظلم کرتے تھے پھر آپکا رب ان لوگوں کیلئے جن سے نادانی کی وجہ سے برے کام سرزد ہوئے اور بعد ازاں تائب

تَابُوا مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا إِنَّ رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا لَغَفُورٌ

توبہ کرتے ہیں پیچھے اس کے اور نیکی کرتے ہیں تحقیق پروردگار تیرا پیچھے اس کے البتہ بخشنے والا

ہو گئے اور اپنی حالت درست کر لی تو اسکے بعد آپکا رب (ان کو) بہت بخشنے والا

رَّحِيمٌ ﴿١١٩﴾ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ ۱۵ ع ۹ ۲۱

مہربان ہے تحقیق ابراہیم تھا پیشوا فرمانبردار واسطے اللہ کے ابراہیمی راہ پر سیدھا اور نہ تھا

مہربان ہے اسمیں شک نہیں کہ ابراہیم (لوگوں کے) پیشوا اللہ کے فرمانبردار اور صرف حق کی طرف مائل تھے اور

حل لغات۔

لہ وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ۔ لما کا لام متعلق ہے لا تقولوا کے، ای لا تقولوا فی شان ما تصف السنتکم۔ اور الکذب منصوب ہے لا تقولوا کی وجہ سے۔ ہذا حلال وہذا حرام بدل ہے الکذب سے اور لتفتروا کا لام عاقبت کے لئے ہے۔ کہ مَتَاعٌ قَلِيلٌ یہ خبر ہے مبتدا محذوف کی۔ ★

(بقیہ صفحہ ۳۹۶)   اور بدمست ہوئے کہ منعم حقیقی کا دھیان بھی نہ آیا بلکہ مقابلہ میں بغاوت کی ٹھان لی۔ آخر اللہ تعالیٰ نے امن چین کی جگہ خوف و ہراس اور فراخ روزی کی جگہ بھوک و قحط بھی ایسا کہ ہڈیاں اور چمڑے اونٹوں کی اون خون آلودہ سات سال تک کھلائے جیسے کپڑا پہننے والے کے بدن کو گھیر لیتا ہے، ایک دم کو بھوک اور ڈر ان سے جدا نہ ہوتا تھا۔ یہ آپ کی بددعا سے ایسا ہوا اور پھر آپ ہی کی دعا سے اللہ نے قحط وغیرہ رفع کیا۔ (معالم و حدیث التفاسیر وغیرہ) کسی ملک میں قحط اور بدامنی ہو تو سمجھ لو کہ یہ اللہ کا غضب ہے۔ آج خوراک اور قیام امن کے مسائل بین الاقوامی طور پر تشویشناک بنتے جا رہے ہیں جو غضب الٰہی کے نشانات ہیں مگر الحاد و دہریت، کفر و شرک بدعات کے دیوانوں کا دماغ ادھر رجحان نہیں کرتا۔ اللہ نیک سمجھ دے۔ آمین۔

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ یعنی ایمان لاؤ اور حلال کو حرام مت کرو اپنی عقل سے۔ (موضح)

ف۲ وَمَآ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ الخ۔ اہلال کے معنے آواز بلند کرنے کے ہیں جوہری نے صحاح میں لکھا ہے جس جانور پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا وہ حرام ہے۔ تفسیر نیشاپوری میں علماء کا اجماع نقل ہے کہ جو مسلمان اپنے ذبیحہ میں کسی غیر اللہ کے تقرب کا قصد کرے وہ مرتد ہوا اور ذبیحہ مرتد کا ذبیحہ ہوا یعنی حرام ہوا۔ اب یہاں تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ کے لئے قربان کا اعلان کیا اور ذبح کے وقت اسی کا نام لیا، یہ ذبیحہ حلال طیب ہے۔ دوم یہ کہ غیر کے واسطے پکارا اور ذبح کے وقت غیر کا نام لیا تو مرتد کافر ہوا اور ذبیحہ مردار ہے۔ سوم یہ کہ غیر کے نام کا جانور پکارا اور ذبح کرتے وقت بسم اللہ واللہ اکبر پڑھی تو یہ ذبیحہ حرام ہے جب کہ اس نے غیر اللہ کا تقرب چاہا۔ حدیث میں ہے مَلْعُوْنٌ مَّنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰهِ ملعون ہے جس نے غیر اللہ کے واسطے ذبح کیا۔ دیکھو اس میں غیر کے واسطے ذبح کرنے پر لعنت ہے اور غیر کا نام ذبح میں لینے کی خصوصیت نہیں ہے تو خواہ ذبح کے وقت اس کا نام لے یا کسی کا نام لے وہ ذبیحہ مردار اور وہ شخص ملعون ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے وہ جو عوام نذر مانتے ہیں کہ کسی قبر پاس اگر اس کا غلاف اٹھا کر کہتے ہیں اے فلاں سردار! اگر تو نے میری فلاں حاجت روائی کی تو تیرے لئے میری طرف سے اتنا سونا نذر ہے سو بالاجماع وہ نذر باطل ہے اسی طرح بحر الرائق و نہر الرائق اور در مختار وغیرہ کتب فقہ میں ہے۔ صفحہ ۱۵۲ میں بھی یہ مضمون تفصیل سے لکھا گیا ہے۔

ف۳ حلال و حرام وہ جو شریعت نے کہا اور شریعت سے مراد قرآن و سنت ہے اگر کوئی اپنی رائے سے کسی چیز کو حلال یا حرام ٹھیراتا ہے، جائز ناجائز، روا ناروا کہتا ہے تو وہ بڑی جسارت کرتا ہے اور کذب و افترا علی اللہ کا مرتکب ہے۔ پس اللہ پر جھوٹ باندھنے سے کبھی کوئی مراد نہیں مل سکتی۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ محرم کے مہینے میں پان نہ کھانا چاہیے، لال کپڑا نہ پہننا چاہیے۔ حضرت بی بی کی صحنک مرد نہ کھائیں اور جب ان کی نیاز کیجئے تو اس میں بالضرور فلانی فلانی ترکاریاں ہوں مسی و مہندی ہو اور اس کو لونڈی نہ کھائے اور جس عورت نے دوسرا خاوند کیا ہو وہ بھی نہ کھائے۔ نیچ قوم یا بدکار بھی نہ کھائے شاہ عبدالحق کا توشہ حلوا ہی ہوتا ہے۔ شاہ مدار کی نیاز مالیدہ ہی چڑھتا ہے۔ بوعلی قلندر کی تہ منی اور اصحاب کہف کی گوشت روٹی اور بیاہ میں فلاں فلاں رسمیں ضرور ہیں۔ یہ سب جھوٹ دنیاوی رواجی رسمی بدعتیں کفریہ شرکیہ جہالت کی رسمیں ہیں۔ (فائدہ ستاری)

ف۴ جو چیز اللہ تعالیٰ نے سب کیلئے یا کسی خاص قوم کیلئے متعین وقت تک حرام کی ہے عین حکمت ہے۔ کسی بشر کو حق نہیں کہ اس میں تصرف کرکے حرام کو حلال یا حلال کو حرام بنائے۔ اس آیت کا بیان صفحہ ۲۱۱ میں بھی ہوا ہے۔ ف۵ یعنی کفریات سے توبہ کرکے مسلمان ہو جائے اور آئندہ کیلئے اپنی حالت درست کر لے پر اللہ تعالیٰ تمام گذشتہ گناہ معاف فرما دیتا خواہ وہ کتنے ہی سخت کیوں نہ ہوں۔

والتقدیر منعتہم منعۃ قلیلۃ۔ ۲؎ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ كَانَ اُمَّةً۔ اُمّۃ کہتے ہیں جماعت کو چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے میں اس قدر فضائل بشریہ جمع کر لئے تھے جن کا وجود ایک جم غفیر اور جماعت کثیر کے علاوہ ایک شخص میں ممکن نہ تھا اس لئے انہیں امۃ کہا گیا یا یوں کہو کہ اُمّۃ بوزن فُعْلَۃ معنے میں ہے مفعول کے جس طرح رُحْلَۃ اور نُخْبَۃ معنی میں مرحول اور منخوب کے ماخوذ اَمَّہٗ اذا قصدہ او اقتدی بہ سے، تو چونکہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت کی اقتدا کرتے اور ان کے افعال کی پیروی کا قصد کرتے تھے اس لئے انہیں اُمّۃ کہا گیا۔ ۳؎ قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِیْفًا۔ قانت اسے کہتے ہیں جو اوامر الٰہی پر قائم ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے معنے ہیں مطیع و فرماں بردار کے۔ حنیفًا دوسری صفت ہے ابراہیم کی، اور جو شخص باطل سے منہ موڑ کر صرف ایک اللہ کی طرف متوجہ ہو جائے اسے حنیف کہتے ہیں۔

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ

مشرک لوگوں سے وہ شکر گزار تھا اسکی نعمتوں کے برگزیدہ کیا تھا اسکو اور راہ دکھلائی تھی اسکو طرف راہ

مشرکوں میں سے نہ تھے ان کی نعمتوں کے شکر گزار تھے خدا نے انہیں برگزیدہ کیا تھا اور سیدھی راہ پر

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ

سیدھی کے اور دی ہم نے اسکو بیچ دنیا کے بھلائی اور تحقیق وہ بیچ آخرت کے البتہ

لگا دیا تھا اور دنیا میں بھی ہم نے انہیں ہر طرح کی خوبیاں دے رکھی تھیں اور اسمیں شک نہیں کہ آخرت میں بھی

الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ

صالحوں سے ہے پھر وحی بھیجی ہم نے طرف تیرے یہ کہ پیروی کر دین ابراہیم حنیف کی

نیک بندوں میں ہوں گے پھر ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ ملت ابراہیمی کی پیروی اختیار کیجئے جو صرف حق کیطرف

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا

اور نہیں تھا وہ مشرکوں سے وہ سوائے اسکے نہیں کہ مقرر کیا گیا تعظیم ہفتہ کی اوپر ان لوگوں کے اختلاف کرتے تھے

مائل تھے اور (ابراہیم) کچھ مشرکوں میں سے نہ تھے ہفتہ کی تعظیم تو صرف انہیں لوگوں پر لازم کی گئی تھی جنہوں نے اسمیں اختلاف کیا

فِيْهِ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

بیچ اسکے اور تحقیق رب تیرا البتہ حکم کریگا درمیان انکے دن قیامت کے بیچ اس چیز کے کہ تھے بیچ اسکے اختلاف کرتے وہ

اور آپکا رب انکے درمیان قیامت کے روز ان باتوں کا فیصلہ کر دیگا جن میں اختلاف رہا ہے

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ

بلا طرف راہ پروردگار اپنے کی ساتھ حکمت کے اور نصیحت نیک کے اور جھگڑا کر انکے

آپ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصائح کے ذریعے سے دعوت دیجئے اور پسندیدہ طریق سے انکے

بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ

ساتھ اس چیز کے کہ وہ بہت بہتر ہے تحقیق رب تیرا وہی بہت جاننے والا ہے ساتھ اس شخص کے کہ گمراہ ہوا راہ اسکی سے

ساتھ بحث کیجئے اس میں شک نہیں کہ آپکا رب خوب جانتا ہے کہ کون اسکی راہ سے بھٹک گیا ہے اور

وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا

اور وہی خوب جانتا ہے راہ پانے والوں کو وہی اور اگر بدلا لو تم پس بدلا لو برابر اس چیز کے

خوب جانتا ہے ان لوگوں کو جو راہ راست پر ہیں اور اگر تم بدلہ لینا چاہو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی تم کو

عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاصْبِرْ

کہ ایذا دیئے گئے ہو تم ساتھ اسکے اور البتہ اگر صبر کرو تم تو البتہ وہ بہتر ہے واسطے صبر کرنیوالوں کے اور صبر کر

تکلیف پہنچائی گئی ہو اور اگر تم صبر سے کام لو تو وہ صبر کرنے والوں کے واسطے بہت ہی اچھی بات ہے (اے پیغمبر!)

وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِىْ ضَيْقٍ مِّمَّا

اور نہیں ہے صبر تیرا مگر ساتھ اللہ کے اور مت غم کھا اوپر ان کے اور مت ہو تو بیچ تنگی کے اس سے

آپ صبر سے کام لیں اور آپکا صبر کرنا تو اللہ ہی کی مدد سے ہے اور آپ ان لوگوں کا غم نہ کھائیں اور جو آپ سے مکر کر رہے

يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ ع ۱۶ ۲۲

کہ مکر کرتے ہیں تحقیق اللہ ساتھ ان لوگوں کے ہے جو پرہیزگاری کرتے ہیں اور ساتھ انکے کہ وہ احسان کرنے والے ہیں

ہیں ان سے تنگ دل ہوں۔ اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اسکی نافرمانی سے ڈرتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں۔

حل لغات۔

لہ اِجْتَبٰهُ۔ اجتبار کے لغوی معنے ہیں کسی چیز کو بالکلیہ سمیٹ لینا۔ یہ جَبَیْت سے ماخوذ ہے۔ اور جبی کہتے ہیں حوض میں پانی جمع کرنے کو۔ اسی سے ہے جابیہ بمعنی حوض اور جابی بمعنی محصل صدقات کلہ وَلَا تَكُ فِىْ ضَيْقٍ۔ ضَیق اور ضِیق دونوں لغت آئے ہیں یعنی دونوں کے معنے ایک ہیں مگر بعض اہل لغت دونوں ★

ف یعنی حلال اور حرام میں اور دین کی باتوں میں اصل ملت ابراہیم ہے۔ اور عرب کے لوگ کہتے ہیں ہم کو حنیف اور شرک کرتے ہیں اُس کی راہ پر نہیں (موضح القرآن) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا مراد یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسلام پر قائم تھے اور انکے وقت میں سوائے انکے اُن کی قوم کا کوئی شخص اسلام پر نہ تھا اسی واسطے انکو امت قانت فرمایا (ابن کثیر) ف دوسرے مقام میں آیا وَاِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤی ٥ وہ ابراہیم جس نے پورا کیا یعنی اللہ کے تمام احکام مانے اور بجالائے۔ وہ اللہ کی پسندیدہ شریعت پر قائم تھے۔ پھر فرمایا ہم نے انھیں دین ودنیا کی خیر عطا کی۔ انھوں نے جو دعا کی تھی وَ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ٥ قبول ہوئی اُنکا نیک ذکر دنیا میں بھی باقی رہا اور آخرت میں بڑے عظیم الشان درجے ملے بہرحال حلال وحرام ودین کی باتوں میں اصل ملت ابراہیمی ہے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکم ہو رہا ہے کہ ملت ابراہیم حنیف کی پیروی کرو جو مشرکوں سے بری الذمہ تھے۔ (ابن کثیر) لفظ اَنِ اتَّبِعْ سے مقلدین حضرات تقلید کا وجوب ثابت کرتے ہیں حالانکہ یہ اتباع واقتدار ہے۔ اور تقلید شخصی ہو آراء رجال کی قرآن وحدیث میں جابجا ممانعت آئی ہے۔ مشرکین مکہ اپنے آپ کو دین ابراہیمی پر خیال کرتے تھے حالانکہ وہ دین ابراہیمی کو چھوڑ کر دوسروں کی تقلید کرتے تھے۔ اسی طرح آج بعض خیال کرتے ہیں کہ ہم مذہب ائمہ اربعہ پر ہیں جب کہ چاروں امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنی رائے اور غیر کی رائے کی تقلید سے منع فرما دیا ہے۔ قرآن وحدیث کے مقابلہ میں کسی کی بھی تقلید ورائے سے قرآن نے منع فرما دیا ہے۔

ف مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو جمعہ کی تعظیم کا حکم دیا تھا۔ انھوں نے نہ مانا اور کہا ہم تو سنیچر کا دن چاہتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ مخلوق کے پیدا کرنے سے فارغ ہوا۔ اللہ نے ہفتہ کے دن کی اجازت دی مگر آزمائش کے ساتھ کہ اس دن میں مچھلی کا شکار رد کرنا ہوگا۔ اس حکم کو اُس تھوڑی ہی جماعت نے مانا جنھوں نے جمعہ کو پسند کیا تھا۔ باقی لوگوں نے ہفتہ کے دن شکار کرکے اپنے آپ کو نافرمان ثابت کیا اور دنیا میں بندر و سؤر بنا دیئے گئے۔ آخرت میں جو عذاب ہوگا وہ الگ رہا۔ بخاری مسلم میں بھی اسکی مؤید روایت موجود ہے (جامع)، اسی پر کیا منحصر ہے آخرت میں تو سارے اختلافات کا فیصلہ ہوگا جو کوئی ابراہیم علیہ السلام کو یہودی کوئی نصرانی بتاتا، لات وعزیٰ کے مزار خانقاہوں کے پجاری، مشرکین مکہ بھی اپنی نسبت اُن ہی کی طرف کرتے اللہ نے سب کے خیال خام کو باطل قرار دیکر فرما دیا اِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الایۃ کہ ہر شخص آنکھوں سے دیکھ لے گا کہ کون غلطی پر تھا۔

ف یعنی طریق ودعوت تبلیغ میں حکم اللہ کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنا چاہئے (خواہ کسی کو برا لگے خواہ اچھا کسی مذہب وخیال کی تائید ہو یا مخالفت) اس فکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ کس نے مانا کس نے نہیں مانا۔ نتیجہ کو اللہ کے سپرد کرو۔ وہی راہ پر لگنے والوں اور رد کرنے والوں کے حالات کو بہتر جانتا ہے جیسا مناسب ہوگا اُنسے معاملہ کریگا (موضح الفرقان) حکمت سے مراد کتاب وسنت ہے اور موعظہ حسنہ سے مراد پچھلی امتوں کے وقائع ہیں یعنی ان کا ذکر ان لوگوں سے کرنا کہ وہ اللہ کے عذاب سے ڈریں۔ (ابن کثیر وغیرہ)

ف اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنگ احد میں اپنے چچا امیر حمزہ وغیرہ کو دیکھا وہ شہید کر دیئے گئے۔ مشرکوں نے مثلہ کر دیا، ناک کان کاٹ ڈالے، دیگر اعضاء شرمگاہ وغیرہ کے ٹکڑے کر دیئے۔ پیٹ چاک کرکے کلیجی نکال ڈالی۔ آپؐ کے لئے اس سے زیادہ دل دکھانے والا منظر اور کیا ہوتا تھا، بیساختہ فرمایا میرے چچا کے ساتھ یہ ناجائز حرکت کی ہے۔ اگر میں ان پر غالب ہوا تو اللہ کی قسم ان کے ستر کی بھی درگت بناؤں گا، تب جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر آگئے۔ یہ آیتیں نازل ہوگئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایفائے قسم سے رُک گئے کفارہ ادا کیا اور فرمایا ہم صبر کرتے ہیں، بدلہ نہیں لیتے۔ گو یہ سورت مکی ہے مگر تین آیتیں مدنی ہیں۔ مورد اس کا خاص اور حکم عام ہے۔ ہر معاملہ میں برابری وانصاف کا حکم ہے اور صبر سب سے افضل وبہتر ہے۔ (سیرت ابن اسحاق۔ بزار۔ خازن۔ بغوی)

ف یعنی اللہ تعالیٰ متقیوں کی تائید اور مدد ونصرت اور ہدایت میں ہے (ابن کثیر) یعنی انسان جس قدر اللہ سے ڈرکر نیکی اختیار کریگا اُسی قدر اللہ کی مدد اس کے ساتھ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس عاجز راقم مرتب فوائد عبدالتواب کی دینی ودنیاوی امور میں مدد فرما۔ اور متقین ومحسنین کے ساتھ اپنے فضل وکرم سے حشر کر آمین یا رب العالمین۔ الحمد للہ سورۂ نحل پارہ ۱۴ کے فوائد پورے ہوئے۔

میں فرق کرتے ہیں۔ ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ ضیق بالکسر کہتے ہیں قلت معاش ومساکن کو اور ضیق بالفتح دل کی تنگی کو۔ ابو عمرو کا بیان ہے کہ ضیق شدت ہے اور ضیق غم۔

سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مَكِّیَّةٌ وَّهِیَ مِائَةٌ وَّاِحْدٰی عَشْرَةَ اٰیَةً وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

سورۂ بنی اسرائیل مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو گیارہ آیتیں اور بارہ رکوع ہیں

سورۂ بنی اسرائیل مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو گیارہ آیتیں اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع (کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو نہایت رحم والا بڑا مہربان ہے

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی

پاک ہے وہ جو (راتوں رات) لے گیا

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو راتوں

بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا

اپنے بندہ کو رات کو مسجد حرام سے طرف مسجد اقصیٰ کی

رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے گرد و پیش کو

الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ

وہ جو برکت دی ہم نے گرد اس کے تاکہ دکھلائیں ہم اس کو نشانیوں اپنی سے بیشک وہ ہے سننے والا

ہم نے بابرکت بنایا ہے تاکہ ہم اس کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سننے والا

الْبَصِیْرُ ۝۱ وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْٓ

دیکھنے والا اور دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور کیا ہم نے اس کو ہدایت واسطے بنی

اور دیکھنے والا ہے اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت

اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَكِیْلًا ۝۲ ذُرِّیَّةَ

اسرائیل کے یہ کہ نہ پکڑو تم سوائے میرے کارساز اے اولاد

قرار دیا کہ میرے سوا کسی کو کارساز نہ ٹھہرانا اے ان کی اولاد

مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝۳ وَقَضَیْنَآ

ان لوگوں کی کہ چڑھا لیے ہم نے ساتھ نوح کے تحقیق وہ تھا بندہ شکر کرنے والا اور حکم کیا ہم نے

جن کو ہم نے (طوفان کے وقت) نوح کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا بیشک نوح (ہمارے) شکرگزار بندے تھے اور ہم نے کہہ دیا

اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ

طرف بنی اسرائیل کے بیچ کتاب کے البتہ فساد کرو گے تم زمین کے

بنی اسرائیل کو بذریعہ کتاب کے بتلا دیا تھا کہ تم زمین (شام) میں دو مرتبہ فساد بپا کرو گے

مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِیْرًا ۝۴ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ

دو بارہ اور البتہ چڑھ جاؤ گے تم بلندی بڑی ۖ پس جب آیا وعدہ

اور بڑی سرکشی کرو گے پس جب پہلے (وعدہ) کا وقت آیا

اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَیْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ

پہلا ان دونوں میں کا بھیجے ہم نے اوپر تمہارے بندے واسطے ہمارے لڑائی والے سخت

کا وقت آیا تو ہم نے تمہارے مقابلہ میں اپنے ایسے بندے کھڑے کئے جو سخت جنگجو تھے

حل لغات۔

لہ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا۔ سُبحان تسبیح کا اسم علم ہے بولا کرتے ہیں سَبَّحْتُ اللہ تسبیحا و سُبحانا تو تسبیح مصدر ہے اور سُبحان تسبیح کا اسم علم۔ اس کے لغوی معنی ہیں تباعد سکتو تسبیح اللہ کے معنے ہوئے بُعْدًا و تنزیہ عما لا یلیق۔ سَرَی اور اَسْرَی دونوں کے معنی ہیں رات کو چلنا۔ اور اس کی مزید

ف۱ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے بہتر فضیلت والی سورتیں بنی اسرائیل، سورۂ کہف، سورۂ مریم ہیں۔ (بخاری) مسند احمد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت تھی کہ آپ ہر رات سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ زمر پڑھا کرتے تھے۔ (ابن کثیر) ف۲ اس آیت میں معراج جسمانی کا ثبوت ہے۔ جمہور احناف و جماعتِ اہلحدیث کا یہی مذہب ہے کہ آپ کو بیداری کی حالت میں بدن کے ساتھ معراج ہوئی۔ گو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک ایک ماہ دس دن کی راہ ہے مگر اللہ تعالیٰ کو ایک لحظہ میں اس سے بھی زیادہ دُور لے جانا کچھ مشکل نہیں ہے۔ یہ قصۂ معراج صحیحین و دیگر کتب حدیث میں مفصل مذکور ہے۔ آپ کو معراج کئی مرتبہ ہوئی، خواب میں بھی، بیداری میں بھی۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آپ کو معراج مکہ سے بیت المقدس بلکہ پھر وہاں سے آسمانوں تک عالم بیداری میں ہوئی۔ اکثر سلف و خلف کا یہی عقیدہ ہے کیونکہ عبد کا لفظ جسم اور رُوح دونوں کے مرکب پر بولا جاتا ہے، نہ صرف رُوح پر چنانچہ آیت مَا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا میں جو ذات والا صفات مراد ہے وہی اس آیت میں بھی ہے۔ نیز سُبحان کا لفظ موقع تعجب پر بولا جاتا ہے۔ اگر معراج روحانی ہوتی تو کیا تعجب تھا؟ کفار کیوں اتنی انکار کرتے۔ پس ثابت ہوا کہ معراج جسمانی ہوئی اور یہی محل تعجب ہے۔ سر سید احمد خاں علی گڑھی وغیرہ نے تفسیر احمدی میں جو معراج جسمانی کا انکار کیا ہے وہ غلط اور خلاف قرآن و حدیث ہے۔ (ابو محمد)

ف۳ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لایا گیا پاس میرے بُراق، یہ ایک جانور ہے سفید گدھے سے بڑا خچر سے چھوٹا۔ وہ اپنا قدم نظر پر رکھتا ہے۔ میں اُس پر سوار ہوا۔ وہ مجھ کو لیکر چلا بیت المقدس میں آیا۔ میں نے اُس کو اُس حلقے سے باندھ دیا جس سے انبیاء علیہم السّلام باندھتے تھے۔ پھر میں نے داخل ہوکر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر باہر نکلا۔ میرے پاس جبرئیل ع آئے ایک برتن شراب کا اور ایک دودھ کا لیکر۔ میں نے دُودھ پسند کیا۔ جبرئیل ع نے مجھ کو کہا آپ نے دین کو لیا۔ پھر مجھ کو لیکر آسمانِ دُنیا پر چڑھے اور دروازہ کھلوانا چاہا کہا گیا کہ تم کون ہو؟ کہا جبرئیل ہوں۔ کہا تمہارے ہمراہ کون ہیں؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہا کیا ان کے پاس بھیجا گیا تھا؟ کہا ہاں بھیجا گیا تھا تب اس نے دروازہ ہمارے لئے کھولا۔ اسی طرح ساتوں آسمانوں پر چڑھائے گئے۔ معراج کی حدیث روایات متواتر سے ثابت ہوئی ہے اور متفق علیہ ہے۔ (فائدہ ستاریہ)

ف۴ حق تعالیٰ اپنے رسول کو معراج کی رات لے گیا مکہ سے بیت المقدس بُراق پر اور آگے لے گیا آسمانوں پر۔ یہاں اتنا ذکر ہے باقی سورۂ نجم میں۔ (موضح القرآن) بخاری شریف کتاب الصلوٰۃ میں ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ یوں بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت کھول دی گئی اُس وقت میں مکہ میں تھا۔ دوسری روایت میں آیا ہے کہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں جبرئیل ع آئے۔ ان دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ گھر تو تھا ام ہانی رضی اللہ عنہا کا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں اُس رات سو رہے تھے اس واسطے ادنیٰ ملابست کی وجہ سے گھر کی اضافت و نسبت اپنے نفس کی طرف کی میرے گھر کی چھت یعنی جس گھر میں سو رہا تھا۔ (فتح الباری وَ رَحْمَتُنَا کَانَہٗ یَبْتَہْلُ، قس) پھر جبرئیل علیہ السلام اُترے اور انہوں نے میرا سینہ چاک کیا۔ اصل آپ کا شق صدر کئی مرتبہ ہوا ہے۔ سب سے پہلے آپ کا سینہ مبارک اس وقت چاک کیا گیا تھا جبکہ آپ اپنی مرضعہ حلیمہ کی تحویل میں تھے تاکہ آپ کی نشو و نما اچھے کامل اخلاق پر ہو اور نبوت کے واسطے آپ کا سینہ کشادہ اور دل قوی ہو جائے۔ اس وقت آپ کے صدر سے ایک لوتھڑا نکال کر کہا گیا تھا ھٰذَا حَظُّ الشَّیْطَانِ مِنْکَ۔ یعنی اب آپ کا اندر شیطانی دخل باطل نہ رہا سب صاف کر دیا گیا۔ اور ایک دفعہ دس برس کی عمر میں شق صدر ہوا۔ اور ایک مرتبہ غارِ حرا میں جب جبرئیل علیہ السلام وحی لیکر آئے تب ہوا جیساکہ ابوداؤد طیالسی وغیرہ میں بروایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا منقول ہے اب معراج کے وقت پھر شق صدر ہوا تاکہ آسمانوں پر جانے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل قوی ہو جائے۔ (فتح و قس) پھر اسے زمزم کے پانی سے دھویا۔ زمزم کے پانی سے آپ کے دل کو اسلئے دھویا کہ وہ پانی سب سے افضل ہے۔ زمزم غیر منصرف ہے اور مسجد حرام کے کنوئیں کا نام ہے۔ (کرمانی) پھر ایک سونے کا طشت لائے جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا۔ یہ سونے کا طباق جنت کے برتنوں میں سے تھا فرشتے اللہ کے حکم سے لائے تھے۔ اس سے طلائی ظروف کے استعمال پر استدلال کرنا غلط ہے اور یہ واقعہ بھی سونے کی حُرمت سے پہلے کا ہے کیونکہ سونے کا استعمال مدینہ میں حرام ہوا ہے جیساکہ بخاری شریف کتاب اللباس میں ہے۔ فتح الباری میں ہے کہ یہ فعل ملائکہ ہے اور حکم انسانوں کا اور فرشتوں کا ایک حکم نہیں ہے۔ حکمت سے مراد قرآن و حدیث معرفت الٰہی باری تعالیٰ اور شریعت کا علم و درستی اخلاق کا علم ہے اور نبوت، تہذیب نفس اور حق پر عمل کرنے کے معنی بھی حکمت کے ہیں۔ (نووی) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ ملا دیا جیسے ڈاکٹر ربانی جز صفحہ ۴۰۰)

---

۱ تو سورۂ حجر کے رکوع ۵ آیۂ فاسر باہلک بقطع من الیل الایۃ میں گذر چکی وہاں دیکھو۔ لیلاً بنا بر ظرف کے منصوب ہے اور اگرچہ اسریٰ کے ہوتے لیلاً کا ذکر ضروری نہ تھا مگر چونکہ مدتِ اسراء کی تقلیل کا ظاہر کرنا منظور تھا اس لئے اس کا ذکر مناسب ہوا لیلاً میں تنوین تنکیر ہے اور وہ بعضیت کے معنٰے پر دلالت کرتا ہے۔ ۲ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا مسجد اقصیٰ سے مراد ہے بیت المقدس۔ اور اسے اقصیٰ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اور مسجد الحرام میں بُعدِ مسافت ہے یا اس لئے کہ اُس وقت اِس مسجد کے سوا اور کوئی مسجد نہ تھی۔ ۳ ذُرِّیَّۃَ مَنْ حَمَلْنَا۔ ذریۃ بنا بر منادیٰ ہونے کے منصوب ہے۔ اصل میں تھا یا ذریۃ من حملنا۔ یا حرف ندا حذف ہوگیا اور ممکن ہے کہ بنا بر اختصاص کے منصوب ہو۔

فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝٥ ثُمَّ

پس بیٹھ گئے بیچ گھروں کے اور تھا وعدہ پورا ہو کر رہنے والا پھر

سو وہ تمہارے گھروں کے اندر گھس گئے اور یہ وعدہ پورا ہو کر رہا (اس کے بعد)

رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ

پھیر دیا ہم نے واسطے تمہارے غلبہ اوپر ان کے اور مدد دی ہم نے تم کو ساتھ مالوں کے اور

پھر ہم نے (دوبارہ) تم کو ان پر غلبہ دیا اور مال و دولت اور اولاد سے تمہاری مدد کی اور

بَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝٦ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ

بیٹوں کے اور کیا ہم نے تم کو زیادہ لشکر میں اگر بھلائی کرو گے تم بھلائی کرو گے

تمہاری جماعت بڑھا دی اگر تم نے اچھے کام کئے تو اپنے فائدے

لِاَنْفُسِكُمْ ۣ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۭ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ

واسطے جانوں اپنی کے اور اگر برائی کرو گے تو واسطے انہی کے پس جب آیا وعدہ پیچھے اور دوسرے

کے اور اگر تم نے برے کام کئے تو اپنے لئے۔ پھر جب دوسرے وعدہ کا وقت آیا (تو ہم نے اوروں کو اٹھا

لِيَسُوْۗءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ

تاکہ برا کریں منہ تمہارے کو اور تاکہ گھسیں (داخل ہوں) مسجد میں جیسا داخل ہوئے اس میں پہلی

کھڑا کیا) تاکہ (تمہیں مار مار کر) تمہارے چہرے بگاڑ دیں اور جس طرح پہلی مرتبہ مسجد (بیت المقدس) میں گھس آئے تھے اسی طرح

مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۝٧ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ

بار اور تاکہ ہلاک کریں جس پر غالب آویں ہلاک کرنا شتاب ہے رب تمہارا یہ کہ

اب پھر گھس جائیں اور جس چیز پر قابو پائیں اسے برباد کر دیں عجب نہیں تمہارا رب تم پر رحم کرے

يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ

رحم کرے تم کو اور اگر پھر کرو گے تم پھر کریں گے ہم اور کیا ہم نے دوزخ کو واسطے کافروں کے

اور اگر (پھر) تم نے وہی (حرکتیں) کیں تو ہم بھی وہی (پہلا سلوک) کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ

حَصِيْرًا ۝٨ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِىَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ

قید خانہ تحقیق یہ قرآن راہ دکھاتا ہے طرف اس راہ کے کہ وہ بہت سیدھی ہے اور بشارت دیتا ہے

بنا رکھا ہے (بے شک کچھ شک نہیں کہ) یہ قرآن وہ راستہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور ایمان والوں

الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝٩

مسلمانوں کو وہ جو عمل کرتے ہیں نیک یہ کہ واسطے ان کے ثواب بڑا

کو جو نیک کام کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بڑا اجر ہے

وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا

اور یہ کہ وہ لوگ کہ نہیں ایمان لاتے ساتھ آخرت کے تیار کیا ہم نے واسطے ان کے عذاب

اور (یہ بھی کہ) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر

اَلِيْمًا ۝١٠ وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاۗءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ ع

درد دینے والا اور دعا مانگتا ہے آدمی ساتھ برائی کے مانند دعا کرنے اس کے ساتھ بھلائی کے اور ہے

رکھا ہے اور انسان (اس طرح جلدی سے) برائی طلب کرتا ہے جس طرح بھلائی کی درخواست کرتا ہے اور

حل لغات-

۱ فجاسوا خلال الدیار۔ جاسوا لیا گیا ہے جوس سے اور جوس اور اسی طرح جوسان کہتے ہیں تردد اور طلب کو۔ لفظ جاسوس جو مشہور ہے اسی سے ماخوذ ہے۔ خلال کہتے ہیں اس انفراج کو جو دو چیزوں کے بیچ میں ہوتا ہے۔ ۲ اکثر نفیرا۔ نفیر اور نافر دونوں کے ایک معنے ہیں جس طرح

(بقیہ صفحہ ۳۹۹) لوگ آپریشن کر کے ٹانکے لگا دیتے ہیں۔ قسطلانی میں ہے کہ پھر فرشتوں نے آپ کے سینہ مبارک پر ختم نبوت کی مہر لگا دی۔ آپ خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا ہونے والا نہیں۔ آسمانوں پر جانے کے لئے مَنْ هٰذَا جو کہا یہ آداب استیذان سے ہے کہ مُسْتَأذِن (اجازت چاہنے والا) اپنا نام بتائے تاکہ غیر کے ساتھ التباس نہ ہو۔ پہلے آسمان پر آدم علیہ السلام کو بیٹھا دیکھا کہ ان کے دائیں اور بائیں لوگوں کے جھنڈ کے جھنڈ ہیں۔ آدم علیہ السلام نے آپ کو دیکھ کر مرحبا اور نبی صالح والابن الصالح کہا۔ یہ خوشی کا کلمہ ہے جس کا معنی ہے کہ آپ فراخی کی جگہ میں آئے۔ یہ کلمہ تالیف کے طور پر اہل عرب مہمان کو کہا کرتے ہیں۔ نبی صالح کہنے میں سب اچھی خصلتیں داخل ہیں۔ آدم علیہ السلام کی داہنی طرف والے جنتی اور بائیں طرف والے دوزخی تھے۔ اس کا ظاہری مضمون یہ ہے کہ اچھی اور بُری سب روحیں آسمان پر تھیں حالانکہ دیگر احادیث سے ثابت ہے کہ کافروں کی روحیں سجین میں ہیں جو ساتویں زمین کے نیچے ہے، تو مقصد اس کا اور تمام واقعات کا یہ ہے کہ وقتی طور پر اللہ تعالیٰ نے اُن کو حاضر کر دیا جیسا کہ ابن اسحٰق و بیہقی نے روایت کیا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر آسمان والوں کی روحیں پیش کیں تو آدم علیہ السلام بڑے خوش ہوئے اور فرمایا انکو علیین میں لیجاؤ۔ پھر فجار و کفار کی روحیں آئیں تو فرمایا ان خبیث روحوں کو سجین میں لے جاؤ۔ طبرانی و بزار میں بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آیا ہے کہ آدم علیہ السلام کے داہنی طرف ایک دروازہ ہے جس سے عمدہ خوشبو آتی ہے اور بائیں جانب ایک دروازہ ہے جس سے سخت تعفن و بدبو آتی ہے۔ جب داہنی طرف دیکھتے تو خوش ہوتے اور جب بائیں طرف دیکھتے تو رنجیدہ ہوتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سجین دوزخ کا طبقہ ہے جو وقتی طور پر آدم علیہ السلام کے بائیں طرف تھا گو ساتویں زمین کے نیچے ہے اور جنت داہنی طرف تھی گو ساتویں آسمان کے اوپر ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوذر نے ذکر کیا کہ آپ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں پر آدم، ادریس، موسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو موجود پایا۔ روایت میں ابراہیم علیہ السلام کا چھٹے آسمان پر ہونا ذکر ہوا۔ یہ شریک کی روایت کے مطابق ہے، مگر دیگر روایت میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام ساتویں آسمان پر تھے۔ گو بظاہر اس میں اختلاف معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت کوئی اختلاف نہیں اس لئے کہ علامہ کرمانی رحمہ نے یہ تطبیق دی ہے کہ وَجَدَهُ فِي السَّادِسَةِ ثُمَّ ارْتَقَى اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَيْضًا اِلَى السَّابِعَةِ وَاِنَّهُ كَانَ لِاِسْرَاءٍ مَرَّتَيْنِ فَلَا اِشْكَالَ فِيْهِ یعنی ممکن ہے کہ پہلے چھٹے آسمان پر ملے ہوں پھر ابراہیم علیہ السلام کو ساتویں پر بھی ظاہر کر دیا گیا ہو اور وہاں بھی ملاقات ہو گئی ہو۔ اور اگر تعدد واقعہ پر محمول کریں جیسا کہ جسمانی معراج کے علاوہ کئی بار روحانی طور سے خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو کوئی اشکال ہی نہیں۔ ابراہیم علیہ السلام جد الانبیاء ہیں۔ ہمارے نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُن ہی کی اولاد میں سے تھے اسی لئے یوں فرمایا کہ نیک پیغمبر اور نیک بیٹے۔ یہی الفاظ آدم علیہ السلام نے بھی کہے تھے جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ انسان اور بشر تھے۔ جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نوری کہتے ہیں انکے پاس کوئی معتبر دلیل نہیں۔ جب آدم اور ابراہیم علیہما السلام بشر تھے تو ظاہر ہے کہ ان کی اولاد بھی بشر ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام لیکر چڑھے۔ اب میں اس بلند مقام پر پہنچ گیا جہاں میں نے قلم کی آواز سنی جو فرشتوں کی قلموں کی آواز تھی۔ علامہ خطابی رحمہ نے کہا کہ فرشتے جو اللہ تعالیٰ کے حکم احکام و فیصلہ جات لکھ رہے تھے لوح محفوظ سے نقل کر رہے تھے انکی قلموں کی آواز آپ نے سُنی ثُمَّ انْطَلَقَ بِيْ حَتّٰى اِنْتَهٰى بِيْ اِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَغَشِيَهَا اَلْوَانٌ لَا اَدْرِيْ مَا هِيَ ثُمَّ اُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا فِيْهَا حَبَايِلُ اللُّؤْلُؤِ وَاِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ یعنی پھر جبرئیل مجھ کو لیکر چلے یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ تک مجھ کو پہنچایا اور کئی طرح کے رنگوں نے اسکو ڈھانک لیا تھا میں نہیں جانتا وہ کیا تھا پھر مجھ کو جنت میں لیگئے کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں تو موتیوں کے ہار ہیں اور وہاں کی مٹی مشک ہے۔ یہ بیری کا ایک درخت ہے ساتویں آسمان کے اوپر، اس کی جڑ چھٹے آسمان میں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے (باقی فائدہ صفحہ ۴۰۱ پر دیکھو)

سه وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا۔ فَلَهَا معنے میں ہے فَاِلَيْهَا یا فَعَلَيْهَا کے تقابل کی رعایت کی وجہ سے فَلَهَا کہہ دیا گیا۔ بایں ہمہ حروف جارہ کلام عرب میں ایک دوسرے کی جگہ مستعمل ہوتے ہیں جیسے یومئذ تحدث اخبارہا بان ربک اوحی لہا میں لہا معنے میں ہے الیہا کے۔ سه فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ اس کی جزاء محذوف ہے۔ والتقدیر فاذا جاء وعد الاخرۃ بعثناہم۔ سه لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ۔ لِيَسُوْٓءٗا اصل میں لِيَسُوْءُوْنَ تھا نون اعرابی لام امر کی وجہ سے گر پڑا۔ یہ مشتق ہے ساء یسوء اء سے ہمزہ سے پھر اس کی اضافت وجوہ کی طرف اس لئے ہے کہ اعراض نفسانیہ جو دل میں حاصل ہوتے ہیں ان کے آثار چہرے پر ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ اگر دل میں فرحت حاصل ہوتی ہے تو چہرے سے تازگی اور خوشی نمایاں ہوتی ہے۔ حزن اور خوف پیدا ہوتا ہے تو سواد اور غبار ظاہر ہوتا ہے۔ سه لِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا۔ تتبیر کہتے ہیں کسی چیز کو ہلاک و ضائع کر دینے کو بولا کرتے ہیں تَبَّرَ الشَّيْءَ تَتْبِيْرًا اذا اہلکہ وتبرہ اہلکہ۔ جب کسی چیز کو توڑ کر چورا چورا کر دیا جاتا تو تبر کہا جاتا ہے۔ سونے کے ریزوں اور شیشے کے چورے کو تبر الذہب اور تبر الزجاج کہتے ہیں۔ اسی سے ہے ان ہٰؤلاء متبر ما ہم فیہ اور ولا تزد الظالمین الا تبارا۔ سه وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا۔ حصیر بوزن فعیل معنی میں ہے فاعل کے ای جعلنا جہنم حاصرا لہم اور ممکن ہے کہ مفعول کے معنے میں ہو ای جعلنا ہا موضعا محصورا لہم۔ حصر کے معنے ہیں گھیرنا۔ احاطہ کرنا۔

★ قدیرا اور قادر۔ نفیر گروہ کی وہ جماعت جو دشمن کی طرف جانے کے لئے تیار ہو۔

الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿۱۱﴾ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ

اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ وَ

كُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿۱۲﴾ وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ

طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ

مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ

حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ

ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ

نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا

الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ

منزل ۴

حل لغات ۔ ۱؎ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۔ عجول بوزن فعول مبالغہ کا صیغہ ہے اور یہ خبر ہے کان کی ۔ ۲؎ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ ۔ لغت میں محو کہتے ہیں کسی چیز کے اثر کے باطل کرنے کو بولا کرتے ہیں محوۃ المحوہ والمحی وامتحی اذا ذہب اثرہ ۔ ۳؎ وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۔ طائر سے مراد ہے عمل جو انسان کے ★

(بقیہ فائدہ صفحہ ۳۹۹) فرمایا ملائکہ کا علم بس وہاں تک پہنچتا ہے۔ ابن مسعودؓ سے منقول ہے کہ نیچے کا کام وہاں تک اور اوپر کا کام وہیں تک آتا ہے۔ پھر اس کے بعد اوپر لیجانے والے اور نیچے لانے والے دوسرے فرشتے مقرر ہیں ۔ احسن التفاسیر میں ہے " ایک بیری کا پیڑ ہے جس کے پتے ہاتھی کے کان کے برابر ہیں، جس کا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے وہاں پہنچے۔ اس بیری پر سنہری پروانے نہایت خوب صورت طرح طرح کے تھے۔ اور اللہ کے نور کی تجلی کی وہ کیفیت تھی جسکو میں بیان نہیں کر سکتا۔ دل کی بصیرت سے خواب میں خود اللہ تعالیٰ کو آپ نے دیکھا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے یہ جو روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے، اسکا سبب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اس باب میں دو طرح کی روایتیں آئی ہیں۔ ایک تو وہ روایتیں ہیں جن میں فقط یہ مطلق ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے ان مطلق روایتوں کو نسائی، حاکم، ابن خزیمہ اور ابن اسحٰق نے روایت کیا ہے دوسری روایتیں وہ ہیں جن میں دل سے دیکھنے کی قید ہے، ان روایتوں کو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان مطلق روایتوں کے معنے ہیں کہ دل کی آنکھوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے کیونکہ صحیح مسلم اور تفسیر ابن مردویہ میں سند صحیح سے جو حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے اس میں خود حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اس بات کو اچھی طرح ظاہر اور خوب کھول کر صاف لفظوں میں بیان کر دیا ہے کہ جسم کی آنکھوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا بلکہ دل کی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ غرض کہ جسم کی آنکھوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کو دیکھنا کسی حدیث یا کسی صحابی کے قول سے صاف طور پر ثابت نہیں ہوتا اسی واسطے حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں اس مسئلہ کو سب صحابہ کا اجماعی مسئلہ ٹھہرایا ہے اور صاف کہدیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھنا کسی صحابی کا بھی منقول نہیں ہے۔ اس مسئلہ کی وضاحت سورۂ انعام رکوع ۱۳ کی آیت لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ الخ کی تفسیر اسی قرآن کے حاشیہ میں کر دی ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں پھر پانچ تک کمی فرمائی۔ اسمیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شرافت و فضیلت کا اظہار منظور تھا۔ آپ تو بار تخفیف چاہنے کیلئے اللہ کی جناب میں حاضر ہوئے۔ حق تعالیٰ نے ہر بار آپ کا سوال پورا کیا اور بار بار عرض کرنے کی وجہ سے آپ کی امت پر تخفیف کر دی۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی امت کی خاطر بار بار جانے آنے کی تکلیف برداشت کی ورنہ اگر پچاس ہی فرض رہتیں تو کون ادا کرتا؟ پانچ کی ادائیگی میں بھی ہزاروں بدنصیب قاصر ہیں۔ یہ رب کریم کی انتہائی کرمی ہے کہ عدد میں تو پانچ نمازیں ہیں مگر ثواب میں پچاس کے برابر ہیں۔

ف۵ پہلی شرارت ان کی یہ تھی کہ توریت کے احکام سے انھوں نے مخالفت کی اور دوسری شرارت یہ تھی کہ یحییٰ علیہ السلام اور زکریا علیہ السلام کو قتل کیا۔ جامع البیان والے نے اسی طرح کہا ہے اور وجیز والے نے کہا ہے کہ پہلی شرارت یہ تھی کہ زکریا علیہ السلام کو شہید کر دیا اور دوسری شرارت یہ تھی کہ ایک عالم تھے اَرْمیا کے۔ انھوں نے انکو اللہ کے عذاب سے ڈرایا تو انھوں نے اسکو قتل کر دیا۔ فتح البیان والے نے لکھا ہے دو شرارتوں کے تعین میں اور اس شخص کے معین کرنے میں جس کو اللہ تعالیٰ نے اُنپر مسلط کیا اور کیفیت انتظام میں مختلف روایتیں ہیں مگر انپر کوئی بڑا فائدہ موقوف نہیں ہے (فتح وجامع)

فوائد صفحہ ۴۰۰

ف۱ یعنی جب تم ہماری طرف رجوع ہوئے اور توبہ و انابت کا طریقہ اختیار کیا تو ہم نے پھر ایک مرتبہ تم کو دشمنوں پر غالب کیا۔ (موضح الفرقان) ف۲ توریت میں کہدیا تھا کہ بنی اسرائیل دوبارہ شرارت کریں گے اس کی جزا میں دشمن ان کے ملک پر غالب ہونگے، اسی طرح ہوا ہے۔ ایک بار جالوت غالب ہوا پھر حق تعالیٰ نے اُسکو حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ سے ہلاک کیا۔ پیچھے بنی اسرائیل کو اور قوت زیادہ دی حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت میں۔ دوسری بار فارسی لوگوں میں بخت نصر غالب ہوا تب سے ان کی سلطنت نے قوت نہ پکڑی۔ اب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مہربانی پر آیا ہے اگر اس نبی کے تابع ہو وہی سلطنت اور غلبہ پھر کرو گا اور اگر پھر وہی شرارت کروگے تو ہم وہی کریں گے یعنی مسلمانوں کو انپر غالب کیا اور آخرت میں دوزخ تیار ہے۔ (موضح القرآن) ف۳ یہ قرآن بہترین راہ کی طرف رہبری کرتا ہے جو ایماندار قرآن کے مطابق فرمان نبوی پر عمل کریں یہ قرآن انکو بشارتیں سناتا ہے۔ حدیث قدسی میں ہے نیک لوگوں کے لئے جنت کی وہ وہ نعمتیں ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں نہ کسی دل میں ان کا خیال گذرا۔ اور جو ایمان سے خالی ہیں انھیں یہ قرآن قیامت کے دن دردناک عذابوں کی خبر دیتا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا دوزخ کے عذاب کی تفصیل مجھ کو معلوم ہے۔ اگر اسکو لوگوں کے سامنے بیان کروں تو ہنسنا بھول جائیں اور ہر وقت روتے ہی رہیں۔ (ابن کثیر۔ احسن التفاسیر)

★ اختیار سے حسب تقدیر الٰہی صادر ہوتا ہے گویا کہ وہ غیب کے گھونسلے اور قدر کے وکر سے اڑ کر آدمی کے سر پر آ بیٹھتا ہے اور معنی عنقہ کنایہ ہے لزوم سے۔ بولا کرتے ہیں جعلت ہٰذا فی عنقک ای الزمتک والمعنی الزمناہ عملہ بحیث لا یفارقہ ابدا بل یلزمہ لزوم القلادۃ۔ ۲ہ اَمَرْنَا مُتْرَفِیْھَا۔ امر سے مراد ہے کسی کام کا حکم کرنا اور یہاں مامور بہ محذوف ہے کیونکہ اس پر فسقوا دلالت کر رہا ہے جب امرتہ فقام وامرتہ فقرء بولا کرتے ہیں تو اس سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ مامور بہ قیام یا قرأت ہے۔ مترفیہا اصل میں تھا مترفین ہا نون جمع اضافت کی وجہ سے گر پڑا۔ مترف اس خوش حال اور منعم کو کہتے ہیں جو نعمت اور وسعت عیش میں اپھر جائے۔
۳ہ مَذْمُوْمًا مَدْحُوْرًا۔ مذموم لیا گیا ہے ذم سے اور دھارے اور دھار کہتے ہیں اسکا معنی سبیل الاستبعاد کو

مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا ⑰

بعد نوح کے اور کافی ہے پروردگار تیرا ساتھ گناہوں بندوں اپنے کے جاننے والا دیکھنے والا

اور آپ کا پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں کو جاننے والا اور دیکھنے والا کافی ہے

مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِیْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِیْدُ

جو کوئی ارادہ کرتا ہے دنیا کا شتاب دیتے ہیں ہم اس کو اس میں جو چاہتے ہیں ہم واسطے جس کے چاہیں ہم

جو شخص دنیا چاہتا ہے ہم اسی سے جسے چاہتے ہیں اور جتنا چاہتے ہیں سردست

ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ یَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ⑱ وَ مَنْ اَرَادَ

پھر کرتے ہیں ہم واسطے اس کے دوزخ داخل ہوگا اس میں برے حال سے راندہ ہوا اور جو کوئی ارادہ کرتا ہے

یہیں دے دیتے ہیں پھر اس کے لئے جہنم کو مقرر کر رکھا ہے جس میں وہ ذلیل خوار ہو کر داخل ہوگا اور جو شخص آخرت چاہے

الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْیَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىِٕكَ كَانَ سَعْیُهُمْ

آخرت کا اور سعی کرتا ہے واسطے اس کے جو سعی اس کی ہے اور وہ ایمان والا ہے پس یہ لوگ ہیں سعی ان کی

اور اس کے لائق اس کی کوشش بھی کرے بشرطیکہ وہ مومن بھی ہو تو ایسے لوگوں کی کوشش

مَّشْكُوْرًا ⑲ كُلًّا نُّمِدُّ هٰۤؤُلَآءِ وَ هٰۤؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَ مَا

قدردانی کی گئی ہر ایک کو مدد دیتے ہیں ہم ان کو اور ان کو بخشش پروردگار تیرے کی سے اور نہیں

مقبول ہوگی (اے پیغمبر) آپ کے پروردگار کی بخشش سے ہم سب کو مدد کرتے ہیں ان کو بھی

كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ⑳ اُنْظُرْ كَیْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى

ہے بخشش تیرے رب کی بند کی گئی دیکھ کیسے بزرگی دی ہم نے بعضے ان کو اوپر

اور ان کو بھی اور آپ کے رب کی بخشش کسی پر بند نہیں دیکھو کس طرح ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے

بَعْضٍ ؕ وَ لَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ اَكْبَرُ تَفْضِیْلًا ㉑ لَا تَجْعَلْ

بعض کے اور البتہ آخرت بڑی ہے درجوں میں اور بڑی ہے بزرگی دینے میں مت مقرر کر

اور (یقیناً) آخرت کے (مراتب و درجات) اس سے بھی بڑے اور بڑی فضیلت والے ہیں لئے اللہ کے ساتھ اور

مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ㉒ وَ قَضٰى رَبُّكَ

ساتھ اللہ کے معبود اور پس بیٹھ رہے گا تو مذمت کیا گیا بے کس ہوا اور حکم کیا تیرے رب نے

معبود نہ بنانا کہ ذلیل و خوار ہو کر بیٹھ رہو گے اور تمہارے پروردگار نے

ع ۲

اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ

یہ کہ نہ عبادت کرو مگر اسی کو (یعنی اللہ کی) اور ساتھ ماں باپ کے احسان کرنا اگر پہنچے

فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اگر تمہاری موجودگی

عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا

نزدیک تیرے بڑھاپے کو ایک ان دونوں میں سے یا دونوں پس مت کہہ واسطے ان دونوں کے اف اور مت

میں ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اف تک نہ کہنا اور نہ انہیں

تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ㉓ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ

ڈانٹ ان کو اور کہہ واسطے ان دونوں کے بات تعظیم کی اور جھکا واسطے ان دونوں کے بازو

جھڑکنا اور ان کے ساتھ نرمی سے بات کرو اور شفقت و عاجزی کا پہلو ان کے آگے جھکاؤ

حل لغات۔

؎ كُلًّا نُّمِدُّ۔ كُلًّا میں تنوین مضاف الیہ کے عوض ہے ای کل واحد من الفریقین۔ ؎ مَحْظُوْرًا معنے میں ہے ممنوع کے۔ بولا کرتے ہیں حظرہ یحظرہ اذا منعہ جب کوئی شخص تم میں اور کسی چیز میں حائل ہو جائے تو ایسے موقع پر اہل عرب حظرہ علیک بولا کرتے ہیں۔ ؎ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا۔ فتقعد منصوب ہے کیونکہ ف کے ★

(فوائد صفحہ ۴۰۱)

ف۱ قرآن تو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاتا، اجرِ کبیر کی بشارتیں سناتا اور بدی کے مہلک نتائج سے آگاہ کرتا ہے لیکن انسانوں کا حال یہ ہے کہ وہ سب کچھ سن پڑھ لینے کے بعد بھی اپنے لئے برائی کو اسی اشتیاق سے طلب کرتا ہے جس طرح کوئی بھلائی مانگتا ہو، وہ انجام کی طرف سے آنکھیں بند کر کے بڑی تیزی کے ساتھ گناہوں، برائیوں کی طرف لپکتا ہے۔ بعض اوقات وہ اپنی جان اور اولاد و مال پر بددعا کرتا ہے اور موت یا ہلاکت مانگتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اس کی یہ دعا قبول فرمالے تو وہ ہلاک ہو جائے حدیث جابر میں بددعا کرنے سے منع فرمایا ہے (ابوداؤد) اکثر عورتیں غصہ کے وقت اپنی اولاد کو کوستی اور بددعا دیتی ہیں۔ یہ عادت شرع کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نیک توفیق دے (آمین) موضح میں ہے یعنی گھبراتا ہے کہ میری دعا شتاب کیوں نہیں قبول ہوتی اور اس کی دعا بعضی اس کے حق میں بُری ہے۔ اگر قبول ہو تو انسان خراب ہو۔ سو ہر طرح اللہ بہتر دانا ہے اسکی رضا پر شاکر رہے۔

ف۲ یعنی گھبرانے کا کوئی فائدہ نہیں ہر چیز کا وقت و انداز مقرر ہے جیسے رات اور دن کسی کے گھبرانے اور دعا سے رات کم نہیں ہو جاتی، اپنے وقت پر آپ ہی صبح ہوتی ہے اور دونوں نمونے اس کی قدرت کے ہیں (موضح) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ چاند بھی ایسا چمکتا تھا جیسا سورج چمکتا ہے۔ چاند رات کی نشانی ہے اور سورج دن کی۔ سو رات کی نشانی کو اللہ تعالیٰ محو کیا اور وہ وہی سیاہی ہے جو نظر آتی ہے (ابن کثیر) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ چاند کے اندر داغ سا نظر آتا ہے یہ کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ قرآن میں جو آیا ہے فَمَحَوْنَآ اٰیَةَ الَّیْلِ یہ وہی ہے (جامع البیان) لیل و نہار کی آمد و رفت، شمس و قمر کے طلوع و غروب سے مہینوں اور سالوں کی گنتی اور بہت طرح کے چھوٹے بڑے حساب متعلق ہیں۔ الہکار عبدالقہار غفر لہ

ف۳ یعنی بری قسمت کے ساتھ برے عمل ہیں کہ چھوٹ نہیں سکتے وہی نظر آئینگے قیامت میں (موضح القرآن) یعنی نامۂ اعمال ہاتھ میں دیدیا جائیگا کہ خود پڑھ کر فیصلہ کرلے۔ جو کام عمر بھر میں کئے تھے کوئی رہا تو نہیں یا زیادہ تو نہیں لکھا گیا ہر آدمی اس وقت یقین کرے گا کہ ذرہ ذرہ عمل بلا کم و کاست اس میں موجود ہے دنیا میں جو کتاب بھیجی (قرآن کریم) اور چاند سورج وغیرہ سے جو حساب متعلق ہے پہلے اسکا ذکر تھا۔ ان آیتوں میں قیامت کے حساب و کتاب کا ذکر فرمایا جو اسی پہلے حساب و کتاب پر بطور نتیجہ مرتب ہوتا ہے (موضح الفرقان)

ف۴ یعنی سیدھی راہ اللہ نے سب کو بتلا دی، اب جو کوئی اس پر چلے یا نہ چلے اپنا بھلا برا خود سوچ لے کیونکہ اپنے طریق عمل کا نفع یا نقصان اسی کو پہنچے گا

ایک کے گناہوں کی گٹھڑی دوسرے کے سر نہیں رکھی جائے گی یعنی ہر ایک کے گناہ کا مواخذہ اسی سے ہوگا، دوسرے سے نہ ہوگا۔ جو کوئی برے کام نکالے تو حدیث کی رو سے قیامت تک اُسپر وبال پڑتا جاتا ہے۔ یہ اس آیت کے خلاف نہیں ہے کیونکہ نکالنے والے کا گناہ تازہ ہوتا رہتا ہے اور جو کوئی اسپر عمل کرے اسکا گناہ الگ ہوتا ہے (موضح و وحیدی) پھر فرمایا ہم کسی کو عذاب نہیں کرتے جب تک کہ رسول کو نہ بھیجیں۔ یہ کمال انصاف پروری ہے اس خالق عادل کی کہ جس کسی کو عذاب کرتا ہے بعد قیام حجت اور اتمام دلیل کے کرتا ہے۔ پہلے اسکے پاس رسول بھیجتا ہے۔ اس مضمون کی آیتیں قرآن شریف میں بہت ہیں کہ کوئی دوزخ میں نہیں جا سکتا مگر بعد ارسال رسل کے۔ بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت کیا ہے کہ جنت اور دوزخ نے جھگڑا کیا حدیث کے اس لفظ تک کہ فرمایا پس دوزخ نہ بھرے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم رکھے گا، پھر وہ کہے گی بس بس پھر اس وقت پُر ہو جائے گی۔ اور بعض بعض کی طرف سمٹ جاوے گی اور اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہ کرے گا رہی جنت تو اس کیلئے اللہ اور مخلوق پیدا کرے گا۔ (ابن کثیر)

ف۵ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اور جب ہم کسی بستی کو برباد کرنا چاہتے ہیں تو وہاں عیاشوں کی کثرت کر دیتے ہیں، آوارہ مزاج امیر امراء وہاں زیادہ ہو جاتے ہیں۔ فَفَسَقُوْا فِیْهَا سے مراد زنا و لواطت فواحش نافرمانیاں وغیرہ ہیں۔ حدیث میں ہے کہ ایک روز نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اہل عرب کی آنے والی تباہی و بربادی کا ذکر فرمایا، صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور! کیا ہم ہلاک کئے جائیں گے حالانکہ صالحین ہم میں موجود ہوں گے۔ فرمایا ہاں جب خبث زیادہ ہو جائے گا تو ضرور بربادی ہوگی۔ خبث سے زنا اور اس کے متعلقات کو مراد لیا گیا ہے۔ (وحیدی وغیرہ)

(فوائد صفحہ ھٰذا)

ف۱ آدم اور نوح کے درمیانی زمانہ میں سب آدمی اسلام پر رہے، پھر شرک و بت پرستی شروع ہوئی۔ نوح علیہ السلام انکی اصلاح کے لئے بھیجے گئے۔ سینکڑوں برس سمجھایا، نہ مانے آخر سب ہلاک کئے گئے۔ اس کے بعد بہت سی قومیں (عاد و ثمود وغیرہ) تباہ ہوئیں۔ حاصل یہ کہ قوموں کے ہلاک کئے جانے کا سلسلہ بعثت نوح کے بعد سے شروع ہوا اللہ نے قریش اور سب مکذبین رسل کو ڈرایا کہ تم اللہ پر ان اُمم سے زیادہ اکرم نہیں ہو کہ وہ پیغمبروں کے جھٹلانے پر ہلاک ہوں اور تم نہ ہو، بلکہ تم نے تو سیّد ولد آدم کی تکذیب کی ہے پس تمہارا ہلاک کرنا اولیٰ و اظہر ہے (ابن کثیر) ف۲ جو صرف دنیا کا طالب ہو اللہ چاہے تو اس کی چاہت نصیب کے مطابق پوری کردے لیکن یہ یاد رہے کہ دین سے غافل ہو کر دنیا ہی میں پھنسے رہنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ (باقی بر صفحہ ۴۰۳)

★ بعد واقع ہوا ہے جو نہی کا جواب ہے اور اس طرح کے نفی میں آن مقدر ہوتا ہے جب لا تنقطع حتی فنجفوک بولا کرتے ہیں تو تقدیر عبارت یوں ہوا کرتی ہے لا یکن منک انقطاع فیحصل ان نجفوک۔

کہ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا۔ اِمّا مرکب ہے اِن شرطیہ اور ما زائدہ سے احدہما فاعل ہے یبلغن کا اور کلاہما کا عطف ہے احدہما پر اور جائز ہے اسناد یبلغن کی کلاہما کی طرف بھی کیونکہ فعل مقدم ہے۔ بولا کرتے ہیں قال رجل و قال رجلان و قالت الرجال۔

الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾

ذلت کا　مہربانی سے　اور کہہ　اے میرے پروردگار　رحم کر ان دونوں پر جیسا کہ　پالا ان دونوں نے مجھ کو چھوٹا

اور ان کے حق میں دعا کرو کہ اے رب جس طرح (بچپن میں) ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے (اسی طرح) تو بھی ان پر رحم کر

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ

رب تمہارا　خوب جانتا ہے جو کچھ کہ　جی میں تمہارے ہے　اگر　ہو گے　صالح　پس تحقیق وہ　ہے

تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے　اگر تم　نیکوکار ہو گے　تو وہ　(اپنی طرف)

لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ

واسطے رجوع کرنے والوں کے بخشنے والا　اور دے　قرابت والے کو　حق اسکا　اور　مسکین کو　اور

رجوع کرنے والوں کو بخش دینے والا ہے　اور قرابت داروں کا　حق ادا کرو　نیز مسکینوں　اور

السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ

مسافر کو　اور مت بیجا خرچ کر　بیجا خرچ کرنا　تحقیق　بیجا خرچ کرنے والے　ہیں　بھائی

مسافروں کا　اور دولت کو فضول خرچی میں نہ اڑاؤ　بے شک دولت کو بے جا اڑانے والے　شیطانوں کے

الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ

شیطانوں کے　اور　ہے　شیطان　واسطے پروردگار اپنے کے ناشکرا　اور　اگر　منہ پھیرے تو

کے بھائی ہیں　اور شیطان اپنے رب کے حق میں بڑا ناشکرا ہے　اور　اگر تم　اپنے رب کی رحمت

عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾

ان سے　واسطے چاہنے　رحمت　پروردگار اپنے کے کہ امید رکھتا ہو تو اس کی پس کہہ　واسطے ان کے　بات　آسان کی

کی کوشش میں کہ جس کی تمہیں امید ہو، ان کی طرف توجہ نہ کر سکو، تو ان سے　نرمی سے　بات کہہ دیا کرو

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ

اور مت　کر　ہاتھ اپنے کو　بندھا ہوا　طرف　گردن اپنی کی　اور مت　کھول دے اسکو نہایت　کھول دینا

اور (مارے بخل کے)　نہ اپنے ہاتھ کو　گردن کے ساتھ　بندھا ہوا رکھو　اور نہ بالکل کھول ہی دو　ورنہ تم　ملامت زدہ

فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ

پس بیٹھ رہیگا تو　ملامت کیا ہوا　پچھتاتا ہوا　تحقیق　پروردگار تیرا　کھولتا ہے　رزق کو　واسطے جس کے　چاہے

اور تہی دست ہو کر　بیٹھ　جاؤ گے　تمہارا رب جس کسی کے لئے چاہتا ہے　رزق فراخ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے)

وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾ وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ

اور تنگ کرتا ہے　تحقیق وہ ہے　ساتھ　بندوں اپنے کے خبردار　دیکھنے والا　اور مت　مار ڈالو تم　اولاد اپنی کو

تنگ کر دیتا ہے　یقیناً وہ　اپنے بندوں سے باخبر ہے　اور انہیں دیکھتا ہے　اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے

خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ

ڈر　افلاس کے سے　ہم　رزق دیتے ہیں انکو　اور　تم کو　تحقیق　مار ڈالنا انکا　ہے

مت قتل کرو۔　ہم ہی تو　انکو رزق دیتے ہیں　اور　تم کو بھی　انکو قتل کرنا

خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ

خطا　بڑی　اور مت　نزدیک جاؤ　زنا کے　تحقیق وہ　ہے　بے حیائی　اور برا ہے

بڑے گناہ کی بات ہے　اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ، کیونکہ　وہ بے حیائی کا فعل ہے　اور برا

حل لغات ۔ لہ کان للاوابین ۔ اوابین جمع ہے اواب کی ۔ اواب وزن پر ہے فعّال کے ۔ فعّال صیغہ ہے مبالغہ کا ۔ اَوّاب وہ شخص جس کی عادت سے ہو اللہ کے حکم کی طرف بکثرت رجوع کرنا اور اللہ کے فضل کی جانب بہت التجا لے جانا کیونکہ فعّال کا وزن مفید دوام و کثرت ہوا کرتا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۴۰۲) نہایت ذلیل و خوار ہو کر جہنم کے عذابوں میں مبتلا ہونا ہوگا۔ حدیث انسؓ میں ہے جو دنیا کا خواہشمند ہے وہ ہمیشہ پریشان حال رہتا ہے، اُسے دنیا مقدر سے زیادہ نہیں ملتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جس کا ٹھکانا کہیں نہ ہو اسکا دنیا ہے اور جو بالکل کنگال رہنا چاہے اس کی پونجی دنیا ہے۔ جو دنیا جمع کرتے ہیں وہ بالکل بے عقل ہیں۔ ف ۳ نیکی بہت سی بلاؤں اور عذابوں کو ہٹا دیتی ہے جیسا کہ حدیث لیلۃ البارحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ باہر سے تشریف لائے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرمایا۔

اِنِّیْ رَأَیْتُ الْبَارِحَةَ عَجَبًا رَأَیْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ قَدِ احْتَوَشَتْهُ مَلٰٓئِكَةُ الْعَذَابِ فَجَآءَهٗ وُضُوْءُهٗ فَاسْتَنْقَذَهٗ مِنْ ذٰلِكَ۔ وَرَأَیْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ قَدْ بُسِطَ عَلَیْهِ عَذَابُ الْقَبْرِ فَجَآءَتْهُ صَلٰوتُهٗ فَاسْتَنْقَذَتْهُ مِنْ ذٰلِكَ۔ وَرَأَیْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ قَدِ احْتَوَشَتْهُ الشَّیٰطِیْنُ فَجَآءَهٗ ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی فَخَلَّصَهٗ مِنْهُمْ۔ وَرَأَیْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ یَلْهَثُ عَطَشًا فَجَآءَهٗ صِیَامُ رَمَضَانَ فَسَقَاهُ۔ وَرَأَیْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ ظُلْمَةٌ وَّمِنْ خَلْفِهٖ ظُلْمَةٌ وَّعَنْ یَّمِیْنِهٖ ظُلْمَةٌ وَّعَنْ شِمَالِهٖ ظُلْمَةٌ وَّمِنْ فَوْقِهٖ ظُلْمَةٌ وَّمِنْ تَحْتِهٖ ظُلْمَةٌ فَجَآءَهٗ حَجُّهٗ وَعُمْرَتُهٗ فَاسْتَخْرَجَاهُ مِنَ الظُّلْمَةِ۔ وَرَأَیْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ جَآءَهٗ مَلَكُ الْمَوْتِ لِیَقْبِضَ رُوْحَهٗ فَجَآءَهٗ بِرُّهٗ بِوَالِدَیْهِ فَرَدَّهٗ عَنْهُ۔ وَرَأَیْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ یُكَلِّمُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یُكَلِّمُوْنَهٗ فَجَآءَتْهُ صِلَةُ الرَّحِمِ فَقَالَتْ اِنَّ هٰذَا كَانَ وَاصِلًا لِّرَحِمِهٖ فَكَلَّمَهُمْ وَكَلَّمُوْهُ وَصَارَ مَعَهُمْ۔ وَرَأَیْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ یَاْتِی النَّبِیِّیْنَ وَهُمْ حِلَقٌ حِلَقٌ كُلَّمَا مَرَّ عَلٰی حَلْقَةٍ طُرِدَ فَجَآءَهٗ اغْتِسَالُهٗ مِنَ الْجَنَابَةِ فَاَخَذَ بِیَدِهٖ فَاَجْلَسَهٗ اِلٰی جَنْبِیْ۔ وَرَأَیْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ یَتَّقِیْ وَهَجَ النَّارِ وَشَرَرَهَا بِیَدِهٖ عَنْ وَّجْهِهٖ فَجَآءَتْهُ صَدَقَتُهٗ فَصَارَتْ ظِلًّا عَلٰی رَاْسِهٖ وَسِتْرًا عَنْ وَّجْهِهٖ۔ وَرَأَیْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ جَآءَتْهُ زَبَانِیَةُ الْعَذَابِ فَجَآءَهٗ اَمْرُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْیُهٗ عَنِ الْمُنْكَرِ فَاسْتَنْقَذَهٗ مِنْ ذٰلِكَ۔ وَرَأَیْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ هَوٰی فِی النَّارِ فَجَآءَتْهُ دُمُوْعُهُ الَّتِیْ بَكٰی بِهَا فِی الدُّنْیَا مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ فَاَخْرَجَتْهُ مِنَ النَّارِ۔ وَرَأَیْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ قَدْ هَوَتْ صَحِیْفَتُهٗ اِلٰی شِمَالِهٖ فَجَآءَهٗ خَوْفُهٗ مِنَ اللّٰهِ فَاَخَذَ صَحِیْفَتَهٗ فَجَعَلَهَا فِیْ یَمِیْنِهٖ۔ وَرَأَیْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ قَدْ خَفَّ مِیْزَانُهٗ فَجَآءَهٗ اَفْرَاطُهٗ فَثَقَّلُوْا مِیْزَانَهٗ۔ وَرَأَیْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ عَلٰی شَفِیْرِ جَهَنَّمَ فَجَآءَهٗ وَجَلُهٗ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی فَاسْتَنْقَذَهٗ مِنْ ذٰلِكَ۔ وَرَأَیْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ یُرْعَدُ كَمَا تُرْعَدُ السَّعَفَةُ فَجَآءَهٗ حُسْنُ ظَنِّهٖ بِاللّٰهِ تَعَالٰی فَسَكَّنَ رِعْدَتَهٗ۔ وَرَأَیْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ یَزْحَفُ عَلَی الصِّرَاطِ مَرَّةً وَّیَحْبُوْ مَرَّةً فَجَآءَتْهُ صَلٰوتُهٗ عَلَیَّ فَاَخَذَتْ بِیَدِهٖ فَاَقَامَتْهُ عَلَی الصِّرَاطِ حَتّٰی جَاوَزَ۔ وَرَأَیْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ اِنْتَهٰی اِلٰٓی اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَغُلِّقَتِ الْاَبْوَابُ دُوْنَهٗ فَجَآءَتْهُ شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَفَتَحَتْ لَهُ الْاَبْوَابَ فَاَدْخَلَتْهُ الْجَنَّةَ (رواہ الحکیم والطبرانی وصاحب منتخب کنز العمال)

یعنی گذشتہ شب میں نے عجیب و غریب باتیں دیکھیں۔ میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ عذاب کے فرشتوں نے اُسے گھیر رکھا ہے۔ اُسی وقت اُسکا وضو آتا ہے اور انکے ہاتھوں سے اُسے چھڑا لے جاتا ہے۔ میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ عذاب قبر اُس کیلئے پھیلایا جا رہا ہے اتنے میں اسکی نماز آئی اور اُسے اس عذاب سے چھڑا لے گئی۔ پھر ایک امتی کو میں نے دیکھا کہ شیاطین نے اُسے پریشان کر رکھا ہے کہ اُسکا ذکر اللہ آیا اور ان سے بچا لے گیا۔ میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ پیاس کے مارے اپنی زبان باہر نکالے دے رہا ہے کہ اسکے رمضان کے روزے آئے اور اُسے پانی پلا کر سیراب کر دیا۔ میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ اُسکے آگے سے پیچھے سے، دائیں سے بائیں سے، اوپر سے نیچے سے اُسے ظلمت و اندھیرا گھیرے ہوئے ہے کہ اُسکا حج عمرہ آیا اور اُسے اس ظلمت سے نکال لے گیا۔ میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ اُسکی روح قبض کرنے کیلئے ملک الموت آئے لیکن اس نے اپنے ماں باپ کی جو خدمتیں کی تھیں اور انکے ساتھ جو نیک سلوک، احسان کئے تھے وہ نیکی آئی اور موت کو اس سے ہٹا دیا۔ میں نے اپنے امتی کو دیکھا کہ وہ مؤمنوں سے بول رہا ہے لیکن مؤمن اُسے جواب تک نہیں دیتے اتنے میں اسکی صلہ رحمی آئی اور کہا کہ یہ تو رشتے ناتے جوڑنے والا تھا اُسی وقت اُن سب نے اس سے بول چال شروع کر دی اور یہ اُن کے ساتھ ہو گیا۔ میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ وہ نبیوں کے حلقوں کے پاس آتا ہے لیکن ہر حلقے سے ہٹا دیا جاتا ہے اُسی وقت اُسکا جنابت کا غسل کرنا آتا ہے اور اُسکا ہاتھ پکڑ کر میرے پاس بٹھا دیتا ہے۔ اپنی امت میں سے میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ آگ کے شعلوں کو اپنے ہاتھوں سے اپنے منہ سے ہٹا رہا ہے، اتنے میں اسکا صدقہ و خیرات آ گئے اور اُسکے سر پر سایہ اور اسکے چہرہ پر پردہ بن گئے۔ میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ عذاب کے داروغے اسکے پاس آ گئے اتنے میں اُسکا امر بالمعروف و نہی عن المنکر یعنی اچھائی بھلائی نیکی کا حکم کرنا، برائی سے روکنا آ گئے اور اسے ان کے ہاتھوں سے چھڑا لے گئے۔ میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ اُسے آگ میں ڈالا جا رہا ہے اتنے میں اسکے وہ آنسو آ گئے جو خوف خدا سے رو کر اس نے دنیا میں بہائے تھے (باقی فائدہ صفحہ ۴۰۴ پر صفحہ ۴۰۳)

★ لہ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا۔ تبذیر اصل میں کہتے ہیں بے محل بیج بکھیرنے کو جب کوئی شخص زمین میں بیج بکھیرتا ہے اور مواقع کا لحاظ نہیں رکھتا اسے بذر کہتے ہیں، یہاں تبذیر سے مراد ہے بے موقع اور بیجا مال خرچ کرنا اور اسے ضائع و برباد کرنا۔ سلہ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ۔ اخوۃ سے مراد مشابہت و مماثلت یعنی مال بیجا خرچ کرنے والے اس عمل قبیح میں شیاطین کے مشابہ ہیں اور اس لئے کہ اہل زبان ملازم شے کو اُس کے اَخ یعنی بھائی سے تعبیر کیا کرتے ہیں مثلاً جس کسی شخص سے جود و کرم ہمیشہ صادر ہوتا رہتا ہے تو اسے اخ الکرم والجود اور جو ہمیشہ سفر میں رہتا ہے اسے اخ السفر کہتے ہیں۔ سلہ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا۔ میسور اسم مفعول کا صیغہ ہے ماخوذ یسر سے اور یسر کہتے ہیں سہولت و لینت کو بولا کرتے ہیں یسرت لہ القول ای لینت لہ قولاً میسوراً کے معنے ہیں قولاً سہلاً لیناً۔ ھے مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا۔ محسور مشتق ہے حسر سے اور حسر کہتے ہیں انقطاع کو۔ جب اونٹ چلتے چلتے تھک جاتا اور اسکی سیر منقطع ہو جاتی ہے تو اہل زبان بعیر محسور بولتے ہیں اور اسی سے ہے قول تعالیٰ ینقلب الیک البصر خاسئا وھو حسیر۔ اسکی جمع آتی ہے حسریٰ جیسے قتیل کی قتلیٰ اور مریض کی مرضیٰ۔ لہ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ۔ املاق کہتے ہیں الافلاس کو اور اس کی مزید تحقیق سورۂ انعام کے رکوع ۱۹ آیت ولا تقتلوا اولادکم من املاق میں گذر چکی وہاں دیکھو۔

سَبِيلًا ﴿٣٢﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۗ وَمَن

راہ — اور مت — مار ڈالو — اس جان کو — جو — حرام کیا ہے اللہ نے (یعنی مسلمانوں کو) مگر ساتھ حق کے — اور جو کوئی

طریقہ ہے — اور جس کے قتل کو اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے اسے قتل نہ کرو مگر جائز طریق سے — اور جو شخص

قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِف فِّي

مارا جاوے — مظلوم — پس تحقیق — کر دیا ہم نے واسطے والی اس کے کے — غلبہ پس چاہیے کہ نہ — زیادتی کرے — بیچ

بے گناہ مارا جائے — اس کے وارث کو ہم نے اختیار دیا ہے — سو اسے چاہیے کہ (قاتل کے) قتل کرنے میں حد سے نہ بڑھے

الْقَتْلِ ۖ إِنَّهُ كَانَ مَنصُورًا ﴿٣٣﴾ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي

قتل کے — تحقیق وہ — ہے مدد دیا گیا — اور مت — پاس جاؤ — مال — یتیم کے — مگر اس طریقہ سے کہ

کیونکہ اسے مدد دی گئی ہے — اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر — کسی ایسے طور پر

هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۚ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۖ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ

وہ — بہت اچھی ہے — یہاں تک — پہنچے — جوانی اپنی کو — اور پورا کرو — عہد کو — تحقیق — عہد — ہے

جو اس کے حق میں بہتر ہو — یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائے — اور اقرار پورا کیا کرو — یاد رکھو کہ عہد کی

مَسْئُولًا ﴿٣٤﴾ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ۚ

سوال کیا گیا — اور پورا کرو — پیمانہ کو — جب — پیمانہ کرو — اور تولو — ساتھ — ترازو — سیدھی کے

باز پرس ہوگی — اور جب ناپ کر دو تو پیمانہ پورا بھرا کرو اور جب وزن کر دو تو — ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو

ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٣٥﴾ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ

یہ — بہتر ہے — اور — اچھا ہے — باز گشت میں انجام — اور مت — پیچھے چل — اس چیز کا نہیں تجھ کو — ساتھ اس کے علم

بہت بہتر ہے — اور — اس کا — انجام — اچھا ہے — اور اس بات کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہ ہو

إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ﴿٣٦﴾

تحقیق — کان — اور — آنکھ — اور دل — ہر ایک — ان میں کا — ہے — اس سے — سوال کیا گیا

کیونکہ — کان — آنکھ — اور دل — ان سب سے — باز پرس — ہوگی

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ

اور مت — چل — بیچ — زمین کے — اکڑتا ہوا — تحقیق تو — ہرگز نہ پھاڑ سکے گا — زمین کو — اور ہرگز نہ پہنچے گا

اور زمین پر — اکڑ کر — چلو — کیونکہ تو زمین کو پھاڑ سکے گا — اور نہ بلندی میں پہاڑوں کو

الْجِبَالَ طُولًا ﴿٣٧﴾ كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِندَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ﴿٣٨﴾

پہاڑوں کو لمبائی میں — سب — یہ — باتیں ہیں — بری — نزدیک — رب تیرے کے — ناپسند

پہنچ سکے گا — ان سب کی برائی — تمہارے — پروردگار کے ہاں — ناپسند ہے

ذَٰلِكَ مِمَّا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۗ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ

یہ — ان چیزوں سے ہے کہ وحی کیا ہے — طرف تیرے — رب تیرے نے — حکمت سے — اور مت — مقرر کر — ساتھ اللہ کے

یہ — باتیں ہیں — جو تیرے رب نے — از قسم حکمت — [illegible] — تمہاری طرف وحی کی ہیں اور اللہ کے ساتھ

إِلَٰهًا آخَرَ فَتُلْقَىٰ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا مَّدْحُورًا ﴿٣٩﴾ أَفَأَصْفَاكُمْ رَبُّكُم

معبود — اور — پس ڈالا جاوے گا تو بیچ دوزخ کے — ملامت کیا ہوا — راندہ ہوا — کیا پس برگزیدہ کیا تم کو پروردگار تمہارے نے

دوسرا معبود نہ ٹھہرانا — ورنہ ملامت زدہ اور راندہ درگاہ بنا کر جہنم میں ڈال دیے جاؤ گے — (اے مشرکو!) کیا تمہارے رب نے تم کو

حل لغات۔ لہ بالقسطاس المستقیم۔ قسطاس کہتے ہیں ترازو کو۔ یہ مشتق ہے قسط سے جس کے لغوی معنی ہیں استقامت اور اعتدال کے۔ چونکہ ترازو سے
بھی اعتدال حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ ادھر ادھر جھکتی نہیں اس لئے اسے قسطاس کہتے ہیں۔ سے لا تقف۔ یہ مشتق ہے قفو سے اور قفو کہتے ہیں ★

(بقیہ فائدہ صفحہ ۴۰۲)

اور اُسے آگ سے بچا لے گئے۔ میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ اسکا نامۂ اعمال الٹا ہوا بائیں جانب سے آرہا ہے کہ اُسکا خوفِ خدا آگیا اور اسکے نامہ اعمال کو لیکر اُسکے داہنے ہاتھ میں دیدیا۔ میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ اسکی نیکی کا پلڑا ہلکا ہو رہا ہے کہ اُسکے چھوٹے بچے جو انتقال کر گئے تھے آگئے اور اُسکی نیکی کے پلڑے کو بوجھل اور بھاری کر دیا۔ میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جہنم کے کنارے پر پہنچا دیا گیا ہے کہ اس کی خدا ترسی آئی اور اُسے بچا لے گئی۔ اپنے ایک امتی کو میں نے دیکھا کہ وہ اس کے تنکے کی طرح کپکپا رہا ہے اتنے میں اس کی خدا کے ساتھ کی نیک گمانی آئی اور اُسے سکون و قرار دے گئی ایک امتی کو میں نے دیکھا کہ پل صراط پر جم نہیں سکتا کبھی گرتا ہے کبھی پڑتا ہے کبھی گھٹنوں سرکتا ہے اتنے میں اُس کا مجھ پر درود بھیجنا آگیا اور اسکا ہاتھ تھام کر سیدھا کھڑا کر کے پل صراط پر سے پار کر دیا۔ پھر میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ جنت کے دروازوں کے پاس پہنچ گیا ہے لیکن دروازے بند ہو گئے، اتنے میں اسکا کلمۂ شہادت پڑھنا آگیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں پہنچا دیا ــــ اس مبارک حدیث میں نیکیوں کے فائدے کو شن لیا پڑھ لیا۔ نیکی ہی ایک ایسی چیز ہے کہ ہمیشہ ساتھ دیتی ہے اور دونوں جہان میں کام آنے والی ہوتی ہے نیکیوں سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہئے۔ معمولی نیکی بھی بہت کام آجاتی ہے نیک آدمی اللہ کا محبوب اور لوگوں کا بھی لاڈلا ہوتا ہے۔ ہر شخص نیک آدمی سے محبت کرتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝ (سورۂ مریم) جو لوگ ایمان لائے اور نیکیاں کیں تو اللہ انکو اپنا پیارا بنا لیتا ہے اور اپنی محبت انکو دیتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں بھی انکی محبت ڈالدیتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرنے لگتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں سے محبت رکھتا ہوں تم بھی اس سے محبت رکھو، اللہ کا یہ امین فرشتہ بھی اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔ پھر آسمان میں ندا کی جاتی ہے کہ اللہ فلاں انسان سے محبت رکھتا ہے، اے فرشتو! تم بھی اس سے محبت رکھو چنانچہ کل آسمان کے فرشتے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر اسکی مقبولیت زمین پر اُتاری جاتی ہے تو زمین والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اس کے برعکس نافرمانوں کا حال ہے، ہاں جو طالبِ آخرت ہو بشرطیکہ اخلاص، ایمان یقین اور طریقہ نبوی کے مطابق دین پر عمل کرتا ہو، اُس کی کوشش کا بدلہ ہے اُس کو آخرت کے عیش و آرام نصیب ہوں گے۔

ف اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی حکمت کے موافق دنیا مانگنے والوں کو دُنیا اور آخرت چاہنے والوں کو آخرت دیتا ہے۔ اس کی بخشش میں کوئی مزاحم نہیں ہو سکتا جبکہ دنیاوی زندگی میں رنگ روپ، قد و قامت، فقر و غنا، مال و دولت، عزت، حکومت، اولاد، ازواج کے اعتبار سے ایک دوسرے پر کس قدر فضیلت ہے اسی پر قیاس کر لو کہ آخرت میں تفاوت اعمال و احوال کے لحاظ سے کس قدر فرقِ مراتب ہو گا چنانچہ نصوص سے ثابت ہے کہ درجات جنت اور درکات جہنم بے حد متفاوت ہیں۔ کوئی سب سے نیچے جہنم میں ہو گا اور سلاسل و اغلال میں گرفتار اور کوئی درجات علیا و نعیم و سرور جنت میں ہو گا۔ پھر درجات والے اور بھی متفاوت ہوں گے ثواب میں۔ حدیث میں ہے جنت کے سو درجے ہیں، ہر دو درجوں کے درمیان آسمان و زمین کا سا فرق ہو گا۔ بخاری میں ہے کہ بلند درجوں والے اہل علیین کو لوگ دیکھیں گے جیسے ہم زمین پر کھڑے ہو کر افق میں کوئی ستارہ دیکھتے ہیں سلمانؓ سے مرفوعاً ہے کہ نہیں کوئی بندہ جو دنیا کا درجہ حاصل کرنا چاہے اور وہ درجہ اسکو مل جائے مگر اللہ تعالیٰ آخرت میں اس سے اس کا برابر درجہ گرا دیتا ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ۝ (طبرانی۔ ابن کثیر) ف پہلے بتایا جا چکا ہے کہ جنت کے یہ درجات اُن ہی کو مل سکتے ہیں جو آخرت کے لئے اُس کے لائق دوڑ دھوپ کریں۔ اگلی آیتوں میں وہ نیک آخرت کی سعی کا طریقہ بتلایا گیا ہے جس پر چلنے سے انسان کو یہ بلند مقامات حاصل ہوتے ہیں۔ ابن عباسؓ کا قول ہے کہ حق تعالیٰ نے "توراۃ" کی ساری (اخلاقی) تعلیم سورۂ بنی اسرائیل کی پندرہ آیتوں میں درج کر دی ہے۔ وہ پندرہ آیتیں اگلے رکوع سے شروع ہوتی ہیں۔ (موضح الفرقان) ف اِلٰه سے مراد ہے جس کی پوجا کی جائے اور اس سے امید و ڈر رکھا جائے، اس کے نام پر نذر و نیاز مانی جائے تمام حاجات اسی سے طلب کی جائیں۔ مختار کل اسی کو سمجھا جائے یہی معنی ہے لا الٰہ الا اللہ کا۔ ف ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک، ادب، عزت، نرم کلامی، عاجزی اور خاکساری سے پیش آنا چاہئے۔ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے یعنی ماں کی خدمت و فرمانبرداری سے ملے گی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا اُسے برباد کرے جس نے اپنے ماں باپ یا دونوں میں سے ایک کو پایا اور پھر بھی انکی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی۔ اس پر جبرئیل علیہ السلام نے آمین کہی۔ الغرض ماں باپ اللہ کی بڑی نعمت ہیں ان کی خدمت کر کے جنت حاصل کر لینی چاہئے۔ انکو ستا کر اور اُن کا دل دکھا کر دوزخ مول نہ لینی چاہئے۔ بڑھاپے میں خدمت کی احتیاج زیادہ ہوتی ہے۔ ہوش و حواس بھی ٹھکانے نہیں رہتے۔ بڑی سعادت مند اولاد کا کام ہے کہ ایسے وقت خدمت سے جی نہ ہارے۔ تفسیر ابن کثیر جلد سوم صفحہ ۳۵ میں ہے کہ ایک شخص اپنی والدہ کو کندھے پر اٹھائے ہوئے طواف کرا رہا تھا۔ اُس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام (باقی فائدہ صفحہ ۴۰۶ پر ملاحظہ ہو)

★ کسی چیز کے نشان اور اثر کے پیچھے چلنے کو۔ بولا کرتے ہیں کفوت الرطلال أَقْفُو لَكُوْا دَتْقَفُوْا إِذَا ابْتَعْتُ أَثَرَهٗ شعر کے قافیہ کو اسی واسطے قافیہ کہتے ہیں کہ وہ بیت کے پیچھے پیچھے آتا ہے۔ قائف یعنی قیافہ شناس کو قائف کہنے کی بھی یہی وجہ ہے کہ وہ لوگوں کے آثار اقدام کے پیچھے چلتا اور اس سے ان کے احوال پر استدلال کرتا ہے گردن کو قفا اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ بدن انسان کے پچھلے حصہ میں ہوتی ہے تو لا تقف کے معنی ہیں لا تتبع۔ ؎ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا۔ مرح کہتے ہیں شدۃ فرح اور تکبر اور شیخی کو۔ یہ اگرچہ مصدر اور اسم فاعل دونوں صیغے درست ہو سکتے ہیں اور بلحاظ معنی بھی دونوں طرح جائز ہو سکتے ہیں مگر یہاں مصدری معنی میں لینا بہتر ہے کیونکہ مصدر تو کید فعل پر دلالت کیا کرتا ہے مثلاً جاءنی زید راکضا اور جاءنی زید رکضا ہیں تو دونوں درست لیکن جاءنی زید رکضا میں زیادہ تاکید ہے۔

بِالْبَنِينَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِنَاثًا ۚ إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ قَوْلًا

ساتھ بیٹوں کے اور بنا لیا آپ نے فرشتوں میں سے بیٹیاں تحقیق تم البتہ کہتے ہو بات

بیٹوں کے ساتھ (نوازا) اور خود اس نے فرشتوں کو بیٹیاں بنا لیا ہے؟ بلاشبہ تم بڑی سخت بات کہتے ہو

عَظِيمًا ۝٤٠ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا ۖ وَمَا يَزِيدُهُمْ

بڑی اور البتہ تحقیق طرح طرح سے بیان کیا ہم نے اس قرآن کے تاکہ نصیحت پکڑیں اور نہیں زیادہ کرتا ان کو

اور اس قرآن میں ہم نے ہر طرح کا انداز بیان اختیار کیا ہے تاکہ لوگ نصیحت پکڑیں مگر (اس سے تو) ان کی نفرت زیادہ ہی

إِلَّا نُفُورًا ۝٤١ قُل لَّوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا

مگر نفرت کہہ اگر ہوتے ساتھ اس کے بہت سے معبود جیسا کہتے ہیں یہ کافر اس وقت

ہوتی جاتی ہے (کہہ دیجئے کہ اگر اس کے ساتھ اور بھی معبود ہوتے، جیسا کہ وہ بیان کرتے ہیں تب تو وہ ضرور (اس)

لَّابْتَغَوْا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا ۝٤٢ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ

البتہ ڈھونڈتے طرف صاحب عرش کی راہ پاک ہے وہ اور بلند ہے اس سے جو کہتے ہیں وہ

عرش والے (خدا) کی طرف راہ ڈھونڈ نکالتے وہ ایسی باتوں سے پاک ہے اور جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں

عُلُوًّا كَبِيرًا ۝٤٣ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ ۚ

بلندی بڑی تسبیح کرتے ہیں واسطے اس کے آسمان ساتوں اور زمین اور جو کوئی ان کے بیچ

اس سے وہ بہت زیادہ بلند و بالا ہے ساتوں آسمان اور زمین اور جو لوگ ان میں ہیں وہ

وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ ۗ

اور نہیں کوئی چیز مگر تسبیح کرتی ہے ساتھ تعریف اس کی کے ولیکن نہیں سمجھتے تم تسبیح ان کی

سب کے سب اس کی تسبیح کرتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو

إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ۝٤٤ وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ

تحقیق وہ ہے تحمل والا بخشنے والا اور جب پڑھتا ہے تو قرآن کو کر دیتے ہیں ہم درمیان تیرے

بات یہ ہے کہ تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے بے شک وہ بڑا تحمل والا اور بخشنے والا ہے اور جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان

وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا ۝٤٥

اور درمیان ان لوگوں کے کہ نہیں ایمان لاتے ساتھ آخرت کے پردہ چھپا ہوا اور

جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک مخفی پردہ حائل کر دیتے ہیں اور

وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۚ

کر دیتے ہیں ہم اوپر دلوں ان کے پردہ ایسا نہ ہو کہ سمجھیں اس کو اور بیچ کانوں ان کے بوجھ ہے اور

ان کے دلوں پر ہم غلاف چڑھا دیتے ہیں کہ اس کو سمجھ نہ سکیں اور ان کے کانوں میں گرانی سی پیدا کر دیتے ہیں

وَإِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَّوْا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ نُفُورًا ۝٤٦

جس وقت کہ یاد کرتا ہے تو پروردگار اپنے کو بیچ قرآن کے اکیلا پھر جاتے ہیں اوپر پیٹھوں اپنی کے بھاگتے ہوئے

اور جب آپ اپنے رب کو قرآن میں تنہا یاد کرتے ہیں تو وہ نفرت سے پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں

نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُونَ بِهِ إِذْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ وَإِذْ هُمْ

ہم خوب جانتے ہیں اس نیت کو کہ سنتے ہیں ساتھ اس کے جس وقت کہ کان رکھتے ہیں طرف تیری اور جس وقت وہ

ہم خوب جانتے ہیں جب وہ آپ کی طرف کان لگا رکھتے ہیں جس ارادہ سے وہ سنتے ہیں اور جب وہ سرگوشیاں کرتے ہیں

حل لغات۔

۱؎ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ۔ اکنۃ جمع ہے کنان کی اور کنان کہتے ہیں پردے کو۔ ان یفقھوہ مفعول لہ ہے والتقدیر کراہۃ ان یفقھوہ۔ ۲؎ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا۔ وقر بمعنی ثقل اور گرانی کو کہتے ہیں جو مانع سماعت ہو۔ ۳؎ وَلَّوْا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ نُفُورًا۔ نفور مصدر ہے والمعنی ولوا نافرین نفورا۔ اور ممکن ہے کہ جمع ہو نافر کی جیسے ★

(بقیہ فائدہ صفحہ ۴۰۲) سے عرض کیا کہ میں نے اس طرح خدمت کرکے اپنی والدہ کا حق ادا کردیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سانس کا بھی حق ادا نہیں ہوا۔ قرآن نے تنبیہ کی کہ جھڑکنا، تو الگ ان کو کبھی اُن کے مقابلہ میں زبان سے اُف بھی نہ نکلے۔ (فائدہ ستائی)

فوائد صفحہ ۴۰۳

ف یعنی کبھی دل میں آوے کہ بوڑھے ماں باپ سے یہ معاملہ نباہنا مشکل ہے تو زیادہ کرے جسکی نیت نیکی پر ہے اگر خفا کرے اور پھر رجوع لاوے (یعنی توبہ کرے) تو اللہ بخشنے والا ہے (موضح) والدین کی اطاعت کا بیان صفحہ ۱۸ و ۱۲۰ وغیرہ میں بھی ہے۔

ف ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے تبذیر خرچ کرنا ہے غیر حق میں ابن عباس رض کا بھی یہی قول ہے۔ مجاہد نے کہا کہ اگر کوئی انسان اپنا سارا مال حق میں خرچ کردے تو وہ مُبَذِّر نہ ہوگا اور اگر غیر حق میں خرچ کرے گا تو مُبَذِّر کہے گا گو تھوڑا خرچ کرے۔ امام شافعیؒ نے فرمایا تبذیر کہتے ہیں مال بیجا خرچ کرنے کو، اور نیکی کے کام میں خرچ کرنے کو تبذیر نہیں کہتے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں تبذیر یہ ہے کہ مال تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ غیر محل میں خرچ کرے اور یہی اسراف ہے اور یہ حرام ہے۔ (ابن کثیر۔ فتح) اسراف، بیجا خرچ کرنے کا مفصل بیان صفحہ ۲۲۰ کے فائدہ میں ہے۔

ف یعنی مال بڑی نعمت ہے اللہ کی جس سے خاطر جمع ہو عبادت میں درجے لمیں بہشت میں۔ اسکو بیجا اُڑانا ناشکری ہے۔ (موضح القرآن)

ف یعنی جو کوئی ہمیشہ سخاوت کرتا ہے اور ایک وقت اس پاس نہیں تو اللہ کے یہاں امیدوار کا محروم جانا خوش نہیں آتا۔ اس محتاج کی قسمت سے اللہ تعالیٰ کو دے دیتا ہے سو اس واسطے اگر ایک وقت تو دے سکے تو نرم اور میٹھے طریقے سے معذرت کردے مثلاً یہ کہہ دیا جائے کہ جب اللہ ہم کو دے گا ان شاء اللہ ہم تمہاری خدمت کریں گے۔ سختی اور بد اخلاقی سے جواب دینے میں اندیشہ ہے کہ کہیں اگلی خیراتیں بھی برباد نہ ہو جائیں۔ (موضح)

ف۵ یعنی سب الزام دیں کہ کنجوس مکھی چوس ہے یا یک لخت اتنا کیوں دیا کہ آپ محتاج رہ گیا۔ غرض ہر معاملہ میں توسط و اعتدال مدِّ نظر رکھنا چاہئے، نہ ہاتھ اس قدر کھینچ کر گردن سے لگ جائے اور نہ طاقت سے بڑھ کر خرچ کرنے میں ایسی کشادہ دستی دکھائے کہ پھر بھیک مانگنی پڑے اور ہاتھ کھلے کا کھلا رہ جائے۔ حدیث میں ہے مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ جس نے میانہ روی اختیار کی محتاج نہیں ہوا۔ (خلاصہ موضح)

ف۶ یعنی محتاج کو دیکھ کر بے تاب نہ ہو جا، اسکی حاجت تیرے ذمہ پر نہیں اللہ کے ذمہ پر ہے، لیکن یہ باتیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمائی ہیں جو بعد سخی تھے جس کے جی سے مال نہ نکل سکے اس کو تقید ہے دینے کا۔ حکیم بھی گرمی والے کو سرد دوا دیتا ہے اور سردی والے کو گرم۔ (موضح القرآن)

ف۷ اوپر کی آیتوں میں اولاد کو ماں باپ کا حق ادا کرنے کی تاکید تھی، اب ماں باپ کو اولاد پر شفقت کرنے کی تاکید ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل عرب میں یہ بد رسم تھی کہ لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے کہ کھلائیں گے کہاں سے لائیں گے۔ اللہ نے جو ماں باپ سے بھی زیادہ شفیق ہے اپنی شفقت سے اس بد رسم سے روکا ہے۔

(فوائد صفحہ ۴۰۴)

ف۱ کیونکہ زنا سے انساب میں گڑبڑ ہوتی ہے اور بہت طرح کی لڑائیاں اور جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں اور سب کیلئے بُری راہ نکلتی ہے (موضح القرآن) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قتل ناحق کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے پڑوسی ہمسایہ کی عورت سے زنا کرے۔ مشکوٰۃ باب الکبائر میں ہے لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ یعنی انسان جس وقت زنا کرتا ہے اس وقت اس میں ایمان نہیں رہتا۔ (زنا و لواطت کی مذمت صفحہ ۱۱۴ میں ہے)

ف۲ قرآن نے شرک کے بعد انسان کا سب سے بڑا گناہ قتل نفس کو قرار دیا ہے۔ اگر کوئی بُرائی ہو سکتی ہے تو وہ یہی ہے وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ (پارہ ۱۹ - رکوع ۴) یہاں خصوصیت کے ساتھ اس فتنہ قتل پر توجہ دلائی ہے فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ جو ظلم سے مارا جائے تو اُسکے وارثوں کو قصاص کے مطالبہ کا حق دیا گیا لیکن اس حق کا بیجا استعمال نہیں ہونا چاہئے کہ ایک خون کے بدلے بہت سی خون ریزیاں ہو جائیں۔ (خلاصہ ترجمان) موضح میں ہے ہر کسی کو لازم ہے کہ خون کا بدلہ دلانے میں مدد کرے نہ اُلٹا قاتل کی حمایت کرے اور وارث کو بھی چاہئے کہ ایک کے بدلے دو نہ مارے یا قاتل ہاتھ نہ لگے تو اس کے بیٹے بھائی کو نہ مارے۔

ف۳ یتیم کا بیان صفحہ ۳۰ و ۱۱۱ و سورۂ بلد میں اور بدعہدی کا بیان صفحہ ۱۱۱ کے فوائد میں ہے۔

ف۴ یعنی جھوک دمار و۔ ماپ تول میں کمی کرنے سے معاملات کا نظام خراب ہو جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی حرام پر قدرت پا کر محض اللہ کے ڈر سے رُک جائے تو اللہ تعالیٰ اسی دُنیا میں آخرت سے پہلے اسکو نعم البدل عطا فرمائے گا۔ یاد رہے دغا بازی اول میں ہے پھر لوگ خبردار ہو کر اس سے معاملہ نہیں کرتے اور پورا حق دینے والا سب کو بھلا لگتا ہے۔ اللہ اس کی تجارت خوب چلاتا ہے۔ قوم شعیب کے واقعات میں مفصل لکھا گیا ہے۔

ف۵ یعنی بے تحقیق بات زبان سے مت نکال نہ اس کی اندھا دُھند پیروی کر۔ آدمی کو چاہئے کہ کان، آنکھ اور دل و دماغ سے کام لیکر اور بقدر کفایت تحقیق کر کے کوئی بات منہ سے نکالے یا عمل میں لائے۔ سُنی (باقی فائدہ صفحہ ۴۰۶ پر دیکھئے)

طرح شہود شاہد کی اور سجود ساجد کی قعود قاعد کی جمع ہے نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖ الآیہ کی بہ زائدہ اور مفعول ہے اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ منصوب ہے اعلم کی وجہ سے ای اعلم وقت استماعہم اور و اِذْ هُمْ نَجْوٰى عطف ہے بما یستمعون پر اور نجویٰ معنی میں ہے ذو و نجوی کے والتقدیر بما یتناجون بہ اِذْ هُمْ ذوو نجوی۔ اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ بدل ہے اِذْ هُمْ نَجْوٰى سے۔

نَجْوَىٰٓ إِذْ يَقُولُ ٱلظَّٰلِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ﴿٤٧﴾

مصلحت کرتے ہیں جس وقت کہتے ہیں ظالم نہیں پیروی کرتے تم مگر مرد جادو کئے گئے کی

جبکہ یہ ظالم (ایک دوسرے سے) کہتے ہیں کہ تم ایک ایسے آدمی کے پیچھے لگے ہو جس پر کسی نے جادو کر رکھا ہو

ٱنظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا۟ لَكَ ٱلْأَمْثَالَ فَضَلُّوا۟ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ

دیکھ کیسے بیان کیں واسطے تیرے مثالیں پس گمراہ ہوئے پس نہیں پا سکتے

دیکھئے آپ کے لئے کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں۔ سو یہ گمراہ ہو گئے ہیں۔ پس ان کو راستہ نہیں

سَبِيلًا ﴿٤٨﴾ وَقَالُوٓا۟ أَءِذَا كُنَّا عِظَٰمًا وَرُفَٰتًا أَءِنَّا لَمَبْعُوثُونَ

راہ اور کہتے ہیں آیا جب ہو جاویں گے ہم ہڈیاں اور ریزے ریزے کیا تحقیق ہم اٹھائے جاویں گے

مل سکتا اور انہوں نے کہا کہ جب ہم ہڈیاں (ہی ہڈیاں) اور بالکل ریزہ ریزہ (چورا) ہو جائیں گے کیا پھر بھی ہم از سرِ نو

خَلْقًا جَدِيدًا ﴿٤٩﴾ ۞ قُلْ كُونُوا۟ حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا ﴿٥٠﴾ أَوْ خَلْقًا مِّمَّا

پیدائش نئی میں کہہ ہو جاؤ تم پتھر یا لوہا یا اور پیدائش کسی اس قسم کی

پیدا ہو کر اٹھیں گے کہہ دیجئے تم پتھر ہو جاؤ یا لوہا یا کوئی اور ایسی چیز جو

يَكْبُرُ فِى صُدُورِكُمْ ۚ فَسَيَقُولُونَ مَن يُعِيدُنَا ۖ قُلِ ٱلَّذِى

بڑی لگے بیچ سینوں تمہارے کے پس البتہ کہیں گے کون پھر لا دے گا ہم کو کہہ وہی ہے

تمہارے دلوں میں (ان سے بھی) زیادہ سخت ہو۔ سو اس پر کہیں گے کہ کون ہم کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ کہہ دیجئے: وہی جس نے

فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ

جس نے پیدا کیا تم کو پہلی بار پس جنبش دیں گے وہ طرف تیری سر اپنے کو اور کہیں گے

تم کو اول بار پیدا کیا تھا اب تو یہ آپ کے آگے سر ہلائیں گے اور کہیں گے ایسا

مَتَىٰ هُوَ ۖ قُلْ عَسَىٰٓ أَن يَكُونَ قَرِيبًا ﴿٥١﴾ يَوْمَ يَدْعُوكُمْ

کب ہو گا کہہ شتاب ہے یہ کہ ہو نزدیک جس دن بلاوے گا تم کو

کب ہو گا؟ کہہ دیجئے بہت امید ہے کہ جلد ہی ہو گا جس دن وہ تم کو پکارے گا۔

فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِۦ وَتَظُنُّونَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٥٢﴾ وَ

پس جواب دو گے ساتھ تعریف اس کی کے اور جانو گے نہیں رہے تم مگر تھوڑا اور

تو تم اس کی حمد و ثنا کرتے چلے آؤ گے اور خیال کرو گے کہ دنیا میں تم بہت کم مدت ٹھہرے ہو اور

قُل لِّعِبَادِى يَقُولُوا۟ ٱلَّتِى هِىَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ ٱلشَّيْطَٰنَ يَنزَغُ

کہہ واسطے بندوں میرے کے کہیں وہ بات کہ وہ بہت اچھی ہے تحقیق شیطان وسوسہ ڈالتا ہے

میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ وہ بات کہیں جو بہت عمدہ ہو بیشک شیطان لوگوں میں

بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ ٱلشَّيْطَٰنَ كَانَ لِلْإِنسَٰنِ عَدُوًّا مُّبِينًا ﴿٥٣﴾ رَّبُّكُمْ

درمیان ان کے تحقیق شیطان ہے واسطے آدمی کے دشمن ظاہر رب تمہارا

فساد ڈلواتا ہے بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے تمہارا رب تم کو

أَعْلَمُ بِكُمْ ۖ إِن يَشَأْ يَرْحَمْكُمْ أَوْ إِن يَشَأْ يُعَذِّبْكُمْ ۚ وَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ

خوب جانتا ہے تم کو اگر چاہے رحم کرے تم کو یا اگر چاہے عذاب کرے تم کو اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو

خوب جانتا ہے تو اگر چاہے تو تم پر مہربانی کرے اور اگر چاہے تو تم کو سزا دے اور آپ کو ہم نے ان لوگوں

حل لغات - ۱ وَرُفَاتًا۔ رفات جمع ہے رفت کی اور رفت کہتے ہیں کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے توڑ کر چورا چورا کرنا۔ رُفات وہ اجزا جو کسی چیز کے ٹوٹنے سے جھڑتے ہیں بعض کہتے ہیں رُفات اور اسی طرح حُطام دونوں اسم ہیں جس طرح جذاذ اور رضاض۔ ۲ فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ۔ النغض کہتے ہیں

(بقیہ فائدہ صفحہ ۴۰۴)

سُنائی باتوں پر بے سوچے یونہی اٹکل پچو کوئی قطعی حکم دلگانے یا عمل درآمد شروع نہ کرے اس میں جھوٹی شہادت دینا، غلط تہمتیں لگانا، بے تحقیق چیزوں گمان کر کسی کے درپے آزار ہونا یا بغض وعداوت قائم کر لینا، باپ دادا کی تقلید یا رسم و رواج کی پابندی میں خلاف شرع اور ناحق باتوں کی حمایت کرنا، اَن دیکھی یا اَن سُنی چیزوں کو دیکھی یا سُنی ہوئی بتلانا غیر معلوم اشیاء کی نسبت دعویٰ کرنا کہ میں جانتا ہوں، یہ سب صورتیں اس آیت کے تحت میں داخل ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ قیامت کے دن تمام قویٰ کی نسبت سوال ہوگا کہ ان کو کہاں کہاں استعمال کیا تھا بے موقع تو خرچ نہیں کیا وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ الخ یعنی متکبروں کی چال چلنا انسان کو زیبا نہیں نہ تو زور سے پاؤں مار کر وہ زمین کو پھاڑ سکتا ہے نہ گردن اُبھارنے اور سینہ تاننے سے اونچا ہو کر پہاڑوں کے برابر ہو سکتا ہے۔ پھر ایسے منعف و عجز اور اس بساط پر اپنے کو اس قدر لمبا کھینچنے سے کیا فائدہ؟ (موضح الفرقان)

ف۶ یعنی جن باتوں کو اوپر منع کیا ان کے کرنے میں رب کی بیزاری ہے اور جن کا حکم کیا اُن کے نہ کرنے میں بیزاری ہے۔ (خلاصہ موضح) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ مَا يَظُنُّ اَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللّٰهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَاهُ وَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ مَا يَظُنُّ اَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ فَيَكْتُبُ اللّٰهُ لَهُ بِهَا سَخَطَهُ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَاهُ (ترمذی کتاب الزھد)

یعنی بعض شخص کسی وقت کوئی کلمہ کہہ دیتا ہے اور اسکو اپنی سمجھ وخیال میں ایک ہلکی سی بات سمجھتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اُسی کلمہ کے سبب اس کے واسطے اپنی رضامندی لکھ دیتا ہے اور بعض وقت کوئی کلمہ ایسا کہتا ہے جسکو اپنے خیال میں ایک ہلکا اور معمولی سی بات جانتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اسی کلمہ کے سبب اُس کے واسطے اپنا عذاب لکھ دیتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اللہ کے ہاں تو ذرہ ذرہ کا حساب ہے۔ ہر بات اور ہر کام سوچ سمجھ کے کرنا چاہیئے کہ آیا یہ کام ملی بات شریعت کے موافق ہے یا خلاف۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک صحابی کی وفات ہوئی، اُن کے جنازہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے ایک شخص نے اس جنازہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا اَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَلَا تَدْرِيْ فَلَعَلَّهٗ تَكَلَّمَ فِيْمَا لَا يَعْنِيْهِ اَوْ بَخِلَ بِمَا لَا يَنْقُصُهٗ (ترمذی کتاب الزھد) یعنی جنازہ کی طرف خطاب کر کے یوں کہا تھا کہ تجھ کو جنت کی مبارک دیتا ہوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو کیا خبر ہے شاید اس نے کوئی ایسا کلمہ کہا ہو یا کسی ادنیٰ چیز میں بخیلی کی ہو یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو کسی ادنیٰ معاملہ میں اچھے بڑے درجے اور مرتبے والے کو جنت میں جانے سے منع کر دے۔ پس ہر دم ڈرتے رہنا چاہیئے۔ نیک عمل کرے اور اُسکی قبولیت کی دُعا کرتا رہے اُسکا فضل و رحمت مانگتا رہے بُرائی پر بےڈر نہ ہو اور نیکی پر غرور بھروسہ نہ کرے بلکہ قصور پر نادم اور تائب ہو اللہ کا ڈر رکھے اور نیکی کر کے قبولیت کی امید رکھے یہ اللہ کا فضل اور اُسکی رحمت ہے۔

فوائد صفحہ ۴۰۵

ف۱ شروع اس رکوع کا اللہ نے اپنے حق سے فرمایا۔ درمیان میں حقوق العباد اور جو حقوق العباد کو مضر تھیں انکا ذکر فرمایا اور پھر بحث کو اپنے ہی حق پر ختم فرمایا تاکہ آدمی کی سمجھ میں آجائے کہ سب سے بڑھ کر آدمی پر اللہ کا حق ہے جس نے اللہ کی عبادت میں شرک کے طور پر یا ریاکاری کے طور پر غیر کو شریک کیا وہ بڑا حق فراموش ہے۔ (ابن کثیر و خازن) ف۲ یعنی اس پاک کتاب میں ہم نے تمام مثالیں کھول کھول کر بیان کر دی ہیں۔ وعدے وعید صاف طور پر مذکور ہیں تاکہ لوگ برائیوں سے اور اللہ کی نافرمانیوں نارا ضگیوں سے بچیں لیکن تاہم ظالم لوگ تو حق سے نفرت رکھنے اور اس سے دور بھاگنے میں ہی بڑھ رہے ہیں۔ اللہ نیک سمجھ دے۔ آمین (فائدہ ستاریہ) ف۳ یعنی اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود بھی ہوتے جس طرح کہ تم کہتے ہو تو وہ ضرور کوئی راستہ عرش والے کی طرف نکالتے یعنی مقابلہ و مقاتلہ کے لئے تاکہ اللہ کا ملک زائل کر دیں جس طرح کہ بادشاہ لوگ آپس میں مقابلہ و مقاتلہ کرتے ہیں۔ (فتح و جامع) اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ صاحب عرش ہے اور اس کی ذات تبارک و تعالیٰ عرش پر مستوی ہے، ہاں اس کا علم، قدرت، ملکیت ہر جگہ ہے۔ (فائدہ ستاریہ) ف۴ آسمان و زمین بلکہ تمام مخلوقات اللہ کی پاکی بیان کرتی ہے عبدالرحمن بن قرط کہتے ہیں جس رات آپ کو معراج ہوئی ہے مسجد اقصیٰ پھر آسمانوں پر جبرئیل لے گئے تو آپ نے وہاں اللہ کی تسبیح پاکی کرتے سُنی (طبرانی)، آپ نے فرمایا سب مخلوق اللہ کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے لیکن تم لوگ اس کو نہیں سمجھ سکتے کہ تمہاری لغت اور ہے۔ بہت حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ حیوانات و جمادات کی تسبیح لسان قال کے ساتھ ہوتی ہے۔ امام بخاری رح نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے لَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ کہ بعض مرتبہ کھانا کھاتے وقت کھانے میں سے تسبیح کی آواز ہم کو سُنائی دیتی تھی۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۰۳) ف۵ یعنی ایسی بُری باتوں پر تم کو شتابی نہیں پکڑتا اور توبہ کر لو تو بخشتا ہے۔ (موضح القرآن) (باقی فائدہ صفحہ ۴۰۴ پر ملاحظہ ہو)

★ سر ہلانے کو۔ جب کوئی شخص اپنا سر اوپر یا نیچے کی طرف کو ہلاتا ہے تو انغض فلان راسہ یعنی انغاضا بولا کرتے ہیں۔ بعض اہل لغت کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی واقعہ کی خبر دیا جائے اور وہ اُس کی تکذیب وانکار کے لئے سر ہلائے تو ایسے موقع میں انغض راسہ بولا جاتا ہے۔ ۲ھ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا۔ قریبًا منصوب ہے اس وجہ سے کہ یکون کی خبر واقع ہوا ہے۔ اور اَن یکون محلًا منصوب ہے کیونکہ خبر ہے عسیٰ کی۔ ۳ھ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ۔ یوم فعل مقدر کی وجہ سے منصوب ہے ای اذکروا یا قریبًا سے بدل۔ ۴ھ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ۔ بحمدہ تستجیبون کی ضمیر سے حال ہے ای منقادین لہ حامدین لما فعل بکم غیر مستعصین۔

عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝٥٤ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ

اوپر ان کے داروغہ وقف اور رب تیرا خوب جانتا ہے ان لوگوں کو جو بیچ آسمانوں کے اور زمین کے ہیں اور البتہ تحقیق

لا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا اور آپ کا رب خوب جانتا ہے انکو جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں اور بیشک

فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰي بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝٥٥ قُلِ

بزرگی دی ہم نے بعض نبیوں کو اوپر بعض کے اور دی ہم نے داؤد کو زبور وقف کہہ

ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی اور داؤد کو زبور عطا کی ہے کہہ دیجئے

ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ

پکارو ان لوگوں کو کہ دعوی کرتے ہو تم سوائے اس کے پس نہیں اختیار رکھتے کھولنا برائی کا تم سے

کہ تم پکار کر دیکھو تو ان لوگوں کو جنہیں تم اس کے سوا (شریک) قرار دیتے ہو۔ سو وہ تو تمہاری تکلیف دور کر سکیں گے

وَلَا تَحْوِيْلًا ۝٥٦ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ

اور نہ بدل ڈالنا یہ لوگ جن کو پکارتے ہیں ڈھونڈتے ہیں طرف پروردگار اپنے کی

اور نہ بدل سکیں گے یہ جن کو پکارتے ہیں وہ خود ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں

الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۭ

وسیلے کو کونسا ان میں سے بہت نزدیک ہے اور امید رکھتے ہیں رحمت اس کی کی اور ڈرتے ہیں عذاب اس کے سے

کہ کون ان میں سے نزدیک تر ہے اور خدا کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اسکے عذاب سے ڈرتے ہیں

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝٥٧ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ

تحقیق عذاب پروردگار تیرے کا ہے خوف کیا گیا وقف اور نہیں کوئی بستی مگر ہم ہلاک

آپ کے رب کا عذاب بلاشبہ ڈرانے کی چیز ہے اور ایسی کوئی بستی نہیں (کفار کی) کہ جس کو ہم قیامت

مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ كَانَ

کرنے والے ہیں اس کو پہلے دن قیامت کے یا عذاب کرنے والے ہیں اس کو عذاب سخت ہے

سے پہلے پہلے ہلاک نہ کریں یا اس کو سخت عذاب میں مبتلا نہ کریں۔ یہ چیز کتاب (محفوظ)

ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝٥٨ وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ

یہ بیچ کتاب کے لکھا ہوا وقف اور نہ منع کیا ہمارے تئیں یہ کہ بھیجیں ہم نشانیاں مگر

میں لکھی جا چکی ہے اور کوئی امر ہمیں مانع نہیں ہوا کہ ہم معجزات بھیجیں۔ مگر

اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۭ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا

یہ کہ جھٹلایا تھا ساتھ ان کے پہلوں نے اور دی ہم نے ثمود کو اونٹنی دلیل پس ظلم کیا انہوں نے

یہ کہ پہلے لوگوں نے ان کو جھٹلایا اور ہم نے ثمود کو ایک اونٹنی بطور نشانی کے دی سو انہوں نے

بِهَا ۭ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝٥٩ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ

اس پر اور نہیں بھیجتے ہم نشانیوں کو مگر واسطے ڈرانے کے وقف اور جس وقت کہا ہم نے واسطے تیرے تحقیق رب تیرے نے

اس پر ظلم کیا۔ اور ہم معجزات جو بھیجتے ہیں تو صرف ڈرانے کو اور جب ہم نے آپ سے کہا کہ آپ کے رب نے

اَحَاطَ بِالنَّاسِ ۭ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ

گھیر لیا ہے لوگوں کو اور نہیں کیا ہم نے وہ نمود یعنی خواب جو دکھلائی تجھ کو مگر آزمائش واسطے لوگوں کے

لوگوں کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے اور خواب جو ہم نے آپ کو دکھایا اسے لوگوں کے لئے وجہ آزمائش بنایا اور

منزل۴

حل لغات۔
؎ وَلَا تَحْوِيْلًا۔
تحویل کہتے ہیں ایک
حال سے دوسرے
حال اور ایک مکان
سے دوسرے مکان
کی طرف نقل کرنے
کو بولا کرتے ہیں
حوّل تحویل۔
؎ کَانَ مَحْذُوْرًا۔
محذورًا خبر ہے کان
کی اور اسم ضمیر مستتر

جو عذاب کی طرف رجوع کرتی ہے والمعنٰی ان من حق عذاب ربک ان یحذرہ کل احد حتی للملائکۃ والرسل علیہم الصلوۃ والسلام۔ ؎ مُبْصِرَةً۔ اسم فاعل کا صیغہ ہے
ابصار سے اور اس کے معنی ہیں مُبَیِّنَۃ قال تعالٰی وَالنَّہَارَ مُبْصِرًا ای مضیئًا یا معنی میں ہے ذات ابصار کے اور یہ حال واقع ہوا ہے الناقۃ سے۔

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِی الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا یَزِیْدُهُمْ اِلَّا

[illegible]

طُغْیَانًا كَبِیْرًا ﴿۶۰﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا ع

[illegible]

اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِیْنًا ﴿۶۱﴾ ج قَالَ اَرَءَیْتَكَ

[illegible]

هٰذَا الَّذِیْ كَرَّمْتَ عَلَیَّ ز لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ

[illegible]

لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّیَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ

[illegible]

فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ

[illegible]

اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَیْهِمْ بِخَیْلِكَ وَ

[illegible]

رَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا

[illegible]

یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ

[illegible]

سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰی بِرَبِّكَ وَكِیْلًا ﴿۶۵﴾ رَبُّكُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَكُمُ

[illegible]

الْفُلْكَ فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا ﴿۶۶﴾

[illegible]

حل لغات۔
لے وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ۔ اس کا عطف ہے الرؤیا پر اور اس سے مراد ہے

درخت زقوم ہے پھر درخت زقوم کو ملعون کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اصل لغت میں لعنت کہتے ہیں دور کرنے کو۔ چونکہ یہ درخت بھی تمام صفات خیر سے دور ہے اس لئے اسے ملعون کہا گیا یا اس وجہ سے کہ اس کے کھانے والے ملعون ہیں یعنی کفار۔ لے لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ۔ اَخَّرْتَنِ اصل میں تھا ★

(بقیہ صفحہ ۷۰۴) مخلوق ہیں۔ پھر مخلوق کو معبود یا معبود کا کہ دکھا و شا دینا کیسے روا ہوگا یعنی جن کو کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اللہ کی جناب میں وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ جو بندہ بہت نزدیک ہو اُسی کا وسیلہ پکڑیں اور وسیلہ سب کا پیغمبر (کی تابعداری) ہے۔ آخرت میں اُن ہی سے شفاعت ہوگی۔ (موضح) مطلب یہ جن کو تم اپنا مددگار سمجھ کر پکارتے ہو وہ خود اپنے رب کی عبادت کرکے اس کا قرب تلاش کرتے ہیں۔ ان میں جو زیادہ مقرب ہیں وہی زیادہ قرب الٰہی کے طالب رہتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ کس سبب سے زیادہ مقرب بندہ کی دُعا روغیرہ کو حصول قرب کا وسیلہ بنائیں۔ بس وسیلہ نیک اعمال کا یا نیک لوگوں کی دُعا کا جن کی زندگی دنیاوی زندگی ہو لینا قرآن و حدیث سے ثابت ہوا۔ ابو عمار کفاہ الغفار۔

ف۷ یعنی تقدیر میں لکھ چکے ہر شہر کے لوگ ایک بزرگ ٹھہرا کر پوجتے ہیں کہ ہم اس کی رعیت ہیں اور اس کی پناہ میں ہیں، سو وقت آنے پر کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ (موضح القرآن)

ف۸ یعنی یہ فیصلہ بالکل حتمی اور اٹل ہے جو علم الٰہی میں طے ہو چکا اور لوح محفوظ میں لکھا گیا کوئی طاقت اُسے روک نہیں سکتی، لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ إِلَّا مَنْ رَّحِمَ۔

ف۹ یعنی ہدایت موقوف نہیں نشانی پر۔ (موضح القرآن)

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ شاید آپ کو خیال ہوا ہوگا کہ فرمائشی نشان نہ دکھلانے پر کفار کو ہنسنے اور طعن کرنے کا موقع ملے گا کہ اگر یہ پیغمبر ہوتے تو ہماری طلب کے موافق نشان دکھلاتے، اسلئے آپ کو مطمئن کیا کہ سب لوگوں کو تیرے رب کے علم و قدرت نے گھیر رکھا ہے، نہ کوئی اس کے علم سے باہر ہے نہ قدرت کے گھیرے سے نکل کر جا سکتا ہے سب اس کے قبضہ میں ہیں آپ اُن کے طعن و تشنیع کی طرف قطعاً التفات نہ کریں وہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے آپ اپنا کام کئے جایئے اور ان کے فیصلوں کو بالکلیہ ہم پر چھوڑ دیجئے ہم جانتے ہیں کہ فرمائشی نشان دیکھ کر بھی یہ لوگ آپ کی بات ماننے والے نہ تھے اور اس کے بعد ہماری سزا سے چھوٹ کر نکل بھاگنا بھی ممکن نہ تھا اور یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ لوگوں میں سے کون فی الحال تباہ کر ڈالنے کے لائق ہیں اور کن لوگوں کا باقی رکھنا مصلحت ہے لہٰذا آپ ان معاملات میں نہ پڑئیں یہ سب ہمارے محاصرہ میں ہیں، آخر مسلمان ہو کر رہیں گے "دکھاوے" سے مراد شب معراج کا نظارہ ہے جسکے بیان سے لوگ جانچے گئے۔ سچوں نے تسلیم کر مانا اور کچوں نے جھوٹ جانا زقوم کا درخت جسے قرآن میں فرمایا کہ دوزخ والے کھائیں گے۔ ایمان والے یقین لائے اور منکروں نے کہا کہ دوزخ کی آگ میں سبز درخت کیوں کر ہوگا؟ یہ بھی جانچنا تھا۔ ان دو مثالوں سے اندازہ کر لو کہ تصدیق خوارق کے باب میں ان کی طبائع کا کیا حال ہے یعنی جن کے دل اللہ کے خوف سے خالی ہوں ڈرانے سے ڈریں نہیں بلکہ اور زیادہ شرارت میں ترقی کریں۔ ان سے فرمائشی نشان دیکھ کر قبول حق کی امید رکھنا بے موقعہ ہے۔ (موضح الفرقان) ف۲ اللہ تعالیٰ کے حکم کا بے چون و چرا ماننا فرشتوں کا اور اس میں شبہات نکالنا شیطان کا کام ہے۔ یہ کافر بھی اسی کی چال چل رہے ہیں جو بات بات میں کج بحثیاں کرتے ہیں مگر یاد رہے کہ ان کا انجام بھی وہی ہونے والا ہے جو اُن کے امام ابلیس لعین کا ہوگا۔ (موضح الفرقان) ف۳ یعنی تھوڑے سے چھوڑ کر باقی سب کو مسخر کر لوں گا جیسے گھوڑے کو لگام دے کر قابو کر لیا جاتا ہے۔ پھر جو میرے سامنے اتنا کمزور ہے اُسے مجھ پر فضیلت دینا کس طرح جائز ہوگا؟ (موضح الفرقان) ف۴ یعنی جا، جتنا زور لگا سکتا ہے لگا لے! یہاں بھی تیرے لئے تیرے ساتھیوں کے واسطے جیل خانہ تیار ہے۔ (موضح) ف۵ یعنی وہ آواز جو اللہ کے عصیان کی طرف بلاتی ہو، مراد اس سے وسوسہ ڈالنا ہے اور مزامیر (باجا گاجا) بھی اس میں داخل ہو سکتا ہے یعنی ساری طاقت صرف کر ڈال اور پوری قوت سے لشکر کشی کر! اللہ کی معصیت میں لڑانے والے سب شیطان کے سوار اور پیادے ہیں جن ہوں یا انس (موضح الفرقان) مال میں شیطان کی شرکت یہ کہ حرام طریق سے کمایا جائے مثلاً چوری، ڈاکہ، رشوت، سود خواری وغیرہ یا حرام کاموں میں خرچ کیا جائے مثلاً غیر اللہ کی نذر و نیاز میں گانے بجانے، شراب خوری، قمار بازی، رنڈی بازی، پتنگ بازی، مرغ بازی، (باقی بر صفحہ ۷۰۹)

★ اَخَّرْتَنِ یائے متکلم حرف شرط کی وجہ سے حذف ہو گئی لاحتنکن لئن اخرتن کا جواب۔ احتناک کہتے ہیں کسی چیز کو پورا پورا لے لینا۔ جب کوئی شخص کسی کا سارا مال لے لیتا ہے تو احتنک فلان ما عند فلان من مال بولا کرتے ہیں اور جب ٹڈی کھیتی کو بالکل کھا جاتی ہے تو احتنک الجراد الزرع بولا جاتا ہے۔ ٭ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ۔ استفزاز کہتے ہیں اُبھارنے اُکسانے کو بولا کرتے ہیں افزہ الخوف واستفزہ ای ازعجہ۔ ٭ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ۔ اَجْلِبْ لیا گیا جلبۃ سے اور جلبۃ کہتے ہیں چیخ کو۔ اس میں ایک لغت جَلَب بھی ہے جیسے ظلمۃ اور ظلم، شفقۃ اور شفق۔ اہل لغت کہتے ہیں کہ جلب کہتے ہیں دشمن پر لشکر کو چڑھا لانا بولا کرتے ہیں اجلب علی العدو اجلابا اذا جمع علیہ الخیول۔ بخیلک میں بے زائدہ ہے اور خیلک مفعول ہے اجلب کا و رجلک کا عطف بخیلک پر۔ خیل کے معنے ہیں سوار قال علیہ الصلوٰۃ والسلام یا خیل اللہ ارکبی۔ رَجِل جمع ہے راجل کی جس طرح تجر تاجر کی اور صحب صاحب کی رکب راکب کی۔ راجل کہتے ہیں پیادے کو۔ ٭ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ۔ مشارکۃ فی الاموال سے مراد ہے شیطان کا مال حرام جمع کرنے اور اس میں تصرف بے جا کرنے پر لوگوں کو اُبھارنا اُکسانا اور مشارکۃ فی الاولاد کے معنے ہیں انہیں ولادت کے اسباب محرمہ کی ترغیب دینا ٭ يُزْجِي۔ ازجار کہتے ہیں کسی چیز کو حالاً بعد حال چلانا یہاں مراد ہے دریا میں کشتی چلانا۔

وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِى الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ

اور جب پہنچتی ہے تم کو سختی دریا کے گم ہو جاتے ہیں جن کو پکارتے ہو مگر وہی

اور جب سمندر میں تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس کے سوا جس کسی کو تم پکارا کرتے ہو وہ (تمہیں) بھول جاتے ہیں ۔

فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ

پس جب بچا لاتا ہے تم کو طرف جنگل کی منہ پھیر لیتے ہو اور ہے آدمی

پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف لے آتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو ۔ اور انسان ہے ہی

كَفُوْرًا ﴿۶۷﴾ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ

ناشکر گزار سو کیا بے ڈر ہو تم اس سے کہ دھنسا دیوے تم کو طرف جنگل کے یا بھیج دیوے

ناشکرا کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ تم کو خشکی کے کسی کنارے میں دھنسا دے

عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ﴿۶۸﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ

اوپر تمہارے مینہ پتھروں کا پھر نہ پاؤ تم واسطے اپنے کوئی کارساز یا نڈر ہو تم اس سے

یا تم پر سخت آندھی چلا دے ۔ پھر تم اپنا کوئی کارساز نہ پاؤ یا کیا تم بے خوف ہو کر

يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ

کہ پھیر لے تم کو بیچ اس کے بار دوسری پس بھیجے اوپر تمہارے کشتی توڑنے والی ہوا سے

وہ تمہیں اسی سمندر میں لے جائے پھر تم پر ہوا کا ایک جھکڑ بھیجے اور تمہاری ناشکری کے بدلے

فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ﴿۶۹﴾ وَ

پس ڈبا دیوے تم کو بسبب انکار کرنے تمہارے کے پھر نہ پاؤ تم واسطے اپنے اوپر ہمارے بدلا لینے کو پیچھا کرنے والا اور

تم کو غرق کر دے پھر اس کے لئے تم کو ہمارا پیچھا کرنے والا کوئی نہ ملے اور

لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْۤ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ

البتہ تحقیق عزت دی ہم نے بنی آدم کو اور چڑھا لیا ہم نے ان کو سواری پر بیچ جنگل کے اور دریا کے اور روزی دیا ہم نے ان کو

اس میں مطلق شک نہیں کہ ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی اور خشکی و تری میں ان کو سوار کیا اور حلال و پاک

الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿۷۰﴾ يَوْمَ

پاکیزہ سے اور بزرگی دی ہم نے ان کو اوپر بہتوں کے ان لوگوں سے کہ پیدا کیا ہم نے بزرگی دینا جس دن

چیزوں سے ان کو روزی عطا کی اور جو مخلوقات ہم نے پیدا کی ہے اسمیں سے اکثر پر ہم نے ان کو فضیلت دی (یاد کرو)

نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِىَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ

بلاویں گے ہم سب لوگوں کو ساتھ پیشواؤں ان کے کے پس جو کوئی دیا گیا اعمالنامہ اپنا بیچ داہنے ہاتھ اپنے کے

جس دن کہ ہم تمام لوگوں کو ان کے پیشوا کے ساتھ بلائیں گے ۔ تو جس کا اعمالنامہ ان کے داہنے ہاتھ میں دیا گیا

فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۱﴾ وَمَنْ كَانَ

پس وہ لوگ پڑھیں گے اعمالنامہ اپنا اور نہ ظلم کئے جاویں گے تاگے برابر بھی اور جو کوئی ہے

وہ اپنے اپنے اعمالنامے کو پڑھیں گے اور ان پر ایک تاگے کے برابر بھی ظلم نہ ہوگا اور جو اس دنیا میں

فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۲﴾ وَاِنْ

بیچ اس دنیا کے اندھا پس وہ بیچ آخرت کے اندھا ہے اور بہت بھٹکا ہوا ہے راہ سے اور تحقیق

اندھا رہا ۔ سو وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا اور رستہ سے بہت بھٹکا ہوا اور جو قریب

ع

حل لغات ۔ ۱؎ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ ۔ خسف اور خسوف کہتے ہیں ایک چیز میں ایک چیز کو داخل کرنا جب اس کا عدد سرا میں غائب ہو جاتا ہے تو عین خاسف بولا کرتے ہیں اسی طرح جب چشمے کا پانی زمین کی تہ میں غائب ہو جاتا ہے تو عین خاسف کہتے ہیں ۔ ۲؎ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۔ حصب کے لغوی معنی ہیں پھینکنا بولا کرتے ہیں ★

(بقیہ صفحہ ۴۰۸) تیر بازی وغیرہ میں۔ (فائدہ ستاریہ)

ف ابلیس کو کہا جا رہا ہے یعنی دل میں ارمان دو رکھو، انکو ہر طرح اُبھار کر مال و اولاد میں تیرا حصہ لگائیں یعنی یہ چیزیں ناجائز طریقہ سے حاصل کریں اور ناجائز کاموں میں صرف کریں۔ اولاد میں شرکت یہ کہ زنا سے اولاد پیدا ہو یا اولاد کا وہ نام رکھا جائے جو شرک ہے جیسے عبدالنبی عبدالرسول، عبدالحسین، کنیز فاطمہ، امۃ الرسول، غلام محی الدین غلام جیلانی، پیر بخش، مدار بخش، سالار بخش، احمد بخش، حسین بخش وغیرہ یا اولاد کو وہ پیشے سکھائے جائیں جو حرام ہیں مثلاً قبروں کا مجاور بننا، گانا بجانا، زنا کاری، فوٹو گرافی، تصویر کشی وغیرہ (ستاریہ) تفسیر معالم میں ہے کہ ابلیس شیطان لعین نے کہا یا اللہ تو نے انبیاء کو دنیا میں بھیجا اور کتابیں نازل کیں لیکن میری کتاب بھی کوئی ہونی چاہیے جس سے میں لوگوں کو اپنی طرف راغب کروں۔ اللہ نے فرمایا کہ تیری کتاب (شرع کے خلاف) شعر اشعار ہیں۔ اُس نے کہا کہ میرا لکھنا کیا ہے فرمایا بدن گودنا۔ اُس نے کہا میرے قاصد کون ہیں؟ فرمایا کاہن نجومی رمال جفار، فال نکالنے والے۔ اس نے کہا میرا خاص مقام کیا ہے؟ فرمایا حمام وغیرہ (عیاشی کے اڈے) اُس نے کہا میری مجلس اور بیٹھک کہاں ہے؟ فرمایا بازار۔ اُس نے کہا میرا کھانا کیا ہوگا؟ فرمایا جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے (بلکہ غیر اللہ کا نام لیا جائے) اُس نے کہا میرا پینا کیا ہوگا؟ فرمایا جو نشہ لانے والی چیزیں ہیں۔ اُس نے کہا میری رسی یعنی جس کے ذریعے سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچوں وہ کیا ہوگا؟ فرمایا عورتیں۔ اُس نے کہا میری اذان کیا ہوگی یعنی جیسے ذریعے سے لوگوں کو بلاؤں؟ فرمایا باجا گانا بجانا وغیرہ۔ (حدیث التفاسیر) پس سمجھ لو شیطان جو خلاف شرع کاموں کے سبز باغ دکھاتا ہے اُس سے فریب کھانا احمق کا کام ہے۔ اس کے سب بھرے دغا بازی اور فریب ہیں۔ شیطان قیامت کے دن خود اقرار کرے گا وَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ (سورۂ ابراھیم رکوع ۴)

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ یعنی مصیبت کے وقت دریا میں اللہ کے سوا کوئی پیر فقیر بزرگ نبی ولی جن کی بھی پوجا کرتے تھے یاد نہیں رہتے، سب کو بھول جاتے ہیں جس طرح عکرمہ بن ابی جہل کو اتفاق ہوا تھا کہ جب وہ دن فتح مکہ کے ڈر کر بھاگے تو دریائی سفر کیا تاکہ ملک حبش میں چلا جائے۔ جب سخت ہوا چلی اور خطرہ لاحق ہوا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے اللہ کے سوا کوئی پکارنے کے قابل نہیں۔ عکرمہؓ کے دل میں آیا جب دریا میں اکیلا اللہ ہی نافع ہے تو خشکی میں کیوں کسی کو نافع وضار سمجھا جائے۔ اُسی وقت عہد کیا کہ میں تو واپس محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر اسلام قبول کرتا ہوں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ اسلام لائے۔ اِس زمانہ کے مشرک کا یہ حال ہے سختی ہو یا نعمت غیر اللہ ہی کے نعرے لگاتا ہے۔ کوئی شیخ عبدالقادر کو، کوئی شیخ عبدالحق کو، کوئی خواجہ خضر کو، کوئی حضرت علیؓ کو پھر باوجود اس شرک کے اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں۔ (ابن کثیر وغیرہ ستاریہ)

ف۲ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ وَذُرِّيَّتَهُ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يَا رَبِّ خَلَقْتَهُمْ يَأْكُلُوْنَ وَيَشْرَبُوْنَ وَيَنْكِحُوْنَ وَيَرْكَبُوْنَ فَاجْعَلْ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْآخِرَةَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا أَجْعَلُ مَنْ خَلَقْتُهُ بِيَدِيْ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ كَمَنْ قُلْتُ لَهُ كُنْ فَكَانَ (مشکوٰۃ کتاب الانبیاء) یعنی جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اور ان کی اولاد کو پیدا کیا تو فرشتوں نے کہا یا اللہ تو نے انسان کو کھانا پینا لباس اور سواری وغیرہ کا سامان دیا ہے۔ بس انکو دنیا کی نعمتیں دے دیں اور آخرت کی نعمتیں ہمارے لئے کر دے۔ اللہ نے فرمایا جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی روح میں سے اس کے اندر پھونکا اس کو ایسی مخلوق کے مانند نہ کروں گا جسکو صرف حکم دیا کہ ہو جا پس وہ ہو گیا یعنی تمہارا مرتبہ ان کے مانند نہ کروں گا (حضرت الملائکہ)

ف۳ یہاں امام کے معنی میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ ایک جماعت صحابہؓ نے اور تابعینؒ نے کہا مراد کتاب ہے یعنی یہودی تورات، عیسائی انجیل، امت محمدیہ قرآن کے ساتھ بلائے جائیں گے۔ ابن عباسؓ نے کہا مراد اعمال نامہ ہے۔ تفسیر جامع البیان، معالم، جلالین، مدارک، بیضاوی، رحمانی وغیرہ نے بھی اعمالنامہ ہی مراد لیا ہے۔ سورہ جاثیہ میں ہے كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعٰى إِلٰى كِتَابِهَا۔ اور ترمذی کتاب التفسیر میں ہے يُدْعٰى أَحَدُهُمْ فَيُعْطٰى كِتَابَهٗ یعنی ہر ایک بلایا جائے گا اور عمل نامہ دیا جائے گا نیکوں کو داہنے ہاتھ میں اور بدوں کو پیچھے سے بائیں ہاتھ میں۔ اصحاب یمین وہ ہوں گے جنھوں نے دنیا میں حق کو قبول کر کے اپنی فطری شرافت اور انسانی کرامت کو باقی رکھا جس طرح دنیا میں انھوں نے دیکھ بھال کر تحقیق کر کے قرآن و حدیث پر عمل کیا، آخرت میں اُنکی وہ احتیاط کام آئی۔ (باقی بر صفحہ ۴۱۰)

حصبۃ احصب حصباً اذا رمیتہ اور اسی سے قول تعالیٰ حصب جہنم ای یلقون فیہا۔ حاصب وہ ہوا جو مٹی اور کنکر پھینکتی ہے۔ اسی طرح جس ابر سے اولہ اور برف برستا ہے اسے بھی حاصب کہتے ہیں۔ ؎ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا۔ قاصف کہتے ہیں کاسر کو بولا کرتے ہیں قصفت الشیٔ بقصفہ قصفاً اذا کسرہ بشدۃ قاصف وہ ہوا جو درخت کو توڑ دے۔ یہاں شدید ہوا مراد ہے جو کشتی کو توڑ کر غرق کر دیتی ہے۔ ؎ تَبِيْعًا۔ تبیع معنے میں ہے تابع کے اور تابع کہتے ہیں پیچھا کرنے والے کو۔ ؎ وَإِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ۔ اِن مخففہ ہے مثقلہ سے اور لام فارق ہے اِن مخففہ اور نافیہ میں۔ فتنہ کے اصلی معنے ہیں اختبار کے۔ جب زرگر سونا آگ میں داخل کرتا اور پگھلاتا ہے تاکہ کھرا کھوٹا معلوم ہو جائے تو فتن الصائغ الذہب بولا جاتا ہے۔ پھر اس کا استعمال ازالہ کے معنے میں ہونے لگا لیفتنونک معنے میں ہے یزیلونک دیکھو فرنگ کے۔

كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا

نزدیک تھے کہ البتہ بہکا دیں تجھ کو اس چیز سے کہ وحی کی ہم نے طرف تیری تاکہ باندھ لے تو اوپر ہمارے

ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے یہ لوگ اس سے آپ کو بہکانے لگے تھے تاکہ آپ اس کے سوا ہماری نسبت (افترا)

غَيْرَهُ ۖ وَإِذًا لَّاتَّخَذُوكَ خَلِيلًا ﴿٧٣﴾ وَلَوْلَا أَن ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ

سوائے اس کے اور اس وقت البتہ پکڑتے تجھ کو دوست اور اگر نہ ثابت رکھتے ہم تجھ کو البتہ تحقیق

کریں اور اس وقت وہ آپ کو اپنا جانی دوست بنا لیتے اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم بنا کر نہ رکھا ہوتا تو البتہ

كِدتَّ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا ﴿٧٤﴾ إِذًا لَّأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ

نزدیک تھا تو کہ جھک جاوے طرف ان کے کچھ تھوڑا اس وقت البتہ چکھاتے ہم تجھ کو دوگنا عذاب زندگانی (دنیا)

ضرور آپ ان کی طرف کچھ نہ کچھ مائل ہو جاتے (اور) اگر ایسا ہوتا تو ہم آپ کو زندگی میں اور

وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا ﴿٧٥﴾ وَإِن كَادُوا

اور دوگنا عذاب موت کا پھر نہ پاتا تو واسطے اپنے اوپر ہمارے مددگار اور تحقیق نزدیک تھے کہ

موت کے بعد دوگنی سزا کا مزہ چکھاتے پھر آپ کو ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار بھی نہ ملتا اور یہ لوگ آپ کو اس

لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا ۖ وَإِذًا لَّا يَلْبَثُونَ

پھسلا دیں تجھ کو اس زمین سے تاکہ نکال دیویں تجھ کو اس میں سے اور اس وقت نہ رہیں گے

سرزمین سے پھسلا ہی دینے لگے تھے تاکہ آپ کو جلاوطن کر دیں اور اگر ایسا ہوتا تو وہ بھی آپ کے

خِلَافَكَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٧٦﴾ سُنَّةَ مَن قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِن رُّسُلِنَا ۖ

پیچھے تیرے مگر تھوڑے عادت ان شخصوں کی کہ بھیجا ہم نے ان کو پہلے تجھ سے پیغمبروں اپنے سے

بعد زیادہ نہ ٹھہر سکتے آپ سے پہلے ہم نے جس قدر بھی رسول بھیجے ہیں ان کا بھی دستور رہا ہے

وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ﴿٧٧﴾ أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَىٰ

اور نہ پاوے گا تو واسطے عادت ہماری کے تغیر قائم کر نماز کو واسطے ڈھلنے سورج کے

اور تم ہمارے دستور میں (کبھی بھی) رد و بدل نہ پاؤ گے سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک (ظہر، عصر، مغرب، عشاء کی)

غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ ۖ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ﴿٧٨﴾

اندھیرے رات تک اور قرآن پڑھنا فجر کو تحقیق قرآن پڑھنا فجر کا ہے حاضر کیا گیا

والی) نمازیں پڑھا کرو اور (ان کے علاوہ) فجر کی نماز بھی پڑھو بیشک فجر کی نماز کا پڑھنا (فرشتوں کی) حاضری کا وقت ہے۔

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ

اور تھوڑی سی رات کو پس نماز تہجد کر ساتھ قرآن کے پڑھتے واسطے تیرے شتاب ہے کہ بھیجے تجھ کو رب تیرا

اور کچھ رات گئے نماز تہجد میں پڑھا کرو یہ آپ کے لئے مزید نفل ہے۔ عجب نہیں کہ آپ کا پروردگار آپ کو

مَقَامًا مَّحْمُودًا ﴿٧٩﴾ وَقُل رَّبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي

مقام محمود میں داخل کرے اور کہہ اے میرے رب داخل کر مجھ کو داخل کرنا سچا اور

مقام محمود میں داخل کرے اور دعا مانگئے کہ فرمایا: مجھے عزت سے (مدینہ میں) داخل کیجئے اور (مکہ سے)

أَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا ﴿٨٠﴾

نکال مجھ کو نکالنا سچا اور کر واسطے میرے نزدیک اپنے سے غلبہ مدد دینے والا

عزت کے ساتھ نکالئے اور اپنے ہاں سے غلبہ و نصرت عطا کیجئے!

ع ۸

حل لغات۔

لہ کِدتَّ تَرْكَنُ۔ کِدتَّ اصل میں تھا کَوِدْتَ۔ واؤ کا ضمہ نقل کرکے ماقبل کو دیا اجتماع ساکنین کی وجہ سے واو گر پڑا۔ دال نے قریب المخرج ہیں دال کو تے سے بدل کر تے میں ادغام کر دیا کِدتَّ ہوا۔ کاف کے ضمہ کو کسرہ سے بدل کر لیا جس طرح مِتُّ میں۔ تَرْكَنُ لیا گیا ہے رکون سے اور رکون کہتے ہیں میل کرنے کو۔ ★

(بقیہ صفحہ ۴۰۹) اُس دن وہ خوشی سے پھولے نہ سمائیں گے بڑی خوشی سے اپنا اعمال نامہ پڑھیں گے اور دوسروں کو کہیں گے هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ (الحاقّۃ) آؤ میری کتاب پڑھ لو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس سے مراد ہر زمانہ کا امام ہے خواہ امام ہدایت ہو یا امام ضلالت۔ غرض کہ قیامت کے دن ہر فرد اس چیز کی معیت میں حاضر ہوگا جس کی پیروی و اتباع کرتا تھا مثلاً مومنین کے نبی کتاب دینی پیشوا، اور کفار کے لئے کفر کے سردار، بڑے شیطان، جھوٹے معبود جنھیں فرمایا وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ (قصص) اور حدیث میں ہے لِتَتَّبِعْ كُلُّ اُمَّةٍ مَّا كَانَتْ تَعْبُدُ الخ گویا یہ ایک حسّی علامت ان کے مقبول یا مردود ہونے کی سمجھی جائے گی۔ (فتح وستاریہ و موضح۔ ابوعمار)

ف۲ یعنی ہدایت کی راہ سے اندھا رہا ویسا ہی آخرت میں بہشت کی راہ سے اندھا ہے اور بہت دور پڑا (موضح القرآن) یہ اصحاب یمین کے بالمقابل اصحاب شمال کا ذکر ہوا۔ بعض نے وَاَضَلُّ سَبِيْلًا کا مطلب یہ لیا ہے کہ دنیا میں تدارک و تلافی مافات کا امکان تھا، آخرت میں اس کی بھی دور جا پڑا کیونکہ اب تدارک و تلافی کا امکان ہی نہیں رہا۔ (موضح الفرقان)

فوائد صفحہ ہٰذا

ف۱ کافر کہتے تھے کہ اس کلام میں نصیحت کی باتیں اچھی ہیں مگر ہر جگہ شرک پر عیب دیا ہے۔ یہ بدل ڈالیں تو ہم سب اسکو مانیں۔ (موضح)

ف۲ ان آیات کو پڑھتے وقت انتہائی خوف و خشیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی شان و جلال و جبروت میں غور کر کے اور وہی کہنا چاہئے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَّاَصْلِحْ لِيْ شَاْنِيْ كُلَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ یعنی اے اللہ ہمیشہ تو اپنی ہی حفاظت میں رکھیو۔ (موضح الفرقان)

ف۳ مفسرین کا اجماع ہے کہ اس سے مراد فرض نماز ہے۔ دُلُوْك کے معنے زوال آفتاب کے ہیں۔ آیت پانچوں نمازوں کو شامل ہے۔ غَسَق سے مراد تاریکی شب ہے تو دُلُوك سے غسق تک ظہر عصر مغرب عشاء داخل ہو گئیں اور قُرْاٰنَ الْفَجْرِ سے مراد نماز فجر ہے۔ تعبیر اس کی ساتھ بعض ارکان کے فرمائی جیسے کہ نماز کو رکوع کہتے ہیں۔ مَشْهُوْدًا اس کو اس لئے کہا کہ اس وقت میں دن اور رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً آیا ہے کہ فجر کی نماز میں رات اور دن کے فرشتے جمع ہوتے ہیں۔ پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم چاہو تو اس آیت کو پڑھو اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا (فتح وغیرہ)

ف۴ یعنی نیند سے جاگ کر (تہجد میں) قرآن پڑھا کر۔ یہ حکم سب سے زیادہ تجھ کو کیا ہے کہ تجھ کو مرتبہ (سب سے) بڑا دینا ہے۔ وہ تعریف کا مقام ہے شفاعت کا۔ جب کوئی پیغمبر نہ بول سکے گا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے عرض کر کر خلق کو چھڑا دیں گے تکلیف سے (موضح القرآن)

آیت ہٰذا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نماز تہجد کا حکم دینے کے ساتھ مقام محمود کی بھی امید دلائی گئی ہے کہنے ہی! آپ اس قرآن حکیم کے ساتھ نماز تہجد پڑھئے یعنی تہجد میں خوب قرآن کریم پڑھا کیجئے۔ یہ حکم آپ کے لئے زائد اور مخصوص ہے۔ امید رکھنی چاہئے کہ آپ کو آپ کا رب مقام محمود پر فائز فرمائیگا مقام محمود وہ شفاعت کا مقام ہے جہاں اگلے سب پیغمبر اللہ کے جلال سے ڈر کر شفاعت کی جرأت نہ کریں گے۔ حدیث میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کے داہنی طرف کھڑا ہونا مقام محمود ہے نیز آپ نے فرمایا جو اذان کے بعد اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآىِٕمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ پڑھے تو حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ میں اس کی شفاعت کروں گا قیامت کے دن۔ معلوم ہوا مقام محمود عالم آخرت میں اور جنت میں بلند ترین مقام ہوگا۔ اس آیت شریفہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقام محمود اور نماز تہجد میں کوئی خاص نسبت اور تعلق ہے، اس لئے جو امتی نماز تہجد سے شغف رکھے گا ان شاء اللہ تعالیٰ مقام محمود میں کسی نہ کسی درجہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اسکو بھی نصیب ہوگی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا بعد نماز فرض کے کونسی نماز افضل ہے؟ آپ نے فرمایا تہجد کی نماز افضل ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب رات کو بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَآ اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔ سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مرنے کے بعد ہم کو زندہ کر دیا اور اسی کی طرف اٹھ کھڑا ہونا ہے (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری و مسلم) حدیث ابوہریرہ میں ہے جو سو کر اٹھے وہ اپنی ناک کو تین مرتبہ جھاڑے (بخاری و مسلم) عبادہ بن صامت سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو رات کو جاگ کر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ پڑھ کر دعا کرے سو قبول ہو اور اگر وضو کر کے نماز تہجد پڑھے تو وہ بھی قبول ہو۔ ایک اور روایت سے یہ پڑھنا بھی ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِيْ وَاَسْئَلُكَ رَحْمَتَكَ اَللّٰهُمَّ زِدْنِيْ عِلْمًا وَّلَا تُزِغْ قَلْبِيْ بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنِيْ

(باقی برصفحہ ۴۱۱)

★ ۱؎ لَاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ۔ ضعف کہتے ہیں ایک چیز کی طرف آتی ہی اور چیز ہم کو جتنی وہ چیز ہے۔ مثلاً جب کوئی اپنے وکیل کو کہے کہ فلاں شخص کو کچھ دیدے اور وہ اسے ایک درہم اٹھا دے۔ موکل کہے اَضْعِفْهُ تو اس کے یہ معنے ہوا کرتے ہیں کہ ایک درہم اور دے۔ ۲؎ خِلٰفَكَ۔ خلاف معنی میں خلفک کے جس طرح بمقعدہم خلف رسول اللہ میں خلاف معنے میں خلف کے ہے۔ ۳؎ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ۔ دلوک شمس عبارت ہے آفتاب کے ڈھلنے سے جب آفتاب نصف النہار سے تجاوز کر جاتا ہے تو اہل محاورہ الشمس دالکہ بولا کرتے ہیں۔

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿٨١﴾

اور کہہ آیا حق اور مٹ گیا باطل تحقیق باطل تھا مٹ جانے والا

اور کہہ دیجئے کہ حق آگیا اور (دین) باطل مٹ گیا، بیشک باطل مٹ ہی جانے والی چیز ہے

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۙ وَلَا

اور اتارتے ہیں ہم قرآن میں سے وہ چیز کہ وہ شفا ہے اور رحمت واسطے ایمان والوں کے اور نہیں

اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں جو ایمان والوں کیلئے شفا اور رحمت ہیں اور ظالموں کو تو

يَزِيدُ الظّٰلِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ﴿٨٢﴾ وَإِذَآ أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ

زیادہ کرتا ظالموں کو مگر ٹوٹا اور جب نعمت بھیجتے ہیں ہم اوپر انسان کے

اس سے الٹا نقصان ہی ہے اور جب ہم انسان کو نعمت عطا کرتے ہیں تو وہ

أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهٖ ۖ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوسًا ﴿٨٣﴾ قُلْ كُلٌّ

منہ پھیر لیتا ہے اور دور کر لیتا ہے کروٹ اپنی اور جب پہنچتی ہے اسکو برائی ہو جاتا ہے ناامید کہہ ہر ایک

منہ پھیر لیتا ہے اور پہلو تہی کرتا لگ جاتا ہے اور جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو مایوس ہو جاتا ہے کہہ دیجئے کہ ہر

يَعْمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهٖ فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَىٰ سَبِيلًا ﴿٨٤﴾ ع ۹

عمل کرتا ہے اوپر طریق اپنے کے پس پروردگار تمہارا خوب جانتا ہے اس شخص کو کہ وہ بہت ہدایت والا ہے راہ کو

شخص اپنے طریق پر عمل کرتا ہے سو تمہارا رب اس شخص کو خوب جانتا ہے جو سب سے زیادہ راہ راست پر ہے

وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَآ أُوتِيتُمْ

اور سوال کرتے ہیں تجھ کو جان سے کہہ جان حکم پروردگار میرے کے سے ہے اور نہیں دیئے گئے تم

اور لوگ آپ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں (ان سے) کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں

مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٨٥﴾ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيٓ أَوْحَيْنَآ

علم سے مگر تھوڑا اور اگر چاہیں ہم البتہ لے جائیں وہ چیز کہ وحی کی ہے ہم نے

بہت ہی کم علم دیا گیا ہے اور اگر ہم چاہیں تو جو کچھ ہم نے آپ کی طرف وحی کیا ہے

إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيلًا ﴿٨٦﴾ إِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ إِنَّ

طرف تیری پھر نہ پاوے تو واسطے اپنے ساتھ اسکے اوپر ہمارے کارساز مگر مہربانی پروردگار تیرے کی طرف سے تحقیق

اسکو سلب کرلیں - پھر آپ کو کوئی شخص بھی نہ ملے جو ہمارے مقابلہ میں آپکا حمایتی ہو آپ کے رب کی رحمت ہو کیونکہ اسکی

فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا ﴿٨٧﴾ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَ

فضل اس کا ہے اوپر تیرے بڑا کہہ البتہ اگر اکٹھے ہوویں آدمی اور

مہربانی آپ پر بہت زیادہ ہے کہہ دیجئے کہ اگر انسان اور جن (سب کے سب) ایسی اس بات پر

الْجِنُّ عَلَىٰٓ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ

جن اوپر اس بات کے کہ لاویں مانند اس قرآن کی نہ لاسکیں گے مانند اسکی اور اگرچہ

اتفاق کرلیں کہ اس قرآن جیسا ایک قرآن بنا لائیں تو وہ ایسا قرآن بنا کر نہ لاسکیں گے اگرچہ

كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ﴿٨٨﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هٰذَا

ہووے بعض ان کے واسطے بعض کے مددگار اور البتہ طرح طرح سے بیان کیا ہم نے واسطے لوگوں کے بیچ اس

وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں اور بلاشبہ ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں

حل لغات۔

۱؎ شکل سے مشتق ہے شاکلہ۔ شاکلہ کہتے ہیں طریقت ومذہب کو جب کسی رستے سے بہت سی راہیں پھٹتی ہیں تو ہر طریق ذوشواکل بولا کرتے ہیں۔

۲؎ وَلَوْ کَانَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ ظَھِیْرًا - ظہیر کہتے ہیں پشت پناہ اور حمایتی کو ماخوذ ظہر سے جس کے معنی ہیں پشت۔

(بقیہ صفحہ ۴۱۰) وَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ
أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ معاذ بن جبل رض سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جو مسلمان رات کو ذکر الٰہی کرتا ہوا باوضو سوئے پھر رات کو جاگ کر
اللہ سے بھلائی مانگے اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ خَيْرًا تو اللہ تعالیٰ اسکو دیتا ہے
محدثین کے نزدیک درج ذیل کلمات کو معشرات سبعہ کہتے ہیں یعنی
اس حدیث میں سات کلمے ہیں اور ہر کلمہ دس بار پڑھا جاتا ہے (۱) اَللّٰهُ
أَكْبَرُ (۲) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (۳) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ (۴) سُبْحَانَ الْمَلِكِ
الْقُدُّوْسِ (۵) أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ (۶) لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ (۷) اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ
مِنْ ضِيْقِ الدُّنْيَا وَضِيْقِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ - ربیعہ بن کعب رض سے نسائی و ترمذی
شریف میں رات کو یہ پڑھنا بھی ثابت ہے سُبْحَانَ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ سُبْحَانَ
اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ - اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بخاری مسلم میں
یہ دعا پڑھنی آئی ہے اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ
الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ
وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ
وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ
فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ
أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات میں اپنی
خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے یہاں رہا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن کے
پاس تھے - پھر آپ اپنی اہل سے کچھ باتیں کرنے کے بعد سو گئے جب
پچھلی رات ہوئی تو آپ بیدار ہوئے اور آسمان کی طرف دیکھ کر سورۂ آل عمران
کا آخری رکوع إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے ختم سورت کی آیتیں پڑھیں -
مذکورہ تمام ادعیہ مسنونہ ہیں جو پچھلی رات یعنی تہجد کے وقت بیدار ہو کر
پڑھنے کی ہیں - نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تہجد پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے
تو لفظ اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ لیتے اور پڑھتے اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيْلَ وَ
مِيْكَائِيْلَ وَإِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ إِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ
مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝
سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ
غَيْرُكَ - اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا ۝ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ
الرَّجِيْمِ ۝ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ - اَللّٰهُ أَكْبَرُ - اَللّٰهُ أَكْبَرُ
ذُو الْمَلَكُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ - اس کے بعد قراءت
شروع کرتے - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت مشکوٰۃ میں بحوالہ
بخاری مسلم یہ الفاظ ہیں كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْمَا بَيْنَ
أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ
مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام رات جو تہجد کی
نماز پڑھتے تو دو دو رکعت کرکے پڑھتے - ہر دو رکعت پر سلام پھیر
دیتے اور ایک وتر پڑھتے - اس طرح مع وتر گیارہ رکعتیں ہو جاتیں -
فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ
خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْإِقَامَةِ
فَيَخْرُجُ - پھر فجر کا وقت ہو جاتا تو آپ دو رکعت فجر کی سنتیں پڑھ کر داہنی
کروٹ پر لیٹ جاتے حتیٰ کہ مؤذن جماعت کرانے کے لئے آپ کو بلانے آتے
تو آپ تشریف لے جاتے - ابن عباس رض کی روایت میں ہے کہ آپ کی یہ دعا
ہوتی تھی یعنی آپ فجر کی سنتوں کے بعد یہ دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ
قَلْبِيْ نُوْرًا وَفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَعَنْ يَمِيْنِيْ نُوْرًا وَعَنْ يَسَارِيْ
نُوْرًا وَفَوْقِيْ نُوْرًا وَتَحْتِيْ نُوْرًا وَأَمَامِيْ نُوْرًا وَخَلْفِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِيْ نُوْرًا وَفِيْ
لِسَانِيْ نُوْرًا وَعَصَبِيْ نُوْرًا وَلَحْمِيْ نُوْرًا وَدَمِيْ نُوْرًا وَشَعْرِيْ نُوْرًا وَبَشَرِيْ
نُوْرًا وَاجْعَلْ فِيْ نَفْسِيْ نُوْرًا وَأَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ أَعْطِنِيْ نُوْرًا - حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا إِذَا صَلّٰى
أَحَدُكُمْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيَضْطَجِعْ عَلٰى يَمِيْنِهِ - یعنی جب تم میں سے
کوئی فجر کی سنتیں پڑھے تو اسکو چاہئے کہ داہنی کروٹ پر لیٹے - تہجد
کے فضائل وغیرہ کا مفصل بیان اس قرآن مجید کے صفحہ ۵۸۰ و ۸۰۷
کے فوائد میں بھی پڑھئے - ف۵ یعنی جہاں مجھے پہنچانا ہے (مثلاً مدینہ
میں) نہایت آبرو اور خوبی و خوش اسلوبی سے پہنچا کر حق کا بول بالا
رہے اور جہاں سے نکالنا یعنی علیحدہ کرنا ہو (مثلاً مکہ سے) تو وہ بھی
آبرو اور خوبی و خوش اسلوبی سے ہو کہ دشمن ذلیل و خوار اور دوست
شاداں و فرحاں ہوں اور بہر صورت سچائی کی فتح اور جھوٹ کا سر
نیچا ہو، غلبہ و تسلط عنایت فرما جس سے تیرے دین کی مدد و نصرت
ہو - (خلاصہ موضح الفرقان)

(فوائد صفحہ ھذا)

ف۱ یعنی غلبہ دین آیا اور کفر بھاگا مکہ میں سے اور تمام عرب میں سے
(موضح القرآن) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے دَخَلَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّوْنَ وَثَلٰثُ مِائَةِ نُصُبٍ
فَجَعَلَ يَطْعَنُهَا بِعُوْدٍ فِيْ يَدِهِ وَيَقُوْلُ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ الخ بخاری
مصری صفحہ ۲۸۶ یعنی جب مکہ فتح ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم خانہ کعبہ میں آئے تو تین سو ساٹھ بت خانہ کعبہ کے گرد رکھے ہوئے
تھے - آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی اس سے ان بتوں کو مارتے جاتے
تھے اور فرماتے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ الخ (حدیث تفاسیر)
ف۲ کفر، نفاق، حسد، بغض وغیرہ امراض باطنی روحانی کے لئے
قرآن کا شفا بخش ہونا ظاہر ہے لیکن جسمانی ظاہری شفاء کا اثر بھی قرآن
میں اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے - بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی مرض بیماری ہو جاتی تو آپ
معوذتین و اخلاص پڑھ کر دم کر لیتے تھے - غرض کہ قرآن شریف میں روحانی
و جسمانی علاج ہے - ہاں جو مریض اپنی جان کا دشمن طبیب اور علاج سے
دشمنی ہی کی ٹھان لے تو ظاہر ہے جس قدر علاج (باقی فائدہ صفحہ ۴۱۲)

الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٨٩﴾ وَقَالُوْا

قرآن کے ہر مثال سے پس انکار کیا اکثر لوگوں نے مگر کفر کرنا قبول اور کہا انہوں نے

ہر طرح کی باتیں بار بار بیان کی ہیں مگر اکثر لوگ انکار کئے بغیر نہ رہے اور انہوں نے کہا

لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿٩٠﴾ اَوْ تَكُوْنَ

ہرگز نہ ایمان لائیں گے ہم واسطے تیرے یہاں تک کہ پھاڑ دے تو واسطے ہمارے زمین میں سے چشمہ یا ہووے

ہرگز آپ پر ایمان نہیں لائیں گے۔ جبتک کہ آپ زمین میں ہمارے لئے ایک چشمہ نہ جاری کر دیں یا آپ کا کھجوروں

لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿٩١﴾

واسطے تیرے باغ کھجوروں کا اور انگوروں کا پس بہا دے تو نہریں درمیان اس کے پھاڑ کر

اور انگوروں کا ایک باغ ہو۔ سو آپ اس میں جگہ جگہ بہت سی نہریں بہا نکالیں

اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَ

یا گرا دے تو آسمان کو جیسا گمان کرتا ہے تو اوپر ہمارے ٹکڑے ٹکڑے یا لے آوے تو اللہ کو

یا جیسا کہ آپ کہا کرتے ہیں آسمان کے ٹکڑے ہم پر گرا دیں یا اللہ کو اور فرشتوں کو سامنے

الْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿٩٢﴾ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى

فرشتوں کو مقابل یا ہو واسطے تیرے ایک گھر سونے کا یا چڑھ جائے تو

لا کھڑا کر دو یا آپ کے لئے کوئی سونے کا آراستہ گھر ہو یا آپ

فِى السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا

بیچ آسمان کے اور ہرگز نہ مانیں گے ہم چڑھ جانے تیرے کو یہاں تک کہ اتار لاوے اوپر ہمارے کتاب

آسمان پر چڑھ جائیں اور ہم آپ کے چڑھنے کو بھی نہیں تسلیم کریں گے۔ جبتک کہ آپ ہمارے لئے اور دے ایک

نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّىْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿٩٣﴾ وَمَا ع ۱۰

کہ پڑھیں ہم اس کو کہہ دو پاک ہے پروردگار میرا نہیں ہوں میں مگر آدمی پیغام پہنچانے والا اور نہیں

کتاب؛ اتار لائیں جسے ہم پڑھ سکیں۔ کہہ دیجئے کہ سبحان اللہ! میں تو کچھ نہیں مگر صرف خدا کا پیغام پہنچانے والا ایک بشر ہوں۔ اور جب

مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا

منع کیا لوگوں کو یہ کہ ایمان لاویں جس وقت آئی ان کے پاس ہدایت مگر یہ کہ کہا انہوں نے

لوگوں کے پاس ہدایت آئی تو کوئی چیز سوائے اس کے ایمان لانے سے ان کو مانع نہیں ہوئی کہ انہوں نے کہا

اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿٩٤﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ

کیا بھیجا اللہ نے آدمی کو پیغام پہنچانے والا کہہ اگر ہوتے بیچ زمین کے فرشتے

کیا اللہ نے ایک بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے کہہ دیجئے کہ اگر زمین پر فرشتے (رہتے) ہوتے کہ اطمینان سے

يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿٩٥﴾

چلا کرتے آرام سے البتہ اتارتے ہم اوپر ان کے آسمان سے فرشتہ پیغام پہنچانے والا

چلتے پھرتے۔ تو ہم ان کے پاس آسمان سے فرشتہ ہی رسول بنا کر بھیجتے

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ

کہہ کفایت کرتا ہے اللہ گواہ درمیان میرے اور درمیان تمہارے تحقیق وہ ہے ساتھ بندوں اپنے کے خبردار

کہہ دیجئے کہ تمہارے اور میرے درمیان اللہ ہی گواہ کافی ہے بلاشبہ وہ اپنے بندوں کے حالات سے واقف

حل لغات۔

لہ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا۔ تفجر اور تفجّر دونوں کے ایک معنی ہیں بولا کرتے ہیں فجرت الماء فجرا و فجّرت تفجیرا مگر باب تفعیل میں کثرت و شدت پائی جاتی ہے۔ ینبوع چشمہ جس سے پانی بہتا ہے۔ بولا کرتے ہیں نبع الماء ینبع نبعا و نبوعا و نبعانا۔ ٹہ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا۔ عنب جمع ہے عنبۃ کی جس طرح

(بقیہ فائدہ صفحہ ۴۱۱) وہ وا سے نفرت کر کے دُور بھاگے گا اسی قدر نقصان اُٹھائے گا۔ (احسن و موضح)

ف۳ اللہ تعالیٰ جس قدر انسان پر فضل کرتا ہے اسی قدر وہ احسان نہیں مانتا بندگی سے جی چراتا ہے۔ پھر جب بُرا وقت آپڑتا ہے تو اس چھوڑ کر نا امید ہو بیٹھتا ہے گویا دونوں حالتوں میں اللہ سے بے تعلق رہا۔

ف۴ یہود نے آپؐ سے رُوحِ انسانی کے متعلق سوال کیا یہ کیا چیز ہے؟ آپؐ رُک گئے۔ جواب نہ دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ رُوح کے متعلق ابھی تک آپؐ کے پاس کوئی وحی نہیں آئی تھی اس لئے آپؐ نے فرمایا کہ میں کل بتاؤں گا اور انشاء اللہ نہ کہا۔ پھر پندرہ دن تک وحی بند رہی آپؐ پریشان ہوئے۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی (فائدہ ستاری) یہ امر رب ہے ایک چیز بدن میں آپڑی وہ جی اٹھا جب نکل گئی وہ مر گیا (موضح)

ف۵ آخر زمانہ میں شام کی طرف سے ایک سرخ ہوا چلے گی اس وقت قرآن کے ورقوں اور حافظوں کے دلوں سے قرآن سلب ہو جائیگا ایک حرف بھی باقی نہ رہے گا۔ پھر آپؐ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ (ابن کثیر)

ف۶ یعنی اس قرآن کا ایک معجزہ یہی ہے کہ تمام مخلوق اس کے مقابلے سے عاجز ہے اس جیسا کلام کسی کے بس کا نہیں۔ جس طرح اللہ بے مثل بے نظیر بے شریک ہے اسی طرح اسکا کلام خوبیوں سے بھرپور بزرگیوں سے معمور اعلیٰ افضل اور بے مثل ہے۔ جو لوگ اس کے مخالف اور منکر ہیں وہ حقیقت میں اللہ کے منکر اور صریحاً اس کے ناشکرے ہیں کہ انھوں نے اس نعمتِ الٰہی کی قدر نہ کی۔

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ یعنی ان کی خیر خواہی کے لئے عجیب و غریب مضامین بار بار مختلف پیرایوں میں قسم قسم کے عنوانوں سے بیان کئے جاتے ہیں لیکن اکثر احمقوں کو اس کی قدر نہیں۔ بجائے احسان ماننے کے ناشکری پر تلے ہوئے ہیں۔ (موضح الفرقان)

ف۲ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز ابو جہل اور چند قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ تم نے یہ نیا دین اگر دولت کے لالچ یا سردار بننے کی طمع سے نکالا ہے تو ہم تم کو روپیہ جمع کر دیتے اور قوم کا سردار بنانے کے لئے تیار ہیں تم یہ دین چھوڑ دو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سے کوئی بات نہیں ہے۔ میں تو اللہ کا رسول ہوں۔ اس پر انھوں نے یہ سوالات کئے، تب یہ آیات نازل ہوئیں کہ رسول کا اس میں کوئی اختیار نہیں (ابن جریر ستاریہ) میں تو صرف رسول ہوں اور رسول کا یہ کام ہے کہ جو حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے وہ سُنا دیا کرے۔ یہ نہیں کہ اپنے اختیار اور زور سے کسی کو ہدایت کر دے یا جب چاہے تب کوئی معجزہ ظاہر کر دے چنانچہ سورہٗ رعد کے چھٹے رکوع اور سورہٗ مومن کے آٹھویں رکوع میں ہے وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ یعنی کسی رسول کو یہ قدرت و اختیار نہیں ہے کہ اللہ کی مرضی بغیر کوئی نشانی یا معجزہ لا سکے، ماننے والوں کے لیے قرآن پاک، شق القمر، انگلیوں کے درمیان سے پانی کا جاری ہو وغیرہ وغیرہ دلائل و معجزات آپ کے سچے رسول ہونے پر کیا کم ہیں۔ ف۳ یعنی نورِ ہدایت کے بعد بھی آنکھیں نہ کھلیں، یہی کہتے رہے کہ آدمی ہو کر رسول کیسے ہو سکتا ہے؟ اگر اللہ کو پیغمبر بھیجنا تھا تو آسمان سے کوئی فرشتہ اُتارتا۔ فرمایا اگر روئے زمین پر فرشتے چلتے پھرتے ہوتے اور وہیں سے بستے جس طرح کہ تم رہتے بستے ہو تو ہم آسمان سے فرشتے ہی بھیجتے ان ہی کی جنس میں سے لیکن چونکہ تم لوگ بشر ہو اس لئے ہم نے براہِ لطف و رحمت تم ہی میں سے رسول بشر بھیجا۔ یہ آیت صاف دلیل ہے کہ جملہ انبیاء علیہم السلام خصوصاً ہمارے نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے انسان تھے خاکی تھے نوری نہیں تھے (فائدہ ستاریہ)

فوائد صفحہ ۴۱۳

ف۱ یہ قیامت کے دن ہوگا کہ کافر منہ کے بل اوندھے کر کے چلائے جائیں گے بخاری مصری صفحہ ۱۰۷ میں ہے قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَلَيْسَ الَّذِي أَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلَى أَنْ يُمْشِيَهُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا اس آیت کے اترنے پر کسی نے سُن کر تعجب سے کہا کہ حضورؐ! کیا کافروں کو قیامت میں اللہ سر کے بل چلا سکتا؟ آپؐ نے فرمایا جس نے اُن کو پاؤں پر چلایا ہے وہ قادر ہے کہ منہ کے بل چلائے باقی جو فرشتے جہنمیوں کو منہ کے بل گھسیٹیں گے۔ وہ دوزخ میں داخل ہونے کے بعد ہوگا يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ (القمر)

ف۲ یعنی دنیا میں دلیل سے (باقی بر صفحہ ۴۱۳)

★ قوۃل جمع ہے قوالۃ کی اور جبر جبرۃ کی۔ عنب اور اعناب وزن ہے جمع کثرت کا اور جمع قلت کا وزن ہے وہ مثات خلل کے معنے ہیں وسط اور اسی سے ہو لما سوا خلل الدیار۔ ۲ عَلَیْنَا کِسَفًا کسف کہتے ہیں ایک چیز کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کو۔ بولا کرتے ہیں کسفت الثوب اکسفہ کسفا اذا قطعتہ قطعا و الکسفۃ القطعۃ۔ ۳ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ قَبِیْلًا۔ قبیل معنی میں ہے مقابل کے جس طرح عشیر معنے میں معاشر کے۔
۴ أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِنْ زُخْرُفٍ۔ زخرف کہتے ہیں سونے کو اور کبھی اسکا استعمال زینت میں بھی ہوتا ہے قال تعالیٰ حتی اذا اخذت الارض زخرفہا وازینت ای اخذت کمال زینتہا۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ گھر کی تحسین و زینت جیسی سونے سے ہوتی ہے ویسی کسی اور چیز سے نہیں ہوتی۔

بَصِيرًا ﴿٩٦﴾ وَمَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن

دیکھنے والا اور جس کو ہدایت کرے اللہ پس وہ ہے راہ پانے والا اور جس کو گمراہ کرے پس ہرگز نہ

ہے اور سب کے دیکھنے والا اور جسے اللہ سیدھی راہ پر ڈال دے ایک وہی راہ یافتہ ہے اور جن کو وہ گمراہ کردے تو آپ ان کے لئے اس کے

تَجِدَ لَهُمْ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِهِ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ

پاوے گا تو واسطے انکے دوست سوائے اس کے اور اٹھائیں گے ہم انکو دن قیامت کے اوپر مونہوں انکے

سوائے کسی کو رفیق نہ پائیں گے اور ہم قیامت کے دن انکو اوندھے منہ اندھے ، گونگے

عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا ۖ مَّأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا ﴿٩٧﴾

اندھے اور گونگے اور بہرے ٹھکانا انکا دوزخ ہے جب بجھنے لگے گی زیادہ کریں گے ہم واسطے انکے دہکنا

اور بہرے بنا کر اٹھائیں گے۔ انکا ٹھکانا دوزخ ہوگا جب (آتش دوزخ) بجھنے کو ہوگی تو ہم اسے انکے لئے اور بھڑکا دینگے

ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُم بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا

یہ ہے سزا انکی بسبب اسکے کہ کفر کیا انہوں نے ساتھ نشانیوں ہماری کے اور کہا کہ جب ہوجاویں گے ہم ہڈیاں

یہ انکی سزا اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے ہمارے احکام کی نافرمانی کی اور کہا کیا ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہوجائیں گے

وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ﴿٩٨﴾ ۞ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ

اور بوسیدہ کیا ہم البتہ اٹھائے جاویں گے پیدائش نئی میں کیا نہیں دیکھا انہوں نے یہ کہ اللہ

تو کیا ہمیں پھر از سر نو پیدا کیا جائے گا کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ

الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَن يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ

جنے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو قادر ہے اوپر اسکے کہ پیدا کرے مانند انکے

وہ ذات اقدس ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا وہ قادر ہے کہ ان جیسے (انسان) پیدا کرے

وَجَعَلَ لَهُمْ أَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيهِ فَأَبَى الظَّالِمُونَ إِلَّا كُفُورًا ﴿٩٩﴾

اور مقرر کی واسطے انکے ایک مدت نہیں شک بیچ اسکے پس انکار کیا ظالموں نے مگر کفر کرنا

اور انکے لئے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے۔ جس میں کوئی شک نہیں مگر ظالم انکار کئے بغیر نہیں رہے

قُل لَّوْ أَنتُمْ تَمْلِكُونَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ رَبِّي إِذًا لَّأَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ

کہہ اگر ہوتے تم مالک خزانوں رحمت رب میرے کے اسوقت البتہ بند کر رکھتے تم ڈر

کہہ دیجئے کہ اگر تم میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک بھی ہوجاتے تو بھی خرچ ہوجانے کے ڈر سے انکو

الْإِنفَاقِ ۚ وَكَانَ الْإِنسَانُ قَتُورًا ﴿١٠٠﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ

خرچ ہوجانے کے اور ہے آدمی تنگ دل اور البتہ تحقیق دیں ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو (۹)

بند کرکے رکھ لیتے اور (جمع کرتے)۔ انسان بہت تنگ دل ہے اور ہم نے موسیٰ کو نو (۹) کھلی

آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۖ فَاسْأَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُمْ فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ

نشانیاں ظاہر پس سوال کر تو بنی اسرائیل سے جب آیا انکے پاس کہا واسطے اسکے فرعون نے

نشانیاں دیں۔ سو بنی اسرائیل سے پوچھ لو جب وہ (یعنی موسیٰ علیہ السلام) انکے پاس آئے۔ تو فرعون نے

إِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا مُوسَىٰ مَسْحُورًا ﴿١٠١﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنزَلَ هَٰؤُلَاءِ

تحقیق میں البتہ گمان کرتا ہوں تجھ کو اے موسیٰ جادو کیا ہوا کہا البتہ تحقیق جانتا ہے تو نہیں اتارا ان نشانیوں کو

ان سے کہا کہ اے موسیٰ میں خیال کرتا ہوں کہ تم پر کسی نے جادو کردیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تو خوب جانتا ہے کہ یہ چیزیں کسی نے نہیں اتاریں۔

منزل۴

حل لغات۔

لہ عمیاً وبکماً وصماً حال ہے ضمیر منصوب یعنی نحشرہم کے ہم سے والتقدیر کائنین علیہا عمیاً حال ہے وجوہہم کی ضمیر ہم سے اور بکماً و صماً کا عطف ہے عمیاً پر۔

لہ کلما خبت۔ خبت لیا گیا ہے خبو سے اور خبو کہتے ہیں آگ کے شعلہ کے ساکن ہونے کو یا ہلکا کرتے ہیں۔ خبت النار تخبو اذا سکن لہیبہا تو خبت معنے میں ہے ★

(بقیہ صفحہ ۴۱۲) تو نہ مانا تھا اب آنکھوں سے بار بار دیکھ لو کہ کس طرح جل مل کر از سر نو تیار کئے جا رہے ہو یعنی جس نے اتنے بڑے بڑے اجسام پیدا کئے اُسے تم جیسی چھوٹی سی چیز کا پیدا کرنا کیا مشکل ہے لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ (سورۃ المؤمن رکوع ۶) بیشک وہ تم کو اور تمہارے جیسے سب آدمیوں کو بے تکلف پیدا کر سکتا ہے، فرمایا شاید یہ کہو کہ آخر اتنے آدمی مر چکے ہیں وہ اب تک کیوں نہیں اٹھائے گئے تو فرمایا کہ سب کے واسطے قبروں سے اٹھنے اور دوبارہ زندہ ہونے کا ایک وقت مقرر ہے۔ وہ ضرور آکر رہیگا تاخیر دیکھ کر انکار کرنا حماقت ہے وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ (ھود۔ رکوع ۹) موضح الفرقان۔

ف۳ یعنی اگر تمہارے ہاتھ میں میرے رب کی رحمت کے خزانے ہوتے تو اس کو خرچ نہ کرتے اس ڈر سے کہ مبادا یہ خزائن خالی ہو جائیں حالانکہ وہ کبھی ہرگز ہو چکنے والے نہیں ہیں لیکن تمہاری طبیعت اسی بخل پر ٹھیری ہے۔ یہ آیت دلیل ہے اللہ کے کرم اور جود اور احسانِ عام اور لطفِ تام پر۔ صحیحین میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہے، نفقہ اس کو کم نہیں کرتا۔ رات دن برابر بے دریغ خرچ کرتا تم دیکھتے ہو کہ جب سے آسمان اور زمین بنایا ہے اب تک کتنا خرچ کیا ہوگا لیکن اس کا ہاتھ خالی نہ ہوا۔ (ابن کثیر)

ف۴ ابن عباسؓ، مجاہدؒ، عکرمہؒ اور اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ وہ نو نشانیاں یہ تھیں (۱) ید بیضا (۲) عصا (۳) قحط سالی (۴) پھل پھول کا نقصان (۵) طوفان کا آنا (۶) ٹڈی کا آنا (۷) جوؤں کا کثرت سے ہونا (۸) مینڈک کا ہونا (۹) خون کا ہونا۔ جامع البیان والے نے اسی کو ترجیح دی ہے (فتح، جامع، ابن کثیر) ان تمام آیات بینات کے باوجود فرعونیوں نے تکبر کیا اور اپنے عناد و سرکشی پر اڑے رہے باوجودیکہ دل یقین کر چکا تھا مگر طغیان اور عدوان کی وجہ سے کفر و انکار سے باز نہ آئے۔ پچھلی آیات سے ان آیات کا ربط یہ ہے کہ جیسے آپ کی قوم آپ سے معجزے طلب کرتی ہے ایسے ہی فرعونیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے معجزات طلب کئے تھے جو ظاہر بھی ہوئے مگر وہ پھر بھی ایمان نہ لائے آخر ش ہلاک کر دیئے گئے اسی طرح اگر آپ کی قوم بھی فرمائشی معجزوں کے آجانے کے بعد کافر ہی رہی تو پھر مہلت نہ ملے گی اور مٹا تباہ و برباد کر دی جائے گی۔ ترمذی میں

ہے کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا چل تو ذرا اس نبی سے ان کے قرآن کی اس آیت کے بارے میں پوچھ لیں کہ حضرت موسیٰ ؑ کو وہ نو آیات کیا ملی تھیں؟ دوسرے نے کہا نبی نہ کہو وہ سُن لیگا تو اس کی چار آنکھیں ہو جائیں گی۔ اب دونوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا تَمْشُوْا بِبَرِيْءٍ اِلٰى ذِيْ سُلْطَانٍ لِيَقْتُلَهٗ وَلَا تَسْحَرُوْا وَلَا تَأْكُلُوا الرِّبٰوا وَلَا تَقْذِفُوْا مُحْصَنَةً وَلَا تَوَلَّوْا الْفِرَارَ يَوْمَ الزَّحْفِ وَعَلَيْكُمْ الْيَهُوْدَ خَاصَّةً اَنْ لَا تَعْتَدُوْا فِي السَّبْتِ قَالَ فَقَبَّلُوْا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَقَالَا نَشْهَدُ اَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ فَمَا يَمْنَعُكُمْ اَنْ تَتَّبِعُوْنِيْ قَالَا اِنَّ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَعَا رَبَّهٗ اَنْ لَا يَزَالَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ نَبِيٌّ وَاِنَّا نَخَافُ اِنْ تَبِعْنَاكَ اَنْ تَقْتُلَنَا الْيَهُوْدُ (مشکوٰۃ صفحہ ۹) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے سوا کسی کو شریک نہ کرو، چوری نہ کرو، زنا نہ کرو، کسی کی جان کو ناحق قتل نہ کرو، جادو نہ کرو، سُود نہ کھاؤ، بے گناہ لوگوں کو پکڑ کر بادشاہ کے دربار میں لے جاؤ کہ ان کو قتل کرا دو۔ پاک دامن عورتوں پر بہتان نہ لگاؤ یا فرمایا کہ جہاد سے نہ بھاگو اور اے یہودیو! تم پر خاص کر یہ حکم بھی تھا کہ ہفتہ کے دن ظلم زیادتی یا شکار مت کرو۔ یہ تفصیلات سُن کر وہ بے ساختہ آپ کے ہاتھ پیروں کو چومنے لگے اور گواہی دینے لگے کہ آپ اللہ کے بیشک سچے رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تم اسلام کیوں قبول نہیں کرتے۔ کہنے لگے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ میری نسل میں نبی ضرور رہیں اور آپ ان کی نسل سے نہیں ہیں دوسرے ہمیں یہ بھی خطرہ ہے کہ اگر ہم اسلام قبول کر لیں تو یہود ہم کو زندہ نہ چھوڑیں گے۔ معجزات تو وہی ہیں جو پہلے مذکور ہوئے تھے۔ یہ وہ شرعی احکام ہیں جنکو تورات میں تعلیم و ہدایت کے ذیل میں بیان کیا گیا ہے (ملخص ابن کثیر) موسیٰ علیہ السلام کو سوائے ان آیات مذکورہ کے اور بھی بہت سے آیات دیئے گئے تھے جن کا ذکر قرآن مجید میں دیگر مقامات پر آیا ہے یعنی کسی نے تجھ پر جادو کیا ہے جس سے معاذ اللہ عقل خراب ہو گئی اسی لئے بہکی بہکی باتیں کرتا ہے۔ دوسری جگہ ہے اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْۤ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ (سورۃ الشعراء۔ رکوع ۲) گویا مسحور سے مراد مجنون ہے۔

★ سکنت اور طمانیت کے۔ ۲؎ یعنی نمبر شمار ۲۔ سعیر کہتے ہیں آگ کے روشن ہونے اور بھڑکنے کو قال تعالیٰ واذا الجحیم سعرت۔ ۳؎ مفعول مطلق مؤکد ہے من غیر لفظہ ای لبعوثون بعثا جدیدا یا حال ہے لبعوثون کی ضمیر سے ای مخلوقین مستانفین۔ ۴؎ لو انتم تملکون۔ انتم فعل مقدر کی وجہ سے مرفوع ہے جس کی تفسیر فعل مذکور یعنی تملکون کر رہا ہے کیونکہ لفظ لو فعل کے ساتھ مختص ہے اور جہاں کہیں اسم پر داخل ہوتا ہے وہاں ہمیشہ فعل مقدر ہوا کرتا ہے۔ ۵؎ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا۔ قتور بوزن فعول مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اس کے معنے ہیں بہت بخل کرنے والا بولا کرتے ہیں قتر یقتر قترا و اقتر یقتر اقتارا و قتر یقتر تقتیرا اذا بخل فی الانفاق۔

اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ

مگر پروردگار آسمانوں اور زمین کے واسطے دکھانے اور تحقیق میں البتہ گمان کرتا ہوں تجھ کو اے فرعون

سوائے ہیں و آسمانوں کے پروردگار کے اور (انہیں) تمہارے لئے سمجھانے والی باتیں اور اے فرعون ! میں خیال کرتا

مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ

ہلاک کیا گیا ہے پس ارادہ کیا یہ کہ نکال دیوے انکو زمین سے پس غرق کیا ہم نے اسکو اور جو لوگ کہ ساتھ

ہوں کہ تو ہلاک ہو جائیگا پھر اس نے چاہا کہ انکے پاؤں اس سرزمین سے اکھاڑ دے پس ہم نے اسکو اور اس کے ساتھ والے

جَمِیْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ

اسکے تھے سب کو اور کہا ہم نے پیچھے اس کے واسطے بنی اسرائیل کے رہو تم زمین میں

سب کو غرق کر دیا۔ اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم اس ملک میں رہو سہو۔ پھر جب

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا ﴿۱۰۴﴾ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَ

پس جب آوے گا وعدہ آخرت کا لے آویں گے ہم تم کو اکٹھا کر کے اور ساتھ حق کے اتارا ہے ہم نے اس کو اور

آخرت کا وعدہ آ جائیگا۔ تو ہم تم سب کو سمیٹ کر لے آئیں گے اور ہم نے اسے سچائی سے نازل کیا ہے اور

بِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ﴿۱۰۵﴾ وَقُرْاٰنًا

ساتھ حق کے اترا ہے اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو مگر بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور قرآن کو

وہ سچائی سے نازل ہوا ہے اور اے محمد ہم نے تم کو صرف خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور قرآن کو

فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِیْلًا ﴿۱۰۶﴾

جدا جدا کیا ہم نے اسکو تاکہ پڑھے تو اسکو اوپر لوگوں کے اوپر آہستگی کے اور اتارا ہم نے اسکو اتارنا آہستہ آہستہ

تھوڑا تھوڑا کر کے اس لئے نازل کیا ہے کہ تم لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر سناؤ اور ہم نے اسکو آہستہ آہستہ اتارا ہے

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ

کہہ ایمان لاؤ تم ساتھ اسکے یا نہ ایمان لاؤ تم تحقیق وہ لوگ کہ دیئے گئے ہیں علم

کہہ دو کہ تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا ہے جب انکے سامنے

قَبْلِهٖۤ اِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّیَقُوْلُوْنَ

پہلے اس سے جب پڑھا جاتا ہے اوپر ان کے گر پڑتے ہیں ٹھوڑیوں پر سجدہ کرتے ہوئے اور کہتے ہیں

(قرآن) پڑھا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں

سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَیَخِرُّوْنَ

پاکی ہے رب ہمارے کو تحقیق ہے وعدہ رب ہمارے کا البتہ کیا گیا اور گر پڑتے ہیں

سبحان اللہ ! بلاشبہ ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو کر رہا اور وہ ٹھوڑیوں کے بل

لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ وَیَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا

اوپر ٹھوڑیوں کے روتے ہوئے اور زیادہ کرتا ہے انکو عاجزی کرنا کہہ پکارو اللہ کو یا پکارو

گر پڑتے ہیں (اور) روتے ہیں اور اس سے ان کو اور زیادہ عاجزی پیدا ہوتی ہے کہہ دو کہ (خدا کو) اللہ (کے نام سے) پکارو یا

الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ

رحمٰن کو جس کو پکارو گے تم پس واسطے اسی کے ہیں نام بہت اچھے اور آواز کو مت بلند کر

رحمٰن کو جس نام سے بھی پکارو اس کے تو سب نام بہتر ہیں اور اپنی نماز نہ تو

وقف لازم

السجدۃ

حل لغات۔

۱ بصائر۔ یہاں ہے آیات سے ای بینات مکشوفات تبصرک صدقی ولکنک تعاند وتکابر۔ ۲ مثبورا۔ مثبور ہلاک کیا ہے ثبور سے اور ثبور کہتے ہیں ہلاکت کو بولا کرتے ہیں شر الرجل فھو مثبور اذا ہلک قال تعالٰی دعوا ہنالک ثبورا لا تدعوا الیوم ثبورا واحدا وادعوا ثبورا کثیرا۔ ۳ جئنا بکم لفیفا۔ لفیف مشتق ★

ف یہاں سے معلوم ہوا کہ صرف حق کا پہچان لینا کام نہیں دیتا جب تک احکام شرعیہ کی پابندی نہ کی جائے۔ (سلفیہ)

ف۲ جب فرعون نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کا اثر بڑھتا جا رہا ہے، سمجھا کہ بنی اسرائیل کہیں زور نہ پکڑ جائیں اس لئے ان کو اور ستانا شروع کیا کہ یہ مصر میں چین سے رہنے نہ پائیں آخر ہم نے اسی کو نہ رہنے دیا اور بحر قلزم میں سب ظالموں کا بیڑا غرق کر دیا۔ (موضح القرآن)

ف۳ یعنی اللہ نے ظالم کی جڑ کاٹ دی اور تم کو غلامی سے نجات دی اب مصر میں جہاں چاہو آزادی سے رہو۔ جب قیامت آئے گی پھر ایک مرتبہ تم سب کو اور تمہارے تباہ شدہ دشمنوں کو اکٹھا کر کے شقی و سعید اور پاک و ناپاک کا دائمی فیصلہ کر دیا جائیگا (موضح الفرقان)

ف۴ یہ قرآن حق کے ساتھ ہی تجھ تک پہنچا نہ راستہ میں کوئی باطل ملا نہ باطل کی یہ جرأت کہ اس سے مخلوط ہو سکے۔ یہ بالکل محفوظ ہے مجھوں کا توں۔ آپ ماننے والوں اور عمل کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری سنا دیجئے اور نہ ماننے والوں کو عذاب و سزا سے ڈرا دیجئے پھر فرمایا اس قرآن کو ہم نے لوح محفوظ سے بیت العزت پر ایک ہی رات میں یعنی ماہ رمضان کی شب قدر میں نازل فرمایا جو آسمان دنیا پر ہے۔ پھر وہاں سے ۲۳ سال کی مدت میں تھوڑا تھوڑا کر کے واقعہ کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ (ابن کثیر)

ف۵ یعنی اگلے کلام پہچاننے والے اس کو پہچانتے اور وعدہ جو تھا کہ آخر زمانہ میں ایک کلام اترے گا ٹھیک پاتے ہیں۔ (موضح)

ف۶ نماز میں سجدہ دو بار ہوتا ہے اس واسطے دو بار فرمایا۔ پہلی بار اس کلام کی تاثیر سے تعجب آتا ہے اور دوسری بار عاجزی (موضح) اس آیت سے معلوم ہوا کہ رونا وقت قرأت قرآن کے مستحب ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مرد اللہ کے خوف سے رویا وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں عود کرے اور کسی بندہ پر اللہ کی راہ میں غبار اور دوزخ کا دھواں جمع نہ ہوگا۔ (ترمذی، نسائی، فتح)

ف۷ پہلے تو ایمانداروں سے متعلق بیان ہوا۔ اب ان کے مقابلہ میں ذرا مشرکوں کی جہالت کا اندازہ بھی لگاؤ کہ کبھی کسی مسلمان کو سنتے کہ وہ یا اللہ یا رحمن یا رحیم وغیرہ اسماء الٰہیہ سے اپنے رب کو یاد کرتا ہے تو جھٹ سے بول اٹھتے ہیں کہ دیکھو جی ہم کو تو کہتے ہیں کہ ایک اللہ کو پکارو اور آپ خود دو تین کو پکارتے ہیں، تو بے تکلف کہہ دیجئے کہ یہ تعداد تو صرف اسماء میں ہے مسمّٰی میں نہیں۔ یہ تمہاری نادانی ہے کہ کثرت اسماء سے کثرت مسمّٰی سمجھتے ہو حالانکہ یہ صحیح نہیں کیونکہ تمام دنیا میں جتنے نیک اوصاف کے نام ہیں سب کے سب اسی والاصفات کے لئے ہیں اور اسی پر صادق ہیں خواہ کسی ملک کے محاورہ میں ہوں یا کسی زبان میں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک ملک میں جو رسول بھیجا آخر اسی ملک کی زبان اور محاورہ میں ان سے گفتگو کرتا تھا۔ (م۔ ث) حدیث میں آیا ہے کہ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ یعنی دعا مغز ہے عبادت کا۔ تو جس نے اللہ سے دعا مانگی اور اپنی حاجت کا سوال اللہ ہی سے کیا اور اللہ کے اسماء حسنیٰ کو اپنا ورد و وظیفہ بنا لیا تو اس نے اللہ کی عبادت کی اور اس کو اپنا معبود ٹھیرایا۔ اور جس نے غیر اللہ سے دعا مانگی اور اپنی حاجت کا سوال غیر سے کیا اور غیر کے نام کے ورد و وظیفے کئے جیسے بعض اصحاب بدر کے ناموں کو حل مشکل کے واسطے وظیفہ کرتے ہیں، بعض اصحاب کہف کے نام کے۔ اور کوئی یا بھیک یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا وظیفہ پڑھتا ہے، کوئی انبیاء و اولیاء کو حاجت روا مشکل کشا جان کر پکارتا ہے، یہ سب شرک ہے اس لئے کہ یہ کام ان بزرگوں کے ساتھ کر کے ان کے عابد اور وہ ان کے معبود ٹھیرے جو شرک ہے۔ اللہ شرک سے پناہ دے۔ آمین۔ (فائدہ ستاریہ)

ہے لف سے اور لف کہتے ہیں کسی چیز کو لپیٹنے اور ایک چیز کو دوسری میں ملانے کو لشکر کے بعض حصہ کو بعض میں ملا دیا جاتا ہے تو لَفَفْتُ الْجُيُوشَ بولا جاتا ہے۔ اور اسی سے ہے اَلْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ۔ یہاں لفیف سے مراد ہیں جماعتیں جن میں مختلف قبائل کے لوگ ہوں والمعنی جئنا بکم من قبورکم الی المحشر اخلاطا یعنی جمیع الخلق المسلم والکافر والبر والفاجر۔ مکث علی مکث۔ مُکث بالضم اور مَکث بالفتح دونوں کے معنے ہیں مہلت کے۔

ھے یخرون للاذقان۔ اذقان جمع ہے ذقن کی اور ذقن کہتے ہیں ٹھوڑی کو۔ ہے اَيًّا مَّا تَدْعُوا۔ اَيًّا میں تنوین مضاف الیہ محذوف کے عوض ہے اور ما زائدہ۔ جو اَيًّا کے ابہام کی تاکید کے لئے آیا ہے والتقدیر ای ہذین الاسمین سمیتم فذکرتم فلہ الاسماء الحسنیٰ۔

بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۱۰﴾ وَ

ساتھ نماز اپنی کے اور نہ بہت آہستہ کر ساتھ اسکے اور ڈھونڈھ درمیان اسکے راہ ولیے اور

بلند آواز سے پڑھو اور نہ بالکل چپکے چپکے اور ان دونوں کے بیچ بیچ میں طریق اختیار کرو لیکنا

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ

کہہ سب تعریف واسطے اللہ کے جس نے نہیں پکڑی اولاد اور نہیں ہے واسطے اسکے شریک

سب تعریفیں اللہ ہی کو زیبا ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ حکومت میں اس کا کوئی شریک ہے

فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۱﴾ ع ۱۱

بیچ بادشاہی کے اور نہیں ہے واسطے اسکے دوست بسبب عاجزی ذلت کے اور بڑائی کر اسکی بڑائی کرنا ع

اور نہ اس سبب سے کہ کمزور ہے۔ اس کا کوئی مددگار ہے اور تم اسکی بڑائی کرتے رہا کرو

سُوْرَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّعَشْرُ اٰيَاتٍ وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

سورہ کہف مکی ہے اور اسکی ایک سو دس آیتیں اور بارہ رکوع ہیں

سورہ کہف مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو دس آیتیں ہیں اور بارہ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے ف

شروع (کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو نہایت رحم والا بڑا مہربان ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ

سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے اتاری اوپر بندہ اپنے کے کتاب اور نہ کی

تمام حمد و ثنا اللہ (ہی) کیلئے ہے۔ جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی۔ اور اس میں

لَّهٗ عِوَجًا ۝ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ

واسطے اسکے کجی درحالیکہ درست قائم رکھنے والی ہے تاکہ ڈراوے عذاب سخت سے پاس اسکے سے اور بشارت دے

کوئی کجی نہیں رکھی۔ راست اور ٹھیک تاکہ وہ لوگوں کو اس کے پاس کے سخت عذاب سے ڈرائے اور ان ایمان والوں

الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ﴿۲﴾

ایمان والوں کو جو عمل کرتے ہیں اچھے یہ کہ واسطے انکے ہے ثواب اچھا

کو جو نیک عمل کرتے ہیں خوشخبری سنائے کہ انکے لئے عمدہ اجر ہوگا

مّٰكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ﴿۳﴾ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ﴿۴﴾

رہنے والے بیچ اسکے ہمیشہ تک اور ڈراوے ان لوگوں کو کہتے ہیں پکڑی ہے اللہ نے اولاد

جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور انکو بھی ڈرائے جنہوں نے کہا کہ اللہ نے بیٹا بنالیا ہے

مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ

نہیں انکو ساتھ اسکے کچھ علم اور نہ باپوں انکے کو بڑی بات ہے جو نکلتی ہے مونہوں انکے سے ف

ان کو اس کا کچھ بھی علم نہیں اور نہ انکے باپ (دادوں) کو ہے (یہ) جو بات انکے منہ سے نکلتی ہے بڑی ہی سخت ہے

اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ﴿۵﴾ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ

نہیں کہتے مگر جھوٹ پس شاید کہ تو ہلاک کرنے والا ہے جان اپنی کو اوپر پیچھے ان کے

(اور) یہ سراسر جھوٹ کہہ رہے ہیں ایسے ہو کر آپ انکے پیچھے افسوس کرتے کرتے اپنے تئیں ہلاک کر دیں

منزل ۴

حل لغات۔ ۱ لا تخافت بہا۔ لا تخافت صیغہ نہی حاضر باب مفاعلہ مشتق خفت سے اور خفت معنی میں ہے ضعف اور سکون کے بولا کرتے ہیں خفت صوت یخفت خفتا و خفوتا اذا ضعف وسکن پست آواز کو صوت خفیت کہا کرتے ہیں۔ آدمی مرجاتا ہے تو بولا کرتے ہیں قد خفت ای انقطع کلامہ یعنی کھیتی ختم ہوجاتی ہے تو خفت الزرع بولا جاتا ہے۔ ۲ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ۔ ولی معنی میں ہے ناصر کے اور ذل کہتے ہیں ضعف و کمزوری کو۔ ۳ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا قَيِّمًا۔ عوج کہتے ہیں کجی کو۔ اسکی ضد ہے استقامت۔ عوجا و قیما دونوں یکے بعد دیگرے حال ہیں ۔

ف رحمٰن نام اللہ کا عرب کے لوگ نہ جانتے تھے اس پر یہ فرمایا کہ نام بہتیرے ہیں۔ اللہ وہی ایک ہے اور پکارنے کی نماز میں بہت چلانا بھی نہیں اور بہت دبی آواز بھی نہیں، بیچ کی چال پسند ہے (موضح القرآن) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ لِلّٰہِ تِسْعَۃً وَّتِسْعِیْنَ اِسْمًا مِائَۃً غَیْرَ وَاحِدَۃٍ مَنْ اَحْصَاھَا دَخَلَ الْجَنَّۃَ ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الخ یعنی اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو کوئی ان کو یاد رکھے اور ان کے معانی و مقاصد کے مطابق عمل کرے، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ترمذی جلد دوم صفحہ ۲۰۸) (اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں دعاؤں کی کتاب "الحزب المقبول" برخوردار حافظ محمد الیاس سلمہ ربہ منیجر کتب خانہ اشاعت الکتاب والسنہ کراچی سے منگا کر یاد کر لئے جائیں)

ک وَاَخْرَجَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِی الْمُصَنَّفِ عَنْ عَبْدِ الْكَرِیْمِ بْنِ اَبِیْ اُمَیَّۃَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُ الْغُلَامَ مِنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ اِذَا اَفْصَحَ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اِلٰی اٰخِرِ السُّوْرَۃِ عبد الکریم بن امیہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی ہاشم کے لڑکے کو تعلیم دیتے تھے کہ صبح سات مرتبہ یہ آیت پڑھ لیا کرو روایت کیا اس کو عبد الرزاق نے وَرَوَی الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِہٖ عَنْ مُّعَاذِ الْجُھَنِیِّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ كَانَ یَقُوْلُ اٰیَۃُ الْعِزِّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ الخ اور امام احمد نے معاذ جہنی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عزت اور غلبہ کی آیت یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ الآیۃ (فتح البیان) کوئی مددگار نہیں ذلت کے وقت یعنی اس پر کبھی ذلت نہیں کہ مددگار چاہے بادشاہوں کے یہاں امیر زیر پڑ جاتے ہیں اس سے کہ برے وقت ان کی رفاقت کے ہوتے ہیں وہ یہ مذکور ہی نہیں (موضح القرآن) وَفِی الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ عَنْ قَتَادَۃَ قَالَ ذُكِرَ لَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ كَانَ یُعَلِّمُ اَھْلَہٗ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ الصَّغِیْرَ مِنْ اَھْلِہٖ وَالْكَبِیْرَ اَخْرَجَہُ ابْنُ جَرِیْرٍ وَقَدْ جَاءَ فِی الْحَدِیْثِ اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ سَمَّاھَا اٰیَۃَ الْعِزِّ وَفِیْ بَعْضِ الْاٰثَارِ مَا قُرِئَتْ فِیْ لَیْلَۃٍ فِیْ بَیْتٍ فَیُصِیْبُہٗ سَرَقٌ اَوْ اٰفَۃٌ یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے گھر کے تمام چھوٹے بڑوں کو یہ آیت سکھایا کرتے تھے۔ آپ نے اس آیت کا نام آیت العز یعنی عزت دینے والی آیت رکھا ہے۔ بعض آثار میں ہے کہ جس گھر میں رات کو یہ آیت پڑھی جائے اس گھر میں کوئی آفت یا چوری نہ ہوگی (جامع البیان مع حاشیہ مطبوعہ دہلی صفحہ ۲۵۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماریوں کے نقصانات سے دکھیا شخص کو دیکھ کر فرمایا میں کوئی وظیفہ بتا دوں؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا حضور! مجھے بتا دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں کہو تَوَكَّلْتُ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا الخ میں نے یہ وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا۔ چند دن گزرے تھے کہ میری حالت بہت بہتر ہو گئی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے دیکھا اور پوچھا اے ابو ہریرہ! یہ حالات کیسے بدلے۔ میں نے کہا اُن کلمات کی وجہ سے اللہ کی طرف سے برکت ہے جو آپ نے مجھے سکھائے تھے۔

ف شان نزول اس سورت کا یہ ہے کہ جب مکہ شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باذن الٰہی اعلانِ نبوت کیا تو اہل مکہ نہایت متعجب ہوئے اور آپ کے اعلانِ توحید کے خلاف بہت سی تدبیریں انھوں نے کھیلیں لیکن جب کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو نضر بن حارث اور عقبہ بن معیط کو جو قوم کے سرکردہ لوگوں میں سے تھے قریش نے یثرب میں علماء یہود کے پاس بھیجا کہ آپ لوگ اہل توریت میں سے ہو آپ ہم کو ہمارے صاحب (محمد) کی بابت کوئی بات بتائیں۔ انھوں نے کہا اُن سے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تین باتوں کا جواب پوچھو، اگر وہ بتا دیں تو وہ اللہ کے نبی اور رسول برحق ہیں ورنہ نہیں۔ اول یہ کہ اُن چند نوجوانوں کا واقعہ کس طرح ہے جو آپ سے بہت پہلے اپنے وطن سے بھاگ گئے تھے۔ دوم یہ کہ رُوح کی حقیقت کیا ہے۔ سوم یہ کہ ذوالقرنین کا قصہ کس طرح ہے جس نے مشرق و مغرب کا سفر کیا تھا۔ قریش کے ہر دو فرستادہ یہ سوالات سیکھ کر مکہ واپس آئے اور قریش سے کہا کہ علماء یہود نے ہم کو یہ تین باتیں سکھلائی ہیں۔ قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تینوں امور دریافت کئے۔ رُوح کے سوال کا جواب سورۂ بنی اسرائیل میں مذکور ہے اور باقی دو سوالوں کا جواب دینے کیلئے یہ سورۂ شریفہ نازل ہوئی۔ (اقتباس از تفسیر سورۂ کہف مولانا سیالکوٹی رح) فضائل سورۂ کہف ...... کہف وسیع غار کو کہتے ہیں جس میں بارش و دھوپ وغیرہ سے بچنے کے لیے پناہ لی جا سکے۔ یہ سورہ شریفہ عذاب آخرت سے ان لوگوں کو پناہ دیگی جو اسے دل لگا کر پڑھتے اور اس کے مطابق عمل و عقیدہ رکھتے ہیں۔ خاص طور پر جمعہ کے روز اس کی تلاوت باعث برکت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ قَرَاَ سُوْرَۃَ الْكَھْفِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ سَطَعَ لَہٗ نُوْرٌ مِّنْ تَحْتِ قَدَمِہٖ اِلٰی عَنَانِ السَّمَآءِ یُضِیْٓءُ لَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَغُفِرَ لَہٗ مَا بَیْنَ الْجُمُعَتَیْنِ (ترغیب صفحہ ۱۵۵) یعنی جو کوئی سورۂ کہف کو جمعہ کے دن پڑھا کرے، قیامت میں اس کے واسطے اس کے قدموں سے آسمان تک نور ہوگا اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کی اس کی خطائیں بخشی جاتی ہیں۔ (باقی بر صفحہ ۴۱۶)

★ یعنی رکی ضمیر سے۔ والتقدیر انزل علی عبدہ الکتاب غیر معمول لہ عوجا قیما لینذر کا لام متعلق ہے انزل کے۔ ے کبرت کلمۃ۔ کلمۃ تمیز واقع ہوا ہے اس نسبت سے جو کبرت میں ہے۔ ے فلعلک باخع نفسک۔ باخع لیا گیا بخع سے اور اسکے اصل معنی ہیں کسی کو مشقت میں ڈالنے اور ہلاک کرنے کے۔ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں آیا ہے انہا ذکرت عمر فقالت بخع الارض ای جہدہا حتی اخذ ما فیہا من اموال الملوک تو فلعلک باخع نفسک کے معنے ہیں نا بکہا و جاہدہا حتی تہلکہا۔

إِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا ⑥ إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى

جو نہ ایمان لاویں ساتھ اس بات کے مارے غم کے تحقیق ہم نے کیا ہے جو کچھ اوپر

اگر یہ اس بات یعنی قرآن پر ایمان نہ لائیں [illegible] جو کچھ روئے زمین پر ہے

الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ⑦ وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ

زمین کے ہے زینت واسطے اس کے تاکہ آزماویں انکو کون ان میں سے بہتر ہے عمل میں اور تحقیق ہم البتہ کرنے والے ہیں

ہم نے اس کی زینت کے لئے پیدا کیا ہے تاکہ ہم آزمائیں کہ ان میں سے کون اعمال کی رو سے اچھا ہے اور جو کچھ زمین پر ہے

مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا ⑧ أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحٰبَ الْكَهْفِ

جو کچھ اوپر اس کے ہے زمین چٹیل [illegible] کیا گمان کیا ہے تو نے یہ کہ رہنے والے غار کے

ہم اسے چٹیل میدان بنا دینے والے ہیں کیا آپ کا خیال ہے کہ اصحاب کہف و رقیم

وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ⑨ إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ

اور [illegible] تھے نشانیوں ہماری میں سے عجیب جس وقت جگہ پکڑی ان جوانوں نے طرف غار کے

ہماری قدرتوں میں سے ایک عجیب چیز تھی۔ جب نوجوان غار کے پاس آئے تو انہوں نے

فَقَالُوا رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ⑩

پس کہا انہوں نے اے رب ہمارے دے ہم کو پاس اپنے سے رحمت اور تیار کر واسطے ہمارے کام ہمارے سے بھلائی

کہا [illegible] تو اپنے پاس سے رحمت عطا کر اور ہمارے کام میں ہمیں کامیابی عطا کر

فَضَرَبْنَا عَلٰى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ⑪ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ

پس پردہ ڈالا اوپر کانوں ان کے [illegible] غار کے برس گنتی کے پھر اٹھایا ہم نے انکو

سو ہم نے کئی سال کے لئے غار میں انہیں کان تھپک کر سلائے رکھا پھر ہم نے انہیں جگا اٹھایا

لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصٰى لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا ⑫ نَحْنُ نَقُصُّ ع ۱۴

تو کہ ظاہر کریں ہم کونسا دونوں جماعتوں میں سے خوب گننے والا [illegible] مدت کو ہم بیان کرتے ہیں

تاکہ معلوم کریں کہ دونوں گروہوں میں سے کس گروہ کو [illegible] ہم آپ کو اصل قصہ

عَلَيْكَ نَبَأَهُمْ بِالْحَقِّ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ

اوپر تیرے قصہ انکا ساتھ حق کے تحقیق وہ کئی جوان تھے کہ ایمان لائے ساتھ رب اپنے کے اور زیادہ کی ہم نے

قصہ سناتے ہیں وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لے آئے تھے اور ہم نے انکو (مزید) ہدایت

هُدًى ⑬ وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ

انکو ہدایت اور باندھ دیا ہم نے اوپر دلوں ان کے جس وقت کھڑے ہوئے پس کہا انہوں نے رب ہمارا رب ہے آسمانوں کا

میں اور بڑھا دیا۔ اور ان کے دلوں پر [illegible]

وَالْأَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُونِهٖ إِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا ⑭

اور زمین کا ہے ہرگز نہ پکاریں گے ہم سوائے اس کے کسی معبود کو البتہ تحقیق کہی ہم نے اس وقت بات زیادتی کی

[illegible]

هٰٓؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ لَوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِمْ

اس قوم ہماری نے پکڑے ہیں سوائے اسکے معبود کیوں نہیں لاتے اوپر انکے

یہ ہماری قوم کے لوگ ہیں جنہوں نے اس کے سوا اور کئی معبود بنا رکھے ہیں [illegible]

حل لغات۔

لہ بِهٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا۔ اَسَف کے معنی ہیں شدتِ حزن کے اور یہ مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا ای یاسف اسفا یا مفعول لہ ہے باخع کا والتقدیر لعلک باخع نفسک لفرط الحزن والغضب یا حال ہے باخع کی ضمیر سے ای متاسفا علیہم۔ ۲ہ صَعِيدًا جُرُزًا صعید کہتے ہیں مٹی یا روئے زمین کو۔ جُرُز چٹیل میدان جس میں گھاس ★

(بقیہ صفحہ ۴۱۵) اور ایک روایت میں آیا ہے کہ سورۂ کہف کی شروع کی تین آیتیں جو پڑھ لے گا وہ دجال کے فتنہ سے بچ جائیگا (ترمذی صفحہ ۱۲۶ جلد دوم) مسند احمد میں شروع کی دس آیتوں کے حفظ کرنے کا، مسلم میں آخری دس آیتوں کا ذکر ہے۔ غرض کہ جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنا باعث خیر و برکت و تسکین اور ہر قسم کے فتنے حتیٰ کہ فتنۂ دجال سے محفوظ رہنا ہے۔

ف۱ اللہ تعالیٰ ہر حال میں قابلِ حمد ہے۔ اس نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل فرمایا یعنی حق کی تکذیب کرنے والوں، فرائض الٰہی توحید، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے ترک کرنے والوں پر جو سخت آفت دنیا و آخرت میں اللہ قہار کی طرف سے آنیوالی ہے اس سے یہ کتاب آگاہ کرتی اور ڈراتی ہے اور موحدین متبع سنت ارکانِ خمسہ کے پابندوں کو اس کا بدلہ جنت کہ جہاں مؤمنین قانتین کو دائمی خوشی اور ابدی راحت ملے گی خوشخبری سناتی ہے۔ (مرتب)

ف۲ یعنی کوئی تحقیق اور علمی اصول اُن کے ہاتھ میں نہیں نہ اُنکے باپ دادوں کے ہاتھ میں تھا جن کی اندھی تقلید میں ایسی بھاری بات زبان سے نکال رہے ہیں گویا اللہ تعالیٰ کی شان کا ان لوگوں کو کچھ خبر نہیں جو اس کی جناب میں ایسی گستاخیاں کرتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے۔ (مرتب فوائد)

فوائد صفحہ ھٰذا

ف۱ اگر یہ کافر قرآن کی تکذیب کریں اور آپ کی بات نہ مانیں تو آپ رنجیدہ خاطر نہ ہوئیے، تبلیغ حق کرتے رہیے کیونکہ یہ رونق دنیا کی ہم نے اُن کی آزمائش کے لئے بنائی ہے اور یہ دنیا کے ختم ہونے کے وقت جاتی رہے گی۔ اس وقت ہر شخص اپنے عمل کی جزا پائیگا خیر و الاخیر، شر و الاشر۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میٹھی اور سرسبز ہے اللہ تم کو خلیفہ کرنے والا ہے اس میں پھر دیکھے گا کہ کیا عمل کرتے ہو۔ دیکھو دنیا اور عورتوں سے بچو۔ بیشک پہلا فتنہ بنی اسرائیل میں عورتوں ہی کا تھا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا حضور! اَحْسَنُ عَمَلًا کون لوگ ہیں؟ فرمایا اَحْسَنُكُمْ عَقْلًا وَاَوْرَعُكُمْ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ وَاَسْرَعُكُمْ فِیْ طَاعَةِ سُبْحَانَهٗ جس کی سمجھ اچھی ہو، حرام سے پرہیز کرے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی طرف جلدی کرے۔ (ابن جریر) احسن عمل وہی ہے جو خالص اللہ کے لئے ہو اور سنت کے موافق ہو اور ہر عمل کی قبولیت ان ہی دو شرطوں پر موقوف ہے ف۲ یعنی اس کی رونق پر دوڑتا ہے یا اس کو چھوڑ کر آخرت کو پکڑتا ہے (موضح) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اِذَا مَاتَ الْمَیِّتُ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ مَا قَدَّمَ وَقَالَ بَنُوْ اٰدَمَ مَا خَلَّفَ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۴۰) یعنی جب کوئی آدمی مرتا ہے تو فرشتے پوچھتے ہیں کہ کیا لیکر آیا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ کیا چھوڑ کر گیا یعنی دنیا میں وراثت اور ترکہ کی پوچھ گچھ کرتے ہیں اور آخرت میں عملوں کی دیکھ بھال ہوتی ہے۔ وہاں مال، اولاد حسب نسب کی کچھ گنتی نہیں۔ نیکیوں کی قدر اور عزت ہے۔ نیکی کی کوشش کے متعلق صفحہ $\frac{۱۴۴}{۱۹۸}$ میں اور دنیا کی محبت کی مذمت صفحہ ۳۰۰ میں بھی لکھی گئی ہے ف۳ یعنی ایک روز سب گھاس پھونس درخت وغیرہ چھانٹ کر زمین کو چٹیل میدان بنا دیا جائے گا۔ (خلاصہ موضح) ف۴ یعنی کیا تم کو یہ گمان ہے صرف یہ قصہ اصحاب کہف اور رقیم کا عجیب ہے نہیں بلکہ ہماری ساری نشانیاں اس طرح عجیب ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ جو غار پہاڑ کا وسیع ہوتا ہے اس کو کہف کہتے ہیں۔ مجاہد وغیرہ نے کہا ہے کہ پتھر کی لوح پر یا تانبے کے تختے پر نام اصحاب کہف کے لکھ کر غار کے دروازہ پر لٹکا دیئے تھے اس میں لکھا تھا کہ فلاں فلاں کا بیٹا فلاں فلاں شہر کا رہنے والا فلاں وقت فلاں سال میں نکلا، اسکو رقیم کہا ہے۔ ابن زید نے کہا رقیم بمعنی کتاب ہے۔ ابن جریر نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (ابن کثیر و فتح)

ف۵ دو فرقے یا تاریخ لکھنے والوں میں ہیں کہ کوئی کتنے برس لکھتے ہیں کوئی کتنے یا وہی اصحاب کہف جاگ کر بعضے تجویز کرنے لگے کہ ہم ایک دن سوئے بعضے کہنے لگے اس سے کم۔ (موضح)

ف۶ یعنی ایمان سے زیادہ درجہ دیا اولیا کا۔ (موضح)

ف۷ ایک شہر کا بادشاہ تھا ظالم جو اُس کے بتوں کو نہ پوجتا اسکو عذاب سے مارتا یا بت پوجواتا۔ یکئی جوان اُس کے نوکروں کے بیٹے تھے کوئی نانبائی کا کوئی باورچی کا۔ اسی طرح کسی نے انکی چغلی کی۔ اُس نے روبرو بلا کر پوچھا۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ان کے دل پر گرہ دی یعنی ثابت رکھا کہ اپنی بات صاف کہدیں۔ اس وقت بادشاہ نے موقوف رکھا اور شہر سے (باقی بر صفحہ ۴۱۷)

★ بات نہ ہو۔ جب ٹڈی یا اونٹ یا بکریاں زمین کی ساری گھاس چر کر اُسے بالکل خالی کر دیتی ہیں تو جرز الارض الجراد والابل والشاۃ بولا کرتے ہیں۔ بہت کھانے والی عورت کو امراۃ جرز اور ہڈی کاٹنے والی تلوار کو سیف جراز بولتے ہیں۔ سکہ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ۔ کہف اس وسیع غار کو کہتے ہیں جو پہاڑ میں ہوتا ہے اور رقیم مشتق ہے رقم سے رقم کے معنے ہیں کتابت کے قال تعالیٰ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ سکہ وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا۔ جہیئ اصل میں کہتے ہیں اصلاح جیسے ہیئت محکو۔ یہاں تہیئۃ معنے میں ہے اَصْلِحْ لَنَا اور اَتِمَّ کے۔ رُشد اور رَشَد اور رشاد تینوں ضد ہیں ضلال کے یعنی ایسے رستہ پر لگا دینا جو ہم کو مطلوب تک پہنچا دے۔ ھہ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ۔ یہاں ضربنا کا مفعول محذوف ہے۔ اصل میں تھا ضربنا علی آذانہم حجابا یا الضرب علی الاذان کنایہ ہے گہری نیند سلانے سے۔

بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ ﴿۱۵﴾

دلیل ظاہر پس کون شخص ہے بہت ظالم اس شخص سے کہ باندھ لے اوپر اللہ کے جھوٹ کو

سو جو شخص اللہ پر جھوٹ افترا کرے اس سے زیادہ کون ظالم ہے

وَ اِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ

اور جب کنارہ پکڑا تم نے ان سے اور اس چیز سے کہ عبادت کرتے ہیں سوائے اللہ کے پس جگہ پکڑو طرف غار کے

اور جب تم نے ان کو اور جن کو وہ خدا کے سوا پوجتے ہیں چھوڑ دیا تو غار میں چل رہو (جہاں) تمہارا

يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ يُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ

کھول دے گا واسطے تمہارے رب تمہارا رحمت اپنی طرف سے اور تیار کرے واسطے تمہارے کام تمہارے سے

رب تم پر اپنی رحمت پھیلا دے گا۔ اور تمہارے کام میں سہولت مہیا

مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾ وَ تَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ

سبب آرام کا اور دیکھے تو آفتاب کو کہ جب طلوع کرتا ہے جھک جاتا ہے غار ان کے سے

کر دے گا اور تم سورج کو دیکھتے ہو جب طلوع ہوتا ہے تو ان کے غار سے داہنے ہاتھ

ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ اِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَ هُمْ

داہنی طرف اور جب غروب ہوتا ہے کترا جاتا ہے ان سے بائیں طرف اور وہ

کی طرف ہٹا ہوا جاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو ان سے بائیں ہاتھ کی طرف کترا کر نکل جاتا ہے

فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ

بیچ میدان کشادہ کے ہیں اس سے یہ نشانیوں اللہ کی سے ہے جس کو ہدایت کرے اللہ

اور وہ اس کے میدان میں تھے یہ (تصرف) اس کے عجائبات قدرت میں سے ہے جس کو اللہ ہدایت سے بہرہ مند

فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾ ع ۵ ۱۴

پس وہی ہے راہ پانے والا اور جس کو گمراہ کرے پس ہرگز نہ دیکھے گا تو واسطے اس کے کوئی دوست راہ بتانے والا

کرے وہی ہدایت پاتا ہے اور جس کو گمراہ کرے تو تم اس کے لئے کوئی دوست رہنما نہ پاؤ گے

وَ تَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّ هُمْ رُقُوْدٌ ۖ وَّ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ

اور گمان کرے تو ان کو جاگتے اور وہ سوتے اور کروٹیں دلواتے ہیں ہم ان کو داہنی طرف اور

اور تم ان کو جاگتا خیال کرتے ہو۔ حالانکہ وہ سوتے ہیں اور ہم ان کو (کبھی) داہنی اور (کبھی) بائیں پہلو پر الٹتے پلٹتے رہتے

ذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ

بائیں طرف اور کتا ان کا پھیلا رہا ہے دونوں ہاتھ اپنے اوپر دہلیز کے اگر جھانکے تو

تھے اور ان کا کتا چوکھٹ پر دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا اگر تم ان کو جھانک کر

عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّ لَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿۱۸﴾ وَ كَذٰلِكَ

اوپر ان کے البتہ پھیرے تو ان سے بھاگ کر اور البتہ بھر جاوے تو ان سے رعب کر کے اور اسی طرح

دیکھتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوتے اور تمہارے دل میں ان کی دہشت سما جاتی اور اسی طرح

بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ

اٹھایا ہم نے ان کو تو کہ سوال کریں (ایک دوسرے سے) آپس میں کہا ایک کہنے والے نے ان میں سے کتنا رہے تم

ہم نے ان کو جگا دیا تاکہ آپس میں ایک دوسرے سے دریافت کریں ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ تم (یہاں) کتنی مدت رہے

حل لغات

لے مِنْ اَمْرِکُمْ مِّرْفَقًا مرفق مشتق ہے ارتفاق سے اور ارتفاق کہتے ہیں فائدہ اٹھانے کو۔ مرفق وہ چیز جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں یا یوں کہو کہ رفق سے ماخوذ ہے اور رفق کہتے ہیں سہولت کو تو مرفق کے معنے ہوئے سہولت کے سامان۔ ۲ے تَزٰوَرُ عَنْ کَہْفِہِمْ۔ تزاور کہتے ہیں مڑنے اور میل کرنے کو ★

(بقیہ صفحہ ۴۱۶) پھر کر آؤں تو ان سے بت پوجنا
قبول کراؤں یا عذاب کروں۔ وہ گیا اور شہر کو۔ یہ چھپ کر نکل گئے۔
(موضح) مقصد یہ کہ جب اکیلا اللہ ہی رب ہے تو معبود کسی اور کو ٹھیرانا حماقت ہے۔ ربوبیت و الوہیت دونوں اسی اکیلے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے مخصوص ہیں۔ تفسیر فتح البیان میں ہے کہ اس بادشاہ کا نام دقیانوس تھا اور اس شہر کا نام رومیوں کے نزدیک افسوس تھا اور عربیوں کے نزدیک اس کا نام طرطوس تھا۔ (حاشیہ جامع صفحہ ۲۵۲)

فوائد صفحہ ھذا

ف۱ اس میں اشارہ ہے یعنی ان مشرکوں کا سارا جمع خرچ زبانی ہے کوئی برہان و دلیل اپنے اس قول و فعل پر نہیں لا سکتے صرف اپنے آباء و اجداد کی تقلید و رواج و رسم کی پابندی کی وجہ سے غیر اللہ کی پرستش کرتے ہیں۔ علامہ زمخشری نے کہا ہے یہ آیت دلیل ہے فساد تقلید پر اور اس بات پر کہ دین میں حجت، دلیل کا ہونا ضروری ہے تا کہ ایضاح و ثبوت حق ہو جائے۔ دین میں بلا دلیل کچھ کہنا یا کرنا اللہ پر جھوٹ باندھنا اور بڑا ظلم ہے۔ (ترجمان)

ف۲ اس شہر سے نکل کر پاس ایک پہاڑ میں کھوہ تھی۔ آپس میں مشورہ کر کے وہاں جا بیٹھے۔ نیند غالب ہوئی سو گئے۔ کسی کو معلوم نہ ہوا، تب سے اب تک سوتے ہیں۔ بیچ میں ایک بار اللہ نے جگایا تھا جس سے لوگوں پر خبر کھلی پھر سو رہے (موضح) یہ اللہ کی مہربانی تھی ان کے حال پر کہ ان کو توفیق دی اس بات کی کہ وہ اپنا دین لے کر فتنہ سے بھاگ نکلے۔ اس امت کے لئے بھی یہی مشروع ہے کہ بندہ خوف دین سے بھاگ اٹھے۔ حدیث میں آیا ہے کہ قریب ہے کہ ایک تمہارے کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے پیچھے پہاڑوں کی چوٹیوں میں جا وے گا اور مینہ برسنے کی جگہ اپنے دین کو لے کر بھاگے گا فتنوں سے ڈر کر، سو ایسے حال میں گوشہ نشینی لوگوں سے بہتر ہے (ابن کثیر) خلاصہ یہ کہ جب ہم مشرکین کے دین سے علیحدہ ہیں تو ظاہری طور پر بھی ان سے علیحدہ رہنا چاہئے کیونکہ شرک اور توحید، مشرک اور موحد کا کیا ساتھ؟ ان کے ساتھ ہم جلیس رہنے اور تبلیغ نہ کرنے سے دنیاوی عذاب میں شریک اور قیامت کے دن مجرمین میں شمار ہونا ہوگا۔ (مرتب فوائد)

ف۳ حق تعالیٰ کی قدرت سے اس مکان میں ان پر دھوپ آوے نہیں برت اور کھلی جگہ ہے، تنگ نہیں۔ (موضح) ظاہری و باطنی رہنمائی سب اسی اکیلے اللہ تعالیٰ کے قبضہ اور اختیار میں ہے۔ بعض لوگوں کا یہ خیال کہ انبیاء، اولیاء، پیر و فقیر کو اختیار ہوتا ہے وہ جو چاہیں نفع نقصان پہنچائیں، رشد و ضلالت کے مختار ہیں، یہ خیال تعلیم الٰہی کے مخالف ہے کیونکہ جب سید الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود چاہنے اور کوشش کرنے کے اپنے حقیقی چچا ابولہب، ابوطالب اور ابوجہل وغیرہ کفار کو ہدایت پر نہ لا سکے تو کسی دوسرے کی چاہت اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مقابلہ میں کیا چل سکتی ہے۔ ہاں جب اللہ تعالیٰ کی مشیت مقتضی ہوئی تو اپنے نبی کی دعا قبول فرمائی اور عمر بن خطاب کو ایک آن میں ہدایت دیدی اور وہ مشرف باسلام ہو گئے۔
اصحاب کہف کے واقعہ سے بھی توحید کا سبق حاصل کرنا چاہئے۔ دیکھو جب ساری دنیا گمراہی میں پڑی تھی کس طرح اصحاب کہف کو راہ ہدایت پر ثابت قدم رکھا اور ظاہری طور پر بھی کیسے عجیب غار کی راہ سجھائی۔ (مرتب فوائد)

ف۴ کہتے ہیں سوتے میں ان کی آنکھیں کھلی ہیں اس سے کوئی جانے جاگتے ہیں اور حق تعالیٰ نے اس مکان میں دہشت رکھی ہے تاکہ لوگ تماشہ نہ کریں کہ وہ بے آرام نہ ہوں۔ ان کے ساتھ ایک کتا بھی لگ گیا تھا وہ بھی زندہ رہ گیا۔ اگرچہ کتا رکھنا برا ہے لیکن نیکوں کے ساتھ ایک بھلا بھی ہے۔ (موضح)
ابن عباس رض، مجاہد، سعید بن جبیر اور قتادہ نے کہا وصید بمعنی فناء ہے اور فناء سے مراد دروازہ ہے۔ (ابن کثیر)

★ بولا کرتے ہیں زاورہ اذا مال الیہ۔ جھوٹی بات کو قول الزور اسی واسطے کہتے ہیں کہ وہ سچ سے منحرف ہوتی ہے۔ ۲؎ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ۔ قرض کے اصلی معنی ہیں عدول کرنے کے بولا کرتے ہیں قرضت المکان ای عدلت عنہ تو تقرضہم ذات الشمال کے معنی ہیں تعدل عن سمت رؤسہم الی جہۃ الشمال۔ ۳؎ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ۔ فجوہ کشادہ جگہ۔ اس کی جمع آتی ہے فجوات۔ حدیث میں آیا ہے فاذا وجد فجوۃ نص۔ ۴؎ وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا ایقاظا جمع ہے یقظ اور یقظان کی جس طرح انجاد جمع ہے نجد اور نجدان کی۔ یقظ کہتے ہیں بیداری کو۔ ۵؎ وَهُمْ رُقُوْدٌ۔ رقود مصدر ہے اور یہ ضد ہے یقظ کی۔ جو لوگ اسے راقد کی جمع بتاتے ہیں سہو کرتے ہیں کیونکہ فاعل کی جمع فعول کے وزن پر نہیں آیا کرتی۔ ۶؎ بِالْوَصِيْدِ۔ وصید کہتے ہیں دروازہ کو اور اگرچہ غاروں کے دروازہ ہی ہوتا ہے نہ چوکھٹ ہی لیکن مراد یہ ہے کہ کتا غار میں اس طرح بیٹھا ہے جس طرح گھر کی چوکھٹ پر۔
۷؎ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا۔ فرارا مفعول مطلق ہے کیونکہ ولیت معنے میں ہے فررت کے۔ اور رعب کہتے ہیں خوف و فزع کو۔

قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ

[illegible]

فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ

[illegible]

اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ

[illegible]

بِكُمْ اَحَدًا ⑲ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ

[illegible]

يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ⑳

[illegible]

وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ

[illegible]

السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا

[illegible]

ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا

[illegible]

عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ㉑ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ

[illegible]

رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا

[illegible]

بِالْغَيْبِ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ

[illegible]

حل لغات۔

لے بِوَرِقِکُمْ۔ ورق چاندی مضروب ہو یا غیر مضروب اور اس سے مراد ہیں دراہم جن پر طرطوس بادشاہ کی تصویر تھی۔ لے وَکَذٰلِکَ اَعْثَرْنَا عَلَیْھِمْ۔ اعثرنا معنے ہیں ہم نے اطلاع کی ای اطلعنا غیرہم علی احوالہم لوگ کرتے ہیں عثرت علی کذا ای اطلعت۔ لے رَجْمًا بِالْغَیْبِ۔ رجم کے معنے ہیں پتھر پھینکنے کے اور غیب ★

ف۱ سینکڑوں برس رہنا اُن کو ایک دن معلوم ہوا مُردہ اور سوتا برابر ہے۔ (موضح) جس نے اپنی قدرت سے اتنی لمبی نیند سُلایا تھا اسی طرح بروقت جگا دیا۔ اُٹھے تو آپس میں مذاکرہ کرنے لگے کہ ہم کتنی دیر سوئے ہوں گے؟ بعض نے ایک آدھ دن یعنی بہ علم دوسرے بولے کہ اس بے فائدہ بحث میں پڑنے سے کیا فائدہ؟ یہ تو اللہ ہی کے علم میں ہے کہ ہم کتنی مدت سوئے۔

ف۲ یعنی جس طرح ہم نے ان کے ساتھ یہ کرامات برتیں کہ غار میں سلا دیا اور ان کے اجسام کو باوجود اس درازگیٔ زمانہ کے بوسیدگی سے محفوظ رکھا اسی طرح ان کو اس خواب راحت سے پھر ایک بار جگایا کہ یہ جاگنا ان کا دوسری کرامت و آیت ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے اس بات پر کہ وہ سات شخص تھے اس لئے کہ اللہ نے یوں فرمایا کہ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ یہ ایک شخص ہوا۔ اس کے جواب میں انھوں نے کہا لَبِثْنَا یہ صیغہ جمع کا ہے۔ اقل جمع تین ہوتے ہیں۔ پھر کہا قَالُوْا۔ اور یہ قول دوسری جمع کا ہے۔ یہ سب سات ہوئے۔ (فتح)

ف۳ یعنی جس طرح ہم نے ان کو سُلایا پھر جگایا اسی طرح ہم نے لوگوں کو ان کے حال پر اطلاع دی تاکہ وہ لوگ جان لیں کہ قبروں سے اُٹھائے جانے کا وعدہ حق ہے اور قبروں سے ہزارہا برس بعد جو لوگ قیامت میں دوبارہ زندہ ہوں گے تو ہر شخص کو یہ معلوم ہوگا کہ ابھی مرا اور ابھی فوراً زندہ ہوا۔ دنیا کے کام وغیرہ ان کو ایسے یاد ہوں گے جیسا کہ سوتا ہوا آدمی بیدار ہو کر سب کام یاد رکھتا ہے دیکھو عزیر علیہ السلام کا حال یعنی عالم برزخ اموات کے لئے آناً فاناً کے برابر ختم ہوگا۔ اس مطلب کا قرآن میں کئی جگہ ذکر ہے حدیث میں ہے مَنْ مَّاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ۔ جو مرا سو اُسکی قیامت قائم ہو گئی۔ پس یہ مقام عبرت ہے مرتے ہی دوسرے عالم میں پہنچنا ہے۔ (فتح وغیرہ)

ف۴ ایک ان میں سے روپیہ لیکر گیا شہر کو۔ وہاں سب چیز اوپری دیکھی۔ اس مدت میں کئی قرن بدل گئے۔ شہر کے لوگ اس روپیہ کا سکّہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ کس بادشاہ کا نام ہے اور کس عہد کا ہے جانا کہ اس شخص نے گڑا مال پایا قدیم کا۔ آخر بادشاہ تک پہنچا۔ اُس نے پوچھ کر سب احوال معلوم کیا اور اس وقت اس شہر میں دو مذہب کے لوگ تھے۔ ایک آخرت میں جینے کے قائل اور دوسرے منکر۔ جھگڑا پڑ رہا تھا۔ بادشاہ منصف تھا چاہتا تھا کہ ایک طرف کی کوئی سند ہاتھ لگے تو دوسروں کو سمجھا دیوے۔ اللہ نے یہ سند بھیجدی۔ وہ بادشاہ آپ جا کر سب کو غار میں دیکھ آیا ہر ایک سے حال سُن آیا تب اس شہر کے سب لوگ یقین لائے آخرت پر کہ یہ قصہ بھی دوسری بار جینے سے کم نہیں۔ (موضح الفرقان) ف۵ اصحاب کہف کا دین مذہب اللہ کو معلوم ہے کہ فقط توحید پر قائم تھے اور کسی نبی کی شریعت پکڑ نہ سکے نہیں پائے مگر جو لوگ ان کی خبر پا کر معتقد ہوئے اور پاس مکان زیارت بنا دیا وہ نصاریٰ تھے۔ اصحاب کہف سب لوگوں کو رخصت کر کر پھر سوگئے۔ (موضح) حاصل یہ کہ جب اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ تین سو نو سال تک جسم کو زمین میں رکھ کر پھر اُٹھا دیا تو قیامت کے آنے اور مر کر جینے میں کیا شک ہو سکتا ہے؟ قیامت میں جی اُٹھنا ایسا ہی ہے جیسے ماؤں کے پیٹ میں بچوں کے پتلے تیار ہوتے ہیں اور ان میں رُوح پھونک دی جاتی ہے، اسی طرح حشر کے دن پتلے تیار کئے جائیں گے اور اُن میں روح پھونک دی جائیگی یہی مقصد ہے اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا کا۔ قیامت ضرور قائم ہوگی۔ دوبارہ سب کو جی اُٹھنا ہے اور دنیاوی حیات کا حساب دینا ہے۔ (احسن وغیرہ)

★ کہتے ہیں اس چیز کو جو آدمی کی آنکھ سے اوجھل ہو تو رجماً بالغیب کے معنے ہوئے ان یرمی ما غاب عنہ ولا یعرفہ بالحقیقۃ۔ جب کوئی شخص بے تفکر و تدبر کے بات کرتا ہے تو فلاں یرمی بالکلام بولا کرتے ہیں۔

بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۬ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً

گنتی ان کی نہیں جانتے ان کو مگر تھوڑے پس مت جھگڑا کر بیچ ان کے مگر جھگڑا

سے خوب واقف ہے ان کو بہت کم لوگ جانتے ہیں، سو آپ ان کے بارے میں سرسری بحث کے سوا زیادہ نہ جھگڑیے اور ان کے بارے میں

ظَاهِرًا ۪ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿۲۲﴾ وَلَا تَقُوْلَنَّ

ظاہر اور مت سوال کر بیچ ان کے ان میں سے کسی کو اور ہرگز مت کہیو

ان میں سے کسی سے بھی دریافت نہ کیجیے اور کسی کام کی بابت یوں نہ کہا کیجیے

لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۫ وَاذْكُرْ

کسی چیز کو کہ البتہ کرنے والا ہوں یہ کل کو مگر یہ کہ چاہے اللہ اور یاد کر

کہ میں اسے کل کر دوں گا مگر (اس طرح کہ) خدا چاہے تو اور جب

رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ

رب اپنے کو جب بھول جاوے اور کہہ شتاب ہے یہ کہ ہدایت کرے مجھ کو رب میرا واسطے نزدیک زیادہ کے

بھول جایا کرو تو (اِلّا ان شاء اللہ) اپنے رب کو یاد کر لیا کرو۔ اور کہہ دو کہ امید ہے کہ میرا رب مجھے اس سے بھی بہتر

مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾ وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ

اس سے بھلائی میں ٹھیک اور رہے وہ بیچ غار اپنے کے تین سو برس

وَازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَيْبُ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ

دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ۫ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ وَاتْلُ مَآ

اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ

وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۷﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ

يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ

حل لغات

۱ فلا تمار فیھم الا مراء ظاھرا مراء کہتے ہیں جھگڑا کرنے کو اور لا تمار معنی ہیں لا تجادل کے۔ ۲ ابصر بہ واسمع۔ ابصر بہ تعجب کا صیغہ ہے اور اسی طرح اسمع۔ اصل میں ابصر بمعنی صار ذا بصر تھا کو صیغہ امر کی طرف نقل کیا گیا اور چونکہ بہ زائدہ تھی اس لئے ظاہر تھا کہ گویا ابصر بہ ہوا اور معنی ما ابصرہ وما اسمعہ۔

ف۱ یعنی سامعین اصحاب کہف کا قصہ سُن کر جیسا کہ لوگوں کی عادت ہے اٹکل کے تیر چلائیں گے۔ کوئی کہے گا کہ وہ تین تھے چوتھا کُتا تھا۔ کوئی پانچ بتلا کر چھٹا کُتے کو شمار کرے گا، لیکن یہ سب اقوال ایسے ہیں جیسے کوئی نشانہ دیکھے بغیر پتھر چلاتا رہے۔ نیز اس قسم کی باتوں میں جھگڑنا لاحاصل ہے۔ عدد کے معلوم ہونے سے کوئی اہم مقصد متعلق نہیں جتنی بات اللہ نے بتلا دی اس سے زیادہ تحقیق کے درپے ہونا فضول ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں اُن قلیل لوگوں میں سے ہوں (جنھوں نے سیاق قرآنی سے معلوم کرلیا کہ) اصحاب کہف سات ہی تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پہلے دو قولوں کو رجمًا بالغیب فرمایا۔ تیسرے کے ساتھ یہ نہیں فرمایا۔ اس کے علاوہ اسلوب بیان بھی بدلا ہوا ہے۔ پہلے دونوں جملوں میں واو عطف نہ تھا۔ تیسرے میں وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ عطف کے ساتھ لانے سے گویا اس پر زور دینا ہے کہ اس قول کا قائل پوری بصیرت و وثوق کے ساتھ واقعہ کی تفصیل سے واقف ہے۔ بعض نے اس کی تائید میں یہ بھی کہا ہے قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ سے ایک قائل کا ہونا اور قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا الخ سے اس کے سوا کم از کم تین قائلین کا۔ پھر دوسرے قَالُوا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ الخ سے ان کے علاوہ تین اور قائلین کا ثبوت ملتا ہے۔ اس طرح کم از کم سات آدمی ہونے چاہئیں، کُتا ان کے علاوہ رہا واللہ اعلم۔

ف۲ اصحاب کہف کا قصہ تاریخ کی کتابوں اور توریت میں لکھا تھا ہر کسی کو خبر کہاں ہو سکتی۔ کافروں نے یہود کے سکھانے پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آزمانے کو۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ کیا کہ کل بتا دوں گا اس بھروسے پر کہ جبرئیل آویں گے تو پوچھ لوں گا۔ جبرئیل ع‍ دآئے اٹھارہ دن تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت غمگین ہوئے۔ آخر یہ قصہ لیکر آئے اور پیچھے یہ نصیحت کی کہ اگلی بات پر وعدہ نہ کریے بغیر انشاء اللہ تعالیٰ کہے اگر ایک وقت بھول جاوے تو پھر یاد کر کہہ لیوے اور فرمایا کہ امید رکھ کہ تیرا درجہ اللہ اس سے زیادہ کرے یعنی کبھی نہ بھولے۔ (موضح القرآن) حدیث میں ہے سُلیمان علیہ السلام نے کہا کہ میں آج رات اپنی سب بیویوں کے پاس جاؤں گا باوجود فرشتہ کے یاد دلانے کے بھی انشاء اللہ نہ کہا۔ سو بیویوں میں صرف ایک کو حمل ٹھیرا۔ وہ بھی آدھے جسم کا پیدا ہوا۔ آپ نے فرمایا اگر سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہہ دیتے تو سَو کے سَو مجاہد پیدا ہوتے۔ (ابن کثیر)

ف۳ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں بعض لوگ جو اصحاب کہف اور اُن کے کُتے کے نام کو جو ذکر کرتے ہیں سو اسکی صحت میں نظر ہے کیونکہ اکثر ایسی باتیں اہل کتاب سے ماخوذ ہیں اور اہل کتاب کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "نہ تصدیق کرو اہل کتاب کی اور نہ اُن کو جھٹلاؤ۔ اور بعض لوگ اُنکے ناموں کو حل مشکلات کیلئے ورد اور وظیفہ ٹھیراتے ہیں تو اسکا ثبوت نہ تو قرآن پاک سے ہے اور نہ حدیث شریف سے اور نہ کسی صحابی اور امام کے قول سے ہے بلکہ قرآن شریف میں تو جابجا اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ میرا نام لیا کرو اور مجھ ہی سے مدد مانگا کرو اور میرے اسماء حُسنیٰ کے ساتھ مجھ کو پکارو۔ اگر غیر اللہ کے نام کو ورد و وظیفہ بنانا جائز ہو تو لا إله إلا الله اور إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ کے کیا معنے ہوں گے؟ (ابن کثیر وغیرہ) اصحاب کہف کے سوکر اٹھنے کی مدت سورج کے حساب سے تین سو سال اور چاند کے حساب سے تین سو نو سال تھی۔ شمسی و قمری میں ہر سَو سال پر تین سال کا فرق پڑتا ہے اس لئے تین سو کو الگ اور نو کو الگ بیان کیا۔ پھر سو گئے۔ (ابن کثیر) ف۴ یعنی جتنی مدت سو کر وہ جاگے تھے تاریخ والے کئی طرح بتاتے تھے۔ سب سے ٹھیک وہی ہے جو اللہ تعالیٰ بتائے۔ آسمان و زمین کے تمام پوشیدہ راز اسی کے علم میں ہیں۔ کوئی چیز اس کی آنکھ سے اوجھل نہیں۔ بس جس طرح اس کا علم محیط ہے اس کی قدرت و اختیار بھی سب پر حاوی ہے جیسے غیوب سمٰوات و ارض کے علم میں اُسکا کوئی شریک نہیں۔ اختیارات قدرت میں بھی کوئی سہیم و شریک نہیں ہو سکتا۔ (موضح الفرقان)

★ سکه مِن دُونِهٖ مُلْتَحَدًا ملتحد معنی میں ہے ملجأ کے یعنی پناہ کی جگہ۔ یہ لحد یا الحد سے لیا گیا ہے اور لحد اور الحد دونوں کے معنے ہیں مائل ہونے کے تو چونکہ پناہ کا طالب پناہ کی جگہ کی طرف مائل ہوتا ہے اس لئے جائے پناہ کو ملتحد کہتے ہیں۔ سکه وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ۔ لا تعد لیا گیا ہے عدو سے اور عدو کہتے ہیں تجاوز کرنے کو بولا کرتے ہیں عداہ اذا تجاوزہ۔ اور اسی سے ہے عدا طورہ اور جاء القوم عدا زید۔

عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ

دونوں آنکھیں تیری اپنے ارادہ کرے تو بناؤ زندگانی دنیا کا اور مت کہا مان اس شخص کا

زیب و زینت کو چاہتے ہوئے ان سے اپنی آنکھوں کو نہ پھیریں اور ایسے شخص کی بات کو

اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾

غافل کر دیئے دل اس کا یاد اپنی سے اور پیروی کی اپنی خواہش کی اور ہے کام اس کا حد سے نکلا ہوا

نہ مانیں جسکے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا کام حد سے گزر گیا ہے

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ

اور کہہ حق ہے پروردگار تمہارے کی طرف سے پس جو کوئی چاہے پس ایمان لائے اور جو کوئی چاہے

اور کہہ دیجئے کہ یہ قرآن برحق تمہارے پروردگار کی جانب سے ہے سو جو چاہے (اسپر) ایمان لائے اور جو چاہے منکر رہے

فَلْيَكْفُرْ ۙ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ؕ

پس کفر کرے تحقیق تیار کر رکھی ہے ہم نے واسطے ظالموں کے آگ گھیر لیا ہے ان کو پردوں اسکے نے

ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے جسکی قناتیں انہیں گھیر لیں گی

وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ؕ

اور اگر فریاد کریں فریاد رسی کئے جاویں گے ساتھ پانی کے مانند تانبے پگھلے ہوئے کی کہ بھون ڈالتا ہے منہوں کو

اور اگر وہ فریاد کریں گے تو انکی فریاد رسی ایسے پانی سے کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی مانند ہو (اور جو) منہ کو بھون ڈالے

بِئْسَ الشَّرَابُ ؕ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

برا پینا ہے اور بری ہے وہ آگ فائدہ اٹھانے کی جگہ تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے

(کیا) پانی ہے برا ہوگا اور جگہ ہے بری وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے

الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

نیک تحقیق ہم نہیں ضائع کرتے ثواب اسکا اچھا کرتا ہے عمل یہ لوگ واسطے انکے ہیں

کام بھی نیک کئے تو ہم نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے انکے لئے ہمیشہ (ہمیشہ)

جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا

باغ ہمیشہ رہنے کے چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں گہنا پہنائے جاویں گے بیچ اسکے

رہنے والے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہوں۔ وہاں انکو سونے کے

مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ

کنگن سونے کے سے اور پوشاک پہنیں گے کپڑے سبز اچھے

کنگن پہنائے جائیں گے اور وہاں وہ باریک دیبا اور اطلس کے سبز کپڑے

وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ؕ نِعْمَ الثَّوَابُ ؕ وَحَسُنَتْ

اور تافتے کے تکیے لگائے ہوئے بیچ اسکے اوپر تختوں کے اچھا ہے ثواب اور اچھی ہے بہشت

پہنیں تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے کیا اچھا بدلہ ہے اور کیا اچھی آرام

مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ ع ۴ ۱۶

فائدہ اٹھانے کی جگہ اور بیان کر واسطے انکے مثال دو مردوں کی کر دیئے ہم نے واسطے ایک کے انمیں سے دو باغ

کی جگہ ہے اور انکو دو آدمیوں کی مثال سنا دیجئے جن میں سے ایک کو ہم نے انگوروں کے دو باغ

حل لغات۔ لہ وکان امرہ فرطا۔ فرط کہتے ہیں حد سے تجاوز کرجانے کو۔ جو گھوڑا دوسرے گھوڑوں سے دوڑ میں آگے نکل جاتا ہے اسے فرس فرط کہتے ہیں
اور یہ خبر ہے کان کی۔ سلہ احاط بہم سرادقہا۔ سرادق قناتیں جو خیمے کے گرد اگرد ہوتی ہیں یعنی آگ دوزخیوں کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہوگی اور دوزخی ★

ف۱ ایک کافر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھانے لگا کہ اپنے پاس رذالوں کو نہ بیٹھنے دو کہ سردار تم پاس بیٹھیں۔ رذال کہا غریب مسلمانوں کو اور سردار دولتمند کافروں کو۔ اس پر یہ آیت اتری (رواہ مسلم) میں ہے کہ ہم چھ غریب غربا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ سعد بن ابی وقاص، ابن مسعود، قبیلہ ہذیل کا ایک شخص، بلال اور دو آدمی اور، ایک روایت میں عمار، صہیب، خباب کا نام آیا ہے۔ اللہ نے ایسے لوگوں کے پاس بیٹھے رہنے کا حکم کیا جو صبح و شام یاد الٰہی میں لگے رہتے ہیں۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِبْغُونِي فِي ضُعَفَائِكُمْ فَإِنَّمَا تُرْزَقُونَ وَتُنْصَرُونَ بِضُعَفَائِكُمْ (مشکوٰۃ باب فضل الفقراء) یعنی مجھ کو اپنے غریب غربا لوگوں میں ڈھونڈھا کرو اور جان رکھو کہ غریب غربا لوگوں کی دعاؤں ہی کی برکت سے تم کو روزی اور فتح حاصل ہوتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر غریب غربا کی مجلس میں نشست و برخاست رکھتے تھے کیونکہ انپر اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہوتی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوئے کہ دنیا میں جو کوئی ایماندار غریب غربا پر پیار و محبت رکھےگا اس کو آخرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوگی انشاءاللہ۔ غربا و مساکین کا بیان صفحہ ۱۹۱ و ۳۱۸/۴۱۹ میں بھی مفصل لکھا گیا ہے نیز سورۂ طٰہٰ رکوع ۸ و سورۂ عبس وغیرہ میں بھی اس مضمون کی آیتیں ہیں یعنی جن میں یہ بیان ہے کہ غریب غربا مسلمان اللہ والوں سے میل جول رکھو اور بے دین امیر امرا سرداروں کی پرواہ نہ کرو کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اَلرَّجُلُ عَلَىٰ دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ (ترمذی جلد دوم صفحہ ۶۷) یعنی انسان اپنے دوست کے دین پر ہے پس تم خیال رکھا کرو کہ کس طرح کے لوگوں سے تمہارا میل جول ہے یعنی اگر تمہارا میل جول بددینوں اور نافرمانوں سے ہے تو تم بھی اللہ پاک کے نزدیک بددین ہو اور اگر تمہارا میل جول نیک لوگوں سے ہے تو تم بھی اللہ پاک کے نزدیک اچھے ہو۔ اور اس مسئلہ کا بیان سورۂ ہود رکوع ۹ میں بھی لکھا گیا ہے۔

ف۲ جو کچھ میں اپنے رب کے پاس سے لایا ہوں وہی حق، صدق اور سچائی ہے شک و شبہ سے پاک غلطی۔ اب جس کا جی چاہے مانے، جو چاہے نہ مانے۔ نہ ماننے والوں کے لئے آگ جہنم تیار ہے جس کی چاردیواری کے جیل خانہ میں یہ بے بس ہونگے (ابن کثیر)

ف۳ جہنم کی دیواریں آگ کی ہیں۔ اس کی چاردیواری کی وسعت چالیس چالیس سال کی ہے۔ مُہل کہتے ہیں تیل کی کیچھٹ کو۔ جہنم کی ہر چیز سیاہ ہوگی۔ پانی بھی سیاہ اور اس قدر کھولتا ہوا ہوگا کہ کافر کے منہ کے پاس جاتے ہی اس کے چہرہ کی کھال جھلس کر اس میں آپڑے گی۔ اس کو پیتے ہی آنتیں کٹ کر باہر نکل پڑیں گی۔ اسی طرح جہنم کا کھانا بھی بہت برا ہے۔ مشکوٰۃ باب صفۃ النار میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر جہنم کے کھانے زقوم میں سے کچھ دنیا میں ڈالدیا جائے تو تمام اہل دنیا کی زندگی تلخ ہو جائے۔ بھلا ان لوگوں کی مصیبت کا خیال کرو جن کا پینا جہنم کا کھولتا ہوا پانی اور غذا زقوم ہوگی۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْ جَهَنَّمَ آمین۔ مرتب فوائد۔ (دوزخ اور دوزخیوں کا بیان صفحہ ۳۳۲ وغیرہ میں بھی ہے۔)

ف۴ یعنی ادنیٰ سے ادنیٰ جنتی بھی لکھ پتی ہوگی تاکہ دکھلا دیا جائے کہ اصلی اور دائمی دولت مند کون لوگ ہیں۔ کنگن ایک زینت ہے جو پہونچے میں پہنی جاتی ہے، بادشاہ لوگ پہنا کرتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کنگن سونے کے ہوں گے اور دوسری آیت میں ذکر چاندی کا آیا ہے اور تیسری آیت میں موتیوں کا بھی آیا ہے۔ معلوم ہوا کہ سب قسم کے زیور ہوں گے۔ کسی کے ہاتھ میں سونے کا کنگن اور کسی کے ہاتھ میں چاندی کا اور کسی کے ہاتھ میں موتیوں کا اور احتمال ہے کہ گاہے چنیں گاہے چناں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا زیور وضو کی جگہوں تک ہوگا۔ (بخاری مسلم) اَرَائِک جمع اریکہ کی ہے۔ اریکہ اس سریر کو کہتے ہیں جسکو لوگ ہمارے اس زمانہ میں چھپر کھٹ بولتے ہیں یعنی چھپر کھٹ یا مسہری (ابن کثیر و فائدہ ستاریہ) موضح میں ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونا اور ریشمی کپڑے مردوں کو ملتا ہے بہشت میں۔ جو کوئی یہاں پہنے یہ چیزیں وہاں نہ پہنے۔ جنت والوں کا بیان صفحہ ۳۸۲ میں بھی لکھا گیا ہے۔

دوزخ سے نکلنے کے لئے کوئی جگہ نہ پائیں گے۔ ۳ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ۔ مُہل پگھلا ہوا تانبا اہل لغت کا بیان ہے کہ سونے روپے اور تانبے میں سے جو چیز پگھلائی جائے سب کو مُہل کہتے ہیں۔ یشوی ماخوذ ہے شوا سے اور شوا کہتے ہیں بھوننے کو۔ ۴ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا۔ مرتفق کہتے ہیں موضع استراحت کو۔ ارتفاق کے اصلی معنے ہیں تکیہ لگانے کے۔ کہنی کو اسی لئے مرفق کہتے ہیں کہ اس پر تکیہ کیا جاتا ہے اور چونکہ اتکا ہوتا ہے استراحت کے لئے اس لئے ارتفاق کے معنے استراحت کے ہوئے۔ ۵ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ۔ اساور جمع ہے سوار کی اور سوار کہتے ہیں کنگن کو۔

۶ مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ۔ سندس باریک دیبا اور استبرق موٹا دیبا۔

۷ مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ۔ آرائک۔ جمع ہے اریکہ کی اور اریکہ کہتے ہیں چھپرکھٹ کو۔

مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿۳۲﴾ كِلْتَا

انگوروں سے — اور گھیرا ہم نے ان دونوں کو ساتھ کھجوروں کے اور کی ہم نے — درمیان ان دونوں کے کھیتی — دونوں

دیے رکھے تھے۔ اور ان کے گرد اگرد کھجوروں کے درخت لگا رکھے تھے اور دونوں کے درمیان کھیتی بھی لگا رکھی تھی

الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا ۙ وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا

باغوں نے — دیا — میوہ اپنا — اور نہ — کم کیا انہیں نے — کچھ — اور پھاڑ دی ہم نے — درمیان ان دونوں

دونوں باغ اپنے پھل لاتے اور انہوں نے پھل لانے میں کوئی کمی نہ کی اور ان کے درمیان ہم نے نہر جاری کر رکھی

نَهَرًا ﴿۳۳﴾ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَنَا

کے نہر — اور تھا — واسطے اس کے میوہ — پس کہا اس نے واسطے ساتھی اپنے کے اور وہ — سوال جواب کرتا تھا اس سے — میں

تھی۔ اور اس شخص کے پاس اور بھی مال تھا سو اس نے اپنے ساتھی سے دوران گفتگو میں کہا کہ میں تجھ سے مال اور

اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ

زیادہ تر ہوں تجھ سے — مال میں اور زیادہ عزت والا ہوں آدمیوں میں اور داخل ہوا — باغ اپنے میں اور وہ — ظلم کرنے والا تھا جان اپنی پر

جتھہ میں زیادہ ہوں — اور وہ اپنے باغ میں داخل ہوا — ایسی حالت میں کہ وہ اپنے نفس پر ظلم کر رہا تھا

قَالَ مَاۤ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖۤ اَبَدًا ﴿۳۵﴾ وَّمَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ

کہا اس نے نہیں گمان کرتا — یہ کہ — ہلاک ہو — یہ باغ — کبھی بھی — اور نہیں گمان کرتا میں — قیامت کو

کہنے لگا کہ میرا تو خیال ہے کہ یہ باغ کبھی بھی برباد نہیں ہوگا اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت آنے

قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿۳۶﴾

قائم ہونے والی — اور اگر — پھیرا گیا میں — طرف رب اپنے کے — البتہ پاؤں گا میں بہتر — اس سے — پھر جانے کی جگہ

والی ہے۔ اور اگر میں اپنے رب کے پاس لوٹایا گیا تو وہاں اس سے بہتر جگہ پاؤں گا

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ

کہا — واسطے اس کے — ساتھی اس کے نے اور وہ جواب سوال کرتا تھا اس سے — کیا کفر کیا تو نے ساتھ اس شخص کے کہ پیدا کیا تجھ کو — سے

اس کے ساتھی نے — باتوں باتوں میں — اس سے کہا کہ کیا تو اس کا منکر ہو گیا ہے جس نے تجھے مٹی سے

تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾ لٰـكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ

مٹی سے — پھر — سے — نطفہ — پھر — درست کیا تجھ کو — مرد — لیکن میں کہتا ہوں کہ وہ اللہ — رب میرا

پیدا کیا — پھر نطفہ سے — پھر تجھے پورا آدمی بنا دیا — مگر میں کہتا ہوں میرا رب تو اللہ ہی ہے

وَلَاۤ اُشْرِكُ بِرَبِّيْۤ اَحَدًا ﴿۳۸﴾ وَلَوْلَاۤ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ

اور نہیں شریک ٹھہراتا میں ساتھ رب اپنے کے کسی کو — اور کیوں نہ جس وقت — داخل ہوا — تو باغ اپنے میں کہا تو نے جو چاہا

اور میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا — اور جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تو نے یوں کیوں نہ کہا کہ

اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾

خدا نے — نہیں قوت — مگر ساتھ اللہ کے — اگر دیکھتا ہے تو مجھ کو — کمتر — آپ سے — مال میں اور اولاد میں

جو اللہ کو منظور ہو وہی ہوتا ہے اللہ کی مدد کے سوا کوئی طاقت نہیں اگر تو مجھ کو مال اور اولاد کی رو سے کمتر دیکھتا ہوں

فَعَسٰى رَبِّيْۤ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا

پس شتاب کر رب میرا — یہ کہ — دیوے مجھ کو — بہتر — باغ تیرے سے — اور — بھیجے — اوپر اس کے

سو وہ وقت قریب ہے کہ میرا رب مجھ کو تیرے باغ سے بہتر باغ عطا کر دے اور اس (تیرے) باغ پر آسمان سے

حل لغات۔

لہ وَحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ۔ حففنا مشتق ہے حفاف سے اور حفاف کہتے ہیں کسی چیز کے احاطہ کرنے کو قال تعالیٰ وتری الملٰئکۃ حافین اس کے اصل معنی ہیں جانب شئی کے بولا کرتے ہیں حف بالقوم ای صار والی احفتہ یعنی جوانب تو حففنٰہما بنخل کے معنے ہیں جعلنا النخل محیطا بالجنتین۔ ٭ وَفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا۔ خلال کے

ف۱ یہ کافر غنی اور مؤمن فقیر کی مثال بیان فرمائی جس کے ضمن میں دنیا کی بے ثباتی، کفر و تکبر کی بدانجامی اور ایمان و تقوے کی مقبولیت پر متنبہ کرتا ہے۔ (موضح القرآن) اگلے زمانہ میں ایک شخص مالدار مر گیا۔ دو بیٹے رہے، برابر مال بانٹ لیا۔ ایک نے زمین خریدی۔ دو طرف میووں کے درخت لگائے۔ بیچ میں کھیتی اور ندی کاٹ کر ان میں ڈالی کہ مینہ نہ ہو تو بھی نقصان نہ دے اور عمدہ جگہ بیاہ کیا اولاد ہوئی نوکر رکھے، تدبیر دنیا درست کر کر آسودہ گذران کرنے لگا۔ دوسرے نے سب مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا، آپ قناعت سے بیٹھ رہا۔ (موضح القرآن) کافر دنیا کی آرائش کے لئے کوشش کرتا رہا اور مؤمن رضائے الٰہی و طلب آخرت کے لئے کوشاں رہا۔ ف۲ یعنی باغوں کے درمیان نہر کا پانی قرینہ سے پھر رہا تھا کہ منظر فرحت بخش رہے اور بارش نہ ہو تب بھی باغ وغیرہ خشکی سے خراب نہ ہونے پائے۔

ف۳ یعنی جو خرچ کیا یا کمائی کی اس کا پھل خوب ملا اور ہر قسم کے سامان عیش جمع ہو گئے۔ نکاح کیا تو اس کا پھل بھی اچھا پایا اولاد کثرت سے ہوئی۔ مال تو اللہ کی نعمت تھی، بیچارا اترانے اکڑ بیٹھنے سے آفت آئی۔ (موضح) ف۴ مالدار شخص ایک روز اپنے غریب مومن بھائی کے ساتھ باغ میں گیا اور وہاں بجائے شکر گذاری کے تکبر اور شیطانی خیال پر اترانے لگا اور لگا کہنے کہ مال و دولت اور جتھا میرے پاس تجھ سے کہیں زیادہ ہے۔ اگر میں مشرکانہ اطوار اختیار کرنے میں باطل پر ہوتا تو اس قدر آرائش اور فراخی کیوں ملتی؟ ظالم دنیا کی ترقی پر قیاس کر کے آخرت میں بھی تجمل و آرائش پانے کا استحقاق ظاہر کرنے لگا۔ آخر اس کے غریب مؤمن بھائی نے سمجھایا تلقین کی اور سمجھایا کہ تجھ کو یہ باغ باغیچے دیکھ کر بجائے اترانے کے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہنا چاہئے۔ ابو یعلیٰ موصلی میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس بندے پر اللہ تعالیٰ اپنی نعمت فرمائے اہل و عیال ہو، دولت مندی ہو پھر وہ اس کلمہ کو کہہ لے تو اللہ کے فضل سے اس میں کوئی آنچ نہ آنے گی بجز موت کے۔ مسند احمد میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں جنت کا ایک خزانہ بتلا دوں وہ خزانہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہنا ہے لیکن وہ نہ مانا تب اس پر بلا نازل ہوئی کہ تمام باغ اجاڑ ہو گیا جس پر ندامت و حسرت کرنے لگا

اب آنکھیں کھلیں کہ اللہ ہی جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ واقعی یہ موحد لوگ ٹھیک کہتے ہیں لیکن بعد عذاب پچھتانے سے کیا ہو۔

ف۵ منکر لوگ جانتے ہیں کہ جیسے دنیا میں عیش کرتے ہیں ساتھ لگا ہوں کے وہی بات ہوگی آخرت میں سو یہ ہرگز ہوتا نہیں۔ (موضح القرآن)

ف۶ یعنی تم کس طرح اپنے رب کا انکار کرتے ہو حالانکہ رب کی قدرت کی نشانی تم پر ظاہر و نمایاں ہے۔ ہر کوئی اپنے جی میں جانتا ہے کہ میں پہلے معدوم تھا پھر موجود ہوا۔ اور یہ وجود اس کا کچھ خود اس کی طرف سے نہیں ہے کہ آپ ہی آپ ہو گیا ہو اور نہ کسی اور مخلوق کی طرف سے اس کا وجود متصور ہو سکتا اس لئے کہ وہ مخلوق بھی اسی کے مشابہ ہے تو معلوم ہوا کہ یہ کام فقط خالق کا ہے اسی لئے مؤمن نے کہا لیکن میں تو یہی کہوں گا کہ اللہ واحد وہی میرا رب ہے اور کسی کو اس کا شریک نہ کروں گا اور تیرا اہم قول نہیں بنوں گا بلکہ اپنا معبود اسی وحدہ لاشریک لہ کو جانوں گا اور پھر اس بھائی کو دوسرے امر پر ملامت کی کہ تو نے باغ میں داخل ہونے کے وقت اللہ کی مشیت اور قوت کا ذکر کیوں نہ کیا۔ اس میں اس کا فر کو برانگیختہ کیا ہے اس بات پر کہ وہ اللہ کی مشیت اور قوت کا اقرار کرے کہ ہمارا اور فنا ہر چیز کی اسکے ارادہ پر موقوف ہے اور اپنے عجز کا مقر ہو۔ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ کلمات سکھائے کہ وقت غم کے یہ کہا کرو اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا روایت کیا اسکو ابن ابی حاتم نے

ف۷ بعض سلف نے کہا ہے جس کو اپنی جان یا اپنے مال یا اپنی اولاد میں سے کوئی چیز اچھی لگے تو وہ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہے۔ (ابن کثیر و فتح) ماشاء اللہ کہنے سے اللہ نے چاہا تو نظر بد سے محفوظ رہے گا۔ ان الفاظ کے معنے یہ ہوئے کہ اللہ جو چاہے عطا فرمائے۔ ہم میں جو کچھ زور و قوت ہے اسی کی امداد و اعانت سے ہے وہ چاہے تو ایک دم میں سلب کر لے۔

(مرتب فوائد) امام مالک رہ کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ انھوں نے اپنے گھر کے دروازہ پر لکھا تھا مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ کسی نے پوچھا یہ آپ نے کیوں لکھا ہے۔ کہا اللہ نے فرمایا ہے تو نے اپنے باغ میں داخل ہوتے وقت یوں کیوں نہیں کہا اور میرا باغ بھی میرا گھر ہے۔ (ترجمان)

★ معنے ہیں وسط کے قال تعالیٰ وَلَاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ۔ اہل محاورہ بولا کرتے ہیں خللت القوم ای دخلت بین القوم۔ ؎ لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّیْ۔ لٰكِنَّا اصل میں تھا لٰكِنْ اَنَا ہمزے کی حرکت نقل کر کے نون کو دے دی اور اسے تخفیفًا حذف کر دیا۔ اب دونوں جمع ہوئے ایک کو دوسرے میں ادغام کر دیا۔ ھُوَ ضمیر شان ہے اور اللہ ربی مبتدا خبر۔ ؎ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ۔ ما شرطیہ ہے۔ شاء اللہ شرط اور جزا محذوف۔ والتقدیر ای شئی شاء اللہ کان۔ اور ہو سکتا ہے کہ ما موصولہ ہو اور مبتدا محذوف کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع المحل ہو و التقدیر الامر ما شاء اللہ۔
؎ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ الخ۔ اَقَلَّ مفعول ثانی ہے تر کا اور اَنَا ضمیر فصل۔

حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿٤٠﴾ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا

عذاب آسمان سے پس ہو جاوے زمین پھسلنی یا ہو جاوے پانی اس کا

عذاب بھیج دے۔ جس سے وہ چٹیل زمین ہو کر رہ جاوے یا اس کا پانی نیچے گہرا

غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿٤١﴾ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ

خشک پس ہرگز نہ کر سکے تو واسطے اس کے طلب کرنا اور گھیر لیا میوہ اس کا پس ہو گیا ملتا تھا

میں اتر جاوے پھر تو کسی طرح طلب نہ کر سکے اور اس کے میووں پر آفت پڑی پھر جو کچھ

كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ

ہتھیلیاں اپنی اوپر اس چیز کے کہ خرچ کیا تھا بیچ اس کے اور وہ گرے ہوئے تھے اوپر چھتریوں اپنے کے اور کہتا تھا

اس نے اس باغ پر خرچ کیا تھا اس پر ہاتھ ملنے لگا، اور باغ تھا کہ اپنی ٹٹیوں پر گرا پڑا تھا

يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿٤٢﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ

اے کاش میں نہ شریک کرتا ساتھ رب اپنے کے کسی کو اور نہ ہوئی واسطے اس کے کوئی جماعت کہ مدد دیتے اس کو

اور کہتا تھا کہ اے کاش! میں نے اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہوتا اور کوئی جماعت نہ تھی جو اللہ کے سوا اس

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿٤٣﴾ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ط

سوائے اللہ کے اور نہ تھا بدلہ لینے والا اس جگہ حکم چلانا واسطے اللہ کے ہے ثابت

کی مدد کرتی اور نہ وہ انتقام لے سکا یہاں (سے ثابت ہوا کہ) تمام اختیارات خدائے برحق ہی کو ہیں

هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿٤٤﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

وہ بہتر ہے ثواب دینے میں اور بہتر ہے انجام کے لحاظ سے اور بیان کر واسطے ان کے مثل زندگانی دنیا کی

اسی کا انعام بہتر ہے اور وہی جزا کی رو سے اچھا ہے اور ان سے حیات دنیا کی مثال بیان کیجئے جو پانی

كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ

مانند پانی کے اتارا ہم نے اس کو آسمان سے پس مل گئی ساتھ اس کے روئیدگی زمین کی پس ہو گیا

کی طرح ہے جس کو ہم نے آسمان سے برسایا۔ پھر اس کے ساتھ زمین کی روئیدگی مل گئی پھر وہ

هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿٤٥﴾

چورا چورا اڑاتی ہیں اس کو ہوائیں اور ہے اللہ اوپر ہر چیز کے قادر

چورا ہو کر رہ گئی کہ ہوائیں اسے اڑائے پھرتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ

مال اور بیٹے آرائش ہیں زندگانی دنیا کی اور باقی رہنے والیاں نیکیاں

مال اور اولاد حیات دنیا کی زیب و زینت ہیں اور باقیات صالحات

خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿٤٦﴾ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى

بہتر ہیں نزدیک پروردگار تیرے کے ثواب میں اور بہتر ہیں آرزو رکھنے میں اور جس دن کہ چلاویں گے ہم پہاڑوں کو اور دیکھے گا تو

تیرے رب کے نزدیک ثواب اور آرزو کی رو سے بہت بہتر ہیں اور اس روز (سے غافل مت ہو) ہم پہاڑوں کو رواں

الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿٤٧﴾ ق

زمین کو صاف کھلی ہوئی اور اکٹھا کریں گے ہم ان کو پس نہ چھوڑیں گے ہم ان میں سے کسی کو اور

کریں گے اور زمین کو تو صاف دیکھے گا اور ان کو ہم جمع کریں گے سو ان میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑیں گے اور

حل لغات۔

لہ لَوْمٍ حُسْبَانًا۔ حُسبان مصدر ہے جس طرح غُفران اور بُطلان معنی میں حساب کے ای مقدار اقدرہ اللہ وحسبہ وہو الحکم بتخریبہا یا حُسبان جمع حسابۃ کی اور حساب کہتے ہیں پھینکنے کی چیز کو مثلاً صاعقہ وغیرہ۔ ٢ہ صَعِيْدًا زَلَقًا۔ صعید روئے زمین اور زلق وہ صاف اور چکنی زمین جس پر سے لوگوں کے پاؤں ★

ف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی کو اپنے گھر بار میں آسودگی نظر آئے تو یہی لفظ کہے مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ تو کوک نہ لگے۔ (موضح) ف آخر اس کے باغ پر وہی ہوا جو اس نیک کی زبان سے نکلا۔ رات کو آگ لگ گئی آسمان سے۔ سب جل کر ڈھیر ہو گیا۔ مال خرچ کیا پونجی بڑھنے کو وہ اصل بھی کھو بیٹھا۔ (موضح القرآن)

ف اس بہانے اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا۔ نصرت اور مدد اسی کے ہاتھ میں ہے اس کے سوا اور کسی کو اختیار نہیں (جامع البیان) ف یعنی دنیاوی زندگی کی مثال ایسی جیسے زمین کی روئیدگی جیسے پانی آسمان سے اترتا ہے تو وہ سرسبز اور رونق دار ہو جاتی ہے۔ کسی درخت میں پھول لگتا ہے کسی میں پھل کسی میں پتوں کی بہار ہوتی ہے کسی میں بیل لہراتی ہے۔ کسی کا سبزہ بہار دکھاتا ہے۔ بعدہٗ یہ سب ساز و برگ و بہار سوکھ کر جاتی رہتی ہے۔ ہوائیں اس کو ہر جانب دائیں بائیں اڑائے جاتی ہیں۔ اسی طرح پر کچھ روز دنیا میں مال اور اولاد کی رونق رہتی ہے۔ پھر جب موت آتی ہے تو کچھ بھی نہیں رہتا۔ (ابن کثیر وغیرہ) موضح میں ہے یعنی جب چاہے پھر جلا دے۔ انسان کی دنیوی زندگی اور اس کی جدوجہد کی یہ کیسی جامع مثال ہے۔ جس پہلو سے بھی دیکھو گے اس سے بہتر مثال نہیں ملے گی۔ دنیوی زندگی کی دلفریبیاں جب نکھرتی ہیں تو ٹھیک ٹھیک ان کا ایسا ہی حال ہوتا ہے لیکن عارضی ہوتی ہیں پائیدار نہیں۔ قدرت نے جو وقت مقرر کر رکھا ہے۔ جونہی وہ پورا ہوا پھر کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ دیکھو زمین ایک ہے پانی بھی ایک ہی طرح کا ہے روئیدگی بھی ایک ہی طرح پر ہوتی ہے مگر پھل یکساں نہیں۔ یہی حال دنیوی زندگی کا ہے۔ زندگی ایک طرح کی ہے مگر زندگی کا پھل یکساں نہیں۔ فطرت کی بخشش سب کی یکساں طور پر رکھوالی کرتی ہے مگر سب ایک طرح کا پھل نہیں لاتے کوئی اچھا ہوتا ہے کوئی ناقص کوئی بالکل نکما۔ اسی طرح عذاب ثواب اور سعادت و محرومی کا مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ تم زمین میں کاشت کرتے ہو لیکن کیوں کرتے ہو؟ دانے اور پھل کے لئے، پتوں اور شاخوں کے لئے نہیں۔ جب فصل کٹتی ہے تو دانے لے لیتے ہو جس میں تمہارے لئے نفع ہے باقی سب کچھ چھانٹ دیتے ہو جس میں نفع نہیں۔ یہی حال دنیوی زندگی کا بھی ہے۔ فطرت نے وجود انسانی کی کاشت کی ہے اور اس لئے کی ہے کہ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا کون درخت ہے جو اچھے عمل کا پھل لاتا ہے، پس وہ پھل لے لیتی ہے باقی جو کچھ بچ جاتا ہے چھانٹ دیتی ہے۔ تم سوکھی شاخوں اور پتوں کو کیا کرتے ہو چولھے میں جلاتے ہو۔ اس نے بھی ایک چولھا گرم کر رکھا ہے اُس کا نام دوزخ ہے۔

ف رہنے والی نیکیاں یہ کہ علم سکھا جاوے جو جاری رہے یا ایک رسم چلا جاوے یا مسجد، کنواں، سرائے، باغ، کھیت وقف کر جاوے یا اولاد کو تربیت دے کر صالح چھوڑ جاوے (موضح) ابن عباسؓ و سعید بن جبیرؒ اور بہت سے سلف و خلف نے کہا ہے کہ بَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ نماز پنجگانہ ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خُذُوْا جُنَّتَكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ عَدُوٍّ حَضَرَ قَالَ لَا وَلٰكِنْ جُنَّتَكُمْ مِّنَ النَّارِ قُوْلُوْا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ فَاِنَّهُنَّ يَاْتِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُجَنِّبَاتٍ وَّمُعَقِّبَاتٍ وَّهُنَّ الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ (ترغیب صفحہ ۲۰۷) یعنی اپنی اپنی ڈھال لے لو صحابہؓ نے عرض کیا کہ کوئی دشمن آ رہا ہے جو آپ ڈھالیں لینے کا حکم فرما رہے ہیں۔ فرمایا لڑائی کی ڈھال نہیں بلکہ دوزخ سے بچانے والی ڈھال اور وہ یہ ہے کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھا کرو یہ کلمے قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کو آگ سے اور عذاب سے بچانے والے اور حفاظت کرنے والے ہو کر آئیں گے اور بَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ یہی ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے جب کوئی سُبْحَانَ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دس دس بار پڑھتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے یہ میرے واسطے ہے، پھر اس کے بعد دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ فَعَلْتُ یعنی میں نے قبول کر لی (حوالہ مذکور) قتادہؒ نے کہا جس چیز میں اللہ کی اطاعت ہو وہ بَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ میں سے ہے۔ (ابن کثیر و جامع البیان) ابن ماجہ میں ہے بَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ مصحف یعنی قرآن مجید بھی ہے یعنی قرآن پاک کسی کو دے دیا جائے تو یہ بھی باقی رہنے والی نیکیاں ہیں جن کا ثواب بعد موت کے قبر میں بھی جب تک وہ چیزیں باقی رہتی ہیں پہنچتا رہتا ہے۔ دعا ہے میرے لئے اور جنہوں نے بھی میرے اس نیک کام میں تعاون کیا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اس قرآن پاک کو بَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ کر دے۔ آمین (مرتب فوائد)

★ پھسلیں۔ ۳؎ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا۔ غورا مصدر ہے بمعنی غائر اور اسکا استعمال واحد و جمع مذکر اور مؤنث سب میں یکساں ہوا کرتا ہے۔ غور کہتے ہیں زمین کی تہ میں گھس جانے کو۔ ۴؎ عُقْبًا بمعنی عاقبت۔ ۵؎ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا۔ ہشیم اُس گھاس کو کہتے ہیں جو روند کر چورا چورا کر دی جاتی ہے۔ اسی سے ہے ہشمت انفا اور ہشم الثرید لابلہ۔ ۶؎ وَخَيْرٌ اَمَلًا۔ آمل کہتے ہیں آئندہ کی توقع کرنے کو اور یہ ترکیب میں تمیز واقع ہوا ہے خیر سے۔ ۷؎ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً۔ بارزۃ ترٰی کا دوسرا مفعول ہے اور یہ لیا گیا ہے بروز سے۔ بروز کہتے ہیں ظہور کو والمعنی انہا اظہرت ما فی بطنہا۔ ۸؎ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ۔ لم نغادر معنی ہیں ہم نہ ترک کے بولا کرتے ہیں غادرہ و اغدرہ اذا ترکہ اسی سے ہے غدر کا معنی ترک ہے اور غدیر بمعنی حوض لانہ ماترکہ السیول۔ عورت کی گندھی ہوئی پینڈھیوں کو غدائر کہنے کی یہی وجہ ہے کہ وہ انہیں پیٹھ پیچھے چھوڑ دیتی ہے۔

وَعُرِضُوا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ

اور پیش کیے جائیں گے اوپر رب تیرے کے صف باندھ کر تحقیق آئے تم ہمارے پاس جیسا پیدا کیا ہم نے تم کو پہلی

سب اپنے رب کے سامنے قطار در قطار پیش کیے جائیں گے (اور کہا جائے گا) جس طرح ہم نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اسی طرح (آج) تم

مَرَّةٍ ؗ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ

بار بلکہ گمان کیا تم نے یہ کہ ہرگز نہ کریں گے ہم واسطے تمہارے وعدے کا وقت اور رکھی جاوے گی کتاب

ہمارے سامنے آئے ہو لیکن تم نے خیال کر رکھا تھا کہ ہم تمہارے لئے کوئی وقت ہی نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور لوگوں کے (اعمال کی) (کتاب)

فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا

پس دیکھے گا تو گنہگاروں کو ڈرتے اس چیز سے کہ بیچ اس کے ہے اور کہیں گے اے وائے ہم کو

رکھی جائے گی۔ سو تو مجرموں کو دیکھے گا کہ جو کچھ اس میں لکھا ہوگا اس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے ہائے شامت! یہ کیسی کتاب ہے کہ

مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ

کیا ہے واسطے اس کتاب کے نہیں چھوڑتی چھوٹی بات کو اور نہ بڑی بات کو مگر گن لیا ہے اس کو

اس نے نہ کوئی چھوٹی بات چھوڑی ہے نہ بڑی کوئی بات نہیں مگر سب کو شمار کر رکھا ہے

وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ ع ۶/۱۸

اور پاویں گے جو کچھ کیا تھا حاضر اور نہیں ظلم کرتا رب تیرا کسی کو ذرا اور

اور جو کچھ انہوں نے کیا ہے۔ اسے حاضر پائیں گے اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا اور

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ

جس وقت کہا ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو پس سجدہ کیا انہوں نے مگر ابلیس نے (نہ) کیا۔ تھا

(اس وقت کو) یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سوائے ابلیس کے سجدہ کیا وہ

مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗۤ

جن سے پس نافرمانی کی اس نے حکم رب اپنے کی کیا پس پکڑتے ہو تم اس کو اور اولاد اس کی کو

جنوں میں سے تھا سو اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔ کیا تم میرے سوا اس کو اور اس کی اولاد کو

اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ﴿۵۰﴾

دوست سوائے میرے اور وہ واسطے تمہارے دشمن ہیں برا ہے واسطے ظالموں کے بدلا

دوست قرار دیتے ہو۔ حالانکہ وہ تمہارا دشمن ہے۔ ظالموں کے لئے بہت برا بدل ہے

مَاۤ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۪

نہیں شاہد کیا تھا میں نے انکو وقت پیدا کرنے آسمانوں کے اور زمین کے اور وقت پیدا کرنے جانوں انکی کے

میں نے نہ تو آسمانوں کے اور زمین کے بنانے کے وقت ان کو بلایا تھا اور نہ خود ان کے پیدا کرنے کے وقت

وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ﴿۵۱﴾ وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا

اور نہیں تھا میں پکڑنے والا گمراہ کرنے والوں کو بازو اپنا (یعنی مددگار) اور جس دن کہے گا پکارو

اور میں ایسا نہ تھا کہ گمراہ کرنے والوں کو دوست اور بازو بناتا۔ اور جس دن وہ ارشاد کرے گا کہ

شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ

شریکوں میرے کو جو دعوے کرتے تھے تم پس پکاریں گے انکو پس نہ جواب دیں گے انکو

میرے ان شریکوں کو بلاؤ۔ جن کی بابت تمہیں گمان تھا تو وہ انکو پکاریں گے۔ مگر وہ انکو جواب نہ دیں گے

حل لغات۔

لہ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ۔ فسق کے معنی ہیں بے خروج کے۔ اہل محاورہ بولا کرتے ہیں فسقت الرطبۃ من قشرہا ای خرجت۔ چوہے کو فویسقہ کہنے کی بھی وجہ ہے کہ وہ اپنے سوراخ کے دو دروازوں سے نکلتا ہے۔ ۲ہ عَضُدًا۔ عضد کہتے ہیں بازو کو۔ یہاں مراد ہیں اعوان و مددگار۔

ف یعنی قیامت آئے گی پہاڑ جیسی سخت مخلوق بھی اپنی جگہ سے چلائی جائے گی بلکہ اُس کی بھاری بھاری چٹانیں دھنی ہوئی اُون کی طرح فضا میں اُڑتی پھریں گی۔ زمین کے سارے ابھار دب کر سطح ہموار اور کھلی ہوئی رہ جائے گی۔ مقصد یہ کہ جب زمین کی گرفت ڈھیلی پڑ جائے گی اور پہاڑ اس طرح چلنے شروع ہوں گے جیسے بادل چلتے ہیں۔ اس کیفیت کو دوسرے مقام پر قرآن نے اس طرح بیان کیا ہے وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ (سورۃ النمل آیت ۸۸) تم پہاڑوں کو دیکھتے ہو اور سمجھتے ہو کہ یہ سخت جمے ہوئے ہیں مگر یہ چلیں گے اس طرح جیسے بادل چلتے ہیں۔ یہ قیامت میں ہوگا پس فرمایا اس پر کوئی روئیدگی اور کوئی عمارت باقی نہ رہے گی، بالکل ایک چٹیل میدان بن جائے گی۔ یہ وہی بات ہے جو اس سورت کے آغاز میں ارشاد ہوئی تھی کہ جو کچھ اس زمین پر ہے اسے ہم نے لوگوں کی آزمائش کے لئے ایک عارضی آرائش بنایا ہے۔ ایک وقت آئے گا جب یہ بالکل ایک بے آب وگیاہ صحرا بن کر رہ جائے گی۔ پھر فرمایا ہر انسان جو آدمؑ سے لے کر قیامت کی آخری ساعت تک پیدا ہوا ہے خواہ ماں کے پیٹ سے نکل کر اس نے ایک ہی سانس لیا ہو اُس وقت دوبارہ پیدا کیا جائے گا اور سب کو ایک وقت میں جمع کر دیا جائے گا کوئی شخص خدا کی عدالت سے غیر حاضر ہو سکے گا۔ اب قیامت کے دن منکرین آخرت سے کہا جائے گا بطور توبیخ کہ تم قیامت وغیرہ کو محض ڈھکوسلہ سمجھتے تھے، آج سب جتھا اور سازو سامان چھوڑ کر ننگ دھڑنگ کہاں آپہنچے؟ دیکھو! انبیاءؑ کی دی ہوئی خبر سچی ثابت ہوئی۔ وہ تمہیں بتاتے تھے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا ہے اسی طرح دوبارہ پیدا کرے گا مگر تم اسے ماننے سے انکار کرتے تھے۔ بتاؤ اب دوبارہ تم پیدا ہوگئے یا نہیں؟ اور جیسا بنایا تھا پہلی بار میں یہ بھی داخل ہے کہ بدن میں کچھ زخم ونقصان وغیرہ نہ رہے گا۔ حدیث میں ہے کہ محشر میں کل ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں اسی امت محمدیہ کی ہوں گی۔

ف رب جو کرے سو ظلم نہیں سب اسی کا مال ہے پر ظاہر میں جو ظلم لگے وہ بھی نہیں کرتا۔ بے گناہ کو دوزخ میں نہیں ڈالتا اور نیکی ضائع نہیں کرتا۔ اور جو کوئی کہے گناہ میں ہمارا کیا اختیار ہے سو یہ بات نہیں، اپنے دل سے پوچھ لے۔ جب گناہ پر دوڑتا ہے اپنے قصد سے دوڑتا ہے اور جو کوئی کہے قصد بھی اسی نے دیا ہے، سو قصد دونوں طرف لگ سکتا ہے۔ اور جو کوئی کہے کہ اسی نے ایک طرف لگا دیا سو بندے کی دریافت سے باہر ہے بندے سے معاملہ ہوتا ہے اس کی سمجھ پر۔ بندہ بھی پکڑے گا اسی کو جو اس سے بدی کرے یہ نہ دیکھے گا کہ اسکا کیا قصور اللہ نے کروا دیا (موضح) بلکہ اپنی حکمت بالغہ سے نیکی و بدی کے ہر ایک درخت پر وہی پھل لگاتا ہے جو اس کی طبیعت کا اقتضا ہو۔

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

کفر وایمان اور طاعت ومعصیت میں خالق کل نے اسی طرح کے علیحدہ علیحدہ خواص وتاثیرات رکھ دی ہیں جیسے زہر اور تریاق میں۔ آخرت میں خیر وشر کے یہ تمام خواص وآثار علانیہ ظاہر ہو جائیں گے حدیث شریف میں ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَضُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثَلٰثَ عَرَضَاتٍ فَأَمَّا عَرْضَتَانِ فَجِدَالٌ وَّمَعَاذِيْرُ وَأَمَّا الْعَرْضَةُ الثَّالِثَةُ فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَطِيْرُ الصُّحُفُ فِي الْأَيْدِيْ فَآخِذٌ بِيَمِيْنِهٖ وَآخِذٌ بِشِمَالِهٖ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ (مشکوٰۃ باب الحساب) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ تین بار اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جائیں گے سو دو پیشیوں میں تو بحث وعذر ہوں گے اور تیسری پیشی میں اعمال نامے ہاتھوں میں دیدیے جائیں گے کسی کے داہنے ہاتھ میں اور کسی کے بائیں ہاتھ میں۔ غرض کہ ہر ایک کے ہاتھ میں اعمال نامہ ہوگا۔ اس میں اپنے گناہوں کی فہرست پڑھ کر مجرم خوف کھائیں گے کہ دیکھئے آج کیسی سزا ملتی ہے۔ ذرہ ذرہ عمل آنکھوں کے سامنے ہوگا۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا کہ کسی نے کوئی جرم نہ کیا ہو اور وہ خواہ مخواہ اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیا جائے اور نہ یہ ہوگا کہ آدمی کو اس کے جرم سے بڑھ کر سزا دیدی جائے یا بے گناہ کو پکڑ کر سزا دے ڈالی جائے۔

ف اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے تمام فرشتوں کو ان کی تکریم کے لئے ان کے سامنے سجدہ کا حکم دیا۔ سب نے حکم برداری کی۔ آدم کو سجدہ کیا لیکن چونکہ ابلیس دراصل جن تھا آگ سے پیدا ہوا تھا اُس نے انکار کر دیا، سجدہ نہ کیا کافر ہوگیا۔ فرشتوں کی پیدائش نوری تھی، یہ ناری تھا، آدم خاکی تھے (صحیح مسلم) ظاہر ہے كُلُّ إِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ "جو برتن میں ہو وہی ٹپکتا ہے" ہر چیز اپنی اصلیت پر آجاتی ہے گو ابلیس اللہ کی رضامندی میں فرشتوں کے ہمراہ مشغول تھا۔ عبادت کی وجہ سے معلم الملکوت تھا نام حارث تھا، جنت کا داروغہ تھا اسی لئے ان کے خطاب میں یہ بھی آگیا لیکن آدمؑ کو سجدہ کا حکم سنتے ہی اپنی اصلیت پر آگیا گھمنڈ وتکبر اس کے دل میں سما گیا۔ یہ بھی منقول ہے کہ یہ جنات ایک قسم کے فرشتے تھے جو تیز آگ سے پیدا کئے گئے تھے۔ متکبر شخص سے توبہ کی امید نہیں، ہاں متکبر نہ ہو اور گناہ سرزد ہو جائے تو امید توبہ کی ہے اس لئے شیطان کو اس وقت توبہ نصیب نہ ہوئی (ابن کثیر) اللہ کے بدلے شیطان کو پکڑتے ہیں اور جنّ بت پوجے جاتے ہیں اسکی اولاد میں (موضح القرآن)

ف یعنی یہ لوگ جن کو تم نے میرے سوا معبود ٹھہرایا ہے یہ سب

باقی بر صفحہ ۴۲۴

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿٥٢﴾ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ

اور کردیں گے ہم درمیان ان کے جگہ (ہلاکت) اور دیکھیں گے گناہ گار آگ کو پس گمان کریں گے یہ کہ وہ

اور ہم ان کے درمیان آزمائش کردیں گے اور گنہگار آتش دوزخ کو دیکھیں گے سو وہ یقین کریں گے کہ وہ

ع ١٩ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿٥٣﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ

گرنے والے ہیں اس میں اور نہ پائیں گے اس سے کوئی پھرنے کی جگہ اور البتہ تحقیق طرح طرح سے بیان کی ہیں ہم نے

اس میں گرنے کو ہیں اور اس سے بچنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں

هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ

بیچ اس قرآن کے واسطے لوگوں کے ہر مثال سے اور ہے آدمی

کے لئے ہر قسم کا انداز بیان اختیار کیا ہے اور انسان سب سے زیادہ

اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿٥٤﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَاۗءَهُمُ

زیادہ سب چیزوں سے جھگڑنے میں اور نہیں منع کیا لوگوں کو اس سے کہ ایمان لے آویں جب آئی ان کے پاس

جھگڑنے والا ہے اور لوگوں کے پاس جو رشد و ہدایت آگئی تو ان کو ایمان

الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ

ہدایت اور بخشش مانگیں رب اپنے سے مگر یہ کہ آوے ان کے پاس عادت پہلوں کی

لانے سے اور اپنے رب سے بخشش طلب کرنے سے کسی چیز نے نہیں روکا بجز اس کے کہ ان کو بھی اگلے لوگوں

اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿٥٥﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ

یا آوے ان کے پاس عذاب سامنے کھڑا اور نہیں بھیجتے ہم پیغمبروں کو مگر خوشخبری دینے والے

کا سا معاملہ پیش آئے یا ان پر عذاب سامنے آموجود ہو اور ہم پیغمبروں کو جو بھیجتے رہے تو صرف اس لئے کہ خوشخبری سنائیں

وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ

اور ڈرانے والے اور جھگڑا کرتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہوئے ساتھ باطل کے تاکہ پھسلادیں ساتھ اس کے

اور عذاب الٰہی سے ڈرائیں اور وہ لوگ جو منکر ہیں، ناحق جھگڑتے ہیں تاکہ اس سے حق و صداقت کو پھسلادیں اور جنہوں نے

الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿٥٦﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ

حق کو اور پکڑا انہوں نے نشانیوں میری کو اور اس چیز کو کہ ڈرائے گئے تھے ساتھ اس کے ٹھٹھا اور کون شخص ہے بہت ظالم اس شخص سے

میری آیتوں کو اور جس سے انہیں ڈرایا جاتا ہے اس کو انہوں نے ہنسی بنا لیا ہے اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم

ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا

کہ نصیحت دیا گیا ساتھ نشانیوں پروردگار اپنے کے پس منہ پھیر لیا اس سے اور بھول گیا جو کچھ آگے بھیجا ہے ہاتھوں اس کے نے تحقیق کیا ہم نے

ہوگا جس کو اس کے رب کی آیتوں سے سمجھایا جائے تو وہ ان سے روگردانی کرے اور جو عمل وہ آگے کر چکا ہے اس کو بھول جائے ہم نے ان

جَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ

ہم نے اوپر دلوں ان کے پردہ اس سے کہ سمجھیں اس کو اور بیچ کانوں ان کے بوجھ ہے

لوگوں کے دلوں پر پردے ڈال دئیے ہیں کہ اس کو سمجھ نہ سکیں اور ان کے کانوں میں ثقل پیدا کردیا ہے

وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿٥٧﴾ وَرَبُّكَ

اور اگر بلاوے تو ان کو طرف ہدایت کی پس ہرگز نہ راہ پاویں گے اس وقت کبھی بھی اور رب تیرا

اور اگر آپ ان کو ہدایت کی طرف بلائیں تو کبھی وہ راہ پر نہ آئیں گے اور آپ کا رب

حل لغات۔

١ مَّوْبِقًا۔ موبق معنے میں ہلاکت کی جگہ۔ بولا کرتے ہیں وَبِقَ یَبِقُ وَبُوْقًا و وَبَقًا ہلاک۔ وابق ہلاک ہونے والا۔ اور ممکن ہے کہ مصدر ہو مَوْعِد اور مَوْرِد کے وزن پر۔

٢ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا۔ جدلا بنا بر تمیز ہونے کے منصوب ہے ٣ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا۔ قُبُل جمع ہے قبیل کی اور قبیل معنی میں ہے مقابل کے ای مقابلہ و ★

(بقیہ صفحہ ۴۲۳) تمھاری طرح میرے غلام اور بندے ہیں کسی چیز کے مالک نہیں ہیں اور نہ میں نے آسمان و زمین کی پیدائش کے وقت ان کو حاضر کیا تھا۔ مطلب یہ ہوا کہ میں ساری اشیاء کے پیدا کرنے میں اور ان کی تدبیر میں تنہا ہوں۔ اس میں کوئی میرا وزیر مشیر نظیر نہیں ہے۔ (ابن کثیر)

(فوائد صفحہ ھذا) ف۱ قرآن کا یہ اسلوب کیوں ہوا کہ ایک ہی مطلب بار بار دہرایا جاتا ہے اور مختلف موقعوں پر اور مختلف شکلوں میں ایک ہی بات لوٹ لوٹ کر آتی ہے؟ ایسا کیوں نہ ہوا کہ ہماری علمی کتابوں کی طرح ضبط و ترتیب کے ساتھ تمام مطالب مدون کر دیئے جاتے۔ قرآن اس بات کو جا بجا آیتوں، مثالوں اور نصیحتوں کی تصریف سے تعبیر کرتا ہے یعنی لوٹا لوٹا کر بیان کرنا ہے۔ چنانچہ یہاں بھی اس طرف اشارہ کیا ہے اور ان مقامات پر غور کرنے سے اس کے اسلوب بیان کی علت واضح ہو جاتی ہے۔ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ۴۱ میں گزر چکا ہے وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِیَذَّکَّرُوْا یعنی قرآن میں مطالب کا لوٹ لوٹ کر بیان میں آنا اس لئے ہے کہ تذکیر و موعظت کا ذریعہ ہو۔ پس معلوم ہوا اس اسلوب بیان کی علت تذکیر ہے۔ اس بات پر غور کرتے جاؤ، قرآن کے اسلوب بیان کے بھید کھلتے جائیں گے۔ قرآن کا مقصد تذکیر تھا اور تذکیر کا مقصد اسی طرح حاصل ہو سکتا تھا کہ اسلوب بیان ایک واعظ و خطیب کی موعظت کا ہو ایک فلسفی کے درس کا نہ ہو۔ (ترجمان) یہ آیت نضر بن حارث و اُبَیّ بن خلف کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا حکم عام ہے یعنی ہم نے اس قرآن میں واضح بیان اور ہر چیز کی تفصیل بیان کر دی ہے تاکہ لوگ حق سے گمراہ نہ ہوں اور راہ ہدایت سے باہر نہ جائیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَتَشْبَعَنَّ عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا حَتّٰی لَا یُزِیْغَ قَلْبَ اَحَدِکُمْ اِلَّا هِیَ وَاَیْمُ اللّٰهِ لَقَدْ تَرَکْتُکُمْ عَلٰی مِثْلِ الْبَیْضَاءِ لَیْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ یعنی تم دنیا کی محبت میں پھنس جاؤ گے وہ تمہارے دلوں کو ٹیڑھا کر دے گی ورنہ قسم ہے اللہ کی میں تمہارے واسطے آفتاب یعنی سورج کے مانند صاف اور چمکتی راہ چھوڑ چلا ہوں جس کی رات بھی ایسی چمکتی ہے جیسے روز روشن۔ اس حدیث کی ایک سند میں یہ لفظ بھی آئے ہیں لَا یَزِیْغُ عَنْهَا اِلَّا هَالِکٌ یعنی کوئی بے نصیب اور نامراد ہی ہوگا جو اس شریعت میں کسی قسم کا کھٹکا یا بھٹکا، اس کو رہے گا ورنہ یہ صاف اور کھلی ہوئی ہدایت کی راہ دکھاتی ہے۔ باوجود اس بیان کے انسان بڑا جھگڑالو ہے حق بات میں مجادلہ اور معارضہ کرتا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک بار حضرت فاطمہ و حضرت علی رضی اللہ عنہما کو فرمانے لگے تم تہجد کی نماز نہیں پڑھتے، سوتے رہتے ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ چاہتا ہے تو اٹھا دیتا ہے۔ آپ نے یہ بات سنکر اپنی ران پر ہاتھ مار کر بطور افسوس فرمایا کَانَ الْاِنْسَانُ (الآیۃ) حدیث میں ہے ذَرُوا الْمِرَاءَ لِقِلَّةِ خَیْرِهٖ۔ ذَرُوا الْمِرَاءَ فَاِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا یُمَارِیْ۔ ذَرُوا الْمِرَاءَ فَاِنَّ الْمُمَارِیَ قَدْ تَمَّتْ خَسَارَتُهٗ۔ ذَرُوا الْمِرَاءَ فَکَفٰی اِثْمًا اَنْ لَّا تَزَالَ مُمَارِیًا۔ ذَرُوا الْمِرَاءَ فَاِنَّ الْمُمَارِیَ لَا اَشْفَعُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔ ذَرُوا الْمِرَاءَ فَاَنَا زَعِیْمٌ بِثَلٰثَةِ اَبْیَاتٍ فِی الْجَنَّةِ فِیْ رِبَاضِهَا وَوَسَطِهَا وَاَعْلَاهَا لِمَنْ تَرَکَ الْمِرَاءَ وَهُوَ صَادِقٌ۔ ذَرُوا الْمِرَاءَ فَاِنَّ اَوَّلَ مَا نَهَانِیْ رَبِّیْ بَعْدَ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ ۱ الْمِرَاءُ (ترغیب صفحہ ۵۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی جھگڑا چھوڑ دو اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے مسلمان جھگڑالو نہیں ہوتا جھگڑالو کے برابر ٹوٹے والا کوئی نہیں۔ جھگڑا اکر دینے بڑا گناہ ہے قیامت کے دن میں جھگڑالو آدمی کی شفاعت نہ کروں گا۔ جو کوئی سچا ہے مگر آپس کے جھگڑے کے خوف سے خاموش ہو رہے درگذر کر دے میں اس کو جنت میں تین محل دلانے کا ضامن ہوتا ہوں، ایک کنارے میں، بیچ میں اور ایک اعلیٰ درجہ میں۔ جھگڑا چھوڑ دو اللہ نے شرک کے بعد جھگڑے سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اب دنیا میں بہت بولنے والے زبان دراز مرد و عورت کو عقل مند کہا جاتا ہے، حالانکہ آپ نے جھگڑالو پن کو کس قدر تاکید سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو نیک سمجھ دے۔ آمین۔ (ستاریہ)

ف۲ یعنی کچھ انتظار نہیں رہا مگر یہی کہ پہلوں کی طرح ہلاک ہوویں یا قیامت کا عذاب آنکھوں سے دیکھیں۔ (موضح القرآن)

ف۳ سورۂ نساء رکوع ۹ و ۲۳۔ سورۂ مائدہ رکوع ۱۳۔ سورۂ اعراف رکوع ۲۳۔ سورۂ ص رکوع ۵۔ سورۂ شوریٰ رکوع ۵ میں بھی اس مضمون کی آیتیں ہیں یعنی جن میں یہ بیان ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا صرف یہی کام ہے کہ خوشی اور ڈر سنا دیں۔ کچھ بھلے برے کا اختیار لیکر نہیں آئے تھے (حمیدی) مثلاً کہتے ہیں بھلا آدمی، بشر اللہ تعالیٰ کا رسول کیونکر ہو سکتا ہے اور کبھی کہتے اگر اللہ کو یہ منظور تھا کہ آدمی ہی اس کا رسول ہوتا تو کسی بڑے آدمی کو اپنا رسول کرتا تھا۔ کفار اس قسم کے شبہے اپنے دل سے تراش کر جھگڑے نکالتے تھے۔ اسی طرح آج بھی بعض نام نہاد مسلمان انبیاء و رسل کو نور من نور اللہ، مختار کل عالم الغیب کہتے ہیں جھگڑے نکالتے ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ ا جھگڑوں سے حق کی آواز کو پست کر دیں اور جھوٹ کے زور سے سچائی کا قدم ڈگمگا دیں ف۴ ابو عمار عفر الغفار (باقی بر صفحہ ۴۲۵)

★ عیانا بھی قبلا منصوب ہے بنا بر حال ہونے کے یعنی ضمیر ہم یا العذاب سے حال واقع ہوا ہے۔ ف۵ لِیُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ - یدحضوا صیغہ میں ہے کے پھسلنے اور پھسلانے کی، یزلوا الحق عن مرکزہ۔ یہ کہا گیا ہے ادحاض القدم سے اور جب زمین پر قدم نہیں جمتا بلکہ پھسل پھسل جاتا ہے تو ادحاض القدم بولا کرتے ہیں۔

الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ

بخشنے والا رحمت والا ہے اگر پکڑے ان کو بسبب اس کے جو کمائے ہیں البتہ جلد لاوے واسطے ان کے

بڑا بخشنے والا (اور) رحمت والا ہے اگر خدا ان کے اعمال پر ان سے مواخذہ کرے تو ان پر جلد

الْعَذَابَ ؕ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ﴿۵۸﴾

عذاب بلکہ واسطے ان کے وعدہ ہے ہرگز نہ پاویں گے سوائے اس کے پناہ

عذاب بھیج دے مگر ان کے لئے ایک وعدہ مقرر ہے اس کے سوا ہرگز ان کو پناہ نہ ملے گی

وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ

اور یہ بستیاں کہ ہلاک کیا ہم نے ان کو جب ظلم کیا انہوں نے اور کیا ہم نے واسطے ہلاک ان کے

اور یہ بستیاں جب انہوں نے ظلم کیا تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور ان کی ہلاکت کے لئے وقت مقرر

مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ

وعدہ گاہ اور جب کہا موسیٰ نے واسطے جوان اپنے کے نہ ہٹوں گا یہاں تک کہ پہنچوں میں جگہ ملنے

کر رکھا تھا اور جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا کہ میں نہ ہٹوں گا جب تک دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ

الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا

دو دریا کے یا چلا جاؤں برسوں تک پس جب پہنچے دونوں جگہ ملنے کی درمیان ان دونوں کے بھول گئے

نہ پہنچ جاؤں یا سالہا سال چلتا رہوں گا سو جب وہ دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے تو وہ اپنی

حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ

مچھلی اپنی پس پکڑی اس نے راہ اپنی بیچ دریا کے سرنگ کی طرح پس جب گزر گئے اس سے کہا واسطے جوان اپنے

مچھلی بھول گئے اور مچھلی نے دریا میں اپنی راہ لی جب وہ آگے چلے گئے تو موسیٰ نے اپنے

اٰتِنَا غَدَآءَنَا ؗ لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾ قَالَ

لے آ ہم کو کھانا ہمارا البتہ تحقیق ملے ہم اس سفر اپنے سے رنج کو کہا

خادم سے کہا کہ ہمارا ناشتہ لاؤ اس سفر میں ہم بہت تھک گئے ہیں اس نے کہا

اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ؗ وَمَآ

کیا دیکھا تو نے جب جگہ پکڑی ہم نے طرف پتھر کے پس تحقیق میں بھول گیا مچھلی کو اور نہ

بھلا دیکھئے جب ہم نے اس پتھر کے پاس آرام کیا تھا تو میں مچھلی بھول گیا اور مجھے سوائے

اَنْسٰىنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي

بھلایا مجھ کو وہ مگر شیطان نے کہ ذکر کروں اس کا اور پکڑی اس نے راہ اپنی بیچ

شیطان کے کسی نے اس کا تذکرہ کرنا بھلا دیا اور اس نے عجب طرح سے

الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ﴿۶۳﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا

دریا کے عجب کہا یہی ہے جو تھے ہم چاہتے پس پھرے دونوں اوپر نشانوں اپنے کے

دریا کی راہ لی موسیٰ نے کہا یہی تو وہ جگہ ہے جسے ہم تلاش کرتے تھے سو وہ دونوں اپنے نقش قدم

قَصَصًا ﴿۶۴﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا

تلاش کرتے پس پایا ایک بندہ کو بندوں ہمارے سے کہ دی تھی ہم نے اس کو رحمت نزدیک اپنے سے

دیکھتے دیکھتے لوٹ گئے تو (وہاں) انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ دیکھا جس کو ہم نے اپنے ہاں سے رحمت (یعنی نبوت یا نعمت ولایت) دی تھی

ع ۲۰

حل لغات۔
لمھلکھم موعدا۔ موئلا
موئل کہتے ہیں جائے
پناہ اور جائے نجات کو

بولا کرتے ہیں وئل اذا نجا ووال الیہ اذا لجا الیہ۔ لمہلکہم موعدا۔ مہلک مصدر ہے یا ظرف زمان اسی طرح موعد ظرف زمان ہے اور مصدر بھی ہو سکتا ہے۔ اَوْ اَمْضِيَ
حُقُبًا۔ حقب کہتے ہیں طول طویل زمانہ کو قال تعالیٰ لابثین فیہا احقابا۔ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا۔ سرب کہتے ہیں سرنگ کو اور مفعول دوم ہے [illegible] ★

(بقیہ صفحہ ۴۲۴) ف۱۲ یعنی ان کے جدال باطل اور استہزاء بالحق کی وجہ سے ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے اور کانوں پر ڈاٹ ٹھونک دی اب نہ حق کو سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں بالکل مسخ ہوگئے۔ پھر حق کی طرف متوجہ ہوں تو کیسے ہوں اور انجام کا خیال کریں تو کیسے کریں۔ ایسے بدبختوں کے راہ پر آنے کی کبھی توقع نہیں۔ (موضح الفرقان)

(فوائد صفحہ ھذا) ف۱ اوپر ذکر ہوا تھا کہ کافر اپنی دنیا پر مغرور ہو کر مفلس مسلمانوں کو ذلیل سمجھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چاہتے تھے کہ ان کو اپنے پاس نہ بٹھاؤ تو ہم بیٹھیں اس پر دو بھائیوں کی کہاوت بیان کی اور دنیا کی کہاوت بیان کی اور ابلیس کا خراب ہونا اپنے غرور سے۔ اب قصہ فرمایا موسیٰؑ اور خضرؑ کا کہ اللہ کے لوگ اگر بہتر ہی ہوں تو آپ کو کسی سے بہتر نہیں کہتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں نصیحت فرماتے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ اے موسیٰؑ تم سے زیادہ بھی کسی کو علم ہے۔ کہا مجھ کو معلوم نہیں۔ یہ بات تحقیق تھی پر اللہ تعالیٰ کی خوشی تھی کہ یوں کہتے کہ مجھ سے بندے اللہ کے بہت ہیں سب کی خبر اسی کو ہے۔ تب وحی آئی کہ ایک بندہ ہمارا ہے دو دریا کے ملاپ پاس، اسکو علم زیادہ ہے تجھ سے۔ موسیٰؑ نے دعا کی کہ مجھ کو اس کی ملاقات میسر ہو۔ حکم ہوا کہ ایک مچھلی تل کر ساتھ لو تو جہاں مچھلی گم ہو تو وہاں وہ ملے۔ (موضح القرآن)

ف۲ یہ جوان فرمایا یوشع کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خادم خاص تھے پیچھے انکے رو برو پیغمبر ہوئے اور انکے بعد خلیفہ ہوئے (موضح القرآن) مجمع البحرین سے مراد بحیرۂ فارس مشرقی اور بحیرۂ روم مغربی ہے بلاد مغرب کے آخر جگہ ہے دونوں کا ملتقی۔

ف۳ وہاں پہنچ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سو رہے اور یوشع دریا سے وضو کرنے لگے وہ تلی مچھلی زندہ ہو کر دریا میں نکل بھاگی اور پانی میں بیٹھ گئی۔ وہاں طاق سا کھلا رہ گیا۔ انکو دیکھ کر تعجب آیا، چاہا جب موسیٰؑ جاگیں تب ان سے کہوں۔ وہ جاگے تو دونوں آگے چل کھڑے ہوئے۔ کہنا بھول گئے۔ (موضح القرآن)

ف۴ حضرت موسیٰؑ پہلے نہیں تھکے تھے۔ جب مطلب چھوٹ رہا اس جگہ سے تھکے۔ (موضح) صحیح بخاری و تفسیر ابن کثیر وغیرہ میں اس کی تصریح موجود ہے کہ یہ مچھلی بھنی ہوئی تھی نمک مصالحہ وغیرہ سب لگا کر تلی تھی۔ زنبیل میں روٹی اور یہ مچھلی رکھ کر لیے تھے۔ راہ میں جب بھوک لگتی تو اسمیں سے کھالیتے۔ جب دریا کے کنارے جا کر اترے تو پانی کی چھینٹ مچھلی پر پڑتے ہی اللہ کی قدرت سے وہ زندہ ہو گئی۔ جو لوگ کہتے ہیں وہ پہلے ہی سے زندہ تھی انکا قول غلط ہے وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے منکر ہیں۔ (فائدہ ستاریہ) بخاری کتاب الانبیاء و کتاب التفسیر میں ابی بن کعبؓ سے ہے

جسکا خلاصہ یہ ہے۔ حضرت ابی بن کعبؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہو کر بنی اسرائیل میں خطبہ دے رہے تھے۔ آپ سے سوال ہوا کہ سب سے بڑا عالم کون ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ میں ہوں۔ پر یہ نہ فرمایا کہ اللہ جانے۔ اسلئے اللہ کو یہ کلام ناپسند آیا اور بذریعۂ وحی حکم ہوا کہ مجمع البحرین میں ہمارا ایک نیک بندہ ہے جو تجھ سے بھی زیادہ عالم ہے۔ اس پر حضرت موسیٰؑ نے کہا اے پروردگار! میں اس تک کیسے پہنچوں؟ حکم ہوا کہ اپنے ساتھ ایک مچھلی رکھ لو جہاں وہ مچھلی گم ہو جائے وہیں وہ مل جائیں گے۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ اپنے ساتھی یوشع بن نون کو لیکر چلے۔ پتھر کے پاس پہنچ کر دو گھڑی سو رہے۔ مچھلی توشہ دان میں سے نکل کر سمندر میں ایسی گئی جیسے کوئی سرنگ لگا کر زمین میں اتر گیا ہو۔ حضرت موسیٰؑ جب جاگے تو آپ کے ساتھی یہ ذکر کرنا بھول گئے اور وہاں سے چل پڑے۔ دن پورا ہونے کے بعد رات بھر چلتے رہے۔ صبح حضرت موسیٰؑ کو تکان اور بھوک معلوم ہوئی۔ اب آپ نے اپنے ساتھی سے کھانا مانگا اور تکلیف بیان کی۔ اسوقت آپکے ساتھی کو مچھلی کا نکل جانا اور سمندر میں سرنگ جیسا راستہ بن جانا یاد آیا اور آپ سے ذکر کیا۔ حضرت موسیٰؑ بولے کہ اسی کی تو تلاش تھی چنانچہ دونوں واپس لوٹے۔ اس پتھر کے پاس پہنچے۔ دیکھا کہ ایک صاحب کپڑے میں لپٹے ہوئے بیٹھے ہیں۔ آپ نے سلام کیا۔ انہوں نے کہا تعجب ہے اس سرزمین میں یہ سلام کہاں؟ آپ نے فرمایا میں موسیٰؑ ہوں۔ انھوں نے پوچھا کیا بنی اسرائیل کے موسیٰؑ؟ آپ نے فرمایا ہاں اور میں اسلئے آیا ہوں کہ آپ مجھے وہ سکھلائیں جو بھلائی آپکو اللہ کی طرف سے سکھلائی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا اے موسیٰؑ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے اسلئے کہ مجھے جو علم ہے وہ آپکو نہیں اور آپ کو جو علم ہے وہ مجھے نہیں اللہ تعالیٰ نے دونوں کو جدا جدا علم عطا کر رکھا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا میں آپکے ساتھ صبر کرونگا اور انشاء اللہ نافرمانی نہ کرونگا۔ حضرت خضرؑ نے فرمایا اچھا اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو مجھ سے کسی بات کا سوال نہ کرنا جب تک کہ میں خود ہی تمکو اسکی بابت خبردار نہ کروں۔ اتنی باتیں کر کے دونوں ساتھ چلے دریا کے کنارے ایک کشتی تھی انسے اپنے ساتھ لیجانے کی بات چیت کرنے لگے۔ انھوں نے حضرت خضرؑ کو پہچان لیا اور بغیر کرایہ ہی دونوں کو سوار کر لیا۔ کچھ ہی دور چلے ہونگے کہ حضرت موسیٰؑ نے دیکھا کہ خضرؑ چپ چاپ کشتی کے تختے کلہاڑی سے توڑ رہے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا یہ کیا؟ ان لوگوں نے تو ہمارے ساتھ احسان کیا کہ بغیر کرایہ کے کشتی میں سوار کر لیا اور آپ اس کے تختے توڑنے شروع کر دیئے جس سے تمام کشتی والے ڈوب جائیں۔ اس وقت حضرت خضرؑ نے فرمایا دیکھو میں تم سے پہلے کہتا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے۔ حضرت موسیٰؑ معذرت کرنے لگے کہ خطا ہو گئی کہ بھولے سے پوچھ بیٹھا معاف فرمائیے سختی نہ کیجئے۔ حضورؐ فرماتے ہیں واقعی یہ پہلی غلطی بھول سے تھی۔ فرماتے ہیں کہ کشتی کے تختے پر ایک چڑیا آ بیٹھی اور سمندر میں چونچ ڈال کر پانی لیکر اڑ گئی۔ اس وقت (باقی اگلے صفحہ پر)

★ سے حال ہے اور جائز ہے کہ اتخذ کے متعلق ہو۔ ھ فی البحر عجبا۔ عجبا صفت ہے مصدر محذوف کی والتقدیر واتخذ سبیلہ فی البحر اتخاذا عجبا۔
له ذلک ما کنا نبغ۔ نبغ معنی میں ہے نطلب کے۔ یہ اصل میں نبغی تھا نبغ جو کہ یے کا کسرہ حذف یا پر دلالت کرتا ہے اسلئے یہ تخفیفاً حذف ہوگئی۔ ۵ فارتدا علی
آثارھما قصصا۔ قصصا مصدر ہے موضع حال میں والمعنی رجعا علی آثارھما مقتصین آثارھما۔

وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿٦٥﴾ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى

اور سکھایا تھا ہم نے اسکو اپنے پاس سے علم ۔ کہا واسطے اسکے موسیٰ نے کیا پیروی کروں میں تیری اوپر اسکے

پاس سے علم عطا کیا تھا ۔ موسیٰ نے اس سے کہا ۔ کہ کیا میں آپ کے پیچھے ہو لوں

اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿٦٦﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ

[illegible]

[illegible]

صَبْرًا ﴿٦٧﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿٦٨﴾ قَالَ سَتَجِدُنِىْٓ

[illegible]

[illegible]

اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِىْ لَكَ اَمْرًا ﴿٦٩﴾ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِىْ

[illegible]

[illegible]

فَلَا تَسْئَلْنِىْ عَنْ شَىْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٧٠﴾ فَانْطَلَقَا ۣ وقفہ

[illegible]

[illegible]

حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِى السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ؕ قَالَ اَخَرَقْتَهَا

[illegible]

[illegible]

لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا ﴿٧١﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ

[illegible]

[illegible]

اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا ﴿٧٢﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِىْ بِمَا

[illegible]

[illegible]

نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِىْ مِنْ اَمْرِىْ عُسْرًا ﴿٧٣﴾ فَانْطَلَقَا ۣ وقفہ

[illegible]

[illegible]

حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ

[illegible]

[illegible]

بِغَيْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُّكْرًا ﴿٧٤﴾

[illegible]

قتل کر ڈالا ہے آپ نے بہت برا کام کیا ہے

حل لغات۔

[illegible] ★

(پچھلے صفحہ کا بقیہ) حضرت خضرؑ نے حضرت موسٰیؑ سے فرمایا میرے اور تیرے علم نے اللہ کے علم میں سے اتنا ہی لیا ہے جتنا پانی اس سمندر میں سے اس چڑیا کی چونچ نے کم کیا ہے۔ اب کشتی کنارے لگی اور ساحل پر دونوں چلنے لگے۔ حضرت خضرؑ کی نگاہ چند کھیلتے ہوئے بچوں پر پڑی ان میں سے ایک بچے کا سر پکڑ کر حضرت خضر علیہ السلام نے اس زور سے گردن کو جھٹکا دیا کہ اس بچے کی جان نکل گئی۔ حضرت موسٰیؑ یہ دیکھ کر گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ آپ نے اس بچہ کو ناحق مار ڈالا۔ آپ نے بہت ہی برا کام کیا۔ حضرت خضرؑ نے فرمایا دیکھو اسی لئے میں نے کہہ دیا تھا کہ ہماری آپ کی نبھ نہ سکے گی یا سوقت حضرت خضر علیہ السلام نے پہلے سے زیادہ سختی کی۔ حضرت موسٰی علیہ السلام نے فرمایا اچھا اب اگر کوئی سوال کر بیٹھوں تو بیشک آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھئے گا یقیناً اب آپ معذور ہونگے چنانچہ پھر دونوں ساتھ چلے اور ایک بستی والوں کے پاس پہنچ گئے کھانا مانگا مگر انھوں نے انکی مہمانداری سے صاف انکار کر دیا۔ وہیں ایک دیوار دیکھی جو جھک گئی تھی اور گرنے کے بالکل قریب تھی حضرت خضرؑ نے اُسے ہاتھ لگا کر درست کر دیا حضرت موسٰیؑ سے اب پھر خاموش نہ رہا گیا اور بول اٹھے کہ حضرت خیال فرمایئے کہ ان بے مروت لوگوں کی دیوار کو آپنے بغیر اجرت لئے ٹھیک کر دیا اور ہم لوگوں نے انسے کھانا طلب کیا انھوں نے انکار کر دیا۔ یہ سنکر حضرت خضرؑ نے فرمایا اب مجھ میں اور تجھ میں یقیناً جدائی کا وقت آگیا۔ اب میں تمکو ان کاموں کی اصلیت بتا دونگا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش حضرت موسٰیؑ صبر سے کام لیتے تو ان دونوں کی اور بھی بہت سی باتیں ہمارے سامنے آتیں۔ یہ حدیث بخاری شریف میں ہے اور دوسری کی مروی ہے کہ جس پتھر کے پاس حضرت موسٰی علیہ السلام رکے تھے وہیں ایک چشمہ تھا جسکا نام نہر حیات تھا اسکا پانی جس چیز کو لگ جاتا وہ زندہ ہو جاتی تھی ـــــ حضرت موسٰی علیہ السلام کی نظر شریعت کے احکام ظاہر پر تھی اور اسی بنا پر وہ اعتراضات کر رہے تھے مگر حضرت خضر علیہ السلام کو اللہ نے بذریعہ وحی حقیقت الامر سے بھی آگاہ کر دیا تھا۔ اسی کے مطابق ان کا عمل تھا۔ اسلام ظاہر احکام شرع ہی کا نام ہے حقیقت امر کو اللہ کے حوالہ کرنا چاہئے اور حقیقت جو بھی ہو وہ شریعت ظاہرہ کے خلاف نہیں ہو سکتی۔ جو لوگ شریعت اور طریقت کو علیحدہ علیحدہ بتاتے ہیں وہ غلطی پر ہیں (راز)

فوائد صفحہ ہذا

ف اس آیت میں بندہ فرمایا۔ وہ بندہ خضرؑ تھا۔ مل کر سبب پوچھا آنے کا۔ موسٰی علیہ السلام نے سبب بتایا۔ خضرؑ نے کہا کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے تربیت فرمائی۔ یہ بات یوں ہے کہ اللہ کا ایک علم مجھ کو ہے تم کو نہیں اور ایک تم کو ہے مجھ کو نہیں۔ ایک چڑیا دکھائی دی دریا میں سے پانی پیتی، کہا سارا علم سب خلق کا اللہ کے علم میں سے اتنا ہے جتنا دریا میں سے چڑیا کے منہ میں (موضح) بعض لوگ خضر علیہ السلام کو عالم الغیب سمجھ کر کشتیوں اور جہازوں میں طوفان کے وقت مدد اور خلاصی کے لئے اُن کو پکارتے ہیں یہ صریحاً شرک ہے۔ ایسا شرک تو کفار مکہ بھی نہ کرتے تھے۔ وہ بھی ایسے وقت خالص اللہ کو پکارتے تھے۔ خضر علیہ السلام کو جو علم اللہ تعالیٰ نے دیا تھا وہ اُسی کو جانتے تھے۔ اس علم کے سوا اور علم یا اللہ کی صفات میں کسی طرح کی شرکت ان کو نہ تھی غیب کا عالم صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کو کوئی نہیں بتاتا۔ جس کو وہ بتائے اسے عالم الغیب نہیں کہہ سکتے، وہ تو جاننے میں خود اللہ کا محتاج ہے۔

ف موسٰی علیہ السلام نے اس سوال میں بہت ادب و ملاطفت کیا ہے، متعلم کو عالم سے اس طرح کا سوال کرنا زیبا ہوتا ہے لیکن اس میں کچھ دلیل اس بات پر نہیں ہے کہ خضر علیہ السلام افضل تھے موسٰی علیہ السلام سے کیونکہ کبھی مفضول فاضل سے اخذ کرتا ہے اور کبھی فاضل مفضول سے لیتا ہے جب کہ ایک ان میں کا مختص ہوتا ہے ساتھ ایسے علم کے جسکو دوسرا نہیں جانتا ہے۔ اس جگہ بعض اقوام گمراہ کے اقدام لغزش کر گئے، کہنے لگے کہ ولی فاضل ہے نبی پر کیونکہ موسٰی علیہ السلام کو حکم ہوا کہ خضرؑ سے علم سیکھیں، موسٰیؑ نبی تھے اور خضرؑ ولی تھے۔ سو یہ قول کفر جلی اور صریح گمراہی ہے۔ (تفسیر فتح البیان)

ف جب اس ناؤ پر چڑھنے لگے ناؤ والوں نے خضرؑ کو پہچانکر مفت چڑھا لیا اس احسان کے بدلے نقصان اور عیب لگا۔۔ لیکن کنارے کے قریب پہنچکر توڑی۔ لوگ نہ ڈوبے۔ توڑی یہ کہ ایک تختہ نکال ڈالا۔ (موضح)

ف صحیح مسلم میں ہے یہ لڑکا اگر جوان ہوتا تو اپنے ماں باپ پر براہ سرکشی و کفر غالب آتا۔ خضر علیہ السلام کی حیات میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ صحیح مذہب اہلحدیث کا ہے کہ وہ زندہ نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ جو لوگ زندہ کہتے ہیں جیسے بعض عباد اور یہود و نصاریٰ وغیرہ وہ غلطی پر ہیں۔ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ آج جو لوگ زمین پر موجود ہیں سو برس کے بعد ان میں سے کوئی زندہ نہ رہے گا۔ (فائدہ ستاریہ)

سلہ حَتّٰٓی اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا۔ غلام بالضم صغیر السن بچہ لڑکا تصغیر غلیم۔ جمع غلمان اغلمہ جمع کثرة اصطلاح میں بھی غلام کا اطلاق جوان بالغ پر بھی ہوتا ہے کیونکہ غلام لیا گیا ہے اغتلام سے اور اغتلام کہتے ہیں شدت شبق کو اور یہ کامل جوان ہی میں پائی جاتی ہے۔ سلہ نَفْسًا زَكِيَّةً۔ زکیہ اور زاکیہ دونوں کے معنے ہیں طاہرہ یعنی پاک نفس مگر بعض اہل لغت دونوں میں فرق کرتے ہیں اور کہتے ہیں زاکیہ وہ جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔ اور زکیہ وہ جس نے گناہ کر کے توبہ کر لی ہو۔

سلہ شَیْئًا نُکْرًا۔ نکر وہ چیز جس سے عقول انکار کریں اور نفوس کو نفرت ہو۔ یہ امر سے ابلغ ہے۔

جلد اوّل

پارہ ۱ تا پارہ ۱۵

پر اختتام پذیر ہوئی

پارہ ۱۶ تا پارہ ۳۰

کیلئے

جلد دوئم

دیکھئے

تزئین وطباعت

کفایت پرنٹرز

شاہراہ لیاقت، نزد فریئر مارکیٹ ۔ کراچی

فون نمبر : ۷۷۲۳۰۲۱

ملنے کا پتہ

مکتبہ اشاعت الکتاب و السُّنّۃ

پرنس روڈ لے ایم نمبلر ۔ کراچی

لاہور اور پنجاب کے دیگر شہروں میں

کفایت اکیڈمی KIFAYAT

۵۔ میاں مارکیٹ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور